طلسم ہوشربا

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

ان طلسم ہوشربا سے ملتا ہے یعنی جلد مذکور میں یہانتک بیان ہوا ہے کہ صاحبقران ثانی مع ایکسو … کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوے ہین اور بدیع الملک کو لقب صاحبقرانی اور اپنا دنگل مرحمت … انتظام جادو کے ہدایت کی ہے چنانچہ اس دفتر کی جلد اول و دوم مین وہ سب حالات مرقوم ہو چکے ہین

اب اس جلد مین سلسلۂ سخن اس عنوان سے آغاز کیا گیا ہے کہ

… طاق کو بعد رہا کرنے عیارون کے نذر زنبیل کر کے دربار سمندر شاہ سے طرف صحرا کے وہان پہونچکر … عیارون کو انکا ایک سمت کو روانہ ہونا ادھر خواجہ کا ملکہ ایوان کو زنبیل سے نکالکر کمند آصفاسے باندھکر … حقیقت خدا بیان کرنا اسکا بعد گفتگوے بسیار مطیع اسلام ہونا اور خواجہ سے رخصت ہوکر اپنے مقام کیطرف جانا خواجہ … سے کہکر دریاے سحر شانا ایوان کا سب سرداروں کو رہا کرنا جو کہ دریاے سحر مین قید تھے صاحبقران کا اسم اعظم … لینا صاحبقران کا ہوش مین آنا سب کا خوش ہونا بادشاہ کا حکم جشن دینا سمندر کا برہم ہوکر خود براے مقابلہ آنا … جنگ … استاد سمندر کا قتل ہونا اور سمندریہ کا فتح ہونا مع دیگر داستانہاے متعلقہ جنگی رنگین بیانی و خوش مقالی دیکھنے سے …

جلد سوم

… بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل بوستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیوا زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب الحکم رئیس عالی وقار ملک التجار گوہر مروت قدر شناس علم و ہنر جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع کے باعانت مولوی محمد اسمعیل صاحب اثر زبان اردو مین تصنیف کیا

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بحسن و خوبی طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۴ع

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کو
مطلوب ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے
کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیل پیج کے
آن مین بعض کتب قصہ جات نثر و نظم اردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتب
بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا مزید ذریعہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
قصہ جات نثر		۱۴- طلسم ہوشربا - جلد پنجم
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ترتیب		۱۵- " جلد ششم
تزئین آٹھ دفترون مین ہے جسکو ابوالفیض فیضی		۱۶- " جلد ہفتم
فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی		۱۷- بقیۂ طلسم ہوشربا - جلد اول
تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف		منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر
کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین		۱۸- ایضاً جلد دوم -
داستان گویون کے حسن بیان سے اس		۱۹- صندلی نامہ - دفتر ششم
زبان یادگار زمانہ رہی چونکہ نسخے نایاب		۲۰- تورج نامہ - جلد اول دفتر ہفتم
تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو مین		داستان امیر حمزہ -
ہوجاے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر		۲۱- " جلد دوم
اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا		۲۲- لعل نامہ - جلد اول دفتر ہشتم
جسکی قیمت درج ذیل ہے -		۲۳- " جلد دوم
۱- نوشیروان نامہ - جلد اول	[illegible]	طلسم فتنۂ نور افشان - جلد اول جسکی
۲- " جلد دوم	[illegible]	خوبی دلکشی کی ملاحظہ پر موقوف ہے -
۳- ہرمز نامہ - متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم	[illegible]	۲- " جلد دوم
۴- ہومان نامہ - "	[illegible]	۳- " جلد سوم
۵- کوچک باختر	[illegible]	ایضاً کامل جلد یکشت ہر سہ جلد کے
۶- بالا باختر	[illegible]	طلسم ہفت پیکر مصنفہ منشی احمد حسین
۷- ایرج نامہ - جلد اول	[illegible]	صاحب متخلص بہ قمر - جلد اول
۸- " جلد دوم	[illegible]	۲- " جلد دوم
۹- طلسم ہوشربا - جلد اول	[illegible]	۳- " جلد سوم
۱۰- " جلد دوم	[illegible]	طلسم خیال سکندری - جلد اول مصنفہ
۱۱- " جلد سوم	[illegible]	منشی احمد حسین قمر -
۱۲- " جلد چہارم	[illegible]	ایضاً جلد دوم
۱۳- " جلد پنجم کا حصہ اول -	[illegible]	ایضاً جلد سوم

دفتر آفتاب شجاعت

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہشتم لعل نامہ سے ملتا ہے یعنی جلد مذکور میں یہانتک بیان ہوا ہے کہ صاحبقران ثانی مع اکیس و چالیس سرداروں کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے ہیں اور بدیع الملک کو لقب صاحبقرانی اور اپنا دنگل عطا فرماکر واسطے قتل آئینہ اندام جادو کے ہدایت کی ہے چنانچہ اس دفتر کی جلد اول و دوم میں وہ سب حالات مرقوم ہو چکے ہیں

اب اس جلد میں سلسلۂ سخن اس عنوان سے آغاز کیا گیا ہے کہ

لیجانا خواجہ کا ایوان خطائی کو بعد رہا کرنے عیاروں کے نذر زنبیل کرکے دربار سمندر شاہ سے طرف صحرا کے وہاں پہونچکر رہا کرنا سب عیاروں کو انکا ایک سمت کو روانہ ہونا ادھر خواجہ کا ملکا ایوان کو زنبیل سے نکالکر کنہ صفات باری تعالی و وحدانیت خدا بیان کرنا اسکا بعد گفتگو بسیار مطیع اسلام ہونا اور خواجہ سے رخصت ہوکر اپنے مقام کیطرف جانا خواجہ کا اس سے کہکر دریائے سرشانا ایوان کا سب سرداروں کو رہا کرنا جو کہ دریائے سو میں قید تھے صاحبقران کا اسم اعظم کہو دینا صاحبقران کا ہوش میں آنا سب کا خوش ہونا بادشاہ کا حکم جشن و بنا سمندر کا برہم ہوکر خود برائے مقابلہ آنا اور جنگ نا عشاق استاد سمندر کا قتل ہونا اور سمندر کا فتح ہونا مع دیگر داستانہائے ستطرفہ جنکی رنگین بیانی و خوش مقالی کیفیت پیدا

جلد سوم

جسکو بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل بوستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیوا زبان جناب شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب الحکم رئیس عالی وقار ملک التجار گوہر فروش قدرشناس علم و ہنر جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع کے باعانت مولوی محمد اسمعیل صاحب نثر زبان اردو میں تصنیف کیا

بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن خوبی طبع ہوئی

سنہ [illegible]ء

حمد و ثنا سزاوار ہی اُس خالق برحق کو کہ جس نے اس طلسم جہان کو خلق فرمایا اور طرح طرح کے غرائبات و
عجائبات و نادرات خلق فرمائے انسان کو ایک قطرۂ نجس سے خلق کیا اور کیا کیا عجائبات اُسمین پیدا کیے کہ جن کے
دریافت مین عقل کو حیرانی ہی اس جہان کا عجب کارخانہ ہی جو چیز ہی اُس سے صنعت خالق ہویدا اور ظہور ہی وہ
خالق سب کا مالک ہی اُسکی کنہ ذات کے دریافت مین انبیا و اوصیا عاجز رہے اور تمامی کلمۂ عجز زبان پر لائے اور
اُسکی صفت و ثنا کرتے رہے وہ خالق یکتا کہ جسکا کوئی ہمتا نہین ہی وہ وحدہ لاشریک لہ ہی اُسنے اپنے
بندون کے لیے کیا کیا اشیاے نادرات پیدا کیے یہ اُسکی قدرت ہی کہ کبھی شام ہی اور کبھی پردۂ شب سے
روز روشن پیدا ہوتا ہی شب بہر آسایش و آرام خلق فرمائی اور دن براے ضرورت ذریعی خلق کیا اسی طور سے
اور بہت سے اس دہر کے غرائبات ہین کہ جن کے دریافت مین عقل بالکل بیکار ہی اسی سے اُسکی ذات
کا ثبوت ہوتا ہی کہ کوئی ان سب کا پیدا کرنے والا ہی وہ اپنے بندون پر مثل والدین کے شفقت کرتا ہی بلکہ
اُس سے زیادہ یہ اُسکی قدرت ہی کہ اُسنے ہماری ہدایت کے واسطے نبی خلق فرمائے اور اپنی خالقی اور یکتائی
کے ثبوت کے لیے اُسنے فرمایا کہ تم ہمارے بندون پر یہ ظاہر کرو کہ کوئی تمہارا پیدا کرنے والا ہی اور انکو راہ
نیک بتاؤ تاکہ وہ ضلالت کو ترک کرین اور میری طرف رجوع کرین اُسنے اپنی قدرت سے بہشت و دوزخ خلق
کی اور نبی سے کہا کہ تم میرے بندون کو یہ ہدایت کرو کہ اُس امر کا وعدہ کرو کہ اگر تم راہ راست اختیار کروگے
تو تم کو اُسکے انعام مین بہشت کی سیر نصیب ہوگی ورنہ برخلاف اسکے اگر ضلالت مین مبتلا ہوگے تو سزا
ملیگی ان انبیا و اوصیا نے طلسم جہان مین اکر علم ہدایت بلند کیا اُسکی وحدانیت کے ثبوت مین کوشش
کی بندون کو اُسکی طرف رجوع کیا جو جو تکالیف انکو اس امر کے رواج دینے مین پہونچین ان سب کی برداشت
کی اُس سبب سے اُسکے حضور سے انکو مرتبہ اعلیٰ ملا پس ثابت ہوا کہ اُسکی نعمات اور رزق کا کوئی
شکریہ ادا نہین کرسکتا ہی ہم کیا ہین جب کہ نبی و وصی بھی عاجز رہے کہ جن کو اُسنے وہ مرتبے عطا فرمائے کہ جنکے
دیکھنے سے انکا شکر کرتے نہین بن آتا اُسنے اپنی قدرت سے ہمارے لیے وہ نبی خلق کیا کہ جو سب سے افضل و اعلیٰ
تھا اُسکو خاتم المرسلین کا خطاب عطا فرمایا اُسکی شان مین یہ فرمایا کہ لولاک لما خلقت الافلاک اُسکو اپنا
حبیب مقرر کیا اور اس عالم دہر کی اُسکے قبضۂ قدرت مین دی ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ

وسلم نے کلید فطانت سے اسرار اس طلسم کے ہم سب پر ظاہر کیے اور ہم کو راہ نیک بتائی اُنکو وصی بھی ایسا مرحمت کیا کہ جو تمام خلق سے افضل ہی اُسکا کوئی ہمتا نہین ہی اُنسے اپنی تیغ سے تمام عالم سے ظلمت کفر کو برطرف کیا اور دین نبی کے رواج دینے مین کوشش کی جو نبی و علی کے اُنکی اولاد امجاد یکے بعد دیگرے جانشین ہوتی آئی یہان تک کہ گیارہ امام اور ہم کو عطا فرمائے جو کہ نسل مین نبی و علی کے تھے اُنھون نے بھی دین اسلام کے قائم رکھنے کی کوشش کی اور حرمت اسلام کو باقی رکھا کہان تک اب اُس خالق کی صفت و ثنا کی جائے کہ جس نے اپنے بندون کے لیے یہ نعمات خلق فرمائے کہ جنکا شکریہ ادا نہین ہو سکتا ہی جنکے بیان اور تعریف مین زبان انسانی کو عجز ہے اشہب قلم کو میدان حمد و ثنا مین دوڑنے کی طاقت نہین ہی وہ بھی عاجز ہی بھلا کون ایسے خالق کی صفت کر سکتا ہی جو کہ ہمتا ہی اور اُسکا کوئی شریک نہین ہی وہ وحدہٗ لاشریک لہ ہی بس اب مین عنان اشہب قلم کو طرف میدان نعت کے پھیرتا ہون اور اُسکی حمد و ثنا کو ان ابیات پر ختم کرتا ہون ابیات

دلا کر حمد و تعریف اس خدا کی
کبھی ہے صبح گہ شام سیہ رو
کوئی ہے وصل سے جانان کے دلشاد
صدا سے نغمۂ بلبل عیان ہے
کسی کو دیکھتے ہین صاحب تاج
گلی کی بھر مین جو دیکھا ہے فقیری
کوئی کیا جانے اُسکی مصلحت کو

طلسم دہر کی جس نے بنا کی
دگرگون کیون نہ ہو رنگ زمانہ
کسی لب پر شب ہجران مین ہے یا رب
کبھی دیکھا خزان دیدہ ہے گلشن
کوئی نان شبینہ کو ہے محتاج
یہ سب ہے اُسکی قدرت کا تماشا
کہ لازم ہے صفت حضرت کی کہنا

عطا کی اُس نے نیرنگی جہان کو
طلسمی ہے جہان کا کارخانہ
کبھی دیکھا تو فصل گل عیان ہے
لب بلبل پہ ہے فریاد و شیون
ابھی حاصل کسی کو ہے امیری
وہی یہ کھیل ہے سارے دکھاتا

اگر چاہیں نعت سرور کائنات و مفخر موجودات شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین جناب محمد مصطفی احمد مجتبی صلی اللہ علیہ و آلہ الطاہرین اجمعین
مین یون بلبل خامہ نغمہ زن ہوتی ہے بموجب اشعار

حبیب کبریا سرور دارین
ہوئے ہے خلق یہ چرخ مقوس
شہ لولاک و مختار دو عالم
ہوئی عرش برین کی زینت و زیب
جناب مالک و جبریل و رضوان
بتون نے بھی پڑھا حضرت کا کلمہ
نشان کفر دنیا سے مٹایا
پدر سے بھی سوا ہے اک پہ شفقت

شہ جن و بشر مختار کونین
شفیع المذنبین شاہ رسولان
معظم از ہمہ عالم و آدم
نسیم فیض حضرت سے ہرا ہے
قسیم نار و خلد و حور و غلمان
طلسم کفر کو دم بھر مین توڑا
بتون کو کلمۂ حق بھی سکھایا
درود اب بھیج کر پڑھ ہر اک آن

ہوئی آپ کی جو ذات اقدس
جناب مصطفی محبوب یزدان
شب معراج مین حضرت کی نعلین
بہار افزا ہوا ہے باغ ایمان
خدا نے آپ کو بخشا وہ رتبہ
ہدایت سے حضور نے ہو دین کفر چھوڑا
جہان کے واسطے رحمت ہے حضرت
کرو تم مدح شاہ مردان

زمزمہ سنجی عندلیب قلم در گلستان منقبت جناب امیر المومنین مظہر العجائب و مظہر الغرائب مولانا و مقتدانا حضرت علی ابن ابی طالب صلواۃ اللہ علیہ بموجب اشعار

زبان کو آب کوثر سے مین دھو کر
علی ہی نے در خیبر اکھاڑا
قدم حضرت نے رکھے دوش نبی پر

کرون تحریر اس جا وصف حیدر
علی کے زور کا سکہ ہے جاری
علی کا نعرہ ہے اللہ اکبر

علی نے مرحب و حارث کو مارا
کہ جس نے کفر کی بستی اجاڑی
وزیر نائب حق شاہ مردان

خیال رہیگا یہ عرض کرکے اور رخصت ہوکر اپنے مکان پر آیا اور فکر کرنے لگا کہ کیونکر اس نامۂ نامی کو تصنیف کروں کہ اسوقت تو خدائے کریم کی ذات پر تکیہ کرکے اقرار کر لیا تھا مگر بڑی دقت ہوئی چونکہ اُسکے پھر وسیہ پر اس امر کا اقرار کیا تھا اُس نے اپنے فضل وکرم سے آسان کیا بموجب شعر ہیچ مشکلے نیست کہ آسان نشود مرد باید کہ ہراسان نشود ایک طریقہ جدید خیال مین آیا فوراً حسب الارشاد فیض بنیاد قدردان ہنرمندان قدر شناس دانش وران صدرنشین ایوان جاہ وجلال صاحب فضل وکمال گوہر درج سخا اختر آسمان وفا صدف بحر عطا مخزن جود دہر ثانی حاتم فریدون مرتبت دارا حشمت عالی منزلت ہو جسکی

اختر برج عظمت و اجلال
داور کشور سخندانی
آفتاب سپہر جود و سخا

گوہر درج دولت و اقبال
مصلح انوری وخاقانی
داور کشور وفا و حیا

زینت بخش چار بالش عزت و رونق افزائے بساط دانش عالی جناب معلی القاب دام اقبالہ دو الاحتشام خصوصاً پرور کرم گستر جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ و اجلالہ قلم اٹھا کر تحریر کرنا شروع کیا فضل وکرم خداوند جلیل سے دو جلدین تحریر کرکے حاضر خدمت کین جن کو منشی صاحب موصوف نے طبع فرماکر شایع فرمایا یقین ہے کہ نظر کیمیا اثر ناظرین سے گذری ہونگی اور جو مقامات اس حقیر نے اپنی عقل سے لکھے انکو ناظرین نے پسند فرمایا ہوگا اب یہ جلد سوم دفتر آفتاب شجاعت بایماے آنجناب بطرز جدید لکھنا اغاز کی تاکہ یہ دفتر بھی تمام ہو یعنی رحمت ذوالجلال شامل چاہیے تاکہ یہ جلد سوم بھی اختتام کو پہونچے اور جو جو مقامات وعجائبات کہ مجکو تسخیر کرنا ہین وہ اسمین تحریر کرونگا فضل خدا شامل حال ہونا چاہیے تاکہ یہ نامۂ نامی اور فسانۂ گرامی اپنی مراد کو پہونچے اور لباس طبع سے مزین ہووے مین نے جو جو مقامات کہ رہ گئے ہین وہ اسمین بطرز نو تحریر کیے ہین امید ہے خداوند کریم سے کہ یہ شاہد رعنائی و دلبر زیبائی و دلربائی دل مشتاقان بہزاران کرشمہ وناز اپنا جلوہ دکھاکر اشتیاق افزاے ہر پیر وجوان ہو اور ناظرین نکتہ بین پسند فرمائین اور مجکو خلعت تحسین و آفرین سے ازہر نو سرفراز فرمادین التماس ضروری خدمت ناظرین والا تمکین مین یہ ہے کہ جب اس نامۂ نامی افسانۂ گرامی کو ملاحظہ کرین تو میری اس عرق ریزی کی داد عطا فرمادین اگر کوئی عیب عبارت مین ہو تو اسکو پردۂ دل مین پوشیدہ فرماکر میری جان فشانی کی داد دین کیونکہ انسان تو سرتا پا خطا سے مرکب ہے مین نے اپنے نزدیک کسی مقام پر اسکو بے ربط نہین ہونے دیا ہے اس گلستان بے موسم خزان مین طرح طرح کے پھول لگائے ہین اس نامہ کو نحش سے پاک رکھا ہے کسی مقام پر حسن وعشق کی تقریر ہے کہین بزم کا ذکر ہے کسی جا سحر کی تیر کلیان ہین کسی مقام پر طلسمات کی عجائبات جہان جنگ وجدل کا ذکر آیا ہے وہان پر تصویر کھینچ کر دکھائی گئی بس مین نے بہت سرگرمی سے اس فسانۂ نو کو تحریر کیا ہے میری خداوند کریم سے یہی دعا ہے کہ پسند ناظرین ہو

آمین یارب العالمین علیہ توکلت وبہ نستعین

آرائش عروس داستان و آغاز بیان این نگارستان بلبل خامہ اس قصہ کو یون آغاز اپنی زبان مین کرتا ہے کہ جانا خواجہ کا ایوان نہ طاقی کو بعد رہا کرنے عیارون کے نذر زنبیل کرکے دربار سمندر شاہ سے طرف صحرا کرکے وہان پہونچ کرنا اور کرنا سب عیارون کو انکا ایک سمت کو روانہ ہونا ادھر خواجہ کا ملکہ ایوان کو زنبیل سے

نکال کر کمند صفا سے باندھ کر وحدانیت خدا کا بیان کرنا اسکا بعد گفتگو کے بسیار
مطیع اسلام ہونا اور خواجہ سے رخصت ہوکر جانا طرف اپنے مقام کے خواجہ کا
اُس سے کہکر دریاے سحر شونا ایوان کا سب سرداروں کو رہا کرنا جو کہ دریاے سحر مین
قید تھے صاحبقران کا اسم اعظم کہولنا صاحبقران کا ہوش مین آنا سب کا خوش ہونا
خواجہ کا مع سرداروں کے بارگاہ مین آنا سب کا خوش ہونا اُن سرداروں کا بھی داخل
بارگاہ ہونا جنکو برق نے عیاری کرکے رہا کیا تھا سب عیاروں کا حاضر ہونا و برق ثانی و
قران ثالث کا اپنی اپنی عیاری روبرو اہل دربار و بادشاہ و صاحبقران کے عرض کرنا بادشاہ
کا خوش ہوکر حکم جشن دینا سامان جشن ہونا اُدھر سمندر شاہ کا بارگاہ گرداب وغیرہ سے یہ
کہکر کہ جب ہم تم کو تحریر کرین اُسوقت مقابلہ کرنا مع سرداروں کے سمندریہ کو جانا وہان
پہونچکر ایک روز آرام کرکے دوسرے دن دربار کرنا اور یہ فکر کرنا کہ کیا تدبیر کی جاے
اُدھر ایوان کا خواجہ سے رخصت ہوکر اپنے مقام پر جانا اور ترک دنیا کرکے
گوشہ نشین ہونا اسکی خبر طائران سحر کا آکر سمندر کو دینا اسکا برہم ہوکر ایک ساحر کو روانہ
کرنا کہ تو جاکر ایوان کو میرے پاس لے آ اُسکا جانا ایوان کا آنا سمندر کا اُس سے بر سر
مقابلہ اہل اسلام کہنا اُسکا انکار کرنا سمندر کا سمجھانا اُسکا نہ قبول نہ کرنا سمندر کا برہم
ہوکر حکم قتل ایوان دینا منادی کا منادی کرنا سب کو معلوم ہونا خواجہ کا اس حال سے آگاہ
ہونا اور عیاری کرکے ایوان کو بچانا سمندر کا برہم ہوکر خود برا مقابلہ آنا اور جنگ
ہونا عنتاق استاد سمندر کا قتل ہونا اور سمندریہ کا فتح ہونا سمندر کا طرف طلسم گنجور سلیمانی
کے فرار کرنا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

ساقی نامہ

مرے ساقی بہت مدت ہوئی ہے
نہ وہ چنگ و رباب و ساز عشرت
کہاں وہ مغبچے رشک پری زاد
نہیں ہے شاہد عشرت ملاقی
کچھ ایسی بیخودی ہے دل پہ چھائی
کہ فصل گل کے پھر آئے ہیں ایام
وہی جلسے ہوں میخانہ سجا ہو
خم مے کی طرح دل جوش میں ہے
شریعت نے کیا تھا مجکو پابند
پہ قسمت میکدے میں کھینچ لائی
لکھوں اب وہ قصہ رنگین و دلکش
ہر اک سطر کہن جوش سراسر
وہ اک حرف کے ہوں شکل ساغر

کہ ترک احباب کی صحبت ہوئی ہے
نہیں اب قلقل مینا کی آواز
کرے زاہد نہیں دیکھے سے فریاد
خزاں دیدہ ہوا عشرت سے گلشن
نہیں معلوم فصل گل کب آئی
رہائی قید توبہ سے ہے پائی
وہی رندوں کا ساقی ہم گھٹا ہو
کروں پھر جشن میں ترتیب عالی
سلاسل سے رہا توبہ کے ہیں بند
مئے رنگین کا دے بھر بھر کے ساغر
کہ جس سے ہو دل ناشاد بھی خوش
لکھے الفاظ ہوں سب اسطرح کے
کہ ہوں سب بادۂ مضمون سے لبریز
زبان کلک سے یوں ہوں گلفشان

نہ وہ جلسہ نہ وہ یاروں کی صحبت
نہیں مہوشوں کا اب اپنے وہ بازار
پڑا ہوں بستر غم پر میں ساقی
عوض نغمے کے ہے بلبل کا شیون
خدا را اب پلا ساقی مجھے جام
مرے پہلو میں وحشت پھر آئی
سجیں میخانہ میں چنگ و دف و نی
دل رنداں ہوا پھر غم سے خالی
ہوئی ہے بعد مدت کے رہائی
دکھاؤں رنگ میں نثر میں آکر
قلم رقصاں ہو وشش کاغذی پر
کہ جیسے رند ہیں محفل میں بیٹھے
عیاں ہوں شاہد معنی نہاں

غزل

کدھر ساقی ہے فصل گل پھر آئی
چمن میں نغمہ زن بلبل پھر آئی
دل پر داغ کی گلچین ہے گیسو
مری کشتی قریب لب تک آئی
ثمر پایا ہے مرے گل کا آنے
نئی تر کے تازہ کہانی

بہار کیف جوش مل پھر آئی
ہوئے ہیں دشمن میں جام خندان
بہار لالہ و سنبل تیسر آئی
شب ہجرت سحر ہوتے نہ پائی
چمن میں پھر طرف بلبل پھر آئی
سخندان وشمن فہم و زمانہ

کھلی ہیں باغ میں عشرت کی کلیاں
صدا مے نوشوں کی بھی قلقل پھر آئی
کدھر ہے کیسہ جریان کا ملاشیم
قدم تک اشک کی بھی کل پھر آئی
کہاں تک ہوگی یہ رنگین بیانی
ہیں آغاز کردہ این فسانہ

باغبانان چمن خیال و گلچینان حدیقۂ مقال مبارزان عرصۂ سخن گستری و شہسواران میدان نکتہ پروری و فارسان مضمار طلاقت و طلاقت شیران نبردگاہ شجاعت محصوران حصار سخندانی پناہ گزینان قلعہ معانی غازیان عرصۂ تحریر و مجادلان قتلگاہ تسطیر و جادوگران صحنہ تقریر و ساحران نبردگاہ تحریر شمشیر مضامین آبدار سے ہمراہ افواج مخالف جہالت کے نبرد آزما ہوتے ہیں تا شکستہ میدان کشتی کو یوں شکست دیتے ہیں اور اس طرح سے اشہب خامہ کو میدان مضامین میں جولان کرتے ہیں کہ جلد دوم میں یہاں تک تحریر ہوا ہے کہ خواجہ مالف یعنی خضران بن عمر ثانی نے خداوند سامری کی عیاری کرکے پہلے اپنے سب عیاروں کو الوان سے کہ نذر زنبیل کیا اسکے بعد الوان کو مع اس کے سرداروں کے یہ فقرہ دے کر نذر زنبیل کیا کہ تم کو سیر بہشت کرادوں چنانچہ وہ تو قید میں آئے ملکہ سمندرو بھی مع اپنے سرداروں کے چلا تھا کہ زحل ستارہ چشم نے سمندر کو خبردار کیا اور اس بلا سے نجات دی چنانچہ خواجہ بعد تھوڑی دیر کے اپنی مسند سے اتر کر بارگاہ سمندر تک چلے تھے بھی بیان

ہو چکا ہی کہ سمندر گرداب شاہ وغیرہ کو سمجھا کر مع زحل اپنے دوست و دیگر سردارون کے طرف
سمندریہ کے روانہ ہوا ہی یہ بھی اُس جلد مین تحریر ہوا ہی کہ جن ساحرون کو برق ثانی نے عیاری
کرکے رہا کیا تھا وہ سب کے سب چند حملے لشکر ایوان پر کرکے اسکو تباہ کرکے اسی عالم مین ایک
طرف کو روانہ ہوے ہین یہان تک تحریر ہوا ہی کہ صاحبقران بسبب فراموش ہو جانے اسم اعظم کے
کے سحر ایوان مین مبتلا ہین انکی حالت بہت خراب ہی نصف سے زیادہ لشکر اسیر سحر ایوان
ہو چکا ہی جو کچھ باقی ہی وہ صاحبقران کے غم مین مبتلا ہی لشکر مین ایک کہرام برپا ہی ناموس مین
تلاطم ہی یہ حال ہی لشکر اسلام کا اب پہلے مین حال خواجہ ثالث کا تحریر کرتا ہون اور خواجہ کے حال
سے اس جلد کو آغاز کرتا ہون ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ خواجہ جو اُس مندھی کے ذریعہ سے دربار
سمندر شاہ سے نکلے اپنے مندھی سے کہا کہ مجھکو فلان صحرا مین پہونچا دے پس وہ مندھی سنسناتا ہوا اُڑ کر
اُس صحرا کی طرف چلی یہان لشکر مین ایک ہلڑ مچ گیا کہ وہ خواجہ ملکہ زیوان کو اسیر کرکے لیے
جاتے ہین کیا کوئی خواجہ کا کچھ نہ کرسکا کیا غضب کے عیار ہین کس دلیری سے عیاری کرتے ہین بھائیو
بڑا غضب ہوا تھا وہ تو بادشاہ کو بھی اسیر کرکے لیے جاتے تھے خیر ہوئی انکے ایک دوست نے آکر
بچا لیا انکو اس حال سے آگاہ کیا جب سب کو معلوم ہوا سب نے سحر کیا کسی کے سحر نے اثر نہ کیا آخر کار
سب عاجز ہوے خواجہ نے اپنی راہ لی دیکھو وہ جاتے ہین بھائیو اتنے دن اور رات مین کئی طیاریان
ہوئین برق ثانی نے عیاری کرکے اپنے سب سردارون کو رہا کیا قران ثالث نے عطارد کو قتل کیا
برق نے لشکر بلا کو تباہ کیا بلکہ وہ چند سردار باقی رہے تھے انکو خواجہ گرفتار کرکے لے گئے ہم سب لوگ
ان عیارون کے ہاتھ سے بہت پریشان ہین کوئی صورت انکے ہاتھ سے مفر کی نظر نہین آتی خداوند تعالیٰ
نے ہمیں لوگون سے سامنا کرایا ہی کہ جن کے افعال ہمارے خیال مین نہین آتے ہین ہم ہر مرتبہ دہوکا
کھاتے ہین دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی ایک نے کہا کہ ہم پر کیا منحصر ہی بادشاہ خود دہوکا کھاتے ہین
تو ہماری کیا اصل ہی ہم کو تو انجام اسکا اچھا نہین معلوم ہوتا ہی ضرور ہم کو شکست ہوگی کیونکہ جو ساحر
ادھر سے ہوتی ہی وہ اول تو خوب اپنا رنگ دکھاتی ہی بعد مین ایسی خراب ہو جاتی ہی کہ کچھ نہین
ہو سکتا ہی یا جو ساحر زبردست ادھر آتا ہی اول تو وہ کر لشکر اسلام کو تباہ کرتا ہی انجام اسکا یہ ہوتا ہی
کہ یا تو کسی ساحر کی ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوا اگر ایسا نہ ہوا تو عیاری کرکے قتل اسکو کیا یا وہ
انکا شریک ہوا ہم تو بھی دو دفعہ دیکھ رہے ہین کہ یا تو قتل ہوے جو کہ مطیع نہ ہوے اور جو شریک
ہوے وہ قتل ہونے سے بچے ہم کو تو اسکا انجام اچھا نہین معلوم ہوتا ہی بس اہل لشکر کفار یا ہم یہ
تقریر کر رہے ہین انکو تو یہان چھوڑا جاتا ہی اب حال خواجہ کا تحریر ہوتا ہی کہ خواجہ کو مندھی نے لاکر
اُس صحرا مین اُتار دیا کہ جسکا انھون نے پتہ دیا تھا کہ اے مندھی مجکو صحرائے وحشت افزا مین پہونچا دے
جو کہ سمندریہ سے شمال کی طرف تھا وہ مقام بہت وحشت افزا ہی وہان اکثر سمندر جا کر سیر کیا کرتا تھا
وہ مقام بہت شاداب اور پر فضا ہی اُسکی وحشت اور وحشت فضا کے سبب سے سمندر نے اُسکا نام
وحشت افزا رکھا تھا اُسکا منتظم ساحر دلکش نامی سمندر کی طرف سے ہی اس صحرا مین ایک
مقام پر رہنے کے لیے ایک مکان سحر تیار کیا ہی اُسمین ہمہ وقت رہتا ہی بہت بڑا ساحر زبردست
ہی چنانچہ اسوقت بیرون بارہ دری کرسی پر بیٹھا ہوا ہی نہ کوئی خادم ہی نہ خدمتگار رکھتا ہی بلکہ
جب سے اسنے سنا ہی کہ خدا پرستون کا لشکر قریب سمندریہ آگیا ہی کئی مقابلہ ہو چکے ہین اُسکے

ہمزاد عیار ہین وہ بڑے غضب کے ہین عیاری کرکے ساحر کو قتل کرتے ہین جسکی چاہتے ہین صورت اُسکی
بن جاتے ہین اُس نے اُس دن سے سب ملازمون کو چھوڑ دیا اور سب کارخانہ سحر کا تیار کیا کہ جس کام کی
ضرورت ہوتی ہی اُس نے چیلے سحر کے تیار کیے ہین اُنکے ذریعے سے کام لیتا ہی اُسپر بھی عیارون کی طرف سے
بے خوف نہین ہی ہمہ وقت ہوشیار رہتا ہی اسوقت سے بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی کہ اسنے دیکھا کہ ایک
غبارہ بالاے آسمان بڑی تیزی سے جاتا ہی اس نے اسکو دیکھکر خیال کیا کہ شاید کوئی ساحر جاتا ہی اسکو
اپنے پاس طلب کرکے کچھ حال جنگ وپیکار کا دریافت کرنا چاہیے بس یہ اپنے دل مین خیال کرکے اسنے
دستک دی کہ ایک پتلا پیدا ہوا اُس نے اُس پتلے سے اشارہ کیا کہ یہ جو غبارہ بالاے آسمان چلا جاتا ہی
اسکو میرے پاس لے آ وہ پتلا سنتے ہی فوراً طرف اُس غبارے کے چلا ناظرین کو معلوم ہو کہ وہ غبارہ
نہ تھا بلکہ وہ سنڈھی تھی جب کہ یہ پتلا قریب پہونچا اسنے آواز دی کہ اے جانے والے ذرا ٹھہر جا تجکو میرے
مالک نے طلب کیا ہی چونکہ جب یہ قریب پہونچا تھا تو اس نے دیکھا کہ اُسمین ایک شخص دبلا پتلا دراز قد
بیٹھا ہوا ہی اسی سبب سے اُس پتلے نے یہ صدا دی تھی جب صدا اُسکی خواجہ کے کان مین پہونچی اور
خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا اور سنڈھی سے کہا کہ اے سنڈھی اسی مقام پر قائم ہوجا سنڈھی قائم ہوگئی خواجہ
نے دیکھا کہ ایک پتلا سحر کا میرے طرف چلا آتا ہی یہ کلمہ اُس پتلے ہی نے کہا ہی کہ اے جانے والے ذرا
ٹھہر جا میرا مالک تجھے طلب کرتا ہی خواجہ نے خیال کیا کہ ضرور یہ کسی کے سحر کا پتلا ہی اُسکی طرف مخاطب
کہا کہ کیا بکتا ہی تو کون ہی اور تیرا مالک کون ہی جو مین ٹھہر جاؤن خداوند سامری کی خدمت مین جاتا ہون
تجکو معلوم نہی ایک ضرورت سے پردۂ دنیا پر بھیجا تھا بہشت سے مین اُس ضرورت سے فراغت کرکے جاتا ہون تو ہوتا
کون ہی میرا روکنے والا جا میرے سامنے سے چلا جا کہین ایسا نہو کہ تجھ پر غضب خداوندی نازل ہو اور
تو دم بھر مین جل کر خاک ہوجائے یہ جو صدا خواجہ نے زور سے دی دلکش جادو نے سُنی چونکہ اب
خواجہ اُسکے قریب پہونچ چکے تھے جب یہ صدا دلکش نے سُنی کہ کوئی یہ کہتا ہی اسکو خیال ہوا کہ تو خود
چل کر دیکھ کہ یہ کون ہی کہین ایسا نہ ہو کہ کوئی بزرگان دین سے ہو یہ پتلا جاکر روکے اُنکو غصہ آئے کوئی
بلا نازل ہو تو بڑی خرابی ہو بس یہ دل مین خیال کرکے سحر کیا کہ پر پیدا ہوے یہ اڑکر طرف اُس غبارے
کے چلا کیونکہ یہ دیکھ چکا تھا کہ پتلا تو وہ تیزی کے ساتھ جا رہا تھا جیسے میرے سحر کا پتلا قریب اُس کے
پہونچا وہ ٹھہر گیا اور یہ صدا آئی اُس غبارے سے یہ اُس صدا کو سنتے ہی تیزی سے پرواز کرکے چلا تھا یہ ابھی پہونچا
نہ تھا کہ پتلے نے آواز دی کہ اے شخص مین تجکو جانے نہ دونگا جب تک میرے مالک کے پاس نہ چلیگا خواجہ
نے کہا کہ کیا تو زبردستی مجکو لیے جائیگا اُسنے کہا کہ ہان خواجہ نے کہا کہ ہم نے دیکھا نہین ہی ہم لوگ غلام ہین
خداوند سامری کے ہم پر کوئی زیادتی نہین کرسکتا ہی تیری کیا اصل ہی تیرے مالک کی تو کچھ حقیقت ہی نہین
تو تو کیا ہی بھلا زبردستی لے تو جا ذرا ہم بھی تو دیکھین خواجہ اس بات کے تو اُستاد ہین کہ کسی کو گرا دینا
ایک ادنا کام ہی بس جیسے خواجہ نے یہ کہا کہ ہم نے دیکھا نہین ہی کہ کوئی زبردستی سے جائے وہ پتلا یہ
کہکر کہ اب دیکھو تو جست کرکے سنڈھی کی طرف چلا دلکش چلا آتا ہی بلند ہوتا ہوا اسنے جو دیکھا کہ میرا پتلا
سنڈھی کی طرف تیزی سے چلا آواز دی کہ اے غلام مت ٹھہر جا مین خود آتا ہون گو پتلے نے یہ صدا سُنی چونکہ
خواجہ گرا چکے تھے یہ کب رُکتا ہی ایک ساعت نہ کی جب تک دلکش پہونچے پہونچے یہ جا پڑا جیسے اسنے
قصد کیا کہ جست کرکے سنڈھی کے اندر جاؤن وہان تدبیر ہوچکی تھی پہلے ہی جیسے در کے اندر پہونچا اُلٹا
لٹک گیا خواجہ نے ہاتھ بڑھا کر اسکو پکڑکر نذر زنبیل کر لیا یہ لاکھ چیخا چلایا کچھ بھی نہ ہوا اتنے عرصے مین دلکش

آگیا وہ ہی خواجہ اُسکو نذر تبدیل کر چکے تھے کہ ولاتش نے دیکھا کہ ایک بیچوبہ ہی اُسکے اندر ایک مرد
بزرگ بیٹھے ہین راوی نے بیان کیا ہی کہ خواجہ نے اتنے عرصہ مین اپنی صورت بدل لی تھی ایک مرد بزرگ
کی صورت پیدا ہو گئے تھے جب اُس نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ بیٹھے ہوے ہین ادھر خواجہ نے دیکھا کہ ایک
ساحر تحسین جوان ہاتھ سر پر رکھے ہوے چلا آتا ہی یہ سنبھل بیٹھے انھون نے فوراً پہچان لیا کہ یہ
پتلا اسی کا تھا کہ وہ جب قریب پہونچا سحر کر کے اُس نے اپنے کو ہوا پر قائم کیا ادھر بالائے ہوا وہ
منڈھی قائم ہی کہ اُس نے اپنے کو قائم کر کے ادھر اُدھر دیکھا جب اپنے پتلے کو نہ پایا تو حیران ہوا
کہ میرا پتلا کیا ہوا بلکہ خاموش ہو رہا چونکہ اسنے اُسکو منڈھی کی طرف جست کرتے دیکھا تھا مگر یہ نہین
دیکھا تھا کہ وہ اندر منڈھی کے جا کر غائب ہو گیا ہی اس نے اس خیال سے خاموشی اختیار کی کہ ان مرد
بزرگ سے دریافت کرلیگا اور اُن مرد بزرگ کا ایسا کچھ رعب غالب تھا کہ کلام نہین کر سکتا ہی خاموش
ہی حیران ہو ہو کر دیکھ رہا ہی جرات کرتا ہی کہ کلام کرون مگر اپنے مین اتنی قوت نہین پاتا ہی کلام کرتے
ہوے خوف آتا ہی جب کچھ عرصہ ہوا تو خود اُن مرد بزرگ نے کہا کہ تو کون ہی اور کیون میری راہ روکے
کھڑا ہی جا جدھر تجھکو جانا ہو میرا ہرج ہوتا ہی مین اپنی طرف جاؤن جب یہ اُس نے سُنا تو کسی قدر دل کڑا
کر کے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ مین آپ کی راہ روکے نہین کھڑا ہون بلکہ اپنے غلام کی تلاش مین آیا ہون مین نے
آپ کو دیکھا کھڑا ہو گیا حیران ہون کہ میرا غلام ابھی یہان تھا وہ کیا ہو گیا یہ سُنتے ہی اُنھون نے ایک
قہقہہ لگایا اور جواب دیا کہ وہ پتلا تیرا غلام تھا تو نے ہم کو اُسکے ذریعہ سے طلب کیا تھا کیا تو نے ہم سے
دریافت نہ کیا تھا کہ ہم کون ہین بدون دریافت کیے پتلے کو روانہ کیا تھا تو نے بڑی غلطی کی بہت بڑا دھوکا
کھایا تجھکو اپنے سحر پر اس قدر غرور ہو رہا ہی کہ ہم غلامان خداوند کے روکنے کو پتلہ ہمارے سحر روانہ کیا تجھکو
لازم تھا کہ پہلے دریافت کر لیا ہوتا کہ یہ کون جاتا ہی پھر اُسکے بعد یہ حرکت کی ہوتی ہم لوگ تو اکثر ادھر سے
آتے جاتے ہین اگر ایسا ہی کیا ہوتا تو کسی صاحب لیاقت کو بھیجا ہوتا کہ وہ ساتھ لیاقت کے تقریر کرتا
اُس نے تو آکر اپنا دباؤ ڈالا یہان نے پہلے اُس سے کہا کہ ہم ضرورت سے جاتے ہین خداوند نے ایک کام کو
بھیجا ہے دنیا پر روانہ کیا تھا ہم تیرے ساتھ نہین چل سکتے ہین اُس نے جواب دیا کہ ہم زبردستی سے
لے جائینگے بھلا پھر ہمارے روبرو کسی کی زبردستی کیا چل سکتی ہی کیونکہ ہم غلامان ساحری ہین جیسی اُسنے
گستاخی کی اُسکی سزا پائی اب اُسکا ملنا نہایت مشکل ہی تجھکو بھی سمجھائے دیتے ہین اور اس وقت تیرے
حال پر رحم کرتے ہین اب کبھی ایسی حرکت بدون سمجھے بوجھے نہ کرنا ورنہ بڑی خرابی ہوگی اس امر کا خیال
رہے کہ ہم لوگ اکثر بہشت سے بضرورت دنیا پر بحکم خداوند آتے ہین اسی راہ سے اب کبھی نہ روکنا ورنہ
پچھتائے گا کسی نہ کسی کے ہاتھ سے سزا پائے گا اگر تو نہ آتا تو مین ضرور جا کر خداوند سے تیری شکایت
کرتا وہ تیرے اوپر عذاب نازل کرتے مگر تیرے آنے سے کچھ تیرے اوپر ترس آگیا اب تو جا اپنے مقام
پر مین خدمت خداوند مین جاتا ہون یہ جو اُس نے سُنا ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ مجھ سے بہت بڑی خطا ہوئی
مین یہ نہ جانتا تھا ورنہ کبھی اس امر کا مرتکب نہ ہوتا معاف فرمایئے اور جو سزا میرے حق مین آپ تجویز
فرمایئے مجھکو اس جرم مین دیجیے اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی خوب کیا کہ آپ نے اُسکو سزا دی وہ بہت
گستاخ تھا در اصل ہم لوگون کی آپ کے روبرو کیا اصل ہی چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ خواجہ
نے جواب دیا کہ ہم نے تیری خطا بدون تیرے کہے معاف کی صرف اس خیال سے کہ تو بالکل ناواقف تھا
اگر کوئی اور ہوتا تو ضرور سزا دیتے اور خداوند سے شکایت کرتے خیر اب تو جو ہوا سو ہوا مگر اب خیال

رکھتا اُس نے جواب دیا کہ ضرور خیال رکھونگا یہ سُنکے خواجہ نے کہا کہ بے تو جا اُس نے کہا کہ مین ایک امر کا امیدوار
ہون اگر قبول فرمایئے خواجہ نے کہا کہ بیان کر اُس نے کانپ کر عرض کیا کہ میری خواہش یہ ہے کہ دو چار
منٹ کے لیے زمین پر تشریف لے چلیے تاکہ مین کچھ آپ کی نذر کرون اور چند اشیا براے خداوند بطور
نذر روانہ کرون تاکہ خداوند میرے اوپر نظر مہربانی و پرورش رکھین اور کچھ خداوند کی بندگی آپکے ذریعہ
کرون یہ جو اُس نے کہا خواجہ نے جواب دیا کہ اس وقت ہم کو مہلت نہین ہے ہم کو عرصہ بہت ہوا ہے خداوند
میرے انتظار مین بیٹھے ہونگے اگر اور عرصہ ہوگا تو خفا ہونگے مجکو یہ خوف ہے کہ کہین میرے اوپر اپنا غضب
نہ نازل کرین اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ بہت عرصہ نہ ہوگا آپ ابھی ابھی تشریف لے جایئے گا
صرف مین آپ کا درشن کرلون بھلا میرا یہ مقدر کہان کہ اب پھر آپ کی زیارت نصیب ہو میرے نزدیک
جیسے آپ کی زیارت ویسے خداوندی کی کیونکہ آپ ہر وقت خدمت خداوند مین تشریف فرما رہتے ہین
مین کچھ آپ کی خدمت کرلون تاکہ میری نجات کا سبب ہو اور بہت کچھ اُس نے اصرار کیا تب تو خواجہ
نے جواب دیا کہ ہم کو بھی تیری خاطر منظور ہے لہذا ہم صرف تیری خاطر سے پھر زمین پر چلتے ہین ورنہ کبھی
نہ چلتے اگر سمندر بھی کہتا تو ہم نہ قبول کرتے مگر چونکہ تیری تقریر نے ہمارے دل پر ایسا اثر کیا ہے کہ ہم کو
قبول کرنا پڑا مگر عرصہ نہ کرنا بہت جلد جو کچھ تجکو دینا ہو دینا تاکہ مین خدمت خداوند مین جلد پہونچ جاؤن
یہ کہکر سنڈھی کی طرف اشارہ کیا کہ زمین پر مجکو پہونچا دے بس سنڈھی طرف زمین کے متوجہ ہوئی اُسکو
اعتقاد اور ہوا پہلے بھی اسکو اعتقاد ہوا تھا کہ یہ کیا امر ہے یہ کیونکر ہوا پر قایم ہے صورت کو دیکھکر یقین
ہو گیا تھا کہ یہ ضرور غلام ہین خداوند سامری کے بہشت سے آئے ہین پس جب سنڈھی زمین کی طرف
چلی یہ بھی عقب مین سنڈھی کے آیا یہان تک کہ سنڈھی زمین پر آکر قایم ہوئی یہ بھی اترا اور ہاتھ جوڑکر کہا
کہ بارہ دری مین تشریف لایئے خواجہ نے کہا کہ مین اسی مقام پر بیٹھا ہون جو کچھ تم کو دینا ہو اور خداوند
کی خدمت مین عرض کرنا ہو کر دو تاکہ مین جاؤن پھر بارہ دری مین کوئی کام نہین ہے اُسنے کہا کہ جہان
آپ نے اس قدر مہربانی فرمائی اتنی پرورش اور فرمایئے میری عزت بڑھایئے خواجہ نے خیال کیا کہ وہان
جانے مین کوئی نقصان نہین ہے کیونکہ میرا فقرہ اسپر اثر کرچکا ہے کہا کہ تم بہت پریشان کرتے ہو اگر مین یہ
جانتا تو کبھی زمین پر نہ آتا آج ضرور میرے اوپر عتاب خداوند نازل ہوگا مگر خیر جو کچھ ہو صرف مجکو اس امر
کا خیال ہے کہ شاید مین یہ حال خداوند سے بیان نکرون وہ فرمائین کہ تم نے اسکی دلشکنی کیون کی اُسکے
پاس کیون گئے اُس کے کہنے پر کیون نہ عمل کیا کیونکہ خداوند اپنے بندون کو بہت عزیز رکھتے ہین ہمیشہ اپنے
بندون کی تعریف فرماتے ہین پس اسی خیال سے مین تیری خاطر کرتا ہون یہ کہکر اُٹھے وہ ایک طرف
کو چلا آپ نے کیا کیا کہ گلیم اوڑھ لی اُسکی نظرون سے غائب ہوگئے وہ حیران ہوا کہ یہ کہان چلے
گئے ادھر اُدھر دیکھنے لگا ادھر خواجہ بارہ دری مین آئے اسکو خوب آراستہ پایا تمام بارہ دری کو
دیکھکر پھر باہر آئے وہ حیران کھڑا تھا کہ یہ کیا ہوا اخیر کرامات ان مین ہے کہ یہ غائب ہوگئے کہ آپ نے
بارہ دری مین سے آواز دی کہ ارے بھائی یہان آؤ مین تو یہان پہونچ گیا تم ابھی تک اسی مقام پر کھڑے ہو
یہ صدا جو اُس نے سُنی پلٹ کر دیکھا کہ وہ مرد بزرگ بارہ دری کے دروازے مین کھڑے ہین پھر تو دیکھکر
وہ اور حیران ہوا دوڑکر آیا قدمون پر گرا بوسہ دیے آنکھون سے لگائے دل مین کہا کہ مین کیا خوش قسمت
تھا کہ ایسے مرد بزرگ سے ملاقات نصیب ہوئی کہ جو چشم زدن کے عرصہ مین تو یہان کھڑا رہا وہ بارہ دری مین
پہونچ گئے مین تلاش کرتا رہا ان سے جس امر کی خواہش ظاہر کرونگا یہ خداوند سے کہکر ضرور اسکو کرا دینگے

کیونکہ یہ ضرور مقربین جلد خداوندی سے ہیں انکے خدمت خداوند میں بڑے مرتبہ معلوم ہوتے ہیں جب تو خداوند نے
انکو ایسی کرامت مرحمت فرمائی ہی کہ جس وقت چاہیں چشم مردم سے پوشیدہ ہو جائیں یہ دل میں خیال
کرکے عرض کیا کہ تشریف لے چلیے پس خواجہ اُس کے ہمراہ بارہ دری میں تشریف لائے اُس نے بڑی
عزت سے مسند پر لاکر بٹھایا اور آپ دست بستہ سامنے کھڑا ہوا خواجہ نے کہا کہ تم بھی بیٹھ جاؤ اُس نے
کہا کہ میری یہ مجال نہیں ہی کہ آپ کے روبرو بیٹھ جاؤں خواجہ نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہیں وہ سلام کرکے
بائیں طرف مسند پر بیٹھ گیا خواجہ نے کہا کہ ہاں جلد بیان کرو کہ تمھاری کیا خواہش ہی اور تم کو کیا
خدمت خداوند میں عرض کرنا ہی اُس نے کہا کہ آپ کو زحمت تو بہت بڑی ہوگی لیکن آپ مہربانی فرماکر
میری طرف سے یہ امر خدمت خداوند میں عرض کر دیجیے گا کہ وہ جو آپ کا بندہ دلکش جادو ہی اور
صحراے وحشت افزا میں سمندر کی طرف سے منتظم ہی اُس نے عرض کیا ہی کہ ای خداوند آپ کے مہربانی
اور پرورش سے مجکو دولت دنیا کی کوئی ضرورت نہیں ہی بہت کچھ میرے پاس ہی مگر دو امرون کی
خواہش ہی ایک تو یہ کہ اگر آپ کی مہربانی ہو تو میری حیات زیادہ فرمایئے اور دوسری خواہش میری
یہ ہی کہ میں نے آج تک اپنی شادی نہیں کی ہی صرف اس خیال سے کہ کوئی عورت حسین و خوبصورت
ہو تو شادی کروں گو اس وقت قدرت خداوندی سے اس دنیا پر بہت سی عورتیں ہیں جو کہ اپنے حسن و
جمال میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتی ہیں مگر مجکو پسند نہیں آئی ہیں میں جیسی معشوقہ چاہتا ہوں ویسی
ملی نہیں ہوئی ہی پس خداوند اپنی مہربانی اور قدرت سے ایک عورت خلق فرمائیں کہ جو میرے
پسند آئے تاکہ میں اُس کے ساتھ اپنی زندگی بسر کروں یہ صدمہ مجکو ہلاک کیے ڈالتا ہی کہ میری عمر تمام
ہوئی جاتی ہی میں نے آج تک اپنی شادی نہیں کی کسی کو اپنا معشوق نہ بنایا پس یہ دو خواہشیں میری
ہیں میں انھی دو امرون کا خداوند سے امیدوار ہوں خواجہ نے کہا میں ضرور عرض کر دونگا اور بہت
اچھی طرح سے عرض کر دونگا ای دلکش جادو مجکو اس وقت تمھارے کہنے سے یاد آیا کہ اکثر
اوقات خداوند سامری تمھارا ذکر کیا کرتے ہیں اب تمھارے نام سے واقف ہوا کہ وہ دلکش جادو
تم ہی ہو کہ جسکی بابت خداوند یہ اپنی ہم صحبتوں سے فرماتے ہیں کہ ایک بندہ میرا دنیا پر ہی کہ جو مجکو
بہت دوست رکھتا ہی اور میں نے اُسکو اپنی قدرت سے مال دنیا سے بہت کچھ دیا ہی مگر ایک امر کی
خواہش اُسکو ہی آج تک میں نے اُسکے مزاج کے موافق کوئی عورت نہیں پیدا کی ہی پس میں ایک عورت
ایسی خلق فرماؤنگا کہ جو اُسکو پسند آئے ای دلکش اس امر کا خداوند کو تمھارے لیے خود خیال ہی اب
میں عرض بھی کر دونگا پس یقین ہی کہ خداوند ضرور ایسی عورت خلق فرمائیں کہ جو تم کو پسند آئے یہ جو
خواجہ نے کہا اُس نے ہنس کر اور دانت نکال کر کہا کہ خداوند میرے حال پر بہت مہربان ہیں پیشتر
میں میرا ذکر فرماتے ہیں خواجہ نے کہا کہ ہاں پردہ دنیا پر چند بندے ایسے ہیں کہ جن کے حال پر خداوند
بہت مہربان ہیں ایک تو تم دوسرے سمندر شاہ تیسرے اُسکا استاد عشاق اور اسی طرح سے اور
بہت سے بندے ہیں کہ جن کے نام خداوند کے دفتر میں ساتھ اس لفظ کے تحریر ہیں کہ یہ سب معشوق
خداوند ہیں انھیں معشوقوں میں تم بھی ہو خوب ہوا کہ میں تمھارے کہنے سے چلا آیا اگر آتا اور خداوند سے جاکر سب
حال عرض کرتا خداوند سنتے تو ضرور عتاب فرماتے کہ ہمارا معشوق تم کو اپنے مکان پر لیے جاتا تھا تم اسکو
ناراض کرکے چلے آئے اب خداوند بہت خوش ہونگے ای دلکش میں تم سے ایک بات عرض کرتا ہوں اگر
تم مانو تو بیان کروں دلکش نے کہا کہ فرمایئے میں بسر و چشم قبول کر دونگا خواجہ نے کہا کہ میرے پاس

چند تصویرین ہین جو کہ عورتین اب خداوند پیدا کرینگے انکی کیونکہ طریقہ یہ ہی کہ جب کوئی مرد یا عورت پیدا
کی جاتی ہی قبل اس بات کے کہ اسکا نطفہ شکم مادر مین صلب پدر سے قرار پائے چند فرشتہ اس امر پر خداوند
کی طرف سے مقرر ہین کہ وہ تصویرین بناکر پیش کرتے ہین جو تصویر مرد یا عورت کی خداوند کو پسند آتی ہی وہ ان
فرشتون سے لیلیتے ہین اور میرے پاس رکھ دیتے ہین جب کہ ایک سو تصویرین عورتون کی اور ایک سو
مردون کی جمع ہو جاتی ہین اس وقت خداوند ان تصویرون کو لیکر ان فرشتون کو دے دیتے ہین جو کہ اسی
کام پر مقرر ہین جب مرد عورت باہم ہم صحبت ہوتے ہین وہ اس وقت جاکر اس تصویر کا عکس ڈالتے ہین
ہین پس قدرت خداوند سے اسی صورت کا مرد یا عورت رحم عورت مین وہ نطفہ اسی صورت پر قائم ہوتا ہی یہ طریقہ
ان بندون کی پیدائش کا ہی جو کہ خوبصورت پیدا ہوتے ہین یون تو دن رات یہ امر جاری رہتا ہی کہ ہزارون
بندے پیدا ہوتے ہین انکی پیدائش کا یہ طریقہ ہی کہ فرشتون نے تصویرین بنائین اور ان فرشتون کو دین کہ
جو نے جاکر عکس ڈالتے ہین انھون نے جاکر عین وقت پر انکا عکس ڈالا نطفہ نے اسی صورت پر قرار پکڑا
پس ان تصویرون مین سے میرے پاس چند تصویرین ہین اگر تم کو کوئی تصویر پسند آئے تو تم بیان کرو مین خداوند
سے عرض کرونگا کہ مین نے تصویرین دکھائی تھین یہ تصویر پسند کی ہی یہ عورت بہت جلد خلق فرمایئے تا کہ
دلکش جادو اپنی مراد کو پہونچے یقین ہی کہ خداوند تیری خاطر سے اسکو پیدا کرین اور تو اپنی مراد کو پہونچے
دلکش نے ہنس کر کہا کہ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی خواجہ نے کہا کہ اے دلکش جو کچھ تم کو نذر دینا ہو جلد اوس
کو لاؤ تاکہ مین تم کو تصویر دکھاکر جلد چلا جاؤن کیونکہ عرصہ بہت ہوا ہی دلکش نے کہا کچھ ماحضر نوش تو فرمایئے
خواجہ نے کہا کہ ہم لوگ بہشت کے رہنے والے ہین ہم کچھ کھاتے ہین نہ پیتے ہین صرف ہماری زندگی اسی طور سے
بسر ہوتی ہی اگر کھائین یا کچھ پی لین تو بہشت مین نہ جانے پائین پس اس امر سے مجکو معاف فرماؤ اس نے عرض کیا
کہ کچھ میوہ وغیرہ کہا کہ یہان کا میوہ کیا حقیقت رکھتا ہی خیر کہ میوہ بہشت کا ہی جس کے دیکھنے سے سیری ہوتی ہی
کھانے کی کیا ضرورت ہی مین دنیا پر کا میوہ بھی نہین کھا سکتا ہون اوسنے کہا کہ اچھا ایک جام شراب نوش
فرمایئے کہا کہ ہم لوگ شراب بہشت پیتے ہین یہان کی شراب ہم پر حرام ہی یہ تم لوگون کے واسطے ہی اگر ہم یہان کی شراب
پی لین تو جنت خداوند مین نہ جانے پائین پس مجکو ان سب امرون سے معاف فرماؤ دلکش نے کہا کہ جو
مرضی آپ کی مین زیادہ اصرار نہین کر سکتا ہون یہ کہکر اٹھا اور ایک کمرہ کھولا اسمین سے چند صندوقچہ اٹھا کر لایا
اور سامنے رکھے اور کہا کہ یہ تین صندوقچہ تو آپ کے نذر ہین اور یہ سات صندوقچہ خداوند کے نذر ہین خواجہ نے
انکو دیکھکر کہا کہ ان مین کیا ہی اس نے کہا کہ جواہرات ہین خواجہ نے کہا کہ اسکا بہشت مین کیا کام ہی یہ تو
بالکل بیکار ہین وہان خود ہر مقام پر مثل کنکر پتھر کے انبار لگے ہوے ہین ہان کوئی اور چیز ہوتی تو کیا مضائقہ تھا
اوسنے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ سوائے اس صندوقچون اور روپیہ اشرفیون کے میرے پاس کیا ہی آپ اسکو
قبول فرمائین اور خداوند سے بھی میری طرف سے یہ عذر کر دیجئے گا کہ میرے پاس اور کچھ نہ تھا کہ مین نذر خداوند کو
روانہ کرتا جو کچھ مین رکھتا تھا اسکو قبول فرمایئے یہ کہکر اور کنجی لگا کر صندوقچہ کھولے خواجہ نے ہر صندوقچے کو
جواہرات سے مملو پایا پانی منھ مین بھر آیا اور خیال کیا کہ بڑا مالدار ہی پس ان سب کو دیکھکر کہا کہ اچھا مین
عرض کرونگا مگر اے دلکش ایک اور امر میرے خیال مین آتا ہی اگر تم بھی پسند کرو اوسنے عرض کیا بیان فرمایئے
کہا کہ تم کو لازم ہی کہ چند صندوقچہ جواہر کے ان فرشتون کو میری معرفت روانہ کرو کہ جو تصویرین بناتے ہین مین
انکو دونگا تمہاری طرف سے اور یہ کہدونگا کہ ہم کو دلکش جادو نے بطور نذر کے دیے ہین اور اتنا کہا ہی
کہ مین نے فلان عورت کی تصویر پسند کی ہی آپ اسمین اور کچھ نزاکت اور حسن زیادہ کر دیجئے پس وہ اور زیادہ

کردیجیے جو تصویر تم پسند کروگے اُسمین اور چند صندوقچہ اُن فرشتون کو دونگا کہ جو نطفہ پر عکس ڈالتے ہین
اُن سے کہونگا کہ دلاکش جادو ایک بندہ خداوند کا ہے اسنے یہ جواہر تم کو نذر دیا ہے اور عرض کیا ہے کہ
آپ اس تصویر کا عکس اُن مردون کے نطفہ پر ڈالیے گا کہ جو خوبصورت ہون اور اُنکا نطفہ بھی صاف و
شفاف ہو تاکہ اُسکا اثر بھی اس عورت مین آئے اور اس تصویر کا عکس اچھی طرح نطفہ مین ظاہر ہو تاکہ کوئی بات
رہ نہ جائے اس سے یہ امر ہوگا کہ تمھاری زوجہ ایسی خوبصورت ہوگی کہ آج تک کسی کی نہ ہوگی آئندہ تم کو
اختیار ہے یہ خواجہ نے کہا اس نے ہنس کر جواب دیا کہ یہ راے تو آپ نے خوب دی میرے بہت پسند
آئی یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور جاکر صندوقچہ اور لایا اور کہا کہ ان فرشتون کے لیے ہین جو کہ تصویرین
بناتے ہین اور یہ اُنکے لیے ہین کہ جو عکس تصویر نطفہ پر ڈالتے ہین پس خواجہ نالنش نے وہ سابق کے صندوقچہ
اور یہ صندوقچہ اُس کے روبرو نذر قبیل کیے وہ حیران تھا کہ یہ سب کہان لیے جائینگے جب یون غائب
ہوے تو وہ اور حیران ہوا اسکو بھی کرامات سمجھا متحیر ہوکر دریافت کیا یہ تو فرمائیے کہ یہ سب صندوقچہ آپ
نے کیا کیے کہ ایک مرتبہ غائب ہوگئے جواب دیا کہ مین نے بہشت کو روانہ کردیے اسنے کہا کہ کیونکر کہا کہ
میرے ہمراہ بھی چند فرشتے رہتے ہین جو کہ بحکم خداوند میری خدمت کے لیے مقرر ہین مین ہر ایک چیز اُن کے
ذریعہ سے بہشت سے طلب کرتا ہون جب مین دنیا سے ہوتا ہون اور جو چیز چاہتا ہون اُنکے وسیلہ سے بہشت
مین روانہ کردیتا ہون پس انھین کے ذریعہ سے یہ صندوقچہ بھی روانہ کیے تب مین جاؤنگا مجکو مل جائینگے
ہان ای دلاکش جادو یہ بیان کرو کہ یہ جواہرات اصلی ہین یا تم نے سحر سے تیار کیا ہے دلاکش نے
عرض کیا کہ ای خداوند کے نائب بھلا مین ایسا بیوقوف نہ تھا کہ آپ کے اور خداوند کے واسطے اہل بہشت کے
نذر کے لیے جواہرات نقلی دیتا کیا کوئی مجکو دھوکا دینا تھا نہین کوئی آپ نے مجھ سے خواہش نہ کی تھی کہ
مین دھوکا دیتا یہ سب اصلی ہین سب پر کیا منحصر ہے جس قدر میرے پاس مال و دولت ہے یہان تک کہ یہ بادہ وری
و دیگر اسباب آرایش سب اصلی ہین بعض ان مین سحر کی ہین مگر مجکو کیا ضرورت ہے کہ مین سحر کی چیزین تیار
کرون جب کہ مجکو خداوند نے اپنی قدرت سے دیا ہے سحر کی چیزین وہ تیار کریگا کہ جسکے پاس اصلی دولت کا
سامان نہ ہوگا خداوند کی عنایت سے مجکو اس امر کا خوف بھی نہین ہے کہ کوئی یہان سے لوٹ لے جائے گا
کیونکہ مین نے وہ تدبیر کی ہے کہ کوئی یہان نہین آسکتا ہے اس قصد سے کہ سرقہ کرون یہ آپ نے ملاحظہ کرلیا ہوگا
کہ نہ میرے پاس کوئی خادم ہے نہ ملازم ہان یہ سب کام مین جو کہ خادم و خدمتگار و نگہبان کے ہین تیلہ ہاے
سحر سے لیتا ہون وہی سب کام میرے کرتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ جب سے مین نے سنا ہے کہ اہل اسلام
کا لشکر قریب شہر سمندریہ آکر فروکش ہوا ہے اور مقابلہ ہو رہا ہے اُس دن سے مین نے سب کو چھوڑ دیا
اس خیال سے کہ مین نے یہ سنا ہے کہ اس لشکر مین ایسے غضب کے عیار ہین اُنکی یہ ادنی حرکت ہے کہ وہ
جس صورت پر چاہتے ہین تیار ہوجاتے ہین کوئی اُنکی شناخت نہین کرسکتا ہے اور وہ ساحر کے دشمن جانی
ہین پس اسکو قتل کرتے ہین پس مین نے خیال کیا کہ اگر وہ ادھر بھی آئے اور میرے کسی ملازم کی صورت پر
میرے پاس آئے تو بڑی خرابی ہوگی میری بھی جان گئی اس سے ان سب کو چھوڑ دیا ہے اور تیلہاے سحر سے
کام لیتا ہون اُنکی تو کوئی صورت بن کر نہ آئیگا پس اس دن سے مین نے یہ تدارک کیا خواجہ نے کہا کہ تم نے
خوب تدبیر کی سوا اس تدبیر کے کوئی صورت عمدہ نہ تھی تم نے خوب اپنی حفاظت کی صورت نکالی ہے لیکن یہ
سارا زر دست بہ دعا ہو مین تمھاری تعریف خدمت خداوند مین کرونگا بلکہ یہ کہونگا کہ اگر آپ دلاکش
کو سمندریہ کا بادشاہ مقرر فرماتے تو بہتر تھا کہ وہ سمندر سے زیادہ لائق اور بہت انتظام مین [illegible] سن کے

دلکش نے کہا کہ یہ صرف آپ کی غلام نوازی ہے ورنہ میں کس لائق ہوں ایک میری اور گزارش ہے اگر اسکو
بھی قبول فرمائیں تو عین مہربانی ہے خواجہ نے کہا کہ وہ کیا غرض ہے بیان کرو با صد عجز اس نے عرض کیا
کہ اگر خلاف طبع عالی نہ ہو تو اپنے نام نامی و اسم گرامی سے اس حقیر کو آگاہ فرمائیے آپ کی بڑی مہربانی ہوگی
خواجہ نے کہا کہ تم کو اس سے کیا غرض ہے میرا نام کیوں دریافت کرتے ہو تمکو میرے نام کے دریافت کرنے
کی کیا ضرورت ہے اور میرے نام کے دریافت سے تم کو کیا فائدہ ہوگا اس نے عرض کیا کہ میں اسکو لکھکر اپنے
گلے میں بطور تعویذ کے اپنی حفاظت کے لیے ڈالونگا میرا یہ اعتقاد ہے کہ اسکی برکت کے سبب میں ہر بلا
سے محفوظ رہونگا دوسرے جب میں خدمت سمندر میں جاؤنگا تو اس کے دربار میں یہ سب حال بیان
کرونگا آپکا نام لونگا اس سبب سے میری بڑی عزت ہوگی دربار سمندر میں خواجہ نے کہا کہ کوئی
ضرورت نہ تھی مگر تجھکو تیری خاطر شکنی منظور نہیں ہے میں بتائے دیتا ہوں اگرچہ میرے نام سے سوائے
خداوند کے کوئی واقف نہیں ہے مگر تجھکو تیری اسی قدر خاطر منظور ہے کہ تجھکو بھی میں آگاہ کرتا ہوں بس میرا
نام خواجہ روح کش ہے اس نے کہا کہ کیا آپ روح کھینچتے ہیں جواب دیا نہیں یہ امر نہیں ہے بلکہ میرا
نام ہی یہ ہے جیسے تیرا نام دلکش ہے کیا تو دل کھینچ لیتا ہے اس نے جواب دیا کہ جی نہیں کہا بس اسی
طور سے میرا بھی نام ہے یہ کہکر کہا کہ میں جاتا ہوں اس نے کہا کہ آپ نے تصویر نہ دکھائی کہ میں پسند کرتا کہا
کہ تو میں بھول گیا تھا یہ کہکر فوراً ہاتھ کو بغل کی طرف لے گئے وہاں سے جو ہاتھ نکالا تو ہاتھ میں ایک لفافہ
تھا وہ اسکو دیا یہ اور حیران ہوا کہ یہ لفافہ آپ کے پاس کہاں سے آگیا اسنے دل میں خیال کیا کہ یہ فرماتے ہیں
کہ چند فرشتے ہیں کہ جو میں چیز یہاں سے بہشت میں بھیجتا ہوں وہ پہونچا دیتے ہیں یا جو چیز میں بہشت سے
طلب کرتا ہوں لے آتے ہیں بس انھوں نے لا دی ہوگی یہ خیال کر کے وہ لفافہ لیا خواجہ نے کہا کہ اس
لفافہ کے اندر تصویریں ہیں تم اپنے ہاتھ سے اسکو کھولو اور تصویریں دیکھو جو پسند آئے اس پر نشان بنا دو یہ جو
خواجہ نے کہا اسنے لفافہ کے سرے کو چاک کیا جیسے چاک کیا ایک غبار سا اس لفافہ سے نکلا وہ اس کے دماغ
میں پہونچا فوراً اسکو چھینک آئی وہ بیہوش ہوکر گرا انھوں نے نعرہ کیا کہ وہ مارا خوب دھوکا کھایا یہ کہکر
اٹھے اور خنجر کمر سے نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ اسکا سر تن سے اڑ گیا تاریکی ہو گئی سیاہ آندھی اٹھی بجلی کوندنے لگی
ایک تلاطم برپا ہوا صدا ہائے مہیب آنے لگیں بعد تھوڑے عرصے کے وہ سب تاریکی برطرف ہوئی آواز آئی کہ مارا
جوان مجھکو کہ نام من دلکش جادو بود دشت ظلم صحرائے وحشت افزا افسوس مردم دجان دادم مطلب خود
نرسیدم جب یہ صدا آئی سطح صاف ہوگیا کسی علامت سحر برطرف ہوئی اب خواجہ نے دیکھا کہ سب
سامان اسی طرح سے ہے بس جو اشیا ان میں سحر کی تھیں وہ تو مٹ گئیں اور باقی موجود ہیں خواجہ نے
خوشی خوشی سب سامان اٹھا کر نذر زنبیل کیا کمرے کے کمرے انھیں سے بھرے تھے سب سارے روپیہ و اشرفی و جواہرات
و دیگر اشیا ہاتھ آئیں انکو بھی نذر زنبیل کیا بعد اس کے خواجہ نے جو خیال کیا تو بارہ دری کو اسی طرح سے
برقرار پایا بس خواجہ نے خیال کیا کہ یہ مقام خوب ہے اسی مقام پر الوان کو نکال کر قتل کیجیے یہ اپنے
دل میں خیال کر کے خواجہ نے پہلے سب عیاروں کو زنبیل سے نکالا اور انکو ہوش میں لائے جب
انکو ہوش آیا انھوں نے اپنے کو ایک بارہ دری میں پایا خواجہ کو کھڑا ہوا دیکھا حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا
ہے کیونکہ ہم کو تو پنجہ اٹھا لے گیا تھا ہم بالائے آسمان جاکر بیہوش ہوگئے تھے پھر ہم کو نہ معلوم ہوا کہ
ہم کہاں گئے اور ہم پر کیا گزری اور خواجہ یہاں کیونکر پہونچے بس سب کے سب حیران تھے کہ خواجہ نے کہا
کہ تم لوگ حیران نہ ہو میں سب حال تم سے دربار میں جاکر بیان کرونگا اور تمہارا واقعہ بھی سنونگا یہاں تم نہ ٹھیرو

اپنی اپنی راہ لو یہ جو خواجہ نے کہا ہر ایک بموجب حکم خواجہ اُٹھ اُٹھکر خواجہ کو سلام کرکے اس خلوت سے وہاں
سے روانہ ہوا کہ یہ کون مقام ہے اور یہ کیا امر ہے اور کیا سبب ہے کہ خواجہ نے ہم سے کہا کہ تم چلے جاؤ ہر ایک
یہی خیال کرتا ہوا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا کوئی اس مقام پر نہ ٹھہرا انکا حال پھر تحریر ہوگا اسکے بعد
خواجہ نے قران ثالث کو بھی زنبیل سے نکالا انکو بھی خواجہ نے بیہوش کرکے جب ایوان کو داخل
زنبیل کیا ہے اور سمندر پر یہ حال ظاہر ہوا ہے ساحرون نے سحر کرنا چاہا ہے تو زنبیل میں اس خیال سے
داخل کیا تھا کہ یہ تو جاہل ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی ساحر پر جا پڑے تو بڑی خرابی ہو مفت میں اسکی جان
جائے پس اس امر سے بہتر کوئی امر نہیں ہے کہ اسکو نذر زنبیل کرو پس نذر زنبیل کر لیا تھا چنانچہ قران کو بھی
نکالا ہوش میں لائے اب جو قران نے دیکھا کہ خواجہ کھڑے ہوے ہیں میں زنبیل پڑا ہوا ہوں نہ دربار
سمندر ہے نہ اہل دربار ہیں دوسرا مقام ہے نہ خواجہ کی منڈھی ہے قران بہت حیران ہوا کہ خواجہ نے
کہا کہ اے قران تم اس وقت یہاں سے چلے جاؤ میں کل تم سے بیان کرونگا تمہارے ٹھہرنے کا یہاں
موقع نہیں ہے نہ اس قدر مہلت ہے کہ میں کل واقعہ بیان کروں پس تم جاؤ یہ جو خواجہ نے کہا قران
بھی اٹھکر اور سلام کرکے باہر بارہ دری کے آئے قران خود حیران تھے کہ یہ کون مقام ہے یہ بارہ دری کیسی
ہے مگر قران اس مقام سے نہ گئے ایک گوشہ میں پوشیدہ ہو گئے اس خیال سے کہ نہ معلوم یہ کون مقام ہے کسی ساحر کے
پہنچنے کا تو مقام نہیں ہے کہ خواجہ یہاں ہیں اور وہ آجائے اور خواجہ کو غافل پاکر گرفتار کرے تو خرابی
ہو اس سے تم یہاں ٹھہرے رہو جب کوئی موقع آئے تو کچھ کام کرنا کہ جسکے سبب سے خواجہ کی جان بچے
اگر نہ آئے تو چلے جانا یہ اپنے دل سے باتیں کرکے پوشیدہ ہو رہے یہاں خواجہ نے جب عیارون کو
رخصت کیا خود اکیلے رہے باہر بارہ دری سے منڈھی کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا اسکے بعد پھر بارہ دری میں آئے پس
ایوان نہ طاقی کو زنبیل سے نکالا اور اسکو کمند سے صفا دبا صفا سے خوب مضبوط باندھکر ایک ستون فولادی
سے باندھ دیا اور اسکی زبان میں سوزن دی خواجہ نے جو دیکھا تو اسکی پیشانی کو نور اسلام سے روشن پایا
دل میں خیال کیا کہ یہ ضرور مطیع اسلام ہوگی اگر یہ شریک ہوجائے تو بڑی قوت ہوجائے گی کیونکہ ساحرہ
زبردست ہے زمانہ سابق کی ساحرہ ہے خداوند کریم اسکے دل میں اپنے فضل وکرم سے شمع اسلام کو روشن
کرے زنگ کفر وکافری کو برطرف کرے یہ دعا کرکے خواجہ نے فتیلہ لخلخہ بیہوشی دیا کہ اسکو چھینک آئی چند
قطرے گندہ اسکی ناک سے گرے اسکو ہوش آیا اسنے اپنی آنکھ کھولی دیکھا کہ نہ سمندر ہے نہ اسکا دربار
ہے نہ میرے سردار ہیں ایک مقام غیر میں بندھی ہوئی کھڑی ہوں سامنے خواجہ کھڑے ہیں اسنے اپنے
دل میں خیال کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے میں تو دربار میں تھی خداوند سامری تشریف لائے تھے مجکو اسنے قریب
طلب کیا تھا خواجہ اور کل عیارون کو مجھ سے لے کر سپرد [illegible] فیل ذبح کیا تھا فرشتہ خداوند
کے ذریعے سے مجکو طلب کیا تھا کہ تم سرداروں کے آؤ تو میں تم کو سیر بہشت کرادوں میں و سمندر
اور کل اہل دربار و نے اپنے مقام سے اٹھکر چلے تھے کہ سیر بہشت کریں پھر معلوم کیا ہوا کیا خواب
خراب دیکھا بھلا میں کہاں اور خواجہ کہاں یہ خیال کرتے آنکھیں بند کرلیں ادھر خواجہ نے کوڑا حضرت اسحاق
کا مارا [illegible] نے کر یہ خیال کیا کہ یہ کم بخت یہ خیال کرتی ہے کہ میں خواب دیکھ رہی ہوں پس خواجہ نے
کہا کہ اے ایوان ہوشیار رہو اور خبردار یہ خواب نہیں ہے میں بیدار ہی ہے میں تجکو دربار سمندر شاہ
سے خداوند سامری بنکر لایا تھا میں نے تو چاہا تھا کہ سمندر کا بھی کام تمام کردوں مگر کیا کروں آج
[illegible]

کر لایا میرا کوئی کچھ نہ کرسکا بڑے بڑے ساحر تھے کسی کا سحر نہ کارگر ہوا ای ایوان منم خواجہ ثالث حضرات
بن عمر ثانی منم ریش تراشندہ ساحران و سر بریدہ جادوگران و قاتل کافران منم شاہ عیار پیک طرار ابن
شاہ عیاران وابن شاہ عیاران خواجہ عمر بن امیہ ضمری شاہزادہ ولایت ادل ہون دیکھا اسکو عیاری
کہتے ہین کیونکہ مین نے تیرے سحر کی تیلیان اپنے قبضہ مین کین پہلے کیونکر تیرے سحر کو ہٹا کر مین نے غارت
کیا پھر تیلیان اپنے قبضہ مین لایا تو میرا کچھ نہ کرسکی بڑے بڑے ساحر تھے کسی نے نہ سمجھا کہ مین عیار ہون
سب کو یقین ہوا کہ سامری ہون ای ایوان سامری کیا وہ کسی قعر دوزخ مین پڑا ہوا جلتا ہوگا
وہ مرید کہان اس نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہی اسکے لیے ہمیشہ آتش دوزخ ہی وہ کیونکر آسکتا ہی یہ
بھی ایک عیاری تھی کہ مین نے اسکی صورت پر عیاری کی کیونکہ مین نے خیال کیا کہ تم لوگ اب اور کسی فقرے
پر نہ آؤ گی سواے اسکے پس مین نے یہ عیاری کی تجھکو اس فقرے سے اپنے قریب بلاکر آؤ سبہشت کرادین
نذر زنبیل کیا سب لوگ اسی خوشی مین بیہوش وبدحواس ہوگئے تھے کسی نے نہ دیکھا کہ مین نے کیا کیا تیرے
سب سردار میرے پاس ہین مین سمندر کو بھی لیتا مگر ناچار ہوگیا کہ اسکا حال کھل گیا ای ایوان تو نے
ہمارے خدا کی قدرت دیکھی کہ کیونکر ہم سب کو تیرے شر سے بچایا اور کیونکر تیری ان انتہا سے سحر کو
کہ جس پر تجھکو بڑا بھروسا تھا غارت کیا اور پھر میرا قبضہ کرایا کیونکہ میرے شاگردون کو تیرے ہاتھ سے امان
اور قتل ہونے سے محفوظ رکھا اور کیونکر تیرے لشکر کو ایک پل مین غارت کیا اور کیونکر تیری قید سے لشکر اسلام
کے ان سردارون کو رہا کیا کہ جو تو خیمہ مین قید کر آئی تھی اور اپنے نزدیک خوب پہرہ چوکی مقرر کرآئی تھی کس چالاکی
سے میرے شاگرد برق ثانی نے عیاری کی کہ تیرے بنائے کچھ نہ بن سکا وہ اپنا کام کرکے چلا گیا تو سمجھا نہ
سکی کس چالاکی سے میرے خلیفہ قران ثالث نے تیری دربزادی عطارد و فلک شیر کو قتل کیا وہ بہت بڑی
ساحرہ تھی تو اس نے بھی کچھ قران کا نہ کرلیا ای ایوان دیکھ مین کیونکر دربار سمندر سے بچ کر چلا آیا کہ میرا کوئی
کچھ نہ کرسکا سمندر منھ دیکھتا رہ گیا تجھکو بھی لے آیا تو نے میرے خدا کی قدرت دیکھی کہ کیونکر اس نے سب
لشکر کی جان بچائی اب تجھکو قتل کرونگا تیرا سحر سب برطرف ہوگا جو سردار تیرے سحر مین مبتلا ہین وہ رہا
ہونگے صاحبقران کو اسم اعظم یاد دے گا یہ میرے خدا کی قدرت ہی کہ اتنی بڑی ساحرہ کو زیر کرایا ورنہ
تو نے تو لشکر کا خاتمہ کر دیا تھا ای ایوان اسوقت تیرے خداوندون نے کچھ تیری کمک نہ کی یہ بلا اگر رد
نہ کی ای ایوان پھر تو ایک خدا ہی اسمین تو اتنی بڑی قدرت ہی تیرے تو تو نے دو سو خدا ہین انمین سے
ایک نے اگر تیری مدد نہ کی اور وہ جو کہ اس وقت موجود ہین تو تیری بندگی کرتی ہی جس نے شیطان نے اپنے
کو خدا مشہور کر رکھا ہی ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہی سب اسکو خداوند سمجھتے ہین وہ ایک مرتد ہی
یہ شیطان ہی اس نے سب کو بہکایا ہی ای ایوان سواے معبود کے کوئی دوسرا خدا نہین ہی وہی
سب کا خالق ہی اسی نے ہر ایک کو پیدا کیا ہی وہی سب کا رازق ہی اسی نے یہ سب اشیا خلق
کی ہین ہم سب اسکے بندے ہین وہ وحدہ لاشریک لہ ہی اسکا کوئی شریک نہین وہ اکیلا ہی یہ اسکی
قدرت ہی کہ وہ ہر جگہ موجود ہی وہ بڑا معبود ہی جتنے مرتد گذرے سب اسکے بندے تھے انھون نے
بسبب اپنی کم عقلی اور نادانی کے دعوے الوہیت وخدائی کیا انکے بہکانے سے ایک عالم گمراہ ہوا
جمشید ملعون و سامری مردود کا کیا حال ہوا کہ اب تک آگ مین جل رہے ہین ای ایوان تو نے
تو راستہ مین لقا سے لیے بقا راندہ درگاہ کبریا کی خدائی کا حال دیکھا ہوگا کہ اسکا خاصہ سرکوہ اٹھارہ
ہزار ملک باخبر کے ہاتھ سے سجدے کرتے تھے خدائی مانتے تھے وہ مرتد برسون کے بعد لقمہ جہان نما مین

کے لیے آفتاب و ماہتاب و ستارے خلق فرمائے ہم لوگوں کی راحت کے لیے وہ وہ اشیا خلق فرمائیں کہ جن کی
تعریف زبان سے نہیں ہو سکتی ہے وہ ایسا رازق مطلق ہے کہ پتھر کے اندر جو کیڑا ہے اسکو بھی رزق پہونچاتا
ہے سوائے اُس کے کوئی نہیں کر سکتا ہے اُس نے غلہ پیدا ہونے کے لیے ابر بنائے تاکہ وہ برسیں
اُن کے سبب سے زمین سے غلہ پیدا ہو اور درخت سرسبز رہیں اُس نے ہم بندوں کی فرحت کے
لیے پھول اور طرح طرح کی گلہائے خوشبودار پیدا کیے کہ جن کے سبب سے دماغ ہمارا معطر ہوتے ہیں اے ایرانیو
اسکی قدرت اسی امر سے ظاہر ہے کہ اُس نے ہم کو گوش و چشم لب و زبان ہاتھ پاؤں صدر و کمر عنایت
فرمائے کہ جن کے سبب سے ہم سن سکتے ہیں دیکھ سکتے ہیں یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ یہ چیز شیرین ہے
یا تلخ ہے عقل عطا فرمائی کہ جس کے ذریعہ سے نیک و بد کا امتیاز کر سکتے ہیں اِس امر پر اُس نے اکتفا نہ
کی اُس نے پیغمبران دین و نبی پیدا کیے کہ وہ ہم کو راہ نیک بتائیں اور کفر و ضلالت سے بچائیں انہوں نے
تعلیم اعدائے دین نے کیسے اُنھوں نے اُسپر صبر کیا اسکے سبب سے اُنکو مرتبہ اعلیٰ ملا یہ خیال کرنے کا
مقام ہے کہ جو امر میں نے بیان کیے کسی نے ان خداؤں سے کیے ہیں کہ جو اپنے کو خدا کہتے ہیں یہ اُسکی
شان عدالت تھی کہ اُس نے اُنکو پیدا کیا اور عقل و خرد سے بہرہ مند کیا تمام نعمات دنیا اُنکو دیں اسپر
اُنھوں نے کفران نعمت کیا اور اُس کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کیا خود خدائی کرنے لگے اُس نے
بھی اُنکو اُنکے حال پر رہنے دیا کبھی تو اُنکو خیال آئے گا یہ کب خیال کرتے ہیں اور دنیا وہ بد افعالی
پر کمر باندھی اے ایرانیو ذرا خیال تو کرو کہ جو قطرہ نجس سے پیدا ہو اور اُسکی غذا بھی ایک مدت تک
وہ چیز ہو جو کہ نجس ہو وہ خدائی دعویٰ کرے اے ایرانیو خداوند کریم ان افعال و خواص سے بری
ہے جو کہ بندوں کے لیے ہیں اور تیرے خداؤں میں یہ سب خواص تھے خدائی صفت یہ ہے کہ نہ اُس کے
ہاتھ ہوں نہ پاؤں نہ گوش و چشم نہ صدر و کمر نہ شکم و پشت ایک بغیر نور ہو دیکھتا سب کو ہو اُسکو کوئی
نہ دیکھے سنتا سب کی ہو ہر مقام پر موجود ہو ہر ایک بندے کے دل کا حال اُسپر روشن ہو تیرے
خداؤں میں یہ صفات کہاں ہیں اور تیرے خداوند تصویر میں یہ صفت کہاں ہے وہ تو سب مثل ہم
سب کے تھے اور ہمارا خدا ایسی مثل ہم سب کے ہے ہمارے خدا پر ہر ایک دل کا حال روشن ہے تیرے
خداؤں کو اپنی پشت کی بھی خبر نہ ہوگی کہ اس پشت کیا ہوتا ہے خدائی صفت یہ ہے کہ وہ کسی سے نہ بنا ہو اُس سے
سب بنے ہوں نہ اُس کے ماں ہو نہ باپ نہ بھائی نہ بہن نہ زوجہ نہ بیٹا نہ بیٹی وہ ان سب باتوں سے
بری ہو یہ سب باتیں ہمارے خدا میں ہیں نہ اُس کے ماں ہے نہ باپ نہ بیٹا نہ بیٹی نہ بھائی نہ بہن تمہارے
خداؤں کے تو ماں بھی تھی باپ بھی بیٹا بھی بیٹی بھی بھائی بھی وہ مثل ہم سب کے اپنی زوجہ سے مباشرت
کرتے تھے یہ صفت خدائی نہیں ہے کہ مثل بندوں کے اُسکو بھی ہمبستری کی ضرورت ہو وہ ان سب
باتوں سے مبرا ہے سوائے بندوں کے اور کسی میں نہیں ہے بس یہ اوصاف خدا کے ہیں خدا کے
اوصاف میں سے یہ بھی ایک صفت ہے کہ وہ عادل ہو ظالم نہ ہو ظلم نہ پسند کرتا ہو ہمیشہ
زندہ رہے اُسکو مثل بندوں کے فنا نہ ہو ہمیشہ قائم ہو پس اپنی عقل سے دریافت کرو کہ یہ جو اوصاف
میں نے بیان کیے ہیں یہ سب تمہارے خداؤں میں تھے میں نے جہاں تک دیکھا اور سنا ان میں
کوئی صفت انہیں نہ تھی اے ایرانیو خیال تو کرو کہ بندے کو اُس نے کس طرح سے پیدا کیا اور دنیا میں آنے سے
کیونکر اُسے شکم مادر میں اُسکی پرورش کی اور قبل ولادت کے کئی دن پیشتر پستان مادر میں وہ شیر پیدا
کر دیتا ہے اور کیونکر اُسکی پرورش کرتا ہے اگر وہ یہ صفت نہ رکھتا تو کسی پرورش اولاد کی نہ ہو سکے

اگر کوئی یہ کہے کہ انسان عقل رکھتا ہی وہ اس خیال سے کہ یہ ہمارے خون سے بنا ہی اس سبب سے
پرورش کرتا ہو تو حیوان کو دیکھو کہ وہ کیونکر اپنے بچون کی پرورش کرتے ہین جب تک وہ اس قابل نہین
ہوتے ہین اُنکی پرورش کی کوشش کرتے ہین جہان وہ اپنی فکر معاش کے قابل ہوئے پھر اُنکو جدا
کر دیتے ہین پس یہ الفت جو والدین کے دل مین ہوتی ہی یہ خدا کی طرف سے ہوتی ہی اگر وہ نہ الفت دے
تو کبھی نہ پرورش ہو سکے پس ان سب امرون سے ثابت ہوا کہ وہی خالق ہی جو سب کو پیدا کرتا ہی اور ہماری
پرورش کرتا ہی جس نے یہ سب نعمات خلق فرمائے وہ وحدہ لاشریک لہ ہی اسکا کوئی شریک نہین ہی وہ
یکتا ہی اسکا کوئی ہمتا نہین پس ایسے خدا کی بندگی لازم ہی نہ اُس خدا کی کہ جو مثل ہم سب کے حوائج
ضروری رکھتا ہو اور وہ بھی مثل ہم بندون کے پیدا ہو جسنے یہ سب اشیا خلق فرمائی ہین وہی سب کا
خدا ہے برحق اور مطلق ہی ہم سب اُسکے بندے ہین ہم کو اُسکی بندگی لازم ہی اُس نے اپنی قدرت
سے جن و انس و ملک پیدا کیے ہین انسان کو خاک سے جن کو آگ سے ملک کو نور سے ہم کو اشرف مخلوقات
کا خطاب عطا فرمایا ہم کو عقل سلیم عطا فرمائی کہ جس کے سبب سے ہم حرام و حلال کی تمیز کر سکتے ہین
اُس خداوند کریم نے نبی خلق فرما کر ان پیغمبروں سے ہم کو آگاہ کر دیا کہ جو ہم پر حلال ہین اور حرام ہین اگر ایسا
نہ ہوتا تو ہم بھی مثل حیوان غیر ناطق کے ہوتے ہم کو اُس نے حیوان ناطق مقرر فرمایا مگر ہماری جنس کو
جنس حیوان سے جدا کیا ہماری پیدایش کا طریقہ دوسرا مقرر کیا پس ہم اُسکی صفت و ثنا نہین کر سکتے
ہین ہماری یہ لیاقت نہین ہی کہ ہم اُسکی حمد و ثنا کر سکین مگر ہم اُسکو وحدہ لاشریک جانتے ہین اور اپنا
خالق برحق ہم پر کیا منحصر ہی جمادات و نباتات بھی اُسکے وحدانیت کی گواہی دیتے ہین جو جسبہ مشہور
ہو گیا ہے کہ از زمین تا بہ ثریا وحدہٗ لاشریک لہٗ گویا ہے پس ایسے خالق کی بندگی لازم ہی اور وہی سب
کا خدا ہی یہ سب خدا اے باطل محض صرف وسوسۂ شیطانی سے ان سب نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا تھا اگر
الیوان جب کہ قیامت کا دن ہوگا اور جو جو مر گئے ہین سب زندہ کیے جاوینگے اُس دن یہ حال ہوگا کہ زمین
تو تانبے کی ہوگی آسمان مسی ہوگا آفتاب سوا نیزے پر ہوگا ابھی تو آفتاب کی پشت اس طرف ہی جب روز
قیامت اُسکا منہ ادھر کو ہوگا تمازت آفتاب سے یہ حال ہوگا کہ ہر ایک انسان جلا جاتا ہوگا ازبسکہ
پسینے مین ہر ایک ڈوبا ہوگا خداوند کریم تخت عدالت پر جلوہ فرما ہوگا ہر ایک اعمال نیک و بد کی پرسش
ہوگی جن کے اعمال نیک ہونگے جنھون نے اُسکی راہ مین جہاد کیا ہوگا جنھون نے اسکو بخدائی
مانا ہوگا اُنکے اعضا گواہی دینگے کہ اس نے ہم سے افعال نیک کیے ہین ہم سے اس نے ہمیشہ نیک
کام لیے ہین اے الیوان وہ دن ایسا دن ہوگا کہ سب نفسی نفسی کہتے ہونگے اپنے اعضا اپنے دشمن ہو جاوینگے
کوئی کسی کا دوست نہ ہوگا میزان عدالت سامنے ہوگی سب کے اعمال تولے جاتے ہونگے پس جب
اعضا اُن کے گواہی دینگے اور اُنکے اعمال بھی نیک ہونگے وہ داخل بہشت کیے جاوینگے جن کے اعمال
بد ہونگے اور اُن کے اعضا یہ گواہی دینگے کہ اسنے ہم سے بد افعال کرائے ہین چونکہ ہم اس کے
قابو مین تھے بدین سبب ہم ناچار تھے پس وہ داخل دوزخ کیا جاوے گا فرشتگان عذاب اُسکو کھینچ کر
دوزخ مین لے جا کر ڈال دینگے اُسکو آتش دوزخ جلا دے گی اسی دن ان سب خداؤن سے دریافت
کیا جاوے گا جنھون نے دنیا میں آ کر گمراہی اختیار کی اور ہر ایک کو گمراہ کیا تھا ہر ایک کے ساتھ ایک مجمع
اُنکے بندگی کرنے والون کا ہوگا خداوند کریم دریافت فرماوے گا کہ ہم نے تم کو دنیا میں اسواسطے خلق فرمایا تھا
کہ تم ہماری برابری کرو اور دعوی خدائی کرو اور ہمارے بندون کو گمراہ کر دیا اس لیے پیدا کیا تھا کہ ہماری

پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین تمھاری شریک ہو کر اُس سے مقابلہ کرون جو تھے مین نے اُسکا نمک بھی کھایا ہی
پس ایسی حالت مین اُس سے مقابلہ کرنا بالکل خلاف ہی اور نمک حرامی ہی ہان اگر وہ کوئی بے عنوانی
کرتا اور میری عزت و آبرو نہ کرتا اُس وقت مین ایسا ہو سکتا تھا پس اس امر سے مین آپکے شریک
ہو کر سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی ہان جب کسی اور سے مقابلہ ہوگا اور کوئی وقت سخت آپ پر یا آپ کے
لشکر پر پڑے گا آپ مجھکو یاد فرماینگے یا مجھکو خبر ہوگی مین اگر ضرور کمک کرونگی اور اپنی جان عزیز آپ پر
اور صاحبقران پر نثار کرونگی کیونکہ مین آپکے احسان سے سر نہین اُٹھا سکتی ہون اول تو یہ کہ آپ
نے مجھکو دین اسلام بتایا جو کہ سچا دین ہی اور کفر و ضلالت سے نکالا دوسرے یہ بہت بڑا احسان کیا
کہ مجھکو قتل نہ کیا اگر آپ قتل کر ڈالتے تو مین کیا کرتی کسی کو خبر بھی نہ ہوتی سوے جہنم چلی جاتی وہان آگ
مین جلائی جاتی پس یہ دونون آپ کے احسان تا حیات رہنے مین فراموش نہ کرونگی اور آپکی بندہ
احسان رہونگی اور آپ کے دشمنون سے علاوہ سمندر کے مقابلہ کرونگی جہان تک ممکن ہوگا اپنی جان
عزیز نذر کرونگی اُن کے قتل کی کوشش کرونگی کیونکہ ابھی تو صاحبقران کو بڑے بڑے مرحلے طی کرنا ہین کوئی
سمندر ہی پر خاتمہ اس جنگ و جدال کا نہین ہی اور اس امر سے بھی آپ اطمینان رکھین کہ اگر آپکے
شریک ہو کر سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی تو مین اُسکی بھی شریک ہو کر آپ سے مقابلہ نہ کرونگی مین یہان سے
سیدھی اپنے مقام کو چلی جاؤنگی اور ایک گوشہ مین مشغول عبادت خدا کرونگی اور اُس مقام پر سے کبھی
باہر آؤنگی ہان جب کوئی وقت سخت آپ پر آئے گا اُس وقت ضرور آؤنگی یا جو کوئی بلا آنے والی
ہوگی اور مجھکو معلوم ہوگا اُس سے آگاہ کرونگی پس اگر آپ کو ان دونون شرطون سے میرا مسلمان ہونا
قبول ہو تو ہان فرمایئے ورنہ آپکو اختیار ہی بدون ان شرطون کے مسلمان ہولی ہون خواجہ نے یہ تقریر
الیوان کی سنکے تامل کیا بعد تھوڑی دیر کے کہا کہ اے الیوان یہ مجھکو کیونکر یقین آئے کہ تو سمندر کی
شریک نہ ہوگی اور نہ مقابلہ کرے گی سمندر کی طرف سے کیونکہ جب یہ امر میرے اوپر ظاہر ہو چکا ہی کہ تو
سمندر سے الفت رکھتی ہی اور اُس الفت کے سبب سے میری شریک ہو کر اُس سے مقابلہ نہین کرتی ہی
پس جب تیرا اُسکا سامنا ہوگا اور تو اُسکو اداس پائے گی ضرور اُسکی شریک ہو کر مقابلہ کرے گی
پس اُسوقت جب مین تجھکو یاد دلاؤنگا کہ تو نے کیا اقرار کیا تھا تو اُس وقت جو مناسب ہوگا تو جواب
دے گی مجھکو پھر تیرے اسیر کرنے کی تکلیف ہوگی تو تو دھوکا کھا چکی ہی میرے مکر مین مشکل سے آئی مگر مین
وہ عیار ہون کہ تجھکو پھر اسیر کرونگا یہ امر میری دانائی کے خلاف ہی کہ اس وقت تو مین تیرے مکر
مین آ کر تجھکو رہا کر دون اور اپنے کو آیندہ زحمت مین مبتلا کرون و بندگان خدا جو کہ تیرے ہاتھ سے اُسوقت
مین لشکر صاحبقران کے قتل ہون اُنکا خون اپنے سر پر لون مین ایسا نادان نہین ہون کہ تیرے
فریب مین آؤن مین خود ہزارون کو فریب دیا کرتا ہون ایسے ایسے مکر میرے ہر روز ہمہ وقت حاضر
رہتے ہین پس مین تو کبھی یہ امر قبول کرونگا دیدہ و دانستہ اپنے کو آفت مین مبتلا کرونگا یہ جو خواجہ
نے تقریر کی الیوان نے کہا کہ اے خواجہ تم اس امر سے مطمئن رہو کہ مین اپنے قول کے خلاف کرون
اس وقت تم سے اپنی جان بچانے کے لیے مکر کیے مسلمان ہون اور تم سے جھوٹ بولون اور اپنی جان
بچاؤن جب تم مجھکو رہا کر دو مین تم سے منحرف ہو جاؤن اور پھر تم سے مقابلہ کرون اے خواجہ مین یہ امر کرکے
اپنے کو تمام عالم مین عہد شکن و پیمان شکن مشہور کرون اور مثل ہلال عید کے انگشت نما ہون پھر آپ
صاحب میری کیفیت سے احتیاط و پرہیز کرین اور میرے قول کو دروغ جانین اے خواجہ انسان کے

تمہارے دل کی جانتی ہوگی کہ میں کبھی اس امر کو تم سے نہ کہتی نہ کبھی ایسی تقریر کرتی دوسرے طریقہ سے اپنی جان
بچا کر تم سے ملا کرتی لیکن میں کبھی نہ گوارا کروں گی کہ مسلمان ہو کر پھر کفر اختیار کروں اور اپنے کو راہ خدا سے
باہر کرکے گمراہ کروں یہ کام عقلمندوں کا نہیں ہے اے خواجہ جو میں اسوقت کہتی ہوں اُسی پر قائم
رہوں گی اُس کے خلاف نہ کرونگی اے خواجہ جب آپ مجھکو رہا کریں گے میں یہاں سے سیدھی اپنے مکان
پر جاؤنگی ایک گنبد بنا کر اُس میں بیٹھ کر عبادت کرونگی کبھی باہر نہ نکلونگی ہاں جب آپ طلب کریں گے
اُس وقت کی تو قسم نہیں کھاتی ہوں یا جب مجھکو یہ معلوم ہوگا کہ اہل اسلام پر کوئی بلا آئی ہے تو اُسوقت
ضرور اُس گنبد سے باہر آؤنگی ورنہ کبھی نہ باہر آؤنگی نہ اب میں سمندر کے پاس جاؤنگی کہ مجھکو اُسکی
صورت دیکھکر کچھ خیال ہو تو میں اپنے حال سے سمندر کو آگاہ کرونگی سیدھی اپنے مقام کو جاؤنگی جو کچھ
مال و اسباب میرا یہاں ہے سب میں نے سمندر کو دیا اُس سے بھی ہاتھ اٹھا دیا کیونکہ جب مجھکو دنیا سے کوئی
غرض نہیں ہے تو مال دنیا میرے کس کام کا ہے خواجہ اب آپ میرے قول پر اعتبار فرمائیے
وا سے نہ فرمائیے جو کچھ مجھکو عرض کرنا تھا میں نے عرض کیا قبول فرمانے کا آپ کو اختیار ہے جب یہ تقریر
زلیوان نے اپنی ختم کی خواجہ خاموش ... سنا کیے جب وہ ختم کر چکی خواجہ نے اُسکی تقریر دل
لگا کر سنی اور خیال کیا تو اُس کے کلام سے بوے صداقت پائی گئی اور سارا کلام اُسکا صداقت
سے خواجہ نے مملو پایا اور اُسکی پیشانی پر نور اسلام کو بھی پایا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ جو کچھ
کہتی ہے سچ کہتی ہے اور اپنے قول پر قائم رہیگی اور کبھی اپنے عہد سے نہ پھرے گی قول کی دھنی معلوم
ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان بھی ہوگی کیونکہ اسکے چہرے پر آثار اسلام پائے جاتے ہیں
یہ تصور کرکے اور کچھ دیر فکر کرکے خواجہ نے سر اٹھا کر کہا کہ اے زلیوان ہم لوگ تو ظاہر پرست ہیں
گو ہر ایک کے دل کا حال بخوبی جانتے ہیں کہ یہ مکر کرتا ہے یا سچ کہتا ہے مگر شرع سے مجبور ہیں کہ ہماری شرع میں
یہ امر ہے کہ جو دین اسلام قبول کرے اُسکو قتل نہ کرو خواہ وہ کسی طور سے قبول کرے خواہ مکر کرتا ہو خواہ
در اصل اسلام قبول کرنے پر راضی ہو ہم اُسکو رہا کر دو خدا فرماتا ہے کہ ہم اُسکے حال سے واقف ہیں اگر
وہ برائی کریگا ہم اُسکو بدی کی سزا ضرور دینگے اے زلیوان تو نے جو کچھ کہا میں نے قبول کیا مگر ایک
دو شرطیں ہیں اول تو یہ کہ تو اسم اعظم صاحبقران رہا کردے اور اپنے دریائے سحر کو مٹادے اور سب
اہل اسلام کو رہا کر دے آخر سے اپنا سحر اتار لے اور صاحبقران پر سے بھی اور یہاں سے چلی جا اور جو کچھ
تو نے کہا ہے اُسپر پابند رہ دوسرے یہ کہ اب کبھی سمندر پر میں نہ آنا اگر تو اسکے خلاف کرنے کی تو یاد رکھ
کہ میں ابکی مرتبہ تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا زلیوان نے جواب دیا کہ خواجہ میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ
میں اب سمندر پر نہ جاؤنگی نہ سمندر کے شریک ہونگی جب میں اقرار کر چکی ہوں تو پھر کیوں میں اپنے
اقرار کے خلاف کرونگی یہ نہیں ہوگا کہ اقرار کے خلاف کروں دوسری شرط کا آپ سے میں خود اقرار
کر چکی ہوں پہلی شرط کا آپ نے یہ جو ارشاد کیا میں نے پہلے ہی اس امر کا اپنے دل میں قصد کر لیا تھا کہ
جب آپ مجھکو رہا فرمائیں گے میں پہلے اسم اعظم امیر رہا کردونگی اسکے بعد آخر سے اپنا سحر اتار دونگی
دریائے سحر کو مٹا دونگی اہل اسلام کو رہا کر دونگی کیا میں یہ کرونگی کہ ان سب کو اسی وقت میں مبتلا
چھوڑ کر چلی جاتی پھر میرے مسلمان ہونے سے آپ کو فائدہ کیا ہوتا اس امر کا آپ کو ظاہر کرنا بیجا تھا
میں نے یہ دونوں شرطیں آپ کی بدل قبول کیں خواجہ نے جواب دیا کہ ... دونوں
شرطیں قبول کیں مگر اے زلیوان اس امر کا خیال رہے کہ جب کسی وقت ہم تجھے ضرور

آکر کمک کرنا ایوان نے کہا کہ ای خواجہ آپ اطمینان رکھیں کہ یہ کنیز ضرور حاضر ہوگی یہ کہکر ایوان نے عرض کیا کہ ای
خواجہ ایک اور میری عرض ہی خواجہ نے کہا کہ وہ بھی بیان کرو ایوان نے عرض کیا کہ وہ عرض یہ ہی کہ جب
کوئی بلا میرے اوپر نازل ہو یا میں کسی آفت میں مبتلا ہوں اور آپ کو معلوم ہو تو ضرور کمک فرمائیےگا خواجہ
نے جواب دیا کہ ای ایوان تو اس امر سے اطمینان رکھ جب ہم کو تیرے حال سے آگاہی ہوگی کہ تو فلان
آفت میں مبتلا ہی تو ہم ضرور تیری کمک کرینگے اور میرے اوپر کیا منحصر ہی سب اہل اسلام تیری کمک کو موجود
ہوں گے خود صاحبقران تیری کمک کو تیرے مقام سکونت پر آئیں گے یہ سُنکے ایوان نے عرض کیا
کہ اب آپ مجکو رہا کریں اور طریقہ دین اسلام اپنی زبان سے فرمائیں تا کہ میں اس سے آگاہ ہوں یہ سُنکے
خواجہ نے ایوان کو بیہوش کر کمند اصفا و باصفا سے رہا کیا اور کہا کہ لے میں نے تجکو چھوڑ دیا تو اپنے قول
پر ثابت قدم رہنا یہ کہکر خواجہ ایوان کے پاس سے ہٹے اُس وقت ایوان نے اپنے دل میں خیال
کیا کہ ذرا خواجہ کا امتحان تو لو کہ اب یہ تو رہا کر چلے ہیں اور میں انکے قبضہ میں نہاں ہوں گو میں اقرار
کر چکی ہوں کہ بدی نہ کرونگی نہ درحصل اب میں بدی کرونگی انکو اسیر کر کے رہا کر دونگی یہ خیال اپنے دل
میں کر کے اب جو سچ کا خیال کیا تو سچ بھی یاد تھا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ جو حرکت ایوان نے کرنے کا قصد
کیا ہی صرف خواجہ کے امتحان کے لیے کہ یہ اب میرا کیا کر سکتے ہیں کیونکہ میں تو رہا ہوں یہ امر اس نے خیال
کر کے خواجہ کی طرف میں پرشیان ہو کر کہا کہ ای خواجہ تم نے اسوقت بڑا دھوکا کھایا تم سادا نا اسیر سے دام
مذویر میں پھنسا دیکھو یوں دھوکا دیتے ہیں تم کو یہ خیال بالکل نہ آیا کہ میں صرف اس کے کہنے پر اسکو رہا
کیے دیتا ہوں اگر کوئی یہ بدی کرے اور رہا ہو کر اپنے قول سے پھر جائے تو کیا ہو کوئی بھی اس طرح اپنے دشمن
کو صرف اُسکی تقریر سُنکے یوں چھوڑ دیتا ہی کوئی عقلمند ایسا نہ کریگا ایسے عدو کو کہ جس کے قتل پر آمادہ ہو
اُسکو صرف اُسکی تقریر پر رہا کر دے اور اپنی جان کا کچھ خیال نہ کرے اب تم میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاؤ گے
میں اُسوقت مجبور تھی کہ تمہارے قبضہ میں تھی جو تم نے کہا میں نے قبول کیا اور تم سے مکر کیا اپنی جان
بچانی بھلا تم ہی خیال کرو کہ میں کیوں اپنا مذہب آبائی ترک کرتی اور دین اسلام قبول کرتی صرف یہ تدبیر
جان بچانے کی تھی اب تو میری جان تمہارے ہاتھ سے بچ گئی اب تم میرا کیا کر لوگے آیا ہے جنبش لب میں
میں تمہارا کام تمام کر دونگی اس وقت تو تم میرے ہاتھ سے بچ نکلے یہ جو تقریر اسکی خواجہ نے سُنی اور اُسکے
تیور بدلے پائے اپنے دل میں خیال کیا کہ ای خواجہ تم نے بڑا دھوکا کھایا کہ بدون سمجھے اور بوجھے صرف
اسکی تقریر سُنکر اور چہرہ پر آثار نور اسلام دیکھکر اور اُس کے قول کو سچ جان کر رہا کر دیا اب اس کے ہاتھ
سے جان کا بچنا محال ہی بڑی نادانی کی پھر جو مرضی خدا یہ اپنے دل میں کہکر اور دل سے کہا کہ اگر اسی کے ہاتھ
سے قضا آئی ہی تو کیا چارا ہی میں نے تو موت کا خیال ہی ابھی تک نہیں کیا ہی کبھی کرونگا ای دل میں
بھی تو مثل اپنے دادا عمر اول کے موت سے خوف کرتا ہوں ایسی بڑی چیز سے ڈرتا ہوں اس وقت اسی کا
سامنا ہی یہ خیال دل میں کر کے اور دل سے باتیں کر کے ایوان کی طرف بقہر و غضب دیکھا اور آنکھو
سے آنکھ ملاکر کہا کہ تو سچ کہتی ہی کہ میں تیرے قبضہ میں ہوں مگر یہ امر غیر ممکن ہی میرا خدا میرا حامی و مددگار
ہی اُسی کی ذات کا ہر دم بھروسا ہی یہ کہکر اپنے دست راست کو اُٹھایا اور کہا کہ تو کیا مجکو قتل کرے گی
اور کیا مجکو ایسے عیار سے مکر کرے گی یہ بھی ایک عیاری کا پیچ تھا ایوان نے جواب دیا کہ ای خواجہ یہ
باتیں اور کسی سے کرو اب میں تمہارے مکر میں کب آتی ہوں بدون قتل کیے ہوئے اب تمہاری رہائی
غیر ممکن ہی میں بھی دیکھتی ہوں کہ تمہارا خدا اب تمہاری کیونکر کمک کرتا ہی اور کیونکر میرے ہاتھ سے تم کو بچاتا ہی

خواجہ نے یہ کلمہ سُنکے جواب دیا کہ او لکا تھہ تو مجھکو کیا ڈراتی ہی مین ڈرنے والا نہین ہون میرا خدا ضرور میری
کمک کرے گا پھر تجھکو میرے قبضہ مین اسیر کرے گا مین تیری جان کا قاتل ہون یہ بھی ایک پیچ عیاری کا
تھا کہ مین نے تجھکو رہا کر دیا تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جا سکتی ہی یہ کہکر جو ہاتھ کو گردش دی اور ہاتھ
نے خواجہ کے گردش کھائی پانچون گھائیون سے پانچ حباب چھوٹ گئے ایوان کے منھ پر پڑے اور بوے
اور بیہوشی دماغ مین ایوان کے پہونچی اُسکو چھینک آئی اور بیہوشی نے اپنا اثر کیا ایوان چرخ کھا کر
زمین پر گری خواجہ نے نعرہ کیا اور جست کرکے ایوان کی زبان مین سوزن دی اور پھر کمند آصفا اور با صفا
سے اُسکے دست و پا باندھے اور اُسی ستون سے باندھ دیا کوڑا ایک ہاتھ مین لیا اور ایک ہاتھ مین خنجر لیا
اور فتیلہ رفع بیہوشی اُسکو دیا اُسکے ناک سے چند قطرے گرم گرے اُس کے بعد اُسکو ہوش آیا اپنے کو
پھر اُسی طور سے بندھا ہوا پایا زبان مین سوزن پائی آنکھ کھول کر جو دیکھا تو دیکھا کہ خواجہ بقہر و غضب ایک
ہاتھ مین خنجر دوسرے ہاتھ مین کوڑا لیے ہوے کھڑے ہین چہرے سے آثار قہر و غضب عیان ہین جب اُسکو
ہوش آیا خواجہ نے ڈانٹ کر کہا کہ ای ایوان دیکھو ہمارے خدا کی قدرت کہ اُس نے پھر تجھکو میرے قبضہ مین
کر دیا اور مین نے پھر تجھکو اسیر کر لیا اب تو میرے قبضہ مین ہی یا مین تیرے قبضہ مین ہون ہے شرط کہ ایک
ہاتھ لگاؤن کہ تیرا سر تن پر سے اُڑ جائے ہاتھ ہی سے اُس سخت کلامی کی اس کوڑے سے تجھکو سزا دون
تیری کھال گرا دون ارے ایوان وہ اپنے بندون کا ہر وقت حافظ ہی وہ تجھ ایسے نابکارون کے
ہاتھ سے اپنے خاص بندون کی خون ریزی کرانا گوارا نہین کرتا ہی جب اُسکو یہ امر گوارا نہین ہی پھر وہ
کیونکر تجھکو میرے اوپر غالب کرتا ای ایوان تو یہ خیال کرنے کہ جب تو پھر کہے گی کہ مجھکو رہا کر دو مین رہا
کر دونگا ادھر تو نے رہا ہوکر میرے قتل کرنے کی فکر کی مین نے پھر تجھکو گرفتار کر لیا اگر تو ہزار مرتبہ یا دس
ہزار مرتبہ اسی طور سے کہے گی مین رہا کر دونگا اور پھر اسیر کر لونگا مین تیرے اسیر کرنے کو کافی ہون تو
میرا کیا کر سکتی ہی یہ جو خواجہ نے کہا اور ایوان نے خواجہ کی نظر دیکھی بہ پائی اشارے سے کہا کہ
ای خواجہ میری زبان سے سوزن نکال لو تو مین کچھ کلام کرون خواجہ نے کہا کہ اب مین تیرے فقرے مین
آنے والا نہین ہون مین تیرے حال سے بخوبی واقف ہو گیا کہ تو بڑی مکارہ ہی مکر کرتی ہی اب یہ دھوکا اور
کسی کو دینا اُس نے یہ تقریر سُنکے اشارے سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ خواجہ تم سوزن زبان سے نکال لو تو مین
کلام کرون اور منت کرنے لگی خواجہ نے جب دیکھا کہ یہ منت کرتی ہی دل مین خیال کیا کہ ای خواجہ
سوزن اس کے زبان سے نکال لو اور سُنو کہ یہ کیا بیان کرتی ہی یہ خیال دل مین کرکے سوزن آگے بڑھکر
اُسکی زبان سے نکال لی جب اُسکی زبان سے خواجہ نے سوزن نکال لی اور زبان اُسکے قابو مین
ہو گئی ادھر اُسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ در اصل وہ خدا کیسا رحیم و کریم اور کیسا اپنے بندون کا
حافظ ہی مین نے تو دل مین خیال کیا تھا کہ خواجہ اب مجھکو اسیر نہ کر سکین گے مگر کس طرح لا کے
اُسنے اسیر کر لیا کہ مجھکو بالکل خبر نہ ہوئی واہ کیا اُسکی قدرت ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ اب اسکا
اعتقاد اور زیادہ ہوا ادھر خواجہ دل مین خیال کر رہے تھے کہ اس وقت میرے قیاس نے غلطی کی
اور عقل نے راستہ نہ دی کہ یہ مکر کرتی ہی ای خواجہ اسکی پیشانی سے تو آثار نور اسلام ہویدا تھے یہ کیا
ہوا کہ یہ رہا ہوتے ہی برخلاف ہو گئی مین نے تو کبھی ایسی غلطی نہ کی تھی جیسی اسوقت کی مگر خدا نے
اپنا فضل کیا کہ پھر اسیر کر لیا ورنہ بڑی خرابی ہوتی اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا خواجہ یہ خیال کر رہے تھے
کہ اُسنے خواجہ سے کہا کہ ای خواجہ ماشاءاللہ کیا کہنا در اصل آپ کے مثل پردۂ دنیا پر کوئی عیار

نہ ہوگا کیا کام کیا اور کس چالاکی سے مجکو اسیر کیا کہ مین بالکل واقف نہ ہوئی واقعی آپ کا خدا سچا اور یہ
برحق ہی مین صرف آپکا امتحان کرتی تھی کہ دیکھون اب تو اچھا ہو مجکو رہا کر سکتے ہین یا نہین اُن سے بگڑا اور اکو
اسیر کر لاؤن کو مین پہلے ہی مذہب اسلام اختیار کر چکی تھی صرف آپکا امتحان منظور تھا کہ دیکھون اب کیونکر
خواجہ اسیر کرینگے جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا آپ ہمارے بدل مین اپنے قول پر اُسی طور سے قائم ہولنا آپ
کچھ خوف نہ کرین اور اپنے قول پر قائم رہین مین نے یہ کلام آپ سے کشش کے بدی کی راہ سے نکیا تھا بلکہ لطف
آزمایش کے آپ مجکو رہا کرین اور اپنے قول پر قائم رہین خواجہ نے جواب دیا کہ ای مکارہ پہلے آتیا بھلا
اب مین کب تیرے پھندے مین آتا ہون ایک مرتبہ دھوکا کھا چکا اب مجکو تیرے کسی قول کا اعتبار نہین ہی تو نے
بڑا دھوکا دیا تھا مگر وہ تیرا خیال بیجا تھا تو اگر ہزار مرتبہ رہا ہوگی اور مجھ سے آمادہ فساد ہوگی مین اپنے خدا کی
قدرت سے ہر مرتبہ تجکو اسیر کرونگا تو بیکار مکر کرتی ہی اب مین تیرے کہنے پر عمل نہ کرونگا اگر تجکو میرا امتحان
منظور ہی تو کہدے مین تجکو رہا کر دون اور پھر اسیر کرون جو مرتبہ تو کہے الوان نے کہا کہ خواجہ قسم ہی مجکو
اپنے بھائی کے سر کی اور اُسکی روح کی کہ اب مین تم سے دغا نہ کرونگی یہ صرف تمہاری آزمایش کی تم رہا
کر کے دیکھو تو خواجہ نے کہا کہ تو کیا ہی اور تیرا بھائی کیا تھا وہ بھی کافر تھا تو بھی کافر ہی مین کیونکر یقین مانون کہ
تو اُسکے روح کی سچ قسم کھاتی ہی اسے یہ دھوکا اور کسی کو دینا الوان نے دیکھا کہ خواجہ کو غصہ آگیا اب تو
وہ پریشان ہوئی اور منت کرنے لگی اور کہنے لگی کہ خواجہ اب ایسی خطا نہ ہوگی اُسوقت خواجہ نے کہا کہ اے
الوان مجکو اُسوقت یقین آئے گا کہ جب تو دریاے ادہم کو رہا کرے گی اور صاحبقران کا
اسم اعظم کھولے گی اور سب اہل اسلام کو رہا کرے گی صاحبقران پر سے اسم سحر کے جو کو ذبح کرے گی
اُسوقت مجکو تیرے اسلام لانیکا یقین ہوگا الوان نے کہا کہ آپ مجکو لے چلین مین موجود ہین اگر رہا ہوتی تو
مین خود آپ کو لے چلتی اب آپ مجکو لیے چلین یہ سنکے خواجہ نے کہا کہ اچھا اور یہ کہکے سر کمند تھما اور
پاؤن کا ستون سے کھولا اور لیکر چلے راوی نے بیان کیا ہی کہ خواجہ اُس بارہ دری سے الوان کو لیکر
باہر آئے الوان کی یہ صورت تھی کہ گھونگٹ سر جھکائے ہوئے گردن سے بندھی چلی آتی ہی اپنی حرکت پر معقول
بہت نادم ہی اپنے کو بہت ملامت کرتی ہی اور کہتی ہی کہ جو تو نے کیا اُسکا کیا فائدہ ہوا جو کوئی دیکھے گا
کیا کہے گا یہ تو یہ دل مین خیال کرتے ہوئے چلی آتی ہی کہ خواجہ [illegible] ہوئے یہان تک کہ جب
خواجہ اُس [illegible] کو طے کر کے [illegible] اور دریا کے [illegible] اُس وقت الوان نے خیال کیا کہ بڑا غضب ہوا کہ
ہر ایک مجکو اس حالت مین دیکھ کر ہنسے گا اور طعنہ زنی کرے گا یا [illegible] کہ مذہب اسلام بھی قبول کیا اسیر
بھی ہوئی خواجہ اُسکو ذلت سے لائے اور کچھ عزت نہ کی یہ تصور کر کے خواجہ سے کہا کہ ای خواجہ اب آپ
میری خطا کو معاف فرمایئے اور میرے قصور سے درگذر کیجئے مین نے خطا کی اُسکی سزا پائی ای خواجہ مجکو
اس حالت سے نہ لے چلیئے مین ہر ایک کی نگاہ مین ذلیل ہونگی ہر ایک مجکو نظر حقارت سے دیکھے گا اور طعنہ زن
ہوگا کہ دین اسلام بھی قبول کیا اسیر بھی ہوئی خواجہ نے کچھ عزت نہ کی مثل قیدیون کے رکھا ای خواجہ میری
بڑی ذلت ہی اور آپکی بھی ذلت اس طرح لے جانے سے ہی یہ کہکر منت کرنے لگی اور رونے لگی اُسوقت
خواجہ کو بھی رحم آیا اُسکے اس کہنے سے خیال آیا کہ سچ تو کہتی ہی کہ اتنی بڑی ساحرہ کو اس حالت سے لے جانا اچھا
نہین ہی ای خواجہ اُسوقت پچھتاوے [illegible] جاؤ [illegible] کا کام تو جب
یہ صاحبقران وغیرہ کو رہا کر چکے گی اور دریا [illegible] اس وقت ہم کو رہا کرنا ہوگا
موافق اپنے اقرار کے جب یہ رہا ہوگی اور [illegible] خیال آیا کہ خواجہ اُس وقت [illegible] تاکہ مجکو لانے ریسے کی

نشو اگر تب بیکار رہی جب یہ اپنے قول سے پھر گئے اور میرے کہنے پر قائم نہ رہے اور مجکو چھوڑا جاتا تو تو کیون اپنے قول
پر قائم رہ سمندر کی شریک ہو کر خواجہ سے مقابلہ کر اے خواجہ یہ ساحرہ زبردست ہے بیکار کو بندگان خدا کا
خون بہانا ہوگا اتنی سی بات پر جو کہ اس وقت دوستی پر آمادہ ہو اسکو دشمن کرنا کام عقل مندی کا نہین ہے
اے خواجہ اس کے چہرے سے نور اسلام بھی ظاہر ہوتا ہے پھر کیون اسیر رکھو خدا پر تکیہ کر کے رہا کر دو اور ہوشیار
رہو اگر وہ بدی کرے اور تمھارے قابو مین آجائے ضرور قتل کرنا ایک مشتہ یہ خیال کر کے خواجہ نے
اس سے کہا کہ اے الوان یہ شمہ کہنا کہ مین نے دھوکا دیا اور تم میرے دھوکے مین آئے مین صرف تیری منت
پر خیال کر کے تجکو رہا کرتا ہون مین تیرے فریب مین نہین آتا ہون الوان نے کہا کہ اے خواجہ آپ اطمینان
رکھیں مین ایسا آپ سے دغا نہ کرونگی بس خواجہ نے الوان کو بکمند اصفا اور باصفا سے رہا کر دیا جیسے الوان
رہا ہوئی دوڑکر خواجہ کے قدمون پر گری پاؤن کو بوسہ دیا آنکھین قدمون پر ملنے لگی اور رونے لگی خواجہ نے
اسکا سر قدم پر سے اٹھا کر سینہ سے لگایا اور کہا کہ اے الوان مین تجھ سے بہت خوش ہوا یہ کہکر اسکے
آنسو اپنے دامن سے پاک کیے اور بہت تشفی و دلاسا دیا اس نے کہا کہ مجکو مطیع اسلام فرمائیے خواجہ نے
اسکو طریقہ دین اسلام تعلیم کیا وہ مطیع اسلام ہوگئی ناظرین پر ظاہر ہو کہ ابھی الوان نے کلمہ طیبہ نہین
پڑھا ہے اس سبب سے کہ اگر کلمہ پڑھونگی تو سحر فراموش ہو جائے گا پھر بیکار ہے خواجہ سے عرض کیا تھا کہ اگر
مین کلمہ پڑھتی ہون تو سحر فراموش ہوتا ہے اور ابھی آپ کو بڑے بڑے مرحلے طے کرنا ہین الوان نہ طاق
کے ساحرون سے مقابلہ کرنا ہے وہان کے ساحر بڑے زبردست ہین یہ سب نہ طاق و دیگر مقامات سے کہ
جہان جہان ساحر ہین صاحبقران کو فراغت ہونے کی سبب ساحر خواہ قتل ہون خواہ مطیع صاحبقران ہونا
اسی وقت مین کلمہ پڑھونگی اگر اس وقت پڑھ لونگی تو پھر مین کسی کام کی نہ رہونگی جیسے آپ ویسے مین
بلکہ آپ تو اپنی جان بھی بچا سکتے ہین مین تو اس قابل بھی نہ رہونگی سوا اسکے کہ کوئی قتل کر ڈالے ایسی
حالت مین میرا شریک ہونا اور نہ ہونا بیکار ہے یہ جو الوان نے کہا خواجہ نے بھی خیال کہ الوان
سچ کہتی ہے بس خواجہ نے الوان کو مطیع اسلام کیا جب الوان مطیع اسلام ہو چکی اس نے سحر سے
تخت بنایا اسپر خود بھی بیٹھی اور خواجہ کو بھی بٹھایا تخت کو سحر سے اڑا کر طرف اس دریائے سحر کے چلی جو کہ
اسنے سحر سے بنایا تھا اور جہان اہل اسلام مبتلائے سحر اسیر تھے اور اسم اعظم بھی اسی دریائے سحر مین
صاحبقران کے دل پر سے محو کیا ہوا ایک شیشے مین بند تھا یہ تو خواجہ کو لے کر ادھر چلی ادھر قران ثالث
نے جو کہ وہ خواجہ کے شریک ہوئی بہت خوش ہوئے اور اس صحرا سے طرف اپنے لشکر کے چلے اور عیار
بھی کہ ان سب کا حال آئندہ تحریر کیا جائے گا راوی نے بیان کیا ہے الوان تخت سحر اڑا کر اس میدان
مین آئی کہ جہان لشکر اسکا اترا تھا وہان آکر دیکھا کہ ہزارون لاشین جلی ہوئی پڑی ہین اور راکھ کا انبار ہے ایک
طرف خیمہ وغیرہ سوختہ پڑے ہوئے ہین ایک جانب دور لشکر گرداب وغیرہ اترا ہوا ہے دریائے سحر
بہہ رہا ہے درمیان لشکر اسلام و لشکر کفار کے اس طرف لشکر کفار مین تو سب راحت سے بیٹھے ہین مگر لشکر
اسلام سے صدائے گریہ و زاری آرہی ہے ایک تلاطم برپا ہے دریا سے رونے کی صدا آرہی ہے یہ اپنا تخت
بلندی سے زمین پر لائی اور کنارہ دریا کے آگئی اسنے سحر کیا کہ دریا مین ایک مرتبہ تلاطم پیدا ہوا اور پانی
دریا کا بیرون بلند ہوا اور شعلہ نکلے بعد برطرف ہونے تلاطم کے وہین حباب پیدا ہوا جسمین چراغ روشن
تھا اور وہ پانی پر آکر قائم ہوا اس الوان نے ایک تنکے کی کمان بنائی اور اس کمان مین تنکے کا تیر جوڑا
اور اسم پڑھکر جو اس ناوک کو رہا کیا وہ جا کر اس حباب پر پڑا جیسے حباب پر پڑا حباب ٹوٹا بعد اسکا

جھونکا آیا وہ چراغ گل ہوا اس نے سحر کرکے طرف لشکر اسلام کے دم کیا اور اپنا سحر صاحبقران پر
سے اُتار لیا ادھر وہ چراغ گل ہوا صاحبقران کا اسم اعظم رہا ہوا جب وہ حباب کو توڑ چکی اور شمع
کو گل کر چکی اور صاحبقران پر سے سحر کو دفع کر چکی اس کے بعد اس نے اپنا سحر کیا اور دریا پر دم کیا کہ وہ
دریا دھوان ہو کر ایک آن میں اڑ گیا اب خواجہ نے دیکھا کہ تمام اہل اسلام ساحر وغیر ساحر زمین پر
پڑے ہوئے لوٹ رہے ہیں ہر ایک کے جسم میں آبلے پڑے ہوئے ہیں اور صدائے آہ آہ ہر ایک
کے منھ سے بلند ہے یہ جو خواجہ نے دیکھا ایوان سے کہا کہ ان پر سے سحر دفع کرو کیونکہ انکی تکلیف اب
مجھ سے نہیں دیکھی جاتی ہے یہ جو خواجہ نے کہا ایوان نے اسم سحر پڑھ کر جو دم کیا انکے جسم سے
تمام قید سحر برطرف ہو گئی دوبارہ اس نے اسم سحر پڑھا کہ وہ سب کے جسم سے آبلہ دور ہوئے سب کو
ہوش آیا ہر ایک نے دیکھا کہ ہم خاک پر پڑے ہوئے ہیں نہ لشکر ہے نہ صاحبقران ہیں اب جو غور
کر کے دیکھا تو دیکھا کہ خواجہ روبرو کھڑے ہوئے ہیں اور برابر خواجہ کے ایوان جادو بیٹھی ہوئی کچھ
پڑھ رہی ہے ان سب نے خیال کیا کہ ہم تو ہمراہ صاحبقران کے بمقابلۂ ایوان جادو جو کہ خواجہ
کے برابر بیٹھی ہے میدان میں آئے تھے صف آرائی ہمارے روبرو ہوئی ایوان کے سپہ سالار نے
نکل کر مقابلہ کیا تھا اسکو آئینہ اندام کی بھانجی منور جادو نے قتل کیا تھا کہ ستارے آسمان پر
سے گرنے لگے بہت ساحروں کو وہ ستارے آسمان پر لے گئے اس کے بعد خود ایوان نے نکل کر میدان
میں دریائے سحر پیدا کیا تھا اس دریا سے کشتی پیدا ہوئی تھی اسمیں ایک نازنین تھی اس نے ہم کو آئینہ
دکھایا تھا ہم اس آئینہ کو دیکھکر دریا میں کود پڑے تھے یہ تو غیر ساحروں نے خیال کیا کہ اسی گنبد سے
ہم کو چراغ دکھایا تھا کہ ہم دریا میں کود پڑے پھر خبر نہ ہوئی کہ کیا ہوا اب جو ہم کو ہوش آیا تو اپنے کو خاک
پر پڑا ہوا پاتے ہیں نہ لشکر ہے نہ صاحبقران ہیں نہ لشکر اسلام ہے نہ کفار یہ کیا امر ہے ہمارے تو ہوش
اڑے جاتے ہیں یہ ہر ایک نے اپنے دل میں خیال کر کے باہم اشارے کیے اور یہی تقریر کی اسکے
بعد خواجہ کو اور ایوان کو جو دیکھا ہر ایک وہاں سے خواجہ کے قریب آیا خواجہ کو سلام کیا خواجہ
نے جواب سلام دیا اور حال دریافت کیا انھوں نے وہی تقریر بیان کی خواجہ نے کہا کہ شکر خدا کرو
کہ اس نے تم سب پر رحم کیا اور تمکو ملکہ پر غالب کیا ملکہ کو میں نے اپنا مطیع کیا انھوں نے اگر تم سب کو
رہا کیا یہ سنکے ہر ایک نے ملکہ کی طرف دیکھا اور سلام کیا ہر ایک نے ایوان کی بہت تعریف کی خصوصاً
ساحروں نے ملکہ نے جواب دیا کہ یہ سب آپ کی عنایت اور بندہ پروری ہے ورنہ میں کس قابل ہوں
سب نے جواب دیا کہ ملکہ اسوقت تمہارا سحر و ساحری میں مثل و نظیر نہیں ہے بس خواجہ نے ملکہ سے
کہا کہ اب آپ میرے لشکر میں چلیں اور صاحبقران اور بادشاہ سے ملاقات کریں ملکہ نے ہاتھ جوڑ کر
عرض کیا کہ ابھی میں خدمت میں صاحبقران کے نہ جاؤنگی مجکو صاحبقران سے شرم آتی ہے ہاں
جب کوئی ایسا کارنمایاں کرونگی اس وقت صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کرونگی ابھی معاف فرمایئے
پس ہر ایک سردار اور خواجہ نے بہت بہت ایوان نہ طاقی سے کہا اس نے منظور نہ کیا آخر عاجز
ہو کر خواجہ نے اس سے کہا کہ بسم اللہ تم تشریف لے جاؤ مگر اپنے قول پر قائم رہنا اور ثابت قدم
ایوان نے جواب دیا کہ جان جاتی رہے مگر میں اپنے قول سے نہ پھرونگی خواجہ آپ بھی اپنے قول پر
قائم رہیے گا خواجہ نے کہا کہ ضرور پس ایوان نہ طاقی خواجہ سے رخصت ہو کر اور سب سرداروں
سے ملکر خواجہ کو سلام کر کے تخت سحر پر سوار ہو کر طرف اپنے مقام کے روانہ ہوئی کہ اسکا حال آئندہ تحریر

ہوگا جب ایوان جا چکی سب سرداروں نے خواجہ سے دریافت کیا کہ آپ نے کیونکر بلکہ ایوان کو گرفتار کیا اور ہم سب کو رہا کیا خواجہ نے جواب دیا کہ چلو لشکر میں لشکر کا تو حال دیکھیں اور سب کیفیت روبرو صاحبقران کے دربار میں بیان کرونگا سن لینا یہ کہکر خواجہ سب سرداروں کو ہمراہ لے کر طرف لشکر کے چلے اب تو راہ صاف سے صرف دریائے سحر درمیان میں تھا جو اس پار جانے نہ دیتا تھا اب کیا ہی ادھر سے خواجہ چلے اور سب عیار اپنے اپنے مقام سے چلے اور وہ ساحر بھی کہ جن کو برق ثانی نے رہا کیا ہی وہ بھی طرف لشکر کے آتے ہیں اب ان سب کا حال آئندہ تحریر ہوگا خواجہ اور ان سب کو راہ میں رکھا جاتا ہی اور کچھ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہی ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ اب وہاں کیا واقعہ گذرا

اب شمہ حال لشکر اسلام کا اور سمندر کا اور آنا خواجہ کا سب سرداروں کو لے کر اور صحت پانا صاحبقران کا یاد آنا اسم اعظم کا اور آنا سب سرداروں اور عیاروں کا ہر ایک کا اپنا حال بیان کرنا صاحبقران کا خوش ہو کر سب کو انعام و خلعت دینا اور حکم جشن فرمانا سمندر کو حال ایوان سے آگاہ کرنا اسکو اسیر کرنا خواجہ کا اس حال سے آگاہ ہو کر عیاری کرنا اور پھر ایوان کو رہا کرنا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا غزل بجائے ساقی نامہ

غزل

رندوں کو شوق پہ پیستہ ہی شراب کا — ساقی ادھر کو پھیر دے منہ آفتاب کا
ہی شوق حسرت دید رخ لاجواب کا — ہو دور جلد یہ کہیں پردہ نقاب کا
ہی سوز غم سے عشق فزوں ہی دل کا حال — ہو جس طرح سے آگ پہ عالم کباب کا
لکھ دے کہ جلد جواب آسکے نامہ بر — ہوں منتظر میں دیر سے خط کے جواب کا
امید ہی امید میں محشر بھی ہو چکا — پردہ اٹھا نہ یار کے رخ سے نقاب کا
بکھری ہی زلف کب رخ پر نور یار پر — ہی چودھویں کے چاند پہ دامن سحاب کا
ہر جوہر آئینہ کا دکھائے چراغ طور — پرتو پڑے جو آسمان رخ لاجواب کا
جب نور رخ سے تیرے زمین کو ملا فروغ — گردوں کے سر سے پھر گیا تمغہ آفتاب کا
تیری گلی کی خاک میں سب مل کے رہ گئے — اٹھا جنازہ کس ترے خانہ خراب کا
شمرالی آنکھیں کہتی ہیں جو مرتے دم کہیں — اسبا نامہ ہوں منتظر ترے خط کے جواب کا
فصل بہار آگئی اب صبر تا سکے — ساقی یہاں بھی دے کوئی ساغر شراب کا
بے یار ابر ترسے یہ برسات میں ہی عجب — کر لے مقابلہ میری چشم پر آب کا
فرقت کی شب کو تیرے تصور میں ہی پری — پاتا نہیں اثر بھی میں آنکھوں میں خواب کا
اس بت کے ہجر میں مجھے سودائی کر دیا — یارب برا ہو اس دل خانہ خراب کا
تکلیف کی ہی تو کوئی بوسہ بھی دیجیے — وصلت کی شب محل نہیں شرم و حجاب کا

باغ جہاں میں غور سے بلبل نگاہ کر | آنسو بھرے ہیں آنکھ کٹورا گلاب کا
دم میں بنا بھی اور بگڑ بھی گیا غریب | کچھ رنگ تو نے بحر میں دیکھا حباب کا
غش آ گئے سلیمان کو جلا طور سا پہاڑ | جب بند کھل گیا ترے رخ کے نقاب کا
نرگس میں جب کہ قطرۂ شبنم نظر پڑا | آنکھوں کو گمان ہوا مری چشم پر آب کا
جسکی نگاہ اُس رخ رخشندہ پر پڑی | جھلکی نظر گمان ہوا آفتاب کا
ساقی بہار آنے کی ہے دے رہا خبر | اٹھتا ہے جھوم جھوم کے ہر سو سحاب کا
جب ہے قسیم نار و جنان آل مصطفیٰ | کیا خوف ہے نارف ... روز حساب کا

سخن آرائے گلزار معانی | چمن آرائے متاع نکتہ دانی

تذکرہ یان خوش مقال وحاکیان عدیم المثال ومشاطان عروس سخن و مسیحایان مرض اندوہ و محن ور امشگران بزم سخن ومکاران میدان معنی وعیاران سخن دانی اس داستان ندرت بیان کو صفحہ قرطاس صداقت اساس پر نوک خامہ سے یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ یہ داستان جلد دوم مین یہان تک بیان ہوئی ہے کہ بعد مقابلہ کرنے کے اور بعد اسیر ہونے اہل لشکر کے دریائے سحر مین و مبتلا ہونے صاحبقران کے سحر ایوان مین جب کہ ایوان نے دیکھا تھا کہ مین نے صاحبقران کو اپنے سحر مین مبتلا کیا اور نصف لشکر سے زیادہ مین نے غرق دریائے سحر کر دیا یہ کہکر طبل بازگشت پر چوب لگائی تھی کہ اے اہل اسلام مین تم کو آج رات بھر کی اور مہلت دیتی ہون اس شب بھر مین تم باہم صلاح کر لو اگر راہ پر آ جاؤ تو صبح کو آکر میری اطاعت کرنا ورنہ مین کل تم سب کا خاتمہ کر دونگی یہ کہکر واپس گئی تھی اپنی فرودگاہ پر راوی نے بیان کیا ہے کہ بہت سے عیار اس طرف رہ گئے تھے بہت سے صحرا مین منتشر ہو گئے تھے بہت سے لشکر کفار مین تھے راوی سے حال ایوان وعیاران عیارون کی دخواہی کی اور رہا کرنا سرداروں کا اور سطیع کرنا ایوان کو خواجہ کا اور سرداروں وصاحبقران کو اسکے سحر سے نجات دلانا اور ایوان کا طرف اپنے مقام کے خواجہ سے رخصت ہو کر جانا آخر جلد دوم و شروع جلد سوم مین بیان ہو چکا ہے اب حال صاحبقران تحریر ہوتا ہے کہ جلد دوم مین یہان تک تحریر ہوا ہے کہ جب ایوان میدان سے واپس ہو گئی تھی تو بادشاہ اُس باقی ماندہ لشکر کو لیکر اور صاحبقران کو اُس حالت سے لیکر فرودگاہ پر واپس آئے تھے یہ حال جو ناموس کو معلوم ہوا تھا ایک کہرام مچ گیا تھا تمام لشکر مین تلاطم تھا ہر ایک صاحبقران کے لیے بیقرار تھا کوئی ایسا نہ تھا کہ اشکبار ہو کسی کو اپنی جان کی فکر تھی صاحبقران کی فاتحہ ہر ایک رو رو کر صاحبقران کی صحت کی دعا کر رہا تھا عجب ایک عالم تھا کہ وہ حال خدا کسی کو نہ دکھائے کہ جو حال اُس دن لشکر اسلام مین تھا ناموس مین ... کہرام تھا ہر ایک اپنا سر و سینہ پیٹ رہا کوئی گریبان چاک کیے ہوئے سر کے بال کھولے ہوئے صحن ... مین کوئی سجدہ کر رہی تھی کوئی اپنی پیشانی نورانی خاک پر رکھے ہوئے یون اپنے خدا سے ملتجی تھی کہ اے کریم ہم سب کے سر پر صاحبقران کو سلامت رکھ وہی کہ ہم سب کے والی ہین انہین کے قدم سے اس لشکر کی رونق ہے خدا نخواستہ اگر ان کا دم نہ ہوگا تو یہ لشکر تباہ ہو جائیگا ہم سب دربدر خاک بسر ہون گے کوئی خبر نہ لے گا کوئی بال کھولے ہوئے پیشانی پر خاک ملے ہوئے خدا سے کہہ رہی تھی کہ اے فریاد رس بیکسان میری فریاد کو پہنچ لے میرے وارث و والی کو بچا لے مجھ سے بلا سے کل اہل لشکر کو نجات دے اے کریم صاحبقران کو شکست دے ایوان

۲۸

کے ہاتھ سے نجات دے اگر خدانخواستہ صاحبقران کی کوئی دوسری نوبت ہوئی تو بادشاہ اپنے کو زندہ
نہ رکھیں گے ہلاک کرینگے کیونکہ بادشاہ کی شاہی صاحبقران کی وجہ سے ہے اور اس لشکر کی رونق بھی
انھیں دو دسوں سے ہے جب کہ صاحبقران نہ ہوں گے تو بادشاہ کبھی اپنے کو زندہ نہ رہنے دیں گے
ہلاک کرینگے لشکر بھی تباہ ہوگا اے کریم ہم سب پر رحم کر ہم سب کی مانگ و کوکھ کو نہ اجاڑ اے بیکسوں کے
والی اے فریاد رسوں کی فریاد سننے والے ہم سب کی فریاد سن لے کوئی مشکل کشا کو پکار رہی تھی کوئی دونا
پھیرا پیکا ایک کا مان رہی تھی کوئی کونڈے مان رہی تھی کوئی صحنک مان رہی تھی کوئی کہتی تھی کہ اگر سر
صاحبقران پر سے یہ بلا ٹل جائے سب لشکر بچ جائے تو میں صحنک کرونگی کوئی خاک پر بیٹھی بین کہہ رہی تھی
کوئی تڑپ رہی تھی خواتین محل کا یہ حال تھا جو کہ خواصیں اور پیش خدمتیں تھیں وہ اپنی جان دیے رہی تھیں
ہر ایک اپنے مالک کے ساتھ رو رہی تھی جو کہ باہر نکلتی تھیں وہ اس خیمہ میں گھڑی گھڑی آتی تھیں [illegible]
جہاں صاحبقران کو لیے ہوئے بادشاہ بیٹھے ہوئے تھے سب سردار سرہانے صاحبقران جو کہ باقی بچے
موجود تھے اور رو رہے تھے یہ حال دیکھ دیکھ کر وہ عورتیں محل میں جا کر کہتی تھیں خواجہ بزرجمہر کی پوتے
سرہانے صاحبقران بیٹھے ہوئے تھے گھڑی گھڑی نبض دیکھ رہے تھے بادشاہ سے کہتے تھے کہ آپ پریشان نہ ہوں
کوئی مقام خوف نہیں ہے ابھی تک نبض اچھی ہے صرف صاحبقران سحر الوان میں بسبب اسم اعظم فراموش
ہو جانے کے مبتلا ہو گئے ہیں اگر الوان قتل ہو جائے تو ابھی صحت ہو جائے اور سب طور سے بہتری ہے چند دن صاحبقران
کے سخت ہیں چند ستارے خراب آ گئے ہیں یہ انکی نحوست ہے اب وہ دفع ہوے جاتے ہیں حیات کے
خانہ سب درست ہیں جان کا خوف کچھ نہیں ہے بادشاہ فرماتے ہیں کہ یہ ستارے خراب کب تک رہیں گے
اور صاحبقران کی یہ حالت کب تک رہے گی اے خواجہ صاحب اب تو دم بدم ترقی ہوتی ہے خواجہ زادے
عرض کرتے ہیں کہ اب زمانہ نحوست برطرف ہوا جاتا ہے اے حضور اگر صاحبقران کا بال بیکا ہو تو ہم نے اپنا
خون حضور کو بحل کر دیا ہے حضور ہم کو قتل کریں اور آج سے ہم علم رمل سے کوئی کام نہ لیں یہ تقریر سن سن کے
وہ عورتیں یہ خبر خواتین محل سے کہتی تھیں کہ خواجہ زادے بادشاہ سے یہ عرض کرتے ہیں محل دار دم بدم
بادشاہ سے آکر عرض کرتی ہے کہ حضور ناموس آپ سے عرض کرتے ہیں کہ پردہ کرا دیجیے تاکہ ہم آکر
صاحبقران کو دیکھ لیں بادشاہ فرماتے ہیں اچھا مگر سردار صاحبقران کے پاس سے نہیں ہٹتے ہیں بالین
پر بیٹھے ہوئے دعائیں کر رہے ہیں بعض رو رہے ہیں راوی کہتا ہے کہ محل میں ناموس بیقرار و اشکبار ہیں
بارگاہ میں سب سردار تڑپ رہے ہیں لشکری جدا اپنی جان دے رہے ہیں لشکر میں کہرام برپا ہے ہر طرف
صدائے گریہ وزاری بلند ہے جو عیار لشکر سے نکل گئے تھے وہ جو لشکر میں آئے ہیں یہ تلاطم جو دیکھا اہل لشکر
سے دریافت کیا انھوں نے سب حال کہا بارگاہ میں آئے صاحبقران کی حالت دیکھی بادشاہ کو
دیکھا کہ گریبان چاک منہ پر خاک حواس پریشان لبوں پر آہ آنکھوں میں اشک بالین صاحبقران بیٹھے
رو رہے ہیں اپنے کو زمین پر دے مارتے ہیں پچھاڑیں کھا رہے ہیں سردار ایک سے ایک ہو رہے بیٹھے ہیں صاحبقران
مسہری پر فراموش پڑے ہیں آنکھیں بند ہیں صرف [illegible] صدا سے آہ آتی ہے
غشی طاری ہے ہاتھ پاؤں سرد رخ زرد ہے ہونٹ خشک ہیں [illegible] سانس [illegible] کا شمار ہے [illegible]
طرح کا انتشار ہے یہ حال دیکھ کر وہ عیار بھی رونے لگے چالاک ثانی وغیرہ جو بیرون بارگاہ اس فکر
میں نکلے تھے کہ کسی طور سے الوان پر عیاری کریں خواجہ کو اس حال سے آگاہی کریں تاکہ وہ باہم
کچھ عیاری کرکے الوان کو قتل کریں صاحبقران اس بلا سے نجات پائیں [illegible] اٹھا سکے

گئی تھین راوی نے بیان کیا ہی کہ لشکر کے جو سردار اور سپاہی اسیر ہوے تھے قبیلے ناموس ہمراہ
تھے اُنکے ناموس مین کہرام تھا جن کے ناموس نہ تھے اُن کے ملازم اُنکو یاد کرتے رو رہے تھے ہزارون
خیمون مین کہرام برپا تھا صداے گریہ سے گوش فلک کر ہوے جاتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ میدان حشر
ہی لشکر مین عجب حالت ہر ایک کی تھی اگر اُس غم و الم کی حالت تحریر کی جائے تو طول پیدا ہو اور اصل
مطلب رہجاتے خلاصہ یہ کہ وہ دن بصد رنج و الم تمام ہوا آفتاب بحال پریشان غمکدۂ مغرب کو راہی
ہوا ماہتاب چاک گریبان سرنجاک غمخانۂ مشرق سے نکلا ستارون کا یہ عالم تھا کہ بے نور تھے چاندنی
میلی تھی کہکشان نہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ رات نے نشان ماتم بلند کیا ہی ستارون کی بھی آنکھین رنج
و الم سے پرنم تھین شب بسبب صدمہ رنج و الم کے ایسی تاریک تھی کہ کچھ نہ معلوم ہوتا تھا آسمان اشک
شبنم سے رو رہا تھا ملایکہ صداے گریہ و بکاے اہل لشکر کی سُنکے بیقرار ہو رہے تھے یہان لشکر مین گریہ و بکا کا
وہی عالم تھا صاحبقران کی وہی حالت تھی ناموس مین الگ ماتم تھا سردار الگ بیقرار سے تھے
بادشاہ والگ اشکبار تھے نہ کھانے کا ہوش تھا نہ پانی پینے کا خیال تھا غم سے عجب حال تھا یہان
تک وہ رات اُسی عالم اشکباری و بیقراری مین کٹی آثار سحر فلک پر نمایان ہوے ماہتاب بصد
رنج و ملال طرف ماتمکدۂ مغرب کے بحال پریشان چاک گریبان روانہ ہوا انجمن انجم درہم برہم ہوئی
ستارے نہان ہونے لگے نسیم سحری کے جھونکے آنے لگے مگر یہ حال تھا کہ چال اُسکی عجب طرح کی
تھی ہر مقام پہ گری پڑتی تھی قطرے شبنم کے جو زمین پر پڑے تھے یہ ثابت ہوتا تھا کہ گویا زمین رو رہی ہی
سبزہ تمام پژمردہ تھا گو وقت سحر تھا اشجار صحرا بسبب نسیم سحری کے جو حرکت کرتے تھے اور پر کہاے
اشجار جو ہلتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کف افسوس مل رہے ہین طایران صحرا اپنے آشیانون سے نکل کر
درختوں پر بیٹھکر ابو جھل نہ تھے اپنی اپنی زبان مین نوحہ گری کر رہے ہین بلبلین چہچہے بھول گئی تھین
نوحہ کر رہی تھین دریا و تالاب کا پانی اُس صدمہ سے جوش زن تھا حباب جو اُبھر آیا کرتا ہے آب
آنسو تھے یہ ثابت ہوتا تھا کہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین موجین اس رنج سے مضطر تھین یا
ماہیان دریا اُبھر آتی تھین گویا پانی مین تھین مگر اس طور سے تڑپ رہی تھین اُس دریاے بحر شجاعت کے
غم مین جیسے بے آب کے سبب سے مچھلیان خشکی مین طپان ہوتی ہین ہر شی کو صدمہ تھا یہان تک گریبان سحر
اُس غم مین چاک ہوا آفتاب بصد اضطراب مشرق سے برآمد ہوا اپنے نور جمال سے عالم کو روشن
کیا مگر دھوپ کا یہ عالم تھا کہ میلی تھی راوی نے بیان کیا ہی کہ اس روز ہر ایک کو صدمہ تھا کہ زبان
قلم و قلم و زبان سے تحریر نہین ہو سکتا ہی اُس نہنگ دریاے فراقت کے صدمہ سے اور گل گلشن شجاعت
کے مبتلا ہونے سے ہر شی کو اضطراب تھا ہر ایک صاحب زبان و غیر زبان سب بیقرار تھے اور
ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے سبب کہ باغون و صحرا و دریا کا یہ حال تھا حق بجانب ہی اُن لوگون کا
ذکر کیا اُس درجہ کے درپیش نہ تھے یا وہ لوگ جو کہ اُس معدن جرأت و بہادری سے وسیلہ ملازمت
رکھتے تھے اُنکا جو کچھ حال نہ ہو سکتا ہو اب راوی اُس داستان غم و الم کو کہان تک تحریر و تسطیر کرے
حیثیت قلم سے مثل [illegible] سیاہی [illegible] قلم جو کاغذ پر بلند ہوتی ہی اُس سے صداے
نوحہ بلند ہوتی ہی قلم کا بھی دل اس رنج سے تنگ ہی [illegible] کاغذ [illegible] انشاے قلم ستم ہی یہ صاحبقران
[illegible] الم ہی خلاصہ یہ کہ وہ رات اہل اسلام کو اُسی حالت سے بسر ہوئی اُسی صدمہ رنج و الم سے سحر ہوئی نہ
[illegible] سے کھانا کھایا نہ پانی پیا نہ پلنگ پر سر رکھا رات بھر گریہ و زاری مین بسر کی اور روز وہ کہ [illegible] بات

میں سحر کی ہر ایک چشم سے اپنا خون دل بذریعہ اشک کے بہاتا تھا اُن لوگوں کو بجائے طعام لذیذ کے لخت جگر غذا تھی اور بجائے آب سرد کے خون دل تھا ایک دانہ سوا سے دانہ اشک کے اب آشنا نہ ہوا تھا عجب عالم تھا راوی نے بیان کیا ہے اسی حالت رنج و محن میں وہ پھر دن اور ایک شب بسر ہوئی کہ سب کے سب اُسی حالت میں مبتلا تھے ایک کو ایک کی خبر نہ تھی سوا سے سلامتی صاحبقران کے دوسری لفظ زبان پر نہ تھی یہ نہ معلوم تھا کہ کون کون لشکر میں ہے اور کون نہیں ہے اور کون معرکہ جنگ میں شہید ہوا کون مبتلا سے سحر ہے باپ کو فرزند کی اور فرزند کو باپ کی خبر نہ تھی سب برا سے تندرستی صاحبقران درگاہ جناب باری میں دعا کرتے تھے اور گھر میں ماں بہن ناموس ہم بددعا کر رہے تھے کہ سننے والوں کے دل آب آب ہوئے جاتے تھے جو کہ سنگ دل تھے اُن کے دل بھی موم کی طرح سے پگھل جاتے تھے اکثر مسافر جو اُدھر سے نکلتے تھے وہ ناموس کی بین دل خراش سننے رونے لگتے تھے انسان کا کیا ذکر حیوان تک گریان تھے یہ تو ذی روح ہیں جو کہ غیر ذی روح تھے وہ گریان تھے دریا و نہر میں حباب کے آنسو دن اور موجوں سے روتے تھے درخت بار بار کف افسوس ملتے تھے پہاڑ باہم ٹکراتے تھے زمین سے دم بدم غبار بلند ہوتا تھا یہاں سے اشارہ جاری تھا صاحبقران کے رنج میں وہ اپنے دل سے پانی بہا رہا تھا یا اُس کے اشک تھے راوی نے اس طور سے روایت کی ہے کہ جب وہ دن بھی اسی عالم میں قریب اختتام پہونچا اور اہل اسلام نے بلک بلک کر تندرستی صاحبقران کی دعا کرنی شروع کی بادشاہ نے تاج اُتار کر صاحبقران کی صحت کے لیے دعا کی اور یوں بصد گریہ و زاری بدرگاہ جناب باری عرض کرنے لگے اور یہ چند شعر مناجات کے زبان پر جاری کیے

مناجات

الٰہی میں بندہ گنہگار ہوں　　　عفو جنت کرے جو سزاوار ہوں

ترا ایک بندہ ہوں میں بے ہنر　　　ترے عبد احقر کا ہوں میں پسر

الٰہی مرے حال پر رحم کر　　　گناہوں سے میرے تو اب درگذر

مری عرض کو جلد کر اب قبول　　　بحق محمد و آل رسول

عطا کر تو صاحبقران کو شفا　　　مرے حال پر رحم کر اے خدا

بادشاہ نے یہ مناجات شروع کی اور اُدھر سردار و غیرہ سردار اندرون بارگاہ و بیرون بارگاہ ہر ایک سوار و پیادے نے بھی دعا کے لیے سر بلند کیا دریائے رحمت احدی نے جوش مارا دعا ہر ایک کی مستجاب فرمائی چونکہ وقت اجابت دعا کا بھی آ چکا تھا ساعت نحس جو کہ صاحبقران پر تھی برطرف ہو چکی تھیں دریائے آسمان کشادہ تھے تیر دعا ہدف اجابت پر پڑا سب نے جو تڑپ کر دعا کی خدا نے رحم فرمایا اُن سب کی دعا کو قبول فرمایا یکایک صاحبقران کو ہوش آیا آنکھیں کھولیں اشارے سے پانی طلب فرمایا خواجہ زادے جو برابر بیٹھے تھے اُنھوں نے جو یہ حالت دیکھی ایک مرتبہ بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کو مبارک ہو کہ صاحبقران کو ہوش آیا ہے پانی طلب فرماتے ہیں یہ سننا تھا کہ بادشاہ فرط خوشی سے شادہ ہو گئے چہرہ سُرخ ہو گیا اُسی طور سے سر برہنہ قریب صاحبقران تشریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ صاحبقران چشم مبارک کو کھولے ہوئے ہیں اور متحیر ادھر اُدھر دیکھ رہے ہیں یہ دیکھ کر بادشاہ نے خواجہ زادوں سے فرمایا کہ اے آپ کی کیا رائے ہے پانی دیا جائے یا نہیں اُنھوں نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ آب انار دیا جائے وہ دافع ہیں سم کو

کرکے بید مشک کیوڑا وغیرہ ڈال کر تاکہ تاب صاحبقران کو فرحت ہو جو گرمی بسبب سحر کے قلب پر ہے دور
برطرف ہو تاکہ حواس صاحبقران درست ہوں کیونکہ کل سے سحر میں مبتلا تھے اور سحر بھی زبردست تھا جس نے
تمام دل و جگر پر اپنا اثر کیا ہے خدا نے اپنا بڑا فضل کیا کہ اس آفت سے نجات دی یہ سننا تھا اسی
وقت بادشاہ نے حکم فرمایا کہ بہت جلد انار شیرین اور دواخانہ سے بید مشک وغیرہ لاؤ آبدار خانہ سے
برف لاؤ یہ حکم فرمانا تھا کہ ملازم دوڑ کر گئے اشیائے مطلوبہ لاکر حاضر کیں بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے
انار کو افشردہ کیا اسکا عرق نکالا ادھر کسی سردار نے برف کو چھیل کر گیلاس میں ڈالا کسی نے بلور شیشہ
بید مشک کی بوتل سے بید مشک و کیوڑا نکالا آب انار کو جام بھر کر کے گیلاس بلوریں میں رکھا اور بید مشک
وغیرہ ڈال کر اور برف سے سرد کر کے بادشاہ خود اپنے ہاتھوں میں لیکر قریب صاحبقران آئے
صاحبقران اسی طور سے بستر پر لیٹے ہوئے آنکھیں کھولے ہوئے دیکھ رہے تھے صاحبقران سے
بادشاہ نے فرمایا کہ پانی حاضر ہے یہ سننا تھا کہ صاحبقران نے منہ کھولا اور اشارہ کیا کہ پلا دو
بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے چمچہ میں لیکر منہ میں ڈالا چند چمچہ ڈالے تھے کہ صاحبقران کے قلب کو
فرحت ہوئی وہ حالت برطرف ہوئی اور قلب پر کی گرمی دور ہوئی حواس خمسہ درست ہوئے وہ
گیلاس بادشاہ نے صاحبقران کو پلا دیا اس کے پینے سے کچھ تسکین ہوئی صاحبقران نے
اشارہ سے بادشاہ سے کہا کہ اپنے کان میرے منہ کے برابر لائیے فوراً بادشاہ اپنا کان صاحبقران
کے لب کے پاس لے گئے صاحبقران نے بادشاہ سے آہستہ سے یہ فرمایا کہ میرے قلب و جگر میں آگ
لگی ہوئی ہے تھوڑا آب سرد اور پلائیے یہ سنکے بادشاہ نے خواجہ زادوں سے کہا کہ اب صاحبقران
یہ فرماتے ہیں انھوں نے عرض کیا کہ آب انار اور دیجیے یہ کہکر عرض کیا کہ حکم صادر فرمائیے کہ یخنی تیار
کی جائے جس طور سے ہم عرض کریں بادشاہ نے فرمایا کہ جلد داروغہ مطبخ سے کہو کہ حاضر ہو یہ فرما کر پھر
شربت انار بنانے لگے ادھر خواجہ زادوں نے نسخہ تحریر کیا کہ داروغہ مطبخ کو ایک چوبدار جا کر بلا لایا آتے ہی
آکر مجرا کیا اور دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ غلام حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے بادشاہ نے اشارہ کیا کہ خواجہ زادوں
کے پاس جاؤ جو وہ فرمائیں اسکو بجا لاؤ وہ ان کے قریب آیا انھوں نے داروغہ سے کہا کہ ایک مرغ
کی یخنی اس طور سے تیار کر لاؤ کہ یہ ادویہ اسمیں ڈال کر یخنی تیار کرو اسکو مقطر کر لو اس کے بعد اسکو کسی
چیز نقرئی کو آگ میں گرم کر کے اکیس مرتبہ اس یخنی میں ڈالنا اور تیار کر کے جلد حاضر کرو داروغہ بہت خوب
کہکر فوراً نسخہ لیکر دواخانہ میں آیا اور ادویہ لیکر فوراً باورچی خانہ میں گیا اور مرغ کو ذبح کر کے اور
صاف کر کے اسمیں جو اشیا بہ ساختہ اطبا پکانے کی تھیں مثل الائچی و دیگر اشیا زعفران وغیرہ کے ڈال کر
پکایا اور یخنی کو توڑا اس کے بعد اسکو صاف کر کے خوشبوئیات مشک و عنبر وغیرہ اور اجزا
مقوی جو کہ نسخہ میں تحریر تھے ڈالے اور یخنی ظرف نقرئی میں پکائی گئی تھی کیونکہ حکم تھا اس کے بعد
اس کو مقطر کرنا شروع کیا جس طور سے کہ حکم ملا تھا اسی طور سے تیار کر کے طرف بارگاہ کے لے کر
چلا یہاں بادشاہ نے آب انار کا گیلاس تیار کر کے پھر صاحبقران کو پلایا اس کے پینے سے
یہ حالت ہوئی کہ صاحبقران کے اب ہوش و حواس بالکل درست ہوئے وہ آگ بھی کم ہوئی
آہستہ سے کہا کہ مجکو اٹھا کر بٹھا دو بس سرداروں نے بغلوں میں ہاتھ دے کر اٹھایا اور تکیہ کی
طرف لگا دیا کہ پھر بادشاہ نے گیلاس شربت انار کا تیار کر کے دیا ابکی صاحبقران نے اپنے
ہاتھوں میں لیکر نوش کیا اس گیلاس کا نوش کرنا تھا کہ وہ حالت بالکل جاتی رہی دماغ کی نیت

قلب کی یہ طرف ہوئی کہ اتنے عرصہ میں داروغہ یخنی نے کہ حاضر ہوا عرض کیا کہ یہ یخنی حاضر ہی خواجہ زادون
نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور یخنی صاحبقران کے روبرو پیش کیجیے کہ وہ نوش فرمائین [illegible]
آئے [illegible] ایک سردار نے یخنی داروغہ سے لے کر روبرو صاحبقران کے پیش کی صاحبقران نے
اس کے ہاتھ سے لے کر نوش فرمائی خادم نے آفتابہ وغیرہ حاضر کیا صاحبقران نے کلی کی بموجب
کہنے خواجہ زادون کے پانی سرد کیا ہوا نوش کیا اس یخنی کا یہ اثر کرنا تھا کہ اس قدر طاقت قلب
و دیگر اعضا میں پیدا ہوئی کہ بسم اللہ کہکے مسہری پر سے اٹھے سردارون نے قصد کیا کہ ہاتھ پکڑ لیں
فرمایا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے میں اچھا ہون یہ فرما کر مسہری پر سے اتر کر مسند پر آکر جلوہ فرما ہوے
بارگاہ کی عجب حالت پائی جیسے ویران ہوتی ہے ہر سردار کو پریشان ملاحظہ کیا باوجودیکہ سب کو
خوشی تھی مگر چہرون کا یہ حال تھا کہ پریشان تھے اسوقت تک کسی کے حواس درست نہ ہوے تھے
صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کیا حال تم سب نے اپنا بنا رکھا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ پہلے یہ آپ فرمائین
کہ اب آپ کا مزاج مبارک کیسا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اب میں سب طرح سے اچھا ہون یہ
سننا تھا کہ بادشاہ نے حکم فرمایا کہ نوبت خانہ میں حکم دیا جائے کہ شادی کی نوبت بجاؤ تو لشکر ازدون
کو حکم دیا جائے کہ توپین فیر کرین چوبدارون نے یہ حکم فوراً پہونچا دیا نوبتین خوشی کی بجنے لگین
توپین فیر ہونے لگین اب سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ صاحبقران نے صحت پائی ہر ایک کے
ہوش و حواس درست ہوے اس خوشی میں ہر ایک اپنے عزیز و یگانے کی یاد بھول گیا وہ جو ہر خیمہ
سے صدائے گریہ و زاری بلند تھی موقوف ہوئی ہر ایک نے یہ خیال کیا کہ اگر ہمارے وارث مارے
گئے تو خدا نے انکو درجہ شہادت عطا کیا ہوگا اور حق نمک سے ادا ہوے خیر خواہ مشہور ہوے
تاریخون میں لکھے گئے ہم کو صدمہ تھا کہ وارث بھی مارے گئے ان کے بعد جسکا بھروسا اور سہارا تھا جو ہم سب
کا والی اور وارث بعد خدا کے تھا اس کے بھی جان پر بنی ہے ہم کو اسکا صدمہ ہے پس جب یہ سب کو
معلوم ہوا کہ صاحبقران نے فضل خدا سے صحت پائی ہر ایک اپنے دل میں نہایت خوش ہوا اور
صدمہ و رنج برطرف ہوا اس امر سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک صاحبقران کے لیے چاک گریبان تھا
نہ کہ اپنے عزیزون کے لیے ان سب حالات کی خبر پا محلدار نے ناموس میں پہونچائین یہ خبر خوش سنکے
ناموس کے حواس درست ہوے سب کو خوشی ہوئی ہر ایک عورت [illegible] اٹھے اور ہر ایک بی بی
زمین پر برائے سجدہ شکر جھکی اور اپنی پیشانی خاک پر رکھکر یون عرض کرنے لگی کہ اے میرے مالک
و آقا تو نے ہم سب کے حال پر رحم فرمایا ہم سب کی دعا کو قبول کیا ہم کو خوشی کی خبر سنائی ہم کو تو
امید نہ تھی سجدے سے سر اٹھا کر محلدار سے کہا کہ جا کر خبر تو لا اب کیا حال ہے وہ گئی اور خبر لائی کہ حضور
اب تو صاحبقران مسند پر جلوہ فرما ہیں سب سردار گرد و اطراف حاضر ہیں صاحبقران ہر ایک
سے باتیں کر رہے ہیں لشکر میں خوشی کی نوبتیں بج رہی ہیں توپین فیر ہو رہی ہیں یہ سنکے ہر ایک
شاہزادی وغیرہ نے جو جو کہ صاحبقران سے قرابت رکھتی تھیں اسی محلدار کو انعام دیا وہ انعام
پا کر بہت خوش ہوئی یہان تو محل میں خوشی ہو رہی ہے ادھر بارگاہ میں صاحبقران مسند پر جلوہ گر
ہین بادشاہ تشریف فرما ہیں اور سب سردار جو کہ باقی تھے اور قید ہونے سے بچے تھے سب
اپنے اپنے مرتبے سے حاضر ہیں خواجہ زادے [illegible] موجود ہیں کہ صاحبقران کی کیفیت دریافت
فرمائے بادشاہ نے سب حالت جو کچھ گذری تھی بیان کی الوان کا [illegible] صاحبقران

نے فرمایا کہ اس امر سے تو میں بھی آگاہ ہوں کہ اُس نے دریا پیدا کیا تھا اور ایک کشتی پیدا ہوئی تھی اُسکے بعد ایک حباب کہ جسمیں چراغ روشن تھا کہ جسکا عکس اور روشنی میرے اوپر پڑتی کہ جس کے سبب سے مجکو اسم اعظم فراموش ہوگیا تھا بالکل لوح قلب سے محو ہوگیا تھا زبان لکنت کرتی تھی ایک حرف بھی نہ یاد آتا تھا پھر مجکو خبر نہ ہوئی کہ کیا ہوا مجکو غش آگیا اُس کے بعد نہ معلوم کہ کیا ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ پھر یہ ہوا کہ جب ہم نے آپکی یہ حالت دیکھی آپکو اُس مقام پر سے الگ لے گئے اُسی دریا سے ایک کشتی پیدا ہوئی اُسپر ایک نازنین سوار تھی اُس نے قریب کنارے آکر ہم سب سے کہا تم ملکہ ایوان سے صلح کر لو ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہو گے ہم سب نے انکار کیا اُس نے آئینہ طرف عیر ساحروں کے یہ سنکے دکھایا کیونکہ اُسی کے ہاتھ میں تھا جسپر اُس آئینہ کا عکس پڑا وہ دیوانہ وار چلا اور جاکر اُس دریا میں غرق ہوگیا قصہ مختصر زیادہ اُس نے سرداران لشکر و سواران لشکر و سیدوں کو غرق دریا کیا اتنے سحر میں مبتلا کر کے اُسکے بعد وہ کشتی غرق ہوگئی پھر ایک گنبد پیدا ہوا اُسمیں بھی ایک نازنین تھی ایک نازنین ایسی خوبصورت تھی کہ حسن نے اسکی بلائیں لیں اور ادا نے اس کے ادا کی قسمیں کھائیں یہ اشعار پڑھنا شروع کیے

فدائے حسن و جمال تو گلعذار انند — شہید تیغ نگاہ تو شہسوار انند
اسیر حلقہ زلف تو پختہ کار انند — غلام نرگس مست تو تاجدار انند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

ہیچ دیاب نہ تنہا منم بجان حزین — کہ عالم ست بسیت بے قرار و بے تسکین
گر گذشتم اگر آشفتہ و چنین بجبین — گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین
کہ تخند لب تو از طرف ہزار انند

اُسکی گردن ہے کہ اک نور ہی سانچے میں ڈھلا — جس نے دیکھا وہ گلا آپ سے باہر وہ چلا
آبداری سے جو مضمون نظر آیا وہ گلا — رشک کی برف سے کیا جسم صراحی کا گلا

سو سے مے خانہ گلو اسکا اگر منہ موڑے
ہو کے ہر مست خجل شیشے کی گردن توڑے

غرض وہ گنبد بھی جسمیں وہ نازنین رشک مہ جبین تھی اُس طرف آکر قائم ہوا ادھر ساحران لشکر اسلام صف باندھے ہوئے کھڑے تھے اُس نازنین نے اُن سے بھی مثل نازنین اول کے تقریر کی انہوں نے بھی جواب صاف دیا اُس نے شمع یا چراغ روشن کرکے دکھایا کہ جس کے اوپر اُسکی روشنی پڑی تمثیل عیر ساحروں کے دیوانہ ہوکر غرق دریا ہوا نصف سے زیادہ جب ساحر غرق ہو چکے کہ ایوان نے اشارہ کرکے کہا وہ گنبد غرق ہوگیا اُس کے بعد ایوان نے یہ کہکر طبل بازگشت بجوا دیا کہ میں نے آج کی شب کی تم سب کو مہلت دی تم سب باہم صلاح کر کے صبح کو میدان میں آؤ اگر تم سب کی رائے اس امر پر قرار پائے کہ باہم صلح کر لی جائے تو اگر میری اور سمندر شاہ کی اطاعت کرنا ورنہ میں کل تم سب کا خاتمہ کر دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اور صاحبقران تو رات بھر میں تمام ہو جاینگے کیونکہ انہیں میں نے ایسا سحر نہیں کیا ہے کہ وہ جانبر ہوں یہ کہکر اور وہ اپنے لشکر کو لے کر فرودگاہ پر چلی گئی اُسکے جانے کے بعد میں بھی باقی ماندہ لشکر کو اور آپکو لیکر اپنی فرودگاہ پر آیا اور جو حال کہ آپ کی علالت اور بے ہوشی کے سبب سے [illegible] گنبد [illegible] روشن ہے اور جو حال اہل لشکر کا آپکے رنج و الم میں تھا اُسکا واقف خدا ہی [illegible] جیسا ہے [illegible] سے کسی نے ایک دانہ نہیں کھایا ہے [illegible] ہے سوائے [illegible] رونے اور دعا کرنے کے

دوسرا کام نہ تھا یہی حال ناموس کا تھا جب آپ کے حواس درست ہوئے ہیں جب سب کو ہوش آیا گریہ و
زاری موقوف ہوئی ہے ورنہ یہ حال تھا کہ صدائے گریہ سے ایک کہرام برپا تھا یہ کہکر بادشاہ نے فرمایا کہ ملاحظہ
تو فرمائیے اسم اعظم یاد آیا یا ابھی نہیں یہ سنکے صاحبقران نے جو خیال کیا تو اسم اعظم حرف بحرف یاد تھا
بادشاہ سے فرمایا کہ اب تو بفضل خدا اسم اعظم مجکو یاد ہے یہ سنکے بادشاہ اور سب سرداروں کو خوشی
ہوئی بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ جیسا ہم نے ان خواجہ زادوں کو ہر فن میں کامل پایا ویسا
تو ہم نے آج تک کوئی نہیں دیکھا انھوں نے آپ کی حالت ملاحظہ فرماکر فرمایا تھا کہ سب طرح سے
صاحبقران کے جان کی خیر ہے صرف چند ستارے نحس آئے ہیں اُن کے سبب سے صاحبقران اور
لشکر پر یہ سختی ہے وہ دفع ہوئی جاتی ہے ویسا ہی ہوا ہے صاحبقران یہ لوگ علم نجوم میں بھی کمال
رکھتے ہیں اور طبیب بھی حاذق ہیں صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ اے ظل اللہ یہ لوگ مثل اپنے
باپ و دادا کے ہر فن میں کمال رکھتے ہیں جیسے کہ خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق و رمال کامل تھے اُسی طور
سے اُن کے فرزند خواجہ دریادل و خواجہ امید تھے اُن کے مثل یہ بھی ہیں ان کا کیا کہنا اِن کے
علم و کمال کی کوئی برابری کر سکتا ہے یہ لوگ بڑے مرتبے کے ہیں ہم سے انکی قدر نہیں ہو سکتی ہے جیسے کہ
صاحبقران اول و ثانی نے اسکے بزرگوں کی قدر فرمائی تھی ہم تو اُس کے مثل نہیں کر سکتے ہیں یہ
صرف ان صاحبوں کی الفت ہے جو ہمارے ساتھ ہیں ورنہ ہم اس لائق کب تھے یہ تقریر جو صاحبقران
نے فرمائی اور بہت تعریف کی اُس کے جواب میں خواجہ زادوں نے عرض کیا کہ یہ صرف آپ کی غلام نوازی
اور ذرہ پروری ہے ورنہ ہم کسی لائق نہیں ہیں صرف بزرگوں کے نام کو بدنام کرنے والے ہیں ہم تو آپکے
غلاموں کی برابری نہیں کر سکتے ہیں وہ کمال بھلا ہم کو کہاں نصیب وہ صاحبان کمال سے تھے اور برگزیدۂ
خدا تھے بموجب مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہمارے اُن کے زمین آسمان کا فرق ہے یہ جو کچھ ہے
صرف انکی جوتیوں کا صدقہ ہے انکا نام لیکر جو کام کرتے ہیں فضل خدا اور آپکے اقبال اور اُن کے
نام کی برکت سے درست ہو جاتا ہے ورنہ ہم کہاں اور یہ امر اہم و مشکل کہاں جو ہماری رائے میں آتا ہے وہ
عرض کرتے ہیں خدا اُسکو اپنی رحمت سے بنا دیتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ سب آپ کا انکسار ہے ورنہ
آپ کا بھی مثل و نظیر نہیں ہے انھوں نے یہ سنکے بادشاہ اور صاحبقران کو تسلیم کی صاحبقران نے
سرداروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں بڑی دیر سے خیال کر رہا ہوں کہ خواجہ کہاں ہیں برق ثانی
قران ثالث چالاک ثانی ضرغام ثانی جلوس وزیر ثانی زاغچہ بن عمران میں سے کسی کا پتہ نہیں ہے
خصوصاً خواجہ جو کہ بہت عاشق و شیدا تھے انکا نشان نہیں ہے یہ بہت کچھ گذر گیا اور وہ نہ آئے
سرداروں نے عرض کیا کہ حضور جب کل صف آرائی ہوئی تھی تو کل عیار لشکر سے نکل گئے تھے خواجہ ثالث
بھی تشریف لے گئے تھے اُس وقت سے ان اشخاص کا پتہ نہیں ہے کچھ عیار تو لشکر میں آگئے وہ موجود ہیں
بلکہ کل تو چالاک ثانی بارگاہ میں آئے تھے آپکا یہ حال دیکھکر چند عیاروں سے کچھ مشورہ کر کے باہر
بارگاہ کے گئے تھے پھر اُس وقت سے ہم نے نہیں دیکھا کہ آئے یا نہیں ہم کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ
تھا کسی کی کیا خبر لیتے صاحبقران نے اور سرداروں سے خواجہ و عیاروں کا حال دریافت کیا ہر ایک
نے یہی جواب دیا جو کہ بادشاہ نے فرمایا سب سے صاحبقران نے یہ تقریر سنکے فرمایا کہ میں قسم کھا کر
کہتا ہوں میرے دوست صادق و یار جانی خواجہ ثالث نے عیاری کرکے الوان جادو کو قتل
کیا ہے اور میرے سبب سرداروں کو رہا کیا ہے ضرور اُسی سبب سے مجکو صحت ہوئی اور مجکو اسم اعظم یاد

آیا اور مین نے سحر الیوان سے نجات پائی یہ کام میرے دوست کا ہے وہ اسی فکر مین ہوگا اسی سبب
سے لشکر مین نہین آیا اور یہ سب عیار بھی اسی فکر مین ہون گے جس طرح سے خواجہ عمر اول کو صاحبقران
دل سے الفت تھی اور وہ اُن کے لیے اپنی جان کو عزیز نہ کرتے تھے اسی طور سے اُن کے فرزند عمر ثانی
کو صاحبقران ثانی سے الفت تھی وہ بھی ہمہ وقت صاحبقران ثانی پر نثار ہوتے تھے مثل اُن دونون
صاحبون کے خواجہ ثالث خضران بن عمر ثانی کو میرے ساتھ الفت ہے انھون نے اپنی جان لڑا کر
ضرور الیوان کو قتل کیا کیونکہ اُن کے جان پر بنی ہوگی میری حالت دیکھکر سب سردارون نے عرض کیا
کہ حضور بجا ارشاد کرتے ہین یہ کام سوا سے خواجہ کے اور کسی کا نہین ہے سچ ہے کہ نہ الیوان قتل ہوتی نہ
خواجہ اسکو قتل کرتے نہ حضور صحت پاتے حضور ہم خود حیران تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ کیا سبب ہے
کہ کل الیوان کہکر گئی تھی کہ مین صبح کو میدان مین اکر سب کا خاتمہ کرون گی اگر تم صلح نہ کروگے ہم کو یہ
خوف تھا کہ ہم تو آپکے رنج مین مبتلا ہین کیونکہ میدان مین جاکر مقابلہ کرینگے اور ایسی ساحرہ سے کیا لڑینگے پس یہ خیال کرتا
کہ ہمسے تو امید نہین نہ جاے انگا نہ لشکر چلے گا وہ کل اسی مقام پر ہم سبکو قتل کریگی خیر جو منظور الٰہی وہ ہوگا ہم سے کیا
چارہ ہے اسی طور سے ہماری آئی ہے تو کیا اختیار اور آپ کی حالت دیکھکر یہ جی چاہتا تھا کہ وہ ابھی
آکر قتل کرے تو بہتر ہے اے خداوند کل جو ہم میدان مین کھڑے رہے اُس کے مقابلہ مین دو سبب سے
اول تو یہ کہ یہ امر خلاف تھا کہ ہم بدون اُس کے واپس جاتے ہوے واپس آتے اُسکے روبرو سے فرار
کرتے دوسرے آپ کی حالت دیکھکر اور یہ خیال کرکے کہ اب زندگی بیکار ہے بیٹھے بلکہ اُسکا طبل
بازگشت بجوا کر واپس جانا ناگوار تھا مگر کیا کرتے اگر دریاے سحر درمیان مین حائل نہ ہوتا تو ہم ضرور
تلوارین کھینچ کر اُسپر حملہ کرتے اور اسی امر کی کوشش کرتے کہ اُسکو قتل کرین یا اپنی جان دین مگر
دریاے سحر سے مجبور تھے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھکو یقین ہے کہ آپ لوگ ایسے ہی جوان مرد اور سرفروش
ہین جیسا کہ آپ لوگ فرماتے ہین اس سے زیادہ مجکو آپ لوگون سے امید ہے یہ فرمایے کہ پھر آج وہ
میدان مین آئی تھی اور ادھر سے کوئی لشکر لے کر گیا تھا بادشاہ نے فرمایا نہ وہ آئی نہ ادھر سے
کوئی لشکر لے کر گیا اگر وہ جاکر طبل جنگ بجوا تا تو یہان بھی طبل جنگ بجتا کوئی نہ کوئی سردار ضرور
میدان مین لشکر لیکر جاتا گو یہ حالت تھی مگر اس پر بھی مین نے یہ حکم دے دیا تھا کہ جاسوس قریب دریا
موجود رہین جب لشکر کفار مین طبل جنگ بجے ہم کو اکر خبر کرین تاکہ ہم بھی طبل جنگ بجوائین اور صبح کو
جاکر مقابلہ کرین اس وقت تک تو کوئی خبر طبل جنگ لے کر نہین آیا معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے طبل نہین
بجوایا ورنہ ضرور خبر لاکر ہرکارے دیتے صاحبقران نے فرمایا کہ مین خیال کرتا ہون خواجہ نے نصف
شب کو جسے وہ میدان سے گئی اُسی وقت عیاری کی اُسکو طبل بجوانے کی بھی مہلت نہ ملی خیر تھوڑی
دیر مین معلوم ہوجائیگا راوی بیان کرتا ہے کہ یہان تو صاحبقران بادشاہ اور سردارون سے یہ تقریر
فرمارہے ہین اور خواجہ زادون کے واسطے حکم فرمایا کہ پچاس ہزار روپیہ اور خلعت گران قیمت حاضر کیا جاے
بموجب حکم روپیہ اور خلعت حاضر کیا گیا صاحبقران نے اُنکو روپیہ و خلعت مرحمت فرمایا ہے راوی
نے بیان کیا ہے کہ یہ وہ وقت ہے کہ جب خواجہ ثالث خضران بن عمر نے الیوان کو اپنا مطیع کیا ہے
اور قریب دریاے سحر لاکر پہلے اسم اعظم صاحبقران کی فکر کی ہے اور الیوان نے اپنا سحر صاحبقران
پر سے برطرف کیا ہے اور اُس نقش کو مٹایا ہے کہ جس کے سبب سے اسم اعظم صاحبقران کو فراموش
تھا اور سب سردارون کو دریاے سحر سے ہٹا کر اپنے سحر سے رہا کیا اور خواجہ سے رخصت ہو کر طرف

اپنے مقام کے روانہ ہوئی تھی اور خواجہ سب کو لے کر طرف دریا ، اور اپنے لشکر کے چلے تھے کہ یہاں بسبب
برطرف ہونے سحر کے صاحبقران نے صحت پائی اور لشکر میں خوشی ہوئی اس مقام پر ایک امر ضروری
تحریر کرتا ہے ناظرین نکتہ بین پر ظاہر ہو کہ ایک امر اس حقیر سراپا تقصیر خاکپائے داستان گویان شیخ
تصدق حسین کے خیال میں آیا ہے کہ یہ حقیر ہمیشہ اس فکر میں مبتلا رہتا تھا کہ یہ جو استادان داستان
گویان ماسبق نے وغیرہ جو کہ موجود ہیں بیان کیا ہے اور بیان کرتے ہیں کہ اسم اعظم بند کر لیا میں کسی اعتراض
کے سبب سے نہیں عرض کرتا ہوں بھلا میری یہ لیاقت ہے کہ میں ان پر اعتراض کر سکوں بلکہ میں
اپنے قیاس کے موافق عرض کرتا ہوں کہ اسم اعظم کوئی انسان نہیں ہے نہ کوئی حیوان ہے کہ جسکو ساحر
نے سحر کر کے اسیر کر لیا اور شیشہ میں بند کر لیا جب وہ قتل ہوا یا اسیر ہوا اور وہ شیشہ ٹوٹ گیا اُسوقت
اسم اعظم چھوٹا یہ بالکل خلاف قیاس ہے کیونکہ اسم اعظم ایک آیت آیات قرآن سے ہے یا کوئی دعا ہے
کہ جسکے سبب سے دفع سحر ہوتا ہے اور ساحر کا سحر اثر نہیں کرتا ہے اور اُس کے پڑھنے سے بلائے
آسمانی و آفت ناگہانی دفع ہوتی ہے پس وہ کیونکر قید ہو سکتا ہے اور شیشہ میں بند ہو سکتا ہے کہیں
دعا یا آیت بھی بند ہوتی ہے اور قید ہوتی ہے اُسکا دعا اور آیت ہونا بہت سے طریقوں سے ثابت
ہے جیسا کہ نوشیروان نامہ کی پہلی جلد میں اسی حقیر نے تحریر کیا ہے کہ حمزہ صاحبقران جب کہ
برائے مقابلہ لندھور بحکم بادشاہ نوشیروان ہندوستان کو تشریف لے گئے ہیں اور شہبال
ہمدی کو نوشیروان نے عیاری سے صاحبقران کو چرا لیا ہے اور قیصر کے پاس قید کیا ہے شاپور
نے مسلمان ہو کر صاحبقران کو رہا کیا ہے اور لشکر کی طرف لندھور کے صاحبقران روانہ ہوئے
ہیں اور بسبب طوفان کے جہاز تباہ ہوئے ہیں اور صاحبقران کا جہاز ٹوٹ گیا ہے اور صاحبقران
ایک تختہ پر بیٹھے ہوئے بعد تین روز کے ایک جزیرے میں پہونچے ہیں اور اپنا لباس خشک کر کے ایک
طرف کو روانہ ہوئے ہیں یہاں تک کہ اُس مقام پر پہونچے ہیں کہ جہاں بختیار شاہ جہرولی کے فرزند
سے اور ایک زنگی سے جو کہ داراب شاہ بادشاہ زیر باد ہند کی طرف سے برائے مقابلہ آیا تھا مقابلہ
ہو رہا تھا اور فرزند بختیار شاہ کو اُس زنگی نے قتل کیا تھا صاحبقران کو اُسکی جوانی پر رحم آیا تھا اور
اُس کے بے گناہ قتل ہونے پر غصہ آیا تھا اور مقابلہ کر کے اُس زنگی کو قتل کیا تھا تمام لشکر نے
صاحبقران پر حملہ کیا تھا صاحبقران لڑنے لگے اُسی حالت میں جو پوری مع بارہ ہزار کے
لشکر سے پہونچا تھا اور امیر حمزہ صاحبقران کو مقابلہ کرتے ہوئے دیکھ کر حمزہ صاحبقران کی
کمک کی تھی اور جنگ حمزہ صاحبقران نے سر کی تھی بختیار شاہ اپنے فرزند کے قتل ہونے
کی خبر سُن کے اور لشکر لے کر آیا تھا یہاں آکر معلوم ہوا کہ حمزہ صاحبقران نے لشکر زنگی سے مقابلہ کر کے
بھگا دیا تیرے فرزند کا عوض اُس سے لیا وہ بہت خوش ہوا تھا اور حاضر ہو کر صاحبقران کو بھی
اپنے شہر میں لے گیا تھا بزم عشرت آراستہ کی تھی اور ناچ رنگ گانے بجانے کا بھی جلسہ مہیا کیا تھا
اور ساغر بلوریں بادۂ گلرنگ سے لبریز تھا صحبت بادہ نوشی گرم تھی ایک نازنین مہ جبین رشک قمر
حور طلعت نے یہ مسدس عاشقانہ گانا شروع کیا حاضرین محفل کا دل اپنی جانب رجوع کیا ناظرین
نہایت محظوظ ہوئے

سیدھی باتوں پہ ہے ہم سے یہ کجی تم پہ نثار	جگر و چشم و دل و سر ہے ابھی تم پہ نثار
ایک جان اور ہے اب وہ بھی سو ہے تم پہ نثار	لاکھ جانیں ہوں تو کرتے ہیں ابھی تم پہ نثار

چند میرے احباب نے مجھ سے فرمایا کہ یہ کیا امر ہے اُس وقت مین نے اپنا قیاس ظاہر کیا اُنھون نے فرمایا
کہ تیرا قیاس درست ہے تب مین نے جرات کر کے اس امر کو ترک کیا اور آیندہ سے یہ طریقہ نہ ہوگا کہ ساحر نے
سحر کیا اس طور سے کہ اسم اعظم صاحبقران کو فراموش ہو گیا زبان بند کر دی بس یہ کہنا چاہیے
کیونکہ یہی طریقہ ہے جب کہ زبان بند کی اور اسم اعظم زبان پر نہ جاری ہوگا تو سحر کیونکر دفع ہوگا آیندہ
اب یہ حقیر اس طور سے بیان کرے گا کہ ساحر نے ایسا سحر کیا کہ صاحبقران کو اسم اعظم فراموش ہو گیا
گو لوح سینہ پر نقش ہے مگر بسبب زبان بند ہونے کے زبان پر نہین آتا ہے اور دل اُسکی طرف سے پھیر دیا
کہ اُسکی طرف رغبت نہین کرتا ہے اب آیندہ سے یہی طریقہ ہوگا وہ ساحر قتل ہوگا جب صاحبقران
کی زبان کھلے گی یا وہ خود اپنا سحر برطرف کرے اُس وقت صاحبقران کو اسم اعظم یاد آئے اگرچہ طریقہ
وہ لوگ بھی ایجاد کر گئے تو اچھا تھا کیونکہ مین اُنپر اعتراض نہین کرتا ہون جو اُنکی راے مین آیا وہ اُنھون نے
کیا کیونکہ وہ نقش اول کھینچے ہین اُن کے کف پا کی برابری نہین کر سکتا ہون مگر اب مین اس احاطہ سے
باہر شجاؤن گا یقین کرتا ہون کہ ناظرین عالی فہم میری اس راے کو پسند فرمائین اور مجکو داد عنایت کرین
خلاصہ یہ کہ یہ قیاس میرا تھا جو کہ مین نے ناظرین باتمکین کی خدمت مین عرض کیا اگر قبول افتد
زہے عز و شرف ہٰذا آمدم بر سر مطلب اے قلم تو اپنے مطلب کو بیان کر تجکو ان قصون سے کیا سروکار رکی قلم
تو کدھر کو چلا گیا اپنے مطلب کو چھوڑ کر دیکھ ایسا نہ ہو کہ کوئی یہ خیال کرے کہ ہم پر اعتراض کیا ہے ایسے
خیالات کا ظاہر کرنا باعث خرابی کا ہوتا ہے بس اب عنان اشہب قلم کو طرف میدان مدعا کے پھیرتا ہون

کجا بودم اکنون فتادم کجا	عنان قلم شد ز چنگم رہا

خلاصہ یہ کہ جب خواجہ ثالث نے ایران کو مطیع کر کے اُس سے سحر برطرف کرایا اور دریا مٹا تب
خواجہ طرف لشکر کے چلے وہ جو ہرکارے براے خبر طبل جنگ بحکم بادشاہ اسلام کنارے دریاے سحر
کے مقیم تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ دفعۃً دریاے سحر برطرف ہوا اور دیکھا کہ خواجہ ہمراہ ایک ساحرہ کے
کنارے اُس دریا کے آئے تھے اُس ساحرہ نے اُس دریا کو مٹا دیا یہ ایسے خوش ہوے کہ اُنھون نے
پوری کیفیت نہ دیکھی صرف اسی قدر حالت دیکھکر طرف لشکر کے خوشی خوشی چلے یہان اُس وقت پہونچے
کہ لشکر مین نوبتین بج رہی تھین پھر ہو رہی تھین تمام لشکر مین خوشی تھی یہ بھی خوش خوش داخل بارگاہ
ہوے اُس وقت بارگاہ مین پہونچے کہ صاحبقران بسبب وہی تقریر متذکرۂ بالا کے رہتے تھے اور
سب سردار خوش بیٹھے تھے خواجہ زادے خلعت پا چکے تھے کہ اُنھون نے مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور دعا و ثنا سے
شاہی بجا لائے اور یون عرض کرنے لگے سا آنکہ بخت تو بیدار باد ٭ ترا دولت همیشه یار باد ٭ یہ
شعر پڑھکر یون عرض پیرا ہوے کہ ہم غلام بموجب حکم حضور کل سے کنارہ دریاے سحر کے مقیم تھے اس خبر
کے دریافت کرنے کے لیے کہ جب لشکر کفار مین طبل جنگ بجے تو آکر حضور کو خبر دین ہم نے ہر ایک طرح سے
اس امر کی کوشش کی کہ دریا کے اُس پار جائین اور حال دریافت کرین مگر ممکن نہوا اُسی مقام پر
مقیم رہے اس وقت تک تو طبل جنگ نہین بجا مگر اسوقت ایک نیا واقعہ نظر آیا کہ خواجہ سلامت کنارے
اُس دریاے سحر کے ہمراہ ایک ساحرہ کے تشریف لائے اُس ساحرہ نے کچھ پڑھکر اُس دریا کو مٹا دیا ہم
یہ حال دیکھکر فوراً وہان سے روانہ ہوے کہ اس حال کی حضور کو خبر کرین اور صاحبقران کی حالت ملاحظہ
کرین کہ صاحبقران کا مزاج کیسا ہے یہ سُنکے بادشاہ نے فرمایا کہ اور کچھ خبر بیان کرو اُنھون نے عرض
کیا کہ اس سے زیادہ ہم کو اور کچھ نہین معلوم ہے صاحبقران نے فرمایا کہ جاکر خبر لاؤ کہ اب کیا ہوا وہ

ہرکارے یہ حکم پاکر اور آداب بجا لاکر بارگاہ سے نکل کر اُس طرف کو روانہ ہوئے یہاں صاحبقران
نے بادشاہ سے فرمایا کہ آپ نے سُنا کہ ہرکاروں نے کیا بیان کیا ہے جو کہتا تھا وہی ہوا معلوم ہوتا ہے
کہ خواجہ کسی ساحرہ کو اپنا شریک کر کے کسی مقام پر لائے ہیں کہ جس نے الوان کے سحر کو برطرف
کیا یہ ساحرہ بہت زبردست معلوم ہوتی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ کا اسوقت مثل و نظیر نہیں ہے
اسی سبب سے تو خواجہ ثانی نے جب انکو مثل اپنے دیکھا تو لقب خواجہ سے سرفراز کیا اور اپنی جانے دینے
اور کسی کو نہ دیا یہ ضرور مثل خواجہ ثانی و اول کے ہیں صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ اسمیں شک
کیا ہے اس مقام پر تو خواجہ نے ایسی ایسی عیاریاں کی ہیں کہ کوئی نہ کرے گا اس نازک عیاری سے
عشاق مہ طاقی کو قتل کیا اور ایسی عمدہ عیاری سے الوان سے زنجیر حاصل کیا انکی کل عیاریاں مثل
خواجہ اول کے ہیں یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی تھی وہ ہرکارے جو روانہ ہوئے تھے نصف راہ طے کرکے
پہونچے تھے کہ دیکھا خواجہ ثالث مع کل سرداروں کے جو کہ دریائے سحر میں قید تھے ساحر و غیر ساحر
طرف لشکر کے اُن سے باتیں کرتے ہوئے چلے آتے ہیں ہنستے ہوئے یہ حال دیکھکر وہ ہرکارے اُلٹے
پاؤں پلٹے اور بارگاہ میں آکر صاحبقران سے خواجہ کی اور سرداروں کے آنے کی خبر دی بادشاہ
اور صاحبقران یہ حال سُنکے بہت خوش ہوئے مثل گل شگفتہ ہوئے کہ اتنے عرصہ میں خواجہ مع
سرداروں کے داخل لشکر ہوئے ہر طرف غل مچ گیا کہ خواجہ سرداروں کو رہا کر کے لائے ہیں ہر ایک
ملازم وفادار دوڑے اپنے آقا کو دیکھکر خوش ہوئے خواجہ کو دعائیں دینے لگے جو کہ لشکری تھے جتنے
سردار و پہلوان اور جو ساحر سوار اور پیدل تھے وہ تو لشکر میں پہونچ کر اپنے اپنے مقام کی طرف خواجہ
سے اجازت لیکر چلے گئے کیونکہ انکا کام بارگاہ میں کیا تھا نصف لشکر سے زیادہ اُس نے اسیر کر لیا تھا
پس ملازم اپنے اپنے آقا کو دیکھکر خوش ہوئے راوی نے بیان کیا ہے کہ اُن سرداروں کے بھی ملازم اپنے
آقا کو دیکھنے آئے تھے کہ جنکو عطارد و آسمان ساحر نے اسیر کیا تھا اُن سب نے اپنے آقاؤں کو جب نہ
پایا خواجہ سے عرض کیا کہ ہمارے آقا کہاں ہیں کیا آپ نے انکو رہا نہیں کیا انکو اسیر رہنے دیا خواجہ
نے جواب دیا کہ کون اُنھوں نے نام بتائے خواجہ نے جواب دیا کہ وہ تو پہلے رہا ہو گئے تھے انکو تو برق
ثانی نے عیاری کر کے رہا کیا تھا کیا وہ ابھی نہیں آئے اُنھوں نے عرض کیا کہ جی نہیں وہ ابھی کہاں
تشریف لائے خواجہ نے جواب دیا کہ آتے ہونگے تم پریشان نہ ہو وہ رہا ہو چکے ہیں یہ جواب
پاکر وہ اپنے مقام کی طرف چلے گئے جو سردار رہا ہو کر خواجہ کے ہمراہ آئے تھے اُن کے ملازم
خواجہ کو از حد دعائیں دینے لگے اور جا جا کر اُن کے ناموس کو اس حال سے آگاہ کیا وہ لوگ بھی
بہت خوش ہوئے ادھر خواجہ سب سرداروں کو لیکر داخل بارگاہ ہوئے اُن ساحروں اور سرداروں
نے ڈیرا اوپر جاکر کمریں کھولیں جو کہ لائق بارگاہ میں جانے کے نہ تھے پس یہاں جب خواجہ داخل
بارگاہ ہوئے اور صحن بارگاہ میں پہونچے صاحبقران و بادشاہ و سرداروں نے دیکھا کہ خواجہ
کیسے خوش خوش چلے آتے ہیں صاحبقران نے سرداروں سے فرمایا کہ خواجہ کا استقبال کرو سرداروں
نے تا صحن بارگاہ خواجہ کا استقبال کیا یہاں تک کہ خواجہ مجرا گاہ پر پہونچے صاحبقران و بادشاہ
کو مجرا کیا صاحبقران نے خوش ہو کر خواجہ کو اپنے قریب طلب فرمایا خواجہ صاحبقران کے
قریب جاکر بیٹھے پھر تو سب سردار مجرا کر کے اپنے مرتبہ سے بیٹھنے لگے ساحر ساحروں کی صف میں غیر ساحر
غیر ساحروں کی طرف جب سب بیٹھ چکے اُس وقت صاحبقران نے نگاہ اُٹھا کر سب کی طرف دیکھا کل

سردار اپنے غیر ساحر پائے اُن میں سے کوئی کم نہ تھا جب ساحروں کی طرف دیکھا اُن میں دیکھا کہ آفاق
شاہ اور اُسکی زوجہ و فخر الالان و سہراب و مریخ آفتاب علم وغیرہ کوئی ملیں سرداروں کو نہ
پایا عیاروں کے صف کی طرف جو دیکھا تو چالاک ثانی و برق ثانی و قران ثالث وغیرہ کو
نہ پایا یہ ملاحظہ فرماکر خواجہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ای خواجہ یہ کیا کہ غیر ساحر جسقدر سردار
اسیر سحر ہوئے تھے وہ تو سب موجود ہیں اور جو ساحر سردار اسیر ہوئے تھے اُن میں چند سردار
نہیں ہیں نہ عیار ہیں اسکا کیا سبب ہی یہ امر میرے قیاس میں نہیں آتا ہی خواجہ نے جواب دیا
کہ ای صاحبقران اسکا سبب یہ ہی کہ یہ جو سردار میرے ہمراہ آئے ہیں یہ سب دریاے سحر میں
قید تھے اور کل لشکر ساحر وغیر ساحر اور جن سرداروں کو آپ فرماتے ہیں وہ دریا میں قید نہ تھے
بلکہ عطارد جادو کے سحر میں مبتلا تھے اُنکو برق ثانی نے عیاری کرکے کل شب کو رہا کیا تھا اور
وہ سب اُسکے سب لشکر کو تباہ کرکے اور لشکر الوان کو غارت کرکے سب لشکر کو جلا کر چلے آئے تھے
میں تو جانتا تھا کہ لشکر میں پہونچ گئے ہونگے مگر یہاں آنے سے معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک نہیں آئے
ہیں یقین ہی کہ آتے ہوں اور جن عیاروں کو آپ نے ارشاد فرمایا وہ بھی آتے ہونگے یہ سماعت
فرماکے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا وہ سردار دریا میں قید نہ تھے خواجہ نے جواب میں عرض کیا کہ
جی نہیں نہ میں نے اُنکو رہا کیا بلکہ اُنکو مہتر برق ثانی نے رہا کیا ہی وہ کل ہی رہا ہوگئے تھے نہ
معلوم اُنپر کیا آفت آئی جو ابھی تک نہیں آئے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم سب واقعہ
بیان کرو کہ تم نے ان سب کو کیونکر رہا کیا اور برق ثانی نے کیونکر رہا کیا خواجہ نے عرض کیا کہ یہ
قصہ طولانی ہی اور میرے حواس اس وقت درست نہیں ہیں جب حواس درست ہونگے اُس
وقت عرض کروں گا دوسرے جب سردار اور عیار رہوں سے تاکہ آپ پر اور سب پر یہ ثابت ہو کہ
کس نے کام اچھا کیا اور میں کیا جانوں کہ برق نے کیونکر رہا کیا میں کوئی برق کے ہمراہ تھا
خلاصہ اسکا یہ ہی کہ میری جان ایک نہ ایک دن ضرور جانے کی اور نقصان تو میرے مقدر میں
ہی کل سے آج تک دس ہزار کا نقصان ہوا علاوہ اُس کے جو کچھ کہ عیاری میں صرف ہوا میں ایسی
ملازمت اور عیاری سے باز آیا جو کچھ روپیہ میرا صرف ہوا ہی وہ آپ سے لوں تو خانہ کعبہ کو چلا جاؤں
کیونکہ یہاں سب میرے جان کے دشمن ہیں میں آپ کے ہمراہ رہ کر اپنی جان نہ دونگا اگر مر جاؤنگا
تو مجھکو آپ سے یہ بھی امید نہیں ہی کہ آپ میرے اہل و عیال کی پرورش کریں اور اُنکا کچھ مقرر کریں یہ
ہوگا کہ وہ بیچارے فاقہ کشی کرکے مر جاینگے یا بھیک مانگینگے پس ایسی حالت میں لازم ہی کہ میرا ایک
کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ جب میں سرفروشی و جان نثاری کرتا ہوں اور
ہزاروں روپیہ کا کام کرتا ہوں جو کسی سے نہیں ہوتا ہی اُس وقت آپ سے تین روپیہ ہمیشہ کیسے بعد
ملتے ہیں اُن میں سے بھی اگر کوئی ناغہ ہو جاتی ہی تو کاٹ لے جاتی ہی پس جب میں نہ ہونگا تو کون
سرفروشی کریگا کہ آپ تین روپیہ دیں اُن بیچاروں میں کوئی ایسا نہیں ہی اگر وہ خواہش بھی کرینگے
تو یہ حکم ہوگا کہ جو منصب تمہارے باپ کا تھا اگر تم اُسکو بجا لاؤ تو تمہاری پرورش کی جائے اگر تم
اُس منصب کو نہ بجا لاؤ گے تو الگ اللہ خیر صلاح ایسی حالت میں یہاں سے کچھ نہ ملیگا اپنی بسر اوقات
کے لیے کوئی صورت کرو ہمارے یہاں بیروں خدمت کے لیے ہوتے کچھ نہ ملیگا پس جیسا کہ مجھکو یہ حال معلوم
ہی تو کیوں میں اپنی جان دوں یا خدا نخواستہ میرے ہاتھ پاؤں ٹوٹیں بیٹھا رہوں یا میں تو ابھی ثنا ...

آپ ایک پیسہ نہ دینگے بس اب مین خانہ کعبہ چلا جاؤنگا ایسی نوکری سے باز آیا انسان کو اپنی اور اپنے
اہل و عیال کی فکر ضرور ہے وہان جا کر عبادت خدا کرونگا وہ کریم اپنی عنایت سے مجکو اور میرے اہل و
عیال کو رزق دے گا کیونکہ اُس نے رزق کا اقرار کیا ہی وہ رزاق مطلق ہی دیدہ و دانستہ تو جان نہین
دی جاتی ہی آپ کے ہمراہ سواے جان دینے اور مرنے کے کوئی کام نہین ہی جو جان دے اور اپنے سر کو
ہتیلی پر لیے ہوے پھرے اُسکو آپ سے فائدہ ہو وہی قلیل بس اپنی جان کی فکر ہر ایک کو لازم ہی
بقول شخصے کہ آپ از ہمہ جہان زندم آپ مردم جہان مردم دوسرے یہ امر اگر ہم نہ ہوتے
اور آپ نے روپیہ دیا بھی تو ہم کو کیا ہم نے تو کوئی لطف نہ پایا ایسے ہم تین روپیہ سے باز آئے جو اپنی
جان کے خواہان ہوت ہو جب مثل پیٹ پڑے وہ سونا کہ جس سے ٹوٹین کان جدا ہا فائدہ توکل جو روپیہ
صرف کیا ہی وہ بیکار چلا جائے گا جو نقصان مقدر مین تھا وہ ہوا ابھی کل ہی کا ذکر ہی کہ اگر میری چالاکی کام
نہ دیتی تو میرا کام تمام تھا الوان میرے خون کی پیاسی تھی مجکو قتل کرتی میرے گوشت کو زاغ و زغن
کھا جاتے کوئی اتنا بھی نہ تھا کہ لاش کو تلاش کرکے دفن کرتا اور غسل دیتا اور قبر پر دو پھول چڑھاتا
یا ایک آبخورہ اور دو روٹیون پر فاتحہ دلاتا کیونکہ میرے اہل و عیال اس قابل نہین ہین اول تو
بسبب نہ ہونے چار پیسون کے دوسرے بے دست و پا ہین آپ سے یہ امید نہ تھی کہ کوشش فرماتے
اور ان سب امرون کو کرتے جب کوئی آکر خبر دیتا اُس وقت تھوڑا ماتم کر کے افسوس کرتے
جو کوئی کہتا بھی تو یہ جواب دیتے کہ انھون نے چار پیسون کے لالچ مین اپنی جان دی سواے اس
امر کے دوسری بات نہ ہوتی ہم آپ سب کے لیے جان دیتے اُسکا انعام ہم کو یہ ملتا چونکہ میری زندگی تھی
ہو اُسکے نتیجے سے بچ گیا خیر مال پر بھی جو زندہ ہون تو پیدا کرلے جن جن کا مال اس عیاری مین گیا ہی
ردا کر دونگا اُس وقت اُنکو حساب لکھ دونگا مگر اب مین کبھی عیاری نہ کرونگا کیا فائدہ ہوتا ہی
اگر تعریف ہوتی بھی تو اُس تعریف سے کوئی پیٹ نہین بھرتا ہی مین تعریف کو اوڑھون یا بچھاؤن یا
لپیٹون کیا کرون بس میری جان اسی امر سے بچے گی کہ مین خانہ کعبہ چلا جاؤن اور وہان جا کر اپنے
خالق کی عبادت کرون یہ جو تقریر خواجہ نے کی صاحبقران نے جواب دیا کہ اے خواجہ تم بد دماغ
نہ ہو جو کچھ تمہارا نقصان ہوا ہی وہ بھی ہم دینگے اور جو روپیہ تم نے صرف کیا ہی وہ بھی تم لو تم تو مثل
خواجہ اول اور خواجہ ثانی کے ہم سب کے دل خوش ہو اور ہمارے محسن ہو ہم تمہارے احسان
سے کسی وقت مین سبکدوش نہ ہونگے یہ کیا تم نے کہا کہ ہم خانہ کعبہ کو جائینگے تمہارے
سبب سے ہمارے لشکر کی رونق ہی جو مشکل کام ہوتا ہی وہ تمہارے سبب سے آسان ہوتا ہی اور
ساحرون کے قاتل تم ہی ہو اس وقت بھی تمہاری ہی وجہ سے مین نے اور میرے کل سردارون نے
الوان کے سحر سے نجات پائی ورنہ وہ سب کو قتل کرتی جان بری مشکل تھی یہی تقریر ہر ایک سردار
نے کی اس تقریر سے خواجہ خوش ہوے خواجہ کے خوش ہونے کا زیادہ سبب یہ تھا کہ صاحبقران
نے فرمایا تھا کہ مین سب روپیہ دے دونگا یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہی ابھی خواجہ نے عیاری کا
حال نہین بیان کیا ہی سب بیٹھے ہوے خواجہ کی تعریف کر رہے ہین انکو تو یہان مقام بارگاہ مین خواجہ
کی تعریف مین مصروف رکھا جاتا ہی اور حال قران ثالث کا تحریر ہوتا ہی کہ جب خواجہ الوان کو
لے کر بارہ دری سے باہر آئے تھے اور اُسکو لے کر طرف دریا کے چلے تھے اُسوقت قران ثالث
بھی اُس مقام سے تعاقب مین خواجہ کے چلے تھے کیونکہ جب خواجہ نے سب عیارون کو زنبیل سے

زنبیل سے نکال کر چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا کہ اب تم جاؤ میں بھی آتا ہوں ہر ایک عیار تو وہاں سے نکل کر طرف لشکر کے
چلا تھا قران اسی مقام پر رہے تھے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اور بلا خواجہ پر آئے پس جب خواجہ
قریب دریا پہونچے تھے اور دریا مٹا تھا خواجہ سب کو لے کر لشکر کی طرف چلے تھے خواجہ تو داخل بارگاہ
ہو سکے تھے اور تاک پر کر رہے تھے قران بھی بعد دوپہر کے دریا سے سچ کے طرف لشکر کے چلے اور داخل لشکر ہوئے
اہل لشکر نے قران کو دیکھ کر شور کیا کہ مہتر قران ثالث تشریف لائے مہتر قران ثالث ہر ایک سے
ملتے ہوئے صاحب سلامت کرتے ہوئے مزاج پرسی کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے یہاں بارگاہ میں
سب کو دیکھا دل میں بہت خوش ہوئے شکر خدا کیا اور کہا کہ خدا نے پھر مجھکو یہ دربار دکھایا یہ خیال کر کے
بارگاہ پر آکر مجرا کیا بادشاہ و صاحبقران کو اور اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ خواجہ قریب
صاحبقران بیٹھے ہوئے ہیں ادھر صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ قران ثالث بھی آ گئے
خواجہ نے پلٹ کر قران سے کہا کہ اے قران ثالث تم کہاں رہ گئے تھے اور سب عیار کہاں ہیں ہم تو
ہم سے پہلے چلے تھے قران نے جواب دیا کہ جب آپ نے ہم سب کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا اور کہا
کہ تم لوگ جاؤ ہم بھی آتے ہیں پس سب تو اپنی اپنی طرف روانہ ہوئے میں نے خیال کیا کہ تم ابھی یہاں
سے نہ جاؤ کیونکہ یہ مقام ساحروں کا ہے شاید کوئی ساحر اور ہو اور استاد کسی بلا میں مبتلا ہو جائیں تو کوئی
تو ہو کہ جو استاد کی خبر لے اس خیال سے میں ٹھہر گیا تھا ان سب کا حال مجھکو نہیں معلوم کہ کدھر گئے لیکن جب
آپ اس ساحرہ کو لے کر بارہ دری سے واپس آ گئے اور تخت پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو میں بھی تھوڑی
دور تعاقب میں آپ کے آیا جب تخت غائب ہو گیا میں وہاں سے لشکر کی طرف چلا یہاں پہ دریا تھا وہاں
آکر آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس ساحرہ سے دریا اٹھوا دیا ہے جب دریا مٹ گیا میں لشکر کی طرف چلا یہاں
آکر پہونچا پھر آپ تو یہ واقعہ ہے خواجہ نے صاحبقران کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا کہ قران ثالث
نے بھی بڑا کام کیا ہے بہت بڑی عیاری کی ہے میں کیا بیان کروں کہ جو عیاری کی ہے یہ عیاری تو میرے
بھی گمان میں نہ تھی صاحبقران نے فرمایا کہ کیوں نہ ہو کس کے فرزند ہیں اور کس کے ہم نام ہیں جو کہ
جان بخش عمر کہلاتے تھے ان کی بھی عیاری بڑی غضب کی ہوتی تھی صاحبقران نے بہت تعریف کی
قران ثالث نے سر جھکا کر کہا کہ یہ سب آپ کا اقبال ہے اور استاد کا فیض صحبت ہے ورنہ میں کس
لائق ہوں یہاں تو خواجہ و صاحبقران قران ثالث کی تعریف کر رہے ہیں اب راوی اور
عیاروں کا حال تحریر کرتا ہے کہ جب ان کو خواجہ نے ہوشیار کر کے رہا کیا تھا یہ بارہ دری سے نکل کر سیدھے
لشکر کی طرف چلے گئے مگر جب قریب دریا پہونچے دریا کو حائل پایا لاکھ لاکھ تدبیر کی اس پار نہ جا سکے آخر
ناچار ہو کر صحرا کی طرف چلے گئے اور فکر کرنے لگے کہ کیونکر لشکر میں جائیں دور تک اسی خیال سے چلے گئے
کہ شاید کہیں سے راہ ملے مگر جب راہ نہ ملی تو عاجز ہو کر ایک مقام پر بیٹھ رہے تھے اور باہم کہتے تھے کہ
کیونکر اس پار جائیں اور حال لشکر کا حال دیکھیں یہ لوگ اسی فکر میں مبتلا رہے جب وہ دن قریب ختم
پہونچا پھر سب اپنے مقام پر آ گئے اور صلاح کی کہ چلو دیکھیں اس وقت کوئی تدبیر پار جانے کی ہو یہ
خیال کرتے ہوئے اور باہم تکرار کرتے ہوئے اس مقام پر پہونچے تو دریا کا نام و نشان نہ پایا ہر ایک نے
سجدہ شکر بجا لایا وہاں سے پاسے فتادی مارتا ہوا ہر ایک لشکر میں آیا یہاں آکر لشکر میں چہل پہل پائی
سب اہل لشکر ان عیاروں کو دیکھ کر خوش ہوئے یہ سب سے ملتے ہوئے بارگاہ میں آئے راوی نے
بیان کیا ہے کہ اگرچہ کل عیار تھے ہر ایک تھکا ہوا تھا مگر بسبب خوشی کے کسی کو اپنی تکلیف کا خیال نہ تھا

تھا سب بیٹھے ہوئے تھے کہ عیار آکر حاضر ہوئے قواعد شاہی بجا لائے خواجہ کو سلام کیا اپنے اپنے مقام پر
کھڑے ہوئے گو دربار کا طریقہ نہین ہے بلکہ سب اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھے ہوئے ہین کہ خواجہ نے اُن
عیارون سے کہا کہ تم کہان رہ گئے تھے برق ثانی نے بڑھکر یون عرض کیا کہ ہم سب جب کہ آپ سے
رخصت ہوکر بموجب آپ کے حکم کے لشکر کی طرف چلے جب قریب لشکر پہونچے دریا کو کہ وہ حائل تھا لاکھ
لاکھ تدبیر کی مگر نہ اُسکے آخر عاجز ہوکر واپس گئے جہان اس خیال سے گئے کہ اُس پار جائین دریا کو حائل
پایا ایک صحرا مین جاکر بیٹھ گئے اسوقت وہان سے پھر چلے کہ شاید کوئی تدبیر ہو آتے کہ ہم اُس جگہ پہونچ
جائین جب اُس جگہ پہونچے دریا کا نشان نہ پایا لشکر مین آئے حاضر خدمت شریف ہوئے خواجہ نے
فرمایا کہ ای برق ثانی وہ سردار کہان ہین کہ جن کو تم نے عیاری کرکے رہا کیا تھا وہ لوگ کل ہی شب کو
رہا ہوئے تھے کیا سبب ہے جو ابھی تک لشکر مین نہین آئے برق نے عرض کیا کہ مجکو کیا خبر جب مین
نے اُن ساحرون کو قتل کیا جو کہ نگہبان تھے اور وہ سب رہا ہوئے اُنھون نے رہا ہوتے ہی لشکر کو
الوان کے غارت کرنا شروع کیا تمام لشکر مین آگ لگا دی ایک تلاطم برپا ہوگیا مین یہ صدا دے کر
وہان سے اپنی جان بچا کر بھاگا اور سردارون سے کہا اب تم بھی اپنی اپنی جان اس بلا سے بچاؤ پھر مجکو
نہین معلوم کہ وہ لوگ کہان گئے یہ سب اہل دربار یہ حال سنکے خیال کرنے لگے کہ وہ لوگ ابھی آتے ہونگے
صاحبقران نے برق ثانی سے فرمایا کہ ای برق ثانی تم اپنی عیاری کی حالت بیان کرو برق نے عرض
کیا کہ میری عیاری کا … آپکو اُس وقت حاصل ہوگا کہ جب وہ سردار آلین گے خواجہ نے
صاحبقران سے عرض کیا کہ یا صاحبقران برق نے بھی آج بلا کی عیاری کی ہے صاحبقران نے
برق کی بہت تعریف فرمائی اب راوی اُن سردارون کا حال تحریر کرتا ہے جو کہ اُس معرکہ سے
سب لشکر الوان کو قتل کرکے اور خیمون و بارگاہون مین آگ لگا کر فرار کر گئے تھے اپنی جان بچا کر اس
ادھر کا خیال رکھے کہ وہ لوگ … کنارے نہین بھاگے تھے بلکہ اُس دشت سے اس سبب سے بھاگے تھے
کہ خود اُن کے سبب سے تمام دشت آگ سے بھرا ہوا تھا دوسرے ساحر جو قتل ہو رہے تھے اُن کے مرنے
کے سبب سے تاریکی ہوگئی تھی برق باری ہو رہی تھی آگ برس رہی تھی ادھر خیمہ جل رہے تھے سیر نال
کر رہے تھے بدین سبب کہ لوگ اُس مقام سے چلے کہ اب یہان کیا ہے اپنے لشکر کو ملین ایک ایک اپنا
جو بہ کرکے اُسی تاریکی مین روانہ ہوا چونکہ شب تھی اور ساحرون کے مرنے سے تاریکی بھی ہوگئی تھی یہ
سب کے سب راہ فراموش کرگئے دوسری طرف نکل گئے اگر راہ نہ فراموش کرتے تو ضرور یہ سب
سرداران سننے کے قبل پہونچتے انکا دریا سے سحر کیا کہ تا یہ تخت سحر پر سوار ہوکر دریا کے اُس پار چلے جاتے
اُن مین ہر ساحر اپنے وقت کا ساحری جمشید تھا یہ سب ساحران زبردست سے تھے راوی نے
بیان کیا ہے کہ تب یہ سب راہ فراموش کرگئے چونکہ ایک مرتبہ حملہ کرکے نکلے تھے ایک دوسرے سے
جدا نہ ہوا تھا سب ایک ہی مقام پر کھڑے ہوئے سحر کر رہے تھے دوسرے یہ امر باہم اُس حالت مین
طے کر لیا تھا کہ اگر کوئی دوسری طرف مقابلہ کرنے جائے اور لشکر کو تباہ کرے تو وہ جو شمال کی طرف درخت
صندل ہو اُس کے سایہ مین آکر کھڑا ہو ہم سب اُسی مقام پر آ ملینگے اور ایک مرتبہ حملہ اُسی مقام پر سے
کرینگے فرصت مین بادشاہ کے سب مل کر ملین گے چنانچہ ایسا ہی کیا تھا کہ جو سردار اور طرف لشکر کے
تباہ کرنے کو گئے تھے یعنی کوئی مشرق کی طرف کوئی مغرب کی طرف کوئی جنوب کی طرف کوئی تھا اُن کو
وہ سب اُسی درخت کے نیچے آکر کھڑے ہوئے تھے ان سردارون نے چارون طرف سے گھیر کر اُس لشکر

کو تباہ کیا تھا کفار کو نکلنے کی راہ نہ دی تھی کفار کو سوا اسے راہ عدم کی دوسری راہ نہ ملی تھی چنانچہ سوا اے
اُن سرداروں کے کہ جو ایوان کے ہمراہ تھے وہ تو زندہ بچے تھے اور سب واصل جہنم ہوئے تھے بس
یہ سب کے سب اُس درخت کے نیچے حملہ آور ہوئے تھے اور ایک حملہ کر کے نکل گئے یہ حال سب جلد دوم
میں تحریر ہو چکا ہے اب اُنکا آنا لشکر اسلام میں تحریر ہوتا ہے اور یہ امر کہ وہ اُس شب تاریک میں کدھر
گئے اور اُنکو اتنا عرصہ کیوں ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو چلے تو لشکر کی طرف کو نہ چلے
اور ایک طرف کو چلے بڑی دور تک پیدل چلے گئے اُنکو لشکر کا کہیں نشان نہ ملا اُس وقت آفاق
نے سہراب سے کہا کہ اے سہراب ہم کو بڑی دیر ہوئی اُس مقام سے چلے ہوئے اور لشکر اسلام
کوئی ایسے فاصلہ پر نہ تھا کہ اتنا عرصہ ہوتا ابھی تک لشکر کا نشان تک نہیں معلوم ہوتا ہے کیا ہم راہ
جلدی میں فراموش کر گئے خیال کر کے تو دیکھو کہ کس قدر یہ صحرا ویران اور سنسان ہے سہراب نے
کہا کہ اے آفاق شاہ میں خود بڑی دیر سے اسی فکر میں ہوں میں خود اس امر کو تم سب سے کہا چاہتا تھا
کہ یہ کیا امر ہے کہ تم نے کہا ذرا ٹھہر کر اور مشعل سے روشن کر کے راہ کو تو دیکھو کہ ہم کس طرف چلے آتے ہیں
کہ مریخ آفتاب علم نے کہا کہ یہ امر تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ ہم راہ فراموش کر کے آتے ہیں خیر اب
رات تو اسی مقام پر بسر کرو کیونکہ تھوڑی سی رات باقی ہے صبح کو یہاں سے طرف لشکر کے جائیں گے اگر
اس وقت چلتے ہیں تو یہ خیال ہے کہ پھر راہ نہ فراموش کر جائیں اور کسی طرف نکل جائیں دوسرے اسقدر
راہ جو چلے ہیں تو تھک بھی گئے ہیں تھوڑی دیر یہاں قیام کر لو تاکہ تھکن بھی برطرف ہو اور صبح بھی ہو جائے
یہ جو مریخ نے کہا کوکبہ وغیرہ نے یہ رائے پسند کی پس اُسی صحرا میں اُن سب نے سر سے ایک خیمہ
برپا کیا اور مشعلہائے سیر روشن کیں اُس خیمہ میں شب مقیم ہوئے ہر ایک نے اپنی راحت کے لیے
اسباب مہیا کیا یہاں تک کہ اُن سرداروں نے وہ رات اُسی صحرا میں بسر کی جب صبح ہوئی مسافر شب
طرف سرائے مغرب کے چلا گیا آمد قافلہ سالار روز کی منزل مشرق سے شروع ہوئی صبح ہو گئی اور
آفتاب نکل آیا ہر ایک نے امور ضروری سے فراغت کی جب سب فراغت کر چکے اب جو آفاق شاہ
نے دیکھا تو خیال کیا کہ میں تو اپنے ملک کے قریب آ گیا ہوں یہ خیال کر کے اپنی زوجہ سے کہا کہ اب تو
ہم اپنے ملک کے قریب آ گئے ہیں جس دن سے یہاں سے لشکر لیے گئے ہیں اُس دن سے یہاں کا
کچھ حال نہیں معلوم ہے لہذا ذرا شہر میں چل کر شہر کی حالت کو دریافت کریں سب اہل شہر کو اپنے
مطیع اسلام ہونے سے آگاہ کریں جو کہ ہمارے دین کی شراکت قبول کرے اُسکو رہنے دیں ورنہ
سب کو شہر سے نکال دیں مساجد کی بنا ڈالیں اور یہ دریافت کریں کہ کوئی سردار تو سمندر کی طرف
سے اس شہر پر قبضہ کرنے نہیں آیا تھا کیونکہ مجکو یقین ہے کہ شملاق نے ضرور سمندر کو اس امر کی رائے
دی ہوگی کہ کسی سردار کو برائے غارت شہر آفاقیہ روانہ فرمایئے تاکہ وہ شہر آفاقیہ کو غارت کر کے تمام
مال و اسباب پر آفاق کے قبضہ کرے چنانچہ مشورہ جب تک شہر سے آئی تھی اُس وقت تک
تو کوئی نہیں آیا تھا شاید اس عرصہ میں کوئی آیا ہو تو معلوم ہو جائے گا دوسرے اس امر کا خیال ہے کہ
جب سب رعایا اپنے اپنے مذہب اصلی پر ہے اور بہت غریبی اور فریبی کی جب سردار آوے گا تو وہ
کہے گا کہ آفاق مرتد ہو گیا اُس نے اپنا مذہب ترک کیا تو ضرور سب کو خیال ہوگا اُسکی شرکت کریں گے
شہر پر قبضہ دے دینگے پس جب میں جا کر سب کو اپنا شریک کر لوں گا اور ظاہر کر دونگا کہ سمندر نے
میرے ساتھ بد عنوانی کی اس سبب سے میں اہل اسلام کا شریک ہوا جسکو میری شرکت منظور ہو وہ میرے

شہر مین رہے ورنہ چلا جائے اپنے عزیزون اور بیگانون کو مسلمان کرون اپنے وزیر کو مسلمان کرون اگر
یہ لوگ بھی مسلمان ہون تو خیر ورنہ قتل کرون اور کسی لائق کو یہان کا بادشاہ کرون اسکو ہر ایک امر
کی فہمایش کرون تاکہ جب کوئی سردار سمندر کی طرف سے آئے وہ اس سے مقابلہ کرے اور مجھکو انکا
حال سے آگاہ کرے تاکہ مین اکی کمک کرون اور اپنے شہر کو شہر اعدا سے بچاؤن اگر ایسا نہ کرونگا
تو سلطنت مین شہر ہاتھ سے نکل جائیگا چونکہ اب قریب آگئے ہین اس کام سے فرصت کرلون گو میرا قصد
تھا کہ مین صاحبقران سے رخصت لیکر یہان آؤن اور اپنا سب کام اپنے حسب دلخواہ کرون مگر مقابلہ
سے مہلت نملی نہ ابھی ملیگی پھر اس قدر قریب آکر اور بے تکمیل مرام پھر جانا اچھا نہین ہے زوجہ نے کہا
کہ یہ رائے تمہاری بہت ٹھیک ہے اور سب سے بھی کہو دیکھو وہ لوگ کیا کہتے ہین آفاق نے یہ کلام
زوجہ سے سنکے مہرخ وسہراب و غزالان و گوکیم وغیرہ کی طرف متوجہ ہوکر اپنی رائے بیان کی اور کہا
کہ آپ لوگ میرے ملک کی سیر بھی کرلین تو بہتر ہوگا اور یہ کام بھی ہوجائیگا چونکہ میرا ملک بہت قریب ہے مین
آج دن بھر مین یہ سب بندوبست کرکے سہ پہر کو یہان سے آپ سب کے ہمراہ چلونگا میری تو یہ رائے ہے آیندہ
جو آپ سب صاحبون کی رائے ہو مہرخ نے جواب دیا کہ اے آفاق شاہ ہم سب کو تمہارا فرمانا منظور ہے
مگر اس امر کا خیال ہے کہ شاید ہم کو یہان عرصہ ہوجائے اور وہان مقابلہ ہوجائے تم اس امر سے بخوبی
واقف ہو کہ ایک ساحرہ سے آج کل مقابلہ ہورہا ہے اور وہ جلی ہوئی بہت ہوگی کیونکہ اول تو ہم سب اسکے
قید سے چھوٹ گئے ہین دوسرے اسکے لشکر کو تباہ کرکے نکل آئے ہین ایک بھی تو اسکے لشکر مین زندہ
نہین رہا ہے لیکن اس غصہ مین وہ مقابلہ کرینگے تو خرابی ہوگی ہم یہان رہین اور وہان خدا نخواستہ کوئی
نوع دگر ہوجائے تو اس وقت سواے افسوس کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا اور ندامت جو ہوگی وہ جدا
ہوگی گو یہ امر ہے کہ اگر ہم ہون گے تو کیا کرلینگے کیونکہ جو کچھ خدا کو منظور رہیگا وہی ہوگا ہم بدون اس کے
حکم کے کچھ نہین کرسکتے ہماری کیا اصل ہے جو ہم کچھ کرسکین مگر ہان خیال ہوگا کہ اگر ہم ہوتے تو ایوان
سے مقابلہ کرتے شاید ہمارے ہاتھ سے قتل ہوتی پس تمہارے ملک مین چلنے سے عرصہ کا خیال ہے سنکے
آفاق شاہ نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بجا ارشاد کیا اگر مجھکو یہان پر سے زیادہ عرصہ ہوگا ایک
پہر دن باقی رہیگا مین اس سہ پہر مین آپ سب کو لشکر مین پہونچا دونگا کیونکہ مجھکو بھی تو ایوان کا
خیال ہے دوسرے جناب صاحبقرانی کا خوف ہے کہ بدون اجازت اپنے شہر کو جاتا ہون مین خود
عرصہ نہ کرونگا مجھکو خود اس امر کا خیال ہے کہ ایسا نہو کہ وہان مقابلہ ہونے لگے تو خرابی ہو آج کے
مقابلہ سے اس سبب سے اطمینان ہے کہ ایوان آج تو اس سبب کے غم مین مبتلا ہوگی [illegible]
کا بہت غم کیا ہوگا اور اسکے لشکر مین اسکے بہت سے عزیز بھی ہون گے جو قتل ہوئے ہون گے انکا
بھی صدمہ ہوگا اور اس نے اپنے کو [illegible] خیال بھی نہین سمجھا ہے وہ آج تو مقابلہ نہ کریگی کل مقابلہ کریگی
تب تک ہم بھی پہونچ جائینگے اے بھائی مہرخ ہم سچ کہتے ہین پھر ایسا وقت نملیگا نہ ایسا موقع ہاتھ
آئیگا آپ لوگون کی عنایت سے میرا ملک شہر اعدا سے بچ جائیگا اور بہت سے لوگ دایرۂ اسلام مین
آ جائینگے نہ معلوم اب کب قسمت نے موقع دیا ادھر آنا ہوا اور اس عرصہ مین ملک کا رنگ دگرگون ہو جو وقت
گذری ہوئی ہو مہرخ نے کہا کہ اچھا اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو بسم اللہ چلو مگر عجلت کا خیال رہے
آفاق شاہ نے جواب دیا کہ سر و چشم آپ اطمینان رکھیے بس آفاق نے یہ کہکر تخت سحر تیار کیا
اور [illegible] تیار رکھیے [illegible] سوار ہوا مع اپنی زوجہ اور اپنی زوجہ کی بھانجی کے اور تخت [illegible]

سحر پر سب ساحر سوار ہوئے تخت سحر کو آفاق کی طرف ملک آفاقیہ کے روانہ کیا ابر سحر پر سایہ افگن
تھا یہاں تک کہ راہ طے کر کے داخل شہر ہوا یہاں وزیر آفاق شاہ آفاق شاہ کی طرف سے سلطنت
کا انصرام کر رہا تھا اور دربار آراستہ تھا کسی طور سے دربار آراستہ ہوتا ہے جس طور سے زمانہ آفاق
شاہ میں ہوتا تھا سب امرا وزرا ارکین سلطنت و امیران لشکر و سرداران فوج و پہلوانان لشکر
و ساحران نامی حاضر دربار تھے سب اپنے اپنے مقام پر کرسیوں پر اور دنگلوں پر بیٹھے ہوئے تھے
تخت پر شامیانہ پڑا ہوا تھا وزیر کرسی پر بیٹھا ہوا حکم و احکام جاری کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ وزیر نے اہل
دربار کی طرف دیکھ کر کہا کہ اب کی مرتبہ جس دن سے بادشاہ تشریف لے گئے ہیں حسب الطلب سمندر
شاہ کے تب سے تو کوئی خیر خبریت نہ معلوم ہوئی کہ مزاج مبارک کیسا ہے نہ معلوم سمندریہ میں ہیں یا
کسی مہم پر بادشاہ نے روانہ کر دیا ہے کچھ حال نہ کھلا اہل دربار نے جواب دیا کہ وہ اپنے ملک سے تو آپ
کے سبب سے بالکل بے خوف ہیں یہ خیال فرماتے ہیں جیسے میں ملک میں رہا ویسے میرا وزیر اعظم
ملک دریا دل رہے اور انکو یہ بھی خیال ہے کہ ملک دریا دل سحر میں مثل میرے ہے کوئی میرے قصور پر میرے
وزیر با تدبیر کی زندگی اور موجودگی میں قبضہ کر نہیں کر سکتا ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ میں انکی بارہا خبر
لوں جب یہاں سے فرصت پاؤنگا تو جاؤنگا وزیر نے جواب دیا کہ یہ انکا خیال صرف غلام نوازی
پر منحصر ہے ورنہ میں کیا انکی برابری کر سکتا ہوں بقول شخصے چہ نسبت خاک را با عالم پاک وہ وہ
قدردان ہیں جو ایسے خیالات میری نسبت فرماتے ہیں ورنہ میں ان کے ایک ادنی غلام کی برابری
نہیں کر سکتا ہوں وہ تو بادشاہ ہیں حاکم وقت ہیں یہ صرف انکی ذرہ پروری اور بندہ نوازی ہے
خلاصہ یہ کہ میرا ان کے دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہے ای بھائیو مجکو اب بادشاہ کی مفارقت ناگوار ہے
ایک دم کا ہجر دشوار ہے مگر کیا کروں اس امر سے ناچار ہوں کہ وہ ملک کا انتظام میرے سپرد کر گئے
ہیں ورنہ اگر کوئی اور کام ہوتا تو میں ترک کر کے چلا جاتا اب اگر چلا جاؤنگا تو انتظام ملک خراب ہوگا
دوسرے معتوب ہونگا گو میں کیا انتظام کرتا ہوں آپ سب لوگ مہربانی کرتے ہیں دوسرے
بادشاہ کا اقبال ہے اور فضل خداوند مطاق یعنی خداوند تصویر ہے کہ میرے ہاتھ سے یہ کام ہو رہا ہے
اہل دربار نے کہا کہ آپ کے صاحب لیاقت ہوتے ہیں کچھ فرق نہیں ہے آپ ایسا خیرخواہ اور نمک
حلال اور مدبر اور منتظم اور کوئی نہ ہوگا یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں راوی نے بیان کیا ہے کہ جب
منورہ یہاں سے گئی تھی تو وزیر وغیرہ سے خبر کر کے گئی تھی کہ میں اپنی خالہ اور خالو کے پاس جاتی ہوں راہ
میں اس نے دریافت کیا تھا کہ خالہ اماں کہاں ہیں تو اسکو معلوم ہوا تھا کہ لشکر اسلام میں ہیں لشکر
اسلام کی طرف کیا ہو گئی ہیں یہ اس سبب سے آئی تھی میں وقت مقابلہ یہ تو مقتضا تھا اس سبب
سے عرض کر دیا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ منورہ کہے جانے کی کیا ان لوگوں کو خبر تھی اور اسکو یہ ذکر معلوم
ہوا کہ میری خالہ لشکر اسلام میں ہیں ان لوگوں کو آفاق کے حال سے خبر نہیں ہے جب منورہ
یہاں سے لشکر اسلام کی طرف گئی تو انکو بھی ضرور معلوم ہوگا ان لوگوں کو اس حال کی اس سبب سے
خبر نہ تھی کہ یہ تو جانتے تھے کہ بادشاہ سمندریہ میں ہیں انکو کیا ضرورت تھی کہ یہ دریافت کرتے کہ
کہ بادشاہ کا کیا حال ہے ہاں منورہ نے راہ میں دریافت کیا تھا تب وہ گئی تھی پر راوی نے اس کا
حال جلد دوم میں تحریر کیا ہے جس وقت وہ اپنی خالہ کے پاس پہونچی یہاں تحریر کرنے کی کوئی حاجت
نہیں ہے قصہ مختصر وزیر نے یہ تقریر اہل دربار سے کر کے کہا کہ میں آج مکان پر جا کر حال بادشاہ کو

دریافت کرونگا اور یہ بھی دریافت کرونگا کہ وہ کہاں تشریف رکھتے ہین آیا سمندر ہی مین ہین یا کسی مہم
پر گئے ہین جب معلوم ہو جائیگا تو ایک عرضی اُنکی خدمت اقدس مین روانہ کرونگا اور اُن کے
مزاج کی کیفیت دریافت کرونگا سب نے جواب دیا کہ یہ راے آپکی بہت عمدہ ہی ہم کو بھی پسند ہی
ابھی یہان یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ایکبارگی ہواے سرد کا جھونکا آیا اور اُس سے خوشبو ایسی پیدا ہوئی کہ سب
کے دماغ معطر ہو گئے سب نے آنکھ اُٹھا کر طرف صحن بارگاہ کے دیکھا سب کو نظر آیا کہ ایک ابر سفید
آسمان پر چھایا ہوا ہی اور اُس ابر سے موتی برس رہے ہین یہ سب اہل دربار دیکھ رہے تھے کہ دیکھا اُس
ابر سے چند تخت پیدا ہوے اُن تختون پر ساحران ذی وقار سوار ہین کہ یہ لوگ ابھی دیکھ رہے تھے
کہ وہ تخت صحن دربار مین آکر اُترے اب جو سب نے بغور دیکھا تو دیکھا کہ ایک تخت پر تو ہمارا بادشاہ
مع اپنی زوجہ اور منورہ کے تشریف رکھتا ہی اور تختون پر دیگر اقالیم کے ساحر ہین یہ حال دیکھ کر
سب اہل دربار ایکمرتبہ اپنے اپنے مقام پر سے اُٹھے وزیر اپنی کرسی پر سے اُٹھا اور سب خوشی خوشی
ایوان سے صحن مین آئے اور صف بستہ ہو کر مودب کھڑے ہوے کہ وہ سب تخت زمین پر آئے
وزیر نے آفاق شاہ اور اُسکی زوجہ کو سلام کیا سب نے مجرا کیا آفاق شاہ نے سب کا سلام
و مجرا لیکر اشارہ کیا کہ ان سب کو بھی سلام کرو سب نے بموجب اشارہ اُن سب سردارون کو جو کہ
لشکر اسلام کے آفاق شاہ کے ہمراہ تھے سلام کیا اُن سب نے بھی جواب سلام دیا مگر ہر ایک سردار
آفاق شاہ مع وزیر کے حیران تھا کہ یہ کون لوگ ہین جن کو بادشاہ نے ہم سے سلام کے واسطے کہا
معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی معزز ساحرون مین سے ہین ادھر آفاق شاہ مع اپنی زوجہ اور مہرخ وغیرہ
کے تخت پر سے اُتر کر طرف ایوان کے چلا اہل دربار سب عقب مین چلے وزیر نے بڑھکر تخت پر سے [illegible]
اُٹھایا آفاق شاہ نے مہرخ سے کہا کہ اے بھائی تم تخت پر بیٹھو مین تمہاری موجودگی مین کبھی تخت پر نہ بیٹھون گا
مہرخ نے کہا کہ بھائی یہ تخت تم کو تمہارا مبارک رہے مین نے خود تخت کو ترک کیا ورنہ تمہاری مہربانی اور
عنایت سے مین بھی صاحب تخت ہون آفاق نے کہ مین اس غرض سے نہین عرض کرتا ہون کہ آپ
صاحب تخت نہین ہین بلکہ میری یہ غرض ہی کہ جب آپ موجود ہین تو مین کس طور سے تخت پر بیٹھون مہرخ
نے ہاتھ آفاق شاہ کا پکڑا اور تخت پر بٹھایا اور کہا کہ بس باتین ہو چکین آفاق شاہ تخت پر
بیٹھا زوجہ اُسکی کرسی پر منورہ اپنے مقام پر بیٹھی اور جو سردار لشکر اسلام کے تھے انکو آفاق شاہ
نے بڑی عزت و حرمت سے بٹھایا جواہر نگار زرنگار کرسیون پر اہل دربار سب اپنے اپنے قرینہ سے بیٹھے
بیٹھتے ہی آفاق شاہ نے حکم دیا کہ ابھی شہر مین منادی کردو کہ سب اہل شہر کیا جوان کیا پیر کیا امیر
کیا غریب ہر صاحب پیشہ و غیر صاحب پیشہ و مسافر سب در دولت پر حاضر ہون اور میرا کل لشکر بھی موجود
ہو اور چوبدارون سے کہا کہ تم جا کر میرے کل عزیزون کو میرے آنے کی خبر دو اور کہا کہ آپکو اس وقت
دربار مین یاد کیا ہی کچھ بادشاہ کو کہنا ضروری ہی یہ حکم محکم سنکے چوبدار فوراً روانہ ہوئے وزیر نے
منادی کو طلب کر کے حکم بادشاہ سے آگاہ کیا منادی اُدھر روانہ ہوا ادھر آفاق شاہ نے
وزیر سے فرمایا کہ ہمارا کل لشکر حاضر ہو اور کل ملازم بھی حاضر ہون ہم اُن سب کو ایک حکم سنائینگے اور
شہر مین جس قدر دور رہتے ہون اور جلد ان سب کو طلب کرو اور بہت جلد ان سب کامون کو انجام دو
حکم دیکر اور یہ کہکر کہ سب اہل دربار حاضر رہین مین محل مین ہو آؤن تو آکر دربار کرونگا یہ خبر محل مین بھی
گئی کہ بادشاہ تشریف لاے ہین سب خواتین محل اور خواتین وغیرہ اپنے اپنے عہدون پر موجود ہو گئی

تھیں یہاں سب حال یہ ہے استادہ تھیں کہ بادشاہ یہ کہکر دربار سے مع زوجہ کے محل میں آیا سب آداب
بجا لائیں بادشاہ نے بارہ دری میں بیٹھ کر سب اہل محل کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے تو دین اسلام
قبول کیا اور اہل اسلام کی شرکت کی سمندر کی رفاقت و مذہب تصویر پرستی ترک کیا پس جسکو اہل
محل سے میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے محل میں رہے ورنہ اسی وقت چلا جائے نہیں تو میرے ہاتھ سے قتل
ہوگا اور چند کلمہ وحدانیت خدا میں بیان کیے راوی نے بیان کیا کہ سب اہل محل مسلمان ہوئے اور
مطیع اسلام ہوئے کوئی عورت عورت محل سے لازم و غیر لازم عزیز و بیگانہ ہر ایک نے اطاعت اسلام
قبول کی بادشاہ نے خوش ہوکر سب کو انعام دیا اور کہا کہ اب تم چین سے رہو تمہارا اگر ہے یہ حکم دے کر بادشاہ
یعنی آفاق شاہ محل سے دربار میں آیا ادھر وزیر نے موافق حکم آفاق شاہ کے کل لشکر کو در دولت
پہ حاضر کر دیا تھا اور خورد و کلاں رعیت بھی سب حاضر تھے ادھر منادی نے ندا کر دی تھی اہل شہر کو حکم بادشاہ
سے آگاہ کر دیا تھا سب اہل شہر کیا غریب کیا امیر کیا برنا و پیر صاحبان حرفہ و صاحبان پیشہ و مسافر یہاں تک
شیر خوار بچہ تک زنان شہر جو کہ باہر نکلتی تھیں سب در دولت پر حاضر ہوئیں تھیں کہ دیکھ کر سنیں بادشاہ
کیا حکم فرماتے ہیں ادھر چوبداروں نے عزیزان بادشاہ کو بادشاہ کے حکم سے آگاہ کیا وہ سب لوگ
بھی حاضر ہوئے یہاں دربار میں سب اہل دربار اور وزیر حیران ہوئے کہ یہ کیا سبب ہے کہ بادشاہ نے
یہ حکم صادر فرمایا اور یہ کون لوگ ہیں جو بادشاہ کے ہمراہ ہیں بادشاہ نے محل میں جا کر کیا حکم دیا وزیر کو
تاب نہ رہی ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اے خداوند میری خطا معاف ہو میں ایک امر کا امیدوار ہوں کہ یہ
غلام اس راز سربستہ سے آگاہ فرمایا جاوے کہ یہ کیا راز ہے اور حضور کہاں تشریف فرما تھے اور یہ کون
بزرگوار ہیں جو آپ کے ہمراہ ہیں بادشاہ نے وزیر کی عرض سنکے فرمایا کہ تو سب حال سے تھوڑی دیر
میں آگاہ ہو جائے گا اور سب حال تجھ پر کھل جائے گا ہاں ان لوگوں سے تم آگاہ ہو کہ یہ جو میرے تخت کے
برابر دنگل پہ متمکن ہیں یہ شاہزادے ہیں طلسم فیروزہ کے انکا نام صاحبقران آفتاب عالم ہے اور یہ
سہراب جادو ہیں سپہ سالار سمندر اور یہ کوکب روشن تن ہیں حاکم شہر کوکبہ کی اور یہ غزالان
جادو دختر آفتاب جادو سپہ سالار سمندر کی ہے اور یہ فلاں ملک کے بادشاہ ہیں اور یہ فلاں ملک
کے یہ سب میرے ہمراہ میرے ملک کی سیر دیکھنے کو تشریف لائے ہیں یہ جو وزیر نے تقریر بادشاہ کی سنی
خاموش ہو رہا اب معلوم ہوا کہ یہ سب ساحران زبردست ہیں اتنے میں عرض بیگی نے آکر عرض کیا کہ
خداوند سب اہل شہر و لشکری و ملازم حضور و عزیزان حضور در دولت پر جمع ہیں اس قدر مجمع ہے کہ
کثرت مردم سے راہ نہیں ملتی ہے پیدل نگاہ کا نکلنا دشوار ہے یہ سنکے آفاق شاہ تخت پر سے
اٹھا اور سب اہل دربار کو اپنے ہمراہ لے کر مع سرداران اسلام کے بیرون دربار آیا سب اہل شہر
نے بادشاہ کو مجرا و سلام کیا اسی طور سے لشکر کا مجرا و سلام ہوا اور عزیز و اقارب و جملہ حاضرین کا
آفاق شاہ وزیر کو اور سرداران اسلام کو ہمراہ لے کر ایک بلندی پر آیا اور سب اہل دربار کو اسی
مقام پر چھوڑا بلندی پر جا کر خود آفاق شاہ نے باواز بلند کہا کہ اے اہل شہر و اہل لشکر یا بد دولت
و عزیزان یا بد دولت و ملازمان یا بد دولت پہلے تم یہ بیان کرو کہ ایک زمانہ ہوا ہمکو تم سب پر حکومت
کرتے ہوئے میں نے کبھی تم پر کوئی ظلم تو نہیں کیا یا کسی کی زر یا دستی میں کمی تو نہیں کی تم میں سے
کسی پر کوئی ایسا خراج تو نہیں زیادہ کیا کہ جس کے دینے سے تم عاجز ہوئے ہو یا تم میں سے کسی کا میں نے
کبھی مال تو نہیں چھین لیا یا کسی کو میں نے بے خطا قتل تو نہیں کیا اگر کوئی ظلم یا ستم یا کسی کی فریادرسی

میں کمی کی ہو تو بیان کر دے وہ شخص کیونکہ زندگی کا کسی کے اعتبار نہیں ہے عدم کا راستہ کھلا ہوا ہے برابر
چلے جاتے ہیں دنیا ناپیدا کنار ہے اسکا کیا اعتبار ہے بقول کسے ٭ دنیا سے دنی کو جو کہ فانی سمجھے ٭ اور
قصہ عمر کو کہانی سمجھے ٭ دریاے حقیقت کو وہی جانے تمر ٭ جو مثل حباب زندگانی سمجھے ٭ مجھکو بھی یہ خوف
ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں اور میرے سر پر گناہ رہ جائیں تو بڑی خرابی ہو جسکا میں نے
نقصان مال لیا ہو وہ کہدے جسکو میں نے بے خطا سزا دی ہو وہ کہدے جسکی فریاد رسی نہ کی ہو وہ کہدے
تاکہ میں اُس سے اپنی خطا بحل کرا لوں یہ جو بادشاہ نے فرمایا اُسوقت سب اہل شہر اور لشکر و ملازم و
عزیز سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آج تک تجھسا بادشاہ عادل منصف سخی جری رحیم نہیں دیکھا
اگر یا دور زمانہ ہزار ہم تہ گردش کرے جاہے گی کہ تجھسا بادشاہ وہ فرزند پیدا ہو کبھی نہ ہوگا ہم تیرے اوصاف
حمیدہ کی کس زبان سے تعریف کریں ہم تیرے برابر سمندر شاہ کو بھی نہیں جانتے ہیں وہ تیرے
روبرو ظالم اور بخیل ہے اگر خداوند تصویر پھر دنیا کو خلق کریں گے تو بھی مثل تیرے کوئی بادشاہ نہ ہوگا ہم
میں سے کوئی تیرا شاکی نہیں ہے خداوند کریم ہم سب کے سر پر تجھ ایسے بادشاہ کو ہمیشہ سلامت با کرامت
رکھیں تیری عہد حکومت میں ہم میں سب بے خوف و خطر اپنے مکانوں میں سوتے ہیں نہ دزدوں
کا خوف نہ ڈرنے کا خطرہ ہے پیٹ بھر کھاتے ہیں نیند بھر سوتے ہیں تیرے جان و مال کو دعا دیتے ہیں
یہ راحت و آرام تو کسی ملک میں کسی بادشاہ کے عہد حکومت میں رعایا کو نصیب نہ ہوگا جو ہم کو
حاصل ہے ہم تیرے بدخواہ ہوں تو اگر پا جائیں تو اس طور سے انکو ہلاک کریں کہ مرغان ہوا و ماہیان
دریا اُن کے حال پر رحم کھائیں اور ہم کو ترس نہ آئے ہم وہ لوگ ہیں کہ جہاں تیرا پسینہ گرے ہم وہاں
اپنا خون گرا دیں اور جو بلا تیرے اوپر آنے والی ہو اُسکو اپنے سر پر لیں اگر خدانخواستہ کوئی غنیم
ملک پر چڑھ کر آئے تو ہم سب کے سب پہلے اپنی جانیں نثار کریں اور جی تمہارے فدا ہوں کیونکہ
تو نے ہم کو اسی طور سے خوش رکھا ہے اور راحت دی ہے جب سب نے یہ تقریر کی آفاق شاہ
نے فرمایا کہ مجھکو تم سب سے اس سے زیادہ امید ہے بس میں یہ تم سے کہتا ہوں کہ جو اب میں کہوں گا
اُسکو تم لوگ بخوشی خاطر قبول کروگے انھوں نے عرض کیا کہ جو امر حضور اپنی زبان مبارک سے فرمائینگے
اُسکو ہم سب ضرور قبول و منظور کرینگے تب آفاق شاہ نے کہا کہ آگاہ ہو میری غرض تم سب
کے جمع کرنے سے یہ تھی کہ میں نے تو اطاعت سمندر شاہ کی ترک کی اور مذہب تصویر پرستی بھی ترک
کیا اور دین اسلام مع اپنی زوجہ اور اہل لشکر کے جو کہ میرے ہمراہ تھے اختیار کیا اور خدا پرستوں کی
شرکت اور صاحبقران کی اطاعت اور غلامی اختیار کی یہ کہکر آفاق شاہ نے بہت کچھ تعریف
مذہب اسلام کی اور وحدانیت خدا کی اور صاحبقران کی بھی ازحد تعریف کی اور سب مذہبوں اور
خداوندوں کی مذمت بیان کی جس کے سبب سے سب اہل شہر اور اہل لشکر اور اہل دربار کے دلوں
سے زنگ کفر برطرف ہو گیا اور مثل آئینہ کے ہر ایک کے دل صاف ہو گئے اب تقریر آفاق شاہ
نے ہر ایک کے لوح قلب سے زنگ کفر کو دھو دیا اُس کے بعد آفاق شاہ نے سرداران
اسلام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ایسے ایسے لوگ صاحبقران کے مطیع ہیں ان میں بہت سے
اور ملکوں کے بادشاہ ہیں اور بہت سے اسی ملک کے رہنے والے ہیں اور سمندر کے ملازم اور
خراج گزار مثل سہراب جادو و غزالان آہو چشم و کوکب روشن تن کے کہ اُس کے ظلم و
ستم اور ناانصافی سے عاجز ہو کر اسکی رفاقت ترک کی اور اُس کے خون کے پیاسے ہو رہے

اور بہت سے مقابلہ کیے ہر ایک مقابلہ مین یہی لوگ سر سبز رہے ایہا الناس آگاہ ہو کہ سمندر
نے میرے ساتھ وہ حرکت کی ہے کہ کوئی اپنے خیر خواہ کے ساتھ نہ کرے گا یہ کہکر آفاق شاہ
نے ابتدا سے انتہا تک جو کچھ کہ اپنر گذرا تھا بیان کیا اور اپنا اہل اسلام کی شہر اکت کرنا بیان
کیا اور کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ آپ لوگ بھی دین اسلام قبول کرین اور مذہب باطل تصویر پرستی
ترک کرین اور واقعہ جو کہ آفاق شاہ پر گذرا تھا اور خواجہ نے جو تیاری کرکے آفاق شاہ
کو رہا کیا تھا جسکا ذکر جلد دوم مین ہوا ہے آفاق شاہ نے اہل مجمع کے روبرو بیان کیا یہ حالات
سنکے سب اہل مجمع نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم نے دین اسلام اختیار کیا اور مذہب
تصویر پرستی ترک کیا ہم سب تو آپ کے ہمراہ ہین جو آپ کی خوشی اور مرضی ہے وہ ہماری مرضی
آپ نے سنا ہوگا کہ الناس علی دین ملوکہم پس جو مذہب آپ نے اختیار کیا وہ ہم نے بھی قبول
کیا کیونکہ کوئی تو بہتری آپ نے دیکھی ہوگی جو مذہب اسلام اختیار کیا اور کوئی تو خرابی مذہب
تصویر پرستی مین آپ نے دیکھی ہوگی جو اسکو ترک کیا پس ہم نے آپ کے کہنے کے موافق مذہب
تصویر پرستی پر لعنت کی اور مذہب اسلام اختیار کیا اے بادشاہ اگر سمندر کے ظلم کی خبر ہوتی کہ
اس نے آپ پر یہ ظلم کیا تو ہم سب شہر سمندریہ کو تباہ کرتے اور سمندر کو محل مین گھس کر قتل کرتے
وہ حرامزادہ ہمارے ہاتھ سے بچ کر کہان جا سکتا تھا مگر کیا کرین کہ ہم کو خبر نہ ہوئی ورنہ آپ
ہماری جان فروشی و غلامی کا سلیقہ ملاحظہ فرماتے خدا خواجہ کو سلامت با کرامت رکھے کہ
جن کے سبب سے ہم نے پھر آپ کی صورت زیبا دیکھی جب آفاق شاہ نے دیکھا کہ سب
اہل مجمع میرے کہنے سے مذہب ترک کرنے پر راضی ہین اس وقت آفاق شاہ نے پکار کر
کہا کہ مین کسی پر جبر نہین کرتا ہون نہ یہ کہتا ہون کہ جبر میرے کہنے کو مانو ہان یہ ضرور میرا سوال ہے
کہ جن جن صاحب کو اپنا مذہب ترک کرنا منظور نہ ہو وہ میری عملداری سے نکل جائین کیونکہ ایسا
نہ ہو کہ ان کے خلاف مذہب ہونے سے میری طرف سے انپر کچھ ظلم ہو جو کہ میری بدنامی کا سبب
ہو اور مین ظالم مشہور ہون مین یہ نہین چاہتا ہون کہ میرے سبب سے کسی کو تکلیف ہو یہ جو
آفاق شاہ نے کہا سب نے جواب دیا کہ ہم سب بخوشی دین اسلام اختیار کرتے ہین آپ
کے جبر سے نہین اختیار کرتے ہین اور ہم مین کوئی ایسا نہین ہے کہ جو نہ اختیار کرے جب آفاق
شاہ نے یہ جواب پایا پس جو کہ حاضر تھے انکو مطیع کیا اور جو کہ غیر حاضر تھے انکو کلمہ تعلیم کیا
اس طور سے کہ جو قواعد اسلام کی کتابین تھین انکو تقسیم کیا حکم دیا کہ ہم مدرسے جاری کرتے ہین
آسمان سب جا کر قواعد اسلام کی تعلیم پاوین یہ حکم دے کر فرمایا کہ اب آپ سب لوگ اپنے اپنے
مکان پر تشریف لے جائین یہ حکم دیتا تھا کہ وہ مجمع برہم ہوا سب آفاق شاہ کی تعریف کرتے
ہوئے اپنے اپنے مکان پر آئے اور اپنے اہل و عیال کو مسلمان کیا اب شہر آفاقیہ مین کوئی ایسا
نہ تھا کہ جو مطیع اسلام صدق دل سے نہ ہو بعد مجمع برخاست ہونے کے آفاق شاہ نے بیلدارون
کو حکم دیا کہ جس قدر بت کدہ ہون سب منہدم کر دو اسی وقت سب بیلدارون نے تمام شہر کے
بتکدے کھود ڈالے راوی نے بیان کیا ہے کہ اس مجمع مین جس قدر لوگ تھے سب کے گلے مین
تصویرین تھین جب سب مسلمان ہوئے وہ تصویرین گلے سے اتار کر پھینک دین آفاق شاہ
نے انکو جمع کرا کے جلا دیا اس کے بعد دربار مین آکر سب اہل دربار سے جو حال کہ ان پر گذرا تھا

ہے خواجہ کی عیاری کے بیان کیا جو کہ جلد دوم میں تحریر ہو چکا ہے اور اپنے عزیزوں کو بلا کر بہت کچھ انکو
تسلی و تشفی دی عجب لوگوں نے اپنی خوشی سے مذہب تصویر پرستی ترک کر کے مذہب اہل اسلام
اختیار کیا تب آفاق شاہ نے فوراً بہت وزیر باتدبیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ بہت جلد محفل جشن
و طرب آراستہ ہو یہ حکم سنتے ہی وزیر دانش مند نے محفل نشاط برپا کی اور رقاصان زہرہ جبین
و خوش گلو کو طلب کیا فوراً مطربان خوش نوا حاضر ہوئیں اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیا

اشعار

سبز رنگت پہ عجب نور ہے اللہ اللہ
خوب کیفیت بھی بہت دور ہے اللہ اللہ
چہرہ کی شمع شب طور ہے اللہ اللہ
کیا بھلا نور کا مذکور ہے اللہ اللہ

خوبصورت ہو کہ گل باغ جوانی ہو تم
حسن میں سب سے بھلے یوسف ثانی ہو تم

قد تو بوٹا سا ہے کیا جوبن کا رنگ آپ کا ہے
جوڑ کی سیر ہے کمر سے یہ پلنگ آپ کا ہے
فتنہ رفتار ہے کیا قہر کا ڈھنگ آپ کا ہے
اپنی ترکان کی خبر تو یہ خدنگ آپ کا ہے

تیر کو دردل کو تم پاس تو یا تو صاحب
مردہ ملتوں نے کلیوں کو جلایا تم نے

ہاں وہ کیا بات وہی باتوں پہ مٹے آ کر
سحر کرتی ہے یہ تقریب بشیریں یہ
ہے انہے مردہ جو ترست کو لگا دو ٹھوکر
زہر کھاتے ہیں انہیں باتوں پہ ہے جادو گر

مردہ آواز سنے آپ کی زندہ ہو جائے
سنگ تقریر جو زندہ تو سنے ہو جائے

ہم سا عاشق نہ ملے گا نہ ملے گا پیارے
انکھی باتوں پہ ذرا دھیان نہ آیا پیارے
خوب ان روز دن بڑی کا بھی ہے چھپا پیارے
کہتے تھے دل بھی نہیں آپ سے پیارا پیارے

ایسی باتوں پہ ہے لوگ برا کہتے ہیں
بڑی چالوں سے بھلا اسکو بھلا کہتے ہیں

یہ اشعار جو اسنے پلکیں دراز وی گا کے حاضرین دربار نہایت محظوظ ہوئے چونکہ وقت تنگ تھا لہذا
آفاق شاہ نے حکم دیا کہ جلسہ برخاست ہو جب جلسہ برخاست ہوا تو آفاق شاہ نے اپنی سپاہ
کو انعام اور اہل دربار کو خلعت قدر مراتب عطا کئے اسکے بعد وزیر کو اپنے قریب طلب کر کے حکم دیا
کہ اب میں خدمت میں صاحبقران کی جاتا ہوں کیونکہ وہاں الیوان سے اور صاحبقران سے
مقابلہ ہو رہا ہے اور اپنی اس طرف آنے کی حالت بیان کی اور کہا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں اگر مقابلہ نہ
ہوتا تو دو ایک روز قیام کرتا یا اجازت لے کر آتا تو بس اب میں پھر اپنی طرف سے تمکو حاکم کرتا ہوں
تم یہ تدبیر کرنا کہ مدرسہ بنانا تا ان میں دین اسلام کی تعلیم دلانا اور جہاں جہاں سے بتکدے کھدے ہیں
اس اس مقام پر مسجدیں بنوانا وہاں موذن نوکر رکھنا اور جہاں باقی ہوں انکو بھی کھدوا کر اس
مقام پر بھی مسجدیں تعمیر کرانا اور جس طور سے ہم کام کرتے تھے اسی طور سے کرنا اگر کوئی سردار سمندر
شاہ کی طرف سے لشکر لے کر آئے اس سے مقابلہ کرنا اور ہمکو بھی اطلاع دینا ہم بھی بہ اسے
کمک آئیں گے اور یاد رکھو جب اس قسم سے صاحبقران کو فراغت ہوگی اور سمندر شاہ

قتل ہوگا اور سمندر پہ فتح ہوگی تو میں صاحبقران کو مع بادشاہ اور کل سرداروں کے یہاں
لاؤنگا تم سب بھی صاحبقران کی زیارت کرنا اور قدم بوسی حاصل کرنا دریا دل نے عرض کیا
کہ جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے یہ غلام اُسی پر کاربند ہوگا آپ اطمینان رکھیں آپ کے غلامان جان نثار
سمندر سے تو خوف کرتے نہیں ہیں اُس کے سرداروں کی بھی یہ حقیقت ہے کہ وہ ہم سے آکر مقابلہ
کریں گے اگر خود سمندر لشکر لے کر آئے تو وہ یہاں سے زندہ بچ کر نہ جائے گا نہ اُس کے سردار
آفاق شاہ نے جواب دیا کہ مجھکو تم سے ایسی ہی امید ہے سب باتیں آفاق شاہ نے وزیر کو
تعلیم کر کے حکم دیا کہ خاصہ لاؤ پس بکاول نے خاصہ حاضر کیا آفاق شاہ نے مع سرداران
اسلام کے خاصہ نوش فرمایا بعد خاصہ تناول کرنے کے آفاق شاہ نے سرداروں سے کہا کہ
لشکر میں اب چلیے پس اُسی وقت آفاق شاہ نے سامان سفر کیا تخت سحر تیار کر کے مع سرداران
اسلام اور اپنی زوجہ اور شورہ جادو کے سوار ہو کر وزیر اور سب سرداروں کو عدل و داد اور
انصاف کی تاکید کر کے تختوں پر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اور اوپر بیان کیا ہے
کہ آفاق شاہ نے سب کام دو پہر میں کیا ہے اور بعد دو پہر کے جب کہ دو پہر دن باقی تھا سب سے
رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے چلا شہر آفاقیہ سے نکل کر لشکر اسلام کا راستہ لیا تخت
سحر اڑتا ہوا مع مہرخ آفتاب علم کے چلا جاتا تھا کہ اسکو دور سے لشکر کے نشان نظر آئے
اُس نے مہرخ سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ کس قدر جلدی ہم لشکر اسلام میں پہونچ گئے ہیں میں خیال کرتا تھا
کہ یہ راستہ بہت دور ہے کیونکہ رات کو کس قدر دیر تک چلے تھے تب یہاں تک پہونچے تھے معلوم نہیں
طلسم میں چلے تھے وہ کون سی راہ تھی ہم تو لشکر اسلام کو جاتے تھے اور بسبب فریب کوشش کر کے
راہ کٹنی چلے آتے تھے مگر اس وقت بہت جلد پہونچے مہرخ نے کہا کہ کیونکر ثابت ہوا کہ ہم لشکر میں پہونچ
گئے آفاق نے جواب دیا کہ نشان لشکر نظر آتے ہیں ملاحظہ فرمائیے مہرخ نے اودھر دیکھا جدھر کا آفاق
نے بتا دیا تھا مہرخ نے دیکھ کر کہا کہ اے آفاق شاہ اس طرف لشکر اسلام فرودگش نہیں ہے نہ یہ
نشان لشکر اسلام ہیں بلکہ یہ نشان لشکر کفار ہیں ان نشانوں میں کوئی علامت اہل اسلام کی علموں
کی نہیں ہے آفاق نے کہا کہ یہ تو میں نے مان لیا کہ آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے میں بھی کوئی علامت معلوم
پاتا ہوں اگر سکا نہیں سمجھے کہ ہم قریب لشکر پہونچ گئے ہیں یہ نشان گرد وغیرہ کے لشکر کے ہیں مہرخ نے جواب دیا کہ
یہ تم نے ٹھیک کہا پس ان سب نے اپنے تخت اُسی طرف روانہ کیے تھوڑی دیر میں قریب اُس لشکر کے
پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر قریب چالیس ہزار کے زیر پہاڑ اترا ہوا ہے اسمیں سب ساحران کالے علم
نکالے ہوئے ہیں خیمہ وغیرہ برپا ہیں ایک بارگاہ وسط لشکر میں برپا ہے بازار میں آراستہ ہیں ساحران
غدار پھر رہے ہیں یہ جو آفاق شاہ نے تخت پر سے دیکھا کہ نہ یہ لشکر اسلام ہے نہ لشکر داب شاہ
اور نہ ہے اب جو غور کر کے دیکھا تو سمجھا کہ یہ لشکر سمندر شاہ کا ہے سمندر یہ سے کسی طرف کو
جاتا ہے پس آفاق نے مہرخ وغیرہ سے کہا کہ اے بھائی یہ خوب بردا ہو لگی ہے یہ لشکر ضرور کسی
ملک پر سمندر شاہ کی طرف سے جاتا ہے یا تو اس ملک کے بادشاہ نے سمندر شاہ سے سرکشی کی ہے
یا خراج نہیں دیا ہے یہ لشکر اُسی شہر کو تباہ و غارت کرنے کو جاتا ہے مہرخ نے کہا کہ ہم کہتے ہو مگر لشکر
سب ساحروں کا ہے آفاق شاہ نے جواب دیا کہ سمندر کا طریقہ ہے کہ جب وہ کسی ملک پر
لشکر روانہ کرتا ہے تو ساحروں کا لشکر روانہ کرتا ہے میری رائے ہے کہ اس پہاڑ پہ چل کر تماشا دیکھیں اور

دریافت کرین کہ یہ لشکر کدھر کو جاتا ہی اگر بڑھے تو اس لشکر سے مقابلہ کرین مریخ نے کہا کہ اچھا بس
یہ سب کے سب پہاڑ پر آئے اور کوہ پر اترکر قیام پذیر ہوے آفاق شاہ نے اپنی جھولی سے ایک
کاغذ نکالا اُسکے دو پتلے بنائے اُنپر سحر کیا کہ وہ پتلے گویا ہوے آفاق شاہ نے اُن سے اشارہ
کیا اور کہا کہ بیان کرو یہ جو لشکر اترا ہوا ہی کسکا ہی اور کدھر کو جاتا ہی اسکا افسر کون ہی یہ جو اشارہ
آفاق شاہ نے کیا وہ پتلے فوراً نگاہون سے پنہان ہو گئے ادھر آفاق شاہ نے مریخ وغیرہ
سے کہا کہ آپ لوگ اپنا سامان کرین اس لشکر پر ایک حملہ ضرور فرمایئے اور لشکر کو بھی مثل لشکر دیوان کے
چارون طرف سے گھیر کر قتل فرمایئے کیونکہ یہ لوگ بھی سب یہان غافل ہین انکو ہمارے آنے کی خبر نہین ہی
ہم دفعۃً جا گرینگے تو وہ لوگ پریشان ہو جاینگے گو ہزارون ہین مگر دفعۃً ہمارے جانے پریشان ہون گے
سب کمرین کھولے ہوے ہین جبتک حالات ضرب و حرب سے درست ہون گے اُس وقت تک
ہم تہلکہ ڈال دین گے چارون طرف سے لشکر مین تلاطم برپا ہو جانے گا سب نے کہا کہ یہ رائے
آپ کی بہت اچھی ہی ایسی غفلت مین اُنپر حملہ کرنا چاہیے بس اپنا اپنا سامان درست کرنے لگے کسی
نے گولہ فولادی جھولی سے نکالا کسی نے ناریخ سحر درست کیا کسی نے ترنج سحر کسی نے ناریل کسی نے
پیکان سحر کسی نے آتش کے دانے کسی نے برق سحر بنائی کسی نے رائی سرسون کے دانے ہاتھ مین لیے
آفاق و مریخ و آئینہ اندام زوجہ آفاق نے اپنے اپنے سحر کو درست کیا کہ اتنے عرصہ مین وہ
پتلے آئے انھون نے آفاق شاہ سے یون بیان کیا کہ اے آفاق شاہ آگاہ ہو کہ یہ لشکر
سمندر ریت سے آیا ہی اور قریب پچاس ہزار کے ہی اس لشکر کا افسر بدمست خونریز جادو
ہی بحکم سمندر شاہ طرف آفاقیہ کے جاتا ہی کیونکہ سمندر شاہ نے بدمست کو پچاس ہزار
کی جمعیت سے برائے تاخت و تاراج آفاقیہ روانہ کیا ہی اور حکم دیا ہی کہ جاکر آفاقیہ کو
تاخت و تاراج کرو شہر کو منہدم کرکے اور عمارات شہر کو غارت کرکے تالاب بنا دو اور اہل
شہر کو قتل کر ڈالو زن و عزیزان آفاق شاہ کو اسیر کرکے میری خدمت مین حاضر کرو مال
و اسباب لوٹ لو اہل شہر سے ایک کو زندہ نہ رکھو ایسا تاراج کرو کہ یہ معلوم ہو کہ یہ شہر کبھی
آباد تھا بس بدمست مع لشکر کے اسی طرف جاتا ہی چونکہ برابر کئی روز سے چلا آتا تھا کسی مقام
پر قیام نہ کیا تھا تمام لشکر پریشان ہو گیا تھا بدین سبب اُس نے اس پہاڑ کے نیچے قیام کیا ہی کہ
آج راحت لے لون اور لشکر بھی آسودہ ہو جاوے تو کل یہان سے کوچ کرون چونکہ حکم قطعی
سمندر شاہ کا ہی اور یہ حکم ہی کہ بہت جلد اس کام کو انصرام دو اور حاضر خدمت ہو بدین
سبب اسکو بھی تعجیل ہی یہ تقریر سننا تھی کہ ایک دود غلیظ تھا کہ آفاق شاہ کے کاخ
دماغ کو توڑ کر نکل گیا آتش غیظ و غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی نگاہ قہر اُن پتلون کی
طرف دیکھا ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ اُنپر گرا اور اُنکو جلا دیا پتلون کو جلا کر آفاق شاہ نے
مریخ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آپ نے سماعت فرمایا کہ ان پتلون نے کیا بیان کیا معلوم
ہوتا ہی کہ اس سمندر شاہ کی شامت آئی ہی کہ اس نے مجھ سے عداوت پیدا کی ہی اور
بدمست جادوگر بھی یہ لیاقت ہی کہ میرے شہر کو تاخت و تاراج کر سکے ہان اگر خود سمندر
شاہ آتا یا اپنے [illegible] کو بھیجتا یا کسی اپنے وزیر یا سپہ سالار کو روانہ کرتا تو شاید شہر پر قبضہ
پاتا یہ بدمست کیا قبضہ پاسکے گا قریب شہر بھی تو نہ جانے پائے گا اے بھائی مریخ جس قدر مین نے

سمندر شاہ کا پاس و لحاظ کیا اُسی قدر اُس نے مجھ پر ظلم و ستم کیا دربار میں جو اُس نے میرے
ساتھ سلوک کیا وہ سب آپ لوگوں پر ظاہر ہے آپ نے سُنا ہوگا کہ میں نے سوائے عذر کے کوئی کلمہ
سخت نہیں کہا اگر خواجہ عیاری کر کے نہ بچاتے تو میں قتل ہو چکا تھا گو میرا لشکر اُس وقت بھی
آمادہ فساد تھا جنگ و پیکار کے لیے تیار رہتا مگر میں نے اُس وقت بھی سمندر کے نمک کا پاس کیا
اور اپنے لشکر کو منع کیا اُس پر سمندر نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا کہ میرے شہر کے بربادی کی فکر کی
آپ بغور ملاحظہ کریں کہ جو کچھ خطا کی ہے میں نے کی ہے اہل شہر اور میرے عزیزوں و ملازموں کا کیا قصور
ہے جو ان بیچاروں کے قتل و غارت کا حکم بدمست کو دیا ہے اب بدمست میرے ہاتھ سے
بچ کر کہاں جاتا ہے اے بھائی مرتیج کیا قدرت خداوند کریم ہے کہ اُس نے کس تدبیر سے ہم سب کو اس
طرف پہونچایا اور میرے خیال میں یہ امر آیا کہ میں چل کر اپنے شہر کی درستی کر لوں یہ اُسکی شان تھی کہ
اُس نے یوں پہونچایا کیونکہ اُس پر تو ظاہر تھا کہ یہ واقعہ پیش آنے والا ہے پس وہ سب کو یہاں
لے آیا اور یہ امر میرے دل میں اپنی قدرت سے پیدا کیا ورنہ میری خرابی ہوتی تمام اہل شہر پریشان
ہوتے چونکہ ابھی اُنکے مقدر میں پریشانی نہ تھی اور اُسکی قضا آ چکی ہے اس سبب سے خدا نے یہ سبب
پیدا کیا کہ میں اس طرف چلا آیا ورنہ مجھکو کیا خبر ہوتی کہ بدمست سمندر کے حکم سے میرے لشکر
اور عزیزوں اور ملازموں اور ملک کی تباہی کے لیے جاتا ہے مرتیج نے جواب دیا کہ اے آفاق شاہ
وہ ایسا ہی خالق برحق اور معبود مطلق ہے کہ ہر حال میں اپنے بندوں کا معین و مددگار ہے وہ بڑا
رحیم و غفار ہے اپنے بندوں کی وہ خود حفاظت کرتا ہے آفاق شاہ نے کہا کہ اب دیر نہ
فرمایئے تشریف لے چلیے لشکر کو تباہ نہ فرمایئے پس یہ تقریر جو آفاق شاہ نے ختم کی ہر ایک
سردار چلنے پر آمادہ ہوا اور کہا کہ چلیے پس آفاق شاہ آگے آگے اور عقب میں سب سرداران
اسلام طرف لشکر بدمست کے برائے مقابلہ چلے یہ تو ادھر جاتے ہیں

اب کچھ حال بدمست کا تحریر کیا جاتا ہے

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب آفاق شاہ کو خواجہ تالش کی عیاری کر کے لے گئے تھے
اور عیاروں نے سمندر شاہ وغیرہ کو بیہوش کیا تھا اور سب کو اُن کے سحر کے تلے اُٹھا لے گئے
تھے اور ہر ایک کو اُن کے مقام پر پہونچا دیا تھا چنانچہ دوسرے دن جو سمندر شاہ نے دربار
کیا تھا تو شملاق وزیر سمندر شاہ نے چونکہ یہ آفاق شاہ سے کینہ رکھتا ہے کہا تھا کہ اے
بادشاہ آفاق شاہ نے وہ حرکت کی ہے کہ جو کسی نے نہ کی ہوگی اور نمک حرامی پر کمر کسی ہے پس
آپ کو لازم ہے کہ کسی سردار زبردست کو روانہ کیجیے ملک آفاقیہ کو غارت کر اُسکے اہل شہر کو
قتل کرائیے ملازمان و عزیزان آفاق شاہ کو قتل فرمایئے [illegible] کو غارت کرا دیجیے امید
نہیں ہے کہ اُس شہر کے باشندے یا ملازم یا عزیزان آفاق آپ کی اطاعت کریں گے یہ عقل
سلیم کے بالکل خلاف ہے پس ان سب کا قتل کرنا اچھا ہے اور موقع بھی خوب ہے کیونکہ ابھی لشکر
اسلام میں آفاق ہے اپنے شہر کو نہیں گیا ہے اگر وہ شہر میں ہوگا تو خرابی ہوگی کسی سے غارت کیے
سے پھر شہر غارت نہ ہوگا سوائے آپ کے کیونکہ آفاق ساحران زبردست سے ہے آپ کے دربار
میں کوئی ایسا ساحر نہیں ہے کہ جو آفاق سے مقابلہ کر سکے اور شہر پر قبضہ ہو یہ موقع بہت عمدہ تھا

راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ تقریر شملاق کی سمندر کو بہت پسند آئی تھی اعراق وزیر نے بھی شملاق
کے قول کی تصدیق کی تھی پس اسی وقت سمندر نے بدمست کو روانہ کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ آفاقیہ
میں جا کر شہر کو غارت کرنا اہل شہر و عزیزان و ملازمان آفاق شاہ کو قتل کرنا ذرا دل میں نہ رحم کرنا
اگر شاہ بھی مانگیں تو نہ دینا تمام مال و اسباب لوٹ لینا ہر ایک عمارت شہر کو منہدم کر کے بلا خوف
و خطر تالاب بنا دینا اور بہت جلد اس کام سے فراغت کر کے اور سب کے سر لے کر آنا بدمست جادو
اسی وقت اپنے دنگل سے اٹھا تھا اور باہر آیا تھا بموجب حکم سمندر شاہ پچاس ہزار کا لشکر لے کر
اور سامان سفر درست کر کے طرف آفاقیہ کے روانہ ہوا تھا ناظرین کو یاد ہو گا کہ اس حقیر نے جلد
دوم میں یہ تحریر کیا ہے کہ سمندر کے چار وزیر ہیں دو دست چپ کے اور دو دست راست کے ایک وزیر
برادر خورد ہے آفاق شاہ کا جو کہ دست چپ کے وزیر ہیں ان کے نام تحریر ہو چکے ہیں مگر یہاں پھر تحریر
ہوتے ہیں شملاق و اعراق یہ دونوں بڑے بدذات کینہ نفس ہیں ہر ایک سے عداوت رکھتے ہیں
اور یہی دونوں ہر وقت حاضر دربار رہتے ہیں جو وزیر کہ برادر آفاق ہے اس کے یہ کام سپرد ہے
کہ وہ لشکر لیے ہمیشہ دورہ کیا کرتا ہے سال بھر کے بعد ایک مرتبہ آتا ہے اور دوسرا وزیر جو دست راست کا ہے
اس کے سپرد یہ کام ہے کہ وہ کار خدمات ملکی دیکھا کرتا ہے وہ بھی گاہے گاہے دربار میں آتا ہے یہ دونوں بہت
نیک ہیں اور صاف باطن ہیں چنانچہ جس زمانہ میں آفاق پر سمندر شاہ نے وہ ظلم و ستم کیا تھا
اس زمانہ میں بھائی آفاق کا بھی دورے سے واپس آیا تھا دربار میں تھا یہ سب امر اس کے روبرو ہوئے
تھے وہ جب دربار سے گیا تھا اور دوسرا وزیر دست راست تو دونوں نے باہم صلاح کی تھی کہ اب
دربار بادشاہ کا لائق آنے کے نہیں ہے کیونکہ یہاں پاجیوں کا زمانہ ہے اہل لیاقت کی قدر نہیں ہے اب
وہ صاحبان عزت کی عزت نہیں رہی پس اب ہم تو اس دربار میں نہ آئیں گے ہم کو یقین ہوتا ہے کہ
اقبال سمندر کا جاتا رہا اور ادبار آ گیا جو اس کے ہمراہ ہو گا اس کی بھی بے عزتی ہو گی پس یہ صلاح
کر کے دونوں اپنے مقام پر گئے تھے اور برادر آفاق تو لشکر لے کر اور ایک سمت صحرا روانہ کر کے
دورے پر چلا گیا تھا دوسرے وزیر نے دربار میں آنا ترک کر دیا تھا چنانچہ شملاق و اعراق کی بن
آئی تھی اور خوب سمندر شاہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا اور ان لوگوں کے نہ آنے کی کچھ پروا
کی تھی پس اب دربار سمندر کا رنگ خراب ہو گیا ہے جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے یہ سب حال جلد دوم میں
مذکور ہو چکا ہے یہاں صرف یاد دہی کے لیے تحریر کیا پس بدمست جادو دو منزلہ و سہ منزلہ کرتا ہوا
چلا آتا تھا اتفاق سے لشکر اس کا تھک گیا اہل لشکر نے اس سے شکایت کی کہ کسی مقام پر تو قیام
فرمائیے کیونکہ اب تو ہم سے نہیں چلا جاتا ہے جب تک کہ ہم قیام نہ کریں گے اور راحت نہ پائیں گے
چنانچہ بدمست جادو نے اسی دامنہ کوہ میں لشکر کو فروکش ہونے کا حکم دیا تھا لشکر اترا تھا
خیمہ وغیرہ بپا ہوئے تھے بدمست کی بارگاہ برپا کی گئی تھی وہ اپنی بارگاہ میں داخل ہوا تھا سرداران
لشکر اپنے اپنے خیموں میں کہ کئی دن کے تھکے ہوئے تھے کمریں کھول کر سب اپنے اپنے بستر لگا کر سو رہے تھے
کیونکہ انکو کوئی خوف نہ تھا جو لشکر کی حفاظت کے لیے طلایہ وغیرہ مقرر کرتے یہ لوگ تو بے خبر تھے اور
بدمست اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا چند سرداران معزز سے باتیں کر رہا تھا اور شراب خواری میں مصروف
تھا باقی سردار اپنے اپنے خیمہ میں آرام پذیر تھے خواب مرگ میں مبتلا تھے کسی شمار نہ رکھتے جاگے ہوئے سے تھے
پس لشکر بدمست کا تو یہ حال راوی نے بیان کیا ہے کہ ان سب کی قضا آ گئی تھی جو آفاق وغیرہ

اس طرف آنکلے اور آفاقیہ کا برباد ہونا خدا کو منظور نہ تھا خدا کی تو عجب قدرت ہے کہ وہ دم مین کاہ
کو کوہ اور کوہ کو گاہ کرتا ہے اپنی قدرت سے ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ جسکا شان و گمان ہی نہین
ہوتا ہے وہ اس طرح سامان غیب سے پیدا کرتا ہے کہ عقل انسان کو حیرانی ہوتی ہے بڑے بڑے
عاقلان عالم و مدبران ہر فن اسکی قدرت کے کامون کو نہین دریافت کر سکتے ہین انکی عقل تو ہر دم
گردش رہتی ہے بہت سے اسی فکر مین دنیا سے طرف عالم بقا کے چلے گئے اور اس کے کامون کو اور
قدرت کی شناخت نہ کر سکے اور جو کہ زندہ ہین وہ بھی یہ حسرت اپنے دل مین لیکر دار فنا سے طرف
عالم بقا کے چلے جاوینگے اور پتہ نہ ہوسکیگا آخر یہ کارخانہ قدرتی ہین وہ ایسا ہی خدا ہے کہ شیر
اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلاتا ہے اور سب کا پیدا کرنے والا ہے بھلا کون اسکی قدرت کو جان سکتا ہے
اسکی قدرت عالم الغیب ہے کیونکہ اس کے نزدیک ابھی آفاقیہ کا تباہ ہونا اچھا نہ تھا اور بدبخت
کی قضا آفاق شاہ وغیرہ کے ہاتھ سے تھی اسنے یہ سبب پیدا کیا آمدم بر سر مطلب راوی نے
بیان کیا ہے کہ لوگ تو عالم غفلت مین تھے پس آفاق شاہ مع سب سردارون کے لشکر مین پہونچا
سب کو قتل یا گرفتار فرخ وغیرہ سے کہا کہ آپ لوگ اپنا کام کرین یہ کہنا تھا کہ سب سردار چارون
طرف منتشر ہو گئے آفاق شاہ اور اسکی زوجہ بالائے آسمان گئی منورہ جادو اور چند سردار
غرق زمین ہوئے پس آفاق شاہ نے بالائے آسمان جا کر آتش سحر لشکر بدمست خون ریز
پر برسانا شروع کی برق گرانے لگا خیمون مین آگ لگ گئی ایک طرف سے فرخ نے لشکر پر سحر کیا
کہ آگ نے گھیر لیا ایک جانب سے کوکبہ نے ایک طرف سے سہراب نے ایک سمت
سے غزالان نے کسی نے نارنج مار کر کسی نے ترنج مار کر کسی نے گولہ مار کر کسی نے پیکان کا مینھ
برسایا کسی نے دانے ماش کے مارے کسی نے سرسون کے دانے مارے ادھر منورہ نے
وسط لشکر مین زمین سے نکل کر اب جو سحر کیا خیمون کی طنابین کٹ گئین خیمے گرنے لگے برق
کڑک کڑک کر گرنے لگی ساحران لشکر بدمست جل جل کر گرنے لگے لشکر مین ایک تلاطم پڑ گیا حشر
برپا ہو گیا ساحرون کے مرنے کی علامت برپا ہوئی ہر غل مچانے لگے برف باری سنگ باری
ہونے لگی ساحران لشکر اسلام نے قیامت برپا کر دی تمام لشکر کے خیمون مین آگ لگا دی آفاق
شاہ نے برقین گرانا شروع کین فرخ نے آگ برسانا شروع کی آئینہ اندام نے اپنے بال
کھول دیے کہ تاریکی ہو گئی کفار کو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا منورہ نے اپنی حفاظت کرکے وسط لشکر مین
کھڑے ہو کر اپنا سحر کرنا شروع کیا غضب تک کفار جو دار ہون ہزارون قتل ہو گئے سیکڑون جل کر
مر گئے ہزارون خیمون مین فی النار و سقر ہوئے یہ تلاطم جو برپا ہوا ایک فرنیہ بدمست کے
کان مین صدائے شور و غل کی آئی اس نے کہا کہ یہ کیسا شور و غل ہے کہ چند ساحر دوڑے ہوئے
بارگاہ مین آئے بدمست سے کہا کہ حضور غضب ہو گیا کوئی غنیم لشکر پر آ گرا ہے اس نے لشکر
کو تباہ کر دیا ہے جلد خبر لیجیے یہ سننا تھا کہ بدمست گھبرا کر اپنے مقام پر سے اٹھا اور باہر بارگاہ کے
آیا چند سردار اسکے ہمراہ باہر آ گئے تھے اور ابھی بارگاہ مین تھے کہ آفاق شاہ نے اوپر سے
برق بارگاہ پر گرائی بارگاہ مین آگ لگ گئی وہ ساحر اسی بارگاہ مین جل گئے انکو باہر آنے کی
مہلت نہ ملی بازار مرگ گرم ہوا ایک تلاطم برپا تھا ہر طرف سے ساحرون کے مرنے کی صدا آ رہی تھی
لشکر مین آگ لگی ہوئی تھی بدمست جادو نے بیرون بارگاہ آکر جو دیکھا کہ چارون طرف لشکر

سے آگ لگی ہوئی ہے تمام خیمہ لشکر کے جل رہے ہیں اہل لشکر ایسے بدحواس ہیں کہ سحر نہیں کر سکتے ہیں اپنے کو بچا نہیں سکتے ہیں ایک تلاطم برپا ہے جدھر بھاگ کر جاتے ہیں راہ نہیں ملتی ہے عجب بےبسی سے ہلاک ہو رہے ہیں یہ بھی دیکھ رہا تھا اور خیال کر رہا تھا کہ یہ کس کا کام ہے اور کون آکر لشکر پر گرا ہے ابھی کچھ معلوم نہ ہوا تھا کہ ایک سردار نے کہا کہ خداوند ہٹیے آپ کی بارگاہ میں بھی آگ لگ گئی یہ سن کے اس نے پلٹ کر دیکھا کہ بارگاہ جل رہی ہے یہ وہاں سے ہٹا راوی نے بیان کیا ہے کہ جو سردار اور لشکری اپنے خیموں میں سو رہے تھے وہ صدائے شور و غل سُنکے اُٹھے اور قصد کیا کہ باہر نکلیں مگر ممکن نہوا اُسی مقام پر جل کر راہی سفر عدم ہوئے بہت سے سوتے رہ گئے اُنکو خبر بھی نہ ہوئی راوی نے بیان کیا ہے کہ جب بدمست جادو نے یہ دیکھا کہ لشکر میں بڑا تلاطم ہے اہل لشکر کے حواس باختہ ہیں اس نے سحر کیا کہ ابر سحر پیدا ہوا اور بارش ہونے لگی یہ جو آفاق نے دیکھا کہ ابر سحر پیدا ہوا ہے اُس سے بارش ہونے لگی بس فوراً آفاق نے ایک گولہ اُٹھا کر اسم سحر دم کر کے اُس ابر پر مارا کہ وہ ابر دھواں ہو کر اُڑ گیا اور آگ برسنے لگی یہ حالت جو بدمست نے دیکھی خیال کیا کہ لشکر سے نکل چلو یہاں اب ٹھہرنا مناسب نہیں ہے حریف نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے بدون الگ چلے ہوئے اس مقابلہ کا انجام نیک نہ ہو گا کیونکہ آفت تو برپا ہے اس حالت میں نہ دریافت کر سکتے ہیں کہ لشکر پر کون آیا ہے اور کس سے مقابلہ کریں اگر یہ دریافت کرتے ہیں تو آگ جلائے دیتی ہے حریف قتل کرتا ہے یہ خیال اپنے دل میں کر کے پکار کر کہا کہ اے اہل لشکر اس مقام سے نکل چلو یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے حریف نے ہم کو غافل پا کر اپنا بندوبست پورے طور سے کر لیا ہے یہ جو بدمست نے کہا اہل لشکر نے پکار کر کہا کہ کیونکر نکلیں کیونکہ جس طرف جاتے ہیں آگ لگی ہوئی ہے حریف نکلنے نہیں دیتا ہے یہ قصد کرتے ہیں کہ سحر کر کے اُڑ کر نکل جائیں تو آسمان سے الگ آگ برس رہی ہے برق گر رہی ہے کوئی راہ نہیں ملتی ہے سوا کوچۂ موت کے یہ جو اہل لشکر نے کہا بدمست جادو نے کہا کہ زمین میں غرق ہو کر نکل جاؤ یہ کہکر اور بدمست خود دو ہاتھ زمین میں مارا اور سحر کر کے غرق زمین ہو کر چلا اُس کے ساتھ اور چند سردار چلے کچھ اہل لشکر بھی اُسی طور سے چلے یہ حال جو منورہ نے دیکھا کیونکہ یہ تو لشکر میں کھڑی ہوئی لڑ رہی تھی فوراً اُس نے سحر کیا کہ زمین پتھر کی ہو گئی اور شعلہ آگ کے نکلنے لگے یہ راہ بھی کافروں کے نکلنے کی بند ہوئی جو بدمست کی صدا کے ساتھ نکلا گیا وہ تو نکل گیا باقی اُسی آفت میں مبتلا رہے اور راہی سفر ہوئے جس نے اسباب سحر سنبھالا کہ سحر کرے اوپر سے برق گری کہ اُس کے دو ٹکڑے ہو گئے لاشیں جلنے لگیں ناری مقام منزل کی کشش کرتے تھے مگر نہ ملتا تھا سیدھے سفر کو چلے جاتے ملک الموت روحیں قبض کر رہے تھے اور حوالہ مالک دوزخ کے کر رہے تھے کشتی حیات کافران دریائے آتش میں غرق ہو رہی تھی آب موت کی طغیانی تھی بحر فنا میں طوفانی تھی نہنگ قضا کا لقمہ ہو رہے تھے ماہی موت ہر ایک کو نگل رہی تھی امواج موت کے ہر ایک طمانچے کھا رہا تھا دریائے موت کے کنارے پر ہر ایک اُتر رہا تھا کسی کو بدون دریائے فنا میں غرق ہوئے چارہ نہ تھا ایسا بازار مرگ گرم تھا کہ سوائے کوچۂ فنا کے دوسرا کوچہ ناریوں کو نظر نہ آتا تھا نہایت بدحواس تھے شکل طائران وحشی کے ہو گئے تھے ہاتھ پاؤں کے طوطے اُڑ گئے تھے ایسے بدحواس تھے کہ سحر نہ کر سکتے تھے اسباب سحر اُٹھاتے تھے مگر زبان

نہ ہلا سکتے تھے شہباز اجل پر کھولے ہوئے سر پر قائم تھا ہر ایک نا ریکا شکار کر رہا تھا مرغ روح قفس
جسم سے نکل کر بدحواس پھر رہے تھے قصاب اجل تیغ تیز لیے ہوئے ہر ایک کو ذبح کر رہا تھا
مثل گوسفندون کے کفار قتل کیے ہوئے پڑے تھے اگر کسی نے سحر کیا بھی تو وہی سحر اُس کے
جان کا خواہان ہوا اپنے سحر سے آپ قتل ہوا اُلٹا سحر کیا بھلا اُس ہنگامہ مین کسی کے حواس
کیونکر درست ہون جو کوئی سحر بھی کرتا ہی وہ اُسی کی قضا کا بہانہ ہوتا ہی تھوڑے سے عرصہ مین بڑا
حصہ لشکر غارت ہو گیا یہان تو لشکر فنا ہو رہا ہی اور کوئی صورت مفر کی نظر نہ آتی تھی یہ لوگ
تو ورطۂ ہلاکت مین مبتلا ہین کسی صورت سے نجات نہین پاتے ہین اُدھر بدمست جادو
جو مع چند ساحرون کے غرق زمین ہوا تھا اور چند اہل لشکر اُس کے ہمراہ تھے وہ زمین سے باہر نکلا اُسکا
نکلنا تھا کہ وہ بھی لوگ نکلے اس نے جو دیکھا کہ خاک پر لشکر ہی وہان سے شعلہ آگ کے نکل رہے
ہین آگ آسمان پر سے برس رہی ہی ساحرون کے مرنے سے تاریکی ہو رہی ہی اُس مقام پر تلاطم
برپا ہی یہ دیکھکر اُس نے اُن ساحرون سے کہا کہ جو اس کے ہمراہ زمین سے نکلے تھے کہ یہ امر میری
سمجھ مین نہ آیا کہ کون لشکر آ گرا کہ جسنے تمام لشکر کا ستھراو کر دیا اگر مین زمین مین غرق ہو کر نہ نکل
آتا تو مین بھی قتل ہو جاتا اب یہان آیا ہون دریافت کرتا ہون کہ یہ کیا واقعہ ہی اُنھون نے عرض کیا
کہ ای خداوند دریافت فرمایئے دیر نہ لگایئے تاکہ اُسکا تدارک کیا جائے لشکر اس بلا سے نجات
پائے بدمست جادو نے کہا کہ دریافت کرتا ہون میرے حواس تو درست ہولین یہ کہکر اس نے
جھولی سے کاغذ نکالا اور قلم اور دوات لے کر اُس کاغذ پر اُس نے کچھ لکھا اور سحر کیا کہ حرف پیدا
ہوے پہلے اس نے لکیرین بنائی تھین جب سحر کیا تو وہ حرف بن گئین بدمست جادو نے یہ
اُس کاغذ پر یہ تحریر پایا کہ ای بدمست آگاہ ہو کہ آفاق شاہ اور چند ساحران لشکر اسلام
ادھر سے جاتے تھے اُنھون نے جو لشکر کو تیرے یہان اُترے دیکھا اور دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہی
اُنکو معلوم ہوا کہ تم آفاقیہ برای غارت شہر جاتے ہو تو وہ لوگ تم کو غافل پا کر لشکر پر آن گرے
لشکر کو تہ و بالا کر دیا تلاطم ڈال دیا چارون طرف سے لشکر کو گھیر لیا ہی منورہ جادو لشکر مین کھڑی
ہوئی لڑ رہی ہی آفاق شاہ بالاے لشکر سے سحر کر رہا ہی اور باقی سردار چارون طرف پھیلے ہوے
ہین یہ لوگ قریب بیس سردارون کے ہین جلد اسکا تدارک کر سب لشکر قتل ہو چکا ہی صرف
تھوڑا سا لشکر باقی ہی وہ بھی قتل ہوا جاتا ہی ارے بدمست جلد تدبیر کر یہ جو اُس نے کاغذ پر تحریر پایا
فوراً سردارون سے کہا کہ بڑا غضب ہو گیا آفاق شاہ میرے ادھر آنے سے آگاہ ہوا تھوڑے سے
سردار لے کر آیا تم سب کو غافل پا کر قیامت برپا کر دی میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائے گا مین اُس کے
مقابلہ کو جاتا ہون تم لوگ لشکر کی طرف جاؤ اُس کے ہمراہی گرد لشکر کفر سے ہوے سحر کر رہے ہین اُنسے
مقابلہ کرو چند سردار ہین اُنکو سب مل کر قتل کر ڈالو جانے نہ پائین یہ جو بدمست نے کہا سب نے اپنے
کو اسباب سحر سے آراستہ کیا اور طرف لشکر کے چلے بدمست اپنے کو اسباب سحر سے آراستہ
کر کے ایک اژدر سحر سے پیدا کر کے اُس پر سوار ہو کر اژدر کو طرف آسمان کے چلا اُس نے سحر سے
دریافت کر لیا تھا کہ آفاق کس مقام پر ہی پس یہ اُسی طرف چلا جب بالاے لشکر پہونچا دیکھا کہ
لشکر مین تلاطم برپا ہی اس نے بڑا افسوس کیا دیکھا کہ جوے خون جاری ہی ہزارون لاشین زمین
پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہین اسکو اپنے لشکر کے حال پر بیحد تاسف ہوا اور صدمہ ہوا اسب جو

اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا نظر آیا کہ آفاق شاہ مع اپنی زوجہ کے تخت سحر پر سوار اور لشکر پر
سحر کر رہا ہے یہ نظر آتا تھا کہ ایسا درد غلیظ تھا کہ اس کے کاخ دماغ کو توڑ کر پار کر گیا اور فرط غیظ
سے کانپنے لگا قریب تھا کہ صدمۂ غیظ و غضب سے اژدرے گر پڑے اس نے اپنے کو سنبھالا
اور آواز دی کہ او آفاق شاہ خبردار ہو جا میں تیرا حریف آپہونچا یہ کیا نامردوں کی طرح
پوشیدہ سحر کر رہا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر اور سربلند ہوکر مقابلہ کر یہ کون حرکت تھی اور یہ کس
استاد نے تجھکو تعلیم کیا ہے کہ حریف کو غافل پاکر اسپر حملہ کرنا کبھی سربلند مقابلہ نہ کرنا تیری تو بڑی
تعریف سنی تھی اس کے خلاف پایا خیر جو تو نے کیا خوب کیا مگر بالکل جوانمردی کے خلاف کیا
یہی کوئی شجاعت تھی کہ مجھکو اور میرے لشکر کو غافل پاکر مقابلہ کیا اگر مقابلہ کی ہوس تھی تو سربلند
ہوکر مقابلہ کیا ہوتا کہ کچھ تیرا کمال ظاہر ہوتا کچھ مزہ دونوں طرف کے لوگ دیکھتے اور تعریف کرتے جسکو
خداوند تصور ظفر دیتے وہ لیتا اب خبردار ہو جا میں آپہونچا ہوں تیری جان کا ملک الموت ہوں
تیری قضا یہاں لے کر تجھکو آئی ہے آج میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا ہے کو تو نے چالاکی کی تھی اور چاہا تھا
کہ سب کو قتل کرکے اور اپنی جان بچا کر نکل جاؤں مگر چالاکی کام نہ آئی نامردی بھی کی اور منت میں جان
بھی گئی یہ جو صدا کان میں آفاق شاہ کے پہونچی آفاق شاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کون
لاف زنی کر رہا ہے اور بیہودہ بکتا ہے میں نے تو بدمست جادو کی بارگاہ جلا دی کیا یہ بارگاہ سے
نکل آیا تھا جو یہ زندہ بچا یہ اپنے دل میں خیال کرکے دیکھا تو بدمست جادو کو دیکھا کہ اژدر پر سوار
لاف زنی کرتا ہوا چلا آتا ہے پس آفاق نے ٹھہر کر آواز دی کہ او بدمست اسی مقام پر ٹھہر جا
کیا تو بیہودہ تقریر کرتا ہے تو نامرد ہے کہ میں او نامرد اپنی ہانک میرے روبرو کی تو بھی نامرد ہے اور
تیرا بادشاہ بھی کہ جب تو نے اور تیرے بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ آج کل آفاق اپنے شہر میں
مہمان ہے پس یہ موقع بہت اچھا ہے شہر کے غارت کرنے کا اگر آفاق ہوگا تو شہر پر قبضہ نہ ہوگا
پس تجھکو روانہ کیا میرے خدا نے مجھکو یہاں پہونچا دیا تیری سرکوبی کے لیے او نامرد میں تھوڑے
سے ہمراہیوں کے ساتھ یہاں تھا اور تیرے ہمراہ لشکر کثیر تھا اس سبب سے میں نے تیرے لشکر کو تباہ
کیا کہ میں نے تیرے خوف سے پوشیدہ ہوکر نہیں مقابلہ کیا بلکہ اپنے کم ہونے کے پس میں
تجھ سے ساحروں کے قتل کرنے کو کافی ہوں اسی مقام پر ٹھہر رہ میں آتا ہوں اور ساری تیری
جی کی ہوس نکالے دیتا ہوں یہ کہکر آفاق شاہ نے دستک دی کہ ایک ابر پیدا ہوا اس
ابر سے شعلہ نکلے وہ ابر شق ہوا اس ابر سے ایک اژدر پیدا ہوا کہ اسپر چارجامہ کسا ہوا تھا پس
آفاق شاہ نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اے جان من و راحت قلب و مونس تنہائی تم تو اسی مقام
پر ٹھہرو میں اس حرامزادے کے مقابلہ کو جاتا ہوں اور اسکو قتل کرکے ابھی آتا ہوں اس نے بہت
سر اٹھایا ہے نہ معلوم یہ اپنے کو کیا خیال کرتا ہے اگر تم بھی میرے ساتھ زمین پر چلوگی تو یہ راہ نکل
جانے کی کفار راہ پاکر نکل جائیں گے تم یہاں سے بیٹھے جاؤ اور برق گراتے جاؤ ان ناریوں کو چین نہ
لینے دو تو آفاق شاہ کی زوجہ نے کہا کہ جو تمہاری مرضی وہی مجھکو منظور ہے تم کو سپرد خداوند
کریم کیا پس آفاق شاہ اپنی زوجہ سے یہ کلام کرکے اور تخت پر سے جست کرکے اژدر پر سوار
ہوگیا اژدر نے قلابہ آتشیں منہ سے چھوڑا دھواں اس کے دہن سے نکلا کہ تمام زمانہ تاریک
ہوگیا ... کرتا ہوا چلا ادھر سے بدمست اژدر پر سوار چلا آتا تھا اس نے جو دیکھا کہ آفاق شاہ

میری آواز سنکے اور میری تقریر کا جواب دے کر اژدر پر سوار ہو کر میرے مقابلہ کو آتا ہی اُسی نے
اپنا اژدر اُسی مقام پر روکا کہ آفاق شاہ پہونچ گیا بدمست نے کہا کہ ای آفاق تم نے بڑی
نامردی کی کہ بدون آگاہ کیے میرے لشکر پر آگرے اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاؤ گے یہ دوسری
نادانی کی کہ میرے مقابلہ کو آئے کیا تم نہین جانتے ہو کہ میرا نام بدمست خونریز جادو ہی خون کا
بہانا میرا کام ہی بس اسی مین خیریت ہی کہ اپنے ہاتھ رومال سے باندھ کر میری خدمت مین آؤ اور
میرے قدم پر سر رکھو تو مین تمہاری خطا کو معاف کر دون گا اور بادشاہ سے بھی سفارش کر کے معاف
کرا دونگا اور جو منصب اور مرتبہ تمہارا تھا وہ بھی برقرار رہے گا اور اُسی طور سے تمہاری عزت و
توقیر کی جاے گی اپنا مذہب اختیار کرو دوسرا مذہب چھوڑ دو تمہاری اطاعت کرنے سے اہل شہر
بھی امان پائینگے اور تمہارے عزیز بھی نہ قتل ہونگے نہ تمہارا مال و اسباب برباد ہوگا نہ شہر و
دیار غارت ہوگا اگر اس کے خلاف کروگے تو میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے تم جدا قتل ہوگے شہر
جدا تاراج ہوگا عزیز جدا قتل کیے جائینگے سواے افسوس کے کچھ نہ ہاتھ آئیگا آفاق شاہ
نے جواب دیا کہ او مردک میری کیا خطا معاف کرے گا تیری بھی یہ لیاقت ہی جو تو میری خطا معاف
کرے تو کیا ہی اور تیرا بادشاہ کیا گیدی ہی جو وہ میری خطا معاف کرے گا پہلے اپنی تو خیر لے
مین نے اُسکا بہت پاس کیا ورنہ سر دربار اگر بگڑ جاتا تو سب اہل دربار کو معلوم ہو جاتا وہ جو
تیرے پہلو نشین ساحری ہین اور اپنے کو استاد مشہور کیا ہی انکو تو رہ وار نہ لگی صرف مین نے
اُس وقت نمک کا پاس کیا اب مین بالکل پاس و لحاظ نہ کرونگا جب تعلق نہ رہا تو کیا ضرورت
ہی کہ پاس و لحاظ کرون اور او نامعقول تیرا بادشاہ تو میری پشم کندہ نہین سکتا ہی تو کیا
مجھکو قتل کرے گا اپنے دل کو سمجھالے اور او احمق وہ خود تو میرے خوف سے آیا نہین تجھکو بیل ماش
ہونے کو ادھر روانہ کیا ارے نادان ساحری و جمشید آئین تو مین اُن سے مقابلہ کرون اور
اُنکو قتل کرون جو کہ اس وقت اپنے کو خداوند کہتے ہین میان الوان تاجدار کی تو مین اصل جانتا
نہین ہون ارے گدھے جو کہ موجد سحر و ساحری ہین وہ تو مجھسے مقابلہ کر نہین سکتے ہین تو تو
کیا ہی کل کا چھوکرا ہی مین نے تجھ ایسے سیکڑون لونڈے تیار کرکے اور اُنکو سحر تعلیم کرکے چھوڑ دیے
ہین ارے او بدمست مین ساری تیری بدمستی نکالے دیتا ہون سچ ہی کہ تو خونریز ہی دیکھ
تیرا ہی خون اس وقت زمین پر بہتا ہی ارے نادان ساحری و جمشید تو میرے مالک پر قبضہ
کر نہین سکتے میرے خیرخواہ ایسے نہین ہین کہ تجھ ایسے چھوکرون کے خوف کھا کر بھاگ جاتے اگر تو
وہان جاتا تو جوتیان مار کر تیرا مغز بالکل راہ نکال دیتے تجکو بھاگنے کو رستہ نہ ملتا کتے کی موت مارا
جاتا خیر وہان جا کر اپنے جانے کا مزہ پاتا مگر مجبوری اس امر کی ہی کہ تیری موت تو اس مقام پر
میرے ہاتھ سے مقرر تھی وہان کیونکر جاتا ای بدمست مین کسی غرور کی راہ سے نہین کہتا ہون نہ تکبر
کرتا ہون بلکہ کلمات عاجزی کرتا ہون کیونکہ غرور و تکبر خداوند کریم کو پسند نہین ہی یہ امر اُسی کو
زیبا ہی کیونکہ اُسکی ذات وحدہ لاشریک لہ ہی ای بدمست یہ مرتبہ اور یہ عزت جو اہل اسلام کو
ملی اُسی فروتنی کا سبب ہی جو عجز کرتا ہی وہ ہمیشہ سربلند رہتا ہی اور جو سر اُٹھا کر چلتا ہی ہمیشہ پست
ہوتا ہی تو دیکھ لیتا کہ سمندر اس غرور کرنے کے عوض مین ایسا ذلیل ہوگا کہ بادشاہ پدر او دیکھو
کہ اب زمانہ انقلاب سلطنت سمندر شاہ آگیا ہی اور اُسکا اقبال بدل بادبار ہوگیا ہی کیونکہ

اُس نے ظلم پر کمر کسی ہی خیرخواہوں اور دوستوں کو اُس نے اپنا دشمن کیا ہی خیرخواہوں کو بدخواہ تصور
کرتا ہی اور بدخواہوں کو خیرخواہ یہ سب اُسکو ذلیل کرائین گے اور قتل کرا ڈالینگے اور جو اُسکا ساتھ
دیگا وہ بھی ذلیل ہوگا اُس نے میرے ساتھ وہ حرکت کی جو ادنی کے ساتھ بھی کوئی نہین کرتا ہی
اُسپر اکتفا نہ کی اب میرے عزیزون اور شہر پر ظلم کرنے کا قصد کیا ظالم بہت جلد دنیا سے جاتا ہی
اور اُسکا مقام قعر دوزخ ہوتا ہی غریب آزاری بُری چیز ہی کیا خوب کسی نے کہا ہی شعر بترس
از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن + اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید + ای بدمست تو ہی
انصاف سے بتا کہ اگر سمندر شاہ کے زعم ناقص مین خطاوار تھا تو مین تھا یا میری زوجہ اور
ان بیچارون اہل شہر اور میرے عزیزون کا کیا قصور اُس نے تجویز کیا جو تجھ ایسے نامرد کو میرے
شہر کے برباد کرنے کو روانہ کیا اس قدر اُس نے ظلم پر کمر کسی کہ بے گناہ ہزارون بندگان خدا کے
خون کا قصد کیا ای بدمست اسی مین خیریت ہی کہ تو مذہب اسلام قبول کر اور راہ کفر و ضلالت
چھوڑ کر میری اطاعت اختیار کر اور رفاقت سمندر شاہ و دین تصویر پرستی ترک کر ورنہ
میرے ہاتھ سے ضرور مارا جائیگا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی آیندہ تجھکو اختیار ہی بدمست
نے برہم ہوکر جواب دیا کہ مین بھی مثل تیرے اپنے کو بدنام کرون یہ فریب کو کسی احمق کو دینا
مجھ ایسا دانا تیرے اس فریب مین نہ آئیگا آفاق نے کہا کہ افسوس تیری قضا ہی آگئی ہی
مین کیا کرون بدمست نے جواب دیا کہ جس طور سے تو افسوس کرتا ہی اُسی طور سے مین
افسوس تیرے لیے کرتا ہون آفاق شاہ نے کہا کہ پھر دیر کس امر کی ہی جو حربہ تجھکو کرنا ہو کر
مین تو موجود ہون بدمست نے کہا کہ کیا اسی مقام پر مقابلہ کروگے میرے نزدیک تو بہتر یہ کہ
زمین پر چل کر ہم اور تم مقابلہ کرین آفاق شاہ نے جواب دیا کہ مین یہان مقابلہ کرنے
سے باہر ہون نہ زمین پر جہان تیرا جی چاہے مقابلہ کر بس جب یہ جواب آفاق شاہ
نے دیا بدمست نے اپنے اژدر کو اشارہ کیا کہ وہ طرف زمین کے چلا آفاق شاہ نے
بھی اپنے اژدر کو اشارہ کیا وہ بھی زمین کی طرف چلا یہانتک کہ دونون زمین پر آکر پہونچے اور ہم
مقابل ہوئے بدمست نے کہا کہ ای آفاق حملہ کر و ضرب لگا تو آفاق نے جواب دیا کہ تو
پہلے اپنا حربہ کر پیش قدمی ہمارے طریقہ مین حریف پر جائز نہین ہی یہ جو آفاق نے کہا
بدمست نے جواب دیا کہ تیری قضا ہی آگئی ہی مین کیا کرون بے خبردار ہو جا مین حربہ
کرتا ہون اس میرے حربہ سے بچنا یہ کہکر اُس نے اپنے جوڑے سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکالی
ناظرین کو معلوم رہے کہ آفاق کے گلے مین ایک سفید رومال بندھا ہوا ہی بس بدمست
نے وہ ڈبیا نکال کر کہا کہ ای آفاق اس وقت مین بہار کمال دکھاتا ہون تم کیونکر میرے
اس حربہ سے بچتے ہو یہ کہکر بدمست نے اپنے اژدر کو پیچھے ہٹایا اور چند قدم کے فاصلہ پر جا کر
اُس ڈبیا کو آفاق شاہ کی طرف کرکے کھولا اور اشارہ کیا ڈبیا کا دہانا کھلنا تھا کہ ایک
برق جھلکی شہاب چمک ہو گئی تو آفاق نے دیکھا کہ اُس ڈبیا سے بالشت بھر کی ناگن سیاہ رنگ
کی نکل کر میری طرف آتی ہے آفاق شاہ نے جیسے اُس ناگن کو اپنی طرف آتے ہوئے
دیکھا فوراً آواز دی کہ او بدمست دیکھ میرے کمال کو یہ کہکر وہ جو رومال گلے مین بندھا ہوا تھا
اُسکو فوراً جھٹ پٹ گلے سے کھولا اور اُس کے دونون سرے پکڑ کر بیچ سے جھٹکا دے کر

چاک کیا ادھر تو رومال چاک ہوا اُدھر وہ ناگن دو ہو کر زمین پر گری اور ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ ناگن
جل گئی ادھر آفاق شاہ نے دونوں ٹکڑے رومال کے زمین پر پھینکے وہ شعلہ بن کر طرف بدمست
کے چلے بدمست نے جو دیکھا کہ آفاق شاہ نے میرا سحر جو کہ تیرے کمال کا تھا ایک آن میں
رد کر دیا اور اپنا سحر میرے اوپر کیا اس نے فوراً اپنی زبان میں سوزن دی اور خون زبان سے
لے کر اُس شعلہ پر مارا کہ وہ شعلہ برطرف ہوا اور آواز دی کہ اے آفاق تم نے میرا سحر رد کیا میں
نے تمہارا اب میں پھر حربہ کرتا ہوں جب جانوں کہ تم اس حربے سے بچو آفاق نے کہا کہ حربہ کرو اگر
میرا خدا بچائے گا تو ضرور بچوں گا ورنہ کیا چارا ہے جو اُسکی مرضی بس آفاق تو یہ کہہ رہا تھا کہ اُدھر
بدمست نے جھولی سے ایک بیضہ فولادی نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر اور سینہ پر کے ٹکے
دیکر طرف آفاق کے پھینکا جب وہ بیضہ قریب آفاق پہونچا آفاق شاہ نے اشارہ کیا کہ
اُس کے دو ٹکڑے ہوئے اُس سے ایک برق پیدا ہوئی وہ برق تڑک کر آسمان پر گئی اور وہاں سے
چمک کر طرف آفاق کے چلی آفاق نے جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ یہ برق نہ رُکے گی اس نے اپنی
کائنات کا سحر کیا ہے یہ ضرور قتل کرے گی اسکا رد کرنا محال ہے بس یہ جو آفاق کو معلوم ہوا اس نے
سحر کیا کہ یہ تو غائب ہو گیا اور اسکی صورت کا ایک پتلا اسی مقام پر پیدا ہو کر قائم ہوا وہ برق اتنے
عرصہ میں تڑک کر سر پر آفاق کے گری اور ٹانگوں سے نکل گئی تاریکی ہو گئی برف باری ہونے لگی
شعلہ زمین سے نکلنے لگے آواز آئی گشتی کہ نام من آفاق شاہ بود افسوس مردیم و جہان دادیم
بمطلب خود نرسیدم یہ صدا جو پھیلی اور کان میں جو زوجہ آفاق شاہ و فرخ وغیرہ کے پہونچی
سب گھبرا گئے زوجہ آفاق نے اپنے غصہ میں وہ سحر کیے تھے اور لشکر کا خاتمہ کر دیا تھا اس
خیال سے کہ میں اپنے شوہر مہربان کے پاس خداوند کریم کے فضل و کرم سے بہت جلد
صحیح و سلامت پہونچ جاؤں کوئی سو دو سو آدمی اُس لشکر کے باقی تھے باقی پچاس ہزار کو
ان سب نے حالت غفلت میں مار لیا تھا وہ ساحر باقی تھے جو کہ بدمست کے ساتھ غرق زمین
ہو کر نکل آئے تھے یہ جو صدا کان میں زوجہ آفاق کے پہونچی اُس نے صدا ہائے ہائے بلند کی
اور اپنا گریبان چاک کیا اور قصد کیا کہ چوڑیاں توڑ ڈالوں مگر پھر خیال آیا کہ پہلے چل کر دیکھ تو لوں کہ یہ
کیا واقعہ ہے بس اُسی حالت غصہ میں آکر ایک مرتبہ جھولی سے ایک نارنج سحر نکال کر اسپر کچھ
سحر دم کر کے جوش کر کفار پر مارا چاروں طرف سے آگ نکلنے لگی آسمان پر سے آگ برسنے لگی زمین
سے آگ اُبلنے لگی باوجودیکہ مشورہ نے اپنی حفاظت کر لی تھی مگر وہ تاب نہ لائی فوراً وہاں سے
غرق زمین ہو کر بھاگی گو زمین کو آفاق شاہ نے سخت کر دیا تھا مگر اس کے مرنے سے اسکی
وہ حالت برطرف ہو گئی تھی یہ تو غرق زمین ہو کر بھاگی ادھر اُس آگ نے اُن باقی ماندہ کفار کو
جلا دیا فرار ہونے کی راہ نہ ملی سب جلنے لگے اسکا حال تو پھر تحریر ہوگا مگر راوی بیان کرتا ہے کہ یہ
صدا جس سردار نے سنی پریشان ہو کر اپنے مقام پر سے چلا مگر غصہ میں آکر ایک سحر با در لشکر
پر کرتا ہوا کہ جس کے سبب سے کفار کو نکلنے کی مہلت نہ ملے اس خیال سے چلا کہ چل کر دیکھو تو کہ
یہ کیا واقعہ ہوا کیونکر آفاق شاہ قتل ہوا کس نے قتل کیا ادھر تو سب سردار چلے اور ادھر
آفاق شاہ کی زوجہ چلی یہ صدا جو بدمست نے سنی اور علامت آفاق شاہ کے
مرنے کی بلند ہوئی بدمست نے جھوم کر کہا کہ وہ مارا بہت شہرہ آفاق شاہ کے سحر کا

سنتے تھے مگر میرے سوسے نہ بچ سکا جو کامل ہوتے ہیں وہ یون اپنے حریف کو قتل کرتے ہیں یہ یہ تقریر
کر رہا تھا کہ وہ تاریکی برطرف ہوئی اب اس نے دیکھا کہ لاشہ آفاق شاہ کا دو ٹکڑے زمین پر
پڑا ہے اور اژدر کے بھی دو پرکالے ہیں اس نے خیال کیا اپنے دل مین کہ بہت بڑے ساحرونکو مین نے قتل کیا گو
میرا بہت بڑا ہے اس وقت تھا جو کہ مین نے ایک عمر اپنی صرف کرکے تیار کیا تھا خیر سنا تو سنا مگر حریف
کو تو قتل کیا لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ میرا لشکر تمام قتل ہو گیا اب مجھکو پھر سمندر پہ جانا پڑا اور وہان
سے اور لشکر لانا پڑا جب بادشاہ یہ خبر سنیگا تو مجھکو بہت انعام دیگا کہ مین مالامال ہوجاؤنگا
یہ تو یہ خیال کر رہا تھا اور لاش آفاق شاہ کی زمین پر پڑی تھی یہ حالت وجد مین بار بار جھوم رہا تھا
اور اپنی بدذات شخص کو جو کہ مثل پیرزال کے اس کے منہ مین تھین تاؤ دے رہا تھا اور پھر ہر مرتبہ تن تن کر
اپنے سینہ اور بازو کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا اپنے دل مین کہ اس وقت اگر سامری و جمشید بھی
ہوتے تو میری اس ضرب سے نہ بچتے اگر مین لشکروں کے سامنے یہ کام کرتا اور اتنے بڑے ساحر کو قتل
کرتا تو سب میری تعریف کرتے افسوس اس وقت کوئی میری تعریف کرنے والا نہین ہے یہ تو یہ خیال
کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ آسمان پر برق چمکی اس نے سر اٹھا کر دیکھا کہ یہ چمک کیسی ہوئی اب جو اسنے
دیکھا تو یہ نظر پڑا کہ زوجہ آفاق شاہ بحال تباہ آتی ہے ادھر زوجہ آفاق شاہ نے جو اس
مقام پہ آکر زمین کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ بدمست تو اژدر پر بیٹھا ہوا خوشی مین جھوم رہا ہے اور
میرے وارث کی لاش خاک پر دو ٹکڑے کی ہوئی پڑی ہوئی ہے بس اسکی آنکھون مین دنیا تاریک
ہوگئی اندھیرا آگیا ہائے وارث کہکر اس نے اپنے کو تخت سے گرایا اتفاق سے منورہ جادو جو فرق
زمین ہوا چلی تھی اس نے اسی مقام پر طبقہ زمین پر توڑا اور نکلی بدمست تو آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا
اور افسوس کر رہا تھا کہ مفت اس عورت نے اپنی جان دی اس نے قصد کیا تھا کہ جب یہ قریب
زمین پہونچیگی مین تو اسکو سنبھال لونگا کیونکہ یہ عورت بہت خوب صورت اور جوان ہے اگر مجھکو
قبول کریگی تو اس کے ہمراہ عقد کرلونگا عیش کرونگا یہ تو اس خیال سے طرف آسمان کے دیکھ
رہا تھا اسکو زمین کی کیا خبر اب یہ اژدر بے خیال بھول گیا دوسری طرف متوجہ ہے کہ زمین سے منورہ
نکلی اس نے دیکھا کہ ایک ساحر اژدر پر سوار طرف آسمان کے دیکھ رہا ہے اسنے جو اٹھا کر دیکھا تو کیا
دیکھا کہ میری خالہ غلطان اور پیچان آسمان پر سے طرف زمین کے آتی ہے اسکو یہ دیکھ کر تاب نہ رہی
بس اس نے فوراً سحر کیا کہ دو پنجہ پیدا ہوئے ان پنجون نے آئینہ اندام کو درمیان مین روک
لیا یہ جو بدمست نے دیکھا کہ خود بخود پنجہ پیدا ہوئے اور انھون نے زوجہ آفاق کو درمیان
مین روک لیا مجھ تک نہ آنے دیا یہ کیا واقعہ ہے میری حسرت دلی نہ برآئی قصد کیا تھا کہ اسکو روک کر
سینہ سے لگاؤنگا لب و عارض کے چند بوسہ لونگا اظہار عشق اس کے سامنے کرونگا بیتابی
دل بیان کرونگا گو اسکا شوہر میرے ہاتھ سے قتل ہوا ہے اسکو صدمہ ہوگا مگر عورت کی ذات بے وفا
ہوتی ہے اور اسی امر کی بھوکی ہوتی ہے کہ کوئی پیار کرے اور گلے لگالے فوراً اس کے دام محبت مین پھنس
جانے کی غضب مین یہ حرکت کرونگا تو اسکا بھی دل خوش ہوجائیگا اور اپنے شوہر کا غم دل سے
فراموش کریگی میری طرف متوجہ ہوجائیگی چونکہ اس حرام زادے نابکار کا قصد فاسد تھا اور
قصد خراب رکھتا تھا خدا نے آفاق کی آبرو بچانے کا یہ وسیلہ پیدا کیا کہ اسکی بھانجی کو عین وقت
پر پہونچا دیا کہ جس کے سبب سے اس حرام زادے ملعون کی حسرت دلی دل ہی مین رہ گئی پوری نہ ہوئی

کیونکہ خدا اپنے بندے کی یون ایک کافر کے ہاتھ سے آبروریزی کراتا وہ تو ہر وقت آبرو و جان کا حافظ و نگہبان ہی جب اس نے دیکھا کہ مجون نے بالاے ہوا یون روکھا اور مجھ تک نہ آنے دیا تو اس نے خیال کیا کہ یہ سحر کسکا ہی اس نے جو اُدھر سے نظر پھیری اور طرف زمین کے اس خیال سے دیکھا کہ کیا کوئی اسکا مددگار آگیا کہ جس نے اسکو روک لیا پس کیا دیکھتا ہی کہ ایک لڑکی کمسن کوئی بارہ گیارہ برس کی چہرہ مثل آفتاب کے روشن دونون عارض مثل ماہتاب کے تابان پیشانی نورانی زلفین دوش پر پڑی ہوئین اُن زلفون کا یہ حال ہی کہ گویا بدر کامل ابر سیاہ مین نمایان ہوتا ہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ روز و شب گلے مل رہے ہین یا ظلمت و نور ایک مقام پر مجمع ہوے ہین آنکھین چشم آہو کو شرمندہ کرین بینی نور کے سانچے مین ڈھلی ہوئی دہن ہری کی کلیان لب نازک برگ گل کو خجل کرنے والی اُس پر مسی جمائی لگی ہوئی اُس پر پان کی لالی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شفق پھولی ہوئی ہی بموجب شعر ست شفق پھولی ہوئی ہی شام کو شہر بدخشان مین ❊ لب لعلین پہ مسی مل کے اُس نے پان کھایا ہی ❊ پیشانی پر سیندور کا ٹیکا دیا ہوا درمیان محراب ابرو کے بموجب شعر ست نہیں سیندور کا ٹیکا عیان محراب ابرو مین ❊ چراغ اُس شمع رو نے ہین کعبہ مین جلایا ہی ❊ وہ ابروے عاشقان خنجر یا شمشیر آبدار تھی جو اُسکا وار کیا پھر اُٹھکر پانی نہ مانگے مژگان کے تیر پراے دل دوزی عشاق لیس تھے ناک مین ایک سونے کی نتھ کو اپنے کی نشانی غنچہ سا دہن کانون مین یاقوت کے بُندے کہ وہ حرکت سے جو ہلتے تھے تو اُنکا عکس جو عارض پر پڑتا تھا تو عجب لطف دکھاتا تھا عاشقون کے دل پامال ہوے جاتے تھے صراحی دار گردن سینہ پر کچھ کچھ جوبن کا ابھار کمر پتلی سراپا نور کے سانچے مین وہ ڈھلی ہوئی دھانی پوشاک پہنے کھڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا ہی کہ دھانون کے کھیت سے آفتاب تابان نے طلوع کیا ہی پشمی کرتی زیب بدن تھی اور آستینون پر یہ شعر آبدار منہ سے لکھے تھے

وہ باریک کرتی مثال ہوا — عیان ہو جس سے تن کی صفا
مغرق زری کا وہ شلوار بند — ثریا سے تابندگی مین دو چند
لگا یاسے وہ تا زمین تا بفرق — سر دیا جواہر کے دریا مین غرق
بھری مانگ موتی سے جلوہ کنان — نمایان شب تیرہ مین کہکشان
وہ ہیرے کا ٹکڑا بصد آب و تاب — وہ صبح گلو مطلع آفتاب
وہ بالون کی بو رشک بوے فتن — وہ ڈوبا ہوا عطر مین سب بدن
زمین سے معطر ہوا تا فلک — زمانہ گیا اُسکی بو سے مہک
وہ پہونچی زمردکی اور دستبند — نزاکت مین تھی شاخ گل سے دو چند
وہ تھے یہ حنا کلی کی پھبن ❊ — کہ سورج کے آگے ہو جیسے کرن
فلک تک تھی حسن کی اُسکے دھوم — لیا ہاتھ مشاطہ نے اپنا چوم

یہ جو عالم اُس قتال جہان کا بدمست نے دیکھا اُف کہکر سینہ پر ہاتھ رکھ دیا اور دل سے کہا کہ یہ تو بڑے غضب کا سامنا ہوا اُسکی طرف دیکھکر ایک آہ کی اور بیقرار ہو گیا وہ جو اُسکا خیال ناسد طرف زوجہ آفاق کے تھا برطرف ہو گیا اور اسکی الفت نے اُس کے دل پر اثر کیا اور خیال کیا کہ اگر یہ مل جائے تو کیا لطف حاصل ہو اسکو اپنی آغوش تمنا مین لیکر لب و عارض کے اس قدر بوسہ لون کہ یہ عارض جو گل سے ہین کثرت بوسہ بازی سے گل گون ہو جائین اور یہ جو دو گل الفت اس کے

قدر رعنا ہین لگے ہین ابھی پورے ابھرے نہین ہین صرف شگوفہ ہوے ہین اگر ہاتھ آجائین تو کیا قلب تسکین پائے جان مین جان آئے اگر اسکا سیب ذقن بے آسیب مجکو مل جائے تو مین خوب فرے اُڑاؤن یہ تو اُس کے سراپا کو دیکھ دیکھ کر اور اپنے دل سے وصل کی باتین اور الفت کی گھاتین کر رہا تھا وہ اسکی طرف متوجہ ہی نہ تھی کہ کون کدھا ہی آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی مگر اسکا دل یہی تقاضا کرتا تھا کہ دوڑ کر لپٹ جا اپنی حسرت دل کو پورا کر لے یہ تو منورہ جادو کے حسن وجمال پر فریفتہ ہو کر اور اُسکی بھولی بھولی صورت پر عاشق ہو کر رہ گیا ادھر اُن دونون بچون نے آئینہ اندام کو لا کر سامنے منورہ کے رکھ دیا یہ بیتاب ہو کر برابر اپنی خالہ کے بیٹھ گئی آئینہ اندام کو غش آ گیا تھا بسبب زیادتی چوٹ کے اور اپنے رنج وغم کے اس نے پہلو مین بیٹھ کر اور شانہ پکڑ کر ہلایا اور کہا کہ اے خالہ اماں ہوشیار ہو یہ آپ کی بھانجی منورہ آپ پر سے نثار ہو ذرا آنکھ تو کھولیے کچھ منھ سے تو بولیے کچھ حال دل تو بیان کیجیے کہ آپ پر کیا آفت آئی اب بدمست کو معلوم ہوا کہ یہ منورہ جادو ہی آئینہ اندام کی بہن کی بیٹی ہی یہ تو اسکی طرف دیکھ رہا ہی وہ اپنی خالہ کو کتا سر ہلا ہلا کر ہوشیار کر رہی ہی اور نرگسی چشم سے گریہ اشک جاری ہین جب چند قطرے اشک کے آئینہ اندام کے رخسار پر پڑے اسکو ہوش آیا اس نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ مین زمین پر پڑی ہون میری بھانجی میرے برابر بیٹھی ہوئی ہی مجکو ہوشیار کر رہی ہی بس جیسے اس نے آنکھ کھولی ہاے وارث کہکر رونے لگی اور اٹھ بیٹھی اور سر پیٹنے لگی اُس وقت منورہ نے اپنے دوپٹہ کے دامن سے آنسو پونچھ کر کہا کہ اے خالہ اماں اپنی اس کنیز منورہ کو تو آگاہ فرمایئے کہ آپ پر کیا صدمہ گذرا جو آپ نے اپنا حال کیا ہی اگر مین نہ آ جاتی تو آپ زمین پر سر پٹخ پٹخ کر چورا چورا ہو جاتے کیا ایسی مصیبت ہوئی کہ آپ نے اپنے بال بھی پریشان کیے گریبان بھی چاک کیا دوپٹہ کی خبر نہین ہی نامحرم سامنے موجود ہی جب منورہ نے کہا ایسا تب آئینہ اندام نے اپنا سر پیٹ کر کہا کہ اے منورہ میرا راج و سہاگ لٹ گیا مین اپنے وارث سے چھوٹ گئی میرا سرتاج قتل ہو گیا مین کسی طرف کی نہ رہی ہا ایسا چاہنے والا کہاں سے لاؤنگی اپنی جوانی کیونکر بسر کرونگی اے بیٹی مین رانڈ ہو گئی میری مانگ اُجڑ گئی منورہ نے یہ کہکر آہ سرد کو بلند کر کے کہا کہ اے صاحب تم مجھے جوانی مین رانڈ کر گئے تم نے اپنے ساتھ اس کنیز کو بھی [illegible] خدمت کے لیے لے لیا ہوتا وہان کون خدمت کرے گا صاحب تم تو جان سے گذر گئے اور دنیا سے نجات پائی اس لونڈی کو واسطے مصیبت کے چھوڑ گئے یہ جوانی کا زہر دیا کیونکر کٹے گا صاحب نے تو جام شہادت نوش فرمایا سیر گلشن جنان کا قصد کیا اس کنیز کو دنیا مین چھوڑ دیا تاکہ آلام دنیا مین مبتلا رہے یہ تو فرماتے گئے ہوتے کہ مین کس مقام پر بیٹھ کر [illegible] بسر کرونگی مین اپنی یہ جوانی کیونکر کاٹونگی تم مجھے تباہ کر گئے سب سے میرے صاحب کدھر گئے مین کس دیس مین جا کر تلاش کرون کہان ڈھونڈون کوئی مجکو کالی کفنی رنگا دے مین جوگن بن کر اپنے وارث کی تلاش مین نکلون کوئی جاکر صاحبقران کو خبر کرے کہ میرا وارث مر گیا مین رانڈ ہو گئی وہ آکر اسکو دفن کرین قبر بنائین مین اب یہان سے نہ جاؤنگی اُنکی قبر پہ جوگن بن کر بیٹھونگی اپنے صاحب کی قبر کو اکیلا نہ چھوڑونگی یہ باتین کر کے جو زوجہ آفاق روئی منورہ نے جو یہ باتین سنین اور اُس طرف دیکھا جدھر اُس نے رخ کر کے بین کیے تھے یہ نظر آیا کہ میرے خالو آفاق شاہ کی لاش دوپارہ زمین پہ پڑی ہی بس یہ جو دیکھا

ہائے خالوجان کہکر زمین پر گری اور پچھاڑین کھانے لگی تڑپنے لگی صدف چشم سے دُر اشک نکلنے لگے غرض عالم اضطراب مین سر و پا کا ہوش نہ رہا بال کھل گئے دوپٹہ سینہ پر سے ہٹ گیا یہ جو عالم بدمست نے دیکھا ایک برق تھی کہ دل پر گری دل کا اور عالم ہوا بیقراری زیادہ ہو گئی تیر عشق کلیجے کے پار ہو گیا سودا کہ عشق بُری بلا ہے اسکا مارا پانی نہین مانگتا ہے نظم

عشق کی راہ مین اللہ نہ لائے دلکو ٭ عشق کی شکل الٰہی نہ دکھائے دل کو
عشق کے دام مین اتر نہ پھنسائے دلکو ٭ عشق کی تیغ سے معبود بچائے دل کو

عشق وہ آگ ہے دوزخ ہے شرر اُسکا
عشق وہ سم ہے کہ جیتا نہین مار اُسکا

قیس کو اسنے کیا ملک جنون کا سلطان ٭ اسی کے ہاتھ سے آخر گئی فرہاد کی جان
گل ہے کیا بلبل بیدل ہے اسی سے نالان ٭ اسی بدکیش نے مجکو بھی کیا ہے حیران

عشق بیباک خدا سے بھی نہین ڈرتا ہے
گھر معشوقون کے دلون مین بھی یہی کرتا ہے

کبھی معشوق کی صورت یہ نظر آتا ہے ٭ کبھی عاشق کے لبون سے یہ فغان لاتا ہے
کبھی آنکھون سے لہو اشک کا برساتا ہے ٭ کبھی آنکھون مین یہ بجلی سا چمک جاتا ہے

درد بن کر کبھی یہ دل کو دکھا دیتا ہے
بنکے شمشیر کبھی خون جگر پیتا ہے

ایسی اک جان کے دشمن سے ہوئی ہے الفت ٭ کہ یہ پہلے ہی کبھی خواب مین الکرم رحمت
جانتا مین تھا کہ لائے گی مصیبت آفت ٭ اپنی تقدیر سے مجبور ہین اہل فطنت

ما چہ باشیم و چہ باشد دل غم پرور ما
کہ سپہر ہم و سپہ نالہ کند بر سر ما

باشتر عشق کے آزار سے آگاہ نہ تھا ٭ ایسا مشتاق کسی چہرے کا مین آہ نہ تھا
مائل کاکل پیچان کبھی واللہ نہ تھا ٭ بت پرستی نہ کیا کرتا تھا گمراہ نہ تھا

دین و ایمان کو مرے عشق نے برباد کیا
خانۂ دل کو مرے درد سے آباد کیا

بدمست لاکھ دل کو سمجھاتا ہے مگر دل کی لگی بُری ہوتی ہے یہی دل نے قصد کیا کہ اس بحر حسن خوبی کو گلے سے لگا لون لب و عارض کے خوب بوسے لون اور یہ شعر زبان پر لایا سہ آفاقہا گردیدہ ام بسیار خوبان دیدہ ام ٭ مہر بتان ورزیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری ٭٭ یہ شعر پڑھتا ہوا اُس طرف کو چلا ادھر منورہ نے اپنی گریہ وزاری کو ضبط کرکے اس آئینہ اندام سے پوچھا کہ اے خالہ امان خالوجان کو کس مرتد نے قتل کیا خالوجان تو ایسے نہ تھے کہ کسی کے ہاتھ سے قتل ہوتے آنکا مثل اسوقت نہ کوئی ساحر ہے نہ کوئی پہلوان اور سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق تھے کون ایسا ساحر تھا جس نے اُس سنگ دریائے ساحری کو قتل کیا کیونکہ اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے تو وہ خالوجان سے مقابلہ نہ کر سکتے اور ساحرون کی کیا اصل ہے میرے خیال مین تو یہ آتا ہے کہ اُنکو کسی نے دھوکے سے قتل کیا اے خالہ امان وہ ایسے جوان مرد تھے کہ اُنکا کوئی مقابلہ فن سپہ گری مین بھی نہین کر سکتا ہے

نہ معلوم کیا ہوا جو وہ قتل ہوے مجکو اُن کے قاتل کا نام بتائیے نشان دیجیے ذرا مین بھی تو پہچانون
کہ وہ کون جوان مرد ہی مجھ سے مقابلہ کرے اگر مین اُسکو پا جاؤن تو ابھی اُسکی بوٹیان کاٹون
اس طور سے قتل کرون کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا اُس کے حال پر رحم کھائین اور مجکو
ترس نہ آئے مین اُس حرامزادے کو تہ تیغ کرون جس نے میری خالہ کو رانڈ کیا اور اُنکو رولایا
اور مجکو اِس صدمہ مین مبتلا کیا مین بھی دیکھون کہ وہ کون ایسا زبردست ہی ایک جنبش لب
مین تو مین اُسکا کام تمام کرونگی یہ جو منورہ نے کہا ایک فرشتہ آئینہ اندام نے ضبط گریہ کرکے
آنچل سے آنسو پونچھکر منورہ کی حالت پر نگاہ کی دیکھا کہ وہ تڑپ رہی ہی اور اپنی جان کھو
رہی ہی سر پا کا ہوش نہین ہی دوپٹہ کہین ہی ہاتھ کہین ہین زلفین پریشان ہین لب پر آہ
و نالہ ہی آنکھ بند ہی ہوئی ہی زبان پر وہی تقریر ہی جو اُس بیاختہ ہین یہ جو حال ملکہ نے اپنی بھانجی
کا دیکھا خیال کیا کہ یہ کم سن ہی اس نے یہ کبھی واقعہ دیکھا نہین ہی نیا واقعہ پیش آیا ہی ایسا
نہو کہ ہلاک ہو جائے چونکہ اس نے کم سنی سے اسکو پرورش کیا ہی جب یہ کوئی چھ یا سات ماہ
کی تھی جب اسکی مان نے انتقال کیا تھا اُسی دن سے اسی نے اسکو اس محبت کے ساتھ مثل اولاد
کے پرورش کیا دوسرے یہ امر تھا کہ اس کے اولاد بھی نہ تھی یہ زیادہ الفت کرنے کا سبب
ہی یہ حال دیکھکر اُسکو تاب نہ رہی شوہر کا غم بھول گئی اور خیال کیا کہ ایک صدمہ تو تھا اُس سے
ابھی نجات نہ ہوئی تھی کہ دوسری آفت مین اور مبتلا ہوتی ہون یہ خیال کرکے اپنے کو
سنبھال کر زمین سے اُٹھی اور منورہ کو گود مین اُٹھا لیا آنچل سے آنسو پاک کیے دلاسا
دیا پیار کیا اور کہا کہ اے بیٹی صبر کر جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب کیا رونے اور پیٹنے سے تیرے
خالو واپس آتے ہین گئے وہ گذر گئے اب وہ فکر کرنا لازم ہی کہ اُن کے قاتل کو تم اور ہم مل کر قتل
کرین اے منورہ اب ہم اور تم تمام عمر روئین گے یہ غم کیا جاتا رہے گا ہان اُس وقت کے
رونے سے اگر وہ زندہ ہو جائین تو رو لو تو نے عرفی کا شعر نہین سُنا کہ اُس نے کیا کہا ہی وہ بھی
مضمون کو کہتا ہی کہ رونے سے کچھ حاصل نہین ہوتا ہی رونا اُس وقت مین لازم ہی کہ اگر رونے
سے وہ شخص مل جائے کہ جس کے لیے روتے ہین تو اس تمنا مین ہزار برس رو یا کرو سے
عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال ٭ صد سال میتوان بتمنا گریستن ٭ پس کیا فائدہ اپنا حال
خراب نہ کرو میرے حال پر نظر کرو اے فرزند وہ تیرے خالو تھے اُس پر مجکو اس قدر صدمہ ہوا
میرے دل کا کیا حال ہوگا کہ میری راحت برباد ہوئی راج لٹ گیا سہاگ برباد ہوا مانگ
اُجڑ گئی دنیا کی راحتون سے چھوٹ گئی جوانی مین رانڈ ہو گئی مگر سوائے صبر اور شکر کے کیا
چارہ ہی ہم اب جب تک زندہ رہین گے رو یا کرینگے وہ بھانجی کو سمجھاتی تو رہی تھی مگر دل بھرا آتا تھا
اور یہی دل چاہتا تھا کہ خوب لاش سے لپٹ کر روؤ اگر بس چلے تو اپنے کو بھی ہلاک کرو مگر اس
خیال سے کہ اگر مین اپنی حالت تباہ کرونگی تو منورہ مر جائے گی پس اسی خیال سے ضبط کیے
ہوے تھی دل ہی دل مین صدمہ اُٹھا رہی تھی کلیجہ منہ کو آتا تھا آنسو نکل آتے تھے
مگر آنکھون مین پی جاتی تھی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب اس طور سے آئینہ اندام نے اپنی بھانجی سے
کہا اُس وقت اُس نے کہا کہ یہ تو سب آپ سچ فرماتی ہین مگر مین خالو جان کے قاتل کو تلاش
کیا کرون جو قتل کرون ملکہ نے جواب دیا کہ ابھی ٹھہرو تلاش کرنا گو ملکہ کو بخوبی معلوم تھا

کہ بدمست اسی مقام پر موجود رہی مگر اس خیال سے کہ جب اُس نے میرے شوہر کو کہ جو بہت بڑا ساحر
زبردست تھا قتل کیا اسکی کیا اصل ہے کہ یہ اسکو قتل کرے گی اسے ظاہر کرنا کہ یہ میرے خالو کا قاتل ہے
محض نادانی اور حماقت ہے جس وقت یہ امر ظاہر ہوگا یہ فوراً مقابلہ کرے گی اگر خدانخواستہ یہ
بھی قتل ہو گئی تو میرے اوپر دوسرا صدمہ پڑے گا گو میں اور منورہ دو ہیں مگر یہ ساحر زبردست ہے اگر
دوسرے میرے حواس بھی اس الم سے درست نہیں ہیں جو میں مقابلہ کروں یہ دل میں خیال کر کے
کہا کہ تلاش کرنا جب مل جائے گا اُس وقت مقابلہ کر کے قتل کرنا یہ کہکر اُسکو پیار کرنے لگی ادھر
منورہ کی نگاہ بدمست خون ریز پر پڑی دیکھا کہ وہی ساحر ادھر کو چلا آتا ہے جسکو میں نے جب
میں زمین سے نکلی ہوں دیکھا تھا کہ یہ کھڑا ہوا طرف آسمان کے دیکھ رہا ہے جسکے سبب سے میں نے دیکھا تھا
اور اپنے خالو کو طرف زمین کے آتے ہوئے دیکھا تھا یہ خیال کر کے اسکو ادھر آتے ہوئے دیکھ کر ملکہ
آئینہ اندام سے کہا کہ اے خالہ امان یہ کون بدسرشت سیاہ رو ہے جو ادھر کو چلا آتا ہے میری یہ
حالت ہے جب سے اسکو میں نے دیکھا ہے دل کانپ رہا ہے مارے خوف کے مری جاتی ہوں ایسی صورت
ہیبت ناک اسکی ہے کہ ڈری جاتی ہوں روح قالب میں بے چین ہے یہ جو منورہ نے کہا ملکہ نے کہا کہ
کدھر اُس نے اشارے سے بتایا کہ وہ چلا آتا ہے کیا مہیب شکل ہے یہ جو کہکر اشارہ کیا ملکہ نے دیکھا
فوراً پہچان لیا کہ بدمست جادو ہے میرے شوہر کا قاتل ہے پکار کر کہا کہ اے بدمست تو ادھر
کہاں آتا ہے جا اپنی راہ لے ہم نہ معلوم کس آلام میں مبتلا ہیں کیوں ہماری طرف آتا ہے یہ کہکر ملکہ
خاموش ہوئی خیال کیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہم دونوں کے قتل کے قصد سے آتا ہے بڑی خرابی ہوئی کہ
اگر اس چھوکری کو معلوم ہو گیا کہ یہی میرے خالو یعنی آفاق شاہ کا قاتل ہے پھر اگر میں لاکھ منع بھی
کروں گی یہ نہ مانے گی ضرور مقابلہ کرے گی کیا تدبیر کروں اور یہ مردود چلا آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب کی
قضا یہاں ہم کو کھینچ لائی ہے نہ معلوم اور سرداروں پر کیا گذری کہ اب تک کسی نے خبر نہ لی کیونکہ اُنکے
مرنے کی صدا نہ آئی اگر یہ خیال کروں کہ وہ بھی قتل ہوئے تو کوئی علامت اُن سب کے مرنے کی بلند
ہوتی یہ کیا امر ہے کہ میرے شوہر کے مرنے کی علامت بلند ہوئی پریوں نے غل مچایا اُن میں سے کسی کی
خبر نہ ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کے سب چلے گئے اگر اُن میں سے کوئی آ جاتا اور اس مردود سے
مقابلہ کرتا تو اس چھوکری کی جان بچ جاتی کیونکہ یہ موئی مٹی کی نشانی ہے مجھکو اپنے مرنے کا خوف نہیں ہے
بلکہ میری جان کو خوشی ہے کہ میں کسی تدبیر سے ہلاک ہو جاؤں تاکہ اس کشاکش دنیا سے نجات پاؤں
بلکہ اس مردود کے ہاتھ سے قتل ہوں تو بہتر ہے کہ مرتبۂ شہادت پاؤں ملکہ نے یہ خیال کر کے دل سے
کہا کہ اری کم بخت ایسے وقت میں کوئی کسی کا نہیں ہوتا ہے نہ کوئی دوست ہوتا ہے نہ آشنا جب اُن
سب نے سنا ہوگا کہ کسی نے آفاق شاہ کو قتل کیا اُس کے مرنے کی علامت بلند ہے بس وہ
لوگ یہ خیال کر کے کہ ہم جس کے سبب سے اور مروت سے لڑ رہے تھے جب وہ قتل ہو گیا تو ہم کو کیا ضرور
ہے کہ ہم یہاں قیام کریں چلو لشکر کو چلو بس اس سبب سے سب کے سب چلے گئے بس تجکو اس کے
بچانے کی اب فکر کرنا لازم ہے جہاں تک ممکن ہو پہلے منت خوشامد اپنی اور اسکی جان بچا اگر یہ مان
لے تو خیر ورنہ بدرجہ لاچاری مقابلہ کر پہلے اپنے کو قتل کرا اس کے بعد جو کچھ ہو خواہ یہ چھوکری زندہ
رہے خواہ یہ بھی قتل ہو مگر تو اپنے دل پر اسکے قتل ہونے کا داغ نہ اٹھا یہ خیال کر کے بدمست
کی طرف دیکھا دیکھا کہ وہ اسی طرح سے جھومتا ہوا چلا آتا ہے اس نے پھر پکار کر کہا کہ اے شخص تو ادھر

عالم محویت مین اس نے ملکہ کا کہنا بالکل نہین سُنا ہی نہ کچھ جواب دیا برابر چلا آتا ہی جب ملکہ نے دیکھا کہ
مین نے دو مرتبہ اس سے پُکار کر کہا اس نے کچھ جواب نہ دیا اور اُسی طرح یہ کہ چلا آتا ہی ایک مرتبہ برہم
ہو کر کہا کہ او شخص تو کیا بہرہ ہی کہ ہم نے دو مرتبہ تجکو منع کیا اور کہا کہ ادھر نہ آ مگر تو نے ہمارے کہنے پر عمل
نہ کیا اور نہ کچھ خیال کیا بس اُسی مقام پر ٹھہر جا جو تیری خواہش ہو ہم سے بیان کر تا کہ ہم بھی تو کچھ سُنین
کہ تو اس طرف کس غرض سے آتا ہی اگر خواہش زر و زیور ہی تو ہم پہلے ہی کہہ چکے ہین کہ اُسی مقام پر ٹھہرا
رہ ہم دیے دیتے ہین یا اور کچھ کہنا ہو وہ بھی کہہ ہم تیری طرح بہرے نہین ہین کہ نہ سُنین یہ جو ملکہ نے
ڈانٹ کر کہا اور اب بدمست بھی قریب آ چکا تھا ملکہ کی تقریر سُنی ایک مرتبہ ٹھہر کر کہا کہ مین کوئی محتاج
نہین ہون جو زر و زیور کی خواہش مین تمھاری طرف آتا ہون تمھارا زر و زیور تم کو مبارک رہے خداوند معبود
کی عنایت سے میرے پاس سب کچھ موجود ہی تم لوگ میرے دشمن ہو اور مین تمھارا دشمن ہون مگر اب
مین یہ چاہتا ہون کہ میرے تمھارے سلسلہ محبت و اتحاد جاری ہو جاوے درمیان سے یہ فتنہ و فساد
برطرف ہو جاوے رشتہ دوستی قائم ہو جاوے بس جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا اب کوئی باہم فساد کرنے
سے فائدہ نہین جو لوگ کہ قتل ہوئے ہین وہ فساد کرنے سے زندہ نہ ہو جاوینگے اگر تم کہو تو مین وہ
طریقہ بیان کر دون مگر پہلے یہ خیال کر لو کہ جو مین تم سے کہونگا اُسکو قبول کرنا پڑے گا بدون اُسکو قبول
کیے ہوئے یہان سے تمھارا جانا محال ہی اب مین تم کو جانے نہ دونگا ہان اگر میری خواہش کے موافق
کرو گی تو مین تم سے مزاحم نہ ہون گا یہ جو بدمست نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ بیان کرو کہ وہ کیا طریقہ
ہی کہ جس کے سبب سے ہمارے اور تیرے سلسلہ دوستی اور محبت قائم ہو جاوے گا اور رشتہ دشمنی
قطع ہو جاوے گا اور وہ کیا امر ہی کہ جسکے بدون قبول کیے ہوئے تو مجکو یہان سے نہ جانے دے گا یہ امر
خیال کر لے کہ اگر وہ امر جو کہ تو بیان کرے گا اگر لائق قبول کرنے کے ہوگا تو قبول کیا جاوے گا ورنہ جواب
دیا جاوے گا اور ہم سے مذہب کے بارے مین گفتگو نہ کرنا ورنہ ہم کبھی قبول نہ کرینگے یہ جو ملکہ نے کہا
بدمست نے جواب دیا کہ مجکو تم سے دو امر کہنا ہین اُنکے قبول کرنے پر تیری جان بخشی ہی ورنہ تو بھی
مثل آفاق شاہ کے میرے ہاتھ سے قتل ہو گی یہ جو بدمست نے کہا منورہ نے جو سُنا ایک
مرتبہ اپنے کان کھڑے کیے اور اپنی خالہ سے کہا کہ کیا خوب یہ تو وہ مثل ہوئی بموجب اس شعر کے یار
در خانہ و من گرد جہان مے گردم + آب در کوزہ و من تشنہ لبان مے گردم + یعنی میرے خالو کا قاتل اسی
مقام پر موجود ہی اور آپ فرماتی ہین کہ تلاش کرنا جب وہ مل جاوے گا اُسکو قتل کرنا مین خود اُسوقت
سے اسی فکر مین مبتلا تھی کہ کہان تلاش کرنے جاؤن کس سے دریافت کرون کیونکر پتہ پاؤن یہ نہ جانتی
تھی کہ یہی ذات بابرکات ہین مین حیران تھی کہ یہ کون ہی اسکو تو مین نے کسی مقام پر نہ دیکھا ہی اب یہ
میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاتا ہی خوب اس وقت اس نے اپنے کو ظاہر کیا اسکی قضا نے اس کی
زبان سے یہ کلمہ نکلوا دیا یہ جو منورہ نے کہا ملکہ نے چپکے سے کہا کہ ای بیٹی خاموش رہو سُنو تو یہ
ملعون کیا کہتا ہی پہلے اسکی تقریر سُن لو تو پھر مقابلہ کرنا یہ اب جاوے گا کہان مین خود اسکی فکر مین تھی
یا تو یہ مجکو قتل کرے گا یا مین اسکو قتل کرونگی مگر پہلے اسکی بات سُن لینا ضرور ہی منورہ نے جواب
دیا کہ وہ کچھ بیہودہ تقریر کرے گا بیکار کو دماغ خراب کرے گا ملکہ نے جواب دیا کہ پھر تو کچھ نہ کہے گی باتین
کرنے لگی یہ کہکر بدمست سے کہا کہ پہلے تم اپنا نام ظاہر کرو پھر یہ بتاؤ کہ تم نے آفاق شاہ کو
کیون قتل کیا پھر یہ بیان کرو کہ وہ کیا دو طریقہ ہین بس یہ تقریر جو ملکہ آئینہ اندام نے کی تو

بدمست نے کہا کہ میرا نام بدمست خونریز جادو ہے اور مین نے اسی جرم پر آفاق شاہ کو
قتل کیا کہ وہ سمندر شاہ سے منحرف ہوگیا اور اُس نے اہل اسلام کی شرکت کی بس بادشاہ کو
غصہ آیا اُس نے مجکو برائے بربادی ملک آفاق شاہ روانہ کیا یہ خبر آفاق شاہ کو معلوم ہوئی
وہ مجکو غافل پاکر میرے لشکر پر آپڑا اور تمام سپاہ کو برباد کیا ایک کو زندہ نہ رکھا خیمون مین آگ
لگادی جب مجکو معلوم ہوا مین اپنی جان بچاکر لشکر سے نکل آیا اور آفاق شاہ سے مقابلہ کیا
پہلے نصیحت کی جب اُس نے نہ مانا مین نے اُسے قتل کیا یون او زوجہ آفاق تو اس حال سے
بخوبی واقف ہے اور مجکو دھوکا دیتی ہے کہ کیا ہوا تو میرے نام سے بھی آگاہ ہے اور مجھ سے نام دریافت
کرتی ہے مین نے صرف اس غرض سے یہ تقریر تیرے روبرو بیان کی کہ مجکو تجھسے رشتہ محبت و قرابت
جاری کرنا ہے ورنہ کبھی نہ بیان کرتا راوی نے بیان کیا ہے کہ ملکہ آئینہ اندام اُس کے نام سے
و سبب واقعات سے آگاہ تھی مگر صرف اس خیال سے کہ جوہر دارا و طرف مقابلہ کو گئے تھے انھون
نے یہ صدمہ اٹھایا ہے کہ آفاق شاہ قتل ہوا وہ اس کے قاتل کی تلاش مین آتے ہون راہ مین
ہون ایسی تدبیر کہ عرصہ لگے گو یہ امید نہین ہے کہ وہ لوگ آئین مگر شاید کوئی مروت کرے ورنہ
زوجہ آفاق شاہ یہ پہلا سوال نہ کرتی جسکی آگاہی سے واقفیت تھی پھر وہی سوال کرتی صرف
دفع الوقتی مدنظر تھی جب یہ بدمست نے کہا تو زوجہ آفاق شاہ نے جواب دیا کہ وہ طریقہ بیان
کر اور یہ بیان کر وہ کیا تدبیر ہے کہ میرے اور تیرے رشتہ قرابت جاری ہو اسوقت بدمست نے
کہا کہ پہلا سوال تو میرا یہ ہے کہ یہ جو گل رعنا اور بلبل باغ حسن و خوبی و فخر گلزار دلبری و نونہال گلشن
محبوبی و در صدف محبت تیری گود مین ہے اسکو مجکو دیدے تاکہ مین اس کے ساتھ اپنا عقد کرون
اس سے اپنا کام دل حاصل کرون اس کے دُرِ ناسفتہ کو سفتہ کرون تاکہ اس کے نتیجہ سے میرا دل
فرحت پائے میری آرزو دلی پوری ہو جب سے مین نے اس بت زیبا اور گل رعنا کو دیکھا ہے اور اسکے
سراپا کو خیال کیا ہے اس وقت سے مین اسکے چاہ ذقن مین مثل یوسف کے غرق ہوگیا ہون اور اسکے
دام زلف مین اسیر ہوا ہون اس کے مژگان تیر نے میرے قلب و جگر کو گھائل کیا ہے اسکی محبت
نے میرے دل پر اثر کیا ہے مین اسیر و فریفتہ ہوگیا ہون مین اسکی الفت کے دام مین اسیر ہوا ہون
دل بیمار کا کوئی ٹھکانا نہین ہے میرا دل مثل مرغ بسمل کے قفس جسم مین بیقرار ہے یہ چاہتا ہون کہ کسی صورت
سے اس گل رعنا کو مثل بلبل کے آغوش مین لون اور اس قدر بوسہ لون کہ دل بیتاب قرار پائے اور
میری مراد دلی بر آئے بیقراری دل کو تسکین ہو بدون اس کے وصل کے میرے دل کو قرار نہ ہوگا بس
تجکو لازم ہے کہ اسکو میرے حوالہ کر تاکہ رشتہ قرابت جاری ہو تیری جان میرے ہاتھ سے بچے دوسرا سوال
یہ ہے کہ تو مذہب اسلام ترک کر اور میرے ہمراہ سمندر شاہ کی خدمت مین چل مین اُس سے تیرا قصور
معاف کرا دونگا بلکہ بادشاہ تیری محبت مین مبتلا ہے اُس نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ تیرے شوہر کو قتل کرے تجھے
جب تو رانڈ ہو جائے تو تجھسے اپنی خواہش ظاہر کرے خواہ بخوشی خواہ بزبردستی جس طرح ممکن ہو
تجھسے وصل حاصل کرے مگر اُسکی آرزو پوری نہ ہوئی گو اُسکو اختیار تھا کہ جب وہ چاہتا زبردستی
تیرے شوہر کے حیات مین تجھسے اپنا مطلب حاصل کرتا مگر وہ خلاف انصاف سمجھا کہ موجودگی شوہر
مین زبردستی خلاف ہے پس اب جب وہ سنے گا کہ آفاق شاہ قتل ہوا اُسکی زوجہ بیوہ میرے پاس
اپنا قصور معاف کرانے آئی ہے بہت خوش ہوگا اُسی وقت تیرا قصور معاف کرے گا بلکہ کئی ملک

تجھکو دے گا اور محل میں داخل کرے گا اگر تو راضی ہوگی تو تجھ سے وصل کا خواستگار رہوگا اور کام دل
حاصل کرے گا بڑی راحت سے بسر ہوگی سب محلات سے تیری عزت ہوگی آفاق کیا محبت و عزت
و راحت دیتا تھا جو سمندر شاہ دے گا تو اُدھر بادشاہ کے ساتھ مزے اڑا اور آفاق کا غم
بھی نہ کر مر گیا مر جانے دے اپنی راحت کی فکر کر ایسا مرد نہ ملے گا جیسا سمندر شاہ ہے دیکھ کس قدر
[illegible] کی خواہش ہے دوسری صفت یہ ہے کہ جو عورت اس کے پاس آئے پھر اسکو
دوسرے مرد کی طرف رغبت نہ ہووے ایسا تو مرد ہم نے دیکھا ہی نہیں کہ صورت تو ہو سیاہ اور
بد رو مگر زنان شکیلہ و جمیلہ محبت کریں یہ صرف اسکی مردی کا سبب ہے یہ صفت تو تیرے شوہر
آفاق میں نہ ہوگی اسکی مردی ظاہر ہے کہ اس نے سوائے تیرے کوئی محل تک نہ کیا جب وہ
ایسا تھا تو تیری خواہش کیا پوری کرتا ہوگا بس معلوم ہوا ہاں جب تو سمندر شاہ سے ہم بستر ہوگی
تو تجھکو لطف ملے گا اور معلوم ہوگا کہ مرد ایسے ہوتے ہیں اور دنیا میں یہ مزے ہیں اس وقت تجھکو
بادشاہ کی قدر ہوگی تو اُدھر بادشاہ کے ساتھ مزے اڑا اور اسکو مجھکو دے میں اسکو اپنے گھر
لے جا کر ساتھ [illegible] کے مزے اڑاؤں اُدھر تجھکو دن عید رات شب برات ہوا اِدھر مجھکو بس یہی دو
سبب تیرے کہنے کے ہیں اگر اس کے خلاف کرے گی تو میرے ہاتھ سے اپنی جان سلامت نہ لے
جا سکے گی میں تجھکو قتل کر کے اس گل زیبا کو ضرور اپنے تصرف میں لاؤنگا کیونکہ میں اس کے
بہت بیقرار ہوں یہ کہکر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا یہ چند اشعار منسوبہ جادو کی طرف اشارہ
کر کے پڑھنے لگا غزل

لالق دیدہ ہے بلبل یہ بہار عارض — دل و جان سے نہ ہو [illegible] عارض
گل سے بہتر ہیں ترے یار یہ دونوں رخسار — کیوں [illegible] ہزار دل کی [illegible] عارض
پردہ زلف سے دکھلائے وہ خال و در رو — دل ہزاروں سے [illegible] آشنا [illegible] عارض
واسطے اس مہ کامل کے کتان کی صورت — دل کو [illegible] نباتات شعار عارض
گل کی جانب میں اگر دیکھوں تو آنکھیں پھوٹیں — دیکھ کر [illegible] یہ بلبل یہ بہار عارض
کس کا یہ [illegible] صفت چہرہ روشن چمکا — [illegible] کیا پاک غبار عارض

مقطع

مرتا ہوں ترے ہجر میں اے یار خبر لے — اب جان سے جاتا ہے یہ بیمار خبر لے

یہ شعر پڑھنے لگا جب یہ تقریر بلکہ آتش اندر اُم نے سُنی ایک دود [illegible] تھا کہ کاخ دماغ کو توڑ کر باہر
نکل گیا فرط غیظ سے کانپنے لگی تمام عالم آنکھوں میں تاریک ہو گیا ایک اندھیرا سا آگیا [illegible] بڑھنے لگا
چہرہ فرط غصہ سے مثل آفتاب کے سرخ ہو گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آنکھوں سے خون کی بوندیں [illegible]
بس نہ تھا کہ اس بدبخت کو پکڑ کر چبا جائی مگر بسبب عورت ہونے کی ڈری اور کانپ [illegible] غصہ کو ضبط کر کے
نگاہ قہر بدبخت کی طرف دیکھا افراط غیظ سے یہ حال تھا کہ کلام نہ کیا جاتا تھا [illegible] میں [illegible]
تھا مگر اسیطرح بدبخت سے کہا کہ او بد ولد الزنا کیا بیہودہ تقریر کرتا ہے اگر کوئی تیری بیٹی یا بہن ہو
اس سے اپنا کام نکال اور ہم بستر ہو [illegible] سمندر [illegible] حرام کی [illegible] کرتا کہ وہ تیرے روبرو ہم بستر
ہو اس وقت اسکی مردی و نامردی کا تجھکو امتحان ہو جائے یا اپنی جورو کو بھیج دے کہ [illegible] مرد
کی بہت خواہش ہے تجھ سے اسکا دل سیر نہیں ہوتا ہو او نالائق کیا ہم عورتوں کے روبرو بیہودہ

تقریر کرتا ہی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ایسی تقریر کرنے لگا دیکھ کہین آنکھین نہ کور ہو جائین تیری
توکیا اصل ہی بڑے بڑے تو میری زندگی مین اس لڑکی کی طرف نگاہ بد دیکھ نہین سکتے ہین بس اپنی
زبان بند کر ورنہ بہت پچھتائے گا اس خیال کو اپنے دل سے دور کر ورنہ آسمان خراب ہوگا آئندہ تجھکو
اختیار ہی چہ خوش گفت کجا تو بچہ بوم کجا وہ ہمائے سعادت سا چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ جب انسان
کی شامت آتی ہی تو وہ ایسے ایسے خیالات پیدا کرتا ہی اور یہ جو تو نے کہا کہ ترک مذہب کرو اور بادشاہ
کی خدمت مین چلو وہ خطا معاف کرے گا اپنے محل مین داخل کرے گا سمندر کی بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ میری خطا معاف کرے اور مجکو داخل محل کرے جو داخل محل ہونے کی تیری مان بہن جورو بہن ہو
وہ میری طرف نگاہ بد دیکھ نہین سکتا ہی اگر دیکھے تو آنکھین نکال لون افسوس اس امر کا ہی تو
مجکو بے وارث خیال کرکے ایسی تقریر کرتا ہی اور جانتا ہی کہ اسکا کوئی وارث نہین ہی یہ نہ خیال کرنا میرے
بہت سے وارث ہین خداوند کریم لشکر اسلام کو اور بادشاہ لشکر اسلام وصاحبقران کو سلامت
باکرامت رکھے وہ میرے وارث ہین اگر وہ اسوقت یہان موجود ہوتے اور تو اس طور کی تقریر کرتا
تو دیکھتا کہ کیسی سزا ملتی تیری زبان گدی کی طرف سے کھینچ لی جاتی اور ایک ہاتھ پڑتا کہ سر تن سے گر جاتا
اس وقت فرہ اس تقریر پر عمل کیا جاتا اگرچہ مین خود تیرے لیے کافی تھی لیکن شوہر کے حکم نے مجکو مجبور
کر دیا بس جا تیری اسی مین خیریت ہی کہ مین کچھ تجکو سزا نہین دیتی ہون اور چھوڑے دیتی ہون اب اگر
جو کچھ کہا تو یاد رکھنا کہ سر تن پر نہ ہوگا اگر اس لڑکی کی طرف نگاہ بد دیکھا تو یہ خیال رکھنا کہ دونون آنکھون مین
تیرے میری دو انگلیان ہونگی تو مجکو اس امر سے خوف دلاتا ہی کہ اگر یہ امر قبول نہ کروگی تو مین تمکو
قتل کرونگا مین مرنے سے نہین ڈرتی ہون آبرو کا صدقہ جان ہی بس اگر آبرو جانے والی ہو تو مر جانا
بہتر ہی یہ جو ملکہ نے کہا اسکو یہ تقریر بہت ناگوار ہوئی اور برہم ہوکر کہنے لگا کہ کیون اپنی قضا بلاتی ہی دیکھ
اسی مین خیریت ہی کہ میرے کہنے پر عمل کر ورنہ پچھتائے گی مثل اپنے شوہر کے میرے ہاتھ سے ماری
جائے گی سارا کبر و غرور نکل جائے گا مین تو ضرور اس پارہ ماہ سے اپنا کام دل حاصل کرونگا کیونکہ مین
اسپر مرتا ہون دل میرا میرے قابو مین نہین ہی جب سے اسکو دیکھا ہی اسکی مفارقت نے مجکو بیقرار
کر رکھا ہی بس اسی مین خیریت ہی کہ اسکو میرے حوالے کر اور میرے ساتھ چل تو کیا مجکو سزا دے گی
میان آفاق شاہ تو سزا دے نہ سکے میرے ہاتھ سے قتل ہوئے لشکر اسلام کی بھی یہ لیاقت ہی
کہ مجکو سزا دے یہ جو بدمست نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ پھر تو نے وہی تقریر کی بس اسی مین خیریت ہی کہ
تو اپنی جان سلامت لیکر چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے ذلیل ہوگا اور قتل ہوگا اور اگر میری قضا تیرے
ہاتھ سے ہی تو کوئی چارہ نہین ہی مگر یہ خیال کرلے کہ تو اس مہ پارہ پر میرے بعد خواہ میرے سامنے
قابض ہو یا اپنے تصرف مین لاسکے یہ امر بالکل محال ہی سراسر تیرا خام خیال ہی بس اپنے دل سے
اس خیال کو دور کر اپنی جان نہ دے یہ جو ملکہ نے کہا بدمست نے جواب دیا کہ کیون اپنی قضا بلاتی ہی
مین تجکو قتل کرکے اس مہ پارہ زہرہ فریب پر ضرور قبضہ کرونگا دیکھ اسی مین خیریت ہی کہ میرے کہنے
پر عمل کر اچھا اگر تجکو یہ امر منظور نہین ہی کہ تو ترک مذہب اسلام کرے اور میرے ساتھ بادشاہ کے پاس
جائے تو اس امر کو جانے دے تجکو اپنے فعل کا اختیار ہی مین تجھپر اس امر کا جبر نہین کرتا ہون مگر یہ امر
تجکو ضرور کرنا ہوگا کہ میری معشوقہ کو میرے حوالے کر ورنہ مین زبردستی تجھسے لے لونگا اور پھر ہاتھ نہ آئیگا
دیکھ مین صرف اس امر کے لحاظ سے تیرے زبردستی اس امر کی نہین کرتا ہون کہ تو دین اسلام اختیار کر

یہ کہکر منورہ نے رخ انور کی جانب دیکھکر کہا کہ ای پیارے معشوقون کا یہی کام ہی کہ عاشقون پر ستم کرتے ہین
تمھارے کسی حربہ کا جواب نہ دونگا وہ ہاتھ ٹوٹ جائین جو تم پر کسی اور قصد سے اُٹھین تم حربہ
کرو مین اُسکو بسر وچشم قبول کرونگا یہ جو اُس نے کہا منورہ نے وہ نارنج اسم سحر پڑھکر مُجھ پر پھینکا
اُس نے جو دیکھا کہ یہ نارنج اس نے غصہ مین پھینکا ہی ساحرہ زبردست ہی اگر پڑ گیا تو کوئی عضو
بیکار ہوجائیگا اس سے اپنے کو بچانا ضرور ہی یہ خیال کرکے اس نے اپنی جھولی سے ایک تار نکالا
اُسپر اسم سحر پڑھکر ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوا جب وہ نارنج قریب آیا اس نے اُسکو اُس تار سے [illegible] اور
مُنہ سے اُف جو کی شعلہ نکلا اُسنے اس نارنج کو جلا دیا ہنسے جب اُس حربہ کو دفع کیا تو منورہ کی طرف دیکھکر [illegible]
تم نے جان من تمھاری محبت کی کس قدر آگ میرے سینہ مین ہی کہ جس نے نارنج کو جلا دیا [illegible] کوئی اور
حربہ کرو یہ حال جو منورہ نے اور ملکہ نے دیکھا خیال کیا کہ بڑا ساحر زبردست ہی مگر اسکی تقریر سُنکے منورہ
کو غصہ آیا اور پھر جھولی پر ہاتھ ڈالا کہ اور کوئی حربہ نکالے کہ آئینہ اندام نے کہا کہ ای فرزند تو ٹھہر جا یہ تیرے
ہاتھ سے نہ قتل ہوگا مین ابھی اسکو قتل کرتی ہون اور اسکو اسکی اس چرب زبانی اور بیہودہ گوئی کی سزا
دیتی ہون منورہ نے جواب دیا کہ آپ ٹھہر جائین مین قتل کیے دیتی ہون یہ میرے ہاتھ سے جا کہان سکتا ہی
اسکی کیا اصل وحقیقت ہی آئینہ اندام نے اُسکو اُس سے مان کی روح کی قسم دی اور اپنے سر کی کہ
تو حربہ نہ کر منورہ ناچار ہوگئی بس ملکہ نے اپنی جھولی سنبھال کر روبرو بدمست کے آکر کہا کہ او
بدمعاش تو نہ مانیگا بدون سزا پائے لا کیا حربہ رکھتا ہی یہ سُننا تھا کہ اُس نے سحر کیا ملکہ نے رد کیا اب
ملکہ نے سحر کیا اُس نے رد کیا اب ان کے ایسے سحر چلنے لگے اور دونون طرف سے رد ہونے لگے کوئی
دس دس پندرہ پندرہ سحر کی نوبت آگئی تھی اور باہم دونون طرف سے رد ہوتے تھے ملکہ جان لڑا رہی
ہوئے مقابلہ کر رہی تھی کیونکہ آبرو کا مقدمہ تھا جب بدمست نے دیکھا کہ یہ بڑی ساحرہ زبردست سے
مقابلہ کر رہی ہی اسپر غالب آنا ذرا مشکل ہی اس نے دل مین خیال کیا کہ یہ دھوکے سے چوٹ کھائے گی
بس یہ وقت کا منتظر رہا اب جو ملکہ نے پھر سحر کیا اس نے اسکو رد کیا اور کارد سحر نکال کر اسپر اسم سحر دم
کرکے اور اپنی زبان سے خون کا ٹیکا دیکے ملکہ سے کہا کہ دیکھو وہ میری کمک آگئی اب تم میرے ہاتھ
سے کہان جاسکتی ہو ملکہ آئینہ اندام اپنے سادہ پن سے اُس ملعون دغا باز کے کہنے سے
دھوکے مین آگئی گو ساحرہ زبردست تھی مگر پھر عورت تھی جیسے ملکہ نے اُدھر دیکھا جدھر کا اُس نے
اشارہ کیا تھا بس فوراً اس نے وہ کارد کھینچ کر ماری کہ منورہ نے اسکے ہاتھ کی جھپک دیکھی پکاری کہ
خالہ جان بچیے اس حرامزادے نے دھوکا آپ کو دیکر اُدھر متوجہ کیا جب آپ اُدھر متوجہ ہوئین اسنے
اپنا حربہ کیا بس جیسے یہ منورہ نے کہا ملکہ نے اپنے کو بچایا تو مگر یکبارگی اُس خیال سے اسکی طرف دیکھا کہ دیکھون
اُس نے کیا حربہ کیا ہی [illegible] اسکا توڑ کرون چونکہ وہ کارد اسکے ہاتھ سے رہا ہوچکی تھی اور قریب
پہونچ چلی تھی اور ملکہ کی تقدیر مین زحمت لکھی تھی اور اسکی قضا ملکہ کے ہاتھ سے نہ تھی بلکہ ملکہ کو اسکے
ہاتھ سے زخمی ہونا مقدر مین تھا جیسے پلٹی وہ کارد آکر پیشانی پر پڑے کوئی دو انگل پیشانی مین دھنس گئی
تھی کہ ملکہ نے سحر کیا کہ وہ اُسی مقام پر ٹھہر گئی آگے نہ بڑھ سکی اگر ملکہ سحر نہ کرتی تو اُس پار سر کو توڑ کر باہر
نکل جاتی یا سینہ یا پشت پر پڑتی تو قلب وجگر کو کاٹ دیتی چونکہ ملکہ کی اجل اسکے ہاتھ سے نہ تھی
صرف زخمی ہونا تھا اس سبب سے پیشانی پر پڑی تو ملکہ نے سحر کرکے اُس کارد کو پیشانی سے نکالا ایک فوارہ
خون کا پیشانی سے جاری ہوا خون مین نہا گئی معلوم ہوتا تھا کہ شفق مین آفتاب آگیا ملکہ نے کچھ خیال نہ کیا [illegible] اور سے

پہنچنے دیا اور وہ کار دے کر اسکی طرف چلی یہ کہتی ہوئی کہ او دغا باز و مکار جب تو نے دیکھا کہ میں کسی طور سے غالب نہیں آسکتا ہوں تو تو نے مجکو دھوکا دیا اور اپنا حربہ کیا خیر اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا ہے خبردار ہو جا یہ کہکر ملکہ چلی چونکہ خون سر سے بہت نکلا تھا ملکہ کو غش آگیا کوئی دو قدم چلی تھی کہ غش کھا کر زمین پر گری ملکہ کو غش آنے کا یہی سبب تھا کہ اسکے قلب پر رگ شوہر کا تیر اسقدر صدمہ تھا رسیدہ جلی تھی اُس کے سبب سے قلب و جگر ناتوان ہو رہا تھا اُسپر اسقدر خون نکلا بس غش کھا کر زمین پر گری یہ جو حال منورہ نے دیکھا خصہ سے کر خالہ کے قریب آئی بدمست اُس طرف اس خیال سے چلا کہ اسکو گرفتار کر لوں یا سرتن سے کاٹ لوں اور خاتمہ کروں مگر منورہ بہت جلد قریب آگئی اور بدمست کو اس طرف آتے ہوئے دیکھکر اپنے منھ کو بند کرکے اور آئینہ اندام کو پشت پر لیے کہ کھڑی ہوئی کہ بدمست پہونچا اور کہا کہ اے جان من تم ہٹ جاؤ تاکہ میں اسکا سر کاٹ لوں یہ میری اور تمھاری مفارقت چاہتی ہے جب میں اسکو قتل کر ڈالونگا تو کوئی قصہ باقی نہ رہیگا ہم تم خوب عیش سے بسر کرینگے یک جان دو قالب ہو جاوینگے دن عید ہوگی رات شب برات خدا وند نے یہ دن دکھایا کہ ہمکو تمکو ملایا یہ اشعار بے ساختہ زبان پر لایا۔

آغاز جوانی ہے ادا اور ہی کچھ ہے
اب تو وہ صنم نام خدا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہیں ارادے مرے مجھ سے کہ بڑھا ہاتھ
سمجھاتی انھیں شرط حیا اور ہی کچھ ہے

میں کیا کہوں کیوں کوستے ہیں ناز سے مجکو
جسکی یہ سزا ہے وہ خطا اور ہی کچھ ہے

ہر ایک سمجھتا ہے مظاہر کو ہمہ اوست
کس منہ سے کہوں میں کہ خدا اور ہی کچھ ہے

آ آ کر اٹھا لیتے ہیں سب عشق کی افتاد
پر حوصلۂ اہل وفا اور ہی کچھ ہے

بیجا نہیں ہنسنا دہن زخم جگر کا
تلوار سے کھانے کا مزہ اور ہی کچھ ہے

آن شوخیوں سے کرتی ہے بیمیں کسی کو
ان نیچی نگاہوں کی ادا اور ہی کچھ ہے

حوران بہشتی کی میں کیوں آنکھوں کو دیکھوں
ان آنکھوں میں تو نشہ بسا اور ہی کچھ ہے

اے دل نہ الجھنا کبھی اس زلف دوتا میں
اندھیر ہے کرنا یہ بلا اور ہی کچھ ہے

گو حضرت یوسف ہیں پیمبر حسن میں مشہور
پر حسن ترا نام خدا اور ہی کچھ ہے

پہلے تو قیامت تھے ان آنکھوں کے اشارے
سرمہ جو لگایا تو ادا اور ہی کچھ ہے

غماز ہیں جو آئیں تو مدارا نہیں ممکن
بیماری الفت کی دوا اور ہی کچھ ہے

کچھ لطف نہیں کوثر و تسنیم کا واعظ
تا دار میں الفت کا مزا اور ہی کچھ ہے

وہ ابروئے خمدار وہ ابھرا ہوا جوبن
وہ چشم وہ گیسوے دوتا اور ہی کچھ ہے

میں نشے میں اسپر جو گرا غیر سے بولے
سمجھے سبب لغزش پا اور ہی کچھ ہے

زاہد نہیں غافل سے جو مانگوں چمن خلد
عاشق ہوں مرے دل کی دعا اور ہی کچھ ہے

ہر جرم کے اظہار پہ اس بت کا یہ کہنا
باتیں نہ بنا تیری خطا اور ہی کچھ ہے

یہ سنکر منورہ نے جواب دیا کہ بس اُسی مقام پر ٹھہر ورنہ تیری خرابی ہوگی تیری کیا یہ لیاقت ہے کہ تو میرے روبرو میری خالہ جان کا سر کاٹنے گا تو نے دھوکا دے کر تو انکو زخمی کیا ورنہ وہ تیرے ہاتھ سے کبھی زخمی نہ ہوتیں بس غیرت اسی میں ہے کہ تو میرے روبرو سے چلا جا خبردار اب ایسی تقریر زبان پر نہ لانا یہ جو کہا یعنی منورہ نے کہا بدمست نے جواب دیا کہ اے جانی تم ہٹ جاؤ

مین تمھارے سبب سے قتل نہین کرسکتا ہون نہ تم سے مقابلہ کرسکتا ہون کیونکہ تم میری معشوقہ ہو جان
بلکہ ہو کسی نے آج تک اپنی معشوقہ پر ہاتھ اٹھایا ہو تو مین بھی ہاتھ اٹھاؤن ملکہ منورہ نے کہا کہ تو نہین
مانے گا اپنی جان سے جائے گا دیکھو مین کہتی ہون کہ تیری موت آئی ہے تیرے سر پر قضا کھیل رہی ہے
بدمست نے جواب دیا معلوم ہوا کہ تم بہت سرکش ہو یون تم بھی نہ مانو گی اگر اس وقت تم کو جانے
دون گا تو تم رات کو سرکشی کرو گی مشکل سے قبضہ مین آؤ گی اب مین کہان تک تمھارا پاس و
لحاظ کرون سے خبردار ہو جاؤ اب مین تم سے اس اپنے زخمی کو لیے لیتا ہون اس کے بعد تم پر قبضہ
کرتا ہون منورہ نے جواب دیا کہ تیری کیا مجال جو میری زندگی مین میری خالہ کا سر کاٹ سکے یا
میرے اوپر قبضہ پاسکے تجکو قسم ہے اپنے خداوندی کی کہ جو تیرے بازو مین زور ہو تیرا جی چاہے وہ کر
کہکر منورہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا یہ ادھر سے چلا ناظرین کو یاد ہوگا کہ راوی بیان کر چکا ہے کہ سب
سردار یہ صدا سنکے چلے ہین کہ نام من آفاق شاہ بود اس خیال سے کہ چل کر شہید کرین کہ
آفاق شاہ کو کس نے قتل کیا اور ایک ایک سحر زبردست لشکر پر کر دیا تھا یہ تو ادھر آئے ہین ایک
جملہ اور ملاحظہ فرمائیے کہ جب بدمست لشکر سے نکلا تھا اس کے ہمراہ چند لشکری اور چند سردار
نکلے تھے یہ تو طرف آفاق شاہ کے چلا تھا اور ان سب کو اور سردارون کی براے تلاش روانہ کیا تھا ابھی
وہ سردارون کو تلاش کر رہے تھے کہ ان کے کان مین آفاق شاہ کے مرنے کی صدا آئی پس وہ
سب کے سب خوش ہو گئے اور خیال کیا کہ چل کر دیکھو کہ ہمارے آقا نے آفاق شاہ کو قتل کیا ہے
پس جو باقی کار تھا وہ تو قتل ہوا جو سردار آفاق شاہ کے ہمراہ ہون گے وہ سب یہ خبر سنکے
اسی مقام پر ضرور آئین گے وہان ہمارے آقا تنہا ہون گے آقا کے پاس چلین پس وہ سب کے سب
واپس چلے راہ چھوڑ کے اس مقام پر پہونچے کہ جہان پر بدمست ٹھہرا ہوا مقابلہ کر رہا تھا اور منورہ
سے بتقریر مذکورہ بالا مین مصروف تھا کہ یہ لوگ پہونچے انھون نے دیکھا کہ ایک لاش پڑی ہوئی ہے
اس سے تھوڑے فاصلہ پر ایک عورت زخمی پڑی ہوئی ہے نہ معلوم زندہ ہے یا مر گئی ہے اور آقا ایک
[illegible] کم سن [illegible] کوئی بارہ تیرہ برس کی ہوگی مگر خوبصورت بہت ہے [illegible]
[illegible] دن سے تقریر کر رہے ہین اور قصد انھین حملہ کرنے کا کرتے ہین
[illegible] لے جانے کا ہے اور وہ لڑکی اس عورت کو اپنی پشت پر لیے ہوئے شمشیر بکف کیے ہوئے
کھڑی ہے وہ [illegible] کہتی ہے کہ اگر حملہ کرے تو مین رد کرون کہ ان لوگون نے آکر اور ایک طرف صف
باندھ کر کھڑے ہو گئے اور بدمست سے کہا کہ حضور آپ ہٹ جائین ہم سب مل کر اسکو گرفتار
کر لین یہ جو صدا کان مین بدمست کے آئی اس نے پلٹ کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ یہی سردار ہین
جو کہ میرے ساتھ اس آفت سے نکلے تھے اور مین نے اور سردارون کی تلاش مین روانہ کیا تھا جو کہ
آفاق شاہ کے ساتھ آئے ہین پس یہ دیکھکر اس نے کہا کہ تم ٹھہرے رہو مین خود اسکو اسیر کرونگا یہ
[illegible] سوا میرے اور کسی کے ہاتھ نہ آئے گا سب کو زخمی کرے گا یہ کہکر بدمست پھر اسی طرف
متوجہ ہوا وہ سردار خاموش ہو کر کھڑے ہو گئے تماشہ دیکھنے لگے ادھر منورہ نے جو دیکھا کہ چند سردار
بدمست کے اسکی مدد کو آگئے اب اسکے حواس جاتے رہے اس نے خیال کیا کہ دو کی دوا ایک
[illegible] انکو کہان تک [illegible] جب یہ حرافہ دیکھے گا کہ مین نہین [illegible] ہوئی ہون اور میرا
بس نہین چلتا ہے تو عاجز ہو کر ان سب کو حکم دے گا کہ گرفتار کر لو بڑی خرابی ہوگی عجب آفت

میں مبتلا ہوئی یہ خیال کر کے دعا کرنے لگی ای میرے کریم ای میرے معبود تو میرے اوپر رحم کر کہ میں نے دین
اسلام اختیار کیا ہی میری آبرو اس حرامزادے کے ہاتھ سے بچا لے سوا تیرے اب کوئی بچانے والا
نہیں ہی کسکو پکاروں کسے بلاؤں یہ جو منورہ نے بلک کر دل سے دعا کی تیر اجابت دعا نشانہ مراد پر
پہونچا وہ جو سردار جہر قتل آفاق شاہ کشتہ چلے تھے اپنے مقام پر سے اُن میں غزالان آہو چشم
ایک قریہ ظاہر ہوئی اُس نے دور سے دیکھا کہ ایک طرف چند ساحر کھڑے ہیں صف باندھے ہوئے
اسباب سحر سے آراستہ اور ایک سب سے آگے کھڑا ہی کبھی بڑھتا ہی کبھی رک جاتا ہی اُس کے مقابلہ میں
ایک ساحرہ کمسن کھڑی ہی اور اُسکی نشست پر ایک ساحرہ زمین پر پڑی ہی اور کچھ فاصلہ پر ایک لاش
پڑی ہی پس غزالان آہو چشم یہ دیکھکر بسرعت تمام آگے آئی اب جو قریب پہونچی تو دیکھا کہ وہ لاش تو
آفاق کی ہی اور زوجہ آفاق کی زخمی زمین پر پڑی ہی اور اُسکی بھانجی آمسیر اپنا سینہ سپر کیے ہوئے
آمادہ مقابلہ ہی اور بدمست اُس سے مقابلہ پر آمادہ ہی چونکہ یہ بدمست کو پہچانتی تھی بدین سبب
کہ دربار سمندر شاہ میں جاتی تھی پس پہچان لیا یہ حال دیکھکر منورہ کے پاس تو گئی نہیں قصد
کر کے درمیان میں منورہ اور بدمست کے آئی اور کہا کہ او بدمست خوار ہو جا کیا ایک نو دس
برس کی لڑکی سے مقابلہ کرتا ہی دیکھو اُس کے دل و جگر کو کہ اُس نے تجکو ابھی تک غالب ہونے کے پاس
نہ آنے دیا ادھر بدمست نے دیکھا تھا کہ ایک پری کود پڑی اب جو غور کر کے دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو لڑکی
ہی آفتاب جادو کی کہا کہ او غزالان تو اس وقت میرے روبرو سے ہٹ جا ورنہ پچھتائے گی
کیونکہ میں اس وقت اس لڑکی کو گرفتار کر کے ضرور آئینہ اندام کا سر کاٹونگا اور اُس سے وصل
حاصل کرونگا میرے اور تیرے باپ سے بڑی ملاقات تھی اُسکا پاس کرتا ہوں غزالان نے جواب
دیا کہ او بدمست تو خود اس وقت میرے روبرو سے ہٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا میں تجکو
اُس کے پاس تک نہ جانے دونگی بدمست نے جواب دیا کہ ای غزالان میرے تیرے مقابلہ کا اس
وقت قصد نہیں ہی بلکہ شب کو پلنگ پر جو مقابلہ ہوگا تو بڑے لطف سے ہوگا مگر ایک امر کا خیال رہے
جیسا کہ میں اپنی معشوقہ جو کہ میرے روبرو کھڑی ہی اس کے وصل سے کامیاب ہونگا تو تیری بھی حسرت
نکالونگا پہلے اس کے قفل سربستہ کو اپنی کلید سے کھولونگا اور اُس کے طلسم نہانی کو جو کہ مدت سے
بند ہی اور کسی نے فتح نہیں کیا ہی فتح کرونگا تو تیری خواہش کو پورا کرونگا اور تیرے بھی طلسم کو فتح
کرونگا یہ جو بدمست نے کہا غزالان کو نہایت غصہ آیا ایک تیر پر تیر پہ ہو کر جواب دیا کہ کیا بیہودہ
بکتا ہی تو اس بے پردہ عصمت تک کیا میری معدن عصمت تک بھی ہاتھ نہیں لے جا سکتا ہی یہ تیرا خیال
خام ہی کہ اسی امید میں رہیگا یہ تیری آرزو پوری نہ ہوگی بلکہ یہی آرزو تو اپنے دل میں لے کر دنیا سے
جائیگا اور میرے ہاتھ سے قتل ہوگا بس ابکی جو تو نے کچھ کہا تو یاد رکھ کہ تن پر سر نہ ہوگا۔ یہ جو غزالان نے
کہا تو اُسکو سبب ناگوار ہوا ادھر کا حال ملاحظہ ہو کہ ادھر تو غزالان سے اور بدمست سے یہ تقریر ہو رہی تھی
اُدھر وہ سردار جو چلے تھے پیچھے بعد دیر کے آنے لگے غزالان کے بعد سہراب جادو کے آئے انہوں نے
بھی دور سے یہ معرکہ دیکھا جب قریب آئے تو پہچانا کہ لاش آفاق شاہ کی پڑی ہی اُسکی زوجہ بھی
زمین پر زخمی پڑی ہوئی ہی منورہ اُسکے پاس کھڑی ہی غزالان سے اور بدمست سے تقریر ہو رہی ہی یہ
بھی قریب منورہ کے آ کر کھڑے ہوئے ابھی کچھ دریافت نہ کیا تھا کہ چرخ آفتاب ظلم بھی آ کر پہونچے انہوں نے
بھی یہ معرکہ دیکھا وہ قریب سہراب کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے کہ دیکھو کیا رنگ دکھلائیں تب تک آئیں وہ یہ معرکہ

یا تاج اُس کے سر پر سے لے کر اپنے سر پر رکھا وہ تاج مثل خود کے تھا پشت پر اُس طاؤس گنارہ وغیرہ
تھی بس ہرمز نے اپنے کو سب آلات حرب وضرب سے آراستہ کیا اس خیال سے کہ یہ پہلوان بھی معلوم
ہوتا ہے تلوار کی بھی لڑائی لڑتا ہے پس جب آلات حرب وضرب سے درست ہو چکا اُس وقت دکھائی
دی کہ صحرا کی طرف سے غبار پیدا ہوا سب اُس غبار کی طرف دیکھنے لگے جب وہ غبار برطرف ہوا اُس
غبار سے ایک اسپ سیاہ عنان خوشنما زین ولجام سے آراستہ پیدا ہوا وہ قریب ہرمز آفتاب علم
آیا ہرمز نے اُس کی پشت پر ہاتھ پھیر کر چمکاری دے کر پھیرا پس ہاتھ پھیر کر ہرمز نے رکاب میں پاؤں رکھ کر
پشت مرکب پر سوار ہوا عنان ہاتھ میں لی اور مرکب کا رخ طرف میدان کے کیا اور قصد کیا کہ گرم
عنان کروں کہ کچھ فاصلہ پر درمیان ہرمز اور بدمست کے روبرو دیکھا کہ یکایک زمین شگافتہ ہوئی ایک
برق چمکی کہ دونوں طرف کے لوگوں کی آنکھیں جھپک گئیں اور صدا اُسی رعد کی کہ تمام صحرا ہل گیا دونوں
طرف کے لوگ بھی ڈر گئے کفار زیادہ خوف زدہ ہوئے اہل اسلام ہر طرف کانپ کر رہ گئے کفار تو
بار بار منہ کے بل گر پڑے کہ یہ کیا آفت آئی دفعتہ کون سی بلا نازل ہوئی اُس صدا کے آنے کے بعد
ایک بہت تند شور ہوا کا جھونکا آیا ہر ایک حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یہ کیا واقعہ ہے کچھ تاریکی بھی ہو گئی
جب تاریکی برطرف ہوئی دونوں طرف کے لوگوں نے دیکھا کہ زمین میں بڑا سا غار پیدا ہے یہ حال دیکھ کر
ہرمز آفتاب علم نے مرکب کو روک لیا اس خیال سے کہ یہ واقعہ دیکھ لوں کیا ہے ابھی ہرمز دل میں
خیال کر رہا تھا اور غزالالان میدان میں بے ہوش پڑی تھی سہراب وغیرہ اُس کے لینے کو جاتے تھے
کہ یہ ہر کہ بیٹھیں آیا سب تھم گئے ہیں اور حیران ہیں ادھر خود بدمست پریشان ہے ساری بدمستی
فراموش ہے حیرت کا ایک عالم ہے کہ یکایک اُس غار سے آگ کے شعلے نکلنے لگے اور آسمان پر جا کر
غائب ہونے لگے جب شعلے نکلنا موقوف ہوئے پس ایک مرتبہ پھر برق چمکی اور اُس غار سے
بہت سا دھواں نکلا وہ آسمان پر جا کر قائم ہوا اُس ابر دخانی میں ایک مرتبہ چمک ہوئی اور چند
ستارے ٹوٹ کر اُس ابر سے اُس غار میں گرے اُس غار سے پھر ایک شعلہ نکلا اُس نے اُس ابر دخانی
کو بھی برطرف کیا اور خود بھی غائب ہو گیا اب جو سب نے دیکھا کہ اُس غار میں روشنی ہوئی اس طور
سے کہ جیسے آفتاب طلوع ہوتا ہے سب اُس غار کی طرف دیکھنے لگے یہاں تک کہ وہ غار تمام
آئی اور غار سے نکل کر پھیلی اب سب نے دیکھا کہ اُس غار سے ایک گنبد طلائی پیدا ہوا کہ جس کے چار
طرف دروازے تھے اور ہر دروازے پر ایک آفتاب بنا ہوا تھا اور کلس گنبد پر ایک بہت بڑا آفتاب
تھا کہ وہ روشنی اُس آفتاب کی تھی اور ان آفتابوں کی بھی تھی اور ہر در گنبد پر ایک تخت بچھا ہوا تھا
اُس پر ایک جوان بیٹھا ہوا تھا اُس کے روبرو سپر و تلوار رکھی تھی اور ایک شیر بھی زرین ولجام سے
آراستہ کھڑا تھا اُن جوانوں کی صورت سے رعب وداب پیدا تھا کوئی اُن سے آنکھ نہ ملا سکتا تھا ایسا
رعب تھا کہ وہ گنبد آ کر زمین پر قائم ہوا کہ ایک مرتبہ اور جو در تھے اُس گنبد کے تھے وہ خود بخود کھلے
اُن میں چند پری زادیں پیدا ہوئیں کسی کے ہاتھ میں طبل تھا کسی کے ہاتھ میں نفیری تھی کسی کے
ہاتھ میں جھانجھ تھی کہ اُنھوں نے سر باہر نکال کر نفیر بجانا شروع کیا ایک نے جھانجھ ایک نے طبل
بجایا یہ جو صدا اُن جوانوں نے سُنی بس ہر ایک جست کر کے شیر پر سوار ہوئے اور وہ چاروں جوان
صف بستہ کھڑے ہوئے اور ہرمز وغیرہ حیران تھے کہ یہ کیا امر ہے کس کی آمد ہے کون ساحر آتا ہے کسی
ساحر بزرگ کی آمد کا بند و بست ہے نہ معلوم بدمست کی کمک کو کوئی آتا ہے یہ لوگ تو یہ خیال کر رہے تھے

سے نکلا بس اُن شتر سواروں نے آفاق شاہ کو سلام کیا آفاق شاہ نے اُنکا سلام لے کر
اشارہ کیا کہ وہ ہر ایک جوان شتر پر سے کود کر اسی طور سے آکر اپنے مقام پر بیٹھ گیا شتر اُسی مقام پر جاکر
کھڑا ہو گیا آفاق شاہ نے پھر اشارہ کیا کہ وہ ابر جو محیط ہوا تھا ایک مرتبہ سمٹ کر پھر آفتاب بن گیا
بارش مروارید برطرف ہو گئی برق کوندی سب نے دیکھا کہ وہ آفتاب پھر اُسی طور سے کلس گنبد پر آکر
قایم ہوا آفاق شاہ نے اشارہ کیا کہ وہ گنبد طلائی اُسی غار میں چلا گیا برق کی چمک پیدا ہوئی زمین
برابر ہو گئی یہ نیرنگ دیکھکر بدمست کے تو حواس جاتے رہے جب آفاق شاہ اُس گنبد کو روانہ
کر چکا اور زمین برابر ہو چکی اب آفاق شاہ نے تن کر ادھر اُدھر نگاہ کی دیکھا کہ ایک طرف میری زوجہ
اور سب سردار جو کہ میرے ساتھ تھے کھڑے ہیں اور مرجع آفتاب علم مرکب پر سوار آلات حرب و ضرب
سے آراستہ و اسپا سپر سے پیراستہ ادھر کو چلا آتا تھا مگر اب تھم گیا ہے حیران ادھر کو دیکھ رہا ہے اور
ایک طرف چند ساحر کھڑے ہیں لشکر سمندر شاہ کے اُنکے آگے بہت فاصلہ پر بدمست اژدر پر سوار
پنجے پانی میں لیے ہوئے کھڑا ہے غزالان زمین پر پڑی ہے بلکہ مجروح ہے یہ جو دیکھا آفاق مرجع کے
قصد کو سمجھ گیا تھا بدمست کی طرف سے بڑھکر مرجع کو صدا دی کہ اے مرجع تم اُسی مقام پر قیام کرو
تکلیف نہ فرماؤ میں اسکا ہم نبرد آگیا یہ بہت خوش تھا کہ میں نے آفاق شاہ کو قتل کیا اور
اس نے میرے بعد میری زوجہ اور بہانجی کو بہت کلمات سخت کہے ہیں میں سب سن رہا تھا سب
حال سے آگاہ ہوں اسکی سزا اسکو دیتا ہوں یہ میرا شکار ہے نہ معلوم اُسنے دل میں سمجھا کیا ہے اب
یہ مجکو قتل کرے اس نے اپنے خیال ناقص میں مجکو قتل کیا تھا مگر یہ نہ جانتا تھا کہ اسکی جان کا میں
مالک اسوقت ہوں اب یہ میرے قبضہ سے نکل کر کہاں جاتا ہے اب یہ مجکو قتل کرے اسوقت میں جانوں
کہ بڑا ساحر ہے جب سے میں نے غزالان کو مجروح دیکھا ہے میرے آنکھوں میں خون اتر آیا ہے مجکو کیا
دم بھر کا زندہ رہنا گوارا و شاق ہے یہ جو آفاق نے کہا مرجع نے قصد کیا جواب دوں کہ آفاق
کے مقابل بدمست ہوا چونکہ یہ قریب تھا یہ حال جو مرجع نے ملاحظہ کیا خاموش ہو رہے اور اپنے
مقام پر چلے گئے ادھر آفاق شاہ نے سحر کیا کہ دو تخت پیدا ہوئے بالین پر غزالان کے اور دو
پائین دو پیادے نیچے غزالان کو اُٹھا کر اُس مقام پر لائے جہاں سب سردار کھڑے تھے یہاں مرجع
نے سو سے تخت تیار کیا تھا وہ تخت اُس تخت پر لٹا کر غائب ہو گئے جب غزالان اس مقام
پر سے جا چکی اس وقت آفاق نے بدمست کی طرف نگاہ پھیر دیکھکر اور برہم ہو کر ڈپٹ کر کہا کہ
کیا مدہوش ہو اس بے خبر حیرت زدہ کھڑا ہوا مثل تصویر کے دیکھ رہا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کرنے
ہمارا کمال دیکھا اب بھی کچھ جرات ہے کوئی سحر مثل میرے سحر کے یاد ہے یا نہیں بس وہی ایک سحر تھا
تیری تمام عمر کی محنت کا وہ ہی ایک ثمر تھا کہ اس سے تجکو کچھ بھی نہ نظر آیا نادان جو کہ عقل مند اور
کامل ہوتے ہیں وہ اسی طور سے اپنے حریف کی ضرب سے بچتے ہیں اور حریف کو ذلیل کرتے ہیں تو بے وقوف
جو سمجھتا تھا کہ میں نے آفاق شاہ کو ایسے سے قتل کیا اتنے بڑے ساحر کو مارا اسکو بھی اکتفا
نہ کی اسی عالم بے ہوشی میں ظلم پر کمر کسی پہلے تو میری زوجہ کی طرف خیال بد کیا تھا اُسنے اسکی آبرو
بچائی لڑکی کو جو دیکھا تو اسکی طرف خیال فاسد کیا اُس پر نگاہ بد ڈالی اور بیہودہ تقریر کی عشق ظاہر
کیا دیکھ میں تیرا عشق سب نکالے دیتا ہوں اُنھوں نے جو عجز کیا تو نے نہ سُنا میری زوجہ کو بھی
کیا اور قصد ہلاک کرنے کا کیا اگر یہ لڑکی نہ ہوتی تو تو ضرور قتل کرتا خیر خدا کو آبرو و جان دونوں تیرے سے

ہاتھ سے بچا ناتھی کہ یہ لوگ پہونچ گئے اُن میں سے بھی ایک کو تو نے مجروح کیا اور قصد اُسکے بھی قتل
کا ہوگا کہ میں آگیا یہ سب خبریں مجھکو میرے پیر دے رہے تھے میں اپنا بندوبست کر رہا تھا کیونکہ تیرے
سحر کے مٹانے کے لیے میں نے اپنے ہم شبیہ کو تیرے ہاتھ سے قتل کرا دیا اپنے کو تیری ضرب سے بچا لیا
کیونکہ تو نے سحر بہت زبردست کیا تھا یہ بھی تیرے کمال کا سحر تھا اب تیری شکست وقت رہ گئی ہو
یوں حریف کی ضرب سے بچتے ہیں اسکو کمال کہتے ہیں تیری سمجھ میں بھی نہ آیا ہوگا کہ کیا ہوا کون قتل ہوا تو
یہی خیال کرتا ہوگا کہ میں نے آفاق کو قتل کیا اپنے دل میں بہت خوش ہوگا اب تجھکو دیکھ کر تیرے
حواس جاتے رہے ہوں گے کہ یہ کیا ہو گیا بموجب شعر سہ من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال
سکار ہے کہ فلک کشد نشتر را چہ مجال + میں کچھ خیال کر رہا تھا کہ یہاں دوسرا امر ہوا یہ اہرکش میں نے
تیرے دل کو خوش کر دیا بس اب خبردار ہو جا تیری قضا آگئی ہے میں تجھکو ان کلامات کی سزا دوں گا
جو تو نے بعد میرے میرے ناموس سے کیے ہیں اسی تیغ سے تجھکو قتل کرونگا یہ جو دانش کر آفاق شاہ
نے کہا ایک تو بد مست کے حواس باختہ تھے ہی اس تقریر سے اس کے حواس اور جاتے رہے
کلیجہ سینہ میں ہاتھوں اچھلنے لگا دل سے کہنے لگا کہ بڑی خرابی ہوئی یہاں تو دوسرا ہی نقشہ ہو گیا میں
کچھ سمجھا تھا اور ہو کچھ گیا اب اس کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے اسنے بڑی چالاکی کی میرے حواس اسکی
اس چالاکی سے جاتے رہے بڑا فریب کیا میرے سحر کو مٹا دیا اپنی شبیہ قتل کرا کے افسوس میں نے
بڑا دھوکا کھایا یہ دل سے باتیں کر کے آفاق شاہ سے کہا کہ او آفاق تو بڑا مکار نکلا تو نے مجھکو
دھوکا دیا اگر میں یہ جانتا کہ تو دھوکا دیگا تو اسکا بندوبست کر لیتا خیر اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر
کہاں جائے گا ایک مرتبہ فریب کر کے اپنی شبیہ کو قتل کرا کے بچ گیا اب کیا کرے گا لیکن میں اسکا بھی
بندوبست کر لونگا تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے ایک مرتبہ اس تدبیر سے تو بچ گیا ابھی بچنا دشوار ہے
معلوم ہوا تو بڑا مکار ہے تو کیا مجھکو قتل کر سکتا ہے میں خود تجھکو قتل کر کے تیرے تمام شہر اہلیان کو قتل کرونگا
اور اپنی معشوقہ کو اپنے قبضہ میں کر دونگا اور اپنا شہر تصرف کر دونگا یہ جو بد مست نے کہا
آفاق کو اسکی تقریر پر نہایت غصہ آیا جواب دیا کہ بس اپنی زبان بند کر ورنہ گدی سے کھینچ لونگا
تو بہت چرب زبان ہوا ہے عورتوں سے تقریر کرکے تیری زبان کھل گئی ہے مجھکو بھی غرالان اندر
انکیشہ انہدام تصور کیا ہے اب جو تو نے کچھ کہا میں تجھکو زبان تیغ سے جواب دونگا یہ مقام بزم
نہیں ہے مقام رزم ہے سہ بیار آنچہ داری ز مردی نشان + کمان کیانی دگر زرگران + یہ بد مست نے
جواب دیا کہ اچھا اب تم اپنا وار کرو آفاق نے جواب دیا کہ میں پہلے حربہ بند کرونگا گو میں تجھ سے
مقابلہ کر چکا ہوں اور کئی حربے تیرے روک چکا ہوں مگر پھر بھی تو ہی پہلے حربہ کر یہ بد مست نے یہ
سنکے ایک مرتبہ اپنے اژدر پر ایک کوڑا مارا اژدر سے صدا آئی جیسے کوڑا پڑا ایک شعلہ اژدر سے
نکلا اور طرف آفاق کے چلا آفاق نے آفتابی وہ اسی مقام پر شعلہ آ کر گرا یہ دیکھ کر وہ ناری
جل گیا فوراً دستک دی کہ زمین شق ہوئی اس سے شیر پیدا ہوا اسنے اس شیر کو اشارہ کیا کہ آفاق
کو کھا لے بس وہ شیر اسکی طرف آفاق کے چلا جب آفاق نے دیکھا کہ شیر میری طرف آتا ہے
اس نے فوراً دستک دی کہ زمین شق ہوئی وہی جوان شیر سوار جو کہ اس گنبد طلائی کے دروازوں
پر بیٹھے تھے انمیں سے ایک ظاہر ہوا اور سامنے آفاق کے آیا اور عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے آفاق نے
کہا کہ اس شیر کو کھا لے جو میری طرف آتا ہے بس یہ کہنا تھا کہ وہ جوان اپنے شیر کو بڑھا کر اس شیر کی

فا

طرف چلا اتنے عرصہ میں وہ شیر بھی قریب آگیا تھا جیسے اسکا اور اُس شیر کا سامنا ہوا اُس جوان نے ڈانٹ
کر کہا کہ او نا لایق کدھر جاتا ہی آ میری طرف مین تیرا بہت مشتاق تھا یہ جو جوان نے کہا وہ شیر اُسکی
طرف چلا اودھر بدمستشا نے اپنے سحر کو قوت دی اور پکارکر شیر سے کہا کہ پہلے اس جوان کا کام تمام
کر پھر آفاق شاہ کو قتل کر یا سُن وہ شیر غراکر اُس جوان پر آیا اور قریب پہونچ کر ایک پنجہ اُٹھا کر
قصد کیا کہ طمانچہ ماروں کہ منھ پھر جائے جیسے اُس شیر نے یہ قصد کیا اور پنجہ اُٹھایا ویسے ہی وہ جوان
شیر پر سے کود پڑا اور اُسکے ضرب سے بچ کر اُسکے شکم کے نیچے ہو گیا اُسکا پنجہ خالی گیا اُسنے کیا کیا
کہ اُسکے دونوں ہاتھ ایک ہاتھ سے پکڑکر اور دونوں پاؤں ایک پاؤں سے پکڑکر اٹھا لیا اور زمین پر دے
مارا اس طور سے کہ جیسے کوئی پھول کو پھینک دیتا ہی جیسے وہ شیر گرا یہ دوڑکر اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور
کمر سے خنجر نکال کر اُس کے سینہ کو چاک کیا اور کلیجہ نکال کر کھانے لگا اُس شیر کا سینہ چاک ہونا تھا کہ ایک
صدا ایسی مہیب آئی کہ اُس صدا کے اُٹھنے سے صحرا ہل گیا یہ جو حال بدمستشا نے دیکھا اس نے فوراً تھپک
دی کہ زمین شق ہوئی ایک خرس پیدا ہوا اُس خرس بادیہ ضلالت نے اُس خرس کو اشارہ کیا
کہ اُس جوان کو کھالے وہ خرس اُس مقام پر سے پنجہ اُٹھا کر چلا اودھر آفاق نے دستک دی کہ دوسرا
جوان شیر سوار پیدا ہوا آفاق شاہ نے کہا کہ لینا اُس خرس کو میرے غلام تک نہ آنے دینا یہ سنتا تھا
کہ وہ جوان اپنے شیر کو بڑھا کر خرس کے قریب آیا کہا کہ او صحرا کے جانور تو کدھر جاتا ہی میری طرف آ
اس نے اُسکی طرف رخ کیا کہ بدمستشا نے سحر کو زور دیا اُس جوان نے اپنے شیر پر سے کود کر خرس
کے قریب آکر ایک طمانچہ جو مارا خرس کا سر تن پر سے اُڑ گیا اُسنے بڑھکر اور ہاتھ اُسکی کمر میں دیکر
زمین سے اٹھا لیا اور قریب اپنے شیر کے لاکر اُسکا شکم چاک کیا یہ بھی کلیجہ نکال کر کھانے لگا اسکا شیر
خون پینے لگا اُسی طور سے پھر صدا آئی اُدھر اُس جوان اول کا بھی شیر شیر کا خون پی رہا ہی یہ ساتھ
بدمستشا نے دیکھکر پھر دستک دی کہ ایک اژدر پیدا ہوا بدمستشا نے کہا کہ ان دونوں جوانوں
کو مع شیر کے اور آفاق شاہ کو نگل جا یہ سنتا تھا کہ وہ اژدر شعلہ آتشین چھوڑکر بڑا دم کشی
چلا کہ آفاق شاہ نے اشارہ کرکے دستک دی تیسرا جوان پیدا ہوا آفاق شاہ نے اُس سے
کہا کہ اس اژدر کو چیر کر پھینک دے پس وہ جوان شیر سوار اُسکی طرف چلا اُس نے دم کشی کی
اُسی طور سے اُسکے منھ کے قریب پہونچ گیا قریب دہن پہونچا تھا کہ اُس نے کلہ دونوں طرف پکڑ کر
ایک چیخ ماری اور چیر ڈالا کرپاس کے پھاڑ ڈالا ویسی صدا آئی جیسی دو مرتبہ آئی تھی اُسکا دل نکال کر
اپنے شیر کو کھلانے لگا اب کی مرتبہ پھر بدمستشا نے دستک دی کہ صحرا سے ایک سوار پیدا ہوا وہ
شیر پر سوار تھا اُس سے بدمستشا نے کہا کہ ان تینوں جوانوں کو قتل کر اور آفاق شاہ کو وہ
تلوار لیکر چلا آفاق شاہ نے دستک دی کہ چوتھا جوان پیدا ہوا اُس سے آفاق شاہ نے
اشارہ کیا کہ اس شیر سوار کو مار لے پس وہ جوان اپنے شیر کو بڑھا کر اُسکی طرف چلا وہ اودھر کو آتا تھا
باہم مقابل ہوئے اُس نے تلوار ماری سوار آفاق شاہ نے خالی دی اور جھک کر اپنے شیر پر سے
اُسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُسکو شیر پر سے اُٹھا لیا دوسرا ہاتھ ایک مرتبہ جھٹکا دیا کہ ایک برق چمک کر
گری کہ اُس سوار کے دو ٹکڑے ہوگئے اودھر اُس جوان نے جسکو اٹھایا تھا زمین پر دے مارا اور کود کر
ایک پیر پکڑا ایک دبا کر مثل کرپاس کے نیچے چیر ڈالا دل و جگر نکال کر شیر کو کھلانے لگا اسکے مرنے
سے ایک سیاہ آندھی اٹھی اور تاریک پیدا ہوا بہت غل و شور کی صدا آئی جب اس طور سے

چار دن حربے بدمست کے برپا ہوئے اسکو بہت غصہ آیا ایک مرتبہ اس نے برہم ہوکر دستک دی اور
کہا کہ اے فیلان مردم در جلد حاضر ہو اسکا صدا دینا تھا کہ صحرا کی طرف سے صدائے زنجیر آنے لگی سب نے
دیکھا کہ صحرا کی جانب سے ایک نہایت بدمست اور قوی ہیکل فیل پیدا ہوا کہ دو دانت اُس کے
مثل نیزہ باہر نکلے ہوئے بلندی میں مثل کوہ سیاہ ایسا کہ تاریکی ظلمات اُسکے روبرو کچھ اصل
نہیں رکھتی تھی سیاہی شب دیجور کی کوئی اصل تھی زیادہ تر دل کفار سے سیاہ خرطوم اٹھائے
ہوئے چلا آتا ہے پاؤں میں زنجیر آہنی سو من کی پڑی ہوئی جیسے بدمست نے دیکھا کہ ہو جب
میری طلب کے فیلان پیدا ہوا کہا کہ ان سب کو اپنی خرطوم میں لپیٹ کر ہلاک کر وہ یہ اشارہ
پاتے ہی ایک چیخ تر سے مارکر اپنی خرطوم اٹھاکر چلا آفاق شاہ نے دستک دی کہ وہی گنبد
طلائی پیدا ہوا اُسی طور سے آفتاب طلوع تھا جیسے گنبد ظاہر ہوا آفاق شاہ نے اشارہ
کیا اس گنبد کی طرف اُس گنبد میں ایک چمک پیدا ہوئی اُس سے ایک برق کوند کر آسمان پر گئی
اور وہاں سے چمک کر گری لو پشت فیل پر گری فیل دوپارہ ہوکر زمین پر گرا تاریکی ہوگئی جب
تاریکی بر طرف ہوئی صدا ایسے ہولناک آئی بعد صدا آنے کے سب نے دیکھا کہ وہ گنبد اور وہ جوان اُسی
طور سے ہیں مگر فیل کے دو ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں پس یہ حال دیکھکر بدمست کو بہت ہی غصہ آیا
اپنے ہونٹ مارے غصہ کے کاٹنے لگا اپنی کف دست کو کئی مرتبہ کاٹا پس برہم ہوکر آفاق شاہ
سے کہا کہ تو نے پانچ حربے میرے رد کیے اگر ابکی تو میرے حربے سے بچ جائے تو جانوں یہ کہکر اپنی جوڑے
پر ہاتھ ڈالا ادھر آفاق شاہ نے اشارہ کیا کہ برق کوندی اب جو سب نے دیکھا نہ وہ جوان
تھے نہ گنبد تھا صاف میدان تھا وہ پانچوں لاشیں جانوروں کی پڑی ہوئی تھیں اُدھر
بدمست نے جوڑے سے ایک شیشہ فولادی نکالا اور شعلہ ہائے میں نے کہ آفاق سے کہا کہ خبردار
ہو جا کہ اب میں تیرا اپنا حربہ کرتا ہوں آفاق نے کہا کہ میں خبردار ہوں ابھی تک میں نے کوئی حربہ
نہیں کیا ہے میں تیرے حربہ دیکھ رہا ہوں یہ کہکر [illegible] ہوئے نگاہ طرف لگی ہوئی کہ اب یہ کیا پھیر لگاتا ہے کہ
ادھر بدمست نے اس شیشہ کے منہ پر سے ڈاٹ کی ڈاٹ کا لینا تھا کہ اس سے ایک دھواں
نکلا بعد دھوئیں دھوئیں میں نکلنے کے سب نے دیکھا کہ ایک ناگن نہایت سیاہ اور چھوٹی کہ جسکی پھنکار
سے تمام صحرا کی گھاس جل گئی وہ اُس شیشہ فولادی سے نکلی بدمست نے اشارہ آفاق
شاہ کی طرف کیا وہ چلی ایسی وہ ناگن تھی کہ اگر اُسکی ہوا لگ جاتی تو آدمی زندہ نہ رہتا کہاں تھا
تو شیر دلیر چیز اور مختصر ایسی تھی کہ گویا ایک ڈب یعنی ایک بالشت پس وہ گھاس سے وہاں چلی
اور ایک [illegible] زدن میں آفاق شاہ کے قریب آگئی یہ تو خبردار تھے انھوں نے اسم پڑھ کر
اور [illegible] لیا [illegible] وہ قریب آگئی اور اس نے قصد کیا کہ کھسر مارے آفاق شاہ نے
یہ دیکھکر کہ ناگن کو ٹڑا ہوا [illegible] چالاکی اُسکی دم پر ہاتھ ڈالا بس ایسی چالاکی سے ہاتھ ڈالا تھا
کہ اُسکی دم ہاتھ میں [illegible] سب نے دیکھا کہ وہ ناگن نہ تھی آفاق شاہ کے
ہاتھ میں [illegible] تھا وہ ناگن کوڑا ہوکر رہ گئی آفاق شاہ نے بدمست کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تو نے
[illegible] لیے کہا تھا کہ خبردار ہو جانا اور [illegible] کو [illegible] وہ کیا خوب حربہ کیا تھا بس تیرا کمال
[illegible] دیکھ [illegible] تمام بدن سیاہ ہو گیا اس قدر خون
[illegible] نے جوش کیا بدن زہر اگلنے لگا کہ آخر آفاق معلوم ہوا کہ تو سا حربہ دست ہی تو [illegible] نہ

نہ قتل ہوگا اب مین سمجھو نہیں پا تلوار سے قتل کرونگا یہ کہکر اپنے اژدر کو بڑھایا وہ بل کھا کر چلا یہ دل مین
پیچ و تاب کھاتا ہوا آتا ہی اُسکی تقریر کا آفاق شاہ نے جواب دیا کہ او موذی آتو سہی دیکھو مین کیسا
تیرا بل نکالتا ہون جب تک تیرا سر کچلا نہ جائیگا اُس وقت تک یہ تیرا زہر اُگلنا نہ جائیگا تیری
سر کوبی کو مین موجود ہون اُنہیں سے خود وہ تلوار سے مقابلہ کرو وہ موذی اُس تقریر کو سُنکے مثل مار سر و
دم بریدہ کے بل کھا کر قریب پہونچ ہی تو گیا تلوار راہ مین چلم سے نکال لی تھی آتے ہی سر آفاق
شاہ پر وار کیا آفاق شاہ نے سپر پر روکا تلوار چلنے لگی اور آفاق شاہ خالی دیتے رہے
جب کئی وار رد کر چکے تو کہا کہ اچھا تو لو اپنا حوصلہ نکال چکا اب مجھکو وار کرنے دے سو تو فرسے
زدی ضرب من نوش کن * ہمیشہ یادی از دل فراموش کن * بدمست نے جواب دیا کہ مین خود
کہنے والا تھا کہ اب تم وار کرو میری تو عین خوشی ہی یہ کہکر اُس نے ہاتھ روک لیا کہ آفاق شاہ
نے وہی تلوار جو کہ اُنکے ہاتھ مین برہنہ تھی بلند کی اور کہا کہ خبردار ہو مین وار کرتا ہون بدمست
نے جو دیکھا کہ آفاق شاہ نے تلوار علم کی اس نے سمجھ لیا کہ کئی سپرین ہمیں کر اس کے سر پر
قائم ہوئین اشمیر اس نے اکتفا نہ کی ایک سپر اور قائم کی اُس کے نیچے اپنی تلوار رکھی بس اُدھر
آفاق شاہ نے نعرہ کرکے اپنا وار کیا سب نے دیکھا کہ یا تو تلوار بالائے سپر چمکی تھی یا زیر شکم
اژدر نمایان ہوئی زمین کو بوسہ دیا راوی نے بیان کیا ہی کہ اُس تلوار نے ایسپر کو مثل قرص پنیر کے
کاٹا تمام سپرون کو قلم کرکے تلوار پڑی تلوار کو قلم کرکے سر پر آئی سر کو دو پارہ کرکے صراحی گردن مین
اُتری وہان سے صندوق سینہ کے قفل کو کھولتی ہوئی شکم مین آئی شکم کی خبر لیتی ہوئی راکب کو
دو ٹکڑے کرتی اژدر تک پہنچی وہان سے جو گذری تو زمین کی خبر لی بس بدمست مع اژدر کے چار ٹکڑے
ہوا اُسکا مرنا تھا کہ صدائے گیر و دار بلند ہوئی تاریکی ہوگئی برق چلنے لگی آندھی سیاہ اُٹھی برف باری
ہوئی شعلے نکلے آگ برسی جب یہ سب علامتیں برطرف ہوگئین صدا آئی کہ کشتی مرا نام من بدمست
خون ریز جادو بود افسوس وہم دہان دادہم بطلب خود نہ رسیدیم یہ صدا کر وہ سب آثار جو ظہور
میں برطرف ہوئے تو سب نے دیکھا کہ بدمست کے دو ٹکڑے پڑے ہین یکایک اُن دونون ٹکڑون
سے ایک شعلہ پیدا ہوا وہ جا کر اُن جانورون کے پرون پر پڑا وہ جلنے لگے ادھر اُس لاش بدمست
مین بھی آگ لگ گئی سب جل کر خاک ہوگئے ہوا چلی اُس ہوا نے سب راکھ کو ایک مقام پر جمع کیا یعنی
اُن جانورون کی راکھ اور بدمست کی راکھ مل گئی اُس سے ایک طائر پیدا ہوا وہ اُڑکر بالائے آسمان
گیا اُس نے تین مرتبہ صدائے ہیہات ہیہات دی اور کہا کہ افسوس بدمست خون ریز ہاتھ سے
آفاق شاہ کے قتل ہوئے موت نے اس قدر مہلت بھی نہ دی کہ اپنے کو بچاتے اپنی شبیہ مثل
آفاق شاہ کے قتل کراتے یہ کہکر اور صدا دے کر وہ جانور سیاہ رنگ طرف سمندر کے چلا گیا کہ
اُسکا حال پھر تحریر ہوگا ادھر کا حال ملاحظہ ہو کہ پہلے تو سرداران بدمست یہ سمجھے تھے کہ مثل آفاق
شاہ کے ہمارے آقا نے بھی اپنی شبیہ کو قتل کرایا اس خیال سے حملہ ور نہ ہوئے تھے جب اُس
طائر نے خاک سے پیدا ہوکر وہ صدا دی اب سب کو معلوم ہوا کہ ہمارا آقا قتل ہوا اصل مین شبیہ
نہین قتل ہوئی ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ بدمست نے گو قصد کیا تھا جب آفاق شاہ نے
تلوار لگائی تھی مگر اُسکی قضا آچکی تھی کیونکہ اُسکا قصد پورا ہوتا کہ وہ خود تو بچ جاتا اور اپنی شبیہ قتل
کرا دیتا جیسا کہ آفاق شاہ نے کیا تھا گو اُسنے بھی یہی قصد کیا تھا کہ اب تو مین سپرین وغیرہ

قائم کر چکا ہون خود نکل جاؤن شبیہ کو قتل کراؤن یہہ بھی خیال کرتا رہا وہان ملک الموت نے اپنا کام کر لیا
یا تو قضا کا پہر گیا صرصر قضا نے بدمست کے چراغ ہستی کو گل کر دیا بدمست حسرت لیے کر اپنے دل مین
چلا گیا ایک امر یہان پر اور لائق تحریر ہے وہ یہہ ہے کہ ان ساحرون مین بسبب سحر کے یہہ قدرت ہوتی ہے کہ وہ اپنے کو
پوشیدہ کر لے اور اپنی شبیہ کو قتل کرا لے مگر جس قدر سحر مین کمال زیادہ رکھتا ہوگا اسی قدر جلد اپنے
کو پوشیدہ کر سکتا ہے اور اپنی شبیہ کو قتل کرا سکتا ہے اور جس قدر سحر مین کم مہارت ہوگی اسی قدر دیر مین
ایسا ہوگا چونکہ آفاق شاہ ساحران زبردست و کاملین سے تھا ایک چشم زدن مین خود پنہان ہو گیا
اور اپنی شبیہ کو قتل کرا دیا تھا بدمست ساحر زبردست نہ تھا نہ ایسا کامل تھا اسکو عرصہ ہوا مارا گیا
اس امر کا لحاظ رہے ناظرین کو کہ یہہ امر یعنی شبیہ کا قتل کرانا کوئی میرا ایجاد نہین ہے بلکہ اسکو طلسم ہوشربا
مین سابقین نے تحریر کیا ہے جیسے کہ افراسیاب نے طلسم نور افشان مین جب کہ خورشید
روشن ضمیر کو طلسم سیاہ سے رہا کرنے گیا تھا جسکو کوکب نے قید کیا تھا اور افراسیاب سے
و کوکب سے مقابلہ ہوا تھا اس مقام پر افراسیاب نے اپنی شبیہ قتل کرائی تھی پس کوکب
کو تو معلوم ہوا تھا کہ افراسیاب قتل ہو گیا اس نے اسی پردے مین طلسم کو فتح کر لیا تھا پس
اسی طریقے کو حقیر نے بھی بیان کیا ہے دوسرے یہہ امر ناظرین پر ظاہر ہو کہ ساحر جو دھوکا کھاتے ہین
اور یہہ نہین خیال کرتے ہین کہ شبیہ قتل ہوئی یا اصل مین وہ خود قتل ہوا اسکا سبب یہہ ہے کہ جیسے اصل
ساحر کے مرنے مین علامتین سحر کی برپا ہوتی ہین یہہ عمل مچاتے ہین ویسے ہی شبیہ کے بھی قتل ہونے
مین ہوتا ہے گویا خود وہ ساحر قتل ہوا پس یہی امر دھوکا دیتا ہے یہہ تو مین بیان کر چکا ہون کہ ساحر مین
اس امر کی بسبب سحر کے قدرت ہے کہ وہ اپنی شبیہ کو قتل کرا لے مگر اس عمل مین محنت زیادہ
کرنی ہوتی ہے بدین سبب ساحر اس عمل پر محنت نہین کرتے ہین جو کاملین سے ہین وہ محنت کرتے ہین
اس عمل کو بھی ساحر کرتے ہین گو سحر جب سکھایا جاتا ہے تو یہہ بھی تعلیم کیا جاتا ہے اگر محنت کی تو وہ قبضہ
مین ہو جاتا ہے اگر محنت نہین کی تو سکھ کر بھی مشکل ہے دو ایک دن مین اس سحر پر قبضہ ہوتا ہے پس اسی
سبب سے چھوٹے چھوٹے ساحر اسکو عمل مین نہین لاتے ہین اور بڑے ساحر جو عمل مین نہین لاتے
ہین اسکا سبب یہہ ہے کہ ہم شبیہ کے قتل کرانے سے قوت کم ہو جاتی ہے بدین سبب کاملین مین سے بھی
کوئی اس کام کو نہین کرتا ہے ہان جہان ایسی ہی ضرورت ہوتی ہے وہان ایسی حرکت کی جاتی ہے پس یہہ
سبب ہے جو ہر ایک ساحر اسکو نہین کرتا ہے اور اس سحر پر نہین عمل کرتا ہے یہہ کوئی نہ کہے کہ جانتے نہین
ہین ہان جب ایسی قدرت رکھتے ہین تو پھر کیون اپنے کو قتل کراتے ہین عیارون کے ہاتھ سے یا مقابلہ
مین جا کر اپنی شبیہ کو کیون نہین [illegible] کر رکھے نہ آنے کا تو وہی جواب ہے کہ آتا سب کو ہے کوئی محنت
کر کے حاصل کر لیتا ہے کوئی نہین اگر محنت کرے وہ بھی عمل مین لانے لگے اور اس امر کا یہہ جواب ہے
کہ وہ شبیہ کو کیون نہین مقابلہ مین قتل کراتا یا عیارون سے تو یہہ سبب ہے کہ مین ابھی لکھ چکا ہون کہ
قوت کم ہو جاتی ہے اور بڑی مشکل پڑتی ہے پس ایسے امر کو ہر ایک بات پر عمل مین لانا مشکل ہے ہان
جب کوئی ایسی ہی مہم ہو تو ایسا کیا جاتا ہے دوسرے یہہ امر ہے کہ جب اس عمل پر محنت کی جاتی ہے
اسکے جو پیر ہین وہ صاحب [illegible] ہوتے یہہ اقرار کر لیتے ہین کہ ہم کو ہر مقام پر مطلب کرنا ہم وقت
ہم سے کام نہ لینا جب ایسی ہی اشد ضرورت ہو اس وقت ہم سے کام لینا بدین سبب اور بھی
ساحر اس عمل کو کام مین نہین لاتے ہین بلکہ اسکو برا جانتے ہین پھر اس سے تو کچھ غرض نہین ہے

اپنے مطلب سے مطلب ہی پس جب سرداروں نے دیکھا کہ ہمارا آقا در اصل قتل ہوا ہی وہ جس قدر تھے سب
حربہ سحر لیکر آفاق شاہ پر چلے آفاق شاہ نے سحر کرنا شروع کیا یہ حال جو زوجہ نے
آفاق شاہ کی اور منورہ نے اور مرتیخ وغیرہ نے دیکھا سب کے سب ادھر سے چلے ایک
ہی حملہ میں اُن سرداروں کے پاؤں اُٹھ گئے ان ساحروں کے سحر کی تاب نہ لاسکے باقی ماندہ کوئی
دس بیس فرار کر گئے سب سرداروں نے قصد کیا کہ تعاقب کریں آفاق شاہ نے کہا کہ کیا ضرورت ہی
چلو کفار کے لشکر کا تو حال دیکھیں کہ اُسکا کیا حال ہی کیونکہ آپ لوگ تو میرے مرنے کی خبر سُنکے ادھر چلے
آئے ہوں گے اُنکو اُسی حالت پر چھوڑ دیا ہوگا اُنھوں نے جو مہلت پائی ہوگی اپنا بند و بست
کیا ہوگا سرداروں نے جواب دیا کہ یہ امر تو ضرور ہی مگر ہم یہ تدبیر کر آئے تھے کہ ایک سحر ایسا ہر ایک پر
کر آئے تھے کہ جس سے بچنا اُنکا محال تھا آفاق شاہ نے کہا کہ اچھا تشریف تو لے چلیے پس سب
سردار اپنے اپنے سحر کو درست کر کے ہمراہ آفاق شاہ کے لشکر کفار پر چلے یہاں تک کہ قریب
لشکر کفار کے پہونچے صدائیں ساحروں کے مرنے کی آرہی تھیں پس آفاق شاہ وغیرہ نے یہ
صدائیں سُنکے خیال کیا کہ ابھی کفار زندہ ہیں لشکر میں پس ہر ایک نے پھر ایک ایک سحر کیا کہ جس سے
پھر بازار مرگ گرم ہوا کفار مرنے کے واصل جہنم ہونے لگے راوی نے بیان کیا ہی کہ تھوڑے عرصہ میں
اُن لوگوں نے کل لشکر کا خاتمہ کر دیا خاتمہ پہلے ہی ہوچکا تھا مگر جو کچھ باقی تھا وہ اب تمام ہوگیا جو اُس
معرکہ سے بچ کر نکل گیا جو کہ بیرون لشکر ہوگیا وہ بچا اور جو لشکر میں رہا اُسکا تو خاتمہ ہوا جب سب لشکر
تباہ ہوچکا اور ایک زندہ نہ رہا تو ان لوگوں نے سحر سے دریافت کیا کہ اس لشکر میں کوئی زندہ تو نہیں رہا
معلوم ہوا کہ کوئی نہیں رہا سب جل کر خاک ہوگئے اُس وقت سب نے مل کر سجدہ شکر بدرگاہ بے نیاز
کیا دعا مانگی دعا مانگ کر سحر کیا کہ ایک ایسا ہوا ایسی چلی کہ جس سے ہر ایک کے قلب کو تازہ کر دیا پھر سب
سرداروں نے سحر کیا کہ وہ جو آگ لگی ہوئی تھی اُسکو سحر سے برطرف کیا میدان صاف ہوا دیکھا کہ
ہزاروں مقام پر خاک کے انبار ہیں بہت سے مقام پر کفار پڑے ہوئے سسک رہے ہیں مگر سر سے
پاؤں تک آبلہ ہیں یہ حال دیکھکر آفاق شاہ نے سحر کیا کہ چند جانور پیدا ہوئے وہ جو پڑے
ہوئے تھے اُنکو اُٹھا اُٹھا کر لے گئے اب وہاں سوائے راکھ کے یا زر و زیور کے کوئی چیز اُس قسم کی
مثل پارچہ یا انسان سے نہ تھی جسم جل گئے تھے کپڑے سب سوختہ ہوگئے تھے جب انسان جل گئے تو
ان اشیا کی کیا ہستی ہی پس آفاق شاہ نے وہ سب مال و زر دیکھکر سرداروں سے کہا کہ بسم اللہ
اِس سب کو آپ لوگ اپنے تصرف میں لائیں اُنھوں نے کہا کہ ہم کو ضرورت نہیں آپ کی مہربانی ہے
اور خدا کی قدرت سے بہت کچھ ہمارے پاس ہی ہمکو کسی شی کی ضرورت نہیں ہی یہ جو سب نے
کہا آفاق شاہ نے سحر کیا کہ بہت سے تھیلے پیدا ہوئے اُن سے کہا کہ تم یہ سب مال و زر اُٹھا
لے جاؤ اور اُسکو امانت رکھنا جب ہم تم سے طلب کریں ہمارے پاس لے آنا وہ تھیلے سب
مال و زر اُٹھا کر لے گئے اُس کے بعد آفاق شاہ نے سحر کیا کہ ہوا چلی وہ جو اسباب خاک جلی
ہوئی جو کہ پڑی تھی اُڑا لے گئی میدان صاف ہوگیا آفاق شاہ نے مرتیخ سے کہا کہ اے
مرتیخ اب تمھاری کیا مرضی ہی کہ اب یہاں سے لشکر کو لے چلیں یا یہ شب اسی مقام پر بسر
کریں کیونکہ اس معرکہ میں سب دن تو شام ہوگیا اگر تخت سحر پر بھی سوار ہو کر چلیں گے تو تھوڑی
دور جائیں گے کہ رات ہو جائے گی کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر راہ فراموش کر جائیں تو بڑی خرابی ہو مرتیخ

نے کہا کہ اے آفاق شاہ میری تو یہ رائے ہے کہ یہاں سے چلو جس مقام پر شام ہو جائے
اُسی مقام پر ٹھہر جاؤ پس جس قدر راہ اس وقت طے ہو جائے وہی بہتر ہے کل صبح کو اُسی قدر مسافت
کم ہوگی آفاق نے کہا کہ یہ رائے تمہاری بہت درست ہے پس اُس وقت سب نے اس رائے
کو پسند کیا ہر ایک نے تخت سحر تیار کیا راوی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ سب نے مل کر خزالان
کو ہوشیار کیا تھا اُس کے بھی مرہم کا پھایا لگایا تھا سر کو باندھ دیا تھا وہ بھی ہمراہ ہو تخت سحر پر
سب سوار ہو کر چلے آفاق شاہ مع اپنی زوجہ کے تخت پر سوار تھا کہ اُسکی زوجہ نے پوچھا کہ
تم نے تو آج مجکو بہت پریشان کیا میں نے تو اپنی جان دی ہوتی اگرچہ لڑکی نہ آ جاتی میں نے جب
تمہاری لاش دیکھی اپنے کو تخت پر سے گرا دیا چونکہ تخت بہت بلند تھا اگر زمین پر گرتی تو استخوان
چور ہو جاتے کچھ بیان تو کرو کہ کیا واقعہ گذرا تھا آفاق شاہ نے کہا کہ اب جب ایک مقام پر
اطمینان سے بیٹھونگا تو بیان کرونگا زوجہ اُسکی خاموش ہو رہی راوی نے بیان کیا کہ آفاق
شاہ نے اپنی ہم شبیہ کی لاش کو دفن کر دیا تھا اُسی مقام پر اب راوی کہتا ہے کہ یہ لوگ
چلے آتے ہیں یہاں تک کہ کوئی چار کوس آئے تھے کہ ایک سبزہ زار ملا اور ایک بہت عمدہ پر صفا پہاڑ
نظر آیا اُس سبزہ زار میں ایک چشمہ بھی آب مصفا کا تھا رات بھی ہو گئی تھی آفاق شاہ سے
فرخ نے کہا کہ اب اسی مقام پر شب بسر کرو فرخ نے کہا کہ اچھا غرض کہ تخت ہوا سے زمین پر آ
بلندی پہاڑ پر آکر پہلے خوب سیر کی اُس کے بعد سحر سے ایک خیمہ تیار کیا اُسمین سب جا کر بیٹھے وہ
فرش وغیرہ سے خوب آراستہ تھا ہر ایک اپنے قرینہ سے بیٹھا اب باتیں ہونے لگیں فرخ نے
آفاق شاہ سے دریافت کیا آفاق شاہ نے کل حال جو کہ مقابلہ کا تحریر ہو چکا ہے اول سے
آخر تک بیان کیا اپنی شبیہ کا قتل کرانا اور اپنے مقام پر جا کر جہان سحر اسنے تعلیم پایا ہے اور اسکا
جو کا بھی اپنے کو درست کرنا اور پیرون کا سب حال سے آگاہ کرنا اسکا بصورت مذکورہ بالا آنا بیان
کیا اب سب کو پوری کیفیت معلوم ہوئی زوجہ آفاق نے اپنا حال بیان کیا پھر تو ہر سردار نے
اپنی اپنی کیفیت بیان کی سب خوش ہوے شکر خدا کا بجا لائے چونکہ تھکے ہوے تھے بعد تھوڑی دیر کے
ہر ایک نے کھانا کھایا کیونکہ جب اُس مقام سے چلنے لگے تھے تو کچھ بندوبست کر لیا تھا طعام وغیرہ سے
فراغت کر کے ہر ایک آرام پذیر ہوا یہاں تک کہ صبح ہوئی سب بیدار ہوے حوائج ضروری سے فراغت
کر کے اور تخت سحر تیار کر کے اُسپر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے اُنکا حال اب آئندہ تحریر ہوگا
اور ہر ایک اپنی حالت روبرو صاحبقران کے بیان کریگا

اب کچھ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہے

راوی کہتا ہے کہ جب عیار وغیرہ لشکر میں آ گئے اور صاحبقران ہر ایک کے آنے سے خوش ہوے
حال عیاری کا دریافت کیا اُنھوں نے عرض کیا تھا کہ ہماری عیاری کا حال جب سردار آئینگے پس
اُسوقت ہم حال عرض بھی کرینگے صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا اور کہا کہ اُسوقت ہم ہر ایک کو انعام
و خلعت بھی دینگے سب نے عرض کیا جو آپکی مرضی پس صاحبقران نے جو سردار کہ نہیں آئے تھے اُنکا
انتظار دو دن برداشت کیا کہ جنہیں ہر سے عیار آئے ہیں شاید وہ بھی آ جائیں جب زلف لیلا سے شب تا کمر
پہونچی تو صاحبقران نے فرمایا کہ وہ سردار ابتک نہیں آئے نہیں معلوم راہ میں کیا گذری جو وہ نہیں آئے

خیر صبح کو دیکھا جائے گا اگر صبح کو بھی نہ آئے تو کوئی تدارک کیا جائے گا یہ فرما کر صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ
حضور اب تشریف محل میں لے جائیں بادشاہ یہ سنکے اُٹھے صاحبقران بھی اُٹھے دونوں صاحب ناموس میں
تشریف لے گئے سب سردار بھی اُٹھ اُٹھ کر اپنے اپنے خیمہ میں آئے لشکر میں ہر طرف خوشی پھیلی ہوئی ہے جاگ ہو
رہی ہے نوبتیں خوشی کی بج رہی ہیں وہ رات نہ معلوم ہوتی تھی بلکہ شب قدر معلوم ہوتی تھی کسی خیمہ سے
نماز کی صدا آ رہی تھی کوئی دعا کر رہا تھا کوئی شکر اپنے خالق کا ادا کر رہا تھا کہیں گانا ہو رہا تھا غرض سب
اپنے اپنے مقام پر خوش تھے یہاں جو بادشاہ و صاحبقران محل میں تشریف لائے سب خواتین محل میں
تھیں ہر ادنیٰ و اعلیٰ انتظار میں صاحبقران و بادشاہ کے سوا نہ تھا صدقہ وغیرہ تیار رکھے تھے سحنک
ہو چکی تھی کونڈے بھی ہو چکے تھے چند چیزیں باقی تھیں کہ جن پر خود صاحبقران و بادشاہ نذر دیتے تھے
چاہتے تھے وہاں محل نے صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند کی سب خوش ہو گئے کہ بادشاہ و صاحبقران
تشریف لائے سب برائے تعظیم تا در آئے استقبال کر کے لے گئے پہلے اس مقام پر لائے کہ جہاں منت و
مراد کے کونڈے وغیرہ رکھے ہوئے تھے صاحبقران و بادشاہ سے نذر دلائی صاحبقران و بادشاہ بہت
جلسے پہلے انکار کیا مگر مستورات کب مانتی ہیں آخر کو نذر دینا پڑی وہاں سے ایوان میں تشریف لائے
اہل محل آ کر مبارکباد دینے لگے انکو انعام ملنے لگا یہاں تک کہ اسی کاروبار میں صبح ہو گئی بادشاہ باہر
تشریف لائے صاحبقران بھی تشریف لا کر اپنے دنگل پر جلوہ فرما ہوئے بادشاہ سے قبل سب سردار
آ چکے تھے سب عیار حاضر تھے صرف انہیں چند سرداروں کی کمی تھی باقی دربار سرداروں سے آراستہ تھا
جب سب سردار آ چکے اور دربار آراستہ ہو چکا صاحبقران نے اہل دربار کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ہم کو
یقین تھا کہ شب کو وہ لوگ آ جائیں گے مگر معلوم ہوتا ہے کہ شب کو بھی نہیں آئے اگر آ گئے تو ضرور دربار میں
آتے سب نے عرض کیا کہ بجا ارشاد فرمایا خداوندا وہ لوگ تو ایسے نہ تھے کہ کسی مقام پر ٹھہر جاتے کوئی نہ کوئی
بلا میں مبتلا ہو گئے انکی خبر کے دریافت کرنے کے لیے عیار روانہ فرمائے جائیں یہ جو اہل دربار نے عرض
کیا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ سرداروں کی خبر کے لیے ہرکارے روانہ کرو تاکہ انکی
خبر معلوم ہو اگر کسی بلا میں مبتلا ہو گئے ہوں تو انکی رہائی کی فکر کی جائے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت خوب میں
ہرکارے روانہ کرکے انکی خبر منگاتا ہوں آپ کو ان کے حال سے آگاہ کرتا ہوں یہ کہکر خواجہ نے ہرکاروں کی طرف
دیکھا اور کہا کہ تم لوگ بہت جلد لشکر سے نکل کر دس دس پندرہ پندرہ کوس کی خبر لاؤ کہ اس حوالی میں کوئی نصب
پایگاہ نون تو نہیں ہے اور وہاں تو یہ سردار نہیں ہیں اگر معلوم ہو جائے کہ ہیں تو پھر یہ دریافت کرنا کہ کس مقام پر
ہیں اور کس کام میں ہیں آیا کسی بلا میں تو نہیں مبتلا ہیں یہ جو حکم خواجہ نے ہرکاروں کو دیا وہ اسی وقت
مجرا کرکے بارگاہ سے باہر آئے اور سب سامان سے درست ہو کر برائے خبر روانہ ہوئے ابھی ہرکاروں نے
نصف لشکر طے کیا تھا کہ ایک مرتبہ لشکر میں غل ہوا کہ وہ سردار بھی آ گئے جو کہ غائب تھے جنکی فکر صاحبقران
کو بہت تھی یہ جو غل ہرکاروں نے سُنا کہ کچھ غل لشکر میں ہو رہا ہے کہ آ گئے آ گئے انہوں نے خیال کیا کہ چل کر دیکھنا
چاہیے کہ یہ غل کیسا ہے کیا کسی طرف سے کفار نے روز خون لشکر پر مارا اب یہ ہرکارے اپنے دل میں خیال کرکے
واپس آ گئے قریب بارگاہ جو پہونچے تو زیادہ غل پایا اور ایک مقام پر بہت سے لوگوں کا مجمع دیکھا یہ جو اس
مقام پر آ گئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سردار کھڑے ہوئے ہیں کہ جنکی تلاش کے لیے ہم روانہ کیے گئے تھے ہرکارے
بہت خوش ہوئے راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ تو بہت تڑکے تخت ہائے سحر پر سوار ہو کر چل چکے تھے
ایک پہر دن آیا ہوگا کہ یہ لوگ لشکر میں آ کر پہونچے چونکہ واقف تھے کہ یہ وقت دربار کا ہے سب قریب

دربار آکر اُترے اہل لشکر نے جو دیکھا تو خوش ہوکر غل مچایا اُن کے ملازم وغیرہ یہ خبر سنکے دوڑ آئے اب
اُنکو راہ نہیں ملتی ہے کہ بارگاہ میں جائیں وہ سب سے کہتے ہیں کہ راہ دو بارگاہ میں جائیں اہل لشکر و
ملازم وغیرہ کہتے ہیں یہ تو فرمائیے کہ آپ لوگ کہاں تشریف فرما تھے ہم سب تو بہت پریشان تھے وہ جواب
دیتے ہیں کہ صاحبقران سے مل آئیں اُنکی خدمت میں ہو آئیں تو بیان کریں سردار تو یہ تقریر کر رہے ہیں
وہ لوگ جانے نہیں دیتے ہیں یہ تو یہاں رُکے ہوئے ہیں ہرکاروں نے جو انکو دیکھا بس فوراً وہاں
سے بارگاہ میں آئے صاحبقران و بادشاہ کو سلام کیا اور عرض کرنے لگے کہ آپ کی عمر دراز ہو ترقی
ستارۂ اوج و اقبال ہو ہم خبر خوش لیکے حاضر ہوئے ہیں خواجہ نے کہا کہ بیان کرو کیا خبر لائے ہو ہمنے
تم کو براے خبر سرداران روانہ کیا تھا تم انکی بھی کچھ خبر لائے یا نہیں اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم بیان
کرتے ہیں یہ کہکر عرض کیا کہ مبارک ہو سب سردار آگئے حاضر خدمت ہوتے ہیں بیرون بارگاہ ہیں سب
اہل لشکر نے روک لیا ہے راہ نہیں ملتی ہے کہ حاضر خدمت ہوں یہکر سب اپنی کیفیت بیان کی صاحبقران
نے حکم دیا کہ انکو انعام دیا جائے یہ حکم صاحبقران نے دیا ہرکارے مجرا کرکے مجراگاہ پر بیٹھے اور
چوبداروں نے خزانہ سے لاکر روپیہ انکو دیا اُدھر سرداروں نے اہل لشکر سے عقب گذاری کی اور داخل
بارگاہ ہوئے سب اہل دربار دیکھکر خوش ہو گئے ان سب نے مجراگاہ پر سے بادشاہ و صاحبقران
کو مجرا کیا اسکے بعد قدم بوسی حاصل کی اور سب اہل دربار سے ملے بعدہ اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے سب
اہل دربار نے دیکھا کہ ملکہ آتشینہ اندام دختر الالان کے سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے جب سب سردار
جو کہ ابھی حاضر ہوئے تھے بیٹھ چکے اسوقت صاحبقران نے انکی طرف دیکھکر فرمایا کہ آپ لوگوں کو
عرصہ کہاں ہوا جو کہ اسیر ہوئے تھے یا لشکر سے کسی سبب سے چلے گئے تھے سب آگئے باوجود سے کہ
یہ لوگ آپ سے بعد رہا ہوئے اسیر آگئے اور آپ پریشان رہا ہوئے اور آج اسوقت آئے اسکا کیا سبب
ہے کچھ تو بیان فرمائیے اور ملکہ آتشینہ اندام دختر الالان یہ تو بیان کرو کہ یہ تمہارے سر میں کیا کوئی زخم لگا
جو سر میں پٹی بندھی ہوئی ہے کیا کسی مقام پر مقابلہ ہوا اُنھوں نے عرض کیا کہ جی ہاں زخم لگے اور
مقابلہ ہوا مگر بفضل خدا و حضور کے اقبال سے آپ کے غلام ظفریاب ہوئے کفار مارے گئے یہ سنکے
صاحبقران نے فرمایا کہ بہت جلد بیان کرو کہ کس مقام پر مقابلہ ہوا اور کس سے ہوا اُنھوں نے عرض
کیا کہ ہم عرض کرتے ہیں بس آفاق نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو غلام عرض کرے
جہاں تک غلام کو معلوم ہے پھر اسکے بعد جو جسپر گذرا ہے وہ عرض کریگا صاحبقران نے فرمایا کہ بیان کرو
آفاق نے ابتداے حال شروع کیا عیاری برق فرنگی کی سب کا رہا کرنا اور لشکر کو تباہ کرکے نکل جانا راہ
بھول کر اپنے ملک کے قریب پہونچنا صبح کو سب سے صلاح کرکے شہر میں جا کر سب اہل لشکر کو مسلمان کرنا
بعد سب اہل شہر کے مسلمان کرنے کے اپنا سب سرداروں کو لیکر وہاں سے روانہ ہونا راہ میں لشکر
بدمست سے ملنا کہ میرے شہر کی تباہی کو جاتا تھا بس سب سے صلاح کرکے لشکر بدمست پر گرنا لشکر کو
تباہ کرنا پھر ایک سردار کا ایک طرف جاکر سحر کرنا لشکر کا غارت ہونا اسی حالت میں بدمست کا لشکر سے
نکل کر پھر اسکے مقابلہ طلب کرنا اپنا اپنی زوجہ کو اسی مقام پر چھوڑ کر جانا اور اس سے مقابلہ کرنا اسکے سحر کو
رد کرکے اپنا سحر کرنا رد و بدل ہونا بدمست کا عاجز ہونا اپنا اپنی ... کو قتل کرانا اور خود نکل جانا اپنا اپنے قلعہ
پر جاکر جہاں بیسحر کو بلانا تھا سحر کو درست کرنا بیرون کا فر دینا کیونکہ ... مقرر کیا تھا کہ جو حال یہاں
گذرے اُس حال سے ہم کو آگاہ کرنا وہ دم بدم کی خبر دیتے تھے بس اُس نے سب حال سنکے اور اسباب

سے درست ہو کر اُس مقام سے روانہ ہوا اے خداوند یہاں جو میرے مرنے کی صدا بلند ہوئی ان سب صاحبوں
نے اور آپ کی کنیز نے سُنی بیقرار ہو کر اپنے مقام سے چلا آپ کی کنیز کا بیان ہے کہ میں نے وہاں پر آ کر دیکھا کہ
تمہارا لاشہ پڑا ہوا ہے اور بدمست کھڑا جھوم رہا ہے مجکو تاب نہ رہی میں نے اپنے کو تخت سحر پر سے
گرا دیا کہ آپ کی دوسری لونڈی منورہ بھی چل چکی تھی وہ اُس وقت اُس مقام پر طبقۂ زمین کا توڑ کر نکلی
کہ شب یہ غلطان و پیچان چلی آتی تھی اُس نے روکا یہ کہکر آفاق نے کل تقریر جو بدمست سے اور
آتش اندام سے ہوئی تھی بیان کی اور کہا کہ مقابلہ ہوا اور آپ کی کنیز زخمی ہوئی اُس نے قصد ہلاک
کرنے کا کیا کہ منورہ حائل ہوئی اُس نے اس سے بھی قصد مقابلہ کیا کہ بدمست کے سر وار کر پہونچے
پریشان ہوئی دعا کی بلکہ غزالان پہونچیں اُنھوں نے مقابلہ کیا وہ بھی اُس مرتد کے ہاتھ سے زخمی
ہوئیں بس یہ غلام آکر پہونچا کیا کی مریخ آفتاب علم نے اُس سے مقابلہ کا قصد کیا تھا کہ میں نے
آکر مقابلہ کیا آپ کے اقبال سے اسکو قتل کیا اُسکے لشکر کو تباہ کیا چونکہ اس معرکہ میں رات ہو گئی تھی
ایک صحرا میں شب بسر کی جب صبح ہوئی ادھر کو روانہ ہوئے حاضر خدمت ہو کر شرف ملازمت حاصل کی
حضور اپنی کیفیت فراغ سے آگاہ فرمائیں اور یہ ارشاد کریں کہ الوان سے جبل خلک تو نہیں بچوایا
صاحبقران نے فرمایا کہ تم نے یہ نہ بیان کیا کہ یہ سوار کیونکر اُس مقام پر پہونچے کیونکہ یہ متفرق
ہو گئے تھے آفاق نے عرض کیا کہ یہ امر مجکو نہیں معلوم میں نے آپ کی لونڈی سے اسی قدر سنا تھا
اور مجکو میرے سحر نے بھی اسی قدر خبر دی ان سب صاحبوں سے دریافت فرمایئے صاحبقران نے
انکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ بیان کرو کہ تم کیونکر اُس مقام پر آئے ہر ایک نے بیان کیا
کہ جب ہم لشکر پر گرے اور لشکر کو تباہ کرنے لگے تمام لشکر غارت ہونے لگا ہم سحر کر رہے تھے کہ ہمارے
کانوں میں یہ صدا آئی کہ کشتی ہوا ہم میں آفاق شاہ بودیس ہم یہ صدا سنکے اور ایک ایک سر لشکر پر کرکے ادھر کو چلے
اُس وقت ہر ایک آکر پہونچا کہ جب غزالان سے اور بدمست سے تقریر ہو رہی تھی اور آفاق شاہ کی لاش
پڑی تھی ہم کو لاش دیکھکر نہایت صدمہ ہوا مگر کیا کر سکتے تھے ہم سب کے سامنے غزالان زخمی ہوئی تھی ہم سب
نے قصد کیا تھا کہ ہر ایک دفعہ کرکے مقابلہ کرے مگر مریخ نے منع کیا خود برائے مقابلہ نکلنے کا قصد کیا تھا
کہ آفاق شاہ آ پہونچے ہمارا یہ حال ہے جو عرض کیا اور جو ہم نے بیان کیا ہے کہ اُن سب سرداروں سے
صاحبقران نے اپنی کیفیت بیان فرمائی کہ یہ واقعہ یہاں گذرا خواجہ نے عیاری کرکے ہم سب کی جان
بچائی یہ فرما کر خواجہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے خواجہ تم اپنی عیاری بیان کرو کہ تم نے کیا عیاری
الوان پر کی اور کسطرح کیا خواجہ نے کہا کہ پہلے سب عیار اپنی اپنی حالت بیان کریں اسکے بعد میں بیان
کرونگا یہ جو خواجہ نے عرض کیا صاحبقران نے عیاروں سے دریافت کیا برق نے اپنی عیاری ابتدا سے
بیان کی اور اشارا اُس طلسم سے نکل کر بھاگنا اور ایک پہاڑ پر سے اُتر جانا اور اپنے کو خواجہ کے پاس پانا اور
وہاں سے لشکر کی طرف چلنا عرض کیا قران الیث نے اپنی عیاری اور کیفیت بیان کی سب اہل دربار نے
دونوں کی عیاریاں سنکے برق و قران کی بہت تعریف کی ہر ایک نے انعام دیا بادشاہ و صاحبقران نے
دونوں کو خلعت مرحمت فرمائے اُسکے بعد ہر ایک عیار نے اپنی اپنی حالت عرض کی یہ لوگ تو صرف
اُدھر اُدھر گشت کئے کوئی لشکر سے کوئی صحرا سے کوئی پہاڑ پر سے انھوں نے کوئی عیاری نہیں کی تھی جیسا کہ
جلد دوم میں تحریر ہو چکا ہے مگر سب کو انعام ملا بعد اُن سب کے خواجہ نے اپنی کل کیفیت عیاری کی
ابتدا سے بیان کی ہر ایک مقام پر سب اہل دربار مع بادشاہ و صاحبقران تعریف فرماتے تھے یہاں تک

خواجہ نے الوان کا اسیر کرنا اور اپنا بارگاہ سے مع منڈھی کے جانا راہ مین دشت وحشت افزا مین پہونچنا اُس ساحرہ سے مقابلہ ہونا جو کہ اُس دشت کا محافظ تھا اسیر عیاری کرنا اور اُسکو قتل کرنا سب عیارون کو زنبیل سے نکال کر اُنکو ہوشیار کرکے کہنا کہ تم لوگ جاؤ اُنکے جانے کے بعد الوان کو زنبیل سے نکال لینا اور ہوشیار کرکے اُسکو مسلمان کرنا اُسکا خود دریاے سحر مٹانا سب کو رہا کرنا اور اُسکا قول و قرار باہم قسم ہونا اُسکا ان سب کو رہا کرکے طرف اپنے مکان کے جانا ادھر کو مع سردارون کے آنا ابتدا سے کل حال جو کہ جلد دوم مین اور اِس جلد کے اول مین لکھا تحریر ہوا ہے سب بیان کیا بہت تعریف ہوئی ہر ایک نے حالت وجد مین آکر اور خوش ہوکر اپنی لیاقت کے موافق خواجہ کو زر و جواہر دیا خواجہ بہت خوش ہوے صاحبقران و بادشاہ نے بھی خواجہ کو بہت زر و جواہر دیا اور خلعت گران قیمت اور جو کچھ خواجہ نے بیان کیا کہ میرا صرف ہوا ہے اور یہ گر گیا ہے سب دیا اُس دن خواجہ نے کئی کرور روپیہ لیکر اور زنبیل مین رکھکر بہت خوش ہوے خواتین محل نے بھی خواجہ کے واسطے اور سب عیارون کے لیے انعام بھیجا ہر ایک عیار مالا مال ہو گیا جب سب کو انعام وغیرہ مرحمت ہو چکا اُس وقت بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ مین ایک جشن شاہانہ اس خوشی کا آراستہ کرونگا اور سب اہل لشکر و سردارون کی دعوت کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ آپ کو اختیار ہے بس اُسی وقت بادشاہ نے سامان جشن کا حکم فرمایا سامان ہونے لگا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے سب اہل لشکر کو آگاہ کیا گیا کہ سب کی ساتھ روز تک بادشاہ نے دعوت کی ہے بارگاہین آراستہ ہونے لگین بازار سجے جانے لگین طائفہ اطراف و جوانب سے طلب کیے گئے نعمت کا سامان ہونے لگا جہان جہان اس جشن خوشی کی خبر پہونچی اُس اُس مقام سے لوگ براے تماشہ چلے آتے تھے دس کوسی پانچ کوسی لوگ اُس لشکر مین آکر جمع ہوے آتشبازی کی تیاری ہونے لگی پس وہ سامان کیا گیا کہ شاید کبھی کسی بادشاہ نے کیا ہوگا بارگاہ شاہی وغیرہ ایسی آراستہ کی گئین کہ جنکی تعریف نہین ہو سکتی ہے سب اہل لشکر کو نئی نئی وردیان دی گئین ملازمین کو جوڑے مرحمت ہوے خزانہ وا کیا گیا غربا و مساکین کو روپیہ تقسیم ہونے لگا ہر ایک سردار و اہل لشکر و افسر کو حکم شاہی ہوا کہ سب اپنے اپنے خیمون مین بزم عشرت آراستہ کرین جس چیز کی ضرورت ہو سرکار سے لین جس قدر روپیہ کی حاجت ہو خزانہ شاہی سے لین ہر طرف اہل لشکر مین چہل پہل ہوگئی نوبت خانہ آراستہ کیے گئے بازارین دو رویہ آراستہ ہوئین آئینہ بندی کی گئی بارگاہ شاہی سے لیکر تا حد لشکر دونون جانب ٹٹیان روشنی کی لگائی گئین اُنپر گیلاس چڑھائے گئے ہر سردار کے خیمہ کی طرف راستہ بنایا گیا بارگاہ سے لیکر ہر افسر و سردار کے خیمہ تک روشنی ہونے کا سامان کیا گیا اہل لشکر نئی وردیان پہنے ہوے پھر رہے ہین ایک ایسا سامان ہو گیا ہے کہ پیر فلک نے بھی باین پیرانہ سالی نہ دیکھا ہوگا جشن جمشیدی کی کوئی اصل اُس بزم عشرت کے روبرو نہ ہوگی یہان تک کہ وہ دن تمام ہوا تمام لشکر مین روشنی کی گئی روز روشن سے زیادہ اُس شب کو لشکر مین روشنی تھی جو کوئی دور سے دیکھتا تھا تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہے شاہ انجم نے بارگاہ نیلی مین بزم عشرت آراستہ کی شاہ خاور طرف اپنے عشرت کدے کے روانہ ہوا یعنی شام ہوگئی ماہتاب بصد آب و تاب فلک زمردین پر جلوہ فرما ہوا مطربۂ فلک نے اپنا سامان درست کیا کہ ترانہ شب شروع کرون جب شام ہوگئی تمام لشکر مین روشنی ہوئی بارگاہون مین بھی خوب روشنی ہوئی ہر ایک لشکری کے بستر پر باورچی خانہ شاہی سے طعام لذیذ روانہ کیا گیا

سرداروں کے خیموں میں بھی طعام لذیذ کے خوان کشتیوں سے لیسے ہوئے جو بدار ہمراہ کو سر پر پگڑیاں باندھے خوان فرودوں کے سر پر اس تزک سے داروغۂ باورچی خانہ نے روانہ کیے جس مرتبہ کا جو سردار تھا اس سامان سے جب سب لشکر کو طعام پہونچ چکا اور سب فراغت کر چکے بس سب کے سب لباس نفیس پہن پہن کر طرف بارگاہ کے روانہ ہوئے ادھر ہر گلی کوچہ میں گانا ہونے لگا کسی مقام پر سہرا ہو رہا تھا کہیں حافظ کی سبھا تھی کہیں پرکھاوج گا رہے تھے کہیں کوئی رنڈی ناچ رہی تھی کہیں خیال ہو رہا تھا کسی مقام پر کھوبرک بج رہی تھی کوئی شوخ ادا ٹھمری گا رہی تھی کوئی غزل عاشقانہ غرض کہ ایک عجب طرح کا سماں تھا کہیں نقال نقلیں کر رہے تھے لشکر میں تو یہ رنگ تھا ادھر داروغۂ بارگاہ نے بادشاہ و صاحبقران سے عرض کیا کہ بزم عشرت آراستہ ہے حضور تشریف لے چلیں پس بادشاہ و صاحبقران تشریف لائے ظل اللہ تخت پر جلوہ فرما ہوئے صاحبقران فلک بارگاہ اپنے دنگل شوکت پر رونق افروز ہوئے بادشاہ نے حکم فرمایا کہ ساقیان سیمین ساق حاضر ہو کر بزم میں اہل بزم کو بادۂ ناب سے مسرور کریں راوی نے بیان کیا ہے کہ سب سردار اپنے مرتبہ سے بیٹھے ہوئے ہیں حاضر دربار ہیں یہ حکم جو فرمایا داروغۂ مے خانہ فوراً کشتیاں طیار کر کے اور ساقیان حور لقا کو ہمراہ لیکر حاضر ہوا بحکم بادشاہ ساغر لبریز کر کے پلانا شروع کیا صاحبقران و بادشاہ و دیگر ہمراہیان صاحبقران نے بادۂ گلرنگ نوش فرمایا سب اہل محفل کو ساقی سیراب کر چکے تو حکم شاہی صادر ہوا کہ داروغۂ ارباب نشاط سے کہا جائے کہ وہ طائفے روانہ کرے چوبداروں نے یہ حکم قضا شیم داروغۂ ارباب نشاط کو پہونچایا وہ فوراً ایک مطربۂ حور لقا نازک ادا کو لیکر حاضر بزم عشرت ہوا مجرا گاہ پر آ کے مجرا ادا کیا اس حور لقا نے بادشاہ کو سلام کیا اسکی پیاری پیاری صورت دیکھکر ہر ایک کا دل مائل ہوا اسنے سامنے آکر عجب نازو ادا سے سب اہل محفل کو دیکھا کہ سب کے دل پائمال ہو گئے ادھر سازندوں نے ساز ملایا طبلہ پر تھاپ پڑی سارنگی کی صدا بلند ہوئی جب اسنے لگا ئش بری بیل نے گت شروع کی اس طریقہ سے ناچی کہ اہل محفل کو بے گت کر دیا جب توڑا لیتی تھی ہر ایک کا دل پائمال ہو جاتا تھا عجب عجب ناز و ادا سے ناچی کہ حسن کو اوپر فلک کو بھی رشک ہوا مشتری فلک ہمہ تن اسکے ناچنے کے اوپر فریفتہ ہوئی گت ناچ چلا اسنے یہ غزل شروع کی غزل

[illegible]
قفس سا اسیرانِ [illegible] چرچا رہا
[illegible] قلم کرتا ہے یار
پارہ دامن کا [illegible] دیار رہا
[illegible] رو کو بزم میں دیکھ کر
جب نہ قابو میں دل شیدا رہا
مثل گردوں جستجو کے یار میں
زیست بھر عالم میں رسوا رہا

دل جو تیری زلف پر شیدا رہا
ہجر میں شب تا سحر روتا رہا
روز جاتا نہ دوں میں یہ چرچا رہا
چاک کیجے دامن صبر و شکیب
گرد پھرتا شمع پر پروانہ سا رہا
دل مرا اک شمع رو کے ہجر میں
در بدر میں رات دن پھرتا رہا

دل لیلیٰ جو ترا شیدا رہا
ابر باراں منفعل ہوتا رہا
ہجر میں رونے سے [illegible] دریا حسن
ایک حسرت دل میں [illegible] سودا رہا
غیرت مجنوں بنا ہم کو خدا
رات دن پروانہ سا جلتا رہا
اس دل وحشی کے باعث [illegible]

یہ غزل جو اسنے بتا بتلا کر گائی تمام اہل محفل سناٹے میں ہو کر رہ گئے سماں بندھ گیا ہر ایک عالم سکوت میں بیٹھا تھا یہ عالم تھا کسی کے سبب پراہ تھی کسی کے آنکھ سے آنسو رواں تھے کوئی اف اف کر رہا تھا اسکو انعام دیا گیا وہ مجرا بجا لا کر گئی دوسرا طائفہ حاضر ہوا سازندوں نے ساز ملایا اسنے گت شروع کی بعد اسکے غزل شروع کی جب یہ مطربہ بھی اہل محفل کے دل پائمال کر چکی انعام لیکر رخصت ہوئی چوبدار نے عرض کیا کہ دستر خوان طیار ہے بادشاہ و صاحبقران معہ چند سرداران عزیز و کل عزیزوں کے تشریف لائے دسترخوان خانہ میں خاصہ نوش فرمایا بعد تناول طعام باہر تشریف لاکر آتشبازی کی سیر کی بعد اسکے پھر بزم عشرت میں تشریف لے گئے ناچ و گانا شروع ہوا اب راوی

صاحبقران و بادشاہ و کل لشکر اسلام کو مصروف بزم عشرت رکھتا ہی اور کچھ حال لشکر کفار و سمندر شاہ و الیوان کا تحریر کرتا ہی بعدہ پھر صاحبقران کا حال تحریر ہوگا

اب سمندر شاہ وغیرہ کے حال مین قلم فرسائی ہوتی ہی

راوی نے بیان کیا ہی کہ جب سمندر شاہ بارگاہ گرداب سے چلا گیا گرداب نے بعد جانے سمندر شاہ
کے چند ہرکارے طرف لشکر اسلام کے روانہ کیے تھے اور حکم دیا تھا کہ جو واقعہ وہان گذرے ہم سے آکر بیان کرنا
غرض وہ دربار برخاست کرکے داخل محل ہوا تھا وہ ہرکارے جو وہان سے روانہ ہوئے تھے انھون نے بہت
کوشش کی مگر بسبب دریاے سحر کے اس پار نہ جا سکتے تھے اُسی صحرا مین ٹھہر رہے تھے جب الیوان نے
دریا شاہ پانو پر ہرکارے سب سے پہلے روانہ ہوئے اور انکو یہ یقین ہوا کہ خواجہ نے الیوان کو قتل کیا
[illegible] اپنے خیال کرتے ہوئے داخل لشکر اسلام ہوئے تھے لشکر مین تلاطم دیکھا تھا یہ بھی بارگاہ مین گئے
صاحبقران نے جو صحت پائی اور جو جو نذرانے گئے سب انکے روبرو پیش ہوئے صورت تبدیل کیے ہوئے ایک
طرف کھڑے تھے سب واقعہ دیکھ رہے تھے جب صاحبقران بخوبی اچھے ہو گئے اور مسند پر رونق افروز ہوئے
تھے بادشاہ نے فیر ہونے کا نوبتون کے حکم فرمایا تھا نوبتین بجنے لگین تھین وہان گرداب شاہ وغیرہ اپنی
بارگاہ مین بیٹھے ہوئے تھے دربار آراستہ تھا سہ پہر کا وقت تھا دربار خاص تھا انکے بھی کان مین نوبتون کی
صدا آئی انھون نے گھبرا کے اہل دربار سے کہا کہ یہ نوبتون کی صدا کہان سے آرہی ہی کیا واقعہ ہی کہ نوبت کی بھی صدا آتی
اہل دربار نے عرض کیا کہ یہ صدا تو لشکر اسلام کی طرف سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہی گرداب شاہ نے فوراً
حکم دیا کہ ہرکارے بھیجے جائین اور خبر لائین اہل دربار نے عرض کیا تھا کہ حضور ہرکارے روانہ فرما چکے ہین وہ
خبر لیکر حاضر ہونگے یہ سنکے گرداب شاہ خاموش ہو رہا تھا راوی نے بیان کیا ہی جب ان ہرکارون نے
یہ واقعہ دیکھا تھا باہم صلاح کی تھی کہ ہم کئی آدمی ہین اور سب تو یہان ٹھہرین اور خبر دریافت کرین اور
جو کچھ گذرے اُسکو اپنی آنکھ سے دیکھین اور دو آدمی جاکر بادشاہ سے سب حال بیان کرین یہ جو
باہم صلاح ہوئی تھی تو دو ہرکارے وہان سے چلے تھے اور باقی اُسی مقام پر ٹھہر رہے تھے یہ داخل دربار
ہوئے تھے گرداب شاہ سے مجرا کرکے انھون نے عرض کیا تھا کہ حضور صاحبقران نے سحر سے نجات
پائی دریاے سحر سب مٹ گیا جو کچھ واقعہ دیکھا تھا سب بیان کیا اور عرض کیا کہ اب ہم پھر لشکر اسلام
مین جاتے ہین گرداب نے کہا کہ جاؤ وہ تو سلام کرکے چلے گئے تھے اور داخل بارگاہ ہوئے تھے
یہان گرداب شاہ نے اہل دربار و دیگر شاہون سے کہا کہ غضب ہوا خواجہ نے الیوان کو
قتل کیا جب ہی تو صاحبقران نے نجات پائی دریاے سحر مٹ گیا اہل اسلام مین خوشی ہو رہی ہی انکی
نوبتین بج رہی ہین نوبتین فیر ہو رہی ہین دیکھیے اب کیا ہوتا ہی سب نے کہا کہ جو ہونے والا ہی وہ ہوگا
بادشاہ فرما گئے ہین کہ تم طبل جنگ نہ بجوانا جب تک ہم کوئی حکم نہ دین بس اس امر سے تو ہم مجبور
ہین کہ مقابلہ ہوگا کیونکہ اہل اسلام کا یہ طریقہ نہین ہی کہ وہ طبل جنگ بجوائین یا مقابلہ کرین جب تک
ہمارے لشکر مین طبل جنگ نہ بجیگا اُسوقت تک وہ نہ بجوائینگے بس مقابلہ سے تو ہم مجبور
ہین جب کوئی حکم بادشاہ کا ہمارے نام آئیگا اُسوقت دیکھا جائیگا اگر حکم مقابلہ آیا تو ہم مقابلہ
کرینگے ہم کو کوئی خوف نہین ہی ہم کوئی پروا بھی کا نہین رکھتے ہین اگر کوئی حکم اور طرح کا آیا تو اسپر
عمل کیا جائیگا ہم تو بادشاہ کے حکم کے پابند ہین گرداب شاہ نے جواب دیا کہ یہ امر تو ضرور ہی

لشکر اسلام کا تو کوئی خوف نہین ہے اگر وہ طبل جنگ بجوا کر مقابلہ بھی کرینگے تو ہم مقابلہ کرینگے ہان خوف ہے تو عیارون کا
کہ وہ اگر عیاری نہ کرین اُن لوگون نے جواب دیا کہ عیار ہم پر عیاری نکرینگے اگر وہ ہم سے کوئی خصومت نہین ہے اگر
عیاری کرتے تو کتنا عرصہ ہوا ہے کہ ہم سب کا لشکر یہان آیا ہوا ہے اب تک کئی مرتبہ کرچکے ہوتے پس اس امر سے
بھی بےخوف رہئیے اور اگر وہ عیاری کرین بھی تو ہم کیا کر سکتے ہین گرداب شاہ نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا
اسکا تذکرہ کرنا لازم ہے کہ اب ہرکارے کیا خبر لائے ہین راوی نے یہ بیان کیا ہے کہ وہان ہرکارے اسوقت تک
رہے کہ جب تک بادشاہ و صاحبقران دربار برخاست کرکے محل مین تشریف لے گئے اتنے عرصہ مین جو
کچھ واقعہ گذرا تھا وہ سب انھون نے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا جب بادشاہ داخل محل ہوئے تھے اور سب
اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے تھے ہرکارے بھی وہان سے اپنے لشکر کے چلے تھے یہان گرداب شاہ وغیرہ
انکے منتظر تھے پس انھون نے داخل بارگاہ ہو کر اور مجرا کرکے کل واقعہ عرض کیا کہ اس طور سے صاحبقران
نے شکست پائی یون سب سردار ہمراہ خواجہ کے اور عیار آئے مگر ابھی تک چند سردار نہین آئے ہین اُن کے
انتظار مین صاحبقران اسوقت تک بارگاہ مین تشریف فرما رہے جب وہ نہ آئے تو داخل محل ہوئے
مجھے ان سردارون کی بہت تشویش تھی ایک حصہ رات کا گذرا تھا سب سردار بھی آگئے اور سب عیار بھی یہ یہ واقعہ گذرا ہے لیکن
سب حال جو کہ مین نے پہلے بیان مین تحریر کرچکا ہون بیان کیا گرداب شاہ وغیرہ نے کہا کہ یہ بھی معلوم
ہوا کہ خواجہ نے الوان کو کیا کیا انھون نے عرض کیا کہ صاحبقران نے پوچھا تھا خواجہ سے خواجہ
نے جواب دیا تھا کہ سب سردار آلین تو مین بیان کرونگا یہ خبر تھی جو ہم نے عرض کی اب یہ غلام جاتے
ہین کل پھر جاینگے جو کچھ حال ہوگا سب آکر عرض کرینگے گرداب شاہ وغیرہ نے کہا کہ اچھا وہ سلام
کرکے اپنے مقام پر آئے گرداب شاہ وغیرہ نے دربار برخاست کیا تھا جاکر سو رہے تھے صبح کو پھر دربار
کیا تھا وہ ہرکارے لشکر اسلام کو گئے تھے داخل دربار ہوئے تھے یہان تک کہ سب واقعہ انکے سامنے گذرا
تھا جب دربار برخاست ہوا تھا وہان سے پھر واپس اپنے لشکر کے چلے تھے یہان گرداب شاہ وغیرہ
نے دربار کیا سب حاضر دربار تھے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ نہ معلوم خواجہ نے الوان کو کیا کیا قتل تو ضرور
کیا اگر قتل نہ کرتے تو وہ سب لوگ رہائی نہ پاتے سب نے جواب دیا کہ ضرور یہی باتین ہو رہی تھین کہ
ہرکارے حاضر ہوئے آداب شاہی بجالائے اور یہ عرض کرنے لگے کہ غلام لشکر اسلام سے خبر لیکر حاضر
ہوئے ہین گرداب شاہ وغیرہ نے کہا کہ بیان کرو انھون نے دربار کا آراستہ ہونا صاحبقران کا برائے
خبر سرداران خواجہ سے کہنا کہ ہرکارے روانہ کرو خواجہ کا روانہ کرنا ہرکارون کا آکر خبر دینا سب سردارون کا
آنا اور اپنی اپنی حالت بیان کرنا جو کچھ انکی زبانی سنا تھا اور ہر ایک عیار کا اپنی اپنی عیاری و حالت
بیان کرنا اور خواجہ کا اپنی عیاری بیان کرنا اور خواجہ کا حال الوان بیان کرنا ہرکارون نے جو خواجہ
سے سنا تھا اور بعد اس کے سب کو انعام و خلعت ملنا بادشاہ کا حکم جشن دینا ہرکارون نے
روبرو گرداب شاہ وغیرہ کے بیان کیا یہ واقعات سنکے سب کے حواس جاتے رہے اور تحیر سے
ہر ایک کو ایک عالم سکوت ہو گیا تھوڑے عرصے تک سب خاموش بیٹھے رہے بعد تھوڑے عرصہ کے
گرداب نے ہرکارون سے کہا کہ اب سب اہل اسلام کس فکر مین ہین انھون نے عرض کیا کہ انھو
سامان جشن ہو رہا ہے بادشاہ نے جشن ہفت روزہ قرار دیا ہے صاحبقران سے شکست پانے کا اور الوان
کی ہلاکت پانے کی خوشی کا اسکے بعد جو کچھ انکو کرنا ہوگا وہ کرینگے پس انکو انعام دیکر رخصت کیا
سپاہ وہ چلے گئے گرداب شاہ وغیرہ نے حسب شاہ وغیرہ سے کہا کہ بڑا غضب ہوگیا کہ الوان

نے خواجہ کی شرکت کی اور سمندر کی شرکت سے انکار کیا اور ایسی خواجہ کی دوست ہو گئی کہ سب کو رہا کر دیا بہت
بڑی ساحرہ شریک ہوئی ہے مگر داراب کی اس تقریر کا جواب شاہ وغیرہ نے یہ دیا کہ یہی تو ہر کاروں
نے کہا ہے کہ ایوان نے خواجہ سے کہا ہے کہ نہ میں تمہاری شرکت کرونگی نہ سمندر کی ہاں اگر کوئی بلا نازل ہوگی
اُس وقت اگر تمہاری شریک ہونگی مگر سمندر کے مقابلہ میں نہ شریک ہونگی بس اس امر سے خوف کرنا بیکار
ہے اور نہ معلوم اُسنے اسوقت کیا ہو اور اپنے مقام پر جا کر تخت نشین ہو جائے کیونکہ اُسنے خیال کیا ہو کہ اسوقت
جان بچا کر یہاں سے نکل چلو پھر دیکھا جائیگا اور جو کچھ خواجہ نے کہا اُسنے قبول کر لیا سب کو رہا بھی کر دیا
اور اپنی دیانت اور اعتبار زیادہ کیا تا کہ خواجہ اُسکی طرف سے غافل ہوں میں تو اس امر کو یقین کرکے کہتا ہوں
کہ ضرور اُسنے مکاری کی ہے اب جب وہ خواجہ کو غافل پائیگی ضرور خواجہ سے اپنے ذلیل ہونے کا اور خواجہ کی شیخی
کا عوض لیگی بس یہ تدبیر اُسنے خوب کی ہم تو بہت خوش ہوئے بڑی عقلمندی کی خوب اپنی جان بچائی
اسکے نزدیک ان سب کا اسیر کر لینا کوئی بات مشکل نہیں ہے اگر وہ قتل ہو جاتی اور یہ لوگ چھوٹ
جاتے تو خرابی تھی اب جب وہ خواجہ کی پوری طور سے تدبیر کریگی ایک دم میں ان سبکو اسیر کر لیگی گرداب نے کہا کہ یہ تقریر تو
تم نے خوب بیان کی اور تمہاری رائے اور تمہارا خیال قرین قیاس ہے مگر اس حال سے بادشاہ کو خبردار
کرنا پھر ضروری ہے ان سب نے جواب دیا کہ یہ امر سب کو بھی منظور ہے بس یہ جب قرار پا گیا اُسوقت
ایک عرضی مشتمل کل حال کے جو کچھ کہ ہاروا سے سنا تھا تحریر کی اور اپنی طرف سے یہ امر تحریر کیا
کہ جو حکم ہم کو ہو ہم اس پر عمل کریں طیار کرکے اور طائر سحر بنا کر اُسکے ذریعہ سے سمندر شاہ کی خدمت میں
روانہ کی وہ طائر سحر وہ عرضی لے کر طرف سمندریہ کے پرواز کرکے اڑا اسکو راہ میں رکھا جاتا ہے
اب حال سمندر کا لکھا جاتا ہے کہ جب سمندریہ جانے خواجہ کے اپنے سب سرداروں کو لے کر اور
زحل کو اپنے ہمراہ لیکر اور گرداب وغیرہ کو سب امر سمجھا کر روانہ ہوا تھا راہ طے کرکے داخل سمندریہ
ہوا اور دربار میں آیا تخت پر بیٹھا سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے زحل ستارہ چشم بھی برابر تخت
کے کرسی پر بیٹھا اُسوقت سمندر کو خیال آیا کہ چند طائران سحر روانہ کرنا چاہیے کہ وہ ایوان کی خبر لائیں
کہ خواجہ اُسکے ساتھ کس طور سے پیش آئے اسکو قتل کیا یا رہا کر دیا یہ اپنے دل میں خیال کرکے اور کاغذ
اُٹھا کر چند طائر برابر کبوتر کے مقراض سے تراشے ان پر سحر کیا کہ وہ جاندار ہو گئے اور اڑنے لگے
سمندر نے انکی طرف اشارہ کرکے کہا کہ تم سب جاؤ اور جہاں تم کو خواجہ مل جائیں اُسکے ہمراہ
رہنا اور وہ جس طور سے ایوان سے پیش آئیں وہ سب حال دریافت کرکے ہم کو آکر خبر دینا
یہ سنتا تھا کہ وہ طائر اڑ کر روانہ ہوئے تھے کہ انکا حال پھر تحریر ہوگا یہاں سمندر شاہ دربار میں
بیٹھا ہوا تھا اور ذکر خواجہ کی عیاری کا ہو رہا تھا اور ہی نے بیان کیا ہے کہ وہ طائر خواجہ کو تلاش
کرکے خواجہ کے ہمراہ تھے اُنھوں نے سب واقعہ دیکھا تھا اور سب حالت ایوان کی اور
گفتگو جو خواجہ سے ہوئی تھی سب سنی تھی اور جس طور سے ایوان خواجہ کے ساتھ پیش آئی
تھی بس جب ایوان سب کو رہا کرکے اور دریا کو ہٹا کرکے اپنے مکان کو روانہ ہوئی تھی اور
خواجہ طرف لشکر کے تو وہ طائر بھی طرف سمندریہ کے چلے تھے بادشاہ کو خبر دینے کو اب یہ تو
اُدھر آ رہے ہیں یہاں سمندر شاہ دربار میں بیٹھا ہوا ہے اور سب حاضر دربار ہیں خواجہ کی عیاری
کا ذکر ہو رہا ہے ہر ایک تعریف کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ کیا چالاکی کی ہے اور کس طور سے اپنا کام کیا
ہے ایسا عیار تو ہم نے آج تک دیکھا نہ سنا ان اکثر تماشوں ہم دیکھا کرتے تھے اور واقعات

خواجہ اول پڑھا کرتے تھے اور سنا کرتے تھے خیال اپنے دل میں کرتے تھے کہ یہ جو کچھ ان کتابوں میں تحریر ہے
سب غلط ہے ایسا کبھی کہیں ہو سکتا ہے انسان سے وا جنات ہو گیا ہم لوگ ساحر ہیں مگر ایسی قدرت نہیں
رکھتے ہیں وہ غیر ساحر ہو کر ایسے ایسے کام کرتا ہے یہ سب غلط ہے ورنہ اسی طور سے بطور مفصل تحریر کیا ہے
تاکہ لوگ خواہش سے کتابیں خریدا کریں ہم کو نفع ہو مگر اب یقین ہو گیا کہ وہ واقعات اصلی ہیں ان
عیاروں کے حالات دیکھ دیکھ کر سمندر شاہ نے کہا کہ ہم کو نہیں معلوم تھا ان لوگوں کی تعریف خداوند
سامری و جمشید اپنی کتابوں میں لکھ گئے ہیں انکی وصیت ہے کہ جہاں تک ممکن ہو انکو قتل کرو کیونکہ یہ لوگ
بنیاد سحر و ساحری کے مٹانے والے ہیں بس جیسا انھوں نے تحریر کیا تھا ویسا ہی پایا یہ سنکے رحل
نے کہا کہ یہ لوگ اس طرف کیونکر آ سکے کیونکہ یہ مقابلہ تو کسی سے ظاہر نہ تھا سمندر نے جواب دیا کہ
بھائی کیا بیان کروں خداوند لقمو پر اس آئینہ انداز جادو کا طلسم آئینہ کا برا کرے کہ وہ یہ آفت لے کر
یہاں آیا باوجودیکہ اپنے طلسم میں خدائی کرتا تھا خداوند تھا مگر جب خدا پرست اسکے طلسم پر آئے اور
مقابلہ ہونے لگا انجام یہ ہوا کہ خدا پرستوں نے طلسم کو فتح کیا اور یہ کچھ ذکر اسکا انجام کار اپنے طلسم سے
بخوف اہل اسلام بھاگا یہاں اگر خداوند سے ہر طرح کی گریز کرتے ہیں اہل اسلام کے ہاتھوں تباہ ہو کر
آپ کے پاس پناہ لایا ہوں چونکہ خداوند رحم دل ہیں انکو اسکے حال پر ترس آ گیا اسکو دامن پناہ
دیا اپنے طلسم میں طالب کیا جب وہ داخل طلسم ہوا تو خداوند نے حکم فرمایا کہ اسکا امتحان لیا
جائے تاکہ اگر یہ کامل ہو تو کسی مرحلہ کا اسکو ملک دیا جائے امتحان جو لیا گیا وہ امتحان میں پورا اترا
بالکل سحر فراموش تھا خداوند کو اس امر سے اطلاع کی گئی چونکہ وہ پناہ دے چکے تھے انھوں نے
اپنی مروت سے دل سے یہ امر گوارا کیا کہ وہ اپنے طلسم سے نکال دیتے بس انھوں نے حکم
دیا کہ جب سے یہ بھول گیا ہے اسکو ساحر کے پاس اور تعلیم سحر کریں ایک سال تک چنانچہ اسوقت بموجب
حکم خداوند سمندر کا ساحر جادو و [illegible] والد طالب لے گئے اور انکے سپرد آئینہ انداز کیا گیا چنانچہ
وہ اسکو لیکر طرف دشت ہولناک کے گئے ہیں بھائی یہ خدا پرست اسی کے تعاقب میں اسکے قتل کو
اسیر کرنے کو آئے ہیں انکے آنے کا یہ سبب ہے اے بھائی اگرچہ پہنچے چند لوگ اس طرف کے کبھی نہ
گئے تھے [illegible] کہ جب تا ہمان طوفان کش سحر ان
سے لوہیں سے مقابلہ ہونے لگا کسی زمانہ میں سہراب میر سپہ سالار بھی انکا شریک ہو گیا اسنے
دشت کی راہ بتائی وہ لیکر آیا قتل آفتاب جادو کی مدد ہر اسی نے بتائی سحران کے مکان
تک وہی لیکر گیا عیار اسی کے سبب سے دریائے سبز رنگ کے پار آئے کہا دوسرا غضب
یہ ہوا کہ ملکہ فخر الزمان دختر آفتاب جادو شریک ہو گئی ان لوگوں کو در کنار پہنچی اسکے بعد جو ملک
کہ دریائے سبز رنگ کے بعد راہ میں ملے ان سب ملکوں کے بادشاہ شریک ہوئے ان سبھوں سے
دین اسلام تبدیل کیا ہم نے سب کو تحریر کیا تھا کہ خدا پرست ادھر آتے ہیں طرف
دو بادشاہوں سے مقابلہ ہوا ایک ملک مومن خود پرست دوسرے مہراب شاہ سے جب
دونوں مسلمان ہوئے پھر کسی کو جرات نہ ہوئی کہ مقابلہ کرے علاوہ اسکے دوسرا غضب یہ ہوا کہ جب
خدا پرست یہاں آکر مقیم ہوئے اور میں نے سب اپنے خراج گذاروں کو نامے لکھ لکھ کر طلب کیا
چنانچہ ان میں سے جو آیا انہوں نے برائے مقابلہ روانہ کیا خواہ پہلوان ہوا خواہ غیر پہلوان یعنی ساحر
وہ ہاتھ سے ان لوگوں کے قتل ہوا اگر زندہ بچا تو انکا شریک ہو گیا جیسے کہ گیر روشن تن

یا آفاق شاہ مجکو آفاق شاہ سے ایسی امید نہ تھی یہ واقعات گذرے ہیں سمندر نے کل واقعات جو کہ
اُس دن تک گذرے تھے سب بیان کیے زحل نے یہ حال سُنکے کہا کہ اب معلوم ہوا کہ یہ بلا میاں آئینہ اندام
کی لگائی ہوئی ہے پہلے آپ ہی پر خدا پرستوں نے ہاتھ صاف کیا آپ ہی کے ملک کو غارت کیا تم کو
کیا ضرورت تھی کہ تم نے مقابلہ کیا اگر وہ ادھر آ گئے تھے اور تم سے انھوں نے راہ ادھر سے جانے کو طلب
کی تھی تو تم نے دیدی ہوتی کیا ضرورت تھی کہ بیکار یہ درد سر مول لیا سمندر نے جواب دیا کہ آپ بڑے
عقلمند ہیں یہ اول تو میں نے خداوند کا نمک کھایا ہے دوسرے خداوند نے مجکو اسی لیے ادھر کی حکومت
دیکر مقرر کیا ہے تیسرے سبب کہ وہ خداوند سے مقابلہ کرتے تو کیا ہم چپ رہتے کیونکہ یہ لوگ تو در سب
نازیبوں کے دشمن ہیں کہتے ہیں کہ اور سب خدا باطل ہیں خدا سے نادیدہ سچا خدا ہے بس پھر کیونکر میں
مقابلہ نہ کرتا جب کہ وہ ہمارے خدا کے دشمن ہیں تو ہم کیوں نہ انکے دشمن ہوں جہاں تک ممکن ہوگا
ہم ان سے مقابلہ کرینگے چاہیے اس میں ہم فتح پاتے ہوں چاہے وہ لوگ ہم کو کوئی پروا نہیں ہے زحل
نے جواب دیا کہ جب یہ امر ہے تو ضرور مقابلہ لازم تھا اور لازم ہے ہی آخر مجبوری تھی کوئی دو پہر دن آیا تھا
کہ ایک طائر ایوان کی دیوار پر آکر بیٹھا اور طرف سمندر کے دیکھ کر اڑا اور ذرا دیر میں سمندر نے کہا
کہ دیکھو یہ طائر کون ہے اور کیا کہتا ہے سب اہل دربار اسکی طرف متوجہ ہوئے وہ طائر ذرا دیر میں بزبان
انسانی یوں گویا ہوا کہ اے سمندر آگاہ ہو اور خبردار رہ کہ تیری بربادی حکومت کا زمانہ آگیا یہاں
سے لے کر تمام اطراف و جوانب میں نہ طاق کے تک … اسلام جاری ہوگا خداوند طاق بھی ہاتھ
سے اہل اسلام کے قتل ہونگے اور نہ طاق بھی برباد ہوگا بس اے سمندر خبردار رہنا اور میں تجکو خبر
دیتا ہوں کہ دلکش جادوگر کو جو کہ تیری طرف سے نگہبان شہر فرحت افزا کا تھا اُسکو خواجہ نے
قتل کیا وہ بھی مارا گیا میں اُسکا سر ہوں اسکے مرنے کی خبر دینے آیا ہوں یہ کہکر اُس جانور نے ایک آہ کی
اُس کے منہ سے شعلہ نکلا وہ اُسکے اوپر گرا کہ اُس نے اسکو جلا دیا وہ طائر جل کر خاک سیاہ ہو گیا یہ
واقعہ سمندر نے جو طائر سے سُنا اہل دربار کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ سُنا آپ نے اس طائر نے
کیا خبر دی لو دوسرا واقعہ سنو کہ دلکش جادوگر کو بھی خواجہ نے قتل کیا جاتے جاتے ایک ساحر
کی اور جان لی میں کس بلا میں مبتلا ہو گیا ہوں کیا تدبیر کروں دیکھا یکبارگی زحل نے کہ یہ کیا خبر آئی زحل
نے کہا کہ میں تو یہاں کے حالات سُن سُن کے سخت حیران ہوں کہ جدھر سے خبر آتی ہے ایسی ہی خبر
آتی ہے میں تو اسقدر پریشان ہو گیا ہوں ایک آگ سی لگی ہوئی ہے سمندر نے کہا کہ یہی حال ہے کیا
بیان کیا جائے یہ کہکر سمندر نے … کیا سب ساحری اٹھائی اُس میں دیکھا کہ دلکش جادوگر کو خواجہ
نے قتل کیا اسمیں … کی عیاری تھی کہ یہ شیبا ہی کرکے قتل کیا سمندر نے قصد کیا تھا کہ میں بھی اور
حال دیکھوں کہ وہ طائر آکر یہ سمجھو کہ برا سے خبر خواجہ کے گئے تھے اُنکو جو سمندر نے دیکھا کتاب
بند کردی اور اہل دربار کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ خواجہ نے نئی عیاری کی کیا بیان کروں کہ
کیا عیاری کی یہ کہکر جو عیاری کہ خواجہ نے کرکے دلکش جادوگر کو قتل کیا تھا وہ عیاری بیان
کی سب اہل دربار سنکے متعجب ہوئے اور کہا کہ کیا غضب کا عیار ہے ادھر سمندر اُن طائروں کی
طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ کیا خبر لائے ہو بیان کرو وہ طائر بزبان انسانی گویا ہوئے کہ ہم یہ خبر
لائے ہیں کہ ہم جو بموجب آپکے حکم کے خواجہ کی تلاش میں چلے تو خواجہ کو ہم نے جاکر شہر
فرحت افزا میں پایا اسوقت جب کہ وہ ساحر دلکش کو قتل کر چکے تھے اور اُسکے مرنے کی

علامت بلند تھی جب علامت برطرف ہوئی اور روشنی ہوئی ہم نے خواجہ کو پہچانا ہم ایک طرف کو اُس بارہ دری کے اندر پوشیدہ ہو کر بیٹھ رہے ہم نے دیکھا کہ پہلے خواجہ نے سب مال و اسباب اُٹھا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اسکے بعد اور کپڑے وغیرہ ٹھوسے اُن کمروں کے بھی مال پر قبضہ کیا بعد اسکے خواجہ نے زنبیل سے عیاروں کو نکالا اُنکو ہوشیار کر کے اُن سے کہا کہ تم جاؤ میں بھی آتا ہوں جب وہ سب عیار چلے گئے اُسوقت خواجہ نے ملکہ کو زنبیل سے نکالا اور ستون سے باندھ دیا اور کوڑا لیکر اُنکو ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئیں تو اُن سے گفتگو ہونے لگی بڑے عرصہ تک خواجہ نے کچھ کلمہ ایسے بیان کیا کیے کہ اگر ہم اُنکا نام اپنی زبان پر لائیں تو ابھی جل جائیں ملکہ نے وہ کلمہ سنکے اُسکا جواب دیا خواجہ نے پھر کچھ بیان کرنا شروع کیا نوبت باینجا رسید کہ خواجہ سے اور ملکہ سے یہ امر قرار پایا کہ تم ہم کو رہا کر دو میں تم سے اقرار کرتی ہوں کہ میں تمہاری اطاعت و شراکت کرونگی مگر ساتھ دو شرطوں کے اول تو یہ کہ میں نہ تمہاری شریک ہونگی سمندر شاہ کے مقابلہ میں نہ میں سمندر شاہ کی شریک ہو کر آپ لوگوں سے مقابلہ کرونگی اور اگر کسی سے آپ سے مقابلہ ہوگا اسوقت میں آپ کی شریک ہونگی آپ کے طرف سے اُس سے مقابلہ کرونگی اپنی جان فدا کرونگی اب سمندر شاہ کی کسی حالت میں شریک نہ ہونگی دوسری شرط یہ ہے کہ آپ مجھ سے کسی وقت اس امر کی خواہش نہ کریں کہ میں سمندر شاہ سے مقابلہ کروں راوی نے بیان کیا ہے کہ طائروں نے وہ سب تقریر جو کہ خواجہ سے اور الیوان سے ہوئی تھی سب بیان کی اور کہا کہ خواجہ نے سب منظور کیا اور کہا کہ اب تم چلکر دریا سے سحر کو مٹاؤ میرے سرداروں کو رہا کرو صاحبقران پر سے سحر اُتارو الیوان نے اقرار کیا خواجہ نے اُسکو رہا کر دیا جب وہ رہا ہوئی خواجہ سے پھر گئی اور کلام سخت کرنے لگی خواجہ نے پھر حباب مار کر اُسکو بیہوش کیا اور پھر ستون سے باندھ دیا اور ہوشیار کیا پھر وہی تقریر ہوئی انجام کار الیوان نے پھر وہی اقرار کیا اور خواجہ کو لیکر دریا پر آئی سب سرداروں کو رہا کیا دریا کو مٹا دیا صاحبقران پر سے سحر اُتار لیا اور خواجہ سے رخصت ہو کر اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئی اور خواجہ سرداروں کو لے کر طرف اپنے لشکر کے راہی ہوئے ہم یہ حال دیکھکر ادھر کو آئے اور حاضر ہو کر آپ کی خدمت میں آپ کو کل حال سے آگاہ کیا سمندر نے جو زبانی طائروں کے یہ حال سُنا بہت بڑا صدمہ ہوا مگر یہ امر سنکے کہ الیوان نے اس طور کا اقرار کیا ہے اور وہ شریک اہل اسلام ہوئی ہے بہت غصہ آیا اسی حالت غیظ میں طائروں کی طرف جو دیکھا ایک برق گری کہ وہ سب طائر جل کر خاک ہو گئے جب اُنکو جلا چکا اہل دربار کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ آپ نے الیوان کا حال سماعت کیا کہ کیا اس کمبخت نے حرکت کی ہے میرے ذہن میں آتا ہے کہ کسی ساحر کو روانہ کروں کہ وہ اُسکو اسیر کر کے میرے پاس لائے اگر نہ آسکے تو اُسکا سر کاٹ لائے زندہ نہ رکھے اہل دربار نے عرض کیا کہ خداوند اس امر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُسنے خواجہ کے ساتھ فریب کیا جیسے پہلے مرتبہ کیا تھا اور پھر خواجہ نے اسیر کر لیا اب کی مرتبہ اُسنے یہ سب امر اس خیال سے کیے کہ میں یہاں سے نکل جاؤں تو پھر کوئی تدبیر اپنے مقام پر جا کر کرونگی الیوان کے نزدیک اہل اسلام کا اسیر کر لینا کوئی امر مشکل نہیں ہے اسوقت چھوڑ دیا ہے اور رہا کر دیا ہے اور صاحبقران پر سے بھی سحر کو اُتار لیا ہے بس اب جب وہ خواجہ کو اسیر کریگی اور خواجہ کو قتل کر کے اپنا اطمینان کر لیں گی اسوقت خدا پرستوں کا خاتمہ کریگی ہمارے نزدیک تو یہ اُنکا ارادہ ادنیٰ سا مکر و فریب تھا اور دھوکا تھا جو خواجہ کو الیوان نے دیا اور خواجہ فریب میں آگئے ہمارے نزدیک تو منا سب یہ ہوگا

کہ آپ پہلے اُسکو یہاں طلب کریں اور وہ آنے سے انکار کرے تو جانیے کہ وہ منحرف ہوگئی ہی اگر انکار نہ کرے
اور چلی آئے تو اُس سے یہ امر دریافت فرمایئے کہ اب تمھارا کیا قصد ہی اور کیا ارادہ ہی جو کچھ اُسکا قصد
ہوگا وہ ظاہر کر دیگی اور بدون دریافت اِس امر شنیدہ پر اعتبار کرنا اور غصہ کرنا کام عقلمند کا نہیں ہی
اور دوست کو دشمن بنانا یہ مقام خیال کرنے کا ہی کہ اگر اُسکا قصد بھی نہ ہوگا اور اُسنے فریب دیا ہوگا
آپ کے اِس غصہ فرمانے سے اور مقابلہ کرنے سے وہ منحرف ہو جائیگی اور شریک اہل اسلام ہوگی
جیسے کہ آفاق شاہ نے کیا کہ وہ اپنی جان بچا کر چلا آیا تھا اور آپ سے اس امر کا خواستگار تھا کہ مجھکو
اجازت دیجیے تاکہ میں اپنے ملک میں جا کر اپنی زندگی بسر کروں آپ نے جلدی فرمائی اُس پر دباؤ
ڈالا مگر وہ مرد عاقل تھا اُسنے تحمل کیا اور دوسری تدبیر سے یہاں سے اپنی جان بچا کر نکل گیا کوئی فساد نہ
کیا اور یہ عورت ہی عورت ناقص العقل ہوتی ہی اور جو اُسکے ذہن میں آجاتا ہی وہ کر گذرتی ہی بس کیا
حاصل کہ ایسی ساحرہ زبردست کو بیکار دشمن بنانا پہلے اُس سے خود مقابلہ میں تفرقہ پڑتا رہا ہی
پھر دیکھا جائیگا اگر در اصل اُسنے انحراف کیا ہی اور وہ نہ راضی ہوگی اور انکار کریگی اُس وقت پہلے ہم
اُسکو خوب نشیب و فراز دکھا دینگے اُسکے بعد اگر وہ انکار کیے جائیگی ہم سب بلکہ اُسکو اسیر کر لینگے
آپکو اپنا کمال دکھا دینگے یہ جو اہل دربار نے عرض کیا سمندر نے جواب دیا کہ جو کچھ تم سب نے کہا
میں نے سنا اور تمھاری رائے بہت درست ہی مگر یہ خیال کرلو اگر اُسنے اقرار کر لیا ہی تو وہ پھر اپنے
اقرار سے نہ پھریگی اُسی پر قائم رہیگی بلکہ اپنی جان جانے کو غنیمت جانیگی عہد شکنی کو گوارا نہ کریگی
جیسے آفاق شاہ نے کیا اگر اُسنے یہاں آکر کوئی فساد کیا اور ہم لوگ اُسکے دفع کرنے میں مصروف
ہوئے اور یہ خبر اہل اسلام کو پہونچی اور عیار وغیرہ وہاں سے آگئے تو بڑی خرابی ہوگی یا مثل آفاق
کے خواجہ اسکو بھی ہمراہ لے گئے تو کیا ہوگا اُس سے بہتر تو یہ ہی کہ جو کچھ ہونا ہو اُسی مقام پر ہو جائے
یہاں تک نوبت نہ آئے مشتاق روئینہ تن وغیرہ اور کل اہل دربار نے کہا کہ ہم اُسکا اقرار کرتے
ہیں کہ نہ وہ دربار میں فساد کریگی نہ کوئی عیار پہونچیگا اگر وہ برخلاف ہوگی تو ہم ایسی تدبیر کرینگے اُسکو
اسیر کر لینگے کہ کسی کی تکلیف نہ ہو کچھ خوف نہ کیجیے آپ اِس امر سے خاطر جمع رکھیے دوسرا امر یہ ہی کہ
جاسوس بازار میں بھیجیے اگر آپ سے خلاف کرے بلکہ خواجہ و دیگر اہل اسلام کو اُس امر سے
آگاہ کرے کہ ہم تمھارے دوست کو قتل کرتے ہیں مثل آفاق کے اسکو بھی بچا لے جاؤ تو جانیں
اُس وقت ہم لوگوں کی جان فشانی ملاحظہ فرمائیگا کہ ہم کیسے ہیں کہ خواجہ اُسکو لیکر کیسے جاتے ہیں ہوکر
الوان میں آکر اُس دن منادی کرا دے کہ اہل شہر جمع ہوں تاکہ اُس وقت اپنا کمال
دکھا دیں کہ آفاق شاہ ایسے دھوکے میں نکل گیا ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ آفاق شاہ نہ جاتا
اور خواجہ لیجا سکتے غیر ممکن تھا اب تو یہ لوگ سب حالات سے آگاہ ہیں کیونکر ممکن ہی تو
تقریر اہل دربار کی مشتاق وغیرہ نے تاکید کی سمندر نے کہا کہ اچھا کل میں کسی کو الوان کے
پاس روانہ کرونگا اور اُسکو طلب کرونگا سب نے کہا کہ یہ جو ہم نے عرض کیا ہی سب خیرخواہی
بلکہ نیکی اور مطلب سے سمندر نے کہا کہ یہ امر مجھکو معلوم ہی کہ آپ لوگ میرے خیرخواہ ہیں
بس یہ کہکر سمندر نے دربار برخاست کیا زحل نے کہا کہ بھائی میں رخصت ہوتا ہوں سمندر
نے کہا یہ ہو کہ دوستانہ کے لیے آئے تھے ہوا ایک دن رہو اور اس واقعہ کا انجام دیکھو کیا ہوتا
ہی میں تو ابھی نہ جانے دونگا یہ جو سمندر نے کہا وہ ناچار ہو گیا ایک محل اُسکے قیام کرنے کے لیے

درست کیا گیا تھا وہ اُس محل میں آیا وہ محل سب اسباب ضروری سے آراستہ تھا وہاں اُسنے قیام کیا یہان
تک کہ شام ہوگئی سمندر نے مارے صدمہ کے پھر اُسدن دربار نہ کیا بلکہ محل سے باہر نہ آیا جب رات
گذری صبح ہوئی سمندر نے دربار کیا سب اہل دربار حاضر دربار ہوئے زحل بھی آکر اپنے مقام پر بیٹھا
سب مجرا کرکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ابھی سمندر نے کوئی حکم نہ دیا تھا کہ ایک طائر سیاہ رنگ دیوار
پر آکر بیٹھا کہ سمندر نے اُسکو دیکھا اہل دربار سے کہا کہ یہ جو طائر سیاہ آیا ہے یہ بھی کوئی خبر لایا ہے بلکہ خبر وحشت
اثر ہے کہکر سمندر اُس طائر کی طرف دیکھنے لگا جیسے اُس طائر نے دیکھا کہ سمندر میری طرف متوجہ ہے ایک مرتبہ
اُس مقام پر سے اُڑا اور بالائے آسمان گیا اور صدائے ہیہات ہیہات تین مرتبہ دے کر پھر اسی دیوار پر
آکر بیٹھا اور سمندر کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا کہ اے سمندر شاہ تم آگاہ ہو کہ میں بیر ہوں بدمست خونریز جادو
کا اُسکو آفاق شاہ نے راہ میں قتل کیا اور لشکر کو غارت کیا طائر یہ کہہ رہا تھا کہ ایک برق گری کہ وہ
جل کر خاک ہوگیا یہ جو اُس طائر سے سنا کہ میں بیر ہوں بدمست جادو کا تو سمندر کو بڑا صدمہ ہوا سر پکڑ
لیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے مگر بہت جلد آنکھ دامن سے پونچھ ڈالا اس خیال سے کہ زحل
کہے گا کہ مثل عورتوں کے روتے ہیں اور اپنے دل میں خیال کیا کہ اس طائر نے پورا حال نہ بیان کیا کہ
کیونکر بدمست قتل ہوا ذرا کتاب سامری میں تو دیکھوں یہ خیال کرکے اور کتاب اُٹھا کر دیکھا اس میں
پوری کیفیت معرکہ جو آفاق شاہ اور بدمست میں ہوا تھا اور جس طور سے آفاق نے بدمست
کے لشکر بدمست کو تباہ و قتل کیا تھا سب تحریر پایا آفاق شاہ نے دانائی کی اپنے دل میں بہت
تعریف کی اور کتاب کو بند کیا اور خاموش ہوکر فکر کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کروں اہل دربار نے عرض
کیا کہ حضور نے کتاب میں کیا حال ملاحظہ فرمایا کہ خاموش ہوکر بیٹھ رہے ہم غلاموں کو بھی آگاہ فرمایئے
بادشاہ نے یہ سنکے کل حال اہل دربار کے روبرو بیان کیا اور کہا کہ اس اس طرح سے بدمست آفاق
کے ہاتھ سے مارا گیا اور لشکر تباہ ہوا ایک آدمی باقی نہ رہا صرف دو چار سردار بھاگ نکلے تھے وہ
بچ گئے ورنہ سب مارے گئے یہ امر سنکے اہل دربار بہت متحیر ہوئے سمندر شاہ نے زحل سے کہا
کہ بھائی تم نے دیکھا کہ کیسی کیسی نئی نئی آفت نازل ہوتی ہے کہ جس کی خبر بھی نہ تھی خیال کرنے کا مقام ہے
کہ آفاق کہاں لشکر اسلام میں تھا کہاں اپنے شہر میں پہنچا سب اہل شہر کو مسلمان کیا واپس چلا تھا کہ
راہ میں بدمست کا لشکر ملا اُسنے ان سب کو غافل پاکر وہ تدبیر کی کہ سب کے سب تمام ہوگئے تھے
بدمست نے نکل کر مقابلہ کیا انجام اُس مقابلہ کا یہ ہوا کہ آفاق نے اپنی شبیہ قتل کرائی اور پیچھے
آکر بدمست کو قتل کیا لشکر یوں تباہ ہوا جو کام میں کرتا ہوں بہتری کے لیے اُسکا انجام بد ہوتا ہے اور
کام بگڑ جاتا ہے کیسی آج کل تقدیر خراب ہوگئی ہے خداوند بھی خبر نہیں لیتے ہیں میرے ذہن میں آتا ہے کہ
ایک عرضی خدمت خداوند میں روانہ کروں اُسمیں تحریر کروں کہ میری تقدیر خراب ہوگئی ہے اُسکو بدل
دیجیے اور کوئی عمدہ تقدیر مجھکو دیجیے میں اس تقدیر سے بہت پریشان ہو گیا ہوں زحل نے کہا کہ
یہ رائے تمھاری بہت عمدہ ہے مگر میں یہ دیکھتا ہوں کہ آج کل کچھ نظر عنایت خداوندی کی تمھاری طرف
سے پھری ہوئی ہے اگر تم نے عرضی روانہ کی اور کچھ سماعت نہ ہوئی تو کیا کروگے سمندر نے کہا کہ
جو کچھ ہوا اب تو میں روانہ کروں گا زحل نے کہا کہ کوئی عرضی روانہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ
تم خود چلے جاؤ سمندر نے کہا کہ یہ رائے تمھاری بہت مناسب ہے خیر میں الوان سے فرصت
ملے فراغ حاصل کرلوں تو پھر جانے کی تدبیر کروں یہ کہکر اہل دربار کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم میں

کوئی ایسا ہی کہ جو الیوان کے پاس جائے اور میرا پیام دے آئے اُس سے یہ کہے کہ تم کو بادشاہ نے طلب کیا ہی
ایک اشد ضرورت ہی اگر وہ آئے تو بہتر ورنہ مجھکو آکر خبر کرے جو کچھ کہ وہ جواب دے اُس سے آگاہ کرے اُس کے
بعد پھر مین تدبیر کرون اور اُسکو کسی نہ کسی طور سے طلب کرون یہ جو سمندر نے کہا ایک ساحر کہ نام اُس کا
جرار جادو تھا اپنے مقام سے اُٹھا اور عرض کیا کہ اس کام کو خوشنودی سے یہ غلام سرانجام دیگا اور بجا لائیگا
سمندر نے کہا کہ تم اپنے مقام پر بیٹھ جاؤ مین ایک حکم نامہ ابھی تم کو لکھے دیتا ہون یہ کہکر میر منشی سے کہا کہ
ایک حکم نامہ اس مضمون کا تحریر کرو کہ ہم نے خبر پائی ہی کہ تم نے شہزادہ کی قید سے رہائی پائی بہت خوشی ہوئی
ہم کو تمھاری ملاقات کا بہت اشتیاق ہی لہذا تم کو آگاہ کیا جاتا ہی کہ تم بضرور دیکھتے اس رقعہ کے حاضر خدمت
ہو تم سے ایک اشد ضرورت ہی بدون تمھارے آئے وہ ضرورت اجرا نہ ہوگی بس اسقدر تھوڑی تحریر کو
بہت خیال کرو زیادہ کیا لکھا جائے منشی اُسی دم حکم نامہ لکھنے لگا ادھر سمندر شاہ تخت بیٹھا ہوا ہی کہ
راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ لوگ جو مع جناب آفاق شاہ وغیرہ کے ہاتھ سے بچ کر بھاگے تھے
راہ طی کرکے قریب نصف شب کے سمندر میں پہونچے چونکہ دربار کا وقت نہ تھا اس سبب سے اُسوقت دربار
مین نہ آئے ایک مقام پر قیام پذیر ہوئے اپنے اپنے مکان پر بھی نہ گئے جب صبح ہوئی وہان سے طرف
دربار کے چلے ورود دولت پر آئے درگہ سالار سے کہا کہ خبر کرو کہ وہ لوگ آئے ہین جو کہ بدمست
کے ہمراہ آفاقیہ کو گئے تھے درگہ سالار نے کہا کہ بدمست کہان ہین انھون نے جواب دیا کہ وہ مارے
گئے لشکر تباہ ہوا ہم چند آدمی بچے تھے سو بھاگ کر آئے ہین یہ سنکے درگہ سالار دربار مین آیا مجرا
کیا اور عرض کیا کہ وہ لوگ حاضر دولت ہوئے ہین جو کہ بدمست کے ہمراہ گئے تھے انکی نسبت
کیا حکم ہوتا ہی سمندر نے جواب دیا کہ انکو اندر لے آؤ بس درگہ سالار باہر آیا انکو ہمراہ لیکر اندر گیا
انھون نے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور مؤدب مقام عرض پر کھڑے ہوئے سمندر شاہ نے کہا کہ بیان
کرو کیا خبر لائے ہو تمھارا افسر کہان ہی وہ تو خیر سے ہی تب تو انھون نے رو رو کر کل حال بیان
کیا اور کہا کہ ہم اس طور سے بھاگ کر آئے افسر ہمارے تو حضور پر سے تصدق ہو گئے سمندر نے کہا کہ ہم کو
پہلے ہی خبر ہو گئی تھی جو ایسی غفلت کریگا اُسکا یہی انجام ہوگا یہ کہکر سمندر نے کہا کہ اچھا جاؤ اپنا
علاج کرو شب اچھے ہونا تو دم حاضر ہونا یہ سنکے وہ لوگ مجرا کرکے باہر آئے اور اپنے مکان پر
آکر علاج مین مصروف ہوئے چونکہ زخمی تھے اس سبب سے سمندر نے انکو انکے مکان جانے کی اجازت
دی جب وہ لوگ عرض کرکے چلے گئے اُسوقت سمندر نے اہل دربار سے کہا کہ بدمست مفت
قتل ہوا یہ کوئی نہین جان سکتا ہی کہ ہم اسوقت قتل ہونگے یا ہم پر یہ آفت آنے والی ہی کہ ہم ہوشیار
ہو جائین ہمین اسوقت بیٹھے ہوئے ہین اور کوئی بلا آجائے تو ہم کو کیا خبر ہو بدمست کی خبر کوئی
خطرہ نہ تھا اہل لشکر کی خبر سنکر کیا جائے اتنے عرصہ مین منشی نے حکم نامہ طیار کیا ابھی لفافہ مین
بند نہ کیا تھا کہ ایک طائر آکر سمندر کے زانو پر بیٹھ گیا سب نے دیکھا کہ اُسکے گلے مین ایک کاغذ بطور
تعویذ کے ہی بس سمندر نے اس کاغذ کو دیکھکر اُسکے گلے سے اتار لیا اور منشی کو دیا کہ اسکو پڑھو
بند نہ کیا لفافہ پر مہر اور دستخط کر دا … شاہ وغیرہ کی ہوئی تھی بس منشی نے وہ لفافہ لیکر
چاک کیا اس مین سے … نکلی آواز سے پڑھا اس مین کل حال تحریر تھا سرداروں کا رہا ہونا
اور بدمست کا مارا جانا صاحبقران کا … بانا الیوان کا خواجہ سے اقرار اور آفاق شاہ و بدمست
کا مقابلہ کوئی حال باقی نہ تھا جو نہ تحریر ہو جو حال سب نے ہرکارون سے سنا تھا سب

تحریر کر دیا تھا اور اسکے بعد یہ تحریر تھا کہ اب ہم کو کیا حکم ہوتا ہے جو حکم ہو ہم اُس پر عمل کریں اب تو یہاں
لشکر اسلام میں آج کل بہت بڑا جشن خوشی ہو رہا ہے اور عیش و عشرت میں مصروف ہیں جب
سمندر رعد عرضی کے مضمون سے آگاہ ہوا منشی سے کہا کہ پہلا اسکا جواب تحریر کر دو کہ تم لوگ اسی مقام پر
قیام پذیر ہو جب تک کہ ہم کوئی دوسرا حکم تم کو نہ تحریر کریں جو امر ہم کو منظور ہوگا ہم تم کو اطلاع
دینگے تم اُس پر کاربند ہونا اور اسی پر عمل کرنا منشی نے جو کچھ سمندر رعد شاہ نے کہا وہ تحریر کر دیا اور لفافہ
میں بند کر کے حاضر حضور کیا سمندر رعد شاہ نے وہ لفافہ لے کر اُس طائر کے گلے میں ڈالدیا وہ طائر
جواب عرضی پاکر اُڑ گیا بعد جانے اُس طائر کے سمندر رعد شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ تم نے سُن لیا
کہ کیا عرضی میں تحریر تھا سب واقعات جو گزرے تھے خبر دیکھا چاہیے کہ مسلمان کب تک بچ کے
کہاں ہیں اسوقت خوشی کریں آخر کو روئینگے یہ سنکر سب اہل دربار نے کہا حضور بجا ارشاد کرتے
ہیں ادھر منشی نے وہ حکم نامہ جو کہ بنام الیوان کے سمندر نے تحریر کرایا تھا پیش کیا سمندر نے
لے کر اُس لفافہ کو جبرار جادو کو دیا کہ لو اس حکم نامہ کو لے جاؤ وہ اپنے مقام سے اُٹھا اور سامنے
آیا سلام کیا لفافہ ہاتھ سے لیا پھر کر کے بارگاہ سے باہر آیا طاؤس سحر طیار کر کے اُس پر سوار ہو کر
طرف شرطاق کی سرحد کے الوانیم کی سمت چلا یہ سب ساحر جو کہ زیر دست ہیں سرحد شرطاق
میں رہتے ہیں اور شرطاقی کہلاتے ہیں مثل اسکے کہ عشاق شرطاقی الیوان شرطاقی اور اسی طور
سے اور عشاق تو کئی ہیں ہوش ربا میں کئی عشاق تھے عشاق دودھتی عشاق سمندر ناگ
ناظرین کو خیال رہے کہ نام کا اکثر ہونا کوئی امر تعجب نہیں ہے اپنے ہی گھر میں اور خاندان میں خیال
کر لیا جائے کہ ایک نام کے کسقدر آدمی ہوتے ہیں بس وہ عشاق دودھتی اور عشاق سمندر ناگ
تھے اور یہ عشاق شرطاقی تھا کہ جسکو خواجہ نے قتل کیا اور اب جو عشاق باقی ہیں یہ حجرہ نشین
یا گنبد نشین ہیں کے نام سے ہیں جبرار جادو نامہ سمندر رعد شاہ لے کر طرف الوانیم کے روانہ ہوا اسکا
حال پھر تحریر ہوگا اب حال دربار سمندر رعد شاہ تحریر ہوتا ہے کہ جب جبرار حکم نامہ لے کر چلا گیا اسوقت
سمندر رعد شاہ نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں بہت حیران ہوں کہ میں نے بہت سے
نامے اپنے خراج گذاروں کو تحریر کیے تھے انمیں ساحر بھی تھے اور غیر ساحر بھی مگر انمیں سے چند
آئے اور باقی نہ آئے اور بہت سے نامے استادوں نے تحریر کیے تھے انمیں سے کوئی نہ آیا یہ کیا امر ہے
میری عقل اس امر میں حیران ہے عشاق وغیرہ نے جواب دیا کہ اگر یہ کہا جائے کہ انکو نامے پہونچے نہیں
تو بالکل خلاف ہے کیونکہ ہر ایک نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہوتے ہیں بس یہی امر ہے کہ وہ لوگ آئے
نہیں اور نہ انکو آنا منظور ہے جو آنے والے تھے وہ آگئے سمندر رعد شاہ نے کہا کہ میں پھر انکو نامہ تحریر
کرتا ہوں اب کی انمیں سخت کلمات تحریر ہونگے یہ کہکر سمندر نے منشی سے کہا کہ چند نامے تحریر
کرو منشی بموجب حکم نامہ تحریر کرنے پر آمادہ ہوا ابھی سمندر نے مضمون نہ بتایا تھا کہ چند ہرکارے
پسینہ میں غرق خاک میں آلودہ حاضر دربار ہوئے اور مجرا گاہ پر سے مجرا بجالائے اور یوں عرض
کرنے لگے کہ ہم غلام براے بالادوی شہر سے باہر جنوب کی طرف گئے تھے جب کوئی شہر سے پانچ کوس
پہونچے تو ہم نے ایک لشکر دیکھا کہ بہت بڑا و کثیر ہے دور تک خیمہ و بارگاہیں برپا ہیں لشکر کثیر
ہے مگر ساحروں کا ہے ہم لوگ اُس لشکر میں گئے اور اہل لشکر سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ
لشکر جمشید شاہ جوان کا ہے جو کہ ساحر ہیں براے کمک شہنشاہ سمندر رعد شاہ چلے آتے ہیں یہ شاہ اسکا

پہر آکر پہونچے ہین اپنے آنیکی بادشاہ کو خبر کرینگے ہم نے دریافت کیا کہ اُنکے نام کیا ہین اُسنے کہا کہ نام ان
بادشاہون کے یہ ہین زورق جادو مواج جادو موج جادو جھنور جادو سیراب جادو و
طوفان جادو طغیان جادو دریا بیسار جادو برقان برق پوش جادو رعدان رعد آواز جادو
ملکہ غبار انگیز ملکہ طوفان خیز ملکہ آتش خوار ملکہ موج خیز جادو ملکہ دریا بار جادو ملکہ [illegible]
سحاب جادو ملکہ سطوت بار ملکہ [illegible] بار جادو ملکہ [illegible] شعلہ بار جادو ملکہ [illegible] جادو [illegible]
سوار گردن [illegible] سوار قہار جادو [illegible] سوار جادو [illegible] فار [illegible] سوار کا یہ لشکر ہے یہ سب اس
لشکر کے بادشاہ اور افسر ہین یہ جو خبر کاروں نے سمندر سے کہا سمندر نے اہل دربار کی طرف دیکھ کر
کہا کہ مین ابھی یہی فکر کر رہا تھا کہ مین نے ان سب کو طلب کیا تھا کوئی نہ آیا مین پھر نامے روانہ کرنیوالا
تھا مگر خیر وہ لوگ آگئے مگر ابھی بہت سے پہلوان و ساحر و بادشاہ و ساحر و ساحرہ باقی ہین کہ نہین آئے
ہین اہل دربار نے عرض کیا کہ وہ بھی آتے ہونگے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب نامے ان بادشاہون و
پہلوانون ساحر و غیر ساحر کو پہونچے تھے ہر ایک نے سامان سفر کیا تھا اپنے اپنے ملک اور شہر
سے روانہ ہوئے تھے جن مین سے ساحر و بادشاہ مثل گرداب شاہ وغیرہ کے آگئے تھے جو کہ مقابلہ
اہل اسلام مین مقیم ہین اور بہت سے نہ آئے تھے جب انھون نے آفاق شاہ کا واقعہ سنا کہ اس
بے مروتی اور بے عزتی سے سمندر شاہ آفاق شاہ کے ساتھ پیش آیا ہر ایک جو کہ صاحب عزت
تھا اپنے لشکر کو لے کر پلٹ گیا اس خیال سے کہ ایسے ناقدر کے پاس جانا اور کمک کرنا خلاف
عقل ہے جب اُسنے اپنے [illegible] کے ساتھ کہ جو بہت بڑا خیر خواہ تھا یہ سلوک کیا تو ہم
کیا ہین اس امر سے تو یہ بہتر ہے کہ نہ جائین جو بادشاہ و ساحرہ واپس گئے اُنکے نام یہ ہین یارانہ جادو
ملکہ لالہ رو ملکہ جمال رخ [illegible] ملکہ گلنار زعفران پوش ملکہ نیلان نیلم پوش ملکہ [illegible] جادو
ملکہ بنفشہ پوش جادو ملکہ گل نافرمان جادو ملکہ یاسمن ملکہ نسرین ملکہ نسترن [illegible] جادو
[illegible] جادو [illegible] جادو ملکہ [illegible] جادو ملکہ عشاق لالہ رو ملکہ ماہرو [illegible]
ملکہ سنبل جادو ملکہ نونہال جادو ملکہ کاکل [illegible] جادو ملکہ گلزار جادو یہ سب ساحر و ساحرہ
اپنے اپنے ملک کو راہ سے واپس گئے تھے کہ انکا ذکر کیا جائیگا یہ انجام کار مین جسوقت سمندر [illegible] تیغ
ہوجاتا ہے تو مسلمان ہوتے ہین باقی جو کہ اپنے مقام سے چلے تھے اُنمین سے اسقدر تو لشکر آگئے ہین
کہ جنکے نام تحریر ہوتے ہین اُنمین ہر ایک کے ہمراہ لاکھ و اتنے ہزار سے کم کا لشکر نہین ہے یہ سنکے سب
اپنے اپنے مقام سے چلے تھے جب قریب سمندر کے پہونچے اور ہر ایک نے لشکر کی آمد دیکھی ہرکارہ
روانہ کرکے دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہے جب ہر ایک کو یہ امر ثابت ہوا کہ یہ لشکر طلب کیا ہوا
سمندر کا ہے اور یہ لوگ بھی برائے کمک سمندر جاتے ہین تو باہم [illegible] ہوگئے [illegible] سب
یہ سب بادشاہ ایک مقام پر اُترے ہوئے تھے ابھی اور لشکر برائے کمک سمندر شاہ
اُنکا ذکر آئندہ تحریر ہوگا راوی کہتا ہے کہ یہان تو یہ لشکر اُترا ہوا تھا اور سب بادشاہ و ملکہ ایک
بارگاہ مین جمع تھے اور عرضی سمندر شاہ کی خدمت مین تحریر کی جا رہی تھی کہ وہ ہرکارے سے دریافت
کرکے سمندر کے دربار مین گئے تھے اور سمندر کو خبر کی تھی جیسا کہ تحریر ہوا سمندر نے [illegible] ہرکارون
کی زبانی ہر ایک ہرکارے کو انعام دیا اور رخصت کیا اب ان کی عرضی کا حال تحریر ہوتا ہے
کہ جب یہ سب بادشاہ و ملکہ قریب سمندر کے پہونچے اور [illegible] خیمہ [illegible] ہوئے تھے ایک خیمہ مین جمع

ہوئے اور راستے ہوئی کہ اپنے آنے کی خبر بادشاہ کو کریں وہ جیسا حکم دیں ویسا کیا جائے پس عرضی تحریر کیجانے
لگی اسکا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ ہم سب کے سب بموجب طلب حضور مع لشکر حاضر ہوئے ہیں اور قریب شہر
فروکش ہیں جو حکم ہم سب کی بابت ہو اُس پر عمل کریں زیادہ حد ادب یہ عرضی طیار ہو چکی ان سب نے
ایک ساحر کے ہاتھ اپنی اپنی مہر و دستخط کرکے روانہ کیا وہ ساحر وہ عرضی لیکر اُس صحرا سے شہر میں آیا دردولت
پر حاضر ہوا دربان سے کہا کہ خبر کردو کہ چند بادشاہ جو کہ لشکر لیکر حسب الطلب حضور کے آئے ہیں انکا
پیامی عرضی لیکر آیا ہے دربان نے اندر دربار میں بادشاہ سے عرض کیا کہ ایک ساحر دردولت پر حاضر
ہے اور عرض کرتا ہے کہ میں عرضی لے کر آیا ہوں اُن ساحروں کی جو کہ حضور کے حسب الطلب آئے ہیں
سمندر شاہ نے کہا کہ اُس ساحر کو بلا لو پس دربان آکر اُس ساحر کو لے گیا اُسنے مجراگاہ سے مجرا
کیا اور عرضی پیش کی سمندر شاہ نے وہ عرضی منشی کو دی منشی نے عرضی پڑھی جب سمندر شاہ مضمون
عرضی سے آگاہ ہوا منشی سے کہا کہ اسکا جواب تحریر کردو کہ ہم چند سرداروں کو تمہارے پاس بھیجتے ہیں
پہلے اپنے لشکر کو جا کے معقول پر اُترواکر اور تم کو ہمراہ لیکر ہمارے پاس لے آئینگے پس تم انکے
ہمراہ چلے آؤ منشی نے یہی مضمون اُس عرضی کی پشت پر تحریر کردیا اور سمندر شاہ نے گلاب جادو
حباب جادو شتاب جادو شبدیز جادو وغیرہ سے کہا کہ تم اس ساحر کے ساتھ جاؤ اُن بادشاہوں سے
ملاقات کرو ہمراہ لیکر ہمارے پاس آؤ اور انکے لشکر کو ایک مقام معقول دیکھ کر اُترنے کا حکم دو اگر جس مقام پر
اُنکا لشکر اُترا ہوا ہے وہی عمدہ ہو تو اُسی مقام پر فروکش رہنے دو مگر یہ خیال کر لینا کہ قریب شہر کے ہو یا دور نہ
ہو اگر دور ہوگا تو اُن لوگوں کو یہاں سے جانے میں تکلیف ہوگی اسکا خیال رہے یہ حکم پاتے ہی وہ سردار
اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور ہمراہ ساحر کے دربار سے باہر آئے اپنی اپنی سواری پر سوار ہوکر طرف
اُس لشکر کے چلے یہاں سمندر شاہ نے آراستگی دربار کا حکم دیا اہلکاروں نے دربار آراستہ کیا بہت سے
دنگل اور کرسیاں علاوہ اُن کرسیوں کے اور آراستہ کیں اس خیال سے کہ جو بادشاہ آئینگے وہ ان
کرسیوں پر و دنگلوں پر متمکن ہونگے یہاں تو دربار آراستہ کیا گیا اُدھر وہ سردار ہمراہ اُس ساحر کے
بیرون شہر آئے اور طرف لشکر کے چلے جب قریب لشکر پہونچے اُس ساحر نے سرداروں سے کہا
کہ آپ لوگ تشریف لائیں میں بادشاہوں کو خبر کروں سرداروں نے کہا کہ اچھا پس وہ ساحر اُنسے
رخصت ہوکر لشکر میں آیا اور بارگاہ میں پہونچا یہاں سب بادشاہ بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے
اُسنے نامہ بر کا کہ وہ پہونچا اُسنے عرضی دی اور کہا کہ آپ کے لینے کو سردار بادشاہ نے روانہ کیے
ہیں انھوں نے جواب عرضی منشی سے پڑھوا کر سنا اور جو نامہ بر نے کہا وہ بھی سنا پس اُسوقت
اپنے سردار براے استقبال روانہ کیے سردار سمندر شاہ لشکر میں پہونچ چکے تھے کہ یہ سردار راہ
میں ملے صاحب سلامت ہوئی اُنکو ہمراہ لیکر بارگاہ میں آئے سب بادشاہ تا لب فرش آکر
اور استقبال کرکے لے گئے دنگل بیٹھنے کو ملے سب سردار بیٹھے وہ سب کے سب بخاطر
پیش آئے سمندر شاہ کا پیغام دیا انھوں نے کہا کہ جو بادشاہ کی مرضی ہو جو انھوں نے آپ کو حکم
دیا ہے اُس پر عمل فرمائیے ہم موجود ہیں پس سرداروں نے کہا کہ لشکر کو طیار ہونے کا حکم دیجیے تا کہ
لشکر طیار ہو اور ہم لوگ آپ کے لشکر کو مقام عمدہ پر قریب شہر فروکش کریں پس سب نے
اپنے قسمت حکم طیاری لشکر کا دیا سلطے تو کہا تھا کہ آج یہاں قیام فرمائیے کل شہر اپنے لے چلینگا
تب سرداروں نے کہا کہ بادشاہ آپ کے منتظر ہونگے اس پر انھوں نے اپنے لشکر کو کوچ

کا حکم دیا سب خیمہ وغیرہ بار ہوئے وہ لشکر قریب چھ سات لاکھ کے تھا اُسوقت روانہ ہوا جب بالکل قریب
شہر پہونچا سرداران سمندر نے ایک مقام معقول دیکھکر لشکر کے فروکش ہونے کا حکم دیا لشکر اترنے لگا
بارگاہیں برپا ہونے لگیں وہ سرداران سب شاہوں کو لیکر چلے اُنمیں ساحر بھی تھے اور ساحرہ بھی یعنی
بادشاہ ساحر وغیرہ بھی تھے اور عورتیں بھی اور اُنکے سردار تھے یہانتک کہ وہ سب شہر کی سیر کرتے ہوئے دروازہ
پر پہونچے سمندر کو خبر ہوئی اُٹھے اور سردار استقبال کے لیے روانہ کیے وہ ان سب کو لیکر دربار میں
آئے سب نے سمندر شاہ کو مجرا کیا ساحرہ جو تھیں وہ صف ساحرہ میں بیٹھیں اور جو ساحر تھے وہ
ساحرونکی صف میں علی قدر مراتب بیٹھے یہ بادشاہ و سردار قریب پانچ سو کے تھے اب دربار سمندر کا
خوب آراستہ ہوا سب نے سمندر کو نذر دی سمندر ان سب کو دیکھکر بہت خوش ہوا ساقی کو
حکم دیا کہ ان سب کو شراب ناب سے سیراب کرو ساقی نے بموجب حکم سمندر سب کو جام بادہ گلنار
کا دیا ہر ایک شراب پیکر مست ہوا سمندر نے دریافت کیا کہ تم سب کو عرصہ کیوں ہوا انھوں نے
عرض کیا کہ جب حضور کا پہلا نامہ پہونچا ہم نے بندوبست سفر کا کرنا شروع کیا ہم اسی بندوبست
میں مصروف تھے کہ دوسرا نامہ پہونچا ہم نے جلدی کی تیسرا نامہ پہونچا ہم نے اُسکا جواب تحریر کیا اُسکے
بعد سفر کیا راہ میں جو کچھ عرصہ زیادہ ہوا جب ہم قریب شہر پہونچے ہر ایک یہاں آچکا تھا ملاقات
ہوئی باہم رائے کرکے ایک لشکر کرلیا آپکی خدمت میں عرضی لکھی جب آپ نے طلب کیا
فوراً حاضر ہوئے سمندر نے کہا کہ اور بادشاہ و پہلوان کیوں نہ آئے کچھ تمکو معلوم ہے اُن سب نے
عرض کیا کہ ہمکو کیا خبر وہ اپنے ملکوں سے چلے ہونگے ہم سب اپنے اپنے ملکوں سے آئے ہیں
راہ میں ہم نے سنا تھا کہ وہ لوگ بھی چل چکے ہیں حاضر ہونگے راہ میں ہونگے سمندر نے کہا کہ
اچھا تم لوگ سب یہیں مقیم رہو ہم تم سب کو اپنے ہمراہ لیکر لشکر اسلام سے مقابلہ کرینگے وہ
لوگ بھی آلیں جو کہ باقی ہیں اُن سب نے عرض کیا کہ حضور نے کن کن کو یاد فرمایا ہے سمندر نے
ان سب کے نام لیے جو کہ نہ آئے تھے اُن سب نے عرض کیا کہ وہ لوگ ضرور حاضر ہونگے ہم کو
جو حکم ملے ہم اُسکو بجا لائیں سمندر نے کہا کہ ہر روز دربار میں حاضر ہوا کرو جب ہم لشکر کشی کرینگے
تو تم سب کو ہمراہ لینگے انھوں نے کہا کہ بہت خوب بس سمندر نے تھوڑے عرصہ تک
دربار کیا اُسکے بعد دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے وہ سب بادشاہ
اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے سمندر نے حکم دیا تھا کہ آج ہم نے ان سب کی دعوت کی ہے ہمارے باورچی
خانہ سے انکے لیے طعام لذیذ جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ہر ایک کے لیے طعام لذیذ روانہ کیا
گیا بس یہ طریقہ جاری ہوا کہ سب بادشاہ صبح کو دربار میں آتے تھے اور جب دربار برخاست ہوتا
تھا اپنے لشکر میں چلے آتے تھے اب سمندر کا حال پھر تحریر ہوگا یہ کچھ حال الوان کا تحریر ہوتا ہے

اب حال ملکہ الوان ساحرہ کا قلم فرسائی کی جاتی ہے

راوی نے بیان کیا کہ ملکہ الوان شرطاتی جو خواجہ سے اقرار کرکے اور رخصت ہوکر اپنے
شہر میں آئی اسدن تو اُسنے دربار نہ کیا اُسکے دوسرے دن اُسنے دربار کیا اور اپنی بہن یاراں ساحرہ
کو طلب کرکے کہا کہ اے بہن میں نے تو ترک سلطنت کیا اور گوشہ نشین ہوئی لہذا میں تمکو اپنی
طرف سے بادشاہ کرتی ہوں اور تم سے کہے دیتی ہوں کہ اگر سمندر شاہ تمکو برا سمجھے کہ اسکا ایسا کرے

تو ہرگز اُسکی ملک کو نہ جانا صاف انکار کرنا اگر وہ لشکر کشی کریگا اُسوقت دیکھ لیا جائیگا یاران نے عرض کیا کہ
کیا امر ہے کہ آپ نے ترک دنیا کیا اور گوشہ نشین ہوئین ابھی تو آپ کی اتنی عمر بھی نہین ہوئی اور کیون
سمندر شاہ کی ملک سے انکار ہے ایوان نے جواب دیا کہ اس امر مین ایک راز ہے وہ تم پر ظاہر ہو جائیگا
ابھی اُسکا موقع نہین ہے کہ بیان کیا جائے بس جو مین کہتی ہون اُس پر عمل کرو تکرار نہ کرو اگر تم کو انکار
ہو تو مین تمھارے خیر سو موافق ترے مزاج کو بادشاہ کرون میری پہلے ہی یہ راے تھی کہ مین اُسی کو
بادشاہ کرون مگر پھر یہ خیال ہوا کہ وہ ابھی بچہ ہے اُس سے امور سلطنت ذرا مشکل سے سر انجام
پائین گے اس امر کے لیے سن دار کی ضرورت ہے یا اور کسی کو یاران تاجدار نے عرض کیا کہ مجھکو
انکار نہین ہے صرف یہ خیال ہے کہ لوگ کہین گے کہ کیا سبب ہے کہ ملکہ نے ترک سلطنت کیا اور ہمین
کو حاکم کیا ملکہ نے جواب دیا کہ کسی کا اجارہ نہین ہے جو ہمارا جی چاہتا ہے وہ کرتے ہین کون ہم پر اعتراض
کر سکتا ہے یاران خاموش ہو لی ایوان نے یاران کو تخت پر بٹھایا پہلے خود نذر دی اُسکے بعد
کل اہل دربار سے نذر دلوائی اور حکم دیا کہ آج سے سکہ بنام یاران تاجدار جاری ہو یہ بندوبست
کرکے وہان سے محل مین آئی اور یہ حکم دے دیا کہ جو کوئی یاران کی نافرمانی کریگا اُسکو سزا دیجائیگی
سب اسکے مطیع رہین سب نے عرض کیا تھا کہ ہم اُنکو بھی بجاے آپ کے خیال کرینگے یہ بندوبست
کرکے ملکہ اپنے محل مین آئی جو اسباب ضروری اُسکو اپنے ہمراہ لینا تھا اُسکو لیا اور چند خادم
و خواصین براے خدمت ہمراہ لیکر اُس باغ مین آئی جو کہ ایوان نے اپنے واسطے بنوایا تھا ہر ایک
کو ایک مقام رہنے کو دیا اور کہا کہ میرے کھانے و پانی کی فکر رکھنا صرف تمھارے ذمہ یہ کام ہے اور
میرے حال سے خبر نہ ہونا جو وقت میرے کھانے کا ہو اسوقت میرے لیے کھانا لے آنا یا جب
مین پانی طلب کرون پانی حاضر کرنا ہان رات کو میری حفاظت کرنا باقی ہم کو اپنے فعل کا اختیار ہے
سب نے عرض کیا بہت خوب مگر سب حیران ہین کہ ملکہ کو کیا ہو گیا ہے سمندر پہ جو لشکر لیکے
گئی ہین تو لشکر ہمراہ تھا وہان جا کر اپنی وزیرزادی کو طلب کیا وہان سے جو تشریف لائین تو تنہا
اور ترک سلطنت کرکے گوشہ نشین ہوئین ہماری سمجھ مین نہین آتا ہے ایک نے دوسری سے اپنا
حال ظاہر کیا سب باہم فکر کرتی رہین جب کوئی بات خیال مین نہ آئی تو عاجز ہو کر یہ جواب دیا
کہ امور مملکت خویش خسروان دانند ٭ گداے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش ٭ کوئی
امر ہوگا ہم کو کیا کام ہم کو اپنے کام سے کام ہے جو حکم ہمکو ملا ہے ہم اس پر عمل کرین یہ خیال کرکے
ہر ایک اپنے مقام پر جا کر بیٹھ رہی یہان ایوان ایک کمرہ مین آئی اور ایک نشست تیار کرایا
گوشہ مین بیٹھ رہی اور عبادت الٰہی کرنے لگی اس طریقہ سے جو کہ خواجہ نے تعلیم کیا تھا کہ نہ سمجھ
فراموش ہونیکا ڈر ہے یہ تو یہان عبادت خدا مین مصروف ہے وہان دربار مین یاران سے اہل
دربار نے عرض کیا کہ خداوند یہ امر ہماری سمجھ مین نہ آیا کہ ملکہ یہان سے تو بہت سا لشکر لیکر ہمراہ
ملک سمندر شاہ و بخیال مقابلہ اہل اسلام و براے اپنے عوض خون مشتاق برادر خود و بدلہ
شغل جادو کے تشریف لیگئی تھین اور وہان جا کر اپنی وزیرزادی کو بھی طلب کر لیا اب
جو تشریف لائین نہ لشکر ہمراہ ہے نہ وزیرزادی ہین بلکہ ایسی بیزار تشریف لائین کہ ترک سلطنت
کی اور گوشہ نشین ہوئین یہ کیا امر ہے ملکہ یاران نے کہا کہ مین خود حیران ہون میری سمجھ مین نہ
آتا ہے کہ سمندر سے کچھ فساد ہو گیا کیونکہ انھون نے منع بھی تو کیا ہے کہ اگر سمندر طلب کرے

نوشیدا تا انکار کرنا بس اس امر سے صاف ثابت ہی کہ کچھ سمندر سے فساد ہوا ہی بس اسی خیال سے ملکہ نے ترک
سلطنت کی ہی اور ملکہ کے ہمراہ جو لشکر نہ آیا معلوم ہوتا ہی کہ سمندر سے مقابلہ ہوا اسمین لشکر کام آیا یا ملکہ وزیرزادی
کے سپرد لشکر کو کر کے خود چلی آئین ہین غضب سے لشکر آئیگا تم لوگ پریشان نہو ہین دریافت کر کے تم لوگون
سے کہدونگی ہین خود حیران ہون ابھی ملکہ بیان نکریگی یہ امر تم پر ظاہر ہوگا جب سمندر و وزیرزادی آئینگی
اُنکو سب حال معلوم ہوگا سب اہل دربار سنکے خاموش ہو رہے ماران نے دربار برخاست کیا محل
مین آئی سب اہل دربار اپنے اپنے مکان کو گئے مگر حیران تھے ماران جو محل مین آئی ملکہ کو جو دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ وہ چند خواصون سے اور کچھ اسباب ضروری لے کر اپنے باغ مین تشریف لے گئین ہین
ماران خاموش ہو رہی یہ خبر تمام شہر مین منتشر ہوئی کہ ملکہ نے ترک سلطنت کی اور گوشہ نشین ہوئین
ہین اپنی بہن کو بادشاہ کیا ہی ہر طرف یہی چرچا ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ ماران کی ایک دختر ہی کہ اُسکا
نام سوماق برق مزاج ہی نہایت حسین اور خوبصورت ہی اُسکا سن ابھی کوئی نو دس برس کا ہی وہ
اسم با مسمی ہی بلا کی ساحرہ ہی اس مین ایسے ہنر ہین کہ اُسکے برابر کوئی نہین ہی مثل اپنی خالہ و مان کے ہی
ہر وقت برق بنی رہتی ہی اُسنے سحر سے ایک موتی بنایا ہی وہ اُسکے گلے مین پڑا رہتا ہی اُس موتی کا یہ اثر
ہی اور یہ طریقہ ہی کہ مثل جام جم و آئینہ اسکندری کے ہی اس موتی سے تمام حال گذشتہ و آئندہ معلوم
ہو جاتا ہی وہ جس ملک کا حال چاہتی ہی دریافت کر لیتی ہی اس لیے اُسنے یہ موتی طیار کیا ہی اُسکا
نام اُسنے گوہر جہان نما رکھا ہی چالیس ہزار لڑکیان اُسکی ہم سن اُسکے ساتھ رہتی ہین اُسنے اُن سب کا
نام برق بنا رکھا ہی وہ بھی بلا کی ہین اشارون پر کام کرتی ہین جب وہ حکم کرتی ہی چالیس ہزار ایک مرتبہ
برق بنکر گرتی ہین سحر اثر کر دیتی ہین سوماق نے بیرون شہر ایک باغ طیار کیا ہی دن رات مع اپنی ہم
سنون کے اُسی باغ مین رہتی ہی ہر روز صبح کو وہان سے وخالہ کے سلام کو آتی ہی سوماق کو ملکہ الوان
نے پرورش کیا ہی مثل اپنی اولاد کے اُس سے محبت کرتی ہی دوسرا سبب یہ ہی کہ الوان کے اولاد بھی
نہین ہی اسکا شوہر بھی مر گیا ہی اور اسکی بہن کا بھی شوہر مر گیا ہی اور بہ عشتاق کے کوئی اولاد تھی ان
تینون بھائی بہن مین یہ ایک لڑکی ہی ہر ایک اسکے اوپر جان دیتا ہی خصوصاً الوان زیادہ سوماق بھی
الوان سے بہت محبت کرتی ہی اپنی مان جانتی ہی وہ مان سے تو بالکل واقف نہین ہی کہ میری
مان ہی گو یہ ضرور معلوم ہی کہ مین اسکی لڑکی ہون مگر الوان کو مان جانتی ہی الوان نے اُسکو جس وقت
پیدا ہوئی اُسی وقت سے لے لیا تھا اور پرورش کیا تھا بدین سبب الوان اس سے وہ الوان
سے محبت کرتی ہی سوماق کو مشعلہ جادو نے جو کہ نانی تھی الوان وغیرہ کی سحر تعلیم کیا ہی اور
عشتاق نے مشعلہ بڑی ساحرہ زبردست تھی ایسی ساحرہ تھی کہ جس کے تعلیم کیے ہوئے عشتاق
والوان و ماران ہین کہ انکا مثل نہین ہی اور سوماق پر تو اُسنے بہت محنت کی ہی اُسکی تعلیم
کی ہوئی ہی اُسکے بعد عشتاق کی والوان کی و ماران کی جوان سب نے اور مقابلہ سے تعلیم
پایا ہی وہ بھی اُسکو تعلیم کیا ہی اس سبب سے سوماق بہت بڑی کاملہ اس سن مین
ہو گئی ہی پس راوی نے بیان کیا ہی کہ سوماق اُسدن بھی باغ مین تھی اور یہان کی سلام کو بھی
نہ آئی تھی جو اُسکو معلوم ہوتا کہ خالہ تشریف لائی ہین دوسرا سبب یہ تھا کہ ابھی لڑکی تھی
کھیل کود مین مصروف رہی نہ آئی سوماق نہر پر بیٹھی ہوئی پانی سے کھیل رہی تھی کہ ایک
خواص دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ ملکہ آپکو مبارک ہو ملکہ الوان آئی ہین

خالہ صاحبہ تشریف لائین سفر سے ملکہ نے تیور پر بل ڈالکر کہا کہ خالہ کیسی وہ میری مان ہین اب ایسی بات
زبان پر کبھی نہ لانا ورنہ سزا دونگی مان بیان کر کب تشریف لائین اُسنے کہا کہ کل تشریف لائین ملکہ نے
کہا کہ تو نے کس سے سُنا اُسنے کہا کہ مین ابھی در باغ پر گئی تھی دربان باہم کہ رہے تھے کہ ملکہ تشریف
لائی ہین اور ایک خوشخبری اور سُنائی ہون وہ یہ ہی کہ ملکہ یاران تاجدار کو تخت سلطنت پر اپنے مقام
پر بیٹھایا اور خود ترک سلطنت کیا یہ بھی دربان کہ رہے تھے یہ جو سوماق نے سُنا متفکر ہوئی اسیوقت
تہ پر سے اُٹھی اور بارہ دری مین آئی لباس تبدیل کیا چند مصاحبون کو ہمراہ لے کر طرف شہر کے چلی
داخل شہر ہوئی محل مین آئی مان سے ملی مان نے کہا کہ ای بیٹی کیا تم کو خبر نہین ہوئی کہ تمھاری والدہ ماجدہ
تشریف لائی ہین کہا ای سوماق ایک امر میری سمجھ مین نہین آیا کہ یہ کیا امر تھا کہ اُنھون نے آکر محل کو تخت
حکومت پر بیٹھا دیا اور خود گوشہ نشین ہوئین مین نے انکار کیا تو برہم ہوئین دوسرا امر یہ ہی کہ لشکر
ہمراہ لے کر گئین تھین تنہا تشریف لائین وزیرزادی بھی ہمراہ نہ تھی ای فرزند تم اس امر کو اُنسے دریافت
کرو سوماق نے کہا کہ مین نے پرسون تک کا تو حال موتی مین دیکھا تھا اُنسے اور اہل اسلام سے مقابلہ
ہو رہا تھا بہت سے اہل اسلام کو اُنھون نے دریاے سحر مین قید کیا تھا صاحبقران کو بلا سے
سحر کیا تھا لشکر مین ایک تلاطم تھا مین نے قصد کیا تھا کہ آتی قسم کا خیال آگیا اس سبب سے مین
نہین گئی پھر اُسدن سے مین نے کچھ حال نہین دیکھا کوئی مقام فکر نہ تھا جو دیکھتی یاران نے کہا کہ
یہ بھی تو اُنھون نے حکم فرمایا ہی کہ اگر سمندر براے کمک طلب کرے تو تم نہ جانا انکار کرنا یہ کیا امر
ہی سوماق نے کہا کہ مین دریافت کرونگی وہ مجھ سے پوشیدہ نہ کرینگی وہ تشریف کہان رکھتی
ہین یاران نے کہا کہ اپنے باغ مین چند خواصون و خدمتگارون سے اور کچھ اسباب ضروری
لے کر گئی ہین پس سوماق اسیوقت وہانسے اُٹھکر الوان کے باغ مین آئی یہان آکر دیکھا کہ سب
خادم و خواصین الگ الگ بیٹھی ہوئی ہین جیسے اُنھون نے سوماق کو دیکھا سب براے تعظیم
اُٹھ کھڑی ہوئین سلام کیا سوماق نے پوچھا کہ امان جان کہان ہین اُنھون نے جواب دیا کہ
اس کمرہ مین ہین سوماق اُس طرف چلی خواصون نے عرض کیا کہ ملکہ نے ہم سے فرمایا تھا کہ جو
کوئی آئے اُسکو بدون ہماری اطلاع کے نہ آنے دینا نہ تم مین سے کوئی بدون اطلاع آئے اگر
اسکے خلاف کرو گی تو مین تم کو سزا دونگی ملکہ سے ہم نے عرض کیا تھا کہ آپ کی ہمشیرہ یا صاحبزادی
تشریف لائین تو وہ تو بدون اطلاع تشریف لائین جواب دیا کہ کوئی ہو بدون اطلاع نہ آئے تو ہم تعمیل
کرین سوماق نے کہا کہ اچھا خبر کر لو مین کھڑی ہون ایک خواص نے کمرے کے دروازے پر آکر کہا
کہ حضور آپ کی صاحبزادی ملکہ سوماق تشریف لائین آپ کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتی ہین
اُنکو کیا حکم ہوتا ہی الوان نے یہ سُنکے جواب دیا کہ اُسکو بھیجدو پس خواصون نے کہا کہ تشریف لے
جایئے ادھر الوان نے وہ بستہ سامان عیاری اُٹھا کر اور لپیٹ کر الگ رکھدیا کیونکہ ابھی
اُسکو یہ امر کسی پر ظاہر نہ کرنا تھا کہ مین مسلمان ہو گئی ہون اتنے عرصہ مین سوماق پہونچی دیکھا کہ خالہ
ایک ہمت باندھے ہوئے ایک چوکی پر پلنگ مرمری بیٹھی ہوئی ہین سوماق نے سلام کیا الوان
نے جواب دیا کہ عمر دراز سلامت رہو بیاہ ہونا نصیب ہو تمھارا دولہا آئے دودھون نہاؤ ہمارے
ارمان پورے ہون چاند سے منھ پر سہرہ بندھے میرے قریب آؤ گلے سے لگاؤن مین نے
اپنی بچی کو بہت دنون سے نہین دیکھا تھا دل لگا ہوا تھا مین ایسی بدحواس ہوئی کہ مین اپنی

پہنچی سے بھی نہ ملی سوہاق سر جھکا کر قریب گئی الیوان نے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا منھ چوما پیار کیا اپنے
برابر چوکی پر بٹھایا پوچھا کہ اچھی تو رہیں مزاج کیسا ہے سوہاق نے عرض کیا کہ دعا کرتی ہوں آپ کا مزاج
مبارک کیسا ہے الیوان نے جواب دیا کہ اچھی ہوں زندہ ہوں سوہاق نے کہا کہ ای اماں جان یہ امر
میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا سبب ہے کہ آپ یہاں سے لشکر لے کر گئیں اور وہاں جا کر عطاردو کو طلب
کر لیا پرسوں تک اہل اسلام سے خوب مقابلہ کیا اور پھر دفعتاً اہل اسلام کو اسیر کیا صاحبقران
کو مبتلا سے سحر کیا آج آپ تنہا تشریف لائی ہو یہاں آ کر ترک سلطنت کیا باجی اماں یعنی ملکہ باران
کو حاکم کیا اور یہ حکم فرمایا کہ اگر سمندر شاہ پھر کمک طلب کرے تو انکار کرنا اور نہ جانا خود گوشہ نشین
ہو بیٹھیں الیوان نے جواب دیا کہ یہ جو تم نے کہا سب درست اور ٹھیک ہے میں نے فوراً اہل اسلام
کو اسیر کیا اور صاحبقران کو مبتلا سے سحر کیا تھا مگر میرے تنہا آنے کا یہ سبب ہے کہ بی عطاردو مجھ سے
برخلاف ہو گئیں اور انھوں نے تمام لشکر کو جو کہ میرے ہمراہ تھا اپنا شریک کر لیا اور خود سمندر سے
آشنائی کر لی مجھ کو یہ امر ناگوار ہوا میں نے بہت کچھ سمجھایا مگر نہ مانا میں نے سمندر سے اس امر کی شکایت
کی اس نے بھی کچھ خیال نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ تمہارا کیا نقصان ہے میں نے عطاردو سے کہا کہ تم نے
بہت بیجا حرکت کی وہ مجھ سے فساد پر آمادہ ہوئی تب مجھ کو غصہ آیا میں وہاں سے چلی آئی لشکر کو میں نے
اپنے ہمراہ لانے کا قصد کیا انھوں نے انکار کیا اور جواب دیا کہ ہم نے سمندر شاہ کی اطاعت و
ملازمت کی آپ کی نوکری ترک کی یہ امر اور زیادہ تر مجھ کو ناگوار ہوا میں نے اسی وقت عطاردو سے
کہا کہ اب میں اہل اسلام کو رہا کیے دیتی ہوں اور صاحبقران پر سے اپنا سحر اتارے لیتی ہوں
اور دیکھتی ہوں کہ تم اس معرکہ کو سر کر لو گی جو میں نے کہا اس کا جواب عطاردو نے و سمندر نے
یہ دیا کہ ہم کچھ تمہارے بھروسہ پر مقابلہ نہیں کرتے ہیں ایک زمانہ ہوا ہم کو اہل اسلام سے مقابلہ
کرتے ہوئے کیا تمہاری مدد کے بھروسہ پر ہم نے مقابلہ کیا تھا یا کرتے ہیں تم سحر اتار لو اور رہا کر اہل
اسلام کو شریک ہو جاؤ ہم انکے ہمراہ تم سے بھی مقابلہ کر لیں گے ہمارے نزدیک تمہاری کیا اصل
ہے یہ تقریر ان دونوں کی از حد ناگوار ہوئی اور میں یہاں سے یہ کہہ کر آگئی ہوں میں نے اپنا دریا سے
سحر مٹایا اہل اسلام کو رہا کیا صاحبقران پر سے سحر کو اتار لیا اور وہاں سے اپنے شہر کو چلی آئی
اور یہ قصد کر لیا کہ جب تک سمندر ہے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہے میں دولت ترک کروں گی کیونکہ
اگر میں حاکم ہوں گی اور سمندر طلب کرے گا تو مجھ کو انکار کرتے بن نہ پڑے گا اس وقت جانا پڑے گا اگر میں
حاکم نہ ہوں گی اور گوشہ نشین ہوں گی اور سمندر طلب کریگا میں باران سے کہہ چکی ہوں کہ تم انکار کرنا
جب وہ انکار کریگی سمندر شکایت مجھ سے کریگا میں جواب دونگی کہ میں نے ترک حکومت کیا
اور گوشہ نشین ہو گئی ہوں میرا ان لوگوں پر کیا اختیار ہے وہ عالم ہیں انکو اپنے فعل کا اختیار ہے اس
وقت سمندر کو پھر موقع شکایت کا نہ ہوگا اور نہ ہم کو کوئی اسکے ماتحت ہیں نہ خراج دیتے ہیں جو وہ
ہم پر جبر کریگا اور میری موجودگی میں وہ ہمیشہ روا رکھا لیگا اور زمانہ سابق کے حالات اور واقعات
یاد دلا دیگا اس وقت مجھ کو درست کرنا پڑیگا سوہاق نے جواب دیا کہ اب میری سمجھ میں آیا کہ یہ
دوراندیشی آپ نے خوب کی اور بہت اچھا سبب کیا مگر عطاردو سے یہ امید نہ تھی کہ وہ ایسی نمک حرامی
کریگی الیوان نے جواب دیا کہ خیر اگر میں زندہ ہوں تو عطاردو سے اس نمک حرامی کا عوض لوں
گی اس وقت موقع نہ تھا ورنہ میں اسی وقت عوض لیتی بموجب مصرعہ زندہ ہے اگر یار تو صحبت باقی

بی عطارد میرے ہاتھ سے بچ کر جاتی کہاں ہیں اسوقت تو وہ بھروسہ پر اپنے یار سمندر کے مجھ سے خلاف ہو گئی
ہیں خیر دیکھا جائے گا ادھر سوباق ابھی اس امر کو کسی پر ظاہر نہ کرنا اگر یاران بھی پوچھے کہ تم نے دریافت کیا
انھون نے کچھ سبب بیان کیا تو کہنا کہ انھون نے مجھے نہیں بیان کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ چندروز میں یہ امر
تم پر ظاہر ہو جائیگا اگر میں اور کسی کے منہ سے سنونگی تو یہ جان جاؤنگی کہ تو نے کہا سوباق نے جواب
دیا کہ میں قسم کھاتی ہون خداوندی کہ کسی سے نہ بیان کرونگی الیوان نے کہا کہ ہان بس بعد اس تقریر
کے سوباق الیوان کے پاس سے اٹھکر چلی آئی باہر جو آئی سب نے بیان کیا کہ ملکہ نے آپسے
کچھ سبب بیان کیا ترک حکومت کا سوباق نے جواب دیا کہ میں نے لاکھ لاکھ پوچھا نہیں دین ملکہ
نے یہی فرمایا کہ تمکو چندروز میں معلوم ہو جائے گا اسکے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں لاچار
ہو گئی زیادہ نہ کہہ سکی وہ لوگ یہ سنکے خاموش ہو رہے سوباق وہان سے محل میں آئی یاران سے بھی
ملی یاران نے پوچھا کہ ملکہ نے تم سے کچھ بیان کیا سوباق نے وہی تقریر یاران سے بھی کی یاران
بھی خاموش ہو رہی سوباق وہان سے اپنے باغ میں چلی آئی اور سیر و تماشہ میں مصروف ہوئی
چونکہ الیوان سے سن چکی تھی یہ سبب ہے اسوجہ سے اسنے موتی کے ذریعہ سے نہ دریافت کیا
راوی نے بیان کیا ہے کہ الیوان نے ایسا فقرہ جو کہ بالکل بے اصل تھا سوباق سے بیان کیا اور
جھوٹ بولی اسکا سبب یہ تھا کہ اسکو ابھی یہ امر ظاہر نہ کرنا تھا کہ میں مسلمان ہو گئی ہون اہل
اسلام کی شرکت کی ہے اور سمندر کی شراکت ترک کر دی ہے اگر ظاہر نہ کرتی تو اسکو خوف تھا اول تو اسکو خوف
اپنی جان کا تھا دوسرے شہر میں غدر مچ جانے کا تھا اور اسکو یہ خوف تھا کہ مجھکو سوا سے میرے
عزیزون کے اور سب ملکر دھوکے سے اسیر کر لینگے بلکہ میرے ہمراہ میرے عزیز بھی اسیر ہونگے
اور کیا عجب ہے کہ عزیز بھی میرے میری شراکت نہ کرین اور مجھکو اسیر کرکے سمندر کے حوالہ کر دین
اس خیال سے اسنے یہ فقرہ کیا بقول سعدی شیرازی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز
اس قول پر الیوان نے عمل کیا اور یون فقرہ کرکے اس امر کو ٹالا بلکہ اس پر بھی یہ تحفظ کیا کہ اسکو
منع کر دیا کہ تو کسی سے کہنا نہیں اور سوباق سے جو یہ فقرہ کیا اسکا سبب یہ تھا کہ وہ بخوبی جانتی
تھی کہ اسکے پاس موتی ہے کہ جس سے اسکو کل حال گذشتہ و آئندہ جو یہ دریافت کرتی ہے معلوم
ہو جاتا ہے ایسا نہ ہو کہ میں نہ بیان کرون اور یہ اسی موتی میں دیکھے تو کل حال اس پر ظاہر ہو جائیگا
جو کہ میرے خرابی کا باعث ہو گا اگر میں فقرہ کر دونگی اور جھوٹ سچ بیان کر دونگی اسکو میرے
قول کا یقین ہے اس پر یہ اعتبار کرے کی پھر موتی میں نہ دیکھے گی جو الیوان کا خیال تھا وہی ہوا
کہ اسنے اس تقریر الیوان کو سچ جانکر پھر موتی سے کچھ نہ دریافت کیا الیوان نے اس طور سے یہ
بلا اپنے سر سے ٹالی اب راوی کہتا ہے کہ اسکو چند روز گذرے تھے کہ الیوان گوشہ نشین ہو گئی
تھی اور یاران حکومت کرتی تھی مگر طریقہ یہ تھا کہ جب یاران دربار کو جاتی تھی پہلے الیوان
کے پاس آتی تھی خواہ میں اسکی خبر کرتی تھی یا وہ طلب کر لیتی تھی یہ سلام کرکے جو واقعات
دن بھر میں گذرے تھے اور وہان سے آکر دربار کو جاتی تھی اسی طور سے سوباق ہر روز صبح
کو سلام کر جاتی تھی ایک دن کا ذکر ہے کہ یاران دربار میں بیٹھی ہے سب اہل دربار حاضر
ہیں کچھ ملکی کاغذات دیکھ رہی ہے اس پر مہر و دستخط کر رہی ہے یہان کا تو یہ رنگ ہے اب
حال جادو ساعت ہو کہ وہ جو سمندر کے پاس رشادہ سے رخصت ہو کر طرف شہر الیوانیہ کے چلا

شہر سمندر سے نکل کر کوہ و دشت طے کر کے قریب سرحد نہ طاق پہونچا وہان سے سید صادق الوانیم
کے چلا چونکہ یہ سب لوگ قرب و جوار مین نہ طاق کے مقیم ہین اس سبب سے نہ طاقی کہلاتے
ہین اور یہ ملک بھی نہ طاق سے متعلق ہین اور یہ سب لوگ سرکش ہین کسی کو خراج نہین دیتے
ہین نہ کسی سے دبتے ہین بلکہ اپنے قول کے بڑے پختہ ہین چاہے جان جاتے مگر اُس قول سے نہ
پھرین کے جب تک وہ شخص کہ جس سے اُنھون نے قول و اقرار کیا ہی کوئی برائی نہ کرے
اور جان و آبرو کا خواہان نہو بلکہ جان کے دینے پر آمادہ ہو جائین گے مگر اُس سے برائی نہ کرینگے
بلکہ یہ طریقہ ہی کہ اگر اپنا عزیز ہو اور یہ کہے کہ فلان کے ساتھ برائی کرو اور ہماری شرکت کرو کہ ہم
اُس سے مقابلہ کرین اور یہ لوگ اُس سے کسی قسم کا اقرار کر چکے ہون پھر اُس سے مقابلہ نہ کرینگے
نہ اپنے عزیز کے شریک ہونگے چاہے قرابت مین فرق آجائے جیسا کہ آفاق شاہ کے مقدمہ
مین گذرا کہ آفاق شاہ نے خواجہ سے اقرار کر لیا تھا کہ اب مین آپ لوگون سے مقابلہ نہ کرونگا
نہ کسی کا شریک ہو کر سمندر سے لڑونگا پھر لاکھ لاکھ سمندر نے کہا مگر آفاق شاہ نے قبول نہ کیا
یہ بھی دل مین قصد کر لیا تھا کہ چاہے سمندر قتل کرے مگر اہل اسلام سے مقابلہ نہ کرونگا سمندر نے
ذلیل کیا سر دربار زوجہ آفاق شاہ کو غصہ آیا اور اہل دربار کو شب نے قصد کیا تھا کہ مقابلہ
کرے آفاق شاہ کو رہا کر لین مگر آفاق شاہ نے منع کیا تھا اپنا مرنا گوارا کیا مگر اپنے قول سے
پھرنا یا سمندر سے مقابلہ کرنا نہ گوارا کیا تھا چنانچہ جب خواجہ عیاری کر کے لے گئے اور سب
نے یہ امر آفاق شاہ کو بتایا اور سمجھایا تھا کہ کوئی تم سمندر سے بگڑ کر نہین آئے نہ بھاگ کر آئے
ہو چو سبب اہل اسلام کی شراکت نہ کرو خواجہ تم کو عیاری کر کے لائے ہین سمندر تو ہم کو قتل
کر چکا تھا ہمارے خدا نے ہم کو اس بلا سے نجات دی اور ہماری آبرو بچائی تم نے اپنی سی
سمندر شاہ کے ساتھ کی وہ اپنے قول پر قائم نہ رہا اور یہ کیا اُس نے تمہاری قدر نہ کی اب
کیا ضرور ہے کہ تم اپنے قول پر قائم رہو سمندر تمھارے ساتھ برائی بھی کر چکا بس اُسوقت
آفاق کو بھی خیال آیا تھا اُس نے اہل اسلام کی شرکت کی تھی اُسوقت سے اِسوقت تک
شریک ہے اور یہ بھی مقابلہ مین میدان مین آیا ہی اور مقابلہ کرتا ہی بس یہی طریقہ ہی سب کا جو کہ
اعلی تھا تو ان ہی مین آیندہ اس ایوان کا بھی حال ظاہر ہوگا آمدم برسر مطلب جرار جادو
بعد قطع منازل و طی مراحل کے داخل شہر الوانیم ہوا شہر کو خوب آراستہ و پیراستہ پایا بہت آباد
رعایا کو دلشاد ہر مقام پر کثورہ بج رہا ہی خرید و فروخت ہو رہی ہی سب رعایا آباد و فارغ البال ہی کوئی
محتاج و مفلس [illegible] معلوم ہوتا ہی سب خوش پوشاک ہین سیاحر بدست ہین اہل شہر بہت
خوبصورت [illegible] ان کا کیا ذکر ہی مرد بھی خوبصورت ہین عورتین تو نازک اندام [illegible] قد گل جیسا
چہرہ [illegible] ملیح رکھتی ہین ناز و کرشمہ اُنکا ایک ادنی غلام ہی بہت صاحب حسن و جمال
ہین [illegible] آباد ہی کوئی مقام ایسا نہین ہی جو آباد نہ ہو ہر وقت ہر مقام پر مجمع رہتا ہی
یہ معلوم [illegible] ہی خصوصاً سیر کو تو کوئی مقام ایسا نہین ہی کہ جہان سے آدمی ساتھ
[illegible] اور جا سکے شانہ سے شانہ چھلتا ہی یہ کثرت آبادی کی ہی کہ کوئی مقام ایسا
نہین ہی کہ جہان [illegible] ہو بازار سب پختہ ہی ہر گلی کوچہ صاف ہی ہر مقام پر نہر جاری ہی
اُسکے [illegible] پھولون کے درخت لگے ہوئے ہین دو رستہ لالٹینین لگی ہوئی ہین سڑکین پختہ

ہین ناب دان جابجا بنے ہوئے ہین تاکہ برساتی پانی بہ جاوے رعایا کے خیال سے ہر چوڑی سڑک پر نہر ہی
وہ آب صاف و شفاف سے لبریز ہی پل بنے ہوئے ہین نہر کے دونون طرف سڑکین ہین گاڑی وغیرہ چلنے
کے لیے ہر مقام پر شب کو روشنی سرکار کی طرف سے ہوتی ہی ہر گلی کوچہ مین روشنی کا بندوبست ہی رعایا
کو ضرورت روشنی لیکر نکلنے کی نہین ہوتی ہی سرائین پختہ بنی ہوئین ہین مسافرون کے رہنے کا بہت
عمدہ بندوبست ہی اُنکے راحت کا کل سامان سرکار ایوان سے مقرر ہی بستر کھانا پینا وغیرہ سب سرکار
سے آتا ہی جو دن مسافر رہے اُسکا سب بندوبست سرکار سے ہوتا ہی اُسکو کسی قسم کی زحمت نہین ہوتی
ہی مگر سب رعایا ساحر ہی لشکرگاہ بہت عمدہ بنی ہوئی ہی اُس مین لشکر فروکش ہی چونکہ بہت وقت ہو چکا
تھا کہ دربار برخاست ہو چکا تھا اُس دن اسنے جی بھر کر تمام شہر کی سیر کی ہر گلی و کوچہ دیکھا شہر کو دیکھ کر
اپنے دل مین بہت حیران ہوا کہ کیا خوب بندوبست ہی یہ طریقہ تو سمندر یہ مین بھی نہین ہی باوصفیکہ
سمندر بادشاہ بہت بڑا بادشاہ ہی اُسنے بھی رعایا کی راحت کے لیے اور مسافرون کی راحت کے لیے یہ
سامان نہین کیا ایوان بہت رعایا پرور ہی اسکو اپنی رعایا کا بہت خیال ہی یہ ایسے ایسے خیال دل مین
کرتا ہوا اور چوک کو طی کرکے قریب عمارات شاہی کے پہونچا اُس مقام کو سب مقامات سے زیادہ
پر آباد پایا دست راست کی طرف عمارت شاہی کے تمام عزیزون کے رہنے کے مقامات تھے عمدہ
عمدہ عمارتین تھین ملازم و خدمتگار وغیرہ پھر رہے تھے دست چپ کی طرف عمارت کے اراکین
سلطنت وزرا امرا و افسران سپاہ کے مکانات تھے مگر سب بہت نفیس اور لائق بود و باش یہ
اُن سب عمارتون کو دیکھتا ہوا چلا گیا باغات کو دیکھا کہ کیسے کیسے پر بہار ہین اور کیا کیا عمدہ و نفیس
عمارتین اُنمین ہین یہ سب سامان دیکھ کر دنگ ہو گیا تین پہر دن پھرا اور ایک پہر رات گئے تک مگر کل
شہر کی سیر نہ کر سکا آخر عاجز ہو کر ایک سرا مین جو کہ قریب عمارت شہر کے تھی فروکش ہوا صفت اس شہر مین یہ تھی
کہ جس طرف جاؤ چوک چلے آؤ یا قریب عمارت شاہی آؤ ہر مقام سے اس طرف کا راستہ تھا گویا
وہ شہر اس طور سے بنایا گیا تھا جیسے بھول بھلیان ہوتی ہین ہر سڑک ہر کوچہ و ہر گلی مین آ کر
ملی تھی اور وہان سے عمارت شاہی کو گئی تھی راوی نے بیان کیا ہی کہ اس صفت کا کوئی شہر اُس
زمانہ مین نہ تھا جیسا شہر ایوانیہ تھا بس جرار جادو سرا مین آیا جو لوگ مسافرون کی خدمت کے
لیے مقرر تھے اُنھون نے جرار کو لا کر ایک کمرہ مین بٹھایا آب گرم لا کر پاؤن دھلائے پلنگ
بہت عمدہ اور نفیس لا کر بچھا دیا چراغ روشن کر دیا اور سب سامان مہیا کر دیا طعام کو حاضر کیا اور
آب سرد جرار نے پوچھا کہ اس کمرہ کا اور سب سامان کا کرایہ کیا ہوا اور طعام کی کیا قیمت ہوئی
اُن لوگون نے جواب دیا کہ کیا آپ یہان اب کی مرتبہ تشریف لائے ہین اور کبھی تشریف نہین
لائے ہین جرار نے کہا کہ ہان اسی مرتبہ آنے کا اتفاق ہوا ہی تب اُنھون نے کہا کہ یہان کا یہ طریقہ
ہی کہ جو مسافر آتا ہی اُسکے لیے یہ سب سامان سرکار شاہی سے آتا ہی ہم لوگ اسی خدمت پر مقرر
ہین کہ مسافر کی خدمت کرین کسی قسم کی اُسکو زحمت نہ ہو جتنے دن تک اُسکا جی چاہے رہے جب
تک وہ رہے گا اُسکے لیے سب راحت کا سامان کیا جائیگا ایک حبہ نہ لیا جائیگا اس شہر مین جس
قدر سرائین ہین اُنمین سب مین یہی بندوبست ہی یہ تقریر سنکے جرار کے اور ہوش جاتے رہے اور
دل مین کہا کہ ایوان بہت سخی ہی اور بڑی منتظم ہی عورت ہو کر ایسی منتظم کیا خوب کام کرتی
ہی اس سے رعایا خوش نہ ہو تو کس سے خوش ہو یہ دل مین خیال کرکے اُن لوگون سے

دریافت کیا کہ یہان کا حاکم کون ہی گو یہ واقف تھا کہ یہان کی بادشاہ ایوان نہطاقی ہی مگر تجاہل عارفانہ کیا گو داخل
اس شہر مین یہ کبھی نہ آیا تھا مگر واقف تھا کہ فلان مقام ہی اور فلان درب شہر الوانیہ ہی دوسرے یہ سبب بھی
تھا کہ شہر پناہ پر بخط جلی تحریر تھا کہ این شہر الوانیہ تا کہ جو کوئی آئے اُسکو نشان مل جائے یہ اسی سبب سے
اور اپنے خیال کے موافق آ پہونچا پس جب جرار نے ان لوگون سے یہ امر دریافت کیا کہ یہان کا حاکم کون ہی
اُنھون نے جواب دیا کہ یہان کا حاکم و بادشاہ تو ملکہ ایوان نہطاقی تھین مگر جب سے ملکہ برائے کمک
سمندر شاہ تشریف لے گئین اور وہان سے کوئی آج تین یا چار دن ہوئے تشریف لائی ہین اُنھون نے
اپنی چھوٹی بہن ملکہ باران کو اپنی طرف سے حاکم کیا ہی اور خود گوشہ نشین ہو گئی ہین اب ملکہ باران
تاجدار و حاکم ہین یہ بھی مثل ملکہ کے سخی و منصف و عادل و منتظم ہین جرار نے کہا یہ کچھ معلوم ہوا کہ ملکہ
کیون گوشہ نشین ہوئی ہین اُنھون نے جواب دیا کہ ہم کو کیا معلوم جب اُنکی ہمشیرہ کو اس امر کا علم
نہین ہی تو ہم تو ملازم ہین ہم کو کیونکر علم ہو گا بموجب شعر امور مملکت خویش خسروان دانند ع گدائے
گوشہ نشینی تو حافظا مخروش * جرار نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو یہ کہکر خوب سیر ہو کر کھانا کھایا آب
سرد پیا بستر نرم پر جا کر لیٹا دو آدمی آئے وہ پاؤن دبانے لگے چونکہ کئی دن کا تھکا ہوا تھا اور تکلیف
راہ سے کسل مند تھا اور آج دن بھر پھرا تھا راحت جو ملی سو گیا ایسا بے خبر سویا کہ کروٹ تک نہ لی
یہان تک کہ صبح ہوئی بیدار ہوا خادم نے اُٹھتے ہی پانی لا کر موجود کیا اُسنے منھ دھویا اور ضروریات سے فرصت
کی کہ کھانا آیا اُسنے کھانا اس خیال سے کھایا کہ نہ معلوم وہان سے کب فرصت ہو پس کھانا وغیرہ
کھا کر اور لباس پہنکر آپ طرف دربار کے چلا چونکہ دربار کو دیکھ چکا تھا سیدھا دربار کے قریب
آیا دیکھا کہ سردارون و امیرون و وزیرون و رئیسون کی سواریان کھڑی ہین کسی کی فنس ہی کسی کا
تامدان ہی کسی کا بوچا کسی کا تخت رواں کسی کا مرکب کسی کا فیل مست کسی کا طاؤس کسی کا اژدر
کسی کا شیر ببر ایک ایک سردار کی سواری اسکے مرتبہ کے موافق در دولت پر موجود ہی اُنکے ملازم
کھڑے ہوئے ہین گھرون مین تابین لگی ہوئی ہین اُن پر اُن سردارون کے نام تحریر ہین اسقدر
کثرت سواریون کی ہی کہ راہ نہین ملتی ہی یہ سب کوٹھی کے در دولت پر آیا دیکھا کہ ایک کرسی طلائی
پر ایک ساحر زبردست بعہدہ سپہ سالاری بیٹھا ہوا ہی اُسکی پشت پر اُسکے ملازم کھڑے ہوئے
ہین سامنے میز لمبی رکھی ہوئی ہی اُس پر سپر و تلوار و جھولی رکھے ہوئے ہین سر پر چتر زر نگار لگا ہوا ہی
ظرف صیلان پانون کا رکھا ہوا ہی وہ ساحر بڑے تزک و شان سے بیٹھا ہوا ہی جرار اُسکی صورت دیکھ
ڈر گیا اُسکے قریب آیا اور کھڑا ہوا کہ اُسنے سر اُٹھا کر دیکھا جرار نے سلام کیا اُسنے جواب سلام دیا
اور درگہ سالار نے جواب دیکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کس قصد سے یہان آئے ہو درگہ سالار نے جو
یہ کہا جرار نے جواب دیا کہ مین فرستادہ ہون شہنشاہ سمندر شاہ کا اُنھون نے یہان کے
حاکم کے نام ایک نامہ تحریر کیا ہی اور میرے ہاتھ بھیجا ہی میرا نام جرار جادو ہی میرے آنے کی
خبر کر دو پس درگہ سالار اپنی کرسی پر سے اُٹھا اور پردہ اُٹھا کر اندر گیا اور مجرا گاہ پر سے مجرا
کیا اور عرض کیا کہ ایک نامہ بر سمندر شاہ کا آیا ہی دربار مین حاضر ہونا چاہتا ہی اسکی
بابت کیا حکم ہوتا ہی باران نے کہا کہ اسکو دربار مین بھیج دو پس درگہ سالار باہر آیا اور
جرار سے کہا کہ جاؤ تم کو طلب فرمایا ہی پس جرار پردہ اُٹھا کر اندر آیا ہر جلوخانہ کو قرینہ سے
آراستہ پایا غلامان زرین کمر کھڑے ہوئے تھین دست بستہ کھڑا دیکھا یہ جلوخانہ کو طے کر کے دربار مین آیا

دربار مین آیا دربار کو خوب آراستہ پایا ہر ایک سردار کو دیکھا کہ وہ فرش مخمل پر بیٹھا ہوا ہے خادم اُسکا اُسکے پشت پر کھڑا ہوا ہے وزیر اپنے مرتبہ سے کھڑا ہے یاران تاجدار تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اُسکے عقب مین غلامان زرین کمر کئی تسو تلوارین برہنہ کیے ہوئے اُسکا سایہ سر پر لیے ہوئے کھڑے ہین روبرو چوبدار دست بستہ کھڑے ہین وہ رعب و داب ہے کہ ایسا رعب و داب سمندر کے دربار کا بھی نہین ہے باوجودیکہ وہ مرد ہے اور بادشاہ جابر ہے اُس پر یہ شان و شوکت نہین ہے جرار یہ رنگ دیکھکر دنگ ہو گیا مجرا گاہ پر آکر مجرا کیا اور قواعد شاہی بجالایا ایک چوبی کرسی بیٹھنے کو ملی روبروے تخت شاہی کے یہ کرسی پر سلام کرکے بیٹھ گیا اب جو اسنے غور سے دیکھا تو دربار کو ساحران نامی و سرداران ذی مرتبہ و امیران عالی منزلت سے مملو پایا ہر ایک کو دیکھا کہ اپنے وقت کا سامری و جمشید و اسفندیار ہے اُدھر ملکہ نے ساقی کو حکم دیا کہ اسکو پر کو ساغر مے ناب کا دو ساقی نے ساغر شراب کا مملو کرکے جرار کو دیا جرار نے ملکہ کو سلام کرکے لے لیا اور پی گیا بس ساقی نے تین جام اُسکو دیے جب اُسکا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُسنے کہا کہ مین نامہ لایا ہون سمندر شاہ کا ملکہ نے کہا کہ وہ نامہ کہان ہے لاؤ مجکو دو اُسنے جواب دیا کہ وہ نامہ میرے پاس ہے مگر مین آپکو نہ دونگا کیونکہ وہ آپکے نام نہین ہے بلکہ ملکہ الوان شہرطائی کے نام ہے اور بادشاہ کا حکم ہے کہ اُنکے ہاتھ مین دینا سواے اُنکے اور کسی کو نہ دینا اور کچھ زبانی پیام بھی ہے وہ جہان تشریف فرما ہون مجکو اُنکے پاس بھجوا دیجیے مین اُنکو نامہ بھی دونگا اور زبانی پیام بھی کہونگا یاران نے کہا کہ انھون نے ترک دنیا کیا ہے اور اب مین اُنکے مقام پر حاکم ہون جو کچھ سمندر نے پیام دیا ہو مجھ سے بیان کرو اور نامہ بھی مجکو دو جرار نے کہا کہ مین اپنے بادشاہ کے حکم کے خلاف نہین کر سکتا ہون اگر اُن سے ملاقات نہ ہوگی مین نامہ لیکر واپس جاؤنگا اور جاکر کہدونگا کہ اُنسے ملاقات نہین ہوئی وہ گوشہ نشین ہوگئی ہین اُنکے مقام پر جو انکی بہن حاکم ہین وہ مجھ سے نامہ طلب کرتی تھین مین نے نہین دیا یہ نامہ حاضر ہے پھر جو بادشاہ حکم دینگے ویسا کیا جائیگا اگر وہ حکم دینگے تو مین پھر نامہ لیکر آؤنگا اور آپکو دونگا اگر ممکن ہو تو ان تک مجکو پہونچا دیجیے کیون مجکو دوڑاتے ہو جو تقریر اسنے عجز کے ساتھ کی پہلے تو یاران کو اُسکے نامہ نہ دینے اور انکار کرنے پر غصہ آیا تھا مگر جب اُسنے انکسار کیا اور عرض کیا کہ اگر مین خلاف حکم بادشاہ کرون تو سب مجکو نمک حرام و نافرمان کہینگے اس تقریر سے یاران کو رحم آگیا اور کہا کہ ہم ملکہ سے عرض کرا بھیجتی ہین اگر وہ طلب کرتی ہین تو ہم تمکو انکی خدمت مین روانہ کر دینگے اگر وہ نہ طلب کرینگی پھر ہم ناچار ہین تمکو اختیار ہے خواہ نامہ ہم کو دینا خواہ واپس لے جانا اُسنے کہا کہ آپ خبر کرا دین ملکہ مجکو ضرور طلب کرینگی پس یاران نے ایک چوبدار سے کہا کہ تو ملکہ کے باغ مین جا اور اُنکی ملازمون کے ذریعہ سے خبر کرا کہ ایک نامہ بر سمندر سے آیا ہے اور آپکے نام نامہ لایا ہے اور کچھ زبانی پیام بھی کہتا ہے میرا نام لینا کہ مین نے اُس سے لاکھ طرح کہا کہ نامہ ہم کو دو اور زبانی پیام بھی بیان کرو اُسنے کہا کہ مجکو حکم بادشاہ کا نہین ہے مین سواے ملکہ کے اور کسی سے نہین بیان کرونگا بس اسکی بابت کیا حکم ہوتا ہے وہ کہتا ہے اگر ملکہ شاہی خدمت مین طلب کرینگی تو مین نامہ دے کر واپس جاؤنگا بس اگر حکم ہو تو اُسکو آپکی خدمت مین روانہ کیا جاے ورنہ اُسکو جانے دیا جاے جو حکم ہو اُس پر عمل کیا جاے بس وہ چوبدار فوراً حکم پاتے ہی دربار سے باہر آیا اور ملکہ الوان کے باغ مین آیا اور یہی خبر اندر کرائی محلداران قرینہ دروازہ نے عرض کیا کہ حضور ایک چوبدار خاص شاہی

در باغ پر حاضر ہی اور کہتا ہی کہ مین ملکہ کے پاس ملکہ کی ہمشیرہ کا پیام لایا ہون ملکہ نے جواب دیا کہ اُسی
چوبدار کو لیے آؤ تاکہ وہ خود جو پیام لایا ہی بیان کرے کیونکہ ملکہ کو خیال ہوا کہ کیا سبب ہی جو پیام
ماران نے دربار سے بھیجا ہی کوئی نہ کوئی ضروری کام ہی میرے نزدیک کوئی نہ کوئی فتنہ پردازی سمندر
نے کی ہی اُسکے پاس سے کوئی نہ کوئی پیام آیا ہی یہ سنکے محلدار در باغ پر آئی اور اُس چوبدار کو لیکر اُس
کمرہ کے پاس آئی یہان ملکہ یہ دل سے باتین کر رہی تھی کہ دیکھیے ماران نے کیا پیام بھیجا ہی کہ محلدار
نے عرض کیا کہ وہ چوبدار حاضر ہی آداب و تسلیمات عرض کرتا ہی ملکہ نے کہا کہ اُس سے کہو کہ وہ پیام بیان
کرے مین سنتی ہون اُس چوبدار نے عرض کیا کہ ملکہ عالم ملکہ نے حضور سے عرض کیا ہی کہ ایک نامہ بر
سمندر کے پاس سے آیا ہی سمندر کا نامہ بنام حضور لایا ہی اور کچھ زبانی پیام بھی ہی مین نے لاکھ لاکھ اُس سے
کہا کہ مجکو نامہ دے اور پیام بیان کر اُسنے کہا کہ مجکو حکم بادشاہ کا ہی کہ ملکہ الوان کے ہاتھ مین نامہ دینا
اور انہین سے پیام بیان کرنا نہ مین آپ کو نامہ دونگا نہ پیام بیان کرونگا اگر ملکہ سے ملاقات نہ ہو گی
مین مع نامہ کے واپس جاؤنگا بس ملکہ نے کہا ہی کہ جو حکم ہو اُس پر عمل کیا جائے آیا اُسکو آپکی خدمت
مین حاضر کیا جائے یا اُسکو مع نامہ کے واپس جانے دیا جائے یہ جو چوبدار نے بیان کیا ملکہ نے
تھوڑی دیر سکوت کیا اور خیال کیا کہ نہ معلوم سمندر نے کیا نامہ مین لکھا ہی اور کیا زبانی پیام
دیا ہی اگر نہین طلب کرتی ہون تو وہ واپس جاتا ہی کچھ حال نہین کھلتا ہی طلب کرتی ہون اور اُس
مین میری طلب لکھی ہی تو بڑی خرابی ہی اسی سکوت مین تھوڑے عرصہ تک رہی اُسکے بعد یہی
رائے قرار پائی کہ طلب کرون بس کہا کہ ملکہ سے کہنا اُسکو یہان مع نامہ کے بھیجدو بس چوبدار سلام
کرکے باغ سے باہر آیا اور راہ طی کرکے دربار مین آیا یہان سب چوبدار کے منتظر تھے اور یہ خیال
کر رہے تھے کہ دیکھیے کیا حکم آتا ہی خصوصاً ماران کو بہت فکر تھی کہ چوبدار نے آکر کہا کہ نامہ بر کو ملکہ
نے طلب کیا ہی ماران نے نامہ بر سے کہا کہ اس چوبدار کے ساتھ جاؤ بس جبرا اُس چوبدار کے
ساتھ دربار سے باہر آیا یہان ماران نے اہل دربار سے کہا کہ نہ معلوم سمندر نے کیا لکھا ہی اور کیا
پیام دیا ہی ہم کو یقین ہی کہ سمندر سے فساد ہوگا اُسنے ضرور براے کمک طلب کیا ہوگا ملکہ اب
نہ جائیگی وہ اس امر سے ناخوش ہوگا اور ہم کو لشکرکشی کریگا یہان کوئی اُسکا باج گزار و ماتحت
نہین ہی جو خوف کرے صرف زمانہ سابق کی ملاقات کا خیال ہی اگر وہ لشکرکشی کریگا اُس سے مقابلہ
کیا جائیگا سب اہل دربار نے عرض کیا کہ سمندر کے سردار و اہل لشکر و خود سمندر ہم لوگون
سے کیا مقابلہ کرینگے اُن سب کا حال خدا پرستون کے مقابلہ مین کھل گیا جب کہ خیبر ساحرون سے
مقابلہ نہ کر سکے تو ساحرون سے کیا مقابلہ کرینگے ماران نے کہا دیکھا جائیگا ابھی تو کچھ معلوم نہین
ہی یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی وہان وہ چوبدار اُس نامہ بر کو لیکر در باغ پر پہونچا اور عرض کرا بھیجا
کہ مین نامہ بر کو لیکر حاضر ہوا ہون محلدار نے جاکر ملکہ سے عرض کیا ملکہ نے کہا کہ چوبدار کو اسی مقام
پر ٹھہراؤ اور اُس نامہ بر کو اپنے ہمراہ لے آؤ محلدار نے جاکر جبرا کو لے آئی اور چوبدار سے کہا
کہ تم ٹھہرے رہو چوبدار باہر سپاہیون کے پاس بیٹھ گیا ادھر محلدار نے نامہ بر کو لا کر کمرے کے
قریب کھڑا کیا اور عرض کیا کہ نامہ بر حاضر ہی ملکہ نے کہا کہ کرسی بیٹھنے کو دو وہ سلام کرکے کرسی پر
بیٹھ گیا ملکہ نے پوچھا کہ سمندر شاہ کا مزاج اچھا ہی اُسنے عرض کیا کہ جی ہان ملکہ نے کہا کہ
کیا حالات ہین اہل اسلام سے کہا تھی کی اُسنے عرض کیا کہ سب اہل اسلام حضور کے

سے رہا ہو گئے صاحبقران نے بھی صحت پائی آج کل اُنکے یہان جشن خوشی ہی دوسری خبر یہ ہی کہ بادشاہ
نے بدمست خونریز کو براے غارت کرنے ملک آفاقیہ کے جو کہ آباد کیا ہوا آفاق شاہ کا تھا اور
اسیر کرنے عزیزان آفاق شاہ کے پچاس ہزار لشکر سے روانہ کیا تھا کسی طور سے آفاق شاہ کو خبر ہو گئی وہ
چند سردارون سے آ گئے اُنھون نے کل لشکر بدمست کو تباہ کیا اور بدمست کو بھی قتل کیا کوئی دس
یا پندرہ سپاہی اور کوئی بیس سردار بچ کر آ گئے ہین باقی سب مارے گئے یہ حالات ہین پہلوان نے کہا
کہ تمھارا نام کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ اس خاکسار کو عیار رجاد و کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ اے عیار رجاد و شمندر
نے اب ظلم پر کمر کسی ہی دوست و خیرخواہ کو اپنا دشمن بنایا ہی اور جو کہ دشمن ہین وہ یہ چاہتے ہین کہ یہ حکومت
اور شہر برباد ہو جائے اُنکو دوست و خیرخواہ جانتا ہی ضرور تباہ ہو گا کہو کیا ضرور تھی شہر آفاقیہ کو
غارت کرنے کی شہر آفاقیہ تو نہ غارت ہوا خود اُنکا لشکر غارت ہوا عجب کہ ایسے دشمن سخت سے
مقابلہ ہو رہا ہی ایسی حالت مین لشکر کے زیادہ کرنے کی فکر کرتا ہی نہ کہ اور کم کرنے کی نہ معلوم یہ راے کس
نے دی کون ایسا دوست تھا جسنے ایسی خراب راے دی عیار نے عرض کیا کہ حضور آج کل بادشاہ کے
زیادہ منہ چڑھے دو شخص ہین اور بادشاہ اُنھین کی راے پر کام کرتے ہین اُنھین نے آفاق شاہ سے
فساد کرایا اور دوست کو دشمن بنوایا اور جو دوست ہین اُنکی فکر مین ہین کہ وہ بھی بادشاہ سے کنارہ کرین
تو ہماری پوری پوری حکومت ہو جائے ہم پورے طور سے بادشاہ پر قابض ہو جائین اب کیا ہی
بادشاہ اور سب کا کہنا ٹال دیتے ہین اور ہزار ہزار اس مین نقص نکالتے ہین مگر اُن دونون کا کہنا
نہین ٹالتے ہین جو وہ راے دیتے ہین اُسکو بدل و جان قبول فرماتے ہین اُسی مین خرابی ہوتی ہی
ہم نے تو نہین دیکھا کہ جو راے اُنھون نے دی ہو وہ موافق ہوتی ہو سواے خلاف کے یہ راے
بھی اُنکی تھی بادشاہ نے اس مین بھی زک اُٹھائی اور لشکر تمام ہوا ایک سردار مارا گیا ملکہ نے کہا
کہ وہ کون ہین کیا عشاق چہرہ نشین اُستاد سمندر شاہ عیار نے کہا کہ جی نہین وہ تو
جو راے دیتے ہین بہت عمدہ اور اچھی ہوتی ہی مگر بادشاہ اُس پر عمل نہین کرتے ہین ملکہ نے کہا کہ
پھر کون عیار نے کہا کہ شملاق و امراق وزیران دست چپ یہ دونون آج کل بادشاہ کے مزاج
مین دخیل ہوئے ہین آجکل انکا دور دورا ہی بس انکے سوا کوئی نہین ہی بادشاہ کے نزدیک یہ بڑے
دوست ہین مگر ہم سب کے نزدیک انسے بڑھ کر کوئی دشمن نہین ہی انکی ذات سے یہ حکومت
و سلطنت تباہ ہو گی پہلے یہ سب دوستون و خیرخواہون کو بادشاہ سے برا کر کے جدا کر دینگے
پھر اُسکے بعد خود بھی اہل اسلام سے مل جائینگے اور بادشاہ کو اسیر کر کے اُنکے حوالہ کر دینگے یہ ہوتا ہی
اے خداوند جس قدر کہ ذی عزت و صاحب آبرو تھے اُنھون نے دربار مین اُسدن سے آنا ترک کیا
جس دن سے آفاق شاہ کا قصہ ہوا بلکہ وزیران دست راست تو اب آتے ہی نہین ایک تو
براے دورہ چلے گئے ایک نے خانہ نشینی اختیار کی اپنے گھر مین بیٹھے ہوئے کاغذات دیکھا کرتے
ہین یا تو اُنکا طریقہ تھا کہ آٹھوین دن اگر بادشاہ سے دستخط کرانے جاتے تھے اب اپنے ملازم کے
ہاتھ دربار مین بھیجتے ہین اور ایک عرضی بھی اُسکے ہمراہ ہوتی ہی کوئی نہ کوئی عذر نہ حاضر ہونے کا
تحریر ہوتا ہی بادشاہ یہ بھی نہین خیال کرتے کہ کیا سبب ہی کہ جو یہ نہین آتے ہین ایسے بے ہوش
ہین کہ اُس عرضی پر دستخط کر دیتے ہین یہ بھی نہین دریافت کرتے کہ نہ آنے کا کیا سبب ہی
دوسرے وزیر جو کہ ہمیشہ دورے پر رہتے ہین اُنکا یہ طریقہ تھا کہ وہ سال بھر کے بعد آتے تھے

ایک ماہ تک یہاں رہتے تھے سب واقعات بیان کرتے تھے وہ اسی زمانہ میں آئے ہوئے تھے جب
آفاق شاہ کا واقعہ ہوا تھا اُنھوں نے جو یہ رنگ دیکھا وہ اپنی عزت کو ڈرے دوسرے دن کوچ
کر گئے بس بادشاہ نے یہ بھی خبر نہ لی کہ یہ کیوں چلے گئے جب کہ بادشاہ ایسے بے خبر ہوں تو ملک کیونکر
بچے گا ای خداوند جو کہ ذی عزت ہیں وہ کیوں آکر اپنی آبرو ریزی کریں گے یا کسی صاحب عزت کی آبرو
ریزی دیکھیں گے اس سے اُن لوگوں نے آنا ترک کیا اگر آبرو و جان ہے تو اور کہیں نوکری مل جائیگی
ایسی بے عزتی کی نوکری سے تو بے نوکر رہنا اچھا ہے یہی ہر ایک نے خیال کر کے دربار کا آنا ترک کیا اور پہلے
دربار میں جگہ نہ ملتی تھی آگے پیچھے کرسیاں بچھتی تھیں یا اب سیکڑوں کرسیاں خالی ہیں ایسی حالت میں
خداوند تم ہو یہی کچھ اپنا فضل کریں تو شاید یہ ملک اہل اسلام سے بچے ورنہ بچتے نہیں معلوم ہوتا ہے
ملکہ نے جواب دیا کہ ای جرار ہاں تو سچ کہتا ہے میں نے اب کی جا کر دربار کا عجب رنگ پایا سمندر کا
کچھ عجب طور دیکھا کہ یا تو جب میں کبھی ملاقات کو آیا کرتی تھی تو سمندر کو ہمہ تن امورات ملکی میں
مصروف پاتی تھی اور دن بدن دربار کی ترقی دیکھتی تھی ایک تو میرا جانا کہاں ہوتا تھا کبھی چوتھے
برس پانچویں برس چلی گئی یا اب دربار بالکل سرداروں سے خالی پایا تو دن بدن پرچہ اخبار سے
یہ ثابت ہوتا تھا کہ فلان ملک پر قبضہ ہوا فلان بادشاہ نے خراج دینا قبول کیا یا اب یہ ثابت ہوتا ہے
کہ فلان بادشاہ نے سرکشی پر کمر باندھی فلان بادشاہ اہل اسلام کا شریک ہو گیا ای جرار یہ سب سے
بادشاہ جو کہ صاحب لشکر تھے اور دریاے سبز رنگ سے شہر سمندریہ تک انکے ملک سرراہ میں
تھے اور سب سمندر شاہ کے مطیع تھے وہ بدون لڑے اور مقابلہ کے شریک اہل اسلام ہو گئے اب
سواے حالت بربادی کے دوسری حالت میں اخبار میں نہیں دیکھتی ہوں یہی سب واقعات دیکھ
دیکھ کر میں لشکر لے کر گئی تھی میں نے وہاں کا جا کر عجب رنگ پایا سمندر کو جو دیکھا وہ تو شراب خواری
اور رقص و سرود و ناچ و رنگ و تماشے میں مصروف ہیں سمندر کو سواے عیش پرستی نازنینان مہ
جبینوں کے دوسری فکر نہیں ہے یہ فکر ہے کہ کوئی باکرہ ملے اُس سے عیش کروں اہل شہر خوف سے
اپنی ناکتخدا لڑکیوں کو شہر سے لیکر نکل گئے ہیں ای جرار جادو باوجودیکہ سن شریف سمندر کا کوئی کم نہیں
ہے بال تک سفید ہو گئے مگر میں اس پر یہ ہوس ہے میں نے سنا ہے کہ ملکہ فخر الالان دختر آفتاب اسی خوف
سے سمندر سے منحرف ہوئی کہ اُس کی طرف بھی خیال بد رکھتے تھے جرار نے کہا کہ آپ تو ملکہ فخر الالان
کو فرماتی ہیں وہ اپنی دختر ہے اختر اگر سیہ ہو وہ کی طرف خیال فاسد رکھتے ہیں اندھیر ہے کہ بیٹی
لڑکی سے ہم بستری کی تمنا رکھتا ہے اور اسکو بہ نگاہ بد دیکھتا ہے گو اس مذہب میں یہ امر جائز ہے مگر آج تک
کسی نے کیا نہیں ابوان نے کہا کہ گو جائز ہو مگر بالکل خلاف ہے بس ای جرار میں یہ حال دیکھ کر
بہت پریشان ہوئی میرا دل نہ لگا وہاں سے چلی آئی دو مہینے میں نے اہل اسلام کے ساتھ
مقابلہ کیا بہت سے اہل اسلام کو میں نے اسیر کیا صاحبقران کو بتلاے سحر کیا ایسا کام تو کسی
نے بھی نہ کیا تھا مگر سمندر کو میری کچھ قدر نہ ہوئی جرار نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا وہاں تو مشہور ہے
کہ ملکہ اہل اسلام سے مل گئیں سب اہل اسلام کو رہا کر دیا صاحبقران پر سے سحر اُتار لیا خواہش سے
اقرار کر لیا ہے کہ میں تمہاری شریک ہوں اور سمندر کے شریک نہیں ہوں مگر یہ امر ہے کہ نہ تمہاری طرف
ہو کر سمندر سے مقابلہ کروں گی اور نہ اسکی شریک ہو کر تم سے مقابلہ کرونگی ابوان نے کہا کہ
میری قسمت کا سب یہ ظاہر ہے کہ تمام میرا لشکر اہل اسلام نے تباہ کر دیا ایک نہ بچا میری وزیرزادی

کو قتل کیا قران ثالث نے عیاری کر کے مجھ پر خواجہ نے عیاری کی مجھکو اسیر کر لیا جو سردار میرے ساتھ
تھے اُنکو پکڑ لیا میں نے جب دیکھا کہ میری جان جاتی ہے میں نے اُسکے سرداروں کو رہا کر دیا اور خواجہ اُن
پہرے سے اُتار لیا اور وہاں سے چلی آئی یہاں آکر ترک دنیا کی اسی خیال سے کہ اب دنیا میں کچھ نہیں
ہے یہ امر دیگر ہے کہ جو جس کا جی چاہے کہے اور تہمت لگائے مجھکو اسکی پروا نہیں ہے عیار اس سے تو
کچھ حاصل نہیں ہے تم یہ بیان کرو کہ کیا پیام لائے ہو اور وہ نامہ کہاں ہے جرار نے کہا کہ ملکہ ایسا امر آپ
یہ فرمایئے کہ کیا آپکا لشکر کام آیا زبرزادی ماری گئی ملکہ نے جواب دیا کہ کیا تم اُس لڑائی پر شریک تھے
جرار نے کہا کہ میں تو شہر میں تھا وہ لوگ بادشاہ کے ہمراہ تھے جو کہ اُنکے بزرگ ہیں شہر میں بیٹھے رہتے
ہیں اور چند معزز سردار تھے مثل گلاب و عشاق وغیرہ کے مجھکو کیا معلوم کہ کیا واقعہ گذرا ملکہ نے
جواب دیا کہ سنو جو واقعہ گذرا ہے یہ کہکر ملکہ نے کل واقعہ اپنا مقابلہ کرنا اہل اسلام سے اور اسیر کرنا
عطارد کا سرداروں کو اور اپنا صاحبقران کو بتلا سے سحر کرنا اور سب کو دریا کے سحر میں اسیر
کرنا برق ثانی و قران ثالث کا عیاری کرنا عطارد و کل لشکر کا تباہ ہونا اور خواجہ کا عیاری
کرنا اور اپنی چاروں سہیلیوں کا خواجہ کے پاس جا کر اسیر ہونا اپنا اسیر ہونا سب بیان کیا جرار نے
کہا کہ کیا خوب آپنے تو یہ جان فشانی کی بدون کسی امر کے سوائے مروت کے اور دوستی کے
کوئی آپ اُنکی ماتحت نہ تھیں نہ آپ کا ملک اُنکے ملک کے ماتحت ہے نہ آپ خراج دیتی ہیں
نہ اُنھوں نے آپ کو برائے کمک طلب کیا تھا اُس پر تو آپ نے ایسی محنت کی اور اتنی بڑی
زحمت اٹھائی اگر اپنی جان بچانے کے لیے ایسا کام کر سکے اور سب کو رہا کر چکی ہیں تو کیا حرج
ہوا اُس پر یہ تہمت لگائی گئی اور سب نے آپ کی طرف سے بادشاہ کو خوب بھرا اور آپکو بدنام
کیا کیا زمانہ ہے بھلائی تو کوئی دیکھتا نہیں ہے برائی پر نظر ہے میرے نزدیک کوئی ایسی برائی کریگا
تو کیا پائیگا اپنا سر کھائے گا ایوان نے کہا کہ مجھکو اسکا خوف نہیں ہے میں بالکل بے خوف ہوں
اگر خراج دیتی ہوتی یا میرا ملک اُنکے ملک کے قریب ہوتا اسوقت مجھکو خوف ہوتا مگر میں اسی ملک
کی مالک ہوں دوسروں کو اختیار ہے جو کچھ محبت و الفت تھی وہ میرے اُنکے تھی اگر میں حاکم ہوتی
اور پھر اُنکی کمک کرتی اگر وہ لوگ کمک نہ کریں یا جواب صاف دیں جب کہ وہ طالب کمک
ہوں اور اُس پر سمندر کو غصہ آئے اور کسی کو برائے مقابلہ ادھر روانہ کرے اور یہ لوگ مقابلہ
کریں تو منع نہیں کر سکتی نہ روک سکتی ہوں نہ اُن پر کسی امر کا جبر کر سکتی ہوں کہ تم ضرور کمک کو
جاؤ یا لشکر سے مقابلہ کرو میں اب صاحب اختیار نہیں ہوں بلکہ دوسرے ہیں میں خود اُنکی روٹی
پر پڑی ہوں اگر سمندر نے برائے کمک مجھکو لکھا ہے تو میرا یہ جواب ہے یاران کو تحریر کریں جو
وہ جواب دے اُسکو سماعت کریں اُس سے نامہ و پیام ہے میں تو گوشہ نشین ہو گئی ہوں مجھکو کیوں لکھتے
دیتے ہیں جرار نے کہا کہ جی نہیں کمک کے لیے نہیں لکھا ہے بلکہ اور کچھ مضمون ہے ایوان نے کہا
کہ پھر لاؤ راوی نے بیان کیا ہے کہ اُس مقام پر سوائے ایوان کے اور جرار کے اور کوئی نہ تھا
اسی سبب سے تو ایوان نے جرار سے اس قسم کی باتیں کیں اور اسی خیال سے ایوان نے
سب کو ہٹا دیا تھا حالت یہ تھی کہ ایک چلمن پڑی ہوئی تھی چلمن کے اسطرف باہر کمرے کے
جرار بیٹھا ہوا تھا کمرے کے اندر ملکہ ایوان تھی بس جرار نے نامہ نکال کر ہاتھ بڑھا کر ملکہ کو
دیا ملکہ نے وہ نامہ لیکر پڑھا اسکے مضمون سے آگاہ ہوئی اور جرار سے کہا کہ وہ پیام جو کہ زبانی

دیا ہے بیان کر و جبرار نے عرض کیا کہ بادشاہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ تم نے قید خواجہ سے رہائی پائی لہذا ہم کو
تمہاری ملاقات کا بہت اشتیاق ہے تم حاضر خدمت ہو اور ایک اشد ضرورت ہے بدون تمہارے آئے وہ انجام
پذیر نہیں بس یہ مجھے زبانی فرمایا تھا کہ کہدینا اور فرمایا تھا کہ کہدینا کہ جہانتک ممکن ہو بہت جلد آؤ
اگر کچھ نادانی ہو تو یا تو یہاں آکر دھونا الیوان نے جو یہ پیام زبانی سنا اور یہی مضمون تحریر بھی پایا
مسکرائی اور کہا کہ سمندر نے تو اس طور سے تحریر کیا ہے کہ جیسے کوئی اپنے تابعدار کو تحریر کرتا ہے یا اپنے
خراج گذار کو جن الفاظوں سے طلب کرتا ہے دراصل سمندر کا دماغ خراب ہو گیا ہے میں صرف اسکی محبت
اور الفت کے سبب سے اسکی کسی بات کا خیال نہیں کرتی ہوں ورنہ کوئی دوسرا ایسے الفاظ تحریر کرتا
یا زبانی پیام بھیجتا تو میں اسکو وہ دندان شکن جواب دیتی کہ وہ بھی یاد کرتا خیر اس سے کوئی غرض نہیں ہے
آج کل بادشاہ پر آلام بہت ہیں اور شراب بھی بہ کثرت پیتا ہے اور عورتیں بھی بہت سی ہیں جو اسکے ہر وقت
خدمت میں رہتی ہیں تو دماغ اسکا خراب ہو گیا ہے آج کل کی باتوں پر اسکے خیال کرنا بالکل عبث ہے اے
جبرار تم ہماری طرف سے سمندر کو سلام کہنا اور کہنا کہ میں آتی ضرور جب آپکی طلب ہے مگر مجبور
اس امر سے ہوں کہ میں نے ایک چلہ کھینچا ہے اور اس میں شرط یہ ہے کہ جب تک وہ چلہ تمام نہ ہو اس
مقام سے اٹھکر کہیں نہ جاسکے اسی مقام پر بیٹھا رہے اگر اسکے خلاف کرے گا تو جان کا ضرر ہے بس میں
معاف رکھی جاؤں جب چلہ تمام ہو جائیگا تو حاضر خدمت ہونگی اور میری طرف سے بہت عذر کر دینا
اے جبرار تو نے خوب کیا جو یاران کو نامہ نہ دیا اور نہ پیام زبانی کہا ورنہ وہ سنتے ہی آگ ہو جاتی اور
اس تحریر کو دیکھکر ایسا برہم ہوتی اور ایسا جواب سیاہ سمندر کو دیتی کہ انکو جواب دیتے بن نہ پڑتا
یا تو خاموش ہو رہتے یا کچھ اور تحریر کرتے اسکا جواب پاتے اور اگر جرأت کرکے کسی کو ادہر بھیجکر
مقابلہ پر راغب کرتے تو پھر جان بچانی دشوار ہو جاتی یہ تو تم نے اسوقت دانائی کی اور نہ کچھ کہنا اسنے کہا
کہ میں اب دربار میں بھی نہ جاؤنگا الیوان نے کہا کہ یہ تم نے خوب بات کہی بس یہی مضمون جو
کہا الیوان نے زبانی جبرار سے کہا تھا ایک پرچہ قرطاس پر تحریر کر دیا اور اسکو بند کرکے جبرار کو دیا اور ایک
خلعت طلادار کو طلب کرکے کہا کہ خزانہ سے منگالو اسنے اسی وقت جاکر چوبدار سے کہا چوبدار نے آکر
یاران سے عرض کیا کہ ملکہ عالم ایک خلعت طلب فرماتی ہیں یاران نے اسوقت خلعت روانہ
کر دیا یاران دربار میں اس انتظار میں بیٹھی ہوئی ہے کہ نامہ بر وہاں سے آئے تو میں اس سے دریافت
کروں کہ کیا جواب لایا اور کیا پیام لایا تھا یہاں جب چوبدار خلعت لیکر آیا ملکہ نے جبرار کو خلعت دیا
اسنے خلعت لیکر الیوان کو سلام کیا اور جواب لیکر باغ سے باہر آیا اس چوبدار سے کہا کہ اب
تم جاؤ میں اپنے ملک کو جاتا ہوں اسنے کہا کہ دربار میں نہ چلوگے جبرار نے جواب دیا کہ جس سے
ضرورت تھی میں انکے پاس ہو لیا اب دربار میں جانے کی کیا ضرورت ہے چوبدار یہ سنکے طرف دربار
کے روانہ ہوا جبرار ادہر سے روانہ ہوا دیکھیے اسکا حال پھر تحریر ہوگا جب چوبدار دربار میں آیا ملکہ یاران نے
پوچھا کہ کیا نامہ بر ابھی تک باغ میں ہے چوبدار نے عرض کیا کہ اسکو جواب بھی ملا اور خلعت بھی
اور اپنے ملک کو گیا ملکہ نے کہا کہ دربار میں چلو اسنے جواب دیا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے
جب ملکہ یاران نے سنا تھا خاموش ہو رہی دربار برخاست کیا ہر ایک سردار اپنے اپنے مقام کو گیا
ملکہ کے دل کو لگی ہوئی تھی یہ دربار سے سیدھی باغ میں آئی اور الیوان کو اسکے آنے کی خبر
کرائی الیوان نے بلالیا اور کہا کہ اسوقت بے وقت آنے کا کیا سبب ہے الیوان نے عرض کیا

کہ میری طبیعت بہت پریشان تھی کہ نہ معلوم نامہ میں کیا تحریر تھا اور آپ نے کیا جواب دیا میں اس خیال سے دربار میں بیٹھی رہی کہ جب نامہ بر آپ کے پاس سے آئے گا تو اس سے دریافت کرونگی مگر وہ ایسا ہوشیار تھا کہ وہاں نہ گیا اے ملکہ تم کو سوباق کے سر کی قسم بیان فرماؤ کہ سمندر نے نامہ میں کیا ایسا امر تحریر کیا ہے کہ جس کا یہ حکم تھا کہ سواے ملکہ کے کسی اور کو نہ دینا میں بھی تو آگاہ ہوں الوان نے کہا کہ تم بیکار قسم دلاتی ہو میں کہے دیتی ہوں مجھ کو سمندر نے طلب کیا ہے کہ ایک اشد ضرورت ہے بہت جلد آؤ بدون تمہارے آئے وہ کام اجرا نہ ہوگا اور یہی زبانی پیام تھا باران نے کہا کہ یہ تو ایسا پیام نہ تھا کہ سواے آپ کے اور کوئی اس سے واقف نہ ہوا آپ پوشیدہ کرتی ہیں الوان نے کہا کہ سوباق کے سر کی قسم میں نے پوشیدہ نہیں کیا جو انہیں تحریر تھا میں نے بیان کر دیا باران نے کہا کہ پھر آپ نے کیا جواب دیا الوان نے کہا کہ میں نے یہ جواب دیا کہ میں چلے میں بیٹھی ہوں نکل نہیں سکتی ہوں جب اس سے فرصت ہوگی تو آؤنگی اور یہی تحریر کر دیا باران نے جواب دیا کہ آپ نے صاف کہہ دیا ہوتا کہ میں ابھی نہیں آسکتی ہوں اس امر سے کیا فائدہ تھا ہم کوئی سمندر کی تابعدار نہیں ہیں نہ اسکی رعیت ہیں الوان نے جواب دیا کہ اے باران وہ کام کرنا چاہیے نہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے بس جب کہ اس طور سے اپنا مطلب حاصل ہو تو پھر کیوں وہ کام کیا جائے جس سے کہ فساد کی بنا ہو بموجب مثل جو شخص شہد دینے سے مرے پھر اسکو زہر کیوں دیا جائے بس میں نے جو امر مصلحت وقت دیکھا اسکو کیا تم کو میرے امور میں کیا دخل ہے باران نے کہا کہ جو آپ کی رائے میں جاتی ہوں یہ کہکر وہاں سے اپنے محل میں چلی آئی اور خاموش ہو رہی وہ دن تمام ہوا شب آئی وہ شب بھی بسر ہوئی صبح کو باران نے پھر آکر الوان کو سلام کیا اور دربار میں آئی سب اہل دربار حاضر ہوئے جب دربار جمع ہو چکا اہل دربار نے باران سے پوچھا کہ حضور نے ملکہ عالم سے دریافت فرمایا تھا کہ نامہ میں کیا تحریر تھا اور کس امر کی ایسی ضرورت تھی جو سمندر نے نامہ تحریر کیا تھا باران نے جواب دیا کہ ہاں میں نے دریافت کیا تھا انھوں نے فرمایا کہ مجھکو سمندر نے بلایا ہے کوئی اشد ضرورت ہے مگر ملکہ نے کہلا بھیجا کہ ابھی مجھکو فرصت نہیں ہے جب فرصت ہوگی میں آؤنگی اہل دربار یہ سنکے خاموش ہو رہے باران اپنے ملکی کاغذات دیکھنے لگی اسکا حال پھر تحریر ہوگا ادھر سوباق جو اپنے باغ میں تھا براے سلام الوان آئی الوان نے اسکو گلے سے لگایا اور پیار کیا کہا کہ اے سوباق کل ہمارے پاس سمندر نے نامہ تحریر کیا تھا اور ہم کو بلایا ہے کوئی ضرورت شدید ہے اس نامہ میں تحریر تھا کہ بدون آپ کے وہ ضرورت حل نہ ہوگی میں نے جواب دیا کہ مجھکو فرصت نہیں ہے کیونکہ مجھکو جانا تو منظور نہ تھا جب فرصت ہوگی آؤنگی سوباق نے کہا کہ اسوقت سمندر کو خیال نہ آیا جب کہ وہ باتیں کہیں تھیں کہ ہم کو کچھ ضرورت نہ ہوگی اسوقت ہم سے بے اعتنائی کرین اب جو ضرورت ہوئی تو نامہ لکھا آپ کبھی نہ جائیے گا سمندر کو لکھ بھیجیے ہم لوگ سمندر کے باپ کے نوکر نہیں ہیں کہ اسکے بلانے سے چلے جائیں الوان نے کہا کہ میں نے اسی سبب سے تو یہ فقرہ کر دیا سوباق نے عرض کیا کہ خوب کیا یہ تقریر کرکے اور سلام کرکے اپنی ماں کے پاس دربار میں آئی ماں کو سلام کیا برابر کرسی پر تخت کے بیٹھی باران نے کہا کہ اے فرزند تم نے سنا کہ کل نامہ ملکہ عالم کے پاس سمندر کا آیا تھا پہلے نامہ بر یہاں آیا میں نے بہت بہت اس سے نامہ طلب کیا اسنے نہ دیا اور یہی کہا کہ میں ملکہ کے ہاتھ میں دونگا میں نے

ملکہ سے کہلا بھیجا ملکہ نے اُسکو طلب کرکے نامہ پڑھا اور جواب نامہ دیا سوماق نے کہا کہ ہاں مجھ سے
ملکہ فرماتی تھیں مگر وہ یہ فرماتی ہیں کہ نامہ میں یہ امر تحریر تھا کہ مجھکو طلب کیا تھا یہ تو کوئی راز نہ تھا
کہ جواب سے نامہ آپکو نہ دیا خیر معلوم ہو جائیگا یہ تقریر کرکے سوماق وہاں سے اُٹھکر اپنے باغ
میں چلی آئی کہ اب سب کا حال پھر تحریر ہوگا

اب شمہ حال سمندر اور نامہ برکا تحریر ہوتا ہی و دیگر حالات

بس راوی تحریر کرتا ہی کہ یہاں سمندر ہر روز دربار کرتا ہی اور وہ بادشاہ جو کہ کمک کو آئے ہیں ہر روز
دربار میں حاضر ہوتے ہیں حسب دستور آج بھی دربار آراستہ تھا کہ سمندر نے شملاق سے کہا کہ
ابھی تک جرار جادو الوان کے پاس سے جواب لیکر نہیں آیا کئی دن کا عرصہ ہو گیا ہی شملاق
نے جواب دیا کہ وہ آتا ہوگا یا اُسکو الوان نے جواب نہ دیا ہوگا راوی نے بیان کیا ہی کہ جرار
شہر الوانیہ سے نکلکر اور طاؤس سحر پر سوار ہو کر چلا تھا بعد قطع راہ سمندر میں پہنچا چونکہ وقت
دربار کا تھا دربار میں آیا یہاں اسکا ذکر ہو رہا تھا کہ اہل دربار نے جرار کو دیکھکر سمندر سے کہا
کہ حضور بلا انتظار کریں جرار جادو آگئے جرار نے مجرا گاہ سے مجرا کیا سمندر نے پوچھا کہ الوان کہاں
ہی کیا وہ بعد کو آئیگی کیا تمھارے ہمراہ نہیں آئی جرار نے کہا کہ میں عرض کرتا ہوں جو کچھ واقعہ گذرا
ہی اور الوان نے عرض کیا ہی سمندر نے کہا کہ جلد بیان کر جرار نے عرض کیا کہ غلام جو الوانیہ میں
گیا تو معلوم ہوا کہ الوان نے ترک حکومت کی اور گوشہ نشین ہوئی ہی حضور میں نے ایسا شہر
تو آباد اور یہ بند و بست کسی شہر میں نہیں دیکھا جو الوانیہ میں دیکھا یہ کہکر کل حالات شہر الوانیہ کی
بیان کی سب نے الوان کی بہت تعریف کی اُس نے عرض کیا کہ میں اُس وقت پہنچا تھا کہ
دربار برخاست ہو چکا تھا وہاں پھر میں نے شہر کی سیر کی اُسکے بعد سرا میں آکر اترا وہاں سب راحت
کا سامان برائے مسافران سرکار الوان سے تھا میں نے وہ رات راحت سے بسر کی سرا کے
میں میں نے یہ سنا تھا کہ ملکہ نے گوشہ نشینی اختیار کی اپنی بہن ملکہ باران کو اپنی طرف سے
حاکم کیا جب صبح ہوئی میں دربار میں گیا وہاں جاکر معلوم ہوا باران نے جو سنا کہ میں نامہ
لایا ہوں مجھ سے نامہ طلب کیا میں نے نامہ نہ دیا جرار نے اپنی تقریر اور اپنا جانا الوان کے
پاس اور اُسکا نامہ پڑھنا اور زبانی پیام سننا سب بیان کیا اور کہا کہ ملکہ الوان نے جواب دیا
کہ میں نے چلہ کشی کی ہی اور اس چلہ میں شرط ہی کہ جب تک تمام نہ ہو مقام چلہ کشی سے
باہر نہ نکلوں میں مجبور ہوں جب اس امر ضروری سے فراغت ہو جائیگی میں حاضر ہونگی اور
یہی جواب تحریر کیا ہی یہ کہکر وہ کاغذ جو کہ الوان نے لکھا تھا پیش کیا سمندر نے وہ کاغذ لیکر
منشی کو دیا منشی نے اُسے بہ صدائے بلند پڑھا جو کہ جرار نے بیان کیا تھا وہی تحریر تھا اب یہ
تحریر و پیام زبانی الوان کا سنکے سمندر ناخوش ہو رہا مگر غصہ آیا شملاق کی طرف مخاطب ہو کر
کہنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے اُسنے تو عرض کیا اور جرار اپنی آنکھ سے دیکھکر بھی آیا ہی بس معلوم
ہوتا ہی کہ اُسنے ضرور چلہ کھینچا ہی شملاق نے ابھی کوئی جواب نہ دیا تھا کہ افراق بول اٹھا
کہ خداوند یہ سب الوان کا فقرہ ہی اُسنے ضرور خواجہ سے اقرار کیا ہی وہ شریک اہل اسلام
ہوئی ہی اُسنے اسی سبب سے یہ فقرہ کیا اب وہ آپکے پاس کبھی نہ آئیگی اُسنے سر کشی کی ہی

مگر کسی ہی اگر آپ زیادہ اس پر جبر فرمائیگا وہ آمادہ فساد ہوگی اسنے یہی تو تدبیر کی ہی کہ آپ کنارہ کش ہوئی اور
اپنی بہن کو بادشاہ کیا شملاق نے بھی امراق کے قول کی تصدیق کی اور کہا کہ اسکا سبب یہ ہی کہ ایوان
یہ خیال کرتی ہی کہ مین کوئی بادشاہ کی ماتحت نہین ہون میری حکومت خودسر ہی نہ مین باج گذار ہون جو
اطاعت کرون اسکو اپنے سحر وساحری پر ناز ہی وہ خیال کرتی ہوگی کہ مین کیون کسی کا دباؤ اٹھاؤن کیا مین
کسی کی فرمانبردار ہون جو حسب الطلب جاؤن میرا سمندر کیا کر لیگا اگر مقابلہ کریگا تو مین بھی مقابلہ کرون گی
صرف میرے اسکے سلسلہ محبت واتحاد ہی وہ قطع ہو جائیگا خوف وہ کرے جو کہ ماتحت ہو جبکہ مین نے
خداوندی کی اطاعت نہ کی تو سمندر کیا چیز ہی یہ جو کہانی امراق نے کہا کہ اسنے یہ تدبیر کی کہ اپنی بہن کو حاکم
کیا صرف اس خیال سے کہ مین الگ رہونگی اور یاران مقابلہ کرنے کی اگر کوئی شکایت کریگا تو مین یہ جواب
دونگی کہ میرا ان پر کیا زور ہی انکو اپنے فعل کا اختیار ہی مین تو ترک دنیا کر چکی یہ جو تقریر سمندر نے سنی
کہا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو ضرور ایوان نے فقرہ کیا اور وہ خودسر ہو گئی ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ شملاق
وغیرہ نے ایسی تقریر کی کہ جس کے سبب سے سمندر کو نہایت طیش آیا اور غصہ آیا اور کہا کہ مین ایوان
کا غرور سب نکالے دیتا ہون اب کی مرتبہ پھر طلب کرتا ہون اگر وہ آئی تو خیر ورنہ کسی سردار زبردست
کو روانہ کرکے اس سے مقابلہ کرونگا اور اسکو حکم دونگا کہ اسکا سر کاٹ لاؤ یا اسیر کر لاؤ اس حکایت سے
کہ ایسی حالت ہو کہ کبھی کسی بادشاہ نے کسی خونی مجرم کو بھی اس ذلت سے نہ اسیر کرایا ہو شملاق
نے جواب دیا کہ ہان جب تک ان لوگون پر اس قسم کی سختی نہ ہوگی اسوقت تک یہ لوگ واجب ریاست
کو خیال مین نہ لائینگے اس لئے بھی بمثل آفاق شاہ کے حرکت کی ہی صرف اس خیال سے کہ مین اپنے
ملک مین ہون سمندر میرا کیا کر سکیگا آپ کو اب سب نے ایسا خیال کر لیا ہی کہ گویا آپ کوئی چیز
نہین ہین سب سرکشی پر آمادہ ہو گئے یہ سب آپ کا حلم ہی کہ جس کے سبب سے سب سرکش
ہو گئے ہین اگر آپ قبل سے سیاست کرتے تو یہ نوبت نہ ہوتی حضور ریاست بدون سیاست
کی نہین ہوتی آپ نے طرح دی ان لوگون نے خیال کیا کہ بادشاہ ہم سے دب گیا انھون نے زور
باندھا اگر پہلے سے آپ ظلم پر کمر کستے اور ذرا ذرا سی خطا پر سزا دیتے تو کبھی یہ سرکشی نہ ہوتی جو کہ
باج گذار تھے وہ بھی اور جو کہ نہ تھے وہ بھی خوف کرتے آپ نے تو جس نے کہا کچھ خیال اس پر نہ
کیا اب ان لوگون کا زیر ہونا محال ہی کیونکہ زور پکڑ چکے ہین ہم لوگون کی صلاح تو یہ ہی کہ اسوقت
تدبیر کیجئے اور ان سب کو اپنے قبضہ مین دبا رکھئے جب دو چار پر آپ ایسے سختی فرمائینگے
پھر کسی کو جرات نہ ہوگی دیکھئے جب سے آپ نے آفاق نمک حرام پر وہ سختی کی پھر کسی نے
بھی سر اٹھایا اہل دربار سے یا جو کہ مقابلہ اہل اسلام پر دکش ہین میرے نزدیک کسی کے دل
مین خیال بھی اس امر کا نہین آتا ہوگا یہ اتفاقی ہی کہ آفاق بچ گیا اب کوئی نہین بچ سکتا ہی
سمندر نے جواب دیا کہ تمھاری رائے بہت ٹھیک ہی مین ضرور اب سیاست پر کمر باندھونگا
یہ کہکر میر منشی سے کہا کہ ایک نامہ میری طرف سے اور بنام ایوان اس مضمون کا تحریر کرو
کہ ہم کو معلوم ہوا ہی کہ تو نے خواجہ ثالث سے اقرار کیا ہی کہ مین سمندر کی شراکت نہ کرونگی
اور تو ہم سے منحرف ہو گئی ہی اہل اسلام کے شریک ہوئی ہی پس ابھی مین تیرے حق مین بہتر
ہی کہ تو بموجب ہماری طلب کے ہماری خدمت مین حاضر ہو ورنہ یاد رکھ کہ مین خود وہان آؤنگا
اور تمام شہر کو تباہ وبرباد کرونگا اور تجھکو اس حالت خراب سے قتل کرونگا کہ تیرے حال پر

مرغان ہوا و ماہیان دریا تیرے طعام ہیں گے اور مجکو رحم نہ آئیگا آیندہ تجکو اختیار ہے بس اگر اپنی بہتری کی خواہش
ہے تو فوراً چلی آ ورنہ مجکو اُسی مقام پر موجود جان یہ جو مضمون نامہ کا عشاق و گلاب نے سنا و دیگر اہل
دربار نے جو کہ صاحب عزت تھے اور خیر خواہ تھے ہر ایک نے دل میں خیال کیا کہ مثل آفاق شاہ
کے ایوان سے بھی فساد ہوتا ہے اور یہ وزیر ایوان کو بھی بادشاہ کا دشمن کرتے ہیں یہی امر خرابی حلقو
کے ہونگے جب کہ دوست دشمن ہو جاینگے تو پھر کون کمک کریگا اس امر کا بھی بادشاہ کو خیال نہیں
آتا ہے کہ اسوقت ہمارے دربار میں بہت سے بادشاہ ایسے ہیں کہ جو براے کمک آئے ہیں اگر وہ یہ
حال بہرے ظلم کا دیکھین گے تو کیا اپنے دل میں کہیں گے کیونکہ جب کہ بادشاہ کا اُن لوگوں سے یہ حال
ہے جو کہ نہ باج گذار ہیں نہ ماتحت ہیں تو ہمارے ساتھ کیا حال ہوگا ایسے سے خداوند بچائین کسی تدبیر
سے بادشاہ کو اس امر سے باز رکھنا چاہیے یہ سب نے خیال کرکے سمندر سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو
ہم بھی کچھ عرض کریں جو ہمارے خیال ناقص میں آتا ہے گو ہم وہ عقل نہیں رکھتے ہیں جو کہ وزراے عالیمقدار
رکھتے ہیں مگر ہم بھی جو کچھ عرض کریں وہ سماعت ہو بہ نظر خیر خواہی عرض کرینگے اُس پر عمل کرنا نہ کرنا حضور
کو اختیار ہے سمندر نے کہا کہ آپ لوگ بیان کریں عشاق نے کہا یہ جو وزرا نے فرمایا بہت بجا
ارشاد کیا کیونکہ اُن لوگوں کی عقل مثل لقمان و ارسطو کے ہے جو یہ راے دینگے بہت عمدہ ہوگی مگر
ہمارے نزدیک اس امر میں کوشش کرنا بالکل بیجا ہے اگر اس نے عذر کیا ہے جیسے توقف لازم ہے
شاید جیسا کہ اُسنے تحریر کیا ہے ویسا ہی ہو جب اُسکو فرصت ہوگی ضرور آئیگی ہان اُسوقت میں آئے
تو پھر اختیار ہے ہمارے ایک دوست کو دشمن کرنا بالکل خلاف ہے آیندہ آپ کو اختیار ہے سمندر
نے کہا کہ یہ جو آپ نے کہا بہت ٹھیک ہے مگر میرا خیال ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس مقرہ میں
محنت کرکے کوئی سحر تیار کرلے اور اُسکا دفع کرنا مشکل ہو اسی سبب سے اُسنے یہ فقرہ کیا اور یہ
خیال آپ کا بالکل سچا ہے کہ وہ دوست ہے اُس سے بڑھکر کوئی دشمن نہیں ہے یا یہ کرے کہ وہ
لشکر اسلام میں وہ سحر تیار کرکے چلی جاے تو بڑی خرابی ہوگا تب سے یہ تکرار شکل جانے عشاق
نے و دیگر اہل دربار نے دیکھا کہ بادشاہ اس امر سے باز نہ آئے گا شملاق و امراق کی تقریر نے
بادشاہ کے دل پر اثر کرلیا ہے شملاق و امراق کے شریک وہ بادشاہ بھی ہوتے تھے جو کہ تازہ
وارد ہوئے ہیں اُن دونوں نے چند دن میں اُن لوگوں سے ایسی ملاقات بڑھالی ہے اور یہ اُن
سب پر ظاہر کر دیا ہے کہ یہ لوگ جو کہ آجکل دربار میں ہیں اُنمیں چند ایسے مجرب ہیں کہ جن کے
سبب سے یہ خرابیان ہوئی ہیں جو کہ سپہ سالار لشکر ہیں اُنکی ہمشیرہ لشکر اسلام کے شریک ہیں
جو یہان واقعات گذرے ہیں اُنکی سب کی خبر بذریعہ اُسکے اہل اسلام کو ہو جاتی ہے یہ اپنی ہمشیرہ
سے کہتی ہیں وہ اہل اسلام سے بیان کرتی ہیں اُنکو کب یہ گوارا ہوگا کہ اہل اسلام زیادہ ہوں
وہ بادشاہ بھی اُن دونوں کے شریک ہوئے ہیں اُنکی راے کو پسند کرتے ہیں جب یہ راے
شملاق وغیرہ نے دی تھی تو اُن سب نے بھی تصدیق کی تھی اور بادشاہ سے کہا تھا کہ وزیر صاحب
ٹھیک کہتے ہیں جب عشاق و گلاب نے و دیگر اہل دربار نے یہ تقریر سمندر سے کی شملاق
نے اُنکی طرف اشارہ کیا کہ آپ لوگوں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ لوگ کیا راے بادشاہ کو دیتے
ہیں راے ہی نے بیان کیا ہے کہ یہ دونوں وزیر بڑے مفسد ہیں یہ چاہتے ہیں کہ یہ جو چند خیر خواہ ہیں
یہ بھی دشمن ہو جائیں اور بادشاہ ہماری راے پر کام کریں سواے ہمارے اور کوئی دربار میں

نہ رہے اور اسقدر بادشاہ کی راے مین اپنے کو دخیل کیا ہی اور اسقدر سمندر رخ کے مزاج مین پیٹھے ہین کہ سمندر رخ
بھی سواے ان دونون کے دوسرے کی بات پر مطلق خیال نہین کرتا ہی جب سملاق نے ان
سب کی طرف اشارہ کیا اسوقت اُن بادشاہون نے سمندر رخ سے کہا کہ جو وزیرون نے آپکے
راے دی ہی ہمارے نزدیک بہت ٹھیک ہی ابھی سے اسکا تدارک بہتر ہی اور یہ لوگ غلطی پر ہین
سملاق وغیرہ نے جو یہ دیکھا پھر جرات نہ ہوئی کہ کچھ کہتے مگر گلاب نے جرات کر کے عرض کیا کہ
میری ایک راے ہی اگر پسند خاطر عالی ہو وہ یہ ہی کہ اس مضمون کا نامہ نہ روانہ کیا جائے بلکہ یہ مضمون
ہو کہ ہم کو ضرورت شدید پڑی ہی تم ازراہ مہربانی اپنے چلہ کو ترک کر کے چلی آؤ جب یہان سے فرصت
کر کے جانا تو پھر چلہ کشی کرنا ہم کو تمھاری ذات سے یہ امید نہ تھی کہ ہم تم کو طلب کرین اور تم آنے
سے انکار کرو وہ محبت والفت سابق کی کیا ہو گئی کیا تم نے سب بھلا دی یہ امر تو تمھاری ذات
سے بعید معلوم ہوتا ہی اور بالکل خلاف مروت و دوستی کے ہی ہم پر ایک وقت پڑا ہی اور بدون
تمھارے اسکا حل ہونا دشوار ہی اور تم انکار کرتی ہو اس طور کے الفاظ نامہ مین ہون اس سے امید
ہوتی ہی کہ وہ ضرور چلی آئیگی اگر اس مضمون کا خط جائے گا جو کہ حضور نے تجویز کیا ہی اس مین یہ خیال
کریگی کہ بادشاہ کو میرے حال سے خبر ہو گئی انھون نے تب تو یہ نامہ لکھا ہی بس اب تو نہ جائیگی اگر
جائیگی تو خرابی ہوگی بلکہ وہ فوراً طرف لشکر اسلام کے چلی جائیگی اور اپنے ملک کا بندوبست کر جائیگی
پھر اُسکا ہاتھ آنا دشوار ہی اور اُسکے ملک پر قبضہ پانا بھی مشکل ہی یا لشکر اسلام مین نہ جائے اور اپنا
بندوبست کر لے اور مقابلہ کرے اسوقت بھی خرابی ہوگی کیونکہ حضور دو طرف کیونکر مقابلہ کرینگے دونون
دشمن سخت ہین ایک اہل اسلام مین سے ایک زمانہ سے مقابلہ ہو رہا ہی دوسرے یہ بھی کوئی کم
نہین ہی کوئی یہ نہ خیال کرے کہ فوراً الوان پر فتح حاصل ہوگی اُسکے مقابلہ مین بھی زمانہ صرف ہوگا
جب آپ اُدھر لشکر روانہ کرینگے ادھر فوج کم ہوگی اہل اسلام کا زغہ ہوگا ادھر مقابلہ کے لیے لشکر روانہ
کرینگے اُدھر کمی ہوگی وہ زغہ کرینگے ایک آپ ہین کیونکر فکر فرمائے گا ایک نہ ایک کا قبضہ ملک پر
ہو جائے گا اگر آپ خود لشکر لیکر براے مقابلہ اہل اسلام تشریف لے گئے الوان کو خبر ہوئی وہ اُس
لشکر کو شکست دیکر شہر پر آ پڑی اور شہر پر قبضہ کر لیا اور عقب سے آکر آپکے لشکر پر حملہ کیا اُدھر
سے اہل اسلام نے حربہ کیا اور حضور کے دشمن گرفتار ہو گئے تو خرابی ہوگی یا آپ الوان کے مقابلہ
کو تشریف لے گئے اہل اسلام نے کسی تدبیر سے شہر پر قبضہ کر لیا اور لشکر پر آ کر گرے اُدھر سے
الوان نے مقابلہ کیا اسوقت مین بھی خرابی ہی بس خلاصہ کہ بمقابلہ اخطر ناک ہی پیش آپکا خیال
تھا جب کہ وہ صندوقچہ لے کر چلی گئی تھی وہی امر تو الوان کے بھی مقابلہ مین ہوگا اور جب کہ وہ
اس بہانہ سے آپکے پاس چلی آئیگی اور آپ اُسکو سمجھا دینگے اور ہم سب لوگ اگر اُس نے
اس فہمایش پر عمل کر لیا تو خیر ورنہ آپکو اختیار ہی خواہ اُسکو قید فرمایئے خواہ قتل اور ایک سردار
زبردست کو مع لشکر روانہ فرمایئے کہ وہ جا کر شہر پر قبضہ کر لے وہ لوگ تو غافل ہونگے باسانی
قبضہ ہو جائیگا میری راے ناقص مین تو یہ آتا ہی یہ تقریر جو گلاب جادو نے کی سمندر رخ نے
سب اہل دربار کی طرف دیکھا بس سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ یہ راے سپہ سالار کی بہت
عمدہ ہی سمندر رخ نے سملاق و امراق سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو انھون نے بھی کہا کہ یہ راے بہت
ٹھیک ہی ان دونون نے اس سبب سے انحراف نہ کیا اس راے سے کہ سب اہل دربار کی را

اُسکی راے کے موافق ہی اگر ہم اسکے خلاف کہین گے تو اسوقت پیش نہ جائیگی بس اس سے بہتر یہ ہی کہ اسی
راے کو رہنے دو اپنا مطلب حاصل ہی اور گلاب نے اس سبب سے یہ راے دی تھی کہ شاید اس
مضمون کا نامہ جائے اور ایوان اُس نامہ کو دیکھ کر برہم ہو ابھی تو اُسکا خیال دشمنی کا نہ ہو مضمون نامہ
دیکھکر پیدا ہو تو خرابی ہی جب یہان آئیگی اگر وہ خصومت پر آمادہ بھی ہوگی تو ہم سب مل کر اُس کو
سمجھا دینگے وہ یقین ہی راضی ہو جائے اگر وہ بھی راضی ہوگی تو اکیلے ہی گرفتار کرلین گے کیونکہ یہ ممکن نہین
ہی کہ بادشاہ سے خلاف ہو اور بادشاہ طرح دے ہان اگر یہ دونون حرامزادے بادشاہ کو ورغلان
دیتے تو ایسا ہی بادشاہ کرتے اول اُسکو طلب ہی نہ کرتے اگر طلب بھی کرتے اور اُسکو برخلاف
پاتے تو کوئی سروکار نہ رکھتے مگر یہ تو آگ لگا چکے ہین خواہ وہ یہان آئے خواہ نہ آئے اُسکا اسیر یا
قتل ہونا ضرور ہی اس سے یہ امر ہی کہ ایک وہی اسیر ہوگی طرفین کے لوگ نہ قتل ہونگے اُس
حالت مین ہزارون کے خون ہونگے اور یہ بھی خیال گلاب نے اپنا عشاق سے ظاہر کیا تھا
اور کہا تھا کہ اسوقت اس صورت سے یہ بلا دفع ہوتی ہی عشاق نے بھی کہا تھا کہ تمھاری راے
بہت ٹھیک ہی تب گلاب نے بادشاہ سے کہا تھا جب سمندر نے دیکھا کہ سب کی راے
ہی بس اُسوقت سمندر نے منشی سے کہا کہ اس مضمون کا نامہ نہ لکھو بلکہ جو مضمون سپہ سالار
بتا ہی وہ تحریر کرو گلاب نے پہلے تو القاب و آداب تحریر کرایا اُسکے بعد وہی مضمون جو کہ مذکور
ہو چکا ہی اُسکے بعد اور بہت سے کلمات عجز تحریر کرائے جو کہ خورد بزرگ کو تحریر کرتے ہین مضمون نامہ
سُن سُن کر یہ دونون بیٹھے ہوئے جلا کیے کیا کرتے کہ اُنھون نے دیکھا کہ سب نے اس راے کو پسند
کیا اگر ہم دونون اعتراض کرینگے تو صریحاً مخالفت ظاہر ہوگی مگر اس پر بھی تاب نہ رہی بول اُٹھے اے
سپہ سالار ایسے کلمات تو نامہ مین نہ تحریر کرائیے جو کہ بادشاہ کی شان کے خلاف ہون جس سے
بالکل عجز ظاہر ہو گلاب نے جواب دیا کہ اور سب امور کا آپکو بادشاہ نے اختیار دیا ہی مگر
اس تحریر نامہ مین میری راے ہی اور مجھکو اختیار ہی جو مین چاہتا ہون تحریر کراتا ہون کوئی مین
خیرخواہی سے باہر نہین جو مین ذلت چاہونگا اگر سب خیرخواہ ہون تو مین بھی خیرخواہ ہون
سمندر نے کہا کہ اچھا اچھا تم لکھواؤ اور اُن دونون کو منع کیا کہ تم نہ بولو اس نامہ کے مضمون کا
ہمارے سپہ سالار کو اختیار ہی شملاق وغیرہ خاموش ہو رہے مگر باہم اشارہ کیا کہا کہ بالکل ذلیل
کر کے بادشاہ کو لکھا ہی اور ایوان کو بہت کچھ تحریر کیا ہی وہ اور زیادہ غرور کریگی اور خیال کریگی
کہ بادشاہ دب گیا اسکا یہ خیال ہی کہ وہ اس تحریر کے دیکھتے ہی چلی آئیگی ہم یہ خیال کرتے ہین
کہ وہ اور زیادہ مغرور ہو جائے گی خیر دیکھو جو ہمارا خیال ہی وہی ہوگا بادشاہ کو افسوس ہوگا اور
کچھ ہاتھ نہ آئے گا باہم ایک دوسرے سے اشارہ مین یہ تقریر کیا کیا ادھر گلاب نے نامہ ختم
کیا منشی نے لفافہ مین بند کیا اُس پر مہر شاہی کی بادشاہ کے روبرو پیش کیا سمندر نے وہ نامہ
لے کر جرار سے کہا کہ تم ہی جاؤ کیونکہ تم ایک مرتبہ ہو آئے تم بخوبی واقف ہو جرار سے بس
پھر جرار اپنے مقام پر سے اُٹھا گلاب نے زبانی بھی بہت کچھ سمجھا دیا اور کہا کہ جہان تک
ممکن ہو اپنے ہمراہ لے آنا جو تقریر بیان ہوئی ہی وہ نہ بیان کرنا جرار نے کہا کہ کیا آپ نے مجھکو
نادان تصور کیا ہی یہ کہکر جرار دربار سے باہر آیا اور طاؤس سحر پر سوار ہو کر طرف الوائیہ کے
چلا جب سمندر نامہ روانہ کر چکا اُسوقت سمندر نے کہا کہ اگر ایوان آجائے اور میرے

کہنے پر عمل نہ کرے پس جس وقت میں اشارہ کروں فوراً تم سب اُسکو اسیر کر لینا بلکہ جب سے وہ آئے
اُس پر نہ ظاہر ہو مگر وہ حراست میں ہو جائے شملاق نے کہا بہت خوب یہ کہہ کر سمندر نے دربار
برخاست کیا داخل محل ہوا سب اپنی اپنی طرف چلے جو کہ دشمن تھے الوان کے وہ بہت خوش تھے
اور جو کہ دوست تھے وہ مغموم تھے اور جو کہ خیر خواہ سلطنت تھے وہ باہم یہ تقریر کرتے ہوئے جاتے
تھے کہ اب اس شہر کے تباہی کے دن آ گئے بادشاہ اندھا ہو گیا ہے دوست دشمن کی تمیز نہیں ہے
ویران دست چپ کو اپنا بہت بڑا خیر خواہ جانتا ہے ان دونوں سے زیادہ کوئی دشمن نہیں ہے
آفاق سے انھوں نے یوں عداوت کرائی اب انھوں نے الوان سے بھی عداوت کا سلسلہ پیدا
کیا اور عداوت ڈلوا دی گلاب نے کہا کہ میں نے ایک تدبیر کی ہے اگر وہ اس تدبیر سے چلی آئی اور
اپنے ہم سب کے کہنے پر عمل کر لیا تو عداوت نہ ہوگی ورنہ وہ تو عداوت کرا چکے ہیں یہ لوگ اسی
قسم کی باتیں کرتے ہوئے اپنے مکان کو گئے اُدھر شملاق و افراق اپنے وزیروں اور دوستوں سے
کہنے لگے کہ کیا خوب تدبیر ہم نے کی ہے کہ الوان سے اور بادشاہ سے مخالفت ہو گئی یہ صرف اس غرض سے
کہ وہ جو اہل اسلام کی شریک ہوئی ہے اسکو اہل اسلام کی شرکت نہ نصیب ہو اور بادشاہ
کے ہاتھ سے ماری جائے اگر وہ اہل اسلام کی شراکت کرے گی تو اُنکو بہت بڑی قوت حاصل ہوگی
پس ضرور اس تدبیر سے یہ قتل ہو گی یہ جو رائے سپہ سالار نے پیش کی کہ وہ یہاں آ جائے تو ہم سمجھا لینگے
یہ امر محال ہے گو انھوں نے اپنی رائے ظاہر نہیں کی ہے مگر انکا منشا یہی ہے خیر دیکھو کیا ہوتا ہے
راوی نے کہا ہے کہ شملاق وغیرہ ان بادشاہوں سے جو کہ براے کمک آئے ہیں ایسی تقریر کرتے ہوئے
اُنکے لشکر میں آئے اور اُنکو اُنکے بارگاہ میں پہونچا کر تھوڑی دیر بیٹھ کر اور رخصت ہو کر اپنے
اپنے مکان پر آ گئے یہاں اسی طور سے پھر دربار ہونے لگا اب حال جرار کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ راہ
طے کر کے الوانیہ میں پہونچا یہاں نازان حکومت کرتی ہے اب ان لوگوں کو کچھ بھی خیال نہیں ہے
کہ کیا نامہ آیا تھا اور کیا ہوا سب عیش و عشرت سے بسر کر رہے ہیں مگر الوان کو خیال ہے
کہ ضرور کوئی نہ کوئی پھر نامہ و پیام سمندر کے پاس سے آئیگا یہ اس خیال میں تھی اُدھر جرار
جب داخل الوانیہ ہوا سیدھا در باغ پر آیا دربار میں نہ گیا اس خیال سے کہ کیا ضرورت ہے کہ
دربار میں جاؤں مجھکو تو ملکہ الوان سے کام ہے پس جب یہ در باغ پر پہونچا اُسنے محلدار سے
کہا کہ ملکہ کو خبر کرو کہ نامہ بر سمندر شاہ کا جرار جادو نامہ لیکر حاضر ہوا ہے محلدار نے قریب
ملکہ جا کر عرض کیا ملکہ نے کہا کہ بلا لو محلدار آ کر لے گئی چلمن پڑ گئی یہ کرسی پر بیٹھا سلام کر کے
ملکہ نے کہا کہ کیا پیام لائے ہو اور کیا رنگ ہے جرار نے کہا کہ اب تو بادشاہ کی کمک کئی ملکوں
سے آ گئی ہے بہت بادشاہ ساحر آئے ہیں مگر ابھی ایک سبب سے لشکر اسلام پر بادشاہ نے
لشکر کشی نہیں کی ہے اب اُنکا قصد ہے کہ میں خود لشکر کشی کروں صرف آپ کا انتظار ہے کہ ایک بہت
بڑی مشکل درپیش ہے وہ بدون آپ کے حل نہ ہوگی بادشاہ نے آپ سے فرمایا ہے کہ جس طور
سے ہو آپ میرے پاس تشریف لائیے آپ کی بزرگی سے مجھکو بہت بڑی امید ہے کہ آپ
میرے کہنے کو نہ ٹالیے گا آپ کی ذات سے بڑی امید قوی ہے میرے اوپر ایسی بلا آئی
ہے جو بدون آپ کے آئے دفع نہ ہوگی اگر مجھکو اسقدر ضرورت نہ ہوتی تو میں کبھی آپکو
تکلیف نہ دیتا لہذا از راہ مہربانی آپ اپنے کام کو چھوڑ کر تشریف لائیے بعید از مہربانی

ہوگا آپ میری بزرگ ہین اور بزرگون سے خردون کو بڑی بڑی امید ہوتی ہے یہ جو تقریر جرار نے کی اور نامہ
نکال کر دیا اسکو جو پڑھا ایوان نے اس بیان سے زیادہ تر اسمین عجز و انکسار پایا پس خیال کیا
کہ جب سمندر نے اس طور سے لکھا ہے تو چلکر اسکی کمک کرنی ضرور ضرور ہے سواے مقابلہ اہل اسلام
کے اور جس طرح کی بلا مین وہ مبتلا ہوا اسکو دفع کرون وہ کونسی ایسی ضرورت ہے کہ جس کے لیے بار
بار طلب کرتا ہے دراصل خلاف مروت ہے ایسے وقت مین اسکے پاس نہ جانا وہ کوئی زبردستی مجکو
براے مقابلہ اہل اسلام روانہ کردیگا نہ ایسا ہی کہ مجھ پر جبر کرے گا پس چلنا لازم ہے یہ خیال کرکے
ایوان نے جرار سے کہا کہ تم ٹھہرو مین ابھی چلتی ہون اپنی چلہ کشی کو موقوف کرتی ہون گو دس
پندرہ دن کی میری محنت برباد ہوگی ہو مگر مین سمندر اپنے شفیق کے کہنے کو نہ ٹالونگی یہ کہکر محلدار
کو طلب کیا اور اس سے کہا کہ جاکر سپاہی سے کہہ کہ وہ ابھی جاکر یاران وسوباق کو بلا لاے
مجکو ایک بہت بڑی ضرورت ہے محلدار نے جاکر دربان سے کہا چند سوار ہر وقت در باغ پر
مسلح حاضر رہتے ہین انمین سے ایک طرف ایوان شاہی کے چلا ایک طرف باغ سوباق برق
خرامی سے جو کہ طرف ایوان شاہی کے گیا تھا اسنے جاکر دردولت پر بذریعہ محلدار کے کہلا بھیجا
کہ ملکہ یاران کا جرار سے عرض کردو کہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ نے آپ کو طلب فرمایا ہے محلدار نے
جاکر ملکہ سے عرض کیا ملکہ اسوقت دربار برخاست کرکے آئی تھی طعام نوش کررہی تھی جیسے یہ پیام
سنا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور لباس دیگر پہن کر طاؤس سحر پر سوار ہوکر طرف باغ کے چلی محلدار نے
سے کہا کہ سوار سے کہدو کہ وہ جاکر خبر کرے مین آتی ہون پس وہ سوار طرف باغ کے چلا اور
ادہر محلدار سے کہا کہ عرض کردو ملکہ تشریف لاتی ہین ادہر دوسرے سوار نے جاکر سوباق کے
باغ کے دروازے پر اپنے آنے کی خبر کرائی محلدار نے آکر دریافت کیا کہ کیون آئے ہو اسنے کہا کہ
ملکہ عالم نے ملکہ صاحبہ کو یاد فرمایا ہے فرمایا ہے کہ اسی وقت میرے پاس ہو جاؤ مجکو تم سے کچھ
اشد ضرورت ہے یہ جو محلدار نے جاکر کہا سوباق تڑپ گئی اسوقت یا تو بیٹھی ہوئی اپنی ہمجولیون
سے چوسر کھیل رہی تھی یا گھبرا کر اٹھی اور فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوکر طرف باغ ایوان کے چلی
سوار یہ کہکر اور اجازت لے کر چلا آیا یہان قبل آنے سوباق کے یاران آکر پہونچی طاؤس
اپنا صحن باغ مین اتارا جو ملازم اس باغ کے تھے سب نے سلام کیا یہ سب کا سلام لیتی ہوئی
بارہ دری مین آئی جب قریب اس کمرے کے پہونچی کہ جہان ایوان قیام پذیر تھی دیکھا کہ وہی
نامہ بر بیٹھا ہوا ہے جو کہ اس دن نامہ لے کر دربار مین آیا تھا اور مجکو نامہ دیا تھا اسکو
فوراً خیال گذرا کہ پھر سمندر نے طلب کیا ہے اسمین راے لینے کو ملکہ نے مجکو یاد کیا ہے یہ قریب
آئی اسنے سلام کیا ملکہ نے جواب سلام دیا اور کہا کہ اندر چلی آؤ یاران چلمن اٹھا کر اندر کمرے
کے گئی ابھی یہ پوری نہ بیٹھی تھی کہ سوباق بھی آکر پہونچی اسنے بھی اپنا طاؤس صحن باغ
مین اتارا اور سب ملازمون کا سلام لے کر یہ بھی بارہ دری مین آئی یہان آکر دیکھا کہ ایک
ساحر کرسی پر بیٹھا ہے جیسے جرار نے سوباق کو دیکھا کرسی پر سے اٹھ کر سلام کیا سوباق نے
اسکا سلام لے کر چلمن اٹھا کر بدون اجازت اندر چلی گئی وہان جاکر دیکھا کہ ملکہ یاران بیٹھی ہین
یہ دونون کو سلام کرکے کھڑی ہوئی کہ ایوان نے مسکرا کر کہا کہ بیٹھ جاؤ کھڑی کیون ہو یہ
سلام کرکے بیٹھ گئی جرار نے سوباق کو ایک برق جہندہ پایا اپنے دل مین کہا کہ اس سن و سال مین

تو اسکا یہ حال ہے ابھی کیا سن ہے جب جوان ہوگی تو آفت کی پرکالہ ہوگی اور حسین بھی خوب پایا ہے ایسی
حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی غرض یہ تو اپنے دل میں سوباق کی شوخی و چالاکی و حسن کی تعریف
کر رہا ہے وہاں سوباق نے بیٹھتے ہی عرض کیا کہ یہ ساحر کون ہے اور آپ نے مجھکو اسوقت خلاف
وقت کیوں یاد فرمایا الیوان نے جواب دیا کہ آپ تو بڑی تیز آئیں کیا آپکو اسوقت کا میرا طلب
کرنا ناگوار ہوا کیا کچھ اسوقت کے آنے میں نقصان ہوا اگر کچھ نقصان ہوا ہو تو معاف فرمائیے
میں بیان کرتی ہوں میں یہ نہ جانتی تھی کہ آپ کا نقصان ہوگا ورنہ میں نہ طلب کرتی مجھ سے خطا
ہوئی سوباق نے سر جھکا کر کہا کہ جی نہیں میرا کیا نقصان ہوگا صرف بے وقت یاد فرمانے سے
طبیعت پریشان ہوگئی تھی الیوان نے گلے سے لگا کر پیار کیا اور کہا کہ پریشان نہ ہو کوئی پریشانی
کا امر نہیں ہے یہ جو باہر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے سمندر شاہ کا نامہ لیکر آیا ہے اور سمندر شاہ نے مجھکو
طلب کیا ہے بہت عجز کیا ہے یہ نامہ موجود ہے بس الیوان نے سوباق کو نامہ دیا سوباق نے
نامہ پڑھا اور نامہ پڑھ کر باران کو دیا باران نے بھی پڑھا جب باران پڑھ چکی سوباق نے
الیوان سے پوچھا کہ آپنے کیا جواب دیا الیوان نے کہا جواب اسکا کیا ہے میں جاتی ہوں میرے
اور سمندر کے ایک مدت کی ملاقات ہے اور دوستی ہے بس مجھکو اس ملاقات کا خیال ہے دوسرے
اگر ملاقات بھی نہ ہوتی اور وہ مجھکو اس طور سے طلب کرتا تو میں ضرور جاتی میرے جانے
میں کوئی نقصان نہیں ہے تم لوگوں کو اپنے فعل کا اختیار ہے میں جاتی ہوں تم ملو چاہے نہ ملو سمندر
سے اگر وہ تم کو طلب کرتا تم کو اختیار رکھتا میں نے اسی سبب سے تخت حکومت کو ترک کیا گوشہ
نشین ہوئی اور سب امور کا تم کو اختیار ہے میں تم پر جبر نہیں کرتی ہوں مگر میں جاؤنگی میں نے
تم کو اس لیے طلب کیا ہے تاکہ تم کو آگاہ کروں اس لیے کہ تم لوگ پریشان نہ ہو باران نے کہا کہ
یہ ہم کب عرض کرتے ہیں کہ آپ تشریف نہ لے جائیں مگر اسکا کیا ہوگا کہ یہ جو آپ نے چلہ کھینچا
ہے الیوان نے کہا کہ وہاں سے آکر پھر چلہ کشی کرونگی تم لوگ پریشان نہ ہونا میں بہت جلد
آؤنگی سوباق و باران خاموش ہو رہیں خیال کیا کہ اب یہ ضرور تشریف لے جائیں گی اتنا
تو سوباق نے کہا کہ بہت جلد تشریف لائیے گا اگر عرصہ ہوگا تو میں خود آپ کے پاس
حاضر ہونگی الیوان نے کہا کہ ہاں اگر بیس دن سے زیادہ عرصہ ہو تو تم خود چلی آنا سوباق نے کہا بہت
خوب باران نے الیوان سے کہا کہ ایک میری بھی عرض ہے وہ یہ ہے کہ اگر سمندر شاہ مجھکو براے
کمک طلب کرے اور آپ سے رائے لے کہ میں انکو طلب کروں تو آپ رائے نہ دیجیے گا بلکہ
منع کر دیجیے گا کہ وہ مجھکو نہ طلب کرے میں ہرگز اسکی کمک کو نہ جاؤنگی مجھکو اپنے امورات ملکی سے
فرصت کب ہے جو میں کسی کی کمک کے لیے جاؤں دوسرے میرے اور سمندر کے کوئی ملاقات وغیرہ
نہیں ہے نہ دوستی ہے وہ اپنے ملک کے بادشاہ ہیں میں اپنے ملک کی بادشاہ ہوں انکو اور
بہت سے بادشاہ باج دیتے ہیں مجھکو بھی دو ایک خراج دیتے ہیں انسے کوئی پایہ کمی کا
نہیں رکھتی ہوں ہاں انھوں نے کبھی میری کمک کی ہوتی تو میں بھی انکی کمک کرتی اگر آپ رائے دینگی
اور وہ طلب کرینگے تو انکا بھی قول اور آپکا بھی قول رائیگاں ہوگا میں اس امر میں آپکی مروت
نہ کرونگی الیوان نے کہا کہ اری باران میں کیوں رائے دینے لگی اگر وہ صلاح لینگے تو میں
منع کر دونگی میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے یہ تقریر باران کی خبردار کو بہت

ناگوار گذری اپنے دل مین خیال کیا کہ اسکو بڑا غرور ہے اس سبب سے ضرور مقابلہ ہوگا جسوقت اسکو خبر ہوئی کہ میری
بہن کو سمندر نے اسیر یا قتل کیا ہے فوراً لشکر لیکر پہونچےگی یہ ابھی سے زورون پہ ہے سمندر کو خیال مین
بھی نہین لاتی ہے دیکھو تو کیسی تقریر کر رہی ہے ادھر ایلوان نے کہا کہ تم بیدم نہ ہو مین سمندر کو منع کردونگی
راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ تقریر یاران نے موافق منع کرنے ایلوان کے کہ اگر سمندر پرائے کماسا
طلب کرے تو انکار کرنا ملکہ کو نہ چاہئے بابت جرار کے سنانے کو کہی تھی ورنہ اسکا موقع نہ تھا بس
ایلوان نے سوماق و یاران سے کہا کہ تم لوگ جاؤ اب مین بھی جاتی ہون جو چاہا خداوند نے تو بہت
جلد آتی ہون بس ایلوان نے پہلے سوماق کو گلے سے لگایا اور پیار کیا گو سوماق کا دل نہ چاہتا
تھا کہ مین ملکہ کو تنہا جانے دون مگر ناچار تھی نہ یاران کا دل گوارا کرتا تھا وہ بھی ملکہ سے مجبور تھی
جب ایلوان سوماق کو گلے سے لگا چکی اور پیار کر چکی اسکے بعد یاران کو گلے سے لگایا اسکے
بعد وہ ہمت باندھے ہوئے گھر سے باہر آئی دوسرا لباس بھی نہ پہنا طاؤس سحر طیار کیا اس پر
سوار ہوئی جرار سے کہا کہ آؤ چلین بس جرار نے بھی طاؤس سحر بنایا یہ بھی اس پر سوار ہوا جب یہ
سوار ہو چکا ملکہ اپنا طاؤس اڑا کر چلی اسکے عقب مین جرار چلا ملکہ سب ملازمین سے کہہ گئی
کوئی اس باغ سے نہ جائے مین بہت جلد واپس آتی ہون چلتے وقت ملکہ نے سوماق سے
کہا کہ اے فرزند تم اپنا موتی ذرا ہم کو دے دو اس لیے کہ جس وقت ہمارا تم کو دیکھنے کو جی چاہیگا
اس موتی مین دیکھ لونگی سب حال تمھارا معلوم ہو جائے گا سوماق نے عرض کیا کہ مین کیا کرونگی
جسوقت میرا جی چاہیگا تو مین کیونکر آپکے حال سے واقف ہونگی ملکہ نے کہا کہ جو مجھ پہ
موتی مجکو دے دو سوماق نے ناچار ہو کر موتی ملکہ کو دیا ملکہ نے موتی لیکر اپنے گلے مین
ڈال لیا جب ملکہ چلی گئی سوماق اپنے طاؤس پر سوار ہو کر اپنے باغ کو گئی اور یاران اپنے
طاؤس پر سوار ہو کر اپنے محل کو گئی سوماق سے سوماق کی مصاحبون نے پوچھا کہ ملکہ نے
آپکو کیون طلب کیا تھا سوماق نے سب حال بیان کیا سب سنکے خاموش ہو رہین اسی
طور سے یاران سے اسکی مصاحبون نے دریافت کیا اسنے بھی وہی حال سب بیان کیا سب
خاموش ہو رہین صبح کو یاران نے دربار کیا سب اہل دربار جب آچکے اسنے ایلوان کا جانا
سمندر پاس بحسب الطلب سمندر کے بیان کیا وہ لوگ بھی خاموش ہو رہے اب یہان
سوماق و یاران کو ملکہ کے انتظار مین رکھا جاتا ہے کہ سمندر کے پاس سے ہو کر تشریف
لاتی ہین سوماق کے پاس موتی بھی نہین ہے کہ جو وہ حال دریافت کر لے اسکا حال آئندہ
تحریر ہوگا اول حال ملکہ ایلوان شہزادی تحریر ہوتا ہے کہ یہ طاؤس سحر اڑائے ہوئے چلی جاتی
تھی اسکے عقب مین جرار اپنے طاؤس کو اڑائے ہوئے آتا تھا تھوڑی دور پر اپنے شہر
سے آئی تھی کہ اسکو ایک کوہ پر بہار ملا یہ اس کوہ پر اتری پہاڑ کی سیر کرنے لگی اسکے خیال
مین آیا کہ اے ایلوان تو ذرا اس موتی مین تو دیکھ کہ سمندر نے مجکو کس لیے طلب کیا ہے اسکو کیا
ضرورت ہے بس یہ خیال کرکے موتی مین جو دیکھا اس سے ظاہر ہوا کہ اے ملکہ تمھارا سمندر
کے پاس جانا اچھا نہین ہے سمندر شاہ تمھارے ساتھ بہ بدی پیش آئے گا وہ مروت و
دوستی کا کچھ خیال نہ کریگا مگر انجام بخیر ہے تم اسکے شر سے محفوظ رہوگی اگر نہ جاؤگی تو اچھا
ہے کہ سمندر تمھارے نہ جانے سے ادھر کو لشکر کشی کریگا مگر اسکا بھی انجام اچھا ہے یہ جو حال

ملکہ نے دیکھا خیال کیا کہ گو موتی سے ظاہر ہوا ہے کہ میرے ساتھ سمندر بدی کریگا مین بچاؤن مگر نہ جانے
مین یہ امر ہے کہ وہ یہان لشکر کشی کرکے آئے گا اُسکے لشکر کشی کرکے آنے مین یہان خرابی ہے ہزارون
کی جان جائے گی اور میرے جانے مین ایک میری جان جاتی ہے پھر یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ انجام اچھا
ہے جانا بھی اچھا ہے دوسرے یہ سب کہین گے کہ ملکہ کیا سمجھکر گئین تھین اور پھر ڈر کے کیا
سمجھکر واپس آئین جانا ہی بہتر ہے یہ خیال کرکے ایوان نے گو موتی پہلے اسی خیال سے لیا تھا
کہ مین سوماق کا حال دریافت کرتی رہونگی مگر جب یہ معلوم ہوا تو اُسنے خیال کیا کہ اس
موتی کا اس مقام پر سے جانا اچھا نہین ہے نہ معلوم کیا ہو کیا نہ ہوا اسکو کسی مقام پر حفاظت سے
رکھنا چاہیے جب وہان سے واپس آونگی تو لے لونگی خوب ہوا جو مین موتی لیتی آئی اگر
سوماق کے پاس ہوتا اور وہ کسی وقت میرا حال دریافت کرتی اور اس پر ظاہر ہوتا کہ سمندر
ساتھ بدی سے پیش آئے گا تو وہ فوراً دربار سمندر مین جاتی اور آفت برپا کرتی اُس وقت بھی
خوب دل نے ایک بات بتائی یہ دل مین خیال کرکے ایوان ایک درخت کے پاس
آئی اس درخت پر سحر کیا کہ اُسکا تنہ پھٹ گیا اسنے وہ موتی ایک ڈبیہ مین کرکے اُس
شگاف درخت مین رکھدیا اور سحر کیا کہ وہ برابر ہوگیا بس یہ وہان سے اُس مقام پر آئی
کہ جہان اسکا طاؤس کھڑا تھا اُدھر جرار ایک طرف سیر کو چلا گیا تھا اس امر سے کہ خوف
تھا کہ ملکہ بھاگ نہ جائین کوئی مین یہ خبر نہین لیے چلتا ہون وہ اپنی خوشی سے چلتی ہین
اس سبب سے یہ دوسری طرف سیر کو چلا گیا اُسکو ملکہ کے موتی پوشیدہ کرنے کی خبر نہ تھی
ملکہ نے طاؤس کے پاس آکر آواز دی کہ آؤ جرار چلین اُدھر سے جرار بھی واپس چلا تھا
کہ بہت عرصہ ہوا سیر کرتے ہوئے اب ملکہ کو بلا کر چلین کہ ملکہ کی آواز آئی یہ دوڑکر آیا
دونون سوار ہوکر طرف سمندر کے چلے قطع راہ کرکے داخل شہر ہوئے اتفاق سے
اُس وقت پہونچے کہ وقت دربار کا تھا دربار آراستہ تھا سب اہل دربار حاضر دربار تھے
سمندر شاہ جرار ہی کا ذکر کر رہا تھا کہ ابھی تک جواب نامہ لیکر نہین آیا آج کئی دن
ہوئے ہین یہ تو یقین ہے کہ ایوان آنے کی نہین اُس سے فساد ضرور ہوگا کلاب نے
عرض کیا کہ حضور ایوان ضرور آئیگی آپکے غلام نے ایسا نامہ نہین تحریر کرایا ہے کہ
جسکے پڑھنے سے وہ نہ آئے بلکہ نہ آنے والی ہوگی تو ضرور اس نامہ کو پڑھکر آئے گی
سمندر نے کہا کہ معلوم ہو جائے گا یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہے اُدھر ایوان و جرار آکر قریب
دربار اُترے ایوان نے جرار سے کہا کہ اے جرار مین تجھ سے کہتی ہون کہ سمندر میرے
ساتھ بدی سے پیش آئے گا مجکو سب حال معلوم ہے مگر مین صرف سمندر کی دوستی
کے امتحان کے لیے آئی ہون اور اپنی دوستی کا حق ادا کرنے ورنہ جب کہ مجکو معلوم ہے
کہ سمندر میرے ساتھ بدی کریگا پھر مین نہ آتی مگر اپنا یہ طریقہ نہین ہے کہ جب تک کوئی
امر ظاہر نہ ہو اُس پر عمل کرین جب اُسکی بدی ظاہر ہوگی اُس وقت دیکھا جائے گا
سب یہ کہین گے کہ ایوان نے حق ملاقات ادا کیا یہ کہکر جرار سے داخل دربار ہوئی
اُدھر عرض بیگی نے بڑھکر سمندر شاہ سے عرض کیا کہ حضور ملکہ ایوان ... ہمراہ
جرار جادو کے تشریف لاتی ہین کلاب جادو وقت ملاقات [illegible] مسکرایا [illegible]

کو یہ امر بہت ناگوار ہوا مگر کیا کرتا عشاق سے گلاب جادو نے کہا کہ استاد بادشاہ فرماتے تھے کہ ایوان
نہ آئیگی دیکھنا آپ سے لئے کہ ایوان آتی ہے ادھر سمندر نے شملاق کو اشارہ کیا کہا کہ جو مین نے اسدن
کہا تھا اسکا خیال ہے شملاق نے عرض کیا کہ غلام کو خیال ہے غلام بندوبست کرلے گا آنے دیجیے
یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہے ادھر ایوان جلوخانہ طے کرکے صحن دربار مین آئی ادھر سمندر نے کہا کہ
ایک کرسی چوکی لاکر روبرو تخت کے بچھا دیجائے تاکہ ایوان اس پر بیٹھے گلاب نے عرض کیا
کہ خداوند آپ ابھی سے یہ ذلت کے سامان اسکے لیے نہ فرمایئے پہلے اس سے دریافت تو کیجیے
سمندر نے کہا کہ ای سپہ سالار تم کو اس امر مین کیا دخل ہے بس گلاب جادو خاموش ہو رہا ادھر
چوبدار نے لاکر کرسی چوبی بچھادی کہ ایوان آکر پہونچی جبرار نے تو جاکر مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور
اپنے مقام پر آکر بیٹھ گیا ایوان نے قریب تخت پہونچکر سمندر سے صاحب سلامت کی سمندر
نے اسکی طرف سے منھ پھیر لیا سمندر نے اس امر پر خیال کرکے کہ ایوان نے مجکو مجرا گاہ پر سے
کیون نہ مجرا کیا میرے تخت کے برابر آکر کیون صاحب سلامت کی اصل وجہ تو یہ تھی کہ اسکے
دل مین ایوان کی طرف سے عداوت تھی اسکی ذرا سی بھی بات بڑی معلوم ہوتی ہے اور ایوان
نے موافق طریقہ سابق کے برتاؤ کیا کہ جب وہ قریب تخت آئی تھی اور سمندر سے آنکھ چار ہوتی
تھی جب سلام وغیرہ کی نوبت آئی تھی بلکہ سمندر برای تعظیم نیم قد تخت پر سے اٹھتا بھی تھا
بعض وقت تا لب فرش استقبال کرتا تھا آج سب امر اسنے ترک کیے وجہ یہ تھی اسکو تو
دوسرا خیال تھا ایوان یہ حالت دیکھکر سمجھ گئی کہ جیسی خبر موتی نے دی ہے وہی امر ہے خیر میرا
نقصان کیا ہے ادھر سمندر نے خیال کیا کہ اسقدر بادشاہ جو کہ تازہ وارد دربار مین ہین وہ سب
یہ خیال کرتے ہونگے کہ سمندر کی ایوان نے کچھ اصل نہ خیال کی برابر سے صاحب سلامت
کی کتنی بڑی ہتک کی بات ہے ایسے اپنے خیالات سمندر کے دل مین آئے بس اور زیادہ ایوان
کی طرف سے سمندر کے دل مین عداوت ہو گئی ادھر ایوان نے تمام دربار کو دیکھا دیکھا کہ کوئی
کرسی خالی نہین ہے نہ کوئی دنگل نہ کوئی مقام میرے لیے مقرر ہوا ہے ہمیشہ اسکے لیے مقام
برابر تخت کے مقرر ہوتا تھا آج نہ تھا اسکو یہ امر بھی ناگوار ہوا اور اسنے اپنے دل مین
خیال کیا کہ سمندر نے مجکو دھوکے سے بلاکر ذلیل کیا اتنے بڑے دربار مین جہان کہ اسوقت
ہزارون سردار اور بہت سے بادشاہ جلیل القدر بیٹھے ہوئے ہین باوجود یکہ بادشاہ ہین اور
صاحب ملک و مال ہین مگر تیری برابری نہین کر سکتے ہین اُنکے روبرو مجکو ذلیل کیا اول تو
تعظیم نہ کی دوسرے سلام نہ لیا منھ پھیر لیا تیسرے کتنی قسم سے تو کڑی ہے کوئی مقام تیرے
لیے نہ مقرر کیا بڑی ذلت دی خیر تو اپنی نیکی سے باز نہ آ لاکھ کوئی تیرے ساتھ برائی کرے
تو نیکی سے بہا یہ قول کسی بزرگ کا ہے یہ خیال کرکے جو چوبی کرسی روبرو تخت سمجھی ہوئی
تھی اسکو سمجھکر بیٹھ گئی مگر چتون پر چبین اسنے خیال کیا کہ اہل دربار نے بھی تیری تعظیم نہ کی نہ کوئی
برابر کا استقبال کیا آج بہر رنگ کیا ہے وہان سمندر نے منع کر دیا تھا کہ کوئی ایوان کی
تعظیم نہ کرے نہ اسکو سلام کرے پھر اسنے خیال کیا کہ کسی نے آج مجکو سلام بھی نہ کیا خیر
ان لوگون کے سلام نہ کرنے اور تعظیم نہ کرنے سے تیری عزت نہ جاتی رہے گی یہی لوگ بد
تمیز اور نالایق کہلائینگے میرا کیا جائے گا میری جو عزت ہے وہی رہیگی ای ایوان تو

اتنے عرصہ تک کھڑی رہی کسی نے یہ بھی نہ کہا کہ بیٹھیے میں خود یہ کرسی کھینچکر بیٹھ گئی آج یہاں آکر بہت
ذلیل ہوئی ایسی کبھی نہ ذلیل ہوئی تھی اتنی عمر بھر میں جیسی اسوقت ہوئی ہوں الیوان تو یہ خیال کر
رہی تھی ادھر عشاق و گلاب اپنے اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ سمندر نے بڑی حرکت کی
ابھی الیوان کے ساتھ ایسی باتیں نہ کرنا تھیں شملاق وغیرہ خوش تھے کہ بادشاہ نے خوب کیا
جو الیوان کو ذلیل کیا اور جو بادشاہ تازہ وارد تھے اور سردار وہ بھی افسوس کر رہے تھے کہ اتنی
بڑی ساحرہ کو سمندر نے اپنے گھر پر طلب کر کے یوں ذلیل کیا یہ وہ ہے کہ اسکی ہم سب عزت
کرتے ہیں یا یہ آج یوں ذلیل ہوئی سمندر بہت خراب آدمی ہے اگر ہم ایسا جانتے تو کبھی نہ آتے
اہل دربار میں تو یہ ہر ایک خیال کر رہا ہے الیوان خاموش سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے کہ ایک مرتبہ
الیوان کی طرف سمندر متوجہ ہوا اور اہل دربار کی طرف دیکھ کر کہا کہ تم لوگ کس قدر بدتمیز اور
نالائق ہو گئے ہو کہ ملکہ الیوان آکر روبرو میرے تخت کے چوبی کرسی پر بیٹھ گئیں تم لوگوں نے کچھ
خیال نہ کیا میں تو آج کل بہ سبب افکارات کے ایسا بدحواس ہو رہا ہوں کہ مجھکو کسی امر کی خبر
نہیں ہے مگر تقریر جو سمندر نے کی صرف اہل دربار کے آگاہ کرنے کو کہ جو نہ واقف ہوں وہ آگاہ
ہو جائیں یہ کہکر سمندر نے کہا کہ لاؤ کرسی ملکہ کے لیے الیوان نے خیال کیا کہ اب دوسری کرسی
پر بیٹھنا بالکل خلاف ہے سمندر کو جو کچھ ذلیل کرنا تھا کر لیا اب کوئی ضرورت نہیں ہے یہ خیال کر کے
کہا کہ اے بادشاہ اب کوئی ضرورت نہیں ہے میں خوب بیٹھی ہوں کیا نقصان ہوا جو میں روبرو
تخت کے بیٹھ گئی کوئی میری عزت نہیں کم ہو گئی سمندر نے کہا کہ یہ امر بالکل خلاف ہے آپ اگر
میرے برابر تخت پر بیٹھیے الیوان نے کہا کہ میری یہ لیاقت نہیں ہے کہ میں تخت پر بیٹھوں اب تو
میں جہاں بیٹھ گئی بیٹھ گئی اب یہاں سے نہ اٹھونگی اے بادشاہ چاند پر خاک ڈالنے سے خاک اسپر
نہیں پڑتی ہے بلکہ اپنے منھ پر الٹی آتی ہے وجہ یہ ہے کہ جو کوئی دوسرے کو ذلیل کرتا ہے وہ پہلے
ذلیل ہوتا ہے اور صاحبان عزت کی نگاہ میں حقیر ہوتا ہے میں ایک زمانہ دیکھے ہوئے ہوں
گرم و سرد عالم چشیدہ ہوں میرے ساتھ کوئی کیا مکر و فریب کی تدبیر کریگا میں نے ہر رنگ کے
انسان فریبی اور مکار و غیر فریبی سب دیکھے ہیں بڑے بڑے لوگوں کی میں نے صحبت پائی ہے میں
ان ان مقامات اور ان ان بادشاہوں کے دربار میں شریک ہوئی ہوں کہ جہاں ہر ایک کا
ہوا و نہ پڑتا اور ہر طور کا میں نے زمانہ دیکھا ہے اور سب طرح کے لوگ میری آنکھوں سے گذرے
ہیں چشم و ابرو سے آدمی کے دل کا حال پہچان لیتی ہوں میرا سن ایسی حالت میں گذرا ہے
میں نے دھوپ میں بال نہیں سفید کیے ہیں بس خیر اس امر کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو ہونا تھا
وہ ہوا اب اصل مطلب اپنی زبان سے بیان فرمائیے کہ وہ کیا ضرورت ہے کہ جس کے لیے مجھکو
آپ نے طلب کیا ہے وہ کیا ایسی ضرورت ہے کہ میں چلہ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ تمہارا نامہ پہنچا
مجھکو کچھ بی ہزار بار سابق کی محبت و ملاقات پر خیال کر کے آئی اگر مجھکو ایسی حالت میں
بھی طلب فرماتے تو میں نہ جاتی مگر کچھ تمہاری ملاقات کا ایسا خیال تھا دوسرے اپنے اقرار
کا کہ میں چلی آئی جیسے آئی ذلیل بھی ہوئی مجھکو اس کا کچھ غم نہیں ہے انسان کے ساتھ زمانہ
یکساں نہیں رہتا ہے اور نہ رہیگا جنیں ہے گا جہاں ہے جو کہ قدردان اور خود صاحب عزت ہیں
اور لائق ہیں انکی نگاہ میں میری قدر و منزلت اب بھی وہی ہے جو کہ تھی ناقدردان اور نالائقوں کا

کچھ ذکر نہین ہی خداوندا اگر قہر بھی دین تو قدردان کی قہر کے برابر دین ناقدر کی قہر کے برابر نہ دین اور مجھکو تو
اس حال کی خبر بھی کہ میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا جائیگا مین صرف دو خیالون سے چلی آئی اول تو یہ
خیال کیا کہ زمانہ گیا ہے گا کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ وہ راہ و رسم اور اب یہ وقت پڑا تو شرکت کی
بلکہ طلب بھی کیا تو انکار کیا سچ ہی کوئی کسی کا برے وقت مین نہین ہوتا ہی کسی پر انسان بھروسہ
نہ کرے نہ کوئی دوست ہی نہ ملاقاتی بس یہ خیال کرکے کہ تو زمانہ مین انگشت نما ہوگی دوسرے یہ
خیال ہوا کہ مین نے تم سے عہد و پیمان کیا تھا کہ جب تم پر کوئی مصیبت سخت پڑیگی اور تم مجھکو طلب
کروگے مین ضرور آؤنگی تمھارے ساتھ کبھی برائی نہ کرونگی خیال کرو کہ اے سمندر شاہ تم نے مجھکو
طلب بھی نہ کیا تھا نہ اس حال کی خبر دی تھی مگر مین نہ واقعات سنکے خود مع لشکر آئی اور تمھاری
شریک ہوکر اہل اسلام سے لڑی بس جب کہ میری یہ حالت ہی تو تم طلب کرو اور مین نہ آؤن
اب بہت جلد اپنی ضرورت کو بیان کرو یہ تقریر جو الپوان نے کی سب اہل دربار نے کان کھڑے
کیے اور باہم اشارون مین کہا کہ سنا تم لوگون نے کہ الپوان باتون باتون مین کیا کہہ گئی خیال
کرو کہ جو کہ صاحبان لیاقت ہین وہ ایسی ہی تقریر کرتے ہین کہ دوسرے کو ناگوار بھی نہ ہو اور
اپنا مطلب بھی ظاہر ہو جائے اور جو برا و بھلا کہنا ہو وہ بھی کہہ لیا جائے اہل دربار مین تو
یہ تقریر ہو رہی ہی اشارون مین ادھر سمسلاق و اصراق نے یہ سمجھ قبل سے کر لی ہی کہ کئی سو ساحر
پوشیدہ مقرر کیے ہین کہ وہ کمند پاسے سحر لیے ہوئے کھڑے ہین کہ ادھر بادشاہ خواہ وزرا کا
اشارہ ہو ادھر ہم الپوان کو اسیر کرلین گویا الپوان حراست مین ہی بس اسکی تقریر کا سمندر شاہ
نے یہ جواب دیا کہ اے الپوان مین نے جو تمکو طلب بیشک کیا ہی اور تم نے جو تقریر اسوقت
کی اسکا جواب مین تمکو دونگا مگر ابھی نہین کیونکہ ابھی موقع نہین ہی ہان مین وہ ضرورت تم سے
بیان کرتا ہون کہ جس لیے تمکو طلب کیا ہی اور تمھاری محبت اور دوستی کا امتحان کرتا ہون اسی
وقت ظاہر ہوئی جاتی ہی اگر تم نے زمانہ دیکھا ہی اور ہر رنگ کی صحبت اٹھائی ہی اور ہر ایک
کے حالات سے واقف ہو اور چشم و ابرو سے حال دل شناخت کر لیتی ہو اسی طور سے مین نے
بھی زمانہ دیکھا ہی اور ہر طور کی صحبت پائی ہی ہر ایک کے حال سے مین بھی واقف ہون اور جو
کسی کے دل مین ہوتا ہی اس سے مین آگاہ ہو جاتا ہون جو امر کہ انسان کے قلب مین ہوتا ہی
وہ میرے ناخونون مین ہوتا ہی کوئی مجھسے کیا بلکہ فریب کریگا مین خداوند کی صحبت اٹھائے
ہوئے ہون اگر تم ساحری و جمشید کی صحبت اٹھائے ہو تو مین خداوند طاق کی صحبت مین
پلا ہون اور پرورش پایا ہون تم صرف شریک صحبت رہی ہو مین نے ملک سے پرورش
پائی ہی تم پھر عورت ہو اور مین مرد ہون جو عقل و فطرت مرد مین ہوتی ہی وہ عورت مین نہین
ہوتی ہی عورت ناقص العقل ہوتی ہی خیر اس تقریر سے تو کوئی مطلب نہین ہی اصل ضرورت تم سے
یہ ہی کہ تمکو مین نے اس غرض سے یاد کیا ہی کہ یہ سب بادشاہ اپنا اپنا لشکر لے کر میری کمک کو
آئے ہین اور اب لشکر کثیر بھی ہو گیا ہی بس میری تو یہ لیاقت نہین ہی کہ مین بغیر ساحر کے
مقابلہ کو جاؤن گو ان مین ساحر بھی ہین مگر وہ کون ہین اکثین بہت سے ایسے ہین کہ میرے
ملازم تھے اب مجھسے منحرف ہو گئے ہین بہت سے اور آقا ہم سے ہین تاہم مجھکو انکے مقابل مین
جاتے ہوئے عار ہی اور میری شان کے خلاف ہی بس تم ان سب کو لے کر اور لشکر کثیر اپنے ہمراہ

لے کر جاؤ اور اہل اسلام سے مقابلہ کرو میں اپنے اُستاد کو بھی تمھارے ہمراہ کر دونگا اور اپنے سپہ سالار نگلا جیچا دو
کو بھی اور ایک خزانہ تمھارے ہمراہ ہوگا تم کو کسی امر کی تکلیف نہ ہوگی یہ سب بادشاہ اور میرے
ملازم مثل میرے تمھاری اطاعت کرینگے اور تمھارے ماتحت ہونگے تمھارے حکم سے سرتابی نہ کرینگے
تمھارے کہنے کو اور حکم کو مثل میرے حکم کے خیال کرینگے گو میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تم یہ خیال کرو گی
کہ مجھکو ایسا کم ہمت اور بے وقعت خیال کیا کہ غیر ساحروں کے مقابلہ کو اور اپنے ملازموں کے مقابلہ کو روانہ
کیا کہ جس کے مقابلہ میں جانا خود عار خیال کیا یہ امر ضرور خیال کرنے کے قابل ہے مگر میں کیا کروں کہ
میں کسی کو اس امر کے لائق نہیں پاتا ہوں رہے اُستاد اُنھوں نے ان سب امروں سے انحراف اور ترک
دنیا کی ہے پہلے میں نے اُنھیں سے کہا تھا اُنھوں نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں تو گوشہ نشین ہوا تھا
مگر صرف تمھاری محبت میں میں اپنے مقام کو ترک کر کے آیا ہوں مگر یہ مجھ سے نہ ہوگا کہ میں افسری
سپاہ کروں اور لشکر لے کر برائے مقابلہ جاؤں اس امر سے مجھکو معذور رکھو میں نے بھی خیال کیا کہ
سچ فرماتے ہیں یہ فرمایا کہ ہاں کسی کو لشکر لے کر روانہ کرو میں اُسکے ہمراہ چلا جاؤنگا بس میں نے خیال
کیا کہ تم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے گو جس طور سے میری کم عزتی اور ذلت ہوئی اسی طور سے تمھاری
بھی ہے مگر مجھ میں اور تم میں کچھ فرق ہے وہ یہ ہے کہ تم اس شہر کی رہنے والی نہیں ہو نہ اس ملک
کے بادشاہ ہو میں یہاں کا بادشاہ ہوں بس میری زیادہ ذلت ہے یہ نہ خیال کرنا کہ مجھکو اپنے سے
اور اپنے عزیزوں سے کم تصور کیا جو مجھکو غیر ساحروں سے اور اپنے ملازموں کے مقابلہ کو روانہ
کیا میں تمھارا جانا ہمراہ لشکر کے مثل اپنے جانے کے خیال کرتا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ گویا میں
ہی ہمراہ لشکر ہوں یہ کہکر سمندر خاموش ہو رہا الوان نے اس تقریر کا سمندر کی کچھ جواب
نہ دیا خاموش سنا کی جب کچھ جواب نہ ملا تو پھر سمندر نے اُس تقریر کو روبرو الوان کے بیان
کیا اور کہا کہ تم نے کچھ جواب نہ دیا اس وقت الوان نے سر اُٹھا کر سمندر سے کہا کہ یہ جو کچھ
تم نے کہا میں نے سب سُنا اور میں اسکا کیا جواب دوں اصل امر یہ ہے کہ جس طور سے اُستاد
مشتاق مجرد نشین نے ترک دنیا کی اور گوشہ نشینی اختیار کی اسی طور سے میں نے بھی کی مجھکو
لشکر لے کر جانے میں کچھ عذر نہ تھا مگر میں جب کہ ترک دنیا کر چکی اور گوشہ نشین ہو چکی تو پھر
مجھکو امور دنیا سے کیا غرض دوسرے اگر میں ترک دنیا نہ کرتی تو بھی میں لشکر لے کر بدون تمھارا
ہمراہی کے برائے مقابلہ نہ جاتی کیونکہ یہ مقدمہ جنگ و پیکار کا تھا اسکو میں جانتی ہوں کہ تم
کچھ عرصہ ہوتا ہے نہ بگڑ جانے ہوتے ایک پل میں بگڑ جاتا ہے اور اسی طور سے بن جاتا ہے اگر بگڑ
جاتا تو سب مجھکو الزام دیتے کہ جانکر الوان نے لشکر کو شکست دلوائی وہ کیا جانے لشکر
سے مقابلہ کرنا عورت تھی نہ اور بن جاتا تو کوئی تعریف بھی نہ کرتا یہ کہتا کہ غیر ساحروں سے
مقابلہ تھا اُن سے جنگ کا سر کرنا کتنی بڑی بات تھی ایک ادنیٰ ساحر جا کر فتح حاصل کر لیتا
اور یہ جو تم نے کہا کہ کسی امر کا خیال نہ کرنا اسکا جواب یہ ہے کہ اس امر میں کوئی ذلت نہیں ہے
نہ مجھکو اس امر کا خیال جب ہوتا نہ اب ہے کہ بادشاہ نے بخیال ذلت کہ کون غیر ساحروں سے
مقابلہ کرے مجھکو حقیر جانکر خود نہ گئے مجھکو روانہ کیا یہ امر کوئی بے عزتی اور ذلت کا نہیں
ہے نہ مجھکو اسکا خیال ہے بس میں اس امر سے باز رہی جاؤں میں ہمراہ لشکر کے خواہ افسر بنکر خواہ
نہ افسر بنکر برائے مقابلہ نہیں جا سکتی ہوں کسی اور کو تجویز فرمائیے سمندر نے اس تقریر کا

جواب یہ دیا کہ اے الیوان تم نے پھر وہی تقریر نامناسب کی کہ جس کا کوئی نہ سر ہے نہ پاؤن میرے
استاد کہ جنکو ایک مدت ہوئی تھی ترک دنیا کیے ہوئے انھون نے تو اس امر کو میری خوشی اور
الفت سے منظور کر لیا اور ہمراہی لشکر پر اقرار کر لیا صرف سرداری لشکر کی نہین قبول کی اور
تم کہ جس کو ابھی ترک دنیا کیے ہوئے کچھ عرصہ نہین ہوا ہے انکار کرتی ہو اور پھر محبت و دوستی کا
دم بھرتی ہو اسوقت کی تقریر تمھاری بالکل اُس تقریر کے خلاف ہے جو کہ ابھی تم نے قبل اسکے
کی ہے اپنے پہلے ہی قول پر قائم رہو اور جو مین کہتا ہون اُس پر عمل کرو لشکر کی سرداری قبول
کرکے برائے مقابلہ اہل اسلام جاؤ یہ عذر تمھارا لائق قبول کرنے کے نہین ہے مین قبول کرونگا
تم کو جانا ہوگا ہمراہ لشکر کے الیوان نے جواب دیا کہ اے سمندر مین یہ تو سچ کہتی ہون کہ مین نے
صرف تمھاری الفت اور محبت و ملاقات سابق کے سبب سے یہ امر گوارا کیا ورنہ کبھی نہ
گوارا کرتی اب یہ امر تو غیر ممکن ہے کہ مین لشکر لیکر جاؤن کیون مجکو پریشان کرتے ہو مین نے
اسی سبب سے ترک حکومت کی اور گوشہ نشین ہوئی تاکہ ان آلام سے محفوظ رہون اور
کسی قسم کی اب مجکو زحمت نہ ہو مین کیون اپنے سر پر بندگان خداوند کا خون لون جو چلہ
مین نے کھینچا ہے اُس مین اس امر کی ممانعت ہے کہ خون نہ دیکھے کسی کو اپنے روبرو قتل نہ کرائے کوئی
ظلم نہ کرے اول تو یہ ہے کہ مجھ سے خلاف طریقہ ہوا کہ ایام چلہ کشی مین اس مقام سے چلی آئی
دوسرے اب یہ طریقہ کے خلاف ہوگا بس مجکو معاف کرو سمندر نے سب کا یہ جواب دیا
کہ مین کوئی عذر نہ سماعت کرونگا تم کو جانا ضرور ہوگا الیوان نے کہا کہ یہ تو غیر ممکن ہے مین
کوئی تمھاری تابعدار نہین ہون نہ تمھاری ماتحت ہون جو تم مجھ پر زور ڈالتے ہو مین یہ
زور تمھارا نہ اٹھاؤنگی یہ بھی کوئی زبردستی ہے سمندر نے کہا کہ اسکے بعد نہ قبول کروگی تم کو
مین ہمراہ لشکر روانہ کرونگا اس خیال مین نہ رہنا نہ مین ماتحت ہون نہ باج گذار ہون میرے
اوپر کوئی زبردستی نہین کر سکتا ہے یہ خیال بھی نہ کرنا جسقدر ملک اور قصبہ زیر حد نہ طاق
ہون سب میرے ماتحت ہین اور مین سب کا حاکم ہون تو میری ماتحت ہو کر مجھ سے سرکشی
کرتی ہے یہ صرف میرے غفلت کا سبب ہے اور اس امر کا سبب ہے کہ مین نے خیال کیا کہ کیا
ان لوگون سے مزاحمت کی جائے اگرچہ اطاعت نہین کرتے ہین اور یہ خراج نہین دیتے
ہین تو پھر ان سے ملاقات بہتر ہے وقت ضرورت کام آینگے اگر کوئی غنیم آئیگا اور اُس
سے مقابلہ ہوگا تو یہ سب شراکت کرینگے تم لوگون نے یہ خیال کیا کہ ڈرتا ہے ہم نے
دبا لیا اور کیا خوب ہم کوئی ڈرتے ہی نہین بس مروت ہو چکی اب مین مروت نہ کرونگا زیادہ مروت
مین بھی خرابی ہوتی ہے مین تم کو زبردستی ہمراہ لشکر روانہ کرونگا نہ جاؤگی تو عدول حکمی کی سزا دونگا
ہم کوئی نہ ڈرتے الیوان نے اس تقریر کا سمندر کو یہ جواب دیا کہ یہ سب تمھارا خیال خام
ہے وہ لوگ ہین جو کہ آج تک کسی کے ماتحت نہین رہے نہ کسی کو خراج دیا ہمیشہ خود سر اور
سرکش رہے یہ صرف تمھاری ملاقات کا سبب ہے جو اسقدر بھی باتین مین نے اسوقت سنی
اور صرف اپنے عہد کا خیال ہے ورنہ دوسرا اگر ایسی تقریر کرتا تو اسکو جواب سخت دیا جاتا اے سمندر
کیون بیجا تو مجکو پریشان کرتا ہے کیون مجھ تارک دنیا کو ستاتا ہے دیکھ پچھتائے گا سوا افسوس
ہاتھ نہ آئیگا مین یہ کہہ چکی ہون کہ مین نہ جاؤنگی اب اپنے قول سے نہ پھرونگی سمندر

نے کہا کہ اگر تو یہ کہہ چکی ہے کہ میں نہ جاؤنگی اور اپنے کہے کی پابندی کرے گی تو میں یہ سر دربار کہہ چکا ہوں کہ تجکو
ہمراہ لشکر روانہ کرونگا جہاں تک ممکن ہوگا روانہ کرونگا ورنہ اس تقریر کی سزا دونگا اور اس جرم کی علت
میں تجکو قتل کرونگا اے الوان تو صاف صاف یہ کیوں نہیں کہتی ہے کہ میں خواجہ سے اقرار کر چکی ہوں
کہ میں سمندر کی شریک ہوکر تم سے مقابلہ نہ کرونگی تو نے تو اہل اسلام کی شراکت اختیار کی ہے تو
نصف مسلمان ہوگئی ہے اب تو کیونکر اُنسے مقابلہ کریگی اور اُنکے مقابلہ میں لشکر لیکر جائیگی یہ بھی
تیری ایک فطرت ہے کہ تو نے سلطنت ترک کی میں کب تیرے اس فقرے میں آتا ہوں میں تجکو
مطیع اسلام ہونے کی سزا دونگا اب تو یہاں سے نہیں جا سکتی ہے بدون اس کے یا تو ترک اسلام
کرکے میرے لشکر کے ہمراہ جاکر اہل اسلام سے مقابلہ کرنا ہوگا ورنہ میں تجکو قتل کردونگا الوان نے کہا
کہ سمندر کیوں بد عقلی کرتا ہے دیکھ میں تجھ سے کہتی ہوں تجکو نہ ستا دوست کو دشمن نہ کر جو کہ خراب
کرنے والے ہیں اُنکے کہنے پر عمل نہ کر ورنہ خرابی ہوگی اے سمندر میں پہلے سمجھ گئی تھی جب تو نے کسی
طور سے آج میری عزت و آبرو نہ کی بلکہ ایسی حرکت کی کہ جس کے سبب سے میں ذلیل ہوئی اے سمندر
میں تجھ سے یہ کہے دیتی ہوں کہ ان باتوں سے تیری حکومت میں خرابی ہوگی صاحبان عزت تیرے
دربار میں آنے سے پرہیز کرینگے دیکھ سمندر ہوشیار ہو یہ جو خرابیاں واقع ہوئی ہیں تیری ان
حرکتوں سے ہوئی ہیں اے سمندر اپنے ہوش میں آ میرے اوپر ظلم و ستم نہ کر ورنہ پریشان ہوگا کیوں
مجبور عورت ہوں گوشہ نشین پر ستم کرتا ہے یہ جس قدر تیرے دربار میں ہیں انہیں میں سے کوئی ساتھ
نہ دیگا سب بوقت سختی نکل جائینگے جو کہ دوست ہیں وہی رہ جائینگے دشمن سب بھاگ جائینگے
آفاق شاہ اسی سبب سے نکل گیا تو نے معلوم ہوتا ہے اُسکے ساتھ بھی ایسی ہی حرکت کی ہوگی
گو لوگوں نے مجھ سے بیان کیا تھا مگر مجکو یقین نہیں آیا تھا اب یقین ہو گیا میں جو کچھ کہہ چکی ہوں
کہ اہل اسلام کے مقابلہ کو نہ جاؤنگی اب اُس سے نہ پھرونگی اور یہ بھی کہے دیتی ہوں کہ تجھ سے
بھی مقابلہ نہ کرونگی جو تیرا جی چاہے میرے اوپر ظلم کر لے ان دونوں امروں سے ایک بھی امر نہ
گوارا کرونگی نہ تجھ سے فساد کرونگی نہ اہل اسلام سے سمندر نے کہا کہ میں تجکو ابھی قتل کرونگا
ورنہ تو ترک شراکت اسلام کر میں تجھ سے صاف صاف کہتا ہوں الوان نے جواب دیا کہ
یہ تو کبھی نہ ہوگا بس سمندر نے برہم ہوکر کہا کہ کیوں اپنی شامت بلا لی ہے چونکہ سمندر تو اس
امر پر آمادہ تھا اور اسکو تو اسکو قتل کرنا منظور تھا فوراً حکم دیا کہ پکڑ لو یہ حکم کا دینا تھا کہ خلائق
نے اشارہ کیا عقب سے چار سو کمندیں الوان پر پڑیں ہر اُسی طور سے کھنچی رہیں سب
نے اسیر کرلیا اُسنے حرکت تک نہ کی اپنے کو اسیر کرا دیا جب اسیر ہو گئی سب نے باندھ لیا
اُسوقت سمندر شاہ نے اشارہ کیا کہ آہنگر حاضر ہوں فوراً آہنگر حاضر کیے گئے سمندر
نے حکم دیا کہ اسکو قید شدید میں گرفتار کرو آہنگر ہتکڑیاں بیڑیاں لائے الوان نے خود اپنے
اختیار سے قید میں لی بحکم سمندر شاہ چار سو ساحران نامی تلواریں برہنہ کیے سر الوان پر
کھڑے ہوگئے اور ایک ہزار ساحر اسباب سحر سے درست ہوکر بموجب حکم سمندر گرد
الوان کھڑے ہوگئے جب یہ بندوبست ہو چکا اُسوقت سمندر نے الوان سے کہا
کہ اب تو اپنے کو کس حالت میں پاتی ہے اب بھی دیکھ میرے کہنے پر عمل کر ورنہ پچھتائے گی
مفت جان جائیگی مرنے کے بعد خواجہ میں اُسوقت الوان نے اہل دربار کی طرف

دیکھو کہ تم سب لوگ گواہ رہنا کہ مین نے سمندر کی کوئی خطا نہین کی تھی نہ مین سمندر کی ماتحت تھی نہ
ہون صرف اپنی زبان کی پابندی کے سبب سے مین اپنے کو قتل کراتی ہون ورنہ سمندر کی نہ سمندر
کے اہل دربار کی یہ لیاقت تھی کہ میری ذات بہ نگاہ تند و تیز دیکھ سکتے ہین ان مین سے کسی کی اصل نہین
جانتی ہون ایک جنبش لب مین یہ سب دیوانہ ہو جاتے ہین مگر مین کہہ چکی ہون اور عہد کر چکی ہون کہ
تجھ سے کسی حال مین مقابلہ نہ کرونگی جبکہ میرے اسکے باہم دوستی اور سلسلہ اتحاد جاری ہوا تھا
اسی زمانہ مین میرے اور سمندر کے اقرار ہوا تھا کہ اسوقت تو باہم اسقدر ملاقات اور الفت ہوئی
ہی مگر جب کوئی مقدمہ ملکی یا مالی ہوگا اسوقت ہمارے تمہارے مقابلہ ہوگا تو مین نے اقرار کیا تھا
کہ اگر تم میرے ملک و مال کو بھی ضبط کر لوگے اور مجھ پر ظلم کروگے تو مین بھی اپنے عہد سے نہ پھرونگی
تم سے مقابلہ نہ کرونگی اپنی جان کا جانا گوارا کرونگی مگر مین مقابلہ نہ کرونگی بس مین تو اسی قول پر ابھی
تک قائم ہون اور جبتک دم مین دم ہے قائم رہونگی کیونکہ زبان تن کہ مین ایک مشہور ہی کہ جو کوئی اقرار
کرتا ہی زبان سے کرتا ہی اسی سے ہر امر کا اقرار ہوتا ہی لوگ مال و دولت ہار جاتے ہین بیٹا بیٹی کو
ہارتے ہین جسکی زبان ایک اسکے ماں باپ ایک جسکی زبان دو اسکے ماں باپ ہزارون بس
میری تو زبان ایک ہی ہین کیونکر اپنے قول سے پھرون یا اگر میرے ماں باپ ہزارون ہوتے تو میری
زبان بھی دو ہوتین تم سب لوگ دیکھو سمندر اپنے قول سے پھر گیا مین نے اسوقت کا اقرار
اسوقت سمندر کو یاد دلایا اسکو اسکی پابندی ضرور تھی جس طور سے مین پابند رہی ورنہ عہد شکن
کہلائیگا اب مین صاف صاف کہتی ہون کہ مین نے جس طور سے سمندر سے اقرار کیا ہی اسی
طور سے خواجہ سے بھی اس امر کا اقرار کیا ہی کہ مین مطیع اسلام ہوئی اب مین سمندر کی شریک
ہوکر آپ سے مقابلہ نہ کرونگی نہ آپ کی شریک ہوکر سمندر سے مقابلہ کرونگی بس خواجہ نے
مجھکو میری زبان پر چھوڑدیا اب یہ ممکن نہین ہی کہ مین اپنے قول سے پھر جاؤن انھون نے جو اقرار
کیا تھا کہ تم یہ کلمہ میری زبان سے یا اہل اسلام کی زبان سے نہ سننا کہ تم ہمارے شریک ہوکر سمندر
سے مقابلہ کرو بلکہ انھون نے مجھکو اس امر سے منع بھی نہ کیا کہ تم اپنے مقام پر جاؤ بہ خوشی جانے دیا
پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین خلاف اپنے عہد کے کرون جب کہ انھون نے اپنے عہد کے
خلاف نہین کیا اب صاف صاف یہ امر ہی کہ چاہے جان جاے چاہے رہے مین ترک اسلام
بھی نہ کرونگی نہ اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی اسی سبب سے تو مین نے ترک سلطنت کی ہی
اور گوشہ نشین ہوئی اس پر بھی مجھکو چین نہ ملا کچھ پرواہ کی بات نہین ہی مین اپنی جان کو کوئی
چیز نہین خیال کرتی ہون اپنے قول کو اور اپنی زبان کو بہان مقدم جانتی ہون میرا نام نیک دنیا
مین رہجائیگا کہ ایک عورت تو اپنے قول پر قائم رہی اور اسنے اپنی جان دیدی مگر سمندر
اتنا بڑا بادشاہ اپنے قول سے پھر گیا سمندر عہد شکن و پیمان شکن مشہور ہوگا اور مین نیکنام
ہونگی اسوقت مین سمندر سے مقابلہ کرکے یا اہل اسلام سے اپنی بڑی نیکی کو برباد کرون
اور تمام عالم مین انگشت نما ہون تا قیام دنیا ساتھ بدی کے میرا ذکر ہر ایک کی زبان پر جاری
رہیگا بس دنیا مین دو ہی امر ہین ایک نیکی دوسرے بدی انسان کو لازم ہی کہ جہان تک
ممکن ہو نیکی کرے تاکہ نام ساتھ نیکی کے برقرار رہے بدی نہ کرے کہ ہر ایک نام اپنی زبان
پر جاری کرنے سے پرہیز کرے اگر جاری بھی کرے تو ساتھ کراہیت کے خیال کرنے کا مقام ہی

کہ نام نوشیروان و فریدون کس خوشی سے لوگ زبان پر لاتے ہین و نام ضحاک ماران کس بدی سے
ساتھ ہر ایک اپنی زبان پر جاری کرتا ہے یہ دنیا چندروزہ ہے بس اس مین جہان تک ممکن ہو
نیکی کرے اور اپنے ہر ایک قول پر قائم رہے ایک جان ہے جس کا جی چاہے لے مرنا ایک دن
ضرور ہے مین مرنے سے نہین ڈرتی ہون میرا خدا مجھکو بچائے گا جس کا دین مین نے فی الحال اختیار
کیا ہے وہ سب کا مالک و مختار ہے سوا اسکے اور کوئی خدا نہین ہے جو سب گذرے یا موجود
ہین سب شیطان اور بچہ شیطان تھے اور ہین مین نہ مذہب باطل ترک کر چکی ہون اب کبھی نہ
پھرونگی نہ اپنے قول سابق سے پھرونگی سمندر کو اختیار ہے چاہے قتل کرے چاہے رہا کرے مین نہ
اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی نہ اُس سے نہ اسوقت کچھ بولونگی سر جھکا دونگی زیر خنجر جلاد مگر
سمندر یہ خیال رکھے کہ میرا خون ناحق بالا بالا نہ جائے گا کیونکہ مین بے گناہ قتل ہوتی ہون اور مجھ سا
کوئی پابند عہد و اقرار نہ ہوگا کہ مین نہ سمندر کی ملازم ہون نہ رعیت نہ باج گذار صرف ملاقات
تھی اور بھائی کیا تھا اُس پر مین اپنے قول کو پورا کرتی ہون اور اپنی قتل کو گوارا کرتی ہون
صرف اس امر پر کہ مین مطیع اسلام ہوئی ہون اور خواجہ سے قول کیا ہے کہ تم سے مقابلہ نہ کرونگی
بس مجھکو وہی خدا کہ جسکا مین نے دامن پکڑا ہے اور جس پر مین نے تکیہ کیا ہے وہ اسکا عوض سمندر
سے لیگا اور سمندر کی حکومت ضرور برباد ہوگی یہ دربدر پھرتا پھرے گا اس کو جائے پناہ نہ
ملیگی اس ظلم و ستم کا یہ انجام ہوگا جیسا یہ اسوقت مجھ بے گناہ و بیوہ گوشہ نشین کو ستا رہا ہے
مین اس سے کچھ نہ کہونگی جو کہنا تھا وہ کہدیا یہ کہکر ایوان خاموش ہورہی ایوان کی اس تقریر
سے تمام اہل دربار کانپ گئے اور خیال کرنے لگے کہ دراصل سمندر اسوقت اس پر بیکار ستم
کرتا ہے ضرور اسکے ادبار کا زمانہ آگیا یہی حرکت اسنے آفاق شاہ کے ساتھ بھی کی تھی وہ
بھی اسی طور سے عجز و انکسار کرتا تھا مگر اسنے نہ مانا اور اپنی کی اُسکی زندگی تھی وہ بچ گیا یہ بھی ضرور بچے گی
اہل دربار یہ خیال کر رہے تھے کہ ایوان نے کہا کہ ایک امر مین بھول گئی ہون اسکا ظاہر کرنا بھی ضرور ہے وہ
یہ ہے کہ جو قید میرے اوپر سمندر نے قائم کی ہے یہ پہرہ اور یہ قید کوئی چیز نہین ہے مین ابھی چاہون تو سب
کو جلادون قید کو توڑ کر پھینکدون مگر کیا ضرورت ہے مین کسی امر مین لاچار نہین ہون صرف مین اپنے قول کی
پابندی کرتی ہون یہ کہکر خاموش ہورہی جو کہا تھا کہ خداوند کریم اور اُس خدا کی جسکا مین نے دین قبول کیا
ہے اسوقت شان و قدرت دیکھتی ہون کہ اگر مرگئی تو داخل بہشت ہوئی اور یہ سب ظالم کہلائے ایوان
کی اس تقریر سے سمندر کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ معلوم ہوگیا کہ تیری قضا آئی ہے تو بدون سزا پائے ہوئے
نہ مانیگی مین دیکھتا ہون کہ تو نے جس خدا کا دین اختیار کیا ہے وہ کیونکر تجھکو بچاتا ہے اگر اسوقت مین
تجھکو چھوڑ دونگا تو سب اسی طور سے مجھکو دبالین گے ہر ایک سرکشی کریگا اب مین بھی تجھ سے نہ کہونگا
یہ کہکر حکم دیا کہ چار سو بازار مین سولی تیار ہو پھر خیال کیا مجمع بہت ہوگا کہا نہین بیرون شہر اسی وقت
سولی کھڑی کی جائے میدان خونی کی طیاری کی جائے ہم آج سہ پہر کو اسکو ضرور قتل کرینگے اور ایک
منادی تمام شہر مین اور اطراف شہر مین ندا کرے کہ جسکو تماشہ دیکھنا ہو کہ آج ایک مجرم سرکاری سولی
دیا جائیگا صرف اس جرم پر کہ اُس نے عدول حکمی کی ہے وہ آکر تماشہ دیکھے اور عبرت کرے کہ جو کوئی
عدول حکمی کرے گا اُسکا یہی حال ہوگا وہ اسی طور سے قتل کیا جائیگا منادی یہی ندا کرے
جاکر تمام شہر و اطراف مین اور میرے لشکر مین جو کہ بمقابلہ اہل اسلام فروکش ہے اور لشکر اسلام مین جاکر

ایک رقعہ اس مضمون کا خواجہ کو تحریر کیا جائے کہ تمہاری بہت بڑی مشفقہ اور محبہ جس کو تم نے مطیع اسلام
کیا تھا آج سہ پہر کو قتل ہوگی اسوقت جانیں کہ تم آکر مثل آفاق کے اسکو بھی قتل ہوتے سے بچا لو اور الیوان
کو میرے قبضہ سے لے جاؤ یہ حکم دیکر کہا کہ الیوان کو میرے سامنے سے لے جا کر قیدخانہ میں قید کریں اس
وقت تک دربار برخاست نہ کرونگا نہ کچھ کھاؤنگا جسوقت تک کہ الیوان کو قتل نہ کر لونگا اور اسکا سر میرے
سامنے نہ آلے گا اسوقت تک مجھ پر کھانا اور پینا اور سونا حرام ہے اور جو کوئی اسوقت الیوان کی سفارش
کرے گا اسمیں چاہے میرا باپ ہو یا میری اولاد ہو میں اسکو بھی الیوان کے ساتھ بعذاب شدید قتل کرونگا
قسم ہے مجھکو سہر خداوندی کی کوئی مجھ سے اس امر میں نہ کہے ورنہ وہ بھی قتل ہوگا اور میں ہر ایک کو قسم خداوندی
کی دیتا ہوں کہ کوئی سفارش نہ کرے ورنہ وہ بھی میرے ہاتھ سے زحمت اٹھائے گا آئندہ اسکو اختیار
ہے میں کسی کا اسوقت پاس نہ کرونگا راوی نے کہا ہے کہ جب سمندر سر خداوندی کی قسم کھا لیتا ہے تو پھر
کسی کی نہیں سنتا ہے اسوقت سمندر کی یہ حالت تھی کہ چہرہ فرط غیظ سے لال تھا منھ پر پھین تھا
تلوار برہنہ سامنے رکھی تھی ایک مرتبہ سمندر نے پھر اس کلمہ کو اپنی زبان پر جاری کیا کہ جو کوئی
الیوان کی سفارش کرے گا وہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گا جو لوگ قصد اس امر کا میرے اہل دربار
سے رکھتے ہوں وہ اپنے دل سے دور کریں اب کوئی میرے روبرو الیوان کا نام بھی نہ لے ورنہ میرے
ہاتھ سے قتل ہوگا یہ جو سمندر نے کہا جو جو قصد رکھتے تھے وہ وہ کانپ گئے پھر کسی کی جرأت
نہ ہوئی کہ کچھ کہے سب اپنے مقام پر خاموش بیٹھے رہے ادھر سمندر نے منشی سے کہا کہ
تو نے رقعہ بنام خواجہ تحریر کیا اسنے عرض کیا کہ جی ہاں سمندر نے کہا کہ پڑھو اس میں کیا تو نے
تحریر کیا ہے منشی نے رقعہ پڑھا اس میں تحریر تھا کہ اے خواجہ مالست آگاہ ہو کہ الیوان جسکو
تم نے مطیع اسلام کیا تھا اور وہ مجھ سے منحرف ہو گئی ہے میں نے اسکو قید کیا ہے آج سہ پہر کو
قتل کرونگا تم اگر بڑے بہادر اور کامل عیار ہو تو آکر رہا کر لے جاؤ مثل آفاق شاہ کے
میں تمکو خبر دیتا ہوں اور آگاہ کرتا ہوں ہوشیار آنا آفاق شاہ کو تم دھوکے سے لے کر
ہوا میں جاؤں کہ جو تم الیوان کو لے جاؤ میں تمکو اس سبب سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ بعد
کو تم یا کوئی اور یہ نہ کہے کہ ہم کو خبر ہوتی تو ہم ضرور رہا کر لے جاتے سمندر نے ہمارے خوف سے
پوشیدہ طور سے قتل کیا بس آئندہ تم کو اختیار ہے اطلاعاً قلمی کیا گیا سمندر نے کہا کہ یہ تو نے
خوب لکھا ہے پس منشی نے لفافہ میں بند کر کے اس پر سمندر کی مہر لگائی سمندر کے روبرو پیش کیا
الیوان اسوقت تک دربار میں موجود تھی یہ واقعہ دیکھ کر خیال کرنے لگی کہ بڑی خرابی ہوئی
جب یہ رقعہ خواجہ کو پہونچے گا خواجہ ضرور میرے رہا کرنے کو تشریف لائینگے کہیں ایسا
نہ ہو کہ خواجہ اسیر ہو جائیں مگر کیا کر سکتی تھی ناچار رکھتی کہ سمندر نے حکم دیا تھا کہ اسکی زبان
میں سوزن دے دو گو الیوان نے کہا تھا کہ اے سمندر تو یہ خوف نہ کر کہ میں سحر کر کے نکل جاؤنگی
میں وہ ساحرہ ہوں کہ میرے ملک میں سحر اثر کر چکا ہے جس کو میں اشارے سے دیکھوں وہ
گھل کر پانی پانی ہو جائے جب یہ الیوان نے کہا تھا تو سمندر نے کہا کہ اچھا مگر اب پھر
سمندر کو خیال آیا کہ سوزن دینا اسکی زبان میں بہ ضرور ہے اور ایک ساحر کو حکم دیا کہ
سوزن دیدے پس اب وہ بموجب حکم سمندر اپنے مقام پر سے اٹھا اور قریب الیوان
آیا اور کہا کہ زبان باہر کر تا کہ میں سوزن دوں الیوان نے فوراً زبان باہر کی اسنے سوزن

سوزن و بکر پھر اٹھا اُسوقت ایوان نے اُسکی طرف بہ نگاہ قہر دیکھا بہ نگاہ قہر دیکھنا تھا کہ وہ فوراً پانی ہوکر بہ گیا یعنی اُسکا نام و نشان تک نہ باقی رہا یہ جو حال اہل دربار نے ایوان کے سحر کا دیکھا سب کے حواس جاتے رہے اور سب نے کہا اپنے اپنے دل مین کہ بہت بڑی ساحرہ کو سمندر قتل کرتا ہی اُدھر ایوان نے اشارے سے سمندر سے کہا کہ تو نے میرے سحر کا حال دیکھا سمندر نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ اُن لوگون سے کہا کہ اسکو جلد دربار سے لے جاؤ بس سب لوگ جو کہ ایوان کے اوپر مقرر تھے ایوان کو لے کر دربار سے باہر آئے یہان تمام شہر مین یہ خبر پھیل گئی کہ ایوان کو سمندر شاہ نے گرفتار کر لیا ہی صرف عدول حکمی کے جرم پر آج سہ پہر کو وہ قتل کی جائے گی بعض تو یہ کہ رہے تھے بابہم کہ یہ کوئی ایسی خطا نہین ہی کہ جس جرم پر قتل کی جائے اور افسوس کرتے تھے اور خوف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ملک اب رہنے کے قابل نہین رہا بادشاہ نے آفاق شاہ کے ساتھ وہ سلوک کیا سب اُسکی خیر خواہی و نمک حلالی کو بالائے طاق رکھا اُسکو ذلیل کیا قتل پر آمادہ ہوئے صرف وہ ملازم تھا اور ما تحت ایوان کے ساتھ یہ سلوک کیا جو کہ نہ ملازم ہی نہ ما تحت صرف ملاقات و دوستی ہی ایسے بادشاہ سے خدا وند بچائین تو آبرو بچے بعض خوش تھے اور کہتے تھے جو عدول حکمی کرے گا اُسکی یہی سزا ہی کہ یہان تو اہل شہر باہم یہ تقریر کر رہے تھے کہ لوگ قیدی ایوان کی لے کر دربار سے باہر آئے سب اہل شہر نے ایوان کی قید دیکھی اور افسوس کیا مگر ایوان کو دیکھا تو وہ بہت خوش تھی اُسکے چہرہ سے آثار خوشی ظاہر تھے بلکہ وہ مسکراتی ہوئی چلی جاتی تھی اور رخندہ پیشانی ہر طرف دیکھتی تھی ذرا بھی حزن و ملال چہرہ سے نہ ظاہر تھا یہان تک کہ سب لوگ لے کر قید خانہ مین آئے اور قید کیا اور خوب پہرہ چوکی مقرر کیا یہان دربار مین سمندر نے اہل دربار سے کہا کہ تم نے ایوان کے سحر کا حال دیکھا کہ کیسی زبردست ساحرہ ہی ایسی ساحرہ کو مین کیونکر زندہ رہنے دیتا اس سے ہر وقت خوف تھا سب نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا اُدھر بموجب حکم سمندر منادی نے باہر شہر کے و اندر شہر کے جاکر یہ ندا کی کہ حکم ہی سمندر شاہ کا کہ جسکو تماشہ قتل ایوان کا دیکھنا ہو وہ سہ پہر کو بیرون شہر آئے اور تماشہ دیکھے جو کوئی عدول حکمی کرے گا اسکو ایسی ہی سزا دیجائے گی ہر ایک خیال رکھے یا جو کوئی سمندر کے کہنے کو نہ مانے گا وہ اسی طور سے قتل کیا جائیگا یا جو کوئی ایوان کے حال پر افسوس کرے گا یا آج سے نام لیگا اُسکو بھی یہی سزا ملے گی اور بہ عذاب سخت قتل کیا جائیگا منادی نے یہ ندا اندرون شہر و بیرون شہر بموجب حکم سمندر شاہ بیرون شہر دس کوسی پنج کوسی قصبون و دیہات مین پہونچا دی اور یہان سے فرصت کرکے طرف لشکر کے چلا یہان دربار مین سمندر نے وہ نامہ منشی سے لے کر ایک طائر سحر تیار کرکے اُسکے گلے مین لٹکا دیا اور اُڑا دیا اور اُس سے کہدیا کہ یہ رقعہ تو خمران بن عمر کو پہونچا دے وہ طائر اُڑ کر چلا اُدھر سے وہ منادی چلا ان دونون کا حال پھر تحریر ہوگا یہان بیرون شہر اُسی وقت سے میدان خونی کی طیاری ہونے لگی ایک میدان صاف کیا گیا وہان فرش کیا گیا اُس پر کرسیان و مخمل بچھائے گئے ایک تخت رکھا گیا ایک چبوترہ بنایا گیا ریگ کا بیرون شہر میدان خونی کی طیاری ہو رہی ہی اُدھر ہر قصبہ و دیہات سے لوگ برائے تماشہ چلے دس کوسی پانچ کوسی اور شہر سے بھی لوگ اس خیال سے چلے کہ اُس مقام پر بڑا مجمع ہوگا پہلے سے چل کر جا کے معقول دیکھ کر قیام کریں امیرون اور رئیسون نے اپنے ملازم روانہ کر دیئے اُنھون نے پہلے سے جا کر ٹیکرون پر دریان

بچھا بچھا کر بیٹھ رہے اور بہت سے اہل شہر طوائفون نے بھی اپنے یارون اور آشناؤن سے کہا کہ ہم بھی چلینگے
غرض کہ ہر پیشہ اور ہر قسم کے آدمی بیرون شہر برائے تماشہ چلے سودے والے بھی خوانچے دُکّر سے درست
کر کرکے چلے پان والے پان کی کشتیان لگا کر روانہ ہوئے ساقی قلیان لیکر ماقنین اپنے اپنے تخت لیکر
اُس میدان مین آکر بیٹھین کہان تک عرض کیا جائے غرض ایک میلہ جمع ہو گیا اور میلہ کا سمان ہو گیا یہان
تو لوگ آ آکر جمع ہو رہے ہین اور سودے والے سودا بیچ رہے ہین خرید و فروخت جاری ہی وہان
دربار مین سمندر نے حکم دیا کہ ہمارا کل لشکر طیار ہو کر جائے وہ جو کہ انتخاب کیا ہوا ہی بس گلاب جادو
یہ حکم سُنکے دربار سے چھاؤنی مین آیا اور لشکر کو انتخاب کرکے جو کہ قریب پچاس ہزار کے تھا مسلح و مکمل
کرا کے اپنے ہمراہ لے کر بیرون شہر آیا اور چارون طرف پہرہ مقرر کیا اور باقی لشکر کو حکم صف بندی دیا اور
ایک احاطہ سا کھینچا اور سب کو حکم دیا کہ اس احاطہ کے اندر کوئی نہ جانے پائے سب باہر سے تماشہ
دیکھین یہ بندوبست کرکے پھر دربار مین آیا سمندر نے پوچھا کہ بندوبست کر آئے کہا جی ہان ایک
نامہ سمندر نے بنام کروا اب شاہ وغیرہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ ہم نے ایوان کو اس جرم پر قید
کیا ہی کہ اُسنے ہماری عدول حکمی کی ہی اور ترک اسلام پر راضی نہین ہوتی ہی نہ اہل اسلام سے مقابلہ
کرنے پر بس ہم اُسکو آج سہ پہر کو قتل کرینگے لہٰذا تم اپنے لشکر کو حکم دو کہ ہر ایک اپنے اپنے بستر پر
مسلح و مکمل رہے کیونکہ ہمنے اس حال سے خواجہ و اہل اسلام کو اطلاع دی ہی شاید وہ لوگ یہ خبر
پاکر شرفہ کرین اس خیال سے کہ جاکر رہا کرلائین تو تم اُسوقت اُنسے مقابلہ کرنا اور ادھر نہ آنے
دینا بہت کم تحریر کو زیادہ تصور کرنا اسکے خلاف عمل نہ کرنا یہ نامہ تحریر کرا کے ایک طائر سحر کے ذریعہ
سے روانہ کیا کہ اسکا بھی حال تحریر ہوگا اُسکے بعد سمندر نے حکم دیا کہ ہمارا بھی کل لشکر چھاؤنی مین
طیار رہے جسوقت ہم طلب کرین اُسوقت فوراً حاضر ہو یہ حکم سرداروں نے اہل لشکر کو پہونچا دیا
اُسی وقت سے کمر بندی ہونے لگی وہ جو بادشاہ سمندر کی کمک کو آئے تھے سمندر نے انکو بھی حکم
دیا کہ تم لوگ بھی اپنے لشکر مین حکم کردو کہ سب لشکر طیار رہین اور پانچ پانچ ہزار ساحر ہر ایک
اپنے لشکر سے طلب کرلے کہ وہ میدان مین آکر صف آرا ہون بس ہر ایک بادشاہ نے یہ حکم
سُنکے اپنے اپنے لشکر کے سردارون سے کہا کہ تم جاکر بموجب حکم بادشاہ بندوبست کرو بس
ہر ایک بادشاہ کا سردار دربار سے اُٹھکر آیا اور بموجب حکم سمندر بندوبست کیا پانچ پانچ
ہزار ساحر ہر ایک سے کر اُس میدان مین آیا صف آرا ہوا اُدھر لشکر مین کمر بندی ہونے لگی
راوی نے بیان کیا ہی کہ ہر طرف سے جوق جوق گروہ گروہ غول غول اہل شہر و بیرون شہر کے
لوگ و تماش بین چلے آتے ہین ان سب کو اس بندوبست مین اور ایوان کو قید چھوڑا جاتا
ہی اب حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہی

اب شمہ حال لشکر اسلام و اُس منادی و دونون نامون کا تحریر کیا جاتا ہی و دیگر حالات قصہ ہذا

راوی نے بیان کیا ہی کہ یہان لشکر اسلام مین جشن خوشی تھا ہر طرف ایک چہل پہل مچی
ہوئی تھی ناچ و رنگ ہو رہا تھا جیسا کہ سابق مین تحریر ہوا ہی بارگاہ صاحبقران
مین و دیگر خیمون مین بزم عشرت برپا تھی ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ مصروف عشرت تھا اُسی طور سے

آٹھ روز تک جشن عشرت برپا رہا طریقہ یہ تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا ہر سردار اُٹھکر اپنے عبادتخانہ میں جاتا تھا نماز خالق ادا کرتا تھا اُتنی دیر تک رقص و سرود موقوف رہتا تھا جب آٹھ شبانہ روز گذرے آٹھواں دن تھا کہ صاحبقران نے فرمایا کہ آج سہ پہر کو جلسہ عشرت برخاست کیا جائے کیونکہ سات روز ہوئے ہیں کہ برابر جشن برپا رہا ہے آج آٹھواں دن ہے یہ فرماکر خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ آج جلسہ برخاست ہوگا لہذا تم بھی اپنا گانا ہم کو سُنادو خواجہ نے کہا کہ بہت خوب بس خواجہ نے اپنی نئے ہفت پیوندی زنبیل سے نکالی اُسکی قفلیاں درست کرکے بجانا شروع کی پہلے یہ شعر گایا فارسی کا شعر آفا تھا گر دیدہ ام مہر بتان در زر بیدہ ام * بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری * اسکو کئی مرتبہ بنا بنا کر گایا تمام اہل محفل دنگ ہوگئے ہر ایک کو محویت حاصل ہوئی اُسکے بعد خواجہ نے یہ چند شعر زندگے گانے لگے نظم

کھلی ہے کنج قفس میں مری زبان صیاد
سنا کیا مری تا صبح داستان صیاد

میں ماجرائے چمن کیا کروں بیان صیاد
دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانہ نے

قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خواب کے پاس ہو
وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد

یہ چند شعر جو خواجہ نے گائے ہیں گانے لگے نوبت یہ ہوئی کہ تمام چرند و پرند گرد بارگاہ جمع ہوگئے اہل بزم کو محویت ہوگئی ہر ایک جھومنے لگا سب ساکت ہوگئے بڑے عرصہ تک محفل کا رنگ بدلا رہا اُسکے بعد جب کہ ہوش و حواس درست ہوئے تو خواجہ کو بہت کچھ انعام ہر ایک نے اپنی لیاقت کے موافق دیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کوئی اور غزل گاؤ اب تو یہ جلسہ تمام ہوتا ہے خواجہ نے یہ غزل شروع کی غزل

جہاں میں کوئی نہ ہمسا ہنسا ہوگا
نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا
دل زمانہ کے ہاتھ سے سالم
جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا
یاس بیکس تمام ہے اُٹھا میرا
بن کے سینے آہ کم رہا ہوگا
قتل سے میرے وہ جو باز رہا

کہہ کے لکھنے میں رو دیا ہوگا
تجھے غم سے اب کی جی میرا
کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا
دل کے ٹکڑے زخم ناز سے ہوئے ہیں
جی میں کیا اس کے آگیا ہوگا
لیکن اسکو اثر خدا جانے
کسی بدخواہ نے کہا ہوگا
آنسوؤں میں کہیں گرا ہوگا

اپنے قصداً ابھی میرے نالے کو
نہ سمجھے گا سمجھے گا کیا ہوگا
حال تجھ زخم زد بیکس جس لب نے
کہیں غنچہ کوئی کھلا ہوگا
مرے نالوں پہ کوئی دنیا میں
نہ ہوا ہوگا کیا ہوا ہوگا
دل بھی اے درد قطرہ خون تھا

یہ غزل جو درد کی خواجہ نے بہ لحن داؤدی گائی تمام محفل محو ہوگئی ہر ایک پر عالم سکتہ طاری ہوا ہر ایک کی چشم سے دریائے اشک جاری ہوا بڑی دیر تک یہی رنگ محفل رہا جب سکوت ہوا خواجہ کو انعام ملا خواجہ نے سب زر و زیور و خلعت اُٹھاکر نذر نہ قبول کیا اور صاحبقران سے کہا کہ میرے سر میں اسوقت کچھ درد ہوتا ہے اگر اجازت ہو تو میں اپنے خیمہ میں جاؤں کیونکہ اب جلسہ بھی تھوڑے عرصہ میں برخاست ہوگا صاحبقران نے اجازت دی خواجہ بارگاہ سے نکل کر طرف اپنے خیمہ کے چلے جب خواجہ و سردار لشکر میں پہونچے انکے کان میں نقارے کی صدا آئی انھوں نے غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ جیسے کوئی نقادی ندا دے کر نقارے پر چوب لگاتا ہے انھوں نے ادھر اُدھر دیکھا کہ یہ صدا کدھر سے آتی ہے انکو وہ صدا زمین پر کی نہ معلوم ہوئی بلکہ آسمان پر کی معلوم ہوئی اب انھوں نے سر اُٹھاکر جو دیکھا تو

کیا نظر پڑا انھون نے دیکھا کہ ایک ساحر ہی اُسکے گلے مین ڈھول پڑا ہوا ہی وہ پہلے کچھ زبان سے کہتا ہی پھر چوب
لگاتا ہی اور تمام لشکر مین بالاے ہوا خبر دیتا پھرتا ہی چونکہ لشکر مین ہر مقام پر ناچ گانا ہو رہا تھا کان
پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی خواجہ کی سمجھ مین کچھ نہ آیا مگر خواجہ کو فکر ہوئی کہ یہ کیا کہتا پھرتا ہی یا تو
خواجہ اپنے خیمہ کو جاتے تھے یا اُس خبر کے دریافت کرنے کے لیے اُس ساحر کے سایہ کے ساتھ
ہولیے اور ہر مقام پر غور کرکے سنتے ہین کہ یہ کیا کہتا ہی مگر بسبب شور و غل کے سنائی نہین دیتا ہی خواجہ
سرگرم تجسس تھے لیکن نہ سنا مگر خواجہ اُسکے سایہ کے ساتھ ساتھ لشکر کے کنارے پر آگئے وہ کنارے
لشکر کے جب پہونچا اُسنے صدا دی یہان شور و غل بہت کم تھا خواجہ نے سنا کہ ایک منادی بالاے
آسمان ندا کرتا ہی کہ اے اہل اسلام و فرقہ خدا پرستان آگاہ ہو کہ سمندر شاہ نے ملکہ ایوان بنت طاقی
کو اس جرم مین اسیر کیا ہی کہ تو شریک اہل اسلام ہوئی پہلے اُس سے بہت کہا کہ تو میری شریک
ہو مگر اُسنے نہ مانا آخر کو بادشاہ نے اُسے گرفتار کر لیا آج سہ پہر کو بیرون شہر قتل کی جانے کی
دار پر کھینچی جائے گی جسکو تماشہ دیکھنا ہو وہ آئے یہ کہکر اُسنے چوب لگائی ہی جس صدا خواجہ نے
سُنی خواجہ کو تشویش ہوئی خیال کیا کہ یہ اُسنے کیا کہا پھر سننا لازم ہی یہ خیال کرکے پھر چلے اُسنے
لشکر سے نکل کر پھر صدا دی لگائی اب خواجہ نے بخوبی سُنی بس خواجہ نے خیال کیا کہ ایوان
کی کمک کرنا ضرور ہی یہ خیال کر لشکر کی طرف چلے وہ ندا کرتا ہوا طرف لشکر کفار کے چلا خواجہ ابھی
کنارے پر لشکر کے تھے کہ ایک اڑتا ہوا انھون نے سر اٹھا کر دیکھا راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ طائر جسکو
کہ سمندر نے نامہ دے کر روانہ کیا تھا وہ آکر پہونچا چونکہ طائر سحر تھا خواجہ کو پہچانتا تھا جیسے
اُسنے خواجہ کو دیکھا دونون کوندے جوڑ کر خواجہ کے بازو پر آبیٹھا جیسے ہی وہ شانہ پر بیٹھا خواجہ
نے گھبرا کر دیکھا کہ یہ طائر کیسا میرے شانہ پر آکر بیٹھا ہی اب جو غور کرکے دیکھا تو اُسکے گلے مین دیکھا
کہ ایک لفافہ بندھا ہوا ہی خواجہ نے خیال کیا کہ کسی نے ہم کو نامہ بھیجا ہی بس خواجہ نے چمکار
کر اُسکی پشت پر ہاتھ پھیرا وہ خاموش بیٹھا رہا خواجہ نے وہ لفافہ اُسکے گردن سے کھول لیا
جیسے خواجہ نے لفافہ کھولا وہ فراٹا مارکر صاف اڑا چلا گیا خواجہ نے خیال کیا کہ یہ نامہ دینے
آیا تھا نامہ دے کر چلا گیا اب جو خواجہ نے لفافہ دیکھا اُس پر سمندر شاہ کی مہر تھی انھون نے
اُس لفافہ کو چاک کیا نامہ نکال کر پڑھا اُسمین وہی مضمون تھا جو کہ مذکور ہو چکا ہی مکرر تحریر کرنے
کی ضرورت نہین ہی خواجہ نے وہ مضمون پڑھ کر اپنے دل مین کہا کہ اے سمندر تو نے کیون
آگاہ کیا مین اس منادی کے سنے سے ضرور آتا اور کوشش کرتا رہا کرنے کی بس خواجہ نے اپنے
دل سے یہ باتین کرکے اُس نامہ کو زنبیل مین رکھا اور وہان سے خیمہ مین آگئے اس حال سے
کسی کو آگاہ نہ کیا تمام باتہاے عیاری سے آراستہ ہو کر اور ایک گوشہ مین بیٹھ کر اپنے
خیمہ مین نقیب لگائی اس خیال سے کہ اگر مین اس حال کو سب سے بیان کرونگا تو سب
بھائی ہمراہ تدبیر و عیاری روانہ ہونگے اور جاکر عیاری کرینگے اول تو سمندر خبردار ہی
اور اُسنے اپنا بندوبست کر لیا ہی جب تو خبر کی ہی وہ غافل ہوگا نہین یہ جاکر عیاری کرینگے
جسوقت کہ وہ ہوشیار ہی تو عیاری کام نہ دیگی وہ گرفتار ہو جائینگے پھر سمندر اور زیادہ
خبردار ہو جائیگا اور کام بگڑ جائیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ کسی کو خبر بھی نہ کرو اور چلے چلو
نہ لشکر سے سب کے سامنے جاؤ جو کوئی دریافت کرے اپنے خیمہ مین نقیب لگا کر اُسکی

راہ سے نکل چلو بس اس خیال سے خواجہ اپنے خیمہ مین نقب دے کر چلے یہان تک کہ دوسرا سرا نقب کا بیرون
لشکر آکر ایک صحرا مین نکلا نقب سے نکلکر اُسکے منھ کو بند کر دیا اور وہان سے پاے شاطری مارتے ہوئے
طرف شہر سمندریہ کے چلے جب تھوڑی دور چلے خیال آیا کہ کوئی فکر تو کر لو بس ایک درخت کے
نیچے بیٹھ گئے پہلے کتاب مستر توفیق کی جو کہ بوستان خیال مین صاحبقران اصغر کا عیار تھا نکالی اُس کو
دیکھا کوئی عیاری پسند نہ آئی اُسکو اٹھا کر بند کرکے رکھدیا اور کہا بہت اسکی عیاریون کی تعریف تھی کوئی
بھی عیاری ایسی اسنے نہین کی جو لائق تعریف ہو پھر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اپنے دادا کی کتاب
نکالی اُسکو پڑھا ایک عیاری پسند آئی اُسکو بند کرکے نذر زنبیل کیا مستر توفیق کی بھی کتاب اُٹھا کر رکھ
لی پھر خیال کیا اپنے دل مین کہا ای خضر ان اگر تم نے دادا جان کی عیاری کی ہوئی عیاری کی تو کیا کمال
کیا ہان اگر کوئی عیاری نئی کرو کہ تمھارا کمال بھی ظاہر ہو اور سمندر کو بھی معلوم ہو کہ یون عیاری کرتے
ہین بس یہ خیال دل مین کرکے ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی تلوے سونگھا کچھ سوچ کر بیٹھ گئے نگاہ آگر جا ٹھہرے
اُنمین سے ایک پسند کیا اور بانہاے عیاری درست کرکے پاے شاطری مار کر ایک طرف صحرا کے
روانہ ہوئے کہ انکا حال پھر تحریر ہوگا یہ تو عیاری کی فکر مین جاتے ہین یہان لشکر مین صاحبقران
و بادشاہ نے جلسہ برخاست کیا سب سردار اپنے خیمون کو راہی ہوئے بادشاہ و صاحبقران
محل مین تشریف لے گئے سب جا جا کر آرام پذیر ہوئے تمام لشکر کا جلسہ برخاست ہوا ہر ایک جاگتا
ہوا تھا خواب راحت مین مصروف ہوا یہان تو سب آرام پذیر ہین اُدھر وہ منادی پہلے لشکر اسلام
مین آیا تھا جسکی صدا خواجہ نے سُنی تھی راوی نے بیان کیا ہے کہ جب وہ شہر اور بیرون شہر و اطراف
و جوانب مین ندا کر چکا اُسکے بعد پھر لشکر اسلام مین آیا یہان آکر اُسنے ندا کی سواے خواجہ کے
اور کسی نے بہ سبب شور و غل کے نہین سُنی وہان سے لشکر کفار مین آیا یہان کروا سب شاہ
وغیرہ بارگاہ مین بیٹھے ہوئے تھے کہ پہلے اُسنے صدا کنارے پر لشکر کے لگائی تھی اُنکو اُس عرضی
کا جواب آچکا تھا یہ لوگ اس امر کے منتظر تھے کہ جو کچھ حکم ہو اُس پر عمل کرین اہل اسلام کے
خوشی کرنے کی خبر سُن سُن کر دل مین جل رہے تھے کیا کر سکتے تھے مجبور تھے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب
اُس ساحر نے صدا لگا کر ڈھول پر چوب لگائی سب اہل لشکر کے کان کھڑے ہوئے اُس نے
دوسری صدا دی سب نے سُنی وہی صدا تھی جو کہ اُسنے شہر مین دی تھی سب حیران ہوئے
کہ یہ کیا واقعہ ہے تیسری صدا اُسنے پھر دی اب تو سب کو معلوم ہوگیا کہ الیوان قتل ہوگی باہم
چرچے ہونے لگے کہ بادشاہ سے پھر جانے مین یہ ہوتا ہے مفت جان گئی بعض افسوس کرنے
لگے بعض خوش ہوئے چوتھی صدا اُسنے بارگاہ کے قریب آکر دی جو کہ اہل بارگاہ نے سنی پھر
اُسنے صدا دی اب تو گرداب نے حباب سے کہا کہ بھائی تم نے سُنا بادشاہ نے منادی
کرائی ہے کہ ہم آج سہ پہر کو الیوان کو قتل کرینگے اُس جرم پر کہ وہ اہل اسلام سے مل گئی ہے
وہ جو خبر ہرکارون نے آکر دی تھی کہ الیوان خواجہ کے شریک ہوگئی ہم سب نے کہا کہ اُسنے
خواجہ سے مکر کیا وہ مکر نہ کیا تھا دراصل شریک ہوئی تھی اس امر کی بادشاہ کو معلوم ہوتا
ہے کہ خبر ہو گئی اور خبر کیسی ہوتا ہم نے خود بذریعہ عرضی کے خبر دی ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ یقین ہے
پہلے اُسکو نصیحت کی ہوگی اُسنے نہ مانا ہوگا آخر کو گرفتار کر لیا ہوگا بھلا کوئی شہنشاہ سے
مقابلہ کر سکتا ہے گو وہ بھی اپنے ملک کی بادشاہ ہے مگر کجا سمندر شاہ جو کہ اسوقت کی

ملکون کا بادشاہ ہے بجا الوان جو کہ دس پانچ ملکون کی بادشاہ بھلا کوئی سمندر شاہ سے مقابلہ
کر سکتا ہے بجا سمندر بجا ایک چھوٹا سا دریا بھلا پہل مست سے کہین بھی مور ضعیف مقابلہ کر سکتی ہے
بس اس سرکشی کا یہ انجام ہوا کہ جان گئی اُسکی بادشاہ نے ہم لوگونکو بذریعہ منادی کے خبر دی ہے
حباب شاہ وغیرہ نے کہا کہ ہم کو کیا بموجب مثل جو آگ کھائے گا وہ انگارے ہگے گا جو
جیسا کریگا ویسی سزا پائے گا یہ تو بادشاہ نے خوب کیا جو اسکو سزا دی اور رونکو بھی اب کان
ہوگئے اب کوئی ایسی خطا نہ کریگا اب چاہیں کہ اسوقت جاکر میان خواجہ الوان کو بچالین
گرداب نے جواب دیا کہ اسوقت بھلا جاکر کیا بچا سکینگے یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہے بہت سے
اہل دربار افسوس کر رہے ہین بہت سے خوش ہین اُدھر وہ چارچی قریب بارگاہ پانچ مرتبہ کہکر
اور اُلٹے آگے پھرا اور تمام لشکر مین پھر کر تمام لشکر کو آگاہ کیا اور ڈھول بجاتا ہوا طرف سمندریہ
کے روانہ ہوا اور یہ بھی اُسی مقام پر آکر ٹھہر گیا جہان میدان خونی تیار تھا لشکر کفار سے اہل
لشکر نے قصد کیا تھا کہ جاکر ہم بھی تماشہ دیکھین ابھی کوئی گیا نہ تھا دربار آراستہ تھا یہی ذکر
ہو رہا تھا سب الوان کو نادان کہہ رہے تھے کہ وہ طائر آکر ہو بجا جسکو سمندر نے نامہ لیکر
روانہ کیا تھا داخل بارگاہ ہوکر گرداب کے زانو پر بیٹھا گرداب نے اُسکے گلے سے نامہ لیا
سمندر شاہ کی مہر دیکھ کر پہلے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا بوسہ دیا پھر چاک کرکے پڑھا اُسکے
مضمون سے آگاہ ہوا حباب شاہ کو دیا حباب شاہ نے پڑھا پھر اور بادشاہون نے
پڑھا جب ہر ایک پڑھ چکا اُسوقت اپنے سردارون کو حکم دیا کہ لشکر کو حکم دو کہ کل اہل لشکر
سامان جنگ سے مسلح و مکمل ہوکر اپنے اپنے بستر پر موجود رہین جسوقت ہم حکم دین ہمارے
ہمراہ ہو لین بس سردار یہ حکم سنکے بارگاہ سے باہر آئے سب لشکر کو حکم دیا اُسوقت سب طیار
ہوکر اپنے بستر پر بیٹھ رہے سب بند و بست کرکے اور سردار بھی مسلح و مکمل ہوکر بارگاہ مین
آ بیٹھے یہان سب مسلح و مکمل ہو چکے خود گرداب شاہ وغیرہ اب یہ لوگ تو اس انتظار مین
ہین کہ اہل اسلام خبر کرکے طرف سمندریہ کے چلین تو ہم اُنسے مقابلہ کرین یہان اہل اسلام
کو اس حال سے خبر نہین ہے یہ لوگ تو منتظر ہین اُنکو منتظر رکھا جاتا ہے اب حال سمندر شاہ
کا تحریر ہوتا ہے کہ جب وقت سہ پہر آیا بس سمندر شاہ نے حکم دیا کہ پچاس ہزار ساحر طلب
کرو کہ وہ حاضر ہون یہ حکم دینا تھا کہ پچاس ہزار ساحر دو زانو دست بستہ پر حاضر ہوے کہ سمندر شاہ
کو خبر ہوئی یا اُسی وقت تخت سے اُٹھ کھڑا ہوا اسکا اُٹھنا تھا کہ سب اہل دربار و حاضرین
دربار اُٹھ کھڑے ہوئے یہ جلوخانہ طے کرکے باہر دربار کے آیا یہان تخت روان موجود تھا
اُس پر سوار ہوا سب سردار و بادشاہ جو اسکے ہمراہ تھے وہ بھی سوار ہوئے شلاق و اراق
پس پشت کھڑے ہوئے نکس رانی کرنے لگے ابر یاقوت رنگ سر پر آکر قائم ہوا اُس سے
یاقوت برسنے لگے کبھی گوہر برسنے لگے گھنٹہ و ناقوس بجنے لگے پتلیان سحر کی روبرو رقص
کرنے لگین نقیب صداے با ادب باش لگانے لگے کہ سمندر نے حکم دیا کہ قیدی کو لاؤ
اور اُن پچاس ہزار ساحرون سے کہا کہ تم اسکے گرد رہنا یہ حکم دیکر تخت کے بڑھنے کا حکم دیا
سواری بصد شان و شوکت چلی اتنے عرصہ مین دار و غہ زندان الوان کو اراستہ پر سوار
کیے ہوئے لاکر دیا اُسکے چار سوار تلوارین برہنہ کیے ہوئے اُنکے بعد ایک ہزار ساحران

زبردست نارنج و ترنج ہاتھون مین لیے ہوئے جھولیان شالون کی پڑی ہوئین اُنکے بعد یہ پچاس ہزار اس
حفاظت سے لیکر قیدی کو عقب سواری سمندر شاہ چلے مگر الوان کا یہ حال ہی کہ بخندہ پیشانی ہر طرف
دیکھ رہی ہی ذرا سا بھی میل پیشانی پر نہین ہی کبھی نہین ثابت ہوتا ہی کہ مجھکو قتل کرنے لیے جاتے ہین ہر
طرف مسکرا مسکرا کر دیکھتی ہی سب کہتے ہین کہ یہ وقت رنج و غم کرنے کا ہی یا خوش ہونے کا ہم نے
آج تک سوائے دو آدمیون کے وقت قتل ہنستے ہوئے نہین دیکھا ایک آفاق شاہ کو وہ بھی
اسی طور سے خوش تھے یا ملکہ الوان کو ان سوارون اور ساحرون کے عقب مین ہزار ہا اہل شہر
مرد و زن طفل و پیر چلے آتے ہین یہانتک کہ سواری سمندر شاہ کی شہر کو طے کرکے بیرون شہر آئی
سمندر شاہ طرف میدان خونی کے چلا راوی نے بیان کیا ہی کہ جب سمندر شاہ قریب میدان خونی کے
پہونچا ایک شور ہوا کہ بادشاہ تشریف لائے ہل چل پڑ گئی سب نے مع سمندر شاہ کے دیکھا
کہ ایک طرف میدان خونی آراستہ ہی اُسکے چارون طرف لشکر کا پہرہ ہی ایک طرف لشکر سمندر شاہ
کا صف بستہ ہی ایک طرف اُن بادشاہون کے پانچ پانچ سو سوار صف بستہ ہین جو کہ کمک کو آئے ہین دو طرف
اہل شہر و بیرو جات کے لوگون کا مجمع ہی ایک میلہ کا سمان ہی لوگ شطرنجیان و دریان و جا نمازین بچھائے
ہوئے بیٹھے ہین کسی مقام پر افیون گھل رہی ہی گنڈے چھل رہے ہین چاہ بن رہی ہی افیونی جمع ہین کسی
مقام پر امیران شہر کا مجمع ہی کسی جگہ رئیسان شہر ہین کسی مقام پر طبلہ بج رہا ہی ستار چھڑ رہا ہی کوئی
بیٹھا ہوا گا رہا ہی کوئی حقہ پی رہا ہی کسی مقام پر چوسر ہو رہی ہی کسی مقام پر بادشاہ چنگ ہو رہا ہی
طوائفان شہر کا ایک طرف مجمع ہی اپنے اپنے یارون و آشناؤن کے ساتھ آئی ہین ہنس بول رہی ہین
ساقنین تخت بچھائے بیٹھی ہوئی ہین نشہ بازون کا اُنکے قریب جمگھٹا ہی چرس بردم چڑھ رہے ہین کسی جگہ
مدک پی جا رہی ہی کسی طرف کلوار کی دوکان ہی شراب خواری ہو رہی ہی نشہ سے مست ہو ہو کر جھوم
رہے ہین شعر عاشقانہ پڑھ رہے ہین پان والے سفید پانون کی گلوریان لیے ہوئے پھر رہے ہین
ساقی حقہ پلا رہے ہین ہار والون کی ایک طرف بہار ہی خوانچہ والے ہر رنگ کی مٹھائی لگائے جا
بجا بیٹھے ہوئے ہین دال موٹھ والے الگ ہین ایک طرف سے صدا آ رہی ہی کہ کیا گرما گرم کابلی
و چنے پرسے ہین و آلو کے کچالو گرما گرم ایک طرف میوہ والے اپنی صدا لگا رہے ہین ترکاری
والے جدا صدا لگا رہے ہین سکرنین بھاری بھاری لہنگے پہنے ہوئے خوبصورت خوبصورت
جوان جوان اُڑسے اُڑسے دوپٹہ شانون پر ڈالے ہوئے جھنکے نار پستان و سیب ذقن دل کو پامال
کیے ڈالتی ہین کہہ رہی ہین ذرا انگور کا ہی ولایتی نارنگیون مین کیا عمدہ سیب ہین کہ جنکے کھانے سے
بالکل آسیب نہ ہو ایک طرف کھلونے والے ہین ایک طرف جھولے گڑے ہوئے ہین اہل شہر
کے چھوٹے چھوٹے لڑکے جھول رہے ہین ہر ایک خوش تھا وہ میدان خونی نہ تھا گویا میلہ تھا سمندر شاہ
دیکھتا ہوا اور سیر کرتا ہوا سمندر قریب میدان خونی کے آیا تخت پر سے اترا اور اس مقام پر
آیا جو کہ اُسکے بیٹھنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا سمندر نے دیکھا کہ ایک جگہ سب اسباب سیاست حاضر
ہی سولی استادہ ہی کئی ہزار ناوک فگن کمانین لیے ہوئے کھڑے ہین بہت سے ساحر
جھولیون مین پتھر لیے ہوئے ہین الوان کو سنگسار کرنے کو ایک طرف کئی ہزار سوار تلوارین
برہنہ لیے ہوئے کھڑے ہین ایک طرف بہت سے جلاد خنجر چمکا رہے ہین ایک طرف دار
نشیمن کش ایک طرف آرہ کش ایک طرف زبان کش ایک طرف چشم کن کھڑے ہین

اسباب سیاست موجود ہے یہ دیکھکر سمندر شاہ تخت پر بیٹھا کل سردار اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھے کہ سمندر
نے حکم دیا کہ ایک ہزار ساحران زبردست بالاے ہوا جاکر بندوبست کرین اور اپنا پہرہ قائم کرین
کہ کوئی طائر بھی ادھر سے اڑکر نہ جانے پائے جب تک ایوان قتل نہ ہولے بس فوراً ایک ہزار ساحر
بالاے ہوا گئے اور اُنھون نے خوب بندوبست بالاے ہوا کر لیا سمندر بیٹھا تھا کہ غل ہوا قیدی
آگیا قیدی آگیا بس وہ پچاس ہزار کا لشکر تو ایک طرف صف باندھ کر کھڑا ہوگیا ارابہ قیدی کا مع
ایک سو ساحرون اور چار سو سوارون کے اُس احاطہ مین آیا جو کہ گرد میدان خونی کے بنایا گیا تھا
صرف مٹی کی ایک بالشت بھر یا اس سے کم موٹی مینڈھ کھینچ کر کہ اس حد کے اندر سواے بادشاہ
اور سردارون اور ان لوگون کے جو کار بار کرنے والے ہین کوئی اہل شہر سے نہ آنے پائے بس
جب ارابہ اُس احاطہ مین پہونچا داروغہ زندان خانہ ایوان کو اتار کر روبرو سمندر کے لایا
سمندر نے ایوان کو دیکھکر داروغہ سے کہا کہ ہم نے تم کو کب حکم دیا تھا کہ اسکو تم ہمارے روبرو
لاؤ فوراً لے جاؤ داروغہ کانپ گیا فوراً ایوان کو لا کر ارابہ پر بٹھا دیا ادھر سمندر نے حکم دیا کہ
جلاد حاضر ہو یہ حکم دینا تھا کہ فوراً جلاد حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آیا سلام کیا سمندر نے حکم دیا کہ
وہ جو قیدی ارابہ پر بیٹھا ہوا ہے اسنے بہت بڑی میری خطا کی ہے اسکو سولی پر کھینچنا تیر باران
کرنا سنگسار کرنا پہلے اسکی زبان کھینچ لینا ہر طرح کے عذاب سخت سے اسکو قتل کرو تم کو انعام
دیا جائیگا جلاد نے عرض کیا کہ ذرا سمجھ بوجھ کر حکم فرمائیے قتل کرنا میرا کام ہے زندہ کرنا خداوند
داناؤ کا کام ہے سمندر نے کہا کہ جو ہم تم کو حکم دیتے ہین تم اُس پر عمل کرو یہ سنکے جلاد شلنگین لگاتا
ہوا طرف ارابہ کے چلا ایک رومال میلا اُسکے دوش پر پڑا ہوا اُس مین ہزارون خون کے
دھبے اُس بساہندی بو آتی ہوئی ایک کرتہ پہنے ہوئے وہ بھی خون سے بھرا ہوا ایک دھوتی
باندھے ہوئے سیاہ رو تیرہ درون کان ناک سے کٹی ہین بال بڑھے ہوئے خنجر ہاتھ مین اس
صورت سے قریب ارابہ کے آیا اور ایوان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ او مجرم چل چبوترے پر بس
ایوان کو ارابہ پر سے لے کر چلا اہل مجمع مین ایک غل ہوا کہ قیدی قتل ہونے جاتا ہے بعض
افسوس کرنے لگے اور جو کہ ہمنشین رہے تھے اُنسے کہنے لگے کہ یہ مقام ہنسنے کا نہین ہے بلکہ مقام
افسوس ہے کہ اتنی بڑی ساحرہ اس بے بسی سے قتل کی جاتی ہے کہ نہ کوئی اُسکا حامی ہے نہ
مددگار نہ کوئی عزیز قریب ہے وہ یہ جواب دیتے ہین کہ جو ایسی سرکشی کریگا اُسکی یہی سزا ہے
بلکہ مقام خوشی ہے کہ اسنے اپنا مذہب ترک کرکے دوسرا مذہب اختیار کیا اور بادشاہ
سے سرکشی کی وہ خاموش ہو کر منہ پھیر لیتے ہین بعض رو رہے ہین حال پر ایوان کے جو کہ
رفیق القلب ہین واقعی کیا مقام ہے کہ کوئی قتل ہوتا ہے اپنی جان سے جاتا ہے لوگ خوش
ہو رہے ہین لو تماشائین ہولی بدل کر آئے ہین خوش خوش پھر رہے ہین کیا زمانہ نیرنگ ہے
یہ چرخ نیرنگ ساز بھی کیا کیا رنگ دکھاتا ہے کوئی کسی کے ہنسنے پر یہ شعر پڑھتا ہے شعر مرا بمرگ
عدو جاے شادمانی نیست * کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست * کوئی کھڑا ہوا فلک تفرقہ پرداز
کی شکایت کر رہا ہے کہ تیرے بھی کیا رنگ ہین کبھی خاک مذلت پر بٹھاتا ہے کبھی تخت
حکومت پر کبھی کسی کی روبرو دست بستہ کھڑے ہین کبھی اُسکے روبرو ہزارون خادم
حاضر ہین مقام غور ہے کہ یہی ایوان ابھی کل تک وہ مرتبہ رکھتی تھی کہ اسکے روبرو ہزارون

بلکہ لاکھوں خادم حاضر ہو نگے ابھی کل تک اسکے جلسے گردن ماری جاتی تھی یا آج خود بیچارے گردن زدنی
بیہودہ دار جلاد لیے جاتا ہے اور کچھ بس نہیں چلتا ہے فلک تیرا ابھی کیا رنگ ہے تو ہر جز تیرا ایک نئی بازی کھیلتا
ہے تو صاحبان عزت کی عزت کا و صاحبان دولت کی دولت کا دشمن ہے تو کسی کا جاہ و حشم اپنی نگاہ کور سے
دیکھ نہیں سکتا ہے تجکو کسی کا تزک و حشم پسند نہیں آتا ہے تو ہر ایک کی ثروت و عظمت کا جانی دشمن ہے جہان
تو نے دیکھا کہ یہ خوش حال ہے اسے برباد کر دیا او سفلہ مزاج پیر تیرا کیا حال ہے تجکو ہر ایک نے پامالی
کا خیال ہے کوئی زمانہ ناہنجار کی شکایت کر رہا ہے کوئی بخت بدکردار کو برا بھلا کہہ رہا ہے کسی مقام پر غم و الم
کا چرچا ہے کوئی خوشی خوشی پھر رہا ہے ادھر جلاد نے ہاتھ الوان کا پکڑ کر کہا کہ چل تیرے قتل کا حکم ہوا الوان
بل کھا کر رہ گیا پرسے اٹھی کہ خانہ زنجیر میں غل ہوا اور جلاد نے سر از زنجیر کا پکڑا وہ سوار تلواریں برہنہ
کیے ہوئے ہمراہ ہو گئے اور وہ ہزار ساحر آگے الوان قریب چبوترہ نہیں پہونچی ہے سمندر نے ابھی
ایک حکم دیا ہے دو حکم کی کسر ہے یہاں تو جہاں ہے ادھر بالائے ہوا کا واقعہ بیان حفظ و سماعت فرمائیے
کہ وہ ہزار ساحر جو بالائے ہوا بندوبست سے کھڑے ہوئے تھے اور دوسرے طائر بھی نہ
جا سکتا تھا اگر کوئی قضا رسیدہ دام اجل میں گرفتار ہو کر آ گیا انھوں نے سحر کر دیا وہ جل کر خاک
ہو گیا یہ تو حال تھا ہوا کا بھی گذرنا محال تھا کہ ان ساحروں نے دیکھا کہ شمال کی طرف سے ایک
تخت اترتا ہوا ادھر چلا آتا ہے اسی طرف کا رخ ہوا انھوں نے خیال کیا کہ کوئی ساحر آتا ہے اسکو ٹھیر کر
روکو انمیں سے چند ساحر اس تخت کی طرف چلے وہ تخت ایسا سبک سیر آ رہا تھا کہ یہ جانے نہیں پائے
تھے کہ وہ قریب آ گیا انھوں نے دیکھا کہ اس تخت پر ایک مرد بزرگ با چہرہ نورانی ایسا اُنکا رنگ
سرخ و سفید ہے کہ جیسے مہندی اور شہاب کی آمیزش سے پتلا بنا یا جائے چہرہ سے رعب و داب
ظاہر ہے جو گوشیا کلاہ سر پر چشمہ آنکھوں پر لگا ہوا الماس نگار قبا دوش پہنے ہوئے دو زانو
تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں تخت خود بخود چلا آتا ہے چنبر کیا ہیں تخت پر لٹکی ہوئی ہیں جیسا نہ
وضع ہے ایک عجیب ہاتھ میں ہے اسکو ٹیکے ہوئے بیٹھے ہیں سن شریف کوئی دو ڈھائی سو برس
کا ہو گا بال و پلکیں تک سفید ہو گئیں ہیں مگر چہرہ سے رعب و داب ظاہر ہے کوئی دفعتاً کلام
نہیں کر سکتا ہے چپکے آتے ہیں یہ جو واقعہ دیکھا ان ساحروں نے خیال کیا کہ یہ کوئی مرد متبرک
اور خدا رسیدہ ہیں ذرا انسے سمجھ بوجھ کر کلام کرنا چاہیے یہ امر اپنے دل میں خیال کر کے اور باہم
صلاح کر کے قریب تخت آئے بہت ادب سے جھک کر سلام کیا ان مرد بزرگ نے جو
ان ساحروں کو دیکھا تخت روک لیا اور کہا کہ تم کون لوگ ہو اور کیا ضرورت ہے جو سد راہ
ہوئے ہو میں اپنی ضرورت سے جاتا ہوں تمہارا کیا مطلب ہے بیان کرو انھوں نے کانپ
کر اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اگر مزاج مبارک کے خلاف نہ ہو تو کچھ عرض کریں مرد بزرگ
نے اس طور سے کلام کیا تھا کہ جو کچھ انمیں حواس باقی تھے وہ بھی جاتے رہے تھے جب
انھوں نے اس طور سے کہا تو انھوں نے جواب دیا کہ بیان کرو ان ساحروں نے عرض
کیا کہ اصل امر یہ ہے کہ ہم لوگ اس مقام پر برائے نگہبانی و پہرہ کے مقرر ہوئے ہیں طرف
سے سمندر شاہ کے سبب اسکا یہ ہے کہ بادشاہ نے اپنے ایک مجرم کے قتل ہونے کا
حکم اس میدان میں دیا ہے اور وہ بہت بڑا مجرم ہے اُسکے قتل کرنے کے لیے بڑے بڑے
انتظام کیے ہیں خود بادشاہ تشریف لائے ہیں خوف ہے کہ کوئی مدد گار نہ آ جائے

کیونکہ اُسکے مددگار بہت سے ہین اور بڑے بڑے زبردست ہین زمین پر بھی خوب بندوبست ہی اور ایک ہزار
ساحر بالاے ہوا نگہبانی کر رہے ہین جو کوئی جانور ادہر سے پرند اُڑ کر جاتا ہی وہ جلا دیا جاتا ہی بس آپ اس
طرف سے تشریف نہ لے جائین دوسری طرف سے تشریف لے جائین ورنہ آپ کو زحمت ہوگی یہ کلام
سُننا تھا کہ اُن مرد بزرگ نے چین بر جبین ہوکر فرمایا کہ تمھارا بادشاہ کون ہی کہ جس نے بالاے ہوا و بالاے
آسمان بھی اپنا بندوبست کیا ہی اور ہوا پر سے جانے والون کا راستہ روکا ہی وہ کون ایسا زبردست ہی جو ہوا
پر بھی تفرقہ ڈالتا ہی اور بالاے ہوا بھی اپنی حکومت قائم کرتا ہی ذرا اُسکا نام تو مجکو بتاؤ مین بھی تو سُنون
اُن ساحرون نے کہا کہ زمانہ اُسکے نام سے ماہر ہی اُسکی دریا دلی ہر ایک پر ظاہر ہی کہ وہ ایسا ویسا بادشاہ
نہین ہی جو کوئی اُس سے واقف نہ ہو اُسکو سب جانتے ہین اُن مرد پیر نے کہا کہ ایک ہمین نہین واقف
ہین تب اُنھون نے کہا کہ سمندر شاہ حاکم شہر سمندریہ ہی تب تو اُن مرد پیر نے تیور بدل کر اور کچھ کراہیت
سے کہا کہ وہ سمندر جو کہ ایوان تاجدار حاکم طلسم طاق و خداوند طاق کا غلام تھا اب اُسنے یہ مرتبہ
حاصل کیا کہ بادشاہ ہوگیا اور زمین پر حکومت کرتے کرتے آسمان پر بھی حکومت کرنے لگا ایسا اُسکو
مرتبہ ملا اور وہ ایسا مغرور ہوگیا ہم تو اُسکی کچھ حقیقت نہین جانتے ہین ابھی کل کا ذکر ہی کہ وہ پس
پشت خداوند طاق کھڑا ہوکر مگس رانی کرتا تھا آج وہ بادشاہ ہوگیا تمھارے نزدیک اُسکا مرتبہ
ہی اور بادشاہ ہی ہمارے نزدیک وہ کچھ مرتبہ نہین رکھتا ہی وہی غلام ہی تم اُسکا حکم مانو گے
ہین نہین مانونگا مین تو ادہر سے جاؤنگا ہم تو خاصان خداوند ہین ہم پر کوئی حکومت نہین کر سکتا
ہی نہ ہم پر کسی کا حکم چل سکتا ہی ہمارے جو ذہن مین آتا ہی وہ ہم کرتے ہین ارے یہ تو بتاؤ وہ مجرم
کون ایسا زبردست ہی کہ جس کے قتل کرنے کا یہ بندوبست ہی انھون نے کہا کہ ایک ملکہ ایوان
طاقی ساحرہ ہی اُسکے قتل کرنے کا یہ بندوبست ہی وہ بڑی زبردست ہی تب اُنھون نے کہا کہ
ہم ست جاؤ ہین اسی طرف سے جاؤنگا ان ساحرون نے کہا کہ خطا معاف ہم نہ جانے دینگے
اُن مرد بزرگ نے کہا کہ ہم کو کوئی روک نہین سکتا ہی تمھاری تو یہ لیاقت نہین ہی کہ تم ہم کو
روک لو وہ جو تمھارا بادشاہ ہی ہم اُسکے بھی روکے سے نہین رُک سکتے ہین ہم تو یاران خداوند سے ہین
اور خداوند کی صحبت کے رہنے والے ہین ہمارے بڑے مرتبہ ہین اُن ساحرون نے کہا کہ یہ امر
ضرور ہی کہ ہم آپ کا مقابلہ نہین کر سکتے ہین مگر ہان جسقدر ساحر بالاے ہوا ہین سب آپکے
ہاتھ سے قتل ہو لین گے اُسوقت حضور کو اختیار ہی یہ جو تقریر ہونے لگی وہ مرد بزرگ بہت
برہم ہوئے کہا کہ تم لوگ بہت بدتمیز ہو میرے روبرو سے ہٹ جاؤ یہان جو ساحر آئے تھے
انمین سے چند ساحر تو اُنسے کلام کرنے لگے اور چند نے خیال کیا کہ یہ مرد بزرگ خاصان خداوند
سے معلوم ہوتے ہین یا کوئی فرشتہ ہون یا کوئی بندۂ مقرب بارگاہ ہون انکی خبر کرنا بادشاہ
کو ضرور ہی یہ خیال کر کے وہان سے چند ساحر طرف زمین کے متوجہ ہوئے یہان سمندر
تخت پر بیٹھا ہوا ہی سب سردار حاضر ہین کہ وہ ساحر آکر حاضر ہوئے باادب سلام کیا اور
ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے سمندر نے اُنکی طرف دیکھ کر کہا کہ کہو کیا خبر لائے ہو کہ کچھ
عرض کرتا ہی اُنھون نے عرض کیا کہ جی ہان ایک امر ضروری عرض کرتا ہی سمندر نے کہا کہ بہت
جلد بیان کرو تب اُنھون نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم بالاے ہوا گئے اور اپنا بندوبست
کر لیا کہ اگر ہوا بھی ادہر سے گذرتی تو وہ بھی مجروح ہوتی اور ہمارے سحر مین اسیر ہوکر رہجاتی

اگر طائر تو جلکر خاک سیاہ ہو گئے ہم بندوبست کیے ہوئے اپنے کام مین مصروف تھے کہ ہم سب نے
دیکھا کہ ایک تخت شمال کی طرف سے چلا آتا ہی ہماری طرف ہم نے پھر کر اُس تخت کو روکنا چاہا
جب قریب تخت پہونچے تو ہم نے یہ واقعہ دیکھا کہ اُس تخت پر ایک مرد بزرگ حکیمانہ وضع بیٹھے ہوئے
ہین پلکین تک سفید ہین عبا و قبا پہنے ہوئے ہین کلاہ چوگوشیا سر پر ہی چند کتابین تخت پر رکھی
ہوئی ہین ایک چشمہ نادر کار الماس نگار لگائے ہوئے ہین یہ حال دیکھ کر اُنسے عرض کیا کہ
اِدھر سے آپ نہ تشریف لے جائین اِدھر سے راہ نہین ہی بموجب حکم بادشاہ یہان زمین پر
بموجب حکم ایک مجرم بادشاہ کا قتل ہوتا ہی اُسکے قتل کا بندوبست ہی چونکہ اُسکے مددگار بھی
بہت سے ہین بادشاہ کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی بالاے ہوا سے آکر لے جائے چنانچہ
اُنھون نے ہزار ساحر براے بندوبست مقرر فرمائے ہین کوئی اِدھر سے نہ جانے پائے پرندہ بھی آ نکلے
تو اسیر ہو جائے بس آپ اور طرف سے تشریف لے جائین یہ جو ہم نے کہا اُنھون نے ہنسکے دریافت
فرمایا کہ بادشاہ کا نام کیا ہی اور اُس مجرم کا کیا نام ہی ہم نے نام آپ کا بیان کیا اور ملکہ کا نام لیا
اُنھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ بندگان خاص سے ہین ہمارا جدھر سے جی چاہتا ہی اُدھر سے
جاتے ہین ہم پر کوئی حکومت نہین کر سکتا ہی اگر تیرے بادشاہ کی حکومت ہی تو زمین پر ہی آسمان
و ہوا پر نہین ہی ہم اِدھر سے جائینگے یہ جو ہم نے سُنا ہم نے اپنے دل مین خیال کیا کہ حضور کو
بھی اس حال سے خبر دین اور جیسا حکم حضور فرمائین وہ ہم بجا لائین یہ تقریر سمندر سُنکے خاموش
ہو رہا اور سر جھکا لیا خیال کرنے لگا کہ کیا حکم دون ایک مرتبہ اسکے دل مین خیال آیا کہ یا تو یہ
کوئی مرد بزرگ ہین اسطرف سے انکا گذر ہوا ہی یا کوئی فرشتہ مقرب ہی اے سمندر کہین ایسا
نہ ہو کہ خود خداوند کسی صورت مین براے سیر تشریف لائے ہون اور اِدھر آ نکلے ہون کیونکہ اُنکو ہر طرح
کی قدرت ہی چل کر ملاقات کرنا لازم ہی اور اگر ممکن ہو تو اُنکو یہان لاؤن اپنی حالت اُنسے عرض کرون
اُنکی دعا اپنے حق مین لون یہ تصور کرکے سردارون سے کہا کہ تم یہان رہو مگر ہوشیار رہنا مین اُن
مرد بزرگ سے مل آؤن اور دیکھ آؤن کہ کون صاحب ہین ایسے بزرگون سے ملنا بہت ضرور ہی ابھی
آتا ہون ایسا نہ ہو کہ خداوند کسی صورت مین تشریف لائے ہون ایسا نہ ہو کہ میرے ملازمون کے
منع کرنے سے برہم ہون تو خرابی ہو یا کوئی عذاب نازل کرین اگر خداوند نہ ہون کوئی خاصان
خداوندی سے ہون اس امر سے میرے حق مین دعاے بد کرین تو بھی خرابی ہو بس مین جا کر اُنسے
ملون اور اُنکو یہان لاؤن ایسے لوگون سے ملنا بہت ضرور ہی یہ جو سمندر نے کہا سردارون نے عرض
کیا کہ آپ تشریف رکھین ہم مین سے جسکے نام حکم عالی ہو وہ جائے اور اُنکو لے آئے سمندر نے
کہا کہ تم مین سے کوئی نہ جائے تم لوگ اسی مقام پر ٹھہرو مین خود جاؤنگا سردار خاموش ہو رہے
بس سمندر نے اسم سحر پڑھکر دستک دی وہ تخت بلند ہونے لگا وہ ساحر جو کہ آئے تھے وہ بھی
چلے اُنھون نے بادشاہ کو پتہ دیا کہ وہ فلان مقام پر ہین بس سمندر تخت کو لیکر اُسی طرف
چلا بہت جلد اپنے تخت کو اُس طرف لایا سمندر نے دور سے دیکھا کہ ایک تخت ہوا پر قائم ہی
اُس پر اسی وضع کے مرد بزرگ تشریف فرما ہین جیسا کہ ساحرون نے بیان کیا تھا اور میرے
ساحر ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے ہین اُدھر اُن بزرگ نے دیکھا کہ ایک بادشاہ تاج سر پر رکھے
ہوئے تخت پر سوار میری طرف آتا ہی اور چند ساحر اُسکے ہمراہ ہین یہان وہ مرد بزرگ اُن

ساحرون سے یہ کہہ رہے تھے کہ ہم ادھر سے ضرور جائینگے کیونکہ یہ ہماری راہ ہے ہم اکثر ادھر سے آتے جاتے
ہیں آج تک کبھی روک ٹوک نہیں ہوئی ہم کیونکر اس امر کو گوارا کرین ہم اکثر ادھر سیر کو آیا کرتے
ہیں ہمارا تو یہ دستور ہے کہ ہم تمام عالم کی سیر کرتے ہیں یہ وقت ہمارے تفریح کا ہے یہ کہہ رہے تھے
کہ سمندر پہونچا گو مرد بزرگ حکیم وضع نے سمندر کو دیکھا تھا مگر جان کر اسکی طرف سے منھ پھیر لیا تھا
اور ساحرون سے مخاطب ہوئے تھے سمندر نے پہونچکر اُنکے تخت کے قریب اپنے تخت کو روکا
اور جھکا کر سلام کیا اُنھون نے خیال بھی نہ کیا کہ کون سلام کرتا ہے اُن ساحرون کی طرف متوجہ رہے
ایک مرتبہ اُن ساحرون نے جو کہ کلام کر رہے تھے سمندر کی طرف دیکھا پہچان لیا کہ بادشاہ خود
تشریف لائے ہیں اُنسے کہا کہ اب آپ بادشاہ سے اجازت طلب کرلیں ہم پر نہ خفا ہون خود
بادشاہ تشریف لائے ہیں یہ کہکر وہ ساحر ہٹ گئے اب بالکل سمندر کا اور انکا سامنا ہوا سمندر
اپنا تخت قریب لایا اب سمندر نے پھر سلام کیا اُنھون نے جواب سلام دیا سمندر نے پوچھا کہ
مزاج مبارک کہا کہ اچھا ہون یہ جو اُنھون نے جواب دیا تو سمندر نے کہا کہ آپ کیا فرما رہے تھے
میرے راز (نوکرون) سے یہ سب نالائق اور بیوقوف ہیں مجھسے ارشاد فرمائیے انکو بات تک کرنے
کی تمیز نہیں ہے یہ پہچانتے بھی نہیں ہیں کہ کس سے کس قسم کی تقریر کرنا چاہیے یہ کہکر اُن ساحرون
کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ تم لوگ سخت نادان ہو اور بیعقل ہو کوئی ایسی بھی حرکت کرتا ہے کہ
ایسے بزرگون سے ایسی تقریر کرتا ہے جو آپ ارشاد فرماتے تھے کیون نہ قبول کرلیا یا فوراً ہم کو کیون
خبر کی یہ بیکار زحمت دی یہ کہکر اُن ساحرون سے اور اُن مرد بزرگ کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ
آپکو بڑی تکلیف ہوئی اُنکے ذات سے اور میرے سبب سے معاف فرمائیے اُنھون نے
تیوری بدل کر جواب دیا کہ اِنکی ذات سے کیون تکلیف ہوئی جو کچھ تکلیف یا راحت ہوئی
تمھاری ذات سے کہ تم نے انکو حکم دیا تھا کہ بالاے ہوا جاکر بندوبست کرو کوئی ادھر سے
نہ جانے پائے وہ حکم بجا لائے اگر حکم نہ بجا لاتے تو اُسوقت بھی معتوب ہوتے عدول حکمی کی سزا
پاتے یہ لوگ اپنے منصب کو بجا لائے اِنکی کوئی خطا نہیں ہے ملازمین کو اسی طور سے اپنے حاکم
کی اور آقا کی اطاعت لازم ہے میں انسے بہت خوش ہوا ہون ہان تم سے شکایت ہے جو تم نے یہ
حکم دیا ہے کہ کوئی [illegible] اور یہ ملک ہے کہ قبضہ میں ہے حکم دیدیا کہ کوئی جانے نہ پائے اوّل تو یہ خلاف
ہے کہ زمین خداوند [illegible] سے منع کرنا خیر وہ دوسرا امر ہے کہ ہم اُسکے مالک ہیں منع کرتے ہیں
بالاے ہوا تو کوئی منع نہیں کر سکتا ہے نہ کسی کا حکم جاری ہو سکتا ہے یہ تمھاری بالکل نادانی
ہے اگر سمندر تو نے سلطنت زمین کب اچھی طرح سے کی جو تو بالاے آسمان حکومت کرنا چاہتا
ہے کہ وجہہ مشہور ہے کہ زمین را نکو ساختی + کہ بر آسمان نیز پرداختی ++ تیری حکومت کا حال
ہم پر ثابت ہوگیا کہ ایک مجرم کے قتل کرنے کے لیے اسقدر بندوبست جو کہ اپنا گنہگار ہے
جبکہ ایسی حکومت [illegible] اور یہ بندوبست ہوا اُس پر یہ خیال ہے کہ ہم بادشاہ ہیں بالاے ہوا حکومت کے
[illegible] کوئی ادھر سے نہ جانے پائے جب کہ وہ اپنا مجرم ہے تو پھر اسکے قتل کے لیے اسقدر
[illegible] یہ سنکر سمندر نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا اُن مرد بزرگ نے کہا
[illegible] خاموش کیون ہو رہا کچھ جواب نہ دیا سمندر نے سر اُٹھا کر
کہا [illegible] کیا تو اب دو دن سوا سے اُس امر کے کہ میں اپنی خطا پر نادم ہون

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب سے سمندر نے اُن مرد بزرگ کو دیکھا ہے ایسا رعب اُنکا اسکے دل پر چھا گیا ہے کہ
یہ کلام نہیں کر سکتا ہے اور اپنے دل میں یہی خیال کر رہا ہے کہ ضرور یہ خداوند ہیں اس جامہ میں تشریف
لائے ہیں یا کوئی بہت بڑے مقرب بارگاہ ہیں انسے ضرور اپنی حالت بیان کرنا چاہیے کیا التجا تدبیر
کرون کہ انکو زمین پر لے چلون یہ تو یہ خیال کر رہا ہے کہ اُن مرد بزرگ نے کہا کہ لے میں جاتا ہون مجکو عرصہ ہوتا ہے
مجکو اسقدر مہلت نہیں ہے کہ میں بیکار کسی مقام پر قیام کرون میری اوقات میں فرق آتا ہے لوگ جو کہ
میرے پاس آتے ہیں میرے منتظر ہونگے مگر اے سمندر میں اتنا تمکو سمجھائے جاتا ہون کہ جو کام کیا کرو ذرا
سمجھ بوجھ کر کیا کرو عقل سے کام کیا کرو بے عقلی اور نادانی سے نہ کیا کرو اپنے ارکین سلطنت سے مشورہ
کر لیا کرو میں یہ خیال کرتا ہون کہ تمھارے ارکین سلطنت کیسے ہیں کہ تمکو رائے مناسب نہیں دیتے
ہیں کیسے وزیر ہیں سمندر نے یہ تقریر سنکے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا کہ افسوس کیا عرض کرون اُن مرد بزرگ
نے کہا کہ اے سمندر تیرے آہ کشی اور افسوس کرنے سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ تو کسی آلام میں اور مصیبت
سخت میں مبتلا ہے بیان کر سمندر نے یہ سنکے کہا کہ میں آپ سے کیا بیان کرون ایک قصہ طویل ہے آپ
بیان فرمایئے کہ آپ کون صاحب ہیں اور کہان تشریف لیے جاتے ہیں اسطرف کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا میری آنکھیں آپکے نور جمال سے روشن ہوگئیں میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپسے میری حاجت
روا ہو گی اگر آپ مہربانی اور کرم فرمایئے از راہ مہربانی و عنایت میرے ہمراہ زمین پر تشریف لے چلیے
اپنے قدوم میمنت لزوم سے میرے کلبۂ تاریک کو منور فرمایئے مجکو سرفراز فرمایئے اپنے نام نامی و اسم گرامی
سے مجکو آگاہ فرمایئے اگر آپ کو میرا حال دلی و مطلب قلبی سننا ہو تو مجکو یقین ہے کہ اگر میری کمک
فرمایئے گا تو جو کچھ مصیبت میرے اوپر ہے سب دفع ہو جائے گی میں اس آلام سے فرصت پاؤنگا گو
آپکو زحمت تو ضرور ہوگی مگر میرا کام نکل جائے گا کیونکہ آپ مجکو بندۂ خاص خداوندی معلوم ہوتے
ہیں آپ کی پیشانی نورانی سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ مقرب بارگاہ خداوندی ہیں بہت بڑے مرتبہ
رسیدہ ہیں یہ تقریر سنکے اُن مرد بزرگ نے کہا کہ یہ جو تم نے کہا بالکل خلاف ہے بھلا میرا یہ مرتبہ کہا
کہ میں بندگان خاص سے ہون میں ایک سگ دنیا ہون وہ جو بندے خاص ہیں انکی [illegible]
ہے وہ یون مارے مارے پھرتے ہیں وہ گوشۂ عافیت سے باہر نہیں آتے ہیں سوا [illegible]
[illegible] دوسرے مقام پر نہیں جاتے ہیں اہل دنیا سے انکو نفرت ہوتی ہے بھلا مجھ [illegible]
کہ میرے سبب سے کسی کا کام اجرا ہو یا مصیبت دفع ہو میں خود مارا مارا پھرتا ہون وہ جو مثل تم
نے کہی ہے اگر ایسے رنگریز ہوتے تو پہلے اپنی ڈاڑھی رنگتے میری تو یہ مثل ہے میں خود درماندہ ہون
شفاعت کسکی کرونگا بس یہ خیال تمھارا بیکار ہے اور میں کیا تمکو اپنا نام بتاؤن ایک گمنام ہون خداوندی
درگاہ کا ایک کتا ہون یہ جو تم نے کہا کہ میرے ہمراہ تشریف لے چلیے میں وہان جا کر کیا کرونگا
اسوقت ایک ضرورت سے جاتا ہون ٹھہر نہیں سکتا ہون میرا بہت بڑا حرج ہوگا اگر ٹھہرونگا
مجکو معاف کرو میں بیکار نہیں فکر معاش میں جاتا ہون اے سمندر جو بندگان خاص ہیں وہ کیا
یون پھرتے ہیں انکے بڑے مرتبے ہیں اُن مرد پیر نے اس طور سے تقریر کی کہ سمندر کو اور زیادہ
اعتقاد ہوا اسنے اپنے دل میں کہا کہ جس طور سے ہو انکو لے چلو بہت خدا رسیدہ ہیں انکی
تقریر سے ثابت ہوتا ہے بس یہ دل میں خیال کرکے اسنے کہا کہ جو کچھ ہو میں آپکو کبھی نہ
[illegible] دونگا بدون زمین پر لیجائے ہوئے بدون آپ سے اپنی حاجت کہے ہوئے میرا دل گوارا [illegible]

دیتا ہی کہ آپ کے سبب سے سب میرے کام اجرا ہونگے میں اس مصیبت سے نجات پاؤنگا
آپکو قسم ہی خداوند کی کہ میری غرض کو نظا لیے میرے ہمراہ تشریف لے چلیے انھوں نے جواب دیا
کہ یہ صرف تیرا خیال خام ہی بھلا میں کیا تیری حاجت برلاؤنگا ہیکا تیرے قسم ہمدست لے تو جا اپنا
کام دیکھ جس کام میں مصروف تھا اسکو انجام دے میرے لیے جانے سے بازرہ میرے جانے میں
نقصان میرا ہوگا اور تیرا کچھ فائدہ نہ ہوگا کیوں اپنا ہرج کرتا ہی جا مجھکو عرصہ ہوتا ہی سمندر نے جواب دیا
کہ چاہے نقصان ہو آپ کا چاہے نفع ہو میں بدون آپ کو لیجائے ہوئے نہ مانونگا آپ کے چلنے
سے ضرور میرا نفع ہوگا اسپر سمندر نے قسمیں دینا شروع کیں تب انھوں نے کہا کہ اچھا تو کہتا ہی
کہ آپ میرے ہمراہ چلیے تو میں تجھ سے اقرار کرتا ہوں کہ اس وقت مجھکو جانے دو میں کل تمہارے پاس
ضرور آؤنگا اسوقت میرا نقصان ہوگا مجھکو ایک پل کی مہلت نہیں ہی کل جو آؤنگا تو جتنے عرصہ تک
کہے گا تیرے پاس بیٹھا رہونگا جو تو کہے گا سنونگا اسوقت مہلت نہیں ہی سمندر نے جواب دیا
کہ یہ تو ممکن نہیں ہی کہ میں اسوقت آپ کو جانے دوں جب ان مرد بزرگ نے دیکھا کہ سمندر
کسی طور سے مانتا ہی نہیں ہی کہا خیر جو تمہاری مرضی چلو یہ کہکر اپنے تخت کو اشارہ کیا تخت طرف
زمین کے مائل ہوا یہاں سب سردار بیٹھے ہوئے سمندر کا انتظار کر رہے ہیں کہ ابھی تک کیا
سبب ہی جو بادشاہ نہیں تشریف لائے کہا انسے تکرار ہوتی نہیں ہونے لگی عشاق سے کلاب جادو
نے کہا کہ اے استاد بادشاہ کو بڑا عرصہ ہوا گئے ہوئے کیا سبب ہی جو ابھی تک نہیں آئے
عشاق نے کہا کہ آتے ہونگے جو صاحب ادھر سے جاتے ہونگے انسے باتیں کر رہے ہونگے
یہی ذکر تھا اور سب طرف آسمان کے دیکھ رہے تھے کہ دیکھا سمندر بادشاہ چلا آتا ہی اور برابر اسکے
ایک تخت اور ہی اس پر ایک مرد بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں حلیہ اور وضع انکی ہی یہاں تک کہ دونوں
تخت زمین پر آئے سب سردار برائے تعظیم اٹھے سب نے جھک کر سلام کیا تخت سمندر
کا اپنے مقام پر آکر قائم ہوا سب ان مرد بزرگ کو دیکھکر حیران ہوئے کہ یہ کون ہیں مگر سب
خاموش رہے جب سمندر بادشاہ بیٹھ چکا اسوقت سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ان مرد بزرگ
نے عشاق کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے عشاق تجربہ علم میں اچھے تو رہے تم سے تو بعد عرصہ ملاقات
ہوئی ہی عشاق نے جو یہ کلمہ سنا غور کرکے دیکھا اور اپنے دل میں کہا کہ اس مرد بزرگ نے
مجھکو کہاں دیکھا ہی جو میرے نام سے کیونکر واقف ہوئے یہ تو بڑے غدار معلوم ہوتے ہیں کہ
میں انسے واقف نہیں ہوں جو میرے نام سے واقف ہیں انھوں نے مجھکو کہاں دیکھا عشاق تو یہ
خیال کر رہا تھا کہ سمندر نے کہا کہ اے استاد آپ انسے واقف ہیں یہ بڑے مرد باخدا اور صاحب ال
عرفان سے ہیں اور یہ ہماری مروت میں اپنی ضرورت سے جاتے تھے مگر میں نے جو زیادہ اصرار
کیا میرے ہمراہ تشریف لائے میرے نزدیک جو میں آپ سے اپنی حالت بیان کرونگا
یقین ہی کہ جب یہ دعا کرینگے تو میری سب مرادیں برلائینگے اور میں سب مصیبت سے
نجات پاؤنگا سب مشکلیں حل ہوجائینگی عشاق نے جواب دیا کہ گو میں نے حضرت
کو کسی مقام پر نہیں دیکھا مگر صورت سے جو جو امر آپ نے بیان کیے ہیں ظاہر ہوتے ہیں
ایسے لوگ مقدر سے ملتے ہیں یہ لوگ تو کبھی کبھی باہر گوشہ تنہائی سے باہر آتے ہیں جب
کوئی ایسی ضرورت ہوتی ہی اے سمندر بادشاہ اب تمہاری تقدیر اچھی ہو گئی ہی جو ایسے شخص

مجھے تم سے ملاقات نصیب ہوئی ہے سمندر نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے یہ کہکر اُن بزرگ کیطرف
سمندر متوجہ ہوا اور کہا کہ پہلے آپ اپنے اسم مبارک سے ہم سب کو آگاہ فرمائیے اُنھون
نے جواب دیا کہ تم کو میرے نام سے کیا غرض ہے مین تمھارے کہنے سے چلا آیا ورنہ مین
نے اہل دنیا سے ملنا ترک کیا ہے مین اُن لوگون سے ملتا ہون جو کہ مثل میرے ہین تم اپنی
حالت بیان کرو کہ تم پر کیا مصیبت گذری ہے سمندر نے کہا کہ جب تک آپ اپنے اسم مبارک
سے نہ آگاہ فرمائیے گا مین اپنا مطلب نہ بیان کرونگا اُنھون نے جواب دیا کہ اے سمندر تم نے ہم
کو بہت پریشان کیا اگر مین جانتا کہ آج اس راہ مین یہ بلائین ہین تو مین کبھی ادھر نہ آتا دوسری
طرف جاتا تمھارے ملازمون نے روکا تھا مین اُسی وقت واپس چلا جاتا کس بلا مین مبتلا
ہوا ہون میرے کام کا بھی ہرج ہوا زحمت ہوئی جس کام کو نکلا تھا اگر اور زیادہ عرصہ ہوا تو پھر وہ
کام نہ ہوگا سمندر نے کہا میرے مقدر مین آپ سے نیاز حاصل ہونا تھا پھر کیونکر نہ آپ ادھر تشریف
لاتے یہ سنکے اُنھون نے کہا کہ یہ امر ضرور تھا مگر ادھر آکر بہت پریشان ہوا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم
اپنے حال سے آگاہ کرو مگر مین حیران اس امر مین ہون کہ تمھارے پاس اسوقت اتنا بڑا شخص ہے کہ
جس کا مثل و نظیر عالم مین نہین ہے جو کہ پہلو نشین سامری ہے جس کا اسوقت جواب نہین ہے اور پھر
تم مصیبت مین مبتلا ہو تعجب ہے ایسے شخص سے تمھاری مصیبت نہ برطرف ہو سکی تو مین کیا ہون
مین انکی برابری بھی نہین کر سکتا ہون سمندر نے جواب دیا کہ بہت سے ایسے کام ہوتے ہین کہ
ایک سے نہین درست ہوتے ہین وہ جسکے ہاتھ سے ہونے والے ہوتے ہین بدون اُسکے سرانجام نہین
پاتے ہین عشاقی نے کہا کہ یہ صرف آپ کی عزت افزائی ہے ورنہ مین کسی لایق نہین ہون بدنام
کرنے والا ہون مجھ سے تو ادنی ادنی اچھے ہین سبب یہ ہے کہ جو خود اچھا ہوتے ہین وہ دوسرون کو
اچھا کہتے ہین اور اپنے کو برا مگر جو اچھے ہوتے ہین وہ لاکھ اپنے کو پوشیدہ کرین مگر بسبب
اپنے کمال کے ظاہر ہو جاتے ہین میرے نزدیک آج سمندر کے مقدر نے بہا لگا ہے اب سمندر
کے مقدر نے یاوری کی ہے جو آپ ایسے فاضل بے بدل سے ملاقات ہوئی میری کیا اصل ہے مین
آپ کے روبرو کیا کر سکتا ہون دوسرے یہ امر ضرور مقرر ہو چکا تھا کہ یہ کام آپ کی کمک سے
سرانجام پانے والا تھا کیونکہ مین اس کام کو سرانجام دیتا اُس مرد بزرگ نے کہا کہ وہ کام
تو بیان کیجیے جو آپ سے نہ سرانجام پاتا سمندر نے کہا پہلے آپ اپنے اسم مبارک سے ہمسبکو
آگاہ فرمائیے پھر مین تو عرض کرونگا جب سمندر نے زیادہ اصرار کیا تو اُن مرد بزرگ نے کہا کہ
اے سمندر مجھکو سب لقمان ثانی کہتے ہین میرا پیشہ حکمت ہے مین نے بڑے بڑے حکیمان حاذق
سے یہ علم حاصل کیا ہے بلکہ مین نے اسقدر کوشش کی اس فن مین کہ لقمان ثانی کے نام
سے مشہور ہوا اور یہ سب عنایت و مہربانی و فضل و کرم خداوند ہی کا ہے مین نے انکی عبادت اور
پرستش بہت کی اُسکے عیوض مین اُنھون نے یہ مرتبہ مجھکو مرحمت فرمایا بلکہ اسقدر مجھ سے
خوش ہوئے اور یہ ارشاد کیا کہ تم ہر روز ہمارے پاس بہشت مین آیا کرو مین نے اُنسے عرض کیا
کہ مین ہر روز تو نہین حاضر ہو سکتا ہون ہان مہینہ مین ایک مرتبہ ضرور حاضر خدمت ہونگا
فرمایا نہین مین نے عرض کیا کہ مجھکو امور دنیوی سے مہلت نہین ہوتی ہے فرمایا دوسرے روز
آیا کرو مین نے عرض کیا کہ مین تو عرض کر چکا ہون ایک ماہ کے بعد حاضر ہوا کرونگا تب [illegible]

ہوکر فرمایا کہ آٹھوین دن ضرور آیا کرو مین زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا مین نے منظور کر لیا اُسدن سے
آٹھوین روز مین خدمت خداوند مین جاتا ہون اب تو تم خوش ہوئے ہوگے اب اپنا حال بیان کرو سمندر
نے کہا کہ یہ تو آپ نے خوب خوش خبری سنائی بقول شخصے کہ میرے مقدر نے دراصل یاوری کی جو آپ
سے قدمبوسی حاصل ہوئی کیا اچھی وہ ساعت تھی کہ جسوقت مین یہان آکر پہونچا تھا اب آپ پہلے
اپنی کل کیفیت سے آگاہ فرمایئے کہ کیونکر خداوندون سے ملاقات ہوئی اور وہ کیونکر آپ کو اپنے ہمراہ
لے گئے اور آپ سے کیونکر پیش آتے ہین کبھی کبھی میرا بھی ذکر ہوتا ہے یا نہین اور آپ سے اُنسے کیونکر صحبت
ہوتی ہے لقمان ثانی نے کہا کہ تم کو اس حال کے دریافت کرنے سے کیا اپنا مطلب بیان کرو
دیکھو شام ہوتی ہے سمندر نے جواب دیا کہ اب مین جب تک کل حال آپ کا نہ سُن لونگا اُس
وقت تک نہ آپ کو جانے دونگا نہ اپنا مطلب بیان کرونگا ادھر تو سمندر نے اصرار کیا اُدھر مشتاق
و دیگر حاضرین جلسہ نے تب لقمان ثانی نے بیان کیا کہ اصل امر یہ ہے کہ جب مین علم حکمت سے
فراغ حاصل کر چکا اُسوقت مجھکو خیال آیا کہ تو نے علم حکمت حاصل کیا اسمین اپنی عمر رائیگان کی اس
سے اگر تو اپنے خداوندون کی عبادت کرتا اور انکی پرستش کرتا تو کتنا بڑا مرتبہ تجھکو ملتا صرف حکمت
کے پڑھنے سے حکیم مشہور ہوا اور سوا اسکے فوائد دنیوی کے کوئی دینی فائدہ تیرا نہ ہوا اب تو
ان سب باتون کو ترک کر اور عبادت کر بس جب یہ ذہن مین آیا مین نے اُسوقت سے سب
سے ملنا اور ملاقات کرنا یک قلم ترک کیا اور ایک حجرہ مین بیٹھا اسباب ضروری لے کر بیٹھ رہا ایک
دوا مین نے طیار کی تھی کہ جس کے پاس رکھنے سے یہ اثر پیدا ہوتا ہے کہ نہ بھوک معلوم ہوتی ہے
نہ پیاس نہ نیند آتی ہے بس وہ دوا مین نے اپنے پاس رکھ لی صفت یہ ہے کہ بول و براز کی بھی
ضرورت نہین ہوتی ہے اور مین نے اندر سے زنجیر بند کر لی اور عبادت خداوندون کی کرنے
لگا اسی حالت مین مجھکو دس برس گذرے اب جو کوئی میرے پاس آیا مین اُس سے نہ ملا وہ چلا
گیا جب زمانہ دس برس کا گذرا ایک روز مین اُسی حجرہ مین بیٹھا ہوا عبادت کر رہا تھا کہ یکایک
سقف حجرہ خود بخود شگافتہ ہوئی اور اُس مین سے ایک نور پیدا ہوا مین حیران ہوا کہ یہ کیا امر ہے
مین حیران حیران دیکھ رہا تھا کہ یکایک مین نے دیکھا کہ اُس شگاف سے ایک تخت پیدا ہوا اس
تخت پر دو مرد مقدس تشریف فرما تھے اُنکے چہرون سے ایسا نور اور عجب ساطع و لامع تھا کہ
تمام حجرہ روشن ہوگیا اور ایسی ایک خوشبو آئی کہ میرا دماغ جان معطر ہوگیا بلکہ مجھکو محویت کی
گئی سکتہ کا عالم تو بہت دیر رہی اور ایک عالم سکوت و حیرت کا میرے اوپر طاری رہا مگر رعب ایسا
تھا کہ مین خود بخود بدون اپنے اختیار کے کھڑا ہوگیا برائے تعظیم اور اُسی حالت بے اختیاری
مین مین نے اُن دونون صاحبون کو تسلیم کی کہ وہ تخت زمین پر آیا مین حیران حیران دیکھ رہا تھا
کہ اُنمین سے ایک صاحب نے فرمایا کہ تو نے ہم کو پہچانا کہ ہم کون ہین مین نے دست بستہ
عرض کیا مین نے نہین پہچانا تب اُنھون نے فرمایا کہ تو جنکی عبادت اور پرستش کرتا ہے مین
نے عرض کیا کہ مین اپنے خداوندون کی بندگی کرتا ہون فرمایا کہ تو ہماری ہی بندگی کرتا ہے
ہم تجھ سے بہت خوش ہوئے تو نے خوب ہماری عبادت کی ایسے خوش ہوئے کہ ہم
خود تیری ملاقات کو بہشت سے دنیا پر آئے اب تو کچھ خوف نہ کر جا ہم نے تجھے اپنا
نظر کردہ کیا تو ہمارے بندگان خاص سے ہے اور تیرا مرتبہ برابر فرشتگان مقرب کے ہم نے

شفا کیا تیرے ہاتھ میں ہم نے شفا دی تجھ سے کل دوائیاں کلام کرینگی اپنی خاصیت بیان کرینگی اور
نقصان اور فائدہ تیرے برابر اب کوئی حکیم نہ ہوگا تو جسکا علاج کریگا وہ شفا پاویگا تجھکو تمام
خزانے زمین کے دکھائی دینگے ہم تجھکو یہ تخت دیتے ہیں کہ تو اس پر سوار ہو کر تمام عالم کی سیر کیا کر
تو اس تخت سے کہیگا تجھکو لے جائیگا مگر ایک مرتبہ ہمارے پاس ضرور آیا کرنا جیسا تجھ وہی لقمہ
ہوئی جو کہ میں نے قبل میں بیان کی پس جب میں نے انکھوں دیکھی کا اقرار کیا تب ان دونوں
صاحبوں نے فرمایا اچھا تیرا ہی کہنا ہم نے قبول کیا تب میں نے عرض کیا کہ آپ کا اسم مبارک کیا
فرمایا کہ ہم سامری و جمشید ہیں میں نے قدم چومے آنکھوں سے لگائے ان دونوں صاحبوں نے
میری پیشانی پر ہاتھ رکھا کچھ میوے بہشت سے لائے تھے مجھکو کھلائے کہ جسکا یہ اثر ہوا کہ جو علم مجھکو
معلوم تھے نہ میں نے پڑھے تھے وہ بھی میرے لوح سینہ پر کندہ ہو گئے بس ایک مرتبہ وہ دونوں
صاحب نظر سے غائب ہو گئے ہاں یہ بھی فرما گئے تھے کہ اب تو اس حجرہ سے نکل اور اپنے کو
ظاہر کرنا کہ تیری ذات سے تمام عالم کو فائدہ ہو ہم نے تجھکو لقمان ثانی خطاب دیا گو لقمان
اول سے زیادہ ہر گروہ اور مرتبہ کا شخص تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ تو خداوند طاقی کی اطاعت
اور بندگی کر کہ اب دنیا پر وہی خدا ہیں کیونکہ میں اسوقت تک آپ کے خدائی کا قائل نہ تھا
سوائے پوجنے دو سو خدائیوں کے جو کہ گذر گئے تھے اسدن سے مجھکو آپ کا مرتبہ معلوم
ہوا اور میں نے جانا کہ یہی میرے خدا ہیں پس جب خداوند تشریف لے گئے میں بموجب حکم
خداوند حجرہ سے نکل کر باہر آیا میرا باہر آنا تھا کہ ایک شہرت ہو گئی کہ حکیم صاحب حجرہ سے باہر تشریف
لائے وہ تخت عنایت کردہ خداوند میرے پاس تھا چونکہ وہ وقت سحر تھا میں اس پر سوار
ہو کر صحرا کی طرف چلا گیا جا کر جو میں نے صحرا کی بوٹیوں سے کلام کیا انہوں نے اپنی خاصیت
بیان کی در اصل مجھکو تمام خزانے زمین کے نظر آنے لگے پس میں نے اسدن سے یہ طریقہ
اختیار کیا کہ صبح کو مطب کرنا شروع کیا ہزاروں مریض آنے لگے جسکو نسخہ لکھ کر دیا وہ پہلی ہی
خوراک میں اچھا ہو گیا وہ پھر لوگ سبق لینے کو آنے لگے سہ پہر کو میں پڑھانے جاتا تھا جب
خداوند کی خدمت میں جانے کا دن آیا میں نے تخت سے کہا کہ مجھکو خداوند کی خدمت میں
پہونچا دے وہ تخت مجھکو لیکر آسمان پر گیا [illegible] آسمان طے کر کے مجھکو بہشت میں پہونچا دیا میں بہشت
کی کیا حالت بیان کروں اور آسمانوں کے انکی خاصیت بیان کرنے کے لیے ایک دفتر چاہیے
چاہئے اسپر بھی ملاقات ہوسکی اور جو حالت بھی ہوگی تو بیان کرونگا خلاصہ جسکا یہ ہے کہ وہ
مقام خداوندوں کے رہنے کا ہے اسکی کیا تعریف بیان کی جاوے احاطہ بیان سے باہر ہے بس اس
تخت نے مجھکو ایک قصر عالیشان [illegible] پہونچایا میں نے جا کر دیکھا کہ بہشت سے آدمی اس قصر
میں تشریف فرما ہیں حوریں خدمت میں حاضر ہیں غلمان موجود ہیں اور مسند پر خداوند جمشید و
سامری جلوہ فرما ہیں انکے گرد و پیش اور خداوند ہیں میں نے پہلے خداوند جمشید و سامری کو سلام
کیا اور قصد کیا کہ پائین مسند بیٹھوں کہ خود خداوند نے فرمایا کہ ان لوگوں کو بھی سلام کرو یہ تمہارے
خداوند ہیں میں نے بموجب ارشاد خداوند ان سب کو بھی سلام کیا تب خداوند نے ارشاد
کیا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا خداوند نے فرمایا جو میرے داہنی طرف بیٹھے ہیں یہ لقا و زہرہ شاہ [illegible]
ہیں اور فرعون شاہ ہیں اور بر جید شاہ ہیں یہ سب خدا ہیں اور میرے نائب [illegible]

اور جو بائین طرف ہین یہ نمرود شاہ و فرعون ثانی تھا سے زرین تن پی پی دم جمشید وغیرہ ہین
سب مجھکو نام معلوم ہوے لیکن پوستے دو سو خداوند حاضر خدمت خداوند تھے خداوند نے دنیا کی کیفیت
مجھ سے دریافت کرائی میں نے سب حالات بیان کی خداوند نے مجھکو حکم دیا کہ تم آٹھوین دن ہم سے
تمام حالات دنیا کی بیان کیا کرو اور ہم چند فرشتے مقرر کرتے ہین کہ وہ ہر وقت تمہارے پاس حاضر
رہا کرینگے جو کچھ تم کو عرض کرانا ہو تم سے منظور ہوا کرے اسکو لکھکر یا کاغذ اُڑ جایا کرے وہ فرشتہ تمہارا نوشتہ
ہم تک پہونچا دیا کرینگے ہم اس کا جواب اسی وقت تمکو بھیجدیا کرینگے اور تم ہم سے آٹھوین
دن آکر حال کہا کرو اسکے بعد خداوند نے حکم دیا کہ انکو لاکر گوشت کے میوے دو قلمان نے
میوے لاکر دیے میں نے کھائے مقررہ نکا ذائقہ دیکھا بعد اسکے پھر دنیا کا ذکر ہونے لگا پھر خداوند
نہ طاق کا ذکر ہوا انکی کرامت کا مذکور ہوا میں بعد اسکے خداوندون سے رخصت ہو کر چلا
آیا اُسدن سے مین نے اپنا طریقہ یہی مقرر کر لیا کہ آٹھوین دن جا کر سب حال جو کہ دنیا پر گزرتا
ہی عرض کرتا ہون یہان تک مجکو خبر ہوتی ہی اور جو مجکو نہین معلوم ہوتا ہی وہ خود خداوند مجھ سے
ارشاد فرماتے ہین کہ فلان ملک مین یہ واقعہ گذرا فلان سرزمین پر یہ حادثہ ہوا سب خداوند
حاضر خدمت ہوتے ہین اور جب مجکو ارشاد ضرورت ہوتی ہی اور میری سمجھ مین کوئی امر نہین آتا
ہی تو مین بذریعہ عرضی کے خداوندون کی خدمت مین عرض کرا بھیجتا ہون وہ فرشتے لیجاتے ہین
خداوند اسکا جواب مرحمت فرماتے ہین یہ حالت ہی میری جو کہ مین نے بیان کی اب چند روز
سے واقعات سمندر سے خداوند نے ارشاد فرمایا کرتے ہین کہ یہ واقعہ گذرا یہ حادثہ پیش آیا مین سنا کرتا تھا مگر
چند آدمیون کی خداوندون سے بہت تعریف کرتے ہین ایک تو عشاق دوسرے سمندر شاہ تیسرے
گلاب بانو چوتھے شملاق جادو و افراسیاب جادو کوئی آفتاب جادو سمندر ہے یہ بین سپہ
سالار تھے وہ خداوندون کی خدمت مین موجود ہین اور کوئی ملکہ یا ہیپان طوفان کش و ملکہ سحر ان
سیہ پوش و عشاق نہ طائی و ملکہ زعفران ستمگر لوش یہ سب ساحر و ساحرہ تکو ہے ترچھے
سے خدمت خداوندین ہین خداوند انکی بہت خاطر کرتے ہین مجھ سے خود فرمایا کرتے تھے
کہ یہ لوگ ہاتھ سے ہمارے ان لشکر اسلام کے مارے گئے یہ پاس ہمارے آتے مگر مجکو منظور ہوا
کہ یہ بہت دنیا پر رہین اب انکو بلا لو بس مین نے طلب کر لیا بعد مین سب یہ میرے
پاس چلے آئے مگر خداوند کو تشریف سمندر شاہ وغیرہ کی کرتے ہین مگر یہ بھی فرماتے ہین کہ یہ
جو آلام ہین سمندر شاہ پر اس سبب سے ہین کہ اُسنے ہماری بندگی بالکل ترک کی اور جو کہ
ہمارا نائب تھا اسکو سجدہ کی پایا کو اسوقت اور اس زمانہ مین وہ قبلہ ہی اور یہ ہم سب چھوڑ کر
بالا سے آسمان چلے آئے ہین مگر اسکو لازم تھا کہ سمندر ہماری بندگی تو ترک کرتا اور بالکل
ہم کو نہ بھول جاتا لیس جو کچھ ہی اسکے نزدیک خداوند نہ طاق ہی اسقدر اسکو اسکی عبادت اور
پرستش کا شوق نہ ہوا کہ مجھکو کوئی ہماری بندگی کرنے والا بھی ہی اسکو بھی سمندر یہی فہمایش کرتا
ہی کہ خداوند نہ طاق کی بندگی کرو کیا خوب ہم کوئی نہ ہوے جو کہ اولی خدا ہین اور جس نے
تمام زمین و آسمان اور دنیا کو خلق کیا جو کہ موجد اس عالم ایجاد کے ہین انکی بھی بندگی کوئی نہ
کرے اور جو کہ ہمارے بندے ہین اور ہم نے اپنا نائب اپنی طرف سے کر بھیجدیا ہی کہ
جا کر خدائی کرو وہ ایسے ہوے کہ تمام عالم مین انکا دین رواج پا جاے کوئی ہمارا نام نہین لیتا

یہ امر ہم کو ناگوار ہوا اور ہم نے اسکو مصیبت میں مبتلا کیا ابھی کیا مبتلا کیا ہے اور بہت مصائب اس پر نازل کرینگے
تباہ و غارت کر ڈالینگے اے سمندر میں نے جو یہ تقریر زبانی خداوند کے سنی میں نے عرض کیا کہ یا خداوند مجھکو
بھی اس سمندر شاہ کی مع اسکے ہمراہیوں کے صورت دکھا دیجئے تاکہ میں اسکو پہچان لوں اور اس کی
صحبت سے پرہیز کروں اگر کسی مقام پر مل جائے تو نہ ملاقات کروں کہ تم پر کیا غضب کرتے ہو تم نے
خداوند اول کو ناراض کر دیا ہے اور اسکے نائب کی بندگی کرتے ہو اور سب کو ترغیب دیتے ہو
بس یہ جو عرض کیا فوراً خداوند نے اشارہ کیا کہ ایک حجاب سا میری آنکھوں کے سامنے سے برطرف
ہو گیا تمام دنیا کی حالت نظر آنے لگی تمام دنیا کو میں نے اس طور سے دیکھا کہ گویا میرے پیش نگاہ
تھی جو جو اقالیم خدا پرستوں کے قبضہ میں تھے اور جو جو انھوں نے جنگ و پیکار کر کے حاصل کیے ہیں
سب خداوند نے مجھکو دکھا دیے فرمایا کہ یہ سب اقلیم میرے بندوں اور میرے نائبوں کے قبضہ میں
تھی جنھوں نے زیادہ غرور کیا میں نے ان پر عذاب نازل کر کے خدا پرستوں کے ہاتھ سے ہلاک کیا
خداوند نے سب کے نام بتلائے ایران یا الا باختر کوہ قاف باختر ترکستان زیر باد نگار ہماوار
الماس کشمیر وغیرہ یہ چند نام مجھکو یاد رہ گئے پھر خداوند نے سرندیپ خدا پرستوں کا ہے مجھکو دکھایا
اور فرمایا کہ یہی ایک ملک اہل اسلام کے قبضہ میں تھا اور انکا عبادت گاہ تھا اسی مقام پر
وہ میرا بندہ جو کہ خدا پرستی میں پیدا ہوا تھا اسی مقام سے اسنے خروج کیا ہم نے اس کی
نسل کو ایسی ترقی دی اور ایسا زور دیا کہ کوئی اسکے ہم پلہ نہ ہوا چنانچہ خداوند نے صاحبقران
اول یعنی حمزہ اول کو اور خواجہ اول یعنی عمرو اول کو دکھایا اور فرمایا کہ یہی عیار تھے جو کہ
بے بیک طرار تھے اور جس نے اپنا لقب زنبیل عطا شدہ کافران و سر بریدہ جادوگران مشہور
کیا تھا بھلا اسکی بھی یہ لیاقت تھی کہ یہ ایسے ایسے کام کرتا صرف ہماری قدرت تھی اور ہم کو
اسکا نام کرنا تھا بہت کچھ تعریف فرمائی اسکے بعد حمزہ صاحبقران کی بہت تعریف کی
پھر فرمایا کہ جب یہ دونوں خوب مقابلہ کر چکے اور انکے دل میں یہ امر پیدا ہوا کہ اب ہم سے
بڑھ کر کوئی نہیں ہے اور غرور کرنے لگے بس میں نے یہ امر انکے دل میں پیدا کیا کہ ایسا ہم
مقابلہ کریں بلکہ اپنے اصلی مقام جانے والا ہے پر سے جا ملیں میں نے وہی امر انکے دل
میں پیدا کیا اور انکی اولاد سے ایک کو صاحبقران کیا جو کہ صاحبقران ثانی یا میر ثانی کے
لقب سے مشہور ہوا اور خواجہ عمرو کی نسل سے ایک کو خواجہ ثانی یعنی عمرو ثانی کیا خداوند
نے ان دونوں کو بھی دکھایا اور شناخت کرایا کہ یہ صاحبقران ثانی و عمرو ثانی ہیں انکی بھی
بہت تعریف فرمائی اور سب خدا پرستوں کو دکھایا جو کہ تھے انکو دکھایا کہ ان لوگوں
نے دنیا پر راحت پائی میرے منکر و مغرور بندوں کو پریشان کیا میں نے انکو دوزخ میں
ڈال دیا اسپر یہ غضب ڈھلا کرینگا اے سمندر شاہ کہ وہ جو آہ آہ آرہی تھی میرے تو رو رہی
کڑکتے ہوئے اور میں کانپنے لگا تھا اور وہ جو نسل سے صاحبقران اول و ثانی کی ہم
مرتبے تھے وہ بھی سب دوزخ میں تھے اور اسی طور سے خواجہ ثانی و اول کی نسل کے
عیار بھی خداوند نے فرمایا کہ جب انھوں نے یعنی صاحبقران ثانی و عمرو ثانی نے طلسم ہوشربا
آئینہ انتظام ہاتھ کو جو کہ خدائی کرنے سے منکر و سرکش ہوا تھا اور سوا اسکے بہت کچھ
جانتا تھا تباہ کر کے اشراق جادو بادشاہ طلسم آئینہ کو قتل کیا اور تورج کو ادب

طلسم کو اپنے قبضہ مین کیا اور اسکو خبر ہوئی کہ آئینہ اندام شہ طاق کو گیا ہے تو اسکو بھی غرور ہوا بس
مین نے اسکو بھی مثل صاحبقران اول کے اسکے معبد کی طرف روانہ کیا یہی دل مین انکے بھی
ڈالدیا کہ وہ بھی اپنے معبد کو چلے گئے صاحبقران اول تو اکیلے گئے تھے مگر یہ مع ایک سو چالیس
عزیزون کے گئے تھے راہ مین انکے عزیزون نے بہت غرور کیا سو انکو مین نے اپنی قدرت سے
جلا دیا کہ انکو میرے بندون نے ایک مقام پر پاکر تمام صحرا مین آگ لگادی چونکہ ان مین
بہت سے ایسے تھے کہ وہ جل گئے اور بہت وہان سے بھی زندہ نکلے یہ صرف میری قدرت نمائی
تھی وہ خاص کعبہ جو کہ معبد انھون نے اپنا قرار دیا ہے گئے چنانچہ سمندر شاہ وغیرہ اور دیگر
ممالک کے بندون نے میری عبادت ترک کی تھی نہ طاق خدا کی بندگی کرنے لگے تھے اور یہ
لوگ مغرور بھی ہوگئے تھے بس مین نے اپنی قدرت سے بدیع الملک کو صاحبقران کر کے
اور خضران بن عمر ثانی کو مثل عمر اول کے خواجہ بنا کر وہی قوت صاحبقران کی بدیع الملک
کو عطا کی اور وہی مکاری خواجہ عمر کی خضران بن عمر کو مرحمت کی یہ لوگ بھی مثل انکے سب کے
ہین اور اسی خاندان سے ہین طرف شطاق کے روانہ کیا تا کہ اس اقلیم کو بھی غارت کرین اور
بہت سے ملک ہین انکو بھی کیونکہ یہ سب لوگ مجھسے پھر گئے ہین یہ فرمایا کہ وہ ملک دکھائے
کہ جو خداوند کی بندگی کرتے ہین اور وہ ملک دکھائے جو کہ مجھسے پھر گئے ہین انھین ملکون مین یہ ملک
تھے جو کہ تمھارے قبضہ مین تھے اور شہ طاق بھی تھا مجھسے فرمایا کہ تو نے سمندر کی اور
اسکے ہمراہیون کی خواہش کی بھی دیکھ لے بس یہ فرمایا کہ جو اشارہ کیا میرے روبرو تمھارے
دربار کی تصویر نظر آئی تم تخت پر بیٹھے ہوئے تھے سب اہل دربار حاضر تھے بہت سے
لوگ تھے سب کو مین نے پہچان لیا خداوند نے نام بتائے کہ یہ جو تخت پر بیٹھا ہے یہ سمندر شاہ ہے
اور یہ جو برابر تخت کے کرسی پر ہے یہ اسکا استاد ہے اور نام اسکا غشاقی ہے مگر دانشمند ہے
پہلو نشین تھا جب ہم جو اس کو بالا سے آسمان آئے تو اسنے دنیا کو ترک کیا اور گوشہ نشینی
اختیار کی چنانچہ جب اسنے ہم کو گوشہ نشین ہوا اسنے سمندر کو دیگر لوگون کو تعلیم کیا اب یہ
محبت مین سمندر کے حجرہ کو ترک کرکے آیا ہے باوجودیکہ میرا پہلو نشین ہے مگر پھر بھی امیر کے
دل میں ڈر اور قائم ہے سے واقف نہیں ہے اور نہ سمندر کو نصیحت کرتا ہے کہ یہ کیا کرتے ہو خیر اسکے
بعد اور اہل دربار کو دکھایا اور ہر ایک کے نام بتائے بہت سے اسوقت اس مقام پر
موجود ہین اور بہت سے نہین ہین اسوقت یہان نہین تھے تم سب کو پہچان لیا اسی سبب سے تو
مین نے غشاقی سے تم صاحبقران صاحب سلامت کی اور خواجہ عمر سے پرسی کی اور سمندر سے ہین اسوقت
سے اسی فکر مین تھا کہ کسی صورت سے تم سے ملاقات ہو مین تم کو اس حال سے آگاہ
کرون مگر مہلت نہ ملتی تھی کہ مین تمھارے پاس آتا آج حسن اتفاق سے ملاقات ہوگئی
پھر جب مین گیا خداوند نے تمھارا ذکر فرمایا اور بہت شکایت فرمائی اور جو واقعات گذرے
سب بیان فرمائے کہ یہ گذرا اور یہ گذرا چنانچہ جو کچھ وہان سے شہر تک سے لیکر اور یہانتک
تمکو حال گذرا ہے سب مجھکو معلوم ہے اسکو تو بیان کرون یہ فضول ہے بات کیا ضرور ہے
ہے کہ مین بیان کرون بیوی تمھاری زبان سے مشتاق ہون ابھی کل کا واقعہ ہے کہ
کل مین حضور خداوند مین حاضر تھا خداوند نے تمھارا ذکر کیا پہلے تو بہت تعریف فرمائی

اُسکے بعد شکایت کی اور فرمایا کہ مین کبھی ناراض نہوتا مگر اُسکی اس حرکت سے کہ اُسنے مجھکو بالکل فراموش کردیا
میری بندگی ترک کی خصوصاً استاد کی تمھارے بہت تعریف فرماتے ہین جب مین جاتا ہون یہی ذکر
ہوتا ہے اب برس ڈیڑھ برس سے دوسرا ذکر نہین ہوتا ہے چنانچہ کل افسوس فرما رہے تھے کہ جیسا ہے
سمندر رخ جو اب غفلت سے نہ بیدار ہوا اور اُسنے اپنی حرکت نہ چھوڑی چنانچہ مین نے یہ تقدیر کردی
کہ وہ تباہ ہوا اور اُسکا ملک اہل اسلام کے قبضہ مین جاسکا اُس پر کیا منحصر ہے شہ طاق بھی تباہ
ہوگا اور یہ سب ملک اہل اسلام کے قبضہ مین جائینگے فرمایا کہ مین تجھکو خبر دیتا ہون ان سب امرون
کی اور اس امر سے بھی آگاہ کرتا ہون کہ کل تجھسے اور سمندر رشاہ سے ایک مقام پر ملاقات
ہوگی تو اُسکو آگاہ کردینا مین نے لاکھ لاکھ دریافت کیا کہ کس مقام پر اور کیونکر مین تو جانتا تھا کہ
مجھکو اپنے امورات دنیوی سے مہلت نہ ہوگی پھر سمندر رشاہ سے کیونکر ملاقات ہوگی مین ایک
مدت سے قصد کررہا ہون اتفاق نہین ہوتا مگر مین نے بسبب اس امر کے کہ حکم خداوندی ہے
اور جو یہ فرماتے ہین وہ ہوتا ہے اس امر پر اصرار کرنا زیبا نہین ہے چنانچہ خاموش ہو رہا خداوند
نے فرمایا کہ ایک بہت بڑا دوست ہمارا ہمارے پاس کل آئیگا ہم اُسکے بہت مشتاق ہین
بہت عرصہ بھی ہوا کہ ہم نے اُسکو دیکھا نہین ہے ہم اُسکو بہت دوست رکھتے ہین اور وہ ہم کو
ایسا تو کوئی نہین ہے جو اُسکے برابر ہو مین نے اور دیگر خداوندون نے عرض کیا کہ ہم کو بھی آگاہ
فرمائیے کہ وہ کون ہے تاکہ ہم اُس سے آگاہ ہون فرمایا کہ اسقدر لوگ میرے یہان میرے پاس ہین
اُنہین بھی کوئی اُسکے برابر نہین ہے ہم کو اُسکا اب دنیا پر رہنا بہ نہایت شاق ہے ہم کل اُسکو طلب
کرینگے بدون اُسکے ہماری صحبت بدرنگ و بدمزا ہے یہ فرماکر فرمایا کہ تم لوگ اُسکے نام کے
مشتاق ہو سنو اُسکا نام ملکہ الوان شہ طاقی ہے یہ فرماکر ایک تصویر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ
دیکھ لو یہ اُسکی تصویر ہے ہم سب نے دیکھا اور عرض کیا کہ یہ خداوند کی بہت دوست ہے فرمایا کہ ہان
بہت دوست ہے اُسنے میرے لیے ترک دنیا کی ہم بھی اُسکو دوست رکھتے ہین یہ فرماکر عشاق شہ طاقی
و ملکہ شعلہ سے فرمایا کہ تم اے عشاق نہ پریشان ہو اپنی بہن کے لیے ہم کل اُسکو یہان طلب کیے لیتے
ہین ہم خود اُسکے مشتاق ہین عشاق نے کہا کہ مین عرض کرنے والا تھا کہ حضور میری ہمشیرہ کو یا تو
طلب کرلین یا مجھکو اُسی مقام پر پھر روانہ فرمائیے کیونکہ مجھکو اب اُسکی جدائی بہت شاق ہے خداوند
نے فرمایا کہ ہم طلب کیے لیتے ہین وہ دنیا پر بہت رہ چکی یہی کلمہ شعلہ سے فرمائے کہ مین تیری لوا
کو دنیا پر سے بلائے لیتا ہون تیری بھی کیا رائے ہے ملکہ شعلہ نے بھی کہا کہ مجھکو اُسکی مفارقت نہایت شاق
ہے یہ تو آپ نے خوب ارشاد کیا مین خوش ہوگئی یہ سُنکے مجھسے خداوند نے الوان کی بہت تعریف
کی مین اُس الوان کی ملاقات کا بہت مشتاق ہوا مین نے خداوند سے عرض کیا کہ اگر آپ ملکہ
الوان کے مکان کا نشان مجھکو تعلیم فرمائین تو مین ضرور اُنسے پردۂ دنیا پر ملون ارشاد کیا کہ اسکی
مرتبہ جو تم آوگے تو تم سے اسی مقام پر ملاقات ہوگی تم بھی اُنکی صحبت سے بہت خوش ہوگے
مین نے عرض کیا اگر مین پردۂ دنیا پر ملاقات کرون تو کیا نقصان ہے فرمایا کہ آج کل اُسکے مزاج
مین کچھ فتور ہوگیا ہے دماغ خراب ہوگیا ہے وہ بہت بیہودہ بکتی ہے مثل دیوانون کے اُسکی تقریر
ہے کوئی اُسکی ملاقات کے قابل نہین ہے یہان جب وہ آئیگی تو پھر اُسکا دماغ اصلاح پر
آجائیگا اُس وقت یہ اس کے لائق ہوگی کہ کوئی اس سے ملے ابھی وہ اس لائق نہین ہے

اسی سبب سے اور مین اُسکو بلائے لیتا ہون اے سمندر شاہ مین یہ تقریر سُنکے خاموش ہو رہا خداوند
بہت تعریف الوان کی فرمایا کچھ بعد تھوڑے عرصہ کے مین رخصت ہو کر چلا آیا مگر مجھکو خیال تھا کہ
خداوند نے فرمایا ہے کہ کل تم سے اور سمندر شاہ سے ملاقات ہوگی دیکھئے کیا سبیل ملاقات
کی نکلتی ہے چنانچہ مین آج ایک ضرورت سے اِدھر کو روانہ ہوا راہ مین یہ واقعہ پیش آیا تم سے
ملاقات ہوئی چنانچہ خداوند کا فرمانا راست ہوا کیون نہ ہوتا خداوند ہین بھلا کیونکر دروغ ہوتا
میرا تو یہ واقعہ ہے مجھکو خداوند بہت مانتے ہین مین نے اپنی کل حالت بیان کی اب تم اپنی حالت
بیان کرو اور جو مین تم کو کہتا ہون کہو اور یہ بیان کرو کہ تم اسوقت اس مقام پر کیون آئے ہو کیا شکار
کے لیے اور یہ مجمع کیسا ہے اور یہ فوجین کیسی صف بستہ کھڑی ہین اور یہ ہوا پر کیون تفرقہ ہے کہ
کوئی ادھر سے نہ جانے پائے ساحر مقرر ہین وہ بالائے ہوا بندوبست کر رہے ہین اسقدر
ہم تخفیف کیون ہے یہ ہزارون آدمی تیر و کمان لیے ہوئے کیون مستعد ہین اسکا کیا سبب ہے سمندر
نے کہا کہ مین اسکا کیا حال بیان کرون آپ میرے حال سے بخوبی واقف ہین لقمان ثانی نے
ایسی کچھ تقریر کی کہ سب کو اعتقاد ہو گیا ہر ایک اپنے اپنے دل مین اپنے مقام پر کہنے لگا کہ یہ
بڑے مقرب ہین سب حال انھون نے بیان کر دیا عشاق اس امر سے حیران تھا کہ مین تو انکو
جانتا نہین ہون یہ میرے نام سے کیونکر آگاہ ہوئے اب اُسکو بھی معلوم ہوا کہ یہ سبب ہے
کہ میرے نام سے واقف ہوئے کہ خود خداوند نے اپنی زبان سے فرمایا اور میری تعریف کی اپنے
ذریعے سے کچھ باتین جو کہ میرے دل مین ہین مین خداوند کی خدمت مین عرض کرا کے مجھے کا عذر و
معذرت کرونگا عشاق کو خوب اعتقاد ہو گیا ہے اور سمندر تو آنکھین بچھائے دیتا ہے کہ
لقمان ثانی نے کہا کہ اے سمندر جلد ہی بیان کرو کچھ عرصہ ہوتا ہے مجھکو اپنی ضرورت سے جانا
ہے اور وہ ضرورت بہت شدید ہے دیکھئے جس چیز کی تلاش کو نکلا ہون کہان ملتی ہے صحرا صحرا
پھرونگا ہر کسی سے کلام کرونگا اور رفتہ رفتہ کرونگا یہ جو لقمان ثانی نے کہا اور کہا کہ زیادہ
اصرار جو اس امر مین کرتا ہون اسکا سبب یہ ہے کہ خداوند سب حالات جو کہ میرے اوپر
گذرتے ہین سب دریافت فرماتے ہین واقف ہوتے ہین مگر میری زبان سے سننے کے
مشتاق ہوتے ہین تو بیان کرونگا کہ اس مقام پر سمندر سے ملاقات ہوئی سمندر اس کام مین مصروف تھا
اس قدر تجھ کو تعجب ہے سمندر نے سُنکر تو سمندر نے کہا کہ آپ میری طرف سے بہت بہت
عذر کیجئے گا اور میری جانب سے عرض کیجئے گا کہ سمندر نے دست بستہ عرض کیا ہے کہ میری خطا
کو معاف فرمایئے اور میرے حال پر رحم فرمایئے اب مجھ سے ایسی خطا نہ ہوگی یہ امر مجھ سے
نادانستگی مین ہو گیا آپ کریم ہین رحیم ہین آپ پر ہر ایک کا حال روشن ہے ہر ایک کے
دل کا حال بخوبی آپ جانتے ہین ہر ایک کے حال سے بخوبی ماہر ہین بس میرے اوپر
رحم فرمایئے میرے قصور کو معاف و عفو فرمایئے مین اپنے گناہون سے بہت شرمندہ
ہون اب ایسے خیال کبھی نہ کرونگا جو مجھکو حکم ہو وہ مین کرون میرے اوپر سے اس بلا کو دفع
فرمایئے مجھکو اسقدر قوت عنایت فرمایئے کہ مین اہل اسلام پر غالب آؤن اور انکو
قتل کرون اور اپنے شہر سے نکالدون لقمان ثانی نے جواب دیا کہ اے سمندر تم نے تو
اسوقت وہ مثل کی کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان مین کہتا کچھ ہون جواب تم کچھ

رہتے ہو پہلے اپنی حالت تو بیان کرو اور اس واقعہ کو بیان کرو پھر جو تم کہو گے مین خداوند سے عرض
کرونگا اگر لائق عرض کرنے کے ہوگا اور تم کو تدبیر بھی بتاؤنگا اور طریقہ بھی کہ جو باعث تمھاری
اچھائی بہتری کا ہوگا بس اُسوقت سمندر نے ابتدا سے اور اس مقام تک سب حال مجملاً
بیان کیا کہ ایوان کو خواجہ ثالث نے اسیر کر لیا اور پھر اقرار لے کر اپنے اسیرون اور مبتلائے سحر
کو رہا کر کے چھوڑ دیا اور جو جو واقعے اور معرکے گزرے سب بیان کیے اور کہا کہ یہ آفتین مجھ پہ
اُسدن سے نازل ہوئین ہین جس دن سے اہل اسلام اس طرف آئے ہین اور اُنکا قدم آیا ہی مین ان
آلام مین مبتلا ہون لقمان ثانی نے فرمایا کہ یہی سب امر خداوند نے فرمائے تھے ہر ہفتہ کو یہی ذکر
ہوا کرتا ہی کہ یہ جملہ حالت گذری ہین اُن سے سُن چکا ہون اور اب تم سے بھی سُن لیا مگر تم نے
اس مقام پر آنا اور اس مجمع کا ہونا نہین بیان کیا اسکو بھی بیان کرو سمندر نے جواب دیا کہ عرض
کرتا ہون آپ سے کوئی امر پوشیدہ نہ کرونگا کیونکہ آپ سے پوشیدہ نہین رہے گا آپ پر
ظاہر ہوگا اور آپ ایسا مقرب بارگاہ خداوندی کہان مجھکو ملے گا اور کون آپ سے بہتر
ہوگا کہ جو مین اُس سے عرض کرونگا اُس پر ظاہر کرونگا آپ تو میرے مقدر سے مجھکو ملے
اب میرے دن اچھے آگئے ہین نصیبہ نے یاوری کی ہے لقمان نے جواب دیا کہ اس تقریر سے
کچھ حصول نہین ہی تم اپنی تقریر کو بیکار طول دیتے ہو جلد بیان کرو مجھکو جانا ہی میرا ہرج ہو
رہا ہی یہ جو لقمان نے کہا اُسوقت سمندر نے کہا کہ جب مجھکو خبر ہوئی کہ ایوان سے اور خواجہ
سے کچھ اقرار ہوا ہی مین نے جو اپنے مقام پر دریافت کیا تو یہ معلوم ہوا کہ ایوان نے خواجہ
سے اقرار کیا ہی کہ مین مطیع اسلام ہوئی آپ کی شراکت کی مین نے اپنا مذہب قدیم ترک
کیا مگر ایک شرط کے ساتھ اگر آپ اسکو قبول کرینگے ایوان نے خواجہ سے یہ شرط کی کہ
مین آپکی شریک تو ہوئی مگر شرط یہ ہی کہ آپکی شریک ہوکر سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی
اُسکے سوا تمام جہان سے مقابلہ کرونگی اور نہ اُسکی شریک ہوکر آپ سے مقابلہ کرونگی اول
تو میرے اور اُسکے اب شراکت کیسی اور باہم ملاقات کیسی وہ کافر مین مطیع اسلام ہین
یہ اقرار مدار ہوئے اُسوقت خواجہ نے ایوان کو رہا کیا ایوان نے جو دریا سے سحر بنایا
تھا مٹا دیا سب کو جو جو اسمین قید تھے رہا کر دیا صاحبقران پر سے اپنا سحر اُتار لیا یہ سب
بند و بست کر کے اپنے شہر چلی گئی اس امر کا خیال ذہن اقدس مین رہے کہ نہ ایوان میری
ماتحت ہی نہ باج گذار ہی بلکہ ایک خود سر بادشاہ تھی کبھی اسنے کسی کو خراج نہین دیا نہ اسکے
بھائی نے ہمیشہ ساتھ خود سری اور سرکشی کے حکومت کی میرے اوپر کیا موقوف ہی
خداوند کو خراج نہین دیتی تھی اُسنے ہمیشہ برسر فساد رہتی تھی مگر مجھ سے از حد ملاقات تھی
اور مجھ سے الفت کرتی تھی اس سبب سے میری اگر شریک ہوئی تھی دوسرے اپنے
بھائی کے اور نانی کے خون کا عیوض اُنکے قاتلون سے لینے کو آئی تھی کہ یہان اُس پر
یہ آفت گذری اور اُسنے جو یہ اقرار خواجہ سے کیا کہ مین سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی صرف
میری محبت اور یہ سبب میرے خوف سے کہ بس جسوقت اپنے مقام پر پہونچی اسوقت اپنے
شہر کا بادشاہ اپنی بہن کو کیا اور خود تارک دنیا ہوئی گوشہ عزلت اختیار کیا جب مجھکو
یہ سب حال معلوم ہوا مجھکو بڑا غصہ آیا مین نے اُسکو بذریعہ رقعہ کے طلب کیا ایوان

نے عذر کیا کہ مین آ نہین سکتی ہون چلہ کشی کی ہی چونکہ مجکو تو معلوم تھا کہ اسنے فقرہ کیا ہی مین نے دوسرا رقعہ
تحریر کیا اُس مین بہت کچھ لجاجت کے کلمے تحریر کیے جس کے سبب سے وہ آج صبح کو میرے دربار
مین آئی پہلے مین نے بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ میری کمک کرو اور مطیع اسلام نہو اور اہل اسلام سے
مقابلہ کرو مگر الیوان نے انکار کیا ہرگز ہرگز نہ راضی ہوئی مین نے بہت دھمکایا خوف دلایا مگر راضی نہ
ہوئی یہان تک مین نے کہا کہ مین تجکو قتل کرونگا اُسنے کہا کہ مجکو کچھ خوف نہین ہی مین کسی امر سے
نہین ڈرتی ہون مجکو اپنی جان کا خوف نہین ہی جو تیرا جی چاہے وہ کر مین اپنے قول سے نہ پھرونگی
نہ اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی نہ یہ امر ترک کرونگی کہ مین مطیع اسلام ہون اور مذہب کفر مین مبتلا
ہون بلکہ مذہب اسلام مذہب حق اور دین برحق ہی اور بہت سی تعریف مذہب اسلام کی کی اور
نہایت درجہ مذمت تمام مذہبون کی کی اُسکی اُسوقت کی تقریر سنکے مجکو بہت غصہ آیا مین نے
حکم اسیر کرلینے کا دیا سب نے اسیر کرلیا مین نے اُسوقت تمام شہر و بیرون شہر منادی کرادی
کہ ایک مجرم سرکاری گردن مارا جائیگا جس کو تماشہ دیکھنا ہو وہ آئے چنانچہ مجمع وہی ہی مین نے
الیوان کو زندان خانہ مین قید کیا چونکہ سہ پہر کا وقت مقرر کیا تھا اور یہی مقام ہی بس مین بموجب
حکم کے یہان آیا یہان آکر سب اہل شہر کو جمع پایا چونکہ الیوان کے مددگار بہت ہین اسکے
عزیز بہت سے ہین اسکے پاس لشکر ہی دوسرے اب تو اسکی کمک اہل اسلام کرینگے انکا لشکر
بہت ہی اس خوف سے کہ کوئی رہا کر نہ لے جائے مین نے بندوبست کیا اور یہ سب لشکر
صف آرا کیے اور یہ سب تیر و کمان لیے ہوئے اُسکو تیرباران کرنے کو میرے حکم سے لیس ہین
اور مین نے بالاے ہوا اس لیے یہ بندوبست کیا تھا کہ شاید کوئی ساحر یہان آکے یہ بندوبست
دیکھ کر کہ یہان سے لیکر نکلنا بہت دشوار ہی بس بالاے ہوا آئے اور ایک مرتبہ زمین پر آئے
اور رہا کر لے جائے تو خرابی ہو اس لیے بلندی کا بھی بندوبست اس طور سے کیا بس مین ایک
حکم دیچکا تھا جلاد اُسکو لے کر چلا تھا مجکو یہ انتظار تھا کہ یہ چبوترۂ ریگ پر پہونچ جائے
قریب دار تو دوسرا حکم دون کہ ساحرون نے آکر آپ کا حال بیان کیا مین اُسی طور سے چھوڑکر
آپکی خدمت مین حاضر ہوا اب جب آپ تشریف لے جائینگے تو مین اُسکا پورے طور سے
بندوبست کرونگا یہ میرا واقعہ ہی جو مین نے عرض کیا جب نعمان ثانی نے سمندر کی تقریر
سُنی اور حال سے واقف ہوئے جواب دیا کہ تمھاری تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ وہی
الیوان ہی جس کا ذکر خداوند فرماتے تھے وہ تو فرماتے تھے کہ میری بڑی دوست ہی تمھارے
بیان سے تو یہان دوسرا امر ثابت ہوتا ہی مگر یہ بھی تو فرمایا تھا کہ دیوانی ہو گئی ہی مجکو اس
امر سے شک گذرتا ہی کہ تم نے کہا کہ اسکے بھائی مشتاق نہ طاقی و ثاقی شعلہ جادو کے
خون کا عوض اہل اسلام سے لینے آئی تھی اور تم نے نام بھی پورا اُسی الیوان کا لیا جس طور سے
خداوند نے فرمایا تھا کہ ملکہ الیوان نہ طاقی بس مجکو شک ہوتا ہی ذرا اسکو میرے روبرو بلوا
لو کہ مین دیکھون کہ کون ہی کیونکہ مین تو خداوند کی خدمت مین بہت رہ چکا ہون سمندر نے
جواب دیا کہ ایک نام کے بہت سے انسان ہوتے ہین کوئی امر شک کا نہین ہی شاید
اسکے بھائی کا نام بھی وہی ہو اور نانی کا اور اسکا بھی جیسا کہ خداوند نے فرمایا کہ یہ وہ
الیوان نہین ہی جس کی خداوند تعریف کرتے تھے بس کیا ضرورت ہی کہ مین ایسے مجرم کو آپ

کے روبرو طلب کرون جوکہ خداوندون کو برا بھلا کہتا ہو جوکہ اپنے قلب کو ناگوار گذرے اور کانون کو
برا معلوم ہو جوکہ اپنے خداوندون کی برائی کرتا ہو جوکہ برہمی کا سبب ہوا اور آپ کو بھی ناگوار ہو
اور غصہ آسکے دو تو ایک بہانہ ہے ضرور ندامت اور لعن کرنیکی کیا ضرورت ہے کہ بلا کر اور برا بھلا
کہلوائیے یہ میرے نزدیک گویا اس امر کے موجد ہم ہونگے اور لوگ کہینگے کہ یہ لوگ جان کر اپنے
خداوندون کو برا بھلا کہلواتے ہین راوی نے بیان کیا ہے کہ سمندر کا اس تقریر سے منشا یہ تھا کہ یہ وہی
الوان ہے جس کی خداوند لقمان ثانی سے تعریف فرماتے ہین پس اگر لقمان ثانی نے پہچان لیا اور
کہا کہ اسکو رہا کردو تو میرے حکم مین خلل ہوگا اور سیاست مین فرق ہوگا اگر مین نے ان کے کہنے پر
عمل نہ کیا تو یہ ناراض ہونگے انکو ناگوار ہوگا اور فی الحال اُنسے ایک ضرورت ہے یہ اُس مین کمی کرینگے
بلکہ خداوند سامری و جمشید سے شکایت کرینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ مین سامنے طلب ہی نہ کرون یہ امر اپنے
دل مین خیال کرکے یہ تقریر کی تھی اور کہا میرے نزدیک اُسکا طلب کرنا آپ کے روبرو اچھا نہین ہے
ورنہ جیسی مرضی لقمان ثانی نے کہا کہ تم طلب تو کرو یہ خوب ہے نہ کرو کہ کوئی رہا کرلے جائیگا وہ میرے
روبرو برا بھلا نہ کہیگا مین اُسکو نصیحت کرونگا کچھ عجب نہین کہ مان جاے سمندر نے
کہا کہ بہت خوب یہ کہکر حکم دیا کہ الوان کو یہان اُسی طور سے لے آؤ یہ حکم پاکر چوبدار چلا اُدھر جلاد
اسکو چبوترے تک لے کر پہونچا تھا زیر دار بیٹھایا تھا حکم ثانی کا منتظر تھا کہ پہونچے اور ریسمان دار
پر کھینچون اور حکم ثانی سنتا آیا مین نے کام تمام کیا کہ اتنے عرصہ مین چوبدار پہونچا اور اُسنے کہا کہ مجرم کو بادشاہ
نے طلب فرمایا ہے جلاد نے کہا کیون اُس چوبدار نے کہا کہ تم کو اس سے کیا غرض لے چلو چوبدار
سے یہ سنکے سر اُسکے زنجیر کا پکڑ کر داروغہ زندان الوان کو لیکر چلا اُسطرف جدھر سمندر مع اہل دربار
لقمان ثانی کے بیٹھا ہوا تھا یہ تو قیدی کو لیکر آتا ہے اُدھر سمندر نے کہا کہ اب مین آپ سے
عرض کرتا ہون کہ کوئی تدبیر ایسی فرمائیے کہ خداوند مجھ سے خوش ہون اور میری خطا کو معاف کرین
اور بلا کو میرے سر سے دفع فرمائین مجھ سے قصور تو ضرور ہوا لقمان ثانی نے کہا کہ مین اب کی
مرتبہ جو ہفتہ کو عشرت خداوند مین جاؤنگا تمھاری سب حالت بیان کرونگا اور بہت کچھ کہون گا
سفارش بھی کرونگا جہانتک مجھ سے ممکن ہوگا مگر تم ایک کام کرو کہ اپنے کل حال کی ایک عرضی
تحریر کرو اُس مین کل حال ہوا اور بہت کچھ عذر و معذرت کیا کرو اور آج سے خداوند سامری و جمشید
کی بندگی بہت سے شروع کرو تاکہ خداوند تم سے راضی ہون اور خوش ہون اُنکا یہ غصہ برطرف ہو
اور مین بھی کہونگا بلکہ تم عرضی تحریر کرکے مجھکو دو مین خود پیش کرونگا سوا اسکے اس تدبیر کے کوئی
دوسری تدبیر نہین ہے سمندر نے کہا کہ یہ راے آپکی بہت عمدہ ہے مگر یہ تو فرمائیے کہ
مجھکو کیونکر حال معلوم ہوگا کہ خداوند نے کیا فرمایا میری عرضی ملاحظہ فرمایا کیونکہ اب آپ سے
ملاقات ہونا غیر ممکن ہے لقمان ثانی نے جواب دیا کہ جو کچھ حال ہوگا مین تم کو بذریعہ تحریر کے
اطلاع دونگا مگر اس ہفتہ مین خداوندون کی بندگی بہت اچھی طرح سے کرنا جوکہ اُنکی خوشنودی
کا سبب ہو سمندر نے جواب دیا کہ جیسا آپ نے فرمایا ہے ویسا ہی کرونگا یہی کہہ رہا تھا کہ داروغہ
زندان الوان کو لیکر حاضر ہوا اُدھر اہل مجمع مین غل و شور ہوا کہ بادشاہ نے پھر قیدی کو
طلب کیا اور ایک مرتبہ سب اہل مجمع چلے کہ ذرا بڑھ کر سنین کہ قیدی سے اور بادشاہ سے کیا
تقریر ہوتی ہے یہ جو حال سوارون نے دیکھا سب لوٹ گئے وہ لوگ رکے رہے مگر یہ حال ہوا

کہ بعض بعض محل سے گئے کچھ گر پڑے اُس پر بھی دو ایک دب دبا کر پہونچ گئے اور آ آ کر پکڑ کر کھڑے ہوئے
ایسے مقام پر کہ جہاں سے تقریر سُنائی دے اور کوئی ہم کو بھی نہ دیکھے اُنھوں نے دیکھا کہ سب
اہل دربار موجود ہیں بادشاہ تخت پر متمکن ہے مگر ایک نیا شخص حکیم وضع برابر تخت بادشاہ کے بیٹھا ہوا
ہے تخت پر اور بادشاہ اُس سے ہم کلام ہے یہی دیکھ رہے تھے اور کلام سُن رہے تھے کہ قیدی
گرفتار ہو چکا سمندر نے لقمان ثانی سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے ایوان حاضر ہے اُدھر ایوان نے
دیکھا کہ سب ہی لوگ ہیں مگر ایک شخص حکیم وضع سمندر کے تخت کے برابر ایک تخت پر
بیٹھا ہوا ہے اور اُسکی سب عزت و آبرو کر رہے ہیں ایوان نے بغور دیکھا اور سر جھکا لیا مگر ایوان
کی یہ حالت ہے کہ بالکل ہراس نہیں ہے چہرہ پر آثار مسرت ہیں گویا اُسکو قتل ہونے کی خوشی
ہے ایوان تو یہ دیکھ رہی تھی جو لوگ اس مقام پر بیٹھے ہوئے تھے باہم اشارے کر رہے
تھے کہ تم لوگ دیکھتے ہو ایوان کو بالکل اپنے مرنے کا ہراس نہیں ہے بلکہ خوش ہے ہم نے
آج تک ایسا کسی کو نہیں دیکھا حاضرین میں تو یہ تقریر اشاروں میں ہو رہی ہے اُدھر
جب سمندر نے لقمان سے کہا لقمان ثانی نے بغور ایوان کی طرف دیکھا اور کہا کہ
قیدی کو میرے قریب لاؤ داروغہ ایوان کو قریب لایا اب لقمان نے دیکھ کر کہا کہ اے سمندر
یہ تو وہی ایوان ہے کہ جسکی تعریف خداوند فرماتے تھے اور بہت اسکی ملاقات کے مشتاق ہیں
تم نے بڑا غضب کیا کہ خداوند کے دوست پر ایسا ظلم ہیچ کیا اسی سبب سے خداوند تم
سے ناخوش ہیں بڑی خرابی ہوئی تھی کہ اگر میں تمھارے کہنے پر عمل کرتا تو یہ قتل ہو جاتی
اور تم پر اس سے زیادہ عتاب خداوندی نازل ہوتا جب کہ تم یہ جانتے تھے کہ یہ آج کل
دیوانی ہو گئی ہے اس کے کسی فعل کا اعتبار نہیں ہے تو تم نے یہ ظلم اس پر کیوں کیا سمندر نے
عرض کیا کہ مجھکو کیا معلوم کہ یہ دیوانی ہو گئی ہے اگر یہ معلوم ہوتا تو میں کیوں ایسا کرتا اب آپکی زبانی
معلوم ہوا ہے اور یہ آپکے روبرو موجود ہے آپ ایوان سے کلام فرمائیے جس طور سے چاہیے سمجھائیے لقمان
نے یہ سنکے سمندر کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر ایوان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے ایوان سلام علیک
اچھی تو رہیں ایوان جب سے یہاں آئی ہے سر جھکائے کھڑی ہے نہ اسنے کسی کو سلام کیا نہ کچھ
کہا تو اسنے ایک نظر سب کو دیکھ لیا تھا پھر جو سر جھکایا تو سر نہ اٹھایا یہی خیال اسے
دل میں کر رہی تھی کہ یہ بھی کوئی گنوار اور مرید ہے جو برابر تخت سمندر کے تخت پر بیٹھا ہے اگر
اسنے کچھ کلام مجھ سے کیا تو میں بھی صاف صاف جواب دونگی یہ تو اس خیال میں غرق تھی
اُدھر لقمان نے سلام کیا اسنے یہ بھی نہ خیال کیا کہ کون سلام کرتا ہے جواب بھی نہ دیا سمندر نے
کہا کہ دیکھا آپ نے اسکی حرکت کو کہ آپ نے سلام کیا اسنے جواب بھی نہ دیا ایسی طور سے
کھڑی ہے سر نیچی لقمان نے کہا کہ اُسکی حرکت پر خیال نہ کرو تم سے کیا غرض اب میرے اس کے
تقریر ہو گی میں جانوں اور ایوان سمندر خاموش ہو رہا کہ پھر لقمان نے کہا کہ اے ایوان
ہم نے تم کو سلام کیا اور تم نے کچھ جواب نہ دیا کس خیال میں غرق ہو سر اُٹھا کر ہم سے
دو دو باتیں کر لو ایوان نے پھر جواب نہ دیا خاموش کھڑی رہی تیسری مرتبہ جب لقمان
نے اسی تقریر کو اپنی پھر بیان کیا تو سر اٹھا کر دیکھا اور مسکرا کر کہا کہ کیا بک بک کر کے دماغ
کھاتا ہے میں نہیں پہچانتی ہوں کہ تم کون ہو اور کیوں سلام کرتے ہو میں تم لوگوں سے

سلام کے جواب دینے کے لائق نہین ہون کیونکہ تم کافر ہو اور مین مطیع اسلام لیس مین دنیا کو ترک کر چکا ہون
اہل دنیا سے کیا مجکو مطلب مین اپنے معبود کی طرف لو لگائے ہوئے ہون اوسکی طرف اپنے قلب کو
رجوع کیے ہوئے ہون خداوند کریم خواجہ کی عمر مین ترقی عطا فرمائے کہ جنھون نے مجکو ضلالت سے
نکال کر راہ ہدایت پر پہونچایا باغ بہشت کی سیر کا مشتاق کیا ایسی حالت مین مین تم ایسے سگان
دنیا و کافران دنیا کی بات کا کیا جواب دون مجکو بیکار یہان طلب کیا ہی اگر یہ خیال ہو کہ مین تم لوگون
کے سمجھانے اور نصیحت کرنے سے مان جاؤن اور سمندر کی شراکت کرون اور اپنے راہنما اور
محسن و دیگر اہل اسلام سے سمندر مرتد کے شریک ہوکر مقابلہ کرون یہ غیر ممکن ہی ایک جان ہی جسکا
جی چاہے وہ لے لے خواہ سمندر خواہ کوئی اور مجکو اسکا خوف نہین ہی کیونکہ دنیا چند روزہ ہی یہان
کسی کو قیام نہین ہی سب کو فنا ہی سوائے ذات باری تعالی کے جب کہ یہ امر ثابت ہی تو پھر کیون
ایسی غفلت کی جاوے اور اپنی عمر عزیز بیکار حالت کفر مین رائگان کی جائے جس کا انجام
یہ ہو کہ سوائے نار سقر مین جلنے کی دوسری صورت نہو یہ کونسی عقل کا مقتضا ہی کہ بندون
کو خدا خیال کرین وہ بندے جو کہ بالکل اپنے حال سے باہر نہ ہون اور مثل ہمارے اونکے بھی
افعال ہون یہ صفت خدا کی نہین ہی یہ جو تقریر ایوان سنکی سب خاموش بیٹھے رہے مگر
ہر ایک کو غصہ بہت آیا اور ہر ایک نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ کلمات اسوقت لقمان نے
ایوان کو رو برو طلب کر کے ہم سب کو سنوائے سمندر بیٹھا ہوا تاؤ پیچ کھا رہا ہی مگر بسبب
لقمان ثانی کے لحاظ کے کچھ جواب نہین دیتا ہی غصہ از حد ہی بار بار لقمان کی طرف دیکھتا ہی
اور خاموش ہی صرف اتنا تو کہا کہ یہ کلام آپ کے سبب سے سننے مین آگئے اب جلد اس سے
تقریر کیجیے جو کچھ آپ کو کرنا ہو کیونکہ ہمکو ان کلمات کے سننے کی تاب نہین ہی لقمان نے
بہ نگاہ قہر سمندر کی طرف دیکھا اور کہا کہ مین تمھاری بہتری کا خواستگار ہون اور چاہتا ہون کہ تم اس
امر سے بچو اور خون ناحق مین مبتلا ہو اور تم سے خداوند ناخوش نہ ہوئ تم کو یہ امر اگر ناگوار ہی
تو لو جانے دو جو تمھارا جی چاہے وہ کرو مین جاتا ہون دراصل مجکو کیا غرض کہ مین پرایا قصہ
اپنے سر مول لون اور جھگڑے مین پڑون مین کیون یہان بیکار اپنی اوقات برباد کرون سچ
ہی کہ نیکی کا زمانہ نہین ہی جس کے لیے نیکی کرو وہ یہی جانتا ہی کہ ہمارے لیے برائی کرتا ہی یہ نہین
جانتا تھا اور کہان بلا مین مبتلا ہو گیا وہان لوگ میرے منتظر ہونگے یہ جو لقمان نے کہا سمندر
کا دم نکل گیا اور کہا کہ مجھ سے خطا ہوئی معاف فرمائیے اب ایسی خطا نہ ہوگی جو امر میرے
حق مین بہتر ہو وہ کیجیے لقمان نے کہا کہ نہین مجکو کیا ضرورت ہی کہ جو امر تم کو ناگوار ہو وہ
مین کرون مین یہان تھوڑے عرصے کے لیے آیا ہون بلکہ اپنی خوشی سے نہین آیا ہون تمھارے
جبر سے اپنا نقصان کر کے بس کیا ضرورت ہی کہ مین تم لوگون کو ناخوش کرون اور تمھاری طبع
کے خلاف بات کرون سمندر نے کہا کہ کوئی آپ سے ناخوش نہ ہوگا آپ کا جو جی چاہے وہ
فرمائیے لقمان نے کہا کہ جسکو ایوان کی تقریر ناگوار معلوم ہو وہ تھوڑے عرصے کے لیے اوٹھ کر
چلا جائے اس مین کوئی ہو اگر یہ نہین منظور ہی تو خاموش بیٹھا رہے کیا آپ لوگون نے
سعدی کا قول نہین سنا جیسا کہ سعدی نے فرمایا ہی کہ جب یہ امر معلوم ہو جاتا ہی کہ ہم
قتل ہونگے تو جو اوسکی زبان مین آتا ہی وہ کہتا ہی جیسا کہ سعدی نے ایک حکایت ای

بادشاہ اور ایک چور کی گلستان مین تحریر کی ہی کہ جب بادشاہ نے اُس چور کے قتل کا حکم دیا اُسنے
بادشاہ کو دشنام دینا شروع کیا بادشاہ نے وزیر سے دریافت کیا کہ اُسنے کیا کہا وزیر نے
کہا کہ یہ آپکو دعا دیتا ہی پس بادشاہ نے اُسکو رہا کر دیا پس جب انسان پر آ بنتی ہی اور کسی
طور سے مفر کی صورت نظر نہین آتی ہی اور وہ مجبور بھی ہوتا ہی تو جو اُسکا جی چاہتا ہی وہ کرتا ہی
اگر ہاتھ سے بس نہین چلتا ہی تو زبان تیز کرتا ہی یہ مثل تو ضرور سُنی ہوگی کہ دبے پر چیونٹی کاٹ
کھاتی ہی پس اسوقت ایلوان ناچار ہی جو اُسکے جی مین آتا ہی وہ کہتی ہی اسکا بُرا ماننا بیکار ہی
راوی نے بیان کیا ہی کہ جب سمندر نے ایلوان کے لانے کا حکم دیا تھا اُسوقت لقمان نے
کہا تھا کہ آپ لوگون نے اُسکی زبان مین سوزن ضرور دیے ہونگے یہ حکم دیجیے کہ سوزن نکال
لائین تو سمندر نے کہا تھا کہ وہ بہت بڑی ساحرہ ہی کہین ایسا نہو کہ بگڑ جائے اور سحر کرکے
رہا ہو جائے تو بڑی خرابی ہو ہزارون کی جان جائے لقمان ثانی نے کہا تھا کہ میرے روبرو
اُسکا سحر کچھ کام نہ دیگا نہ وہ سحر کرسکیگی اس امر سے آپ اطمینان رکھین چنانچہ سوزن نکال
لیے گئے اس سبب سے ایلوان نے بھی تقریر کی تھی ورنہ اُسکو بسبب سوزن کے
طاقت گویائی کب تھی جب لقمان نے اس طور سے کہا سمندر خاموش ہو رہا اُس
وقت لقمان ایلوان کی طرف متوجہ ہوئے کہا ای ایلوان جو تمنے تقریر کی اسوقت
اسکا مین تمکو کیا جواب دون کیونکہ یہ عقیدہ اہل اسلام کا ہی ہم لوگون کا نہین ہی پس اس سے
تو ہم کو کچھ مناسبت نہین ہی جو مین تم سے کہتا ہون اسکو سنو اور اسکا جواب دو اور اپنے
مرتبہ سے آگاہ ہو پس آگاہ ہو کہ میرا نام لقمان ثانی ہی مین ہر ماہ مین چار مرتبہ خداوند سامری
و جمشید کی خدمت مین جاتا ہون بہشت مین وہ میری بڑی خاطر کرتے ہین اور جو مین اُنسے عرض
کرتا ہون وہ قبول کرتے ہین مین نے اکثر اُنکی زبان سے تمھاری تعریف سُنی وہ بہت تعریف
فرماتے ہین اور فرماتے ہین کہ ایک بہت بڑی میری دوست پردہ دنیا پر ہی کہ جسکو مین بہت
دوست رکھتا ہون اور وہ مجکو ایسے دوست بہت کم ہوتے ہین وہ میری عبادت ہر وقت
کیا کرتی ہی مین اُس سے بہت خوش ہون جب مین نے خداوند سے نام دریافت کیا تو خداوند
نے تمھارا نام لیا اور تمھاری تصویر مجکو دکھائی ای ایلوان تمھاری تصویر خداوند کے پاس ہر وقت
رہتی ہی تم سے انکو اسقدر محبت ہی کہ کسی وقت اس تصویر کو اپنے سے جدا نہین کرتے ہین
مین کہان تک اُنکی حالت الفت بیان کرون یہ ایک ادنی سی بات ہی کہ بات بات مین
تمھارا نام لیتے ہین تمھارے لیے بہشت مین ایک قصر تعمیر کرایا ہی جو کہ لعل و یاقوت و مروارید کا
[illegible] ہی کہ اپنی نظیر نہین رکھتا بلکہ ایلوان شہزادی پس یہ تمھارا مرتبہ ہی مین اسوقت اتفاق سے
یہان پر آگیا ہون مین نے جو سُنا کہ کوئی ایلوان ہی وہ قتل ہوتی ہی مجکو اشتیاق ہوا کہ
مین بھی اُسکو چلکر دیکھ لون کہ کون ایلوان ہی یہ وہی تو ایلوان نہین ہی کہ جسکی خداوند
تعریف فرماتے ہین یہان آکر سمندر سے کہا کہ تم کو طلب کیا اب جو تم کو دیکھا تو تم کو
پہچانا میرا مطلب یہ ہی کہ جبکہ تم خداوند کی دوست ہو اور خداوند تم سے الفت رکھتے ہین
اور تم خداوند سے ایسی حالت مین تم کیون خداوند کو برا کہتی ہو اور اُسکے خاص بندون
سے ایسے کلام کرتی ہو سمندر کا بھی بڑا مرتبہ ہی خداوند کے نزدیک تم اُسکی شراکت سے

انکار کرتی ہو اور اسکے دشمنون سے مقابلہ کرنے سے انکار کرتی ہو وہ کوئی سمندر کے دشمن نہین ہین
بلکہ وہ اصل مین خداوند کے دشمن ہین وہ دین خداوندی کو مٹانے کی فکر کرتے ہین اور مٹا چکے ہین بس
ایسی حالت مین تم کو لازم ہو کہ تم سمندر کی شراکت کرو اور اسکی کمک کرو تاکہ تم سے خداوند خوش
ہون اور تمھارے مرتبہ مین ترقی دین کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو کیون اس امر کو گوارا کرتی ہو
کہ سمندر تم کو قتل کرے یہ کیا حماقت ہو جو کچھ تم سے خواجہ نے کہا وہ سب اسکا فقرہ تھا اسنے تم کو
فقرہ دے کر اپنی جان کی حفاظت کی اور اپنے سردارون اور صاحبقران کو تمھارے پنجہ سے بچایا
یہ مذہب اسلام کوئی چیز نہین ہو نہ کوئی خداے نادیدہ ہو سب یہ اہل اسلام کی باتین اور فقرے ہین
تم ایسے کم عقلون کے بہکانے کے لیے تم ہی بتاؤ جو اوصاف وہ لوگ خداے نادیدہ کے بیان
کرتے ہین بھلا ان باتون کو کب عقل قبول کرتی ہو کہ جب کہ خدا ایک بقعہ نور ہے نہ وہ کسی
سے بنا ہو نہ پیدا ہوا ہو بلکہ اسی نے سبکو پیدا کیا ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہو تم صاحب عقل و فراست ہو کر اسکے
بہکانے مین آگئین تمھاری عقل سے یہ امر بعید ہو تم ایسے خداوند کے دوست ہو کر یون پلٹ گئین
خداوند فرماتے تھے کہ ایوان بڑی اپنے دین کی پختہ ہو اسکے برابر کوئی پردۂ دنیا پر صاحب ایمان
نہین ہو یہ تم کو کیا ہو گیا کیون اپنی جان عزیز کو برباد کرتی ہو اے ایوان تم مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا
ہو کہ جو خداے نادیدہ کی بندگی کرنے والے مرے ہین اور یہان سے گئے ہین اور جو ہمارے
خداوندون کو برا کہتے تھے وہ قعر جہنم مین پڑے ہین اور جل رہے ہین کوئی انکی شفاعت بھی نہین کرتا
ہو وہ لاکھون فریاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم سے تو یہ ہوئی ہم ایسا نہ جانتے تھے ہماری خطا
خداوند معاف کرین ہم نے اپنے کیے کی سزا پائی یہ انکی حالت ہو کہ قابل بیان نہین ہو اور جو
کہ اپنے مذہب اصلی پر مرے ہین اور ان خدا پرستون کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہین وہ بڑی
راحت سے ہین بہشت رہنے کو ملی ہے قصر اعلی اعلی ہین حورین و غلمان خدمت مین ہین
انکے بڑے مرتبے ہین چنانچہ مین نے تمھاری نانی اشتعلہ جادو دکھائی عشاق نہ طاقی کو دیکھا
کہ وہ خدمت خداوند مین حاضر رہتے ہین انکے رہنے کے بڑے عمدہ اور نایاب قصر ہین حوران
بہشتی سے صحبت رہتی ہو خداوند بڑی عزت کرتے ہین برابر اپنے جگہ دیتے ہین اور بہت
خاطر کرتے ہین انسے تمھارا ذکر کیا کرتے ہین وہ بھی تمھاری بہت تعریف کرتے ہین اے
ایوان میرے کہنے کو مان لے اور اپنے دل سے اس خیال کو دور کر کیون اپنی جان کو مفت
ضائع کرتی ہو کوئی فائدہ نہ ملے گا مفت مین نار دوزخ سے جلے گی ہم سب کو تیرے حال پر
افسوس ہوگا جو سمندر شاہ کہتے ہین اس پر عمل کر انکی شریک ہو دنیا کو مقام راحت و
آرام خیال کر یہ بہت عمدہ مقام ہو جو یہان راحت سے بسر کرتا ہو اسکو وہان بھی راحت
ملتی ہو اہل اسلام کے لیے وہان بڑی خرابی ہو آیندہ تجکو اپنے فعل کا اختیار ہو مین تیرا دوست
ہون دشمن نہین ہون میرے کہنے پر عمل کر یہ جو تو نے خیال کیا ہو کہ اگر زندہ رہی تو ترک
دنیا کرونگی وہ تم لوگون کے لیے نہین ہو وہ اور لوگ ہین خداوند نے جب کہ حکومت اور
ثروت دی تو کیون ساتھ تکلیف کے بسر کرین حکومت کیون نہ کرین اگر تو اس امر کا
اقرار کریگی کہ مین اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی اور سمندر کی شراکت سے باز نہ آؤنگی
جہانتک ممکن ہوگا خداوند سمندر کے دشمنون کو قتل کرونگی تو ابھی سمندر تجکو رہا کردیگا

تیرے قتل سے دست بردار ہوگا خداوند بھی خوش ہونگے اور تیری محبت اُنکے دل مین پیدا ہوگی گو اُنکا
قصد ہی کہ وہ تجکو آج محل مین اپنے پاس طلب کرلین تیرے بھائی اور نانی کی بھی یہی خواہش ہی مگر تیرے
اس امر سے کہ تو اُنکے دشمنون سے مقابلہ کریگی یقین ہی کہ نہ طلب کرین اور تجکو ثروت عنایت فرماوین
اگر ایسا نہ کریگی تو وہ ناخوش ہونگے اور جو کچھ اُلفت اُنکو ہی وہ بھی جاتی رہیگی بس مجکو جو کچھ کہنا
تھا مین نے کہا اب تو میری تقریر کا جواب دے یہ جو تقریر لقمان ثانی نے کی ایوان خاموش سُنا
کی کچھ جواب نہ دیا جب وہ خاموش ہوا اُسوقت کہا کہ ای لقمان بے ایمان تو اپنی تقریر ختم کرچکا
اب مین جواب دون ایوان کی اس بات پر لقمان بہت ہنسا کہ یہ جو ایوان نے کہا کہ بے ایمان
ہنسکر کہا کہ ہان جواب دو مین تمھاری کسی بات کا بُرا نہ مانونگا ایوان نے کہا ایک شرط ہی کہ
جو مین جواب دونگی پھر جو تم چاہو کہ مین اس سے پھرون یا تم اسکی تردید کرو مین اُسکا جواب دون
یہ غیر ممکن ہی بس تم بکا کروگے مین یہ خیال کرونگی کہ کتا بھوک رہا ہی ایک بات کا بھی جواب
نہ دونگی آخر تم خود عاجز ہوکر خاموش ہورہوگے کیونکہ مین جو جواب دونگی وہ ایسا ہوگا کہ
اُسکا رد کرنا غیر ممکن ہی تم سے تم پر کیا منحصر ہی اگر وہ جنکو تم خداوند کہتے ہو اور جنکا تم ندیم ہو
رکھتے ہو اور جنکی بندگی کرتے ہو وہ بھی آئینگے تو اُنسے بھی جواب اُسکا بن نہ پڑیگا تو تمھاری
کیا اصل ہی معلوم ہوا کہ تم بھی کوئی بچہ شیطان ہو یا از قسم شیاطین ہو کہ ہر ایک کو بہکاتے
ہو مین تمھارے بہکانے مین نہ آونگی مین نے دنیا دیکھی ہی ہر قسم کے آدمی میری نظر سے
گذرے ہین میرے اُستاد نے مجکو ایسا سبق نہین تعلیم کیا ہی کہ تم ایسے طفل مکتب کے بہکانے
سے بہک جاؤن مین ایسی تقریر کرونگی کہ ساری حکمت آپکی رہجائیگی نبض ساقط
ہو جائیگی حواس خمسہ مین اختلال ہوگا اندام پر رعشہ پڑجائیگا سکتہ کی نوبت ہوگی سب
نسخہ لکھنا و قارورہ دیکھنا فراموش ہو جائیگا آپ خود مریض ہو جائینگے پھر مریضون کو کیا
ملاحظہ فرمائینگے آپکی خود یہ حالت ہوگی کہ فرط وہم سے سر و [illegible]
اگر کوئی مریض آئیگا اُسکو کیا بتائینگے زبان کے مقام پر بنفشہ تحریر کرجائینگے میرے جواب
سے یہ حالت آپکی ہوگی کہ زرد ہوجائیگا اختلاج ہونے لگیگا یرقان کی نوبت
پہونچیگی چارون خلط مستحیل بہ بلغم ہونگے خفقان زیادہ ہوگا تشنج ہونے لگیگا اضمحلال
کی حالت کے سبب سے نوبت بہ موت پہونچیگی مین یہ دیکھتی ہون کہ ابھی سے آپکا رنگ
بدلا ہوا ہی آپکو خفقان ہوتا ہی پہلے اپنا علاج کیجیے پھر مجھ سے تقریر فرمائیگا ذرا آئینہ
لیکر اپنی صورت تو ملاحظہ فرمائیے کہ تمام جسم مین خون کا نام نہین ہی صفرے کا غلبہ ہی اسی
سبب سے اُسکی گرمی کی وجہ سے آپکے حواس باختہ ہورہے ہین مین کہتی ہون کہ آپکو
کہین تپ نہ آجائے اسی سے نوبت سرسام کی پہونچے یا وہ تپ محرقہ ہوجائے میری
تقریر سے آپکو دق ہونے نوبت دق کی پہونچیگی میرے نزدیک آپکا قلب و جگر
خراب ہوگیا ہی کبد مین فساد ہی دماغی حالت آپکی بہت خراب ہی آپ کیسے حکیم ہین
کہ اپنی حالت کو نہین سمجھتے ہین دوسرے کا مرض کیا تشخیص فرمائینگے بھلا یہ تو بتائیے
کہ اسوقت میرے جسم مین کون سا خلط غالب ہی آیا خون زیادہ یا صفرا یا سودا یا بلغم
کس خلط کو غلبہ ہی اسی سے میری حالت اور آپکی حکمت ظاہر ہوجائیگی یہ چند کلمہ

جو ایوان نے کہے سب حاضرین ایوان کی صورت دیکھنے لگے اور لقمان ثانی کی تو یہ نوبت
ہوئی کہ ساکت ہو کر رہگئے یہ تقریر ایوان کی سُنکے کہا کہ اے ایوان معلوم ہوا کہ تم بہت چرب
زبان ہو تمھارے جسم مین خون و صفرا ازحد زیادہ خصوصاً اسوقت تمھارے خون مین جوش بہت
ہی تیز مگر میری ایک بات اور سن لو پھر جواب دینا ایوان نے کہا کہ وہ بھی بیان فرمایئے کوئی امر
رہ نجائے لقمان نے کہا کہ وہ یہ امر ہی کہ تم پر اسوقت یہ مصیبت ہی اور نہ تم اس بلا مین مبتلا ہو
کوئی اہل اسلام سے تمھاری کمک کو نہ آیا وہ جو تمھارے بہت بڑے دوست تھے اور جنکے
بہکانے سے تم اپنی جان کو برباد کرتی ہو وہ بھی نہ آئے یہ کیسے دوست ہین بس مین ختم کرتا ہون
اب تم جواب دو ایوان نے کہا کہ اے لقمان تم تو حکیم ہو اور تمام جسم کی تشریح سے واقف
ہو پہلے یہ بتاؤ کہ جسم مین کیا کیا اعضا ہین پھر مین جواب دون لقمان نے کہا کہ تم یہ بتاؤ کہ اندرونی
اعضا کو پوچھتی ہو یا بیرونی ایوان نے کہا کہ تم سب اعضا کا نام لو مگر مجملاً لقمان نے کہا کہ اندرونی
اعضا تو جسم انسان مین قلب و جگر ریہ امعا رحم کبد وغیرہ ہین اور بہت سی رگین ہین بہت سی انمین سے
باریک ہین اور بہت دبیز ہین شرائین ہین دماغ سر انسان مین ہی ہڈیان ہین کریان ہین پسلیان
ہین گوشت ہی چربی ہی ان سب سے انسان مرکب ہی بیرونی اعضا ہاتھ ہین پاؤن ہین پیٹھ ہی کمر
شکم رانین بازو انگلیان سر آنکھین کان ناک بال منھ پیشانی وغیرہ ایوان نے کہا کہ سر مین کیا کیا
چیزین ہین لقمان نے کہا کہ بال گوشت عظم ناک کان آنکھین دانت زبان وغیرہ جب لقمان نے
زبان کا نام لیا ایوان نے کہا کہ اب نہ بیان کرو میرا مطلب حاصل ہو گیا بس جسم انسان مین میرے
نزدیک ایک زبان ہی کہ انسان جو اس سے کہتا ہی وہی کرتا ہی یا نہین لقمان نے کہا کہ یہ تو سچ
ہی بلکہ میرا قول ہی کہ جس کے ماں باپ مین فرق ہی اسکی زبان مین فرق ہی بس ہر ایک انسان کو
لازم ہی کہ اپنی زبان کی پابندی کرے جو زبان سے کہے پھر وہی کرے چاہے جان جائے چاہے
رہے ایوان قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا کہ جب یہ تمھارا قول ہی پھر کیون مجھ سے کہتے ہو کہ تم اپنے
قول سے پھرو اور سمندر کی شراکت کرو مین نے جو زبان سے عہد کیا ہی کیونکر اس سے پھرون
کیونکہ میری زبان ایک ہی نہ میرے ماں باپ مین فرق نہ میری زبان مین فرق ہو سکتا ہی غرض
مین اسکی پابندی کرونگی چاہے اس مین میری جان رہے چاہے جائے مین تو نہ پھری ہون
نہ پھرونگی بس اس امر مین تمھارا کوشش کرنا اور کہنا بیکار ہی مین نے تمھارے ہی قول
سے تم کو قائل کیا اور تمھارے ہی سوال سے تم کو جواب دیا ابھی تم کہہ چکے ہو کہ جس کے ماں
باپ ایک اسکی زبان ایک یہ تمھارا ہی قول ہی اب اس سے نہ پھرنا پھر کیونکر ہو سکتا ہی کہ
مین اپنی زبان کے خلاف کرون پہلے زبان کو کاٹ ڈالون پھر اسکے خلاف عمل کرون یا اس
امر کی غیرت نہ کرون کہ لوگ یہ کہین کہ ایوان نے اپنے قول کے خلاف کیا ضرور اسکے ماں باپ
مین فرق تھا تو یہ ننگ مین گوارا نہ کرونگی کیونکہ یہ مثل مشہور ہی آبرو کا صدقہ جان اور جان کا
صدقہ مال ہی بس جب آبرو جاتی ہو تو جان دیدے مگر آبرو بچا لے یہ کتنی بڑی بدنامی کی بات
ہی کہ مین اپنے ماں باپ مین فرق لاؤن اور اپنے کو حرامی قرار دون یہ تو کبھی نہ ہوگا دوسرے
میرے نزدیک تو جسم انسان مین سوا اسے زبان کے کوئی عضو نہین ہی اگر زبان نہ ہو تو یہ
عضو بیکار ہین کچھ کام کے نہین بس یہ امر ثابت ہو گیا کہ مین اپنے عہد سے نہ پھرونگی لہذا اب

اس امر کو مجھ سے نہ کہتا کہ شراکت سمندر کی کرو اور اہل اسلام سے مقابلہ کرو اب جو کہو گے تو مین خیال
کرونگی کہ تمھاری زبان مین فرق ہی اور تم اپنے قول پر قائم نہ رہے ای میان لقمان یہ جو تم نے اعوذ کا
نام لیے بیکار رکھے پہلے کیون نہ کہا کہ جسم انسان مین زبان ہی خیر اب مین تم کو تمھاری تقریر کا بطور
مختصر جواب دیتی ہون ذرا گوش ہوش سے سننا اگر عقلمند ہوگے تو ضرور قائل ہوگے مین اس لیے
تقریر کرتی ہون جو کہ منصف مزاج ہو مین سمندر ایسے جاہلون سے تقریر نہین کرتی ہون کہ جن کو
بالکل عقل نہین ہی اور طفل مکتب ہین ابھی مین انکو برسون پڑھاؤن اس پر بھی یہ میرا مقابلہ
نہین کرسکتے ہین ای لقمان مین پہلے ضرور سامری پرست و جمشید پرست و تصویر پرست تھی
اور ضرور مین نے ایسی عبادت کی کہ جس کا بیان کرنا بیکار ہے اور مین اس مذہب پر بہت
اچھے طور سے قائم تھی مگر دراصل میری عمر رائیگان ہوئی مجھکو کوئی فائدہ نہ ہوا صرف اسقدر
عمر میری کفر پرستی مین گذری بالکل ضلالت مین بسر ہوئی مجھکو پہلے ہی سے اس امر مین فکر تھی کہ یہ
مذہب کچھ ٹھیک نہین ہین کہ نہ کوئی ان مین طریقہ ہی نہ قاعدہ ہی باپ بیٹی سے بھائی بہن
ماں بیٹے سے ہم بستر ہوتی ہی یہ کون طریقہ ہی مجھکو فکر تھی کہ اگر کوئی دوسرے مذہب والا مجھکو
مل جائے اور کسی صورت سے ان مذہبون کی تردید کرے تو مین ضرور اس مذہب کو ترک کردون
مین جب کہ مجھکو خواجہ نے اسیر کیا اور میرے روبرو ان سب مذہبون کی مذمت بیان کی اور
مجھکو نرمی دکھلائی تو میرے ذہن مین بھی آیا کہ خواجہ کا قول بہت ٹھیک ہی طول ہوگا ورنہ مین ہر
تقریر کو بیان کرون جو کہ خواجہ نے کی تھی خلاصہ جسکا یہ ہی کہ انھون نے بیان کیا کہ خدا
واحد ہی اسکا کوئی شریک نہین ہی اسکی وحدانیت کی دلیل یہ بیان کی کہ اگر دو خدا یا اس سے
زیادہ ہوتے جیسا کہ بعض مذہبون مین ہی کہ پوجتے دو سو خدا ہین تو بندوبست عالم مین فرق
ہوتا اور کبھی ایک صورت پر انتظام عالم نہ ہوتا اور یہ ظاہر ہی کہ ضرور رائے مین اختلاف ہوتا
ایک خدا کچھ کہتا دوسرا کچھ باہم فساد ہوتا اگر یہ کہا جائے کہ ایک کے بعد دوسرا ہوا تو یہ
جواب ہی کہ ان امور کو منسوخ کرتا اپنی رائے کے موافق کام کرتا اسکو کیا ضرور تھا کہ وہ اسی
بندوبست کو جاری رکھتا اسی طور سے بہت سی اور باتین ہین کہ جنکی وجہ سے خدا کا ایک
ہونا ثابت ہی خدائے نادیدہ کا برحق ہونا اس امر سے ثابت ہی کہ اسکو ہر امر کی خبر ہی اور
جو طریقہ اسنے عالم کے ایجاد کا مقرر فرمایا وہی ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا جس طور سے اسنے
انسان پیدا کیے اسی طور سے پیدا ہونگے جس طریقہ سے اسنے شجر پیدا کیے اسی طریقہ سے پیدا
ہونگے غرض جو چیز اسنے پیدا کی جس طریقہ سے پیدا ہوگی اسکی رزاقی اور خلاقی اور وحدانیت
اور قدرت ثابت ہی کہ وہ اس مقام پر ہر ایک کی کمک اور مدد اور رزق ہر ایک کو پہونچاتا
ہی کہ جہان عقل انسانی کام نہین کرسکتی ہی پتھر کے اندر جو کیڑا ہی اسکو وہی رزق دیتا ہی اور وہ
جو آگ مین کیڑا ہوتا ہی اسکو رزق دیتا ہی اس مقام پر اسنے لوگ جمع ہین بڑے بڑے
عقلمند ہین بھلا اس کیڑے کا نام تو بتا دین اور تم تو کہتے ہو کہ مین ہر ہفتہ کو خداوندون کی
خدمت مین جاتا ہون تم ہی بتاؤ اگر وہ خداوند ہین اور تمام عالم کو انھون نے پیدا کیا ہی تو
سب حال سے واقف ہونگے ضرور تم سے نام بیان کیا ہوگا یہ جو الیوان نے کہا سب
سر جھکا کر رہ گئے لقمان خاموش بیٹھا رہا کچھ جواب نہ دیا الیوان نے کہا کہ کسی نے نام نہ بتایا

اُسکو سمندر کہتے ہین اُسکو وہی خالق رزق دیتا ہی یہ سامری و جمشید وغیرہ ہوے کیا رزق دیتے اور اُنکو
کیا خبر وہ عجب معبود ہین ای لقمان اُنکو اپنے پس پشت کی تو خبر ہوتی نہ تھی کہ کیا گذرتی ہی یہ کیا خدائی کرتے
بس خدا ایک ہی جو اوصاف خدا کے ہین وہ سب خدا سے نادیدہ ہین اور کسی مین نہین ہین یہ سب بھی
اُسکے بندے تھے مثل ہمارے اور تمہارے یہ بسبب سحر کے اُنہون نے یہ عجائبات پیدا کیے جو لوگ کہ
کم عقیدہ تھے وہ اُنکو خدا کہنے لگے یہ خدا نہین ہین یہ کہین ہو سکتا ہی کہ خدا کے مثل ہماری اولاد ہو اور
مثل ہمارے ماں باپ ہون بھائی بہن ہون یا جو حرکات و سکنات ہمارے ہون وہی خدا کے
ہون جس طور سے ہم بول و براز کرتے ہین اور سوتے جاگتے اور کھاتے پیتے اور خواہش نفسانی
رکھتے ہون خدا بھی رکھتا ہو بس ہم ہین اور خدا ہین کیا فرق باقی رہا بس یہ سب باتین بندون کے لیے
ہین نہ کہ خدا کے لیے پس ثابت ہو گیا کہ یہ سب جو کہ دعوے خدائی کرتے تھے بالکل نادان اور
گمراہ کرنے والے تھے بلکہ شیطان تھے ہزار ہزار لعنت اُن پر اور پرستش کرنے والون پر
اہل اسلام کا خدا برحق ہی جیسا کہ وہ کہتے ہین بس وہی خالق زمین و آسمان و مالک ہر دو جہان ہی
اُسی نے ان سب اشیا کو اپنی قدرت کاملہ سے خلق کیا اُسنے یہ زمین و آسمان نار و جنان شجر و
حجر جن و بشر حور و غلمان کون و مکان تخت تاج وغیرہ ان سب کا پیدا کرنے والا وہی خدا ہی وہ
مثل بندون کے نہین ہی جو حرکات و سکنات ہم بندون مین ہین وہ اُن سب سے بری ہی اُسکی
ذات جمیع الصفات ہی وہ خالق کل کائنات ہی اُسی کے سب بندے ہین یہ سب مرتد تھے
جو جو خدائی کا دعوے کرتے تھے یا کرتے ہین یہ سب گمراہ کرنے والے ہین ای لقمان تو بھی
مجکو کوئی شیطان معلوم ہوتا ہی مین تیرے کہنے کو کیونکر یقین کرون کہ جو تو نے کہا ہی کوئی بھی آجتک
بہشت مین جا کر واپس آیا ہی جو تو آیا ہی کیسا خداوند اور کیسی بہشت وہ خود بھی دوزخ مین پڑے
ہونگے اور جل رہے ہونگے اپنے اعمالون کی سزا پا رہے ہونگے یہ جو تو نے کہا بالکل غلط اور
جھوٹ ہی اور بالکل خلاف ہی صرف گمراہ کرنے کی باتین ہین مین تیری ان باتون مین نہ آؤنگی اور
یہ جو تو نے کہا کہ اہل اسلام کو وہان بڑی تکلیف ہی اسکی یہ بات ہی کہ اسکے خلاف تصور کرنا
چاہیے کہ اہل اسلام بڑی راحت سے ہونگے بلکہ کفار کو تکلیف ہوگی وہ لوگ نار جہنم سے
جل رہے ہونگے اور اہل اسلام بہشت مین میوے کھا رہے ہونگے حورون سے ہم بغل
ہونگے کیونکہ وہ لوگ مذہب صادق رکھتے ہین اُنکا خدا برحق ہی بس مین تجھ سے کہتی ہون
کہ تو بیجا مجکو گمراہ کرتا ہی مین گمراہ ہونے والی نہین ہون کہ اب مین دین اسلام کو ترک کرونگی
اس امر کا مجکو بالکل خوف نہین ہی کہ کوئی مجکو قتل کریگا مین مرنے سے ڈرتی نہین ہون اگر
مجکو مرنے سے خوف ہوتا تو مین پہلے ہی جو کچھ سمندر نے کہا تھا قبول کر لیتی اسقدر تکلیف کیون
گوارا کرتی ای لقمان ثانی یہ مقام فنا ہی یہ سرا ہی یہان کوئی نہین قیام پذیر ہو سکتا ہی یہ راستہ
کھلا ہوا ہی آج مین کل دوسرا اس موت سے کسی کو پناہ نہین ہی ہر ایک دن سب کے لیے
ہی کیا بادشاہ کیا گدا اس کا مزا سب کو چکھنا ہوگا موت سب کے گلے کا ہار ہوگی موت سے
کسی کو مفر نہین ہی خیال کرنے کا مقام ہی کہ جو بادشاہ ہفت کشور تھے اور جن کے پاس سب
سامان شاہی ہمہ وقت موجود رہتے تھے اُنکو اس موت سے مخلصی نہ ملی خالی ہاتھ چلے گیے
سوا دو گز زمین اور کچھ پارچہ کے مال دنیا سے ساتھ نہ گیا اور یہی گدا کو بھی ملتا ہی بس

مر کر زمین میں سب کا مرتبہ یکسان ہے ہان یہ امر ضرور ہے کہ جسکے اعمال نیک ہین اُسکو مرتبہ اعلیٰ ملتا ہے اور جس کے بد ہین وہ اُسکی سزا پاتا ہے مقام افسوس ہے کہ یہان تو سب سامان اُنکی راحت کا تھا جب وہ مر گئے کوئی سامان اُنکے ہمراہ نہ گیا طرہ اُس پر یہ ہوا کہ اُنکی قبرون تک کا نشان نہ باقی رہا کہ کوئی اُس پر فاتحہ پڑھتا یا دو پھول چڑھایا جاتا سواے حسرت و یاس کے کوئی اُنکی قبر پر نظر نہین آتا ہے تنہا کنج مرقد مین پڑے ہین جو جو امر نیکی کے خواہ بدی کے اس عمر دو روزہ مین اُنسے ہوئے ہین وہ ہر ایک کی زبان پہ جاری ہین جو نیکی کر گئے ہین وہ ساتھ نیکی کے مشہور ہین لوگ اُنکا نام ساتھ نیکی کے لیتے ہین اور جو بدی کر گئے ہین لوگ اُنکا نام ساتھ بدی کے زبان پر جاری کرتے ہین مثل ضحاک و فرعون و بخت نصر کہ یہ بادشاہان جابر سے تھے اور لوگ اُنسے خوف کرتے تھے یہ خلق آزار تھے اُنکے سبب سے سب کو تکلیف ہوتی تھی رعایا اُنکی بربادی کی بہ سبب اُن کے ظلم و ستم کی دعا بد کرتی تھی اور جو کہ نیکی کرتے تھے رعایا اُنسے خوش تھی اور اُنکی ترقی جاہ و منزلت کی دعا کرتی تھی وہ کون ہین مثل فریدون و منوچہر و نوشیروان وغیرہ کے بس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرنا ایک دن ضرور ہے بس وہ کام کیون نہ کرے کہ جس کے سبب سے لوگ خوش ہون اور ساتھ نیکی کے یاد کرین نہ ظلم و ستم کرنا اور اس امر پر آمادہ ہونا کہ جسکو چاہا قتل کیا کوئی خوف نہ کیا بالکل خلاف ہے جو لوگ ایسا کرتے تھے یا کرتے ہین وہ بروز قیامت جب کہ میدان قیامت مین اُس خالق برحق سے سامنا ہوگا اور وہ سوال کریگا کہ تم نے کیون میرے بندون پر ناحق ظلم و ستم کیا اور اُنکو تکلیف دی ظالم لوگ اسکا کیا جواب دینگے سواے سر جھکا لینے کے کچھ جواب نہین ہے بس مین نے آج کی حالت کو اور اس ظلم و ستم کے انتقام کو بروز عدالت بازپرس پر رکھا ہے کہ وہ خداے کریم اسکا انصاف کریگا جس کے اوپر مین ایمان لائی ہون اے لقمان جب کہ یہ امر مجھ پر ثابت ہو گیا کہ مرنا آج بھی ہے اور کل بھی تو پھر کیا ضرور ہے کہ مین گمراہ ہون اور اس خوف سے کہ مین قتل ہوتی ہون گمراہی اختیار کرون بس یہ امر ضرور ہے کہ یہ دنیا مقام فانی ہے جاودانی نہین ہے ہم سب کا یہ حال ہے جیسے حباب پانی پر اُبھرتا ہے اور ذرا سی حرکت سے ہوا کی ٹوٹ جاتا ہے اسی طور سے ہم بھی ہین کہ جب جھونکا ہوا سے موت کا لگا فنا ہو گئے اُسکو تو کچھ ٹھہرنے کا موقع بھی ملتا ہے ہم کو تو یہ بھی نہ ملیگا جسقدر منشی ازل نے تحریر کر دیا ہے ضرور ہوگا بس یہ مقام غور طلب ہے کہ مین ایسی حالت مین کیون موت سے خوف کرون جو میرے مقدر مین تحریر ہے ضرور پیش آئے گا وہ ہرگز ہرگز نہ ٹلے گا تمھارا سمجھانا بالکل بیکار ہے مجکو تو تو کچھ شیطان معلوم ہوتا ہے ہان تیرے گمراہ کرنے سے یہ کافر جو کہ اس وقت یہان پر موجود ہین وہ گمراہ ہوتے ہین تو کبھی نہ گمراہ ہونگی یہ کہکر ہزارون کلمات لعن سب کو دیے اور سامری و جمشید کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا اور ہزار ہزار لعنت کی اور کہا اب کوئی کلام مجھ سے نہ کرنا ورنہ اس سے زیادہ سخت جواب دونگی مین اب دین اسلام نہ ترک کرونگی مرنے سے نہین ڈرتی ہون موت سے کچھ خوف نہین ہے مین اپنی جان سے ہاتھ دھو چکی ہون اگر مر گئی اور قتل ہوئی تو مین بہت بڑا مرتبہ پاؤنگی شہدا مین لکھی جاؤنگی باغ بہشت رہنے کو ملے گا اہل اسلام میری فاتحہ خوانی کرینگے سب مجھکو ساتھ نیکی کے یاد کرینگے نام نیک میرا صفحہ دنیا پر باقی رہے گا سب یہی امر کہینگے کہ ایوان اپنے قول کی پوری تھی جو اُسنے کہا تھا وہی کیا اپنے قول سے نہ پھری جب کہ یہ امر ثابت ہے کہ بعد مرنے کے

کچھ جاہ و حشم کام نہین آتا ہی سواے حسرت و یاس کے اور کچھ قبر پر نظر نہین آتا ہی یہی گدا کی قبر کا حال
ہی اور یہی شاہ کی بقول شاعر شعر جنھین تاج زر سے اور تخت طاؤسی میسر تھا ✦ اب اونکی قبر پر
رونق تو کیا وحشت برستی ہی ✦ جیسے وہ سب کے سب کنج مرقد مین دامن کفن سے منھ
پوشیدہ کیے ہوئے پڑے ہین اسی طور سے ایک دن ہم بھی پڑے ہونگے کوئی ہم کو بھی نہ
یاد کریگا دنیا بے ثبات ہی کوئی اعتبار حیات نہین یہ امر اہل اسلام کے قول سے بخوبی ثابت
ہی کہ وہ کہتے ہین سب کو فنا ہی بجز ذات پروردگار کے سب مرینگے اور سب کو ذائقہ موت
کا چکھنا ہوگا ہان اوسکی ذات باقی رہیگی ہم لوگ یعنی اہل اسلام اپنے قول پر یہ دلیل
لاتے ہین بزبان عربی اور یہ آیہ پڑھتے ہین اور یہ قول ہم سب کا ٹھیک ہی اور ہین عمل کرتی
ہون آیہ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام معنی اس آیہ کے یہ ہین کہ سب کو
فنا ہی سواے ذات کبریا کے کہ وہ باقی رہیگا بس جب فنا سب کو ہی اور سب فانی ہین
تو کیا ضرورت ہی کہ تھوڑی سی زندگی کے لیے مین نے جو دین قبول کیا ہی اوس سے اس خوف
سے کہ قتل ہوتی ہون انحراف کرون اور دیدہ و دانستہ اپنے کو مبتلاے نار جہنم کرون یہ تو
میری عقل قبول نہین کرتی ہی دوسرے یہ امر ہی کہ مین اس امر سے بھی بے خوف ہون کہ یہ
بھی قول اہل اسلام کا ہی کہ جب تک قضا نہین آتی ہی کوئی مر نہین سکتا ہی لاکھ اوسکے مرنے
کی تدبیر کی جاے کوئی اوسکا بال تک بھی کم نہین کر سکتا ہی ہان جب قضا آجاتی ہی تو لاکھ
تدارک کیا جاے کہ یہ نہ مرے مگر وہ زندہ نہین رہ سکتا ہی جو وقت جس کے لیے خدا نے
مقرر فرمایا ہی وہ ٹل نہین سکتا ہی اور جس طور سے موت مقرر کی ہی وہ اسی طور سے مرے گا
اور جس مقام پر اوسکے مقدر مین مرنا ہوگا وہ ضرور اسی مقام پر مرے گا بدون قضا کوئی کسی کو قتل
نہین کر سکتا ہی کیا مجال ہی بموجب این آیہ اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون
یعنی جب تک اوسکی طرف سے نہین آتی ہی اوسوقت تک کچھ نہین ہو سکتا ہی جیسا کہ شاعر
نے کہا ہی شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ✦ نہ برد رگ تا نخواہد خداے ✦ مین اس سے نہین
خوف کرتی ہون جو جی چاہے وہ میرے ساتھ سلوک کرے میری نگاہ اوس خداے کریم پر ہی کہ جس
پر مین ایمان لائی ہون اور اوسکی ذات پر میرا بھروسہ ہی اگر اوسکی طرف سے میری آئی ہی تو
کوئی کچھ نہین کر سکتا ہی نہ کوئی مجھکو بچا سکتا ہی اگر میری قضا نہین ہی تو سمندر تو کیا ہی اگر
تمام عالم ایک ہو جائیگا تو میرا ایک موے جسم کم نہ ہوگا مگر یہ دنیا عجب مقام بے ثبات
ہی اسمین قیام کرنا بیکار ہی یہ وہ مقام ہی کہ جہان سواے مکر و فریب کے کوئی دوسری راہ
نہین ہی اسکو ترک کرنا بہتر ہی اور مین اسی خیال سے گوشہ نشین ہوئی تھی اور ترک کیا تھا
مگر ظالمون نے مجھکو وہان بھی نہ قیام کرنے دیا میرے درپے آزار ہوئے اور مجھکو یہان طلب
کر کے میرے ساتھ سلوک کیا خیر کوئی پروا نہین ہی جو اوسکی مرضی ہین تو اوسکی رضا پر ہون
یہی میرے خدا کو منظور تھا در اصل اس دنیا مین کس کی راحت سے بسر ہوئی یہ فلک
کج رفتار و زمانہ ناہنجار ہر ایک کے درپے آزار رہا اسنے کسی کو چین سے نہ رہنے دیا ہمیشہ بر
سر فساد رہا کسی کو آوارہ کر کے مارا کسی کو دیوانہ بنا کسی کو بے خطا قتل کرایا کسی کے ساتھ
یہ سلوک کیا کہ وہ عالم غربت و مسافرت مین ہی کہ اوسکے استخوان تک کا پتہ نہ ملا گوشت پوست کا

طعمہ زاغ و زغن ہوا سوائے حسرت و یاس کے کوئی تیر پر اور جنازے پر رویا بھی نہیں پس جب یہ معلوم
ہو گیا تو اس دنیا میں رہنا بیکار ہے اب میں نے اپنی تقریر کو ختم کیا اور میں یہ کہتی ہوں سمندر سے
کہ وہ میرے قتل کا حکم دے کیونکہ عرصہ ہوتا ہے میں بخوشی اپنی قتل پر آمادہ ہوں اب مجھ سے
کسی قسم کی تقریر نہ کی جائے ورنہ میں جواب نہ دونگی آیندہ اختیار ہے اگر جواب دونگی بھی تو وہ
سخت جواب دونگی جو کہ سب کو ناگوار ہوگا اور وہ سبب میرے قتل ہونے کا ہوگا یہی مجکو
منظور بھی ہے یہ جو تقریر الیوان نے کی اور سامری وغیرہ کو برا بھلا کہا نہایت سب کو ناگوار ہوا
بلکہ الیوان نے تو لاکھوں دشنام مغلظ و نفرین لعنت سب خداوندوں پر سب کے روبرو باعلان
کیے اور کہا کہ جب تک تو میں نے اہل اسلام کی شرکت کی تھی مگر اب ضرور کرونگی اگر اس بلا
سے نجات مل گئی دیکھوں کوئی میرا کیا کرتا ہے مجکو بھی کوئی اور بنایا ہے میں ایسی ویسی نہیں ہوں میں
اب صاف صاف کہتی ہوں کہ جس قدر اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں باجو اور سمندر کے مددگار
ہیں انکی میں کوئی اصل نہیں جانتی ہوں سب میرے نزدیک طفل مکتب ہیں بس میں کیا انسے
خوف کرونگی نہ انھوں نے مجکو [illegible] سے اسیر کیا نہ لڑ کر پکڑا میں نے خود اپنے کو اسیر کرا دیا اگر میں
نہ چاہتی تو کیا کسی کی قدرت تھی کہ مجکو اسیر کرتا میں خوب اس امر سے واقف تھی میرا سحر مجکو
خبر دے چکا تھا کہ تیرے اوپر دربار سمندر میں آفت آئے گی میں خود آپ سے چلی آئی تا کہ میری
نیکی اور سمندر کا ظلم و ستم سب پر ظاہر ہو جائے اور جو جو کہ صاحب لیاقت و عزت ہوں
سمندر سے بہتر کہیں ہیں ورنہ کیا مجکو کسی نے دھوکا یا فقرہ دیکر یا جبر یا لڑ کر اسیر کیا یہ کوئی امر
نہ تھا اگر میں نہ آتی تو سمندر تمام عمر میرے لیے کوشش کرتا میرے گرد پاپوش کو بھی
نہ پاتا اور میں بے خوف اسکے روبرو ہر روز آیا کرتی اور وہ میرا کچھ نہ کر سکتا جیسا کہ آفاق شاہ
نے کیا کہ وہ بلا خوف سمندر سے مقابلہ کرتا ہے اور سمندر اسکو دیکھ کر جل جاتا ہے کچھ کر نہیں
سکتا ہے ضرور میرے نزدیک آفاق حق پر تھا سمندر نے اس پر بھی ظلم و ستم کیا اسنے
بہت اچھا کیا اور جو جو کہ سمندر سے کنارہ کر گئے مثل سہراب و عزالان و کوکبہ کے انھوں
نے بڑی عقلمندی کی اور خوب اپنی آبرو بچائی وہ بڑے دانا تھے ورنہ انکا بھی یہی حال
ہوتا میں امید کرتی ہوں اپنے خدا سے کہ اگر میں اس آفت سے بچ گئی تو ضرور اہل اسلام کی کمک
کرونگی اور انکی شریک ہونگی گو مجکو امید اپنے بچنے کی نہیں ہے مگر شاید اسکی قدرت سے بچ
جاؤں تو عجب بھی نہیں ہے میں نے اپنی یہ حالت یہ ظلم و جور گوارا کیا ہے صرف اپنی پابندی
زبان کے سبب سے ورنہ مجکو کیا ضرورت تھی کہ میں اتنی بڑی زحمت گوارا کرتی یہ میرے مقدر
میں تھا جو کہ پیش آیا میں کہاں تک اپنے دماغ کو خالی کروں اور بیکار کی تقریر کروں ایسے
بد مغزوں کے روبرو جو کہ کچھ سمجھ ہی نہیں سکتے ہیں یہ کہکر الیوان خاموش ہو رہی اور سر جھکا کر
کھڑی ہو گئی اہل جلسہ کو بہت غصہ آیا خصوصاً سمندر کو تو اس قدر غصہ آیا کہ لرزنے اور
کانپنے لگا اور مونچھوں کو تاؤ دینے لگا مگر اس حالت غیظ میں الیوان کی طرف دیکھکر کہا
کہ جو کچھ تو نے کہا بالکل جھوٹ ہے تو خود سے نہیں آئی بلکہ میرے جبر سے آئی نہ مجکو اس
حال کی خبر تھی اگر خبر ہوتی تو تو کبھی نہ آتی مگر میں بھی تیرے لیے اسقدر کوشش کرتا کہ اگر
تو زمین میں جا کر پوشیدہ ہوتی تو میں بھی مثل قطرہ آب کے غرق زمین ہو کر تیرے پاس

آتا اور تجکو اسیر کرکے لاتا اگر تو بالائے آسمان پنہان ہوتی تو مین بھی مثل آہ مظلومان کے آسمان پر جاتا
اور تجکو پکڑ لاتا تو میرے ہاتھ سے جاتی کہان اور میرے ملازمون نے تجکو لڑکر اسیر کیا ہے یہ ممکن ہے
کہ کوئی اپنے کو از خود اسیر کرا دے تو محض اسوقت جھوٹ بول رہی ہے تو میرے ہاتھ سے
امان کب پا سکیگی جو اہل اسلام کیساتھ شریک ہوگی ابھی سب حال معلوم ہوا جاتا ہے تیرا سر تن
سے جدا کرا کے تیرے گوشت کے کباب تیار کرا کے زاغ و زغن کو تقسیم کرتا ہون تو بھولی کس بات
پر ہے بس اپنی زبان روک ورنہ مین خود ابھی اپنے ہاتھ سے تجکو قتل کرونگا کیا کرون کہ حکیم صاحب
کا ادب مانع ہے ورنہ مین خود تجکو اس سخت کلامی کی ابھی سزا دیتا اگر تو یہ سخت کلامی میرے
دربار مین کرتی تو اب تک کب کی تو قتل ہو چکی ہوتی اب مین دیکھتا ہون کہ تونے جس خدا کا
دین قبول کیا ہے وہ آکر تیری مدد کرتا ہے میرے خوف کے سبب سے کوئی تیری رہائی کی فکر مین نہین
آیا باوجودیکہ مین نے خبر بھی کردی تھی اگر آج خواجہ آتے اور عیاری کرکے لے جاتے تو ہم
جانتے اسدن حالت غفلت مین آفاق کو بھی لے گئے اور اُس دن دربار مین بھی عیاری
کرگئے آج نہ آسکے اگر آج آتے تو ضرور اسیر ہو جاتے یہ جو سمندر نے کہا الوان نے مسکرا کر
کہا کہ گو مین کہہ چکی تھی کہ اسکا جواب نہ دونگی مگر تو نے ایسی بات کہی کہ اسکا جواب دینا ضرور ہے
لے اسوقت لقمان نے بھی یہی کہا تھا تیرے اور لقمان کی تقریر کا یہ جواب ہے کہ آخر کیا
غرض ہے کہ وہ ہر ایک کے لیے جان دیتے پھرین اور دردسر مول لین انھون نے راہ دیکھ
بتادی وہ کوئی اسکے ذمہ دار نہین ہین کہ ہم قتل نہ ہونے دینگے ہان اگر انکے لشکر مین ہوتی
اور وہان سے کوئی تجکو پکڑ لاتا تو وہ ضرور کوشش کرتے اور تم سے چھڑا لیجاتے
تمکو خبر بھی نہ ہوتی یہ انکی عقل کے خلاف تھا کہ وہ تیرے آگاہ کرنے سے آتے اگر دھوکا اُٹھا دیتا
تو کیا کرتے اور یہی تمھارا جھوٹ نے خیال کیا ہوگا کہ دھوکا اور فریب ہے خوب ہوا جو نہ آئے مین بہت
خوش ہوئی اور یہ جو تو نے کہا کہ تو جھوٹی ہے مین تو نہین جھوٹی ہون تو جھوٹا ہے اور تیرا باپ جھوٹا ہے
ارے سمندر تو مجھ سے آنکھ چار کرکے بات کرتا ہے کیون زبان میری کھلواتا ہے اور کیون اپنی اہل دربار
مین ذلت اٹھانا چاہتا ہے زیادہ جو تو مجھ سے کہیگا تو مین سب حالت تیری بیان کردونگی سب کے
روبرو بیکار کو ذلیل ہوگا جو تیری حالت سے واقف نہ ہوا ہین سے وہ اور اسکے بیرو بھی
کی لے مین تیری پیدائش اور تیرے حال سے بخوبی واقف ہون بس خاموش ہو جا اور اپنے گریبان
مین منھ ڈال کے دعا دے الوان جادوگر کو جس کے سبب سے یہ مرتبہ تجکو ملا ورنہ تیری کبھی یہ
لیاقت تھی کہ تو اس مرتبہ کو پہونچتا تو کس رانی کرنا جانے یا حکومت اور سلطنت
کا بھی تو کوئی ٹھیک نہین ہے نہ معلوم تیری مان نے کس سے پیٹ رکھا لیا کہ تو پیدا ہوا نہ معلوم
کسی بدقوم سے تجکو تیری مان نے جنا ہے یا تو کسی نہین ہے میرے نزدیک تو
کسی بدقوم کا نطفہ ہے جبھی تو شریف و اہل خاندان کی قدر نہین کرتا ہے بلکہ
کہ جو تیرے ہم مرتبہ ہین تجھ مین شرافت کی بالکل بو نہین ہے تیری صحبت کے لائق یہی کافی
ہین جو کہ آج کل تیری صحبت مین ہین تو شریعت کی کیا قدر جانے اصل یہ ہے کہ جو جیسا
ہوتا ہے ویسے ہی لوگ اسکو پسند آتے ہین اسے مجھ سے زبان نہ ملاتا ورنہ اور تیری
حقیقت سب پر ظاہر کردونگی اور میان لقمان مجھ سے کیا تقریر کرینگے وہ قارورہ کا دیکھنا

اور نسخہ کا لکھنا اور نبض کا دیکھنا جانین یا صاحبان لیاقت سے تقریر کرنا جانین ہان اُنسے کوئی علم
حکمت مین بحث کرلے وہ اُس سے تقریر کرین گے اور ان امرون کا کیا جواب دینگے اس طور
سے جو ایلوان نے کہا سمندر نے سر پاکر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر لقمان نے کہا کہ اے ایلوان
تم کسی طور سے نہ مانو گی معلوم ہوا کہ تمھاری قضا آئی ہی خیر مین ناچار ہون مین نے چاہا تھا کہ تمھاری
جان بچ جائے مگر تم نہین مانتی ہو اور بیہودہ تقریر کرتی ہو تم کو اختیار ہے بموجب مصرعہ بر رسولان
بلاغ باشد و بس ٭ مجکو جو کچھ کہنا تھا مین نے تم سے کہا آیندہ تم کو اختیار ہے ایلوان نے کہا کہ مین نے
کوئی آپ سے سفارش نہین کی تھی کہ میری طرف سے آپ سمندر سے سفارش کر دیجیے جو
آپ مجھ سے کہتے ہین آپ اپنے مقام پر تشریف لے جائین مریضون کو دیکھیے نسخہ تحریر فرمایئے
کیون بیکار ان قصون مین پڑتے ہین یہ کوئی مرض نہین ہے کہ نسخہ تحریر کرکے اُسکو دفع فرمایئے
آپ ان باتون کو کیا جانیے بیکار اس قصون مین آپ کی حکمت وغیرہ سب تشریف لے
جائیگی کچھ فائدہ نہ ہوگا یہ کہکر ایلوان خاموش ہو رہی جب لقمان ثانی نے دیکھا کہ کسی صورت
سے یہ نہین مانتی ہے سمندر سے کہا کہ تم کو اختیار ہے بس سمندر نے لقمان سے کہا کہ اگر مین ہر
طلب کرتا تو آپ ناراض ہوتے مجکو تو معلوم تھا کہ یہ بڑی خراب عورت ہے کسی صورت سے
نہ ماننے کی پڑے کا بال اُستاد کی تعلیم دی ہوئی ہے پھر کب کسی کے کہنے کو سنتی ہے خیر اسقدر اسکی
زندگی اور نحتی اور خداوندون کی مذمت ہم کو سنانے کو یہان یہ آئی اور ہمارے روبرو مذمت
بیان کی صرف آپ کے سبب سے مین نے سزا نہ دی ورنہ مین خود اپنے ہاتھ سے اسکو اسی
مقام پر قتل کرتا اور اس کو اس بیہودہ گوئی کی سزا دیتا لقمان نے کہا کہ جو کچھ اسنے کہا اُس سے
نہ تمھارے مرتبہ مین فرق ہوا نہ خداوندون کے سبب برے دل کا بھی ارمان نکل گیا مین نے اسکو
صرف اس خیال سے نصیحت کی اور طلب ... سے دیکھا کہ شاید خداوند یہ فرمائین کہ تم بھی اُس
موقع پر اتفاق سے پہونچ گئے تھے تم نے نہ کوشش کی اُسوقت کیا جواب دیتا اب
جو خداوند فرمائین گے تو مین عرض کرونگا کہ مین نے بہت کوشش کی مگر اُسنے نہ مانا بس
یہ سبب تھا یہ جو لقمان نے کہا سمندر نے داروغہ کو حکم دیا کہ اس لکاتکو لے جاؤ میرے
روبرو سے اور جلاد سے کہو کہ فوراً قتل کرے یہ میرا حکم برابر تین حکمون کے ہے یہ جو سمندر نے
حکم دیا داروغہ نے گرچلا لقمان خاموش بیٹھے دیکھا کیے اور فکر کیا کیے ایک مرتبہ سمندر
کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہوگا کہ تم ابھی اسے قتل نہ کرو مین ایک
رقعہ ابھی اپنے خداوند کی خدمت مین تحریر کرتا ہون اُس مین کل حال لکھتا ہون آپ سے
ایلوان کے بارے مین راے لیتا ہون مین چاہتا ہون کہ تم اس کے قتل سے باز رہو
کیونکہ یہ خداوند کی پیاری ضرور ہے اور اسکا تابع بھی دراصل خراب ہے اگر خراب نہ ہوتا
تو کبھی یہ ایسی تقریر نہ کرتی مجکو اس امر کا خیال آیا کہ اگر خداوند یہ فرمائین کہ جب کہ تم
وہان موجود تھے اور تم نے بھی نصیحت کی اُسنے نہ مانا تو تم نے ہم کو کیون نہ خبر دی ہم نے
تمھارے پاس فرشتگی سیے مقرر کیے ہین اسی امر کے لیے مقرر کیے ہین کہ جو کوئی امر
اہم درپیش ہو اور تم نہ آسکتے ہو تو ہم کو اُنکے ذریعہ سے خبر دو جو ہم تم سے کہین اُس
پر عمل کرو بس تم نے ایسا کیون نہ کیا ہم کو خبر دی ہوتی جو ہم کہتے تم وہ سمندر سے کہتے

کہ

وہ اُس پر عمل کرتا ہے سمندر اگر یہ اعتراض خداوند نے کیا تو اسکا کوئی جواب نہیں ہے خداوند تم سے
بھی اور مجھ سے ناخوش ہونگے اور پھر کسی صورت سے نہ مانینگے ایک تو تمھاری نافرمانی
سے ناخوش ہین اور ناخوش زیادہ ہونگے اور وہ جو مین نے راے دی ہے کہ خداوند کو اپنے حال
کی عرضی کرو مین سفارش کرونگا پھر کچھ اُسکا فائدہ نہ ہوگا بیکار ہوگی نہ میری سفارش اثر
کریگی یہ میری راے ہے اب جو تمھارے نزدیک بہتر ہو مین تمھارے فائدہ کا خواہاں ہون
اور خیرخواہی چاہتا ہون کیونکہ تم مجھ سے بہت خلق سے پیش آتے ہو دوسرا سبب یہ ہے
کہ جب سے مین نے تمھاری تصویر اور تم کو دربار مین بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اُسدن سے
تم سے مجکو محبت ہو گئی ہے ہر وقت یہی جی چاہتا ہے کہ تم سے ملاقات کرون خداوند سے
عرض کرکے تمھاری تصویر دیکھا کرتا تھا اور رشک کرکے خداوند کی تمھارے دربار کی حالت
دیکھا کرتا تھا جب مین نے کہا خداوند نے پردے جو کہ زمین و آسمان کے حائل ہین اٹھادیے
اور تمھارے دربار کا مرقع پیش نگاہ ہو گیا جس طور سے کہ روبرا دل مین آیا تھا اُسی طور
سے گو مین نے تم کو دنیا پر نہ دیکھا تھا اُسی طور سے دیکھا تھا مگر محبت پیدا ہوئی تھی اور
ملاقات کا اشتیاق تھا خداوند کی تدبیر سے آج ملاقات بھی ہوئی جیسے تم کو دیکھا اور زیادہ
انس ہو گیا اگر محبت نہ ہوتی تو مین کبھی نہ آتا یہ صرف محبت و الفت کا سبب ہے کہ مین
تمھارے ہمراہ اپنا کام ہرج کرکے چلا آیا بس اسی خیال سے کہ وہ بات نہ ہو کہ جس سے
خداوند تم سے ناخوش ہون اور تمھاری بربادی کرین اور تم پر اپنا عذاب نازل کرین
جو کہ میرے تکلیف اور رنج کا سبب ہے اور مجکو صدمہ ہو سمندر نے یہ تقریر سنکے عشاق
کی طرف دیکھا اور دیگر اہل دربار کی طرف سب نے جواب دیا کہ حکیم صاحب بجا ارشاد
کرتے ہین کوئی نقصان نہین ہے سب نے اس خیال سے کہا کہ دیکھین کہ کیونکر یہ جواب
لگا لیتے ہین ان کا جھوٹ و سچ سب اسوقت ظاہر ہو جائیگا اگر دراصل یہ کاملین
ہین تو ضرور سمندر کا کام ابتر ہوگا اور اہل اسلام کو سمندر کے ہاتھ سے ذلت ہوگی
سمندر نے بھی خیال کیا کہ کیا نقصان ہے تھوڑی دیر مین انکا سب کا حال کھلا جاتا ہے کہ یہ
جھوٹے ہین یا سچے اگر سچے ہین تو خداوند کو جو ایوان کے بارے مین منظور ہوگا وہ تحریر فرمائینگے
مین اس پر عمل کرونگا بس ضرور خداوند خوش ہونگے اور یہ بلا جو کہ میرے اوپر اسوقت
نازل ہے اور مین اس مصیبت مین مبتلا ہون میرے اوپر سے دفع کر لینگے اور حکیم صاحب
بھی خوش ہونگے میری سفارش کرینگے یہ جو سمندر نے خیال کیا اور سب نے بھی کہا کہ حکیم
صاحب کی راے بہت عمدہ ہے بس سمندر نے لقمان سے کہا کہ اچھا جو آپکی راے
ہین تو آپکی خوشی کا خواستگار ہون مجکو بھی تو آپ سے محبت ہو گئی ہے اور یہ میری
خوش نصیبی ہے کہ آپ کو مجھ سے محبت ہو گئی اب ضرور میرے کل کام انجام ہو جائینگے
مین آپ کو ناخوش کرنا نہین چاہتا ہون لقمان نے کہا کہ پھر داروغہ سے کہو کہ پھر لائے
ابھی ایوان کی قید کو لے جائے سمندر نے شملاق سے کہا کہ داروغہ کو بلاؤ شملاق نے
چوبدار کو حکم دیا داروغہ ابھی ایوان کی قید کو لیکر پہنچنے نہ پایا تھا کہ چوبدار نے جاکر
سمندر شاہ کے حکم سے آگاہ کیا وہ قید ایوان کو لے کر واپس آیا ایوان نے خیال کیا

کہ پھر کوئی تقریر کرے گا ابھی اگر اسنے تقریر کی تو ہین وہ سخت جواب دونگی کہ لقمان اور سمندر کو
معلوم ہوگا اب تو جو زبان سے کہا وہ کہا جو کچھ ہو کوئی خوف نہین ہی جو ذلت ہونا تھی وہ
ہو گئی اب وہ واپس نہ آئے گی ایوان تو یہ خیال کر رہی ہی ادھر جب لقمان نے دیکھا کہ سمندر
نے یہ حکم دیا اور دہار دھمہ سے گرا دھر کو چلا بس لقمان نے کتاب اُٹھائی اُس مین سے کاغذ
نکالا قلمدان کھولا اُس کاغذ پر کچھ لکھا ایسے حرف لکھے کہ جو سمندر سے پڑھے نہ گئے کیونکہ لقمان
برابر تخت سمندر کے اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا سمندر کا سامنا تھا اُسکے روبرو لکھا مگر اُس
سے پڑھا نہ گیا جب لکھ چکے ایک مرتبہ اُسکو بند کیا ایک لفافہ مین رکھا اُس لفافہ کو بند کر کے
ہاتھ اونچا کیا سب دیکھ رہے ہین کہ جب تک حکیم صاحب نے ہاتھ اونچا کیا اُس وقت
تک اُنکے ہاتھ مین وہ لفافہ تھا ادھر حکیم صاحب کی زبان سے یہ لفظ نکلی کہ اے فرشتہ
قدرت یہ میری عرضی خداوند کی خدمت مین پہنچا دے اور اسکا جواب لا دے اس کلمہ کا
نکلنا تھا کہ وہ لفافہ خود بخود ہاتھ سے غائب ہو گیا حکیم صاحب نے ہاتھ فوراً نیچا کر لیا
اتنے عرصہ مین داروغہ ایوان کو لے کر پھر اُسی مقام پر آ گیا جہان پر ایوان نے کھڑے ہو کر
لقمان ثانی سے تقریر کی تھی لقمان نے ہاتھ کو نیچا کر کے ایوان سے کہا کہ تو غم نہ کر بلکہ
خوش ہو کہ مین نے تیرے بارے مین خداوند کی خدمت مین عرضی تحریر کی ہی اور تیری
سب تقریر اور کل حالت لکھی ہی جیسا وہ حکم دینگے اُس پر عمل کیا جائے گا ایوان نے
ہنس کر جواب دیا کہ تیرے اوپر ہزار ہزار لعنت اور تیرے خداوند پر بھی کرور کرور
لعنت وہ کیا کیدی ہی جو میرے بارے مین حکم دیگا کہین تمعہ دوزخ مین پڑا ہوا جل رہا
ہوگا اور تو کیا احمق ہی کہ جو تو اُس سے میرے بارے مین رائے لیگا ارے لقمان
سامری و جمشید و بیکر کافران غدار جو کہ دعوے خدائی کرتے ہین اکثر نے تھے سب بچہ
شیاطین و نطفہ حرام تھے اور یہ اُسکے نطفہ کا کچھ حال نہین معلوم کہ شیطان کا نطفہ ہی یا کسی بچہ
شیطان کا کہ جنھون نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہی اور سب کو بہکا رکھا ہی ضرور یہ سب نطفہ
خوک و سگ سے تھے مین ان سب کو اور تم سب کو خوک و سگ سے بدتر خیال کرتی ہون
تمھاری صورت دیکھنا حرام جانتی ہون میری اب خدا سے یہ دعا ہی کہ کسی طور سے مین تم
سے جدا ہون تاکہ تمھاری صورت نحس مجکو نظر نہ آئے یہ معلوم ہوتا ہی کہ سب خوک و
سگ بیٹھے ہوئے ہین کیا اشکال مہیب و بیہنگ ناک ہین مگر مجبور و ناچار ہون یہ
کہکر ایوان خاموش ہو رہی سب اہل جلسہ ایوان کی اس تقریر سے مثل ہیزم خشک کے جلکر
رہ گئے اور خون جگر پیکر خاموش بیٹھے رہے لقمان نے جواب دیا کہ اس تقریر کا مزا معلوم
ہوا جاتا ہی تھوڑی دیر اور باقی ہی ضرور تیرے قتل کا حکم آئے گا یہ کہکر کہا کہ اچھا لیتا
ہون جب لفافہ دیا تھا اُسی ہاتھ اپنا بلند کیا تھا اب کی مرتبہ بغل لیکر لپٹ گئے اور کہا
کہ لاؤ یہ کہکر فوراً ہاتھ اپنا باہر کو کھینچ لیا اب سب نے دیکھا کہ ایک لفافہ سر بمہر حکیم صاحب
کے ہاتھ مین ہی لقمان نے پہلے اُس لفافہ کو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اُس پر بوسہ دیا
اُسکے بعد سمندر کو دیا کہ تم بھی دیکھ لو کہ یہ مہر ہی خداوند کی اور پہچان لو اور آنکھون سے لگاؤ
سمندر نے دونون ہاتھ بڑھا کر وہ لفافہ لیا اور اُسی طور سے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا

مہر پر بوسہ دیا اُدھر سب اہل دربار نے لقمان سے عرض کیا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم سب بھی
مہر خداوندی کو آنکھوں سے لگائیں اور مہر پر بوسہ دیں لقمان ثانی نے جواب دیا کہ کیا نقصان
ہی میں سمندر سے کہا کہ جب آپ بوسہ وغیرہ دینے سے فراغت کیجیے گا تو اور لوگوں کو دیجیے گا
تاکہ وہ بھی مہر خداوندی کی زیارت کر لیں بس اب تو بعد سمندر کے ہر ایک کے ہاتھ میں جانے
لگا وہ اُسی طور سے چومنے لگا اور آنکھوں سے لگانے لگا نوبت باینجا رسید کہ سب اہل جلسہ
نے یکے بعد دیگرے اُس لفافہ کو چوما اور آنکھوں سے لگایا یہاں تک کہ پھر وہ سمندر کے ہاتھ
میں آیا سمندر نے پھر اُسکی مہر کو بوسہ دے کر لقمان کو دیا لقمان نے لیکر اُس لفافہ کو چوما اور
بہت احتیاط سے چاک کیا اُسکے اندر سے ایک کاغذ نکلا اُسکو لقمان نے کھولا بوسہ دیا کیونکہ
اُسپر بھی مہر خداوندی موجود تھی بعد بوسہ دینے کے لقمان نے پہلے آہستہ آہستہ پڑھا جب سب
پڑھ چکا تو کہا کہ سب حاضرین جلسہ میری طرف متوجہ ہوں اور سماعت کریں کہ جو کچھ حکم
خداوند نے بابت الوان کے تحریر کیا ہے اور سمندر سے کہا کہ تم بھی سمندر نے کہا کہ میں
تو مشتاق ہوں الوان سے کہا کہ اے الوان تم بھی سنو جو تمھاری نسبت خداوند نے تحریر کیا
ہے الوان نے کہا کہ وہ کیا دیدی ہے کیا تحریر کریگا وہ نار دوزخ سے جل رہا ہوگا ہائے ہائے
کہ رہا ہوگا یہ کہکر خاموش ہوئی اُدھر لقمان نے پڑھنا شروع کیا پہلے تو کچھ اُس میں تعریف
سب خداوندوں کی تحریر تھی اور اپنی شان و شوکت تحریر کی تھی اور لکھا تھا کہ اے میرے
خاص بندے لقمان ثانی حکیم حاذق تجھکو معلوم ہو کہ تیرا رقعہ بدست فرشتہ مقرب ولائک
فہرست ہمارے پاس آیا ہم نے اُسکو پڑھا تجھکو مبارک ہو کہ تجھ سے اور سمندر سے
ملاقات ہوئی کیونکہ تجھکو سمندر کی ملاقات کا بہت شوق تھا ہم یہاں سے سب حال
دیکھ رہے ہیں سمندر نے تیری بہت خاطر کی اور بہت اچھی طرح پیش آیا گو اُسکی ذات
سے یہ امید نہ تھی کیونکہ اُسنے ہماری بندگی ترک کی اور میرے ایک ادنیٰ نائب کی
پرستش اختیار کی اور بندگی اور ہماری طرف سے بالکل دل کو اٹھا لیا ہم نے اُسکی
اُسکو یہ سزا دی کہ اُسکے اوپر اپنے بندگان محبوب کو کہ جو خدا سے نادیدہ کی بندگی کرتے
ہیں اور ہم سے پھرے ہوئے ہیں مقرر کیا کہ وہ اُسکو سزا دے مگر آج ہم اُس سے
کسی قدر خوش ہوئے کہ وہ تمھارے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا گو آج اُس سے
بہت بڑی حرکت سرزد ہوئی جو کہ بہت خراب ہے کہ اُسنے ہمارے اُس دوست
کو ذلیل کیا اور قتل کرنے پر آمادہ ہوا کہ جسکو ہم اپنی روح سے زیادہ تر عزیز رکھتے
ہیں ہم سب اُسکا ظلم و ستم دیکھ رہے تھے اور دیکھ رہے ہیں مگر تمھارے رقعہ سے
معلوم ہوا کہ وہ بالکل بے خطا ہے اور تم نے اُسکی سفارش بھی تحریر کی اور الوان کی
حالت بھی اے لقمان میں الوان کو بہت عزیز رکھتا ہوں اگر وہ قتل ہو جاتا تو میں اُسکے
طبقہ زمین کو الٹ دیتا تمام عالم آب ہو جاتا ایک کو زندہ نہ رکھتا اور یہ جو لوگ اسوقت
اس مقام پر موجود تھے اُن سب کو داخل دوزخ کرتا اور سخت عذاب میں مبتلا کرتا کیونکہ
الوان تو اپنے ہوش میں نہیں ہے اور اُس پر یہ ظلم اُسکے ہوش میں نہ آنے کا سبب ہے
کہ اُسکو خواجہ نے ایک ایسی چیز کھلا دی ہے کہ جب تک اُسکا اثر اُسکے جسم میں رہے گا

وہ ایسے ہی کلام کیے جاوے گی اسکو اس جرم پر سمندر نے اسیر کیا اپنے دربار میں ذلیل کیا اور قتل کرنے کو اس مقام
پر لایا اور اہل شہر کو جمع کیا اسنے تو اس پر اس طور سے ظلم و ستم کرنا شروع کیا کہ جیسے کوئی خونی پر کرتا ہی لقمان خیال
کرو کہ اگر وہ اپنے ہوش میں ہوتی تو اس طور سے وہ اپنے کو گرفتار کرا دیتی یہ جو اُسنے کہا کہ سب یہ حال معلوم تھا کہ
سمندر میرے ساتھ اس طور سے پیش آئیگا اُس پر میں چلی آئی یہ اُسنے سچ کہا بس اسی امر سے اُسکا دیوانہ ہونا ثابت
ہی تم اسوقت ان سب کی تقدیروں سے پہونچ گئے اور سمندر نے تمھارے کہنے پر عمل کیا اور تم نے عقلمندی کی کہ
تم نے مجھکو اس حال سے خبر دی اگر تم خبر نہ دیتے اور تم خاموش ہو رہتے تو میں تم سے بھی ناخوش ہوتا اور ان سب کے
ساتھ تمکو بھی مبتلاے عذاب شدید کرتا مگر تم نے دانائی کی اپنی جان بچائی اور ان سب کی کیونکہ میں فرشتگان عذاب کو
حکم دیچکا تھا کہ جب الیوان کو قاتل قتل کرے تم فوراً جا کر زمین پر طبقۂ زمین کو الٹ دینا وہ چل چکے تھے کہ تمھارا رقعہ
پہونچا پس میں نے انکو منع کیا اب تم کو لکھا جاتا ہی کہ تم یہ کام کرو کہ الیوان کو میرے پاس بھیجدو تا کہ میں اپنے دست سے
ملوں اور اسکو میوے بہشت اور آب کوثر کھلا پلا کر اُسکے جسم سے اُس اثر کو دور کروں تا کہ وہ اپنے ہوش میں آئے
پس اگر اسکی مرضی ہوگی تو پھر دنیا پر روانہ کر دونگا اور اگر یہ خواہش ہوگی کہ میں بہشت میں رہوں تو یہان رہنے دونگا
اگر اسکے خلاف کروگے تو یہ یاد رکھو کہ اپنا عذاب نازل کرونگا تم یہ امر سمندر سے کہو اگر وہ قبول کرے تو خیر ورنہ تم اس
مقام پر سے چلے آؤ اور سمندر سے کہو کہ وہ قتل کرے اور ظلم و ستم کا مزا اُٹھاے کہ دوستان خداوند پر ظلم و ستم کرنے کا
یہ مزا ہی یہ صرف تمھارے سبب سے ہی کہ میں نے اسقدر تحریر کیا پس اگر سمندر تمھارے کہنے پر عمل کریگا تو میں اُس سے
ضرور خوش ہونگا اور اُسکا قصور سابق معاف کر دونگا اور جو کچھ اُسکی خواہش ہوگی وہ پوری کرونگا وہ مجھ سے
پھرا ہوا ہی مگر میرا بندہ ہی پس یہی امر اُسکے حق میں بہتر ہی آیندہ اُسکو اختیار ہی اے لقمان تم کو میری محبت اور
الفت کا حال معلوم ہی جو کہ مجھکو الیوان کے ساتھ ہی میرے ایسے دوست کو سمندر قتل کرے اور ذلیل اور میں
سمندر سے خوش ہوں یہ ممکن نہیں ہی اے لقمان یاد رکھنا کہ اگر الیوان قتل ہوگی پھر اس دنیا کا قائم رہنا محال
ہی یہ امی کے دم تک ہی زیادہ کیا لکھوں بس یہی کافی ہی ارے غضب کیا کہ وہ تو اپنے ہوش میں نہیں ہی اس
پر یہ ستم کیا اُسنے یہ اختیار کیا تھا کہ ترک سلطنت کرکے گوشہ میں بیٹھے اُسکو زبردستی طلب کیا خیال کرو کہ کوئی
بھی ایسا کریگا کہ اپنی راحت کو ترک کرے اور دوسروں کو اپنے اوپر حاکم کرے یہ سواے اُسکے جو کہ نادان ہوگا یا
کسی سبب سے دیوانہ ہوگیا ہوگا یہ اُسی چیز کا اثر ہی کہ جو خواجہ نے الیوان کو کھلائی ہی تم کو یاد ہوگا کہ میں نے
تم سے کہا تھا کہ آج کل الیوان دیوانی ہوگئی ہی خیال کرو کہ جو کچھ اُسنے کہا ہم سب کو کیا ہم نے برا نہ مانا سمندر
کون ہی جو برا مانتا ہی سزا دینا نہ دینا ہم دیں سمندر کون سزا دینے والا ہی الیوان نے خطا کی ہی تو ہم سب
کی کی ہی سمندر کون ہی کیا ہم سزا نہ دے سکتے تھے جو وہ اس امر پر آمادہ ہوا وہ کون تھا اور کیا اُسکو
مطلب تھا کہ اُسنے یہ حرکت کی بس اسی میں خیریت ہی ہم اُس سے بہت خوش ہیں اُسنے خوب کیا جو ہم کو
برا بھلا کہا ہم کو اختیار ہی چاہے سزا دیں چاہے نہ دیں بس تم سمندر سے لیکر اُسکو ہمارے پاس اسی دم لیکر
روانہ کر دو تھوڑی تحریر کو بہت جانو ہم اسکا علاج کریں گے ہم کو اُسکا اختیار ہی وہ ہماری مقرر دوستدار ہی
زیادہ والسلام یہ جو عبارت لقمان ثانی نے پڑھی اور سب نے سُنا کل اہل جلسہ لرز گئے اور کانپنے لگے
خصوصاً سمندر کا تو یہ حال ہی کہ یہ سبب خوف کے کانپنے لگا اور لرزنے لگا یہ عالم تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ
ابھی لرزہ چڑھی ہوئی ہی یہ رقعہ پڑھکر لقمان نے سمندر سے کہا کہ تم نے یہ سُنا رقعہ خداوند نے بہت غصہ
میں تحریر کیا ہی انکو سب حال معلوم ہی وہ تمام دنیا کا حال جانتے ہیں بڑا غضب ہوا کہ خداوند کو غصہ آگیا میں
اُنکے غصہ سے بہت خوف کرتا ہوں بس تم سُن چکے اب تو تم کو میرے قول کا یاد رہا ہوگا اور تم نے

یقین کیا ہوگا کہ مین سچ کہتا ہون مین نے اسوقت تمھارے ساتھ بہت بڑی دوستی کی ورنہ خرابی ہوتی بس
اگر تم خداوند کے تحریر پر عمل کروگے تو مجھکو امید ہے کہ خداوند تم سے خوش ہونگے اور تمھارے اوپر سے اس بلا کو دفع
فرمائینگے اب بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے آیا مین الیوان کو پاس خداوند کے روانہ کرون یا نہ سمندر نے کانپکر کہا
کہ آپکو اختیار ہے مین آپکو منع نہین کر سکتا ہون جب کہ خداوند نے طلب فرمایا ہے تو مین کیونکر آپکو منع
کرکے اپنے اوپر آفت نازل کراؤن خداوند کو ناخوش کرون یہ تو کبھی نہ ہوگا یہ الیوان موجود ہے مین اسوقت
کی تحریر سے خداوند کی ڈر گیا اب کل سے مین اُنکی ایسی عبادت کرونگا کہ کسی نے زمانہ سابق مین بھی نہ کی ہوگی
نہ اب کوئی کرتا ہوگا نہ زمانہ آئندہ مین کرے گا مین خداوند کو خوش کرونگا لقمان نے جواب دیا کہ تم پریشان نہ ہو
مین خداوند سے تمھاری سفارش کر دونگا مگر تم اپنے کل حال کی عرضی اسوقت تحریر کرا دو دیر نہ لگاؤ سمندر
نے کہا کہ آپ الیوان کے قصہ سے فرصت کر لیجیے اُسکے بعد مین تم کو عرضی تحریر کرادونگا پس لقمان نے کہا کہ
سمندر مین تم پر جبر نہین کرتا ہون کہ تم الیوان کو میرے سپرد کرو بلکہ اگر تمھاری خوشی ہو اور تم کو میرے
کہنے اور اس تحریر کا یقین ہو تو میرے حوالہ کرو ورنہ تم کو اختیار ہے کیونکہ تم لوگ اہل دنیا سے ہو اور
مین اہل دنیا سے بہت خوف کرتا ہون کہ وہ بڑے مکار ہوتے ہین ایک کام خود کرتے ہین اور پھر
کہتے ہین کہ ہمکو فلان شخص نے دھوکا دیا یہ امر تمھاری خوشی پر ہے اپنے نیک و بد کا خیال کر لو اور انجام سوچ
لو سمندر نے کہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین آپ جو کچھ امر فرماتے ہین میری اچھائی اور بہتری کے لیے نہ کچھ
میری برائی کے لیے بھلا آپ لوگ کیون مجھکو دھوکا دینے لگے اب الیوان کا آپکو اختیار ہے بھلا مین کیونکر
الیوان کو قتل کر سکتا ہون اول تو وہ خداوند کی بہت بڑی دوست ہے اور خداوند اُس سے محبت رکھتے
ہین دوسرے خداوند نے درست کیا ہے اور تحریر کیا ہے اگر میرے کہنے کے خلاف ہوگا تو مین اپنا عذاب
نازل کرونگا ایسی حالت مین میری مجال ہے کہ مین کسی قسم کی سرتابی کر سکون ایک قدم بھی تو حد اطاعت سے
باہر قدم رکھ نہین سکتا ہون غضب ہے کہ خداوند کی عدول حکمی کرون جس کا بندہ ہون اُسکے حکم کو نہ مانون تو
پھر ایسی عدول حکمی کرکے جاکر رہون کہان آپ الیوان کو بہت جلد خدمت خداوند مین روانہ فرمایئے
کہین ایسا نہ ہو کہ تاخیر ہو خداوند ناخوش ہون لقمان نے کہا کہ تم خوشی سے کہتے ہو سمندر نے جواب دیا
کہ جی ہان پھر لقمان نے کہا کہ تم خوشی سے کہتے ہو سمندر نے کہا کہ جی ہان اسی طور سے لقمان نے
سمندر سے تین مرتبہ کہلوایا اُسکے بعد کہا کہ آپ سب لوگ گواہ رہین کہ سمندر نے اپنی خوشی سے الیوان
کو میرے سپرد کیا اس شرط پر کہ مین حسب الطلب خداوند کے الیوان کو اُنکی خدمت مین روانہ کرون
سب نے کہا کہ ہم لوگ گواہ ہین کہ بادشاہ نے اپنی خوشی سے آپکے سپرد کیا جب یہ سب کہہ چکے
اُسوقت لقمان نے الیوان کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اے الیوان تو نے مضمون رقعہ سنا کہ جو خداوند کے
پاس سے آیا تھا تجھکو خداوند نے طلب کیا ہے اب تجھکو خدمت خداوند مین روانہ کرتا ہون جب جائین کہ
تو جاکر خداوند سامری سے بھی ایسی تقریر کرنا جیسے ہم سے کی ہے مگر کیا خوش قسمت ہے کہ خداوند نے
تجھکو طلب کیا خوب قتل ہونے سے بچی اب کیون وہان سے دنیا پر آنے لگین باغ خلد مین رہو گی بہشت
کے میوے کھاؤ گی آب کوثر پیو گی چین سے رہو گی خدمت خداوند مین پھر ہم سے تم سے آٹھوین دن
ملاقات ہوا کریگی خیر یہی ذریعہ ملاقات کا نکلا تمھارے سبب سے ہمارے بہشت سے کام نکلا کرینگے
ہم تو بہت خوش ہوئے کیا اچھا وقت تھا کہ مین اسوقت ادھر آیا ایک دوست خداوند کی میرے
سبب سے جان بچی اور بہت سے بندگان خدا کی ورنہ اسقدر بندگان خداوند کی مفت جانین جاتین

اور سمندر مفت مین مبتلا سے عذاب ہوتا مین بہت خوش ہوا کہ ایک کام میرے سبب سے ہوا کہ جس سے خداوند
خوش ہوئے الوان ہم کو بھول نہ جانا ہماری ضرور سفارش خداوند کی خدمت مین کرتی رہنا یہ احسان ہمارا یاد
رکھنا لقمان تو یہ تقریر کر رہا تھا مگر الوان یہ خیال کر رہی تھی اپنے دل مین کہ بڑا غضب ہوا کہ یہ بچہ شیطان مجھکو
لے جائیگا یہ کیا امر ہی ضرور یہ بھی کوئی شعبدہ سحر کا ہی افسوس جان بچی مگر خرابی ہوئی یہ سب سحر کی باتین ہین کوئی
نہ کوئی بچہ شیطان ہی جس طرح سامری و جمشید تھے اسی طور سے یہ بھی ہی دیکھیے خدا کیا کرتا ہی الوان یہ خیال
کر رہی تھی کہ لقمان نے وہ تقریر کی اسنے اسکا یہ جواب دیا کہ او لقمان یہ تو کسی احمق کو دھوکا دے مین تیرے
اس دھوکے مین آنے والی نہین ضرور تو بچہ شیطان ہی وہ کیدہی کیا مجکو طلب کریگا خود پہلے اپنی تو خبر لے
آگ مین جل رہا ہوگا وہ اپنے پاس سمندر وغیرہ کو طلب کرے جو اسکی بندگی کرتے ہین یہ سب کارخانہ سحر کا ہی
ایسے دھوکے مین نہ آؤنگی لبس تمھارے بس مین ہون جو چاہو وہ میرے ساتھ کرو لقمان نے کہا کہ سچ خداوند
نے تحریر فرمایا ہی کہ الوان دیوانی ہی بخوبی ثابت ہی یہ کہکر کہا کہ تیرا جو جی چاہے وہ کہہ اور خیال کر ہم کو تیرے
قول و فعل سے کچھ مطلب نہین ہی ہم کو اپنے کام سے کام ہی یہ کہکر سمندر سے کہا کہ حکم فرمایئے کہ الوان کے جسم
سے قید دور کی جائے اور جس ساحر کا سحر ہو وہ اپنا سحر بھی اتار لے اگر اس حالت سے خدمت خداوندی مین
روانہ کرونگا تو خداوند ناخوش ہونگے کہ ہماری محبوب کو اس حالت سے ہمارے پاس روانہ کیا سمندر نے
کہا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ جب قید سے رہا ہو جائے اور فساد کرے تو بڑی مشکل ہو لقمان ثانی نے جواب دیا
کہ تم معودت نہ کرو میری موجودگی مین فساد نہین کر سکتی ہی جب یہ لقمان نے کہا سمندر نے جواب دیا
کہ مین آپ کے فرمانے سے خلاف نہین کر سکتا ہون لیکن جو آپ کی مرضی یہ کہکر حکم دیا کہ جس جس ساحر
کا سحر الوان پر ہو وہ اتار لے اور جلاد کو بلاؤ کہ وہ آکر قید دور کرے راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ حکم دینا
تھا کہ جس جس ساحر کا سحر تھا اسنے اتار لیا فوراً جلاد آیا اسنے جسم الوان پر سے قید کو دور کیا بس ادھر
جسم الوان پر سے قید دور ہوئی لقمان نے اشارہ کیا کہ اسکو میرے تخت کے قریب لاؤ چند ساحر
اسکو پکڑ کر قریب تخت لائے اسنے کچھ نہ کہا خاموش چلی آئی صرف اس خیال سے کہ چل کر دیکھو تو لوکہ کیا
واقعہ ہی جب الوان قریب تخت لقمان پہونچی لقمان نے کہا کہ اے فرشتگان مقرب بارگاہ واہی
بالکہ قدرت یہ الوان موجود ہی اسکو لے جاؤ خدمت خداوندی مین یہ کلام لقمان نے بالاے آسمان
دیکھ کر کیا سب اس طرف متوجہ ہوئے یہان بجایک سب نے دیکھا کہ ایک جال سا الوان پر پڑا اور وہ
الوان غائب ہو گئی یہ واقعہ دیکھکر سب حیران ہوئے لقمان ثانی نے کہا کہ سب سجدہ کرو کہ یہ بہت
بڑی قدرت نمائی ہوئی اور تم سب اس بلا سے بچے ایک سجدۂ شکر ادا کرو اور مین بھی سجدہ کرتا ہون یہ جو
لقمان نے کہا سب حاضرین جلسہ مع سمندر کے سجدے مین جھکے اس اثنا مین الوان بالکل غائب
ہو گئی اب جو سب نے سجدہ سے سر اٹھایا الوان کا نشان تک نہ پایا پہلے ہی الوان غائب ہو
چکی تھی خدمت خداوندی مین لقمان ثانی روانہ کر چکے تھے جب سب سجدہ کر چکے اسوقت لقمان
نے سمندر سے کہا کہ خوش ہو کہ تم میرے سبب سے اس بے گناہ کے خون سے بچے اب تم اپنے
مقام پر جاؤ مین اپنے کام کو جاتا ہون اب کی ہفتہ کو جو خدمت خداوندی مین جاؤنگا تمھاری سفارش
کرونگا اور جہان تک ممکن ہوگا عرض کرکے یہ بلا تم پر سے دفع کراؤنگا یقین ہی کہ خداوند بھی تم سے
خوش ہو گئے ہونگے کیونکہ آپکے کہنے اور انکی تحریر پر عمل کیا سمندر نے جواب دیا کہ اے حکمت مآب
یہ امر تو غیر ممکن ہی کہ مین آپ کو اس طور سے جانے دون جب تک دعوت نہ کر لون میری خوشی

یہ ہی کہ جو مجھکو میسر ہی اُسکو اُنس فرما سیئے تاکہ برکت ہو اور میری ترقی کا سبب ہو آپنے میرے ساتھ وہ سلوک
کیا کہ جو کوئی کسی کے ساتھ نہ کریگا مجھکو بڑی آفت سے بچایا بہت بڑی بلا سے نجات دی ہین آپکا
شکر یہ کہان تک ادا کرون بموجب شعر اگر ہر موے تن گردد زبانے * نشاید شکر تو ہرگز بیانے * پس کیونکر
ہو سکتا ہی کہ ایسے اپنے مہربان اور شفیق کو جو کہ زیادہ مادر و پدر سے ہی جانتے ہون اور اُسکی کچھ خدمت نہ
کرون آپکی خدمت کرنا میرا فخر اور برکت کا سبب ہی لقمان نے جواب دیا کہ اے سمندر مین تمھارا
کہنا ضرور ضرور قبول کرتا اور بسر و چشم تمھارے ہمراہ شہر مین چلتا اور جو تم مجھکو کھلاتے اُسکو نعمت
عظمے خیال کرتا مگر دو سبب سے مجبور ہون وہ یہ ہین کہ اول مین نے ترک دنیا کیا ہی کوئی چیز از قسم غلہ
و دیگر اشیاء مثل میوہ وغیرہ کے نہین کھاتا ہون اُسکا سبب یہ ہی کہ اگر تم پوچھو کہ زندہ کیونکر رہتے ہو تو
اُسکا جواب یہ ہی کہ جب مین پہلے دن خدمت خداوند مین گیا تھا انھون نے مجھکو میوہ بہشتی مرحمت
کیا تھا مین نے کھایا تھا اور آب کوثر پیا تھا اُس دن سے نہ مجھکو خواہش طعام ہی نہ آب ہمہ وقت
سیر اشکم پر رہتا ہی اور سیراب رہتا ہون پس ایسی حالت مین مین کیا کسی کی دعوت قبول کرون
جبکہ کچھ نہ کھاتا ہون نہ پیتا ہون بیکار زحمت دون اور دوسرے کا نقصان کرون دوسرے سبب
یہ ہی کہ مین اسوقت ایک ضرورت شدید سے نکلا تھا اور بہت پریشان تھا ایک چیز کی تلاش مین
اُسی چیز کو تلاش کرتا ہوا ادھر بھی نکل آیا تھا میرے علم نے مجھکو خبر دی تھی کہ وہ چیز دشت فرحت افزا
مین ہی مین دشت فرحت افزا کو اُسکی تلاش مین جاتا تھا کہ تم سے ملاقات ہوئی تمھارے کہنے
اور سننے مین تمھارے ساتھ چلا آیا بڑا حرج ہوا اور نقصان کیونکہ بہت سے لوگ میرے
انتظار مین پریشان ہونگے کیونکہ مین اُنسے یہ کہکر چلا تھا کہ تم ٹھہرو مین ابھی وہ چیز تمھارے لیے لاتا
ہون جسکی تم کو خواہش ہی بہت دن گذر گیا ہی کیونکہ وہ لوگ ایک مدت سے مجھکو پریشان کر رہے ہین
اور کہتے ہین کہ سواے آپکے کوئی اُسکو نہین لا سکتا ہی مین خداوند سے بھی اجازت لے چکا ہون
اُسکی بابت کہ مین جو چیز کہ فلان قوم طلب کرتی ہی اُسکو دون خداوند نے حکم فرمایا ہی کہ ضرور دو
پس مین اُنکو ٹھہرا کر ادھر آیا ہون بڑا حرج ہوا اگر اور حرج ہوگا اور مین تمھارے ساتھ دعوت مین
جاؤنگا بموجب تمھارے کہنے کے قیام کرونگا تو وہ لوگ پریشان ہونگے اور مجھکو کاذب و وعدہ خلاف
تصور کرینگے اور پھر میرے کہنے پر عمل نہ کرینگے آج تک مین نے کسی سے وعدہ خلافی نہین کی ہی کیونکر
یہ امر کرون پس اگر حرج ہوگا وہ پریشان ہوکر چلے جاینگے اور میری محنت و مشقت رایگان ہوگی مین
اُنکے نزدیک لغو ٹھہرونگا پھر کوئی میرے قول کا اعتبار نہ کریگا بلکہ میری اس حرکت سے خداوند
بھی ناراض ہوینگے کہ تم نے صرف سمندر کے کہنے سے اسقدر آدمیون کو پریشان کیا اے سمندر اگر ایک
دو ہوتے تو کوئی مضایقہ نہ تھی وہ تو سیکڑون اور ہزارون ہین پھر سب کا جمع ہونا ایک امر دقت طلب
ہی دوسرا امر یہ ہی کہ جس چیز کی خواہش اُنھون نے کی ہی اور مدت سے خواہش کرتے چلے آتے ہین
اتفاق سے وہ ملی ہی اور خرابی یہ ہی کہ اُسکا اثر ابھی تک ہی پھر وہ اپنا اثر نہ کریگی اگر آج کا دن گذر
گیا تو پھر برس دن تک ایسا موقع نہ ملیگا ہان اگر برس دن تک پھر سب زندہ رہین اور یہی ایام
اور ساعت سعید آئے تو پھر یہی اثر پیدا ہو جو کہ آج اُس چیز مین اثر ہی پس جب کہ اُن بیچارون نے برس
دن تک اس امید مین بسر کی اور ہر روز میرے پاس ہرا سے یاد دہی کیلیے زحمت اُٹھائی انکی
القدر سے یہ دن آیا اور مین زحمت کرکے چلا یہان تک پہونچا پس اگر مین ہلے جاؤن گا تو بیا

جاؤنگا اور وہ لوگ پریشان ہوکر اپنے اپنے مکان کو چلے جائینگے تو کیا فائدہ ہوگا وہ محروم رہ جائینگے
اور میری مشقت رائیگان ہوگی بس مین قیام نہین کر سکتا ہون اب مین ضرور اپنے کام کو جاؤنگا یہ جو
لقمان ثانی نے کہا سمندر نے جواب دیا کہ ہزار حجر آپ نے فرمایا کہ مین نے ترک لذات کیا ہے اور بسبب
نوش فرمانے میوہ کا بہشتی و آب کوثر کے مجھکو کسی امر کی خواہش نہین ہے بجا ارشاد ہوا میری خواہش
یہ ہے کہ آپکی شراکت دعوت مین موجب برکت و سبب ثواب و باعث فخر ہے بس مین کسی طور سے
نہ گوارا کرونگا کہ آپ تشریف لیجائین ہان ایک سبب سے اور اس شرط سے کہ آپ مجھکو اس ضرورت
سے آگاہ فرمائیے کہ جس ضرورت کے لیے آپ تشریف لیے جاتے ہین اور جس کی خواہش مین ہزارون
آدمی آپکے در دولت پر موجود ہین جنکے پریشانی کا آپکو اسقدر خیال ہے اسوقت جانے دونگا
مین بھی تو سنون شاید مین بھی اُس سے کچھ فائدہ پاؤن لقمان ثانی نے مسکرا کر جواب دیا کہ تم تو میرے
اتالیق ہوگئے کہ مین تم کو اپنے ہر کام سے آگاہ کرون اے سمندر تم اس امر مین کوشش نہ کرو مجھکو جانے
دو بیکار اس زحمت مین نہ پڑو تم کو کوئی فائدہ نہ ہوگا وہ چیز جس کی تلاش مین مین جاتا ہون وہ تمھارے
کام کی نہین ہے اُن لوگون کے کام کی ہے کہ جنکے لیے مین لینے جاتا ہون تم سے بیان کرنا بیکار ہے اب
زیادہ اصرار نہ کرو مین اب نہ مانونگا بیکار تم کو صدمہ ہوگا سمندر نے جواب دیا کہ جب تک آپ بیان نہ
کرلین گے مین جانے نہ دونگا مین نے خیر اس امر سے ہاتھ اُٹھایا کہ آپ میری دعوت کو قبول کرین یا
نہ مگر مجھکو اُس ضرورت سے آگاہ کردین پھر جب کبھی ملاقات ہوگی مین دعوت کرونگا اگر آپ اس امر
کو نہ قبول کرینگے اور تشریف لیجائینگے مین اپنی جان دیدونگا میرا خون آپکی گردن پر ہوگا
اول تو جہانتک ممکن ہوگا اسی امر کی کوشش کرونگا جب بس نہ چلیگا تو جان دونگا لقمان نے
جواب دیا کہ واہ کیا خوب تم کو مثل مستورات کے نخرے بہت آتے ہین یہ امر اُس سے کرو جو کہ تمھارا
عاشق ہو یا معشوق مین کیونکر اس امر کو قبول کرون سمندر نے جواب دیا کہ جو کچھ ہوا اب تو مین آپ کو
نہ جانے دونگا کیونکہ آپکا دامن میرے ہاتھ مین ہے دوسرے یہ امر بھی تو ہے کہ ابھی مین نے عرضی بھی
نہین تحریر کرائی ہے جبتک عرضی تحریر ہو اسوقت تک آپ مجھکو اس امر سے آگاہ فرمائیے سمندر
نے اسقدر عجز و انکسار کیا کہ لقمان ناچار ہوگیا اور عاجز ہوکر کہنے لگا کہ اے سمندر اچھا تو عرضی لکھوا
مین تجھسے اُس امر کو بیان کرتا ہون مگر اُس کا اقرار کرلے کہ مین پھر آپکو نہ روکونگا سمندر نے کہا
کہ تسلیم ہے مجھکو آپکے سر کی قسم خداوندون کی کہ مین پھر آپکو نہ روکونگا لقمان نے کہا کہ اچھا تم عرضی
کے تحریر ہونے کا حکم دو بس سمندر نے میر منشی کو طلب کرکے حکم دیا کہ ایک عرضی ہماری طرف سے
خداوند سامری و جمشید مین تحریر کرو ہماری کل حالت لکھنا اور تحریر کرنا کہ میری خطا کو معاف
فرمائیے اور اس بلا کو میرے اوپر سے دفع فرمائیے مجھکو اہل اسلام پر فتح مرحمت فرمائیے مین آپکی
خدمت مین دست بستہ عرض کرتا ہون اور بہت سے کلمات عجز و انکسار تحریر کرنا جہانتک
ممکن ہو اُسنے عرض کیا بہت خوب اور مجرا کرکے اپنے مقام پر آیا عرضی تحریر کرنے لگا ادھر
سمندر نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے کہ سب لوگ اپنے اپنے گھرون کو جائین ایوان کو خداوند
سامری و جمشید نے زمرد طلب کرلیا ہے نہ قفل ہوگی اور سب اسباب سیاست واپس جائے
اور کل لشکر اور جو ساحر بالا سے ہوا بند و بست کیے ہوئے ہین وہ بھی واپس جائین اب کوئی ضرورت
نہین جلد واپس جائین یہ جو حکم سمندر نے دیا اسوقت منادی نے ندا کی مجمع متفرق ہونے لگا

ایک ہلڑ پڑ گیا کہ یہ کیا امر ہوا کہ یا تو قتل کا بندوبست تھا یا قتل موقوف ہو گیا اور حکم دیا گیا کہ الیوان قتل نہ
ہو گی ہم نے اسکو خداوند کی خدمت میں روانہ کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ الیوان نے بادشاہ کی اطاعت کی خیر
چلو معلوم ہو جائے گا یہ امر پوشیدہ نہ رہے گا ضرور تمام شہر میں مشہور ہو گا سب نے اپنے اپنے مکان کا
راستہ لیا باہم کلام کرتے ہوئے چلے جو جو سپاہ آئی تھی سب طرف چھاونی کے واپس چلی جلاد اسباب
سیاست لے کر طرف شہر کے واپس گئے وہ ساحر بھی جو کہ بالا سے ہوا بندوبست کیے ہوئے تھے
واپس آئے اور اپنے اپنے مقام کی طرف چلے یہاں تو اب سب واپس جانے لگے کچھ لشکر جو کہ سواری
کے ہمراہ آیا تھا وہ اس مقام پر ٹھہرا رہا باقی سب واپس گیا ہر ایک بادشاہ کا بھی لشکر طرف اپنے
فرودگاہ کے چلا یہاں تو یہ بندوبست ہو رہا ہے ادھر وہ لوگ جو کہ کھسپل کر اور پوشیدہ ہو کر قریب
اس مقام کے آ گئے تھے کہ جہاں سمندر و دیگر اہل دربار بیٹھے ہوئے تھے اس واقعہ کے دریافت کرنے
کو آ کر پوشیدہ کھڑے ہو گئے تھے اور سب حالت اور سب تقریر سن رہے تھے وہ لوگ اسی طور سے
کھڑے رہے اس خیال سے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے مگر اور سب اہل مجمع اپنے اپنے مقام کو راہی ہوئے
تھوڑے عرصہ میں سب مجمع متفرق ہو گیا تھوڑے سے آدمی اس مقام پر رہ گئے اہل شہر سے اور
کچھ لشکر اور وہ جو کہ ملازم سمندر و دیگر سردار و بادشاہ تھے اس پر بھی ہزاروں آدمی تھے جب یہ
حالت سمندر نے دیکھی اور یہ حکم دے چکا اسوقت لقمان سے کہا کہ ہاں بیان فرمائیے لقمان نے
کہا کہ اے سمندر آگاہ ہو کہ ایک قصبہ ہے کہ اسکا نام قصبہ مراد ہے وہاں کے باشندے میرے پاس آئے
سب جمع ہو کر انھوں نے کہا کہ ہم نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے اور بہت کچھ آپ کے کمال
کا چرچا ہے ہم آپ کی تعریف سنکے آپ کی خدمت میں ایک عرض کرنے آئے ہیں اور آپ سے التجا
لائے ہیں ہماری داد دیجیے اور ہمارے عرض کو قبول فرمائیے انھوں نے پہلے بہت کچھ تعریف
میری کی کہ جو باعث طول ہے اور اس سے کچھ بھی نہیں حصول ہے اصل مطلب انکا سنو جب
انھوں نے اس طور سے کہا تو میں نے جواب دیا کہ اپنا مطلب بیان کرو انھوں نے ایک زبان
ہو کر کہا کہ آپ حکیم حاذق ہیں کوئی دوا ہم کو ایسی بتائیے کہ ہم مریں نہیں تا قیامت زندہ رہیں
مگر ایک شرط کے ساتھ کہ جو حالت ہماری اسوقت ہے جو جوان ہے وہ جوان رہے جو پیر ہے وہ پیر
رہے جو بچہ ہے وہ جوان ہو کر اسی حالت پر زندہ رہے یہ نہ ہو کہ زندہ تو رہیں مگر مثل معمر گوشہ نشین
کے کچھ زمانہ کے بعد ہو جائیں کہ حس و حرکت جاتی رہے ہاتھ پاؤں بیکار ہو جائیں سوائے پڑے
رہنے کے دوسری حالت نہ ہو ہر ایک کا محتاج رہیں دوسرے ہم کو کھلائیں پلائیں ایسی
ہماری خواہش نہیں ہے ہم ایسی ترقی عمر کے خواستگار نہیں ہیں بلکہ ایسی ترقی عمر کے خواستگار ہیں
کہ ہمیشہ اپنے پاؤں سے پھریں اور اپنے ہاتھوں سے کام کریں نہ ہماری قوت کم ہو نہ کسی عضو میں فرق
نہ کوئی قوت قوت خاصہ سے یا حواس خمسہ سے کم ہو سب اپنی اصلی حالت پر رہے اسی طور سے
چلیں پھریں اپنے کاروبار کریں اسی طور سے ہمارے یہاں اولاد پیدا ہو اگر ایسا نہ ہو تو ہم کو خواہش
ترقی عمر نہیں ہے کہ جیسے اب حیات میں ہوتی ہے کہ بعد ایک مدت کے انسان بیکار ہو جاتا ہے سوائے
پڑے رہنے کے کوئی حس و حرکت اسمیں باقی نہیں رہتی ہے بس یہ خواہش ہماری نہیں ہے بلکہ
یہ خواہش ہے کہ ہم مثل اسی طور کے رہیں اور اسی حالت پر جو کہ اسوقت موجود ہے ہم کو ترقی عمر
درازی حیات ایسی درکار ہے اور یہی ہماری خواہش ہے اور آپ کے امکان میں ہے اگر آپ

انکار فرمائینگے ہم لوگ کبھی نہ قبول کرینگے یہ خواہش ہماری آپکو پوری کرنا پڑیگی جب اُن سب نے اپنی یہ تقریر
ختم کی مین نے جواب دیا کہ تم نے ایسی خواہش کی ہے کہ وہ میرے امکان سے باہر ہے اور ممکن نہین ہے نہ
مین خدا ہون نہ نائب خدا ہون نہ کوئی ایسا حکیم حاذق ہون نہ میرے خیال مین کوئی ایسی دوا ہے کہ جو شکل تمھاری
خواہش کے اپنا اثر کرے اور تمھاری خواہش پوری ہو تم لوگ جاؤ یہ جو مین نے کہا اُنھون نے جواب دیا کہ
ہم پہلے عرض کر چکے ہین کہ ہم جانتے ہین کہ آپکے امکان مین ہے اور آپ ہماری اس خواہش کو ضرور پورا
کر سکتے ہین ہم بدون اپنی مراد پائے ہوئے یہان سے نہ جائینگے اگر آپ اقرار نہ فرمائیگا تو سب ملکر اپنی جانین
آپکے در دولت پر دینگے اور ہم سب کا خون آپکی گردن پر ہوگا ہم سب اہل قصبہ قریب پانچ ہزار کے
ہین سب اپنے کو ہلاک کرینگے یہ کہکر وہ لوگ عجز و انکسار کرنے لگے اور رونے لگے جب مین نے دیکھا کہ عجب
آفت مین جان پڑی ہے صرف اُنکے ٹالنے کے لیے کہ یہ اسوقت تو ٹلین مین نے اُنسے کہا کہ اچھا تم لوگ
آج تو جاؤ ایک ہفتہ کے بعد آنا مین کتابون مین دیکھونگا اگر کوئی نسخہ یا مفرد دوا نکل آئیگی تمھاری
خواہش کے موافق تو مین تم کو بتا دونگا اور کوشش کرونگا اُنھون نے جواب دیا کہ قسم کھائیے کہ ضرور
کتابین دیکھونگا اور تمھاری خواہش کے موافق کوشش کرونگا مین نے قسم کھائی اُنھون نے کہا کہ اگر
آپنے صرف اسوقت ہم سب کے ٹالنے کے لیے یہ امر کہا کہ یہ ٹل جائین تو یہ خیال فرمائیے کہ ہم لوگ
پھر ہفتہ کے بعد آئینگے اور ضرور اپنی خواہش کے موافق پائینگے اگر نہ پائینگے تو سب اپنے کو ہلاک کرینگے
اُسوقت پھر ہم کوئی امر نہ سنینگے نہ کسی بات کو آپکی مانینگے مین نے جواب دیا کہ اس شرط سے
کہ اگر کتابون مین کوئی مفرد یا مرکب نکلے گی اور میرے امکان مین اُسکی کوشش ہوگی تو مین کبھی نہ تم سے
پوشیدہ کرونگا تم پر ظاہر کر دونگا اگر تمھارے کیے سے ہو سکے گی تم سب اُسکا بندوبست کرنا اگر تمھارے
امکان سے باہر ہوگی مین اُسکے حاصل کرنے کی کوشش کرونگا اُنھون نے جواب دیا یہ امر ہم نے مانا ایسے
وہ لوگ چلے گئے اُسی شب اُنکے جانے کے بعد مجھکو فکر ہوئی کہ تم نے اقرار تو کر لیا کوئی ایسی دوا ہے یا نسخہ جو
اُنکی خواہش کے موافق ہو ضرور تمکو اُن سب سے جھوٹا بولنا پڑیگا اسی فکر مین تھا کہ خیال آیا کوئی نہ
کوئی چیز خدا نے ضرور ایسی پیدا کی ہوگی اور اُس مین ضرور یہ خاصیت وہی ہوگی کتابین تو دیکھو یہ
کتب خانہ مین آیا کتابین دیکھنا شروع کین قدرت خدا ایک مقام پر یہ تحریر دیکھا کہ زمانہ بہار مین
ایک درخت خود بخود پیدا ہوتا ہے جنگل مین اُسکے پھل اور برگ کی یہ خاصیت ہے کہ اگر انسان اُسکو
کھالے تو وہ کبھی نہ مرے ہمیشہ زندہ رہے ترقی حیات ہو اگر جوان کھائے تو جوان رہے پیر کھائے تو
پیر نہ رہے کھائے تو جوان ہو کر رہ جائے پھر کبھی پیر نہ ہو اور سب قوتین باقی رہین [illegible]
جیسی اُنھون نے خواہش کی تھی کہ اس قسم کی دوا ہو وہی سب خواص اُسمین تحریر تھے اور اُسکا نام
تحریر تھا یہ بھی تحریر دیکھا کہ زمانہ بہار مین جب کہ نوروز کا دن ہوتا ہے اور آفتاب کو شرف ہوتا ہے اُس دن
وہ درخت زمین سے نکلتا ہے ایک دن اور ایک شب وہ سرسبز رہتا ہے اور شاداب بعد اُسکے خشک
ہو جاتا ہے جب وہ خشک ہو گیا پھر اثر اُسمین باقی نہین رہتا وہ بیکار ہے پس لازم اُس شخص کو ہے کہ جو
اُسکے پھل یا برگ کھائے کہ وہ سرسبز اور تر و تازہ ہو اُسی زمانہ مین کھالے جب آفتاب برج حمل
مین ہو اُسکے خواص [illegible] ایک درخت سا پیدا ہوتا ہے اُس مین ہزارون پھل ہوتے ہین اُسکے
برگ و ثمر کی یہ خاصیت ہے کہ اگر ایک ثمر کو یا تھوڑے سے برگ کو پانی مین حل کرکے ہزارون
آدمیون کو پلا دیے جائین وہی خاصیت پیدا ہوگی جو ثمر یا برگ کھانے سے ہوتی اور نیز اُس

کی اس کام کی ہے کہ اُسکو خشک کرکے اپنے پاس رکھ لے جسکو کوئی افعی زہر آلود یا کوئی چیز کاٹے یا سانپ کاٹے
یا کوئی زہر دے اور معلوم ہو جائے قدرے وہ بیج خشک پانی مین گھس کر پلا دے بالکل زہر اثر نکریگا
اگر جان بلب بھی ہوگا زندہ ہو جائے گا زندہ رہے گا پھر اُس پر کوئی زہر اثر نہ کریگا یہ جو مین نے تحریر
دیکھا بہت خوش ہوا اور ایسا خوش ہوا کہ پھولون نہ سماتا تھا جامہ جسم مین تنگ ہو گیا دل سے کہا کہ
بڑی عمدہ چیز ہاتھ آئی ہے اُن سب سے سرخرو ہوا خداوند نے آبرو رکھ لی بات خوب تھی اب جو وہ بعد ہفتہ
کے آئینگے اُنسے کہونگا کہ تم خیال رکھو زمانہ بہار کو آنے دو ہم تم کو ایک دوا دینگے جو کہ تمہاری خواہشون کو
پورا کر دیگی اور جیسی تم چاہتے ہو ویسی ہوگی مگر میرے پاس ایک دن بعد ہفتہ بھر کے سب ہو جایا کرنا مجھکو
یاد دلاتے رہنا یہ خیال کرکے مین نے کتاب کو بند کیا نشان لگا دیا پھر خیال کیا کہ اسکا ذکر خداوند سے کرنا
بھی ضرور ہے بس اُسدن سے خوش رہنے لگا یہان تک کہ خداوند کی خدمت مین گیا اُنسے عرض کیا کہ ایک
امر کی اجازت کا خواستگار ہون مجھکو اجازت مرحمت ہو انھون نے فرمایا کہ بیان کر مین نے سب
حال بیان کیا اور اُس درخت کا بھی حال بیان کیا انھون نے جواب دیا کہ تمکو اجازت ہے کہ چاہے تم
تمام عالم کو جلا دو چاہے انہی قصبہ کے لوگون کو تم کو اختیار دیا گیا ہے خداوند نے اُسکے بہت سے خواص
اپنی زبان سے فرمائے جب خداوند نے بھی اجازت دی مین اور بہت مسرور ہوا صرف مجھکو اسی امر
کا خیال تھا کہ شاید خداوند اجازت نہ دین مگر وہ میرے حال پر بہت مہربان تھے اجازت دے دی
مین وہان سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا یہان تک کہ وہ ہفتہ گذرا سب لوگ آکر جمع ہوئے
پہلے تو مین نے اُنکو بہت کچھ پند و نصیحت کی نشیب و فراز دکھایا مگر جب اُنکو آمادہ پایا مین نے اُن
سے کہا کہ تم لوگ بیٹھو اور پریشان نہ ہو زمانہ بہار کا آنے دو ہم تمکو تمہاری خواہش کے موافق
دوا طیار کر دینگے کیونکہ ہم نے جو کتاب مین دیکھین اُس مین ایک نسخہ نکلا مگر اُس مین چند ثمر ہین اور
چند برگ ہین جو کہ زمانہ بہار مین پیدا ہوتے ہین جب تک وہ نہ ہونگے اُسوقت تک تمہاری
خواہش پوری نہ ہوگی انھون نے جواب دیا کہ یہ تو وہ مثل آپ نے فرمائی کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود
مارگزیدہ مردہ شود ہم لوگ تو اسی امید مین تمام ہو جائینگے نہ معلوم کب زمانہ بہار کا آئے اور وہ ثمر اور
برگ پیدا ہون ہم اس امید پر کب تک بیٹھے رہین نہ معلوم کون مر جائے اور کون زندہ رہے ہم آپکی
ان باتون کو نہ مانینگے آپ ہم کو بہلاتے ہین تب مین نے قسم کھا کر کہا کہ تم پریشان نہ ہو زمانہ بہار
کا قریب ہے چار مہینہ باقی ہین کچھ عرصہ نہین ہے مین تم سے فقرہ نہین کرتا ہون کیا کیون بدون اُسکے
ایسی دوا طیار نہین ہو سکتی ہے جب مین نے قسم کھائی تب اُنکو یقین آیا انھون نے کہا کہ ہم کو کیونکر
معلوم ہوگا کہ زمانہ بہار کا آگیا مین نے کہا کہ تم لوگ آج کی تاریخ لکھ لو بس آج سے مہینہ بھر کے
بعد میرے پاس آیا کرو اور دریافت کر جایا کرو جب وہ زمانہ آئے گا مین تم سے کہدونگا اور تم کو طلب
کر لونگا جس طور سے کہون اُس طور سے استعمال کرنا اُن سب نے قبول کیا اور رخصت ہو کر چلے گئے
اُسدن سے انھون نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ مہینہ بھر کے بعد آتے تھے یہان خود اُسکی خواہش تھی
رات دن شمار مین گذرتا تھا اسی امر کی فکر تھی کہ وہ زمانہ آئے اور وہ ثمر پیدا ہو وہ لوگ بھی آ آ کر
مہینہ بھر کے یاد دلاتے تھے نوبت باین جا رسید کہ وہ چارون مہینہ گذرے زمانہ بہار کا آیا اب مین
نے حساب لگایا کہ حساب سے ثابت ہوا کہ فلان دن شرف آفتاب ہے جب یہ معلوم ہو گیا تو مین
نے علم نجوم سے دریافت کیا کہ وہ درخت کس صحرا مین پیدا ہوگا چونکہ کتاب مین تحریر تھا کہ ہر صحرا

مین پیدا ہوتا ہی خصوصاً جہان ترائی بہت ہوتی ہی اور زمین جہان کی سرسبز ہوتی ہی اسی خیال سے کہ کسی صحرا
کی خصوصیت نہین ہی ہر جگہ ہوتا ہی مگر یہ تحریر تھا کہ جس زمین کی تعریف لکھی ہی اُسکا درخت بہت عمدہ
ہوتا ہی اور بہت تاثیر ہوتا ہی پس مین نے اسی خیال سے علم نجوم سے دریافت کیا کہ ایسا صحرا کون ہی پس ثابت
ہوا کہ اس قسم کا صحرا اطراف شمال کے ہی شہر سمندریہ سے قریب ہی اُس صحرا کا نام دشت فرحت افزا ہی وہان
یہ درخت پیدا ہوتا ہی پس جب یہ معلوم ہوا مین نے اُس دن سے چلنے کا بند و بست کیا اور دن شماری
کرنے لگا یہان تک کہ وہ لوگ آئے مین نے اُنکو خبر دی کہ تم فلان دن آنا ہم تم کو دوا دینگے چنانچہ وہ
دن آچکا تھا جب صبح ہوئی مجکو معلوم ہوا کہ آج شرف آفتاب ہی مین نے کتابین نکالین اور وہ تخت
طیار کیا جو کہ خداوند نے دیا تھا سب اپنا بند و بست کر کے چلنے پر آمادہ ہوا کہ وہ سب لوگ آکر
پہونچے مجھ سے عرض کیا کہ لائیے مین نے کہا کہ اب مین جاتا ہون اُن ثمر اور برگ کے لینے کو مین
نے سب دوا تیار کر لی ہی صرف اُنکے ملانے کی کسر ہی وہ ملالون تو دون تم لوگ شام تک ٹھہرو
مین ابھی لاتا ہون اور دیتا ہون اُن سب نے قبول کیا اور مین اُنکو بٹھا کر روانہ ہوا بہت سے
صحرا و جنگل دیکھے کہین پتہ نہ چلا جو جو جنگل و صحرا راہ مین پڑے اُنکو تلاش کرتا ہوا ادہر کو آیا
چونکہ معلوم تھا کہ اسی طرف دشت فرحت افزا ہی اور ایک مین نے طریقہ بھی ایجاد کیا ہی کہ جس سے
سب اطراف کا حال معلوم ہوتا ہی کہ فلان طرف فلان ملک ہی اور فلان طرف فلان صحرا ہی اسی
سے دریافت کر کے ادہر کو چلا دوسرے تخت خداوندی مین یہ خاصیت ہی کہ جدہر کو اس سے
کہو اُسی طرف لے جاتا ہی پس اُسی شجر کی تلاش مین جاتا ہون تاکہ اُسکو حاصل کرون اگر آج کا دن
گذر جائیگا تو پھر سال بھر گذر گیا اِس سے مجکو جلدی ہی پس اب نہ روکو جانے دو کیونکہ زمانہ بہت
قلیل رہا ہی اگر یہ وقت بھی گذر گیا تو وہ خشک ہو جائیگا میری محنت بیکار ہوگی اور اُن سب کے
ثمر معدوم ہونگے اور یہ کتاب مین اسی لیے ہمراہ ہی کہ اس مین اُسکی شناخت کی حالت تحریر ہی اسی
مین دیکھکر اُسکی شناخت کرونگا سمندریہ نے جو یہ تقریر لقمان ثانی کی سُنی کہا کہ آپ نے اُس کا
نام نہ بیان کیا تاکہ ہم بھی نام سے واقف ہوتے لقمان ثانی نے کہا کہ اُسکو ثمرۃ الحیات و شجرۃ الحیات
کہتے ہین پس سمندریہ نے کہا کہ بھلا اب مین کب آپ کو چھوڑتا ہون مجکو ہمراہ لے چلیے اور اس
شجر کے برگ و ثمر کھلائیے تاکہ مجکو بھی حیات ابدی اور زندگی حاصل ہو یہ تو خوب چیز آپ نے
بیان فرمائی میری خود ایسی خواہش تھی بلکہ مین عرضی مین لکھوانے والا تھا کہ خداوند سے اس امر
کی خواہش کرون کہ میری عمر مین ترقی عطا کرین بلکہ سب اہل دربار کی عمر مین ترقی عطا فرمائین
اور سب کو تا زمانہ قیام دنیا قائم رکھین پس خداوند سے عرض کرنے کی ضرورت نہ ہوئی یہ مطلب
میرا حاصل ہو گیا کہ آپ ایسے مہربان اور شفیق کے ہاتھ ایسی چیز لگی جو کہ نایاب اور نادر زمانہ
ہی پس مجکو بھی اُس سے سرفراز فرمائیے تاکہ میری بھی ترقی عمر ہو اور میرے اہل دربار کی بھی پس
خلاصہ یہ کہ سمندریہ نے اس طور سے کہا کہ لقمان ثانی کو انکار کرتے بن نہ پڑا کہا کہ اچھا جو
تمہاری مرضی مین تمہاری خوشی کا خواستگار ہون اگر تمہاری یہی مرضی ہی تو اچھا پس تم ان
لوگون کو ہمراہ لو جو جو کہ تمہارے بہت خیر خواہ ہین اور بہت بڑے نمک حلال ہین اور چلو
طرف دشت فرحت افزا کے سمندریہ نے جواب دیا کہ حکیم صاحب وہ صحرا تو میرے قلمرو مین
ہی بلکہ مین نے اسکا نام فرحت افزا رکھا ہی مین اُس مین سیر کو آیا کرتا تھا وہ تو یہان سے

قریب ہی کوئی ایک کوس کے فاصلہ پر ہوگا یہ کہکر کہا کہ اگر ایسا ہوا اور ائس ثمر اور برگ شجر نے یہ اثر کیا تو پھر
کیونکر اہل اسلام ہم سب کو قتل کر سکتے ہین ہم انکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرینگے یہانتک کہ تمام عالم مین میری حکومت
ہوجائیگی سب سرکشان جہان مجھ سے خوف کرینگے ہر ایک میری اطاعت کریگا جب یہ سب کو معلوم
ہوگا کہ یہ اب پایندہ رہینگے انکو کوئی قتل نہین کر سکتا ہے سمندر نے جو یہ کہا لقمان ثانی نے جواب دیا
کہ اے سمندر جلدی کرو دیر نہ لگاؤ مگر یہ حکم دے دو کہ جن لوگون کو مین اپنے ہمراہ لے جاؤن انکے سوا کوئی
میرے ہمراہ نہ آئے اگر آئیگا تو سزا پائیگا پس سمندر نے اسی وقت قریب ڈیڑھ سو سردارون کے
اور ان بادشاہون کو جو ہمراہ لے کر آئے تھے حکم دیا کہ آپ لوگ میرے ہمراہ چلین چنانچہ کوئی دو سو
آدمیون کے قریب ہو گئے تھے انتخاب کیا باقی کو حکم دیا کہ تم اسی مقام پر رہو مین آتا ہون تم سبکو
اپنے ہمراہ لے کر شہر کو چلونگا یہ حکم دیکر منادی سے کہا کہ ندا کر دے کہ جو کوئی سوا اُن سردارون کے
جو کہ بادشاہ کے ہمراہ ہین اور بادشاہ اپنے ہمراہ لیے جاتا ہے بادشاہ کے عقب مین جائیگا وہ
سزائے سخت پائیگا یہ منادی ندا کر دے پہلے کل اہل جلسہ نے قصد کیا تھا کہ ہم بھی جاکر بادشاہ
کے ہمراہ وہ ثمر کھائینگے جسکو ثمرۃ الحیات کہتے ہین مگر اس قصد سے سبکے عزم فسخ ہو گئے اور افسوس
کرنے لگے وہ جو چند آدمی اہل شہر سے آکر پوشیدہ ہوکر سب لشکر مین رہتے تھے اور سب کا حال
سنا تھا انھون نے اور ان کی کیفیت پائی تھی انھون نے بھی قصد کیا تھا مگر جب یہ حکم سنا
مایوس ہوکر رہگئے سمندر نے ادھر لقمان ثانی سے کہا کہ تشریف لے چلیے وہان سے اگر میری
خوشی لے کر اپنے مقام پر تشریف لے جائیگا اسی عرصہ مین بڑی طیار ہو جائیگی لقمان نے
کہا کہ اچھا یہ کہکر سمندر نے کہا کہ چلو پس مین جب اس درخت کو پہچان لونگا تو پھر اسکا ثمر توڑ لونگا
پس تم لوگ فوراً اسکا ثمر توڑ کر کھانے لگنا جو جسکے ہاتھ آئے خواہ ثمر خواہ برگ سمندر نے کہا
کہ اچھا لقمان نے کہا کہ مجھ سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہین ہے میرے کہنے کی نوبت آئے اسی
سبب سے مین تم کو اسی مقام سے سب طریقہ بتائے دیتا ہون پس یہ کہکر لقمان اپنے تخت پر سے
سے اترے اور کہا کہ چلو سمندر نے کہا کہ کیا پیادہ پا چلیے گا لقمان ثانی نے جواب دیا کہ ہان اسکو
تلاش کرنا ہے اگر تخت پر سوار ہوکر چلونگا تو کیونکر معلوم ہوگا تم لوگ بھی میرے ہمراہ پیدل چلو
سمندر نے منظور کیا لقمان ثانی نے ایک کتاب تخت پر سے اٹھالی اسکو کھول کر ہاتھ مین لیا
اور تخت سے کہا کہ میرے بالا سر چل پس وہ تخت خود بخود بلند ہوکر بالائے سر لقمان ثانی آیا
آگے آگے لقمان ثانی کتاب کو ہاتھ مین لیے ہوئے چلے انکے عقب مین سمندر بدبخت شاقی
انکے عقب مین اور سب بادشاہ و سردار پیچھے چلے جب سمندر کو لقمان ثانی اپنے ہمراہ لیکر چلے
اسوقت لقمان نے تخت کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ جب دشت فرحت افزا آجائے تو ٹھہر
جانا تاکہ معلوم ہو کہ یہان سے حد دشت بہار افزا ہے سمندر نے کہا کہ آپ اس امر سے اطمینان
رکھیے مجھکو معلوم ہے کہ جہان سے سرحد شروع ہوئی ہے کیونکہ مین یہان اکثر براے سیر آیا کرتا ہون
مین نے سرحد بندی کر دی ہے لقمان نے کہا کہ اچھا یہ لوگ تو ادھر چلے ادھر کا حال ملاحظہ ہو کہ جب
[illegible] نے دیکھا کہ بادشاہ مع چند سردارون کے طرف دشت فرحت افزا کے تشریف
لے گئے جو لوگ اس حال سے واقف تھے کہ بادشاہ لقمان ثانی کے ہمراہ ثمرۃ الحیات
نوش فرمانے جاتے ہین وہ مایوس ہوکر رہ گئے یہ حال سواے اُن لوگون کے کہ جو سردار تھے

اور اُس مقام پر موجود تھے اور کسی کو نہ معلوم تھا یا اُن چند شخصون کو معلوم تھا کہ جو پوشیدہ کھڑے ہوئے
سُن رہے تھے ملکہ کیا کرتے مجبور تھے حکم شاہی تھے بس جب سمندر چلا گیا وہ لوگ بھی اُس مقام
پر سے اپنے اپنے مکانون کو روانہ ہوئے اور جو اہل شہر اُس مقام پر تھے وہ بھی یہ حال دیکھ کر چلے گئے
سب بازارین اُٹھ گئیں اب سوا اسکے کچھ فوج کے اور سردارون کے جو کہ سمندر کے ہمراہ نہ گئے
تھے اور ملازمین کے کوئی اُس مقام پر اہل شہر سے نہ رہا یہان تو یہ حال ہے اُدھر سمندر جب سرحد
دشت فرحت افزا پر پہونچا سمندر نے لقمان سے کہا کہ یہان سے وہ صحرا شروع ہوا ہے بس یہ
سننا تھا کہ لقمان ثانی نے یہ ترکیب کی کہ ہر ایک شجر کو دیکھنا شروع کیا اور ہر برگ و شجر توڑ کر
سونگھنا شروع کیا نصف میدان طے کیا تھا کہ ایک مقام پر لقمان ثانی کھڑے ہو گئے اُس
مقام پر ایک حوض بنا ہوا تھا اُسکے کنارے کھڑے ہو کر ہر شجر کو دیکھنے لگے اور سونگھنے لگے
اور کتاب کو دیکھنے لگے پس ایک مرتبہ تخت کی طرف اشارہ کیا کہ وہ زمین پر آیا اُس پر سے اور
ایک کتاب اُٹھائی اُسکو کھولا اور چند قدم چلے کہ سب نے دیکھا کہ ایک درخت اُس مقام
پر کوئی گز بھر اونچا لگا ہوا تھا اور اُسکا [illegible] تھا اُس میں پھل مثل انگور کے لگے ہوئے
تھے اور کچھ پھول بھی تھے انگور چھوٹے چھوٹے ہوئے ہین وہ برابر لیمون کے تھے مگر خوشہ خوشہ اور
سُرخ تھے پس جیسے لقمان ثانی نے اُس درخت کو دیکھا اور کتاب کی طرف دیکھا اور پھر غور
سے اُس درخت کو دیکھا پس دیکھنا تھا کہ ایک مرتبہ قدم بڑھا کر چند خوشہ اُس درخت سے
توڑے اور اپنے تخت کی طرف چلے چونکہ تخت زمین پر بچھا ہوا تھا لقمان کا خوشہ توڑ کر
تخت کی طرف پلٹنا تھا کہ ایک مرتبہ سمندر نے بڑھ کر اُس درخت سے ایک خوشہ توڑا اور
بلا خوف کھا گیا اُسکا کھانا تھا کہ اب تو لوٹ پڑ گئی ایک کے اوپر ایک گرنے لگا اس خیال
سے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ یہ سب لوگ برگ و شجر کھا جائین اور ہم محروم رہ جاوین ثمرۃ الحیات
پھر سے کھانے مین نہ آئین یہ حالت تھی کہ کسی کو اُس وقت پاس و لحاظ نہ تھا ایک دوسرے سے
کشتی لڑنے پر آمادہ تھا اور ہٹائے دیتا تھا عجیب وحشت ہو رہی تھی [illegible] پر سے اور وہ میرے
اوپر تھا یہ نقشہ تھا کہ جیسے شہد کے اوپر مکھیان گرتے ہین جب کہ [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] سبز
برگ [illegible] لقمان ثانی یہ طریقے کر تخت پر آکر بیٹھ رہے اور تماشہ دیکھ رہے ہین سبکو اسکے جانے
ہین ادھر عجب تماشہ ہے کہ کوئی کسی کی نہین سنتا ہے اپنی فکر مین ایک دوسرے کو کھینچ لیتا ہے
اور کہتا ہے کہ تم کھا چکے ہو ہٹ جاؤ مین کھاؤن یہ حال جو سمندر نے دیکھا ایک مرتبہ غصہ کر کے
اُس درخت کو جڑ سے اُکھاڑ لیا اور زمین پر پٹک دیا اور کہا کہ لو سب کھا لو پس سب اُس پر گر پڑے
سمندر نے بھی مارے خوشی کے ایک خوشہ اور کھا لیا اور چند برگ [illegible] اُسکا ایسے برگ و شجر کھانا گیا تھا
گویا وہ آب حیات تھا کہ اتنی خوشی سے اُس [illegible] کو سب نے کھا لیا اگر کوئی اس [illegible] سے [illegible] کو
کو بھی نہ کھانے دیگا [illegible] ایک [illegible] دم نے کھایا ایک شجر و
ایک برگ باقی نہ رہا سوا اسکے چند شاخون کے اور جڑ کے مگر وہ بھی ایسی [illegible] مین برگ کا نام بھی نہ تھا [illegible] کا یہ
عالم تھا کہ جیسے [illegible] کو کھا جاتی ہے پس جب سب [illegible] ایک مرتبہ الگ ہوئے جسکے
جسکے شکم مین [illegible] اُسکو گرمی معلوم ہونے لگی [illegible] سمندر نے کھایا تھا
اُسکا یہ حال ہوا کہ شدت گرمی سے عرق مین غرق ہو گیا [illegible] کہ [illegible] لگا [illegible] بڑھا کر حکیم صاحب

حکیم صاحب سے یہ حال بیان کروں کہ میری یہ حالت ہے پس چند قدم چلا تھا کہ ایسا چکر آیا کہ سنبھلا نہ گیا دھم سے
گھوڑے کے بل زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا یہ جو اسکے وزیروں اور دیگر سرداروں نے دیکھا سب اپنے
اپنے مقام پر سے اسکے اٹھانے کو چلے جو چلا وہ دھم سے گرا ایک ٹھوکر لگا لگ گیا کیونکہ سبکا یہی حال تھا کہ
سر گردش کر رہے تھے قدم نہ تھمتے تھے لڑکھڑا لڑکھڑا کر ہر ایک نے اپنے کو سنبھالا مگر نہ سنبھل سکے گر پڑے کیونکہ
وہ برگ ثمر اپنا اثر کر چکے تھے خوب کہا ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ جیسے ہی سب گر کر بیہوش ہوئے
اور افغان ثانی کو یقین ہو گیا کہ سب بیہوش ہو گئے ہیں ایک مرتبہ نعرہ کیا کہ منم خواجہ ثالث خضران بن
عمرو ثانی اسوقت باباجان و داداجان ہوتے تو میری عیاری کی تعریف کرتے کیا کوئی میرے برابر
عیاری کر سکتا ہے عیاری اسکا نام ہے کبھی ایسی عیاری کسی عیار نے خواب میں بھی نہ دیکھی ہوگی خواجہ اول و
ثانی نے بھی ایسی عیاری نہ کی ہوگی میں اُنسے گوے سبقت لیگیا یہ کلمہ کہکر پھر نعرہ کیا منم شاہ عیاران
عیار یک طرار برائے تراشندہ ساحران و سر برندہ کافران منم شاہزادہ ولایت اول اب یہ سب نابکاران جو دغا
میرے ہاتھ سے کہاں جاتے ہیں آج ہی تو سمندر میرے ہاتھ لگا ہے میں اسے کب زندہ چھوڑتا ہوں
اسکا سر تن سے جدا کرتا ہوں یہ کہکر اور یہ نعرہ کر کے کہ منم خواجہ ثالث اور خنجر میان سے کھینچ کر رفتہ پر
سے اترے اور طرف سمندر کے چلے ابھی قریب نہ ہوئے تھے قدم اٹھاتے چلے جاتے تھے منم کا نعرہ
لگاتے تھے اور بہت خوش تھے کہ یکایک ایک کڑاکے کی صدا آئی بہت زور سے کہ خواجہ کانپ گئے
اور سہم گئے یہ معلوم ہوا کہ ساتوں آسمان پھٹ پڑے خواجہ کے حواس جاتے رہے کہ یہ کیسی صدا
آئی خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ کیا ابر آیا ہے جو یہ رعد کی گرج ہے ایسی گرج تو میں نے اپنی عمر میں کبھی
نہ سنی تھی جیسی اسوقت صدا آئی یہ خیال کر کے دل میں خواجہ نے طرف آسمان کے دیکھا کہ نہ طاق
کی طرف سے ایک لکہ ابر نہایت تاریک چلا آتا ہے اسی میں گرج بھی ہو رہی ہے اور چمک بھی ہے
خواجہ نے خیال کیا کہ خیر کیا نقصان ہے تم اپنے کام میں مصروف ہو بہت ہوگا ابر برسنے لگیگا
پانی سے بچنے کے لیے منڈھی وانبالی نکالی تو یہ خیال کر کے زنبیل سے منڈھی نکالی اور کہا کہ اری
منڈھی مثل چھتری کے میرے سر پر قائم ہو جا وہ منڈھی برابر چھتری کے ہو گئی بس یہ تدبیر کر کے
خواجہ طرف سمندر کے چلے جیسے ہی قصد چلنے کا کیا اور قدم اٹھایا اُس مرتبہ سے زیادہ گرج ہوئی
کہ تمام صحرا ہل گیا خواجہ کانپ گئے بسبب لرزہ کے خنجر ہاتھ سے چھوٹ گیا اب جو خواجہ نے اپنے کو
سنبھالکر طرف آسمان کے اس خیال سے دیکھا کہ یہ کیا امر ہے کہ جب میں سمندر کی طرف بڑھنے کا قصد
کرتا ہوں اسوقت صدا ایسی مہیب آتی ہے خواجہ کو یہ نظر پڑا کہ وہ جو ابر نہ طاق کی طرف سے اٹھا
تھا قریب آگیا ہے اور محیط ہو گیا ہے اسی سے بار بار صدا آرہی تھی اور چمک بھی ہو رہی تھی یہ خیال
کر کے دل سے کہا کہ کیسا تو آج بودا ہو گیا ہے کہ رعد کی صدا سے ڈر جاتا ہے اپنا کام کر اے خواجہ تم
کیسے مرد ہو یہ اپنی طرف خطاب کر کے کہا اور خنجر اٹھا کر چلنے کا قصد کیا کہ پھر صدا آئی ابکی مرتبہ
بہت زور سے اور بہت قریب سے برق چمکی خواجہ نے کچھ خیال نہ کیا اور قصد آگے بڑھنے کا
کیا کہ ایک مرتبہ صدا آئی کہ اے ناشدنی ہم تجھکو منع کرتے ہیں اور تو نہیں مانتا ہے اپنے قصد کو فسخ
کر درست خود برانگندہ اب ابکی مرتبہ اگر تو نے قصد کیا تو ایسی ڈانٹ بتاؤنگا کہ تیرا جگر شق ہو جائیگا
اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو یہ پلٹ اور نہ پچھتائیگا دیکھ خبردار اب آگے قدم بڑھانے کا قصد نہ کرنا
خواجہ نے جو یہ صدا سنی اپنے دل میں کہا کہ یہ کوئی سحر ہے سمندر کا تو خوف نکر اپنے کام میں مصروف ہو

یہ سوچکر خواجہ بیٹھے کہ صدا آئی تو یوں نہ مانیگا ہم منع بھی کرتے ہیں تو نہیں سنتا ہی ارے ظالم کیا
غضب کرتا ہی معلوم ہوا کہ تیری شامت آئی ہی بدون سزا پائے ہوئے تو اپنی حرکت سے باز نہ آئیگا
یہ صدا جو خواجہ کے کان میں آئی خواجہ نے جواب دیا کہ تو بکا کرمیں ایسے خوف دلانے سے نہیں ڈرتا
ہوں اب سمندر بھی ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا اسکو میں اسوقت ضرور قتل کرونگا یہ کہکر خواجہ
نے قصد کیا کہ بڑھکر سمندر کا کام تمام کرون ایک مرتبہ ایسی چمک ہوئی کہ خواجہ کی آنکھیں خیرہ ہو گئی
تھیں اور چکاچوند سی ہوگئی آنکھوں سے تاریکی سی چھا گئی و برق تڑپکر خواجہ پر گری تھی
اگر رعنا بھی نہ ہوتی تو خواجہ جلکر خاک ہوجاتے مگر برکت سے منڈھی کی بچ گئے اور برق چمککر
گری آدھر گرج ہوئی کہ تمام صحرا ہلگیا اور سب کے دل دہل گئے یہ سمجھے کہ شیر افضل نے ضرور قیامت کو
برپا کردیا ہے ہجوم سے سحر اسقدر گونجنے لگے ایسا خوف طاری ہوا کہ خواجہ کے دست و پا
کانپنے لگے حواس جاتے رہے اور گرج سے صدا آئی کہ تو نے غضب کیا تھا کہ سمندر کو قتل کر ڈالتا
اگر میں نہ آجاتا تو کام تمام کرچکا تھا بس اگر اپنی خیریت درکار ہی تو پلٹ جا ورنہ ابھی جلاکر خاک
کردونگا انجام یہ ہو کہ میرا نام بدنام ہوجاوے میں طرف سے خدا و تد سمندر کے بچانے کو
آیا ہوں تو نے بڑے غضب کی عیاری کی سمندر کو بہت بڑا دھوکا دیا بس اسی میں خیریت ہی کہ
اب اپنے قصد سے باز رہ اب سمندر کو کسی طرح قتل نہیں کرسکتا ہی میں آگیا ہوں یہ جو خواجہ
نے سنا اپنے دل میں کہا کہ بڑا غضب ہوا سمندر بچ گیا مفت ہاتھ سے شکار نکلا جاتا ہی یہ صرف
تھوڑی دیر اور نہ آتا تو میں اپنا کام کرچکا تھا جو کچھ ہو مگر اپنے قصد سے باز نہ آؤنگا چاہے
جان جاتی رہے یہ دل میں خیال کرکے اور خواجہ خنجر علم کرکے چلے تھے کہ ایسی صدا آئی کہ خواجہ
گر پڑے اور وہ ابر گھرکر آیا کہ اسنے سمندر کو اس مقام پر ساحر بیہوش کے پاس سے
پوشیدہ کرلیا اور تاریکی ہوگئی اور چمک ہونے لگی اور گرج اور صدا آنے لگی کہ تو نہیں مانتا
ہی کیوں اپنی قضا سر پر بلاتا ہی یہ حالت جو خواجہ نے دیکھی اور اپنے دل میں قوت نہ پائی بس
اسکی طرف اپنے تخت کے چلے اور دوڑکر تخت پر بیٹھ گئے اور وہاں جاکر اپنے حواس درست
کیے منڈھی سے کہا کہ تمام تخت کو چھپالے منڈھی مثل چھولداری کے ہو گئی اس ابر سے بجلیاں
چمک کر منڈھی پر گرنے لگیں صدا سے رعد آنے لگی ہر مرتبہ پہلی مرتبہ سے زیادہ مہیب صدا آتی
ہی تمام صحرا میں تاریکی ہوگئی ہی یہ جو حال خواجہ نے دیکھا اور دیکھا کہ اب سمندر پر قابو پانا مشکل
ہی خیال کیا کہ بیکار یہاں قیام کرنا بس چاہو طرف لشکر کے یہ خیال دل میں کرکے تخت کی کل پھیری
اور منڈھی سے کہا کہ مجھکو لشکر میں پہنچا دے بس وہ منڈھی ایک مرتبہ اڑکر طرف لشکر کے چلی خواجہ
تخت پر بیٹھے ہیں مگر پھر پھر کر اس طرف دیکھتے جاتے ہیں خواجہ نے دیکھا کہ جب میرا تخت وہاں سے
چلا تو وہ برق کا چمکنا اور رعد کا گرجنا موقوف ہوگیا وہ تاریکی بھی برطرف ہوئی خواجہ نے دیکھا
کہ وہ ابر مثل غبار کے ہوگیا ایک مرتبہ زمین سے بلند ہوا خواجہ جاتے رہے ہیں مگر اسی طرف
دیکھ رہے ہیں کہ جب وہ ابر بلند ہوا زمین سے تو خواجہ نے دیکھا کہ وہ زمین سب صاف ہی جو وہاں
سب ساحر بیہوش پڑے تھے کہیں کا نام تک نہیں ہی اور وہ ابر سناٹا مار کر طرف سمندر کے
چلا گیا خواجہ بھی اپنے لشکر کی طرف تخت پر سوار چلے کہ انکا حال پھر تحریر ہوگا یہ لشکر کی طرف
جاتے ہیں مگر اب حال اس ابر کا اور سمندر کا تحریر ہوتا ہی کہ اس ابر میں کون تھا جو سمندر کو اس

آمنت سے بچا کر لے گیا اور سمندر پر کیا گذری راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ ابر جو وہاں سے چلا سیدھا شہر
سمندر یہ میں آیا اور جس مقام پر سمندر دربار کرتا تھا اس عمارت پر محیط ہوا وہاں سناٹا تھا اور
کوئی نہ تھا کیونکہ جسقدر ملازم تھے وہ سب تو ہمراہ سمندر کے گئے تھے جو باقی رہے تھے وہ اپنے کاروبار
میں مصروف تھے بریں سبب وہاں سناٹا تھا پس راوی بیان کرتا ہے کہ ناظرین پر واضح ہو کہ وہ ابر سحر تھا
اور اس ابر میں رعد شور خنجر جادو تھا یہ بہت بڑا ساحر زبردست تھا یہ طاق سے آیا تھا سمندر کے
بچانے کو پہلے اسنے خواجہ کو گرج سے ڈرایا تھا جب خواجہ ڈر رہے تھے اور پھر یہ قصد کرتے
تھے کہ میں سمندر کو قتل کروں تو وہ کلمات خلاف تہذیب کہتا تھا جب خواجہ اپنے قصد سے باز آتے
تھے تو اسنے ابر سحر کو سب کو پوشیدہ کر لیا تھا اور ایسی سحر سے گرج و چمک پیدا کی کہ خواجہ
تخت پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے جیسا کہ مذکور ہوا ہے اسنے یہ تدبیر کی تھی کہ
کچھ بجلی پیدا کی تھی ان بجلیوں کے ذریعہ سے مع سمندر سب کو اسی تاریکی اور ابر کی حالت
میں اٹھا کر اور انکو اسی ابر پر ڈالکر طرف سمندر یہ کے روانہ ہوا تھا ایسا تک کہ شہر سمندر یہ میں پہونچا
اور خاص دربار سمندر ساحر شاہی عمارت پر جا کر ٹھہرا اسکے آنے کا حال تو طاق سے خود اسکی زبانی
روبرو سمندر کے بیان ہوگا پس اسنے یہ تدبیر کی کہ انھیں بجلیوں کے ذریعہ سے ان سب کو ایوان
دربار میں پہونچا جب یہ سب کو پہونچ چکا اسوقت خود بھی ابر سے نکلا اور ایوان میں آیا دیکھا کہ سب
ابھی تک بیہوش پڑے ہوئے ہیں پس اسنے سحر کیا کہ ایک ہوا سی چلی وہ ہوا جسکے لگی اسکو
ہوش آیا سبب اثر بیہوشی کا دور ہوا اور اس بیہوشی کا اثر بھی کم ہوچکا تھا اسنے سحر دافع بیہوشی
کیا سب کو ہوش آیا سب سے پہلے سمندر کو ہوش آیا اسنے جو آنکھ کھولی اپنے کو ایوان میں فرش پر
پڑا ہوا دیکھا خیال کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے میں تو دشت فرحت افزا میں ہمراہ لقمان ثانی کے واسطے
کھانے ثمرۃ الحیات کے گیا تھا اور ثمرۃ الحیات کیا پایا اسکے کھانے سے کچھ معلوم ہوا کہ عقلی میں
پاس لقمان کے گرمی کی شکایت کو چلا تھا کہ مجھکو چکر آیا میں اتنا کہ اسکا بیہوش ہوگیا یہاں کیونکر آیا
معلوم ہوتا ہے کہ یہ خواب ہے اسی طور سے ہر ایک کو ہوش آیا اور ہر ایک نے یہی خیال کیا
اسی طور سے فرش پر پڑے ہوئے ہیں اور یہی خیال کر رہے تھے کہ رعد شور خنجر جادو نے
دیکھا کہ میں نے سحر بھی کیا اور کوئی ہوشیار نہ ہوا اسکا کیا سبب ہے آیا خواجہ نے اس دشت کے
پھلوں میں زہر ملایا تھا کہ وہ کھا کر سب مر گئے یہ خیال کر کے سمندر کے قریب آیا اور اسکے سرہانے
بیٹھکر اسکا شانہ ہلایا اور کہا کہ اے بھائی سمندر شاہ ذرا ہوشیار ہو اپنی حالت دیکھو کہ تم پر کیا گذری
دشمنوں نے اپنا کام کر لیا تھا کبھی کوئی نادان نہ ہوگا میں تمہاری حالت کی خبر پاکر طاق سے
آیا ہوں اگر میں نہ آتا تو بڑا غضب ہوتا دشمن تمکو قتل کر ڈالتے خداوند نے اپنا فضل کیا کہ میں عین
وقت پر پہونچا میں تمکو اس مقام پر سے اٹھا لایا ہوں یہ تمہارا ایوان ہے تو ذرا ہوشیار ہو کر دیکھو
اور اپنی سب حالت بیان کرو یہ جو اسی ساحر نے کہا سمندر نے سنا اور سب نے بھی سنا سمندر
نے آنکھ کھولکر دیکھا پھر تو اپنے ایوان کو پایا کہ جہاں دربار کرتا تھا پس ایک مرتبہ گھبرا کر اٹھ
بیٹھا اسکا اٹھنا تھا کہ سب ہمراہ اور بادشاہ جو اسکے ہمراہ بیہوش ہوئے تھے اور وہ ساحران
سب کو اٹھا لایا تھا ہوشیار تو ہو گئے تھے مگر اسی خیال سے پڑے ہوئے تھے کہ ہم خواب
دیکھ رہے ہیں شاید اس ثمر کا یہی اثر ہے کہ جو کھاتا ہے بیہوش ہو جاتا ہے اسکو ایسے ایسے خواب نظر آتے

اگر ہم اٹھ بیٹھیں اور کچھ اسکے اثر میں کمی ہو جاے تو سب محنت برباد ہو جائیگی لقمان ثانی نظر آئینگے ہم
نہ اٹھینگے یہ سب خیال کر رہے تھے کہ اُسنے سمندر کا شانہ ہلا کر وہ تقریر کی سمندر اسکی تقریر سُن کے
اٹھ کھڑا ہوا پس یہ سب بھی اٹھ بیٹھے اور خیال کیا کہ یہ تو بنا چاہا ہلنے میں آیا جب سب اٹھے سب نے دیکھا
کہ ایک ساحر مہیب باندھے ہوے گرتا پہنے ہوے قشقہ لگاے بھبوت ملے ہوے کھنور جیاری
لگے ہوے جھولی شانے پر پڑی ہوئی بڑے بڑے بال سر پر کالے کوڑیالے گلے اور ہاتھوں سے
لپٹے ہوے عقرب اُسکی پیشانی پر بیٹھے ہوے آنکھ اور منہ سے اور کانوں سے شعلے نکل رہے
ہیں رنگ سیاہ ہی قد بہت دراز ہی ہاتھ پاؤں مثل شاخ چنار کے ہیں دو دانت منہ سے باہر ہیں
نیلے نیلے اور موٹے موٹے ہونٹ ہیں اسقدر منہ پر چیچک کے داغ ہیں کہ جیسے منہ کو بھڑوں نے
نوچا ہی اگر کوئی دیکھے اُسکو دن کو تو ڈر جاے عجب شکل مہیب ہی بچہ دیو وہ شیطان معلوم ہوتا ہی وہ
از سر تا پاشنا آگ بنا ہوا ہی ایسی صورت مہیب جو ان سب نے دیکھی اور دیکھا کہ سمندر کے برابر
بیٹھا ہوا ہی سب خوف زدہ ہوے خیال کرنے لگے کہ شاید خداوند نے کسی فرشتۂ عذاب کو ہم سب کی
روح قبض کرنے کو روانہ کیا ہی یہ وہی فرشتہ ہی پہلے بادشاہ کی روح قبض کریگا پھر ہم سبکی یہ اسکا فقرہ
ہی یہ خیال کرکے سمندر کی طرف دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں چونکہ بہت نزدیک تھے اور نہایت خوف زدہ
تھے وہ کانپنے لگے مگر اب یہ کسی کی جرأت نہیں ہوتی ہی کہ بات کریں یا بھاگ جائیں سب مثل تصویر
کے بے حس و حرکت بیٹھے ہوے ہیں اور خیال کر رہے ہیں کہ اس بیداری سے تو وہ بیہوشی
اچھی تھی کہ ایسی مہیب صورت تو نہ دکھائی دیتی تھی جو ہوشیار ہونے سے نظر آئی یہ کیا آفت پیش آئی
ترقی عمر کے لیے ثمرۃ الحیات کھایا تھا نہ کہ اس لیے کہ روح قبض ہو جاے ثمرۃ الحیات نے تو سب کو
ثمرۃ الممات کا اثر دکھایا کہ فرشتۂ عذاب قبض روح کو آیا بڑی خرابی ہوئی لقمان ثانی نے مفت میں جان لی
اور فقرہ دیا معلوم ہوا کہ ثمرۃ الممات تھا ثمرۃ الحیات نہ تھا سب خاموش بیٹھے ہوے یہ خیال دل میں
کر رہے ہیں سمندر بھی اُسکی صورت دیکھکر حیران ہوا سبب اسکا یہ تھا کہ ابھی تک کچھ اثر بیہوشی کا دماغ
میں باقی تھا بالکل زائل نہ ہوا تھا پس سمندر نے اُسکو دیکھکر کہا کہ اے بھائی تم کس لیے آئے ہو ہمنے کوئی
خطا نہیں کی ہی خداوند کی کہ جو آپ لوگوں نے ہمکو ہم سبکی قبض روح کے لیے روانہ کیا ہی ہمارا ابھی جی یہاں
سے جانے کو نہیں چاہتا ہی تم بیکار ہماری قبض روح کرتے ہو ہمنے اسی خیال سے کہ دنیا مقام رحلت
ہی اور جاے فرحت ہی لقمان ثانی سے منت کرکے ثمرۃ الحیات کھایا تھا اس لیے نہیں کھایا تھا کہ
مر جائیں بلکہ زندگی کے لیے کھایا تھا یہاں اُسکے خلاف ہوا کہ بہت جلد موت کا سامان ہو گیا کہا
میرا ابھی جی دنیا سے جانے کو نہیں چاہتا ہی نہ میرے ہمراہیوں کا تم جاکر اہل اسلام کی روح قبض
کرو کیونکہ وہ لوگ بہت سرکش ہیں بلکہ میرے خیال میں یہ آتا ہی کہ خداوند نے تمکو انھیں لوگوں کی
قبض روح کے لیے روانہ کیا ہوگا تمکو دھوکا ہوا کہ تم یہاں چلے آئے وہ لوگ بیرون شہر فروکش
ہیں جاکر اُنکی روح قبض کرو مگر اسکا خیال رہے کہ اُنکے مقابلے میں میرا لشکر بھی فروکش ہی اُن
لوگوں کی روح نہ قبض کر لینا کیونکہ وہ سب میرے دوست اور میرے خیر خواہ ہیں ہاں اہل اسلام
کی روحیں قبض کرو کہ وہ سب خداوندوں کے دشمن ہیں ہم سب نے تو ثمرۃ الحیات کھاے ہیں کہ
جسکا اثر یہ ہی کہ کبھی انسان مرتا نہیں ہمیشہ زندہ رہتا ہی تمکو ہم سبکی روحیں قبض کرنے میں بڑی تکلیف
ہوگی ہم مرینگے نہیں یہ جو سمندر نے کہا ساحر شعلہ خیز نے خیال کیا کہ ابھی اسکے دماغ میں اثر بیہوشی باقی ہی

سمندر سے کہا کہ اے سمندر اپنے حواس درست کرو کیا بیہودہ تقریر کر رہے ہو کیسا فرشتہ عذاب اور
کیسی قبض روح اور کیسا ثمرۃ الحیات کھانا ذرا ہوشیار ہو میری طرف دیکھو یہ کیا بکتے ہو کیا دیوانے
ہو گئے ہو میں ہوں تمہارا دوست رعد شور خیز جادو اور تم دیکھو کہ تم کہاں ہو کیا واہیات بک رہے ہو
جب یہ اُسنے کہا سمندر کے حواس بھی درست ہو چکے تھے سمندر نے پہچانا اور اثر اس بیہوشی کا بالکل
زائل ہو چکا تھا اب سمندر نے غور سے دیکھا اور شناخت کیا اپنے کو اپنے ایوان میں فرش پر پڑے
ہوئے پایا اور سب سرداروں کو جو ہمراہ تھے اور رعد شور خیز کو اپنے برابر دیکھا کہ وہ بیٹھا ہے نہ لقمان ہے
نہ دشت فرحت افزا ہے اُنکو سمندر کو خیال ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے ایک مرتبہ شور خیز سے کہا کہ بھائی رعد شور خیز
سلام علیک مزاج تو اچھا ہے تمہارا اسوقت کہاں آنا ہوا کس غرض سے آئے تمنے آکر ہمارا کام ہمارا
برباد کیا مجھکو تم کیوں پاس سے لقمان ثانی کے لے آئے کیا ایسی ضرورت تھی انھوں نے تو ہمارے ساتھ
بڑی مہربانی کی مجھکو اور میرے ہمراہیوں کو ثمرۃ الحیات کھلایا اُسکے کھانے سے ہم لوگ بیہوش ہو گئے
تھے کیونکہ اُسکا اثر یہ ہے کہ جو کوئی کھاتا ہے وہ بیہوش ہوجاتا ہے وہ اُسکا تدارک کر لینگے اب وہ ضرور ناخوش
ہوئے ہونگے تمنے بہت بڑے میرے دوست کو ناراض کردیا وہ ضرور میری شکایت خداوند سے کرینگے
ایسے لوگ قسمت سے ملتے ہیں انھوں نے اقرار کیا تھا کہ میں خداوند سے کہکر تمہارا عہدہ بھی بڑھا
دونگا اب وہ ناراض ہوگئے ہونگے اب وہ کیوں میری سفارش خداوند سے کرنے لگے میں تو
ایسے لوگوں کی تلاش میں تھا اتفاق سے ملگئے تھے اُن میں بڑی بڑی کرامتیں تھیں اُنکے خداوند سے
نامہ و پیام ہوتا ہے وہ آٹھویں دن خداوند کی خدمت میں جاتے ہیں وہ بہت بڑے مقرب بارگاہ خداوندی ہیں
انھوں نے ایک پل میں ایوان کو بموجب طلب خداوند خداوند کی خدمت میں روانہ کردیا ایسے بزرگ
اور پیشوا سے خاص کے پاس سے تم مجھکو یوں لے آئے کیا ایسی ضرورت تھی ذرا ٹھہر گئے ہوتے
جب وہ جاتے تو میں خود یہاں آتا اُسوقت مجھسے بیان کرتے بس اسی میں خیریت ہے کہ تم مجھکو پھر اُسی
مقام پر پہونچا دو میں منت و سماجت کرکے راضی کرلونگا تمنے بڑا غضب کیا وہ کیا خوب وہ تو بہشتی اور خضر جیسے
تھے کیا ایسا بھی کوئی کرتا ہے سچ کہا ہے کسی نے کہ نادان دوست سے دانا دشمن اچھا ہوتا ہے تمنے بہت
بڑی نادانی کی سبب تمنے میری بڑی بربادی کی سمندر کی یہ تقریر سنکے اُس ساحر نے جواب دیا کہ اے سمندر ابھی تک
تمہارے دماغ میں بیہوشی کا اثر باقی ہے میں تمسے کہتا ہوں کہ اپنے حواس درست کرو ہوشیار ہوکر
بیٹھو تو میں تمسے سب حالت بیان کروں بیکار مجھکو الزام دیتے ہو میں نے ضرور خیر خواہی کی ہے بلکہ
تمہاری جان اور تمہارے ہمراہیوں کی جان دست ظالم سے بچائی ورنہ وہ قتل کرتا اے سمندر کیسے
لقمان ثانی اور کیسا خداوند سے سفارش کرنا لو صاف صاف سنو وہ خواجہ خضران بن عمرو عیار لشکر
اسلام تھا وہ تمسے عیاری کرکے ایوان کو لیگیا اور اُسنے تمہارے قتل کی فکر کی تھی وہ تو میں وقت پر
میں پہونچ گیا وہ ہی لقمان ثانی بنکر آیا تھا تمنے اُسکو پہچانا بھی نہیں اگر تھوڑی اور دیر ہوتی وہ تمکو اور تمہارے
سب ہمراہیوں کو قتل کرتا اب تمکو معلوم ہوا یا نہیں اُس عیار نے وہ درخت اپنے ترکیب سے درست
کیا تھا اُسمیں بیہوشی ملائی تھی اُسکے برگ و ثمر سب بیہوشی آلودہ تھے اسی سبب سے تم سب کے سب
اُسکو کھاکر بیہوش ہوگئے اور گر پڑے وہ قتل کرنے چلا تھا کہ میں آگیا پہلے میں نے اُسکو بہت خوف
دلایا جب اُسنے نہ سُنا تو میں ابر سحر میں تم سب کو پوشیدہ کرکے یہاں لے آیا اور تم سب کو ہوشیار
کیا یہ واقعہ ہے جب یہ تقریر سمندر نے سنی اور سب نے بھی سنی اُنکو سب کے حواس درست ہوئے

اور خیال کیا کہ یہ تو دوسرا واقعہ بیان کر رہے ہیں ذرا سننا چاہیے کہ یہ کیا ماجرا گذرا اگر ایسا ہوا تو بڑا
دھوکا کھایا اور بہت بڑی عیاری ہوئی واہ کیا خوب عیاری کی اب سب نے پھر آنکھیں کھولیں تو در
اصل اپنے کو ایوان دربار میں پایا اٹھ کھڑا اُس ساحر کو سلام کیا اور سمندر بھی اٹھکر اپنے تخت پر
جا کر بیٹھا اور سب کو حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر بیٹھو ایک سردار سے کہا کہ تم پہرے پر جا کر خبر
کرو کہ سب ملازم حاضر ہوں جبکہ یہاں موجود رہیں یہ سنکے وہ سردار باہر آیا پہرے کے سپاہی سے
کہا کہ جا کر سب کو خبر کرو جو جو سردار یہاں موجود رہیں کہ بادشاہ دربار میں تشریف لائے ہیں وہ سپاہی
سنکے حیران ہو گیا کہ بادشاہ تو بڑے جاہ و حشم سے تشریف لے گئے تھے یہ کیونکر چلے آئے کہ
خبر بھی نہ ہوئی اُسنے اُس سردار سے یہی سوال کیا اُسنے جواب دیا کہ تجھکو امورات شاہی میں کیا دخل
ہے جو تجھکو حکم دیا گیا ہے اُسپر عمل کر جس طور سے اُنکا جی چاہا چلے آئے چاہا چپکے سے آئے جا سب کو خبر
کر سکے آئے وہ خاموش ہو رہا اُسنے جو سوار کہ اُس مقام پر پہرہ اور اس امر کے مقرر
تھے کہ اگر کوئی جلدی کی خبر کرنا ہو تو جا کر خبر کریں اُن سواروں سے کہا کہ بادشاہ دربار میں رونق
ہوا تشریف لائے ہیں انھوں نے سرداروں کو طلب کیا ہے جا کر خبر کر دو وہ سوار یہ سنکے ہر طرف
اڑا کر دوڑا ہر ایک کے مکان پر گئے اور سمندر کے آنے کی خبر کی ابھی دن باقی تھا بس یہ خبر سنکے
ہر ایک اپنے مقام سے چلا اور داخل دربار ہوا یہاں آکر پہلے مجرا کیا پھر اپنے اپنے
مقام پر جا کے بیٹھے دیکھا کہ بادشاہ دیو خونخوار سے سرداروں سے اور ان بادشاہوں سے جو کہ ہمراہ
گئے تھے آگے تشریف فرما ہیں اور ایک نیا ساحر برابر تخت کے کرسی پر بیٹھا ہوا ہے مگر سب حیران
ہیں یہ دیکھکر ان لوگوں کی جرأت نہ ہوئی کہ کچھ دریافت کریں اسکا سبب یہ تھا کہ دیکھا سمندر غصہ میں
ہے جب تک کہ یہ سمندر کو معلوم ہوا کہ خواجہ نے عیاری کی اور ایوان کو اڑا کر لے گئے تو بہت خفا
آیا اسی حالت غیظ و غضب میں تخت پر بیٹھا تھا اور سرداروں کو طلب کیا تھا اسی وقت یہ خبر مشتہر
ہو گئی کہ بادشاہ بدون اطلاع اور سب سامان سواری اُسی صحرا میں چھوڑ کر دربار میں تشریف
لائے ہیں یہ خبر کا مشتہر ہونا تھا کہ سب چوبدار و دیگر ملازم جو کہ اُس مقام پر تھے اور غلامان زریں کمر
آکر حاضر ہوئے سمندر نے شملاق اپنے وزیر سے کہا کہ تم ایک حکم نامہ اُن سرداروں اور ملازموں
اور فوج کے نام لکھو کہ ہم یہاں شہر میں چلے آئے ہیں لہذا جو لشکر کہ ہماری ہمراہی کا ہو وہ اپنے اپنے
مقام پر جا رہے اور گھر کو لے اور تم سب یہاں حاضر ہو ہم دربار کرینگے اور سب سامان وہاں سے
چلا آئے ہمارا اسوقت یہی جی چاہا کہ ہم وہاں سے ادھر نہ آئے شہر کو چلے آئے یہ حکم نامہ بہت جلد
تحریر کر دو پس شملاق نے بموجب حکم سمندر کے حکم نامہ تحریر کیا اور ایک چوبدار کو دیا کہ یہ حکم نامہ لیجاؤ
اُس سوار کو دیدو جو کہ پہرے پر ہو اور اُس سے کہنا کہ فلاں صحرا میں سب جمع ہیں اور بادشاہ کا انتظار
کر رہے ہیں انکو جا کر یہ حکم نامہ دے اور زبانی بھی یہ کہے کہ بادشاہ وقت فرحت افزا سے شہر میں
تشریف لے گئے ہیں تم سب کو طلب کیا ہے دربار آراستہ ہے پس وہ چوبدار وہ حکم نامہ لیکر باہر گیا
اور سوار کو دیا اور جو کچھ شملاق نے کہا تھا وہ بھی کہدیا پس وہ سوار یہ حکم سمندر سنکے اور حکم نامہ
لیکر اُس طرف کو چلا شہر کو چھوڑ کر اُس صحرا میں آیا یہاں سب بیٹھے ہوئے بادشاہ کا انتظار کر رہے
تھے کہ وہ سوار پہونچا جو سردار وہاں تھے انکو حکم نامہ دیا انھوں نے اسپر بادشاہ کی مہر دیکھی
حیران ہوئے کہ بادشاہ شہر میں کیونکر تشریف لے گئے پھر خیال کیا کہ اسمیں راز ہوگا یہ خیال کرکے

اُس لفافہ کو چاک کیا سوار نے جو زبانی چوبدار کی سُنا تھا سب بیان کیا اُن سب نے حکم نامہ بھی پڑھا لیکن
اُسوقت سب کے سب وہان سے آئے اپنی سواری پر سوار ہوکر چلے اور پکار کر اُس سوار نے کہدیا
کہ جو لشکر اردلی کا ہو وہ لشکر دردولت پر حاضر ہو باقی چھاؤنی کو جاوے اور سب جلوس سواری بھی واپس
جاوے اور یہ سب سامان داخل توشک خانہ کیا جاوے پس جو لشکر چھاؤنی کا تھا وہ طرف چھاؤنی کے
چلا اردلی کا تھا وہ طرف دردولت کے چلا اور سب ملازم وغیرہ بھی چلے یہان سمندر دربار مین بیٹھا
تھا سب سردار حاضر ہین سوا اُن سردارون کے کہ جو کہ اُس صحرا مین رہنے لگے تھے اور اُنکو طلب کیا تھا
اور سب مین اُسوقت رعد شور خیز نے سمندر سے کہا کہ یہ کیا واقعہ تھا ذرا بیان تو کرو سمندر نے
کل حال اول سے یون بیان کیا کہ جب مجھکو معلوم ہوا کہ الیوان شریک اہل اسلام ہو گئے ہین نے
اُسکو بلا یا وہ آئی مین نے اُسکو بہت سمجھایا جب اُسنے نہ مانا مین نے اُسکو اسیر کیا اُسکے قتل کا حکم دیا
سب سامان سیاست اُس صحرا مین روانہ کیا سب اہل شہر کو اس حال سے خبر دی اور اپنے لشکر بھی
ایک لاکھ کے قریب اُس صحرا مین برائے بندوبست روانہ کیا اور اس حال کی اہل اسلام کو بذریعے
منادی کے خبر کرادی خواجہ کو ایک رقعہ لکھا کہ اب آکر الیوان کو رہا کر لے جاؤ تو ہم جانین اُس لشکر کو
بھی اس حال سے آگاہ کیا کہ جو کہ مقابلہ اہل اسلام مین انترا ہوا تھا اُسکو حکم دیا کہ تم تیار رہنا جسوقت
اہل اسلام یلغار کر کے چلین تم اُنکو روک لینا ادھر اُسنے نہ بنا شہر ار ساحر برائے بندوبست بالا سے
ہوا مقرر ہیں یہ بندوبست کر کے ہم سب سردارون کے اُس مقام پر گیا قیدی کو طلب کیا قیدی کو
حاضر ہوا اُس صحرا مین لاکھون اہل شہر کا مجمع تھا تل رکھنے کی جگہ نہ تھی ایک ہم مین نے دیا تھا جلاد
الیوان کو لیکر چلا تھا کہ اُن ساحرون نے جو کہ ہر طرف سے ہوا حفاظت کر رہے تھے آکر خبر دی کہ ایک
بزرگ تخت پر سوار اِسطرح اُدھر سے جاتے تھے ہمنے اُنکو منع کیا اُنھون نے نہ مانا اور خیال کیا کہ
ہم آپکو خبر کرین لیکن خبر کرنے آئے ہین ہین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ شاید خداوند ہون کیونکہ
اُنکو اختیار ہر صورت مین اور جس طریقے سے چاہین سیر کرین ایسا نہو کہ ناراض ہو جائین
چلکر دیکھنا چاہیے پس مین خود گیا کو سردارون نے منع کیا مگر مین نے نہ سُنا جیسا اُن ساحرون نے
کہا تھا ویسا ہی پایا خلاصہ یہ کہ اُنسے ملاقات ہوئی بڑی دیر تک گفتگو رہی اُسکے بعد بہت کوشش کر کے
مین اُنکو لایا وہ زمین پر آئے اُنسے پہلے اُنکا حال دریافت کیا اُنھون نے بیان کرنے سے انکار کیا
جب ہم سب نے اقرار کیا تب اُنھون نے سب اپنا حال بیان کیا مین بہت خوش ہوا سمندر نے کل
حال جو کہ لقمان ثانی نقلی نے بیان کیا تھا اپنا خدمت خداوندی مین جانے کا اور مقرب بارگاہ ہونے کا
سب رعد شور خیز سے بیان کیا اور کہا کہ مجھکو خیال ہوا کہ ایسے کی خدمت کرنا باعث افتخار ہے مین نے
اپنی حالت بیان کی اور کہا میری سفارش خداوند سے کرنا اُنھون نے اقرار کیا کہ ایک عرضی لکھو دو
مین عرضی پیش کر کے تمھاری سفارش کرونگا مین نے منظور کیا پھر اُنھون نے الیوان کی حالت دریافت
کی اُنھون نے الیوان کو اپنے روبرو طلب کیا بہت کچھ نصیحت کی آخر کو اُنھون نے اُسکو خدمت
خداوندی مین روانہ کیا سمندر نے کل حال الیوان کی تقریر کرنے کا لقمان ثانی سے اور اُنکا
بذریعہ خداوند سے دریافت کرنے کا اور جواب آنے کا اور الیوان کو روانہ کرنے کا اُسکے بعد
سب مجمع کو حکم دیدیا کہ متفرق ہو جاوے لقمان کا جانے کا سوال کرنا اپنا اصرار کرنا آنکا انکار کرنا دعوت
سے اور کہنا کہ مجھکو ضرورت ہے اپنا اُنسے ضرورت کا دریافت کرنا اُنکا بعد اصرار ایسا بیان کرنا

پس اپنا انکے ہمراہ مع سرداروں کے جانا دشت فرحت افزا میں اور ثمرۃ الحیات کھانا اور بیہوش ہونا
سب حال بیان کیا اور کہا کہ یہ کیا واقعہ گذرا تم بیان کرو کہ تمکو کیونکر خبر ہوئی اور یہ تم کیونکر اسقدر قسمت
پہونچے یہ تم کیا کر رہے ہو کہ وہ لقمان ثانی نہ تھے خواجہ ثالث عیار لشکر اسلام تھے عیاری کرنے اسکے
تھے عیاری کرکے الوان کو رہا کرلے گئے اور تم سب کو بیہوش کیا اور قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ
میں آکر پہونچا ورنہ وہ اپنا کام کر چکے تھے اسنے جواب دیا کہ ای سمندر تجھسا نادان اور بیوقوف کوئی
نہ ہوگا بقول اہل اسلام کہ وہ مثل کہتے ہیں کہ گوز بہ گوز و ضرب و ضرب ہر مرتبہ دھوکا کہاتا ہی سمجھ کوئی بات
نہیں آتا ہی ارے نادان میں نے سچ کہا کہ وہ عیار لشکر اسلام تھا جب تو نے اسکو رقعہ لکھا رقعہ اسکو
پہونچا وہ اسوقت روانہ ہوا اور یہیں آیا اس درخت کو اپنی مرضی کے موافق بیہوشی سے درست
کیا کیونکہ عیاری تجویز کر چکا تھا اسکے بعد لقمان ثانی کی صورت بنکر اسطرف آیا ارے کمبخت تجھکو یہ بھی
خیال نہ آیا کہ کیسے لقمان ثانی اور کیسے خداوند کیا لقمان ثانی زندہ ہیں جو خدمت خداوند میں آتے
جاتے ہیں سوا ے خداوند کے کوئی بھی بہشت میں جاکر پھر واپس آتا ہی پس اسنے تمکو دھوکا دیا تم
دھوکے میں آگئے کہ مجھکو پورا حال نہیں معلوم ہی مگر یہ امر ضرور ہی کہ وہ جھوٹا اور تھے انھوں نے بہانہ
بلکہ فقرہ دیکر الوان کو رہا کیا اسکے بعد تمکو لیجا کر درخت کے پھل اور برگ کہلائے جنکو بیہوشی سے
درست کیا تھا یہ بھی خیال نہ آیا کہ کوئی بھی ایسا درخت ہوگا جیسا کہ یہ بیان کرتے ہیں سمندر نے جواب دیا
کہ میں نے خیال کیا کہ شاید خداوند نے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہو کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ
ہمکو نہیں معلوم ہیں اور وہ دنیا میں ہیں اس ساحر نے کہا کہ خیر مگر تمہاری عقل کو کیا ہو گیا تھا کہ تم نے نہ
سحر سے دریافت کیا کہ یہ واقعہ اصلی کیا ہی اور یہ لقمان ثانی اصلی ہی یا بند و بست تو اسقدر کیا اور پھر ایسے
غافل ہو گئے یہ خیال تھا کہ وہ عیار عیاری آکر ضرور کریگا اور پھر نہ دریافت کیا نہ اوراق ساحری میں
دیکھا اگر کوئی مرتبہ دھوکے کھا چکے تھے پہلے آفاق کے بارے میں دھوکا کھایا کہ وہ عیاری کرکے
آفاق کو رہا کرلیگیا پھر اسنے عیاری کرکے عشاق نطاقی کا سحر مٹایا اسکو قتل کیا پھر عیاری کرکے
الوان کو اسیر کرلے گیا ہر مرتبہ نئی عیاری کی اس سے یہ امر کیا بعید تھا کہ وہ الوان کو نہ لیجاتا سمندر
نے جواب دیا کہ ضرور یہ دھوکا کھایا مگر اب کیا ہوتا ہی بیکار الزام دیتے ہو اس مقام پر ...
وہ بھی دھوکا کہاتے کیونکہ جب وہ الوان کو اسیر کرلے گیا ہی اور میری بھی اسنے فکر کی تھی تو ...
نے آکر بچایا تھا اس مرتبہ انھوں نے بھی دھوکا کھایا وہ موقع ہی دھوکا کھانے کا تھا اسقدر ضرور
نادانی ہوئی کہ نہ سحر سے دریافت کیا نہ اوراق ساحری میں دیکھا ورنہ ضرور ظاہر ہوتا پھر اس تقریر کو
ختم کرو جو ہونا تھا وہ ہوا اب اس الزام دینے سے کیا حاصل یہ بیان کرو کہ تم کیونکر آسکے خداوند تو
اچھی طرح ہیں اس ساحر نے کہا کہ ای سمندر میں اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا کہ مجھکو خداوند کے بھائی الوان
نے طلب فرمایا یہ تو تمکو بخوبی معلوم ہی کہ کوئی نہ خداوند کے پاس جا سکتا ہی نہ انکے بھائی کے پاس جب
میں وہاں حاضر ہوا انھوں نے بذریعہ سفال کے اور سفال جادو نے بذریعہ اپنے نائب کے اور اسکے
نائب نے بذریعہ اپنے نائب کے مجھسے کہا کہ ای بد شعور خیر جادو خداوند نے فرمایا کہ ابھی ابھی میں نے
دیکھا ہی کہ سمندر پر خواجہ نے اس طریقے کی عیاری کی جاکر اسکو بچا ورنہ خواجہ سمندر کو قتل کریگا
سمندر بہ تباہ ہو جائیگا پس تم جاکر سمندر کو بچاؤ کیونکہ خداوند نے ابھی حکم اپنے بھائی کو دیا ہی اور
انھوں نے اپنے وزیر سفال جادو کو طلب کرکے دیا انھوں نے اپنے نائب کو انھوں نے مجھکو طلب کیا

مطلب نہین ہی جو مقدر مین ہوتا ہی وہ ضرور ہوتا ہی لیکن جب سے یہ یہان آیا تھا سال مین ایک مرتبہ جزیرہ
نہ طاق کو جاتا تھا اور وہان سے سال بھر کی تصویرین لاتا تھا کہ جو ہر ماہ مین یہ تقسیم کرتا تھا سبب کو برونہ
میلا جیسا کہ سابق مین تحریر ہو چکا ہی زبانی صندر پرشاد کی جلد اول مین اسی سبب سے یہان کے لوگ
تصویر پرست ہین اب یہ کئی سال سے نہین گیا ہی جب سے اہل اسلام یہان آئے ہین اور انکی خبر گیری مین مصروف
ہی اسکو جانے کی مہلت نہ ملی کہ یہ جاتا دوسرے وہ میلا کبھی نہین ہوا دریائے سبز رنگ کبھی برباد ہوا
تا ہی آگئی اسکو یہ فکر ہوئی کہ کسی صورت سے اہل اسلام کو دفع کرون جب یہ دفع ہو جائینگے پھر
اسی طور سے بند و بست کر لونگا اور اپنے نہ جانے کا اور نہ حاضر ہونے کا عذر اور معذرت کر لونگا
اسکو تو یہ خیال تھا ادھر الوان کو یہ خیال ہوا کہ سمندر کو جو ثروت اور حکومت ملی تو وہ بہت بڑا
بادشاہ ہو گیا اور سب طرح سے ہر ایک اسکی اطاعت کرنے لگا اور سب اسکے مطیع ہو گئے بہت سے
ملک قبضے مین آئے تو اسکو غرور ہو گیا اس سبب سے اسنے ہمارا خیال ترک کیا خیر دیکھا جائیگا راوی
نے یہ بھی بیان کیا ہی کہ سمندر اسوقت سے نہ طاق جاتا تھا کسی کو خبر نہین ہوتی تھی اسکی کتاب
سے بعض بعض مقام پر تحریر ہوا ہی کہ سمندر جب سے نہ طاق سے آیا ہی کبھی نہین گیا لیکن الوان تاجدار
ایک تو ناخوش تھا ہی اور اسکو نہ طاق سے نکال چکا تھا مگر سمندر کے جانے اور تحفہ وغیرہ کرنے
سے کچھ اصلاح پر آیا تھا اور یہ طریقہ جاری تھا کہ تصویرین دیتا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ انکی پرستش
تو اپنے ملکوں مین جاری کر اب نہ جانے سے سمندر کے اور ناخوش ہوا بالکل اسکی طرف سے
بے خبر ہو گیا اسکو ایک زمانہ گذرا آج کچھ بیٹھے بیٹھے جو سمندر کا خیال آیا اور بہت زمانہ گذر
گیا تو اپنے دل مین کہا کہ کیا سبب ہی جو سمندر ایک مدت سے نہین آیا نہ اسکی کچھ خبر آئی کیا مر گیا
جو نہین آیا دریافت کرنا ضرور ہی کہ اگر مر گیا ہی تو اسکی جگہ پر کون بیٹھا اور اب کون سمندر کی جگہ
بادشاہ ہی پس یہ خیال کرکے الوان سمندر کے حال کو دریافت کرنے لگا تو معلوم ہوا
کہ سمندر ابھی زندہ ہی مگر اس آفت مین مبتلا ہی کہ امیر حمزہ نے اسکی عملداری پر آن کر اہل اسلام
نے اسکی ملک کو گھیر لیا ہی [illegible]
اور بہت سے اہل اسلام کے لشکر [illegible] سبب ہی کہ سمندر جو نہین آیا ہی اور امیر وقت
سخت [illegible] حال سمندر کا اور اہل اسلام کا ظاہر ہوا اور سبب اہل اسلام کے
اسکی طرف آنے کا بھی معلوم ہوا الوان نے [illegible] دریافت کیا کہ اسوقت سمندر کہان ہی پس
یہ ظاہر ہوا کہ یہ واقعہ سمندر پر گذرا ایسی عیاری ہوئی کہ اب قتل ہوا چاہتا ہی پس یہ دیکھتا تھا
کہ الوان کو رحم آگیا تھا فوراً اپنے ہاتھی کو طلب کرکے اسکو اس حال سے آگاہ کیا تھا کہ بہت جلد
سمندر کی خبر لو چنانچہ اسنے اپنے نائب سے کہا تھا اور اسنے اپنے نائب سے اور اسنے اپنے نائب
سے [illegible] اسنے [illegible] منشور خنجر [illegible] روانہ کیا تھا جیسا کہ ذکر ہوا ہی یہ واقعہ تھا جو [illegible] خنجر
[illegible] سمندر کو خواجہ کے ہاتھ سے بچایا اور نہ ضرور خنجر [illegible] سمندر کو قتل کرتے دوسرے ابھی
[illegible] بھی باقی تھی پس اب راوی بیان کرتا ہی کہ الوان تاجدار کی حالت اور کیفیت
نہ طاق آئندہ تحریر ہوگی مفصل طور سے یہان صرف اس خیال سے تحریر کیا کہ یہ کوئی نہ کہے کہ
الوان کو کیونکر سمندر کے حال کی خبر ہوئی کہ اسنے [illegible] منشور خنجر کو روانہ کرکے سمندر کی جان بچائی
پس اسطور سے خبر ہوئی تھی اسنے بحر سے دریافت کیا تھا اب راوی اس مقام پر دوسرا حال

لشکر میں سنا گیا پایا مگر مہرہ جو کی کا خوب بند و بست تھا یہ لشکر میں پھر آ گئے کہ شاید کچھ حال کھلے مگر نہ کھلا
یہ لشکر ہی میں تھے کہ دربار خاص آراستہ ہوا یہ صورت بدل کر پہونچ گئے تھے پس یہ دربار میں تھے
کہ خواجہ آ گئے اور خواجہ نے وہ تقریر کی آدم پر سر مطلب اور گردانب شاہ وغیرہ اپنے دربار میں
اس انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہرکارے آکر خبر دیں تو ہم لشکر لیکر جا کے مقابلہ کریں اہل اسلام کو آگے
قدم نہ بڑھانے دیں پس انکا حال تحریر ہوگا خلاصہ یہ کہ جب خواجہ نے دیکھا کہ وہ بھی مجمع ہے اسوقت کہا
کہ سماعت فرمائیے کہ میں نے کیا کام کیا اے صاحبقران جب میں اسوقت بند و بست کو دیکھکر پلٹا اور
خیال کرنے لگا کہ کیا عیاری کروں پس میرے ذہن میں آیا کہ لقمان ثانی بنکر جاؤں مگر خیال کیا کہ یوں
جانا غیر ممکن ہے اگر اسی طور سے چلا جاؤں تو فوراً پہچان لیا جاؤنگا بالائے آسمان سے جاؤں تو فوراً سب
وہ دھوکا کھا جائینگے پہلے قصد ہوا تھا کہ چند چیلے اور شاگرد زنبیل سے نکالوں انکو اپنی رائے کے
موافق آراستہ کر کے انکے ہمراہ لیکر پیدل پھر اُس مجمع میں جاؤں اور قریب سمندر پہونچکر اُسپر
اپنے کو ظاہر کروں کہ میں لقمان ثانی ہوں مگر اس خیال سے کہ شاید پہچان لیا جاؤں یا جانا نہ ملے
دوسرے یہ بھی سن چکا تھا کہ حکم ہے کوئی اب نہ آئے اور ایک احاطہ بنا دیا گیا تھا کہ اسکے اندر کوئی
نہیں جانے پاتا تھا پس جانا نہ ملتا میں نے دوسری تدبیر کی اور خیال کیا کہ بالائے ہوا سے جانا
بہتر ہے پس اے صاحبقران پہلے میں نے دشت فرحت افزا میں جا کر ایک درخت کہ جو ابھی بو دیا
تھا اُسکے تمام برگ پر بیہوشی ملی اور انمیں بیہوشی کے بنا کر ثمر لگائے مثل خوشہ انگور وہ ثمر ایسے
تھے کہ اصلی معلوم ہوتے تھے اُسکو اپنی رائے کے موافق درست کر کے کیونکہ یہی عیاری
خیال کر چکا تھا اور ذہن اُسکو قبول کر چکا تھا کہ سمندر اسی میں دھوکا کھائیگا صاحبقران نے فرمایا
کہ یہ درخت تمنے کیوں درست کیا تھا خواجہ نے کہا کہ اسکا حال آپکو آئندہ معلوم ہوگا اگر بیان
کر دونگا تو پھر کوئی لطف نہ ہوگا پس میں اُس درخت کو درست کر کے وہاں سے چلا اور قریب
اُس مجمع کے آکر میں نے اپنی صورت حکیم وضع کی تبدیل کی ایک عینک لگائی مگر بہت عمدہ اور
لباس نفیس حکیمانہ وضع کا پہنا اور تخت زبرجد شاہ کو نکالا اُسپر قالین آراستہ کیے اور چند کتابیں
نکالکر اور قلمدان رکھا اور خود اُسپر سوار ہوا اُسکی کل موڑی وہ تخت بلند ہوا میں نے اُس طرف کا
رُخ کیا یہانتک میں تخت اُڑا کر اُس مقام پر پہونچا کہ جہاں پر ساحر اپنا بند و بست کیے ہوئے کھڑے
تھے اُنھوں نے جو مجھکو اوپر آتے ہوئے دیکھا آکر منع کیا میری اُنکی تکرار ہونے لگی خواجہ نے جو
اُن ساحروں سے تقریر ہوئی تھی بیان کی ایں حقیر نے اس سبب سے اس تقریر کو یہاں نہیں
لکھا کہ طول ہوگا طول سے کیا حاصل خواجہ نے کہا کہ میری اُنکی یہ تقریر ہو رہی تھی کہ چند ساحر اُٹھکر
سمندر کے پاس گئے اور میرے حال سے اُسکو آگاہ کیا وہ فوراً تخت پر سوار ہوکر آیا اُسوقت
پہونچا کہ میں اُن ساحروں کو ڈانٹ رہا تھا کہ سمندر آکر پہونچا میرے اُسکے سلام کی نوبت آئی
مزاج پرسی ہوئی اُسنے میرا حال دریافت کیا میں نے سب حال بیان کیا خواجہ نے سمندر سے
گفتگو ہونا اور سمندر کا اصرار کرکے لے جانا زمین پر اور اپنا بعد اصرار بسیار ہمراہ سمندر کے
آنا اور پھر جانے کا قصد کرنا سمندر کا روکنا سمندر کا متعجب ہو کر حال دریافت کرنا اور اپنا نام
ظاہر کرنا کہ میں لقمان ثانی ہوں اور وہ سب تقریر جو کہ مذکور ہوئی تھی بیان کرنا اور سب کا یقین
کرنا سمندر کا بہت خوش ہونا اور یقین کرنا اپنا ہر ایک بات پر زور دینا اور کہنا کہ میں سفارش

کرونگا تمہاری خداوندی سے سب تقریر صاحبقران کے روبرو بیان کی صاحبقران اور سب
اہل دربار ہنسنے خواجہ کی تقریر پر آخر کو اپنا سمندر سے کہکر الوان کو طلب کرنا اُسکا بولانے
میں الوان کے عذر کرنا اپنا زور دینا اُسکا الوان کو طلب کرنا آخر کو اپنا الوان کو نصیحت کرنا
اُسکا انکار کرنا اپنا عاجز ہوکر سمندر سے کہنا کہ اسکو قتل کر ڈالو اُسکا داروغہ کو حکم دینا کہ اسے
لیجاکر جلاد کے سپرد کر پھر اپنا کہنا کہ میں خداوند سے تو اجازت لے لوں اسے طلب کرکو پھر اُسکا
آنا اپنا جھوٹ موٹ ایک رقعہ لکھنا اور اُسکو بلند کرکے روانہ کرنا راوی نے بیان کیا ہی کہ
جب خواجہ نے رقعہ لکھا اور ہاتھ اپنا بلند کیا اور کہا کہ ای فرشتہ قدرت یہ رقعہ خدمت خداوند
میں پہونچا دو اس چالاکی سے اُس رقعہ کو آستین میں ڈال لیا کہ کسیکو بالکل شعور نہ ہوا بعد
اُسکے اُس رقعے کو اُسی مقام پر سے نذر زنبیل کر لیا اور بالکل کسی پر ظاہر نہ ہوا خواجہ نے کہا
کہ میں نے اسطور سے اُس رقعہ کو غائب کیا اُسکے تھوڑی دیر کے بعد میں نے دوسرا رقعہ جو کہ
قبل سے لکھکر زنبیل میں رکھ لیا تھا اس چالاکی سے نکالا کہ کسی پر ظاہر نہ ہوا سبکو یہ یقین ہوا کہ
زیر بغل سے کسی فرشتے نے دیا پس راوی نے کہا ہی کہ جب خواجہ نے دوسرا رقعہ لیا تھا
جیسا کہ میں نے قبل میں تحریر کیا ہی وہ زنبیل سے نکالا تھا عیاری اسکا نام ہی کہ سبکو ثابت ہوا
سبکو یہ یقین ہوا کہ فرشتہ نے دیا پس خواجہ نے اُس رقعہ کو پڑھنا اور سمندر وغیرہ کو اس امر
آمادہ کرنا کہ میں الوان کو خدمت خداوند میں روانہ کردوں ان سبکا قبول کرنا اتنا سمندر سے
تین مرتبہ اقرار لینا اُسکے بعد الوان پر سے ساحروں کا پہرا اور قید دور کراکے اپنے تخت کے قریب
بولاکر اور جال کو چالاکی سے نکالا کرنا اس حال سے اپنا یہ کہنا کہ ایسا باریک ہوتا کہ کسیکو
نظر نہ آئے الوان کو جال دار کر نذر زنبیل کرنا راوی نے بیان کیا ہی کہ جب الوان قریب
تخت خواجہ آ گئی تھی خواجہ نے یہ کہکر جال نکالا تھا کہ ای جال ایسا باریک ہوتا کہ کسیکو نظر نہ آئے
مگر اس پھرتی اور چالاکی سے ہاتھ زیر بغل لے گئے تھے کہ کسیکو ثابت نہ ہوا نہ خواجہ کا جال
سے کرنا ثابت ہوا لیکن جب الوان جال میں پھنس گئی تھی اُسوقت خواجہ نے سب سے
کہا تھا کہ سجدہ کرو سب سجدہ میں تھے ہو سکے کہ خواجہ نے الوان کو نذر زنبیل کر لیا تھا
پس خواجہ نے کہا کہ یہ میں نے تدبیر کی جب میں الوان کو نذر زنبیل کر چکا اور سب سجدے
سے اُٹھے میں نے سمندر سے سوال جانے کا کیا سمندر نے کہا کہ میری دعوت قبول فرمائیے
خواجہ کا انکار کرنا خواجہ نے خود بیان کیا کہ جب میں نے بہت کہا تو سمندر نے کہا کہ اپنی ضرورت
بیان فرمائیے تو میں جانے دونگا پس خواجہ نے وہ مصنوعی تقریر جو کہ سمندر سے کی تھی بیان
کی اور کہا کہ میں نے سمندر سے یہ کہکر سب مجمع کو برطرف کرایا پس خواجہ نے بیان کیا کہ سمندر نے اصرار
کیا کہ مجھکو بھی وہ پھل کھلائیے پس اپنا سمندر کو ہمراہ چند سرداروں کے لیکر جانا اور ان سب کا وہ
پھل اور برگ کھا کر بیہوش ہونا اور اپنا خنجر لیکر چلنا اور گرج وچمک کا ہونا اپنا خوف کرنا
اس ساحر کی صدا آنا اور اپنا ہر مرتبہ قصد کرنا گرج وچمک کا زیادہ ہونا ابر کا سب ساحروں
پر جو کہ بیہوش پڑے تھے گرنا اور اپنا تخت پر سوار ہوکر ادھر کو آنا سب بیان کیا کوئی امر
پوشیدہ نہیں جو کچھ گذرا تھا وہ سب مع تفصیل کے صاحبقران کے روبرو اور بادشاہ اور اہل
دربار کے روبرو بیان کیا چونکہ اُسوقت موجود تھے سب خواجہ کی اس عیاری اور اس

رسمہر اب جادو وغیرہ سے ایک طرف خواجہ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں چونکہ یہ ان سب کو میدان
جنگ میں دیکھ چکی تھی اس سبب سے پہچانتی تھی الیوان نے سب سے پہلے مودب ہوکے
بادشاہ کو سلام کیا قواعد شاہی بجا لائی پھر صاحبقران کو سلام کیا پھر خواجہ کو سلام کیا اسکے بعد
سب حاضرین دربار سے صاحب سلامت کی مگر حیران ہے کہ میں کہاں تھی اور کہاں آگئی کچھ یہ واقعہ
سمجھ میں نہیں آتا ہے ادھر بادشاہ نے حکم فرمایا کہ الیوان کے لیے کرسی لاؤ فورًا کرسی حاضر کی گئی
الیوان سلام کرکے کرسی پر بیٹھی مگر حیران ہی کہ کیا واقعہ ہے کہ اتنے عرصے میں صاحبقران نے حیران
ہوکر الیوان کی طرف دیکھکر فرمایا کہ اے الیوان تم کیوں اسقدر حیران ہو ہوکر دیکھ رہی ہو کچھ
بیان تو کرو الیوان نے جواب دیا کہ حضور میں یہ حیران ہو ہوکر دیکھ رہی ہوں کہ میں تو سمندر
کے پاس اسیر تھی اسنے میرے قتل کی فکر کی تھی اور بہت بڑا مجمع تھا سب اہل شہر و دیگر اطراف و
جوانب کے لوگ جمع تھے اور سمندر نے بہت بند و بست کیا تھا کہ ہوا کا گذر نہ تھا سمندر میرے
قتل کا ایک حکم دے چکا تھا کہ کوئی بچہ شیطان لقمان اسکے پاس آیا اسنے مجھکو طلب کیا اور
بہت کچھ فہمائش کی میں نے نہ مانا اسنے توقف کرکے مجھکو پھر سپرد سمندر کر دیا پھر کچھ سوچکر کہا کہ
میں خداوند سے اجازت لیلوں پھر نہ معلوم اسنے کیا کیا کیونکہ میں تو سر جھکائے ہوئے تھی
اسنے اتنا مجھسے کہا کہ اے الیوان تمکو خداوند نے طلب کیا ہے میں تمکو روانہ کرتا ہوں یہ کہکر اسنے
سمندر سے کہا میرے جسم سے قید دور کر اپنے ساحروں کا سحر دور کرایا اپنے تخت کے قریب
بلاکر کوئی چیز ایسی میرے جسم پر ماری کہ میں بے حس و حرکت ہوگئی اور پھر مجھکو خبر نہیں کہ کیا
گذری میری جو آنکھ کھلی اپنے کو تاریکی میں پایا اسکے بعد پھر مجھکو بیہوش آیا کیونکہ میں بسبب
تاریکی کے بیہوش ہوگئی تھی ہوش جو آیا تو اپنے کو اس دربار میں پایا نہ معلوم کہ یہ کیا واقعہ
ہے صاحبقران مسکرائے اور فرمایا کہ خواجہ نے تمہارے لیے اپنی جان دیکر عیاری کی اور تمکو
رہا کرا لائے اے خواجہ ذرا تم اپنی عیاری کی حالت بیان کرو بس خواجہ نے کہا کہ اے الیوان
سنو میری طرف متوجہ ہو پس خواجہ نے کل حالت اپنی عیاری کی ابتدا سے انتہا تک بیان کی
اور سب حالت کہی اور کہا کہ اس طور سے میں تمکو رہا کرکے لایا ہوں اب تم بیان کرو کہ تمپر کیا
سمندر نے ظلم و ستم کیا اور کیوں قتل پر آمادہ ہوا تھا الیوان نے سب اپنی حالت بیان کی
سمندر کا طلب کرنا اپنا ترک دنیا کرنا سمجھ و جب طلب سمندر آنا سمندر سے بحث ہونا اسکا سمجھانا اپنا
انکار کرنا سمندر کا خشم گرفتار ہی دینا سنکا بلکہ اسیر کرنا اور سمندر کا حکم قتل دینا اپنا خداوند کریم
پر لقا ر کہنا سب بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ تمپر سمندر نے بڑا ظلم و ستم کیا الیوان نے کہا کہ
جی ہاں مگر میری ابھی قضا نہ تھی جو بچ گئی ورنہ قتل ہو جاتی سمندر نے کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا
خداوند کریم خواجہ کی عمر و حشمت دولت میں برکت دے کہ انھوں نے میری جان بچائی خداوند کریم انکی مراد دلی
بر لائے میں کیا منہ سے انکا شکریہ ادا کروں میری زبان میں اسقدر طاقت نہیں ہے کہ انکی تعریف کروں
میں خواجہ کی ایک ادنٰی کنیز ہوں خواجہ نے مجھکو بے دام خرید کر لیا میں اپنی زندگی بھر خواجہ کے
احسان سے سر نہ اٹھا سکونگی خواجہ نے میری جان بخشی فرمائی دوبارہ میری زندگی ہوئی یا خدا
جان بچائی یا خواجہ نے الیوان سے یہ تقریر کی خواجہ نے جواب دیا کہ اے الیوان میری کیا لیاقت ہے
میں کسی کی جان بچاؤں یہ سب اسی خداوند کریم کے دم سے میں قدرت نہیں ہے میں کوئی معاذ اللہ

خدا نہیں ہوں یہ بندے کی طاقت نہیں کہ کسی کی جان بچا سکے یہ کلمہ کفر ہی اب کبھی ایسا کلمہ زبان پر نہ لانا
ای الوان یہ بیان کر کہ اب تیرا کیا قصد ہی جو تو نے پہلے شرط کی تھی یا اب دوسرا ارادہ ہی میرے نزدیک
تو بہتر یہ ہوگا کہ اب تم ہماری شراکت کرو اور سمندر سے مقابلہ کرو کیونکہ اُسنے تمسے خلاف عہد کیا
اور تمھارے ساتھ بدی پیش آیا اب تمکو لازم ہی کہ تم بھی خلاف عہد کرو اور اُسکے ساتھ بدی پیش آؤ
الوان نے جواب دیا کہ ای خواجہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ اگر ایک اپنے قول کے خلاف کرے تو دوسرا
بھی مثل اُسکے ہو جاے کیا تمنے نہیں سُنا ہی اکثر بزرگون کا قول ہی کہ اگر کوئی تیرے ساتھ بدی کیے جاے
تجھکو لازم ہی کہ تو اپنی نیکی سے نہ باز آ ساتھ اُسکے نیکی کیے جا تا کہ دیکھنے والے تیری تعریف کرین اور
اور اُسکی مذمت پس مین کیون وہ کام کرون کہ لوگ یہ کہین کہ الوان ذرا سی سختی مین نکل گئی اور
سمندر سے مقابلہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ ای الوان یہ تیرا خیال بہت ٹھیک ہی مگر اسکا سبب
یہی ہی کہ جو مین نے تمسے کہا وہ سبب یہ ہی کہ سمندر نے جو کچھ تمھارے ساتھ کرنا تھا وہ کر چکا اگر مین نہ جاتا
اور جا کر عیاری نکرتا تو وہ تمکو قتل کر چکا تھا پس اُسکے نزدیک تو تم اُسکے ہاتھ سے نکل گئین وہ اپنا
فعل جو اُسکو منظور تھا کر چکا اب اُسکا کوئی دعوی تمپر نہین ہی نہ کوئی اب تمکو الزام دے سکتا ہی کیونکہ تمنے
اپنے عہد کے خلاف نہین کیا اُسی پر قایم رہین اور اُسکے ظلم و ستم سے سرتابی نکی جو اُسنے ستم کیا وہ
تمنے گوارا کیا یہانتک اپنی جان دینے پر آمادہ ہو گئین اور اُسکی بدی پر صرف ہم لوگون کی تقدیر تھی اور
ابھی تمھاری قضا نہین تھی کہ تم بچ گئین اور خداوند کریم نے تمکو بچا لیا اگر تمھاری قضا آگئی ہوتی تو
میری کیا اصل تھی کہ مین تمکو بچا سکتا پس خدا نے تمکو اسی واسطے زندہ رکھا ہی کہ تم اُسکی راہ مین
جہاد کرو اور اُسکی عبادت کرو تا کہ جو کچھ تمنے گناہ کیے ہین اور ایک مدت تک حالت کفر مین رہی ہو
وہ سب عفو ہو جائین اور دنیا سے پاک و صاف جاؤ تا کہ بہشت برین تمھارا مقام ہو اور تم بھی
عبادت گذارون مین شامل کیجاؤ اور جب تم اس دنیا سے جاؤ تو مرتبہ شہادت پاؤ پس اب
اُس خیال کو اپنے دل سے دفع کرو اور میرے کہنے پر عمل کرو اب کوئی تمکو الزام نہین دیگا بلکہ یہی
کہیگا کہ الوان نے اپنی سی کی کہانتک کوئی بدی پر صبر کرتا اُسنے بہت عجز و انکسار کیا جب سمندر نے نہ مانا اور
اُسکے عجز و انکسار کی جانب خیال نہ کیا اور قتل پر آمادہ ہوا قتل کرنے کو لیگیا اُسپر بھی اُسنے سرتابی
نہ کی اور قتل پر اپنے راضی رہی اُسکو اور لوگ بچا کر لیگئے اور اُسکی جان بچائی احسان کیا پس وہ
محسن کشی نہ تھی جو محسن کشی کرتی سمندر کا یہ رنگ دیکھا تب اُسنے دوسرے کی شراکت کی پہلے تو
وہ ترک دنیا کر کے بیٹھی تھی اسی وجہ سے کہ نہ مین سمندر کی شراکت کرون نہ اہل اسلام کی دنیا کو مین
ترک کرون تا کہ کوئی میرے اوپر نہ دھبہ لگاوے مگر اُسپر بھی سمندر نے اُسکو چین نہ لینے دیا اُسکو بلا کر
ساتھ بدی کے پیش آیا آخر کو وہ جو کسی سبب سے بچی اُسنے شراکت ترک کی اور اہل اسلام کی شراکت
کی کوئی بری بات نہین کی بلکہ عقلمندی کی جو کہ عقلمند ہین وہ کبھی الزام نہ دینگے بلکہ تعریف کرینگے کیونکہ جو
اپنے سے بدی کرے اُسکے ساتھ بھی کرنا زیبا ہی اہل لیاقت اور بزرگون کا قول ہی کہ جو اپنے سے
بدی نہ کرے اور اُسکے ساتھ بدی کرے اُسکے ماں باپ مین فرق ہی اور جو اپنے ساتھ بدی کرے
اور خود اُسکے ساتھ بدی نہ کرے اُسکے بھی ماں باپ مین فرق ہی پس اگر سمندر بدی تمھارے ساتھ
نہ کرتا اور تم بدی اُسکے ساتھ کرتین تو ضرور خلاف تھا اور دنیا مین بدنام ہوتین اور ہم کبھی [illegible]
جبکہ سمندر نے پہلے تمکو گرفتار کیا تھا اور تمسے شراکت کو کہا تھا اور [illegible] تمھارا [illegible]

میری شراکت کرتین اور سمندر سے انحراف کرتین تو مین ضرور یہ خیال کرتا کہ تمنے جان کے خوف سے
یہ امر کیا اور تمھاری شرافت و عالی خاندانی مین فرق ہی بلکہ ہر ایک یہی خیال کرتا پس جب تمنے ایسا نہین
کیا بلکہ تارک دنیا ہوئین اور سمندر سے مقابلہ کرنے سے انکار کیا تو اب کوئی نہین کہہ سکتا ہی سب
سمندر ہی کو الزام دینگے دوسرے تم نہ سمندر کی ملازم ہو نہ ماتحت ہو صرف ملاقات و دوستی و [illegible] کا
پاس تھا تمنے دوستی و ملاقات کو اپنے امکان بھر خوب نباہا اسکو تم کیا کرو کہ سمندر نے حق دوستی کو
نہ پہچانا اور تمھاری قدر نہ کی ہان اگر ملازم ہوتین تو شاید لوگون کو یہ گمان ہوتا کہ نمک حرامی کی
پس اب کوئی اس امر کو نہین کہہ سکتا سوا اسکے کہ تمھارے اسکے مذہبی فرق بہت بڑا ہی پس تمنے
اپنی عقبیٰ درست کرنے کے لیے اُس مذہب باطل کو ترک کیا اور مذہب حق اختیار کیا پس ایسی
حالت مین تمھارے اسکے ضرور دشمنی اور عداوت ہوگی اب وہ دوستی اور ملاقات کہان رہی کہ
جسکا تم خیال کرو اور مین تمپر کوئی دباؤ ڈالکر نہین کہتا ہون شاید تم اس کا خیال کرو کہ مین تمکو مجبور
کر الیا ہون اور تمکو [illegible] سے کیا پایا ہی مین اس سبب سے زور ڈالتا ہون یہ امر نہین ہی بلکہ تمھاری
خوشی پر ہی تم ایسا خیال نہ کرنا اگر تم میرے کہنے پر عمل کروگی تو جو تمھارے حق مین منظور خداوندکریم
ہوگا وہ پیش آئیگا اور تمکو راحت ملیگی ورنہ تمکو اپنے فعل کا اختیار ہی ہم لوگون کا یہ طریقہ نہین ہی
کہ کسی پر زور و ظلم کرکے اپنا مذہب قبول کرائین اُسکی خوشی پر منحصر ہی جو اُسکی مرضی ہو وہ کرے
اگر اپنی بہتری اور اچھائی دیکھے تو اُسکو منظور کرے ورنہ اُسکو اختیار ہی کسی قسم کا تمپر ظلم و ستم نہین
کیا جاتا ہی تمپر کیا منحصر ہی یہان کسی پر ظلم نہین کیا جاتا ہی خوشی پر اُسکی موقوف ہی ہان اُسکے سب طریقے
اور قاعدے اور اسباب ادہر ادہر اچھائی اور برائی سب بتا دی جاتی ہی پس وہ جانے اور اُسکا کام
کوئی وہ نیکی یا بدی کریگا اگر ہمارے کہنے پر عمل کریگا یہان بھی راحت پائیگا وہان بھی نہ عمل کریگا تو کیا
معلوم کیا گذرے کوئی ہم اُسکا انجام اول سے واقف نہین بات ظاہر دیکھا جاتا ہی اسپر عمل کیا جاتا ہی
اور الوان یہ تمنے سنا ہوگا کہ اپنی اپنی گور وا اپنی اپنی منزل پس جیسے جسکے اعمال ہونگے ویسا اُسکے
ساتھ برتاؤ ہوگا تمکو کسی کے فعل اور افعال سے کیا غرض ہی جو ہمارا فرض تھا وہ ہمنے تمسے کہہ دیا
اور تمکو آگاہ کر دیا یہ کہکر خواجہ نے بہشت سے کلمہ تقریر بیت خداوندکریم مین اور اچھائی مذہب اسلام
مین اور بہشت سے کلمہ مذمت دوزخ ساحری وغیرہ مین اور مذمت ساحری و جمشیدیان مین بیان کیے الوان
خاموش سنا کی کچھ جواب نہ دیا جب خواجہ اپنی تقریر کر چکے اُسوقت الوان نے جواب دیا کہ ای
خواجہ جو کچھ آپنے بیان فرمایا مین نے سنا اور بہشت کیا ارشاد ہوا مین اس سے انحراف
نہین کرتی ہون بلکہ مذہب اسلام تو مین نے اُسیدن قبول کر لیا تھا جسدن آپ نے مجھکو پہلے
اسیر کیا تھا اسی سبب سے تو مین نے ترک دنیا کیا اور گوشہ نشینی اختیار کی اور جو کچھ آپ نے اُسدن
فرمایا تھا وہ بھی میری اچھائی اور بہتری کے لیے تھا اور آپ کی تقریر دلپذیر نے میرے دل پر ایسا
اثر کیا تھا کہ جسکا انجام یہ ہوا اور مین نے اُسپر بخوشی عمل کیا اور آج جو ارشاد ہوا یہ بھی میرے
لیے ہی مین ایسی نادان نہین ہون کہ دوست و دشمن کو نہ پہچانون پس مین نے آپ کے کہنے پر
عمل کیا تھا کوئی خوف نہین تو مین نے آپ کی شراکت بدل قبول کی اور سمندر کو چھوڑ دیا اور
سمجھی کہ اب مین سمندر کے باپ سے مقابلہ کرونگی اسکی کیا اصل ہی نہ مجھکو اس امر کا خوف ہی
کہ اہل دنیا مجھپر طعنہ زن ہونگے اُنکی طعنہ زنی سے مجھکو کیا بقول آپ کے کہ جو نادان ہونگے وہ ایسا کرینگے

کہ الزام دینگے عقلمند تو خیال بھی نہ کرینگے اور کس کے منہ مین دانت ہین جو مجھکو الزام دے سکے بقول
آپ کے نہین اُسکی ماتحت تھی نہ ملازم پس ملاقات و دوستی تھی جبتک اُسنے دوستی اور ملاقات کا
پاس کیا اُسوقت تک مین نے بھی کیا پس جب وہ اُس سے پھر گیا تو مجھکو کیا ضرورت تھی کہ مین اُسکا
پاس کرون پس میرا تو یہ قول اول سے ہے کہ جو اپنے سے بدشمنی پیش آئے اُس حالت مین جبکہ مین اُسکے
ہمراہ کوئی امر دشمنی کا نکرون تو پھر مجھکو بھی لازم ہے کہ مین بھی اُسکے ساتھ دشمنی کرون ہان جسکے ساتھ
مین دشمنی کرون وہ میرے ساتھ دشمنی کرے تو کیا مضائقہ ہے جیسا کہ میرے آپکے گذرا کہ مین
آپ سے بدشمنی پیش آئی آپ نے اُسکا عوض کیا مجھکو کوئی گلہ نہین ہے ہان ضرور بہمند رسے گلہ ہے
اور اِس امر کا خیال ہے کہ مین نے اُسکے ساتھ کوئی بات ایسی نہین کی کہ جس سے بو سے عداوت
ظاہر ہو لیس اُسنے میرے ساتھ یہ حرکت کی پس لعنت ہے ایسی ملاقات اور دوستی پر کہ ایک تو ہمراہ
دشمنی کرے دوسرا دوستی کا دم بھرے چاہے پس مین نے ابھی جو وہ تقریر آپ سے کی صرف اِس
خیال سے کہ شاید آپ لوگون کو یہ شک ہے کہ یہ بڑی خراب عورت ہے اور بہ خوف جان اُسنے یہ امر
قبول کیا ہماری شراکت اختیار کی یا یہ کوئی کہے کہ اسکو بہمند رسے مقابلہ منظور نہ تھا تو مین قسم کہا کر
کہتی ہون کہ یہ امر نہ تھا بلکہ صرف اِس امر کا ظاہر کرنا تھا کہ مین بہمند رسے اُسوقت تک خلاف نہین
ہون مگر کیا کرون اُسکی حرکتون نے مجھکو مجبور کر دیا اگر مجھکو بہمند رسے مقابلہ منظور ہوتا تو پہلے
ہی اُس سے دو چار ہو گئی اور آپکی شراکت قبول کر لیتی پس یہ امر مجھکو سب پر ظاہر کرنا تھا کہ مین نے
بہمند رکے ساتھ ایسی کی اور اُسنے اُس نیکی کا میرے ساتھ سلوک یہ کیا اس سبب سے مین نے
انکار کیا کہ آپ مجھکو سمجھا دینگے اُنکین یہ سب امر ظاہر ہو جائیگا اگر مین اپنی زبان سے بیان کرونگی تو
لوگون کو یہ خیال ہوگا کہ اُسنے بہمند رپر الزام رکھا ضرور اسکی یہ خواہش تھی کہ مین بہمند رسے مقابلہ
کرون پس ایسے ایسے الزام لگا کر اسکی شراکت سے دست بردار ہوئے اور مقابلہ پر آمادہ
ہوئے اِس سے یہ ہوا کہ ہر ایک پر اُسکا ظلم و ستم اور میری بیگناہی ظاہر ہو گئی اور سب نے سن کر
لیا یہ جو الوان نے کہا خوب اِسنے جواب دیا کہ کتنی بڑی عقلمندی اور دانائی کی در اصل اچھا کیا
کہ بے خوف ہو جاؤ تمکو کوئی کچھ نہ کہیگا اگر کہیگا تو ہم اُسکا جواب دینگے ان شکون اُسکو دیکھے ادھر خوجہ
کے الوان سے ایسی تقریر کی ادھر کل اہل دربار کے جو اُسوقت وہان موجود تھے سب نے الوان
کو سمجھایا اور صاحبقران نے بلکہ آفاق شاہ وغیرہ نے بہت سے بہادر اچھائی کے الوان کو دکھا
الوان نے بھی خیال کیا کہ یہ سب سچ کہتے ہین بہمند رنے میرے ساتھ بہت بُرا ایسی حرکت کی اور کوئی
دوستی اور یاری کا خیال نہ کیا پہلے ذلیل کیا پھر سنگان سے مجھکو طلب کرکے اُسکے بعد میری
جان کا خواہان ہوا اگر مین اُسکے پاس جاتی تو وہ ضرور قتل کرتا اپنے پیر باطن اور ظالم کی شراکت
یا اُسکے لیے ایسے لوگون سے بیگانہ تا بالکل خلاف ہے پس یہ امر اپنے دل مین خیال کرکے کہا کہ مین نے
آپ لوگون کی شراکت بدل قبول کی اب مین بہمند رسے مقابلہ کرونگی اور مین مطیع اسلام ہوئی آپکی
ایک ادنی کنیز ہون یہ کلام صاحبقران و بادشاہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اور کہا کہ اب مین آپکے
حکم سے کبھی سرتابی نہ کرونگی چاہے آپ لوگ مجھکو بلا جرم و خطا قتل بھی کرین مین یہی خیال کرونگی
کہ قصور میری کوئی نہ کوئی خطا مجھی سے ہوئی ہے تو یہ امر میرے ساتھ کیا گیا صاحبقران نے جواب دیا کہ ہم بھی
بغیر سے ہر امر کا خیال رکھینگے کیونکہ تم ہماری ہم مذہب ہو اس امر کا کبھی خیال بھی نہ کرنا کہ ہم لوگ

کبھی بے جرم و خطا کسی پر ظلم و ستم کریں ہمارا تو یہ طریقہ ہے کہ ہم اُسپر بھی ظلم و ستم نہیں کرتے ہیں جو کہ خطا کرتا ہے
بلکہ ہمارا یہ حکم ہے کہ کوئی کافر پر بھی ظلم و ستم نہ کرے نہ کہ اپنے پر اور دینی پر یہاں ظلم و ستم کا طریقہ ہی نہیں
آتا ہے نہ یہاں کوئی ظلم و ستم کرتا ہے بس اِس امر سے تو بے خوف رہ اب تمہاری جان تیرے جان کے ساتھ
ہے پہلے ہم قتل ہونگے پھر تیری نوبت آئیگی ہر ایک ہمارے دوستوں اور سرداروں اور عزیزوں
میں سے تیری حفاظت کریگا اور تجھکو اپنے حد سے عزیز خیال کریگا اور تیرے اوپر اپنی جان نثار کرنیکو
موجود ہوگا اپنے امکان بھر الوان نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ میں سبکی لونڈی ہوں میں خود سب کے اوپر
اپنی جان فدا کرنے کو موجود ہوں ایک ادنی کنیز ہوں یہ جو کچھ آپ نے فرمایا سب آپ کی قدردانی
اور غریب پروری ہے میری اتنی عمر ہوئی میں نے آجتک ایسے صاحب لیاقت و اہل قدر لوگ نہیں
دیکھے ایسے لوگ تقدیر سے میسر ہوتے ہیں جو کہ شہزادیاں اور سپاہی کی قدر کرتے ہیں یہ میرا مقدر
تھا کہ میں انکی خدمت میں حاضر ہوئی بس طریقہ یہ ہے کہ قدردان سے بس چلتا ہے ناقدرے سے کچھ
بس نہیں چلتا ہے آپ کی اس قدردانی اور مرتبہ شناسی سے ہر ایک آپ کے اوپر فدا ہونے کو
موجود ہے بس خداوند کریم آپ کو ہم سب کے سر پر سلامت رکھے میں نے تو ایسی مرتبہ شناسی کو اور
کسی میں نہ پائی جیسی آپ لوگوں میں پائی اور مجھکو آپ کے قدموں پر خدا موت نصیب کرے
اور میں اب طریقۂ اسلام میں مروں یہ کہکر اپنی کرسی پر سے اٹھی بادشاہ کی تعریف کرتی ہوئی تخت
تک پہونچی اور قصد کیا کہ اپنا سر قدم بادشاہ پر رکھوں بادشاہ نے ہاتھ سے اُسکا سر اٹھا لیا اور
دست شفقت پشت پر رکھا اور فرمایا کہ یہ کیا کرتی ہے ایسی حرکت نہ کرنا اُسنے عرض کیا کہ میری خطا
معاف فرمائیے کہ میں نے انکو بڑی زحمت دی تھی کہ آپ میرے سبب سے ایک شبانہ روز درد و
رنج میں مبتلا رہے سب سرداروں کا غم میری ذات سے آپ نے اٹھایا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ
تیری خطا نہ تھی بلکہ ہمارے مقدر میں یہ تکلیف بدی تھی اور بہت کچھ اُسکو سمجھایا اور فرمایا کہ جا
اپنے مقام پر بیٹھ میں تجھسے بہت خوش ہوں پس الوان بادشاہ کی تعریف کرتی ہوئی اور دعائیں
دیتی ہوئی صاحبقران کے نزدیک آئی اور ہاتھ جوڑکر کہا کہ آپ میری خطا کو بحل فرمائیے کہ میں نے
آپ پر سحر کیا تھا اور میں نے یہ قصد کیا تھا کہ آپ کو قتل کروں آپ اُس سحر میں مبتلا رہے آپ کو بڑی
تکلیف ہوئی یہ کہکر قصد کیا کہ سر کو قدم صاحبقران پر رکھوں صاحبقران نے اُسکا سر اٹھاکر سینے
سے لگایا اور بہت شفقت سے فرمایا کہ اے الوان یہ کوئی خطا نہ تھی ہمارے تیرے مقابلہ تھا بس
جنگ و جدل میں یہی امر ہوتا ہے کہ باہم مقابلہ ہوتا ہے بس جسکا مکر چل گیا وہ اپنا کام کر گیا اگر میرا
مکر چل جاتا اور تو مرجاتی تو کیا ہوتا یا میں مرجاتا تو کیا تھا لڑائی میں یہی ہوتا ہے جب باہم دشمنی
ہوئی تو اسکا خیال نہیں ہوتا یہ کوئی امر ایسا نہ تھا کہ میں کہوں کہ تو نے میری خطا کی اور جبتک تو
ہمارے اور تمہارے دشمنی تھی اُس حالت میں خطا کیسی اور قصور کیسا ہر ایک کو اپنی فتح و ظفر
کا خیال تھا جیسے ہو سکا کیا اور جو جیسے ہو سکا سمجھے کیا بس یہ کوئی امر نہیں ہے میں تجھسے
بہت خوش ہوں اور تمہاری شراکت سے میرا دل بہت شاد ہوا یہ فرماکر اُسکو سینے سے لگایا
اُسنے دست صاحبقران کو بوسہ دیا اُدھر بادشاہ نے فرمایا کہ الوان کے لیے خلعت حاضر کیا جائے
پس فوراً خلعت فاخرہ حاضر کیا گیا اُدھر سے الوان جو پہنی صاحبقران کی تعریف کرتی ہوئی تو
حمزہ خواجہ کے پاس آئی خواجہ نے بھی سینے سے لگایا بہت تعریف کی پھر تو ہر ایک سردار سے ملی

اور سب بہت خوش ہوئی صاحبقران نے بھی ایک خلعت براے ایوان اور ایک خلعت براے
خواجہ اور دس ہزار روپیہ نقد براے خواجہ طلب فرمایا اسی طور سے بادشاہ نے بھی اور ہر ایک
سردار نے اپنی اپنی لیاقت کے موافق براے خواجہ روپیہ طلب کیا اس خوشی مین کہ خواجہ
کے سبب سے ایوان نے تم سب کی شراکت کی اور خواجہ نے ایوان کی جان بچائی پس جب ایوان
سب سے مل چکی اور پھر بادشاہ اور صاحبقران کو سلام کر کے کرسی پر بیٹھی اسوقت بادشاہ
و صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ یہ خلعت تم پہنو اور دوسرا ایوان کو پہناو غرض بادشاہ و صاحبقران
نے ایوان کو خلع بخلعت فاخرہ کیا اُسنے سلام کر کے دونون خلعت پہن لیے اور بہت تعریف کی
اُدھر بادشاہ و صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ یہ نقد روپیہ اور یہ خلعت تمھاری نذر ہی اس
صلے مین کہ تمنے ایوان کو ہماری شراکت پر راضی کیا اور اُسکی جان بچائی خواجہ نے خوش ہو کر
اور سلام کر کے وہ سب نذر قبول کیا یہ کلام سُنکے صاحبقران کے ہر ایک سردار نے بھی نذرانہ خواجہ
سے کیا خواجہ نے سب سے روپیہ لیکر نذر قبول کیا پس ایوان نے جو یہ طریقہ دیکھا اُسکے پاس ایک
مالا تھا کہ وہ اُسکے زیر پیرہن تھا خواجہ کو نہ معلوم تھا ورنہ خواجہ ضرور اُتار لیتے اس مالے مین
بہت عمدہ اور نادر موتی لگے تھے وہ ہر وقت ایوان کے پاس رہتا تھا پس ایوان نے وہ مالا
گلے سے اُتار کر اور خواجہ کی طرف دیکھکر کہا کہ اس لونڈی کی بھی نذر قبول ہو گو یہ کوئی حقیقت
نہین رکھتا ہی پس اسوقت اسکو قبول فرمائیے آپ کی تو ضد ارہ ہون جب اپنے ملک مین جاؤنگی
جو میرے کیے ہو سکیگا آپ کو صرف اس صلے مین دونگی کہ آپ نے میری جان قبضۂ ظالم
سے بچا دی ہی یہ تو صرف آپ کے پان کھانے کے لیے دیتی ہون بھلا مین کیا آپ کو دونگی
مین خود آپ کی دست نگر ہون مگر ہان جو کچھ مجھکو میسر ہوگا بطور نذر پیش کرونگی [illegible]
گر قبول افتد زہے عز و شرف پس خواجہ نے وہ مالا ہاتھ بڑھا کر لے لیا اور بہت ایوان کی تعریف
کی جب خواجہ کو ایوان مالا دے چکی اُسوقت بادشاہ نے فرمایا کہ آج ایوان کی دعوت ہونے کی ہی
ایوان نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ اس کنیز کی بھی یہ لیاقت ہی کہ حضور کے یہان دعوت کھا سکے
یا حضور دعوت فرمائین ایک ادنی ملازم کو حکم فرمائیے کہ وہ میری دعوت کرے یہ صرف آپ کی
کنیز پروری ہی ورنہ مین آپ کی کنیزون کی بھی ہمسری نہین کر سکتی ہون مین عذر تو نہین کر سکتی
ہون مگر ایک امر ہے کہ اگر اجازت ہو تو یہ کنیز آج اپنے مکان پر جاے اور اپنی ہمراہی یاران
تاجدار و دیگر سرداران و اہل لشکر و اہل شہر کو مسلمان کرے اور وہان سے لشکر لیکر آ کے
حاضر خدمت ہو اُسوقت حضور دعوت فرمائین تو میرے ہمراہیون کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے
مالک کو ایسے قدردان آقا ملے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ اتنی ہم کہہ چکے ہین اتنی تمکو ضرور دعوت
کھانا ہوگی ہان جب تم اپنا لشکر لیکر آؤگی پھر تمھاری دعوت ہم کو تمھارے لشکر کے کھانا ہوگی ایوان
نے سر جھکا لیا اور بہت تعریف اپنے دل مین کی پس صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
ایوان کی دعوت کل ہی اسی طور سے ہر ایک نے اعلی قدر مراتب ایوان کے دعوت کا وعدہ
لیا راوی نے بیان کیا ہو کہ پہلے ایوان نے بادشاہ کے یہان دعوت کھائی اُسکے بعد صاحبقران
کے یہان پھر ہر ایک سردار نے دعوت کی اسی طور سے سب سرداروں کے یہان دعوت
کھائی جو جو کہ معزز تھے پس جب دعوت سے فراغت ہوئی طریقہ یہ تھا کہ شب کو ایوان سردار کے

یہاں دعوت کھاتی تھی صبح کو حاضر دربار ہوتی تھی دوسرا سردار وعدہ لیتا تھا پہلے عزیزان
صاحبقران نے بعد بادشاہ و صاحبقران کے دعوت کی پھر سرداروں نے جب دعوت سے فراغت
ہوئے اور سب دعوت کر چکے اب جو الیوان نہ طاقی دربار میں آئی اور اپنے مقام پر بادشاہ
و صاحبقران کو سلام کر کے بیٹھی اسکے لیے مقام صف ساحران میں برابر مریخ آفتاب تعلم کے
مقرر ہوا اسکی کرسی مریخ کے برابر بچھائی گئی پھر ایک کی خوشی سے اور یہ تو بارہا ذکر ہو چکا ہے
کہ جب کوئی شریک اہل اسلام ہوتا ہے تو اسکا مشاہرہ اور اسکے لیے خدمتگار و خواص و دیگر
اشیائے ضروریات و پیش خانہ خیمہ وغیرہ و چوبدار سرکار شاہی سے مقرر ہوتے ہیں
اسی طور سے الیوان کے لیے بھی سب سامان مقرر ہوا یہ حال دیکھکر الیوان اور خوش ہوئی
ہر وقت بادشاہ و صاحبقران و دیگر اہل اسلام کی تعریف کرتی تھی اور سب اس سے بخوشی
ملتے تھے اور اسکی بہت خاطر کرتے تھے اسدن جو الیوان حاضر دربار ہوئی اسنے بادشاہ و
صاحبقران سے عرض کی کہ کنیز اسوقت کچھ عرض کیا چاہتی ہے اگر اجازت ہو تو عرض کرے
بادشاہ نے فرمایا کہ شوق سے عرض کرو الیوان نے ہاتھ جوڑکر عرض کی کہ لونڈی اس امر کی
امیدوار ہے کہ لونڈی کو اجازت ملے کہ وہ اپنے ملک کو جاوے اور وہاں جاکر سب کو مسلمان
کرے اور اپنا لشکر لیکر حاضر خدمت ہو کیونکہ اب سمندر سے بہت بڑا مقابلہ ہوگا لیں لونڈی
بھی اپنے جوہر حضور کو دکھاوے گو یہ امر ضرور ہے کہ حضور میری کمک کے خواستگار نہیں ہیں
سمندر کو حضور ہی کا لشکر کافی ہے مگر لونڈی کے دل میں ہوس ہے کہ میں اپنا لشکر لاؤں اور سمندر
کو اپنے سحر کا تماشا دکھاؤں جیسے اسنے مجھکو ذلیل کیا ہے میں بھی اس سے اس ذلت کا بدلہ لوں
اسی امر میں یہ بھی ہوگا کہ سب کو مسلمان بھی کروں دوسرے یہ بھی خیال ہے کہ مجھکو عرصہ ہوا ہے
کہ میں وہاں سے آئی ہوں بیس روز کا وعدہ کر آئی تھی کہیں ایسا نہ ہو کہ میری بھانجی گھبرا کر
چلی آئے اسکو تو یہ معلوم نہیں ہے وہ سیدھی سمندر پر کو جاویگی سمندر تو دشمن ہو رہا ہے اسکے ساتھ
کچھ بدی کرے تو بڑی خرابی ہوگی وہ سمندر سے کم نہیں ہے مگر خیال یہ ہے کہ سمندر کا طریقہ یہ ہے
کہ جہاں جسکو اپنے سے زبردست پایا اسکے ساتھ فریب کرتا ہے پس اسکو دھوکا دے اور
گرفتار کرلے تو میری بڑی بدنامی ہو اور میں کسی طرف کی نہ ہوں اگر خدانخواستہ اسپر کوئی
آفت آئے تو پھر میرا زندہ رہنا دشوار ہے کیونکہ میں اس سے بہت الفت رکھتی ہوں تیسرے
اس امر کا خیال ہے کہ شاید سمندر نے کسی کو میری طرف لشکر لیکر روانہ کیا ہو کہ جاکر شہر الیوانیہ
کو تاراج کرو اور الیوان کے عزیزوں کو قتل کرو وہ پہونچا ہو اور اس سے مقابلہ ہوتا ہو
تو ایسی حالت میں میرا پہونچنا وہاں پر ضرور ہے یا یہ امر سمندر نے کیا ہو کہ ایک نامہ میری شکایت کا
اس میں میری برائی اور اپنی اچھائی اور میرا دین اسلام اختیار کرنا اور آپ کی شراکت کرنا
تحریر کی ہو صرف اس خیال سے کہ تاکہ یہ لوگ اس سے منحرف ہو جائیں اور اس سے دشمنی
کریں پس اس سے میں چاہتی ہوں کہ اپنے ملک کو جاؤں اور اسکا بند و بست کروں تاکہ
یہ فتنہ نہ اٹھنے پائے میں خود سب کو پہلے سے سمندر کے حالات سے آگاہ کردوں یہ عرض الیوان نے کہا
بادشاہ و صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک تمہارا جانا مناسب ہے ہم نے اجازت دی کہ تم جاؤ مگر
بہت جلد آنا اسنے جواب دیا کہ یہ کنیز بہت جلد حاضر ہوگی میرا خود دل وہاں نہ لگے گا آپ سب کا مونس

فرصت کرکے بہت جلد حاضر خدمت ہوتی ہوں پس جب ایوان کو اجازت ملی تو ایوان اپنے
مقام پر سے صاحبقران و بادشاہ سے رخصت ہوئی سلام رخصتی بجا لائی اسکے بعد سب اہل دربار
سے ملکے خواجہ سے رخصت ہوکر بیرون بارگاہ آئے تخت سحر تیار کرکے اسپر سوار ہوئی اور تخت
کو سحر سے اڑا کر طرف اپنے شہر کے چلی پہلے اس مقام پر آئی کہ جہاں اسنے سوماق اپنی بھانجی کا
صوتی رکھا تھا وہ صوتی کہ جسکو اسنے سحر سے تیار کیا تھا وہ کل حال بتا دیتا تھا یہ اس سے اس خیال سے
لائی تھی کہ میں اسکے ذریعے سے حال دریافت کرتی رہونگی سوماق کا دوسرے اسکو یہ بھی خیال
تھا کہ اگر صوتی اسکے پاس رہیگا اور مجھکو آنے میں عرصہ ہوا تو یہ اس سے میری حالت دریافت
کریگی اور جب اسکو معلوم ہوگا کہ خالہ پر یہ گذری خواہ اچھی ہو خواہ بری یہ ضرور میرے پاس
آئیگی اور مجھکو یقین ہی کہ سمندر میرے ساتھ تو برے پیش آئیگے پس یہ اگر سمندر سے مقابلہ کریگی
پس اپنی طرف سے بھول نہ ہو جانا چاہیے جو کچھ سمندر سلوک کرے اسکو اٹھانا چاہیے ان خیالات سے
یہ صوتی لے آئی تھی اور سمندر کے دربار میں اس سبب سے نہیں لے گئی تھی کہ شاید میں قتل
ہو جاؤں تو ایسی نادر چیز سمندر کو ملجائے جو کہ ایک محنت سے تیار ہوئی ہی پس اسے اس
پہاڑ پر درخت کی تنہ میں رکھدیا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہی پس اسنے اس پہاڑ پر آکر پہلے اس
صوتی کو نکالا اور اپنے قبضے میں کیا پس پھر وہاں سے تخت پر سوار ہوکر طرف اپنے ملک کے
چلی کہ اسکا حال اب آیندہ تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالی جب اسکا حال تحریر ہوگا ناظرین ملاحظہ
فرمائینگے تو بہت خوش ہونگے اب دیگر حالات تحریر ہوتے ہیں وہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں
راوی نے بیان کیا ہی کہ جب ایوان رخصت ہوکر صاحبقران وغیرہ سے طرف اپنے شہر کے
گئی بعد جانے ایوان کے بادشاہ نے و صاحبقران و دیگر سرداروں نے ایوان کی بہت
تعریف کی بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے راوی نے بیان کیا ہی
کہ اسوقت آکر ہر ایک سردار نے کہ جو جو صاحب ملک و مال تھے مثل آفاق شاہ و کیخسرو وغیرہ
کے ایک ایک نامہ اپنی طرف سے اپنے ملک کے نائب کو اسطور سے تحریر کیا کہ تم بقدر
پہونچنے اس نامہ کے اپنے مقام پر کسی شخص معتبر کو حاکم شہر کرکے اور لشکر لیکر ہمارے
پاس بہت جلد پہونچو پس یہ نامے تحریر کرکے اور طائر سحر بنا کر اسکو نامہ دیکر آفاق شاہ نے
طرف اپنے ملک کے اور کیخسرو نے طرف اپنے ملک کے روانہ کیے کہ اسکا حال آیندہ تحریر
ہوگا اور اسی طور سے قیصر صاف باطن نے ایک نامہ اپنے نائب کو جو کہ حاکم طلسم مراۃ العدم
کا تھا اس مضمون کا لکھا کہ تم بہت جلد اپنے مقام پر کسیکو حاکم کرکے اور لشکر ساحران وغیرہ
ساحران لیکر بہت جلد شہر سمندر پر آؤ کہ یہاں سمندر بادشاہ سے اور صاحبقران سے مقابلہ ہو رہا
ہی قیصر نے بھی اس نامہ کو روانہ کیا کہ اسکا بھی حال تحریر ہوگا ادھر سرخ آفتاب علم نے ایک
نامہ اپنے نائب مہتن جادو کو اور ایک نامہ اپنے بھائی مہتاب مشتری خصلت کو روانہ کیا
اسکا یہ مضمون تھا کہ ای مہتن جادو عالم سحر و ساحری کے جاننے والے خداوند کے ماننے والے تم
بہت جلد اپنے مقام پر کسی کو حاکم کرکے مع لشکر ساحران وغیرہ ساحران سمندر پر آؤ کہ یہاں
اہل اسلام سے اور سمندر سے مقابلہ ہو رہا ہی دیر نہ کرنا اور جو نامہ اپنے بھائی کو تحریر کیا تھا
اسکا یہ مضمون تھا کہ ای برادر جان برابر تمکو معلوم ہو کہ صاحبقران سے اور سمندر بادشاہ سے

جو کہ حاکم سمندریہ ہی مقابلہ ہو رہا ہی پس تمکو اہل اسلام کی کمک لازم ہی لہذا بہت جلد مع لشکر کے آؤ
کیونکہ یہ وقت کمک ہی یہ دونون نامہ لکھکر اور طائر سحر بنا کر ایک طائر کو طرف طلسم فرودیہ کے نامہ
دیکر پاس اپنے نائب کے روانہ کیا دوسرے طائر کو نامہ دیکر طرف شہر مشتریہ کے کہ جہان کا حاکم
عتاب مشتری خصلت اسکا بھائی تھا روانہ کیا پس یہ سب نامے جاتے ہین یہان صاحبقران
اس انتظار مین ہین کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجے تو مقابلہ کیا جاے صاحبقران کو ان نامون
کی خبر نہین ہی بادشاہ ہر روز بموافق دستور کے دربار فرماتے ہین اہل اسلام کو اس انتظار مین
رکھا جاتا ہی کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجے تو مقابلہ کیا جاے اور ان طائرون کو جو کہ نامہ لیکر ہر
ایک کے گئے ہین راہ مین رکھا جاتا ہی اب یہ سب حالات آیندہ تحریر ہونگے اب کچھ حال سمندرود
گرداب شاہ وغیرہ کا تحریر ہوتا ہی کہ وہ لوگ کس فکر و تدبیر مین ہین راوی نے بیان کیا ہی کہ جب ایوان
کو خواجہ نے زنبیل سے نکالا اور وہ شریک اہل اسلام ہوئی اور اسکو خلعت ملا اور بادشاہ نے
اسکی دعوت کی دربار برخاست ہوا اور ہرکارے جو کہ گرداب شاہ وغیرہ کے حکم سے یہان موجود
تھے بعد دریافت کرنے کل حالات کے اور سن نے عیاری کے اور تقریر ایوان کے بعد برخاست
دربار اپنے لشکر مین آئے یہان گرداب شاہ وغیرہ اُنکے انتظار مین بیٹھے ہوے تھے کہ ہرکارے
جو کچھ حال بیان کرین ہم اسپر عمل کرین پس یہ ہرکارے دربار مین آئے بعد دعا دینے کے اور
مجرا عرض کرنے لگے کہ ہم غلام بموجب حکم شاہی لشکر اسلام مین گئے تھے اور اسوقت سے وہان
موجود تھے پہنچے تو وہان کوئی سامان جنگ نہین دیکھا بلکہ آج جلسہ برخاست ہوا اتنا سب اہل اسلام
آرام مین مصروف تھے ہم چھپکر بادشاہ کے دربار خاص کیا سب سرنہ سردار حاضر ہوے ہم بھی
دربار مین گئے وہان موجود تھے کہ خواجہ آئے کہا اے خداوند بڑا غضب ہوا کہ خواجہ ایوان کو
عیاری کرکے رہا کر لاے گرداب نے کہا کہ یہ کیا کہتے ہو بیان کیا مفصل طور سے کہو تاکہ سمجھ مین
آوے تب انھون نے ابتدا سے کل حال عیاری خواجہ کا اور ایوان کو زنبیل سے نکالنا اور اسکا
مطیع اسلام ہونا سمندر سے مقابلہ کرنے کو کہنا اور اسکو خلعت کا ملنا اور سب کا اسکی دعوت کرنا بیان
کیا جو واقعہ گذرا تھا کل کہا کچھ نہ چھوڑا یہ حال سنکے گرداب شاہ وغیرہ حیران ہوے اور باہم کہا کہ
خواجہ نے بڑی غضب کی عیاری کی اور خوب ایوان کو رہا کرلاے یہ عیاری تو اس عیاری سے
زیادہ ہوئی جبکہ آفاق پری کی تھی اور بڑی جرأت کی بادشاہ کے آگاہ کرنے پر جاکر عیاری کی
جب کہ وہان ایسا بند و بست تھا اور بادشاہ نے بہت بند و بست کیا تھا کہ یہانتک بند و بست
کیا تھا کہ ہم سب کو بھی خبر دی تھی کہ تم لوگ بھی ہوشیار رہنا اگر خدا پرست ہماری طرف بلغر کرکے
آئین تو انکو نہ آنے دینا مگر کیا خوب عیاری کی کہ کچھ نہ ہوسکا نہ کچھ بند و بست کام مین آیا خواجہ اپنا
کام کرکے چلے آئے پس معلوم ہوا کہ انسے کوئی سرسبز نہ ہوگا اب بڑا غضب ہوگیا کہ ایوان شریک
اہل اسلام ہوئی بادشاہ نے جبر کیا کہ ایوان پر ایسا ظلم و ستم کیا جبکہ وہ گوشہ نشین ہوئی تھی اسکو
ستانا کیا ضرور تھا [illegible] دیا ہوتا کہ وہ اسے مقابلہ کرتی نہ بادشاہ سے ایک مقام پر بڑی
رہتی یہان جب اہل اسلام سے فیصلہ ہوجاتا آئندہ اختیار تھا نہ معلوم یہ راے کس نے دی تھی
[illegible] شاہ نے جواب دیا کہ خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اسکا ایوان سے
[illegible] ہمکو کچھ ضرورت نہین ہی کہ ہم ایوان جیسے زیادہ نہین ہی اگر شریک ہوئی ہی تو ہوا ہم اس سے بھی

مقابلہ کرینگے یہ الزام بادشاہ کو دینا کہ انھون نے برا کیا یہ بات خلاف ہے وہ شہنشاہ ہین جو انکی
راے مین آیا وہ انھون نے کیا ہماری راے سے انکی راے عمدہ ہے ہم تو ایک بارہ ملک کے
حاکم ہین انکے قبضے مین بہت سے ملک ہین جیسا انکا مرتبہ ہے ویسی انکی راے ہے ہم کبھی اسکا الزام
انکو نہ دینگے یہ کلمہ نمک حرامی پر دلالت کرتے ہین کہ جسکی اطاعت کرین اسکو برا کہین بالکل خلاف
ہے پس جو انھون نے کیا خوب کیا اسکی تقدیر مین اسی طور سے رہا ہونا تھا اسکا کوئی گلہ نہین ہماری
راے کیا اور ہم کیا جو ہم بادشاہ کو الزام دین اب ایسی بات زبان پر نہ لانا ہان ہم خواجہ کی ضرور
تعریف کرینگے کہ خواجہ نے خوب مصر کے کی عیاری کی اور بہت جرأت کی ہان اسکا عیاری نام ہے
یہ کہکر حکم دیا اپنے سردارون کو کہ فوج کو حکم دو کہ کمرین کھولین اور راحت سے بیٹھین پس سب نے
یہی حکم دیا سردارون نے لشکر کو اس حکم سے آگاہ کیا سب نے کمرین کھولین اور اپنے اپنے
بستر پر بیٹھے [illegible] مصروف اپنے اپنے کام مین ہوے کوئی کھانا پکانے لگا کوئی بوجھ
کرنے لگا کوئی نہانے لگا کوئی کھانا کھانے لگا اہل لشکر تو اس کاروبار مین مصروف ہوے
ادھر گرداب نے ان ہرکارون سے کہا کہ تم پھر لشکر اسلام مین جاؤ اور وہان کے حالات
دریافت کرکے ہمکو خبر دیتے رہو کہ کیا فکر ہوتی ہے تاکہ ہم غافل نہ رہین اور ایوان کی حالت سے
ہمکو آگاہ کرتے رہو کہ وہ بادشاہ اور صاحبقران کو کیا راے دیتی ہے کیونکہ اسکو سمندر شاہ سے
بہت بڑی عداوت ہو گئی ہے پس انھون نے عرض کی کہ بہت خوب گرداب شاہ وغیرہ نے ان
ہرکارون کو تو انعام دیکر رخصت کیا وہ پھر لشکر اسلام مین آئے یہان گرداب شاہ نے
منشی کو طلب کرکے اسوقت ایک عرضی اس مضمون کی سمندر کی خدمت مین تحریر کی کہ ہم بموجب حکم
عالی مسلح و مکمل آئے مگر یہان لشکر اسلام سے کوئی بھی طرف سمندر کے لشکر لیکر نہ چلا کہ ہم ان سے
مقابلہ کرتے وہ لوگ تو عیش مین مصروف تھے چنانچہ ابھی ہمکو ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ
خواجہ عیاری کرکے ایوان کو رہا کر لاے اور وہ شریک اہل اسلام ہوئی پس اب جو حکم ہو وہ
ہم غلام کرین یہ لکھوا کر اور جو بوقت عیاری کے اور جو تقریر کہ خواجہ سے اور ایوان سے ہوئی
تھی وہ اور ایوان کا شریک اہل اسلام ہونا اور سب کا اسکی دعوت کرنا جو کچھ ہرکارون سے
سنا تھا اور قبل مین تحریر ہو چکا ہے سب عرضی مین تحریر کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ اب وہ دعوت مین
ہے ہر ایک سردار اسکی دعوت کررہا ہے جب اسکو فراغت ہوگی تو وہ اپنے لشکر کو جائیگی اور اپنے
شہر کو جاکر اسلام آباد کریگی اور وہان سے لشکر لیکر آئیگی اور آپ سے مقابلہ کریگی زیادہ کیا عرض
کیا جاے اطلاعاً تحریر کیا ہے جو حکم صادر ہو اسپر عمل کرین جب عرضی تیار ہو چکی ہر ایک نے اپنی
اپنی مہر اسپر کی اور لفافے مین بند کرکے ایک طائر سحر کے ذریعے سے خدمت سمندر شاہ مین
روانہ کی بعد روانہ کرنے عرضی کے دربار برخاست کیا سب نے جاکر اپنی اپنی پوشاک بدلی
راحت پذیر ہوے یہ سنکے سب خواب غفلت مین مبتلا ہوے کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا کہ انکی
عرضی کا کیا جواب آتا ہے اب راوی سمندر کا حال تحریر کرتا ہے کہ سمندر بعد جانے رعد شاہ رعد پیکر کے
دربار برخاست کرکے محل مین گیا تھا اور ہر ایک سمندر کی خدمت کرتا ہوا جو کہ صاحب لیاقت
اور عزت تھا اپنے مکان پر آیا تھا اور جو کہ ظلم پسند تھا وہ سمندر کی تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا
کہ سمندر نے خوب بندوبست کیا تھا مگر کیا کرے وقصور کا کہا گیا سب با اپنے اپنے مکان پر آکر خواب

غفلت میں مصروف ہوئے اسوقت یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئی کہ خواجہ عیاری کرکے ایوان کو رہا کر لیگئے
اور یہ عیاری کی بادشاہ کو بھی قتل کیا تھا مگر انکو رعدشتور خنجر نے نہ طاق سے آکر بچا لیا ورنہ وہ بھی
قتل ہو جاتے سب اہل شہر کو یہ حال سنکے خوشی ہوئی کہ ایوان رہا ہو گئی مگر یہ حال سن سکے صدمہ ہوا
کہ بادشاہ کو خواجہ نے قتل کیا ہوتا جب یہ حال سنا کہ انکو رعدشتور خنجر نے بچا لیا تو خوشی ہوئی اہل شہر
میں تو ہر مقام پر یہی ذکر ہے کہ خواجہ نے بہت بڑی عیاری کی بہت بڑا کمال ظاہر کیا چونکہ رات کا وقت
تھا ہر ایک اپنے مکان میں بیٹھا ہوا یہی ذکر کر رہا تھا یہانتک صبح ہوئی سمندر خواب مرگ سے
بیدار ہوا امور ضروری سے فراغت کرکے دربار میں آیا دربار کا دل لگا ہوا سب اہل دربار اور
ارکین سلطنت و امیران ابہت حاضر دربار ہوئے دربار بخوبی آراستہ ہوا جب سب حاضر دربار
ہو چکے اسوقت سمندر شاہ نے طرف اپنے اشنا و عشاق جگر نشین کے دیکھکر کہا کہ اشنا خواجہ نے
بہت بڑی عیاری کی باوجودیکہ میں اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اور جانتا تھا کہ خواجہ ضرور آئینگے
کیونکہ میں نے خود انکو اس امر سے آگاہ کیا تھا کہ اگر عیاری کرو پھر نہ خیال رہا اور دھوکا کھایا افسوس
اس امر کا ہے کہ نہ مجھسے دریافت کیا نہ اوراق جمشیدی نہ بیاض سامری میں اس حال کو دیکھا بالکل
خواب غفلت میں پڑ گیا تھا یا غفلت آنکھوں پر پڑ گئے عقل بالکل زائل ہو گئی کچھ خیال نہ آیا عشاق نے
کہا کہ وہ وقت ہی ایسا تھا کہ کبھی اس امر کا خیال بھی نہ ہوتا کیونکہ خواجہ نے دراصل وہ عیاری بڑی
عمدہ اور نادر کی تھی وہ ایسا موقع نہ تھا کہ یہ خیال ہوتا کہ خواجہ نے عیاری کی ہے کیونکہ اس بات کا
خیال کرنا ایسے وقت میں بالکل خلاف عقل تھا کہ جبکہ اس قسم کا بند و بست ہو اور پہرہ چوکی ہو
یہ خیال کیا جاوے کہ کوئی عیار ہے ادھر لے نہیں آیا میرے نزدیک بالکل خلاف تھا یہ گمان کیونکر
ہو سکتا تھا کہ کوئی اپنی جان کا خیال نہ کریگا اور اگر عیاری کریگا اس امر سے بے خوف ہوگا کہ
عیاری ظاہر نہ ہوگی جبکہ اسکو یہ معلوم ہوگا کہ ہمکو خود دلالت کیا ہے کہ اگر عیاری کرو وہ ضرور خیال
کریگا کہ کوئی تو ضرور ایسا بند و بست کیا ہے کہ جب تو ہمکو آگاہ کیا ہے پس اگر میں نے جا کر عیاری کی
اور ظاہر ہو گئی تو خرابی ہوئی نکلنا دشوار ہوگا جان پر بنے گی جان بچانا دشوار ہوگی پس جب
یہ خیال تھا کہ کوئی یہاں آکر عیاری نہ کریگا یہ بند و بست دیکھکر چلا جائیگا ایسے ایسے خیالات کرکے
پھر کیونکر گمان ہوتا کہ یہ کوئی عیار ہے ہاں اگر ایسے خیالات نہ ہوتے اور ایسا بند و بست نہ ہوتا
تو ضرور اس امر کا گمان ہوتا پس میرے نزدیک خواجہ نے بڑی جرأت کی اور ہم نے غفلت
سے وعدہ کا نہیں کہا بلکہ اپنے نزدیک عقلمندی کی اور بہت بند و بست کیا مگر کیا ہوتا ہے جو اسکے
مقدر میں رہا ہونا تھا وہ رہا ہو گئی اسکا شکریہ ادا کرو کہ اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچ گئی
اگر رعدشتور خنجر نہ آجاتا نہ جان بچتی دوسرے یہ امر بھی ضرور تھا کہ ایوان بے قصور بھی تھی
صرف تمنے اپنی سیاست جتانے کے لیے یہ ظلم و ستم کیا تھا اگر انصاف سے دریافت کرو اور
دیکھو تو وہ بالکل بے قصور اور بے خطا تھی اسکا کوئی قصور نہ تھا اول تو وہ نہ تمہاری ملازم
تھی نہ ماتحت صرف اس سے ملاقات تھی اگر اسنے ملاقات کا پاس کرکے تمہاری شراکت کی اور
اہل اسلام کا مقابلہ کیا تو تمپر بڑا احسان کیا جب اسکو خواجہ کے ہاتھ سے ذلت پہونچی اور اسکی
جان پر بنی تو اسنے صرف ملاقات کے خیال سے اسکی شراکت نہ کی اور اپنی جان بچانے کے خیال
سے تمہاری شراکت سے انکار کیا اور کوہ نشین ہوئے اسپر تمنے یہ ستم کیا پہلے اسنے قبول کیا

پھر اُسکے قتل کا قصد کیا وہ لاکھ لاکھ طرح سے عجز و انکسار کرتی رہی مگر تونے اُسکا عجز و انکسار ایک نسنا خداوندکو
پسند آیا ہمکو عالم غفلت میں مبتلا کیا اور اُسکو رہا کرا دیا کفار سے تجھ سے اور اُس ظالم و شقی کی
تمکو سزا بھی دی کہ تمکو خواجہ کے ہاتھ سے ذلیل کرایا بس اب تمکو لازم ہے کہ تم اس امر کا خیال نکرو
کہ الیوان میری شراکت کرے اب وہ ضرور اہل اسلام کی شراکت کریگی اور تمسے مقابلہ کریگی اور
اُسکو کوئی الزام نہیں دیسکتا ہے وہ حق دوستی و ملاقات ادا کر چکی اُسنے اتنا ہی کیا تو بہت کیا
ورنہ کوئی ایسا نہیں کرتا ہے اپنا عزیز نوکر تا نہیں ہے نہ کہ دوست پس وہ بالکل بے قصور ہے اب سپہر
نزدیک اُس سے امید نیکی رکھنا محض حماقت ہے اُس سے خبردار رہنا وہ ضرور تمپر چوٹ کریگی
اور سکندر نے تمکو کیا سمجھ گیا ہے کہ تو ان سبکو اپنا دشمن بنا لیتا ہے کہ جو جو کہ تیرے دوست ہیں انہیں کو
تو اپنا دشمن خیال کرتا ہے اور جو خیر خواہ ہیں اُنکی راے پر عمل نہیں کرتا ہے اور جو کہ دشمن اور بدخواہ ہیں
اُنکو دوست جانتا ہے اُنکی راے پر عمل کرتا ہے یہ کیا امر ہوا کہ سکندر یاد رکھ یہ سب سامان تباہی اور
بربادی حکومت کے ہیں آیندہ تجھکو اختیار ہے پس میں تجھکو آگاہ کیے دیتا ہوں کہ جو صاحب عزت
اور غیرت ہیں وہ جب یہ تیری حرکتیں سنینگے فوراً تیری صحبت سے کنارہ کشی کرینگے اور تیرے
دربار میں آنا قبول نہ کرینگے فاقے کر کے مرجانا گوارا کرینگے مگر اس ذلت کو نہ گوارا کرینگے میں
تیری نیکی اور خیر خواہی اور بھلائی کے لیے کہتا ہوں پس تجھکو لازم ہے کہ جو کام کر اُس میں
سب سے مشورہ کر اور اُس مشورے سے جو راے قرار پاے اُسپر عمل کر آیندہ تجھکو اختیار
ہے ہمارا اتنا ہی کام ہے کہ نیک و بد دکھا دینا یہ جو عشناق نے کہا سکندر نے سر جھکا لیا اور کچھ جواب
نہ دیا مگر شملاق نے کہا کہ اُستاد آپنے اسوقت بادشاہ کو بہت بڑا الزام دیا اور الیوان کیطرف
ڈھل دیا ہے اُستاد الیوان کی کیا اصل ہے جو وہ بادشاہ سے مقابلہ کریگی یہاں اُسنے بادشاہ کا کیا بنا
لیا جو وہاں جا کر بنا لیگی جبکی کھڑی رہی ہم سب نے اسیر کر لیا اُسکی کبھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہم لوگوں
کے سامنے ٹھہر سکے یا ہم سے ہمسری کا دعوی کرے اور وہ کون بادشاہ کے دشمن ہیں جنکی
راے پر بادشاہ عمل فرماتے ہیں ہر امر میں آپ سبکی راے لیتے ہیں جب اُسپر عمل کرتے ہیں کیا
الیوان کے بارے میں آپ کی راے نہ تھی کہ وہ طلب کیا جاے یا اُسپر عنایت کیا جاے سب اہل
دربار کی راے تھی یہ آپکا اُسوقت کا کہنا بیکار ہے یہ جو شملاق نے کہا عشناق نے جواب دیا کہ ای
شملاق میں تمھاری اس مہمل تقریر کا کیا جواب دوں مگر اتنا تو ضرور کہونگا کہ اس دربار میں تو
کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو الیوان سے مقابلہ کرسکے کل ہی کا ذکر ہے کہ جو ساحر کہ جب جاتا تھا یہ الیوان
کی زبان میں سوزن دیکر کھولا تھا اُسکی طرف الیوان نے بتیر دیکھا تھا وہ پانی ہو کر بہہ گیا تھا جبکہ
اُسکا سحر اس قسم کا ہے تو پھر کون اُس سے مقابلہ کرسکتا ہے پس اگر وہ خود اپنے کو اسیر کرا دیتی تو
یہاں کسی میں یہ کیا قدرت تھی کہ اُسکو گرفتار کرتا یا وہ اگر بگڑ جاتی تو صاف سب کو قتل کر کے نکل جاتی
یہ کہنا تمھارا بیکار ہے کہ الیوان ہمسے کیا مقابلہ کریگی دوسرے یہ جو تمنے کہا کہ وہ کون دشمن ہیں جنکی
راے پر بادشاہ کام کرتے ہیں میں اُنکا نام لیکر اپنے سے بھی سکندر کو خلاف کروں اور اپنا دشمن
سکندر کو کروں کہ وہ اُنکے کہنے سے میرے ساتھ بھی بدی پیش آے کیا مجھکو ضرورت ہے
اور یہ جو تمنے کہا کہ کیا آپکی راے الیوان کے بارے میں نہ تھی ہرگز میری راے نہ تھی یہ یہاں اُسکو بلاکر
نہ اُسطور سے پیش آنے کی نہ تمنے سکندر نے اس امر میں راے لی جب سب کی راے ہو چکی اور

ایک راے سب کی ہوئی تو ہمشند رخ نے ہم چند لوگون سے دریافت کیا کہ آپ لوگون کی کیا راے ہے ہم سب نے دیکھا کہ اگر ہم اسکے خلاف راے دیتے ہین تو اتنے لوگون سے دشمنی ہوتی ہے ہم نے بھی کہا کہ یہ راے اچھی ہے اگر ہمسے یہ راے لیجاتی تو ہم بھی ایسی راے نہ دیتے جو کہ بالکل خلاف بھی اور جس سے فساد پیدا ہوتے ہین یہ جو عشاق نے کہا تو ہمشند رخ نے سر اٹھا کر کہا کہ استاد مین آپکو جھوٹا تو نہین کہہ سکتا ہون مگر آپ کی بھی یہی راے تھی اسکو طلب کیا جاے ہان شاید یہ راے نہ ہو کہ وہ قتل کیا جاے کوئی مین نے اپنی اکیلی راے سے یہ کام نہین کیا جب سب کی راے ہوئی تو مین نے یہ کام کیا خیر وہ تو جو کچھ ہونے والا تھا ہو گیا اب اس تقریر سے اور باہم کی بحث سے اور میرے سر الزام رکھنے سے کیا حاصل خیر جو کچھ کیا مین نے خواہ نادانی خواہ عقلمندی سے کیا اب وہ واپس تو ہو سکتا نہین پس اسکی بحث سے کیا حاصل اب وہ کام بتائیے کہ جو کہ اسوقت کے موافق ہو اور کچھ بہتری اسمین پائی جاے عشاق نے کہا کہ ان لوگون سے راے لیجیے جو کہ آپکے مشیر ہین ہمشند رخ نے جواب دیا کہ اب مین کسی کی راے پر کام نہ کرونگا صرف آپکی راے پر عمل کرونگا بس جو میرے حق مین بہتر ہو وہ راے دیجیے عشاق نے کہا کہ اب مین اس کام مین راے نہ دونگا کیونکہ یہ کام بگڑ چکا ہے سب سنبھل پان میرے سر ہونگے لاکھ لاکھ ہمشند رخ نے کہا مگر عشاق نے قبول نہ کیا تب ہمشند رخ نے کہا کہ استاد اب آپ مجھکو الزام نہ دین جو میری راے مین آئیگا مین وہ کرونگا عشاق نے کہا کہ مین کب کہتا ہون کہ تم میری راے پر عمل کرو ہمشند رخ نے جواب دیا کہ مین نے تو پہلے ہی آپ سے عرض کیا کہ اب مین آپکی راے پر عمل کرونگا آپ قبول نہین فرماتے ہین اسپر عشاق نے جواب دیا کہ ایک شرط سے مین قبول کرونگا کہ جو مین راے دون تم اسکے خلاف عمل نہ کرو اس مین اپنی راے نہ دو جو مین کہون اسکے خلاف نہ کرو ہمشند رخ نے کہا کہ مین آپ سے اقرار کرتا ہون کہ جو آپ راے دینگے مین اسپر عمل کرونگا اسکے خلاف نہ کرونگا ابھی تقریر ہو رہی تھی کہ شملاق و اصراق نے خیال کیا کہ بڑا غضب ہوا کہ بادشاہ کل کاروبار اپنے استاد کے سپرد کیے دیتا ہے اور یہ استاد اگر دیکھینگے کہ اہل اسلام قریب ہین اور ہم مقابلہ نہین کرسکتے تو ضرور مصالحت کرینگے ہمارا جو خیال ہے وہ نہ ہوگا یہ اپنے دل مین سوچکر باہم اشارہ کیا کہ بڑا غضب ہو گیا کہ سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکلی جاتی ہے بڑی خرابی ہوتی ہے بڑی مشکلون سے تو ہم بادشاہ کو اس طریقے پر لاے تھے اور وہ طریقے پر آ گئے تھے ایک مدت کی محنت بیکار ہوتی ہے اصراق نے کہا کہ پھر کیا کیا جاے تیری راے ہو شملاق نے کہا کہ ٹھہر جاؤ آج تخلیے مین بادشاہ سے کہا جائیگا اور اس امر سے انکے دل کو پھیرا جائیگا اور انکو سب نشیب و فراز دکھاے جائینگے اصراق نے کہا کہ اچھا یہ صلاح باہم انکار ہوئی ادھر ہمشند رخ کے اور عشاق کے اقرار ہوا عشاق نے ہمشند رخ سے کہا کہ اگر تم میری راے کے خلاف کروگے تو پھر مین کسی امر مین تمہارے کسی طرح کا دخل نہ دونگا ہمشند رخ نے جواب دیا کہ بہت اچھا راوی نے بیان کیا کہ ہمشند رخ یہی تقریر کر رہا تھا کہ ایک طائر آکر ہمشند رخ کے قریب تخت پر بیٹھا ہمشند رخ نے اور دیگر اہل دربار نے جو دیکھا اسکے گلے مین ایک کاغذ ملفوف کیا ہوا پڑا ہے ہمشند رخ نے وہ کاغذ اسکے گلے سے کھولا اس لفافے کو جو چاک کیا تو اسمین سے عرضی گرداب شاہ وغیرہ کی نکلی پس ہمشند رخ نے وزیر کو دی کہ عرضی کو پڑھو وزیر نے اس عرضی کو بآواز بلند پڑھنا شروع کیا پہلے اسکے مین القاب و آداب تحریر تھا اسکے بعد وہی مضمون تھا

چونکہ تحریر ہو چکا ہے اور رسالہ میں کیفیت خواجہ کی عیاری کی تھی اور رالیوان کی حالت تحریر تھی اور یہ تحریر تھا
کہ ہمکو کیا حکم ہوتا ہے یہ عرضی پڑھکر سمندر کو بہت غصہ آیا مگر غصے کو ضبط کیا اور عشاق سے کہا کہ اس امر
مین اب اپکی کیا راے ہے الیوان کی حالت آپ نے سن لی کہ وہ شریک اہل اسلام ہوئی اور اب اپنے
شہر کو اسلام آباد کرنے جائیگی اور لشکر لینے کو اب بابت الیوان کے آپ کی کیا راے ہے اور بابت
اہل اسلام کے مقابلے کے کیا راے ہے عشاق نے جواب دیا کہ بابت الیوان کے تو میری یہ راے
ہے کہ اسکو تو اسکی حالت پر چھوڑیے وہ اب آپ کی شریک نہ ہوگی اور نہ وہ آپ کی اطاعت کریگی اور
اہل اسلام سے مقابلے کے لیے گرداب شاہ وغیرہ کو تحریر فرمایئے کہ تم ابھی خاموش رہو یا تو ہم خود
لشکر لیکر آتے ہین یا کسی سردار زبردست کو روانہ کرتے ہین کہ وہ آکر اہل اسلام سے مقابلہ کریگا
پس میرے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ کسی کو افسر کرکے یہ جو لشکر آپ کی کمک کو آئین انکو برائے مقابلہ
اہل اسلام روانہ فرمایئے کہ یہ لوگ جاکر مقابلہ کرین اور آپ یہان چین سے حکومت کیجیے سمندر نے
یہ راے سنکے عشاق سے کہا کہ بہت خوب پس دبیر سے کہا کہ اسی عرضی کی پشت پر تحریر کردو کہ تمھاری
عرضی ہمارے پاس پہونچی ہم سب حال سے بخوبی آگاہ ہوے تمکو قلمی کیا جاتا ہے کہ تم لوگ ابھی خاموش
رہو ہم تمھاری کمک کے لیے کسی نہ کسی سردار کو مع لشکر روانہ کرتے ہین کہ وہ آکر اہل اسلام سے
مقابلہ کریگا جب وہ سردار مع لشکر تمھارے پاس پہونچ جاے اسوقت تم اور وہ شریک ہوکر
اہل اسلام سے مقابلہ کرنا یا ہم خود لشکر لیکر آئینگے تا وقتیکہ کوئی دوسرا حکم تمھارے نام نہ پہونچے
اسوقت تک تم طبل جنگ نہ بجوانا یا کوئی افسر مع لشکر نہ پہونچے پس تمکو لازم ہے کہ تم مقابل لشکر اسلام
فروکش رہو دبیر نے یہی مضمون عرضی کی پشت پر تحریر کردیا سمندر نے وہ عرضی لیکر اس طائر کے
گلے مین باندھدی وہ طائر جواب عرضی لیکر اڑگیا جب وہ طائر جا چکا اسوقت سمندر نے عشاق سے
کہا کہ اب کسکو لشکر لیکر روانہ کرون اول تو یہ بتایئے کہ یہ جو بادشاہ اور ملکہ میری کمک کو آئی ہین یہ
کیون اس امر کو قبول کرنے لگے کہ میرے سردارون مین سے کوئی انپر افسر کیا جاے اور یہ اسکے
ماتحت ہون دوسرے کون ایسا افسر ہے جو اہل اسلام کے مقابلے کو جاے سواے چند آدمیون
کے عشاق نے کہا کہ جبکہ یہ لوگ جو کہ آپ کی کمک کو آئے ہین اور آپکے باجگزار ہین اور آپکے
تابع حکم ہین پس جو حکم اب انکو دیجیے وہ قبول کرینگے اگر یہ لوگ اس امر کو قبول نہ کرین تو آپ یہ کیجیے
کہ انھین مین سے کسی کو افسر سب لشکر کا کیجیے کہ وہ لشکر لیکر جاے یہ افسری نہ ہو کہ وہ سب پر حاکم ہو
بدون اسکے کوئی کام نہ ہو صرف میدان جنگ مین اسکا تخت قلب مین قایم ہوا ہو رزم وجدل
مین اسکی راے مقدم ہو اور اسکی راے پر جنگ و پیکار ہو اور سب امرون کا ہر ایک کو اختیار ہے
اور جنگ مین کوئی اسکی راے سے انحراف نہ کرے جو اسکی راے ہو اسپر سب عمل کرین سمندر
نے جواب دیا کہ یہ امر ممکن نہین ہے کہ کوئی انھین سے حاکم کیا جاے کیونکہ انھین ہر ایک اپنے اپنے
ملک کا بادشاہ ہے اور برابر برابری کا رکھتا ہے پس کیونکر ایک کی سب اطاعت کرنے لگے بصورت
تنازع کی ہے باہم فساد ہوگا ایک دوسرے کی اطاعت نہ کریگا غدر مچ جائیگا وقت مقابلہ اگر باہم
تکرار ہوگی تو اہل اسلام کو فتح ہو جائیگی سبب اسکا یہ ہے کہ ایک افسر ہوگا اور سب ہم رتبہ ہین
اگر اسکی راے خلاف ہوئی اور دوسرون کی راے موافق ہوئی جبکہ ہماری بہتری کی ہو یا اسکی
راے ہمارے موافق ہوئی اور دوسرون کی راے خلاف ہوئی اور باہم تکرار ہوئی کہ نہین

کیا کرنا چاہیے اُسنے کہا کہ یہ ہونا چاہیے تو باہم تکرار ہونے لگی منتہی بجنگ خرابی ہو گیا پس یہ امر تو
بالکل خلاف عقل ہے کہ ان بادشاہوں کو منتشر کرکے اور انمین سے ایک کو سبکا افسر کرین پس یہ خیال
کر لیجیے کہ اسی مقام پر فساد ہوگا کہ ہر ایک یہ چاہیگا کہ ہم افسر ہوں پس اگر یہ کہا جاے کہ انمین
سب کو حکم دیا جاے کہ تم سب بلکہ ایک شخص کو تجویز کرو کہ وہ تم سب پر امور جنگ مین بروز میدان داری
اہل اسلام افسر ہو اُسکے حکم کے تم سب پابند ہو تو یہ مجھکو بخوبی معلوم ہے کہ انمین بہت سے ایسے ہین
کہ باہم پرخاش رکھتے ہین پس جو جسکا دوست ہوگا اُسکی افسری کو قبول کریگا اُسوقت دو فرقہ
ہو جائینگے اور باہم تکرار ہونے لگی تو وہ کام کیون کیا جاے کہ جس سے صورت فساد پیدا
ہو پس رہا یہ امر کہ اپنے سرداروں مین سے کسیکو انکا افسر کرین پس پہلے آپ اُس شخص کو تجویز
فرمائیے اُسکے بعد اُسنے کہا جاے اگر یہ لوگ اُسکی افسری کو قبول کرین تو خیر ورنہ کسی اور کو تجویز
فرمائیے گا یا جو اُسوقت انکی راے ہو عشناق نے برہم ہوکر جواب دیا کہ تمنے خود ہی میری راے مین
اختلاف کیا اور جو امر ہونے والا تھا اُسکو ظاہر کیا ہر ایک کو ایک نئے طریقے سے آگاہ کر دیا ہے
کیون کوئی کسی کی افسری قبول کرنے لگا چاہیے یہ امر ہوتے چاہیے نہ ہوتے مگر تمنے سب کو بتا دیے
کہ یہ کرنا اور یہ کرنا خیر ہین اس امر کو بھی سنیے ان سب کو اس امر پر راضی کر دونگا کہ تم جسکو اپنے
سرداروں مین سے ان سب پر افسر کروگے یہ قبول کرینگے سمندر نے جواب دیا کہ مین کیا تسلیم
کرتا ہون میری تو عین یہی خوشی ہے مگر ان چار شخصون کے سوا اب جسکو چاہیے ان سب کا افسر قرار
دیجیے اور اُسکے زیر حکم تمام فوج کرکے براے مقابلہ اہل اسلام روانہ فرمائیے عشناق نے کہا کہ
وہ چار شخص کون ہین سمندر نے کہا کہ دونون میرے وزیر دست چپ یعنی قملاق و امراق کہ یہ نہونگے
تو مین بہت پریشان ہونگا تیسرے یہ اور آفاق شاہ یعنی اشفاق جادو اول تو وہ یہان ہی
نہین اگر ہوتا بھی تو اُسکا جانا مناسب نہ تھا کیونکہ اُسکا بڑا بھائی عنقریب اہل اسلام ہے وہ ضرور
اعانت کرتا چوتھے گلاب جادو کہ یہ میرے تمام لشکر کا افسر ہے اسکے جانے سے میرے لشکر مین ابتری
پڑ جائیگی اب آپکو اختیار ہے انکے علاوہ جسکو چاہیے افسر قرار دیجیے عشناق نے جواب دیا کہ مین
خود ہی قملاق و امراق کو نہ روانہ کرتا ان مین سے کسیکو یا تو مین گلاب کو افسر کرتا یا اشفاق کو
تمنے اشفاق کی بابت اسکے خوب دی یہ میری عقل مین بھی آئی اب رہا گلاب اسکو بھی تمھارے کہنے
سے نہ روانہ کرونگا اب جو مین خیال کرتا ہون تو سواے اپنے اور الطاف جادو وزیر چہارم
کے کسی کو نہین پاتا ہون یا مین جاؤن یا اُسکو روانہ کرون سمندر نے کہا کہ مین آپکو نہ جانے دونگا
اگر آپ تشریف لے گئے تو پھر مین کیون نہ چلون کیونکہ آپکا جانا بمنزلہ میرے جانے کے ہے
بلکہ میرے جانے مین کوئی نقصان نہین ہے جیسا کہ آپکے جانے مین میری حقارت اور آپکی ذلت ہے
پس بہتر ہے کہ الطاف کو روانہ فرمائیے عشناق نے کہا کہ یہ میری راے ہے اسکو طلب
فرمائیے یہ سنکر سمندر نے ایک چوبدار سے کہا کہ الطاف جادو کو بلا لاؤ اُس سے جا کر کہو کہ بادشاہ
نے تمکو اسوقت طلب کیا ہے بہت جلد حاضر خدمت ہو وہ چوبدار یہ حکم پاکر دربار سے باہر آیا اور
طرف مکان الطاف جادو کے چلا یہان قملاق نے سمندر سے کہا کہ مین آپکو ایک امر سے آگاہ
کرتا ہون وہ امر یہ ہے کہ جسدن سے آپ نے آفاق پر وہ بدعت کی اور آفاق کے قتل کا حکم دیا ہے
الطاف نے دربار مین آنا ترک کر دیا وہ جو آٹھوین دن آکر کاغذات دکھا کر دستخط کرا لے جاتا تھا

وہ بھی انھون نے ترک کیا صرف کاغذات روانہ کر دیتے ہین اور خود نہین آتے ہین تمکو تو انکا بھی
رنگ اچھا نہین معلوم ہوتا ہی اور ہمارا اسوقت کا کہنا یاد رکھیے گا کہ وہ اس افسری سے انکار
کرینگے اول تو حاضر خدمت ہی نہ ہونگے اور اگر ہوے بھی تو انکار کرینگے کیونکہ چند آدمیون کو آپکی
مسند کی حرکت خلاف گذری تھی اُنکے نزدیک وہ بدعت تھی اسی سبب سے سب نے حاضری دربار
موقوف کی سمندر نے کہا کہ یہ امر تمنے بہت ٹھیک کہا مجھکو اس امر کا خیال نہ تھا ہان اُس دن سے مین نے
الطاف کو دربار مین نہین دیکھا جب کاغذ ملکی آئے اُسکے ساتھ ایک عرضی بھی تھی کہ مین علیل ہون
بسبب علالت کے حاضری سے مجبور ہون میری عدم حاضری معاف فرمائی جاے کاغذات حاضر خدمت
ہین یہ ملاحظہ ہون مین نے کچھ خیال نہ کیا اسوقت تمہارے کہنے سے یاد آیا ضرور وہ بھی منحرف ہو گیا ہی
اور اُسنے بھی اطاعت سے انحراف کیا ہی اور عدول حکمی پر کمر کسی ہی خیر دیکھا جائیگا اسوقت معلوم
ہو جائیگا اگر آیا تو خیر ورنہ اُسکی عدم حاضری سے ثابت ہو جائیگا کہ اُسنے اطاعت سے انحراف کیا
اور کچھ سرکشی مین قدم رکھا یہ تقریر جو عشناق نے سُنی عشناق نے جواب دیا کہ یہ صرف تمہارا خیال
خام ہی وہ ضرور علیل ہوگا اگر علیل نہ ہوتا تو ضرور آتا اور اگر علیل نہ ہوگا تو ضرور آئیگا سمندر نے
جواب دیا کہ اُستاد اب میرے ملازمون کے بارے مین کوئی دخل نہ دیجیے گا اگر وہ میرے حکم کے
خلاف کرینگے پس جو میرے نزدیک اُنکے حق مین مناسب ہوگا وہی کرونگا آپکو مین نے صرف
امور ملکی اور امور جنگ کی بابت حکم دیا ہی کہ مین آپکی راے پر عمل کرونگا امور خانہ داری مین
کوئی آپکو دخل نہین ہی عشناق نے کہا کہ مین امور خانہ داری مین کب دخل دیتا ہون اور امور
جنگ و ملکی مین میرا کیا اختیار ہی جو راے مین نے دی تمنے اُسکو رد کیا مین باز آیا ایسی راے دینے
سے کہ تم خود اُسے رد کر دو چاہیے وہ اس قابل ہو چاہے نہ ہو تم اُسمین ایک نہ ایک نقص نکال دیتے ہو
چاہے وہ مانی جاتی ہو چاہے نہ سمندر نے کہا اب نہ بولونگا جو آپکا جی چاہے وہ کیجیے جو امر میرے
خیال مین آیا مین نے آپ پر ظاہر کر دیا کہ شاید آپ نہ واقف ہون اگر آپکے خلاف ہوا تو اب کچھ
نہ کہونگا یہ کہکر سمندر خاموش ہو رہا یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہی اُدھر وہ چوبدار مکان پر الطاف جادو
کے پہونچا پہرے پر جا کر خبر کی کہ وزیر اعظم سے اطلاع کرو کہ چوبدار سرکاری آیا ہی کچھ اُنکو کہنا ہی پہرے
کے سپاہی نے محلدار سے کہا کہ حضور سے جا کر خبر کرو کہ چوبدار آیا ہی در دولت پر موجود ہی کہتا ہی
کہ مجھکو کچھ عرض کرنا ہی جو کہ میرے ذریعے سے پیام بادشاہ نے دیا ہی محلدار نے جا کر الطاف سے
کہا الطاف نے محلدار سے کہا کہ جا کر اُس چوبدار سے کہو کہ مین تو بہت علیل ہون باہر آ نہین
سکتا ہون پس جو کچھ تمکو کہنا ہو کہلا بھیجو مین اُسکے اوپر عمل کرونگا ایسا علیل ہون کہ بدون اعانت
دوسرے کے بستر پر سے ہل نہین سکتا ہون عرصہ ہوا ہی کہ حاضر دربار بھی نہین ہوا ہون ہر مرتبہ
اپنی علالت کی اطلاع بذریعہ عرضی کیے دیتا ہون کبھی کسی نے خبر بھی نہ لی کہ تم کیسے ہو مگر مین آگاہ
کرتا گیا نہ معلوم کون ایسی ضرورت ہوئی جو بادشاہ نے تمکو بھیجا یہی تقریر محلدار نے آ کر اُس سپاہی
سے کہی سپاہی نے چوبدار سے کہی چوبدار نے کہا کہ کہلا بھیجو کہ اُنکو بادشاہ نے طلب کیا ہی بہت
ضرورت ہی فرمایا ہی کہ جس حالت مین ہو چلے آؤ ہمکو تمسے ایک ضرورت شدید ہی اور ہمنے تمکو
بہت دنون سے دیکھا بھی نہین ہی اور تمہاری علالت کی بھی ہمکو خبر ہی یہ جملہ چوبدار نے اپنی
طرف سے محلدار کی زبانی الطاف سے کہا چونکہ الطاف جادو کچھ علیل تھا نہ بیمار صرف اُسی خوف سے

کہ جب بادشاہ نے آفاق کے ساتھ ایسی حرکت کی اُسکو سر دربار ذلیل کیا اور قتل پر آمادہ ہوا جو کہ برسوں کا ملازم تھا اور بہت خیر خواہ تھا تو میری کیا اصل ہے ذرا سی عزت ہے اگر وہ جاتی رہی اور ذلت ہوئی تو کیا فائدہ اس سے دربار میں نہ جاؤں بہانہ سے کاغذ روانہ کر دیا کرو اور ایک عرضی کہ میں علیل ہوں جب تک یہ بلا ٹلے ٹالو یہی الطاف نے کیا تھا کہ نو ماہ تک نہ آیا اسی طور سے بذریعہ عرضی کے کام نکالا متمرد نے بھی کچھ خیال نہ کیا کیونکہ وہ خود آفت میں مبتلا تھا اور مبتلا ہے اُسکو اپنے تن بدن کی تو خبر نہ تھی اور اُسکو کیا خبر ہوتی وہ اُدھر اس فکر میں تھا کہ کیا تدبیر کروں کہ اہل اسلام پر ظفر پاؤں وہ کیا جانے کہ کون برا ہے اور کون اچھا ہے یا کسنے فقرہ کیا یا در اصل بھی امر ہے آج جو عشاق نے یاد دلایا تو یاد آیا اُسنے طلب کیا وہ بھی اپنی ضرورت سے ورنہ نہ طلب کرتا مگر الطاف کو ہر وقت خوف تھا کہ جب بادشاہ سے کسی نے کہدیا کہ الطاف کو طلب کرو تو ضرور خیال آئیگا جو دن گذرتا ہے وہ گذرتا ہے ایک نہ ایک دن ضرور طلبی ہوگی اسکو جو خوف تھا وہی ہوا کہ طلبی ہوئی کیوں نہ ہوتی ملازم تھا پس جب مخلدار نے جاکر وہ پیام بیان کیا اسکے حواس جاتے رہے اسنے خیال کیا کہ کسی نہ کسی نے بادشاہ کو میرے حال سے آگاہ کر دیا کہ انھوں نے طلب کیا اب کیا کروں مجھکو دربار میں جانا منظور نہیں ہے چاہے ملازمت رہے چاہے نہ رہے میں باز آیا ایسی ملازمت سے پس یہ خیال کر کے اسنے کاغذ اور قلم اُٹھا کر ایک عرضی اس مضمون کی تحریر کی کہ اے حضور میں نے بارہا خدمت عالی میں بذریعہ عرضی کے تحریر کیا ہے کہ میں بہت علیل ہوں چنانچہ اسی سبب سے حاضر نہیں ہو سکتا ہوں میری حاضری معاف فرمائی جائے وہ میری عرضیاں دفتر سرکاری میں موجود ہونگی اُنکو نکلوا کر ملاحظہ فرمایئے میں عذر کرتا ہوں کہ مجھ میں اسقدر طاقت نہیں کہ میں اپنے پاؤں سے پیرا بول و براز جاؤں جہاں بستر علالت پر پڑا ہوں اُسی مقام پر بول و براز بھی کرتا ہوں دو آدمی مجھکو اُٹھاتے اور بٹھاتے ہیں پس میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں صاحب فراش ہوں ایسی حالت میں کیونکر حاضر خدمت ہوں میں کچھ دنکا مہمان ہوں مجھکو اس علالت سے امید نہیں ہے کہ جانبر ہوں میرے جو قصور ہوئے ہوں اُنکو معاف فرمایئے معافی کا خواستگار ہوں مجھکو حضور سے یہ امید نہ تھی کہ میں ایسا علیل ہونگا اور حضور میری خبر نہ لیں گے یہ میرا مقدر ہے کہ حضور نے میری خبر نہ لی اسکا مجھکو کچھ گلا نہیں ہے پس میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں اگر یقین نہ ہو تو کسی کو روانہ فرما کر دریافت فرما لیجیے یہ لکھکر اور اپنی مہر کر کے اس مخلدار کو دی اور کہا کہ چوبدار کو دے آؤ اس مخلدار نے وہ عرضی لاکر چوبدار کو دی اور کہا کہ یہ عرضی خدمت بادشاہ میں لیجا کر پیش کر دینا اس میں سب حالت تحریر ہے پس وہ چوبدار وہ عرضی لیکر اُدھر گیا ادھر الطاف جادو نے حکم دیا کہ سب لوگ اپنا سامان کریں میں آج شب کو یہاں سے نکل جاؤنگا کیونکہ بادشاہ ضرور اس امر کا درپے ہوگا کہ میں اُسکے پاس حاضر ہوں اور میں جاؤنگا نہیں کیونکہ وہ قدردان نہیں ہے وہ ہر ایک کی عزت کا خواہاں ہے آفاق کی تو عزت لے چکا اُسکے بعد اُسنے الوان کی عزت لی جو کہ نہ اُسکی ملازم تھی نہ ماتحت تھی صرف ملاقات تھی ایسے کم ظرف اور ناقدرے کی ملازمت کرنا اپنی آبرو دینا ہے پس کیا ضرورت ہے کہ میں جاکر اپنی آبرو دوں مجھکو یقین ہے کہ اُسنے مجھکو جو طلب کیا ہے تو وہ مجھکو ضرور اُسکے مقابلہ اہل اسلام روانہ کریگا اور میں اُنکے مقابلے کو جاؤنگا نہیں کیونکہ وہاں آفاق شاہ ہے اور میرے اُسکے ملاقات ہے دوسرے وہ لوگ بڑے زبردست ہیں اُنسے مقابلہ کر کے اپنی آبرو دینا ہے یا جان پس ایسے لوگوں سے کون

مقابلہ کرے جو کہ بحر شجاعت کے نہنگ ہون ایسون سے کون مقابلے کو جاے کہ جو صحرا ے بہادری کے شیر ببر ہون ان لوگون سے جہانتک ہو سکے عقب گذاری کیجاے وہ لوگ بہت بہادر ہین اور سپاہی کی بہت قدر کرتے ہین پس مین کیون ایسے بہادرون سے مقابلہ کرون کہ جنکی بہادری اور شجاعت کے جھنڈے گڑے ہون اور ہر ایک کے دلون پر سکے بیٹھے ہون میان سمندر نے کیا کیا کئی مقابلے ہوے جب مقابلے مین لشکر گیا شکست کھا کر بھاگا اسی سبب سے خود بادشاہ سمندر شاہ نہین جاتا ہی ہر ایک کو روانہ کرتا ہی عشاق نہ طاقی گئے وہ بھی مارے گئے بی ایوان گئین وہ بھی ذلیل ہو کر آئین انھون نے بادشاہ کے لیے اپنی جان دی بادشاہ نے اُنکا صلہ اُنکو یہ دیا کہ اُنکو ذلیل کیا اور قتل پر آمادہ ہوے میرے پانؤن کے نیچے سے زمین نکلگئی ہین اب کبھی نہ جاؤنگا چاہیے کچھ ہو مین نے ملازمت ترک کی آج شب کو اپنا سب مال اور اسباب لیکر نکلجاؤنگا الطاف کے بھائی مہربان جادو اور بہیر خوش اندام جادو نے کہا کہ پھر کہان جاییگا اور کس اقلیم مین رہیگا الطاف نے کہا کہ مین صاف صاف کہدون مین یہان سے لشکر اسلام مین جا کر اُنکا شریک ہونگا میری بہت قدر ہوگی مین نے کتابون مین دیکھا تو مذہب اسلام مذہب حق ہی اور سب مذہب باطل ہین جو اُس مذہب مین مارا جاییگا وہ مرتبہ شہادت پاییگا اور بڑا مرتبہ ہوگا اور بندہ اللہ کہلاییگا اور جو اس مذہب کفر مین قتل ہوگا وہ کافر کہلاییگا اور داخل دوزخ کیا جاییگا یہ سب امر مجھکو کتابون سے ثابت ہوے ہین دوسرے یہ کہ اگر مذہب اسلام حق نہ ہوتا تو کبھی وہ لوگ ایسے زبردست نہ ہوتے نہ آفاق اُنکی اطاعت کرتا نہ ایوان تمنے ایوان کا قصہ سُنا تو ہوگا کہ اُسکے ساتھ سمندر کیونکر پیش آیا اور وہ لوگ کیونکر پیش آے اور بہت قدر و منزلت کی وہ لوگ بہت شریف پرور اور صاحب لیاقت ہین پس ایسے لوگونکی اطاعت کرنا ہم لوگون کا فخر ہی اور ایسے لوگون کی اطاعت کرنا جو کہ ناقدرے اور کم ظرف ہین بالکل خلاف عقل ہی پس مین تو ضرور جاؤنگا جسکو میری ہمراہی منظور ہو وہ میرا ساتھ دے ورنہ وہ اسی مقام پر رہے یہ جو الطاف نے کہا سب نے کہا کہ ہم اُنکی ہمراہ ہین کیا عزیز اور کیا ملازم سب الطاف کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہوے اسوقت سے سب اپنا انتظام کرنے لگے مال و اسباب کے بار باندھے جانے لگے راوی نے بیان کیا ہی کہ ناظرین تکتہ سنج پر ظاہر ہو کہ الطاف کا دل سمندر کی طرف سے اُسی دن پھر گیا تھا کہ جب اُسنے آفاق کے ساتھ وہ حرکت کی تھی وہ اسی فکر مین تھا کہ کوئی پہلو ایسا نکلے کہ مین یہان سے نکل جاؤن مگر نہ ملتا تھا جب سے اُسنے ایوان کی حالت سُنی اُسوقت سے تو اُسنے حتمًا قصد نکلجانیکا کیا اسی سبب سے یہ عرضی تحریر کی اُسکو یقین تھا کہ سمندر جادو اس عذر کو نہ قبول کریگا ضرور رد کریگا مین نہ جاونگا پس یہی بنا فساد کی ہوگی مین یہان سے شب کو نکلجاؤنگا وہ ہاتھ ملکر رہجاییگا یہان تو الطاف نے یہ خیال کر کے اور سب کو مستقل کر کے اپنے نکلجانیکا انتظام کیا ادھر چوبدار نے داخل دربار ہو کر الطاف جادو کی عرضی بادشاہ کے روبرو پیش کی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کاغذ کیسا ہی اُسنے عرض کیا کہ الطاف نے عرضی بھیجی ہی ملاحظہ فرمایئے پس سمندر نے وہ عرضی لیکر وزیر کو دی وزیر نے پڑھی پس جب سمندر نے مضمون عرضی سُنا آگ ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ غضب ہی تو باوجودیکہ ابھی تک اچھا نہین ہوا اُسنے حکم اسی پر کیا ہی میری طرف سے اُسکو یہ لکھدو کہ جس حالت مین ہو

ضرور حاضر ہو ورنہ عتاب سلطانی تمپر نازل ہوگا ہم اس عذر کو تمھارے نہ سنینگے یہ عذر تمھارا
بالکل مہمل ہی قابل قبول نہین ہی پس فوراً حاضر ہو آیندہ تمکو اختیار ہی مین کبھی نہ مانونگا پس یہ مضمون
دبیر نے تحریر کر دیا عشاق نے کہا کہ اے سمندر مین پھر کہتا ہون کہ تم الطاف سے خبر نہ ہو وہ
ضرور علیل ہی اگر علیل نہین بھی ہی اور اُسنے کسی سبب سے یہ عذر کیا ہی تو کیا نقصان ہی اسکو اُسکی
حالت پر چھوڑ دو وہ ضرور حاضر ہوگا آیندہ تمکو اختیار ہی کیون دوست کو دشمن بناتے ہو اُسنے
ملازمت کی ہی وہ کوئی تمھارا غلام نہین ہی کہ جس حالت مین ہو وہ فوراً حاضر ہو یہ بھی کوئی طریقہ ہی کہ
دوست کو دشمن کرتے ہو اور کونسا طریقہ ہی یہ جو عشاق نے کہا سمندر نے جواب دیا کہ مین
اس امر کو آپ کے کہنے پر عمل نہ کرونگا جو میرے راے مین آئیگا اُسپر عمل کرونگا یہ امور ملکی
نہین ہین یہ امور خانگی ہین مین ملازمون کو کیونکر اُنکی حالت پر چھوڑ دون کہ وہ سرکشی کرین اور
مین خاموش رہون نوکری نہ ہوئی خالاجی کا گھر ہوا جب چاہا آئے جب چاہا نہ آئے مین نے گھر مین
بیٹھکر بسر کرنے کے لیے نہین نوکر رکھا ہی اپنی ضرورت کے لیے نوکر رکھا ہی جب میری ضرورت
کے وقت وہ کام نہ آئے تو پھر کس کام کی ایسی ملازمت خیال کرنے کی جگہ ہی کہ نو ماہ سے بالکل
دربار مین بھی نہ آئے یہ بھی خبر نہ لی کہ کیا گذری اور کیا نہ گذری ہم کسی کے ملازم ہین جاکر اُسکو
سلام تو کر آتے ہین بالکل خیال نہین اگر مین اس امر مین طرح دیتا ہون تو اورون کو بھی جراءت
ہوگی وہ اس سے زیادہ سرکشی کرینگے اُسوقت مجھکو زحمت ہوگی عشاق نے جواب دیا کہ تمکو اختیار
ہی جو امر میری راے مین آیا مین نے تمکو صلاح دی تم جانو اور تمھارا کام یہ کہکر عشاق خاموش
ہو رہا سمندر نے وہ حکم نامہ چوبدار کو دیا اور کہا کہ اسکا جواب الطاف سے لے آؤ وہ لیکر
پھر الطاف کے مکان پر آیا یہان سمندر دربار مین اس انتظار مین بیٹھا ہی کہ میرے حکمنامہ
کا جواب آئے تو مین دربار برخاست کرون اگر الطاف آجائے تو اُسکو بموجب راے
عشاق کے افسر بناکر کے طرف اہل اسلام کے روانہ کرون خواہ وہ علیل ہو خواہ اچھا ہو
اب مین اُسکو رہا نہ کرونگا یہ کیا معنی کہ جب ہمکو ضرورت ہوئی تو ایک عذر بارد کر دیا پہلے
گھر مین بیٹھے ہوئے تنخواہ کھا رہے ہین اب جو ہمپر وقت پڑا ہی تو نکلے جاتے ہین ایسے ملازم
کس کام کے یہ تو یہ خیال کر رہا ہی اور بہت سے ہین ہی وہان چوبدار مکان پر الطاف جادو
کے پہونچا اور یہ نامہ دیا اُسکے وہ کاغذ اندر بھیجا الطاف نے وہ کاغذ سب کو جمع کرکے
پڑھا اور کہا کہ جتنا جو سمندر نے لکھا ہی اُسکے حال سے تم لوگ آگاہ ہو اگر درحقیقت مین
علیل ہوتا تو وہ اسکو بھی قدرے خیال کرتا اور ضرور ہمیرے اوپر شدت کرتا اور ستم کرتا کیونکہ
اُسنے ابتک ظلم و ستم پر کسی ہی سب نے کہا کہ پھر ایسے کی نوکری کو ترک فرمائیے اور جو آپکا قصد
ہی وہ کیجیے اسوقت تو اس بلا کو کسی صورت سے ٹالیے اور شب کو نکل چلیے جب آپ یہان
نہ ہونگے تو وہ پھر کس پر ظلم و ستم کریگا الطاف نے جواب دیا کہ ہان یہی تدبیر کرتا ہون
اگر چلا گیا یہ کہکر اور کاغذ اُٹھا کر یہ تحریر کیا کہ آپ کا حکمنامہ پہونچا مین اُسکی عبارت سے آگاہ ہوا
خیر آج تو نہین کل مین جس حالت مین ہونگا ضرور حاضر ہونگا جہان آپ نے میری اتنے
دنون کی عدم حاضری معاف فرمائی وہان آج کی بھی معاف فرمایئے مین آج اسکا انتظام
کر لونگا کل سے دربار مین آکر پڑا رہونگا آپ کی خدمت مین ہر وقت حاضر رہونگا تا کہ آپ کو

میرا فقرہ معلوم ہو جاے اور یہ ثابت ہو جاے کہ مین نے آپ سے فقرہ کیا اور آپ کی خدمت
مین جھوٹ بولا لیکن امیدوار ہون کہ آج کی حاضری میری معاف فرمائیے اور عدم حاضری کا
قصور عفو ہو یہ امر آپ کی غلام نوازی و ذرہ پروری و قدردانی سے بعید نہ ہوگا کہ جہان
اسقدر مہربانی فرمائی ہی ایکدن کی مجھکو مہلت اور عنایت فرمائیے زیادہ حد ادب ۵ گر
قبول اُفتد زہے عز و شرف یہ لکھکر محلدار کو دیا کہ اس چوبدار کو لیجا کر دیدے محلدار نے
لاکر چوبدار کو دیا چوبدار وہ کاغذ لیکر طرف دربار کے چلا یہان الطاف جادو نے کہا
کہ بھائیو جلدی کرو سب نے جواب دیا کہ ہم سب اپنا اپنا بند و بست کر چکے ہین مگر صرف رات کا
انتظار ہی پس الطاف تو رات کے انتظار مین اپنے مکان مین سب سامان سے درست
بیٹھا ہی اس قصد سے کہ رات ہو تو مین یہان سے مع اپنے کل ہوا خواہون اور کل مال و
اسباب کے نکلجاؤن یہ تو اس قصد مین ہی ادھر چوبدار نے جاکر جواب حکم نامہ کا سمندر کے
حضور مین پیش کیا سمندر نے دبیر سے پڑھوایا دبیر نے پڑھا چونکہ سمندر کی طبیعت ظلم و
ستم کی طرف مائل ہوئی ہی اور اسکی تباہی کا زمانہ قریب ہی بدین سبب اسنے برہم ہو کر کہا
کہ کوئی جا کر ابھی جاے اور جس حالت مین الطاف جادو ہو لے آئے اگر بخوشی نہ آئے
تو مع اسکے عزیزون کے گرفتار کر لاے یہ حکم دیا سب اہل دربار کانپ گئے لیکن
عشتاق نے سمندر سے کہا کہ اے سمندر اسقدر غصہ کو کام مین نہ لاؤ ذرا انجام کا خیال کرو
اگر تم ادنی ادنی سے امر پر اپنے ملازمون و ماتحتون کے ساتھ اس طور سے پیش آؤ گے
تو مجھکو یہ خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ سب تمھاری رفاقت سے منھ پھیر لین اور ملازمت کو ترک
کر کے چلے جائین تو پھر کیا ہو ایسے دشمن زبردست سے تو مقابلہ ہی اور تم ملازمون سے
اور خیر خواہون کے ساتھ ایسی بے رخی اور بدسلوکی کرتے ہو آجکل تمکو انکی دلجوئی
کرنا لازم ہی نہ کہ اُن پر سختی اگر ساتھ دیتے بھی ہون تو نہ دین تمکو تو یہ امر لازم تھا کہ
تم ایسی تدبیر کرتے کہ اگر وہ لوگ تمسے خلاف بھی ہوتے تو راضی ہو جاتے اگر الطاف نے
یہ عذر تحریر کیا ہی کہ مین آج معاف کیا جاؤن کل جس حالت مین ہونگا حاضر خدمت ہونگا صرف
اسقدر دن اور شب بھر کا واسطہ ہی دیکھ لو وہ بھاگ نہ جائیگا اگر کل نہ آئے تو ایسا حکم
کل دینا سمندر نے تیوری بدلکر کہا کہ مین نے آپ کو کئی مرتبہ منع کیا کہ آپ میرے ملازمونکے
بارے مین نہ بولیے مگر آپ نے سماعت نہ فرمایا ہر مرتبہ آپ فرماتے ہین مین یہ آپ سے کہتا ہون
کہ بخیال آپ کے اگر وہ عاقل ہی تو خیر اور اگر بخیال میرے اسنے فقرہ کیا ہو اور وہ فرار کر جاے
تو کیا ہو افسوس سوا اسکے افسوس کے اور کچھ نہ ہاتھ آئے عشتاق نے کہا کہ یہ صرف
تمھارا خیال ہی الطاف کبھی ایسا نہ کریگا اگر فرار بھی کر جائیگا تو تمھارا کیا نقصان ہی تم اسکے
مظلمہ سے بچ سکوگے اور سب آئین کے تمکو یہ خیال نہین آتا ہی کہ ایک آفاق والون
نے ایسا کہا کہ تمسے سرکش ہو کر تقریر نہ کی کیا ہر ایک ایسا کریگا اگر کسی نے سر دربار تمسے گفتگو
سخت کی جو کہ تمھاری بے عزتی کا سبب ہوتی تو کیا رکھا ہی سوا اسکے کہ تم اسکو قتل کروا دو
یا قید کرو مگر وہ عزت جو کہ اُسکی تقریر اور گفتگو سے جائیگی وہ پھر واپس نہ آئیگی اگر تم اسکو
قتل بھی کر ڈالوگے مگر ہر ایک کی زبان پر یہ پھر جاری ہوگا کہ فلان شخص نے بادشاہ سے سر دربار

ایسی تقریر سخت کی کہ جو کہ بادشاہ کے لیے بے عزتی کا سبب ہوئی اور کوئی حقیقت بادشاہ کی نہ
خیال میں لایا سر دربار ذلیل کیا گو بادشاہ نے اسکو قتل کیا مگر وہ اپنے سی کر گیا تو کیا ہوگا اور
ہر ایک یہی کہیگا کہ نمک کا کوئی پاس و لحاظ کرے بادشاہ نے تو یہ امر خیال کر لیا کہ ہر ایک کو
دیا لیوت ہاتھ بیچا ہے ذات نہیں بیچی ہے ملازمت کی تھی کوئی غلامی کا خط نہیں لکھا تھا کیوں ایسی
بات کی جاتی کہ جبکہ ملازموں کو بھی جرأت ہوتی ایک تو بے عزتی ہوگی دوسرے اور لوگ
الزام دینگے ہر ایک کی زبان پر یہی کلام ہوگا پس وہ بات کیوں کیجائے کہ اور لوگ بھی برا
کہیں میرے نزدیک تو کیوں وہ کام کیا جائے کہ جس میں اپنی بدنامی ہو اے سمندر وہ بات
نہ کرو کہ سب برا کہیں بموجب مثل نہ گوبیں ڈھیلا والو نہ چھینٹ پڑے پس کیا ضرور ہے کہ غصے میں آکر
ہر ایک پر بدعت کرو ذرا تو غصے کو کم کرو میں تمسے اس امر کو کہتا ہوں کہ جہاں تمنے اتنے دنوں
اپنی طرف سے طرح دی آج میرے کہنے سے طرح دو اسکا کل کا بھی وعدہ دیکھ لو سمندر نے
یہ تقریر عشاق کی سنکے کہا کہ استاد آپ تو پریشان کرتے ہیں خیر میں آپ کے کہنے سے اسوقت
تو طرح دیتا ہوں یہ کہکر حکم دیا کہ آج کوئی الطاف کے گھر پر نہ جائے ہاں کل صبح کو جو وہ نہ آئے
تو فوج جاکر اسکا گھر لوٹ لے اور اسکو مع اسکے ناموس و اقربا کے اسیر کر لائے اور حاضر
دربار کرے کوئی ضرورت حکم ثانی کی نہیں ہے میں نے یہ حکم قطعی دیدیا ہے اگر اسکے خلاف
ہوگا تو سب کو سزا دیجائیگی یہ حکم دیکے سمندر نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مکان کی
طرف چلے راہ میں یہ کہتے ہوئے کہ اب بادشاہ نے بہت ظلم و ستم پر کمر کسی ہے بڑی خرابی
ہوئی ہے خیر جو کچھ ہمپر گذریگی اسکو برداشت کرینگے ہم وہ امر ہی نہ کرینگے کہ جس سے ہمپر کوئی
الزام آئے ضرور ہے جبکہ بادشاہ نے ہمکو نگاہ رکھا ہے اگر دیکھا تو ہم اسکا پاس نہ کرینگے کہ ہم ملازم
ہیں ہمنے نمک کھایا ہے ضرور جواب سخت دینگے اور جو کچھ ہمارے ہاتھ پاؤں سے ہو سکیگا
وہ کرینگے ایسی ایسی تقریر باہم کرتے ہوئے اپنے اپنے مکان پر گئے جو بادشاہ کہ لشکر لیکر
آئے تھے پرائے ملک وہ باہم یہ کہتے ہوئے گئے کہ در اصل سمندر نے بہت بدعت پر کمر کسی ہے
مگر ہمکو کیا ہم تو پرائے ملک آئے ہیں جب مقابلے سے اہل اسلام کے فراغت ہوگی ہم اپنے
ملک کو چلے جائینگے کوئی ہمیشہ ہمیشہ کا تو سابقہ ہے نہیں کہ ہم اس امر کا خوف کریں کہ کہیں ایسا نہ ہو
کہ سمندر ہمارے ساتھ بھی یہی برتاؤ کرے سمندر ہمسے ایسے برتاؤ نہیں کر سکتا ہے ہاں اگر ہم خراج
نہ دیں تو ایسا کر سکتا ہے کہ ہمپر زیادتی کرے یہ تقریر کرتے ہوئے اپنے مقام پر پہونچے اور سب
ایک مقام پر جمع ہوئے باہم صلاح کی کہ ہم لوگ باہم یہ رائے قرار دے لیں کہ اگر سمندر شاہ
ہمپر اپنے سرداروں میں سے کسیکو افسر کرکے روانہ کرے برائے مقابلہ اہل اسلام تو ہم
نہ جائینگے یا تو خود چلے یا اپنے استاد کو روانہ کرے ہم اسکے کسی سردار کی افسری کو نہ قبول
کرینگے نہ اس امر کو قبول کرینگے کہ ہم میں سے کسی کو افسر کرے سب نے کہا کہ اچھا جب یہ رائے
قرار ہو لی تو سب اپنے اپنے خیمے میں جاکر آرام پذیر ہوئے ادھر سمندر محل میں گیا اور رات بھر
آرام پذیر ہوا اشتلاق و اہراق جو دربار سے مکان پر گئے ہر ایک کے امور ضروری سے فراغت
کی پس اشتلاق فراغت کرکے اہراق کے مکان پر آیا اہراق سے کہا کہ بڑا غضب ہوا کہ بادشاہ
نے عشاق کو اختیار دیا اور کہا کہ جو آپ کی رائے ہو اسپر عمل کروں ہماری اور تمہاری

راے کوئی نہ بہتر ہی عشتاق کے نزدیک ہم دشمن ہین پس مفت ہین اہل اسلام یہان قبضہ کر لینگے یہ امر
ضرور ہوگا کہ جب مقابلہ ہوگا اور اتفاق سے لشکر نے بادشاہ کے شکست کھائی عشتاق بادشاہ
کو صلاح دیکر باہم مصالحت کرا لین گے اور اہل اسلام کا قبضہ کرا دینگے کیونکہ اُنکے تیور سے ثابت
ہوتا ہی ہم تم یون ہی رہجاینگے پس کوئی تدبیر ایسی کرو کہ بادشاہ ہماری راے پر عمل کرے اور
اور جو ہم راے دین اُسپر کاربند ہو اور یہ بھی راے عشتاق کی ہمارے نزدیک اچھی نہین
ہی کہ کسی سردار کو بادشاہ اِن سب بادشاہون پر افسر کرکے روانہ کرے کیونکہ اول تو یہ
خلاف ہی دوسرے یہ امر ہی کہ جو کوئی جائیگا جہان ذرا سختی پڑی ضرور شریک اہل اسلام ہوجائیگا
اُنکو قوت ہوگی ہماری طرف ضعف ہوگا ہمارے نزدیک تو بہتر ہی کہ خود بادشاہ جاکر مقابلہ کرے
جسقدر وہ لوگ یہان قیام کرتے ہین اُسیقدر اُنکو قوت بہم ہوتی جاتی ہی اب اُنکا قیام کرنا یہان
اچھا نہین ہی امراق نے کہا کہ چلو پھر بادشاہ کو ایسے امر کی صلاح دین شملاق نے کہا کہ مین اسی
لئے تمھارے پاس آیا ہون کہ مین اور آپ ملکر جاوین اور بادشاہ کو صلاح دین پس امراق و
شملاق دونون دیوان خانے سے باہر آئے اور سوار ہوکر طرف در دولت کے روانہ
ہوے جب در دولت پر پہونچے اپنے حاضر ہونے کی خبر کرائی کہ آپ کے وزیر آپکے پاس
حاضر ہوتے ہین اور قدمبوسی کے خواستگار ہین کچھ ضروری عرض کرنا ہی محلدار نے جاکر سمندر
سے عرض کیا کہ آپکے وزیر دست بستہ حاضر ہوے ہین باریابی کے خواستگار ہین وہی سمندر
کھانا کھاکر بیرا رام خلوت کدہ مین گیا تھا کہ یہ خبر محلدار نے جاکر بیان کی جیسے ہی سمندر نے
شملاق و امراق کا نام سنا فورًا باہر نکل آیا اور اُٹھ بیٹھا وہان سے اُس مقام خاص مین آیا
کہ جہان صحبت مخلیہ برپا ہوتی تھی وہان آکر محلدار سے کہا کہ پہرہ پر کہدو کہ اُنلوگو کو صحبت
مخلیہ کے مکان مین آوین محلدار نے پہرے پر آکر کہدیا اُسی سپاہی نے شملاق و امراق سے
جب یہ سنا تو دونون اُس مکان مین آئے دیکھا کہ سمندر مسند پر تنہا بیٹھا ہوا ہی دونون نے
سلام کیا سمندر نے جواب سلام دیکر کہا کہ آؤ پس یہ دونون سامنے سمندر کے بیٹھے سمندر نے
کہا کہ اے شملاق و امراق کیون کیا ضرورت ہی اُنھون نے عرض کیا کہ ہمکو کچھ ضروری باتین عرض
کرنا ہین جو ہم اسوقت حاضر خدمت فیض رجعت ہوے اور حضور کو تکلیف دی سمندر نے کہا
کہ بیان کرو امراق نے کہا کہ حضور نے یہ کیا غضب کیا کہ اپنے استاد عشتاق کو تمام اختیار ملکی و
امر جنگ و جدل اُنکے قبضے مین دیدیے اور کہا کہ جو آپکی راے ہوگی اُسپر ہم عمل کرینگے اُسوقت تو ہم
بول نہ سکے کیونکہ یون ہی بدخواہ اور دشمن سب کے نزدیک ہین اور زیادہ ہوتے ہم نے
خیال کر لیا کہ پھر کبھی حضور سے عرض کر لین گے اور جو جو خرابیان اُنکے صاحب اختیار ہونے مین
ہین وہ سب ظاہر کر دینگے سمندر نے کہا کہ بیان کرو اُنھون نے کہا کہ ہم آپکو اس امر سے آگاہ
کرتے ہین کہ اُنکی راے پر اگر آپ عمل کرینگے تو یہ خیال فرمائیے کہ ملک آپکے قبضے سے نکل جائیگا
وہ یہ سبب ہی کہ وہ یہ امر جب دیکھین گے کہ اہل اسلام نے کئی معرکے سر کیے فورًا آپکو راے
دینگے کہ صلح کر لیجیے اور اہل اسلام کو خراج دینا گوارا کیجیے اسی مین آپکے لیے بہتری ہی چونکہ
آپ اُنکو اختیار دے چکے اور اُستاد اپنے کو سب سے موافق کر چکے اگر اب اُس سے آپ
انحراف کرینگے تو آپکو بڑی مشکل ہوگی پھر اسوقت کوئی آپکا ساتھ نہ دیگا بڑی خرابی ہوگی

ایک تو یہ نقص ہے دوسرا یہ نقص ہے کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ انھون نے ابھی سے صورت فساد کی
نکالی وہ یہ ہے کہ انھون نے یہ راے آپکو دی کہ ان بادشاہون مین سے کسی کو افسر کرکے
مع فوج روانہ فرمائیے کہ وہ جاکر اہل اسلام سے مقابلہ کرے پس جب آپ یہ سب باتین کرتے
تو فورًا باہم فساد ہوتا اور کوئی اس امر کو قبول نہ کرتا کیونکہ سب ہم مرتبہ تھے اور اگر آپ یہ کرتے
کہ کسی کو اپنے سردارون سے افسر کرکے اور ان سب کو اسکی ماتحت کرکے روانہ فرماتے گا
یا فرماتے تو اسوقت مین بھی فساد ہوتا کہ وہ اس امر کو قبول نہ کرتے اور نہ کرینگے اسوقت
آپ کو غصہ ان سب پر آتا کہ انھون نے میری عدول حکمی کی پس یہ بھی بنا سے فساد تھی اور یہ بھی
آپ خیال فرمائیے کہ یہ سب امور ضرور ہوتے اگر آپکی راے پر عمل فرمائیے گا اہل اسلام
سے تو مقابلہ درکنار ہے باہم فساد ہونے لگیگا اسوقت بڑی مشکل ہوگی سمندر نے کہا کہ
یہ کہنے سچ کہا گو مین نے اسوقت بھی یہ خیال کرکے استاد کو جواب نہ دیا تھا صرف یہی خیال
کیا تھا کہ کوئی اس امر کو قبول نہ کریگا انمین سے کسی کی افسری کو قبول کریگا نہ میرے
سردار کی افسری کو مگر اسوقت تمھارے کہنے سے میرے بھی خیال مین آیا کہ یہ ضرور صورت
فساد کی ہے ضرور فساد ہوگا معلوم ہوگیا کہ استاد کی راے ضرور غلطی پر ہے مین اسکو کبھی نہ
قبول کرونگا امراق نے کہا کہ انکی راے پر کام کیجیے گا ورنہ پچھتائیے گا کیونکہ یہ بھی خیال
فرما لیجیے کہ انھون نے الطاف جادو کے مقدمے کو کیونکر ٹالدیا ہمارا اسوقت کا کہنا یاد
رکھیے کہ اب الطاف جادو کو آپ نہ پائیے گا ہم دریافت کرچکے ہین کہ وہ اچھا ہے بیمار نہین
ہے صرف فقرہ ہے اور یہ پیشتر اسنے فقرہ کیا اسنے اسیدن سے سرکشی پر کمر باندھی جسدن سے آفاق
پر آپ خفا ہوے چونکہ یہ لوگ آفاق کے بہت بڑے دوست تھے انکو یہ امر ناگوار گذرا
مگر کوئی پہلو اسوقت ان سب نے فساد کا نہ دیکھا اس سبب سے فساد نہ کیا اگر دربار ہی آفاق
آپ سے سخت کلامی کرتا اور فساد پر آمادہ ہوتا یہ سب کے سب آپ سے پھر جاتے اسی کے
شریک ہوکر آپ سے مقابلہ کرتے مین ان سب کا رنگ دیکھ رہا تھا کہ بل کھا رہے تھے مگر
ناچار تھے بلکہ آفاق خود ہی اس امر کا قصد نہ کرتا تھا اسنے آپکے خوف سے اپنے کو اسیر کرا دیا
دوسرے یہ خیال کیا کہ مین اکیلا ہون یہان ہزارون آدمی ہین اگر اسکو یہ معلوم ہوتا تو وہ ضرور
فساد کرتا لیکن مجھکو اسی دن سے یقین تھا کہ یہ سب آپ سے ضرور پرخاش کرینگے چنانچہ الطاف
نے اسیدن سے آنا دربار مین موقوف کیا اور اشتاق اسی دن سے لشکر لیکر طرف اپنے ملک
کے چلا گیا اور الطاف نے فقرہ کرنا شروع کیا چونکہ آپکو اور فکرین تھین اس سبب سے
آپ نے خیال نہ فرمایا کہ آپ الطاف کو طلب کرتے اب جو طلب کیا تو یہ امر اسنے ظاہر کیا کہ مین
قبل سے عرض کرتا آتا ہون حاضر نہین ہوسکتا ہون تو آپ نے ضرور یہ خیال فرمایا کہ یہ فقرہ ہے
اور وہ حکم دیا مگر پھر عشاق نے جو اسکو بیماری کی تقریر کرکے اور کچھ نشیب و فراز دکھایا جو کہ
بالکل اصل نہین رکھتا تھا آپ راضی ہوگئے کہ اچھا کل اگر الطاف نہ آئے تو اسکے ساتھ یہ سلوک
کیا جاے پس عشاق نے اسکو بچا دیا اسکے دوست اسکو خبر دینگے وہ فورًا آج شب کو چلا جائیگا
مجھکو تو یہی معلوم ہے کہ وہ بیمار نہین ہے سمندر نے جواب دیا کہ مین نے ضرور وعدہ کا کہا یا اب کیا
ہوتا ہے ٹھیرا گیا اور اگر نہ حاضر ہوا تو جو کچھ کل اسکے لیے ہوگا دیکھ لینا مگر یہان مین نے

انکی راے پر عمل کرکے دھوکا کھایا ضرور انکی راے غلطی پر ہی دونون راے انکے خلاف نکلین
افراق نے کہا کہ تیسری راے بھی تو خلاف ہی سمندر نے کہا کہ وہ کیا افراق نے کہا کہ وہ یہ کہ انھون نے
الیوان کے بارے مین کہا کہ آپ خاموشی اختیار فرمایئے کچھ نہ کیجیے آپ نے قبول کرلیا انھین یہ لازم ہی
کہ آپ اگر اسکی طرف سے غافل ہوگئے وہ تو یقیناً اہل اسلام ہوچکی ہی اور انھنے یہ بھی ظاہر کیا ہو کہ
مین اپنے ملک مین جاکر سب کو مسلمان کرونگی اور اپنا لشکر لیکر حاضر خدمت ہونگی پس اگر وہ اپنے
ملک کو گئی اور انھنے سب کو مسلمان کرلیا اول تو یہ ہوا کہ زہے نہ طاق دین اسلام جاری ہوا اور ایک
ملک اور اہل اسلام کے قبضے مین آگیا پس جو ملک اسکے قریب وجوار مین ہونگے اور الیوان سے
تعلق رکھتے ہونگے سب دین اسلام قبول کرینگے تو بڑی خرابی ہوگی پھر کوئی ایسا پہلو نہ ہوگا
کہ آپ اسطرف سے کمک طلب کرین اگر آپ لشکر لیکر اسے مقابلہ اہل اسلام بیرون شہر تشریف
لیجائینگے اور ان بادشاہون کو جو کہ مسلمان نہ ہوچکے ہین یعنی جنکو الیوان اب جاکر مسلمان کریگی خبر
ہوگی کہ اب شہر خالی ہی پس وہ دوسری طرف سے آکر شہر پر قبضہ کرلینگے اور آپکے لشکر پیچھا یا
مارینگے ادھر سے یہ لوگ ادھر سے اہل اسلام پس انکو کوئی صورت سواے فرار کے دوسری
نظر نہ آئیگی اور الیوان جاکر ضرور ان بادشاہون کو کہ جو کہ مشرق مین مثل الیوان اور اسکے
ملک کے قرب وجوار مین اوسکے ملک مین اور الیوان سے اتحاد ہو ضرور اسلام کی طرف
رغبت دلائیگی وہ لوگ ضرور اسکے کہنے پر عمل کرینگے آخر ایسا ہی الیوان نے کیا اور اپنے ملک کو
اسلام آباد کیا اور ان ملکون کو جو کہ باج دیتے ہین مسلمان کیا تو یہ خرابی ہوئی کہ زہے نہ طاق دین اسلام جاری ہوا
اور کہانتک دین اسلام کا نشان گڑا اور لشکر جمع کرکے یہ اسے کہ اب اہل اسلام آئی تو انکو اور انکی
ہوا قوت بڑھی اس خاموش بیٹھنے مین یہ نقصان ہوا [illegible] کہا کہ [illegible] جو آپ نے [illegible] ہوا
استاد نے دی وہ خلاف دی کہ افراق نے کہا کہ یہ جو استاد نے کہا کہ [illegible] لشکر کرکے روانہ فرمایئے
وہ اہل اسلام سے جاکر مقابلہ کرے فرض کردم کہ یہ امر قبول کرلیا [illegible]
فرمایئے ہم اسکی راے پر عمل کرینگے اور اگر اہل اسلام سے جاکر مقابلہ کیا اور لشکر اسلام کی فتح ہوئی [illegible]
ہمنے تو جب سے اہل اسلام یہان آئے ہین یہ نہین دیکھا کہ کوئی لشکر لیکر گیا ہو اور اسنے مقابلہ
اونکے کیا ہو اور ظفر حاصل کی ہو یا تو مارا گیا یا شکست ہوگیا ایسی ایسی حالت مین کیا ضرور ہی کہ دفع بہ دفع
لشکر روانہ کرکے اپنی لشکر کی قوت کو کم کیا جاے جو جائیگا یا تو [illegible] شکست کر کے آئیگا یا
آئیگا یا مارا جائیگا آفاق نے جاکر کیا کیا ایک [illegible] ایک مقابلہ [illegible]
ایک فقرہ لیکر وہان سے اپنا لشکر لیکر واپس آکے [illegible] مقابلہ نہ کرونگا آخر کیا [illegible]
ہو کر گرداب شاہ وغیرہ گئے تو کیا بنا لیا انکی ناک [illegible] ہوے [illegible]
گئے انھون نے مقابلہ کیا وہ مارے گئے بلکہ زعفران نے مقابلہ کیا وہ بھی ماری گئی [illegible]
شراکت کی عشاق نے کیا بنا لیا شراکت نہ کی [illegible] ماری گئی اور الیوان اس [illegible]
بچین کہ شراکت کی پس ایسی حالت مین کیا ضرور ہی کہ [illegible] روانہ کرکے اپنی قوت کم کیا جاے
سمندر نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو مگر ضرور استاد کی راے خراب ہوا اور سواے نقصان کے کوئی
صورت نفع نہین ہی ان کی راے پر عمل کرنے مین ایسی تم بیان کرو کہ [illegible] کیا کرون افراق نے
کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم کچھ عرض کرین سمندر نے کہا کہ ضرور [illegible] اجازت دی افراق نے کہا کہ

ہماری اور انکی راے مین بہت فرق ہی وہ پیر ہو گئے ہین انکی عقل ضعیف ہی جو اس انکے درست نہین
ہین پس انکی راے ہمیشہ خراب ہوگی اور ہم لوگ ابھی جوان ہین ہماری عقل تیز ہی ہم مین ابھی رطوبت
باقی ہی پس ہم جو راے دینگے وہ کبھی خراب نہ ہوگی ہان اگر آپ اس امر کی قسم کھائیے کہ ہم تمھاری
راے پر عمل کرینگے تو ہم راے دین ورنہ بیکار ہی کیونکہ اسوقت آپ ہمسے راے لیجیے اور کل
جب سب دربار مین آئین اور استاد آپ سے فرمائین کہ میری یہ راے ہی آپ قبول کر لیجیے اور
ہماری راے بیکار ہو تو کیا فائدہ کیونکہ آپ انسے فرماچکے ہین کہ مین آپ کی راے پر عمل کرونگا
اسکے خلاف کیونکر کیجیے گا وہ ناراض ہونگے سمندر نے کہا کہ کیا شیون اتنی مین انکی راے پر کبھی
عمل نہ کرونگا مگر اسمین انکی راے میرے حق مین بری ہی اور بری ہوگی پس تم اپنی راے ظاہر کرو
امراق نے کہا کہ آپ اس امر کی پہلے قسم کھائیے کہ مین جو تم راے دوگے اسپر عمل کرونگا یہ نہ ظاہر کرونگا کہ امراق
وشملاق کی راے ہی سمندر نے کہا کہ پھر کیا ظاہر کرو ان اس ظاہر کرنے مین کیا نقصان ہی امراق نے
کہا کہ اسمین یہ نقصان ہی کہ وہ لوگ ہم دونونکو بجاے خیر خواہ دشمن جانتے ہین پس اور زیادہ انکو خیال ہوگا اور ہمارے
دشمنی پر آمادہ ہونگے پس یہ راے ہی کہ آپ یہ فرمائیے کہ مین اب کسی کی راے پر کام نہ کرونگا
اپنی راے پر عمل کرونگا جو میرے حق مین بہتر ہوگا اور مین اپنے مقام پر خیال کر لونگا اسپر
عمل کرونگا اور جو اسوقت ہم راے دین اسپر عمل فرمائیے اور ہم وقتاً فوقتاً راے دیتے
رہین گے ان دونون نے سمندر کو اسقدر پھرا اور ایسے ایسے نشیب و فراز و خرابیان
دکھائین کہ سمندر پھر گیا چونکہ یہ انسے محبت کرتا ہی اور انکو اپنا بہت بڑا دوست جانتا ہی پس انکے
کہنے مین آگیا اور یہ دونون بڑے مفسد اور فسادی ہین انکو یہی فکر ہی کہ کسی طور سے فساد ہو
جاے اور اہل اسلام سے ہمیشہ مقابلہ رہے کیونکہ انکے دلون مین اہل اسلام کی طرف سے بہت
کینہ ہی اور انکے قلب سیاہ ہین یہ کبھی مسلمان نہ ہونگے انکا خمیر کفر و نفاق سے کیا گیا ہی پس جب
سمندر نے یہ تقریر انکی سنی اسکو پسند آئی اور کہا کہ تمنے خوب بات بتائی پس اسوقت سمندر
نے لقوبر وقدا ونیدی اٹھا کر جو کہ اسکے گلے مین تھی کہا کہ مین اسی تقدیر کی قسم کھاتا ہون کہ کبھی
تمھاری راے کے خلاف نہ کرونگا اور کسی کی راے پر عمل نہ کرونگا جو تم راے دوگے اسپر
عمل کرونگا اور نہ یہ ظاہر کرونگا کہ یہ میرے وزیرون کی راے ہی بلکہ یہ ظاہر کرونگا کہ میری راے ہی
نہ اسوقت کی تقریر کسی سے بیان کرونگا نہ یہ نقصانات جو تمنے بیان کیے ہین اسنے کسی کو آگاہ کرونگا
پس اب تم اپنی راے ہمارے روبرو ظاہر کرو جب یہ امراق وشملاق کو یقین ہو گیا کہ اب ہماری تقریر نے
دیکر تقریر کو سمندر کے دل پر اثر کیا اور بادشاہ نے قسم کھائی انکو یقین ہو گیا کہ اب سمندر اس
قسم سے نہ پھریگا تب امراق نے کہا کہ ہماری دونون کی راے یہ بابت مقابلے کے یہ ہی کہ اب سب کو
روانہ کر چکے دیکھ چکے سواے ذلت اور خواری کے اور شکست کے کچھ حاصل نہ ہوا پس اب
آپ خود لشکر لیکر متوجہ ہون آپ کے پاس لشکر ہی اور جو آپ کی کمک کو آئے ہین ان سب کو ہمراہ
لیکر اہل اسلام سے مقابلہ فرمائیے اور ایسی جنگ فرمائیے کہ اہل اسلام کو بھی معلوم ہو جائے
ضرور انکی فتح ہوگی اور آپ ظفریاب ہونگے اور اس صورت مین جو کہ آپ کے استاد نے بتائی
ہی سواے کمی قوت اور بربادی سپاہ کے کوئی نفع نہ ہوگا اب یہی راے ہی سمندر نے کہا کہ تمھاری
راے بہت ٹھیک ہی مین اسی پر عمل کرونگا اور کبھی اس سے نہ پھرونگا سمندر نے اسپر کبھی

قسم کھائی اسکے بعد امراق وشلاق نے کہا کہ بابت الوان کے ہماری یہ رائے ہی کہ ابھی وہ لشکر
اسلام مین ہی پس ایسی حالت مین کسیکو تھوڑا سا لشکر لیکر طرف شہر الوانیہ کے روانہ فرمایئے کہ وہ
جاکر پہلے الوان کی بہن سے یہ ظاہر کرے بذریعہ نامہ وپیام کے کہ تمہاری بہن مسلمان ہوگئی اُسنے
اپنا دین آبائی ترک کیا خدا پرستون کا دین اختیار کر لیا اُس جرم پر سمندر رشاہ نے اُسکو طلب کرکے
بہت نصیحت کی اور سمجھایا اُسنے نہ مانا آخر اُسکے قتل پر آمادہ ہوئے اُسکو اہل اسلام کا عیار عیاری کر کے
لیگیا اب اُسنے جاکر اُنکی شراکت کی اور انکی شریک ہوگئی ہی اور اُسنے اقرار کیا ہی کہ مین اپنے ملک کو
جاؤنگی اور اہل شہر کو مسلمان کرونگی اور اپنا لشکر لیکر آؤنگی آپکی کمک کرونگی اور سمندر رسے مقابلہ کرونگی
پس سمندر رشاہ نے مجھکو بھیجا ہی کہ تمکو آگاہ کرون اُسکے مرید ہوجانے سے پس جب وہ دوسرے مذہب
مین گئی تو اب تم لوگ اُسکا پاس نہ کرنا اور اُس سے مقابلہ کرنا کیونکہ تمسے اور اُس سے مذہبی فرق ہوگیا
ہو اب وہ تمہاری شریک نہ ہوگی جبتک تم اُسکے شریک نہ ہوگے مذہب اسلام نہ قبول کروگے پس تمکو
لازم ہی کہ تم ہماری شراکت کرو کیونکہ ہم اور تم ایک ہی مذہب مین اور ایک ہی ملت رکھتے ہین ہمارے
تمہارے کوئی فرق نہین ہی اگر ایسا نہ کروگے تو ہم تمسے مقابلہ ہوگا پس وہ یہ پیام روانہ کرے اگر
وہ اس امر پر راضی ہون اور آپکی شراکت کرین تو خیر ورنہ وہ سردار اُنسے مقابلہ کرے اور تمام شہر
کو تاخت وتاراج کرے اہل شہر کو قتل کرے اور غارت مال واسباب سب لوٹ لے عزیز وانار یا الوان
کو بحالت خراب گرفتار کرکے بہت جلد حاضر کرے سوائے اس تدبیر کے کوئی اور تدبیر نہین ہی اگر انھون
نے آپکی شراکت کرلی تو خیر اگر شراکت نہ کی اور ملک تاراج ہوگیا لشکر تباہ ہوا الغرض الوان کس کو
اسلام آباد کریگی اور کہان سے لشکر لیکر اہل اسلام کی کمک کو جائیگی آپکا مطلب ہر طور سے حاصل
ہوگا سمندر رنے کہا کہ ہان یہ رائے خوب ہی در اصل اُستاد کی رائے بالکل خلاف تھی اُنکی کوئی رائے
اچھی نہ تھی سمندر رنے کہا کہ اب مین ایسا ہی کرونگا اب الطاف کے بارے مین کیا رائے دیتے ہو
امراق وشلاق نے کہا کہ اُسکے بارے مین کیا رائے عرض کیجائے اُسکے بارے مین آپ حکم فرما چکے
ہین اب اپنے حکم کو منسوخ کرنا بالکل خلاف ہی سب یہ خیال کرینگے کہ بادشاہ کو اپنی زبان کی پابندی کا
کچھ خیال نہین کبھی کچھ حکم فرماتے ہین کبھی کچھ پس جو کچھ حکم فرما دیا فرما دیا اب اُسمین کوئی کوشش جدید نہ فرمایئے
اگر وہ کل حاضر ہوا تو خیر ورنہ اُسکا گھر کل لوٹ لیا جائے اگر وہ شب کو فرار نہ کر گیا تو اُسکو جس حالت
مین ہو اسیر کر لیا جائے یہ بھی حکم آپ کا بہت مناسب ہی رادی نے بیان کیا ہی کہ ان دونون نے
اس سبب سے ایسی رائے نہ دی کہ ایک امر تو خلاف ہوتا کہ بادشاہ کو ثابت ہو جاتا کہ اُستاد
کی ہر ایک رائے غلط تھی کیونکہ یہ دریافت کر چکے تھے کہ الطاف بیمار نہین ہی صرف فقرہ کرتا ہی اور
وہ سرکشی پر آمادہ ہی کبھی حاضر دربار نہ ہوگا عشتاق نے سمندر رسے کہا تھا کہ آج کوئی حکم اب ایسا
نہ فرمایئے کہ جو خلاف ہو کل آپکو اختیار ہی اگر وہ حاضر ہو کل ضرور حاضر ہوگا پس انھون نے اسی سبب سے
رائے نہ دی تاکہ عشتاق جھوٹا ہو اور سمندر رکی نگاہ مین لغو قرار پائے پھر سمندر رکسی امر مین اُسکی
کی رائے نہ لیگا اپنا کام نکالیگا اور خوب اپنی چڑھی بارگاہ ہوگی پھر ہم ہی رائے پر عمل کریگا یہ دونون
یہ ظاہر کر چکے ہین کہ الطاف بھاگ جائیگا پس اگر ہمارے خیال کے موافق ہوا تو ہم سچے ہوے
اور عشتاق جھوٹا ہوا یہ وجہ تھی کہ اُنھون نے الطاف کے مقدمے مین کوئی رائے نہ دی پس
جب یہ تقریر تمام ہوئی سمندر رنے کہا کہ کل سے اسکا بندوبست کیا جائیگا جب ان دونون کو رخصت کیا

کہ بادشاہ اسکے خلاف نہ کریگا اور خوب پٹی پڑھا چکے اور اس امر پر آمادہ کر چکے کہ بادشاہ خود مقابلہ کو
اہل اسلام کے لشکر لیکر جاوے اور ایک سردار کو بھیجے تا بہ اجی شہر الیوا ہنیہ مع لشکر روانہ کرے
اسوقت ان دونوں سے کہا کہ ہم رخصت ہوتے ہیں اب آپ جا کر آرام فرمائیں کل جو کچھ کہنے پر اسکے دی
اسکے موافق عمل فرمائیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ کسقدر مفید ہے سمندر نے کہا کہ تمہیں اچھی طرح سے اسکے خاطر
میری پیش نگاہ ہیں تم دونوں بڑے عقلمند ہو میری سلطنت میں کوئی ایسا نہیں ہے جیسے تم ہو اگر دو چار
اور ایسے عقلمند میرے پاس ہوتے تو میں تمام عالم پر اپنی حکومت قائم کرتا اور سب اقالیم میرے
قبضے میں آجاتیں مگر کیا کروں کہ کوئی تمہارا مثل نہیں ملتا ہے میں نے کچھ تو سمجھکر تمکو اپنا وزیر قرار دیا اور اپنا کارپرداز
مقرر کیا وہ خوشامد کرنے لگے اور بہت کچھ تعریف کرنے لگے سمندر خوش ہوا بازوبند اور دو انگشتری
زمرد کے جنکا مثل و نظیر نہ تھا دونوں کو انعام میں دیے وہ بہت خوش ہوے اور سلام کرکے
لے لیے اور دوسرا سلام رخصت کرکے باہر آئے اور طرف اپنے مکان کے چلے ادھر سمندر داخل
محل ہوا اور اپنے مقام پر جو اپنے خیال کیا کہ استاد کی راے ٹھیک نہیں ہے زبان دانی پر وہ تکیہ چونکہ اسکا
اور پار آچکا تھا اسکو عشاق کی راے خلاف معلوم ہوئی اور ان دونوں کی راے ٹھیک معلوم
ہوئی کیونکہ یہ سبق ایسا پڑھا گئے تھے اور ایسے ایسے پہلو سمجھا گئے تھے کہ سمندر جس پہلو کو خیال
کرتا تھا انہیں کی راے کا پہلو اسکو اچھا معلوم ہوتا تھا اور عشاق کی راے کا جز ایسا معلوم ہوتا
تھا یہ دونوں بچے شیطان کے تھے بھلا انکے بہکانے سے سمندر کیونکر نہ بہکتا اور کیوں نہ انکی راے پر
عمل کرتا اگر شیطان ان کے روبرو آجاوے تو یہ مکر و کید میں اسکو اپنا شاگرد کریں اور باہم دولتوں
میں فساد ڈالتے ہیں اور بہکاتے ہیں اسکو سبق پڑھاتے ہیں اب سمندر کب پھرتا ہے اسکے دل پر
انکی راے مثل نقش کے ہو گئی ہے اور دل نے قبول کر لی ہے انکی راے کا اسکے کمالات دل پر بیٹھ گیا
ہے اب کیا وہ برطرف ہو سکتا ہے جب سمندر نے اپنے مقام پر بھی انکی راے کو راسخ پایا عشاق کی مخالف
پایا بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ مجھکو بہت عمدہ وزیر یہ دونوں ملے ہیں انکی راے بہت
عمدہ اور ٹھیک ہے اسی پر عمل کرونگا سمندر تو یہ خیال کر رہا ہے ادھر شملاق و امراق جو سمندر کو ورغلا
کے اور فساد پر آمادہ کرکے اپنے مکان کی طرف چلے راہ میں باہم صلاح کی کہ چلکر ذرا کچھ حال الطاف
کا دریافت کریں کہ در اصل وہ بیمار ہے اور اسکا قصد کیا ہے اگر وہ بیمار ہوا اور حالات خلاف میں
کل دربار میں آیا تو ہم جھوٹے ہوں گے بادشاہ خیال کریگا کہ یہ تو کہتے تھے کہ الطاف اچھا ہے اور
شب کو بھاگ جائیگا ان کے کہنے کے موافق ہوا الطاف حاضر بھی ہوا اور بیمار بھی ہے اگر در اصل
بیمار ہے تو اسکو کچھ ایسا بادشاہ کی طرف سے بدگمان کریں کہ وہ کل دربار میں نہ جاوے تاکہ عشاق
جھوٹا ہو جاوے اور ہم سچے ہوں یہ صلاح کرکے الطاف کے مکان کی طرف چلے اور اسکے دروازہ
پر پہنچے سپاہیوں اور ملازموں نے جو دیکھا کہ سمندر شاہ کے دست چپ کے وزیر ہمارے
مالک کے مکان پر آئے ہیں سب کھڑے ہو گئے اور سلام کیا اور جھک کر عرض کی کہ حضور ادھر
کیوں تشریف لائے ہیں ہمارے آقا تو ازحد بیمار ہیں صاحب فراش ہیں اٹھ نہیں سکتے ہیں اگر ارشاد
ہو تو خبر کر دیں امراق نے کہا ہم بھی تو خبر سنکے انکی عیادت کو آئے ہیں بہت دنوں سے قصد
کر رہے تھے مگر کاروبار سرکاری سے مہلت نہ ملتی تھی کہ آکر اپنے دوست کی خبر لیتے آج سنکے بہت
کیا کہ کام تو یونہی رہینگے ہم جا کر اپنے دوست کو تو دیکھ آئیں تاکہ وہ شکایت نہ کریں ابھی دنیا

ہین سواے اسکے اور کیا ہو کہ وقت مصیبت کسی کی خبر لینا یہی انجام دوستی اور ملاقات ہو اگر یہ نہ ہو تو
سب بیکار ہی وہ دوست کس کام کا کہ دوست کی خبر نہ لے یہ جو کہا وہ سپاہی خاموش ہو رہے اور مجلدار
کو بلا کر کہا کہ خبر کر دو کہ آپ کی ملاقات کے لیے اور آپ کی عیادت کے لیے وزیران دست چپ
تشریف لاے ہین مجلدار نے جا کر الطاف سے کہا کہ حضور وزیران دست چپ آپ کی عیادت کو یہان
تشریف لاے ہین الطاف اپنے عزیز و اقارب سے بیٹھا ہوا اہل اسلام کی تعریف کر رہا تھا اور یہ
کہ رہا تھا کہ آج شب کو ضرور یہان سے نکل چلین گے ورنہ کل ضرور کوئی نہ کوئی آفت ہم سب پر
سمندر نازل کریگا اگر مین دربار مین نہ جاؤنگا اور یہ ضرور ہی کہ مین اب تو دربار مین نہ جاؤنگا وہ تو
دربار جانے کے لایق نہین ہی گو فقرہ تھا مگر سمندر کو خیال نہ آیا کہ اسنے علالت کا عذر کیا ہی ہم اسکو
ایسا نہ تحریر کرین کہ تم ضرور آؤ ورنہ پچتاؤگے مجھسے فقرہ کرتے ہو بس ایسے کی اطاعت کرنا مین حماقت سمجھتا
اگر در اصل مین بیمار ہوتا تو اسوقت بھی یہی حکم دیتا ایسی ایسی باتین کر رہا تھا کہ مجلدار نے یہ آکر عرض کی
الطاف نے انکی طرف دیکھکر کہا کہ سمجھے بادشاہ کی فطرت دیکھی کہ وزیرون کو بھیجا کہ جا کر دیکھ آؤ اور
ان لوگون کو بھیجا جو کہ میرے دشمن ہین باطن مین اور ظاہر مین بڑے دوست ہین اب تم انکی تقریر سننا
یہ بڑے مفسد ہین یہان سے جا کر ایک کی دس لگائین گے خیر آئے ہین تو آنے دو پردہ کیا جاتے
مین انکو یہان بلاے لیتا ہون یہ کہکر کہا کہ ایک میز میرے پلنگ کے برابر لگا دو اسپر بوتلین اور
پیالے اور سامان دوائی رکھدو اور ایک چوکی برابر پلنگ کے لگا دو اسکے نیچے طشت وغیرہ
رکھدو اور تمام ملازم تخلیہ کر کے بیٹھ جائین ایک گاؤ لگا دو میری پشت پر تا کہ مین اس سے لگ کر
بیٹھ جاؤن اور دو آدمی میری مگس رانی کرین اور ایک لحاف لا کر مجھکو اوڑھا دو مین اپنے کو بیمار کی
صورت بناؤنگا پس جو کچھ الطاف نے کہا سب سامان کر دیا گیا دو ملازم پس پشت بیٹھکر مگس رانی
کرنے لگے چوکی لگا دی گئی میز پر سب سامان دوائی کا رکھدیا گیا عرق وغیرہ کی بوتلین اور لحاف
اوڑھا دیا گیا گاؤ تکیہ لگا دیا الطاف سر مین پٹی باندھکر اور کچھ صندل وغیرہ سر مین لگا مثل بیمار کے
اس گاؤ سے لگ کر بیٹھا اور آہ آہ کرنے لگا تھوڑے عرصے مین پردہ وغیرہ بھی ہو گیا الطاف نے حکم دیا کہ
انکو اندر لے آؤ پس مجلدار نے پہرے والے سے آکر کہا کہ جو صاحب تشریف لاے ہین انکو
اندر بلا لو حضور نے طلب کیا ہی پس یہ دونون جو افراد سے یہان کھڑے ہوے تھے کہ سپاہی نے
آکر کہا کہ تشریف لے چلیے اندر بلایا ہی یہ سنکر شملاق و امراق ہمراہ اس سپاہی کے اندر آئے وہ
انکو لیے ہوے ایوان مین آیا انھون نے مکان کو باغ وغیرہ سے خوب آراستہ پایا اور جو سامان
لایق وزرا اور امرا کے ہین وہ سب موجود تھے ایک طرف شملاق و امراق نے دیکھا کہ بہت سے
لوگ بیٹھے ہوے ہین پردہ دری ہین وہ سپاہی انکو لیکر اسطرف چلا جب یہ قریب پہنچے تو دیکھا
کہ الطاف چادر اوڑھے ایک پلنگ پر لیٹا ہوا ہی گاؤ تکیہ لگا ہوا ہی سر مین پٹی بندھی ہوئی خادم پس پشت
کھڑے ہوے مگس رانی کر رہے ہین چوکی برابر لگی ہوئی ہی میز پر سامان بیماری کا رکھا ہوا ہی
ان دونون نے بغور طرف ایوان کے دیکھا جب یہ سب سامان نظر پڑا تو باہم کہا کہ سچ الطاف
نے لکھا تھا کہ مین علیل ہون واقعی بہت علیل معلوم ہوتا ہی شملاق نے یہ کلمہ امراق سے کہا امراق
نے الطاف کی طرف دیکھکر کہا کہ ای بھائی دیکھو تو کسقدر اسکے چہرے پر رونق ہی حالت صحت کا چہرہ
معلوم ہوتا ہی میرے نزدیک یہ بہانہ ہے انکی خبر سنکے بیمار بنا ہی مگر کہان بیمار اور کہان صاحب صحت

بھلا کہیں کبھی حالت بیمار کی پوشیدہ ہو سکتی ہے اگر بیمار یہ چاہے کہ میں اچھا بھی ہو جاؤں تو غیر ممکن ہے اگر
اگر یہ چاہے کہ میں بیمار ہوں تو یہ بھی غیر ممکن ہے ضرور یہ پیغام ہے جو اشراق نے کہا اشتیاق نے غور کر کے
دیکھا کہا کہ تم سچ کہتے ہو یاں چہرے پر نور رونق ہے بالکل آثار علالت نہیں پائے جاتے ہیں فقرہ ہی میں
تو دور سے دیکھ کر خیال کیا تھا کہ غضب ہوا کہ یہ بیمار نکلا اشتیاق کا کہنا سچ ہوا اگر کیا ہوتا ہے تھے جو خیال
کیا تھا وہی نکلا ہمارا خیال آجتک غلط نہیں ہوا آج کیونکر غلط ہوتا یہ تا ہم اشارہ کرتے ہوئے
بارہ دری میں آئے دو کرسیاں برابر پلنگ کے بچھی ہیں تکئین اٹھی پر آکر الطاف سے صاحب سلامت
کر کے بیٹھے اور سب سے بھی صاحب سلامت ہوئی ایک پہلو میں الطاف کے انکا فرزند تھا اور
ایک پہلو میں بھائی باقی اور عزیز و اقارب بھی بیٹھے ہوئے تھے جب انھوں نے الطاف کو سلام
کیا تھا الطاف نے بہت آہستہ سے جواب سلام دیا تھا پھر شبہ منھ سے آہ آہ کی صدا نکل رہی تھی
کہ انھوں نے پوچھا کہ بھائی مزاج تو اچھا ہے یہ کیا حال ہو گیا کہ تم پہچانے نہیں جاتے ہو انھوں نے
تو طعن سے کہا الطاف نے آہستہ سے کہا کہ زندہ ہوں تمھاری جان و مال کو دعا کرتا ہوں آپ
لوگوں کا تو مزاج اچھا ہو اور سب طرح سے خیریت ہے بادشاہ کا مزاج اچھا ہے اور سب سرداران سلطنت
امیران ایست اچھے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ سب اچھے ہیں الطاف نے کہا کہ تمھارے گھر میں
سب خیریت سے ہیں جواب دیا کہ ہاں یہ کہکر کہا کہ تم اپنی کیفیت بیان کرو کہ تم کیسے ہو بالکل ضعیف
ہو گئے ہو چہرہ اتر گیا ہے کیا علالت تھی اور اب کیسے ہو یہ سنکر الطاف نے آہستہ سے کہا کہ اب بھی
خبر لی تو خوب کیا مجھکو تو آپ لوگوں سے یہ امید نہ تھی کہ آپ لوگ میرے ساتھ اس طور سے پیش
آئینگے جبکہ ایسی ملاقات ہو کہ عزیز داری سے بڑھکر ہو ایسی حالت میں آپ لوگ یوں بے خبر
ہو جائیں اور خبر نہ لیں مرتے مرتے بچ گیا کیا امید زندگی تھی آپ لوگوں نے تو بہت اچھا دیکھا
تو بارہ روز ہوئے ہیں کہ میں نے قسم غلہ سے ایک دانہ نہیں کھایا شربا پانی سرد پیا ایسا شدید بخار آیا کہ
تمام اعضا توڑ دیے طاقت زائل ہو گئی نوبت یہ پہنچی کہ صاحب فراش ہو گیا چار آدمی اٹھاتے
ہیں اور چار بٹھاتے ہیں بول و براز کو اپنے پاؤں سے نہیں جا سکتا ہوں گو برابر چوکی لگی ہوئی
ہے مگر لوگ بٹھا دیتے ہیں اور پھر پلنگ پر لٹا دیتے ہیں بھائی ایسا بخار آیا کہ پندرہ پندرہ دن تک
ہوش نہیں آیا بیہوش پڑا رہا صرف سانس کا شمار رہا اسی سبب سے سب کو امید نہ تھی کہ زندہ ہوں
آنکھ نہیں کھولی ایسی تپ تھی کہ جو لوگ برابر آکر بیٹھتے تھے وہ گرمی سے پریشان ہو جاتے تھے میرا تو
یہ عالم ہوتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ تنور میں پڑا ہوا ہوں ایک شمع ہے کہ جسم میں روشن ہے کہ وہ قلب و
جگر کو جلائے دیتی ہے یہ عالم تھا جو کہ میں نے بیان کیا مگر پرسوں سے بخار تو برطرف ہو گیا کسی قدر
حرارت باقی ہے مگر اسی دن سے سر میں درد ایسا ہے کہ وہ ہلاک کیے دیتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک
نشتر ہے کہ سر میں خلش کر رہا ہے کسی پہلو قرار نہیں ہے میں اس وقت دلپر جبر کیے ہوئے آپ لوگوں سے
کلام کر رہا ہوں ورنہ میرا دل کلام کرنے کو نہیں چاہتا ہے آپ لوگوں نے تو بہت اچھا دیکھا گویا
میں اچھا ہوں ورنہ یہ کب امید تھی کہ میں اچھا ہونگا یا میری یہ حالت ہو گی کہ کسی سے کلام کرونگا
لیس جو جو حالت میری ہے اور یہ گذر رہی ہے وہ دل خوب جانتا ہے یا میرے تیماردار اس علالت میں سب کو
دیکھ لیا یہ چند عزیز دار میرے ملازم تو میرے کام آئے ورنہ نہ کسی عزیز نے خبر لی نہ کسی دوست نے
سب کی عزیزداری اور ملاقات کا امتحان اس علالت میں مجھکو ہو گیا کوئی کسیکا نہیں ہے مجھکو امید یہ نہ تھی

ہین نے کیسی کیسی عرضی ہین حالت اپنی تحریر کی بادشاہ نے خبر تک نہ لی کوئی چوبدار تک نہ روانہ فرمایا نہ آپ
لوگون نے خبر لی اگر زندگی ہی تو اچھا ہوجاؤنگا مگر اب سب سے امید قطع ہوگئی اگر موت آئی ہی تو کیا خوف
ہی یہ جو الطاف نے کہا امراق نے شملاق کی طرف دیکھا اور باہم اشارے سے کہا کہ ہمکو فقرہ دیتے
ہین اور بناتے ہین کسی بچے کو بنائین ہم ایسے گرگ جہاندیدہ کب پھنسنے مین آتے ہین جیسے ہم انکی حالت
سے واقف نہین ہوے اور یہ نہین سمجھے کہ یہ فقرہ ہی ہنسکر لیتے ہین یہ باہم اشارے کرکے بطور دنیا سازی
کے کہا کہ واقعی بہت بڑی ہم سب سے غفلت ہوئی کہ تمہاری خبر نہ لی مگر ہم سب بھی مجبور تھے بادشاہ کی تو
یہ حالت تھی کہ انکو کسی وقت اہل اسلام کی طرف سے مہلت نہین ملتی تھی آج فلان سردار کو برائے مقابلہ
روانہ کیا اسکے مرنے یا شریک اسلام ہونے کی خبر آئی کل دوسرے کو روانہ کیا وہ تو اس فکر مین ہین
رہے ہم لوگ ہمکو اس فکر سے مہلت نہین تھی دوسرے اور کاروبار سرکاری تم تو ناواہ سے نہین تھے
تمہارا کام کرنا پڑتا ہی میان اشتقاق دورے پر ہین انکا کام دیکھنا اپنا کام کرنا شب کو بھی مہلت نہین ملتی
ہی کھانا پینا حرام ہی اسپر فکر کہ بادشاہ کو کیا راے دیجاے کہ وہ ہم لوگون کی راے پر کام کرتے ہین یہ فکر ہی
کہ کوئی تدبیر ایسی کیجاے کہ اہل اسلام پر ظفر حاصل ہو بس اسی فکر مین رات و دن بسر ہوتی ہی اسے
تن بدن کا تو ہوش ہی نہین اور کسی کی کیا فکر ہو آج بہت سے کام ہرج کیے جو آپ کی عیادت کو آئے
یہ خیال ہوا کہ یہ کاروبار تو اسی طور سے رہینگے مہلت ہوگی نہین چلکر دیکھو تو آؤ حالت مجبوری
ہین تھے ورنہ ہم اور یہ سنتے کہ تم علیل ہو اور ایسے علیل ہو کہ صاحب فراش ہو اور عیادت کو نہ آتے
ہان تمہاری صحت کی ہر وقت خداوند سے دعا کرتے تھے اور روتے تھے یہ جو انھون نے کہا الطاف
نے کہا کہ کیا ابھی اہل اسلام سے فیصلہ نہین ہوا انھون نے جواب دیا کہ نہین میان آفاق تو اسی زمانہ
مین شریک ہوگئے تھے اسکے بعد کئی مقابلے ہوے مشتاق نہ طاق مارے گئے انکے بھتیجے نے آکر
مقابلے کیے وہ بھی مارے گئین نہ ظفریاب ہوئین انپر بھی بڑے بڑے الام گذرے کیا بیان کیا جاے
ایک قصہ طولانی ہی کہانتک بیان ہو تمہارا ابھی دماغ بیکار خالی ہوگا خلاصہ یہ ہی کہ ابھی اسی طور سے
مقابلے ہو رہے ہین یہ قصہ ابھی نہ فیصل ہوگا کیونکہ اہل اسلام کو دن بدن ترقی ہوئی جاتی ہی ابھی
کل کا ذکر ہی کہ بی الوان نے بادشاہ کی طرف سے مقابلہ کیا خواجہ عیاری سے انکو اسیر کرلیگئے وہ انکی
شریک ہوگئین یہ کہکر کل واقعہ الوان کا بیان کیا اور کہا کہ اور بہت سے بادشاہ برائے کمک
آئے ہین اب یہ راے ہو رہی ہی کہ کیا کیا جاے کسطور سے مقابلہ کیا جاے مشتاق چہرہ نشین اُستاد
بادشاہ کی یہ راے ہی کہ ان سب پر کسی اپنے لشکر کے سردار کو افسر کریں ان سب بادشاہون کو
اسکے ماتحت کرکے برائے مقابلہ اہل اسلام روانہ کرو چنانچہ تجویز ہونے لگی مشتاق نے تمہاری راے
دی یہ راے بادشاہ نے پسند کی ملکہ ہین نے کہا ہی کہ وہ علیل ہین تنخواہ سے تو مشتاق نے کہا کہ بہت
عرصہ ہوا انکی علالت کو اب وہ اچھے ہوگئے ہونگے چنانچہ ہمکو اسکے کہنے سے بادشاہ نے طلب کیا
جب یہان سے چوبدار نے جاکر تمہارا عذر بیان کیا بادشاہ کا دماغ تو آجکل خراب ہی اور برانگیختہ تھے
ظلم و ستم پر کمر کسی ہی مین نے الوان کی حالت تمہارے روبرو بیان کی کہ جو سلوک بادشاہ نے اُسکے
ساتھ کیا اور جس طور سے ذلیل کیا ہین ایسی تو حالت ہو رہی ہی بس فوراً غصہ آگیا اور ایک نامہ بنام
تمہارے لکھواکر روانہ کیا کہ جسکا مضمون تمنے پڑھوا کر سنا ہوگا ہین اور شملاق و مشتاق نے منع بھی کیا
ایک نہ سنی اسکا جواب بھی دیا کہ ہمنے اس لیے ملازم نہین رکھا ہی کہ گھر بیٹھے ہوے تنخواہ کھائین اور

جب کام کا وقت آئے تو ایک فقرہ کرین تم تو علیل ہو بادشاہ کو یہ خیال ہو کہ فقرہ کیا اگر علیل بھی ہین تو ہون
لشکر کے ساتھ اُنکو جانا ہوگا اگر وہ انکار کریگا تو مین بری طرح پیش آؤنگا الطاف نے جواب دیا کہ
بجا ارشاد ہوا اُنکے حق بجانب ہے جو کچھ وہ فرمائین وہ بجا ہے وہ مالک ہین ہم اُنکے خادم ہین خیر اس سے
کچھ مطلب نہین ہے کل مین حاضر دربار ہونگا جو کچھ وہ حکم دینگے بجا لاؤنگا چاہے جیسی میری حالت ہو
مین سرتابی نہ کرونگا یہ جو الطاف نے کہا اُنکے ہوش اُڑ گئے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ تو بڑا
غضب ہوا کہ یہ دربار مین جانے کو کہتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ وہ حکم دینگے وہ بجا لاؤنگا بڑی خرابی
ہوئی کوئی تدبیر ایسی کرو کہ یہ کل حاضر دربار نہ ہو اسپر عتاب شاہی نازل ہو عشاق جو جھوٹا ہوا اور
ہم سچے ہین راوی نے کہا ہے کہ صرف الطاف نے اس خیال سے اسلئے یہ کہا کہ کل مین حاضر ہونگا
اور جو وہ حکم دینگے اسکو بجا لاؤنگا اگر مین یہ نہ کہتا ہون کہ مین دربار مین نہ حاضر ہونگا تو یہ اسیوقت
جاکر ایک کی ہزار بادشاہ سے جڑینگے اور اُسکو غصہ دلائینگے اور اس امر پہ آمادہ کرینگے کہ ابھی
اسیر کر لیا جائے ورنہ بھاگ جائیگا بادشاہ انکا کہنا بہت مانتا ہے ضرور انکے کہنے پر عمل کریگا جو
میرا قصد ہے وہ فسخ ہو جائیگا مفت مین بدنام ہونگا اور ذلت جو کچھ ہوگی وہ الگ ہوگی اس
سبب سے اسنے یہ کہا تھا الغرض جب اُنھون نے یہ سُنا اور خیال کیا کہ اس مین یہ خرابی ہے اور یہ جانے پر
آمادہ ہے تو یہ اپنے دل مین کچھ سوچکر کہنے لگے کہ تھوڑا واقعہ تو سن لو اور جو کچھ ہم کہین اُسکو
یہ سمجھو کہ ہم تمہاری دوستی اور محبت کے سبب سے کہتے ہین ورنہ ہم کبھی نہ کہتے الطاف نے
کہا کہ یہ تو مجھکو یقین ہے کہ آپ جو کچھ فرمایئے گا صرف محبت اور الفت کے سبب سے اور میری
خیرخواہی کے سبب سے بیان فرمایئے اشراق نے کہا کہ جب اس حکم نامہ کا جواب یہان سے گیا
اُسکے مضمون سے بادشاہ آگاہ ہوئے تمنے یہ لکھا تھا کہ مین کل حاضر ہونگا بس بہت غصہ آیا حکم
دیا کہ اسیوقت سپاہی جائین اور کوتوال بھی اگر الطاف جادوگر بخوشی آئے تو خیر ورنہ بحبس حالت
گرفتار کر لائین مع اُسکی ناموس کے اُسکا گھر لوٹ لین اُسکے عزیزون کو اسیر کرین اور
تمہارا دربار کرین یہ کیا کہ اُسنے میری عدول حکمی کی ہے جو حکم دیا اُسوقت
تمام شہر مین تشہیر کریں کہ … اُنھون نے لکھا ہے کہ آج مین حاضر نہین ہو سکتا ہون
ہم سب نے اور عشاق نے عرض کی کہ … نہ حاضر ہون تو یہ بھی حکم فرمایئے گا جب بہت
حاضری آج کی معاف کیجائے تو کیا نقصان ہے کل آ…
سمجھایا تو غصہ فرو ہوا حکم دیا کہ اگر کل نہ حاضر دربار ہو تو کوئی ضرورت دوسرے حکم کی نہین ہے بس
جو ہمنے حکم دیا ہے اسکی تعمیل کیجائے اور بھائی تمہاری بابت یہ حکم دیا گیا ہے ہم سب کے روبرو اس
جانے رہئے واقعی وہ دربار اب لائق شرفا کے نہین رہا ہمارے نزدیک اگر تم کل …
تمہارے لیے خرابی ہے وہ یہی حکم دینگے کہ لشکر کے ساتھ جاؤ اگر انکار کیا تو عدول حکمی کا جرم قایم
کرینگے جیسا کہ ایوان پر قایم کیا گو وہ نہ ملازم تھے نہ ماتحت صرف ملاقات تھی اسپر اُسکو ذلیل کیا اور
قتل کرنے پر آمادہ ہوئے اور ہم لوگ تو ملازم ہین ہمپر تو ضرور جرم قایم ہوگا اگر تم گئے تو بیمار رہو
اور تمنے اقرار بھی کیا ہمراہ لشکر کے جانیکا تو ایسی حالت مین کیا کرو گے ہر طرح تمہارے لیے
خرابی ہے ہمنے تمکو وہان کے حالات سے آگاہ کر دیا کہ یہ واقعہ ہے اور بادشاہ کا تمہاری نسبت
یہ خیال ہے وہ اب ہر ایک کی درپے آزار ہین پہلو ڈھونڈھا کرتے ہین کہ کوئی پہلو ایسا ملجائے کہ مین
ظلم و ستم کرون بس تمہاری ذلت ہماری ذلت ہے اور ہماری ذلت تمہاری ذلت ہے کیونکہ ہر سون کی

ملاقات ہو ایک مقام پر برسون رہے ہین عزیزداری سے زیادہ ہمیشہ تمسے برتاؤ رہے ہین اسی
خیال سے آکر تمکو خبر کی کہتا ہوں تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ایک تو آپ کو سب حالت معلوم تھی ہمکو آگاہ بھی نہ کیا ہمارے
نزدیک تمھارا دربار مین جانا اچھا نہین ہو اگر ہماری راے پر عمل کرو تو ہماری راے یہ ہو کہ تم کل
ایک اس مضمون کی عرضی کہ رکھو کہ مین فلان ملک کو جاتا ہون اپنا علاج کرنے کو مین نے سُنا ہو کہ وہان
ایک بہت حکیم حاذق ہین اُنکے ہاتھ سے بہت سے مریض اچھے ہوے ہین یہ عرضی کرکے فوراً بلا انتظار
جواب کسی ملک کو دو ایک مہینے کے لیے چلے جاؤ جب خوب اچھی طرح اچھے ہو لینا تو آنا اُسوقت ہم
بہت اچھی طرح سے سفارش کر دینگے اور بادشاہ کی بھی یہ حالت برطرف ہو جائیگی اہل اسلام سے
بھی تصفیہ ہو جائیگا اُسوقت کوئی قصہ نہ ہوگا بھائی جان ہو تو جہان ہو اگر جان ہوئی تو جہان کو پایا
مال کو لیکر جاؤ تو گے یا آبرو نہ ہوئی تو کیا کروگے اپنے چار بیٹیون مین سے عزت سے کیونکر بسر کروگے
یہی سب کہین گے کہ سمندر نے انھین کو عدول حکمی کے جرم مین قید کیا یا سر دربار ذلیل کیا آفاق
والیوان کی نسبت کہا جاتا ہو ہمنے دوستی کی راہ سے تمکو آگاہ بھی کر دیا اور اپنی راے بھی بتا دی
آئندہ تمکو اختیار ہو اگر کوئی اور ہوتا تو کبھی ہم اس امر سے اور اس حکم سے نہ آگاہ کرتے نہ اپنی
راے اُسپر ظاہر کرتے یہ تقریر سُنکے الطاف نے کہا کہ تمنے اپنی ملاقات اور محبت کا حق ادا کیا
دوست کو دوست کے ساتھ ایسی ہی قدر و محبت اور دوستی کرنا چاہیے تھا تم اپنے حق دوستی سے سبکدوش
ہوے تمسے کوئی شکایت نہین ہو تمنے خوب کیا جو آکر آگاہ کیا اور جو میرے حق مین بہتر تھی وہ راے
بھی دی مگر میری راے سنو مین کل ضرور جاؤنگا اگر وہ ہمراہ لشکر جانے کو فرمائینگے مین کوئی عذر نہ کرونگا
فوراً جس حالت مین ہونگا ہمراہ لشکر جاؤنگا کیونکہ مرنا بھی ضرور ہو ایک نہ ایک دن اگر یہان مر گیا تو کیا
اور وہان مر گیا تو کیا مین اپنی جان سے عاجز ہون بس یہ تو ہرجا رہیگا کہ الطاف نے بادشاہ کی عدول
حکمی کی کس حالت مین اطاعت کی اچھا ہوگا کہ مین اہل اسلام کے ہاتھ سے مرون اور قتل ہون
سب میرے گناہ عفو ہو جائین گے بس مین تو کبھی نہ اس امر کو قبول کرونگا جان کے خوف سے
کہ الطاف نے بادشاہ کی عدول حکمی کی اور نکل گیا اس مین جو میرے حق مین ہو وہ بہت اچھا ہو
کل تم دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہو امراق و شملاق نے کہا کہ بسبب بخار کے تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہو
یہ راے تمھاری بالکل خلاف ہو دیکھو ایسا نہ کرنا ورنہ بہت پریشان ہوگے سواے ذلت اور
خفت کے کچھ نہ حاصل ہوگا الطاف نے کہا کہ جو کچھ ہو انھون نے جواب دیا کہ تم دیوانے ہو گئے
ہو خیر اب تو ہم جاتے ہین کیونکہ تمکو ہمارے سبب سے تکلیف ہو اسی امر سے آگاہ کرنے کو آئے
تھے تو تمکو خبردار کر چلے اب تمکو اختیار رہا ابھی تو بہت وقت ہو اپنے عزیزون سے اور اپنے فرزند سے
راے لینا کیونکہ اُنکی راے سالم ہو تمھاری راے سے وہ لوگ صحیح ہین تم علیل ہو جو اُنکی راے
ہو اُسپر عمل کرنا الطاف نے کہا کہ اچھا بس یہ دونون اُٹھے صاحب سلامت کرکے چلے اشارے سے
الطاف کے بھائی اور فرزند کو بلایا وہ خود پہونچانے کو اُٹھے تھے اُنکو ہمراہ لیکر باہر آئے اور اُنکو
بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ نہ جانے دینا ورنہ بڑی خرابی ہوگی بلکہ اُنکو لیکر نکل جاؤ تو اچھا ہو اور بہت سے
نشیب و فراز دکھاے انھون نے کہا کہ ہم اپنے امکان بھر تو اُنکو نصیحت کرینگے قبول کرنے نکرنے کا
اُنکو اختیار رہی کیونکہ وہ ہمارے بزرگ ہین ہم زبردستی نہین کر سکتے ہین ان دونون نے کہا کہ خیر ہمنے
تمکو بھی آگاہ کر دیا اور اُنکو بھی ہم اپنا حق ادا کر چلے انھون نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا یہ کہکر وہ

دونوں اندر آئے پر اپنے مرکبوں پر سوار ہو کر اپنے مکان کی طرف چلے راہ میں کہا کہ اب الطاف
نہ جائیگا وہ ماندہ تو ہی نہیں صرف ہمارے سر دکھانے کو بنا تھا ضرور نکل جائیگا اگر جاتا بھی ہوگا تو یہ لوگ
منع کرینگے اور اُسکو دربار میں نہ جانے دینگے امراق نے کہا کہ ضرور ایسا ہوگا اگر ہم اسوقت نہ آتے
تو ضرور کل خفیف ہوتے بادشاہ کی نگاہ میں یہ دونوں تو آپس میں تقریر کرتے ہوئے اپنے اپنے
مقام پر آئے اور اپنی کارروائی پر بہت خوش ہوئے اور اس انتظار میں رہے کہ کل یہ گل کھلیگا
ان کو تو اسی خوشی میں اور فکر میں رکھا جاتا ہے وہاں جب یہ نامہ جا چکے اُسوقت الطاف نے
حکم دیا کہ یہ سب سامان لے جاؤ یہ بیکار ان حرامزادوں نے آکر دماغ خراشی کی یہ ہمکو نصیحت
کرنے آئے تھے میں ان ایسے سیکڑوں کو چرا دیتا ہوں میرے آگے یہ طفل مکتب ہیں میں ایسا
نادان تھا کہ اُنکو اپنے دل کے حال سے آگاہ کرتا یہ ایسے راگ کسی لونڈے کو جا کر دیں اپنی محبت
جتانے آئے تھے ہمارے دل کا حال دریافت کرنے آئے تھے اور دیکھنے آئے تھے کہ کیا حال
ہے اگر میں کچھ بھی کہتا تو یہ ابھی تو جا کر بادشاہ سے لگاتے اور اُسکو یہ راے دیتے کہ ایسا بندوبست
فرمائیے کہ یہ جانے نہ پائے بس میرے ارادے میں فرق آتا اور میں مفت ذلیل ہوتا اور یہ لوگ
سب ہنستے اور میں کب ایسا تھا کہ انکے کہنے پر عمل کرتا اور کہتا کہ ہاں میں ایسا ہی کرونگا میں نے
بھی اسی مصلحت سے کہدیا کہ میں کل ضرور جاؤنگا دربار میں جو وہ حکم دینگے اُسکو بجا لاؤنگا تا کہ انکو
موقع نہ ملے کہ یہ کوئی فتور برپا کریں میں بہر اچھی قصد ہو وہ ہو یہ کہکر اُٹھ بیٹھا اتنے عرصے میں بھائی
اور فرزند آئے اُنسے پوچھا کہ یہ نطفۂ حرام کیا کہتے تھے اُنھوں نے جواب دیا کہ کہتے تھے کہ سمجھانا کہ دربار
میں نہ جائیں ورنہ خرابی ہوگی ہمنے بھی جواب دیا کہ اپنے امکان بھر کوشش کرینگے آیندہ اُنکو اختیار
ہے الطاف نے جواب دیا کہ خوب جواب دیا ہمکو لونڈا بنانے آئے تھے میں نے خود لونڈا بنا دیا
ذرا سی بھی چھاؤں نہ آیا کہ میں یہاں سے چلا جاؤنگا یا دربار میں نہ حاضر ہونگا یہ کہکر وہ بھی شک
الطاف نے مٹایا اور فرزند سے بیان کیا کہ یہ ابھی جا کر بادشاہ کو ورغلاتے کہ میری گرفتاری کی
فکر کرتے میرا قصد فسخ ہو جاتا اور میں اسیر ہو جاتا اگر ذرا میں کہتا کہ میں دربار میں نہ جاؤنگا یہ بڑے
مفسد ہیں اور میرے بڑے دشمن ہیں یہ صرف دنیا سازی اور اس امر کی باتیں تھیں تا کہ میں اپنا
اپنا حال دل کہوں کیسے دوست بنے تھے کہ انسے بڑھکر کوئی نہ ہوگا بس میں نے خود اُنکو لونڈا
بنایا اور دھوکا دیا یہ کہکر الطاف نے کہا کہ جو کچھ باقی ہے وہ بہت جلد سب باندھ لو کیونکہ اب زمانہ
بہت کم ہے سب بند و بست ہوگیا ایک تنکا بھی کسی نے نہ چھوڑا الطاف نے سب سے کہا کہ جتنے
سمندر کی حالت تھی جو کچھ اُنھوں نے سمندر کی بابت بیان کیا کہ یہ اپنے حکم دیا اور یہ سب درست
اور صحیح تھا دیکھو تھوڑے عرصے میں معلوم ہو جاتا ہے وہ لوگ آتے ہونگے جو کہ میری طرف سے دربار
میں رہتے ہیں اور میرے دوست ہیں آتے سب حال ظاہر ہو جائیگا راوی نے بیان کیا ہے کہ چند
اہل دربار میں سے الطاف کے بہت بڑے دوست ہیں جو کچھ حال روز دربار میں گذرتا ہے وہ سب آکر
اس سے بیان کرتے ہیں جب سمندر نے بابت الطاف کے حکم دیا تھا کہ کل یہ اسکے ساتھ سلوک
کیا جائیگا اُنکو بہت غصہ آیا تھا مگر کیا کر سکتے تھے مجبور تھے جب دربار برخاست ہوا چلے اپنے
مکان پہنچے سب امور سے فراغت کر کے جو وقت کہ الطاف کے پاس جانیکا تھا جب وہ آیا الطاف
کو اُنکے آنیکی خبر ہوئی وہ اُنکے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا جب معلوم ہوا کہ وہ لوگ آتے ہیں فوراً

اس مقام پر آیا کہ جہاں اُسنے بیٹھکر باتین کرنا تھا جب سامنا ہوا پہلے صاحب سلامت ہوئی اُسکے بعد
مزاج پرسی ہوئی پھر الطاف نے دربار کی کیفیت دریافت کی اُنھون نے عرفی کا آنا اور عشاق کا اعتراض
کرنا سمندر کا اس امر کا اقرار کرنا کہ جو آپ کی راے ہوگی اُسپر عمل کرونگا عشاق کا راے دینا سمندر کا
تقریر کرنا اور الطاف کا بعد طلب ہونے ہر امر کے طلب ہونا اور یہان سے جواب کا جانا اور سمندر کا برہم
ہونا اور حکم نامہ لکھنا اُسکا جواب جانا اور حکم دینا سمندر کا عشاق کا منع کرنا سمندر کا بہت دیر کے بعد
قبول کرنا اُسکی حکم کے ساتھ کہ اگر کل نہ آئے تو یہ اُسکے ساتھ برتاؤ کیا جاے جو کہ شملاق و امراق نے بیان
کیا تھا سب بیان کیا اور جو حکم سمندر نے دیا تھا کوئی امر اپنی طرف سے نہین بیان کیا بلکہ کہا کہ ہمکو بہت
غصہ آیا مگر کیا کرتے الطاف نے جواب دیا کہ سچ ہے پس الطاف نے بھی شملاق و امراق کا آنا بیان کیا اور
جو کہ اُنھون نے تقریر کی تھی سب بیان کی اُنھون نے کہا کہ کیا آپنے سُنے الطاف نے کہا کہ ہان لیکن
الطاف نے اُنکو بھی اپنے قصد سے نہین آگاہ کیا ہے کہ میرا یہ قصد ہے صرف یہ کہا ہے کہ مین دربار مین تو
ہرگز نہ جاؤنگا چاہے جو کچھ میرے اوپر گذر جاے مجھکو گھر کا تاراج ہونا اپنا اور اپنے عزیزونکا اسیر یا
قتل ہونا گوارہ ہے مگر اسی کے دربار مین جانا گوارہ نہین ہے یہ ذلت گوارہ ہے کہ مین شہر شہر مین تشہیر کیا
جاؤن مگر وہ دربار کی ذلت نہ اُٹھاؤن وہ لوگ سُنکے خاموش ہو رہے افسوس کیا کیے تھوڑی دیر
بیٹھکر اپنے اپنے مکان کو چلے گئے یہ سب واقعات دن بھر مین تمام ہوے جب وہ لوگ پھر کر گئے تو
شام ہوگئی جب کسیقدر رات بیتی ہوئی الطاف اُسوقت کا منتظر تھا اُسنے حکم دیا کہ اب سب اپنا اپنا اسباب
اُٹھا کر میرے محل کی پشت کی طرف جو دروازہ چور ہے اُس سے نکلکر اور شہر پناہ کے چور دروازے سے
نکلکر کے فلان صحرا جو شمال کی طرف ہے وہان جاکر قیام کرین مین بھی آتا ہون جب یہان کوئی نہ رہیگا اُسوقت
مین بھی آؤنگا ایک امر کا خیال رہے کہ جو کوئی راہ مین ملے خواہ اہل شہر سے ہو خواہ ملازم ہمارا ہو بدون
دریافت کیے ہوے اُسکو قتل کرنا اُسکو ایک لمحہ کی مہلت نہ دینا کہ وہ کچھ دریافت کر سکے سب نے
کہا کہ بہت خوب پس اُسیوقت سے دس دس بیس بیس ملازم اپنا اور الطاف جادو کا اسباب بھی لیکر
اُسی دروازے سے نکلکر جانے لگے شہر کو طے کرکے اور شہر پناہ کے چور دروازے سے نکلکر اُس
مقام پر جاکر قیام پذیر ہوے کہ جسکا پتہ الطاف نے دیا تھا جو کوئی راہ مین ملا بلا خوف و خطر اُسکو قتل
کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ نوبت باینجا رسید کہ تا نصف شب کل نکل گئے اب کوئی سواے الطاف اور
اُسکے عزیزون کے ملازمون مین سے باقی نہین رہا اور سب اسباب لے گئے جو جواہرات تھا وہ اُسکے
پاس تھا الطاف نے اُس مکان مین ایک تنکا بھی نہین چھوڑا جب زلف لیلاے شب تا کمر آئی اور الطاف
کو معلوم ہوا کہ ابھی چند لوگ رہگئے ہین پس اُسنے سب کو ایک مقام پر جمع کیا اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر
روانہ ہوا آگے آگے اُسکا بھائی بیچ مین الطاف اور سب عزیز و ناموس و جواہرات لیے ہوے سب سے پیچھے
اُسکا فرزند اسی طور سے مکان سے نکلے الطاف نے جانور تک ہمراہ لے لیے تھے کچھ بھی نہ چھوڑا تھا
بالکل مکان خالی کر دیا تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ اُسکا مکان بالکل آخر شہر مین واقع ہوا تھا اور
اُسکے مکان کی پشت پر بہت بڑا صحرا تھا اُدھر آبادی بالکل نہ تھی پس پشت مکان سے باہر آیا اور
سب کو ہمراہ لیکر صحیح و سلامت نکلا ہوا صاف چلا گیا کسی کو کان و کان خبر بھی نہ ہوئی سبب یہ تھا کہ چور دروازہ
اُسکے مکان سے قریب تھی اور اُسپر جو سپاہی پہرہ دے رہا تھا اُسکو پہلے ہی قتل کر ڈالا تھا کون خبر
کرتا راوی کہتا ہے کہ یہ شہر سمندر یہ سے نکلکر اُس مقام پر آیا کہ جہان لوگ اُسکا انتظار کر رہے تھے اُنھون

جو قدم کی آہٹ سنی خیال کیا کہ معلوم نہیں کہ کون آتا ہے سپاہی ایک مرتبہ سہم گیا اور یہ آواز دی کہ
کون الطاف کے بھائی نے انکی آواز پہچانکر جواب دیا کہ گھبراؤ نہیں ہم ہیں انھون نے بھی صدا انکی
پہچان لیا پس خاموش ہو رہے اور خوش ہوئے کہ آقا آ گئے کہ اتنے عرصہ میں الطاف جادو سب
ناموس و فرزندون کے ہو پہنچا تھوڑی دیر دم لیا جب دم لے چکا تو کہا کہ اب چلو سب تیار ہو گئے
اُسوقت الطاف نے کہا کہ کوئی چیز تو مکان میں رہ نہیں گئی یا کوئی آدمی یا جانور تو نہیں رہا سبنے
عرض کی کہ جی نہیں پس الطاف اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر اسی تاریکی شب میں طرف لشکر اسلام کے
خوشی خوشی روانہ ہوا کہ اسکا حال انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ تحریر ہوگا جہان پر موقع ہوگا اب راوی کہتا ہے
کہ یہ لوگ تو نکل گئے انکا حال پھر تحریر ہوگا اب کچھ حال شہر سمندر پر تحریر ہوتا ہے کہ انکے جانے کے
بعد کیا گذری پس جب قریب صبح طالع ہوئی گشت اُسطرف آیا چونکہ اسکے ہمراہ روشنی تھی اسنے دیکھا کہ
شہر پناہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور وہ سپاہی جو کہ پہرے پر تھا مرا ہوا پڑا ہے اسنے خیال کیا کہ بڑا غضب
ہوا کہ چور شہر میں آئے اور چوری کرکے مال و اسباب لے گئے اور اسکو قتل کر کے چلے گئے پس
کوتوال نے اُسکی لاش اٹھوائی اسدن اتفاق سے دوسرا سپاہی پہرہ بدلوانے بھی نہ آیا طریقہ
یہ تھا کہ جب اُسکے پہرے کا زمانہ ختم ہوتا تھا تو یہ جا کر اُسکو جگا کر پہرہ بدلوا دیتا تھا آج یہ تو گیا نہیں تھا
اس سبب سے پہرہ بھی نہیں بدلا گیا پس کوتوال نے اُسکی لاش اٹھوائی اور کوتوالی میں لایا اتنے
اثنا میں صبح ہو گئی سمندر دربار میں آیا سب اہل دربار حاضر ہوئے شغلاق و امراق جو عیار تھے
انھون نے اپنے عیار سے کہا کہ جا کر ذرا خبر تو لاؤ کہ الطاف جادو کس فکر میں ہے وہ عیار الطاف کے
مکان پر بموجب حکم اپنے مالک کے آیا یہان آ کر مکان کو خالی پایا ایک شخص بھی نہ تھا مکان میں سناٹا
پڑا ہوا ہر طرف سیر کیا تمام سمجھا کوئی چیز ایسی نہ تھی کہ جو کچھ مالیت رکھتی ہو صرف ظروف گلی پھٹے
وہ بھی ٹوٹے ہوئے یہ حال دیکھکر فوراً اپنے آقا کے پاس آیا سب حال اُسنے بیان کیا وہ بہت خوش
ہوئے اور کہا کہ وہ مارا اپنا حکم چل گیا ہم سچے ہوئے عشاق جھوٹا پڑا اب بادشاہ کو ہمارے
قول کا بہت اعتبار ہوگا یہ کہکر خوشی خوشی سوار ہو کر طرف دربار کے چلے راہ میں سنا کہ کوئی
شہر پناہ کے پشت کے دروازے پر کے سپاہی کو قتل کر کے چلا گیا اُسکا پتہ نہیں ہے شغلاق نے
امراق سے کہا کہ یہ کام الطاف کا ہے وہ اسی طرف سے گیا ہے سب کو لیکر معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے روکا ہے
یہ اکیلا تھا وہ جمعیت سے ہو گئے سب نے ملکر اُسکو قتل کیا چلو دربار میں اسکا تذکرہ کیا جائیگا
پس یہ راہ طے کر کے دربار میں آئے سمندر شاہ کو سلام کر کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ابھی
کوئی ذکر نہ ہونے پایا تھا کہ کوتوال شہر حاضر ہوا اور اُسنے مجرا گاہ پر سے مجرا کر کے کہا کہ میں ایک
خبر تازہ لایا ہوں میں جو رات کو پھرتا ہوا شہر پناہ کی پشت کے دروازے کی طرف گیا اُسکو کھلا
ہوا پایا اور جو سپاہی اُس مقام پر پہرہ دے رہا تھا اُسکا لاشہ پڑا تھا نہ معلوم کون اسکو قتل
کر گیا شاید رات کو چور آئے وہ اُسکو قتل کر کے چلے گئے اُسکو موقع نہ ملا کہ [illegible] کرتا چلا گیا
سمندر نے کہا کہ یہ تمہاری غفلت ہے کہ تم اچھے طور سے حفاظت نہیں کرتے خیر اب کی خطا تمہاری معاف
کیجاتی ہے اب ایسی غفلت نہ کرنا ورنہ عتاب سلطانی تم پر نازل ہوگا کوتوال نے ہاتھ جوڑ کر عرض
کی کہ اب ایسی خطا نہ ہوگی اگر ہو تو سزا دیجائے پس سمندر نے حکم دیا کہ لاش کو اُسکی اُسکے وارثوں کو
دیدو تاکہ وہ اُسکا کریا کرم کریں یہ کہکر سمندر طرف عشاق کے متوجہ ہوا اور کہا کہ اے عشاق ابتک

الطاف جادو نہیں آیا کیا سبب دربار برخاست ہوجائیگا اُسوقت آئیگا عشاق نے جواب دیا کہ
آتا ہوگا یہ کہکر ایک چوبدار کی دیکھکر عشاق نے کہا کہ تم الطاف جادو کے مکان پر جاؤ اور کہو کہ تمنے
کل عذر کیا تھا کہ میں آج حاضر نہیں ہوسکتا ہوں کل ضرور حاضر ہونگا یہ کیا کہ استقدر دن آگیا اور تم
نہیں آئے اگر نہ آنا تھا تو کل تقریر کیوں کیا اگر آنا ہو تو آؤ ورنہ عتاب شاہی تمپر نازل ہوگا وہ چوبدار
یہ تقریر عشاق کی سنکے دربار سے باہر آیا اور طرف مکان الطاف کے چلا یہان سمندر اور تقریر
کرنے لگا وہ چوبدار اُدھر مکان پر الطاف کے پہونچا دیکھا وہ مقام ہو رہا ہے سب دروازہ کے
کھلے ہوئے ہیں ایک چڑیا تک نہیں ہے سناٹا ہے وہان سے یہ حال دیکھکر بہت جلد واپس آیا
اور بمقام عرض پر کھڑے ہوکر دعا وثناے شاہی بجالایا عشاق نے کہا کہ کیا خبر لائے کیا الطاف
آتا ہے اُس چوبدار نے کہا کہ کیسا الطاف اور کیسا آنا وہان ہر کوان ایک متنفس تو ہے نہیں سناٹا پڑا ہے
تمام مکان خالی ہے نہ الطاف ہے نہ اسکے ملازم ہیں ایک چیز تو چھوڑا نہیں گیا ہے نہ معلوم کسوقت نہ
نکل گیا ہے کل تک تو سب سامان تھا یہ جو عشاق نے سنا چہرے کا رنگ فق ہوگیا چونکہ الطاف سے
دوستی تھی انکو بڑا صدمہ ہوا کہ نہ معلوم الطاف کدھر چلا گیا پس ایک مرتبہ قلاق واحراق نے مکرر
ہوکر عشاق کو سلام کیا اور کہا کہ اُستاد سلام ہے اور پھر تسلیم ہے اگر تم کل کوئی راے دیتے تو سب
ہمکو ان امر سے نہ کہ تم بادشاہ کے دشمن ہو دوست کو دشمن بناتے ہو یہ کیا ہوا کیا بےخوف وخطر
الطاف نکل گیا آپ فرماتے تھے کہ ضرور بلبل ہے اجی حضرت یہ سپاہ اُسکے ذات سے اب ہمسے صاف
صاف سنئے کہ جب اُسنے تقریر ہمسے کل کی ہے ہم اُسکی عیاری کو کل سمجھ گئے تھے پہلے تو وہ ہمسے بہت اچھی
طرح ملا اور کہا کہ مجھکو معلوم ہے کہ بادشاہ انکو صرف بیرسے دیکھتے ہیں تو ارادہ کیا ہے میں تو اچھا ہون
صرف میں نے بادشاہ سے فقرہ کیا کیونکہ مجھکو انکی لنگڑی اب منظور نہیں ہے اسی سبب سے میں نے
تو بادشاہ کے دربار میں قدم نہیں رکھا پس اب میں کبھی اُس دربار میں نہ جاؤنگا وہ دربار پاجیونکا
ہے شرفا کے لایق نہیں ہے بادشاہ میرا کیا کرسکتا ہے میں کوئی آفاق وایوان تو ہون نہیں کہ اُسنے کو
ذلیل کیا اور میری قدر نہ کی تو بادشاہ پائیگا نہیں میں نے بہت کچھ سمجھایا مگر اُسنے ایک نہ سنی اور
اتنی بہت سے کلمے ایسے بادشاہ کی شان میں کہے کہ جنکو میں اپنی زبان پر لانا غیر مناسب جانتا ہوں
پس وہ شب کو سب کو لیکر بھاگ گیا اور یہ جو سپاہی دراصل شہر پناہ کے چوبدروازے پر کے قراول کو
بلا معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے قتل کیا اُستاد آپنے بڑا دھوکا کھایا آپ کے سبب بادشاہ نے بھی یہ جو
شغالاق نے کہا عشاق نے سر جھکا لیا خاموش ہوگیا پس سمندر کو غصہ آگیا فوراً حکم دیا کوتوال کو
کہ تم فوراً جاؤ اور مکانات الطاف کو گرادو اور جو اُسکے عزیز اس شہر میں ہون انکو گرفتار
کرلاؤ جہان ملیں پس میں آج سے اپنی راے پر عمل کرونگا جو بہتر راے ہوگی اُسکے
موافق کام کرونگا کسی کی راے پر عمل نہ کرونگا اُستاد کی راے پر عمل کرکے میں نے اتنا بڑا دھوکا
کھایا کہ الطاف صاف بلاخوف وخطر ہم سب کو دھوکا دیکر چلا گیا ہم اُسکا کچھ نہ کرسکے اُستاد کی عقل
آپ کی ٹھیک نہیں ہے جو رائیں کل آپنے دی ہیں سب خراب دی ہیں میں کسی پر عمل نہ کرونگا حال یہ ہے کہ
کہ کوئی راے کبھی کسی مقدمہ میں دیجیگا کیونکہ میں اُسپر عمل نہ کرونگا یہ کہکر سمندر کا دل بھرا تھا کہ
عشاق نے یہ سنکر جواب دیا کہ بہت بہتر آپ بھی مجھسے کسی امر میں مشورہ نہ لیجیے میں کسی کی زبانی
بھی راے نہ دونگا اُسوقت آپکو بھی ناگوار ہوگا سمندر نے کہا تم نے کیا سمجھا ہے تم بھی کچھ میری طرف سے

اُستاد و شاگرد مین ہو چکی سمندر نے اُسوقت حکم دیا کہ چند سوار تلاش مین الطاف کی جائین جہان پر
وہ ملجاوے دو سوار پھر آ کر خبر دین اور باقی اُسی مقام پر ٹھہرے رہین اور اُسکو روکین اور ساحر بھی
جائین پس شملاق نے کہا کہ یہ راے آپکی بہت عمدہ ہے میرے بھی پسند ہے پس اُسوقت پچاس سوار
اور دس ساحر براے تلاش الطاف جادو روانہ ہوے کہ اُسکا ذکر کیا جائیگا اُدھر کوتوال نے جا کر
تمام مکان کو الطاف جادو کے گرا دیا نشان تک باقی نہ رکھا اُسکے عزیزون کو تلاش کیا تو معلوم ہوا
کہ اس شہر مین کوئی اُسکا عزیز نہین ہے سب اُسکے ہمراہ گئے پس کوتوال نے آ کر عرض کی غلام نے جا کر
تمام مکانات الطاف و عزیزان الطاف کے گرا دیے نشان تک باقی نہ رکھا اور عزیزون کو جو
تلاش کیا الطاف کے تو معلوم ہوا کہ کوئی عزیز اُسکا اس شہر مین نہین ہے سب اُسکے ہمراہ گئے
ہین سمندر نے کہا کہ اب سے اور جبتک میری حکومت ہے اگر تمکو کوئی عزیز الطاف کا ملجاوے یا دریافت
کرنے سے اُسکا پتہ لگے کہ اس شہر مین فلان عزیز ہے تو بلا تحقیقات بلا ہمارے دریافت کے اُسکو
قتل کرنا تمسے کوئی پرخاش نہ کیجائیگی اگر ذرا سا بھی سلسلہ قرابت کا پایا اس مین اگر میرا عزیز بھی ہو
تو تم رعایت نہ کرنا ورنہ تمکو سزا دیجائیگی آیندہ تمکو اختیار ہے کوتوال نے کہا کہ مین کبھی رعایت نکرونگا
چاہے میرا باپ بھی ہو پھر حکم دیکر سمندر نے اہل دربار کی طرف دیکھا اور کہا کہ جو راے کل اُستاد نے
دی تھی کہ آج الطاف کی حاضری معاف کر دو کل وہ ضرور حاضر ہوگا وہ خلاف نکلی پس جو راے اُنھون نے
دی ہے وہ سب خلاف ہوئی اُسکا انجام اچھا نہ ہوگا اب مین کل حکم دونگا کہ جو کچھ کرنا چاہیے اور جو
میری راے ہوگی یہ کہکر سمندر نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر گئے سمندر محل مین
گیا مگر عشاق کو بہت شرمندگی تھی ہر ایک اہل دربار کہتا تھا کہ الطاف نے بہت چالاکی کی جو کہ الطاف
کے دوست تھے وہ سب خوش تھے کہ اچھا ہوا آبرو بھی بچی اور جان بچی جو کہ دشمن تھے انکو صدمہ تھا
کہ مفت الطاف نکلگیا راوی نے کہا کہ جب سمندر دربار برخاست کر کے محل مین گیا اور کھانے
وغیرہ سے فراغت کرچکا تو ایک چوبدار کو روانہ کر کے شملاق و امراق کو طلب کیا وہ فوراً حاضر
ہوے مکان خلوت مین لے گیا اور کہا کہ جو راے تمنے کل دی ہے اُسی پر عمل کرون کوئی اسمین نقص
تو نہین ہے اُنھون نے کہا کہ شوق سے وہ راے بہت عمدہ ہے یہ کہکر کہا کہ کیون ہمنے نہ حضور سے
عرض کیا تھا کہ الطاف شب کو فرار کر جائیگا وہی پیش آیا سمندر نے جواب دیا کہ تمنے سچ کہا تھا
تمہاری راے بہت ٹھیک اور عمدہ ہے پس مین تمسے کہتا ہون کہ میری ایک راے ہے کہ اِدھر تو مین
سامان لشکر کشی کرون اُدھر ایک نامہ بنام مالک طلسم گنجوری سلیمانی لکھون اور اُس سے کمک کا
خواستگار ہون اسمین تمہاری کیا راے ہے اُنھون نے کہا کہ یہ راے آپکی بہت عمدہ ہے ہم اُسکو پسند
کرتے ہین کیونکہ اسمین کوئی نقصان نہین ہے جب یہ وزرا نے کہا سمندر نے کہا کہ بس اسی لیے طلب
کیا تھا وہ رخصت ہوکر اپنے اپنے مکان پر آئے سمندر محل مین گیا اب سمندر کو تو اس انتظار مین رکھا جاتا
ہے کہ صبح ہولے اور مین دربار کرون تو حکم و احکام موافق اپنے وزرا کے راے کے جاری کرون
کہ کیا ہوتا ہے مگر اب شاہ وغیرہ کا قصہ یہ ہوتا ہے کہ راوی نے بیان کیا ہے کہ جب یہ عرضی روانہ کر چکے تھے
سمندر نے کہا کہ جنگل مین جا کر آرام پذیر ہوے تھے دوسرے دن دربار کیا سب آ کر حاضر دربار
کیجاتی ہے اب ایسی غفلت نہ کیجیے ایسا کرو اب شاہ وغیرہ نے مضمون عرضی پڑھا جو کہ جواب سمندر کی طرف
کی کہ اب ایسی خطا نہ ہوگی اگر ہے تو ہم کہ یہ بار بار تحریر کرین کہ ہم کیا کرین آپ سواے اس امر کے
دیدو تا کہ وہ اُسکا کر یدکھم کرین یہ کیا ہے

کہ جو یہاں واقعہ گذریگا وہ ہم تحریر کر دیا کرینگے جو سمندر کا جی چاہے وہ کرین خواہ خود لشکر لیکر تشریف لائین
خواہ کسی سردار کو روانہ کرین راوی نے بیان کیا ہے کہ خاموش ہو رہے آن ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ آج ایوان کی فلان خدا پرست نے دعوت کی اب ہرکارے آکر یہ بھی خبر دیتے ہین کہ آج فلان فلان
خدا پرست نے ایوان کی دعوت کی ہے کل فلان نے کی تھی گرداب وغیرہ ہر روز دربار مین آتے ہین اور
قریب دوپہر کے دربار برخاست کرکے اپنے خیمون مین چلے جاتے ہین مختصر یہ کہ آج ہرکارون نے آکر
خبر دی کہ آج دعوت سے فراغ ایوان کو ملا اور صاحبقران سے رخصت حاصل کرکے اور اجازت لیکر
طرف شہر کے روانہ ہوئی اور یہ غرض کر گئی ہے کہ مین جاکر سب اہل شہر اور اپنے عزیزون و ملازمون کو
مسلمان کرونگی اسکے بعد لشکر لیکر آپ کی خدمت مین حاضر ہونگی یہ خبر ہے جو کچھ ہمکو حکم ہو وہ ہم بجا لائین جو
فرمائیے تو لشکر اسلام مین رہین ورنہ اپنے لشکر مین گرداب شاہ وحباب شاہ وغیرہ نے کہا کہ اب لشکر
اسلام مین جانے کی کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ ہمکو صرف اس سے وہان رہنے کا حکم دیا گیا تھا کہ تاکہ
ایوان کی خبر دریافت ہوتی رہے کہ اسنے اہل اسلام کو کیا صلاح دی چنانچہ یہ معلوم ہوگیا کہ وہ اب
اپنے شہر کو چلی گئی اب کیا ضرورت ہے بس تم لشکر مین رہو اب جب ہم تمکو حکم دینگے پھر جانا یہ کہکر انکو انعام
دیا وہ رخصت ہوکر اپنے مقام پر آئے یہان گرداب نے منشی کو طلب کرکے کہا کہ ایک عرضی ہم سب کی
طرف سے بادشاہ کو تحریر کرو اسمین یہ حال ہو کہ یہان سب طور سے خیریت ہے صرف عرضی اس غرض سے
خدمت عالی مین تحریر کی ہے کہ ایوان آج اہل اسلام سے رخصت ہوکر اپنے شہر کو گئی ہے اس قصد سے کہ
سب اہل شہر اور اپنے عزیزون کو مسلمان کرون اور لشکر لیکر ہمارے کمک آؤن باقی خیریت ہے اطلاعاً
عرض کیا منشی نے اسی مضمون کی عرضی لکھکر پیش کی گرداب شاہ وغیرہ کی اسپر مہر کی گئی پس لفافہ کرکے
حاضر کی گرداب نے ایک طائر سحر کے ذریعہ سے خدمت سمندر مین روانہ کی اسکے بعد دربار برخاست
کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اب انکا حال آیندہ تحریر ہوگا طائر عرضی لیکر ادھر کو روانہ ہوا یہان
سمندر نے دربار کیا ہے حسب معمول سب حاضر دربار کفر آثار ہین اپنے اپنے عہدے اور اپنے اپنے
قرینے سے دنگلون وکرسیون پر بیٹھے ہوے ہین کہ سمندر نے ایک مرتبہ وزیر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ
ایک نامہ ہماری طرف سے بنام حاکم طلسم گنجینۂ سلیمانی تحریر کرو اسکا یہ مضمون ہو کہ اے ہمارے صاحب
آپ کو بعد تحفۂ سلام کے معلوم ہو کہ مجھکو آپ سے یہ امید نہ تھی کہ میرے اوپر یہ مصائب گذرینگے اور آپ
میری خبر نہ لینگے مین یہ خیال کرتا تھا کہ آپ میری ہر امر مین خبر لینگے آجکل میرے اوپر وہ مصائب
ہین کہ خداوند کسی اپنے بندے پر نہ ڈالین آپ پر کیا منحصر ہے خداوند نے بھی خبر لینا ترک کر دیا پہلے تو
خداوند کیسی کیسی خبر لیتے تھے اب تو انھون نے ایک قلم میری طرف سے نگاہ پھیر لی اور میرا خیال
بھلا دیا گو میرا ابھی یہ طریقہ تھا کہ سال بھر کے بعد خدمت مین جاتا تھا مگر بسبب آفت تازہ کے جس مین
آجکل مبتلا ہون کوئی پانچ برس سے نہین گیا ہون معلوم ہوتا ہے کہ اسی سبب سے خداوند ناخوش ہین
اور مجھسے بالکل بے خبر ہوگئے ہین لہذا مین تمسے اس امر کا امیدوار ہون کہ میری اس مشکل مین
آکر کمک کرو اور خبر لو اور خدمت خداوند مین بھی میری طرف سے عرض کرو کہ وہ میرے حال پر رحم
فرمائین اور اس آفت کو میرے سر پر سے دفع کرین گو بعد مدت کے کوئی عرصہ چند روز کا ہوا ہے کہ
ایک مقام پر خداوند نے میری کمک کی اور میری جان بچائی بعد شور غیر کو روانہ کرکے انکی زبانی
معلوم ہوا کہ خداوند ناخوش ہین مین نے اسکے ذریعہ سے بھی عرض کرا بھیجا ہے تم بھی کچھ میری طرف سے

سفارش کرو تاکہ خداوند کا غصہ فرو ہو اے بھائی کیخسرو شاہ جادو تمہارے برابر ذی رتبہ و صاحب شکوہ
و جلیل القدر اس اقلیم میں کوئی نہیں ہے تم ایسے ہو کہ تمہارے پاس خداوند نے روح نہ طاق و جان
نہ طاق رکھی ہے اور خداوند تمکو بہت مانتے ہیں اور عزت فرماتے ہیں تم ایسے صاحب دیانت و امانت
ہو کہ خداوند نے ان اشیا پر تمکو حاکم کیا ہے کہ جو خداوند کے سبب بقا کے حیات ہیں سوا تمہارے
اگلوں نے اور کسی کو وہ نادرات اشیا سپرد نہیں کیں تمکو اپنے عزیزوں سے زیادہ تر خیال کیا کہ
تحفہ جان نہ طاق تمہارے سپرد کیے تمہاری سب عزت و حرمت کرتے ہیں پس میرے حال پر رحم کرو
اور اس وقت میں میری کمک کرو نہ باقی کچھ اور ہاتھ پاؤں سے بھی میری کمک کے لیے لشکر روانہ
کرو اے بھائی یہ وقت غفلت کا نہیں ہے تمہارا خبر لینا میری پر ضرور ہے بلکہ تمہیں پر کیا منحصر ہے جسقدر یہاں بادشاہ
صاحب سپاہ و لشکر ہیں سب پر میری کمک فرض ہے اور تمہیں تو بڑا ایک زور ہے اور یہ بھی امید ہے کہ تمہارے
کمک کرنے سے میری بلا دفع ہو گی کیونکہ صاحب طلسم و مالک طلسم ہو تمہارا ایک امر تمہیں ہے تم سب سے زیادہ تر
مقبول ہو اے بھائی یہ میری کمک نہیں ہے بلکہ گویا سب بندگان خداوند کی کمک کی اگر تم ہماری کمک کرنے
سے و دیگر بادشاہوں کی کمک کرنے سے یہ بلا سے تازہ دفع ہو گی تو خیال کر لو کہ دین لقا پرستی
دنیا پر قایم رہا ورنہ اس غفلت اور بے خبری سے یہ ہو گا کہ پھر کسی مقام پر کوئی لقا پرست نظر نہ آئیگا
سوا دین اسلام کے اور کوئی تم میں سے دکھائی نہ دیگا سوا خداپرستوں کے اور کوئی بھی
خداوند نہ طاق کا نام بھی نہ لیگا سوا خدا کے نہ دیدہ کے اور اہل اسلام کا مثل اور طلسموں اور شہروں
کے یہاں بھی قبضہ ہو جائیگا انھیں کا سکہ جاری ہو گا جیسا کہ انھوں نے ہزارہا ملک ساحروں و غیر ساحروں کے
طلسم تباہ کیے اور اپنا طریقہ اس مقام پر جاری کیا اسی طور سے اسکو بھی وہ تباہ و برباد کر دینگے اور
اپنا طریقہ یہاں بھی جاری کر دینگے پس ہر بندہ خداوند پر میری کمک فرض ہے میں کوئی ملک و مال کے لیے
نہیں کمک طلب کرتا ہوں بلکہ مذہب کے بچانے کے لیے اور دین لقا پرستی قایم رکھنے کے لیے
اے بھائی یہ بلا تم سب پر سیان آئینہ اندام جادو حاکم طلسم آئینہ کے سبب سے نازل ہوئی ہے نہ وہ ادھر
آتی نہ یہ بلا نازل ہوتی نہ تم سب بندگان خداوند اس بلا میں مبتلا ہوتے تم لوگوں نے یہ واقعہ سنا ہو گا
مگر میں تمکو بطور اجمال کے تحریر کرتا ہوں کہ یہ بلا کیونکر آئینہ اندام جادو کے سبب سے تم پر نازل ہوئی
اسکا واقعہ یوں ہے کہ جب خداپرستوں کے ہاتھ سے زمرد ثانی و لولوریج حرامی سخنگان بھاگ کر طلسم آئینہ
میں آئے اشراق جادو و آئینہ اندام جادو نے انکو دامن پناہ دیا تم زمرد ثانی و لولوریج و سخنگان کے حسب و
نسب سے واقف ہو انکے تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ زمرد کس خاندان سے اور لولوریج کس خاندان سے
ہے اور سخنگان پس زمرد تو فرزند تھا لقا کا جو کہ سبائیل میں خدائی کرتا تھا اور ہاتھ سے صاحبقران اول کے مارا
گیا اور لولوریج خاندان صاحبقران سے ہے مگر حالت کفر میں پیدا ہوا اسی حالت میں رہا اور سخنگان اولاد
شیطان درگاہ لقا سے ہے میں نے صرف تمکو یاد دلایا کہ شاید تم بھول گئے ہو پس جب آئینہ اندام نے انکو
پناہ دی آئینہ اندام طلسم میں خدائی کرتا تھا ان سب سے کہا کہ مجکو سجدہ کرو تو ہم کمک کرینگے اہل اسلام سے
مقابلہ کرینگے گو زمرد خود دعوی خدائی کرتا تھا اور خدا تھا بھی اور علاوہ کئی ایک مقامات کے سب اسکو خدا
جانتے تھے مگر بسبب اسکے کہ اہل اسلام سے بہت پریشان تھا اور کہیں دامن پناہ نہ ملتا تھا یہاں ملا تھا اسکا
کرنا مناسب نہ جانا سب نے سجدہ کیا آئینہ اندام نے دامن پناہ دیا تھوڑا زمانہ گذرا تھا کہ اہل اسلام بھی اس طلسم
پر آئے پہلے آئینہ اندام اور اشراق زمرد و لولوریج وغیرہ کو طلب کیا اور کہا کہ اگر نہ دو گے تو ہم تمہیں مقابلہ

گریکے انھون نے انکار کیا خلاصہ یہ کہ مقابلہ ہونے لگا نوبت باینجا رسید کہ اہل اسلام غالب آئے اشراق
وغیرہ نے شکست کھائی چونکہ طلسم بہت بڑا تھا بدین سبب ان لوگون کو زمانہ جنگ و پیکار مین بہت
گذرا اسی زمانے مین آئینہ اندام نے ایک عرضی بنام خداوند تحریر کی تھی کہ جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ
میرے اوپر اہل اسلام نے نرغہ کیا ہے مین انکے ہاتھ سے بہت پریشان ہوا ہون لہذا میری کمک حضور
ہی یہان سے جواب روانہ کیا گیا تھا کہ اچھا کمک بھیجا جائیگی یہان اس انتظار مین کہ عرضی گئی اور اسکا جواب
جاوے اہل اسلام غالب آ گئے اور کوئی صورت مفر کی آئینہ اندام کو سوا اسکے فرار کے نظر نہ آئی پس سب
سامان کو چھوڑ کر مع چند ساحرون کے وہان سے بھاگا اشراق وغیرہ کو طلسم مین چھوڑا خود نہ طاق
کو چلا گیا وہان طلسم مین غدر مچ گیا اشراق وغیرہ مع زمرد و لقو برج کے ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوے
اہل طلسم نے امان طلب کی اہل اسلام نے انکو امان دی اس طلسم پر بھی اہل اسلام کا قبضہ ہوا اور
جو ملک اس طلسم سے تعلق تھے وہ بھی قبضے مین آئے بعد اس واقعہ کے صاحبقران ثانی رحمۃ اللہ
نے طلسم کو فتح کیا تھا اور اہل اسلام کے افسر اعلی تھے مع ایک سو چالیس سردارون کے طرف
اپنے معبدگاہ کے ترک دنیا کرکے روانہ ہوے اور بدیع الملک کو جو کہ اب صاحبقران ہین انکو
لقب صاحبقران ثالث دیا اور تمام لشکر پر افسر کیا اور یہ وصیت کی کہ بعد دن قتل آئینہ اندام تم
آرام نہ لینا اور جو جو ملک کہ ساحرون سے آباد ہون انپر قبضہ کرنا تمام عالم مین دین اسلام کو رواج
دینا پس وہ تو یہ کہکر چلے گئے بدیع الملک نے پہلے تمام طلسم نکلوایا اسکے بعد مع کل لشکر کے طرف
نہ طاق کے کوچ کیا کیونکہ انکو قبل سے معلوم تھا کہ آئینہ اندام طرف نہ طاق کے گریز کر گیا ہے چنانچہ
وہ آکر دشت بہار افزا مین فروکش ہوے مع لشکر کے آئینہ اندام جو وہان سے بھاگا تو قریب نہ طاق
آیا اپنے آنیکی خبر خداوند کو خبر کرائی خداوند نے اسکو بعد دن دریافت حال اندر طلسم کے طلب کیا اسکے
بعد جو حال معلوم ہوا تو پھر کیا ہو سکتا ہے یہ خیال فرمایا کہ اچھا وہان بیٹھا رہے [illegible] عدالت کے
خلاف ہے کہ جسکو پناہ دین پھر اسکو نکال دین چنانچہ آئینہ اندام کا امتحان جو کیا گیا تو وہ سحر مین بالکل بیکار
تھا ایک حرف بھی نہ آتا تھا پس جب یہ حال خداوند کو معلوم ہوا حکم فرمایا کہ اسکو تعلیم سحر کی کیجائے
اور جب یہ بالکل سحر مین کامل ہو جاوے تو ایک پر مرحلہ بیرون نہ طاق بنا دیا جاوے یہ وہان کی حکومت
کرے وہ مرحلہ بھی متعلق نہ طاق ہو چنانچہ اسکی تعلیم کے لیے حسب حکم خداوند وہان جادو
شیرنگ جادو و جو کہ مدت سے بلا خدمت مشاہرہ مقبول پاتے تھے طلب کیے گئے انکے سپرد
آئینہ اندام کو کیا اور ایک مکان صحرائے ہولناک مین تعمیر کیا گیا کہ یہان آئینہ اندام کو تعلیم سحر کیجاوے
پس ساحران مذکور آئینہ اندام کو لیکر اسی صحرا مین گئے اور تعلیم کرنے لگے اور بھائی یہ آفت جو
ہم پر آئی ہے اسکا سبب یہ ہے جو کہ مین نے تحریر کیا کہ آئینہ اندام آیا اور اہل اسلام اس ملک مین آئے
یہ اسکے قدم کی برکت تھی کہ آپ بھی تباہ ہوا اپنے ہمراہ اوروں کو بھی برباد کیا پس جب اہل اسلام
دشت بہار افزا مین فروکش ہوے انھون نے ایک جشن کیا اور اپنے لشکر مین ایک بادشاہ کیا
اسی زمانے مین صنوبر شاہ نے صاحبقران کی دعوت کی انھون نے صنوبر شاہ کو مسلمان کیا یہ خبر
دلبر انکبوت و مبدوت کو ہوئی وہ بھی مقابلے آئے ان دونون کو بھی بدیع الملک نے زیر کیا وہ
بھی اسکے شریک ہوے یہ خبر جب سحران سبز پوش کو پہونچی اسنے حباب جادو و سہراب جادو کو برائے
اسیری صنوبر شاہ و بدیع الملک روانہ کیا حباب جادو ہاتھ سے بدیع الملک کے مارا گیا سہراب

اسیر کر لیا وہ شریک اُنکا ہو گیا یہ ساری آفت اُسی کی ڈالی ہوئی ہے کیونکہ وہ یہان اکثر مقامات سے
بخوبی واقف ہے پس جب وہ شریک ہوا اسکی خبر سحران کو ہوئی کہ حباب مارا گیا اور سہراب اسیر ہو گیا
اسکو بڑا صدمہ ہوا اُسنے سامان جنگ کیا اُسی زمانے مین سہراب سحران کے پاس آیا اور کہا کہ مین کب سے
اُنکا شریک ہوا تھا صرف اپنی جان بچانے کے لیے ورنہ مین بھی مثل حباب کے مارا جاتا مین تمھارا
شریک ہون بلکہ سحران کو یقین آگیا وہ خوش ہوئی جب اُسکو یہ معلوم ہوا اُسنے مجھکو خبر کی جب مجھکو خبر
ہوئی مین نے اُسوقت سحاب جادو و شہر جادو کو صنوبر پریہ مین بھیجا کہ تم جاکر صنوبر شاہ کو اسیر کر لاؤ مع
اُسکے اہل و عیال کے چنانچہ وہ گئے اُسیدن صنوبر شاہ نے کل اہل شہر کو مسلمان کیا تھا اُنھون نے
جاکر تمام اہل شہر کو درخت بنا دیا اور غارت کیا کیونکہ میرا حکم تھا اور صنوبر شاہ کو مع اہل و عیال و
وزیرون کے اسیر کر لائے اور میری خدمت مین حاضر کیا پس مین نے اُن قیدیون کو آفتاب جادو کے
ہمراہ پاس ملکہ سحران سیاہ پوش کے روانہ کیا اور اپنے سپہ سالار یعنی آفتاب سے کہا کہ تم جاکر سحران کی کمک
کرنا مجھکو یہ حال نہین معلوم تھا کہ سہراب مکر سے شریک سحران ہے صرف یہان کی حالت دریافت کرنیکے
لیے اِس عرصے مین کہ جبتک آفتاب وہان پہونچے پہونچے ملکہ سحران نے کئی مقابلے کر کے بہت سے
اہل اسلام اسیر کر لیے اور اُسکی بہن ماہیان طوفان کش نے اسم اعظم صاحبقرانی بھی فراموش کرا دیا
کہ آفتاب پہونچا اُسنے سب اسیرون کو سپرد سحران کیا اور کہا کہ مین اپنا سحر تیار کرتا ہون ایک دم مین سبکو
غارت کرونگا سحران نے کہا کہ مرحبا جب یہ حال سہراب کو معلوم ہوا چونکہ وہ تو اسی لیے یہان آیا تھا
اُسنے یہ حال دریافت کر کے اسکی خبر اہل اسلام کو کی بھائی اہل اسلام تو کوئی چیز نہین ہین اُنکا قتل کرنا
کوئی امر مشکل نہین ہے کیونکہ وہ ساحر نہین ہین بلکہ غیر ساحر ہین ہان چند ساحر اُنکے ہمراہ ہین وہ کوئی چیز
نہین ہین وہ بھی یہ لیاقت رکھتے ہین کہ ہمسے مقابلہ کرین مگر ہان ایک پیادہ ہے کہ جو کہ ہزارون سے
نہین جیتا ہے اُسکا مثل و نظیر نہین ہے بڑے غضب کا عیار ہے یون تو لشکر اسلام مین ہزارون عیار ہین
ہر ایک اپنے فن مین کامل و اکمل ہے مگر وہ سب کا افسر ہے اُس سے کوئی سر بر نہین ہو سکتا ہے اُسنے
بہت سے قہر برپا کر دیے جیسا کہ تمنے اکثر کتابون مین عمرو اول و ثانی کی عیاریان سنی ہونگی کہ اُنھون
نے لاکھون ملک کروڑون کو قتل کیا ہزارون ملک پر قبضہ کر لیا اسی طور سے اُسنے بھی یہان آکر وہ کام
کیا کہ بھلا وہ کیا کرینگے یہ جو کچھ زور ہے اہل اسلام کو اُسی کے سبب سے ہے اُسکے سبب سے کسیکا بس نہین چلتا
ہے جہان کوئی آفت اہل اسلام پر آئی اُسنے عیاری کر کے اُسکو قتل کیا وہ آفت ٹل گئی چنانچہ جب اُسکو
معلوم ہوا کہ آفتاب جادو نے آکر سحر آفتاب تیار کیا ہے پس اُسوقت وہ چند عیارون کو لیکر چلا اُدھر کو
کوہ اسپار دریاے سبز رنگ سے آنا مشکل تھا کیونکہ راستہ اُسکا کسیکو نہ معلوم تھا مگر اُسنے تلاش کر کے
نکال لیا اور اسپار آیا آفتاب کو قتل کیا سحر اُسکا مٹا یا اُسکے سحر سے اہل اسلام کو بچا یا اُسکے بعد سہراب
سے ملکر ملکہ سحران کو قتل کیا اُسکے بعد ملکہ ماہیان طوفان کش کو مارا دریاے سبز رنگ کو مٹا دیا جبتک
مین بند و بست کرون اُسنے سب کا خاتمہ کر دیا راہ صاف کر لی اب تو اہل اسلام کو راستہ ملا وہ
اُدھر کو چلے مین نے سب کو نامہ لکھکر طلب کیا اور جدھر سے اہل اسلام آتے تھے اُدھر کے شاہون کو لکھا
کہ اِدھر اہل اسلام کو نہ آنے دینا چنانچہ پہلے اہل اسلام یقین شہر دہ پست کے ملک پر پہونچے اُسنے مقابلہ
کیا جب ہمسے ساحر اُسکی کمک کو روانہ کیے ملکہ غزالان دختر آفتاب کو روانہ کیا یقین نے شکست کھائی
وہ شریک اہل اسلام ہوا اور غزالان بھی بس اہل اسلام وہان سے صحرا بیہ پر آئے محراب شاہ نے

بڑا معرکہ بڑا آخر وہ بھی مغلوب ہوکر شریک ہوا کیونکہ اہل اسلام کی کمک غیب سے ہوتی ہے پس جب یہ حال
اور بادشاہون نے سُنا اور یہ خیال کیا کہ جب ایسے ایسے بادشاہ مغلوب ہوئے اور کچھ نہ کر سکے تو ہم سے کچھ نہ ہوسکیگا
بدون مقابلہ اُنکی شراکت کی اہل اسلام کا دین قبول کر لیا چنانچہ استمال شاہ و اقبال شاہ و بہروز شاہ و
دہرا شاہ سب مسلمان ہوئے جس ملک پر اہل اسلام پہونچے اُس ملک کے بادشاہ نے اُنکا دین قبول
کیا میرے حکم پر عمل نہ کیا نہ میری تحریر کی پابندی کی جب یہ سب ملک اہل اسلام کے قبضے مین آ گئے انھون
نے ادھر کا قصد کیا جب یہ خبر مجھکو ہوئی کہ یہ سب مسلمان ہو گئے اور اب یہ سب ملکر اپنا اپنا لشکر لیکر
کے ہمراہ ادہر آتے ہین پس مین نے چند ساحر زبردست روانہ کیے کہ جاکر راہ مین اُنکو روکیں چنانچہ انھون نے
جاکر راہ کا بند و بست کیا مگر کچھ نہ ہوسکا ایک ہاتھ سے سہراب کے اور ایک ہاتھ سے حمزہ ثانی کے مارا گیا
باقی بھاگ کر میرے پاس چلے آئے کہانتک تحریر کرون یہ قصہ بہت طولانی ہے نوبت باینجا رسید کہ خود امیر
مع کل لشکر کے آکر قریب سمندریہ کے اُترے میرے مددگار بھی آ گئے تھے مثل قیصم و چمیم وغیرہ کہ
اُنکو اُنکے مقابلہ کے لیے روانہ کیا وہ بھی مارے گئے ہاتھ سے نقابدار کے پھر ایک ...
کو روانہ کیا وہ بھی مارے گئے کوکب روشن تن میری کمک کو آئی تھی وہ بھی کسی سبب سے امیر کی شریک
ہو گئے زمرد جادو نے بہت سے خدا پرست اسیر کیے تھے اُس عیار لیقے خواجہ ثالث نے جاکر وہ زمرد
کو تباہ کیا زمرد کو قتل کیا سب کو رہا کر لایا آفاق شاہ اپنے وزیر کو روانہ کیا اُسپر بھی عیاری ہوئی وہ
بھی مسلمان ہوکر اُنکا شریک ہوا اُسکے بعد گردانیہ شاہ وغیرہ آئے اُنکو روانہ کیا یہ مقابلہ چنانچہ ملکہ
زعفران سبز پوش و ملکہ چندر بین یہ بھی ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوئین مشتاق نہ طاق اپنی نانی
کے لیے اپنے ملک سے سمندریہ مین آئے تھے انھون نے خبر یہ آفت ہیرے اور ... میری کمک کو
پہلے امیر عیاریان ہوئین خواجہ نے اُنکو بہت پریشان کیا آخر کو وہ پریشان ہوکر اپنے ملک کو روانہ ہوئے
اور اپنا ابر سحر جبکہ انھون نے بارہ برس مین محنت کثیر سے تیار کیا تھا لائے کہ مین اہل اسلام کو جلا دون
اُس عیار نے عیاری کی اُنکا ابر سحر مٹایا اور میرے تئین کو ور ساحر چلائے اُنکو بھی قتل کیا چاہتا تھا کہ میرے
پہونچ گیا مین نے اُنکو بچایا انھون نے لامکان بنایا خواجہ نے وہان جاکر اُنکو اور اُنکے بھائی کو قتل کیا
اُنکی بہن ملکہ ایوان نہ طاقی اُنکے خون کا عوض لینے کو آئین پہلے امیر عیاریان ہوئین ...
نہین بچین آخر کو یہ ہوا کہ انھون نے سب اہل اسلام کو دریائے سحر مین اسیر کیا امیر کو سحر مین مبتلا کیا اُنکی وزیرزادی
بہت اہل اسلام پکڑے مگر کچھ نہ ہوا اُنکی وزیرزادی کو قران ثالث نے اور چند سردارون کو بہرام ثانی نے قتل کیا اور
سردارون کو رہا کر لیگئے اور خواجہ ثالث نے ایوان پر عیاری کر کے اپنے سب اہل لشکر کو رہا کیا
اور صاحبقران کو سحر سے نجات دلوائی اور اُنکو اپنا شریک کیا اب ایوان بھی شریک اہل اسلام ہوئی
ہین مختصر یہ واقعات ہین اب جب آپ سے اور مجھسے ملاقات ہوگی سب مفصل طور سے بیان کرونگا
ہین آجکل اس آفت مین مبتلا ہون یہ بلا مجھپر نازل ہے پس اس آفت مین میری کمک کرنا ضرور ہے
مین برائے دین و مذہب مقابلہ کر رہا ہون اگر سمندریہ برباد ہو گیا تو پھر تمھاری باری ہے
نہ طاق ہو پس کل مقامات اُنکے قبضے مین ہین آئندہ تمکو اختیار ہے ...
پاس اسوقت بہت سا لشکر جمع ہو گیا ہے اور بہت سے بادشاہ میری کمک کو آ گئے ہین اور بھی آنے
والے ہین پس اگر تم بھی کمک روانہ کرو تو مین اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر برائے مقابلہ جاؤن ایک
ایک ایسی جنگ عظیم واقع ہو کہ اہل اسلام بھی خیال کرین کہ ہان کسی سے مقابلہ ہوا تھا اور کوئی بادشاہ

زبردست تھا مجھکو اس امر کا یقین ہی کہ جب مین جا کر خود بہ نفس نفیس مقابلہ کرونگا ضرور فتح پاؤنگا آیندہ جو مرضی
خداوند اسمین کوئی چارہ نہین ہی بس مین تمھارے جواب کا منتظر ہون مین نے جو کچھ حال تھا تمکو خلاصۃً لکھ کر
تحریر کردیا اب تمکو اختیار ہی چاہیے میری کمک کرو چاہیے نکرو مگر اسکا خیال رہے کہ میری سفارش ضرور دربار
سے کسی تدبیر سے کرنا تاکہ مین اس بلا سے نجات پاؤن اور یہ کیا تحریر کرون گو بہت ابھی حال باقی ہی مگر مین نے
بسبب طول کے نہین تحریر کیا اس شعر پر اپنے نامہ کو ختم کیا شعر سنت آنچہ حق بود گفتم تمام * تو دانی دگر
بعد از این والسلام و بگر سپردم بتو مایۂ خویش را * تو دانی حساب کم و بیش را * پس جب یہ مضمون سمندر شاہ
سنا چکا وزیر نے عرض کیا کہ بہت خوب مین ابھی تیار کیے لاتا ہون یہ عرض کرکے وزیر تو اپنے مقام پر آیا اور قلم و
قرطاس اٹھا کر نامہ بنام گنجور شاہ حاکم طلسم گنجور سلیمانی تحریر کرنے لگا کہ سمندر نے دوسرے منشی کو طلب
کیا اور اس سے کہا کہ تو ایک حکم نامہ بنام اشکفاق جادو تحریر کر اسکا خلاصہ مضمون یہ ہو کہ تمکو معلوم ہو
کہ میرا اب قصد مصمم ہو گیا ہی کہ مین خود جا کر اہل اسلام سے مقابلہ کرون پس تمکو لازم ہی کہ جس کام مین مصروف
ہو اسکو ملتوی کرکے مع لشکر میرے پاس آؤ اگر مین شہر مین ملون تو خیر ورنہ مین مقابلے مین اہل اسلام کے
ہونگا اور رسد کا بند و بست کرتے ہوے آنا کیونکہ میرے ہمراہ لشکر بہت ہو تاکہ اسکو کسی قسم کی تکلیف نہو
اگر کسی مہم پر ہو تو اسکو بھی ترک کرنا بعد کو دیکھا جائیگا بفور دیکھنے اس نامہ کے تم میرے پاس آؤ مگر
مع لشکر کے آنا اسکا خیال رہے کہ رسد کا ضرور تدارک چاہیے تھوڑے لکھے کو بہت تصور کرو یہ جواب سنکے
سمندر نے کہا اسنے بہت خوب کہا اور اپنے مقام پر آکر وہ بھی تحریر کرنے لگا یہان تو دونون نامہ تحریر
کیے جاتے ہین ابھی سمندر کوئی اور حکم دینے نہ پایا تھا کہ وہ طائر آکر پہونچا کہ جو عرضی گرداب شاہ وغیرہ
کی لیکر لشکر سے چلا تھا وہ سمندر کے آکر تخت پر بیٹھ گیا سمندر نے و نیز اہل دربار نے دیکھا کہ اسکے
گلے مین ایک کاغذ ملفوف ہی پس سمندر نے وہ لفافہ جو کھولا اسکے گلے سے تو وہ عرضی تھی گرداب شاہ
وغیرہ کی پس سمندر نے خود پڑھی اسمین کل حال لشکر اسلام کا تحریر تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ الیوان نے طاقی اہل
اسلام سے رخصت ہو کر اپنے ملک کو گئی ہی اور صاحبقران وغیرہ سے اقرار کر گئی ہی کہ مین اپنے ملک مین
جا کر کل اہل شہر کو اور اپنے عزیزون کو مسلمان کرونگی اور جو ملک میرے قبضے مین ہین اور میرے قرب و
جوار مین ہین سب کو دین اسلام کی ترغیب دونگی اسکے بعد اپنا کل لشکر لیکر حاضر ہونگی ہمکو یہ خبر ملی تھی اسلیے
آپ کی خدمت مین اطلاع دی تاکہ آپ اسکا کچھ بند و بست فرمائین پس یہ جو سمندر نے تحریر پایا بہت غصہ
آیا غضبناک ہوا اسقدر مین کف بھر لایا اور کہا کہ اس الیوان کی قضا آگئی ہی یہ اپنے دل مین سمجھی کیا ہی مین نے
درگذر جو کی تو یہ اترا گئی یہ کہکر دست چپ کی طرف دیکھا اور ایک ساحر کہ نام اسکا جبران بادلہ پوش تھا
بہت بڑا ساحر زبردست تھا برابر کرسی تشلاق کے دنگل پر بیٹھا ہوا تھا اسباب سحر سے آراستہ اسکے اوپر
اسکی نظر پڑی اشارہ سے اسکو اپنے قریب طلب کیا وہ اپنے دنگل پر سے اٹھکر پا شکستہ باندھکر آ کے تخت کے
قریب آیا سمندر نے اس سے کہا کہ اے جبران بادلہ پوش مین تمکو حکم دیتا ہون کہ جبتک گنجور شاہ کے پاس سے
میرے نامے کا جواب آئے پس تم اسی ہزار ساحران زبردست کا لشکر اپنے ہمراہ لیکر بخط مستقیم الیوانیہ کو
جاؤ اور راہ مین کسی مقام پر قیام نکرنا کہین منزل نکرنا سواے الیوانیہ کے پہلے بذریعہ نامہ و پیام کے اہل
شہر کو اور اسکو جو کہ الیوان کی طرف سے حاکم ہی اور الیوان کے عزیزون کو الیوان کے حال سے آگاہ کرنا
اور سمجھانا اگر وہ تمھارے کہنے پر عمل کرین تو خیر ورنہ مقابلہ کرنا سب اہل شہر کو قتل کرنا اور عزیزان الیوان کو
اسیر کر کے تشہیر کرنا اور قتل کرنا شہر کی بنیاد تک نہ باقی رکھنا اور جو کوئی بادشاہ اسکی کمک کو آئے اسکے

حکم کے عمل کیا جائیگا پس اس عرصے مین اس دبیر نے کہ جسکو عرضی کی پشت پر جواب عرضی تحریر کرنے کو دیا تھا
جواب تحریر کرکے حاضر کیا پس سمندر نے اُسکو دیکھکر حکم دیا کہ اسکو ملفوف کرکے حاضر کرو اُسنے ملفوف
کرکے حاضر کیا سمندر نے اُس طائر کے گلے مین وہ لفافہ باندھ دیا اور اشارہ کیا وہ اُڑکر طرف لشکر
کے روانہ ہوا جب طائر جاچکا تو اُس منشی نے نامہ لاکر حاضر کیا کہ جسکو اشفاق کے نام تحریر کرنے کا حکم
ملا تھا جو مضمون سمندر نے بتایا تھا سب تحریر کیا اور لاکر پیش کیا سمندر نے اُسکو دیکھا سب وہی مضمون
پایا پس اُسکو دیکھکر حکم دیا کہ لفافے مین بند کرو پس منشی نے لفافہ مین بند کیا اور اُسپر مہر شاہی کرکے
حاضر خدمت کیا تب سمندر نے ایک ساحر کیطرف دیکھا کہ نام اُسکا پیامبر جادو تھا وہ روبرو اپنے طلب کیا
پس پیامبر جادو روبرو حاضر ہوا سمندر نے وہ نامہ اُسکو دیا کہ یہ نامہ لیکر پہلے تو اشفاقیہ مین جانا اگر
اشفاق جادو تمکو وہان ملجاے تو اُسکو یہ نامہ دینا اور زبانی پیام یہ کہنا کہ بادشاہ نے تمہے فرمایا ہے
کہ تم جس کاروبار مین ہو اُسکو ملتوی کرو اور کل لشکر لیکر بہت جلد حاضر ہو اور رسد کا بندوبست کر لینا
کیونکہ میرے ہمراہ لشکر بہت ہے مین اہل اسلام کے مقابلے کو جایا چاہتا ہون اور اُنسے مقابلہ کرونگا
اگر وہ اپنے شہر مین نہ ہو تو جو اُسکی طرف سے حاکم ہو اُس سے ملنا اور یہی پیام میرا اُسکو دینا اور کہنا
کہ تم لشکر لیکر سمندر شاہ کی کمک کو جاو اور اُس سے اُس مقام کو دریافت کر لینا کہ جہان اشفاق گیا
ہو اُس مقام پر جانا اور میرے پیام سے اشفاق کو آگاہ کرنا اگر کسی مہم پر ہو یا دورے پر ہو پس
سب کام سرکاری خواہ اُسکے ذاتی ہون ملتوی کراکے اپنے ہمراہ لیکر مع لشکر اُسکو ادھر آنا پیامبر نے
کہا کہ بہت خوب اور نامہ سمندر کے ہاتھ سے لیکر اور سلام کرکے دربار سے باہر آیا اور تخت سحر
تیار کرکے طرف اشفاقیہ کے روانہ ہوا کہ اسکا حال آیندہ تحریر ہوگا ادھر اُس دبیر نے وہ نامہ جو تیار کیا
کہ جو بنام گنجور شاہ تھا سمندر کے روبرو پیش کیا سمندر نے اُسکو دیکھکر دبیر کو دیا دبیر نے اُسکو ملفوف کیا پھر
حاضر کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ مین ناظرین کی خدمت مین عرض کرچکا ہون کہ سمندر کے روبرو ایک
منبر آراستہ رہتی ہے اُسپر ایک آئینہ لگا ہے اُسپر غلاف پڑا رہتا ہے اور چارون گوشون پر اُسکے چار گلدستے
رکھے رہتے ہین اور ایک حوض سنگ مرمر کا اُسپر رکھا ہوا ہے اُسمین پانی ہے اور سرخ رنگ کی مچھلیان
اُسمین پڑی ہین اور سنگ مرمر کا ٹکڑا رکھا ہوا ہے اور چار صندوقچے رکھے رہتے ہین پس جب اُس
دبیر نے یہ نامہ حاضر کیا سمندر نے ایک صندوقچے کی طرف دیکھا ایک برق چمکی وہ صندوقچہ خود
بخود کھلگیا اُسمین سے ایک پتلی زمرد کی پیدا ہوئی اور سامنے سمندر کے آئی اور ہاتھ جوڑکر کھڑی ہوئی
پس سمندر نے وہ نامہ اُس پتلی کو دیا اور کہا کہ یہ نامہ پاس گنجور شاہ جادو حاکم طلسم گنجور سلیمانی
کے پہونچا دے اور اسکا جواب جو کچھ وہ دے لے آنا پس یہ سمندر کا کہنا تھا کہ اُس پتلی نے ہاتھ
بڑھاکر وہ نامہ سمندر کے ہاتھ سے لیا اور مثل شرارے کے سب کی نگاہ سے غائب ہوگئی اور نامہ
لیکر طرف گنجور سلیمانی کے روانہ ہوئی اسکا حال آیندہ تحریر ہوگا بعد اس نامہ روانہ کرنے کے
سمندر نے دربار برخاست کیا داخل محل ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور اُسیوقت سے
سامان سفر کرنے لگے کہ انکا حال آیندہ تحریر ہوگا جبکہ سمندر لشکر لیکر واسطے مقابلہ اہل اسلام روانہ
ہوتا تھا ادھر ان دنون سپہ سالار دون عجیب ساحر نے جاکر لشکر کا بندوبست کیا اور بھرتی شروع کر دی
اور سب سامان جنگ درست کرنے کا حکم دیا اور تیاری لشکر مین مصروف ہوا اسکا بھی حال آیندہ
تحریر ہوگا ادھر مہرجان جادو و گلاب جادو و مہران بادلہ پوش کو لیکر چہاونی مین آئے اور اُسی ہزار

ساحران زبردست انتخاب کرکے اُسکے ہمراہ کردیے وہ اُسیوقت سب کو لیکر اپنے ہمراہ طرف ایوانیہ کے
روانہ ہوا اسکا حال آیندہ تحریر ہوگا اور یہ دونون بھی لشکر کا بند و بست کرنے لگے ساحر ملازم ہونے
لگے اور حکم دیا کہ سب تیار رہین اور اپنے اپنے سحر کو تیار کرین ساحر ان مین بھی بند و بست سفر ہونے
لگا اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا اب راوی سمندر کو اس انتظار مین چھوڑتا ہی کہ جواب نامہ گنجور شاہ کے
پاس سے آسکے تو مین لشکر لیکر کوچ کرون اور اہل لشکر کو اور اُن بادشاہون کو سامان سفر مین مصروف
رکھا جاتا ہی اور ایوان کو طرف شہر ایوانیہ کے رہبری مین چھوڑا جاتا ہی اور الطاف جادو کو مع
مال و اسباب و اہل و عیال کے طرف لشکر اسلام کے اور سرداران سمندر کو الطاف کی تلاش مین اور
اہل اسلام کو اس انتظار مین کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجے تو مقابلہ کیا جاے گرداب شاہ وغیرہ کو
انتظار جواب عرضی مین اور ہوا اُس طائر کو جو کہ عرضی لیکر گیا تھا اور سمندر نے اُسکے ہاتھ جواب روانہ کیا ہی
راہ مین اور سپاسبر جادو کو طرف شہر اشتاقیہ کے اور رنگیلی زمرد کو طرف طلسم گنجور سلیمانی کے مع ناچنے
اور حیران بادلہ پوش کو مع اسی ہزار ساحرون کے طرف ایوانیہ کے روان رکھا جاتا ہی اور اب یہان
دوسرا حال تحریر ہوتا ہی یہ سب واقعات آیندہ تحریر ہونگے انشاء اللہ تعالی بشنو حباب مستعار شعر
ازین قصہ یکدم فراموش کن ٭ نہ جا سے دگر داستان گوش کن ٭ اب راوی دوسرا حال تحریر کرتا ہی
ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ یہ حال جلد دوم کے آغاز مین تحریر ہوا تھا جب سے اُسکے تحریر کرنے کی نوبت نہین
آئی اب مین عنان قلم کو اُس قصے کی طرف منعطف کرتا ہون اور اُن حالات کو تحریر کرتا ہون جو کہ جلد اول و دوم مین چھپ
چکے ہین اور ابھی تک تحریر نہین ہوسکے ہین ناظرین کو اُنکا اشتیاق ہوگا پس اگر عنایت پروردگار شامل ہوئی
تو مین اُسکو بھی تحریر کرونگا اب

چند کلمہ داستان ارژنگ تن زمرد کے کہ وہ جو کوچ کرکے مع لشکر طرف شہر آفتاب نما کے اس قصد سے
روانہ ہوا تھا کہ مین چلکر اپنی شادی ملکہ سیمتن سے کرون خواہ برجیس آفتاب پرست بخوشی کرے
خواہ بجبر اگر مقابلہ کریگا تو مقابلہ کرونگا پس اُس سے راہ مین مقابلہ ہونا نیرہ طہماس سے اُسکا
شریک ارژنگ ہونا اور ارژنگ کا قریب شہر آفتاب نما پہونچنا اسکی خبر ہونا برجیس کو اور باہم
نامہ و پیام ہونا اُسکے بعد جنگ و پیکار ہونا اسی حالت جنگ مین جنرنگ بن زمرد کا مع لشکر پہونچنا
اور ایکطرف فروکش ہونا اور ارژنگ سے مقابلہ ہونا بعد کئی جنگ کے باہم صلح ہونا اور دونونکا
شریک ہوکر برجیس سے مقابلہ کرنا آخر بعد جنگ بسیار باہم صلح ہونا اور زنبیلون کا فرزند کا ایک کرور
اسی لاکھ کا لشکر لیکر خروج کرنا اور ممالک اہل اسلام پر قبضہ کرنا اور اُنکو کفر آباد کرنا اور اسی طرح
سب ملکون کو تباہ کرتے ہوے طرف نطاق کے روانہ ہونا ہی گر ارژنگ نے حکم دیا

ہذا ساقی نامہ

ہر کدم او ساقی نیرنگ ساز	آئی بدلی بجتا ہی ہر سمت ساز	اُفق او دق ملا کہ جہان آب و گناہ کا نام

بے خودی میں بھی خودی دکھلا گیا
ہر طرف گلشن کا سبزہ لہلہا
جو ہی صحن باغ میں خوش حال ہی
یا دہی چشم خمار آلود کی
لاصراحی صبر کیجیے تا بہ کی
میری خواہش اب تو ہی اس ڈھنگ کی
میکشی کرتا رہوں جنتک جیون
عقل سے لوں کام مدہوشی میں بھی
توڑ ڈالوں خانہ خمار کو
ہونہ کہنے کی ہوں باتیں وہ کہوں
کبر و نخوت بھولے شیطان رجیم
سہو سے نیرنگ سازی وہ گروں
سوسے مطلب چل عنان کا کہ تمام
تمیز شمار ہو سکے نہ فرقت میں مر گیا
مقتل ہی ہوئی ہو زمین دیار دل
پامال کر کے پاؤں رہ صبر و شکیب کا
ہوا ایک پل میں لیگئی صبر و قرار دل
کس دل نے صدقہ ہوا نار دوست کے
شہر کے سے ہو و چند نہ کیونکر و قار دل
بیت نویسندہ قصہ داستان
ہر میں زمزمہ شد تمام سرا

زمزمہ کرتے ہیں طائر باغ کے
دے رہا ہی فرش مخمل کا مزا
کہ رہے ہیں میکشان بے حجاب
چاہیے اب کچھ نہ کچھ ہو دل لگی
و سے مجھے بنت عنب سی نازنین
سر صراحی بس ہے گلرنگ کی
ساغر مئے پر رہے جنگ و جدل
لاؤ لاؤ ہو وے تو بیہوشی میں بھی
شیشہ میں جو آئے بکدن دیو انہوں
جائے خود فرعون بے سامان ہوں
شیشے میں شیطان کو بہکاؤں میں
ساحری کی روح ہو جیسے زبون
قول جیسا مرا ہو کلو اگر نا گوار دل
تم حکم دو جہاں پہ نہ وہاں مزار دل
مدا کھت علی رنگ خواہش ہو گئی
ہر ایک قطرہ خون کا ہی یادگار دل
کشتہ کیا ہی برق تجلا سے یار نے
کیا لے کلیجہ دل تھا مرا میں نثار دل
محشر تباہ ہو گئے یہ کہتے ہیں حشر میں
چنین کردہ این داستان را بیان

صبکشوں کے ہر طرف ہیں جمگھٹے
مہر گلشن آئینہ تمثال ہے
ساقیا جو کچھ سے جو کچھ لا شراب
دختر رز سے مجھے اب عشق ہی
رند ہوں ڈر مجھکو قاضی کا نہیں
سبزہ نکالا پھول گلشن میں ہوں
وقت رنگ ہو اور رہو اپنی بغل
پیوستہ کر دوں میں حریف زار کو
اور نہ کروں دعوی کہ میں ہوں بے نشیمن
گو کہ حادث ہوں ہنوں لیکن قدیم
کا فرون کو راہ پہ لے آؤں میں
امو ہرف کہ مختصر طول کلام
سے جاؤ برق حسن سے صبر و قرار دل
ارمان اپنے تیغ الم سے ہوے ہلاک
ٹکڑے ہی سو مقام سے لوح مزار دل
قربان لاکھ جان سے اس چشم ناز کے
روشن ہو شمع طور سے شمع مزار دل
وان قرب دوست اگر ہی تو یہ کفر ہو دوست کا
ہمکو نہ راس آئی زمین دیار دل
تیرہ سخن طوطی خوش نوا

راویان خوش تقریر و کاتبان عنبر افشاں تحریر و صاحبان شیریں کلام و غزل خوانان صدق آثار و لشکر کشان میدان معنی و مسافران صحرائے فصاحت و صاکر کشان ذو فنون بلاغت و قلعہ گیران حصار معنی و ساحران نیرنگ مضامین شاہ بلاغت و فصاحت کو اس طور سے میدان قرطاس میں صف آرا کرتے ہیں و شاہ جہالت کو لشکر دانش سے یوں شکست دیتے ہیں اور اس قصے کو اس طور سے بیان کرتے ہیں کہ ناظرین عالی فہم و دقیقہ سنج معنی شناس کو بخوبی یاد ہوگا کہ اس داستان کو جلد دوم دفتر آفتاب شجاعت میں اس مقام پر موقوف کیا تھا کہ ازرنگ بن نمرد یہ خبر پاکر کہ سلیم شیر صولت نے دین آفتاب پرستی اختیار کیا اور بر جبیس آفتاب پرست نے میرے ساتھ شادی کرنے سے انکار کیا اور مضمون نامہ پڑھا بہت غصہ آیا اور بعد کئی دن کے لشکر کثیر قریب تیرہ [illegible] الکھ کے طرف شہر آفتاب نما کے روانہ ہوا تھا گو حالات تمام جلد اول و دوم میں تحریر [illegible] امر بطور یاد دہی پھر تحریر ہوتی ہی تا ناظرین کو معلوم ہو کہ جلد اول و دوم [illegible] ازرنگ نے شہر خور شید نگار سے بعد روانہ کرنے دو پہلوانوں کے اور [illegible] سامان جنگ [illegible] طلسمات کے یہ خبر پاکر کہ بدیع الملک نے لشکر نیک نہاد پر [illegible] مرجان جادو و گلاب [illegible] الغفار [illegible] کر کے خاور پر پہونچا تھا اسکا بھی واقعہ تحریر

ہو چکا ہو جب خاور بہار زرنگ نے فتح پائی اور کل اہل شہر سے عہد و پیمان ہوا تھا اُس زمانہ میں ازرنگ
شہر کو نکلا تھا اتفاق سے مقبرہ ملک قاسم کی طرف جا نکلا تھا دریافت جو کیا تھا تو معلوم ہوا تھا کہ یہ مقبرہ
ملک قاسم کا ہے پس سنگان نے ورغلان کر اس امر پر آمادہ کیا تھا کہ اس مقبرہ کو منہدم کر دے ازرنگ
بھی آمادہ ہو گیا تھا اُسنے بیلدار طلب کیے تھے یہ خبر اہل شہر کو معلوم ہوئی تھی اور سب اس امر پر آمادہ
ہوئے تھے کہ ہم جبتک زندہ ہیں مقبرہ کو منہدم نہ ہونے دینگے اُسی حالت میں خواجہ بازرگان سے ایک
ازرنگ سے ملاقات ہوئی تھی اُسنے ایک تصویر دکھائی تھی جو کہ اُسنے دریا کے کنارے ثریا سیمتن
کی کھینچی تھی پس ازرنگ اُسکو دیکھکر عاشق ہو گیا تھا یہ آکر اُس مقام پر سے اُٹھا کہ اب تو بادولت کو
اپنی معشوقہ کی فکر ہوئی ہو جب بادولت اپنی شادی کرلیں گے اُسوقت اہل اسلام سے اپنے والد کے
خون کا عوض لینگے اور اُن سب کو قتل کرینگے اور اپنی خدائی کو درست کرینگے چنانچہ اُسوقت اُسنے ایک
نامہ بنام برجیس آفتاب پرست نسبت اپنی شادی کے تحریر کیا تھا اور بہ تسلیم شیر صولت کے مع دس ہزار
سپاہ کے روانہ کیا تھا اور جب وہ پہونچا تھا اور نامہ پڑھا گیا تھا برجیس بہت برہم ہوا تھا اور حکم
دیا تھا کہ ایلچی کے ناک و کان کاٹ کر شہر سے نکالدو یہ خبر اُسکو ہوئی تھی وہ تلوار لیکر چلا تھا کہ برجیس نے
اپنے شوہر پر سے نقاب اُٹھا کہ اپنی صورت دکھائی تھی کہ وہ صورت دیکھکر بیہوش ہو گیا تھا جب ہوش آیا
تھا تو برجیس کو سجدہ کیا تھا مع نو ہزار کے اور شریک برجیس ہو گیا تھا اور برجیس آفتاب پرست اس
فکر میں تھا کہ اب یہاں سے خروج کروں اور خداپرستوں سے مقابلہ کروں اور اپنے دین کو رواج
دوں پس یہ داستان تو اُس مقام پر چھوڑی تھی اب آیندہ برجیس کا بھی حال تحریر ہوگا وہ جو ہزار سوار
باقی رہے تھے وہ جواب نامہ لیکر وہاں سے بھاگے تھے کیونکہ یہ اُس مقام پر نہ تھے ورنہ یہ بھی بیہوش
ہو جاتے جو اُنکا حال ہوا تھا وہی اِنکا بھی حال ہوتا یہ لوگ یہ واقعہ دیکھکر وہاں سے بھاگے تھے پس
ازرنگ کے پاس آئے تھے ازرنگ کو اس حال سے آگاہ کیا تھا چنانچہ ازرنگ نے یہ سُنکے
کوچ کیا تھا پس اب ازرنگ کا حال تحریر ہوگا راوی نے بیان کیا ہے کہ ازرنگ نے خاور سے جو کوچ
کیا ایک پہلوان زبردست مع ایک لاکھ سپاہ کے اُسکا پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا اُسکے جانے کے بعد دوسرے
دن ازرنگ نے لشکر کو حکم سفر دیا لشکر میں نقارہ سفری بجا لشکر چلا قلب لشکر میں دس ہاتھیوں پر تخت
کسا ہوا اُسپر ازرنگ تاج الماس سر پر رکھے ہوئے قبا سے قلم کار زیب تن کیے ہوئے ہتھیار ضیح کا
لگائے چتر سر پر لگا ہوا خواصی میں سنگان بیٹھا ہوا مرصع بال ہما کی ہوتی ہوئی عقب میں تمام لشکر اسیطرح کوچ کیا اور بونے
بارگاہیں و خیمے لدے ہوئے خزانہ بار تھا عقب میں لشکر بیشمار تھا آگے کوس سفری بجتا ہوا اشتر [illegible]
سنے چوبدار کا ذکر کرتے ہوئے اس سامان سے چلا سب لشکر کو نئی نئی وردیاں زربفتی تقسیم کی گئی ہیں ایک لاکھ
سپاہ کو جو کہ خاص اردلی کے تھے اُنکو اسلحہ مرصع کار عنایت کیے ہیں بڑے تزک و حشم سے طرف شہر آفتاب کہ
کے چلا تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ ازرنگ اسقدر مشتاق تھا بلکہ ثریا سیمتن کا اور اسقدر جو اُسکو
عشق تھا کہ وہ راہ اُسکو راہ عدم سے زیادہ تھی دو منزلہ و سہ منزلہ کرتا ہوا چلا جاتا تھا جب لشکر تھک
جاتا تھا تو قیام کرتا تھا ورنہ برابر راہ روی میں مصروف تھا ہمراہ اول لشکر مقام پر آب گیاہ دیکھکر قیام کرتا
تھا ازرنگ اُس مقام پر فروکش ہوتا تھا اسی طور سے کئی منزلیں طے کیں تھیں کہ ازرنگ نے حکم دیا
کہ لشکر روانہ ہو کیونکہ اسنے ایک مقام پر قیام کیا تھا وہاں پر یہ حکم دیا تھا پس بوقت سحر وہاں سے
ہمراہ اول لشکر بارگاہ لیکر روانہ ہوا اور وہ سپہر راہ طے کی تھی کہ ایک صحرا لق و دق ملا کہ جہاں آب و گیاہ کا نام نہ

اُسدن دھوپ بہت سخت تھی اسی سبب سے ارزنگ نے اُسدن کوچ نہ کیا تھا صرف پیش خیمہ روانہ کیا تھا
خود اُسی خیمے میں قیام پذیر رہا تھا اور حکم دیا تھا کہ کل صبح کو یہاں سے کوچ ہوگا یہ تو اُسی صحرا میں ہے اور
ارمان شیر صولت کہ یہ ہراول لشکر ہے اور دوسرا نام اسکا جلد دوم میں تحریر ہو چکا ہے اسکے دو نام ہیں
پیش خیمہ لیکر اُس صحرا سے بموجب حکم ارزنگ چلا تھا کہ اُس صحرا میں پہونچا کہ جسکا ذکر ابھی ہوا ہے کہ جہاں
سوائے ریگ کے باقی برگ و گیاہ کا نام نہ تھا درخت کا تو نشان تک نہ تھا یہ بوقت دوپہر اُس صحرا میں پہونچا
حرارت آفتاب و طپش دھوپ سے سبکی یہ حالت ہوئی کہ شدت سے راکب کو مرکب کی زبانیں نکل آئیں
سب ہانپنے لگے ارمان شیر صولت سے آکر شکایت کی کہ شدت عطش سے سب ہلاک ہوئے جاتے
ہیں اُسنے کہا کہ کیا کیا جائے جلد قدم اُٹھا کر چلو شاید کہیں پانی دستیاب ہو پس یہ سنکے سب نے مرکب
اُٹھائے اور چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دور سے دو پہاڑ نظر آئے اہل لشکر نے باہم کہا کہ اس پہاڑ
سے ضرور پانی جاری ہوگا یہ خیال کرکے اور بہت جلد قدم اُٹھائے یہانتک کہ وہ صحرا اتمام ہوا
اب صحرا سے سبزہ زار ملا ہری ہری دوب لگی ہوئی اشجار میوہ دار لگے ہوئے بسبب کثرت اشجار کے شاخیں
زمین کے بوسے لے رہی تھیں ایک نہر آب صاف و شفاف سے لبریز تھی پانی کو دیکھا سب کی جان میں
جان آئی اُس صحرا کی ہوا کھا کے غنچۂ دل شگفتہ ہوگئے ہوا سے صحرا سے وہ جو پژمردگی تھی اُسکو برطرف
کیا پس سب نے خوشی خوشی پانی پیا مرکبوں کو پلایا جب سب راکب و مرکب سیراب ہو چکے پس
وہاں سے آگے کو روانہ ہوے جب اُن پہاڑوں کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ سوائے درمیان
میں سے اُن پہاڑوں کے اور کوئی راہ نہیں ہے کیونکہ دونوں طرف وہ پہاڑ ہیں پس اُنکے بیچ میں ایک
سڑک پچاس گز کی چوڑی بنی ہوئی ہے پس ارمان شیر صولت مع لشکر کے اُس سڑک پر روانہ ہوا دیکھا
اُسنے کہ دونوں طرف پہاڑ ہیں اسطور سے دربنا سے ہیں اور ایسے خوشنما ہیں کہ اُس میں صنعت
صانع ظاہر ہوتی ہے یہ اُس پہاڑ کو دیکھتے ہوے برابر چلے گئے وہ پہاڑ کوئی قریب دو کوس کے
احاطے میں سے تھے اور وہ سڑک درمیان میں تھی پس جب وہ پہاڑ طے ہو سے اور درمیان سے
نکلے تو دیکھا کہ ایک صحرا پُر از آب و گیاہ اور اشجار میوہ دار سے مملو ہے اور کیسی دوب لگی ہوئی ہے
طائران خوش الحان درختوں پر بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں پس یہ جو عالم دیکھا ارمان نے
لشکر کو حکم دیا کہ اسی مقام پر پڑاؤ کرو اور خیمہ برپا کرو کیونکہ دوپہر کے تھکے ہوے ہیں دھوپ کی بہت
تکلیف اُٹھائی ہے طبیعت بہت کسل مند ہے خداوند بھی اسی صحرا سے آتے انکو بھی تکلیف ہوتی پس لازم ہے
کہ وہ بھی یہاں آکر راحت پائیں یہ کہکر خود مرکب بڑھا کر سیر صحرا کرنے لگا اور پھر دار بھی پھرنے لگے
خوب سیر کی ایکجا شب جو سیر کرتا ہوا گیا دیکھا کہ ایک پہاڑ بہت بلند ہے از قلعہ کوہ تا پائیں گیاہ سبز لگی ہوئی
ہے گلہاے رنگا رنگ کے درخت لگے ہوے ہیں گلہاے خودرو کھلے ہوے ہیں آبشار پانی کی
مثل چادر کے گر رہی ہے جسکے قطرے جو گرتے ہیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ گوہر آبدار غلطاں ہیں اُس
پہاڑ کا عجب رنگ تھا یہ سماں جو دیکھا تو ارمان کو یہ حسرت ہوئی کہ پہاڑ پر جا کر اسکی سیر کروں راہ
تلاش کی مگر نہ ملی سر اُٹھا کر جو دیکھا تو اوس کوہ سر بلند پہ ایک قلعہ سنگ مرمر کا بنا ہوا نظر آیا اسکو سب
آلات حرب و ضرب سے آراستہ پایا یہ دیکھکر ارمان کو حیرت ہوئی کہ یہ قلعہ کیسا ہے اور اس قلعے کا کون
حاکم ہے اور یہ قلعہ کسنے اس پہاڑ پر بنایا ہے بڑے عرصے تک اُس قلعے کو دیکھا کیا چونکہ راہ اُس
پہاڑ پر جانے کی نہ ملی تھی اس سبب سے ناچار ہو گیا پہاڑ پر نہ جا سکا مجبور ہو کر اودھر سے واپس ہوا

مگر اس فکر مین تھا کہ اس پہاڑ پر یہ قلعہ کیسا ہی اور کدھر سے اس پہاڑ کی راہ ہی کیا خوب قلعہ بنا ہی اور کیا عمدہ پہاڑ
ہی نہ معلوم اس قلعے مین کوئی رہتا ہی یا خالی ہی ایسے ایسے خیال کرتا ہوا دل مین اُس مقام پر آیا کہ جہان لشکر
کے اُترنے کا حکم دیا تھا یہان سب سرکارون نے لشکر کو اُتار اچھے وغیرہ برپا کیے اثالہ بارگاہ ارزنگی کا
ایک جانب رکھا گیا ارابون پر لدا ہوا اتفاقاً صرف بیل کھولے تھے ارمان نے خود آکر سب سامان درست
پایا مرکب پر سے اُتر کر اپنے خیمے مین آیا پس ہر ایک سردار کبھی سیر کر کے آیا ہر ایک نے اُس پہاڑ پر جانے کا
قصد کیا مگر راہ نہ ملی سب واپس آئے چند سردارون نے ایک بیشہ کلک کا دیکھا کہ اُس مین نہر بہتی ہوئی
ہی کنارے اُسکے ایک چبوترہ ہی وہ مقام کسی پہلوان یا بادشاہ کے شکارگاہ کا ہی جب وہ سردار لوٹ
آئے اُنھون نے سُنا کہ ہمارا سردار اپنے خیمے مین ہی سب اُس خیمے مین آئے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
ارمان نے اُن سے دریافت کیا کہ تم کدھر کو گئے تھے اُنھون نے عرض کیا کہ اُسی صحرا مین ہوا کھاتے
تھے اے خداوند کیا خوشنما پہاڑ ہی اور کیا عمدہ اُسپر قلعہ بنا ہوا ہی ہمنے بہت تلاش کی مگر پہاڑ پر جانے کی
راہ نہ ملی آخر کو عاجز ہو کر واپس چلے آئے ارمان نے کہا کہ مین نے بہت تلاش کیا مگر مجھکو بھی راہ نہ ملی
نہ معلوم اُس قلعے مین کوئی رہتا ہی یا نہین میرے نزدیک یہ قلعہ خالی ہی کسی زمانے مین کوئی اس مین رہتا
ہوگا یہ قلعہ کسی بادشاہ جلیل کا تیار کرایا ہوا ہی مین یہ خیال کرتا ہون کہ کوئی شہر ضرور اس مقام پر آباد
تھا اُس زمانے مین اُس قلعے کو تیار کیا ہی جب یہان کا کوئی بادشاہ ہوگا جب وہ شہر برباد ہو گیا
یہ قلعہ بھی ویران ہوا اُس زمانے مین اسکا راستہ ہوگا بسبب اسکے کہ کوئی خبر لینے والا نہ رہا راہ
بند ہو گئی ایک سردار نے کہا کہ اس پہاڑ کے شمال کی طرف ایک صحرا ہی کہ اُس مین کلک لگی ہی اور
درمیان کلک کے ایک نہر بہتی ہوئی ہی اور کنارے اُس نہر کے ایک چبوترہ ہی قاعدے سے
ثابت ہوتا ہی کہ کسی بادشاہ کی شکارگاہ ہی اُس مقام پر وہ آکر شکار کھیلا کرتا تھا یہ شکارگاہ بھی اُسی
زمانے کی ہی ایک سردار بولا کہ اے خداوند ایک امر قیاس مین نہین آتا ہی کہ قلعے کو جو دیکھا تو سب سامان
حرب و ضرب سے آراستہ ہی کہ کسی زمانے مین یہ قلعہ کسی کے قبضے مین ہوتا اور اب کوئی نہ رہتا ہوتا تو ضرور
اس طور سے یہ قلعہ نہ آراستہ ہوتا میرے نزدیک کوئی ضرور اُس قلعے مین رہتا ہی اور اسکا راستہ
اور کسی طرف سے ہی ارمان نے کہا کہ تمھارا گمان غلط ہی یہ قلعہ اُسی زمانے کا آراستہ کیا ہوا ہی جو لوگ
اس قلعے مین رہتے ہین کیا وہ پر رکھتے ہین کہ اُنکا پتہ نہین ہی کوئی راستہ ضرور بنانے کیا اُڑ کر جاتے
ہین راستہ ضرور ہوتا اُسنے جواب دیا کہ کسی طرف ضرور راستہ ہوگا ارمان نے کہا کہ مین سب طرف
تلاش کر چکا ہون کیا زمین کے اندر سے راستہ ہی یا آسمان پر سے یہ اسطور سے برہم ہو کر کہا کہ وہ
خاموش ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے ارمان اپنے خیمے مین آرام کو چلا گیا اور سب سردار اپنی اپنی
طرف اپنے اپنے مقام پر جا کر آرام پذیر ہوے چونکہ تھکے ہوے تھے سب راحت سے جا کر سو رہے
یہ تو یہان بے خوف و خطر اُترے ہوے ہین اُنکو کوئی خوف نہین ہی اُدھر کا حال سُنیے کہ راوی نے
بیان کیا ہی کہ اُس قلعے مین ایک پہلوان رہتا تھا کہ نام اُسکا قرماسپ بن غرماسپ بن طرماسپ بن
طہماس بن عقفویل وبو پرور تھا یہ نسل سے طہماس کی تھا بیٹا ہی غرماسپ کا پروتا ہی طہماس کا مگر لقاپرست
ہی صغر سنی مین اس صحرا مین آیا تھا جب سے یہان مقیم ہی اسکا واقعہ یہ ہی کہ جب غرماسپ مارا گیا ہی تو اسکی
ماں جو کہ ایک شہر کی وزیرزادی تھی اور غرماسپ کے اُس سے آشنائی ہوئی تھی غرماسپ اُسکو نکال
لایا تھا چونکہ غرماسپ لقاپرست تھا اور وہ بھی لقاپرست تھی پس اُس طریقے سے موافق باہم عقد ہوا تھا

وہ غرماسپ سے حاملہ ہوئی تھی پس جب غرماسپ ہاتھ سے اسد دلاور کے قتل ہوا اُسکی زوجہ کو
خبر ہوئی چونکہ بغیرت دار تھی پھر اپنے شہر کو نہ گئی سیدھی صحرا کیطرف چلی گئی جب اُس صحرا مین پہونچی اور اس
پہاڑ پر آئی تو یہ قلعہ اُسکو نظر آیا لیکن یہ اُس قلعے مین آئی یہان ایک قزاق رہتا تھا اُسکا یہ طریقہ تھا
کہ وہ قافلہ لوٹ لیتا تھا اور اپنی اوقات بسر کرتا تھا اُسکے ماتحت پچاس ہزار سوار تھے اُنمین ہر ایک
اپنے وقت کا سام و رستم تھا وہ قزاق کہ جسکا نام شداد دزد تھا سبکا افسر تھا بڑا مال و اسباب اُسکے
پاس تھا اس قلعے کو اُسنے تیار کیا تھا اُسکا راستہ اُسنے وسط قلعے سے رکھا تھا ایک نقب اُسنے قلعے
سے کھودی تھی اُسکا دوسرا سرا لاکر اُس ملک کے جنگل مین نکالا تھا یہ اُس قلعے کا راستہ تھا ہرکارے
مقرر کیے تھے کہ وہ آکر خبر دیتے تھے کہ فلان قافلہ اسطرف سے جاتا ہے پس اُسکا یہ طریقہ تھا کہ جب
اُسنے خبر پائی فورًا اسپ سوارون کو لیکر اُس نقب کی راہ سے اُس صحرا مین آیا اور قافلے کو لوٹکر
لیگیا اسی طریقے سے اُسنے لاکھون روپیہ جمع کر لیا تھا شداد قلعے مین حکومت کرتا تھا ہزارون
ملازم تھے مگر شداد نے اپنی شادی نہ کی تھی اُسکو عورت سے نفرت تھی سوا اسکے دزدی کے دوسرا
شغل نہ تھا خوب لقمے حرام کے کھا کے موٹا ہوا تھا کوئی قافلہ ایسا نہ تھا کہ اُدھر سے جاے اور
وہ اُسکو نہ لوٹ لے یا کسی بادشاہ کی رسد جاے وہ نہ غارت کرے یہ ممکن نہ تھا یہ طریقہ تھا
ہر ایک اُسے دیتا تھا دوسرا سبب یہ تھا کہ کسیکو قلعے کی راہ نہ معلوم تھی کہ اُسپر لشکر کشی کی جاے
اس سبب سے وہ بہت بے خوف تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ شداد اسی راحت و آرام سے
بسر کرتا تھا ایک دن وہ قلعہ کوہ پر بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا اور سب سردار حاضر تھے سہ پہر کا
وقت تھا کہ زوجہ غرماسپ یعنی ملکہ ماہ پارا مع چند اپنی کنیزون کے آوارہ و سرگردان اُس صحرا
مین پہونچی پیچھے ایک درخت کے بیٹھکر رونے لگی چند دن کی حاملہ تھی یہ رونے کی صدا جو اُسکے کان
مین پہونچی تھی اُسنے جو سر اُٹھاکر دیکھا تو یہ نظر آتا تھا کہ چند عورتین ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی
ہین اُنمین سے کوئی عورت رو رہی ہے پس اسکو اُنکے حال پر ترس آیا اپنے ملازمون سے
کہا کہ جاکر ان عورتون کو میرے پاس لے آؤ نہ معلوم اُنپر کیا بلا نازل ہوئی ہے جو یہ یون تباہ سرگردان
بحال خراب اس صحرا مین آئی ہین اگر انپر کسی نے ظلم و ستم کیا ہو تو مین اُسکو سزا دون مین اگرچہ خود بھی
ظلم و ستم کرنے کا ہی مگر مین عورتون پر ظلم و ستم کرنا جائز نہین رکھتا ہون کیونکہ وہ بے دست و پا ہوتی
ہین یہ جو حکم اُسنے ملازمون کو دیا تھا چند ملازم اُسی نقب کی راہ سے اُس صحرا مین آئے اور ان
عورتون کے پاس پہونچے کہا کہ تمکو ہمارے مالک نے طلب کیا ہے پس جسنے تمپر ستم کیا ہے ہمارا مالک
اُسکو سزا دیگا اور تمھاری مراد بر لائیگا پس تم ہمارے ہمراہ چلو ماہ پارا نے اپنی کنیزون کی طرف
دیکھا اور اشارے سے کہا کہ انسے کہدو کہ ہم تمھارے مالک کے پاس نہ جائینگے ہمین اُسنے
کوئی غرض نہین ہے ہمپر کسی نے ظلم و ستم نہین کیا ہے ہم فلک کے ستائے ہوے ہین ہمپر آسمان نے مصیبت
و کوہ و بلا توڑا ہے ہمکو فلک تفرقہ پرداز نے لوٹا ہے ہمپر آسمان نے ظلم و ستم کیا ہے پس ہم تمھارے
ہمراہ جاکر کیا کرین ہم یون ہی آوارہ و سرگشتہ رہینگے یہ تقریر اُن کنیزون نے اُن ملازمون سے
کی اُنھون نے جواب دیا کہ ہم تمکو ضرور لیجائینگے ہم اپنے مالک کے حکم کو بجا لائینگے
یہ جو اُنھون نے کہا ملکہ نے کنیزون کی طرف دیکھا تھا پس کنیزون نے ملکہ کو سمجھایا کہ چلیے چلیے
دیکھیے کیا کہتا ہے ملکہ کنیزون کے سمجھانے سے چلنے پر راضی ہوئی تھی پس اُن ملازمون کے ہمراہ

نقب کی راہ سے اُس قلعے میں آئی اُن ملازمون نے اُن سب کو ایک قصر مین بٹھا کر اور شہداد کو خبر
کی تھی کہ اُن سب کو لے آئے ہین پس شہداد وہان سے چلا یہان ماہ پارہ شوہر سے نقاب اُٹھائے
ہوئے اُس مکان کی سیر کر رہی تھی اور اُس مکان کی صنعت دیکھکر بنانے والون کی تعریف کر رہی تھی
کہ شہداد آ پہونچا اُسنے بخوبی ملکہ کو دیکھا اور تیر عشق ملکہ شہداد کے دل پر پڑا کہ گھائل ہو گیا پس
فریفتہ ہوا اُدھر ماہ پارہ بھی شہداد کو دیکھکر عاشق ہو گئی تھی کیونکہ جوان قوی تن تھا پس بسبب مرد
غیر ہونے کے اُس سے حجاب کیا کچھ شرم آئی منھ کو نقاب سے پوشیدہ کر لیا شہداد آکر کرسی پر بیٹھا
اور اپنے برابر ملکہ کو کرسی پر جگہ دی اور بہت اعزاز سے بٹھایا ملکہ بصد ناز و ادا کرسی پر بیٹھی مگر منھ کو
شرم سے چھپائے ہوئے تھی کہ شہداد نے ملکہ سے حال دریافت کیا کہ آپ کون ہین اور آپ پر کیسی
کیا آفت آئی جو آپ یون آوارہ اور سرگردان ہو کر نکلین ملکہ نے جواب نہ دیا مگر اُنکی ایک کنیز
نے جواب دیا کہ یہ وزیرزادی ہین شہر سرنگار کے فرزند طہماسپ انپر عاشق ہوا تھا اور یہ اُسپر
پس یہ اُسکے ہمراہ نکل آئین تھین چند دن تک اُسکے ہمراہ رہین وہ ایک سقا لیے پھرتا تھا ہاتھ سے
خدا پرستون کے مارا گیا یہ اُس سے حاملہ بھی ہین پس جب اُنکو معلوم ہوا کہ میرا شوہر مارا گیا پس
خیال سے اپنے ملک یا اپنے عزیزون کے پاس نہ گئین کہ بڑون کو کیا اپنا منھ دکھاؤن سب
یہی کہین گے کہ یہ وہی ہے کہ جو کہ ایک مالدار کے ہمراہ نکل گئی تھی سب مین انگشت نما ہونگی پس یہ
وہان سے بھاگین ادھر آ نکلین اُس درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی اپنے شوہر کو یاد کر کے رو رہی تھین
کہ تمہارے ملازم پہونچے تمہارا نام لیا کہ ہمارے مالک نے آپ کو طلب کیا ہے انھون نے انکار
کیا مگر ہم سب نے اُنکو سمجھایا اور سمجھا کر اُنکو یہان لائے انپر بڑی مصیبت پڑی انکا یہ واقعہ ہے جو
مین نے بیان کیا شہداد نے جو یہ حکایت سنی ملکہ سے کہا کہ اب آپ میرے کہنے پر عمل کرین میری
بات سماعت کرین مین نے اپنی شادی آجتک نہین کی ہے نہ میرا قصد تھا کہ مین شادی کرون مجھکو تو
عورت کے نام سے نفرت تھی مگر جب سے آپکو دیکھا ہے آپ کے دام الفت مین گرفتار ہو گیا ہون
پس نہ میری کوئی عورت ہے نہ کوئی آشنا ہے آپ میرے ہمراہ عقد کر لین کیونکہ آپ بھی جوان ہین اور
اور مین بھی جوان ہون مین آپ کی اطاعت کرونگا آپ مجھکو اپنا غلام تصور کرین مین آپ کی اطاعت
سے کبھی باہر نہ ہونگا اور آپ کا شوہر بھی مر چکا ہے اس تباہ پھرنے سے کیا حاصل شہداد نے اسطرح سے
تقریر کی تھی کہ ماہ پارہ اُسکو کچھ جواب دیتے بن نہ پڑا کہ کچھ کہتی دوسرا سبب یہ تھا کہ وہ بھی عاشق ہو چکی
تھی اُس سے اور کچھ جواب نہ دیا صرف اسقدر کہا کہ مین اسکا جواب آپکو کل دونگی کیونکہ
آج تو مین تھکی ہوئی ہون میرے حواس درست نہین ہین شہداد نے سنکر کہا اچھا اور اپنے
ملازمون کو حکم دیا کہ ان لوگون کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پاوے اگر کسی قسم کی شکایت کرینگے
تو تمکو سزا دیجائیگی یہ کہکر وہان سے چلا اور جو کنیزین ملکہ کے ہمراہ آئین تھین اُنکو الگ طلب
کر کے کہا کہ تم ملکہ کو اس امر پر راضی کرو کہ وہ میرے ساتھ عقد کر لین مین اُنکو بہت راحت
دونگا اور تمھارا بھی امر نیک کرونگا بہت کچھ اُنکو سمجھا دیا تھا اور اُنکو سمجھا کے اپنے مکان پر آیا تھا
اور وہ دن اور وہ رات تڑپ کر بسر کی ادھر ملکہ نے جب شہداد چلا گیا اور ملازمان شہداد
نے سب سامان راحت کے لیے ملکہ کی مہیا کر دیا تھا ملکہ نے اپنی کنیزون کو جمع کر کے اُنسے کہا تھا
کہ تمہاری اس امر مین کیا راے ہے جو کہ شہداد کہتا ہے اول سب نے کہا کہ ہمارے نزدیک تو اچھا ہے

کیونکہ اب آپکا کون ہے کہ جسکے پاس جاؤنگی اس تباہ پھرنے سے کیا حاصل ہے بہت آپ کی خاطر کرینگا
اور تمام مال و دولت کی آپ مالک ہونگی اسطور سے انھون نے کہا کہ ملکہ نے جواب دیا کہ اگر
تمھاری یہی صلاح ہے تو خیر کل اُس سے کہدینا کہ جو تمنے ملکہ سے کہا تھا ملکہ نے قبول کرلیا یہ تو مین
بیان کرچکا ہون کہ ملکہ خود بھی عاشق ہوچکی تھی اُسکو خود منظور تھا بدین سبب اُسنے اسطور سے
قبول کرلیا اور یہ اپنے کنیزون سے کہا کہ تم اُسنے کہنا کہ ملکہ کو قبول ہے جب ملکہ نے کنیزون سے
کہا وہ خوش ہوگئین اور خیال کیا کہ اب پھر راحت سے بسر ہوگی خلاصہ یہ کہ وہ دن گذرا اتفاقاً دوسرے
دن جو شداد آیا تھا اُسنے ملکہ کی کنیزون کو طلب کرکے دریافت کیا کہ ملکہ کی کیا مرضی ہے انھون نے
جواب دیا کہ ملکہ کو قبول ہے پس وہان سے ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے میرے سوال کا جواب
نہ دیا ملکہ نے اُس کنیز کی طرف اشارہ کیا کہ اُس سے دریافت کرلو اُس کنیز نے کہا کہ ملکہ کو آپ کے
ہمراہ عقد کرنا قبول ہے پس شداد خوش ہوگیا اور کہا کہ مین سامان کرتا ہون اُسنے عقد کے سامان کا
حکم دیا تھا چنانچہ ملکہ ماہ پارہ کا عقد ہمراہ شداد قزاق کے بطریق لقا پرستان ہوا تھا وہ چین سے
وہان رہنے لگی تھی برات شب برات دن عید تھا غرماسپ اپنے شوہر کا غم بھی فراموش کرگئی تھی و شوہر
شداد نے اُسکی اطاعت بھی خوب کی تھی بعد انقضائے مدت حمل کے لڑکا پیدا ہوا اس امر کا خیال
رہے کہ مذہب زمرد پرستی مین یہ طریقہ نہ تھا کہ اگر عورت حاملہ ہو اور اُسکا شوہر مرجائے یا اُسکو
چھوڑدے اُسوقت تک وہ عورت پھر عقد نہین کرسکتی ہے کہ جبتک لڑکا پیدا نہ ہولے جیسا کہ اہل
اسلام مین جاری تھا اور اب بھی جاری ہے بلکہ یہ طریقہ تھا کہ عورت کو ہر وقت اختیار ہے موجود گی
شوہر مین اگر وہ کسی پر عاشق ہو تو اُس سے عقد کرسکتی ہے یا حاملہ ہو اُس حالت مین بھی عقد کرسکتی ہے
جبکہ یہ طریقہ تھا کہ باپ بیٹی کے ساتھ اور بیٹا ماں کے ساتھ خواہ بہن کے ساتھ شادی کرسکتا ہے تو یہ
امر کیا مشکل تھا کہ حالت حمل مین عقد ہوگیا یہ بھی رسم اُس زمانے کی تھی حاصل کلام کا یہ ہے کہ جب
لڑکا پیدا ہوا تو اُسکا نام شداد نے اور اُسکی ماں نے قرماسپ رکھا تھا اور قرماس بھی کہتے تھے
بوزن طہماس کیونکہ یہ نبیرہ تھا طہماس کا شداد کو بہت خوشی ہوئی تھی بہت بڑا جشن کیا تھا دھوم
دھام کی تھی سب کو جوڑے دیے تھے خلاصہ یہ کہ قرماسپ پسر غرماسپ کو پرورش کرنے لگا تھا نوبت
باینجا رسید کہ جب اُسکا سن پانچ برس کا ہوا تھا اُسکو پڑھنے بٹھایا تھا ہر فن کے اُستاد اُسکے لیے بڑی
بڑی دور سے تلاش کراکے بلائے اور نوکر رکھ گئے تھے پس اُسکو ہر فن کی تعلیم ہونے لگی تھی مگر
شداد نے اپنا پیشہ ترک نہ کیا تھا اُسی طور سے قافلہ لوٹتا تھا روپے کی ترقی ہوتی جاتی تھی کہ قرماسپ
نے عرصہ چار سال مین ہر ایک فن کی خوب تعلیم پائی جب قرماسپ کو نو برس ہوا تو شداد علیل ہوا
تھا کوئی چھ ماہ تک بیمار رہا تھا اُسکے بعد انتقال کیا عالم فنا سے طرف عالم بقا کے کوچ کیا فرشتگان
عذاب نے اُسکو لیجا کر مالک کے سپرد کیا نار دوزخ جلانے لگی ملکہ ماہ پارہ اور قرماسپ نے
بہت صدمہ کیا تھا چالیس دن تک سیاہ پوش رہے تھے بعد اُسکے اہل قلعہ نے ملکر اور سمجھکر
قرماسپ کو حاکم قلعہ کیا تھا قرماسپ حکومت کرنے لگا تھا مگر اُسنے اپنی تعلیم مین کمی نہ کی تھی بلکہ
اور ترقی کی تھی چنانچہ تھوڑے عرصے مین اُسنے ہر فن مین کمال حاصل کرلیا تھا فنون سپہ گری مین
خوب حاصل کیا دوسرے بڑا شہ زور صاحب طاقت تھا کہ اُسکے برابر کوئی صاحب قدرت اُس
قلعہ مین نہ تھا وہ شخص چار سو من کا بار حفظ تھا مثل اپنے پر دادا کے نیزہ سو من کا ساطور باندھتا تھا

جب اُسکا پندرہ برس کا سن ہوا تھا تو اُسکی یہ حالت تھی کہ وہ پانچ ہزار سواروں کو ایک حملہ میں ٹھکا دیتا تھا
اور اُن پر غالب آتا تھا جب یہ قوت اور یہ طاقت اہل قلعہ نے اُسکی دیکھی تو بہت خوش ہوئے اور اُس سے
کہا تھا کہ آپ کے والد بزرگوار یہ پیشہ کرتے تھے کہ قافلے غارت کرتے تھے اور جو روپیہ و مال و اسباب
لوٹ کر لاتے تھے اُسمین ہم سب کو بھی حصہ دیتے تھے اور خود بھی لیتے تھے اسی طور سے اُنھون نے
سب روپیہ جمع کیا تھا اور اس قلعے کے حاکم بنے تھے ہم اُنکی اطاعت کرتے تھے چنانچہ آپکو بھی یہ طریقہ
کرنا چاہیے قرماسب نے جواب دیا کہ اچھا اگر میری رائے یہ ہو کہ مین ملک گیری پر کمر باندھوں سب نے
رائے دی تھی کہ ابھی یہ زمانہ نہین ہو کیونکہ آپ کے پاس اسقدر لشکر ہو نہ اسقدر دولت ہو ہان جب
مال و دولت آپکے پاس ہو جاوے اور آپ لشکر بھی جمع کر لیجیے اسوقت آپکو اختیار رہیگا قرماسب
خاموش ہو رہا تھا جب دربار برخاست کر کے اندر محل کے گیا تھا اپنی ماں سے سب حال بیان کیا تھا
اُسکی ماں نے اُسوقت اُسکو اپنے پاس بٹھا کر اُس سے کہا تھا کہ بگوش ہوش میری طرف متوجہ ہو اور میری
بات سُن تیرا اصلی باپ یہ شداد نہین ہو بلکہ یہ تیرا دوسرا باپ تھا تیرا اصلی باپ عمر ماسب پسر طہماسپ
تھا کہ جسکے ساتھ میری پہلی شادی ہوئی تھی یہ جو ملکہ نے کہا قرماسب کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ تو نے
ابتک مجھسے پوشیدہ کیا جلد بتا کہ میرا باپ کہاں ہو اور تو نے اُسکی زندگی مین یار کیا ماہ پارہ نے کہا
کہ اتنا غصہ نہ کر پہلے مجھسے سب حال سُن نے پھر غصہ کرنا قرماسب نے کہا تھا کہ سچ سچ بیان کرنا ورنہ مین
تجھکو ابھی قتل کر ڈالونگا ماہ پارہ نے جواب دیا تھا کہ مین سچ سچ بیان کرونگی یہ کیکہ کہنے لگی تھی کہ سن پیشتر لشکر
مین ایک پہلوان تھا کہ اُسکا نام تھا غضنفر پیل اُسکو دیوتے پرورش کیا تھا وہ غضنفر پیل دیو پرور کے
نام سے مشہور تھا اُسکا کوئی ہمسر نہ تھا اُس زمانہ مین بہت زبردست پہلوان تھا خداوند لقا کی بارگاہ
کا ستون قدرت کہلاتا تھا اُسکا ایک فرزند تھا اُسکا نام تھا طہماس بن غضنفر پیل وہ اپنے باپ سے بھی
زیادہ زورآور اور صاحب طاقت تھا سترہ سو من کا اسلحہ باندھتا تھا اور اُس سے مثل تلوار کے
وقت جنگ کام لیتا تھا چنانچہ وہ بھی ستون قدرت کے لقب سے مشہور تھا اور خداوندان دونوں کی
بڑی عزت کرتے تھے مین کہاں تک بیان کرون قصہ طولانی ہو خلاصہ یہ کہ جب خداوند پر اہل اسلام نے
لشکر کشی کی اور خداوند پریشان ہوئے تو طہماس کو طلب کیا تھا طہماس نے جا کر بیشتر اہل اسلام کو زخمی
کیا تھا اہل اسلام کا جو افسر اعلی یعنی صاحبقران تھا اُس سے جو طہماس سے مقابلہ ہوا صاحبقران نے
طہماس کو زیر کر لیا ای فرزند طہماس تیرا پردادا تھا یہ اسیر کر کے اپنے لشکر مین گیا دین اسلام کے
قبول کرنے کو کہا تیرے پردادا نے قبول نہین کیا مگر اسکا اقرار کیا تھا کہ اب مین آپ کی موجودگی مین
کبھی میدان مین برائے مقابلہ نہ آؤنگا نہ اسلحہ باندھونگا آپ مجھکو رہا کر دین چنانچہ پہلوان زبردست
تھا اہل اسلام بہادران دوست ہین صاحبقران نے قبول کر لیا اور تیرے پردادا کو رہا کر دیا جیساکہ
تیرے پردادا نے اقرار کیا تھا ویسا ہی کیا کہ اُسدن سے سب ہتھیار رکھ دئیے اور فقیر بنکر اپنے
بیٹے مین جا کر بیٹھ رہے اپنی زندگی بسر کرنے لگے اُنکے والد حکومت کرتے تھے ایک زمانہ یہ آیا کہ خداوند
سائل سے بھاگے اور قریب آذرکوہ کے پہونچے کسی ساحر نے صاحبقران و کل اولاد صاحبقران
کو اپنے سحر مین مبتلا کیا صرف لشکر اسلام مین بادشاہ اور ایک فرزند صاحبقران شیرویہ باقی رہے یہ جو
حال خداوند کو معلوم ہوا اُنھون نے تیرے پردادا کو طلب کر کے کہا کہ تم نے صاحبقران سے اقرار کیا
تھا کہ جبتک آپ زندہ رہینگے آپ کے لشکر سے مقابلہ نہ کرونگا چنانچہ تمنے ایسا ہی کیا اب صاحبقران

لشکر میں نہیں ہیں انکا پتہ نہیں ہے اُنکی اولاد کا لیس اب تم میری مدد کرو چونکہ یہ جو لقا نے کہا ایک طریقے کی
بات تھی اور تیرے دادا نے بھی خیال کیا کہ خداوند صحیح فرماتے ہیں دوسرے بادشاہ اسلام سے ایک
قسم کا کینہ بھی تھا تیرے پردادا کو خداوند سے اقرار کر لیا اور لشکر لیکر اہل اسلام کے مقابلے کو گئے تم اُدہر
سے بادشاہ نے مقابلہ کیا دونون لشکر صف آرا ہوئے لشکر اسلام سے فرزند صاحبقران جو کہ علیل تھے
اور ہمراہ صاحبقران کے بسبب علالت کے نہ گئے تھے وہ یہ خبر سنکر کہ طہماس نے سرکشی پر کمر کسی ہے اور لشکر
لیکر مقابلے کو آیا ہے بادشاہ نے اُسکے مقابلے میں لشکر آراستہ کیا ہے اُسی حالت تب میں میدان میں
آئے اور طہماس تیرے پردادا سے مقابلہ کیا بہت دیر کے بعد اُنکے ہاتھ سے پسر حمزہ مارا گیا اور
سرداروں نے مقابلہ کیا زخمی ہوئے بعض مارے گئے تیرے دادا کا بھلا کون مقابلہ کر سکتا تھا لشکر
اسلام بھاگا اور ایک پہاڑ پر جا کر قیام پذیر ہوا تیرے دادا نے سب مال و اسباب بارگاہ وغیرہ
پر قبضہ کر لیا دوسرے دن پہاڑ پر ترغہ کیا حمزہ صاحبقران کا پوتا نور الدہر لقا پر ارہ سنکر آیا اُسنے
تھوڑے عرصے میں تیرے دادا کو زیر کر لیا سبب اسکا یہ تھا کہ وہ تازہ دم تھا اور یہ دو دن سے
لڑ رہے تھے لیس زیر ہو گئے اُسنے پھر تیرے دادا پر ایسا افسون کیا کہ وہ مطیع ہو گئے اور اُسکی
اطاعت کر لی دین اسلام قبول کر لیا اُنکو لوگ یہ مشہور کرتے ہیں کہ وہ نور الدہر پر عاشق ہو گئے
تھے بسبب اُسکے حسن و جمال کے غیر اُسکی رفاقت میں رہتے تھے قصہ مختصر اپنے باپ کو بھی مسلمان
کیا خداوند وہان سے بھی بھاگے اُسکے بڑے قصے ہیں کہانتک بیان کروں اصل مطلب سے
غرض ہے خداوند بھاگتے پھرے اہل اسلام اُنکے تعقب میں چلے گئے اب سنو کہ کیا ہوا طہماس کے
کئی فرزند تھے مگر اُن سب میں تیرے دادا جنکا نام طرماسپ تھا بہت زبردست تھے اُنکی شادی
ایک ملکہ کے ساتھ ہوئی تھی اُسکے بطن سے تیرا باپ طرماسپ جو کہ میرا شوہر تھا پیدا ہوا تھا مگر بڑا
زبردست تھا افسوس یہ ہے کہ جب وہ مارا گیا تھا اُسکا کچھ سن نہ تھا صرف پندرہ برس کا سن تھا وہ میرے
اوپر عاشق ہوا تھا اور مجھکو میرے شہر سے نکال لایا تھا میرے ساتھ عقد کیا کہ تو میرے پیٹ میں
آیا میں طرماسپ سے حاملہ ہوئی قرماسپ نے کہا کہ ای والدہ میرے پردادا کیا ہوئے اور دادا
اور والد کیونکر مارے گئے قرماسپ کی ان نے کہا کہ اسکا قصہ بہت طویل ہے مگر مختصر طور سے بیان
کرتی ہوں وہ یوں ہے کہ حمزہ صاحبقران کا ایک پوتا تھا کہ اُسکا نام تھا ملک قاسم وہ خداوند کی
دختر پر عاشق ہوا تھا نور چشیدہ خالص کو نکال لیگیا تھا اور اُسکے ساتھ شادی کی تھی وہ اُس سے
حاملہ تھی چنانچہ کسی سبب سے لشکر اسلام تباہ ہوا ملکہ لیتی افروز دختر خداوند لشکر اسلام سے تباہ
ہو کر مع اپنی دو پریزادی کے نکل گئیں صحرا میں آوارہ پھرنے لگیں چونکہ زمانہ وضع حمل قریب تھا ایک
صحرا میں دونون کو دردزہ شروع ہوئے کنارے ایک نہر کے دونون کے یہاں لڑکے پیدا
ہوئے نہ وہاں قابلہ تھی نہ خادمہ سب اپنے ہاتھ سے کام کیا ابھی فراغت نہ ہوئی تھی کہ ایک سوداگر
اُسطرف پہونچا دونون عورتیں لوگون کی آواز سنکر لڑکون کو چھوڑ کر بھاگ گئیں غرض بعد مدت
کے اپنے لشکر میں اپنے شوہر کے پاس چلی آئیں اُن لڑکون کا یہ واقعہ ہوا کہ وہ سوداگر جو اُسی
مقام پر پہونچا اُسنے جو لڑکے دیکھے چونکہ وہ لاولد تھا دونون کو اُٹھا لیگیا اپنے مکان پر آیا دایہ
نوکر رکھکر اُنکی پرورش کرنے لگا ایک کا نام شاپور رکھا جو کہ بہت دبلا پتلا تھا اور جو کہ بہت
حسین اور خوبصورت تھا اور ملکہ کا لڑکا تھا اُسکا نام ایرج نوجوان رکھا یہانتک دونون جوان

ہوے ایرج نوجوان کو تو فن سپہ گری کی طرف رغبت تھی اور شاپور کو فن عیاری کی طرف ایک زمانہ ایسا آیا کہ حمزہ صاحبقران سے اور خواجہ عمرو سے بگاڑ ہوا اور باہم فساد ہوا خواجہ نے بہت بہت فکر کی کہ کسی طور سے حمزہ کو زک دون مگر کچھ نہ بن پڑی آخر کو یہ فکر کی کہ کسیکو صاحبقران بناکر لاؤن اور اُس سے اور حمزہ سے مقابلہ کراؤن چنانچہ خواجہ شہر فرنگوشیہ مین آئے اور شہر کی سیر کرنے لگے ایرج کو دیکھکر پسند کیا اور کسی نہ کسی تدبیر سے ایرج سے کہ ایرج آفتاب پرست اسکے قطب کی صورت بنکر اُسکو اپنے سے راضی کیا اور اُسکو سب فنون سپہ گری تعلیم کیے اور شاپور کو فنون عیاری یہ دونون ہر فن مین کامل ہوے ایرج بہت صاحب قوت تھا بس کئی لاکھ کا لشکر لیکے فرنگوشیہ سے کوچ کیا تدبیر یہ کی تھی کہ وہان کے بادشاہ کو بھی بلا لیا تھا کہ جسکا نام مالک بن ملکوت شاہ تھا اُسنے ایرج کو اپنا فرزند کیا تھا ایرج کو خواجہ نے صاحبقران آفتاب پرستان مشہور کیا تھا پس اہل اسلام کے مقابلے مین آکر ایرج نوجوان ایکجانب آ کے فروکش ہوا پس ایک طرف لشکر اسلام فروکش تھا اور ایک طرف لشکر خداوند اور ایک طرف ایرج آکر اترے پہلے خداوند کے لشکر سے مقابلہ کیا پھر لشکر اسلام سے اسی زمانے مین تیرا دادا طرماسپ یہ خبر سنکے کہ میرا باپ مسلمان ہو گیا ہی اور نبیرہ حمزہ کی اطاعت کر لی ہی اور اُسکی غلامی کی ہی اس خیال سے لشکر لیکر آیا تھا کہ مین اپنے باپ کو زیر کرکے کیون کہ وہ تدبیر ہو گئی مین چلا تھا کہ اُنکو کوئی امر کا خیال نہین ہی پھر مذہب قدیم پر لاؤن لشکر اسلام کے مقابلے مین جاکر اترے تھے اور اپنے لشکر کو اتارا تھا چونکہ ایرج اہل اسلام سے مقابلہ کر رہا تھا اُسنے جو تیرے دادا کو دیکھا بہت پسند کیا جب یہ میدان مین آئے اور اہل اسلام سے مبارز طلب کیا ایرج اپنے لشکر سے نکلکر میدان مین آیا اور تیرے دادا سے مقابلہ کیا کئی دنتک مقابلہ رہا آخر کو ایرج نے تیرے دادا کو زیر کیا اور باندھکر اپنے لشکر مین لیگیا اور اُسنے مذہب آفتاب پرستی قبول کرنے کو کہا اُنھون نے قبول کیا وہ مرد عاقل اور جری دوست تھے اُنھون نے ایرج کی اطاعت اختیار کی ایرج نے اپنے لشکر کا سپہ سالار کیا اور بہت عزت سے پیش آیا بہت دنون بلکہ برسون ایرج کے پاس رہے بڑے بڑے معرکے پڑے خوب باپ بیٹون سے مقابلے ہوے یعنی طہماس سے اور طرماسپ سے اور ایرج سے اور اہل اسلام سے طرماسپ نے دادا عنقویل کو پہاڑ پر جاکر اُس خطا پر قتل کیا کہ اُسنے کہا تھا کہ تم دین آفتاب پرستی قبول کرو اُنھون نے انکار کیا پس طرماسپ نے اُنکو قتل کیا اور اُس مقام پر اپنا قبضہ کیا اور پھر ایرج کے پاس چلے تو بہت بانجار سید کہ اسی جنگ و پیکار مین طرماسپ تیرے دادا طہماس اپنے باپ کے ہاتھ سے مارے گئے اُدھر حمزہ نے اپنے پرپوتے کو زیر کر لیا وہ باہم مل گئے مگر ایرج نے اپنے دادا کا بڑا صدمہ کیا تھا طہماس بھی مارے گئے اپنے باپ کے مارے جانے کی حالت سنکر وہ کیونکر مارے گئے تیرے دادا یعنی طرماسپ تو اپنے باپ کے ہاتھ سے مارے گئے اُنکے قتل ہونے کی تو توقع حالت تھی اب اپنے باپ کی کیفیت سن کہ ایک شہر مین پیدا ہوے تھے جب سن وتمیز کو پہنچا اس اور میرے ساتھ عقد کر چکے تو اُنکو یہ خیال آیا کہ اپنے باپ کے پاس لشکر ایرج میں ہم حملے کرتا ہی ملون پر لشکر لیے ہوے جاتے تھے کہ راہ مین نواسہ حمزہ کا اسد ولاور جو مقابلہ رہا لشکر ارمان تاب دادا سے پرخاش رکھتا تھا اپنا لشکر لیے ہوے جاتا تھا کہ تیرے باپ سے مقابلہ ہوا جب اسد کو یہ معلوم ہوا کہ یہ لشکر فرزند طرماسپ ... یہ بھی کہ اب سب پھر ساتھ لشکر سے جنگا کر کہا کہ ... بہادر [illegible] ... کا ڈالو نہ دیتے یہ جو ارمان نے کہا ... ارمان حریف کو قتل کرتا ہوا بڑھا اور

مع لشکر کے جانا ہی سد راہ ہوا نوبت مقابلے کی آئی اسد مرد جوان اور سن رسیدہ تھا تیرا باپ ابھی بچہ
تھا پندرہ برس کا سن تھا وہ ابھی فنون جنگ سے ماہر نہ تھا اسد سے مقابلہ کر چکا تھا بڑے بڑے
بہادرون کے معرکے دیکھ چکا تھا دوسرے مرد عیار بھی تھا لیں مقابلہ جو ہوا تو اُسنے تیرے باپ
کو مکر سے قتل کیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا لشکر بے سردار کو بھگا دیا تیرا باپ اسد تو اسد
حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا جب مجھکو خبر ہوئی مین نے بہت صدمہ کیا تو میرے شکم مین تھا مین تیرے
حمل سے تھی لیں وہان سے بھاگی اِس قلعے کے نواح مین پہونچی شداد میرے اوپر عاشق ہوا
چونکہ مین بے وارث کی ہو چکی تھی مین نے اُسکی مرضی کو اپنے حق مین بہتر جانا اُسکے ساتھ عقد کر لیا
پس تو اُسی زمانے مین پیدا ہوا اُسنے تجھکو مثل اپنے فرزندون کے پرورش کیا تیری تعلیم و تربیت
مین بہت کوشش کی کہ تو اس سن کو پہونچا اب جو واقعہ گذرا وہ تیرے روبرو گذرا ماہ پارہ اسنے
اول سے آخر تک سب حال طہماس کا اور طرماسپ کا اور غرماسپ کا بیان کیا اور کہا کہ تو اُس
خاندان سے ہی تیرے باپ و دادا ہمیشہ زر پرست رہے اور آفتاب پرست بلکہ تیرا باپ و دادا
تو بڑا زر پرست بھی تھا اور آفتاب پرست اور ہمیشہ اولاد ایرج کی اُنھون نے اطاعت کی گو ایرج
اپنے دادا سے ملگیا اور مسلمان ہو گیا تھا مگر اُسکا ایک فرزند تھا کہ جسکا نام تورج تھا وہ ہمیشہ
آفتاب پرست رہا اور اہل اسلام سے مقابلہ کرتا رہا اور اُنکا شریک نہ ہوا لیں تجھکو لازم ہی کہ تو اولاد
ایرج سے کبھی مخالفت نہ کرنا جو کہ زر پرست ہو یا آفتاب پرست ہو اُس سے اور اہل اسلام سے
جہانتک ممکن ہو مقابلہ کر کے اپنے باپ و دادا کے خون کا عوض لینا اسی واسطے مین نے کل قصہ
تیرے روبرو بیان کیا جب قرماسپ نے اپنی ماں سے سب قصہ سُنا تو بہت برہم ہوا اور کہا کہ اب
مجھکو معلوم ہوا کہ مین خاندان عالی سے ہون اور میرے باپ و دادا پہلوان تھے اب مین بھی
مثل اُنکے نام پیدا کرونگا خوب ہوا کہ تُمنے مجھے سب قصہ بیان کر دیا یہ مقام میرے فخر کا ہی ای
والدہ تم دیکھنا کہ مین کیونکر اپنے باپ و دادا کے خون کا عوض اہل اسلام سے لیتا ہون اب
معلوم ہوا کہ میرے باپ و دادا اہل اسلام کے ہاتھ سے بیگناہ مارے گئے خیر دیکھا جائیگا مین
لشکر تیار کر کے اُنپر لشکر کشی کرتا ہون اور مین نے آج سے مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا اور
زر پرستی کو بھی رواج دونگا کہ دونون مذہب میرے خاندان مین تھے مین برسون تک لشکر لیکر
اہل اسلام پر جاؤنگا ماں نے جو یہ سُنا تو اُسکو یہ نصیحت کی اور قسم دی کہ اے فرزند تو لشکر
جمع کر لے اور مال و دولت بہم کر لے اور خوب قوت و طاقت پیدا کر لے پھر اہل اسلام کے مقابلے کو
جانا کیونکہ وہ لوگ بہت قوی ہین اور بڑے طاقت ور و صاحب زور ہین اُنھون نے بڑے بڑے
پہلوان زیر دست کیے ہین جو کہ اپنے وقت کے رستم و سام ہین ابھی تجھمین اُنکے مقابلے کی طاقت
نہین ہی جب تو جاہ و حشم اُنکے مثل پیدا کر لیگا تو مین اجازت دونگی کیونکہ جبکہ تیرے باپ و دادا لشکر کثیر
اُستوار رکھتے تھے وہ تو زیر ہو گئے اور مارے گئے ابھی تجھمین وہ طاقت اور قوت نہین ہی کہ اُنسے مقابلہ
کرے اپنے لشکر سے باپ و دادا کے مقابل نہین ہی یہ جو ماں نے کہا قرماسپ کو بہت برا معلوم ہوا تھا
مقام پر پہونچا اُسنے وہان سے اُٹھکر چلا آیا تھا اپنے خوابگاہ مین اُسدن سے اُسکو یہ فکر تھی کہ مین
نوکر رکھکر اُنکی پرورش کرے کہ اہل اسلام سے مقابلہ کرون اُسدن سے اُسنے یہ طریقہ اختیار کیا
حسین اور رخشندہ صورت تھا اور تھا اور اسقدر قوت بہم پہونچائی تھی کہ فیل مست کو ایک ضرب مشت سے

ہلاک کرتا تھا اور شمشیر زبان کو بدون اسلحہ قتل کرتا تھا اور نیزہ سوسن کا سا طور پر باندھتا تھا اُس سے مثل
تلوار کے کام لیتا تھا تمام قلعے میں آفتاب پرستی اور زہرہ پرستی کو جاری کیا تھا گو مذہب زہرہ پرستی تو
قدیم سے جاری تھا مگر آفتاب پرستی کو بھی بہت ترقی ہوئی تھی اُسنے چند ہرکارے مقرر کیے تھے اور انکو
حکم دیا تھا کہ جو کوئی قافلہ اس صحرا میں آکر اُترے ہمکو آکر خبر دینا مگر یہ دریافت کر لینا کہ اُسکا دین و مذہب
کیا ہے اور جو لشکر کسی بادشاہ کا اِدھر آئے تو ہمکو خبر کرنا مگر یہ دریافت کر لینا کہ اُنکا دین کیا ہے اگر وہ لوگ
اہل قافلہ آفتاب پرست ہوں تو ہمکو خبر نہ کرنا ہم آفتاب پرستوں کو نہ لوٹینگے اور جس مذہب کے
ہونگے لوٹ لینگے یا جو بادشاہ آفتاب پرست ہوگا اُسکو ہم نہ پریشان کرینگے اور جو مذہب رکھتا ہوگا
اُسکو ضرور پریشان کرینگے پس یہی اُسکا طریقہ تھا کہ جو سوداگر آفتاب پرست ہوتا تھا وہ قزاقوں کے ہاتھ
سے محفوظ رہتا تھا اور جو دیگر مذہب رکھتا تھا وہ لوٹ لیا جاتا تھا اسی طور سے جو بادشاہ آفتاب پرست
ہوتا تھا وہ تو مع لشکر سلامت نکل جاتا تھا باقی خواہ زہرہ پرست ہو خواہ اور کوئی مذہب رکھتا ہو
وہ اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا تھا یہی طریقہ قرماسپ نے جاری کیا تھا دوسرے صبح سے دوپہر تک
اُس ملک کے جنگل میں ورزش کرتا تھا اور شکار کھیلتا تھا دوپہر سے شام تک قلعے میں جا کے
حکومت کرتا تھا شام سے دوپہر رات تک پھر ورزش کرتا تھا اُسنے اپنے اوپر راحت و آرام کو حرام
کر لیا تھا سوا ورزش اور زیادتی طاقت و قوت کے دوسرا کام نہ تھا بہت صاحب زور تھا
اُسکو یہ بھی خیال تھا کہ میرے پاس لشکر و مال و دولت ہو جائے تو میں اہل اسلام پر لشکر کشی کروں
اُسکو بھی ایک زمانہ گذر گیا یہ اُس عہد کا ذکر ہے کہ جب صاحبقران ثانی کی صاحبقرانی کی نوبت بجا چکے
کہ زمانہ دگرگون ہوا صاحبقران اول بھی خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے اور ثانی بھی بدیع الملک صاحبقران
ثالث ہوئے اور اُنسے اسکندر شاہ سے مقابلے ہوئے اس عرصے میں قرماسپ نے بھی بہت سا
روپیہ جمع کر لیا اور ایک لاکھ پچاس ہزار کا لشکر بھی جمع کر لیا اُسکی ماں بھی مر گئی اب یہ خود اختیار بھی ہو گیا
اسکی طاقت و قوت کا شہرہ خوب اُس گرد و نواح میں ہوا مگر اسکا وہی طریقہ تھا اور اُسنے وہی راستہ قلعے کا
جاری کیا تھا جو کہ شدادوں کے وقت میں تھا دوسرا راستہ نہ بنایا تھا اُسی طریقے سے یہ تاجروں کو لوٹا کرتا
تھا اب اُسنے قصد کیا تھا کہ میں لشکر لیکر اہل اسلام کے مقابلے کو جاؤں یہ اُسکا بند و بست کر رہا تھا
لشکر کی نگہداشت شروع کی تھی خیمے وغیرہ تیار ہو رہے تھے راوی نے بیان کیا ہے کہ اُسی زمانے میں ارمان
پیش خیمہ لیکر اژدرنگ کا اُس صحرا میں پہونچا اور صحرا میں اُترا قرماسپ کے ہرکارے تو اُس صحرا میں
خبر کے لیے موجود تھے اُنھوں نے جو لشکر کو فروکش دیکھا لشکر میں آئے علمہائے لشکر کے پھریرے
سیاہ پائے اُنپر تعریف لقا و زہرہ ثانی و اژدرنگ بن زہرہ کی تحریر پائی اہل لشکر سے دریافت کیا کہ
یہ کسکا لشکر ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ لشکر خداوند اژدرنگ کا ہے اُنھوں نے کہا کہ کون خداوند
اژدرنگ ہیں اُنھوں نے سب حال بیان کیا چنانچہ ہرکارے یہ حال دریافت کر کے لشکر میں اپنے قلعے
میں آئے رات ہو گئی تھی دربار کا وقت نہ تھا اپنے مقام پر آکر سو رہے یہاں ارمان نے شب اُس
خطر اُترا ہوا ہے اُسنے رات براحت بسر کی جب صبح ہوئی اہل لشکر سے کہا کہ حسب خداوند ہم حملہ کرتا ہے
اور قیام کرینگے تو ہم یہاں سے آگے کو کوچ کرینگے پس اسی سبب سے ارمان علمبردار لشکر ارمان نے اب
صبح کو اُسنے کوچ نہ کیا یہ لشکر یہاں فروکش ہے اُدھر قلعے میں جب قرماسپ اجلاس پر ہوا کہ اب سب ہرکارے
وغیرہ سے فراغت کر کے دربار میں آیا اور سب سرداران حاضر دربار لشکر نے پکار کر کہا کہ ...
... کا ... ہے ... ارمان ...
... ارمان حریف کو قتل کرتا ہوا ... اُدھر

اُن ہرکارون نے مجرا گاہ پر سے آکر مجرا کیا دعا و ثنا بجا لاکر یون عرض کی کہ ہم بموجب حکم ہرکارہ صحرا مین برائے
دریافت حال موجود تھے اور پہلوان دوران حوا گرشاسپ جہان نے دیکھا کہ ایک لشکر آکر اُس صحرا مین فرکش
ہوا جو کہ زیر کوہ ہے اور آپ کا ورزش گاہ اور شکار گاہ ہے ہمنے اُس لشکر کے جو علم دیکھے تو سیاہ پائے اُس پر
خوک و سگ اور لقا و زمرد کی تصویرین بنی ہوئی تھین اور ایک تصویر علمون کے پھریرون پر بنی تھی جو کہ
ہمنے کبھی نہ دیکھی تھی اُن علمون کی مگر تصویر خداوند آفتاب کی کسی پھریرے پر نہ تھی ہمنے غور کر کے جو دیکھا اُنپر
تعریف و ثنا خداوند لقا و فرزند خداوند لقا یعنی زمرد ثانی کی تحریر تھی خداوند آفتاب کی تعریف نہ تھی بہت
غنیمت تھا اب جو خیال کر کے دیکھا تو ایک نئی خداوند کی تعریف اُن پھریرون پر تحریر تھی اب کوئی ازرنگ
پیدا ہوے ہین اُنھون نے اپنے کو ظاہر کیا ہے کہ ہم خداوند ہین اور زمرد ثانی کے فرزند ہین یہ جو ہمنے
دیکھا اور اہل لشکر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ پیش خیمہ خداوند ازرنگ بن زمرد ثانی کا
لیکر طرف شہر آفتاب نما کے جاتے ہین خداوند ازرنگ نے پرچیس آفتاب پرست پر لشکر کشی
کی ہے اس خیال سے کہ اُنکو جا کر قتل کرین اگر وہ مذہب ازرنگی کو نہ قبول کرے دوسرا سبب یہ ہے
کہ خداوند پرچیس کی بہن ملکہ ثریا سے بچپن پر عاشق ہوے ہین پہلے خداوند نے ملکہ کی طلب مین
نامہ لکھا اُنھون نے انکار کیا پس خداوند کو غصہ آگیا فوراً لشکر لیکر اُس طرف کو کوچ کیا اپنے سپہ سالار
اہرمان کو اپنا پیش خیمہ دیکر روانہ کیا یہ وہی لشکر ہے اور یہ خداوند کا پیش خیمہ لیکر طرف آفتاب نما
کے جاتا ہے یہ ماتحتی اہرمان ہمنے دریافت کیا کہ ازرنگ نے کس شہر سے خروج کیا ہے اُنھون نے
جواب دیا کہ ازرنگ خداوند نے شہر خورشید نگار سے کوچ کیا تھا پہلے ایک پہلوان کو طرف طلسمات
کے روانہ کیا اور ایک طرف خانہ کعبہ کے اور خود مع لشکر کے لشکر اسلام کی طرف کوچ کیا کیونکہ آجکل
لشکر اسلام سمندر ریہ پہ ہے سمندر شاہ سے مقابلہ ہو رہا ہے پس جب خداوند خاور پر پہونچے حاکم خاور سے
مقابلہ ہوا لشکر خداوند ظفریاب ہوا خاور پر قبضہ کیا گیا پس اُسی زمانے مین خداوند ملکہ پر عاشق ہوے
اور خداوند نے حکم دیا کہ ہم بعد معرکہ آفتاب پرستان کے اور بعد فراغ عقد ملکہ کے اہل اسلام سے
مقابلہ کرینگے اور اپنے مذہب کو رواج دینگے اور اپنی خدائی کو درست کرینگے خداوند نے یہ فرمایا
تھا کہ ایک مذہب اسلام تو تھا اب یہ دوسرا مذہب کہانسے پیدا ہوا ہان ایک زمانے مین پیدا ہوا تھا
مگر وہ مٹ چکا اب پھر مذہب آفتاب پرستی ظاہر ہوا اُس مذہب کو مٹانا بھی ضرور ہے پس خداوند نے ان دونون
قصدون سے اُس طرف کو کوچ کیا ہے اے خداوند ہمنے جو سُنا اُسوقت قلعے مین اُس لشکر کی خبر لیکر آئے یہان
آپ محل مین تشریف لیجا چکے تھے ہم بھی اپنے مکان پر چلے گئے صبح ہوئی حاضر دربار ہوے یہ خبر تازہ
ہے جو کہ ہمنے بیان کی خداوند اُس پہلوان کے ہمراہ لشکر کثیر ہے اور بہت نامی و گرامی زبردست پہلوان ہین اور
بارگاہ ازرنگی بھی ہمراہ ہے پس یہ جو فقرہ سب نے ہرکارون کی زبانی سُنا پس آگ ہو گیا کیونکہ
ہرکارون نے یہ کہا تھا کہ آفتاب پرستون پر ازرنگ نے لشکر کشی کی ہے اسکا بھی مذہب آفتاب پرستی ہے
اسطرح سنتا کہ غصہ آگیا اور منھ لعل ہو گیا تمام بدن کے بال مثل نیزون کے کھڑے ہو گئے منھ سے کف
کر اپنے لبنسے [illegible] وہ غلیظ تھا کہ کاخ دماغ سے توڑ کر نکالا غصے سے تھر تھر کانپنے لگا اور کہنے لگا
مقام ہے ہو چکا اُسے [illegible] کی شامت آئی ہے کہ آفتاب پرستون پر لشکر کشی کر کے جاتا ہے میرے ہاتھ سے یہ
نوکر کھڑا آنکھ [illegible] تھیں لونگا اُسنے کیا آفتاب پرستون کو بھی مثل خدا پرستون کے خیال
[illegible] اور [illegible] واسطے نہ تھے اور نہ مین نہ معلوم کیا اُنپر آفت آئی جو اسنے شہر خاور پر

قبضہ کر لیا اور وہ بھاگ گئے ورنہ وہ ایسے فراریوں کی کب سنتے ہیں اسکے باپ دادا ہمیشہ اہل اسلام سے
پریشان رہے ہیں اور بھاگتے پھرے ہیں کہیں جا کے پناہ نہ ملی ہے ہاں جب شریک ہوکر اہل اسلام سے
لڑے وہ ہمیں آفتاب پرست تھے صد اسکی کمسنی اور اسکے باپ دادا کی باوجودیکہ خدا تھی اور دعوی
خدائی کرتے تھے لاکھوں بلکہ کروروں لوگ سجدہ کرتے تھے اسپر یہ حال تھا کہ گوشہ امن تلاش کرتے
تھے جسکے باپ و دادا کا یہ حال ہوا اسکا پوتا آفتاب پرستوں پر لشکرکشی کرکے جائے اور انکے مقابلے کا
قصد رکھے یہ تو کبھی نہ ہوگا پس اگر میرے ہاتھ سے سلامت نکل گیا تو شاید انکے مقابلے کی نوبت آئے
یہ غیر ممکن ہے کہ میں یہ سن لوں کہ ازرنگ پرستوں کا لشکر آفتاب پرستوں کے مقابلے کو جاتا ہے اور
میں خاموش بیٹھا رہوں جانے دو دن خوب کیا جو برجیس نے اپنی ہمشیر کی شادی نہ کی اور انکار کیا
ازرنگ کی بھی یہ لیاقت تھی کہ کوئی عالی خاندان اپنی لڑکی کی شادی اسکے ساتھ کرے ایک سردار
نے کہا کہ وہ سنا جاتا ہے کہ اپنے کو خداوند زادہ کہتا ہے اور خود بھی دعوی خدائی کرتا ہے اور بہت سے
لوگ اسکو بخدائی مانتے ہیں پھر کیا ہوا جو اسکو کوئی بادشاہ اپنی لڑکی نہ دیگا ازرنگ کے عالی خاندان
ہونے میں کیا شک ہے عالی خاندان کیسے خدائی اس گھر میں ہے لوگ اپنا فخر و افتخار جانکر اپنی لڑکی دینگے
یہ خیال کرکے کہ ہمارا داماد خدا ہے ہماری لڑکی کا بڑا مرتبہ ہوگا فرماسپ نے برہم ہوکر جواب دیا کہ
ایسے بہت سے خدا ہوتے ہیں کیا امر خدائی ایسا آسان ہے کہ ہر ایک خدائی کرنے لگے پس خدائی
خداوند آفتاب کے لیے تھی یا جو کہ خدائی کر گئے انکے لیے تھی اور کوئی نہیں کر سکتا ہے پس اگر ازرنگ
خدا ہے تو میں اسکا امتحان کیے لیتا ہوں اگر وہ خدا ہوگا تو مجھکو زیر کر لیگا کیونکہ خدا کا تو یہ مرتبہ ہے کہ اسنے
سب کو خلق کیا ہے ہر شی اسکے تابع ہے اس سے سب زیر ہو سکتے وہ کسی سے نہ زیر ہوگا یہ کہکر حکم دیا کہ
ہمارا لشکر تیار ہو ہم ابھی جا کر لشکر ازرنگ کو جو کہ پیش خیمہ ادھر لیکر آیا ہے قتل کرکے بارگاہ پر اپنا
قبضہ کرینگے جب ازرنگ یہاں آئیگا اسکے لشکر سے مقابلہ کرینگے اگر مجھکو شکست ہوئی تو میں اسکی اطاعت
کرونگا اور اسکے ہمراہ جا کر آفتاب پرستوں سے مقابلہ کرکے اور انکو شکست دیکر ازرنگ کی شادی
ہمشیرہ برجیس کے ساتھ کردونگا اسکے بعد خداپرستوں سے مقابلہ کرونگا اور ان سب کو غارت کرکے
ازرنگ کی خدائی کو رواج دونگا اور اگر میں نے نہ شکست کھائی اور ازرنگ نے شکست
کھائی پس اسکو قتل کرکے کل اسکے لشکر کو اپنے قبضے میں کرونگا اور اسکا کل مال و اسباب لوٹ لونگا اور اہل
اسلام سے مقابلہ کرکے اسکو تباہ کرونگا اور مذہب آفتاب پرستی کو رواج دونگا پس کل لشکر میرا
ابھی ابھی تیار ہو میں محل سے لباس رزم پہنکر آتا ہوں اتنے عرصے میں لشکر تیار ہو جائے یہی وقت
امتحان اور تقدیر آزمائی کا ہے یہ حکم دیکر فرماسپ اٹھکر کھڑا ہوا اور داخل محل ہوا اسکا حکم حکم نادری
ہے اگر اسکے خلاف ہوتا ہے جو یہ حکم دیتا ہے تو اسکو سزا دیتا ہے پس یہ حکم دیتا تھا اسی وقت سپہ سالار اور
سرداروں نے حکم شاہی سے اہل لشکر کو آگاہ کیا اور حکم کمربندی کا دیکر خود بھی اسلحہ وغیرہ اپنے تن
آراستہ کرنے لگے تھوڑے عرصے میں کل لشکر میں کمربندی ہو گئی سپاہ مرکبوں پر زین و عواس
ہتھیار لگائے خود سروں پر رکھے نیزے ہاتھوں میں لیے تیار ہو گئے سردار ایم جنگ حملہ کرتا ہے
مکانوں سے مسلح ہو کر آئے اور در دولت فرماسپ پر ہوا بند جنگ کا مقابلہ ہوا لشکر ازرمان تابہ
میں فرماسپ بھی اپنے تن پر ہتھیار لگا کے محل سے برآمد ہوا دیکھا کہ یہ ہوا کہ اب سب پیچھے سامنے
اور سیری سواری کا مرکب بھی موجود ہے سپہ سالار سے پوچھا کہ لشکر نے [illegible] کر کہا کیسے بہادر ہو
[illegible] کا ڈ [illegible] ہوا ازرمان نے کہا
[illegible] ازرمان حریف کو قتل کرتا ہوا [illegible] اور [illegible]

آپ تشریف لے چلیں یہ سنتا تھا کہ قرماسپ مرکب پر سوار ہوا عنان لی مرکب کو مہمیز کیا آگے آگے قرماسپ
عقب میں سب سردار اسکے عقب میں لشکر قریب ایک لاکھ پچاس ہزار کے قرماسپ نے پلٹ کر حکم دیا کہ
خاموش اور آہستہ آہستہ مرکبوں کو لاؤ شور نہ کرو تاکہ وہ لوگ آگاہ نہ ہوں ورنہ بارگاہ لیکر فرار کر جائینگے
یہ جو قرماسپ نے حکم دیا سب نے اپنے اپنے مرکب کو قدم قدم روانہ کیا قرماسپ اسی راہ سے جو کہ
نقب کے ذریعے سے وسط قلعہ سے تحت زیر پہاڑ بیرون قلعہ کلاک کے جنگل میں آمادہ ہوا راستہ
اسقدر کشادہ تھا کہ پچاس سوار برابر چل سکتے تھے اور وہ جنگل کلاک کا اتنا بڑا جنگل تھا کہ تین لاکھ آدمی
اس جنگل میں بخوبی پوشیدہ ہو سکتے تھے پس قرماسپ سب لشکر کو لیکر کلاک کے جنگل میں آیا بیرون قلعہ
اور اپنے لشکر کو طریقے سے آراستہ کرکے کھڑا ہوا ہرکاروں کو حکم دیا کہ جاکر دیکھو کہ وہ لوگ
کیا کر رہے ہیں آیا غافل ہیں یا ہوشیار صحرا میں انکا لشکر بھی ہے یا کوچ کر گیا ہے ہرکارے یہ حکم پاکے
فورًا روانہ ہوئے صحرا میں آکر دیکھا کہ لشکر اسی طور سے اترا ہوا ہے اور سب بے خوف و خطر اپنے
اپنے کام میں مصروف ہیں ارمان شیر صورت اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے پس یہ
حال دیکھکر وہ ہرکارے خدمت قرماسپ میں حاضر ہوئے عرض کی کہ سب لشکر اسیطور سے فروکش
ہے اور سب اپنے کاروبار میں مصروف ہیں اور بہت خوش ہیں پس یہ سنکے قرماسپ نے اپنے
لشکر کو حکم دیا کہ سب ایک مرتبہ تلواریں کھینچکر اور مرکب اٹھاکر جا پڑیں اور قتل کرنا شروع کریں کچھ خیال
نہ کریں یہ حکم دیا اور خود تلوار کو میان سے لیا اور ایک مرتبہ مرکب کو مہمیز کیا قرماسپ کا مرکب مہمیز کرتا
تھا اور تلوار علم کرتا تھا فورًا ایک لاکھ پچاس ہزار تلواریں علم ہوگئیں اور سب نے مرکب اٹھائے
پس قرماسپ اس کلاک کے جنگل سے مثل سیل کے نکلا اور ایک بارگی لینا لینا کہکر لشکر ارمان شیر صورت
کے لشکر پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا یہ لوگ کمریں کھولے ہوئے اپنے اپنے مقام پر بے خوف و خطر بیٹھے
ہوئے تھے کسی قسم کا انکو خوف نہ تھا پس یہ جو آفت دفعتًا آئی سبکے حواس جاتے رہے کہ یہ کیا بلا نازل
ہوئی اودھم بازار مرگ گرم ہوگیا لشکر قرماسپ لشکر ازرنگ کے سواروں اور پیدلوں کو بے دریغ
تہ تیغ کرنے لگے ایک تلاطم پڑ گیا تمام لشکر میں ہلڑ مچ گیا کہ قزاق کلاک کے جنگل سے نکلکر لشکر پر گرے
ہیں تمام لشکر تباہ کیے دیتے ہیں یہ جو شور و غل مچا ارمان اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا ہمراہ سرداروں کے
شراب خواری کر رہا تھا ایک مطربہ گا رہی تھی کہ لشکر کے شور و غل کی صدا اسکے کان میں پہونچی اسنے
چوبدار سے معلوم کیا کہ خبر تو باہر جاکر لاؤ کہ یہ لشکر میں شور و غل کیسا ہے کیا خداوند تشریف لائے ہیں
کہ ہمکو خبر نہ ہوئی آمد کا لشکر آگیا پس چوبدار باہر آیا اسنے دور سے دیکھا کہ ہزاروں سوار لشکر میں پھر رہے
ہیں تلواریں برہنہ انکے ہاتھ میں ہیں تمام لشکر میں تہلکہ پڑا ہوا ہے ایک غدر مچا ہوا ہے ہر طرف سے صدا آ
رہی ہے بزن و بکش کی آرہی ہے لشکری قتل ہو رہے ہیں یہ حال دیکھکر وہ فورًا خیمے میں واپس آیا مگر یہ
حال کہ حواس باختہ منہ پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں رنگ رخ فق آکر سامنے ارمان کے کھڑا ہوا
اسنے اسکی طرف دیکھا کہا کہ کیوں کیا خبر ہے کچھ بیان کرو تو تو بالکل بدحواس ہو آیا ہے
اسنے [illegible] درست کرکے کہا کہ میں بموجب حکم خیمے سے باہر گیا تو میں نے دیکھا
مقام پر ہو چکا [illegible] ہزاروں سوار نقاب پوش تلواریں علم کیے ہوئے لشکر خداوند کو
نوکر کر [illegible] اپنی بے سر و سامانی کے قتل ہو رہے ہیں کیونکہ یہ خبر نہ
تھی [illegible] یہ جو اس چوبدار نے کہا ارمان نے

سرداروں سے کہا کہ غضب ہو گیا قزاق لشکر پر آ گرے مگر بڑے غضب کے قزاق ہیں کہ دن دہاڑے لوٹ
مار کرنے کو آئے سب تیار ہو جاؤ یہ کہکر جام شراب ہاتھ سے رکھ دیا اور اٹھکر دوسرے خیمے میں گیا
ہتھیار تن پر لگانے لگا ادھر سردار بھی اس خیمے سے نکل نکلکر اپنے اپنے مقام پر آئے مگر جب خیمے سے
باہر نکلے تھے تو دیکھا تھا کہ لشکر میں تلاطم ہے اتفاقاً یہ دیکھتے ہوئے اپنے اپنے مقام پر چلے گئے تھے
تھوڑے عرصے میں مسلح و مکمل ہو کر اپنے اپنے مقام سے باہر آئے کہ ارمان بھی اپنے خیمے سے باہر آیا
یہ سب مرکب پر سوار ہو کر چلے اسطرف کہ جدھر تلوار چل رہی تھی مگر یہ صدا خود دیتے ہوئے کہ اے اہل لشکر
گھبرانا نہیں ہم مسلح و مکمل ہو کر آ گئے ہیں تم لوگ بھی مسلح و مکمل ہو کر مقابلہ کرو یہ قزاق ہیں ابھی انکو مار لو
یہ صدا جو اہل لشکر ارمان نے اپنے سردار کی سنی کسیقدر حواس درست ہوئے جو جہاں پر تھا اسی مقام
سے تلوار لیکر لینا لینا کہکر چلا کہ قزاقوں کو جانے نہ دینا گھیر کر مار لینا ادھر ارمان مع سرداروں کے اس
مقام پر پہونچ گیا اور لڑنے لگا گھمسان کی تلوار چلنے لگی ارمان نے اور دیگر سرداروں لڑائی کو آکر
روکا ادھر نقیبوں نے سب لشکر کو ہوشیار کیا چونکہ دن تھا سب جاگ تو رہے تھے پس سب مسلح و مکمل
ہو ہو کے اور اپنے اپنے مقام پر سے چلے اتنے دونوں لشکروں میں تلوار چلنے لگی سر تن پر سے
اترنے لگے مگر لشکر قرماسپ کا یہ حال ہے کہ جب حملہ کیا لشکر ارمان کے پاؤں اکھاڑ دیے طنابیں کاٹکر خیمے
گرا دیے جو لوگ اپنے خیموں میں اسلحہ تن پر آراستہ کر رہے تھے وہ اسی میں دب کر رہ گئے اُنکے
ارمان دل کے دل ہی میں رہے حسرت جنگ پوری نہ ہوئی اصطبل سے مرکب شور و غل سنکے رسیاں
تڑاکر بھاگے ارابوں کے بیل ہر طرف پھر رہے ہیں ایک غدر مچا ہوا ہے ایک طرف تلوار چل رہی ہے
تلواروں کی جھنکار بلند ہے تلواروں بجلیاں کوند رہی ہیں ایک سمت کو باہم تیر سے چل رہے ہیں انکی
سنانیں مثل شراروں کے دھوپ میں چمک رہی ہیں ایک طرف مرغ تیر پر کھولے ہوئے اڑ رہے
ہیں ادھر شہباز اجل اپنی طرف طائران روح کا شکار کر رہا ہے تیر اُدھر مرکر گر رہے ہیں بازار مرگ
گرم ہے ارمان کی عجب حالت ہے کبھی مرکب ڈپٹ کر اپنے لشکر کی خبر لیتا ہے کہ کیا حال ہے کبھی لشکر حریف سے
لڑنے لگتا ہے برق شمشیر کوند رہی ہے خرمن ہستی پر گر رہی ہے عجب حال ہے لشکر کا باوجودیکہ سب لشکر تیار
ہو گیا ہے برابر سے لڑ رہا ہے مگر پہلے جو حواس جاتے رہے ہیں تو اب حواس درست نہیں ہو سکتے ہیں اور
بدحواسی سے لڑ رہے ہیں خود قتل ہو رہے ہیں لشکر قرماسپ باحواس عجب سا کر سے لڑ رہا ہے لشکر
ارمان کے پاؤں اکھڑے جاتے ہیں ایک قرماسپ ایک تیغ آبدار ہاتھ میں لیے ہوئے ہے اس سے خون کی
بوندیں ٹپکتی ہوئی حریف کو قتل کر رہا ہے اسکے عقب میں اسکے سب سردار زخمی شدہ برابر حملے کر رہے
ہیں اسکا لشکر ثابت قدمی سے مقابلہ کر رہا ہے نقیب لشکر قرماسپ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ جوانوں
اسی طور سے لڑے جاؤ حریف کو مار لیا ہے اب تھوڑی دیر اور باقی ہے کہ حریف بھاگا جاتا ہے جو اس
ہو کر لڑ رہا ہے یہ معرکہ سر کر لیا ہے اسطور سے نقیب دل بڑھا رہے ہیں لشکر قرماسپ جم جم کر حملہ کرتا ہے
ہر حملے میں لشکر ارمان کے پیر اکھاڑ دیتا ہے اسی طور سے تھوڑے عرصے تک مقابلہ رہا لشکر ارمان تاب
مقابلہ نہ لا سکا پیچھے ہٹنے لگا اور لشکر قرماسپ اسکو دبانے لگا پس نوبت یہ ہوئی کہ اب سب پیٹھ پھیر
کھاکر فرار پر قرار لیں یہ حال جو ارمان نے دیکھا ایک مرتبہ اپنے لشکر سے پکار کر کہا کہ کیسے بہادر ہو
کہ قزاقوں سے بھاگے جاتے ہو نام بہادری اور جوانمردی کا ڈبوئے دیتے ہو یہ جو ارمان نے کہا
ادھر نقیبوں نے دل بڑھائے پس پھر سب جگہ لڑنے لگے ارمان حریف کو قتل کرتا ہوا بڑھا ادھر

قرماسپ لشکر ارمان کے سواروں کو قتل کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ ارمان سے اور قرماسپ سے سامنا
ہوگیا ارمان نے پکار کر کہا کہ او قزاق کدھر ہے تین روپیہ کے پیادوں پر ہاتھ صاف کرتا ہوا جاتا ہے مردان
عالم سے آنکھ چار کرکے مقابلہ کرنا کچھ ہنر جنگ معلوم ہوں یہ جو ارمان نے کہا قرماسپ نے صدا
سنی پلٹ کر جواب دیا کہ او نامرد ازلی تو قزاق ہوگا اور تیرا باپ یہ کیا کلمہ مردان عالم کی شان میں کہا
میں وہ بہادر ہوں کہ میرے خوف سے رستم و سام نے قبر میں جاکر کفن سے منھ اپنا پوشیدہ کرلیا ہے
اور جب میں نعرہ کرتا ہوں اُنکا بند بند میرے نعرے کی صدا سے گوشۂ قبر میں کانپ جاتا ہے میں تجھ
ایسے بھگوڑے سے مقابلہ کروں تو جھنکا پھیر وہی ہے اُسکا ہمیشہ سے یہی طریقہ ہے اُسکے باپ دادا ہمیشہ بھاگ
گئے ہیں وہ بھی بھاگے گا تو کیا مقابلہ کریگا بھلا تو کیا تلوار کے روبرو ٹھہرے گا ادھر تلوار کا سامنا ہوا
ادھر تو نے منھ پھیر لیا یہ جو قرماسپ نے کہا ارمان نے جواب دیا کہ بس زبان بند کر اور مجھسے آکر
مقابلہ کر یہ کہکر ادھر کب کو مہمیز کرکے برابر قرماسپ کے پہونچا اور کہا کہ کیا تیرا نام ہے تاکہ تو میرے
ہاتھ سے گمنام نہ مارا جاے یہ کیا تو نے طریقہ اختیار کیا ہے کہ جسکو غافل پایا قزاقوں کی طرح سے
لشکر لیکر آپڑا اور حریف کے لشکر کو تباہ کرنا شروع کیا یہ امر بالکل خلاف شجاعت کے ہے قرماسپ نے
تیوری پر بل ڈالکر جواب دیا کہ او نامرد تو کیا بک رہا ہے کیا تجھکو یہ خبر نہ تھی کہ اس بیشے میں ایک شیر نر
رہتا ہے مع اپنے بیر اجیبوں کے کہ تو اُنکی بدون اجازت یہاں لشکر لیکر آیا ارے آگاہ ہو کہ میرا نام
قرماسپ بن غرماسپ بن طرماسپ بن طہماس ہے یہ تمام صحرا اور پہاڑ اور وہ جو قلعہ سامنے ہے میرے
قبضے میں ہے کوئی لشکر ادھر سے نہیں جاتا ہے بدون میری اجازت کے دوسرے میں آفتاب پرست
ہوں میں نے سنا کہ ایک لشکر اس صحرا میں اُترا ہے اور وہ پیش خیمہ کوئی از رنگ ہے کہ اُسنے دعوی
خدائی کیا ہے اسکو لیکر آفتاب پرستوں پر جاتا ہے اسکا ارمان نام ہے پس مجھکو غصہ آگیا کہ اول تو بدون
میری اجازت کے وہ اس صحرا میں اُترا دوسرے اسکو آفتاب پرستوں سے مقابلے کی حسرت ہے پس
میں نے خیال کیا کہ یہ حسرت اُسکی میں نکالدوں گو میں نے قصد کیا تھا کہ خدا پرستوں سے جاکر مقابلہ کروں
اُنکے مقابلے کے لیے لشکر جمع کیا تھا پس میں نے تیرے آنیکی خبر سنکے یہ عہد کیا کہ اگر میں اُن لوگوں پر
فتح پاؤنگا تو خدا پرستوں پر بھی ظفریاب ہونگا اگر اپنی زندگی کا خواستگار ہے تو اپنے لشکر کو لیکر چلا جا
اور بارگاہ وغیرہ مجھکو دیدے ورنہ میرے ہاتھ سے تو سلامت نہ جائیگا یہ بارگاہ تجھسے اس خطا پر
لیے لیتا ہوں کہ تو نے میرے بیشے میں اپنے لشکر کو بدون میری اجازت کے کیوں اُتارا دوسرے
میرے پاس کوئی بارگاہ بھی نہیں ہے یہ جو قرماسپ نے کہا ارمان نے جواب دیا کہ ارے نادان یہ
تو کیا کہتا ہے از رنگ خداوند ہے اور خداوندزادہ ہے میرا اور تیرا اور تمام عالم کا وہی خدا ہے اسی نے
سب کو پیدا کیا ہے وہی سبکا خالق ہے سوا اسکے اور کوئی خدا نہیں ہے خدائی اُسکے گھرانے میں
چلی آئی ہے اُسکا دادا یعنی لقا زمردشاہ باختری ہے جو ہزار ملک کا خدا تھا سب اسکو سجدہ کرتے
تھے اُسنے عالم خواب میں کچھ بندے خلق کیے تھے اُنکو قوت و طاقت بہت دی تھی اُنکی صورت خلق
کرنا بھول گیا تھا وہ خداوند لقا سے منحرف ہوگئے تھے اُنھوں نے دوسرا خدا پیدا کر لیا تھا اور اپنا
دین دوسرا کر لیا اور خداوند لقا سے برسر فساد ہوتے تھے اور ہزاروں مقابلے ہوے چونکہ
خداوند اُن بندوں کو نہایت دوست اور مہربان جانتے تھے اور الفت اُنسے کرتے تھے کیونکہ
وہ خوبصورت بہت تھے اور صورت بھی خلق کرنا بھول گئے تھے پس اُنکے ہاتھ سے پریشان ہوکر

اور اپنے فرزند زمرد ثانی کو امر خدائی کا مالک کرکے بالاے آسمان چلے گئے اُن بندگان خدا نے
اسقدر ترقی کی اور روز بروز ہزاروں ملک اُنکے قبضے مین ہوگئے اور انھون نے اپنے دین ومذہب
کا نام دین اسلام رکھا اور کہدیا کہ کل دین باطل ہین ہمارا دین برحق ہے پس ایسی پر زمرد ثانی سے بھی
مقابلے رہے آخرکو وہ بھی پریشان ہوکر اور بندوبست خدائی کو اپنے فرزند ازرنگ کو سپرد کرکے
اور چولہ بدلکر بالاے آسمان چلے گئے ہین پس یہ ایسے خدا ہین کہ اُنکے زمانے مین سب بندگان خدا
کا خاتمہ ہوجائیگا اور آفتاب پرستی کوئی دین نہین زمانہ لقا مین حمزہ صاحبقران زمان کا پیدا ہوا ہے
دین ایجاد کرکے براے مقابلہ حمزہ صاحبقران آیا تھا چونکہ وہ بہت زبردست تھا اور اُس سے
کوئی مقابلہ نہ کرسکتا تھا اِس سبب سے اُسکا دین سب نے قبول کیا تھا جب وہ صاحبقران سے زیر ہوکر
اُنکا شریک ہوگیا وہ دین مٹ گیا پھر اُسدن سے وہ دین نہ جاری ہوا اُسکا ایرج کا ایک لڑکا تھا کہ نام
اُسکا نوذرج تھا یہ نہایت زبردست تھا پہلے اُسکا بھی دین آفتاب پرستی تھا مگر جب اُسکو ثابت ہوا کہ یہ
دین میرے باپ کا ایجاد کیا ہوا تھا تو اُسنے بھی زمرد پرستی اختیار کی اور ہمیشہ جبتک خداوند لقا و
خداوند فرعون رہے اور آسمان پر تشریف لے گئے اُنکے ہمراہ رہا جب وہ بالاے آسمان گئے
اور خداوند زمرد ثانی خدا ہوے اُنکو سجدہ کیا اُنکے ہمراہ پھر مقابلے مین رہا آخرکو اُنکے ہمراہ وہ بھی
بالاے آسمان گیا اب اُسکے دو فرزند ہین کہ وہ ہمراہ خداوند ازرنگ ہین وہ بھی مذہب ازرنگی
رکھتے ہین سواے مذہب ازرنگی کے کوئی دوسرا مذہب سچا اور برحق نہین ہے جب خداوند نے سنا
کہ چند بدمعاشون نے بعد مدت پھر مذہب آفتاب پرستی کو رواج دیا ہے اور ایک جم غفیر بہم کیا ہے پس
خداوند نے خیال کیا کہ ابھی یہ لوگ کم ہین اگر اُنکی طرف سے پہلوتہی کیجائیگی تو اُنکو بھی مثل خداپرستون
کے زور ہوجائیگا اور یہ بھی ترقی بہم کرلینگے اُسوقت اِنکا استیصال بہت دقت کے ساتھ ہوگا
جیسی میرے دادا نے پہلوتہی اُسوقت مین کی جب کہ یہ مذہب اسلام جاری ہوا تھا اور خیال کیا کہ
یہ چند لوگ ہین جسوقت چاہونگا اِن کا خاتمہ کردونگا اُسکا انجام یہ ہوا پس ایسی نادانی کرنا بالکل حماقت
ہے پہلے اُنکی فکر لازم ہے اہل اسلام کو ترک کرکے اُدھر کا قصد کیا اور مجھکو یہ اول لشکر مقرر کرکے اور
اپنی بارگاہ دیکر اُدھر کو روانہ کیا چنانچہ مین نے کئی منزلین طے کرکے اِس مقام پر آیا چونکہ یہ صحرا بہت
پرفضا تھا مجھکو اچھا معلوم ہوا مین نے یہان قیام کیا مجھکو یہان کا قاعدہ معلوم تھا نہ اِس صحرا کی حد پر کوئی
ایسا کتبہ لگا ہوا تھا کہ یہ صحرا فلان پہلوان یا بادشاہ یا ظالم کے قبضے مین ہے اور یہان کا یہ طریقہ ہے کہ جو کوئی
اِس صحرا مین اُترتا ہے تو اُس سے اجازت لے لیتا ہے بغیر اُسکی اجازت کے نہین لشکر کو اُتارتا ہے
اگر ایسا ہوتا اور مین اُسکے موافق عمل نہ کرتا تو ضرور خطاوار تھا مجھکو لازم تھا کہ ایسی تحریر حد صحرا پر
لگا دی ہوتی یہ تو غیر ممکن ہے کہ مین خداوند کی بارگاہ تجھکو دیدون مین یہ خیال کرتا ہون کہ تو میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا اور یہ صحرا اور یہ قلعہ بھی خداوند کے قبضے مین آئیگا پس اسی مین خیریت ہے کہ
اپنے لشکر کو لیکر اپنے قلعے مین چلا جا اور اپنی زندگی کو غنیمت جان مین اِن گیدڑ بھبکیون [illegible]
آنے والا ہون یہ نہین کسی کی مجال ہے کہ بارگاہ ازرنگی کی طرف آنکھ اُٹھاکر
دیکھے تو مین آنکھ نکال لون یہ جواب ہمدان نے کہا فرمایا سچ ہے سچ کہتا ہون دیکھ پہنچیگا
بیہودہ بک رہا ہے اس تقریر بیکار سے کیا حاصل ہے مین ضرور
دونگا مجھکو کیا ضرورت تھی کہ مین خیمہ لگا دیتا پس یہ مقام

یہ مجال ہی کہ تو کسی کی آنکھ نکال سکے سے دیکھ رہے ہین بنگاہ بے طرف بارگاہ کے دیکھ رہے ہین اور بارگاہ پر
اپنا قبضہ کر لیا ہی اور قبضہ کرتے جاتے ہین تو روک تو لے یہ جو قرماسپ نے کہا ہین ارمان کو تاب
نہ رہی فوراً نیزہ اٹھا کر سینہ قرماسپ پر مارا قرماسپ نے اسکے نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اور جنبش
طعن مین نیزہ اسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا اسکو بہت غصہ آیا نیزہ پھر آب خجالت مین غرق ہو گیا قرماسپ
نے پکار کر کہا کہ اسی فنون پر تجھکو دعوی ہی کہ مین تجھکو سزا دونگا نیزہ مرا تو تو روک نہ سکا یہ جو قرماسپ
نے کہا ارمان نے برہم ہو کر قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا اور تیغہ نیام سے کھینچکر خبردار خبردار کہکر قرماسپ
کے سر پر مارا قرماسپ نے سپر پر تلوار کو روکا اور ایک مرتبہ اپنی تلوار کو نیام سے لیکر اور خبردار
ہوشیار باش کہکر جو وار کیا ارمان نے سپر کو سپر کی پناہ کیا تلوار سپر کو مثل قرص پنیر کے کاٹ کر سر پر
آئی اور خود اور خود اتر آئی ارمان نے گھبرا کر داستانہ مارا کہ تلوار تو قضا کر سر سے نکل گئی چار زخمون کی
سر سے جاری ہوئی اسکو غش آنے لگا ارمان نے دونون ہاتھ گردن مرکب مین ڈالدیے اور
قرماسپ نے قصد کیا کہ بڑھکر ارمان کا سر کاٹ لون لیں یہ قصد دیکھکر بہت سے سردار اور سوار
درمیان مین آ گئے اپنے کو اسنے اسپر تبدیل باش کیا مگر اسکو پنجۂ ظالم اور قضا سے بچا لیا ابھی
اسکی قضا بھی نہ آئی تھی ورنہ اتنی کیا قدرت تھی کہ بچا سکتے قرماسپ تلوار پکڑ کر لشکر پر جا پڑا اور
قتل کرنے لگا ہزارون کو قتل کیا تو نوبت یہ ہوئی کہ لشکر ارمان شکست کھا کر بھاگا پڑاؤ تک چھوٹ گیا
خیمے وغیرہ اسی مقام پر رہ گئے لاکھ لاکھ تدبیر کی کہ کسی طور سے بارگاہ کو لیجا وین مگر ممکن نہوا
بارگاہ چھوٹ گئی چونکہ ارمان زخمی ہو چکا تھا دوسرے پہلے ہی سے بہت لشکر عالت غفلت مین
کام آ چکا تھا اور قدم اکھڑ چکے تھے جب سردار زخمی ہوا اور کوئی لشکر کا بند و بست کرنے والا اور
پشت و پناہ اور رہ سکنے والا نہ رہا تو لشکر بے سر کہاں تک لڑے اتنے عرصے تک بھی لڑا اور مقابلے مین
ٹھیرا رہا تو بہت بڑا کام کیا آخر کو اس درہ کوہ کی طرف بھاگا جدھر سے آیا تھا تھوڑی دور تک
لشکر قرماسپ نے تعاقب کیا بموجب حکم قرماسپ بعد جب قرماسپ نے یہ حکم دیا کہ جانے دو جس ہم
سے مطلب تھا اسپر تو قبضہ کر لیا اب کیا فائدہ بیکار قتل کرنے سے یہ جو قرماسپ نے کہا سب اسکے
تعاقب سے واپس آئے تمام مال و اسباب لوٹ لیا بارگاہ پر قبضہ کیا قرماسپ نے حکم دیا کہ یہ
بارگاہ ہمارے لیے برپا کی جاے ہم اس مین بیٹھکر جشن خوشی برپا کرینگے اور ان خیمون مین ہمارے
سب سردار رہینگے اور ہمراہی لشکر اور ہمارے لشکر کی سب لاشین اٹھا کر ایک مقام پر جمع کر کے جلا
دی جائین اور لشکر حریف کے لاشے اس غار کوہ مین ڈالدیے جائین تا کہ میدان صاف ہو جائے اور
بدبو نہ ہو اور جو لشکر ہمارا قلعے مین ہو اسکو حکم دیا جائے کہ وہ بھی یہان چلا آئے کیونکہ جب یہ خبر
اژدرنگ کو معلوم ہوگی کہ میری بارگاہ فلان مقام پر میرے ہراول لشکر کے ہاتھ سے میرے لشکر کو
ہوئی کے فلان پہلوان نے چھین لیا تو ضرور وہ لشکر لیکر آئیگا مین اس سے مقابلہ کرونگا یہ جو حکم
تھے اسنے غاسیا اسیوقت سب خیمے برپا کیے گئے اور بارگاہ ارابون پر سے اتار کر برپا کی گئی جب
کرنا معمول کیا تھا و سائر کر داخل بارگاہ ہوئے اور سب سردار خیمون مین اتر سے لاشے اٹھا کے
دین دوسرا کر لیا اور خدا را لاشے قرماسپ کے لشکر کے لوگون کے تھے اور بیس ہزار لاشین
خداوند اکن بندون کو نہایت دکو نوجوان قرماسپ نے حکم دیا تھا ڈالدیا اور اپنے لشکر کے
وہ خوبصورت بہت سے اور بہت سی جو لشکر قلعہ مین تھا اسکو بھی طلب کر لیا قرماسپ نے بزم عشرت

اور سب سرداروں کو جمع کیا ساقی کو طلب کیا وہ جام وصراحی لیکر حاضر ہوا سب کو شراب پلانے لگا ایک رقاصہ حاضر ہوکر یہ غزل گانے لگی غزل

پھر ایسی بات کیجیے ای بادشاہ حسن
ہارے ہوے ہم اک بت پیمان شکن کے ہین
جیسے ہین گلعذار حسینان لکھنؤ
بہوت ایسے عشق مین اس گلبدن کے ہین
رخ کو ملکے مسکرانے سے ثابت ہوئی بیاں
انسانہ وہ کچھ ایسے غریب الوطن کے ہین
مرنیکے بعد دولت وحشمت سے کام کیا
کسواسطے کہ بند محب بچپن کے ہین

ہردم یہ شور قمری سرو چمن سے ہین
مشتاق اہل بزم نہایت سخن کے ہین
بلبل کی یہ دعا ہے کہ یارب تو صبر کر
معشوق ہین خدا کے نرالے ختن کے ہین
فصل خزان کبھی ہے جہان مین کبھی بہار
کشتہ بیسے ہوے کسی گلپیرہن کے ہین
صیاد ہمیں کشتہ اسیر ہین تکو چھوڑ دے
محتاج بادشاہ وگدا اک کفن کے ہین

جنگل مین آج پھول کسی بوالہوس کے ہین
بوچھے اگر تو کہدین خدا کے بھی ساتھ
نگڑے ہوے تھے آج یہ نقشے چمن کے ہین
بلبل کیطرح ہوش مین آئی نہین بہار
نیرنگ سب یہ گردش چرخ کہن کے ہین
فرد و فلق سے رانو نکو اڑجاے جس کے چمن
مشتاق اس زمانہ سے سیر چمن کے ہین
اصلاح ہوگا ہمکو تصدق غبار قبر

اس مطربہ نے یہ غزل مصنف دفتر ہذا کی خوب بنا بنا کر گائی اور اہل بزم سب خوش ہوے یہان تو بزم عشرت برپا ہے اور قرماسب بیٹھا ہے مگر بہت خوش ہے انکو تو یہان مشغول عیش وعشرت رکھا جاتا ہے اور اب لشکر ارمان وارمان کا وازرنگ کا حال تحریر ہوتا ہے شمہ حال ازرنگ وغیرہ کا سماعت فرمائیے راوی نے بیان کیا ہے کہ ازرنگ تو ابھی اس صحرا زمین مع لشکر فروکش ہے کیونکہ اسکو اس صحرا کی آب وہوا بہت پسند آئی تھی جہان سے ارمان پیش خیمہ لیکر اس مقام پر آیا تھا اور اسپر یہ واقعہ گذرا اس ارمان مین ارمان زخمی ہوا کہ مین پیش خیمہ آگے لیکر رہا ہون یہ حسرت اسکے دل مین رہی کہ اسکے لشکر نے لشکر قرماسب سے شکست کھائی راوی نے بیان کیا ہے کہ لشکر ارمان شکست کھا کر اور ارمان کو زخمی لیکر طرف شکار ازرنگ کے بھاگا تھا تھوڑی دور اہل لشکر قرماسب نے تعاقب کیا تھا یہ سب کے سب بحالت خراب بصورت زلف محبوبان پریشان مثل نرگس حیران بدحواس ہاتھ منھ کٹے ہوے اپنے زخمی شدہ سردارون کو دوش پر اٹھاتے ہوے اسکے زخمون سے خون بہتا ہوا اس درہ کوہ سے نکلے اور اس صحرا سے سبز وخرم کو طے کرکے صحراے ہولناک مین پہونچے کہ جہان پانی نہ ملنا ہوا تھا اس صحرا کو بھی بدقت طے کیا اور قریب لشکر کے پہونچے لشکر ازرنگ اترا ہوا تھا سب خوش وخرم تھے اور ٹہل رہے تھے ازرنگ تخت خدائی پر بیٹھا ہوا تھا ایک طرف دیلم بن تورج زنگل سپہ سالاری پر اور ایکجانب اسلم بن تورج زنگل سپہ سالاری پر بصد کبر ونخوت بیٹھے ہوے اور سب سردار حاضر تھے شغنگان بصد کرو فر وزرات اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا جام شراب گردش مین تھا ثمرماسے بیتن کا ذکر ہورہا تھا کہ وہ ایسی معشوقہ ہے کہ اسکا ثانی اسوقت عالم مین نہین ہے شغنگان کہ رہا تھا کہ خداوند جلدی فرمائیے اور وہان پہونچیے اور جس طرح سے خواہ مقابلہ کرکے خواہ باآشتی ثمرماسے بیتن کو حاصل فرمائیے اسکا طلسم بکارت اپنی کلید دلبری مردمی سے فتح فرمائیے اسکے درناسفتہ کو سفتہ فرمائیے اسکے وصل سے کامیاب ہوجیے ورنہ وہ گوہر بیبہا اختر برج حسن وجمال آفتاب آسمان عزت وکمال کسی نہ کسی خداپرست کے قبضے مین آجاسے گا آپ ہاتھ ملکر رہجائیے گا کچھ نہ حاصل ہوگا وہ مزے کریگا خوب اسکے ساتھ اور اسکے معدن بکارت سے زر آرزو حاصل کریگا اور کچھ نہ ہوگا کیونکہ اکثر مین نے سنا ہے کہ جو صاحب حسن وجمال ہوتا ہے وہ انکے قبضے مین آتا ہے ازرنگ برہم ہوکر جواب دیتا ہے کہ یہ تو کیا بک رہا ہے تو اپنی شرارت سے باز نہین آتا ہے شغنگان جواب دیتا ہے کہ مین جھوٹ نہین کہتا ہون سچ کہتا ہون دیکھ لیجیے گا

کہ جو مین کہتا ہون وہی ہوگا وہ کبھی آپ کے قبضے مین نہ آئیگی کوئی نہ کوئی بلبل باغ اسلام اُس گلشن
جمال کو لیجائیگا آپ کو اور اُسکے بھائی کو داغ جدائی دیجائیگا اور کچھ نہ حاصل ہوگا ہان اگر آپ بہت
جلد پہونچے اور مہرجبیں بھی راضی ہوگیا اور اُسکے ساتھ شادی آپ کی کردی اور وہ بھی راضی ہوئی
خیر وہ نہ غیر ممکن ہی یا اس عرصے مین کسی خدا پرست نے اُسکے حسن و جمال کی تعریف سن لی ہیں وہ آکر
لے گیا ازرنگ نے جواب دیا کہ تو بکتا ہے مین ضرور اُس سے اپنی آرزوے دل حاصل کرونگا اُسکے
نخل جوانی سے ثمر مراد توڑونگا اُسکے در ناشگفتہ کو شگفتہ کرونگا کیا مجال کسی خدا پرست کی کہ اُسکی طرف
آنکھ اُٹھاکر دیکھ سکے دیکھنا تو ایک طرف اگر اُسکی طرف خیال فاسد بھی کرے تو اُسیوقت سنگ
سیاہ ہو جاے کیونکہ بابدولت کی وہ معشوقہ ہو چکی ہے بس نہین ہو سکتا ہے کہ کوئی اُسکو بخیال فاسد
دیکھ سکے سختگان نے کہا کہ تمنے ایسے بہت سے کرشمے سنے ہین تو رچکیدہ قدرت کو اہل اسلام
نکال لے گئے خداوند لقا اُنکا کچھ نہ کر سکے جبرئیل قدرت یعنی یاقوت شاہ کی منگنیز کو لیگئے قدرت
کی کچھ نہ چلی اسی طور سے بہت سے واقعہ ہوے ہین کہانتک بیان کرون مین نے کتابون
مین دیکھے ہین جو کہ خدا سے اول تھے وہ تو سنگ سیاہ اُنکو کر نہ سکے اب سنگ سیاہ کرینگے
جب کہ آپ پاس خدائی کمزور ہو کر آئی ہے ازرنگ نے سنکے کہا کہ بس خاموش رہ زیادہ
نہ بک بیکار دماغ کو خالی نہ کر تو بہت گستاخ ہوگیا ہے یہ جو ازرنگ نے کہا سختگان خاموش
ہو گیا اور کچھ باتین ہونے لگین کہ اُدھر وہ شکست خوردہ لشکر داخل لشکر ہوا لوگون نے جو
اُسکا حال پریشان دیکھا اور زخمی پایا اور تباہ حال دریافت کیا اُن لوگون نے کل حال
بیان کیا ایک شور وغل لشکر مین ہوا چند سرکارے کہ جو اُسوقت لشکر مین موجود تھے یہ حال
دیکھکر فورًا بارگاہ مین آئے اور مجرا گاہ سے مجرا کرکے اور بعد دعا دیکر یون عرض کرنے لگے
کہ خداوند کو معلوم ہو کہ وہ جو لشکر ارمان کے ہمراہ پیش خیمہ شاہی و خداوندی لیکر آگے گیا تھا
وہ لشکر شکست کھاکر اور ارمان زخمی ہو کر سپاہ بحالت تباہ بارگاہ خداوندی کو منھ حریف
مین دیکر داخل لشکر خداوندی ہوئی ہے ارمان کی بہت حالت خراب تھی اُسکو دیکھکر ہم
غلامون کا دل بہت بیتاب ہے یہ خبر غم اثر سنانے کو آئے یہ کہکر وہ سرکارے خاموش ہو رہے
ازرنگ کچھ دریافت نہ کرنے پایا تھا کہ سختگان نے رقیدہ سر پر سے اُتارکر اور ایک بار گردش دیکے
کہا کہ مرگ تو مبارک باد یہ پہلے بد شگونی ہوئی کہ لشکر نے شکست کھائی اب خداوندی کی مہرجبین کا فتح
پر ظفر ہونا غیر ممکن ہے ہم تو پہلے ہی سمجھے ہوے تھے کہ کوئی نہ کوئی آفت ضرور پڑیگی خداوند یہان
اس جھگڑے مین مصروف ہونگے کہ جنسے بارگاہ چھین لی ہے اُس سے مقابلہ کرینگے بارگاہ لون وہان
اُتنے عرصے مین کوئی نہ کوئی معشوقہ خداوند کو لیجائیگا مہرجبیں کو معلوم بھی نہ ہوگا کیونکہ اُسنے
اپنی سیر کے لیے باغ کنارے دریا کے بنایا ہے مہرو ز سیر کو آتی ہے سوداگر سے یہ معلوم ہو چکا
ہے اور کیا اُس سوداگر نے بھی ایک تصویر بنائی ہوگی اور بھی بہت سی تصویرین اُسنے بنائی ہونگی
اور بادشاہون کے ہاتھ فروخت کین ہونگی ایک نہ ایک تصویر بلکہ شہر پا سے بیستن کی اہل اسلام
کے ہاتھ ضرور فروخت کی ہوگی وہ ضرور اُس تصویر کو دیکھکر چلا ہوگا یہ تو مجھکو یقین ہے کہ جسقدر
اہل اسلام کا ہے عجب نہین ہے کہ کہین اہل اسلام نے آکر بارگاہ چھین لی ہو اور ارمان کو
شکست دی ہو یہ کام اہل اسلام کا ہے یہ دل گردہ اور کسی کا نہین ہے جو لشکر خداوند سے مقابلہ

کر سکے یہ جو سخنگان نے کہا ازرنگ نے جواب دیا کہ پھر تو اپنی بکنے لگا ہرکاروں سے یہ نہ دریافت کرنے
دیا کہ کسنے بارگاہ چھین لی اور کسنے شکست دی کسکے ہاتھ سے اریمان پر ارمان زخمی ہوا سخنگان نے
ہنسکر کہا کہ ہرکارے موجود ہیں آپنے دریافت کر لیجیے ابھی وہ نہیں گئے ہیں میں سمجھا کہ کوئی خدا پرست تھا
میرا کہنا کبھی غلط نہ ہوگا یہ کہکر خود سخنگان نے ہرکاروں سے کہا کہ بیان کرو کہ کسنے بارگاہ چھین لی اور کون
ایسا زبردست تھا کہ جسنے لشکر کو شکست دی جلد بیان کرو خداوند کو اُسکے حال کے سننے کا بہت اشتیاق
ہے انھوں نے جواب دیا کہ ملک جی ہم لشکر میں نوکر تھے نہیں اسی لشکر میں تھے اُسکے ہمراہ نہ تھے جب وہ
لشکر تباہ ہو کر یہان آیا تو معلوم ہوا کہ یہان سے فرسخ بھر پر دو پہاڑ ہیں اُنکے درمیان سے راہ ہے
اُسپار پہاڑوں کے ایک جنگل بہت پر فضا ہے کہ لائق سیر و تماشہ ہے اُس صحرا میں ایک تلک کا بہت بڑا
جنگل ہے اور ایک بہت سر بلند پہاڑ ہے اُسپر ایک قلعہ ہے مگر اُس پہاڑ کا کسی طرف سے راستہ نہیں ہے اُسی
قلعے میں ایک پہلوان رہتا ہے کہ نام اُسکا قرماسپ ہے وہ اولاد سے غرماسپ کی ہے اور خاندان سے
طہماسپ کے مگر وہ آفتاب پرست ہے جب یہ لشکر جا کر اُس صحرا میں اُترا اور رات بسر ہوئی صبح ہوئی یہ لوگ
تو بے خوف و خطر بیٹھے ہوے تھے اُسکو خبر ہوئی کہ ایک پہلوان پیش خیمہ ازرنگ کا لیکر طرف آفتاب کا
کے جاتا ہے ازرنگ نے دعوی خدائی کیا ہے اور آفتاب پرستوں پر لشکر کشی کی ہے پس وہ بھی آفتاب پرست
ہے اُسکو بہت غصہ آیا وہ اُسیوقت اپنا لشکر لیکر نیچے پہاڑ آیا نہ معلوم کس راہ سے اور لشکر پر شبخون
کر تمام لشکر کو تہ تیغ بیدریغ کیا ارمان سے اور قرماسپ سے مقابلہ ہوا وہ اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا
لشکر نے شکست کھائی بارگاہ وغیرہ پر اُسکا قبضہ ہو گیا یہ سب ارمان کو لیکر وہان سے بھاگے
اور اپنے لشکر میں چلے آئے یہ حال تمنے انھیں لوگون کی زبانی سنا تھا جو بیان کیا لیکن ہمکو
نہیں معلوم کہ یہ اصل واقعہ ہے یا دروغ ہے سخنگان نے کہا کہ این گل دیگر شگفت ایک خدا پرست
تو حریف تھے اب آفتاب پرست بھی حریف ہوگئے ہاں یہ اُسکا نتیجہ ملا کہ جیسے خداوند آفتاب پرستون
پر لشکر کشی کرکے چلے تھے راہ ہی میں سامنا ہو گیا ملاحظہ فرمائیے کہ قرماسپ پسر غرماسپ نے
آپ کے لشکر کو شکست دی گو قرماسپ بھی اُسی خاندان سے ہے کہ جس خاندان سے طہماسپ تھا
وہ بھی آفتاب پرست تھا مگر وہ نمرود پرستوں پر جان دیتا تھا یہ اُسکا پوتا ہمارا دشمن ہو گیا ہے یہ
کہان سے پیدا ہوا اور بہت سی باتیں سخنگان نے ایسی کہیں کہ ازرنگ کو غصہ آگیا اور برہم ہو کر
اُسنے کہا کہ کوئی ایسا ہے کہ لشکر لیکر جائے اور قرماسپ سے میری بارگاہ لے آئے اور اُسکو گوشمالی
سخت دے اور میری اطاعت پر راضی کرے اگر وہ نہ راضی ہو تو قتل کرے یہ جو ازرنگ نے کہا
ویلم بن نوفرج حرامی اپنے ونگل پر سے اُٹھا اور کہا کہ میں جا کر قرماسپ کو اس گستاخی کی سزا دونگا
اور بارگاہ خداوندی کو لیکر اپنے قبضے میں کرونگا اگر اُسنے اطاعت کی تو خیر ورنہ قتل کرونگا
ازرنگ اُسکی یہ تقریر سُنکے بہت خوش ہوا اور کہا کہ جسقدر تمہارا جی چاہے اپنا لشکر لو اور
میرے لشکر سے بھی جسقدر جی چاہے لشکر اپنے ہمراہ لو اور جاؤ تمکو میں نے یہ قدرت دی ویلم نے
سلام کیا اور قصد جانے کا کیا کہ وہ لوگ جو کہ ہمراہ ارمان کے گئے تھے سب سردار جو قتل ہونے
اور زخمی ہونے سے بچے تھے ارمان کو لیکر بارگاہ میں آئے اور رو برو ازرنگ کے اُسکو بٹھا کر
قواعد شاہی بجا لائے اور مجرا کیا اور تمام حال جو کہ ہرکاروں نے بیان کیا تھا اور گزرا تھا سب
بیان کیا ازرنگ نے حکم دیا کہ ارمان کا علاج کیا جائے اور جو لشکر شکست کھا کر آیا ہے وہ ہمراہ

دیلم کے جاسے اور اُنکو وہ مقام بتائے وہ ناواقف ہین پس بموجب ازرنگ سب ارمان کو اُٹھا کر
باہر لاے اور جرّاح کو طلب کرکے اُسکی زخم دوزی کی گئی اُسکا علاج ہونے لگا اُدھر دیلم بارگاہ سے
باہر آیا اور حکم دیا کہ بہر الکل لشکر تیار ہو اور پچاس ہزار سوار لشکر خداوندی کے تیار رہین پس فوراً
لشکر دیلم بھی تیار ہوگیا اور پچاس ہزار سوار لشکر ازرنگ کے تیار ہوے دیلم مرکب پر سوار ہوا
تمام آلات حرب و ضرب سے آراستہ خود سر پہ مع لشکر کے جو کہ قریب دو لاکھ اسّی ہزار کے تھا اور
اُسی لشکر کو ہمراہ لیکر کہ جو شکست کھا کر آیا تھا طرف قرماسپ کے روانہ ہوا بہت جلد راہ طے کرکے اُس
مقام پر پہونچا کہ جہان پر درمیان پہاڑون کے راہ ہی پس دیلم نے اُن لوگون سے دریافت کیا
جو کہ ارمان کی ہمراہی تھے کہ جہان پر مقابلہ ہوا تھا وہ مقام یہان سے کتنی دور ہی بیان کرو اُنھون نے
کہا کہ اِن پہاڑون سے نکلے اور وہ صحرا ملا راوی نے بیان کیا ہی کہ ازرنگ نے دیلم سے کہا تھا کہ
تم اپنے ہمراہ ہرکارے لیتے جاؤ جب تم قرماسپ پر ظفر پاؤ تو مجکو خبر کرنا مین مع لشکر وہان آجاؤنگا
پھر مین اور تم دونون ملکر کوچ کرینگے یا دیکھنا کہ لشکر کو شکست ہوگی اور قرماسپ غالب ہوگا
تو خبر کرنا مین آکر تمھاری کمک کرونگا پس دونون ملکر اُس سے مقابلہ کرینگے اور یہی ہرکارون سے
کہا تھا پس جب دیلم اُس مقام پر پہونچا اور اُسکو معلوم ہوا کہ اِن پہاڑون کے اُسپار مقابلہ ہوا تھا
دیلم نے اپنی خیال سے کہ شاید قرماسپ درۂ کوہ پر اِسی خیال سے لشکر لیے ہوے درۂ کوہ پر موجود
ہو اگر ازرنگ ضرور کسی نہ کسی کو ہمراہ سے مقابلہ روانہ کریگا پس جیسے وہ لشکر آئے مین اُسکو اِسی
مقام پر گھیر کر شکست دون او یہین اس امر سے غافل ہون اور شکست کھاؤن تو میری کرکری ہو
اور آبرو جاے سب یہ طعنہ زن ہون کہ بہت بڑا دعوی کرکے گئے تھے یہ بھی شکست کھا کر آئے
اِس سے ہوشیار رہنا چاہیے یہ خیال کرکے لشکر کو حکم دیا کہ سب خبردار ہوجائین تلوارین برہنہ
کرلین تیغ سے سپر سے تیار کرلین اور ہرکارون سے کہا کہ تم آگے جاؤ اور خبر لاؤ کہ کیفیت کیا کر رہا ہی
آیا درۂ پہاڑ مین پوشیدہ تو نہین ہی اور بارگاہ لیکر کدھر کو گیا وہ ہرکارے یہ حکم پاکر فوراً داخل درہ
ہوے اُسکے عقب مین دیلم با خداوند ازرنگ کھسکر چلا اُسکے عقب مین تمام لشکر ہرکارے
راہ طے کرکے اُس صحرا مین آئے تو دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہی بڑی چہل پہل ہی ہر طرف خوشی ہورہی ہی
بارگاہ ازرنگی بپا ہی گو را اُسکے اور نہر وا ہرون کے خیمے ہین اُس مین ناچ ہو رہا ہی یہ حال
دیکھکر وہ ہرکارے اُلٹے واپس آئے ابھی دیلم نے نصف راہ نہ طے کی تھی کہ اُنھون نے آکر خبر دی
کہ خداوند قرماسپ مع اپنے لشکر کے اور بارگاہ کے صحرا مین اُترا ہوا ہی ابھی بارگاہ لیکر قلعہ مین
نہین گیا ہی وہ ہی بارگاہ بپا ہی اُسی مین ناچ ہو رہا ہی سب لوگ بہت خوش ہین یہ حال جو دیلم
نے سنا لشکر کو حکم دیا کہ بہت جلد چلو ایسا نہو کہ حریف کو خبر ہوجاے اور وہ آکر راہ روک لے
تو بڑی خرابی ہو پس یہ حکم لشکر کو دلاسے ایک مرتبہ باگین اُٹھا دین اور بہت تیزی کے ساتھ
لشکر کے مرکب اپنی کو دوڑایا یہانتک وہ راہ طے کرکے اُس درے سے نکلے اب دیلم نے حکم دیا
کہ نقارے پر چوب پڑی جیسے نقارے پر چوب پڑی اور صدا سے نقارہ صحرا مین گونجی اور کان بہرے
لشکر قرماسپ کے ہوگئی ایک مرتبہ اہل لشکر نے جو صحرا کی طرف دیکھا تو یہ نظر آیا کہ جس درے مین
دو لشکر شکست کھا کر بھاگا تھا اُسی درے سے ایک لشکر کثیر نقارے بجاتا ہوا چلا آتا ہی اُسکے
آگے آگے ایک پہلوان ازرنگی دست و ازسر تا پا آہن مین غرق مرکب دوڑائے پر سوار مسلح و مکمل اُسکے

عقب میں لشکر بیشمار یہ حال دیکھکر فوراً چند سوار داخل بارگاہ ہوئے قرماسپ کو مجرا کرکے عرض کیا کہ
خداوند خبردار ہوجائیے لشکر حریف برا سے مقابلہ آیا ہی جس درے کی طرف وہ لشکر شکست کھاکر
بھاگا تھا اُسی درے سے لشکر مع ایک پہلوان قوی ہیکل کے آپ کے مقابلے کو آیا ہی قرماسپ
نے کہا کہ آنے دو اور فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور سب سردار بھی پس اُسنے حکم دیا کہ سب مسلح و مکمل
ہوجائیں اور لشکر میں کمر بندی ہو شاید حریف اپنا عوض لے ہمکو غافل پاکر روز خون کرا سے یہ حکم
دیکر بہت جلد مسلح و مکمل ہوا اور بارگاہ سے باہر نکلا سب سردار بھی مسلح و مکمل ہوکر آ گئے پس قرماسپ
مع سرداروں کے کنارے پر لشکر کے آکر کھڑا ہوا اور آمد لشکر حریف کا تماشہ دیکھنے لگا ادھر لشکر
قرماسپ میں کمر بندی ہونے لگی اُدھر دیلم بن نوررج اپنا لشکر لیکر اُس درہ کوہ سے باہر نکلا اور
لشکر حریف کو دیکھکر اور سب کو مسلح و مکمل پاکر حکم دیا کہ مقابلہ لشکر حریف میدان جنگ کی وسعت چھوڑکر
خیمے وغیرہ برپا کیے جائیں گو اسکا قصد تھا کہ جیسے قرماسپ ارمان کو غافل پاکر آ گرا تھا اُسیطرح سے
میں بھی لشکر پر آ سکے جا گروں کیونکہ یہ غافل ہی ضرور میری ظفر ہوگی مگر اُسنے درے سے باہر نکلکر
سب کو خبردار پایا اور دیکھا کہ لشکر میں کمر بندی ہو رہی ہی پس اُسنے حکم لشکر کے اُترنے کا دیا اور
اُدھر قرماسپ نے دیکھا کہ ایک پہلوان مع ہزار بارہ سو سواروں کے اور مع لشکر کثیر کے
درہ کوہ سے نکلا اور اُسنے میرے لشکر کی طرف دیکھکر میرے مقابلے میں لشکر کو ٹھہرایا اور خیمے
برپا ہونے لگے قرماسپ دیکھ رہا ہی اور اپنے سرداروں سے دیلم کی اور لشکر کی تعریف کر رہا ہی
اور کہتا ہی کہ یہ کوئی پہلوان زبردست ہی اور عالی خاندان ہی کیونکہ اسکے ہمراہ لشکر بھی معقول
ہی یہ مثل ارمان کے ایسا ویسا پہلوان نہیں ہی دیکھو کس طریقے سے لشکر کو درہ کوہ سے نکالا
ہی اور کس قاعدے سے صف بستہ کیا ہی جو کہ لشکر کا طریقہ ہوتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ معرکہ سر کیا ہوا
ہی فنون جنگ سے خوب واقف ہی اگر یہ میرا رفیق ہو جاوے تو اپنے لشکر کی سپہ سالاری اُسکو
دوں اور اپنا کل لشکر اُسکے سپرد کروں قرماسپ تو یہاں اپنے سرداروں سے یہ تقریر کر رہا ہی
اُدھر دیلم نے اپنے لشکر کو کمر کھولنے اور خیمے وغیرہ برپا کرنے کا حکم دیکر اور مع چند سرداروں
مرکب کو مہمیز کرکے اُسطرف کا رُخ کیا کہ جدھر قرماسپ مع اپنے سرداروں کے مسلح و مکمل کھڑا
تھا اور قرماسپ کو دیکھکر اپنے سرداروں سے کہا کہ یہ جو پہلوان کنارے پر لشکر کے کھڑا ہی
مع چند سرداروں کے معلوم ہوتا ہی کہ یہی لشکر کا افسر ہی اور وہ مالک سپاہ و لشکر ہی دیکھو اُسکے
چہرے سے شان دلاوری و شوکت بہادری پیدا ہی اور کسقدر مشابہ ہی طرماسپ بن الہماس
سے گو ہمنے طرماسپ کو دیکھا نہیں مگر اُسکی تصویر دیکھی ہی اُسکی تصویر سے بہت مشابہ معلوم ہوتا ہی
میں خیال کرتا ہوں کہ اُسی خاندان سے ہی سرداروں نے جواب دیا کہ آپ نے شاید سنا نہیں
ہرکاروں نے تو بیان کیا تھا کہ قرماسپ بن غرماسپ بن طرماسپ نے بارگاہ ارمان پر چڑھ دوڑ
ہے یہ وہی ہی ثابت ہوا کہ یہ پوتا ہی طرماسپ کا دیلم نے کہا کہ تمنے سچ کہا ہاں ہاں میں نے بھی سنا تھا
مجھکو اسوقت خیال نہ رہا یہ تقریر کرتا ہوا آگے بڑھا اُدھر قرماسپ نے جو دیکھا کہ وہ پہلوان
جو کہ آگے لشکر کے تھا بعد کہ سرداری اپنے لشکر کو فروکش ہونے کا حکم دیکر مع چند سرداروں
کے میری طرف آتا ہی یہ بھی مع اپنے سرداروں کے لشکر سے چلا اور لشکر کے باہر آیا اُدھر سے
دیلم چلا اِدھر سے قرماسپ پس وسط راہ میں دونوں سے باہم ملاقات ہوئی جب باہم نگاہیں چار ہوئیں

قرماسپ نے بطریق آفتاب پرستی اور دیلم نے بطریق آذر رنگ پرستی سلام کیا اور دونوں مرکب
رنگ کر کھڑے ہوئے بعد صاحب سلامت کی دیلم نے کہا کہ اُنکا نام قرماسپ ہے اور آپ کس خاندان
سے ہیں قرماسپ نے کہا کہ جی ہاں میں ہی قرماسپ ہوں اور میں خاندان طہماس بن عنقفویل دیوزاد
سے ہوں طہماس میرے دادا ہیں اور طرماسپ بن طہماس میرے دادا ہیں اور غرماسپ بن
طرماسپ میرے باپ تھے میں فرزند ہوں پہلوان دوران گرشاسپ جہان غرماس بن طرماس
کا میرا نام قرماس ہے اور مجھکو قرماسپ بھی کہتے ہیں فرمائیے آپ کو کیا ارشاد کرنا ہے دیلم نے جواب دیا
کہ اے قرماس میں نے تو سُنا تھا کہ تم بڑے بہادر ہو اور طریقۂ بہادری سے خوب واقف ہو اور
خاندان دلاوران سے ہو مگر جو طریقہ تم نے اختیار کیا ہے وہ کبھی تمہارے باپ دادا نے نہیں کیا وہ
ہمیشہ حریف سے سر مُکھ ہو کر لڑتے یہ تم نے کیا طریقہ اختیار کیا کہ حریف کو تم نے غافل پا کر اُسپر
روز خون کری اور اسکو زخمی کر کے بارگاہ ذخیرہ پر قبضہ کر لیا اور لشکر کو شکست دی یہ کونسی
جوانمردی تھی اور تمکو یہ بھی نہ خیال آیا کہ ہم کس سے مقابلہ کرتے ہیں یہ کون ہے یہ خداوند آذر رنگ
کا ہراول لشکر ہے اور اُنکا پیش خیمہ لیکر جاتا ہے جو کہ ہمارا خداوند ہے کیا تمکو ارمان نے اس
واقعہ سے آگاہ کیا تھا اے قرماسپ تمکو ضرور اسکا خیال کرنا نہ تھا کہ تمہارے بزرگ
ہمیشہ ایک مدت دراز تک لقاپرست رہے جو کہ خداوند آذر رنگ کے دادا تھے اُنکی بندگی
کی اور تجدادی اُنکو یا عنقفویل دیوپیر ور لقاپرست تھا طہماس بن عنقفویل بھی لقاپرست تھا
اور سلیمان قدرت کہلاتا تھا مگر ایک زمانہ ایسا آیا کہ وہ خداوند لقا سے منحرف ہو گیا اور
اُنکی اطاعت ترک کی اُسکا سبب یہ تھا کہ وہ حمزہ اول کے پوتے نورالدہر پر عاشق ہو گیا
تھا اسکے عشق میں اُسنے اپنا مذہب قدیم ترک کیا اور دین اسلام قبول کر لیا اور اُسی مذہب
میں مار آگیا اُسکے سبب سے عنقفویل نے بھی دین اسلام قبول کیا تھا مگر اسکا خیال رہے کہ
کوئی اُنھوں نے نامردی سے اور عاجز ہو کر ایسا نہیں کیا تھا ملکہ طہماس کو نورالدہر نے
زیر کیا اور اُسکا یہ قول تھا کہ جو مجھکو زیر کرے میں اُسکا دین قبول کروں اور اسی طور سے
عنقفویل نے بھی نورالدہر سے زیر ہو کر دین اسلام قبول کیا پس اگر اسکے خلاف کرتے تو
نامرد کہلاتے کہ اپنے قول کے خلاف کیا وہ لوگ اپنے قول کے پابند تھے اور اسطور سے
کہ جسطور سے تمنے مقابلہ کیا حریف سے مقابلہ کرنے کو ننگ و عار خیال کرتے تھے ہمیشہ ساتھ
جوانمردی کے لڑے گو مسلمان ہو گئے تھے اُنکی شجاعت و بہادری میں فرق نہ آیا عنقفویل کے
واقعہ کو خیال کرو تمنے سُنا ہوگا کہ طرماسپ نے لاکھ لاکھ چاہا کہ وہ دین اسلام ترک کرے
اور ایرج نوجوان کی اطاعت کرے مگر اُسنے نہ قبول کیا اور یہی جواب دیا کہ میں نورالدہر
کی غلامی قبول کر چکا ہوں اب ایرج کی اطاعت نہ کرونگا آخر طرماسپ نے پریشان ہو کر
اسکو قتل کیا اُسنے جان دیدی مگر اطاعت نورالدہر سے منھ نہ پھیرا اے قرماسپ تیرے
بزرگ ایسے تھے مدت تک زہرہ پرست رہے اپنے دادا کو خیال کر لیتے طرماسپ کو
جب اسکو خبر ہوئی کہ میرے دادا اور باپ نے دین اسلام قبول کر لیا تو برہم ہو کر لشکر
لیکر اس قصد سے آیا کہ باپ کو زیر کر کے پھر مذہب قدیم پر لاؤں بہت بڑے معرکے پڑے
ایرج نوجوان سے وہ آفتاب پرست تھے طرماسپ سے مقابلہ ہوا اُنھوں نے تیرے دادا

زیر کر لیا اور اپنے مذہب میں لائے وہ ایسے صاحب وضع تھے کہ لاکھ لاکھ تدبیر طہماس نے کی
یہ رفاقت ایرج کی ترک کرے اور دین اسلام قبول کرے مگر انھون نے نہ قبول کیا آخر
رفاقت ایرج میں جان دی انکو اُنکے باپ طہماس نے قتل کیا اسی خطا پر کہ یہ آفتاب پرست
ہو اور میری اطاعت نہیں کرتا ہو ایسے ساکھ کے لوگ تھے کہ انھون نے جان دینا گوارہ کی مگر
اطاعت کرنا قبول نہ کیا یہ خیال کرنا کہ ایرج آفتاب پرست تھا مگر بباطن لقا پرست تھا اطاعت
ایرج میں اطاعت خداوند لقا ہے پس طرماسپ تیرا دادا اطاعت خداوند لقا میں مارا گیا اگر وہ
زندہ ہوتے ضرور زمرد شاہ ثانی و ازرنگ بن زمرد کی اطاعت کرتے اور انکی بندگی سے سرتابی
نہ کرتے گو ایرج آخر میں مسلمان ہوگیا اور شریک حمزہ ہوا کیونکہ وہ اُنکا بہنوئی تھا اسی طرح
تمھارے باپ نے اسد کی اطاعت نہ کی گو کشتی میں مارے گئے اسد کے ہاتھ سے غرماسپ
بھی بڑا زبردست پہلوان ہوتا اگر زندہ رہتا وہ بھی ضرور اسی خاندان خدائی کی مدد و کمک کرتا
مگر افسوس ہے کہ اُسکو قضا نے مہلت نہ دی وہ اپنے باپ سے ملنے کو چلا تھا اور لقا کو سجدہ کرنیکو
راہ میں اسد سے مقابلہ ہوگیا وہ کمسن یہ بہادر ہر چند زمین و آسمان کا فرق مارا گیا مگر اسد کی
اطاعت نہ کی اور اپنے مذہب کو ترک کرنا نہ قبول کیا ایسے بہادرون کے فرزند ہو کر تم ایسی
نامردی کرو اور اپنے خداوند سے مقابلہ کرو آفتاب دیا چاہتا ہے ابھی تو خداوند لقا و زمرد شاہ ثانی و
ازرنگ کے جدا کیے ہوئے ہیں پس تمکو لازم ہے کہ تم بھی مثل اپنے باپ دادا کے اطاعت
پر کمر کسو اور اس سرکشی سے باز آؤ تمھارے بزرگ خداوند کے بزرگون کے طابع فرمان رہے
تم انکے تابع فرمان ہو یہ کونسی نادانی ہے کہ اپنے خداوند سے مقابلہ کرتے ہو کوئی بھی آجتک اپنے
خدا سے لڑا ہے جو تم لڑتے ہو پس میرے کہنے پر عمل کرو بارگاہ خداوندی میں میرے ہمراہ چلو اور
رومال سے ہاتھ باندھکر میرے ہمراہ چلو میں تمھاری خطا خداوند سے معاف کرا دونگا اگر
اسکے خلاف کروگے تو یاد رکھو کہ میں تم سے مقابلہ کرونگا اور تمکو زیر کرکے خواہ قتل کرکے
بارگاہ اپنی قبضے میں کرونگا اگر تم اس حالت میں اطاعت خداوندی پر راضی ہوگے تو تمکو
زندہ چھوڑ دونگا ورنہ قتل کرونگا آئندہ تمکو اختیار ہے میں نے تمکو سمجھا دیا جو میرا حق تھا
میں نے ادا کر دیا میں اسی غرض سے بحکم خداوندی تمھارے مقابلے کو آیا ہون میرے کہنے پر
عمل کرو اپنی جوانی کو برباد نہ کرو اس زندگی کو غنیمت جانو یون برباد نہ کرو باہم مقابلہ کرنے
سے کیا حاصل بلکہ یہ فکر کرو کہ ہم اور تم ایک ہو کر اُس عرب زبردست سے مقابلہ کرین جسکے
ہاتھ سے ہمارے اور تمھارے بزرگ قتل ہوئے ہیں اور جنھون نے ہمارے اور تمھارے
خداوندون کو پریشان کیا ہے اور وہ اُنکے ہاتھ سے عاجز ہوکر بالاے آسمان چلے گئے
ہیں وہ کون ہیں یعنی اہل اسلام اب تو سب کو زیبا ہے کہ ایک دل ہو جائیں اور اہل اسلام سے
مقابلہ کرین اور انکو شکست دین اور انکا استیصال کرین پس فرماسپ تم میرے قول پر
عمل کرو اور جو میں نے کہا ہے اُسکو مان لو تمھارے بشرے سے ثابت ہوتا ہے کہ تم ضرور میرے
کہنے پر عمل کروگے اور اپنے بزرگون کے قدم بقدم چلوگے یہ جو دیلم نے کہا فرماسپ نے
جواب دیا کہ پہلے یہ تو آپ فرمایئے کہ آپ کس خاندان سے ہیں اور آپ کا اسم مبارک کیا ہے تاکہ
میں آپ کو آپکی اس تقریر کا کافی جواب دون دیلم نے کہا کہ اے فرماسپ آگاہ ہو کہ میں خاندان

حمزہ سے ہون میرا نام ویلم بن تورج ہے اور تورج فرزند رشید ایرج نوجوان کے تھے اور ایرج
فرزند رشید ملک قاسم کے تھے اور وہ پوتے تھے حمزہ صاحبقران کے اور نواسے تھے خداوند لقا کے
اور ملک قاسم فرزند تھے علمشاہ رومی کے علمشاہ رومی فرزند تھے حمزہ کے پس مین حمزہ کے
پوتے کا پوتا ہون ہمارے والد بزرگوار کو خیال کرو کہ خاندان اسلام سے تھے کہ جس خاندان مین کوئی
اُنکے قول کے موافق کافر نہین ہوا اگرچہ کہ میرے والد کو یہ تصدیق ہوگیا تھا کہ دین اسلام کوئی
مذہب قدیم نہین ہے صرف حمزہ کے بزرگون نے لوگون کے گمراہ کرنے کے لیے یہ دین اختیار کیا ہے
اور حمزہ نے اسکو رواج دیا ہے اُنھون نے نہ قبول کیا اور شراکت خداوند لقا سے منھ نہ پھیرا
اُنکی اطاعت سے سرتابی نہ کی کبھی سرکشی نہ کی لاکھ ایرج نوجوان اُنکے والد نے چاہا کہ یہ مثل میرے
دین اسلام قبول کرے مگر اُنھون نے نہ قبول کیا اور ہمیشہ برسر فساد رہے اور مقابلہ کرتے رہے
کیسے کیسے مقابلے کیے اپنے پردادا علمشاہ کو دربار فرعون شاہ ثانی مین سر دربار قتل کیا اپنے
دادا قاسم کو لشکر خداوند کے قتل کرا دیا پہلے آفتاب پرست تھے جب دیکھا کہ لقا خداوند برحق ہے
اُنھون نے لقا کی بندگی کی اور خدائی پایا دیکھو بہادر ایسے ہوتے ہین جو کہا زبان سے وہ
کیا اُسکے خلاف نہ کیا جبتک خداوند لقا زمین پر تشریف فرما رہے اُنکے ہمراہ رہے جب وہ اپنے
فرزند زمرد ثانی کو امور خدائی سپرد کر کے بالاے آسمان گئے تو میرے والد اُنکے ہمراہ ہم
سفر کیسے رہے نوبت باینجا رسید کہ خداوند زمرد ثانی بھی بعد مدت مدید بالاے آسمان تشریف
لے گئے اُنکے اور ہمارے والد سے ایسی اُلفت تھی کہ اُنکو بھی اپنے ہمراہ لیتے گئے پس بعد
زمرد ثانی کے امر خدائی اُنکے فرزند ازرنگ کو ملا ہم لوگون نے اپنے باپ کی پیروی کی اور
اُنکی اطاعت سے سرتابی نہ کی اسلیے بھی خداوند کے مطیع ہوے اور مین بھی پس ہم لوگ ایسے
اپنے قول کے پابند تھے کہ اُس قول سے نہ پھرے سواے ہم تین شخصون کے اور کل خاندان
ہمارا خدا پرست تھا مگر ہمین تین شخصون نے دین اسلام نہ قبول کیا بلکہ اپنا مذہب قدیم
بھی ترک کیا یعنی آفتاب پرستی پس ای قرماسپ ہر ایک کو اپنے خاندان کے قدم بقدم رکھنا
زیبا ہے پس یہ کیا کہ پہلے تو کسی کے شریک ہوے جب دباؤ پڑا تو اُسکے شریک ہوئے کہ جسکا
دباؤ پڑا بس چاہے جان جاے چاہے رہے جسکے شریک ہوے اُسکے شریک ہو رہے چونکہ
ہمارے خاندان کا یہ طریقہ تھا اور یہی جو زبان سے کہا وہ کیا اسی طور سے ہمارے والد نے
لقا سے اقرار کیا تھا کہ مین آپ کی اطاعت سے سرتابی نہ کرونگا اور نہ میری اولاد پس اسی پر عمل
کیا اُنھون نے بھی اور ہمنے بھی ابتک اور جبتک کہ زندہ ہین عمل کرینگے کبھی ہمسے کوئی فعل اُس
قول کے خلاف نہ سرزد ہوگا پس تم بھی مثل میرے خداوند کے اطاعت کرو اور مثل اپنے
باپ دادا کے جسطور سے وہ میرے دادا کی محبت مین مارے گئے اور اُنھون نے
دین اسلام قبول نہ کیا پس تم بھی میری اطاعت کرو وہ لوگ جسطور سے اُنکی عزت کرتے تھے
اُسی طور سے مین تمھاری عزت کرونگا قرماسپ نے جواب دیا کہ اب مجھکو ثابت ہوا کہ آپ
فرزند ہین تورج مدرک حرامی کے کہ جو فرزند تھے ایرج نوجوان کے جو کہ حالت کفر مین
بقول اہل اسلام کے پیدا ہوے تھے زوجہ برادر فرخ تاج سے یہ تو آپ نے بجا ارشاد کیا
میرے باپ دادا نے بھی اپنے باپ دادا کی اطاعت سے سرتابی نہ کی اور اُنکے دادا نے

انکی بڑی عزت کی یہ مرتبہ بہم کیا کہ انکو اپنا سپہ سالار کیا اور جب وہ قتل ہوئے تو انکو ماتم میں چالیس
دن تک سیاہ پوش رہے دیکھیں عزت کون کریگا جب وہ ایسی عزت کرتے ہیں تو اُن لوگوں نے بھی
اپنی جان نہ عزیز کی اُنپر نثار کی گو مجھکو بھی آپ کی اطاعت کرنا لازم بلکہ فرض ہے مگر اُسوقت کی اور اسوقت
کی حالت میں بہت فرق ہے آپ ایک گبر کی طرف سے مجھسے مقابلہ کرنے آئے ہیں اور میں اسکو خدا اپنا
نہیں جانتا ہوں پس میں کیونکر آپ کی اطاعت کروں ہاں اگر آپ اپنی طرف سے خود مجھسے مقابلہ کرنے
آتے تو میں ضرور آپ کی اطاعت کرتا یہ ممکن نہیں ہے کہ میں بارگاہ آپکو بدون مقابلہ کیے ہوئے دیدوں
پرکسیکا اجارہ نہیں ہے جسطرح جی چاہا حریف سے مقابلہ کیا اور میں نے کوئی پوشیدہ ہوکر مقابلہ نہیں
کیا لشکر طبکہ ارمان کو زخمی کیا اور لشکر کو شکست دی جب میں نے سُنا کہ یہ لشکر میرا سے مقابلہ آفتاب
پرستان جاتا ہے چونکہ میں آفتاب پرست تھا مجھکو مذہبی پاس ہوا میں لشکر لیکر آیا لشکر سے مقابلہ کیا
ہزاروں کی جان لی تب بارگاہ قبضے میں آئی میں نے پہلے ہی ارمان سے کہا تھا کہ تم اپنا لشکر لیکر
واپس جاؤ بارگاہ مجھکو دیدو اُسنے نہ قبول کیا میرے اسکے مقابلہ ہوا میں اُسکی ضرب سے بچا میں نے
اُسپر حربہ کیا وہ زخمی ہوا لشکر نے شکست کھائی میں نے بارگاہ پر قبضہ کیا میں نے ہزاروں جانیں
گنوا کر اور اپنے لشکر کو برباد کرکے بارگاہ پر قبضہ کیا ہے پس میں کیونکر بارگاہ دیدوں اور کیونکر
ارزنگ کی اطاعت کروں پس اگر آپ میرا سے مقابلہ آئے ہیں تو مقابلہ کیجیے اگر مجھپر غالب آیئے
تو بارگاہ لیجیے ورنہ میری تو ہے اور میں تو یوں بارگاہ نہ دونگا بدون ہاتھ منہ کٹے ہوئے اگر میں
بارگاہ فریب سے یا دھوکے سے لیتا یا یہ مجھکو منظور ہوتا کہ میں بارگاہ لیکر چلا جاؤں یا میں
بہادر نہ ہوتا تو بارگاہ لیے ہوئے کوئی یہاں قیام کیوں کرتا اپنے مسکن کو چلا نہ جاتا میرا ایسا ہی
تو آپ کو نہ معلوم ہوتا پس میں خود اس امر کو خلاف بہادری سمجھا اس سبب سے میں نے یہاں
قیام کیا میں نے خیال کر لیا تھا کہ جب ارزنگ کو خبر ہوگی وہ کسی نہ کسی کو ضرور میرے مقابلے کو
روانہ کریگا پس اُسکے خوف سے کیوں تم کسی طرف چلے جاؤ وہ کیا چیز ہے کہ جسکا میں خوف کروں جو
کوئی آئیگا میں اسکو قتل کرونگا اور شکست دونگا پس میں کیوں نہ مقابلہ کروں اور یہ آپ ہی کا
قول ہے کہ میرے بزرگوں نے جنکی اطاعت کی زیر ہوکر کی جب اپنے سے دوسرے کو زبردست
پایا اور اپنے اوپر غالب دیکھا طہماس نے وعقوبیل نے نورالدہر کی اطاعت کی تو جب اُس کے
زیر ہوئے تب اُنکا دین اختیار کیا اسی طور سے میرے دادا نے جبتک ایرج نوجوان نے
زیر نہ کر لیا اُسوقت تک اُنکی اطاعت نہ کی نہ اُنکا دین قبول کیا پس میں کیونکر آپ کی اور یا ارزنگ
کی بدون زیر ہوئے اور مغلوب ہوئے اطاعت کر لوں اپنے بزرگوں کے قول کے خلاف
کروں اُنکی پیروی کیونکر نہ کروں اگر میں نے اُنکے خلاف کیا تو پھر میں کب اُس خاندان سے
ہوا پس جو کوئی مجھکو زیر کرے وہ یہ بارگاہ بھی لے جاے اور میں اُسکی اطاعت بھی کرونگا اگر
میں زیر کر لوں وہ میری اطاعت کرے ویلم نے کہا کہ تجھے یہ امر واجبی کہا پس میری بات سنو
جب یہ خبر ارزنگ کو معلوم ہوئی کہ قرماسپ بن غرماسپ نے میری بارگاہ چھین لی اور میں نے
تمہارا اور تمہارے باپ کا نام سُنا تھا تمہارے دیکھنے کی محبت میرے دل میں پیدا ہوئی پس ارزنگ
نے کہا کہ کوئی جاکر اُس سے مقابلہ کرکے میری بارگاہ لے آئے اور اُسکو میری اطاعت پر لائے
کرے اگر وہ میری اطاعت کرے تو خیر ورنہ اُسکو قتل کرے میں اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور لشکر لیکر

ادھر کو آیا اس خیال سے کہ مین جا کر مقابلہ کرون اور زیر کر لون تو میرا رفیق زیادہ ہو جاے کیونکہ
اسکے بزرگ میرے بزرگون کی خدمت مین رہے ہین اور میرے بزرگون نے قرماسپ کے بزرگون کو
ہمیشہ زیر کیا ہے پس مین بھی جا کر اسکو زیر کرون اور اپنی اطاعت پر راضی کرون پس میرے کہنے پر
عمل کرو جبکہ تمھارا یہ قول ہے کہ جو کوئی مجھکو زیر کرے خواہ فنون سپاہ گری مین خواہ کشتی مین وہ مجھسے
یہ بارگاہ بھی لے اور مین اسکی اطاعت کرون اور اسکا دین بھی قبول کرونگا پس کیون اہل لشکر
طرفین کے باہم مقابلہ کرین اور خون ناحق ہو میرے تمھارے کل مقابلہ ہو جاے جو غالب ہو
وہ اس بارگاہ کا مالک ہو اگر تم مجھپر غالب آؤ مین تمھاری اطاعت کرون اور تمھارا دین اختیار
کرون اور اگر مین تمپر غالب آؤن تو مین اس بارگاہ کا مالک ہون اور تم میری اطاعت کرو
قرماسپ نے کہا کہ مجھکو بدل قبول ہے اور مین آپ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہون بہ شوق آپ
طبل جنگ بجوا دیجیے مین آپ سے مقابلہ کرونگا یہ جو قرماسپ نے کہا دیلم نے قبول کیا باہم قول
قرار ہوا بعدہ دونون اپنے اپنے لشکر مین واپس آئے قرماسپ بارگاہ ارزنگی مین آکر بیٹھا
سب سردار آکر حاضر ہوے اور اسنے دیلم کی بہت تعریف کی اپنے سردارون سے کہا کہ میرے
دادا اسکے دادا کے سپہ سالار تھے اور ان کے دادا میرے دادا کی بڑی عزت کرتے تھے
ادھر دیلم اپنے لشکر مین آیا وہان خیمے وغیرہ برپا ہو چکے تھے دیلم اپنی بارگاہ مین آیا سب سردار
حاضر ہوے قرماسپ کی بہت تعریف کی اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ہمارے نام پر ہم کل
قرماسپ سے خود مقابلہ کرینگے پس بموجب حکم دیلم لشکر دیلم مین طبل جنگ پر چوب پڑی صدا
نقارہ کی صحرا مین گونجی لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا سب سامان جنگ کرنے لگے جب صدا
طبل جنگ کا یک قرماسپ کے کان مین پہونچی اور ہرکارے کوس رزمی کے بجنے کی خبر
لیکر خدمت قرماسپ مین حاضر ہوے دعا و ثنا سے شاہی بجا لا کر عرض کی کہ لشکر دیلم مین طبل
جنگ بجا ہے دیلم نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے پس قرماسپ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی بنام ہمارے طبل جنگ بجے ہرکارے حکم قرماسپ لشکر قرماسپ مین آئے اور با آواز
بلند پکار کر کہا کہ قرماسپ نے حکم دیا ہے کہ ہمارے لشکر مین نقارۂ رزمی بجایا جاے کل ہم دیلم سے مقابلہ
کرینگے یہ جو حکم قرماسپ کا پہونچا فوراً نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر قرماسپ کو معلوم ہوا کہ کل
مقابلہ ہوگا پس یہان بھی سامان جنگ ہونے لگا دونون لشکر دن مین رات بھر تیاری رہی
جنگ کا سامان ہوا طلایہ پھرا کیا صداے حاضر باش و ناظر باش بلند رہی جب صبح ہوئی ایک طرف سے
دیلم اپنا کل لشکر لیکر میدان مین آیا صف آرا ہوا ایک طرف سے قرماسپ اپنا لشکر لیکر آیا اور
صفوف لشکر آراستہ کین تبرداروں نے نکلکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا جو درخت کہ حائل
نظر تھے انکو قلم کیا سقون نے نکلکر آب پاشی کی نقیبون نے نکلکر نقابت کی کمر کبت کڑکا کہکر لشکر
مین چلے آئے پس دیلم اپنے سب سردارون سے رخصت ہو کر اور مرکب کو مہمیز کر کے میدان
مین آیا سرا پا میدان کا گھمایا ادھر سے قرماسپ نے اپنے لشکر سے نکلنے کا سامان کیا کہ دیلم
نے مبارز طلب کیا پس قرماسپ سب سردارون سے مانگ اور مرکب کا تنگ اپنی اپنی مرضی
کے موافق درست کر کے سوار ہو کر طرف میدان کے چلا اور میدان مین پہونچا دیلم سے
ہم نگاہ ہوا دونون کی سپرین اٹھین شرارے مہرون سے نکلے دونون نکلے مرکب برابر رکھے

کسیکا مرکب نہ پسپا ہوا پس دیلم نے کہا کہ اے قرماسپ تم اور ہم برابر رہے پس اب مقابلہ
کرو قرماسپ نے کہا کہ کس امر کا انتظار ہے جو آپ حربہ رکھتے ہوں وہ حربہ کھینچیں پہنچتے دیلم نے
نیزہ اٹھایا اور سینہ قرماسپ کو تاک کر وار کیا قرماسپ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا باہم
نیزہ بازی ہونے لگی طعن پر طعن چلنے لگی بموجب شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر تو گویا کہ بود دو نرہ
دو نرہ شیر بڑے عرصے تک نیزہ بازی رہی ایک دوسرے پر غالب نہ آیا دونوں کے نیزے
بیکار ہو گئے سنانیں ناکارہ ہو گئیں دانہ دانہ پڑنے لگے جب نیزہ بازی میں دونوں عاجز
ہوئے نیزے اٹھا کر زمین پر پھینک دیے عمود اٹھائے فریبوس زین سے اس سے لڑنے لگے کئی
ضرب کی رد و بدل ہوئی عمود بھی بیکار ہو گئے انہیں چھل پھل گئے اسکے بعد بڑے عرصے تک تیر و
کمان لیکر مقابلہ کیا ترکش خالی ہو گئے کمانیں بھی رکھ دیں تیر بازی ہوئی انمیں بھی برابر رہے
پس تلواریں کھینچ گئیں رد و قدح ہونے لگی دو بجلیاں تھیں کہ برابر چمک رہی تھیں ضرب مثل
ژالہ کے پھر رہے تھے کبھی دیلم نے سر پہ ضرب لگائی قرماسپ نے رد کر کے کمر کا ہاتھ لگایا دیلم
نے رد کر کے پالرٹ کا ہاتھ لگایا قرماسپ نے بھرے کا ہاتھ لگایا دیلم نے تنا تجیر لگایا اسنے
پھنڈارے کا ہاتھ دیا ایسی طور سے بڑی دیر تک تلوار چلی سپریں مثل غربال کے ہو گئیں اور
تلواروں میں دانت پڑ گئے پس دیلم نے کمر کا ہاتھ لگایا قرماسپ نے اسکو رد کر کے سر کا ہاتھ
لگایا دیلم نے سپر کو سر کی پناہ کیا اور اپنی تلوار کو نیام میں کر کے دست چپ میں سپر کو خوب
مضبوط پکڑ کے اسنے اپنے کو بچایا جیسے تلوار قریب سر آئی سپر کی اوجھر جوڑی تلوار پٹ پڑی
پس دست راست کو دراز کر کے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالدیا اور زور کرنا شروع کیا اودھر
قرماسپ نے بھی زور کیا باہم زور ہونے لگے قرماسپ نے کہا کہ اے دیلم یہ ممکن نہیں ہے کہ
اب میرے ہاتھ سے تلوار لے لو میں بھی کوئی ایسا کمزور نہیں ہوں ایک بچے کے ہاتھ سے
تو کوئی زبردستی لے نہیں سکتا ہے نہ کہ مجھ پہلوان قوی کے ہاتھ سے دیلم نے کہا کہ اچھا تم زور
کرو باہم زور ہونے لگے مرکب طاقت زانوں کی تاب نہ لا کر زمین پر پیٹ کے بھل بیٹھ گئے
زبانیں نکل آئیں یہ حال جو اہل لشکر نے مرکبوں کا دیکھا تو پکار کر دونوں سے کہا کہ اگر
باہم زور آزمائی کرنا ہے تو پشت مرکبوں پر سے اترکر زور آزمائی کر لو اور ابھی اپنی تقدیر
کو آزما لو یہ بیزبان تمہارے لنگروں کی تاب نہیں لا سکتے ہیں جان گاؤ زمین تمہارے
لنگر اٹھا سکتی ہے گھوڑوں بیچارے ہیں زیادہ تو تم ہلاک کرتے ہو یہ سنکے دونوں جدا ہو گئے اور
اپنے اپنے مرکب پر سے کود سے دامن گردانکر اور اسلحہ تن سے اتار کر زور کرنے لگے
اتنے عرصے میں بیلداروں نے اکھاڑا تیار کر دیا پس اکھاڑے میں آکر کشتی ہونے لگی
جو پیچ دیلم باندھتا ہے قرماسپ اسکا توڑ کر کے مثل برق کے نکلجاتا ہے اور جو داؤں قرماسپ
باندھتا ہے دیلم اسکا توڑ کر کے مثل شرارہ کے نکلجاتا ہے دونوں برابر سے لڑ رہے ہیں
اگر ٹکر دیلم نے ماری اور قرماسپ کے سر سے خون نکلا تو اسکے جواب میں قرماسپ نے بھی
ایسی ٹکر ماری کہ اسکا بھی سر مجروح ہوا اگر اسنے تو اربند باندھا تو قرماسپ نے بھی اسکا جوڑ
کیا اسنے اندری چڑھا دی اگر دیلم نے پکڑ لایا تو پہروں گھسیٹا چلا گیا مگر جیت نہ کر سکا اسیطور پر
اگر قرماسپ پکڑ لایا تو بھی جیت نہ کر سکا کسی نے دھوبی پاٹ کیا کسی نے گدھا لوٹن کیا اسیطور سے

باہم دالتوان پیچ ہو رہے ہیں جو کہ بیشمار بند ہو رہے ہیں اگر قرماسپ نے پہلیں اکھیڑیں تو دیلم نے
ٹانگ ایسی لگائی کہ دوسرا ہوتا تو ضرور گر پڑتا اسی طور سے بڑے غصے تک لڑا کیے جب دونوں کی
اہل لشکر نے دیکھا کہ کشتی جگر ہونے لگی اور کوئی زیر نہیں ہوتا ہے کنارے سے اکھاڑے کے زمین کو
بچھا بچھا کر بیٹھ گئے کشتی کا تماشہ دیکھنے لگے کشتی جکڑ کا بندھا ہوا ہے برابر لڑ رہے ہیں مگر یہ
حال ہے کہ جہاں پر جگر لڑنے لگتے ہیں اس قدر پسینہ آتا ہے کہ وہ مقام تمام تر ہو جاتا ہے بلکہ کیچڑ ہو جاتی
ہے اسی طور سے تا شام باہم کشتی رہی جب شام ہو گئی قرماسپ نے ہاتھ روک لیا اور کہا کہ رات
برائے آرام ہے اور دن برائے جنگ دیکھا رہے اب ہم اور آپ کل پھر لڑینگے دیلم نے کہا کہ
اپنا یہ طریقہ نہیں ہے بدون یکسو ہوئے میں میدان سے نہیں جاتا ہوں اگر اسی طور سے لڑتے
تو تمام عمر فیصلہ نہ ہوگا ہر روز تازہ دم ہو کر مقابلہ کرینگے پس ایکسو ہو جائے جسکو خداوند تبارک
غالب کرین قرماسپ نے کہا کہ تاریکی شب میں کوئی کیا دیکھے گا اور یہ ہم تم کیا مقابلہ کرینگے دیلم
نے کہا کہ میرے اور تمہارے نزدیک رات کا دن کرنا کیا مشکل ہے ابھی حکم دو روشنی ہو جائے
سب دیکھیں قرماسپ نے کہا کہ بہت خوب پس قرماسپ نے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ
روشنی کرو ادھر دیلم نے اپنے سرداروں سے روشنی کرنے کا حکم دیا دونوں طرف سے روشنی
ہو گئی ایسی روشنی ہوئی کہ روز روشن میں بھی ایسی روشنی نہ ہوگی دونوں طرف دو شیر سے
کالے آئے دونوں نے پیے اور پھر لڑنے لگے راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ رات بھی اسی طور
کشتی میں بسر ہوئی صبح ہو گئی اس دن بھی دن بھر کشتی رہی پھر شام ہوئی اسی طور سے روشنی
ہوئی اب دونوں کا یہ عالم ہے کہ جو جسکو پکڑ لاتا ہے پہروں وہ پڑا ہوا ہانپا کرتا ہے اور بمشکل نکلتا
ہے غرض وہ رات بھی بسر ہوئی اور وہ دن بھی تیسری شب ہوئی وہ شب بھی اسی کشتی میں بسر ہوئی
تین شبانہ روز سے اہل لشکر نے طرفین سے نہ کچھ کھایا ہے نہ سوئے ہیں صرف پانی پر قناعت کی ہے
کہ وہ رات گذری دوپہر دن تک اسی طور سے لڑا کیے کہ جب دوپہر ہوئی تو قرماسپ نے کہا
کہ میں یہ آخری زور کرتا ہوں یہ کہکر دونوں مونڈھوں پر دیلم کے پکڑ کر لے دوڑا دس قدم
پر لا کر پٹکے مارا اوسنے جھٹکا دیا اور دیلم نے اپنا لنگر قایم کیا کہ تا پا سینہ غرق زمین ہو گیا
قرماسپ نے لاکھ زور کیا مگر اسکا لنگر نہ اکھڑ سکا آخر کو عاجز ہو کر ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ
میں زور کر چکا اب آپکی نوبت ہے جو قرماسپ نے کہا دیلم نے اپنا لنگر توڑا اور نکلکر
اسی طور سے دونوں بازو قرماسپ کے پکڑ کر اور سر سینے میں اڑا کر لے چلا اسی طور سے
قرماسپ نے بھی دس قدم پر آکر اپنا لنگر قایم کیا سکہ مار کر لنگر قایم ہوا وہاں یہ شوق خانہ تھا
آنکھیں بالوں جا رہا ادھر دیلم نے جھٹکا مارا ایسی قرماسپ کا کولا اتر گیا جب تیر سے اس زور
جھٹکا ہوا کہ قرماسپ کو چکر آ گیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا مگر اوسنے منہ سے کچھ نہ کہا اس
خیال سے کہ اگر یہ ظاہر کرونگا کہ میرا کولا اکھڑ گیا ہے تو دیلم یہ خیال کریگا کہ اسنے فقرہ کیا ہے
یا یہ کہ اسنے سے درد کی تاب نہ لا سکا میری بہادری میں فرق آ جائیگا چنانچہ شدت درد سے
روح قالب سے نکلا ہے مگر اوف نکرے زبان سے اس امر کو ظاہر کیا یہ خیال اپنے دل میں
کر کے درد کو ضبط کیا مگر درد بہت شدت سے تھا ضبط نہ ہو سکا رنگ روے متغیر ہو گیا چہرہ
زرد ہو گیا منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور درد بہت شدت سے ہو رہا تھا یہ اسکو ضبط کیے

ہوے تھا کہ اتفاق سے دیلم کی نظر اُسکے شعر پر پڑی اور منتشر پایا اور چہرے کو اُسکے متغیر دیکھا خیال کیا
کہ اُسکے ضرب شدید آئی ہی اُسکے سبب سے اُسکے قلب پر صدمہ ہی مگر اُسنے بسبب حجاب کے منھ سے کہا
نہین اور اُسکو ضبط کرتا ہی اسکی شدت سے درد ہو رہا ہی یہ خیال کرکے اور اُسکے چہرے کے تغیر کو
دیکھکر اپنے ہاتھ اُسکے بازو پر سے اُٹھا لیے گو قصد کیا تھا کہ اسکی کمر زنجیر پکڑکر زور کرون مگر جب یہ
حال دیکھا تو اپنے قصد کو فسخ کیا اور الگ ہٹکر کہا کہ کیون قرماسپ تمھارا مزاج کیسا ہی تمھارے
چہرے پر یہ تغیر کیون ہی کیا کہین درد اُٹھا ہی یا کوئی اعضا ٹوٹ گیا ہی یا کسی عضو مین درد ہی قرماسپ نے
جواب دیا کہ آپ علیحدہ کیون ہو گئے ہین زور کیجیے مین موجود ہون میری طبیعت اچھی ہی نہ درد ہی نہ
کوئی عضو ٹوٹا ہی نہ بیکار ہوا ہی دیلم نے کہا کہ مین کبھی نہ مانونگا یہ دفعتہً تغیر کا ہونا دلیل ہی اسکی کوئی نکوئی
ضرب شدید آئی ہی یہ اپنا طریقہ نہین ہی کہ جبکہ زبون پر ہاتھ ڈالین یا جو کہ کسی درد مین مبتلا ہو اُسکو زیر کرین
جاؤ تم اپنا علاج کرو جب اچھے ہو تو پھر مجھسے مقابلہ کرنا اُسوقت جو غالب ہو وہ بارگاہ لے اور جو مغلوب ہو
وہ اطاعت کرے قرماسپ نے کہا کہ بسبب جاگنے کے یہ حالت میری ہوئی ہی دیلم نے کہا کہ مجھکو فقرہ نہ دو
تمکو قسم ہی اپنے باپ کی سر کی سچ سچ بیان کرو اب مین تمسے اُسوقت تک مقابلہ نہ کرونگا جبتک تم بیان نکروگے
اور اپنا علاج نکروگے اور اچھے نہولوگے اُسوقت تک مین مقابلہ سے باز رہونگا جب یہ دیلم نے کہا
تو قرماسپ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ بڑا بہادر ہی اگر کوئی اور اس مقام ہوتا ضرور زیر کر لیتا
کیونکہ مجھ مین بسبب شدت درد کے طاقت نہین ہی بہت آسانی سے زیر کر لیتا ایسے کی اطاعت کرنا اپنا
فخر ہی اور میرے باپ دادا ہمیشہ اسکے دادا کے مطیع رہے پس کیا نقصان ہی یہ خیال کرکے یہ اُسی حالت
مین دیلم کے قدم پر گر پڑا اور کہا کہ مین نے آپکی اطاعت قبول کی مین آپ سے زیر ہو گیا بارگاہ موجود
ہی لیجیے مجھکو کوئی عذر نہین ہی کیونکہ مین نے آپ ایسا بہادر آجتک کسیکو نہین دیکھا اگر اور کوئی ہوتا
اسوقت کو غنیمت جانتا اور مجھکو اسیر کر لیتا آپ نے خوب سمجھا کہ میرے درد ہی پس جب آپ مجھکو پکڑ
اس مقام پر لائے اور مین نے دیکھا کہ مین دس قدم تک آگیا ہون مین نے لنگر مارا اُدھر مین نے لنگر
مارا اُدھر آپ نے جھٹکا دیا اس مقام پر ہوش خانہ تھا میرا پانون اُسمین جا رہا زور جو پڑا گولہ اُتر گیا اور
مین نے زور کرکے اُسکے نکالنے کا قصد کیا اور زیادہ ضرب آئی اُسمین بہت شدت سے درد ہو رہا ہی
کہ مجھسے ضبط نہین ہو سکتا ہی مین ہی ایسا ہون کہ ضبط کیے ہوئے ہون اگر کوئی دوسرا ہوتا تو ضرور
چلانے لگتا دیلم نے جواب دیا کہ مین تمھارے منھ کو دیکھکر پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ تمھارے ضرب شدید آئی
ہی پس یہ خلاف بہادری ہی کہ جب حریف کسی آفت مین مبتلا ہو اُسکو زیر کرلے یا اسیر قرماسپ نے کہا
کہ اب مین نے آپکی اطاعت کی اور آپ کا مذہب اختیار کیا میرا فخر ہی آپکی بندگی کرنا کیونکہ میرے
بزرگ آپ کے بزرگون کے تابع فرمان رہے ہین اور انکی غلامی کو اپنا فخر خیال کیا ہی صرف مجھکو
اپنی طاقت کا امتحان منظور تھا وہ ہو گیا اب آپ میرے لشکر مین تشریف لے چلین دیلم نے انکار کیا
مگر قرماسپ نے نہ مانا دیلم کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے لشکر کی طرف چلا ملازمون نے تخت حاضر کیا اُسپر بیٹھکر
قرماسپ طرف اپنے لشکر کے چلا دیلم نے اپنے لشکر سے کہا کہ تم لوگ یہ آؤ پر جاؤ مین بھی آتا ہون اور
اور ہرکارون سے کہا کہ خداوند سے کہکر خبر کرو کہ دو لشکر لیکر آئین قرماسپ نے اطاعت قبول کی
بارگاہ موجود ہی لیکن یہ شکستگی لشکر پڑاؤ پر واپس گیا مگر مین کچھ لیکن چار شبانہ روز کے تھکے ہوے
تھے اور جاگے ہوے کچھ کھا پی کر اپنے اپنے مقام پر آرام پذیر ہوے ہرکارے طرف لشکر ازرق

کے خبر کو روانہ ہوئے ادھر قرماسپ اپنی فرودگاہ پر آیا لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا آپ بارگاہ میں آیا
سب سرداران حاضر ہوئے کمنگر کو طلب کیا اسنے آکر کولہ بٹھایا بندش کی مالش کر کے چلا گیا پس قرماسپ نے
سب سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ میں نے اپنے آقازادے کی اطاعت کی کیونکہ یہ میرے آقازادے
ہیں میرے باپ دادا انکے بزرگوں کے ہمیشہ مطیع رہے اور انکی غلامی سے سرتابی نہ کی اسی طور سے
میں نے ان کی اطاعت کی پس تم سب بھی مثل میرے انکو اپنا آقا و مالک تصور کرنا سب نے کہا کہ جو آپکا
حکم ہے اسکو بسر و چشم بجا لائیں گے کبھی آپ فرمانے کے خلاف نہ کرینگے جب یہ سب نے جواب دیا پس
قرماسپ نے ان سب کی بہت تعریف کی اور حکم دیا کہ بزم عشرت برپا کرو پس اسیوقت سامان ہونے
لگا سب سامان ہو گیا تھوڑے عرصے میں بزم عشرت آراستہ ہوئی ساقیان نسیمین ساق جام و سبو لیکر
بزم میں آئے رقاصان شوخ و شنگ حاضر ہو کر گانے بجانے لگیں یہاں تو بزم عشرت آراستہ ہے راوی نے
بیان کیا ہے کہ یہ جو حرکت دیلم نے کی کہ جب اسکا چہرہ متغیر ہو گیا ہاتھ اٹھا لیا یہ اتنا بڑا اثر اسکا تھا کہ تورج
جیتا تھا ایرج نوجوان کا یہ صرف خاندان صاحبقران کا اثر اسمیں آ گیا تھا ورنہ یہ لوگ کب ایسی حرکت
کرتے ہیں جسطور سے ہوتا ہے حریف کو زیر کرتے ہیں پس یہاں تو بزم عشرت آراستہ ہے دیلم خوشی خوشی
شراب پی رہا ہے خوش بیٹھا ہے وہاں ارزنگ سختنگان اور سرداروں سے روز کہتا تھا کہ ابھی کچھ خبر
دیلم کی نہیں آئی نہ معلوم مقابلہ ہوا یا نہیں اگر مقابلہ ہوا تو کیا انجام ہوا کون غالب ہوا اور کون
مغلوب سختنگان کہتا تھا کہ وہاں بھی نہ ہو گا جو مقابلہ ہووے بارگاہ لیکر کسی طرف چلا گیا ہو گا دیلم تلاش میں
پھر رہا ہو گا جب اس سے کسی مقام پر سامنا ہو گا تو مقابلہ ہو گا کیا اسکا ہاتھ آنا امر آسان ہے وہ جلد پاویگا
ارزنگ کہتا ہے کہ تیرے ایسے ہی خیال ہوتے ہیں ارزنگ ہر روز یہی انتظار میں رہتا ہے کچھ خبر دیلم
کی آئے دیلم کو گئے ہوئے پانچ روز گذرے تھے کہ پھر ارزنگ نے کہا کہ ابھی تک کوئی دیلم کی خبر
نہ آئی اور ہرکارے جا کر اسکی خبر لائیں ابھی ہرکارے روانہ ہوئے تھے کہ ہرکارے جو کہ دیلم نے
خبر کرنے کو اس مقام سے روانہ کیے تھے جبکہ خود ہمراہ قرماسپ کے اسکے لشکر میں چلا تھا آکر لشکر میں پہنچے
اور سیدھے بارگاہ میں آئے مجرا گاہ پر سے مجرا بجا لائے سختنگان نے کہا کہ کیا خبر تازہ لائے ہو بیان
کرو انھوں نے کہا کہ ہم یہ خبر لائے ہیں کہ ہم کو بحکم خداوند دیلم بن تورج کے ہمراہ گئے تھے وہ جو لشکر لیکر
برائے مقابلہ قرماسپ گئے تھے ہم انکے پاس سے آئے ہیں خداوند کو خبر دینے یہ جو ان ہرکاروں
نے کہا ارزنگ نے ایکمرتبہ خوش ہو کر کہا کہ جلد بیان کرو کہ دیلم کا مزاج تو اچھا ہے اور وہ خیریت
سے ہیں انھوں نے عرض کیا کہ وہ بھی خیریت سے ہیں اور جملہ لشکر بھی آپکو مبارک ہو اور اسلم کیطرف
دیکھکر کہا کہ آپکو بھی مبارک ہو آپ کے بھائی نے قرماسپ کو زیر کر لیا اسنے اطاعت کی اور وہ
انکو اپنے ہمراہ اپنے لشکر میں لیگیا ہے یہ جو ہرکاروں نے کہا ارزنگ تو فرط خوشی سے اچھل پڑا اتنا ہی
اور یہ عالم ہوا کہ پیراہن جسم میں تنگ ہو گیا اور اسلم کی بھی یہی نوبت ہوئی مارے خوشی کے
پھولوں نہ سماتا تھا سختنگان نے ہرکاروں سے بیان کیا کہ کچھ یہ تو بیان کرو کہ کیونکر زیر کیا گیا واقعہ
ہوا ان ہرکاروں نے عرض کیا کہ چار شبانہ روز کی کشتی میں زیر کیا مگر سبب یہ ہوا کہ اسکا زور کرنے
سے کولہ اتر گیا انھوں نے جو اسکی یہ حالت دیکھی ہاتھ اپنا کھینچ لیا اسنے کہا کہ یہ کیا آپ نے ہاتھ کیوں
کھینچ لیا انھوں نے جواب دیا کہ یہ اپنا طریقہ نہیں ہے کہ جب حریف زبوں ہو جائے اسکے ضرب شدید آئے
اور تم ہم اس سے مقابلہ کریں اور زیر کریں یہ جو اسنے سنا پس اسنے اطاعت کی اور کہا کہ میں نے

آپ کی اطاعت کی اپنے ہمراہ اپنے لشکر مین لے گیا ہی انھون نے مجھے فرمایا کہ تم خدمت خداوند مین جاؤ اور
میری طرف سے خداوند سے عرض کرو کہ آپ مع لشکر تشریف لائیے مین نے قرماسپ کو آپ کی اطاعت پر
راضی کیا ہی پس انکو ہمراہ لیکر طرف آفتاب نما کے کوچ فرمائیے چنانچہ ہم خداوند کو خبر کرنے آئے ہین یہ اصل
واقعہ ہی یہ جو ارزنگ نے سُنا اسیوقت خوش ہوکر حکم دیا کہ لشکر مین یہ اطلاع دیجائے کہ وہ سامان سفر
کرین مین اسیوقت یہان سے طرف دیلم کے کوچ کرونگا یہ جو حکم دیا اور سب حاضرین دربار سے کہا
کہ آپ لوگ بھی سامان کرین پس لشکر مین نقارہ سفری پر چوب پڑی صداے رحیل بلند ہوئی سب نے
اپنا اسباب بار کیا تھوڑے عرصے مین کل لشکر تیار ہوگیا شاگرد پیشہ سامان سفر لیکر آگے کو روانہ ہوے
تخت خداوندی ہاتھیون پر کسکر موجود کیا گیا ارزنگ اسپر سوار ہوا آهنگان خواصی مین بیٹھا اسلحہ
اپنے مرکب پر سوار ہوا جلوس سواری آگے بڑھا سقے چھڑکاؤ کرتے ہوے سڑک آگے تھی ہوئی
باغ بردان ہمراہ بڑی شان وشوکت سے سواری ارزنگ کی چلی عقب مین لشکر بیشمار قطار در
قطار مرکبان ترکی وعراقی کوتل ہمراہ شتر سواران خاص بردار چوبدار لمبا دل پر دستے وردیان
زرق وبرق پہنے ہوے عصاے طلائی ونقرئی ہاتھون مین خاص گیسون پر زربفتی غلاف چڑھے
ہوے ماہی مراتب ہمراہ نقیب نقابت کرتے ہوے صداے باادب باملاحظہ دیتے ہوے آگے
آگے چلے پس یہانتک کہ ارزنگ مع لشکر کے اُس صحرا مین پہونچا کہ جہان آب وگیاہ کا نام نہ تھا وہان
لشکر نے قیام نہ کیا پس اسیوقت کوچ کیا یہانتک کہ لشکر اُس درہ کوہ پر پہونچا کہ جسکے اندر سے
راستہ تھا پس ارزنگ نے لشکر کو اُسکے اندر سے چلنے کا حکم دیا وہ ہرکارے جو کہ براے خبر
آے تھے آگے آگے تھے کوس سفری پر برابر چوب پڑ رہی تھی صداے نقارہ فضاے آسمان
مین گونج رہی تھی نوبت باینجا رسید کہ لشکر اُن پہاڑون سے نکلا کر نقارے پر چوب پڑی اہل
لشکر دیلم کو ہرکارون نے پہونچکر خبر دی کہ خداوند تشریف لاتے ہین مع لشکر کے اور سپہ سالار
کہان تشریف رکھتے ہین انھون نے کہا کہ وہ تو کل سے لشکر مین آئے نہین ہین قرماسپ کے
لشکر مین موجود ہین پس وہ ہرکارے دوڑے ہوے لشکر قرماسپ مین آئے یہان دیلم قرماسپ
دونون بارگاہ مین بیٹھے ہوے ناچ دیکھ رہے تھے اب قرماسپ بھی ایسا ہوگیا ہی کہ اُنکے ساتھ بیٹھ
سکتا ہی اور راہ بھی چل سکتا ہی کہ ہرکارون نے قرارگاہ پر سے جاکر کے دیلم سے عرض کیا کہ خداوند
مع لشکر تشریف لاتے ہین یہ سننا تھا کہ دیلم نے کہا مین تو جاتا ہون اپنے لشکر مین تاکہ لشکر کو ہمراہ
لیکر خداوند کا استقبال کرون قرماسپ نے جواب دیا کہ مین بھی آپ کے ہمراہ چلتا ہون یہ کہکر بزم
عشرت کے برخاست ہونے کا حکم دیا اور اپنے سردارون سے کہا کہ تمام لشکر کو تیار کرو اور تم
لوگ بھی آراستہ ہو مین اپنے آقا کے ہمراہ جاکر خداوند کا استقبال کرونگا اپنی خطا خداوند سے
معاف کراؤنگا پس سب سردار بارگاہ کے باہر آئے اور لشکر کو کمر بندی کا حکم دیا فوراً لشکر تیار
ہوا اُدھر دیلم نے اُن ہرکارون سے کہا کہ تم جاکر میرے سردارون سے کہدو کہ تمھارے افسر کا حکم
ہی کہ سب لشکر تیار رہو ہم خداوند کے استقبال کو چلینگے ہرکارون نے یہ حکم دیلم کا سردارون
کو آکر سُنا دیا سردارون نے اہل لشکر کو آگاہ کیا اسیوقت یہان بھی کمر بندی ہوئی اور لشکر تیار
ہوگیا پس اُدھر جب سب لشکر قرماسپ کا تیار ہوگیا پس قرماسپ ہمراہ دیلم کے اپنا کل لشکر لیکر دیلم
کے لشکر مین آیا یہان بھی لشکر تیار تھا پس دیلم نے اپنے لشکر کو صف بندی کا حکم دیا لشکر دیلم نے

صف باندھی اور ایک طرف لشکر قرماسپ صف بستہ ہوا یہ دونوں برابر برابر مرکب پہ سوار ہو کر مع
اپنے سرداروں کے کھڑے تھے کہ نقاروں کی صدا آئی ہر سمت آبپاشی کرتے ہوئے آئے پھر اور جلوس
سواری آیا پھر مرکب کوتل آئے اسکے بعد سواروں کے پرے کے پرے غول کے غول غٹ کے غٹ
اسکے بعد تخت ارزنگ نمایان ہوا دیلم مرکب پر سے کود پڑا اسکے ہمراہ اسکے سردار قرماسپ بھی
مرکب پر سے اترا اسکے بعد اسکے سردار بھی اور سب لشکر کے سوار بھی پیدل ہوئے علمہائے لشکر کو
جلوہ ملا سلامی کے باجے بجے دیلم نے جھک کر ارزنگ کو سلام کیا پھر سجدہ کیا اسی طور سے قرماسپ
نے بھی بعد اسکے دیلم اپنے بھائی سے ملا اور قرماسپ سے کہا کہ یہ میرے بھائی ہین قرماسپ نے
اسلم کو بھی سلام کیا اور کہا کہ آپ بھی آقا ہین پس ارزنگ دیلم وغیرہ کو ہمراہ لیکر آگے بڑھا قرماسپ نے
دیلم سے کہا کہ خداوند سے میری طرف سے عرض کیجیے کہ وہ میرے لشکر مین تشریف لے چلین انکی بارگاہ
برپا ہو اُس مین تشریف فرما ہو دیلم نے ارزنگ سے عرض کیا ارزنگ نے قبول کیا پس ارزنگ
لشکر قرماسپ مین آیا اپنی بارگاہ مین اترا دونون لشکر ایک ہو گئے وہ تمام صحرا لشکر سے بھر گیا ہزارون
خیمے برپا ہو گئے ارزنگ بارگاہ مین آیا سب سردار حاضر ہوئے دیلم اور اسلم و دیگر سردار
اپنے اپنے مرتبے سے بیٹھے قرماسپ کو قریب دیلم جگہ ملی اور اسکے سردار اسی صف مین بیٹھے
قرماسپ نے بزم عشرت کے برپا ہونے کا حکم دیا بزم عشرت اسیوقت آراستہ ہوئی ارزنگ نے
دیلم سے حال دریافت کیا دیلم نے پہلے قرماسپ کی بہت تعریف کی اسکے بعد کل حال جنگ بیان
کیا اور کہا کہ قرماسپ نے آپکی اطاعت کو اختیار کیا قرماسپ نے مع کل اپنے سردارون کے
اٹھکر ارزنگ کو سجدہ کیا مذہب آفتاب پرستی ترک کیا دین ارزنگی اختیار کیا ارزنگ کو اور
خوشی ہوئی اسکو بھی اپنا سپہ سالار کیا خلعت سپہ سالاری اسکو دیا اسنے سلام کرکے لیلیا ارزنگ نے
قرماسپ کو اسیوقت خطاب پیر قدرت و ستون قدرت کا دیا قرماسپ نے بہت خوش ہو کر بارگاہ
نذر دی اور کہا کہ مین آپ کا ایک ادنی غلام ہون اس عرصے مین سب سامان بزم موجود کیا گیا ساقی
نے آکر سب کو شراب پلائی جب سب بادہ ناب سے مست ہوئے مطربان خوش گلو حاضر ہو ہو کر ناچنے
لگین وگانین پس سات روز تک بزم عشرت قرماسپ نے برپا کی اور ارزنگ کی دعوت کی غرض
آٹھوین دن جلسہ برخاست ہوا سب نے آرام کیا نوین دن ارزنگ نے حکم دیا کہ اب یہان سے
کوچ کرو طرف آفتاب نما کے کیونکہ مجھکو تعجیل ہے فراق معشوقہ سے دل بہت بیقرار ہے اب ایک منٹ
برابر ایک برس کے اور ایک دن برابر ایک ہزار برس کے معلوم ہوتا ہے پس آج سامان کرو
کل یہان سے کوچ کرین سب نے عرض کیا بہت خوب قرماسپ نے عرض کیا کہ اگر مجھکو اجازت ہو
تو مین اپنے قلعے مین جاؤن اور کسی کو اپنی طرف سے قلعے کا حاکم کرون اور سب بندوبست کرکے
حاضر خدمت ہون اور ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلون ارزنگ نے کہا کہ بہت جلد آنا مین
کل یہان سے ضرور کوچ کرونگا اسنے جواب دیا کہ یہ غلام ابھی حاضر ہوگا ارزنگ نے کہا کہ جاؤ
پس قرماسپ ارزنگ سے رخصت ہو کر باہر آیا اور اپنے سردارون کو اسی مقام پر چھوڑا
اور کل لشکر چیدہ ملازم ہمراہ لیکر اسی نقب کی راہ سے قلعے مین آیا سب اہل قلعہ کو قرماسپ کے
آنے کی خبر ہوئی اسنے آتے ہی دربار کیا سب کو جمع کیا پہلے حکم مذہب آفتاب پرستی کے ترک کرنے کا
اور دین ارزنگی کے قبول کرنے کا دیا سب نے قبول کیا اسکے بعد اپنے بھائی پیغمبر دلاور کو جو کہ

صاحب شدہ اور ریحان ملکہ ماہ پارہ سے پیدا ہوا تھا اور اپنے طرف سے قلعے کا حاکم کیا اور سب کو اُسکی
اطاعت اور فرمان برداری کا حکم دیا اور اپنا سب واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میں تو مع لشکر ہمراہ ارژنگ
کے طرف آفتاب نگار کے جاتا ہوں وہ آفتاب پرستوں کے مقابلے کو جاتے ہیں سب نے کہا کہ ہم آپکے
پیدا ہوئے بچے کو بھی مثل آپ کے خیال کرینگے اُنکی اطاعت سے سرتابی نہ کرینگے یہ کہکر سب نے بموجب حکم قرباسپ
بچے کو تخت پر بٹھایا قرباسپ نے پہلے نذر دی پھر اور سب نے نذر دی جب قرباسپ ان سب امور سے
سے فراغت کر چکا تو سب سے رخصت ہو کر قلعے سے پھر اُسی راہ سے لشکر سے آیا ارژنگ سے ملا راوی
نے بیان کیا ہے کہ یہاں لشکر میں سب سامان سفر درست ہو چکا تھا اور ارژنگ [illegible] خان کو
کہ وہ اچھا ہو چکا تھا ہراول لشکر کر کے اور پیش خیمہ اُسکے سپرد کر کے طرف آفتاب نگار کے روانہ
ہوا اسفندیار دو منزل چلا گیا تیسری منزل پر اُسنے قیام کیا دو دن اور رات ارژنگ نے
اُسی شہر میں بسر کی صبح کو کوچ لشکر کا کوچ کیا اُسنے تزک اور حشم سے جس تزک اور حشم سے ہمیشہ جاتا رہے
چلا تھا بلکہ یہاں لشکر اور زیادہ ہو گیا تھا ارژنگ نے بھی اسفندیار دو منزل تک قیام کیا تیسری
منزل پر جا کر ارژنگ نے قیام کیا ارمان جب لشکر ارژنگ اُس منزل پر پہنچا وہاں سے اور
آگے روانہ ہوا پھر اُسنے تیسری منزل پر جا کر قیام کیا یہ ایک منزل کو تین منزل کرتا ہوا جاتا ہے پھر تیسری
تیسری منزل پر قیام کرتا ہوا اسی طور سے ارژنگ بھی کوچ کرتا منزل کرتا ہوا چلا جاتا ہے یہانتک
کہ ارمان کو بعد چند روز کے ایک دوراہا ملا اب جو سیاہ فرون سے دریافت کیا کہ یہ دونوں
راہیں کدھر کو گئی ہیں انھوں نے کہا کہ یہ دونوں راہیں اقلیم خورشید بہ کو گئی ہیں ارمان نے
اُس سے پوچھا کہ شہر آفتاب نگار کدھر کو ہے انھوں نے جواب دیا کہ وہ شہر اُسی اقلیم میں ہے اور اب تو
وہ بہت شہر ہو گیا ہے پہلے وہ کچھ بھی نہ تھا جبکہ خورشید شاہ بادشاہ تھا جب سے اُسکا نواسہ پیدا ہوا
اور وہ یہاں خداوند آفتاب ہوا اور خود خدائی کرنے لگا کیونکہ وہ خداوند آفتاب کا فرزند ہے
اسکا سبب یہ ہے کہ خداوند آفتاب دختر خورشید شاہ پر عاشق ہوے اُسکے باغ میں آکر اُسکے ساتھ عقد
کیا اور ہمبستر ہوے ملکہ حاملہ ہوئی پہلے بہرجیس پیدا ہوے پس خداوند نے اپنی قدرت سے ایک
قلعہ پیدا کیا اور ایک باغ اور گنبد اور ایک خانہ رزاق کہ جہاں سے سب کو رزق تقسیم ہوتا ہے اور
ایک خانہ عیش کہ جہاں بروز جشن نوروزی جسدن خداوند بہرجیس کی ولادت کا جشن ہوتا ہے سبکی
دعوت ہوتی ہے اور بہت سے سامان ہیں ہم کہانتک بیان کریں اور فرزند خداوند کے پاس بڑا لشکر
ہے بہرجیس کے چار پہلو ہیں اور بہت سے افسر ہیں وہ ہمیشہ نقاب منھ پر ڈالے رہتے ہیں قلعہ ایسا ہے
کہ اُسکے اندر سے سب باہر کا حال معلوم ہوتا ہے ایک گنبد آفتاب نگار ہے اُسمیں خداوند تشریف رکھتے ہیں
یہ قدرت خداوند ہے کہ ہمیشہ ہر رنگ کے پھول قلعے میں کھلے رہتے ہیں اور صدا [illegible]
آتی ہے گانے والا نظر نہیں آتا ہے ایک آسمان قلعے پر قایم ہے اُس سے ہر وقت بارش گل ہوا کرتی ہے
ایک آفتاب وسط قلعہ میں ہے اُسکی روشنی بارہ کوس تک رہتی ہے اور بہت سے آفتاب اُسکے قلعہ پر ہیں
اُس تختے کا نام قلعہ آفتاب نگار رو نگار آفتاب نگار ہو خط جلی زمرد و یاقوت کے حرفوں سے تختہ قلعے
پر لکھا ہوا ہے کہ یہی قلعہ آفتاب نگار ہے آفتاب نگار وہ تختہ در قلعہ پر لگا ہوا ہے اسی طور سے ہر گلی و
کوچے پر شہر کے لکھا ہوا ہے اندر یا باہر قلعے کے اُس گلی اور کوچے کا نام اُس تختے پر تحریر ہے خداوند کی
طرف سے جو کہ مسافر سرا میں اترتے ہیں طعام لذیذ اُنکو دیا جاتا ہے لشکر کی چھاونی شہر میں ہے اور پچھ

پھر وہاں قہقہہ ہی شہر بہت وسیع ہوا اور بہت آباد ہو خصوصاً اب بہت کثرت سے آباد ہو گیا ہو کہیں تل
رکھنے کی جگہ نہیں ہو اسقدر عمارت اُس شہر میں تیار کی گئی ہیں لب دریا تک عمارت بنگئی ہو اور بنتی
چلی جاتی ہیں اُس شہر میں کوئی محتاج نہیں ہو فقیر کا نام تک نہیں ہو تمام اقلیم خورشید نگار میں دین آفتاب
پرستی جاری ہو ورنہ قبل ازین مختلف مذہب کے بادشاہ حکومت کرتے تھے جب سے پرچمیس نے خدائی
کی سب ایک مذہب ہوگئے اور اقلیموں سے لوگ آتے ہیں دین آفتاب پرستی اختیار کرتے ہیں
ارمان نے کہا کہ میں نے سوال کیا تھا تو نے تقریر طولانی بیان کی میرے سوال کا جواب دے یہ
میں نے سب سن لیا اُسنے کہا کہ کہنے یہ دریافت کیا کہ یہ دونوں راہیں کہاں گئی ہیں اور پھر پوچھا
کہ شہر آفتاب نما کہاں ہو بس میں نے کہا کہ یہ دونوں راہیں خورشید نگار یعنی اقلیم خورشید پر
کو گئی ہیں اور اُسی اقلیم میں شہر آفتاب نما ہو اور اب وہ دار السلطنت ہو اقلیم خورشید پر کا ایک
راہ خشکی سے گئی ہو خشکی کی راہ سے دس روز میں پہونچو گے اور ایک راہ تری سے ہو مگر تری کی راہ
پندرہ روز میں پہونچنا ہوگا کیونکہ یہ راہ پھیر کی ہو یہ کہکر وہ مسافر تو راہی ہوا یہ آسنے نہ پوچھا کہ
تم لشکر لیکر کیوں جاتے ہو کیا کام ہو کسکا لشکر ہو آسنے اپنی راہ لی پس ارمان خشکی کی راہ سے چلا
اور ایک تختہ لکھکر اُس مقام پر لگا دیا کہ جو راہ شمال کو گئی ہو اُدھر سے یہ جانا مشرق کی راہ سے
آنا یہی راہ شہر آفتاب نما کو گئی ہو اسکے جانے کے دوسرے روز ارزنگ مع لشکر اُس مقام پر
پہونچا پس اُس نوشتہ کو پڑھکر اُسطرف چلا تھا کیونکہ پہلے حیران ہوا تھا کہ کدھر جاؤں مگر تختے کے
سبب سے اُسی طرف چلا راوی نے بیان کیا ہو کہ بعد دس روز کے ارمان اقلیم خورشید پر میں
پہونچا ایک صحرا ملا اُس صحرا میں اُترا چند مسافر اُدھر سے جاتے تھے اُنکو اپنے قریب طلب کیا اُنسے
دریافت کیا کہ اقلیم خورشید پر یہاں سے کتنی دور ہو اُنھوں نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ اقلیم خورشید پر
میں داخل ہو چکے ہیں یہ صحرا اُسی اقلیم میں ہو ایسے ایسے ہزاروں صحرا ہیں اِسلئے زیادہ تر یہ تفتیش
اِسکی کیا اصل ہو ارمان نے کہا کہ شہر آفتاب نما یہاں سے کتنی دور ہو اور کونسی راہ ہو اُسنے کہا
کہ اِس شہر کی یہی راہ ہو اور یہاں سے پانچ فرسخ پر ہو پہلے شہر خونخوار یہ وخوش پر پڑیگا وہانسے ہاتھ
شہر کے اور بائیں طرف شہر افریقہ وغیرہ ہو اسکے بعد ایک بہت بڑا صحرا ملیگا پس اسکے بعد سے سرحد
شہر آفتاب نما کی راوی نے بیان کیا ہو کہ وہ ہزار سوار اور اُنکے افسر جو بھاگ کر آئے تھے کہیں
سے کچھ تو ہمراہ ارمان کے تھے کہ وہ راہ سے واقف تھے اور باقی ہمراہ ارزنگ کے تھے
مگر جب سلیم شیر صولت یہاں آیا ہو تو وہ طریقہ تھا اتنے عرصے میں اور طریقہ ہوگیا دوسرے
وہ تری کی راہ سے گیا تھا یہ خشکی کی راہ سے آئے ہیں اس سبب سے وہ کچھ بتا نہ سکے خلاصہ کہ
وہ مسافر بھی بتا کے اپنی منزل کو چلے گئے اسدن ارمان نے اُس مقام پر قیام کیا دوسرے دن
وہاں سے کوچ کیا ایک نوشتہ لکھکر درخت میں آویزان کر دیا اُسکا یہ مضمون تھا کہ اُسی طرف سے چلے
چلے آئیے پس راوی نے بیان کیا ہو کہ جب ارزنگ اُس مقام پر پہونچا بہت اُس مقام کو پسند
کیا چین روز تک وہاں قیام کیا ایک سوار نے وہ نوشتہ جو کہ ارمان نے ویران کیا تھا لاکر
پیش کیا چونکہ ارزنگ حیران تھا کہ اب کدھر کو جاؤں اور کس طرف کو لشکر لیکر روانہ ہوں
کہ وہ نوشتہ جو دیکھا پس لشکر کو اُسی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا اور اُس مقام سے کوچ کیا راوی
ارمان کو وا ارزنگ کو مع لشکر طرف آفتاب نما کے روان رکھتا ہو اور کچھ حال شہر آفتاب نما کا

اور برجیس کا تحریر کرنا ہوا باب

شمہ حال شہر آفتاب نما و برجیس آفتاب پرست یعنی خداوند برجیس کا ملاحظہ فرمائیے

راوی نازک خیال اس قصے کو اس طور سے عرض کرتا ہے کہ یہ واقعہ اس مقام تک جلد دوم میں تحریر ہوا ہے کہ برجیس پیدا ہوا اور جوان ہوا اور اسکی بہن ثریا سے بیتن پیدا ہوئی ہے یہی جوان ہوئی اسنے ایک باغ بنوایا ہے اسی میں ہر روز مع چار سو یا پانچ سو انیسوں اور جلیسوں کے سیر کو جاتی ہے اور رات کو قلعے میں چلی آتی ہے برجیس جبکہ جوان ہوا اور آفتاب جادو نے اپنے کو ظاہر کرکے اسطرح کہ میں خداوند ہوں خورشید شاہ سے برجیس کو تاج و تخت دلوایا تھا اور قلعہ سحر تیار کیا تھا اسکے کل واقعات جلد دوم میں تحریر ہو چکے ہیں جو کچھ اس قلعے کی صفت ہے اسی میں خانۂ عیش و خانہ رزق بنا تھا جس سے ہزاروں آدمی ہر وقت صبح رزق پاتے تھے اور آفتاب نے شہر برجیس کے غازہ سحر ملا تھا کہ جسکی سبب سے جو اسکی صورت دیکھتا تھا وہ سجدہ کرتا تھا برجیس کے منہ پر ہر وقت نقاب پڑی رہتی تھی چنانچہ اقلیم خورشید کے سب بادشاہ مثل خونخوار شاہ و افریقی شاہ کے مطیع ہوئے تھے اور بہت سے اطراف و جوانب کی بادشاہ آکر آفتاب پرست ہوئے برجیس کا خدم و حشم دیکھکر اور جاہ و جلال سنکے اور یہ سنکے شمار شاہ منظور شاہ قیصور شاہ خسار شاہ اور تاتار شاہ سحار شاہ قلقار شاہ وغیرہ آفتاب پرست ہوئے اور بہت سے مثل ثمود شہر پرست کنو و کوہ پرست صمصام سنگ پیشانی شیران شیر صولت پیران ببر سوار ببران فیل پیکر سیلان خار پشت زنجیرہ اور پہلوانان پیشہ اژدر مثل منصور دراز و اولمنصور آدم خوار و صرصر خوار آفتاب پرست ہوئے ہیں اور خداوند برجیس کی ملازمت کی ہے تو اور بہت سے بادشاہ کہ جنکے نام یہ ہیں مطیع ہوئے تھے شہنشاہ چہرہ نشین کلاق شاہ اشتیاق شاہ یہ لوگ بھی کوئی دو لاکھ سے کوئی تین لاکھ سے آکر شریک برجیس ہوئے تھے یہ بیان ہو چکا ہے کہ سلیم شیر صولت جو نامہ لیکر آیا تھا اور جب نامہ برجیس کے پاس پہونچا تھا وہ پڑھکر بہت ناخوش ہوا تھا اور ایلچی کے ناک و کان کاٹنے کا حکم دیا تھا سلیم کو خبر ہوئی تھی یہ تلوار لیکر چلا تھا کہ قلعے میں گھسکر برجیس کو عین دربار میں قتل کرونگا مع اسکے اہل دربار کے اور اسکے ہمراہ جو اسکا لشکر دس ہزار کا تھا وہ بھی چلا تھا چنانچہ جب برجیس کو خبر ہوئی تھی اسنے دریچۂ قدرت سے سر نکالکر اپنی صورت دکھلائی تھی تو سلیم مع دس ہزار کے بیہوش ہو گیا تھا اور جب ہوش آیا تھا تو برجیس کو سجدہ کیا تھا اور آفتاب پرستی اختیار کی تھی چنانچہ اسکو عہدۂ جمعداری لشکر ملا تھا اور بڑا مرتبہ اسکا ہوا تھا ایک ہزار سوار جو کہ ہمرکاب تھے انھوں نے جو یہ حال دیکھا تھا تو وہ اُلٹے واپس ہوئے تھے اور وہ نامہ جو کہ چاک شدہ تھا بطور جواب لیکر خاور کی طرف گریزاں ہوئے تھے اور ارژنگ کو آکر خبر دی تھی ارژنگ اسی پر غصہ کھا کر چلا تھا اسکا حال تحریر ہوا کہ وہ اقلیم خورشید میں پہنچ گیا ہے اور برابر منزلیں طے کرتا ہوا چلا آتا ہے پس راوی نکتہ سنج بیان کرتا ہے کہ جب سلیم شیر صولت شریک برجیس ہوا اور جب برجیس آفتاب جادو نے کہا کہ اے فرزند میں واقف نہ تھا آگاہ ہو کہ ایک ہزار سوار ہمراہیان سلیم شیر صولت سے جو کہ نامہ لیکر آیا تھا جواب نامہ لیکر فرار ہو گئے ہیں وہ ارژنگ کے پاس گئے ہیں جب ارژنگ کو معلوم ہوگا وہ اسیوقت لشکر لیکر آئیگا کہ وہ تمھارا کچھ بنا نہیں سکتا ہے اسکو آنے دو مگر یہ تدبیر کرو

کہ چند نامے لکھکر اُن ملکون کی طرف روانہ کرو کہ جو فوج اُسکو راہ مین ملین سکے کوئی اُسکو نہ روکے
اور اُس سے نہ مقابلہ کرے تاکہ وہ یہان پہونچ جاوے یہان اُسکو اُسکی اِس گستاخی کی سزا دیجائیگی
پس دوسرے دن برجبیس نے جب دربار کیا اور تخت خدائی پر آکر اندرون پردۂ قدرت بیٹھا
اور خونخوار وافریق دولون پیغمبر نامرسل وکل اہل دربار اپنے اپنے مقام پر سب درجون مین آکر
بیٹھے اُسوقت برجبیس نے اندر سے پردۂ قدرت کے آواز دی کہ اے خونخوار تم یہ کام کرو کہ مجھکو
بعلم قدرت ثابت ہوا ہی کہ ارژنگ نطفۂ حرام مع لشکر کوچ کر چکا ہی اور اُسکے ہمراہ لشکر کثیر ہی وہ
ابھی خیال خام مین اپنے کو خدا جانتا ہی اور خدازادہ لبن لقا وغیرہ میرے فرستادہ تھے انھون نے
یہان آکر دعوی خدائی کیا تھا وہ خدا نہ تھے بالکل یہ خیال اُسکا غلط ہی کہ میرے باپ دادا خدا تھے
مین بھی خدا ہون پس وہ یہان آکر اپنی سزا کو پہونچیگا اور اس سرتابی کی سزا پائیگا لہذا جو بادشاہ
کہ اسوقت یہان موجود ہین اور اُنکی طرف سے اُنکے ملکون مین اُنکے نائب ہین اور جو کہ اپنے
ملکون مین ہین اُنکو یہ تحریر کرو کہ اگر کوئی لشکر تمھارے ملک کی طرف سے اِدھر کو آوے تو اُسکو
آنے دینا ہرگز ہرگز نہ روکنا ہم اسکو یہان آنیکی سزا دینگے تم کوئی تعرض نہ کرنا اگرچہ وہ تمھپر فساد
بھی ہو تو تم مقابلہ نہ کرنا ورنہ اس عدول حکمی کی ہم تمکو سزا دینگے اور غضب خداوندی تمپر نازل کرینگے
خونخوار نے عرض کیا بہت خوب پس اُسیوقت اُس درجے کی طرف خونخوار نے نگاہ کی کہ جسمین صاحبان
قلم بیٹھے تھے یہ مین عرض کر چکا ہون کہ درجۂ بالا والے پائین کا حال دیکھ سکتے ہین اور پائین
والے درجہ بالا کا پس خونخوار نے اُنکی طرف دیکھکر اشارہ کیا پس جو کہ سب دبیرون کا افسر تھا
وہ اپنے مقام سے اُٹھا اور ہاتھ باندھے ہوئے سب درجے طی کر کے روبرو خونخوار کے حاضر ہوا
پہلے اُسنے اُس پردۂ قدرت یعنی حجاب قدرت کی تعریف کی اور سجدہ کیا پھر خونخوار سے عرض کیا
کہ کیا حکم ہوتا ہی خونخوار نے وہی مضمون اُس سے بیان کیا اور کہا کہ اس مضمون کے بہت جلد
نامے تحریر کرو وہ سلام کر کے گیا اور اُسی مضمون کے نامے ایک ساعت مین لکھ لایا اور حاضر کیے
خونخوار نے کرسی پر سے اُٹھکر اور قریب حجاب جاکر عرض کیا کہ یہ نامے حاضر ہین آواز آئی کہ ہاتھ بڑھا
مہر پر رکھدو پس خونخوار نے نامے رکھدیے ایک ہوا ایسی چلی کہ وہ نامون کو اُڑا کر لیگئی اور جو
نامہ جسکے نام کا تھا اُسکو پہونچا دیا پھر ایک مضمون نامہ سے آگاہ ہوا ادھر برجبیس جب نامہ روانہ
کر چکا یہ تو مین عرض کر چکا ہون کہ ہر وقت آفتاب جادو برجبیس کے پاس پوشیدہ موجود رہتا ہی
اور ہر ایک بات کی اُسکو خبر دیتا ہی اور جو وہ کہتا ہی اُسپر برجبیس عمل کرتا ہی پس آفتاب نے
برجبیس سے کہا کہ اے برجبیس قہار دیو کش قیصور آدم خوار وسیہ تیرہ بازو شمشیر تگ خود پرست
وحسام شیر صولت کو مع طبل باد شاہ سرشار شاہ کے تین لاکھ سپاہ سے روانہ کرو کہ وہ بیرون شہر
آفتاب نما جاکر مقیم ہوویں اور جب ارژنگ آوے تو اُسکو بیرون شہر روکے نہ آنے دے ورنہ بڑی خرابی
ہوگی حریف اندر شہر کے اگر آگیا تو اہل شہر پریشان ہونگے اور غدر مچ جائیگا کیونکہ اُسکا قصد یہ ہی کہ
لشکر لیے ہوے اندر شہر کے چلا آوے تم اُسکے ہمراہ لشکر کثیر ہی اور بہت سے پہلوان ہین اور دوسرے
مہر نگار بن زمرد جو کہ ایک ساحرہ ہے کہ نام اُسکا محبوبہ تھا زمرد پر عاشق ہوئی تھی اور زمرد سے اُسکا
حمل رہا تھا شہداد بادشاہ کے شہر مین اُسکے بطن سے یہ پیدا ہوا تھا نمرود اسکی خالہ نے اُسپر عاشق ہوکر
اور مخروم جادو وملکہ الفہرام جادو وجمرود جادو وناشاد جادو کو ہمراہ کر کے اور اُسکی خدائی کو مستحق

کرکے کوئی بیس یا تیس لاکھ کا لشکر ہمراہ لیکر اور بہت سے بادشاہوں کو اپنا شریک کرکے اور سامان
خدائی درست کرکے یہ دعوی کیا کہ میں خدا ہوں اور مجھکو میرے بزرگوں نے خانۂ خدائی نسب کیا
ہی ارژنگ میرے باپ کا غلام تھا وہ جھوٹا دعوی کرتا ہی کہ میں فرزند ہوں زمرد کا نہ وہ فرزند زمرد ہی نہ
خدا ہی بلکہ اُسنے اپنے مالک سے کوچ کیا ہی پہلے وہ خاور میں جاتا تھا پھر مگر اُسنے سُنا تھا کہ ارژنگ
تھا وہ بھی جب اُسکو معلوم ہوا کہ ارژنگ طرف شہر آفتاب تھا کے کوچ کرکے گیا ہی تو اُسنے ادھر کا قصد
کیا ہی وہ بھی یہیں ہی اُسکا یہ قصد ہی کہ میں پہلے ارژنگ سے مقابلہ کروں پھر اُسکو مٹا لوں کیونکہ میں خدا
ہوں نہیں پھر اُسکے بعد اپنی خدائی کو درست کروں پھر تمسے وہ مقابلہ کریگا اُسکے بعد خدا پرستوں سے میں بھی
خبر دیتا ہوں کہ یہ دونوں فرزند ہیں زمرد کے مگر مخالف آپس میں اور دونوں تمھارے شریک ہونگے اور تمھاری
اطاعت کرینگے لہذا تمکو لازم ہی کہ تم لشکر کو روانہ کرو کہ وہ ان دونوں کو روکے یہ بھی خبر دیتا ہوں کہ پہلے
ارژنگ آئیگا اور تمسے نامہ و پیام کریگا ابھی عرصے میں تیز رنگ بھی آجائیگا اُسکے اور ارژنگ کے درمیان جنگ
ہوگا اور پھر باہم شریک ہوکر تمسے مقابلہ کرینگے یہ جو آفتاب جادو نے برجیس سے کہا برجیس نے اُسوقت
افریق کا نام لیکر کہا کہ اے مرسل دست چپ تم آگاہ ہوکر سرداران دست چپ سے کہو کہ آدم خوار دست شور
نیزہ بازان تہمار روپوش حسام شیر صولت کو مع طوطار شاہ سمرشار شاہ کی تیس لاکھ سپاہ سے روانہ کرکے
بیرون شہر جاکر خیمہ زن ہوں اور میدان جنگ کو آراستہ کریں اور جب ارژنگ آئے ہمکو خبر کریں کہ ہم
اُسکو جواب دیں گے یا تمسے خود کوچ کرینگے اور یہ بھی معلوم ہو کہ علاوہ ارژنگ کے ایک اور تیز رنگ
کہ نام اُسکا تیز رنگ ہی اُسکے ہمراہ بہت سے ساحر ہیں اور لشکر کثیر ہی وہ بھی لڑکا ہی زمرد کا وہ بھی دعوی خدائی
کرکے اپنے مقام سے چلا ہی اُسکو یہ دعوی ہی کہ میں خدا ہوں نہ ارژنگ خدا ہی نہ برجیس بس وہ بھی جھوٹا
ہی اور ارژنگ بھی بس اُنکو بھی روکیں اور ہمکو خبر کریں افریق شاہ نے کہا کہ بہت خوب بس اُسیوقت
افریق شاہ نے پہلوانان نامبردگان کو طلب کرکے کہا کہ قدرت نے یہ حکم دیا ہی اُن سب نے پہلے سجدہ کیا
اُسکے بعد وہاں سے اجازت لیکر زیر گنبد آئے اور بیرون قلعہ آکر اپنے مرکبوں پر سوار ہوکر اپنے مقام پر
آئے اُدھر اُن سرداروں نے چھاونی میں جاکر بیس لاکھ کا لشکر انتخاب کرکے اور خیمہ و بارگاہ نکلوا کر اسکو مع
طوطار شاہ و سمرشار شاہ کے ہمراہ لیکر نامبردگان نے کوچ کیا راوی نے بیان کیا ہی کہ گو بیس لاکھ کا لشکر شہر
سے نکلگیا مگر اسقدر آبادی تھی یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ اس شہر سے دس آدمی نکلگئے ہیں بس انھوں نے بیرون
شہر جاکر مقام نفیس تجویز کرکے لشکر کے اُترنے کا حکم دیا خیمے وغیرہ برپا ہوے سب اُن خیموں میں اُترے
بارگاہ بھی برپا ہوئی آئین طوطار شاہ و سمرشار شاہ اُترے اُنکے برابر جو خیمے تھے اُنمیں وہ سردار اُترے
لشکر کا پڑاؤ ہوا وہ مقام برابر آب رکیاہ تھا دریاے تہمار جاری تھا اُسکو پہلے ہی لشکر فروکش ہوے
یہ کارخانہ تھا کہ جب سے لشکر آکر اُترا برجیس نے یہ بھی کہدیا تھا کہ کل لشکر کو کھانا یہاں سے پہونچا کریگا تم
کوئی فکر نہ کرنا آب و طعام کا بند و بست نہ کرنا دونوں وقت قدرت کے مطبخ سے کھانا لشکر کے لیے
علی قدر مراتب آیا کریگا راوی نکتہ سنج بیان کرتا ہی کہ بس یہ طریقہ تھا کہ دونوں وقت ہر ایک کے بستر پر
کھانا علی قدر مراتب موجود ہوجاتا تھا اور پہلوانوں اور سرداروں کے اور بادشاہوں کے لیے
خوان آراستہ ہوکر آجاتے تھے کوئی پہونچانے والا نظر نہ آتا تھا ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ کارخانہ سحر کا
تھا آفتاب جادو جسے کل لشکر کو کھانا روانہ کر دیتا تھا بس برجیس نے یہ بند و بست کیا تھا جبکہ تحریر
ہوا ہی برجیس تو قلعے میں بیٹھا ہوا خدائی کر رہا ہی بالکل بیخوف و خطر ہی کوئی اُسکا فکر نہیں ہی لوگ آکر

اسکو سجدہ کرتے ہین اُسکی خدائی کے مقر ہوتے ہین یہان تو یہ سامان ہی اُدھر ارمان شیر صولت ہراول لشکر
ارژنگ مع پیش خیمہ کے چلا آتا ہی جب اُسنے چند صحرا طی کیے اب اُسکو شہر ملنے لگے ہر ایک بادشاہ نے ہرکارے
اُن ناموں کے پہونچنے سے پیشتر مقرر کیے تھے کہ جب کوئی لشکر ادھر سے جاے اُس سے دریافت کرکے
ہمکو خبر کرنا کہ اگر ارژنگ کا لشکر ہوگا تو ہم نہ مزاحم ہونگے اگر اور کوئی لشکر ہوگا اس سے ضرور مزاحم ہونگے
چونکہ ہرکارے مقرر تھے اُنھون نے جو لشکر آتے ہوے دیکھا اہل لشکر سے جاکر دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ یہ لشکر ارژنگ کا ہی ارمان شیر صولت ارژنگ کا پیش خیمہ لیکر طرف آفتاب نما کے جاتا ہی اُسکے
عقب مین ارژنگ مع لشکر کثیر چلا آتا ہی وہ ہرکارے یہ حال اس شہر کے بادشاہ کو خبر دیتے تھے وہ خاموش
ہو جاتا تھا پس بعد جانے ارمان کے ارژنگ مع لشکر کے آتا تھا ہرکارے یہ دریافت کرکے فوراً
بادشاہون کو خبر کرتے تھے تو بہت بانجیار سبید کہ ارمان قریب شہر آفتاب نما کے پہونچا دور سے اُسنے
دیکھا کہ ایک قلعہ بہت بلند سر بفلاک کشیدہ بنا ہوا ہی اُسکے وسط مین ایک گنبد ہی اُس گنبد کے برج پر
ایک آفتاب لگا ہوا ہی کہ اُس سے شعاعین نکل رہی ہین اور گرد اُسکے بہت سے آفتاب ہین یہ قلعہ
بہت دور سے دکھائی دیتا ہی یہ قلعہ جو ارمان نے دیکھا اول سردارون سے اور سوارون سے
دریافت کیا کہ تم تو اسطرف آئے ہو ہمراہ سلیم شیر صولت کے یہ کون قلعہ ہی اُنھون نے دیکھکر عرض کیا
کہ اے پہلوان جہان آپکو مبارک ہو کہ آپ شہر آفتاب نما کے قریب پہونچ گئے ہین یہ قلعہ وسط شہر مین
ہی اسی مین بیٹھکر خدائی کرتا ہی اُسکے گرد تمام شہر آباد ہی اور اہل شہر سرداران لشکر کی نگارخانہ ہی اور سب
اہل شہر اس قلعے کے گرد رہتے ہین اور یہ قلعہ بہت وسیع ہی اور یہ آفتاب جو اس قلعے کے وسط کے برج
پر بنا ہوا ہی اُسکی روشنی بارہ کوس تک بیرون شہر کے پھیلی ہوئی ہی اور بہت سے آفتاب اس قلعے کے
آفتاب کے گرد ہین جسکو آپ دیکھ رہے ہین سُنا ہی کہ اس قلعے پر ایک آسمان ہی ایسا صاف و شفاف
ہی کہ اُس آسمان پر جو عمارت بنی ہوئی ہی وہ نیچے سے معلوم ہوتی ہی اُس آسمان پر سے پھول ہمیشہ برستے
ہین اور قلعے مین ہزارون چمن کھلے ہوے ہین اور ہر ایک اُسکے ہر رنگ و ہر رنگ آتی ہی مگر کسی کو نظر
نہین آتا ہی یہ جو ارمان سے سُنا بہت خوش ہوا اور کہا کہ ہم منزل مقصود پر پہونچ گئے اب یہان سے
شہر آفتاب نما کسقدر دور رہا اُنھون نے کہا کہ ایک منزل ہی اب کچھ دور نہین ہی ارمان نے اُسدن
اسی مقام پر قیام کیا دوسرے دن صبح کو وہان سے روانہ ہوا دوپہرین راہ طی کی تھی کہ دور سے نشان
لشکر نظر آئے ایک سردار نے ارمان سے عرض کیا کہ اے پہلوان جہان دیکھیے وہ سامنے سے علم لشکر
نظر آتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ کوئی لشکر ادھر کو آتا ہی کہین مقام معقول دیکھکر اور تجویز کرکے لشکر کو فروکش
ہونا چاہیے تاکہ اگر لشکر حریف ہو شاید آپ کے ادھر آنے کی خبر سنکر آپ کے روکنے کو اور مقابلہ کرنے کو آتا ہو
تو کچھ خرابی ہو ہم تو غافل ہون اور وہ مثل قزاقون کے ہمپر آپڑے اور قتل کرنا شروع کرے بارگاہ
وغیرہ نہین ہے یہ جو اُس سردار نے کہا ارمان کو بھی یقین ہو گیا اُسیوقت اُسنے ہرکارون سے کہا کہ جاکر
خبر تو لاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہی اور کدھر کو جاتا ہی ہمسے مقابلہ تو نہین کرنے آتا وہ ہرکارے یہ حکم پاکر فوراً روانہ
ہوے اور ارمان نے اہل لشکر کو حکم دیا کہ اسی صحرا مین مقام ہو آب و گیاہ دیکھکر قیام کرو ابھی مرکب سے
نہ اُترو سب اسباب بار رہے اور جبتک ہرکارے خبر لیکر نہ آئین یہ جو حکم دیا کل اہل لشکر ایک صحرا پر آپہونچا
گیاہ دیکھکر آستینین باندھکر کھڑے ہوے لشکر کے آگے ارمان اپنے مرکب کو روک کر اور کل سرداران کو
لیکر کھڑا ہوا ادھر وہ ہرکارے جو کہ روانہ ہوے تھے بجاے شتاطری مارکر اور راہ طی کرکے قریب اُس لشکر

آفتاب پرستان کے پہونچے کہ جو کہ بسرکردگی طوبار شاہ و سرشار شاہ و منصور زر آفتاب خوار و ستتور نبیرہ باز
حسام شیر صمصونیت شیر تاگ خود پرست کے براے مدد کے گئے ارزناگ وغیرہ کے آیا ہوا تھا اور شہر آفتاب نما
اپنے پشت پر کر لیا تھا انھون نے دیکھا کہ کوس زنگ وغیرہ بج رہے ہین بازارین آراستہ ہین جھنڈے گنبدات
کے ہوا سے لہرا رہے ہین باجے جنگی بج رہے ہین سوار و پیدل پھر رہے ہین سردارون کے خیمے
بر پا ہین ہر ایک پر دربان چوکیدار پہرہ دے رہے ہین سوار و دربان بیٹھے کھڑے ہین اُنکے سینون پر تصویر
آفتاب لگی ہوئی گرد اُس تصویر کے بخط جلی لکھا ہوا ہے کہ این تصویر خداوند آفتاب است اُسکے برابر ایک اور تصویر
بنی ہوئی ہے وہ انسان کی ہے اُسکے منہ پر نقاب پڑی ہوئی ہے صرف چہرہ ہے اُسکے برابر بخط جلی لکھا ہوا ہے کہ این تصویر
نائب خداوند قہر خداوند خداوند مہ جبیں است لکھا ہے لشکر کے پھریرون پر تعریف خداوند
آفتاب و مہ جبیں تحریر ہے اور مذمت اور سب خداؤن کی خصوصاً لقا سے بے لقا و زمرد ثانی و ارزناگ
وغیرہ کی بہت شد و مد سے تحریر ہے وسط لشکر مین ایک بہت بڑا علم ہے کہ اُسپر آفتاب بنا ہوا ہے اُس سے منصو
بنایا ہے اُسکے برابر چہرہ مہ جبیں کا ہے اُسکے اوپر بخط یاقوت رنگ برنگے بڑے بڑے حرفون سے تعریف آفتاب
و مہ جبیں تحریر ہے اور سیاہ حرفون سے مذمت لقا و زمرد شاہ باختری و زمرد ثانی و ارزناگ بلیہ
تحریر ہے لشکر کے سوارون کی وردیان بہت زرق و برق ہین سب طلائی ہین ہر چیز پر سونے کا کام بنا
ہوا ہے ہر خیمہ پر اور ہر بارگاہ پر آفتاب بنے ہوے ہین وہ ہر دوکاندار کی دوکان پر آفتاب کی تصویر
ضرور ہے اور مہ جبیں کی ہر کارخانہ پر یہ سیر کرتے ہوے اور لشکر کو دیکھتے ہوے ہر مقام پر پھرتے ہوے
ایک مقام پر پہونچے وہان چند سوار بیٹھے ہوے ہین فرش نفیس بچھا ہوا تھا حقہ پیچوان آگے لگا ہوا تھا
شطرنج کھیل رہے تھے یہ بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے کہ ان مین سے ہر ایک نے انکی طرف دیکھا اور کہا
کہ آپ تشریف لائیے کیونکہ یہ بھی بوضع شرفا تھے اور اسباب سفر اُنکے دوش پر تھا یہ مسافر بنکر لشکر مین
گئے تھے اُسنے انکو مسافر خیال کرکے کہا کہ آپ تشریف لائیے اسکا تو یہ مطلب تھا یہ اسباب کو رکھ کے
بیٹھ گئے اُسنے خاصدان سے نکالکر انکو پان دیا انھون نے پان لیکر کھایا اُسنے پوچھا کہ آپ کون
لوگ ہین اور کدھر سے تشریف لائے ہین اور کہان تشریف لیجانے کا قصد ہے یہ جو بیٹھے تو اب سب
انکی طرف متوجہ ہوے شطرنج کو رکھدیا کیونکہ انکی صورت کچھ عجیب طور کی تھی اس اقلیم کے یہ رہنے
والے نہ تھے انکی وضع پر نہ تھے انکی اور وضع تھی سب متعجب ہو ہو کر دیکھ رہے تھے یہ جو اُسنے کہا انھون نے
جواب دیا کہ ہم مسافر ہین ترکستان سے آئے ہین کیونکہ اس ملک مین مدت سے دین اسلام رائج ہے
اسلام کا ڈنکا بجتا ہے اب تک ہم پوشیدہ رہے مگر اب ہم سے برداشت نہ ہو سکی کہ ہم اپنے خداؤن کی مذمت
سنین لہذا ہم وہان سے چلے آئے نہ اپنے مین سکے اسقدر قدرت پائی کہ ان لوگون سے مقابلہ کرین
ہم پچاس آدمی تھے اور وہ لاکھون جدھر جسکا جی چاہا وہ چلا گیا ہم نے راہ مین سنا کہ شہر آفتاب نما جو کہ
اسوقت بہت بڑا شہر ہے اور خورشیدیہ کا دارالسلطنت ہے وہان خداوند آفتاب نے نزول فرمایا ہے
اُنکا ایک فرزند ہے کہ جسکو انھون نے اپنا نائب کیا ہے وہ بہت شد و مد سے خدائی کرتا ہے کہ ہر ہرون سے
انکا دین اختیار کیا ہے بڑا اختیار ہے چونکہ ہم بھی ایک مدت سے آفتاب پرست تھے ہمنے خیال کیا کہ ہماری
بسر اس ملک مین خوب ہو گی اسی شہر مین چلکر رہو اور اپنی زندگی براحت بسر کرو چنانچہ لوگون سے دریافت
کرتے ہوے اور نشان پوچھتے ہوے اقلیم خورشیدیہ مین پہنچے اب شہر آفتاب نما کو دریافت کیا لوگون
نے پتہ دیا اسی پتہ پر اس مقام پر پہونچے جب یہان پہونچے تو یہ لشکر فروکش پایا ہم لشکر مین آئے لشکر کو

ایسا اگر اسنہ پایا کہ ہمنے ہزارون سفر کیے لاکھون لشکر دیکھے مگر اس شان و شوکت کا لشکر نہین دیکھا آجتک
جو شان و شوکت لشکر اسلام کی ہی وہ کسی لشکر کی نہین ہی یہ شوکت اُسنے کبھی نہین پائی ہی ایک زمانے
مین جب ایرج نوجوان آفتاب پرست تھے اُنکے بھی ہمراہ لشکر تھا مگر یہ شوکت و تمکین جو اس لشکر کی ہی
خداوند لقا جو کہ اٹھارہ ہزار ملک باختر کا مالک تھا اور چھتیس لاکھ کا لشکر زیر قبطول خدائی ہر وقت
پڑا رہتا تھا اور یہ لشکر کا کچھ شمار نہین باوجود اس مرتبے کے کہ خدائی کرتا تھا مگر اسکے لشکر کے بھی ایسے
نشان نہ تھے جو کہ ہمنے اس لشکر کے دیکھے ہمکو حیرت ہوئی کہ یہ کس بادشاہ کا لشکر ہی چلکر ذرا اس کی
سیر کرنا چاہیے بعد اسکے پھر طرف اپنی منزل مقصود کے روانہ ہونگے چنانچہ لشکر مین آئے تمام دن ہوا گئے
ہوے مگر لشکر کی حد و انتہا نہ معلوم ہوئی کہ کسقدر لشکر ہی اور اسکا کون افسر ہی ہمکو یہ حیرت ہی اور یہ بھی
حسرت ہی کہ ہم اس لشکر کے حال سے واقف ہون یہ تو ہمیں ثابت ہوگیا کہ یہ لشکر آفتاب پرستون کا ہی
مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ کدھر جاتا ہی اور کدھر سے آیا ہی اور کس مہم پر گیا تھا اور یہان کیون مقیم ہی غرض ان
سوارون نے جواب دیا کہ یہ کوئی مقام حیرت نہین ہی ایسے ایسے بہت سے لشکر ہین دراصل تمنے اس
شان و شوکت کے لشکر نہ دیکھے ہونگے اب دیکھوگے اسکی کیا اصل ہی یہ ایک ادنی لشکر ہی آگاہ ہو
کہ جس شہر کی تم تلاش مین منزلون سے یہان آئے ہو یہ اسی شہر سے لشکر نکلکر آیا ہی اور یہ لشکر خداوندی
ہی مگر ادنی لشکر ہی اسکے مثل ہزارون لشکر ہین اس لشکر کے افسر دو بادشاہ اور چار پہلوان ہین کہ جنکے
نام یہ ہین قیصور آدمخوار سنور نیزہ باز مسافر شہر صولت شیر ناک خود پرست طوفان شاہ و سمسار شاہ
اور وہ جو تم قلعہ دیکھتے ہو جسپر آفتاب تابان درخشندہ اور تابندہ ہی وہ ہی شہر آفتاب نما ہی یہ قلعہ
اسی شہر مین ہی اسی قلعے مین خداوند تشریف فرما ہین اور یہ لشکر جسکو تم دیکھ رہے ہو نہ کسی مقام پر
گیا تھا نہ کہین جاتا ہی صرف شہر سے اس غرض سے بحکم خداوندی آیا ہی کہ کوئی ارزنگ بن زمرد ہی اور
وہ بیٹا ہی لقا یعنی زمرد شاہ کا اُسنے یہ دعوی کیا ہی کہ مین خدا ہون اور کوئی خدا نہین ہی وہ ہر طرف
اپنی خدائی کی نوبت بجاتا پھرتا ہی اُسکو خداوند آفتاب کے نزول کی خبر ہوئی پس اُسنے ادھر کا قصد
کیا کہ خدا تو مین ہون یہ خداوند آفتاب کون ہی مین جاکر مقابلہ کرکے خداوند آفتاب کو مٹادونگا
پس وہ لشکر کثیر لیکر ادھر کو آتا ہی یہ حال خداوند کو بعلم خدائی معلوم ہوگیا قدرت صفات چار سردارونکو
اور دو بادشاہون کو مع بیس لاکھ سپاہ کے روانہ فرمایا کہ تم بیرون شہر جاکر مقیم ہو اور جب ارزنگ
لشکر لیکر آئے اسکو روکنا اور مقابلہ کرنا اور ہمکو خبر دینا ہم کچھ تدبیر کرینگے گو ہمکو علم خدائی سے ثابت
ہوجائیگا مگر تم بھی ہمکو خبر کرنا ای بھائیو اس لشکر کی کیا حقیقت ہی جب تم شہر مین جاؤگے اور دیکھوگے تو
تمکو اور زیادہ حیرت ہوگی اور جب قدرت کی قدرت نمائیان اور شوکت نمائیان اور اپنے بندون پر
مہربانیان اور نوازشین اور رحم دلی دیکھوگے تو دریاے حیرت مین ہمہ تن غرق ہوجاؤگے عجب نہین
کہ تمکو سکتہ کی نوبت پہونچے پس جو شان خدائی اور قدرت نمائی چاہیے وہ خداوند آفتاب اور اسکے
نائب یعنی فرزند خداوند مین موجود ہی یہ قدرت نمائی ہی کہ جب سے لشکر یہان آکر مقیم ہوا ہی اُسدن سے
دونون وقت عالی قدر مراتب کل لشکر کو خداوند کے مطبخ سے طعام پہنچتا ہی ہم اہل لشکر کو کوئی تکلیف نہین کیا بڑی
ہی بلا محنت و مشقت کھانا کھاتے ہین اور چین سے بسر کرتے ہین یہ جو ان ہرکارون نے سنا کہا کہ جو سچ ہی خداوند
آفتاب کی کیا قدرت ہی اور کیا شان ہی واقعی یہ قدرت اور یہ شان نہ کبھی کسی خدا کی سنی نہ دیکھی ہی
انھون نے قسم کھا لی کہ ایسی کیا دیکھی ہی جب شہر مین جاؤگے تو دیکھ لینا کہ کیا قدرت ظاہر ہوتی ہی ان ہرکارون نے

کہا کہ آپ یہ فرمائین کہ یہان سے شہر آفتاب تا کسقدر فاصلے پر ہی اور اُس ملک مین کوئی سرا بھی ہی یا نہین
اُنھون نے جواب دیا کہ وہ دیکھیا سامنے ہی کوئی ایک گھنٹہ کا راستہ ہوگا بہت زائد دو گھنٹہ کا اور سرا کو جو
دریافت کیا تو سیکڑون سرائین ہین اور ہر سرا مین قدرت کی طرف سے لوگ مقرر ہین وہ جو مسافر
آتا ہی اُسکا بند و بست کرتے ہین اُسکو راحت دیتے ہین آب و طعام کی فکر کرتے ہین طعام لذیذ اُسکو
کھلاتے ہین جو دن اُسکا جی چاہیے رہے اور جب وہ طرف اپنی منزل کے روانہ ہوتا ہی تو اُسکو وہ
زاد راہ دیتے ہین اور طعام اُسکے ہمراہ کرتے ہین اسکے علاوہ اہل شہر کے لیے قدرت نے ایک
خانہ رزق اپنی قدرت سے پیدا کیا ہی بوقت صبح جو جو کہ مفلس اور کم مایہ ہین اُنکو اُنکے خرچ کے
موافق رزق ملتا ہی وہ بلا محنت و مشقت اپنی اوقات بسر کرتے ہین پس تم سرا مین جاکر اُتروگے
تم لوگون کو تکلیف نہ ہوگی خصوصاً آجکل تو اور بھی نہ ہوگی کیونکہ آجکل جشن عالم افروز ہو رہا ہی
کل اہل شہر غریب سے لیکر امیر تک اور شہر کی عورات تک علاوہ اسکے ہر پہنچنے کے آدمی کل رعایا سے
شہر اور مسافر سب قدرت کے مہمان ہین خانہ بہشت مین سب کی دعوت ہوتی ہی اور ناچ و گانا بہشت
کے لوگون کا سننے مین آتا ہی عطر پان و پھول ملتے ہین صفت یہ ہی کہ سب سامان درست ہو جاتا ہی
کھانا چن جاتا ہی گانا سننے مین آتا ہی مگر یہ قدرت کی قدرت ہی کہ ان سب کامون کا کرنے والا نظر
نہین آتا ہی یہ جشن ایکماہ تک برپا رہتا ہی جو جو مسافر جاتے ہین اور وارد شہر ہوتے ہین اُنکی بھی
دعوت ہوتی ہی پس آجکل تمھاری بھی دعوت ہوگی پر اسکے بعد بود و باش مکان ملیگا آجکل قدرت کی
سالگرہ ہی ایسی زمانے مین خداوند جلیس زمین پر تشریف لاتے ہین اور یہی زمانہ اُنکی ولادت کا ہی
سال بھر کے بعد یہ بہت بڑا جشن ہوتا ہی اس جشن کی کیا تعریف کرون یہ جو ہرکارون نے سنا کہا
کہ اچھا ابتو ہم لوگ جاتے ہین جب آپ لوگ اس مہم سے فرصت کرکے شہر مین تشریف لائینگے
تو آپ سے ملینگے اُنھون نے کہا کہ آج نہ جاؤ کل صبح کو جانا اتنا دن اور یہ شب اسی مقام پر
بسر کرو جواب دیا کہ ہم لوگون کا قاعدہ یہ ہی کہ جبتک منزل پوری یعنی جس مقام پر قیام کرنیکا قصد ہوتا
ہی اُستک نہین پہونچ لیتے ہین راہ مین نہین قیام کرتے ہین چاہے رات ہو جائے برابر راہ چلے
جائینگے جہان سے ہم چلے ہین اور ہمنے قصد کر لیا ہی کہ ہم بیس کوس پر جاکر قیام کرینگے بیس ہی کوس
پر قیام کرینگے پس اب بیرون شہر کے دوسرے مقام پر نہ قیام کرینگے دوسرے کوس دو کوس کے
لیے کہ اب یہان سے کسقدر فاصلے پر ہی یہان رہجائین اور صبح کو پھر اسکے کو پریشان کرین اور
سفر کی زحمت گوارا کرین پس اب ہم ضرور جائینگے اور شہر ہی مین تو قیام کرینگے وہان آپ سے پھر
ملینگے یہ جواب اُنھون نے کہا وہ لوگ خاموش ہو رہے یہ ہرکارے جو کہ مسافر بنے ہوئے تھے
اُس مقام پر سے اُٹھے اور اُنکے سامنے تو طرف شہر کے چلے جدھر کا اُنھون نے پتہ دیا تھا جب
سامنا جاتا رہا اپنے لشکر کی راہ لی مگر تمام لشکر کو دیکھ لیا کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ جس مقام کی اُنھون نے
سیر نکی ہو بس لشکر سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے یہان اُن ہرکارون اور لشکر کے انتظار مین
سردار مع لشکر کے اُسی طور سے کھڑے ہوے تھے اور لشکر کو آگے بڑھنیکا حکم نہ دیا تھا چونکہ اُنکی منزل پوری
نہ ہوئی تھی کہ ہرکارے آکر پہونچے چلے تو بہت تعریف لشکر کی کی اور پھر کہا کہ لشکر قریب شہر آفتاب کا
اُترا ہوا ہی یہ جلیس نے اس لشکر کی خبر پاکر کہ ارژنگ آتا ہی اسے مقابلہ کا ارادہ کیا ہی کہ اگر ارژنگ
آئے تو اُسکو بیرون شہر روکنا ہم اور کچھ تدبیر کرینگے پس یہ لشکر خداوند کی روکنے کے لیے یہان اُترا ہی

قریب نہیں لاکر کے اور جو کچھ اُن لوگوں سے سُنا تھا سب بیان کیا ارمان نے یہ جو ہرکاروں کی زبانی
سُنا لیس اپنے مرکب کو مہمیز کیا اور لشکر کو حکم دیا کہ مرکب بڑھاؤ ہم اب مقابل لشکر برجیس جا کر خیمہ وغیرہ
برپا کرینگے یہ جو افسر کا حکم لشکر کو ملا سب نے مرکب اُٹھا دیے اور اسباب مال و اسباب بارگاہ وغیرہ
کے بھی روانہ ہوئے کوئی دو کوس چلے تھے کہ اب تمام لشکر حریف نظر آنے لگا خیال کر کے جو
دیکھا تو اُس لشکر سے اور اِس لشکر سے کوئی پانچ کوس کا فاصلہ تھا لیس یہ فاصلہ دیکھکر ارمان نے ایک
یا دو کوس اور بڑھکر میدان جنگ [illegible] اپنے لشکر کو اترنے کا حکم دیا اور خیمہ و
بارگاہیں برپا [illegible] نے کا حکم دیا وسط میں بارگاہ ارزنگی جسکے اوپر مخطط چلی اور بڑے موٹے موٹے
حروف [illegible] سے خط گلزار میں یہ لکھا ہوا تھا کہ این بارگاہ خداوند ارزنگ برپا ہوئی اُسکے گرد اور
خیمے سرداروں کے امیروں کے وزیروں کے پہلوان معزز کے برپا ہوئے ارمان کا خیمہ برپا
ہوا اور اُسکے سرداروں کے خیمے برپا ہوئے ارمان اُس میں اُترا اور اُسکے سردار بھی اپنے
اپنے خیموں میں اُترے لشکر نے کھولی اپنے اپنے بستر سے لگا بازار میں آراستہ ہوئیں
چوہری بازار چوک ورنج وغیرہ برپا ہوئے جھنڈے کھڑے کیے گئے علم لشکر نصب کیے گئے اور
صف بندی کی گئی پست و بلند زمین کو ہموار کیا جو درخت بیچ لشکر میں آکر واقع ہوئے تھے
اور نقصان رسان تھے اُنکو قلم کیا اور کچھ واسطے سایے کے رہنے دیے یہاں تو یہ بندوبست
ہو رہا ہے ارمان اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے کسل راہ کو دور کر رہا ہے اور
سب سردار حاضر ہیں جب یہ لشکر آیا تھا اور لشکر برجیس کے لوگوں نے علم لشکر دیکھے تھے تو باہم
یہ تقریر کرنے لگے تھے کہ لشکر ارزنگ آتا ہے یہ جو نشان نظر آتے ہیں اُسکے لشکر کے ہیں کہ اُسکے
ہیں ارمان مرکب پر سوار عقب میں لشکر بیٹھا رہا اور اتالہ بارگاہ کا نظر آیا اور اُسنے اُترنے کا لشکر
کے حکم دیا تھا لیس لشکر برجیس سے ہرکارے برآمد ہوئے دریافت حال روانہ ہوئے اور لشکر
ارمان میں پہنچے اُنھوں نے جو دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہے تو اُنکو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ارمان
شیر صولت کا ہے یہ ہراول لشکر ہو کر آیا ہے خداوند ارزنگ نے اپنا پیش خیمہ لیکر روانہ کیا ہے اور
خداوند خود بھی تشریف لاتے ہیں ہمارے مقابلہ پر جس آفتاب پرستی ہرکارے یہ دریافت کر کے
اپنے لشکر میں آئے اور اہل لشکر سے سب واقعہ بیان کیا سب نے کہا کہ ہم نے پہلے ہی سچ کہا تھا کہ
یہ وہی لشکر ہے ہرکاروں نے کہا کہ کل تک ارزنگ بھی آ جائیگا وہ ہرکارے لشکر سے یہ کہکر طرف
اُس بارگاہ کے چلے جہاں [illegible] شیر صولت قہار و دیوکش و
حلو بادشاہ و [illegible] شاہ بیٹھے ہوئے دربار آراستہ تھا ہرکاروں نے آکر مجرا گاہ پر سے
مجرا کیا اور عرض کیا کہ آپ سب صاحبوں کو معلوم ہو کہ ارمان شیر صولت پیش خیمہ لیکر ارزنگ کا آیا
کل تک اُسکا بھی داخلہ ہو گا آپکے لشکر کے سامنے کوئی تین کوس کا فاصلہ دیکر فروکش ہوا ہے
یہ سنکر اُنھوں نے ہرکاروں سے کہا کہ تم اپنے لشکر میں جاؤ اور جب ارزنگ کے آنیکی خبر منتشر
ہو تو ہمکو آکر خبر کرنا ہم بھی اُسکی آمد کا تماشہ دیکھینگے ہرکاروں نے کہا کہ بہت خوب لیس مجرا کر کے
بیرون بارگاہ سے باہر آئے اور طرف لشکر ارمان کے روانہ ہوئے لیس یہ لوگ بے خوف و خطر بیٹھے رہے
آفتاب نے خیال کیا کہ کسکا لشکر آیا ہے اُسی طور سے لشکر میں چہل پہل مچی رہی راوی نے بیان کیا ہے کہ
اُنھوں نے سُلطان لشکر لیکر اترا اُدھر آفتاب جادو نے برجیس کو خبر دی کہ ارمان پیش خیمہ لیکر ارزنگ کا

آگیا پس تم طوفار شاہ وغیرہ کو یہ خبر دو کہ جس وقت ارژنگ آئے تو تم لوگ اُس سے مقابلہ کرنا
تا وقتیکہ یہان سے کوئی حکم تمہارے نام نہ پہونچے اسکا امر کا خیال رکھنا کہ جب ارژنگ آئیگا تو
وہ نامہ لکھیگا تمھارے نام تم اُس نامے کا یہ جواب دینا کہ ہم اسکا جواب نہین دیسکتے ہین خداوند کو
نامہ لکھو جیسا وہ جواب دین اُسپر عمل کرنا اور ہم تو اُنکے حکم کے منتظر ہین پس جب یہ جواب ارژنگ
کو پہونچیگا وہ فوراً تمکو نامہ لکھیگا وہ نامہ پر لشکر مین آئیگا تم طوفار شاہ وغیرہ کو لکھنا کہ وہ نامہ نامہ بر
سے لیکر تمھارے پاس روانہ کردے پس تم اُس نامہ پر جواب جنگ لکھنا اور طوفار شاہ وغیرہ کو
الگ لکھنا کہ وہ ارژنگ سے مقابلہ کرین یہان سے اُنکی کمک ہوگی یہ آفتاب سنکے برجیس سے
کہا برجیس نے حجاب قدرت کے اندر سے خونخوار کو آواز دی اور کہا کہ ماہر ولت کو علم خدائی سے
معلوم ہوا کہ آج ارمان ہراول لشکر ارژنگ ہمارے لشکر کے مقابلے مین آکر فروکش ہوا ہی اور
کل تک ارژنگ بھی آجائیگا پس ہماری طرف سے طوفار شاہ وغیرہ کو تحریر کرو کہ وہ جب ارژنگ
آجائے اور اُنکو نامہ تحریر کرے تو وہ یہ جواب دین کہ ہم اسکا جواب نہین دیسکتے ہین تم خداوند کو
نامہ لکھو وہ جو کچھ جواب دین اُسپر عمل کرو اور جو نامہ خداوند کے نام تحریر کرنا اُسکو ہمارے پاس روانہ
کرنا ہم اپنے ذریعے سے خدمت خداوندی مین روانہ کردینگے پس خونخوار نے اُسوقت اسی مضمون
کا نامہ لکھوا کر پیش کیا آواز آئی کہ کسی چوبدار کے ہاتھ روانہ کرو پس خونخوار نے اُسوقت ایک
چوبدار کے ہاتھ روانہ کیا وہ چوبدار نامہ لیکر بیرون شہر لشکر مین آیا اور داخل بارگاہ ہوکر طوفار شاہ
وغیرہ کو نامہ دیا پہلے طوفار نے وہ نامہ لیکر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا بوسہ دیا اسی طور سے
وسیر شار شاہ وغیرہ نے چوما اور سر پر رکھا اُسکے بعد سب نے اُس نامے کو سامنے رکھکر سجدہ کیا کیونکہ
اُسپر تصویر برجیس کی بنی ہوئی تھی اب نامے کو چاک کیا مضمون نامہ پڑھا پس اُسیوقت عرضی لکھی
جسکا یہ مضمون تھا کہ حکمنامہ قدرت پہونچا حال مندرجہ سے یہ بندگان درگاہ قدرت آگاہ ہوے
پس جیسا حکم عالی صادر ہوا ہی اُسپر غلامان قدرت کاربند ہونگے زیادہ حد ادب یہ لکھکر اور اس عرضی
کو چوبدار کو دیا وہ چوبدار وہ عرضی لیکر قلعے مین آیا اور خونخوار کو دی خونخوار نے قریب حجاب قدرت
جاکر پڑھی اور سنائی آواز داخل دفتر کی آئی پس یہان تو روز دربار حسب دستور ہوتا ہی وہ باقی ہی
وہ دن گذرا اور شب آئی اور شب بھی بسر ہوئی یہ حقیر ناظرین کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ ناظرین
اسکا خیال نہ فرمائین کہ اسنے کسی مقام پر صبح کا حال نہین تحریر کیا اسکا سبب یہ ہی کہ اس ناچیز کو اس
امر کا خیال ہی کہ یہ دفتر طولانی نہ ہوجاے اور اصل مطلب رہجاے ابھی مجھکو بہت کچھ لکھنا ہی وقت کم ہی
کہ رات کم اور قصہ طولانی واقعات تو بہت ہین مگر اسکا خیال ہی کہ طول نہ ہو اسی سبب سے ہر مقام پر
اختصار کرتا جاتا ہون گو میرا جی نہین چاہتا ہی مگر ناچار ہون خیر آمدم بر سر مطلب جب سحر ہوئی یہان
دونون لشکر آگے ہوے تھے ادھر ارژنگ طی مراحل و قطع منازل کرکے اپنے لشکر کے قریب پہونچا
ہرکارون کو پہلے سے روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ کہ میرا لشکر کہان پر ہی اور اب شہر آفتاب کتنا فاصلے پر
ہی پس ہرکارے جو روانہ کرکے آئے تو اپنے لشکر کے علم دیکھکر داخل لشکر ہوئے مگر مقابل اپنے لشکر کے
اور ایک لشکر کثیر فروکش دیکھا پس بارگاہ مین آئے ارمان سے ملے اور کہا کہ خداوند تشریف لاتے
ہین قریب آگئے ہین ہمکو ہراول کے خبر روانہ کیا ہی اور یہ لشکر کسکا ہمارے لشکر کے روبرو فروکش ہی
ارمان نے کہا کہ یہ لشکر آفتاب پر شنون کا ہی خداوند کے روکنے کے لیے شہر سے آیا ہی قریب تیس لاکھ

گئے ہیں پس ہرکاروں نے کہا کہ ہم جاتے ہیں تم خداوند کے آنیکا بندوبست کرو یہ کہکر ہرکارے چلے گئے
یہاں ارزمان نے لشکر کو حکم دیا کہ سب کمریں باندھیں اور آراستہ ہو کر صف بندی کریں خداوند تشریف
لاتے ہیں یہ حکم دینا تھا اسوقت لشکر میں کمربندی ہونی سب لشکر تیار ہو گیا ارزمان بھی مسلح و مکمل ہو کر
مع سرداروں کے اپنی بارگاہ سے برآمد ہوا لشکر کی صفیں آراستہ کیں آپ روبرو لشکر کے مع سرداروں کے
برائے استقبال ارزنگ کھڑا ہوا ادھر لشکر بوجیبس کے ہرکاروں نے طلوبارشاہ وغیرہ کو جا کر خبر کی
کہ لشکر ارزمان میں خبر مشتہر ہے کہ ارزنگ آتا ہے بلکہ تمام لشکر مسلح و مکمل ہو کر اور صفیں باندھکر برائے استقبال
کھڑا ہوا ہے ہم آپ کو خبر دینے آئے ہیں طلوبارشاہ وغیرہ نے بھی سرداروں کو حکم دیا کہ آپ لوگ مسلح و مکمل ہو کر
تشریف لائیں اور کنارہ پر لشکر کے چلکر اس لشکر کا تماشہ ملاحظہ کریں سب نے جوابدیا کہ جو آپکی مرضی پس
طلوبارشاہ و سمرشاربارشاہ نے حکم دیا کہ ایک تکیہ بہت بڑا عدہ لشکر پر آراستہ کیا جاوے اور اسکے پیچھے فرش
کیا جاوے تخت وغیرہ آراستہ کئے جائیں ہم آدم لشکر حریف کا تماشہ دیکھیں گے یہ حکم دینا تھا اسوقت
سب بندوبست ہو گیا پس طلوبارشاہ و سمرشاربارشاہ وغیرہ سب آکر مع سرداروں کے دنگلوں پر
اور کرسیوں پر اور طلوبارشاہ و سمرشاربارشاہ تخت پر بیٹھے بڑے تزک و حشم سے ایسا تزک و حشم تو بادشاہ
ہفت اقلیم کو بھی نہ میسر تھا کہ ان چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کو دیا تھا بوجیبس نے یہاں تو یہ بندوبست ہے
ارزمان مع اپنے لشکر کے اور طلوبارشاہ وغیرہ مع سرداروں کے کنارہ پر لشکر کے بیٹھے ہوئے ہیں
لشکر ارزنگ کا انتظار کر رہے ہیں ادھر ارزنگ جب قریب لشکر و شہر کے پہونچا تو پہلے اسکو قلعہ
نظر آیا اور اس پر آفتاب درخشاں نظر آیا اسنے جو کہ سردار اسکے قریب تھے اُنسے دریافت کیا راوی
نے بیان کیا ہے جب سے یہ سرحد اقلیم خورشید میں پہونچا ہے تو اُسنے اُن میں سے ایک سردار کو اپنے
قریب بٹھا لیا ہے جو کہ ناصر کے ہمراہ گئے تھے اور وہاں سے بھاگ کر آئے تھے جنکی خبر دینے سے
یہ لشکر لیکر چلا ہے پس ہر مقام کو اُس سے دریافت کرتا جاتا ہے جو اُسکو معلوم ہے وہ بتا دیتا ہے اور جو
نہیں معلوم ہے اُس سے انکار کرتا ہے لیکن بہت باتیں بتا دیں جب اُسنے قلعہ اور آفتاب دیکھا تو کہا یہ کیا
مقام ہے اُسنے عرض کیا کہ خداوند منزل مقصود پر پہونچ گئے یہ قلعہ آفتاب نگار ہے اور یہ وسط شہر آفتاب نما
ہے اور اسی آفتاب کی روشنی بارہ کوس تک جاتی ہے اب شہر آفتاب نما بہت قریب ہے یہ سنکے ارزنگ
بہت خوش ہوا اور سخنگان سے کہا کہ دیکھا تمنے قدرت ما بدولت کو کسقدر جلد اپنی منزل مقصود پر
پہونچے لشکر کو حکم دے کہ بہت جلد چلے اب کچھ عرصہ نہیں ہے منزل مقصود بہت قریب ہے پس سخنگان
نے لشکر کو حکم ارزنگ سے آگاہ کیا اُنہوں نے اپنے مرکبوں کو تیز کر دیا تھوڑی دور چلے تھے کہ ارزنگ
کو علم لشکر نظر آئے ارزنگ بہت غور کر کے دیکھا تو ارزنگ نے اپنے لشکر کے علم پہچان لئے اور وہ علم جو کہ
لشکر بوجیبس کے تھے نہ پہچانے سخنگان سے کہا کہ یہ جو اسطرف علم ہیں اور کھڑے ہوئے ہیں یہ لوگ
ارزمان کے ہیں مگر وہ جو بہت سے علم ہیں اور وہ جو رہے ہیں یہ نہ معلوم کس لشکر کے ہیں سخنگان نے کہا کہ کوئی
اور لشکر برائے مقابلہ آفتاب پرستان آیا ہوگا یہ علم اُس لشکر کے ہونگے یہ کہکر اور غور کر کے سخنگان نے
دیکھا اور کہا کہ پہلے مجھکو گمان ہوا تھا کہ اہل اسلام شاید آ گئے ہوں مگر اب جو میں نے دیکھا تو یہ نشان
لشکر اسلام کے نہیں ہیں بلکہ اور لشکر کے ہیں جو کہ مثل ہمارے ہی ہیں ذکر تھا کہ ہرکاروں نے آکر اور
قریب تخت پہونچکر ارزنگ کو دعا دی اور عرض کیا کہ ہم غلام جب حکم خداوندی پاکے خبر لے گئے شہر
آفتاب نما بہت قریب ہے بلکہ خداوند اُسکی سرحد میں پہونچ گئے ہیں جتنے خداوند کی تشریف آوری کی

غرض ارمان کو دی وہ لشکر لیے ہوئے مقام پر فضا میں آیا قریب شہر آفتاب نما کے بارگاہ خداوندی برپا کیے
ہوئے انتظار خداوند میں فروکش تھا آمد خداوند سنکے اُسنے لشکر کو تیار کیا اور برائے استقبال قدم
باندھکر استادہ ہوا ہی اور سب خبر ہیبت بہ سختگان نے ہرکارہ سے کہا کہ تم لشکر میں گئے تھے کیا کوئی اور لشکر
بھی تمنے دیکھا تھا کہ اُس صحرا میں فروکش ہی اُنھون نے عرض کیا کہ جی ہان ہمنے ایک لشکر کثیر کو اپنے لشکر کے
مقابل فروکش دیکھا ہمکو حیرت ہوئی ارمان سے جو دریافت کیا اُنھون نے فرمایا کہ میرے آنے سے قبل یہ
لشکر یہان فروکش تھا میں نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ارژنگ کے آنے کی خبر جو بہ جلیس کو معلوم
ہوئی تو اُسنے قبل سے لشکر برائے مقابلہ روانہ کیا تا کہ خداوند کو روکے اور اندر شہر کے نہ جانے دے یہ
لشکر آفتاب پرستون کا ہی یہ جو تمنے ارمان نے بیان کیا تمنے اُسوقت جانا کہ یہ لشکر حریف ہی لیکن ہم یہی
عرض کرتے وہ لوگ بھی خداوند کی آمد کا تماشہ دیکھنے کو اپنی سرحد میں آکر بیٹھے ہیں ہم خداوند سے یہ عرض
کرنے والے تھے یہ جو ہرکارون نے کہا اُسوقت ارژنگ نے حکم دیا کہ لشکر ظفر پیکر سے روانہ ہو لیکن یہ حکم
دیا لشکر میں بند و بست ہو گیا آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے اُنکے پاؤن میں کلابتون کے پائجامے
باناتی کی کرتیان سرخ پگڑیان متکون کے دہانون سے اور پر نہر ارے لگے ہوئے کئی ہزار سقے چھڑکاؤ
کرتے ہوئے اُنکے عقب میں اور سب سامان لیس اِس طریقے سے لشکر چلا ڈنکے پر چوب پڑتی ہوئی یہان تک
کہ لشکر کے علم ارمان و طومار شاہ وغیرہ کو نمایان ہوئے سب اُسیطرف دیکھنے لگے تو طومار شاہ وغیرہ نے
دیکھا کہ سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے گذرے اُنکے عقب میں کئی ہزار فیلان مست اُنپر علم اور ماہی مراتب
اُنکے پیچھے سرون پر تفریق لقا و زمرد ثانی و ارژنگ تحریر ہی اور ان ہاتھیون سکان مرغ کی صورتین بنی
ہوئی ہین ہاتھیون کی پیشانیون حلبی آئینے لگے ہوئے جھولین کار چوبی پڑی ہوئی لیس وہ سقے اور فیلبان
سب ہاتھیون کو لیکر لشکر ارمان میں آئے اور ایک طرف صف باندھکر کھڑے ہوئے اُنکے عقب میں پرا پرا
سانڈنی سوار اُنکے بعد جو بدار غول کے غول خاص بردار غٹ کے غٹ اُنکے بعد مرکبان نہر کی و عراقی دو
دو سائیس جنپر یان ہاتھون میں لیے ہوئے اُنکے بعد گرد و گرد ستم کے دستہ سواران چالیس پوش آہن پوش
کے گذرے اُنکے بعد سرداران ذی مرتبہ مرکبان باد رفتار پر سوار گذرے لیس کوئی دس لاکھ کے قریب
لشکر گذر گیا تو سب نے دیکھا کہ ہاتھیون پر تخت کسا ہوا اُسپر ایک بچہ دلفریب صورت تاج سر پہ رکھے
ہوئے اور اُسکی خواصی میں ایک عفریت بادیہ ضلالت عجب شکل کا بیٹھا ہوا مگس رانی کرتا ہوا اور بہت
سے سردار گرد اُسکے ہاتھیون پر سوار اور نقیب جی خداوند ارژنگ کی پکارتے ہوئے ڈنکا ہوتا ہوا
ایک طرف اُن ہاتھیون کے دو پہلوان بہت قوی ہیکل اور ایک طرف ایک ساحر بہت زبردست اور
بہت سے ساحر اُن سب کے عقب میں لشکر بیشمار اور خزانہ اور رتھے اور الیون پر بار طومار شاہ و سرشار نما
وغیرہ نے جو دریافت کیا تو ہرکارون نے کہا کہ یہ جو تخت پر بیٹھا ہوا ہی یہ ارژنگ ہی اور اسکی خواصی میں
اسکا وزیر بہ سختگان ہی اور دا ہنی طرف جو دو پہلوان ہین انمین ایک فرزند لقا رنج تھا اُسکا نام و یلم ہی
اور دوسرا سپہ سالار ارژنگ کا ہی اُسکا نام قرماسپ ہی اسیکو و یلم نے تربیت کیا ہی اور سب سردار اور یہ
پہلوان لشکر بائین طرف دیلم کا بھائی اسلم ہی یہ بہت زبردست ساحر ہی اور لشکر ساحران کا افسر و سپہ سالار ہی اسکے
ہمراہ سب ساحر سردار ہین اور لشکر قریب تیس لاکھ کے ہی اور بہت سے شاہان اطراف اور ممالک ہمراہ ہین
یہ سنکے طومار شاہ نے کہا کہ اِن سب کی قدر نا یہان اِن سب کو لائی ہی اس لشکر کی کیا اصل ہی ایک حملہ میں فرار
ہو جائیگا بڑے بڑے لشکر و نکو دیکھ ڈالا ہی نامی گرامی پہلوانو نکو مار ڈالا ہی آخرکو بھاگے یا مارے گئے یہی لشکر فرار

کر جائیگا یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہی اُدھر ارزنگ نے بھی لشکر آفتاب پرستان کو دیکھا اور دیکھا کہ کوسون
تک لشکر اُترا ہوا ہی ارزنگ نے طومار شاہ وغیرہ کو دیکھا کہ زیر نگینہ کارچوبی تخت ہیں اور زرنگلون پر
دو کرسیون پر بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہین اور وہ شان وشوکت ہی کہ جو مجھکو بھی نہین نصیب ہی باوجودیکہ
مین خداوند ہون اور خداوند زادہ ہون اور نہ کسی میرے بزرگون کو نصیب تھی ہرکارون سے پوچھا کہ کیا
یہی ہرجبیس ہی جو کہ تخت پر بیٹھا ہی اور یہ دوسرا کون ہی جو اُسکے برابر ہی اور یہ سب سردار ہین ہرکارون نے
کہا کہ یہ ہرجبیس نہین ہی بلکہ ادنی اُسکے ملازم ہین یہ ہی آپ سے مقابلہ کرنے کو بحکم ہرجبیس آئے ہین اُنہین
ایک طومار شاہ ہی اور دوسرا سمر شار شاہ اور بہادرون مین ایک قیصور آدمخوار دوسرا سنتور
نیزہ باز تیسرا قہار دلکش چوتھا قسمر نگ خودپرست پانچوان حسام شیر صولت ہی باقی اور سب سردار ہین
مگر یہ سب ادنی مرتبہ کے لوگ ہین جو کہ اعلی مرتبہ کے سردار ہین اور بادشاہ ہین کہ جنکو پیغمبری کا خطاب ہی
علاوہ یہان نہین آئے ہین یہ سُنکے ارزنگ کے حواس جاتے رہے بختگان سے کہا کہ ہرجبیس نے تو
بڑا مرتبہ پیدا کیا کہ جسکے ادنی ملازم یہ شان وشوکت رکھتے ہین جو کہ میری بھی نہین ہی یہ کہکر ارزنگ
اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہوا پس ارمان مع کل لشکر کے ایک مرتبہ سجدے کو جھک گیا اور سجدہ کیا جب
سجدے سے سر اُٹھایا سلام کیا گو ارزنگ نے منع کیا تھا کہ کوئی ابھی مجھکو سجدہ نہ کرے اُسوقت تک
کہ جبتک قبطول خدائی درست نہ ہو جاوے اور سامان خدائی نہ درست ہو جاوے اور خداپرستون کا
نہ خاتمہ ہو جاوے مگر اُسپر بھی یہ لوگ ایسے سیاہ قلب ہین کہ نہین مانتے ہین سجدہ کرتے ہین پس جب
سجدے سے اُٹھے اور سلام سے فراغت کرچکے تمام لشکر کے علمون کو جلوہ دیا اور باجے خوشی کے
بجائے پس ارزنگ اُترکر داخل لشکر ہوا اپنی بارگاہ مین آیا سب لشکر اُترا کمر کھولنے کا حکم ملا سب
سردار بھی اپنے خیمون مین گئے کوسون تک لشکر کا پڑاو ہوا اُس صحرا مین سوا خیمون اور بارگاہون
کے کوئی دوسری چیز نظر نہین آتی تھی دونون لشکر اُترے ہوئے تھے اُسدن تو ارزنگ نے دربار
نہ کیا اُدھر طومار شاہ وغیرہ کنارے سے لشکر کے چلے گئے جب لشکر ارزنگ آچکا ارزنگ
کی صورت دیکھکر طومار شاہ وغیرہ اور کل لشکر پر بہت ہنسا تھا اور کہا تھا کہ کیا شکل مبارک
ہی بالکل لنگور کی صورت ہی صرف اک دُم کی کسر ہی یہی تقریر ہر ایک کی زبان پر تھی اور یہی تقریر
دربار مین بھی ہو رہی تھی اسی تقریر مین اور ہر ایک کو خوش ہوتے ہین وہ دن تمام ہوا شب آئی
اُس شب کو بھی سب نے بخوشی بسر کیا طومار شاہ وغیرہ نے اپنے لشکر مین دربار کیا اُدھر اپنے لشکر
مین ارزنگ نے دربار کیا سب حاضر ہوے ارزنگ نے بختگان سے کہا کہ اب کیا کیا جاوے کیونکہ
ہرجبیس تک خبر ہو کیونکہ وہ تو شہر مین ہی اور بیرون شہر اُسنے میرے مقابلے کے لیے لشکر فروکش کیا
اور مین چاہتا ہون کہ پہلے مین ایک نامہ لکھون کہ جسمین کلمات نصیحت و پند ہون اگر وہ اُسپر عمل کرکے
میری اطاعت کرے اور اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دے تو خیر ورنہ بزور شمشیر اپنی معشوقہ کو
اُس سے حاصل کرون مگر میرا نامہ اُسکو کب بھیجا جاوے راہ مین تو لشکر اُترا ہوا ہی یہ لوگ ضرور
روکین [illegible] بختگان نے کہا کہ میری راے یہ ہی کہ اب پہلے ایک نامہ ان سب کے نام تحریر فرمایئے
[illegible] ان پر ہو کہ ہم ہرا [illegible] سے جنگ کو نہین آئے ہین بلکہ ایک [illegible] آئے ہین [illegible] طلسم [illegible] ہی کیونکہ
کہ [illegible] بادشاہ نے ہمسے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا ہی پس اگر یہ امر ہی تو ہم اُس سے بھی باہم
نہین [illegible] جنگ [illegible] اور [illegible] مقابلہ کرو بلکہ بہتر یہ ہی کہ ہمارے آنیکی خبر اپنے بادشاہ کو کرو وہ

جیسا تمکو حکم دے اسپر عمل کرو یا ہم اپنے ایلچی کو مع نامہ کے روانہ کرتے ہین اُسکو اپنے بادشاہ تک
پہونچا دو لیکن اتنی باتون مین جو تمکو منظور ہو اسپر عمل کرو ہم کسی امر سے باہر نہین ہین جو تم قبول کروگے
ہم اُسپر عمل کرینگے اگر مقابلہ تمکو مدنظر ہو تو ویسا تحریر کرو اگر ہمارے آنے کی خبر کرنا منظور ہو تو ویسا کرو
اگر ہمارے ایلچی کو راہ دینا ہو کہ وہ شہر مین جاے تو ویسا تحریر کرو علاوہ اُسکے تمکو یہ بھی تحریر کیا جاتا ہی
کہ کیون گمراہی مین پڑے ہو اپنے خدا کو پہچانو تو مجھکو آکر سجدہ کرو میری اطاعت پر کمر باندھو مین تمھارا
خدا ہون برجیس نے جو تمکو فرزند کہا ہی کہ مین خداوند آفتاب کا فرزند ہون اور نہ مین خدا ہون
یہ بالکل غلط ہی اور گمراہ کرنے کی باتین ہین تم سب کو گمراہ کر رکھا ہی آفتاب و ماہتاب سب میرے بندے
ہین اور میرے پیدا کیے ہوے ہین اور برجیس بھی میرا بندہ ہی اُسنے سرکشی کرکے گمراہی کی ہی جیسا کہ
خدا پرستون نے گمراہی کی ہی پس میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اس گمراہی سے باز آؤ اور میری
اطاعت کرو ورنہ تمکو اختیار ہی جو حق میرا تھا مین نے تمکو سمجھا دیا اور تمکو آگاہ کر دیا اگر اسکے خلاف
کروگے تو یاد رکھنا کہ ہم باد پایان سے تمام لشکر کو پامال کرونگا اُسکے بعد شہر کو غارت کرونگا اور
برجیس کو قتل کرکے تمام شہر پر اپنا قبضہ کر لونگا پس کیون اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو میری اطاعت
کرو مین جانتا ہون اور برجیس تم کیون اُسکے کارن اپنی جان دو اُسنے تو یہ امر کیا کہ آپ تو شہر مین میرے
خوف سے بیٹھا رہا اور تمکو پیل ماش ہونے کو روانہ کیا ایسا میرا خوف اُسپر غالب ہوا کہ میرے
مقابلے کو نہ آیا تم ایسے لوگون کو روانہ کیا جو کہ میری ہیبت شمشیر سے فرار کر جائین جنگ و پیکار کی
بھی نوبت نہ آئے پس تم میری شراکت کر لو مین برجیس سے سمجھ لونگا تم بیکار سد راہ ہوتے ہو کیون
اپنی قضا بلاتے ہو اگر میری تحریر کے خلاف کروگے اور میری اطاعت نکروگے تو مین تمسے سمجھ لونگا
آیندہ تمکو اختیار ہی والسلام خیر ختام دیکھیے اسکا جواب کیا آتا ہی مجھکو یقین ہی کہ جواب جنگ آئیگا
پس طبل جنگ بجوا کر مقابلہ کیجیے انکو شکست دیکر بھگا دیجیے جب یہ بھاگ جائین تو اسی مقام پر فروکش
ہوجیے اور برجیس کو نامہ تحریر فرمائیے اپنے مطلب کے بارے مین پس جیسا وہ جواب دے ویسا اُسپر عمل
فرمائیے اگر وہ بہ آشتی آپ کے مطلب کو قبول کر لے تو خیر ورنہ اُس سے بھی مقابلہ فرمائیے اور شکست
دیجیے اور اپنی معشوقہ کو حاصل فرمائیے اُس سے آرزوے وصل پوری فرمائیے ارزنگ نے کہا
کہ یہ راے تمھاری بہت ٹھیک ہی پس اُسوقت ارزنگ نے دبیر کو طلب کرکے جو مضمون سنجگان نے
بتایا تھا تحریر کرنے کا حکم دیا اُسنے فوراً تحریر کیا پہلے تعریف لقا و زمرد ثانی و ارزنگ تحریر کی اُسکے
بعد مدحت اُس سب عدیون کی اُسکے بعد مطلب نگاری شروع کی جب نامہ تیار ہو چکا خدمت ارزنگ
مین پیش کیا ارزنگ نے دیکھکر حکم دیا کہ اسکو ملفوف کرکے حاضر کرو پس دبیر نے حاضر کیا مہر ارزنگی
اُسپر کی پس ارزنگ نے ایک پہلوان کہ نام اُسکا قیطار آئینہ بند تھا اُسکو اپنے روبرو طلب کیا اور
کہا کہ یہ نامہ لیکر تو لشکر برجیس مین جا جو کہ میرے لشکر کے مقابلے مین فروکش ہی اور نامہ طومار شاہ
وغیرہ کو دیکر اسکا جواب لے آ پس قیطار آئینہ بند نے سلام کرکے نامہ لیا اور رخصت ہوکر بارگاہ سے
باہر آیا اپنے مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر سے نکلکر داخل لشکر برجیس ہوا تمام لشکر کو طے کرکے قریب بارگاہ
پہونچا اہل لشکر نے جو غیر شخص کو دیکھا اپنے لشکر کے خلاف پایا پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ مین خداوند
ارزنگ کا نامہ لیکر تمھارے افسر طومار شاہ وغیرہ کے پاس آیا ہون جب یہ اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ یہ
نامہ بر ہی پس سب خاموش ہو رہے یہ در بارگاہ پر پہونچا نقیب اندر جانیکا لیا درگہ سالار نے کہا اور

سوار بے ادب تو کہاں بدون اجازت کے اندر جاتا ہی پہلے ہمکو بتا کہ تو کس غرض سے آیا ہی تاکہ ہم تیری
خبر کریں اگر اجازت ہو تو اندر جانا ورنہ جدھر سے آیا ہی اُدھر کو واپس جانا قبطار نے کہا کہ تم جا کر خبر کرو کہ ایک
پہلوان خداوند ارزنگ کا نامہ لیکر آیا ہی وہ دربار گاہ پر موجود ہی اُسکے بارے میں کیا اجازت ہوتی ہی چوب
درگہ سالار نے سُنا اپنے ونگل پر سے اُٹھا اُسکو اُسی مقام پر ٹھہرایا اب اندر بارگاہ کے آیا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا
اور عرض کیا کہ ایک نامہ بر ارزنگ کا نامہ لیکر آیا ہی اجازت اندر آنیکی چاہتا ہی اُسکے بارے میں کیا حکم
ہوتا ہی طوطمار شاہ وغیرہ نے کہا کہ اُسکو اندر بھیجو اور حکم دیا کہ ایک کرسی چوبی روبرو تخت کے لا کے
بچھاؤ پس فوراً کرسی حاضر کی گئی اُدھر درگہ سالار نے کہا کہ تم اندر جاؤ تمھاری طلب ہی پس قبطار
مرکب پر سے اُترکر داخل بارگاہ ہوا اور مجرا گاہ پر سے مجرا کیا روبرو تخت کے آیا طوطمار شاہ نے اشارہ کیا
طرف چوبی کرسی کے یہ سلام کرکے بیٹھ گیا مگر اُس بارگاہ کو ایسا آراستہ پایا کہ اُسکے حواس جاتے رہے
ایسی بارگاہ نہ ایسا دربار کبھی اُسنے دیکھا تھا یہ زیب و آرایش دربار ارزنگی کی تھی بڑی دیر تک دیکھا
کیا کہ طوطمار نے کہا کہ اے نامہ بر تو کس کام کے لیے آیا ہی کیا حیرت زدہ ہو ہو کر دیکھ رہا ہی پس جس کام کو
آیا ہی وہ اپنا کام کر اور چاہیے سُنکے قبطار نے خود سے نامہ نکالکر طوطمار کے ہاتھ میں دیا پس طوطمار نے نامہ
لیکر دبیر کو دیا اور کہا کہ پڑھو دبیر نے نامہ چاک کرکے پڑھنا شروع کیا جب سب نامہ دبیر پڑھ چکا اُس وقت
طوطمار شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے مضمون نامہ سنکر برہم ہوکر جواب دیا دبیر سے کہ ہماری طرف سے لکھدو
کہ ہمکو حکم خداوند نہیں ہی ورنہ ہم تمکو اس تحریر کا جواب دیتے مگر ناچار ہیں خیر اسمیں بھی ہم تمکو یہ جواب
دیتے ہیں کہ یہ جو تم نے تحریر کیا ہی کہ میں خدا ہوں اور یہ جیسیں تم سب کو گمراہ کرتا ہی میری آکر اطاعت کرو
اور یہ جیسیں بھی میرا بندہ ہی اور یہ آفتاب و ماہتاب بھی میرے خلق کیے ہوے ہیں یہ سب تمھاری تحریر
اور تمھارا خیال سراسر غلط ہی بلکہ تو خداوند آفتاب کا خلق کیا ہوا ہی اور اُنکا بندہ ہی اور تو نے گمراہی پر
کمر کسی ہی اور تیرے بڑے گون نے سب کو گمراہ کیا تھا اب تو گمراہ کرتا ہی تجھکو لازم ہی کہ تو میرے پاس آ
رومال سے باندھکر میں تجھکو خداوند کی خدمت میں لیجا کر تیرا قصور معاف کرا دونگا اور تو میرے لشکر کو کیا
سمجھا ہی پایان پامال کریگا تو اپنی خیر منا میں تیرے لشکر کو ہم یا دیا پاں سے ایسا تباہ کرونگا کہ سیدھا
ملک عدم کے اور کسی جا پر جاے پناہ نہ ملیگی اور خداوند کیا تیرے خوف سے پوشیدہ ہونگے جب
اُنکے غلام تیری کچھ بھی نہ کر سکیں تو وہ تیرے مقابلے کو آئیں ہمیں کافی ہیں بلکہ تو اپنی زندگی کی خیر منا ہمکو
کیا تحریر کرتا ہی کہ ہم خیر منائیں پس اب کبھی ایسے کلمات ہمکو نہ تحریر کرنا ورنہ بہت سخت جواب دینگے اور
یہ جو تو نے تحریر کیا ہی کہ تم مقابلہ کرو یا میری شراکت کرو تاکہ میں جیسیں سے مقابلہ کروں اسکا جواب
یہ ہی کہ ہم تیرے کیا شراکت کرینگے کہیں غلامان خداوند بھی ایسے مردودوں کی شراکت کرتے ہیں مقابلہ
کے بارے میں یہ ہی کہ ہم بدون اجازت خداوند کے مقابلہ نہیں کر سکتے دوسرے یہ جو تمنے تحریر کیا
ہی کہ ہماری خبر کرو خداوند کو اسکا جواب یہ ہی کہ ہم تمھارے ملازم نہیں ہیں یا یہ جو تمنے تحریر کیا ہی
کہ ہم نامہ روانہ کرتے ہیں ہمارے نامہ بر کو خدمت خداوند میں روانہ کرو پس اسکا جواب یہ ہی
کہ تمھارا ایلچی تو نہ جانے پائیگا ہاں تم نامہ بنام خداوند تحریر فرماؤ اپنے ایلچی کے ہاتھ ہمارے پاس روانہ کرو
ہم اُس سے لیکر خدمت خداوند میں روانہ کر دینگے اور اُسکا جواب حاصل کرکے تمھارے ایلچی کو
دیدینگے پس اسطور سے تو تمھارا نامہ خدمت خداوند تک جا سکتا ہی ورنہ غیر ممکن ہی آیندہ تمکو اختیار ہی
ہم بدون اجازت خداوند کے تمسے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں اگر تم اس امر کو قبول کرو کہ ہم اپنے ذریعہ

تمھارا نامہ خدمت خداوندی مین پہونچا تو خیر ورنہ تمکو اختیار ہے یہ لکھوا کر طومار شاہ نے اُس نامہ بر کو دیا
اور بہت کچھ زبانی بھی کہا اور یہ کہا کہ کہہ دینا کہ کیون اپنی قضا بلاتے ہو پس وہ نامہ بر جواب نامہ پاکے
اور زبانی پیام سنکے وہان سے اُٹھا اور بیرون بارگاہ آیا اپنے مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی راہ لی
راہ طی کرکے اپنے لشکر مین پہونچا داخل بارگاہ ہوا ارژنگ کو جواب نامہ دیا ارژنگ نے وہ
پڑھوا کر سنا اور وہ جو پیام زبانی لایا تھا وہ بھی سنا اُسنے دریا کی بہت تعریف کی سب ارژنگ مضمون
جواب سے آگاہ ہو آشفتگان سے کہا کہ اب کیا صلاح ہے اُنھون نے جواب دیا کہ کیا نقصان ہے نامہ لکھوائو اور
اُنھین کے ذریعے سے بھیجیے نزدیک بھی ممکن نہین ہے کہ تمھارا نامہ بر جاسکے اول تو یہ لوگ سد راہ ہین
اگر گیا بھی تو یہ جہین تک اُسکا پہونچنا غیر ممکن ہے کسی کے ذریعے سے نامہ جائیگا چاہیے کہ قبل مین ہو لیکہ
سلیم شیر صولت کو ایک مقام معقول پر ٹھہرا کر مرزنج ماریخوار نامہ لیگیا تھا یہ جو آشفتگان نے کہا اُسی لیکے
نے ریگیر کو طلب کیا اور کہا کہ ہماری طرف سے یہ جہین کو تحریر کرو کہ قبل اسکے مین نے تمکو ایک نامہ تحریر
کیا تھا طلب ہین بلکہ تم یاسے ہین گے اور یہ تحریر کیا تھا کہ کیا نقصان ہے کہ تم بھی خدائی کا دعویٰ کرتے ہو اور
یہ کہتے ہو کہ یہ لڑکی خداوند کی ہے پس مین بھی خدازادہ ہون میرے ساتھ عقد کر دو اُسکے جواب
مین تمنے بہت سخت الفاظ تحریر کیے اور میرے ایلچی کی ذلت چاہی چونکہ وہ مرد جری تھا اُسکو اپنی ذلت گوارا
نہ ہوئی وہ قلعے پر چلا تمنے اُسکو اپنی صورت دکھائی اُسنے تمھاری صورت دیکھکر تمھاری اطاعت کی اور
تمکو سجدہ کیا مع تو نیز اپنے ہمراہیون کے تمھارا شریک ہو گیا جو باقی رہے اُنھون نے آکر مجھکو خبر دی
چنانچہ مین وہان سے مع لشکر اس قصد سے چلا کہ خواہ باشتی خواہ بہ جنگ و پیکار اپنی معشوقہ کو تمسے
حاصل کرون جسکی خدائی مین پیغمبر ارہے ہین پس مین یہان آکر پہونچا یہان تمنے قبل سے لشکر میرے مقابلہ
کے لیے روانہ کیا تھا اُسکو فیروزبخش پایا پہلے اُس سے جنگ کی خواہش کی اُسکو نامہ لکھا اُنھون نے
جواب دیا کہ ہم اس امر مین کچھ نہین کہہ سکتے ہین اپنا خداوند سے نامہ و پیام ہمارے ذریعے سے بھیجیے
جیسا وہ جواب دین اُسپر عمل کیجیے پس تمکو تکلیف ہوتا ہے اور مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ بخوشی خاطر اپنی
ہمشیرہ کا عقد میرے ہمراہ کر دو کوئی امر نقصان کا نہین ہے کیونکہ مین اُس خاندان سے ہون کہ جسمین
ہمیشہ خدائی رہی ہے میرے دادا کی خدائی کا حال سب پر بخوبی روشن ہے کہ جیسے وہ خدا تھے یہ تمام دنیا
اُنھین کی خلق کی ہوئی ہے اور یہ سب چاند سورج آفتاب و ماہتاب وغیرہ سب اُنکے عہد مین وہ انکے سب بنے ہوے
ہین گو وہ خدا پرستون کے ہاتھ سے پریشان ہو کر بالاے آسمان چلے گئے اس امر مین بھی ایک مصلحت
تھی وہ یہ تھی کہ اگر وہ بالاے آسمان نہ جاتے تو میرے باپ کیونکر خدا ہوتے پس وہ اپنے مقام پر اپنے
فرزند زمرد شاہ ثانی کو خدا کرکے چلے گئے میرے باپ زمرد شاہ ثانی نے بھی بڑے شد و مد سے خدائی کی جب انکو
یہ منظور ہوا کہ مین بھی اپنے باپ کے پاس جاؤن اور انکو بھی خدا پرستون نے پریشان کیا وہ امر خدا انکو میرے سپرد کرکے گئے اگر یہ اعتراض کرو کہ
خدا ہو کے بندون سے پریشان ہوے اُسکا جواب یہ ہے کہ ان دونون صاحبون کو اہل اسلام سے
بہت الفت تھی وہ اہل اسلام کو اپنے ہاتھ سے غارت کرنا اور اُنپر اپنا عذاب نازل کرنا نہ چاہتے تھے
اس سبب سے اُنھون نے [illegible] گوارہ کیا اور بالاے آسمان چلے گئے عاجز ہو کر نہین گئے بلکہ اُنکو اب
یہ منظور ہوا کہ اہل اسلام کو غارت کرون پس خود چلے گئے مجھکو تخت خدائی پر بٹھا کر اور یہ کہا کہ تم اہل
اسلام کو غارت کرنا اور رعایت نہ کرنا پس تم دیکھ لینا کہ مین کیونکر اہل اسلام کو غارت کرتا ہون لیکن
اصل امر یہ ہے کہ مین خاندانی خدا ہون میری تین پشتین گذری ہین کہ جو خدائی چلی آتی ہے خاندانی

ہون تمھاری صرف ایک پشت ہی گو یہ امر قرین قیاس نہین ہی کہ بھلا آفتاب جو کہ ذی روح نہین ہی اور میرا
بندہ ہی وہ کیا خدائی کریگا اور کیا اسکے یہان اولاد ہوگی خیر مین اسکو بھی مانے لیتا ہون پس اس سلسلے
یہ ہوگا کہ دو خدا ایک ہو جائینگے نصف دنیا مین تم خدائی کرنا اور نصف مین مین کرونگا میرے سبب سے
تمھاری بھی خدائی کو ترقی ہوگی اور یہ امر تمھاری عزت کا سبب ہوگا گو مین بخوبی جانتا ہون کہ کوئی ساحر
تمھارا امر بی ہی اسنے یہ سب سامان تمھارے لیے مہیا کر دیا ہی اور کوئی ایسی شی تمکو دی ہی اور وہ تمھارے
پاس ہی خواہ تمھارے تاج مین ہو خواہ تمھارے پاس ہو جسکے سبب سے یہ امر ہوتا ہی کہ جہان تم نے
نقاب منھ پر سے ہٹائی اور لوگون نے تمھاری صورت دیکھی تمکو سجدہ کیا خیر اس سے ہمکو کوئی مطلب
نہین ہی ہمکو اپنے کام سے کام ہی ہم اس حیلے سے کہ تم ہمارے ہمراہ اپنی ہمشیر کی شادی کر دو نصف
دنیا کی حکومت دیتے ہین کہ تم اُسمین خدائی کرو پس جب امر شادی سے فراغت ہو جاے مین اور تم دونون ملکر
اہل اسلام پر لشکر کشی کرین اور انکو غارت کرکے اپنی اپنی خدائی کو ترقی دین اسی وجہ سے یہ امر باعث تمھارے
افتخار کا ہی مگر مجھ ایسا خدا تمھاری ہمشیر کی خواہش کرتا ہی اور یہ سلسلہ قرابت جاری کرنا چاہتا ہی گو
ثریا سے تعلق کو بھی مین ہی نے پیدا کیا ہی اور اپنی ید قدرت سے اُسکی صورت بنائی ہی مجھکو علم خدائی
سے یہ امر ثابت ہو چکا تھا کہ خورشید شاہ کی دختر کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ وہ اپنے کو ظاہر
کریگا کہ مین فرزند خداوند آفتاب ہون اور دین آفتاب پرستی کو رواج دیگا پس مین نے خیال کیا
کہ کوئی امر ایسا ہو کہ میرے اسکے سلسلہ قرابت ہو اور اُسکی خدائی کو ترقی ہو گو ثریا کو مین نے اسی لیے
بنایا تھا کہ مین اسکے ساتھ عقد کرونگا اسی حالت مین اسپر مین عاشق ہوا تھا اس فکر مین تھا کہ اسکو
کہان پیدا کرون جو میرے تصرف مین آئے پس جب مجھکو یہ امر اپنے علم قدرت سے ظاہر ہوا اور مجھکو
قرابت کا خیال ہوا مین نے تیری مان کے یہان اُسکو پیدا کیا اور جب وہ جوان ہوئی اسکی تصویر
میرے پاس پہونچی مین عاشق ہوا اور مین نے تجھسے طلب کیا تو نے وہ جواب دیا مجھکو غصہ آیا مین لشکر لیکر
یہان آیا پس اب تمکو لازم ہی کہ اس امر کو بخواہش دلی وتمنا سے قلبی قبول کرو ورنہ آمادہ جنگ
ہو کر شہر سے باہر آؤ مجھسے مقابلہ کرو یہ یاد رکھو کہ اگر میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تو مین شہر
آفتاب سے تمکو ٹاپون سے اپنے لشکر کی مرکبون کی خاک تک اُڑا دونگا اور ایک کو اہل شہر سے
زندہ نہ چھوڑونگا کیون ہزارون کا خون اپنی گردن پہ لیتے ہو یہ حرمت ثریا سے تعلق اپنی معشوقہ کا
پاس ہی جو بعون تمکو تحریر کرتا ہون ورنہ میری عادت یہ ہی کہ جسنے ذرا سرتابی کی مین نے اسپر فوراً اپنا
عذاب نازل کیا اور اسکو غارت کر دیا جیسا کہ ابھی خاور مین واقعہ گذرا کہ اسکندرین نے غارت
کر دیا تھا اگر اہل شہر مجرد انکسار نہ کرتے تو مین تمام شہر کو سنگسار کر دیتا میرے ہمراہ وہ لشکر جرار
ہی کہ وہ سرداران پیلتن و پہلوانان قوی تن ہین کہ جو لاکھون کی اصل نہین جانتے ہین اپنے کو اور اہل شہر کو
آگاہی اب شمشیر سے بچاؤ اور میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ خرابی ہی آیندہ تمکو اختیار ہی یہ نہ کہنا کہ ہمکو آگاہ
نہ کیا تھا مین نے اپنا حق ادا کر دیا اب تم جانو اور تمھارا کام مین صرف اس نامے کے جواب کا منتظر ہون
اگر میرے حسب دلخواہ جواب آیا تو خیر ورنہ اگر خلاف آیا تو فوراً کابل جنگ بجوا کر اس لشکر کو تمھارے
شہر غارت کرتا ہوا داخل شہر ہونگا اور سب کو قتل کرونگا اور اپنی معشوقہ پر قبضہ کرونگا اُسکے وصل سے
اپنے دل کو شاد کرونگا ایسی صورت بہتر ہی کہ میرے ساتھ عقد کر دو اپنی جان سے کچھ بہتر ہی آیندہ اختیار
ہی کچھ حبیب شہر سمت اچھی جانو بد رکھو تمام ہو تو درانی نہ گذرا ہی از بین والسلام جب نامہ تمام ہو چکا نے وہ میرے کر لیا

نامہ ختم کر اور ایک نامہ میری طرف سے طوبار شاہ وغیرہ کو اس مضمون کا لکھدو کہ یہ نامہ سربستہ تمہارے پاس
آتا ہی اسکو اسی طور سے ہمارے ایلچی سے لیکر برجیس کے پاس روانہ کردو اور جو جواب وہان سے آئے
اسکو اسی طور سے ہمارے پاس بھیجدو بموجب تمہاری تحریر کے یہ ہمنے کہا ورنہ تمہاری یہ مجال نہتی کہ تم
ہمارے نامہ بر کو شہر مین نہ جانے دیتے اسی امر پر بڑا کشت وخون ہوتا چونکہ ہمکو شور وفساد کرنا منظور نہین
پس تمنے جسطور سے کہا ہمنے قبول کر لیا اب اسکے خلاف نہو پس دبیر نے وہ نامہ بھی تیار کیا اور یہی پس
جب دونون نامہ تیار ہوچکے ارژنگ کی مہر دونون پر کی گئی ارژنگ نے دونون نامے قنطار آہنپوش
کو دیے کہ طوبار کے پاس لے جاؤ وہ نامہ لیکر بارگاہ سے باہر آیا اور مرکب پر سوار ہوا لشکر طوبار شاہ مین
آیا یہان ابھی دربار آراستہ تھا ورنگہ سالار سے آکر کہا کہ جیسی خبر کردو کہ پھر نامہ بر ارژنگ کے
پاس سے آیا ہی یہان سب یہی تقریر کر رہے تھے کہ دیکھیے نامہ کا کیا جواب آتا ہی یقین ہی کہ اس نامہ کے
جواب کو دیکھکر اسکو مقابلے کی جرأت نہو واپس چلا جاے کہ ورنگہ سالار نے عرض کیا پھر نامہ بر
ارژنگ کے پاس سے نامہ لیکر آیا ہی کیا حکم ہوتا ہی سرشار شاہ نے کہا کہ اسکو اندر بھیجدو ورنگہ سالار
نے آکر قنطار سے کہا کہ جاؤ طلب فرمایا ہی پس قنطار مرکب پر سے اُترکر اندر گیا اُسی چوکی کرسی پر بیٹھکر
وہ دونون نامہ دیے اور کہا کہ یہ جو نامہ سبز لفافہ مین ہی یہ اُسکے نام ہی اور جو سرخ لفافہ مین ہی یہ
آپکے خداوند برجیس کے نام ہی پس ہمارے خداوند نے کہا کہ اس نامہ کو اپنے خداوند کی خدمت
مین روانہ کرکے اسکا جواب منگا دو تاکہ مین جواب لیکر یہان سے جاؤن جبتک جواب نہ آئیگا مین یہان
موجود رہونگا پس طوبار نے دونون نامہ لیکر جو اُسکے نام تھا اسکو دبیر سے کہا پڑھو وہی مضمون تھا
جو کہ تحریر ہوچکا ہی جب مضمون نامہ ختم ہوا اُسوقت طوبار شاہ نے کہا کہ ایک عرضی ہماری طرف سے
خداوند کی خدمت مین اس مضمون کی لکھو کہ ہم بموجب حکم قدرت یہان آکر فروکش ہوے اُسکے دوسرے
دن ہمارے آنے کے ہراول لشکر ارژنگ آیا اُسکے بعد خود ارژنگ آیا اُسنے ہمکو ایک نامہ لکھا جسکا
مضمون یہ تھا پس وہی مضمون جو پہلے ارژنگ نے لکھا تھا لکھوایا ہمنے اسکا جواب اُسکو دیا کہ ہم
بدون اجازت خداوند تمسے مقابلہ نہین کرسکتے ہین پس اسکے جواب مین یہ نامہ آیا جو کہ حاضر خدمت
ہی اور یہ نامہ ہمارے نام آیا جو کہ شامل عرضی ہی چونکہ مضمون نامہ کا جو کہ ہم غلامون کے نام آیا یہ تھا کہ
اسکو اپنے خداوند کی خدمت مین روانہ کرکے جواب منگا دو چنانچہ اُس نامہ کو اُنکی خدمت مین روانہ کیا
جو اُسکا جواب قدرت کو منظور ہو تحریر فرمائین اور ہمارے پاس روانہ کردین تاکہ ہم اُس نامہ بر کو
دیدین وہ لیکر ارژنگ کے پاس جاے اور جو ہمکو حکم ہو ہم اُسپر عمل کرین نامہ بر جواب کا منتظر یہان
ہی زیادہ حد ادب جب یہ عرضی تحریر ہوچکی اُسپر سب کے دستخط کیے وہ عرضی اور وہ نامہ جو کہ ارژنگ
کا بنام برجیس تھا ایک چوبدار کو دیا کہ یہ خدمت پیغمبر خداوندین پہونچا دو اور کہنا کہ اسکو آج ہی پیش
کرکے اسکا جواب حاصل کرکے ہمکو آگاہ فرمایئے کیونکہ نامہ بر یہان موجود ہی منتظر جواب ہی پس وہ چوبدار
بارگاہ سے نکلکر فوراً طرف شہر کے روانہ ہوا وہان برجیس سے آفتاب جادو نے کہا کہ یہ واقعہ گذرا
یون پہلے نامہ آیا اُسکا جواب طوبار شاہ نے دیا اُسکے جواب مین اُسنے نامہ تمہارے نام لکھا اور اُنکو
لکھا کہ اُسکو خدمت مین برجیس کی بھیجدو پس طوبار شاہ وغیرہ نے وہ نامہ اور ایک عرضی اپنی طرف سے
لکھکر اپنے چوبدار کے ہاتھ روانہ کیا ہی تمہارے پاس پس تم سب کو حکم دو کہ چوبدار طوبار شاہ کے
پاس آتا ہی اُسکو کوئی نہ روکے یہانتک لیکے فرعیہ حجاب قدرت آنے کو ہین آنکے آنیکی اسوقت اجازت

پس جب یہ وہ نامے دیسے اسکو پڑھوا کر سنا اور اسکا جواب بابت تحریر کرنا پس جب جواب تحریر ہوگا جب تجھکو
تعلیم کرونگا وہ ہی تحریر کرانا بر جبیس نے یہ سنکے افریق کو آواز دی کہ ای میرے پیغمبر نامرسل تم آگاہ ہو
کہ یہ امر مجھکو ابھی ابھی ظاہر ہوا ہی خدائی کے زور سے پس یہ کہکر جو کہ آفتاب جادو نے کہا تھا اُس سے
سب کو آگاہ کیا اور کہا کہ جو بد اطوار کو نہ روکنا آنے دینا افریق نے اُسیوقت حکم بر جبیس سے آگاہ کیا
براوی نے بیان کیا ہو کہ یہاں تو یہ بند و بست ہوا اُدھر وہ جو بد اطوار کرکے داخل شہر ہوا اور
قلعے میں آیا در گنبد پر پہونچا دربگہ سالار سے کہا کہ میری خبر کردو پیغمبر خدا اونکو کہ ایک جو بد اطوار
طلو مار شاہ کے پاس سے عرضی لیکر آیا ہی دربگہ سالار نے کہا کہ تمہارے آنیکی یہاں خبر ہو چکی ہو تم
جاؤ برابر چلے جاؤ کوئی نہ روکے گا کوئی خبر کرنے کی ضرورت نہیں ہی حکم ہو چکا ہی کہ جو بد اطوار جو آئے
تو آنے دینا وہ ہمارا بندۂ خاص ہی اور خاص بندوں کے پاس سے آیا ہی پس وہ جو بد اطوار سب درجے
طی کرکے اُس مقام پر پہونچا کہ جہاں حجاب قدرت حائل ہی اور سوا ے خوشخوار و افریق و دیگر شاہان
کے جو کہ مقربین ہیں کوئی نہیں ہی اُسنے جاکر پہلے حجاب قدرت کی طرف جھک کر سجدہ کیا اُسکے بعد سب کو
سلام کیا بعد سلام کرنے کے وہ عرضی اور نامہ نکالکر خوشخوار کے روبرو پیش کیا طلو مار وغیرہ کا پیام پہنچا
کیا پس خوشخوار شاہ نے اٹھکر قریب حجاب جاکر عرض کیا کہ خداوند کو علم خدائی سے معلوم ہوگا مگر یہ
حقیر عرض کرتا ہی کہ ایک عرضی طلو مار شاہ کی مع نامہ ارزنگ آئی ہی اُسکے بابت قدرت کا کیا حکم ہوتا ہی
آواز آئی پہلے عرضی تم خود پڑھو اُسکے بعد افریق نامہ ارزنگ کا پڑھے اور دبیر کو طلب کرلو کہ ہم
اُسیوقت جواب عرضی و نامہ دونوں تحریر کرادیں کہ ارزنگ کا نامہ بر وہاں موجود ہی پس وہ نامہ
کا جواب لیکر ارزنگ کے پاس جاے کیونکہ وہ بھی جواب کا منتظر ہی پس خوشخوار شاہ نے نامہ
افریق شاہ کو دیا خود عرضی کو کھولکر پڑھا جب عرضی خوشخوار شاہ پڑھ چکا بر جبیس نے سنی افریق
سے کہا کہ تم نامہ پڑھو افریق نے نامہ پڑھا جب نامہ پڑھ چکا بر جبیس مضمون نامہ سن چکا یہاں دبیر
حاضر تھا آواز آئی کہ او دبیر جواب نامہ لکھ دبیر نے فوراً قلم و قرطاس اٹھاکر پہلے تعریف خداوند آفتاب
کی اُسکے بعد تعریف بر جبیس کی پھر سب پیغمبروں کی اور شان و شوکت لشکر کی اور سرداروں کی تحریر
کی کیونکہ بر جبیس نے یہی حکم دیا تھا جب دبیر لکھ چکا اُسوقت صدا آئی کہ یہ لکھ دے پھر یہ جواب جاہلان
باشد خموشی ہی اسکے بعد یہ تحریر کرنا کہ بھلا تو کیا خدائی کریگا اور تیری اصل کیا ہی اور تجھسے بزرگ
کیا تھے اور وہ کیا خدائی کرتے تھے وہ سب ہمارے پیدا کیے بزرگوار خداوند آفتاب کے بندے تھے
اور تو بھی بندہ ہی مگر انکا نائب ہوا ان لوگوں کو بھی اور تجھکو بھی خداوند نے خلق کیا اور تمام
زمین و آسمان وغیرہ کو اُنکے دادا نے دیا پر آکر سرتابی اور سرکشی کی اور خدائی کا دعوی کیا پس
ہمارے پیدا کیے ایک فرقہ ایسا خلق کیا کہ جو خدا سے نادیدہ کو مانتا ہی اُنھونے تیرے دادا اور تیرے
تیرے باپ کو پریشان کیا وہ انکے ہاتھ سے پریشان ہوکر بھاگے اور مقام امن تلاش کرتے
تھے مگر کہیں پناہ نہ ملی آخر کو یکے بعد دیگرے انکے ہاتھ سے قتل ہوئے تیری بھی یہی حالت ہوگی
تو انکو کیا غارت کریگا سو اسے ہمارے اور بدرنگ سگ خارشتی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہمسے
سلسلہ قرابت جاری کرنا چاہتا ہی اور پیغمبر خاص کی ہمشیرہ کا خیال دل میں لاتا ہی اب اگر ایسا کلمہ
زبان پر لائیگا تو تیری زبان جلادی جائیگی پس اب کبھی ایسا خیال خام دل میں نہ لانا ورنہ پچھتائیگا
آیندہ تجھکو اختیار ہی یہ جو تو نے تحریر کیا ہی کہ کوئی ساحر تیرا ہمسر نہیں ہی یہ بالکل تیرا خیال خام ہی ہاں بیشک ہی

کہ جیسا عمر کوئی ہوتا ہی ویسا ہی دوسرے کو بھی جانتا ہی جیسا کہ [illegible] کے دادا کا دور نزد معین تھا اسکے سبب سے
اسکی خدائی کی رونق تھی جب اسکو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کیا سب زینت و رونق شکنی اسیطرح
سے زمرد شاہ کی معین دماسہ جادو تھی جو کہ تیرے دادا لقا کا بھائی تھا اسکے سبب سے اسکی خدائی
تھی دماسہ نے لعل بنا دیا تھا کہ جو تاج میں زمرد شاہ کے لگا ہوا تھا کہ جسکی یہ تاثیر تھی کہ جو کوئی دیکھتا تھا
تھا وہ اسکو سجدہ کرتا تھا تو وہ بھی جانتا ہی کہ میرے پاس بھی کوئی چیز اسی قسم سے ہوگی ارے احمق وہ
خدا سے باطل تھے کہ انھوں نے یہ سامان درست کیے تھے میں خدا ہے برحق ہوں مجھکو ان امور کی
ضرورت نہیں ہی کہ کوئی ساحر میرا معین ہو یا کوئی چیز ایسی ہو کہ جسکے سبب سے سب سجدہ کریں یہاں یہی
قدرت ہی کہ سب بصورت دیکھکر سجدہ کرتے ہیں اور یہی نشان خدائی ہی میں مثل تیرے باپ کے خدا
نہیں ہوں اور اسکی معین محمود جادو تھی جو کہ اسپر عاشق ہوئی تھی اس محبت کے سبب سے اسنے خدائی کو
تیرے باپ کی درست کیا تھا مگر وہ بھی اہل اسلام کا کچھ نہ کر سکی تجھکو کچھ خبر بھی ہی تو کیسا خدا ہی کہ کسی حال سے
نہیں واقف ہی کہ تیرا بھی ایک ساحر معین ہی یعنی السلم بن نوریج اور اسکا استاد انھیں کے سبب سے
تو نے دعوی خدائی کا کیا ہی مگر کیسے غافل ہیں کہ کچھ خبر نہیں یہ شان خدائی ہی کہ دنیا کے حال سے آگاہ نہو
بلکہ یہ شان خدائی ہی کہ جو دنیا پر گذرے اس حال سے خدا واقف ہو جیسا کہ میں ہوں کہ تو نے شاہ دو
دو حملہ کا قصد کیا میں خبردار ہوگیا میں نے بندوبست کر لیا تیرے آنے سے قبل میں نے لشکر تیرے
مقابلہ کے لیے بیرون شہر روانہ کر دیا تو نے نامہ طوہار شاہ کو لکھا مجھکو خبر ہوگئی طوہار شاہ نے
تیرا نامہ اور اپنی عرضی میری خدمت میں روانہ کی جو چیلہ [illegible] کے ہاتھ مجھکو خبر ہوگئی تجھکو کسی امر کی خبر نہیں
ہی کہ دنیا پر کیا گذرا اور کیا گذرتا ہی اور کیا گذریگا اگر تو خدا ہی تو بھلا جو حال ماضی ہوا اور جو زمانہ موجود
میں گذرتا ہو اور جو آیندہ گذریگا بیان تو کر دے جب تجھکو اپنے خاندان کی حالت نہیں معلوم ہی
یہ نہیں معلوم ہی کہ میری پشت کے پیچھے کیا گذرتا ہی تو [illegible] کریگا یہ قدرت تجھمیں ہی اور سب
حال گذشتہ و موجودہ اور آیندہ سے نہیں [illegible] ارے نادان تو کس خواب غفلت میں ہی اور
کسنے تجھکو یہ صلاح دی ہی کہ تو دعوی خدائی کر [illegible] میں ایسا سمجھے خیر یہ تو تو نے نادانی
کی تو کی کہ خدائی کا دعوی کیا مگر یہ کونسی نادانی ہی کہ اتنے بڑے امر کی خواہش کی جو کہ تیری لیاقت کے
موافق نہیں ہی اور نہ تو اس مرتبے کے موافق ہی کہ تیرے ساتھ برتاو کیا جاے ارے نادان تو
بڑا بیوقوف ہی کہ ہم ایسے خدا سے لڑنے آیا ہی اور تو رضا کس کی خواہش کرتا ہی کہاں تجھ ایسا زاغ سیاہ
اور کہاں وہ بلبل گلشن خدائی اگر تو نے ابھی اس امر کی خواہش کی اور تجھکو اس امر کے بارے میں
تحریر کیا یاد رکھنا کہ وہ سزا سخت دونگا کہ تمام عمر نہ بھولیگا ارے نادان پہلے اپنے اس امر کو تو
ثابت کر لے کہ میں خدا ہوں اور اپنے خاندان کی خدائی کو ثابت کرے اور یہ ثابت کر کہ میں زمرد
ثانی کا فرزند ہوں اور لقا کا نبیرہ ہوں کیونکہ چترنگ بن زمرد جو کہ بطن سے محمود جادو کے پیدا ہوا
ہی بعد مر جانے زمرد ثانی کے شداد و شاہ کے ساتھ جب محمود نے عقد کیا ہی اسوقت میں حاملہ تھی پس بعد
زمانہ حمل کے لڑکا پیدا ہوا کہ جسکا نام چترنگ رکھا گیا شداد نے اپنا لڑکا مشہور کیا تھا عالم جوانی پایا
اسکو بسبب طعنہ زنی لوگوں کے خیال ہوا کہ میرا باپ شداد تھا یا کوئی اور اسنے اپنی ماں سے پوچھا تب اسنے سب حال بتا
کیا جب اسکو معلوم ہوا اپنی ماں سے کہ زمرد ثانی جو کہ خدا تھا میں اسکا فرزند ہوں سمجھا کہ باپ اور دادا
خدا تھے اس جہات سے چترنگ کو فکر ہوئی کہ میں دعوی خدائی کروں رات دن اسی فکر میں غرق

جان مع کل لشکر کے برباد ہوگی لیس یہی جواب نامہ ہی اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو اچھا رہیگا یہ خیال
اپنے دل سے دور کر کہ مین تیرے ساتھ ملکہ قمر پاسکینن کی شادی کرون یا تجھکو اپنی بالون [illegible]
خدا ہون یہ دونون امر غیر ممکن ہین اگر تو میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو خراب ہوگا لیس اگر تو یہ میرے کہنے کو
یقین کر لیگا اور مجھسے نہ مقابلہ کریگا اور خاموش واپس جائیگا تو مین بھی تجھسے کوئی غرض نہ رکھونگا تو جا
اور تیر رنگ اپنے باہم سمجھ لینا مجھکو تمھارے باہم کے فساد سے کوئی مطلب نہین ہی تم جانو اور وہ
جانے مجھکو کوئی سروکار نہین ہی اگر اسکے خلاف کروگے تو مین ایک حملے مین تمکو غارت کرونگا اور یہ
جو تمنے تحریر کیا کہ میرے خوف سے تم خود میرے مقابلہ نہین آئے مین ایسا ویسا خدا نہین ہون مثل
تمھارے باپ دادا کے ہون کہ ادنی و اعلی کے مقابلے کو آؤن جبکہ میرے بندے موجود ہین جو کہ
تجھسے مرتبہ مین زیادہ ہین وہ موجود ہین تجھ ایسے لوگ ان کے مقابلے کو تو پھر مین کیون مقابلے کو
آؤن شان ہی میری کہ مین تیرے خوف سے کہ جو کہ کچھ حقیقت نہین رکھتا ہی قلعے سے باہر آؤن جبکہ میرے
بندے تیرے لیے کافی ہین تو پھر کیا ضرور رہتا ہی یا کہ مین نے اپنے اُن بندون کو بھی روانہ کیا ہی کہ
جو کہ صاحب مرتبہ ہین یہ لوگ جو کہ تیرے مقابلے کو آئے ہین یہ بھی کوئی حقیقت نہین رکھتے ہین تمنے
مجھکو ایسا خیال کیا کہ جیسے کوئی مرتبہ مثل ادنی غلامون کے ہوتا ہی لیس اپنی لیاقت کی طرف خیال کرکے
واپس جا اگر کچھ ہوس ہی اور دل مین حوصلہ ہی تو طبل جنگ بجوا کر مقابلہ کر دیکھ کیا ہوتا ہی مین نے بہت
کچھ لکھا ہی کہانتک لکھون اب تجھکو اپنے فعل اختیار ہی کہ مین یہ جانتا ہون کہ تو میرے کہنے پر عمل
نہ کریگا تجھکو نصیحت کرنا گویا اپنی بات کو رائیگان کرنا ہی خیر مین خدا تھا مجھکو زیبا تھا کہ مین بندون کو
نصیحت کرون لیس مین بھی تیرے اسی شعر پر اپنے نامے کو تمام کرتا ہون جو کہ تو نے اپنے نامے
کے آخر مین لکھا ہی شعر مسند آنچہ حق بود گفتم تمام شد تو دانی دگر بعد ازین والسلام [illegible]
دبیر نے بموجب حکم اسکو ملفوف کیا اور یہی کہا کہانتک ملکہ مہ جبین نے بہت کچھ کلمات [illegible]
تحریر کرائے تھے اُس مین نامہ طولانی ہوگیا یہان اختصار کا خیال ہی لیس جب نامہ ملفوف ہو چکا
افریقی نے عرض کیا کہ نامہ تیار ہو گیا حکم ہوا کہ ہماری طرف سے ایک حکمنامہ بنام طلومار شاہ وغیرہ
تحریر کرو اسکا یہ مضمون ہو کہ اگر امیر رنگ طبل جنگ بجوائے تو تم بھی طبل جنگ بجوانا اور رو برو [illegible]
صف آرا ہونا یہان سے تمھاری کمک بھیجی جائیگی تم کوئی عذر نہ کرنا لیس یہ حکمنامہ بھی دبیر نے تیار کیا
جب دونون کاغذ تیار ہو چکے مہ جبین نے حکم دیا کہ اُسی چوبدار کو دو کہ وہ لیجائے اور طلومار شاہ
کو دیدینا کہ وہ امیر رنگ کے پاس بھیجدین لیس [illegible] نے جو مہ جبین نے حکم دیا اسکے موافق
عمل کیا اُس چوبدار کو دیا وہ چوبدار سجدہ کر کے اور سب کو سلام دونون کاغذ لیکر زیر گنبد آیا اور
قلعے سے باہر نکلکر شہر مین آیا اور شہر کو طی کر کے لشکر مین پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا یہان قندھار
آہنہ پوش بیٹھا ہوا تھا انتظار جواب مین طلومار شاہ وغیرہ کا دربار آراستہ تھا کہ اُس چوبدار نے
دونون لفافے طلومار شاہ کو دیے طلومار شاہ وغیرہ نے آنکھون سے لگائے [illegible]
اُسکے بعد اپنا نام جس لفافہ پر لکھا تھا اُسکو چاک کیا اور پڑھا اُسمین یہی تحریر تھا کہ یہ دوسرا لفافہ قندھار
کو دینا کہ جو کہ اسکے جواب کا منتظر ہو تمھاری بارگاہ مین بیٹھا ہی اور امیر رنگ کا نامہ [illegible]
پس طلومار شاہ نے وہ لفافہ قندھار کو دیا اور کہا کہ لیجا کہ یہ جواب ہی امیر رنگ کے نامہ کا بس قندھار
اُس لفافہ کو لیکر کرسی پر سے اٹھا اور سب کو سلام کر کے باہر بارگاہ سے آیا اپنے مرکب پر سوار ہو کر

اس لشکر سے نکلکر داخل لشکر ہوا اور اپنے لشکر میں پہونچکر بارگاہ میں آیا یہاں ارزنگ جواب نامہ کا
منتظر دربار میں بیٹھا ہوا تھا سب حاضر دربار تھے کہ قنطار آکر پہونچا اور زرہ و بر رخت سے یاتختگان
نے کہا کہ واقعہ بیان کر قنطار نے اپنا جانا دربار میں اور طوبار کو نامہ دینا اور اسکا عرض لکھکر اس
نامے کے ہمراہ روانہ کرنا اور وہان سے جواب کا آنا لیکن یہ جو قنطار نے بیان کیا ارزنگ نے کہا کہ
لاؤ وہ لفافہ کہاں ہی پس قنطار نے لفافہ دیا اور خود سلام کرکے اپنے مقام پر آکر بیٹھا ارزنگ نے
دبیر سے کہا کہ اس لفافہ کو چاک کرکے پڑھو پس دبیر نے لفافہ کو چاک کیا نامہ پڑھنا شروع کیا اول تو
تعریف برجیس اور خداوند آفتاب کی تحریر تھی اور سرنامہ نقی لقا و زمرد شاہ ثانی و ارزنگ کی یہ تحریر دیکھکر
اور سنکر ارزنگ بہت برہم ہوا چہرہ اسکا لعل ہو گیا ارزنگ نے دبیر سے کہا کہ اس مہمل تحریر کو چھوڑ
اصل مطلب کو پڑھو پس دبیر نے عرض کیا کہ یہ سب تحریر تمام ہو گئی ہی یہاں سے مطلب شروع ہی پس اسنے
مطلب پڑھنا شروع کیا تمام نامہ پڑھا ارزنگ کا یہ حال تھا کہ مثل مار سر و دم بریدہ کے پیچ و تاب
کھا رہا تھا اور بار بار موچھوں کو تاؤ دیتا تھا منھ سے کف جاری تھا غیض و غضب طاری تھا مثل بید
مجنون کے کانپ رہا تھا مثل ماہی کے تن پر بال کھڑے ہو گئے تھے ہر موے بدن ارزنگ کا
فریادی تھا ہی سے استفادہ تھا کہ وہیں جل لاکیا جبتک نامہ پڑھا گیا جب نامہ ختم ہو چکا اسوقت ارزنگ نے
کہا کہ ای ستمگان اسنے بہت سخت کلمے تحریر کیے ہیں اور کیا واہیات کلمات تحریر کیے ہیں کہ کوئی ادنی کو
بھی نہ تحریر کریگا اور یہ جو اسنے لکھا ہی کہ ارزنگ کو زمرد شاہ ثانی کا فرزند ہو بالکل غلط ہو کوئی میرے
باپ کی نہ وجہ جھوٹ تھا وہ نہ تھی کہ جسکے بطن سے ارزنگ پیدا ہوا ہو وہ بالکل جھوٹا ہی اور رخش اسکا
دعوی غلط ہی جب وہ یہاں آئیگا تو اسکو جواب دیا جائیگا اور وہ اپنے کیے کی سزا پائیگا وہ نہ معلوم
اپنے دل میں سمجھا کیا ہی اول تو یہ امر بالکل غلط ہی گویا اسنے اپنی شان دکھائی ہی کہ ہم ایسے خدا ہیں
کہ حالات گذشتہ و آیندہ و موجودہ سے واقف ہیں پس اسکے اس نامہ کا یہ جواب ہی کہ طبل جنگ بجواو
برجیس بدون اسکے نہ مانیگا اسکی شامت ہی آئی ہی خیر دیکھا جائیگا مجھکو بھی دیکھنا ہی کہ برجیس کیونکر
مجھسے مقابلہ کرتا ہی اور مجھکو شکست دیتا ہی یقین کر لو کہ ہمارا لشکر اسکے لشکر کو بھگا دیگا یاتختگان نے کہا کہ
آپکا بہت درست خیال ہی پس ارزنگ نے کہا کہ ابھی طبل جنگ بجے دیر نہ ہو یہ جو حکم ارزنگ نے
دیا اسیوقت سب چوب حکم ارزنگ کوس حربی پر چوب پڑی صدا سے نقارہ گونجی تمام لشکر میں غل پڑا
ہلکیا زمین کانپ گئی لشکر کو معلوم ہوا کہ کل صبح کو لشکر حریف سے مقابلہ ہوگا حکم تو اخست طبل جنگ دیکر
ارزنگ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر دربار سے اٹھکر آئے سامان جنگ
کرنے لگے لشکر میں درستی آلات حرب و ضرب ہونے لگی سب اہل لشکر یہاں سامان جنگ کرنے
لگے ادھر لشکر برجیس میں طوبار شاہ وغیرہ کا دربار آراستہ ہی ابھی تک طوبار شاہ بارگاہ میں
بیٹھا ہی کہ اسکے کان میں صدا سے طبل آئی طوبار شاہ نے سرشار شاہ سے کہا کہ بھائی ارزنگ نے
طبل جنگ بجوایا ہی معلوم ہوتا ہی خداوند نے بہت سخت جواب دیا ہی پس اسنے برہم ہو کر طبل جنگ بجوادیا
کوئی جا کر خبر تو لاسے پس ہرکارے یہ حکم پا کر چلے تھے کہ وہ ہرکارے جو کہ لشکر ارزنگ میں موجود تھے
صدا سے طبل جنگ سنکے اور خبر تو اخست طبل لیکر اپنے لشکر میں آئے اور داخل بارگاہ ہو کر مجرا گاہ پر سے
مجرا کرکے یون دعا دی کہ درگاہ خداوندی میں آپکا بڑا مرتبہ ہو ہمیشہ خداوند آفتاب و نائب خداوند
ولیعہد خداوندی برجیس کا آپکے سروں پہ ہمیشہ سایہ رہے اور آپکے اوپر نظر عنایت رہے

آپکی ترقی عمر مدید بہ دعا و بکر عرض کیا کہ بعد پڑھنے جواب نامہ کے ارژنگ نے طبل جنگ کا حکم دیا ہے اور دربار
برخاست کرکے چلا گیا بموجب حکم ارژنگ اُسکے لشکر مین نقارۂ رزمی بجا ہے سامان جنگ ہو رہا ہے اُسکا یہ
قصد ہے کہ کل غلامان خداوند سے نکلا کر میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوکر مقابلہ کرے باقی خیر بہتر ہے جو
ہرکارون نے کہا طلوع بادشاہ نے سرشار شاہ کی طرف دیکھا اور کہا کیون میرا خیال کیسا درست نکلا کہ
ارژنگ نے طبل جنگ بجوایا ہے دیکھو وہی ہرکارون نے آکر خبر دی پس یہ کہکر طلوع بادشاہ نے حکم دیا کہ
ہمارے لشکر مین بھی بفضل و بتائید خداوند آفتاب زرہ جبین کے طبل جنگ بجے اور ہمارے لشکر مین بھی
سامان جنگ ہو ہم کل نکلکر میدان جنگ مین ارژنگ سے مقابلہ کرینگے اور اُسکو اسکی سزا دینگے یہ
جو اُسنے خداوند کی عدول حکمی کی اس سبب سے طبل جنگ بجوایا ہے یہ حکم طلوع بادشاہ نے دیا اُسیوقت لشکر
طلوع مین بھی طبل جنگ پر چوب پڑی صداے نقارۂ حربی و کوس رزمی فضاے صحرا مین گونجی اہل لشکر کو معلوم
ہوا کہ صبح کو لشکر ارژنگ سے مقابلہ ہوگا اُسیوقت سے لشکر مین سامان جنگ و تیاری رزم ہونے لگی طلوع ماہ
وغیرہ بھی دربار برخاست کرکے اپنے اپنے خیمے مین گئے پس دونون لشکرون مین سامان جنگ ہو رہا تھا
کسی مقام پر دونون طرف ہزارون بلکہ لاکھون سوار و پیدل بیٹھے ہوے تلوارون کو صیقل کر رہے تھے
چرخ پر چڑھا رہے تھے کہ جسکے سبب سے عقل چرخ پیر کی چرخ مین آ رہی تھی کسی مقام پر لاکھون سوار و پیدل
اپنے خنجرونکو درست کر رہے تھے زرہون کو درست کر رہے تھے خود و موزے و دستانین صاف کر رہے
تھے سپرین درست کر رہے تھے کمانین جو خانہ خورنہ کر گئین تھین اُنکو سینک سانک کر درست کیا ترکش سے
تیر نکالے جو کہ عمدہ عمدہ تھے اُنکو ترکش مین رکھا اور برے برے پھینکدیے اسی طور سے دونون لشکرونمین
سرداران و پہلوان و افسر اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کو اپنے اپنے خیمے مین بیٹھے ہوے درست کر رہے تھے
باجے جنگی بج رہے تھے چاوش پکارتے پھرتے تھے کہ اے جوانون کل روز جنگ ہے جو کہ بہادر ہین اُنکے
لیے عید ہے جو کہ بزدل ہین اُنکے لیے بڑی خرابی ہے اے جوانون خوش ہو کہ کل عروس مرگ سے وصل حاصل ہوگا
معشوق اجل آکر گلے سے ملیگا یہ چاوش پکار رہے تھے جوانون کے دل بڑھا رہے تھے پس راوی نے
کہا کہ وہ دن اسی سامان مین تمام ہوا شاہ خاور نے سلطان مغرب سے شکست کھائی سپاہ ظلمت نے لشکر
نور پر ظفر پائی یعنی شب آئی شاہ انجم نے تخت نیلی پر مع اپنے مصاحبان انجم و وزیران سلطنت جلوس کیا اور
شاہ خاور زر کو قید خانہ مشرق شب مین قید کیا وہ آفتاب کا زرد رو ہوکر طرف مغرب کے روانہ ہونا
وہ جا بجا دھوپ کی شعاع وہ شفق کا آسمان پر پھولنا وہ مشرق کی طرف سے سیاہی شب کا پھیلنا غنچون کا
مسکرا مسکرا کر نسیم کے جھونکون سے باغون مین کھلنا طایرون کا ہنگام شام و غروب آفتاب طرف اپنے
آشیانون کے پرواز کرکے واسطے بسیرے کے جانا چرندون کا طرف اپنے آشیانون کے و درندونکا
طرف اپنے آشیانون کے ایسی فکر تھی بسبب رات ہوجانے کے کہ ہرن شیر کے برابر سے نکلتا تھا وہ کچھ
تعرض نہ کرتا تھا باز کے پہلو سے کبوتر نوبت بانیجا رسید کہ آفتاب غروب ہوگیا شام ہوگئی تاریکی شب پھیلگئی
ظلمت شب نے اپنا عمل کیا ہر طرف چراغ روشن ہوے دونون طرف لشکرون مین گھنٹے و ناقوس بجنے
لگے دونون لشکرون مین صداے جے جے پکار رہی جانے لگی لشکر طلوع بادشاہ مین یا آفتاب یا زرہ جبین کی جے
تھی اور لشکر ارژنگ مین یا لقا یا زمرد قبا یا ارژنگ کی جے تھی ہر ایک پوجا پاٹ کر رہا تھا مین جب
پہر رات آئی تو دونون لشکرون مین لوگون نے پوجا پاٹ سے فراغت پائی طلایہ پھرنے لگا اہل طلایہ نے
مشعلین روشن کین اور طلایہ کے لوگ صداے حاضر باش و ناظر باش و صداے ہوشیار باش بلند کرنے لگے

سرداران ہردو لشکر و اہل لشکر سامان جنگ مین مصروف تھے کوئی مارے خوشی کے مسند پانتا تھا عروس مرگ
مین وہ شب بسر کی ہر ایک کو خوشی تھی کہ کل صبح کو عروس مرگ سے ہمکنار ہونگے معشوقہ اجل ہمارے گلے کا ہار
ہوگی کسیکو یہ تصور ہے کہ دیکھیے کل کون کھیت رہتا ہے اور کسکے قدم ہٹ جاتے ہین کون ثابت قدم رہتا ہے بڑے
بڑے لوگون سے مقابلہ ہے وہ بھی کم نہین ہے کوئی کہتا ہے کہ دیکھیے کل کون آب شمشیر کے گھاٹ اترتا ہے کسکی
کشتی عمر دریاے اجل کے پار ہوتی ہے کون کون غریق بحر فنا ہوتا ہے اور کون کون ساحل فنا کے کنارے
اترتا ہے کون کھاتا ہے زخم اپنے تن نازک پر کھاتا ہے کسکے بدن پر بدصیان گل زخم کی کھلتی ہین کوئی گرز گران
سرکو تولکر کہتا تھا کہ کل ایک ضرب گرز مین اپنے حریف کو پیوند زمین کرونگا کوئی سیف کو ہلا کر کہتا تھا کہ یون وار
کرونگا کہ ایک ہاتھ مین سر حریف کا خاک پر غلطان نظر آئیگا کوئی نیزے کو تکان دیکر اپنے خیال سے ہوا مین
کہتا تھا کہ یون حریف کو پشت مرکب پر سے اٹھا کر زمین پر دے مارونگا کہ اسکے استخوان سرمہ سا ہو جائینگے
سپر کو ہتوا سے ہوے خیال کر رہا تھا کہ یون حریف کی ضرب کو روکونگا بعض کے روبرو تصویر جنگ
پھر رہی تھی کشتون کے انبار نظر آتے تھے بسمل لوٹ رہے تھے خاک پر زخمی کراہ رہے تھے بعض باہم
بیٹھے ہوے باتین کر رہے تھے کہ صبح کو میدان جنگ مین حریف سے مقابلہ ہے آؤ بھائی ہم تم گلے ملین معلوم
پھر یہ دن نصیب ہون یا نہ ہون کون زندہ رہے اور کون نہ رہے باہم ملکر بیٹھ لین باتین کرلین کیون
بھائی دیکھیے کل کون ثابت قدم رہتا ہے اور کون حریف کی ضرب کو پھیکر روکتا ہے کل بہت بڑا معرکہ پڑیگا
ہمارا روسکا کیسیت ہوگا خداوند آفتاب آبرو رکھ لین لشکر ارزنگ کے پہلوان کہتے تھے خداوند ارزنگ
آبرو رکھ لین ہر ایک لشکر کے لوگ اپنے خدا سے دعا کر رہے تھے بہادرون مین یہ تقریر تھی اور سامان
جنگ کی فکر تھی اور بہادری کا ذکر تھا بار بار خیمون سے اور بسترون پر سے اٹھ اٹھکر میدان مین آ آکر
کھڑے ہوتے تھے اور آسمان کی طرف دیکھتے تھے کہ آثار سحر نمایان ہوے و امنون کو تھام کر کے
دیکھتے تھے کہ نسیم سحری چلنے لگی جب کچھ آثار نہ پاتے تھے پھر خیمون مین جا کر اپنے مقام پر بیٹھکر باتین کرنے
لگتے تھے جو کہ بزدل تھے انکا یہ حال تھا کہ جب سے انھون نے صداے طبل سنی تھی کسیکو تو دست سم
دہشت آنے لگے تھے کسیکو تپ لرزہ آگئی تھی لحاف پر لحاف اوڑھکر پڑا ہوا تھا اگر کسی بہادر نے آکر کہا
کہ بھائی کل میدان جنگ مین مقابلہ ہے تمکو کیا کہتے ہو جواب دیا کہ بھائی ہم کیا بتائین ہمے تو سیاہ لرزہ تپ
سے مقابلہ ہو رہا ہے اسنے آکر ہمکو گھیر لیا ہے اسکے مقابلے سے فرصت ہوئی تو ضرور میدان مین جاکے
مقابلہ کرینگے ورنہ مجبور ہین دیکھو کس شدت سے تپ آئی ہے کہ تمام بدن جلا جاتا ہے انھون نے جواب دیا
کہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ تم اچھے تھے طبل جنگ کا بجنا تھا کہ تمکو تپ آگئی معلوم ہوا کہ تجھ سے بزدل ہو اس
خوف سے تپ آئی کہ کل دیکھیے کیا ہوتا ہے یا تمنے فقرہ کیا اسنے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا بس بہادر ایک
آپہی ہین اور سب بودے ہین فقرہ کرنے سے کیا حاصل مرض کو آتے کچھ دیر لگتی ہے یہ بہادر سنکے چلا آیا
کسی نے دستون کی شکایت کی کوئی در اصل بیمار بنا بیٹھا تھا جو کوئی مزاج پرسی کو آیا کہدیا کہ درد سر ہو یا تپ
آگئی ہے یا اسہال سے اس حال کو پہونچے ہین کہ پلنگ پر سے اٹھنا دشوار ہے کسی نے اپنے خادم سے کہا
کہ ہمارا اسپ نصف شب کو کسکر حاضر کرنا ہم اپنے مکان کو جائینگے اسنے کہا کہ آقا صبح کو مقابلہ ہے برسون نمک
کھایا ہے اور آپ مکان تشریف لیے جاتے ہین لوگ آپکی تشنیع کرینگے یہ کون حرکت ہے اسکو یہ جواب کیمکر
جواب دیا کہ کچھ پروا نہین ہے ہمنے کوئی جان دینے کے لیے ملازمت نہین کی تھی صرف بسر اوقات کیلیے
کہ اپنی اولاد کی پرورش کرین بھائی ابھی تو شادی ہوئی ہے اگر ہم کل حریف کے ہاتھ سے مارے گئے

گئے تو

تو وہ رانڈ ہو جائیگی کیونکہ اُسکا رنڈاپا کٹے گا کیونکہ نہ اُسکے ماں ہے نہ باپ صرف ہمارا سہارا ہے اور دوسرے جوان
ہے لوگ بد نگاہ سے دیکھیں گے ہم ایسی نوکری سے باز آئے کہ اپنی جان جائے ناموس تباہ ہو اگر ہم زندہ ہیں
تو اور کسی مقام پر نوکری کر لینگے میاں آپ زندہ جہان زندہ ہم آپ مردہ جہان مردہ ہم اسوقت کے طعنہ
اُٹھانا اچھا اُس سے کہ سب تباہ ہوں اُسنے کہا کہ یہ کیونکر آپکو یقین ہوا کہ مارے ہی جائیے گا جو ایسا
کہ میدان جنگ میں سوائے نیزہ و تلوار و گرز کے اور صورت کے کیا ہے کوئی لڈو پیڑے تقسیم ہوتے
ہیں اگر تمکو اس امر کا یقین ہے تو یہ وردی اور ہتھیار موجود ہیں تم یہیں لو اور میرے مرکب پر سوار ہو کر
میدان میں جانا میں تمہارے مقام پر تمہارا لباس پہنکر کام کرونگا مگر میدان جنگ میں نہ جاؤنگا
اُسنے جواب دیا کہ کیا خوب واہ رے وہ تو آپ پائیں مزے آپ کریں نام آپکا اور اگر مارے جائیں تو ہم
ہماری اولاد تباہ ہو ہمکو کیا حاصل بعد میرے پھر یہ تو ہوئیگا کہ اپنی تنخواہ میں سے کوئی روپیہ
مہینہ میری زوجہ کا یا اولاد کا مقرر کر دیجیے ایک مرتبہ ہنسکر جواب دیا کہ یہی خیال تو ہمکو بھی ہے کہ کوئی
ایسا نہیں ہے کہ اگر مر جائیں تو نصف تنخواہ جو کہ ہم اسوقت پاتے ہیں اُنھیں سے ہمارے ورثا پر کردے
پس ایسے میں کیا ضرور ہے کہ خواہ مخواہ اپنی جان دیں بادشاہوں کے تو یہ جھگڑے ہیں کہ ذرا سی
زمین پر لڑتے بیٹھے ہیں آپ تو بیٹھے ہوئے ہیں کسی پر عاشق ہوئے اُس سے طلب کیا اُسنے انکار کیا اُسپر
لشکر کشی کر کے چلے یہ بھی کوئی بات ہے اُسکو اپنی اولاد اپنی بہن کا اختیار رہی نہیں آپکے ساتھ شادی کرنا
اگر آپ ہوش پر سے اُتر کر آ بیٹھے ہیں تو وہ بیچارہ کے ساتھ شادی کرتا ہے آپکے ساتھ نہیں کرتا ہے کوئی
زبردستی ہے اُسنے کہا کہ یہ تو نمک حرامی آپ کی ہے کہ ایسے وقت میں یوں نکلے جاتے ہیں جبتک مفت کا
ملا کھایا اب جو اُسکے ادا کرنے کا وقت آیا تو بھاگ نکلے اُنھوں نے برہم ہو کر جواب دیا کہ تو بڑا چرب
زبان ہے اب جو کچھ منہ سے کہا ایک ہاتھ تلوار کا ماروں گا کہ سر تن سے اُتر جائیگا اُسنے ہنسکر جواب دیا
کہ صرف منہ سے اور ابھی سے کہ خوف سے تو آپ بھاگے جاتے ہیں اور پھر اُسیکا نام لیتے ہیں دیکھیے
ایسا نہ ہو کہ کوئی سن لے تو بڑی خرابی ہو اگر آپ ایسے بہادر ہوتے تو حریف پر تلوار کھینچتے تاکہ کچھ حال
معلوم تو ہوتا دو دو ہاتھ چلتے اور اگر ایسے شمشیر زن ہوتے تو کیوں اوس آدھی رات کو بھاگنے کا قصد
کرتے میں نے جو نصیحت کی مجھکو بے دست و پا پا کر یہ فرماتے ہو کہ ایک ہاتھ میں سر تن سے اُتر جائیگا کیا خوب
سچ کسی نے کہا ہے کہ گانڈو ہاتھی اپنی فوج کو مارتا ہے یہ جو چاکر نے کہا اُنکو بہت غصہ آیا اور یہ کہا کہ چلا جا ورنہ
تیری قضا آئی ہے وہ ہنستا ہوا چلا گیا اور مرکب تیار کر کے لایا اور رکھا اُس لادنے کا کچھ بھی لیں اُنھوں
نے اُسپر اسباب بار کیا اور مرکب پر خود سوار ہوئے ابھی تاریکی شب میں نکل گئے ایسی طور سے سیکڑوں
سوار و پیادہ دونوں لشکروں کے جو کہ بزدل بہت تھے نکل گئے اور جو کہ کچھ دل رکھتے تھے کوئی بیماری کا اور کوئی
دشمنوں کا بہانہ کر کے پڑ رہا اور اپنے کو میدان جنگ کے جانے سے بچا لیا دونوں لشکروں کے
بزدلوں کا یہ حال اور بہادروں کا وہ حال ہے کہ جو کہ تحریر ہو چکا ہے کہ خوشی خوشی ہیں اور رات کو کسی طرح
سے بسر کر رہے ہیں تاہم سیکڑوں بزدل لشکر اورنگ سے اور رعد بادشاہ سے نکلے مگر لشکر اورنگ
سے بہت نکل گئے نوبت یہانتک پہنچی کہ شہنشاہ انجم نے شاہ خاور سے شکست کھائی شاہ انجم مع انجم سپاہ
انجم کے میدان فلکی پر سے گریزاں ہوا اور عمل خسرو خاور کا ہوا سپاہ ظلمت نے پہلوان روز سے و نوبت
شکست کھا کر گریز کیا طرف مغرب کے یعنی سیاہ نور کا عمل دنیا میں ہوا آثار سحر فلک سے نمایاں ہوئے خروس
فلکی نے صدائے آواز بلند کی صفت انجم و رہم ... ہم ہوئی نسیم سحری کے چلنے سے آنے لگی اور ...

یہ معلوم ہوتا تھا کہ نور کے فوارے چھوٹ رہے ہیں بس دونوں لشکروں میں گھنٹے و ناقوس بجنے لگے بادشاہ اور نمرہ آفتاب و برجیس وہ ارژنگ کی صدا آنے لگی وردی صبح کی بجی سب اپنے اپنے بستر سے اٹھے پوجا پاٹ میں مصروف ہوئے ادھر نور سحر جو پھیلا اور گلہائے خودرو جو صحرا میں کھلے انکی خوشبو جو پھیلی تمام صحرا مہک گیا وہ صبح کے وقت طائران خوش الحان کا درختوں پر بیٹھکر زمزمہ سنجی کرنا اور آشیانوں سے اڑ اڑ کے ہوائے فکر نوت لاہوت جانا باد صبا کا اشجار گلہائے رنگا رنگ سے ملکر چلنا درختوں کا بسبب ہوا کے متحرک ہونا آفتاب کا نکلنا اسکی شعاع کا صحرا میں پھیلنا برگ ہائے شجر پر پڑنا انکا مثل زمرد کے چمکنا باغ عالم کا عجب سماں تھا وہ صحرا عجب ہرا بھرا تھا سبزہ کوسوں تک ہرا بھرا لہلہاتا تھا اسپر جو اوس کے قطرے پڑے ہوئے تھے وہ در غلطان معلوم ہوتے تھے بلبلیں خوش بیٹھی تھیں کیا کیا زمزمہ کر رہی تھیں طاؤس رقص کر رہے تھے اور خوش ہوکر پکار اٹھتے تھے بموجب اشعار شہاب

بوئے گیسوئے گلعذار آئی — تختۂ گل جھومتے ہیں مستانہ
سبز پتوں میں گل جھلکتے ہیں — جیسے جگنو کہیں چمکتے ہیں
فرش مخمل ہے دوب ہے جو ہری — ابر چھایا ہے مینھ برستا ہے
چل رہی ہے نسیم فرحت خیز — آرہی ہے ہوائے عنبر بیز
شاہد گل کا دیکھ کر جوبن — چشم نرگس ہے محو نظارہ
ہر طرف کو سماں بہار کا ہے — اب ہے ذکر وصل یار کا ہے

باغ عالم میں ہے سماں آئی
ایک جا پر ہیں شمع و پروانہ
قہقہے مارتے ہیں کبک دری
ہر طرف اک خوشی کا چرچا ہے
چہچہے کرتے ہیں طیور چمن
ہے طرب زا فزائے ارض و سما
یہ عالم تھا کہ تھا نہ بہشت بریں

تھا وقت صبح جو تھا تو ہر چیز پر جوبن تھا ہوا چل رہی تھی چرندے و پرندے دور دور سے چہچہا رہیوں سے اونچے آشیانوں سے نکل نکلکر صحرا کی ہوا کھا رہے تھے گل آفتاب چمن آسمان پر کھل رہا تھا اسکا عکس جو آب دریا پر پڑتا تھا تو ہر موج معلوم ہوتی تھی کہ طلائی ہے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہزاروں آفتاب پانی سے طلوع ہو رہے ہیں جا بجا دھوپ نکل آئی تھی صحرا کا یہ حال تھا ادھر جب لشکر نے پوجا پاٹ سے فراغت پائی ہر ایک نے کمر کسی مسلح و مکمل ہوکر گھوڑوں پر سوار ہوئے بڑے بڑے غول کے غول طرف بارگاہ کے چلے آدھر سردار بھی اپنے اپنے خیموں سے نکلے اور لشکر کو مسلح و مکمل دیکھکر حکم دیا کہ طرف میدان جنگ کے چلو لیس ہوا و بہیل نفیری کے غٹ رسالے کے رسالے باجے جنگی بجاتے ہوئے علموں کے پھریرے لہراتے ہوئے طرف صحرا کے چلے اسطرف سے آفتاب پرست بھی بڑے جاہ و حشم سے دوسری طرف آئے کہ اتنے عرصے میں ارژنگ اپنی بارگاہ سے نکلا تخت لاکر حاضر کیا سب کا مجرا ہوا ارژنگ تخت پر سوار ہوا خواصی میں سرہنگان بیٹھا داہنی طرف مرکب پر دیلم بن تورج آگے پر ابر قرا سب اور سرداران زبردست بائیں طرف اسلم بن تورج و ساحران زبردست کے پرے سیمتن و بانہ و طاؤس و اژدر پر سوار اور زرسوال ہاتھوں میں چپاتیوں پر نقش لگے ہوئے گلوں میں مار و عقرب پڑے ہوئے شانوں پر بادلہ کی جھولیاں پڑی ہوئی آگے آگے نقیب بولتے ہوئے طرف صحرا کے ارژنگ کا تخت چلا ہوا تھے جو چھو تکیہ آئے تو سب کے دماغ معطر ہوگئے خنکی معلوم ہونے لگی باجے بجنے لگے اس راہ کو طے کرکے ارژنگ میدان جنگ میں پہنچا ایک مرتبہ سلامی کے باجے بجے علموں کو جلوہ دیا گیا تخت ارژنگ قلب سپاہ میں آکر قائم ہوا صف بندی ہونے لگی صف آرا نکلے انھوں نے صفیں درست کیں سم سے سم دم سے دم کنوتی سے کنوتی ملائی رکاب سے رکاب ملی دوش بدوش چار آئینہ بند جوانان پوش کے پرے جمے ابھی صف بندی نہ ہونے پائی تھی کہ ادھر سے آمد لشکر طوبار شاہ کی شروع ہوئی علم طلائی رنگ کے

لہراتے ہوئے عکس آفتاب سے چمکتے ہوئے آکر علمدار کھڑے ہوئے اب لشکر آصف کے غول کے غول اور
غٹ کے غٹ جوق کے جوق دستے کے دستے آکر پہونچے کہ اتنے میں ظلو بار شاہ و سمر شار شاہ مع سرداران
کے نمایاں ہوئے دونوں تخت پر سوار آگے برابر مرکبوں پر قیصور آدمخوار سنتور نیزہ باز حسام شمشیرزن
شبرنگ خود پرست قہار دیوکش اور سرداران زبردست مرکبوں پر سوار تھے آکر پہونچے قلب لشکر میں
دونوں بادشاہوں کا تخت قایم ہوا باجے جنگی بجے علم سلامی ہوئے ادھر بھی صف آرا نکلے صفیں درست
ہونے لگیں صف آرا نے میمنہ و میسرہ و ساقہ و کمینگاہ درست کیا قلب میں تخت قایم ہوا قرماسپ بترتیب
سپہ سالاری ادھر کھڑا تھا ادھر اسکے جواب میں قیصور آدمخوار کھڑا ہوا جب صفیں درست ہو چکیں
اشتو تت تبر دار دونوں طرف سے نکلے انھوں نے جھاڑی جھنڈی لپیٹ و بلند زمین کو ہموار کیا
اور جو درخت کہ حائل نگاہ تھے انکو کاٹکر گرادیا سقّوں نے آبپاشی کرکے گرد و غبار کو بٹھا دیا کہ یکایک
دونوں طرف سے نقیب و کرکیت نکلے نقیبوں نے نقابت شروع کی یوں جوانوں کے دل بڑھانے لگے
اور صدائیں لگانے لگے ای جوانو تکو شمشیر تا جامہ ز تن نہ پوشید ای جوانو آج دن نام کا ہے وہ تلوار
چلے کہ افسانہ رستم و اسفندیار صفحہ ہستی پر سے مثل حرف غلط کے مٹا دے دیکھیں آج کون کون ثابت قدمی
دکھاتا ہے بڑھ بڑھکر حریف کو مارکرتا ہے تم آن نام آوروں کے یادگار ہو کہ جنکے افسانہ بہادری کے ابتک ہر ایک
کی زبان پر جاری ہیں آج اپنے باپ دادا کے نام کو روشن کرو کیونکہ یہی ذکر بہادری دنیا میں باقی رہتا
ہے اور جو بزدلی کرتا ہے اسکا کوئی نام بھی نہیں لیتا ہے خیال کرو کہ اب نہ رستم باقی ہے نہ سام مگر اسکا نام ہر ایک
کی زبان پر ہے آج دن نام آوری کا ہے یہیں وہ کام کرنا کہ جو کہ رستم و سام نے نہ کیا ہو آگے قدم بڑھکر پیچھے
نہ ہٹیں تن پر یوں زخم لگیں کہ جیسے گلہائے خوشبو کے ہار گلوں میں پڑے ہوتے ہیں دولھا بنکر عروس
مرگ سے ہمکنار ہو آج کام تا کہ [illegible] نام کا پیدا کرنا ہے یہ دنیا مقام بے ثبات ہے اس میں کسی کو ثبات نہیں ہے
لازم ہے کہ نام پیدا کرو کرتا کہ اسکے سبب سے سب یاد کریں خیال کرو بڑے بڑے بادشاہان اولو العزم تھے
انکی قبر تک کے نشان مٹ گئے کوئی فاتحہ تک بھی نہیں پڑھتا ہے وہ پھول بھی نہیں چڑھاتا ہے یہاں جو کہ
نیکی و نام آوری پیدا کر گئے ہیں انکو سب یاد کرتے ہیں یہ دنیا وہ مقام ہے کہ کہیں شادی ہے اور کہیں غم
غرض کہ یہاں جو نام پیدا کریگا گویا اسنے لطف زندگی پایا اور وہ دنیا پر آیا ایسی ایسی باتیں جو نقیبوں
نے کہیں صفوں پر سناٹا سا ہو گیا سب ساکت ہوکر رہ گئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب تصویر سے کھنچے ہیں صفوں پر
صف مژگان کے اداسی چھا گئی ادھر کرکیتوں نے کڑکا کہا اور یہ شعر پڑھا شعر جوانو خبردار و ہشیار ہو
سلاحوں سے اپنے خبردار ہو دیگر پیالہ لا دبس عروس موت کو دو طلاق اس زندگی کی سرت کو دیگر
شمشیر رہا زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا نقیبوں نے جو نقابت کی کرکیتوں
نے کڑکا کہا دونوں لشکروں کے بہادروں اور مردانوں کا یہ حال ہوا کہ فرط شجاعت سے ہر ایک سرخ
ہو کے لعل ہو گئے جوش شجاعت میں آکر چہرے قبضے شمشیر کے چومے ہر ایک نے قصد کیا کہ ہر چند کہ
لشکر حریف سے غٹ بھٹ ہو جائیں اور جنگ مغلوبہ ہو جائے کوئی نیزہ ہلانے لگا کوئی تلوار
نکالنے لگا کوئی کمان میں تیر جوڑنے لگا بعضوں نے صفوں سے مرکب بڑھا دیے یہ عالم تھا دونوں
لشکر ونکا نقیب و کرکیت کڑکا کہکر لشکر میں آئے اور زنگ کے لشکر میں تمام علم جلوہ گری پر آئے لگے [illegible]
دونوں لشکروں سے کوئی نہ نکلا تھا کہ یکایک شہر آفتاب نما کی طرف سے [illegible] پیدا ہوئی دونوں لشکر
میں طرف دیکھنے لگے سب نے دیکھا کہ ایک ابر سفید رنگ [illegible] ظاہر ہوا اور اسقدر تیز [illegible]

پلک جھپکانے کی مہلت نہ ہوئی کہ وہ ابر لشکر طوطار شاہ پر محیط ہو گیا اُس ابر سے بادل کی گرج اور برق کی چمک
پیدا تھی جب وہ ابر محیط ہو چکا اور گرج و چمک موقوف ہوئی اُس ابر سے صدا آئی کہ اے طوطار شاہ و شہریار شاہ
خبردار ہو جاؤ اور ہوشیار کوئی خوف نہ کرنا خداوند نے تمہاری کمک کے لیے ابر غضب کو روانہ کیا ہے لشکر
حریف پر عذاب نازل ہو گا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب جواب نامہ لکھکر برجیس روانہ کر چکا تھا اُٹھ کے دربار
برخاست کیا تھا سب اپنے اپنے مقام پر آئے دوسرے دن جب دربار آراستہ ہوا اور برجیس [illegible]
قدرت آکر بیٹھا اُدھر آفتاب جادو نے برجیس سے کہا کہ آج صبح سے میدان جنگ میں دونوں لشکر صف آرا
ہیں پس تم یہاں دربار کرو میں طوطار شاہ کی کمک کو جاتا ہوں سب اہل دربار سے کہو کہ طرف مشرق کے
دیکھیں اور اُنکو خبر دو کہ وہاں بیرون شہر لشکر ارزنگ سے اور ہمارے لشکر سے مقابلہ ہو گا سبکو وہاں کی
حالت نظر آئیگی گویا آنکھ کے روبرو مقابلہ ہو رہا ہے یہ کہکر آفتاب تو اُسیوقت وہاں سے سب سے پوشیدہ
ابر سفید تیار کرکے چلا گیا تھا سحر کیا گیا تھا کہ سب کو اسی مقام پر سے حالت جنگ معلوم ہو یہ ابر سفید جو کہ
لشکر طوطار پر آکر قائم ہوا تھا وہی ابر ہے جسمیں آفتاب جادو بھی نہاں تھا برجیس نے اہل دربار سے کہا
کہ اے خونخوار سب کو آگاہ کرو کہ سب طرف مشرق کے دیکھیں مجھکو علم خدائی سے معلوم ہوا ہے کہ بیرون شہر
دونوں لشکروں میں مقابلہ ہونے والا ہے دونوں لشکر میدان جنگ میں صف آرا ہیں اُنکی سب کو وہاں کی
حالت اسی مقام پر سے نظر آئیگی کیونکہ میں نے وہ حجاب جو کہ حائل نگاہ ہے سب کی نگاہوں پر سے اُٹھا دیے
ہیں خونخوار نے یہ حکم سب کو سنا دیا ہر ایک دریچے سے لوگوں نے طرف مشرق کے دیکھا یہ نظر آیا کہ ایک
طرف طوطار شاہ و شہریار شاہ لشکر جمائے ہوئے کھڑے ہیں اُنکے مقابل ارزنگ کا لشکر صف آرا ہے سب
ارزنگ کی صورت دیکھکر بہت ہنستے اب سب اُسی طرف دیکھ رہے ہیں یہاں کا تو یہ حال ہے اُدھر جب وہ
ابر محیط ہو چکا اور صدا سب کو [illegible] آچکی اُسوقت لشکر ارزنگ سے قندطار آئینہ پوش ارزنگ سے اجازت
لیکر نکلا اور اپنے مرکب کے تنگ کو درست کیا میدان میں آیا پہلے [illegible] کی جب خود بھی غرق عرق
ہو گیا اور مرکب بھی بس برچھے کو زمین پر گاڑ کر اور اپنا دم راست کرنے کو کھڑا ہوا جب دم راست
ہو گیا اور پسینہ بھی خشک ہو گیا مبارز طلب کیا طرف لشکر حریف کے منھ کرکے اور کہا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
میرے مقابلے کو آئے اس طور سے جو مبارز طلب کیا لشکر طوطار شاہ وغیرہ سے زنجبیل سردار خونخوار طوطار شاہ
سے اجازت لیکر نکلا اور میدان میں آکر پیش نگاہ رہا دونوں مرکب برابر سے ہٹے پس مرکبوں کو دوڑا کر اپنے
سلاح کے مقابل ہوئے نیزہ بازی ہونے لگی دونوں نیزے بیکار ہوئے گرز بازی ہونے لگی گرز بھی مثل نیزہ
بیکار ہو گئے پس تلوار چلنے لگی خوب ردوبدل ہوئی ایک مقام پر جو وار زنجبیل نے کیا قندطار نے خالی دیا
اور اپنا وار کیا زنجبیل نے سپر کی پناہ کیا وہ تلوار سپر کو کاٹ کر سر پر آئی تا دو ابرو اُتر آئی اُسنے قصد کیا کہ
تلوار کو کھینچ لوں تا کہ حریف کا کام تمام ہو جائے زنجبیل نے دستانہ مارا کہ دستانہ قلم ہو کے کلائیاں مجروح ہوا
تو سر سے نکل گئی مگر جاری خون سر سے جاری ہوئی اور غش آگیا اُسکے گرنے پر مرکب سے سر رکھدیا قندطار
نے قصد کیا کہ بڑھکر سر کاٹ لوں کہ برجیل بھائی زنجبیل کا یہ حال دیکھکر اور طوطار شاہ سے اجازت لیکر
فوراً میدان میں پہنچا اور بھائی کو پھیر دیا اور خود قندطار سے مقابلہ کیا اُسنے اسی طور سے برجیل کو
بھی زخمی کیا جب برجیل بھی زخمی ہوا آخر جیل مار خونخوار نے آکر مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا بلاج گرزن آیا اُسنے
مقابلہ کیا یہ بھی مجروح ہوا اسی جنگ میں نصف دن گزرا تھا کہ پانچ پہلوان زخمی ہوئے یہ حال جو طوطار شاہ
نے دیکھا ایک مرتبہ ابر کی طرف سر اُٹھا کر کہا کہ اے خداوند یہ کیا کہ حریف نے کئی میرے لشکر کے پہلوانوں کو

زخمی کیا ہی اور پھر مبارز طلب کر رہا ہی یہ کہتا تھا کہ صدا آئی کیون پریشان ہوتا ہی ہم کمک کو موجود ہین کسیکو
بھیراسے مقابلہ روانہ کر یہ جو صدا آئی لیکن اُسوقت لشکر طلوع مار شاہ سے میلاج گرز زن مقابلے مین قنطار کے
آیا اور پکارا کہ لاجورحزیہ بہادری کا رکھتا ہو اُسنے وہی تلوار جس سے سب کو زخمی کیا ہی اور رہ آفتاب پرستون کا خون
چاٹ چکی ہی یہ کہکر وار کیا اُسنے بھی وار کیا اُدھر اُس ابر مین حرکت ہوئی وہ ابر شق ہوا اُس ابر سے ایک آفتاب نمایان ہوا
کہ اُسکی روشنی پھیلی جیسے ہی لشکر طلوع مار نے آفتاب کو دیکھا فوراً سجدے کو جھک گئے اور سجدہ کیا سر سجدے سے
اٹھایا مگر لشکر ارزنگ کے لوگ اُس آفتاب کو دیکھکر حیران ہوے اُس آفتاب سے ایسی حرارت پیدا ہوئی کہ لشکر
ارزنگ کے سب سوار و پیدل مارے گرمی کے پریشان ہو گئے تھوڑی دیر مین اُنکے سرتا پا غرق عرق
ہو گئے شدت عطش سے زبان تالو مین چمٹنے لگی منھ مین کانٹے پڑ گئے ارزنگ کا تو یہ حال تھا کہ دم بدم گلاس
پر گلاس آب سرد کے پی رہا تھا مگر پیاس نہ کم ہوتی تھی انسان کا کیا ذکر ہی مرکب تک زبانین نکالے ہوے ہانپ
رہے تھے جو کہ مغز بسر دار تھے وہ دم بدم پانی پی رہے تھے سینے چھنر بان لگا لیتے تھے ہتھیار جو بدن پر آراستہ
تھے وہ جلائے دیتے تھے ہوا ایسی گرم جو چلتی تھی اُس سے جو ریت کے ذرے اُڑ کر جسم پر پڑتے تھے آبلے
ڈالدیتے تھے یہ حدت تھی اُس آفتاب کی دھوپ کی صفت یہ تھی کہ وہ حدت سواے لشکر ارزنگ کے اور کسیکو
نہ معلوم ہوتی تھی لشکر طلوع مار شاہ اُسی طور سے کھڑا ہوا تھا بالکل گرمی نہ معلوم ہوتی تھی نہ اُس صحرا کے جانورونکو
معلوم ہوتی تھی یہ تو حالت گرمی کی تھی برائے لشکر ارزنگ اُدھر میلاج سے اور قنطار سے مقابلہ ہو رہا تھا
گو گرمی کے سبب سے اُسکی عجیب حالت تھی مگر کیا کرتا وہ لڑ رہا تھا کہ آفتاب کی کرنین اور عکس اور شعاع قنطار
پر پڑنے لگا اُسنے یہ اثر پیدا کیا کہ سر سے قنطار کے دھوان نکلنا شروع ہوا جیسے شمع کو روشن کر دو اور اُس سے
دھوان نکلتا ہی گو گرمی کے سبب سے سب کی حالت غیر تھی مگر مقابلے کی طرف سبکی نگاہ لگی ہوئی تھی لشکر ارزنگ
کے لوگون نے اور لشکر طلوع مار کے اہل لشکر نے اُس دھوان کو دیکھا مگر کچھ اُن لوگونکی سمجھ مین نہ آیا یہان باہم
نیزہ بازی ہو رہی تھی کہ یکایک ایک شعلہ سر سے قنطار کے پیدا ہوا اور وہ اُسکے تمام جسم مین لگ گیا اور قنطار
مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا تمام ہتھیار بھی جلنے لگے ایک منٹ مین جلکر خاک ہو گیا نام و نشان تک باقی نہ رہا
ادھر وہ جلکر گرا ادھر وہ آفتاب نہان ہو گیا اُس ابر مین اور صدا آئی کہ کیون طلوع مار شاہ تمنے خداوند کی قدرت
دیکھی کیونکر حریف کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا کہ نام تک باقی نہ رہا سواے خاک اور کچھ نہین ہی جو خداوند سے
مقابلہ کریگا اُسکا یہی حال ہوگا لشکر ارزنگ نے جو دیکھا جہان پر قنطار تھا اُس مقام پر خاک کا انبار تھا نہ
راکب کا پتہ تھا نہ مرکب کا یہ حال دیکھکر سب کو حیرت ہوئی اب وہ گرمی اور شدت عطش بالکل جاتی رہی کہین
گرمی کا نام بھی نہ تھا پھر سب کو راحت ہوئی گرمی کے سبب سے جو سب کے ہوش و حواس اُڑ گئے تھے وہ درست ہوے
ہتھیارون کا جلنا بر طرف ہوا مرکب بھی اپنے حواس مین آئے ادھر میلاج نے آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ میرے مقابلے کو آئے یہ صدا دینا تھا کہ سنتار قوی بازو بھائی قنطار کا اپنا مرکب صف سے نکالکر ارزنگ سے
اجازت لیکر میلاج کے مقابلے مین آیا آتے ہی نیزے کا وار کیا میلاج نے اُسکے نیزے کے وار کو رد کر کے
اپنا جو وار کیا اُسکو پشت مرکب پر سے نیزے پر اُٹھا لیا اور زمین پر دے مارا اُسکے استخوان ریزہ ریزہ
ہو گئے اُسکے بعد اور ایک پہلوان لشکر ارزنگ سے نکلا اُسکو بھی میلاج نے نیزے سے ہلاک کیا تا شام
دس پہلوان میلاج نے ہلاک کیے اور ایک آفتاب کی حدت سے جلکر خاک سیاہ ہو گیا دوپہر تک تو ارزنگ
کی فتح رہی بعد دوپہر کے آفتاب پرستون کی ظفر ہوئی جب شام قریب ہوئی سختشان نے ارزنگ سے کہا کہ
طبل باز بجوا دیجیے ورنہ یہ پہلوان سب کو آج ہی قتل کریگا کیونکہ بڑا زبردست ہی بس ارزنگ نے طبل باز بجوا دیا

جیسے ہی طبل باز پر چوب پڑی اور طوفار شاہ نے سنی اپنے لشکر میں بھی طبل باز بجوایا پس میلاج میدان سے اپنے
لشکر میں آیا ادھر ارزنگ مغموم و محزون طرف اپنی فرودگاہ کے واپس گیا طوفار شاہ وغیرہ بھی مع اپنے لشکر
کے فرودگاہ پر واپس آئے وہ ابر سفید بھی طرف شہر آفتاب نما کے واپس چلا گیا اسی طور سے کرتا ہوا
راوی نے بیان کیا ہے کہ آج دن بھر برجیس قلعے میں گنبد آفتاب نما میں رہا اور تمام سامان جنگ دیکھا کیا
اور کل اہل دربار بھی جب لشکر واپس گئے فرودگاہ پر برجیس نے بھی دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے
مقام پر آئے دن بھر کے تھکے ہوئے تھے آرام پذیر ہوئے وہ ابر قریب قلعہ آکر غائب ہو گیا یعنی آفتاب جادو
اپنے مقام پر اُس آسمان میں آیا جو کہ بالائے قلعہ سحر سے بنا ہوا ہے جسکا ذکر جلد دوم میں ہو چکا ہے یہاں لوگ
راحت پذیر ہوئے وہاں ارزنگ نے جا کر دربار کیا لشکر نے کمر کھولی اُدھر طوفار وغیرہ نے دربار کیا
ارزنگ نے بصلاح سخندان پھر طبل جنگ بجوایا صدائے کوس حربی لشکر میں پھیلی سب سامان جنگ کرنے
لگے ارزنگ طبل جنگ بجوا کر خیمہ خاص میں گیا دربار برخاست ہوا سب سردار اپنے مقام پر آئے
اُدھر طوفار شاہ وغیرہ کو ہرکاروں نے خبر دی کہ لشکر حریف میں پھر طبل جنگ بجا ہے صبح کو میدان میں آکر
مقابلہ کریگا طوفار شاہ نے بھی اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوانے کا حکم دیا یہاں بھی طبل جنگ بجا اہل لشکر
کو معلوم ہوا کہ کل حریف سے مقابلہ ہے انکے دل قوی ہیں کہ ہماری کمک پر خود خداوند ہیں طوفار نے بھی
دربار برخاست کیا یہاں بھی سب سامان جنگ میں مصروف ہوئے آلات حرب و ضرب موافق دستور
کے درست کرنے لگے طلایہ دونوں لشکروں میں پھرنے لگا چاؤش پکارنے لگے سردار باہم ذکر جنگ
کرنے لگے وہ رات اسی طور سے بسر ہوئی صبح کو حسب قاعدہ دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا
ہوئے وہاں شہر میں برجیس نے دربار کیا اسی طور سے آفتاب جادو برجیس سے کہکر کہ میں تو جاتا
ہوں تم سب کو حکم دو کہ مشرق کی طرف دیکھیں آفتاب یہ کہکر ابر سفید بنا کر اور لشکر طوفار پر آکر چھایا ہوا
یہاں برجیس نے سب اہل دربار سے کہا کہ آج پھر طرف مشرق کے دیکھو سب واقعات جنگ نظر آئینگے
کل کے واقعات تو دیکھے اور میری قدرت کو جانا یوں اپنے بندوں کی کمک کرتا ہوں سب نے کہا کہ
سوائے آپ کے کون خدا ہے پس سب اسی طرف متوجہ ہوئے یہاں یہ سب بند و بست ہوا اُدھر جب ابر
پیدا ہو چکا لشکر طوفار سے میلاج گرز زن میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر ارزنگ سے میلاد خورس
صورت نکلا ہم نگاہ رہا بعدہ نیزہ بازی ہونے لگی میلاد ہاتھ سے میلاج کے زخمی ہوا پس اُسنے پھر
مبارز طلب کیا فولاد نکلا وہ بھی زخمی ہوا اور ایک پہلوان نکلا وہ بھی اسکے ہاتھ سے مارا گیا بعدہ پھر ایک
پہلوان نکلا وہ بھی مارا گیا اور ایک قوی تن نکلا وہ میلاج کے ہاتھ سے زخمی ہوا تا دو پہر میلاج نے
دو سرداروں کو جان سے مارا اور تین کو زخمی کیا اب جو اسنے مبارز طلب کیا تو لشکر ارزنگ سے
صداد و صفت پنجہ نکلا اُسنے آکر میلاج کو زخمی کیا جب میلاج مجروح ہوا پس لشکر طوفار سے ایک سوار
میدان میں آیا اُسنے میلاج کو پھیر دیا خود مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اور ایک سوار آیا وہ بھی صداد
کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور ایک سوار میدان میں آیا بعد مقابلہ بسیار وہ ہاتھ سے صداد کے مارا گیا
یہ جو رنگ طوفار نے دیکھا ایک مرتبہ ابر کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے خداوند آپ کے بندے قتل ہوتے
ہیں کمک فرمائیے صدا آئی کہ کسیکو برائے مقابلہ روانہ کرو پس طوفار نے قرطاس سخت جان کو اجازت
دی وہ میدان میں آیا صداد سے ہم نبرد ہوا ابھی آکر ہم نبرد ہوا ہی کہ اُس ابر سے ایک برق چمک کر گری کہ
اُسکے سر پر آئی اسکے اہل لشکر نے [illegible] پکار کر کہا کہ اے پہلوان بچ تیرے سر پر برق آتی ہے جبتک خبردار ہو

کہ وہ برق گری ٹانگون سے نکلگئی وہ مرکر گرا آگ پیدا ہوئی لاش جلنے لگی کہ قرطاس نے مبارز طلب کیا ادھر
لشکر طلوعار شاہ کا تو یہ حال ہوا کہ یا خداوند آفتاب کہکر سجدے مین جھکے لشکر ارزنگ کو حیرت ہوئی مگر بموجب حکم
ارزنگ ایک پہلوان نکلا میدان مین آیا ہم نبرد ہوا ہاتھ سے قرطاس کے زخمی ہوا تا شام چار پہلوانکو
قرطاس نے زخمی کیا اور تین کو جان سے مارا آخر شام ہوگئی ارزنگ طبل باز بجوا کر طرف فرودگاہ کے داخل
گیا طلوعار اپنی فرودگاہ پر آیا ابر سفید اسی طور سے طرف شہر کے چلا گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ ارزنگ
نے پھر طبل جنگ بجوایا طلوعار شاہ کو خبر ہوئی اسنے بھی طبل جنگ بجوایا دونون لشکرون مین رات کو تیاری
جنگ رہی موافق کل کے آج بھی برجیس دربار برخاست کرکے چلا گیا تمام رات پھر آرام پذیر رہا صبح کو
جو دربار مین آ کے موجود ہوا سب اہل دربار حاضر ہوے حسب قاعدہ جبکہ دو پہر دن سے مقرر رہی
آفتاب برجیس کو خبردار کر کے چلا گیا ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر یہان برجیس نے سب کو حکم مشرق کی طرف
دیکھنے کا دیا یہ لوگ اسطرف متوجہ ہوے یہان دونون لشکر میدان مین صبح کو آکر صف آرا ہوے ابر آکر
محیط ہوا آکر لشکر طلوعار سے قرطاس سخت کمان نے نکلکر لشکر ارزنگ سے مبارز طلب کیا یہ سنکر بہرام سنگ صورت
آیا اور ہم نگاور ہوا بعد ہم نگاور ہونے کے نیزہ بازی ہونے لگی قرطاس نے بہرام کو نیزے سے مجروح
کیا اور صدا دی کہ کسی اور کو میرے مقابلے کو روانہ کرو ایک گمنام سردار نکلا وہ جان سے ہلاک ہوا
اسی طور سے قرطاس نے سات پہلوان زخمی کیے اور تین جان سے مارے دو پہر تک یہ رنگ
دیکھکر ارزنگ کے لشکر سے اوصاف تبرزن نکلا ارزنگ سے اجازت لیکر اور آتے ہی تبر کا وار کیا
کہ قرطاس مجروح ہوا ایک سوار نے آکر اوصاف کا مقابلہ کیا قرطاس کو لشکر مین بھیجدیا وہ بھی اوصاف
کے ہاتھ سے مجروح ہوا اور ایک سردار نکلا وہ بھی مجروح ہوا اور ایک سردار آیا وہ مارا گیا کہ یہ جو
طلوعار نے دیکھا ایک مرتبہ ابر کی طرف منھ کر کے کہا کہ اے خداوند آپکے بندے قتل ہوے انکی کمک پر
آمادہ رہئیے یہ کہنا تھا کہ صدا آئی تو پریشان نہ ہو ہم کمک کے لیے موجود ہین تعجیل نکرو مقابلے کو
کوئی جاے پس مرتاض قوی بازو بموجب اجازت و اشارہ سرشار شاہ میدان مین بمقابلہ اوصاف
آیا اور ہم نگاور ہوا کہ اوصاف نے تبر کا وار کیا اسنے خالی دیا اپنا وار کیا کہ اسنے بھی خالی دیا اور قصد کیا
کہ وار کرون کہ صدا آئی اوصاف سنبھل جا تیرے اوپر عذاب خداوندی نازل ہونے کو ہے یہ صدا اسنے
سنا پلٹ کر دیکھا کہ یہ صدا کہانسے آئی کہ برابر سے زمین شق ہوئی اور اوصاف مع مرکب کے اسمین
غرق ہو گیا پھر پتہ نہ ملا کہ کیا ہوا بعد تھوڑے عرصے کے لاش اوصاف کی اور مرکب کی زمین سے خود
بخود نکلی اور اسی ابر سے صدا آئی کہ دیکھی قدرت خداوند آفتاب کی کہ کیونکر اسکو ہلاک کیا اور
آفتاب پرستون نے تو سجدہ کیا مگر ارزنگ پرست حیران ہوے کہ مرتاض نے مبارز طلب کیا لشکر
ارزنگ سے ایک سردار نے نکلکر مقابلہ کیا بڑی دیر تک رد و بدل رہی ایک مقام پر وہ سردار
مرتاض پر غالب آیا اور قریب تھا کہ مرتاض کو زخمی کرے یا قتل کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اس سے
ایک ہاتھ پیدا ہوا اس ہاتھ مین ایک تلوار تھی کہ اسنے اس تلوار کو طرف آسمان کے اوچھالدیا وہ
تلوار بالاے آسمان گئی اور وہان سے سر پر اس سردار کے گری کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے زمین
سے صدا آئی کہ منم ملک الموت قدرت یون روح قبض کرتے ہین کوئی بھی خداوند برجیس نائب خداوند
آفتاب سے مقابلہ کر سکتا ہے یہ صدا آکر وہ ہاتھ غائب ہو گیا مرتاض نے سنبھلکر پھر مبارز طلب کیا اور
ایک سردار نکلا اسکو مرتاض نے مجروح کیا اور ایک پہلوان نکلا اسکو جان سے مارا اور ایک سردار

نکلا وہ بھی مجروح ہوا قریب شام ایک پہلوان نکلا کہ اُس سے اور مرتاض سے تلوار چلنے لگی بڑے عرصے
تک تلوار چلی قریب دو سو کے سردار و سوار لشکر ارژنگ کے اپنے لشکر کی صف سے نکلا حرب و ضرب کا
تماشہ دیکھنے کو کچھ آگے بڑھ آئے تھے یہان تو رد و بدل ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ آفتاب اُس ابر سے طلوع ہوا
اُسکا عکس جو زمین پر پڑا زمین سے شعلے نکلنے لگے اسقدر گرمی ہوئی کہ سب از سرتا پا پسینے پسینے
مین غرق غرق ہوگئے فریقون کی وہ ایکون کی دونون کی زبانین نکل آئین گو وقت شام کا قریب
تھا آفتاب غروب ہوچکا تھا مگر ایک شدت گرمی سے پریشان ہونے لگا اگرچہ حال لشکر ارژنگ کا
تھا آفتاب پرستون کا یہ حال نہ تھا وہ اپنے جیسے تھے ویسے رہے کہ ایکمرتبہ عکس جو اُس آفتاب کا
اُس سردار پر پڑا وہ مثل چنار شتاب جلنے لگا اور تھوڑے عرصے مین جلکر خاک ہوگیا یہ تو جل ہی رہا
تھا کہ وہ جو کچھ آگے گئے تھے اُنپر عکس پڑا اور صدا آئی کہ اے ارژنگ اگر تو خدا ہے تو ان سب کو
بچالے ہمنے اُنپر اپنا عذاب نازل کیا کہ یہ سب ابھی ابھی جلکر خاک ہوے جاتے ہین ارژنگ نے وکل
اہل لشکر ارژنگ نے یہ صدا سنی ارژنگ تو بغلین جھانکنے لگا اور متفکر ہوا کہ کیونکر بچاؤن ادھر
عکس جو اُن سب پر پڑا اُنکے سرون سے دھوآن نکلنے لگا کہ دفعتاً اُنکے بدنون مین آگ لگ گئی اور
وہ جلنے لگے یہ تو جلنے لگے پھر ارژنگ کے برابر سے صدا آئی کہ اب مین خدا ہون یا تو بچا سکا
مین نے اپنا عذاب نازل کیا یہ ادنی نمونہ میرے غضب کا ہے اسی طور سے کل لشکر کو تیرے جلا دونگا
بھلا تو بندہ ہوکر خدا سے مقابلہ کرنے آیا ہے یہ جو صدا آئی ارژنگ منہ دیکھکر رہگیا کچھ جواب دیتے
نبن پڑا ادھر وہ آفتاب اُسی ابر مین پوشیدہ ہوگیا اور وہ سب جلکر خاک ہوگئے ارژنگ دیکھا کیا
کچھ نہ ہوسکا چونکہ شام ہوگئی تھی اور اُسدن بہت سے سردار لشکر ارژنگ کے کام آچکے تھے لہذا ارژنگ
نے پریشان ہوکر طبل باز بجوا دیا ابر اپنی طرف چلا گیا دونون لشکر طرف فرودگاہ کے واپس آئے مہرخ جب
گنبد سے اُترکر محل مین گیا سب سردار اپنے اپنے مقام کو گئے یہان ارژنگ نے دربار کیا [illegible] بادشاہ
نے اپنے لشکر مین دربار کیا اس خیال سے کہ شاید پھر ارژنگ طبل جنگ بجوائے تو ہمین بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ
کا حکم دون وہان ارژنگ نے جب دربار کیا اور سب سردار کمرین کھولکر اور لباس درباری پہنکر
حاضر دربار ہوے اُسوقت ارژنگ نے سرہنگان سے کہا کہ میری سمجھ مین نہین آتا ہے کہ یہ کیا امر ہے جو
مقابلے ہوے میری شکست ہوئی لڑائی بنکر بگڑ گئی جہان دو ایک پہلوان لشکر حریف کے زخمی ہوے
اور حریف نے ابر کی طرف دیکھکر فریاد کی بس اُس ابر سے اُسکی کمک ہوئی اور میرا سردار مارا گیا اور
آج تو غضب ہوگیا قریب دو سو یا تین سو کے سواران لشکر جلکر خاک ہوگئے اس آفتاب مین جو کہ ابر سے
ظاہر ہوتا ہے اسمین کیا اثر ہے کہ گرمی ایسی ہوتی ہے کہ حال تباہ ہوجاتا ہے اور جسپر عکس پڑتا ہے وہ جلجاتا ہے
تمنے دیکھا کہ وہ لوگ آگے بڑھ گئے تھے کیونکر جلے سرہنگان نے کہا کہ اے خداوند ہمارے نزدیک تو یہ
کارخانہ سحر کا ہے اور یہ ابر سحر ہے اور یہ آفتاب سحر ہے کسی ساحر زبردست کا بنایا ہوا ہے جبتک ابر سحر نہ مٹیگا
اُسوقت تک یہ حالت نہ برطرف ہوگی نہ آپکی ظفر ہوگی لیکن آپکے ہمراہ اسلئے ایسے ساحر زبردست ہین اور
ساحرون کا لشکر بھی ہے حکم دیجئے کہ کل سے غیر ساحر نہ مقابلہ کرین بلکہ ساحر مقابلہ کرین اور اس ابر سحر کو
مٹا دین جو کہ لشکر حریف پر اکثر محیط ہوتا ہے جو میری راے مین آیا مینے عرض کیا [illegible] سے حکم فرمایئے اور
سردارون سے بھی راے لیجئے دیکھیے وہ کیا کہتے ہین اگر غیر ساحر پھر مقابلہ کرینگے قیامت آجائے گی
کچھ بھی نہ ہوگا دوسرے آپ علم خدائی سے دریافت فرمائیے ارژنگ نے ایک مرتبہ مسکرا کر جواب دیا

کہ جو فعل خدائی کے تعلق ہین اُنمین علم خدائی کا کام ہوتا ہی اور جو کچھ دنیا کے متعلق ہین اُنمین کوئی علم خدائی کی ضرورت نہین ہی وہ صرف مشورہ پر کام ہوتا ہی اور ہمین نے تمھارے لیے عقل دی ہی اور اپنا مشیر مقرر کیا ہی سب امور کے لیے اور بعض اوقات تجھسے امر خدائی مین بھی مشورہ کرونگا ہمین نے ہزار برس پیشتر ہی قدرت سے تقدیر کی تھی کہ تو ایسی راے دے اور تیری راے بہت ٹھیک ہی یہ کہکر ارزنگ نے دیلم و اسلم و دیگر سرداروں کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم سب کی کیا راے ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب سے دیلم و اسلم یہان آئے ہین اور یہ مقابلے ہوے ہین اُنکے بھی دل ارزنگ کی طرف سے پھر گئے ہین اور یہ خیالات ہین کہ پورے طور سے ثابت ہوجاے کہ یہ دراصل خداوند آفتاب ہین اور یہ جبیس اُنکا فرزند نائب ہی تو ہم ارزنگ کی بندگی ترک کرین اور جو مذہب قدیم پر آئین جو کہ باپ دادا کا مذہب تھا کچھ کچھ اُن کو ان واقعات سے یقین ہوتا جاتا ہی مگر ابھی یقین کلی نہین ہوا ہی اس سبب سے اپنے خیالات کو ظاہر نہین کیا ہی لشکر کے لوگ بھی ارزنگ کی طرف سے کچھ شک کرتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ کوئی سردار ارزنگ سے پھرے تو ہم بھی اپنے خیالات ظاہر کرین یہ رنگ اہل لشکر کا ہی پس جب ارزنگ نے اسلم و دیلم سے راے لی اُنھون نے یہی جواب دیا کہ وزیر ٹھیک کہتے ہین اور یہ ہی ہم سب بھی خیال کرتے ہین کہ ضرور یہ کارخانہ سحر کا ہی پس سب سردارون نے بختگان کی راے کی تائید کی ارزنگ نے کہا کہ ہمین تو ہزار برس پیشتر تقدیر کرچکا تھا بھلا ممکن تھا کہ اُسکے خلاف ہوتا اسی سبب سے تو ہمین نے بختگان کو اپنا مشیر قرار دیا ہی کہ اُسکی راے ایسی ہوتی ہی کہ جو کہ موافق علم خدائی کے ہوتی ہی ایسا ہین اُسکو اپنے امور خدائی مین بھی شریک کرلیا کرینگے بختگان نے اپنے دل مین کہا کہ تم تو ایسے ہی ہو کہ خدائی کر رکھے ہین تمکو مثل تمھارے باپ دادا کے تباہ کرونگا جیسے میرے باپ دادا نے لقا و زمرد کو تباہ کیا اور در بدر پھرایا اور نوبت یہ ہوئی کہ خداپرستون کے ہاتھ سے مارے گئے میرا کام سب کو گمراہ کرنے کا ہی چونکہ مجھکو اہل اسلام سے عداوت ہی مین یہ چاہتا ہون کہ کوئی ایسا ہو کہ جو اہل اسلام کو پریشان کرے اسی سبب سے ہمین تمکو خدا بنایا تھا مگر تم ایسے عشق مین مبتلا ہوے کہ ادھر چلے آئے لیکن اب یہ مجھکو مدنظر ہی کہ تم تباہ ہو اور ہمین یہ جبیس کے پاس جاؤن اُسکو ورغلا کر خداپرستون سے مقابلہ کراؤن ارزنگ سے خداپرستون کے لیے کچھ نہ ہوسکیگا جب یہ جبیس کا کچھ نہ کرسکا تو بھلا اُنکا کیا مقابلہ کریگا اور ثریا سے ہمین تو حق ہی اہل اسلام کا وہ ہی اُسکے وصل سے شاد کام ہونگے اُسکے گوہر ناسفتہ کو سفتہ کرینگے یہی خیال کرکے اور قوت کم کرنے کی غرض سے اُسنے ارزنگ کو یہ راے دی کہ ساحرون سے مقابلہ کراؤ دوسرے اُسکو یہ بھی دیکھنا تھا کہ جو کہ ساحر یہ جبیس کا معین و مددگار ہی ساحران زبردست ہی یا کوئی ایسا ویسا ساحر ہی پس ساحرون کے مقابلے سے یہ حال ظاہر ہوجائیگا یہ خیال اپنے دل مین کیے تھے قبل ہی اور جب ارزنگ نے وہ کلمے کہے اُسنے پھر وہی خیال کیا اور ارزنگ کو برا بھلا دل مین کہا مگر ظاہر مین تعریف کی اور کہا کہ آپ میری بڑی تعریف کرتے ہین ورنہ مین کس قابل ہون ایک ادنی ایک خادم ہون ہان یہ مرتبہ میرے باپ دادا کا تھا کہ وہ آپکی خدائی کے کامون مین راے دیتے مگر اُنکو خداوند لقا و زمرد ثانی اپنے ہمراہ لے گئے ہین مین ایک کندۂ ناتراش ہون جو بات ذہن مین آئی بیان کردی آپکو عمل کرنا نہ کرنا آپ کا فعل ہی ارزنگ نے جواب دیا کہ نہین ہم ضرور عمل کرینگے یہ کہکر اسلم سے کہا کہ پھر کل تم مقابلہ کرنا اپنے لشکر کے ساحرون کو مقابلے کے لیے روانہ کرنا اسلم نے کہا کہ آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے پس ارزنگ نے خوش ہوکر حکم دیا کہ طبل جنگ ساحرون کے لشکر مین بھی بجے اور خبر ساحرون بھی لشکر مین اور یہ ظاہر کردیا جاے کہ کل ساحر مقابلہ کرینگے لشکر حریف سے کوئی نامور ساحر میدان مین آئے

پس بموجب حکم ارزنگ لشکر مین طبل جنگ بجا تیاری ہونے لگی اپنا اپنا سحر جگانے لگے ہوم خانے روشن
ہوے رائی سرسون کالے دانے گوگل کے جلنے کی بو آنے لگی بجز خوک ذبح ہونے لگے کالی کلکتہ والی کے پکارنے
کی صدا آنے لگی کوئی لونا چماری کو پکارنے لگا ساحرون کے نقنیے سے دھوآن بلند ہونے لگا گو یہ امر دیلم
کو بہت ناگوار ہوا کہ اسلم نے کیون اس امر کا اقرار کیا مگر خاموش ہو رہا لشکر مین تو تیاری جنگ ہونے لگی
ارزنگ نے حکم طبل جنگ دیکر دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے مگر ساحر تو
اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوے کیونکہ یہ انکو معلوم تھا کہ کل مقابلہ ساحر نہ کرینگے ساحرون نے
اپنا سامان درست کرنا شروع کیا دیلم پہلے اپنے خیمے مین آیا کچھ زہر مارہ کرکے اسلم کے پاس آیا وہ سامان سحر مین
مصروف تھا کہ خادم نے اس سے کہا کہ آپ کے بھائی صاحب تشریف لائے ہین وہ ہوم خانے سے نکل آیا اور
کہا کہ کیون بھائی صاحب اسوقت کیون سرفراز کیا دیلم نے کہا کہ اے اسلم تو نے بڑا غضب کیا کہ ارزنگ
سے اقرار کر لیا کہ مین مقابلہ کرونگا میرے نزدیک اسکے مقابلہ کرنا گویا خداوند آفتاب سے لڑنا ہے ضرور یہ
خداوند آفتاب ہین میرا تو خیال بدل گیا ہے یہ کہکر جو کہ اسنے اپنے دل مین خیال کیا تھا وہ اسلم پر ظاہر کیا
اسلم نے کہا کہ اے بھائی یہی میرا بھی خیال ہے صرف مین نے اپنا اطمینان کرنے کے لیے اس مقابلہ کو قبول
کر لیا ہے گو یہ طریقہ ساحرونکا نہین ہے نہ یہ کارخانہ سحر کا ہے منجمگان کی راے غلط ہے پس اگر یہ امر مجھ پر بخوبی ثابت
ہوگیا کہ یہ خداوند آفتاب ہین تو ہم ضرور ارزنگ کی اطاعت ترک کرینگے اور پرستش خداوند آفتاب پر
کرینگے بھائی میرا یہ قصد ہے کہ اگر کل مقابلے مین غالب آیا تو خیر ورنہ اپنے استاد کو بلا کر مقابلہ کراونگا
سب طور سے اپنا اطمینان کر لونگا تاکہ بعد کو کوئی امر رہ جاے اور پھر پشیمانی ہو ارزنگ سے بھی بگڑے
اور کوئی امر نہ ہوا کبھی درجہ یقین کو یہ امر نہین پہونچا ہے کہ ضرور خداوند آفتاب مین شک ہے پس اس امر سے
یہ شک رفع ہو جائیگا اور یقین کلی ہو جائیگا دیلم نے کہا کہ ہان یہ راے تمنے خوب نکالی ہے پس اگر خداوند
مین تو تغیر کیا ممکن اور تمہارے استاد پر کیا منحصر تمام عالم کے ساحر ایکطرف ہونگے اور مقابلہ کرینگے
تو بھی انکا کچھ نہین کر سکتے ہین اسلم نے جواب دیا کہ ضرور پس جب ہمپر یہ امر ظاہر ہو جائیگا اسوقت ارزنگ
پر زور ڈالین گے اور کہین گے کہ تم بھی خداوند کی اطاعت کرو اگر اسنے قبول کر لیا تو خیر ورنہ اسیر کرکے
اسکو خدمت خداوند مین لیجائین گے اور یہ تحفہ نذر کرینگے اس طور سے اس قصے کو پاک کرینگے دیلم اسلم
کی راے سنکے خوش ہو گیا اور کہا کہ تم اپنا کام کرو مین جاتا ہون یہ کہکر اپنے خیمے مین آیا اور بلا خوف
وخطر سو رہا کیونکہ آج اسکو تو کچھ سامان کرنا نہ تھا یہان سامان جنگ ساحرون مین ہو رہا ہے ادھر
ہرکارون نے طومار شاہ وغیرہ کو خبر دی کہ آج لشکر ارزنگ مین یہ راے پیش ہوئی وہ راے
بیان کی جو کہ منجمگان سے و ارزنگ سے تقریر ہوئی تھی اور بیان کیا جب سب کی راے ہو چکی اسوقت
ارزنگ نے ساحرون کے نام طبل جنگ بجوایا کہ میدان مین اگر ساحر مقابلہ کرینگے باقی خیریت ہے
طومار شاہ و سرشار شاہ نے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے ہمکو کوئی خوف نہین ہے ہم بندہ
ہین خداوند مہجبین و آفتاب کے وہ ہماری کمک کرینگے یہ حکم جو دیا یہان بھی کوس رزمی بجا دونون
لشکر مین سامان جنگ ہونے لگا طلایہ پھرنے لگا لشکر آفتاب پرستان کو بالکل اس امر سے ہراس
نہ تھا کہ ساحرون سے مقابلہ ہے دل قوی تھے کہ خداوند کمک پر موجود ہین رات بھر تیاری جنگ ہوا کی
کہ اتنے عرصے مین ساحر روز نے ساحر شب کو شکست دی اور ساحری وقت نکلی ہو گیا نہ مشرق سے
جھولی شعاع کی روشن پر ڈالے ہوے بصورت نور ظاہر ہوے میدان فلکی پر جلوہ گر ہوا اور ساحر مشرق

اُس سے شکست کھا کر مع اپنے ہمراہیوں کے طرف سومنات مغرب کے کوچ کیا یعنی ماہتاب مع ستاروں کے
روپوش ہو گیا آفتاب عالمتاب نے اپنا جلوہ کیا پردۂ شب سے صبح برآمد ہوئی سب بیدار ہوئے ارژنگ
سب کاموں سے فراغت کر کے برآمد ہوا اور تمام لشکر کو ہمراہ لیکر میدان جنگ میں آیا صف آرائی ہوئی ادھر
سے طلومار شاہ وغیرہ بھی لشکر لیکر آئے آج لشکر ارژنگ میں یہ نیا سامان تھا ہر طرف مجمروں پر بخورات جلایا تھا
ساحر اپنے اپنے حربہائے سحر سے آراستہ تھے اور نرسول پیتول بلند تھے ہر ایک ساحر ساحری اپنے وقت کا
بنا ہوا تھا یہاں لشکر صف آرا ہو رہے تھے وہاں قلعے میں برجیس برآمد ہوا سب نے حاضر ہو کر جناب
قدرت کی طرف سجدہ کیا آفتاب نے برجیس سے کہا کہ میں جاتا ہوں تمہارے بندوں کی کمک کو کیونکہ رات کو
وہاں یہ صلاح ہوئی ہے کہ یہ کارخانہ سحر کا ہے پس غیر ساحر نہ مقابلہ کریں بلکہ ساحر مقابلہ کریں چنانچہ اس امر کے
لیے ساحر مقابلہ کریں رات طبل جنگ بھی ساحروں کے نام پر بجا ہے پس آج اسلم بن نوروز چونکہ ساحر ہے اسکے
ہمراہ ساحروں کا لشکر ہے وہ مقابلہ کریگا قدرت کو کوئی خوف نہیں ہے اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہو کر مقابلہ کریں
تو بھی ماہ دولت کا کچھ نہیں کر سکتے ہیں پس آفتاب ابر سفید میں پنہاں ہو کر روانہ ہوا یہاں برجیس نے
خوبچخوار سے کہا کہ سب مثل ہر روز کے طرف مشرق کے متوجہ ہوں آج قدرت کو معلوم ہوا ہے کہ ساحر مقابلہ
کرینگے میرے بندے سحر کا بھی تماشہ کریں اور میری قدرت نمائی کو دیکھیں کہ کیونکر ان پر میرا عذاب نازل ہوتا ہے
خوبچخوار نے سب کو آگاہ کیا سب اُسی طور سے اُس طرف متوجہ ہوئے خوبچخوار نے عرض کیا کہ بھلا کوئی بھی قدرت
سے مقابلہ کر سکتا ہے ساحر کیا حقیقت رکھتے ہیں آپکی بہت بڑی قدرت ہے پس یہاں تو سب متوجہ ہیں اُدھر وہ
ابر جا کر لشکر پر محیط ہوا جب نقیب نقابت کر چکے اُس وقت لشکر ارژنگ سے ایک ساحر کہ نام اُسکا جریر
جادو تھا اپنے طاؤس سحر کو بڑھا کر اسلم و ارژنگ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور پکارا کہ جسکو تمنا
مرگ کی ہو میرا مقابلہ کرے پس مرتاض اپنے مرکب کو بڑھا کر اور صف سے نکال کر طلومار سے اجازت لیکر
میدان میں آیا اور کہا کہ کل میں نے ہی تیرے لشکر کے کئی سرداروں کو زخمی کیا تھا اور ہلاک کیا آج ارژنگ نے
عاجز ہو کر غیر ساحروں کو منع کر دیا اور ساحروں کو براے مقابلہ روانہ کیا یہ کیسا خدا ہے کہ بندوں سے عاجز ہے
یہ ہمارا خدا ہے اور راست خدا اسکے ہم بندے ہیں جو ہر امر پر حاوی ہے ہمکو دیکھو کہ ہم بلاخوف ساحر سے مقابلہ کرنے
آئے ہیں گو ساحر نہیں ہیں یہ جو مرتاض نے کہا اُسنے جواب دیا کہ بس زبان اپنی بند کر اور حربہ کر پس مرتاض
نے نیزہ اُٹھا کر اُسکے سینے پر مارا اُسنے اسم سحر پڑھا کہ اُسکی قوت سلب ہونے لگی اور بیحس و حرکت ہو کر
مرکب پر سے گرا کہ جریر جادو نے آواز دی اور کسی کو روانہ کرو اور ایک سردار اجازت لیکر آیا وہ بھی مثل
مرتاض کے بے حس ہو کر گرا اور ایک پہلوان آیا وہ بھی گرا تب سرشار شاہ نے سر اُٹھا کر کہا کہ اے خداوند قدرت
مدد ہو روانہ فرمایئے کسی فرشتۂ قدرت کو وہ آکر اُسکا کام تمام کرے یا میرا اپنا عذاب نازل فرمایئے یہ سرشار شاہ
کا کہنا تھا کہ آواز آئی قدرت نے فرشتۂ عذاب سے اُسکے لیے حکم کر دیا ہے وہ اسکی روح قبض کیے لیتا ہے یہاں یہ
صدا آ رہی تھی اُدھر جریر نے مبارز طلب کیا ادھر سے ایک سوار مقابلہ کو چلا کہ سب نے دیکھا اُس ابر سے
یکایک صورت مہیب پیدا ہوئی کہ جسکے دیکھنے سے دیو کا بھی زہرہ آب ہو جاے اہل لشکر ارژنگ دیکھکر
خوف زدہ ہوے یہاں لوگ خوف کرتے تھے اُدھر آواز آئی کہ اے جریر میری طرف دیکھ اپنے سر پر پس جریر نے
سر اُٹھا کر دیکھا جیسے ہی نگاہ اُسکی اُس چہرہ ہولناک پر پڑی ایک نعرہ سے چیخ ماری اور اپنے طاؤس پر سے گرا
دونوں لشکر کے لوگ یہ سمجھے کہ خوف کھا کر گرا ہے کچھ لوگ ساحر اُسکے اُٹھانے کو چلے جبتک اُسکے قریب
آئیں کہ وہ پانی ہو کر بہگیا اُسکا نام تک نہ باقی رہا یہ لوگ اور حیران ہوے اُسی مقام پر ٹھہر کر کھڑے ہو

اور چند ساحرون نے نارنج و ترنج جھولیون سے نکالکر اُس صورت مہیب پر مارے قہقہہ کی صدا آئی اور کسی نے کہا کہ کیا شان ہی خداوند آفتاب کی بندے خداوند سے اپنے مقابلہ کرتے ہین ابر قدرت پر اور ملک الموت قدرت پر سحر کرتے ہین ہان اپنے دل کے ارمان نکال لو یہ بھی حسرت باقی نرہے خوب اپنا اطمینان کرلو مین کوئی ایسا ویسا نہین ہون کہ دب جاؤن مین اصلی خدا ہون میری قدرت تمپر بخوبی ظاہر ہوچکی ہی یہ تم لوگون نے نارنج سحر ابر پر مارے ہین یا گلہاے صدبرگ پھینکے ہین یہ مذاق کسی معشوقہ سے کرو یہان کوئی تمھارا معشوق نہین ہی نہ فرشتگان قدرت کو اسقدر مہلت ہی کہ وہ تمھارے ساتھ گیند بازی کرین یہ لڑکیون کا کھیل ہی سب نے دیکھا کہ وہ ترنج و نارنج نہین ہین بلکہ گل صدبرگ ہین جو کہ ان ساحرون نے اُس چہرۂ ہولناک پر مارے تھے یہ سب حیران ہوے خصوصًا وہ ساحر تو بہت پریشان ہوے کہ ترنج و نارنج گل صدبرگ بنگئے شرمندہ ہوکر سر جھکا لیے اور قصد کیا کہ اپنے مقام پر پلٹ جائین آواز آئی کہ اب جا بھی سکتے ہو تمنے بہت گستاخی کی ساتھ قدرت کے فرشتہ کے تمپر عذاب نازل ہوتا ہی کیا گھر بنا پایا ہی کہ ایک حرکت کی پھر واپس چلے یہ بھی ارژنگ نے تصور کیا ہی کہ جو چاہے ادبی کرے اور عذر کرلیا وہ خاموش ہورہا انہین کچھ یاد ہی نہین نہ وہ خدا ہی صرف اُسنے گمراہ کرنے کو اپنے کو خدا مشہور کیا ہی سب کو بہکا رکھا ہی یہ لوگ اور حیران ہوے کہ اب کیا کرین پاؤن جو اُٹھاتے ہین تو زمین سے نہین اُٹھتے ہین بالکل بے حس و حرکت ہوگئے ہین یہ تو حیران تھے کہ یہ کیا ہوا اُدھر اُس چہرے سے صدا آئی کہ میری طرف دیکھو تاکہ مین تم سبکی صورت کو پہچان لون کیونکہ تمنے مجھپر حربہ کیا تھا کہ اُن سب نے اُسطرف کو دیکھا وہی حال ہوا جو کہ جسپر جادو کا ہوا تھا کہ گر پڑا تھا یہ بھی سب گر پڑے اور پانی ہوکر بہ گئے یہ حال دیکھکر اسلم کو بہت غصہ آیا اور ساحر سے کہا کہ تو جا کر اس ابر سحر کو مٹا دے وہ ساحر بموجب حکم اسلم فورًا اژدر سحر کو بڑھا کر چلا جیسے سامنے اُس صورت کے پہونچا اور نگاہ اُس صورت پر پڑی اژدر پر سے گرا اُدھر اژدر پانی ہوکر بہگیا اُدھر پھر اسلم نے اور ایک ساحر کو روانہ کیا وہ بھی اسی طور سے کام آیا سہ پہر تک پچیس ساحر مارے گئے اُسوقت ژہر برجادو سپہ سالار اسلم کو تاب نرہی اپنا تخت سحر صف سے نکالکر اور اسلم سے اجازت لیکر اور یہ کہکر کہ مین اس صورت کو مٹاے دیتا ہون اور ابر سفید کو بس اُسی مقام سے تخت سحر کو اُڑا کر طرف اُس ابر کے چلا اور فورًا تخت کو قریب اُس صورت کے لایا اور روک کر تخت کو کھڑا ہوا بالاے ہوا مگر اُدھر سے منھ پھیرے رہے ہی جھولی سے بیضۂ فولادی نکالا مگر ابھی تک منھ پھیرے ہوے ہی اُسپر اسم سحر پڑھکر دم کیا اور اپنی زبان مین سوزن دیکر اور خون لیکر اُسپر چھڑکے دیے یہ تو یہ کام کر رہا ہی اُدھر اُس ابر سے آواز آئی کہ کیا خوب مقابلہ تو کرنے آیا ہی مگر اُدھر سے منھ پھیرے ہی کوئی بھی ملک الموت سے منھ پھیر سکتا ہی کہ تو ہی منھ پھیرے ہی اِدھر دیکھکر مقابلہ کر وہ اس عرصے مین اپنے حربہ کو تیار کر چکا تھا بس بلکہ اُسنے فورًا وہ بیضۂ فولادی اُس ابر اور صورت پر مارا اور پھر منھ پھیرنے کا قصد کیا مگر اُس حرکت مین اُسکی نگاہ اُس چہرے پر پڑگئی بس نگاہ کا پڑنا تھا ژہر برنے آہ کی اور تخت پر سے گرا اور طرف زمین کے چلا صدا آئی کہ بہت ملک الموت سے منھ چھپاتا تھا یہ بھی ہوسکتا ہی کہ ملک الموت کا سامنا ہو کیا دل لگی ہی بس زمین پر آنے تک پانی ہوکر بہ گیا اور وہ جو بیضۂ فولادی مارا تھا اُدھر وہ بیضہ قریب اُس ابر کے جاکر شق ہوگیا آگ شعلہ نکلکر چلا مگر وہ بھی ابر پر گرکر پانی پانی ہوا اُسکا سحر بھی مٹا وہ شعلہ گل ہوکر رہگیا وہ تخت جسپر یہ سوار تھا اُسکے گرنے سے سٹک گیا آواز آئی کہ خداوند سے تخت پر سوار ہوکر لڑنے آیا تھا آخر کو خداوند نے غارت کردیا بس یہ رنگ جو ارژنگ نے دیکھا کہ آج بہت سے ساحر مارے گئے اور سپہ سالار اسلم بھی کام آیا اور شام بھی قریب آگئی تھی معلوم ہوکہ سب کو ہمراہ لیکر فرودگاہ کی طرف واپس چلا طبل بازگشت بھی بجا کر فرودگاہ پر داخل ہوا

وہ پھر بھی اُسی ابر مین پوشیدہ ہوگیا اور وہ ابر طرف شہر کے چلا یہ سب حالات اہل دربار کی برجیس نے گنبد پر سے دیکھی
و بر جلیس کی خدائی کی بہت تعریف کی جب دونون لشکر واپس گئے برجیس بھی دربار برخاست کر کے محل مین چلا
گیا سب اپنے مقام پہ آئے اور آرام پذیر ہوے یہان دونون لشکرون نے فرودگاہ پر پہونچکر کمر کھولی یہان بارگاہ مین
اپنی ارزنگ لباس بدلکر آیا اپنی بارگاہ مین طومار شاہ وغیرہ نے بھی دربار کیا آذر ارزنگ کے سردار آئے
یہان آ کے ارزنگ نے اسلم سے کہا کہ آج تمھارے ساحر بہت سے کام آئے نہ معلوم یہ کون ساحر ہے مگر
بہت زبردست ہے سخت گان نے کہا کہ وہ اپنا بند و بست کر چکا ہے ذرا مشکل سے اسپر ظفر حاصل ہوگی اور اسکا
سحر مٹے گا اور یہ سحر اسلم کے مٹاے تو نہین مٹتا ہے پس ارزنگ نے کہا کہ اے سخت گان جو تم کہتے ہو بہت ٹھیک
ہے یہ کلمہ سخت گان کا اسلم کو بہت ناگوار ہوا اور کہا کہ کل مین جا کر مقابلہ خود کرونگا اور ایک تاریخ مین مٹادونگا
سخت گان نے [illegible] کہا کہ اے اسلم اسقدر برہم نہ ہو یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ آپ بہت زبردست ساحر ہین اور
اپنے وقت کے سامری ہین مگر اس مقام پر آپکا سحر کارگر نہ ہوگا سبب اسکا یہ ہے کہ وہ بخوبی اطمینان کے ساتھ
اپنا بند و بست کر چکا ہے جبتک کوئی ویسی محنت نہ کرے اسکا رد نہ حاصل کرے اسوقت تک ممکن نہین یہ ایسے
ویسے سحر سے نہ برباد ہوگا یہ آپکا کہنا کہ مین ایک تاریخ مین مٹادونگا بالکل خلاف عقل ہے اسلم نے کہا کہ
تم کیا کہتے ہو مین نے کوئی ایسے ویسے ساحر سے تعلیم سحر نہین پائی ہے بلکہ اُس ساحر سے تعلیم سحر پائی ہے جو کہ
پہلو نشین سامری و جمشید ہے جسنے بڑے بڑے ساحر زندگی آنکھین دیکھین اور اپنے ہمسرون کو ایک جنبش لب
مین تمام کیا ہے جسنے جا جا اژدر پہ ایسے مقام پر قبضہ کیا ہے کہ جہان لاکھون ملکر درون ساحر اپنے وقت کے
سامری و جمشید رہتے تھے اُن سب کو اپنا مطیع کیا ہے مین اژدر جادو کا شاگرد ہون سخت گان نے کہا کہ جو کچھ
تم کچھ نہین کر سکتے ہو بدون محنت کیے ہوے تم نے کیا تمھارے اُستاد بدون مشقت کیے ہوے اس
ابر کو مٹا نہین سکتے ہین اسلم نے موچھون پر تاؤ دیکر کہا کہ تو میرا نام اسلم ہے کہ کل اس ابر کو جو کہ آفتاب کی
طرف سے آتا ہے نہ مٹادون محنت کرنا اور مشقت کرنا ادنی ساحرون کا کام ہے اور جو کہ ساحران زبردست ہین
انکو کوئی محنت کرنے کی ضرورت نہین ہے سخت گان نے کہا کہ تم اپنے اُستاد کو پہلے طلب کر لو پھر مقابلہ کرنا اپنے
میری راے بیان کرنا دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہین اسلم نے کہا کہ کوئی اُنکے طلب کرنے کی ضرورت نہین ہے
مین ہی کافی ہون وہ ایسے مقام پر آکر کیا کرینگے ہان اگر کوئی مقام سخت ہوتا تو وہ آتے یہ کہکر اسلم نے
ارزنگ سے کہا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجیے مین کل مقابلہ کرونگا سخت گان نے اسلم کو ایسا گرمایا
کہ اسکو غصہ آگیا چونکہ سخت گان کا منشا یہ تھا کہ اسلم مارا جاے کیونکہ یہ خاور مین بھی دیکھ چکا تھا کہ جب ارزنگ
قاسم کے مقبرہ کھدوانے پر آمادہ ہوا تھا تو یہ دونون بھائی نکل گئے تھے اور کسی پر ظاہر نہ ہوا تھا سخت گان
نے تیور سے پہچان لیا تھا اسوقت بمصلحت ٹال گیا تھا اور جب سے یہان لشکر آیا ہے اور مقابلے ہو چکے ہین
یہ پہچان گیا ہے کہ انکے تیور برے ہین پس اسی منشے سے اسنے اسلم کو گرما دیا کہ جب اسلم مارا جائیگا تو دیلم کا بھی
زور کم ہوگا اول تو بھائی کا دشمن خیال کریگا اس سبب سے نہ میل کریگا دوسرے یہ بات بھی جاتی رہیگی اسکو
اسلم پر بہت بھروسا ہے اگر یہ دونون نکل گئے تو لشکر مین اور قلت ہو جائیگی انکے سبب سے لشکر بہت ہے
اگر یہ نکلکر برجیس کے شریک ہوگئے تو اسکو قوت ہوگی اور سب حال معلوم ہوگا کیونکہ یہ بالکل حال
ارزنگ کے واقف ہین انکا نکلجانا کوئی امر مشکل نہین ہے کیونکہ انکا میلان بھی طرف آفتاب پرستی کے ہے کیونکہ
اُنکے باپ دادا ہمیشہ آفتاب پرست رہے ہین گو وہ لوگ بمصلحت زرد پرست ہو گئے تھے اور یہ بھی
کسی نہ کسی مصلحت سے اسوقت تک شریک ہین پس یہی تدبیر اچھی ہے کہ انکو قتل کرادو اسلم کے قتل ہونے

ویلم کا زور کم ہو جائیگا پھر یہ نہ جائیگا چنانچہ یہ اپنے دل میں تجویز کرکے اپنے اسلم کو گرایا تھا وہ آمادہ ہو گیا پس
ارژنگ کو محمنگان نے اشارہ دیا کہ طبل جنگ بجوا دیجیے پس ارژنگ نے طبل جنگ بجوا دیا لشکر میں سامان
جنگ ہونے لگا سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل اسلم میدان میں جا کر اس ابر سحر کو مٹا دینگے اور آفتاب پرستوں سے
مقابلہ کرینگے جو کہ ساحر تھے وہ اپنا سحر جگانے لگے غیر ساحر اپنے آلات حرب وضرب درست کرنے لگے اس خیال سے
کہ کل جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اور بہت بڑا معرکہ پڑیگا ارژنگ نے دربار برخاست کیا خیمہ خاص میں گیا اسلم
اپنے خیمے میں آیا اور سب اپنے اپنے مقام پر آئے ویلم اپنے خیمے میں اسلم نے اپنے خیمے میں آکر ایک نامہ بنام
اپنے استاد کے تحریر کیا اور لکھا کہ بہت جلد تشریف لائیے اور کل حالات یہاں کے تحریر کیے اور ایک طائر
سحر بنا کر اسکے ہاتھ نامہ طرف جبال اژدریہ کے روانہ کیا وہ طائر نامہ لیکر اڑ گیا پس اسلم نامہ روانہ کرکے
ہو چکنے میں آیا سحر جگانے لگا گو کل وغیرہ جلایا کچھ خوک کو ذبح کیا اور غسل کیا اسکے خون سے یہ اپنا سحر تیار
کرنے لگا اور دھر ہر خیمے میں ساحر سحر جگانے لگے ادھر طلوع بارشاہ وغیرہ کو ہرکاروں نے خبر دی کہ لشکر حریف
میں طبل جنگ بجا ہی نام پر اسلم ابن نورج کے اسنے اس اقرار پر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہی کہ میں اس
ابر سفید کو مٹا دونگا اور کل آفتاب پرستوں کو غارت کر دونگا باقی خیریت ہی پس طلوع بارشاہ وغیرہ نے سنکے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے ہمکو کچھ خوف نہیں ہی خداوند اسکو بھی غارت کرے گا یہ کہکر دربار
برخاست کیا یہاں بھی طبل جنگ پر چوب پڑی رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوا کی کہ یکا یک
ساحر شب نے شکست کھائی مع اپنے ہمراہیوں کے بخوف ساحر روز کے طرف ہو گیا مغرب کے راہی ہوا
اور ساحر روز یعنی آفتاب جہاں شعاع روشن پر ڈالے ہوئے ہو گیا مشرق کے میدان میں آیا اور تمام
عالم کو اپنے نور جمال سے روشن کیا یعنی صبح ہو گئی پس ارژنگ مع کل لشکر کے واسلم کے میدان جنگ میں
آکر صف آرا ہوا ادھر سے طلوع بارشاہ وغیرہ بھی کل لشکر لیکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے وہاں قلعے میں پریں
نے دربار کیا اور سب کو اس حال سے آگاہ کیا کہ آج اسلم نے قصد کیا ہی کہ میں مقابلہ کروں پس تم لوگ اسلم
کا بھی مقابلہ دیکھو اور خیال کرو کہ یہ کس سے سرکش ہوتے ہیں کہ خداوند سے مقابلہ کرتے ہیں باوجود اس
امر کے کہ کئی مرتبہ ذلیل ہو چکے ہیں اور شکست کھا چکے ہیں پس سب اہل دربار طرف مشرق کے متوجہ ہوکے
تمام معرکہ جنگ انکے سامنے نظر آنے لگا وہ ابر سفید لشکر طلوع بارشاہ پر محیط ہوا نقیب نکلے نقابت کرکے
لشکر میں آئے اسلم نے قصد کیا تھا کہ میں میدان میں جاؤں کہ ایک پہلوان ہی کہ نام اسکا احرام شہر خواہ
ہی صف بحر ساحران سے نکلا اور ویلم کے پاس آیا اور کہا کہ مجھکو اجازت ملے تا کہ میں جاکر آفتاب پرستوں سے
لڑکر مقابلہ کروں اپنے جوہر شمشیر دکھاؤں ویلم نے جواب دیا کہ آج جنگ سحر ہی بھائی اسلم کے نام طبل جنگ
بجا ہی تو دیکھ ہی چکا ہی کہ جو جاتا ہی یا مارا جاتا ہی یا زخمی ہوتا ہی اسلم یہ ابر سحر مٹا لے پھر جاکر مقابلہ کرنا اسنے کہا
کہ میں ابھی چاہتا ہوں کہ اسی حالت میں جاکر مقابلہ کروں ویلم نے کہا کہ اسلم سے اجازت حاصل کر اگر وہ
اجازت دیوے تو میدان میں جا پس احرام اسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے ساحری وقت ایک امر کی مجکو اجازت
مرحمت فرمائیے اسلم نے کہا کہ بیان کر اسنے کہا کہ مجکو یہ اجازت ملے کہ میں جاکر مقابلہ کروں اسلم نے کہا کہ میرے
نام پر طبل جنگ بج چکا ہی میں کیونکر تمکو اجازت دوں دوسرے وہاں سحر وساحری کا معاملہ ہی تم ساحر نہیں
مقابلہ کروگے تو بیکار مارا جائیگا وہ بضد ہوا اسنے لگا آخر اسلم نے پریشان ہوکر اجازت دی وہ ارژنگ کے
پاس آیا ارژنگ سے اجازت لیکر [illegible] کرکے میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا ابھی
کوئی لشکر طلوع بارشاہ سے نہ نکلا تھا یہ مبارز طلب کر رہا تھا کہ صحرا کی طرف سے ایسا گرد و غبار بلند ہوا کہ جسکے

سبب سے روے آفتاب پنہان ہوگیا نہ یہ آسمان ایک آسمان خاکی تیار ہوگیا صحرا مین تاریکی ہوگئی درندے
و پرندے و چرندے یہ خیال کرکے کہ شام ہوگئی اپنے مسکن کی طرف گریزان ہوے انسان یہ خیال کرنے لگے
کہ آندھی سیاہ بہت شدت سے اٹھی ہے اور ابر سیاہ اٹھا ہے سب نے برساتیان طلب کین کہ اُسے اوڑھ لین
تاکہ بارش جو ہو تو پانی سے محفوظ رہین پس دونون لشکر کے اہل لشکر اُس غبار کی طرف دیکھنے لگے وہ گرد و
غبار اسقدر تیز آیا کہ ایک چشم زدن مین اُس صحرا کے قریب آگیا اب سب نے سُنا کہ اُس گرد و غبار سے آواز
گھنٹہ و ناقوس و ڈنکا و دیگر باجون کی آرہی ہے یہ صدا سے گھنٹہ و ناقوس سُنکے سب اہل لشکر ہر دو لشکر
نے غور کرکے دیکھا تو نشان ہاے لشکر نمایان ہوے اُس لشکر مین پس ارژنگ نے اپنے لشکر کے
ہرکارون کو طلب کرکے اُنسے کہا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہے جو ادھر کو آتا ہے کوئی میری کمک کو آتا ہے یا آفتاب
پرستون کی ادھر طلوع مار شاہ نے بھی اپنے لشکر کے ہرکارون کو براے خبر روانہ کیا اُدھر وہ جو لشکر آرہا
تھا اُسکے بادشاہ و سردار نے جو دور سے دو لشکر میدان جنگ مین صف آرا دیکھے اپنے لشکر کے ہرکارون
کو طلب کرکے اُنکو حکم دیا کہ جاکر خبر تو لاؤ کہ یہ دونون لشکر کون ہین جو کہ صف آرا ہین پس ہرکارے اُدھر
سے بھی چلے کچھ لشکر ارژنگ مین آئے اور کچھ لشکر طلوع مار شاہ وغیرہ مین آئے انکا حال تحریر ہوگا یہان
اُس ابر سے صدا آئی کان مین کل لشکر آفتاب پرستان کے کہ تم لوگ پریشان ہو کہ یہ گرد و غبار جو بلند ہوا ہے
یہ لشکر کا ہے جیٹرنگ بن زمرد ثانی ارژنگ کا جو کہ جمشید جادو کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور اُسکی
خدائی کو ہمرود و جمشید و دلکشو و ناشنا و جمروت وغیرہ نے درست کیا ہے اور وہ یہ دعوی کرکے اپنے مقام
سے چلا تھا کہ مین خدا ہوں اور فرزند ہوں زمرد ثانی کا اور ارژنگ میرے باپ کا غلام ہے فرزند
نہین ہے خدائی کا اُسنے بیکار دعوی کیا ہے سب کو گمراہ کرتا ہے مین اُسکو جاکر سزا دونگا اور اپنی خدائی کو
درست کرونگا اُسکے بعد خدا پرستون و آفتاب پرستون کو سمجھ لونگا پس وہ خاور کی طرف چلا تھا
کہ راہ مین اُسنے سُنا کہ ارژنگ شہر آفتاب نما کی طرف گیا ہے وہ اُدھر کو مع بائیس لاکھ لشکر کے راہی ہوا
اور اسطرف سے آیا کہ جدھر آبادی بھی نہ تھی ورنہ نہ آنے پاتا کیونکہ میرے فرزند کا حکم ہے کہ کوئی لشکر بدون
اجازت میری غیر بادشاہ کا اقلیم جمشیدیہ مین نہ داخل ہو مگر یہ اُسطرف سے آیا کہ جدھر آبادی نہین ہے
راوی نے بیان کیا ہے کہ اقلیم جمشیدیہ مین تین طرف ملک ہین اور ایک طرف صحرا ہین اس خیال سے
کہ اگر لشکر حریف آئے تو اسی صحرا مین اُس سے مقابلہ کرین دوسرے اُسطرف پہاڑ بھی ہین اور کل اقلیم کے
بادشاہون کی شکارگاہین بنی ہوئی ہین سب بادشاہ اُسی صحرا مین جاکر شکار کھیلتے ہین جب سے کہ جمشید کی
خدائی کی ہے تب سے اس سبب سے کوئی آدمی اُسطرف نہ تھا اور اب جمشید نے اُسطرف بھی ملکون کے
آباد کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ بندوبست ہو رہا ہے پس یہ لشکر اُسطرف سے آیا تب یہ صدا اہل لشکر نے سنی
سب کو معلوم ہوا کہ جیٹرنگ بن زمرد ثانی لشکر لیکر آتا ہے اُن سب کو تو معلوم ہوگیا کہ جیٹرنگ کا لشکر ہے مگر
ارژنگ کو نہین معلوم ہوا ادھر ہرکارے ارژنگ کے و طلوع مار شاہ کے اُس لشکر کے قریب پہونچے
لشکر کو بہت آراستہ پایا اور بہت بڑا لشکر دیکھا لشکر کی تیاری جب لشکر یہان پہونچیگا تو تحریر ہوگی دو دو
مرتبہ تحریر کرنے سے طول ہوگا پس دونون لشکر کے ہرکارے دریافت کرکے اپنے اپنے لشکر مین فوراً
آئے جو ہرکارے کہ طلوع مار شاہ نے روانہ کیے تھے انھون نے وہی خبر آکر طلوع مار شاہ کو دی جو کہ اُس
ابر کی صدا آئی تھی طلوع مار شاہ وغیرہ کو تو قبل ہی سے معلوم ہوچکا تھا ہرکارون سے سُنکے کہا کہ اپنے
مقام پر جاؤ ہمکو خداوند تمھارے آنے کے قبل اس لشکر کے حال سے خبر دے چکے ہین وہ ہرکارے اپنے

پس پشت کھڑے ہین اور ہمراہ تخت کے چار بادشاہ اصطرخ کرسیون پر بیٹھے ہین داہنی طرف کے جو در جو
ہین اُنکی کسی ہین شراب خانہ ہر کسی ہین دفتر ہر کسی ہین اور بیٹھنے کے لوگ ہین بائین طرف کے جو در جو ہین
کسی ہین نوبت خانہ ہر کسی ہین ارباب نشاط ہین کسی ہین اور رشاگرد پیشہ ہین گرد آن ہاتھیون کے
بادشاہ مرکب پر سوار اور سرداران قوی ہیکل مرکبون پر سوار ہے جو گھدا ور جہرنگ کی بلند ہر نقیب صدا ے
ادب باش دیتے ہوے اور ہزار ہون سوار شمشیر ہا ے برہنہ لیے ہوے عقب مین لشکر بیشمار قطار در قطار
اور ابون پر خزانہ بار در میان لشکر مین سیکڑون محافے ناموس کے اور سب سے عقب مین لشکر کے اثاثہ خرگاہ
وغیرہ کا اور بہت سے خیمے پس وہ لشکر آکر ایکطرف اُسی میدان مین کھڑا ہوا یہ لوگ دونون لشکر دیکھے
اُس لشکر کو دیکھکر خاموش کھڑے رہے طوماربادشاہ وغیرہ کی نونگاہ مین وہ لشکر کچھ نہ سمایا نہ وہ سامان مگر
ارزنگ دیکھکر حیران ہوا اور سخنگان سے کہنے لگا کہ اس جہرنگ نے خوب سامان مہیا کیا ہر اور خوب
شوکت بہم پہونچائی ہر اور بہت سے بادشاہون کو گمراہ کیا ہر خیر دیکھا تا کہان ہر میرے ہاتھ سے مین جب
مقابلہ سے فراغت کرون تو پھر اس سے سمجھون یہ سب شان وشوکت جو کہ اسنے محنت کر کے بہم پہونچائی ہر
وہ بدولت کے لیے بہم پہونچائی ہر نہ معلوم اُن محافون مین کون ہر ہرکارون نے اُن محافون کا حال خبر
بیان کیا سخنگان [illegible] کہا کہ ہرکارون نے عرض کیا تھا کہ محافہ ہمراہ ہین اُسمین جہرنگ کی معشوقہ ہر اور
بہت سی خواصین و بیبیان خدمتی ہین ارزنگ نے کہا کہ یہ سب میرے حق کی ہین یہان تو یہ تقریر ہو رہی تھی
ہر وہان جب لشکر اُس مقام پر پہونچا جہرنگ نے ایک مرتبہ نگاہ اُٹھا کر دیکھا اُدھر ملکہ النصرام نے محروم
کے پاس سے آکر جہرنگ سے کہا کہ مہر وقت کہا ہر کہ تم لشکر کو حکم دو کہ صف آرا ہو اور خیمے وغیرہ برپا کیے
جائین آج ہی سے مقابلہ شروع کرو ارزنگ نے اسکے لشکر کا سردار میدان مین کھڑا ہوا لشکر تمھیں
سے مبارز طلب ہر تم اپنے لشکر کی صف بندی کر کے اپنے لشکر کے پہلوان کو حکم دو کہ وہ نکلکر مقابلہ کرے کیونکہ
ساعت بہت اچھی ہر تمھاری ظفر ہوگی پہلے ارزنگ کو غارت کر لو پھر آفتاب پرستون سے سمجھ لینا یہ کچھ تھا
نشکا ہو اُسکے بعد خدا پرستون کی باری ہر نہیں یہ کلمے جو ملکہ النصرام نے چپکے سے جہرنگ شاہ سے کہے کسی نے
نہ سنے نہ النصرام کو دیکھا کیونکہ وہ تو سحر سے پوشیدہ اسکے پاس موجود رہتی ہر اور یہ ارادہ سحر مین آیا جایا
کرتی ہر پس جہرنگ نے ایک مرتبہ سر اُٹھا کر چارون طرف دیکھا جب تک اُسکو ہرکارون سے معلوم ہوچکا تھا
اچھی لشکر کے علم طلائی ہین وہ لشکر آفتاب پرستون کا ہر طومار شاہ وغیرہ طرف سے برجیس شاہ کے
پرستنگ لشکر لیکر برا ے مقابلہ ارزنگ آ ے ہین اور جنکے علم سیاہ ہین یہ لشکر ارزنگ کا ہر خود ارزنگ
لشکر لیے ہوے میدان مین موجود ہر اور پہلوان جو میدان مین کھڑا ہر ارزنگ کی طرف سے مقابلے کو
نکلا ہر پس جہرنگ نے یہ دیکھکر اپنے لشکر کے سردارون کو حکم دیا کہ جلد صف بندی ہو اور خیمے وغیرہ برپا
ہون ناموس و خزانہ اُتارا جا ے ہم ارزنگ سے اسیوقت سے مقابلہ کرینگے کیونکہ ہمارا علم خدائی ہمکو
یہ کہتا ہر کہ آج ہی سے مقابلہ شروع کیا جا ے یہ حکم دینا تھا کہ بارگاہین اور خیمے وغیرہ برپا ہوے
برپا ہوگئے ناموس وغیرہ اُترے اور اونٹون سے خزانہ اُتارا گیا بازار آراستہ ہوے جھنڈے کھڑے کیے گئے
اور صف آرا اسنے نکلکر سب لشکر کی [illegible] لشکر مین جہرنگ کا تخت قایم ہوا ڈنکے پر چوب
پڑی جنگی باجے بجے علم لشکر جلوہ گری [illegible] بندی [illegible] جنگ کی اُسوقت جہرنگ نے اشارہ کیا
بائین جانب لشکر سے ایک پہلوان کہ نام اُسکا [illegible] تھا اپنے مرکب کو مہمیز کر کے [illegible]
جہرنگ کے آیا اور اجازت چاہی جہرنگ نے کہا کہ جاؤ اور اُس پہلوان کو جو کہ میدان مین کھڑا [illegible]

یہ سُنکے اُسنے سلام کیا اور مرکب کو جولان کرکے طرف میدان کے چلا اودھر اُس پہلوان نے مبارز طلب کیا کیونکہ
اب اطمینان ہو چکا ہی جب اُسنے مبارز طلب کیا مہر پرور نے صدا دی کہ ٹھہر جا مین تیرا حریف آتا ہون میرے تیرے
مقابلہ ہوگا مین تیری بہادری کا امتحان کرونگا یہ کہکر اور مرکب کو ڈپٹ کر اُسکے قریب پہونچا اور کہا کہ کیون
اسقدر جلدی کرتا ہی مین آتا تھا جب مہر پرور قوی تن اُسکے قریب پہونچا اُسنے اُسکی یہ تقریر سُنکے جواب دیا کہ میرے
تیرے مقابلہ نہین ہی بلکہ مین تو آفتاب پرستون سے مقابلہ کر رہا ہون تجھسے کیا غرض جو تم مقابلے کو آئے ہو
میرے حریف تو آفتاب پرست ہین مہر پرور نے جواب دیا پہلے ہم لوگون سے مقابلہ کر لو اگر ہم پر ظفریاب ہوے
تو خیر ورنہ ہم تمہارے مقابلے کے لیے آئے ہین یہ سُنکے وہ خاموش ہو رہا کہا معلوم ہوا کہ تیری قضا
ہی آئی ہی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہی اودھر ارژنگ نے جو دیکھا کہ
جب جہرتنگ میدان مین آکر پہونچا اپنے لشکر کو صف آرا کیا اور ایک پہلوان کو میرے پہلوان سے
مقابلہ کرنے کو روانہ کیا تخشگان سے کہا کہ یہ تو بڑی خرابی ہوئی مین ایک ہون دو لشکرون سے کیونکر
مقابلہ کرونگا ای وزیر مین کیا تدبیر کرون تخشگان نے کہا کہ آپ ایک سردار کو پاس جہرتنگ کے روانہ
کرین وہ جاکر جہرتنگ سے کہے کہ ہمارا اور آفتاب پرستون سے مقابلہ ہو رہا ہی جب ہم اُسکے مقابلے
سے فراغت کرلین اُسوقت دیکھا جائیگا ہمارے آپ کے کوئی ایسی دشمنی بھی نہین ورنہ ہم اُنکے مقابلے کے
بعد باہم فیصلہ ہو جائیگا بلکہ یہ امر زیبا ہی کہ ہم اور آپ شریک ہوکر آفتاب پرستون سے مقابلہ کرین یا
اگر آپ کی یہ مرضی ہی کہ ہمارا پہلوان میدان مین مقابلہ کرے مین اپنے پہلوان کو بلا لیتا ہون تاکہ
آپ ہی کا پہلوان آفتاب پرستون سے مقابلہ کرے اگر در اصل مجھسے مقابلہ کرنا ہو تو خیر امر ناچاری ہی
ارژنگ نے تخشگان کی یہ تقریر سُنکے فوراً اُسوقت ایک سردار کو یہی پیام دیکر روانہ کیا وہ راہ طی
کرکے پاس جہرتنگ کے پہونچا اور ارژنگ کا پیام دیا جہرتنگ نے پیام سُنکے جواب دیا کہ اُس ارژنگ
سے کہدینا کہ مین یہ خبر پاکر اپنے ملک سے چلا ہون کہ تو نے دعویٰ خدائی کیا ہی تو میرے باپ کا غلام ہی پس
غلام ہوکر میری ہمسری کرے مین نے خیال کیا کہ تجھکو چلکر اس گستاخی کی سزا دون تیری تلاش مین
پہلے ختا ور گیا وہان سُنا کہ تو شہر آفتاب نما کو گیا ہی ادھر کو کوچ کیا تجھکو سزا دینے آیا ہون یہان آکر تیرے
لشکر کو صف آرا پایا مین بہت خوش ہوا مین نے اپنے لشکر کے پہلوان کو تیرے پہلوان کے مقابلے
کو روانہ کیا یہ ممکن نہین ہی کہ مین مقابلہ نکرون ہان جب میرے اوپر ظفر پالیگا اُسوقت آفتاب پرستون سے
مقابلہ کرنا مین تیرے کہنے پر عمل نکرونگا اور مین تیرا کیا شریک ہونگا کوئی باپ بیٹے کا یہ کہتا ہون تو
تیرا شریک ہون مین تجھکو بھی کافی ہون اور آفتاب پرستون کو بھی اور اب کوئی پیام مجھکو نہ دینا بلکہ
مقابلہ کیجیو یہ کہکر اُس سردار کو واپس کیا اُس سردار نے ارژنگ کو پیام جہرتنگ کا دیا ارژنگ جواب
پیام سُنکے خاموش ہو رہا اودھر آسمان سے جو کہ لشکر طلوع بار شاہ وغیرہ پر تھا صدا آئی کہ ای بندگان
من آگاہ ہو کہ ہمنے ارژنگ کو مہلت دی کہ وہ جہرتنگ سے مقابلہ کرے اور باہم سمجھ لے جب ارژنگ
کو اس مقابلے سے فرصت ہو جائیگی اُسوقت ہم اُسپر اپنا عذاب نازل کرینگے خواہ یہ ظفریاب ہو خواہ جہرتنگ
یہ دونون سنگ باہم لڑین اُنکے حوصلے نکلجائین اُسوقت تک کہ جبتک یہ باہم نہ لڑلین اور باہم نہ فیصلہ
کرلین کوئی ہمارے بندون سے مقابلے کو نہ جاے یہ جب صدا آئی کل اہل لشکر طلوع بار نے سجدہ کیا
اور ہنسی خوشی کھڑے رہے آدھر مہر پرور اور اُس پہلوان سے مقابلہ ہونے لگا پہلے تلوار چلی
خوب ہی کام کرکے کوئی دو قدم اور اُسکا ہٹ گیا کوئی چار قدم پیچھا ہوا آخر کو دونون حریفونکو دونون ہاتھون سے

مقابل ہوئے نیزہ بازی ہوئی سمر پر نے اُسکا نیزہ رد کیا تلوار کی نوبت آئی وہ پہلوان ارزنگ کا ہاتھ
سے سمر پر کے مارا گیا پس ایکبارگی تمام لشکر چترنگ کے علم جلوہ گری مین آئے اور سب اہل لشکر نے تلوار بلند
کرکے کہ خداوند چترنگ کی بلندگی یہ امر ارزنگ کو بہت ناگوار ہوا پس ادھر سمر پر نے صدا دی کہ جسکو تمنا
مرگ ہو میرے مقابلے کو آئے لشکر ارزنگ سے یہ صدا دینا تھا کہ ایک پہلوان ادبراسے مقابل ارزنگ
سے اجازت لیکر آیا اور سمر پر سے لڑنے لگا خلاصہ یہ کہ وہ بھی مارا گیا پس تا شام سمر پر نے لشکر ارزنگ کے
سات پہلوان جان سے مارے اور چار زخمی کیے جبکہ رات ہوگئی اور دن تمام ہوا ارزنگ نے
بصلاح شخنگان طبل بازگشت بجوایا انہین لشکرون مین کوس بازگشت بجا اپنے اپنے مقام پر وہ لشکر واپس
گئے وہ ابر جو کہ لشکر طلوبار شاہ پر چھایا تھا طرف شہر آفتاب نما کے موافق قاعدہ کے واپس گیا وہان
شہر مین مہ جبیں نے دربار آراستہ کیا اہل دربار نے عرض کیا کہ خداوند آج آپ کے لشکر سے مقابلہ نہین
ہوا بلکہ وہ جو لشکر تازہ آیا تھا اُس سے اور ارزنگ سے مقابلہ ہوا اندرون بارگاہ سے صدا آئی کہ
ساحت دنیا اس لشکر سے اور ارزنگ سے مقابلہ ہوگا کیونکہ یہ جو لشکر آیا ہی یہ چترنگ کا ہی جو کہ اپنے کو
خدا کہتا ہی اور کہتا ہی کہ مین فرزند ہون زمرد کا اور یہ ارزنگ غلام ہی میرے باپ کا یعنی زمرد ثانی کا نتیجے
بیکار دعوی خدائی کا کیا ہی مین اسکو سزا دونگا پس اسی کی تلاش مین لشکر لیکر یہان آیا ہی اب باہم مقابلہ
ہوگا یہ دونون سمجھے ہین یہ بھی زمرد ثانی کا لڑکا ہی اور وہ بھی انجام اس مقابلے کا یہ ہی کہ باہم دونون
لڑجائینگے اور ہمارے لشکر سے مقابلہ کرینگے ہمنے بھی مہلت دی ہی کہ یا ہم سمجھ لین پھر تو ہم اپنا عذاب
نازل کرینگے یہ دونون لڑکر اپنے اپنے دل کے حوصلے نکال لین یہ جو صدا آئی سب نے کہا کہ دراصل تو
سچا خدا ہی کوئی تیرے برابر خدا نہین ہی اور یہ سب باطل خدا ہین مہ جبیں یہ کہکر داخل محل ہوا دربار برخاست
ہوا سب اپنے اپنے مکان پر آئے وہان سب لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر اترے کمر بین کھولین ارزنگ
نے اپنی بارگاہ مین دربار کیا چترنگ نے اپنی بارگاہ مین طلوبار شاہ نے اپنی بارگاہ مین جب دربار
آراستہ ہوچکے چترنگ نے شداد شاہ وغیرہ سے کہا کہ آج تو ہمارا لشکر آیا ہوا تھا اور ایک نسل منتظر
تھا اُسپر بھی ہمین غالب آئے اور کئی پہلوان نامی ارزنگ کے لشکر کے مارے گئے پس معلوم ہوا
کہ میری ظفر ہوگی یہ سی تقریر ہو رہی تھی کہ اُس ابر سوسنی رنگ سے جو کہ ہمراہ لشکر تخت چترنگ پر چھایا رہتا تھا
اُس ابر مین محمد دم جادو و ناشاد جادو وغیرہ کاروبار خدائی کے منتظم تھے اور انتقام دختر محمد دم اکبر جو
باتین چترنگ کو تعلیم کرتی تھی جیسا کہ جلد دوم مین ذکر ہوا ہی پس جب یہان دربار ہوا اور یہ تقریر چترنگ
نے اہل دربار سے کی ملکہ انتقام پوشیدہ طور سے چترنگ کے پاس آئی اور کہا کہ طبل جنگ بجنے کا حکم
دو تاکہ بہت جلد فیصلہ ہو جاوے اور تمہاری فتح ہوگی پس چترنگ نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہم کل ارزنگ
سے پھر مقابلہ کرینگے یہ حکم دینا تھا کہ لشکر چترنگ مین طبل جنگ پر چوب پڑی اہل لشکر کو معلوم ہوا تیاری
جنگ ہونے لگی جو ہرکارے یا مرجاسوسی لشکر طلوبار شاہ و ارزنگ کے یہان موجود تھے اور
طبل جنگ لیکر اپنے اپنے لشکر مین آئے داخل بارگاہ ہوکر مجرا کیا اور عرض کیا کہ لشکر چترنگ
مین طبل جنگ بجا ہی طلوبار شاہ نے حکم دیا ہی کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجنے کو جسے مقابلہ نہین ہوگا
مگر ہمکو لازم ہی کہ ہم بھی لشکر لیکر میدان مین جائین یہ حکم ہوا یا لشکر آفتاب پرستان مین بھی کوس پر لکڑی پر
چوب پڑی یہان بھی نقارہ بجا طلوبار شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ لشکر چترنگ نے بہ
نوی ہین دیکھا تمنے کہ سفر کے تھکے ہوئے راہ کے ماندے تھے مگر آج ہی کی امید اندر آئی ہین کئی پہلوان لشکر

ارزنگ سے قتل کیجیے اہل دربار نے جواب دیا کہ ہمکو یہ خیال ہوتا ہی کہ چترنگ کی ظفر ہوگی وہ غالب آئیگا ارزنگ مغلوب ہوگا طوطار شاہ وغیرہ نے جواب دیا کہ طریقے سے تو یہی معلوم ہوتا ہی یہان یہ تقریر ہو رہی تھی بعد تھوڑے عرصے کے طوطار شاہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے خیمون مین آکر آرام پذیر ہوے ادھر چترنگ بھی طبل جنگ بجوا کر خوشی خوشی دربار برخاست کرکے اپنے خیمۂ خاص نامی مین آیا تھمود جادو سے سب حال بیان کیا وہ بھی خوش ہوئی اور کہا کہ تمھاری خدائی کو ترقی ہوگی چترنگ خوش ہو ادھر ارزنگ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہی سب حاضر دربار ہین ارزنگ نے سخنگان سے کہا کہ او منشور مین تو نے دیکھا کہ یہ نیا قصہ دوسرا اور پیدا ہوا جسقدر بدولت کو جلدی تھی کہ کسی طور سے آفتاب پرستون سے مقابلہ ہو جاے میری معشوقہ میرے قبضے مین آسکے اسیقدر عرصہ ہوتا ہی یہ چترنگ درمیان مین آکر کود پڑا اور میرے ہی لشکر سے مقابلہ کرنے لگا آج اسکے لشکر کے پہلوان غالب آگئے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی سخنگان نے جواب دیا کہ میری تو راے یہ ہی کہ اگر چترنگ صلح کرے تو اچھا ہی آپ اور وہ ملکر آفتاب پرستون سے مقابلہ کرین اور اہل دربار نے یہ تقریر سنکے مثل دیلم و اسلم وغیرہ کے کہا کہ یہ غیر ممکن ہی کہ وہ صلح کرلے کیونکہ اسکا لشکر غالب آیا ہی ہان اگر مغلوب ہوتا تو صورت باہم صلح کی تھی ارزنگ نے کہا کہ تمھارا قول درست ہی خیر دیکھا جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا آجکی لڑائی قابل اعتبار نہین ہی اس سے یہ نہین پایا جاتا ہی کہ اسی کی ظفر ہوگی یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ہرکارون نے حاضر ہوکر بد دعا دی اور عرض کیا کہ لشکر چترنگ مین طبل جنگ بجا ہی چترنگ نے اس قصد سے طبل بجوایا ہی کہ کل صبح کو پھر میدان مین آکر بندگان خداوند سے مقابلہ کرے اور آتش بغض و نفاق کو دوبالا کرے ارزنگ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجایا جاے ہم کل میدان مین جاکر اسکے لشکر سے مقابلہ کرینگے بس یہ حکم دینا تھا کہ لشکر ارزنگ مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی راوی نے بیان کیا ہی کہ دونون لشکرون مین نقارۂ رزمی بجا تیاری جنگ ہونے لگی طوطار شاہ و چترنگ دربار برخاست کرکے اپنے خیمۂ خاص کو گئے ہین مگر ارزنگ نے اپنا دربار نہین برخاست کیا ہی یہان باہم مشورے ہو رہے ہین انکو تو یہان باہم مصروف مشورہ رکھا جاتا ہی اور سب حاضر دربار ہین چترنگ و طوطار شاہ اپنے اپنے خیمے مین مصروف عیش ہین اب حال اس نامہ کا تحریر ہوتا ہی جو کہ اسلم نے اپنے آشنا اژدر جادو کو لکھا تھا اور اسکو طلب کیا تھا وہ چاہ اژدریہ مین رہتا ہی پس طائر سحر کے ذریعے سے نامہ روانہ کیا تھا راوی نے بیان کیا ہی کہ یہان چاہ اژدریہ مین اژدر جادو بیٹھا ہوا ہی اسکے مصاحب و شاگرد حاضر ہین سحر و ساحری کا ذکر ہو رہا ہی اژدر کہہ رہا ہی کہ آجکل پردہ دنیا پر بڑا غدر مچا ہوا ہی آفتاب جادو نے ہرجبیس کی کمک کی ہی اسکو خدا بنایا ہی اور بہت اسکی خدائی کو ترقی دی ہی ہزارون ملک ہرجبیس کے قبضے مین آگئے ہین لاکھون آدمیون و بادشاہون نے دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہی ارزنگ ہرجبیس پر لشکرکشی کرکے گیا ہی مین ارزنگ کی بسبب اسلم کے ضرور کمک کرتا مگر وہ بہت مغرور ہی اسنے مجھکو اس امر سے آگاہ نہین کیا مین بھی نہین گیا ادھر تھمود نے اپنے معشوق یعنی آشنا چترنگ کی خدائی کو درست کیا ہی محرودم جادو کو جسنے بعد مرگ جمشید کے ترک دنیا کیا تھا تلاش کرکے لائی ہی اسنے سب بند و بست کیا ہی چترنگ کے شریک ہوے بڑے ساحر زبردست ہین مثل محرودم و ناشاد و ابراہیم و تھمود کے پس چترنگ نے یہ دعوی کرکے اور لشکر لیکر چلا ہی کہ مین خداوند زمرد تاج کا فرزند ہون ارزنگ غلام ہی مین خدا ہون میری خدائی سچی ہی اسکے ہمراہ بھی بہت بڑا لشکر ہی اور وہ بھی شہر آفتاب نما کے قریب پہونچ چکا ہی بہت بڑے معرکے ہونگے آخر انجام یہ ہوگا کہ

سب برجیس کے شریک ہونگے اور خداپرستون سے مقابلہ ہوگا اُسکے مصاحب دریافت کر رہے ہین کہ آخر
ان سب مین غالب کون آویگا اژدر کہہ رہا ہی کہ برجیس اُنھون نے کہا کہ خداپرستون سے کیا ہوگا کون
غالب ہوگا اژدر نے جواب دیا کہ اسکا حال ابھی مین نہین کہہ سکتا ہون پورے طور سے معلوم نہین ہوا ہی
یہی تقریر ہو رہی تھی کہ وہ طائر جو کہ اسلم بن قورج کا نامہ لیکر اژدر کو چلا تھا آکر پہونچا نامہ اژدر جادو
کی گود مین ڈالدیا اور خود سامنے بیٹھ گیا اژدر جادو نے نامہ اُٹھا کر پہلے کاتب کا نام دیکھا اسمین اسلم کا
نام پایا اہل دربار سے کہا کہ بہت دنون کے بعد اسلم نے نامہ لکھا ہی اب میری یاد آئی کوئی نہ کوئی سخت
مصیبت پڑی ہی جو نامہ مجھکو لکھا ہی مجھکو اسلم سے بہت اُلفت ہی مین ضرور اُسکی کمک کرونگا یہ کہکر نامہ کو
چاک کیا بہت کچھ عذر و معذرت تحریر تھی خلاصہ یہ تھا کہ بہت جلد تشریف لائیے ورنہ ہمکو زندہ نہ پائیےگا
یہ مضمون دیکھکر اژدر کے ہوش جاتے رہے کیونکہ اسلم سے بہت اُلفت ہی پس اپنے شاگردون اور
مصاحبون سے کہا کہ مجھکو اسلم نے طلب کیا ہی اور بہت تاکید لکھی ہی لہذا مین تو جاتا ہون جسکو میرے
ساتھ چلنا ہو وہ بہت جلد سامان سفر کرکے اسیوقت آئے مین ابھی روانہ ہونگا یہ کہکر ملازمونکو طلب
کرکے حکم دیا کہ سامان سفر درست کرو سب نے عرض کیا کہ ہم سب آپکے ہمراہ چلینگے اژدر نے کہا
کہ بہت جلد سامان کرکے آؤ پس سب رخصت ہو ہوکر اپنے مقام پر گئے اور اپنا اپنا سامان کرکے
اژدر جادو کے پاس آئے یہان ملازمان اژدر نے سب سامان درست کر لیا تھا پس جب آچکے اسوقت
اژدر ان سبکو اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر ارزنگ کے روانہ ہوا چنانچہ قطع راہ کرکے اُسدن آکر پہونچا
کہ جسدن لشکر چپنگ آیا تھا اور مقابلہ ہوا تھا لشکر ارزنگ کے چند پہلوان گرگئے تھے اور یہان مشورہ
ہو رہا تھا یہ بھی اُسی شب کو آکر لشکر مین پہونچا اُسنے سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سب بارگاہ مین بیٹھے
ہوئے مشورہ کر رہے ہین پس یہ بارگاہ مین آیا صحن بارگاہ مین اُسنے اپنا تخت اُتارا ارزنگ وغیرہ باتین
کر رہے تھے کہ ایک برق چمکی کہ جسکے سبب سے سب کی آنکھون مین ایک چکا چوندھ سی ہوگئی پھر نگہبانان نے
آنکھین ملکر کہا کہ کوئی ساحر آیا ہی یہ اُسکی آمد کی برق ہی اُدھر سب حیران تھے کہ یہ کیسی برق چمکی کہ وہ طائر
جو کہ نامہ لیکر گیا تھا روبرو اسلم کے آیا اور بزبان انسانی اسلم سے گویا ہوا کہ آپکے استاد اژدر جادو
تشریف لائے ہین اُنکا تخت صحن بارگاہ مین اُترا ہی یہ کہکر وہ طائر تو غائب ہو گیا اسلم مع کل ساحرون کے
اپنے مقام پر سے اُٹھا ارزنگ نے اسلم سے کہا کہ کہان جاتے ہو اُسنے عرض کیا کہ استاد تشریف
لائے ہین ابھی مجھکو طائر سحر نے خبر دی ہی یہ برق اُنکی آمد کی ہی مین اُنکے استقبال کو جاتا ہون پس
ارزنگ نے اور سردارون کو حکم دیا کہ تم بھی برائے استقبال جاؤ پس دیلم وغیرہ بموجب حکم ارزنگ
ہمراہ اسلم کے چلے جبکہ اسلم صحن بارگاہ مین پہونچا دیکھا کہ اژدر جادو مع اپنے شاگردون و مصاحبون
کے طرف ایوان کے چلا آتا ہی پس اسلم پا استاد کو دیکھا اور دوڑکر اژدر کے لپٹ گیا سلام کیا اژدر
نے اسلم کو گلے سے لگایا اور حال مزاج دریافت کیا اسلم نے کہا زندہ ہون پس اسلم اور سب سے
ملا اژدر نے دیلم وغیرہ کو گلے سے لگایا اور باتین کرتا ہوا اندر بارگاہ مین آیا سب نے دیکھا کہ ایک شکل
بدہیئت ساحر ہی اگر اُسکو شیطان بھی دیکھ لے تو ڈر جائے گلے مین سانپ و عقرب چمٹے ہوئے منہ سے
شعلے نکلتے ہوئے آنکھین مثل تنور کے روشن قد بہت طویل ہاتھ پانون مثل شاخ چنار کے سیاہ رنگ
شب تار بایک مین جو کوئی دیکھے دیو سیاہ کا گمان ہو ہمراہ اسلم کے چلا آتا ہی سب بسبب خوف کے اُسکی
صورت دیکھکر اور کانپ کر رہگئے اُسنے آکر ارزنگ کو سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ چومے

ارژنگ نے بجاے تخت کے کرسی مرحمت کی کرسی پر بیٹھا اور سب اُسکے ہمراہی بھی تھے اور سب اہل دربار بھی
تھے جب سب بیٹھ چکے اُسوقت اژدر نے اصلم سے کہا کہ کیوں تمنے کیوں مجھکو طلب کیا ہی اصلم نے جواب دیا
کہ اُستاد کیا عرض کرون کہ جو آجکل بلا ہمپر نازل ہوئی ہی یہ وقت کمک ہی خداوند اسکی کمک فرمائیے اژدر نے
کہا کہ بیان تو کرو کہ کیا وقت سخت پڑا ہی پس اصلم نے ارژنگ کا خروج کرنا اور رخا ورپر جانا اُسکو فتح
کرنا ملک قاسم کے مقبرے کے کھودنے کا حکم دینا اہل شہر سے عہد و پیمان ہونا اُسی حالت مین خواجہ حسین
کا ملکۂ ثریا سے سیمتن کی تصویر ارژنگ کو دینا ارژنگ کا اُسپر عاشق ہونا اور اپنے قصد کو فسخ کرنا اور کہنا
کہ بعد لڑائی اُسکے خدا پرستون سے مقابلہ کرونگا نامہ برکو پاس برجیس کے طلب مین ملکہ کے روانہ کرنا اور
برجیس کا جواب سخت تحریر کرنا نامہ بر کا شریک برجیس ہونا پس ارژنگ کا یہ خبر پا کر لشکر لیکر طرف آفتاب نگر
کے کوچ کرنا راہ مین قرماسپ کا شریک ہونا ارژنگ کا شہر آفتاب نگر پہ پہونچنا اور طلوع بادشاہ کا برجیس
کی طرف سے لشکر لیکر آنا باہم نامہ و پیام ہونا آخر کو جنگ ہونا کئی مقابلے ہونا لشکر برجیس کا غالب
آنا اپنا یہ خیال کرنا کہ یہ کارخانہ سحر ہی پس نامہ لکھنا اور چترتنگ کا لشکر لیکر آنا اُس سے مقابلہ ہونا سب
بیان کیا اور کہا کہ بدون آپکی کمک کے یہ بلا دفع نہ ہوگی اسواسطے آپکو طلب کیا ہی کہ اس بلا کو دفع
فرمائیے کیونکہ یہ کارخانہ سحر کا ہی وہ برجیس تو تنہا ہی اس چترتنگ نے بہت پریشان کیا ہی بیکارہ کی خصوصیت
پر کمر کسی ہی یہ سنکے اژدر نے جواب دیا کہ جب وقت سخت پڑا تو مجھکو طلب کیا پہلے خبر نہ لی اگر کوئی اور
اس مقام پر ہوتا تو کبھی اُسکی کمک نہ کرتا مگر کیا کرون کہ تیرا پاس ہی تیرے سبب سے ناچار ہون
جہانتک مجھسے ممکن ہوگا کوشش کرونگا ضرور یہ سب کارخانہ سحر کا ہی مگر اسکا برباد ہونا غیر ممکن ہی کیونکہ
آفتاب جادو جو کہ مربی اور سرپرست اور باپ ہی برجیس کا وہ ساحر زبردست ہی اور اپنا پورا
طور سے بند و بست کر چکا ہی ہان جو کوئی اسقدر مشقت کرے اور سب سامان درست کرے وہ اس
کارخانہ کو برباد کر سکتا ہی مگر مین کوشش کرونگا اور چترتنگ کو تو ایک دن مین مٹا دونگا وہ کوئی
چیز نہین مگر میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ ارژنگ اور چترتنگ باہم ایک ہو جائین تو بہتر ہی کیونکہ
وہ بھائی ہی ارژنگ کا اور زمرد ثانی کا فرزند ہی یہ کہکر کل حال چترتنگ کی پیدایش کا اور اُسکی خدائی کے
درست ہونے کا جو کہ جلد دوم مین تحریر کر چکا ہون ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہین سب کے روبرو بیان
کیا مین نے بسبب اس امر کے طول ہوگا اور زیادہ تحریر کرنے کی اجازت نہین ہی بابو صاحب کا حکم
ہی کہ اسی جلد مین تمام ہو سب قصہ پس بطور پتہ سب حال تحریر کرتا ہون مجبور رہون ورنہ اگر یہ حکم نہوتا
تو ناظرین ملاحظہ فرماتے کہ ہان یہ دفتر بھی کوئی چیز ہی افسوس حوصلہ دلکا دل ہی مین رہگیا اور جو عرق
ریزی مین نے کی تھی اور میرا خیال تھا وہ پورا نہوا ہان اگر یہ حکم نہ ہوتا تو ناظرین ملاحظہ فرماتے کہ کیا
عجائبات اور سحریات و معرکہ مین تحریر کرتا جو کہ آجتک کسی دفتر مین نہین تحریر ہوے ہین اور وہ جو کہ
ہوش ربا ہی اُسمین کبھی نہین لکھے گئے ہین مین اس دفتر کو اسم بامسمی کر دیتا مگر حکم بابو صاحب دام اقبال
سے ناچار ہو گیا اور یہی مقام پر اختصار کیا اگر زندگی باقی ہی اور عمر نے وفا کی اسکے بعد جو دفتر ہی اور وہ
میرے پاس موجود ہی جسکا پتہ آخر جلد مین دیا جائیگا اگر اُسکے ترجمہ کی بابو صاحب نے اجازت دی
تو مین اپنی جودت طبع اور رنگینی عبارت اُسمین ظاہر کرکے دکھا دونگا وہ دفتر کارنامہ ہی سب دفاتر
کی جان ہی جب ناظرین اُسکو ملاحظہ فرمائینگے تو میری یاوہ گوئی کا لطف پائینگے اُسکے روبرو یہ سب
دفتر ایک ادنی دفتر ہین بوستان خیال کی اُسکے روبرو کوئی اصلیت نہین ہی مگر شرط زندگی و اجازت

بابو صاحب ابھی ہمین اپنے مین اسقدر قوت نہین رکھتا ہون کہ اسکو کہکر طبع کراؤن اسقدر زر کثیر کہان سے لاؤن
جو اس گوہر بیش بہا کو صدف طبع سے باہر نکالون اور نذر ناظرین کرون اگر خداوند کریم کو منظور ہوگا تو وہ
اسکا اسباب اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کریگا اور آپ لوگ اسکو ملاحظہ کرینگے ورنہ یہین اپنے صدف دل مین
اس گوہر نایاب کو لیکر کنج لحد مین چلا جاؤنگا اور نہ قلق ہرگز کرونگا افسوس اس امر کا ہی کہ مین نے تو قصد کیا تھا کہ اسکو
اسی دفتر کے ہمراہ بیان کرون مگر حکم سے بابو صاحب کے ناچار ہوگیا آمدم برسر مطلب کہ سب حال اژدر نے
چترنگ کا بیان کیا اسکے بعد کل حال برجیس کا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اور کہا کہ الہی نادر سرکردہ ہم اور
چترنگ باہم شریک ہوکر برجیس سے مقابلہ کرین و شاید کوئی دوسرا انجام ہو یہ تقریر اژدر کی سنکے سخنگان نے
جواب دیا کہ اے شاہ ہم تو پہلے ہی سمجھے ہوئے تھے کہ برجیس کی بربادی غیر ممکن ہی کیونکہ اسکا امر بہت زبردست
ہی اور یہ امر بھی غیر ممکن ہی کہ چترنگ ہمارا شریک ہو کیونکہ اسکو غلبہ حاصل ہوچکا ہی جبتک اسپر کوئی دباؤ نہ پڑیگا
وہ کبھی نہ شریک ہوگا اور ہمکو یہ بھی کہے دیتے ہین کہ برجیس ہم مین سے کسی سے پریشان نہ ہوگا سوائے
اہل اسلام کے وہی اسکی سرکوبی کرینگے اور نہ ثریا ہم مین سے کسی کو ملیگی سوائے اہل اسلام کے ان مین
سے کوئی شاہزادہ اسکو اپنے تصرف مین لائیگا ہم ہاتھ ملکر رہجائینگے کیونکہ یہ امر زمانہ سابق سے چلا آتا
ہی کہ جو کوئی خوبصورت اور حسین عورت ہم لوگون مین پیدا ہوتی ہی جبتک جوان نہین ہوتی ہمارے
قبضے مین رہتی ہی جہان اور قابل ہوئی وہ اسنے اپنے تصرف مین لائے اسکے گوہر ناسفتہ کو سفتہ کیا وہ اہل
اسلام کا حصہ ہوگئی جیسے کہ دختران خداوند لقا ملکہ گیتی افروز و جہان افروز و مہر افروز جب جوان ہوئین
اور انکی شادیان قرار پائین اہل اسلام زبردستی نکال لے گئے گھر مین گھسکر اور خداوند کچھ نہ کرسکے گو کہ
اٹھارہ ہزار ملک کے خداوند تھے لاکھون آدمی سجدہ کرتے تھے چونسٹھ لاکھ کا لشکر ہر وقت زیر قبطول پڑا
رہتا تھا مگر ان لوگون کا کچھ نہ کرسکے آخر دن نے لیجا کر فرسے بھی خداوند ملکہ گوہر ملک کو کس شدو
مد سے لے گئے اور کچھ نہ ہوسکا اسی طور سے بہت سے واقعے ہوئے ہین کہانتک بیان کرون یہ قصہ
گذشتہ مین بیان بھی یہی واقعہ ہوگا کوئی نہ کوئی زبردستی ملکہ ثریا سے سمیتن کو لیجائیگا اور وہ بھی اسکے ہمراہ
بخوشی چلی جائیگی کیونکہ ان لوگون مین جزو مردی بہت تھا اور یہ آلہ مردی بہت سخت رکھتے ہین کہ جسکو عورت دیکھکر
فریفتہ ہوجاتی ہی اور اسکے ساتھ نکل جاتی ہی فرسے کہ ہم مین کچھ خاندان و ناموس کا پاس نہین رہتا ہی بہر
اسوقت کے لینے کو لکھد یجیے کہ ثریا سے سمیتن خود کبھی نہ کسی خدا پرست پر فریفتہ ہوگی ابھی کوئی اسمہر
آیا نہین ہی ورنہ اتنا تک خاتمہ ہوگیا ہوتا کسی کے قبضے مین آچکی ہوتی کوئی نہ کوئی اولاد بھی پیدا ہوچکی
ہوتی گر برجیس خوش تقدیر ہی جو ابھی تک ملکہ ثریا سے سمیتن کا پردہ ناموس رخنہ اندازی اہل اسلام سے
بچا ہوا ہی مگر یہ حصہ بھی اہل اسلام کا ہی خداوند برکیا منحصر ہی برجیس خود ہاتھ ملکر رہجائیگا اور وہان دوسرونکا قبضہ
ہوجائیگا وہ اسی خیال مین رہیگا کہ تو نہ خالص کو کسی اور تدبیر خالص سے ہمراہ منعقد کرون وہان تو قدرت
آپہی قبضہ کرلینگے اہل اسلام بڑے آفتابیہ اچھے اور بہت خوش قسمت ہین یہ میری تقریر گو اسوقت
سب کو ناگوار ہوتی ہوگی مگر مین جو ہونے والا ہوتا ہی اسکو ظاہر کردیتا ہون یہ اثر مجھ مین صرف خداوندی
خدمت مین رہنے سے آیا ہی کہ حال آئندہ کو بیان کرتا ہون سخنگان ہنس ہنسکے یہ باتین کرتا تھا اور کہتا
تھا کہ ہم سب نا سپردہ مین بیکار ہین ملکہ ثریا سے سمیتن اہل اسلام کا حصہ ہی سب ہاتھ ملکر رہجائینگے جب ایسی
باتین سخنگان نے کین اژدر کو نہایت غصہ آیا برہم ہوکر کہا کہ تو بہت گستاخ ہوگیا ہی خداوندی شان
مین اور معشوقہ خداوندی کی شان مین ایسے کلمے کہتا ہی اگر کوئی اور اس مقام پر ہوتا تو ضرور دین اپنا

عذاب نازل کرنا بس اپنی زبان کو بند کر سخنگان نے جواب دیا کہ گستاخی معاف ہو صاف کہنے والا نقو کرا ہوتا ہی
اپنا عذاب اہل اسلام پر نازل فرمایئے آفتاب پرستوں پر جو تاک پر بار یہ وہ مثل ہی کہ کون ہاتھی اپنی
فوج کو مارے پایہ کہ وضو بی سے تو بس نہ چلا گدھے کے کان مروڑے ان لوگوں سے تو بس نہ چلا ہم
اوپر عذاب نازل کرنے لگے میان ایسے ہوتے تو اپنی دہاڑی رنگتے نقصان کے ڈرے ہو کچھ ہو نہیں سکتا
وہ مثل ہو کر گا و بچا و میان سے کچھ بھی نہیں صرف ہم لوگوں کے لیے عذاب وغیرہ ہی حریف سے دبتے ہو
یہ جو تقریر سخنگان نے کی سخنگان کی اس تقریر پر گا و بچا و میان سے کچھ بھی نہیں سب اہل دربار ہنس پڑے
بلکہ ارژنگ بھی ہنسنے لگا اژدر نے مسکرا کر جواب دیا کہ باباجی گستاخی معاف کیا آپ نے خداوند کا
امتحان کیا ہی جو آپ ایسا کہتے ہیں سخنگان نے جواب دیا اور کہا کیوں اگر یہ لوگ اس قابل ہوتے
تو انکے میان کی اور لڑکیاں کیوں اہل اسلام کے ساتھ نکل جاتیں اسی امر سے ثابت ہوا ارژنگ
نے کہا کہ بس بیہودہ تقریر ہو چکی اب اصل میں رائے کرو اژدر نے کہا کہ میرے نزدیک یہی امر بہتر
ہو کہ کسی تدبیر سے چترنگ سے باہم صلح ہو جاتی یہ جو باباجی نے کہا کہ جب تک چترنگ پر دباؤ نہ پڑیگا
اس وقت تک وہ صلح نہ کریگا اسکا ذمہ میں کرتا ہوں کہ کل کے مقابلے میں خداوند کی فتح ہوگی سخنگان
نے جواب دیا کہ اگر یہ امر ہو تو باہم صلح ہم کرا دینگے بس یہ رائے قرار پائی کہ وہ تدبیر کیا ہے جو ارژنگ
و چترنگ میں صلح ہو جائے سخنگان نے کہا کہ ایک رائے میری ہی اگر صلح باہم چترنگ اور خداوند کے
ہو جائے تو یہ امر باہم قرار پائے کہ ایک دن لشکر ارژنگ آفتاب پرستوں سے مقابلہ کرے اور
ایک دن لشکر چترنگ بس اس سے یہ غرض ہی کہ ان لوگوں سے لڑے اگر چترنگ کا زور کم کیا جائے
بس اگر ہم آفتاب پرستوں پر غالب آئے چترنگ کا تو زور کم ہوگا اس نے مقابلہ کرکے اسکو بھی
منا دینگے ہم تنہا رہ جائینگے خدا پرستوں سے لڑ کر فتح حاصل کرینگے بلکہ یہ امر باہم قرار پائے کہ جب تک
ہم طبل بازگشت نہ بجوائیں اس وقت تک لشکر واپس نہ آئے بس جس دن لشکر چترنگ سے اور آفتاب پرستوں سے
مقابلہ ہو اگر آفتاب پرست زیادہ قتل ہوئے ہوں اور چترنگ کے سردار کم اس دن خداوند کی طرف
سے طبل بازگشت بجوا دیں اگر لشکر چترنگ کے لوگ مغلوب ہوں آفتاب پرست غالب ہوں تو شام کو طبل
بازگشت بجے تاکہ چترنگ کی قوت کم ہو اگر لشکر خداوند آفتاب پرستوں پر غالب آئے تو شام کو موافق
طریقہ طبل بازگشت بجے اگر مغلوب ہوا اور آفتاب پرستوں کا غلبہ ظاہر ہو فوراً خداوند طبل بازگشت بجوا کر واپس
چلے جائیں اپنی قوت کو کم نہ ہونے دیں طبل بازگشت کا بجنا خداوند کے اپنے اختیار میں رکھیں اس طور سے یہ ناو
کہیں یہ طریقہ لشکر چترنگ کے کم کرنے اور قوت کے توڑنے کا ہی یہ رائے جو سخنگان نے بیان کی سب نے
پسند کی اور بہت تعریف کی بس اسی تقریر اور مشورے میں تین پہر رات آگئی تھی طبل جنگ بج چکا تھا
تیاری جنگ تھی دونوں لشکر وہاں میں ہو رہی تھی ظاہر یہ تھا کہ ارژنگ نے بھی دربار برخاست کیا اور
سب کو رخصت کیا آپ جا کر اپنے خیمہ خاص میں آرام پذیر ہوا سخنگان وغیرہ اپنے اپنے مقام پر آئے
اژدر جادو اپنے خیمے میں آ کر مقیم ہوا اپنا سحر تیار کرنے لگا کہ اسکا قصد تھا کہ کل میں لشکر چترنگ سے
مقابلہ کریگا اژدر کی نے بیان کیا ہی کہ ان سب کو وہ رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی یہاں تک کہ روز نے
اپنا علم بلند کیا اور سیاہ ظلمت نے شکست کھائی یعنی روز روشن پر دہ شب سے ظاہر ہوا آفتاب نکلا
دونوں لشکر حسب دستور میدان جنگ میں آکر صف آرا ہوئے دہان ارژنگ شہنشاہ جمشید دربار میں آکر
بیٹھا سب حاضرین دربار حاضر ہوئے موافق مرتبے کے بیٹھے حکم کیا کہ مجلس سب مشرق کی طرف جنگ لگے

فرض کر دم کہ تم ہمپر غالب آئے اور ہم مغلوب ہوئے تو فرض یہ ہوا کہ تمھاری بھی قوت کم ہوئی پھر حریف سے
جنگ کو ہمارا اور تمھارا دونوں کا حریف ہے کیونکہ مقابلہ کرینگے پس ضرور شکست کھاؤ گے اس سے کوئی فائدہ
نہیں مگر یہ کہ باہم فساد رہے ایسی تدبیر کرنا لازم ہے کیونکہ تم مرد بزرگ ہو کہ باہم یہ جو دشمنی ہے نکل جائے اور ہم
اور تم ایک ہو جائیں والسلام یہ جو رقعہ پاس اژدر کے آیا اور اُسنے مضمون رقعہ پڑھا بہت خوش
ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ جو مجھکو خیال تھا کہ باہم صلح ہو جائے آخر کو اُسی طرف سے پیام صلح آیا ہمکو اس
پیام کے روانہ کرنے کی نوبت نہ آئی پس اُسوقت میدان جنگ میں اژدر نے دوات و قلم طلب کرکے
اُسکا یہ جواب تحریر کیا کہ اس امر سے تم بخوبی واقف تھے بلکہ میں نہیں واقف ہوں کیونکہ یہاں میں دیکھتا
کہ تمھاری طرف سے مقابلے کا سوال ہوا بلکہ ہمکو منظور نہ تھا جو کہ تمھارا بادشاہ ہے آتے آتے ہی انہیں
مقابلہ شروع کر دیا گو ہم لشکر پرچیس سے لڑ رہے تھے مگر اُسپر کہلا بھی بھیجا کہ ہمسے تمسے مقابلہ نہیں ہے
کیوں مقابلہ کرتے ہو جواب ملا کہ ہم تمسے مقابلہ کرنے کو آئے ہیں ضرور مقابلہ کرینگے آخر مجبور ہوکر مقابلہ
کیا آج کے دوسرے دن بھی مقابلہ ہوا اب جو ہم غالب آئے اور تم مغلوب ہوئے تو تمنے صلح کا پیام دیا
خیر گو یہ وقت صلح کرنے کا نہیں ہے مگر ہم تمھارے سبب سے اور تمھاری ملاقات کے سبب سے اور
تمھارے لحاظ سے اس امر کو قبول کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اچھا ہے باہم جو فساد ہے یہ برطرف
ہو جائے گو بڑی مشکل ہے اورنگ منظور کریگا کیونکہ وہ بہت زبردست اور مغرور ہے اور نہایت
درجہ بدمزاج ہے اور کسی کا کہنا سماعت نہیں کرتا ہے مگر ہم کسی نہ کسی طور سے اُنکو سمجھا دینگے تم چترنگ کو اس
امر پر راضی کرو گو یہ ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ امر ضرور تھا کہ اگر تمھارا لشکر مغلوب ہوتا اور تم لوگ غالب
آتے اور ہم صلح کا پیام دیتے تو تم کبھی نہ قبول کرتے خیر یہ صرف اُس ملاقات کا پاس ہے جو کہ ہمارے اور
تمھارے زمانہ کم سنی سے ہے اور ہم اور تم ایک جا خدمت خداوند جمشید میں رہتے ہیں اُسی زمانے کی
ملاقات کا خیال ہے جو یہ امر میں نے منظور کیا ہے آیندہ تمکو اختیار ہے یہ لکھکر اژدر نے وہ پرچہ اڑا دیا
وہ پرچہ ہوا پر جاکر بالائے آسمان غائب ہو گیا بعد تھوڑے عرصے کے مخروم کے پاس پہونچا مخروم
نے اُسے پڑھا اور اُسکا یہ جواب تحریر کیا کہ آپنے بڑی مہربانی فرمائی اور نہایت عنایت کی پس آپ
لشکر لیکر واپس جائیے اور آپ براہ مہربانی اورنگ کو راضی فرمائیے میں چترنگ کو راضی کرتا ہوں
یہ لکھکر اُسی طرح پرچے سے روانہ کیا جس طور سے پہلے روانہ کیا تھا یعنی ہوا کے ذریعے سے روانہ کیا تھا
اُسی طور سے پھر روانہ کیا اژدر کے پاس وہ نامہ آیا اژدر نے پڑھا جواب لکھا کہ تم چترنگ سے کہو
کہ وہ طبل بازگشت بجوا کر واپس جائے ہم بھی واپس جائینگے جب یہ جواب مخروم کے پاس پہونچا مخروم نے
پھر بذریعہ ملک النظر ام کے چترنگ سے کہلا بھیجا کہ طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ پر واپس چلئے اب مقابلہ کرنا بیجا ہے جو کہ
چترنگ کو پہونچا کیل چترنگ نے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا اُدھر اژدر نے اورنگ سے کہا کہ آپ بھی
طبل بازگشت بجوائیے لشکر اورنگ میں بھی نقارے پر چوب پڑی لشکر طومار شاہ میں بھی کوس بازگشت
بجایا گیا دونوں لشکر فرودگاہ پر واپس آئے کمریں کھولیں بستروں پر آرام سے بیٹھے یہاں چترنگ نے
اپنی بارگاہ میں دربار کیا اورنگ نے اپنی بارگاہ میں طومار شاہ نے اپنی بارگاہ میں جب دربار
اورنگ آراستہ ہو چکا اُسوقت اژدر جادو نے اُس رقعہ کا آنا اور اپنا جواب تحریر کرنا بیان کیا
اور کہا کہ آپکو لازم ہے کہ صلح کر لیجیے کیونکہ یہ بہت اچھا موقع ہے آپ کی بات بالا رہتی ہے آپ کو یاد ہوگا
میں نے آتے ہی آپکو صلاح دی تھی کہ اگر چترنگ سے صلح ہو جائے تو بہتر ہے آپنے فرمایا تھا کہ

وہ کیون صلح کرنے لگا اب اسکی طرف سے خود صلح کا پیام ہوا ہی پس لازم ہی کہ صلح فرمائیے ارزنگ نے
جواب دیا کہ اسنادمین تو نہ صلح کرونگا کیونکہ میرا لشکر غالب آیا ہی اور چترنگ نے مجھکو بہت کلمہ سخت کہے
ہین جب لشکر لیکے آیا تھا تو مین نے صلح کرنی چاہی تھی اسنے قبول نہین کیا بلکہ انکار کیا اور مقابلہ کیا پس
اگر اسکا لشکر غالب آتا اور مین صلح کا پیام دیتا وہ کبھی نہ قبول کرتا پس مجھکو کیا ضرورت ہی کہ مین صلح کرون
یہ تقریر اژدر نے جو ارزنگ کی سنی کہا اے ارزنگ تم بالکل نادانی کرتے ہو میرے کہنے پر عمل کرو اس
امر مین بڑی خرابیان ہین اور یہ اپنی اسوقت بات رہتی ہی فرض کرلو کہ تم غالب آئے اور چترنگ نے
شکست کھائی اور فرار کر گیا مگر یہ امر ضرور رہا کہ تمھاری قوت بھی کم ہوئی لشکر بھی کم ہوا اور جو سحر
مین نے اسوقت پر اسے مقابلہ برجیس درست کیے ہین وہ چترنگ کے مقابلے مین مین نے صرف کیے
ہین پس پھر جب محنت کرون اور سحر تیار کرون تو لشکر برجیس کے ساحرون سے مقابلہ کرون کیونکہ
جو کہ چترنگ کے معاون اور مددگار ہین وہ بھی ایسے ویسے ساحر نہین ہین بہت زبردست ساحر ہین
انکے مقابلے مین بھی بہت مشقت کرنا ہوگی پس یہ خیال کرلو کہ جب تم چترنگ پر دباؤ ڈالوگے اسوقت
وہ اسکی کمک کرینگے جب تمپر دباؤ پڑیگا مین تمھاری کمک کرونگا پس ساحرون مین مقابلے ہونے لگے
جو سامان کہ مین نے ساحران برجیس کے مقابلے کے لیے درست کیا ہی وہ سب یہ مقابلہ محروم جادو
کام آئیگا پھر برجیس سے مقابلہ کرنا مشکل ہوگا اور اگر چترنگ کی فتح ہوئی اسکو کیا ضرورت ہی کہ وہ
برجیس سے مقابلہ کرے اور ظفر حاصل کرے پس وہ تمپر ظفر حاصل کرکے اپنے ملک کی راہ لیگا تمھارا
مطلب رہجائیگا تم اپنی معشوقہ نہ پاسکوگے پس مناسب یہی ہی کہ تم صلح کرلو راوی نے بیان کیا ہی کہ اژدر
کو بھی یہی خوف تھا کہ مین محروم سے نہین لڑسکتا ہون جیسا کہ محروم کو اژدر سے خوف تھا اور اسنے مقابلہ
نہین کیا پس یہ ہی ڈر اژدر کو تھا اسی سبب سے وہ ارزنگ کو صلح پر راضی کر رہا تھا پس جب یہ تقریر
اژدر نے کہا ارزنگ نے سب اہل دربار کی طرف دیکھا پس سب نے اژدر کے کلام کی تائید کی
جب ارزنگ نے دیکھا کہ سب اژدر کے کلام کی تائید کر رہے ہین کہا کہ مین نے تو [illegible]
قبل ہی تقریر کی تھی کہ اژدر جادو کے ذریعے سے چترنگ سے صلح ہوا اژدر جادو تمکو اختیار ہی مین نے
تمکو اختیار دیا ہی کہ جس طور سے چاہو صلح کرلو راوی نے بیان کیا ہی کہ یہان ارزنگ کو اژدر نے
صلح پر راضی کیا ہی ادھر محروم نے ملک الظرام کے ذریعے سے چترنگ کو راضی کیا چترنگ تو پہلے ہی راضی
تھا یہی تقریر کرکے محروم نے چترنگ کو بھی رضامند کیا پس اسوقت ایک رقعہ بنام اژدر تحریر کیا کہ
مین نے چترنگ کو راضی کیا ہی پس اگر ارزنگ راضی ہوا ہو تو باہم ملاقات ہوجاسکے اور دونون
لشکر ایک ہوجائین اور برجیس کے لشکر سے مقابلہ کیا جاسکے یہ لکھکر اک ساحر کو دیا کہ وہ رقعہ اژدر کو پاس
لیکے آیا یہان اژدر اس فکر مین تھا کہ کیونکر اس حال کی محروم کو اطلاع دون کہ وہ کاغذ اسکے
پاس آیا اسنے اسکو پڑھا اور ارزنگ کو سنایا اور کہا کہ مین لکھے دیتا ہون کہ کل فلان صحرا مین تم چترنگ
کو لیکر آؤ مین خبر دیتا ہون کہ مین ارزنگ کو لیکر آؤنگا باہم ملاپ ہوجائیگا جو نفاق کہ پڑا ہوا ہی دور
مٹ جائیگا گفتگان نے کہا کہ شوق سے تحریر فرمائیے خداوند آپ کے کہنے سے باہر نہ ہونگے مگر یہ
تحریر کر دیجیے گا کہ چند شرائط ہین جو کہ بوقت ملاقات بیان ہونگے اگر آپ لوگ انکو منظور کرینگے
تو باہم فیصلہ ہوجائیگا اگر ارزنگ راضی نہین ہوتے تھے مگر مین نے انکو مجبور کیا اژدر نے کہا کہ
اچھا یہ کہکر خود اپنے ہاتھ سے جواب لکھا کہ ہم فلان صحرا مین کل ارزنگ کو لیکر آئینگے تم بھی چترنگ کو

لیکر آتا مگر ایک امر یہ ہے کہ ارژنگ کو ہمنے مجبور کرکے راضی کیا ہے وہ راضی نہ ہوتے تھے چند شرائط
ہین اگر تم قبول کروگے تو باہم میل ہوجائیگا ورنہ مشکل ہے اور وہ بوقت ملاقات بیان ہونگے
یہ لکھکر اسی طور سے اس نامے کو اڑا دیا وہ پاس مجروم کے پہونچا مجروم نے اسکو پڑھا اور چترنگ
سے کہا کہ کل صبح کو تمکو فلان صحرا مین چلنا ہوگا وہان تمہارے اور ارژنگ کے ملاقات ہوگی ایک
خیمہ روانہ کرو کہ وہ وہان برپا کیا جاے پس یہ کلام الفرام نے چترنگ سے کہا چترنگ نے جواب دیا
کہ آپکو اختیار ہے اور حکم دیا کہ ایک خیمہ فلان صحرا مین برپا کیا جاے کل ہم وہان جائینگے یہ حکم دیکر
دربار برخاست کیا مجروم کے پاس آیا سب حال بیان کیا اسنے کہا کہ جو آپکی مرضی ہم آپکے خلاف نہین
کرسکتے ہین یہان تو یہ امر طے ہوگیا وہان ارژنگ نے بھی بموجب کہنے اژدرجادو کے دو خیمے اس صحرا
مین روانہ کیے پس ادھر سے ملازمان چترنگ خیمہ لیکر آگے اور برپا کیا سب سامان شاہانہ آراستہ کیا
ادھر سے ملازمان ارژنگ خیمہ لیکر گئے برابر خیمہ چترنگ کے برپا کیے ایک خیمے مین کل سامان مہیا
کیا اور ایک خیمہ درمیان خیمہ چترنگ وارژنگ کے برپا کیا اور بموجب اژدرجادو کے تعلیم
کی دو کرسیان برابر آراستہ کین اور کئی ایک دنگل گرد و اطراف ہین اور خوب اسکو آراستہ کیا
سب سامان اسپیدان درست ہوگیا کہ وہ باقی دن اور رات تمام ہوئی سحر ہوئی ادھر سے اژدرجادو
ارژنگ کو تخت پر سوار کرکے اور سامان سواری ہمراہ لیکر طرف اس صحرا کے چلا یہ خبر طلوعا وخشا
وغیرہ کو ہوئی کہ آج چترنگ وارژنگ مین باہم صلح ہوئی ہے ارژنگ برائے صلح جاتا ہے یہ لوگ
بھی اپنے لشکر کے کنارے پر آئے برائے تماشہ کہ دیکھین کس شان وشوکت سے ارژنگ جاتا
ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ سواری ارژنگ کی اس شان سے روان تھی کہ آگے آگے جلوس
سواری تھا اسکے بعد ایک تخت پر ارژنگ سوار تھا تاج سر پر تھا چتر طلائی لگا ہوا تھا خواصی مین
تخنگان مگس رانی کررہا تھا برابر تخت ارژنگ کے اژدرجادو تخت پر سوار تھا اسکے برابر ہم
مرکب سحر پر سوار اور ساحران نامدار کوئی ہنس پر سوار کوئی اژدر پر دوسری طرف ویلم وقمرباسیہ
مرکبون پر سوار اور دیگر سرداران نامدار پس ارژنگ اس شان وشوکت سے طرف اس صحرا کے
روانہ ہوا کہ جہان ملاقات چترنگ سے بدی گئی تھی اور راہ طے کرکے اس خیمے مین داخل ہوا کہ جو کہ
اسکے قیام کے لیے مقرر ہوا تھا اور ملازم قبل سے وہان موجود تھے ارژنگ اپنے خیمے مین اترا تھا
کہ ادھر سے چترنگ بھی اس شان وشوکت سے آیا کہ تخت پر سوار اور سونے کا سر پہ سایہ فگن برابر تخت کے
داہنی طرف شمشاد شاہ وگلریز شاہ بائین طرف گلاب شاہ وغفار شاہ ودیگر سرداران آزمودہ کار
وزیر سلطنت پس پشت مگس رانی کرتا ہوا پس چترنگ بھی اس خیمے مین آکر اترا جو کہ اسکے قیام کے
لیے مقرر تھا جب چترنگ آچکا اسوقت ایک نقیب اژدر کے پاس آیا کہ ارژنگ کو خیمہ وسطی مین
لائیے مین چترنگ کو لاتا ہون باہم ملاپ ہوجاے پس اژدرجادو نے ارژنگ سے کہا کہ آپ
تشریف لے چلیے ارژنگ تخت پر سے اٹھا ہمراہ اژدر کے چلا اسوقت ارژنگ کے ہمراہ ویلم
وقمرباسیہ وتخنگان تھا اور اژدرجادو تھا اور باقی سب اسی خیمے مین رہے پس ارژنگ
اس خیمے مین گیا اژدر نے ارژنگ کو ایک کرسی پر بٹھایا اور داہنی طرف تخنگان و بائین طرف
کے سرداران کو کہ یہ بیٹھ چکے تھے کہ ایک مرتبہ مجروم جادو اس کرسی سے باہر آیا تماشائیان
ہوکے اور مالک الفرام سے کہا کہ تم چترنگ کو لیکر آؤ مین اژدرجادو سے ملاقات کرتا ہون یہ لکھکر اس

خیمے مین آیا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر زبردست نہایت بدشکل منہ اور کانون سے شعلے نکلتے ہوے قشقہ
پیشانی پر دیا ہوا عجب وضع اسکے ہمراہ اور چند ساحر ساتھ سے نمودار ہوے جیسے اژدر نے آنکو دیکھا
اپنے مقام پر سے اٹھا اور تا صحن خیمہ اسکا استقبال کیا اور سلام کیا گلے سے ملے مزاج پرسی ہوئی اژدر نے
کہا کہ بڑے عرصے کے بعد میری آپ سے ملاقات ہوئی جب سے خداوند جمشید و سامری آسمان پر تشریف
لے گئے ہین جب سے میری آپکی ملاقات نہین ہوئی تھی اب ہوئی خوب ذریعہ ملاقات کا نکلا یہ باتین
کرتے ہوے ایوان مین آئے اژدر نے بائین طرف کے دنگلون پر ان سب کو بٹھایا اور یہ کہا خوب کیا
آپ نے کہ باہم صلح کرا دی ورنہ میرے آپ کے مقابلہ ہوتا ملاقات سابقہ مین فرق آتا محروم نے کہا کہ مین
کب ایسا ہونے دیتا کیونکہ آپ تو بڑے عرصے کے میرے دوست تھے تو مین نے بعد تشریف لیجانے
خداوندون کے ترک دنیا کیا تھا اور گوشہ نشین ہوا تھا اور ایسا پوشیدہ ہوا تھا کہ کوئی نہ پا سکتا تھا
مگر تمہورث کے کہنے سے اور اسکی کوشش سے ملا اور مجبور ہو گیا کہ چترنگ کی شراکت کی اور یہ سب بھائی
کی خوشی کی کیونکہ وہ وصیت کر گئے تھے آنکے فرمانے کے بموجب پھر مین دنیا پر آیا ورنہ ممکن نہ تھا دوسرے
آپ سے ملاقات باقی تھی جو امر خداوند مقرر کر گئے تھے وہ ضرور ہونگے واقعی بڑے عرصے کے بعد آپکی
زیارت نصیب ہوئی آپ نے تو خوب خوب سحر کیے ہین ہزارون شاگرد ہین اژدر نے جواب دیا کہ یہ صرف
آپکا حسن گمان ہے مین کیا سحر تیار کرتا کیونکہ آلام دنیوی مین مبتلا تھا ہان آپ نے سحر تیار کیے ہونگے کہ کسی کام
سے کچھ غرض نہین ایسی باتین باہم ہو رہی تھین اور سب خاموش بیٹھے ہوے سن رہے تھے کہ خبر آئی کہ
چترنگ آتے ہین پس محروم جادو مع اپنے ہمراہیون کے تا در خیمہ پر اسکے استقبال آیا پس چترنگ
داخل خیمہ ہوا اسکے ہمراہ ملکہ نفرام تھی اور شداد و شلر و سنگ پرشاد و گلاب شاہ و مقدار شاہ تھے پس
محروم نے چترنگ کا استقبال کرکے اسکی مقام پر لایا کہ جہان ارزنگ تھا چترنگ چونکہ چھوٹا تھا ارزنگ
کو سلام کیا ارزنگ نے جواب سلام دیا اور سب سردارون نے بھی ارزنگ کے سردارون نے
چترنگ کو سلام کیا محروم نے لاکر چترنگ کو برابر کرسی ارزنگ کے کرسی پر بٹھایا اور اپنی طرف کے
سردارون کو داہنی طرف بیٹھنے کا حکم دیا سب بیٹھے پس اژدر نے حکم دیا کہ ساقی حاضر ہون ساقی
جام و صراحی لیکر حاضر ہوے پہلے ایک ایک جام چترنگ و ارزنگ کو دیا اسکے بعد کل اہل محفل کو
دیا جب سب کے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے اس وقت محروم نے اژدر سے کہا کہ وہ کیا شرطین ہین
کہ آپ نے تحریر کیا تھا کہ بر وقت ملاقات تحریر ہونگی بیان فرمائیے اژدر نے سخنگان کی طرف دیکھکر کہا
کہ وہ شرطین ہمارے وزیر اعظم بیان کرینگے آپ انسے دریافت فرمائیے محروم نے سخنگان سے کہا کہ آپ
بیان کرین سخنگان نے کہا کہ وہ شرطین یہ ہین کہ ہم اسطور پر صلح کو قبول کرتے ہین کہ جب دونون لشکر
ایک ہو جائین اور لشکر برجیس سے مقابلہ ہو تو ایک دن ہمارے لشکر کے سردار لشکر برجیس سے
مقابلہ کرین ایک دن آنکے لشکر کے سردار اور دوسرے یہ کہ طبل بازی بجوانیکا ہمکو اختیار رہے جب ہمکو منظور ہو
طبل بازی بجوادین چترنگ امور جنگ مین دخل نہ دین جسدن آنکے سردار مقابلہ کرین اسدن بھی طبل بازی
کا ہمارے خداوند کو اختیار رہے سبب اسکا یہ ہے کہ چترنگ شاہ ابھی بچے ہین نا آزمودہ ہین طریقۂ جنگ سے
واقف نہین ہین کبھی انہون نے دیکھ لیا ان معرکون مین خداوند ہمارے سر کے جھیلے ہوے ہین طریقۂ جنگ
سے آگاہ ہین لشکر کا حال بخوبی جانتے ہین کہ یہ فرار کر جائیگا اور یہ میدان جنگ مین قائم رہیگا پس ایسی
حالت مین اسی شخص کو سر امر کا اختیار رہنا زیبا ہے پس اگر یہ دونون شرطین منظور ہون تو باہم صلح ہو جائے

ورنہ ہمکو صلح کسی صورت سے منظور نہیں ہے یہ تقریر جو تختگان نے کی تو اسکا جواب محروم نے دیا کہ جو کچھ
آپ نے کیا سب ہمارے حق میں بہتر کیا ہمکو یہ شرطیں بھی قبول ہیں اور جو کچھ آپ کو کہنا ہو وہ فرمائیے تختگان
نے جواب دیا کہ بس اگر آپ کو منظور ہے تو ایک عہدنامہ تحریر فرمایئے تاکہ کسی وقت اگر آپ انکار کریں تو ہم آپسے
پیش کریں محروم نے کہا کہ اچھا پس اسوقت عہدنامہ تحریر کیا گیا اسپر چترنگ اور جو جو اسکے ہمراہ تھے انکی
مہریں کی گئیں اور ارزنگ کی اور ہمراہیان ارزنگ کی بھی مہریں کی گئیں اسکی دو نقلیں ہوئیں ایک
ارزنگ کے دفتر میں داخل کی گئی دوسری چترنگ کے پاس رہی جب عہدنامہ مکمل طور سے تیار ہو گیا
اسوقت اژدر اپنے مقام سحر سے اٹھا اور ارزنگ کا ہاتھ پکڑکر ادھر محروم نے چترنگ کو اور دونوں کو
گلے ملایا باہم تاج بدلے وہ بڑے خدا کے نام سے اور یہ چھوٹے خدا کے نام سے مشہور ہوے اسوقت
حکم دیا کہ توپیں سلامی کی فیر ہوں لشکروں میں حکم پہونچا کہ باجے بجائے جائیں خوشی کی نوبتیں بجیں اور یہاں
سب نے ارزنگ و چترنگ کو نذریں خوشی کی گذرانیں ارباب نشاط طلب ہوے انھوں نے مبارکباد
گائی تھوڑے عرصے تک یہاں جلسہ رہا اسکے بعد یہ امر قرار پایا کہ چترنگ اپنے لشکر میں جائیں اور کل
لشکر کو شامل لشکر ارزنگ کریں اور کل سے لشکر ہمیشہ سے مقابلہ کیا جائے یہ جو اژدر نے سنا
اور محروم نے پس اسیوقت اژدر ارزنگ کو لیکر اس خیمے میں آیا اور اسی شان و شوکت سے
سوار کرا کے لشکر میں لایا یہاں توپیں فیر ہو رہی تھیں باجے بج رہے تھے نوبتیں بج رہی تھیں پس ارزنگ
جب لشکر میں پہونچا اور یہ طوطمار شاہ وغیرہ کو معلوم ہوا کہ ارزنگ سے اور چترنگ سے میل ہو گیا یہ
اسکی خوشی کی نوبتیں بج رہی ہیں یہ لوگ بھی تماشا دیکھنے کو کنارے پر اپنے لشکر کے آئے تھے جب
ارزنگ اپنے لشکر میں آگیا اور داخل بارگاہ ہوا یہ لوگ بھی اپنی بارگاہ میں چلے پردے بارگاہ
کے بلند کرادیے ادھر چترنگ بھی اپنے لشکر میں گیا محروم جادو اسی کے ہمراہ سوسنی میں گیا پس چترنگ نے
جاتے ہی حکم دیا کہ سب خیمہ اور بارگاہیں اس مقام پر سے اکھاڑ لیجائیں اور برابر خیمہ بارگاہ ارزنگ
کے برپا ہوں اور کل لشکر میرا شامل لشکر ارزنگ ہو ہماری انکی صلح ہو گئی یہ حکم دینا تھا کہ اسیوقت
سب کارپردازوں نے بندوبست کیا خیمے وغیرہ اکھیڑ کر دریا پر لے چلے اور داخل لشکر ارزنگ ہوے
ارزنگ کے حکم سے کیونکہ اسکو ہرکاروں نے خبر دی تھی کہ چترنگ کا لشکر آپ کے لشکر میں آتا ہے خیمے
وغیرہ روانہ ہو چکے ہیں پس ارزنگ نے تختگان سے کہا تھا کہ مقام مناسب پر لشکر اترواؤ اور خیمہ وغیرہ
برپا کرادو پس تختگان نے بیرون بارگاہ آکر سب بندوبست کیا بارگاہ چترنگ برابر بارگاہ ارزنگ
کے برپا ہوئی اور خیمہ سرداروں کے مقام مناسب پر برپا کیے گئے خیمہ تا سوکس بھی برپا ہوا لشکر آنے لگا
ایک طرف لشکر چترنگ سے چھاؤنی ہوئی یہ خبر طوطمار شاہ کو ہوئی وہ کنارے پر آئے اور لشکر کا تماشا دیکھا
کہ پردے اسکے اٹھے ہوے تھے مگر اپنے لشکر کی حد پر سے آکر تماشہ دیکھا راوی نے بیان کیا کہ تھوڑے عرصے
میں وہ میدان جہاں چترنگ اترا ہوا تھا خالی ہو گیا کل لشکر شامل لشکر ارزنگ ہوا اور ایک بستی
بارگاہ چترنگ پر آکر قائم ہوا اسی طور سے چترنگ آکر اپنی بارگاہ میں داخل ہوا اب ادھر کچھ بھی لشکر
ارزنگ میں ہو گئی کہ سوا چترنگ لشکر اترا ہوا ہے نشانوں کے پھریرے اڑ رہے ہیں باجے بج رہے ہیں
دوسرا ارزنگ ہو گیا ہے یہ حال طوطمار شاہ وغیرہ دیکھکر اپنی بارگاہ میں آئے یہاں بارگاہ ارزنگ میں
دو تخت برابر بچھائے گئے پس چترنگ اپنی بارگاہ میں تھوڑی دیر ٹھہرکر مع اپنے سرداروں کے بارگاہ
ارزنگ میں آیا اور جو تخت برابر تخت ارزنگ کے آراستہ تھا اسپر بیٹھا اپنا تخت جسپر بیٹھکر خدائی کرتا

اسکو اپنی بارگاہ میں چھوڑ کر آیا بائیں طرف سردار جمرتنگ بیٹھے اور داہنی طرف سردار ارژنگ اب دربار
لگا اور رنگ ہو گیا ارژنگ نے حکم دیا کہ آج اپنے بھائی کی دعوت کی ہے سامان دعوت کیا جائے
اسیوقت سے سامان ہونے لگا یہاں دونوں بادشاہ یعنی خداوند ارژنگ و جمرتنگ بارگاہ میں بیٹھے
ہیں دربار آراستہ ہے سردار دونوں کے حاضر ہیں کہ سرہنگان نے ارژنگ سے کہا کہ یا خداوند طبل جنگ
بجوا لیجئے لشکر حبیس سے مقابلہ فرمایئے ارژنگ نے سرہنگان کے کہنے سے جمرتنگ کی طرف دیکھا اور
کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے جمرتنگ نے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپکو اختیار ہے میں نے آپ کو اختیار
دیا ہے جو آپکی مرضی وہ میری رائے ہے میں آپکی مرضی کے خلاف کوئی امر نہ کرونگا یہ جو جمرتنگ نے کہا
ارژنگ نہایت خوش ہوا اور یہ کہا کہ ای بھائی صاحب میں حبیس پر غالب آؤنگا اور اسکے ملک پر
قبضہ کر لونگا تو یہاں کا تمکو بادشاہ کر دونگا تم یہاں خدائی کرنا اور میں لشکر لیکر اہل اسلام کے مقابلہ
کو جاؤنگا اور انپر بھی ظفر حاصل کر کے پس سبائل میں جا کر قبیطول کو درست کرونگا جہاں دادا جان
خدائی کرتے تھے اور تمام دنیا کے دو حصے کرونگا جو کہ بڑا حصہ ہوگا اسمیں میں خدائی اور حکومت
کرونگا اور جو چھوٹا حصہ ہوگا اسمیں تم خدائی اور حکومت کرنا جمرتنگ نے جواب دیا کہ میں عرض کر چکا
ہوں کہ آپکو اختیار ہے جو آپ میرے حق میں مناسب جانیں گے وہ کرینگے میں اسکو بسر و چشم
قبول کرونگا کیونکہ آپ میرے بزرگ ہیں اور میں چھوٹا ہوں یہ تقریر جو جمرتنگ نے کی ارژنگ
اور بھی خوش ہوا اور یہ کہا کہ اب میں حکم دیتا ہوں کہ طبل جنگ بجے اور کل آفتاب پرستوں سے مقابلہ ہو
جمرتنگ سے کہکر ارژنگ نے وزیر اعظم و قرطاس ہزار جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمہاری
کیا رائے ہے ان سب نے جواب دیا کہ جو مرضی خداوند ہے ارژنگ نے ایک مرتبہ مونچھوں پر تاؤ
دیکر اور داڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ میں تو [illegible] ہزار برس قبل ہی تقدیر کر چکا ہوں کہ طبل جنگ بجے اور
کل لشکر حبیس سے مقابلہ کیا جائے ایہا الناس آگاہ ہو کہ اب دنیا میں خدا دو ہیں ایک میں اور
ایک بھائی میرا جمرتنگ جو کہ خاص میرے باپ کا نطفہ ہے اور ملکہ جمو دے کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور
اسوقت میرا شریک ہے تم سب انکو بھی اپنا خدا جانو اور انکی بھی اطاعت کرو مثل میرے جب میں لشکر
میں نہ ہوں تو سب انکی اطاعت کریں اور انکے کہنے پر عمل کریں ارژنگ نے یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر
میں ہمارے طبل جنگ بجے ہم کل آفتاب پرستوں سے مقابلہ کرینگے یہ حکم ارژنگ کا دینا تھا کہ نقار
جنگ پر چوب پڑی دونوں لشکر میں طبل جنگ بجا یعنی لشکر ارژنگ و جمرتنگ میں یہاں تو طبل جنگ بجا
یہ خبر جو ہرکاروں نے کہ لشکر قباد و فارشاہ وغیرہ کے یہاں بامر جاسوسی موجود تھے فورا خبر دی تو اخنشا
طبل لیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے یہاں لشکر میں تیاری جنگ ہونے لگی سامان اپنا جمع
کرنے پہلوان اسلحہ صاف کرنے لگے سردار درستی آلات حرب و ضرب میں مصروف ہوئے وہاں بارگاہ
میں ارژنگ نے حکم دیا کہ ساقیان مہین ساق حاضر ہو کر بادہ گلگوں پلائیں و مطربان خوش گلو
رشک [illegible] حاضر ہوں کہ اہل دربار کے روبرو گائیں آج شب بھر ہم جلسہ دیکھیں گے صبح کو
میدان میں جا کر لشکر حبیس سے مقابلہ کرینگے کیونکہ ہمکو جمرتنگ سے ملنے کی بہت بڑی خوشی ہوئی
اسکا جلسہ کرنا ہمکو ضرور ہے مگر اس امر سے ناچار ہیں کہ لشکر حریف مقابلے میں آ گیا ہے اور یکایک
کچھ نہ کچھ ہو کہ کسی طور سے فیصلہ ہو جائے کیونکہ میں نے حکم دعوت کا دیا ہے کہ سامان دعوت کیا جائے
یہ کیونکہ دعوت نہیں ہے پس جب میں حبیس پر ظفر پاؤنگا اور رہبری کا فتح ہو گی پس بعد فتح اس خوشی کا

راوی نے بیان کیا ہے کہ ارزنگ و چھتر ناگ نے وہ رات بعیش و عشرت بسر کی کہ کیفیت انجم پر نمایاں
ہونے لگی مطرب فلک مع اپنے سازندوں کے طرف عشرتکدہ مغرب کے راہی ہوئی آمد آمد سلطان فلکی
پر سلطان خاور کی شروع ہوئی علم شعاع بلند ہوا لشکر نور نے سپاہ ظلمت پر ظفر پائی سلطان روز کا غلبہ
ہوا شاہ شب نے شکست پائی یعنی چاند مع ستاروں کے غروب ہوا آفتاب نکلا شب کافور ہوگئی جھونکے
نسیم کے چلنے لگے پھول باغوں میں کھلنے لگے قطرے شبنم کے درختوں کا کان دکھانے لگے طائران خوش گلو
چہچہانے لگے سبزہ صحرا جیسا آنکھوں میں کھپا جاتا تھا ایسی خنکی تھی کہ بدن کے بال کھڑے ہوئے
جاتے تھے جب نسیم کا جھونکا آتا تھا ایک دل کو فرحت ہوتی تھی جب خوب روشنی ہوئی لشکروں میں
صبح کی وردی بجی پوجا پاٹ ہونے لگا گھنٹے و ناقوس بجنے لگے ایک طرف جے خداوند ارزنگ و
چھتر ناگ و لقا و زہر دستانی کی پکاری جانے لگی ساحر خداوند جمشید و سامری کی جے پکارنے لگے ایک
خداوند آفتاب و برجیس کی جے کی صدا بلند تھی کوئی لوٹا لیے ہوئے آفتاب کو پانی دے رہا تھا اور
کوئی پھول چڑھا رہا تھا کوئی اشنان کر رہا تھا کوئی پوجا پاٹ کر کے آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ
کر رہا تھا کوئی مسلح و مکمل مرکب پر سوار ٹہل رہا تھا دونوں لشکروں میں یہ حال تھا وہاں ارزنگ
نے جلسہ برخاست کیا اور حکم دیا کہ سب مسلح و مکمل ہوکر دردولت پر حاضر ہوں ہم برآمد ہوتے ہیں
پس سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور مسلح و مکمل ہوکر دردولت ارزنگ پر حاضر ہوئے
رات بھر کے جاگے ہوئے آنکھوں میں ایک تو نیند کا خمار تھا دوسرے بسبب شراب خواری کی
بدمست ہو رہے تھے آنکھیں بند ہوئی جاتی تھیں اس پر مزا یہ تھا کہ صبح کا وقت تھا جب صبا کا جھونکا آتا
آتا تھا سب کو غنودگی سی ہو جاتی تھی انگڑائیاں لیتے تھے مگر مجبور تھے کیا کرتے ادھر چھتر ناگ بھی
اس جلسے سے اٹھکر اپنے خیمے میں گیا اور اس نے بھی اپنے سرداروں کو مسلح و مکمل ہوکر حاضر ہونیکا
حکم دیا اور خود آلات حرب و ضرب سے مسلح و مکمل ہونے لگا کہ اسی عرصے میں سب سردار چھتر ناگ
کے بھی حاضر دردولت ہوئے کہ ارزنگ اپنے خیمے سے اور چھتر ناگ اپنے خیمے سے برآمد ہوا
کل لشکر دونوں کا تیار تھا سلامی کے باجے بجے سب نے سلام کیا پس سب کا سلام و مجرا لیکر ایک
تخت پر پہلو بہ پہلو سوار ہوئے ارسوہنی آکر سر پر چھتر ناگ و ارزنگ کے سایہ فگن ہوا آشفتگان
خواہی میں بیٹھا لشکر چھتر ناگ بائیں طرف کو اور لشکر ارزنگ داہنی طرف کو قائم ہوا [illegible]
نے اسکے تخت کے گرد حلقہ کیا ساحروں نے اپنی اپنی سواری کو طلب کیا اور سوار ہوئے کل ساحر
اسلحہ و اژدرہا و لیکر ایک طرف کو قائم ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی دہل و قرنا سپید بھی تیار
سپہ سالاری اس شان و شوکت سے ارزنگ و چھتر ناگ کل لشکر کو لیکر طرف میدان کے چلے
علموں کے پھریرے لہرا رہے تھے باجے جنگی بج رہے تھے ادھر سے یہ طرف میدان کے چلے
ادھر طوطی بار شاہ بیدار ہوئے سب امور ضروری سے فراغت کر کے اور مسلح و مکمل ہوکر برآمد
ہوئے لشکر قبل سے تیار تھا سب سردار حاضر تھے کہ سب کا مجرا ہوا طوطی بار شاہ وغیرہ سب کا مجرا
لیکر تخت پر سوار ہوئے تخت طرف میدان کے چلا عقب میں کل لشکر روانہ ہوا نشان طلائی کے پھریرے
جلوہ دکھا رہے تھے کہ ادھر طوطی بار شاہ وغیرہ مع کل لشکر کے میدان جنگ میں پہونچے ادھر سے
ارزنگ و چھتر ناگ مع لشکر سپاہ ضلالت اثر کے آکر پہونچا صفیں آراستہ ہونے لگیں دونوں طرف
راوی نے اس طور سے بیان کیا ہے کہ بائیں طرف لشکر چھتر ناگ کے صفیں آراستہ ہوئیں اور داہنی طرف

سیاہ ارژنگ کی اور ایکطرف کل ساحرون کی پس ساحرون کے لشکر مین اسلم و اژدر کم تپہ سپہ سالاری
قایم ہوے اور غیر ساحرون کے لشکر مین ولیم و قرماسپ بمرتبہ سپہ سالاری قایم ہوے اور لشکر طومارشاہ
وغیرہ کی بھی صفین آراستہ ہوئین جب صف بندی ہوچکی تبر دارون نے نکلکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا جو
درخت کہ حائل نظر تھے انکو قلم کیا سقون نے دونون طرف سے نکلکر چھڑکاؤ کیا گرد و غبار کو بٹھا دیا نقیبون
نے نکلکر نقابت آغاز کی یہان تو نقیب نقابت کر رہے ہین اب شہر آفتاب نما کا حال ملاحظہ فرمایئے کہ جب
صبح ہوئی کل حاضرین دربار حسب اپنے اپنے مقام سے روانہ ہوے اور داخل قلعہ آفتاب نما ہوے اور
گنبد آفتاب تابان ہوے اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے سب درجے حاضرین دربار سے مملو ہوگئے
ہوشخوار شاہ و افریق شاہ اپنی اپنی کرسی پہ بیٹھے کہ حجاب قدرت کو حرکت ہوئی سب حاضرین
یا خداوند یا خداوند کہکر سجدے کو خم ہوے سجدے سے سر اٹھایا صدا آئی کہ اے بندگان من دیکھو میری
قدرت کو اور آگاہ ہو اور جانو کہ سواے میرے کوئی دوسرا خدا تم سب کا نہین ہے سبھون نے کہا کہ
امنا و صدقنا ہمنے خوب خوب تیری قدرت دیکھی اور تیری شان کو دیکھا تیری وہ شان جبروتی ہے کہ ہر
ایک کو تیرے حضور مین کلام کرنے کی قدرت نہین ہے تو ہم سب کا معبود حقیقی ہے ہمنے وہ قدرت دیکھی
کہ زبان نہین جو تیری قدرت کی تعریف کر سکین یا خداوندا ہم سب تیرے بندے گنہگار ہین تو بڑا غفار
ہے تیرا رحم و کرم ہم سب پر ہر وقت نازل رہتا ہے ہم سب بندگی و اطاعت سے باہر نہین ہین جو تیرا حکم ہو
اسکو ہم سب بسر و چشم بجا لائین جب سب اہل دربار یہ کہہ چکے پھر صدا آئی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ لقا
کسقدر دعوی کر کے آیا تھا کہ مین خدا ہون گو وہ میرا بندہ ہے مگر مغرور ہو گیا تھا اور یہی اسکا انجام تم سبنے
اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ وہ کیسا ارژنگ کے ہاتھ سے ذلیل ہوا آخر کو صلح کر لی ارژنگ سے اور
اسکا شریک ہوا لیکن اب دونون نے پھر قصد کیا ہے کہ میرے بندگان خاص سے مقابلہ کرین چنانچہ آج میدان
مین لشکر لیکر آئے ہین اور صف آرا ہوے ہین تم سب میدان جنگ کی طرف دیکھو اور جنگ کا تماشہ کرو
کہ کیونکر میرے بندگان خاص ان گمراہ بندون کو قتل کرتے ہین اور ان سب پر میرا عذاب نازل ہوتا ہے
یہ جو صدا آئی سب طرف مشرق کے متوجہ ہوے دیکھا کہ دونون لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہین
اور نقیب نقابت کر رہے ہین پس سب اسطرف متوجہ ہوے حاضرین دربار انکو تو متوجہ رکھا جاتا ہے
کہ یہ سب تماشاے جنگ مین مصروف ہین وہان نقیب نقابت کر رہے ہین اپنے لشکرین واپس نہین آئے
ہین کہ دیکھا یک شہر آفتاب نما کی طرف سے ایک نور ظاہر ہوا کہ چلا آتا ہے وہ نور ایک مرتبہ آکر تمام لشکر
آفتاب پرستان پر قائم ہوا اسپہ جو لشکر ارژنگ و چترنگ کے لوگون نے دیکھا کہ اس نور سے
ایک آسمان نیلگون پیدا ہوا اور تمام لشکر پر طومار شاہ کے محیط ہو گیا اس آسمان سے نور پیدا
تھا اسکا عکس جو پڑتا تھا زمین پر تو زمین سے خود بخود غبار طلائی رنگ کا مگر نہایت باریک بلند ہوکر
طرف آسمان کے جاتا تھا اور وہ غبار ابر طلائی بنکر زیر آسمان نیلگون قایم ہوتا تھا اس سے بارش
گلہاے خوشبو کی ہوتی تھی ایسی خوشبو اس صحرا مین ان پھولون کی ہوئی کہ جس سے صاف ثابت تھا کہ
ہزارون نافۂ مشک کھول دیے ہین اور جب ہوا کا جھونکا آتا تھا دماغ جان کو معطر کر دیتا تھا
تمام صحرا مہکا ہوا تھا اور اس نور سے منور تھا ایسا نور پھیلا تھا کہ معلوم ہوتا تھا ہزارون آفتاب نکلے
ہوے ہین یہ حال لشکر ارژنگ و چترنگ نے جو دیکھا سب کو حیرت ہوئی مگر لشکر طومار شاہ وغیرہ یہ
حال دیکھکر ایسے محو ہوے کہ سجدے کو خم ہو گئے اور پکار اٹھے کہ کیا خداوند آفتاب تابان کی قدرت ہے

اور کیا شان ہے غائب خدا اور غرور فرزند خدا اور بد بختیں کی یہ کہکر سب نے سجدے سے سر اٹھایا کہ ایک مرتبہ
اُس آسمان پر سے صدا آئی کہ ای بندگان من و امرا ایہا الناس آگاہ ہو اور دیکھو میری قدرت کو اور
قائل ہو میری خدائی کے کہ آج عالم میں کوئی خدا سوا میرے ہے کہ جسکی یہ شان و شوکت ہو اور ایسی
قدرت ہو لیکن تم سب میرے بندے ہو اور یہ جو تمہارے مقابلے میں کھڑے ہوے ہیں یہ سب میرے
بندے ہیں انکے باپ دادا کو میں نے اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا انھوں نے دنیا میں آکر مجھسے انحراف
کیا اور خود دعوی خدائی کیا تم سب نے دیکھا اور سنا ہوگا کس ذلت سے میں نے انکو غارت کیا
اور کیسا عذاب میں نے انپر نازل کیا یہ بھی مثل انکے مجھسے منحرف ہیں انکو بھی ذلیل کرونگا اور اپنا
عذاب نازل کرونگا یہ میرے عذاب سے بچکر کہاں جاسکتے ہیں جہاں تک انکا جی چاہے غرور کرلیں انکی
کل ہی کا ذکر ہو کہ چترنگ کس شور و شر سے آیا تھا اور کہتا تھا کہ میں خدا ہوں اورنگ میرے باپ کا
غلام ہے اور کس شور و شر سے اورنگ سے مقابلہ کیا آخر انجام کیا ہوا کہ اورنگ کے ہاتھ سے
ذلیل ہوا اور پھر دشمن کا شریک ہوا سوائے صلح کرنے کے کوئی تدبیر نہ بن پڑی آخر کو صلح کرلی اور
اسکا شریک ہوا جو مجھسے مقابلہ کرتا ہے ان سب پر اپنا عذاب نازل کرونگا ہاں مقابلہ کرو کوئی خوف
اپنے دل میں نہ لاؤ یہ جو صدا آئی طلو مارشاہ وغیرہ نے سر بلند کرکے طرف آسمان کے کہا کہ یا خداوند
ہم آپکے بندے ہیں ایسے نامردوں سے کہیں ڈرتے ہیں اگر تمام عالم ایکطرف ہو جاے اور ہمسے
مقابلہ کرے تو بھی ہم قدم میدان سے نہ ہٹائیں اور سب کو قتل کرکے اپنا نام کر جائیں پھر صدا آئی ہاں
تم ایسے ہی لوگ ہو میری قدرت کو دیکھو اس لیے کہ تمہارے دماغ معطر ہوں اور روح کو تازگی ہو
اور جسموں میں قوت ہو اس واسطے ابر طلائی سے پھول برساے اور ہوا سے سرد کے جھونکے
پیدا کیے اور تم سب کو اپنے نور میں رکھا کہ ہمارا انتظار ہے اور پھر نور پڑ رہا ہے یہ میری رحمت تم سب پر
ہے یہ سنتا تھا کہ پھر سب نے سجدہ کیا اب جو سجدے سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ نقیب نقابت کرکے واپس لشکر
میں آئے ہیں صفوں پر مثل صف مژگان کے سناٹا ہے ہر ایک بہادر جھوم رہا ہے قبضہ شمشیر چوم رہا ہے
ہر کسوں کو صفوں سے بڑھا دیتے ہیں صف آرا صفیں درست کر رہے ہیں ادھر چترنگ نے
اورنگ سے کہا کہ فرمائیے بھائی صاحب اگر آپکی خوشی ہو اور آپکی مرضی ہو اور ناگوار طبع اقدس نہ ہو تو
آج میرے سردار لشکر بدکیش سے مقابلہ کریں آپ کے لشکر کے سردار تو اکثر مقابلہ کرچکے ہیں اب آج
میرے لشکر کے سرداروں کی جنگ کا تماشا ملاحظہ فرمائیے اورنگ نے جواب دیا کہ کیا نقصان ہے
اگر تمہاری یہی خوشی ہے تو خیر میرے لشکر کے پہلوان کل مقابلہ کرینگے جبکہ ہم اور تم ایک ہوے تو
اس سے کیا کہ ہم یہ کہیں کہ آج میرے سردار مقابلہ کرینگے کوئی غیریت نہیں ہے تمکو اختیار ہے لیکن
جب یہ جواب اورنگ نے دیا تب چترنگ نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا بغور نگاہ اٹھا کر بس بائیں طرف کی
صف سے لشکر گلریز شاہ سے ایک پہلوان کہ نام اسکا سہیل گلریزی تھا اپنے گینڈے کو بڑھا کر روبرو
اورنگ و چترنگ کے آیا اور اجازت خواہ ہوا بہت زبردست پہلوان ہے ان دونوں خدا کے
باطل و گمراہ کنندہ نے اپنی آستین مرحمت اسکی پشت پر جھاڑی اور کہا کہ جا تجھکو ہمنے اپنی ید قدرت
کے سپرد کیا حریف کے لشکر کے سرداروں کا کام تمام کر لیں اسنے سلام کیا اور گینڈے پر سوار ہوکر
میدان میں آیا پہلے سراپا میدان کا دکھایا اسکے بعد اپنا دم راست کیا جب جو اس بجا ہوے تو
لشکر آفتاب پرستوں کی طرف منھ کرکے کہا کہ جسکو جینا دوبھر ہو میرے مقابلے کے لیے آئے اور

میرے ہاتھ سے مارا جائے اسطرح سے جو مبارز طلب کیا یہیں لشکر چین میں سے شبر تنگ خود دیو ہشت
نے اپنے مرکب کو بڑھایا اور طوطی بار شاہ وغیرہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا جیسے ہی اسنے شبر تنگ
کو آتے ہوے دیکھا اپنے گینڈے کو پر عزم تنگ وار زین پیچھے ہٹایا اور پھر تنگ وار رہا دونوں کے قریب
برابر رہے پس راتوں میں سلکر ہم مقابل ہوے نیزہ بازی ہونے لگی دونوں نیزہ بازی میں بھی
برابر رہے عمد دیکھ آنہیں بھی برابر رہے نوبت تلوار کی آئی رد و بدل ہوئی آخر کار شبر تنگ کو اسنے
خبردار کر کے تلوار کا وار کیا شبر تنگ نے سپر کو سر کی پناہ کیا تیغہ سپر کو کاٹ کے چار انگل سر میں در آیا
شبر تنگ نے داستانہ مارا تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر چادر خون کی سر سے جاری ہوئی شبر تنگ کو غشی طاری
ہوئی سہیل نے آواز دی کہ لیجاؤ اس پہلوان کو اور کسی کو میرے مقابلے کے لیے روانہ کرو پھر جو
سہیل نے کہا یہی بھائی شبر تنگ کا جلتر تنگ کشتی گیر صف لشکر پر کھڑا تھا اسنے جو اپنے بھائی کا یہ حال دیکھا
تاب نہ رہی غصہ آگیا یہ بھی پہلوان زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست مرکب کو بڑھاکر میدان رزم
میں آکر جھومنے لگا سہیل نے دیکھا کہ یہ پہلوان سیاہ فام بد انجام ہاتھ پاؤں کو ل لانبا قد چوڑا سینہ
مرکب پر سوار میدان میں جھوم رہا ہے اسنے دیکھکر آواز دی کہ ای پہلوان دوران کس فراق میں ہو
جلتر تنگ نے جواب دیا کہ میرا بھائی تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا اب میں تیرے مقابلے کو آیا ہوں مجھ پر بھی
اپنا وار کر سہیل نے کہا کہ تم بہت بڑے نامی گرامی پہلوان ہو میں تمہاری سی قوت کہاں سے لاؤں
البتہ اگر خداوند ارز تنگ کی کمک ہوئی تو تمکو بھیڑ کی طرح سے مل ڈالونگا تیرا غرور مٹاؤنگا یہ سنکے
جلتر تنگ کو غصہ زیادہ ہوا بڑھکر نیزے کا وار کیا سہیل نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا اتنے
نیزہ بازی ہونے لگی چند تا نہیں رد و بدل ہوئی تھی کہ ایک مقام پر سہیل نے نیزے کو گانٹھ کر [illegible] کا
ہاتھ مار کر نیزہ جلتر تنگ کا ہوا میں کیا جلتر تنگ نے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا نیام سے نکالا سہیل نے بھی
تلوار کو کھینچا گھمسان کی تلوار چلنے لگی جھنکار کی آوازیں بلند ہوئیں تھوڑے عرصے تک تلوار چلی کی
کہ جلتر تنگ نے قریب سہیل آکر تلوار کا وار کیا سہیل نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور گینڈے کو پھیر کر
داستانہ مار کر جلتر تنگ کی تلوار کو چھینکر اپنے قبضے میں کیا اور آواز دی کہ اب خالی ہاتھ کیا کریگا دیکھ
اسوقت تک میں تجھسے پیش ہوں جلتر تنگ نے جواب دیا اب تجھسے کشتی میں مقابلہ کرتا ہوں یہ کہکر مرکب
کو دیکر اسہیل اپنے گینڈے سے کود اور دونوں نے رخت جنگ اتار کر لنگوٹے باندھے اسی میدان کی
بھبھل میں خم مار کر دونوں سامنے آئے ہاتھ ملا کر لپٹ گئے کشتی ہونے لگی جلتر تنگ نے [illegible] سے
زور کرنے کر کے گھسوٹا دیا سہیل فوراً بغلی بیٹھکر پکڑ لایا جلتر تنگ [illegible] دیکر زور [illegible] توڑ کر
نکل بھاگا سامنے آکر خم مارا سہیل ایک گھٹنہ ٹیک کر کھڑا ہوا اور پیل پیکر زور کرنے لگے دونوں برابر
پیچ پر پیچ ہونے لگے اب وہ وقت آیا کہ پہلوان دوران دگر شاہ سپہر آفتاب تابان [illegible]
مع لنگوٹ پاے فتباع و شعاع اکھاڑہ مغرب میں جاکر ڈنڈ [illegible] لگا ذرا غائب ہوا سیاہی شب کی [illegible]
نظر آئی جلتر تنگ نے کہا اب میرے تمہارے کل فیصلہ ہوگا اب رات ہوگئی ہے پر دشمنی کا سامان کیا جاے
سہیل نے جواب دیا تم اپنے داؤں پیچ سے غافل مت ہو ہوشیاری سے لڑے جاؤ وہ روشنی ہوگی
کہ جس سے تمام عالم روشن و منور ہوگا تھوڑے عرصے کے بعد پہلوان ماہ تابان اکھاڑہ مشرق سے نکل
مع شاگردان سیارگان میدان نہ پر چہدی میں آکر دونوں پہلوانوں کی کشتی دیکھنے لگا [illegible]
مارے خوف کے منھ چھپایا تمام عالم میں روشنی ہوگئی سہیل نے کہا میرے تمہارے ابھی [illegible]

آج فیصلہ ہوگا جلتر تگ بھی پہلوان قوی ہیکل ہر کل فنون سپاہ گری میں طاق شہرۂ آفاق ہی برابر لڑتے جاتا
ہی ہر دو اُنکو اُنکا جواب دیتا ہوا ہر پیچ کا توڑ کرتا ہوا لڑ رہا ہی جہان پر پکڑ لاتا ہی گردن پر گھٹنہ رکھکر گھسّہ دیتا
ہی پھنکار ڈالدیتا ہی کہ سہیل کو اُٹھنا دشوار ہوتا ہی مگر اپنی زیادتی قوت سے نکلجاتا ہی اہل لشکر جا نہیں دیکھرہے
ہیں اور آپس میں کہرہے ہیں کہ آج تمام رات ہم لوگونکو بھی یونہی گذریگی دونوں پہلوان زبردست ہیں دیکھیے
خداوند کسکو فتحیاب کرتے ہیں غرض تمام رات کشتی رہی آخرکار جلتر تگ کا دم بھر آیا ہانپنے لگا
سہیل نے ایک جھٹکا دیا کہ جلتر تگ منہ کے بھل زمین پر آیا سہیل نے سواری کا دانتوں ڈالکر اس
زور سے کسا کہ جلتر تگ کی ایک پسلی دوسری پسلی سے ملگئی آنتیں منہ کے راستے باہر نکل آئیں تمام
اہل لشکر دیکھ رہے ہیں سہیل نے دیکھا کہ جلتر تگ دم توڑنے لگا ہٹکر علیحدہ کھڑا ہوا ادھر لیلی شب مجنون
روز کے غم میں دم توڑنے لگی پہلوان ماہ تابان مع شاگردان انجم ہٹکر اپنے قلعۂ مغرب میں گیا ستارۂ
سحری آسمان پر چمکا نسیم سحری چلنے لگی صبح کی وردی کا ڈنکا ہوا روح لیلی شب نکلگئی ادھر جلتر تگ کا دم
نکلگیا اب وہ وقت آیا کہ آفتاب عالمتاب نے ظہور کیا تمام دن روشن منور ہوا سہیل نے رخت جنگ جسم پر
آراستہ کیا گینڈے پر سوار ہوکر پھر میدان میں آکر للکارنے لگا اور آواز دی کہ ای شہر تگ تیرا بھائی
بڑا زبردست نامی گرامی پہلوان تھا دیکھا تو نے کہ ایک پشہ کی طرح میں نے مل ڈالا اب اگر تجھکو دعوی
پہلوانی ہو تو پھر میرے مقابلے میں آ کہ دور دور لڑتے ہوے مگر ابھی تیرے مقابلے کو بہت ہون
شہر تگ نے چاہا کہ اسی حالت زخم کاری میں میں بھی جاکر اپنے بھائی پر جان فدا کروں لیں اور ایک
پہلوان لشکر ظلو بادشاہ سے مقابلے کو آیا شہر تگ ہٹا کر خود مقابلہ کیا سہیل نے اسکو بھی زخمی کیا
پھر مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا اسکو سہیل نے جان سے مارا اور ایک پہلوان نکلا وہ
بھی زخمی ہوا دوپہر تک چار پہلوانون کو زخمی کیا اور دو کو جان سے مارا لیں جب دوسرا پہلوان
جیسکہ قہر پیہم دو پہر دن اور چار پہر رات میں اسکے ہاتھ سے مارا گیا ظلو بادشاہ کو ہراس ہوا اور خیال
کیا کہ یہ کیا ہوا کہ آج جو میدان میں گیا وہ زخمی ہوا یا جان سے مارا گیا کیا خداوند مجھ خفا ہوگئے یہ خیال
دل میں کرکے سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا جو آسمان کہ اسکے سر پر محیط تھا اور کہا کہ یا خداوند فریادکو
کونسی ایسی خطا ہوئی ہی کہ آپکے بندے ذلیل ہوے اگر کوئی گناہ ہوا ہو تو معاف فرمائیے ملاحظہ
فرمائیے کہ کئی سردار زخمی ہوے اور دو جان سے مارے گئے حریف ہمپر تفخر کرتے ہیں جلتر تگ
کتنا بڑا پہلوان مارا گیا ای خداوند تیری ذات عالم الغیب ہی تو ہر ایک کے دل کے حال سے واقف
ہی یہ جب ظلو بادشاہ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا کچھ صدا تو نہ آئی مگر ایک حرکت اُس آسمان کو
ہوئی اور ایک مرتبہ وہ آسمان شق ہوا ایک آفتاب اُس سے پیدا ہوا اور اُس پہلوان کے
مقابلے میں اسکا عکس ہوا ایسی گرمی پیدا ہوئی کہ زمین سے شعلے نکلنے لگے حیوان و انسان لشکر
ارژنگ کے اور چہر تگ کے بیقرار ہوگئے لبشدت پیاس لگی زبانیں نکل آئیں منہ میں کانٹے
پڑگئے ادھر عکس جو آفتاب کا سہیل پر پڑا اُسکے سر سے دھواں نکلنے لگا ایک مرتبہ ایک شعلہ
پیدا ہوا کہ اسکے جسم سے کہ وہ جلنے لگا آتش آفتاب سے صدا آئی کہ گئے دیکھا بڑا غضب کیونکر میں نے
اُٹھا رکھا دیا یہ صدا اکبر اور ایک مرتبہ وہ آفتاب طرف زمین کے آیا چند سردار و سوار لشکر ارژنگ
کے شدت پیاس سے بیقرار ہوکر بڑھ آئے تھے آنیز گرا کہ وہ جلنے لگے اور غرق زمین ہوگیا لشکر
ظلو بادشاہ کے لوگ تہ تیغ میں گرے اہل لشکر ارژنگ و چہر تگ نے دیکھا کہ یا تو وہ آفتاب غرق

غرق

زمین ہوا تھا یا یکایک اُس آسمان پر جاکر چمکا اور اُسی آسمان میں پنہان ہوگیا اور پھر اُسی طور سے
پہلوان کی بارش ہونے لگی اہل لشکر طوطار شاہ نے بانیر تابان و مہر درخشان کہکر چہرے سے سر اٹھا کر
ہر دو بشدت عطش و گرمی بھی ہر طرف ہوئی لشکر ارژنگ و چترتاک کے جو اس طلسم خوش جہت میں منتشر
ہوگئے تھے جمع ہوئے سب کے ہوش درست ہوئے صفوں میں جو برہمی واقع ہوئی تھی صف آراؤں نے
انکو درست کیا جب پھر صف بندی ہوچکی ابھی کوئی دو پہر دن آیا تھا کہ یہ معرکہ پیش ہوا تھا پس چترتاک
نے پھر اپنے لشکر کی طرف دیکھا ایک پہلوان اوس برابر سے مقابلہ میدان میں چترتاک سے اجازت لیکر
آیا مبارز طلب کیا لشکر آفتاب پرستان سے قیصور آدمخوار نے اپنا مرکب نکالا اور طوطار شاہ وغیرہ
سے اجازت لیکر میدان کا قصد کیا نبردگاہ میں پہونچکر اُس پہلوان سے مقابلہ کیا ایک ضرب تیغ میں اسکو
دو پارہ کیا پس رسد لگ گئی چترتاک کے لشکر سے سوار نکلنے لگے جو مقابلہ میں قیصور کے آیا
یا تو مارا گیا یا مجروح ہوا تا شام قیصور نے دس پہلوان لشکر چترتاک کے زخمی کیے اور پانچ کو جان سے
مارا کہ آفتاب عالمتاب بصد انتظار اب طرف میدان کے راہی تھا غروب ہوگیا تاریکی شب نے اپنا
عمل شروع کیا پس ارژنگ نے حکم دیا کہ کوس بازگشت بجے فوراً طبل بازگشت پر چوب پڑی دونوں لشکر
طرف فرودگاہ کے چلے لشکر طوطار شاہ میں کوس بازگشت بجایا گیا طوطار شاہ قیصور پر سے زر و
جواہر نثار کرتا ہوا اپنے قیامگاہ پر واپس آیا اہل لشکر نے کمر کھولی سب تبدیل لباس کرکے بارگاہ شاہی میں
آئے وہ آسمان نیلگون تو اُسی طور سے محیط رہا مگر وہ نور جاتا رہا یعنی وہ نور طرف شہر آفتاب نما کے
چلا گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہاں پرجبیں نے بھی دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مکان کو
گئے راوی اس مقام پر خدمت ناظرین میں التماس کیے دیتا ہے کہ جب تک لشکر ارژنگ و چترتاک سے
مقابلہ رہیگا اسی طور سے ہر روز پرجبیں سب کو قلعہ آفتاب نما و گنبد آفتاب تابان سے تماشائے جنگ
دکھایا کریگا اور شام کو دربار برخاست کرکے محل میں جایا کریگا اب ہر روز کی حالت پرجبیں لکھنے کی
ضرورت نہیں ہے کیونکہ طول ہوتا ہے اور طول آپ لوگون کو پسند نہیں ہے دوسرے میں خود بھی طول سے
پرہیز کرتا ہوں یہی طریقہ تا اختتام جنگ پرجبیں کا رہیگا اور اسی طرز سے نور جو کہ آسمان نیلگون میں
سے پیدا ہوتا ہے اور وقت شام طرف شہر کے چلا جاتا ہے صرف آسمان قایم رہتا ہے تا اختتام مقابلہ اسکا
بھی یہی طریقہ رہیگا ہر مرتبہ بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے پس آمدم بر سر مطلب طوطار شاہ نے
تبدیل لباس کرکے بارگاہ میں آکر دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے حکم ساقی کو دیا کہ سب کو جام مے دے
شراب خواری ہونے لگی طائفے حاضر ہوئے ناچ شروع ہوگیا یہاں طوطار شاہ وغیرہ مع حاضرین
دربار کے شراب خواری میں و ناچ و رنگ میں مصروف تھے وہاں چترتاک و ارژنگ جو میدان جنگ
سے طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ پر واپس گئے ان دونوں نے بھی دربار کیا انکے بھی لشکر نے کمر کھولی سردار
لباس بدلکر حاضر دربار ہوئے مگر یہ دونوں کافر خاص ارژنگ و چترتاک سر جھکا کے عالم
سکوت میں بیٹھے رہے اور یہ سوچا کیے کہ بڑا غضب ہے کہ اگر دو ایک سردار لشکر طوطار شاہ کا زخمی ہوکے
خواہ مارے گئے اور ہمارا سردار جب لڑا تو آسمان سے آفتاب پیدا ہوا اُسنے اسکو بھی جلا دیا اور آج
ساتھ ہمرو دس کی جان لی اسکی تدبیر کیا کیجیے یہی سوچا کیے جب کچھ خیال میں نہ آیا تو چترتاک نے سر
اٹھا کر کہا کہ بھائی صاحب آپ نے مقابلہ کا حال ملاحظہ فرمایا کیا خرابی کی بات ہے کہ جب ہمارا سردار
جاکر مقابلہ کرتا ہے اور وہ ایک کو قتل کرتا ہے یا زخمی اُس آسمان پر سے آفتاب نکلکر جلا دیتا ہے اسکا کیا

علاج کیا جاسے ارزنگ نے جواب دیا کہ مین خود اسی فکر مین مبتلا ہون تمنے تو آج یہ رنگ دیکھا مین جبسے آیا ہون اور مقابلہ شروع ہوا ہو اُسدن سے یہی رنگ دیکھ رہا ہون اسی کے تدارک کے لیے مین نے اژدرجادو کو طلب کیا ہو کیونکہ یہ امر بخوبی ثابت ہو چکا ہو کہ یہ کارخانہ سحر کا ہو پس کچھ خیال نہ کرو اژدرجادو اور تمھاری معین و مددگار محرم جادو وغیرہ اسکا بند و بست کرلینگے چہرنگ نے کہا جو آپکی راے ہو یہ کہکر خاموش ہو رہا ارزنگ بھی ساکت ہو رہا کچھ عرصہ گذرا تھا کہ سخنگان نے کہا کہ یا خداوند کل مقابلہ کرنے کا قصد نہین ہو جو طبل جنگ کا حکم نہین فرمایا ارزنگ نے جواب دیا کہ نہین ضرور مقابلہ ہوگا اب مقابلہ ہو تا نہ رکیگا یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ہم کل میدان مین جاکر آفتاب پرستون سے مقابلہ کرینگے انپر اپنا غضب نازل کرینگے سخنگان یہ کلمہ سنکر مسکرایا اور کہا کہ گستاخی معاف آپ تو غضب نازل کرتے رہجا ئینگے آپ پر اُنکا غضب نازل ہوگا جبسے آپ یہان تشریف لاسے ہین اُسوقت سے غضب نازل کرتے ہین مگر کچھ نہو سکا ہمیشہ آپ کے والد بزرگوار وحید نامدار خداے پرستون پر اپنا غضب نازل فرماتے تھے کبھی سنگ سیاہ کرتے مگر ایک دن بھی نہ نازل فرمایا نہ ایک انکا مدسے جسکو کرسکے اُسیطرح سے آپ بھی فرماتے ہین مگر کچھ بھی جو ہوسکے وہی زیر دست رہین گے یہ جو سخنگان نے کہا ارزنگ بہت برہم ہوا اور کہا او سخنگان تو بہت گستاخ ہو گیا ہو ما بدولت کی شان مین ایسے کلمے کہتا ہو دیکھ تیرے اوپر نہ میرا غضب نازل ہو مین تیرا پاس کرتا ہون اس خیال سے کہ تیرا دادا خداوند لقا کا بہت بڑا دوست تھا اور انکی درگاہ کا شیطان تھا وہ اُسکی کسی بات کا برا نہ مانتے تھے وہی اُسکے ساتھ ایسی باتین کرتا تھا اور تیرا باپ سخنگان اور تیرے میرے والد خداوند زمرد شاہ کے بہت بڑے مقرب تھے اسلیے تقریر کرتے تھے زمرد شاہ بھی اُنکا پاس کرتے تھے پس مین بھی یہی خیال کرتا ہون کہ اسکے بزرگ میرے بزرگون کے دوست تھے اور ساتھ اُنکے ہمیشہ رہتے اور آسمان پر اُنکے ہمراہ گئے ہین مین بھی اسکی کسی بات کا برا نہ مانون کیونکہ اسکا طریقہ یہی ہو یہ اپنے بزرگون کے قدم بقدم چلتا ہو مگر وہ لوگ اسقدر بدتہذیب نتھے نہ ایسے کلمے کہتے تھے جیسے تو کہتا ہو مین اسوقت تیری خطا کو معاف کرتا ہون اب کبھی ایسی گستاخی نہ کرنا ورنہ تجھکو بہت بڑی سزا دونگا سخنگان نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی کہ میری خطا معاف کی ورنہ بڑی خرابی ہوتی اب مجھسے کسی وقت مین ایسی خطا نہ ہوگی اب مجھپر ثابت ہو گیا کہ آپ ضرور خدا ہین کیونکہ خداکا یہی طریقہ ہوتا ہو کہ جو کوئی اُسکی خطا کرے اسکو معاف کردے اُسکا علم ہی نہ لے وہ رحیم ہوتا ہو پس اب مین کبھی کوئی کلمہ سخت نہ کہونگا یہ کہکے سخنگان خاموش ہو رہا ارزنگ بھی اور طرف متوجہ ہوا پس ارزنگ نے جب حکم طبل جنگ بجنے کا دیا تھا تو ہرکارے لشکر طوطا رشاہ کے یہان موجود تھے وہ یہ خبر لیکر طرف اپنے لشکر کے راہی ہوے تھے اور بعد جب حکم ارزنگ طبل جنگ بجایا گیا سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا سب سامان درست کرنے لگے اپنے آلات حرب و ضرب کی تیاری مین مصروف ہوے وہان بارگاہ مین بعد اس گفتگو کے ارزنگ نے یہ کہکر چہرنگ سے دربار برخاست کیا کہ کل میرے لشکر کے سردار مقابلہ کرینگے اُسنے جواب دیا کہ جو آپکی مرضی پس دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر آئے چہرنگ اپنے خیمے مین آیا اور بعد تناول طعام ہمراہ مشوقہ کے عیش مین مصروف ہوا یہان لشکر مین طبل بجنے لگا ارزنگ بھی جاکر اپنے خیمے مین خواب مرگ مین مبتلا ہوا اُدھر ہرکارون نے جاکر طوطا رشاہ کو خبر دی کہ لشکر ارزنگ مین کوس حربی بجا ہو اور وہ کل پھر میدان مین آکر بندگان خداوند آفتاب

مقابلہ کریگا باقی خیریت ہے طلوع بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے ہم بھی کل میدان مین
جا کر اُسکے لشکر کو مثل آج کے شکست دینگے ہمکو کوئی خوف ذرا اُس سے ہے نہ اُسکے لشکر سے کیونکہ ہم لوگ بندے
ہین خداوند آفتاب و برجیس کے اور ہم لوگ شیر ہین میدان جنگ کے ہم ایسے روباہ خصالون و شغال
منشون سے نہین ڈرتے ہین یہ حکم دیکر دربار برخاست کیا یہان بھی نقارہ نوازش مین آیا اہل لشکر کو
معلوم ہوا کہ صبح کو مقابلہ ہوگا سب درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوے طلایہ پھرنے لگا رات
دونون لشکرون کو سامان جنگ مین بسر ہوئی جب سحر ہوئی طلوع بادشاہ اپنا لشکر لیکے میدان مین آیا اور
ارژنگ و چترنگ اپنا لشکر لیکر میدان مین آئے صفین درست ہوئین نقیبون نے نقابت کی اُسطور سے
برجیس آکر قلعے مین بیٹھا سب حاضر دربار ہوے موافق کل کے متوجہ ہوے تماشاے جنگ مین اُسی
طور سے نور اُس آسمان مین پیدا ہوا بارش گل ہونے لگی جب نقیب نقابت کرکے چلے گئے اُسوقت
تمام علم خوک پیکر و سگ پیکر جلوہ گری پر آئے ناظرین کو خیال رہے کہ لشکر ارژنگ کے علم خوک پیکر
ہین کہ ارژنگ و لقا و زمرد ثانی کی بھی تصویرین اُنپر بنی ہین اور لشکر چترنگ کے علم سگ پیکر اُنپر بھی
چترنگ و لقا وغیرہ کی تصویرین ہین پس جب سب علم جلوہ گری مین آلے گئے بعد لشکر ارژنگ سے
مسمار تیغزن نے مرکب بڑھایا اور ارژنگ سے اجازت لیکر میدان مین آیا پہلے سراپا میدان کا دیکھا
جب خود غرق عرق ہو گیا اور مرکب بھی پسینہ کرایا تو باگ روک کر اپنا دم راست کیا لشکر طلوع بادشاہ کی
طرف رُخ کیا کہ جسکو تمناے مرگ ہو میرے مقابلے کو نکلے یہ صدا دیتا تھا کہ قیصور آدمخوار طلوع بادشاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا ہمنگاہ رہا قیصور نے اُسکو گردبرد کر دیا بعد نگاہ وری کے نیزہ
بازی ہوئی قیصور نیزہ بازی مین غالب آیا گرز بازی مین بھی غالب آیا تلوار کی نوبت آئی کوئی
دس پندرہ ضرب کی ردوبدل ہوئی تھی کہ ایک مقام پر موقع پاکر جو قیصور نے تلوار لگائی تا دو ابرو
آتی آئی مسمار نے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی چادر خون سر سے جاری ہوئی قیصور نے آواز دی
کہ اسکو لے جاؤ اور کوئی میرے مقابلے کو آئے مسمار کا بھائی معمار گرزمار ارژنگ سے اجازت
لیکر آیا وہ بھی ہاتھ سے قیصور کے زخمی ہوا اب تو پہلوان نکلنے لگے اور زخمی ہونے لگے دو ایک کو
قیصور آدمخوار نے جان سے مارا تین پہر دن اسی طور سے گذرا اگر قیصور نے اس عرصے مین پندرہ
پہلوان تو مجروح کیے اور تین جان سے مارے ارژنگ نے قصد کیا تھا کہ طبل بازگشت بجوا دے کہ
شیرنگ تیرانداز داہنی طرف کی صف سے اپنے مرکب کو جولان کرکے روبرو ارژنگ کے آیا اور
اجازت لیکر میدان مین پہونچا اور قیصور سے مقابلہ کیا گرز چلا نیزہ بازی مین دونون برابر رہے
تلوار کی نوبت آئی پچاس ضرب کی ردوبدل ہوئی ایک مقام پر قیصور کے مرکب نے سکندری
کھائی یہ اُس جھونک مین چلا اور مرکب کو سنبھالنے لگا کہ خود سر پر سے گر گیا شیرنگ نے اُسوقت
کو غنیمت خیال کرکے ضرب لگائی کہ تا دو ابرو قیصور کے تلوار سر مین در آئی اتنے برہم ہو کر دستانہ
مارا تلوار تو چھینا کر سر سے نکل گئی اسنے قصد کیا کہ مین بھی حریف پر وار کرون مگر چادر خون جو سر سے
جاری ہوئی اُسکو بسبب خون کے جاری ہونے کے ضعف طاری ہوا اور غش آگیا پس شیرنگ نے
قصد کیا کہ سر کاٹ لون کہ ایک سردار نے جو یہ حال دیکھا فوراً اپنا مرکب دوڑا کر بدون اجازت
طلوع بادشاہ شیرنگ سے آکر مقابلہ کیا اور کہا کہ او نامرد کوئی مجروح پر ہاتھ ڈالتا ہے شیرنگ نے
کہا تو مقابلہ کر جواب دیا کہ مین موجود ہون یہ کہکر قیصور آدمخوار کو واپس کیا اور آپ اُسکا مقابلہ

اُسنے کہا کہ تلوار برسون کی قصہ ایک دم مین پاک کرتی ہی نیزہ بازی وغیرہ فضول ہی اور ایک کو مین تلوار
سے مجروح بھی کر چکا ہون یہ تم لوگونکا خون بھی چاٹ چکی ہی بس تلوار ہی سے مقابلہ بہتر ہی اُسنے جواب دیا
کہ اس تقریر فضول سے کیا حاصل ہی حربہ کر یہ مقام جنگ ہی نہ جاے گفتگو یہ سنتا تھا کہ نیرنگ نے تلوار کا
وار کیا اُس سردار نے اُسکو رد کیا وار باہم چلنے لگے جبکہ قیصور ایسا پہلوان اُسکے ہاتھ سے مجروح ہوا
تو اُسکی کیا اصل ہی جو اُسکے تھوڑی ہی دیر مین یہ بھی مجروح ہوا زخم کاری سے لگے اُسنے پھر قصد کیا تھا کہ
اسکا سر کاٹ لون کہ ایک اور پہلوان طوما رشاہ سے اجازت میدان لیکر آیا اُسکو واپس کیا اُسنے
نیرنگ سے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا اور ایک پہلوان آیا وہ نیرنگ کے ہاتھ سے مارا گیا راوی نے
بیان کیا ہی کہ چند سردار لشکر ارژنگ کے نیرنگ کی جنگ کا تماشہ دیکھنے لگے اور حسد سے بھرے ہوے
تھے اُسکا دل بڑھا ہوا رہتے تھے جب نیرنگ نے ایک پہلوان کو جان سے مارا اور قیمار گرزبار طوما رشاہ
سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو چلا اب کوئی تھوڑا سا دن باقی ہی آفتاب غروب ہونے کو ہی جا بجا
دھوپ ہی رنگت دھوپ کی زرد ہو چلی ہی ارژنگ نے ابھی طبل نہین بجوایا ہی گو اُسکا قصد بجانے کا بھی
ہوا تھا جب کئی سردار مارے گئے تھے مگر نیرنگ نے نکلکر اُسکے قصد کو فسخ کر دیا تھا اب اُسنے پھر
قصد کیا تھا کہ مین طبل بازگشت بجوا دون کیونکہ میری فتح ہی اور میرا پہلوان غالب آیا ہی مگر قیمار کے نکلنے سے
کہ وہ لشکر طوما رشاہ سے نیرنگ کے مقابلے کو نکلا اُسنے طبل نہین بجوایا کہ نیرنگ اِسکو بھی زخمی
یا قتل کر لے تو پھر بجواؤن یہ تو یہ خیال اپنے دل مین کر رہا ہی اُدھر قیمار چلا آتا ہی کہ طوما رشاہ نے
طرف آسمان کے سر اُٹھا کر کہا کہ یا خداوند جلد کمک فرمایئے اور قیمار کو اِس کافر پر غالب فرمایئے
اِسنے بہت جرات کی ہی یہ طوما رشاہ کا کہنا تھا کہ ایک دریچہ آسمان کو حرکت ہوئی اور شق ہو گیا آفتاب
نکل آیا جیسے اُسکا عکس نیرنگ پر پڑا یہ معلوم ہوا کہ کسی نے آگ مین ڈالدیا اور دھوان سر سے
نکلنے لگا تھوڑے عرصے کے بعد شعلہ خود بخود جسم سے پیدا ہوا کہ مثل ہیزم خشک کے نیرنگ جلنے لگا
اُدھر وہ آفتاب اُس آسمان سے جدا ہوا اور تیرکی کہ اُن سردارون پر گرا کہ وہ بھی مثل اُسکے جلنے
لگے وہ آفتاب اُن سب کو جلا کر بلند ہو گیا اور آسمان پر جا کر غروب ہو گیا یہ حال جو قیمار نے دیکھا
یا تو طرف میدان کے جاتا تھا یا اُسی مقام پر ٹھہر گیا اُدھر ارژنگ وغیرہ کو حیرت ہوئی اور بہت
افسوس کیا نیرنگ اور اُن سردارون کا چونکہ شام ہو گئی تھی دوسرے ارژنگ کئی مرتبہ طبل
بازگشت بجوانے کا قصد بھی کر چکا تھا لہٰذا اُسنے حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے نقارے پر چوب پڑی صدا سے طبل بازگشت
کے طوما رشاہ نے بھی طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر طرف قیامگاہ کے واپس ہوے طوما رشاہ
قیمار کو لیکر اپنے مقام کے ادبیر واپس آیا اُدھر ارژنگ دار ارژنگ مغموم و محزون واپس گئے
دونون لشکر دونون کے سوارون پیادون نے کمر کھولی بادشاہون نے دربار کیا سردار لباس
تبدیل کر کے حاضر دربار ہوے یہان بارگاہ طوما رشاہ مین ناچ و رنگ و شراب خواری ہونے
لگی اُدھر ارژنگ نے لہٰذا آراستہ ہونے دربار کے بعد چترنگ و سنگان حکم دیا کہ کل طبل
جنگ چترنگ نے کہا کہ بھائی صاحب کل میرے لشکر کے سردارون کے مقابلہ کرنے کی باری
ہی ارژنگ نے کہا کہ جو تمھاری رای ہو بہتر ہی تمھارے ہی لشکر کے سردار مقابلہ کرین کیا نقصان
ہی یہ کہکر دربار برخاست ہونے کا حکم دیا سب اپنے اپنے مقام پر گئے جب چترنگ اپنی بارگاہ مین
آیا سمو سے پوچھا کہ آج کس کے لشکر نے زیادہ ہار کھائی چترنگ نے کہا کہ ارژنگ کے لشکر نے تھوڑے

کہا کہ کیا ہوا چترنگ نے جواب دیا کہ آفتاب پرست غالب آئے اور کیا ہوا اسی طور سے آفتاب نے نکلکر
جلا دیا ثمود نے کہا کہ آفتاب جادو بہت بڑا ساحر زبردست ہے خیر دیکھا جائیگا چترنگ نے کہا کہ کل
میرے لشکر کی باری ہے ثمود یہ سنکے خاموش ہو رہی اور لب چترنگ کے بوسے لینے لگی چترنگ کو بھی
بیخودی طاری ہوئی باہم عیش ہونے لگے ارژنگ اپنے خیمے میں گیا اور خواب مرگ میں مبتلا ہوا
اودھر طومار شاہ کو ہرکاروں نے خبر دی کہ لشکر حریف میں طبل جنگ بجا ہے طومار شاہ نے بھی کوس حربی
کے بجنے کا حکم دیا یہاں بھی نقارہ رزمی گرگرایا رات بھر دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا کیا طلایہ
پھرا کیا صبح کو ارژنگ و چترنگ دونوں اپنے اپنے مقام پر خواب مرگ سے بیدار ہو کے خیموں سے
نکلے لشکر لیکر میدان میں آگئے اودھر سے طومار شاہ لشکر لیکر پہونچا صف آرائی ہوئی حسب دستور نقیبوں
نے نکلکر نقابت کی آج لشکر چترنگ سے مرید تیغزن نکلا میدان میں آیا حسب اجازت ارژنگ و چترنگ
مبارز طلب کیا قہار گرز بار طومار شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا باہم نگاور چلی نیزے کی نوبت
آئی نیزے بیکار ہوے گرز چلنے لگا قہار نے جو دو دستی گرز مارا مرید پیوند خاک ہو گیا استخوان کا نشان
بھی نہ باقی رہا کہ کیا ہوے قہار نے مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا اسکو بھی اسنے گرز سے ہلاک
کیا پھر مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا وہ بھی ہلاک ہوا پھر مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان آیا
اسپر جو گرز کا وار کیا اسکا شانہ اتر گیا اسکو اسنے یہ کہکر واپس کیا کہ کسی اور کو میرے مقابلے کے لیے
بھیجدے میں تجھسے مقابلہ نہ کرونگا کیونکہ تو مجروح ہو گیا ہے پس وہ واپس گیا اور پہلوان آیا وہ بھی اسکی ضرب
گرز سے مجروح ہوا تا دوپہر اسنے سات پہلوان گرز سے زخمی کیے اور تین جان سے مارے یہ حال دیکھا
شدید تبرزن چترنگ و ارژنگ سے اجازت لیکر اور مرکب کو جولان کرکے قہار کے مقابلے کو
آیا آتے ہی بدون کچھ کہے سنے تبر کا وار کیا قہار کا شانہ زخمی ہوا مگر قہار نے جرأت کرکے گرز کا وار کیا
اسنے خالی دیا اور پھر تبر کا وار کیا کہ سر قہار کا مجروح ہوا یہ حال دیکھکر اور ایک سردار نے نکلکر مقابلہ
کیا وہ بھی اسکے تبر سے مجروح ہوا اور ایک سردار نے مقابلہ کیا وہ جان سے مارا گیا پس طومار شاہ نے
آسمان کی طرف دیکھکر کہا کہ یا خداوند آپ کے بندے مجروح ہوتے ہیں انکی خبر لیجیے پس یہ کہنا تھا کہ آسمان
شق ہوا دوسرا آفتاب نکلا ایک آفتاب تو نکلا ہوا تھا یعنی آفتاب اصلی اسکا ظاہر ہونا تھا اور عکس
شدید پر پڑتا تھا کہ اسکے سر سے شعلے نکلے اور وہ جلنے لگا آفتاب گرگرا کر زمین پر آیا اور اسپر گرا کہ وہ
خاک سیاہ ہو گیا جلکر صدا آئی کہ ہم اسی طور سے سب کو جلا دینگے پس پھر بلند ہو گیا اور آسمان میں جاکر
پنہاں ہو گیا ارژنگ و چترنگ وغیرہ کے ہوش جاتے رہے مگر ایسے کمبخت سخت ہیں کہ ہوش جاتے رہے
لیکن لشکر لیکر واپس نہ گئے چترنگ نے اشارہ کیا کہ ایک سردار اور یہ اسے مقابلہ بہ اجازت چترنگ
میدان میں آیا مبارز طلب کیا اودھر سے سردار نکلے مقابلہ ہونے لگا سردار چترنگ نے اس پہلوان کو
زخمی کیا اودھر سے اور ایک پہلوان گیا وہ بھی زخمی ہوا اسکا زخمی ہونا تھا کہ پھر سر اٹھا کر طومار نے فریاد
کی پس آسمان شق ہوا آفتاب ظاہر ہوا اڑکر اس سردار پر گرا اسکو جلا کر خاک کر دیا اسی طور سے
بلند ہوکر آسمان میں گیا اور پنہاں ہو گیا یہ دیکھکر ارژنگ و چترنگ کے ہواس جاتے رہے ارژنگ
نے اژدر جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ آشنا دانستکی کوئی تدبیر فرمائیے اژدر نے جواب دیا کہ آج آپکے
لشکر کے مقابلے کا دن نہیں ہے جو میں تدبیر کروں ہاں اگر آپ کے لشکر کے سردار مقابلے کو جاتے
تو میں ضرور تدبیر کرتا چترنگ سے فرمائیے کہ وہ اسکا تدارک بذریعہ اپنے مددگاروں کے کریں کیا

خاموش ہین یہ جو اژدر نے کہا ارژنگ نے چترنگ کی طرف دیکھا اور کہا کہ سُنا تمنے اُستاد نے کیا جواب دیا
اسکا بند و بست جلدی کرنا ضرور ہی کہانتک اہل لشکر کو قتل کرایا جاے چترنگ نے یہ سُنکے طرف اُس
ابر کے دیکھا اور کہا کہ سُنتا آپ نے کہ یہ لوگ کیا کہتے ہین او میرے فرشتگان عذاب اُس ابر سونی رنگ
سے صدا آئی کہ او خداوند چترنگ اب یہ جواب دیجیے کہ اسوقت تو تدارک ہو نہین سکتا ہی ہان اگر کل کی
بھی میدان داری یہین لوگ کرین تو اسکا بندوبست ہو لیس ہی امر چترنگ نے ارژنگ سے کہا
ارژنگ نے سخنگان و اسلم و دیلم و قرماسپ و اژدر کی طرف دیکھا سب نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی
گو خلاف عہد ہی مگر جبکہ وہ اور ہم ایک ہین تو کوئی نقصان نہین ہی کل کی بھی میدان داری سرداران چترنگ
کرین ارژنگ نے چترنگ سے کہا کہ کیا نقصان ہی اگر یہی مرضی ہی تو بشوق سے کل کی بھی میدان داری کو
تمھارے لشکر کے سردار کرین ہان اپنے مطلب سے کام ہی اُن لوگون کو شکست دینے سے غرض ہی
یہ کہکر ارژنگ خاموش ہو رہا و نیز چترنگ بھی رہا راوی نے بیان کیا ہی کہ ابھی کوئی دو پہر دن باقی تھا
کہ یہ سردار آفتاب سے جلکر خاک ہوا تھا اور طبل باز بھی لشکرون مین نہین بجا تھا کہ لشکر واپس جاے
اُسی طور سے لشکر دونون طرف کے میدان مین صف آرا ہین نہ ادھر سے کوئی نکلتا ہی نہ اُدھر سے
نہ طبل باز بجتا ہی سخنگان نے جو یہ رنگ دیکھا تو چترنگ سے کہا کہ کیا کوئی اب آپ کے لشکر سے برائے
مقابلہ نہ جائیگا ایک ہی سردار کے مارے جانے سے آپ کے لشکر کا دل ٹوٹ گیا آپ کس برتے پر
آئے یہ کیسے آپ کے لشکر کے بودے سردار ہین حیف کی بات ہی کہ آپ ایسا بودا لشکر لیکر ہمارے
مقابلہ تشریف لاتے تھے یا تو صاحب کسی کو ہمارے مقابلہ روانہ فرمائیے یا خداوند سے کہیے کہ وہ
طبل باز بجوادین کہ موقع تو نہین ہی یہ کہانتک ہوگا کہ لشکر بیکار صف آرا میدان مین رہین پس معلوم
ہوا کہ آپ کے لشکر مین کسیکا دل نہین ہی نہ کوئی بہادر ہی سب بزدل ہین جسکے آپ شریک ہوئے اُنکا
لشکر بھی آپ کے لشکر کا طریقہ دیکھکر بزدل ہو جاے اُسکی بھی آبرو جانے سے غرق ہو سر میدان وہ
ذلت پاے یہ جو تقریر سخنگان نے چترنگ سے کی اور غیرت دلائی کسیقدر تاب نالیس چترنگ کو حمیت
آگئی اور اپنے لشکر کی صف کی طرف دیکھا ایک سردار رشک رستم و اسفندیار اپنے اسوار کو صف
سے نکالکر روبرو چترنگ کے آیا اور اجازت لیکر قصد میدان مین جانے کا کیا کہ سخنگان نے کہا کہ بھائی
اپنا نام بتادو تاکہ ہم تمھارے نام سے آگاہ ہون کیونکہ ہمکو یہ امر معلوم ہی کہ تم اب میدان مین جا کے
زندہ نہ واپس آؤگے یا کسی سردار کے ہاتھ سے مارے جاؤگے اور اگر ایسا نہ ہوا اور تم غالب
آئے تو وہ آفتاب تمکو جلا دیگا پس نام مجھکو معلوم ہو جاے تو مین وہی نام لیکر تمھاری یادگاری
کرون اُسنے تیوری پر بل ڈالکر کہا کہ کیا کلام بدشگونی زبان سے نکالتے ہو اور برہم ہوکر کہا کہ میرا
نام منصور تیغ باز ہی مجھکو کیا کوئی قتل کریگا ہان اس امر سے ناچار ہون کہ سحر سے بس نہین چلیگا
شاید آفتاب سے جل جاؤن سخنگان نے کہا کہ بھائی منصور آفتاب سے بچنے کی ہم تمکو تدبیر بتاتے ہین
اگر تم اُسپر عمل کرو اُس تدبیر کو سُنکے تم یہ ضرور کہوگے کہ یہ میری مردی و بہادری و دلاوری کے بالکل
خلاف ہی کیونکہ تمھارے رخ سے جرأت آشکارا ہی مجھکو تمھارے حال پر بڑا افسوس ہی کہ تم ایسا
پہلوان زبردست یون ضایع ہو کہ جسکا کچھ صبر و یارا نہین بے بس ہوکر مرو مقام افسوس ہی
بھائی بس انسان کو لازم ہی کہ اپنی جان کی حفاظت کرے اور اسکو جہانتک ممکن ہو بچائے کسی کے
ہاتھ سے مرنا خواہ تلوار سے قتل ہونا اسمین نام ہی مگر اسطور سے جلکر مرنے مین کوئی نام نہین ہی

پس جو مین تدبیر بتاتا ہون اگر تمنے اُسپر عمل کیا تو اسقدر لوگ ہمکو کہینگے کہ جان کے خوف سے بھاگ گیا
تم کسی بہادر کے روبرو سے نہین بھاگو گے بلکہ ایک بلاے ناگہانی سے کہ جسکا تم دفعیہ نہین کرسکتے
ہو اُسکے رفع کرنے مین ناچار و مجبور ہو منصور نے جو یہ تقریر سنی جواب دیا کہ جلد بیان کرو کہ وہ کیا تدبیر ہی
اس تقریر بیجا سے کیا حصول ہی بیکار وقت ضایع کرتے ہو سخنگان نے جواب دیا کہ میرا منشا یہ ہی
کہ جو گھڑی تم یہان بیہودہ ہو اور مین تمکو دیکھتا ہون کہ خوب جی بھرکر دیکھ لون پھر تم کہان اور مین کہان
تم مردون مین شامل ہوگے اور مین زندون مین ہونگا بھلا زندون مین مردون کا کیا کام اور مردون مین
زندون کا کیا کام اُسنے کہا کہ تو تو یون ہی بیہودہ تقریر کیا کریگا مین جاتا ہون سخنگان نے کہا کہ بھائی
مجھکو تجھسے ازحد محبت ہی یہ ہم نہ ہو یون تمسے وہ تدبیر بیان کرتا ہون وہ تدبیر یہ ہی کہ اگر تم کسی پہلوان کے
ہاتھ سے زخمی ہوئے تو واپس آؤگے اگر مارے گئے تو بڑا نام ہوا اور شاید تمنے دو ایک پہلوان
اس لشکر کے مجروح کیے یا قتل کیے اور تمھاری ظفر ہوئی تو تم یہ خیال رکھنا کہ جب طلوع بادشاہ آسمان
کی طرف سر اٹھا کر فریاد کرے اور آسمان کو حرکت ہو اور شق ہو اور آفتاب نکلے تو فوراً مرکب کی
باگ پھیر کر اپنے لشکر کی طرف چلے آنا یون اپنی جان بچانا کوئی پس و پیش نہ کرنا اسمین تمھارے لیے
کوئی قباحت نہین ہی کیونکہ تم اپنی جان کی حفاظت کروگے بلا سے اور کوئی تمکو بدنام نہ کریگا اگر کوئی اور
اعتراض کرے تو یہ جواب دینا کہ مین نے جان کی حفاظت کی اور سپاہی کے چھتیس فن مین جس فن سے
چاہا اپنی جان بچائی اور مین کسی سردار یا پہلوان کے روبرو سے نہین فرار ہوا بلکہ ایک بلا سے
کہ جس سے کچھ بس نہین چلتا ہی بھاگ کر اپنی جان بچائی بروقت یہ جواب دوگے تو پھر کوئی اعتراض
نہ کریگا اگر تمنے میری اس تدبیر پر عمل کیا تو جان بچی ورنہ مردہ تو ہو ہی چکے تو تمھاری طرف سے ناامیدی ہی
چرتنگ شاہ تو تمکو اپنے ہاتھ سے کھو چکے ہین یہ تدبیر ہی جو کہ مین نے بیان کی منصور نے جواب دیا
کہ یہ تو مجھسے نہ ہوگا چاہے جان جاے چاہے رہے مین تو میدان سے نہ بھاگونگا سخنگان نے کہا
کہ مین پہلے ہی جانتا تھا کہ میرا کہنا بیکار ہی تو نہ مانیگا مگر پھر مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ تم
اپنی نیکی سے نہ باز آؤ اور اپنا حق ملاقات ادا کرو وہ انکو اختیار ہی خیر جاؤ تمھارا مددگار خداوند لقا و
زہرہ و ثانی کیا یہ کہکر اور سر پر سے دستیدہ اتار کر یون دعا مانگنے لگا کہ اے خداوند لقا و زہرہ ثانی آپ
منصور کو اپنے پاس نہ طلب فرمایئے گا مجھکو اس سے بہت محبت و انس ہی مین آپ کا بندۂ خاص ہون
آپ سے بمنت التماس کرتا ہون میری اسوقت کی دعا کو سماعت فرما کر قبول فرمایئے کیونکہ آپ بڑے
رحیم ہین میرے حال پر رحم فرمایئے یہ آپ کا ایک ادنی سا رحم تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے
جب کہ آپ سپائل مین قندیل پر خدائی کرتے تھے عالم خواب مین سنا تھا آپ کی ریش مبارک کے
پر پیچتاب کرکے موتیون کے لالچ مین آپ کی ریش کو مونڈ لیا اور آپ کو خبر نہ ہوئی جب صبح کو
آپ کو معلوم ہوا تو کوئی آپ نے اُس بندۂ گستاخ سے اس خطا کا عوض نہ لیا بلکہ وہ موتی سب
اسکو معاف کر دیے گو وہ بندۂ مغضوب تھا اُسپر آپ نے رحم کیا اور مین بندۂ خاص ہون مین نے
کبھی کوئی خطا نہین کی ہی بیگناہ ہون مجھکو یقین ہی کہ آپ ضرور میری خطا کو معاف کیجیے اور میری
دعا قبول کرینگے اور اسی طرح سے بہت سے رحم آپنے فرمائے ہین کہ جنکا ذکر بیکار ہی ہونا ہی اسپر
ظاہر ہی کہ آپ کی بیٹیان اور بہوین ہمراہ خدا پرستون کے نکل گئین اور انکے ساتھ ارقبیلوان شفقت
مگر آپ نے کچھ خیال نہ کیا انکی خطا کو بخشدین نہ انپر اپنا غضب نازل کیا ہر دو ماہی و ارزنگ و اسپے

ایسی بے جہم ہے۔ دعا کرکے رقیمہ سر پر رکھا اور اپنے مقام پر بیٹھ گیا سخنگان کے ان کلمات سے گو جہرتنگ
دارزنگ کو بہت غصہ آیا مگر یہ خیال کرکے کہ یہ مسخرہ ہے کچھ نہ کہا مگر جو جو سردار و افسر و پہلوان قریب تھے
وہ منھ پر رومال رکھکر ہنسے اور باہم اشاروں میں کہا کہ کیا حرامزادہ اور چرب زبان ہے کیسے کیسے
کلمے کہہ گیا مگر اسکا کوئی کچھ نہ کرسکا دو بہت بڑے عزیز لقا کے موجود تھے کچھ نہ بنا سکے سوا اسے خاموشی
کے یہ لوگ تو باہم اشاروں میں یہ تقریر کر رہے ہیں ادھر منصور سخنگان کی تقریر سنتا ہوا ہنستا ہوا
مرکب کو اٹھائے ہوئے طرف میدان کے چلا جاتا تھا دل میں خیال کرتا جاتا تھا کہ سخنگان نے تدبیر
تو اچھی بتائی ہے اس بلا سے جان بچانیکی دراصل کوئی اعتراض نہیں کرسکتا ہے اگر کرے بھی تو بہت
سے جواب ہیں یہ باتیں دل میں کرتا ہوا اور یہ خیال کرتا ہوا کہ جب وہ موقع آئیگا دیکھا جائے گا
میدان میں پہونچا پہلے خوب سراپا میدان کا دیکھا پھر خود بھی از سرتا پا دریائے عرق میں غرق
ہو گیا اور مرکب بھی بس نیزے کو زمین میں گاڑ کر اور مرکب کی باگ روک کر دم راست کیا بس
جسوقت پسینہ خشک ہو گیا لشکر آفتاب پرستوں کی جانب دیکھکر صدا دی کہ جسکو تمنائے مرگ ہو
وہ میرے مقابلے کو آئے وہ لوگ تو اس انتظار میں تھے کہ کوئی نکلکر میدان میں آکر مقابلہ کرے
یہ صدا سنتے ہی بائیں طرف سے ایک پہلوان نے مرکب نکالا طلوعار شاہ سے اجازت لیکر میدان
میں آیا ہم تنگا ور تھا منصور کا مرکب کوہی دو قدم اسکا مرکب پانچ قدم لمبا تھا اور دونوں مرکبونکو
سنبھالکر ہم مقابل ہوئے نیزہ بازی ہونے لگی منصور نے نیزے کو اسکی کمر میں بند کرکے قاش زین
سے اٹھا لیا اور زمین پر مارا اگرچہ اسکے استخوان ریزہ ریزہ ہوگئے تتق گرد کا اٹھا کہ جسنے اسکو پوشیدہ
کرلیا اس تاریکی میں اسکی روح ناپاک خاک کے پردے میں طرف دوزخ کے راہی ہوئے یہ جرأت
دیکھکر لشکر جہرتنگ و ارزنگ میں ایک شور تحسین و آفرین بلند ہوا اسپ لشکر کے علم جلوہ گری
میں آئے سخنگان نے رقیمہ اپنا طرف آسمان کے اچھالا اور بہت خوش ہوا کہا کہ واہ کیا جرأت
کی ہے مگر اسکی خبر نہیں ہے اسکو آفتاب ضرور جلا دیگا یہاں سخنگان تو یہ تقریر کر رہا ہے ادھر منصور
نے مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا طلوعار شاہ سے اجازت لیکر اور مقابلہ کیا اسکو بھی
منصور نے مثل اسکے پیوند زمین کیا اب کی مرتبہ اس مرتبہ سے زیادہ شور وغل ہوا اور سب نے
تعریف کی پھر اسنے مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا با اجازت طلوعار شاہ اس سے اور اس سے
نیزہ بازی ہوئی کوئی کار برآری نہ ہوئی تلوار کی نوبت آئی وہ منصور کے ہاتھ سے مجروح ہوا
اور ایک پہلوان نکلا اسکے مبارز طلب کرنے پر طلوعار سے اجازت لیکر آیا تھا وہ بھی مجروح ہوا
اور ایک پہلوان نکلا وہ جان سے مارا گیا اب تو منصور تلوار لیے ہوئے مثل شیر غضبناک کے
جھوم رہا ہے اور مبارز طلب کر رہا ہے حالت یہ ہے کہ جو کوئی مقابلے کو آیا تو مجروح ہوا یا مارا گیا تیغ
تلوار سے خون ٹپک رہا ہے ارزنگ وجہرتنگ خوش ہو رہے ہیں چہروں پر آثار سرور ظاہر ہیں
مگر سخنگان کہتا ہے کہ یہ مقام ابھی خوشی کا نہیں ہے میں تو اسوقت خوش ہونگا کہ جب یہ زندہ واپس
آئیگا آفتاب نہ جلائیگا مجھکو تو مایوسی ہے اسکی جان کی خداوند خیر کریں کیونکہ اسنے کئی سردار مارے
بھائی بیٹے مجروح کیے ہیں اب کچھ ہی عرصہ ہے کہ طلوعار شاہ فریاد کرے میں نے جو تدبیر بتائی اگر
ہاتھ سے مرنا خواہ ہو تو جان بچیگی ورنہ مشکل ہے یہاں یہ تقریر ہو رہی ہے ارزنگ وجہرتنگ یہ جواب
سے ہماری رائے جانتا ہے تمہارے روبرو ایسے کلمے زبان پر نہ لایا کر

وہان منصور مقابلہ کر رہا ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب کوئی ایک گھنٹہ دن باقی رہا اور منصور نے وجہ
سے اسوقت تک دس پہلوان مجروح کیے اور چار جان سے مارے نوبت یہ ہی کہ جو گیا مجروح ہوکر آیا
اب طوطار شاہ کو تاب نہ رہی ایک مرتبہ تاج اُتار کر اور نہ ہاتھون پر رکھکر سر کو بلند کرکے ہاتھ طرف آسمان
کے اونچے کرکے یون فریاد کرنے لگا کہ یا خداوند درخشان مہر تابان و آفتاب دوران و ای نائب
خداوند یعنی فرزند خداوند یہ جیسی ان بندون سے کونسا ایسا قصور ہوا ہی کہ آپ دونون صاحب خفا
ہوگئے ہین اور یہ عتاب ہی یون اپنے بندگان خاص کو حریفون کے ہاتھ سے ذلیل کراتے ہین آج جو
میدان مین گیا یا مجروح ہوا یا مارا گیا اگر یہی عتاب ہی تو آپ خود اپنا عذاب نازل فرمائیے آپ کے
ہاتھ سے ذلت گوارا ہی لیکن نہ ذلیل کرائیے بہتر ہوگا کہ ایک مرتبہ ہم سب کو اپنے عذاب سے قتل
فرمائیے کیونکہ ہمسے دشمنون کی خوشی نہین دیکھی جاتی ہی وہ ہمکو دیکھ دیکھکر ہنستے ہین آپ کے بندے
ہم ہوکر یون لوگ ہنسین اور طعنہ زنی کرین جلد تک فرمائیے اس مرتد کے زور کو ڈھائیے یون
جو طوطار نے فریاد کی ایک مرتبہ آسمان کو بہت شدت سے حرکت ہوئی زمین کو زلزلہ سا ہوا صدا آ
ئی کہ کیون گھبراتا ہی ہم ابھی اپنا عذاب نازل کرتے ہین ہمکو سب امر کی خبر ہی ہم اپنے بندون سے
غافل نہین ہین صرف ارژنگ و چترنگ کی خدائی کا تماشہ دیکھتے ہین اور انکے خوش کرنے کو اپنے
بندون کو انکے سردارون کے ہاتھ سے قتل کراتے ہین ورنہ ہمارے بندون کو کوئی نگاہ کج بھی
دیکھ سکتا ہی تم لوگ اطمینان رکھو کہ جسقدر بندے اس مقابلے مین ان لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے
ہین بلکہ اسلئے زیادہ بروز جشن ولادت اپنے فرزند کے جسدن انکی ولادت کا جشن ہوتا ہی اور یہ سب
بندگان ہماری دعوت کھانے آتے ہین پیدا کرینگے ہمنے یہان انکے بڑے مرتبے کیے ہین یہ لوگ
یہ لوگ یہان بہت خوش ہین تو تاج کو سر پر رکھ مین اپنا عذاب نازل کرتا ہون بلکہ اسکے ہمراہ اور دیگر
بھی یہ جو صدا آئی یہی سب اہل لشکر مع طوطار شاہ و سرشار شاہ وغیرہ کے کانپ کر رہگئے اور یا خداوند
کہکر سجدے کو خم ہوگئے یہ صدا ارژنگ و چترنگ و سخنگان وکل لشکر نے سنی سخنگان نے تو اسوقت
پکار کر منصور سے کہا تھا کہ جب طوطار شاہ نے تاج اتار کر فریاد کرنا شروع کی تھی کہ ای پہلوان جہان
دیکھو میرے کہنے پر عمل کرو اور اپنی جان بچاؤ اب بلا نازل ہوتی ہی طوطار شاہ نے فریاد کرنا شروع
کی ہی کوئی دم مین آسمان شق ہوتا ہی اور آفتاب ظاہر ہوتا ہی اور تم جلتے ہو مگر منصور نے کچھ خیال نکیا
کہ یہ کیا بکتا ہی گو اُسنے اپنے دل مین یہ مصمم قصد کر لیا تھا کہ ادھر آسمان شق ہوا اور آفتاب ظاہر ہوا اور
مین نے مرکب کو بھگایا اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہی غرض سخنگان نے جان بچانے کی تدبیر بتائی ہی
ضرور ہین اسکی تدبیر پر عمل کرونگا یہ اس انتظار مین کھڑا ہوا تھا کہ آفتاب ظاہر ہو کہ مین بھاگون کہ وہ
صدا آئی اُسنے بھی سنی ادھر سخنگان اپنا منہ پیٹ رہا تھا کہ افسوس میرے کہنے پر عمل نہین کرتے ہین
نہ معلوم انکو کیا خیال ہی اپنی جان بچائین ارژنگ و چترنگ سے کہ رہا تھا کہ یہ میرے سخن ناشنود
ہین مین نے پکار کر بھی کہا مگر نہ سنا اپنی جان شاید انکو دوبھر ہی تھوڑا ہی عرصہ ہی بلا کے نازل ہونے
مین کہ وہ صدا اٹھی ایک مرتبہ بیتاب ہوکر پکارا کہ بھائی منصور جلد بھاگو جان بچاو کیسے نادان ہو
مین کہتے کتنی دیر سے کہ رہا ہون ارے کمبخت کچھ سنتا ہی کہ کیا صدا آئی ارے حریف اپنا کام کر چکا ہی اب
کچھ دیر نہین جو دم کی ہوا کھاتے ہو مسافر اسی مین ہی کہ بھاگ کر لشکر مین چلے آؤ کیون مفت
اپنی جان تلف کرتے ہو اپنی جوانی پر رحم کھاؤ تمکو قسم ہی خداوند لقا و زہرہ و تاجی دار ارژنگ و اپنے

خداوند چہر ناگ کے سر کی قسم میرے کہنے پر عمل کرو عاقل کو زیبا ہے کہ جو دوسرے کی اسپر عمل کرے یہ خیال کرکے
کہ مجھکو تو بہتری ہے جو یہ مجھکو سمجھاتا ہے سخت‌نگان نے جو یہ پکار کر کہا چہر ناگ وارزناگ نے برہم ہو کر کہا کہ بیکار اسکا
گلے کو جلا جلا کر پھاڑے ڈالتا ہے ہمارے کان کے پردے کھائے جاتا ہے تیری بلا سے وہ جل جائیگا تیرا
کیا ہوگا اگر اسکو اپنی جان بچانی ہوگی بچائیگا تو کیوں بیتاب ہوا جاتا ہے تونے سمجھا دیا قبول کرنے
نہ کرنے کا اسکو اختیار ہے کیا اسکو اپنی جان عزیز نہیں ہے کہ وہ فکر کرے کوئی تو بات اسنے سوچ لی ہوگی
جو تیرے کہنے پر عمل نہیں کرتا ہر شخص کو اسکی لیاقت کے موافق ہمنے عقل دی ہے وہ اپنے نیک و بد کو
خیال کر سکتا ہے سخت‌نگان نے کہا کہ کچھ بھی نہیں سوجھا ہے مفت جان جاتی ہے خداوند مجھے صبر نہیں ہو سکتا ہے
میں کیا کروں ارزناگ نے کہا کہ پھر ہمارے پاس سے علیحدہ ہو جا اور جہانتک تجھسے ہو سکے تو چلا
تیرا ہی گلا پھٹیگا ہمارا کیا جائیگا تو بڑا احمق ہے جو تجھے صبر نہیں ہو سکتا ہے ارے احمق ہمنے جو اسکی اسی طور
سے لکھی ہو کہ وہ جلکر مرے اب کوئی ہم تبدیل تو کر نہیں سکتے ہیں کہ بدل دیں تو ہمارے قدرت کے
کارخانوں میں دخل دیتا ہے جو لکھدیا لکھدیا کوئی چھاچھی کھاتا ہے نہیں کہ ہر روز بدلا جاتا ہے یہ خدائی دفتر
ہے جو آئین جسکے حق میں لکھدیا گیا ہے جو ارزناگ وچہر ناگ نے برہم ہو کر کہا انسے یہ بھی کہا کہ تو کیوں
مرا جاتا ہے ہم اپنی قدرت سے اس سے اچھے بندے پیدا کر سکتے ہیں اسکی کیا اصل ہے سخت‌نگان یہ
سنکر خاموش ہو رہا کہ میری بلا سے اسکی جان جائیگی آپ بیکار خفا ہوتے ہیں میں اسکے اچھے کے لیے
کہتا تھا کوئی میرا نفع نہیں ہے ابھی جل جاے اسکے ساتھ اور دس پانچ جل جائیں میری بلا سے مجھکو کیا ہے
اگر یہ لشکر برباد ہوگا میں نوکری پیشہ ہوں اور کسی مقام پر ملازمت کرلونگا اگر وزارت نہ ملیگی تو
خدمتگاری تو ملیگی تین روپے کی یہ بھی نہیں تو مزدوری کرونگا دن بھر میں تین آنے پیدا کرلونگا یہ بھی اگر
نہ ہو سکیگی تو سو بہانہ تو کہیں نہیں گئی ہے میں بہر صورت اپنی زندگی بسر کرلونگا اپنے بچے بالے وہ بھی
کچھ نہ کچھ کرکے پیدا کرلیں گے جو لڑکے ہیں وہ بھیک مانگیں گے لڑکیاں کسب کمائیں گی جو رو کو بھی
اسکی ناٹک منڈلی میں بیٹھے گی میری عمر بھر طور بسر ہو جائیگی آپ لوگ مارے مارے پھریے گا کوئی دمڑی کو
بھی نہ پوچھے گا جہاں جائیے گا یہی زبان سے نکلے گا من چہ نقش بر کردم میرے قدرت مآب دولت جسکے
سامنے یہ کلمہ نکلا اسنے گردن میں ہاتھ دیکر نکال دیا کہ یہ دیوانے ہو گئے ہیں انکا یہاں کام نہیں ہے آپ
لوگوں سے یہ کوئی پیشہ نہ ہوگا آپ ہی لوگوں کی خرابی ہے میں جو کچھ کہتا ہوں آپ کی بہتری کے لیے
کہتا ہوں ارزناگ نے کہا کہ سخت‌نگان اسوقت میرا دل قابو میں نہیں ہے مجھکو خفقان ہو گیا ہے تیرے
حواس پراگندہ ہیں کہ تو مثل دیوانوں کے کلام کر رہا ہے تیری بلا سے کچھ ہو سخت‌نگان نے کہا کہ میں سچ کہتا
ہوں دیوانہ نہیں ہوں بلکہ اوروں کو دیوانہ بناتا ہوں بڑا سیانہ ہوں ارزناگ نے کہا کہ بس خاموش
بک بک کر دماغ پریشان کر دیا اور بہت برہم ہو کر کہا سخت‌نگان تو یہاں ارزناگ کے برہم ہونے سے
خاموش ہوا ادھر منصور کے بھی کان میں وہ صدا آئی اور جو کچھ سخت‌نگان نے پہلے پکار کر کہا تھا وہ بھی
سنا تھا اور اب جو پکار کر کہا وہ بھی سنا اور یہ دو صداے مہیب بھی سنی اور خیال کرکے جب دیکھا تو آسمان
کو متحرک پایا خیال کیا کہ سخت‌نگان درست کہتا ہے اسکے کہنے پر عمل کر کیوں اتنی سی بدنامی کے لیے اپنی لعل
سی جان برباد کرا ابھی نئی نئی شادی ہوئی ہے جو رو کبھی جوان ہے اسپر رحم کھانا ہی بدنامی ہوگی کہ میدان
سے بھاگا جان تو بچیگی بس بھاگ یہ خیال کرکے تلوار کو میان میں کیا اور مرکب پر سنبھلکر بیٹھا اٹھاکر
گھوڑا مرکب کے مارا جس مرکب نے کبھی تازیانہ نہ کھایا ہو اسپر جو کوڑا پڑا وہ بلبلا کر اور کنوتی بدل کر

پلا اُسنے اُسکا رُخ لشکر کی طرف کیا اور بہیم کوڑے مارنے لگا اور اُسکو اپنے لشکر کی طرف لیکر چلا مرکب
اسقدر تیزی سے جاتا تھا کہ ہوا سے سر اُسکے گرد قدم کو نہ پہونچتی تھی بیک خیال دیکھنے والا نظارہ کر رہے
جاتے تھے سرپٹ زمین سے ملا ہوا چلا جاتا تھا یہ اپنی جان پر کھیلے ہوے بڑی جرأت سے بیٹھا ہوا تھا یہ خیال
تھا کہ قبل اسکے کہ آسمان شفق ہو اور آفتاب نکلے کہ مین لشکر مین پہونچ جاؤن تا کہ جان بچ جاے یہ تو
ادھر بخوف جان مرکب کو بھگاتے ہوے چلا جاتا ہی اسکی یہ حالت دیکھکر ایک مرتبہ کل لشکر طوطیا نشان
وغیرہ نے غل کیا کہ وہ بھاگا ہی وہ بھاگا ہی کیا نامرد ہی کہ میدان سے بھاگا ہم شیران بیشۂ مردی کا مقابلہ کر سکا
اسنے یہ بھی خیال نہ کیا کہ یہ لوگ کسکی نسبت کہہ رہے ہین چلا جاتا ہی سختگان نے جو اسکو بھاگتے ہوے
دیکھا ایک مرتبہ کھڑا ہوگیا ایک ہاتھ کمر پر رکھکر دوسرا ہاتھ بلند کرکے انگلیان مٹکا کرتا تھا ٹھٹھا کھکر ناچنے
لگا اور شعر پڑھنے لگا کہ اور تیزی سے اور تیزی سے جہانتک ممکن ہو سکے ہاتھ مین قدرت ہو تازیانہ
لگاے جا بہت قریب آگیا ہی کچھ خوف نہ کر اب کچھ فاصلہ نہین ہی جو یہ صدا منصور کے کان مین
آئی ہی وہ وہ مرکب کو مارتا ہی اور مرکب تلملا کر بھاگتا ہی تمام اُسکے پٹھون اور چوتڑون سے
خون جاری ہی تازیانہ کے نشان پڑ گئے ہین زخمی ہو گیا ہی سوزون کے کانٹون نے تمام شکم کو
مجروح کر دیا ہی اسکے دونون ہاتھ دونون پانون برابر چلے جاتے ہین پانون سے ایڑ دے رہا ہی
ہاتھون سے تازیانے لگا رہا ہی ابھی یہ لشکر مین پہونچا نہین تھا کہ یکایک صدا آئی کہ کہان تو
بھاگا جاتا ہی کیا بھاگکر بچ جائیگا یہ تیرا خیال خام و تصور ناتمام ہی مین مثل صرصر تنگ و ارژنگ
کے خدا نہین ہون کہ جو اسکے روبرو سے بھاگ جائے پھر وہ اُسکا کچھ نہ کر سکین مین خداے
برحق ہون اگر تو تحت الثریٰ مین جا کر پوشیدہ ہوگا مین وہان بھی اپنا عذاب نازل کرونگا اگر
بالاے آسمان جاے گا وہان بھی تو اب بچ نہین سکتا ہی یہ تو نے فکر کیا ہی کوئی خدا کے عذاب سے محفوظ
رہ سکتا ہی جسپر خدا کا عذاب نازل ہو اُسکو کون پناہ دے سکتا ہی کس مین یہ قدرت ہی خبر تجھکو بھی دیکھنا
ہی کہ صرصر تنگ و ارژنگ کیونکر بچا سکتے ہین تو انکی پناہ مین چلا ہی وہ بھی تو اپنے کو خدا کہلاتے ہین
ذرا ہم بھی تو انکی خدائی کی قدرت دیکھین اُسکے تو خاندان مین خدائی ہوتی ہی اُنکا دادا خدا تھا
باپ خدا تھا وہ خود بھی خدا ہین اور دو خدا ایک مقام پر ہین اور مین اکیلا ہون انہین تو مجھسے
زیادہ زور ہوگا تو لشکر کو جاے اس خیال کرتا ہی خبر جا کیون اپنے ساتھ اور دس بیس کی جان
لیگا اب تو زندہ بچیگا جہان جائیگا مارا جائیگا اب یہ کب ایسی سُنتا ہی یہ اُسی طور سے چلا جاتا ہی
سختگان نے جو یہ صدا اُسنے منصور سے پکار کر کہا کچھ خوف نہ کرنا برابر چلا جا یہ صرف دھمکانے کی باتین
ہین تیرے ڈرانے کے لیے کہتا ہی ادھر تو لشکر مین پہونچا اور پھر تیرا کوئی کچھ نہین کر سکتا ہی یہان
دو خدا موجود ہین تجھکو بچا لین گے جو بلا تجھپر آئیگی دونون ملکر اپنی قدرت سے اسکو دفع کرینگے
کیا کسی کی مجال ہی جو یہان کوئی تجھکو جلا سکے آ تیری حفاظت ہو جائیگی یہ سب تیرے ڈرانے کے
لیے باتین ہین جس مین تو یہان نہ آسکے اور حریف اپنا کام کر لے یہ کسی مین قدرت نہین ہی کہ
یہان آکر تجھکو اذیت دے خداوند الزنگ موجود ہین یہ صرف اُسی میدان تک ہی اور یہان تک
وہ آسمان ہی تو نے خوب کیا جو وہان سے فرار کیا اب تھوڑا راستہ طے کیا ہی اور تھوڑا اور باقی ہی
ابھی تو نے مرکب کو تیز کیا اور تو پناہ مین خداوند الزنگ و صرصر تنگ کی پہونچا تو نے خوب میری
سُنکے یہ عمل کیا مین تجھسے بہت خوش ہوا سختگان یہ پکار کر کہہ رہا ہی اور منصور سختگان کے کہنے کو سُنتا ہی

گو اُس مفسد سے کسیقدر ڈرتا تھا پر اپنے دل مین خیال کرکے کہ جب لشکر مین بھی پہونچکر چلا گیا تو پھر کیا حاصل مگر شخنگان کے جرات دلانے سے اور مرکب کو تیز کیا پر جب قریب لشکر پہونچا اُدھر ایک مرتبہ آسمان کو حرکت خوب ہوئی اور آسمان مین جیسی حرکت ہوئی اور وہ آسمان ایک مرتبہ حرکت کرکے وہانسے چلا اس تیزی سے آیا کہ یہ لشکر مین نہ پہونچا تھا کہ اسکے سر پر آکر قایم ہوگیا شخنگان نے پکار کر کہا کہ بھاگ اور جلدی بھاگ بہت جلد داخل لشکر ہو کیونکہ آسمان سحر جبکہ لشکر طومار شاہ پر محیط تھا تیرے قریب آگیا ہی یہ سُنتا تھا کہ اپنے مرکب کو اور تیز کیا پس یہ جیسے اپنے لشکر مین پہونچا اور مرکب کو اُڑاتے ہوے صف اول مین پہونچا اور قریب آیا اب مرکب کو روکا کیونکہ اسکو اطمینان ہوا کہ مین اپنے لشکر مین آگیا ہون شخنگان سچ کہتا ہی کہ یہان کوئی میرا کیا کریگا دو خدا ہین یہ دونون ملکر مجھکو بچا لینگے جو کچھ بلا مجھپر آئیگی اُس بلا کو دفع کر دینگے ایسا کوئی اندیشہ تو ہی نہین کہ انکی موجودگی مین جل جاؤنگا انکے قریب پہونچکر اور وہ کچھ اُسکا تدارک نہ کرینگے یہ نہ جانتا تھا کہ یہ کیسے ہی کیا ہین اِنکے بزرگون نے بھی کبھی کسی کو بچایا ہی جو یہ بچا لینگے سوا ذلت اُٹھانے کے اُنکو تو یہ اطمینان ہوا تھا یہ مرکب کو روک کر صف اول مین آکر کھڑا ہوا مگر پشت پر اس خیال سے کہ مین بھی تمام پسینے مین غرق ہون اور مرکب بھی میرے حواس بھی درست نہین ہین ٹھہر کر اپنے ہوش و حواس بھی درست کر لون پھر خدمت مین خداوندگی جاؤن دیکھون اب یہ آفتاب میرا کیا کرتا ہی یہ تو کھڑا ہوا اپنا دم راست کر رہا ہی مرکب کو چمکار رہا ہی سب نے دیکھا کہ وہ جو آسمان دراز ہو کر آیا تھا جب اُس صف کے مقابل پہونچا اور یہ اُس صف مین پہونچکر تھما ایک مرتبہ وہ آسمان شق ہوا اُس سے وہ ہی آفتاب پیدا ہوا اور چمکا آفتاب کا ظاہر ہونا تھا کہ گرمی کی شدت ہوگئی باوجودیکہ موسم سرما تھا سب کو دھوپ ایسی معلوم ہوتی تھی چونکہ دن جو تمام ہو گیا تھا سب کو خنکی معلوم رہی تھی اس آفتاب کی دھوپ نکلنے سے سب کے دم مین دم آگئے تھے غنیمت ہو گیا تھا مگر یہ نہ جانتے تھے کہ یہ دھوپ نہین ہی بلکہ شعلہ ہاے دوزخ ہین ایک ہی منٹ مین ایسی حدت ہوئی کہ سب کے ہتھیار جلنے لگے اور سر تا پا دریاے عرق مین غرق ہو گئے مرکبونکی زبانین نکل آئین بارے پیاس کے اور گرمی کے عجیب حال ہر ایکون کا ہوا کہ سایہ تلاش کرنے لگے سپرونکو چہرے کی پناہ کیا اس سے کیا ہوتا ہی گرمی نہین کم ہوتی بلکہ اور گرمی بڑھتی جاتی ہی تمازت گرمی سے چہرے مثل تانبے کے ہوے جاتے ہین منصور کی تو یہ نوبت ہوئی کہ ششدر سا ہو کر رہ گیا گو پشت صف اول پر تھا مگر اسکی حالت سب سے زیادہ تباہ تھی زبان منھ سے نکل آئی تھی تالو مین کانٹے پڑ گئے تھے زبان لپٹی جاتی تھی یہ نوبت تھی اُدھر وہ آفتاب بلند ہوا جب جب آفتاب بلند ہوتا تھا وہ وہ گرمی زیادہ ہوتی تھی اب جو اُسکا عکس اُس صف کے لوگون پر پڑا سب کے سرون سے دھوان نکلنے لگا دھوآن نکلکر ایسا بلند ہوا کہ منصور پشت پر صف کی تھا اُسپر بھی عکس پڑا اُسکے بھی سر سے دھوان مثل بخارات کے نکلا اُسکو جیسے کہ کسی ظرف مین پانی لو اور اُسکو بند کر دو اور سرپوش مین سوراخ کر دو اور اُس ظرف کو آگ پر رکھکر آنچ کرو جب وہ پانی جوش کھاتا ہی اور بخار اُس سوراخ سے نکلتا ہی یا جسطور سے انجن کے پیپے سے دھوآن نکلتا ہی اسطور سے اُس صف کے لوگون کے سرون سے دھوان نکل رہا ہی اور منصور کے سر سے بھی دھوان اِسی طور سے نکل رہا تھا اب یہ کسی مین طاقت نہ تھی کہ اپنے مقام سے حرکت کر سکے کیونکہ یہ طریقہ تھا کہ جہان آفتاب کا عکس پڑا قوت حس و حرکت فوراً زائل ہوگئی

سبب یہ تھا کہ شاید کوئی بھاگ کر عکس کے سایہ سے نکلجائے تو قوت پہلے زائل ہوجائے ان سب کی تو
یہ حالت تھی اور باقی گرمی کے سبب سے پریشان تھے اُدھر اُس آفتاب سے صدا آئی کہ دیکھا تم نے
میری قدرت کو میرے مغضوب کو کہ وہ میرے غضب کے خوف سے بھاگ کر لشکر میں آیا یہاں بھی تو بچا
اور نہ اپنے ساتھ اور وں کی بھی جانیں گنوائیں ممکن تھا کہ صرف اسی پر غضب نازل ہوتا مگر منظور یہ ہوا کہ ان
سب پر بھی اپنا غضب نازل کرونگا کہ اور ونکو عبرت ہو پھر کوئی ہمارے بندے مغضوب کو اپنے پاس نہ
آنے دے جیسے انھوں نے اپنی صف میں جگہ دی ایسی سزا پائی یہ ممکن ہے کہ ہم جسپر اپنا غضب نازل کریں
وہ بچ جائے اور لوگ اسکو پوشیدہ کرلیں اور یہ رعایت کریں اے حیرتک و ارژنگ تمکو بڑے
دعوے ہیں تم دونوں خود بھی خدا ہو اپنے خیال میں اور ان سب کو بھی تم نے گمراہ کر رکھا ہے کہ وہ اپنے
خدا کو نہیں پہچانتے ہیں اور تم کہتے تھے کہ میرے باپ دادا بھی خدا ہیں یہ سب میرے بندے ہیں اور
انکے زمین و آسمان کو میں نے پیدا کیا ہوا اور میرے باپ دادا نے اسوقت کچھ قدرت خدائی نہیں
دکھاتے ہو منصور اور ان سب کو نہیں بچاتے ہو اگر تم میں یہ قدرت نہیں ہے تو پھر کیوں تم نے ایسا
دعوی کیا ہے انکو بچاؤ جو کہ تمہارے خدا تھے اور تمہارے خیال میں وہ آسمان پر موجود ہیں وہ کچھ
تمہاری کمک کریں اور ان سب کو بچالیں کچھ تو قدرت دکھاؤ جو زبان سے کہا ہے اسکو ظاہر کرو
ارے نادانو وہ بھی میرے بندے تھے اور تم بھی میرے بندے ہو انھوں نے بھی گمراہی اختیار
کی تھی اور اپنے ہمراہ لاکھوں کو گمراہ کیا تھا تم نے بھی گمراہی اختیار کی ہے اور لاکھوں کو گمراہ کر رکھا ہے کہ دعوی
خدائی کے یہ معنی ہیں کہ ایک وہ آسمان بنایا جسپر اپنا ظہور دکھایا اور ایک آسمان یہ بنایا اس میں فرشتگان
عذاب کو پوشیدہ کیا کہ جو سرتابی کرے اسکو سزا دے تم بھی کوئی چیز بنا کر دکھاؤ کیوں اپنی شامت بلاتے
ہو بس خیر اسی میں ہے کہ اس گمراہی سے باز آؤ اور میرے فرزند برجیس کی اطاعت کرو اور اسکو اولو
بجھکا سجدہ کرو اے ارژنگ تو یہ خیال خام اپنے دل سے دور کر کہ نور چکیدہ قدرت سے تیرا
وصل ہو سکیگا تو کہاں اور وہ گوہر آبدار و لولوے شاہوار کہاں یہ سررشتہ کبھی نہ ہوگا تو اسی امید
میں مر جائیگا ہم اپنی قدرت سے اسکے ساتھ ہم بستر ہونے کے لیے اور ایک مرد ذی مرتبہ خلق کرینگے
جو کہ نور قدرت سے بنا ہوگا کسی حسین و خوبصورت کے شکم میں اپنا نور اتارینگے اس نور سے لڑکا
پیدا کرینگے وہ ثریا کے ساتھ منعقد ہوگا وہ اسکے وصل سے کامیاب ہوگا نور قدرت کے لیے نور
قدرت ہونا چاہیے ہم تیرے دادا لقا کی طرح نہیں ہیں کہ اسنے دعوی خدائی کیا اور اپنی لڑکیوں کو
نور قدرت کے خطاب سے مشہور کیا کہ یہ نور چکیدہ قدرت ہیں مثل گیتی افروز و جہان افروز کے
اور انکو خداپرست لے گئے اور لقا کچھ نہ کر سکا یہ ویسے نور قدرت سے نہیں ہیں کہ جسکو ایسے ویسے
لوگ نگاہ اٹھا کر دیکھیں اگر اسکی طرف خیال بد کریں تو جل جائیں بس اس امر سے دست بردار ہو اور
اپنی زندگی کو غنیمت جان ورنہ اب جو ایسے خیال آئیگا تو نتیجہ پائیگا ہمنے سمجھا دیا اور لے اب ان سب کو
تم دونوں ملکر بچا لو میں جلاتا ہوں یہ جو صدا آئی وہاں کسی کے حواس درست تھے بسبب گرمی کے
سب پریشان تھے جو اسکو سنتا اور جواب دیتا مگر جب بختیارکان نے سنا تو ارژنگ و حیرتک سے کہا
کہ کیا آپ لوگ خاموش ہیں کچھ آپ نے سنا ہے کہ کیا آپکی شان ہے اور آپ کے بزرگوں کی شان میں
اس آسمان پر سے صدا آئی کچھ اسکا جواب زبان سے ارشاد فرمائیے گا یا خاموش ہی رہنا ہوگا ہاں
ایک خاموشی ہزار بلا کو رد کرتی ہے اگر اسوقت آپ لوگ کچھ بھی کہیے وہ ابھی میں سب کو جلا دے

ایک بھی زندہ نہ رہے مجھکو یقین ہو کہ یہاں بھی کچھ نہ حاصل ہوگا سوا اسکے ذلت کے اگر زیادہ کد و کوشش
کیجائیگی تو جانیں جائینگی ورنہ ذلت ضرور حاصل ہوگی لقا و زمرد ثانی نے تو خداپرستوں کے ہاتھ سے
ہمیشہ ذلت اٹھائی اور انکا کچھ نہ کرسکے آپ لوگ آفتاب پرستوں کے ہاتھ سے ذلیل ہوچکے گا اگر اس
امر کو غنیمت جانکر کہ جان بچے اور خفت اٹھاکر یہاں سے واپس چلیے تو خیر ورنہ جان تو ضرور جائیگی یا
خداوند اپنے بندوں کی کمک فرمائیے دیکھیے سب کو وہ آفتاب جلائے دیتا ہے یہ کہکر چترنگ کی طرف
مخاطب ہوکر کہا کہ آپ تو بہت بڑا دعویٰ کرتے آئے تھے کہ میں خدا ہوں ارزنگ میرے باپ کا
غلام ہے اسوقت کچھ خدائی کا م نہیں کرتی نہ آنکھی نہ آنکی وہ قدرت کدھر گئی وہ خدائی کدھر گم ہوگئی آپکے
خاص بندے ہلاک ہوتے ہیں اور آپ خاموش دیکھ رہے ہیں یہ جو سخنگان نے کہا ارزنگ وچترنگ
نے برہم ہوکر کہا کہ تیرا انداق اسوقت بھی نہیں جاتا یہاں تو جان پر بنی ہے بسبب گرمی کے تو مذاق کر رہا
ہم تیرا بہت پاس کرتے ہیں سخنگان نے جواب دیا کہ میں تو سچ عرض کرتا ہوں اگر وہ بندے نہیں بچائے
جاتے تو اسقدر قوت دکھائیے کہ یہ گرمی کم ہوجائے یہ جو کہا ارزنگ وچترنگ نے تیوری چڑھاکر
سخنگان کی طرف سے رخ پھیر لیا اور کہا کہ بکتا ہے یہاں تو یہ کرشمہ تھا کہ سخنگان انکو خفیف کر رہا تھا اس
خیال سے کہ شاید ارزنگ اژدر جادو کو حکم دے کہ مقابلہ کرو یا ہرمز وہم کو چترنگ اس آفتاب کے
روکنے کے لیے روانہ کرے یہ اس غرض سے تان رہا تھا مگر وہ ایسے نہ تھے کہ اسکے تان نے سے
کوئی حرکت کرتے اور اسکا کہنا ناگوار ہوتا انہوں نے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا یہ بکتا رہ گیا ادھر وہ آفتاب
بے صدا دیکر ایک بار چمکا اور یا تو بلند ہو رہا تھا یا لوٹ کر اس آسمان سے طرف زمین کے چلا اور ٹھیک
صف کے وسط میں آیا اور جھک کر اس صف پر گرا اسکا گرنا تھا راوی نے بیان کیا کہ وہ ایک آدمی
پر گرا تھا کہ اسکے جسم سے شعلہ نکلا وہ آفتاب اسکو جلاکر غرق زمین ہوگیا اسکا غرق ہونا تھا کہ ایک
ایسا شعلہ زمین سے نکلا اس صف کی صف میں سب کے جسموں سے شعلے نکلے اور جلنے لگے اور مقصود
کی تو یہ نوبت ہوئی کہ مثل درخت چنار کے درخت بھی ایسا کہ جو کہ بالکل خشک ہوگیا ہو اور اسطرح
جلنے لگا واقعہ یہ ہوا کہ پاتو وہ خاموش کھڑا تھا اور اسکے سر سے دھواں نکل رہا تھا کہ ایک مرتبہ
سر سے شعلہ نکلا جلنے لگا تماشہ یہ تھا کہ اس صف میں ایک ہزار آدمی تھے وہ سب جلتے رہے مگر کچھ
ایسے تھے کہ نہیں جلتے تھے مگر انکے سر سے دھواں نکل رہا تھا انکے جسم سے شعلے نہیں نکلے
وہ اسی طور سے کھڑے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزاروں شعلے بلند ہیں یا پرامیسے انار چھوٹ رہے
ہیں یا برابر ہزارہا روشن ہیں اسلیے رہے وہ لوگ جل رہے تھے یہ حالت دیکھکر کل اہل لشکر ارزنگ
وچترنگ تو توبہ کرنے لگے حواس جاتے رہے سب بدحواس ہوگئے وہ گرمی کی تکلیف بھی بھول گئے
اب سب کو اپنی اپنی جانوں کی فکر ہوئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آتش غضب ہم تک آجائے تو بڑا غضب ہو
ہم لوگ تباہ ہوجاوینگے یہ خیال کرکے ہر ایک اپنی اپنی جان بچانے کی فکر کرنے لگا ادھر وہ جو
غرق زمین ہوا تھا ابھی تھوڑے عرصے کے بعد قریب تخت ارزنگ وچترنگ زمین خود بخود شق ہوئی
اور وہ آفتاب نکلا اور زمین سے بلند ہوگیا اور آسمان میں جاکر پنہاں ہوگیا مگر یہ صدا اس سے
بلند تھی کہ دیکھا تمنے میرے غضب کو اور میری خدائی کو اب میں خدا ہوں یا تم اسی طور سے تم سب کا
خاتمہ ہوگا تم تو دو تھے ایک سے بھی اپنے بندوں کو نہ بچا لیا میرے غضب کو نہ برطرف کیا دیکھو
یوں جلا دیتے ہیں یہ صدا ارزنگ وچترنگ نے سنی مگر مارے خوف کے دم نہ مارا ایسے جیسے کہ

آفتاب پنہان ہوا وہ گرمی وغیرہ سب دفعتاً جاتی رہی وہی خنکی ہوگئی ہر ایک سے کہ جنکو اس کی درستی ہوئی
اُدھر وہ صف کی صف جلکر خاک ہوئی مع قنبصور کے مگر چند سوار اسی طور سے کھڑے رہ گئے جو سپاہ کے
جو اس درست ہوئے اور خوف برطرف ہوا تو اس صف کے مقام پر انکو کا انبار دیکھا کہ جا بجا انبار
لگے ہوئے ہیں صفت یہ ہے کہ مع مراکب دھڑ کب جلجاتے ہیں جیسے ان بھی نہیں بچتا ہے ہتھیار بھی کہ آہنی چیز ہے وہ بھی
جل جاتے ہیں سخنگان اُس صف کی طرف دیکھکر چترنگ و ارژنگ سے کہتا ہے کہ افسوس ان سب کی جان
مفت برباد ہوئی یہ سنکے سب منصور کے سبب سے جلے نہ وہ انہیں بھاگ کر آتا نہ یہ جلتے یہ کیسا بری گذری
کی ہے منصور نے کہا کہ اے خداوند ملاحظہ فرمائیے کہ ابھی چند کس باقی ہیں دیکھیے اُسی طور سے کھڑے ہیں
کیا سبب ہوا کہ یہ نہیں جلے یہ بھی تو انھیں میں شامل ہیں جبکہ ہزار آدمی جلے یہ کیونکر بچے ارژنگ اور
چترنگ نے کہا کہ مجھکو خود اس امر کی حیرت ہے کہ یہ کیا امر ہے کوئی جا کر انکو بلا لاوے کہ میں ان سے دریافت
کروں راوی نے بیان کیا ہے کہ کل لشکر کو اس امر کی حیرت تھی کہ یہ کیا امر ہے جب ارژنگ نے سخنگان
سے یہ کہا سخنگان نے ایک چوبدار سے جو کہ برابر تخت کے کھڑا ہوا تھا کہا کہ تو اُس صف میں چلا جا اور
وہ جو لوگ جلنے سے بچے ہیں اور خاموش کھڑے ہیں انکو بلا لا وہ چوبدار چلا یہاں ارژنگ
نے کہا کہ نہ معلوم بیچارے منصور پر کیا گذری آیا وہ بچا یا نہیں چترنگ نے جواب دیا کہ وہ کیا بچا
ہوگا سخنگان نے کہا کہ بھلا وہ بچ سکتا تھا اُسنے تو یہ آفت برپا کی اپنے ساتھ اتنوں کی جان لی کہو
تمکو بھاگ کر آنا کیا ضرور تھا اگر بھاگے بھی تھے تو ادھر کی طرف بھاگے ہوتے کہ یہ لوگ تو نہ ہلاک
ہوتے ارژنگ نے سخنگان کی طرف دیکھکر کہا کہ تو بڑا پاجی ہے اور بڑا مرشد ہے پہلے خود اُسکو یہ
تدبیر بتائی کہ بھاگ آوے نہ بھاگتا تھا تو اُسکو یہاں سے پکار پکار کر اور یہ کہکے کہ آ جا وہ کہ ایسا
وہ بھاگا ادھر کو آیا تو اُسکو لشکر میں بلایا اب جو وہ بیچارہ جلگیا اور سارا اسقدر لوگ اُسکے ہمراہ جلے
تو سارا الزام اُسکے سر پر رکھدیا کہ یہ اُسنے کیا یہ سب تیری بدذاتی اور حرامزدگی ہے میں تجھکو خوب جانتا
ہوں پہلے یوں کہا پھر یہ کہتا ہے تو ایسا اُسکو تعلیم کرتا نہ وہ اس امر کا مرتکب ہوتا معلوم ہوا کہ یہ
امر تجھکو منظور تھا کہ اُسکے ہمراہ اوروں کی بھی جان جاوے یہ امر تیری ذات سے ہوا تو اُسکو
بھی اور ان سب کو بھی جلوا دیا تو بڑا مفسد ہے تیری وہ مثل ہے کہ چور سے کہہ کہ چوری کر اور شاہ
سے کہہ کہ تیرا گھر لٹتا ہے منصور کو وہ تدبیر بتائی اُسنے جو اُسپر عمل کیا اُسکے سبب سے یہ امر ہوا تو
تو نے سارا الزام اُسکے سر پر دیا میں خوب تیری باتوں کو سمجھا خیر دیکھا جائیگا سخنگان نے کہا کہ خداوند
میرے اوپر بیکار خفا ہوتے ہیں میری کیا خطا ہے میں نے اُسکو تدبیر بتائی تھی یہ نہیں کہا تھا کہ تو لشکر میں
بھاگ کر آتا اپنے ساتھ اوروں کی بھی جان لینا اگر میں یہ کہتا تو گنہگار تھا جو کچھ میں نے کہا آپ
لوگوں کے روبرو کہا ہاں جب میں نے دیکھا کہ وہ اُدھر بھاگ کر آتا ہے اُس وقت میں نے خیال کیا
کہ اگر اب یہ اور طرف بھاگ کر جائیگا تو ہلاک ہوگا میں نے پکار لیا تو میرا کیا قصور ہے یہاں تو یہ تقریر
ہو رہی ہے ادھر وہ چوبدار اُس صف میں گیا اور وہ جو سوار مرکب پر کھڑے تھے اُنسے پکار کر کہا
کہ چلو تمکو خداوند چترنگ و ارژنگ طلب فرماتے ہیں مگر صدا اُنکے نہ آئی کسی نے جواب نہ دیا تو دیکھا
اُسی طور سے کھڑے رہے اُسنے پھر پکار کر کہا مگر وہی کلمہ کہا پھر صدا نہ آئی ایکی مرتبہ پھر اُسنے وہی
کلمہ کہا اور کہا کہ کیا تمہارے کان بہرے ہوگئے ہیں کہ میں پکارتا ہوں تم جواب نہیں دیتے ہو مگر صدا
پھر صدا نہ آئی ایسا اُسکو غصہ آیا اُسنے بڑھکر ایک سوار کا پاؤں پکڑکر ہلانے کا قصد کیا جیسے ہی ہلایا

ہاتھ ڈالا وہ اسطور سے اسکے ہاتھ مین آگیا کہ جیسے کوئی چیز کہ آگ مین جلاؤ اور وہ جلکر اسی طور سے
قایم رہے بسبب اسکے کہ اُسکو حرکت نہین دی ہو اپنی اصلی حیثیت پر جہان اسکو ذرا سی حرکت دی جلد
وہ مٹ گئے اسطور سے واقعہ گذرا جیسے اسنے پانون پر ہاتھ رکھا وہ راکھ ہوکر رہگیا تب تو اسکو حیرت ہوئی
اسنے مرکب کی گردن پر ہاتھ رکھا وہ بھی راکھ ہوگیا خلاصہ یہ کہ اسنے جس مقام پر ہاتھ رکھا وہ
راکھ ہوگیا پس اسنے اسکے پاس سے ہٹ کر دوسرے کو دیکھا اسکی بھی یہی حالت ہوئی کہ وہ راکھ
ہوکر رہگیا اُسی طور سے راکھ کا ڈھیر تھا جیسے اور سب تھے بس اب اسنے جسقدر اس صورت سے
کھڑے تھے سب کو جا جاکر دیکھا دیکھا تو اُسی طور سے پایا سب اسکے ہاتھ لگانے سے راکھ ہوگئے
اسکا سبب یہ تھا کہ کل گوشت و پوست و استخوان جلکر راکھ ہوگئے راکب و مرکب دونون کے وہ
جو دھوان نکلتا تھا وہ ان سب چیزون کے جلنے کا تھا چونکہ سحر سے جلے تھے اور یہ بھی منظور رکھا
کہ کچھ مذاق بھی ہو اس سبب سے اسی طور سے قایم رہے جو مذاق منظور رکھا وہ پورا ہوا وہ
چوبدار وہان سے حیرت زدہ ہوکر واپس چلا طومار شاہ وغیرہ نے جو یہ حالت دیکھی ایک قہقہہ
لگایا اور پکار کر کہا کہ کیسے یہ خدا ہین کہ جنکو یہ نہین معلوم کہ یہ سب راکھ ہین چوبدار کو انکے لینے
کے لیے روانہ کیا ذرا آنکھ کھولکر دیکھو کہ وہ کیا ہو سکے چوبدار خالی واپس آیا ہی جو طومار شاہ
وغیرہ نے کہا ارژنگ وغیرہ کو اور خفت ہوئی لیکن جب وہ چوبدار آکر پہونچا اُسنے سب حال بیان کیا
اب جو سر اٹھاکر دیکھا تو وہ سب کے سب راکھ ہو گئے تھے زمین کی راکھ کے انبار تھے بہت خفیف
ہوے اُسی حالت خفت مین حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے چونکہ شام ہوگئی تھی طبل باز پر چوب پڑی
لشکر طومار شاہ مین بھی چوب پڑی دونون لشکر واپس ہوے طرف فرودگاہ کے اور فرودگاہ پر
پہونچکر کھیمون مین آسودہ ہوے بادشاہ لباس تبدیل کرکے بارگاہ مین آئے دربار آراستہ
ہوا طومار شاہ وغیرہ خوش گئے تھے وہان ناچ و رنگ ہونے لگا ارژنگ و چترنگ نے بھی
دربار آراستہ کیا یہ لوگ مغموم تھے ناچ وغیرہ کا حکم نہین دیا سب متفکر و متردد سر جھکاے
ہوے بیٹھے تھے یہان اپنی بارگاہ مین طومار شاہ نے سرشار شاہ سے کہا کہ یہ کچھ نہ کھلا کہ یہ
لوگ کیونکر جلے کیونکہ جب خداوند زمین پر تشریف لاے ہین اور کل لشکر یا خداوند کہکر سجدے
کو ختم ہوگیا اب جو سر اٹھاکر دیکھا تو سب کو جلتا پایا سرشار شاہ نے جواب دیا کہ آج خداوند کو
بڑا غصہ تھا تمنے فرمایا دیکھی تو خوب ہلاک کر کی تھی پس اگر اُس صف مین لاکھ آدمی بھی ہوتے تو سب
جل جاتے اور ان سب کی جانین منصور نے لین تو وہ بھاگتا نہ یہ سب جلتے طومار شاہ نے کہا خوب
ہوا یہ کہکر ناچ دیکھنے لگا یہ تو یہان ناچ و رنگ مین مصروف ہین وہان چترنگ و ارژنگ مغموم
بیٹھے ہین کہ سرہنگان نے کہا کہ اب اسکی تدبیر کوئی کیجاے کہانتک لشکر کو تباہ کرایا جائیگا آج اُسنے
ایک صف جلا دی کل دو دو صفین جلا دیگا پرسون سب کو جلاکر خاک کر دیگا یہان تدبیر ہوا
کی تھی ایسے ایسے ساحر ہین کہ جنھون نے خداوند کا بندوبست کیا اپنے کو پہلو نشین سامری و جمشید
کہتے ہین اور پھر کوئی تدبیر نہین کرسکتے ہین ارژنگ نے جواب دیا کہ مین نے تمھارے سامنے
آستانہ و سے کہا تھا اُنھون نے جواب دیا تھا کہ آج ہمارا دن نہین ہے چترنگ اسکا بندوبست کرین
مین نے چترنگ سے کہا اُنھون نے اسوقت میدان مین مجھکو جواب دیا کہ کل کی بھی میدان آرائی
میرے ذمے ہے مین اسکا بندوبست کرونگا لیکن کل بندوبست ہو جائیگا خوف و تردد اٹھا رکھیں

امر کا ہو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ ہر مقام پر اپنا کام کر سکتا ہے یہ کہکر چہتر نگ سے کہا کہ کیون کل بھی تمہارے
سردار مقابلہ کرینگے چہتر نگ نے کہا کہ مین اسکا جواب کل صبح کو بوقت میدان مین جانے کے دونگا یقین
ہے کہ کل میرے ہی سردار مقابلہ کرین اور اس آفتاب کا خاتمہ ہو جائے سنگان نے کہا کہ یہ کیسی
بات ہے انہین تو تصدا ہی ہے کہ ہم تو اس بھروسہ پر رہین کہ کل آپ کے سردار مقابلہ کرینگے ہم کوئی
بند وبست نہ کرین اور آپ صبح کو یہ جواب دین کہ آج آپ کے سردار مقابلہ کرین کل سردار
دن ہو میرے سردار مقابلہ کرینگے یہ تو کچھ نہ ہوا ایک بات پختہ ہو کر فرمائیے چہتر نگ نے کہا کہ
خیر و تدبیر سے سردار مقابلہ کرینگے آپ لوگ کچھ بندوبست نہ کرین پس یہ کلام سنتے ارژنگ نے
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ فوراً کوس حربی بجایا گیا لشکر ارژنگ و چہتر نگ مین طبل جنگ بید رنگ
بجنے لگا سب سردار اپنا اپنا بندوبست کرنے لگے آلات حرب و ضرب درست ہونے لگے ادھر ہرکارہ
خبر تو احت طبل جنگ لیکر خدمت ملو بادشاہ مین حاضر ہوے بجز اگاہ بر سبیل مجرا بجا لاے عرض کیا کہ
لشکر چہتر نگ سے سردار مقابلہ کرینگے ملو بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگ بجے فوراً
یہان بھی طبل جنگ بید رنگ بجا صداے نقارہ فضاے ارض و سما مین گونجی شور نقارہ و آواز
آمد برون بلدہ کرو بندو بست کردون دون ہو یہان بھی سامان جنگ ہونے لگا پس ملو بادشاہ
نے دربار برخاست کیا اس خیال سے کہ دن بہر کے لوگ تھکے ہوے ہین اور کل پھر میدان داری
ہے لہذا کچھ دیر تو راحت پالین ادھر چہتر نگ و ارژنگ نے بھی دربار برخاست کیا سو بہرے سے
اسی خیال سے ارژنگ اپنے خیمہ خاص مین جا کر خیال معشوقہ مین مبتلا ہوا اور اشعار عاشقانہ
پڑھ رہا ہے تصویر خیالی ثریا سے نشیمن کی پیش نگاہ ہے دل سے باتین کر رہا ہے اسکی تو یہ حالت ہے چہتر نگ
جو اپنے خیمے مین گیا تو ہمشو جادو و جادوانی معشوقہ و جھمو جادو و اپنی بان سے سب حال بیان کیا اور یہ
کہا کہ آج یہ واقعہ گذرا ہے مین نے تم لوگون اور محر و ھم جادو وغیرہ کے بھروسے پر اقرار کر لیا ہے کہ کل یہ
بلا دفع ہو جائیگی آپ لوگ اطمینان رکھین پس کوئی تدبیر تو کرو ہمشو نے جواب دیا کہ مین محر و ھم کے
پاس جاتی ہون اس سے کہتی ہون دیکھون وہ کیا جواب دیتا ہے یہ کہکر جھمو سے کہا کہ آؤ بہن چلین
دونون اسی وقت سحر کر کے اس ابر سیاہ کی طرف روانہ ہوئین قریب اسکے پہنچکر دستک دی فوراً
ایک آواز آئی کہ کون ہے انھون نے کہا کہ ہم ہین ہمشو و جھمو پس یہ سنتا تھا کہ ابر شق ہوا اور دروازہ
پیدا ہوا یہ دونون اس دروازے سے داخل ابر ہوئین دیکھا کہ محر و ھم جادو و چہر و جادو دو اور
فاشا جادو بیٹھے ہوے سحر کر رہے ہین کہ ہمشو و جھمو نے محر و ھم کو سلام کیا اسنے جواب سلام دیکر
اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ یہ دونون بیٹھ گئین کہ ملکہ الضرام بھی اپنے مقام پر سے آئی وہ بھی آکر بیٹھی سحر
محر و ھم نے اسم سحر کو تمام کیا ان دونون کی مزاج پرسی کی اور کہا کہ اسوقت آنے کا کیا سبب
ہے ہمشو نے کہا کہ آپ کو دیکھا نہ تھا دوسرے ابتو آفتاب پرستون نے بڑا اندھیر کر رکھا ہے آج کا
واقعہ آپ نے دیکھا سب حال آپ پر ظاہر ہے اب کہانتک اشتعال رکیا جاے چہتر نگ ان کے
بھروسے پر وعدہ کر آیا ہے کہ کل مین پھر مقابلہ کرونگا اور اس بلا کو دفع کرونگا آپ نے کوئی تدبیر
کی ہے محر و ھم نے کہا کہ جب ارژنگ نے اندر سے کہا کہ آتا کوئی تدبیر کیجیے اور اژدر نے
جواب دیا کہ مین آج تدارک نہین کر سکتا ہون کل کرونگا آج چہتر نگ اپنے مددگار سے اسکا
بندوبست کرائین چہتر نگ سے ارژنگ نے کہا وہ حیران ہوا کہ مین نے تو خبر دی کہ تو اقرار

کرے کہ کل پھر میرے سردار مقابلہ کرینگے اور اسکا بند و بست ہو جائیگا پس اُسنے میرے کہنے سے
اقرار کیا ہین اُسوقت سے اسی فکر مین مصروف ہون اور یہ کام کر چکا ہون بس اب تم جاؤ
اور چترنگ کو مطمئن کرو کہ وہ پریشان نہ ہو کل سب بند و بست ہو جائیگا یا ہمین نہین یا آفتاب
جادو نہین دراصل اُسنے بہت سر اُٹھایا ہے میری راے یہ ہے کہ کل پہلے تم مین سے ایک جا کے
مقابلہ کرے شاید تمھارے ہی ہاتھ سے یہ فتح حاصل ہو جمہود نے کہا کہ آپکے سر جانے کی
کوئی ضرورت نہین میرا خود قصد یہی ہے کہ مین مقابلہ کرون میرے بعد تمشود مقابلہ کریگی اس عرصے مین
آپ کل بند و بست کر لیجیے گا محروم نے کہا میرا بھی یہی مطلب ہے یہ کہکر اُن دونون کو محروم نے
رخصت کیا اور خود سحر تیار کرنے لگا اُنکا حال پھر ظاہر ہوگا بوقت مقابلہ یہ دونون اُس ابر سکوستی
رنگ سے نکلکر خوشی خوشی اپنے خیمہ مین آئین یہان چترنگ منتظر بیٹھا تھا کہ دیکھیے کیا جواب
آتا ہے کہ تمشود نے جمہود نے آکر سب حال چترنگ سے بیان کیا جو تقریر باہم ہوئی تھی اور کہا
کہ تم اطمینان رکھو اسکا بند و بست ہو جائیگا کل پہلے تمھاری والدہ مقابلہ کرینگی اگر وہ غالب آئین
تو خیر ورنہ مین مقابلہ کرونگی اگر مین بھی غالب نہ آئی تو پھر محروم جادو مع اپنے شاگردون اور مالک
الفرام جادو کے مقابلہ کرینگے کوئی مقام فکر و تردد نہین ہے انھون نے سب بند و بست کر لیا ہے
اور ہم بھی اپنی فکر کر چکے ہین یہ کہکر جمہود اپنے خیمے مین آئی اور شداد شاہ کو اس خیال سے طلب
کیا کہ کل بہت بڑے ساحر سے مقابلہ ہے جو کہ اپنا کامل طور سے بند و بست کر چکا ہے جسکے مقابلے
سے اندر جادو و محروم جادو پہلو تہی کرتے ہین ایک دوسرے کا سہارا ڈھونڈھتا ہے پس کیا
معلوم کہ انجام کیا ہو جنگ کا دوسرے دن شاید مین قتل ہو جاؤن تو حسرت رہجاے بہتر ہے کہ اپنے
معشوق کو بلا کر اُس سے آخری وصل تو حاصل کر لون اُس سے مین نے بڑی راحت پائی خوب
میری آتش بیقراری کو شداد نے اپنی آپ مردمی سے فرو کیا ایسا مرد کوئی مجھکو نہین ملا مین نے
ہزارون مرد دیکھے مگر جیسا یہ شداد ہے کسی کو بھی نہین پایا گیا کوئی شداد کی برابری کر سکتا ہے چین
دل کو چین دیتا ہے قلب کو قوت دیتا ہے آنکھون کو بصارت دیتا ہے دل کو راحت دیتا ہے پس یہ
خیال اپنے دل مین کرکے شداد کو طلب کیا اور خود مقام خلوت مین جا کر بیٹھی شداد بموجب طلب
جمہود کے اسکے خیمے مین آیا خواصون سے پوچھا ملکہ عالم کہان ہین مجھکو کیون طلب کیا ہے مین موجود
ہون یہ سنکر خواصون نے کہا کہ ملکہ خلوت خانے مین ہین آپ جائیے یہ سنکر اُسکو خوشی ہوئی چہرہ
فرط خوشی سے لعل ہو گیا کیونکہ مدت سے اُسکو قربت نہین ہوئی تھی ترس رہا تھا پس سمجھ گیا کہ ملکہ
کو خواہش ہوئی ہے ہمبستری کو طلب کیا ہے یہ کہتا ہوا چلا کہ اس فراموش شدہ کو کیون طلب کیا
ہے اسوقت کسواسطے یاد فرمایا ہے یہ کہتا ہوا پردہ اُٹھا کر خلوت خانے مین داخل ہوا اور ویسے ہی
جمہود نے شداد کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گئی حالت بیخودی مین خود بوسے لینے لگی ابتو شداد بھی بالکل
آپے سے باہر ہو گیا بیقراری وصل سے آنکھون مین ڈورے پڑ گئے شداد نے بھی اپنے
دست گستاخ کو دراز کیا سینے پہ ہاتھ رکھکر آہین سرد بھرنے لگا اور یہ مصرع پڑھنے لگا ؎
دکھلا کے ناکسون کو شریفون کا جی جلا دونون نے اپنی حسرت دل کو پورا کیا جمہود نے کہا کہ
اے آرام دل عاشقان تم تو مجھکو بھول گئے ہم بستر پہ تنہا پڑے ہوے تڑپا کرتے تھے اور تمکو کچھ
خیال نہ تھا اور آج آخری حسرت نکالی ہے نہ معلوم کل کیا ہو کیونکہ کل آفتاب جادو سے مقابلہ ہے

مین نے خیال کیا کہ کل تو مقابلہ ہوگا لہذا آنکو اسوقت بلا کر دیکھ لون تاکہ حسرت دیدار باقی نہ رہے اور
ارمان دلی دونون کے نکل جائین گو مین نے تمہارے ساتھ اور بھتیرے میرے ساتھ خوب عیش کیا ہو جو
میرے باغ جوانی سے ثمر مراد حاصل کیے اور مین نے تمہارے مگر اسپر بھی ابھی تمہیدا دل مین حسرت
باقی ہو تو آج جہانتک تمہارا جی چاہے حظ اٹھا لو مین انکار نہ کرونگی شہزادہ نے جواب دیا کہ ملکہ یہ کیا
کہتی ہو خدا نہ کرے وہ دن کہ مین دنیا سے اٹھ جاؤن اور تم نہ ہو کل تم ضرور آفتاب پر غالب آؤگی کوئی مقام
خوف نہین ہو کل ہم تمہارے ساتھ ہمکنار رہونگے چھجو نے جواب دیا کہ ہاں ہم تمہارے
ساتھ ہمکنار ہونگے اور بوس و بازی کا مزہ حاصل کرتے ہونگے یا ہم اجل کے حوالے ہونگے
یہ کہکر اور ہاتھ پکڑکر شہزادہ کا پلنگ پر آئی اور کہنے لگی کہ اپنا دل خوش کر لو تم کیون رنج کرو
رات بہت کم ہو پس ادھر شہزادہ شاہ اپنی روسیاہی مین مصروف ہوا اور خوب خوب مزے
حاصل کیے ادھر چھجو نے چتر ناگ کا ہاتھ پکڑ کر خلوت خانے مین جاکر خوب پیار کیا اور کہا کہ لو
آج خوب سا سنا تو حسرت دل جہانتک ہو نکال لو نہ معلوم کل کیا ہو یہ سنکے اسنے بھی جواب تسکین دیا
اور کہا کہ تم ضرور غالب آؤگی پریشان نہ ہو یہ کہکر روسیاہی مین یہ بھی مصروف ہوا پھر روز اپنا منہ
کالا کیا کرتا تھا اسکو کیا تھا رات بھر دونون نے یعنی چتر ناگ و شہزادہ نے چھجو و دیکھو کو پریشان کیا
اور نہ خود سوسکے نہ سونے دیا روسیاہی مین مصروف رہے وہ رات اسی فعل مین بسر کی ادھر
رات بھر دونون لشکرون مین طبل جنگ بیدار ناک بجا کیا سپاہی درستی آلات حرب و ضرب مین
مصروف رہے طلایہ پھرا کیا صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہی کہ وہ وقت آیا کہ زنگی شب کو
شاہ ذیشان آفتاب تابان نے اپنے نیزہ ہائے شعاعی و تیرہائے نورانی سے زخمی کرکے شکست دی اور ظلمت
شب ہر طرف ہوئی روشنی روز روشن کا عالم ایجاد پر عمل ہوا یعنی سحر ہوئی شہزادہ و چتر ناگ نے
وہ شب تمام روسیاہی مین بسر کی جب صبح کو دونون اپنے اپنے محبوبون سے اپنی آنکھ چشم تو ملکہ
گلے لگاکر نکلے ادھر ارزناگ اپنے خیمے سے نکلا رات بھر نیند نہ آئی یاد معشوق مین تڑپا کیا کہ جب اسکو
کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہو کسی کی شب ہجر روتے سکتے ہو اگر شب ہجر ہماری نہ سوتے
کٹے نہ روتے کٹے ہو اسکے کہ لشکر آراستہ ہوکر حاضر ہوا ارزناگ و چتر ناگ تخت پر سوار ہوئے
رات کی روسیاہی کا اثر ابھی تک چہرہ چتر ناگ پر تھا شہزادہ نے تخت تیار کیا تھا اسپر خود بھی سوار ہوئی
اور چھجو کو بھی سوار کیا رات کی کل حالت اپنی بیان کی چھجو نے بھی اپنی کیفیت کہی اور کہا کہ مین نے
بھی خوب راحت سے تمام شب بسر کی اور سمنبر اپنا سایہ سر چتر ناگ و ارزناگ کے
کیا شہزادہ کو گو پہلے یہ امر معلوم تھا کہ چھجو ساحرہ ہی ہے اس سے اور دیکھو سے آشنائی ہوئی تھی
مگر جب سے گھوڑا اور ہمدم آئے اور خدائی کا منہ ولبست کیا ظاہر ہوگیا مگر اسنے کسی پر ظاہر نہ کیا
تھا آج صبح کو جب لشکر طرفین میدان کے چلا ایک طرف سرداران چتر ناگ مثل شہزادہ شاہ اور
گلاب شاہ و گلریز شاہ وغیرہ کے تھے ایک طرف سرداران ارزناگ جیسے عمل بن تورج و
اسلم بن تورج و فریاسپ بن فرہاسپ اور لشکر ارزناگ تھا اژدر جادو و اژدر اسپر سوار
تھا اور پہلوے چتر ناگ مین تخت پر شہزادہ و چھجو و دیکھو بیٹھی مین اس شان و شوکت سے لشکر میدان مین
پہونچا ادھر سے ظلومار شاہ بھی بسوار ہوکر اور اپنا کل لشکر لیکر میدان مین آیا دونون لشکر
صف آرا ہوئے نقیب نکلے تقابت کرکے لشکرون آئے دونون پر سناٹا سا ہوگیا کسی کو کچھ

مقابلے کو نہ آیا تھا کہ تخشنگان نے چہر تاک سے کہا کہ فرمایئے آپ کے ہمراہ مقابلہ کرینگے یا کہ
خدا زرگ چہر تاک نے جواب دیا کہ نہیں میرے لشکر کے سردار مقابلہ کرینگے تخشنگان نے کہا کہ تم
اسی کو میدان میں روانہ فرمایئے پس یہ تخشنگان نے کہا چہر تاک نے اپنے عیار سے کہا کہ پکار کر کہدو
کہ کوئی پہلوان و افسر میدان میں مقابلے کو نہ جاوے آج حوران جنت جو میرے ہمراہ ہیں وہ ہی
آفتاب پرستون سے مقابلہ کرینگی اسکے بعد میں اپنا غضب ان سب پر نازل کرونگا کہ اس امر سے
تخشنگان پر خدا اب تھا ظاہر ہو گئے وہ مقابلہ کرینگے اور سب کو قتل کرینگے آج مجھکو غیظ آگیا ہے پس اس
عیار نے یہی حکم چہر تاک سب اہل لشکر کو آگاہ کر دیا جب یہ امر ہو چکا اسوقت چہر تاک نے
چھو وری طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ ہاں بیٹا ان سب کو یہ سنانا تھا کہ اسنے دستک دی جیسے دستک
دی ویسے فرشتے کی صدا آئی سب نے دیکھا کہ ایک طاؤس آتشیں زرین کسا ہوا اڑ کر پر آیا تخت کے
آیا پس جیسے ہی طاؤس برابر تخت کے آیا فوراً چھو وری جست کرکے اس طاؤس پر سوار ہوئی اور روبرو
ارزنگ چہر تاک کے آئی چہر تاک نے کہا کہ اے حور جنت جا تجھکو میں نے اپنے بھائی صاحب کے
بقدرت کے سپرد کیا اس آسمان اور آفتاب کو جو کہ اس آسمان سے ظاہر ہوتا ہو مٹا دے پس یہ
سننا تھا کہ چھو وری نے سلام کیا اور طاؤس کو اڑا کر چلی اور پکار کر کہا کہ اے آفتاب پرستون تم ٹھہرے
رہیو میں اس آسمان کو مٹا لون تو پھر تم سب کو قتل کرونگی اسکی اس تقریر پر سب آفتاب پرستون
میں ایک قہقہہ بلند ہوا اس سب نے پکار کر کہا کہ ضرور ایسا کرنا لازم ہے تو بڑی بہادرہ ہے یہ سنتے ہی
طاؤس کو اڑاتے ہوئے چلی جاتی تھی یہانتک کہ قریب اس آسمان کے پہونچی اسنے طاؤس کو روکا
دونون لشکرون کی نگاہ لڑی ہوئی ہے کہ دیکھئے یہ کیا کرتی ہے سب اسی طرف متوجہ ہیں جیسے اسنے
طاؤس کو روکا اس آسمان سے ایک قہقہہ کی صدا آئی کہ سب نے قہقہہ مارا اور یہ آواز آئی کہ او
چھو وری تو کیون قضا آئی ہے کیا تو کوئی کارخانہ سحر کا سمجھی ہے کہ جو سامان سحر لیکر ہمراہ آئی ہے جو
آسمان کو مٹانے آئی ہے بڑی نادان ہے بہت بلند پرواز یان کرنے لگی ہے میں بھی کوئی مثل سحر وہم
کے ساحر ہون کہ میں نے اپنے سحر کے زور سے یہ جیسی کو ساحر بنایا ہے وہ فرزند خداوند آفتاب ہے
اور میں برحق خدا ہون میں نے مثل سحر وہم کے سحر سے کوئی کام نہیں لیا ہے یہان سحر کا بالکل دخل
نہیں ہے جیسے کہ سحر وہم سحر سے چہر تاک کو بہکا کر لایا یہان ارزنگ کا جو دیا و پڑا اسکا شریک ہو گیا
یہان وہ کارخانہ نہیں ہے بقول کسے مصرعہ دیکھے ہیں ایسے خواب پریشان ہزارہا پس تو جو طاؤس
پر سوار ہو کر میرے مقابلے کو آئی ہے تو نے زمین پر کیا کام کیا جو یہان آئی جا اپنے عاشق کے
ساتھ لہو و لعب کر جیسے عیش کرتی تھی ان کاموں سے تجھکو کیا غرض تجھکو رزم وسپاہی سے مطلب یا مقابلے
سے اور تیرا مقابلہ تو تیرا عاشق ضیغم او کریگا اے کمبخت تو کیون اپنے کو خراب کرتی ہے اگر مر گئی
تو پھر کون ضیغم او کے ہمراہ رزم وسپاہی کریگا اور کون اسکو راحت دیگا وہ بہت پریشان ہوگا سب
کیون اپنی جوانی برباد کرتی ہے جب زمین پر کچھ نہ ہو سکا تو تو یہان کیا کریگی بقول شاعر شعر
تو کار زمین را نکو ساختی کہ بر آسمان نیز پرداختی یا دیکھ تیری راحت میں فرق آجائیگا وہان
کوئی ایسا امر تو نہ تھا جو راحت کے رزم وسپاہی میں مصروف ہے وہ مقام ان باتون سے
پاک ہے دیا ان کون تیری آگ کو نہ سرد کریگا وہ مقام اس لایق نہیں ہے کیون اپنی لذت میں فرق
لاتی ہے آ بیٹھ تجھکو اختیار ہے میں نے سمجھا دیا یہ جو صدا آئی اول تو سب نے سنی لشکر طومار کے

لوگ تو ہنسنے لگے شہنشاہ کو بڑی غیرت ہوئی کہ میری معشوقہ کی شان مین ایسے کلمے کہے گئے لیکن
جمشید کو بہت غصہ آیا اور برہم ہوکر کہا کہ کیا پوشیدہ بیٹھا ہے اور بیہودہ تقریر کر رہا ہے سامنے آ کے
مقابلہ کر جب مین جانتی ہون ایسے کارخانے بہت سے مین نے بنائے ہین یہ دھمکیان اور کسی کو تو دینا
مین ایسی دھمکیون مین نہین آنے والی ہون بڑی پکی ہون جو خام ہون انکو ایسی باتین پڑھا مین خوب
واقف ہون کہ تو آفتاب جادو ہے تو نہین اپنی معشوقہ کے ساتھ کر رسیاہ کرتا ہے جو مجھکو طعنہ دیتا ہے اس
فعل سے کون خالی ہے جب مین جانتی ہون کہ تو بڑا مرد ہے کہ سامنے آکر مقابلہ کر یہ کیا کہ پردے مین بیٹھے ہوئے
ہین اور مقابلہ کر رہے ہین یہ مردون کا کام نہین ہے سامنے آکر مقابلہ کر تو حال اس سحر کا اور ساحری کا
معلوم ہو تو نے شاید یہ مثل نہین سنی میری زبانی سن لے کسیکا قول ہے کہ جبتک اونٹ پہاڑ کے نیچے
نہین آتا ہے بہت بلبلایا کرتا ہے کہ مجھسے بڑا کوئی نہین ہے جہان آیا تب اسکو حال معلوم ہوتا ہے وہی نقشہ
تیرا ہے کہ یہان کوئی ساحر نہ تھا سب بے خبر ساحر تھے انکو تو نے سحر سے چند عجائبات دکھائے وہ سمجھے کہ حضور
یہ خداوند ہین وہ سب تیرے اوپر ایمان لائے تو نے اپنا بندوبست کر لیا ہم اسوقت جانتے کہ جب
ساحر ہوتا اور تو یہ بندوبست کر لیتا بیشک تو سچا تھا لیکن ابھی مین خیر ہے کہ روبرو آکر مقابلہ کر
ورنہ مین آج اس سب کارخانہ سحر کو مٹا دونگی بیکار کی تجھکو خفت ہوگی یہ جو جمشید نے کہا پھر قہقہہ
کی آواز آئی اور صدا آئی کہ تو میرے جمال کی تاب نہ لاسکے گی جو تجھکو روبرو بلاتی ہے مثل ان سب
ہیکل خاک ہوجائیگی وہ جو بہت بڑے ساحر زبردست ہین میان محرومہ وہ تو میرا منہ دیکھ نہین سکتے
ہین تو کیا ہے تو جا اور انکو بھیجدے کہ وہ آکر اس آسمان کو مٹا دین جمشید نے کہا کہ جب انکی تو ذلیل
اس کام کے کرنے کو موجود ہین تو انکو کیا ضرورت ہے جو وہ ایسے ویسے سے مقابلہ کرین مین ہی
کافی ہون آواز آئی کہ تو مٹا دیگی اسنے کہا کہ ہان آواز آئی کہ تو میرا جلوہ دیکھیگی اسنے کہا کہ ہان
تیرا منہ سیاہ دیکھونگی آواز آئی کہ جلجائیگی جواب پایا کہ دیکھا نہین ہم آواز آئی کہ ہم تو ابھی نہ نکلین گے اس سبب سے کہ تو
ہمارے نور جمال کی گرمی سے جلجائیگی تیرے دل کی حسرت دل ہی مین رہجائیگی پہلے تو اپنی
حسرت نکال لے اس آسمان کو مٹا لے پھر تو ہم خود ہی ظاہر ہوجائینگے کوئی از خود نکلنے کی ضرورت
نہ ہوگی لو اور سنو کہ کارخانہ خدائی کو سحر سے مٹانے آئی ہے اپنا حربہ کر یہ جو اسنے سنا کہا کہ تو یون
کیون باہر آنے لگا جبتک ذلت نہ اٹھائیگا سچ کہا ہے کسی نے کہ جب چیونٹی کے مرنے کے دن آتے
ہین تو اسکے پر نکلتے ہین اور جب انسان کی قضا آتی ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ مجھسے بڑھکر کوئی نہین ہے
لے اب اس آسمان کو پہچان لے یہ کہکر اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور ایک نارنج چھوٹا سا اپنے
جوڑے سے نکالا اسپر کچھ قلم سے خط بنائے زبان مین نشتر دیا خون لیکر اسپر ٹپکے دیے لیس پھر
بڑبڑا کر اس نارنج کو طرف آسمان کے پھینکا وہ قہقہہ کرتا ہوا چلا اسکا عالم یہ تھا کہ اس سے شعلے
نکلتے رہتے تھے اور سب ایک مقام پر جمع ہوتے تھے بالا ہوا ادھر نارنج چلا ادھر اسنے
جلدی سے اپنی ران مین کارد سے زخم ڈالا اور خون لیکر اور کچھ اسم سحر پڑھکر اس نارنج کی طرف
پھینکا جیسے ہی وہ نارنج قریب آسمان ہوا پھر قہقہہ کی صدا آئی اور آواز آئی کہ تو اپنا حربہ کر چکی
خدا سے لڑ چکی دیکھ ہمارے قدرت کو کیسی بڑی قدرت اور شان ہے لو تو اپنا حربہ کر چکی اور اپنی
حسرت نکال چکی واقعی تو نے بہت بڑا کمال کیا کہ خدا پر حربہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ تو نمرود کی قوم سے
ہے اسنے بھی تو خدا سے مقابلہ کرنے کا دعوی کیا تھا اور تیر مارا تھا وہ تیرا کوئی جز رگ ہوگا تو نے بھی

اسکی پیروی کی اور جو تیرا کمال کا سحر تھا وہ کیا واقعی مین اصلی خدا نہ ہوتا اور زمین خدا اسکے برحق نہ ہوتا
مثل تیرے خیال کے ہوتے تو سب کارخانہ درست کیا ہوتا تو ضرور تو نے مٹا دیا تھا کیون نہ ہو
ساحرہ زبردست ہی مگر سایخ کر آریخ کیا ہی خیال تو کر کہ تو نے نارنج پھینکا تھا یا گل صد برگ اب جو
جمود نے دیکھا تو دراصل وہ نارنج نہین ہی بلکہ گل صد برگ ہی اسنے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ گل
اسکے پاس آیا اسنے ہاتھ مین لے لیا جمود پر کیا ستم ہی سب نے دیکھا کہ پہلے نارنج تھا اب گیندے کا
پھول ہو گیا پہلے سخنگان نے بہت تعریف کی تھی مگر یہ حال دیکھکر متحیر بنا لیا اور کہا کہ آپ کی کچھ خبر
نہین ہی مجھکو انجام برا معلوم ہوتا ہی چیز تنگ نے گھور کر دیکھا سخنگان نے سر جھکا لیا اس واقعہ
سے جمود کو خفت بہت ہوئی کہ میرا اثر سامنے دو دریا سے لشکر کے رد ہو گیا آسمان سے صدا
آئی کہ خفیف نہ ہو اور کوئی حربہ کر یہ کوئی خفت کی بات نہین ہی اسنے جھلا کر اور خون پیشانی مین
نشتر دیکر جاہا بین لیکر کچھ پڑھکر دم کیا اور ان شعلون پر مارا جو کہ بالا سے ہوا اس نارنج سے نکلکر
قایم ہوئے تھے جیسے خون انپر پڑا وہ ایک مرتبہ بھڑک کر جلے اسنے کہا کہ ہان جلا دو اس آسمان
کو بڑی تیزی سے چلے جیسے قریب پہونچے گل یاسمن ہو کر رہ گئے اور زمین پر گر پڑے صدا آئی کہ
کیا پھول بار بار ادھر پھینکتی ہی یہان کوئی فرشتہ ایسا نہین ہی جو تیرے ان اشارون سے تیرے
اوپر عاشق ہو کوئی حربہ عمدہ کر کہ سب لوگ جانین کہ تو بہت بڑی ساحرہ ہی اسکو اور خفت
ہوئی ابکی مرتبہ اسنے اس گل صد برگ کو جو کہ نارنج کا بنا ہوا تھا اپنی پیشانی کے خون سے
رنگین کر کے اور اسم سحر دم کر کے بہت تیزی سے اچھالا اور کہا کہ تو ہی جا کر جلا دے اور
اسنے طاؤس کو کوڑا کیا کہ وہ بھی بلند ہو کر چلا اسنے سحر کرنا شروع کیا اور زور زیادہ دیا آواز
آئی کیون زیادہ زحمت کرتی ہی اور پڑا تی ہی سب نے دیکھا کہ اس آسمان سے ایک انگشت
ظاہر ہوئی جیسے ہی وہ پھول قریب پہونچا اس انگشت نے اشارہ کیا کہ اسکی پتی پتی جدا ہو گئی
اور ستارہ بنکر طرف زمین کے چلی یہ معلوم ہوتا تھا کہ چنگاری آگ کی ہی کہ جلتی ہوئی چلی آتی
ہی آتے ہی لشکر چیز تنگ کی ایک صف پر گری [illegible] وہ چنگاری پڑی اسکو جلا دیا قریب
دو سو آدمی کے جلکر خاک ہو گئے آواز آئی کہ دیکھی تو نے ہماری قدرت تیرے ہی حربے
سے ہمنے تیرے لشکر کو تباہ کیا ادھر لشکر مین غل ہوا کہ بلکہ ایسا سحر نہ کرو کہ جو کہ ہمکو ہلاک کرے
واہ کیا خوب مقابلہ کیا اپنے ہی لشکر کے لوگون کو ہلاک کیا اسکو اور خفت ہوئی اسکی یہ بیچ ہو کر
اسنے کہا کہ یہ کیا نامردی ہی کہ سامنے آکر مقابلہ نہین کرتا ہی اگر بڑا مرد ہی تو سامنے آکر مقابلہ کر چھپ
تو مین عورت ہی جوانمرد ہون یہ جو اسنے کہا جواب ملا کہ تو کبھی [illegible] بلا بیٹھی ہی ابھی مین آتا ہون اور
دیکھتا ہون کیونکر میرے جمال کی تاب لاتی ہی [illegible] ہوشیار رہو جا اور
تو اپنے ارمان بھی نکال چکی ہی اب کوئی حسرت باقی نہین [illegible] جمود نے جب یہ سنا اور
سب حاضرین میدان نے بھی [illegible] کارد نکالی اسکو اپنے
خون سے رنگین کیا اور اپنے دل مین خیال کیا [illegible] سے نکلی وہ بیسے کارد کو لیکر
مارون [illegible] پھر آسمان کو حرکت ہوئی کہ
جیسے یہ واقعہ سخنگان نے دیکھا [illegible] چیز تنگ سے کہا کہ فاتحہ خیر پڑھیے
جمود پر اب اسکا بچنا محال ہی کوئی دم مین [illegible] اسکی جان گئی سنئے او

کی راحت مین خلل آیا اے شہزادہ ہاے معشوقہ کہکر روئی اور اسکے ہمراہ روسیاہ کہا کر وہ شگفتہ کون تمکو
اپنے وصل سے کامیاب کریگا کس سے مزے دنیا کے اٹھاؤ گے وہ جاتی ہین ادھر آفتاب ظاہر ہوا
اور اسکا عکس پڑا وہ جلین ادھر زرنگ و چیزنگ نے کہا کہ کیون بیٹا یہ کوفال بد منہ سے نکالتا ہی
وہ سن لیگی تو برا مانیگی سخنگان نے کہا کہ فال بد کیسی دیکھ لینا جو مین کہتا ہون وہ ہوگا تین حرف سے
کیے ایک بھی تو کارگر نہ ہوا قریب تک تو پہونچا نہین چیزنگ نے کہا کہ تیری بلا سے یہان تو یہ
گفتگو ہو رہی ہی ادھر آسمان شق ہوا اور ایک مرتبہ آفتاب ظاہر ہوا ناظرین کو خیال رہے
جب یہ آفتاب آسمان سے نکلتا ہی تو آفتاب اصلی غائب ہو جاتا ہی اسکا سبب یہ ہی کہ آفتاب جادو
اپنے سحر کا لکہ اسپر قایم کر دیتا ہی اس خیال سے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ جیسے خداوند ہین کہ ایک تو چھپے
ہوے ہین دوسرے اور نکلے لوگون کو شک نہ ہو اور جہان پوشیدہ ہوا وہ آفتاب نکل آتا ہی
پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہی ہر ایک پر کہ خداوند پہلے اس آسمان پر سے اس آسمان پر آتے
ہین یہان سے ظاہر ہوتے ہین اس سے کسی کو کچھ شک بھی نہین ہوتا سبب اسی آفتاب کو جانتے
ہین پس جیسے آفتاب ظاہر ہوا اس آسمان سے جمہور نے وہ کارد اس آفتاب پر ماری جیسے کارد
قریب پہونچی ایک شعلہ نکلا کہ وہ کارد مثل ہیزم کے جل گئی آواز آئی کہ دیکھا تونے ہمنے کارد آتی
کو جلا دیا لے خبردار ہو جا میری طرف رخ کر میرا جمال دیکھ بہت کہتی تھی کہ سامنے آ کے سامنے آؤ
پس جیسے یہ صدا آئی جمہور نے اپنا منھ اس آفتاب کی طرف کیا کیونکہ اسنے کارد مار کر منھ پھیر لیا تھا
جیسے منھ پھیرا اور عکس آفتاب کا اسپر پڑا اسنے اپنے اوپر سحر دم کر کے منھ پھیر اٹھا مگر جیسے عکس
پڑا اسکی قوت بالکل زائل ہوگئی حس و حرکت جاتی رہی بت ہوکر رہگئی اب اسقدر بھی طاقت
نہ رہی کہ حرکت کرسکے ادھر سخنگان نے کہا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون لو ملکہ جمہور تو ہاتھ سے گئین
ادھر عکس جو پڑا جمہور کو بالکل سحر فراموش تھا اور اسی طور سے دھوان نکلنا شروع ہوا ایک
چند ساعت دھوان نکلا تھا کہ ایک شعلہ اسکے اس مقام سے نکلا کہ جو کہ شہزادے کے تصرف مین تمام
رات رہا تھا اور ہمیشہ رہتا تھا اسنے اس طاوس کو بھی جلایا اور اسکو بھی جیسے وہ جلنے لگی ویسے
آفتاب ایک بارگی کڑک کر زمین پر گرا اور غرق زمین ہو کر دوسرے مقام پر ظاہر ہوا اور بلند ہو کر
اس آسمان مین پنہان ہوگیا اسکا پنہان ہونا تھا کہ آسمان اصلی پر آفتاب اصلی نکل آیا اور اس
آفتاب کی چمک کی کرن سے ایک چکاچوند سی دو انوار لشکر دون سے لوگون کی نگاہون مین ہوگئی
تھی اور طوطا بادشاہ وغیرہ تو سجدے کو خم ہوگئے طوطا بادشاہ وغیرہ نے سر اٹھا کر اور اہل لشکر
چیزنگ و زرنگ نے آنکھین ملکر جو دیکھا تو اس آفتاب کو پوشیدہ پایا اور آفتاب جو کہ بالا سے
آسمان نکلا ہوا تھا اسکو ظاہر پایا اور جمہور کو دیکھا کہ جلتی ہوئی طرف زمین کے آتی ہو زمین تک
آتے آتے جلکر خاک ہوگئی تو زمین پر جو گری تو ایک دکھ آواز آئی افسوس مرتے وجان داویم مطلب
خود نرسیدیم مارا جوان تھا کہ نام میرا جمہور جادو تھا یہ سنتے ہی شہزادے نے تو اپنا سر پیٹ لیا اور
چیزنگ کے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین منھ سے نکلا کہ ہاے والدہ ماجدہ سخنگان نے کہا کہ ہمکو تو
پہلے سے یقین ہو گیا تھا مگر سمجھ نہ سکے جو یہ حالت دیکھی اور جمہور کے مرنے کی صدا سنی تاب نہ رہی حور
عزیزی نے جوش مارا ہاے بہن کہکر اپنا گریبان چاک کیا اور اسی حالت بیقراری مین دستک دی
کہ ایک مینھ پیدا ہوا یہ اسپر تخت پر سے جست کر کے سوار ہوئی اور پلٹ کر جو سحر کیا تو تخت چلنے لگا

اور حالت غیظ مین بیقرار ہوکر چلی الزنگ وچنیرنگ سے اجازت بھی نہ لی بلکہ اپنے معشوق سے
بھی نہ ملی سخنگان نے جو اُسکو اسطور سے دیکھا جاتے ہوئے پکار کر کہا کہ آپ بھی ہمسے جدا ہوتی ہین
اور کہان جاتی ہین ابھی تو جمشید کے غم سے فراغت نہین ہوئی ہو کہ آپ تشریف لے چلین اپنے غم سے
بچائیے گا اپنے ہاتھ مین زہر دلائیے گا ورنہ بڑا غضب ہوگا ایسی جلدی نہ فرمائیے ہم سب سے مل تو جائیے
کیونکہ یہ امید کرتا کہ وہان جاکر کوئی واپس آئے بالکل بیکار ہو جیسے جائیگا وہ مارا جائیگا بی جمشید نے
کو لشاد و تیغ انتظار رکھا مگر کچھ نہ ہوا آپ بھی جاکر خفیف ہونگی انجام یہ ہوگا کہ مفت مین جان برباد ہوگی
کیون اپنی جوانی کو تلف کرتی ہو ابھی کیا ثمر باغ جوانی سے پایا ہوگا مین جانتا ہون کہ کوئی دس
برس کا سن ہوگا کہ دنیا کے کل مزون سے واقف ہوچکی ہوگی مجھکو خوب معلوم ہو کہ تم معشوقہ ہو
ہمارے خداوند کے بھائی کی خداوند چنیرنگ کی تمنے خوب خوب انکو مزے دکھائے ہین وہ تمکو پیار
کرتے ہین ہر روز نور خداوند تمہارے شکم مین اپنے آلہ سے اتارتے ہین اسی سبب سے تو تمہارا
حسن چمکتا جاتا ہو کیون خداوند کو اپنا داغ دیتی ہو اب کون نور شکم مین اتروائیگا ارے بچاؤ
جو ہونا تھا وہ ہوگیا سواے ذلت اور خواری کے کچھ نہ حاصل ہوگا شمشود نے اسکی کچھ بھی نہ سنی
خاموش جوش الم مین ہنس اڑاتے ہوئے چلی گئی سخنگان کی اس تقریر سے سب ہنس پڑے گو
چنیرنگ کو رنج تھا مگر اُسکے بھی دانت نکل آئے سخنگان سے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہو وہ بات کر جو
سب کو اچھی معلوم ہو ابھی وہ پہونچی نہین تو نے بدشگونی کی تقریر کی یہ شمشود ہو جمشید سے بہت
زبردست ہو جمشید اسکے روبرو چھوکری تھی یہ جاکر اپنا کام کریگی آسمان کو برباد کریگی سخنگان
نے جواب دیا کہ کیا ہوگا یہ دو چار رمضٹ اس سے زیادہ لڑیگی مگر میرے نزدیک وہان جاکے
اسکی بھی عقل چکر مین آئیگی ان سے بھی کچھ نہ ہوسکیگا ایک تو جمشید کا غم دوسرے جوان تیز مزاج
لیکن کچھ نہ ہوگا ہمکو رونا پڑیگا چنیرنگ نے گھور کر دیکھا سخنگان نے مسکرا کر منھ پھیر لیا اور کہا
کہ جو کچھ ہوگا تھوڑی دیر مین ظاہر ہو جائیگا ادھر شمشود حالت غیظ مین ہنس کو اڑاتے ہوئے قریب
آسمان پہونچی جیسے ہی پہونچی قہقہہ کی صدا بلند ہوئی آواز آئی کہ لو یہ آئے ہین لڑنے کو وہ تو لڑ چکین
اور اپنی جان برباد کر چکین اب انکو حوصلہ ہوا ہو کیون تم بھی میرا جمال دیکھوگی ہان تم کیون میرا جمال
دیکھنے لگین تم اپنے خداوند چنیرنگ کا جمال ظاہری و باطنی دیکھوگی اُسکے ہمراہ منھ سیاہ کروگی خیر آؤ
جو تم کو بھی حوصلہ ہو نکال لو تمہاری بھی حسرت باقی نہ رہے پھر جو ہونا ہو وہ ہوگا کیون اسقدر رہین
کے تجھ مین برچھو اس ہو ہمنے اسکو بلا لیا ہو یہان اُسکے لیے ہمنے ایک مرد خلق کیا ہو اُسکو اُسکے سپرد
کیا ہو تمکو بھی بلاے لیتے ہین تیری بہن کے پاس پہونچاے دیتے ہین تو کیون پریشان ہوتی ہو
کچھ دیر کی دیر ہو بہت عرصہ نہین ہو شمشود نے جواب دیا کہ وہ ایسی تھی کہ جمال دیکھکر جل گئی مین ایسی نہین
ہون بلکہ اپنے جمال سے دوسرون کو جلا دیتی ہون بس ہوشیار ہو جاؤ مین حرب کرتی ہون مین
گفتگو کرنے نہین آئی ہون بلکہ مقابلہ کرنے آئی ہون آور آئی حربہ کر ہمکو کوئی خوف نہین ہو
ہم اپنے خدا نہین ہین کہ بندون سے خوف کرین یہ سننا تھا کہ شمشود نے ایک مرتبہ دستک دی کہ
سب نے دیکھا کہ دو عقاب پیدا ہوے اُنکے پرون پر ایک صندوق بہت بڑا رکھا ہوا ہو وہ
بہت جلد قریب شمشود کے آئے شمشود نے چھرے سے کنجی نکالی اُس صندوق کو وا کیا جیسے اُسکا
پٹ اٹھایا تھا ایک ناگن کیسی سیاہ اُسکے اندر سے نکلی کہ جسکے کاٹنے کا منتر نہ تھا اگر پھونکار مارے

تو جہانتک اُس پھونک کا اثر جاے خواہ انسان ہو خواہ حیوان خواہ نباتات ہو خواہ جمادات سب
جلکر خاک ہو جاے جیسے ہی وہ ناگن نکلی شمشو نے فورًا اپنی ران چیرکر اور خون لیکر اُسکو پلایا کہ اُسکی
وہ تیزی کم ہوئی اسنے اُسکو اٹھاکر اپنے شانے سے لپیٹ لیا اب صندوق سے ایک صندوقچہ نکالا
اور ایک فولادی ڈبیہ اور ایک گلدستہ اور ایک آئینہ کہ اُسپر غلاف مخمل سیاہ کا چڑھا ہوا تھا ان
اشیا کو نکالکر اُس صندوق کو بند کر دیا ایک نارنج و کارد بھی نکالی جب صندوق بند کر چکی قفل دیا
کنجی بدن سے مین رکھی کچھ پڑھکر دستک دی کہ وہ عقاب جسطرف سے وہ صندوق لیکر آئے تھے
اُسی طرف پرواز کر گئے یہان چتر تنگ نے تشنگان سے کہا کہ تمنے دیکھا کیسے زبردست یہ حمد ہین
اسنے کیسا کیسا سامان اپنی ظفر کا مہیا کیا ہے اب یہ آسمان زیچ ہوگا تشنگان نے کہا کہ جو کچھ ہو مین یہ ہی
کہونگا کہ اسکا بھی انجام مثل شمشو کے ہوگا چتر تنگ منھ پھیرکر خاموش ہو رہا اُدھر شمشو نے آواز دی
کہ ہوشیار ہو جاؤ مین حربہ کرتی ہون آواز آئی کہ تو بھی حسرت نکال لے یہان کچھ بھی نہ ہوگا یہ سنتا تھا
کہ شمشو نے اُس ناگن کو بازو سے کھولا اور اُسکی دم پکڑکر اور کچھ اسم پڑھکر دم کیا کہ اُس مین اُس
زیادہ تیزی و تڑپ پیدا ہوئی جبکہ وہ صندوق سے نکلی تھی اسنے فورًا اُسکو اپنی زبان مین لیکر
دیکر زبان کا خون اُسکو دیا اور زیادہ تر وہ تیزی ہوئی بس اسنے دستک دی کہ ایک پتلی اُسکی
پشت پر سے پیدا ہوئی اُسکے ہاتھ مین ایک طبق حلوے کا تھا دوسرے ہاتھ مین ایک کاسۂ شیر
اور اُس حلوے پر ایک دل رکھا ہوا تھا اب شمشو نے وہ طبق اُس پتلی کے ہاتھ سے لیکر اُس
ناگن کے آگے رکھا اور کہا کہ لے یہ تیری خوراک ہے مین نے تجھکو دی ہے یہ حلوا اور یہ دل موجود ہے اور
یہ کاسۂ شیر اسکو کھا کر اور شیر کا کاسہ پی کہ میرا کام کر بس یہ کام ہے کہ جاکر اس آسمان کو پھونک دے
اور جو کچھ اس آسمان مین ہو اُسکو بھی مین مدت سے تیری پرورش اسی دن کے لیے کر رہی تھی
یہ جو شمشو نے کہا اُس ناگن نے سُنا فورًا اپنا منھ اُس طبق مین ڈالدیا پہلے اُس دل کو کھا لیا پھر تمام
حلوا کھا گئی اور بعد اُسکے اُس کاسۂ شیر کو پی لیا گو چھوٹی سی ناگن تھی مگر بلانوش تھی سب حلوا کھا لیا
اور سب دودھ پی لیا اور سر اٹھا لیا شمشو کی طرف دیکھا اشارہ یہ تھا کہ کیا حکم ہوتا ہے شمشو نے کہا
کہ جا اور اپنا کام کر اگر کام میرے حسب دلخواہ کر کے آئیگی تو مین اور تجھکو حلوا و شیر دونگی یہ سنتا تھا
کہ وہ منھ پھیرکر مثل باد صرصر کے اُڑکر طرف آسمان کے جو کہ لشکر طوبار شاہ پر پیدا تھا چلی ایسی تیزی
سے جاتی تھی کہ نظر نہ آتی تھی اور ایسی حدت تھی اُسکی کہ جو پرند اُسکے قریب آجاتا تھا جل جاتا تھا جہانتک کہ وہ قریب آسمان پہونچی
اور ہوا پر قایم ہوئی اسنے دم چھوڑا منھ سے شعلہ نکلا جیسے ہی آسمان پر پڑا خاموش ہو گیا بجھ گیا اس منھ سے وہ کشتی
تیزی یہ برق خاطر فانوس ہو گئی جیسے شعر زرد سے اٹھا آگ شعلہ فانوس ہے اب اسنے دم کشی شروع کی جو شعلہ منھ سے نکلتا
تھا بالکل آسمان پر اثر نہ کرتا تھا یہان شمشو اسم پڑھکر دیکھ رہی دیکھا اُسکو زور دے رہی تھی
جو جو زور دیتی تھی وہ وہ دم کشی کرتی تھی مگر بالکل کچھ اثر نہ ہوتا تھا جیسے دیر تک وہ اُسی طرح
سے منھ سے شعلے نکالا کی یہ تو اس شغل مین مصروف ہے اور شمشو زور دے رہی ہے کہ ایک مرتبہ
اُس آسمان سے قہقہہ کی صدا آئی اور کسی نے کہا کہ خوب سانپ کا تماشہ کیا اب اپنی ناگن کو بچا لے
یہ صدا آئی اور ایک ہاتھ اُس آسمان سے پیدا ہوا اُس مین ریسمان تھی جیسے اُس ناگن نے دم
چھوڑا وہ ہاتھ بلند ہوا اور ایک حلقہ اُس ریسمان کا اُسکے اوپر پڑا کہ سر اُسکا اُس حلقہ مین پھنسا
بس جھٹکا پڑا اور وہ ہاتھ مع اُس ریسمان و ناگن کے غائب ہو گیا لشکر طوبار شاہ نے باآواز

آفتاب تابان کہکر شور و غل کیا لشکر ارژنگ وغیرہ کو حیرت ہوئی ثمود و ہاتھ ملکر رہگئی لیکن اُسنے وہ
ڈبیہ اُٹھاکر اور کچھ پڑھکر اُسکو کھولا اُسمین سے بھی ایک ناگ بہت زہردار بہ رنگ سبز نکلا دونون
آنکھین اُسکی دو انگارے تھے اُسنے نکلتے ہی آنکھ ثمود سے ملائی اور دم چھوڑا ثمود نے کہاکہ
تو مجھکو کیا دیکھتا ہی تیری ناگن اُس آسمان کے قریب جاکر غائب ہوگئی تو بھی جاکر آسمان کو جلاکر اپنی
ناگن کو لے آ یہ سُننا تھا کہ وہ جھپٹ کر چلا جیسے قریب آسمان پہونچا کہ آسمان اُڑ گیا رسّی کے سانپ
بنا بناکر پھینکتی ہی دیکھو یہ سانپ ہی یا رسّی اور وہ ناگن تھی کہ رسّی اسکو قدرت کہتے ہین کہ ہم نے
دونون کو رسّی بنا دیا دونون لشکرون نے دیکھا کہ وہ جو ناگ بہلا تھا تھوڑی تھوڑی سی دو رسیان
کا ٹکڑا تھا اور ایک ریسمان کا ٹکڑا اُس آسمان سے نکلا دونون طرف زمین کے چلے جیسے قریب
زمین پہونچے کہ ایک شعلہ زمین سے نکلا وہ دونون ٹکڑے جلکر خاک ہوگئے ثمود کو بہت غصہ
آیا لیکن اُسنے نارنج کو اُٹھاکر اُس کارد سے کاٹا اور دونون ٹکڑے نارنج کے ایک داہنی
طرف اور دوسرا بائین جانب پھینکا اور اُس کارد کو درمیان مین اُنکے کچھ عرصہ نگذرا تھا کہ
گڑگڑاہٹ کی صدا پیدا ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک ابر سیاہ رنگ ثمود کی داہنی طرف سے اور
سرخ رنگ بائین طرف سے اور درمیان مین اُن ابر کے برق چمک رہی تھی جیسے وہ ابر قریب
ثمود پہونچا ثمود نے اشارہ کیا زبان سے حرف اسقدر کہا کہ ابیٹا اس آسمان کو لیں وہ دونون
ابر ایک مرتبہ گڑگڑا کر اُس آسمان پہ چلے جیسے قریب آسمان وہ ابر و برق پہونچے آسمان کو حرکت
ہوئی اور آفتاب نکل آیا آفتاب کا نکلنا تھا جیسے عکس اُن ابرون و برق پر آفتاب کا پڑا ایک
شعلہ پیدا ہوا کہ وہ ابر و برق مثل روئی کے گالے کے جلگئے آفتاب پنہان ہوگیا ثمود کو اور
غصہ آیا اُسنے صندوقچہ اُٹھاکر کھولا جیسے صندوقچہ کھولا ایک برق چمک کر چلی اُسنے اشارہ کیا
کہ وہ برق پایا تو آسمان کی طرف بلند ہوتی تھی یا پلٹ کر اُس آسمان کی طرف جدھر حمید لشکر تھا چلی
اُسنے پڑھنا کچھ شروع کیا ثمود نے اُس صندوقچے سے ایک شیشہ نکالا اُسمین پانی بہ رنگ سبز تھا
اُس شیشہ کو کھولا اور پانی لیکر جلد مین اُس برق پہ چھینٹا دیا اُس برق مین اور تیزی ہوئی اُسنے
دوسرا چھینٹا دیا جیسے تیسرا چھینٹا دیا کہ وہ برق کڑک کر چلی یہ شیشہ ہاتھ مین لیے ہوئے تھی اور
قصد تھا کہ چوتھا چھینٹا دون کہ اُس آسمان سے ایک ماہی پیدا ہوئی اور مقابل اُس برق کے
آئی جیسے برق چلی اُسنے دہن اپنا کھولا اور برکو سانس لی وہ برق مثل تیر کے اُسکے دہن مین چلی گئی
اُسنے دہن بند کر لیا اور اپنی دم کو بلند کرکے حرکت دی اُس سے ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ ہاتھ پر
ثمود کے گرا کہ ثمود نے اُف کیا وہ شعلہ گو خاموش ہوگیا مگر اُسکی حدت جو ہاتھ کو محسوس ہوئی
وہ شیشہ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور زمین پر گرا اور گرکر ٹوٹ گیا ثمود کو بڑا صدمہ ہوا صندوقچہ
اُٹھاکر زمین پر دے مارا کہ چکنا چور ہوگیا اور گلدستے کو اُٹھاکر طرف آسمان کے پھینکا
وہ گلدستہ قریب آسمان پہونچکر ہوا پر قایم ہوا اور ہر ایک پھول اُس گلدستے سے جدا ہوا
اور شرارہ بنکر طرف آسمان کے چلے جیسے ہی قریب آسمان پہونچے سب گل ہوکر زمین پر گر پڑے
پس ثمود نے اشارہ کیا کہ وہ گلدستہ پھر اُسکے پاس آیا اُسنے سحر کیا کہ وہ گلدستہ بیضہ فولادی ہوگیا
اُسنے اُس بیضہ کو اسم سحر پڑھکر اُس آسمان پر مارا وہ بیضہ آسمان پر پڑا ٹوٹنے کی صدا آئی اور ریزہ ریزہ
ہوکر زمین پر گرا اتنے مین اسکو نہایت غصہ آیا اُسنے وہ آئینہ ہاتھ مین لیا اور اسم سحر پڑھکر اُسکا غلاف

ہر طرف کیا اور فوراً اُسکا رُخ طرف اُس آسمان کے کیا یہ سحر اُسکا ایسا تھا کہ جیسے عکس اُس آئینہ کا اُس
آسمان پر پڑا وہ آسمان حرکت مین آیا اُسنے زور دیا یہ تو اس سحر مین مصروف تھے اُدھر جیسے آسمان
حرکت مین آیا اور ایک بار یہ شق ہوا اُس سے ایک چہرہ ہیبت ناک پیدا ہوا جیسے اُس چہرہ کا
عکس آئینہ مین نمایان ہوا وہ آئینہ بالکل بے نور ہو گیا اور تڑاق سے آواز آئی ٹوٹ گیا زمین
پر گر پڑا یہ حیران ہوئی کہ یہ کیا ہوا اب یہ اور کچھ تدبیر کیا چاہتی تھی کہ آواز آئی اے شمشو میری طرف
دیکھ مین تیرا بہت مشتاق تھا مجھکو فراق تیرا بہت شاق تھا یہ جو شمشو نے سُنا اُسکی طرف دیکھا
شمشو کو یہ نظر پڑا کہ ایک صورت خوفناک سر سے لے روبرو ہے جیسے آنکھ شمشو کی اُس صورت
پر پڑی ایک چیخ ماری چیخ کا مارنا تھا کہ ایک شعلہ اُس صورت کے منھ سے نکلا کہ وہ آکر شمشو کے
لپٹ گیا وہ صورت تو فوراً اُس آسمان مین پوشیدہ ہو گئی آواز آئی کہ تمنے ہمارے فرشتہ عذاب
کی صورت دیکھی اور کیونکر بچنے شمشو کو غارت کیا اُدھر شمشو مثل درخت چنار کے جلنے لگی ہائے جاتی
ہوئی طرف زمین کے چلی لشکر چترنگ وارژنگ مین شور گریہ وزاری بلند ہوا اسکے حواس جاتے
رہے چترنگ کا تو یہ حال ہوا کہ اُسنے اپنا گریبان چاک کر ڈالا ہائے ہائے کہکر رونے لگا لیس
سوختگان نے کہا کہ بیکار ہے مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ بھی ہاتھ سے گئین آپ نے فرمایا تھا کہ یہ ایسی
ویسی نہین ہین کہ ہاتھ سے جائین ملاحظہ فرمائیے کہ کون کون سی تدبیرین کی مگر کچھ بھی ہوا آخر کار
اپنی جان اُلفت مین نے آپ کے ارشاد سے نثار کی اس رونے اور حالت تباہ کرنے سے کیا ہوگا
اُدھر شمشو جلتی ہوئی زمین پر آئی اور بالکل خاک ہو کر رہ گئی آندھی سیاہ بشدت تمام سے اُٹھی
سنگ باری ہوئی برف باری ہوئی برقین چمک چمک کر زمین پر گرین زمین کو زلزلہ سا ہوا غضب کا
اندھیرا ہوا ان سے غل مچا یا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شمشو جادو بود وا فسوس مردیم وجان دادیم
بمطالب خود نرسیدیم جب یہ صدا آچکی وہ تاریکی وغیرہ ہر طرف ہوئی روشنی ہوئی سب نے راکھ کا
انبار پایا راوی نے بیان کیا ہے کہ جو اشیا چترنگ کے پاس ساختہ شمشو جادو وجمشید جادو کی تھین اُن
دونون کے مرتے ہی وہ بھی جلکر خاک ہو گئین چترنگ کو سخت افسوس ملکہ رنج گیا خیال کرنے لگا
کہ تیری قدر ایسی یہان تو انجمن ہوا نہ شمشو ایسی شفیق ملیگی نہ خدائی کا بند وبست ہوگا اور تمکو رنج
ہوگا افسوس بڑی مشفقہ نے تیرا ساتھ چھوڑا اب سے جورو کا مزہ اس سے تھا [illegible] اُس
تھا کبھی کسی امر مین انکار نہ کیا اُدھر سوختگان کو مزاق کی سوجھی پکار کر کہا کہ او میان شیدا اور اسے
آپ وجہ چترنگ برابر ہو گئے آپ کی بھی زوجہ نے انتقال کیا اور انکی بھی زوجہ نے مگر وہ بیری
حالت سے مرین کہ انکے دو سر سے مقام سے آگ لگی اُنکے سر سے جیر دونون ملکر تمام ہو گئین کیا
آگ ان دونون کے بھری تھی کہ اپنی آگ سے آپ جلین سوختگان نے جو یہ کہا سب منھ پر رومال
رکھکر ہنسنے لگے چترنگ سے بھی دانت نکل آئے مگر راوی نے بیان کیا ہے کہ جیسے شمشو کے
مرنے کی صدا بلند ہوئی اور تاریکی ہر طرف ہوئی ایک مرتبہ اُس ابر سوختی رنگ کو حرکت ہوئی
جو کہ چترنگ کے سر پر محیط تھا اور اُسمین برقین چمکنے لگین گرج [illegible] ہونے لگی اور وہ ابر حرکت
کرکے اُس مقام سے چلا سوختگان نے جھانک دیکھی اور گرج سنی سر اُٹھا کر دیکھا تو نظر آیا کہ ابر
سوختی کو حرکت ہے اُسکی [illegible] آہستہ آہستہ اور [illegible] آہستہ آہستہ [illegible]
محیط تھا [illegible] اور چترنگ [illegible]

آپ کا برباد ہوتا ہے وہ ابر بھی جو اس سے مقابلہ جاتا ہے جو کوئی اس ابر میں ہو اسکو منع فرمایئے
ورنہ جمشید و شمشو کی سی حالت ہوگی اور سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا یہ سب تذکرے بیکار
ہیں ان آفتاب پرستوں پر ظفر پانا امر دشوار ہے کوئی بہت زبردست ساحر ہے اور وہ اپنا کام کامل
طور سے بندوبست کر چکا ہے عنبر ناگ نے اس ابر کی طرف دیکھا سختگان سے کہا یہ ایسے ویسے لوگ
نہیں ہیں جو ابر میں ہیں کہ مثل جمشید و شمشو کے مارے جائیں اب یہ آسمان پر پہونچیگا سختگان نے
کہا کہ آپ نے شمشو کی بھی نسبت ایسے ہی کلمے فرمائے تھے انجام کیا ہوا عنبر ناگ نے کہا کہ وہ
میرے منع کرنے سے نہ مانیں گے کیونکہ غصہ آگیا ہے سختگان نے کہا کہ میں عرض کرتا ہوں عنبر ناگ نے کہا کہ
ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ خرابی ہوگی سختگان یہ کہکر خاموش ہو رہا کہ افسوس یہ بھی ہاتھ سے گئے اور
ناظرین کو خیال رہے کہ شمشو و جمشید کے مقابلے میں دو پہر دن ختم ہوا ہے دو پہر دن باقی ہے جب یہ
ابر سرخی رنگ چلا ہے اور یہ بھی خیال رہے کہ جو تخت اور گلدستہ مہر و مہ وغیرہ نے بنا رکھے
تخت نقرہ پر نصب تھے ہیں عنبر ناگ بیٹھکر خدائی کرتا تھا وہ سب مہر و مہ وغیرہ کے سحر کا تھا جو کہ
آسمان بنا ہوا تھا اس قابل نہ تھا کہ شیدا ان میں آسکے وہ بارگاہ میں تھا یہاں عنبر ناگ ہمراہ ارژنگ
کے تخت پر سوار ہوکر آتا تھا جب اپنی بارگاہ میں جاتا تھا تو اسی تخت پر بیٹھکر دربار کرتا تھا
لیکن اب ادھر یہ مطلب ہے کہ وہ ابر بڑی تیزی سے ایک آن میں مقابل آسمان نیلگوں ہوا جب یہ قریب
پہونچا سحاب نے دیکھا کہ اس آسمان سے آواز آئی کہ چہ خوش یہ بڑی شان و شوکت سے مقابلے
کو آئے تھے پہلے کیوں نہ آئے جب دو کو اپنے اوپر سے صدقہ کر لیا اب کیوں دلیر ہوئے ہو
میں خوب سمجھتا ہوں کہ تمہیں گمان ہوا ہوگا اور یہ تیری و جنتر انصرام جادو تیرے پاس ہے اور دونوں
تیر سے شاگرد جو میرے سحر سے بیدار ایسے ہیں اس سے واقف ہوں کیوں قضا آئی ہے فرشتہ
قدرت کو حکم دونگا کہ وہ سب کی روح قبض کر لیگا اب کوئی بھی خدا سے لڑتا ہے جو لڑنے
آیا ہے اسکی موت آئی تھی تو کیا انجام ہوا اسکا اور یہ کہکر وحشت کیا کہ لیا سب کی روحیں فرشتہ قدرت
قبض کر لیں اور سب میں جلا دیں وہ ہی انجام تمہارا بھی ہوگا جو شخص خدا سے مقابلہ کرتے ہو تم
سب بیٹھے ہیں میرے سحر کشش کی ہوتی ہے ستر اللہ یا تو ستے نہ مانوگے اس ابر سے صدا آئی کہ تو بہت
مغرور ہو گیا ہے جمشید و شمشو کو قتل کرکے دیکھ میں سارا غرور نکالے دیتا ہوں تو میرے
حال سے واقف نہیں ہے میں پہلوان نقشین ساحری ہوں بس ہوشیار ہو جا اب بہت بڑے شخص
سے مقابلہ ہے میں مثل جمشید و شمشو کے تیرا گرونگا میرے تیر سے دو ایک سحر کا امتحان ہوگا جب
وہاں آسکے تو وہاں سے بیٹھا ہوا سحر کریں یہاں سے وہ ابھی جمشید کر پائیں کہ اکثروں نے
ایسے ہو گئے اور نادانی کرکے اپنی جان دی خیر اب کوئی مقام تقریر نہیں ہے میں سحر کرتا ہوں تو
رد کر آواز آئی کہ سحر یہ کہ ہم خدا ہیں اور خبردار ہیں خدا کسی وقت اپنے بندوں سے اور اپنے
کاروبار سے غافل نہیں ہوتا ہے اگر غافل ہو تو سب کارخانہ درہم برہم ہو جائے بس یہ صدا آکر موقوف
ہوئی تھی کہ ایک مرتبہ وہ ابر سرخی رنگ شق ہوا اور اس سے چار ہاتھ پیدا ہوئے ان
چاروں ہاتھوں میں چار تیغ تھے ایک مرتبہ ان ہاتھوں نے وہ تیغ اس آسمان پر مارے
وہ تیغ جو ابر آسمان سے جا کر شق ہوئے اور چار سرخیں ایسے پیدا ہوئیں وہ چلیں یا تو
آسمان کی طرف چلی تھیں جیسے قریب آسمان پہونچیں اس آسمان سے یہ صدا آئی کہ برقوں

اُبھر آئی تھی تھوڑے عرصے مین نہر کے پانی کا یہ حال ہوا تھا کہ جوش کھانے لگا تھا اور نیزون بلند ہو ہو کر اُس نہر
مین گرنے لگا یہ عالم تھا کہ جیسے اوپر چھینٹ پڑ جاتی تھی آبلہ پڑ جاتا تھا اندر پانی کے ثمر وہم و ناشاد وغیرہ کا
یہ حال تھا کہ اُنکو تیرنا دشوار تھا گو سحر سے اپنی حفاظت بخوبی کر لی تھی اور ثمر وہم وہان کھڑا ہوا سوچ رہا تھا
کہ کیا تدبیر کرون کیونکہ اسپر غالب آون یہ تو کسی طور سے مغلوب نہین ہوتا میرے بڑے حربے کو اسنے رد
کیا اب کیا تدارک کرنا چاہیے جو یہ مغلوب ہو یہ تو یہان یہ سوچ رہا ہے اور انصرام و ناشاد وغیرہ کا یہ
حال ہے کہ کانپ رہے ہین رنگ سرخ زرد ہو ہوا ئیان اُڑ رہی ہین ثمر وہم نے جو یہ دیکھا تو اُن سب سے
کہا کہ تم لوگ اپنے کو کوئی ماہی کوئی نہنگ کوئی مگر بنا لے تو سے کیونکہ آفتاب ضرور یہان آئیگا مین اُس سے
مقابلہ کرونگا جب تمکو وہ نہ پاویگا تو اپنے دل مین یہ خیال کریگا کہ حضرت مین ہی تھا اِس طور سے تم سب
بچ جاؤ گے اگر وہ میرے اوپر غالب آگیا اور اگر مین غالب آیا تو پھر کیا ہے یہ سنکے انصرام نے سحر کیا
کہ مچھلی کی صورت پر ہو گئی ناشاد نے اپنے کو مگر بنایا ثمر دوست نے اپنے کو نہنگ کی صورت بنایا مگر یہ سب
گرد ثمر وہم کے کھڑے ہین اُسکے پاس سے الگ نہین ہوتے ہین یہان تو یہ تدبیرین ہو رہی ہین ثمر وہم نے
ایک گولہ فولادی ہاتھ مین لیا ہے اُسکو سحر سے درست کیا ہے اور اِس قصد سے کھڑا ہے کہ ادھر آفتاب یہان
آیا اور مین نے گولہ مارا راوی سخن بیان کیا ہے کہ یہ دن ٹھہر وہ آفتاب تھوڑے عرصے تک بالا سے ہوا قائم رہا
اور عکس اُسکا نہر پر پڑا گیا مگر گرمی کی وہی حالت تھی کہ سب بیقرار تھے اور شدت عطش سے بیتاب تھے کہ
راکب دمرکب دونون دریا سے عرق مین ازسرتاپا غرق تھے اُدھر وہ آفتاب اُسی طور سے قائم ہے جب چمکتا ہے
اور گرمی زیادہ ہو جاتی ہے اور آنکھون مین چکاچوند سی ہو جاتی ہے سب حیران ہین لشکر ارژنگ و چترنگ کے
لوگ کہ رہے ہین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے آج یہ تا بیتا ہوتا ہے کہ اسی طور سے سب کے سب تمام ہو جائینگے
لشکر آفتاب پرستون کا یہ حال ہے کہ صدا سے یا نور اور نور کے نعرے بلند کر رہے ہین اور بہت خوش ہین کہ کا یک
وہ آفتاب یا تو قائم تھا یا متحرک ہوا اور چکر کر اُسنے زمین کا رخ کیا اور دفعۃً کڑک کر اُسی نہر مین گرا
سب نے دیکھا کہ تمام نہر کا پانی طلائی رنگ کا ہو گیا اور جو جانور ان آبی بالا سے پانی بیقراری کے سبب
اُبھر آئے تھے سب خاک ہو گئے اُنکے جسمون سے خود بخود آگ نکلی اُسنے جلا دیا پانی کی یہ نوبت ہوئی
کہ جوش کرتا کرتا اُبلنے لگا اور خشک ہونے لگا اب پانی کے اندر کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ جیسے وہ آفتاب
پانی مین گر کے تر تب ہوا ثمر وہم تو اِس انتظار مین کھڑا تھا کہ آفتاب آئے تو گولہ ماروں بس جیسے ہی آفتاب
پانی مین گرا اور غرق ہوا ثمر وہم نے دیکھا کہ وہ ظاہر آیا فوراً گولہ مارا اور کہا کہ نیچ او آفتاب میرے حربہ
کو یہ جو ثمر وہم نے کہا آفتاب سے صدا پیدا ہوئی کہ ابھی تک تیرا غرور نہین گیا تو اپنے خدا سے ایسی تقریر
کرتا ہے دیکھ جل جائیگا اور یہ گولہ تیرے سحر کا ہے یا موم خام کا ہے دیکھ تو بھلا یہ گولہ میرا کیا کریگا اب جو غور کر کے
ثمر وہم نے دیکھا تو واقع مین وہ گولہ موم خام کا تھا اہے اسکے حواس باختہ ہوئے مگر اپنے ہر اُستاد کی
اپنی تیغ لی ہے ایک نارنج نکال کر مارا وہ قریب آفتاب پہنچکر جل گیا اُدھر سایہ پڑا آفتاب کا مچھلی
اور نہنگ وہ مگر پر پڑا اُنکی صورتین بدل گئین ہر ایک اپنی اصلی صورت پر آ گیا آفتاب سے صدا سے قہقہہ
بلند ہوئی آواز آئی کہ کیا خوب آدمی سے جانور بنے تھے اور یہ نہین جانتے تھے کہ خدا سے بھی کوئی پوشیدہ
ہو سکتا ہے مجھکو پہلے ہی بزور علم اپنی خدائی و قدرت سے معلوم ہو گیا تھا کہ تم جانور آبی بنے ہوئے گرد ثمر وہم
کے کھڑے ہو دیکھو میرے آگے ہی اپنی اصلی صورت پر آ گئے کیون اپنے کو ثمر وہم کے ساتھ ہلاک کرتے ہو دیکھو
مجھ خدا کو اب بھی پہچانو میری قدرت کے قائل ہو یہ تو گمراہ ہے اور تم سب کو بھی گمراہ کر رہا ہے اب اسپر تو

عذاب نازل ہوتا ہی اور ہر ایک حیران تھا کہ یہ کیا ہوا یہ تدبیر بھی نہ پوری ہوئی مگر کسی نے جواب نہ دیا جب کہ
محروم نے دیکھا کہ یہ دونون حربے بھی میرے خالی گئے یہ سوچ کر پھر اپنے سحر کیا کہ بصورت مگر ہوگیا اور منہ کھولکر
اِس قصد سے چلا کہ اِسکو دم کشی کرکے نگل جاؤن یہ تو اُدھر سے چلا اُدھر افصرام وناشاد نے ترنج ونارنج
وناریل جھولیون سے نکال کر اور اسم سحر پڑھ دم کرکے آفتاب پر مارے سب اُسکے قریب آکر جلکر خاک ہوگئے
یہ دونون نیچہ سحر پکڑ کر دوڑے کہ مارے نیچون کے اسکے پرزے پرزے کرینگے اس آفتاب کو توڑ ڈالینگے
اُدھر سے یہ چلے اور اُدھر سے محروم دہن باز کرکے اُسکے قریب پہونچا جیسے ہی عکس آفتاب کا محروم پر پڑا
فورًا اپنی اصلی صورت پر آگیا دم کشی نہ کرنے پایا یہ تینون بھی قریب پہونچ گئے تھے بس ایک صدا نے عجیب
اُس آفتاب سے آئی وہ سب کے سب مع محروم کے بیہوش ہوگئے اور گرے کسی کو اپنے حال کی خبر نہ رہی
یہان بیرون نہر لشکر ارژنگ وچہرنگ کے لوگ یہ خیال کر رہے تھے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی کہ آفتاب
نہر مین غرق تھا مگر گرمی اُسی طور رہی تھی سنگان نے چہرنگ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی بہت بڑا معرکہ پڑا کہ نہ تو
ابھی تک محروم نکلے نہ آفتاب بلند ہوا چہرنگ نے جواب دیا کہ میرے اُستاد ایسے ویسے نہین ہین کہ وہ
مغلوب ہوجائین ضرور اُسکو قتل کرینگے سنگان نے جواب دیا کہ جو کچھ ہوگا وہ ابھی ظاہر ہوا جاتا ہی مگر مجھکو
انجام اچھا نہین نظر آتا ہی میرے نزدیک محروم ابھی مغلوب ہونگے وہ غالب آئیگا اِسکا سبب یہ ہی کہ اگر
ذرا بھی محروم کو غلبہ ہوتا تو یہ حدت اور گرمی کم ہوتی کسقدر عرصہ ہوا ہی آفتاب کو غرق نہر ہوئے کم ہونا
کیسا اور گرمی زیادہ ہوتی جاتی ہی یہ تقریر ہو رہی تھی کہ دیکھا سب نے کہ نہر کو طلاطم ہوا پہلے سے زیادہ اور
پانی جوش مارنے لگا اور بالکل کم ہوگیا مگر رنگ پانی کا طلائی تھا اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ کندن چمک رہا ہی اور
ایسا نور اُس پانی سے پیدا ہی بس جب نہر مین پانی نے جوش مارا اور نہر مین طلاطم ہوا سب نے دیکھا کہ
سناٹا ہوا ایک برق سی کوند گئی اب سب نے دیکھا کہ وہ آفتاب نہر سے نکلنے لگا نوبت بایں جا رسید کہ پانی سے
باہر نکلا اور بلند ہونے لگا مگر لرزان اور سرخ اسقدر کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ تابہ آہنی کو آتش مین ڈال کر خوب گرم
کیا ہی اور وہ سرخ ہوگیا ہی حلیہ بادشاہ نے تو سرشار شاہ سے کہا کہ غضب ہوگیا خداوند کو جلال آگیا دیکھو
کہ کیا اسوقت حالت ہی بس یہ لوگ تو یہ کہہ رہے تھے اُدھر وہ آفتاب جب کچھ بلند ہوا دیکھا کہ اُس مین سے
چار ہاتھ پیدا ہین کہ جسکے سبب سے اُس پر نگاہ نہین ٹھہر سکتی تھی کہ یہ ثابت ہو کہ یہ کیسے ہین ہان اسقدر ثابت ہوتا
تھا کہ اُن ہاتھون مین زنجیر طلائی ہین کہ جو پانی مین غرق ہین یہ لوگ اور حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہی یہ
ہاتھ کیسے ہین اور یہ زنجیرین کیسی ہین یہ کچھ بھید نہین کھلتا کہ یہ زنجیرین کیون پانی مین غرق ہین سب دیکھ
رہے ہین کہ جو جو آفتاب بلند ہوتا ہی وہ وہ زنجیرین باہر نکلتی آتی ہین یہانتک کہ وہ زنجیرین تمام ہوگئین سب نے
دیکھا کہ ہر ایک زنجیر کے سرے مین ایک آدمی بندھا ہوا ہی اب جو غور کرکے دیکھا تو یہ نظر آیا کہ محروم و ملکہ
افصرام وناشاد وغیرہ ہین اور بالکل بیہوش ہین اور بیحس وحرکت ہین ہاتھ پاؤن سب بندھے ہوئے
ہین یہ دیکھنا تھا کہ لشکر چہرنگ مین طلاطم مچگیا چہرنگ نے تو زیبا کر بیان تابہ دامن چاک کیا ارژنگ
حیران ہوکر رہگیا اژدر متحیر ہو کہ یہ کیا واقعہ گذرا اتنا بڑا ساحر یون اسیر ہوگیا اور کچھ بس نہ چلا اسلم
جن نور سرخ نے اژدر سے کہا کہ اُستاد دیکھا اور بہکر کوئی اسیر غالب نہین آتا کیا کیا تدبیرین محروم نے اپنے بچانے
کی کین اور اُسکے یہ یاد کرنے کی مگر ایک بھی پیش نہ گئی سب بیکار ہوئین ایسی تدبیرون سے ہوتا کیا ہی اژدر نے
جواب دیا کہ کیا بیان کرون اسوا اسلم جو سبب ہی کی ہاتھ سے مغلوب ہوگا اور کوئی اسیر غالب نہ آئیگا اسلم نے
کہا آگے دیکھیے سنگان نے چہرنگ سے اُدھر کہا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کیا ہوا جو مجھکو گمان تھا وہی ہوا اسیر تو غالب

آنا محال ہی کسیکی کیا مجال ہی بس معلوم ہوا کہ سب کا خیال خام ہی یہان تو یہ تقریر ہو رہی ہی مگر چتر رنگ نے
کسی بات کا تشنگان کی جواب نہین دیا ہاے استاد ہاے استاد زبان پر ہی اور اشکون کا تار بندھا ہوا ہی
ادھر وہ آفتاب بلند ہو کر قریب آسمان پہونچ گیا یہ چارون اسی طور سے لٹکے ہوے ہین مزا یہ ہی کہ اب انکو
اپنی فکر نہین ہی نہ گرمی کا خیال ہی نہ پیاس کی فکر ہی ابھی تک گرمی اسی طور سے ہی جب آفتاب قریب
آسمان پہونچا تو اوس آسمان سے صدا آئی کہ ای بندگان مین دیکھا تم سب نے قدرت میری کہ کیونکر مین نے
انکو گرفتار کر لیا ہی بھلا کوئی بھی خدا سے لڑ سکتا ہی جو لڑے تو آخر کو اپنی سزا کو پہونچے اب انکی روح ملک الموت
قدرت قبض کریگا جو اپنے خدا سے سرکشی کرتا ہی اور انکار الوہیت اسکی کرتا ہی اسکو یہ سزا دی جاتی ہی بس تم سب کو معلوم ہو
کہ اگر میرے کہنے پر عمل نہ کروگے اور دین آفتاب پرستی نہ قبول کروگے اور اس گمراہی سے باز نہ آؤگے
تو مثل انکے اور جمود کے اور ثمود کے اور دیگر لوگون کے جو کہ میرے عذاب مین مبتلا ہوے ہین تم سب پر
بھی عذاب نازل کرونگا اور سب کو غارت کر دونگا یہ صدا آئی اور آفتاب اس آسمان مین غروب ہو گیا
راوی نے بیان کیا ہی کہ شام بھی قریب تھی آفتاب اصلی غروب ہو چکا تھا اب وہ گرمی بھی کم ہو گئی بالکل
جاتی رہی اب سب کے ہواس درست ہوے [illegible] خیال کر کے دیکھا کہ آفتاب تو پنہان ہی مگر وہ چارون
زنجیر مین باہر ہین اور یہ لوگ اسمین لٹکے ہوے ہین لشکر چتر رنگ اور زنگ مین تہلکہ پڑا ہوا ہی ہر ایک
رو رہا ہی چتر رنگ اپنی جان دے رہا ہی ادھر یکایک آسمان شق ہوا اور ایک شکل مہیب ظاہر ہوئی کہ
جسکے چار سر تھے سولہ آنکھین سر پر بال بڑے بڑے سولہ ہاتھ ہر ہاتھ مین تلوار شعلے منھ سے نکلتے ہوے
آنکھین مثل انگارے کے چمکتی ہوئین آسمان سے باہر آیا اور قریب ان چارون کے آیا اور پکار کر کہا دیکھو
میری صورت مین ہون ملک الموت قدرت قابض ارواح جملہ جہان لو مین بحکم خداوند ان چارون کی
روح قبض کرنے آیا ہون اور اسی طور سے تم سب کی روح بھی قبض کرونگا تم سب جاتے کہان ہو صرف
خداوند کے حکم کا منتظر ہون یہ کہکر پہلے اسنے افراہم کو اس زنجیر سے کھولا اور گردن ایک ہاتھ سے پکڑ کر دوسرے
ہاتھ سے تلوار ماری کہ سر تو ہاتھ مین رہگیا اور تن طرف زمین کے چلا اسنے جلدی سے سر کو بھی ہاتھ سے چھوڑا
اور فوراً ناشاد کو زنجیر سے کھولا اور اسی طور سے اسکا بھی سر پکڑ کے تلوار ماری کہ سر تن سے جدا ہو کر ہاتھ
مین رہگیا تن طرف زمین کے چلا اسنے سر کو بھی چھوڑ دیا اور جمروت کو اسی طور سے قتل کیا لیکن ان تینون
ساحرون کے مرنے کی جو علامت بلند ہوئی لشکر مین ایک تلاطم مچگیا ہر ایک چیخین مار کر رونے لگا ادھر اس
صورت مہیب نے فرخ دم کو زنجیر سے کھولا اور اسی طور سے اسکا بھی سر قلم کیا اور تن طرف زمین کے چلا اسنے
سر کو بھی ہاتھ سے چھوڑ دیا اور اف جو کی تو [illegible] شعلہ نکلا اور وہ شعلہ [illegible] تن فرخ دم سے لپٹ گیا اور سر سے
ابھی وہ تینون تن اور سر بھی زمین پر نہ پہونچے تھے اس شعلہ نے انکو بھی لیا چارون تن جلنے لگے پھر وہ شکل
مہیب اسی آسمان مین غائب ہو گئی ایک تلاطم عظیم اس عالم [illegible] مین [illegible] کے مرنے سے برپا ہوا آگ برسنے
لگی سیاہ آندھیان پے در پے بلند ہوئین کہ جسکے سبب سے تمام صحرا اندھیارا ہو گیا بڑی بڑی سلین سنگ کی
اور برف کی گرین ہیبتناک بول کر غل مچانے لگے اس تاریکی سے پیہم یہ صدا آ رہی تھی ہاے ملکہ افراہم
و ناشاد جادو و جمروت جادو و ہاے فرخ دم جادو [illegible] سامری
و جمشید [illegible] ہاے [illegible] قتل کیا [illegible]
[illegible]
[illegible] صدا آ چکی

اور وہ تاریکی ہر طرف ہوگئی سب صاف ہوگیا کوئی علامت سحر کی باقی نہ رہی بس راوی نے یہ بیان کیا ہے
کہ جو چیزیں چترنگ کی پاس الفرام و ناشتاد و جمرود و جمرودم کے سحر کی تھیں سب جل گئیں وہان
بارگاہ میں تختہ تاہیں ایک مرتبہ آگ لگ گئی خود بخود وہ جلنے لگا ایسے شعلے بلند ہوئے کہ بارگاہ بھی جلنے لگی اور
وہ گلدستہ بھی اور جو اشیا اس بارگاہ میں تھیں سب میں آگ لگ گئی جو وہان کے منتظم و محافظ تھے وہ
یہ حال دیکھکر بھاگے جو رہگئے تھے وہ جلنے لگے جو بھاگے تھے وہ طرف میدان کے چلے کہ چترنگ کو خبر کرین
یہان میدان میں تلاطم مچا ہوا ہر ایک نے اپنا گریبان چاک کیا ہے چترنگ نے قصد کیا تھا کہ اپنے کو ہلاک
کرین کہ ارژنگ و جنگجویان نے منع کیا اور سمجھایا شہدادشاہ نے اپنی بری حالت کی ہے جب اہل لشکر نے
دیکھا کہ جمرودم کے مرنے کی علامت بلند ہوئی اور جمرودم کا تن خاک ہوگیا اور تاریکی دفع ہوئی بس سب نے
قصد کیا کہ تلوارین پکڑکر لشکر طلوہ بادشاہ پر جا پڑین مرکبون کی باگین اٹھا لینے کا قصد کیا تھا جنگجویان کو پہلے سے
اس امر کا خیال تھا اور وہ بار بار دیکھتا تھا وہ لشکر چترنگ کے قصد کو سمجھ گیا اسنے ارژنگ سے کہا کہ اسوقت
اور غضب ہوتا ہے کہ لشکر چترنگ نے جنگ مغلوبہ کا قصد کیا ہے اگر اسوقت جنگ مغلوبہ ہوئی تو قیامت ہوجائیگی
اول تو یہ امر ہو کہ شام ہوگئی ہے دوسرے آفتاب جاتا ہے و دو کو بہت غصہ ہے اسوقت سب کا قاتل ہے چترنگ سے
کہئے کہ وہ منع کرین کہ یہ کیا غضب کرتے ہو یہ جنگجویان نے کہا ارژنگ نے چترنگ سے کہا کہ فورا اگر یہ
موقوف کرو اور اپنے لشکر کو منع کرو کہ یہ کیا غضب کرتے ہو ایسا کہیں غضب بھی نہ کرنا ورنہ اسوقت
سب کا قاتل ہو جائیگا چترنگ نے کہا کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں ارژنگ نے کہا کہ انھون نے جنگ
مغلوبہ کا قصد کیا ہے اگر اسوقت مغلوبہ ہوئی تو سب لشکر کا قاتل یہ ہو ارژنگ نے چترنگ سے کہا
چترنگ نے اسیوقت نقیبون کو حکم دیا کہ پکار کر کہدو کہ خدا اوند منع کرتے ہیں کہ اسوقت جنگ مغلوبہ نہ کرنا
ورنہ خرابی ہوگی نقیبون نے یہ حسب الحکم چترنگ سب لشکر میں پکار کر کہا ایسا انھون نے اپنا قصد فسخ کیا
اپنے اپنے مقام پر کھڑے رہے جنگجویان نے ارژنگ سے کہا کہ اب کس امر کا انتظار ہے طبل باز بجوا دیجئے
بس فورا ارژنگ نے حکم دیا کہ طبل باز بجے فورا لگا رہے چو چوب پڑی ادھر ارژنگ نے فیلبان
کو حکم دیا کہ ہاتھی کو طرف فرودگاہ کے پھیردے اپنے ہاتھی کا رخ پھیر دیا بس لشکر نے بھی اچار رخ بدلا
ارژنگ و چترنگ گریان و نالان اور لشکر چترنگ کی گریان اپنے ہمراہ لیکے یا لیے چلا گو وہ لشکر
طلوہ بادشاہ میں بھی طبل باز گشت نوازش میں آیا طلوہ بادشاہ کا لشکر کہ خوشی خوشی اپنی فرودگاہ پر آیا
لشکر نے کمر یں کھولیں سب آرام سے ہوئے طلوہ بادشاہ لباس بدل کر بارگاہ میں آیا اور سب سرداران بھی اپنے
اپنے تبدیل لباس کرکے حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا طلوہ بادشاہ نے ساقی کو حکم دیا کہ سب کو شراب
پلاؤ اسنے فورا جام لبریز کرکے ہر ایک کو دیا سب نے جام نوش کیا طلوہ بادشاہ نے حکم دیا کہ مطربان خوش گلو حاضر
ہوکر مبارکبادگائین بس اسی وقت ملازم حاضر ہوئے مبارکباد گانے لگے صحبت ناچ و رنگ برپا
ہوئی یہان تو خوشی ہو رہی ہے وہان لشکر چترنگ و ارژنگ جو فرودگاہ میں پہونچا کہرام مچا اور ہر ایک
جمرودم کا نام لیکر اور جیشین مارکر رونے لگا اسقدر کثرت گریہ تھی کہ آواز سنائی نہ دیتی تھی کوئی ایسا نہ تھا
کہ جو نہ روتا ہو چترنگ و شہداد و دیگر بادشاہ و بختار شاہ و دیگر سب شاہ و زنار شاہ وغیرہ کی تو حالت تباہ
تھی لوگون نے ان سب کو پکڑکر مرکبون سے اور چترنگ کو تخت پر سے اتارا ابھی بارگاہ میں نہ پہونچے
تھے کہ محافظان بارگاہ چترنگ چاک گریبان بحال پریشان روتے ہوئے پہونچے انھون نے یہان کی حالت
بہت خراب پائی ہر طرف ہائے جمرودم و الفرام و ناشتاد و جمرود کی صدا بلند ہے یہ اور حیران ہوئے کہ یہ کیا

واقعہ ہی دو ایک سے دریافت جو کیا تو اُسنے کہا کیا تم سو رہے تھے دونون لشکر ایک مقام پہ ہین اور اتنا بڑا معرکہ گذرا اُنکو خبر نہوئی اُنھون نے کہا کہ ہم بارگاہ مین تھے اور یہ معرکہ جو کچھ ہوا ہی میدان مین ہوا ہی ہم خود خبر کرنے آئے تھے کہ تخت خداوندی و بارگاہ اور کل اشیا جل گئین بلکہ اُسکے ساتھ کے محافظ بھی جلے ہم یہ خبر کرنے میدان کو جاتے تھے کہ خداوند کو اس حال سے آگاہ کرین یہانسے ابھی چلے تھے کہ لشکر آیا اُسکی یہی حالت دیکھی سنا کہ خداوند بارگاہ ارزنگ مین ہین تمنے کہا کہ جاکر اُسے خبر کرو مین تم بیان کرو کہ یہ کیا معرکہ گذرا اُسنے یہ سنکے کل حال بیان کیا ابتو یہ بھی رونے لگے اور اُسی حالت سے قریب چترنگ آئے ابھی چترنگ و ارزنگ بارگاہ مین نہ گئے تھے کہ اُنھون نے قریب چترنگ پہونچکر اور دکر سب حال بیان کیا کہ خداوند اُنکے تخت مین خود بخود آگ لگ گئی تمام بارگاہ جل گئی یہ سننا تھا کہ چترنگ نے کہا کہ کیون نہ جل جاتی کہ جبکہ اُسکا بنانے والا ہی سردار مارا گیا خیر مین تو تباہ ہوگیا اُسنے کہا کہ جاؤ مین کیا کرون وہ یہ خبر کرکے چلے گئے پس چترنگ و ارزنگ اور کل سردار بارگاہ ارزنگی مین آئے یہان بھی دربار آراستہ ہوا سرداران چترنگ اور خود چترنگ اور وہ بادشاہ جو ہمراہ چترنگ ہین سب کہیں جا لگے ہین ارزنگ اور اُسکے سردار خاموش بیٹھے ہوئے گردن جھکائے ہین جب دیکھا کہ کسی سے کلام نہین ہوتا ارزنگ نے چترنگ کو خوب سمجھایا اور خاموش کیا چترنگ کے خاموش ہونے سے اور سب نے بھی ضبط کر لیا اب سب خاموش بیٹھے ہین کہ سخنگان نے ارزنگ سے کہا کہ اب کیا صلاح ہی آیا کل مقابلہ ہوگا یا نہین ارزنگ نے کہا کہ مین کیا بتاؤن میری تو عقل کو حیرانی ہی کہ کیا کرون اگر مقابلہ کرتا ہون تو سوائے شکست کے کچھ نہین نظر آتا ہی اگر مقابلہ نہین کرتا ہون تو کیا کرون یہ گوارا نہین ہوتا ہی کہ سپاہ سے بدون حصول مقصد اور اُس خوف سے کہ لشکر تباہ ہوتا ہی چلا جاؤن سب یہ کہین گے کہ کیا سمجھکے لشکر لیکر گئے تھے جب دباؤ پڑا تو بھاگے مین تو عجب مخمصے مین مبتلا ہون سخنگان نے کہا کہ میری صلاح یہ ہی کہ صلح کر لیجیے اور اُنکے شہر یکسا ہو کر خداے پیقولون پر چترپلیس کو ورغلان کر لے چلیے مجکو یقین ہوتا ہی کہ ضرور یہ خداے پیقولون پر غالب آئیگا اور وہ اُنکے ہاتھ سے ضرور مغلوب ہونگے اب اُنکی یہ بادی کا زمانہ گیا ہی یہ خوب شخص ہاتھ لگا ہی اور اگر یہ خداے پیقولون کے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی اپنا مطلب حاصل ہی اور اگر وہ مارے گئے تو بھی اپنا مطلب حاصل ہوا دونون طرح سے اپنا ہی مطلب ہی ارزنگ نے کہا کہ ابھی تو مین اسکا جواب نہین دیتا ہون اور نہ یہ کہتا ہون کہ کل مقابلہ کیا جائیگا کہ نہین چترنگ کی بھی یہی صلاح ہی اُسکے ابھی حواس درست نہین ہین وہ اپنے استاد و اپنی والدہ اور زوجہ کے غم مین مبتلا ہی اُسکو فراغت ہو لے تو اُس سے بھی رائے لی جائے سخنگان نے کہا کہ ہین نے مانا ارزنگ نے کہا کہ جب اُسوقت جیسی صلاح ہوگی خواہ مقابلہ کی خواہ صلح کی وہ کیا جائیگا ہان بالفعل تو کل مقابلہ موقوف ہی یہ جو اژدر نے سنا کہ کل مقابلہ نہوگا فوراً اپنے دنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میری ایک بات سنیے ارزنگ نے کہا کہ فرمائیے اژدر نے کہا کہ کل ضرور مقابلہ فرمائیے یہ نہین ہوسکتا ہی کہ کل مقابلہ نہو مجکو بھائی محروم کے مرنے کا بڑا صدمہ ہی کیا کرون مین اِس سبب سے ناچار رہ گیا کہ شام ہوگئی تھی اگر کچھ بھی دن ہوتا تو ضرور جا کر مقابلہ کرتا مجکو بدون آفتاب جادو کو مارے ہوئے چین نہ آئیگا خواہ اُسے مین ہی قتل ہو جاؤن خواہ حریف کو قتل کرون سخنگان نے جواب دیا کہ اُستاد تعجیل نہ فرمائیے ذرا سمجھ بوجھکر کام کیجیے اِس جلدی مین خرابی ہوگی دوسرے خداوند فرما چکے ہین کہ کل مقابلہ نہوگا آپکی رائے ہی تو کل فرمائیے عجلت مین کام خراب ہوتا ہی اژدر جادو نے کہا کہ جو کچھ ہو جائے خراب ہو جائے درست ہو مین ہرگز نہ مانونگا کل ضرور جا کر مقابلہ کرونگا اگر لشکر نہ جائیگا نہ جائے بلکہ ارزنگ اور آپ اِسی مقام پہ رہین کوئی میرے ہمراہ نہ جائے مین تنہا جا کر مقابلہ کرونگا مین کسی کے بھروسے پر مقابلہ کرنے نہین جاتا ہون تم لوگ خیر سے بیٹھے رہو مین ساحر ہون تم میرے کیا کہا

کروگے صرف تماشائی ہو اگر نہ جاؤ گے تو کیا ہوگا کل کا مقابلہ نہ موقوف ہوگا یہ جو اژدر نے کہا سخنگان نے
یہ کہکر اژدر کی طرف سے منھ پھیر لیا کہ میں کیا کروں تمھاری بھی قضا آئی ہو ارزنگ نے کہا کہ اُستاد کو منع
فرمایئے کہ وہ برائے مقابلہ کوشش نہ کریں ذرا تو صبر کریں دو ایک دن تو ٹھہریں پھر دیکھا جائیگا ارزنگ نے
بہت سمجھایا مگر اژدر نے نہ مانا تب تو ارزنگ نے ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور چوبدار حکم لیکر نقارخانہ
کو جا چکا اُسوقت اژدر جادو اپنے دنگل پر آکر بیٹھا اُدھر چوبدار نے حکم ارزنگ سے نقارچیوں کو آگاہ کیا
اُنھوں نے کوس حربی پر چوب لگائی صدائے نقارہ بلند ہوئی سب کو اہل لشکر سے معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ
ہوگا شب بھر سامان جنگ میں مصروف ہوئے آلات حرب وضرب درست کرنے لگے ہرکارے لشکر
آفتاب پرستوں سے خبر نواخت طبل جنگ لیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے بارگاہ میں آکر کافر نے کافر
کو ہاتھ اُٹھا کر بعد عادی اُسکے بعد عرض کیا کہ لشکر ارژنگ میں بھی طبل جنگ بجا ہے کل پھر وہ میدان
میں آکر مقابلہ کریگا طومار شاہ نے حکم دیا کہ یہاں بھی کوس حربی بجے فوراً یہاں نقارہ حربی بجایا گیا اہل لشکر
طومار شاہ کو بھی معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ ہوگا یہاں بھی سامان جنگ ہونے لگا دو پہر رات تک طومار
شاہ نے دربار کیا اُسکے بعد دربار برخاست کیا سب سردار اپنے مقام پر آئے آلات حرب وضرب کو درست
کرکے سو رہے طلایہ پھرنے لگا ہوشیار باش بیدار باش کی صدا بلند ہوئی وہان بارگاہ ارژنگ میں جب
حکم طبل جنگ بجنے کا ہو چکا اور طبل جنگ بج چکا اژدر اپنے مقام پر آکر بیٹھا اُسوقت اسلم بن تورج نے
کہا کہ اُستاد پہلے میں جاکر مقابلہ کرونگا اُسکے بعد آپ مقابلہ فرمایئےگا اژدر نے کہا کہ اے اسلم تم یہ بیکار کہتے ہو
جبکہ جمود ایسی ساحرہ و شمود ایسی و صحر وصم ایسا ساحر نہ غالب آیا تو تم کیا ہو بس بہتر یہ ہے کہ میں ہی جاکر مقابلہ
کروں اسلم نے بہت کہا مگر اژدر نے نہ مانا اسلم ناچار ہو گیا یہاں بھی ارژنگ نے دربار برخاست کیا
پھر ناگ اپنی بارگاہ میں سو رہا شمود سے بارگاہ کو خالی پاکر بہت رویا شداد بھی گریہ وزاری میں مصروف ہوا
جو کہ خواجہ سین وغیرہ شمود کی ملازم تھیں وہ بھی بہت روئیں یہاں لشکر میں رات بھر گریہ وزاری کی صدا بلند رہی
لشکر جمہور ناگ و ارژنگ کے لوگ مصروف سامان جنگ تھے اور صحر وصم کو بھی روتے جاتے تھے اور
سامان جنگ بھی کرتے جاتے تھے طلایہ پھر رہا ہے اُدھر اژدر نے جاکر اپنے خیمے میں اپنے سحر کو جگایا سخنگان
اپنے خیمہ میں بہت متفکر ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ظاہر میرے نزدیک تو اژدر کی بھی قضا آئی ہے کیونکہ اسنے بہت
جلدی مقابلہ میں کی ہے آجکل آفتاب پرستوں کا ستارہ اقبال ترقی پر ہے انپر کوئی غالب نہ ہوگا اگر عالم عالم ایک
ہو جائے ارژنگ نے برا کیا کہ اژدر کے کہنے پر عمل کیا طبل جنگ بجوا دیا بڑی خرابی ہے انجام اسکا اچھا نہیں
ہے سوائے شکست کے یہ اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا اپنے دل سے باتیں کر رہا ہے ارژنگ اپنے خیمہ خاص میں پلنگ پر
لیٹا ہوا ہے یاد معشوق میں مبتلا ہے اشعار عاشقانہ زبان پر ہیں تصویر جو کہ خواجہ حسین سے اُس نے لی
تھی وہ ہاتھ میں تھی اُسکو مخاطب کرکے باتیں کر رہا ہے کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے کبھی شعر پڑھتا ہے یہ رنگ
تھے یہاں دونوں لشکروں کے بہادروں نے وہ رات جاگ کر بسر کی طبل جنگ برابر رات بھر بجا کیا کہ یکایک
آثار سحر فلک زبرجدی پر نمایاں ہوئے نور سحر نے افق مشرق سے ظہور کیا ظلمت شب کافور ہوئی نسیم سحری
کے جھونکے چلنے لگے بلبلیں آمد سحر دیکھکر اپنے اپنے آشیانوں سے نکلکر شاخہائے درخت پر بیٹھیں گلوں کو شگفتہ
دیکھکر چہچہے کرنے لگیں طائران خوش الحان بصد خوشی حمد الٰہی میں مصروف ہوئے سبزہ برابر کوسوں روئیدہ
تھا اُسپر قطرہائے شبنم جو پڑے تھے تو دانہ ہائے لؤلؤ معلوم ہوتے تھے صبا چمن کا عنوں سے ہو کر آتی تھی تو اُسکے
دوش پر خوشبوئے گل سوار تھی دماغوں کو معطر کرتی تھی اُدھر شہنشاہ انور نے اپنے رخ نورانی پر سے نقاب

شب کو دور کیا عالم میں ظہور کیا اپنے نور جمال سے تمام دنیا کو معمور کیا یعنے صبح ہوگئی آفتاب عالم تاب بصد آب
و تاب دریچہ مشرق سے برآمد ہوا ہر ایک بستر سے اٹھا لشکروں میں ورد سحر گہی پوجا ہونے لگا گھنٹے و ناقوس
بجنے لگے لوگ اشنان کرنے لگے ہار پھول موافق اپنے اپنے مذہب کے چڑھانے لگے جرس کی صدا بلند ہوئی بعد
فراغت امور دینی و ضروری کے کمریں کسیں اور مسلح و مکمل ہوکر سب سردار اپنے اپنے خیموں سے نکلے حاصل کلام
طومار شاہ برآمد ہوا لشکر کو آراستہ پایا تختہا پر ہر ایک بادشاہ سوار ہوا لشکر کو حکم طرف میدان کے روانہ ہونے کا
دیا تخت شاہی بھی روانہ ہوا طومار شاہ وغیرہ لشکر کو لے کر میدان جنگ میں پہونچے صف بندی کا حکم دیا
اُدھر ارژنگ بھی بیدار ہوا اور خیمے سے برآمد ہوا لشکر بھی تیار تھا تخت پر سوار ہوا چترنگ بھی اپنے خیمے میں
بیدار تھا گو اُسکا قصد یہ تھا کہ میدان جنگ میں نہ جاؤنگا اُسنے دل سے کہا کہ اے چترنگ میدان میں آج
ضرور چل اور مقابلے کا تماشا دیکھ کیونکہ اژدر جادو نے بہت چاہا ہی سے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہو اژدر
کے مقابلے کا تماشا ضرور دیکھنا چاہیے بس یہ خیال کر کے اور لباس تبدیل کر کے برآمد ہوا یہاں ارژنگ
اُسی وقت اپنے خیمے سے نکلا تھا کہ چترنگ نے ارژنگ کو سلام کیا ارژنگ نے کہا کہ کیوں بھائی میدان
کو چلو گے چترنگ نے جواب دیا کہ جی ہاں بس ارژنگ نے چترنگ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا کل
لشکر کا مجرا ہوا لشکر چترنگ بھی تیار تھا بس ارژنگ لشکر کو ہمراہ لیکر طرف میدان کے چلا علم طوق پیکر
و سنگ پیکر جلوہ گری پر آئے ارژنگ لشکر لیے ہوئے میدان میں پہونچا راوی نے بیان کیا ہو کہ اُس دن
اژدر بھی بہت سامان سے ہمراہ لشکر تھا ایک تخت پر سوار تھا چنڈول یا دلہ کی شان سے بیٹھی ہوئی کالے
کوڑیالے گلے میں اور بازوؤں پر لپٹے ہوئے قشقہ سیندور کا ماتھے پر کنٹھ رشتوں کے گلے میں پڑے ہوئے بھبوت منہ پر ملا
ہوا ایک گیروا کرتا پہنے ہوئے سمت چند صحی ہوئی ایک اول آہنی اُسکے ہاتھ میں تھا اُسمیں کڑا پڑا ہوا تھا
اور اُسکے ہاتھ میں بھی ایک آہنی کڑا پڑا ہوا تھا سامنے تخت پر ایک کاسہ رکھا ہوا تھا اُسمیں پانی بھرا ہوا
تھا اور ایک تھیلی سرخ رنگ کی اُسمیں پڑی ہوئی تھی اور کچھ جواہرات تخت پر رکھا ہوا اُس سامان سے اژدر
ہمراہ ارژنگ کے میدان میں آیا طومار شاہ تو آ چکا تھا دونوں طرف صف بندی ہونے لگی اور جب
صف بندی ہو چکی سقوں نے نکل کر آبپاشی کی تبرداروں نے جو درخت کہ حائل نظر تھے انکو قلم کیا میدان کو
نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا نقیبوں نے نکلکر نقابت کی بے ثباتی دنیا میں چند شعر پڑھے مذمت دنیا
بیان کی لشکر کی صفوں پر سناٹا ہو گیا جب نقیب نقابت کر کے لشکر میں گئے اب لشکر طومار شاہ کے لوگ
اس انتظار میں ہیں کہ دیکھیے کون میدان میں برائے مقابلہ آتا ہے کہ یکایک اژدر جادو نے اپنا تخت بڑھایا اور
روبرو ارژنگ کے آیا اور کہا کہ مجھکو اجازت مرحمت ہو کہ میں جا کر مقابلہ کروں یہ سنکے ارژنگ نے کہا کہ اے
اژدر جادو میں تمکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا ان سب آفتاب پرستوں کی موت تیرے ہاتھ سے ہے میں یہ تقدیر
کر چکا ہوں اسی ہزار برس پیشتر چترنگ نے یہ سنکے ہنسکر کہا کہ جی ہاں آپ نے یہ تقدیر کی ہے کہ اژدر جادو بھی
مثل محروم وغیرہ کے قتل ہو میں تو یہ جانتا ہوں اور اے اژدر مجھکو بھی پاس ہے افسوس تم نے بہت جلدی
کی اور مجھے فراق کی سامان کی فکر کی سوائے افسوس کے کیا کیا جائے اژدر نے کہا کہ تمکو ایسی ہی باتیں آتی
ہیں تم اپنی زبان کو بند کرو اور کچھ نہ کہو یہ کہکر ارژنگ و چترنگ کو سلام کیا اور تخت کو اڑا کر چلا تمام علم جلوہ گری
پر آئے اژدر اپنا تخت اڑا کر میدان میں آیا اور مقابل لشکر طومار شاہ کے ہوکر اپنے تخت کو روکا اور چند
شعبدے دکھائے سحر کیا کہ ایک ابر آکر برسا اُس سے موتی گرے اسکے بعد سحر کیا کہ زمین چاک ہوکر گیہوں جا بجا
نمودار ہوگئے وہ جب اپنے سحر کی نیرنگیاں دکھا چکا آواز دی کہ اے آفتاب پرستوں تم میں سے جسکو آرزوئے مرگ

ہو وہ میرے مقابلے کو آئے یہ صدا دیتا تھا کہ ایک مرتبہ لشکر طلوع بادشاہ کے علم جلوہ گری پر آئے اور طلوع دلاور نے
نیزہ بازی کا قصد کیا طلوع بادشاہ سے اجازت مانگی پر اسے مقابلہ پر جانے دیں کہ آسمان سے صدا آئی کیا غضب کرتا
ہے ساحر ہو کر ساحر کے مقابلے کو نکلتا ہے ٹھہر جا ہم اس پر اپنا عتاب نازل کرتے ہیں یہ اپنے دل کی حسرت
نکال لے یہ آواز ہوائی طلوع سن کر ٹھہر گیا اور آفتاب پرست بہت خوش ہوئے یہ صدا اپنے لشکر کو دے کر
اژدر کو آواز دی کہ اے اژدر جادو اب تو مقابلے کو آیا ہے تجھ وہم کل جو اپنے تماشا گردون کے کیا تھا تو اس نے
کیا کیا جو تو آیا کیوں اس قدر گمراہ ہوا ہے خدا کو پہچان سمجھ کر کیوں اپنی جان برباد کرتا ہے جس طور سے ہم نے
اپنا عذاب اُن سب پر نازل کیا ہے اُسی طور سے تیرے اوپر بھی نازل کرینگے اور تو دیکھ لینا کہ یہ سب تیرے
عذاب میں مبتلا ہونگے اپنی گمراہی سے باز آئیں ممکن نہیں ہے تو کیوں اپنے لشکر کی گمراہی میں برباد کرتا ہے اپنی
جان کو غنیمت جان دنیا میں رہ گیا مقدم ہے کیا ضرور ہے جو بیکار کو فنا کی جائے ہاں کچھ ایسی ہی ضرورت ہو
تو کیا مضائقہ ہے دوسرے یہ امر ہے کہ ہمارے سے بندہ اگر مقابلہ کرے تو یہ امید ہو کہ ہم بھی غالب آئینگے
اور جبکہ خدا سے مقابلہ ہو اور جسکے قبضہ میں تمام عالم کی جان ہو اس سے کون لڑ سکتا ہے بس ٹھہر جا اپنی جان
کو بچا ورنہ میرے عذاب میں گرفتار ہوگا ملک الموت روح قبض کریگا تو تجھ وہم دنجیرہ کا انجام دیکھ چکا ہے
اژدر جادو نے صدا دی کہ او نامرد نامعقول تو کیا یہ بک رہا ہے سامنے آ کہ مردان عالم سے مقابلہ کرے کیا کونے
میں بیٹھا ہوا ہے اور بک رہا ہے اور لڑائی کا تجھکو کبھی تو جمال خداوندی کی دیکھنے کی خواہش ہے خیر معلوم ہوگا تو بھی
عذاب لا سکے گا مثل جمود کے جلکر خاک ہو جائیگا تو اپنا حوصلہ نکال سامنے پھر میں اپنا جمال دکھاؤنگا زیادہ بکواس نہ
کر یہ سنتا تھا کہ اژدر جادو کو غصہ آ گیا فوراً جھولی میں ہاتھ ڈالکر چند دانہ ماش کے نکالے اور اسم سحر پڑھکر
اپنے چاروں طرف پھینکا بعدہ اُس جھولی سے ایک گولہ فولادی کا نکالا اُسپر اسم پڑھکر وہ گولا اُس آسمان پر مارا
وہ گولہ قریب آسمان جا کر شق ہوا اُسی سے ایک غبار بلند ہوا وہ غبار رفتہ رفتہ ابر ہو گیا اُس نے اشارہ کیا کہ وہ
ابر ایک مرتبہ جا کر آسمان پر اس زور سے پڑا اور آسمان سے لڑا کہ سب کے دل ہل گئے صدا ایسی ہولناک مہیب
پیدا ہوئی کہ گردون دوار کو بھی زلزلہ سا ہو گیا زمین کانپنے لگی پرندے جو اُڑتے تھے پریشان ہو گئے اور پھر وہ ابر
فلک لگا کر ہٹا اُسنے پھر اشارہ کیا پھر وہ ابر جھپٹ کر اس آسمان سے لڑا اُس سے بھی صدا پیدا ہوئی یہ راوی نازک
خیال نے بیان کیا ہے کہ اسی طور سے دس مرتبہ وہ ابر آسمان سے جا کر لڑا مگر آسمان کو حرکت تک نہ ہوئی ابر بھی
اسی طور سے قائم رہا یکایک ایک برق چمک کر اس ابر پر گری کہ جسکے سبب سے وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور مثل
روئی کے گالوں کے ہوا میں اُڑنے لگا آواز آئی تو نے ہماری قدرت دیکھی کہ کیونکر تیرے ابر کو ہٹا دیا اژدر نے
کچھ جواب نہ دیا برہم ہو کر اور ایک گلدستہ تخت پر رکھا تھا اُسکو اُٹھا کر اور اسم سحر دم کر کے اڑا دیا گلدستہ تھا گویا ہزاروں
توپیں اُسمیں بھری ہوئی تھیں قریب آسمان جا کر اُس سے صدائیں پیدا ہوئیں کہ جسکے سبب سے تمام عالم میں
تزلزل پڑ گیا یہاں تک کہ وہ صدائیں موقوف ہوئیں اب سب نے دیکھا کہ ایک عقاب تیز پرواز منقار اُسکی
فولادی پنجے اُسکا برابر فیل کے قریب آسمان ہوا ابر قائم ہے جیسے ہی وہ عقاب ظاہر ہوا اژدر نے حکم دیا کہ اے عقاب
اس آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے جو اُسکے اندر ہے اُسکو تو کھا لے یہ کہتا تھا کہ وہ عقاب جھپٹا کر قریب آسمان
گیا اور منقار و پنجہ اُسپر مارے مگر کچھ نہ ہوا شرارے نکلے پھر اُسنے جھنجھلا کر پنجے مارے پھر شرارے نکلے اب عقاب
پیہم حملہ کرتا ہے مگر کچھ اثر نہیں ہوتا ہے تھوڑے عرصہ تک یہ معرکہ رہا بعد اسکے وہی عقاب اپنے حملے کر رہا تھا
کہ برق کوند کر گری عقاب کو جلا دیا عقاب کا جلنا تھا کہ ایک فیل مست پیدا ہوا پر خود بخود ظاہر ہوا کہ جسکا قد بہت
دراز تھا خرطوم فولادی تھی بڑے بڑے دو دانت باہر تھے بس اژدر نے کہا کہ اے فیل تو ہی اس آسمان

سحر کو برباد کرے کے جو کوئی ہوا سکو ہلاک کرے کہتا تھا اژدر کا کہ وہ فیل بڑی تیزی سے چلا اور جاتے ہی اُسنے ایک
ٹکر ایسی لگائی کہ اگر پہاڑ پر لگاتا تو یقین ہے اُس پہاڑ کو دو ٹکڑے کرکے زمین پر گرا دیتا مگر اُس آسمان کو خبر بھی
نہوئی اُس فیل نے لاکھ لاکھ تدبیر کی کہ مین اِس آسمان کو برباد کر دون مگر ممکن نہوا یکایک اُس آسمان سے
ایک ہاتھ پیدا ہوا جیسے ہی اُس فیل نے چاہا کہ ٹکر مارے اُس ہاتھ نے اُسکی خرطوم پکڑ لی اور جھٹکا دیا کہ منھ کے
پاس سے اُکھڑ گئی خرطوم کا اُکھڑنا تھا کہ ایک شعلہ اُسکے منھ سے نکلا وہ ہاتھی مثل فیل آتشبازی کے جلنے لگا پھر
تاریکی ہوئی اب جو تاریکی برطرف ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک گینڈا بہت بڑا ہوا پر قائم ہے اُسکو بھی اژدر نے
اشارہ کیا اُسنے بھی کئی حربے کیے مگر کچھ نہوا یکایک پھر ہاتھ آسمان سے ظاہر ہوا اُسمین ایک تلوار تھی جیسے ہی گینڈا
نے ٹکر لگائی وہ تلوار کمر پیٹھی ہی کر صاف اُسکو دو کر دیا پھر تاریکی ہوئی اب جو تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ ایک
شیر زیان ہوا پر اُڑتا ہوا چلا آتا ہے آتے ہی اُسنے رخ طرف اژدر کے کیا اژدر نے اشارہ کیا وہ آسمان
کی طرف پلٹ پڑا جاتے ہی پنجہ مارا اور منھ اِسی طور سے کئی مرتبہ نوبت آئی کہ یکایک دو پنجے پیدا ہوئے
ابکی مرتبہ جیسے ہی اُسنے حملہ کیا اور منھ مارا دونون پنجے اُسکے دہن مین در آئے اور مثل کرپاس کہنہ کے اُسکو
چیر کر پھینکدیا ایک شور قیامت افزا بلند ہوا تاریکی ہوئی جب وہ تاریکی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا کہ ایک دیو
قوی ہیکل بدشکل مہیب صورت ایک پارچہ کوہ دوش پر رکھے ہوئے ہوا پر قائم ہے اُسنے پلٹ کر طرف اژدر
کے دیکھا اژدر نے اشارہ کیا کہ اِس آسمان سحر کو گرا دے یہ اشارہ کرنا تھا کہ اُسنے پیچھے ہٹ کر اور اُس
پارہ کوہ کو اُٹھا کر اُس آسمان پر مارا کہ ایک صداے تڑاقہ پیدا ہوئی گوش گردون کر ہوگئے شعلے نکلے اُسنے
پھر اُسی پر اُسکو روکا اور پھر ابکی اُس سے زیادہ طاقت سے مارا پھر ویسی ہی نوبت ہوئی اُسنے پھر روکا پھر مارا
نوبت با ینجا رسید کہ اُس دیو نے ہر مرتبہ اپنی قوت اُس پر ختم کی مگر کچھ نہوا ابکی مرتبہ جو اُسنے مارا اور شعلے نکلے
ایک شعلہ اُنھین شعلون مین سے اُسپر آکر گرا اُسنے اُسکو جلا دیا یہ بھی مثل دیو آتشبازی کے جلنے لگا ابکی مرتبہ
بہت شور قیامت افزا و تلاطم عظیم ہوا جب تاریکی دفع ہوئی سب نے دیکھا کہ وہ آسمان اُسیطور سے قائم ہے اور
اب کوئی نہین اُسکے مقابلے مین ہے سواے اژدر جادو کے راوی نے بیان کیا ہے کہ اُس گلدستے مین پانچ رنگ کے
پھول تھے وہی پانچ طرح کے حملے ہوئے جب اژدر نے دیکھا کہ یہ بھی میرا سحر رد ہوا اور کوئی کام نہ نکلا اُسکو بہت
غصہ آیا اور اُٹھا کر اُس جام آب کو زمین پر مارا کہ وہ پانی شرارہ ہوکر اُڑ گیا اور وہ ماہی ایک مرتبہ تڑپ کر
چلی طرف لشکر طومار شاہ کے منھ سے شعلے نکالتی ہوئی جہان پر لشکر طومار شاہ تھا وہان کی زمین جابجا سے
شق ہونے لگی اور پانی نکلنے لگا طرفۃ العین مین ایک بحر ذخار موجزن ہو گیا اور لشکری غرق ہونے لگے
لشکر مین تلاطم مچ گیا جو عالم طومار شاہ وغیرہ نے دیکھا ایک مرتبہ تاج سرون سے اُتار کر محتاج ہوئے
اور یون فریاد کرنے لگے کہ اے خداوند آفتاب ہمسے کونسا ایسا گناہ سرزد ہوا کہ ہمپر یہ عذاب نازل ہوا
ہوا آواز آئی کہ پریشان نہو تم مین سے کوئی غرق نہوگا یہ صرف اژدر جادو کا شعبدہ ہے اُسکو اپنے دل کی ہوس
نکال لینے دو یہ لوگ تو مصروف دعا تھے اُدھر وہ ماہی بھی پہونچی یا تو اُسکے منھ سے شعلے نکل رہے تھے یا اب
حباب نکلنے لگے اور آکر اُس دریا مین وہ شناوری کرنے لگی جسپر اُسنے حباب مارا وہ جلنے لگا یا غرق ہو گیا
اُدھر ماہی جلا رہی ہے اور غرق کر رہی ہے اُدھر پانی سب کو ڈبو رہا ہے ایک تلاطم ہے کہ مچا ہوا ہے کوئی نصف لشکر
تہ و بالا ہوا تھا کہ آسمان پر سے آواز آئی کہ اے پانی و اے ماہی تم دونون میرے بندے ہو اور میرے بندون کو
ہلاک کر رہے ہو جاؤ لشکر ارزنگ و چینر نگ کو اِسی طور سے غرق کر دو یا تو دریا اُس مقام پر جوش مار رہا
تھا اور دمبدم ٹھہر جاتا تھا یا دیک مرتبہ بالکل خشک ہو گیا وہ ماہی بھی اُسی پانی کے ہمراہ غائب ہو گئی پھر ذرا

ذرا تری کا نام بھی نہ رہا سب نے دیکھا کہ جو لوگ غرق ہوئے تھے وہ سب کے سب زمین پر کھڑے ہیں
ایک بھی ضائع نہیں ہوا سب بہت خوش ہوئے اور یا خداوند کہکر سجدے کو خم ہوئے اب جو سجدے
سے سر اُٹھایا تو کیا دیکھا کہ لشکر ارژنگ وچترنگ میں تلاطم مچا ہوا ہے دریائے ناپیداکنار موجزن ہے وہ
ماہی اُسی طور سے غرق کر رہی ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ وہی حالت ہوئی کہ یکایک یہاں لشکر بادشاہ
ارژنگ وچترنگ تھا وہاں کی زمین شق ہونے لگی اور پانی اُبلنے لگا لشکری غرق ہونے لگے لشکر میں تہلکہ مچگیا
کہ ہم غرق ہوئے جاتے ہیں یہ تو اُلٹی تدبیر ہوگئی اے اژدر جادو ہمنے کیا قصور کیا جو ہمکو غرق کرتے ہو یہ جو شور و غل
اژدر نے سُنا پلٹ کر جو دیکھا تو لشکر میں تلاطم پایا سنگان نے پکار کر کہا کہ اُلٹی تو کسی ہاتھی کی سی مثل ہوگئی بقول
کسے کہ گاڑھو ہاتھی اپنی فوج کو مارے وہی حرکت آپ نے کی یہ جو سنگان نے کہا اژدر کو خفت ہوئی بس برہم
ہوکر اُسنے چند دانے آتش کے اُٹھا کر اسم سحر پڑھکر اُس پانی پر اُسی مقام سے مارے اُس ماہی پر اور کہا کہ
جل جا اور خشک ہوجا جیسے ہی دانے آتش کے مارے ایک شعلہ پیدا ہوا کہ جسنے پانی کو بھی خشک کر دیا
اور ماہی کو بھی جلا دیا لشکر میں امن ہوا اور تلاطم موقوف ہوا جو لوگ غرق ہوئے تھے بعض اُنمیں ہلاک ہوگئے
تھے اور باقی زندہ تھے پھر لشکر کی صفیں درست ہوئیں آواز آئی کہ دیکھا تونے بیٹے تیرے ہی ہاتھ سے تیرے
سحر کو مٹوا دیا یہ قدرت ہے خدائی کی بس اب اژدر کو غصہ آگیا ایک مرتبہ جوڑے پر ہاتھ ڈالکر ایک کارد
نکالا اور ڈبیہ بس اُس کارد سے اُس بچہ خوک کو ذبح کیا اور اُسکا خون لیکر ایک پیالے میں رکھا اور راکھ
کا آٹا جھولی سے نکالا اُسکو اُس خون سے گوندھا اور ایک پتلہ بنایا اُسکے منھ میں ایک گولہ فولادی رکھا اور
ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کارد جھولی سے نکال کر دی اب اُسپر سحر کرنا شروع کیا اور اُسپر خون کے چھینٹے
دینا شروع کئے نوبت بایں جا رسید کہ وہ پتلہ بصورت انسانی ہوگیا جب صورت انسان پر ہوا تو پکارا کہ میری
خوراک لا اژدر نے فوراً اپنی ران کو خنجر سے چاک کیا اور اُسکا خون اُسکو دیا اُسنے اُس مقام پر منھ لگا
دیا جسقدر اُس سے خون پیا گیا پی لیا پھر منھ اُس مقام پر سے اُٹھایا یہاں اژدر نے یہ تدبیر کی تھی کہ
بچہ خوک کا دل و جگر نکال رکھا تھا جیسے ہی اُسنے منھ اُٹھایا ویسے ہی اُسنے وہ دل و جگر اُسکے آگے رکھدیا
اُسنے وہ بھی کھا لیا اب گویا ہوا کہ کیا حکم ہوتا ہے اژدر نے وہ ڈبیہ جو جوڑے سے نکالی تھی اُسکو کھولا اور ایک
چھوٹا سا سینہ فولادی نکالا اُسپر خون سیندور کے ٹیکے دیے اور رائی سرسوں گوگل لونگ گوگرد کو آگ پر
ڈالا اُس سے دھواں بلند ہوا وہ بھی اُس سینہ پر لیا جھولی سے ایک شیشہ نکالا اُس شیشہ میں وہ دھواں بند کیا اور
خوب مضبوط ڈاٹ لگا دی اور ایک شیشہ نکالا اُسمیں وہ خون خوک لیا اور کچھ اسم سحر اُسپر پڑھا کہ وہ خون جوش
مارنے لگا فوراً اُسنے اُسکا منھ بند کر دیا جب یہ سب تدارک کر چکا اژدر نے وہ شیشے اور وہ سینہ اُس پتلے
کو دیا اور کہا کہ اے بھائی یہ سب چیزیں لے جا اور اس آسمان پر مار جب یہ آسمان ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے
تو جو کوئی اُسمیں ہو اُسکو اس کارد سے ذبح کرنا کیونکہ وہ میرا دشمن قوی ہے جب تو اُس آسمان کو مٹا کر اور
اُس میرے دشمن کو قتل کرکے آئیگا تو میں تجھکو وہ چیز دونگا کہ تو بھی بہت خوش ہوگا یہ سُنکے وہ پتلہ مثل تیر کے
اژدر جادو کو سلام کرکے چلا جاتے ہی اُسنے آسمان کے قریب وہ شیشہ جسمیں غبار تھا آسمان پر مارا وہ آسمان پر پہونچتے ہی
ٹوٹ گیا اُس سے وہ دھواں نکلا تمام عالم پر غبار ہوگیا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی سوا دھوئیں کے
کچھ نظر نہ آتا تھا وہ دھواں لشکر طوطار شاہ کے لوگوں میں گیا اور جسکی آنکھ میں لگا وہ نابینا ہوگیا ایک
تلاطم مچگیا یا خداوند اس بلا سے بچائیو ادھر اُس پتلے نے دوسرا شیشہ اُٹھا کر آسمان ساختہ سحر آفتاب پر
مارا وہ بھی پڑکر ٹوٹ گیا اور خون جو اُسمیں تھا وہ جوش کھا کر بالائے آسمان گیا اور ابر خونی رنگ بنکر تیار

ہوا اور اُس ابر سے خون لشکر طوطا مار شاہ پر برسنے لگا جس قطرہ خون کا پڑا وہ پتھر کا ہو گیا دو بلاؤن مین لشکر
مبتلا ہوا یہ واقعہ دیکھکر سب نے آنکھین بند کر لی تھین کہ دھوان نہ لگے اب خون برسنے لگا اور لوگ پتھر کے
ہونے لگے اور زیادہ پریشان ہوئے کہ کیا کرین اگر آنکھین کھولتے ہین تو نابینا ہوتے ہین اور اگر نہین
کھولتے ہین اور کوئی تدبیر نہین کرتے ہین تو پتھر کے ہوئے جاتے ہین لشکر طوطا مار شاہ ایک آفت مین
مبتلا ہو تھا کہ تمام لشکر مین پڑا ہوا ہی ہزارون مع راکب و مرکب سنگ سیاہ ہو کر رہ گئے ہین طوطا مار شاہ وغیرہ
سپرین سرون پر روکے ہوئے ہین بہت سے لشکری زیر سایۂ درخت کھڑے ہین صفین درہم و برہم ہو گئی
ہین یہان تو یہ حال ہو طوطا مار شاہ دعا مانگ رہا ہو ادھر اُس پتلے نے یا ساحری کہکر اور چیخ مارکر وہ بیضہ
فولادی جو کہ اژدر نے اُسکو دیا تھا آسمان پر مارا وہ بیضہ آسمان پر پڑا ایک تڑاقہ ہوا کہ تمام صحرا گونج گیا
یہ ثابت ہوا کہ ہفت طبق آسمان زمین پر گرے زمین جا بجا سے شق ہو گئی پانی نکل آیا مردے زیر زمین دہل
گئے کنج مرقد مین گوشۂ امن تلاش کرنے لگے خفتگان زمین نے یہ خیال کیا کہ قیامت آگئی اسرافیل نے
صور قیامت پھونکا ستم ایسا بپا ہوا کہ زیر زمین کفن مین کانپ کر رہ گیا گوشۂ کفن سے منھ چھپا لیا یہ حالت
اُس صدا سے ہوئی بہت لوگ ہلاک ہو گئے حاملہ عورتون کے جو کہ شہر آفتاب نما و دیگر اطراف مین تھین
اُنکے حمل ساقط ہو گئے بہت سی عمارتین ہل کر رہ گئین قلعہ آفتاب نما کو بھی حرکت ہوئی برجیس یہان
بیٹھا ہوا ہی تماشہ جنگ مین مع اہل دربار کے مصروف ہی قلعہ کو جو حرکت ہوئی سب اہل دربار پکارے
کہ یا خداوند بچائیے قلعہ کو جنبش ہوئی برجیس نے پردۂ قدرت کے اندر سے کہا کہ پریشان نہو مین موجود ہون کچھ
نہوگا سب خاموش ہو رہے راوی نے بیان کیا ہو کہ جیسے ہی وہ بیضہ پڑا اور یہ صدا بلند ہوئی بس اُس بیضہ
کا پڑنا تھا کہ آسمان شق ہو گیا اور وہ پتلہ فوراً آکار دلیکر اندر اُس آسمان کے مثل تیر کے داخل ہوا اور تلاطم
مچ گیا اژدر نے سحر کرنا شروع کیا راوی نے بیان کیا ہی کہ جیسے وہ پتلہ داخل آسمان ہوا وہ شگاف فوراً
بند ہو گیا وہ پتلہ مثل تیر کے چلا جاتا ہی کہ ایک مقام پر رکا کیونکہ اندر اُس آسمان کے بہت بڑی وسعت تھی
جیسے ہی رکا ایک ہاتھ پیدا ہوا اور اُسکی گردن پکڑ لی وہ چلانے لگا کہ اژدر جادو مجھکو بچائیے میری جان نکلی
کیونکہ حریف زبردست نے پکڑ لیا ہی اب کون سنے کیونکہ اژدر تک آواز بھی نہین آتی تھی اُس ہاتھ نے
اُسکو پکڑکر رسی سے باندھا اور اُسکے ہاتھ سے کارد چھین لی اور لٹکائے ہوئے صرف ہاتھ معلوم ہوتا ہی اور کچھ
نظر نہین آتا ہی چند قدم چلا کہ پھر آسمان شق ہوا اور اُس ہاتھ نے اُس پتلے کو باہر نکالا اور کہا کہ او اژدر دیکھ
تیرا سحر پکڑ گیا گو تو نے بہت بڑا سحر کیا تھا اگر کوئی ساحر ہوتا تو ضرور تو نے اُسکا سحر بھی دفع کیا تھا اور اُسکو قتل بھی
کیا تھا مگر خدا سے کیا زور بندے کا چلتا ہی آخر شتہ کی کہانی اب اپنے سحر کو بچا لے یہ کہکر اُسی کارد سے اُس
پتلہ کو ذبح کیا وہ بہت چلایا اور پھڑکا مگر کچھ نہوا ذبح کرکے اُسکو پھینک دیا وہ وہی لاش کا آٹا تھا مگر ابھی تک
اُسی طور سے دھوان لشکر پر چھایا ہی اور ابر خونی برس رہا ہی لشکر مین تلاطم ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ اژدر
نے بہت زبردست سحر کیا تھا یہ سحر وہ تھا کہ جو شوکت ساحری و جمشید تیار ہوا تھا اور اُسکا رد نہ تیار ہو سکا تھا
اگر آفتاب جادو اپنا بند و بست نہ کر چکا ہوتا تو ضرور یہ سب کارخانہ اُسکا مٹ جاتا چونکہ اُسکو سحر سے
سب حال معلوم ہو چکا تھا اُس نے سب بند و بست کر لیا تھا اور ساحر زبردست بھی تھا اس سبب سے ہر
مرتبہ غالب آیا ہر چند یہ سحر اژدر کا اُس نے رد تیار کر لیا تھا راستہ بھر مین لیکن جب وہ پتلہ بھی اُسکے سحر سے دفع
ہوا دوسرا سبب یہ ہو کہ سوہنات جادو جو کہ اُستاد آفتاب ہو وہ بھی تو شریک آفتاب ہو اور ایسا زبردست
ساحر ہو کہ اژدر وغیرہ اُسکے آگے طفل مکتب ہین یہی تو پہلو نشین ساحری و جمشید ہی بہت سے سحر اُسکے

پاس اپنے ہین کہ جنکا رد ساحری و جمشید نہین کرسکتے اُنکی صلاح سے اسنے تیار کیے ہین ایسا ساحر ہی کہ غازۂ
سحر تیار کیا ہی کہ جو کہ ہم جلیس کے مُنھ پہ ملا ہی کہ جسکے سبب سے سب اُسکو سجدہ کرتے ہین اُسکو کوئی رد نہین
کرسکتا ہی اور نہ اُسکے اثر کو مٹا سکتا ہی یہ زور اور آفتاب جادو کو ہی اُسی نے یہ سب چیزین تیار کی ہین اور
اُسی نے آفتاب کو اسقدر زور دیا ہی یہ اُسی کا سحر ہی وہ بھی کمک کر رہا ہی اور آفتاب بھی اِن سب سے زبردست
ہی پس وہ ساحر زبردست جب ایسی تدبیرین کرین تو پھر کون مقابلہ کرسکتا ہی اور وہ اس طور سے شریک
آفتاب ہی کہ کوئی ساحر اسکے حال سے آگاہ نہین ہی سواے آفتاب کے یا اُسکی دختر کے کہ دختر سومنات
تو جانتی ہی ان دو کے سوا کوئی واقف نہین ہی پس کہ مدعا مطلب پس جب اژدر جادو کا یہ بھی سحر رد ہوا
اژدر نے قصد کیا کہ اور کوئی سحر کرے کہ آواز آئی او اژدر بس ہو چکا اب ہوشیار ہو جا کہ مین اپنا عذاب تیرے
اوپر نازل کرتا ہون کیونکہ میرے بندے تیرے سبب سے بلا مین مبتلا ہین اور تو انکو بیکار کو پریشان کرتا ہی
ہان اگر تو تنہا میرے اوپر حملہ کیے جاتا تو مین ابھی تجھکو اپنے عذاب مین نہ مبتلا کرتا مگر تو تو انکو عاجز کرتا ہی
اب خبردار ہو جا مین اپنا جلوہ تجھکو دکھاتا ہون پس یہ صدا آئی اور آسمان کو حرکت ہوئی اژدر سمجھ گیا کہ اب
آسمان شق ہوگا اور آفتاب نکلیگا اور میرے اوپر عکس پڑیگا اور جب مین جلنے لگونگا تو زمین پر گر پڑونگا پس یہ امر
اپنے دل مین خیال کرکے اسنے فوراً کچھ جھولی سے نکال کر اپنے جسم پر ملا اور تخت پر سے زمین پر آیا اور اسم سحر
پڑھکر ایک قلقلہ سا لگائی اور اب سب نے دیکھا کہ ایک اژدر طویل القامت میدان مین کھڑا ہی سر اسکا مثل
گنبد فلک کے ہے دونون آنکھین دو تنور پر روشن ہین دم کا اُسکے نشان تک نہین ہی سیاہ اسقدر ہی کہ
ظلمات تا ظلمات اُسکے آگے کوئی حقیقت نہین رکھتی سیہ بال بڑے بڑے ہین جب دم کشی کرتا ہی جسقدر سبزہ
بڑا بڑا صحرا مین لگا ہی مُنھ سے شعلے نکلتے ہین تو وہ سبزہ جل جاتا ہی اور بڑے بڑے سنگریزے و درخت بڑے
اُکھڑ کر اُسکے مُنھ مین چلے جاتے ہین پشت و شکم پر سفید داغ ہین ہر بن مو سے شعلے نکل رہے ہین سر پر ایک
چوٹی ہی اُسکے گرد و اطراف کا سب سبزہ خاک ہو گیا ہی جل کر جب زمین پر منھ مارتا ہی غار ہو جاتا ہی یہ تو
اُسکی صورت تھی لشکریون کے اُس اژدر کو دیکھکر ہوش جاتے رہے مرکب بگڑ رہان کرنے لگے راکب پٹری
جھاڑنے لگے مگر مرکب رُکتے نہین ہین اُس اژدر نے ایک مرتبہ بل کھا کر آسمان کی طرف سر بلند کیا یہ معلوم
ہوا کہ گویا پہاڑ بلند حائل ہو گیا اُس اژدر نے منھ کھولدیا اور اس آسمان ساختہ آفتاب کی طرف بلند
کیا منھ سے شعلے نکلنے لگے اژدر جادو نے یہ تدبیر اس خیال سے کی کہ اس امر سے تو مین نے اپنا
اطمینان کر لیا ہی کہ اُسکا عکس میرے اوپر نہ اثر کریگا پس اگر مین اسی صورت پر رہونگا تو وہ میرے اوپر
گریگا اور مقابلہ ہوگا اس سے اژدر بنکر اور منھ کھول کر زیر آسمان کھڑا ہون جب اسکا عکس میرے اوپر اثر
نہ کریگا تو یہ برہم ہوکر میرے اوپر گر پڑیگا مین دم کشی کرکے اُسکو نگل لونگا وہ آفتاب بنا ہوا ہی میرا کچھ نہ کرسکیگا
شکم مین جاتے ہی شعلہاے سحر سے جل کر خاک ہو جائیگا پس اس سبب سے صورت اژدر پہ تیار ہوا تھا
یہ تو اُس اژدہا نے منھ کھولے ہوے کھڑا ہی اُدھر آسمان کو حرکت ہوئی آسمان شق ہوا اصل آفتاب تو
ابر ستر مین آفتاب کے پنہان ہوا اور آفتاب جادو آفتاب بنا ہوا اُس آسمان سے ظاہر ہوا پس گرمی
اُسی طور سے ہوئی اور لشکر ارژنگ و چترنگ کے لوگون کی وہی حالت ہوئی اُدھر آفتاب نے اپنا
عکس اُس اژدر پر ڈالا چونکہ وہ اپنی حفاظت کر چکا تھا کیونکہ یہ بھی تو ساحر زبردست ہی اِس سبب سے اُس
عکس نے اپنا پورا اثر نہین کیا اسقدر تو ضرور ہوا کہ گرمی معلوم ہونے لگی اور دل و جگر مین آگ لگ گئی
بیقرار ہونے لگا مگر یہ حال نہین ہوا کہ دم وان نکلے ہان گرمی بہت معلوم ہونے لگی اُدھر آفتاب چند دقیقہ

پرست مطابق مدعا صمد تمہاری طرف آتے ہیں لینا انکو یہانتک نہ آنے دینا یہ حکم جو ملا تو کل آفتاب پرست تلوارین میان سے نکال اور مرکب آگے اٹھا کر ایک مرتبہ ادھر سے چلے انکے بھی مرکبون کے ٹاپون سے زمین معرکہ ہل گئی تخت طاوس ارشاد وغیرہ کا بڑھا باجے جنگی بجنے لگے قرنا کو دم ملا نفیر بجی کوس کرگراے تاشون کی صدا بلند ہوئی جوانون کے دل بھر آئے بہادرون کے پھر پھرے لہرائے وہ لوگ بڑھے جو وسط میدان مین تھے کہ جہان آتش اثر در جادو کی بجری ہوئی تھی کہ یہ لشکر بھی پہونچ گیا دونون لشکر غٹ پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی سنانین چلنے لگین گھٹا ٹوپ غبار کی بلند ہوگئی خنجر بازی ہونے لگی گرزگران کی صدائین بلند ہوئین جھنکار تلوارونکی تابفلک جانے لگی جنگ مغلوبہ واقع ہوئی قیامت کی تلوار چل رہی تھی سرون کے ڈھیر لاشون کے انبار ہوگئے سوار و پیدل مجروح ہو ہوکر دونون لشکرون کے گرنے لگے اور مثل مرغ نیم جان کے تڑپنے لگے بازار مرگ گرم ہوا ملک الموت روحین قبض کر کرکے دونون جانب کے اہل لشکر کی مالک جہنم کے حوالے کرنے لگے ہر طرف لاشون کے انبار ہوگئے مرکب سواران کشتہ و مجروح کی لاشون کو روندتے پھرتے تھے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی تمام لاشین پامال ہوئی جاتی تھین مرکبون کی ٹاپون سے جو غبار اُڑ اُڑ کر بالا سے آسمان جاتا تھا تو ایک آسمان خاکی بلند تیار ہوگیا جیسا کہ شاعر نے کہا ہے شعر ز سم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ٭ چڑھے غضب کی جنگ مغلوبہ واقع ہوئی تھی نقیبون کی یہ حالت تھی کہ پکارتے پھرتے تھے کہ جوانون یہ وقت جان لڑانے کا ہے جان لڑاؤ نام پیدا کرو اُس مقام پر قیامت کی لڑائی اور ایسی جنگ مغلوبہ ہورہی تھی کہ دریاے خون صحرا مین جاری تھا لاشین جو سوار و پیدل کی اُس دریاے خون مین گرتین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کشتیان رہی کررہے ہین ہاتھ پیرون کی مچھلیان معلوم ہوتی تھین تلوارین نہنگین تھیں انکی درازی سپر ہین سنگ پشت کی مانند کہاں تھین سر حباب معلوم ہوتے تھے تلوارین چمک چمک کر جو لشکر پر گرتی تھین تو برق معلوم ہوتی تھین نیزے جو خون مین ڈوب کر بلند ہوتے تھے اور انکی سنانین بسبب عکس آفتاب کے چمکتی تھین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یاقوت رمانی کے ٹکڑے آسمان پر چمک رہے ہین سوار باہم غٹ پٹ تھے خنجر چل رہے تھے انکی چقا چاق الگ بلند تھی وہان پر دریاے خون جاری تھا اور یہ ہر کراہنیں معلوم ہوتا تھا جیسا کہ شاعر نے کہا ہے شعر چقا چاق خنجر بگردون رسید ٭ زمین خون شد و خون بگردون رسید ٭ عجب عالم تھا شرک فلک بھی اُس جنگ مغلوبہ کو بھی دیکھکر کانپ رہا تھا ہر فلک لرزان تھا صداے دلیران سے صور اسرافیل کا گمان ہوتا تھا جوانون کے نعرون کی صدا گوش گردون کے پار ہوئی جاتی تھی ایسی جنگ مغلوبہ تھی کہ گاو زمین کے پانون تھرائے جاتے تھے وہ یہ کہتی تھی کہ آج زمین پر کیا ہو رہا ہے جو ہمکو زلزلہ ہے سبب اسکا یہ تھا کہ قریب اسی نوے لاکھ کے تینون لشکر تھے اور باہم ملے ہوئے لڑ رہے تھے دلیرون نے جو نقیبون کی صدا سنی اور امنگ جنگ زیادہ ہوئی دل توڑ توڑ کر لڑنے لگے ارژنگ پرستون و چنگیز پرستون کا یہ قصد ہے کہ ہم غالب آئین آفتاب پرست اپنی فتح چاہتے ہین ایک دلیر سرداران لشکر ارژنگ کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے اسلم بن تورج قتل کررہا ہے اُسکے نارنج و ترنج چل رہے ہین ایک طرف تیر باسپ لا رہا ہے ایک جانب دیلم مقابلہ کر رہا ہے دونون لشکرون کے سوار و پیدل مرمر کر گر رہے ہین بسمل کرا رہے ہین صدا ہے اہو بلند ہے کسی جانب سے بزن و بکش کی صدا آتی ہے ادھر تو یہ جنگ ہو رہی ہے اور بسبب اسلم کے و دیگر ساحرون کے سحر کے آفتاب پرست زیادہ کام آرہے ہین کہ یکایک آسمان شق ہوا اور آفتاب نمایان ہوا اُسکا عکس جو لشکر ارژنگ و چنگیز پر پڑنے لگا اور صدا آئی کہ مین اپنا عذاب سب پر نازل کرتا ہون اور اپنے آتش نور جمال سے

سب کو جلائے دیتا ہوں بس عکس چوپڑنے لگا ارژنگ و چترنگ پرستار جلنے لگے اب آفتاب
پرستون کی بن آئی یہ قتل کرنے لگے قریب تھا کہ علم لشکر کو آفتاب پرست گرادین اور شکست دین یہ رنگ
جو سنجگان نے دیکھا اور خیال کیا کہ آفتاب پرست غالب آئے اور قریب ہے کہ لشکر حیرمٹ کھا کر میدان
جنگ سے فرار کرے اور کسی قدر لشکر نے کو شکست بھی کھایا تھا کچھ پیدلون نے رخ بھی پھیرا تھا اسنے خیال
کیا کہ اگر ایسا ہوا تو غضب ہوگیا یہ لوگ پڑاو پر بھی دم نہیں لینے دینگے دوسرے آفتاب سحر بھی نکل آیا
کہ جسکے سبب سے یہ لشکر کا حال ہوا ہے ہزارون اتنے ہی عرصے مین جلکر خاک ہوگئے ہین آج ہی تو
خاتمہ ہوجائیگا ایک بھی زندہ نہ بچیگا یہ اپنے دل مین خیال کرکے ارژنگ سے کہا کہ کیا تماشہ دیکھ رہے
ہو کیا لشکر کا آج ہی خاتمہ کرادوگے ایک تو یہ نادانی کی کہ جنگ مغلوبہ کا حکم دیا دوسرے یہ حماقت ہے کہ طبل باز
نہین بجواتے ہو اب غضب ہوا جاتا ہے آفتاب پرست غالب آگئے ہین تمھارے لشکر کا رنگ بیرنگ ہے
کوئی دم مین فرار کرتے ہین یہ لوگ پڑاو تک پیچھا نہ چھوڑینگے اور یہ آفتاب اسوقت سب کو جلا دیگا
کوئی نہ بچیگا ارژنگ نے گھبرا کر سنجگان سے کہا کہ پھر مین کیا کرون جو تدبیر کرتا ہون بگڑ جاتی ہے اب جو
بتاؤ وہ تدبیر کرون سنجگان نے مسکرا کر کہا کہ دعوی خدائی تو آپ کرتے ہین اور تدبیر کرنا مجھسے دریافت
کرتے ہین کس پر یہ خدائی کا دعوی کیا اگر قدرت نہین تو کیا میری کہا پر کیا تھا میں کیا جانون جو جی چاہے
وہ تدبیر کرو ارژنگ نے کہا کہ اے سنجگان میرے دادا اکثر سے دادا سے دریافت کرکے تدبیر کرتے
تھے اکثر امور خدائی انھون نے انکے سپرد کیے تھے اسی طور سے زمرد ثانی پدر میرے تمھارے باپ سے صلاح
کرکے تدبیر کرتے تھے اب مین بھی انھین کی پیروی کرتا ہون مین نے بھی اکثر امور خدائی تیرے سپرد کیے
ہین بس جو تو بتا دیگا وہی کرونگا یہ مقام مذاق کا نہین ہے جو اس درست نہین ہین ایسا تو تم اژدر
جادو کا دوسرے لشکر کے شکست کھانے کا الم تیسرے تیری باتون نے الگ جگر کو خون کر دیا ہے چوتھے خیال
معشوقہ و تصور یار جانی نے قلب و جگر کو کباب کیا ہے مین یہان آکر تباہ ہوگیا مین تو کس ولولہ اور کس خیال
مین تھا مگر یہان آکر دوسرا حساب ہوا سنجگان نے جواب دیا کہ جی ہان اور فقر یار فریفتہ ہو جیسے اور عشق
مین مبتلا کر خدا پرستون کے مقابلہ کو چھوڑ کیا وہ آئے ہین پہلے مین عرض کر چکا ہون کہ شہر یار کا ملنا امر محال
ہے یہ خیال بالکل بیکار ہے اس امر مین کوشش کرنا نہایت درجہ زبون اور سواے جگر خون کرنے کے کچھ بھی
حصول نہین سر امر فضول ہے یہ کیسی تمھاری خدا پرستی کا خاصہ ہے ارژنگ نے کہا کہ پھر تو وہی باتین کرنے
لگا کیا منشا ہے کہ لشکر شکست کھا کر بھاگے جلد بتا سنجگان نے کہا کہ کیا تدبیر بتاؤن تم اپسے نادان ہو اور
کم عقل ہو تو خدائی بیکار کرتے ہو بیکار رہندگان زمرد ثانی ولقا کا خون اپنی گردن پر لیتے ہو سوا اسکے مسلسل
تدبیر تو یہ ہے کہ طبل بازگشت بجوا دو سوا اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر نہین ہے ارژنگ نے ایک بلند
قہقہہ مارا اور کہا کہ اسی ہزار برس پیشتر مین یہ تدبیر کر چکا تھا کہ اپنے وزیر کی رائے پر اس وقت مین کام
کرونگا یہ کہکر حکم دیا کہ پھر نقارچی کو حکم دو کہ وہ طبل بازپر چوب لگائے یہ حکم سنجگان نے کھڑے ہو کر رو...
بلایا اور نقارچی کو اشارہ کیا کہ بیٹھا ہوا کیا دیکھ رہا ہے طبل باز بجا دے یہ جو اشارہ اسنے پایا چوب اوٹھا کر
دھادھم نقارے کو پیٹنا شروع کیا ادھر آفتاب پرست اسقدر غالب آگئے تھے کہ انکو مارتے اور قتل
کرتے ہوئے ایک فرسخ تک پیچھے ہٹا لائے تھے گو یہ بہت تھے مگر سبب یہ تھا کہ ایسا تو آفتاب کی گرمی
ہلاک کیے دیتی تھی دوسرے آفتاب جلا رہا تھا تیسرے بسبب تشنگی پیاس کے ہوش و حواس درست نہ تھے
کیا مقابلہ کرسکتے تھے یہ لوگ قتل کر رہے تھے اگر تھوڑی سی دیر اور طبل باز نہ بجتا تو لشکر کے قدم بالکل اکھڑ

مین جاتا ہون چترنگ کو رخصت کرکے اپنے خیمۂ خلوت مین آیا یاد معشوق و یاد اژدر مین اور اپنی حالت ادبار کی
پر بے طرح سے عرصے تک رویا کیا اُدھر چترنگ بھی اپنے خیمے مین جاکر یاد تمو دو مخردم مین رویا کیا
لشکر مین ہر طرف صداے گریہ وزاری بلند ہی کوئی ہاے فرزند کہکے رو رہا ہی کوئی ہاے بھائی کہکر گریہ کر رہا
ہی کوئی اپنے شوہر کو رو رہا ہی کوئی بھانجے کو کوئی بھتیجے کو کوئی داماد کو اسلم اپنے استاد کے غم مین مبتلا رہے یہان
رات بھر تمام لشکر مین صداے نالہ و افغان بلند رہی یہانتک کہ سحر ہوئی سب لباس سیاہ مین پہن کر لشکر ارزنگ
کے سردار اپنے عزیزون و اژدر کے غم مین سیاہ پوش و لشکر چترنگ کے بھی سردار و خود چترنگ غم
تمو دو جمود و مخردم مین سیاہ پوش ہوا ارزنگ بھی الم اژدر مین سیاہ پوش تو نہین ہوا مگر سیاہ بہرا بازو
یا سر مین باندھ لیا ارزنگ نے صبح کو دربار کیا سب سلام کر حاضر ہوئے جب سب دونون طرف کے
سردار آچکے دربار کفر آثار بحالت اشعار ان سے معمور ہو گیا اسوقت ارزنگ نے چترنگ سے
کہا کہ بھائی تمنے کل کی تقریر سنی کہ کیا صدا آئی تھی بھائی بڑا غضب تو یہ ہی کہ بھاگ بھی نہین سکتے ہین سبب
اہل عالم کی طعنہ زنی کے دوسرے یہ دل گوارا نہین کرتا ہی کہ بدون حصول معشوقہ یہان سے جاؤن لیکن چاہے
جان جاے چاہے رہے مین تو نہ جاؤنگا اور نہ ان مقتولون کا ماتم کر سکتے ہین کیونکہ آج و کل کی مہلت ہی آئین
کیا ماتم کرین تمھاری کیا صلاح ہی جو راے ہو وہ بیان کرو چترنگ نے کہا مین کیا عرض کرون میرے
حواس خود باختہ ہین مین تو بالکل بے دست و پا ہو گیا ہون میری راے کیا اور مین کیا بس جو آپکی راے
مین آئے وہ کیجیے مجھکو جنکا بھروسہ تھا وہ سب قتل ہوئے انمین سے ایک نہ رہا مگر ہان مین اسقدر ضرور
عرض کرونگا کہ آفتاب پرستون پر غالب آنا یہ امر بہت دشوار ہی کیونکہ جب اژدر جادو و مخردم جادو
غالب نہ آئے تو اور کون ایسا ہی ایک تو اس لشکر کے سوار و پیدل افسر و سردار بہادر ہین دوسرے یہ آفتاب
اور قیامت کا تارہ اس سے کون سربر ہوگا ابتو کوئی نہ آپ کا ایسا مددگار ساحر ہی کہ جو مقابلہ کرکے اسکو ہٹا دے
اور آفتاب جادو کو قتل کرے اور نہ میرے خیال مین کوئی ساحر ایسا زبردست دنیا مین ہی جو کہ ہمسر ہو
آفتاب جادو کا بس اس سے مقابلہ کرنا بیکار ہی سواے ذلت اٹھانے اور شکست کھانے کے دوسرا
امر نہوگا آیندہ جو آپکی مرضی بندہ ہر امر مین آپکا شریک ہی سواے آپکے اور کسکا شریک ہون اور کسکے پاس
جاؤن میرا تو سب ترکہ و حشم خاک مین ملگیا مین کس طرف کا رہا یہ جو تقریر چترنگ نے کی ارزنگ کے
بھی آنسو نکل آئے اور کہا کہ تم سچ کہتے ہو یہی میرا بھی حال ہی مین کس سے راے لون اور کیا کرون چترنگ
نے کہا کہ آپ مثل میرے ناچار و مجبور نہین ہین جیسا کہ مین ہون آپکے ہمراہ اسوقت ایسے ایسے لوگ
ہین کہ جو کہ اپنے وقت کے لقمان و فلاطون ہین آپ انسے مشورہ فرمائیے ارزنگ نے کہا کہ وہ کون لوگ
ہین چترنگ نے کہا کہ دیلم بن نوروج و اسلم بن نوروج موجود ہین تو آپ سا ایسا عقیل و دانشور
آپکے پاس ہی ان سب سے راے لیجیے ارزنگ نے کہا کہ یہ لوگ بہادر ہین انکو کیا علاقہ اور کیا
دخل امور خدائی مین یہ لڑنا اور مرنا جانین مگر اس سبب سے راے لیجاتی ہی کہ تم میرے برادر ہو اور میری
طرح تم بھی خدائی کرتے ہو اور ہم اور تم ایک ہی شخص کی اولاد مین گو دنیا مین شکم کا فرق ہی مگر میرا اور تمھارا
خون تو ایک ہی کیونکہ جس نطفے سے تم پیدا ہوئے اسی سے مین بھی پیدا ہوا ہون جو امر خدائی کے تمکو یا مجکو
معلوم ہونگے وہ ان لوگون کو نہ معلوم ہونگے انسے جو راے لونگا تو یہ راے دینگے کہ [illegible]
مناسب یہ ہی کہ مقابلہ فرمائیے ہم مقابلہ کرینگے چترنگ نے کہا کہ اچھا انسے ذرا راے لیجیے اسوقت آپکے
ہمراہ وہ شخص ہی کہ جسکے باپ دادا ہمیشہ ہمارے باپ دادا کے پاس رہے شریک رہے ہر امر مین ہمارے باپ

اور دادا نے اُسکے بزرگون کو اکثر ایسے امر اہم خدائی کے سپرد کیے اور اُسکی رائے پر کام کرتے تھے وہ ہی
مشیر امور خدائی تھے ویسا ہی یہ عقل و فہم مین اپنے وقت کا لقمان اِس زمانہ کا ارسطو عقل مین جالینوس استادین
ارسطاطالس ہی اُس سے رائے لیجیے ارژنگ نے کہا کہ تمنے جسکی اسقدر تعریف کی وہ کون ہی چیتر نگ
نے کہا کہ آپکا وزیر اعظم دستور معظم یعنی فلاطون جہان سخت نگان ہین سخت نگان کہ جسکی عقل کے اسوقت چندے
گزرے ہوئے ہین ملاحظہ تو فرمائیے کہ کل کیا کام کیا ہی اور کیا عقلمندی کی ہی اور کسقدر جلد لشکر کی حالت سے
واقف ہو گئے اور آپ سے عرض کرکے اور رائے دے کر طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ کل ہی خاتمہ ہو گیا تھا یہ
جو چیتر نگ نے کہا سخت نگان نے مسکراکے جواب دیا کہ یہ سب آپکی غلام نوازی و بندہ پروری ہی ورنہ مین
کس قابل ہون ایک محض نالائق و بے عقل کندہ نا تراش سراسر بد معاش ہون آپ عزت افزائی فرماتے
ہین جو کہ عالی مرتبہ لوگ ہین وہ اپنے ملازمون و نمک خوارون کی اسی طور سے قدر کرتے ہین جن لوگون
کا آپ نے ذکر فرمایا وہ دراصل اس قابل تھے کہ جو کچھ انکی تعریف کی جائے وہ سب انکی شان مین کم
ہی اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ کل بڑی عقلمندی کی اُسوقت عقل اُڑ گئی ورنہ یہان ہمہ وقت تو اس امر کی
فکر رہتی ہی کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہی حضور آمدنی کم مصارف زیادہ اُسپر غضب یہ کہ اولاد کی کثرت ہمہ وقت اسی
فکر مین رہتا ہون مین کیا رائے دونگا اور میری کیا رائے چیتر نگ نے کہا کہ یہ سب تمھاری لیاقت پر دلیل
ہی کہ جو تم اسقدر انکسار کرتے ہو لیکن جو تم رائے دوگے وہ بہت عمدہ اور صائب و نایاب ہوگی یہ کہہ کر
ارژنگ سے کہا کہ انسے رائے لیجیے ارژنگ نے کہا کہ مین نوسے ہزار برس پیشتر یہی تدبیر کر چکا ہون کہ آج
وزیر سے رائے لونگا یہ کہکر سخت نگان کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ ہان بیان کرو کہ تمھاری رائے کیا ہی اس
مقدمہ مین کہ آیا یہان سے فرار کیا جائے یا مقابلہ یا اطاعت مقابلہ مین جو خرابی ہی وہ بھی تمپر ظاہر ہی اور یہان سے
فرار کرنے مین جو خرابی ہی وہ بھی ظاہر ہی اور اطاعت کرنے مین جو نقصان ہین اور فائدے ہین وہ سب تمپر
ہویدا ہین سخت نگان نے پہلے تو بہت انکار کیا جب ارژنگ نے کسی طور سے نہ مانا تو کہا کہ اچھا مین ایک
شرط سے رائے دیتا ہون پہلے اُسکو آپ سماعت فرمالین اور قبول کرلین تو پھر مین اپنی رائے بیان
کرون اسکا خیال رہے کہ مین جو رائے دونگا وہ آپکے مفید ہوگی اور آپکی خیر خواہی کی صورت سے
دونگا اور یہ چاہونگا کہ کسی طور سے آپکو دولت ہو اور ترقی کی صورت پیدا ہو ارژنگ نے کہا کہ وہ شرط
بیان کرو سخت نگان نے کہا کہ وہ شرط یہ ہی کہ جو مین کہون اُسپر عمل فرمائیے اُسکے خلاف عمل مین نہ لائیے
دوسرے اگر مین کوئی امر خلاف عرض کرون اسکی تردید دوسرے کرین اور امر معقول ہین کوئی نہ بولے بلکہ
سب قبول کرین ارژنگ نے کہا کہ ہمنے قبول کیا ہمنے یہان کے مقدمات تیری رائے پر چھوڑے
جو تو کہیگا مین اُسپر ضرور عمل کرونگا چاہے میرے لیے خرابی ہو اور چاہے اچھائی ہو یہ سنکر سخت نگان نے
کہا کہ خرابی کبھی نہوگی آپ اس امر سے اطمینان رکھین یہ سنکے ارژنگ نے پکار کر کہا کہ سب اہل دربار
آگاہ ہون کہ ہمنے آج سے سخت نگان کو اپنی خدائی کے کامون مین شریک کیا اکثر ہم اسکی رائے پر ہی
کام کیا کرینگے اور ہمنے آج سے اسکو مشیر قدرت کا خطاب دیا یہ سنکے سخت نگان اپنے مقام پر سے اُٹھا اور بہت
مؤدب ہوکر ارژنگ و چیتر نگ کو سلام کیا اور کہا کہ اب مین اپنی رائے بیان کرتا ہون خداوند کو یاد
ہوگا کہ پیسوز جب بعد مقابلہ جنگ و بعد قتل ہونے مجروح جادو کے لشکر فرودگاہ پر واپس آیا ہی اور
آپنے دربار فرمایا ہی اور رائے لی ہی آپنے مجھ سے تو مین نے اُسدن بھی عرض کیا تھا کہ اب مقابلہ کرنا
مناسب نہین ہی اور اُسکے پہلو بتادیے تھے مگر ہمارے اثر رجادو کو یہ امر ناگوار ہوا تھا اور انھون نے

زبردستی آپکو عاجز کر کے طبل جنگ بجوایا جو انجام مین سوچا تھا وہی ہوا گو مین نے منع بھی کیا مگر اُنھون نے
نہ سنا خیر اسکی شکایت کرنا بیجا ہی ہان اگر وہ ہوتے تو مین سلام کرتا وہ تو خدمت سامری و جمشید و
لقا و زمرد شاہ کی مین ہین بس اصل امر یہ ہی کہ مقابلے مین جو نقصان ہین اور جو خرابیان ہین وہ سب
آپ پر ظاہر ہین آپ پر کیا موقوف ہی کل اہل دربار بلکہ کل اہل لشکر پر سوا سے نقصان مالی اور بربادی
جان کے دوسرا نفع نہین ظفر پانا امر دشوار ہی اور بھاگنے فرار کرنے مین سوا سے ذلت کے کوئی نفع نہین
ہر ایک کی نگاہ مین ذلیل ہونا پڑیگا بس اب رہا امر اطاعت اسمین بہت سے فائدے ہین اُنکو مین بیان
کرتا ہون ذرا سب صاحب سماعت فرمائین اور جو امر بیجا مین عرض کرون آپ اُسکی تردید فرمائین
اول تو یہ خیال کر لیا جاسکے کہ اطاعت مین کوئی نقصان نہین ہی سوا سے نفع کے وہ نفع مین پھر عرض
کرونگا پہلے مین اس امر کو آپ لوگون پر ثابت کیے دیتا ہون کہ خداوند ہو کر بندون کی اطاعت کرین
اور وہ بندے جو کہ مرتد ہون اور دشمن جان اگر اس امر کا کوئی اعتراض کرے تو یہ جواب ہی کہ جبکہ خداوند
لقا جو کہ سبائل مین قیطول خدائی پر بیٹھکر خدائی کرتے تھے اور اٹھارہ ہزار مالک باختر کے لوگ اُنکو خدائی
مانتے تھے اور سجدہ کرتے تھے جنکے چار پیغمبر تھے مثل گنجاب و گاو لنگی کے جو کہ ہر ایک بادشاہ بزرگ
تھا اور لشکر کثیر رکھتا تھا اور بڑے بڑے پہلوانان نامی و دلاوران گرامی کہ جو وقت مقابلہ دیو کو پشہ
ضعیف جانتا تھا خداوند کی اطاعت کرتے تھے خداوند لقا کے پاس بھی لشکر کثیر تھا ادنی سی بات
ہی کہ چو لشکر لاکھ لشکر کی چھاؤنی ہر وقت زیر قیطول رہتی تھی اسکے علاوہ اور لشکر تھا آپ نے سنا
ہوگا کہ خداوند لقا برس دن کے بعد یوم جشن نوروزی اپنے جمال باکمال سے سب کو مشرف فرماتے تھے
اسدن اٹھارہ ہزار مالکون کی خلقت خداوند کے جمال سے مشرف ہوتی تھی طریقہ یہ تھا کہ جب سب جمع ہو جاتے
تھے تو خداوند دریچہ قدرت سے اپنا منھ نکال کر سب کو اپنے جمال سے مشرف کرتے تھے اسدن خداوند کا
دیدار نصیب ہوتا تھا جو کہ ایسی شان و شوکت رکھتا ہو اُسکو کیا ضرورت ہی کہ کسی کی اطاعت کرے مگر
اُنھون نے بھی اطاعت کی اسکا قصہ یون ہی کہ جب ملک قاسم و بدیع الزمان یہ دونون خدا پرست
خداوند کے نور خالص یعنے ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز و اسد دلاور اور ملکہ مہر افروز دختر یاقوت
شاہ کو باغ سے نکال لے گئے اور خدا پرستون کا سبائل مین قدم آیا اور اُن دونون خدا پرستون نے
لشکر خداوند پر شبخون دن دہاڑے مار کر لشکر کو تباہ کیا اسمین اسیر بھی ہوے چونکہ خداوند لقا نے اُنکو عالم
خواب مین خلق کیا تھا اُنکی صورت خلق کرنا بھول گئے تھے اس سبب سے اُنکو مرنے کی عادت نہ تھی
دوسرے وہ بندے حسین و خوبصورت بہت تھے اور اب بھی ہین اور ہمارے خداوند رحم دل تھے اس
سبب سے اُنپر رحم بھی آجاتا تھا اور رحم نازل کر کے پھر اُنکو بچا لیتے تھے چنانچہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ عذاب
نازل کیا اور اپنے بندگان خاص کو بھی عذاب مین مبتلا کیا اور اُنکو بچا لیا اگر اُن واقعات کو بیان کرونگا
تو طول ہوگا ادنی سی یہ بات تھی کہ جب ملک قاسم نور چکیدہ قدرت کو نکال لے گئے اور گرفتار ہو کر حضور
خداوند مین حاضر ہوے اور حکم ملا کہ دوزخ مین ڈالدو چنانچہ بموجب حکم خداوند دوزخ مین ڈالے گئے
مگر پھر خداوند کو رحم آگیا فرشتہ قدرت کو بھیج کر نکلوا لیا خیر اسکا سبب یہی تھا کہ وہ جوش خداوندی تھا
یہ خیال ہوا خداوند کو کہ اگر یہ مر گیا تو بیٹی رانڈ ہو جائیگی جوان ہی کیونکر جوانی بسر ہو گی بدیع الزمان پر
بھی اسی سبب سے رحم کیا اور واقعات مین کہانتک بیان کرون کتابین چھپ گئی ہین آپ لوگون کی
نظرون سے گذری ہونگی کہان کہان پر خداوند لقا نے رحم فرمایا خلاصہ یہ کہ دختران نا کتخدا کو نکال لیگئے او

عذاب نازل کرنے دیا ایسے بھی خداوند کم ہوتے ہین پس جب خداپرست یعنی بندگان منحرف نے آکر سپائل
مین مقابلہ کیا تو نوبت یہ پہونچی کہ بسبب رحم خداوند لقا کے وہ ہر مرتبہ ظفریاب ہوئے خداوند کو
شکست ہوئی بڑے دادا بھی شاہزادگان ایران کے ہمراہ خدمت مین خداوند کی آئے خداوند کو انکی
تقریر پسند آئی انکو اپنا مشیر قرار دیا امور خدائی مین اکثر مشورے لیا کرتے تھے دوسرا لقب انکو شیطان
درگاہ ملا اس سے کچھ غرض نہین جسکو یہ واقعات دیکھنا ہون کو چاہئے باختر و بالا باختر و ایرج نامہ
وغیرہ جو کہ بالکل واقعات خداوند لقا و حمزہ سے مملو ہو دیکھ لے میرے جد بزرگوار کی سچ کا حال معلوم ہو جائیگا
اسمین خداوند کی اطاعت کا کرنا بھی تحریر ہو یہ حال بھی ہر ایک پر منکشف ہو گا کوئی عیب نہین ہی جب
ایسے خداوند نے اطاعت کی اور ایک مقام پہ نہین کی کئی مقام پر پس خلاصہ یہ کہ خداوند سپائل سے
خداپرستون کے ہاتھ سے عاجز ہو کر بھاگے تو بسبب اسکے رحم کے یہ حالت ہوئی کہ بھاگے اب شہر بشہر
دیار بدیار پھرتے ہین ہر ایک کے دامن مین پوشیدہ ہوتے ہین خداپرست تعقب مین جاتے ہین یا وہ
بادشاہ جو کہ خداوند لقا کو پناہ دیتا ہی جبکہ خداپرستون سے مقابلہ ہوتا ہی انکے ہاتھ سے مارا جاتا ہی خداوند
وہان سے فرار کرتے ہین یا شہر یک خداپرستان ہوتا ہی اسوقت خداوند فرار کرتے ہین ہزارون ملک
اسی طور سے خداپرستون کے قبضہ مین آگئے لاکھون ساحر مارے گئے چنانچہ تخت طلسم آباد وغیرہ یہ ملک ساحرونکا
مسکن تھے یہان بھی خداوند آئے والی ملک نے امن پناہ دیا خداپرست پہونچے اس ملک کو فتح کیا یہان سے
خداوند بھاگ کر اور ملک مین تشریف لیگئے کہین پناہ نہ ملی خلاصہ یہ کہ مجھکو تو یہ بیان کرنا ہی کہ خداوند
لقا نے اطاعت کی اور کئی مقام پر اتفاق سے شہر اختتم پر جمشید شاہ اختی نے امن پناہ دیا بڑی
نوبت کی اسی زمانہ مین ایک پہلوان کوہ الوند سے خدمت خداوند مین آیا اسنے خداپرستون سے مقابلہ
کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری شاہ عیاران عیار پیک الدار کا ایک فرزند تھا سکندر رفتار انگیز اسکو
خواجہ صاحب بہت عزیز رکھتے تھے وہ اسکے ہاتھ سے مارا گیا اسکے غم مین خواجہ نے اسکی ناک سوتے
مین کاٹ لی میرے دادا کی فطرت سے یہ ہوا کہ حمزہ کو خفیف کیا حمزہ نے اس خفت مین عمرو کو گرفتار
کرکے خداوند کے حوالہ کیا خداوند نے قتل کرنا چاہا وہ رہا ہو گیا پھر حمزہ نے گرفتار کرکے حوالہ کیا پھر بھی
ہوا کہ رہا ہو گیا اب حمزہ سے اور اس سے بگاڑ ہو گیا پہلے اسنے لاکھ لاکھ تدبیرین کین کہ حمزہ سے میل
ہو جائے مگر میل نہوا تب اسنے بڑے بڑے فساد برپا کیے نوبت باینجا رسید کہ وہ شہر فسر نگوشیہ مین گیا وہان
ایک تاجر بچہ ایرج نامے تھا بڑا زبردست تھا اسکا دین و مذہب آفتاب پرستی تھا پس خواجہ نے اسکو
فنون سپہ گری تعلیم فرمائے اور اسکو صاحبقران بنایا وہان ایک پیر تھا کہ نام اسکا پیر قطب دوران
نائب آفتاب تابان تھا خواجہ نے اسکو قتل کیا اور آپ اسکی صورت بنکر [illegible] اور ایرج کو
صاحبقران بناکر اختتم پہ آئے حمزہ سے بڑے بڑے مقابلہ ہوئے خداوند سے بھی مقابلے کی نوبت
آئی کئی مقابلہ ہوئے آخر کو خداوند اس سے عاجز ہوئے کیونکہ وہ بھی بہت خوبصورت تھا دوسرے
اور بھی ایک سبب تھا اس سبب سے خداوند نے اسپر رحم کیا اور میرے دادا کی راے سے اسکی اطاعت و
شراکت کی اس شرط پر کہ تو ان خداپرستون کو قتل کرکے انکو قبطول پر پہونچا دے اسوقت مین تیرا دین قبول
کرونگا ایرج نے منظور کر لیا اسوقت ایرج و خداوند ایک ہو گئے جب ایرج کو ایک ساحرہ نے
بہفت منظر سلیمانی کو قتل کیا اسمین یہ سبب تھا کہ اسکو تو اٹھا لیگئی اور اسکی صورت بناکر اور کسی کو
بستر پر ڈالدیا تب خداوند بھاگ کر زبرجد نگار کو گئے تھے کہ زبرجد شاہ کی اطاعت کسی شرط پر منظور کی کہ اگر خداپرستون

پر تم غالب آؤ گے تو مین تمھارے دین کو قبول کرونگا خلاصہ یہ کہ خداپرست وہان پہونچے اُس ملک
کو بھی تباہ کیا وہ جامہ کو مارا خداوند بالشنہ بھی بھاگے اس عرصہ مین ایرج نے اُس ساحر کو مارکر پھر خروج
کیا تھا اُسکے شریک ہو گئے اور پھر بہت عرصہ تک ایرج خداپرستون سے لڑتا رہا آخر کو زیر ہوا حمزہ نے
تب معلوم ہوا کہ یہ حمزہ کا پوتا اور خداوند کا نواسہ یعنی ملکہ گیتی افروز کا فرزند ملک قاسم کا جگر بند ہے اِس
سبب سے خداوند نے اُسپر اپنا عذاب نہ نازل کیا تھا کیونکہ اُنکو علم خدائی سے ثابت ہو گیا تھا کہ یہ میرا
نواسہ ہے پس اپنے اہل دربار سے اِسی طور سے خداوند لقا نے بہت مقام پر اطاعت کی کہانتک بیان کرون
آفتاب پرستون کی اطاعت کرنا کوئی عیب نہین ہے ہمارے خداوند بزرگون نے اطاعت کی ہے تو آپ کے
خاندان مین ہوتا آیا ہے زمرد شاہ نے بھی تورج بن ایرج کی کئی مقام پر شراکت کی اور اطاعت
کی جسکے فرزند اسلم و دیلم ہین وہ بھی تو آفتاب پرست تھا یہ تو سلسلہ پہلے سے جاری ہے اگر آپ لوگون
کو یقین نہو تو ایرج نامہ و گوہاسپ اختر و الا اختر و صندلی نامہ و تورج نامہ و ہوشربا وغیرہ
مین ان واقعات کو دیکھ لیجیے کہ خداوند نے کہان کہان اور کس کس شخص کی اطاعت کی سب میرا کہنا سچ
ظاہر ہو جائیگا اہل دربار نے کہا کہ تمنے جو کہا وہ ہم سب کو یقین ہے کہ ایسا ہی ہوا ہوگا دوسرے کتابون کا
حوالہ دیا پس اب رائے ظاہر کرو شمشیرگان نے جواب دیا کہ پس میرے نزدیک اطاعت کرنا کوئی عیب
نہین ہے خداوند کو لازم ہے کہ آفتاب پرستون کی اطاعت کر لین پر جلیس کی اطاعت اِس شرط پہ کرین
کہ اگر تم خداپرستون سے مقابلہ کروگے اور اُنکو غارت کروگے اور میرے باپ دادا کی ملک مجھکو دلادو گے
اور سبائل مین پہونچا دوگے تو مین تمھارا دین قبول کرونگا ابھی اطاعت کرتا ہون اور تمھارا شریک
ہون اسوقت جو تم کہوگے وہ مین قبول کرونگا یقین ہے کہ وہ لوگ بھی قبول کر لین اطاعت کرنے مین
بہت سے نفع ہین اور نقصان کوئی نہین ہے اول تو یہ کہ ہمیشہ خداوند اُنکے ہمراہ رہین گے خداوند کو اُنکی
معشوقہ کی حالت معلوم ہوتی رہیگی دوسرے یہ کہ اگر اتفاق سے ملکہ شہر یاسمین سے ملاقات بھی
ہو گئی تو کیا عمدہ بات ہے یہان سے جاتے ہین یہ نقصان ہے کہ یہ امر کسی وقت مین نہ نصیب ہوگا کہ معشوقہ
کی شکل دیکھنے مین آئے اطاعت کرنے مین یہ امر ضرور ہے کہ شاید کبھی صورت دیکھنا نصیب ہو جائے اور
مقابلہ کرنے مین سوا شکست کے دوسرا نفع نہین ہے اطاعت ہی مین نفع ہے کیونکہ یہ لوگ مجھکو زبردست
معلوم ہوتے ہین اور آفتاب جادو زبردست ساحر ہے یہ اُن لوگون کو جلا کر خاک کر دیگا اب کوئی
ایسا شخص کہ بالاے آسمان جا کر آفتاب جادو کو قتل کرے لشکر اسلام مین نہین ہے پس ضرور خداپرست
اُنکے ہاتھ سے غارت ہونگے یہ غالب آئین گے پیچھے دشمنان قوی کا اُنکے سبب خاتمہ ہوگا پس شراکت
و اطاعت اِسی شرط پہ کی جائے اور کہا جائے کہ لشکر کو براے مقابلہ خداپرستان روانہ کرو اگر یہ اُنکے
ہاتھ سے مغلوب ہو گئے اور خداپرست غالب آ گئے تو بھی اپنا مطلب ہے کہ یہ دشمن قوی تھا خوب اِسکے
مقابلہ سے فراغت ہوئی ہمکو تو انہین سے ایک کا برباد کرنا منظور ہے کیونکہ ہم ایسے نہین ہین کہ دونون
سے مقابلہ کرین اور دونون پہ غالب آئین جبکہ ہم ایک سے مقابلہ کرینگے تو یہ امر ضرور ہے کہ ہمارے لشکر
کی قوت کم ہو گی پس جب لشکر کی قوت کم ہو گئی تو پھر ہم دوسرے سے مقابلہ کرنے کے قابل نہ رہینگے
خواہ اُنکے مقابلہ مین کم ہو تو خداپرستون سے مقابلہ کر سکین گے تو اُنکا اور زیادہ زور ہو جائیگا ایسا تو
وہ لوگ بکثرت ہین دوسرے قوی ہین سے یہ امر ہوگا ہم کم ہونگے ضرور شکست کھائین گے اور کچھ
نہوگا سوا اسکے بھاگنے کے پھر سے اگر آپ انکو چھوڑ کر انسے مقابلہ کرتے ہین تو اُنکے مقابلہ مین اسکے

مقابلہ سے زیادہ وقت ہوا اور لشکر کام آئیگا ایک خاوری کے مقابلہ مین ایک لاکھ لشکر مارا گیا کوئی ملک
بڑا نہ تھا نہ وہان کوئی حاکم زبردست تھا صرف معمولی لشکر تھا اُسنے ایسی جوانمردی کی کہ ہوش پراگندہ
ہوگئے بس جب سرداران قوی اور لشکر کثیر سے مقابلہ ہوگا تو ضرور لشکر زیادہ کام آئیگا تو پھر آفتاب پرستون
کے مقابلہ کے قابل نہ رہینگے کیونکہ یہی لوگ قوی ہین انکا زور ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ برجیس کی اطاعت
کرکے ان شرطون پر جو کہ مین نے بیان کین ہین برجیس کو خداپرستون سے لڑوا دو اور انکو قتل کرا دو
اور خود تماشہ دیکھو انجام یہ ہوگا کہ اگر یہ غالب آگئے تو خیر اِنسے سمجھ لیا جائیگا کیونکہ اُنکا لشکر کم ہوجائے گا
فوجی قوت اُنکی کم ہوگئی رہی آفتاب جادو کی تدبیر اس زمانہ مین کوئی ساحر زبردست تلاش کیا جائیگا
اُسکو اپنا شریک کیا جائیگا کہ وہ آفتاب سے مقابلہ کرکے اُسکو قتل کرے اور یہ بھی ہوگا کہ آفتاب
نے جو جو سحر قوی اور زبردست تیار کیے ہین وہ اہل اسلام کے مقابلہ مین صرف ہوجائینگے اور کام آئینگے
کیونکہ اگرچہ خداپرست بھی اپنے ہمراہ لشکر ساحران رکھتے ہین گو وہ لوگ مقابلہ نہین کرسکتے ہین مگر ہان جبکہ ساحر لڑنا
سے مقابلہ ہوتا ہی اُسوقت مین کام آتے ہین اور ساحر اہل اسلام کے ہمراہ زبردست زبردست ہین مثل
صبح آفتاب علم وغیرہ کے تو ضرور ہی کہ آفتاب کے کمال کے سحر کام مین آئین اور یہ سب مرا اُسکے برباد
ہون بس قوت سحر کبھی کم ہوجائیگی اور ساحر اگر خداپرستون پر غالب آگئے تو آفتاب کو مار لیگا پھر
سوا آپکے کوئی نہوگا تمام عالم مین آپکا دور دورا ہوگا اور اگر آفتاب کو اہل اسلام نے قتل کر ڈالا تو
بھی برجیس کا زور کم ہوگا اُسوقت شراکت اور اطاعت سے انحراف فرمائیے گا بس ایک طرف سے آپکا
اور دوسری طرف سے خداپرست اُسکو گھیر کر ماردین پھر خداپرستون سے مقابلہ کرکے اُنکو غارت فرمائیے اور
مسائل مین چالاکی قبول نما الٰہی کو درست فرمائیے اُسپر خدائی کا سامان ہوا اور اپنی معشوقہ ثریا سے تمکین کے
وصل سے مزے اُڑائیے اس گوہر نایاب کو اپنے تصرف مین فرمائیے کیونکہ نتیجہ یہ ہوگا کہ جب برجیس مارا جائیگا تو پھر کون انکار کریگا
زبردستی اُسپر قبضہ فرمائیے گا دوسرے یہ کہ اگر آفتاب جادو اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا گیا اور برجیس
کی قوت کم ہوئی اور آپنے انحراف پر کمر کسی وہ ضرور مانع آئیگا اُسوقت آپ یہ بیان کرین کہ اگر اپنی ہمشیرہ کا عقد میرے
ہمراہ کردو تو مین راضی ہوتا ہون تمھاری شراکت پر وہ اُسوقت ضرور اس امر کو قبول کرلیگا کیونکہ وہ وقت
مشکل کا ہوگا جان پر بنی ہوگی ایسی صورت مین معشوقہ کے وصل سے بھی کامیاب ہوجائیے گا مراد دلی بر آئیگی
رہا یہ امر کہ اطاعت پر برجیس کو راضی کون کرے اسکا ذمہ مین لیتا ہون کہ ان سب باتون پر راضی
کرادونگا ادھر وہ راضی ہوا بس اُسکے دوسرے دن یہان سے کوچ کریگا مع لشکر اور جو لشکر ادھر ہین
خداپرستون کے ملین گے مین اُسکے ہاتھ سے غارت کراتا ہوا اُسپر اُسکا قبضہ کراتا ہوا دل اُسکا بڑھاتا ہوا
برائے مقابلہ اہل اسلام کے مقابلہ مین پہنچا دونگا اور لڑوا بھی دونگا اسمین ضرور یہ ہوگا کہ ایک ساحر لشکر کم
کم ہوجائیگا خواہ خداپرست خواہ برجیس دونون طرح سے اپنا مطلب ہوگا جو باقی رہیگا اُس سے آپ مقابلہ
کرکے غارت فرمائیے گا اور دو حریفون سے کسی طور سے مقابلہ نہین کرسکتے ہین بس میری رائے تو یہی
کہ اطاعت مین ہر طرح کا نفع ہے کوئی پہلو نقصان کا نہین ہے بلکہ یہ امر ہے کہ جو دشمن قوی ہے
اُنکے مقابلہ سے فراغت ہوئی ہے اور وہ لوگ ضرور اُسکے ہاتھ سے مارے جائینگے پھر اُسکا مارنا
کوئی امر مشکل نہین ہے کیونکہ لشکر بھی کم ہوگا سحر جو کچھ قوی ہین وہ سب کام آچکے ہونگے آفتاب بھی ہوجائیگا
بس اپنا مطلب ہوجائیگا اور یہ امر بھی دل اس تدبیر کے سبب اُسکا معشوقہ کی بھی کیفیت معلوم ہوجائیگی
اور اگر بن پڑا تو کسی کے ذریعہ سے پیام وسلام بھی کیا جائیگا اگر وہ رضامند ہوگئی تو اُسکو اپنے قبضہ

کر لیا جائیگا جبتک کہ فیصلہ ہو اُس سے پوشیدہ طور سے اور آپ سے ملاقات کرا دی جائیگی آپ عیش فرمائیے گا
جب بعد کو ظاہر ہوگا تو پھر دیکھا جائیگا اور مقابلہ کرنے میں نفع نہیں ہے آیندہ آپکو اختیار ہے خواہ ہماری
رائے پر عمل فرمائیے خواہ نہ فرمائیے جو میری رائے ناقص میں آیا میں نے عرض کر دیا یہ کہکر سخنگان نے
اپنی تقریر ختم کی پس سب اہل دربار نے مع چترنگ کے کہا کہ بہت معقول تدبیر ہے اور بہت مناسب رائے
ہے دراصل سراسر اِس اطاعت کرنے میں نفع ہے اور امر دیگر میں سراسر نقصان ہے پس یہی امر بہتر ہے جو کہ وزیر اعظم
نے بیان کیا ارزنگ نے جب سنا اور دیکھا کہ سب نے سخنگان کی رائے سے اتفاق کیا خصوصاً اسلم
و دیلم و قرماسپ نے زیادہ تر پسند کیا کیونکہ اسکا مذہب قدیم ہے اِس خیال سے کہ بعد مدت پھر مذہب
قدیم پر آئے ہیں جب یہ امر ارزنگ پر ظاہر ہوا کہ سب کی رائے یہ ہے تو بہت خوش ہوئے اور چہرہ فرط خوشی
سے لال ہوگیا مثل گل صد برگ پھول گیا آنکو بھول گیا ایسی خوشی ہوئی کہ سب غم جاتے رہے اپنے خیال کیا کہ
خوب چال میرے وزیر نے نکالی کہ شر اکثر لشکر آفتاب پرستان رہتی ہے اور معشوقہ کی بھی حالت معلوم
ہوتی رہیگی اگر موقع بن پڑا تو کسی کو درمیان میں ڈال کر اور پیام و سلام کر کے اُسکو راضی کر لینگے یہ خوف
جاتا رہیگا کہ نہ معلوم معشوقہ پر کون قابض ہوا دوسرے جو کہ دشمن زبردست اور قوی خدا پرست ہیں اُنسے
یہ خوف ہے کہ کہیں ایسا نہو کہ وہ ملکہ پر عاشق ہو کر ملکہ کو لیجائیں اُنکے بھی تباہی کی صورت پیدا ہوتی ہے وہ
لوگ ضرور انھیں لوگوں کے ہاتھ سے تباہ ہونگے کیونکہ یہ اُنسے قوی ہیں پس سخنگان کا قول درست
ہے جب انکی قوت کم ہوگی اُسوقت مقابلہ کر کے ہم اُنکو غارت کرینگے آفتاب کا سحر بھی کم ہو جائیگا اِس
عرصہ میں اسلم بھی اپنے سحر کو قوی کر لیگا اور کوئی ساحر زبردست میں اپنی قدرت سے خلق کر کے آفتاب
کو قتل کرا دونگا اُسوقت تو مقابلوں سے مہلت نہیں ملتی ہے امر خدائی کو کیونکر دیکھوں اور کیا فکر کروں کیونکہ
ساحر زبردست خلق کروں اُسوقت یہ ہوگا کہ خدا پرست و آفتاب پرست مقابلہ کرینگے مجکو مہلت ہوگی
میں اپنے سب کام درست کر لونگا کیا خوب رائے دی ہے یہ باتیں اپنے دل سے کر کے ایک قہقہہ
بہت بلند قہقہہ لگایا اور کہا کہ ای بندگان با دولت یہ شیوہ قدرت مرا کہ میں نے کیسی عقل و فطرت اپنی قدرت
سے اپنے وزیر کو دی ہے کہ جسنے ایسی رائے دی جو کہ سراسر عمدہ اور مناسب وقت ہے اسی سبب سے تو میں نے
اسے وزیر کیا اور منشیٔ قدرت کا خطاب مرحمت کیا کوئی میری قدرت کو سمجھ سکتا ہے سوائے میرے میں نے
نوسے ہزار برس پیشتر یہ تقدیر کی تھی کہ میں آفتاب پرستوں کے ہاتھ سے خدا پرستوں کو غارت کرا دوں اور
اُسکے بعد ان سب کو میں اپنے عذاب میں مبتلا کر کے غارت کروں اور اپنا مذہب تمام عالم میں رواج
دوں سب [illegible] کہ میں ایک [illegible] ہوں [illegible] کہ باقی [illegible] غارت ہو اور [illegible]
معشوقہ کو اپنے قبضے میں لاؤں بھلا کون میری قدرت کو پا سکتا ہے سوائے میرے [illegible] میں اُسوقت
اپنے داد [illegible] لقا اور اپنے باپ [illegible] ثانی سے کم نہیں ہوں [illegible] تقدیر کرتے تھے اُنکی تقدیر کی
ہوئی بگڑ جاتی تھی بسبب اُنکے رحم کے میں جو تقدیر کرتا ہوں اُسکو پلٹتا نہیں ہوں کیونکہ رحم میرے دل
میں نہیں ہے میں ظلم کو پسند کرتا ہوں دیکھنا کہ ان خدا پرستوں پر آفتاب پرستوں کے [illegible] کیسا
عذاب نازل کرتا ہوں کہ یہ بھی یاد کرینگے اور بالکل مجکو رحم نہ آئیگا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا اُنکے حال
زار پر رحم کھائینگے اور میں رحم نہ کھاؤنگا کیونکہ [illegible] اور میں نے اِن آفتاب
پرستوں پر [illegible] اپنا عذاب نہیں نازل کیا کیونکہ یہ منظور تھا کہ انکے ہاتھ سے خدا پرستوں کو غارت
کراؤں کیونکہ تقدیر کر چکا تھا دوسرے یہ کہ میری معشوقہ [illegible] اگر میں ان پر عذاب نازل کروں تو

اور جب معشوقہ پر قبضہ پاؤن وہ وقت موقع کے انکار کرے اور یہ سوال کرے کہ تو کیسا میرا عاشق ہی کہ تونے
میرے بھائی اور دیگر عزیزون کو غارت کیا اور اب مجھ سے وصل کا خواستگار رہے مین کبھی نہ منظور کرونگی
کیونکہ تو میرا بھی دشمن ہی جبکہ تو میرے عزیزون اور بھائی کا دشمن ہی ضرور میرا بھی دشمن ہی پس مین اسوقت
کیا جواب دونگا اور یہ امر ضرور معشوقہ کو ناگوار ہوگا کہ میرے عاشق نے میرے عزیزون پر ظلم کیا ایسی بات
کرنا معشوق کو ناراض کرنا ہی پس یہ خیال کرکے مین نے اپنا عذاب ان لوگون پر نہین نازل کیا بلکہ مین
خود بہر مرتبہ اُنسے مغلوب ہوگیا اپنے بندون کو اُسکے عزیزون کے ہاتھ سے قتل کرایا کہ وقت موقع کے اُسکو
انکار کا اور شکایت کا موقع نہ ملے جو کہ میرے اضطراب کا سبب ہو اور بے قراری کا انپر عذاب
نازل نہ کرنے کا یہ سبب ہی اور انکے ہاتھ سے مغلوب ہونے کی یہی وجہ ہی ورنہ ایک پل مین مین انکو غارت
کردیتا یہ سمجھے کیا اور یہ بھی انکی قدرت تھی کہ ان لوگون سے مغلوب ہوتا ہی جو ارزنگ نے کہا سب احمق اور گیدی
پکار اُٹھے کہ آمنا وصدقنا تو ایسا ہی خدا ہی تیری قدرت کو اور علم خدائی کو کون جان سکتا ہی جو تقدیر کرتا
ہی خوب سمجھ بوجھکر کرتا ہی تیرے برابر اب کوئی خدا نہین ہی تو خدا ایسا برحق ہی ہم سب تیرے بندے ہین ہم سبکی
روح تیرے قبضے مین ہی تو سب کا مالک و مختار ہی ہم سب تابعدار رہین یہ کہکر سب خاموش ہوگئے کہ ایک
مرتبہ سختگان نے کہا کہ بس تقدیرین بگھارنے لگے اور اپنی قدرت جتانے لگے ابھی کچھ ہوا نہین ہی ایسے تو
یہ ہین کہ انھون نے یہ تقدیر کی تھی سب کام وقت پر منحصر ہوتے ہین پہلے اسکی تدبیر تو کیجیے کیونکہ اُن
لوگون کے پاس جاتا ہی اور انکو راضی کرنا ہی یہ کوئی کام مشکل کا نالہ ہی کہ فوراً ہو جائیگا ارزنگ نے کہا
پھر جو تو بتادے کرون کیونکہ یہ سب امر تو مین نے تیرے اوپر منحصر کیے ہین جو تو کہیگا اُسپر عمل کرونگا یہ سنکر
سختگان نے کہا کہ ایک نامہ بنام طوطارشاہ وغیرہ اس مضمون کا تحریر کیا جائے کہ ہمکو اطاعت کرنے
مین خداوند کے کوئی عذر و انکار نہین ہی ہم موجود ہین پس اگر آپکو منظور ہو تو ہم اپنے وزیر کو روانہ کرتے
ہین اُسکو خدمت خداوند مین روانہ فرمائیے جو عذر ہمکو پیش کرنا ہین ہم اُنکو خداوند پر جلیس سے عرض کرین
پھر ایسے وزیر کے کہ جسکا نام سختگان ہی اگر وہ قبول کرلین اور جو امر وہ فرمائین اُسکا جواب وہ دے
پس دونون طرف سے تقریر ہوکر طے ہو جائیگی کہ ہم اطاعت کرلین یہ جو سختگان نے کہا ارزنگ نے کہا
کہ پھر نامہ لکھو پھر کیا اور اُسوقت دبیر کو طلب کرکے نامہ تحریر کیا گیا بہت کچھ آفتاب تابان کی اور جلیس
کی تعریف لکھی گئی اُسکے بعد اُسکے ناموں کی اور پیغمبرون کی تعریف تحریر کی گئی پھر اپنا مطلب تحریر کیا
لفافہ بند کرکے دبیر نے پیش کیا وہی مضمون تھا جو کہ بالا مذکور ہوچکا ہی سختگان نے دبیر سے کہدیا تھا
جب دبیر نے نامہ تیار کرکے پیش کیا پس سختگان نے قرماسب سے کہا کہ تم یہ نامہ لیکر لشکر طوطارشاہ
مین جاؤ اور اُسکا جواب لاؤ یہ نامہ خداوندی ہی اسکے لیجانے کے قابل تم ہی ہو وہ اپنی جگہ سے
اُٹھا اور اُس نامہ کو سختگان کے ہاتھ سے لیا اور بوسہ دیا اور سر سے باندھکر بارگاہ سے باہر آیا اور مرکب
پر سوار ہوکر طرف لشکر طوطارشاہ کے روانہ ہوا جو ہرکارے لشکر مین بامر جاسوسی لشکر طوطارشاہ کے
موجود تھے یہ خیال رہے کہ جب یہ راے ہوئی ہی تو جو خدمتگار و ملازم بارگاہ مین تھے وہ سب باہر کردیے
گئے تھے ہر چند سردار تھے تو ہرکارے گو صورت بدلے ہوئے تھے مگر بارگاہ مین نہ تھے اُنکو اندر کی حالت
معلوم تھی ہان جب قرماسب باہر آیا اور طرف لشکر کے چلا تو دریافت کرنے سے اُنکو ظاہر ہوا کہ یہ
ارزنگ کا نامہ لیکر طوطارشاہ کے پاس جاتا ہی پس یہ خبر لیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے
یہان سختگان نے ارزنگ سے کہا کہ جواب نامہ آلے تو اور تدبیر کرون پس اگر یہ جواب آیا کہ اپنے

وزیر کو روانہ کروکہ وہ آکر بہت تقریر کرے اور تمہارے عذرات بیان کرے تو مین کل ضرور جاؤنگا اور
جو شرطین مین نے یہان بیان کین وہی مین وہان بھی بیان کرونگا اور اپنی طاقت لسانی سے پرجلیس کو
راضی کراؤنگا پھر آپ کو لیجا کر ملاقات کراؤنگا اُسکے بعد اِس امر پر آمادہ کرونگا کہ لشکر لیکر کوچ فرمایئے
دیکھیے تو مین کیونکر آفتاب پرستون کو خداپرستون سے لڑوائے دیتا ہون دونون مین سے ایک کا خاتمہ کراتا ہون بلکہ
یہ کرونگا کہ باہم جو جو امر طے ہونگے اُسکی تحریر باہم درمیان مین ہوگی مناسب طور سے بذریعہ اقرارنامہ وعہدنامہ
کے تاکہ ہم اور وہ دونون اپنے اپنے اقرار وعہد پر قائم رہین اور کوئی عہدشکنی نہ کرسکے ارزنگ نے کہا کہ
تمکو اختیار ہے جو تم طے کرادوگے اور جس طور سے تم کہوگے مین قبول کرلونگا بس جب یہ تقریر ہوچکی سختگان
اپنے مقام پر بیٹھ گیا اور یہ انتظار کرنے لگا کہ دیکھیے کیا جواب نامہ آتا ہے یہان تو ارزنگ وچنزنگ
وغیرہ انتظار نامہ کر رہے ہین اُدھر طومار شاہ وغیرہ دربار مین بیٹھے ہوئے ہین دربار آراستہ ہے سب
سردار حاضر ہین کہ ہرکارون نے بدعا دی ہاتھ اُٹھا کر اور مجرا کیا اور عرض کیا کہ ارزنگ نے ایک
نامہ آپکے نام تحریر کیا ہے ایلچی نامہ لیکر آتا ہے طومار شاہ نے کہا کہ آنے دو بلکہ درگہ سالار کو حکم دیا کہ اگر ایلچی
نامہ ارزنگ کا لیکر آئے تو آنے دینا کوئی خبر کرنے کی ضرورت نہین ہے کہدینا کہ جانے کی آپکی خبر ہوگئی ہے یہان یہ
بندوبست ہے اُدھر قرماسپ اپنے لشکر کو طے کرکے اور جو میدان درمیان مین دونون لشکرون کے بیچ
مقابلہ چھوڑ دیا گیا تھا اُسکو طے کرکے داخل لشکر طومار شاہ ہوا سب لشکر کی سیر کرتا ہوا بارگاہ پر آیا کسی قسم کا ظلم وستم
ایلچی نے نہین کیا در بارگاہ پر آکر درگہ سالار سے کہا کہ خبر کردو کہ ارزنگ کا نامہ بر نامہ لیکر آیا ہے اُسنے
عرض کیا کہ تشریف لیجایئے آپکی خبر ہوچکی ہے ہمکو حکم ہے کہ اگر نامہ بر آئے تو آنے دینا روکنا نہین بس قرماسپ
مرکب پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا صحن بارگاہ کو طے کرکے ایوان مین پہونچا بطریقہ ارزنگ پرستان کے
سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا طومار شاہ نے اشارہ کیا چوبدار نے صندلی روبرو تخت کے بچھا دیا
اُسپر بیٹھ گیا طومار شاہ وسرشار شاہ وغیرہ جو بادشاہ اور سردار بحکم پرجلیس لشکر لیکر آئے تھے وہ سب
موجود تھے بلکہ سب بادشاہ ایک ہی تخت پر پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے دربار خوب آراستہ تھا سرداران قوی
ہیکل کرسیون وصندلیون پر متمکن تھے سب قوی تن وقوی من تھے دربار نہ تھا بیشۂ شیران تھا قرماسپ
اُس دربار کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ایسے سردار نہ ارزنگ کو نصیب ہین نہ چنزنگ کو جیسے
جیسے کہ اِس دربار مین ہین بھلا ارزنگ کیا مقابلہ کرسکتا تھا ضرور شکست کھاتا یہ تو اپنے دل سے
یہ باتین کر رہا تھا کہ طومار شاہ نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام لبریز کرکے نامہ بر کو دیا قرماسپ نے
جام بڑھکر لے لیا طومار شاہ نے پوچھا کہ آپکا نام مبارک کیا ہے اور آپ کہان کے رہنے والے ہین
اور ارزنگ کے کیونکر شریک ہوئے اور یہان کس غرض سے تشریف لائے ہین قرماسپ نے جواب دیا
کہ نام میرا قرماسپ بن ہرماسپ بن طرماسپ بن طہماس بن عنقوبیل دیو پرور ہے میرے دادا لقاپرست تھے
حمزہ کے پوتے نے اُنکو زیر کیا چنکہ خداوند لقا خدائی کرتے تھے چونکہ وہ خوبصورت بہت تھا یہ اُس پر
عاشق ہوگئے اُنھون نے اُسکا دین قبول کرلیا اور عنقوبیل نے بھی اپنے باپ کو اِسی امر پر راضی
کیا وہ بھی زیر ہوکر خداپرست ہوگئے میرے دادا اطرماسپ یہ خبر سنکے برائے مقابلہ طہماس اِس خیال
سے آئے کہ اُنکو زیر کرکے پھر اصلی دین پر لاؤن مقابلے ہوئے چونکہ اُس زمانے مین ایرج نوجوان
صاحبقران آفتاب پرستان بھی وہان موجود تھے مع لشکر خداپرستون سے لڑ رہے تھے اُنسے اور
میرے دادا اطرماسپ سے مقابلہ ہوا وہ ایرج نوجوان سے زیر ہوگئے اُنھون نے آفتاب پرستی

اختیار کی چنانچہ وہ اُنکے ہمراہ رہے بڑے بڑے معرکے پڑے آخر کو اپنے باپ دلہاس کے ہاتھ سے عالم
زمینداری مین قتل ہوئے اُنکے فرزند عزیز اسعد اپنے باپ سے ملنے کو جاتے تھے ابھی سن کچھ نہ تھا کہ
اسعد سے مقابلہ ہوا بسبب کمسنی اور ناواقفی کے اسعد کے ہاتھ سے مارے گئے یہ سب واقعات آپکے
ملاحظہ فرماتے ہونگے تفصیل بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے جب میرے دادا نے آفتاب پرستی
اختیار کی تھی اسدن سے ہم سب آفتاب کو خدا جانتے تھے بخدا ایسا مانتے تھے جو کہ دین آجکل آپ لوگون کا
ہے میرے دادا بھی اسی مذہب مین قتل ہوئے اور باپ بھی گو ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوکر خدا پرست
ہوئے کیونکہ اُنکے پوتے تھے مگر ہم سب اُسی مذہب پر رہے جب یہ واقعہ ہوا اُسوقت مین پیٹ مین تھا
میری والدہ حاملہ تھین جب میرے باپ مارے گئے اور لشکر فرار ہوا تو وہ بھی بھاگین اور ایک شہر مین
پہونچین وہان قلعہ تھا بہت بڑا اُسمین ایک حاکم بہت زبردست قوی ہیکل رہتا تھا وہ حاکم قلعہ تھا وہ
اُنپر عاشق ہوا اور اُنکو لیگیا وہ بھی آفتاب پرست تھا اُسنے اُنکے ہمراہ عقد کیا جب مین پیدا ہوا اُسنے میری پرورش نہایت
اچھی طرح سے کی میری تعلیم مین بہت کوشش کی جب مین نوبرس کا ہوا تو وہ مر گیا مین حاکم قلعہ ہوا مین نے
اپنی ماں سے سب حال سُنا دین آفتاب پرستی کو رواج دیا سب اہل قلعہ آفتاب پرست ہوئے مین
حکومت کرنے لگا سب فنون سپہگری سے جب ماہر ہوچکا تو قصد کیا کہ خدا پرستون سے باپ و دادا کے خون
کا عوض مقابلہ کرکے لون مین نے جو یہ قصد اپنا اپنی ماں سے ظاہر کیا اُسنے کہا کہ ابھی تیرے پاس لشکر
ہے نہ سپاہ جو تو اُنسے مقابلہ کرے گا وہ لوگ بہت قوی ہین لشکر جمع کرلے تو پھر مقابلے کو جانا مین نے
خیال کیا سچ کہتی ہین اب اُسی دن سے لشکر جمع کرنے کی فکر شروع کی اور یہ تدبیر سوچی کہ جو کوئی قافلہ خواہ
لشکر آفتاب پرستون کا میرے قلعے کی طرف سے جاتا تھا اُسکو مین نہین غارت کرتا تھا ہان اگر کوئی دوسرے
مذہب کا لشکر جاتا تھا تو ضرور غارت کرتا تھا اُسی زمانہ مین ارژنگ مع لشکر کے پہونچے معلوم ہوا کہ ارژنگ
پرستون کا لشکر آیا ہے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ آفتاب پرستون کے مقابلے کو شہر آفتاب نما کو جاتا ہے بس
مجکو غصہ آیا کہ یہ آفتاب پرستون کے مقابلے کو جاتے ہین اور مین آفتاب پرست ہوکر جانے دون قلعے سے
نکلکر لشکر پر گرا اور سپہر اول لشکر سے بارگاہ چھین لی سپاہ بھاگ گئے ارژنگ کو خبر ہوئی اُنہنے دیلم اپنے
سپہ سالار [illegible] کو مع لشکر روانہ کیا اُسنے آکر مجھسے مقابلہ کیا مین کشتی لڑنے لگا کہ سپہر اکولائی گرفتار کیا
دیلم [illegible] اور کہا کہ جاکر علاج کر جب اچھے ہو تو آکر مقابلہ کرنا مین نے جو دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ [illegible] ایرج [illegible] ایرج [illegible] اس سبب سے انکی اطاعت
کی [illegible] بزرگ [illegible] اور اُس خاندان [illegible] مجکو راہ راست دکھائی اور ہادی بزرگ
[illegible] اُنکے بزرگون کی اُنھون نے ارژنگ سے ملاقات کرائی ارژنگ نے اپنا سپہ سالار
مقرر کیا بہت [illegible] اُسدن سے مین اُنکے ہمراہ ہون آج آپکے پاس اُنکا نامہ لیکر آیا ہون یہ نامہ
[illegible] اسکا جواب تحریر فرمائیے طومار شاہ نے وہ نامہ لیکر دبیر کو دیا اُسنے نامہ پڑھا جب مضمون نامہ
ختم ہوا اور طومار شاہ مضمون سے واقف ہوا تو قریبا سے کہا کہ آپ تشریف رکھین مین یہ نامہ مع اپنی
عرضی کے خدمت خداوندی مین روانہ کرتا ہون جو جواب وہان سے آئیگا مین اُسپر کاربند ہونگا یہ کہکر دبیر سے
کہا کہ ایک عرضی ہم سب کی طرف سے خدمت خداوند مین اس مضمون کی تحریر کرو کہ پہلے تو کل حالات ہنگامہ
تحریر ہون بعد القاب و آداب کے پھر یہ تحریر ہو کہ ہم بموجب حکم خداوند یہان فروکش تھے کہ قریبا
سپہ سالار ارژنگ نامہ لیکر آئے تھے وہ نامہ اُسی طور سے بذریعہ اپنی عرضی کے حاضر خدمت کیا اور جو

جواب مناسب ہو وہ تحریر فرمایا جائے تاکہ ہم انکو دیدین بدون اطلاع سرکار ہم جواب نہ دے سکے کہ نہ
معلوم کیا جواب دیا جائیگا بس جو حکم ہو وہ ہم بجا لائین کیونکہ سپہ سالار یہان موجود ہو زیادہ حد ادب
بس دلپیر نے جس طور سے کہ طومار شاہ نے کہا عرضی تحریر کی اسپر دستخط و مہر کرکے طومار شاہ کو دیدی
طومار شاہ نے وہ عرضی اور نامہ دونون کو ایک چوبدار کو جو کہ پس پشت طومار شاہ کھڑا تھا اسکی پیشانی
پر لکھا تھا بخط جلی این خاص چوبدار خداوند بہرجلیس وہ دونون کاغذ دیے اور کہا اسکا جواب بہت جلد
لیکر آو وہ سلام کرکے باہر بارگاہ کے آیا اور طرف شہر کے روانہ ہوا یہان فرماسپ سے کہا کہ آپ اپنے
واقعات مفصل طور سے بیان فرمائیے جبتک کہ جواب نامہ کا آئے بس فرماسپ نے بیان کرنا شروع
کیا جو جو امر بیان کرنے سے رہگئے تھے یہان فرماسپ اپنے حالات بیان کر رہا ہو ادھر چوبدار عرضی و
نامہ لیے ہوئے جاتا ہو یہان شہر آفتاب نما مین اندرون قلعہ آفتاب نگار و گنبد خورشید آثار مین بہرجلیس
عقب حجاب قدرت تخت خدائی پر بیٹھا ہوا ہو اکیسون درجے حاضرین دربار سے معمور ہین ہر طبقہ کے لوگ
موجود ہین جو جسکا مرتبہ ہو وہ اس مرتبے سے بیٹھا ہوا ہو یہ بارہا عرض ہوا ہو کہ درجے زیر و بالا واقع ہوئے
ہین بالا والے نیچے والون کو بخوبی دیکھتے ہین یہ گنبد و قلعہ ساختہ سحر ہو اس سبب سے یہ بات ہو ورنہ ممکن
نہین ہو جبکہ یہ خاصیت ہو کہ اندر سے بیرون کا حال معلوم ہوتا ہو تو یہ کیا بات ہو بس اس طور سے دربار آراستہ
ہو افریق شاہ و خونخوار شاہ بمرتبہ پیغمبری قریب حجاب قدرت کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین آج کوئی
مقابلہ تو لشکر سے ہو نہین کہ تماشا ے جنگ کا حکم ہو سب اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہین حکم و
احکام جاری ہو رہے ہین آفتاب جادو بھی میدان جنگ سے اس آسمان پر سے چلا آیا ہو جو کہ محیط لشکر
طومار شاہ ہو مگر آسمان اسی طور سے قائم ہو اپنے اصلی مقام پر ہو یعنے اس آسمان پر جو کہ قلعے پر قائم ہو
جس سے ہمہ وقت بارش گل ہوا کرتی ہو اور صدا ے راگ و رنگ آتی ہو اور خوشبو بس [illegible] اپنے قاعدے
کے آفتاب نے کہا کہ بہرجلیس آگاہ ہو کہ آج ارژنگ پرستون نے دربار کیا اور باہم یہ تقریر ہوئی ہو
کہکر وہ سب تقریر جو کہ شکستگان نے بیان کی اور کہا کہ جو صلاح انھون نے کی ہو سب کا رنج [illegible]
ہوگا ارژنگ وغیرہ کی تو کیا قدرت ہو کہ وہ ثریا کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکین بس [illegible]
تو انھون نے ایک نامہ طومار شاہ کے نام لکھا اسکا مضمون وہی [illegible] نامہ مین
تحریر کیا تھا وہ نامہ فرماسپ لیکر لشکر [illegible] طومار شاہ نے اس نامہ کو [illegible] اور ایک عرضی لکھکر
تیرے پاس روانہ کیا ہو تو جب نامہ آئے اور عرضی نامہ کی پشت پر تحریر کرا دینا کہ تم اپنے وزیر کو روانہ کرو
جو وہ شرائط بیان کریگا اگر لائق قبول ہونگے تو ہم قبول کرین گے ورنہ خدا اور [illegible] اطاعت قبول کی
جو جو راے بیان ہوئی ہو سب تفصیل علم خدائی ظاہر ہوا ہو بہرجلیس ارژنگ [illegible] کے منہ آئے ہوئے
سے یہ امر ہوگا کہ [illegible] خدا پرستون [illegible] تکلیف زیادہ ہوگی [illegible] دشمن ہو بس
تمکو ان ملکون پر لیجائیگا کہ جو اسلام [illegible] تو انکو غارت کرتا ہوا یہ سر خدا [illegible] تو خدا پرستون
پر بھی ظفر پائیگا مثل ارژنگ کے اس سے بڑی ایک ملک [illegible] ارژنگ
کی اطاعت کو قبول کرلینا اب تو یہ امر قبل آئے چوبدار کے ان سب پر ظاہر کر دینا اور کہہ دینا کہ [illegible] علم
خدائی معلوم ہوا ہو اور طومار شاہ کی عرضی کی پشت پر یہ تحریر کرنا کہ اس نامہ کو اسی طور سے سپہ سالار ارژنگ
کو دیدو تم [illegible] دیکھنا جب تک کہ انکا وزیر آئے تو اسکو اپنے ہمراہ لیکر داخل شہر و قلعہ ہونا تمام [illegible] جو کہ
مین نے اپنی قدرت سے پیدا کیے ہین وہ سب دکھانا اسکے بعد حاضر خدمت [illegible] لانا بہرجلیس نے کہا

کر اچھا آفتاب یہ تعلیم کر کے اپنے مقام پر چلا گیا یہ سب امر سوائے برجلیس کے اور کسی نے نہیں سنے
برجلیس نے حجاب قدرت کے اندر سے آواز دی کہ آگاہ ہو کہ آج یہ واقعہ لشکر ارژنگ میں گذرا
بس جو کہ آفتاب نے بیان کیا تھا وہ سب بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ چوبدار نامہ لیکر آتا ہے نامے کا یہ
مضمون ہے مضمون نامہ بھی سب بیان کر دیا اور جو صلاح سنجیدگان نے ارژنگ کو دی تھی وہ بھی بیان
کی اور کہا کہ یہ سب مجھکو اپنی قدرت سے ظاہر ہوا کیونکہ میں تو روشن ضمیر ہوں اور کیوں نہ ہوں کہ خدا ہوں
اور فرزند خدا ہوں سب کافروں نے کہا کہ بجا اور درست اور اسمیں کیا کلام ہے بس یہاں تو یہ تقریر ہو رہی
تھی اُدھر وہ چوبدار داخل شہر ہوا شہر کو طے کر کے قلعہ میں آیا قلعہ کو طے کر کے گنبد میں آیا اسکو کون روکتا
کیونکہ یہ خاص چوبدار ہے بس اکیسوں درجہ طے کر کے درجہ خاص میں پہونچا پہلے حجاب قدرت کو
سلام کیا اور سجدہ پھر اسکے بعد خونخوارشاہ و افریق شاہ کو اور عرض کیا کہ ایک عرضی طومارشاہ
کی اور ایک نامہ جو کہ ارژنگ کے پاس سے آیا تھا میں لیکر آیا ہوں خداوند سے عرض فرمائیے یہاں
افریق شاہ نے اُٹھکر اور دست ادب جوڑ کر قریب حجاب جاکر عرض کیا آواز آئی کہ عرضی و نامہ
لیکر پڑھو بس افریق شاہ نے لیکر پڑھنا شروع کیا کیونکہ آج اسکا دن تھا کہ وہ کلام کرے ایک
دن خونخوارشاہ کلام خداوند سے کرتا ہے اور ایک دن افریق شاہ بس جب نامہ و عرضی پڑھ چکا
افریق شاہ سب حاضرین نے سنا اکیسوں درجہ کے لوگوں نے حجاب قدرت سے صدا آئی کہ یہ نامے
کی پشت پر لکھدے اور چوبدار کو دیدے بس وہی مضمون جو کہ آفتاب نے بتایا تھا نامے پر لکھوا دیا اور جو
عرضی کی پشت کا تھا وہ عرضی پر لکھوا دیا اور افریق شاہ نے لکھدیا اور عرضی تو اسی طور سے اور نامہ
ملفوف کر کے اور مہر لگا کر چوبدار کو دیدیا اور کہا کہ لیجا تو طومارشاہ کو دینا کہ نامہ اسی طور سے قرماسپ
کو دیدے جواب تحریر ہو گیا اور جو عرضی پر حکم ہے اُسپر عمل کرے اور وہ چوبدار سلام و سجدہ کر کے روانہ
ہوا برجلیس نے حکم دیا کہ کل تمام شہر آئینہ بند ہو اور سب اہل شہر پوشاک نفیس سے آراستہ ہوں اور بیس
لاکھ کا لشکر زیر گنبد آکر صف بستہ ہو اور کل اہل دربار نفیس پوشاک پہنکر آئیں دربار خوب آراستہ
کیا جائے کیونکہ وزیر ارژنگ کا آئے گا قدرت اسکو اپنی شان و شوکت دکھائیں گے یہ سب
سامان ہم ہر ایک مکان پر اپنی قدرت سے پہونچا دینگے کوئی تردد نہ کرے بس برجلیس نے جب یہ
حکم دیا اُسیوقت سے سب سامان ہونے لگا تمام شہر میں منادی ہو گئی کہ کل کوئی سوائے پوشاک نفیس
کے گھر کی کپڑے پہنکر نہ نکلے چھاونی میں اُسی وقت حکم پہونچا دیا گیا کہ کل صبح کو بیس لاکھ سپاہ زیر
قلعہ آکر صف بستہ ہووے اُن بیس لاکھ کو نئی وردیاں مرحمت ہوئیں بس یہاں کا سامان جب سنجیدگان
آئیگا اُسوقت بیان کیا جائیگا ابھی کوئی ضرورت نہیں ہے کیسی آرائش ہوئی ہے یہاں بند و بست ہو رہا
ہے انکو اسی میں مصروف رکھا جاتا ہے اُدھر چوبدار نے جاکر عرضی و نامہ سر بمہر دیا طومارشاہ وغیرہ
نے مہر خداوندی دیکھکر پہلے سجدہ کیا پھر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا بوسہ دیا پھر عرضی کو پڑھا جو کچھ چوبدار
سے افریق شاہ نے کہا تھا اُسے کہدیا بس طومارشاہ نے وہی مضمون پشت عرضی پر بھی پایا نامہ
قرماسپ کو دیا کہ لیجائیے اسکی پشت پر جواب تحریر ہے ہم اُس جواب سے واقف نہیں ہیں ورنہ بیان
کر سکتے مگر ہمکو حکم نامہ کے واکرنے کا نہیں ہے ہمکو جو حکم ملا وہ ہم اُسپر کاربند ہونگے اور جو آئندہ
کے واسطے حکم ہے اُسپر عمل کرینگے بس قرماسپ وہ نامہ لیکر اور سب کو سلام کر کے بارگاہ سے باہر آیا
یہاں طومارشاہ وغیرہ نے یہ حکم دے کر دربار برخاست کیا کہ کل لشکر میں خوب آراستگی ہو اور سب نیا سامان

کیا جائے کیونکہ کل ارزنگ کا وزیر ضرور آئیگا خداوند کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی اور ایک لاکھ سپاہ
تیار رہے کہ اُسکو ہم سب کے ہمراہ چلنا ہوگا اردل مین وزیر ارزنگ کے سب سردارون سے کہا
کہ آپ لوگ ابھی کل دیرے سے دربار مین تشریف لائین سب نے عرض کیا کہ بہت خوب بس
طومار شاہ وسعد شاہ رشاد وغیرہ دربار برخاست کرکے اور ہرکارون کو یہ حکم دے کہ تم لشکر ارزنگ
مین جاؤ جو کچھ واقعہ گذرے ہمکو خبر دو اور جب ارزنگ کا وزیر ادھر کو آئے تو اُسکے آنے کی خبر دو ہرکارے
روانہ ہوئے طومار شاہ وغیرہ اپنے خیمون مین گئے یہان تو بندوبست ہونے لگا کہ اسکا ابھی ذکر ہوچکا اُدھر
قرماسپ اپنے لشکر مین آیا اور قریب بارگاہ آکر مرکب پر سے اُترکر داخل بارگاہ ہوا اور قریب تخت آکر وہ
نامہ پیش کیا ارزنگ نے کہا کہ کیا جواب لائے قرماسپ نے کہا کہ نامہ بر کی تحریر سے مجھکو بھی معلوم ہوا
یہ کہکر جو واقعہ گذرا تھا سب بیان کیا ارزنگ نے وہ نامہ دبیر کو دیا اُسنے پڑھا بہت کچھ تحریر تھا
مگر القاب وآداب ندارد نہ کسی کی تعریف تھا نہ توصیف تھا سوائے آفتاب کے وہی مضمون تھا جو کہ
آفتاب نے برجیس سے کہا تھا یہی تحریر تھا کہ ہمنے تمہاری اطاعت قبول کی اور جو تمہارے وزیر نے
ہمکو راے دی ہی جسپر تم اطاعت کرنے پر راضی ہوئے وہ سب ہمکو بعلم خدائی معلوم ہی جب تمہارا وزیر
آئیگا ہم قبل اُسکے بیان کرنے کے بیان کردینگے اگر تم اطاعت پر راضی ہوتے تو پرسون مین ضرور تم
سب پر اپنا عذاب نازل کرتا اور جلاکر خاک کرتا یہ قصہ پاک کرتا مگر تم اطاعت پر راضی ہوئے خیر اب کیا
برائی کرون مگر ہمارے خیال مین یہ ہی کہ تم برائی پر ہو مگر ہمارا کیا کرسکوگے اپنے منھ کی کھاؤگے لہذا تمکو خبر
دی جاتی ہی کہ کل تم اپنے وزیر سنگتگان بیٹے مشیر قدرت کو روانہ کرو میرے لشکر مین جو کہ تمہارے مقابلے
مین ہی اُنکو میرا حکم پہونچ چکا میرے پیغمبرون کے پاس طومار شاہ وغیرہ اُسکے اپنے ہمراہ لیکر تمام عجائبات
دکھاتے ہوئے میری خدمت مین حاضر کردینگے ماہدولت اُس سے خود تقریر کرینگے جو وہ شرطین کریگا
قبول کی جائینگی جو لائق قبول ہونگی اور باہم عہدنامہ واقرارنامہ تحریر ہوجائیگا تاکہ تم راس اپنے قول
سے انحراف نہ کرو اور کوئی نئی بات نہ پیدا کرو کیونکہ تمہاری طبیعت مین اکثر [illegible] زیادہ کیا تحریر
کیا جائے یہ جو مضمون ارزنگ وجمشیدنگ نے سُنا سنگتگان سے کہا کہ سن لیا وہ سب حال سے آگاہ
ہین سنگتگان نے جواب دیا کہ آگاہ ہونے کو کیا ہوا ساحر زبردست ہی دریافت کرلیا ہوگا جب تقریر ہوگی
دیکھا جائیگا ارزنگ نے کہا کہ آپ کل تشریف لیجائیے سنگتگان نے جواب دیا کہ بہت خوب مین ضرور
جاؤنگا یہ کہکر کہا کہ میرے ہمراہ کون کون چلیگا جو جو بیٹھے وہ کھڑا ہو جائے بس اسملر و قرماسپ
وغیرہ کھڑے ہوئے سنگتگان نے کہا کہ ایک شرط سے مین چلتا ہون میرے کسی امر مین دخل نہ دیجیئےگا
جو مین حرکت کرون اُسکو خاموش دیکھا کیجیئےگا کچھ اعتراض نہ کیجیئےگا اور جو کسی مقام پر کوئی امر
میرے یا آپ کے خلاف ہو اُسپر بھی برہم نہ ہو بیٹھئےگا جا بیجا لغت گوارا کیجئیگا ورنہ کام خراب ہوگا ان
سب نے کہا کہ بہت خوب جو کچھ کہا ہی ہم اُسپر عمل کرینگے سنگتگان نے کہا کہ کل بیدار ہوکر لباس نفیس
بدلکر اپنے خادمون وغیرہ کو درست کرکے ہمراہ لیکر آئیے سو سوار اپنے اپنے لشکر سے آزمودہ اور قوی کہ
جنگلی وردیان عمدہ ہون اپنے ہمراہ لائیے اور ارزنگ سے کہا کہ بیس ہزار سوار اور دس ہزار پیدل کو حکم
فرمائیے کہ نئی وردیان زیب تن کرکے بوقت سحر دردولت پر حاضر ہون اور آپ بھی صبح سویرے دربار مین
تشریف لائین میری سواری کا سامان ملاحظہ فرمائین وہ بیس ہزار سوار اور دس ہزار پیدل میری سواری کے
ہمراہ چلین کچھ شان وشوکت سے مین جاؤن تاکہ معلوم ہو کہ وزیر خداوند کہ جسکو مشیر قدرت لقب ملا ہی

یہ اسکی سواری ہے ارژنگ نے اسیوقت جو کچھ سختگان نے کہا وہ حکم دیدیا اسیوقت سے سامان ہونے لگا یہان بھی ارژنگ
نے دربار برخاست کیا سب رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے خیمون مین ائے دیلم و اسلم و قرماسپ سامان کرنے لگے
اپنے اپنے لشکر مین حکم دیا کہ سو سو سوار نئی وردیان پہن کر اپنے آلات حرب و ضرب کو درست کر کے خیمون پر تڑکے
جلد حاضر ہون یہ حکم دے کر اور سامان کرنے لگے ادھر سختگان نے اپنے خیمے مین جا کر اپنا بندوبست کرنا
شروع کیا راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ اسقدر دن تمام ہوا شب آئی وہ شب بھی سختگان و اسلم وغیرہ
نے اختر شماری مین بسر کی کہ فلک پر آثار سحر نمایان ہوئے سختگان نے جامہ ایک سو کلی کا پہنا رفیدہ
سر پر رکھا ہتھیار لگائے سب الماس نگار بیرون خیمہ خادم و خدمتگار نئی وردیان زیب تن کیے
ہوئے مؤدب کھڑے ہین سامنے خچری کو ساز و یراق سے آراستہ کیے ہوئے کھڑا ہی ایک مرتبہ خیمے
کا پردہ اٹھا اور سختگان خیمے سے برآمد ہوا سب نے سلام کیا سختگان نے سب کا سلام لیا اور اپنی
خچری پر سوار ہو کر طرف بارگاہ کے چلا ادھر سے اسلم پوشاک نفیس پہن کر یاقوت کی پچکاری کی طلائی
کشادان کی زرہ پہن کر ہتھیار مرصع کار لگائے ہوئے خیمے سے برآمد ہوا اسکے سوار بھی نئی وردیان
کارچوبی پہنے ہوئے خادم و خدمتگار بھی در خیمہ پر موجود تھے مرکب با ساز و یراق مرصع حاضر تھا یہ اسپر سوار ہو کر
سب کا سلام و مجرا لیتا ہوا طرف بارگاہ کے چلا دیلم اپنے خیمہ سے نکلا اسکی زرہ پر زمرد کا کام کیا ہوا تھا
اسکے بھی خادم و خدمتگار و سوار نئی وردیان پہنے ہوئے تھے قرماسپ کی زرہ پر فیروزے کا کام تھا
یہ بھی اسی سامان سے خیمہ سے اور سب کو ہمراہ لیکر طرف بارگاہ کے چلا یہان بیس ہزار کا لشکر نئی نئی
وردیان پہنے ہوئے یراق زرق برق تن پر لگائے ہوئے صف بستہ کھڑے تھے ارژنگ و چترنگ
بارگاہ مین آچکے تھے اور سب سردار بھی دربار آراستہ تھا کہ سختگان پہنچا ارژنگ و چترنگ کو سلام
کیا اور اپنے مقام پر آ کر بیٹھا کہ اسلم آ کر پہنچا اپنے سوارون کو باہر ٹھہرا کر سلام کر کے وہ دنگل پر بیٹھ گیا
دیلم آیا وہ بھی بیٹھ گیا قرماسپ آیا وہ سلام کر کے بیٹھ گیا جب سب آ چکے اسوقت سختگان نے کہا کہ
یہ خادم اب رخصت ہوتا ہی ارژنگ نے کہا جاؤ تمکو سپرد اپنے بقدرت کے کیا بس ارژنگ نے
بارگاہ کے پردے اٹھوا دیے سختگان اپنی کرسی پر سے اٹھکر چلا اسلم و دیلم و قرماسپ بھی دنگلون پر
سے اٹھے ارژنگ وغیرہ کو سلام کر کے ہمراہ سختگان کے باہر بارگاہ کے آئے بس سختگان خچری پر
سوار ہوا اسلم و دیلم و قرماسپ اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہوئے بیس ہزار لشکر کے علم کھل گئے پھریرے
ننھے ننھے ماہی مراتب جو کہ سواری وزیر کے ہمراہ ہوتا ہی سب تھا ڈنکا بجتا ہوا باجے بجتے ہوئے داہنی
طرف سختگان کے قرماسپ و دیلم بائین طرف اسلم جلوس سواری آگے آگے چلا نقیب لقابت
کرتے صدائین با ادب باش کی لگاتے ہوئے آگے روانہ ہوئے سقے گلاب کیوڑہ کا چھڑکاؤ کرتے ہوئے
آگے آگے تھے اور جلوس سواری تھا جب ہرکارون نے دیکھا کہ سختگان سوار ہو کر طرف ہمارے لشکر
کے چلا بس ہرکارے لشکر طوبار شاہ کے یہ خبر لیکر اپنے لشکر کی طرف راہی ہوئے یہان ارژنگ
بارگاہ مین بیٹھا ہوا سواری کا تماشہ دیکھا کیا جب سواری سختگان کی روبرو سے نکل گئی تو ارژنگ
نے ہرکارون سے کہا کہ لشکر طوبار شاہ مین جا کر خبر تو لاؤ کہ کیا گذری اور اگر موقع ملجائے تو شہر مین جانا
ہرکارے روانہ ہوئے یہان ارژنگ بارگاہ مین بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہی کہ سختگان واپس آئے تو
دربار برخاست کرون ادھر بوقت سحر طوبار شاہ نے برآمد ہو کر دربار کیا بارگاہ خوب آراستہ تھی تمام
کرسیان مرصع کار تھین اور دنگل طلائی مرصع کار صف بصف آراستہ تھے وہ سردار لباس مرصع کار پہنے

ہوئے اور ہتھیار مرصع کار لگائے ہوئے بیٹھا ہی بارگاہ مخمل کاشانی کی کارچوبی بہ پاکتی ایسی آراستہ و پیراستہ تھی
کہ طلا و یاقوت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہی خادم و خدمتگار زرچہ بہار سپاہ وردیاں نئی نئی پہنے
ہوئے تھے اور جام و صراحی کی کشتیاں قرینے سے آراستہ تھیں کپڑ کارچوبی لورسے پوشش پڑے تھے در بارگاہ
پر درگہ سالار لباس زریں پہنے ہوئے ڈنگل طلائی پر ہتھیار لگائے ہوئے بیٹھا تھا پردہ زنبوری کارچوبی
پڑا ہوا تھا اُسکے خادم مودب کھڑے ہوئے تھے کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ سواری وزیر ارزنگ
کی آتی ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ ایک لاکھ سوار وردیاں کارچوبی پہنے ہوئے طلائی کلاہ سروں پہ ہتھیار
مرصع کار لگائے ہوئے قریب بارگاہ کھڑے تھے جب ہرکاروں نے یہ خبر آکر طومار شاہ سے بیان کی
طومار شاہ نے انعام دے کر اُنکو رخصت کیا اور پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیئے تا کہ سواری کا سامان
دیکھوں اُدھر سواری سنجنگان کی داخل لشکر طومار شاہ ہوئی سنجنگان اور اُسکے کل ہمراہیوں نے دیکھا
کہ جب حد لشکر پر پہونچے کہ جابجا سوار وردیاں نئی نئی پہنے ہوئے کھڑے ہیں طومار شاہ نے دیکھا
کہ آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے عقب میں ماہی مراتب ڈنکا ہوتا ہوا اور جلوس سواری لشکر قریب
تیس ہزار کے ہمراہ ایک شخص عجیب الخلقت جامہ پہنے ہوئے رفیدہ سر پر رکھے ہوئے چتر ہی پہ سوار
داہنی طرف اُسکے ایک جوان بہت قوی اور آدمی کے برابر قرماسپ جو کہ نامہ لیکر آیا تھا وہ جوان زمرد کے
کام کی زرہ پہنے ہوئے اور جو کہ نامہ لے کر آیا تھا وہ فیروزے کے کام کی زرہ پہنے ہوئے اور بائیں پر دوسرا
جوان وہ بھی بہت زبردست یاقوت کے کام کی زرہ پہنے ہوئے بڑے شان و شوکت سے سواری وزیر
ارزنگ کی آتی ہی اسکی نگاہ میں یہ شان و شوکت کچھ نہ معلوم ہوئی خاموش بیٹھا ہوا دیکھا کیا اپنے عیار
سے کہا کہ تو جا کر سنجنگان سے میری طرف سے پیام دے کہ طومار شاہ نے کہا ہی کہ اب آپکو لازم ہی کہ ڈنکے کو موقوف
کرائیے اور ماہی مراتب کو سلامی کرائیے کیونکہ اب آپ ہمارے لشکر میں تشریف لاتے ہیں یہاں کا یہ طریقہ
نہیں ہی کہ ہر ایک کے آگے ڈنکا بجے اور ماہی مراتب سواری کے ہمراہ رہے جبتک آپ اپنے لشکر میں تھے تو
ہمارا کوئی ہرج نہ تھا ہم خلاف دستور نہیں کرسکتے یہاں یہ سب سامان تو خداوند کی سواری کے ہمراہ ہوتا
ہی یا پیغمبران خداوند کی سواری کے ہمراہ یا جس لشکر میں خداوند کی تصویر ہوتی ہی جیسے میرے لشکر میں ہی
اگر ایسا نہ فرمائیے گا تو ہم نہ آنے دینگے بس عیار ریاسے شاطری مارکر قریب سنجنگان آیا سواری حد لشکر پر
تھی اور سب کو ہٹا کر سنجنگان کے پاس پہونچا اور سلام کرکے طومار شاہ کا پیام سنجنگان کو دیا سنجنگان
نے یہ مناسب نہ جانا کہ میں اسکے خلاف کروں کیونکہ میں تو مرضی لیکر آیا ہوں ایسا نہو کہ میں اُنکے کہنے کے
خلاف کروں تو کوئی خرابی ہو یہ خیال کرکے اپنے دل میں کہا کہ سب علم و ماہی مراتب سلامی ہو جائیں
ڈنکا نہ بجے اب کوئی ضرورت نہیں ہی بس یہ جو حکم دیا ڈنکا موقوف ہوگیا نشان سلامی کر دیئے گئے نقیب
وغیرہ صدائیں لگاتے ہوئے چلے آتے تھے یہاں طومار شاہ بیٹھا ہوا سواری کا تماشہ دیکھ رہا ہی اُدھر
سنجنگان نے دیکھا جبکہ لشکر میں پہونچا کہ بازاریں آراستہ ہیں خرید و فروخت ہو رہی ہی آئینہ بندی کی ہوئی ہی
سوار و پیدل پھر رہے ہیں لشکر کا تڑا ہوا ہی جھنڈے بازاروں کی لہریں لے رہے ہیں یہ سیر لشکر کی کرتا ہوا
چلا آتا ہی کہ جب وسط لشکر میں پہونچا اور زیادہ تر سامان پایا سرداروں کے خیمے لگے ہوئے دیکھا لیساول
چوبدار پھر رہے ہیں خیموں پر سواروں کے پہرے ہیں میتوں میں باجے جنگی بج رہے ہیں لشکر کی شان و
شوکت کو اور آراستگی کو دیکھکر حیران ہوگیا اور خیال کیا کہ ایسا لشکر کسی کا نہیں ہی جیسا کہ آفتاب پرستوں
کا ہی کہ کلس بارگاہ کا نمودار ہوا طلائی تھا اُسپر آفتاب بیٹھا ہوا تھا اول تو یہ کہتا کہ ہر مقام پر آفتاب کی تصویر

تھی ہر ایک کی وردی مین کارچوبی تصویر آفتاب بنی ہوئی تھی لیس اسطور سے مع اپنے لشکر کے قریب
بارگاہ پہونچا دیکھا ایک لاکھ کا لشکر ایک طرف بارگاہ کے صف بستہ ہی مگر سب کارچوبی لباس پہنے ہوئے
ہین اور سب کے ہتھیار مرصع کار ہین اور سب کے سینون پر آفتاب کی صورت بنی ہوئی ہے لیس جب
قریب بارگاہ پہونچا طوما رشاہ نے چند سردارون کو حکم دیا کہ جا کر وزیر ارژنگ کو استقبال کرکے لاؤ
وہ سردار اپنے اپنے مقام پر سے اُٹھکر چلے اُسوقت آکر پہونچے کہ جب سختگان قریب بارگاہ آچکا اہالیان
طوما رشاہ نے چار کرسیان طلائی مرصع کار روبرو تخت کے آراستہ کرائین ان چارون کے لیے کہ یہ سردار
جا کر سختگان سے ملے صاحب سلامت ہوئی مزاج پرسی کی گئی بعد سختگان وغیرہ کو مرکبون پر سے اُتارا
درگہ سالار کھڑا ہو گیا سلام کیا ایک خادم نے بڑھکر پردہ اُٹھایا سرداران طوما رشاہ سختگان وغیرہ کو
ہمراہ لیکر داخل بارگاہ ہوئے ساتھ جلوخانے تھے ہر ایک جلوخانہ آراستہ تھا غلامان زرین کمر صف بستہ
استادہ تھے یہانتک کہ سختگان وغیرہ جلوخانون کو طے کرکے صحن بارگاہ مین آئے سختگان نے بارگاہ مخمل سبز
کاشانی کی کارچوبی پائی حواس جاتے رہے لیس وہ سردار سختگان کو لیکر ایوان مین آئے جہان کہ طوما ر
شاہ و سرشار شاہ وغیرہ تخت طلائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور سب سردار معزز کرسیون پر متمکن تھے
اُنکے عقب مین خادم وغیرہ دست بستہ کھڑے تھے بہت قرینہ سے بارگاہ آراستہ تھی وہ بارگاہ نہ تھی
بلکہ بیٹنہ شہر بدان تھا ہر ایک سردار اسلحہ جواہر نگار لگائے ہوئے تھا لیس وہ سردار سختگان وغیرہ کو
اُنہی مقام پر لائے کہ جہان سے مجرا سلام ہوتا ہی لیس سختگان نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا
طوما رشاہ وغیرہ و کل اہل دربار حیران ہوئے کہ یہ تو ارژنگ پرستا ہو اینے کیون سلام ہمارے
طریقہ کا کیا سب نے جواب سلام دیا مگر یہ امر اسلم و دیلم و قرماسپ کو ناگوار ہوا اسکا اسطور سے سلام
کرنا چونکہ اس اقرار سے اپنے ہمراہ لایا تھا کہ تم میرے کسی امر مین دخل نہ دینا اس سبب سے خاموش
رہے لیس ان سب نے بھی بطریق ارژنگ پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا راوی نے
بیان کیا ہے کہ سختگان وغیرہ سلام کرکے آگے بڑھے کہ طوما رشاہ نے چوبدار کو اشارہ کیا کہ اُسنے اُنسے
کہا کہ یہ جو کرسیان روبرو تخت کے آراستہ ہین آپ لوگون کے لیے ہین لیس سختگان وغیرہ سلام کرکے
اسی طریقے سے بیٹھے کہ دہنی طرف دیلم و قرماسپ اور بائین طرف اسلم بیٹھے جب سختگان وغیرہ بیٹھ چکے
اُسوقت وہ سردار جو کہ اُنکے استقبال کو گئے تھے وہ بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے دربار آراستہ ہوا
طوما رشاہ نے ساقی کو حکم دیا کہ ان لوگونکو جام شراب دے لیس ساقی نے سب کو جام شراب دیے
ان سب نے سلام کرکے لیے اور اُٹھا کر پی گئے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے اُسوقت طوما ر
شاہ نے سختگان سے کہا کہ آپ اپنے نام سے آگاہ فرمایئے گو واقف تھا اور اس امر سے کہ آپ تو ارژنگ
ولقا پرستا ہین پھر آپ نے بطریق آفتاب پرستان کیون سلام کیا سختگان نے کہا کہ میرا نام سختگان
ہی بختیارک بن بختک بن القش بن ساسان مقیم ہے مردا ایرانی ہون میرے پردادا اپنے القش
بادشاہ قباد حاکم مدائن کے وزیر اعظم تھے اُنکے بعد میرے دادا بختک وزیر ہوئے اُسی زمانہ
مین بزرجمہر بھی وزیر تھے جبکہ نوشیروان ملک عادل کسری تخت پر متمکن ہوئے اُنھون نے بختک کو
وزیر کیا چنانچہ وزارت ہمیشہ سے میرے خاندان مین چلی آئی ہی قصہ طویل ہی نوشیروان نامہ وغیرہ مین
سب حال تحریر ہی جبکہ نوشیروان نے ترک سلطنت حمزہ کے ہاتھ سے عاجز ہوکر کیا اور مدائن کو
واسطے اپنی بسر کرنے کے حمزہ سے طلب کر لیا خیال فرمایئے کہ جو بادشاہ ہفت کشور رہا ہو اُسکو کسی مقا

پر پناہ نہ ملے خداپرستون کے ہاتھ سے یہ خداپرست ایسے زبردست ہین سخنگان نے ابھی سے اہل اسلام
کی انکے بہادری اور قوت کا ذکر شروع کر دیا بس ای بادشاہ آخر کو مدائن مانگ لیا سر کرنے لگا اُسی کی
آدمی ہین اور تمام ملکون پر اہل اسلام قابض ہوئے طومار شاہ نے کہا کہ آپکا قطع کلام ہوتا ہی کہ حمزہ
دقاکون اور نوشیروان سے وجہ عداوت کیا تھی جواب دیا کہ اسکا کل حال نوشیروان نامہ مین مندرج
حمزہ کا حال سب تحریر ہی اسکو ملاحظہ فرما لیجیے چونکہ یہ قصہ طویل ہی اور مجکو جلدی ہی کہ کسی طور سے خدمت خداوند
آفتاب مین پہونچون اُنکی ملازمت کا بہت اشتیاق ہی حضوری حاصل کرکے سعادت کونین حاصل کرون
شکر ہی کہ آپکے نور قدم سے میری آنکھین روشن ہوئین مجکو آپکی بھی ملازمت کا نہایت اشتیاق تھا ایک
مراد تو حاصل ہوئی ایسی لسانی سخنگان نے کی کہ کل اہل دربار مع طومار شاہ اُسکی تقریر کی تعریف کرنے
لگے اور کہنے لگے اور دل مین خیال کرنے لگے کہ بہت مرد معقول ہی یہ لائق شاہون کی صحبت کے ہی جب یہ
خداوند کی خدمت مین جائیگا خداوند اسکو بہت پسند کرینگے اور اُسکی تقریر سنکے بہت خوش ہونگے طومار
شاہ نے کہا کہ ای سخنگان تم اِس قصہ کو مختصر طور سے بیان کرو پھر ہم آفتاب مین تو دیکھ لینگے تمھاری زبانی
مجکو سننے کا اب اشتیاق ہی سخنگان نے جواب دیا کہ آپکی صرف غلام نوازی ہی خیر سماعت فرمائیے اسکا
خلاصہ یہ ہی کہ سرزمین عرب مین ایک مقام ہی کہ اُسکا نام مکہ ہی اور یہ حمزہ عرب ہی اور یہ خیال رہے کہ عرب
بہادر اور بے مروت ہوتے ہین کہ ان خداپرستون کا معبد ہی کہ جسکا نام خانہ کعبہ ہی بس حمزہ خواجہ
عبد المطلب کا فرزند ہی اور عبد المطلب مجاور خانہ کعبہ تھے بس حمزہ مجاورزادہ ہی نہ کوئی ملک
تھا نہ ایسی دولت وہ جو کعبہ مین لوگ آکر چڑھایا کرتے تھے اُسی پر بسر ہوتی تھی مگر عالی خاندان سے تھے
لوگ عزت کرتے تھے جب حمزہ پیدا ہوا ہی تو نوشیروان نے اپنا پسر خواندہ کیا تھا اس خیال سے
کہ نوشیروان نے خواب دیکھا تھا بہت ہولناک اُسکی تعبیر اہل تنجیم نے یہ بیان کی تھی کہ عرب مین ایک
لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اُسکا ہشام ہوگا وہ تیرا تاج و تخت لے لیگا پھر نوشیروان نے سوال کیا تھا
کہ اُسکا قاتل کون ہی اُنھون نے بیان کیا تھا کہ اُسکا قاتل حمزہ ہی جو کہ سرزمین عرب مین مکہ مین خواجہ
عبد المطلب کے یہان پیدا ہوگا بس بادشاہ نے اپنے وزیر خواجہ بزرجمہر کو روانہ کیا تھا کہ تم جاکر
اُس طفل کو پرورش کرو اور میرا فرزند کرو چنانچہ خواجہ بزرجمہر گئے یہ بھی مسلمان تھے انھون نے خوب
اچھی طور سے اُسکی پرورش کی وہ لڑکا یعنی حمزہ جوان ہوا اور بہت زبردست پہلوان ہوا اُسنے کئی پہلوانونکو
کو بادشاہ کے قتل کیا اب اُسنے ملک گیری پر کمر کسی جو ملک عرب مین تھے سب پر قبضہ کر لیا بادشاہ
کو خبر ہوئی میر سے یہ واو اسکے سمجھانے سے اُنھون نے یہ بادشاہ سے کہا کہ یہ تو آپکا پسر خواندہ ہی اسپر
یہ کیا حرکت ہی کہ آپ ہی کے ملکون کو غارت کرتا ہی اور اپنا دینی رواج دیتا ہی اسکا قتل کرنا بہتر ہی کئی
سردار روانہ کیے وہ حمزہ سے زیر ہوکر اُسکے شریک ہو گئے اُسی زمانہ مین نوشیروان کا تاج و تخت
ہشام نے شکارگاہ مین نوشیروان کو تنہا پاکر چھین لیا اور قید بھی کر لیا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو کسی
فطرت سے رہا ہوکر چلے آئے تھے مگر ہشام تاج و تخت لیکر حمزہ سے لڑنے کو گیا تھا بس جب حمزہ
سے مقابلہ ہوا حمزہ نے قتل کیا بعد اُسکے تاج و تخت لیکر حمزہ مدائن مین آیا بادشاہ کو تاج و تخت دیا
نوشیروان بہت خوش ہوا بڑا اعزاز کیا اب نمک حرامی کو حمزہ کی خیال فرمائیے کہ نوشیروان کی
ایک دختر اور دو فرزند تھے دختر جو تھی وہ بہت حسین اور خوبصورت تھی کہ جسکا مثل نہ تھا اُسکا نام
ملکہ مہرنگار تھا ایک فرزند کا نام ہرمز دوسرے کا نام فرامرز تھا حمزہ دختر نوشیروان مہرنگار پر فریفتہ

ہوا اور ملکہ حمزہ پر کیونکہ حمزہ بھی بہت حسین تھا پس پوشیدہ طور سے شب کو ملکہ کے پاس جانے لگا آئین
بڑے بڑے معرکہ پہلے ہندوستان کے بادشاہ سے روا رکھا بڑے بڑے قصہ ہوئے نوبت بانیجا رسید کہ بادشاہ
نے حمزہ کے قتل کی بہت سی تدبیریں کیں اور کئی مرتبہ اسکی نوبت پہنچی جبکہ وہ کسی مہم پر گیا ہوا تھا قصد کیا کہ
دختر کا عقد کر دوں جب سامان عقد کیا وہ آگیا درہم برہم ہو گیا اسی عرصہ میں ملکہ کو حمزہ نکال لے گیا
اب حمزہ سے اور بادشاہ سے بڑی بڑی مقابلے ہونے لگے اسی زمانے میں حمزہ زخمی ہو کر پردہ قاف کو
گیا وہاں جا کر دیووں سے لڑا تمام سرکشان قاف کو زیر کیا بادشاہ قاف نے اپنی دختر کے ساتھ عقد کیا
اٹھارہ برس پردہ قاف میں رہا یہاں اسکا عیار ملکہ مہرنگار کو لیے ملک بملک پھرا کیا نوشیروان اسی فکر
میں رہا کہ کسی تدبیر سے ملکہ ہاتھ آجاے ممکن نہوا حمزہ کا عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بلا کا عیار تھا ویسا
نہوا ہے نہوگا چند واقعات سخنگان نے خواجہ عمرو کے بیان کیے اور پھر حمزہ کا قاف سے آنا اور ملکہ
سے عقد کرنا بیان کیا اور نوشیروان کا ملک بملک تباہ پھرنا اور حمزہ کا عقب میں جانا آخر عاجز ہو کر
ملک مدائن میں طلب کر کے قید کرنا ہرمز و فرامرز کا خروج کرنا اور مقابلہ ہونا اور ہرمز وغیرہ کا فرار
کرنا اور سائل میں جانا بیان کیا اور کہا کہ میرے دادا خداوند لقا کی درگاہ کے شیطان تھے اور انکو
خداوند نے منشیر قدرت لقب خطاب دیا تھا جیسے مجکو خداوند ارزنگ نے مگر مجکو ابھی عہدہ شیطانی نہیں عطا
ہوا ہے پس اس سبب سے میں ایرانی ہوں یہ واقعہ ہے سخنگان نے کل حالات صاحبقران اول اور
ثانی کے اور یہ بھی حال جو کہ میرے دہنی طرف بیٹھے ہوئے ہیں جنکی زرہ میں زمرد جڑا ہوا ہے اور جو بائیں طرف ہیں
جنکی یاقوت کی جڑاؤ زرہ ہے یہ لورج بن ایرج کے فرزند ہیں جو کہ زمرد شاہ کے شریک رہے
راوی نے بیان کیا ہے کہ سخنگان نے جو حالات نوشیروان نامہ و ہرمز نامہ و بالا باختر و کوچک
باختر و صندلی نامہ و ہوشربا و لورج نامہ و لعل نامہ میں تحریر ہیں سب مختصر طور سے بیان کیے اور
کہا کہ یہ سب کتابیں ملاحظہ فرمائیے اب طوطار شاہ وغیرہ کو سب حالات معلوم ہوئے اور کہا کہ زمانہ بہت
بہت سے کیفیتیں اور معرکے ظہور دیکھا جائیگا ان سب کو ہمارے خداوند ایک پل میں غارت کر دینگے سخنگان
نے کہا کہ یہ جو آپ نے دریافت کیا کہ تمنے ابتدا آفتاب پرستان کیوں سلام کیا اسکا سبب یہ ہے کہ میں نے
جو دیکھا اور خیال کیا تو خداوند آفتاب کی بہت بڑی قدرت دیکھی پس ثابت ہو گیا کہ یہ خدا ہے برحق اور
اور سب باطل تھے کیونکہ میں عرض کر چکا ہوں کہ زمانہ خداوند لقا میں بھی ایرج نے آفتاب پرستی
کو رواج دیا تھا بہت کرامتیں ظاہر ہوئیں تھیں لقا نے بھی ایرج کی اطاعت کی تھی پس یہ سبب
قدیم ہے کسی مصلحت سے خداوند نے اپنے کو پوشیدہ کیا ہو گا اب پھر ظہور کیا اپنے نور سے عالم کو معمور کیا گو ہر روز
اپنا جمال سب کو صبح سے شام تک دکھاتے تھے مگر یہ نہیں ظاہر فرماتے تھے کہ ہماری پرستش کرو نہ ابھی
یہ امر ظاہر کیا پس جب یہ امر ہوا تو میں نے خیال کیا کہ کیوں گمراہی میں رہوں پس اسی طریقہ سے سلام کیا
طوطار شاہ وغیرہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ان لوگوں میں تم بہت عقلمند ہو خداوند تمسے بہت خوش
ہونگے اگر تم ایسی باتیں خداوند کے روبرو کرو گے سخنگان نے کہا کہ ای بادشاہ آپ مجکو خداوند کی خدمت
میں لے چلیے کیونکہ اب مجکو خداوند کی دوری ناگوار ہے انکی خدمت میں حاضر ہونے کا بہت اشتیاق ہے یہاں
ٹھہرنا بہت شاق ہے طوطار شاہ نے یہ سنکر حکم دیا کہ ہماری سواری طیار ہو ہم سخنگان وزیر ارزنگ کو لیکر
حضور خداوند میں جائیں گے یہ حکم دینا تھا کہ سب سامان سواری در دولت پر حاضر کیا گیا پس طوطار
شاہ و سرشار شاہ مع قیصور و حسام و شبرنگ و دیگر سرداران نامی کے چلنے پر آمادہ ہوئے کہ کم کر

چوبدار نے عرض کیا کہ سواری دردولت پر موجود ہے بموجب حکم حضور یہ سنتا تھا کہ طوماررشاہ وسہرشار
شاہ مع اپنے سرداروں و سخنگان کے تخت پر سے اٹھے بیرون بارگاہ آئے دونوں بادشاہ تخت
پر سوار ہوئے سخنگان اپنے چھری پر اور سب سردار مرکبوں پر سخنگان نے اپنا چہرہ برابر تخت کے
لگا لیا وہ جو لاکھ سوار مسلح و مکمل دربارگاہ پر حاضر تھے وہ بھی ہمراہ ہوئے اور تیس ہزار جو سخنگان کے
ہمراہ آئے تھے پس طوماررشاہ یہاں سے روانہ ہوا جلوس سواری آگے آگے مگر ماہی مراتب نہ تھا اور
سب جلوس تھا یہ تو یہاں سے چلا وہاں مہرچہیں نے نکلکر دربار کیا سب اہل دربار لباسہاے نفیس
سے آراستہ بیس لاکھ سپاہ زیر قلعہ صف بستہ طلائی خود سروں پر بازار میں شہر کی و قلعہ کی پیراستہ اہل شہر
پوشاک عمدہ سے مزین دوکانیں آراستہ جب دربار آراستہ ہو چکا اسوقت حجاب قدرت کے اندر
سے صدا آئی کہ اے بندگان من آگاہ ہو کہ وزیر ارزنگ یہاں آتا ہے پس سب اپنے قرینہ سے ہو جاؤ
طوماررشاہ اسکو لیکر چل چکا ہے چند سردار جائیں اور در قلعہ پر کھڑے ہوں اسکے ہمراہ تیس ہزار کا لشکر
ہے اسکو بیرون شہر روکیں اندر نہ آنے دیں صرف سخنگان و اسلم و دیلم و قرباسپ کو لائیں مع
چند ملازموں کے اور ہمارے بندگان خاص طوماررشاہ وسہرشاررشاہ اور سرداروں کو اور ہمارے
لشکر کو بھی بیرون قلعہ صف بندی کا حکم دیں جہاں یہ بیس لاکھ صف باندھے ہوئے کھڑے ہوں اور
لشکر ارزنگ ایک طرف کھڑا ہوا اور جب سخنگان قلعہ میں آئے اور قلعہ کی سیر کر کے دربار میں
آئے تو صرف سخنگان کو حجاب قدرت کے قریب طلب کیا جائے اور اسکے سردار ہمارے سرداروں
کے صف میں بٹھائے جائیں ملازم ملازموں کے درجہ میں انکی کوئی ضرورت یہاں آنے کی نہیں ہے
جو کچھ گفتگو ہوگی سب سماعت کرلیں گے اور یہ مکان ایسا ہے کہ بالا سے نیچے کا حال ظاہر ہوتا ہے اور پائین
سے بالا کا حال پس کیا ضرورت ہے اور کوئی سردار معزز نہ جائے کیونکہ وہ کوئی نامی آدمی نہیں ہے گو کہ یہ
ارزنگ کا وزیر ہے مگر لقا کے شیطان کا بیٹا ہے اور یہ ارزنگ کوئی بادشاہ جلیل نہیں ہے جو اسکے
استقبال کے لیے سردار جائیں یہ صرف لشکر کے بندوبست کے لیے کہ میں نے طوماررشاہ کو اس
امر سے آگاہ نہ کیا تھا کیا ضرورت ہے کہ لشکر غیر قلعہ میں آئے پس جب یہ حکم اندر سے حجاب کے جاری
ہوا خونخوار شاہ نے سرداروں کو دیا اور اوسنے بیان کیا ہے کہ چند سردار کم مرتبہ کے بھیجکر اپنے مقام
سے اٹھکر بیرون گنبد آئے مگر وہ بھی سرداران ارزنگ سے معزز تھے اور اعلی درجہ کے لباس سے
آراستہ تھے اور در قلعہ پر آکر کرسیوں پر بیٹھ گئے کرسیاں مرصع کار بچھیں یہاں تو یہ بندوبست ہوا ادھر
مہرچہیں نے حکم دیا کہ ایک چوکی چاندی برابر سخنگان روبرو حجاب قدرت کے بچھائی جائے اسوقت
چوکی بچھا دی گئی یہاں تو یہ سب سامان ہو رہا ہے ادھر طوماررشاہ اسی جاہ وحشم سے سخنگان کو اپنے
ہمراہ لیے ہوئے داخل شہر ہوا تمام شہر میں ایک شور وغل ہے کہ ارزنگ کا وزیر آتا ہے اہل شہر برائے
تماشہ جنکے مکان سرراہ ہیں اپنے دروازوں پر کرسیاں بچھائے ہوئے اپنے دوستوں سمیت بیٹھے ہیں بعض اپنے مکان
کے کمروں پر طوائفان شہر بناؤ سنگار کیے ہوئے کمروں پر بیٹھی ہیں انکے بھی کمروں پر اہل شہر کا مجمع ہے کچھ لوگ
دوکانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں لاکھوں آدمی اٹھل رہے ہیں [illegible] جب ماہ لقا [illegible] نے شور سنا تو اپنی
خواصوں سے دریافت کیا کہ آج شہر میں غل کیسا ہے [illegible] خواصوں نے
عرض کیا کہ کیا عرض کریں کہنا [illegible] سنکے کہا کہ بیان تو کرو انھوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ کوئی شخص
ارزنگ [illegible] کا آتا ہے وہ آپکی تصویر کو دیکھکر آپ پر عاشق ہوا اور اس نے نامہ [illegible] کو تحریر کیا ہے

کہ ملکہ کا عشتہ میرے ہمراہ کر دیجیے کیونکہ مین بھی خدازادہ ہون ملکہ نے کہا کہ وہ کیونکر خدازادہ ہی انھون نے
عرض کی کہ کوئی خداوند لقا تھا کہ اسکو خداوند نے اپنا نائب کیا تھا اسنے دنیا پر آکر دعوی کیا کہ مین
خدا ہون جب وہ مرگیا تو اُسکا فرزند زمرد شاہ ثانی تھا اُسنے دعوی کیا جب وہ مرگیا تو اُسکے فرزند ارژنگ
نے دعوی کیا اس طور سے خدازادہ ہی مگر یہ سب مرتد اور باطل خدا تھے بس جب یہان سے جو اسپ صاف
گیا تو وہ لشکر لیکے مقابلہ کو آیا بہت سے مقابلہ ہوئے آخر کو وہ عاجز ہوا ہر مرتبہ لشکر خداوند شکست
کھائی اب اُسنے عاجز ہوکر درخواست صلح کی کی بس اُسکا وزیر واسطے گفتگو کے آتا ہی یہ سننا تھا کہ ملکہ
آگ ہو گئی اور کہنے لگی کہ وہ کون حرامزادہ ہی جو مجھپر عاشق ہوا اگر مجھکو پہلے سے معلوم ہوتا تو مین خود جاکر اسکو
قتل کرتی تجھے مجھکو خبر بھی نہ کی خیر اب ذرا چل کر اُس نابکار حرامی وزیر کی صورت تو دیکھون کہ کیا صورت
ہی اور مین ایسی خوبصورت ہون کہ میرے اوپر لوگ عاشق ہونے لگے مجھسے تو بدصورت زیادہ کوئی
عورت نہو گی بس راوی نے بیان کیا ہی کہ ملکہ بھی مع اپنی خواصون کے اپنے محل کے بالاخانے پر آکر
متمکن ہوئین معتیون کی چلمنین پڑگئین اور اہل شہر کی بھی عورتین اپنے اپنے مکان پر چلمنین ڈالے ہوئے
کھڑی تماشا دیکھ رہی تھین یہان تو یہ حال ہوا اُدھر جب طومار شاہ لشکر کوچ کرکے حد لشکر سے باہر ہوا
سنجنگان و دیلم و اسلم و قرماسپ و اہل لشکر ارژنگ نے دیکھا کہ ایک پختہ سڑک بنی ہوئی ہی اور دونون
طرف سڑک کے نہر جاری ہی اور سبزہ لگا ہوا ہی اور باغ آراستہ ہین مقام بہشت پر فضا ہی یہ دیکھتے ہوئے
چلے آتے ہین کہ دور سے شہر پناہ کی دیوار اور پھاٹک نظر آیا ان سب نے دیکھا کہ وہ دیوار مثل آئینہ کے
چمک رہی ہی اور پھاٹک بھی اُدھر پھاٹک کے ایک آفتاب بہت بڑا لگا ہوا ہی کہ وہ ضو دے رہا ہی جب
یہ سب قریب دیوار پہونچے تو دیکھا کہ دیوار گنگاجمنی ہی اور ایسی صیقل کی گئی ہی کہ مثل آئینہ کے معلوم ہوتی ہی
اور پھاٹک کے پٹ طلائی ہین اور دونون طرف دو دو سو در ہین اُنمین لوگ بیٹھے ہین سوارون کا
پہرہ ہی نئی وردیان کار چوبی تنون مین خود نقرئی سرون پر ہین مرکبان ترکی ساز و یراق سے درست کھڑے
ہوئے ہین قریب کوئی پانسو کے اُنکا پہرہ ہی پھاٹک پر جب اُنھون نے سواری طومار شاہ کی
آتے ہوئے دیکھی سب صف باندھکر کھڑے ہوئے اور سلام کیا جیسے سنجنگان وغیرہ نے اندر پھاٹک
کے قدم رکھا ایک مرتبہ خودبخود صدا آئی کہ جے خداوند پیچیپس کی بس سواری مع لشکر کے داخل شہر
ہوئی سنجنگان نے شہر کو آباد و رعایا دلشاد ہر ایک گلی و کوچہ کو صاف و شفاف اور آئینہ بند پایا
ہر مقام پر چوپڑ کا بازار دیکھا شہر کو کسی مقام پر ویران نہ پایا عمارت عمدہ و نفیس نہایت بلند ہر مقام
پر کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی اہل شہر کا ہر مقام پر مجمع ہی تاجر و جوہری اپنی اپنی دوکانون
پر بیٹھے ہوئے ہین غل ہوا کہ وزیر ارژنگ کی سواری آئی سنجنگان نے دیکھا کہ ہر مقام پر اہل شہر کا مجمع ہی
اور اگر جوہری بازار ہی تو دونون طرف جوہری بیٹھے ہوئے ہین اسی طور سے ہر بازار کو خیال فرمائیے بازارون
کے نشان اوڑ رہے ہین اوپر تصویر آفتاب کی بنی ہوئی ہی دلال بولی بول رہے ہین خرید و فروخت جاری
ہی طوائفان شہر کمرون پر بیٹھی ہوئی ہین ہر مقام پر چمن لگے ہوئے ہین نہرین جاری ہین سوار و پیدل پھر
رہے ہین مگر سب نفیس لباس سے آراستہ ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ گویا یوم عید ہی آپس مین ہنس بول
رہے ہین سنجنگان کی جو صورت دیکھی اور مخبری یہ سوار تو باہم اشارے ہونے لگے اور کہنے لگے کہ واہ
کیا صورت ہی کوئی جن یا انس یا جانور ہی ہمنے تو آجتک اس شکل کا انسان نہین دیکھا سنجنگان نے جو دیکھا
تو اُس شہر کے زن و مرد کو خوبصورت اور حسین پایا گویا حسن اُن سب کے حصہ مین تھا وہ شہر غیرت دہ

لہذا دو چلین تھا ہر زن و مرد سنگان کو دیکھ کر ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ خداوندا ایسی صورت تو کبھی خواب میں
بھی نہ دیکھی تھی یہاں تک کہ طومار شاہ سنگان کو لے کر قریب قلعہ پہونچا سنگان نے قلعہ کو جو دیکھا تو بہت
بلند تھا سر بفلک کشیدہ اُسکی ہر دیوار پر الماس کاری کی ہوئی روزن بنے ہوئے در قلعہ نہایت بلند اور
وسیع تھا اُس پر آفتاب جو بنا تھا وہ خود سے رہا تھا اسی آفتاب کی روشنی بارہ کوس تک جاتی تھی پھاٹک
زمرد سبز کا تھا اُس میں یاقوت کی کیلیں تھیں سنگان وغیرہ نے اور لشکر ارژنگ نے دیکھا کہ ایک لشکر کثیر
زیر قلعہ صف بستہ ہے مگر سب کے سروں پر خود طلائی ہیں وردیاں نفیس ہیں لیس یہ دیکھتے ہوئے آگے
بڑھے کہ جیسے ہی قریب در قلعہ پہونچے کہ وہ سرداران مرکبوں پر سوار ہو کر طومار شاہ کے پاس آئے
سلام کیا اور کہا کہ حکم خداوندی ہے کہ تم اپنے لشکر کو بھی اور لشکر ارژنگ کو بھی بیرون قلعہ رہنے دو قلعے
میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے صرف تم اور تمہارے سرداران اور سنگان اور اُسکے سرداران اور چند
ملازم بس یہ جو اُنھوں نے کہا اور حکم سے خداوند کے آگاہ کیا طومار شاہ نے حکم دیا اپنے لشکر کو کہ تم اس
لشکر میں چلے جاؤ جو کہ صف آرا ہے بس وہ لشکر الگ ہو گیا اور اُس لشکر میں صف باندھ کر شامل ہو گیا طومار
شاہ نے سنگان سے کہا کہ آپ بھی اپنے لشکر کو حکم دیں کہ وہ بھی صف بستہ ہو کیونکہ اندر قلعہ کے جانیکا
حکم نہیں ہے سنگان نے ناچار ہو کر حکم دیا لشکر ایک طرف صف باندھ کر کھڑا ہو گیا بس سنگان و اسلم
و دیلم و قرماسپ و چند خدمتگار رہ گئے اسی طور سے طومار شاہ و سرشار شاہ و حشام و شبرنگ و قیصور
و دیگر سرداران نامی اور چند ملازم رہے سنگان نے دیکھا کہ در قلعہ پر ایک تختہ طلائی لگا ہوا ہے اُس پر تحریر جلی
زمرد سے لکھا ہے کہ این قلعۂ آفتاب نما مسکن خداوند برجیس اور لقا و زمرد ثانی و ارژنگ کی مذمت
تحریر ہے بہت بڑا علم در قلعہ پر نصب ہے ایک ہزار سواروں کا پہرہ ہے اسی طور سے ہر مقام پر تھا اور ہر مقام
پر آفتاب کی تصویر بنی ہوئی تھی جب سے شہر میں آئے ہیں کوئی مقام اُس سے خالی نہ تھا اور ہر مقام
پر مذمت لقا وغیرہ کی تحریر تھی اور صفت یہ تھی کہ خواہ لشکری ہو خواہ رعایا خواہ دوسرے شہر کا باشندہ
خواہ مسافر سب کے سینوں پر تصویر آفتاب کی لگی ہوئی تھی گرد اُسکے تعریف تحریر تھی لیس سنگان مع اپنے
ہمراہیوں کے ہمراہ طومار شاہ کے داخل قلعہ ہوا سنگان وغیرہ نے قلعہ کو شہر سے زیادہ تر آباد پایا یہاں
کے باشندوں کو شہر کے باشندوں سے زیادہ خوبصورت دیکھا اور یہاں کی کل عمارت طلائی پائی اور ہر
مقام پر چمن دیکھے کہ طلائی ہیں نقرئی زمردی یاقوتی اور ایک آسمان دیکھا کہ وہ بالائے قلعہ محیط ہے اور ایسا
صاف و شفاف ہے کہ اُس پر جو عمارت بنی ہوئی ہے سب نظر آتی ہے اور سب باشندے اُس آسمان کے
معلوم ہوتے ہیں مگر بہت خوبصورت ہیں کہ اُنکے رخوں پر نگاہ نہیں ٹھہر سکتی ہے اُس آسمان پر بھی چمن بندی
کی ہوئی ہے اور ہر وقت بارش گل ہو رہی ہے صدائے رقص و نغمہ آ رہی ہے مگر کوئی معلوم نہیں ہوتا ہے طومار
شاہ سنگان کو سیر کراتا ہوا اور ہر مقام کو بتاتا ہوا کہ یہ خانۂ عیش ہے اور سب اُسکے حال سے آگاہ کرتا ہوا
اور یہ بتاتا ہوا کہ یہ خانہ رزق ہے چلا آتا ہے اسی طور سے شہر کے بھی کل حالات سے آگاہ کرتا تھا کہ یہ فلاں
کی عمارت ہے اور یہ فلاں کی عمارت ہے ہر مقام پر پہرہ چوکی بیٹھا ہے لیس اسی طور سے طومار شاہ سب حالات
سے آگاہ کرتا ہوا در گنبد پر آیا کہ جہاں خداوند برجیس خدائی کرتا تھا سنگان نے یہاں سب سے زیادہ
سامان پایا جا بجا دربان پساول و چوبدار چیدل و سوار لاکھوں تھے سب نفیس پوش تھے قلعہ میں ہر
مقام پر آفتاب بنا ہوا تھا در گنبد پر بھی آفتاب بہت بڑا لگا ہوا تھا اور نشان اُسکی روشنی سے
تھے اور اُسی طور سے یہاں بھی تختہ لگا ہوا تھا اور وہی الفاظ تحریر تھے اور وہ گنبد ایک [illegible]

کے بعد درجہ ملا کہ شب انگوری کا وہان سخنگان نے دیکھا کہ ہزارون چوبدار ہین مگر سب مودب استادہ
ہین سب نے سلام کیا طوفار رشاہ کے چوبدار اس درجہ مین حسب قاعدہ کھڑے ہو گئے اور ایک صاحب
سخنگان کے ہمراہ جو چوبدار تھے انسے کہا کہ تم بھی اسی مقام پر رہو تمکو جانے کا آگے حکم نہین ہے وہ بھی
ٹھہر گئے اسی طور سے تیسرا زینہ ملا اور اسی طریقے سے جو کہ پہلے اور دوسرے گذرا تھا گذرا تیسرے درجہ مین
ہین پہونچے یہ درجہ نقرئی تھا یہان یساول کھڑے تھے انکے ہمراہ کے بھی یساول وہین ٹھہر گئے یہ لوگ
چوتھا زینہ تمام کر کے اسی طریقے سے چوتھے درجہ مین پہونچے یہان سب صاحب سردار دائم کے ساتھ
طوفار رشاہ وغیرہ کے مصاحب اسی مقام پر رہے سخنگان وغیرہ کے ہمراہ جو مصاحب تھے وہ پانچوین زینہ
کو طے کر کے پانچوین درجہ مین پہونچے یہان سامان پیشکشی تھا یہان کی زمین طلائی تھی یہ لوگ اس درجہ کو تمام
کر کے اور چھٹوین کو طے کر کے چھٹے درجہ مین پہونچے یہان سامان عشرت تھا ہر قسم کا موجود تھا ساز رسے
موجود تھے ہر قسم کا ساز لیے ہوئے یہ سب ساتوین درجہ مین اسی طریقے سے پہونچے خیال رہے کہ اسی طور سے
ہر دروازے پر پہرہ تھا اور پردہ تھا اس درجے کی زمین سنگ مرمر کی تھی کہ بہت نفیس یہان مطربان
خوش گلو و خوش آواز و قوالین و صاحب جمال آتشین ہر ایک دہر خیال مشتری تمثال تھی مگر سر جھکائے
ہوئے خاموش ادب سے بیٹھی ہوئی تھین ہر ایک دریائے جواہر مین از سرتا پا غرق تھی اور یہ بھی خیال
رہے کہ سخنگان نے ہر درجہ مین آفتاب دیکھا کہ لگا ہوا ہے اسکی روشنی پھیلی ہوئی ہے لیکن اسی طریقے سے یہ
آٹھوین درجہ مین پہونچے یہان آکر دیکھا کہ ہزارون منشی و دبیر و صاحبان دفتر بیٹھے ہوئے ہین قلمدان
آگے رکھے ہوئے ہین طلائی میزون پر یہ درجہ بھی پکھراج زرد کا تھا اس درجہ کو طے کر کے نوین درجہ مین
پہونچے یہان دیکھا کہ افسران سپاہ مگر کم مرتبہ کرسیون پر بیٹھے ہوئے ہین سر جھکائے ہوئے سپرین تلوارین
سامنے رکھی ہین یہان سخنگان نے طوفار رشاہ سے پوچھا کہ یہ لوگ فوج کے افسر ہین طوفار رشاہ نے جواب
دیا کہ نہین بلکہ یہ لوگ کوتوالی کے ملازم ہین جو پیادے کوتوالی مین نوکر ہین اور جو سپاہی اور سوار
پہرے والے ہین انکے افسر ہین یہان سے آگے چلے دسوین درجہ مین پہونچے وہان بھی صاحبان سپر و
شمشیر کو سخنگان نے کرسیون پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور یہ درجہ عقیق سرخ کا تھا طوفار رشاہ سے جو دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ ان مین پیادون و سوارون کے جمعدارون کی نشست ہے یہ انکا درجہ ہے ہزارون آدمی تھے
اسی درجہ کو اور زینہ کو طے کر کے گیارھوین درجہ مین پہونچے وہ درجہ عقیق زرد کا تھا دریافت کرنے سے
ثابت ہوا کہ یہان تو منصبدار سوارون و پیدلون کے ہین وہ بھی ہزارون تھے یہان سرا تھا کہ جو سخنگان
نے دیکھا تو جسقدر درجے باقی تھے سب کا حال معلوم ہوا کہ ہزارون آدمی ہر درجہ مین ہین اور سب کے
ادھر جو درجہ ہے وہان ایک پردہ پڑا ہے اسکے برابر ہونے پر دو بادشاہ سر نشین بیٹھے ہوئے ہین اور کوئی
نہین ایسا زمین کیطرف جو دیکھا تو فرش مخمل گسترده تھا مگر جو درجے تھے انکو ان سے ختم کیے تھے سب نظر آتے تھے دیکھ
دیکھکر حیران ہوئے طوفار رشاہ سے دریافت کیا انہون نے جواب دیا کہ یہ قدرت خداوندی ہے کہ بالا والے
پائین والون کو دیکھ سکتے ہین و پائین والے بالا والون کو اور اسی طور سے ہر درجہ والے ہر درجہ والون کو
سخنگان وغیرہ کو حیرت ہوئی گیارھوین درجہ کو طے کر کے بارھوین درجہ مین پہونچے وہان دیکھا کہ وہ درجہ
عقیق سبز کا ہے وہان بھی صاحبان لشکر موجود ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسالدار ہین کل لشکر کے جو کہ اسی
لاکھ سے کم نہین ہے تیرھوین درجہ مین پہونچے یہ درجہ عقیق سفید کا تھا یہان بھی لوگ تھے صاحبان سپاہ
سخنگان نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جو خاص سپاہ ہے خداوند بے اردنی کی یہ اسکے جمعدار ہین

اطلاع فرمائیے بس زیادہ اور کچھ نہ کہیے گا وہ یہ سنکے خاموش ہو جائیگا اور ایک مرتبہ گھنٹہ ہلائیگا بس جس وقت وہ
کہے کہ جائیے اور پردہ اُٹھے اُس وقت آپ مؤدب اور خوب طریقۂ ادب سے جائیےگا کہ وہ مقام متبرک
ہو سوا ے پیغمبرون کے اور کوئی نہین جا سکتا ہو آپ کا بہت پاس کیا گیا ہو جو آپ کو اُس مقام پر جانیکی
اجازت ہوئی ورنہ کیا قدرت تھی سخت نگان نے کہا بہت خوب مین اُسی طریقہ سے زینہ کو طی کرکے
جس طور سے طومار شاہ نے کہا تھا اور جلو خانہ کو طی کرکے آخر کے دروازے پر پہونچا ان تینون دروازون
پر بڑے بڑے قوی ہیکل اور بڑے بڑے طویل القامت پہلوان نظر آئے اول جہان سے افسران لشکر کے
درجہ شروع ہوئے تھے اور پہلوان کے وہ سب زبردست تھے ایک درجہ مین دوسرے درجہ سے
زیادہ قوی و طویل القامت تھے مگر یہ لوگ اُنسے بدرجہا اولی قوی تھے راوی نے بیان کیا ہو کہ جس
درجہ مین افسران کوتوالی تھے اُسی درجہ مین سب اسباب سیاست بھی تھا مثل جلادان مریخ صولت
و چشم کشان بہرام خصلت و دیگر قسم کا اسباب سیاست جدا ہزارون ہتھکڑیان بیڑیان لیے ہوئے موجود
تھے فرشتگان عذاب بھی تھے یہ سب طومار شاہ نے سخت نگان کو بتا دیا تھا یہ حقیر خدمت مین ناظرین
مین عرض کرتا ہو کہ مین اِس مقام کو بہت عمدگی اور ربط کے ساتھ تحریر کرتا مگر بسبب طول کے
اختصار پر ختم کیا گو اگر تحریر کرتا تو بہت ہی عمدہ طریقہ ہوتا کیا کرون کہ ایک تو بابو صاحب کا حکم نہین ہو
کہ طول ہو بلکہ یہ حکم ہو کہ اِسی جلد مین سب حالات ہون کہ جس سبب سے میرا ولولہ کم ہو گیا اور دوسرے
آپ لوگون کا خیال کہ آپ لوگ طول کو پسند نہین فرماتے ہین بس اگر اِس مقام پر کسی قدر طول ہوا ہو
تو اُسکو معاف فرمائیےگا کہ بدون اِسکے چارہ نہ تھا اگر مین درجون کا حال نہ تحریر کرتا اور کسی مقام پر ذکر
کرتا کہ فلان درجے کے لوگ مقابلے کو نکلے اُنکے نام حکم ہوا یا سخت نگان کی ہمراہی ہر مقام ٹھہرنے لگے تو
یہ اعتراض ہوتا کہ یہ بیان نہین کیا دوسرے مین عرض کر چکا تھا کہ گنبد کے اکیس درجے ہین بس ضرور
ہوا کہ ہر درجہ کا حال تحریر ہو پس بطور مختصر تحریر کر دیا اِس طول کو معاف فرمائیےگا آپکی عنایت سے
بعید نہوگا بس جب سخت نگان اُس مقام پر پہونچا اور اُس پہلوان سے تقریر مذکورۂ بالا ہوئی بس اُسنے
وہ تقریر سُنکے گھنٹہ ہلایا اور گھنٹہ ہلا کے پردے کے پاس کھڑا رہا کہ خود بخود پردہ اُٹھا اُسنے اشارہ کیا سخت نگان
کو کہ جاؤ بس سخت نگان مع پاپوش کے چلا اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ کیا بے ادبی ہو ایسے مقام متبرک
پر تو جاتا ہو اور پاپوش پہنے ہوئے اسکو اُتارتا جا سخت نگان نے پاپوش اُتاری اُسنے ہاتھ چھوڑ دیا یہ اندر
آیا وہان جو پہونچا دماغ اِسکا مشک و عنبر کی خوشبو سے معطر ہو گیا دیکھا کہ چارون طرف چمن جواہر کے
لگے ہوئے ہین اُنمین پھول کھلے ہوئے ہین اُس سے خوشبو چلی آتی ہو لوٹے ظروفون کے رکھے ہوئے اُنمین
عود و عنبر و مشک سلگ رہا ہو وہ عجب مقام فرحت افزا و راحت وہ ہو روح کو طاقت و قلب کو قوت
دل کو فرحت حاصل ہوتی ہو وہ درجہ ایک ڈال الماس کا ہو ہر در و دیوار سے صدا ے نغمہ و سرود آ رہی ہو
طائران خوش رنگ جو دیوارون پر بیٹھے ہوئے ہین وہ تسبیح خدائی کر رہے ہین سب التحیات پڑھنے مین
مصروف ہین اُسنے یہ سمان دیکھکر طرف بالا کے دیکھا اُسی آسمان کو جو کہ قلعہ پر محیط تھا محیط پایا طرف زمین
کے دیکھا سب حال درجہ آخر تک کا معلوم ہو گیا قلعہ کی طرف خیال کرکے دیکھا تمام عمارت قلعہ اندر
دیوارون کے اور سب سامان نظر سے شہر کی سمت کو خیال کرکے دیکھا تو جو دیکھ آیا تھا سب نظر آیا اتنو
اسکو ایسی حیرت ہوئی کہ مثل آئینہ حیران و ششدر ہو کر رہ گیا سکتہ کی نوبت پہونچی خاموش کھڑا ہو اور دل مین
کہہ رہا ہو کہ بیشک یہ کارخانہ خدائی کا ہو ضرور یہ خدا ہو یہ قدرت کسی ساحر مین نہین ہو کہ ایسے کام کر سکے

سوا اسکے ذرا اسکے یہ تو یہان یہ خیال کر رہا ہو اور ایک امر مین نے نہین بیان کیا پہلے اسکو عرض کر چکا
تھا کہ ملکہ ثریا سے پیشتر بھی اسکے دیکھنے کو اپنے بالا خانہ پر تشریف لائی تھی اُسکا حال نہین تحریر کیا
یہیں اُسیکا عرض کرتا ہون کہ جب اسکی سواری یعنے سخنگان کی زیر قصر ملکہ پہونچی ملکہ نے جو سخنگان کی
صورت دیکھی اور دیلم و اسلم و قرا سپ کی اپنی خواصون سے کہا کہ ان مونڈی کاٹون کی کیسی صورت
خدا سے ہزار اور کیسے بدشکل ہین یہ معلوم ہوتا ہو کہ کسی کے غلام ہین یہ انسان ہین یا حیوان خداوند کبھی خواب
مین بھی ایسی صورت نہ دکھائین یہ کہتی ہوئی اور ارژنگ کو برا بھلا کہتی ہوئی اپنی خواصون سے یہ تقریر
کرتی ہوئی کہ جیسے یہ بدشکل لوگ ہین ویسے ہی اسکے بادشاہ بھی ہونگے بالا خانہ سے ایوان مین آئی خواصون نے
ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ملکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کیا بدشکل تھی ایک ہمارے خداوند کے بندے ہین کہ اُنہین
جو ہم دیکھتے ہین سب سے حسین زیادہ ہو ملکہ نے جواب دیا کہ کیون نہون بندۂ خاص ہین یہ تو مرتد بندے ہین
خداوند انکو غارت کرین کہین ایسا ہو کہ انپر خداوند اپنا عذاب نازل کرین ملکہ تو اسمقام پر تقریر کر رہی تھی یا ان
گنبد مین سخنگان حیران و ششدر کھڑا ہی کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی کہ او سخنگان کہان آیا ہو اور کیا
حیران کھڑا ہوا دیکھ رہا ہو یہ مقام ایسا نہین ہو کہ تو یون بے ادب کھڑا رہے مؤدب ہو جا اور جس کام
کو تو آیا ہو اُسکو بیان کر اور اپنے مقام کو جا یہان زیادہ ٹھہرنے کا حکم نہین ہو یہ جو سخنگان نے سنا کانپ
گیا جو کچھ حیرانی تھی سب نکل گئی اپنے حواس مین آیا ایک مرتبہ بہت جھک کر اور ہاتھ باندھکر طرف
اُس پردہ کے جو کہ حائل تھا چلا وہان خوبخوار شاہ و افریق شاہ کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے اُسنے
پہونچکر اور بہت جھک کر سلام کیا پہلے پردے کی طرف پھر چارون گوشون کی طرف مگر اس طور سے کہ
گویا گستاخانہ سلام کرے اُسنے ایوان کی چوکھٹ یعنے آستان کو بوسہ دیا اور پیشانی اُسپر ملی مگر یہ سلام
جو کیا تو بطریق آفتاب پرستان کیا اور کھڑا ہو گیا سر جھکا کر اسنے دیکھا کہ اُس مقام پر ہزارون آفتاب
ہین اور روپہلے دو جگہ ہر دو گھڑی گھڑی رنگ بدل رہا ہی اور تمام ایوان مین مخمل کاشانی سفید کا فرش
کیا ہوا ہی اُسپر کام زردوزی بنا ہوا ہی اُسمین جواہرات لگا ہی موتی برابر بیضۂ مرغ کے ہین وہ موتی خود
بخود ٹوٹ جاتے ہین اُنسے خوشبو پیدا ہوتی ہو اور صدا آتی ہو کہ یا خداوند آفتاب و ماہتاب خداوند پھر ویسے ہی
وہ ریزے برابر ہو جاتے ہین ہر دیوار و در سے یہی صدا آتی ہو یہ کھڑا ہوا سب کرشمہ اور تماشہ دیکھ رہا تھا
کہ اندر سے حجاب کے صدا آئی کہ اے خوبخوار شاہ تم بھی من سخنگان سے کہو کہ وہ یہان آئے اور اس چوکی
پر جو کہ یہی ہوئی ہو بیٹھ جائے ہم اُس سے سوال کرینگے اور جو وہ کہے گا اُسکا جواب دینگے بس یہ سنکے
خوبخوار شاہ نے سخنگان کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ حاضر ہو طلب کیا ہو بس خوبخوار شاہ کے
اشارہ کرنے سے سخنگان آستان ایوان کو چوم کر اور بہت جھککر تسلیمین کرتا ہوا ایوان مین آیا آتے ہی اسنے
پھر اُسی طور سے چارون طرف سلام کیا اور اپنے کمر و کولے کو مٹکا کر اور قصد کیا کہ حجاب کو بوسہ دے
کہ خوبخوار شاہ نے بہ نظر تیز دیکھا ٹھٹک گیا اندر سے حجاب کے قہقہہ کی صدا آئی اُسکی اس حرکت پر اور
بہت سی عورتین مسخرے پن کی کرین کہ کہ باعث خوشی کا ہوئین ادھر یہ قریب چوکی آکر کھڑا ہوا ہاتھ باندھے ہو
مگر اِدھر اُدھر برابر دیکھ رہا تھا اور سر ہلاتا تھا اور کمر و کولے کو پھر صدا آئی کہ اے خوبخوار شاہ اس سے
کہو کہ یہ چوکی پر بیٹھ جائے سنئے اجازت دی کھڑا کمانتک رہیگا خوبخوار نے سخنگان سے کہا سخنگان
نے پھر سب طرف سلام کیا اُسی طور سے اور چوکی کو بوسہ دیا یہ کہکر چوکی پر قدم رکھا کہ یا خداوند آپکی حفاظت
مین مین نے اپنی جان دی یہ کہکر چوکی پر دو زانو مؤدب سر جھکا کر بیٹھا مگر حرکتین مسخرے پن کی کیے جاتا

جب یہ بیٹھ چکا تو اندر سے صدا آئی کہ اس سے پہلے دریافت کر دہ کہ تو تو مرد ایرانی تھا تیرا باپ ایرانی تھا پھر یہ کیا ہوا کہ تیرا باپ شیطان درگاہ لقا ہوا اور تو ابھی ارژنگ کی درگاہ کا شیطان نہین ہوا گو تیرے نام سے اور تیرے بزرگون کے نام سے ہم خوب واقف ہین مگر تو اپنی زبان سے بیان کر مع ولدیت اور اپنے اگلی حالت ایران سے بیان کر سختگان نے باشارہ خوتخوار شاہ ہاتھ جوڑکر اپنا حال بیان کرنا شروع کیا اور کہا کہ اے خداوند میرا نطفہ ایران مین رحم مادر مین قرار پایا نہ میرے باپ کا نہ معلوم کس مقام پر قرار پایا ہان میرا دادا ایرانی تھا اُسکا بھی نطفہ ایران مین قرار پایا تھا اور وہ پیدا بھی ہوا تھا میرا باپ اور مین تو نہ معلوم کہان پیدا ہوا میرا دادا خداوند لقا کا شیطان تھا میرا باپ زمرد شاہ کا شیطان تھا جسکی مذمت خداوند کے یہان ہر مقام پر تحریر ہے یہ دونون اسی قابل تھے کبھی کچھ نہ کر سکے خداوند پر تو ظاہر ہے کہ لقا کی لڑکیان جو کہ نور خالص سے پیدا ہوئی تھین خدا پرستون کے ہمراہ نکل گئین مین دیکھ نہ کر سکا بوہین قبل اسکے کہ شادی ہو راہ سے خدا پرست لیگئے جبکہ وہ لوگ اُنکو لیکر یہان شادی کرنے کو آتے تھے تو کیا کر لیا اسکے علاوہ یہ بہت بڑی ذلت ہوئی کہ اُنکی ریش جس مین موتی تھے ایک عیار نے اُسپر پیشاب کر کے مونڈ لی اُنکو خبر بھی نہین معلوم یہ کیسے خدا تھے کہ انکو خبر نہ ہوتی تھی اگر کوئی فعل بد بھی کرتا تو خبر نہوتی اُنھون نے کیا کر لیا سوا اسکے کہ مجبور رحم آتا ہے مین ان لوگون کی قضا خلق کرنا بھول گیا ہون یہ بندے خوابی ہین اور کیا کیا سوا سے ذلت و خواری اُٹھانے کے باوجودیکہ اٹھارہ ہزار ملک پر قبضہ تھا اور سب سجدہ کرتے تھے مگر ایک خدا پرست کا بھی تو کچھ نہ بنا سکا جو اُنکا جی چاہا اُنھون نے لقا کی گت کی ویسے ہی زمرد شاہ تھے اور ویسا ہی ارژنگ ہے جیسے کسی نے مثل کہی ہے اور بہت ٹھیک کہی ہے سگ زرد برادر شغال دیگر کیا بڑی کیا کد لعنت بھر دوہین اس ارژنگ کے ہاتھ سے ناک مین دم ہے اُس امر کی خواہش کرتا ہے کہ جو کہ اُسکے لائق نہین ہے بھلا خداوند خیال کرین کہ کجا نور خالص اور کجا یہ ظلمت کہان تا پیدا ہو سکتا تھا مین نے لاکھ لاکھ سمجھایا نہ سُنا ایک ملک خدا پرستون کا اُنسے مقابلہ کر کے لے لیا تو غرور ہو گیا اور دل مین یہ خیال کر لیا کہ مین خدا ہون اور خدا زادہ ہون اسکا سبب یہ تھا کہ کوئی زبردست سردار اُس ملک مین نہ تھا اور اسقدر لشکر تھا کہ مقابلہ ہوتا اسکے ہمراہ لشکر سولہ لاکھ کا تھا وہ لوگ دو لاکھ تھے مگر اُسپر بھی اُنھون نے ناک مین دم کر دیا تھا اگر لشکر اُنکے پاس کثیر ہوتا یا کوئی سردار زبردست ہوتا یا اور ملکون مین اسکی خبر ہو جاتی تو میان کو بھاگتے راستہ نہ ملتا لقا و زمرد تو کچھ دلون مقابلہ مین بھی ٹھہرے تھے یہ تو ایسے بھاگتے کہ پھر اُس طرف کا رخ بھی نہ کرتے ایسی جوتیان کھاتے کہ صورت پہچانی بھی نہ جاتی مگر وہ لوگ کیا کرتے ہر طرح سے مجبور تھے دوسرا سامان ہو گیا تھا وہ تو میرے سبب سے اور عشق کے سبب سے بچ گئے اس عشق نے بچا لیا گو اُسکا انجام اچھا نہو اُس سے زیادہ ذلیل ہوئے مگر ان لوگون کے ہاتھ سے آبرو بچ گئی اُسکا قصہ بھی کہا اور یہ کہکر تمام حال خاور پر قبضہ کرنے کا اور عہدنامہ لکھنے کا اور ملک قاسم کے قبرے کے منہدم ہونیکا اور اہل شہر کے بگڑنے کا بیان کیا اور کہا کہ اگر قبرہ ذرا سا بھی منہدم کیا جاتا پھر تو قیامت آ جاتی ارژنگ کا پتہ نہ ملتا خواجہ حسین کے آنے کا اور تصویر فروخت کرنے اور عاشق ہونے کا بھی حال کہا اور کہا کہ یہ کہکر اُس مقام سے اس طرف کو راہی ہوئے کہ بعد عقد خدا پرستون سے سمجھ لونگا بس یہ غرور ہوا کہ مین اسکے سبب سے یہ ذلت آئیگا یہان آکر وہ ذلت ملی کہ اب کوئی تدبیر بن نہین پڑتی ساری تقدیر کرنا بھول گئے یہ حال اسکا ہے بس یہ سبب کے سبب لائق لعنت اور مذمت ہین گو ادا ئی کہ تو نے نہ اپنا نام بیان کیا اور نہ اپنے بزرگون

کانہ اُس عیار کا پہلے ان سب ناموں سے آگاہ کرے پھر تمام حال خدا پرستوں کا کہ کیونکر تو نے اُنکی بہت تعریف
کی تھی اور بہت اُنکی قوت و طاقت کی حالت بیان کرتا ہی بس سب حال اُنکا ابتدا سے بیان کر کچھ رہ
نہ جائے گو پھر ظاہر ہی مگر ہمارے اہل دربار اور بندے بھی سن لیں جو حال تو فراموش کریگا پھر ظاہر ہو یا
تو پوشیدہ کریگا ہم تجھکو سزا دینگے سختگان نے جواب دیا کہ جہانتک مین نے اپنے بزرگون سے سُنا ہی اور
مین نے کتابون مین دیکھا ہی اور جب سے مین نے ہوش سنبھالا ہی اور جو جو امر میرے سامنے گذرے
ہین اور مجکو شنیدہ ہین اور دیدہ ہین مین سب بیان کرونگا کبھی پوشیدہ نہ کرونگا اگر ایسی حرکت کرون
تو ضرور سزا ملے یہ کہکر اُسنے پہلے اپنا نام بیان کیا کہ میرا نام سختگان ابن بختگان ابن بختیارک ابن
بختک ابن القش ابن سنگ سفید پھر اندر سے پردے کے قہقہہ کی صدا آئی اور کل درجون کے لوگ
مسکرائے کیونکہ یہ امر ہر مرتبہ عرض کر چکا ہون کہ یہ صفت ہی جو یہان تقریر ہوتی تھی سب درجون کے لوگ
ہنستے تھے آمدم بر سر مطلب پھر صدا آئی کہ اسکی وجہ بیان کر کہ سنگ سفید تیرا کون تھا کہا کہ میرا دادا
اور سکا دادا تھا یہ خیال نہ کوئی کرے کہ وہ اصلی سنگ تھا اصل امر یہ تھا کہ القش کے دادا کے یہان
کوئی لڑکا زندہ نہ رہتا تھا اُنھون نے اس خیال سے سنگ سفید نام رکھا وہ انسان تھا اُس عیار
کا نام جو آپنے دریافت فرمایا مین نام لیتے ہوئے خوف کرتا ہون گو اُنھون نے عیاری کو ترک کیا
ہی اور خانہ کعبہ مین جا کر بیٹھے ہین مگر اُنہین اب بھی یہ قدرت ہی کہ وہ جہان چاہین چلے جائین میرے
بزرگ اُس عیار کے ہاتھ سے بہت پریشان ہوئے میرے دادا اور پردادا کو اسقدر جوتیان ماریں
کہ گنج ہوگیا وہ دن اور آجتک نہ گیا اُنکی اولاد کے سر مین گنج ہوتا ہی خداوند ملاحظہ فرمالین میرے بھی سر مین
موجود ہی یہ کہکر اور رفیدہ سر پر سے اُتار کر دکھایا کہ دیکھیے سب نے ملاحظہ کیا کہ کیسا اُسکا سر صاف صاف
ہی ایک بال کا بھی نشان نہین ہی سختگان نے پھر سر پر رفیدہ رکھ لیا اور کہا کہ یہ نشانی موجود ہی کیونکر اُنکا
نام لون دوسرے گستاخی ہی کہ اُنکا نام بہت ادب سے لیا جاتا ہی اگر مین نام لون اُسی طریقہ سے تو خداوند
کو ناگوار ہوگا اور میرے اوپر عتاب ہوگا کہ میرے روبرو ایک بندے کا ادب کیا تو مین کیا کرون آواز
آئی کہ تو شوق سے نام اُسی طریقہ سے لے ہمکو ناگوار نہوگا بس یہ سُنکے سختگان اُٹھا اور رفیدہ سر پر سے
اُتارا چارون کونون کو سلام کیا بہت ادب سے پھر اور سات سلام کیے اُسکے بعد مٹک کر اور سر پر
ہاتھ پھیر کر اور یہ کہکر کہ مین آپکا نام لیتا ہون ناچار ہون اور مین آپکی عادت سے واقف ہون کہ
جب چار پیشتر کوئی آپکا نام لے اُس مقام پر آپ تشریف لاتے ہین مگر جب سے آپ نے
عیاری ترک کی یہ عادت بھی چھوڑ دی خیر مین نام لیتا ہون یہ کہکر اور کہا کہ میرے سر پر آپکی مہربانی
کی نشانی بھی موجود ہی جو کہ آپ نے میرے بزرگون پر عنایت فرمائی ہی بس یہ کہکر پہلے بہت بڑا القاب
پڑھا اُسکے بعد بہت تعریف کی اُسکے بعد کہا کہ شاہزادہ والا ہمت اول شاہ عیاران دوندہ بیدرنگ قلعہ
گیر جنگ شاہ عیاران عیار یک طرار ریش تراشندہ کافران سربرندہ ساحران یعنی خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری نامدار یہ کہکر اور رفیدہ سر پر رکھکر بیٹھ گیا اور کہا کہ انھون نے عیاری کرکے ریش لقا کو
پیشاب سے مونڈا تھا سختگان کی ان حرکتون پر سب لوگ بہت ہنسے اندر حجاب کے بھی جلیس بھی
بہت ہنسا اُدھر سختگان نے ابتدا سے نوشیروان نامہ سے لیکر اور آخر لعل نامہ تک کل حالات
بیان کیے کوئی مقام نہ چھوڑا مین نے بسبب طول کے نہین تحریر کیے اُسمین لقا کی دخترون کا بھی بھاگنا
اور جو جو گتین لقا کی خواجہ عمرو کے ہاتھ سے بنین اور دیگر عیارون کے ہاتھ سے اور عمرو ثانی کے

ہاتھ سے سب بیان کین اور کہا کہ ارژنگ کو ملکہ قاسم سے بہت دشمنی تھی کہ ملکہ قاسم ملکہ گیتی افروز
کو جبکہ وہ باکرہ تھی نکال لیگیا تھا بدیع الزمان دوسری دختر کو اسد نواسہ حمزہ پوتی کو لقا کی لیگیا
اور لقا کچھ نہ کرسکا سواے خاموشی کے اُنھون نے مزے کیے لوٹے ہین اصل امر یہ ہی کہ جو کوئی عورت حسین وجمیل اور
خوبصورت لڑکی باکرہ ہمارے مذہب اور ہماری قوم مین یا دوسرے مذہب یا دوسری قوم مین جو کہ اہل اسلام کے
نزدیک کافر ہین ہوتی ہی وہ حصہ ہی اہل اسلام کا ضرور وہ لیجاتے ہین اور اپنا قبضہ کرلیتے ہین مین نے بہت سے
واقعات سنے اور دیکھے حقیقت یہ ہی کہ اگر کوئی لڑکی حسین وخوبصورت اور قومون اور مذہبون مین پیدا
ہوئی جبتک وہ مجرد رہی اور قابل شادی نہوئی اور اس قابل نہوئی کہ مرد کے کام آسکے
اُسوقت ایک تو اُسنے اُسی مذہب اور ملت مین پرورش پائی اپنے ماں باپ کے گھر مین جب ان
سب باتون کے قابل ہوئی سب اہل اسلام لیگئے اور وہ بھی بخوشی چلی گئی مدار اصل وہ لوگ بہادر
بھی بہت ہین اور حسین بھی ہین کہ اُنکا بہادری اور خوبصورتی مین مثل ونظیر نہین ہی بس وہ اُنپر خود بخود
عاشق ہوجاتی ہی اور پھر اپنے ماں باپ کی دشمن ہوجاتی ہی اور مذہب اُنکا اختیار کرلیتی ہی بہت سے
ایسے واقعہ ہوئے کہ مین کہانتک بیان کرون وہ لوگ مرد بھی ایسے ہین کہ جاتے ہی عقل رہتا ہی اور
لڑکا پیدا ہوتا ہی تو وہ لڑکا اپنے ماں باپ سے زیادہ بہادر ہوتا ہی مجھکو ایک امر کا بہت بڑا شوق تھا کہ
جب سے مین یہان آیا ہون پرجبین سمجھ گیا آواز آئی بس زیادہ بیہودہ نہ بک ورنہ زبان جل جائیگی
اور عذاب نازل ہوگا سخنگان نے کانپکر اور ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ مین نے تو کوئی کلمہ خلاف نہین
عرض کیا اب مین اسکا ذکر بھی نہ کرونگا اور مین نور خالص ملکہ ثریا کی نسبت کوئی امر بدگمانی کا اگر
دل مین لایا ہون یا لاؤن تو خداوند میرے اوپر ضرور اپنا عذاب نازل کرین وہ ایسی پاک اور پارسا
اُنکی صورت کوئی دیکھ نہین سکتا ہی جبتک کوئی اُنکا مثل نور خالص سے نہ پیدا ہو اُسوقت تک ورنہ
وہ اسی طور سے رہینگی اُنکی طرف کون دیکھ سکتا ہی جو دیکھے وہ جلکر خاک سیاہ ہوجاے آواز آئی بس
اب زیادہ لسانی نہ کر اب یہ بیان کرکہ تو تو ارژنگ پرست ہی تو نے کیون آفتاب یہ مسلمانون کے
طریقہ پر سلام کیا یہ سوال جب ہوا ہی کہ جب سخنگان نے کل حال حمزہ کا ابتدا سے آخر تک اور
اُنکی اولاد کے حال بیان کرنے سے فراغت پائی اور یہ کہا کہ حمزہ کا حال ختم ہوگیا جب یہ سوال ہوا تو
اُسنے جواب دیا کہ مین ضرور ارژنگ پرست تھا اور ہون مگر مین نے خداوند کی ایسی قدرت دیکھی
کہ میرے ہوش جاتے رہے درجۂ گمان سے درجۂ یقین کا مرتبہ حاصل ہوا کہ ضرور آپ خدا ہین اور یہ
سب باطل اور کافر تھے بس مین نے اُسی طریقہ پر سلام کیا اور چارون طرف اس سبب سے سلام کیا
کہ خدا ایک مقام پر نہین ہی مجکو کیا معلوم کہ کدھر ہی پردے کے اندر کا حال کیونکر معلوم ہوتا بس مین نے
چارون طرف سلام کیا کہ تاکہ میرا سلام قبول ہو پرجبین ہنسا اور آواز آئی کہ تو بڑا عقلمند ہی خیر اب اپنے
مطلب اصلی کو بیان کرکہ تو کس ضرورت سے آیا ہی سخنگان نے کہا کہ خداوند پر سب حال ظاہر ہی میرے
بیان کرنے کی کیا ضرورت ہی آواز آئی کہ سن تو اسلیے آیا ہی کہ ہمسے اور ارژنگ سے صلح ہوجاے
اور ارژنگ ہماری اطاعت کرے یہ کہکر کل تقریر جو کہ ارژنگ سے سخنگان سے کی تھی بیان
کی اور کہا کہ تو نے ارژنگ کو صلح پر راضی کیا ان پہلوؤن پر خیر اچھا بیان کرکہ کیا امر ارژنگ کو منظور
ہی کیا کیا شرطین کرتا ہی سخنگان نے کہا کہ اگر آپ ناراض نہون تو مین بیان کرون آواز آئی کہ تو
شوق سے بیان کر تو تو پیامبر ہی تو بیشک بیقصور رہی ہمکو جو کچھ ضرور لینا ہوگا ارژنگ سے لینگے یہ سنکر

سخنگان نے عرض کیا کہ پہلی خواہش اور تمنا کی یہ ہی کہ میرا عقد ملکہ کے ہمراہ ہو جائے جس لیے مین
اسقدر زحمت اٹھا کر یہان آیا ہون اور اتنی بڑی ذلت بھی پائی لشکر بھی تباہ ہوا مال بھی برباد
ہوا پھر مطلب نہ حاصل ہوا پس خداوند میرے حال پر رحم فرما کر میری خواہش کو بر لائین اُنکے رحم و کرم
سے بعید نہوگا مین اپنی مراد دلی کو پہونچون اور میری آرزو قلبی بر لائیے کیونکہ مین اس صدمہ سے مرا جاتا ہون
گو مین اُنکے برابر نہین ہون اور نہ برابری کا دعوی کرتا ہون مگر ہون خاندان بزرگ سے میرے بزرگ
خدائی کرتے آئے ہین اور مین دعوی کرتا ہون مگر خداوند کی موجودگی مین نہین اور ملکون مین جو کہ آبائی
ہین بس کیا نقصان ہوگا آیندہ خداوند کو اختیار ہی اب میری آبرو و زندگی خداوند کے قبضہ مین ہی چاہے
زندہ رکھین چاہے قتل کرین چاہے ذلیل و خوار کرین چاہے سرفراز یہ کہکر سخنگان خاموش ہوا اسی خیال
سے کہ جب اسکا جواب ملے تو پھر اور عرض کرون اندر سے آواز آئی کہ تو سب بیان کر لے پھر
ہم سب کا ایک مرتبہ جواب دینگے مگر اُس آواز سے غصہ ظاہر تھا سخنگان نے کہا کہ دوسری
خواہش اور شرط یہ ہی ارزو تاکس لئے کہا ہی کہ مین اُسوقت خداوند کو سجدہ کرونگا کہ جب خداوند سب
خداپرستون پر اپنا عذاب نازل کر کے غارت کر دینگے اُسوقت مین ضرور سجدہ کرلونگا اور جانونگا کہ ضرور
آپ خدا ہین گو اب بھی یقین ہو گیا مگر اُسوقت حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگا اور کوئی عذر کا موقع نہوگا
تیسری خواہش وہ شرط یہ ہی کہ جب آپ خداپرستون کو غارت کرلین اور سب ملک جو جو کہ اُنکے قبضے
مین ہین اُنپر آپ قابض ہو جائین اور تمام عالم مین آپکا دین جاری ہو اُسوقت جو ملک میرے آبائی
ہین مجکو مرحمت ہون اور مین اُنمین جا کر خدائی کرون قبطول خدائی درست کرون پس جب مین خدا
ہونگا اور آپ بھی جو تقدیر کرونگا آپ سے اُسے لیکر کرونگا کیونکہ آپ بڑے خدا ہونگے وہ ایسی ہو گی کہ پھر
کبھی خلاف نہوگی اور یہ بھی میری خواہش ہی کہ کسی طور سے مین اپنے آبائی ملکون پر قبضہ پاؤن اور اپنا
آبائی طریقہ اختیار کرون اور رہا یہ امر کہ اگر آپ یہ گمان فرمائین کہ خود کیون نہین خداپرستون سے مقابلہ
کرکے اپنے آبائی ملکون پر قبضہ نہین کرتا ہی تو اُسکا یہ جواب ہی کہ ابھی میری خدائی نے اچھی طرح شہرت
نہین پائی ہو نہ میرے پاس اُنکے مقابلہ کے قابل لشکر ہی پس مین اسی فکر مین تھا کہ کوئی تو معین و مددگار
ایسا زبردست ہو کہ جو اُنکو غارت کرے پس جب مین نے خواجہ حسین سے یہان کی حالت سنی بہت
خوشی ہوئی اُسوقت خیال کیا کہ آپ سے کمک طلب کرون جب اُس نے تصویر دکھائی تو مین ملکہ پر بہت
فریفتہ ہوا اور اس امر سے اور خوش ہوا کہ اب سلسلہ قرابت بھی ہو جائیگا ضرور پاس ہوگا پس اسی خیال
سے نامہ تحریر کیا جواب نامہ بہت سخت گیا اُسوقت کچھ جمعیت آگئی لشکر لیکر اُتر آیا گو یہ بہت بڑی خطا
ہوئی اُسکی سزا پائی پس اب میرا قصور معاف کیا جائے اور میری اطاعت ساتھ ان سب شرطون کے
قبول فرمائی جاوے اور لشکر میرے ہمراہ کیا جائے کہ مین اُسکو لیکر خداپرستون پر روانہ ہون اور جو ملک
اُنکے قبضہ مین ہین اُنکو غارت کرتا ہوا اُنکے سر پر پہونچون اور مقابلہ کرون آپ عذاب نازل کرکے
اُنکو غارت فرمائین بہتر یہ ہوگا کہ خود خداوند بھی لشکر ایسا لیجائین فرشتہ قدرت کے کہنے سے کہ یا تو کل
آکر اطاعت کرو تمکو مہلت دیجاتی ہی ورنہ بعد گذرنے میعاد مقررہ کے تمپر عذاب نازل ہوگا کہ تم
سب غارت ہو جاؤگے خوف پیدا ہوا کہ اسقدر مقابلہ کیونکر کیا ہوا اسواسطے شکست کے ضرور ہم سب
غارت ہونگے اپنے مشیرون سے جو صلاح کی اُنکی بھی راے ہوئی کہ ان شرطون پر صلح کرلو آپکے کرم و
رحم سے اور بندہ پروری سے بعید نہین ہی کہ آپ میری خواہشون کے موافق منظور نہ کرین میری اطاعت

ان شرائطا سے منظور فرما کر مجکو اپنے بندون مین سرفراز فرمائیے مین ادنا آپ کا بندہ ہون بس میری یہ
خواہش ہی جو کہ مین نے اپنے وزیر کے ذریعہ سے آپکی خدمت مین عرض کی آئندہ آپ کو اختیار ہی سخنگان
نے اپنی تقریر کو ختم کیا اس طور سے اور اس چرب زبانی اور لسانی سے کی کہ ہر جلیس بہت خوش ہوا
گو بعض بعض مقام پر غصہ آیا مگر وہ ایسا چالاک تھا کہ ایک امر اپنے مطلب کا کہتا تھا اور پھر ایسی آمیزش
کرتا تھا کہ غصہ فرو ہو جاتا تھا اور یہ بھی کہا کہ ارزنگ نے قبول کیا کہ بعد قبول کرنے میری اطاعت
کے مجکو طلب فرما کر اپنی ملازمت سے سرفراز فرمائیے کیونکہ مین آپ کا خورد ہون اور آپ بزرگ ہین
ہر طرح سے اور یہ بھی عرض کیا کہ یہ جو مین نے تقریر و شرائطا اپنے وزیر کی زبانی عرض کرائے ہین
اگر کوئی لفظ خلاف شان و شوکت و مزاج کے ہو اور کوئی گستاخی ہوئی ہو اُسکو از راہ بزرگی معاف
فرمائیے گا کیونکہ از خوردان خطا و از بزرگان عطا کا مصداق ہو جائے مین تو اپنے نزدیک کوئی
ایسی لفظ نہین استعمال کی ہی کہ جو کہ خلاف ہو اور یہ بھی عرض کیا ہی کہ جب سب امر طی ہو جائین تو ایک
اقرار نامہ و عہدنامہ باہم تحریر ہو جائے تاکہ مین اپنے قول و اقرار سے نہ منحرف ہون آپکی نسبت تو
ایسا گمان کرنا بالکل خلاف ہی اور بہت بڑی گستاخی ہی صرف اپنے قول کی پابندی کے لیے کہ شاید
بھول جاؤن تو اپنی تحریر دیکھکر نادم ہون اور عذر کر لون بس اور زیادہ کیا عرض کرون آپ خود
میرے دل کے حال سے واقف ہین آپ کے روبرو عرض کرنا بالکل حماقت ہی یہ کہکر سخنگان
خاموش ہوا اور اس شعر پر اپنی تقریر ختم کی شعر سنت انچہ حق بود گفتم تمام ٭ تو دانی دیگر بعد ازین
والسلام ٭ دیگر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ٭ سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے
جب سخنگان خاموش ہوا اور کچھ کلام نہ کیا تو آواز آئی کہ تو اپنی تقریر کو ختم کر چکا اب جواب دیا
جائے یا کچھ اور کہنا ہی اُسنے عرض کیا کہ مین نے ارزنگ کی پیامبری کو تمام کیا اب کچھ نہین
عرض کرنا ہی جواب کا امیدوار ہون جو جواب مرحمت ہوگا وہ جا کر اُسنے کہدونگا مین تو پیامبر
ہون ہین یہ عرض کرتا ہون کہ اُسنے اول جو خواہش کی ہی وہ تو نہایت درجہ بیجا ہی اُسکا قبول ہونا تو
محال ہی یہ اُسکا خام خیال ہی باقی اور شرائطا تو قبول ہونگے ضرور ارزنگ ذلت اُٹھائیگا یہ سودا
نہ اُسکے سر سے نکلے گا نہ وہ اپنی اچھائی کا اور آرزو اپنی کنار مین دیکھے گا یہ سودا اُسکو تباہ کرے گا
اسقدر تو برباد کیا اور زیادہ تباہ ہوگا جبتک اس امر سے باز نہ آئیگا اُسوقت تک اُسکا دامن امید
گل آرزو سے نہ بھریگا اُسوقت تک جبتک نہ یہ خیال کریگا کہ اس امر کو ترک کرو ماکہ اسکے وصل
سے دست بردار ہو اور یہ آرزو نہ کرو اُسوقت اپنی کنار مین شاہد امید کو نہ پائیگا اور محال سے
اس سے بس اور سب امر بھی محال ہین اپنی راے حضور مین ظاہر کرتا ہون اگر حضور اس امر کو اس
امر کو اس طور سے قبول کرین کہ اپنے تئین جب ہم خدا پرستون سے مقابلہ کرکے اُنکو غارت کر دینگے
اور اُنکے ظلم سے فراغت پائینگے اُسوقت ہم اس امر کو قبول کرینگے اور تمہارے ساتھ عقد کر دینگے
تو کوئی نقصان حضور کا نہو گا آئندہ حضور کو اختیار ہی یہ جو سخنگان نے کہا آواز آئی کہ تو پیام لے کر آیا ہی
یا ہمکو راے دینے بس تو اپنا منصب جو تھا ادا کر چکا اب جو تونے کوئی کلام کیا تو سزا ملیگی ہمسے جواب اس
ہم کوئی تیرے تابعدار ہین یا تو ہمارا مشیر ہی کہ جو ہم تجھسے راے لین تو بھی احمق ہی اور تیرا بادشاہ بھی ہی تو
مصرعہ وزیرے چنین شہریارے چنان ٭ اب خاموش رہ ہم جواب دیتے ہین اگر اس امر کی اُسکو صلح
منظور ہو گی تو صلح ہو گی ورنہ کل اُسپر اور اُسکے لشکر پر اُسکے عذاب نازل ہوگا ہمکو بخوبی معلوم ہی کہ اُسنے تمکو یہ

اجازت دی ہو کہ جو تیرا جی چاہے وہ کرنا اور جسطور سے تیری راے ہو عہد و اقرار کرنا ای سختگان
جواب سُن یہ جو اُسنے خواہش کی ہو کہ عقد ہو جاے یہ خواہش اُسکی بالکل بیکار ہو یہ امر تو نہایت دشوار
ہو تو نے اُسکو سمجھایا بھی نہین کہ یہ کیا امر کہتے ہو اُسکے دماغ سے ابھی تک یہ بات نہین نکلی ابھی اُسکے
سر پہ ولولۂ عشق سوار ہو خیر ہمکو کیا باوجودیکہ اتنی بڑی ذلت اُٹھائی اسقدر زحمت گوارا کی اُسپر بھی اُسکو
ہوش نہ آیا ہم اُسکا انتظام کیے دیتے ہین اُسکے سر پر سے جن عشق کو اُتارتے ہین وہ بغیر سزا پاے
ہوے اپنی اِس حرکت سے باز نہ آئیگا جو امر ہماری مرضی کے خلاف ہو وہ ہر مرتبہ اُسی کی خواہش کرتا ہو
ہم جواب سخت دے چکے ہین بڑا بے غیرت ہو جو پھر اِس امر کو زبان پر لایا تو بتا کیا سمجھکر اُسنے یہ خواہش
ظاہر کی اُسکو ہمسے کیا برابری کا دعوی ہو اُسکا دادا مرتد تھا ہمنے اُسکو خلق کیا اُسنے ہمسے انحراف کیا اُسکا
انجام کیا ہوا کہ دوسری قوم کے لڑکون سے ذلیل کرایا آخر کو مارا گیا جو کہ ایسا ہو اور کوئی اُسکی وقعت نہو
پھر بھلا کیونکر ہو سکتا ہو کہ اُس سے سلسلۂ رشتہ داری کیا جاے بس اُس سے کہنا کہ اِس امر کو اپنے دل
سے بھلا دے اور اسکا خیال کبھی نہ لاے ورنہ بہت خراب ہوگا اگر نہ دست بردار ہوگا تو مفت جان
برباد ہوگی آیندہ اُسے اختیار ہو یہ کہکر بہت کچھ سخت و سست لقا و زمرد و ارزنگ کو کہا اور کہا
اسی مین خیر ہو اُس سے کہدینا کہ اب کبھی ملکہ کا نام بھی زبان پر نہ لاے ورنہ غضب خداوندی مین مبتلا
ہوگا اور بہت ذلیل ہوگا ابھی کچھ نہین ہوا ہو اور دوسری شرط جو اُسنے کہی ہو اُسکا جواب یہ ہو کہ ہمکو کیا
ضرورت ہو کہ بیکار کو لشکر کشی کیجیے خداپرستون پر چڑھائین اور اُن سے مقابلہ کرین جبکہ وہ ہمارے دشمن
نہین ہین اپنا دشمن بنائین اگرچہ یہ امر ہمکو مدنظر ہوتا تو اب تک ہم نہین رہتے اُنکو غارت ہی کر چکے
بس جب وہ دو جہان مین اُنکی [illegible] اُس سے سمجھ لیا جاتا تو وہ خداپرستی ترک کرتے یا ہم اُنکو غارت
کرتے گو قصد نہ تھا مگر خیر جبکہ ارزنگ نے ہمارے دامن مین آکر پناہ لے اور ہمکو اپنا معین مقرر کیا
ایسی حالت مین ہمکو بھی لازم ہوا کہ اُسکی کمک کرین اور خداپرستون سے مقابلہ کرین اور اُنکو غارت کرین
کیونکہ اب اُنکو نہایت ہوا ہو اور بہت سر اُٹھایا ہو تمہارے قول سے معلوم ہوتا ہو کہ اُنھون نے بہت
سرکشی پر کمر باندھی ہو اور بہت سے ملک اُنکے قبضہ مین ہین سختگان نے عرض کیا کہ ملک کیسے نصف دنیا
پر اُنکا قبضہ ہو گو وہ بھی بندے ہین مگر اتنا تیرا پاس ثابت ہو کیونکہ تو نے یہان آکر پناہ لی ہو اور یہ ایک
[illegible] کی ہو کہ مین اُسوقت سجدہ کرونگا کہ جب آپ خداپرستون کو غارت کرینگے بس ہمپر فرض ہوا
کہ یا تو اُنسے مقابلہ کرے کہ اُنکو بھی آفتاب پرست کرین یا غارت کرین ہمکو کیا ضرور ہو کہ ہم اپنا لشکر
تیرے ہمراہ کرین کہ تو جاکر مقابلہ کرے جبکہ تیرے بزرگ اُنسے ہمیشہ شکست کھا چکے اور مغلوب
رہے تو کیونکر اُنپر غالب آئیگا تو بھی تباہ ہوگا ہمارا لشکر بھی بدنام ہوگا بس مین خود اُنکے مقابلے کو
لشکر لیکر جاؤنگا مگر شرط یہ ہو کہ ارزنگ یہ خیال کرلے کہ اب کبھی ملکہ کا نام بھولے سے بھی زبان
پر نہ لاے تو اِس صورت مین یہ شرط اُسکی قبول ہو اور اطاعت بھی صرف اُسکے یہان آنے کے سبب
سے یہ امر گوارا کیا جاتا ہو اور اُسکے عجز و انکسار کرنے سے ورنہ ہمکو کوئی ضرورت نہ تھی سبب اسکا یہ ہو
کہ ہم رحم دل ہین اُسکے عجز و انکسار پر ہمکو رحم آگیا ہمنے قبول کرلیا سختگان نے عرض کیا بہت آپکی
بندہ پروری ہو خداکو یہی امر زیبا ہو کہ جو کچھ عرض کرے اُسکو قبول کرے آواز آئی کہ بہت
اسانی نہ کرین یہ جو اُسنے شرط کی ہو کہ جب آپ خداپرستون کو غارت کرلین اور تمام عالم پر آپکا
قبضہ ہوجاے اُسوقت میرے ملک کی آبادی مجکو حوالہ فرمایے تاکہ مین اُسپر قبضہ کرکے مشغول خدائی درست

کیون اور خدائی کرون بس مجھکو کیا ضرور ہی کہ جبکہ مین ارژنگ کی خاطر سے صرف اسی امر سے
کہ وہ میرے پاس عاجز ہوکر پناہ لایا اور یہ شرط کی اپنے ان بندون کو کہ جنکو مین نے ہر ایک سے بچا
رکھا ہو اور انکو اپنے ید قدرت سے بنایا ہی اور تمام زور و طاقت انکو دیا ہی غارت کرون ایسا دیوانہ ہون
کرون پھر یہ امر کرون کہ کچھ ملکون پر ارژنگ کا قبضہ کرا کے اسکو جانے دون کہ وہ خدائی کرے
بیکار و نہ بیٹھا ہون جب ارژنگ کے پاس کچھ لوگ جمع ہون اور لشکر ہو جاوے تو دعوی کرے
کہ مین خدا برحق ہون اور یہ جلیس و آفتاب باطل کیا خوب مین خود اپنے ہاتھ سے فساد مول
لون اور دوسرا خدا پیدا کرون یہ کون عقلمندی اور دانائی ہی بلکہ یہ امر خدائی کے خلاف ہی کہ اپنا برابر والا
پیدا کرون اسوقت تم سب لوگ اعتراض کروگے کہ اگر ارژنگ خدا نہ تھا اور خدا زادہ نہ تھا تو کیون ان
خداوند نے قبول کیا اور حکم دیا کہ ان ملکون پر تم اپنا قبضہ کرو اور خدائی کرو ہان یہ شرط اسطور سے قبول
کی جاتی ہی کہ جب سب ملکون پر اور تمام دنیا پر میرا قبضہ ہو اور خدا پرستی میرے قدم سے ہو اب مین خیال ہو کہ
بنا رکھتا ہون اسوقت ارژنگ اپنے آبائی ملک سے اور وہین حکومت کرے اور وہان کے
لوگ اور خود ارژنگ میری خدائی کے قائل ہون تو کیا نقصان ہی ورنہ اسکی خواہش کے موافق
ہمکو قبول نہین ہی جو اسکا جی چاہے وہ کرے یہ جو کہتا ہی ان لوگون نے دل مین خیال کیا کہ یہان اسوقت تو
اس بلا کو دفع کرنا ہی جو یہ شرط کہ مین قبول کر لو کہا کہ ہمین ارژنگ کو قبول ہی اسی طور سے کہ جس طور
آپنے بیان فرمایا اور ارژنگ کہ وہ جو اسکی خواہش تھی اور ہو کہ مین اپنے آبائی ملکون پر قابض ہون سو
وہ مطلب اسکا حاصل ہی مگر اسی شرط سے کہ جب مین خدا پرستون کو غارت کرلون اور ارژنگ میرا اپنا
قبول کرے اور اپنے آبائی طریقہ کو ترک کرے اور اسکے جاری کرنے کا قصد کرے اور نہ ملک کا خیال
دل مین رکھے تو اسکی اطاعت قبول ہی ورنہ قبول نہین ہی اسکی خاطر سے ہم خود اپنے مقام سے حرکت
کرکے نکلے ہمارا قصد تھا کہ اسکی خاطر ہو اور جو مخالف ہو جو اسی ہی اور اسکے لشکر پر عذاب نازل
کیا یہ صرف چشم نمائی تھی اور اسنے جو خیال کی تھی کہ اسی غرور مین لشکر لیکر آیا اور مقابلہ پر آمادہ ہوا
اور مقابلہ کیے یہ خیال کیا کہ مین بندہ ہوکر خدا سے مقابلہ کرتا ہون اسکو یہ خیال تھا کہ مین بھی خود
ہون میرا باپ خدا تھا اور دادا اور یہ جانتا تھا کہ خدا سب باطل ہین اور سچا اصلی خدا خداوند آفتاب
ہین اگر پہلے ہی یہ درخواست کرتا کہ میری کمک فرمائیے مین خدا پرستون کے ہاتھ سے بہت عاجز ہون اور
یہ امر نہ کرتا کہ نور خاص کی نسبت خیال فاسد کرتا تو یہ نوبت کیون آتی بس جیسی حرکت کی اور غرور
کیا ویسی سزا پائی جب غرور دماغ سے برطرف ہوا اور سب بل نکل گیا اب ساری شیخی اور وہ غرور
کہ مین خدا ہون اور خدا کا بیٹا ہون اور پوتا ہون سب معلوم ہوتا ہی کہ جاتا رہا ذراسی شکست کھانے
سے یہ خوف غالب ہوا کہ ایسا نہو کہ عذاب نازل ہو جاوے ایسی عمدہ شکر ہم بخشتے جان اطاعت
کرنے پر راضی ہو گئے اگر ابھی کچھ غرور اور یہ خیال باقی ہی کہ مین خدا ہون اور میرے باپ دادا خدا
تھے جو یہ خواہش ظاہر کی کہ مین بعد فراغت ختم اہل اسلام اسکو سبائل وغیرہ دون اور وہ خدائی
کرے ابھی اسقدر رائج ہی دوسرے یہ خیال ہی کہ مین عالی خاندان ہون میرے ساتھ عقد ملکہ کا کر دیجیے
کہتا کہ کیون اسقدر مغرور ہوا ہی کیا ابھی طرح سے یہ نشہ غرور سر سے نہین گیا ہی بس اگر مجھکو قبول ہون تو
شرطین کہ مین نے ابھی بیان کی ہین تو حسب ہدایت آوے نہ تو جان اور تیرا کام اور یہ بھی کہنا
کہ اگر تو خیال کرے کہ جب مین خدمت مین جاونگا تو مجھکو خاص مقام پر طلب فرماوینگے یہ کبھی نہوگا

پھر ابھی یہان آنا دشوار تھا چونکہ پیام لیکر آیا تھا اس سبب سے یہان طلب ہوا اور نہ یہان سب ملکون کے
وزیر تجھے اُسی مقام پر تو بھی رہنا ہم تجھ سے بہت خوش ہوئے تو اگر منظور کرے تو ہم تجھکو اپنی درگاہ کا
شیطان مقرر کرین پس تجھے یہ امر ہوگا کہ جب ہم دربار کیا کرینگے تو تجھکو یہان طلب کر لیا کرینگے اور قصہ
خدا پرستون کا سنا کرینگے تو خود سے بیان کرتا ہو اگر یہ امر نہ قبول کریگا تو یہ ہوگا کہ یہان اور سب وزیر ہین
اُسی مقام پر تو بھی بیٹھا کریگا اور ارژنگ تو اُسی درجہ تک آئیگا کہ یہان اور ملکون کے بادشاہ ہین
اُنھین کے درجون مین اسکو بھی جگہ ملیگی یہان آنا محال ہو تجھی کہدیا اگر ان سب امرون پر منظور رہو تو
پھر عہدنامہ تحریر کیا جائے وہ اُسپر اپنے دستخط سے اپنے سردارون اور اپنے بھائی کے کرو کرے اور ایک
نقل اپنے پاس رکھے اور اصل بادولت کے دفتر مین داخل کرے یہ سنکے سنگتکان نے ہاتھ جوڑ کر
جواب دیا کہ یہ آپکی عزت افزائی اور غلام نوازی ہو ورنہ مین کس قابل ہون میرے نہ یہ نصیب اور میری
قسمت کہ آپ مجھکو اپنی درگاہ کا شیطان مقرر فرمائین اور اس مقام تک آنے کی اجازت دے یہ میرا
مقدر کب تھا آپکی مہربانی اور بندہ پروری سے کیا بعید ہو کہ جو کچھ ہو وہ کم ہو مین کیون نہ قبول کرونگا
بجان و دل قبول ہو یہ کہکر اور کھڑے ہو کر بہت ادب سے چارون طرف جھک کر سلام کیا اور بہت تعریف
بجا لائی اور عرض کیا کہ حکم فرمائیے عہدنامہ تحریر ہو سب شرطین قبول ہین اگر ارژنگ نہ
قبول کریگا تو مین زبردستی قبول کراونگا ورنہ مین اسکے پاس سے آپکی خدمت مین چلا آونگا یہان مجھکو
بہت آرام ملیگا اور راحت آواز آئی کہ تجھکو اختیار ہو سنگتکان نے عرض کیا کہ وہ ضرور عہدنامہ پر دستخط
کر اسکے اور اپنی مہر کرکے کل لیکر حاضر ہوگا آواز آئی کہ جو سردار اور پہلوان و افسر جس مرتبہ کا
ہوگا اُسکو اُسی درجہ مین جگہ ملیگی سنگتکان نے عرض کیا کہ بہت خوب آواز آئی کہ اے خوشنواز رشاہ
دبیر کو حکم دو کہ جو شرائط تجھے بیان کئے ہین یہ ایک پرچہ قرطاس پر تحریر کرکے حاضر کرے اور جب
وہ لاوے تو اسکو دیکھکر سنگتکان کو دینا وہ پھر ارژنگ کے اور اسکے بھائی کے اور دستخط سردارون کے
و افسران کے و پہلوانان کے کرا کے حاضر کرے پس اسوقت خوشنواز شاہ نے دبیر کو حکم سے خداوند
کے آگاہ کیا طریقہ یہ ہو کہ ایک پرچہ کاغذ یا میز و قلمدان دونون کے روبرو رکھا ہوا ہو پس ادھر کوئی
حکم صادر ہوا انھون نے قرطاس پر تحریر کیا پس وہ حکم جسکے نام ہوا وہ کاغذ خود بخود اڑ کر اسکے پاس
پہونچ گیا وہ اسکے انتظام مین مصروف ہوا پس جب خوشنواز شاہ نے قرطاس پر تحریر کیا وہ کاغذ افسر
دفتر کے پاس گیا اُسنے اسوقت دبیر کو طلب کرکے حکم دیا کہ عہدنامہ تحریر کرو یہ عرض کر چکا ہون کہ جو یہان
تقریر ہوتی ہو سب سنتے ہین اور سب کو یاد رہتی ہو ہر درجہ والے سنتے ہین پس دبیر شرائط سن چکا تھا
اُسنے وہ شرائط تحریر کئے یہ تو تحریر کر رہا ہو وہان آواز آئی کہ اے سنگتکان یہ بیان کر کہ آجکل خدا پرست
کہان ہین اُسنے عرض کیا کہ جب سے امیر ثانی یعنی صاحبقران ثانی قورچ و زمرد ثانی
کو قتل کر چکے مع ایک سو چالیس سردارون کے طرف نابکار کے گئے اور اپنے مقام پر شہزادہ
بدیع الملک کو صاحبقران کر گئے اور لقب صاحبقران ثالث کا دے گئے پس شاہزادہ
بدیع الملک نے بعد حاصل کرنے نامہ اور طلسمی کے مع کل لشکر کے طرف شہر طاق کے کوچ کیا کیونکہ
آئینہ اندام جادو حاکم طلسم اشرف القیم یعنی طلسم آئینہ بھاگ کر شہر طاق کو گیا ہو اور صاحبقران ثانی
بدیع الملک کو تاکید کر گئے ہین کہ بدون قتل آئینہ اندام جادو کے تم آرام نہ کرنا اور جس جس ملکون مین
کافر مقیم ہون سب کا قتل کرکے قبضہ کر لینا پس بدیع الملک صاحب شہر بین آئینہ اندام کے گئے ہین

لیاقت مع سخنگان کے خلعت دیے یہ سب خلعت پاکر بہت خوش ہوئے کوئی خلعت اُنمین ایسا
نہ تھا کہ جو گران قیمت نہو بس قلعے سے باہر آئے اور سوار ہوکر اُسی طور سے شہر کی سیر کرتے ہوئے بیرون
شہر آئے طومار شاہ اُسی طور سے اپنے لشکر مین آیا سخنگان سے کہا کہ بارگاہ مین تشریف لیچلو سخنگان
نے کہا کہ اب جاؤنگا بس سخنگان وہان سے بھی رخصت ہوکر اور اپنا لشکر ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور
لشکر آفتاب پرستون سے نکل کے اُسنے حکم دیا کہ ڈنکا بجے اور علم بلند ہون بس بموجب حکم کے
سب سامان درست ہوا ارزنگ کی طرف سخنگان چلا یہان ارزنگ انتظار کر رہا تھا کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ وزیر اعظم آتے ہین راوی نے بیان کیا ہے کہ طومار شاہ نے بھی لشکر مین آکر دربار کیا اور
ہرکارے روانہ کیے کہ خبر لاؤ کہ ارزنگ کیا کرتا ہے آیا وہ عہدنامہ کرتا ہے یا نہین ہرکارے اُسی وقت روانہ
ہوئے یہان طومار شاہ انتظار مین ہرکارون کے بیٹھا ہوا ہے اُدھر جب ہرکارون نے ارزنگ کو خبر
دی اُسنے چند سردار برائے استقبال روانہ کیے یہ اُدھر سے چلے سخنگان مع جاہ و حشم کے داخل لشکر ہوا
اُسی طور سے لشکر کو طی کرکے قریب بارگاہ پہونچا وہ سردار آکر لے اُسنے دربارگاہ پر پہونچکے سب سامان
کو رخصت کیا لشکر اپنے مقام پر جاکر فروکش ہوا بس سخنگان مع کل سردارون کے جو کہ برائے استقبال
آئے تھے اور جو کہ ہمراہ تھے داخل بارگاہ ہوا سب مقام مجراگاہ پر سے مجرا بجالائے اور اپنے اپنے مقام
پر پہونچے سخنگان بیٹھا جب سب بیٹھ چکے اُسوقت سخنگان نے کل حالات بیان کیے ابتدا سے طومار
شاہ کے پاس جانا اور جو حالت لشکر کی دیکھی اور اُسکا لے کر شہر مین جانا اور شہر کی کیفیت اور
وہان کے باشندون کا حال اور جو جو واقعات دیکھے تھے وہ سب بیان کیے اور قلعے کے دروازے
پر جو تحریر تھا وہ سب بھی بیان کیا داخل قلعہ ہونا قلعہ کی کیفیت وہان کے سب مقامات کی حالت
بیان کر رہا ہے اور بہت تعریف کرتا جاتا ہے گنبد مین سب درجون کا حال پھر طلسم کے قریب پہونچنا جانا
سے آواز آنا باہم تقریر ہونا اور عہدنامہ تحریر ہونا کل حال ابتدا سے انتہا تک اپنے لشکر مین آنے
تک کا اور خلعت پہننے تک کا بیان کیا ذرا سا نہ چھوڑا اور عہدنامہ پیش کیا اور کہا کہ اِن سردارون کی
اور چترنگ کی اور چترنگ کے سردارون کی مہر و دستخط اور اپنی فرمائیے اور نقل کراکے اپنے
پاس رکھیے اور اصل لے کر کل چلیے اور ملاقات فرمائیے یہ طریقہ ملاقات کا ہے کہ جس درجہ مین
سب بادشاہ ہونگے اُسی مین آپ کو جگہ ملیگی اور مجھکو تو شیطان درگاہ کا خطاب ملگیا آئندہ آپکو
اختیار ہے اگر اِسکے خلاف عمل مین لائیے گا تو عذاب نازل ہوگا اور مین تو آپکے پاس سے
چلا جاؤنگا یہ کہکر خاموش ہوا ارزنگ نے جو عہدنامہ پڑھا بالکل اُس تقریر کے خلاف پایا
سخنگان سے کہا کہ یہ تو اِن شرائط کے خلاف ہے سخنگان نے کہا کہ آپ کیسے نادان ہین بھلا
کیونکر وہ شرائط جو کہ بیان کیے تھے قبول کر سکتے ہین وہی سب شرطین سوائے عقد ملکہ کے ہین
وہ اُنھون نے نہین قبول کین ہین باقی کوئی ایسی شرط نہین ہے کہ نہ قبول کی ہو اور وہ کیونکر اِس امر کو
قبول کرسکتے کہ مین خدائی کرون اور ارزنگ بھی اُسمین یہ شرط ہے کہ بادشاہت کرین اپنے آبائی ملکون
مین پھر سخنگان نے اپنا شرطون کو بیان کرنا اُسکا جواب جو کہ بالا گذرا ہے اور مذکور ہوا ہے بیان کیا اور
کہا کہ مین نے اِس سبب سے منظور کیا کہ خدا پرستون کا تو قصہ پاک ہے پھر اِنھین سمجھ لیا جائیگا
کوئی نقصان نہین ہے اِس عہدنامہ پر دستخط کرنے سے اِنکا قصہ پاک ہوگا اہل اسلام سے سمجھ
لیا جائیگا ہم مین دو چار لیفون سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہین ہے اُنمین سے ایک لڑیگا ایک مارا جائیگا

اپنا مطلب ہر طرح سے حاصل ہے یون جو ارژنگ کو سمجھایا سخت گان نے اُسنے قبول کر لیا اپنے
سر اور چہرنگ کی مہر کرا دی اور کل اہل دربار کی سخت گان کی بھی مہر ہو لی دبیر نے اُسکی نقل کر لی پس
سخت گان نے ارژنگ سے کہا کہ لشکر کو حکم دیجیے کہ کل وہ طیار رہے پس صبح کو ملاقات کو تشریف
لیجیے ارژنگ و چہرنگ نے سب سردارون کو حکم دیا اور کل لشکر کی طیاری کا حکم دیا اور ایک
نامہ بنام طومار شاہ لکھا کہ آپ بھی کل تیار رہیے گا صبح کو ہم خداوند کی ملاقات کی اور قدمبوسی کو آپ کے
ہمراہ چلین گے ہم ادھر سے لشکر لیکر آئین گے آپ وہان ہمارے منتظر رہیے گا پس دونون ملکر
چلین گے ایک عیار کے ہاتھ روانہ کیا وہ ہرکارے جو کہ خبر لیکے آئے تھے یہ خبر لیکر بارگاہ مین
آئے طومار شاہ سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ نامہ آتا ہے وہ عیار نامہ لیکر آیا طومار شاہ کو دیا طومار
شاہ نے منشی کو دیا اُسنے پڑھا طومار شاہ نے جواب تحریر کر دیا کہ بہت بہتر وہ جواب لیکر اپنی بارگاہ
مین آیا طومار شاہ کا جواب ارژنگ کو دیا ارژنگ نے جواب معقول پا کر دربار برخاست کیا
اور خود بھی اور چہرنگ بھی دونون کے سردار اور جو بادشاہ کہ مطیع تھے سب سامان چلنے کا کرنے لگے
لشکر مین بھی بندوبست ہونے لگا یہان تو یہ سب سامان مین مصروف ہین وہان طومار شاہ نے
سب سردارون و لشکر کو حکم دیا کہ کل صبح کو کل تیار رہو کہ ہم بموجب حکم خداوند شہر مین جا کر اپنے مقام پر
مقیم ہونگے ارژنگ نے اطاعت کر لی اب مقابلہ نہوگا یہ حکم دے کر اُسنے بھی دربار برخاست کیا
سب لشکر مین سامان ہونے لگا سب اپنا اپنا اسباب باندھنے لگے یہان تو یہ بندوبست ہو رہا تھا اور
وہان شہر آفتاب تماشا مین بہرجبیس نے بموجب فہمایش آفتاب حکم صادر کیا کہ شہر مین اور قلعہ و گنبد مین
آج کے سامان سے زیادہ سامان کیا جائے اور منادی نے ندا کر دی کہ کل اہل شہر تماشہ کرین کہ
ارژنگ جو کہ خدائی کا دعوی کرکے آیا تھا اُسنے اطاعت کی اور وہ شہر مین آئیگا اُسکی آمد کا تماشہ
بیرون شہر جا کر دیکھین کیونکہ اُسکا لشکر شہر مین نہین آئیگا ہان وہ صرف اپنے کل سردارون اور بادشاہون
سے مع اپنے بھائی کے آئیگا اور اُسکی خانہ عیش مین دعوت ہوگی یہ حکم دیکر دربار برخاست کیا راوی نے
بیان کیا ہے کہ آج سے زیادہ سامان سب جگہ کیا گیا یہ خبر ملکہ کو بھی ہوئی اُسنے بھی اپنے بالاخانہ پر سامان
نشست کا حکم دیا یہان بھی بندوبست ہونے لگا اب کوئی ضرورت بیان کرنے کی نہین ہے صرف
اسقدر کافی ہے کہ آج سے زیادہ مجمع ہوگا اور سامان ہوگا ایک مرتبہ سخت گان کی آمد مین تو بیان ہو چکا ہے
دوبارہ کی کوئی ضرورت نہین ہے اب راوی بیان کرتا ہے کہ بہرجبیس نے کیون ارژنگ کی اطاعت کو قبول
کیا آفتاب جادو نے بہرجبیس سے کہا کہ کل وزیر ارژنگ آئیگا اور اطاعت کا پیام لائیگا تم قبول
کر لینا کیونکہ اسمین بڑے نفع ہین اول تو یہ کہ تم خداپرستون کے حال سے واقف نہین ہو کہ وہ کیسے ہین
اور نہ اُنکے جنگ کے طریقے سے دوسرے یہ کہ وہ جو شریک ہوگا اور ہمراہ ہوگا تو اُس سے بڑی کمک ملیگی
اُسکا وزیر تمکو اُن ملکون پر لے چلیگا جو کہ خداپرستون کے قبضہ مین ہین پس اُنپر قبضہ کرتا اور غارت کرتا
جب تم اس طور سے ملک غارت کرتے ہوئے بدیع الملک کے مقابلہ مین پہونچوگے اور تمہاری
خدائی کی شہرت ہوگی تو بدیع الملک کو بھی خیال ہوگا کیا عجب ہے جو اطاعت کر لے ورنہ قتل تو ضرور
ہوگا اُسکے قتل کرنے سے کوئی نفع نہین ہے ہان جب خداپرست غارت ہونگے تو پھر اُسکو بھی خیال ہوگا
کہ انھون نے ایسے لوگون کو غارت کیا تو میری کیا اصل ہے اسوقت اطاعت کرتا ہے اسوقت تمکو خدائی
مانیگا کچھ ملک دیدینا اُسمین حکومت کریگا یہ بھی نفع ہے کہ اسوقت اس لالچ مین کہ خداپرست اُنکے ہاتھ سے

غارت ہونگے تمام عالم پر قبضہ کرا دیگا جہان خدا پرست ہونگے اسکے سبب سے تمام عالم مین خدائی کی تمہاری
رواج ہو جائیگا مگر ان شرطون کے ساتھ جو کہ بالا مذکور ہو چکی ہین آفتاب نے برجیس کو سمجھایا تھا اسی
سبب سے برجیس راضی ہو گیا ورنہ مشکل تھا یہ بھی کہا تھا کہ ارژنگ کے قتل کرنے سے اور شکست کھانے
سے کوئی تمہارا نام نہین ہے کیونکہ یہ بھی تو مثل اُن بادشاہون کے ہے جو کہ تمہارے شریک ہو رہے ہین ہان
اگر اسکی کمک سے اور مدد سے خدا پرستون پر غلبہ ہو تو البتہ اس کمک و مدد سے یہ خیال کرنا کہ تم کمزور ہو اہل اسلام سے
مقابلہ نہین کر سکتے ہو بلکہ اس کمک و مدد سے یہ سمجھتے ہین کہ اسکے وزیر کی رائے بہ سبب وفادارت سے جواہر ہوگا وہ اچھا ہوگا
بس اگر خدا پرستون پر غالب آ سکے تو نام بڑا ہوگا اور شہرت بھی زیادہ ہو گی کیونکہ وہ بہت بڑے دشمن
اور بڑے قوی ہین اُنکا غارت کرنا واجب ہے بس جبکہ وہ مغلوب ہو سکے تو پھر کسی سے کوئی مقابلہ نہ کریگا
بلکہ تمہارے منہ بھی نہ چڑھے گا بدون مقابلہ سب عالم پر قبضہ ہو جائیگا اسکی اطاعت سے یہ نفع ہین اسکا
قتل کرنا کوئی بات نہین ہے مگر کیا ضرورت ہے جبکہ وہ عجز و انکسار کرتا ہے برجیس نے جواب دیا تھا کہ جو آپکی
مرضی اگر یہی رائے ہے تو مین قبول کر لونگا ویسا ہی کیا جو کہ کہا تھا آفتاب نے کہا کہ اب تم لشکر کشی
کا سامان کرو اور اہل اسلام کی طرف تم خود لشکر کے ہمراہ رہنا مین بھی رہونگا کیونکہ مین تو خدا ہون اور تم میرے
فرزند ہو اور ملکہ ثریا سے یقین کو بھی ہمراہ لے لینا یہان کسی کو سردار ان زبردست سے اپنی جانب سے
نائب کرتا ہے قلعہ و گنبد وغیرہ اسی طور سے قائم رہیگا برجیس نے قبول کر لیا تھا یہی کہا تھا کہ ہان ایک
آسمان ہر وقت تمہارے لشکر پر چھایا رہیگا جب کوئی وقت سخت تم پر پڑے تو اس آسمان کی طرف دیکھکر
ایک دو ہتھڑ مارنا اور کہنا کہ اے بابا جان و خداوند اس بلا کو دفع فرمائیے مین اپنا عذاب نازل کرونگا
اور بہت سے کلمے تعلیم کیے تھے کہ جو وقت پر تحریر ہونگے برجیس نے یہ خیال کیا تھا اور وہ معجزہ یہ سمجھا تھا
کہ میرا باپ اپنے خداوند مجھکو علم خدائی سے آگاہ کرتا ہے اور میری اچھائی اور شہرت کا خواستگار ہے وہ نہ جانتا
تھا کہ کاتب تقدیر نے خط پیشانی مین جو قلم قدرت سے تحریر کیا ہے وہ پیش آئیگا اس حال سے غافل تھا
اور اس امر کا غرور تھا کہ مین خود خدا ہون اور میرا باپ بھی خدا ہے جب وہ ضعیف ہو جائینگے مین
بالکل مختار ہونگا تمام عالم کا جو چاہونگا کرونگا ابھی نائب ہون مگر اسوقت بھی مجبور نہین ہون جو چاہتا
ہون کرتا ہون وہ مغرور یہ نہ جانتا تھا کہ یہ عاجز ہے اور خدا وہی ہے جسنے تمام عالم کو ایک لفظ کن سے خلق
کیا ہے سب کو رزق دیتا ہے جسنے سب کو خلق کیا وہ وحدہ لاشریک ہے اُسکا کوئی ہمسر نہین ہے اور ہم سب
اُسی کے بندے ہین وہ تو عجب رحیم ہے جو جو کرتا ہے اُسکی سزا وہ اسوقت نہین دیتا ہے رفتہ رفتہ اسی
خیال سے کہ شاید اب بھی یہ اپنی حرکت سے باز آ جائے وہ تو بڑا حکیم اور عادل ہے اس سبب سے اُسنے
عذاب و ثواب و سزا و جزا قیامت پر موقوف رکھی ہے دو راستے بتا دیے ہین ایک نیکی دوسرا بدی جو نیک اعمال
چلیگا اُسکا مرتبہ بڑا ہوگا بہشت مقام ہوگا جو راہ بد کو اختیار کریگا اُسکی سزا پائیگا نار دوزخ سے جلایا
جائیگا نبی و امام خلق فرمائے تاکہ جو جو بندے گمراہ ہین اُنکو راہ نیک پر لائین اُنکی پیروی اور رہنمائی
کا کہانتک ذکر کیا جائے افسوس یہ کیسے لوگ تھے جو دعوی خدائی کرتے تھے اور اپنے خدا کو بھول گئے
تھے بس جیسا اُنھون نے کیا ویسی سزا ملی اور ذلت آدم برسر مطلب برجیس کو یہ خیال تھا اور یہ سب امر
آفتاب نے برجیس کو قبل آنے سنگان کے سمجھا دیے تھے برجیس نے اُسپر عمل کیا برجیس نے
بعد جانے سنگان کے اور اس حکم دینے کے دربار برخاست کیا محل مین آیا سب سردار اپنے اپنے مقام
پر آ کے سامان کرنے لگے اہل شہر بھی سامان مین مصروف ہو گئے یہانتک کہ وہ دن تمام ہوا رات آئی

لیلائے شب نے اپنی زلفین کھولین شاہ انجم نے تخت زبرجدی پر جلوس فرمایا بزم عشرت گرم ہوئی
شہنشاہ انجم نے وہ شب بصد خوشی بسر کی اپنے نور جمال سے عالم کو منور کیا یہان سرداران ارژنگ
و چترنگ و اہل لشکر ارژنگ و چترنگ نے وہ شب اس خوشی مین بسر کی کہ کل شہر آفتاب نما
کی سیر ہوگی سرداران برجیس نے اس مسرت سے بسر کی کہ صبح کو ارژنگ کی سواری کا تماشہ کرینگے
اہل شہر بھی بہت خوش تھے ارژنگ کے دیکھنے کے بہت مشتاق تھے یکایک آسمان پر آثار سحر
نمایان ہوئے رعیت انجم درہم و برہم ہوئی شاہ انجم نے گریز کی آمد آمد شاہ خاور کی افق مشرق سے شروع
ہوئی شہنشاہ نیر اعظم سر پر تاج شعاعی رکھے ہوئے بصد آب و تاب تخت نیلوفری پر جلوہ گر ہوا اور اپنے
نور جمال سے تمام دنیا کو منور و معمور کیا صبح ہوگئی ادھر لشکر طوما رشاہ تیار تھا طوما رشاہ برآمد ہوا کل
لشکر کو لے کر صف آرا ہوا انتظار ارژنگ کا کرنے لگا خیمے و بارگاہین سب بار ہوگئین اور وہ جو
آسمان محیط تھا ایک مرتبہ خود بخود غائب ہوگیا یہان ارژنگ خواب سے بیدار ہوا سب سردار اور
لشکر چترنگ کا اور ارژنگ کا تیار تھا صرف ان دونون کے برآمد ہونے کی دیر تھی کہ ارژنگ
اپنے خیمہ سے نکلا سب لشکر اور سردارون کا مجرا ہوا سب کا مجرا لے کر دونون بھائی ایک تخت پر بیٹھے
سخنگان خواصی مین بیٹھا اور سب بادشاہ جو کہ مطیع تھے گرد تخت کے ہوئے دیلم و اسلم و قرماسیف
وغیرہ سرداران چترنگ نامی و گرامی سب اپنے اپنے طریقے سے ہمراہ رکاب نحوست آثار ہوئے
جلوس سواری کے بڑھنے کا حکم دیا ڈنکا ہوا کچھ لشکر یہان برائے حفاظت بارگاہ وغیرہ چھوڑ دیا ہوا اور شاگرد
پیشہ ہین اس جاہ و حشم سے ارژنگ طرف لشکر طوما رشاہ وغیرہ کے چلا یہ اپنے نزدیک بڑے تزک و حشم
سے جاتا ہی وہان اس تزک و حشم سے ادنا ادنا عہدہ دار جب کہین جاتے ہین تو زیادہ اس سے ہمراہ تزک
ہوتا ہی یہ کیا ہمراہی سے نے بیان کیا ہی کہ سولہ لاکھ کا لشکر اسکے ہمراہ خاور سے آیا تھا اور کچھ لشکر لاکھ سوا
لاکھ کا قرماسیف کا راہ سے شامل ہوا تھا اور چترنگ کے ہمراہ بھی بیس بائیس لاکھ کا لشکر تھا بس
یہ سب قریب چالیس لاکھ کے دونون لشکر تھے یہ سواری کے ہمراہ تھے اور جلوس سواری علاوہ سخنگان نے
ارژنگ سے کہا کہ جب قریب لشکر طوما رشاہ پہونچیے گا تو ڈنکے کی موقوفی کا حکم دیجیے گا اور علم لشکر کو
سلامی ہونے کا کیونکہ یہ وہان کا طریقہ ہی اور مجھپر گذر چکا ہی ارژنگ نے کہا کہ اچھا وہان شہر آفتاب نما
مین برجیس نے دربار کیا آج کل سے زیادہ آرائش دربار ہی کل کی آرائش کی کوئی حقیقت نہین ہی
اور سردار بھی کل سے زیادہ ہین اور لباس فاخرہ سے مزین ہین اسی طور سے قلعہ و شہر کی آرائش ہی اور
اہل شہر بکثرت ہین اور برائے تماشہ بیرون شہر بھی جمع ہی چونکہ کل حکم ہوا تھا کہ ہم دعوت کرینگے خانہ شہر
مین اسکا بھی بند و بست ہی در خانہ بخشش وا ہی وہان بھی بڑا سامان ہی برجیس نے اہل دربار کو حکم دیا کہ تم سب
اس طرف دیکھو جدھر ہم نے حکم دیا تھا جبکہ جنگ و پیکار رہتی تھی سواری ارژنگ کی نظر آئیگی ارژنگ اپنے
تزک و حشم کو بہت کچھ خیال کرتا ہی ہمارے ادنا بندے اس سے زیادہ جاہ و حشم اپنے ہمراہ رکھتے ہین یہ حکم سنکر
سب اسی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک طرف لشکر طوما رشاہ صف بستہ کھڑا ہی بارگاہین وغیرہ لدچکی
ہین اور جہان پر لشکر ارژنگ فرو کش تھا وہان سناٹا ہی کچھ لشکر اور شاگرد پیشہ لوگ ہین خیمے وغیرہ کھڑے
ہین ارژنگ کل لشکر کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے خواصی مین سخنگان بیٹھا ہین چترنگ گرد و پیش شاہان
جلیل جو کہ اسکے مطیع ہین اور آگے اسکے ابد سپہ سالار لشکر آگے آگے جلوس سواری سقے آبپاشی کرتے ہوئے
نقیب بولتے ہوئے عقب مین لشکر بیشمار چلے آتے ہین طرف لشکر طوما رشاہ کے جب قریب لشکر

طومار شاہ کے سواری ارژنگ کی پہونچی ڈنکا موقوف ہو گیا علم سلامی ہوئے کیونکہ ارژنگ
بموجب کہنے سختگان کے حکم دے چکا تھا یہ سب دیکھ رہے ہیں یکسان جب بالکل سواری قریب
آئی طومار شاہ وغیرہ بڑھکر چلے صاحب سلامت کی ارژنگ و چترنگ سے مزاج پرسی
ہوئی بس طومار شاہ وغیرہ کا بھی تخت برابر تخت ارژنگ کے آیا طومار شاہ نے لشکر
کو روانہ ہونے کا حکم دیا لشکر طرف شہر کے روانہ ہوا چنانچہ جب قریب شہر پہونچا تو طومار شاہ نے کہا
کہ اے ارژنگ شاہ حکم ہے خداوند کا کہ لشکر ارژنگ بیرون شہر ٹھہرے ارژنگ مع اپنے کل سردار
کے شہر میں آسکے اور داخل قلعہ ہو وے قلعے کی سیر کرے اسکے بعد میری خدمت میں آئے بس لشکر اسی مقام
پر ٹھہرے اسکو حکم فرمائیے ارژنگ و چترنگ نے اپنے لشکر کو حکم ٹھہرنے کا بیرون شہر دیا اور خود مع
چند سرداروں کے کیا ادنا اور کیا اعلےٰ کے سب کو ہمراہ لیکر داخل شہر ہوا آج اُس سے زیادہ مجمع تھا
اور آراستگی بھی جو اہل شہر بیرون شہر آگئے تھے وہ سیر سواری کر کے اندر شہر کے گئے اور باہم تقریر کرنے
لگے کہ ارژنگ شاہ تو ایک عجیب شکل کا آدمی ہے یا انس یا حیوان معلوم ہوتا ہے اسکا بھائی اُس سے
زیادہ بد شکل ہے سواری آپہنچی دیکھی بڑے جاہ و حشم سے اپنے نزدیک آیا ہے ہماری نظر میں تو کچھ بھی وہ جاہ و حشم
نہیں معلوم ہوتا ہے ہمارے شہر کے کوتوال صاحب جو دربار کو جاتے ہیں تو اُس سے زیادہ سامان
ہوتا ہے بس یہاں یہ تقریر ہو رہی ہے اور اہل شہر اسکی صورت کو تکتے انکی زبانی ہنس رہے تھے جو کہ دیکھ آئے
ہیں وہاں بیرون شہر لشکر ارژنگ و چترنگ صف بستہ ہوا طریقہ سے چونکہ سختگان کی آمد میں بیان
ہو چکا ہے کہ جہاں سے لشکر طومار شاہ کی حد ہے اور وہ لشکر اُترا ہوا تھا اُس مقام پر سے تا شہر پناہ ایک سڑک
وسیع ہے اور گرد اسکے بھی دونوں طرف نہر بنی ہوئی ہے اور چمن بندی ہے بس اُسی سڑک پر لشکر کھڑا ہوا تھا
ارژنگ شہر میں آیا شہر کو خوب آباد اور رعایا شاد ہر ایک کو خوش حال پایا شور و غل ہوا اہل شہر میں
کہ وہ سواری آئی وہ سواری بڑھی سب تماشائی اُس طرف متوجہ ہوئے ہر ایک دیکھکر ہنسنے لگا اور
تمسخر باہم کرنے لگے مگر ارژنگ و چترنگ اُسی طور سے شہر کی سیر کرتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے
چلے جاتے ہیں سختگان سب مقامات کے نشان دیتا ہے کیونکہ یہ محل آچکا ہے اور طومار شاہ اسکو نشان
دے چکا ہے یہانتک کہ سواری ارژنگ کی زیر قصر ملکہ پہونچی ملکہ بھی دیکھ رہی تھی وہ ارژنگ کی صورت
دیکھکر اور موئے کھکر ہٹ گئی اور پکار رہی کہ سیوتی و چتیا و ذرا دیکھنا کہ کیا بد شکل انسان ہیں یہی ارژنگ
ہے خداوندا ایسی صورت نہ دکھائیں میں تو ڈر گئی یہ خیال کیا کہ کوئی کالی بلائیں ہیں ایسے کالے ہیں کہ ظلمت
شب بھی انکے آگے گرد ہے اگر کوئی رات کو دیکھ لے تو ڈر جائے اُسپر یہ تاج مرصع اور یہ لباس نفیس کیا
اچھا معلوم ہوتا ہے اسکی تو مٹی خراب ہوئی ذرا غور کر کے دیکھ پیشانی پر کسقدر برص کے داغ ہیں وہ
اس ظلمت کے چراغ ہیں کیا صورت خداوند نے دی ہے بس اِس صورت و شکل پر کیا یہ سر میں سودا
سمایا ہے اگر خوف خداوند نہ ہوتا تو ضرور تعریف کرتی یہ سیوتی وغیرہ سے کہکر پھر اُسی طرف متوجہ ہوئی سواری
جا چکی تھی اپنے قصر سے اُتری اور ایوان میں آکر خدمت کرنے لگی یہاں ارژنگ کو لیکر طومار شاہ
داخل قلعہ ہوا تمام قلعہ کی سیر کرائی سختگان نے دیکھکر کہا کہ یہ قلعہ بھی کل سے زیادہ آج آراستہ ہے سب
مقامات بتاتے پھرا تا آنکہ در گنبد پر پہونچے اندر گنبد کے اُسی طور سے داخل ہوئے جیسا کہ سختگان کے قصہ
میں بیان ہوا ہے بس سرداران ارژنگ و چترنگ و طومار شاہ ہر ایک درجہ میں علےٰ قدر مرتبہ ٹھہرنے
لگے نوبت بانیجا رسید کہ ارژنگ وغیرہ و طومار شاہ وغیرہ و سختگان تو اس درجہ میں رہ گیا کہ جہاں

وزیر و سپہ سالار مقیم تھے اور انکی جاگیر تھی پس سب اس درجہ پہونچے کہ جہان بادشاہون کا مقام تھا
پس سب اپنے تختون پہ بیٹھے ارژنگ وغیرہ بھی تماچار تھے کہ ارژنگ و چین نگسار نے جو
دیکھا تو اس مقام سے اوپر کے بھی درجہ کا حال معلوم ہوتا تھا اور نیچے کے بھی درجون کا اور بیرون شہر
کا بھی اور شہر و قلعہ کا بھی اسکو حیرت پہ حیرت ہوتی جاتی ہو جب یہ سب بار جمع ہو چکا اسوقت پردہ
قدرت کے اندر سے آواز آئی کہ سخنگان کو یہان طلب کرو اور کہو کہ وہ عہدنامہ لیتا آئے یہ صدا سب نے
سنی کوئی ایسا اس گنبد مین نہ تھا کہ جسنے یہ آواز سنی ہو سخنگان نے جو سنی تو بہت خوش ہوا کہ میری طلبی ہوئی
پس یہ اس انتظار مین تھا کہ حکم ہو تو مین جاؤن جب یہ حکم حجاب قدرت کے اندر سے صادر ہوا افریق
شاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک چوبدار پیدا ہوا [illegible] افریق شاہ نے اشارہ کیا سخنگان کی طرف
اور کہا کہ اسے خداوند نے طلب کیا ہو [illegible] دیکھا جو واقعہ وہان گذرتا ہو وہ سب کو نظر آتا
ہو پس وہ چوبدار غائب ہو گیا اور وہ قریب سخنگان ظاہر ہوا اور کہا کہ چلو خداوند نے طلب کیا ہو پس
سخنگان اپنے جامہ اور رفیدہ کو سنبھال کر اٹھا عہدنامہ اسکے پاس کل سے تھا اسکو بھی لیا اور اسی انجمن
سے پہونچا جس طور سے کل گیا تھا اور [illegible] مین مرحمت ہوئی کھڑے ہونے کا حکم
ملا یہ کھڑا رہا اور عہدنامہ ہاتھون پر رکھکر روبرو افریق شاہ کے [illegible] پیش کیا کہ یہ عہدنامہ موجود ہے پس وہ
نامہ افریق شاہ نے لیکر اور قریب حجاب جاکر عرض کیا کہ یہ عہدنامہ کامل طور سے موجود ہے حکم ہوا کہ اسکو
پڑھو اور اسی مقام سے ارژنگ سے دریافت کرو کہ یہ سب شرائط تمکو قبول ہین جنپر اپنی مہر کی ہے
اور اپنے بھائی کی اور کل سردارون کے دستخط کیے ہین جب وہ کہے کہ ہان تو اسوقت اس عہدنامہ کو دفتر
سرکار مین داخل کرو اور احتیاط سے رکھا جائے کہ جب ضرورت ہو تو نکل آئے افریق شاہ نے
بموجب حکم اسکو پڑھا اور سب کو سنایا ارژنگ سے دریافت کیا اسنے اقرار کیا پس اسپر کچھ لکھکر مہر
رکھدیا کہ وہ خود بخود اڑکر افسر دفتر کے پاس گیا اسنے اسکو احتیاط سے رکھا جب یہ سب ہو چکا آواز آئی
کہ سخنگان کو اپنی درگاہ کا شیطان مقرر کیا اور شیطان کا خطاب دیا ایک طوق طلائی اسکی گردن مین
ڈالا جائے جسپر یہ اسپر تحریر ہو کہ این شیطان درگاہ خداوند آفتاب تابان و نائب خداوند آفتاب تابان
یہ جو حکم دیا اسی وقت طوق خود بخود پاس افریق شاہ کے آگیا افریق شاہ نے وہ طوق سخنگان
کو پہنادیا سخنگان بہت خوش ہوا خلعت مرحمت ہوا اسکو پہنکر خوب ناچا اور بہت تعریفین کی اور
ہزارون سلام کیے آواز آئی کہ اپنا کچھ حال اپنے خداپرستون کا بیان کرو سخنگان نے واقعات حمزہ کے
بیان کیے اور زور و قوت کی تعریفین کرکے انکا اور حسن و جمال کی توصیف اور ہر مرتبہ یہ کہتا تھا کہ خداوند
کو لازم ہو کہ کوچ فرمائین اور انکو غارت کرین وہ بہت مغرور ہین یہان سخنگان یہ حرکتین
کر رہا ہو وہان ارژنگ بیٹھا ہوا آہ سرد دل پر درد سے بھر رہا ہو اول تو معشوق کے نہ ملنے کا غم والم دوسرے
اپنی شکست کھانے کا اور اطاعت اس مجبوری سے کرنے کا ہر مرتبہ یہ خیال کرتا تھا کہ کل کا ذکر ہو کہ
ہم صاحب اختیار تھے ہمارے دربار مین لوگ [illegible] آج ہم ایک ادنا کے دربار مین مجبور بیٹھے
ہوئے ہین چونکہ ہمارے بزرگون کا بندہ ہو اسکی سبب سے یہ ظلمت و شان ہم ہوئی اور ہم ایسے ناچار
ہوئے کہ اطاعت کی کیا گردش فلکی ہو کوئی اعتبار اس چرخ ناہنجار کا نہین جسکو چاہے ذلیل کرے
اور جسکو چاہے سرفراز کرے اس سے کسی کو چارہ نہین ہو شعر یک گردش چرخ نیلوفری + نہ نادر بجا ماند
نے نادری [illegible] گردش چرخ [illegible] کل کیا تھا اور آج کیا ہو گیا اپنے

دوسرا حکم یہ ہی کہ اسی ہزار جوانان آزمودہ کار لشکر خاص سے منتخب کر کے انکو وہ لباس و اسلحہ دیئے جائین
کہ وہ زیب تن کرین اور گرد ہماری سواری کے رہین اور ایک خیمہ و بارگاہ ایسی ہمراہ ہو کہ جسمین ناموس
کا قیام ہو کیونکہ ناموس بھی ہمارے ہمراہ ہوگا اور یہ حکم دیا جاتا ہی کہ قلعہ کے فلان درجہ مین ہمارا تخت شار رکھا
ہوا ہی کہ جسکا نام تخت شاہ قدرت ہی وہ نکالا جائے ہم اُسپر سوار ہوکر ہمراہ لشکر کے چلینگے اور دوسرا
تخت بھی نکال لیا جائے جو کہ بارگاہ مین آراستہ ہوگا اور جو تخت اُس درجہ مین ہین وہ سب نکال لیے
جائین کہ انپر سب بادشاہ جو کہ دربار مین ہین بیٹھینگے اور ہماری سواری کے ہمراہ چلینگے اور
یہان ہم اپنی طرف سے مرتاض شاہ حاکم مرتاضیہ کو کہ وہ کبیرالسن ہی لائق ہمراہی کے نہین ہی اور دوسرے
مرد عاقل اور جہاندیدہ ہی حاکم کرینگے تاکہ وہ یہان کا بندوبست کرے اور اسیطور سے سب سامان جسطرح
معمول کیا کرے کوئی فرق نہو اور قریب تین لاکھ کے لشکر یہان رہیگا برائے حفاظت شہر و قلعہ اُسکو حکم
دیا جائیگا کہ وہ یہان ہمارے نایب کو دست کرے اور جب کوئی مہم اُسپر آئے اور بلا نازل ہو یا کوئی لشکرکشی
کرکے آئے تو وہ ہمکو خبر دے اگر نامہ بر روانہ کریگا تو عرصہ مین پہونچیگا خبر دینے کا یہ طریقہ ہمنے ایجاد کیا ہی
کہ یہان جو واقعہ ہو تحریر کر کے حباب قدرت کے اندر رکھے گا ہم تک پہونچ جائیگا جو حکم دینا ہوگا
ہم اُسکو اُس سے آگاہ کردیا کرینگے اور ارزنگ سے کہا جائے کہ وہ اپنا لشکر لیکر اُسی مقام پر فروکش
ہو اور پرسون آمادہ رہے کہ جب ہم شہر سے برآمد ہون اور اُسکے لشکر کے قریب پہونچین وہ بھی ہمراہ ہولے
اور اسوقت ارزنگ کی مع اُسکے کل سردارون کے خانۂ عیش مین دعوت ہی اور مرتاض شاہ
کو حکم دیا جاتا ہی کہ وہ اسی طور سے سب طریقہ جاری رکھے اور مسافرون کی خبر لیتا رہے اور جشن وغیرہ
کرتا رہے کسی طریقہ مین فرق نہو جو طریقہ اور قاعدے ہماری موجودگی مین ہین یہی سب رہین جب ہم
آئین تو کوئی شکایت نہ سنین ورنہ عذاب نازل کرینگے اور شہر مین منادی کرائی جائے کہ پرسون
خداوند کوچ فرمائینگے برائے غارتگری اہل اسلام کیونکہ انھون نے بہت سر اُٹھایا ہی کسی طور
سے راہ پر نہین آتے ہین اُنکو سزا دینا لازم ہوئی بس کل اہل شہر و کل باشندگان اقلیم خورشید یہ معلوم
ہو کہ خداوند نے اپنی طرف سے مرتاض شاہ کو اپنا نایب کیا ہی اُسکی سب اطاعت کرین اگر کوئی اُسکی
اطاعت سے سرتابی کریگا اور وہ شکایت فریاد کریگا ہم اُسپر اپنا عذاب نازل کرینگے ہمکو دور نہ خیال کرنا
اور سب یہی طریقہ جاری رہینگے جو ہماری موجودگی مین ہین اسی طور سے دربار ہوا کریگا صرف ہم نہ
ہونگے جو جسکو عرض معروض کرنا ہو وہ مرتاض شاہ سے کرے ہم اُسکو حکم دیے جاتے ہین وہ ہمکو
خبر کیا کریگا جو ہم اُسکو حکم دینگے وہ اُسپر عمل کریگا اب دربار برخاست ہو یہ حکم دے کر بہ جلیس نے
دربار برخاست کیا افریق شاہ نے جو جو حکم بہ جلیس نے دیے تھے سب کی تعمیل کرنا شروع کی اور
سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور سامان سفر کرنے لگے بہ حکم بہ جلیس افریق شاہ اور
خونخوار شاہ نے شہر مین منادی کرائی صفت یہ تھی کہ منادی یہان ہوئی مگر جسقدر ملک اُس اقلیم
خورشید بہ میت تھے سب اس حکم سے آگاہ ہوئے وہان کے بادشاہ اور نایب و باشندے اُسکے بعد
افریق شاہ وغیرہ نے طومار شاہ و سرشار شاہ و صمصام و قیصور و قباد و شبرنگ کو آگاہ کیا
اور کہا کہ تم لوگ سامان سفر کرو اُسکے بعد مرد شیر افگن جو کہ سپہ سالار لشکر خاص قدرت ہی اُسکو ہمراہ لیجاکر
اسی ہزار لباس اور اسلحہ نکلوا دیے اور کہا کہ لشکر پرسون تیار رہے مرد شیر افگن نے کہا کہ مین حکم خداوندی
سُن چکا ہون بعدہ ارزنگ کو لیجا کر خانۂ عیش مین پہونچایا برائے دعوت مع کل سردارون کے بادشاہ

ارژنگ نے دیکھا کہ مکان بہت نفیس بنا ہوا ہی یاقوت سرخ کا اور ستون بھی سرخ ہین فرش نفیس سے آراستہ و پیراستہ شیشہ آلات بکثرت لگا ہوا ہی چمن بندی بھی ہی جانوران خوش رنگ چہچہ زنی کر رہے ہین آواز نغمہ سرود آرہی ہی مگر کوئی معلوم نہین ہوتا ہی خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی بس افریق شاہ نے لاکر ان سب کو کرسیون پر بٹھایا جب اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھ چکے ہر ایک کے روبرو خودبخود پان الائچی ہار وغیرہ موجود ہوگئے جسم مین کسی نے عطر مل دیا اسکے بعد افریق شاہ اس مقام پر ارژنگ وغیرہ کو لیگیا جہان انتظام طعام تھا سب نے دیکھا کہ جب سب بیٹھ چکے افریق شاہ نے قصد کیا تھا کہ جو جس مرتبہ کا ہو اسکو اس مرتبہ سے بٹھائے آواز آئی کہ ہمارے نزدیک گدا و شاہ سب برابر ہین یہان مرتبہ اور غیر مرتبہ کی کوئی ضرورت نہین سب ایک دسترخوان پر کھانا کھائین بس سب ایک مقام پر بیٹھے کہ خودبخود کھانا دسترخوان پر چن دیا گیا کوئی چننے والا نظر نہ آیا ہر قسم کا کھانا تھا کوئی ضرورت بیان کرنے کی نہین ہی آواز آئی کہ ہاتھ دھو لیں ہزارون آفتابے اور سلفچی خودبخود پیدا ہوگئے سب نے ہاتھ دھوئے کوئی دھلانے والا نظر نہ آیا اب یہان افریق شاہ بھی نہین ہی سب نے خوب سیر ہوکر کھانا کھایا ہاتھ دھوکر باہر آکے کرسیون پر بیٹھے یہان افریق شاہ تھا نہ ارژنگ کی صدا آنے لگی پھر اسی طور سے عطر و پان کی ہر ایک کو کشتی خودبخود ملی بس افریق شاہ کو حکم ہوا کہ اب انسے کہو کہ اپنے لشکر کو جائین اور جو ہمنے کہا ہی اُس پر عمل کرین افریق شاہ ارژنگ وغیرہ کو لیکے باہر آیا خانہ علیش سے سخنگان بھی ہمراہ تھا ان سب کو ان کامون کی خبر خودبخود ہوجانے سے حیرت ہوئی ہر ایک حیران ہوا بس جب خانۂ علیش سے باہر آئے ارژنگ افریق شاہ سے رخصت ہوکے بیرون قلعہ آیا شہر کی سیر کرتا ہوا بیرون شہر آیا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لے کر اپنی فرودگاہ پر آیا سخنگان سے راہ مین شکایت کی کہ میری وقعت بہ جلیس نے کچھ نہ کی مجکو مثل سب بادشاہون کے خیال کیا مین تو اپنے غم مین مبتلا تھا آہ سرد بھی بھرنے کو منع کیا سخنگان نے کہا کہ تم بڑے نادان ہو ارے خداوند اپنا وقت ٹالنا اور کام نکالنا ہی جو کچھ گذرے اسکو برداشت کرو کوئی حرج نہین ہی جب وقت پڑتا ہی تو دنیا کی خوشامد کرتے ہین یہ تو بڑا آدمی ہی وقت پر ایک چمار کی خوشامد کی جاتی ہی یہ تو بہت بڑے مرتبہ کا شخص ہی اور کیا اُسنے تمھاری کم عزتی کی جو اُسکے دربار کا طریقہ ہی وہ اُسنے برتا اس طور سے سخنگان نے سمجھا دیا کہ ارژنگ خاموش ہو رہا جب قریب بارگاہ پہونچا حکم دیا کہ پہسون کل لشکر طیار رہے بوقت صبح اور ارباب شہر صد لت میرا پیش خیمہ لیکر ایک لاکھ بیس ہزار سے ہمراہ ہراول لشکر خداوند بہ جلیس جائے اور جہان وہ اپنا لشکر فرودکش کرے اسی کے ساتھ یہ بھی مقام معقول دیکھکے میری بارگاہ برپا کیا کرین کیونکہ مین نے حکم بموجب حکم بہ جلیس دیا ہی اُسنے مجھ سے فرمایا ہی یہ حکم دے کر اپنے خیمۂ خاص مین داخل ہوا دربار نہ کیا کیونکہ وقت دربار کا گذر گیا تھا راوی نے بیان کیا ہی کہ ارژنگ تو یہان یہ حکم دے کر خیمے مین گیا تھا لشکر آفتاب وہان شہر آفتاب نما مین افریق شاہ نے طوطا رشاہ کو ہمراہ لیا کہ بارگاہین و خیمہ وغیرہ نکلوا دیجیے اور ایک بارگاہ اور چند خیمے معقول برائے ناموس نکلوائے اور ایک سوا ایک محافہ [illegible] نادرکار نکلوا کر درست کروائے بس سپہ سالار لشکر کو یہ حکم دیا کہ دو لاکھ اسی ہزار کا لشکر کل تیار رہے کہ وہ ہمراہ پیش خیمہ جائیگا خزانہ کھلوا کر کرورون روپیہ اراہون پر بار کرایا اور سپرد طوطا رشاہ [illegible] کیا سب خیمے و بارگاہین اراہون پر بار ہوئین بہ جلیس کے لشکر کے چار سپہ سالار ہین اور [illegible] اور ایک عام جو لشکر خاص ہی اُسکے چار سپہ سالار ہین اول سپہ سالار صرد شہرا افگن [illegible]

سمار قوی تن تیسرا سپہ سالار قہار شمشیر زن چوتھا سپہ سالار [illegible] دیگر بادشاہ اس لشکر مین تین لاکھ
جوان ہین کہ جو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین اسکی چھاونی ڈیڑھ [illegible] ہزار اور اس لشکر مین پانسو پہلوان ہین
کہ جنکا لقب ستون قدرت ہے ان سب کا افسر و سردار وہ تین بھائی ہین جو کہ بیرون شہر رہتے
ہین صحرا مین اور لشکر کشی کر کے آئے تھے اور ایمان لائے تھے بعد مقابلہ جنکا ذکر جلد دوم مین ہو چکا ہے اور
دوسرا لشکر جو ہے جسکی چھاونی اندرون شہر و بیرون شہر ہے اسکے بھی چار سپہ سالار ہین انکے نام بھی یہ ہین اول
فولاد پنجہ کش صدا و نیزہ باز قنطور تبر زن سنقور [illegible] انہین سب سے اول قنطور ہے اس لشکر
مین اسی لاکھ جوان ہین اور بیس ہزار پہلوان ہین جو کہ مثل نہین رکھتے ہین تو سب لشکر جلیس کا ایک کرور
دس لاکھ کا ہے اس لشکر کی حد و انتہا کچھ نہین ہے افریق شاہ نے قنطور سے کہا کہ دو لاکھ اسی ہزار جوان
ہمراہ طومار شاہ وغیرہ کے کر دو اور انکے افسر اور تین لاکھ سپاہ کو منتخب کر لو کہ وہ شہر مین مع افسرون کے مقیم
رہے اور یہ خیال رہے کہ کوئی افسر زبردست باقی نہ رہے کہ جو ہمراہ نہو یہان کسی زبردست کی ضرورت
نہین ہے مسرتاض شاہ بہت مرد عاقل ہے اور جری بھی ہے یہ حکم دے کر افریق شاہ اپنے مکان پر آیا
یہان سب بندوبست ہونے لگا اور افریق شاہ نے اسی دن اس درجہ کو کھلوا کر وہ تخت اور دوسرا
تخت اور سب تخت نکلوائے جو تخت کہ ہمراہ لشکر رہیگا وہ تو رہنے دیا اور سب جو تخت بارگاہ مین رہا
ہوگا اسکو اور تختون کو طومار شاہ کے سپرد کیا کہ تم انکو اپنے ہمراہ لیجاؤ بس جب یہ سب بندوبست ہو چکا
وہ دن تمام ہوا رات آئی رات بھی بسر ہوئی جلیس نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے سواے
طومار شاہ وغیرہ سب سامان سفر سے درست ہو کر اپنے مقام سے چلے لشکر تو دو لاکھ اسی ہزار کا تیار
تھا کیونکہ قنطور بندوبست کر چکا تھا اسکو طومار شاہ نے ہمراہ لیا بارگاہون اور خیمون اور خزانے کے
ارابے بیچ مین لیے اور خود مرکب پر سوار ہوا اور سب بھی پہنچے جا کر زیر قلعہ آیا اور گنبد آفتاب نما
کو سلام کرنے کے کھڑا ہوا سب حاضرین دربار دیکھ رہے ہین جب یہ صف بستہ کھڑا ہو چکا اپنے طریقہ سے لشکر
کو درست کر کے اجازت کے لیے افریق شاہ کو حکم ہوا کہ طومار شاہ سے کہو کہ پیش خیمہ لیکر جانے
اجازت ہے اور راہ سے ارژنگ کا بھی پیش خیمہ لیلے اسکا لشکر ہمراہ ہوگا مگر بہت ہوشیاری اور
خبرداری سے یہ جو حکم ہوا افریق شاہ نے تحریر کر کے میز پر رکھا فوراً کاغذ اڑ کر پاس طومار شاہ کے
آیا اسمین اجازت تھی لیکر سلام آخری کر کے مرکب کی باگ اٹھا کر ادھر پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا بڑے
جاہ و حشم سے چلا اسکا جاہ و حشم تحریر کرنا بیکار ہے طول ہوگا لہذا سب اہل شہر برائے تماشہ کھڑے ہوئے
تھے کہ پیش خیمہ خداوندی کے جانے کی سیر کرین کہ سامنے سے نشان لشکر نمودار ہوئے سب اسطرف
متوجہ ہوئے حاصل کلام سقے آبپاشی کرتے ہوئے نکل گئے اور جلوس سواری آیا وہ گذر گیا اب آمد
لشکر ہوئی وسط لشکر مین ارابون پہ بارگاہین اور خیمے اور خزانہ تھا اسکے طومار شاہ و سرشار شاہ
کی سرکب تھے بعد ازان قیصور و ہشام و شہرنگ وغیرہ مرکبون پر سوار تھے انکے عقب مین لشکر تھا بڑے سامان
سے پیش خیمہ جلیس نے روانہ کیا تھا طومار شاہ جبتک اندرون شہر رہا تو آہستہ آہستہ لشکر کو چلنے کا
حکم دیا جب بیرون شہر آیا تو باگین اٹھا دین پانسو ارابون پہ خزانہ تھا اور ڈیڑھ سو ارابون پہ بارگاہین
وغیرہ تھین طومار شاہ شہر سے نکلکر قریب لشکر ارژنگ پہونچا وہان قیام کیا جب رات بسر ہوئی
صبح ہوئی لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور ارژنگ سے کہا کہ تم بھی اپنا پیش خیمہ میرے ہمراہ کر دو کیونکہ مجکو حکم
خداوندی ہے کہ ارژنگ کا بھی پیش خیمہ اپنے ہمراہ لیجانا یہان ارژنگ و چترنگ تیار تھے

پہونچا دینا اور جو ہم حکم دین اسکو بیان کر دینا اس طور سے کہ مین فرشتۂ قدرت ہون مجکو خداوند نے بھیجا ہے
یہ حکم دیا ہے اسپر عمل کرو آفتاب نے ان کامون سے برجیس کو آگاہ نہ کیا تھا صرف یہ کہدیا تھا کہ جو خبر کرنا
ہو وہ مرتاض شاہ لکھکر یہان رکھدے تم تک پہونچ جائیگی یہ سب بندوبست آفتاب نے کیا تھا
یہانتک کہ جب برجیس آراستہ ہو چکا حکم دیا کہ ناموس سوار ہون بس سوار ہونے لگے سب عورات
محل مین گئین مگر اسپر بھی تین ہزار عورت ہمراہ تھی برجیس کے موافق الماس نگار مین ثریا سے سیمتن
سوار ہوئی اور دوسرے محافہ زمردنگار مین ملکہ بدرتہمتن یان برجیس کی اور محافون مین
وزیرزادیان شاہزادیان سوار ہوئین جب سب ناموس سوار ہوچکے یہانتک کہ صاحبان خدمت بھی ہوچکا
برجیس بالا سے گنبد آیا یہان سب سردار حاضر تھے افریق شاہ وغیرہ نے سلام کیا اسکا طریقہ یہ ہے
کہ کیونکہ معلوم ہوا کہ خداوند گئے جب برجیس ہوتا ہے تو خوشبو ہر در و دیوار سے یا خداوند کی صدا پیدا
ہوتی ہے اور ایک خوشبو ایسی آتی ہے کہ سب کے دماغ معطر ہو جاتے ہین بس جب برجیس آیا اور سب کو
معلوم ہوا سب کھڑے ہو گئے سجدہ کیا سلام وغیرہ ہوا برجیس نے کہا کہ سب سامان درست ہے افریق شاہ
نے کہا کہ خداوند سوار ہون سب سامان درست ہے آواز آئی کہ سب سردار بیرون گنبد جا کر اپنے اپنے مقام
پر کھڑے ہون اور فیلبانان ہاتھیون کو برابر دریچۂ قدرت کے لگا دین تاکہ ہم سوار ہون بس یہ حکم سنکے سب
حاضرین گنبد باہر آئے اور بیرون قلعہ آکر اپنی اپنی سواری کے پاس کھڑے ہوئے فیلبانون نے ہاتھیون
کو برابر دریچۂ قدرت کے لگا دیا تو وہ دریچہ بلند تھا یا اسکے برابر آگیا برجیس نے جو سر نکال کر دیکھا تو
تمام لشکر سے شہر کو معمور پایا اور اہل شہر کو دیکھا کہ وہ بھی کھڑے ہوئے ہین ایک طرف مرتاض شاہ کھڑا ہوا ہے
مع سب سردارون کے جو کہ یہان رہنے والے ہین کوتوال شہر بھی اپنے پیادون کو لیے ہوئے کھڑا ہے
ایک طرف رعیت کی سواریان بھی کھڑی ہوئی ہے یہ سب سامان دیکھکر برجیس کا دماغ بالا سے آسمان گیا
اور بہت خوش ہوا کہ مجکو یہ مرتبہ ملا میرے والد بزرگوار خداوند نے یہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ جو اسوقت
کسی کو نہین ملا ہے نہ کوئی میرے برابر ہوگا یہ اپنی کلاہ کو کج کیے کہ اس دریچہ سے نکلکر تخت پہ آکر بیٹھا گا۔
کسی نے اسکو دیکھا بھی نہین راوی نے تخت کا حال یون بیان کیا ہے کہ تخت کس قسم کا تھا اسکی صورت
یہ تھی کہ اس تخت مین ساخت و رستے درمیان کا در بہت بڑا تھا اسپر موتیون کا پردہ پڑا ہوا اور اس در سے
ایسی شعاعین اور نور پیدا ہوتا تھا کہ نگاہ نہ کام کر سکتی تھی کہ کوئی دیکھ سکے اور یہ خبر تھا آفتاب جادو
کا تاکہ برجیس کسی کو نظر آئے اور اس در کی پیشانی پہ ایک آفتاب لگا ہوا تھا کہ جس سے نور پیدا
تھا انکے سب سے اور نگاہ نہ کام کرتی تھی اور اس تخت پہ ایک گنبد بنا ہوا تھا اسکا کلس طلائی تھا
اسپر بھی ایک آفتاب بنا تھا کہ اسکا نور کوسون جاتا تھا اور اس در پہ ایک تختہ لگا ہوا تھا طلائی اسپر بخط
جلی تحریر یہ تھا کہ این مقام نائب خداوند یعنی برجیس فرزند اور اسکی پشت پہ دروازہ لگا تھا کہ
جب کھول کے برجیس دریچۂ قدرت سے اندر آیا جب برجیس تخت پہ آکر بیٹھا وہ دروازہ خودبخود
بند ہو گیا اور غائب ہو گیا اور درمیان کے در کے دہنی طرف لکھا تھا کہ این مقام پیغمبر خداوند سمت یعنی
خونخوار شاہ اور بائین طرف لکھا تھا کہ این مقام افریق شاہ اور انہین کرسیان آراستہ تھین
رستے چار اور انہین بھی کرسیان تھین ایک کی پیشانی پہ تحریر تھا کہ این مقام وزیر روشن دل اور ایک
طرف لکھا تھا کہ این مقام سپہ سالار قدرت لشکر خاص قدرت یعنی مرد شیر افگن دہنی طرف کے آخر
در پہ اور بائین طرف کے آخر در پہ تحریر تھا کہ این ہر دو مقام عشرت ایک پہ لکھا تھا کہ این میخانۂ خداوندی

اور ایک پر لکھا تھا کہ یہ مقام آبدارخانہ خداوندی اور وہ تخت طلائی تھا پس جب برجلیس تخت پہ سوار ہوا
ایک صدا پیدا ہوئی کہ یا خداوند آفتاب تابان اور خوشبو آئی کل لشکر نے سجدہ کیا پس برجلیس نے
سوار ہوتے ہی آواز دی کہ اے افریق شاہ تم اپنے مقام پر آؤ جہاں تمھارا نام لکھا ہے اور خونخوار شاہ
سے کہو کہ وہ اپنے نام کو دیکھکر اپنے مقام پہ آئے اور وزیر روشن دل اپنے مقام پہ اور سپہ سالار
قدرت شیر افگن کا جو مقام ہو وہ وہاں ٹھہرے اس صدا کا آنا تھا کہ افریق شاہ اس درجہ میں آیا جو ڈیوڑھی
دربان سے اور خونخوار شاہ بھی اپنے درجہ میں وزیر اپنے درجہ میں اور شیر افگن اپنے درجہ میں
جو بیٹھا وہ تھا وہ سامان پیشکش سے آراستہ تھا مگر اسمیں کوئی نہ تھا اور جو آبدارخانہ تھا وہ بھی اپنے سامان سے درست تھا مگر
اسمیں بھی کوئی نہ تھا آفتاب نے برجلیس سے کہا تھا کہ تمکو جس چیز کی ضرورت ہو یا جو کوئی تجھ سے کوئی چیز
طلب کرے تو تو یہ کرنا کہ جو آسمان تیرے تخت پہ قائم ہوگا اسکی طرف اشارہ کرکے کہنا کہ یا والد
بزرگوار فلاں شخص فلاں چیز کی خواہش رکھتا ہے تیرے پاس آجائیگی یا جس بارگاہ میں تو بیٹھا ہو اور طلب کرے
تو اسوقت بھی بارگاہ کے سقف کی طرف دیکھکر یہی کلمہ کہنا اور جب تجکو ضرورت ہو اسوقت یہ کارروائی کرنا مگر
آہستہ سے تاکہ کوئی نہ واقف ہو یہ تعلیم کر دیا تھا پس جب خونخوار شاہ وغیرہ بھی سوار ہو چکے اسوقت
برجلیس نے آواز دی کہ اے خونخوار شاہ اب سب کو حکم دو کہ سوار ہوں اور مرتاض شاہ سے کہو
کہ وہ قلعہ میں جائے اور کوتوال کو حکم دو کہ وہ اپنا کام دیکھے ہم لوگوں کے ساتھ بیرون شہر تک جانے کی
ان لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے بس یہانتک پہونچا چکے اور سب بادشاہوں کو حکم دو کہ وہ گرد تخت
کے پائیوں سے اتر کر مرکبوں پہ سوار ہو کر چلیں اور جو لشکر خاص ہمارا ہے اسکو حکم دو کہ وہ ہماری سواری
کے ہمراہ باشمشیر برہنہ ہوں اور صدائے خداوند آفتاب بلند کریں اور وہ جو اسی ہزار سوار
ہیں جنکو لباس نفیس سرکار بادولت سے ملے ہیں وہ روبرو تخت کے رہیں اور محافظان ناموس
درمیان لشکر میں بڑی نگہبانی کے ساتھ سواران لشکر گرد اسکے بھی ہوں یہ جو کہا خونخوار شاہ اور
افریق شاہ نے سپہ سالاروں کو طلب کرکے حکم سے آگاہ کیا مرتاض شاہ یہ حکم پا کر قلعہ میں مع
سب سرداروں کے گیا اور گنبد میں پہونچا ایک درجہ کو کھلا ہوا پایا باقی سب درجہ بند تھے اس نے
دربار اپنا آراستہ کیا برجلیس نے مرتاض شاہ سے کہہ دیا تھا کہ ایک درجہ تیرے بارگاہ کیلیے کھلا
ہوگا باقی سب بند ہونگے ہاں جب تجکو کسی امر کے خبر کرنے کی ضرورت ہو تو اس درجہ سے اٹھکر
ہر درجہ کے دروازے پہ جانا اور کہنا کہ میں حجاب قدرت کے قریب جاؤنگا فوراً دروازے
کھل جایا کرینگے پس جب تو وہاں جانا اور جو کچھ خبر کرنا ہو یا عرض اسکو کہکر اندر حجاب قدرت
کے کھڑا رہنا تاوقتیکہ جواب نہ آئے وہاں سے نہ آنا جب جواب خواہ زبانی خواہ تحریری ملجائے چلا آنا
پھر اسی طرح سب درجے بند ہو جائینگے یہی طریقہ ہمیشہ جاری رکھنا پس مرتاض شاہ نے
اگر سب درجوں کو بند پایا جو درجہ کھلا تھا اسمیں دربار کیا آخر کو کوتوال شہر اپنے پیادوں کو اپنے
ہمراہ لیجا کر اور سلام کرکے بندوبست کرنے لگا جو لوگ اہل شہر سے سڑک وغیرہ پہ تھے انکو منع
کیا اور کہا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ کیونکہ سواری خداوند کی آتی ہے کوئی دب کر پامال نہ ہو جائے اور
دردولت سے لیکر تا در شہر پناہ و بیرون شہر جہانتک سڑک بنی تھی اور اہل شہر کا مجمع تھا پہرہ پیادوں
کا مقرر کیا پس جب یہاں برجلیس یہ حکم دے چکا اور اسی طور سے بندوبست ہو گیا تب برجلیس نے
حکم دیا کہ جلوس سواری روانہ ہو نقیب صدا سے باادب باش دیں پس یہ حکم دینا تھا کہ نقارہ ہوا عالم

لشکر کے پھریرے کھل گئے ایک کروڑ چار لاکھ بیس ہزار لشکر کے نشان بلند ہوئے اسی ہزار سوار
تلواریں برہنہ کیے روبروے تخت برجلیس کے صف بستہ ہوئے انیس بیس ہزار گرد تخت با شمشیر برہنہ
چلے سب شاہان دیگر اتالیس مرکبوں پر سوار ہو کر ہمراہ ہوئے سپہ سالار لشکر اپنے اپنے مرکبوں
سے چلے محافہاے ناموس کو قلب لشکر میں لیا اس تزک و حشم سے سواری برجلیس کی شہر سے روانہ
ہوئی عقب میں لشکر بیشمار قطار در قطار باجے بجتے ہوئے نقیب صدا دیتے ہوئے ڈنکے پر چوب
پڑتی ہوئی خداوند آفتاب کے جرگی صدا بلند تھی راوی بیان کرتا ہے کہ ایک آسمان شلگون بالاے
لشکر محیط تھا اور سر پر برجلیس کے اُس آسمان میں ایک آفتاب پیدا تھا کہ اُسکی روشنی سب لشکر پر
پڑ رہی تھی تمام لشکر کے علم طلائی تھے اور لشکر خاص کے علم بھی طلائی تھے مگر مرصع کار اور خود و زرہ لشکر
خاص کے طلائی تھے اور دیگر لشکر کے خود فولادی مگر ایسی صیقل کی ہوئی تھی کہ مثل آئینہ کے ضو دیتی
تھی نیزے بلند تھے تلواریں علم تھیں ڈھالوں کی گھٹا اُٹھی ہوئی تھی گرد دوش پر تھے پہلوانوں کے لیں
مرکبوں کی باگیں اُٹھائے ہوئے ہمراہ تھے وردیاں زرق برق تھیں نشانوں کے پھریرے کارچوبی
تھے اُس آسمان سے صداے راگ و رنگ و یا خداوند کی آرہی تھی پھول برس رہے تھے خوشبو سے
دماغ معطر ہوئے جاتے تھے ہواے سرد کے جھونکے آرہے تھے دلوں کو بشاش کر رہے تھے اور
دوسری صفت یہ تھی کہ آگے آگے لشکر کے سقے چھڑکاؤ کرتے جاتے تھے یہ طریقہ تھا کہ خود بخود سڑک
بنتی جاتی تھی اور ادھر اُدھر سڑک کے نہر آب خوشگوار رواں ہوتی جاتی تھی اور گرد نہر کے چمن بندی
ہوتی جاتی تھی یہ نیا طریقہ تھا کوس بہ کوس پیچھے پھرتا جاتا تھا سڑک سرخی کی تیار ہوتی جاتی تھی اُسپر سقے چھڑکاؤ
کرتے جاتے تھے نوبت باینجا رسید کہ سواری مثل باد بہاری کے شہر سے باہر آئی اور طرف صحرا کے
روانہ ہوئی یہاں تو اُدھر سے بصد جاہ و حشم و شان و شوکت چلے آتے ہیں یہ حکم ہے کہ جب لشکر ارزنگ
آجائے تو ٹھہر جانا کیونکہ اُسکو بھی ہمراہ لیجانا ہے بس یہ تو جاتے ہیں اُدھر ارزنگ کل لشکر کو ہمراہ لیے
ہوئے مع چیزنگ اپنے بھائی کے اِس انتظار میں لشکر کی صفیں آراستہ کیے ہوئے کھڑا ہے کہ لشکر
برجلیس و سواری برجلیس آجائے تو اُسکے ہمراہ چلوں کہ یکایک شہر آفتاب نما کی طرف سے ایک
نور پیدا ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ہزاروں برقیں چمک رہی ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار ارے
ہوا پر اُڑ رہے ہیں ڈنکے کی صدا آرہی ہے سختگان نے کہا کہ خبردار ہو جائیے برجلیس کی سواری آتی ہے
اور نقیبوں کو حکم فرمایئے کہ وہ لشکر میں پکار دیں کہ سب آمادہ کوچ ہو جائیں تا کہ عرصہ نہو ارزنگ نے
یہ جب سنے سختگان کے نقیبوں کو حکم دیا بس نقیبوں نے پکار دیا کہ سب خبردار ہو جائیں اور آمادہ سفر
ہوں برجلیس مع لشکر کے آتا ہے اب عرصہ نہیں ہے جب لشکر میں خبر ہوئی بس سب اہل لشکر اُسی طرف
متوجہ ہوئے ارزنگ و چیزنگ و سختگان مع سرداروں کے متوجہ ہوا اب سب نے دیکھا کہ
سامنے سے نشانہاے طلائی نمایاں ہوئے جب قریب پہونچے تو یہ نظر آیا کہ کوس پیچھے آگے آگے پھرتا
ہوا سڑک بنتی ہوئی دونوں طرف سڑک کے نہر رواں آب شفاف کی نہر کے برابر چمن گلہاے خوشبو کے
کھلے ہوئے خود بخود اُنپر طایران خوش الحان بیٹھے ہوئے چہچہے زنی کرتے ہوئے گذر رہے یہ سامان دیکھ کر
ارزنگ و چیزنگ و سختگان و کل سردار و افسران سپاہ و کل اہل لشکر کے ہوش جاتے رہے اور
حیرت ہوئی سب چشم براہ ہو گئے نیا تماشہ نظر آیا کہ جو کبھی نہ دیکھا تھا کہ چمن خود بخود تیار ہوتے جاتے
ہیں روبرو سے گذر رہے اب دیکھا کہ سقے ہزاروں گلبدن کے پائجامے پہنے ہوئے سرخ بانات کے

اُسپر کار چوبی کام بنا ہوا پائجامہ گھٹنون تک لپیٹے ہوئے بادلے کی لنگیان باندھے ہوئے مشکین دوشون
پر اُنکے دو بالون پر نقارے چڑھے ہوئے مشکون مین بجاتے پانی سنہرے گلاب اور کیوڑہ بھرا ہوا کئی ہزار سقّے
چھڑکاؤ کرتے ہوئے آتے ہین گرد و غبار کو بٹھاتے جاتے ہین جسوقت زمین پر گلاب اور کیوڑہ گرتا ہو اُسکے
سبب سے خاک بیٹھتی ہو اور کچھ غبار بلند ہوتا ہو اُس سے ایسی خوشبو پیدا ہوتی ہو کہ تمام راہ مہک جاتی
جبس چھڑکاؤ کرتے ہوئے گذر گئے اُنکے عقب مین دس ہزار کئی سو ہاتھی قطار در قطار خرطوم مین زنجیر
طلائی لپٹی ہوئین مستکون پر آئینہ طلائی چوکھٹون کے لگے ہوئے پیشانی زنگی ہوئی اُنپر لکھا ہوا کہ این نشان لشکر خداوند
آفتاب جھولین کارچوبی محمل سرخ کی پڑی ہوئین فیلبان وردیان نئی نئی پہنے ہوئے وہ بھی سب
کارچوبی سینون پر تصویر آفتاب و برجیس بنی ہوئی پگڑیان سرون پر کجکلاہ طلائی ہاتھون مین لیے
ہوئے بیٹھے ہین اُنکے عقب مین علمدار اُسی طور کی وردیان پہنے ہوئے چھڑ بغل مین دبائے ہوئے
پھریرے کھولے ہوئے ہین پھریرے سب سرخ ہین اُنپر زردوزی بنی ہوئی ہو تصویر آفتاب و برجیس
بنی ہوئی تعریف ان دونون کی تحریر ہو نشان طلائی ہین اور کچھ نشان اُنکے عقب مین مرصع ہین اُسپر یہ
تحریر ہو کہ این نشان لشکر خاص خداوند برابر چلے جاتے ہین اُنکے بعد ماہی مراتب کے ہاتھی اُسی طور سے
آراستہ تھے اور یہ بھی قریب چار پانچ ہزار کے تھے اُنکے بعد سانڈنیان باسامان مرصع و سانڈنی سوار
نادر کار وردیان زیب تن کیے ہوئے اُسپر بیٹھے تھے اسکے بعد اسکے ہاتھیون پر اور اشترون پر ٹیکے رکھے
ہوئے اُنپر چوب پڑتی ہوئی کہ اُسکی صدا سے صحرا گونجا جاتا تھا یہ بھی گذرے پھر اُنکے بعد کئی لاکھ مرکبان
ترکی و عراقی و عجمی باساز و یراق مرصع سائیس چوریان طلائی ہاتھون مین لیے ہوئے مگس رانی
کرتے ہوئے صف بصف چلے آتے ہین جب وہ بھی گذر گئے اُنکے عقب مین غول کے غول غنٹ
کے غنٹ خاص بردارون کے خاصگیان دوش پر رکھے غلاف زردوزی اُنپر چڑھے ہوئے اور
وردیان کارچوبی پہنے ہوئے اُنکے بعد چوبدار عصاہائے طلائی لیے ہوئے وردیان پہنے ہوئے غنٹ
کے غنٹ گذر گئے اُنکے بعد یساول اُنکے ہاتھون مین عصاہائے مرصع کار وہ بھی کئی ہزار تھے سامنے
سے گذرے اب جو نظر کی تو دیکھا کہ نقری و گرگدی و گاؤدمی و شتری دماموں کی صدا بلند تھی کہ جسکے
سبب سے گوش کر ہوئے جاتے تھے صحرا گونج رہا تھا زمین ہل رہی تھی طائران صحرا صدا
نقارہ سے پریشان ہوکر آشیانون کی طرف جاتے تھے چرند جھاڑیون اور جھنڈیون مین پوشیدہ
ہوگئے تھے درندے بھاگے جاتے تھے کھائیون مین پہاڑون پناہ گزین ہو گئے تھے جب یہ سب گذر چکے
سامنے سے پلٹنین و رسالہ نمودار ہوئے تلوارین حمایل نیزے بانسہ سپرین و تلوارین دوش پر گروہ گروہ
ٹھٹ کے ٹھٹ مرکبون کے سم سے سم کندوتی سے کندوتی ملی ہوئی دوش بدوش چار آئینہ چار چلتہ پوش مرکبون
کی ٹاپون سے زمین ہل رہی تھی غبار بلند تھا جھنکار سے تلوارون کی کان پڑی صدا نہین سنائی دیتی
تھی سب کے سرون پر خود فولادی تھے غبار جو بلند ہوتا تھا اُسمین جو سنانین بلند تھین اور چمکتی تھین تو یہ
معلوم ہوتا تھا کہ برج خاکی کے اندر ستارے چمک رہے ہین دھوپ کی شعاع سے نشان اور خود
ایسے چمکتے تھے کہ جیسے آئینے نشانون کا یہ حال ہو کہ طلائی جو ہین اور عکس آفتاب جو پڑتا ہو تو یہ معلوم ہوتا
ہو کہ بالا سے ہوا آگ لگی ہو اُسکے شعلے بلند ہین بس لاکھون سوار و پیدل رسالہ کے رسالہ سامنے سے
گذر گئے اُنمین باجے جنگی بجتے ہوئے ارژنگ وغیرہ نے دیکھا تھا کہ جب سے آمد لشکر کی شروع ہوئی
ہو اُس لشکر پر ایک نیلگون آسمان سا محیط ہو اُس سے برابر بارش گل ہوتی جاتی ہو یہ لوگ جھوم جھوم

یہ ساماں دیکھتے تھے حیرت بالاے حیرت ہوتی تھی جب قریب بیس یا بائیس لاکھ کے لشکر گذر گیا
سب نے دیکھا کہ تمام صحرا زمردی ہو گیا اور طلائی اب جو غور کرکے دیکھا تو آگے آگے اسی ہزار سوار
دوش بدوش چار آئینہ بند چار پوش رکاب برکاب سم سے سم مرکب کا ملا ہوا دم سے دم چلے آتے ہین
اُنکے لباس زمردی تھے خود طلائی ہین اسلحہ مرصع ہین ناظرین کو اس امر کا خیال رہے کہ کل لشکر کے
سینون پر تصویر آفتاب و برجیس بنی ہوئی ہے اور گرد اسکے تعریف اُسکی تحریر ہے اور نشان بھی آفتابی
ہین لشکر کے پس اُنکے بعد دیکھا کہ قریب تیس لاکھ کے لشکر خود اسکے طلائی تلوارین علم کیے ہوئے برہنہ
اور ہزارون بادشاہ اور سرداران سپاہ اور سرداران بادشاہ و پہلوانان لشکر و سپہ سالار و کل افسران
فوج موج بموج نقیبان خوش گلو صداے ادب باش لگاتے ہوئے اور بہت سے ہاتھی اُس تخت
کے روبرو زنجیرہاے طلائی سے کسے ہوئے فیلبانان وردیان پہنے ہوئے اور اُس تخت پر ایک گنبد
ایسا نمودار بنا ہے کہ وسط کے درجہ پہ نگاہ نہین کام کرتی ہے اُسپر موتیون کی جھالرین پڑی ہیں اُس سے نور
ساطع ولامع ہے چتر اُس گنبد پر لگا ہوا ہے آفتاب کلس پر بنا ہوا ہے کہ اُس سے نور پیدا ہے صرف اسقدر
محسوس ہوتا ہے کہ پیشانی پر اُس در کی تحریر ہے کہ این مقام خداوند برجیس ایک پہلو کے درمین
افریق شاہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے طرہ پیغمبری کلاہ مین لگا ہوا ہے اور ایک طرف خونخوار شاہ
ہے جس طرف افریق شاہ ہے اسکے برابر کے درجہ مین مرد شیر افگن سپہ سالار لشکر خاص کرسی پر بیٹھا ہے
طرہ سپہ سالاری خود پر لگا ہے اور اُسکے برابر کے درجہ مین بتخانہ ہے اُسکی پیشانی پر تحریر ہے این بتخانہ خاص
اور جدھر خونخوار شاہ ہے اُسکے برابر کے درجہ مین وزیر اعظم روشن دل سندیل وزارت سر پر رکھے
ہوئے ہے اور برابر اُسکے جو در ہے اُسمین آتش خانہ ہے یہ کلمہ تحریر ہے کہ این آتش خانہ خداوند انھین ہاتھیون
کے گرد سب سردار ہین اور افسران سپاہ و پہلوانان لشکر و سپہ سالار فوج و شاہان ذیجاہ ہین اُسکے
بعد تیس لاکھ سپاہ شمشیر برہنہ لیے کہ جنکے خود طلائی ہین اوپر ذکر ہو چکا ہے اور سر پر برجیس کے نیچے کلس
گنبد پر اُس آسمان نیلگون سے ایسا آفتاب ظاہر ہے کہ اُسکا عکس جو گنبد پر پڑتا ہے وہ گنبد چمکتا ہے اور
وہ گنبد ایک ڈال الماسی ہے اور ستون اُسکے زمردی ہین وہ جو آفتاب آسمان سے ظاہر ہے اُس سے
اسقدر نور پیدا ہے کہ تمام لشکر پر اُسکا عکس پڑتا ہے اور سب مقام پر روشنی ہے یہ جو سامان دیکھا ارژنگ
وغیرہ کو اسقدر حیرت ہوئی کہ مثل آئینہ حیران ہوکر رہ گئے کل لشکر ارژنگ کو بھی حیرت ہوئی اور
خیال کیا کہ بڑا سامان ہے یہ جو کچھ دھوکے کرکے سب بنا ہے ہمنے ایسا سامان کبھی اسکے ہمراہ نہین دیکھا
جو کہ برجیس کے ہمراہ ہے بس جب سواری برجیس کی سامنے سے گذری ارژنگ وغیرہ نے دیکھا
کہ ہزارون تلوارین برہنہ علم ہین اب جو دیکھا تو بہت سے محافہ طلائی ہین اور دو محافہ الماس نگار
ہین اُن سب محافون کے گرد لشکر تلوارین برہنہ لیے ہوئے ہمراہ ہے کارچوبی پردے پڑے ہوئے
ہین الماسی محافون پر موتیون کی جھالر لگی ہوئی منقشی ڈوریان ہین کہار وردیان پہنے ہوئے ہین
محافون کو دوش پر اُٹھائے ہوئے بڑے سازوسامان سے اُن دونون محافون کے عقب مین ہزارون
محافہ ہین ارژنگ نے پلٹ کر سختگان سے کہا کیا ملکہ بھی ہمراہ ہے ملکہ بھی ضرور ہوگی انھین مین کہین
نہ کہین سنا ہے جاتے ہین اُسپر عاشق ہون وہ بھی مجکو دیکھکر ضرور فریفتہ ہوگی سختگان نے جواب دیا
کہ جی ہان آپ ایسے ہی تو خوبصورت ہین وہ جو کبھی لوٹا بھی نہ دیکھائیگی عاشق ہونا کیسا اُسکی لونڈی بھی
تو ادھر نہ رخ کریگی اُسکی خواصین کنیزین شاہزادیون پر فوق لیجاتی ہونگی اُنکے نزدیک کسی شاہزادے

کی اصل نہو گی راوی بیان کرتا ہو کہ ملکہ ایسی حسین تھی اور وہ نور حق تعالی نے ملکہ ثریا سے سینتن کو عطا فرمایا تھا کہ محافہ کے اندر سے منو دے رہا تھا اور گرد محافہ کے ہالہ بندھا ہوا تھا جیسے ماہ کے گرد ہالہ ہوتا ہی بلکہ تمام شہر آفتاب نما مین ماہ آفتاب نما مشہور تھی اپنے زمانے کی زلیخا تھی سختگان نے کہا کہ ای ارژنگ دیکھ کہ اس محافہ مین ملکہ ہی اور دوسرے محافہ مین جو کہ اسکے برابر ہی ملکہ کی مان ہی یہ کہکر سختگان نے اشارہ کیا ارژنگ نے کہا کس محافہ مین سختگان نے جواب دیا کہ جسکے گرد نور کا ہالہ ہی بس یہ سننا تھا کہ ارژنگ نے دیکھا ادھر کو اور ہاے کرکے کلیجہ پکڑ لیا اور کہا کہ تو نے مار ڈالا سختگان نے جواب دیا کہ ای ارژنگ بس ان باتون سے درگذر رو ورنہ خراب ہوگے جو ایسی باتین کروگے دل پہ سل صبر کی رکھو اور جبر کرو ورنہ ذلت کا سامنا ہوگا اور پھر کچھ بنائے سے تدبیر نہ بن پڑیگی یہین سے سمجھانا یا وہ محافہ بھی گذر گئے اب دیکھا کہ لشکر چلا آتا ہی بہ تو گھوڑے ہوئے تھے کہ ادھر جلیس نے جو تخت پر سے دیکھا کہ ارژنگ مع کل لشکر کے میرے انتظار مین کھڑا ہی خوشخو ارشاہ سے کہا کہ ایک چوبدار کے ذریعہ سے ارژنگ کے پاس پیام روانہ کرو کہ تخت پر سے اترکر اور مرکب پر سوار ہوکر مع اپنے سرداروں کے میرے لشکر مین آؤ اور جہان اور بادشاہ ہین انہین شامل ہو اپنے سردارون کو میرے سردارون مین اور اپنے پہلوانون کو میرے پہلوانون مین اپنے سپہ سالار کو میرے سپہ سالارون مین اور اپنے وزیر سختگان کو اپنے ہمراہ رکھو اور لشکر میرے لشکر مین شامل کرو بس خوشخو ارشاہ نے ایک چوبدار کو یہ حکم دے کر جو حسب حکم جلیس روانہ کیا یہان ارژنگ کھڑا ہوا تماشہ سواری کا دیکھ رہا تھا کہ چوبدار خاص جلیس پہونچا اسکے سر پر آفتاب بنا ہوا تھا غرض یہ تھا کہ اپنی چوبدار خاص نے ارژنگ کو پیام خداوند کا دیا اور کہا خداوند نے یہ حکم فرمایا ہی بس ارژنگ و چھپنگ نے تخت کو ترک کیا مرکبون پر سوار ہوئے سختگان و دیلم و اسلم و قرماسب کو ہمراہ لیکر اور سب اپنے لشکر کے سردارون و افسرون و پہلوانون کو اور لشکر کو یہ حکم دے کر کہ جو لشکر عقب مین چلا آتا ہی اسی مین تم بھی شامل ہو جاؤ بس کل لشکر جو کہ قریب چالیس لاکھ کے تھا ایک مرتبہ باگین اٹھا کر مرکب دوڑا کر شامل لشکر جلیس ہو گیا نشان لشکر جلیس پھریرے سیاہ تھے اور خوک پیکر و سگ پیکر تھے وہ ایک طرف نشانون مین مل گئے اور جلوس سواری جلیس سواری مین سردار و افسر سیاہ سردار و افسران سپاہ مین ارژنگ و چھپنگ مع سختگان و دیلم و اسلم و قرماسب بادشاہون مین مل ہوئے مگر لشکر کے علمون اور پھریرون اور وردیون سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ لشکر اور ہی اور یہ اور ہی جلیس کے لشکر کے نشان آفتاب نما تھے اور پھریرے سرخ پھریرے تھے اور وردیان بھی اور اس لشکر کے علم خوک پیکر و سگ پیکر اور پھریرے سیاہ وردیان بھی سیاہ تھین کچھ نکر نہ تھا بہت بھدا تھا بس جب لشکر ارژنگ و چھپنگ شامل لشکر ہو چکا اب اس لشکر کی حد انتہا نہ رہی اور شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ لشکر ایک کروڑ چالیس لاکھ کا ہی بس اب جلیس ارژنگ وغیرہ کو ہمراہ لیکر چلا طریقہ یہ ہوا کہ وہی طرف جلیس کے جو بادشاہ تھے انکے ہمراہ ارژنگ تھا مع سختگان و دیلم کے اور بائین طرف کے بادشاہون مین چھپنگ تھا مع اسلم و قرماسب کے اور جو بادشاہ مطیع تھے ارژنگ کے اور جو چھپنگ کے مطیع تھے وہ چھپنگ کے ہمراہ تھے بس جلیس اب یہان سے طرف فرنگوشہ کے مع کل لشکر کے روانہ ہوا مقام قیام پہاڑ کب دکھا وہ دیکھکر قیام کرتا ہی اور یہان شہر مین عمر تا حضن شاہ حکومت کرتا ہی جب بوقت سحر دربار مین جاتا ہی پہلے تصویر آفتاب کو

سجدہ کرتا ہی پھر تخت پر قدم رکھتا ہی اسی طور سے ہوتا ہی وہ سجدہ کرتا ہی یہ تو یہان حکومت کر رہا ہی سبب
اسکے بموجب حکم برچلیس سلیح و فرمانبردار ہین اودھر برچلیس لشکرکشی کیے ہوئے اس شان و شوکت
سے بر سر اہل اسلام چلا جاتا ہی یہ راہ مین ہی اسکا طریقہ یہ ہی کہ جہان قیام کرتا ہی وہ تخت ہاتھیون پر سے
کھول لیا جاتا ہی جو بارگاہ وغیرہ ہمراہ ہین وہ برپا ہوتی ہین انہین رکھدیا جاتا ہی پھر جب کوچ ہوتا ہی
کسدیا جاتا ہی مگر برچلیس اسکے اندر سے باہر نہین آتا ہی جس بارگاہ مین تخت رکھا جاتا ہی اسکی پشت پر
ایک خیمہ برپا ہوتا ہی اسکے اندر کسی کے جانے کا حکم نہین ہوتا ہی وہ خالی رہتا ہی اسپر پہرہ مقرر رہتا
ہی بس شب کو برچلیس اس خیمے مین جاتا ہی اور حوائج ضروری سے فراغت حاصل کرتا ہی پشت گنبد
سے جب یہ گنبد مین آجاتا ہی پھر وہ دروازہ غائب ہو جاتا ہی اسی طور سے کوچ و مقام کرتا ہوا چلا جاتا
ہی یہ تو راہ مین ہی اسکا حال پھر تحریر ہوگا لیکن اب طوطارشاہ کا حال سماعت فرمائیے کہ یہ جو پیش خیمہ
لیکر روانہ ہوا تھا اور اسکے ہمراہ ارمان بھی تھا اور اسکے ہمراہ پیش خیمہ ارزنگ و چترنگ کا تھا
یہ سب کے سب برابر دو منزلہ کا ایک منزلہ کرتے ہوئے راہ کو بالکل صاف و شفاف کرتے ہوئے
جابجا سے رسد جمع کرتے ہوئے چلے جاتے ہین خلاصہ یہ کہ بعد ایک ماہ اور چند روز کے بعد قطع منازل
و طی مراحل سرحد شہر فنگوشیہ مین پہونچے گو کہ فنگوشیہ دار السلطنت شہر آفتاب تھا و اقلیم خورشید سے
سے پانچ ماہ کا راستہ رکھتا تھا مگر یہ ایسے جلد آئے کہ ڈیڑھ ماہ مین پہونچے جب سرحد فنگوشیہ مین پہونچے
دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہان سے دس کوس پر شہر فنگوشیہ ہی اب جو کوچ کیا جائیگا تو اندرون
شہر منزل ہوگی بس طوطارشاہ نے سرشارشاہ سے کہا کہ منزل مقصود پر آگئے اب ایسا مقام مناسب
دیکھکر قیام کیا جائے کہ لشکر خداوندی ایک کرور سے زیادہ ہی پھر انکے ہمراہ ارزنگ بھی ہی اور
چترنگ بھی ہی انکا بھی لشکر تیس چالیس لاکھ کا ہی بس قریب ڈیڑھ کروڑ کے لشکر ہوگیا بس ایسا مقام ہو
کہ یہ سب لشکر فروکش ہون اور خیمے و بارگاہین وغیرہ برپا ہون ایک میدان دس بارہ کوس کا
تو چاہیے جو طے ہو جائیگا اور مقام پر از آب و گیاہ ہو اور یہ بھی ہو کہ اگر مقابلہ کی ٹھہرے اور لشکر حریف بھی کر
مقابلے مین فروکش ہو تو میدان سے برابر مقابلہ رہے سرشارشاہ نے کہا کہ بس یہی مقام مناسب
ہی جیسا کہ تم چاہتے ہو اس سے بہتر کوئی مقام نہو گا شہر سے دس کوس کا فاصلہ ہی اور لشکر حریف اس طرف
آکر فروکش ہوگا یہی مقام برائے مقابلہ قرار پائیگا اول تو مقابلہ کی نوبت نہ آئیگی جب وہ اسقدر لشکر دیکھینگے
تو اطاعت کرینگے طوطارشاہ نے کہا کہ یہ امر غیر ممکن ہی سنا گیا ہی کہ وہ لوگ بہت خود سر ہین بس
اطاعت کرنا امر دشوار ہی ضرور مقابلہ ہوگا سرشارشاہ نے کہا کہ پھر اسی مقام پر قیام کرو ارمان
کھڑا ہوا تھا برابر طوطارشاہ سے کہنے لگا کہ میری تو یہ رائے ہی کہ اسی طور سے بغیر کیے ہوئے شہر مین چلو
وہ لوگ غافل ہونگے انکو قتل کرکے شہر پر قبضہ کرلو جب خداوند تشریف لائین تو شہر کو مسخر پائین اور [illegible]
کوکوچ فرمائین طوطارشاہ نے جواب دیا کہ یہ امر بالکل نامردی پر محمول ہی دوسرے یہ حکم ہمکو خداوند
کا بھی نہین ہی اگر ہم خلاف حکم کرینگے تو عذاب مین مبتلا ہونگے بس خلاف نہین کرسکتے ہین یہ کہکر کہا
کہ تم بھی اپنے خیمے وغیرہ برپا کردو اور اپنے لشکر کو اتار لو اس سے بہتر کوئی دوسرا مقام نہ ممکن ہوگا
ارمان شیر صولت نے کہا کہ بہت بہتر یہ کہکر اس مقام مناسب دیکھکر خیمہ وغیرہ برپا کرنے کا حکم
دیا بارگاہین برپا ہوگئین ایک طرف برچلیس کی بارگاہین برپا ہوئین ایک جانب ارزنگ
کی بازارین آراستہ کی گئین کوسون تک خیمے و بارگاہین برپا ہوئین جہانتک نگاہ کام کرتی تھی سوا

خیمون اور بارگاہون کے کچھ نظر آتا تھا وسط مین بارگاہ پرچلیپی برپا ہوئی تھی کہ جسکے اندر ایک لاکھ
کرسی و دنگل تھے مرصع کار وستون سب الماس لگا رکھے بارگاہ مخمل سبز کی تھی زردوزی بنی ہوئی
تھی کلس طلائی تھا ہر دروازے اور ہر ستون پر آفتاب بنا ہوا تھا کلس جو تھا وہ طلائی بھی تھا گو سب
بارگاہون اور خیمون کا یہی حال تھا سب کے کلس طلائی تھے مگر اس بارگاہ کا بھی کلس طلائی تھا
اسپر آفتاب بنا ہوا تھا اور اس سے ضو پیدا تھی کہ اسکی روشنی دور تک جاتی تھی بس جب بارگاہین برپا
ہوچکین اور خیمے وعلم برپا ہوئے نشان کھولے گئے ایک طرف ارژنگ کے لشکر کے نشان برپا
تھے اور ایک جانب لشکر پرچلیپی کے بس یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ لشکر آفتاب پرستان ہے اور یہ
لشکر لقا پرستان ہے مگر طریقہ یہ تھا کہ ایک لشکر سے دوسرے لشکر تک بازار بنے تھے دونون لشکر جدا
نہ تھے ایک مقام پر خدا اپنے کا خیمہ تھا اس مقام پر پہرہ چوکی بہت مقرر کیا لشکر اترا چھاونی لشکر کی
ہوئی ادھر لشکر ارژنگ نے بھی چھاونی کی بس لشکر جب اتر چکا طومار شاہ وغیرہ اپنی بارگاہ مین
داخل ہوئے ارمان اپنی بارگاہ مین یہ تو یہان خیمے وغیرہ برپا کرکے فروکش ہوئے ہین پرچلیپی
چلا آتا ہے یہ انتظار ہے کہ خداوند آئین تو کچھ سامان مقابلہ وغیرہ ہو یا پیام صلح ہے تو اس انتظار مین ہین
کہ خداوند آئین تو کچھ سامان مقابلہ وغیرہ ہو یا پیام صلح ہے تو اس انتظار مین ہین بس انکو تو اسی
انتظار مین یہان مقیم رکھا جاتا ہے اور پرچلیپی کو راہ روی مین اور اب کچھ حال شہر
فرنگوشیہ کا تحریر ہوتا ہے

اب شمہ حال شہر فرنگوشیہ کا سماعت فرمایئے

راوی نے بیان کیا ہے کہ یہان محکوم شاہ طرف سے ایرج نوجوان کے حاکم ہے فانان
مالک بن ملکوست شاہ کے ہے بہت مرد جری اور بہادر ہے اور بڑا دبدبہ دار ہے یہان اسکے پاس
چار لاکھ کا لشکر ہے اسکے افسر وسردار اور پہلوان دربار مین بیٹھے ہین جو کچھ اس ملک سے اور دیگر
ملک سے حاصل ہوتا ہے جو کہ اسکے متعلق ہین وہ سب آمدنی جمع کرکے پاس ایرج نوجوان کے
روانہ کرتا ہے جب سے ایرج نوجوان ہمراہ صاحبقران تشریف لیگئے ہین اور اسکو معلوم ہوا
کہ یہ رستم ثانی ہین یہ شہر بلا رعایہ وقار رہین تو یہ خزانہ مین جمع کرنے لگا اس خیال سے کہ جب میرے
آقا و مالک تشریف لائینگے اسوقت پیش کرونگا مجھے عدل وانصاف سے حکمرانی کرتا ہے کوئی
ناخوش نہین ہے سب اہل شہر واہل لشکر دل شاد ہین محکوم شاہ کی سلامتی کی دعا درگاہ خدا سے
ہمیشہ نماز پنجگانہ مین کرتے ہین محکوم شاہ بھی بہت خوش اعتقادی کے ساتھ بسر کرتا ہے دونون
وقت دربار کرتا ہے افسران سپاہ وسردار دونون وقت حاضر دربار ہوتے ہین ایک دن کا ذکر ہے کہ
پرچہ اخبار دیکھ رہا تھا پرچہ نویس نے لکھا تھا کہ ایک لشکر کثیر آفتاب پرستون کا اس طرف آتا
ہے اور طومار شاہ پیش خیمہ لیکر قریب شہر پہنچ چکا ہے اور مع لشکر ہمراہ ارژنگ بہت تعلی [illegible] طریقہ
سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم اسکے مقابلہ آئے ہین یہ جو پرچہ اخبار محکوم شاہ نے دیکھا اہل دربار سے
کہا کہ آپ لوگون نے اور کچھ سنا کہ کیا واقعہ آجکل عالم مین گذرا ہے کیونکہ پرچہ نویس نے لکھا ہے کہ سمت
مشرق کے ایک اقلیم ہے کہ نام اسکا خورشید ہے وہان بہت سے ملک تھے اور آزاد [illegible]
قبل اسکے مختلف مذہبون کے آدمی مقیم تھے سوا سے مذہب اسلام کے [illegible] کے ایک

ہو کہ اسکا نام شہر آفتاب نما ہو وہان کا بادشاہ خورشید شاہ تھا وہ لکھتا ہو کہ اسکی ایک دختر تھی
اور خورشید شاہ کا مذہب آفتاب پرستی تھا وہ جو اسکی دختر تھی اور اب بھی ہو بہت حسین اور
خوبصورت تھی اسکو شادی سے ہمیشہ انکار تھا اور اصل امر یہ تھا کہ اسکو اپنے حسن و جمال پر غرور
تھا کہ مین بہت خوبصورت ہون یہ بھی تحریر کرتا ہو جب اس سے کوئی سوال کرتا تھا کہ تم شادی
کیون نہین کرتی ہو تو کہتی تھی کہ مین خداوند آفتاب پر عاشق ہون خداوند میرے اوپر فریفتہ ہین مین زوجہ
خداوند ہوکر بندون کے ساتھ شادی کرون حسن اتفاق سے وہ حاملہ ہوئی اسپر تہمت زنا کی لگائی
گئی اسنے انکار کیا اور کہا کہ مین خداوند سے حاملہ ہون سب نے کہا کہ جھوٹ بولتی ہو پس اسنے ثابت
کردیا اسدن سے اسکا بڑا اعزاز کیا گیا نوبت باینجا رسید کہ لڑکا پیدا ہوا القصہ وہ جوان ہوا اسدن
سے وہان دین آفتاب پرستی کو زیادہ ترقی ہوئی قاعدہ بنایا گیا تمام اقلیم کے لوگ سب آفتاب پرست
ہوئے محکوم شاہ نے سب واقعہ ابتدا سے جو کہ جلد دوم و اول مین اور اس جلد مین تحریر
ہوا ہو بیان کیا کہ پرچہ نویس تحریر کرتا ہو کہ ارژنگ نے لشکر کشی کرکے اسکی بیٹی پر عاشق ہوکر گیا تھا
بڑے بڑے مقابلے ہوئے آخر کو ارژنگ نے شکست کھائی سبب یہ ہو کہ آفتاب جلا دیتا ہو آخر
کو عاجز ہو کر اطاعت کی اس شرط پر کہ تم خداپرستون سے مقابلہ کرو انکو غارت کرو تو مین تمہارا دین
قبول کرون اسنے قبول کیا چنانچہ وہ ارژنگ کو اپنے ہمراہ لیکر برائے غارتگری اہل اسلام اپنے
ملک سے لشکر کثیر لیکر روانہ ہوا اسکا ہراول پیش خیمہ لیکر آتا ہو ادھر کے ہراول لشکر کا نام طومار شاہ
و مہر شاہ رشاہ ہو اُسکے ہمراہ دو لاکھ اسی ہزار سپاہ ہو اور اسی لشکر کے ہمراہ ارژنگ کا بھی پیش خیمہ ہو اسکا
ہراول ارمان شیر صولت ہو ارژنگ کو لکھتا ہو کہ یہ لڑکا ہو زمرد شاہ کا جو کہ صاحبقران ثانی
کے ہاتھ سے مارا گیا اسنے خورشید نگار سے خروج کیا تھا بلکہ خاور پر قبضہ بھی کر لیا تھا بہرام شاہ
خاوری شکست کھا کر فرار کر گیا جب شہر آفتاب نما کو گیا تو رستم خان بن گنجا سے نے پھر جا کر
خاور پر قبضہ کیا اور وہان کسی کو بادشاہ کیا پس اسنے لکھا ہو کہ اپنا بند و بست فرمائیے آفتاب پرست
اس سے مقابلہ کرنے آئے ہین اس خیال سے کہ قبل مین یہان کے لوگ آفتاب پرست تھے
پہلے اسی ملک پر قبضہ کرو افسران سپاہ نے سنکے جواب دیا کہ اگر آتا ہو تو آنے دیجیے کیا کر لیگا ہم نہ
اطاعت کرینگے اور نہ اسکا دین قبول کرینگے بلکہ مقابلہ کرلین گے اگر مارے گئے تو مرتبہ شہادت پایا
اور جو غالب آئے تو بھی اپنے آقاؤن اور مالکون کے روبرو اور اہل خلق کے نزدیک سرخرو ہوئے
ہم یون تو ڈرتے نہین مگر محکوم شاہ نے کہا کہ خیال اس امر کا ہو کہ آجکل ہمارے آقا رستم ثانی ہین
نہ شہریار عالیوقار نہ ایرج نامدار ان لوگون کا کچھ پتہ و نشان نہین معلوم کہ انکو آگاہ کرتے نہین معلوم
کہان تشریف فرما ہین خیر جو مرضی مالک ہم راضی برضا ہین اگر وہ مرتد ادھر آتے ہین تو کیا غم ہو
ہم بھی وہ جنگ مردانہ کرینگے کہ انکو بھی معلوم ہوگا کہ کسی سے مقابلہ ہوا تھا سب نے جواب دیا کہ بجا
ارشاد ہوا یہان تو یہ تقریر ہو رہی تھی کہ چوبدار سرکار سے دربار مین حاضر ہوئے مجرا اگاہ سے بجا لائے
زمین ادب کو لب عجز و نیاز سے بوسہ دیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے شاہی بجا لائے اور یہ شعر پڑھا
شعر الٰہی بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + بادشاہ عالم کی عمر دراز ہو ترقی پر ستارہ اوج
و اقبال ہو دوست شاد دشمن رو سیاہ پامال ہو محکوم شاہ نے فرمایا کہ کیا خبر لائے بیان کرو انکو
انہون نے عرض کیا کہ ہم غلامان حضور وہ جان نثار سرکار برائے ہوا خوری بیرون شہر گئے تھے چنانچہ

جب شہر سے کوئی دس کوس پر گئے تو ہمکو نشان لشکر نظر آئے کہ کوئی لشکر اُترا ہوا ہے تلاطم پا سے شاطری
لگا کر گئے تو دیکھا کہ ایک لشکر کثیر اُترا ہوا ہے مگر اُسکے دو حصہ ہین ایک سمت کے تو نشان طلائی ہین پھریرے
گلنار ہین ایک سمت کے نشان سیاہ و زنگاری پھریرون کے ہین اُن نشانون پر جو کہ طلائی ہین آفتاب
بنے ہوئے ہین اور جو سیاہ پھریرون کے ہین اُنپر تصویر لقا دزد مروثانی کی ہے اور کسی پر تصویر ارژنگ بن زمرد کی بنی
ہوئی ہے اور اُنکی تعریف تحریر ہے اور اُنپر آفتاب اور مرجلیس کوئی ہے اُسکی تعریف ہے اور لاکھون خیمے
کوسون تک برپا ہین اور ہزارون بارگاہین مگر دو بارگاہین جو وسط لشکر مین ہین ایک پر تحریر ہے کہ این
بارگاہ خداوند مرجلیس و این بارگاہ ناموس اس بارگاہ سے اُس بارگاہ تک کوئی ایک میل کا فاصلہ ہے مگر ایک راستہ
بنایا ہے کہ اُس بارگاہ سے اُس بارگاہ مین جا سکتے ہین راوی نے بیان کیا ہے کہ جب طومار شاہ پیش خیمہ لیکر
چلا تھا تو ایک کاغذ لفافہ مین بند حجاب کے اندر سے افریق شاہ کو ملا تھا کہ یہ طومار کو دیدینا اور
کہدینا کہ اسکو اسوقت کھولے کہ جب خیمہ وغیرہ برپا کرنے لگے اُسوقت اس تحریر کو دیکھنا چنانچہ جب
یہان آکر خیمے وغیرہ طومار شاہ نے برپا کرائے تھے تو اُس تحریر کو دیکھا تھا یہ تحریر تھا کہ وسط لشکر
مین میری بارگاہ برپا کرنا اُس سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ ناموس ہون اور پشت بارگاہ پر جہان
پر اندر بارگاہ کے تخت آراستہ کیا جائے اُس مقام پر ایک خیمہ برپا کیا جائے اُس خیمہ سے
تا خیمہ ناموس ایک کوچہ سلامت بنایا جائے اور اس خیمہ پر پہرہ وغیرہ مقرر کیا جائے چنانچہ
ایسا ہی کیا تھا اندر بارگاہ کے طومار نے تخت قمر آراستہ کیا تھا اُس تخت کی یہ حالت تھی کہ تین درجہ
کا تخت تھا اور سات زینے لگے تھے وہ تخت طلائی تھا اُس بارگاہ مین تین درجے تھے پہلے درجہ کے
اوپر لکھا تھا این مقام خداوندی پس وہ تخت اُس درجہ مین برپا کیا گیا اور وہ تخت
مثل گنبد کے تھا اور اُس تخت کے درون پر نہایت عمدہ زربفتی حجاب پڑے تھے مگر
اُن حجاب کے برابر دو کرسیان جواہر نگار آراستہ تھین ایک کرسی پر لکھا تھا کہ این
مقام خود طومار شاہ و این مقام افریق شاہ پس دوسرے درجہ مین جو کہ اُس بارگاہ کا بہت
وسیع تھا یہ لکھا تھا کہ این مقام شاہان مطیع خداوند اُسمین وہ نیم تخت طومار شاہ نے آراستہ کیے ہر نیم تخت
پر ہر ہر بادشاہ کا نام تحریر تھا تیسرے درجہ کی پیشانی پر یہ تحریر تھا کہ این مقام کل افسران سپاہ و
پہلوانان لشکر و سرداران فوج اُسمین ہزارون دنگل و کرسیان طومار شاہ نے آراستہ کی تھین اور
ہر ایک کرسی و دنگل پر نام افسرون کے و سردارون کے و پہلوانون کے بیچ لشکر ارژنگ و چترنگ
کے تحریر تھے اُس درجہ کے بعد صحن تھا اُسکے بعد جلوخانے تھے یہ طریقہ تھا یہان کی نشست کا پس
طومار شاہ نے پشت بارگاہ پر خیمہ برپا کیا اور کوچہ سلامت بارگاہ سے لیکر تا بارگاہ ناموس
تیار کیا اور پہرے چوکی ہر مقام پر بطور مناسب مقرر کیا تھا یہ تو جملہ معترضہ تھا آمدم بر سر مطلب اُن ہرکارون
نے عرض کیا کہ دوسری سمت بھی بارگاہین برپا تھین ایک بارگاہ پر لکھا تھا کہ این بارگاہ ارژنگی اور
دوسرے پر لکھا تھا کہ این بارگاہ چترنگی اور ہزارون خیمے برپا تھے اور لشکر کثیر بھی سوائے خیمون اور
بارگاہون کے کچھ نظر نہین آتا ہے بڑی شان و شوکت ہے ہم غلامون نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ یہ لشکر خداوند آفتاب کا ہے اور وہ ارژنگ و چترنگ بن زمرد ثانی کا خداوند آفتاب نے
طومار شاہ و سرشار شاہ وغیرہ کو اپنا پیش خیمہ لیکر روانہ کیا ہے اور اُنکا قصد ہے کہ بذاتہ خود خدا اُن
سے مقابلہ کرین اور اُنکو اپنے مذہب مین لائین اگر وہ آفتاب پرستی اختیار کرین تو خیر ورنہ ایذا عذاب

اُنپر نازل کرکے اُنکو غارت کرین کیونکہ یہ لوگ بہت مغرور ہوگئے ہین گو پہلا قصد خداوند کا اپنے مقام
سے کوچ فرمانے کا نہ تھا یہ قصد تھا کہ جب خداپرست یہان آئین گے تو اُنسے مقابلہ کیا جائیگا اور اگر
وہ راہ پر آئین گے تو خیر ورنہ اُنپر عذاب نازل کیا جائیگا اور غارت کیے جائین گے چنانچہ خداوند اسی
قصد سے اپنے مقام پر مقیم تھے اتفاق سے خداوند کی ہمشیرہ پر ارزنگ بن زمرد ثانی جو کہ اپنے
کو خدا کہتا تھا اُسنے خورشید نگار سے جو اسے مقابلہ اہل اسلام خروج کیا تھا اور خاور پر قبضہ کر لیا
تھا اُسی زمانہ مین وہ عاشق ہوا اور ولولہ عشق مین ارزنگ نے نامہ تحریر کیا اُسکا جواب سخت
خداوند نے دیا وہ اس غرور مین خداوند پر لشکر کشی کرکے آیا کہ مین خود خدا ہون ان سب کو غارت
کرکے اپنی معشوقہ پر قبضہ کر لونگا چنانچہ آکر مقابلہ کیا انجام یہ ہوا کہ شکست کھائی آخر عاجز ہوکر خداوند
کی اطاعت پر اس شرط سے راضی ہوا کہ آپ لشکر کشی کرکے خداپرستون کو غارت فرمائیے حضرت نے
نے قبول کیا اور اُسکے کہنے سے لشکر کشی کی چنانچہ طوبار شاہ وغیرہ کو بیشخیمہ ایک ادھر کو روانہ کیا
دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اُسکا قصد مصمم یہ ہے کہ اسی طور سے جو جو ملک ہم لوگون کے قبضہ مین ہین
یعنے اہل اسلام کے اُنکو غارت و تباہ کرتا ہوا بر سر لشکر اسلام پہونچے جہان صاحبقران تشریف فرما
ہون اُنسے مقابلہ کرے چنانچہ پہلا ملک حضور کا اُسکو ملا ہے اُسکے ہراول نے یہان خیمے وغیرہ برپا کیے
ہین اور اُنکا قصد ہے کہ خداوند آلین تو مقابلہ کیا جائے اُسکی بھی آمد گی ہوئی ہے یہ خبر تازہ تھی جو غلامون
سے دریافت کی تھی آکر عرض کی اب حضور کو اختیار ہے محکوم شاہ نے فرمایا کہ آیا ہے تو آنے دو ہمارا بھی
خدا مالک ہے جو اُسکی مرضی ہوگی وہ ہوگا یہ بہر سنے سے رہا کہ ہم بخوف جان اُسکی اطاعت کرین یا ترک
اسلام کرین جبتک ہمارے دم مین دم ہے ہم مقابلے سے باز نہ آئین گے یہ کہکر اُنکو خلعت دیکر
رخصت کیا وہ سلام کرکے دربار سے باہر آئے محکوم شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ تمنے سُنا جو کچھ
ہرکارون نے خبر بیان کی کسقدر یہ لوگ کم عقل ہین کہ جہان کچھ تزک وحشم دیکھ لیا اُسنے کہدیا کہ مین خدا
ہون بس قبول کر لیا کسقدر کم اعتقاد ہین بھلا یہ کہان ممکن ہے کہ خدا کی بہن ہو اور مان اور باپ یہ کوئی
ساحر ہے لو اور غضب سنو کہ خدا کی بہن پر ارزنگ بن زمرد ثانی فریفتہ ہوا اس ارزنگ نے اپنے
باپ کی طرح دعوی کیا اسکو کیا ہوا ہے دادا اسکا حالت کفر مین ہاتھ سے صاحبقران کے واصل جہنم ہوا
باپ اسکا کافر تھا وہ بھی ہاتھ سے صاحبقران ثانی کے مارا گیا یہ بھی قتل ہوگا اس خاندان مین جو پیدا ہوتا
ہے بالکل بیوقوف پیدا ہوتا ہے ذرا بھی عقل نہین رکھتا ہے خیر جب آئیگا تو دیکھا جائیگا مگر یہ ثابت ہوا
کہ اولاد بختیارک سے بھی کوئی ہے یا نہین جو کہ ارزنگ کی درگاہ کا شیطان ہے اور مین نے سُنا تھا
کہ تورج بدرگ حرامی کے دو فرزند تھے جو کہ فرعون ثانی کی دختر سے پیدا ہوئے تھے نہین معلوم
وہ کہان ہین اور کیون نہ اسکے شریک ہوئے ایک اہل دربار نے عرض کیا کہ بہت عرصہ ہوا مین نے
ایک اخبار مین دیکھا تھا وہ تحریر کرتا تھا کہ ارزنگ نے خروج کیا ہے شہر خورشید نگار سے اور
مختیکان بن بختیکان کو اپنا وزیر کیا اور دیلم بن تورج و اسلم بن تورج کو اپنا سپہ سالار لشکر مقرر
کیا اور بڑی شان وشوکت پیدا کی ہے اُسکا قصد ہے کہ ممالک اہل اسلام کو غارت کرے میرا قصد ہوا
تھا کہ مین حضور سے عرض کرون پھر خیال کیا کہ اور کچھ اخبار روانہ ہون تو مین عرض کرون مگر
اسمان سے پھر کچھ اُسنے نہ لکھا نہ مین نے عرض کیا محکوم شاہ نے کہا کہ اب معلوم ہوا یہ سب اسمداد
اُسی بختیکان کے ہین اُسنے پہلے ارزنگ کو ورغلا کر خروج کرایا ہوگا پھر آفتاب پرستون سے

مقابلہ کرایا جب دیکھا کہ وہ غالب آئے تو یہ حال کیا کہ اُنکو خداپرستوں پر لشکرکشی کرنے پر آمادہ کیا
یہ ساری اُسی کی کارروائی ہی وہ بڑا مفسد شخص ہی مثل اپنے باپ و دادے کے اُسکو ضرور خداپرستوں سے
نقیض ہوئی خیر دیکھا جائیگا فدا سے مانزرگ اسپ نے یہ کہکر کہا کہ ہمکو کیا ایسی ضرورت ہی کہ ابھی سے فکر
کریں جب کوئی نامہ وغیرہ روانہ کریگا اُسکا جواب جو مناسب ہوگا دینگے ابھی سے کیا ضرورت ہی
کہ ہم اپنے کو تشویش میں ڈالیں اِسکا فرزند ہی کہ نام اُسکا حاکم بن محکوم ہی وہ ہی ولیعہد اور سپہ سالار
لشکر ہی بہت بہادر اور قوی ہی مرد جری ہی ابھی اُسکا سن کبھی کچھ نہیں ہی مگر بڑے بڑے پہلوان اُسنے
زیر کیے ہیں اپنے زمانہ کا رستم ہی سبب اُسکو رستم فرنگوشیہ کہتے ہیں وہ کبھی دربار میں تھا جب باپ سے یہ
سنا کہ جو مناسب ہوگا وہ جواب دیا جائیگا کہنے لگا کہ سوائے جواب جنگ کے دوسرا کیا جواب ہی
بس یہی جواب ہی کہ مقابلہ کو لشکر لیکر روانہ ہوجیے گا مقابلہ فرمائیے گا اور ملاحظہ فرمائیے گا کہ وہ تلوارین
مارونگا کہ وہ لوگ بھی یاد کرینگے اس طرف آنے کی سزا پائینگے یہ ممکن نہیں کہ اُنکا دین اختیار
کیا جائے یا اُنکی اطاعت کریں محکوم شاہ نے کہا کہ ضرور مقابلہ کیا جائیگا تم اطمینان رکھو لیکن یہ کہکر
دربار برخاست کیا سب رخصت ہوکر اپنے مقام پر آئے محکوم شاہ محل میں آیا اور فکر کرنے لگا
کہ کیا کیا جائے یہان تو یہ اس فکر میں ہی اسکو فکر میں مبتلا رکھا جاتا ہی اور یہ فکر ہی کہ دیکھیے پردہ
غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی لیکن اب پھر حال برجیس کی آمد کا اور نامہ تحریر کرنے کا اور اُنکے
مقابلہ ہونے کا بیان کیا جاتا ہی

اب شمہ حال آمد برجیس و نامہ و پیام درمیان برجیس و محکوم شاہ و حالات مقابلہ و دیگر واقعات متعلق داستان ہذا

راوی بیان کرتا ہی کہ طومار شاہ وغیرہ کو آئے ہوئے قریب فرنگوشیہ تین دن کا زمانہ ہوا تھا کہ ایک
دن بوقت سحر یہ بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا کہ سمت مشرق سے غبار بلند ہوا اور ایسا غبار بلند ہوا
کہ فضا سادہ اور تیرہ و تار ہوگیا طومار شاہ نے ہرکاروں کو حکم دیا کہ خبر لاؤ کہ یہ آندھی ہی یا کوئی لشکر
آتا ہی یا خداوند تشریف لاتے ہیں یہ حکم پاکر ہرکارے اُس غبار کی طرف روانہ ہوئے اور قریب گرد
جب پہونچے تو دیکھا کہ لشکر کثیر کی آمد کی علامت ہی آگے جو بڑھا تو پہچان لیا کہ یہ لشکر خداوند کی آمد ہی بس
اُسوقت واپس آئے اور عرض کیا کہ مبارک ہو خداوند تشریف لاتے ہیں یہ اُنکی سواری کی گرد ہی
یہ سننا تھا کہ طومار شاہ نے حکم دیا کہ کل لشکر طیار ہوکر صف بستہ ہو اور ارمان سے کہا کہ تم بھی اپنے
لشکر کو حکم دو کہ صف آرا ہو برائے استقبال خداوند بس ارمان بھی اپنے لشکر میں آیا اور تیاری کا
حکم دیا فوراً لشکر تیار ہوگیا اُدھر لشکر طومار شاہ بھی آراستہ ہوا دونون لشکر صف بستہ ہوکر کھڑے
ہوئے کہ وہ گرد شق ہوئی اُس سے پہلے تو وہی سامان یعنی سڑک بنتی ہوئی اور چمن تیار ہوتے ہوئے
ظاہر ہوئے بعد اُسکے سچے جھنڈے کا ذکر کرتے ہوئے اُنکے عقب علمہائے سیاہ و تیاری مراتب وغیرہ نمودار
ہوئے راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ سڑک جب تیار ہوتی ہوئی قریب فرودگاہ لشکر پہونچی اُس مقام
تک آئی کہ جہان بارگاہ برپا تھی بس اب بالکل اُسکا اترنا جاتا رہا ہی جب یہ سب سامان داخل لشکر
ہوا جو نشان اور سپاہی وغیرہ لشکر ارژنگ کے تھے اور جو پیش جنگ کے وہ ارمان کی طرف آئے
اور جو مقام اُنکے اترنے کا تھا اُترے اور جو لشکر برجیس کے تھے اپنی طرف مقام مناسب پر فروکش ہوئے

آج کا دن آمد جلوس سواری مین تمام ہوا شام ہوگئی دوسرے دن پھر صبح سے آمد شروع ہوئی دوپہر تک
اور سب جلوس آیا بعد دوپہر کے آمد لشکر کی شروع ہوئی اسی طور سے جو سامان اور جو سپاہ لشکر ارزنگ
کی تھی وہ اُس طرف فروکش ہوئی جابجا فراشان نے خیمے وغیرہ برپا کیے تھے اور جو بہ جلبیس کے لشکر
کے تھے وہ اپنے لشکر مین رہے وہ دن تمام ہوا شام ہوگئی تیسرے دن پھر صبح سے آمد لشکر شروع ہوئی
دوپہر تک کل لشکر آیا بعد دوپہر کے ڈنکا ہوتا ہوا لشکر خاص ہمراہ کل شاہان اقلیم و دیگر ممالک مرکبون
پر سوار یہانتک کہ لشکر بہ جلبیس کا آکر پہونچا قریب شام طومار شاہ وغیرہ نے تخت شاہی و خداوندی
کو سلام کیا اور سجدہ بس سب بادشاہ و سرداران پہلوان اپنے اپنے نام کے خیمون مین اُترے اور افسر
سرداران ارزنگ و چترنگ اپنے لشکر مین آئے بس حکم ہوا افرلق شاہ کو کہ ہمارا تخت
پشت بارگاہ پر لگا دیا جائے تاکہ ہم بارگاہ مین جا کر فروکش ہون اور ایک ہزار سواران خاص سے
گرد بارگاہ کے ہمہ وقت پہرے پر رہین اور ایک ہزار گرد خیمہ ناموس کے اور کل سپہ کو ہم دربار کرینگے
یہ حکم جو دیا افرلق شاہ نے اُسیوقت تعمیل کیا بس تخت ہاتھیون پر سے اُتارا گیا پشت پر لگا دیا گیا اب
بہ جلبیس اُتر کر داخل بارگاہ ہوا اور وہان سے اُس سلامت کو تخچہ کے ذریعہ سے خیمہ ناموس مین آیا
اُدھر ناموس بھی اپنے خیمون مین اُترے ارزنگ و چترنگ اپنی اپنی بارگاہ مین گئے افرلق شاہ
اپنے خیمے مین خونخوار اپنے خیمے مین وزیر اپنے خیمے مین بس اسی طور سے اور سب سردارون کو خیال
کرنا چاہیے جسکا نام جس خیمے پر تحریر تھا وہ اُس خیمے مین گیا ہزار ہزار سوارون کا پہرہ دونون مقام
پر مقرر کر دیا گیا جو لشکر عقب مین تھا وہ بھی کل آگیا لشکر ارزنگ ایک طرف اُترا اور لشکر بہ جلبیس
ایک سمت کہ وہ آسمان نیلگون کل لشکر پر محیط ہوگیا آسمان پر جو آفتاب تھا وہ منقش بارگاہ پر قائم
ہوا اُسی طور سے اُس آسمان پر سے پھول برس رہے ہین خوشبو آرہی ہے بازارین آراستہ ہوگئین
جھنڈی کنجیات کی نصب کر دی گئی لشکر شہر تھا سمندر موج زن تھا بیس یا بائیس کوس کے گردے
مین کل لشکر اُترا جو درخت وغیرہ تھے سب قلم کر دیے گئے لشکر کی انتہا نہ تھی وہ رات تو بسر ہوئی
صبح ہوئی جو لشکر باقی رہ گیا تھا وہ بھی آگیا تخت جسپر بہ جلبیس سوار ہو کر آیا تھا وہ ایک خیمے مین الگ
رکھدیا گیا بس چونکہ بہ جلبیس حکم دے چکا تھا کہ کل سپہ کو دربار ہوگا بس سب سردار بوقت سحر
لباس تبدیل کرکے داخل بارگاہ ہوئے درجہ اول مین اول اپنے اپنے نام کے ذکل و کرسی پر
بیٹھ گئے سب بادشاہ اور وزیر درجہ دوم مین اپنے اپنے نام کے نیم تخت پر آکر مقیم ہوئے ملازم و
چوبدار وغیرہ صحن بارگاہ مین کھڑے ہوئے ایک طرف دفتر تھا وہان منشی وغیرہ متمکن تھے ایک سمت
اسباب سیاست کا سامان تھا جب سب سردار آچکے اور پہلوان و افسران ہر دو لشکر یعنی خاص
و عام اسکے بعد ارزنگ و چترنگ بھی مع اپنے کل سردارون و بادشاہون کے یہ لوگ بھی اپنے
اپنے نام کی کرسی و ذکل و نیم تختون پر بیٹھے کہ ایک مرتبہ اُس درجہ سے کہ جہان تخت خداوندی تھا
اور افرلق شاہ و خونخوار شاہ کرسیون پر بیٹھے ہوئے تھے صداے یا خداوند کی بلند ہوئی اور
اُسی طور سے خوشبو آئی جیسے گنبد مین آتی تھی جب بہ جلبیس محل سے برآمد ہوتا تھا بس راوی نے
کہا ہے کہ بہ جلبیس خیمہ ناموس سے اُسی سلامت کو تخچہ کے ذریعہ سے اُسی خیمے مین آیا جو پشت پر
بارگاہ کی برپا تھا ایک دروازہ بارگاہ اُس خیمہ مین تھا اُسکے ذریعہ سے تخت پر آکر بیٹھا ایک نور اُس
حجاب سے پیدا ہوا افرلق شاہ وغیرہ و کل حاضرین دربار مع ارزنگ برائے استقبال کھڑے ہوگئے

سواے ارزنگ و چترنگ اور اُنکے سرداروں کے اور جو بادشاہ اُنکے ہمراہ تھے اور سب نے سجدہ
کیا اور پھر اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے ہان یہ لوگ کھڑے رہے جب یہ سب بیٹھے تو یہ بھی بیٹھے جب یہ
سب سردار بیٹھ چکے اُسوقت حجاب کے اندر سے صدا آئی کہ بلاؤ ہماری درگاہ کے شیطان کو یہ حکم
ہوتا تھا کہ افریق شاہ نے سختگان کو اشارہ کیا تو سختگان مٹکتا ہوا اتھرکتا ہوا اُس درجہ مین آیا کہ
جہان خداوند جلوہ فرما تھے سامنے حجاب کے آکر کھڑا ہوا اور تسلیم بجا لایا آواز آئی کہ اے شیطان سُن اب
یہ تدبیر کرتا ہون کہ ایک نامہ بنام حاکم فرنگوشیہ اس مضمون کا تحریر کرتا ہون کہ اب وہ زمانہ گذر گیا
کہ تمنے اور دیگر خدا پرستون نے خوب حکومت کی اور بہت سے بندگان بادولت کو قتل کیا لہذا اب تمکو اطلاع
دیجاتی ہے کہ مذہب اسلام کو ترک کرو اور غاشیۂ اطاعت کو دوش ہوش پر رکھکر حاضر خدمت ہو تاکہ میرے
غضب سے پناہ پاؤ اور اگر اسکے خلاف کروگے تو خیال کرلو کہ تمپر غضب بادولت کا نازل ہوگا تملوگونکو
حمزہ نے گمراہ کر رکھا تھا اور اُسکے بعد اُسکی اولاد نے اور جان لو کہ سواے میرے کوئی خدا نہین ہے
گو مین نے زمانۂ حمزہ مین خروج کیا تھا اور ایرج کے ذریعہ سے قصد کیا تھا کہ رواج دین لیکن جب
ایرج نے کبر و غرور پر کمر کسی تب بادولت نے اپنے کو پوشیدہ کرلیا اور ایرج کو حمزہ کے ہاتھ سے
زیر کرایا اور بادولت نے یہ بھی خیال کرلیا تھا کہ جسقدر ادیان باطلہ ہین سب کو یہ بندے مثر درمیرے
بیٹے حمزہ وغیرہ برباد کرلین صرف خدا پرستی رہ جائے تو مین ظہور کرون چنانچہ جب مین نے دیکھا کہ اب
سواے دو ایک دین کے اور کوئی دین نہین ہے تو مین نے اقلیم خورشید مین ظہور کیا اور برجلیس
کو جو کہ میرا فرزند اور بادولت کا نائب ہے اپنی طرف سے خدا کیا اُسکے سجدے کا حکم دیا اور اب
تم لوگون کی تنبیہ کو بادولت خود مع برجلیس کے لشکر کشی کر کے آے ہین لیکن اب تم لوگون کی حکومت
کا زمانہ ختم ہوگیا اگر اطاعت کروگے اور سجدہ تو امان ملیگی ورنہ تم سب کو غارت کردونگا آئندہ اختیار
ہے اس بھروسے پر نہ رہنا کہ صاحبقران اس مذہب کو بھی برباد کردینگے گو وہ یہان نہین ہین مگر
بدیع الملک انکے مقام پر صاحبقران ہے اور وہ آجکل نہ طاق پر ہے لیکن اسی طور سے سب ملک
غارت کرتا ہوا بدیع الملک کے مقابلے کو جاؤنگا پہلے اُسکو بھی نصیحت کرونگا بعد اُسکے اگر اُسنے قبول کیا
تو خیر ورنہ اُسکو بھی غارت کرونگا اور کل لشکر کو اُسکے بعد ازان خانۂ کعبہ پر جاؤنگا وہان صاحبقران اول
و ثانی سے مقابلہ کرونگا اور اُنکو بھی غارت کرونگا لیکن اب مجکو غصہ آگیا ہے تم سب نے بہت سرکشی کی
مگر کسی ہے کہا تک تمہارا خیال کیا جائے لیکن ہوچکا لاکھون بندون کو بادولت کے تمنے ہلاکر ڈالا ان
سے بار اس کم تحریر کو بہت جانو اور بادولت کے اطاعت کرو ترک مذہب کرو لیکن حمزہ کے بھروسے
پر نہ آؤ وہ بھی کوئی دم مین غارت ہوگا اُنکو بادولت کو خیال آیا ہے اُسکا کوئی بھروسہ نہ کرو وہ بھی
چراغ سحری ہو رہا ہے صرف میرے اُس طرف جانے کی دیر ہے آیا اگر اُسنے اطاعت کی تو خیر ورنہ
غارت کیا پھر ایک کو لازم ہے کہ اپنی جان کی حفاظت کرے سواے بادولت کے کوئی دوسرا خدا نہین
ہے مین تو خدا ہون اور تم سب میرے بندے ہو مین ہی نے زمین و آسمان نار و جنان پیدا کیے ہین
بس اب گمراہی سے باز آؤ میرے پاس چلے آؤ تو خیر ورنہ اپنے مرگ کو اپنے کنار مین پاؤگے اور
ہمیشہ دوزخ مین جلوگے مجکو جو فرض تھا کہ مین نصیحت کرون وہ مین نے کہا تمکو راہ نیک و بد دونون
دکھا دین اب تمکو اختیار ہے جو چاہو قبول کرو یہ نامہ میری طرف سے بھی ہوگا اور خداوندی طرف سے
بھی ہوگا سختگان نے عرض کیا کہ یہ تدبیر بہت خوب ہے مگر مین عرض کیے دیتا ہون کہ وہ لوگ اطاعت

کرینگے نہ ترک اسلام بلکہ مقابلہ کرینگے آواز آئی کہ ہم اُنکو نابود کر دینگے اگر وہ مقابلہ کرینگے اُنپر کیا منحصر ہے
کل شہر کو سخت‌نگان نے عرض کیا کہ جبتک خداوند انپر سختی نہ فرمائینگے یہ لوگ راہ پر نہ آئینگے آواز
آئی کہ تو اب دیکھ لیگا کہ ہم کیونکر اب انکو نابود کرینگے واقعی اب ان لوگون کے ادبار کا زمانہ آگیا ہے یہ
کہکر حکم دیا کہ اسیوقت نامہ تیار ہو اور ہمارا چوبدار نامہ لیکر جائے سخت‌نگان نے عرض کیا کہ یا خداوند کوئی
سردار جائے آواز آئی کہ وہ لوگ ایسے معزز نہین ہین کہ سردار جائے ہان جب حمزہ یا اولاد حمزہ سے
نامہ و پیام ہوگا تو دیکھا جائیگا یہ لوگ اولاد حمزہ اور حمزہ کے ملازم ہین پس کیا ضرورت ہے کہ سردار نامہ
لیکر جائے سخت‌نگان خاموش ہو رہا افریق شاہ نے فوراً وہی مضمون دبیر سے تحریر کرا کے اُسپر مہر کرکے
قریب پردہ کھڑے ہوکر عرض کیا کہ نامہ تیار ہے حکم ہوا کہ ایک چوبدار خاص کے ہاتھ روانہ کرو اور اسکا
جواب منگالو پس افریق شاہ نے فوراً ایک چوبدار خاص کو نامہ دیا جو کہ سب چوبدارون کا افسر تھا
اور کہا کہ اسکو شہر فرنگ و شیبر کے حاکم کے پاس لیجا اور اُسکا جواب اُس سے لے آ وہ نامہ لیکر اور آداب
بجا لا کر فوراً بارگاہ سے باہر آیا اور راستہ شہر فرنگ و شیبر کا لیا اپنے لشکر کو طے کرکے اُس صحرا کو بھی طے کیا جو کہ
درمیان مین لشکر اور شہر کے واقع تھا پس بعد راہ طے کرنے کے داخل شہر ہوا شہر کو بستا آباد پایا جا بجا
کو دلشاد باشندون کو مرفہ حال ہر مقام پر گلدرہ کھلا سا رہا تھا دوکانین آراستہ تھین خرید و فروخت ہو
رہی تھی سب باشندے شہر کے خوبصورت تھے کیا زن و کیا مرد یہ شہر کی سیر کرتا ہوا دولتخانہ شاہی پر
پہونچا اندر جانے کا قصد کیا درگہ سالار نے منع کیا اور کہا کہ تو کہان سے آیا ہے گو پہچان لیا تھا کہ یہ ضرور
لشکر آفتاب پرستان سے آیا ہے کیونکہ اسکے سینے پر آفتاب بنا ہوا تھا اُسنے کہا کہ مین چوبدار خاص
ہون خداوند برجلیس کا نامہ خداوندی لیکر آیا ہون پاس محکوم شاہ کے اُسنے کہا کہ مین خبر کر لون
پھر جانا کیونکہ یہان کا یہ طریقہ ہے چوبدار نے کہا کہ خبر کر دو گو مین یہ قدرت رکھتا ہون کہ بدون اطلاع
چلا جاؤن مگر خلاف طریقہ نہ کرنا چاہیئے یہ سنکے درگہ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اور اندر گیا اُن کے چلا
یہان دربار آراستہ تھا سب سردار حاضر دربار تھے گو چھوٹا سا دربار تھا مگر ایسا رعب و داب تھا کہ کس و
ناکس یہان نہ آسکتا تھا بڑے بڑے بہادرون کے مجمع ہوتے تھے ایسا یہ دربار تھا یہ سب
رعب و داب بسبب خداپرستی کے تھا ورنہ کوئی ایسا دربار نہ تھا پس سب حاضر دربار تھے ہرکارے
عرض کر رہے تھے کہ ہم بیرون شہر موجود تھے تین دن ہین لشکر آفتاب پرستان آیا اور اُن سبکا
خدا بڑی شان و شوکت سے آیا ہے سب حال اور کیفیت بیان کی جو کہ راوی مذکور کر چکا ہے جب
برجلیس شہر سے نکلا تھا اور سامان عرض ہوا تھا ہرکارون نے عرض کیا کہ بڑا لشکر ہے دریافت جو کیا
تو معلوم ہوا کہ ایک کروڑ چھ لاکھ کے قریب لشکر ارژنگ و چترنگ کا ہے یہ کلام سنکر
محکوم شاہ نے اُن سب لوگون سے کہا کہ تم لوگون نے برجلیس کی صورت دیکھی ہے کہا کہ خداوند
اُسکی صورت نظر نہین آتی ہے وہ اندر حجاب کے رہتا ہے مگر ہان ارژنگ و چترنگ کو دیکھا
اور اُنکے سردارون کو سب عجیب الخلقت ہین اور بہت سے بادشاہ ارژنگ و چترنگ کے
ہمراہ ہین اور ہزارون سردار و افسر و بادشاہ برجلیس کے ہمراہ دو بادشاہ خطاب بہشیری سے
مشہور ہین افریق شاہ و خونخوار شاہ و سخت‌نگان کو دیکھا کہ بالکل بجنبہ رکھتا اپنے دادا کی صورت
ہے سلم و دیلم تو رنج کی صورت ہین سخت‌نگان کو بھی خطاب شیطانی ملا ہے اور شیطان ہے درگاہ بادشاہ
برجلیس کا ہرکارے یہ عرض کر رہے تھے کہ درگہ سالار نے آکر عرض کیا کہ ایک چوبدار آفتاب پرستونکا

برجلیس کا نامہ لیکر آیا ہے اجازت شاہزادہ ہے کیا حکم ہوتا ہے حکم ہوا کہ اسکو آنے دو ورگہ سالار سلام کرکے
باہر آیا یہاں ہرکاروں نے کل حال بیان کیا کہ ایک آفتاب کا کس خیمہ پر ہے اور ایک آسمان نکلا ہے
اُسمین سے آفتاب پیدا ہوا ہے کل کیفیت بیان کی اُنکو محکوم نے انعام دیکے رخصت کیا اور اہل
دربار سے کہا کہ ضرور کوئی ساحر خورشید شاہ کی لڑکی پر عاشق ہوا اور اُسنے یہ سب سامان کیا ہے
اور یہ سب سامان سحر ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ورگہ سالار باہر آیا اُس چوبدار سے کہا کہ جاؤ وہ پردہ
اُٹھا کر اندر آیا جلوخانہ طے کرکے ایوان مین آیا محکوم شاہ کو مجرا کیا اور نامہ دیا محکوم شاہ نے بھی
کوئی عزت نہ کی نہ کرسی دی نہ چوکی روبرو کھڑا رہنے دیا اُسکے ہاتھ سے نامہ لیکر دبیر کو دیا خیال کرنیکا
مقام ہے کیا حقارت کرتا چوبدار کی اگر کوئی سردار نامہ لیکر آتا تو ضرور عزت کیجاتی یہ کھڑا رہا دبیر نے
لفافہ چاک کرکے نامہ پڑھنا شروع کیا اور پہلے بہت کچھ تعریف آفتاب و برجلیس کی تحریر تھی بعد
اُسکے وہی عبارت تھی جو کہ مذکور ہو چکی ہے جب نامہ دبیر نے تمام کیا اور سب نے مضمون نامہ سنا اور
محکوم شاہ نے بھی سنا اسکا مضمون کا سننا تھا کہ ایک دود غلیظ تھا کہ کاخ دماغ کو توڑکر پار گذر گیا
محکوم شاہ کا چہرہ فرط غیظ سے لال ہو گیا افراط غصہ سے تمام بدن کے بال کھڑے ہو گئے ابرو پر
شکن پڑ گئی مثل سپند کانپنے لگا اور دبیر سے کہا کہ یہ چند فقرے میری طرف سے اسکی پشت پر تحریر کر دے
کہ او مرتد او زناکار اپنی خیر تو سمجھ کہ تو کون ہے اور کیا تیری اصل ہے بندہ ہو کر اپنے کو خدا کہتا ہے وہ جو
تیری ماں ہے جسنے یہ ظاہر کیا ہے کہ مجھپر خداوند عاشق تھے اُسنے کسی ساحر سے اپنا عقد کر لیا جب حاملہ
ہوئی یہ ظاہر کیا کہ میرے اوپر خداوند عاشق تھے وہ آسمان پر سے تشریف لائے اُنھون نے میرے
ساتھ عقد کیا مین اُنسے حاملہ ہوئی ہوں وہ ساحر مکار تھا اُسنے یہ مکر کرکے اپنے کو خداوند ظاہر کیا
بس تو اُس ساحر کا نطفہ ہے اور تیری بہن بھی اُسنے یہ سب سامان کیا ہے تو ہمکو کیا غارت کریگا اور
صاحبقران کو یاد رکھ کہ تو بھی مثل لقا و زمرد ثانی و فرعون ثانی کے تباہ ہوگا او احمق یہ کیا نادانی
ہے کہ خدا اپنے کو کہلاتا ہے سب کو گمراہ کر رکھا ہے اور ہمکو بھی گمراہ کرنے آیا ہے ہم تو کبھی نہ تیری اطاعت کرینگے
جو تجھسے ہو سکے وہ کر شعر سر نمی پیچم ز تشنیع حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + ہم اُس خدا کی بندگی
کرتے ہین جو سب کا مالک و مختار ہے جسنے آفتاب و ماہتاب و ستارے و شجر و حجر پیدا کیے جو ہر
نقل سے بری ہے بھلا یہ بالکل خلاف عقل ہے کہ جو افعال ہمارے ہوں وہ خدا کے بھی ہوں جو نفس ہمارا
ہو وہ خدا کا ہو وہ ان سب امروں سے مبرہ ہے نہ اُسکی ماں ہے نہ باپ نہ بھائی نہ بہن نہ جورو نہ بیٹا اور
نہ بیٹی نہ ہاتھ نہ پاؤن نہ صورت نہ شکل نہ پشت و شکم یہ تمہین سب امر ہین وہ خدا نہین ہین وہ بندے ہین اور
تو آفتاب جادو کا فرزند ہے کیون گمراہی پہ کمر باندھی ہے کیون اور سب کو گمراہ کرتا ہے تو جس آفتاب کو
خداوند سب سے کہلواتا ہے وہ بھی میرے خدا کا پیدا کیا ہوا ہے وہ بھی خداوند کریم کا بندہ ہے بس اس مرتدی
سے باز آ اور تو خود غاشیہ اطاعت دوش ہوش پر رکھکر میری خدمت مین حاضر ہو اور دین اسلام کو اختیار
کر ورنہ یاد رکھ کہ بہت ذلیل و خوار ہوگا اور ہم لوگون کے ہاتھ سے مارا جائیگا مثل لقا اور زمرد کے
ذلیل و خوار ہوگا اور واصل جہنم ہوگا اور وہ جو ارژنگ و چشنگ تیرے ہمراہ آئے ہین وہ تجھکو
ورغلا کر یہان لائے ہین صرف تجھکو تباہ کرنے کو اور غارت کرنے کو بس اسی مین خیر سمجھتا ہے کہ تو
بدیع الملک کی اطاعت کر اور صاحبقران اول و ثانی کی اور ہماری اور اسلام قبول کر اور ہم
کیا لکھین اس تحریر کو بہت جان دبیر نے اُسی وقت نامہ کا جواب پشت پر تحریر کر دیا اور ہمیں لکھا

دیا کہ ہمکو اطاعت کسی صورت سے منظور نہیں ہے بلکہ وہ ہاں اگر تجھکو اس طور سے اطاعت منظور ہو کہ ترک آفتاب پرستی کر اور اپنے کو خدا نہ کہلا تو خیر ورنہ ہم آج ہی بیرون شہر آتے ہیں ہم سے مقابلہ کر جو ہمارا خدا چاہیگا وہ ہوگا ہم تیرے اس لشکر سے نہیں ڈرتے ہیں جو کہ تو مثل مور و ملخ کے اپنے ہمراہ لایا ہے جب بہادروں کی تلوار میان سے نکلیگی سب مثل سگ بزدل کے فرار کرینگے اگر تجھکو اپنی فوج اور اپنے پدر نابکار آفتاب جادو پر بھروسہ ہے تو ہمکو اپنے خدا پر بھروسہ ہے کہ وہ سب کا مالک و مختار ہے بس خدائے ما بزرگ است اور بہت کچھ کلمے سخت و سست تحریر کرائے تھے جب دبیر لکھ چکا اور یہ زبانی کہدیا کہ وہ نامہ تیار ہوا محکوم شاہ نے چوبدار کو دیا اور کہا کہ لیجاؤ جواب نامہ جنگ ہے اور یہ زبانی کہدینا کہ وہ مقابلہ کو آتے ہیں چوبدار سلام کرکے دربار سے باہر آیا محکوم شاہ نے اسیوقت حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اسیوقت ہی بیرون شہر جاکر مقیم ہونگا اور کل مقابلہ کرونگا اگر لشکر حریف ہیں طبل جنگ بجائیں محل ہیں جاتا ہوں محل سے جو برآمد ہوں تو لشکر تیار ہو یہ حکم دیکے داخل محل خاص ہوا یہاں سردار دربار سے باہر آئے اور لشکر ہیں جاکر حکم دیا کہ لشکر تیار ہو بادشاہ برائے مقابلہ بیرون شہر تشریف لیجائینگے اور چونکہ الٰہی اسکے یہ حالت تھی کہ سب محکوم ہیں محکوم کے یہاں اسوقت سامان سفر ہونے لگا اور سب مسلح و مکمل ہوکر تھوڑے عرصے ہیں تین لاکھ سپاہ تیار ہوگئی ادھر سب سردار اپنے اپنے مقام سے مسلح و مکمل ہوکر برآمد ہوئے اور لشکر کو ہمراہ لیکر در دولت پر حاضر ہوئے وہاں محکوم شاہ بھی سب سے رخصت ہوکر اور اپنے فرزند کو ہمراہ لیکر محل سے برآمد ہوا سب لشکر کو تیار پایا تخت پر سوار ہوا اور بیرق اپنی طرف سے حاکم شہر کیا اور خود مع کل لشکر کے روانہ ہوا فرزند اسکا بمرتبۂ سپہ سالاری آگے آگے لشکر کے تھا اور قلب لشکر ہیں محکوم شاہ تخت پر سوار تھا تمام جلوس سواری ہمراہ تھا ڈنکا ہوتا ہوا شہر سے باہر آیا پیشخیمہ پہلے سے روانہ کردیا تھا سراول لشکر نے آکر شہر سے تین کوس ہٹ کر خیمے وغیرہ برپا کیے ہرکاروں نے یہ خبر بارگاہ بدرجلیس ہیں پہونچائی ہرکاروں کے بیان کرنیکی نوبت نہ آئی تھی کہ خود بدرجلیس نے کہدیا تھا کہ جواب جنگ لکھا ہے اور پیشخیمہ بیرون شہر آگیا ہے پردے بارگاہ کے اٹھادو اور شہر کیطرف دیکھو سب حال معلوم ہوگا پردے اسی وقت اٹھادیے گئے دیکھا کہ خیمے وغیرہ برپا ہو رہے ہیں چونکہ دن ابھی بہت باقی تھا دیکھا کہ شہر کیطرف سے گرد اڑی اور نشان لشکر کے نمودار ہوئے یہاں جو خیمہ لیکر آیا تھا وہ خیمہ وغیرہ برپا کرچکا تھا کہ محکوم شاہ مع لشکر کے آکر پہونچا آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے جاتے تھے پیچھے نشان تین لاکھ سپاہ کے بلند تھے اور سب سامان سواری تھا کیا ضرورت ہے کہ محکوم شاہ کی بھی سواری کا حال تحریر کیا جائے یہ خیال ہے کہ طول ہوگا اس سبب سے زیادہ تر خیال ہے کہ حکم ہے صاحب مطبع کا کہ اسی جلد ہیں یہ قصہ تمام کردیا جائے اسی سبب ہر مقام پر اختصار کیا جاتا ہے اگر یہ حکم نہوتا تو ناظرین ملاحظہ فرماتے کہ یہ دفتر اسم بامسمی ہوتا اس سبب سے میرا دل شکستہ ہوگیا وہ ولولہ جاتا رہا الغرض لشکر محکوم شاہ تخت پر سے اترکر بارگاہ ہیں داخل ہوا سب سردار حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا لشکر فرودگاہ پر اترا بازار ہیں آراستہ ہوگئیں اتنے ہیں شام ہوگئی محکوم شاہ دربار آراستہ کیے ہوئے بیٹھا ہے ادھر جو آیا لشکر آفتاب پرستوں اور ارزنگ پرستوں نے دیکھی باہم کہنے لگے کہ کسقدر جلد لشکر آیا ہے یہاں اہل دربار باہم اشارے بازی کرنے لگے کہ کیا جلد محکوم شاہ لشکر لیکر آیا ہے یہ اشارے بدرجلیس نے حجاب کے اندر سے دیکھے ارزنگ وغیرہ دنگ ہوگئے سنکر ان سے عرض کیا کہ خداوند نے ملاحظہ فرمایا کہ کسقدر جلد برائے مقابلہ آیا ہے محکوم شاہ یہ لوگ

بہت اپنے کو زبردست خیال کرتے ہیں اور کسی کے کہنے پر عمل نہیں کرتے ہیں خیال تو فرمائیے کہ جواب
نامہ یہاں نہ آیا اور وہ لشکر سے کر آگیا آواز آئی کہ اے سخت کمان یہ جو تو نے کہا یہی سب اہل دربار
باہم اشارہ کرکے کہہ رہے ہیں میں نے جب چیونٹی کے مرنے کے دن آتے ہیں تو پر نکلتے ہیں
بس اب ان سب کی قضا آئی ہے اور وہی قضا انکو گھیر کر لائی ہے جاتے کہاں ہیں دیکھنا کہ کس خوب
سختی سے ان سب کو غارت کرتا ہوں کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا انکے حال پر رحم کھائیں گے
اور بادولت کو رحم نہ آئیگا سخت کمان نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا سخت کمان یہ عرض کر رہا تھا
کہ وہ چوبدار جواب نامہ لے کر حاضر ہوا چونکہ چوبدار خاص تھا برابر چلا گیا اور افریق شاہ
کے ہاتھ میں نامہ دیا اور زبانی کہا کہ ان سب لوگوں نے بہت سخت سست خداوند
کی شان میں کہا ہے اگر میں کہوں تو شاید زبان جل جائے اور کہا کہ جواب نامہ جنگ ہے بس نامہ لیکر
افریق شاہ برابر حجاب قدرت کے آیا اور عرض کیا کہ یہ جواب نامہ آیا ہے کیا حکم ہوتا ہے راوی
نے بیان کیا ہے کہ اس پردے پر بھی یہ تحریر تھا کہ اے حجاب قدرت اس سبب سے ہر مقام پر
یہ حقیر حجاب قدرت تحریر کرتا ہے جب یہ افریق شاہ نے کہا تو آواز آئی کہ نامہ تم خود بآواز
بلند پڑھو اور دیکھو کہ کیا جواب تحریر کیا ہے افریق شاہ نے نامہ پڑھنا شروع کیا وہی سب مضمون
تھا بلکہ اور زیادہ تر سخت تھا جیسے ہی نامہ تمام ہوا اور برجیس نے مضمون سنا اور کل اہل دربار نے بھی
سب مارے خوف کے کانپنے لگے کہ بڑا غضب ہوا کہ ایسے سخت کلمے خداوند کی شان میں اس خدا پرست
نے تحریر کیے ہیں سچ کہتا ہے سخت کمان کہ یہ لوگ بہت مغرور ہیں اتنے میں سخت کمان کی بن آئی خوب خوب
رنگا اور کہا کہ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ وہ لوگ بہت مغرور اور سخت زبان ہیں انکو اپنی
قوت وطاقت پر بڑا ناز ہے وہ کسی کی سوائے اپنے خدائے نادیدہ کی اصل نہیں جانتے ہیں اپنے
مذہب کو سچا اور سب مذہبوں کو باطل خیال کرتے ہیں یہ لوگ بہت ظالم ہیں ملاحظہ فرمائیے کہ کیا سخت تحریر نامہ
میں روا رکھی ہے اتنے میں سخت کمان کی خوب بن آئی بہت کچھ کہا ایک تو برجیس کو جواب نامہ کے
مضمون پر غصہ آیا تھا کانپنے لگا منہ لال ہوگیا اسی حالت میں ایک مرتبہ پکارا کہ او افریق شاہ
بہت جلد حکم دے کہ طبل جنگ بجے میں صبح کو انکو غارت کرونگا یہ اپنے دل میں سمجھے کیا ہیں اور کس
بات پر بھولے ہیں کیا انہوں نے مجھکو بھی لقا اور نمرود ثانی خیال کیا ہے میں ویسا نہیں ہوں کل انکو
اس سخت کلامی کا حال معلوم ہو جائیگا کہ پناہ پانی دشوار ہوگی یہ جو حکم برجیس نے دیا سب اہل دربار
کانپ گئے باہم کہنے لگے کہ غضب ہوگیا خداوند کو غصہ آگیا کل ان سب کا خاتمہ ہے ادھر افریق شاہ
نے حکم محکم برجیس کو بذریعہ چوبدار کے نقارخانہ میں پہونچایا یہ حکم پہونچنا تھا کہ نقارے پر چوب
پڑی صدائے نقارہ میدان میں پھیلی اور لشکر میں کل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا خبر سب فوجوں
سے لشکر ارژنگ و چترنگ میں بھی کوس حربی بجا ہرکارے لشکر اسلام کے یہ خبر لے کر لشکر جلیلہ
سے اپنے لشکر میں آئے داخل بارگاہ ہوکر محکوم شاہ سے عرض کیا کہ خداوند لشکر کفار میں طبل جنگ
بجا ہے کل وہ کافر خاسر میدان جنگ میں آکر مقابلہ کرینگے جواب نامہ سنتے ہی اس نے طبل جنگ بجنے کا
حکم دیا اور باقی خیریت ہے محکوم شاہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجائیں امیر ہی
بجے صدائے ساز جنگ آراستہ مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست یہ حکم دینا تھا کہ ہوا اس
بجلی کوس حربی بجا ادھر برجیس نے دربار برخاست کیا ادھر محکوم شاہ نے رات بھر ظفر نمین

سامان جنگ رہا طلایہ پھرنے لگا کہ صبح ہوئی اُدھر سے محکوم شاہ اپنا لشکر لیکر بعد فراغ نماز صبح اور اپنی
فتح یابی کی دعا کر کے میدان جنگ میں آیا اُدھر سے ارزنگ وچترنگ وطومار شاہ وسرشار
شاہ مع دس لاکھ کے بحکم برجیس میدان جنگ میں آئے خود برجیس نہ آیا نصف لشکر ارزنگ
وچترنگ اپنا لیکر گیا تھا اور نصف لشکر آفتاب پرستوں کا تھا دس لاکھ میں باقی لشکر پڑاؤ پر تھا
اور برجیس یہاں دربار آراستہ کیے ہوئے سویرے سے بیٹھا تھا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے تھے اور تماشائے
جنگ میں مصروف تھا اُدھر سے ارزنگ وچترنگ وغیرہ میدان میں پہونچے مقابل لشکر محکوم
شاہ کے صف آرا ہوئے دونوں لشکروں کی صفیں آراستہ ہوئیں سقون نے آبپاشی کی تبرداروں
نے نکلکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا نقیبوں نے نقابت کی طریقہ صفوف جنگ کا یہ تھا کہ اُدھر سے
طومار شاہ وسرشار شاہ وارزنگ بیٹھے ہوئے تھے تخت قلب سپاہ میں تھا اور قرباسپ و دیلم واسلم پر تہ سپہ سالاری
کھڑے ہوئے تھے قلب لشکر میں محکوم شاہ کا تخت تھا اُسکا فرزند حاکم پر تہ سپہ سالاری کھڑا تھا اُدھر ایک تخت پر طومار شاہ کے
قیصور و حشام و شیرنگ وقہار تھے جب نقیب نقابت کر کے چلے گئے اُسوقت لشکر کفار سے قیصور اپنے مرکب کو صف
سے نکال کر اور طرف بارگاہ برجیس کے سلام کر کے طومار شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا سراپا میدان کا دکھایا مبارز
طلب کیا اُدھر سے ایک پہلوان کہ نام اُسکا حارث شبستانی تھا محکوم شاہ سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے میں
آیا باہم لگاو رہوا حارث کا مرکب تین قدم پسپا ہوا اور اُسکا چار قدم بس دونوں رانوں میں مرکب کو مسل کر
ہم مقابل ہوئے نیزہ بازی ہونے لگی حارث نے نیزہ بھی اُسکا ہوائی کیا سختگان ارزنگ
کے ہمراہ آیا تھا ارزنگ وطومار شاہ سے کہا کہ قیصور کی خیر نہیں ہے یہ ضرور مارا جائیگا یا زخمی ہوگا
جیسا حارث نے نیزہ ہوائی کیا اُسکی نگاہ میں تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا اُسنے تلوار کا وار کیا اُسکے
وار کو بھی حارث نے خالی دیا اپنا وار کیا بس اسی طور سے چند مرتبہ رد و بدل ہوئی ابکی جو حارث
نے وار کیا اُسنے سپر کو سر کی پناہ کیا مگر تلوار نے اُسکی سپر کو کاٹ کر خود و بلغہ کو کاٹتی ہوئی کاسہ سر میں
در آئی چار اُنگل کا زخم کاری لگا اُسنے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی مگر چادر خون کی جاری ہوئی اور
قیصور کو غشی طاری ہوئی حارث نے صدا دی کہ اسکو لیجاؤ اور کسی کو برائے مقابلہ روانہ کرو یہ مجروح
ہو گیا ہے بس ایک اور سردار گمنام لشکر طومار شاہ سے برائے مقابلہ حارث آیا قیصور کو لوگ واپس
لیگئے وہاں بارگاہ میں بیٹھا ہوا برجیس تماشہ دیکھ رہا ہے اور سب اہل دربار میں یہ جو سردار پہونچا اُسنے
حارث پر تلوار لگائی حارث نے اُسکی تلوار چھین کر اور زین مرکب پر سے اُٹھا کر بالائے آسمان پھینکا
جیسا وہ طرف زمین کے آنے لگا چہ رنگ کیا یہ قوت اور یہ طاقت حارث کی دیکھکر اہل دربار برجیس
نے باہم چشمک زنی کی اور کہا اشارہ سے کہ بہت زبردست ہے اُدھر حارث نے پھر مبارز طلب
کیا اور ایک پہلوان نکلا اُسکو بھی حارث نے جان سے مارا تا دوپہر لشکر طومار شاہ کے بیس لشکر
برجیس کے دس پہلوان مقابلے کو آئے پانچ زخمی ہوئے پانچ مارے گئے اب جو مبارز طلب کیا
حارث نے تو لشکر ارزنگ سے باجازت طومار شاہ وارزنگ ارمان شیر صولت نکلا
حارث سے مقابلہ کیا حارث نے اُسکو بھی مجروح کیا نہنگان فیل پیشانی نے آکر مقابلہ کیا
حارث نے اُسکو بھی مجروح کیا اور ایک پہلوان نکلا وہ بھی مارا گیا اُسدن کی میدان داری میں
بہرام مردار خوار حشام دیوکش وغیرہ لشکر ارزنگ کے پہلوان دوپہر سے شام تک مجروح
ہوئے اور آٹھ سردار جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر واپس گئے پھر

پھر لشکر کفار مین بحکم برجلیس طبل جنگ بجا برجلیس نے اہل دربار سے کہا کہ مین نے صرف دل بڑھانے
کے لیے آج انکو غالب کیا کہ شاید وہ راہ پر آجائین چونکہ میدان سے سختگان بھی آچکا تھا یہان
موجود تھا عرض کیا کہ یہ لوگ راہ پر نہ آئینگے اور شیر ہو گئے آواز آئی تو پریشان نہو ہم غارت
کیے دیتے ہین جب یہان طبل جنگ بجا تو لشکر اسلام مین بھی ہرکارون نے خبر کی وہان بھی طبل جنگ
بجا دونون طرف سے دربار برخاست ہوئے رات بھر تیاری جنگ ہوئی صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے طومار شاہ وغیرہ اسوقت آئے کہ جب برجلیس دربار مین آچکا تھا جب صفین آراستہ
ہوچکین نقیب نقابت کر چکے آج لشکر کفار سے شبرنگ خودپرست اجازت لیکر دربارگاہ
برجلیس کو سلام کرکے میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بہزاد طوسی نے نکلکر مقابلہ کیا
شبرنگ کو زخمی کیا اور دوپہر تک مین دس پہلوان لشکر آفتاب پرست کے قتل اور مجروح کیے
آج پھر دوپہر سے لشکر چترنگ کے پہلوان میدان مین آنے لگے بہزاد کے ہاتھ سے مجروح اور
قتل ہونے لگے شام تک پندرہ پہلوان لشکر چترنگ کے بھی مجروح اور مقتول ہوئے شام کو
طبل بازگشت بجا دونون لشکر واپس گئے پھر لشکر کفار مین اور لشکر برجلیس مین طبل جنگ بجا لشکر
اسلام مین بھی کوس حربی بجا آج پھر اہل دربار سے برجلیس نے وہی کلمہ کہا اندر سے حجاب قدرت
کے دربار برخاست کیا محکوم شاہ نے بھی دربار برخاست کیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو
دونون لشکر میدان مین آگئے برجلیس بارگاہ مین آکر بیٹھا یہان بعد صف آرائی اور نقابت نقیبان
لشکر کفار سے حشام میدان مین آیا باجازت طومار شاہ اسی طور سے سلام کرکے مبارز طلب کیا
آج لشکر اسلام سے حاکم پسر محکوم نے نکلکر مقابلہ کیا چونکہ حشام زبردست تھا اس سے حاکم
پسر محکوم شاہ نے مقابلہ کیا اور اہل اسلام کا ستارہ بھی اوج ترقی پر تھا حاکم نے حشام کو مجروح
کیا پھر قنار دیوکش نکلا باجازت طومار شاہ وہ بھی مجروح ہوا تا دوپہر پندرہ سردار مجروح اور
دس جان سے مارے گئے دوپہر سے لشکر ارژنگ وچترنگ مین لگا لگا شام تک تیس سردارون کی
نوبت آئی جسمین بیس تو مجروح ہوئے اور دس جان سے مارے گئے شام ہوگئی دونون بادشاہ
طبل بازگشت بجا کر فرودگاہ پر واپس آئے محکوم شاہ نے دربار کیا برجلیس تو دربار مین موجود تھا
طومار شاہ وغیرہ میدان سے دربار مین آئے طومار شاہ وغیرہ نے آکر سارا حال جنگ کا بیان
کیا اور کہا کہ خداوند کہانتک اپنے بندون کو قتل کرائیے گا خدا پرست کسی طور سے راہ راست پر نہ
آئینگے آواز آئی کہ ہم سوچ رہے ہیں ضرور انپر اپنا عذاب نازل کرینگے سختگان نے عرض کیا کہ یہ لوگ
بہت مغرور ہین انکو امان دینا یا یہ خیال کرنا کہ کسی طور سے مان جائین بالکل عبث ہے انکا قتل ہی
لازم ہے آواز آئی کہ پرسون دیکھ لینا یہ حکم دیا کہ طبل جنگ بجے جب حکم نقارہ رزمی بجایا گیا لشکر کو معلوم
ہوا کہ کل پھر مقابلہ ہوگا لشکر اسلام مین بھی ہرکارون نے خبر پہونچائی وہان بھی نقارہ بجا رات بسر ہوئی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے برجلیس بارگاہ مین آیا اور سب حاضر دربار ہوئے
جب وہان نقیب نقابت کر چکے تو لشکر ارژنگ سے قرماسپ اپنے مرکب کو جولان کرکے اور
ارژنگ و طومار شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک سردار
مقابلے کو نکلا نیزہ بازی ہوئی جب تلوار کی نوبت آئی تو سردار اسلام مجروح ہوا اسنے پھر مبارز طلب
کیا اور ایک بہادر نکلا وہ بھی مجروح ہوا پھر مبارز طلب کیا اور ردینار میدان مین آیا وہ بھی مجروح

ہوا پھر مبارز طلب کیا اور ایک جری میدان میں مقابلے کو آیا اِسنے بھی جام شہادت نوش کیا پس
حاکم بن محکوم کو تاب نہ رہی اپنا مرکب بڑھا کر اور اپنے باپ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور قرباسپ
سے مقابلہ کیا ہم تنگا ور رہوار دونوں مرکب برابر رہے صرف بسبب مسلمان ہونے کے اِسقدر ہوا کہ
قرباسپ کا مرکب نیم قدم ہٹ گیا قرباسپ نے نیزہ مارا حاکم نے نیزے کو نیزے پر روکا تادیر
نیزہ بازی ہوا کی حاکم نے سنان نیزہ قرباسپ کو نکال دیا اُسکو غصہ آیا چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی پرزے
پرزے اُڑ گئے باہم گرز بازی ہونے لگی نیزے زمین پر پھینک دیے طوب گرز بازی ہو لی جب اُنمین
بھی کار براری نہ ہوئی تو گرز بھی پھینک دیے اور تلواریں نیام سے لین ضرب شمشیر چلنے لگی رد و بدل ہونے
لگی خوب تلوار چلنے لگی نوبت یہ ہوئی کہ سپریں غربال ہو گئیں مگر کوئی مغلوب ہوتا ہی نہ تھا راوی
نے بیان کیا ہے کہ دو پہر تک تلوار چلی قریب دوپہر قرباسپ نے برہم ہو کر وار کیا اُسکو حاکم نے اپنی
سپر پر روکا اور خود وار کیا قرباسپ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار حاکم کی اب سپر کو کاٹ کر
خود و بلغہ کو کاٹتی ہوئی کاسۂ سر میں در آئی زخم کاری لگا اُسنے دستانہ مارا تلوار کھینچا کر نکل گئی
مگر چادر خون کی جاری ہوئی غشی طاری ہوئی حاکم نے آواز دی کہ اُسکو لیجاؤ یہ مجروح ہو گیا ہے لوگ
آ کر لے گئے حاکم نے مبارز طلب کیا لشکر کفار سے ایک سردار نے نکلکر مقابلہ کیا حاکم نے اُسکو بھی
قتل کیا پس تا شام حاکم نے بیس سردار لشکر کفار کے مجروح کیے اور بہتیرے جان سے مارے
جب یہ رنگ طوماربشاہ وارژنگ نے دیکھا ایک مرتبہ بارگاہ کیطرف منہ کر کے پکارے
کہ فریاد ہے خداوند آفتاب کی ہم خداپرستوں کے ہاتھ سے بہت پریشان ہو گئے ہیں اے خداوند
رحم فرمائیے یہ صدا جب برجلیس نے سنی ایک مرتبہ تخت پر بیٹھے بیٹھے دونوں ہاتھ تخت پر مارے
اور با آواز بلند کہا کہ اے پدر بزرگوار میں آپ سے کہتا ہوں یا خداوند آفتاب اب ان خداپرستوں نے
بہت سر اُٹھایا ہے اندھیر مچایا اور میرا عذاب نازل فرمائیے مینے اِس سبب سے آپسے انکی سفارش کی تھی
کہ یہ بندے بہت ہی پرفتوت ہیں دوسرے حسین بھی ہیں ابھی انکو نہ غارت فرمائیے آپ تو
پہلے ہی دن غارت فرماتے تھے یہ خیال تھا کہ شاید راہ راست پر آ جائیں مگر معلوم ہوا کہ مغرور و سرکش
ہیں اب میں انکی فریاد آپ سے کرتا ہوں گو میں بھی آپکا نائب و فرزند ہوں مگر جبکہ آپ موجود ہیں
تو میں کیوں پیشقدمی کروں یہ جب برجلیس نے کہا ایک مرتبہ صدا آئی کہ اے فرزند من و اے نائب من
تو پریشان نہو اور اطمینان رکھ میں نے تو صرف تیری سفارش کے سبب سے نہیں غارت کیا ورنہ
ابتک تو غارت کر چکا ہوتا تیرا قصہ بھی ہو جاتا اب تو نے کہا ہے کہ آج رات بھر انکو مہلت دی جاتی
ہے کل عذاب نازل کیا جائیگا یہ لوگ بہت خودسر ہیں کبھی راہ پر نہ آئینگے یہ جو صدا آئی سب اہل
دربار کانپ کر رہ گئے باہم اشارے کرنے لگے کہ اب ضرور غضب نازل ہوگا افسوس یہ لوگ مفت
میں برباد ہونے لگے ہیں خودسر ہیں کہ کسی طور سے راہ راست پر نہیں آ سکتے ہیں یہاں تو یہ تقریر ہو رہی
ہے اور یہ فریاد برجلیس نے کی ہے وہاں میدان میں شام قریب ہے اور حاکم اسقدر سردار قتل کر چکا ہے
اور مجروح کہ جنکی کچھ حد نہیں اور طوماربشاہ نے فریاد کی کہ جسکے سبب سے برجلیس نے فریاد کی اور وہ صدا
مذکور برجلیس کو آئی کہ برجلیس اُس صدا کو سنکے خاموش ہو رہا پس یکایک اُس آسمان سے جو
کہ لشکر اور بارگاہ پر محیط تھا اُسکو حرکت ہوئی اور وہ آسمان دراز ہو کر لشکر طومار پر جو کہ میدان میں صف آرا
تھا محیط ہوا اور ایک صورت مہیب اُس آسمان سے ظاہر ہوئی اور اُسنے رخ لشکر اسلام کی طرف کیا اور پکارا

کہ اے محکوم شاہ ہمکو ثابت ہو گیا کہ تم لوگ بہت خودسر ہو اور کسی طرح راہ پر نہیں آتے ہو اور بہت سے
میرے بہادرون کو تمنے قتل کیا ہے لہٰذا تمکو خبر کیجاتی ہے اور اس شب کی مہلت دیجاتی ہے کہ تم لوگ باہم صلاح
کرکے آؤ اور اطاعت کرو اور ترک دین اسلام کرو ورنہ کل صبح کو تم سب پر عذاب نازل ہوگا تم سب
غارت کیے جاؤگے اگر اس میرے کہنے پر عمل نہ کروگے ہم فرشتہ قدرت و ملک الموت قدرت ہیں محکوم
شاہ وغیرہ نے جواب دیا کہ او مرتد تو کون ساحر ہے جو تیرے بنانے سے بن سکتے ہیں بنا لے ہم لوگ
کبھی اطاعت نہ کرینگے جادو ہو جائے سامنے سے ایسی بکواس سے کسی بزدل اور نامرد کو خوف دلا
ہم جان کو جان نہیں جانتے ہیں سر کو ہتھیلی پر ہر وقت رکھے رہتے ہیں اور تو کیا ہے ہم لوگ وہ نہیں ہیں
کہ راہ نیک کو ترک کریں راہ بد اختیار کریں یہ کہکر محکوم شاہ نے ہزارون گالیان دین اور سخت و سست
بہرجلیس کو کہا یہ جو حرکت محکوم شاہ سے ہوئی بہرجلیس تو آسمان ہیں یہ کہکر پنہان ہو گئی کہ کل تمکو
اس سخت کلامی کی سزا ملیگی ادھر حاکم نے قصد کیا کہ مبارز طلب کرے کہ ادھر طومار شاہ نے بصلاح
سرہنگان طبل بازگشت بجوا دیا شام ہو چکی تھی آج یہ سب خداپرست قصد کیے ہوئے کھڑے تھے کہ اگر
کوئی سردار اسوقت مقابلے کو آیا خواہ وہ مجروح ہو خواہ قتل ہم سب تلوارین پکڑکر لشکر کفار پر جا
پڑینگے اور اس لشکر کو بار کر بھگا دینگے کہ ہم کم ہیں اور وہ بہت ہیں اور اسی طرح سے بھگاتے ہوئے اُس
لشکر پر جا پڑینگے اسکو بھی قتل کرنا شروع کرینگے یا شکست دینگے یا خود مر جائینگے جو کچھ ہو جب طومار
شاہ نے طبل باز بجوا دیا ان لوگون کے دل کی حسرت دل میں رہ گئی محکوم شاہ بھی اپنے فرزند کو
اپنے ہمراہ لیکر اور طبل بازگشت بجوا کر واپس آیا فرودگاہ پر لشکر نے کمر کھولی محکوم شاہ نے دربار کیا
سب حاضر دربار ہوئے محکوم شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ کل ہم سب پر ضرور شکست ہوگی خبردار رہنا میرے نزدیک
تو بہتر یہ ہے کہ کل تلوارین پکڑکر لشکر کفار پر جا پڑو گو ہماری کیا اصل ہے اس لشکر کے نزدیک وہ لشکر بہت ہے مگر نام ہو جائیگا
سب نے عرض کیا کہ ہمنے آج ہی قصد کیا تھا کہ گو ہماری ظفر ہو رہی ہے ہم مغلوب نہیں ہوئے ہیں مگر یہ خیال کیا
کہ انکے ہاتھ سے کسی صورت سے مفر نہیں ہے بس وہ کام کرو کہ تا ہمر و ماندہ قیامت تک ہم سبکے نام صفحہ ہستی پر
باقی رہین مگر کیا کرین کہ شام ہو گئی اور طبل باز بجگیا محکوم شاہ نے کہا کہ دیکھا جائیگا کل سہی یہان تو یہ
گفتگو ہو رہی ہے وہان طومار شاہ وغیرہ لشکر لیکر فرودگاہ پر آئے لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا اور خود دربار
مین آئے بہرجلیس نے اندر سے حجاب کے کہا کہ کیا گذرا طومار شاہ نے سب حال مقابلے کا اور شکل
کے ظاہر ہونے کا بیان کیا اور محکوم کی سخت کلامی بہرجلیس سے کہی بہرجلیس نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کل ان
سب کو ہین ضرور غارت کرونگا اسوقت طبل جنگ بجا بہرجلیس نے دوبارہ یہ خواست کیا سب سردار
باہم یہ تقریر کرتے ہوئے بارگاہ سے باہر آئے کہ غضب ہو گیا کہ خداوندزادے خود خداوند کو غصہ آگیا
اب کوئی اہل اسلام سے نہ بچے گا یہ لوگ اپنے مقام پر آئے ادھر محکوم شاہ کو ہرکارون نے جاکر
خبر دی کہ بہرجلیس نے طبل جنگ بجوایا ہے یہ کہکر کہ کل سب خداپرستون کو غارت کرونگا میرے ہاتھ
سے جا نے کہان ہین محکوم شاہ نے حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگ بجے بقوت خداوند ہم سب کو قتل
کرینگے اگر ہمارے خدا نے ہماری کمک کی یہان بحکم محکوم شاہ طبل جنگ بجا دوبارہ یہ خواست کیا
سب سردار اپنے اپنے خیمون مین آئے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے دونون لشکرون میں
طلایہ پھرنے لگا محکوم شاہ و سرداران لشکر نے وہ رات عبادت خدا مین بسر کی اور اپنی ظفر کی
درگاہ خدا سے دعا کی چونکہ آجکل ستارہ اہل اسلام کا ادبار مین تھا اور کفار کا ستارہ ترقی پر تھا دعا

ان سب کی درجۂ اجابت تک نہ پہونچی نوبت با ینجا رسید کہ عابد شب زندہ دار ماہ طرف عبادت خانۂ
مغرب کے مع اپنے ہمراہیون کے راہی ہوا یعنی ماہ بغروب ہو گیا اور آمد آمد شاہ خاور کی افق مشرق
سے شروع ہوئی سب اہل اسلام نے بجا دون پرستہ دعا مانگ کر اٹھے کفن زیب تن کے غسل کیا اسم
سے لباس پہنا ہتھیار لگائے وزیر دولت محکوم شاہ پر آکر کھڑے ہوئے انکو یقین ہو گیا تھا کہ آج روز
یوم شہادت ہم سب کا ہے کیونکہ بیجنے کل بہت منت کلامی کی ہے اس سبب سے یہ بندوبست کیا یہان
محکوم شاہ بھی اسی طور سے آراستہ ہوکر اپنے خیمے سے برآمد ہوا لشکر آراستہ پایا سب کو ہمراہ لے کر
طرف میدان جنگ کے چلا اور حکم دیا کہ کل خیمہ وغیرہ شہر میں لیجاؤ اور وزیر سے کہا کہ شہر کا بندوبست
کر کے قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرے آج رنگ مقابلے کا اچھا نہوگا شاید ہم کو شکست
ہو تو ہم آکر قلعہ بند ہون محکوم شاہ بہت عقلمند اور دانا تھا انجام کا بہت خیال رکھتا تھا اسی سبب
یہ حکم دیا اسیوقت کارندے سب خیمے و بارگاہین وغیرہ اکھڑوا کے اندر شہر کے لیگئے اہل شہر نے جو دریافت
کیا انھون نے جواب دیا کہ ظفر ہو گئی بادشاہ بھی شام تک تشریف لائین گے یہان بہت خوشی سب
اہل شہر کو ہوئی مگر ان لوگون نے جاکر وزیر کو حکم شاہی سے خبردار کیا اور جو اہل شہر سے کہا تھا وہی
وزیر سے کہا کہ ہمنے اہل شہر سے یہ کہا ہے وزیر نے کہا کہ تمنے بڑی دانائی کی اور خود وہان دربار میں آیا
اور سب کو جمع کر کے حکم دیا کہ قلعہ آراستہ کرو لوگون نے دریافت کیا کہ کیا ہوا کہا کہ اپنا بندوبست
پیشتر سے کرنا ضرور ہے جنگ و معرکہ دارد خدا نخواستہ بادشاہ کو شکست ہو اور قلعہ بند ہون تو یہ سب
سامان درست ہونا لازم ہے تاکہ وقت پر دقت نہو انھون نے کہا کہ ہمنے تو شہر میں یہ چرچا سنا ہے
کہ ظفر ہو گئی اور بادشاہ شام تک مع خدم و حشم تشریف لاتے ہیں ہم مبارکباد دینے والے تھے
آپ یہ فرماتے ہیں وزیر نے کہا کہ اسمین یہ مصلحت ہے کہ اگر میں ایسا ظاہر کر دیتا تو شہر میں غدر مچ جاتا
اور لوگ پریشان ہوتے شاید ظفر ہو جاتی تو یہ پریشانی اہل شہر کو بیکار کی ہوتی سب نے جواب
دیا کہ بجا ارشاد ہوا بس سب سردار یہان تو اسیوقت سے جو کہ باقی تھے قلعے کا بندوبست کرنے لگے یہان
تو بندوبست قلعہ ہو رہا ہے وہان محکوم شاہ میدان میں پہونچا صف آرا ہوا ادھر لشکر کفار میں
جب بعد جلسہ بارگاہ میں پہونچا ہے آجکا تو اسوقت طوبار شاہ وغیرہ مع اژدر تک و
چتر تک کے دس لاکھ کا لشکر لیکر میدان میں آکر ہم مقابل لشکر اسلام صف آرا ہوئے جب
صف بندی ہو چکی اسوقت نقیبان لشکر انھون نے نقابت کی اور بعد نقابت کے داخل
لشکر ہوئے دونون لشکرون پر سناٹا سا چھا گیا بعد تھوڑے توقف کے لشکر کفار سے ایک پہلوان
صمصام جنگ خنجر باجازت طوبار شاہ میدان میں آیا مبارز طلب کیا ادھر سے ایک دلاور
نے محکوم شاہ سے اجازت لیکر گھوڑا باگ کا لیا ابھی وہ بہادر مقابل صمصام نہ پہونچا تھا کہ وہ
آسمان جو کہ محیط تھا میدان پر اسمین برق چمکی اور صدا آئی کہ او خدا پرست کہان جاتا ہے ادھر دیکھ
یہ جو صدا آئی تو اس بہادر نے سر اٹھا کر دیکھا کہ یہ صدا کہان سے آئی دیکھا کہ جو آسمان محیط لشکر کفار
ہے اس سے ایک شکل مہیب ظاہر ہے جیسے ہی اس دلاور نے دیکھا اس شکل سے صدا آئی
کہ کیون اپنی جان تلف کرتا ہے اپنے خدا کو پہچان اور اپنی زندگی کو غنیمت جان ہر جبیں کو سجدہ کر
اس بہادر نے اس شکل کو دیکھکر اور وہ صدا سنکے لاحول زبان پر جاری کی اور فوراً دوش پر سے
کمان لی اور یہ اپنے دل میں خیال کر کے کہ اس شکل نحس کو نشانۂ خدنگ بنائیے یہ سوچکر اور ترکش

سے تیر نکالا کمان میں پیوستہ کرکے اُس شکل کو تاک کر قصد کیا کہ خدنگ کو رہا کرون کہ صدا آئی او شوخ کار
کیا کرتا ہے اپنے خدا کو نشانۂ خدنگ بناتا ہے ارے کیون اپنی جان کو برباد کرتا ہے یہ مرغ تیر میرا کچھ نہ کریگا
پھر تو پچھتائیگا وہ داغ کمان چلا کر اگر مجھکو جلال آگیا تو پھر تجھکو کہیں پناہ نہ ملیگا سواے جان دینے کے
کچھ نہ حاصل ہوگا یہ کب سنتے ہیں تیر کو رہا کیا اُدھر سے تیر چلا اُدھر وہ شکل اُس آسمان پر پنہان ہوئی
یہ کہکر کہ تم سب کی قضا ہی آگئی ہے شکل کا پوشیدہ ہونا تھا کہ اُسی مقام پر سے ایک آفتاب پیدا ہوا
خورشید اصلی پنہان ہوگیا گرمی کی شدت اُسی طور سے ہوئی جیسا کہ مانا بادہ ارژنگ پرستون کے جب
آفتاب نکلتا تھا اور گرمی کی شدت ہوتی تھی سب خداپرست گرمی سے پناہ مانگنے لگے اُس گرمی
سے پناہ پانی دشوار ہوئی یہان یہ بہادر تیر لگاکر کھڑا ہوا اور قصد کیا کہ میدان میں جاؤن کہ وہ آفتاب
نکلا پہنچتے ہی اُس تیر پر آفتاب کا عکس پڑا تیر جل کر خاک ہوگیا انھون نے دوسرا تیر اور نکالا اور
پیوستہ کرکے قصد کیا کہ رہا کرون آفتاب کو نشانۂ خدنگ بناؤن کہ آفتاب کا عکس اس بہادر
پر پڑا بس ساکت ہوکر رہگیا جسطور سے کمان کو کھینچا تھا اُسی طور سے رہگیا بس جیسے ہی عکس پڑا
پر سے دھوان نکلا عرصہ نہ گذرا تھا کہ گوشۂ کمان سے شعلہ پیدا ہوا اُسنے اُس بہادر کو مثل چنار
خشک کے جلا دیا ایکبارگی شدت گرمی سے اہل اسلام بیقرار تھے گھبرائے ہوئے تھے دوسرے
یہ جو واقعہ درپیش ہوا اور حیران ہوئے مگر استقلال کو کام میں لائے قضا کو مقدم خیال کیا عنان صبر
کو ہاتھ سے نہ دیا بڑے دیندار تھے اس واقعہ کو بھی سحر کا کارخانہ خیال کرکے خاموش رہے اُسی طور سے
صف بستہ کھڑے رہے وہ آفتاب اس بہادر کو جلا کر پنہان ہوگیا خورشید عالمتاب نکل آیا گرمی
جاتی رہی کہ پھر اُس صمصام نمک حرام نے مبارز طلب کیا اُدھر سے پھر ایک بہادر نکلا اور مقابلہ
کو چلا پھر وہی واقعہ درپیش ہوا کہ اُس شکل نے پہلے نکلکر نصیحت کی جب نہ مانا تو آفتاب نے ظاہر
ہوکر جلا دیا اور پوشیدہ ہوگیا صمصام نے مبارز طلب کیا ان لوگون کو کب یہ تاب تھی کہ مقابلہ کو
نہ جاتے پھر مقابلہ کو ایک جری نکلا وہ بھی اُسی طور سے جل کر خاک ہوگیا اب انکو تاب نہ رہی
محکوم شاہ نے خیال کیا دل میں کہ اگر ایک ایک اسی طور سے جائیگا تو یہ آفتاب سحر جلا دیگا
بہتر یہ ہے کو ایک مرتبہ حملہ کرو جو کچھ ہو یا تو مر جاؤ یا قتل کرکے بھگا دو گو یہ امید نہیں ہے کہ بھگا دین کیونکہ وہ لوگ
بہت ہیں اور ہم کم یہ مثال ہے جیسے آٹے میں نمک اس جلنے سے تو یہ مرنا بہتر ہے کہ تلوار سے مرین اپنی حسرت دل تو نکالے
بس یہ تصور کرکے لشکر کو حکم دیا کہ ان کفارون کو مار لو گو آج خلاف طریقۂ صاحبقران یہ حقیر
جنگ مغلوبہ کا حکم دیتا ہے گو ہمارے مذہب کے بالکل خلاف ہے مگر کیا کیا جائے اس بےکسی کے
مرنے سے تو یہ بہتر ہوگا یہ حکم دینا تھا کہ کل اہل اسلام تلوارین پکڑ پکڑ کر اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر
پلٹین اُٹھا کر ایک مرتبہ حملہ کرکے چلے محکوم شاہ نے بھی تخت کو ترک کیا مرکب پر سوار ہوا اور
خود بھی تلوار پکڑ کر چلا اِدھر اہل اسلام نرغہ کرکے چلے اب اُدھر کا حال ملاحظہ ہو کہ یہ جو حال کفار نے
دیکھا طوبار شاہ نے حکم دیا کہ خداپرست بقصد جنگ مغلوبہ آتے ہیں تم لوگ بھی انپر حملہ کرو
یہ حکم دینا تھا کہ کفار بھی ایک مرتبہ اپنے مقام سے تلوارین اُٹھا کر چلے پر چلیس بارگاہ میں بیٹھا ہوا
تماشہ دیکھ رہا ہے اہل دربار سے بار بار حجاب قدرت کے اندر سے کہتا ہے کہ تم نے میری
قدرت اور میرے غضب کو دیکھا کہ کیونکر میں نے خداپرستون کو جلایا اور کیونکر انکو غارت کیا وہ لوگ
ایسے نادان ہیں کہ خود تو کم ہیں اور اس لشکر سے جنگ مغلوبہ پر آمادہ ہوئے ہیں اس نادانی کی کوئی حد ہے سب اہل دربار

کہہ رہے ہین کہ آپکی بڑی قدرت ہی اور بہت بڑی شان آپکے غیظ و غضب سے کسی کو پناہ نہین ملسکتی
ہی ان سب نے اپنی صفت مین جانین تلف کین یہان تو یہ گفتگو ہو رہی ہی ادھر دونون لشکر ال گئے
باہم تلوار چلنے لگی بازار مرگ گرم ہو گیا سوار و پیدل مر مر کر گرنے لگے بسمل مثل مرغ سر بریدہ کے خاک
پر لوٹنے لگے اہل اسلام نے اسدن ایسی جرأت کی کہ پہلے حملہ مین کئی ہزار کفار قتل کیے مگر چارون
طرف سے گھر گئے اپنی شمشیر زنی سے باز نہین آتے ہین اہل اسلام کی شمشیر کا یہ حال ہی کہ بموجب شعر
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد + سر از دو کرد و دو را چار کرد + نعرۂ بہادران سے زمین معرکہ ہل رہی تھی
جوے خون روان تھی سر مثل حبابون کے تیر رہے ہین تن مثل مگر کے ہاتھ مثل ماہیون کے نیزے
مثل افعی دراز کے سپر مین مثل سنگ پشت کے بازار مرگ ہی کہ گرم ہی زمانہ رستخیز برپا ہی نقیب بہادرون
کے دل بڑھا رہے ہین اہل اسلام قدم جمائے ہوئے لڑ رہے ہین کھیت سے باہر نہین ہو سکتے ہین
اتنے بڑے لشکر سے ثابت قدمی سے لڑ رہے ہین ملک الموت ہر طرف روحین قبض کرتے پھرتے
ہین ایک کی روح قبض کی ہزار مر کر گرے آب تیغ کی طغیانی ہی سپرون کی کالی گھٹا بلند ہی اسمین
برق شمشیر چمک رہی ہی سنانین مثل شرارون کے چمک رہی ہین صداے سم اسپان سے زمین معرکہ
کو زلزلہ ہوتا ہی ون کی صدا سے کچھ سنائی نہین دیتا ہی جنگی باجے بج رہے ہین ایک طرف حاکم بہا
گھکوم شاہ وہ شمشیر زنی کر رہا ہی کہ کفار کو پناہ نہین ملتی ہی شعر یکے زخم زد بر تن پہلوان + گزان
زخم لرزید پیر و جوان + کسی مقام پہ چقا چاق خنجر بلند ہی باہم کفار و مومن خنجرون سے لڑ رہے ہین
جو سے خون جاری ہی اس مقام پر یہ شعر ہی شعر چقا چاق خنجر بگردون رسید + زمین خون شد و خون
بگردون رسید + ایک سمت گرز زنی ہو رہی ہی صداے تڑاق تڑاق بلند ہی کفار پیوند خاک
ہو رہے ہین باجے جنگی بج رہے ہین صورت یہ ہی کہ ابھی تک اہل اسلام کا غلبہ ہی کفار کو گوشۂ پناہ
نہین ملتا ہی سواے کو بچہ زخم کے زخمی ہو ہو کر گر رہے ہین اہل اسلام بڑھتے ہوئے چلے آتے ہین
گو اہل اسلام تین لاکھ ہین اور کفار دس لاکھ مگر جی چھوڑ دیے ہین کیون نہو کس کے زیر کیے
ہوئے ہین اور کس بہادر کی آنکھین دیکھے ہوئے ہین جو کہ ہزار کو برابر ایک کے جانتے ہین ایسی جنگ
رستا نہ اہل اسلام نے کی اور ایسی کفار کشی کی کہ لاشون کے ڈھیر سرون کے انبار لگ گئے مرکب کوتل
پھر رہے ہین لاشون کو پامال کرتے ہوئے غبار اسقدر میدان جنگ مین بلند ہی کہ زیر آسمان ایک
آسمان خاکی بنگیا ہی جیسا کہ شاعر نے شعر کہا ہی شعر ز سم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و
آسمان گشت ہشت + صداے بندوق سے گوش کر ون کر ہوئے جاتے ہین یہ رنگ جو برجیس
نے بارگاہ سے بیٹھے بیٹھے دیکھا او خیال کیا کہ خدا پرست بڑی بہادری سے مقابلہ کر رہے ہین گو
میرا لشکر بکثرت ہی مگر بھاگتا پھرتا ہی اور ہزارون میرے لشکر کے سوار مارے گئے ہین اہل اسلام
جان دے دے کر لڑ رہے ہین ایک مرتبہ خونخوار شاہ سے کہا کہ سمار شاہ کو مع دس لاکھ لشکر
کے ہمراہ کر کے طوبار شاہ روانہ کرو خونخوار نے سمار کو روانہ کیا اسیوقت لشکر مین کرنائی
ہوئی لشکر تیار ہو کر سمار شاہ کے ہمراہ روانہ ہوا یہان برجیس نے ایکمرتبہ قبۂ بارگاہ کی
طرف سر اٹھا کر کہا کہ اے والد بزرگوار یہ کیا کہ اہل اسلام کم ہین اور غالب آتے ہین یہ وقت کمک کا
ہی اپنے بندون کی کمک فرمائیے آواز آئی کہ پریشان نہو ہم غافل نہین ہین کوئی فعل ہمارا خالی
از مصلحت نہین ہوتا ہی تو نے سمار شاہ کو روانہ کیا خوب کیا اب مین اپنا عذاب نازل کرتا ہون

دیکھ لے یہ جو صدا آئی سب اہل دربار کانپ کر رہ گئے ہرچلیس خاموش ہو رہا اُدھر جنگ مغلوبہ
ہو رہی تھی طومار شاہ لڑ رہا تھا مگر لشکر بہت کام آیا تھا اہل اسلام نے جی چھوڑ دیئے تھے ہزاروں
لاشین خاک معرکہ پر پڑی ہوئی تھین سر مانند اولون کے پڑے ہوئے تھے کہ مسمار شاہ لشکر لیکر
پہونچا چونکہ اہل اسلام کا ستارہ گردش مین تھا ہر چند سبب فتح کی شکست ہو گئی فوج تازہ جو پہونچی
اُسنے چارون طرف سے گھیر لیا اور لڑنے لگے اہل اسلام بھی لڑنے لگے دونون طرف کے سوار و
پیدل قتیل ہو ہو کر گرنے لگے پھر رستخیز بپا ہوا چھری بیخ سرون کا برسنے لگا پھر برق شمشیر چمک
چمک کر گرنے لگی پھر دریائے خون کی طغیانی ہوئی کشتی حیات مرگ طوفان مین
مبتلا ہوئے بازار مرگ پھر گرم ہو گیا یہ لشکر تازہ جو آیا اُسنے لڑائی کو روکا دن بھر
ہوا ہے کہ اہل اسلام لڑ رہے ہین ایک تو یہ لوگ کم ہین دوسرے بہت سے مجروح
ہو گئے ہین مگر اُسی طور سے لڑ رہے ہین کسی مقام پر کمی نہین کرتے ہین عجب طرح کی جنگ واقع
ہوئی ہر نشان لشکر بلند ہین ادھر تو لشکر تازہ نے دبا ڈالا اُدھر ہرچلیس نے جو فریاد کی ایک مرتبہ
آسمان شق ہوا اور آفتاب ظاہر ہوا اُسکی گرمی نے اہل اسلام کو پریشان کیا ایک جنگ مغلوبہ کی گرمی
دوسرے آفتاب کی تپش سے یہ غضب ہوا کہ اُس آفتاب نے جلانا شروع کیا اب اہل اسلام کا
عجب عالم ہوا ٹھہرنا مشکل دم لینا دشوار ہوا اسی اثنا مین جو کہ لشکر کو لڑوا رہا تھا یعنی حاکم بن مخکوم
شاہ وہ ہاتھ سے دیلم کے مجروح ہوا اُدھر مخکوم شاہ سے اور مسمار شاہ سے مقابلہ ہو گیا مخکوم
شاہ نہایت پریشان تھا اور یہ سبب تھا ایک تو گرمی کے باعث سے اور اپنے لشکر کے لوگون کے
جانے کے سبب سے دوسرے اپنے فرزند کے مجروح ہونے کے سبب سے بس یہ بھی مجروح ہوا
ورنہ مسمار کی یہ لیاقت نہ تھی کہ مخکوم شاہ کو مجروح کرتا مخکوم شاہ کا زخمی ہونا تھا کہ ایک مرتبہ
لشکر اسلام کے قدم اُکھڑ گئے کچھ لوگ حاکم بن مخکوم شاہ کو تخت پر ڈال کر میدان جنگ سے
نکلے اور کچھ لوگون نے مخکوم شاہ کی فوج مین سے جو اپنے افسرون کو مجروح دیکھا کر ٹوٹ گئی گھونٹا
کھایا اور مجروح کھا کر جنگ سے گریز کرنے لگے اور سپاہ ایک سمت کو جمع ہوئے اس قصد سے کہ سردار
ہمارے مجروح ہوئے ہین مگر ہم ایسے حملہ کرین کہ کفار بھی یاد کرین مگر کفار نے جمع نہ ہونے دیا
پراگندہ کر دیا اُدھر اسلام بن تورج نے نشان لشکر اسلام کو قلم کر کے گرا دیا نشان کا گرنا تھا کہ اب
بالکل فوج اسلام کا دل ٹوٹ گیا یہ نشان کا قلم ہونا ادبار کا آنا ہے بس لشکر ایک مرتبہ فرار پر آمادہ
ہوا اور چل نکلا کفار نے قصد کیا کہ گھیر کر ان سب کو قتل کرین کہ آواز آئی اے بندگان من ان سب کو
نکل جانے دو کیا حاصل یہ جو صدا آئی کفار نے ایک طرف راہ خالی کر دی اہل اسلام نے جو راہ
پائی اُسی طرف سے بھاگے تم گئے آگے کے لوگ مخکوم شاہ کو اور حاکم بن مخکوم شاہ کو لیئے ہوئے
بھاگے جاتے تھے عقب مین اُنکے کل لشکر جو کہ قتل ہونے سے بچا ہو وہ تھا اُسکے عقب مین
کفار قتل کرتے ہوئے آتے تھے یہان در شہر کھلا ہوا تھا کہ یہ لوگ ایک مرتبہ داخل شہر ہوئے
اور کل لشکر بھی جب کفار اُنکے عقب مین قریب شہر پہونچے قصد کیا کہ اسیوقت شہر مین جا کر قتل
کر کے شہر پر قبضہ کر لیں جو صدا آئی کہ انکو شہر مین جانے دو تعاقب چھوڑ دو کوئی ضرورت تعاقب کی
نہین ہے یہ جو صدا آئی کل لشکر ٹھہر گیا اہل اسلام بہت جلد داخل شہر ہوئے در شہر بند کر لیا پل خندق
اُٹھوا دیا باندھ کھول دیا خندق مین پانی بھر دیا جب سب بند و بست ہو گیا اہل اسلام داخل شہر

ہوسئے اُدھر کفار کو صدا آئی کہ اب لشکر کو واپس آؤ کوئی ضرورت نہین ہو اگر یہ لوگ قلعہ بند ہو
ہین تو جا کہان سکتے ہین سب کو ایک مرتبہ قتل کرونگا اور مار ڈالتا ہین اپنا اسپر ضرور عذاب نازل
کرونگا مگر ہان یہ تدبیر ضرور لازم ہی کہ کچھ لشکر گرد قلعہ لیلا و نہار محاصرہ متعین ہو تاکہ اہل اسلام یہ نہ کرین کہ
قلعہ سے نکل کر لشکر پر شبخون مارین یہ حکم پاتے ہی اسیوقت طوما رشاہ نے قیصور کا دو شہزادہ اُدھم شوراں
کو مع ایک لاکھ سپاہ کے گرد قلعہ فروکش رہنے کا حکم دیا اور خود کل لشکر کو لیکر فرودگاہ پر آیا بعد ازان
شمار جو کیا تو اپنے لشکر کے سوارون کو قریب ایک لاکھ کے مجروح پایا اور قریب پچاس ہزار کے
کشتہ پاسئے اور اہل اسلام اس جنگ مین قریب چار ہزار کے درجہ شہادت پر فائز ہوسئے راوی
نے بیان کیا ہی کہ کفار نے اپنے لشکر کی لاشون کو دبا دیا اور زخمیون کو برائے علاج شفاخانہ مین
روانہ کیا اہل اسلام کی لاشون کو میدان جنگ سے اُٹھوا کر ایک غار مین ڈلوا کر اسمین ڈالدیا اور پر
سے خاک ڈالدی یہ سب بندوبست کر کے طوما رشاہ لشکر لیکر قیامگاہ پر آیا لشکر کو کمر کھولنے کا حکم
دیا خود دربار مین آیا جیسا بیٹھ چکا آواز آئی کہ اے بندۂ من کیا ہوا اسپر حال طوما رشاہ نے بیان
کیا حکم ہوا کہ کل قلعہ پر یورش کرنا اور قلعے کو لیلینا جتنی مہلت اس سبب سے اُنکو دی ہی کہ اُنکو قلعے
پر بھروسہ بڑا ہو وہ یہ بھی حسرت اپنے دل کی نکال لین کوئی حسرت باقی نہ رہجائے طوما رشاہ نے
کہا کہ بہت خوب پس بمجرد سننے یہ حکم کے کہ طبل بجوایا کہ کل قلعہ پر یورش ہوگا اور دربار برخاست
کیا اسپر اپنے مقام پر آسئے اُدھر شہر قلعہ قیصور مع ایک لاکھ سپاہ کے محاصرہ کے لیے
اُترا ہی قلعے کو اکل گھیر لیا ہی بیرون قلعہ و شہر تو یہ بندوبست ہوا اندرون قلعہ جب لشکر داخل ہوا اور جو
مجروح تھے وہ شفاخانہ کو روانہ ہوسئے اُنکا علاج ہونے لگا وزیر تحکوم شاہ اور تحکوم شاہ کو
اُسی حالت سے ایوان مین لایا تھا کہ گلواسئے بادشاہ کے اور فرزند بادشاہ کے بھی اور کل سردارون
کے بادشاہ کو ہوش آیا اپنے کو قلعے مین پایا حال دریافت کیا وزیر نے جو حال تھا سب بیان
کیا بادشاہ نے کہا کہ تم جا کے قلعے کا بندوبست کرو جو لشکر قتل ہونے سے بچکر آیا ہی اور داخل قلعہ ہو
اُسکو مقام مناسب پر فروکش کرو اور خوب قلعے کا بندوبست کرلو نہ ضرور ہوگا وزیر بادشاہ کے
پاس آیا اور خوب بندوبست کرلیا دو لاکھ اسی ہزار سپاہ تھی گئی تھی ایک لاکھ بیس ہزار تو کام
آسئے اسقدر باقی تھے اُنمین دس ہزار مجروح تھے پس دو لاکھ ستر ہزار سپاہ کو فصیل اور برج قلعے
پر مقرر کیا نوبت لگی ہزار قلعے پر چڑھوادین اور ہر مقام پر پہرہ چوکی مقرر کر کے خدمت بادشاہ مین
آیا یہان سب حاضر تھے حاکم بن تحکوم بھی پٹی باندھے بیٹھا تھا کہ چوبدار دروازے سے ہرکارے آئے
اُنھون نے بادشاہ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ کفار نے طبل یورش بجوایا ہی اُنکا قصد ہی کہ کل قلعے
پر یورش کرین باقی خیریت ہی اور قیصور ایک لاکھ سے گرد قلعہ محاصرہ کیے ہوسئے پڑا ہی تحکوم
نے وزیر کی طرف دیکھا اُسنے عرض کیا کہ آپ پریشان نہون قلعہ خوب آراستہ ہی کیا طاقت ہی انکی
کی قلعہ لے سکے پس تحکوم نے ایک آہ سرد دل سے کھینچی اور کہا کہ افسوس مین بھی مجروح ہون
اور میرا فرزند بھی اور کل سردار کیا ہوگا سب نے کہا کہ ہم سب اپنی جانین لڑا دینگے حریف کو اندر
شہر کے نہ آنے دینگے اُسوقت سب ایک قسم ہوئی پس تحکوم نے ناموس کو اپنے عیار کے ہمراہ کر کے
کہ نام اُسکا تیز رفتار تھا مع دس ہزار سوارون کے اور خزانے کی طرف اور نگوشتیہ کے اپنے بھائی
احکام شاہ کے پاس روانہ کیا اور سب حال تحریر کر دیا وہ ناموس کو چور دروازے سے لیکر

طرف ز نگوشیہ کے چلا گیا یہان یہ خبر تو آچکی تھی کہ طبل یورش بجا ہو بس سب نے سجادے بچھا
اور عبادت خدا مین مصروف ہوئے اُدھر لشکر کفار مین شب بھر تیاری یورش ہوا کی محکوم شاہ
نے کل اہل شہر کو طلب کر کے کہا کہ تم لوگ کیون میرے ساتھ اپنی جان دو اُسکی اطاعت کر لو اور
تقصیر کو جب صاحبقران اُسکو قتل کرینگے خواہ یہ اطاعت کرین اُس وقت پھر تم اپنے دین کو اختیار
کر لینا مین تو ایسا نہ کرونگا اہل شہر نے جواب دیا کہ ہمسے تو یہ نہوگا کہ ہم تقصیر کرین اور آفتاب کو
خدا جانین جو آپ کا حال ہوگا وہ ہم سب کا ہم مرنے سے نہین ڈرتے ہین اگر مر گئے تو مرتبہ شہادت
پایا ایسا مرنا تو بہتر ہے جو اہل اسلام سے کہا محکوم کو اُنپر بہت بھروسہ ہوا اور اُسنے بہت خوش ہوا
اور کہا کہ خدا تمہارا مرتبہ بلند کرے بس سب اہل شہر اپنے اپنے مکان پر اُس سے رخصت ہوکر اور سب
مسلح و مکمل ہوئے اور کفن پہن لیے اپنی اپنی عورتون کو ہمراہ ناموس شاہی کے روانہ کر دیا یہانتک
کہ وہ رات تمام ہوئی محکوم شاہ فصیل قلعے پر آکر بیٹھا اور سب سردار گرد گولندازون کو طلب کر کے
انعام کا امیدوار کیا اُنھون نے آکر توپون کو درست کیا [illegible] حکم قضا تھم کھڑے ہوئے اُدھر صبح
کو بہ مجلس آکر دربار مین بیٹھا طومار شاہ کو حکم دیا کہ قلعے پر یورش کرو اور سرکارون کو روانہ کیا
کہ جو لشکر زیر قلعہ اُترا ہوا ہے وہ بھی آراستہ ہو سرکارون نے آکر قیصور کو حکم بہ مجلس سے آگاہ
کیا یہان لشکر آراستہ ہوا اُدھر سے طومار شاہ وغیرہ مع ارژنگ و جنگ کے پندرہ لاکھ سپاہ
لیکر برائے یورش روانہ ہوئے سب سامان جنگ و قلعہ گیری ہمراہ تھا یہان در قلعہ پر دیدبان
بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے اُنھون نے دیکھا کہ لشکر کفار مثل مور و ملخ کے برائے یورش چلا آتا ہے
بادشاہ سے عرض کیا کہ کفار بقصد یورش آئے ہین کیا حکم ہوتا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ آنے
دو چونکہ ان سب کا ستارہ گردش مین ہے کوئی تدبیر و تدارک بن نہین پڑتا ہے اُدھر طومار شاہ
مرکب اُٹھائے ہوئے سامان قلعہ گیری لیے ہوئے آپہنچا قیصور بھی ہمراہ ہوا طرف قلعہ کے چلے
بلد کر کے اور یہ کہتے ہوئے کہ قلعے کو لیلو آگ لگا دو اہل شہر کو قتل کرو اُدھر دیدبان نے عرض کیا کہ
میدان جنگ خالی کر کے آگئے ہین اب خوب زد پر ہین یہ سنتا تھا کہ محکوم شاہ نے ہوائی اُڑائی
نیر کی یہ علامت تھی شہر کی ہوائی کا فیر ہونا تھا کہ گولندازون نے توپون کو جھکا جھکا کر مہتاب دکھائی
بس مہتاب کا دکھانا تھا کہ ایک مرتبہ پانچ ہزار توپ کی صدا بلند ہوئی زمین ہل گئی تمام عالم
دھوان دھار ہو گیا سوائے دھوئین کے کچھ نہ نظر آتا تھا جو صف لشکر کفار کی آگے بڑھ آئی تھی
وہ مسمار ہو گئی گولہ مثل اولے کے برسنے لگا ہزارون کے سر اُڑ گئے ہزارون کے مرکب اور ہزارون
کے ہاتھ اُڑ گئے کوسون تک لاشین نظر آنے لگین اسطور سے سرو صدر مقتولون کے ہوا پر اُڑ
رہے تھے جیسے چیلین منڈلاتی ہین ایک ہی فیر مین پندرہ ہزار سپاہ کام آئی لشکر کفار کے قدم اُکھڑ گئے
اور زد پر سے ہٹ کر کھڑے ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہاتھ روک لو گولندازون نے ہاتھ روک
لیا اب جو دیکھا سب اہل قلعہ نے تو دور تک لاشون کے سوا کچھ نہ نظر آتا تھا اور کفار دور کھڑے
ہوئے تھے یہان سب خوش ہوئے مگر ستارہ گردش مین تھا پھر طومار شاہ نے لشکر کو آمادہ
کر کے یورش کا حکم دیا اور خود مرکب اُٹھا کر چلا اُدھر دیدبان نے پھر عرض کیا کہ لشکر آتا ہے یہان
گولنداز توپین درست کر چکے تھے کہ جب کفار زد پر آگئے دیدبان نے عرض کیا کہ زد پر آگئے ہین
بادشاہ نے ہوائی واقعی ہوائی کا داغنا تھا کہ گولندازون نے توپون کو سیدھا کر کے جو آگ بتائی

پھر اُسی مرتبہ کی طرح سے پھر صدا بلند ہوئی کفار پر آگ برسنے لگی سر اُڑ گئے اگلی مرتبہ بیس ہزار کفار
کام آئے اِسی طور سے تین حملہ کیے ان تین حملون مین ایک لاکھ کفار مارے گئے اور زخمی ہوئے
اُسوقت طومار شاہ نے بارگاہ کی طرف منھ کرکے فریاد کی کہ اے خداوندا تو ہم لوگ بہت پریشان
ہوئے ہین ہر مرتبہ کے حملے مین ہزارون آپکے بندے کام آئے ہین یہ جو فریاد کی لبس پر جلبیس کے کان
مین صدا فریاد طومار شاہ کی پہونچی یہی سبب تھا کہ کیسی ہی دور لشکر ہو جب یہ فریاد کی مین پر جلبیس
سن لے اسنے بھی تہہ بارگاہ کی طرف سر اُٹھا کر فریاد کی یا خداوندا اے پدر بزرگوار یہ کہا فرمائیے
طومار شاہ کی لبس یہ جو فریاد کی آواز آئی کہ اب تیری خوشی ہو کہ غارت کر دون خیر لے غارت ہوئے
جاتے ہین راوی نے بیان کیا ہے کہ جب یہ صدا آئی ادھر صدا آئی ادھر آسمان مین درازی شروع
ہوئی کہ دفعتہً وہ آسمان نیلگون قریب قلعہ پہونچ گیا یہان کو لند از ہاتھ پر وہ کے ہوئے کھڑے تھے
میدان مین ہزارون لاشین پڑی ہوئی تھین طومار شاہ قلعے سے دور کھڑا ہوا تھا کہ وہ آسمان محیط
ہوگیا اور برق چمکنے لگی اور مقابل قلعہ ہو کر محیط ہوا محکوم شاہ وغیرہ نے جو اُس آسمان کو دیکھا باہم
کہنے لگے کہ اب غضب ہو گیا کہ یہ جلبیس نے ساحرون کو روانہ کیا اب قلعہ فتح ہو جائیگا یہ کہکر حکم دیا
کہ کیا فائدہ جان دینے سے تم سب بالکر اِس شہر سے نکلکر زرہ نگو شہ کو چلے جاؤ کیون اپنی جانین
برباد کرو جبتک مقابلہ لشکر سے تھا فتح کی امید تھی اب آسمان سے مقابلہ ہے ہم کیا کر سکتے ہین سوا سے
مرجانے کے اُنھون نے عرض کیا کہ جو آپ کا حال ہوگا وہ ہمارا ہوگا ہم آپکو کیونکر چھوڑکر جائین یہ
سنکے محکوم شاہ چپ ہو رہا اُدھر اُس آسمان سے ایک شکل مہیب پیدا ہوئی اور سامنے محکوم شاہ
و اہل قلعہ و اہل شہر کے قائم ہوئی اور پکار کر کہا کہ سب نے سنا اے اہل قلعہ و اے اہل شہر و محکوم
شاہ کیون اپنی جانین برباد کرتے ہو بس خیر اسی مین ہے کہ تم آکر جلبیس کی اطاعت کرو دین خدا پرستی
ترک کرو اور آفتاب پرستی قبول کرو اگر اسوقت اِس پر عمل نہ کروگے تو یاد رکھو کہ سب کو خداوند
جلا کر ابھی ابھی خاک کر دینگے ایک بھی نہ بچے گا یہ سنکے اہل شہر و محکوم شاہ نے ہزار ہزار لعنت
جلبیس اور آفتاب پرستون پر کی اور کہا کہ وہ کیا غارت کریگا ہمارا خدا ہمکو تمھارے شر سے
بچائیگا اور بہت سخت و سست کہا پھر صدا آئی کہ تم سب کی قضا آئی ہے خیر تمکو اختیار ہے دیکھو عذاب
نازل ہوتا ہے یہ کہکے وہ شکل اُسی آسمان مین پنہان ہو گئی اب پھر حرکت ہوئی آفتاب عالم تاب
پوشیدہ ہو گیا سب کو یقین ہو گیا کہ شام ہو گئی یکایک دوسرا آفتاب اُس آسمان سے پیدا ہوا
جو کہ محیط تھا اُسکا ظاہر ہونا تھا کہ قلعے مین اسقدر گرمی پیدا ہوئی کہ زمین و دیوار و در جلنے لگے کہ
ہتھیار تک جلنے لگے پیاس کی شدت ہو گئی ہر ایک لب بلب پیاس اور گرمی کے بیقرار ہو گیا اتنے اہل
قلعہ کی عجب حالت ہوئی کہ جو ماہی بے آب کی حالت ہوتی ہے مگر کیا بہادر تھے اُسی طور سے بیٹھے
رہے جو جس مقام پر جس کام مین مصروف تھا اُسی کام کو کیے گیا اُدھر وہ آفتاب آسمان سے جدا
ہوکر وسط قلعہ پر آکر چمکا اُسکا چمکنا تھا کہ ہر در و دیوار سے اور زمین سے قلعے کے شعلے نکلنے لگے یہ جو
عالم اہل شہر نے دیکھا اتنے حواس جاتے رہے جمع ہوکر بادشاہ کے پاس آئے اور شکایت کی کہ اب کیا
کہ یہ زمین الگ آگ اُگل رہی ہے آسمان پر سے الگ آگ برس رہی ہے اِس آگ سے تو ہم
سب جلے جاتے ہین بلکہ ہزارون آدمی جل گئے مکان مثل ہیزم کے جل رہے ہین یہ جو محکوم شاہ
نے سُنا فرمایا کہ کیا کیا جائے جو مرضی خدا آپ لوگ پشت قلعہ پر جو پھاٹک ہے اُس سے فرار کر جائیے

مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا اُنھون نے جواب دیا کہ یہ تو نہوگا آپ بھی اگر تشریف لیچلین تو کیا
مضایقہ ہو ملاحظہ فرمایئے کہ کوئی لشکر نہین ہو جو مقابلہ فرمایئے گا سحر سے کیونکر مقابلہ فرمایئے گا پھر تو
جان بوجھکر جان دینا ہو یہ جو اہل شہر نے کہا تو سب سردارون نے عرض کیا کہ اہل شہر درست کہتے
ہین آپ بھی قلعے کو ترک کرکے پہاڑ سے روانہ ہوجیے کیونکہ حکم شرع ہو کہ جہان بلا نازل ہو وہان سے
نکل جاؤ بس جبکہ یہ بلا نازل ہوئی ہو تو کیا ضرور ہو کہ یہان قیام کیا جائے بادشاہ نے جواب دیا کہ
یہ تو تمنے سچ کہا مگر غیرت گوارا نہین کرتی ہو کہ مین قلعے کو چھوڑکر بھاگون اُنھون نے عرض کیا کہ کیا لشکر
کے روبرو سے فرار فرماتے ہین اکثر آپکے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہو کہ جب بلا نازل ہوئی اُس مقام
کو ترک کیا بس حفظ جان مقدم ہو اور اس مرنے سے کیا حاصل کہ جل کر مرون بادشاہ نے کہا کہ اچھا
یہ تدبیر کرو کہ در قلعہ کھول کر مع لشکر کفار پر جا پڑو اور قتل کرو اور خود بھی قتل ہو کر مر جاؤ سب نے
عرض کیا کہ یہ تو ضرور تھا مگر یہ آفتاب لشکر تک کسی کو نہ جانے دیگا راہ مین جلا دیگا پھر کیا حاصل ہوگا
اس سے تو بہتر یہ ہو کہ یہین جلکر مرین یہ جو سردارون نے کہا حکوم شاہ کو بھی خیال آگیا اُٹھ کھڑا ہوا
اور مرکب پر سوار ہوکر اور کل لشکر کو لے کر مع سردارون و اہل شہر کے در شہر سے جو کہ پشت پر واقع ہوا
تھا طرف زرنگ و پشیہ کے روانہ ہوا ناموس وغیرہ اور خزانہ مال و اسباب تو پہلے روانہ کر چکا تھا اب
خود روانہ ہوا اُسکا جانا تھا اب سب اہل شہر راہی ہوئے اُدھر جو جو آفتاب نیچے اُترتا آتا ہو وہ وہ
آگ زیادہ شعلہ ور ہوتی جاتی ہو راوی نے بیان کیا ہو کہ تھوڑے عرصے مین کل شہر خالی ہوگیا جسکی
قضا تھی وہ اُس آتش سے جل کے خاک ہوگئے اِدھر یہ لوگ تو نکل گئے اُدھر وہ آفتاب
کڑک کر عمارت شہر پر گرا تمام شہر کی عمارتون مین آگ لگ گئی اور گرنے لگین قلعہ بھی گرنے لگا
خندق کا پانی خشک ہوگیا طومار شاہ کھڑا ہوا دیکھ رہا ہو کہ قلعے سے شعلے نکل رہے ہین اہل اسلام
کے حال پر افسوس کر رہا ہو اور دیکھتا ہو کہ آفتاب جو جو نیچا ہوتا ہو اُسیقدر شعلے بلند ہوتے ہین طومار
شاہ نے دیکھا کہ جو لوگ فصیل قلعہ پر اور برجہاے قلعے پر تھے مع حکوم شاہ کے غائب ہوگئے
اور آفتاب کڑک کر گرا یہ دیکھکر یہ تو کانپ کر مع لشکر کے رہگیا اور توبہ توبہ کرنے لگا غبار بلند ہوا
اسنے دیکھا کہ اُسی غبار مین چمک پیدا ہوئی اور وہ آفتاب غضب خداوندی بلند ہوکر آسمان مین
پنہان ہوگیا تھوڑے عرصے کے بعد جو غبار برطرف ہوا طومار شاہ و کل لشکر نے دیکھا نہ قلعہ ہو نہ
شہر نہ عمارت شہر میدان صاف تھا سوختہ و نیم سوختہ و راکھ کا انبار جا بجا ہو نہ کسی انسان کا
نشان ہو نہ حیوان کا ہان کچھ لاشین اہل قلعہ کی جلی ہوئی پڑی ہین اور کچھ مرکبون کی یہ دیکھکر طومار شاہ
نے بہت افسوس کیا سخنگان و ارژنگ و چترنگ وغیرہ تو بہت ہی افسوس کرنے لگے مگر
سخنگان ناچنے لگا طومار شاہ نے سخنگان سے کہا تو نے غضب خداوندی کا حال دیکھا کہ کیونکر
اہل شہر و قلعہ کو ایک چشم زدن مین غارت کیا تو کہتا تھا کہ یہ لوگ بہت زبردست ہین اب وہ زبردستی
کہان گئی سخنگان نے کہا کہ خداوند اسی طور سے سب خداپرستون کو غارت کرین طومار شاہ نے
جواب دیا کہ جو نہ اطاعت کریگا وہ اسی طور سے غارت ہوگا یہ تقریر ہو رہی تھی کہ آواز آئی کہ تم سب نے
میری قدرت دیکھی اور میرا غضب کیونکر غارت کیا ان سب خداپرستون کو اب لشکر کو واپس جاؤ
وہ آسمان جو چھپ گیا تھا سمٹ کر اپنے مقام پر چلا آیا طومار شاہ بھی لشکر لیکر فرودگاہ پر واپس آیا پس
ارژنگ پرست و چترنگ پرست و سخنگان و ارژنگ و چترنگ وغیرہ تو بہت خوش ہین مگر

طومار شاہ افسوس کنان لشکر لیکر دوگانہ پر آیا نقارہ کوچ کھولنے کا حکم دیا اور خود مع سب سرداروں
کے اور سنگدلان کے اور ارزنگ وغیرہ کے دربار میں آیا دربار آراستہ تھا بلکہ سب اہل دربار نے
یہ واقعہ دیکھا تھا اور بہ چلیس نے اہل دربار سے کہا تھا کہ تم میرے غضب کو دیکھا کہ کیونکر غارت کیا
ایک نوجوان سپاہی نے کہا کہ تیری ذات بہت بڑی ہی اور تیرا غضب غضب خداوندی ہی جو تجھ سے خوف
ہوا وہ نہیں بچ سکتا ہی جب طومار شاہ آکر پہونچا آداب لائی سب حال بیان کیا سنگدلان سے کہا کہ او
شیطان من تو نے دیکھا کہ میں نے کیونکر ان سب کو غارت کیا اب تو قائل ہوا اُسنے کہا کہ میں کب نہ
قائل تھا لیکن اب سب کو اسی طور سے غارت فرمایئے آداب لائی ضرور یہ لیکن حکم دیا کہ آج ہی طومار شاہ
پیش خیمہ لیکر روانہ ہو طرف زرنگوشیہ کے اور ہم کل یہاں سے کوچ کرینگے کیونکہ ہمکو جلدی ہی کہ اب ہم
سب خدا پرستوں کا خاتمہ کریں کل کل لشکر تیار رہے راوی نے بیان کیا ہی کہ یہ حکم دے کر بہ چلیس نے
دربار برخاست کیا سب اپنے مقام پر آئے نوبت شادی نواز ہوا سب بارگاہیں وغیرہ اور ایوان
بارگی گئیں اسی طور سے ارمان نے بھی سب خیمے وغیرہ باندھ لیے بس طومار شاہ تین لاکھ اسی ہزار
سے پیش خیمہ لیکر طرف زرنگوشیہ کے روانہ ہوا مع ارمان کے یہ لشکر ادھر کو روانہ ہوا اُسکے دوسرے
دن بہ چلیس نے اسی جشم و خدم سے یہاں سے کوچ کیا اب یہاں کیا کرتا کیونکہ شہر کو تو غارت کر چکا
تھا اگر شہر ہوتا تو کچھ دن رہتا اسکا یہ سبب تھا کہ اسکو جلدی بھی تھی کہ میں خدا پرستوں
کا خاتمہ کر کے اپنے مکان کو اور سنگدلان اسکو درطلان ورطلان کو جلدی کر رہا تھا یہ خیال تھا
بہ چلیس کا کہ اسی طور سے سب ملک کو غارت کرتا ہوا بہ سرعت بدیع الملک نہ طاق میں پہونچوں اور
وہاں جا کر بدیع الملک کے لشکر کو اور بدیع الملک کو غارت کروں اور جس ملک کے باشندے
اطاعت کریں ہم اسکو نہ غارت کروں ہر ایک اپنے ایسے خیال کرتا ہوا طرف زرنگوشیہ کے جاتا ہی اسکو
تو راہ میں رکھا جاتا ہی اور طومار شاہ کو بھی اسکا حال تحریر ہوگا

اب شمہ حال شہر زرنگوشیہ اور حکوم شاہ وغیرہ کا سماعت فرمایئے

راوی نے بیان کیا ہی کہ شہر زرنگوشیہ کا حاکم احکام شاہ ہے اور حکوم شاہ ہی اور یہ بہت بڑا ملک
ہی یہاں پانچ لاکھ کا لشکر ہی یہ ملک بھی ایرج تاجدار کا ہی لیکن احکام شاہ یہاں حکومت کرتا ہے
یہ بڑا بھائی ہی حکوم شاہ کا بہت عادل اور منصف ہی اس سے بھی رعایا بہت خوش ہی پانچ لاکھ
سپاہ کے افسر و سردار و پہلوان اسکے دربار میں حاضر رہتے ہیں کرسیوں پر اور ڈنگلوں پر متمکن رہتے
ہیں اسکا وزیر اور یہ خود بھی بہت عقلمند ہی چنانچہ دربار آراستہ تھا کہ ہرکاروں نے آکر عرض کیا کہ
آپ کے بھائی صاحب کا عیار مع ہزار سپاہ کے اور ناموس شاہی کے آتا ہی ہمنے اُسے بیرون
شہر دیکھا تھا احکام شاہ حیران ہوا کہ یہ کیا آفت آئی جو بھائی نے اپنے ناموس کو یہاں روانہ
کیا یہ فکر ہو رہا تھا کہ عیار حکوم شاہ بعد طی مراحل و قطع منازل داخل ہوا اور قریب عمارت شاہی
کے آکر ناموس کو تو محل خاص بادشاہی میں بحفاظت اُتروایا سب کنیزان و غلامان تھے اور خود لشکر
کو ایک مقام پر متعین کر کے دربار میں آیا احکام شاہ کو مجرا کیا اور سامنے کھڑا ہو گیا بادشاہ نے حال
دریافت کیا اُسنے کل حال بیان کیا اور عرض کیا کہ سبب ہوا ناموس کے آنے کا اور اہل شہر کے
بھی ناموس ہیں میرے ہمراہ لشکر ہی اور خزانہ بھی ناموس کو تو میں نے محل خاص سرکار میں اُتار دیا ہی اب

لشکر اور خزانے کے بابت کیا حکم ہوتا ہے بادشاہ نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ تم یہ بندوبست کرو کہ
خزانہ سپرد خزانچی سرکار کرو اور سب اسباب داخل محل سرکار کرو اور لشکر چھاؤنی میں اتارو یہ حکم
دے کر دربار برخاست کیا اور محل میں آیا بھاوج سے ملا سب حال دریافت کیا اُسنے رو رو کر
سب حال بیان کیا اُسنے بہت کچھ اطمینان اُسکا کیا اور ایک محل بہت عمدہ رہنے کو دیا سب سامان
درست کر دیا خود اُنکے ہمراہ تھا یہاں وزیر نے جو کچھ حکم ملا تھا اُسکا بندوبست کیا اب اختصار پر نظر
ہے کیونکہ بابو صاحب کا حکم ہو کہ اسی جلد میں تمام ہو جائے باقی نہ رہے اس حکم سے ناچار ہو گیا ورنہ ہر
مقام کو میں اپنی طبیعت کے موافق تحریر کرتا گو اختصار سے کوئی لطف ناظرین کو نہ حاصل ہوگا مگر کیا کروں
ناچار ہوں آمدم بر سر مطلب جب سب بندوبست ہو چکا وزیر اپنے مکان پر آیا دوسرے دن پھر دربار
کیا احکام شاہ نے کہ پرچہ نویس نے کل حالات شہر فرنگوشیہ تحریر کیے اور یہ تحریر کیا کہ تمام شہر
غارت ہو گیا آپکے بھائی بھاگ کر ادھر کو آتے ہیں سوائے میدان کے کچھ نشان تک نہیں باقی ہے
یہ بھی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کبھی کوئی شہر تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ برجلیس نے یہ تدبیر کی تھی
کہ ایک میل بنا کر اُسپر ایک تختہ لگا دیا تھا کہ این مقام شہر فرنگوشیہ ان لوگوں نے ہماری اطاعت
نہ کی جسنے اُنکو غارت کر دیا اور شہر کو بھی جلا دیا اور باشندگان شہر کو بھی اس پرچہ احکام شاہ نے
اخبار میں دیکھا بہت افسوس کیا اور سب اہل دربار سے کہا کہ بڑا غضب ہو گیا کہ فرنگوشیہ برباد
ہو گیا برجلیس نے برباد کیا بھائی صاحب آتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ برجلیس کے ساتھ کوئی ساحر ہے
اُسنے یہ سب سحر سے سامان برجلیس بنا دیا ہے اور وہ بھی کمک کرتا ہے اُسی نے شہر کو ایسا غارت
کیا کہ نشان تک نہ رہا خیر محکوم آئیں تو معلوم ہو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے
اور مجرا بجا لائے عرض کرنے لگے کہ آپ کے بھائی صاحب محکوم شاہ مع کل لشکر اور اہل شہر کے
تشریف لاتے ہیں دو منزل شہر تک پہونچ چکے ہیں یہ سنتا تھا کہ احکام نے چند سردار برائے استقبال
روانہ کیے اور حکم دیا کہ کل لشکر کو اُنکے چھاؤنی میں حکم دو اور اہل شہر کی بہت خاطر کرنا اور شہر میں
جو مکان سرکاری خالی ہوں یا رعایا کے ہوں اُنکو رہنے کو دینا کسی قسم کی تکلیف نہو وہ سردار
یہ حکم پا کر بیرون دربار آئے اور سوار ہو کر بیرون شہر آئے دیکھا کہ محکوم شاہ بحال خراب ہزاروں
سوار و پیدل مجروح اسی حالت سے چلا آتا ہے ان سرداروں نے سلام کیا اُسنے پوچھا کہ بھائی کے
سردار ہیں بس اُنکے ہمراہ شہر میں آیا چند سردار تو محکوم شاہ کے ہمراہ دربار میں آئے اور احکام
نے بھائی کو دیکھا بہت افسوس کیا وہاں سرداروں نے لشکر کو چھاؤنی میں اُتارا اہل شہر کو شہر میں
جگہ دی سب باطمینان بیٹھے اور رہنے لگے یہاں دربار میں احکام نے محکوم شاہ سے سب حال
دریافت کیا اُسنے کل حال بیان کیا اور کہا کہ میں نے راہ میں سنا تھا کہ وہ اب لشکر لیکر آتا ہے اپنا
بندوبست فرمائیے اُسکے ساتھ ساحر زبردست ہے کہ جسکے سبب سے میں نے شکست کھائی میرا شہر
غارت ہو گیا احکام نے کہا کہ جو مرضی خدا کیا چارہ ہے اب باہم مشورہ کرکے اُسکا انتظام کیا جائے
اگر مقابلے کی صلاح ہو تو بہت بہتر اور اگر صلح کی صلاح ہو تو صلح یہ کہکر دربار برخاست کیا بھائی
کو لیکر محل میں آیا وہ رات بسر ہوئی صبح کو دربار کیا انجمن شاہ درست گرم ہوئی شمع رائے کو روشن کیا
صلاح ہونے لگی بس یہ صلاح قرار پائی کہ مقابلہ نہ کیا جائے کیونکہ مقابلے میں سراسر نقصان جان
اور مال ہے صلح اس طور پر کر لی جائے کہ اب ہم آپکی اطاعت اس شہر پر کرتے ہیں تم کہ جہاں کہ پہونچا

صاحبقران سے مقابلہ فرما کر خواہ انکو زیر فرمائیے خواہ قتل اگر وہ خدانخواستہ قتل ہو گئے تو اُسوقت
بھی ہم آپکی اطاعت کرینگے اور اِس حالت مین بھی ہم آپکی اطاعت کرتے ہین مگر جبتک
صاحبقران سے آپ سے فیصلہ نہوگا اُسوقت تک ہم سجدہ نہ کرینگے سب نے کہا کہ یہ راے خوب ہے
احکام نے کہا کہ بس حالت تقیہ تو جائز ہی تقیہ کر لیا جائے سب نے منظور کیا اُسی دن احکام نے
اہل شہر کو طلب کرکے سب حال اُنسے بیان کیا اور اپنی راے بھی بیان کی سب نے منظور کی اور کہا
کہ جو آپکی راے وہ ہماری راے ہم آپکے حکم سے باہر نہین ہین جب اہل شہر کیطرف سے بھی اطمینان
ہو گیا تو احکام نے کہا میری راے یہ ہی کہ بیرون شہر نکل کر مقیم ہو جب لشکر برجلیس آئے تو خود
جا کر اُس سے تقریر کرکے طے کر لو اور عہدنامہ باہم ہو جائے اسمین کہ جانین بھی بچتی ہین اور ایمان بھی رہتا
ہے سب نے قبول کیا بس اُسی دن احکام نے لشکر کے تیار ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ ہم جا کر کل بیرون
شہر مقیم ہونگے اور برجلیس سے صلح اگر وہ اِس شرط پر کریگا تو کر لینگے ورنہ مقابلہ کرینگے یہ حکم دیکر
دربار برخاست کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ امر کیون احکام نے کیا اِسکا سبب یہ تھا کہ اُسنے خیال
کیا کہ جو کچھ ہم شاہ کا حال ہوا وہی حال میرا بھی ہوگا ہزارون بندگان خدا کی جانین ضائع ہونگی شہر تباہ
ہوگا اور پھر کچھ حاصل نہوگا جیسے فرنگوشیہ برباد ہوا اور صلح کرنے مین کچھ نقصان نہین ہے سب کی
جانین بھی بچتی ہین اور ایمان بھی اگر صاحبقران دریافت کرینگے تو جواب دیدیا جائیگا کہ ہمنے
حفاظت جان بھی کی اور آبرو بھی اور ایمان بھی کیونکہ اُسکے ہمراہ ساحر تھے اور وہ بھی پوشیدہ
ہم لڑ نہین سکتے تھے بس سبب اسے تقیہ کرکے اطاعت کر لی راوی نے بیان کیا کہ یہ راے بھی
احکام نے خوب کی بس حکم دے چکا تھا اُسدن تو داخل محل ہوا یہان لشکر تیار ہوا دوسرے دن
مع لشکر آکر بیرون شہر مقیم ہوا اُسکے ہمراہ اب سات لاکھ کا لشکر ہے پانچ لاکھ کا اُسکا لشکر ہے اور دو لاکھ
کا لشکر جمشید کا ہے اور باقی مجروح ہین اور کچھ شہر مین لگ گیا ہے یہان یہ اُترا ہوا تھا کوئی تین دن گذرے
تھے کہ طومار شاہ پیش خیمہ لیکر پہونچا گرد اُڑی ہرکارون کو روانہ کیا وہ دریافت کرکے آئے کہ طومار
شاہ پیش خیمہ لیکر آیا ہے اُدھر طومار شاہ کو معلوم ہوا کہ حاکم زرنگوشیہ یعنے احکام شاہ خداوند کے
آنے کی خبر سنکے مع لشکر بیرون شہر مقیم ہوا ہے اور قصد ہے اُسکا کہ اطاعت خداوند کی کرے اگر خداوند
میری شرط قبول کرین بس یہ آکر مقابلہ مین اُترا خیمے وغیرہ برپا کیے اِسکے آنے کے تیسرے دن برجلیس
آکر پہونچا اُسی شان وشوکت سے دس دن مین لشکر آیا اور مقیم ہوا چھ دن برجلیس نے دربار
کیا اُسی شان وشوکت سے یہان جب احکام کو معلوم ہوا کہ آج دربار کیا ہے یہ منتظر رہا کہ نامہ آئے
وہان برجلیس نے صرف اِسقدر نامہ مین تحریر کرایا کہ تمنے حال فرنگوشیہ و حاکم فرنگوشیہ کا سنا ہوگا
بس تمکو لازم ہے کہ میری اطاعت کرو اور دین اسلام ترک کرو آئندہ تمکو اختیار ہے اُس سے زیادہ
تمہارا حال خراب ہوگا زیادہ کیا تحریر کیا جائے اور اِسکو جو کہ یہ آیا تھا تو معلوم ہو چکا تھا کہ یہ لشکر
احکام شاہ کا ہے میرے آنے کی خبر سنکے پہلے سے بیرون شہر آکر مقیم ہوا ہے اور اُسنے دریافت بھی
کیا تھا اور افتاب نے بھی خبر دی تھی اور کہا تھا کہ یہ اطاعت کریگا اِس شرط پر کہ اب ہم آپکی اطاعت
کرتے ہین اُسوقت تک کہ جبتک آپ سے اور بدیع الملک جو کہ اِسوقت صاحبقران ہین
فیصلہ نہو جائے اگر وہ اطاعت کرینگے اور سجدہ تو ہم بھی اطاعت اور سجدہ کرینگے اگر وہ نہ کرینگے اور اب
اُنپر غالب آئینگے تو اُس حالت مین بھی ہم آپکو سجدہ کرینگے اگر وہ شرط بیان کرین تو قبول کر لینا کیا

حاصل کہ بندگان بادولت کی جانبین بہ پادشاہ یہی تقریر برجلیس نے سب اہل دربار سے روبرو
بیان کی تھی جب آفتاب سے سن چکا تھا سخنگان نے کہا کہ وہ اطاعت تو ضرور کرینگے
مگر مکر کے ساتھ کیونکہ اُنکے مذہب مین تقیہ جائز ہے بس وہ تقیہ کر لینگے آواز آئی ہمارا
کیا نقصان ہے جب بدیع الملک قتل و غارت کرچکینگے اُسوقت سب تمکو سجدہ کرینگے
یا بدیع الملک ہماری اطاعت کریگا جبکہ جواب کا افسر اسلئے ہے اُسنے اطاعت اور سجدہ کیا
تو انکو کب انکار ہوگا سخنگان خاموش ہو رہا خونخوار شاہ نے بموجب حکم برجلیس چوبدار
خاص کے ہاتھ نامہ روانہ کیا چوبدار نامہ لیکر بارگاہ احکام شاہ مین آیا اُس چوبدار کی عزت
کی چوبی کرسی مرحمت کی وہ سلام کرکے اُسپر بیٹھ گیا تا دبیر نامہ پڑھا گیا سب اہل دربار مع
احکام شاہ کے مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے احکام شاہ نے دبیر سے کہا کہ اسکا جواب
میری طرف سے لکھدو کہ نامہ آپکا آیا حال معلوم ہوا کہ ہمکو آپکی اطاعت کرنا منظور ہے اگر اجازت
ہو تو ہم کچھ عرض کرین جن شرطون کے ساتھ اگر قبول ہو وے تو بہتر ہے ورنہ جو ہمارے
مقدر مین ہوگا وہ پیش آئیگا زیادہ کیا تحریر کیا جاوے یہ جواب لکھوا کر چوبدار کو دیا وہ جواب
لے کر بارگاہ برجلیس مین آیا بہت تعریف کی احکام شاہ نے نامہ خونخوار شاہ کو دیا اُسنے
نامہ پڑھا مضمون مرقومہ بالا جو برجلیس نے سنا حکم دیا کہ لکھدو کہ تم شوق سے آؤ اور جو تم کہو گے
ہم قبول کرینگے یہ لکھوا کر خونخوار نے پھر اُس چوبدار کو دیا وہ پھر بارگاہ احکام شاہ مین آیا اور
نامہ دیا اُسی طور سے کرسی ملی بادشاہ نے دبیر سے نامہ پڑھوایا جب معلوم ہوا کہ طلب کیا ہے کہا
کہ لکھدو کہ کل حاضر ہونگا دبیر نے لکھدیا چوبدار لیکر اپنے لشکر مین آیا داخل بارگاہ ہوکر خونخوار کو دیا
خونخوار نے پڑھا لکھا تھا کہ کل حاضر ہونگا برجلیس نے حکم دیا کہ ہمارا دربار خوب آراستہ ہو سامان
ہونے لگا دربار برخاست کیا وہ شب گذری دوسرے دن احکام شاہ و محکوم شاہ مع سرداران
معزز کے سوار ہوکر طرف لشکر برجلیس کے چلے یہان بھی دربار خوب آراستہ ہے سب حاضر دربار
ہین کہ برجلیس نے حکم دیا کہ احکام شاہ آتا ہے چند سردار جاکر استقبال کرکے لائین اور اُسکو جاے
مناسب پر جگہ دی جاوے کیونکہ اُسکی عزت کرنا مناسب ہے کہ اُسنے بدون مقابلہ صلح کی ہے بس چند
سردار بارگاہ سے باہر آئے اور احکام شاہ کا استقبال کرکے بارگاہ مین لیگئے بڑی عزت سے
بٹھایا احکام شاہ وغیرہ نے سلام بطریق اہل اسلام کیا برجلیس نے برہم ہو کر کہا کہ یہ کیا
حرکت تھی اے خونخوار پوچھ تو اُسنے خونخوار نے جو دریافت کیا تو احکام شاہ نے جواب
دیا کہ ابھی تو ہم خداپرست ہین جب صلح ہوجائیگی اُسوقت ہم سلام نہ کرینگے اسی طریقہ سے آواز
آئی ہیچ سے ہوجاؤ معقول بیٹھنے کو جا ملی بیٹھا افریق شاہ کو حکم ہوا کہ دریافت کرو کیا شرط ہے اور
کس طور سے تمکو صلح منظور ہے احکام شاہ نے وہی شرط بیان کی جو کہ باہم راے ہوکر قرار پائی
تھی اور آفتاب نے برجلیس سے قبل آنے احکام شاہ کے بیان کی تھی بیان کی آواز
آئی کہ اُنسے کہو کہ ہمکو قبول ہے صرف اسی سبب سے کہ تمنے ہمسے مقابلہ نہ کیا اور ہماری اطاعت
پر راضی ہوئے تمنے شرط معقول کی اگر حاکم فرنگوشیشہ بھی یہ شرط کرتا تو کیون اُسکا ملک تاراج
ہوتا احکام شاہ نے جواب دیا کہ جو اُسکے مقدر مین تھا وہ پیش آیا آواز آئی کہ ایک امر ہے کہ
اسی مضمون کا ایک عہدنامہ درمیان ہمارے اور تمہارے تحریر ہوجائے احکام شاہ نے کہا کہ

کیا نقصان ہی بس اسیوقت عہدنامہ تحریر ہوا اُسپر احکام شاہ و کل سرداران احکام شاہ کی و محکوم
شاہ اور کل سرداران محکوم شاہ اور پھر برجلیس اور کل اہل دربار کی مہرین کی گئین ایک نقل احکام شاہ
کو ملی جبکہ یہ سب امر طی ہو گئے احکام شاہ نے کہا کہ مذہب آفتاب پرستی کے طریقہ بتائے جائین تاکہ مین اہل شہر
کو تعلیم کر دون حکم ہوا کہ جو ہمارے مذہب کی کتابین دفتر با دولت مین موجود ہین اُنمین سے ایک کتاب
دی جائے اور کہدیا جائے کہ اسکو طبع کرا کے تقسیم کرو وہ بس اُسیوقت کتاب لا کر دفتری نے احکام
شاہ کو دی اور حکم سے برجلیس کے خونخوار شاہ نے آگاہ کیا احکام شاہ نے کہا کہ میری طرف سے
خدمت خداوندی مین عرض فرمائیے کہ جو نان و نمک حقیر کو میسر ہی کل تشریف لا کر نوش فرمائین مع سب
اہل دربار کے خونخوار شاہ نے قریب پردہ جا کر احکام شاہ کی خواہش بیان کی آواز آئی کہ اس
کہدو کہ ابھی نہین جب تم پورے طور سے ایمان لاؤ گے اُسوقت دعوت تمہاری منظور کیجائیگی خونخوار شاہ نے احکام
شاہ سے کہا احکام شاہ نے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون خونخوار نے عرض کیا حکم ہوا کہ اچھا سخنگان نے
کہا کہ اگر حکم ہو تو مین بھی کچھ عرض کر دون آواز آئی عرض کر اُسنے کہا کہ میری یہ عرض ہی کہ احکام شاہ
کو حکم دیا جائے کہ وہ اُن مساجد کو منہدم کرائے جو شہر مین ہین جبکہ اُسنے اطاعت کی اور اُس مقام
پر مکان بنوا کر تصویر خداوند نصب کرے اور در شہر پر بھی کچھ اندر سے جواب نہ ملا تھا کہ احکام
شاہ نے خونخوار شاہ سے کہا کہ اسکا جواب یہ ہی کہ یہ امر اُسوقت تک نہوگا جبتک صاحبقران
ثالث شاہ یعنی بدیع الملک سے اور خداوند سے فیصلہ نہو لیگا خواہ وہ اطاعت کرین خواہ مغلوب ہو جائین
بس جب خداوند اگر اُنپر غالب آئے جو فرمائین گے ہم قبول کرینگے اگر اُنھون نے اطاعت کر لی
تو دیکھا جائیگا یہ جو احکام شاہ نے کہا آواز آئی کہ او شیطان تو نے جواب پایا احکام شاہ سچ
کہتا ہی تو بڑا مفسد ہی چاہتا ہی کہ کسی طور سے صلح نہو ہم تیرے مطلب کو سمجھ گئے اے احکام شاہ ہمکو تیری
خوشی ہر طرح سے منظور ہی بس یہ سب کام اُسیوقت پر منحصر رہے ہم نے تمکو رخصت کیا یہ سنکے احکام
شاہ و محکوم شاہ مع اپنے کل سردارون کے رخصت ہو کر بیرون بارگاہ آئے اور مرکبون پر سوار ہو کر اپنے
لشکر مین آئے راہ مین باہم تقریر کرتے ہوئے کہ خوب یہ بلا دفع ہوئی یہ بدیع الملک کے مقابلے مین مارا
جائیگا اور ہم کیا کچھ نیا طریقہ یہان ایجاد کرینگے ادھر یہ ہوا سنئے کیا اُدھر ہمنے تقریر ترک کیا بس جب لشکر مین
پہونچے اُسیوقت لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر داخل شہر ہوئے اور خوشی خوشی رہنے لگے یہان بعد جانے احکام
شاہ کے برجلیس نے حکم دیا کہ ہمارا پیشخیمہ طرف دار الختم کے روانہ ہو کل ہم یہان سے کوچ کرینگے یہ حکم
دیکر دربار برخاست کیا اُسی دن طومار شاہ پیشخیمہ لیکر طرف الختم کے روانہ ہوا اُسی کے دوسرے
دن برجلیس اُسی حشم و خدم سے مع کل لشکر کے روانہ ہوا بس یہ اسی طور سے اہل اسلام کے
ملکون پر قبضہ کرتا ہوا چلا جاتا ہے جن بادشاہون نے اہل اسلام مین سے اسکی اطاعت
اُس شہر کی جو کہ احکام شاہ سے کی تھی اُسکا ملک تو اُسنے برقرار رکھا اور اُسکو اُس ملک کا حاکم کیا
اور جسنے نہ کی اُسکو اسنے مثل ملک زنگو شہر کے تباہ و برباد کیا اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا تو یہ ظلم و
ستم کرتا ہوا اور اہل اسلام کو غارت و تباہ کرتا ہوا بسمت بدیع الملک طرف نہ طاق کے جاتا ہی
اسکو تو اس غارتگری اہل اسلام مین رکھا جاتا ہی اُسکی داستان اسپر موقوف کی جاتی ہی اور یہ
سارا فساد ارزنگ و چہرنگ و سخنگان کا ہی انھون نے اپنی عداوت دیرینہ کو اپنا ظاہر کیا ہی بس
برجلیس تو یہ حرکتین کرتا ہوا جاتا ہی اب آئندہ اسکا قصہ بیان ہوگا اسی جلد مین کہ یہ کہان پہونچا اور

کون کون ملک اسنے غارت وتباہ کیے اور کن کن بادشاہون نے اسکی اطاعت تقیہ کرکے منظور کی
بس اب مین اس قصہ کو موقوف کرتا ہون اور عنان قلم کو دوسری طرف منعطف کرتا ہون
شنیدی ازین قصہ یک دم فراموش کن بہ نزجا دیگر داستان گوش کن + اب مین سہراب ثانی
فرزند رستم ثانی کا حال تحریر کرتا ہون کہ عرصہ ہوا ہی کہ اسکا حال نہین تحریر ہوا جلد اول کے آخر
مین اور جلد دوم مین اسکے تحریر کرنے کی نوبت نہین آئی یہ حقیر مجبور ہی اور آپ لوگون سے بہت
شرمندہ ہی کہ سہراب ثانی کا حال نہین تحریر کیا سبب اسکا یہ تھا کہ قصد اس حقیر کا تھا کہ اس
قصہ کو ساتھ تفصیل کے تحریر کرے اور کوئی مقام باقی نہ رہے مگر کیا کرون ناچار ہون کہ اہل مطبع
کی طرف سے حکم صادر ہوا کہ اسی جلد مین ختم کرو تا یادہ طول نہ ہو گو قصد تھا کہ اپنی جودت طبع آپ
لوگون پر ظاہر کرون کیونکہ داستان تو لعل نامہ تک تمام ہوگئی تھی مگر یہ دفتر جو کہ آجتک کسی داستان گو
نے نہ بیان کیا تھا اس حقیر کو خوبی تقدیر سے ملگیا تھا اسکا ترجمہ شروع کیا دو جلدون تک ساتھ
تفصیل کے بیان بھی کیا مگر اب آپ لوگون سے معافی کا خواستگار ہون کہ معاف فرمایئے اب بطور
چند ہر مقام کو تحریر کرونگا کیونکہ حکم بابو صاحب سے مجبور ہون ہان اگر حکم ہوتا تو تینا لکھتین دفتر نہایا حفظ فرما
کہ بعد ان فاترکے مین نے کس عرق ریزی اور جانفشانی سے اس دفتر کو تحریر کیا اگر تفصیل
خدا ہوتا تو اسم باسمے اکر کے دکھا دیتا اور آپ لوگون سے اپنی جانکاہی و عرقریزی کا وجود تکا
صلہ پاتا خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز ہوتا مگر یہ میری بدنصیبی تھی کہ اپنی حسرت دلی کو پورا نہ
کرسکا خیر جو جو حسرتین و ولولہ دل مین تھے وہ دل ہی مین رہگئے اور آپ لوگون سے شرمندگی حاصل
ہوئی بموجب این مصرع ارمان و حسرتین دل نالان مین رہگئین کوئی مقام شکایت نہین جو کہ
مقدر مین ہوتا ہی وہ پیش ضرور آتا ہی میرا خیال کچھ تھا فلک نے کچھ اور قہر ڈالا بموجب شعر من درچہ
خیالیم فلک درچہ خیال + کاریکہ خدا کند بتر از چہ خیال + اسکا کوئی گلہ نہین ہی اہل مطبع سے صرف
اپنے مقدر سے گلہ ہی بموجب مصرع تقدیر سے گلہ ہی تو نون سے گلہ نہین + اب مین معافی کا امیدوار
ہون آپ لوگ معاف فرمائین اور اس امر کا خیال رکھین کہ اب ہر مقام پر اور ہر داستان بطور
اختصار بیان ہوگی کیونکہ یہان بہت کچھ کرنا ہی اور سوا اس جلد کے اور جلد کا حکم بھی نہین ہی
اور یہ حکم ہی کہ جو جو داستانین جلد اول و دوم مین بیان ہوئی ہین اور اختتام کو نہین پہونچی ہین
سب اسی جلد مین ختم ہوجائین لہذا اختصار کرکے تحریر کرتا ہون ناظرین والاتمکین ملاحظہ فرمائین
اور مجھکو خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز فرمائین اگر لائق اسکے ہون ورنہ اختیار رکھتے ہین تو اپنا
حق ادا کرتا ہون اگر پسند خاطر ہو تو خیر ورنہ میرا مقدر بموجب مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف
آمدم بر سر مطلب ناظرین کو خیال رہے کہ داستان برجیس آفتاب پرست اس مقام پر ترک کی
گئی ہی کہ برجیس نے شہر آفتاب پرست بصلاح شعبدہگان دارد فرنگستان برائے مقابلہ اہل اسلام
خروج کیا تھا اور بعد قطع راہ شہر فرنگوشیہ پر پہونچا تھا محکوم شاہ حاکم فرنگوشیہ نے مقابلہ ہوا اسنے
برجیس کی اطاعت نہ کی چونکہ ستارہ اہل اسلام کا گردش مین تھا محکوم نے شکست کھائی ہزارون
لشکری و اہل شہر قتل ہوئے شہر فرنگوشیہ غارت وتباہ ہوا بعد اسکے برجیس زرنگوشیہ پر گیا احکام
شاہ حاکم زرنگوشیہ نے بمصلحت وقت تقیہ کیا اور اطاعت برجیس کی اب برجیس وہان سے
بھی روانہ ہوا ہی اور اسی طور سے جس ملک کے حاکم نے اسکی اطاعت کی تو اسکا ملک اسنے نہ

غارت کیا اور جنھون نے اطاعت نہ کی اور مقابلہ کیا اُس ملک کو مثل فرنگو فیشہ کے غارت و تاراج کیا
بس اب یہ صلح و غارت کرتا ہوا طرف نہ طاق کے جاتا ہی براسے مقابلہ صاحبقران ثالث
اسکو تو اُس طرف روان رکھا جاتا ہی کہ اسکا حال پھر تحریر کیا جائیگا اور اب سہراب ثانی کی
کی داستان بطور اختصار تحریر ہوتی ہے ملاحظہ فرمائیے

اب شمہ داستان سہراب ثانی پسر رستم ثانی کا ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جو اپنے
باپ یعنی رستم ثانی کو خواب مین دیکھکر اور بوقت شب اس خیال و قصد
سے تن تنہا بدون اطلاع اپنی مان و نانا کے نکلکر براے فتح طلسم چہل چراغ پیلہانی
روانہ ہوئے تھے جہان کہ رستم ثانی و شہریار عالیوقار کو دیو ہامان شقی نے
دھوکے سے پھنسا دیا تھا اور رہائی اُنکی سہراب کے ہاتھ سے تھی اور
فاتح طلسم بھی سہراب ثانی تھے اور حالات طلسم اور کیفیت مضراب پری
و اخضر پریزاد اور جو کہ اُنکی مفارقت مین گذری و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

غزل بجاے ساقی نامہ بیت

عنان قلم کو مین پھیرون یہان
اشک آنکھون مین جگر مین غم رہا
مرگئے عادت نہ رونے کی گئی
اُسکے آنے تک جو اپنا دم رہا
راستی پر بال بھر آیا نہ حسن
عمر میرے زخم کا مرہم رہا
اُسکے چتون کا وہ عالم یاد ہے
عمر بھر یہ تحفہ برہم رہا
قطرہ خواب غفلت سے جو اب جاگے تو کیا
ڈھل گیا سورج بہت دن کم رہا

لکھون آگے سہراب کی داستان
ضبط گریہ پر یہ آنکھین ہین گواہ
تر رہین آنکھین کفن بھی نم رہا
فاتحہ تھا کس شہید عشق کا
کج رہی زلف اور ابرو خم رہا
شعلہ تھا عہد جوانی اُڑ گیا
ایک عالم کا عجب عالم رہا
جس سے رونق تھی حریم قلب کی
وقت کوئی ٹھہرے کوئی دم رہا
بیت بہ بزم سخن طوطی خوش نو

غزل دم رہا جبتک تعلق ہمدم رہا
جوش مین آ آکے دریا تھم رہا
دیکھ لینگے وقت آخر کو اسے
راستا بھر درگاہ مین ماتم رہا
ضبط نے رکھے لب فریاد بند
برق تھا ہنگام پیری جسم رہا
ہوسکا ہمسے نہ اجماع حواس
اُسکی صورت سے مین نا محرم رہا
بجر گھٹنون پر جھکا پیرا ...
+ بہ پین زمزمہ شد ترنم سرا + دیکھ

بیا بشنو ای ہمدم راستان + کہ بازادم بر سر داستان + نویسندۂ معنی خوش زبان + چنین کرد این
داستان را عیان + براویان خوش تقریر و حاکیان نازک تحریر اس داستان دلپذیر کو قرطاس
صداقت اساس پر اشہب کلک تیز سے یون تحریر کرتے ہین اور گلشن مضامین مین بلبل شاخسار
معنی یون زمزمہ سنج ہوتے ہین و فاتحان طلسم معنی طلسمات مضامین کو یون فتح کرتے ہین و یکہ تازان
عرصہ مطالب و مضامین شہسوار طبع سے لشکر معانی کو یون شکست دیتے ہین کہ یہ داستان نازک جلد اول
مین یہانتک تحریر ہوتی تھی کہ بعد اسیر ہونے شہریار عالیوقار کے دیو ہامان نے اخضر پریزاد
پر پھر خروج کیا تھا اور مقابلہ کی نوبت آئی تھی چونکہ شاہزادہ سہراب ثانی صاحب شعور تھا گوسن ...

فرزند صاحبقرانی و نہنگ دریاے رستم ثانی کا کوئی سات برس کا تھا مگر شکل اپنے جد امجد مالک
قاسم و حمزۂ صاحبقران و ایرج نوجوان و علمشاہ عالی شان کے نہایت جری و بہادر تھا
اپنا شکل نذر رکھتا تھا اسی سن میں اسنے دیو ہامان ایسے زبردست کو قتل کیا تھا بعد فتح جنگ کے
ایک جشن شاہانہ ترتیب کیا تھا جو کہ پندرہ روز تک برپا رہا اور تمام پردۂ قاف کی پریان اس
جشن عالی مین ناچین جبکہ وہ جشن تمام ہوا تھا اور اس گوہر بحر شجاعت نے بستر راحت پر آرام فرمایا تھا
اسی حالت خواب مین اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا تھا کہ انھون نے اسی عالم خواب مین شکایت
کی تھی کہ اے فرزند خون دنیا کا سفید ہو گیا ہے کوئی مقام شکایت نہین ہے زندہ و سلامت و خوش رہو ہمکو
اسی غرض ہے چاہئے ہماری خبر لو چاہئے نہ لو ہمکو تمھاری خوشنودی سے سروکار ہے ہمپر جو گذرتی ہے
وہ گذر جائیگی جو زندگی باقی ہے اسی قید طلسم مین بسر ہو جائیگی کیونکہ یہ بھی ہماری قسمت مین تھا کہ ہم
تمھارے باغ جوانی کی سیر نہ کرین اور تڑپ تڑپ کر مرین اے فرزند ہمکو خیال تھا کہ تم ہماری
فکر کروگے اور ہماری خبر لوگے ہمکو اور اپنے عم بزرگوار کو جو کہ تمھارے استاد ہین اس مصیبت و بلا سے
نجات دوگے طلسم کو فتح کرکے ہمکو رہا کروگے مگر اب امید قطع ہو گئی تم عیش و عشرت مین مصروف
ہو گئے ہمکو دل سے فراموش کیا تم کیا کرو یہ ہمارے مقدر کی خوبی ہے اور اب رہائی اس طلسم سے
ہماری ممکن نہین ہے بس جو مشیت ایزدی ہے اس سے کیا چارہ ہے کوئی اسکے حکم مین اجارہ ہے
تم وہان عیش سے راتین بسر کرو اور آب سرد و نان گرم سے سیر و سیراب ہو ہم اور تمھارے عم
بزرگوار یہان تڑپ تڑپ کر راتین کاٹین اور آب گرم و نان جو ہین کھائین جو کہ حلق سے نہ
اتر سکے اور ایذاے طوق و سلاسل اٹھائین اور تکلیف قید کو گوارا کرین تم ہمراہ پریزادون کے
سیر باغ کرو ہم یہان زندان تاریک مین سر ٹکرائین نہ کوئی ہمدم نہ مونس کہ جس سے اپنا حال
بیان کرین اور وہ سنے اے فرزند مقام تعجب ہے کہ جسکا باپ و چچا اس بلا مین مبتلا ہو اور وہ انکی خبر نہ
لے خود عیش کرے اب دنیا مین کوئی کسی کا نہین ہے بس معلوم ہوا کہ دنیا ہیچ ہے اور کاروبار دنیا ہمہ ہیچ
جبکہ اپنے ہاتھ پاؤن اپنی خبر نہ لین تو اورون سے کیا امید ہمکو اب امید قطع ہو گئی پھر یا باشاد رہو
تمھاری صحت اور تندرستی سے غرض ہے ہمین اپنی کوئی فکر نہین ہے یہ جو کہا یہ سب [illegible] تھا
بیکار ہے یہ کہکر رستم ثانی غائب ہو گئے تھے ایسے کلمات حسرت و یاس کے تھے کہ مہر اسپ ثانی
رونے لگے تھے اُسی حالت مین آنکھ کھل گئی تھی وہ وقت صبح تھا روشنی تھی نماز وغیرہ سے فراغت کرکے
مان کے پاس گئے تھے شب کے خواب کا حال بیان کیا تھا مان نے جواب دیا تھا کہ اے فرزند یہ
خواب و خیال ہے عمل کرنا نہایت نادانی ہے تم فکر و تشویش نہ کرو راحت سے بسر کرو کوئی مقام تشویش
نہین ہے یہ سنکے مہر اسپ ثانی خاموش ہو رہے اور مان کے پاس سے اٹھکر باغ کے دربار مین [illegible]
تھے چنانچہ دربار آراستہ رہا اپنے دنگل پر بیٹھے رہے اپنے خانگی دربار اپنے مصاحبون اور ہمجولی
پریزادون کے ہمراہ صید و شکار مین مصروف ہوئے وہ دن لہو و لعب مین بسر کیا تھا کیونکہ کمسن تھے
کچھ خواب کا خیال بھی نہ رہا تھا دوسرے مان نے سمجھا دیا تھا کہ خواب و خیال پر عمل کرنا عقلمندون
کی راے کے خلاف ہے انھون نے بھی خیال کیا کہ والدہ ماجدہ سچ فرماتی ہین یہ خیال کرکے
مصروف صید و شکار ہوئے تھے چنانچہ دن بھر تو مصروف رہے بوقت شب خاصہ تناول کرکے
بستر آرام پر راحت پذیر ہو کے سو گئے کہ پھر رستم ثانی نے خواب مین آکر کہا کہ اے فرزند مین نے

تمکو کل بھی نصیحت کی اور اپنے حال زار سے اور تمھارے عم بزرگوار کے حال سے آگاہ کیا تمکو
اسپر بھی نہ خیال ہوا تھے ماں کے کہنے سے ہماری طرف سے دل کو بالکل پھیر لیا اور کوئی فکر ہماری
رہائی کی نہ کی ہاں کیون نہو جو کہ تمھارے بزرگ ہین اُنکی تمنے خبر لی دیو ہا ماں کو جو کہ تمھارے نانا
پر لشکر کشی کر کے آیا تھا کس بہادری سے قتل کیا اُنکو مصیبت سے بچایا ہم تمھارے کون ہین جو تم خبر لو
ای فرزند تمھارے دادا ایرج نوجوان بھی اس طلسم مین قید ہین اُنپر بھی بہت سختی ہے تم ہم لوگون کی
کیون خبر لینے لگے یہ کلمہ وہی کلمہ حسرت و یاس کے تھے جو کہ شب گذشتہ کہے تھے بس اُسکا سہراب
ثانی پر یہ اثر ہوا تھا کہ رونے لگے تھے اور اُسی حالت خواب مین یہ کہکر طرفدار رستم ثانی کے چلے تھے
کہ مین آپ کا خانہ زاد ہون ضرور آپکی رہائی کی فکر کرونگا آپ ناراض نہون بس اُسکی حالت خواب
مین ٹھوکر کھائی تھی کہ اُسکے سبب سے آنکھ کھل گئی تھی اسپ جو آنکھ کھلی تھی تو اپنے کو بستر خواب پر پایا تھا
آنکھون سے آنسو روان تھے رستم ثانی نظرون سے نہان تھے بس تصور باپ کا بندھ گیا تھا اور اُن
کلمات حسرت و یاس نے اسقدر دل پر اثر کیا کہ بیقرار ہو گئے تھے اُٹھ بیٹھے تھے مسہری پر پاؤن لٹکا کر
بیٹھے تھے دیکھا تھا کہ سب اہل محل بیخبر سو رہے ہین کوئی ایسا نہین ہے کہ جو خواب مین مبتلا نہو جو کہ
پہرہ چوکی اور رچیی پر لوگ تھے سب بیخبر تھے عالم ہو کا اور سنسانی کا تھا اہل شہر کے بولنے کی بھی
صدا نہ تھی یہ جو عالم دیکھا خیال کیا تھا کہ ای سہراب ثانی کل بھی خواب مین والد بزرگوار نے آکر
اپنے حال سے آگاہ کیا تھا تو نے والدہ سے بیان کیا اُنھون نے یہ کہکر ٹالدیا کہ خواب و خیال ہے
آج پھر تشریف لائے اور اپنے حال سے آگاہ فرمایا تو کیسا فرزند ہے کہ باپ و چچا و دادا مصیبت
مین مبتلا ہون اور تو راحت و آرام سے بسر کرے اور اُنکی خبر نہ لے اور نہ اُنکی رہائی کی فکر کرے بس تجکو لازم
ہے کو اپنے اوپر خواب و خور حرام کرا اور اُنکی خبر لے وہ جو کچھ فرما گئے ہین سب سچ اور بجا ہے مین نے
بہت نادانی کی کہ آجتک بیہوش رہا کل جو ماں نے کہا اُسپر عمل کیا تو کیسا اُنکا فرزند ہے کہ باپ تو
اس بلا مین مبتلا ہے اور بیٹا عیش کرتا ہے خبر نہین لیتا ہے سچ ہے کہ کیا دنیا کا لہو سفید ہو گیا ہے اولاد ہوتی
اسلیے ہے کہ باپ ماں کی وقت مشکل مین کمک کرے نہ یہ کہ اُنکی خبر نہ لے بس اب اُنکی رہائی کی
فکر کر خدا مالک ہے اگر تیرے مقدر مین ہے تو تو ضرور طلسم کو فتح کر کے اُنکو رہا کریگا اور اگر نہین ہے تو اُنکو
یہ تو معلوم ہو جائیگا کہ ہمارا فرزند ہماری رہائی کی فکر مین آیا تھا اور وہ مبتلاے بلا ہوا بس صبر ہوگا یہ
خیال اپنے دل مین کر کے فکر کرنے لگے تھے کہ کیا تدبیر کرون اگر ماں و نانا سے کہکر جاتا ہون تو
کوئی بسبب محبت اور الفت کے گوارا نہ کریگا کہ مین جاؤن اُنکو مفارقت ناگوار ہوگی اور ایسے
مقام پر جاؤن کہ جہان امید بہم ہو اگر لشکر کے ساتھ جاتا ہون تو بھی خرابی ہوگی اول تو
ہم سن ساتھ نہ چھوڑینگے اگر کسی سبب سے ساتھ چھوٹ بھی گیا اور جیسا وہ واپس آ گئے اور مین نہ آیا
اُنھون نے ناتا سے آکر بیان کیا تو پھر خفا ہونگے وہ اور دلملا ہونگے میرے سبب سے کیا کیا جا
فکر کرتے تھے بتدبیر خیال مین آئی تھی کہ یہ وقت شب ہے اور تاریکی ہے اور کوئی نصف شب کا زمانہ
ہے اور سب لوگ بھی سوتے ہین حتی کہ اہل شہر بھی بس اسوقت سے بہتر کوئی وقت نہ ملیگا نکل چلنا چاہیے
اطلاع ماں و نانا کے جب صبح کو معلوم ہوگا تو پھر دیکھا جائیگا رنج و غم کر لینگے دیو و پری اور براے
تلاش روانہ کرینگے بس اگر خدا کو منظور ہوگا تو ہم آن سے آملین گے ورنہ جو مرضی خدا جیسے تو والد
بزرگوار کے کلمات حسرت جو کہ وہ خواب مین آکر فرماتے ہین نہین سنے جاتے ہین اُنکی فکر لازم

سہے یہ لوگ کوئی بلا مین نہین مبتلا ہین جو مین نہ جاؤن حضرت مفارقت کا صدمہ ہوگا دو ایک دن
مین صبر آ جائیگا یہ خیال کرکے پلنگ پر سے اٹھے تھے مہر پر ہتھیار رکھے ہوئے تھے پہلے پوشاک
پہنی پھر ہتھیار لگائے دیکھا کہ سب بے خبر سو رہے ہین کمند پھینک کر بالائے قصر سے پشت قصر پر آ ترے
تھے کیونکہ دروازہ گرما کا تھا بالائے قصر سوتے تھے جب پشت قصر پر آ پونچے تو دیکھا کہ ایک دیو
مرکب چوکی کا لیے ہوئے بیٹھا ہے مگر اونگھ رہا ہے انھون نے بڑھکر اسکو قتل کیا اور اس مرکب پر سوار
ہو کر اسی تاریکی شب مین چلے سب شہر کے گلی کوچے طے کرکے قلعہ کے دروازے پر آئے تھے
یہان جو دیو پہرے پر بیٹھا ہوا تھا وہ بھی سو رہا تھا سبب یہ تھا کہ سب اہل شہر و اہل محل و اہل قلعہ چندرہ
روز کے جاگے ہوئے تھے اسسبب بے ہوش سو رہے تھے انھون نے اس دیو کو بھی قتل کیا تھا اور در
قلعہ کھول کر بیرون قلعہ ہوئے تھے پھر انکا راستہ ایسا تھا اس مقام پر یہ داستان جلد اول مین چھوڑ دی
تھی کہ یہ شب کو نکل کر براہ راست طلسم ثانی جاتے ہین اس مین سے براستہ بازی ناظرین کل
حال بیان کیا اور داستان کا ہاتھ دیا کہ یہان لکھی کیونکہ جلد اول مین یہ بیان کی تھی بیان کا
کہ شاید ذہن سے ناظرین کے محو ہو گئی ہو لہذا اب مین اصل داستان کو آغاز کرتا ہون اور پہلے حال
اخضر پریزاد و مضراب پری و اہل محل و شہر کا تحریر ہوگا اسکے بعد حال سہراب ثانی تحریر کیا جائیگا
مگر دو امر خدمت ناظرین مین لائق گذارش ہین وہ یہ ہین کہ یہ جو راوی نے بیان کیا کہ رستم ثانی
نے سہراب ثانی سے خواب مین کہا کہ تمھارے والد اور چچا ابھی تو جوان ابھی اس طلسم مین قید
ہین گو انکا حال مین نے نہ جلد اول مین تحریر کیا اور نہ جلد ثانی مین کہ وہ کیونکر قید ہوئے لیکن اب
مین یہ عرض کرتا ہون کہ وہ اپنے قید ہونے کی کیفیت خود اپنی زبان سے جبکہ وہ رہا ہونگے اور
سہراب ثانی طلسم فتح کرینگے بیان کرینگے اسوقت ناظرین کو انکے قید ہونے کی حالت بخوبی ظاہر
ہوگی دوسرا امر یہ ہے کہ سہراب ثانی نے جو دو دیو قتل کیے ایک وہ جو کہ مرکب لیے بیٹھا تھا دوسرا
وہ جو کہ پہرے پر تھا بس انکو بیگناہ قتل کیا اسکا سبب یہ ہے کہ یہ خیال کیا کہ اگر مین انکے پاس سے
بالکل چپکا ہون تو یہ ہوشیار ہو جاینگے غل مچائینگے سب خبردار ہو جائینگے میرا راز افشا ہوگا میرے
قصد مین خلل آئیگا بس قتل کیا اور پہرہ والے کو جو قتل کیا اس خیال سے کہ شاید یہ صدا سے
مرکب سے ہوشیار ہو جاوے اور غل و شور کرے اس حالت مین بھی میرے قصد مین خلل ہوگا بس
اسکو بھی قتل کیا تیسرے یہ کہ ایسا اپنے باپ و چچا و دادا کے غم مین مبتلا تھا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا دنیا
اندھیر تھی ذرا سی تاخیر ناگوار تھی کچھ خیال نہ تھا کہ یہ بیگناہ ہین یا پر گناہ قتل کیا بس یہ قتل کرکے مرکب
دواںیدہ ہوئے چلے جاتے ہین صحرا نورد ہین اسقدر مرکب کو تیز لیے جاتے ہین کہ احاطہ تحریر سے باہر
ہے بس انکو تو اسی حال مین رواں رکھا جاتا ہے اور پہلے حال ان عزیزون کا تحریر ہوتا ہے جو کہ
سہراب کے جانے کی خبر سے مبتلائے رنج و غم ہوئے ہین

اب شمہ حال ملکہ یاقوت نگار و اخضر پریزاد و مضراب پری کا سماعت فرمائیے کہ انھون نے مفارقت سہراب ثانی مین کیا اپنا حال کیا

راوی نے بیان کیا ہے کہ جبکہ وہ قیامت شب جو کہ باقی تھی گذری اور سحر ظلم نے اپنا چہرہ دکھایا
ہوا سرد چلی اور ان پریزادون اور پریون کے کہ جو کہ پہرہ اور چھپے پر مقرر تھے آنکھ کھل گئی

گھبرا گھبرا کر اُٹھ بیٹھین آنکھین مل کر جو دیکھا تو نور سحری کو آسمان پر جلوہ گر پایا آفتاب تابان کو طلوع
دیکھا ایک مرتبہ پریشان ہوکر اور یہ خیال کرکے کہ دن بہت آگیا اور ہم ایسے سوئے کہ شہزادے
کو براے نماز بھی بیدار نہ کیا آج ضرور عتاب نازل ہوگا اب جو مسہری پر نگاہ پڑی تو اُسکو خالی پایا اُس
آفتاب حسن کو نہ پایا ایک نے دوسری کی طرف پریشان ہوکر دیکھا اور کہا کہ بڑا غضب ہوا کہ شاہزادہ
پلنگ پر نہین ہی کدھر تشریف لیگیا کیونکہ جبتک ہم نہین بیدار کرتے تھے اُسوقت تک وہ نہین بیدار
ہوتے تھے نماز کا وقت گذر جاتا تھا اسی سبب سے ہمکو حکم تھا کہ بیدار کردیا کرو آج کیا سبب ہی کہ خود
بیدار ہوئے اور کہان تشریف لیگئے ہان کو اگر معلوم ہوگا کہ شاہزادہ خود بیدار ہوا نماز کا وقت گذر گیا
تھا اور یہ سب سو رہین تو ہم پر آفت آئیگی دوسری نے کہا کہ کوئی مقام فکر و تشویش نہین ہی ہم جو سوگئے
معلوم ہوتا ہی کہ شاہزادے کی آنکھ کھل گئی نماز کا وقت قریب ہوگا یہ خیال کرکے ہمکو اُنھون نے نہ جگایا
کہ صبح کا وقت ہی یہ لوگ کئی روز کے جاگے ہوئے ہین سونے دو خود زیر قصر تشریف لیگئے ہین نماز
مین مصروف ہونگے چلو چلکر عذر و معذرت کرلین بس یہ صلاح کرکے سب کی سب زیر قصر آئین
جہان شاہزادہ نماز پڑھتا تھا اور وظیفہ اُس مقام پر یہ بھی خیال نہ کیا کہ لباس و اسلحہ کیا ہوئے کیونکہ
طریقہ یہ تھا کہ اُنھون نے شاہزادے کو بیدار کیا وہ اُٹھکر زیر قصر تشریف لایا یہان جو لوگ براے خدمت
مقرر ہین وہ مصروف ہوئے بس یہ لوگ لباس و اسلحہ لیکر زیر قصر آئے اور کشتی مین لگا کر عبادتخانہ
مین لیکر حاضر ہوئے شاہزادے نے وظیفہ وغیرہ سے فراغت کرکے پوشاک پہن لی بس ایسے
یہ سب پریشان ہوئے کہ لباس وغیرہ کا بھی خیال نہ آیا اُسی حالت مین زیر قصر آئے یہان جو آکر پہونچے
تو دیکھا کہ سب سو رہے ہین اور حیران ہوئے کہ یہ آج سبب کیا ہی کہ ابھی تک سب سو رہے ہین یہ لوگ بھی
نہ بیدار ہوئے جو کہ براے وضو پانی دیتے تھے کیا سبب ہی شاہزادے نے اُنکو بھی نہ بیدار کیا یہ
خیال کرکے اُن سب کو جگایا اور کہا کہ کیا سو رہے ہو ذرا اُٹھو تو آج ہم سبپر مالکہ کا عتاب ہوگا
ہم بھی سوگئے اور تم بھی نہ ہمکو خبر ہوئی کہ کب شاہزادہ بیدار ہوکر زیر قصر آیا نہ تمکو خبر ہوئی کہ شاہزادہ
یہان آیا اور کہان تشریف فرما ہی یہ جو اُنھون نے کہا وہ بھی پریشان ہوئین اور ایک مرتبہ سب کے
سب طرف عبادتخانہ کے چلین یہان آکر عبادتخانہ کو اُسی طور سے بند پایا کہ جس طور سے بند کیا تھا
اب اور حیرت ہوئی اور باہم کہا کہ یہ کیا سبب ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی کہ آج کیا واقعہ گذرا ایک نے اُنمین
کہا کہ کوئی پریشان ہونے کی بات نہین ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہ بیدار ہوکر زیر قصر تشریف لائے یہان
اِن سب کو بھی سوتا ہوا دیکھا چونکہ ابھی بچہ ہین اور رحم دل ہین خیال کیا کہ یہ لوگ ہمارے ملازم ہین
تھکے ہوئے ہین اگر ہم انپر زیادہ شدت کرینگے تو یہ عذر تو نہ کرینگے مگر ایسا نہو کہ بیمار ہوجائین تو ہمکو
تکلیف ہوگی بس نہ جگاؤ اپنے ہاتھ سے سب کام کرلو تو کیا نقصان ہی بس سب کام کرلیا ہوگا چلو دیکھا ہین اور عذر کرلین
مالکہ کی خدمت مین ہونگے اُنکے سلام کو گئے ہونگے کہ ایک پری بول اُٹھی تو سب کی سب پرحواس ہو ہم تو چلکر قصر پر
دیکھو تو لو کہ پوشاک وغیرہ بھی ہی یا خود پہن لی یہ کہکر وہ منہیپٹا کر بالاے قصر گئی دیکھا کہ پوشاک وغیرہ
بھی نہین ہی اب تو سب کو یقین ہوا کہ ضرور سلام کو یہان و نانا کے گئے ہونگے بس وہانسے یہ سب مالکہ
پریشان اور بدحواس مالکہ کے خوف سے کانپتی ہوئین اور یہ کہتی ہوئین کہ چلکر مالکہ سے عذر کرلین
قدمون پہ گرین اور عرض کرین کہ ہمسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہو گی صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو
لگی تو آنکھ لگ گئی ہمسے یہ خطا ضرور ہوئی ہم خطاوار ہین چاہیے سزا دیجیے چاہے بخش دیجیے یہ باہم

صلاح کرتی ہوئین ملکہ کی خوابگاہ مین آئین دیکھا کہ ملکہ کے ملازمین اپنے اپنے کام مین مصروف ہین
اُنھون نے جو اُنکو بدحواس دیکھا تو دریافت کیا کہ خیر تو ہے تم پریشان کیون ہو نصیب دشمنان شاہزادے
کا تو مزاج اچھا ہے تم تو اسوقت ایسی بدحواس ہو کہ تمکو دیکھکر ہمارے حواس جاتے رہے چہرون پر
ہوائیان اُڑ رہی ہین انھون نے جو یہ سُنا کہ یہ کہتی ہین کہ شاہزادے کا مزاج تو اچھا ہے یہ کیون انھون نے
دریافت کیا شاہزادہ تو خود یہان تشریف لایا ہے بس اور زیادہ بدحواس ہوگئین مگر اُسنے کہا کہ یہ
تمنے کیا دریافت کیا کہ شاہزادے کا مزاج اچھا ہے وہ تو یہین تشریف لائے ہین ملکہ کی خدمت مین
برائے تسلیم ہم خود ملکہ کے پاس عذر کرنے آئے ہین کیا کہین کہ سو گئے تھے اُنھون نے جواب دیا
کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم سب کے سب ابھی سوتی سوتی اُٹھی ہو حواس درست نہین ہین کیسے شاہزادے
اور کیسا تشریف لانا ہمتو یہان بہت سویرے سے ہین کوئی بھی نہین آیا اتنا اور یہ سب سُنکے سب بدحواس
ہوگئین اور کہا کہ ملکہ عالم کیا کرتی ہین اُنھون نے کہا کہ عبادت خدا سے فراغت پائی ہے اب اپنے
والد بزرگوار کے تسلیم کو جانے والی ہین یہ سُنتے ہی وہ سب کی سب ایوان مین آئین جہان ملکہ تھین دیکھا
کہ ملکہ کرسی پر بیٹھی ہوئین ہین گرد انکے مصاحبین ہین آئینہ سامنے لگا ہوا ہے بلکہ سنگار کر رہی ہین
کہ یہ جاکر پہونچین اور دوڑکر ملکہ کے قدمون پر گر پڑین اور رونے لگین اور کہنے لگین کہ اے ملکہ عالم
ہمسے آج بہت بڑا قصور ہوا معاف فرمائیے اب کبھی ایسی خطا نہو گی ملکہ نے حیران ہوکر اُنکی طرف
دیکھا اور کہا کہ بیان کرو کہ کیا خطا ہوئی کیون اسقدر بیقرار ہو ملکہ نے پہلے ہی پہچان لیا تھا کہ یہ سب کی
سب شاہزادے کی ملازمہ ہین ملکہ نے خود پریشان ہوکر دریافت کیا اور فرمایا کہ کیا کوئی تمنے ایسی
خطا شاہزادے کی کی ہے کہ مجھسے معافی کی خواستگار ہو بیان کرو جب وہ میرے سلام کو آئینگے
مین اُس سے معاف کرا دونگی بیٹھو تو سہی کیون اسقدر بے قرار ہوتی ہو اپنے حواس درست کرو
گریہ کو ضبط کرو ملکہ نے جو یہ کہا اُنھون نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ اے ملکہ عالم صبح کا وقت تھا ہوا
ٹھنڈی ٹھنڈی جو چلی آنکھ لگ گئی وقت نماز کا گذر گیا ہر روز ہم شاہزادے کو خواب سے بیدار کرتے
تھے آج بسبب سوجانے کے نہ بیدار کرسکے اب جو اُٹھے تو شاہزادے کو پلنگ پر نہ پایا خیال کیا کہ
زیر قصر تشریف لیگئے ہونگے حواس جاتے رہے کہ آج عتاب حضور مین مبتلا ہونگے زیر قصر گئے
یہان بھی ان سب کو سوتا ہوا پایا عبادت خانہ مین شاہزادے کو دیکھا نہ پایا خیال ہوا کہ معلوم ہوتا
ہے کہ آپکی تسلیم کو گئے ہین اور یہ بھی خیال ہوا کہ چونکہ شاہزادہ رحم دل بہت ہے اُنھون نے ہم پر اس خیال
سے رحم فرمایا کہ یہ سب بھی کئی شبون کی جاگی ہوئی ہین سو رہے دو نہ جگاؤ اپنے دست مبارک سے
سب کام کیا ہوگا یہان جو آئے تو آپکے ملازمون سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ یہان بھی نہین
تشریف لایا اب ہم بہت پریشان ہین اور خدا معلوم کہان گئے ملکہ نے جو یہ سُنا قلب پر ایک کھٹکا سا لگا
دل بیقرار ہو گیا مگر ضبط کیا اور اُنسے کہا کہ پریشان نہو خیر اگر آج ایسا ہوا تو کیا نقصان ہے اب ایسی غفلت
نہ کرنا اور کوئی مقام تشویش نہین ہے اُنکا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ پوشاک پہن کر اپنے مقام سے چلتے ہین
تو پہلے اپنے نانا کی تسلیم کو جاتے ہین وہان سے میرے پاس آتے ہین بعد اُسکے نانا کے ہمراہ شاہی دربار
مین جاتے ہین نانا کے پاس ہونگے چلو مین بادشاہ کے سامنے اسکا ذکر کرکے اُنسے تمہاری خطا
معاف کرادون یہ کہا تو مگر دل کا مالک خدا ہے ہزارون طرح کے خیال دل مین کر رہی ہین مگر اُنکو
ٹالتی تھی اور یہ دل سے کہتی ہے کہ یہ کیا واہیات خیال ہین وہ اپنے نانا کے پاس ہوگا اُسسے باتین

کر رہا ہوگا اِس سبب سے عرصہ ہو گیا جو میرے سلام کو نہین آیا مگر دل کو لاکھ سمجھاتی ہون وہ نہین مانتا ہی آخر کو تاب نہ رہی کرسی پر سے اُٹھی اُن سب کو ہمراہ لیکر اپنے قصر سے طرف قصر بادشاہی کے چلی یہان اخضر پریزاد لباس شاہی پہن چکا ہی تاج شاہی سر پر رکھ چکا ہی پریان تخت لیے ہوئے موجود ہین دربار جانے کا قصد ہی کیونکہ وقت آ گیا ہی مگر اِس خیال سے ٹھہرا ہوا ہی کہ سہراب آلے تو اُسکو ہمراہ لیکر جاؤن خیال کر رہا ہی کہ کیا سبب ہی جو اب تک نہین آیا ہر روز تو سویرے آجاتا تھا کہین نماز پڑھتا ہوتا تھا پھر اپنے دل سے کہتا ہی کہ بچہ تو ہی سو گیا ہوگا آتا ہوگا بادشاہ تو یہ خیال دل مین کر رہا ہی کہ سامنے سے مضراب پری نظر آئی بادشاہ نے دیکھا کہ میری دختر نیک اختر ہمراہ پریون کے میری طرف آتی ہی مگر کچھ پریشان ہی پاؤن کہین ڈالتی ہی پڑتا کہین ہی اور جو خواصین وغیرہ ہمراہ ہین وہ بھی سب حیران و پریشان ہین اُن سب مین سہراب ثانی کی بھی خواصین وغیرہ ہمراہ ہین وہ بھی نہایت پریشان و حیران ہین اب یہ حال جو اخضر نے دیکھا اور ملکہ کو پریشان پایا خیال کیا دل مین کہ یہ آج کیا سبب ہی جو مضراب اِس حال پریشان سے آتی ہی خدا خیر کرے کوئی نہ کوئی نئی بات ہی سہراب ثانی کی خیر ہو یہ بادشاہ خیال کر رہا تھا مگر مضراب پری اپنی دختر کی پریشانی دیکھکر خود بھی پریشان ہو گیا تھا کہ ادھر مضراب نے جو طرف ایوان کے دیکھا تو کیا نظر آیا کہ بادشاہ تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے دربار مین تشریف لیجانے کے قصد سے بیٹھے ہین تخت حاضر ہی سہراب ثانی کا پتہ یہان بھی نہین ہی اب تو دل کو قرار نہوا جھپٹ کر ایوان مین آئی ادھر اُدھر گھبرا کر دیکھا مگر اپنے آرام جان کو کسی طرف نہ پایا کہ اتنے مین بادشاہ نے فرمایا کہ اے مضراب خیر تو ہی تو اِسوقت اسقدر پریشان کیون ہو اور بیوقت کیون آئی ہو مضراب اسقدر پریشان تھی کہ تسلیم کرنا بھی بادشاہ کو بھول گئی تھی جب بادشاہ نے پوچھا پہلے اُسنے تسلیم کی اور کہا کہ کیا عرض کرون بابا جان مین لٹ گئی اپنی راحت جان و آرام قلب سے چھوٹ گئی اب مجھکو کچھ نہین دکھائی دیتا ہی یہ تو فرمایئے کہ سہراب کہان ہی آپکی خدمت مین برائے تسلیم آج حاضر ہوا تھا یا نہین یہ جو بادشاہ نے سُنا دل پر ایک چوٹ لگی گھبرا کر کہا کہ کیسا سہراب کچھ صاف طور سے بیان کرو وہ تو ابھی تک میرے پاس نہین آیا بلکہ مین اُسکا خود انتظار کر رہا ہون یہ خیال کیا تھا کہ ابھی بچہ ہی سو گیا ہوگا اِس سبب سے عرصہ ہوا تمنے تو وہ واقعہ بیان کیا کہ میرے حواس جاتے رہے کچھ بیان تو کرو کہ مین بھی سُنون تب ملکہ آہ کر کے رو پڑی بادشاہ کے بیٹھ گئی اور جو خواب اپنا سہراب سے سُنا تھا سب حال بیان کیا اور عرض کیا کہ مین نے خیال کیا تھا کہ وہ آپکی خدمت مین ہوگا یہان آ کر بھی نہین پایا اب مین کیا کرون سہراب مجھکو دغا دے گئے نہ معلوم کدھر نکل گئے یہ کہکر چیخین مار کر رونے لگی اخضر پریزاد بھی پریشان ہوا دربار کا جانا تو بھول گیا ملکہ سے کہا کہ ذرا صبر کرو مین خواصون سے دریافت کرون کہ کیا واقعہ گذرا اور تمسے کبھی اُسنے کسی امر کو کہین جانے آنے کو تو نہین کہا تھا ملکہ نے جواب دیا کہ جی ہان کل مجھسے اسقدر کہا تھا کہ مین نے اپنے والد کو خواب مین دیکھا ہی وہ یہ فرماتے ہین یہ کہکر ملکہ نے خواب کا حال بیان کیا اور کہا کہ اُسکا قصد تھا کہ مین جاکر طلسم کو فتح کرون اور اُنکو رہا کرون مین نے یہ کہکر ٹالدیا تھا کہ خواب و خیال پر عمل کرنا کام عقلمندون کا نہین ہی وہ سُنکے خاموش ہو رہا نہ معلوم اب اُسپر کیا گذری جو بدون اطلاع وہ چلا گیا بادشاہ نے جواب دیا کہ معلوم ہو گیا کہ وہ اولاد صاحبقران ہین بس جو امر کہ اُنکے ذہن مین آتا ہی اُسکو یہ لوگ ضرور کرتے ہین چاہے جہان جائے چاہے رہے

پس صبر کرو وہ چلے گئے تمنے جیسے بھی اس حال کو نہ کہا اور نہ اُنکا قصد ظاہر کیا ورنہ مین کوئی تدبیر کرتا اُنکے
ہمراہ جاتا یہ تمھاری غفلت سے کیا تم یہ سمجھے کہ یہ بچہ ہو سمجھا دیا مان گیا وہان وہ وقت کا منتظر تھا
موقع ملا چلا گیا ضرور وہ شب کو کسی طرف نکل گیا افسوس اب مین کیا کرون یہ کہکر اخضر پریزاد
بھی رونے لگا محل مین کہرام مچ گیا ایک تلاطم برپا ہو گیا اخضر نے خواصان سہراب کو روبرو طلب
کر کے سب حال دریافت کیا اُنھون نے کل حال بیان کیا جو کہ مالکہ سے کہا تھا اور بالا مذکور ہو چکا ہی
جب اخضر سن چکا اُسوقت اخضر نے اُنسے پوچھا کہ تمنے اُنکی اسلحہ و پوشاک بھی دیکھی کہ ہی یا کہ وہ
بھی نہین ہی اُنھون نے عرض کیا کہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے نہین ہی اخضر نے کہا کہ ضرور کسی طرف چلے
گئے اب خدا لائیگا تو ملاقات ہوگی افسوس اب مین کیا کرون ابھی اُسکا سن کیا ہی دوسرے وہ
آلام سفر سے واقف نہین ہی کبھی گھر سے تنہا نہین نکلا کیا کیا جانے مین تو ضعیفی مین تباہ ہو گیا اور
وہ یون ضائع ہوا کہ جسکے ملنے کی امید نہین ہی سہراب کا بھروسہ تھا وہ یون تنہا چھوڑ کر چلے گئے
اخضر پریزاد یہ کہتا ہی اور روتا ہی مضراب کا تو یہ حال ہی کہ زمین پر پڑی تڑپ رہی ہی اور
سہراب کو پکار رہی ہی اور کہتی ہی کہ ای فرزند آکر اپنی والی کو صورت دکھا جاؤ مین تو روکونگی صورت
دکھا کر چلے جانا بیٹا ہمکو معلوم تو ہو گا کہ تم فلان مقام پر گئے ہو خیر خیریت تو معلوم ہوتی رہیگی یہ تو امید
ہوگی کہ پھر آکر ملوگے ای فرزند مین مر جاؤنگی اگر تمکو نہ دیکھونگی یہ کہتی ہی اور خاک پر پچھاڑین کھاتی ہے
اور کہتی ہی کہ مین اپنے ماہ تابان و مہر درخشان کو کہان تلاش کرون اور اپنے باپ کی طرف خطاب
کر کے کہتی ہی کہ مین اپنے بچہ کو آپسے لونگی میرا کلیجہ منھ کو آتا ہی مین نے صبح سے اُسکو نہین دیکھا ہوا ی والد
مین کدھر تلاش کرنے جاؤن وہ تو راہ سے بھی نہین واقف ہی نہ معلوم کدھر شب تاریک مین نکل گیا
ہوگا کہان شب بسر ہوئی ہوگی اُسکو تو بدون میرے قرار نہ آتا تھا یہ کیسا دل پر صبر اور جبر کیا یہ نہ خیال
کیا کہ مان تڑپتے تڑپتے مر جائیگی ہاے وہ چاند سی صورت میری آنکھون سے پوشیدہ ہو گئی مالکہ کی
ان باتون پر سبکے کلیجہ منھ کو آتا تھا سب رو رہے تھے بادشاہ کا یہ حال تھا کہ رومال پر رومال تر
ہو رہا ہی خاموش بیٹھا ہوا رو رہا ہی واقعی سب پر بڑا صدمہ ہی دل سے کہتا ہی کہ کیا کہکر مضراب کو سمجھاؤن
جو اپنا حال نہ کرے بجا ہی کیونکہ اُسکا فرزند تھا فرزند بھی وہ فرزند جو کہ تمام گھر بھر کا اُجالا تھا لائق و سعادتمند
یون یکایک جسکا ایسا فرزند بدون کہے سنے غائب ہو جاے جو اُسکا حال ہو وہ بجا ہی یہ شور و غل جو
برپا ہوا تا کہ سحاب پری مادر مضراب پری اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی اپنے مصاحبون سے باتین
کر رہی تھی کہ اُسکے کان مین جو رونے کی صدا گئی گھبرا کر خواصون سے کہنے لگی کہ یہ رونے کی صدا
کہان سے آتی ہی ذرا سُنا تو اُنھون نے جو کان لگا کر سُنا عرض کیا کہ قصر شاہی سے آتی ہی یہ گھبرا
کر اُٹھی اُس قصر مین آئی کہ جہان بادشاہ تشریف فرما تھے دیکھا کہ بادشاہ بھی رو رہے ہین اور
مضراب زمین پر پڑی ہوئی لوٹ رہی ہی اور رو رہی ہی اور جسقدر پریان وہان ہین وہ سب
رو رہی ہین یہ حال دیکھکر اور گھبرا کر ایوان مین آئی حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سہراب ثانی
شب سے بدون اطلاع مان و نانا کے کسی طرف چلے گئے ہین یہ سب اُنکے الم مین گریان ہین
یہ سنتا تھا کہ ایک چوٹ قلب پر لگی یہ بھی بہت نواسے سے الفت رکھتی تھی ہاے سہراب کہکر
بیٹھ گئی اور رونے لگی اب تو تمام محل شاہی مین کہرام مچ گیا اور سب رونے اور پیٹنے لگے کوئی اپنے
منھ پر طمانچے مارتی ہی کوئی بال نوچے ڈالتی ہی مضراب نے تو گریبان چاک کر ڈالا ہی منھ پر

خاک ملی ہی اور کہتی ہو کہ مین جوگن بنکر اپنے یوسف گم گشتہ کی تلاش مین نکلونگی فقیری اختیار کرونگی
خواصین وغیرہ جو سمجھاتی ہین کہتی ہین کہ ملکہ اپنے حواس درست کرو کوئی مسافر کسکے پیچھے اسطرح نہین
روتا ہو خدا سے دعا کرو کہ وہ صحیح و سلامت آپکے فرزند کو آپ سے ملادے اُسکی ذات پر بھروسہ کرو
وہ جامع المتفرقین آپ سے ملادیگا وہ خدا نے چاہا تو ضرور طلسم کو فتح کرکے اور اپنے باپ و چچا کو
رہا کرکے اپنے ہمراہ لیکر آئینگے اور آپ سے ملینگے یہ اولاد صاحبقران ہین انپر ایسے ایسے
واقعات بہت گذرتے ہین اپنے شوہر کی زبانی اُنکے واقعات اور اُنکے والد کے واقعات و شاہزادہ
مالک قاسم کے واقعات جو کہ آپ کے فرزند کے جد امجد تھے کہ سات برس کے سن مین اُنھون نے
طلسم افراسیابی کو فتح کیا اور اپنے والد عالمشاہ کو رہا کیا اٹھارہ دن تعاقب کرکے بارگاہ کیخسروی
مین ترک نوسن بالطائی کو قتل کیا و حمزہ صاحبقرانی و دیگر اولاد صاحبقران کے حالات سنے ہین
کہ کیسے کیسے کام کیے اور کیسے کیسے آلام مین مبتلا ہوئے مگر خدا نے اُنکی ہر مقام پر حفاظت کی اور
بچایا اسی طور سے خداوند کریم اُنکا بھی محافظ ہی اور بچائیگا آپکے رونے اور بلکنے سے واپس نہ
آئینگے اُنکو آپکے حال کی خبر بھی نہوگی اس بیقراری اور آہ و زاری سے کیا فائدہ ہوگا بلکہ یہ
ہوگا کہ جو تدابیر کرنا ہین وہ بھی بھول جائیگا کیونکہ حواس تو درست نہونگے اے ملکہ اپنے حواس
درست فرمایئے آپکے رونے سے بادشاہ بھی بدحواس ہوئے جاتے ہین ظل اللہ دربار مین
تشریف لیے جاتے ہین وہ جاکر پریزادون و دیوزادون کو برائے تلاش روانہ کرینگے وہ تلاش
کرکے لے آئینگے ابھی کہین دور نہ گئے ہونگے کیونکہ راہ سے واقف نہین ہین ضرور مل جائینگے
وہ آتے جاتے ہین دوسرے جہان پناہ سرور جنی کو طلب فرماکر اُنسے فرمائینگے کہ تم رمل
سے دریافت کرو کہ شاہزادہ کب تک آئیگا وہ منجم بے بدل ہین جو حکم لگاتے ہین اُسمین فرق
نہین ہوتا ہو اکثر امتحان کر لیا گیا ہی اسقدر نہ بیقرار ہوجیے اُنکے ملاقات کی تدبیر کرنے دیجیے
جب دیو و پریزاد خبر لیکر آئینگے تو آپ بھی اُنکے پاس تشریف لیجائیگا جہان وہ ہونگے اُنکو سپرد
خدا فرمایئے دل پر ذرا جبر فرمایئے صبر کیجیے اپنے ہمراہ اورون کے حواس نہ پراگندہ فرمایئے
یہ جو پریون نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ سچ ہی جسکے دل پر جو گذرتی ہو اُسی کا دل جانتا ہی تمکو کیا
میرے دل کا حال معلوم کہ کیا گذر رہی ہی مین تو لاکھ چاہتی ہون کہ صبر کرون مگر کیا کرون کہ دل ہی
قابو مین نہین ہی کیا مین کسی کو منع کرتی ہون کہ کوئی تدبیر نہ کرے میرا کوئی اختیار نہین ہی نہ میرے حواس
مین مجکو اپنی آنکھون پہ اختیار ہی مین رو رو کر اپنی زندگی بسر کرونگی لاکھ تدبیر کیجائیگی مگر اب وہ گوہر نایاب
نہ دستیاب ہوگا میرا اب کا ملنا دشوار ہی سب تدارک بیکار ہی جو کچھ کیا جائیگا مین تو بیدست و پا ہو لئی
یہ کہکر رونے لگی ادھر بادشاہ نے خیال کیا کہ تو بیٹھا ہوا کیا کر رہا ہی دربار مین چل دیوزاد و پریزاد
برائے تلاش روانہ کر سرور جنی کو طلب کرکے زائچہ کراؤن یہ دل مین خیال کرکے اپنی زوجہ
سمجھا سے پریون سے فرمایا کہ تم مہر افروز کو سنبھالو سمجھاؤ مین دربار مین جاتا ہون تاکہ کوئی تدبیر کرون
سبھون نے کہا کہ آپ تشریف لیجائین جہانتک ممکن ہوگا مین سمجھاؤنگی یہ سنکے بادشاہ تخت پر سوار ہوکر
مگر پریشان دربار مین تشریف لائے یہان سب حاضر دربار تھے چونکہ عرصہ ہوگیا تھا سب اہل دربار
پریشان تھے کہ کیا سبب ہی کہ بادشاہ ابھی تک نہین تشریف لائے ہین اور یہ کیسا آج محل مین شور و
غل ہی یہ لوگ پریشان بیٹھے ہوئے تھے کہ بادشاہ برآمد ہوا سب برائے تعظیم اٹھے مجرا کیا بادشاہ

نے سب کا ماجرا لیا مگر اب جو سب نے دیکھا تو بادشاہ کو پریشان پایا مگر رعب شاہی سے کوئی دریافت
نکرسکا بادشاہ نے تخت پر بیٹھکر حکم دیا کہ پریزادان تیز پر و دیوزادان چابک دست حاضر ہون
یہ حکم دیا فوراً دیو اور پریزاد حاضر ہوئے بادشاہ سے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے اخضر پریزاد
نے انسے فرمایا کہ تم لوگ اسیوقت فوراً تمام پردۂ قاف کے ملکون اور صحراؤن مین جاکر تلاش
کرو شاہزادہ سہراب کو اور کچھ دیو اور پریزاد تمام شہر مین تلاش کرین اور جو دیو کہ طلسم چہل چراغ سلیمانی
سے آگاہ ہون وہ اسطرف کو جائین اور تلاش کرین کیونکہ شاہزادہ شب سے بدون اطلاع کے
غائب ہوگیا ہے یہ جو بادشاہ نے فرمایا سب اہل دربار کو سناٹا سا ہوگیا جو ملازم شاہزادے کے تھے
وہ گھبراکر رونے لگے بادشاہ نے دیو اور پریزاد کو یہ بھی حکم دیا کہ جبتک شاہزادہ نہ ملے
اسوقت تک نہ آنا یہ حکم سنکے وہ پریزاد و دیوزاد جدا جدا کرکے روانہ ہوئے اور تمام پردۂ قاف
مین منتشر ہوگئے اور صحرا مین اور بعض دیو طرف طلسم کے روانہ ہوئے کہ انکا حال آئندہ تحریر ہوگا
یہان جب وہ دیو روانہ ہوچکے جو افسران سپاہ زیادہ بادشاہ کے مقرب تھے انھون نے عرض
کیا کہ یہ کیا واقعہ درپیش ہوا ہم غلامون کو آگاہ فرمائیے سنکے بڑا صدمہ ہوا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ کیا
بیان کرون یہ کہکر بادشاہ نے کل حال سب اہل دربار سے بیان کیا کہ یہ واقعہ گذرا کہ شاہزادہ
شب کو کہین چلا گیا ہے خواصون نے جو بیان کیا تھا سب حال کہا اور کہا کہ کل اپنی والدہ سے
ذکر کیا تھا کہ شاید کل انھون نے اپنے والد کو خواب مین دیکھا تھا انھون نے بہت شکایت کی تھی
انھون نے مان سے کہا تھا کہ ہم طلسم کو فتح کرنے جائین گے مان نے سمجھایا اسوقت تو وہ خاموش
ہورہے مگر شب کو بدون اطلاع چلے گئے مان نے تو اپنی حالت تباہ کررکھی ہے اسکے رونے اور پیٹنے
سے سب کے آئے ہوئے حواس جاتے ہین اسکا حال نہین دیکھا جاتا ہے یہ سنکے اہل دربار نے
کہا کہ بجا ارشاد ہوا جو کچھ حال ہو وہ درست ہے مان کا کلیجہ ہے بادشاہ نے فرمایا کہ میرے بھی جو قلب
کا حال ہے وہ بیان نہین کرسکتا ہون اگرچہ مین مرد ذات ہون دل پر صبر کی سل رکھ لی ہے مگر سہراب
کی تصویر سامنے پھر رہی ہے اہل دربار نے عرض کیا کہ بجا اور درست ارشاد ہوا ہم لوگون کے جو
قلب کا حال ہے وہ کیا عرض کرین بہت بیقرار ہین یہی جی چاہتا ہے کہ زندہ نہین بادشاہ نے فرمایا
کہ تم لوگ نمک حلال ہو ہمارے غم سے تمکو غم ہوتا ہے ہماری خوشی سے تمکو خوشی اتبو پھر کوئی مصیبت اور
آسمان بلا ٹوٹا ہے کہ داماد سے یون جدائی ہوئی کہ برسون ہوگئے کہ صورت دیکھنا نصیب ہوئی کہ دیکھین بیٹی
جوان گھر مین بیٹھی ہوئی ہے ایک تو اسکا داماد وہ یون غیر ہوا گیا ہم تو تباہ و برباد ہوگئے کیا چارہ ہے مصیبت
خدا مین جو کاتب ازل نے خط پیشانی مین روز الست تحریر کیا ہے وہ پیش آئیگا ہم اسمین بیچ ہین انسانی
مین سب کے صدمہ اٹھانے کو رکھے ہین کیا تقدیر سے زور ہے جو پھر گذریگی برداشت کرینگے یہ کہکر بادشاہ
آنسو بھر لائے سب اہل دربار رونے لگے اور یون بادشاہ کو سمجھانے لگے کہ آپ صبر فرمائیے یہ تو
اولاد صاحبقران ہین انپر ایسے مصائب بہت گذرتے ہین رستم ثانی کو ملاحظہ فرمائیے
کہ جب شکار پر گئے تھے اور غائب ہوگئے تھے بہت دنون تک نشان نہ ملا پھر عین وقت پر کیونکر
تشریف لائے مع سپاہ و لشکر کے اسی طور سے یہ شاہزادہ بھی بامراد دلی مع اپنے والد کے
با جاہ و حشم تشریف لائینگے اپنے نور جمال سے آپ لوگون کے چشمہائے مبارک کو روشن کرینگے
صبر و خدا فرمائیے دیو وغیرہ تو آپ نے برائے تلاش روانہ فرمائے ہین وہ ضرور خبر خوش لیکر

جا ضر ہونگے آپ یہ تدبیر فرما چکے ہین ہم لوگ بھی کوشش کرینگے اب آپ بالکل دلجوئی فرمائیے اور تسکین قلب بادشاہ نے فرمایا کہ سواے اسکے اور کیا چارہ راوی نے بیان کیا ہو کہ اتنے عرصہ مین شہزادے نے جو دیو وغیرہ روانہ فرماے تھے انکو انعام کثیر کا امیدوار کیا تھا اُنسے کہا تھا کہ تم شاہزادے کی خبر خیریت لاؤگے تو تمھارا دامن جواہر سے بھر دونگا اگر شاہزادے کو تلاش کرکے اپنے ہمراہ لاؤگے تو اُسکے برابر زر و جواہر تول دونگا تم سب کو انعام کثیر سے مالا مال کر دونگا راوی نازک خیال عرض کرتا ہو کہ جب بادشاہ سے اہل دربار نے یہ تقریر مذکورہ کی اور بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ سواے صبر کے کیا چارہ ہو اُسکے لب یہ شعر پڑھا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + یہ فرماکر فرمایا کہ مجھکو صنوبر اب کی جان کا خوف ہو وہ اس الم و رنج مین ضرور اپنے کو ہلاک کریگی خیر جو تقدیرات الٰہی یہ فرماکر سہرورد جنی کی طرف رخ کیا اور کہا کہ اے واقف رموز الٰہی و اے دانا سے دہر آپ نے کچھ دریافت کرکے فرمایا کہ آیا شاہزادہ کس طرف کو گیا ہو آیا یہ فاتح طلسم ہو یا نہین یا صرف اُسکی قسمت مین سرگردانی اور ہم سب سے مفارقت مقدر مین ہو اور ہم سب کو اُسکی جدائی کا صدمہ اُٹھانا ہو آیا ہم سب اُس سے ملین گے اور ہمارے مقدر مین اُسکی ملاقات ہوتی ہو یا نہین ہم اسی طور سے تڑپ تڑپ کر مر جائینگے اُسکے دیدار سے محروم رہین گے مجھکو آپکے قول کا بہت اعتبار رہی جو حکم آپ نے لگا دئے وہ سب پورے ہوئے سر مو فرق نہوا اب اس امر مین بھی حکم لگا دیجئے زائچہ کھینچئے سہرورد جنی نے دست بستہ عرض کیا کہ مجھکو کیا عذر ہو مین صرف آپکے حکم کا منتظر تھا بخدا جو صدمہ کہ مجھکو یہ خبر وحشت اثر سنکے ہوا اُسکو عرض نہین کرسکتا ہون ابھی تعمیل حکم حضور کرتا ہون جو میرے حساب سے ظاہر ہوگا خدمت والا مین عرض کردونگا حال غیب سے مین واقف ہون کہ اُسکی مشیت مین کیا ہو بہ سبب عرصہ حال تھے کس نمی داند بجز پروردگار + بادشاہ نے فرمایا کہ یہ سب درست ہو اور قسم کی کیا ضرورت ہو مجھکو یقین ہو کہ آپکو ہم لوگون سے زیادہ صدمہ ہوا ہوگا کیونکہ آپ نے تو اُسکو گود مین کھلایا اور آپ ہی تو اُسکے فروغ کے باعث ہوئے اور آپ ہی نے ہمکو اس قابل کیا کہ ہمکو خداوند کریم نے ایسا سرفراز کیا کہ دو آباد ایسا دیا لہذا ایسا آپکو کیون نہ صدمہ ہوا ہوگا نعوذ باللہ عجب ہو سہرورد جنی نے عرض کیا کہ مین کس قابل ہون یہ خداوند کریم کی مہربانی ہو کہ اُسنے یہ سب سامان بہم کردئے اُسکا شکر کہانتک ادا کیا جاسکے اور آپکی بندہ پروری ہو کہ آپ یون مجھ ایسے ناچیز کی نسبت فرماتے ہین ورنہ مین کس لائق ہون جو مجھکو معلوم ہوتا ہو عرض کرتا ہون ناظرین کو یاد ہوگا کہ مین عرض کرچکا ہون جلد اول مین کہ سہرورد جنی قوم خاندان عبد الرحمٰن جنی سے ہین اور ہر علم و ہر فن مین مثل اُنکے ہین الغرض سہرورد جنی نے قرعہ نکال کر پھینکا اسکا نون ستارے سولہ خانے بارہ برجون کو خیال کرکے زائچہ کرنا شروع کیا اور جو جو سوال بادشاہ نے کئے تھے سب کے جواب استخراج کرکے سر اُٹھایا اور با ادب یون عرض کیا کہ میرے حساب سے تو یہ ظاہر ہوتا ہو کہ شاہزادہ اس طلسم کو فتح کریگا اور آپ لوگون سے مع اپنے بزرگون کے ملیگا بلکہ ایک بزرگ اور اُسکو اُس طلسم سے دستیاب ہونگا چونکہ ایک مدت سے اُس طلسم مین قید ہے مشیت ایزدی اسی طور سے جاری ہوئی تھی کہ شاہزادہ اسی طور سے یہان سے جائے اور طلسم کو فتح کرے اور اپنے بزرگ کو رہا کرے کہ

جو کہ دستیاب سے قید ہے اور شاہزادہ بصحت و خیریت ہے اور چھ ماہ کے بعد آپ لوگون سے بعہد
جاہ و حشم ملیگا آپ اسکو دیکھکر خوش ہونگے آپکے قلب رنجور مسرور ہونگے کوئی مقام خوف نہین
ہے فقط نہ حیات درست ہے جان کا بالکل خوف نہین مشیت ایزدی مین یہ تھا کہ جو کفار نابکار
پردۂ قاف مین ہین وہ اسکے ہاتھ سے قتل ہون اور اسکا بھی نام مثل حمزہ کے پردۂ قاف
مین بلند ہو پس یہ صورت پیدا ہوئی آپ لوگ اطمینان رکھین اگر ان احکامون مین ذرہ سے
فرق ہو تو خداوند مجھکو مع میری آل و اولاد کے توپ دم کرین مجھکو کچھ عذر نہوگا یہ سب امر ہو مگر
حال غیب سے نہین واقف ہون اپنے امکان بھر مین نے خوب جانچ کر حکم لگایا ہے اگرچہ خدا
کو منظور ہوگا تو کبھی نہ فرق ہوگا اسی سبب سے مین نے اس امر کا بھی اقرار کر لیا کہ اگر فرق ہو تو
توپ دم فرمایئے اُسکی ذات سے بہت بڑا بھروسہ ہے یہ کہکر وہی احکام ایک پرچہ قرطاس پر
لکھکر بادشاہ کے روبرو پیش کیے اور عرض کیا کہ اس کاغذ کو حضور اپنے پاس رکھین تاکہ جو مین نے
احکام لگائے ہین وہ بروقت تشریف لانے شاہزادے کے دیکھ لین حضور کہ کچھ فرق تو
نہین ہوا مین نے دروغ تو نہین عرض کیا بادشاہ نے وہ کاغذ سرورجنی سے لیلیا اور فرمایا
کہ آپکے احکام مین کبھی فرق نہین ہوا نہ انشاء ہوگا نہ آپ نے کبھی دروغ کہا جو مین خیال کرون یہ
فرماکر بادشاہ نے سرورجنی کو خلعت سے سرفراز فرمایا سبب اسکا یہ تھا کہ بادشاہ کو سرورجنی
کے احکام لگانے سے اطمینان ہوگیا اور دل سے تسکین قبول کرلیا کیونکہ جسقدر سرورجنی نے جو امر
مین کہا اُسی قدر ہوا کیونکہ نجومی بے بدل ہین انکے احکام مین کبھی فرق نہین ہوتا ہے سرورجنی نے
سلام کرکے خلعت لے لیا بادشاہ نے حکم دیا کہ شہر مین منادی کردی جائے کہ تا آنے شاہزادے
یا اُسکی خیر خیریت کے کوئی اپنے گھر مین اہل شہر سے شادی نہ کرے نہ بزم عشرت آراستہ کرے
اور اگر کریگا تو معتوب سرکار ہوگا اور ہمارے نوبت خانون مین نوبت نہ بجے بلکہ سب شاہزادے
کے ملنے کی دعا کرین یہ حکم دے کر دربار برخاست کیا اُسدن کوئی دوسرا کام نہ کیا جب بادشاہ
دربار برخاست کرکے داخل محل ہوا سب اہل دربار اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے راہ مین
یہ ذکر کرتے جاتے تھے کہ بڑا غضب ہوگیا کہ شاہزادہ یون غائب ہوگیا چودیو اور پریزاد شاہزادے
کے ملازم تھے وہ بعد برخاست ہونے دربار کے اپنے مقام پہنچی نہ آسکے اسی مقام سے برائے
تلاش روانہ ہوئے دیکھا حال آئندہ تحریر ہوگا پس سب اہل دربار یہ باتین کرتے ہوئے اپنے
اپنے مکان پر آئے اور آتے ہی یہ تدبیر کی کہ ہر ایک نے دو دو چار چار دیو و پریزاد اپنے ملازمون
مین سے برائے تلاش روانہ کیے اول ہر ایک خوشنودی بادشاہ و نیز بسبب نمک حلالی اور خیرخواہی
کے اور دوسرے بطمع انعام کثیر ادھر منادی نے ندا کردی کہ حکم ہے بادشاہ کا کہ شب سے شاہزادہ
غائب ہوگیا ہے تا آنے شاہزادے یا خیر خیریت اُسکی کے جو کوئی بزم عشرت یا بزم شادی برپا
کریگا وہ سزا پائیگا بلکہ شاہزادے کی سلامتی کی دعا کرے جب یہ خبر تمام شہر کے گلی کوچہ مین منتشر
ہوئی سب اہل دربار و شہر کو معلوم ہوئی یعنی اُسوقت سے سب نے [illegible] وابستہ کیا اپنے اوپر
بزم عشرت و شادی و غیرہ کو حرام کر لیا جہان جہان شادی یا بزم عشرت برپا تھی اُسوقت
[illegible] موقوف کردیا اور سلامتی شاہزادے کی دعا کرنے لگے نوبت خانہ شاہی مین نوبت
بجنا موقوف ہوگئی ہر ایک اہل شہر کو شاہزادے کا [illegible] ہوا اہل شہر تو سب موجب حکم بادشاہ

دعا مین مصروف ہین یہان بادشاہ داخل محل ہوا دیکھا کہ سحاب پری میری زوجہ و دیگر پریزاد
مضراب کو سمجھا رہی ہین مگر اُسکی عجب حالت ہی کسی طور گریہ کم نہین ہوتا ہی زمین پر تڑپ رہی
ہی بہت بیقرار ہی کسی طرح اُسکو صبر نہین ہوتا ہی اخضر پریزاد نے جو بیٹی کا یہ حال دیکھا دل کو
تاب نہ رہی رومال منھ پر رکھکر رونے لگے ایوان مین آئے سب برائے تعظیم کھڑے ہو گئے
بادشاہ تخت پر سے اُترے کرسی پر جلوہ گر ہوئے اپنی زوجہ سے پوچھا کہ جب سے مین گیا ہون
مضراب کی یہی حالت ہی اُسنے عرض کیا کہ جی ہان یہ سنکے خود اُٹھکر بیٹی کے پاس آئے اور
اُسکو اُٹھا کر گلے سے لگایا اور کہا کہ بیٹا صبر کرو دل پر جبر کرو مقدرات الٰہی مین کیا زور ہی اے
مضراب تیرے سر کی قسم جو میرے دل کا حال ہی وہ خدا پر خوب روشن ہی مگر مین مرد ہون صبر
کو کام مین لاتا ہون کیا ہمکو سہراب کی مفارقت کا رنج و الم نہین ہی مگر یہ خیال کرتے ہین کہ اگر
ہمارے حالت تباہ کرنے سے وہ بیٹے آسکے تو ہم ایسا ہی کرین وہ اُسی وقت آئیگا کہ جو وقت خدا
نے مقرر کیا ہی اور اُسی وقت تمسے ملیگا کہ جب تمہارے مقدر مین اُس سے ملنا ہوگا چاہے جو
کچھ ہم اور تم اپنی حالت تباہ کرین بیٹا تقدیرات الٰہی سے کسی کا زور نہین چلا ہی انبیا و اولیا
ایسی حالت مین مجبور ہو گئے ہین اے بیٹا صبر کرو کیونکہ خداوند کریم صابرون سے بہت خوش
ہوتا ہی کہین اُسکو تمہارا یہ جزع و فزع کرنا ناگوار نہو اور معتوب درگاہ خدا نہو اُسکی مشیت پر شاکر رہو
اور دیکھو کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اے فرزند صبر کا بڑا صلہ ہی اور صابرون کا پیش خدا بڑا مرتبہ
ہی اس گریہ و زاری سے کچھ حاصل ہوا ہی نہوگا تمہارا حق بجانب ہی کیونکہ نوجوان ہو مگر کیا چارہ ہی جو اُسکو منظور تھا
وہ ہوا اور جو منظور ہوگا وہ ہوگا خیال کرو کہ شوہر کے غم مین کسقدر تمنے اپنی حالت تباہ کی کیا ہوا وہ ملگیا جب خدا کو
منظور ہوگا ملیگا اسیطور سے اس بات کو بھی خیال کرلو کہ صبح سے تم بیقرار ہو اور رہی ہو کیا فائدہ ہوا اُسکا
ملنا نہیں ہے کیا ملا اگر یونہی روتے روتے اپنے کو ہلاک بھی کرو گی تو کچھ نہوگا جس طور سے تم
سہراب کے لیے بیقرار ہو اور تم ماں ہو اُسی طور سے ہم بھی تمہارے باپ ہین جو محبت و الفت
ہمکو سہراب سے ہی وہی ہمکو تمسے ہی جو اپنا یہ حال کرتی ہو اب جو ہمارے قلب کی حالت ہی وہ
کس سے بیان کرین اگر خدا نخواستہ تمہاری کوئی حالت خراب ہو گئی یا جان پر بنگئی تو ہم کیا
کرینگے کسکے سہارے زندگی بسر کرینگے تمام عمر گنوا کر تو تم ہاتھ لگین ضعیفی کا سہارا ہو ہمکو بالکل مرجائینگے
ایک تو یہی صدمہ ہمارے ڈالتا ہی دوسرے تمہاری فکر نے اور ہلاک کر رکھا ہی تمکو بالکل اور ہمکو بھی
سہراب سے ملنے کی امید ہی اُسپر تو تم اسقدر اپنے کو ہلاک کرتی ہو اگر خدا نخواستہ تمہارے
لیے کوئی فکر ہو گی تو ہم کیا کرینگے سہراب تو انشاء اللہ تعالی تمسے بعد چھ ماہ کے
بعد جاہ و حشم ملیگا اور اپنے باپ و چچا کو رہا کرکے طلسم فتح کرکے آئیگا مگر ہم تمکو کہان پائینگے
جو تم نے اپنے کو اُسکی مفارقت مین گنوا دیا تو کیا ہوگا بیٹا ہمارا بھی ماں باپ کا قلب ہی ہماری ضعیفی
پر رحم کرو اور صبر کرو دیکھو تو یہ احکام سر و رحنی نے لگائے ہین اُسمین فرق نہین ہوتا ہی اور
اُنھون نے بقسم یہ احکام لگائے ہین اور کہا ہی کہ اگر اسکے خلاف ہو تو آپ مجکو مع اولاد کے
تو بادم فرمائیے اے بیٹا جب ایسی ہی قوت اُنھون نے پائی تب یہ شرط کی ہی یہ جو بادشاہ
نے کہا اور اس طور سے سمجھایا تو یہ سنکے ملکہ کے قلب کو کچھ تسکین ہوئی گریہ کو ضبط کیا اور کہا کہ یہ
جو کچھ آپ نے فرمایا بہت درست اور بجا ارشاد کیا واقعی جو آپکے قلب کا حال نہو وہ عجب ہی

مگر مین کیا کرون کہ قلب نہین مانتا ہی خیر آپ کو میرے سر کی قسم کیا یہ احکام سرو رجنی نے لگائے
ہین جو آپ نے فرماتے ہین بادشاہ نے جواب دیا کہ مین نے جھوٹھ نہین کہا لو دیکھ لو یہ کاغذ پر
لکھکر دیدیتے ہین یہ کہکر وہ کاغذ مضراب کو دیا مضراب نے کاغذ کو لیکر پڑھا اور کہا کہ میرا یہ
منشا نہ تھا کہ خدانخواستہ آپ جھوٹ فرماتے ہین بلکہ یہ منشا تھا کہ شاید آپ میرے تسکین قلب
کے لیے فرماتے ہون بادشاہ نے جواب دیا کہ اب تو تمکو یقین ہو گیا مضراب نے کہا کہ بہت
بجا ہو اس کاغذ کے دیکھنے سے کچھ اضطراب ملکہ کا کم ہوا کیونکہ اسنے اکثر سرو رجنی کے احکام کا
امتحان کیا تھا سب پورے ہوئے تھے سر مو فرق نہوا تھا جو احکام انھون نے لگائے تھے اس سے
اطمینان ہوا گو یہ کی حالت کم ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ اے مضراب مین نے بہت سے دیو اور
پریزاد براے تلاش سہراب روانہ کیے ہین کہ تلاش کرکے لاؤ یقین ہو کہ وہ خبر لیکر آئین اور
چند دیو طرف طلسم کے بھی روانہ کیے ہین کہ تم شاہزادے کی خبر لاؤ جہان تمکو شاہزادہ ملے تم اسکو
اپنے ہمراہ لے آنا اگر وہ نہ آوے تو تم مین سے ایک ہماری طرف براے خبر آئے اور باقی اسکے
ہمراہ رہین انکو انعام کثیر کا امیدوار کیا ہی مین غافل نہین ہون جہانتک ممکن ہوگا مین تلاش مین بہت
کوشش کرونگا بلکہ مین نے یہ بھی حکم دیا ہی کہ آج سے نوبت خانہ مین نوبت نہ بجے جبتک شاہزادہ
نہ آلے اور شہر مین بھی منادی کرادی ہی کہ کوئی اہل شہر سے بزم عشرت و شادی وغیرہ نہ کرے
جبتک خبر شاہزادہ یا خود شاہزادہ نہ آلے بیٹا مجکو بہت بڑا صدمہ ہی یہ جو بادشاہ نے کہا تو
مضراب نے کہا کہ سواے آپ کے اب کون ہی میرا آپ نہ یہ سب تدبیرین کرین گے تو کون
کریگا شوہر سے جدا ہوئی ایک زمانہ ہوا آپ کا سہارا تھا یہ یون تباہ کر گئے خیر جو مرضی خدا آپ نے
اسوقت یہ خبر سنا کر خوش کر دیا یقین ہی کہ کچھ نہ کچھ خبر ضرور آئے بادشاہ نے جواب دیا کہ ضرور آئیگی
تم اپنے دل کو قابو مین کرو اور اپنی حالت کی طرف دیکھو خدا پر نظر رکھو کہ وہ کیا اپنی قدرت سے ظاہر کرتا ہی
شاہزادے سے تو ضرور ملاقات ہوگی اطمینان رکھو اور بامراد ملو گی اس طور سے جو بادشاہ نے کہا
ملکہ کو اطمینان ہوا اول سرو رجنی کی تحریر سے دوسرے بادشاہ کے سمجھانے سے بادشاہ نے بیٹی
کو سمجھا بجھا کر کھانا کھلایا اور کہا کہ مین ہر روز براے تلاش دیو و پریزاد کو روانہ کرونگا تم صدمہ نہ کرو
ملکہ باپ سے رخصت ہوکر اپنے قصر مین آئی اپنے فرزند کو یاد کرکے رونے لگی اب راوی ان سب کو
تو اس رنج و الم مین مبتلا رکھتا ہی اور دیو و پریزاد کو جو بحکم اخضر پریزاد تلاش کو گئے ہین تلاش مین
مصروف رکھتا ہو اور اب حال سہراب ثانی کا تحریر کرتا ہی حال ان سب کا آئندہ تحریر ہوگا وقت
اور موقع پر یہان قلعۂ یاقوت نگار مین تو سب رنج و غم مین مبتلا ہین اخضر پریزاد دیو و پری کو براے
تلاش روانہ کرتا ہی اور اس انتظار مین ہی کہ خبر شاہزادہ کوئی دیو لیکر آئے اور سرو رجنی سے
ہر روز یہ سوال ہی کہ اب انکی مدت کا زمانہ تمام ہوتا جاتا ہی وہ عرض کرتا ہی کہ انشاء اللہ تعالے
بعد چھ ماہ کے شاہزادے سے ملاقات ہوگی بادشاہ دربار سے آکر بیٹھتا ہی بیٹی کو تسکین دیتا ہی اور انکی
دلجوئی کرتا ہی مضراب سہراب کے لیے رویا کرتی ہی مین اس داستان کو اسی مقام پر موقوف
رکھتا ہون آئندہ اسکا حال تحریر کرونگا

اب تتمہ حال سہراب ثانی کا تحریر کیا جاتا ہی کہ انپر کیا گذری اور کیونکر

طلسم فتح کیا و دیگر حالات

راوی نازک خیال نے اس طور سے اس داستان کو بیان کیا ہے کہ جب سہراب ثانی
قصر پر سے اُتر کر اور دیو کو قتل کر کے مرکب پر سوار ہو کر قلعہ کندل کی طرف شہر اسکے راہی ہوئے
تھے یہ خیال کیا تھا کہ اگر ہم تیز نہیں چلتے ہو تو صبح ہو جائیگی جب سب کو معلوم ہوگا تو ضرور براے
تلاش دیو و پریزاد روانہ کیے جائینگے ایسا نہو کہ ہمکو ملجائیں اور کسی نہ کسی طور سے لیجائیں تو پھر
بڑی خرابی ہوگی یہ دل میں خیال کر کے مرکب کو گرم عنان کر دیا تھا وہ مرکب بھی خاصہ کا تھا
ایسا تیز گام تھا کہ ہوا بھی اُسکا تعاقب نہ کر سکتی تھی بس یہ مرکب کو اُڑائے ہوئے چلے جاتے ہیں وہ
صحرا کا سناٹا ہول افزا تاریکی شب درندوں کا جھاڑیوں میں بولنا زہرہ آب کیے دیتا تھا مگر اس
شیر بیشہ رستم ثانی کو کچھ خوف نہ تھا اُسی طور سے مرکب اُڑائے ہوئے چلا جاتا تھا کسی مقام پہ
دم نہ لیتا تھا یہانتک کہ وہ نصف شب اسی رہروی میں تمام ہوئی مسافر شب اپنی منزل سفر سے
میں اپنے ہمراہیوں کے پہونچا اور آرام پذیر ہوا اور مسافر روز نے اپنا اسباب سفر درست کیا اور
اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا یعنے آفتاب نکلا وہ صبح کا سہانا وقت وہ نور سحری کا پھیلنا نسیم
صبح دم کا چلنا گلوں کا کھلنا طائروں کا اپنے آشیانوں سے نکلکر شاخہاے شجر پر بیٹھکر حمد الٰہی میں
زمزمہ سنجی کرنا وہ آفتاب کی شعاعوں کا برگہاے اشجار پر پڑنا اور اسکے سبب سے اُنکا چمکنا
پتا بعینہ ہوتا تھا کہ لوح زمردی چمک رہی ہے وہ کوسوں تک سبزے کا لہلہانا اسپر وہ اُوس
کے قطروں کا مثل گوہر آبدار کے غلطاں نظر آنا عجب سماں دکھاتا تھا وہ ہر طرف گلہاے خودرو
کا کھل کر مہک دینا کہیں پر لالہ کا کھیت کہیں گل زرد کھلا ہوا کہیں نسرین و نسترن کہیں سمن و
یاسمن کہیں گلاب کا تختہ کہیں بیلا و موگرا کہیں سوتیا کہیں کیوڑا کھلا ہوا کسی مقام پر شبو کا تختہ یہ
سماں دکھاتا تھا کہ گویا چاندنی کا کھیت ہے کسی سمت بلبلیں زمزمے کر رہی تھیں پہلوے گل میں کسی
طرف فاختہ سرو پر بیٹھی ہوئی صدائے کوکو کر رہی تھی کسی طرف قمریاں شمشاد پہ یا ہو کا دم بھر
رہی تھیں طاؤسان نے ایک طرف رقص میں مصروف تھے کسی سمت تدروان کوہسار کی
چہرہ زنی صبح کا جو ہنگام تھا ہر ایک اپنے اپنے عالم میں سرشار تھا وہ آفتاب کا چرخ اخضری
پر چمکنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا گل سرخ چمن میں کھلا ہوا ہے جب کوئی چشمہ یا جھرنا ملتا تھا اسمیں جو آفتاب
نظر آتا تھا اور عکس پڑتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام پانی طلائی ہے شاہزادے کے جو جسم میں ہوا
لگی شاید قبا کھول لی ہے بس وہ آفتاب آسمان صاحبقرانی و گل گلشن رستم ثانی اسی صورت
سے مرکب اُڑائے ہوئے تماشاے گل و صحرا کرتا ہوا چلا جاتا ہے نہ ماں کا خیال ہے نہ نانا کا کہ میری
مفارقت میں اُنکا کیا حال ہوا ہوگا یا ان خیال ہے تو فتاحی طلسم کا بار ہائی صد وہم کا اسی خیال میں
غرق چلا جاتا ہے اتفاق سے ایک چشمہ پر گذر ہوا خیال آیا کہ دوگانہ خالق ادا کرو بس مرکب کو
روک لیا اسکو صحرا میں چھوڑ دیا چشمے پر بیٹھکر وضو کیا نماز خالق ادا کی اپنی فتاحی طلسم کی اپنے خالق
سے دعا کی کچھ میوہ وغیرہ تناول کیا چشمے سے پانی پیا اُدھر مرکب بھی سیر و سیراب ہوا بس پھر
سوار ہو کر ایک طرف روانہ ہوئے اب دن بخوبی نکل آیا ہے اور اسقدر تیز آئے ہیں کہ شہر
یاقوت نگار سے سو کوس دور ہو گئے ہیں مگر مرکب اُڑائے چلے جاتے ہیں اب دھوپ
کی شدت ہوتی جاتی ہے تمازت آفتاب بڑھتی جاتی ہے مگر کچھ پروا نہیں سرگرم رہروی میں مصروف

ہین نوبت باینجا رسید کہ آفتاب نے نصف منزل طے کی اور دائرہ نصف النہار پر آیا دھوپ
کی شدت ہو گئی ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا پسینہ بشدت دھوپ کے اندر تمازت آفتاب
کے ہتھیار جلنے لگے خود بھی اور مرکب بھی ادھر تا باخون غرق ہو گیا پیاس سے
زبان مین کانٹے پڑ گئے مرکب ہانپنے لگا ہوا سے گرم گرم جھونکے چلنے لگے زمین تپنے لگی جس
جھونکا ہوا کا جسم کو لگا اُسنے جلا دیا زمانہ گرمی کا تھا اور وہ زمانہ کہ جس زمانہ مین جاڑے کی گرمی بھی
تو اور ایسے صحرا مین پہونچے تھے کہ جہان کوسون نہ کوئی چشمہ تھا نہ چاہ بلکہ پانی کو ترستا یا سبزہ
تھا نہ کہین سایہ تھا درخت کا کہ کاش کچھ دیر اُسکے سایہ مین دم لیتے وہ زمانہ تھا کہ امرا
در خس خس خانون مین رہتے تھے یہان انپر دھوپ پڑ رہی تھی سوا سے سفیان... ان کے
کوئی چیز نظر نہ آتی تھی وہ وقت تھا کہ چرند و پرند درندے سب اپنے اپنے آشیانون مین سبب
شدت دھوپ کے جاکر پوشیدہ ہوئے تھے مگر یہ پروردہ ناز و نعم اُس صحرا لق و دق مین تنہا گرم
سفر تھا یا آپ تھا یا مرکب تھا ان ہمراہ سفر کون تھا اُس صحرا مین آفتاب یا آفتاب تھا پیاس کی اُس
شدت گرمی کی الگ زیادتی سوا سے پیاس دسترس کے کوئی رکاب مین نہ تھا نہ کوئی خادم نہ
خدمتگار یہان ایک اقبال اُس گوہر بحر صاحبقرانی کا ہمسفر تھا یا آفتاب تمازت آفتاب و شدت
دھوپ سے گل رخسار اُس نونہال رستم ثانی کے کمہلا گئے تھے پسینہ شدت دھوپ سے
چہرہ کا یہ عالم تھا کہ کمہلا گیا تھا وہ پروردہ ناز و نعم کہ جسکے ہمراہ ہزارون پرچھ اور ہر وقت ساتھ رہتے
تھے اور ہر مقام پر اپنی آنکھین بچھاتے تھے وہ یون آوارہ دشت غربت تھا کل ہی کا ذکر تھا
کہ خس خانہ آراستہ تھا ہر طرح کا سامان راحت موجود تھا طعام لذیذ تناول کرنے کو آب سرد
و خنک نوش کرنے کو خادم سر کے حاضر ہوتا تھا یا وہی شاہزادہ ہے کہ صحرا سے ہولناک ہے
اور آپ ہے اور مرکب کوسون پر تنفس آبادی کا نشان نہیں ہے کوئی ہمصورت نظر نہیں آتا ہے انسان و
حیوان کا کیا ذکر ہے سبزہ و شجر تک نہیں ہین اسقدر زمین تپ رہی تھی کہ اگر دانہ مین پڑ کے
تو بریان ہو جائے شدت عطش جدا گرسنگی علاوہ اُس صحرا مین سوا سے ذرہ ریگ و قرص
آفتاب و لخت جگر کے کوئی دوسری شے کھانے کی نہین دسوا سے خون دل و اشک چشم کے
پانی کا نام تک نہین ہے مگر یہ جری و بہادر اُس بیابان صحرا مین چلا جاتا تھا مرکب کا عجب عالم
تھا کہ ہانپ رہا تھا خود بھی غرق عرق تھا کہ یکایک دور سے کچھ جانور اڑتے ہوئے نظر آئے
شاہزادے نے خیال کیا کہ جہان یہ جانور اُڑ رہے ہین یہان آبادی ضرور ہے اگر آبادی نہین ہے
تو چشمہ وغیرہ ضرور ہے جانورون کا اُڑنا اسکی دلیل ہے کہ یا تو آبادی ہے یا چشمہ ہے بس شاہزادے
نے یہ دل مین خیال کر کے مرکب کو اُس سمت کو مہمیز کیا جب کسی قدر قریب پہونچا تو کچھ سبزہ
صحرائی نظر آنے لگے اب شاہزادے نے خیال کیا اپنے دل مین کہ یہ وقت آ گیا سہ پہری مین
اور وقت بھی بہت گرم ہے دھوپ کی گرمی ہے لو بھی چل رہی ہے تمازت آفتاب بھی بشدت
ہے لہذا اچھا ہے ان درختون کے سایہ مین دم لوں جب شدت دھوپ و تمازت آفتاب اور لو
کم ہو گی اُس وقت منزل مقصد کو روانہ ہونگے گو واقف نہین ہین مگر دریافت کرنے
سے منزل مقصود کا پتہ لگ جائیگا بس اس خیال مین غرق اُس طرف کو چلا اور جب قریب اُس
مقام کے پہونچا تو دیکھا کہ صحرا نہایت پر فضا ہے ہزارون درخت لگے ہوئے ہین ہوا سرد چل رہی ہے

گو وہ ہوا ابھی سرد نہ تھی مگر سبب یہ تھا کہ یہ خود عرق عرق تھے اُسمین جو ہوا لگی تو سرد معلوم ہوئی اِس شاہزادے
کی جان مین جان آئی مرکب کے بھی حواس کسی قدر درست ہوئے اب یہ اُسکو خراماں خراماں لیے
لیے آگے جو بڑھے تو اُنھون نے دیکھا کہ ایک چشمہ آب صاف و شفاف سے بھرا ہوا ہے پانی کو
دیکھتے ہی تاب نہ رہی اُس چشمے کے کنارے کچھ گنجان درخت لگے ہوئے ہین اُنکا سایہ اُس
پانی پر ہے اور ایک چھوٹا سا خشتی چبوترہ بھی بنا ہوا ہے یہ سامان دیکھکر اُنھون نے دل مین خیال کیا
کہ یہان تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ سایہ بھی ہے پانی بھی ہے اور سبزہ بھی دوسرے پانی کو دیکھکر بیتاب بھی ہو
گئے تھے اور مرکب بھی بس یہ خیال کرکے مرکب سے اُترے پہلے اُسکو چند قدم ٹہلایا کہ اُسکا
بھی پسینہ خشک ہوا اور اپنا بھی بس اُسپر سے زین پوش اُتار کر سایہ مین چبوترے پر بچھایا مرکب
کو چھوڑ دیا کہ اُسنے جا کے چشمہ سے پانی پیا اور چرا مین مصروف ہوا اُنھون نے پہلے پانی سے منہ
دھویا اُسکے بعد پانی پیا اور شکر خالق ارض و سما بجا لائے اور آکر اُس چبوترے پر زین پوش بچھا کر
ایک درخت کے تنہ کو تکیہ بنا کر بیٹھے ذرا راحت جو ملی اور ہوا جو جسم کو لگی اور پانی کی تری محسوس
ہوئی اُسکی آنکھ لگ گئی اول تو دوپہر رات کے جاگے ہوئے تھے دوسرے دوپہر دن رستہ ہی مین
کٹا تیسرے اُس صحراے ہولناک کی صعوبت اُٹھائی تھی سو گئے راحت کیا چیز ہے گو وہ راحت نہ
تھی جو کہ مکان پر تھی مگر اِس صعوبت کے بعد جو ملی اُسکو غنیمت خیال کیا راوی نے بیان کیا ہے
کہ یہ تو سو رہے ہین اور مرکب خوشی خوشی چرا مین مصروف ہے اُس چشمہ اور درختون کے قریب
ایک شیر بہت خونخوار رہتا تھا اُسی کے سبب سے یہ مقام ویران تھا جو کوئی آیا اُسنے اُسکو
ہلاک کیا راستہ بند ہو گیا تھا مسافر بچ نہین سکتا تھا جو اجل رسیدہ پہونچا اُسکا لقمہ ہوا گویا یہان
اجل ہی پہونچا اُس صحرا مین کیا پہونچا ایسا زبردست شیر تھا کہ دیو وغیرہ اُس سے عاجز تھے وہ
چھوڑتا نہ کھاتا تھا وہ اُسوقت کچھار مین بیٹھا ہوا تھا اور کئی دن سے اُسکو شکار بھی نہ ملا تھا گرسنہ
بھی تھا کہ اُسکے دماغ مین بوے حیوان و انسان پہونچی ایک مرتبہ تڑپ کر اُس کچھار سے نکلا اور
بو پر چلا اور بڑی خوشی خوشی اُس طرف کو آیا جب اُسکو مرکب نظر آیا ایک مرتبہ ڈکارا مرکب
نے جو شیر کی صدا سُنی سر اُٹھا کر دیکھا اُسکی بھی نگاہ شیر پر پڑی شیر اُدھر سے اُسکی طرف چلا یہ
مرکب اصیل تھا شیر کو دیکھکر سبزہ سے منہ اُٹھا کر شاہزادے کے قریب آیا اور ہنہنایا کہ اے راکب
میرے خبردار ہو جا کے شاہزادہ سو رہا تھا وہ کیا خبردار ہوتا شیر چلا آتا ہے جب مرکب نے دیکھا
کہ میرا راکب نہین ہوشیار ہوا اور شیر چلا آتا ہے بس اپنا منہ شاہزادے کے قدمون پر ملنے لگا
منہ جو ملا ایک مرتبہ شاہزادے کی آنکھ کھل گئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ کون ہے کہ اُسنے مجھکو جگا دیا دیکھا کہ
مرکب پائینتی کھڑا ہوا ہے اُسنے جگایا ہے اُسکی طرف نگاہ قہر دیکھا اور کہا کہ تو بہت بدتمیز ہو گیا ہے اگر
اب ایسی حرکت کریگا تو سزا پائیگا چونکہ مرکب اصیل تھا اپنے مالک کا خیر خواہ اُسنے سر اُٹھا کر
شاہزادے کی طرف دیکھا اور پھر منہ کو طرف صحرا کے پھیرا کہ جدھر سے شیر آتا تھا گویا اشارہ
کیا شاہزادہ نیند مین تھا کچھ خیال نہ کیا پھر آنکھیں بند کرلین اُدھر وہ شیر بہت قریب آگیا ایسا
کہ اگر دو جست کرے تو مار لے جب مرکب نے دیکھا کہ شاہزادے نے میری طرف دیکھکر اور
میرے اشارے کو نہ سمجھکر آنکھیں بند کرلین اور قضا سر پہ آگئی ٹاپین زمین پر مارنے لگا اور
ہنہنانے لگا شاہزادے کو بہت غصہ آیا کہ جانور کی بھی ذات کیا بدذات ہوتی ہے سونا دشوار

کیا ہی جھالا کر آنکھ کھولدی دیکھا کہ مرکب زمین پر ٹاپین مار رہا ہی اور کبھی اِسیدہی طرف دیکھتا ہی اور
کبھی صحرا ے ہولناک کی طرف دیکھتا ہی انکو خیال ہوا کہ کوئی نہ کوئی امر ضرور ہی جو مرکب اسقدر
بیقرار ہی اور نہایت بیقرار ہو کر ٹاپین مار رہا ہی اُٹھ بیٹھے اور ہر طرف صحرا کے دیکھا کیا نظر پڑا کہ
ایک شیر زیان اِس طرف کو چلا آتا ہی اب انکو ثابت ہوا کہ اسی شیر کو دیکھکر مرکب نے یہ حرکت
کی تھی حیوان ہی اور بے زبان کچھ کہہ نہ سکا اِس طور سے ہوشیار کیا خدا نے ہر ایک کو اُسکی قدر و
منزلت کے موافق عقل دی ہی حیوان کو حیوان کے موافق انسان کو انسان کے موافق خوب
بچایا ورنہ یہ شیر مجھکو بھی ہلاک کرتا اور اسکو بھی بس یہ سوچکر مرکب کی باگ پکڑ کر اپنے انشقت کی طرف
کیا کیونکہ وہی زد پر تھا اُدھر شیر نے دیکھا کہ اب جو جست کرونگا تو شکار پر تا بھی ہونگا بس
جست کی اور قریب شاہزادہ و آزادہ شیر بیشہ شجاعت اُسی طور سے ہتھیار رہا زمین پر قائم ہوتے کے
ساتھ ہی شیر نے شاہزادے پر طمانچہ مارا چنانچہ اُسکا پنجہ قریب آیا اِس شیر افگن نے اپنا ہاتھ
بڑھا کر اُسکی کلائی پکڑ لی شیر نے غصہ میں آکر چاہا کہ کلائی چھڑا لی اسکو اور غصہ آیا دوسرا پنجہ
اُٹھا کر پھر شاہزادے پر مارا شاہزادے نے بائین ہاتھ سے دوسری کلائی بھی اُسکی پکڑ لی اور ایک
مرتبہ دونون کلائیان اُسکی بائین ہاتھ سے مضبوط پکڑ کر ایک تمانچہ جو مارا سر شیر کا چنبر گردن سے
اُڑ گیا خون بہنے لگا شاہزادے نے ہاتھ سے کلائیان چھوڑ دین وہ شیر زمین پر گرا اور تڑپنے لگا تھوڑی
دیر میں تڑپ کر مر گیا اور سرد ہو گیا انھون نے شکر خدا کیا مرکب کی پشت و پیشانی پر ہاتھ پھیرا اب
جو خیال کیا تو دیکھا کہ دوپہر ڈھل گئی ہی وہ تیزی اور حدت دھوپ کی بھی کم ہی اور ہوا کی بھی آفتاب
نصف النہار سے تجاوز کر گیا ہی وقت نماز ظہر کا ہی تمازت آفتاب میں بھی فرق ہی بس اسکے
چشمے سے وضو کیا نماز ظہر ادا کی اور دو رکعت نماز شکر پڑھی اُسکے بعد چشمے سے پانی پیا
مرکب پر زین پوش اپنے ہاتھ سے کسا سوار ہو کر ایک طرف کو چلے کوئی کوس دو کوس آ گئے
ہونگے کہ ایک درہ پہاڑ نظر آیا انھون نے دیکھا کہ سوا اُس درۂ کوہ کے راستہ نہین ہی بس
اُسی طرف کو چلے جب قریب اُسکے پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ ایک قوی ہیکل دیو درۂ
کوہ کے قریب ایک چٹان پتھر کی بیٹھا ہوا ہی اور سامنے اُسکے آگ سلگ رہی ہی شراب و
کباب رکھے ہوے ہین اور سیخین وکارد بھی ہی اور سامنے اُسکے ایک پریزاد طوق و سلاسل
مین گرفتار بیٹھا ہوا رو رہا ہی وہ دیو اُس پریزاد کو اُن سیخون سے تکلیف دے رہا ہی پہلو مین اُسکے
زانو پر ایک پری گلنار جوڑا پہنے ہوے بیٹھی ہی ایسی خوبصورت ہی کہ اُسکے نور جمال سے وہ
درہ منور ہی ابھی اُسکا سن کوئی تیرہ چودہ برس کا ہی نخل جوانی مین ابھی اچھی طرح ثمر نہین
آئے ہین وہ دیو اُس سے بوس و کنار مین مصروف ہی جب یہ قصد کرتا ہی وہ ڈر کر اپنا منھ پھیر لیتی
ہی بوسہ نہین دیتی ہی یہ دست گستاخ کو جب اِس قصد سے اُسکے سینے کی طرف بڑھاتا ہی
کہ اُسکے باغ جوانی سے گل چنون اور نخل قد سے ثمر مراد حاصل کرون وہ برہم ہو کر اُسکا ہاتھ
جھٹک دیتی ہی یہ قہقہہ مار کر ہنستا ہی اور پھر بوتل اُٹھا کر شراب ساغر مین انڈیل کر اُس پری کے
منھ کے پاس لیجاتا ہی اور کہتا ہی کہ اے جان جہان و اے سرور قلب ناتوان یہ جام پی جا وہ منھ
پھیر لیتی ہی اور ہاتھ سے ہٹا دیتی ہی دیو بخت خود اُس ساغر کو پی جاتا ہی اور اُس پریزاد کی
طرف منھ کر کے کہتا ہی کہ شراب پی لون تو تیرے کباب لگاؤن اور اُسکی گزک بناؤن جب

تیرے کباب بنا کر مجھکو کھلاؤنگا اور تو مرجائیگا تو یہ مجھسے راضی ہوگی اُس وقت اُسکے ساتھ ہمبستر ہونگا
اور اُسکے وصل سے دل شاد کرونگا جبتک تو زندہ ہے یہ ہرگز ہرگز قبول کریگی یہ کہتا ہے اور درد اُسپر
چھڑکتا ہے وہ بیچارہ کچھ کہہ نہیں سکتا ہے کیونکہ ناچار ہے فلک کی طرف دیکھکر رہجاتا ہے اور ظلم وستم دیو کے
سہتا ہے جب نشہ دیو کو ہوتا ہے وہ بقصد بوسہ اُس پری کو گلے سے لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے جانی اب
انکار نہ کرو اپنے وصل سے شاد کرو ایک مدت سے میں تمپر مرتا تھا قابو نہ چلتا تھا آج تم خداوند ابلیس
کی عنایت سے ہاتھ لگی ہو میں تمہارے شوہر کو بھی پکڑ لایا ہوں اب تم یہ امید نہ رکھو کہ میں اسکو زندہ
رکھونگا ضرور قتل کرونگا اور تمسے مراد دلی حاصل کرونگا خواہ خوشی خواہ جبر وہ یہ جواب دیتی ہے کہ او
کمبخت خیال تو کر کہاں میں پری اور کہاں تو دیو میں کیونکر تیرے ساتھ ہمبستر ہوں تڑپ کر مرجاؤنگی
دوسرے یہ کہ میں مسلمان اور تو کافر اور میں صاحب شوہر کیوں اسقدر میرے اوپر ظلم وستم کرتا ہے تو خدا
سے نہیں ڈرتا ہے چپکا رہ [illegible] تو کیونکر کرتا ہے اس سے بہتر تو یہ ہے کہ تو مجھکو بھی میرے شوہر
کے ساتھ قتل کر تو جس امر کی خواہش رکھتا ہے اور جو تیری مراد ہے وہ کبھی نہ پوری ہوگی میں اپنی جان
دونگی جان دینا گوارا ہے مگر تیرا وصل نہیں منظور ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ تو بڑی اپنی بات کی پکی ہے
میں تو جان اپنی مراد حاصل کیے بغیر تجھکو آج نہ چھوڑونگا مدت سے تیری جدائی میں تڑپ رہا
ہوں اور کیا ناحق میں نے اپنے معشوق کو قتل کیا ہے جو میں تجھکو قتل کروں اگر تجھکو قتل کرونگا تو پھر مراد
دلی اس سے حاصل کروں یہ کہتا ہے اور بوسہ کا قصد کرتا ہے وہ پری منھ پھیر کر اور طرف آسمان کے
دیکھکر آنکھوں میں آنسو بھر لاکر کہتی ہے کہ اے میرے خدا تو نے مجھکو کس آفت میں مبتلا کیا ہے جسکا [illegible]
ملک الموت کو کہ میری روح قبض کرلے تاکہ میں اس کشاکش سے نجات پاؤں یا اپنے کسی
بندۂ خاص کو حکم فرما کہ وہ آکر اس مردود [illegible] کا سر [illegible] دیو کو اسکے اس حرکت کی سزا دے اب
اسکے ہاتھ سے میرا پردۂ عصمت سلامت رہتے ہوئے نہیں معلوم ہوتا ہے ضرور یہ رخنہ اندازی
کریگا یہاں کیا کسی کا آسرا اپنے کو بچاؤنگی یہ دیو میں پری یہ مرد میں عورت میں نے کونسی ایسی خطا کی ہے
کہ جسکی مجھکو یہ سزا ملی وہ دیو یہ کلمہ اُس کی باتیں کیسے سنکر ہنستا ہے بس ایک مرتبہ نشہ میں آکر اُسنے
قصد کیا کہ اب میں اس سے اپنا کام دل حاصل کروں اور خوب زور سے بغل میں دبایا اور
بوسہ لینا چاہا کہ اُس پری نے غصہ میں آکر ایک طمانچہ مارا کہ تڑاق کی صدا آئی منھ پر دیو کے نشان
پڑگیا وہ پری تڑپ کر بغل سے نکل گئی یہ جو واقعہ ہوا اُس دیو کو غصہ آگیا کہنے لگا معلوم ہوا کہ تو بڑی
سرکش ہے خیر پہلے تیرے شوہر کو قتل کرلوں اور اُسکے کباب کھالوں پھر دیکھونگا کہ تو کیونکر نہیں راضی
ہوتی ہے اور سرکشی کرتی ہے یہ جبتک زندہ ہے تو اسی طور سے سرکشی کریگی بس یہ کہکر اور سرا زنجیر
کا پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اس قصد سے کہ اُس بیچارہ کو ذبح کرے وہ بیچارہ زمین سے رگڑتا ہوا
چلا گیا کیا کرسکتا تھا وہ پری بھی یہ حال دیکھکر اُسکی منت کرنے لگی کہ پہلے مجھکو قتل کر ابھی میرے سامنے
میرے شوہر کو نہ قتل کر ارے میرا اسباب زیور سب لے لے اور مجھکو بھی قتل کر مگر اسکو چھوڑ دے یہ بیچارہ
بیقصور ہے اسکی کوئی خطا نہیں ہے اُسنے جواب دیا کہ تو جس طرح مجھکو جلاتی ہے اور اپنے وصل سے
شاد نہیں کرتی ہے اور اسکے ساتھ راضی ہے میں بھی اسی طور سے تجکو جلاؤنگا اور اسکو ضرور ذبح کرونگا
تاکہ تو مجبور ہوکر میرے وصل پر راضی ہو وہ پری یہ سنکر گریہ و زاری کرنے لگی اُدھر وہ بیچارہ بنظر حسرت
ویاس اپنی زوجہ کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی فلک کی طرف اور کھنچا ہوا چلا جاتا ہے راوی صادق

بیان کیا ہے کہ جب شاہزادے نے دور سے یہ سامان دیکھا تھا تو دل میں خیال کیا کہ اس
واقعہ کو کسی مقام پر پوشیدہ کھڑے ہو کر دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا واقعہ ہے بس آہستہ آہستہ آئے تھے
اور ایک درخت بہت قریب اُس درے کے روبرو دیو کے پڑا تھا اور تھا اُسکی آڑ میں کھڑے
ہو گئے تھے مرکب کو اُسی مقام پر چھوڑ دیا تھا سب واقعہ دیکھا یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ پری بھی ہے شوہر
کے اس نازنین کو دیو پکڑ اُٹھا لایا ہے اور ہمبستر ہوا چاہتا ہے وہ راضی نہیں ہوتی ہے اور اُسکے شوہر
کو بھی پکڑ لایا ہے اُسکے قتل کا قصد رکھتا ہے یہ دیو ابلیس پرست ہے اور یہ دونوں خدا پرست بس
جب اُسنے اُس پریزاد کو کھینچا اور وہ ناچار بہ مجبوری اپنے بخت سیاہ کے ہاتھوں سے دل رنجور لئے ہوا
چلا وہ پری تڑپنے لگی شاہزادے کو اُن دونوں کے حال پر رحم آگیا اور دیو پر بہت غصہ آیا اور
ایک مرتبہ درخت کی آڑ سے نکل کر نعرہ کیا کہ او کمبخت نامرد یہ کیا حرکت کرتا ہے دست خود را نگہدار
ہین تیرا ملک الموت آپہونچا یہ کیا حرکت نازیبا ہے تو دیو ہو کر اس بیچاری پر اور اس بیچاری
پر ظلم کرتا ہے یہ بھی کوئی طریقہ ہے کہ وہ صاحب شوہر ہے کیونکر راضی ہو جاوے اسپر یہ ستم کہ اسکے شوہر کو
اُسکے روبرو قتل کرکے اسکے ساتھ ہمبستر ہونے کا قصد رکھتا ہے چھوڑ دے ورنہ وہ سزا دونگا کہ تمام
عمر یاد کریگا میں مہراسپ ثانی پسر رستم ثانی ہوں او کافر خاسر ابھی خیر اسی میں ہے کہ ان دونوں
کو چھوڑ دے اور میرے روبرو ہاتھ باندھ کر حاضر ہو شیطان پر لعنت کر خداوند کریم کو سجدہ کر [illegible]
دیو یا پری سیاہ بخت یہ جو صدا دیو کے کان میں آئی اور اُس پریزاد و پری نے بھی سنی تو دیو نے
گھبرا کر دیکھا کہ یہ کون ہے جو ان کلمات سے مجکو خوف دلاتا ہے اُس پریزاد و پری نے بھی دیکھا
اِن سب کو کیا نظر آیا کہ پشت درخت سے ایک آفتاب طالع ہوا کہ تمام صحرا روشن و منور ہو گیا
دیکھا کہ ایک آدم زاد کمسن تاج شہریاری سر پر رکھے ہوئے زرہ یاقوت کی کڑیوں کی پہنے
ہوئے تیغ حمائل کئے ہوئے موزے پاؤں میں زلفیں دوش پر پڑی ہوئی ہیں یہ نعرے کرتا ہوا
چلا آتا ہے چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہے وہ پری اور پریزاد تو دیکھکر مثل آئینہ حیران ہو کر رہ گئے
کہ یا الٰہی یہ کوئی فرشتہ ہے یا بشر رخ پر ایسا نور ہے کہ نگاہ نہیں کام کرتی ہے عقل سے معلوم ہوتا ہے
کہ کوئی شاہزادہ ہے اِس طرف شکار کھیلتا ہوا آیا ہے جو یہ ظالم ستم دیکھا تو ہماری کمک کرنے کو
موجود ہے بھلا یہ کیا اِس دیو سے مقابلہ کریگا افسوس یہ جوان مفت ہمارے سبب سے فنا ہوگا
جب اسکے ماں باپ کو اسکے مرنے کی خبر ہوگی وہ تو جیتے جی مر جائینگے اپنے لخت جگر کہیں پیدا ہوتے
ہیں اُس پری نے اپنے دل میں یہ خیال کرکے کہ اسکو منع کروں کیونکہ یہ ہمارے لئے اپنی
جوانی برباد کرے پکار کر کہا کہ اے شہریار آپ کیوں یہاں تشریف لائے چلے جائیے یہ بڑا
ظالم ہے جب ہم دو اِس سے سر نہ ہو سکے تو آپ تو ابھی کمسن ہیں اِس ظالم سے عہدہ برآ نہ ہو سکیگے
مفت جوانی برباد ہوگی شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا اُسی طرح برہم تیوری پر بل پڑے ہوئے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ حمزہ صاحبقران کو غیظ آگیا ہے سراپا غصہ کی تصویر بنے ہوئے اُس دیو کی طرف
چلے آتے تھے اور بار بار یہی نعرہ تھا کہ میں آپہونچا ہوں خبردار اب اِس پریزاد پر ظلم نہ کرنا
تو بڑا ظالم ہے اُس دیو نے جو شاہزادے کو دیکھا تو حسن و جمال دیکھکر ہوش جاتے رہے رعب
شاہی سے ہاتھ کانپ گیا بس زنجیر کا سرا چھٹ گیا وہ پریزاد و پری تو افسوس کرنے لگے
جوانی پر شاہزادے کی اور اُس دیو نے شاہزادے کو دیکھکر کہا کہ بعد مدت کے آج خداوند

ابلیس نے ایک لقمہ چرب عنایت فرمایا مدت سے آدم زاد کا گوشت نہین کھایا تھا بہت نمکین
ہوتا ہے اب خوب مزا ملیگا کہ مین اس گوشت کے کباب لگا کر کھاؤنگا اور شرابخواری کرونگا اُسی
نشے مین اپنی معشوقہ سے وصل حاصل کرونگا کیا شکریہ خداوندا ابلیس کا ادا کرون اے آدم زاد میرے
پاس جلد آ دیر نہ کر اگر اپنی زندگی کا خواستگار ہے تو میری ساقی گری کر تو شراب پلا اور یہ پری میرے
ساتھ ہمبستر ہو تو کیا مزا ملے شاہزادے نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے بس خیر اسی مین ہے کہ ان دونون
کو چھوڑ دے اور میری غلامی کر خدا کو سجدہ کر شیطان پر لعنت کر اُسنے جواب دیا کہ چہ خوش آپ تو خوب
آئے مین بڑی محنت سے تو اس پری کو لایا ہون تیرے کہنے سے بدون وصل حاصل کیے ہوئے ناسمجھ
چھوڑ دین آپ کیا اچھے آئے اب تو تیرا قتل مجھپر لازم ہوا کہ ایک تو تو خداوند کو برا کہتا ہے دوسرے خدا پرست
ہے تیسرے میرے حریف کا طرفدار ہے بس تیرے گوشت کے کباب ضرور لگا کر کھاؤنگا بلکہ اگر تو اسقدر
مہربانی کرے کہ مین منہ کھولتا ہون تو میرے منہ مین کود پڑے تو کیا تیرا احسان ہے یہ تو مجھکو معلوم ہو گیا
کہ تیری قضا تجھکو یہان لائی ہے شاہزادے نے جواب دیا کہ بس زیادہ نہ بک جو ہم سکتے ہین اُسپر عمل کر
دیو نے جواب دیا کہ تو یون نہ مانے گا اپنے کو بہت زبردست خیال کرتا ہے شاہزادے نے جواب دیا
کہ ضرور میرے روبرو شیری کیا اصل ہے جبکہ مین نے دیو پامال ایسے زبردست دیو کو جو کہ عفریت
ثانی مشہور تھا اُسکو تو مین نے چورنگ کیا تو تو اُسکے روبرو ایک لشہ ہے میرے ہاتھ سے اب بچکر
جاتا کہان ہے اُسنے کہا کہ کیا تو ہی قاتل ہے دیو پامال کا جواب دیا کہ ہان وہ بولا کہ تو مذاق کرتا ہے کہان
تو نے ان ہاتھ پاؤن پر کیا اسکو قتل کیا ہوگا وہ تو شاہ دیوان قاف تھا کسی اور نے قتل کیا ہوگا
تو میرے ڈرانے کے لیے کہتا ہے مین ڈرنے والا نہین ہون یہ کہکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور
کہا کہ تو کیون زیادہ تکلیف کرین خود تجھکو اُٹھا کر کھائے لیتا ہون وہ کیا اُٹھا کہ گویا قیامت اُٹھی
یہ معلوم ہوا کہ ایک سیاہ پہاڑ ہے کہ سامنے حائل ہو گیا شاہزادہ بھی قریب آگیا تھا بس اُسنے اپنا
ہاتھ بڑھایا کہ مین شاہزادے کی کمر زنجیر پکڑ کر اُٹھا کر کھا جاؤن جیسے ہی اُسکا دست ناپاک قریب
شاہزادے کے آیا اس بہادر نے اپنا دست و پنجہ ولیکش دراز کرکے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اس
قوت سے کہ پانچون انگلیان اُسکے گوشت مین درآئین خون اُسکی کلائی سے جاری ہوا اُسکو
تکلیف جو ہوئی اُسنے تڑپ کر آنکھ کھولدی کیونکہ آنکھین بند کیے ہوئے تھا اور کہا کہ اے آدم زاد
تو بڑا صاحب طاقت ہے اچھا میری کلائی چھوڑ دے تیری مرضی مین سمجھ گیا کہ تو یہ چاہتا ہے کہ مین
تجھکو اس طور سے نہ کھاؤن بلکہ تیرے کباب لگا کر کھاؤن خیر اسی طور سے کھاؤنگا تو خفا نہو
شاہزادے نے کہا کہ اگر تجھمین طاقت ہو تو اپنی کلائی میرے ہاتھ سے چھوڑا لے یہ جو اُسنے
سنا زور کرنے لگا اب جو جو زور کرتا ہے وہ وہ کلائی زخمی ہوتی جاتی ہے ایک مرتبہ اُسنے خوب
زور سے جھٹکا دیا اُسپر بھی کلائی نہ چھوٹی بس شاہزادے نے جو جھٹکا دیا منہ کے بل آرہا شاہزادے
نے کلائی چھوڑ کر شاخ سر پکڑ لی اور قصد کیا کہ اسکو اُٹھا کر زمین پر مارون کہ نقش زمین ہو جائے
کلائی جو چھوٹی ذرا دیو مین دم آیا اب زور کرتا ہے کہ شاخ بھی چھوٹ جائے اُدھر شاہزادے
نے زور کیا شاخ سر ٹوٹ گئی خون بہنے لگا دیو یہ کہکر چلانے لگا کہ یہ آدم زاد بہت پر قوت ہے
مین اس سے زور نہ کرونگا یہ کہتا ہے اور خون چلو مین لیکر پی جاتا ہے بس اُسنے قصد کیا کہ بھاگ
جاؤن شاہزادے نے جو اُسکے تیور بد پائے اور دل مین خیال کیا کہ شکار ہاتھ سے جاتا ہے بس

چمٹ کر اُسکی کمر سے لپٹ گئے اب اُس دیو نے دیکھا کہ رہائی غیر ممکن ہی وہ بھی کشتی لڑنے
لگا اُدھر وہ پری اور پریزاد حیران ہین کہ کیا قوت خداداد ہی کہ اِس شاہزادے نے اتنے
بڑے دیو کو یون عاجز کیا شاخ توڑ ڈالی اب کشتی لڑ رہا ہی خداوند کریم نے ہماری کمک کی
اور اِس بہادر کو اپنی قدرت سے یہان پہونچا دیا کہ مرنے سے جان بچی اور میری زوجہ کا ناموس و
عصمت اِسکے سنگ ظلم سے محفوظ رہا اور اُسکی بھی جان بچی اُدھر وہ پری یہ اپنے دل مین کہہ
رہی ہی کہ کیا قدرت خدا کی ہی کہ کیا اُسنے عین وقت پر اِس بہادر کو بھیجا کہ میرے شوہر کی بھی
جان بچی اور میری بھی جان اُسکے ہاتھ سے چھوٹی اور یہ وہ عصمت و عفت مین رخنہ نہوا یہ دونو
تو یہ خیال کر رہے ہین اُدھر شاہزادے نے اُس دیو کو تھوڑی ہی دیر مین کشتی مین زیر کیا
کولہ پر لاد کر زمین پر پچھاڑ دیا کہ وہ چارون شانے چت گرا یہ معلوم ہوا کہ آسمان زمین پر پھٹ پڑا
یا پہاڑ گرا دھماکا ہوا کہ تمام صحرا ہل گیا یہ فوراً جست کرکے اُسکی چھاتی پر سوار ہوئے اُسنے قصد
اُٹھنے کا کیا اِنھون نے رانون مین مضبوط دبا لیا تھا اور کہا کہ کیا کہتا ہی شناخت مین پروردگار
عالم کی اُسنے کہا کہ ہزار ہزار جانین میری فدا اُس ابلیس کے اوپر نثار ہین اور کلمۂ سخت شان
مین شہزادہ کے کہے بس یہ سنتے ہی سہراسپ ثانی کو غصہ آگیا ایک طمانچہ اِس زور سے مارا کہ منہ اُسکا پھر گیا
دانت ٹوٹ گئے خون منہ سے جاری ہوا بس ایک ہاتھ زیر ذقن رکھا اور دوسرا
ہاتھ پس سر رکھکر جو جھٹکا دیا اُسکا سر دھڑ سے کھینچکر زمین پر پھینکدیا بس سینے پر سے اُسی حالت
غیظ مین اُٹھے ابھی وہ تڑپ رہا تھا کہ ایک پاؤن کو اپنے پاؤن سے دبایا اور دوسرے کو
دونون ہاتھون سے پکڑ کر جو زور کیا پہلے زور مین تا بہ ناف دوسرے مین تا بہ سینہ تیسرے
مین مثل کرباس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا بہر در و دیوار و شجر و حجر زمین و آسمان سے صدائے تحسین
و آفرین بلند ہوئی شاہزادے نے اُسکو قتل کرکے اور جوش شجاعت مین جھوم کر جگر سے نعرۂ
اللہ اکبر کھینچا کہ تمام صحرا گونج گیا یہ قوت و طاقت دیکھکر وہ پری تو دوڑ کر قدمون پر گر پڑی اور
اپنی آنکھین قدم شاہزادے سے ملنے لگی اور عرض کرنے لگی کہ آپ نے میری آبرو و جان اور
میرے شوہر کی جان بچائی خدا آپکی مراد دلی بر لائے اور آپکو نظر بد سے بچائے یہ تو فرمائیے
کہ آپ کون ہین جو ہم غریبون کی آپ نے کمک فرمائی اور ہماری جان بچائی ورنہ یہ خبیث
ضرور میرے شوہر کو قتل کرتا اور میری آبرو لیتا شاہزادے نے اُسکا سر قدم پر سے اُٹھا کر کہا
کہ کیا تو دیوانی ہوگئی ہی کہ میرے قدمون پر گری پڑتی ہی ارے ٹھہر جا مین تیرے شوہر کو قید بلا
سے رہا کردون وہ بیچارہ گرانی طوق و زنجیر سے ہلاک ہوا جاتا ہی اُسکی خبر تو لینے دے یہ کہکر
اُس پریزاد کے قریب آئے اپنے ہاتھ سے اُسکے گلے کا طوق ہاتھون کی ہتھکڑیان پیرون
کی بیڑیان توڑ کر مثل تار عنکبوت کے اُسکے جسم سے جدا کیا اور اُسکو قید سے رہا کیا وہ بیٹھے سے
دعائین دے رہا تھا اور تعریف کر رہا تھا بس جیسے ہی رہا ہوا دوڑ کر قدم پر گر پڑا اور آنکھین
ملنے لگا اور کہنے لگا کہ آپکے سبب سے دوبارہ زندگی پائی پھر حیات تازہ ملی ورنہ یہ حرام زادہ
مجھکو قتل کرتا اور میری زوجہ کی آبرو لیتا شاہزادے نے اُسکے سر کو اُٹھا کر سینے سے لگایا اور فرمایا
کہ اے بھائی یہ تم کیا کہتے ہو اُس خداوند کریم کا شکر یہ ادا کرو کہ جسنے تمہاری جان بچائی اور مجھکو اِس
مقام پر عین وقت پر پہونچا دیا تمہاری قضا نہ تھی کہ وہ حرام زادہ میرے ہاتھ سے مارا گیا مین

کس قابل ہون کہ کسی کو زندہ کرونگا یہ کلمہ کفر ہی اب کبھی زبان پر نہ لانا مین اُسکا ایک بندۂ ذلیل ہون
یہ سب اُسکی عنایت ہی اب تم اپنے حال اور اپنے نام سے مجکو آگاہ کرو اور یہ بیان کرو کہ یہ کیا واقعہ
تھا اُسنے دست ادب جوڑکر عرض کیا کہ آپ میرے ہمراہ میرے غریب خانہ پر تشریف لیچلیے
اپنے قدوم مبارک کے نور سے میرے کلبۂ تاریک کو روشن فرمائیے اور جو نان و نمک ماحضر نصیب
ہی نوش فرمائیے اور میرے حال کو سماعت فرمائیے شاہزادے نے جواب دیا کہ ہر امر وقت پر
موقوف ہوتا ہی ابھی اِس امر کا وقت نہین آیا ہی مین ایک اشد ضرورت سے جاتا تھا تمھارا
یہ حال دیکھا ترس تمھارے حال پر آیا دوسرے خدا نے اُسکی قضا میرے ہاتھ سے مقدر کی
تھی کیون نہ ادھر آتا بس مین تمھاری دعوت کو رد نہین کرتا ہون جب اپنے کام سے فراغت
کرکے واپس آؤنگا تو ضرور تمھارا مہمان ہونگا اگر ابھی مہمان ہون تو حرج ہوگا میرے کام مین
زیادہ حرج ہونا باعث میری ہلاکت کا ہی کیونکہ مین یہ قسم کھا چکا ہون کہ جبتک اُس کام کو نکرلونگا
مجھپر دوسرے ہاتھ کا کھانا حرام ہی بس مین کیونکر تمھارے ہمراہ چل سکتا ہون دوسرے یہ امر بہت
برا ہی کہ اگر مین حرج کرونگا تو میرے حرج کرنے سے چند بندگان خدا کی ہلاکت کا خوف ہی
بس مین اُنکی ہلاکت کا سبب ہونگا ہان تم اپنے نام و نشان سے آگاہ کرو مین ضرور آؤنگا
اُس پریزاد نے کہا کہ اچھا آپ اپنے اسم گرامی نام نامی سے اور اپنے دولتخانہ کے پتہ
سے اِس خاکسار کو آگاہ فرمائیے شاہزادے نے جواب دیا کہ یہ امر بھی ناممکن ہی اور نہ مین
اپنے نام سے اُسوقت تک کسی کو آگاہ کرونگا کہ جبتک مین اپنے مقصد سے کامیاب نہ
ہولونگا اور مراد دلی سے فیضیاب نہ ہونگا نہ نشان سے آگاہ کرونگا اسمین ایک مصلحت ہی تم
کیون مصر ہوتے ہو اور مصر نہ کرو اپنے نام و نشان سے آگاہ کرو اور اپنے مقام کی راہ لو میری منزل
کھوٹی ہوتی ہی لاکھ لاکھ اُس پریزاد نے کہا مگر شاہزادے نے جانے کا اقرار نہ کیا اور نہ نام
سے آگاہ کیا اور یہی جواب دیا کہ جب واپس آؤنگا تو تمھارا مہمان بھی ہونگا اور اپنے نام سے
بھی آگاہ کرونگا آخرش وہ مجبور ہوگیا اور کہا کہ یہ میرا اسقدر شاہزادے نے کہا کہ تم آزردہ نہو مین تمسے
اقرار کرتا ہون اور قسم کھاتا ہون کہ ضرور آؤنگا لیکن تم جلد بیان کرو حرج ہوتا ہی تب اُسنے کہا کہ
اِس غلام کو صرصر پریزاد کہتے ہین اور یہ جو آپکی کنیز ہی اسکا نام گلشن پری ہی اِس درۂ کوہ سے
پانچ فرسخ ایک جزیرہ ہی کہ اُسکا جزیرۂ لالہ ارغوان نام ہی مین وہان کا حاکم ہون اور ناظم
ہون میرا جزیرہ کوسون تک مشہور ہی جہان سے حضور دریافت فرمائینگے پتہ چل جائیگا اور
یہ جو واقعہ حضور نے ملاحظہ فرمایا یہ اِس طور سے ہی کہ جبکہ میری زوجہ کی میرے ساتھ شادی نہوئی
تھی یہ ناگہان اُسی زمانہ مین یہ دیو جسکو حضور نے قتل کیا ہی اور اسکا نام دیو دراز قد ہی یہ دیو میری زوجہ پر
عاشق ہوگیا تھا اور چاہتا تھا کہ مین لیجاؤن چونکہ ہم اور یہ چچازاد بہن بھائی بھی تھے اور میرا باپ
بڑا صاحب لشکر تھا میرے چچا بھی میرے باپ کے ہمراہ رہتے تھے اِس سبب سے موقع نہ ملتا تھا
ناچار تھا خون جگر پیکر رہجاتا تھا شاہزادے نے فرمایا کہ تمھارے باپ اور چچا کا کیا نام تھا اور
کیا تمھارے باپ بادشاہ تھے اور صاحب لشکر صرصر پریزاد نے عرض کیا کہ جی ہان
جزیرۂ لالہ کوہ کے وہ حاکم تھے دو لاکھ دیو و پری اُنکے لشکر مین تھے اور ہر ایک زبردست تھا
اور خود بھی والد بزرگوار شجاعان روزگار سے تھے بڑے بڑے شاہان قاف نے اُس

جزیرے پر لشکر کشی کی مگر آپ کے اقبال سے سوا شکست کے کبھی فتح نہ پائی اس کمبخت
دیو دراز قد نے کیا کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا ہی مگر فضل خدا ہمیشہ شامل حال رہا کہ یہ ہمیشہ
شکست کھا کر بھاگا حضور میرے والد بزرگوار کا نام شمشاد پریزاد تھا اور عم بزرگوار کو مہر
عنقا پریزاد کہتے تھے سب ہمیشہ سے خداپرست رہے ابھی تک ہمارے خاندان مین کوئی کافر
نہین ہوا حضور یہ اس دیو دراز قد کا باپ بھی مرد پرہیزگار اور دیندار تھا اور بہت بہادر
تھا میرے باپ کے لشکر کا سپہ سالار تھا یہ اُسکا فرزند کافر ہوا اسکا قصہ یون ہو کہ جب یہ پیدا
ہوا تو اسکے باپ نے اُسی دن انتقال کیا اول تو یہ نحوست ظاہر ہوئی مگر اسکی پرورش سرکار
شاہی سے کی گئی جب یہ کوئی چار برس کا ہوا ماں اسکی مر گئی وہ بھی بہت نیک بخت تھی بس اب یہ
اکیلا رہگیا اسکا ایک چچا تھا کہ وہ اسکو لیگیا اپنے مکان پر بس اسکا کوئی سرپرست تو تھا نہین
جو آوارہ نہوتا آوارہ ہو گیا اور اسکو ابلیس پرستون سے صحبت رہی ابلیس پرست
ہو گیا اسکا چچا بھی ابلیس پرست تھا وہ یہان کا باشندہ نہ تھا اور نہ ہمکو اسکے کافر ہونے کی
خبر تھی نہ اسکی نسبت کبھی کبھی ہمارے جزیرے مین آیا کرتا تھا ایک دن یہ جو آیا تو میری زوجہ
یعنی گلشن پری کو کہ یہ اسوقت کمسن تھی اور شادی بھی نہین ہوئی تھی برائے سیر باغ گئی ہوئی
تھین دیکھکر عاشق ہو گیا پہلے تو اس دلیر نے انتظار کیا کہ جوان ہولے تو پھر درخواست کرون
جب یہ سن تمیز کو پہونچی اُسکو معلوم ہوا اُسنے بڑے چچا سے درخواست کی اول تو یہ ملازم کا لڑکا
تھا دوسرے اطوار بھی درست نہ تھے تیسرے یہ قوم دیو سے ہم قوم پریزاد سے زمین و آسمان کا
فرق چوتھے ہمارے خاندان کا یہ طریقہ تھا کہ آپس مین شادی کرتے تھے اور اب بھی کرتے
ہین کسی طور سے منظور نہ کیا گیا اسکو جواب دیا گیا اسکو بہت ناگوار ہوا اب یہ اس فکر مین رہا کہ کسی
صورت سے نکال لیجاؤن مگر بسبب والد بزرگوار کے قابو نہ چلا بس کئی مرتبہ لشکر لایا مقابلہ ہوا
شکست کھائی اب ظاہر ہوا کہ یہ ابلیس پرست بھی ہو اسلئے اور زیادہ کراہیت ہوئی یہ تو
اُسدن سے وقت و موقع کا منتظر تھا کہ اسی زمانہ مین عم بزرگوار علیل ہو گئے اور جب وقت
انتقال قریب ہوا تو میرے والد سے وصیت فرمائی کہ ای برادر تم صاحب [illegible] ہو اور مین
ہمیشہ تمہارے ساتھ رہا یہ جو لڑکی میری ہو تمہاری خوردہ ہی اسکا بہت خیال رکھنا اور سوا
اسکے کوئی میرے اولاد بھی نہین ہو اور اس امر کا خیال رہے کہ اسکی شادی ایسے مقام پر کرنا
کہ جہان اُس حرام زادے دیو دراز قد کا دسترس نہو ورنہ خرابی ہوگی بلکہ میری یہ مرضی ہو
کہ تم میرے شاہزادے اور خداوندزادے یعنی صمصام پریزاد کی کنیزی مین دینا تو بہتر
ہوگا اور اسکا قابو نہوگا والد نے کہا کہ جو تمنے کہا ہو مجکو بسر و چشم قبول ہو یہ میرے سر کا تاج ہو
آنکھون کا نور ہو بس انھون نے انتقال کیا اُنکا صدمہ والد کو بہت ہوا بعد فراغت امور تعزیت
سال بھر کے بعد میرا عقد کر دیا بس ہم اور یہ دونون عیش و عشرت بسر کرنے لگے جب یہ
اس حرام زادے کو خبر ہوئی لشکر لیکر پھر آیا اور مقابلہ ہوا شکست کھا کر بھاگا مگر اپنی حرکت سے
باز نہین آتا ہے بعد چند سال کے والد نے بھی انتقال کیا اب مین حاکم ہوا اسکو جو معلوم ہوا پھر
لشکر لیکر آیا مگر فضل خدا سے شکست کھائی اب جو شکست کھائی تو اسنے لشکر کشی موقوف کی اور وقت
کا منتظر رہا کہ غافل پاؤن تو لیجاؤن ہم بہت بے فکر رہتے تھے تھوڑے عرصے سے کچھ اسکی خبر

نہ معلوم ہوئی کہ کہان ہو جب یہ مجھکو معلوم ہوا کہ مفقود الخبر ہو گیا ہی مجھکو بھی اطمینان ہو گیا مین نے
بھی فکر کرنا چھوڑ دی اب اتفاق سے آج شب کو ہم زن و شوہر بالاے قصر تنہا سو رہے
تھے کوئی سوا ہم دونون کے نہ تھا چونکہ شب ماہ تھی دو پہر رات بیدار رہے اب جو سو گئے
تو غافل ہو گئے کہ کسی امر کا تو خوف تھا ہی نہین یہ حرام زادہ وقت کا منتظر تھا اس موقع کو غنیمت
جان کر مجھکو اور میری زوجہ کو غافل پا کر اٹھا لایا اس درہ کوہ مین جب صبح کو میری آنکھ کھلی
اپنے کو طوق و زنجیر مین گرفتار پایا مین نے خیال کیا کہ خواب دیکھ رہا ہون پھر خیال کیا کہ یہ خواب
کیسا اب جو آنکھ کھول کر دیکھا تو اس حرام زادے کو روبرو پایا اور زوجہ کو اپنی اسکے پہلو مین
پہلے تو خیال ہوا کہ یہ حرکت میری زوجہ کی ہی پھر جب مین نے طریقہ دیکھا تو وہ خیال برطرف ہو گیا
اسوقت سے اسکا یہ قصد تھا کہ مجھکو قتل کرے اور میری زوجہ سے وصل حاصل کرے مگر اس
عفیفہ نے قابو نہ دیا اسنے جو جو ہدایت اور تکلیف مجھکو دی کیا عرض کرون خلاصہ یہ
کہ آپ تشریف لائے اور آپ سے اسکا ظلم نہ دیکھا گیا آپ نے اسکو قتل کیا یہ میرا واقعہ تھا
جو کہ مین نے عرض کیا شاہزادے نے فرمایا خیر شکر خدا کرو مصرعہ رسیدہ بود بلائے ولے
بخیر گذشت + اب تم اپنے مقام کو جاؤ اور مین طرف اپنے منزل مقصود کے جاتا ہون یہ فرما کر
قریب مرکب کے تشریف لائے اور سوار ہو کر اس درہ کوہ کی طرف روانہ ہوئے داخل
درہ ہوئے وہ اس درے کو طے کر کے صحرا کا راستہ لیا شاہزادہ تو ادھر کو روانہ ہوا ادھر صدف پری زاد
مع اپنی زوجہ کے شاہزادے کی تعریف و توصیف کرتا ہوا اپنے جزیرے مین آیا یہان سب
ملازم پریشان تھے انھون نے جو دریافت کیا کہ ہم دونون براے شکار صبح کو چلے گئے تھے
کوئی مقام فکر نہ تھا وہ واقعہ شہ بیان کیا جز نی خیال کی بس صدف پری زاد تو اپنے جزیرے
مین انتظار شاہزادے کا کر رہا تھا راوی کہتا ہی کہ شاہزادے نے جو اپنا نام نہ بتایا اور نشان
اس خیال سے کہ شاید یہ خبر کر دے اور روک لے بس شاہزادہ درہ کوہ سے نکلکر مرکب کو
مہمیز کر کے ایک طرف کو روانہ ہوا کوئی پانچ چھ کوس راہ طے کی ہوگی کہ آفتاب غروب
ہو گیا شام ہو گئی قریب ایک چشمہ کے پہونچے دل مین خیال کیا کہ رات ہو گئی ہی اب یہ شب
اسی مقام پر بسر کرو گو شب ماہ ہی مگر کیا حاصل کہ کسی اور طرف نکل جائین صبح کو پھر روانہ ہونگے
بس یہ قصد کر کے مرکب پر سے اترے نماز مغرب پڑھی مرکب کو درخت سے باندھ دیا
خود زین پوش بچھا کر اسپر بیٹھے سپر تلوار روبرو رکھ لی جو جو رات بڑھتی جاتی ہی وہ وہ سناٹا
ہوتا جاتا ہی ہر طرف ایک ہو کا عالم اس ویران صحرا مین سواے درندون کی صدا کے دوسری صدا
نہ تھی غول بیابانی الگ ڈرا رہے تھے سانپون سائین کی صدا آ رہی تھی کبھی اس حالت سے
شب نہ گذری تھی کہ کوئی پاس نہ ہو اس صحرا مین وہ پروردہ آغوش مادر تنہا تھا سواے حسرت و
یاس کوئی پاس نہ تھا نہ کوئی ہمدم تھا نہ غمگسار نہ مونس نہ یار کہ اس سے کلام کرین کبھی اٹھکر
ٹہلنے لگتے تھے کبھی بیٹھ جاتے تھے اسی صورت سے وہ شب تمام ہوئی آثار سحر نمایان ہوئے
نماز سحر ادا کر کے مرکب پر زین پوش کس کر سوار ہوئے اور طرف صحرا کے چلے اسی صورت
سے تین شبانہ روز برابر رہروی مین گذرے شب کو کسی درخت کے سایہ مین بسر کی دن
بھر رہروی کی اس رہروی مین ایک مقام پر مرکب مر گیا پیادہ پا ہوگئے مگر اپنے ارادے سے

باز نہ آئے مرکب جب مر گیا تو بہت افسوس کیا اور رفاکت کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مجھکو یہ بھی
ناگوار ہوا کہ مین سوار ہو کر راہ دور و دراز طے کرون خیر جو میرے مقدر مین ہوگا وہ پیش آئیگا
مین پیادہ پا اپنے کام کے پورا کرنے کی کوشش کرونگا راوی نے بیان کیا ہی کہ مرکب
ایک صحراے بے آب و گیاہ مین بسبب دن بھر کی رہروی کی اور شدت کے مر گیا قریب
شام ایک صحرا مین پہونچے وہان پانی وغیرہ ملا بہت افسوس کیا وہ شب اسی صحرا مین بسر کی
صبح کو پا پیادہ روانہ ہوئے راوی کہتا ہی کہ تھوڑی دور تک تو کچھ نہ معلوم ہوا مگر کبھی پیادہ پا نہ
چلے تھے اسلیے گران گذرنے لگا کیا کرتے مجبوری و ناچاری تھی جو مقدر مین لکھا تھا وہ پیش
آتا تھا ناچار قدم اٹھائے چلے جاتے ہین جب بہت تھک جاتے ہین کسی شجر کے نیچے بیٹھکر دم
راست کر لیتے ہین پھر راہی ہوتے ہین اسی طور سے وہ صحراے سبزہ زار تمام ہوا ایسے صحرا
مین پہونچے کہ جہان سواے ریگ روان کے کوئی شے نہ تھی کوسون کہین درخت کا نشان تک
نہ تھا چشمہ و چاہ کیسا آب نایاب تھا انکو یہ بہت پریشان ہوئے کبھی اس طور سے بدون سواری کے
راہ نہ چلے تھے تمام تلوون مین آبلہ پڑ گئے وہ پاے نازک کہ جسکو پریان آنکھون سے ملتی تھین
اور چومتی تھین آماس کر آئے تھے تمام آبلہ پھوٹ پھوٹ کر اس گوہر صدف شہریاری کے
حال پر گریان ہوتے تھے مگر یہ دلیر جبر اختیار کیے ہوئے برابر چلے جاتے تھے تمام لباس پر گرد
کدورت اور چہرے پر گرد ملال تھی پانون افراط ورم اور کثرت آبلون سے اٹھائے نہ جاتے
تھے مگر اس شیر بیشہ شجاعت کو کسی امر کا خیال نہ تھا سواے اس امر کے کہ کوئی مقام آباد ملے تو
ان لوگون سے جو کہ وہان کے باشندے ہون مقصد طلسم چہل چراغ سلیمانی کا نشان دریافت کرون
اپنے پدر و عم کی رہائی کی فکر کرون اپنے اس بلا مین مبتلا ہونے کی کچھ تشویش نہین نوبت بایںجا رسید
کہ دن خوب چڑھ گیا آفتاب بلند ہوا وہ ریگ و ذرہ ہاے ریگ حدت دھوپ سے مثل اخگر
کے جلنے لگے ہر ذرہ بصورت چنگاری تھا زمین مثل تابہ آہنی کے تپ رہی تھی گرمی کا یہ حال تھا
کہ پسینے آ رہے تھے ایسی حدت دھوپ کی تھی کہ ہتھیار ریگ پگھلا جاتے تھے پانون زمین پر نہین رکھا جاتا
تھا مگر کیا کرتے جس طور سے ممکن ہوتا تھا رہروی کرتے ہوئے چلے جاتے تھے جب ہوا کا
جھونکا آیا یہ معلوم ہوا کہ آتش نے جلا دیا تمام جسم کو پھونک دیا اگر کوئی ذرہ اڑ کر جسم پر پڑ گیا
یہ معلوم ہوا کہ اخگر ہی کہ اسنے جلا دیا آبلہ پڑ گیا کوسون سایہ کا نام نہ تھا چٹیل میدان تھا پرند وغیرہ
اسی صحرا مین آتے ہوئے ڈرتے تھے بوٹے امراتات وحیوانات کا نشان تک نہ تھا اگر
کوئی چشمہ یا چھپر ملا امید ہوئی کہ پانی پیکر تشنگی فرو کرون قریب جو پہونچے دیکھا کہ اسمین افعی و اژدر
پڑے ہوئے ہین بسبب گرمی کے اور حدت دھوپ کے لوٹ رہے ہین زہر اگل رہے
ہین کف اپنا ڈال رہے ہین یہ جو حال دیکھا امید قطع ہو گئی اور آگے بڑھے اگر کوئی درخت سایہ
دار دور سے نظر آیا خیال کیا کہ اسکے سایہ مین کچھ دیر دم لین گے جب اسکے قریب پہونچے تو دیکھا
کہ تمام برگ و ثمر اسکے خشک ہین ٹنڈ منڈ کھڑا ہی بلکہ شاخین تک خشک ہین اگر اسپر کوئی زاغ یا زغن
کہین سے مرتا ہوا بسبب تمازت آفتاب کے گر کر اس ٹنڈ پر بیٹھتا وہ ایسا جاتا تھا اور ایسی گرم
ہوا تھی کہ اسکے پر و بال جلنے لگتے تھے اور زمین پر گر اٹھتا تھا انکا بھی یہی حال ہی کہ تمازت آفتاب سے چہرہ
کمھلا گیا ہی از سر تا پا غرق عرق ہین آبلہ پڑے ہوئے ہین شدت عطش سے تالو چٹخا جاتا ہی زبان

مین کانٹے پڑے ہوئے ہین گرسنگی کا الگ غلبہ ہی وہ گل گلزار صاحبقرانی خارہاے بلا و مصیبت
مین گھرا ہوا ہی اپنی زندگی سے عاجز ہو موتکا خواستگار ہو اپنے خالق سے اِس طور سے دعا کرتا ہی کہ ای
خالق لم یزل و رزاق بے بدل و قاضی الحاجات دافع البلیات و ای حلال مشکلات میرے حال
پر رحم فرما اور بلا سے نجات دے یا قابض ارواح کو بھیجدے کہ وہ آکر میری روح قبض کرلے
اب مجھ سے یہ مصیبت سفر و تکلیف راہ نہین اُٹھ سکتی ہی اِس طور سے دعائین کرتا ہوا روانہ ہوا
بعض بعض مقام پہ اِسقدر ریگ باقی ہی کہ تا کمر دھنس جاتا ہی بہزار دقت و خرابی اپنے کو نکالتا ہی
ہتھیار جلنے لگے اور ناگوار گذرنے لگا اُنکو جسم پر سے دور کیا اُسی صحرا مین پھینکدیا صرف ایک کمان
و تلوار اپنے پاس رہنے دی اِس خیال سے کہ شاید کوئی درندہ ملے اور وہ تکلیف پہونچاے
تو اِس سے اُسکو ہلاک کرکے اپنی جان تو بچالونگا تقدیر نے ایک ایسے صحرا مین پہونچایا کہ جہان
مغیلان کے درخت لگے تھے مگر خشک تھے تقدیر نے وہ بھی سبز و دکھاے کہ کاش اُنھین کے
سایہ مین دم لیتے بلکہ یہ تکلیف پہونچی کہ اُنکے خارون نے تمام جسم کو فگار کر دیا آبلہ سب نوک خار
سے پھوٹ گئے خون بہنے لگا تمام لباس تار تار ہو گیا عجب بلا مین سہراب ثانی مبتلا ہین اپنی
زندگی سے بیزار موت کے خواستگار چلے جاتے ہین تلوار سے اُن کانٹون کو کاٹتے ہوئے
تلوؤن سے خون بہ رہا ہی لباس کی دھجیان ہین خاک مین اٹے ہوئے ہین جہان جہان زخم
پڑ گئے تھے اُسپر ریگ پڑکر جم گئی ہی وہ علاوہ تکلیف دے رہی ہی اگر کسی مقام پہ تھک کر خاک
پہ بیٹھ گئے تو برداشت نہو سکی پھر کھڑے ہو گئے زمین مثل تابہ آہنی کے تپ رہی ہی ہر طرف سے
شعلے نکل رہے ہین یہ عالم ہی کہ اگر دانہ گرے تو بریان ہو جاے راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ
دن اِسی حالت مین بسر ہوا ایک مرتبہ اب عاجز ہوکر اور تڑپ کر جو سہراب نے دعا کی چونکہ
زمانہ تکلیف کا برطرف ہو چکا تھا ستارۂ اقبال نے رخ کیا تھا ساعت نحس جو تھی وہ برطرف
ہو چکی تھی گردش مقدر بھاگ چکی تھی تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا خدا نے رحم کیا کہ سامنے سے
ایک صحراے سبزہ زار و وادی پر بہار نظر آیا گو عجب حال تھا راہ چلنا محال تھا مگر اُس صحرا کو دیکھکر
جسم مجروح مین پھر روح نے عود کیا قدم اُٹھا کر جلد جلد اُس طرف کو چلے گو قدم نہ اُٹھ سکتے ہین
مگر اِس خوشی مین کہ یہان تو کچھ راحت ملیگی ضرور چشمہ و چاہ ہوگا سایہ بھی ہی خداوند کریم نے تیرے
حال پر رحم کیا کہ اُس بیابان بلا سے نجات دی خضر راہ نے صحراے پر بہار تک پہونچا دیا اب
جون تون اپنے کو اُس بیابان مصیبت و بلا سے نکالا اور اُس صحراے بہشت فضا مین اپنے کو
پہونچایا دن بھی تمام ہو چکا اب وہ حرارت اور گرمی بھی نہ تھی ہوا مین بھی برودت اثر کر چکی تھی
اُس صحرا کی سرد ہوا جو لگی غنچۂ دل کو شگفتگی حاصل ہوئی روح نے راحت پائی پسینہ خشک ہوا
قلب کو سرور ہوا دل سرد ہوا ہوا کے جھونکون نے دل پژمردہ کو تازہ کیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
جو زخمون مین لگی تو راحت ملی اور جسم کو آرام ملا اُس صحرا مین پہونچکر سب تکلیف راہ فراموش
ہو گئی ایسی راحت ملی تلاش آب مین چلے ایک چشمۂ آب خوشگوار و شفاف کا نظر آیا اُسکے قریب
آئے پہلے منھ ہاتھ دھویا جو آبلون پر خاک جم گئی تھی اُسکو پانی سے برطرف کیا اُسکے بعد جو صحرائی
ثمر تھے اُنکو توڑکر کھایا کیونکہ شدت بھوک سے عجب عالم تھا پانی پیکر شکر خدا ادا کیا قصد کیا کہ اب آگے
چلون مگر ہمت نہ پڑی طاقت پاؤن مین نہ پائی اُسی چشمہ کے قریب سبزہ پر سایۂ درخت مین

بیٹھ گئے دل سے باتیں کرنے لگے کچھ شکایت نالی کرنے لگے جب اُس صحرا کی تکلیف کا خیال
دل میں آجاتا تھا تو تمام بدن کے بال کھڑے ہو جاتے تھے کبھی دل میں کہتے تھے کہ میں
وہی ہوں کہ جسکی خدمت میں ہر وقت ہزاراں پریاں اور پریزاد موجود رہتے تھے جہاں ایک
قطرہ پسینے کا گرتا وہ اپنی جان نثار کرتے نانا کا میرے ساتھ وہ عالم تھا کہ ہر وقت منہ
دیکھے جاتا تھا دھوپ میں نکلنا انکو ناگوار ہوتا تھا ہر وقت سامان عیش مہیا رہتا تھا تاکہ کسی امر
کی تکلیف نہو کوئی وقت ایسا نہوتا تھا کہ میں اکیلا ہوں یہ خیال تھا نانا کو کہ ڈر نہ جائے یا
آج وہی ہم ہیں کہ آج یوں اکیلے ہیں نہ کوئی ہمدم ہے نہ مونس نہ غمگسار کہ جس سے اپنا حال زار
بیان کریں اسوقت وہ لوگ کہاں ہیں کہ جو اس امر کے اوپر مستعد رہتے تھے کہ اگر ہمارے مالک
و آقا کا پسینہ گرے تو ہم اپنا خون اُس مقام پہ گرا دیں وہ آکر دیکھیں کہ پسینہ تو ایک طرف خون
جسم سے بہ رہا ہے کہاں ہیں اسوقت نانا کہ جنکو میرا دھوپ میں نکلنا ناگوار ہوتا تھا آج کئی
دن سے میں دن بھر دھوپ میں سرگردان و آوارہ پھر رہا ہوں ایسی ایسی باتیں دل سے کرتے
ہیں پھر یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ مصیبت و بلا گذرے سب راحت و آرام ہے مقام طلسم کا پتہ ملجائے
پدر بزرگوار جد عالی مقدار رحم نامدار کی رہائی ہو جائے چاہے میری جان جائے کہا سنے رہے
میں تو اب اس امر سے باز نہ آونگا جو قصد کر لیا وہ کر لیا جو مرد ہیں وہ زبان کے دھنی ہوتے
ہیں جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں میرا تو عمل اس شعر پر ہے شعر یا تن رسد بہ جانان یا جان ز تن برآید
دست از طلب ندارم تا کام من برآید + دیگر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیبا + سر جو آید بسر من یا نصیبا
کوئی امر مشکل نہیں ہے اگر خدا کو منظور ہوگا تو کوئی بات نہیں ہے وہ ایک پل میں سب آسان کرنیوالا
ہے انسان کو لازم ہے کہ اُسکی ذات پر بھروسہ رکھے اور تکیہ کرے وہی آسان کرنے والا مشکلات
کا ہے مرد کو لازم ہے کہ ہر مشکل میں اپنے حواس بجا رکھے بدحواس نہو ای سہراب یہ کیا ہے اس
کی باتیں کرتے ہو کیا تم وہ شعر بھول گئے جو شاعر نے کہا ہے شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد
باید کہ ہراسان نشود + تم مرد ہو تمکو اسقدر تکلیف سے پریشان ہونا زیبا نہیں ہے بس شاہزادہ
ایسے ایسے خیال دل میں کر رہا ہے اور کنارے چشمے کے زیر سایہ درخت بیٹھا ہے چونکہ دن تمام
ہو چکا ہے ہنگام شام قریب ہے طائران صحرائی اُڑ اُڑ کر آتے ہیں اور آشیانوں میں مقیم ہوتے
ہیں اور کچھ درختوں پر بسیرا لے رہے ہیں چرندے بھاگے چلے جاتے ہیں شاہزادہ اُسی طور
سے بیٹھا ہوا تماشہ دیکھا کیا بالکل خوف و خطرہ کیا یہانتک کہ رات ہو گئی و سناٹا صحرا کا فراٹا
ہوا کا درندوں کا بولنا غول صحرائی کا ڈرانا دل کو بیقرار کیے دیتا تھا مگر وہ قوی دل اسیطور
سے دو زانو بیٹھا ہوا تھا گو وہ صحرا ابھی سبزہ زار تھا مگر صحرا سے قیامت سے زیادہ تھا اگر رستم
سا بہادر اس صحرا میں شب کو قیام کرتا تو اکیلا نہ رہا جاتا یہ شیر بیشہ شجاعت و نہنگ دریائے
جرأت شب بھر اُس صحرا سے بے خوف و خطر میں بیٹھا رہا کبھی آنکھ لگ گئی جب کوئی درندہ
بولا آنکھ کھل گئی پھر دل سے باتیں کرنے لگا اسی عالم سے وہ شب بسر ہوئی سحر ہوئی کہاں
عرض کیا جائے کہ کیا سمان تھا جو ہنگام سحر صحرا میں سمان قدرت خدا کا ہوتا ہے وہ شاہزادے
کو نظر آیا بس جب وقت نماز سحر قریب آیا چشمے سے وضو کیا دوگانہ خالق ادا کیا اُس لباس
تار تار کو بطریق لباس قلندرانہ اُٹھایا اور ایک طرف کو فقیرانہ وضع سے چلے گو تہمت تھی نہ

کرتا مگر فقیرانہ وضع کرلی تھی اُس صحرا کی سیر کرتے ہوئے پاؤن سوجے ہوئے آبلے پڑے
ہوئے بعض پھوٹے ہوئے بعض مین پانی کسی سے خون جاری کسی پر خون جما ہوا اُنکی تکلیف
کے سبب سے راستہ چلا نہین جاتا مگر بہزار دقت وخرابی چل رہے ہین ہر قدم پر بیٹھ جاتے
ہین پھر اُٹھکر راہی ہوتے ہین اسی حالت سے کوئی پانچ چھ کوس چلے تھے تین پہر دن مین یا
ایک ایک دن مین پندرہ پندرہ کوس کا صحرا طے کیا تھا جب اُس صحرا سے نکلے اور ایک سبزہ
زار مالامال مین قدم رکھا چلے جاتے تھے کہ ایک طرف سے کچھ لوگون کے بولنے کی صدا آئی اور
خیام برپا نظر آئے اسپ سہراب ثانی اُس آواز پر اور اُن خیمون کی طرف روانہ ہوئے کہ
شاید اِن لوگون سے کچھ نشان و پتہ طلسم چہل چراغ سلیمانی کا ملے یہ اُس طرف کو چلے اور قریب
پہونچے تو دیکھا کہ کچھ سات خیمے برپا ہین مگر سب سیاہ ہین اور جو لوگ اور شاگرد پیشہ و خادم و
خدمتگار ہین سب سیاہ پوش ہین کچھ سوار بھی ہین اور پیدل بھی چوبدار و پیساول مگر سب سیاہ پوش
قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بادشاہ ہے اور کسی مصیبت مین مبتلا ہے وہ یہان آکر مقیم ہوا ہے یہ سب
اُسکے ملازم ہین شاہزادے نے دور سے دیکھا تو یہی ثابت ہوا کہ یہ سب پریزاد ہین اور دیوزاد
ہین اور ایک جانب خیمہ ناموس بھی برپا معلوم ہوتا ہے پس شاہزادے نے خیال کیا کہ لوگون
سے دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کس بلا مین مبتلا ہین کہ قرینہ سے اور سیاہ پوشی کی حالت سے معلوم
ہوتا ہے کہ کسی کے غم و الم مین مبتلا ہین سیاہ پوشی کا کیا سبب ہے کون مر گیا ہے یہ خیال اپنے دل مین
کرکے پس قریب اُن لوگون کے خیمے پر پریزادون کے آئے اُنھون نے جو دیکھا کہ ایک آفتاب
تھا کہ یکایک طالع ہو گیا حالت جو دیکھی تو فقیرانہ وضع ہے مگر چہرے سے شان و شوکت عیان
ہے گو فقیر ہین مگر امیری رخ سے ظاہر ہے یہ جو دیکھا اور خیال کیا تو سن بھی کم پایا دیکھا کہ کوئی سات
آٹھ برس کا سن ہوگا مگر چہرہ مثل آفتاب کے درخشان ہے زلفین دوش پر پڑی ہین ہاتھ مین
تلوار ہے کمان دوش پر ہے یہ جو حالت سب نے دیکھی وہ پریزاد جو کہ اُس مقام پر موجود تھے
وہ سب شاہزادے کے گرد جمع ہو گئے اور دریافت کرنے لگے کہ اے شاہ صاحب آپ کدھر
سے تشریف لائے ہین ادھر کیونکر قدم رنجہ فرمایا ہے تو فرمایئے شاہزادے نے جواب دیا کہ
بابا فقیر کا حال کیا پوچھتے ہو جدھر منھ اُٹھ گیا اُدھر جا نکلے جدھر کا پھیرا ہو گیا تم بیان کرو کہ یہ کیا سبب
ہے کہ جسکو دیکھتا ہون وہ سیاہ پوش ہے بلکہ خیمے تک سیاہ ہین اُنھون نے کہا کہ اے شاہ صاحب
ہم کیا سیاہ پوشی کا سبب بیان کرین کچھ کہنے کی بات نہین ہے کہ ہم کسی سے بیان کرین مگر ہم یہ عرض کیے
دیتے ہین کہ ایک جوان کا ماتم ہے جو کہ ہمارا شاہزادہ تھا سہراب ثانی نے کہا کہ اچھا یہ تو بتاؤ
کہ یہ لشکر کسکا ہے اور اسکا افسر کون ہے اور تمہارا مالک کہان ہے ہمکو اُسکے پاس لے چلو ہم اُس سے
دریافت کر لین گے اے پریزادو کچھ طلسم چہل چراغ سلیمانی کی حالت بھی معلوم ہے اور اُسکا پتہ
اگر معلوم ہو تو مجھ سے بیان کرو اُنھون نے عرض کیا کہ ہمکو تو نہین معلوم ہے ہان ہمارے بادشاہ
بخوبی واقف ہین اگر آپ اُنسے دریافت فرمایئے گا تو وہ ضرور نشان دینگے کیون آپکو طلسم کے
دریافت سے کیا غرض ہے کہا کہ ایک میرا پیر بھائی اُس طلسم کی سرحد پر رہتا ہے مین اُس سے
ملاقات کے لیے جاتا ہون شاہزادے نے یہ نہین ظاہر کیا کہ مین فتح کرنے کو جاتا ہون مصلحتاً
اُنھون نے یہ کہا جب یہ سُنا تو کہا کہ ہم اُس طلسم سے واقف نہین ہین ہان ہمنے بھی نام سُنا ہے مگر ہمارا

بادشاہ واقف ہی شاہ صاحب نے کہا کہ تمہارے بادشاہ کا کیا نام ہی اور وہ کہان ہی یہ سنکر
اُنھون نے جواب دیا کہ یہ لشکر اور خیمے وغیرہ اُنھین کے ہین اور وہ سامنے کے خیمہ مین تشریف
فرما ہین اُنکا اسم مبارک سلیمان پریزاد ہی تب سہراب نے کہا کہ ہمکو اُنکے پاس لیچلو اور یا
اجازت دو کہ ہم جائین اُنھون نے جواب دیا کہ ہم آپکی اطلاع کرتے ہین اگر وہ طلب فرماوینگے
تو ہم آپکو پہونچا دینگے راوی نے بیان کیا ہی کہ سلیمان پریزاد ایک زمانہ سے اُس صحرا مین
فروکش ہی اور اُسکا حکم ہی کہ جو کوئی کسی طرف سے وارد ہو خواہ گدا خواہ بادشاہ اُسکو روکنا اور اُس
حال دریافت کرنا کہ تم کدھر سے آتے ہو اور کدھر جاؤگے اور ہمسے اطلاع کرنا بدون ہماری
اطلاع کے اُسکو جانے نہ دینا اور دوسرا یہ حکم تھا کہ کوئی دریافت کرے تم لوگ اس سیاہ پوشی
کا سبب نہ بیان کرنا کسی کو طلسم چہل چراغ سلیمانی کا نشان دینا بلکہ کہنا کہ ہم نہین واقف
ہین ہمارا بادشاہ واقف ہی بلکہ جو کہ طلسم کا پتہ یا نشان دریافت کرے اُسکی خبر ہمکو ضرور کرنا جب سے
سلیمان یہان آکر فروکش ہوا ہی یون تو بہت سے مسافر آئے مگر سوائے سہراب ثانی کے
کسی نے طلسم کا نام بھی نہ لیا بس اسی سبب سے اُن لوگون نے گرد شاہزادے کے مجمع کیا
تھا شاہزادے کو خود اُنسے ملنا منظور تھا بغرض دریافت طلسم وہ خود آیا تھا اور وہ تقریب یہ ہوئی
تھی جب اُنھون نے یہ جواب دیا تھا کہ ہمارا بادشاہ واقف ہی تو شاہزادے کو فرض ہوا کہ اُنسے
بھی ملاقات کرے تاکہ کچھ پتہ یا نشان ملے دوسرے اُسکو سبب سیاہ پوشی بھی دریافت کرنا
تھا اس خیال سے کہ شاید یہ کسی بلا مین مبتلا ہون اور میری بھی کوشش سے یہ بلا ان لوگون
پر سے دفع ہو تو کیا میرا اجر شکر ہی خداوند کریم نے ہمارے بزرگون کو حلال مشکلات بنایا ہی اور اکثر
مقام پر اُنھون نے لوگون کی کمک کی خدا نے وہ بلا دفع کی بس مجھکو بھی بزرگون کے قدم بقدم
چلنا چاہیے اپنے کام پر دوسرے کے کام کو مقدم سمجھنا چاہیے اگر یہ لوگ کسی تازہ بلا مین مبتلا
ہین تو پہلے انکی بلا کو اپنے امکان بھر دفع کرونگا تاکہ خداوند کریم مجھ سے خوش ہو اور میری مہم کو
سر کرے اور مشکل کو حل اس خیال سے یہی کہا تھا کہ مجکو اپنے مالک کے پاس لیچلو بس جب اُن
پریزادون نے یہ سنا کہ انکی بھی خواہش ہی کہ بادشاہ کے پاس جائین تو کہا کہ آپ یہان قیام
کرین ہم ابھی آتے ہین شاہزادے کو ٹھہرایا پھر وہ ایک پریزاد اُس خیمے مین آئے کہ جس
خیمے مین سلیمان پریزاد اپنے فرزند کے غم مین مبتلا سیاہ پوش بیٹھا تھا اور روبرو جاکر ادب
سے کھڑے ہو کر مجرا کیا اور عرض کیا حضور ہم لوگ اسوقت اپنے کام مین مصروف تھے کہ صحرا کی
طرف سے ایک شاہ صاحب تشریف لائے گو اُنکا سن اس قابل نہ تھا کہ وہ فقیری اختیار کرتے
مگر کچھ حال نہین کھلتا کہ کیون فقیری اختیار کی چہرے سے اُنکے آثار بہادری عیان ہین اور وہ
شان و شوکت اس فقیری مین رخ سے پیدا ہی کہ شاہان جلیل بھی نہونگے اور وہ رعب و داب
ہی اس سن مین اور اس حالت مین کہ ہر ایک کلام نہین کرسکتا چہرے سے یہ عیان ہی کہ کسی ملک
اور شہر کا شاہزادہ ہی کسی نہ کسی سبب سے لباس فقیری اختیار کیا ہی خواہ کسی کے عشق مین خواہ
کسی اور سبب سے وہ حسن و جمال ہی کہ اس پردہ قاف مین سب حسین پریزاد و پریان ہین
مگر سب اُنکے حسن کے روبرو ہیچ ہین آفتاب اُنکے روئے زیبا کے مقابل ایک ذرہ ہی بس ہمنے
جو یہ حسن و جمال اور یہ رعب و داب دیکھا حواس جاتے رہے مگر جرأت کرکے دریافت کیا

کہ کدھر سے آنا ہوا اور کدھر کا قصد ہے جواب دیا کہ بابا فقیرون کا کیا حال دریافت کرتے ہو
جدھر کا پھیرا ہو گیا ہم آزاد بندے ہین تارک دنیا ہین تم یہ بیان کرو کہ تم لوگ سیاہ پوش کیون
ہو اور یہ بیان کرو کہ تمکو طلسم چہل چراغ سلیمانی کا پتہ معلوم ہے اور تمھارا افسر کون ہے ہمنے کہا
کہ ہم یہ حال نہین بیان کر سکتے ہین کہ سیاہ پوش کیون ہین اور نہ ہمکو طلسم کا پتہ معلوم ہے لیکن ہان
ہمارے بادشاہ سلامت واقف ہین اُنھون نے کہا کہ ہمکو اُنکے پاس لے چلو ہمنے عرض کیا کہ
طلسم کا حال کیون دریافت فرماتے ہو کہا کہ میرا بھائی سرحد طلسم پر رہتا ہے اُسکی ملاقات منظور
ہے آپکا اسم مبارک دریافت کیا ہمنے عرض کر دیا لہذا وہ آپکی خدمت مین آنے کا قصد
رکھتے ہین کیا ارشاد ہوتا ہے یہ سلیمان نے سنا کہ طلسم کو فقیر دریافت کرتا ہے خیال کیا کہ مین
جس شخص کا منتظر ہون یہ وہی تو نہین ہے کیونکہ اہل نجوم نے مجھکو خبر دی تھی کہ ایک شاہزادہ آکر
اس طلسم کو فتح کریگا مجھکو اس شہر سے رہا کریگا یہ وہی شاہزادہ تو نہین ہے پھر خیال کیا کہ وہ اس
حالت فقیری سے کیون آنے لگا جاہ وحشم سے تشریف لائیگا خیر جو کوئی ہو اپنے پاس
بلا کر دریافت حال کرنا ضرور ہے شاید کچھ مطلب بر آئے یہ خیال اپنے دل مین کرکے
اُن پریزادون سے کہا کہ اُن شاہصاحب کو میرے پاس لے آؤ مین بھی تو دیکھون کہ
وہ کون صاحب ہین وہ پریزاد یہ سنکے خیمے کے باہر آئے اور شاہزادے سے کہا کہ آپکو
چلیے بادشاہ نے طلب فرمایا ہے شاہزادہ خوش خوش ہمراہ اُن پریزادون کے اُس خیمے
مین آیا کہ جہان سلیمان پریزاد تھا اندر خیمے کے جو قدم رکھا تو خیمے کو سیاہ اندر سے
بھی پایا شاہزادے کی نظر جو سلیمان پریزاد پر پڑی دیکھا کہ ایک پریزاد مسند سیاہ مخمل پر
بآرایش مسند پر بیٹھا ہے اور چند خادم و خدمتگار سیاہ پوش پس پشت کھڑے ہین وہ پریزاد بزرگ سا
یعنے سلیمان پریزاد بھی سیاہ پوش ہے تاج سر پر ہے سطوت شاہی چہرے سے ظاہر ہے ادھر
سے شاہزادے نے سلیمان کو دیکھا اُدھر سلیمان کی نظر جو شاہزادے پر پڑی دیکھا کہ ایک
طفل کمسن بیس برس سات آٹھ کا سن چہرہ مثل آفتاب کے روشن زلفین دوش پر چہرے سے
رعب شاہی و سطوت جہانبانی آشکارا ایسا رعب و داب اور حسن و جمال ہے کہ کوئی آنکھ ملا
نہین سکتا ہے اور آثار جوانمردی و بہادری اس سن مین چہرے سے پیدا ہین خیال کیا کہ مقام
تعجب کا ہے کہ اس سن مین یہ رعب و داب ضرور یہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے یہ حالت فقیری کسی
آفت کے سبب سے ضرور ہے اسمین کوئی نہ کوئی بھید ہے یہ صورت فقیرون کی نہین ہوتی ہے
یا کسی کے عشق مین یہ حال کیا ہے یا اور کسی امر سے جب یہان آئیگا تو معلوم ہو جائیگا سلیمان
پریزاد اپنے دل مین کہ رہا تھا اور اُسی طرف دیکھے جاتا تھا جب یہ قریب پہونچے گو انکی
فقیرانہ وضع تھی مگر ایسا رعب و داب و شان و شوکت تھی کہ بے اختیار سلیمان پریزاد اُسکی
تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا اور تا لب فرش آگے لیگیا اُنھون نے بھی بسبب اُسکی بزرگی کے اُسکو
سلام کیا اُسنے اچھا کیا کہ اُسی مسند پر برابر اپنے بٹھا لیا بلکہ خود کچھ فاصلے سے بیٹھا یہ تلوار روبرو رکھکر
بیٹھ گئے جب یہ بیٹھ چکے اُسوقت سلیمان نے مزاج پرسی کی گو یہ کلام فقیرانہ سے واقف نہ تھے
مگر یون جواب دیا کہ بابا یہ بندۂ رب جلیل اچھا ہے تو اپنے مزاج کا حال بیان کر سلیمان نے جواب دیا
کہ ابھی تک آپکی دعا سے زندہ ہون مگر حیران ہو کر دیکھ رہا ہے کہ یہ تو فقیرون کی وضع نہین ہے شاہزادہ

شاہزادہ ہی کلام سے بھی ثابت ہوتا ہی جو تقریر اور گفتگو فقیرون کی ہوتی ہی وہ انکی نہیں ہی
بس اِس سے یہی ثابت ہوتا ہی کہ یہ فقیر نہین ہین یہ اپنے دلمین خیال کرکے کہا کہ اے شاہصاحب
یہ تو فرمائیے کہ آپکا تشریف لانا کدھر سے ہوا اور ارادہ کس سمت کا ہی اور کس مرشد کا پیالہ پیا ہی
اور کیون اِس سن مین یہ وضع اختیار کی ہی ابھی تو آپکا یہ سن نہ تھا کہ آپ فقیری اختیار کرتے یہ
کیا سبب ہوا کسکے عشق مین یہ حالت بنائی روے مبارک کی شان سے تو ثابت ہوتا ہی کہ آپ
کسی ملک کے شاہزادے یا شہریار زادے ہین کسی سبب سے یہ وضع اختیار کی ہی اپنے حال
سے آگاہ فرمائیے راوی نے بیان کیا ہی کہ جب سے شاہزادے کو سلیمان پریزادے نے دیکھا ہی
ایک الفت دلی اور انس قلبی پیدا ہو گیا ہی پس جب یہ سوال اُسنے شاہزادے سے کیے تو
شاہزادے نے جواب دیا کہ بابا یہ تیرا گمان اور خیال بالکل بیکار ہی کہ مین شاہزادہ ہون مجھکو
اہل دنیا سے کیا غرض ہم لوگ تارک دنیا ہین اور بادشاہ لوگ اہل دنیا ہین انمین اور ہم مین
زمین و آسمان کا فرق ہی اگر تو اِس سبب سے کہتا ہی کہ حسن و جمال میرے چہرے پر ہی تو یہ
خدا کی دین ہی اُسنے جیسا چاہا پیدا کیا یہ فرض نہین ہی کہ ایسی صورت و شکل شاہزادون کی
ہوتی ہی گدا بھی بہت خوبصورت ہوتے ہین اور یہ جو تُنے کہا کہ کدھر سے آنا ہوا ہے
فقیرون کا کوئی مقام ہی جہان سے سب آئے ہین وہان سے مین بھی آیا ہون اور جہان
سب جا رہے ہین وہان مین بھی جاؤنگا یہ سوال کرنا بیجا ہی رہا یہ امر کہ اسوقت کہان
جاؤنگا تو مین صحرا سے آتا ہون اور قصد ہی کہ طلسم چہل چراغ سلیمانی کو جاؤنگا کیونکہ میرا
بھائی اُس طلسم کی سرحد پر آکر مقیم ہوا ہی بہت دنون سے اُس سے ملاقات نہین ہوئی ہی
اُسکی ملاقات کے اشتیاق مین چلا ہون تمہارے ملازمون سے ملاقات ہوئی اُنسے دریافت
کیا اُنھون نے جواب دیا کہ ہمکو طلسم کا حال نہین معلوم مگر ہمارے مالک کو معلوم ہی پس مجھے
ملاقات کا کرنا ضرور ہوا دوسرے یہ سبب تھا کہ مین نے جو یہان آکر دیکھا سب کو سیاہ پوش
پایا بلکہ خیمے تک سیاہ پائے اِسکا بھی سبب دریافت کرتا تھا کہ کیا سبب ہی کہ سیاہ پوشی کیون
ہی اگر کوئی بلا مین مبتلا ہو تو مین خدا سے دعا کرون تاکہ یہ بلا تمپر سے دفع ہو کیونکہ ہم لوگ خدا رسیدہ
ہین پس تم اپنے حال سے آگاہ کرو سلیمان نے جو یہ کیفیت سُنی اور نام طلسم کا سُنا آنکھون مین
آنسو بھر لایا اور کہا کہ مین کیا اپنا حال پر اختلال بیان کرون مجھپر اِس سن و سال مین کوہ الم
ٹوٹا ہی فلک کا بلا پڑا ہی آسمان ستمگار نے لوٹ لیا ہی اِس حال کو کیا بیان کرون اپنا
حال بیان کرنے سے کچھ بھی صدمہ دور نہ ہوگا میرا وہ حال ہی جو سُنے گا روئیگا خدا کسی کو اِس بلا مین
نہ مبتلا کرے آپ میرے حال کی شناخت فرمانے کی نہ کوشش فرمائیے بلکہ مجھکو اپنے اصلی
حال سے آگاہ فرمائیے شاہزادے نے جواب دیا کہ جو کیفیت تھی وہ مین نے بیان کی اب
مین بدون تمہاری حالت سُنے ہوئے اپنی حالت جو کچھ کہ ہی نہ بیان کرونگا تمکو لازم ہی کہ اپنا
حال بیان کرو سلیمان پریزادے نے اشک آنکھون مین بھر کر یہ شعر پڑھا شعر حال زار بالکل نہ پوچھ
نہ سنو میری داستان نہ سنو لاکھ لاکھ انکار کیا مگر شاہزادے نے نہ مانا تب تو لاچار
ہو کر سلیمان پریزادے نے بیان کیا کہ یہان سے تھوڑے فاصلے پر ایک ملک ہی کہ نام اُسکا
سلیمان نگر ہی وہ آباد کیا ہوا حضرت سلیمان کا ہی مین وہان کا حاکم ہون میرے آبا و اجداد

حکومت اس ملک کی کرتے آئے یکے بعد دیگرے اس ملک پر قابض رہے ہین مین نے بعد اپنے پدر بزرگوار کے
انتقال کی حکومت کی اس ملک کی رعایا مجھسے بہت خوش ہی لشکر بھی قرینہ کا ہی سپاہ بھی کم نہین ہزارہا لاکھوں پری
دیو ہر وقت حاضر خدمت رہتے ہین خداوند کریم نے سب سامان عیش مہیا کر دیا ہی اُسکی عنایت سے کسی چیز کی
ضرورت کسی وقت مین نہ تھی اور بہت برسون تک اپنی زندگی بخوشی و خوبی و عیش و عشرت بسر کرتا تھا کسی بات کا
غم نہ تھا ہان ایک غم ضرور تھا اور اس امر کا ضرور خیال تھا کہ میرے خانہ تاریک کا چراغ نہ تھا نہ بعد میرے
کوئی وارث تاج و تخت تھا اسی غم مین مین اور میری زوجہ بھی مبتلا تھی اور ہر وقت ہم خالق سے دعا
کرتی تھی چونکہ وہ کریم کارساز ہر وقت اپنے بندون پر مہربان ہی ہم دونون کی دعائے نیم شبی کو قبول فرمایا اور
اس سن مین ایک فرزند ارجمند عنایت فرمایا جو کہ در اصل خانہ تاریک کا چراغ ہوا اور ہمارے باغ مراد
کا ثمر تازہ اور گلشن آرزو کا گل رعنا تھا گویا آفتاب اوج اقبال نے برج حمل سے طلوع کیا وہ لڑکا بہت
حسین پیدا ہوا مجھکو خبر ہوئی مین بہت خوش ہوا ایسی خوشی ہوئی تھی اُسوقت کیا گذارش کرون علی قدر
مراتب ہر ایک کو خلعت و جاگیر و انعام دیا صحبت عیش برپا کی چہارہ دن تک صحبت عیش برپا رہی چھٹی
خوب دھوم سے کی کہانتک عرض کرون کہ کل کام اُسکے سب اچھی طرح سے کیے نوبت باینجا رسید کہ
وہ سن تمیز کو پہونچا ہم دونون زن و شوہر کی جان و روح ہی اُسکے دیکھے سے زندگی ہی ہمپر کیا منحصر ہی کل
اہل شہر کا اور اپنے اور بیگانے کا یہی حال ہی کہ ہر ایک اُس شمع انجمن شہریاری پر پروانہ وار نثار رہتا
ہی خداوند کریم کے فضل و کرم سے ہر فن مین طاق شہرۂ آفاق ہوا زور و طاقت مین اپنا مثل نہ رکھتا
تھا بڑے بڑے سرکشان پردۂ قاف کو زیر کیا تھا بڑا نام کیا تھا ہم سب اُسکو دیکھکر خوش ہوتے
رہتے اسی حالت مین براحت و عیش بسر کرتے تھے ہمکو کوئی رنج و الم نہ تھا اتفاق قضا و قدر دیکھیے اور
ملاحظہ فرمائیے کہ کیا لطف قدرت ہی اور اس پیرانہ سالی مین کیا صدمہ ہوتا ہی گردش زمانۂ غدار و تفرقہ اندازی
فلک ناہنجار سے یہ اتفاق ہوا کہ ایک دن کا ذکر ہی میرا فرزند مجھ سے کہنے لگا کہ مین شکار کو جاتا ہون مجکو
اجازت مرحمت فرمائیے گو میرا دل نہ چاہتا تھا مگر اس خیال سے اجازت دی کہ اسکا دل نہ دکھے وہ سامان
شکار ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور اس صحرا مین آکر مشغول صید و شکار ہوا میرے مقدر کی سختی اور تقدیر کی
ناسازی کو دیکھیے کہ اس صحرا سے قریب ایک صحرا ہی اور وہ حد ہی طلسم چہل چراغ سلیمانی کی جس صحرا
مین ایک درۂ کوہ ہی اُس صحرا مین ایک بط رہتی ہی اور یہ مرحلۂ اول طلسم ہی ایک عبارت اُس درۂ کوہ پر
بخط جلی تحریر ہی وہ یہ ہی کہ جو کوئی اس مقام پر پہونچے اور اسکو شوق فتاحی طلسم ہوا اور اسکا خواستگار ہو
کہ جو مال و اسباب اس طلسم مین زمانۂ حضرت سلیمان علیہ السلام سے واسطے فاتح طلسم کے رکھا ہی
حاصل کرے تو اس طلسم کو فتح کرنے کی کوشش کرے اگر فاتح طلسم ہی تو ضرور طلسم کو فتح کریگا اُسکا
طریقہ یہ ہی کہ اُس درۂ کوہ کے سامنے آئے جب وہ یہان پہونچیگا تو اس در سے ایک بط پیدا
ہوگی پس وہ بلند ہو کر صدا سے مہابت نہایت بلند کریگی اُس شخص کو لازم یہ ہی کہ تیر اسقدر انداز سے
سے لگائے کہ جب وہ دہن کھولے وہ تیر اُسکے منھ مین چلا جائے یہ مرحلہ فتح ہو جائیگا اگر تیر نے خطا
کی اور اُسنے صدا بلند کی پس وہ تیر لگانیوالا تا کمر پتھر کا ہو جائیگا پس اسیطور سے وہ بط تین مرتبہ صدا
دے گی پس وہ شخص تا بہ گلو پتھر کا ہو کر رہ جائیگا اور تا قیامت رہا نہوگا یہ عبارت لکھی ہی بہت سے
شاہزادے و امیرزادے تا جب آئے اپنی قسمت آزمائی کی پتھر کے ہو کر رہگئے آجتک تو نظر آتے ہین
رو برو اُس درۂ کوہ کے تا بہ گلو پتھر کے بنے ہوئے کھڑے ہین مثل مردے کے بلکہ اس سے بدتر

مین کیا عرض کرون وہ ناشدنی یہین شکار کو آیا تھا اُدھر جو جا نکلا اُس عبارت کو دیکھکر اُسکے بھی
دل مین ہوا سے فتح طلسم نے اپنا اثر کیا اور یہ خبط پیدا ہوا کہ مین بھی اپنی تقدیر کو آزماؤن شاید مین
ہی فاتح طلسم ہون میرے ہی مقدر مین یہ سب مال و اسباب ہو بس یہ خیال دل مین کرکے میرے
اوپر رحم نکرکے لاکھ لاکھ ہمراہیون نے منع کیا ایک کی نہ سُنی اُس میدان کو طی کرکے قریب دروازے کے
پہونچا اُن سنگین تصویرون نے بھی منع کیا کہ اے شخص پلٹ جا نہین تو مثل ہم سب کے تو بھی پتھر کا ہوجائیگا
مگر اُسنے نہ سُنا وہ کیا سنتا ہمارے مقدر مین تو اس سن مین یہ داغ مقدر تھا اور کاتب تقدیر نے قدرت
سے لکھ چکا تھا بس جیسے ہی یہ پہونچا دو بلا ظاہر ہوئی اُسنے تیر لگایا تیر نے خطا کی کہ اُسنے صدا دی یہ تا بہ کمر
سنگ ہو کر رہگیا اُسنے دوسری صدا دینے کا قصد کیا اُسنے دوسرا تیر لگایا اُسنے بھی خطا کی اُسنے
صدا دی یہ تا بہ سینہ پتھر کا ہوگیا پھر اُسنے دہن صدا دینے کو وا کیا اُسنے تیسرا تیر لگایا وہ بھی خطا کر گیا
ابکی جو صدا دی یہ تا بہ گلو پتھر کا ہوگیا اے شاہ صاحب طریقہ یہ ہو کہ تمام جسم تو پتھر کا ہوجاتا ہو مگر زبان
مین گویائی رہتی ہو کہ جو کوئی اُدھر جاتا ہو وہ لوگ منع کرتے ہین باقی اور حس و حرکت کے قابل
نہین رہتے ہین بس جب یہ واقعہ گذرا ہمراہی کے لوگ یہ حالت دیکھکر بحال پریشان میرے پاس
آئے مین دربار مین تھا دربار آراستہ تھا کہ اُنھون نے جو حال تھا وہ سب آکر بیان کیا یہ سُننا تھا
کہ میرے ہوش جاتے رہے آنکھون مین اندھیرا ہوگیا تمام عالم سیاہ ہوگیا اور یہ معلوم ہوا کہ کسی نے
تمام جسم کی طاقت کھینچ لی تاج سر پر سے پھینکدیا غش کھا کر گرنے لگا قصد کیا کہ اپنے کو ہلاک کرون
لوگون نے ہتھیار چھین لیے مجھکو سنبھالا دربار مین ایک کہرام مچگیا ایسی حالت ہوئی کہ کوئی ایسا نہ تھا
کہ نہ گریان ہو یہ خبر محل مین پہونچی وہان اُسکی مان نے برا حال کیا اپنے کو ہلاک کرنیکا ارادہ کیا مگر خواصون
وغیرہ نے روک لیا مین نے اُسیوقت حکم دیا کہ سب سیاہ پوش ہون نشان و نوبت سب مین نے
اُکھڑوا ڈالے کیونکہ اب کوئی وارث تاج و تخت نہ رہا تھا اُسیوقت سے قصد کرلیا تھا کہ لباس فقیری
پہنکر زوجہ کو ہمراہ لیکر کسی طرف کو نکل جاؤن دربار برخاست کرکے محل مین گیا وہان کا عجب نقشہ
دیکھا مین کہانتک بیان کرون جو حال تھا رنج و غم مین اُس نامراد کے زوجہ کو طلب کرکے اُس سے
اپنا ارادہ بیان کیا اُسنے منظور کیا مگر یہ کہا کہ اتنے دن ٹھہر جاؤ کہ مین اُسکا کچھ فاتحہ وغیرہ کرلون مین نے
منظور کیا مگر اسقدر رنج و صدمہ تھا کہ کھانا پینا سب ترک کیا سوا رونے اور تڑپنے کے کوئی کام نہ تھا
چنانچہ بسبب ترک آب و طعام کے غش آنے لگے مین بیہوش ہوگیا کہ اُسی عالم غفلت مین ایک بزرگ
میرے قریب تشریف لائے اسلیے تو بہت کچھ خفا ہوئے اور فرمایا کہ تو بڑا نامرد ہو کہ ایک فرزند کے
مبتلائے طلسم ہونے سے تو نے خلق کی خبرگیری موقوف کی آب و طعام ترک کیا بس اسی مین خیر ہو
کہ اپنے حواس درست کر مرد ہوکر ایسا ہراسان ہو اور اپنی زوجہ کو سمجھا اور حکومت پر کمر باندھ بروز قیامت
خدا کو کیا جواب دیگا جب سوال ہوگا کہ ہمنے تجھکو اسقدر لوگون پر حاکم کیا تھا وہ تیرے زیر حکم تھے تو نے
ایک فرزند کے مبتلائے طلسم ہونے سے اُنکی طرف سے آنکھ پھیر لی تھی تبا کیا سزا دیجائے تو کیا
جواب دیگا بہتر یہ ہو کہ آب و طعام سے سیر و سیراب ہو زوجہ کو سمجھا تیرا فرزند ابھی تک زندہ ہو اور وہ تجھکو
ضرور آکر ملیگا تو اسوقت کی میری بات یاد رکھ اے سلیمان تو غم نہ کھا تیرا فرزند رہا ہوگا فاتح اس طلسم
کا پیدا ہوچکا ہو وہ آکر اس طلسم کو فتح کریگا اور تیرے فرزند کو رہا کر آئیگا بلکہ وہ اور لوگون کو بھی رہا کریگا
یہ فرما کر وہ بزرگ غائب ہوگئے مین اُنسے یہ نہ دریافت کرسکا کہ کتاب اور کس زمانہ مین نہ اسم مبارک

اُس فاتح طلسم کا دریافت کرسکا نہ اُن بزرگ کا اب جو آنکھ کھلی تو اپنے جسم کو معطر پایا بس مین نے اُسیوقت
طعام طلب کیا کچھ ایسا خوف اُنھون نے ڈالا تھا کہ میرا بند بند کانپ رہا تھا اور اپنی زوجہ کو طلب کیا
وہ بھی کانپتی ہوئی باعانت اور پریون کے میرے پاس آئی مین نے اُس سے سب حال بیان کیا اُسنے
کہا کہ مین نے بھی یہی خواب دیکھا ہی جب سے بند بند میرا کانپ رہا ہی بس ہم دونون نے کھانا کھایا
حواس درست ہوئے اُسدن سے رونا کم کیا اور امیدوار پردہ غیب سے حصول مقصد کے ہوئے دوسرے
دن دربار کیا مگر یہ امر چند روز کیا کہ سیاہ پوشی نہ ترک کی جب دربار آراستہ ہوا اہل نجوم کو طلب کرکے زائچہ کرایا
اُنھون نے حکم لگایا کہ یہ دختر قاف مین ایک بادشاہ ہی کہ نام اُسکا اخضر پریزاد ہی اُسکی دختر ہی کہ نام
اُسکا مہر آب پری ہی اُسکی شادی زلزلہ قاف سے یعنے رستم ثانی پسر امیر نوجوان سے ہوا
ہوئی تھی ایک فرزند پیدا ہوا ہی کہ نام اُسکا سہراب ثانی ہی وہ فاتح ہی اس طلسم کا وہ شہریار ضرور
اس طلسم کو فتح کرنے آئیگا کیونکہ اُسکے بزرگ بھی اس طلسم مین قید ہین عنقریب آنیوالا ہی بس آپکو لازم
ہی کہ اُسکی تشریف آوری کی دعا فرمائیے وہ بڑا صاحب نصیب و بلند اقبال ہی اُسکے قدمون کی برکت
سے آپکے فرزند ارجمند بھی رہائی پائینگے یہ جو اہل نجوم نے حکم لگایا کیونکہ اُن بزرگ سے بھی سن
چکا تھا مجھکو یقین ہو گیا مین نے اُسی دن اپنی طرف سے اپنے وزیر کو حاکم شہر کیا اور چند خیمے لیکر اس
مقام پر آیا اور یہان مقیم ہوا اپنی زوجہ کو بھی لیتا آیا وہ مصیبت زدہ بھی یہان ہی اُسدن سے یہان
مقیم ہون اور اس شہریار کی آمد کا انتظار کر رہا ہون اسی خیال سے مین نے اپنے ملازمون کو منع کر دیا
تھا کہ اگر کوئی میرے حال کو دریافت کرے تو خبر نہ بتانا نہ طلسم کا پتہ دینا میرے پاس لے آنا ابھی تک
تو وہ شہریار نہین تشریف لایا خداوند کریم جلد اُسکو یہان بصحت و سلامتی پہونچائے تاکہ ہم اُسکے نور
قدم سے اپنی چشم بے بصیرت کو روشن کرین اُسکی خاک قدم کا سرمہ بنائین یہ میرا حال ہی جو مین نے
عرض کیا اس بلا مین مبتلا ہون اُس شہریار کا انتظار کر رہا ہون وہ میری امید کا برلانیوالا ہے
اور آرزو کا پورا کرنیوالا ہی یہ جو سلیمان پریزاد نے بیان کیا شاہزادے نے دریافت کیا کہ تیرے
فرزند کا نام کیا ہی اُسنے کہا کہ اُسکو سہالون پریزاد کہتے ہین اور دوسرا نام فیروز پریزاد ہی جب یہ سب حال
شاہزادے نے سنا تو خیال کیا کہ یہ انتظار میرا تھا خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے منزل مقصود تک
پہونچا دیا خوب سلسلہ ہاتھ لگا پھر اپنا اسباب اپنے کو ظاہر کرو یہ سوچکر سلیمان پریزاد سے کہا کہ تم کیونکر
اُس شہریار کو پہچانو گے کہ یہ وہی فاتح طلسم ہی اگر وہ آئیگا کیا تم اُسکو دیکھ چکے ہو اُسنے عرض کی کہ مین نے
آج تک اُسکو دیکھا نہین ہی مگر سبب شناخت کا یہ ہی کہ وہ بادشاہ جابل کا پوتا ہی وہ جب برائے
فتح طلسم تشریف لائیگا تو بجاہ و حشم تشریف لائیگا اس سبب سے شناخت ہوگی تیسرے اہل رمل نے
ایک تصویر خیالی اُس شہریار کی بنا کر میرے پاس رکھدی ہی اور کہدیا ہی کہ اس تصویر کے موافق
وہ شہریار ہوگا سر مو فرق نہوگا وہ تصویر بھی ہی اُس سے شناخت ہوگی یہ جو شاہزادے نے
کہا کہ خوب مین سوال کرتا ہون کہ اگر وہ جاہ و حشم سے نہ آئے اکیلا ہو تو کیونکر شناخت ہوگی کہا کہ
تصویر سے کہ جسکا حال مین نے عرض کیا ہی شاہصاحب اب آپ اپنے حال سے آگاہ فرمائیے
جواب دیا کہ مین تو گوشہ نشین فقیر ہون سلیمان نے کہا کہ مین نہ مانونگا اور کبھی مجھکو یقین آئیگا کہ آپ فقیر ہین
آپ ضرور کسی ملک کے شاہزادے ہین از برائے خدا مجھکو اپنے حال سے آگاہ فرمائیے جب سلیمان نے
واسطہ خدا کا دیا اُسوقت شاہزادے نے خیال کیا کہ اب بیکار ہی اس سے پوشیدہ ہونا بہتر ہی کہ اپنا

ظاہر کرو تا کہ طلسم کا پتہ چلے تم اسی غرض سے آئے ہو خداوند کریم نے تمکو خوب منزل مقصود پر پہونچا دیا اسکے
فرزند کو بھی طلسم فتح کرکے رہا کرو اور اپنے پدر و عم کو بھی یہ جو خیال دل مین آیا کہا کہ ای سلیمان پریزاد مجھے بسا
تعجب ہی کہ تم جسکے منتظر تھے وہ تمھارے پاس آیا اور تم نے نہ پہچانا ای سلیمان پریزاد وہ نامراد و ناشاد
مین ہی ہون مین اپنے والد بزرگوار کے رہا کرنیکو بدون اطلاع اپنے مان و نانا کے براے فتح طلسم نکلا
ہون پس اگر فضل خدا شامل حال ہوگا تو ضرور اس طلسم کو فتح کرونگا ورنہ مانند اُن سبھا کے مین بھی گرفتار
طلسم ہونگا یہ فرماکر تمام واقعہ ابتدا سے بیان فرمایا اور یہ شعر پڑھا شعر کیا بیان ہووے حال زار اپنا +
کوئی کہہ دم نہ غمگسار اپنا + ای سلیمان پریزاد درحقیقت کیونکر اس حال مین کوئی ہمکو پہچان سکے اس
فلک کے ہاتھون سے تباہ ہوئے اس نوبت کو پہونچے خیر کیا زور ہی مگر مقدر نے منزل مقصود تک
تو پہونچا دیا ہی یقین ہی کہ خوبی قسمت سے طلسم بھی فتح ہو جائے یہ جو سلیمان نے سُنا خادم کو اشارہ
کیا کہ وہ صندوقچہ اُٹھا لاؤ جسمین تصویر شاہزادہ ہی جو کہ ازل نجم نے بنا کر مجکو دی ہی پس وہ خادم دوڑکر
گیا اور صندوقچہ لایا سلیمان نے صندوقچہ کھول کر اور تصویر نکال کر چہرے سے مقابل کی تو
سر مو فرق نہ پایا تصویر کا مقابل ہونا تھا کہ سلیمان کو یقین ہو گیا اُٹھکر قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا
کہ مجکو پہلے ہی یقین ہو گیا تھا کہ آپ فقیر نہین ہین بلکہ کسی ملک کے شاہزادے ہین گو آپ انکار
فرماتے تھے میری خوبی تقدیر سے آپکو یہانتک پہونچایا شاہزادے نے اُسکا سر قدم پر سے اُٹھا کر
گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اب تم اطمینان رکھو پہلے مین تمھارے فرزند کو رہا کرونگا اُسکے بعد اپنے
بزرگون کی رہائی کی فکر کرونگا اور تمکو رہا کرونگا اب مجھپر فرض ہوا کہ پہلے تمھاری مشکل کو حل کرون
خداوند کریم نے ہم لوگون کو اسی لیے خلق فرمایا ہی کہ بیکسون اور مظلومون کی داد کو پہونچین اور اپنے
کام پر اُنکے کام کو مقدم جانین یہ جو فرمایا تو سلیمان نے عرض کیا کہ ای شہریار اگر اجازت ہو تو
ایک امر مین عرض کرون فرمایا کہ بیان کرو اُسنے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اس خیال کو اپنے دل سے
دور فرمائیے آپ براے فتح طلسم تشریف نہ لیجائیے یہ مین کیونکر گوارا کرون کہ آپ ایسا مرد حسین صاحب
جمال و شجاع میرے لیے اس بلا مین مبتلا ہو کر جو کہ مقام پر آفت و بلا ہو جہان پہون ایسے سو فرزند ہون تو
آپکے نقش قدم پر سے نثار کرون اب مجکو جبسے مین نے آپکو دیکھا ہی ہمایون کی بالکل محبت نہین ہی
آپکی خدمت مین حاضر رہا کرونگا آپکے نور جمال سے اپنے چشم کور کو روشن کیا کرونگا آپکی خدمت مین
اپنی بقیہ عمر بسر کرونگا آپ طلسم مین نہ تشریف لیجائیے میرا مصرع وہ مقام خوف و خطر ہی شاہزادے
نے جواب دیا کہ ای سلیمان تم اس امر مین کد نہ کرو ہم اولاد صاحبقران سے ہین جس امر کا قصد کرتے
ہین بدون اُسکو پورا کیے ہوئے نہین باز آتے ہین چاہے اسمین جان ہی کیون نہ جاے سوچو ہمارے لیے
خرابی ہو کیونکہ یہ سکتا ہی کہ ہم اپنے گھر سے اس طلسم کو فتح کرنیکو نکلے ہین کیونکر بدون فتح واپس جائین
کوئی مین تمھارے فرزند کی رہائی کے لیے یہ امر نہین گوارا کرتا ہون بلکہ اپنے پدر و عم کی رہائی کے لیے یہ امر گوارا
کرتا ہون اور اسی فکر مین سبکو چھوڑکر گھر سے نکلا ہون یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ وہ لوگ تو مبتلاے رنج و بلا رہین اور مین
ساتھ عیش و عشرت کے بسر کرون اگر ایسا ہوتا تو مین اپنی راحت و آرام کیون ترک کرکے نکلتا اور اپنے نانا
و مان کو اپنی مفارقت مین مبتلا کرتا بس ایسا امر نہ تمھارا کہنا مجھسے نہایت درجہ بیکار ہی اور یہ امر
نہایت دشوار ہی کہ مین اس امر سے باز آؤن ہاں تمکو یہ لازم ہی کہ کسیکو میرے ہمراہ کرو تا کہ وہ مجکو
اُس سرحد کا نشان دیوے اور مین اپنے کام مین مصروف ہون یہ جو شاہزادہ نے کہا سلیمان

کو یقین ہوا کہ یہ شہریار رضا نہ دیگا دراصل اُسکو منع کرنا بیکار ہے ناچار ہو کر کہا کہ اختیار ہے آپ کو بندہ
مجبور و ناچار ہے جو حق غلامی تھا وہ مین نے ادا کیا اچھا ایک امر کا اور امیدوار ہون کہ آج آپ
میری دعوت قبول فرمائیے اور حمام فرمائیے کل صبح کو مین آپ کے ہمراہ چلونگا اور آپکو سرحد
طلسم تک پہونچا دونگا شاہزادے نے جواب دیا کہ اس امر کا کوئی مضائقہ نہین ہے آج نہین کل سہی
یہ فرما کر خاموش ہو رہے یہ بات اس خیال سے منظور کر لی کہ اب اسکے بھی دل کو رنجیدہ کرو
کیا نقصان ہے ایک رات اور سہی دوسرے تمکو یہ لازم ہے کہ اس امر کی کوشش اسطور سے کرو
کہ آج شب کو عبادت خدا کرو اور اپنے حل مطلب کی دعا کرو دیکھو تو تمھارے مقدر مین اس
طلسم کی فتح ہے یا کوئی اور فاتح ہے جو پردۂ غیب سے ظاہر ہو اُسپر عمل کرو کیونکہ نہ تمھارے پاس
لوح طلسم ہے نہ تم مالک اسم اعظم ہو کہ جو تمپر سحر و جادو نہ اثر کریگا طلسم مین سوائے سحر و جادو کے
کوئی چیز نہین شاید کوئی ذریعہ پردۂ غیب سے ایسا ظاہر ہو کہ جسکے سبب سے کوئی صورت کامیابی کی ظاہر ہو تمھارے
بزرگون نے اکثر ایسا کیا ہے جب اُنپر کوئی وقت سخت پڑا ہے تو اُنھون نے خدا سے کمک طلب کی ہے اور پردۂ غیب
سے کشود مطلب کی صورت نکلی ہے دل مین یہ تصور کر کے سلیمان سے کہا کہ اے سلیمان ایک شرط سے مین
تمھاری دعوت قبول کرتا ہون کہ ایک خیمہ الگ صحرا مین برپا کرا دو مین شب کو اُسمین عبادت
خدا کرونگا اور اپنے حل مشکل کی دعا کرونگا دیکھون پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے وہ حلال
مشکلات ہے کوئی نہ کوئی صورت حل مشکل کی ضرور پیدا ہوگی سلیمان نے عرض کیا کہ بہت خوب
بس شاہزادے کو اُسیوقت حمام کرایا لباس تبدیل کرایا شاہزادے کی دعوت کے سامان کرنے کا
حکم دیا یہ خبر تمام لشکر مین پھیل گئی کہ بادشاہ جسکا شہریار کا منتظر تھا وہ تشریف لایا وہ فقیر نہ تھا بلکہ وہی
شہریار تھا ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ خوش ہوا کہ اب ہمارا شاہزادہ رہا ہوگا یہ خبر خیمۂ ناموس مین جو
پہونچی تو ماں ہمایون کی بہت خوش ہوئی اُسیوقت سجدۂ شکر بجا لائی اور دعائین دینے لگی اور
یہ یون درگاہ باری مین عرض کرنے لگی کہ مین تیرے کریمی رحیمی کے صدقہ ہون کہ تو نے آئینۂ آرزو
مین شکل امید دکھائی میرے نخل مراد کو پھر بار ور کیا اے کریم تو اس شہریار کو تا صد و سی سال
سلامت رکھ جبکہ ہم غریبون کی کمک کو یہی موجود ہے اور اُسکو کامیاب کر اپنے فضل و کرم سے یہ دعا
مانگ کر سجدہ سے سر اُٹھایا اور محلدار سے کہا کہ بادشاہ کو کسی کے ذریعہ سے خبر کر دے کہ ذرا
اندر تشریف لائین مجھے کچھ عرض کرنا ہے محلدار نے پہرے پر حکم ملکہ کو بیان کیا چوبدار نے جا کر خیمہ
شاہی مین خبر کیا بادشاہ کو دیکھا کہ ایک طرف بادشاہ مؤدب بیٹھا ہے اور ایک شاہزادہ مسند پر
جلوہ فرما ہے کہ تمام خیمہ اُسکے نور جمال سے روشن ہے اس چوبدار نے پہلے شاہزادے کو مجرا کیا پھر
اُسکے بعد اپنے بادشاہ کو اور ملکہ کا پیام بیان کیا بادشاہ نے جواب دیا کہ اچھا بس وہ چوبدار تو مجرا
کر کے رخصت ہو کر چلا گیا سلیمان نے شاہزادے سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو اندر چند منٹ
کے لیے یہ غلام جائے اور اُس سوختہ جگر کو بھی آپکی تشریف آوری سے آگاہ کرے اور آپکے
قصد سے شاہزادے نے فرمایا کہ بسم اللہ تاخیر نہ کرو بلکہ ہماری طرف سے کہنا کہ تم اب رنج و صدمہ
نہ کرو مین پہلے تمھارے فرزند کی رہائی کی فکر کرونگا اگر خدا نے چاہا جب یہ اجازت ملی تو سلیمان
خیمۂ ناموس مین آیا دیکھا کہ زوجہ محسن خیمے مین کھڑی ہے بادشاہ کو دیکھتے ہی خوش ہو گئی تعظیم کر کے
ایوان مین لائی مسند پر بٹھایا سب حال دریافت کیا بادشاہ نے سب حال بیان کیا اور کہا

که بیان کرون که جو حسن و جمال یه شہریار رکھتا ہی ہمایون تو اُسکے کف پا کا بھی مقابلہ نہین کرسکتا ہی اور
ہمایون تو ادنا غلام معلوم ہوگا اِس شہریار کا کیا خداوند کریم نے بنی آدم کو حسن عطا فرمایا ہی ہم جانتے
تھے کہ سواے بنی جان کے ایسے حسین نہین ہوتے ہین مین نے لاکھ لاکھ روکا کہ آپ براے فتح طلسم نہ
تشریف لیجائین مگر اُنھون نے نہ مانا بلکہ ناراض ہوے اُنکے بھی تو پدر ہو اِس طلسم مین قید ہین اُنکی رہائی
کی فکر مین تشریف لائے ہین ملکہ نے عرض کیا کہ اگر تمھاری مرضی ہو تو ایک نگاہ اُس شہریار کو مین بھی
دیکھ لون اور بلائین لیلون کہ اُسکے سبب سے میری مراد دلی بر آئیگی بادشاہ نے جواب دیا کہ اچھا یہ کہکر باہر آیا
اور خدمت شاہزادے مین حاضر ہوا یہان شاہزادہ بیٹھا ہوا اور پریزادون سے ہمکلام تھا کہ سلیمان
آکر پہونچا شاہزادے نے بسبب بزرگی کے تعظیم فرمائی اپنے برابر ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا جب سلیمان بیٹھ چکا
تو ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اندر خیمۂ ناموس کے تشریف لیچلیے تاکہ وہ سوختہ جگر بھی آپکے دیدار فرحت آثار
سے مسرور ہو اور شرف ملازمت حاصل کرے آپکی کنیز کو بھی آپکی قدمبوسی کا اشتیاق ہی جواب دیا کہ ابھی
مین اُسکے پاس نہ جاؤنگا جبتک اُسکے فرزند کو رہا نہ کرلونگا مجھسے اُسکا حال دیکھا نہ جائیگا لاکھ لاکھ
سلیمان نے کہا مگر شاہزادے نے نہ قبول کیا بلکہ یہان اِس انتظار مین تھی کہ میرا شوہر اُس شہریار
کو لیکر آتا ہوگا طبق زر و جواہر براے نثار مہیا کر رکھے تھے یہان بکاول نے آکر عرض کیا کہ خاصہ تیار
ہو بس سلیمان شاہزادے کو لیکر دسترخوان پر آیا شاہزادے نے خاصہ نوش فرمایا بعد فراغت طعام
پھر اُس خیمہ مین آکر جلوہ فرما ہوے کہ شام ہوگئی اُدھر کارپردازون نے ایک مختصر خیمہ براے عبادت
شاہزادہ بحکم سلیمان پریزاد برپا کردیا تھا جب نماز مغرب کا وقت آیا شاہزادے نے فرمایا کہ اے
سلیمان تم محل مین جاؤ اور ہماری طرف سے اپنی زوجہ سے کہنا کہ سہراب نے کہا ہی کہ مین تجھسے
جبہی تیرے فرزند کو رہا کرلونگا اُسوقت ملونگا ابھی مجھکو شرم آتی ہی اب مین خیمۂ عبادت مین جاتا ہون
یہ فرماکر اُٹھے اور ایک پریزاد کے ہمراہ اُس خیمہ مین آئے جو کہ براے عبادت برپا کیا گیا تھا اُدھر
سلیمان پہرہ چوکی مقرر کرکے اور حکم تاکید دیکر کہ کسی امر کی تکلیف شاہزادے کو نہو داخل محل ہوا
زوجہ نے پوچھا کہ وہ شہریار تشریف نہ لایا جو کچھ شاہزادے نے کہا تھا وہ بیان کردیا اور کہا کہ مین
کس کس امر کی تعریف کرون سرتا پا خلق ہین ایسے لوگ تو مین نے آجتک نہین دیکھے نہ پریزاد
نہ آدمزاد جیسے یہ ہین خدا انکو نظر بد سے بچائے اور انکی مراد دلی بر لائے صدقہ اُسکو اپنی عزت و
جلال کا ایسے لوگ دیکھے نہ سنے کہ جو اپنے کام پر دوسرے کے کام کو مقدم خیال کرین سواے
اِس خاندان کے زوجہ اُسکی بھی دعائین دینے لگی اور شاہزادے کی فتح و ظفر کی دعا مانگنے لگی راوی
نے بیان کیا ہی کہ یہان تو یہ زن و شوہر خوش بیٹھے ہین مگر صدمہ ہی جدائی شاہزادے کا ادھر شاہزادے
نے داخل خیمہ ہوکر وضو کیا اور سجادہ بچھا کر نماز مغرب بہزار رجوع قلب ادا فرمائی اُسکے بعد وظیفہ
شروع کیا بعد ختم وظیفہ اسما اور سے اپنے خدا سے بعد التجا دعا کرنے لگے اپنی فتح و ظفر کی کہ اے کریم تو
بڑا رحیم ہی تو نے تمام انبیا کی اکثر مقام پر بوقت مصیبت کمک فرمائی حضرت یوسف کو چاہ سے نجات
دی یونس کو شکم ماہی سے ابراہیم کو آتش نمرودی سے خضر کو چشمۂ حیات عطا فرمایا اکثر تیرے
بزرگون کی وقت مشکل مین جبکہ اُنھون نے تیری طرف رجوع کی مدد فرمائی اُنکی مشکل حل فرمائی اے میرے
خالق اسوقت بدین میری بھی کمک فرما اور اگر میرے مقدر مین فتاحی اِس طلسم کی مقدر ہی
تو مجھکو ہدایت فرما کہ مین اُسپر عمل کرون اور تیری کمک کے سبب سے اپنی مراد کو پہونچون اپنے

اپنے لیے مصیبت نہیں گوارا کرتا ہوں بلکہ تیرے بندوں کے لیے جو کہ اس طلسم میں مدت سے قید ہیں
اور بلا میں مبتلا ہیں واسطے انکی رہائی عرض و ابتہال کا تمام شب شاہزادہ اسیطور سے دعا میں مصروف
رہا یہانتک کہ قریب صبح آنکھ لگ گئی غنودگی طاری ہوئی دیدۂ ظاہری بند ہوگئے باطنی وا رہے
کہ یکایک ایک مرتبہ آسمان کیطرف سے ایک نور پیدا ہوا اور وہ نور اس خیمہ میں تھا اب جو شاہزادہ
نے دیکھا تو ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ وہ تخت پر سوار ہیں جامہ سفید زیب جسم انور ہے عمامہ سر پر ہے
تسبیح صد دانہ دست مبارک میں چہرۂ انور سے ایسا رعب و داب و نور پیدا ہے کہ نگاہ نہیں کام کرتی
ہے پیشانی پر نشان سجدہ ہے گرد تخت کے ہزاروں ملائکہ ہیں اور سبوحا و قدوسا کی صدا بلند ہے وہ تخت
آکر زمین پر قائم ہوا ایسی شاہزادہ اس عالم خواب میں براے تعظیم اٹھا تمام خیمہ معطر ہوگیا جھک کر
تسلیم بجالایا ان بزرگ نے شفقت سے پشت پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اے سہراب ثانی تو رنجیدہ نہو
تو ہی فاتح ہے اس طلسم کا یہ کاغذ جو کہ میں تجکو دیتا ہوں اسمیں جسطور سے تحریر ہے اسی پر عمل کرنا
بوقت صبح تین تیر طرف مشرق کے چلانا مگر کمان نہو صرف ایک کمان اور دو تیر اور ایک شمشیر ہو
اور جسطور سے اس کاغذ میں لکھا ہے اسیطور سے سب کام کرنا اے سہراب ثانی اب زمانہ تیری
تکالیف کا برطرف ہو گیا خداوند کریم نے تیرے حال پر رحم فرمایا تو ہی فاتح ہے اس طلسم کا اب تا
فتح طلسم آگیا مدت اسکی پوری ہوئی عمر طلسم تمام ہوگئی مجکو درگاہ خداوند کریم سے حکم ہوا کہ اے سلیمان
بن داؤد تم اسوقت یہ کاغذ لیکر سہراب ثانی کے خیمہ میں جاؤ وہ تمسے فتح طلسم کی دعا کرتا ہے
طلسم اسی کے ہاتھ سے فتح ہوگا یہ کاغذ اسکو دینا اور کہنا کہ جو اس کاغذ میں تحریر ہے اسپر وہ عمل کرے
اسکے ہاتھ سے طلسم فتح ہوجائیگا لوح طلسم دستیاب ہوجائیگی یہ جو حکم جناب باری سے ہوا میں فوراً
کاغذ لیکر تمہارے پاس آیا خوش ہو اور رنج و غم کو دور کرو کہ تمپر رحم باریتعالی ہوا اب کوئی مشکل
ایسی نہوگی کہ جو حل نہو آگاہ ہو کہ میرا نام سلیمان بن داؤد ہے میرے ہی زیر حکم جن و انس دیو
پری وحش و طیر زمین و آسمان ابر و ہوا بحکم خالق کون و مکان تھے میں ہی ان سب پر حاکم تھا اسی
زمانہ حکومت میں میرے وزیر آصف بن برخیا نے بہت طلسم بنائے کہ جو تیرے اکثر بزرگوں نے
بمدد خداوند کریم فتح کیے اور ابھی باقی ہیں انھیں طلسموں سے یہ بھی ایک طلسم ہے جسکا فاتح تو ہے
اسمیں بہت مال و اسباب میرے وزیر نے میری اجازت سے واسطے فاتح طلسم کے رکھا ہے اس
طلسم کو تمام خدا پرست دیو و پریزاد سے آباد کیا تھا مگر تھوڑے زمانہ سے حاکم اس طلسم کا کافر ہوگیا اپنے
ساتھ کے بہکانے سے بس یہی طریقہ میرے وزیر نے مقرر کیا تھا کہ جب یہاں کفر کو رواج ہوگا اسی
زمانہ میں یہ طلسم فتح ہوگا وہ زمانہ آگیا تو شوق سے جا اگر بادشاہ طلسم مسلمان ہوجائے تیری اطاعت
اگر کرے تو خیر ورنہ اسکو قتل کرنا یہ فرما کر اور اپنا نام ظاہر کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام نظر سے
غائب ہوگئے ادھر وہ حضرت پوشیدہ ہوئے ادھر سہراب ثانی کی آنکھ کھل گئی اپنے کو بچھونے
پر پایا اور تمام خیمہ اور اپنے لباس کو خوشبو سے معطر پایا سجدۂ شکر کیا اور اپنے خواب کی صداقت کا
یقین ہوا دیکھا تو سرہانے ایک لفافہ بھی موجود ہے اسکو اٹھا کر جو دیکھا تو وہی لفافہ تھا جو کہ حضرت
نے خواب میں دیا تھا الغرض یہ حال ہوا کہ جامہ جسم میں تنگ ہوگیا چہرہ فرط خوشی سے لال ہوگیا نماز صبح
کا وقت قریب تھا وضو کرکے نماز خالق ادا کی اور دعا مانگ کر سجادے کو لپیٹا مگر فتح طلسم کی
لفافہ کو چاک کیا اسمیں سے جو یہ حکم نکلا اسکو پڑھا اور اسکو پڑھکر باہر تشریف لائے اسمیں یوں تحریر تھا

کہ تو اسیوقت بدون اطلاع سلیمان پریزاد کے طرف مشرق کے روانہ ہو خود بخود سرحد طلسم
تک پہونچ جائیگا جب تو اس مقام پر پہونچے کہ جہان درۂ کوہ ہو اور تصویرین پتھر کی ہین تو پھر
کاغذ کو دیکھنا جیسا تحریر ہو اسپر عمل کرنا جب تجکو وہ صورتین دیکھین گی تو منع کرینگی کہ ادھر نہ آنا
تو کچھ نہ سننا اور نہ پیچھے پھر کے دیکھنا پھر برابر اُنکے پہونچکر اس کاغذ کو دیکھنا جو تحریر پایا بس اسیوقت
ایک پرچہ لکھکر اُس خیمے مین رکھدیا کہ ای سلیمان تم پریشان نہونا اور نہ میری تلاش کو کسی کو
روانہ کرنا مین بموجب حکم حضرت سلیمان پیغمبر براے فتح طلسم جاتا ہون کوئی مقام تشویش نہین ہے
نظر خدا پر رکھو وہ حلال مشکلات میری سب آسانی مین حل فرمائیگا یہ پرچہ رکھکر بموجب تحریر طرف
مشرق کے روانہ ہوئے اب راوی پہلے شاہزادے کا حال تحریر کرتا ہے پھر یہان کا حال تحریر
ہوگا شاہزادہ پیادہ پا طرف مشرق کے سیر صحرا کی کرتا ہوا چلا جاتا ہے یہانتک کہ آفتاب نکل آیا
وہ صبح کا وقت وہ پہاڑون کا زمرد سبز کی کرنا وہ سبزے کا لہلہانا عجب سمان دکھاتا تھا یہ تعریف صنعت
پروردگار کرتے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ سرحد طلسم پر پہونچے کہ سامنے سے وہ پہاڑ نظر آیا اور
وہ تصویرین سنگین انھون نے شکر خدا کیا اور آگے قدم رکھا اپنے دل مین کہا کہ منزل مقصود پر تو آگئے
اگر خدا مدد کریگا تو طلسم فتح ہو جائیگا یہ دل سے باتین کرتے ہوئے طرف اُن تصویرون اور درۂ کوہ
کے چلے جاتے تھے جب اُن تصویرون نے شاہزادے کو دیکھا تو کہا ہے کہ ای شخص پلٹ جا اپنے کو
اس بلا مین نہ مبتلا کر ورنہ تو بھی مثل ہمارے پتھر کا ہو جائیگا شاہزادے نے کسی کا کہنا نہ سنا اور نہ
پیچھے پھر کے دیکھا وہ چیخا کیے اور کہا کہ شاہزادہ تو بہرہ ہے جو ہمارے کہنے کو نہین سنتا ہے ارے پلٹ جا کیون اپنی
جوانی کو برباد کرتا ہے یہ طلسم پھول چراغ سلیمانی ہے جسنے کبھی نہ کہنے پر عمل کرکے اپنی زندگی سے
ہاتھ دھویا اور پتھر کے ہوگئے ہین افسوس کہ تو نہین مانتا ہے ہمارے کہنے پر عمل کر اور واپس جا جب
شاہزادے نے نہ سنا تو یہ کہکر وہ سب کے سب خاموش ہورہے کہ ہم مجبور ہین ہمارا جو حق تھا ہمنے
ادا کیا کریں کہ تیری قضا ہے اور تو بھی ناچار ہے مشیت خدا سے وہ تو خاموش ہوئے ادھر شاہزادہ
قریب اُنکے پہونچا سامنے درے کے کھڑا ہوا کاغذ جیب سے نکالا اسکو دیکھا اسمین تحریر تھا کہ ای
فاتح طلسم جب تو سامنے درے کے پہونچے اور برابر اُن پتھر کی تصویرون کے تو تجکو لازم ہے کہ جو اسم
حاشیہ کاغذ پر لکھا ہے اسکو یاد کرلے بس جب تو اُس درے کے سامنے پہونچیگا تو ایک قاز درے سے
باہر آئیگی جو کہ برابر سیمرغ کے ہوگی وہ تیرے سر پر تین مرتبہ گردش کرکے صدا سے ہیبت دینے کے
قصد سے تجھ پر اپنا منقار کھولیگی بس تجکو لازم ہے کہ جو تونے اسم حاشیہ پر سے یاد کیا ہے اسکو پیکان تیر
پر دم کرکے اس قادر اندازی سے نشانہ لگا کہ ادھر وہ قاز منہہ کھولے اور صدا دینے نہ پائے کہ تیرا تیر جا کر
کمان سے اسکے دہن مین پہونچے اگر تیر نے خطا کی اور اسنے صدا دیدی تو پہلی مرتبہ تو کمر تک پتھر کا ہو جائیگا
بس اگر اسیطور سے تیرے تیرون نے تینون مرتبہ خطا کی اور وہ صدا تین مرتبہ دیچکی تو تو بھی مثل انکے
پتھر کا ہو جائیگا اور پھر تا قیامت تک رہا ہونا غیر ممکن ہے بس اپنی تقدیر کو آزما لے آئندہ تیری تقدیر
دیکھ تیر خطا نہ کرے نشانہ پر پہونچے اگر تیر بر نشانہ مراد پر پڑا بس تونے ایک مرحلہ طلسم کا فتح کیا پھر جادو
قاز ان ہے جیسا تاریکی وغیرہ برطرف ہو جائے اُسوقت پھر کاغذ دیکھنا جیسا تحریر ہو اُسپر عمل کرنا
مضمون دیکھکر شاہزادے نے کاغذ کو لپیٹ کر جیب مین رکھا اسم یاد کرلیا شاہزادے نے وہ اسم یاد کرلیا اُدھر
وہ قاز جو کہ برابر سیمرغ کے تھی تڑپ کر درے سے نکلی کہ جسکا رنگ سبز تھا منقار ... پہنچ

زیر درخت سے نکل کر بلند ہوئی اور گرد شاہزادہ گردش کرنے لگی جیسے ہی قاز نکلی شاہزادے نے دوش سے کمان
لی ترکش سے تیر پیکان تیر پر اسم جانشیہ پڑھ دم کرکے چلہ کمان مین پیوستہ کیا اور لیس ہوکر اس قصد سے کھڑا
ہوا کہ جب قاز منقار باز کرے مین نشانہ لگاؤن یہ کھڑے ہوئے دیکھتے اُدھر اُس قاز نے گردش کرکے اور
سامنے ہوا پر قائم ہوکر اس قصد سے منقار باز کی کہ صدا دون اُسکا منقار باز کرنا تھا کہ شاہزادے نے
یا علی مدد کہکر تیر کو چابکی سے نشانہ تاک کر رسا کیا چونکہ وقت فتح طلسم کا آگیا تھا وہ صدا نہ دینے پائی تھی کہ تیر
نشانہ پر بیٹھا اُسکی منقار مین در آیا اور پر ہاتا ہوا صاف پشت سے نکل گیا تیر کا پڑنا تھا اور نشانہ ہونا تھا
اُس قاز کا کہ ایک شور قیامت خیز برپا ہوا آندھی سیاہ اُٹھی تمام عالم تاریک ہوگیا پر غباری ہوئی سنگباری
غبار پر اُڑا آواز آئی اے ساکنان طلسم آگاہ ہو کہ طلسم کشا آگیا اور اُسنے مرحلہ قازان کو فتح کرلیا افسوس
صد ہزار افسوس کہ حریف نے اپنا کام کرلیا قاز جادو مارا گیا اب طلسم نہ بچیگا یہ صدا آکر پھر صدا آئی کہ کشتی
مرا کہ نام من قاز جادو بود افسوس مریم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب یہ صدا آچکی وہ تاریکی وغیرہ
برطرف ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ ہزارون قازین اُس درہ کوہ سے غول کے غول نکلین اور گرد شاہزادہ
جمع ہوئین اور یہ قصد کیا کہ منقار و پنجہ سے شاہزادے کا جسم پارہ پارہ کرین جب شاہزادے نے دیکھا
کہ اسنے جان بچنا دشوار ہی فوراً کاغذ کو دیکھا تحریر تھا کہ اے طلسم کشا مبارک ہو کہ تونے مرحلہ قازان بمدد
خداوند یزدان فتح کیا اب تجھکو لازم ہی کہ جو قاز کہ تیر سے روبرو مرادہ پڑی ہی جسکو تونے خدنگ کا نشانہ کیا تھا
اُسکو فوراً اُٹھا کر ذبح کر اور اُسکا خون تھوڑا سا اُن سب قازون پہ مار قدرت خدا کا تماشہ دیکھ کہ کیا ظاہر ہوتا
ہو اور تھوڑا سا خون لیکر اور اُس چشمہ سے پانی تھوڑا سا لے جو کہ سامنے ہی یہ خون اُس پانی مین ملا کر ان
سب پر جو کہ پتھر کے بنے ہوئے ہین مار کہ یہ اصلی صورت پر آئین آگاہ ہو کہ یہ قاز اصلی ہو اور اسکے جسم مین
ایک ساحر تھا کہ جو کہ سحر کرتا تھا اور وہ صدا سے بیہات بلند کرتا تھا تو نے اُسکو قتل کیا وہی اس مرحلے
کا حاکم تھا اُسکے مرنے کی علامت بلند ہوئی ہی اور ان سب کا حالت اصلی پہ آنا اسطور سے مقرر ہوا
ہی بانیان طلسم نے اسی طریقہ سے مقرر کیا ہی بعد ان سب کے حالت اصلی پر آنے کے ان سب کو رخصت
کرکے بلا خوف و خطر داخل درہ ہونا پھر جو امر واقع ہو اور عقل نہ کام کرے کاغذ سے مشورہ کرنا یا جو تحریر
ہو اُسپر عمل کرنا یہ جو شاہزادے نے تحریر پایا کاغذ جیب مین رکھا فوراً قاز کو اُٹھا کر کہ وہ ابھی تڑپ رہی
تھی ذبح کیا اُسکا خون اُن سب قازون پر مارا کہ وہ سب مثل ہیزم خشک کے جلنے لگین اُنکے جسمون
سے شعلہ پیدا ہوئے وہ سب جلکر خاک ہوگئین بعد اسکے شاہزادے نے خون اور پانی ملا کر اُن سب
پتھر کی تصویرون پہ چھڑکا کہ تڑاقے کی صدا آئی وہ سب حالت اصلی پر آگئے ہر ایک دوڑ کر شاہزادے
کے قدم پر گرا ہاتھ چومے اور کہا کہ آپکے سبب سے ہمنے حیات پائی قید طلسم سے نجات پائی آپنے
ہم سب پر بڑا احسان کیا شاہزادے نے جواب دیا کہ مین کیا ہون جب خدا کو منظور ہوا اُسنے تمکو
نجات دی بس تم لوگ اپنے اپنے مقام کو جاؤ اُنھون نے عرض کیا کہ اب ہم اپنی حیات بھر آپکے
قدمون سے نہ جدا ہونگے ہمکو ایسا آقا و ولی نعمت کہان ملیگا راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ دو سو آدمی تھے
اُنمین بہت سے آدم زاد تھے بہت سے دیوزاد و بہت سے پریزاد کوئی تاجر تھا کوئی شاہزادہ کوئی وزیرزادہ
کوئی امیرزادہ جب یہ سب نے کہا تو شاہزادے نے جواب دیا کہ ابھی تو مین برائے فتح طلسم جاتا ہون
تم سب اپنے اپنے مقام پر جاؤ جب واپس آؤنگا تو پھر آنا اُنھون نے عرض کیا کہ ہم ہمراہ چلینگے
شاہزادے نے جواب دیا کہ کسی کے لیجانیکا حکم نہین ہی تنہا جانیکا حکم ہو اور تم مین ہمایون بن سلیمان

کون ہی وہ میرے روبرو آئے یہ سنتا تھا کہ ایک پریزاد کمسن ہاتھ جوڑ کر روبرو آیا قدمون کو بوسہ دیا اور عرض
کیا کہ غلام حاضر ہی میرا ہی نام ہمایون ہی شاہزادے نے فرمایا کہ تو اپنے باپ پاس جا کہ وہ اور تیری مان تیرے
غم مین بہت بیقرار ہین اور قریب مرگ ہین اُنسے مل تاکہ اُنکو تسکین ہو اور ہماری طرف سے کہنا کہ تمکو تمھارا
فرزند مبارک ہو خدا نے تمپر رحم کیا یا کہ اُسکو نجات دی اور کہا کہ جب ہم طلسم فتح کرینگے اور اپنے بزرگون
کو رہا کر لینگے تو تم سے ملینگے تم اطمینان رکھو اُسنے عرض کیا کہ آپ سے اور میرے والد سے کہان ملاقات
ہوئی تب شاہزادے نے کل حال بیان فرمایا کہ جو تحریر ہو چکا ہی اُسنے سنکے عرض کیا کہ اب غلام تو نہ
جائیگا ہمراہ رہیگا شاہزادے نے فرمایا کہ مین کہ چکا ہون کہ کوئی میرے ہمراہ نہین چل سکتا ہی تم بیکار بار
بار کہتے ہو مین اکیلا جاونگا یہ معاملہ طلسم کا ہی جو کہ حکم ہوتا ہی اُسی پر عمل کیا جاتا ہی تب اُسنے عرض کیا کہ میرے
ہمراہ میرے باپ کے پاس چلیے تاکہ مین اور وہ آپکی دعوت کرین فرمایا کہ تمسے کہ چکے کہ تم جاؤ ہم بعد فتح
طلسم ضرور ضرور آئینگے اُسوقت دعوت کر لینا ہمارے کام مین ہرج ہوتا ہی اور اُن سب سے کہا کہ تم بھی
ہمایون کے ہمراہ جاؤ اور جہان جی چاہے رہو اگر مکان دور ہو تو ہمایون کے پاس ہمین رہو اُن
سب نے عرض کیا کہ ہم مکان جا کر کیا کرینگے آپکی تشریف آوری تک ہمایون کے پاس رہینگے بعد
اُسکے آپکی خدمت مین تا عمر رہینگے شاہزادے نے یہ فرمایا اور طرف درہ کوہ کے چلے وہ سب کے سب
ناچار ہوئے اور سلام و مجرا کرکے ہمراہ ہمایون کے چلے شاہزادہ داخل درہ ہوا اور غائب ہو گیا یہ لوگ
سب ناچار ہوکر چلے ہمایون اُن سبکو ہمراہ لیکر اُس طرف کو چلا کہ جدھر اور جس صحرا مین اُسکا باپ مقیم
تھا اور شاہزادے سے ملا تھا یہ تو اُدھر کو جاتا ہی وہان کا حال سماعت فرمائیے کہ جب صبح ہوئی اور
سلیمان بیدار ہوکر باہر آیا پہلے خیمہ شاہزادے ہین کہ جہان وہ عبادت کرنے کے لیے تشریف لیگئے
تھے گیا داخل خیمہ جو ہوا تو شاہزادے کو نہ پایا خیمہ خالی تھا حواس جاتے رہے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہی
کہ شاہزادہ کچھ خفا ہو گیا کہ بدون اطلاع کہین تشریف لیگیا یہ حیران کھڑا تھا کہ ایک کاغذ دیکھا کہ فرش
پر پڑا ہی اُسکو اُٹھا کر جو پڑھا تو وہی مضمون تحریر تھا جو کہ شاہزادے نے لکھکر خیمہ مین رکھدیا تھا اور
خود تشریف لیگئے تھے جب سلیمان نے وہ پرچہ پڑھا تو معلوم ہوا کہ شاہزادہ تنہا بحکم حضرت سلیمان برائے
فتح طلسم تشریف لیگیا بس یہ مجبور خیمہ سے باہر آیا لوگون نے پوچھا کہ شاہزادہ کہان ہی کہا کہ وہ تشریف
لیگئے برائے فتح طلسم اُنکو درگاہ خدا سے حکم ہو گیا حضرت سلیمان نے آکر اُنکی کمک فرمائی سب بہت خوش
ہوئے سلیمان اپنے خیمہ مین آیا اور برائے فتح دعا کرنے لگا پردے خیمہ کے اُٹھوا دیے بیٹھا ہوا اُس
طرف صحرا کے دیکھ رہا ہی کہ قریب دوپہر اُسنے دیکھا کہ کچھ آدمی صحرائے طلسم کی طرف سے چلے آتے ہین
اُسنے ہرکارون سے کہا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ کون لوگ ہین ہرکارے گئے اور فوراً واپس آئے اور عرض
کیا کہ مبارک ہو ای بادشاہ ہمارا شاہزادہ ہمایون مع چند پریزادون کے اور اسیران طلسم کے
جو کہ چنر کے بیٹے ہوئے تھے تشریف لاتا ہی یہ سنتا تھا کہ سلیمان کو ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ شادی
مرگ کی نوبت آئی چہرہ سرخ ہو گیا پیرہن جسم مین تنگ ہو گیا فوراً اُٹھکر اور پریزادون کو ہمراہ لیکر
اُس طرف چلا جب قریب پہونچا تو دیکھا آگے آگے ہمایون اور عقب مین اُسکے اور سب چلے
آتے ہین یہ بیتاب ہوکر دوڑا ہمایون نے جو باپکو آتے ہوئے دیکھا ایک مرتبہ دوڑ کر اپنے باپ کے
قدم پر گرا سلیمان نے اُسکو سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور اُن سب سے ملا اپنے ہمراہ لیکر خیمہ
مین آیا اُسوقت لباس سیاہ تبدیل کیا اور سبکو حکم دیا کہ تم سب بھی تبدیل لباس کرو فرزند سے رہائی

کی کیفیت دریافت کی اُسنے سب حال بیان کیا یہ سنکر سلیمان نے ہاتھ اُٹھا کر درگاہ خدا مین دعا کی کہ اے
خداوند کریم تو اُس شہریار کی مراد دلی برلا اور طلسم کو فتح فرما یہ دعا مانگ کر اُن سب سے حال دریافت کیا
ہر ایک نے اپنی کیفیت بیان کی اور کہا کہ تا تشریف آوری شہریار ہم آپکے پاس رہینگے سلیمان نے کہا
کہ بسم اللہ یہ آپکا کفش خانہ ہی تشریف رکھیے اُنکی دعوت کی یہ خبر حمص مین پہونچی کہ اُس شہریار نے جا کر
طلسم کو فتح کیا اور ہمایون کو رہا کر کے ادھر روانہ کیا اور خود بقیہ طلسم کے فتح کے لیے تشریف لیگئے ہین
ہمایون کل یہان تشریف لائے اپنے باپ سے ملے ہین بادشاہ بہت خوش ہی یہ سننا تھا کہ ہمایون کی
مان بہت خوش ہوئی سجدۂ شکر کیا اور شاہزادے کے لیے دعا کی اور محلدار سے کہا کہ بادشاہ سے جا کر کہدو
کہ شاہزادے کو لیکر اندر تشریف لائین میرا قلب بہت بیقرار ہی محلدار نے آکر چوبدار سے کہا چوبدار نے
بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ اُسیوقت شاہزادے کو لیکر اور اُن سب کو خیمہ مین ٹھہرا کر اور اپنے ملازمون کو
یہ حکم دیکر کہ انکو کسی امر کی تکلیف نہو مین آتا ہون بس مع فرزند کے داخل خیمہ ہوا یہان مان ہمایون کی صحن
خیمہ مین ٹہل رہی تھی جیسے ہی ہمایون کی نظر مان پر پڑی جھک کر سلام کیا اور دوڑ کر قدمون پر گرا مان نے سر
اُسکا اُٹھا کر سینہ سے لگا پیار کیا اور بہت سا روپیہ ہمایون پر سے نثار کیا خواصون نے آکر مبارکباد دی
اُن سبکو انعام دیا بارت چھکے اور چونکے وغیرہ کی فکر ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ فرزند کو لیکر خیمہ مین آیا
یہان سب کے ساتھ شہزادہ عیش و عشرت مین مصروف ہوا اور اُسیدن اپنے خیمہ وغیرہ لیکر اُس صحرا مین آکر
مقیم ہوا اور انتظار شاہزادے مین مصروف ہوا اُسکو تو عیش و عشرت و انتظار شاہزادے مین مصروف
رکھا جاتا ہی اور مان کو ہمایون کی سامان جشن وغیرہ مین اور حال سہراب ثانی تحریر کیا جاتا ہی راوی
نے بیان کیا ہی کہ سہراب ثانی جو اُن سبکو رخصت کر کے بحکم پرچۂ کاغذ داخل درۂ کوہ ہوئے تھے رہروی
کرتے ہوئے چلے جاتے تھے وہ درۂ کوہ پر فضا تھا بہت وسیع تھا صنّاعان چابکدست نے اُس
درۂ کوہ مین دو طرفہ دریان بنائی تھین اور انپر نقش و نگار نادر کار بنائے تھے شاہزادہ سیر کرتا ہوا
چلا جاتا تھا گو اُس درے مین تاریکی تھی مگر صنّاعان چابکدست نے ایسے روزن اور جالیان نادر کار
بنائی تھین کہ روشنی ظاہر ہوتی تھی اور وہ تاریکی بر طرف ہو گئی تھی راوی بیان کرتا ہی کہ شاہزادہ بلا خوف و
خطر چلا جاتا تھا ایک امر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ جب شاہزادے نے اُس قازہ کو ذبح کر کے اور
خون لیکر زمین پر پھینکدیا تو ایک غبار زمین سے بلند ہوا تھا اور وہ غبار لاش اُس قازہ کی لیکر بلند ہو گیا
تھا شاہزادہ تو ادھر روانہ ہوا اُدھر وہ غبار لاش اُس قازہ کی لیکر قلعۂ طلسم مین گیا وہان بادشاہ طلسم
اژدر پیر پژاد جو کہ حاکم طلسم تھا اور اُسکے بزرگ ہمیشہ سے حاکم طلسم ہوتے آئے اور خدا پرست رہے مگر
یہ اپنے وزیر بیتنی مکار جادو کے بہکانے سے کافر ہو گیا اور چند ہمراہ کے حاکمون کو بھی کفر کیطرف
رغبت دلائی اُنھون نے بھی اُسکی پیروی کی یہ مکار جادو بھی قوم پیر پژاد سے ہی اژدر پیر پژاد نے
اُسکو اپنا وزیر کیا بس اب اس طلسم کے باشندے تھوڑے سے تو خدا پرست ہین باقی سب ابلیس پرست
ہین اور سامری پرست آدم پیر مطلب یہ کہ بادشاہ طلسم قلعۂ طلسم مین تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ہی اور سب
حاضر دربار ہین یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے کہ کسی مقام پر یہ نہین تحریر ہوا کہ جب رستم ثانی قید ہو کر گئے تو اُنپر کیا
گذری اور جب شہریار گئے تو اُنپر کیا گذری اس امر کا بھی ظاہر کرنا ضرور ہی کہ جب بامان دیو نے
دھوکے سے رستم ثانی کو مبتلائے طلسم کیا اور اُنھون نے ہرن کی اسیری کے خیال سے مرکب کو اُسکے تعاقب
مین روانہ کیا تھا اور وہ ہرن طلسم پر پہونچکے تھما تھا اُنھون نے کمند ماری تھی بس غبار بلند ہوا تھا اور

وہ اُسی غبار مین غائب ہوگئے تھے لوگ واپس آئے تھے اور صدا آئی تھی کہ ماندی ماندی تا دور قیامت
این جا ماندی بس وہ غبار نہ تھا بلکہ یہ سحر تھا غزال جادو جو کہ لوگون کو اڑا کر لیجاتا تھا اور
اُنکو سحر کرکے اسیر کرلیتا تھا وہ غزال اصلی نہ تھا بلکہ غزال جادو تھا کہ ہرن بنکر دھوکھا دیتا تھا اور
اسیر طلسم کرتا تھا پس رستم ثانی کو اسیر کرکے سامنے بادشاہ طلسم کے لیگیا تھا اور سب حال بیان کیا
تھا بادشاہ نے پوچھا تھا کہ یہ خداپرست ہی یا سامری پرست تو اُس نے کہا تھا کہ سامری پرست نہین ہی
بلکہ خداپرست ہی حکم دیا تھا کہ اسکو لیجا کر قید کرو بعد دس برس کے قتل کرینگے اس طلسم کا طریقہ یہ ہی کہ قیدی
طلسم دس برس کے بعد قتل کیا جاتا ہی پس رستم ثانی قید کیے گئے ایک آبخورہ پانی کا اور ایک نان جو
دونون وقت ملتی تھی قید تھا وہ طلسمی مین قید تھے اپنی زندگی بسر کرنے لگے بعد انکے کئی برس کے
شہریار کو بھی دیو ہامان نے جاکر مبتلاے طلسم کیا تھا یہ بھی اسیطور سے پہلے بادشاہ طلسم کے پاس قید ہوکر
گئے تھے اور اُسکے حکم سے زندان طلسمی مین جہان رستم ثانی قید تھے قید کیے گئے بھائی سے بھائی ملے ہر ایک
نے اپنی حالت بیان کی تھی رستم ثانی نے اپنے آنیکی کیفیت پردۂ قاف مین اور ہامان سے مقابلہ کرنیکی
حالت اور سب واقعات بیان کیے شہریار نے بھی اپنی حالت بیان کی تھی یہ دونون بھائی مدت سے
قید تھے کہ جو اُنپر آلام گذرتے ہین وہ کیا تحریر ہون خلاصہ یہ کہ یہ تو قید ہین اور سہراب ثانی برائے فتح
طلسم چلے ہین اور ایک مرحلہ فتح کرچکے ہین یہان قلعہ مین بادشاہ بیٹھا ہی سب حاضر دربار ہین مکار جادو
بھی موجود ہی سب دیو پری ساحر و غیر ساحر موجود ہین کہ تڑاقہ ہوا اور صدا آئی کہ اے ساکنان طلسم آگاہ
ہو کہ طلسم کشا آگیا اور اُس نے مرحلۂ قازان فتح بھی کرلیا قازن جادو کو بھی قتل کیا یہ جو صدا آئی تو اب
اژدر پیکر جادو کل اہل دربار حیران ہوئے یہ سب عالم حیرت مین تھے کہ دیکھا یکبارہ زیر و تخت کے لاش
قازن جادو کی اور قازن اصلی کی گری یہ واقعہ دیکھکر اب تو سب کے حواس جاتے رہے اژدر تو دنگ ہو کر
رہگیا اور مکار سے کہنے لگا کہ تم نے سُنا اور دیکھا اب کیا تدبیر کیجاے مکار نے کہا کہ آپ پریشان نہون
اس امر سے تو اطمینان ہی کہ طلسم کشا کے پاس لوح نہین ہی اور لوح کا ملنا بہت دشوار ہی اگر مرحلۂ قازان
اُس نے فتح کرلیا تو کیا غم ہی آپ اطمینان سے بیٹھے رہیے کسی نہ کسی مرحلہ پر وہ اسیر ہوجائیگا بدون لوح کے
فتح طلسم مشکل ہی اژدر نے کہا کہ تم نے یہ جو کہا سب سچ ہی مگر جب وہ یہانتک آگیا تو کسی نہ کسی صورت
سے لوح بھی حاصل کرلیگا مکار نے کہا کہ یہ امر بہت مشکل ہی جبکہ ہم اہل طلسم ہین اور آپ بادشاہ ہین
آپکو تو لوح کے حال سے آگاہی بھی نہین تو وہ کیونکر پائیگا بتائیے تو کہ لوح کہان ہے اژدر نے کہا کہ یہ تو
تم نے سچ کہا بالکل مین لوح کے حال سے واقف نہین ہون مکار نے کہا کہ خیال فرمائیے جبکہ آپ
بادشاہ طلسم ہوکر واقف نہین ہین تو پھر اور کون واقف ہوگا بس کوئی مقام خوف نہین ہی بدون لوح
فتح طلسم مشکل ہی رہا یہ امر کہ مرحلۂ قازان شکست ہوگیا تو ہوجانے دیجیے طلسم کشا اسیطور سے سرگردان
پھریگا نوبت یہ پہونچیگی کہ کسی نہ کسی مرحلہ پر ملازم حضور کے ہاتھ سے یا تو قتل ہوگا یا اسیر صرف اسقدر
بندوبست فرمائیے کہ کل مرحلہ جات پر نامے تحریر فرمائیے کہ طلسم کشا نے مرحلۂ قازان کو فتح کیا ہی اور وہ داخل
طلسم ہوا ہی پس جسکی طرف آئے وہ اُسکو خواہ قتل کرے یا زندہ اسیر کرکے ہمارے پاس بھیجدے اژدر
مکار کے کہنے پر عمل کرتا ہی مکار اُسکا نفس ناطقہ ہی پس اُسیوقت چند نامہ تحریر کرکے مرحلون کیطرف روانہ کیے
اور خود عیش و عشرت مین مصروف ہوا وہ نامے ہر حاکم مرحلہ کے پاس پہونچے اور وہ آگاہ ہوئے اور
بہت سے حاکم مرحلہ ایسے تھے کہ وہ ناراض تھے اژدر سے وہ تو خوش ہوئے اور بہت سے فکر کرنے لگے

طلسم کشا کی راہ کو کھو تو فکر مین کہا جاتا ہو اور اژدر کو عیش و عشرت مین مشغول رکھا جاتا ہی اس خیال سے کہ لوح کا
مانا دشوار ہی جب تک لوح نہ ملیگی طلسم فتح نہوگا مکار کے قول نے دل پر اثر کر لیا اور خواب غفلت نے اپنا
عمل کیا بس یہ لوگ تو اس فکر سے غافل ہین ادھر شاہزادہ اس درہ کوہ کو طے کرکے جو کہ پانچ فرسخ کا تھا
بیرون درہ آیا دیکھا کہ ایک صحراے مینا حصار ہی کہ جہانتک نگاہ کام کرتی ہی سواے مینائی رنگ کے کچھ
نظر نہین آتا ہی خاک بھی مینا رنگ کی ہی شجر بھی یہ اس صحرا کو دیکھکر بہت حیران ہوئے سیر کرتے ہوئے
قدم اٹھائے چلے جاتے ہین لطف یہ ہی کہ طائر بھی مینا رنگ کے ہین یہ چلے جاتے تھے کہ ایک طرف سے
آواز آئی کہ او اجل رسیدہ تو یہان کیونکر آیا تو نے اپنی جان کا خوف نہ کیا بس ابھی مین خیر ہی کہ
پلٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا آیندہ تجکو اختیار ہی یہ طلسم جہل چراغ سلیمانی ہی کوئی اور مقام
نہین ہی یہان کا ہر مقام پر آفت و بلا ہی کیون اپنے کو بیکار بلا مین مبتلا کرتا ہی کیا قارچ جادو مارا گیا جو تو
یہان آیا شاہزادے کے کان مین جو یہ صدا آئی سر اٹھا کر اس صدا کی طرف دیکھا جدھر سے وہ صدا آئی
تھی تو کیا نظر آیا ایک دیو قوی ہیکل دراز قد دار شمشاد دوش پر رکھے ہوئے میری طرف چلا آتا ہی اور یہ صدا
اسی کی ہی سر اسکا مثل گنبد ضحاک کے ہی اور ہاتھ پاؤن مثل شاخ چنار کے آنکھین مثل تنور گرم کے دہن
مثل غار اژدر کے یہ صورت و شکل جو اس دیو کی دیکھی شاہزادے نے اپنے دل مین کہا کہ خدا اسکے ہاتھ
سے جان بچائے ورنہ جان بچتی معلوم نہین ہوتی مگر کچھ خوف نہ کیا اپنا راستہ لیا اسنے کہا کہ تو بڑا سخن ناشنو
ہی مین منع کرتا ہون تو نہین سنتا ہی تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جا سکتا ہی تیری اجل تجکو یہان لائی ہے
یہ کہکر جھپٹ کر قریب آیا اور بدون آگاہ کیے دار شمشاد کا وار کیا شاہزادہ تو خبردار تھا اسکے وار کو خالی
دیا اور پہلو پر آکر اسکی کمر مین لپٹ گیا وہ وار کرکے یہ سمجھا تھا کہ مین نے اسکا خاتمہ کیا پکارا کہ زدم و پست
کردم غبار بلند ہوا دیو سمجھا تھا کہ شاہزادہ پست کیا اتنے مین پریشان ہوا کہ یہ کون ہی اب جو دیکھا تو اس
آدم زاد کو پایا بس برہم ہوکر کشتی لڑنے لگا دو پہر تک کشتی ہوئی وہ دیو زیر نہوا ایک مرتبہ وہ دیو جدا ہوا
اور کہا کہ یہ وقت میرے کھانا کھانیکا ہی میرا بارے بھوک کے عجب حال ہی اور مجکو معلوم ہوا کہ تو بہت
زبردست ہی بس اتنی دیر ٹھہر جا کہ مین جاکر کھانا کھا آؤن دیکھ ہرگز ہرگز یہان سے نہ جانا ورنہ خرابی ہوگی
شاہزادے نے جواب دیا کہ تو شوق سے جا مین بدون تجکو زیر کیے ہوئے یہان سے نہ جاؤنگا بس وہ دیو
ایک طرف شاہزادے کو اسی مقام پر ٹھہرا کے چلا گیا جب وہ دیو چلا گیا تو شاہزادے کو خیال آیا کہ کاغذ
کو تو دیکھو اسمین کیا تحریر ہی بس فوراً کاغذ جیب سے نکالا اور بسم اللہ کہکر اسکو کھولا لکھا پایا کہ ای طلسم کشا
آگاہ ہو کہ جب تو درۂ کوہ سے باہر نکلے گا تو تجکو صحراے مینا حصار ملیگا تجکو لازم ہی کہ پھر کاغذ کو دیکھ اور
جو اسمین تحریر ہو اسپر عمل کر آگاہ ہو کہ جو اسم اس کاغذ پر تحریر ہی اسکو یاد کرلے اور آگے کو روانہ ہونا اسی
مقام پر تجھے اور دیو مینا رنگ سے ملاقات ہوگی وہ تیرے اوپر بہت خفا ہوگا تو نہ سننا وہ دار شمشاد کا
وار کریگا تو اس اسم کو جو کہ یاد کیا ہی اپنے اوپر دم کرکے اس سے مقابلہ کرنا اس اسم کی برکت سے تو
اسکو زیر کریگا تو اس سے کہنا کہ ای دیو مینا رنگ تو میرے حال سے واقف نہ تھا مین طلسم کشا ہون
مین نے مرحلۂ قارچ فتح کیا اور طلسم کو بھی فتح کرونگا بس جو میری اطاعت کریگا وہ میرے ہاتھ سے
امان پائیگا اور جو اطاعت نہ کریگا وہ ذلیل و خوار ہوکر مارا جائیگا جب تم یہ کہوگے وہ جواب دیگا کہ مین امان
کا خواستگار رہون تم کہنا کہ مین اس شرط سے امان دیتا ہون کہ تو مجکو اس مقام پر پہونچا دے کہ جہان
لقمان پیرزاد وزیر حاکم مرحلۂ مینا حصار بیٹھا ہوا انتظار کھینچ رہا ہی تو مجکو وہان پہونچا کر چلا جا جب وہ

طلسم فتح ہوجائیگا اُسوقت آنا جب تم یہ کہو گے وہ قبول کریگا تم اُسکے سینہ پر سے اُٹھ بیٹھنا وہ تمکو اپنے دوش پر سوار کر
لیجائیگا اور قریب اُس مقام کے پہونچکر تم سے کہیگا کہ وہ مقام آگیا تم اُسکے دوش پر سے اُتر پڑنا اور وعدہ لیکر اُسکو
رخصت کرنا کہ جب قلعہ طلسم پر بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہو تو لشکر دیوان لیکر آنا وہ تم سے وعدہ کرکے چلا جائیگا جب
وہ چلا جاوے تو تم سمت مغرب کو راہی ہونا جب کوئی ایک میل بھر راہ طے کروگے تو تمکو لقمان پریزاد وزیر حاکم حانہ
مینا حصار ملیگا وہ تمکو دیکھکر بہت خوش ہوگا وہ لاولد ہے تمکو اپنا فرزند کریگا تم بخوف اُسکے پاس چلے جانا وہ مرد
مسلمان اور باخدا ہے اُسکے پاس بعیش و عشرت بسر کرنا جب وہ بہت تم سے تمہارا حال دریافت کرے تو پھر اپنے
کو ظاہر کرنا اور کہنا کہ میں فاتح طلسم ہوں میں نے مرحلہ قازان فتح کیا دیو مینا رنگ کو کشتی لڑکے زیر کیا ہے اگر
تمکو یقین نہو تو مجکو مزار شاہ صفاکیش پہ بھیجدو اُسکے یہاں سے تمکو معلوم ہوجائیگا اے طلسم کشا مرحلہ مینا حصار میں ایک
مقام ہے کہ وہاں آٹھویں دن میلا ہوتا ہے اس طلسم میں ایک درویش تھا کہ اُسکا نام شاہ صفاکیش تھا جب
اُسنے انتقال کیا تو اُسدن سے یہ طریقہ جاری ہوا کہ آٹھویں دن میلا اُنکی مرقد پہ ہوتا ہے اور وہ آٹھ دن کی خبر جو کہ
طلسم میں گذرنیوالی ہوتی ہے مرقد کے اندر سے بیان کرتے ہیں اور جو احکام اُنکو بابت طلسم کے کرنا ہوتے ہیں
بیان کرتے ہیں لیس ساکنان طلسم علاوہ اُن لوگوں کے جو کہ کافر ہیں اُسپر عمل کرتے ہیں لیس جب تم یہ کہو گے
لقمان تمہاری عزت کریگا اور جسدن میلا ہوگا اُسدن وہ تمکو مزار پر لیجائیگا مزار سے آواز آئیگی بادشاہ مرحلہ کو
کہ جسکا نام حسان پریزاد ہے وہ بھی مرد مومن اور دیندار ہے کہ آگاہ ہوا اب عمر طلسم تمام ہوئی اور طلسم کشا آگیا
یہ جو جوان پہلوے لقمان میں کھڑا ہے یہی طلسم کشا ہے اسی نے مرحلہ قازان فتح کیا اور دیو مینا رنگ کو زیر کیا
اُسنے اُسکی اطاعت کی لیس تمکو لازم ہے کہ تو اُسکو اپنے ہمراہ لیکر پاس طوفان پریزاد کے جا اور بہت سے الفاظ
اُس قبر سے صاحب قبر بیان کریگا جو کہ وقت پر ظاہر ہونگے سو جب تمکو لقمان و حسان دونوں لیکر مرحلہ بادگرد
پر جائیں اور طوفان کے پاس پہونچیں حسان پریزاد تمہارا حال طوفان سے بیان کریگا وہ جواب دیگا کہ مجکو
تمہارے کہنے کا بھی یقین ہے اور مرشد کامل کے بھی کہنے کا مگر بدون امتحان کے یقین نہ آئیگا وہ لقمان اور
حسان سے کہیگا کہ میں امتحان کرلوں تو یقین آوے جو وہ تم سے کہے اُسکو قبول کرنا اور کوئی خوف نہ کرنا باقی
حال پھر کاغذ سے دریافت کرنا اور اگر بھلا دو تم کاغذ دیکھنا فراموش کرجاؤ اور دیو سے مقابلہ ہو اور تم اُس سے
لڑو گے جبتک کہ اسم اپنے اوپر نہ دم کروگے اُسوقت تک اُس پر غالب نہ آؤ گے لیس جب وہ تم سے اجازت لیکر کھانا
کھانے جاوے اور پھر آوے تم اُس سے اُسی تدبیر سے مقابلہ کرنا جو کہ تمکو تعلیم کی گئی ہے یہ جو شاہزادے نے تحریر
پایا بہت خوش ہوا اور اپنے دل سے کہا کہ خوب کاغذ یاد آیا ورنہ میں اُسپر غالب نہ آتا اُس کاغذ سے یہ بھی
حال ظاہر ہوا تھا کہ یہ دیو طلسمی ہے اسپر سواے طلسم کشا کے کوئی غالب نہیں آسکتا ہے سو یہ کاغذ دیکھکر اُس دیو
کے منتظر رہے وہ اسم یاد کرلیا اور دیو کی آمد کے منتظر کھڑے ہوئے تھے کہ وہ دیو آکر پہونچا اور پکارا کہ
اے آدمزاد تو اپنے قول کا بڑا سچا ہے موافق وعدہ کے کھڑا رہا آ مجھ سے مقابلہ کر یہ سنتا تھا کہ شاہزادہ دوڑ کر لپٹ
گیا اسم تو اپنے اوپر دم کرچکے تھے تھوڑی دیر میں اُسکو زیر کرلیا اُسکو اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور جست کرکے
سینہ پر سوار ہوئے جبتک اسم اپنے اوپر دم کرکے مقابلہ نہ کیا تھا وہاں تک وہ دیو لڑا تھا یا ایک دم زمین پر
ہو گیا شاہزادہ جب سینہ پر سوار ہوا اور زانوؤں سے اُسکو دبا کر بیٹھا اور کہا کہ اے دیو مینا رنگ آگاہ ہو کہ میں
طلسم کشا ہوں میں نے مرحلہ قازان کو فتح کیا اور جو کہ کاغذ سے تعلیم ہوا تھا [illegible] کہے دیو نے امان طلب کی
شاہزادے نے کہا کہ اس شرط سے امان دیتا ہوں کہ تو مجکو اُس مقام پہ پہونچا دے کہ جہاں لقمان پریزاد
وزیر حسان پریزاد شکار کھیل رہا ہے اور وہاں لیجا اُس نے قبول کیا شاہزادہ [illegible] سینہ پر سے اُٹھا اُسنے قدم شاہزادے کے

چوسے اور اپنی پشت پر سوار کر کے بلند ہوا اور تھوڑے عرصہ مین زمین پر آیا تو جو ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا جب یہ
زمین پر اترا شاہزادے کو ہوش آیا دیو نے کہا کہ اب مجکو اجازت ملے اسی صحرا مین لقمان پریزاد ہو شاہزادے نے
کہا کہ ایک طور سے اجازت ہی کہ جب قلعہ طلسمی پر مقابلہ ہو تو اپنا لشکر لیکر ضرور آنا اسنے عرض کیا ضرور حاضر ہونگا شہزادہ
نے کہا کہ جاؤ پس وہ سلام کر کے راہی ہوا کہ اسکا ذکر پھر ہوگا شاہزادہ وہاں سے روانہ ہوا ایک میل راہ طے کی تھی کہ
چند پریزاد نظر آئے راوی نے بیان کیا ہی کہ اس صحرا مین لقمان زیر حسان شکار کو آیا تھا ہر روز آتا تھا حسب معمول
آج بھی آیا ہی شکار کھیلتا ہوا ماہی کا کھیل رہا ہی یہ پریزاد شاہزادے کو جو نظر آئے ہین اسکے ملازم ہین شاہزادہ بلا خوف و خطر
اسطرف کو چلا گیا کیونکہ کاغذ سے حکم ہو چکا تھا کہ شاہزادے نے دیکھا کہ ایک پریزاد مسن باریش سفید ایک مرمر کے چبوترہ
سنگ مرمر کا ہی کنارے چشمہ کے اسپر فرش نفیس کیا ہی مسند آراستہ ہی بیٹھا ہی اور بہت سے پریزاد اپنے اپنے مرتبہ سے
کھڑے ہوئے ہین وہ مرد بزرگ شکار ماہی کھیل رہا ہی شاہزادے نے اسکو دیکھا ادھر لقمان کی نگاہ جو شاہزادے
پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان رعنا چہرہ مثل آفتاب کے درخشان لباس نفیس پہنے ہوئے گرد مین آلودہ بوضع
مسافر صحرا سے ادھر کو چلا آتا ہی لقمان نے شاہزادے کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ کیا سبب ہی کہ آجتک کبھی اس
صحرا سے کوئی نہین آیا یہ صحرائے طلسمی ہی اول تو مرحلہ قازان ہی دوسرے دیو مینا رنگ ان مرحلون سے
جو بچے وہ آئے یہ جوان کیونکر آیا پھر اسکو خیال آیا کہ شب کو مین نے اپنی لاولدی پر بہت افسوس کیا تھا اور خدا
سے دعا کی تھی کہ اگر میرے مقدر مین میری زوجہ سے فرزند نہین ہی تو کوئی ایسا جوان پردۂ غیب سے پیدا کر کہ جو کہ
میری فرزندی کو قبول کرے اور مین اسکو اپنا فرزند بناؤن اور اسکو دیکھکر مین اپنے دل رنجور کو خوش کرون معلوم
ہوتا ہی کہ خداوند کریم نے میری دعا قبول کی اور اس جوان کو میرے لیے روانہ فرمایا کہ یہ اسطرف سے آیا ہی کہ جدھر
سے کوئی نہین آسکتا ہی پس اگر یہ قبول کرے تو اسکو مین اپنا پسر خواندہ کرون لقمان نے یہ خیال کر کے ایک
پریزاد سے کہا کہ اس جوان کو میرے پاس لے آؤ پس وہ پریزاد گیا اور کہا کہ اے مسافر تمکو ہمارا آقا لقمان
طلسمی بلا فرماتا ہی چونکہ شاہزادے کو کاغذ سے حکم ہو چکا تھا بلا خوف اس پریزاد کے ہمراہ لقمان کے پاس
آئے لقمان نے چہرے کو دیکھا اور شان و شوکت کو خیال کر کے دلمین خیال کیا کہ یہ کوئی عالی خاندان سے
ہی شاہزادہ ہی پس براے تعظیم اٹھا یہ قدرت خدا ہی کہ جو شاہزادے کو دیکھتا ہی براے تعظیم ضرور اٹھ کھڑا ہوتا
ہی غرض ادھر لقمان براے تعظیم اٹھا ادھر انھون نے اسکو بزرگ دیکھکر سلام کیا لقمان نے ہاتھ پکڑ کر برابر بٹھا
لیا یہ قدرت خالق ہی کہ جب سے لقمان نے شاہزادے کو دیکھا ہی ایک ایسی الفت قلب مین پیدا ہوئی ہی
جو کہ اولاد سے ماں باپ اور بزرگ کو ہوتی ہی پس لقمان نے پوچھا کہ آپکا کدھر سے آنا ہوا اور کہانکا
قصد ہی شاہزادے نے جواب دیا کہ مین مسافر ہون راہ فراموش کی ادھر چلا آیا اب جو واپس چلا کہ پھر جاؤن
وہ راہ نہ ملی تین دن سے پریشان پھر رہا ہون ہاں یہ صدا آئی تھی کہ تو طلسم مین اسیر ہوگیا اب اس امر
قطع امید کر کہ پھر دنیا پر جائے یا رہا ہووے پس مایوس ہوگیا اور خیال کیا کہ جو مقدر مین لکھا تھا وہ پیش آیا
لقمان نے کہا کہ خداوند کریم نے میری دعا قبول کی اور آپکو میرے پاس پہنچایا اگر آپکو ناگوار خاطر نہو تو مین ایک
امر عرض کرون شاہزادے نے فرمایا کہ بیان کرو لقمان نے کہا کہ دراصل یہ طلسم ہی اب یہانسے جانا بہت
مشکل ہی پس اگر آپ یہ امر قبول فرمائین کہ مین آپکو اپنا فرزند بناؤن اور آپکو دیکھکر اپنا دل خوش کرون
کیونکہ لاولد ہون اور یہ میرے وہم آیا کہ میرے یہان کوئی اولاد نہوئی مین نے کئی محل بھی کیے مگر نہوئی اب کیا
ہوگی رات کو مین نے پریشان ہو کر خدا سے دعا کی تھی کہ کسی ایسے شخص کو روانہ فرما کہ جسکو مین اپنا فرزند کرون
اسنے آپکو میرے مقدر کی خوبی سے یہانتک پہونچا دیا شاہزادے نے جواب دیا کہ خیر جو آپکی مرضی جبکہ یہ امید

قطع ہو کیونکہ اسنے ہیں ہر کر جاؤن تو پھر کیا کرونگا سرگردان پھرنے سے بہتر ہوگا کہ اب ایسا شفیق سرپرستی کریگا
چونکہ شاہزادے کو حکم تھا کہ جو وہ کہے اسکو قبول کرنا جبتک وہ کئی مرتبہ حال نہ دریافت کرے اپنا حال نہ
بیان کرنا بلکہ جو تمھاری رائے میں آئے وہ فقرہ کہہ دینا بس اُسی تعلیم کے بموجب شاہزادے نے یہ فقرہ کیا اور اسکے
کہنے کو قبول کیا بس اُسوقت لقمان شاہزادے کو لیکر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر شہر مین آیا اپنی زوجہ سے
سب حال کہا وہ مومنہ بھی بہت خوش ہوئی اور مثل مادر مہربان کے شفقت سے پیش آئی شوہر سے کہا کہ خیر خدا نے
وارث مال و دولت تو پیدا کر دیا اُسکے شوہر نے اپنے دعا مانگنے در عجز و انکسار درگاہ باری مین کرنیکا سب حال بیان
کیا وہ بہت خوش ہوئی شوہر سے کہا کہ خدا نے دعا قبول کی بعد اسکے لقمان نے شاہزادے کو حمام کرایا
لباس نفیس سے آراستہ کیا پریان و پریزاد براے خدمت مقرر کیے نام شاہزادے کا فرخ فال رکھا شہزادے
نے اپنا نام خلیل تاجر بتایا تھا نام بدلدیا اب طریقہ یہ ہے کہ لقمان شاہزادے کو اپنے سے کسی وقت جدا نہین
کرتا ہے سواے اُسوقت کے کہ جب دربار کو جاتا ہے باقی ہر وقت ہمراہ رکھتا ہے مگر اس امر مین ضرور حیران
ہے کہ یہ جوان آیا ہے اُسطرف سے آیا ہے کہ جدھر سے کوئی آجتک نہین آیا مرحلۂ قازان پر پتھر کا بنجاتا ہے اور
شاید بچکر نکل آیا تو دیو مینا رنگ قتل کرتا ہے یا اسیر ہوکر قید خانۂ طلسم مین قید ہوتا ہے یہ کیونکر ان سب بلاؤن
سے بچا اور یہ کوئی ایسا ویسا شخص بھی نہین ہے ضرور شاہزادہ ہے یہ اکثر اوقات شاہزادے کو تنہا پاکر دریافت
کرتا ہے کہ اے فرزند تم اپنے حال سے مجھکو آگاہ کرو کہ کون ہو اور کیونکر ادھر سے آئے کیونکہ ادھر سے تو کوئی آدم نہین
سکتا ہے شہزادہ جواب دیتا ہے کہ خدا نے پہونچایا اور مین پہلے ہی عرض کر چکا ہون کہ تاجر بچہ ہون یہ کلام سنکے
لقمان خاموش ہو جاتا ہے جب اسکو ایک زمانہ گذرا اور کچھ حال نہ ظاہر ہوا یہ بہت پریشان تھا ایکدن اِ
شاہزادے کو تنہا پاکر پھر اُسیطور سے دریافت کیا شاہزادے نے وہی جواب دیا تب لقمان نے کہا کہ اے
فرزند تمکو قسم ہے خداوند کریم کی کہ تم اپنے اصلی حال سے آگاہ کرو مین تمھارے واقعہ مین بہت پریشان ہون جیسا
لقمان نے قسم دلائی شہزادے کو حکم تھا کہ جب لقمان قسم دلاوے تب اپنا حال بیان کرنا اُسوقت شہزادے
نے کہا کہ اے لقمان آگاہ ہو کہ میرا نام سہراب ثانی ہے اور مین فاتح طلسم ہون مین بعد وحدہ خداوند کریم بموجب ارشاد
فیض بنیاد حضرت سلیمان مرحلۂ قازان کو فتح کیا اور قازہ جادو کو قتل کیا اُسکے بعد دیو مینا رنگ کو زیر کیا اُسیکے
ذریعے سے یہان آیا تمسے ملاقات ہوئی اُسنے کہا کہ پہلے آپ نے اپنے تئین کیون نہ ظاہر کیا کہا کہ مجھکو حکم اسیطور سے تھا
اگر اب بھی تمکو یقین نہو تو مجھکو مرقد شاہ صفا لیش پر لیچلو تمکو بالکل ظاہر ہو جائیگا اے لقمان اب وہ فکر کرو کہ لوح طلسم ہاتھ
لگے لقمان نے جب یہ سنا بہت خوش ہوا اور اُٹھکر قدم چومے ہاتھونکو بوسہ دیا اور کہا کہ مجھکو یقین ہے مین خود ہی حیران
تھا کہ سواے طلسم کشا کے کوئی اُدھر سے نہین آسکتا ہے ہو نہو یہ طلسم کشا ہین کسی مصلحت سے اپنے کو پوشیدہ کرتے
ہین اسی سبب سے بار بار دریافت کرتا تھا جو مجھکو خیال تھا وہی ٹھیک ہوا خیر ابھی اس امر کو نہ ظاہر فرمائیے مین کل
آپکو مرقد پر لیچلونگا میلا بھی ہے حسان جو کہ میرا بادشاہ ہے وہ اس مرحلہ کا مالک ہے وہ مرد مسلمان ہے جیسا اُسکو
معلوم ہوگا تو وہ اور مین دونون ملکر نقابہ لوح کے دستیاب ہونے کی کوشش کرینگے اگر خدا کو منظور ہوگا تو لوح ملجائیگی اب
شاہزادہ خاموش ہو رہا وہ شب شاہزادے نے عیش و عشرت سے بسر کی جب صبح ہوئی لقمان شاہزادے کو
اپنے ہمراہ لیکر دربار مین آیا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک پریزاد تخت پر بیٹھا ہے اور بہت سے پریزاد کرسیون
اور دنگلون پر بیٹھے ہین مگر سب بینائی لباس پہنے ہوے ہین بادشاہ کا سن بہت ہے بال ریش کے سفید
ہین لقمان نے سلام کیا اُدھر حسان نے جو شاہزادے کو دیکھا کہا کہ لقمان آج ایک جوان نو عمر کو
اپنے ہمراہ لایا ہے اور وہ جوان بہت خوبصورت ہے لقمان سے پوچھا کہ یہ جوان تمھارا کون ہے اُسنے کہا کہ

آپکا خادم میرا فرزند ہی عُسمان نے کہا کہ مینے جب تُسے دریافت کیا تُنے یہی مجھسے کہا کہ کوئی فرزند نہین ہی اور مینے
اکثر اور لوگون کی زبانی بھی تمھاری لاولدی کی شکایت سُنی لقمان نے کہا کہ ایک زمانہ ہوا کہ میری زوجہ حاملہ
مجھسے خفا ہو کر اِسی امر پر کہ مین نے جو منسُوا انسر عقد کیے اپنے میکے چلی گئی تھی اور بہت خفا تھی
یہ نوبت پہونچی تھی کہ بالکل آمد و رفت میری و دیگر لوگون کی قطع ہو گئی تھی مجھکو یہ امر نہ معلوم تھا کہ حاملہ ہی
وہ حاملہ بھی تھی لیکن میکے مین یہ لڑکا پیدا ہوا مجھکو خبر بھی نہ کی بعد کئی برس کے معلوم ہوا جب مجھکو معلوم ہوا اسنے
بمصلحت کسی پر نہین ظاہر کیا اِس خیال سے کہ جب یہ وہ جوان ہو کر میرے پاس آئیگا اسوقت ظاہر ہو جائیگا
چنانچہ یہ جوان ہوئے اپنی مان سے اجازت لیکر میرے پاس پرسون آئے بس مین آج لیکر حاضر ہوا
اِس خیال سے کہ آپکی قدمبوسی حاصل کراؤن اور آج میلا بھی ہی مرقد مرشد پر بھی لیجاؤن اور اُس مرقد کی زیارت
سے مشرف کراؤن بس لیکر حاضر ہوا عُسمان یہ تقریر سُنکر خاموش ہو رہا مگر اپنے دل مین کہنے لگا کہ لقمان
کا فرزند نہین ہی ضرور اِس امر مین بھید ہی اسنے کسی وجہ سے یہ امر ظاہر کیا ہی اسطور سے خیر مرقد مرشد سے یہ راز
بھی ظاہر ہو جائیگا یہ دل مین خیال کر کے حکم دیا کہ فرزند لقمان کے لیے کرسی لاؤ کرسی آئی شاہزادہ سلام کر کے
کرسی پر بیٹھ گیا لقمان اپنے مقام پر آیا بادشاہ نے لقمان سے کہا کہ کل میرے پاس نامہ بادشاہ طلسم کا
آیا ہی کہ مرحلہ فلادان فتح ہو گیا قارضیا دو مارا گیا طلسم کُشا داخل طلسم ہوا ہی بس اگر تمھارے مرحلہ کیطرف
آئے خواہ گرفتار یا قتل کرنا مین نے کچھ جواب نہین لکھا خاموش ہو رہا مجھکو کیا چاہیے طلسم کشا آئے چاہے
کوئی مین کیون اِس امر مین کوشش کرون یہ تو نہوگا کہ ایک کافر کے حکم سے مین مرد مسلمان کو قتل کرون
یا اسیر لقمان نے جواب دیا کہ میری بھی یہی راے ہی بلکہ اگر وہ مدد کا خواستگار ہو تو طلسم کشا کی کمک فرمائیے یہ
سُنکر عُسمان نے جواب دیا کہ جب وہ وقت آئیگا دیکھا جائیگا مگر اے لقمان طلسم کشا کا آنا طلسم مین بیکار ہی وہ لوح
اور لوح طلسم کا پتہ نہین ہی کہ کس مقام پر ہی لقمان نے جواب دیا کہ وہ تو حاصل کر لیگا کسی بھید و سبب سے تو اِس امر کا
قصد کیا ہوگا عُسمان نے جواب دیا کہ یہ ضرور ہی کہ وہ کسی نہ کسی بزرگ کی کمک سے یہانتک آیا ہوگا اور اُسی کی
مدد سے ایک مرحلہ بھی فتح کیا خداوند کریم اُسکو دیو بیشمار نابکار کے ہاتھ سے بچائے اور اُسکو اُسکے مقصد دلی پر
کامیاب کرے کیونکہ اب اِس طلسم مین فسق و فجور بہت پھیل گیا میرے نزدیک بربادی طلسم کا زمانہ نزدیک
ہی لقمان نے جواب دیا کہ دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی شاہزادہ خاموش بیٹھا ہوا وزیر و بادشاہ کی
تقریر سُنا کیا لقمان نے کہا کہ اب تشریف لے چلیے میلا جمع ہو گیا ہوگا اور در مرقد کے کھلنے کا بھی وقت آگیا
بس عُسمان یہ کلام وزیر سے سُنکے تخت پر سے اُٹھا اور اپنے اہل دربار کو ہمراہ لیکر مع لقمان و شاہزادے
کے تخت پر سوار ہو کر اُس مقام پر آیا کہ جہان مرقد شاہ صفا کیش روشن ضمیر کا تھا یہان میلا جمع تھا ہر
قسم کے سودے والے موجود تھے در گنبد پر مرادمندون کا مجمع تھا مجاور بیٹھے ہوئے تھے پھول والے الایچی
دانہ ہار شمعین لیے ہوئے موجود تھے بس جب بادشاہ پہونچا سب اہل میلہ نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ
تخت پر سے اُتر کر سیدھا طرف مرقد کے چلا مجاورون نے دروازہ مرقد کا کھولا بادشاہ مع وزیر و شاہزادہ و دیگر
اہل دربار کے داخل مرقد شاہ صاحب ہوا اور سب مرادمند بھی اندر آئے پہلے بادشاہ نے قبر پر فاتحہ پڑھی بعدہ
وزیر و شاہزادے و دیگر ہمراہیان بادشاہ نے یہان ہر طرف گلدستے رکھے ہوئے تھے آئینے لگے ہوئے تھے فرش
نفیس گرد ستون تھا شیشہ آلات لگا ہوا تھا مخلّے روشن تھے عود و عنبر مجمرون مین جل رہا تھا تمام گنبد مہکا ہوا
تھا ایک چادر گنگا جمنی کار چوبی اور ایک موتیون کی قبر پر پڑی ہوئی تھی کٹہرا قبر کا طلائی تھا اُسپر جڑاؤ
کام کیا ہوا تھا بس جو مرادمند تھے اُنھون نے شمعین روشن کین اپنی مراد طلب کی جو آنچ پہونچا لے جب اپنا [illegible]

کام ہو چلے اسوقت قبر سے صدا آئی کہ ای حاضرین گنبد وای حسان پریزاد آگاہ ہوا ور ہوشیار رہو تو کیا غافل و
بیہوش ہو کہ تیرے شہر مین وہ شخص آیا کہ فاتح طلسم ہی اور تو نے اُسکی کچھ قدر و منزلت نہ کی بلکہ وہ اسوقت یہان
بھی موجود ہی اُس با اقبال نے مرحلہ قازان اپنی قوت بازو و مدد بزرگان سے فتح کیا اور دیو مینار رنگ
کو کشتی مین زیر کیا اُسنے اطاعت کی وہ فکر لوح مین یہانتک آیا اور تو نے کچھ مدد نہ کی آگاہ ہو کہ عمر طلسم تمام
ہو گئی وہ صاحب اقبال اس ہفتہ مین لوح حاصل کر کے طلسم کو فتح کریگا جو کفر و کافری آجتک یہان
ہی وہ سب اپنی آب شمشیر سے دھوکر اس طلسم کو ضلالت کفر سے پاک کریگا اُسکے نور قدم سے یہ ظلمت
کفر برطرف اور اسی ہفتہ کے اندر یہ طلسم فتح ہو جائیگا ای حسان تجکو لازم ہی کہ اس شہریار کی خدمت
کر اور اس شہریار کو اپنے ہمراہ لیکر طوغان پریزاد مرحلہ گرد باد کے پاس جا اور اُسکو میرے حکم سے
آگاہ کر کہ مرشد کامل نے حکم فرمایا ہی کہ تیرے مرحلہ مین لوح ہی اور تجکو لوح کا پتہ معلوم ہی تو اس با اقبال
کو آگاہ کر یہ با اقبال اپنے قوت بازو و مدد بزرگان دین سے لوح حاصل کر لیگا اور طلسم کو فتح کریگا پس مین
اُس سے کہتا اور تو بھی سُن کہ جو اس شہریار کی اطاعت کریگا اُسکا بڑا مرتبہ ہوگا اور جو اطاعت نہ کریگا
وہ اُسکے ہاتھ سے مارا جائیگا پس سب ساکنان طلسم پر اسکی اطاعت فرض ہی اور اب میلا نہوا کرے اور تم
اب میرے مرقد سے آواز آئیگی صرف اسی زمانہ کے لیے مین یہان مرنے کے بعد مقرر کیا گیا تھا اب مین اپنے
مقام اعلی پر جاتا ہون طلسم فتح ہو جائیگا سبب یہ تھا کہ کفر و کافری زیادہ ہو گئی تھی کوئی ایسا نہ تھا کہ تم لوگون کو
اس امر سے باخبر رکھتا پس مجکو حکم ملا تھا کہ تاتشریف آوری طلسم کشا تم بعد ہر ہفتہ کے اپنی قبر مین جا کر ہفتہ بھر کے
واقعات و احکامات طلسم کے آگاہ کر دیا کرو جب طلسم کشا آجائیگا اور طلسم فتح ہو جائیگا پھر تمھارا کوئی کام
نہین ہی پس مین نے آگاہ کر دیا یہ جو صدا قبر سے آئی سب حاضرین گنبد پریشان ہو کر دیکھنے لگے وہ کون شخص
ہی کہ جو کہ فاتح طلسم ہی سوا اُن لوگون کے جو کہ داخل حجرہ ہوے تھے کسی کو خبر نہ پایا حسان خود بھی
حیران ہو کر دیکھ رہا تھا کہ پھر صدا آئی کہ ای حسان تو بڑا نادان ہی ارے تیرے وزیر کے پہلو مین جو جوان
کھڑا ہی جسکو تیرے وزیر نے اپنا فرزند بتایا ہی اور تجھپر ظاہر کیا ہو کہ یہ میرا فرزند ہو ارے یہی طلسم کشا ہی
لقمان کا فرزند نہین ہی اسکے قدم چوم ہاتھون پر بوسے دے آنکھون سے لگا اس امر مین مصلحت تھی کہ جو اس
امر کو لقمان نے پوشیدہ کیا اور خود نہ ظاہر کیا اگر وہ ظاہر کرتا تجکو یقین نہ آتا پس اسطور سے ظاہر ہونے سے
سب کو یقین آگیا ہوگا یہ جو صدا آئی اب تو یہ حال ہوا کہ سب لوگ دوڑ کر شاہزادے کے قدم چومنے حسان نے اپنا
سر قدمون پر رکھدیا اور کہا کہ میری خطا کو معاف فرمایئے مین آپکے حال سے آگاہ نہ تھا شاہزادے نے سنکر
حسان کو گلے سے لگایا اور کہا کہ کوئی تمھاری خطا نہین ہو یہی مصلحت تھی پس پھر صدا آئی کہ اب ہم جاتے
ہین تم بھی جاؤ اور اس شہریار کو طرف مرحلہ گرد باد کے لیکر جاؤ تاکہ شہریار لوح حاصل کرکے طلسم فتح کرے
یہ صدا آکر پھر صدا نہ آئی پس حسان نے فاتحہ پڑھی اور سب حاضرین گنبد نے اسکے بعد باہر آئے حسان
بڑے اعزاز و اکرام سے شاہزادے کو شہر مین لایا اور داخل محل ہوا اور اپنے وزیر لقمان کو طلب کر کے
کہا کہ سامان سفر کرو تاکہ مین اسیوقت طلسم کشا کو لیکر طوغان کے پاس جاؤن اور حکم مرشد بجا لاؤن لقمان
نے کہا بہت خوب اور باہر آیا اور تھوڑے عرصہ مین سب سامان سفر تیار کر لیا بادشاہ سے کہا یہان بادشاہ
نے بڑی تواضع و تکریم سے شاہزادے کی دعوت کی خوشگل غلامون نے خدمتگذاری مین مصروف رہا
لباس پر تکلف سے آراستہ کیا کہ لقمان نے آکر کہا کہ سامان سفر سب تیار ہی پس حسان نے اپنے فرزند
ضربان کو اپنی طرف سے حاکم شہر کیا اور خود مع لقمان پریزاد و شاہزادے کے دیگر چند پریزادون کو ہمراہ لیکر

روانہ ہوا بعد قطع راہ کے قریب مرحلۂ گردباد پہونچا راہ میں شاہزادے کی خود خدمت کرتا تھا اور اپنا فخر خیال
کرتا تھا جب قریب مرحلہ پہونچے شاہزادے نے ملاحظہ فرمایا کہ اسقدر ہوا کا زور ہے کہ اُس مقام پر قیام کرنا
دشوار ہے اور خاک اڑ رہی ہے کچھ نظر نہیں آتا ہے حسان اُس مقام کے قریب پہونچکر کھڑا ہوا یہ کھڑا نہوا تھا
کہ ایک تڑاقہ ہوا اور برق چمکی ایک شعلہ اُس ہوا میں نظر آیا اور وہ آکر سامنے حسان کے قائم ہوا حسان
نے کہا کہ جاکر خبر کر دے کہ حسان پہ یزاد حاکم مرحلہ بینا حصار آپکی ملاقات کو آیا ہے کوئی امر ضروری عرض کرنا ہے
اُسکا وزیر ہے اور چند آدمی ہیں یہ جو حسان نے کہا وہ شعلہ ایک مرتبہ غائب ہو گیا راوی نے بیان کیا ہے
کہ اِس مرحلہ کا راستہ بند ہے بدون اطلاع حاکم مرحلہ کے کوئی جا نہیں سکتا ہے نہ راستہ کھلتا ہے اور اطلاع کی یہ صورت
ہے کہ شعلہ پیدا ہوتا ہے اور وہی شعلہ جاکر خبر دیتا ہے اگر حاکم مرحلہ کو اُس شخص کو طلب کرنا ہوتا ہے تو وہ راستہ کھولدیتا
ہے ورنہ اُسیطور سے راستہ بند رہتا ہے آنیوالا عاجز ہو کر چلا جاتا ہے حسان کئی مرتبہ آچکا تھا اسکو طریقہ معلوم تھا
اور راہ بھی معلوم تھی پس اسی سبب سے اُس نے شعلے سے یہ کہا جب وہ شعلہ چلا گیا حسان اُسی مقام پر کھڑا رہا
کہ اُس شعلہ نے جاکر روبرو طوغان کے اپنی اصلی صورت پیدا کی اصل میں وہ شعلہ نہیں ہے بلکہ ایک ساحر ہے
اور وہ ساحر سلیمان ہے بانیان طلسم نے یہ بھی طریقہ مقرر کیا ہے جو کہ عرض کیا گیا کہ اسیطور سے خبر ہوتی ہے پس
یہاں طوغان دربار میں بیٹھا ہوا تھا سب حاضر دربار تھے کہ شعلہ پہونچا اور اپنی صورت اصلی پیدا کی اور
کہا کہ آپکو معلوم ہو کہ حسان پہ یزاد مع اپنے وزیر اور چند پہ یزادوں کے تشریف لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک
امر میں رائے لینا ہے اور وہ امر ضروری ہے پس اُسکے بابت کیا حکم ہوتا ہے بادشاہ نے کہا کہ برق باد نگہبان مرحلہ
سے کہدے کہ راستہ کھولدے تاکہ حسان پہ یزاد یہاں چلا آئے پس یہ حکم دینا تھا کہ وہ اُسیطور سے شعلہ بنکر
پاس دیو برق باد کے آیا اور بادشاہ کے حکم سے آگاہ کیا اُس نے راستہ کھولدیا کہ یہاں حسان کھڑا تھا اُس نے
دیکھا کہ اُس ہوا میں راہ پیدا ہوئی پس حسان شاہزادے اور لقمان و اُن پہ یزادوں کو ہمراہ لیکر اُس راہ
سے داخل مرحلہ ہوا اُس مقام پر بالکل اثر ہوا کا نہ تھا یہاں طوغان اپنے وزیر و دیگر اہل دربار سے کہہ رہا تھا
کہ نہ معلوم حسان کو کیا ضرورت پیش ہے جو اسوقت آیا خوب ہوا کہ وہ آگیا میں خود اُنکو بلانے والا تھا کیونکہ
مشورہ کرنا تھا میرے پاس بادشاہ طلسم کا نامہ آیا ہے کہ طلسم کشا نے مرحلۂ قازان کو فتح کیا دیو بینا زنگ
کو زیر کیا داخل طلسم ہوا ہے لہذا اُسکی فکر کرو کہ وہ اور کوئی مرحلہ فتح نہ کرنے پائے تو اِس امر میں صلاح کرنی تھی
کہ آیا بادشاہ سے مخالفت کیجائے اور طلسم کشا کی شراکت کیجائے کیونکہ وہ مالک طلسم ہے اور طلسم کشا اگر
آیا ہے تو بیکار ہے کیونکہ لوح اُسکے پاس نہیں ہے طوغان نے جواب دیا کہ بادشاہ کی شراکت میں نقصان ہے پس اِس
امر سے اطمینان رکھو کہ یہ طلسم نہ فتح ہو گا یہ امر غیر ممکن ہے کیونکہ جسطور سے طلسم کشا یہانتک پہونچا ہے اُسیطور سے
لوح بھی حاصل کر لیگا اور ہمنے اپنے بزرگوں سے اکثر سنا ہے کہ جو طلسم کشا کی اطاعت کریگا اُسکا بڑا مرتبہ ہو گا ایک
نہ ایکدن یہ طلسم فتح ضرور ہو گا اور جو اطاعت نہ کریگا ذلیل ہو گا پس بادشاہ کی شراکت میں ذلت ہے دوسرے
بادشاہ نے کفر اختیار کیا ہے ہمارے اُسکے زمین و آسمان کا فرق ہے اگر وہ کافر نہو جاتا تو ضرور اُسکی شراکت کیجاتی
وزیر نے جو یہ سنا تو کہا کہ اچھا حسان کو آنے دیجئے دیکھئے کہ وہ کیا صلاح دیتے ہیں یہاں یہ تقریر ہو رہی تھی
کہ حسان مع سب ہمراہیوں کے آکر پہونچا طوغان و کل اہل دربار نے حسان اور اسکے ہمراہیوں کو جو پہ یزادے
مع لقمان وزیر کے پہچانا مگر دیکھا کہ ایک جوان کہ جسکے چہرے سے آثار شجاعت و دلاوری و شوکت شاہی
آشکار ہیں چہرہ مثل آفتاب تاباں کے روشن ہے کہ نگاہ نہیں کام کرتی ہے اور ایسا رعب و داب ہے کہ جسم کے
بال کھڑے ہوتے جاتے ہیں بسبب خوف کے حسان پہ یزادے اور طوغان پہ یزاد مصاحب ملا

اور سب اہل دربار نے تعظیم کی حسان مع شاہزادے کے برابر طوغان کے آکر بیٹھا سب ہمراہی اپنے اپنے
مرتبہ سے بیٹھے بعد مزاج پرسی کے طوغان نے حسان سے کہا کہ مین اس ضرورت سے آیا ہون کہ میرے پاس
کل بادشاہ طلسم کا نامہ آیا ہے اُسکا مضمون یہ ہے کہ مرحلۂ قازان کو طلسم کشا نے فتح کر لیا اور دیو مینار رنگ نے
طلسم کشا کی اطاعت کی بس وہ داخل طلسم ہو چکا ہے اُسکو یا تو اسیر کرکے میرے پاس روانہ کرو اگر ملجائے یا اُسکا
سر روانہ کرو تو مین اس غرض سے آیا ہون کہ اسمین تمھاری کیا راے ہے اول تو وہ خود ہی پریشان ہو کر چلا جائیگا
کیونکہ بدون لوح فتح طلسم غیر ممکن ہے اور لوح کا نشان آجتک کسیکو نہین معلوم ہے یا طلسم کشا کی اطاعت کیجائے
اگر وہ ہمارے پاس آئے طوغان نے کہا کہ مین خود تمکو بلانیوالا تھا اسی مضمون کا نامہ میرے پاس بھی
آیا ہے اور تمسے راے لینے والا تھا خوب ہوا کہ تم خود آگئے ان سے جو تمنے کہا کہ کیا کیا جائے پہلے تم یہ بیان
کرو کہ جس شخص نے بدون لوح کے ایک مرحلہ فتح کر لیا اور دیو کو زیر کر دیا اُسکے نزدیک لوح کا نشان اور پتہ
دریافت کر لینا کیا مشکل ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ عمر طلسم تمام ہو چکی ہے کیونکہ یہ کتاب طلسم اور طریقۂ طلسم
سے ثابت ہوتا ہے کہ جب بادشاہ طلسم کفر اختیار کریگا اُسی زمانہ مین طلسم کشا آکر طلسم کو فتح کریگا وہ یہی زمانہ ہے
اسی کی خبر بانیان طلسم دے گئے تھے اور یہ بھی لکھ گئے ہین کہ جو اطاعت طلسم کشا کریگا وہ مرتبہ اعلیٰ پائیگا
اور جو مخالفت کریگا ذلیل ہوگا اور یہ بھی تحریر ہے کہ جس زمانہ مین طلسم کشا آئیگا اُس زمانہ مین مخالفت باہم
ہوگی کچھ لوگ مسلمان ہونگے کچھ کافر بس یہ وہی زمانہ ہے بس اب طلسم کا باقی رہنا تو دشوار ہے اور ایک مرحلہ
بھی فتح ہو چکا ہے ایسی حالت مین ان امرون پر خیال کرکے کیا کیا جائے دوسرے ہم خدا پرست ہین اور بادشاہ
کافر ہے اُسکی کیونکر اطاعت کرین جو میرے نزدیک مناسب تھا وہ مین نے بیان کر دیا اب جو تم راے
دو وہ کیا جائے حسان نے کہا کہ جبکہ یہ سب امر ثابت ہین تو پھر کیا ضرور ہے کہ طلسم کشا سے مخالفت کیجائے
ضرور اُسکی اطاعت کیجائے طوغان نے کہا کہ میرے نزدیک تو اطاعت ہی بہتر ہے بس میری راے یہ ہے
کہ بادشاہ کو کسی بات کا جواب نہ دیا جائے اور طلسم کشا کی تلاش کیجائے حسان مع شہزادے نے کہا کہ یہ بہتر ہے
سب اہل دربار و ہمراہیان حسان مع شاہزادے کے حسان و طوغان کی تقریر سنا کیے جب باہم
یہ تقریر ہو چکی اُسوقت طوغان نے شاہزادے کیطرف دیکھکر حسان سے کہا کہ یہ کون بزرگوار آپکے ہمراہ
ہین انکی کچھ حقیقت بیان فرمائیے یہ جو طوغان نے کہا حسان نے کہا کہ یہ وہ ہین کہ جنکا آپسے ابھی بیان ہو چکا ہے
کہ آپ نے اس شہریار کو نہ پہچانا اچھا حضرت یہ وہی شہریار ہین کہ جنکا ابھی ذکر ہو رہا تھا اے طوغان
یہ شہزادہ شہریار طلسم کشا ہین انکو تمھارے پاس اسلیے لایا ہون کہ مجکو حکم مرشد کامل شاہ صفا کیش
کا ہوا ہے کہ تم طلسم کشا کو اپنے ہمراہ لیجاؤ پاس طوغان پریزاد کے اور اُس سے کہنا کہ انکی اطاعت کرو
اور اُسکے مرحلہ مین لوح ہے اُسکا نشان دیوے تاکہ یہ لوح حاصل کرکے طلسم کو فتح کرین یہ کہکر کل تقریر جو کہ
مرقد شاہ صفا کیش نے کی تھی بیان کی اور کہا کہ اسی شہریار نے مرحلۂ قازان کو فتح کیا اور دیو
مینار رنگ کو زیر کیا ہے اور حسان نے لقمان کے پاس آنا شاہزادے کا اور اپنے کو پوشیدہ کرنا اور
بہت تشبیہ دیکھ لقمان کا حال دریافت کرنا شاہزادے کا اپنے کو ظاہر کرنا لقمان کا دربار مین لیکر آنا اور
اپنا دریافت کرنا لقمان کا بیان کرنا کہ میرا فرزند ہے اپنا پراسے زیارت مرقد شاہ صفا کیش پر
جانا اور وہان اس امر کا ظاہر ہونا اور اُس تقریر کا ہونا اور مرقد سے باہر آنا بعد اسکے اپنا ادھر کو
آنا سب حال بیان کیا جب یہ سب تقریر طوغان نے سنی شاہزادے کیطرف بغور دیکھا اور حسان سے
کہا کہ شاہ صفا کیش نے جو کچھ خبر دی سب درست اور بجا ہے اور جو تمنے بیان کیا وہ بھی سب درست ہے

حسان پریزاد نے کہا کہ شاہ صفا کیش نے بہت تعریف کی ہی اُنکے فرمانے سے مجکو بھی یقین آگیا ہی اُنکا
فرمانا کبھی غلط نہین ہوتا ہی جو حکم اور جو چیز اُنکی قبر سے ظاہر ہوتی ہی اور جس امر کے بابت صدا آتی ہی وہ بہت
درست ہوتی ہی ہم اُنکے حکم سے سرتابی نہین کر سکتے ہین ہمپر کیا منحصر ہی کل اہل طلسم اُنکو مانتے ہین پس ہم کیونکر اس
امر کو غلط خیال کرین اُنکے حکم کے بموجب ہم یہان طلسم کشا کو لیکر آئے ہین پس تمکو بھی لازم ہی کہ اس شہریار
کی اطاعت کرو اور حکم شاہ صاحب پر عمل کرو نشان لوح دو طوغان نے جواب دیا کہ مجکو کب حکم شاہ صاحب
سے انحراف ہی جو کچھ اُنھون نے فرمایا ہی سب درست ہی لیکن مین بھی جبتک امتحان نکر لونگا مجکو بالکل یقین
نہوگا حسان نے کہا کس طریقہ سے امتحان کروگے طوغان نے کہا کہ جب سے یہ طلسم بنا ہی اور ہمارے
بزرگ اِس مرحلہ کے حاکم مقرر کیے گئے ہین تو ایک کتاب امانت رکھی گئی ہی اور وہ کتاب جب سے ہمارے
خاندان مین چلی آتی ہی جو بادشاہ ہوتا ہی وہ کتاب اُسکے پاس ہوتی ہی جب وہ مرنے لگتا ہی تو اپنے قائم مقام
اور جانشین کے وہ کتاب سپرد کرتا ہی اور یہ کہتا ہی کہ جب طلسم کشا آئیگا تو اس کتاب پر تحریر ظاہر ہوگی
ورنہ یہ کتاب سادی رہیگی اور اس کتاب کے اول ورق پر تصویر طلسم کشا کی ہی پس جو شخص تمھارے
زمانہ حکومت مین اِس امر کا دعوی کرے کہ مین طلسم کشا ہون تو اس تصویر سے اُسکے چہرے کو مطابق
کرنا اگر سر مو فرق نہو تو یقین کرنا کہ یہ شخص طلسم کشا ہی ورنہ کاذب جاننا چنانچہ میرے پردادا کو اُنکے والد
نے یہی وصیت کی اور کتاب دی وہ اُنکے پاس رہی جب میرے پردادا انتقال کرنے لگے تو میرے دادا کو یہی
وصیت کرکے کتاب سپرد کر گئے وہ جب انتقال کرنے لگے تو میرے والد کو وصیت کرکے کتاب
دے گئے جب والد نے انتقال کیا تو وہ مجکو کتاب دے گئے اور یہی وصیت کی پس میری سات پشت
سے وہ کتاب چلی آتی ہی مین نے اکثر اُسکو دیکھا سب ورق سادے پائے صرف ایک ورق پر تصویر تھی
نہ اُس زمانہ سے آجتک کسی نے دعوی اِس امر کا کیا اب یہ شہریار دعوی کرتے ہین اور شاہ صاحب
کی مرقد سے بھی صدا آتی ہی پس مین اُس کتاب کو طلب کرکے تصویر سے ملاتا ہون اگر فرق نہوگا تو مجکو بھی
یقین ہوجائیگا اور ضرور کچھ نہ کچھ تحریر ظاہر ہوگی اور اگر فرق ہوا تو مین اطاعت کرونگا نہ مخالفت بطور راستے
اُنکا جی چاہے لوح حاصل کرین اور بجز اسکے مجکو لوح کا نشان معلوم ہی نہ مین نے اکثر اپنے بزرگون سے سنا ہی کہ
اُسی کتاب سے لوح کا نشان ملیگا پس اگر یہ طلسم کشا ہین تو عبارت کتاب ظاہر ہوگی لوح کا بھی پتہ ملیگا
اور نہ مین شاہ صفا کیش کی مرقد کی صدا کو غلط کہہ سکتا ہون مگر مجکو اُسوقت تک یقین نہوگا کہ جبتک کتاب
سے نہ ظاہر ہوگا اگر تمھاری مرضی ہو تو مین کتاب طلب کرون حسان نے کہا کہ شوق سے تم اپنا جس طور سے ہو
اطمینان کرلو مجکو تو یقین ہوگیا یہ کہکر شاہزادے سے کہا کہ آپکی مرضی ہی شاہزادے نے جواب دیا کہ کیا نقصان ہی
پس میرے طلسم کشا ہونیکا امتحان بھی ہوجائیگا اور طوغان کا شک بھی دفع ہوگا بفضل خدا ضرور میری صورت
سے وہ تصویر مشابہ ہوگی اور عبارت کتاب ظاہر ہوگی لوح کا پتہ ملیگا کیونکہ مین فرستادہ ہون حضرت سلیمان
علیہ السلام کا اُنھون نے مجکو خواب مین بشارت دی ہی اور فرمایا ہی کہ تو ہی فاتح طلسم ہی پس کبھی فرق نہوگا
یہ جو شاہزادے نے فرمایا فوراً طوغان نے کتاب طلب کی چوبدار خزانہ سے وہ کتاب لیکر حاضر ہوا راوی
نے بیان کیا ہی کہ یہ طریقہ ہمیشہ سے جاری چلا آتا ہی اور اُسی زمانہ سے جاری ہی کہ جب سے طلسم بنا ہی پس جو کہ
حاکم ہوتا ہی اور اُسکے انتقال کا زمانہ آتا ہی تو وہ خزانہ سے کتاب طلب کرکے اپنی مہر سے برطرف کرتا ہی اور جو کہ
اُسکے بعد بادشاہ ہونیوالا ہوتا ہی اُسپر اُسکی مہر کردیتا ہی پھر اُس بادشاہ کو اختیار ہی کہ جب چاہے اُسکو منگا کر
اور اپنی مہر توڑ کر اُسکو دیکھے اور پھر اپنی مہر کرکے اُسی طور سے خزانہ مین رکھدے خزانچی کو حکم ہی کہ جب ہم چند

طلب کرین فوراً بھیجدینا چنانچہ وہ کتاب ایک صندوقچہ مین بند رہتی ہی اُسکی کلید بادشاہ کے پاس رہتی ہی اور یہ
صندوقچہ پر بادشاہ کی مہر ہوتی ہی پس جب طوغان نے حکم دیا کہ خزانچی سے وہ صندوقچہ لیکے آؤ جو کہ امانت رکھا
ہی چوبدار نے جاکر خزانچی سے کہا اُسنے فوراً نکالکر دیدیا یہ لیکر حاضر ہوا سب نے دیکھا کہ ایک صندوقچہ فولادی ہی پس
طوغان نے وہ صندوقچہ لیا اور کلید اپنے جوتے سے نکالکر پہلے اپنی مہر توڑی اُسکے بعد اُس کلید سے قفل کھولا اور پھر
اُسمین سے کتاب نکالی سب نے دیکھا کہ ایک مخمل سبز کے جزدان مین کتاب ہی پس طوغان نے اُس جزدان کو اُسپر سے
دور کیا اور کتاب کو نکالا اُسکو کھولا پہلے ہی صفحہ پر تصویر طلسم کشائی بانیان طلسم نے بنائی تھی اسے جو چہرہ سے شاہزادہ
کے ملایا سر مو فرق نہ پایا اُسپر لکھا تھا کہ این تصویر طلسم کشا است سہراب ثانی پسر رستم ثانی نبیرہ ایرج نوجوان و نبیرۂ
صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان طوغان نے جب سر مو فرق نہ پایا کہا کیا صنعت کی تھی بانیان طلسم نے کہ کئی
ہزار برس قبل یہ تصویر بنائی تھی اور سر مو فرق نہ تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کسی نے کھینچی ہی ایک مو کا فرق نہ تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ سامنے بٹھا کر کھینچی ہی یہ حال دیکھکر طوغان کو یقین ہوگیا کہ یہ جوان بیشک طلسم کشا ہی سب اہل دربار
کو دکھایا سب نے تعریف کی حسان نے بھی دیکھا شاہزادے نے خود اپنی تصویر دیکھی اور بانیان طلسم کی تعریف
کی اب حسان نے طوغان سے کہا کہ تمکو یقین ہوا یا ابھی کچھ شبہ ہی اگر شبہ ہو تو وہ بھی دفع کر لو اُسنے کہا کہ ابھی ایک
امر باقی ہی وہ بھی ظاہر ہو جائے تو پھر بالکل یقین ہو جائے حسان نے کہا کہ وہ کیا طوغان نے کہا کہ عبارت کتاب کا ظاہر
ہونا حسان نے کہا کہ کتاب کھولو اور دیکھو یقین ہی کہ وہ بھی ظاہر ہو پس طوغان نے پھر کتاب کو کھولا اور ورق کو اُلٹا تو
سرے پر صفحہ کے بخط جلی بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر تھا اُسکے بعد نعت سرور کائنات [illegible] و تعریف اوصیا اور یہی تحریر تھی اُسکے
بعد یہ تحریر تھا کہ جبکہ طلسم کا بادشاہ اژدر بہزاد ہوگا اور اُسکا وزیر مکار بہزاد جو کہ ساحری پرست ہوگا اُسکے
بہکانے سے اژدر بہزاد کافر ہو جائیگا اور بہت سے اہل طلسم کفر اختیار کرینگے اُس زمانہ مین ایک جوان کہ جسکا
نام سہراب ثانی ہوگا وہ اولاد سے صاحبقران یعنی حمزہ عرب کے ہوگا جو کہ زلزلہ قاف بھی مشہور ہوگا برائے
فتح طلسم تشریف لائیگا اور مرحلہ قادان کو فتح کرکے دیو مینار ناگ کو زیر کریگا اور اُسکے ذریعہ سے لقمان جو کہ اُس زمانہ
مین وزیر بادشاہ مرحلہ مینا حصار کا ہوگا تشریف لائیگا وہ اپنا فرزند کریگا بعد کئی دن کے اُسپر حال ظاہر ہوگا وہ اپنے بادشاہ
پاس لیجائیگا بادشاہ کے ہمراہ وہ شہریار مرقع شاہ صفا کیش پر جائیگا مرقع شاہ صفا کیش سے اُسکا حال بادشاہ
پر ظاہر ہوگا اور اُسکے حکم سے وہ اُس بادشاہ پاس اُس شہریار کو لائیگا جو کہ مرحلہ گرد باد کا حاکم ہوگا پس اُس
بادشاہ کو لازم ہی کہ اُس شہریار کی اطاعت کرے اور جو تصویر صفحۂ اول پر بنی ہی یہی تصویر طلسم کشا کی ہی سر مو
فرق نہو گا پس جب تصویر سے بھی مطابق پائے اور وہ شہریار لوح کا نشان دریافت کرین تو بادشاہ اُس سے ایسے
عرض کرے کہ جو میل آہنی میرے دربار کے صحن مین نصب ہی اُسکو بزور صاحبقرانی اور طلسم کشائی اُکھاڑئیے
تاکہ ہم سب پر آپکے طلسم کشا ہونیکا یقین کامل ہو وہ شہریار بلا خوف و خطر اُس میل کو نکالیگا پس ایک غار ظاہر
ہوگا پس بادشاہ کو لازم ہی کہ اُس شہریار سے عرض کرے کہ اِس غار مین تشریف لیجائیے اندر اُس غار کے ایک
دروازہ ہوگا اُسکو کھولکر دروازے کے اندر جائیگا ایک باغ ملیگا اُس باغ مین ایک بارہ دری ہی پس اُس
بارہ دری مین تشریف لیجائیگا وسط بارہ دری مین ایک دیو سے ملاقات ہوگی اُسکا نام دیو دربان ہی وہ مقابلہ
کریگا اُسکے تئین زیر کرکے اور اُسکے سینہ کو خنجر سے چاک کرکے دل اُسکا نکال لیجئے گا اور آگے بڑھ جائیگا دوسرے
درجہ مین اور ایک دیو ملیگا کہ اُسکا نام دیو دو شاخ ہی وہ بھی مقابلہ کریگا [illegible] اُسکا بھی سینہ چاک
کرکے جگر نکال لیجئے گا پس آگے تشریف لیجائیگا تیسرے درجہ [illegible] وسط درجہ مین ایک زمین پر ایک تختہ لگا ہی
اُسکو اُٹھا کر اندر جائیگا بعد کئی زینہ کے ایک حجرہ ملیگا اُس حجرے مین ایک [illegible] اُسمین ایک صندوقچہ

رکھا ہوگا اُسی صندوقچہ مین لوح طلسم ہی اور اُسکی کلید بھی اُسی زمین پر ہی مگر ایک افعی سیاہ رنگ گرد اُس صندوقچہ
کے حلقہ کیے ہوئے بیٹھا ہوگا وہ اُس شہریار کو دیکھکر اپنا سر اونچا کرکے براے ایذا رسانی اپنے مقام سے چلیگا ای
طوغان پریزاد اُس شہریار سے یہ کہدے کہ جب وہ افعی سیاہ رنگ قریب آئے تو وہ شہریار یہ اُس سے ہرگز
کہ اے ابرار جنی مین طلسم کشا ہون اور جو جو واقعات گذرے ہون سب بیان کرے اور کہے کہ مین لوح لینے آیا ہون
اگر طلسم کشا نہوتا تو یہ بھی ممکن تھا کہ مین یہانتک آتا بس اسی امر سے ثابت ہی آج سے تجکو سپرد رہا کیا تو اپنے مقام
کو چلا اب نگہبانی کرچکا ہماری امانت یعنے لوح طلسمی ہمکو دے اور لے یہ دل دیو دربان کا اور جگر دیو دراز شاخ
کا ہی یہ کہکر وہ دونون چیزین یعنے دل و جگر اُسکے روبرو رکھدے وہ سانپ یعنے ابرار جنی اُسکو کھاکر ایک طرف
چلا جائیگا یہ بسم اللہ کہکر کلید سے صندوقچہ کو کھولین اور لوح نکالین اُسی حجرے مین ایک مقام پر ایک سنگ گران
رکھا ہی اُسکو بقوت طلسم کشائی اُٹھاکر الگ رکھدین جب وہ سنگ زمین سے جدا ہوگا تو ایک چشمہ ظاہر ہوگا
پہلے اُس چشمہ کے پانی سے غسل کرین بعد اُسکے وضو کرکے لوح کو اُس چشمہ مین غوطہ دین تاکہ اُسکی تحریر ظاہر ہو
بس جو اُس لوح مین تحریر ہو اُسپر عمل کرین اور وہ جو کاغذ اُنکے پاس ہی وہ اُسی دیو مینار رنگ کے مقابلہ تک
بکار رہتا اب بیکار ہی والسلام یہ جو عبارت طوغان نے تحریر پائی بہت خوش ہوا اور اُسنے اکثر اس کتاب کو
دیکھا تھا تو بالکل سادہ پایا تھا اب جو ورق اُلٹا کر دیکھتا ہی یہی عبارت تحریر ہی بس کتاب بند کرکے شاہزادے
سے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ آپکو فتح طلسم مبارک ہو ہم غلامون کا ضرور خیال رکھیے گا مبارک ہو کہ نشان لوح بھی
ملگیا یہ کہکر طوغان نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ ایک دختر رکھتا ہون اُسکو کنیزی مین قبول فرمایئے پس طوغان
نے کس سبب سے کہا کہ یہ امر بھی اُس کتاب سے ظاہر ہوا اور تحریر تھا کہ اُس زمانہ مین بادشاہ ہر طلسم گردباد
کے یہان ایک لڑکی ہوگی اُسکو لازم ہی کہ وہ اُس شہریار کی کنیزی مین دے تاکہ اُسکا مرتبہ سب پر اعلی ہو اور یہ بھی
لازم ہی کہ جب وہ نشان لوح بیان کرے اُسکے پہلے یہ درخواست کرے یہ امر اُسکے حق مین بہت بہتر ہوگا راوی
نے بیان کیا ہی کہ طوغان پریزاد کی ایک دختر ہی کہ اُسکا سن بہت کم ہی مگر ایسی حسین و جمیل ہی کہ کوئی پری
اُس طلسم مین ایسی حسین نہین ہی اُسکا نام مالکہ سیما سپہری ہی بس اُسی کو کنیزی مین دینے کو طوغان پریزاد
نے کہا سوا اُسے اُس دختر کے کوئی دوسری اولاد نہین ہی جب یہ طوغان پریزاد نے کہا تو شاہزادے
نے جواب دیا کہ مین اس امر کا ابھی اقرار نہین کرسکتا ہون بدون اپنے بزرگون کی صلاح کے ہان
اس سے تم اطمینان رکھو کہ بعد فتح طلسم مین ضرور اسکا بند و بست کرونگا طوغان پریزاد نے
کہا کہ بہت خوب اسکا خیال رہے کہ ہم سب آپکے غلام ہین اور ہماری قوم کی پریان سب آپکی کنیزین اور لونڈیان
ہین شاہزادے نے ہنسکر فرمایا کہ یہ تم کیا کہتے ہو تم سب ہمارے بزرگ ہو یہ فرماکر فرمایا کہ لیے اب جلدی نشان لوح
بتاؤ بس طوغان نے جو عبارت کتاب مین دیکھی تھی وہ سب عرض کی اور کتاب دکھادی شاہزادے سے
عرض کیا کہ مین ہمیشہ سے یہ میل آہنی دیکھتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ کسی ضرورت سے زمین مین نصب ہی مگر آج ظاہر
ہوا کہ یہ بنشان لوح کے لیے نصب کیا گیا تھا یہی امر اہل دربار نے بھی عرض کیا کہ ہم لوگ بھی یہی خیال کرتے تھے
مگر بسبب خوف بادشاہ کے اُسکے دریافت کرنے کی جرأت نہوتی حسان نے کہا کہ جب مین آیا تو مین نے
بھی یہ میل پایا شاہزادے نے فرمایا کہ مین جب تمھارے ہمراہ آیا ہون مین نے پہلے ہی میل کو دیکھا تھا مگر خیال
کیا کہ کسی ضرورت سے نصب کیا گیا ہوگا راوی نے بیان کیا ہی کہ ایک میل صحن دربار مین زمین پر نصب تھا
سوا گز بلند اور اُسمین آہنی کڑے پڑے ہوئے تھے بس جب یہ امر شاہزادے پر ظاہر ہوا کہ اس میل کے اُکھڑنے سے
لوح دستیاب ہوگی بس اپنے مقام پر سے خوشی خوشی اُٹھے اور قریب میل تشریف لائے طوغان و حسان

نے

و دیگر پریزاد بھی ہمراہ تھے پس شاہزادے نے دونوں دست مبارک اپنے اُن کڑوں میں ڈالے اور طلسم اللہ اکبر
جگر سے کھینچا جو زور کیا پہلے ہی زور میں وہ میل زمین سے نکالکر پھینکدیا راوی کہتا ہے کہ وہ میل دس گز زمین کے
اندر دفن تھا بہت سے دیوزادوں و پریزادوں نے اُسپر زور کیا مگر ہلا تک نہیں شاہزادے نے پہلے زور میں
زمین سے نکال لیا اور پھینکدیا یہ زور صاحبقرانی و طلسم کشائی تھا بدون امداد خدا یہ امر ممکن نہیں ہو سکتا ہے جب
شاہزادے نے وہ میل نکالا اور پھینکدیا اُسوقت ایک شور اہل دربار میں تعریف کا بلند ہوا یہ دیکھکر طوفان و
لقمان وغیرہ دوڑکر قدموں پر گرے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگایا بوسہ دیا شاہزادے نے سب کو گلے سے لگایا
اور کہا تم لوگ یہاں ٹھہرو میں لوح لینے جاتا ہوں سب نے کہا بسم اللہ تشریف لیجائیے پس جسطرح رستہ کتاب
میں لکھا تھا اُسیطور سے شاہزادہ غار میں گیا اور دروازہ کھول کر باغ میں داخل ہوا باغ کو خوب بہار پر پایا
ہر قسم کے درخت لگے ہوئے تھے سیر باغ کرتا ہوا طائران خوش الحان کے زمزمے سنتا ہوا بارہ دری میں آیا دیو
دربان کو کشتی میں زیر کرکے اُسکا سینہ چاک کرکے دل نکال لیا دوسرے درجہ میں جاکر دیو دراز شاخ کو
قتل کیا اُسکا جگر لیکر اور سنگ اُٹھاکر زینہ کی راہ سے حجرے میں آیا اور ابرار حبشی سے وہ تقریر کرکے دل و جگر
اُسکو دیا دیو دربان و دیو دراز شاخ کا وہ اُسکو کھاکر اور تقریر شاہزادے کی سنکے ایک طرف کو چلا گیا اب
شاہزادے نے صندوقچہ میز پر سے اُٹھاکر اور قفل اُسکا کھول کر لوح نکالی اور اُس سنگ کو اُٹھاکر الگ رکھا
چشمہ ظاہر ہوا پہلے غسل کیا پھر وضو کرکے لوح کو غوطہ دیا دیکھا کہ لوح زمرد سبز کی ہے اور گرد اُسکے سونیکا پتر چڑھا ہے
اور اُس لوح پر یاقوت کے حرفوں سے لکھا ہے اور اُسمیں منقش کی ڈوری بندھی ہے پس شاہزادے نے لوح کو
گلے میں ڈالا ایسا جو عبارت پر نظر کی یہ تحریر پایا کہ تجکو فتح طلسم مبارک ہوا ہے فاتح طلسم اگر قدرت خدا سے
لوح ملجائے پس تجکو لازم ہے کہ جس حجرے میں لوح رکھی ہے اور چشمہ ہے پس اُس حجرے میں کھڑے ہوکر یہ اسم
جو حاشیہ لوح پر تحریر ہے اکیس مرتبہ پڑھکر اُس چشمہ پر دم کرکے جسمیں غسل کیا ہے اور قدرت خدا کا تماشا دیکھلے
کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ بارہ دری اور یہ باغ سب طلسمی ہے برباد ہو جائیگا اور تو دربار طوفان
پریزادوں کے باسانی پہونچ جائیگا آیا تو بڑی مشکل سے ہے اور یہ تحریر تھا کہ جب طوفان کے پاس پہونچنا پھر لوح
کو دیکھنا اسکے بعد اور کچھ نہ تحریر تھا شاہزادے نے موافق تحریر لوح کے اکیس مرتبہ اسم حاشیہ لوح پانی چشمہ
پر پڑھکر دم کیا جب اسم تمام ہوا اُس چشمہ سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور پانی دھواں ہوکر اُڑ گیا اُس شعلہ نے
تمام باغ و عمارات کو ایک دم میں پھونکدیا اور ایک تڑاقہ ہوا شاہزادہ اُسیطور سے کھڑا رہا کوئی آسیب نہ پہونچا تھا
یہاں دربار میں سب نے دیکھا کہ ایک مرتبہ صحن بارگاہ میں غبار بلند ہوا اور بجلی ایک چمک سی ہوئی کہ سب کی آنکھیں
جھپک گئیں اب جو آنکھیں ملکر دیکھا نہ وہ غار ہے نہ وہ میل شاہزادہ صحن میں کھڑا ہوا ہے اور لوح گلے میں ہے شاہزادے
نے اپنے کو صحن میں پایا نہ اُس باغ کا نشان پایا نہ عمارت کا نہ چشمہ کا پس طوفان و حسان وغیرہ نے دوڑکر
قدم چومے اور لاکر چاہا کہ تخت پر بٹھائیں شاہزادے نے انکار کیا اور فرمایا کہ [illegible] میں
تمہارا تخت تمکو مبارک رہے یہ فرماکر سب حال بیان کیا وہ سب پریزاد کل حال سنکر حیران ہوئے حسان
نے کہا کہ لوح کو ملاحظہ فرمائیے کہ اب کیا حکم ہوتا ہے پس شاہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمیں تحریر تھا کہ اے فاتح طلسم
جب تو دربار طوفان میں پہونچے تو حسان کو اُسکے مرحلہ کیطرف رخصت کرنا اور یہ اقرار لینا کہ جب سب مرحلے فتح
ہو جائیں اور بادشاہ طلسم سے قلعہ طلسمی پر مقابلہ ہو تو اپنا لشکر لیکر اور جب کہ حسان جا چکے تو بھی اقرار طوفان
سے لیکر اور اُسکے دربار سے نکلکر مشرق کیطرف روانہ ہونا بعد شہر طوفانیہ کے ایک صحرا ملیگا تم اُس صحرا میں
چلے جانا جب تم وسط صحرا میں پہونچوگے تو ایک گنبد نظر آئیگا اُسپر ایک زاغ سیاہ بیٹھا ہوگا وہ تمکو دیکھکر

صداے افسوس بلند کریگا بس تمکو لازم ہی کہ اُسکے شکم پر ایک سفید داغ ہی جیسے وہ صداے افسوس بلند کرکے
بلند ہو فوراً تیر کمان سے رہا کرنا کہ اُس خال سفید پر پڑے جب وہ زاغ تیر کھا کر گرے فوراً اُسکو اُٹھا کر ذبح کرنا
اور اُسکا خون لیکر اُس گنبد پر مارنا جب تم خون گنبد پر مار دوگے اُس گنبد سے ایک دیو پیدا ہوگا اور تمسے
لڑنیکو آمادہ ہوگا تم وہ مردہ زاغ اُسپر کھینچ مارنا اور قدرت خدا کا تماشا دیکھنا کہ کیا ظاہر ہوتا ہی بہت تاریکی
ہوگی اور صداے مہیب آئیگی جب وہ تاریکی برطرف ہوجاے اُسوقت آگے روانہ ہونا اور پھر لوح کو دیکھنا
یہ عبارت دیکھکر شاہزادے نے عسمان سے اقرار لیکر رخصت کیا اور طوغان سے بھی اقرار لیا اور خود اُس
رخصت ہوکر شہر کی سیر کرتے ہوئے بیرون شہر آئے اُسی تدبیر سے زاغ کو مارا اور دیو کو قتل کیا اُس دیو
کا مرنا تھا کہ وہ گنبد خود بخود گرپڑا تاریکی ہوئی بڑی ہیبت کی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زاغ جادو حاکم مرحلہ
زاغان بود جب یہ صدا آچکی اور روشنی ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ نہ وہ گنبد ہی نہ وہ زاغ اُس ایک
دیو کی پڑی ہی کہ یکایک ایک بگولا اُٹھا اور اُس لاش کو ایک طرف لیکر روانہ ہوا ابھی شاہزادے نے لوح کو نہ
دیکھا تھا کہ صحرا کیطرف سے ہزاروں زاغ نمودار ہوئے اور قریب شاہزادہ جمع ہوگئے بس شاہزادے نے لوح کو دیکھا
تحریر تھا کہ زمین کی خاک اُٹھا کر اور یہ اسم اُسپر دم کرکے اُنپر مار دے تاکہ یہ سب جل جائیں شاہزادے نے ایسا ہی کیا
بس جیسے ہی خاک ماری وہ سب زاغ جل گئے اب شاہزادے کو ایک دیوار نظر آئی جدھر جاتا ہی وہ دیوار لوح کو
دیکھا لکھا تھا کہ لوح کو اِس دیوار پر رکھو جب یہ دیوار گرجائیگی تو وزیر زاغ جادو زاغ جادو کے فرزند کو لیکر حاضر
ہوگا اور امان مانگیگا اُسکو امان دینا اور زاغ جادو کے فرزند کو بادشاہ شہر کرنا اُسکا نام بوتیمار پیرزاد ہی اور
وزیر کا نام عقاب پیرزاد اُسکو بادشاہ کرکے اور پھر لوح کو دیکھنا جیسا حکم ہو اُسپر عمل کرنا تمنے مرحلہ زاغان
فتح کیا اب چار مرحلہ اور باقی ہیں ایک مرحلہ پنا عصار جسکا حاکم عسمان ہی دوسرا مرحلہ گرد باد جسکا حاکم
طوغان پیرزاد ہی بس تمکو یہ معلوم ہی کہ یہ دونوں مسلمان ہیں اور تمہاری اطاعت بھی کرچکے ہیں یہاں کوئی مشکل
نہیں ہی باقی رہے تین مرحلہ اُنمیں ایک تو فتح کرچکا ہی صرف دیوار باقی ہی وہ بھی فتح ہوئی جاتی ہی ان تینوں
مرحلوں کے حاکم کافر ہیں جنمیں ایک تو مارا گیا یعنے دیو زاغ جادو اور اُسکی فوج ہی اب رہا مرحلہ خرکان اُسکا
حاکم دیو شو کیا پیشانی ہی وہ بھی کافر ہی اور اطاعت نہیں کریگا وہ بھی مارا جائیگا اُسکے بعد مرحلہ خرسمان ہی
اُسکا حاکم دیو فرسی صورت ہی وہ بھی اطاعت نہیں کریگا بس اُسکے بعد قلعہ طلسمی ہی اور بادشاہ طلسم
مقابلہ ہی بس طلسم تمام ہوگیا شاہزادے نے جو جب تحریر لوح لوح کو دیوار پر رکھا ایک تڑاکا ہوا اور دیوار مثل
غبار کے اُڑ گئی نشان تک نہ رہا بس شاہزادے نے آگے قدم رکھا تھوڑی دور چلا تھا کہ سامنے ہزاروں
پیرزاد نظر آئے دیکھا کہ ایک پیرزاد مندیل وزارت سر پر رکھے ہوئے ایک طفل دو سالہ اُسکی گود میں ہے
چلا آتا ہی جیسے ہی اُس پیرزاد نے شاہزادے کو دیکھا دوڑ کر اُس طفل کو شاہزادے کے قدموں پر ڈالدیا
اور کہا کہ ہم سب کو امان عطا فرمائیے شاہزادے نے کہا کہ امان بشرط ایمان اُسنے عرض کیا کہ ہم سب مسلمان
ہیں بسبب خوف بادشاہ یعنے دیو زاغ کے اپنے کو نہیں ظاہر کرتے تھے بس یہ سنکے شاہزادے نے اُس
طفل کو گود میں لیا اور منھ چوما اور اُس سے یعنے وزیر سے کہا کہ تمکو امان دی تم شہر میں جاؤ اور اِس طفل
کو شہر اِس ملک کا بادشاہ کیا تم اِسکی طرف سے کام کرو جب یہ سن تمیز کو پہونچیگا اُسوقت اِسکو حاکم کرنا اور
تم اپنے عہدے پر قائم ہونا عقاب پیرزاد نے عرض کیا کہ بہت خوب مگر میری خوشی یہ ہی کہ آپ شہر میں
تشریف لے چلیے اور خود اِس کام کو سرانجام فرمائیے میرے کہنے پر کوئی عمل نہ کریگا بس یہ سنکے شاہزادہ ہمراہ
وزیر کے شہر میں آیا اور اُسیدن سب بند و بست کیا یعنے بوتیمار پیرزاد کو حاکم شہر بنا رہے کیا وہ ابھی

اس قابل نہ تھا اُسکی طرف سے وزیر کو برائے کاروبار مقرر کیا اور سب اہل شہر اور سپاہ کو طلب کرکے بوتیمار اور
عقاب کی اطاعت کا حکم دیا سب نے منظور کیا میکدے منہدم کرائے مساجد کی بنا ڈلوائی عقاب پریزاد
نے بڑی دھوم سے دعوت کی یہ بند و بست کرکے دوسرے دن وہانسے بحکم لوح روانہ ہوئے طرف مشرق کے
شہر سے نکلکر لوح کو دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ جہان پر تو کھڑا ہی یہانسے چالیس قدم راہ کو طی کر جب چالیسوان قدم
ہو اُس مقام کی زمین کو تلوار سے کھودنا ایک تختہ ظاہر ہوگا اُسکو اُٹھانا زینہ ملیگا اُسپر بلا خوف و خطر یہ اسم پڑھکر
روانہ ہونا ایک دروازہ ملیگا اُس دروازے کو کھولکر باہر جانا ایک صحرا ملیگا اُسمین ایک گنبد ہی اُس گنبد کے
اندر سے غبار نکل رہا ہی بس یہ اسم جو لوح کے حاشیہ پر تحریر ہی اُسکو پڑھکر گنبد پر دم کرنا وہ غبار نکلنا برطرف ہوجائیگا
اور ایک دیو نکلیگا کہ جسکا نام دیو گرد باد ہی بس وہ تجھ سے مقابلہ کریگا تو اُسکو کشتی مین زیر کرنا اور سینہ پر سوار
ہوکر اُسکو ذبح کرنا اور اُسکا خون اپنے چلو مین لینا اِدھر وہ دیو ذبح ہوگا اُدھر وہ گنبد برطرف ہوگا ایک غار ظاہر
ہوگا اُس سے ہوا بہت شدت سے نکل رہی ہوگی اسقدر زور ہوا کا ہوگا کہ تجھکو قدم زمین پر قائم کرنا دشوار ہوگا
بس وہ خون اُس غار پر مارنا جب خون غار پر پڑیگا تاریکی ہوگی صدائین بہت آئینگی جب تاریکی برطرف
ہوگی تو دیو برق باد حاضر ہوگا وہ مسلمان ہی اُسکو تم یہ کہکر رخصت کرنا کہ طوقان پریزاد کے پاس جاؤ اور
اُسکے ہمراہ قلعہ طلسم پر آنا پھر لوح کو دیکھنا جو حکم ہوا اُسپر عمل کرنا یہی طریقہ فتح مرحلہ گرد باد کا ہی جو کہ تعلیم کیا
گیا لوح کی بہت حفاظت کرنا ہر مقام پر لوح کو دیکھ لینا دھوکا نہ کھانا شاہزادے نے جو یہ نوشتہ پایا چالیس قدم
جاکر زمین کھودی تختہ ظاہر ہوا اُسکو اُٹھایا زینہ ظاہر ہوا اُسکے ذریعہ سے دروازے تک پہونچے دروازہ
کھولکر صحرا مین آئے اسقدر زور سے ہوا چل رہی تھی کہ قدم زمین پر نہ ٹھہرتے تھے اور غبار اُڑ رہا تھا جیسا
کہ جب ہمراہ حسان کے طرف مرحلہ گرد باد کے آئے تھے جہان کہ شعلے کے ذریعہ سے خبر ہوتی تھی اُسیطرح
سے یہان بھی ہوا ہی اور غبار مگر شاہزادہ قدم جماتا ہوا قریب گنبد پہونچا اگر لوح نہ ہوتی تو شاہزادہ ہلاک ہوجاتا
بس دیکھا کہ ایک گنبد سنگ مرمر کا ہی اُس سے غبار نکل رہا ہی اور ہوا بھی ہی اور غبار تمام صحرا مین پھیلا ہوا
ہی بس بموجب نوشتہ لوح اسم اُس گنبد پر دم کیا وہ گنبد شق ہوا اور دیو پیدا ہوا اور آتے ہی شاہزادے
سے لپٹ گیا شاہزادے نے اُسکو زیر کیا اور خنجر سے ذبح کیا اُسکا ذبح ہونا تھا کہ وہ گنبد غائب ہوگیا غار نمایان
ہوا ہوا بہت شدت سے اُس غار سے نکل رہی تھی بس شاہزادے نے وہ خون جو چلو مین تھا اسم حاشیہ لوح
پڑھکر اُس غار پر مارا شور قیامت افزا بلند ہوا تاریکی ہوگئی صدائین مہیب آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے
صدا آئی کہ کشتی مرا کہ نام من دیو گرد باد جادو بود جب یہ صدا آچکی دیکھا کہ نہ تاریکی ہی نہ غبار رہی ہی مطلع
صاف ہی شاہزادہ کھڑا تھا کہ دیو برق باد ہاتھ جوڑے ہوئے حاضر ہوا اور قدم چومے کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی فرمایا
کہ طوقان کے پاس جا اُسکو مرحلے کے فتح ہونے کی خبر دے اُسکے ہمراہ قلعہ طلسمی پر آنا وہ رخصت ہوکر چلا
شاہزادے نے دیکھا کہ سامنے شہر طوقانیہ ہی نہ وہ ہوا ہی نہ غبار ہی شاہزادے نے لوح کو دیکھا نوشتہ تھا کہ
تو یہانسے طرف شمال کے جا اور اسی قدم بڑھ کر تجکو ایک گنبد ملیگا اُسکا در بند ہوگا قفل پڑا ہوگا اُس قفل کو
توڑکر اندر گنبد کے جانا ایک زینہ ملیگا اُس راہ سے تو اُس صحرا مین پہونچیگا کہ جہان تو نے دیو بیمار رنگ کو
زیر کیا تھا بس وہانسے تو جنوب کیطرف جانا جب تو قریب ایک میل کے راہ طی کریگا تو ایک باغ ملیگا
در باغ کشادہ ہوگا بلا خوف اندر باغ کے چلا جانا جب تو باغ مین پہونچیگا تو بہت سی پریان تیرے گرد جمع
ہونگی اُنمین ایک پری تاج سر پر رکھے ہوگی وہ تجسے بہت اچھی طرح پیش آئیگی اپنے ساتھ بارہ دری مین
لیجائیگی تیری دعوت کا سامان کریگی تو بھی اُس سے خوب خوش ہوکر باتین کرنا بس جب وہ شراب دے

جام شراب لیکر اُسپر مارنا اِدھر تو جام شراب ماریگا وہ ہاتھ جوڑ کر کہیگی میری کیا خطا ہے تو ایک نہ سننا اُسکی التجا اور زاری کو جام مار دینا گو تجکو رحم آئیگا مگر وہ رحم کا موقع نہین ہے وہ بڑی مکارہ ہے بس تو جام مارنا وہ جام کو خالی دیکھ تیرے لپٹ جائیگی تو تم اُسکو اُٹھا کر دے مارنا اور چھاتی پہ چڑھکر اُسکا سر تن سے جدا کرنا جب تو اُسکو ذبح کریگا وہ سب پریان تیرے اوپر دوڑینگی تم اُسکا خون لیکر اُن سب پر مارنا اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھنا کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ طریقہ ہے مرحلۂ مینارنگ کے فتح کرنیکا اور بھی چند امر لوح نے تعلیم کیے کہ جو کہ وقت پر بیان ہونگے شاہزادہ لوح کو دیکھ رہا تھا کہ ایک مرتبہ آندھی چلی اور لاش اُس دیو کی جو کہ سامنے پڑی ہوئی تھی خود بخود روانہ ہوئی اور ایک طرف کو چلی گئی بس شاہزادہ بموجب نوشتہ لوح طرف شمال کے گیا گنبد ملا اُسکے قفل کو توڑکر اُسکے اندر گیا اور زینہ کے ذریعہ سے صحرائے مینارنگ و مینا حصار مین پہونچا وہی صحرا تھا کہ جہان دیو مینارنگ کو درۂ کوہ سے نکلکر زیر کیا تھا وہانسے طرف جنوب کے گیا باغ ملا بلا خوف و خطر اندر باغ کے گیا سیر باغ کرنے لگا وہ باغ بہت پر بہار تھا نہرین جاری تھین طائر زمزمے کر رہے تھے شاہزادہ سیر باغ کر رہا تھا کہ پریون نے آکر شاہزادے کو گھیر لیا اُن مین ایک پری بہت خوبصورت و حسین تھی تاج سر پر رکھے ہوئے تھی شاہزادے کو پسند آئی مگر خیال کیا کہ اسی کے قتل کرنیکا لوح سے حکم ہے ایسی حسین پر کیونکر ہاتھ اُٹھیگا یہ تو بڑا ظلم ہے شاہزادہ تو یہ دل سے باتین کر رہا تھا کہ وہ شاہزادے کی قریب آئی سلام کیا اور کہا کہ مین تو آپکی بڑی دیر سے منتظر تھی آئیے تشریف لائیے بہت خلق سے پیش آئی شاہزادے کو اُس پر رحم آیا مگر حکم لوح سے مجبور تھا اور یہی خوف تھا کہ کسی بلا مین مبتلا ہون بالکل اُسکی طرف سے دل کو ہٹا لیا وہ بہت اچھی طرح سے ملی چونکہ حکم لوح تھا شاہزادے نے اُس سے باتین کین مگر ساتھ برخاستگی کے ایسا نہو کہ میرا دل اسیر آجائے اور مین قتل نہ کرسکون تو خرابی ہو ساری محنت بیکار ہوجائے بس اُسکے ہمراہ باتین کرتا ہوا بارہ دری مین آیا وہ بہت خوش تھی اُسنے ایسی باتین کین کہ شاہزادے کو بدون اُسکے ہمراہ آئے بن نہ پڑا کہیا اُسکا عالم بیان کیا جائے عارض اُسکے مثل برگ گلاب کے تھے نور کے بنے ہوئے آنکھین مثل گل نرگس کے پیشانی مثل ماہتاب کے زلفین دوش پہ پڑی ہوئین چہرہ اُن زلفون مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آفتاب پر لکۂ ابر ہے گلا صراحی دار ابرو مثل تلوار مژگان خدنگ دل دوز بازو بھرے بھرے سینہ تختۂ نور اُسپر جوبن کا اُبھار اُسکے کس کس عضو کی تعریف کیجائے از سرتا پا جواہر مین غرق جوڑہ مینائی رنگ جسم مین ایسا حسن تھا کہ اگر زاہد بھی دیکھے تو فریفتہ ہوجائے وہ شاہزادے کو یہ کہکر ہمراہ لائی کہ آج شب کو اسی مقام پر بسر فرمائیے براحت مین آپکی کنیز ہون مجکو سرفراز فرمائیے مین آپکی آمد کی بہت عرصہ سے منتظر تھی بس شاہزادہ ہمراہ اُسکے بارہ دری مین آیا مسند پر بیٹھا اُسنے اُسیوقت سامان عیش مہیا کیا کشتی شراب کی اُسنے کھینچی اور جام لبریز کرکے شاہزادے کو دیا شاہزادے نے وہ جام اُسکے ہاتھ سے لیکر یہ قصد کیا کہ پی جاؤن آواز آئی کہ کیا کرتا ہے دیکھ دھوکھا کھائیگا لوح کا نوشتہ فراموش کر دیا ایسا اِسکے حسن کا شیدا ہوا یہ جو آواز آئی شاہزادے نے اِدھر اُدھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا اُسنے کہا کہ اے شہریار یہانسے بہت سی آوازین آیا کرتی ہین کوئی آپکا دشمن ہے جو آپکو منع کرتا ہے پھر شاہزادے نے قصد پینے کا کیا کہ پھر وہی صدا آئی پھر دیکھا پھر اُسنے یہی کہا ابکی پھر شاہزادے نے قصد کیا کہ پھر صدا آئی اور ابکی بہت قریب سے آئی جب تین مرتبہ یہ صدا آئی شاہزادے کو خیال آیا کہ کوئی دوست ہے بس اُس جام کو گردش دینے کا قصد کیا یہ قصد جو اُسنے دیکھا ایک مرتبہ ہاتھ جوڑ کر منت کرنے لگی کہ تم کیسے ظالم ہو کہ مجھ ایسی معشوقہ کو یون قتل کرنیکا قصد کرتے ہو یہ میرا دشمن ہے جو تمکو بہکاتا ہے دیکھو مجکو قتل کرکے پچھتاؤگے

شاہزادے نے ہاتھ روک لیا اور دل مین کہا کہ سچ کہتی ہی کہ پھر صدا آئی اسکے مکر کی باتون پر نہ جا اپنا کام کر کیون عرصہ
کرتا ہی یہ جو صدا آئی شاہزادے نے جام اسپر مارا ناچار و مجبور ہوکر گو دل نہین چاہتا تھا مگر کیا کرتا جیسے ہی جام
مارا وہ جام کو خالی دیکر شاہزادے سے لپٹ گئی اور منتین کرنے لگی پھر شاہزادے کو اسکے حال پر رحم آیا اور وہ
جو اسکا نرم نرم جسم اور بھرا ابھرا جوبن شاہزادے کے جسم سے مس ہوا دل کسی امر کو جی چاہا کچھ طبیعت مین خلش سی
ہوئی مگر صدا آئی کہ کیون دیر کرتا ہی اگر دیر کریگا اور اسکا تمام جسم تیرے جسم سے مس ہوگا اور پسینہ اسکا تیرے
لگیگا تو پانی ہوکر بہ جائیگا جلد اپنا کام کر بس شاہزادے نے ناچار ہوکر اور اسکی منت کو نہ خیال کرکے اسکو دے مارا
اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا وہ پھر منتین کرنے لگی اور رونے لگی اور کہنے لگی کہ افسوس مین نے باغ جوانی سے کوئی
گل مراد نہ پایا نامراد و پر حسرت دنیا سے چلی تو بڑا ظالم ہی کہ میرے حال پر رحم نہین آتا ہی پھر شاہزادے کا قصد
ہوا تھا کہ چھوڑ دے کہ پھر صدا آئی کہا نادان تجکو سمجھایا نہین تو ہر مرتبہ اپنے قصد کو فسخ کرتا ہی ارے اسکے مکر مین
نہ آ یہ بڑی مکارہ ہی بیشک وہ منتین کرتی رہی شاہزادے نے اسکی طرف سے منہ پھیر کر خنجر اسکے گلوے
نازک پر رکھا ادھر شاہزادے نے خنجر رکھا ادھر سے وہ سب پریان شاہزادے پر حربہ لیکر کوئی تلوار کوئی
خنجر لیکر دوڑین یہ کہتی ہوئی کہ ہماری مالکہ کو چھوڑ دے نہین تو ہم تجکو قتل کرینگے جب وہ قریب آئین اور شاہزادے
نے دیکھا کہ سب مجکو ہلاک کرنے کے قصد سے آئی ہین بس خنجر کو حرکت دی ادھر خنجر کو حرکت دی ادھر اسکا
گلا کٹا خون کی دھار گلے سے نکلی بس وہ خون چلو مین لیکر اُن سب پر مارا جیسے ہی خون اُنپر پڑا ایک شعلہ اُنکے
جسمون سے نکلا کہ وہ مثل ہیزم خشک کے جلنے لگین اُدھر شاہزادے نے اسکو ذبح کیا اور اُسکا کلیجہ سینہ چاک
کرکے نکال لیا مگر افسوس بہت ہوا اسکی جوانی اور حسن پر اور بانیان طلسم کی بہت مذمت کی کہ ایسی معشوقہ
کو یون میرے ہاتھ سے قتل کرایا اسکا ذبح ہونا تھا کہ تاریکی ہو گئی پر غبار رہی ہوئی آگ برسی آواز آئی کشتی مرا کہ
نام من مینا پری بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب وہ تاریکی برطرف ہوئی
دیکھا کہ نہ وہ باغ ہی نہ بارہ دری صرف ایک خام چار دیواری ہی اسمین کھڑا ہون اور سامنے ایک دیونی کی لاش
پڑی ہی کہ جسکا سن ہزار برس سے کم نہوگا اس لاش کو دیکھکر لاحول پڑھی اور ایک طرف اُس احاطے کے
روانہ ہوئے بموجب ہدایت لوح ایک مقام پر پہونچے کہ دیکھا ایک چشمہ ہی کہ اسمین آب مینا رنگ بھرا ہوا ہی
اور اُس چشمہ سے وہ پانی خود بخود مثل غبار کے بلند ہوتا ہی اور آسمان پر جاکر غائب ہو جاتا ہی بس اُس
پری کے کلیجہ کو بموجب ہدایت لوح اُسی چشمہ مین ڈالدیا اُسکا چشمہ مین پڑنا تھا کہ ایک تلاطم برپا ہوا اُس
تلاطم سے زیادہ وہ چشمہ خود بخود غائب ہو گیا اب جو دیکھا نہ وہ چار دیواری ہی نہ چشمہ ہی مطلع صاف ہی نہ وہ
مینائی رنگ ہی نہ وہ صحرا ہی بس وہ درہ کوہ ہی اور سامنے شہر مینا حصار ہی شاہزادہ حیران کھڑا تھا کہ دیکھا
سامنے سے دیو مینا رنگ چلا آتا ہی آتے ہی اُسنے سلام کیا قدم چومے اور عرض کیا کہ اگر غلام نہ منع کرتا
تو حضور نے دھوکا کھایا تھا اُسکی باتون نے اثر کر لیا تھا خیر غلام عین وقت پر پہونچگیا کہ خداوند کریم نے
بچا لیا شاہزادے نے فرمایا کہ کیا بیان کرون واقعی میرا تو دل اسکے قتل کرنیکو نہین چاہتا تھا مگر حکم لوح سے
اور تمہارے دھمکانے سے مین نے یہ کام کیا خیر خدا نے خوب بچا لیا ہی دیو مینا رنگ اسکی لاش کیا ہوئی
دیو نے جواب دیا کہ یہ جو لاش سامنے پڑی ہی اُسی کی ہی شاہزادے نے کہا کہ وہ حسن و جمال کیا ہوا جواب دیا
کہ سحر کا تھا آپکے دھوکا دینے کیلیے اور آپ اُسکے مکر مین مبتلا ہو گئے تھے اگر مین پوشیدہ طور سے
نہ منع کرتا ظاہر ہوکر منع کرتا تو وہ تجکو قتل کرتی اور آپکو بھی خدا نے خوب بچا لیا کی شاہزادے نے فرمایا کہ
رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت تم خوب وقت پر پہونچے اور مین نے بھی تمہارے کہنے پر عمل کر لیا خیر اب

تم جاؤ اپنے مقام پر اور لشکر لیکر قلعہ طلسمی پر آنا جب مقابلہ ہو ہاں یہ تو بیان کرو کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ یہاں
یہ معاملہ ہے دیو نے عرض کیا کہ جب آپ مرحلہ کو فتح کر کے ادھر کو تشریف لائے تو مجکو خبر ہوئی میں نے
خیال کیا کہ یہ بڑی مکارہ ہے کہیں ایسا تو نہو کہ شاہزادہ اسکے مکر میں آکر مبتلاے بلا ہو چلکر خبر تو لوں بس میں
جو یہاں آیا تو مجکو خیال تھا وہی ماجرا دیکھا خدا نے اپنا فضل کیا یہ کہکر دیو مینا رنگ تو طرف اپنے مقام
کے روانہ ہوا شاہزادہ اوسی مقام پر کھڑا رہا کہ ایک بگولہ پیدا ہوا کہ وہ اوس دیونی کی بھی لاش لیکر روانہ ہوا
بعد لاش جانے کے شاہزادے نے لوح دیکھی حکم ہوا کہ اے طلسم کشا مبارک ہو کہ مرحلہ مینا رنگ بھی
فتح ہوگیا مگر تو نے وضو کیا کھایا تھا باوجودیکہ ہمنے منع بھی کر دیا تھا مگر پھر بھی خیال نہ آیا اگر دیو مینا رنگ
نہ پہونچکر منع کرتا تو بڑی خرابی ہوئی تھی ہر مقام پر تجکو خیال رکھنا ضرور ہے اگر ایسے ہی ہر ایک سے مکر و
فریب میں آیا کریگا تو پھر طلسم کیونکر فتح ہوگا تجکو لازم ہے جسقدر تو لوح میں تحریر پائے اوسپر عمل کر اوسکے خلاف
نہ عمل کر اگر خلاف عمل کریگا تو مبتلاے بلا ہوگا پھر تا بہ قیامت پڑا رہیگا خیر اب جو گذشت گذشت آئندہ
سے خیال رکھنا بس اب تجکو لازم ہے کہ تو طرف مرحلہ خوکان کے روانہ ہو اور اوسکو جاکر فتح کر اوسکا طریقہ
یہ ہے کہ یہاں سے تو طرف مغرب کے روانہ ہو بعد چند میل راہ طے کرنے کے ایک سبزہ زار ملیگا اوس سبزہ زار
میں ایک درخت صندل بہت بڑا ہوگا بس تو اوسکو بقوت صاحبقرانی و طلسم کشائی جڑ سے اکھیڑ کر
پھینکدینا ایک دیو اوسکے بیخ سے پیدا ہوگا اوسکو کشتی لڑکر زیر کرنا اور اوسکو قتل کرنا اوسکا خون لیکر زمین
پر مارنا بس زمین شق ہوگی اور ایک چشمہ ظاہر ہوگا تو اوس چشمہ میں آنکھیں بند کر کے کود پڑنا جب پاؤں
زمین پہ لگیں آنکھیں کھولنا ایک صحرا میں پہونچیگا کہ جہاں سواے ریگ کے کوئی دوسری شے نظر نہ آئیگی
والسلام اوس صحرا میں پہونچکر پھر لوح کو دیکھنا اور جو حکم ہو اوسپر عمل کرنا بس شاہزادہ بموجب نوشتہ لوح
سبزہ زار میں پہونچا درخت صندل کو اکھاڑ کر دیو صندلی کو قتل کیا اور اوسکا خون زمین پر مار کر چشمہ کو
ظاہر کیا اور اوسمیں کود کر صحراے ریگستان میں پہونچے آنکھ جو کھولی دیکھا کہ ایک صحرا نہایت وسیع ہے
اور سواے ریگ کے کوئی دوسری چیز نظر نہیں آتی تھی شجر تک کا نشان نہ تھا شاہزادہ اوس صحرا کو دیکھکر
حیران ہوا اور ایک طرف کو روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ چار طرف سے ہزاروں خوک جنکے بڑے بڑے
دانت منھ سے باہر اور وہ خوک برابر شیر کلاں کے ہیں چلے آتے ہیں اور آکر شاہزادے کو چار طرف سے
گھیر لیا اور قصد کیا کہ اپنے دانتوں سے ہلاک کریں شاہزادے نے اونکو قتل کرنا شروع کیا جو جو قتل کر
رہے وہ دو چند زیادہ ہوتے جاتے ہیں بس شاہزادے نے عاجز ہو کر خوکوں کو اوٹھا اوٹھا کر زمین پر مارنا
شروع کیا مگر وہ کم نہیں ہوتے ہیں اور ترقی ہوتی جاتی ہے کہ شاہزادے کو خیال آیا کہ تو نے لوح کو نہیں
دیکھا دیکھوں تو کیا حکم ہوتا ہے بس یہ خیال کر کے لوح جو گلے میں پڑی ہوئی تھی اوسکو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے
طلسم کشا آگاہ ہو کہ جب تو صحراے ریگستان میں پہونچے جو کہ مقام و مسکن دیو خوک پیشانی حاکم مرحلہ
خوکان کا ہے تو تجکو لازم ہے کہ لوح کو دیکھے اگر شاید تو لوح کو دیکھنا فراموش کر جائے بس خوک تجکو آکر چار طرف
سے گھیر لیں تو تو اونکو قتل نہ کرنا اگر ایک کو قتل کریگا تو دس پیدا ہونگے تیری عمر اونکے قتل میں بسر ہو جائیگی
بس لوح کو اونکے درمیان میں ڈالدینا اور قدرت خدا کا تماشا دیکھنا وہ خوک خود باہم مقابلہ کر کے
ہلاک ہونگے ایک خوک جو کہ سب سے بڑا ہے وہ باقی رہیگا وہ لوح کو اوٹھا کر اور منھ میں دبا کر بھاگے گا تم جست
کر کے فوراً اوسکی پشت پر سوار ہونا وہ تمکو اپنی پشت پر سوار پاکر اور زیادہ گریز کریگا اور تھوڑی دور پر جاکر پانی میں کود
جائیگا تم بھی اوسپر خوب جمے بیٹھے رہنا تاکہ اوسکی پشت سے جدا نہو وہ تمکو لیکر ایک باغ میں پہونچے گا ہرگز ہرگز

اُس باغ کا نہ میوہ کھانا نہ پانی پینا اور اُسکی پشت پر سے اُترکر اُسکو تلوار سے قتل کرنا تلوار پر اسم حاشیۂ لوح
دم کرنا جبکہ قتل ہوے قبل اسکے کہ وہ زمین پر گرے اور اُسکے جسم مین آگ لگے لوح اُسکے مُنھ سے لے لینا
اُسکو دیکھنا والسلام یہ جو شاہزادے نے نوشتہ پایا لوح سے نگاہ اُٹھا کر زمین پر ڈالدی وہ خوک باہم لڑنے
لگے اور ایک تھوڑے عرصہ مین تمام ہلاک ہو گئے ایک خوک جو کہ برابر فیل کے تھا لوح مُنھ مین دبا کر بھاگا
شاہزادہ جست کرکے اُسکی پشت پر سوار ہوا آسمنہ جو بار پشت پر پایا اور زیادہ بھاگا یہانتک کہ قریب
غار پہونچکر اُس غار مین کود پڑا مع شاہزادے کے شاہزادے نے آنکھین بند کرلین تھین اب جو آنکھ کھولی
تو اپنے کو ایک باغ مین پایا مگر پشت خوک پر سوار تھا فوراً تلوار نیام سے لی اور اسم حاشیۂ لوح تلوار پر دم
کرکے اور اُسکی پشت پر سے کود کر ایک ہاتھ کمر پر مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے جیسے ہی وہ قتل ہوا شاہزادے
نے جھپٹ کر لوح اُسکے مُنھ سے لی اور لوح کا عکس اُسکے اوپر ڈالا کہ ایک شعلہ پیدا ہوا اور وہ جلنے لگا وہ تو
جلنے لگا اُنھون نے لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو اس باغ مین ایک بارہ دری ہے اُسمین
دیو خوک پیشانی حاکم مرحلہ بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے جب اُسکو اژدریا دو کا نامہ پہونچا کہ طلسم کشا داخل طلسم
ہوا ہے اُسکی فکر ضرور لازم ہے بس یہ فکر پیش نظر ہے کہ تم مقابلہ میں جو کہ اس مرحلہ سے متعلق ہو اپنے
فرزند دیو اسد کو حاکم کرکے تمھاری ذکر مین آیا اس سحر مین باغ سحر کے تاکہ بیٹھا اس امر کا خیال
رہے ادھر اسکو تمنے قتل کیا مرحلہ خوک کا ان نے فتح ہوا اُسکا فرزند مسلمان ہو وہ تمسے آکر ملیگا اُسکو حکم دینا کہ تم
اُسکے لیکر قلعہ طلسمی پر آؤ اور اُسکو رخصت کرنا اور اُسکے قتل کی تدبیر یہ ہے کہ تم سامنے بارہ دری کے جا کر
وہ سامنے بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے اُسکو للکارو کہ او نابکار مین تیری جان کا ملک الموت آپہونچا خبردار ہو جا
وہ تمھاری صدا سنکے دانت پیستا دلیر فوراً باہر آئیگا بارہ دری سے بس باہر کر اور وار تم پیشانی جھپٹ کر
یہ کہکر پر پرواز پیدا کرکے بھاگیگا کہ مین تیرے قتل کرنے کے لیے اشارہ سے آؤن تو تھا بلکہ کرون بس
جیسے ہی وہ بلند ہو اُسپر لوح کا عکس ڈالنا کہ اُسکی قوت پرواز کم ہو گی عکس لوح پڑنے سے بس یہ تدبیر
کرنا کہ پیکان تیر پر اسم حاشیۂ لوح دم کرکے اُسکی پیشانی پر اس تاک اندازی سے مارنا کہ وہ زرد داغ
جو ہی اُسپر تیر پڑے بس قدرت خدا کا تماشہ دیکھنا جب وہ دیو مر کر گریگا اور اُسکے مرنے کی علامت بلند ہوگی
تجھکو لازم ہے کہ لوح کو اپنے سر پر لینا تاکہ ہر آفت سے بچے جب وہ علامت برطرف ہو جاے گی تو ایک
چار دیواری تجھکو نظر آئیگی اُسکا دروازہ نہو گا اور اُسکو گردش ہو گی بس جب مشرق کا رخ تیری طرف
گردش کرکے آئے لوح کا عکس اُسپر ڈالنا وہ گردش اُسکی برطرف ہو گی دروازہ ظاہر ہوگا بس جست کرکے
اُسکے اندر جانا ایک دیونی کو دیکھے گا کہ وہ بیٹھی ہوئی چرخے کو گردش دے رہی ہو اُسکو للکارنا کہ خبردار ہو جا
مین آپہونچا وہ تجھکو دیکھکر یہ کہکر اُٹھنے کا قصد کریگی کہ افسوس طلسم کشا یہانتک آگیا وہ اُٹھنے نہ پاے کہ
تو اُسکے قریب پہونچ جانا اور وہی چرخہ اٹھا کر اُسپر مارنا جب تو چرخہ ماریگا اُسکے جسم سے شعلے
نکلکر چارون طرف سے گھیر لینگے بس تو لوح کو سر پر رکھنا تاریکی ہو گی بعد رفع تاریکی سامنے شہر
ہشتا مہر نظر آئیگا دیو اسد آکر قدمبوس ہوگا اُسکو بھی وہین تقریباً رخصت کرنا اور پھر آگے کو روانہ
ہونا جہان جو واقعہ گذرے لوح دیکھ لینا والسلام بس شاہزادے نے اسی تدبیر سے دیو خوک پیشانی کو
قتل کیا تاریکی ہوئی صدائے گیر ودار بلند ہوئی آواز آئی کہ کُشتی ہر انام من دیو خوک پیشانی بود شاہزادے
نے لوح سر پر رکھ لی تھی ہر آفت سے بچا جب تاریکی برطرف ہوئی نہ وہ باغ تھا نہ وہ عمارت سامنے ایک
مکان خام گردش کر رہا تھا اور وہی سحر ہو گیا تھا اسی تدبیر سے جو کہ لوح سے تعلیم ہوے تھے مکان

کے دروازے کو ظاہر کیا اور اُس دیونی کو قتل کیا آگ برسی برفباری ہوئی تاریکی ہوئی شاہزادہ بسبب برکت
لوح ہر آفت سے محفوظ رہا جب سب تاریکی برطرف ہو چکی آواز آئی کشتی مرا نام من چیخ زن جادو لو جب
تاریکی وغیرہ برطرف ہوئی سامنے سے شہر حسنا میہ نظر آیا اور اُس دیو کی لاش سامنے پڑی تھی نہ وہ صحراے
ریگ تھا نہ وہ مکان تھا بس ایک بگولہ پیدا ہوا دونوں کی لاشیں ایک سمت وہ بگولہ لیکر راہی ہوا ابھی شہزادہ
اُسی مقام پر تھا کہ در قلعہ کھلا اور سامان سواری باہر نکلا اُسکے بعد ہزارون دیو دار شمشاد ہاتھون مین لیے ہوئے
اور ایک دیو تخت پر سوار نظر آیا وہ سب سامان سواری اور لشکر دیو ایک طرف آکر قائم ہوا اور جو دیو تخت پر
سوار تھا وہ تخت پر سے اُتر کر شاہزادے کے قریب آیا مجرا بجا لایا شاہزادے کے قدم چومے اور عرض کیا
غلام لڑکا ہے دیو خوک پیشانی کا وہ تو حضور کے ہاتھ سے مارا گیا یہ خاکسار حاضر خدمت ہے وہ تھوڑے
زمانے سے بسبب بہکانے اژدر پریزاد بادشاہ طلسم کے ابلیس پرست ہو گیا تھا اُسنے اپنے کردار کی سزا
پائی مگر غلام نے اپنا مذہب قدیم یعنے اسلام نہین ترک کیا تھا گو اُسپر یہ امر ظاہر تھا وہ اپنے مقتل جانتا
تھا اسی سبب سے مجکو حاکم شہر کرکے آپکے مقابلہ کی فکر مین گیا تھا یہان اس عرصہ مین پھر غلام نے سبکو
مسلمان کیا اور اپنا سکہ وغیرہ جاری کیا اب آپ شہر مین تشریف لیچلیے غلام کو سرفراز فرمایئے شاہزادے
نے فرمایا کہ ابھی ہم نہین جا سکتے ہین تیرے ہمراہ تو اپنے شہر مین جا اور جب سنیے اور بادشاہ طلسم سے
مقابلہ ہو تو لشکر لیکر آنا بعد فتح طلسم ہم ضرور تیرے ہمراہ تیرے شہر مین آئینگے اور سیر کرینگے وہ زیادہ
نہ کہہ سکا ناچار سلام کرکے مع لشکر کے واپس گیا شاہزادہ ایک طرف کو روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ
سامنے سے ایک باغ نظر آیا یہ اُس باغ مین تشریف لیگئے در باغ کشادہ تھا یہ باغ کی سیر کرتے ہوئے
میوہ وغیرہ کھاتے ہوئے قریب شہر پہونچے دیکھا کہ ایک بارہ دری اُس باغ مین سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے
اور پردے ٹاپاچی کے پڑے ہوئے ہین اور سامنے بارہ دری کے ایک چبوترہ بھی ہے کہ اُسپر زربفت
کا نگیرہ طلائی چوبوں سے استادہ موتیوں کی جھالر لگی ہوئی ہے انھون نے خیال کیا کہ یہ باغ کسی بادشاہ
کا ہے وہ بادشاہ جب باغ کی سیر کو آتا ہے تو اس بارہ دری مین اُترتا ہے چل کر ذرا اندر سے بارہ دری کی
سیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے پردہ اُٹھا کر اندر بارہ دری کے آئے اُسکو شیشہ آلات و فرش نفیس سے
آراستہ پایا ہر قسم کا سامان عیش مہیا تھا یہ دیکھکر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ کیسی شوقین کا باغ ہے اور
وہ سہ درہ بھی کو بارہ دری کے دیکھنے لگے اور سیر کرنے لگے کہ ایک طرف جو یہ گئے تو اُنکے کان
مین کراہنے کی صدا آئی کہ جیسے کوئی بیمار یا وہ شخص کہ جو کہ بار گران کے نیچے پڑا ہوتا ہے اور ہل نہین سکتا ہے
یہ حیران ہوئے کہ یہ صدا کہاں سے آئی کان لگا کر سُنا اور کہا کہ یہ کون غریب ہے جو اس درد سے کراہ رہا
ہے اسکی خبر لینا ضرور ہے اور اسکو بلا سے نجات دینا لازم ہے یہ خیال کرکے کان لگا کر سننے لگے معلوم ہوا
کہ اس بارہ دری کے اُس کمرے سے صدا آتی ہے جو کہ مشرق کیطرف ہے بس یہ اُس طرف کو چلے جو جو
قریب پہونچتے ہین وہ صدا قریب ہوتی جاتی ہے جب بالکل قریب پہونچے تو یہ سُنا کہ کوئی مظلوم و بیکس
یہ آہستہ آہستہ دعا کر رہا ہے کہ اے کریم کارساز و اے رحیم بے نیاز واسطہ تجکو اپنی عزت و جلال کا واسطہ تجکو
اپنے مرسلین کا جلد مجکو اس بلا سے نجات دے ایک زمانہ ہوا ہے اس بلا مین مبتلا ہوئے کہ یا تو کسی
اپنے بندے کو بھیج کہ وہ آکر اس ظالم کو قتل کرے اور مجکو رہا کرے یا ملک الموت کو روانہ فرما کہ وہ
میری روح قبض کرے مجھ سے یہ کشاکش نہین اُٹھ سکتی ہے اب بہت عاجز ہون تا کہ صبر کروں
یہ صدا سنتے ہی شاہزادے کو اُسکے حال پر رحم آیا اور دلمین خیال کیا کہ نہ معلوم کون مصیبت زدہ ہے

جو اسطرح سے دعا کر رہا ہے اور کس بلا مین مبتلا ہے بس قریب کمرہ تو پہونچ چکے تھے کمرے کے دروازے پہ ہاتھ
رکھا اسکو اندر سے بند پایا پانچ دروازے تھے چار اندر سے بند تھے پانچوین مین باہر سے قفل لگا تھا اسکو انھون نے
توڑا اور پٹ کھول کر اندر جانیکا قصد کیا کہ صدا آئی پھر وہ ظالمہ آگئی اور نذر بانی کی صورت ہوئی نہ ملک الموت
نے آکر روح قبض کی مین کس بلا مین مبتلا ہوا ہون نہ معلوم کون ایسی خطا کی تھی کہ جسکا یہ سزا مل رہی ہے شاہزادے
نے کچھ جواب نہ دیا اندر قدم رکھا دیکھا کہ ایک جوان لباس سرخ پہنے ہوئے چوکھٹا کسا ہوا زمین پر پڑا ہے اور
اُسکے سینہ پر ایک سنگ گران رکھا ہے دونون ہاتھ پاؤن اور گلے مین طوق و زنجیر و بیڑیان پڑی ہین اُس سنگ
گران کے سبب سے وہ ہل نہین سکتا ہے ناچار و مجبور ہے بس اس خیال سے اُسکے حال پر رحم کھایا کہ چلیے کہ
اسکو اس بلا سے نجات دون نہ معلوم کس ظالم اظلم نے اسکو اس بیرحمی سے قید کیا اُسکو اسکے حال پر
ترس بھی نہ آیا یہ قریب جب پہونچے تو دیکھا کہ چہرہ اُس جوان کا بہت خوبصورت اور روشن ہے مثل آفتاب
کے اور بالکل ہم شکل رستم ثانی یعنے اپنے پدر کے پایا اور بالکل مشابہ اپنے عم نامدار شہریار عالیوقار کے
دیکھا پہلے تو گمان ہوا کہ یہ میرے عم نامدار یا پدر عالیمقدار ہین مگر جب غور سے دیکھا تو اُن دونون صاحبون
کو نہ پایا کیونکہ وہ ابھی بجز بل جوان ہین اور کمسن ہین یہ جوان تو ہے مگر انسے زیادہ سن ہے حیران ہوکر سوچنے
لگا کہ یہ کون صاحب ہین یہ تو یقین ہے کہ اُسی خاندان سے ہے جس خاندان سے مین ہون کیونکہ جو جو علامتین
میرے باپ اور چچا مین ہین وہ سب اس جوان مین ہین یہ جوان ضرور خاندان صاحبقران سے ہے
اور میرے والد بزرگوار کا عزیز ہے شاہزادہ تو یہ اپنے دل سے باتین کر رہا تھا اُدھر جب دروازہ کھولا
تھا تو اُس جوان نے یہ کہا تھا کہ وہ ظالمہ آگئی جب اُدھر دیکھا تو کیا نظر آیا کہ ایک جوان کمسن نوعمر کوئی آٹھ
سات برس کا چہرہ مثل آفتاب کے درخشان گلے مین ایک لوح زمردی پڑی ہوئی بر مین لباس شاہی سر پر
خود طلائی اسلحہ کمر سے لگے ہوئے میری طرف چلا آتا ہے بشرے سے آثار بہادری و شجاعت و جوانمردی نمودار
ہین جب قریب آیا تو دیکھا کہ خال سبز رنگ ہاشمی پیشانی پر عیان ہے اور زلفین خلیلی دوش پر ہین علامت
اولاد صاحبقرانی کی پائی جاتی ہے اور بشرے سے آشکار ہے کہ خاندان حمزۂ صاحبقران سے ہے اور بہت
مشابہ ہے حمزۂ صاحبقران و رستم ثانی و شہریار عالیوقار و ملک قاسم و علمشاہ عالیشان سے یہ
دیکھکر وہ جوان محبوس بلا حیران ہوا کہ یہ کون جوان ہے کہ جسمین کل علامتین خاندان صاحبقرانی کی موجود
ہین اور یہ یہان کیونکر آیا خیال کیا دلمین کہ ضرور یہ کوئی پوتا یا پر پوتا حمزۂ صاحبقران کا ہے یہ خیال کرکے
باواز نحیف کہا کہ اے جوان رعنا یہان سے بھاگ جا اپنی جان بچا اگر وہ ظالمہ آجائیگی تو بڑا غضب ہوگا جان
بچانا دشوار ہوگا اپنی جوانی اور حسن و جمال پر رحم کر یہ وقت اُسکے آنیکا ہے وہ آتی ہوگی شاہزادے نے آواز
بھی مشابہ آواز رستم ثانی سے پائی حیران ہوکر جواب دیا کہ یہ کیا آپ نے فرمایا کہ بھاگ جا وہ آتی ہوگی تو یہ
بڑی خرابی ہوگی مرد جو ہوتے ہین اور جس کام کا قصد کرتے ہین پھر اُسکو بدون سرانجام دیے ہوئے باز
نہین رہتے ہین کیون بھاگون اگر وہ آئیگی تو اپنی سزا اپنے کنارے ہین پائیگی ابتو مین تجکو بدون اس بلا سے
نجات دیے ہوئے واپس نہ جاؤنگا یہ جو شاہزادے نے کہا اُس جوان نے آواز بھی مثل اولاد صاحبقران
کی پائی اُسکے دل اور زیادہ حیران ہوا اور کہا کہ اے نادان میرا رہا ہونا بہت دشوار ہے ارے اپنی زندگی کو
غنیمت جان اور اس بلا سے بچنے کی تدبیر کر کیون میرے لیے اپنے کو آفت مین مبتلا کرتا ہے وہ بہت ستمگر
اور زبردست ہے اگر میری تقدیر مین رہا ہونا ہوتا اور اپنے عزیزون کے ہمراہ رہنا ہوتا تو ابتک رہا ہو چکا
ہوتا ایسی قید شدید اور ایسے ظالم کے قبضہ مین کیون مبتلا ہوتا جا تو اپنی راہ لے اور جدھر سے آیا ہے ادھر سے

چلا جا کیونکر تیرا آنا ادھر ہوا ارے تیرے ماں باپ نے کیونکر تیری مفارقت کو گوارا کیا کسی نے تجھکو منع بھی نہ
کیا ادھر نہ جاؤ یہاں ایک ظالمہ ستم کیش رہتی ہے اے جوان یہ طلسم چہل چراغ سلیمانی ہے یہاں کیونکر تیرا آنا
ہوا کس ظالم نے تجھکو یہاں بھیجا اُسکو تیری جوانی اور صورت پر رحم نہ آیا مجھکو تیری جوانی پر رحم آتا ہے کیوں مفت
اپنی جان کو برباد کرتا ہے بس معلوم ہوا کہ تو بڑا جوانمرد ہے تو ضرور تجھکو رہا کریگا اے جوان تو واپس جا جب میرے مقدر میں
رہائی نصیب ہوگی میں رہا ہو جاؤنگا میں کیوں اپنے لیے تیری جان لوں یہ تو مجھکو یقین ہو چکا ہے کہ اب میری
رہائی غیر ممکن ہے اِسی قید میں تڑپ تڑپکر مرونگا کیونکہ جن لوگوں سے یہ امید قوی تھی کہ اگر اُنکو خبر ہوگی تو میری
رہائی کی فکر کرینگے اول تو اُنکو خبر کیا کیسی ہوتی وہ کہاں اور ہم کہاں دوسرے وہ خود مبتلاے بلا ہیں مثل ہمارے
اور جو عزیز ہیں اُنکو خبر بھی نہیں ہے کہ وہ آکر خبر لیں پس اب کونسی صورت رہائی کی ہے شاہزادے نے جواب
دیا کہ آپ اطمینان رکھیے میں آپکو رہا کرونگا اور اُس ظالمہ کو قتل کرونگا اُس جوان نے جواب دیا کہ میں یہ نہیں
چاہتا ہوں کہ میرے سبب سے تو بلا میں مبتلا ہو شاہزادے نے کہا کہ میں بلا میں نہیں مبتلا ہوں بفضل ایزدی
میں نے تمام طلسم کو درہم و برہم کر دیا ہے صرف ایک مرحلہ باقی ہے وہ بھی فتح ہوا جاتا ہے اور ہمارے تو خاندان
اور بزرگوں کا یہی طریقہ ہے کہ ہر مظلوم و بیکس کی دادرسی کرتے ہیں ظالم کو سزا دیتے ہیں ہمارے بزرگوں نے
اکثر طلسم فتح کیے ہیں میں اُس خاندان سے ہوں کہ جس خاندان کے لوگ کسی بلا کو بلا اور کسی مصیبت
کو مصیبت نہیں خیال کرتے ہیں اور اپنے کام پر دوسرے کے کام کو مقدم جانتے ہیں جبتک اُسکو سرانجام
نہیں دے لیتے ہیں اُسوقت تک اپنے کام کیطرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں پس میں جبتک آپکو رہا نہ کرونگا
اور آپکو آپکے مسکن تک نہ پہنچا لونگا اُسوقت تک براے فتح طلسم نہ جاؤنگا گو میرے عزیز قریب اس
طلسم میں قید ہیں اور اُنکی رہائی کے لیے میں نے اس طلسم کو فتح کیا مگر اب مجھپر فرض ہوا کہ پہلے آپکو رہا کروں
اور اُس ظالم کو قتل کروں کہ جسنے آپکو اس بلا میں مبتلا کیا ہے پھر اُسکے بعد اپنے کام کو جاؤں یہ جو شاہزادے
نے کہا تو اُس جوان نے کہا کہ تم کس خاندان سے ہو اور تمھارے کون بزرگ اِس طلسم میں قید ہیں اُنکے
حال سے اور نام سے اور اپنے نام سے آگاہ کرو شاہزادے نے جواب دیا کہ پہلے میں آپکو رہا کر لوں تاکہ آپکے
حواس درست ہوں اور آپ اِس بلا سے نجات پائیں پھر میں اپنا حال عرض کرونگا اور آپکی کیفیت سنونگا
یہ کہکر اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر وہ سنگ گران وزن سینہ پر سے اُس جوان کے اُٹھایا اور الگ پھینکدیا
اور قصد کیا کہ طوق و زنجیر توڑ ڈالوں کہ اُس جوان نے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا خیر اب تم طوق و زنجیر نہ
توڑو بلکہ میرے ہاتھ پاؤں میخوں سے کھولدو یہ طوق و زنجیر کوئی شے نہیں ہیں میں خود اُنکو اپنے جسم پر سے
دور کر لونگا شاہزادے نے کہا کہ بہت خوب اُس جوان نے کہا کہ میں اس سنگ گران اور ان میخوں
سے ناچار تھا اور ہوں ورنہ اِس قید کو توڑ ڈالتا شاہزادے نے اُن میخوں سے ہاتھ پاؤں اُس جوان
کے کھولدیے وہ جوان اللہ اکبر کہکر اُٹھ بیٹھا اور زور کیا پہلے طوق اور زنجیر پر مگر نہ ٹوٹا راوی نے بیان کیا ہے کہ
وہ قید سحر تھی دوسرے وہ ساحرہ اُنکا زور کم کر گئی تھی بالکل طاقت نہ تھی کیونکر ٹوٹتی بہت زور کیا کچھ نہوا
آخر ناچار ہو کر رہگئے پس شاہزادے نے اُس طوق و زنجیر و ہتھکڑی و بیڑی کو بھی اُس جوان کے جسم سے
دور کیا کیونکہ شاہزادے کے پاس لوح تھی جو کہ دافع سحر ہے اور دوسرے اُسکی طاقت پوری تھی کوئی کمی نہ
تھی پس جب قید کو جسم سے دور کر چکا کہا کہ بسم اللہ بارہ دری میں تشریف لے چلیے اور اپنے حال سے
آگاہ فرمائیے اور میری حالت سماعت فرمائیے وہ جوان یہ طاقت و قوت دیکھکر بہت شرمندہ ہوا اور حیرت
سے اپنے دل میں کہا کہ تم ایسے کم قوت ہو گئے ہو کہ تم سے یہ طوق و زنجیر نہ ٹوٹ سکے اِس طفل نے توڑ ڈالے

بیٹھا ہوا ہی اور میرا معشوق قید سے رہا ہی یہ دیکھکر اُسکو نہایت غصہ آیا اور خیال کیا کہ اسی نے انکار کیا ہوگا انکار کیا
کہ او خیرہ سر تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی خوب عین وقت پر پہونچی تو تو اپنا کام کر چکا تھا سامری
نے خوب وقت پر پہونچایا ورنہ تو ضرور اسکو لیجاتا اب تو زندہ نہین بچتا ہی پہلے تجھکو قتل کرونگی اُسکے بعد اس سے
درخواست ہمبستری کرونگی کیونکہ آج مین بہت بیقرار ہون اب صبر نہین ہوسکتا ہی اگر اسنے آج بھی انکار کیا
تو اسکو بھی قتل کرونگی کیا ضرور ہی ایسے کو زندہ رکھنا جو کہ اپنے کام کا نہو اور ہر وقت جلاتا ہو اور جسکے سبب
ہر وقت خود غصہ پالکھتا ہو اسکو زندہ رکھنا کیا ہی اسکو قتل کرے اور کسیکو لاؤنگی کہ جو میری آتش شہوت کو بجھا دے اور
ہر وقت میرے ساتھ ہمبستر رہے کسی دیو کو یا قوی جوان کو لاؤنگی یہ جو کہا اور طرف شاہزادے کے چلی اُدھر اس
جوان نے شاہزادے سے وہ کلام کیے اور کہا کہ وہ تمھاری طرف آتی ہی شاہزادے نے بھی اسکی صدا سنی ایک مرتبہ
پلٹا کر دیکھا کیونکہ وہ منھ اُس جوان کیطرف کیے ہوئے بیٹھا تھا اُدھر پشت تھی جیسے ہی رخ پھیرا ایکبارگی
شاہزادے نے دیکھا کہ ایک عورت سیاہ فام موٹے موٹے ہونٹھ بڑے بڑے دانت دہانہ بڑا سا قد دراز بال چھوٹے
چھوٹے پستان بڑے بڑے لٹکے ہوئے گدھ دراز لہنگا پہنے ہوئے ننگی چادر سر پر میری طرف چلی آتی ہی گو وہ اپنی دانست
مین خوبصورت بنی ہوئی تھی مگر شاہزادے کو بسبب لوح کے بدصورت دکھائی دیتی تھی اُسکے سحر کو کہ جسکے سبب
سے وہ خوبصورت بنی تھی برطرف کر دیا تھا شاہزادے نے اُسکو دیکھکر لاحول پڑھی یہ بھی دیکھا کہ وہ کوئی ہزار برس
کی تھی بال سب کے سب سفید تھے اُدھر اُسنے جو شاہزادے کو دیکھا اور رخ پر نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل ہی
گو ابھی سن کم ہی مگر ہاتھ پاؤن خوبصورت ہین چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہی اسکو دیکھنا تھا کہ فریفتہ ہوگئی
دلمین کہنے لگی کہ اگر یہ راضی ہوجاوے تو اس سے خوب مزا ملیگا اور خوب شہوت کو کم کر دیگا کیا خوبصورت
جوان ہی اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہی اور کم سن بھی ہی اس سے خوب مطلب نکلیگا پہلے اُسے قتل کیا چاہتی
تھی یا ایکمرتبہ پکاری کہ اے جانی تم میرے پاس آؤ تاکہ مین تمکو گلے سے لگاؤن خوب پیار کرون اپنے دل
کی حسرت نکالون تیری صورت دیکھکر میرے دل سے اس جوان کی الفت جاتی رہی دوسرے میرے کام کا
بھی نہین ہی تو میرے ساتھ ہمبستر ہوگا تو خوب مزا ملیگا مین تجھکو اپنے سے کسی وقت جدا نکرونگی ہر وقت
ساتھ رکھونگی اگر تو میری ہمبستری قبول کریگا مین تجھکو بادشاہ ہفت اقلیم کردونگی اے جوان تجھکو دیکھکر میری آتش
شہوت اور ترقی کی میرا جی چاہتا ہی کہ تو مجھسے اسی مقام پر ہمبستر ہو اور اس جوان کو چھوڑ اور میرے
لبون اور رخسار پر بوسے دے تیرے اوپر اپنے کو تصدق کرتی ہون تیرا جسم و قد جی چاہتا ہی میرے ساتھ ہمبستر ہونا
مین کبھی انکار نکرونگی یہ جو اُسنے کہا شاہزادے نے جواب دیا کہ او لکاٹہ تیرا اسی مین ہی کہ میرے سامنے سے دور ہو
کیا بیہودہ بکتی ہی تو تو ایسی ہی کہ جیسے سیاہ آدمی ہیں اگر زیادہ کچھ بکیگی تو میرے ہاتھ سے ماری جائیگی اپنی زبان
کو تھامے رہ اور یہان سے چلی جا تو نے مجھکو بھی کوئی اور تصور کیا ہی بڑھی تو فاحشہ ہی کہ لوگون کو ہمیشہ اٹھا لاتی ہی
اور اُنسے فعل ناجائز کی درخواست کرتی ہی اگر وہ انکار کرتے ہین تو اُنپر ظلم و ستم کرتی ہی جیسے اس جوان کو رکھا ہی
جو تیرے سامنے بیٹھا ہی ہرگز نہ سکے وہ کرم کو فریب دیتی ہی اگر اب تونے قدم آگے رکھا تو یاد رکھنا کہ وہ تلوار ماروُنگا کہ مثل خیار تر کے
دو ٹکڑے ہوجائیگی یہ سنکر کہا اے جان جانان تو کیا کہتا ہی دیکھ مثل اس جوان کے پچھتائیگا مجھ جیسی حسینہ و جمیلہ عورت
اور محبت کرنیوالی نہ پائیگا جو تیرا جی چاہے کہ لے ابھی مین تجکو دل دیچکی ہون اگر گالیان دیگا تو برا نمانونگی مگر ہان
اپنے وصل سے شاد کر میری آتش شہوت کو اپنے آب وصل سے بجھا دے میرے گلے سے لگ جا میرے لبوں
عارض کے بوسے لے شاہزادے نے پھر دہی کلمہ کہا اور ہزارون گالیان دین تلوار لیکر اُٹھا کہ تو یہان سے نہین ٹلتی
بیہودہ بکے جاتی ہی اُسنے کہا اے یہ سر کاٹ لے دیکھ مین اُف بھی کرتی ہون مین تو تیرے اوپر مرتی ہون جو تیرا

جو نیا چاہتی ہے وہ ظلم کر کر اپنے وصل سے دل شاد کرے سچ ہے کہ معشوق ہمیشہ عاشق پر ستم کرتے ہیں شاہزادے نے کہا
کرو دیکھیں ہیں ایسا اپنے وصل سے تیرے دل کو شاد کرتا ہوں اور تیری آتش شہوت کو بجھاتا ہوں کہ تو بھی کیا یاد کریگی
جا لی کہاں ہے ایسا تجھکو خوش کرونگا کہ پھر کبھی تجھکو مرد کی خواہش نہوگی یہ کہتے ہوئے اسکی طرف چلے اُس جوان نے
کہا کہ اے نادان یہ کیا کرتا ہے ارے وہ ساحرہ ہے اسکے پاس نہ جا وہ سحر کریگی تو بیکار ہو جائیگا شاہزادے نے
جواب دیا کہ دیکھ میرا کیا کریگی میں اسکو بہتری کا مزا چکھا دوں یہ جو بار بار کہہ رہی ہے کہ میرا دل شاد کر یہ تو
تلوار سے ظلم کر سکے چلے ادھر اسنے خیال کیا کہ یہ سچ ہے اسکو وار کرنے دے جب یہ وار کرے تو سحر کرنا اسکا ہاتھ
خشک ہو جائیگا قوت کم ہو جائیگی پس اسکو قید کرنا جیسا قید کی ایذا ہوگی خود راضی ہوگا یہ دل میں خیال کر کے
کہا کہ لے یہ سر حاضر ہے کاٹ لے اچھا ہے کہ اس عذاب سے نجات پاؤں کہ میں تو تیرے اوپر مرون اور تو کچھ
خیال نہ کرے اس جینے سے اسی وقت کا مرنا بہتر ہے یہ کہکر سر جھکا لیا اور کھڑی ہو گئی چپکے چپکے کچھ بڑبڑانے لگی
ادھر شاہزادہ تلوار لیکر اسکے برابر پہونچا اُسنے سحر کیا کہ ہاتھ اسکا خشک اور قوت اسکی کم ہو جاوے مگر
اسکا سحر کچھ بالکل شاہزادے پر بسبب لوح طلسمی کے اثر نہ کیا اسنے جو دیکھا کہ میرے سحر نے اسپر اثر نہ کیا اور
وہ قریب آگیا ایک مرتبہ سر اٹھا کر کہا کہ تو بڑا بے رحم ہے میری اس حالت پر بھی تجھکو رحم نہ آیا [illegible] لئے
ہوئے یہ تیری سرکشی نہ جائیگی ٹھہر دار ہو جا میں سحر کرتی ہوں یہ کہکر چند دانے ماش کے اس گوہر دریائے
شجاعت پر مارے وہ سب ٹکڑا ہو گئے بالکل انھوں نے اثر نہ کیا اب تو بہت پریشان ہوئی مگر اپنے حواس
درست کر کے ایک گولہ جوڑے سے نکالا شاہزادے پر مارا وہ پاس شاہزادے کے آکر سرد ہو کر رہ گیا
پس اسنے یہ ماجرا دیکھا اپنے ہاتھ کو دیکھا اور سحر کر کے کہا کہ کیا سبب ہے جو اس جوان پر سحر نہیں اثر کرتا
ہے کف دست پر تحریر پایا کہ آگاہ ہو کہ یہ فاتح طلسم ہے اسکے پاس لوح طلسمی ہے اسپر تیرا سحر نہ اثر کریگا تو بیکار
کوشش کرتی ہے اپنی جان لیکر بھاگ ورنہ قتل ہوگی یہ جو تحریر پایا کف دست پر بہت گھبرائی قصد بھاگنے
کا کیا کہ بھاگ جاؤں شاہزادہ قریب آچکا تھا فرار ہونیکا راستہ نہ ملا مجبور ہو کر زمین پر لوٹ گئی اور شیر
کی صورت بنکر شاہزادے پر حملہ آور ہوئی شاہزادے نے چاہا کہ جو تلوار کا وار کیا عکس لوح جو اسپر
پڑا اسکی صورت بدل گئی دیکھا کہ ہاتھ پاؤں زمین پر ٹیکے ہوئے مثل کتے کے یہ کتیا چلی آتی ہے تو اپنے
خیال میں شیرنی ہوئی ہے وہاں شکل تبدیل ہو چکی تھی اور شاہزادے کی تلوار بھی چل چکی تھی جتنی قوت
اسنے قدر کیا [illegible] ماروں ادھر تلوار کمرگاہ پر پڑی ہی تلوار کا پڑنا تھا کہ دو ٹکڑا ہو گئے تلوار اسکی کمر کو کاٹ کر
زمین پر آئی وہ دو ہو کر گری شور ہوا اور گیر پیدا ہوا تاریکی ہو گئی اور یہ سر کر گری ادھر وہ باغ و عمارت گرنے
لگی کل باغ و بارہ دری دھواں ہو کر اڑ گئی تاریکی چھا گئی بعد تھوڑے عرصہ کے صدا آئی کہ کشتہ ہوئی [illegible] نام
من حریر جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم [illegible] جب یہ صدا آچکی وہ تاریکی برطرف
ہوئی شاہزادے اور اس جوان نے دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے نہ وہ بارہ دری نہ وہ کمرہ ہم دونوں آدمی صحرا
میں ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں اور لاش اس ساحرہ کی پڑی ہوئی ہے پس اُس
جوان نے دوڑ کر شاہزادے کو گلے سے لگایا چشم و ابرو پر بوسہ دیا اور کہا کہ اے گل گلشن شجاعت و اے
گوہر صدف جرات و ہمت جلد بیان کر کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے تجھ سے تو خون عزیزی اور بو قرابت
کی آتی ہے راوی نے بیان کیا کہ جب سے اس جوان نے شاہزادے کو دیکھا ہے ایسی محبت پیدا ہوئی
ہے کہ جیسے باپ کو بیٹے سے ہوتی ہے یہ جی چاہتا ہے کہ اسکو کلیجہ میں جگہ دوں گرد پھروں آخر کو تاب نہ رہی گلے
سے لگا لیا اور پیار کیا اور حال دریافت کیا شاہزادے نے جواب دیا کہ میں تو اپنا حال عرض کرونگا مگر پہلے

آپ اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے اور اس حال سے کہ کس خاندان سے ہین اور یہ واقعہ کیا ہوا اور کب سے
آپ اس نگارہ کی قید مین ہین اور کیونکر اسکے ہاتھ لگے کیونکہ مجھکو بھی آپ سے بوے محبت آتی ہوئے معلوم
ہوتی ہے اور الفت ہو گئی ہے اسطور کی کہ جیسے خورد کو بزرگ سے ہوتی ہے اور آپکی صورت اور بدن سے مبارک
میرے چند بزرگون سے بہت مشابہ ہے مین خود اسوقت سے حیران ہون کہ آپ کون بزرگوار ہین اس
جوان نے جواب دیا کہ اے موجب راحت و آرام قلب ناتوان تو بھی میرے خاندان کے لوگون سے بہت
مشابہ ہے اور جنکے مشابہ مین ہون ان تمھارے بزرگون کے کیا نام ہین مجھکو آگاہ کر شہزادے نے
کہا کہ اگر گستاخی نہو تو مین عرض کرون اس جوان نے کہا کہ شوق سے جو کچھ کہنا ہو کہو مجھکو کسی بات مین
عذر نہین ہے اگر جان کے خواستگار ہو گے تو جان تک حاضر ہے تمنے میرے اوپر بڑا احسان کیا ہے شہزادے
نے جواب دیا کہ بس یہ عرض ہے کہ پہلے آپ اپنے حال سے آگاہ فرمایئے پھر مین اپنا حال عرض کرونگا اسوقت
اس جوان نے کہا کہ بیان کرون مگر مجھکو بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے ایک وہ زمانہ تھا کہ ہم غریبون کی
کمک کرتے تھے اور اب وہ زمانہ ہے کہ ہماری دوسرے کمک کرتے ہین ہم ناچار و مجبور ہین اب اپنا حال
ظاہر کر کے اور بزرگون کا انکو بھی بدنام کرنا ہے شہزادے نے فرمایا ہے کہ قسم ہے آپکو خداوند کریم کی اپنے حال سے
آگاہ فرمایئے اس جوان نے کہا کہ تمنے جو سنا ہو کہ حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان جو کہ
زوج آسمان پری تھے وہ میرے پردادا تھے مین خاندان صاحبقران سے ہون میرے جد بزرگوار کا نام عالمشاہ
عالی شان تھا جو کہ قاتل کیتان فرنگی تھے اور فرزند رشید صاحبقران تھے اور میرے پدر بزرگوار کا نام
ملک قاسم تھا جو کہ فاتح طلسم افراسیابی تھے مین ملک قاسم کا فرزند رشید ہون میرا نام ملک ایرج
نوجوان ہے مین بدنام کرنیوالا نام بزرگون کا ہون اپنے میرے بزرگون کی اور نہ میری کسی دوسرے نے کمک
کی سوا سے آج کے ای جوان آگاہ ہو کہ بعد قتل ہونے لقا کے صاحبقران اول خانہ کعبہ تشریف
لیگئے انکے فرزند امیر ثانی صاحبقران ہوئے ہم سب لوگ انکے ہمراہ رہے بس ایرج نوجوان نے ابتدا
سے حال صاحبقران اول و ثانی سب بیان کیا اور کہا کہ میرے کئی فرزند ہین دو بہت زبردست ہین
ایک کا نام رستم ثانی ہے جو کہ بہت سے طلسم فتح کئے ہین دوسرے کا نام شہریار عالیوقار ہے اور تم میرے اسی
فرزند رستم ثانی سے مشابہ ہو اور شہریار سے ایرج نوجوان نے کل حال اپنے خاندان کا اور کل واقعات
بیان کیے اور کہا کہ ای جوان میرا واقعہ یہ ہے کہ جب صاحبقران ثانی بعد قتل زمرد ثانی و تورج حرامی
کے مع ایک سو چالیس سردارون کے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیجانے لگے انھین دنون مین بھی تھا سبب اسکا
یہ تھا کہ صاحبقران ثانی نے خلافت قاعدہ بدیع الملک نوجوان کو جو کہ نور الدہر پسر بدیع الزمان
کا فرزند ہے اپنا جانشین کیا اور صاحبقران ثالث کا خطاب دیا لیکن یہ امر ہم سب دستہ چیپون سے
ناگوار ہوا مگر حکم صاحبقران سے مجبور تھے مین تو ہمراہ صاحبقران کے کعبہ کو روانہ ہوا میرا فرزند رستم ثانی
بجپنے سے کار رہا گیا شہریار میرا دوسرا فرزند فرنگستان مین تھا اسکو اس حال کی خبر نہ تھی ایرج نوجوان نے
اپنی اور علیحدہ کی اور ملک قاسم و رستم ثانی و شہریار کی بڑی بڑی بہادری بیان کی سوا اسکے اسکے
اور سب کی بھی تعریف کی بہ کہ صاحبقران ثانی مع سب کے حج بیت مین جو پہنچے وہان خیمہ و خرگاہ بپا
ہو گئے سب اترے رات کو ساحرون نے جو کہ بہت بڑے دشمن تھے ان خیمون اور ڈیرون مین آگ لگا دی
جسسے ہم سب کو معلوم ہوا تو ہم سب منتشر ہو گئے نور الدہر بھی ہمراہ صاحبقران تھے مین کہ نور الدہر
ایک طرف اس آگ سے نکل بیٹھے اب ہمکو حال صاحبقران نہین معلوم کہ انپر کیا گذری ہم دونون

آدمی عالم بدحواسی میں اُس عالم شب میں آگ سے نکلکر راہی ہوئے اور اپنے ساتھ والونکو تلاش کرنے لگے اور
نظر آگ گل کرنیکی کرنے لگے چنانچہ جدھر جاتے تھے سوائے صدا کے کچھ سنائی نہیں دیتا تھا اور چارون طرف شعلہ
آگ لگی ہوئی تھی پریشان پھر رہے تھے کہ یکایک ایک برق چمکی اور چشم میں بڑی خیرگی ہوئی میں سنبھلنے نہ پایا تھا
کہ ایک پنجہ میرے کمر میں پڑا اور مجھکو لیکر ہوا پہ آسمان ہوا بسبب کثرت ہوا اور بلندی کے میں بیہوش ہوگیا
اب مجھکو خبر نہیں کہ میرے بعد صاحبقران پر کیا گذری اور لوزالدہر پر اور کون اُس آگ سے بچا اور کون
ہلاک ہوا واللہ اعلم اب جو مجھکو ہوش آیا تو میں نے اپنے کو اس باغ میں پایا کہ جہان سے تجھے مجھکو رہا کیا میں نے
خیال کیا کہ میں آگ میں جل گیا اور میری روح کو ملک الموت لاکر بہشت میں چھوڑ گئے میں سیر باغ کرنے
لگا کہ ایک طرف سے چند عورتوں کے بولنے کی آواز آئی میں ادھر کو چلا جب سب نے مجھکو دیکھا نامحرم نامحرم
کہکر میرے پیچھے دوڑیں چنانچہ اُنہیں ایک نازنین نکلی آئی میرا دل اُس پر آگیا وہ میرے اوپر فریفتہ ہوئی
بعد گفتگوے بسیار میں اُسکے ہمراہ بارہ دری میں آیا اُسنے صحبت عیش آراستہ کی مجھکو شراب پلائی میں نے
سوال اسلام کیا اُسنے کہا کہ میں مسلمان ہوں بس جب میں شراب پیکر خوش ہوا اسوقت تخلیہ ہوگیا میں
اُس سے ہمکنار ہونے کے قصد سے اور بوسہ لینے کے ارادے سے اُسکے قریب آیا اور منہ اُسکے قریب
لیگیا ایسی بو سڑی آئی کہ میرا دماغ متعفن ہوگیا غشیان کی نوبت پہونچی میں الگ ہٹ بیٹھا اُسنے سبب
پوچھا میں نے بیان کردیا کہ تیرے منہ سے بوے بد آتی ہے تو ساحرہ ہے میں تجھ سے ہمکنار نہیں ہوسکتا ہون
ہمارے مذہب اور ہمارے خاندان میں ساحرہ سے ہمبستر ہونا ناجائز ہے اُسنے بہت منت سے کہا کہ میرا نام
صہبا جادو ہے اور میں خاندان دام جادو سے ہوں دام میری نانی تھی میں دختر ہوں سمر ماہ جادو
کی میں ایک مدت سے تیرے اوپر عاشق تھی مگر موقع نہ پاتی تھی چنانچہ تیرے آج باغ میں جب آگ
لگی اور تو پریشان ہوکر نکلا تو مجھکو موقع ملا میں پنجہ بنکر لے آئی یہاں پردہ قاف میں اور تو طلسم جہل چراغ سلیمانی
میں ہے اگر مجھکو ناراض کرکے نکل جائیگا تو بھی تیری رہائی غیر ممکن ہے بس اپنے وصل سے میرے دل کو شاد کر میں نے
کہا کہ یہ تو ہرگز نہوگا اُسنے کہا کہ میں اس خوف سے یہاں آکر مقیم ہوئی کہ تیرے بزرگ ساحر و ساحرکش ہیں کہیں
ایسا نہو کہ وہ خبر پاکر آئیں اور مجھکو قتل کرکے تجکو رہا کرالیجائیں بس یہاں تک نہیں سکتے ہیں نہ میرے حال
سے خبردار ہوسکتے ہیں یہ جو اُسنے کہا مجھکو زندگی اور رہائی سے ناامیدی ہوگئی خاموش ہو رہا وہ دوسری طرف
سے اس قصد سے چھری کہ گلے پر لگائے میں نے اُٹھا یا ہاتھ مارا کہ اُسکے منہ سے خون نکلا تلوار لیکر اُس پر چلا اُسنے
سحر کیا کہ میری طاقت بالکل زائل ہوگئی اور ہاتھ میرا خشک ہوکر رہگیا اُسنے پھر مجھ سے سوال وصل کیا اُسنے
مجھ سے عاجز ہوکر اس گھر میں قید کیا اُسدن سے یہ اُسکا دستور تھا کہ دن کا میں دو ایک مرتبہ مجھکو اپنے
روبرو بلاتی تھی اور سوال وصل کرتی تھی جب میں انکار کرتا تھا ہر قسم کی اذیت دیتی تھی میں جو میں مبتلا
تھا ایکدن اُس لڑکا نے کہا کہ آج طلسم میں تمہارا فرزند رستم ثانی قید ہوگیا ہے اور بادشاہ طلسم نے قید کرکے
طلسمی میں قید کیا ہے مجکو بڑا صدمہ ہوا اور میں نے کہا کہ وہ نہیں گئی تھی وہ کہاں اور طلسم کہاں وہ دنیا
پرکہ یہ پردہ قاف ہے پھر خیال آیا کہ شاید یہاں کسی جنر دیو کے مقابلہ کیلئے آیا اور اسیر ہوگیا
ہوا تھا چند سال کے بعد اُس لڑکا نے کہا کہ تیرا دوسرا فرزند شہریار بھی گرفتار قید ہوگیا یا ہے مجکو اور زیادہ
صدمہ ہوا میں نے اُس سے کہا کہ مجکو اُسوقت یقین نہیں آئیگا جب تک تو مجھکو دکھلائیگی اُسنے کہا کہ اچھا
بس اُسنے کہا تدبیر کی کہ دربانان قید خانہ سے ملاقات پیدا کی میں جب سامنے آتا تھا یہ سوال کرتا تھا کہ
دکھلا نہ لائی وہ کہتی تھی تدبیر کرتی ہوں بس جب خدا نے چاہا تو تم باہم ہوگئی ایکدن تجھے کہا کہ آج تم

چلو مین تمکو ان دونون قیدیان طلسم کو دکھلاؤن مین نے دربانان زندان کو راضی کر لیا ہی مگر ایک شرط ہی اگر تم
قبول کرو مین نے کہا کہ وہ کیا شرط ہی اُسنے کہا کہ مین تمھاری آرزو بر لاتی ہون تم میری آرزو بر لانا اپنے وصل
سے شاد کرنا مین نے خیال کیا کہ اگر انکار کرتے ہو تو پھر یہ نہ لیجائیگی مصلحت یہ ہی کہ اسوقت اقرار کر لو مین نے
اقرار کیا وہ مجکو تخت سحر پر سوار کرکے زندان طلسمی مین لائی مین نے دیکھا کہ ہزارون آدمی قید مین انمین میرے
دونون فرزند رستم ثانی و شہریار بھی طوق و زنجیر پہنے گرفتار بیٹھے ہوئے ہین مین انکو دیکھکر حیران ہوا اور وہ
مجکو اُنھون نے سلام کیا مین نے دعا دی اور اشارے سے پوچھا کہ تم یہان کیونکر اسیر ہوکر آئے اُنھون نے
اشارے سے جواب دیا کہ کیا عرض کرین یہی سوال اُنھون نے مجھسے کیا مین نے یہی جواب دیا وہ یہ حیران ہو ہوکر
دیکھ رہے تھے کہ یہ تو ہمراہ صاحبقران طرف خانہ کعبہ کے گئے تھے یہان کیونکر پہونچے مین یہ حیران ہو ہوکر
دیکھ رہا تھا کہ یہ تو پردۂ دنیا پر اپنے لشکر مین تھے یہان کیونکر آئے کہ وہ لکاتہ مجکو لیکر واسطے اپنے باغ
مین چلی آئی مجھسے کہا کہ اب تم وعدہ وفا کرو مین نے انکار کیا وہ بہت برہم ہوئی اور پھر مجکو قید کیا مین نے
کہا کہ تو مجکو بھی اُسی قیدخانہ مین قید کر جواب دیا کہ ہان تم سب ملکر میرے قتل کی فکر کرو اور مجکو ہلاک کرو بس تم
یہان تڑپو اُنکے لیے وہ تمھارے بیٹے وہان تڑپین دوسرے تم میرے قیدی ہو کوئی بادشاہ طلسم کے
قیدی نہین ہو جو قیدخانہ طلسمی مین قید کیے جاؤ وہ تو قیدی طلسم ہین بس مین خاموش ہو رہا اور اُسدن سے
قید مین بسر کرنے لگا وہی طریقہ تھا کہ ہر روز یا کہ مجھسے سوال وصل کرتی تھی جب مین انکار کرتا تھا تو اذیت
دیکر قید کرتی تھی اسی طریقہ سے کہ جسطور سے تمنے دیکھا خدا سے ہر روز اپنی رہائی کی دعا کرتا تھا اور یہی
دعا تھی کہ اگر رہائی مقدر مین نہین ہی تو ملک الموت کو حکم ہو کہ وہ روح قبض کرلے کہ خداوند کریم نے میرے
حال پر رحم فرمایا کہ تمنے آکر اس بلا سے نجات دی اور اس ساحرہ کو قتل کیا یہ میرا واقعہ تھا جو کہ مین نے بیان
کیا اب تم اپنے حال سے آگاہ کرو راوی بیان کرتا ہی کہ وہ جو رستم ثانی نے دوسرے دن خواب مین اپنے
پسر سہراب ثانی سے کہا تھا کہ تمھارے جد نامدار بھی اس طلسم مین قید ہین اور وہ بھی مبتلا سے بلا ہین یہ کوئی
اعتراض نہ کرے کہ رستم ثانی کے پاس بیٹے قیدخانہ طلسمی مین تو وہ قید نہ تھے بلکہ دوسرے مقام پر تھے
پھر کیونکر رستم ثانی کو معلوم ہوا اور اُنھون نے سہراب ثانی کو خبر دی اسطور سے معلوم ہوا تھا کہ جو کہ مین نے
تحریر کیا اور یون باہم ملاقات ہوئی اور ایرج نوجوان نے اشارے سے کہا تھا کہ مین اس ساحرہ
کی قید مین ہون وہ بھی رستم ثانی نے سہراب ثانی سے کہا تھا ایرج نوجوان آٹھ برس قید سحر جادو
مین مبتلا رہے بعد آٹھ برس کے سہراب ثانی نے سحر جادو کو قتل کرکے رہا کیا یہ جملہ معترضہ تھا آمدم برسر
مطلب جب یہ سوال ایرج نوجوان نے سہراب ثانی سے کیا کہ تم اپنا حال بیان کرو اور سہراب ثانی
کو یہ امر بخوبی بیان ایرج نوجوان سے ثابت ہو گیا کہ یہ میرے جد بزرگوار ہین میرے والد رستم ثانی کے
پدر عالیمقدار ہین ملک قاسم کے فرزند ارجمند ہین حمزہ صاحبقران کے جگر بند ہین اکثر اپنی مان کی زبانی
سُنا بھی کرتا تھا کہ ایرج نوجوان تمھارے دادا ہین وہ یہ کہا کرتی تھین شہریار عالی تبار سے بھی سُن
چکا تھا اور صورت سے بھی مشابہ پایا اور کل حال بھی سُنا بس دوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور قدم چومے اور یون
عرض کرنے لگا کہ مجکو یہ معلوم تھا کہ آپ میرے جد بزرگوار ہین ورنہ مین کبھی اسقدر دیر [illegible] نے مین نہ
کرتا کو مجکو حیرت تھی کہ یہ تو بالکل میرے باپ اور مجھ سے مشابہ ہین ضرور اُنکے خاندان کے مین کوئی میرے
بزرگ ہین یہ نہ معلوم تھا کہ میرے جد نامدار ہین میری دعا کو مستجاب فرمایئے ای جد نامدار [illegible] آپکے نور نظر
سرور قلب و جگر فرزند ارجمند شہریار رستم ثانی کا فرزند ہون اور آپکا ادنا غلام ہون میرا نام سہراب ثانی ہی

مین پردۂ قاف مین ملکہ مضراب پری دختر اخضر پریزاد عالم پردۂ پنجم قاف کے بطن سے پیدا
ہوا ہون یہ جو سہراب ثانی نے کہا ایرج نوجوان پہلے ہی سے حیران تھے کہ یہ کون جوان ہی جو کہ بالکل
مشابہ ہی رستم ثانی و شہریار سے بس یہ جو سہراب ثانی نے عرض کیا ایرج نوجوان نے اپنے خاندان
کی علامتین بھی سب سہراب ثانی مین پائین خوش ہو کر گلے سے لگا یا مبارکباد دی اور فرمایا کہ تم میرے
نور نظر ہو مین نے جب سے تمکو دیکھا تھا حیران تھا کہ یہ میرے فرزند رستم ثانی کے ہم شکل ہین اور میرے
خاندان کی نشانیان بھی موجود ہین اور یہ قدرت و جرأت و ہمت سوا ے خاندان صاحبقران کے کسی مین
نہین ہی ضرور یہ میرے خاندان سے ہی اسی سبب سے مین زیادہ تر استفسار حال کی کوشش کرتا تھا
اور تمہاری محبت بھی میرے دلمین پیدا ہو گئی تھی خون عزیزی بھی رگون مین جوش مار رہا تھا یہی جی چاہتا
تھا کہ تمکو گلے سے لگاؤن اپنی جان نثار کرون شکر ہی اس خدا ے کریم کا کہ تم میرے پوتے نکلے اور کسی غیر کا
میرے اوپر احسان نہوا کہ یہ جوان دست راستون مین سے ہی اور انکا احسان میرے اوپر ہی مگر خدا نے اس
امر سے بچایا کہ تم میرے لخت جگر کے پارۂ دل ہو یہ کہکر خوب سر و چشم پر بوسے دیے اور فرمایا کہ تم اس حال سے
آگاہ کرو کہ میرا فرزند رستم ثانی پردۂ قاف مین کیونکر آیا اور اس طلسم مین کیونکر اسیر ہوا سہراب ثانی
نے عرض کیا کہ واقعہ یہ ہی اور یون مین نے سنا ہی اور جو کچھ میرے روبرو گذرا ہی کہ جب صاحبقران ثانی
بدیع الملک کو صاحبقران فرما کر خانۂ کعبہ تشریف لیگئے اور یہ خبر میرے والد کو ہوئی انکو بڑا صدمہ ہوا
بس انھون نے یہ خیال فرمایا کہ بدیع الملک میرے ہم چشم تھے اور میرا دنگل اور انکا مقابل مین بارگاہ
مین بچھا تھا اب مین انکی اطاعت کرون بس فقیر ہو کر اپنے لشکر سے نکل گئے راوی نے بیان کیا ہی کہ
سہراب ثانی نے رستم ثانی کا فقیر ہو کر نکلنا شہر زرین حصار مین پہونچنا اور صیقل کشتی گیر کو قتل کرنا
تقبل دیو پیرو رکو زیر کرنا اور بادشاہ کا خوش ہو کر اور فقیر جان کر عزت کرنا انکا بیرون شہر تکیہ بنواکر
قیام کرنا بعد مدت کے سب اہل شہر کو مسلمان کرنا بیان کیا اور کہا اسی زمانہ مین پردۂ قاف مین اخضر
پریزاد کی دختر مضراب پری پر دیو ہامان عاشق ہوا اور بادشاہ سے پھر گیا بس سہراب نے دیو
ہامان کا مقابلہ کرنا اخضر کا شکست کھا کر قلعہ بند ہونا سرور جنی کا زائچہ کرکے بیان کرنا کہ پردۂ دنیا پر
ایک قصبہ ہین اگر وہ آئین تو اسکو زیر کرین اور تعریف کرنا اخضر کا دیو روانہ کرکے بموجب نشان دستے
سرور جنی رستم ثانی کو اٹھوا منگوانا انکا آنا اور کل حالات دربار دیو ہامان کے نامہ برکو ہلاک کرنا رستم
کا اور مقابلہ کرکے اسکو مجروح کرنا اسکا بھاگنا رستم کا چشمہ شہنگال پر براے سیر ہمراہ مضراب پری جانا
دیو مثقال ہون دیو ہامان کا جا کر مقابلہ کرنا رستم ثانی کے ہاتھ سے ہلاک ہونا شہر مین آنا بصلاح سرور جنی
مضراب پری کے ساتھ رستم ثانی کا عقد ہونا پھر ہامان کا آکر مقابلہ کرنا اور زیر ہونا اور تکیہ سے اطاعت
کرنا اپنا پیدا ہونا رستم ثانی کا شکار پر جانا دیو ہامان کا دھوکہا دیکر اسیر طلسم کرانا عرض کیا کہ اسطور سے
میرے والد اسیر طلسم ہوے تم اس زمانہ مین میرا سن چار یا پانچ برس کا تھا سب کا یہ حال سنکے رنج و غم کرنا
ہامان کا پھر منحرف ہو کر لشکر کشی کرنا پھر سرور جنی کا زائچہ کرنا اور بیان کرنا کہ اس لڑکے اور ایک فقیر اسی خاندان
کا ہی اسکو اگر طلب فرمائیگا وہ آکر دیو ہامان کو زیر کریگا اور اس جنگ کو سر کریگا اخضر کا پھر دیو کو روانہ کرنا اسکا شہر یالہ
کو لیکر آنا دیو ہامان کا قلعہ پر یورش کرنا اخضر پریزاد کا سہراب ثانی کو بہانہ سے براے شکار روانہ کرنا بیان
کیا اور عرض کیا کہ مجھکو نانا جان نے فریب دیکر شکار کو روانہ کر دیا اپنا شکار مین مصروف ہونا صدا توپ کی
کان مین کرنا ایک دیو سے حال دریافت کرنا تو شکار رہنا اپنا اسیر خفا ہونا اسکا سب حال بیان کرنا لیکن اپنا

ملائیگا تو ملیں گے ورنہ مجبور رہیں رستم ثانی و شہریار سے ملنے کی حسرت رہگئی خیر تمکو دیکھ لیا ای فرزند لوح سے خبردار ہو
اور لوح کو دیکھو کہیں ایسا نہو کہ کوئی حریف تمپر بھی دست اندازی کرے یہ جو صدا شہر اسپ نے سنی اور گھبرا کر دیکھا اور
خیال کیا کہ یہ کیا جد نامدار فرماتے ہیں پریشان ہوکر ادھر ادھر دیکھا یکایک نگاہ جو بلند ہوئی دیکھا کہ جد نامدار کو ایک
پنجہ اوٹھائے لیے جاتا ہی سوا پنجہ کے کچھ نظر نہیں آتا ہی انھوں نے قصد کیا تھا کہ تیر لگاؤں جب تک ہوا سے
پنجہ اور ایرج نامدار کے نہ پایا ناچار ہوئے اور پکار کر کہا کہ ای جد نامدار میں نے آپکو سپرد خدا کیا یہ کہتے رہے کہ پنجہ
وہ پنجہ غائب ہو گیا انکو بہت صدمہ ہوا لیکن کیا کرتے ناچار رہگئے مجبور ہوکر رہگئے اب لوح کا خیال آیا ایرج نامدار کے
کہنے سے دلمیں کہا کہ بڑی غلطی کی کہ لوح کو نہ دیکھا ورنہ یہ واقعہ پیش آتا ضرور کوئی نہ کوئی حکم لوح سے ہوتا مگر خیر جو
مشیت باری ہی یہ دل سے باتیں کرکے لوح کو دیکھا اسمیں تحریر تھا کہ جب تو مرحلہ خوکان فتح کرکے مرحلہ خرسان
کیطرف روانہ ہوگا تو راہ میں باغ حمیرہ جادو کا ملیگا چونکہ تو اسی ہو دمامہ جادو کی اور یہ دونوں [illegible]
حمزہ صاحبقران بیٹے ایرج نوجوان تیرے دادا کو لیکر یہاں آئی ہو اور مقیم ہو اور وہ تیرے دادا پر عاشق ہو
اور انکو قید کر رکھا ہی اس سبب سے کہ انھوں نے وصل سے انکار کیا ہو پس اسکو قتل کرکے اور انکو رہا کرکے
طرف شہر حبشامیہ کے روانہ کرنا اور خود طرف مرحلہ کے روانہ ہونا اگر انکو ہمراہ رکھیگا تو خرابی ہوگی وہ پھر گرفتار
ہو جائینگے کیونکہ فاتح طلسم کو تنہا براے فتح طلسم جانا چاہیے اگر شاید تو لوح نہ دیکھے اور انکو رہا کرے کیونکہ تیر
اور سحر کسی کا اثر نہ کریگا اور وہ تیرے ساتھ براے فتح مرحلہ جائیں اور راہ سے کوئی پنجہ لیجائے تو کوئی مقام خوف و
اندیشہ نہیں ہی وہ بعد فتح مرحلہ خرسان تجھے اسی مرحلہ میں ملینگے تو اندیشہ نہ کر اور اپنے کام میں مصروف ہو یہ
جو تحریر پایا پہلے تو اپنی نادانی پر بہت نفرین کی اسکے بعد اطمینان بھی ہوا کہ اسی مرحلہ پر ملینگے پس پھر لوح کو دیکھا
اسمیں تحریر تھا کہ جب تو اپنے جد بزرگوار ایرج نامدار کو رہا کر چکے خواہ انکو حبشامیہ کو روانہ کرے خواہ انکو پنجہ لیجائے
پس بعد اس واقعہ کے تو طرف مغرب کے روانہ ہونا جب تو تھوڑی راہ طے کریگا تجھکو ایک دریا ملیگا اسکے کنارے
کھڑے ہوکر یہ اسم پڑھنا ایک کشتی پیدا ہوگی اسپر جست کرکے سوار ہونا ایسی جست کرنا کہ تو کشتی میں پہونچے دریا
میں نہ گرے ورنہ پھر تمام عمر تو اسیر طلسم رہیگا پس جب تو کشتی میں پہونچ جائیگا وہ کشتی غرق ہوجائیگی اور تو ہم جائیگا
اسوقت آنکھیں کھول لینا تو اپنے کو زمین پر ایک صحرا پر کھڑا پائیگا پس پھر لوح کو دیکھنا والسلام یہ دیکھکر اور توشہ
پاکر بموجب تحریر لوح کنارے دریا کے پہونچے دریا کو دیکھا کہ وہ بحر ذخار ہی کہ جسکا کنارہ دوسرا عدم سے ملا ہے
آسمان اس دریا میں ایسا معلوم ہوتا ہی حباب آنکھیں نکال نکال کر ڈرا رہے ہیں موجیں مثل تلوار
کے نظر آتی ہیں ہزاروں مقام پر گرداب پڑ رہے ہیں دریا میں تلاطم ہی بڑے بڑے [illegible] پانی
ابھرتے ہیں اور پھر غرق ہوجاتے ہیں انھوں نے اس دریا کو دیکھکر اور کنارے پر کھڑے ہوکر نام خدا لیکر وہ اسم
پڑھا کشتی ظاہر ہوئی اسمیں بموجب تحریر لوح فلابذات خدا اکبر کے جست کرکے سوار ہوا وہ کشتی چرخ کھا کر غرق ہوگئی
انھوں نے آنکھیں بند کرلیں تھیں جب کشتی غرق تھی تو آنکھ کھولی تو اپنے کو ایک صحرا میں پایا وہاں نہ وہ دریا تھا
نہ وہ صحرا اس صحرا کو اس صحرا سے ہولخیز و آفت انگیز پایا وسعت میں وہ صحرا صحرائے قیامت [illegible] شہر اسپ
ثانی نے اس صحرا کو دیکھکر اپنے دلمیں کہا کہ اس طلسم میں جو مقام ہی وہ پر آفت و بلا ہی یہ دل میں کہکر لوح کو دیکھا
اسمیں تحریر پایا کہ ای طلسم کشا اس صحرا کا نام صحرائے خرسان ہی پس آگاہ ہو کہ دیو خرس [illegible] اسی
صحرا میں رہتا ہی اور وہی حاکم اس مرحلہ کا ہی اور اس مرحلہ سے بھی متعلق ایک ملک ہی کہ اسکا نام شہر [illegible]
ہی وہاں اسکی طرف سے اسکا فرزند دیو خرس [illegible] نامے حاکم ہی مگر وہ بھی مسلمان ہی اور تمام اہل شہر کو ظالم نے
دیو خرس صورت ابلیس پرست ہی پہلے یہ خدا پرست تھا مگر بہکانے سے بادشاہ طلسم [illegible] کے

کافر ہوگیا ہے یہی حاکم تھا شہر کا اور سب اہل شہر اور اسکے فرزند نے اسکے خوف سے یہ ظاہر کیا تھا کہ ہم بھی ملّمیس پرست
ہیں اور پوشیدہ طور سے خدا پرست تھے پس جب اسکے پاس اژدر پیر بزاد جو کہ اب بادشاہ طلسم ہے اسکا نام
پہونچا اور حال اسکو معلوم ہوا کہ طلسم کشا داخل طلسم ہوا اپنے فرزند کو اپنے مقام پر حاکم کرکے اگلے مرحلہ پر برائے
بند و بست مرحلہ گیا ہے اور تمھاری فکر میں ہے آگاہ ہو کہ جبکہ اسکو یہاں پہونچکر یہ معلوم ہوا کہ طلسم کشا نے مرحلہ
پہنا عصار و مرحلہ گرد باد و مرحلہ زاغان و مرحلہ خوکان کو فتح کرلیا اور طلسم کشا کی فیر الکت حسان پر بزاد
و طوفان پر بزاد نے کی اور لوح کا نشان دیا طلسم کشا نے لوح حاصل کرکے یہ سب مرحلہ فتح کیے اور اپنے جد بزرگوار
کو قید حجر سے جادو سے رہا کرکے میرے مرحلہ کا قصد کیا بہت پریشان ہوا اسکا وزیر قریب پر بزاد اسکے ہمراہ تھا
اس سے اسنے حال بیان کیا اور کہا کہ کوئی ایسی تدبیر کر کہ طلسم کشا یہ مرحلہ فتح کر سکے نہیں اسنے کہا کہ میں
جاتا ہوں اگر میری تدبیر بن پڑی تو طلسم کشا کو لاتا ہوں یا لوح لیکن جب لوح اسکے پاس نہوگی تو وہ مرحلہ
کیونکر فتح کریگا کسی نہ کسی طور سے اسیر ہی ہو جائیگا یہ کہکر وہ چلا تھا تمھارے قریب آیا تھا پر تو اسکا دسترس
نہ چلا بسبب لوح کے اور نہ لوح ہاتھ لگی وہ تمھارے جد بزرگوار کو اسیر کرکے لیگیا اسنے جاکر سب حال کہا دیو
خوش صورت ہے اور کہا کہ میں طلسم کشا کے دادا کو اسیر کر لایا ہوں اسپر تو میرا قابو نہوا نہ لوح پر اسے
طلسم کشا اسنے آپکے دادا کو اپنے پاس قید کیا ہے اور خود بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہے پس اس مرحلہ کے فتح کرنیکی
یہ تدبیر ہے پس جو کچھ لوح سے تعلیم ہوا اس نوشتہ کے بموجب سہراب ثانی نے کام کیا پس سہراب ثانی
تحریر لوح سے آگاہ ہوکر اسی صحرا میں ایک طرف کو روانہ ہوئے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا کہ ایک خرس ایک
غار میں بیٹھا ہوا ہے جیسے ہی اسنے شاہزادے کو دیکھا غار سے نکلا اور اس زور سے چلایا کہ تمام صحرا ہل گیا اسکا
چلانا تھا کہ چہار طرف سے جوق جوق خرس آنے لگے شاہزادے کے گرد جمع ہونے لگے پس شاہزادہ بموجب
تحریر لوح خاموش کھڑا رہا جب تمام صحرا خرسوں سے بھر گیا اور وہ خرس شاہزادے پر حملہ آور ہوئے اسوقت
شاہزادے نے لوح گلے سے اتار کر اپنے ہاتھ پر رکھی اور کہا کہ یہ لوح موجود ہے جسکا حق ہو وہ لیجائے کیوں
لوح کے لیے میرے اوپر حملہ آور ہوتے ہو یہ جو شاہزادے نے کہا وہ خرس باہم لڑنے لگے ایک پر ایک سبقت
کرتا تھا کہ میں لوح کو شاہزادے کے ہاتھ سے لیلوں اسی سبب سے باہم جنگ و جدال ہونے لگی تھوڑے عرصہ
میں وہ سب خرس باہم لڑکر ہلاک ہوگئے صرف ایک خرس بہت بڑا باقی رہا اسنے قصد کیا کہ میں لوح لیلوں
جیسے ہی اسنے پنجہ بڑھایا کہ لوح لوں جب شاہزادے نے دیکھا کہ ایک خرس رہگیا ہے وہ لوح لیے جاتا ہے تو
جیسے ہی اسکا پنجہ قریب آیا شاہزادے نے اسکا پنجہ اپنے دست زبردست میں خوب مضبوط پکڑ لیا اسنے زور
کیا شاہزادے نے لوح کو گلے میں جھٹ پٹ ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے اسکا دوسرا پنجہ پکڑا اور زور کرکے
اسکو اٹھا کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھکر اسکا سر کھینچ لیا اور اسکا دل و جگر نکال لیا اسکا مرنا تھا آندھی سیاہ چلی
برچھا باری ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بو خرس صورت بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم
جب تاریکی بر طرف ہوئی دیکھا کہ لاش ایک دیو کی پڑی ہے اور ایک گنبد سامنے ہے پس شاہزادے نے جاکر اس
قفل کو جو کہ گنبد میں دیا ہوا تھا توڑا در گنبد کھولکر اندر تشریف لائے دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہے [illegible] کر آواز
دی کہ او نابکار خبردار ہوجا میں تیرا قاتل ہوں یہ سنکے اس ساحر نے بھی سر اٹھایا اور کہا [illegible] یہاں تک
آگیا اور میرے [illegible] شبیہ کو قتل کیا خبر میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہے یہ کہکر ایک گولہ شاہزادے پر مارا شاہزادے
نے اس گولہ پر عکس لوح ڈالا وہ گولہ سرد ہوکر رہگیا پس وہ ایک مرتبہ اٹھکر چلا طرف شاہزادے کے شاہزادے
نے جیسے ہی اسکو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا فوراً تلوار میان سے لی اور اسپر اسم لوح دم کرکے [illegible]

سپر تیغ سپہ تاجم کی یا تلوار سپر پر چکی تھی یا زیر زمین اُسنے بوسہ دیا وہ ساحر مر کر گرا تمام عالم تاریک ہو گیا
آواز چیخ آئی کہ کشتی تھی نام میں دیو خرس صورت بود اسکا مرنا تھا کہ وہ گنبد وغیرہ غائب ہو گیا جب تاریکی برطرف
ہوئی دیکھا کہ دیو کی لاش پڑی ہی ہر راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ جو خرس مارا گیا تھا شاہزادے نے وہ اُسکی ہمشکل
شبیہ تھی اب اصلی دیو مارا گیا مرحلہ فتح ہو گیا شاہزادہ کھڑا تھا کہ ٹولہ صحرا سے پیدا ہوا اور اُسکی لاش کو لیکر
روانہ ہوا طرف شہر کے شاہزادے نے قصد کیا تھا آگے روانہ ہوں کہ دیکھا ایک اژدر آتش فشاں ایک
طرف سے نمایاں ہوا اُسنے آتے ہی شاہزادے پر شعلہ چھوڑا شاہزادے نے عکس لوح اُس شعلہ پر ڈالا وہ
شعلہ گل ہو کر رہ گیا اس عرصہ میں وہ اژدر قریب آ گیا تھا کہ شاہزادے نے عکس لوح اُسپر ڈالا وہ اپنی صورت
اصلی پر آیا بس شاہزادے نے خبردار کیکر جو تلوار لگائی کمرگاہ پر سے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کہ کشتی مرا کہ
نام میرا فریب جادو بود اسکا مرنا تھا کہ شاہزادے نے دیکھا کہ ایرج نامدار ایک طرف سے ہنستے ہوئے
چلے آتے ہیں شاہزادہ دوڑ کر اُنکے قدم پر گر پڑا انھوں نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ مبارک ہو کہ طلسم کا مرحلہ
نہرسمان فتح ہو گیا بس شاہزادے نے جواب دیا کہ آپکے اقبال سے ہاں ایرج نے بیان کیا کہ مجھکو فریب
جادو وزیر دیو خرس صورت پکڑ لیگیا تھا اور لیجا کر بحکم دیو خرس صورت ایک چاہ میں قید کیا تھا جب وہ
دونوں مارے گئے مرحلہ فتح ہوا میں رہا ہو گیا اب چلو طرف قلعہ طلسم کے اُسکو بھی فتح کریں بس یہ سنکے شاہزادہ
خوشی خوشی ایرج نامدار کو ہمراہ لیکر چلا یہ سب جو کچھ کہا شاہزادے نے موجب تحریر لوح کے کیا اور لوح سے
یہی حکم ہوا تھا کہ اب اپنے جد نامدار کو ہمراہ رکھنا کوئی اب خوف نہیں ہی بس شاہزادہ آگے چلا تھا کہ سامنے
سے شہر پر طلسم نمودار ہوا یہ اُدھر کو چلے تھے کہ شہر کے اندر سے جلوس سواری نکلا لشکر شروع ہوئی ایک دیو ایک
نرہ دیو کا لشکر لیکر دیو خرس صورت کا شہر سے باہر آیا اور لشکر کو ایک طرف ٹھہرا کر خدمت شاہزادے میں
آیا شاہزادے کے قدم چومے ایرج نامدار سے ملا شاہزادے نے فرمایا کہ اے دیو [illegible] لشکر کو حکم دے
کہ طرف قلعہ طلسم کے روانہ ہو اب قلعہ پر بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا اور دو مرکب طلب کر ہمارے لیے بس
اُسیوقت دیو [illegible] نے دو مرکب طلب کیے [illegible] خوبصورت [illegible] آراستہ بس
ایک پر تو شاہزادہ سوار ہوا اور ایک پر ایرج نامدار اور دیو [illegible] نے لشکر کو [illegible] قلعہ طلسم کے روانہ ہونیکا
حکم دیا بس شاہزادہ دیو [illegible] کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ کے روانہ ہوا شاہزادے کو [illegible] رکھا جاتا ہی اور
اب حال بادشاہ طلسم کا بیان ہوتا ہی کہ اُسنے ان سب مرحلوں کے فتح ہونیکی خبر پائی کیا تدبیر کی

اب شمہ حال بادشاہ طلسم و قلعہ طلسم کا ملاحظہ فرمائیے

راوی نے بیان کیا ہی کہ بادشاہ طلسم نامور روانہ کرکے [illegible] و عشرت [illegible] مصروف ہوا ایک دن [illegible] دربار
آراستہ تھا سب حاضر دربار تھے کہ اُس دن [illegible] اپنے وزیر سے کہا کہ کچھ حال طلسم کشا کا نہ معلوم ہوا کہ
کیا آیا وہ اپنے طلسم میں ہی یا چلا گیا یا کسی مرحلہ پر اسیر ہوا وزیر [illegible] جادو نے کہا کہ جو کچھ حالت ہوگی
ہو جائیگی یہی فکر ہو رہا تھا کہ ایک لاش آ کر گری سامنے تخت کے اور آواز آئی کہ آگاہ ہو طلسم کشا نے
مرحلہ نہرسمان کو فتح کیا [illegible] دیو [illegible] جادو مارا گیا یہ لاش اُسکی ہی اور [illegible] و طوفان [illegible]
[illegible] اُسکے [illegible] ہوئے [illegible] کہا [illegible] کہ اُسکے مرحلہ میں امانت رکھی [illegible]
[illegible] طلسم کشا آئیگا اُسکی عبارت ظاہر ہوگی طلسم کشا کو نشان لوح دیا اُسکی عبارت [illegible] ظاہر ہوئی
اُسی سے لوح کا پتہ ملا تو طلسم کشا نے لوح حاصل کر لی اور نہیں طریقہ سے لوح حاصل [illegible]

طریقہ اس صدا نے سنا دیا جب یہ صدا آچکی ایک شعلہ لاش سے زاغ کے پیدا ہوا اُس نے صدا دی کہ اب عمر
طلسم تمام ہوئی اب طلسم نہ بچیگا یہ حال سنکے اور لاش دیکھکر اژدر پیرزاد حیران ہوا اور وزیر سے کہا کہ ہم غافل
رہے عیاروں نے کام کر لیا لوح بھی ملگئی ہمکو یقین تھا کہ لوح نہ ملیگی کیونکہ جب ہمکو لوح کا حال نہ معلوم تھا تو اُنکو
کیا معلوم ہوگا مگر طوفان نے ملکر یہ سب کام کیا اور شاہ صفا کیش کے مرقد سے نشان لوح ظاہر ہوا اب کیا
تدبیر کیجائے اُسنے کہا کہ آپ پریشان ہوں اگر لوح ملگئی ہے تو کیا پرواہ ہے ضرور کسی نہ کسی مرحلہ پر لوح چھین جائیگی اور
وہ اسیر ہو کر آپکے پاس آئیگا یہاں یہی تقریر ہو رہی تھی کہ دوسری لاش آکر گری آواز آئی کہ آگاہ ہو کہ یہ لاش
دیو گرد باد کی ہے گرد باد بھی فتح ہوا اور وہی سب صدا آئی یعنی سب حال لوح وغیرہ کا بیان کیا اُس لاش سے
بھی شعلہ پیدا ہوا اُسنے بھی بربادی طلسم کی خبر دی اب تو اژدر پیرزاد اور پریشان ہوا مکار جادو سے کہا کہ جلد
کوئی تدبیر کر اُسنے کہا کہ بہت خوب ابھی وہ تدبیر نہ کرنے پایا تھا فکر کر رہا تھا کہ تیسری لاش آکر گری اُس سے
شعلہ پیدا ہوا اور آواز آئی کہ یہ لاش دیونی مینا رنگ کی ہے جو کہ بانی مرحلہ مینا رنگ تھی جسکے مرنے سے وہ
مرحلہ فتح ہو گیا اور سب واقعہ جو کہ گذرا تھا اُس شعلہ نے بیان کیا اور غائب ہو گیا اب تو اژدر پیرزاد اور پریشان
ہوا اور کہا کہ غضب ہو گیا سب مرحلے فتح ہو گئے ایک مرحلہ نہ کالان و مرحلہ خرسان باقی ہے اُسکے بعد وہ
طلسم ہے جو کہ گرد قلعہ ہے طلسم کشا ان مرحلوں کو فتح کر کے اُس طلسم کو بھی شکست کریگا اور قلعہ پر آجائیگا اور
سب اُسکے مددگار بھی آجائینگے کیا کیا جائے مکار نے کہا کہ آپ اندیشہ کریے اور پریشان نہو جیے میں تدبیر
کرتا ہوں اژدر نے یہ سنکے کتاب سامری سامنے کی اٹھائی کہ دیکھوں حال کیونکر گذرا لیکن جو کچھ حال
گذرا تھا سب تحریر تھا اُسنے دیکھا کہ مرحلہ نہ کالان و خرسان بھی فتح ہو گیا اب طلسم کشا مع اپنے مددگاروں
کے اور لشکر دیوان لیے ہوئے ادھر آتا ہے اُسکے ہمراہ دیو خرس پسر دیو خرس صورت بھی ہے اتنا لکھا ہوا دیکھنا
تھا اژدر جادو نے زانو پر ہاتھ مارا اور تاج سر سے اتار کر پھینکدیا مکار نے پوچھا کہ کچھ بیان فرمایئے
کیا ہوا آپنے یہ حالت کی اژدر پیرزاد کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ دو لاشیں اور آکر گریں ایک دیو کی اور ایک
دیونی کی دونوں لاشوں سے شعلہ پیدا ہوئے اُن شعلوں سے صدا آئی کہ ہم ہیں دیو نہ کا پیشانی اور
دیونی چیر خنزران کے مرحلہ نہ کالان بھی فتح ہوا اور یہ دونوں مارے گئے اور کل حال اُن شعلوں نے بیان کیا
ابتدا سے آخر تک فتح طلسم کا اور غائب ہو گئے اژدر پیرزاد نے مکار جادو سے کہا کہ اب کیا کروں کسقدر
جلد طلسم کشا نے طلسم فتح کیا ہے ہمکو خبر بھی نہوئی کہ تم غافل رہے اُسکو کوئی تدبیر کرو اب کیا باقی ہے طلسم کشا سر پر
پہونچگیا اگر ہے یہی حال ہے میں نے کتاب میں بھی دیکھا تھا جو میں نے سر پیٹ لیا اور تاج پھینکدیا ابھی کچھ جواب
مکار نے نہ دیا تھا کہ دو لاشیں اور آکر گریں اُنسے شعلہ پیدا ہوئے ایک سے آواز آئی کہ ہم پسر ہیں فریب
جادو وزیر دیو خرس صورت کے دوسرے سے صدا آئی کہ ہم پسر ہیں دیو خرس صورت کے وہ مارا گیا
طلسم کشا نے مرحلہ خرسان فتح کیا اور اب لشکر لیکر ادھر آتا ہے فرزند دیو خرس صورت نے طلسم کشا
کی اطاعت کی اور کل حال سب فتح مرحلہ جات کا شعلوں نے بیان کیا اور غائب ہو گئے اب اژدر نے
کہا کہ کیا تدبیر کیجائے مکار نے کہا کہ ایک نامہ بنام ہربان جادو جو کہ طلسم سرحد قلعہ کا مالک ہے تحریر فرمایئے
کہ وہ بند و بست تمام ایسا کر رکھے تا کہ طلسم کشا اُسکو نہ فتح کر سکے کیونکہ جبتک وہ مرحلہ نہ فتح ہوگا قلعہ نہ ظاہر ہوگا
اور نہ کل مرحلوں کی راہ کھلے گی جو طلسم کشا کے دوست لشکر لیکر طلسم کشا کی کمک کو آسکیں اور آپ لشکر لیکر
بیرون قلعہ تشریف فرما ہوں اگر وہ اس مرحلہ کو بھی فتح کر کے آجائے تو اُسکا لشکر ہو وار ہو فوراً مع لشکر
اُسکے لشکر پر جا پڑیے اور جنگ مغلوبہ کر دیجیے اور اُسکو مہلت قیام کرنے کی نہ دیجیے اسقدر جلد لڑائی لڑا

کھینچے کر اُسکے دوست لشکر لیکر نہ آنے پائین لشکر اُسکے ہمراہ کم ہی فوراً شکست کھائیگا اور مارا جائیگا اژدر نے
کہا یہ تدبیر خوب ہی مکار نے کہا کہ اگر اُسکے مددگار آگئے تو بڑی مشکل ہی فتح پانا بس اُسوقت اژدر نے ایک
نامہ دیو دربان کو اُسی مضمون کا تحریر کیا اور لشکر کی تیاری کا حکم دیا فوراً مکار نے لشکر کا بندوبست کیا شام
تک سب لشکر تیار ہوگیا وہ رات تو اژدر نے قلعہ مین بسر کی دوسرے دن صبح کو دس لاکھ دیو اور پریزاد کا
لشکر لیکر بیرون قلعہ میدان وسیع دیکھکر مقیم ہوا اور لشکر کو حکم دیا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے جب ہم حکم دین فوراً
ہمارے ہمراہ ہو لے پس بموجب حکم اژدر پریزاد لشکر ہر وقت تیار رہتا ہی اژدر پریزاد یہان اُسکی انتظار
مین ہی کہ طلسم کشا لشکر لیکر آوے تو اُسپر حملہ کرون اُدھر نامہ دیو دربان کے پاس پہنچا وہ سب حال نامہ مین
تحریر دیکھکر بہت متفکر ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ غضب ہوگیا طلسم فتح ہوگیا اب یہی مرحلہ باقی ہی جب یہ اُسنے
سب مرحلہ فتح کر لیے تو یہ کیا ہی پس بیکار ہی کہ مین کسی امر مین کوشش کرون مین تو طلسم کشا کی اطاعت کرتا
ہون اُسکی اطاعت مین عزت ہی اور مخالفت مین ذلت ہی سب نے کہا کہ ہماری بھی یہی رائے ہی پس اُسیوقت دیو دربان
اپنے مرحلہ سے اُسطرف کو روانہ ہوا کہ جہان طلسم کشا لشکر لیے ہوئے مقیم تھا وہان آکر پہونچا چونکہ جب کئی منزل [illegible]
شہزادے نے کوچ کیا تھا جب سب لشکر تھک گیا تو ایک صحرا مین خیمے وغیرہ برپا کرکے قیام کیا تھا اور قصد تھا کہ روانہ ہون
کہ دیو دربان مع اپنے ہمراہیون کے پہونچا خبر گزری شہزادے نے کہا کہ بلا لو اور بموجب اشارہ ایرج لوح دیکھی ایرج
نے اشارہ کیا تھا کہ لوح دیکھ لو شاید اسمین کوئی فریب نہو شاہزادے نے لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا
فتح طلسم مبارک ہو دیو دربان تمھاری اطاعت کرنے آیا ہی اُسکو بڑی عزت سے جگہ دینا اور بہت خاطر
سے پیش آنا اور اُس سے کہنا کہ مجھکو اُس مقام پر لیچلو کہ جہان یہ حد طلسم بنی ہوئی ہی تاکہ مین اُسکو بھی فتح کرون
اور قلعہ طلسم کو فتح کرون جبتک وہ حد نہ فتح ہوگی نہ راہ سب مرحلون کی کھلے گی نہ قلعہ ظاہر ہوگا پس وہ اقرار
کریگا اور تمکو اپنی پشت پر سوار کرکے ایک صحرا مین لیجائیگا جب تم اُس صحرا مین پہونچنا پھر لوح کو دیکھنا دیو
دربان صدق دل سے مسلمان ہی اور تمھاری اطاعت پر خود اپنی طبیعت سے راضی ہوکر آیا ہی اسمین
کوئی مکر و فریب نہین ہی چونکہ مرد عاقل ہی تمھاری شہرت سنکر اُسنے اپنی بہتری دیکھی پس اطاعت پر بخوشی تمام
راضی ہوا اور خود حاضر ہوا جب وہ تمکو اُس صحرا مین پہونچا دے پس تم اُسکو طرف لشکر کے رخصت کر دینا اور
خود لوح کو دیکھکر برائے فتاحی چلانا والسلام جب شاہزادہ یہ عبارت دیکھکر اپنا اطمینان کر چکا اپنے جد
بزرگوار یعنی ایرج نامدار سے سب حال بیان کیا وہ خوش ہوئے ادھر شاہزادے نے چند سردار برائے
استقبال روانہ کیے دیو دربان در بارگاہ پہ مع اپنے ہمراہیون کے کھڑا ہوا تھا کہ سردار آگئے صاحب
سلامت کی بعد مزاج پرسی کے اُسکو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ کے آئے دیو دربان اور اُسکے ہمراہیون نے
بارگاہ کو خوب آراستہ و پیراستہ پایا دیکھا کہ تخت پر غاشیہ پڑا ہی برابر تخت کے ایک صندل پر ایک جوان
آفتاب تمثال بصد جاہ و جلال متمکن ہی کہ ابھی سبزہ آغاز ہی رخسارے پر اور ایک جوان کہ سن اُسکا بھی
کم ہی مگر بزرگ سا ہی وہ جلوہ فرما ہی اُسنے دریافت کیا تو ظاہر ہوا کہ یہ جوان جو کہ نوعمر ہی یہی طلسم کشا ہی اور وہ
دوسرا جوان طلسم کشا کا جد نامدار ہی طلسم کشا کا نام سہراب ثانی اور اُس جوان کا نام ایرج عالیجاہ
ہی دیو دربان نے بہت سے دیو بارگاہ مین دیکھے ایک طرف دیکھا کہ خروس پسر دیو خروس صورت بیٹھا ہوا
ہی اُسنے دوڑ کر شاہزادے کے قدم چومے شاہزادے نے بہت مہربانی فرمائی اُسنے ایرج نامدار
کے قدمون کو بوسہ دیا وہ بہت عزت سے پیش آئے شاہزادے نے برابر اپنے اُسکو صندل مرحمت فرمایا اور
اُسیوقت کل لشکر کا سپہ سالار فرمایا اور سب اُسکے ہمراہی تھے اُنکو بھی اچھا اچھا اسلئے علی قدر مراتب جگہ دی

سب ہمراہ کے بیٹھے شاہزادے نے جو حال لوح سے ظاہر ہوا تھا دیو دربان سے فرمایا اُسنے عرض کیا کہ بسم اللہ تشریف لیچلیے شاہزادے نے فرمایا کہ کل صبح کو چلینگے شب کو اُسکی دعوت ہوئی جب سحر ہوئی شاہزادے نے اپنے لشکر کو سپرد ایرج نامدار کرکے لشکر کو طرف قلعہ کے کوچ کرنیکا حکم دیا اور خود سب سے رخصت ہوکر پشت دیو پر سوار ہوکر روانہ ہوئے لشکر اُسطرف کو کوچ بکوچ چلا جاتا تھا لشکر ایک صحراے سبزہ زار میں پہونچا کہ وہ سبزہ زار پر از آب و گیاہ تھا مگر اہل لشکر نے اُس صحرا میں پہونچکر دیکھا کہ سامنے کی طرف ایک دیوار آہنی حائل ہے کہ راستہ نہین ہے اور ایک طرف ایک قلعہ ہے کہ اُسمین چالیس دریچے ہین ہر دریچے کے اوپر ایک چراغ روشن ہے اُسکی روشنی دور تک جاتی ہے دریچون کے اندر کرسیون پر پریزادان ماہ طلعت و دردر گوش مرصع پوش بیٹھی ہوئی ہین سامنے کسی کے سامان میکشی رکھا ہوا ہے کسی کے روبرو سامان رقص و سرود ہے کوئی بیٹھی ہوئی سنبھالا کر رہی ہے کوئی گا رہی ہے صداے ساز آرہی ہے کوئی اپنی آرائش مین مصروف ہے کوئی میکشی مین مشغول ہے کوئی گلدستہ بنا رہی ہے ہر ایک اپنے اپنے کام مین مصروف ہے بالاے قلعہ ایک دیو ایک پانون سے کھڑا ہے اُسکے ہاتھ مین ایک بوق آہنی ہے وہ اُسکو دم دے رہا ہے جب وہ بوق کو دم دیتا ہے قلعہ کو گردش ہوتی ہے ایرج نامدار نے اہل لشکر اور دیو خروس سے کہا کہ یہ کیا سامان ہے اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند یہی اصلی طلسم ہے اور یہی قلعہ طلسمی ہے اور یہ جو آپ دیوار ملاحظہ فرماتے ہین اُسکے اُسطرف وہ قلعہ ہے کہ جہان بادشاہ طلسم حکومت کرتا ہے تیسری طرف دیکھا کہ ایک غبار بلند ہے غبار کے کچھ نظر نہین آتا ہے پس اُسطرف بھی راہ نہین ہے یہ ماجرا دیکھکر ایرج نامدار نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا امر ہے کہ ایک سمت دیوار آہنی حائل ہے ایک سمت قلعہ ایک سمت غبار راستہ نہین ہے تو کہان کیا کیا جاوے اور یہ غبار کیسا ہے دیو خروس نے عرض کیا کہ خداوند یہ غبار طلسمی ہے اُسکے سبب سے ہر مرحلہ کی راہ بند ہے سواے میرے مرحلے کے جب یہ غبار برطرف ہوگا راستہ ہر مرحلہ کا کھل جائیگا پس اگر کوئی اِس غبار کیطرف جائیگا وہ ہلاک ہوگا یا دیوار آہنی کیطرف جائیگا تو بھی اگر اِس قلعہ کیطرف اِس روشنی کے قریب جائیگا تو بھی پس یہ سنکے ایرج نامدار نے حکم دیا کہ اِسی صحرا مین قیام کیا جاوے اور کوئی دیو یا پریزاد اُسطرف نہ جاوے یہ صحرا بہت معقول ہے لشکر کے فرودگش ہونے کے لیے یہان کسی طرح کی تکلیف نہوگی میرا فرزند پہلے فتح کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی فتح ہوا جاتا ہے یہ جو حکم دیا سب لشکر اُسی مقام پر فرودگش ہوا خیمے وغیرہ برپا ہوئے بارگاہ برپا کی گئی ایرج نامدار مرکب پر سے اُترکر داخل بارگاہ ہوئے لشکر کا پڑاو ہوا وہ دن اِسی سامان مین تمام ہوا شب جو ہوئی تو سب نے دیکھا کہ اُس قلعہ پر ہزارون چراغ خود بخود روشن ہوگئے ایک بادشاہ بالاے قلعہ آکر بیٹھا اُسکے روبرو ناچ ہونے لگا وہ دیو بوق بجانے لگا وہ پریزادین جو دریچون مین بیٹھی ہوئی تھین کرسیون پر وہ بھی رقص و سرود مین مصروف ہوگئین تمام شب یہی سامان رہا صبح کو سب خود بخود برطرف ہوگیا پھر وہی قلعہ اُسیطرح رستہ تھا یہان تو لشکر فرودگش ہوا ہے اور سب انتظار رہین ہین کہ شاہزادہ طلسم فتح کرکے تشریف لاتے اور قلعہ فتح ہو اور ایرج نامدار تو یہان اِس انتظار مین ہین اُدھر شاہزادہ پشت دیو پر سوار چلا جاتا ہے فرما ہوا کہ شاہزادہ بیہوش ہوگیا تھا کہ دیو دربان شاہزادے کو لیکر ایک صحرا مین پہونچا زمین پر گرا شاہزادہ کو ہوش آیا اپنے کو ایک صحراے لق و دق مین پایا دیو کو دست بستہ استادہ دیکھا پس شاہزادے نے دیو سے کہا کہ اب تم جاؤ مین بر اے فتح طلسم لقیہ جاتا ہون پس دیو دربان سلام کرکے روانہ ہوا جب دیو چلا گیا اُس وقت شاہزادے نے لوح کو دیکھا اور اُسکی عبارت سے آگاہ ہوکر ایک طرف کو روانہ ہوئے

قریب ایک درخت کے پہونچے جیسا کہ لوح سے حکم ہوا تھا پس اُس درخت پر بموجب حکم لوح اسم حاشیہ
لوح پڑھکر دم کیا وہ درخت خود بخود زمین سے اُکھڑ کر ایک طرف کو چلا یہ جست کر کے اُسکی ایک شاخ پر
بیٹھ گئے وہ درخت جا کر ایک صحرا مین قائم ہوا انھون نے دیکھا کہ ایک صحرا مین ایک غار ہے اُس غار سے
ایک غبار نکل رہا ہے پس یہ اُس درخت پر سے اُترے اُس صحرا کو سر سبز و شاداب پایا مگر غبار اسقدر تھا کہ وہ
تاریک ہو رہا تھا اور وہ غبار ایک طرف کو بلند ہو ہو کر جا رہا تھا وہ جو ایرج نامدار اور کل اہل لشکر نے ایک
سمت غبار دیکھا تھا وہ غبار اسی صحرا اور غار سے جا کر محیط ہوتا تھا یہ بانیان طلسم نے بناے طلسم بنایا تھا اور
بڑی صفت رکھی تھی جب شاہزادے نے اُس غبار کو دیکھا فوراً قریب غار بموجب تحریر لوح آگئے کیونکہ لوح سے سب
مراحل طے ہو چکے تھے اور سب تدبیرین تعلیم ہو چکی تھین آتے ہی اُس غبار غار پر لوح کا عکس ڈالا جیسے ہی لوح کا
عکس اُس غبار و غار پر پڑا اندر سے غار کے ایک دیو غرش کنان نکلا اور آتے ہی اُسنے یہ کہکر شاہزادے پر
وار کیا کہ افسوس ایسی غفلت کی گئی کہ طلسم کشا نے سب مرحلے فتح کر لیے اور یہان آپہونچا خیر میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جائیگا وار شمشاد کا وار کیا شاہزادے نے بموجب تعلیم لوح اُسکے وار کو خالی دیا اور یہ فرمایا کہ خبردار
ہو جا مین اب وار کرتا ہون اُس دیو نے کہا کہ وار کر پس شاہزادے نے تیغ پر اسم حاشیہ لوح دم کر کے تیغ
اُسکی کمر پر وار کیا تیغ مثل خیال تیر کے اُسکو دو کر کے اُسکی کمر سے گذر گیا وہ دیو مر کر زمین پر گرا تاریکی ہو گئی آواز
آئی کہ کشتی نام من دیو غبار انگیز بود دو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بعد تھوڑی
دیر کے جو تاریکی برطرف ہوئی اور روشنی ہوئی شاہزادے نے نہ اُس غبار کو پایا نہ غار کو بالکل صحرا صاف تھا
غبار کا نام نہ تھا لاش دیو کی پڑی ہوئی تھی یہان تو دیو غبار انگیز کو شاہزادے نے قتل کیا اور اُس طلسم
غبار کو فتح کیا وہان جہان لشکر فروکش تھا سب نے دیکھا کہ یکایک ایک برق چمکی اور وہ غبار جو محیط صحرا
تھا ایک مرتبہ غائب ہو گیا اہل لشکر نے ایرج نامدار سے آکر عرض کیا کہ جس سمت غبار محیط تھا وہ غبار
خود بخود برطرف ہو گیا صحرا بالکل صاف و شفاف ہو گیا بالکل غبار کا نام تک نہین ہے [illegible] ایرج نے
فرمایا کہ خوش ہو اور شاد ہو کہ تمھارے آقا نے طلسم غبار بفضل یزدان پاک فتح کیا سب خوش ہوئے دیو
فروس نے عرض کیا کہ راہ ہر مرحلہ کی کھل گئی اب کوئی دم مین ہر مرحلہ کا حاکم مع لشکر کے حاضر ہوگا یہی
گفتگو ہو رہی تھی کہ دیو دربان آکر حاضر ہوا قدمبوسی ایرج نامدار کی حاصل کی اور عرض کیا کہ شاہزادہ
کو مبارک ہو کہ آقاے نامدار نے مرحلۂ غبار کو بھی اور دیو غبار انگیز کو قتل فرما کر فتح کیا اب کوئی
ساعت مین قلعۂ طلسم کو فتح فرما کر مرحلۂ آہن تاب کو فتح فرمائینگے اور قلعۂ طلسم مین بادشاہ اژدر پیر زاد
حکومت کرتا ہے ظاہر ہوگا ایک میری راے ہے اگر آپ بھی قبول فرمائیے اگر اجازت ہو تو عرض کرون ایرج
نے کہا بیان کرو دیو دربان نے عرض کیا کہ میرے نزدیک یہ امر مناسب ہے کہ لشکر کو کمر بندی کا حکم فرمائیے کیونکہ ان سب
واقعات کی خبر بادشاہ کو ضرور ہوئی ہوگی وہ لشکر لیکر بیرون قلعہ آیا ہوگا اور اُسکا لشکر مسلح و مکمل ہوگا اُدھر
یہ دیوار آہنی فتح ہوئی اور قلعہ نمایان ہوا اور اژدر نے لشکر کو دیکھا فوراً حملہ کریگا یہان جبتک لشکر تیار ہوگا
اُس وقت تک حریف اپنا کام کر جائیگا پس یہ بھی لشکر تیار رہے آئندہ جو آپکی مرضی ایرج نے فرمایا کہ یہ
راے تمھاری بہت مناسب ہے پس اُسیوقت لشکر کو کمر بندی کا حکم دیا ہر ایک سلاح جنگ سے آراستہ ہونے
لگا یہان تو کمر بندی ہو رہی ہے اب ایک حال سماعت فرمائیے کہ ہمان پیرزادہ و طوفان پیرزادہ و دیو لوتھا
و دیو اسد نے اپنے لشکر کو ہر وقت مسلح و مکمل رہنے کا حکم دیا تھا اس قصد سے کہ اُدھر غبار جو کہ مانع
راہ قلعۂ طلسمی ہے برطرف ہو ہم لشکر لیکر برابر کے طلسم کشا روانہ ہون اور خود بھی مستعد تھے اور [illegible]

ہر ایک نے سرحد مرحلہ پر مقرر کیے تھے انکو حکم دیا تھا کہ جب یہ غبار برطرف ہو جاوے اور میدان صاف ہو تو
فوراً آکر خبر کرنا بس وہ ہرکارے ہر ایک مرحلے کے جدھر موجود تھے جب شاہزادے نے دیو غبار انگیز کو قتل
کیا اور وہ غبار برطرف ہوا وہ ہرکارے فوراً اپنے اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ وہ غبار
برطرف ہو گیا میدان صاف ہو گیا بس ہر ایک حاکم مرحلہ اپنا اپنا لشکر لیکر کوئی دو لاکھ سے کوئی ایک لاکھ سے
کوئی تین لاکھ سے برائے کمک طلسم کشا طرف قلعہ طلسمی کے روانہ ہوا کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا وہاں جب شاہزادہ
دیو غبارہ کو قتل کر چکا اور غبار برطرف ہو گیا لاش دیو کی خود بخود جلکر خاک ہو گئی شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اور
عبارت لوح سے آگاہ ہوا حکم ہوا تھا کہ اب برائے فتح قلعہ طلسمی روانہ ہو اسکی تدبیر تعلیم ہو چکی تھی بس شاہزادے نے
دیکھا کہ جس درخت پر میں سوار ہو کر آیا تھا وہ ایک مقام پر قائم ہے بس بموجب تحریر لوح کے اُسکو آکر تلوار سے قلم کیا
اُسکا قلم ہونا تھا کہ اُسکے تنہ سے پانی جاری ہوا مثل سیلاب کے شاہزادے نے لوح کو اُس پانی میں ڈالدیا وہ
بصورت کشتی بنگئی شاہزادہ اُسپر سوار ہو لیا وہ صحرا پانی سے مملو ہو گیا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی پانی ہی پانی
تھا زمین کا نام نہ تھا بس وہ کشتی یعنے لوح ایک طرف کو روانہ ہوئی اور ایک مقام پر گردش کرکے مع شاہزادے
کے غرق ہو گئی اب جو شاہزادے نے دیکھا اپنے کو ایک صحرا میں پایا نہ پانی ہے نہ وہ صحرا لوح زمین پر پڑی ہوئی
تھی شاہزادے نے لوح کو اُٹھا کے گلے میں ڈالا اور بموجب تحریر لوح ایک طرف کو روانہ ہوئے چند قدم چلے تھے
کہ قلعہ سامنے سے نظر آیا اور وہی سب سامان تھا جو کہ اہل لشکر نے اُس صحرا میں دیکھا تھا جیسے ہی کہ شہزادے
نے اور اُس دیو نے شاہزادے کو دیکھا ایک مرتبہ سب پکار اُٹھے کہ بڑا غضب ہو گیا طلسم کشا یہانتک آ گیا
طلسم فتح ہو گیا اب طلسم کا بچنا دشوار ہے وہ دیو جلد جلد بوق بجانے لگا قلعہ گردش کرنے لگا پریزادیں
اُٹھ اُٹھکر رقص کرنے لگیں شاہزادہ یہ تماشہ دیکھنے لگا تھوڑا عرصہ گذرا تھا ایسا تماشہ تھا کہ محو ہو گیا جو کچھ لوح
سے تعلیم ہوا تھا سب اُس تماشے کو دیکھکر فراموش تھا حیرت کا ایک جوش تھا اسی حالت میں کھڑا ہوا تھا
کہ بالاے قلعہ پر سے اُس دیو نے شاہزادے پر ایک گل صد برگ اُٹھا کر مارا جب اُسنے گل صد برگ مارا اور
وہ قریب شاہزادہ آیا شاہزادے نے خیال کیا کہ تم کس خواب غفلت میں مبتلا ہو اپنے کام میں مصروف
ہو اگر ابکی دیو نے گل صد برگ مارا تو سنگ سیاہ ہو کر رہجاؤگے پھر تم تمام عمر رہا نہو گے لوح سے یہ سب امر
تمپر ظاہر ہو چکے ہیں اُسپر تم ایسے غافل ہوئے کہ اپنے کام کو فراموش کیا بس یہ جو دل میں خیال آیا لاحول
پڑھی اور ایک مرتبہ لوح کو اُٹھا کر اُس دیو کے روبرو کیا اُسنے دوسرا گل اُٹھایا تھا مارنے کو کہ شاہزادے
نے لوح کو اُسکے سامنے کرکے چمکایا اُسنے گیند سے کو توڑکر پھینکدیا اور بوق کو بجانے کا قصد کیا اُدھر عکس لوح اُسپر پڑا
ایک شعلہ پیدا ہوا کہ اُسکے جسم سے لپٹ گیا وہ دیو جلنے لگا اور دوڑنے لگا بوق بجانا اُسے بھول گیا جدھر
دیو جاتا ہے اُسکا مکان آگ لگتا جاتا ہے اور قلعہ مثل چاک کمہار کے گردش کر رہا ہے پریزادیں جلدی جلدی رقص
کر رہی ہیں اُدھر بالاے قلعہ جسقدر چراغ تھے اور سامان تھا سب جلکر خاکستر ہو گیا تاریکی ہو گئی آواز
آئی کہ کشتی نام میں دیو بوق نواز ہو افسوس طلسم فتح ہو گیا کل اہل طلسم طلسم کشا [illegible]
نے اپنا کام کر لیا تاریکی دفع ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ قلعہ اُسیطور سے گردش میں ہے اور ابھی تک وہی کل
سامان موجود ہے سوائے اُس سامان کے کہ جو دیو کے پاس سب سے اوپر کے درجہ پر موجود تھا وہ تو نہیں ہے
اور سب سامان اُسیطور سے ہے چراغ دن کو روشن ہیں بس شاہزادے نے چند قدم ہٹ کر ایک مرتبہ زمین
پر لوح کو رکھدیا لوح کا زمین پر رکھنا تھا کہ ایک غبار زمین سے بلند ہوا اور طبقہ زمین کا اُلٹ گیا شاہزادے نے
دیکھا کہ ایک سہ دری ہے اُسمیں بیچ کے در میں ایک پریزاد بیٹھا ہوا کچھ کاغذ کا نقشہ بنا رہا ہے اور اُسپر سحر کرتا ہے

اور ایک در مین ایک دیو مقراض سے کاغذ کی پتلیان بنا بنا کر اُن پر سحر کرتا ہی کہ وہ بصورت انسان ہو ہو کر اُسکے
روبرو کھڑی ہوئی ہین اور ایک در مین ایک اور دیو ہی کہ اُسکے روبرو ہزارون چراغ رکھے ہوئے ہین اور
روشن ہین اور ایک میل آہنی سامنے اُسکے زمین مین نصب ہی اُس میل پر ایک چرخہ لگا ہوا ہی وہ گردش کر رہا ہی
اور ایک دیو بالا سے در کی بیٹھا ہوا کچھ پڑھ پڑھ کر دم کر رہا ہی بس جیسے ہی اُن سب نے شہزادے کو دیکھا وہ پریزاد
اور دونون دیو یہ کہکر شاہزادے پر چلے کہ او ظالم تو یہان بھی آن پہونچا خیر آ ہم سب تیرے خون کے پیاسے ہین
جیسے وہ سب اسکے سب چلے شاہزادے نے بموجب نوشتہ لوح دوڑ کر اُس میل کو بغل مین دبا کر اور نعرۂ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر جو زور کیا وہ میل زمین سے نکل آیا جیسے ہی وہ میل نکلا ایک شعلہ اُس غار سے نکلا جو کہ میل کے
نکلنے سے ظاہر ہوا تھا اور طرف شاہزادے کے چلا شاہزادے نے عکس لوح اُس شعلہ پر ڈالا وہ فرو ہوا اُسکا فرو
ہونا تھا کہ ایک دیو پیدا ہوا اور آتے ہی اُسنے شاہزادے پر وار کیا شاہزادے نے اُسکا وار خالی دیکر اور میل کو گرد
سر گردش دیکر اِس زور سے دیو پر مارا کہ اُسکے سر پر پڑا کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو گئے اُسکا مرنا تھا کہ تاریکی
ہوئی آواز آئی کشتی مرا کہ نام من یو قاعہ دار طلسمی بود افسوس مارا مجکو بھی پھر کیا طلسم مین رہگیا جب یہ صدا
آچکی اور تاریکی دفع ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ نہ وہ در ہی نہ وہ میل ہی صرف مین کھڑا ہون اور وہ پریزاد اور
تینون دیو ہین جب تاریکی دفع ہوئی وہ دیو اور پریزاد پھر شاہزادے پر حملہ آور ہوئے لوح سے حکم تھا کہ اسطور سے
اِنکو قتل کرنا کہ ایک ہی وار مین چارون تمام ہون بس شاہزادے نے اسم جانشینہ لوح تلوار پر دم کرا ور پینترا بدل کر
جیسے اُنھون نے حملہ کیا اب جو تلوار کو گردش دیکر وار کرتے ہین برابر سے چارون کے سر تن سے جدا ہو گئے اُنکا مرنا
تھا کہ پھر تاریکی ہوئی آوازین مہیب آئین صدا آئی کشتی کہ نام من ملازمان دیو قلعہ دار بود بس اُنکا مرنا تھا کہ اب جو
شاہزادے نے دیکھا تو اپنے کو اُس صحرا مین پایا کہ جہان وہ قلعہ بنا ہوا تھا اُس قلعہ کا تو نام بھی نہ تھا مگر اُس مقام
پر ایک عمارت بہت وسیع اور عظیم الشان نقرئی بنی ہوئی تھی اُسپر جھلکا رہی جواہرات کی کی ہوئی تھی اور پھاٹک
اُس قلعہ کا یعنے عمارت نقرئی کا طلائی ہی اُسپر ہزارون گوہر شب چراغ نصب ہین اور وہ ضو دے رہے ہین
شاہزادہ کھڑا ہوا اُس عمارت کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک صحرا کیطرف سے ایک دیو پیدا ہوا شاہزادے کو پہلے سے
لوح کے نوشتہ سے معلوم ہو چکا تھا کہ جب تم قلعہ طلسمی کو فتح کر لوگے تو دیو غزال جو کہ اُس صحرا کا مالک ہی کہ جہان تمنے
تمہارے والد اور چچا ہرن کے تعاقب مین آکر اسیر ہوئے تھے اور دیو غزال اُنکو پکڑ لایا تھا بس جب یہ قلعہ
فتح ہوگا اُس صحرا کا بھی طلسم شکست ہو جائیگا وہ آکر اطاعت کریگا اُسکی عمارت نقرئی سے بہت سے پریزاد باہر
آئین گے اُنکے ہمراہ خزانہ اشرفی اسم طلسمی ہوگا بس وہ تمکو اندر اپنی عمارت کے لیجائیگا اُسکا نام کندن جبینی ہی
بس وہ سب مال و اسباب طلسمی پیش کریگا مرکب و اسلحہ و بارگاہ و اسی ہزار لباس سیاہ و اسلحہ تم اپنا لباس و
اسلحہ و مرکب اُس سے لے لینا اور باقی اُسکے سپرد کرنا اور کہنا کہ جب مین بادشاہ طلسم کو زیر کر لونگا اُسوقت
سب لیکر حاضر ہونا وہ قبول کریگا بس تم سب اسلحہ سے آراستہ ہو کر اور مرکب خنگ خوشخرام اسم سلیمانی پر سوار ہو کر
آگے روانہ ہونا اور لوح کو دیکھنا جو ظاہر ہو اُسی پر عمل کرنا یہ عبارت اور یہ مضمون قبل سے شاہزادے پر ظاہر تھا
اسی سبب سے بخوف کھڑے رہے وہ دیو غزال آکر خدمت مین حاضر ہوا سب حال بیان کیا شاہزادے نے
شفقت فرمائی وہ دست بستہ حاضر تھا کہ یکایک اُس عمارت کا کھلا اور ہزارون پریزاد و دیوزاد اُس عمارت
سے باہر آئے سب نے شاہزادے کو مجرا کیا اور شرف قدمبوسی حاصل کیا اور ایک طرف کھڑے ہو گئے دست
باندھکر پھر یکایک کندن جبینی تاج سر پر رکھے مع اپنے ہمراہیون کے حاضر ہوا مجرا بجا لایا قدمون کو بوسہ دیا
عرض کیا کہ تشریف لے چلیے شاہزادہ اُسکے ہمراہ اندر گیا اُسنے سب مقامات کی سیر کرائی شاہزادے نے عمارت

کو خوب آباد و وسیع پایا ہر مقام اُسکا خوب آراستہ تھا پس کندن جنی نے لاکر شاہزادے کو تخت پر بٹھایا اور عرض کیا
کہ میں خزانہ دار طلسمی ہوں سب مال و اسباب میرے سپرد ہے چلیے ملاحظہ فرمائیے پس شاہزادہ اُسکے ہمراہ گیا
اُسنے لاکر پہلے خزانہ دکھایا کہ کروروں روپیہ تھا اور جواہرات کا کچھ حساب نہ تھا اُسنے فرد پیش کی شاہزادے نے دیکھی
اپنے دستخط فرمائے اُسکے بعد وہ اُس مقام پر لایا کہ جہاں بارگاہ تھی شاہزادے نے بارگاہ کو دیکھا بہت خوش ہوئے
عرض کیا کندن جنی نے کہ اسکا نام بارگاہ چہل چراغ سلیمانی ہے وہاں سے اسلحہ خانہ میں لایا تمام اسلحہ ملاحظہ
گذرانے ہزاروں صندوق تھے ہر صندوق پر لکھا تھا کہ یہ برائے رفقائے طلسم کشا ہے اُن سب کے بعد ایک بہت بڑا
صندوق تھا اُسپر لکھا تھا کہ یہ برائے طلسم کشا پس وہ صندوق شاہزادے نے باہر نکلوایا وہ توشک خانہ
میں لایا یہاں بھی ہزاروں صندوق تھے ہر صندوق پر یہ تحریر تھا کہ یہ برائے طلسم کشا وہ صندوق بھی بحکم
شاہزادہ باہر لائے باقی اُس مقام پر رہے قفل لگا دیا گیا کندن شاہزادے کو لیکر اصطبل میں آیا شاہزادے
نے ہزاروں مرکب دیکھے ہر ایک مرکب عمدہ تھا پس وہ شاہزادے کو ایک مقام پر لایا کہ وہاں ایک مرکب تھا
عرض کیا کہ یہ مرکب حضور کا ہے اسکا نام خنگ شیر دام سلیمانی ہے یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خاص سواری کا
مرکب ہے پس شاہزادے نے اُس مرکب کو بہت پسند کیا ایسا مرکب تھا کہ اُسکی تعریف میں زبان ثنا خوان
قاصر ہے کندن جنی نے اور ایک کوٹھا کھولا اور اُسمیں سے ایک صندوق نکالا وہ سائیس کو طلب کر کے دیا
اور کہا کہ اس مرکب کو ساز و یراق سے آراستہ کر کے جلد حاضر کر پھر کوٹھا بند کر دیا اور شاہزادے کو ہمراہ
لیکر ایوان میں آیا یہاں آکر شاہزادے نے صندوق پوشاک کو کھول کر لباس طلسمی زیب تن فرمایا اُسکے بعد
صندوق اسلحہ کھول کر زرہ و چار آئینہ طلسمی وغیرہ سے اپنے کو آراستہ و پیراستہ کیا موزے زیر پا کیے خود طلسمی
سر پر رکھا اسلحہ و تفنگ طلسمی سے مزین ہوئے تیغ طلسمی ہاتھ میں لیا سپر پشت پر کمان دوش پر بکتر چار آئینہ وغیرہ سب
آلات حرب و ضرب سے مزین و آراستہ ہوئے تیغ چہل چراغ سلیمانی کو زیب کمر فرمایا اُس تلوار کی کیا صفت
و ثنا ہو ایسی وہ خوش اسلوب اور قطعہ دار تھی کہ خود دشمن اُس سے آکر گلے ملتے تھے پس جب سب سامان سے
آراستہ ہو چکے اُسوقت کندن جنی سے فرمایا کہ تم یہ سب سامان و مال و اسباب لیکر جب میں بادشاہ طلسم کو
خواہ قتل کروں خواہ وہ زیر ہو جائے حاضر ہونا اُسنے عرض کیا بہت خوب اور ایک فرد اُسکی دستخطی لے لی اُس سے کہا
کہ اب جاتا ہوں یہ کہکر ادھر وہ سائیس مرکب لیکر حاضر ہوا تھا سب ساز و یراق مرصع سے وہ مرکب آراستہ تھا
پس یہ اُسکے قریب آئے اُسکی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اُسنے قدم چومے یہ اُسپر جست کر کے سوار ہوئے باگ لینا تھا
کہ وہ مثل باد ہوا کہ گویا زمین پر قدم نہ رکھنے لگا تب یہ اُسکو خراماں خراماں لیچلے سب مال و اسباب کندن جنی
کے سپرد کیا خود بیرون قلعہ یعنے عمارت کے تشریف لائے وہ سب پھر آکر کے اندر عمارت کے واپس گئے
جب وہ چلے گئے شاہزادے نے لوح کو دیکھا اور پھر لوح کو گلے میں ڈالا اور بموجب حکم لوح ایک طرف روانہ ہوئے
وہاں پہنچے جس مقام پر لشکر فروکش تھا اور قلعہ طلسمی ظاہر تھا جب یہاں شاہزادے نے اُن سب دیو اور پریزاد کو قتل
کیا اور قلعہ درہم و برہم ہوا وہ بھی قلعہ درہم و برہم ہو گیا ایرج تاجدار بارگاہ میں بیٹھے ہوئے قلعہ کی طرف
دیکھ رہے تھے کہ دیکھا ایک برق چمکی اور ایک شور اٹھا ہوا وہ تمام قلعہ دھواں ہو کر اڑ گیا تاریکی ہوئی اب جو روشنی
ہوئی تو قلعہ کا نام و نشان نہ تھا معلوم ہوا کہ قلعہ طلسمی کو کسی نے فتح کیا لشکر سب آمادہ جنگ تھا پس یہ واقعہ دیکھ کر
سب سرداروں نے مبارکباد دی ایرج تاجدار نے سجدہ شکر کیا اور لشکر کو حسب صلاح دیو دربان
صف بندی کا حکم فرمایا پس لشکر اُس صحرا میں صف آرا ہوا اب وہ طرف کا راستہ بالکل کشادہ تھا صرف روبرو
دیوار آہنی باقی ہے یہاں لشکر صف آرا ہوا اُدھر پریزاد کل لشکر لیے ہوئے بیرون قلعہ فروکش تھا پہنچے

دیو بر سر پا تخت خود بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا سب حاضر دربار تھے کہ مکار نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اوراق ساحری
میں ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم کشا کس کام میں مصروف ہے پس اژدر پیزاد نے جو دیکھا ظاہر ہوا کہ طلسم کشا نے مرحلہ
غبار کو فتح کر کے راہ مرحلہ کی کھولدی اور اسکے مددگار لشکر لیکر ایک کو آتے ہیں اسکے بعد اُسنے قلعہ طلسمی کو فتح کر کے
کل مال و اسباب پر قبضہ کیا کندرن جنی نے اطاعت کی اب وہ آلات حرب و ضرب طلسمی سے مسلح و مکمل ہو کر برائے
فتح مرحلہ آہن تاب آگے گیا ہے یہ دیکھتا تھا کہ اژدر نے منہ پیٹ لیا یہ بھی ظاہر ہوا تھا کہ دیو درمان نے پہلے ہی
اطاعت کر لی بالآخر اُسنے اُس حد پر پہونچا یا غرضکہ وہ بہت پشیمان ہوا اژدر سے مکار نے دریافت کیا کہ کیا امر ظاہر ہوا
پس سب حال اژدر نے بیان کیا اور کہا کہ کیا تدبیر کروں مکار نے کہا کہ لشکر کو صف آرائی کا حکم فرمائیے پس جب
وہ طلسم جو کہ درمیان ہے لشکر سے اور لشکر طلسم کشا کے حائل ہے شکست ہوا اور لشکر طلسم کشا ظاہر ہو فوراً حکم فرمائیے کہ
لشکر طلسم کشا پر سب دیو و پریزاد تلواریں تول کر جا پڑیں اور قتل کرنا شروع کریں کیونکہ وہ لوگ غافل ہونگے پس اسطور سے
انپر فتح ہو جائیگی اگر یہ خیال فرمائیے گا کہ فرداً فرداً مقابلہ ہو تو پھر سر ہونا محال ہے یہ انکا بیجا خیال ہے یا یہ لشکر
بجز اکر مقابلہ کیا جائے تو اسطور سے سر ہونا دشوار ہے یہ جو مکار نے کہا اژدر کو اسے مکار کی پسند آئی پس
اُسیوقت لشکر کو صف آرا کیا اور خود قلب لشکر میں آکر مقیم ہوا ہے تو یہاں اس انتظار میں لشکر لیے ہوئے کھڑا
ہے کہ ادھر لشکر طلسم کشا ظاہر ہو میں جا پڑوں اُدھر ایرج نامدار کل لشکر کو لیے ہوئے اور صف بستہ کیے
کھڑے ہیں کہ جب یہ دیوار آہنی برطرف ہو اور لشکر کفار ظاہر ہو اگر وہ بقصد فساد ہمارے لشکر پر حملہ کرے
تو ہم بھی اُس سے مقابلہ کریں پس یہ دونوں لشکر تو اس انتظار میں کھڑے ہیں خیال رہے کہ وہ دیوار آہنی
درمیان میں دونوں لشکروں کے حائل ہے ایک کا حال دوسرے کو نہیں ظاہر ہے دونوں طرف انتظار ہے کہ طلسم
کی شکست ہو تو کام ادھر شاہزادہ مرکب طلسمی پر سوار اسلحہ طلسمی سے آراستہ و پیراستہ بموجب تحریر لوح صحرا میں چلا
جاتا ہے مرکب اسقدر تیز جا رہا ہے کہ پیک خیال بھی اُسکے قدم کی گرد نہیں پاتا ہے پس شاہزادے نے جا کر ایک
مقام پر مرکب کو روک لیا اور مرکب پر سے اُتر پڑا مرکب کو اُسی صحرا میں چھوڑ دیا اور خود پیادہ پا ایک طرف کو
روانہ ہوا مرکب چرا میں مصروف ہوا وہ صحرا بہار تھا ہر طرف گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے تھے شاہزادہ
اُن گلوں کی سیر کرتا ہوا ایک لالہ کے درخت کے قریب آیا اُسمیں ہزاروں پھول لالہ کے لگے ہوئے ہیں مگر
ایک پھول سب سے بڑا تھا اور سب سے اوپر لگا ہوا تھا شاہزادے نے بموجب حکم لوح اُس پھول کو توڑ
لیا آواز آئی او ظالم تو یہاں بھی آگیا تو نے میرے جان پر ستم کیا افسوس کیا بے رحم ہے شاہزادے نے
کچھ بھی خیال نہ کیا اُس گل لالہ کو دل پر لالا وا آواز آئی کہ میری قضا اسیطور سے تھی اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ تو آ پہونچا
ہے اور ایسا ظالم ہے تو اور کچھ بندوبست کرتا غرض دھوکا کھایا کیا چارہ ہے یہ صدا آ کے ایک شعلہ پیدا ہوا کہ
اُسکا پیدا ہونا تھا کہ اُس صحرا میں آگ لگ گئی اور وہ صحرا مشتعل ہو کر نار کے ہو گیا اور سب درخت مثل
ہیزم خشک کے جل کر ہر ہر جلنے لگے تھوڑے عرصہ میں وہ سب اسکے درخت جلکر خاک ہو گئے وہ بہار
و سرسبزی سب صحرا کی جاتی رہی ایک مقام ہو گیا اُسنے ایک تاریکی ہو گئی آواز آئی کہ کشتی ہوا کہ نام مرتا ہے احلال
جادو پاسبان راہ مرحلہ آہن تاب جب تاریکی برطرف ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ تمام صحرا جلا ہوا ہے
اور لاشیں دیو کی سوختہ پڑی ہوئی ہیں جب وہ [illegible] برطرف ہو گیا صحرا ویران ہو گیا شاہزادے نے لوح
کو دیکھا اور نوشتہ لوح سے آگاہ ہو کر ایک طرف کو [illegible] چند قدم [illegible] کر دیکھا ایک [illegible]
بڑا ہے پس بموجب تحریر لوح [illegible] شاہزادہ [illegible]
اپنے کو ایک صحرا میں پایا [illegible]

خشتی اُس صحرا مین بنا ہوا ہی جیسے ستی کا مٹ ہوتا ہی اُسکا دروازہ بند ہی قفل پڑا ہوا ہی بس جاتے ہی قفل سے
لوح کو مس کیا لوح کا مس ہونا تھا کہ وہ قفل کھل گیا بس شاہزادہ دروازہ کھول کر اندر اُس مٹ کے آیا دیکھا کہ
اُس مٹ کے اندر ایک دیو بیٹھا ہوا ہی آگ اُسکے روبرو روشن ہی دھونکنی رکھی ہوئی ہی ایک بڑا سا کڑھاو اُس
آگ پر رکھا ہوا ہی وہ دیو اُس کڑھاؤ مین کچھ چیزین اسم سحر پڑھ پڑھکر ڈال رہا ہی اور وہ کڑھاؤ گرم ہی اور وہ
چیزین پانی ہوکر اُس کڑھاؤ سے خود بخود جوش کھا کر باہر نکلتی ہین اور ایک نالی بنی ہوئی ہی اُس سے بیٹھکر پرے
مٹ جاتی ہین اور جو بخار اُس کڑھاؤ سے اُٹھتا ہی وہ ابر بنتا ہی اور سقف مٹ کو توڑکر باہر نکل جاتا ہی راوی نے
بیان کیا ہی کہ یہی پانی اور یہی ابر اُس مقام پر جاکے قائم ہوتا ہی کہ جہان وہ دیوار آہنی ہی اور اُسی سے وہ دیوار بنی ہی
یہ سحر اُس دیو کا ہی بانیان طلسم نے اِس دیو کو اِسی کام پہ مقرر کیا تھا اور یہ مقام اِسکے رہنے کے لیے بنایا تھا بس
جب شاہزادہ اُس مقام پر پہونچا دروازہ وا کرکے اُسنے دروازے کے کھلنے کی صدا سُنی پا تو وہ بیٹھا ہوا اپنا کام
کر رہا تھا اُسنے سر اُٹھاکر دروازے کیطرف دیکھا جیسے ہی شاہزادے پر نگاہ پڑی پکار اُٹھا کہ افسوس تو او ظالم
سب کو قتل کرکے یہان آگیا معلوم ہوتا ہی کہ دیو لعلان کو تو نے قتل کیا افسوس عمر طلسم تو تمام ہوچکی تھی بس
یہ کہکر اور ہی دھونکنی لیکر شاہزادے پر دوڑا شاہزادے نے جو اسے اِس حالت سے آتے ہوئے دیکھا ایک
مرتبہ پینترا بدل کر ایک مقام پر قائم ہوکر کھڑا ہوگیا بس اُسنے آتے ہی شاہزادے پر دھونکنی کا وار کیا شاہزادے
نے خالی دیکر اور پنجہ ہلی دراز کرکے اور اُسکا بند دست پکڑکر جو جھٹکا دیا وہ دیو منھ کے بھل زمین پر آرہا اور کمر زنجیر
پکڑکر جو زور کیا اور جھٹکا دیکر سر سے بلند کرلیا اور گرد سر چرخ دیکر اور پیترے پر آکر اُس دیو کو کڑھاؤ مین
ڈالدیا اُسکا کڑھاؤ مین گرنا تھا کہ تڑاق تڑاق کی صدا بلند ہوئی تاریکی ہوگئی پیر ساری تدبیر بھول کر غل مچانے
لگے صداہاے مہیب آنے لگین بعد تھوڑے عرصہ کے صدا آئی کہ کشتی مرا نام ہی دیو آہن تاب جادو بانی دیوار
آہنی ہاے افسوس دیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم اے ساکنان قلعہ آگاہ ہو کہ طلسم کشا نے سب طلسم کو فتح کرلیا
اب کچھ نہین باقی رہا حیف اپنا پورا کام کر گیا تم لوگ خواب غفلت مین مبتلا رہے یہ سب اُسی غفلت کا نتیجہ ہی
جب یہ صدا آچکی وہ تاریکی بھی برطرف ہوگئی اب جو شاہزادے نے دیکھا کہ نہ وہ مٹ ہی نہ وہ صحرا مین ایک
صحرا سے سبزہ زار مین کھڑا ہون اور وہ مرکب طلسمی بھی سر جھکائے ہوئے برابر کھڑا ہی بس شاہزادے نے
لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین جا وہان تیرے لشکر سے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ
ہو رہا ہی یہ جو تحریر پایا فوراً مرکب پر سوار ہوکر جدھر کو لوح نے نشان دیا تھا اُسطرف کو روانہ ہوئے یہ تو لشکر
کیطرف مرکب اُڑائے ہوئے چلے آتے ہین اب اُدھر کا حال سماعت فرمائیے کہ جب انھون نے یہان دیو
آہن تاب کو قتل کیا اُسکے مرنے سے وہ دیوار آہنی جو کہ طلسمی تھی منہدم ہوئی راوی بیان کرتا ہی کہ دونون لشکر
کھڑے تھے مسلح و مکمل کہ یکایک تراقے کی صدا پیدا ہوئی اور وہ دیوار دھوان ہوکر بہ گئی اور اُڑ گئی اُسکا منہدم ہونا
تھا کہ لشکر طلسم کشا و ایرج نامدار نے دیکھا کہ سامنے ایک لشکر کثیر صف بستہ کھڑا ہی اور اُسکے عقب مین ایک قلعہ
بہت بڑا ہی در قلعہ کشادہ ہی اُدھر اژدر سپہزاد و لشکر نے دیکھا کہ ایک لشکر قلیل ہمارے روبرو صف بستہ کھڑا ہی
بس مکار نے اژدر سے کہا کہ آپ کیا تماشہ دیکھ رہے ہین طلسم کشا نے دیو آہن تاب کو قتل کیا دیوار آہنی
منہدم ہوئی وہ دیکھیے سامنے لشکر طلسم کشا صف بستہ کھڑا ہی لشکر کو حکم فرمائیے کہ اِن سب کو قتل کرین تا آنے
طلسم کشا کے اگر طلسم کشا آگیا تو بڑا غضب ہوگیا بس یہ سننا تھا کہ اژدر نے کل لشکر کو حکم دیا کہ اِن سبکو
مارلو ایک مرتبہ دس لاکھ دیو و پریزاد نے اپنے اپنے سنبھال کر اور ساحر یہ شور و غل کرتے ہوئے دوڑے
کہ لینا اِن سب کو یہ تو اِدھر سے چلے اُدھر جو ایرج نامدار نے اِن سبکو بارادۂ فاسد آتے ہوئے دیکھا

لشکر کو حکم دیا کہ لینا ان کافران پر دغا و ساحران نابکار و دیوان ناہنجار کو ایرج نامدار نے جو یہ حکم دیا بس
اس لشکر کے بھی دیو و پریزاد و ساحر اپنے حربے سنبھالکر چلے اور باہم مل گئے خلط ملط ہو گئے یہ ساحر اپنے
حربہائے سحر سے لڑنے لگے ابر سحر اٹھنے لگے صدائے ہاہوئے دیوان سے صحرا کانپنے لگا دریائے خون رواں
ہوا ملک الموت حیران و پریشان ہو کر روحین کافر و مسلمان کی قبض کرنے لگے بازار مرگ گرم ہوا ایرج کا یہ
حال تھا کہ جسطرف زیادہ ہجوم کفار ملاحظہ فرمایا اور دیکھا کہ میرے لشکر کے لوگ گھرے ہوئے ہین مرکب ڈپٹا کر
اُس غول پر گئے اور کفار کو قتل کرکے اپنے لشکر کو رہا کیا جس سردار کو دیکھا کہ وہ گھرا ہوا ہے اُسکی جا کر کمک کی
اگر کسی ساحر کا سحر چل گیا مجبور ہو گئے انکے لشکر کے ساحر نے اُسکو قتل کیا یہ رہا ہو کے پھر حملہ کیا راوی نے
یوں بیان کیا ہے کہ ایرج نے لشکر کفار مین تہلکہ ڈالدیا تھا استقدر دیو و پریزاد قتل کیے تھے یہ تو ہمیشہ کے
دیوکش ہین انکا کیا کہنا جسطرف کو حملہ کرتے تھے کفار منتشر ہو جاتے تھے مگر یہ اکیلے ہین کہانتک مقابلہ
کرین اور کہانتک اُنکے حملون کو روکین کفار بہت اور انکا لشکر کم وہ اہل طلسم سے ہین یہ کوئی طلسم کشا
نہین جو انکے پاس تبرکات طلسمی ہون کہ جنکے سبب سے انپر سحر نہ اثر کرے وہ ساحر یہ غیر ساحر کفار کو بھی قتل
کرتے ہین اور اپنے لشکر کا جو کوئی گھر جاتا ہے بچاتے ہین دیو و پریزادون سے مقابلہ ہے عجب مخمصہ مین گرفتار ہین
مگر باحواس ہین برابر شمشیر زنی کر رہے ہین لاش پر لاش گرا رہے ہین کفار نرغہ کرتے چلے آتے ہین یہ
اُنکے حملون کو رد کر رہے ہین بڑی بہادری اور جوانمردی سے لڑ رہے ہین آب تیغ کی طغیانی ہے دریائے
خون طوفانی ہے کشتی حیات دریائے تیغ و نہر مین کفار کے غرق ہو رہی ہے لاشین دیو و پریزاد کی زمین پر
تڑپ رہی ہین ڈھالون کی گھنگھور گھٹا چھائی ہے بیضہ سرون کا و آب شمشیر کا برس رہا ہے برق اجل کوند کوند کر
گر رہی ہے کشت حیات کو جلا رہی ہے خرمن عمر کو برق قضا پھونک رہی ہے مگر یہ اس جوانمردی و بہادری سے
لڑ رہے ہین کہ کوئی بہادر آجتک ایسا نہین لڑا کہ اُسی حالت مین اژدر پریزاد کی نگاہ ان پر پڑی اُسنے
دیکھا کہ ایک آدم زاد نے میرے لشکر کو تباہ کر دیا اور جب حملہ کرتا ہے سیکڑون پریزاد و دیو زاد اسکے ہاتھ سے
مارے جاتے ہین ایک دیو سے کہا کہ اس آدم زاد کو تو روک لے وہ چلا ایک ساحر سے کہا کہ تو سحر کرکے اسکو
بیکار کر دے اُسنے سحر کیا انپر اُنکے ہاتھ پاؤن کی قوت کم ہوئی اُس دیو نے آکر لڑا یہ اسی حالت مین اُسپر
جا پڑے اُسنے وار شمشاد کا وار کیا انکی قضا نہ تھی وار اُسکا خالی گیا کہ اُسنے پھر وار کیا ابکی مرتبہ یہ زخمی ہوئے
زخم کھا کر مجبور ہے اور اُسنے قصد کیا کہ سر کاٹ لون دیو دربان لڑ رہا تھا کہ اُسکی نگاہ پڑی بیتاب ہو گیا
جھپٹ کر قریب آیا اور بیچ مین آکر انکو پشت پر لیا اور اُس دیو سے مقابلہ کرکے قتل کیا اور اُنکے گرد
کھڑا ہو کر لڑنے لگا اب جو ایرج نامدار زخمی ہوئے یہ بھی تو فوج کے حملون کو رد کر رہے تھے کفار کو قتل
کر رہے تھے اب کفار کی بن آئی انھون نے جو حملے کیے بس لشکر کفار نے جو ہجوم کرکے حملے کیے اہل اسلام
کے پاؤن اُکھڑ گئے قریب تھا کہ شکست کھا کر بھاگ گئے ایرج نامدار کو ہوش آیا چونکہ زخم کاری لگا تھا
خون بہت نکلا تھا غشی سی آگئی تھی اب جو ہوش آیا لشکر کا جو یہ حال دیکھا اور اپنے کو مجبور پایا یاس کر دعا کی
چونکہ وقت اجابت دعا کا تھا فوراً قبول ہوئی کہ یہ وہ بیابان سے گرد بلند ہوئی اور دامن گرد کا شگافتہ ہوا
پس اُس گرد سے تین سو نشان تین لاکھ سپاہ کے پیدا ہوئے دونون ہاتھون مین نشان لیے ہوئے آگے
آگے چلے آتے تھے اُنکے عقب مین تین لاکھ دیو و پریزاد کا لشکر تھا اور ایک پریزاد تخت پر سوار تاج
سر پر رکھے ہوئے جب وہ قریب صحرا کے پہونچا اور اُسنے جنگ مغلوبہ دیکھی ہرکارون کو روانہ کرکے دریافت
کرایا کہ یہ کس سے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے اُدھر سے بھی دونون لشکر والون نے ہرکارے بھیجے دریافت کئے

اس پریزاد کے ہرکارے سے دریافت کرکے اُسکی فہرست میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ لشکر طلسم کشا اور لشکر کفار
یعنی اژدر پریزاد بادشاہ طلسم کے لشکر سے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی قریب تھا کہ لشکر طلسم کشا شکست کھائے
طلسم کشا لشکر میں نہیں ہے یہ سنتا تھا کہ ادھر پریزاد مع اپنے لشکر کے لشکر کفار پر جا پڑا اور کفار کو قتل کرنے لگا
ادھر ہرکاروں نے اژدر پریزاد کو آکر خبر دی کہ یہ لشکر حسان پریزاد کا ہے حاکم حلہ بینا حصار برسے کمک
طلسم کشا آیا ہے ادھر ایرج و دیو دربان و دیو خروس کو ہرکاروں نے خبر دی کہ یہ لشکر آپکی کمک کو آیا ہے
حسان پریزاد لیکر راوی نے بیان کیا ہے کہ سوائے ایرج کے سب حسان کو پہچانتے تھے مگر اسوقت
کفار و اہل اسلام ایسے بدحواس تھے کہ نہ پہچانا ہرکاروں نے جب آکر کہا تو معلوم ہوا ادھر حسان نے آکر
لڑائی کو روکا پھر اسطور سے مقابلہ ہونے لگا لشکر اژدر دم آیا تھا اسنے مار مار کر تتر بتر کر دیا پھر اسطور سے بازار تیغ زنی
گرم ہو گیا دیو پریزاد و ساحر مرنے لگے پھر بازار جنگ گرم ہوگیا حسان کے آنے سے لشکر اسلام کے
پھر دل قوی ہوگئے پھر اسطور سے لڑنے لگے مہلت جو ملی دم لینے کی یہاں جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کہ پھر صحرا
سے گرد اڑی اور طوفان پریزاد مع دو لاکھ دیو پریزاد کے آکر پہونچا لشکر کفار کو پہچان کر لڑنے لگا یہاں بھی
لشکر کفار و لشکر اسلام نے سوائے ایرج نامدار کے اسکو پہچان لیا ایرج کو ہرکاروں نے آگاہ کیا یہ بھی
لڑنے لگا کفار قتل ہونے لگے مینہ سروں کا برسنے لگا ہر طرف کفار تڑپنے لگے یہاں جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی
دونوں لشکر ملے ہوئے لڑ رہے تھے صدائے دار و گیر بلند تھی [illegible] کہ پھر لشکر کفار
نے دباؤ ڈالا اور اہل اسلام پیچھے ہٹنے لگے سبب یہ ہو کہ ابھی تک ایرج نامدار اس ساحر کے سحر میں مبتلا ہیں
وہ مارا نہیں گیا ہے کہ پھر ایرج نامدار نے دعا کی دعا انکی قبول ہوئی کہ صحرا ایکطرف سے بونڈلا گرد کا پیدا ہوا
وہ بونڈلا قریب لشکر آکر شق ہوا اُس گرد سے ایک آفتاب نمایان ہوا کہ تمام صحرا روشن ہوگیا ادھر لشکر کفار
نے دیکھا کہ ایک جوان مرکب خوش رفتار پر سوار اسلاح جنگ سے آراستہ مرکب جولان کیے ہوئے چلا آتا ہے
مرکب ایسا ہے کہ زمین پر پاؤں نہیں رکھتا ہے وہ راکب ایسا ہے کہ جسکے چہرے سے رعب و داب پیدا ہے آثار
بہادری نمایان ہیں اژدر پریزاد نے جو اسکو دیکھا پہچان لیا کیونکہ طلسم کشا کی تصویر دیکھ چکا تھا بانیان
طلسم بنا گئے تھے دیکھکر اسکا اپنے وزیر سے کہا کہ بڑا غضب ہو گیا طلسم کشا اسلحہ طلسمی وغیرہ سے آراستہ
ہوکر مرکب طلسمی پر سوار ہوکر آ پہونچا ادھر [illegible] نے کہا کہ کہاں اپنے اشارے سے بتایا مکار نے بھی دیکھا اور پہچان لیا اور
سب اہل لشکر نے یہاں لشکر اسلام نے جو طلسم کشا کو آتے ہوئے دیکھا غل مچایا کہ طلسم کشا آگیا حسان و طوفان و دیو
دربان و خروس نے دیکھا بہت خوش ہوئے ایرج نامدار نے جو یہ خبر پائی مرکب کو جولان کرکے چلے
مگر قوت نہ پائی پھر مجبور ہوکر کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ سہراب فرزند بیٹے سہراب ثانی رستم ثانی کا جگر
مرکب پر سوار چلا آتا ہے سہراب ثانی کو دیکھکر ایسے خوش ہوئے گو بہت مجبور تھے سحر سے مگر چہرہ گلنار ہوگیا ادھر
شاہزادے نے جو دیکھا کہ میرا لشکر اور لشکر کفار باہم مقابلہ کر رہا ہے اور قریب ہے کہ میرا لشکر شکست کھانے لگے
حسان و طوفان و دیو دربان و خروس اترے ہیں بس اوسی مقام سے نعرہ کیا اور تیغہ برق تاب سلیمانی جسکو
چہل چراغ سلیمانی بھی کہتے ہیں میان سے نکالا اور نعرہ اللہ اکبر کہکے کفار پر جا پڑے نعرہ کیا کہ ای کافران بے حیا
و ای منکران خدا کہاں ہو تمہاری جان کا ملک الموت آ پہونچا کی گذارم کز دست من زندہ و سلامت بدر روی تم
طلسم کشا فاتح طلسم چہل چراغ سلیمانی یہ کہکر جو حملہ کیا ایک ہی حملہ میں بہت سے کفار فی النار کیے دیو
پریزاد فرار ہونے لگے یہ تیغ زنی کرتے لڑتے جاتے ہیں اور حملہ کرتے جاتے ہیں اور پھر مڑکے بھی دیکھتے جاتے ہیں
ہر طرف ہیں کفار کا ... جب تیغ چمکا کر گرتی ہے جس کی سمت سے سر گر جاتے ہیں کہ دیو ...

شاہزادے کی برشِ تیغ دیکھکر نعرہ لگاتا ہوا قریب آیا اب لشکر کا یہ حال ہو کہ خوب جم کر لڑ رہا ہو کفار کا ناطقہ
بند کر دیا ہو پھر اسی طور سے بازار مرگ گرم ہو گیا ہو جہاں میں ایسا رستخیز برپا ہو دریا سے خون کے رواں ہیں سر مثل ژالہ
کے برس رہے ہیں بسمل تڑپ رہے ہیں تمام جہان سناٹا رہتے ہیں کہ دفعۃً خسروسس نے قریب آکر مجرا کیا اور
عرض کیا کہ حضور بار بار کیا پلٹ کر ملاحظہ فرماتے ہیں فرمایا کہ جب سے میں یہاں آیا ہوں اور مقابلہ کر رہا
ہوں نہ میں نے دادا جان کو دیکھا اور نہ اُنکے نعرے کی صدا سنی میں یہ خیال کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ
کس صف میں لڑ رہے ہیں اور اُنکی موجودگی میں یہ لشکر کا حال کیونکر ہوا کہ قریب فرار تھا خسروسس نے عرض
کیا کہ آپ پریشان نہوں اصل واقعہ یہ ہو کہ واقعی لشکر کا یہ حال نہوتا انھوں نے تو وہ معرکہ روکا تھا اور
وہ مقابلہ کیا تھا کہ اس لشکر قلیل سے اتنے بڑے لشکر کو شکست دی تھی قریب تھا کہ لشکر کفار فرار کر جاتے اے
آقاے نامدار اُنکی آب تیغ سے کفار کو پناہ پانا دشوار تھا ہر حملہ میں ہزاروں دیو پریزاد مرکر گرتے تھے
ہم لوگ اُنکے بھروسہ پر لڑ رہے تھے مگر کیا کریں کہ ایک دیو سے اُنسے مقابلہ ہوا وہ اُسکے ہاتھ سے مجروح ہوے
قریب تھا کہ وہ قتل کرے کہ دیو دربان نے جاکر اُسکو قتل کیا وہ ملاحظہ فرمایئے اُس صف میں مرکب پر سوار
حالت زخمداری میں مجبور رہے ہیں دیو دربان اُنکے قریب لڑ رہا ہے اور حفاظت بھی کرتا جاتا ہے اس حالت
میں بھی یہ رعب و داب ہے کہ کوئی اُنکے قریب نہیں جا سکتا ہے حضور اُنکے زخمی ہونے سے لشکر کی یہ نوبت
ہوئی تھی کہ قریب فرار تھا کہ حسان پریزاد و طوغان پریزاد مع لشکر کے آکر پہونچے اُنھوں نے لڑائی کو
روکا ورنہ خرابی ہوئی تھی ابھی پھر وہی حالت ہوئی تھی کہ آپ تشریف لائے یہ سننا تھا کہ سہراب کو بہت بڑا
صدمہ ہوا اور خسروسس سے کہا کہ میرے نہونے سے تم نے کچھ خیال نہ کیا میرے جد نامدار کو زخمی کرایا خیر یہ کہکر اور
ایک حملہ شیرانہ ایسا کیا کہ کفار منتشر ہو گئے بس مرکب کو ڈپٹا کر اُس صف پر آئے کہ جہاں ایرج نامدار مجروح
کھڑے تھے اور کفار اُنکے گرد تھے دیو دربان اُن سب سے لڑ رہا تھا بس جب یہ اُس صف پر پہونچے اور حملہ
کیا کفار کو مار کر ہٹا دیا اُس صف میں آئے دیکھا کہ دیو دربان مثل پروانہ کے گرد اُس شمع شبستان بیضۂ
صاحبقران کے پھر رہا ہے اور کفار کشی میں مصروف ہے اور جد نامدار مرکب پر سوار ہیں مگر مجبور رہے ہیں زخم کاری
سر پر لگا ہے بس یہ دیکھنا تھا کہ نعرہ کیا او کافران بچیا میں آ پہونچا اور مرکب جھکا کر قریب ایرج نامدار آئے دیو
دربان نے سلام کیا ایرج نے پلٹ کر دیکھا اپنے جگر گوشہ و راحت قلب ناتوان کو اپنے قریب پایا مگر عجب
شان و شوکت سے چہرہ فرط خوشی سے گلنار ہو گیا سہراب نے قریب پہونچکر سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا اور
عرض کیا کہ اے جد نامدار کیا حالت ہے مزاج کیسا ہے فرمایا کہ اے فرزند کیا بیان کروں جو اسوقت حالت میرے
دست و پا کی ہو کہ بالکل بےحس و بےحرکت ہیں کچھ ایسا خون بھی نہیں نکلا ہے کہ کہا جائے اُسکے سبب سے یہ حالت
ہوئی ہو نہ ایسا زخمی ہوا ہوں اس سے زیادہ زیادہ مجروح ہوا ہوں مگر یہ حالت کبھی نہیں ہوئی نہ معلوم کیا
سبب ہے یہ سننا تھا کہ سہراب نے اس خیال سے کہ شاید ابلیسی نے سحر نہ کیا ہو اُس سے یہ حالت ہوئی ہو
لوح کو ایرج نامدار کے جسم سے مس کیا لوح کا مس ہونا تھا کہ وہ سب حالت برطرف ہو گئی طاقت اُسیطور
سے عود کر آئی ہاتھ پاؤں میں حرکت پیدا ہوئی ایرج نے فرمایا کہ اے فرزند میں اچھا ہو گیا اب کوئی شکایت
نہیں ہے یہ فرما کر زخم سر کو خوب مضبوط باندھکر کہا کہ اب تم بھی حملہ کرو اور میں بھی مگر کچھ سبب نہ معلوم ہوا کہ کیا سبب
تھا سہراب نے عرض کیا کہ حضور کسی ساحر نے سحر کیا تھا یہ اُسی سبب سے حالت تھی فرمایا کہ ہاں جب وہ
دیو مقابلہ کرنے آیا تھا اُسکے زخم لگنے سے قبل یہ میری حالت ہو گئی تھی یہ سنتے ہی سچ کہا یہ فرماکر ایرج نے نعرہ
کیا نعرہ منم ایرج آفتاب منیر کہ صاحبقران اعظم و آفاق گیر یہ نعرہ کرکے اور تلوار کو علم کرکے ایک ہی حملہ ایسا

اب جو یہ دونون شیر بیشہ صاحبقرانی حملہ آور ہوے بھلا اب کیا کسی کی مجال تھی جو انکے سامنے ٹھہر سکے یہ حالت تھی
کہ جیسے گلہ گوسفندان مین شیر چلا آتا ہی ہر طرف کفار منتشر ہو جاتے تھے یہ دونون صاحب ایک دوسرے کی
آواز کے خواستگار تھے جب ایرج نعرہ کرتے تھے تو سہراب ثانی صدا سنکے خوش ہو جاتے تھے اور
حملہ کرتے تھے اور جب سہراب ثانی نعرہ کرکے حملہ کرتے تھے اور ایرج نامدار صدا انکی سنکے خوش ہوتے
تھے اور حملہ کرتے تھے یہ لوگ کفار کشی مین مصروف تھے کہ صحرا سے گرد اٹھی اور دیو مینا رنگ ایک لاکھ
دیو سے پیدا ہوا دونون لشکر کو ہم نبرد دیکھکر اور دریافت کرکے لشکر کفار سے لڑنے لگا کہ دونون لشکرون
کے اہل لشکر و بادشاہون نے پہچان لیا تھا کہ یہ دیو مینا رنگ ہی مگر اژدر جادو نے اور دیو خروس
نے ہرکارے روانہ کیے تھے کہ خبر تو لاؤ کہ کسکی کمک کو آیا ہی بس دونون طرف کے ہرکارے خبر لیکر حاضر
ہوے دیو خروس کے ہرکارون نے عرض کیا کہ دیو مینا رنگ طلسم کشا کی کمک لشکر لیکر آیا ہی
اور اژدر پریزاد سے اسکے بھی ہرکارون نے یہی بیان کیا کہ طلسم کشا کی کمک کو دیو مینا رنگ
آیا ہی ابھی یہ اچھی طور سے نہ پہونچنے پایا تھا کہ پھر گرد اٹھی اور دیو بوتیمار مع اپنے وزیر عقاب پریزاد
ایک لاکھ پریزاد اور دیو سے آکر پہونچا اور حال دریافت کرکے کفار سے لڑنے لگا ہرکارون نے دونون
طرف کا حال دریافت کرکے خبر دی اور اژدر سے کہا کہ دیو بوتیمار پسر دیو زلغ برائے کمک طلسم کشا
آیا ہی ان دونون کے آنے سے اسقدر لشکر طلسم کشا کو مہلت ملی کہ انھون نے اپنا دم راست کیا جان
بچا گیے ان دونون نے آتے ہی لشکر کفار کا ستھراؤ کر دیا کیونکہ یہ لشکر تازہ دم تھا یہ لڑ رہے تھے کہ پھر
گرد اٹھی دیو اسد پسر دیو خوک پیشانی مع ایک لاکھ اسی ہزار کے آکر پہونچا اور خبر دریافت
کرکے لشکر کفار سے لڑنے لگا اسیطور سے ہرکارون نے حال دریافت کرکے اژدر و خروس
سے بیان کیا کہ طلسم کشا کی کمک دیو اسد پسر دیو خوک پیشانی آیا ہی اتنے اژدر پریزاد کے ہوش
پران ہوے سارا زہر اُگلنا پیچ و تاب دکھانا بھول گیا کہ اسقدر لشکر کثیر طلسم کشا کی کمک کو آ گیا اُس
لشکر قلیل نے تو حواس پریشان کر دیے تھے اور مار کر لشکر کا ستھراؤ کر دیا تھا نہ اب کہ جب لشکر تازہ دم
آ گیا اور بہت اب فتح ہونا دشوار ہی مگر یہ بھی اپنے لشکر کو جان دیدے کر لڑا رہا ہی لشکر کفار برابر حملے
پر حملے کر رہا ہی اہل اسلام اسکے حملون کو رد کرتے ہین اور کفار کشی مین مصروف ہین لشکر تازہ دم کے
آنے سے اسقدر قوت حاصل ہوئی ہی کہ لشکر کفار کا ستھراؤ کر دیا ہی اسیطور سے سات شبانہ روز تک برابر
جنگ مغلوبہ رہی نہ کوئی سویا نہ کسی نے کچھ کھایا نہ پیا برابر شمشیر زنی کرتے رہے سہراب ثانی اور
ایرج نامدار و دیو دربان و دیو خروس و حسان پریزاد و طوغان پریزاد و دیو مینا رنگ
و دیو اسد و عقاب پریزاد و دیگر سرداران نامدار کا یہ حال ہی کہ کٹنون سے خون بہ رہا ہی قبضہ ہاتھون
مین گھر بیٹھا ہی بختے خون کے زرہون پر جم گئے ہین آنکھون مین لال لال ڈورے شجاعت کے پڑے
ہوے ہین خون کی چھینٹین تمام جسم پر پڑی ہوئی ہین ہر مرتبہ جوش شجاعت مین جھوم جھوم کر حملہ کرتے ہین کفار کے پیر اٹھ
جاتے ہین کوسون تک صحرا لاشون سے پٹا ہوا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ بجائے غلہ کے لاشین زمین سے پیدا ہوئی
ہین سرون کے جا بجا انبار ہین کسی جا دار شمشاد دو آرہ پشت نہنگ پڑے ہوے اسقدر کثرت سے لاشین زمین
پر پڑی ہین اور بسمل تڑپ رہے ہین یہ ثابت ہوتا ہی کہ خون بکثرت جو جاری ہوا ہی زمین اسکے سبب سے
پھٹ گئی ہی مردے نکل آئے ہین باشتیاق جنگ مین مردون نے اپنے کو زمین سے نکال کر خاک پر ڈالدیا
ہی ان سب کے تن بسمل اور گھائل جو خون مین غلطان ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ لالہ کا کھیت ہی ایسی جنگ مغلوبہ

ہوتی تھی کہ لاکھون کفار خاک پر غلطان خاک و خون مین پڑے تھے بسمل تڑپ رہے تھے بازار تیغ گرم تھا
ملک الموت وحین قبض کرتے پھرتے تھے تمام جسم کفار سے بھر گیا تھا ملک دوزخ الاؤ لاؤ کر رہا تھا پیر فلک
بھی چشمہ آفتاب کو لگائے ہوئے تماشائے جنگ مین مصروف تھا ہر ایک بہادر کفار کشی مین ہمہ تن مصروف
تھا دریائے خون صحرا مین روان تھا سر مثل حبابون کے نظر آتے تھے کشتی حیات کفار طوفانی تھی جہاز زندگی
کفار طوفان موت مین آگیا تھا اُسی روز زمین سے خون نکلتا تھا اور آسمان سے برستا تھا تلوارین جو خون
مین آلودہ تھین اور بہادر جو ہاتھ بلند کر کے وار کرتے تھے اُنسے جو قطرے گرتے تھے اور اُن پر عکس آفتاب پڑتا
تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ذرہ ہائے یاقوت ہوا سے زمین پر گر رہے ہین راوی نے بیان کیا ہو کہ اسقدر کفار اُس
مقابلہ مین کام آئے کہ لاشون کے انبار ہوگئے اب یہ نوبت ہو کہ قدم اُنکے نہین ٹھہر سکتے ہین راہ فرار اپنی جو تلاش
کرتے ہین تو سوائے گوشۂ کمان یا کوچۂ زخم کے دوسری راہ نہین پاتی تھی بس یہ نوبت ہو اُس میدان مین کہ جو مرغ تیر آشیانۂ
کمان سے اُڑ کر چلا فوراً اُسکے پیچھے پہونچ گیا پھر جانا بھی نہ نصیب ہوا زاغ کمان چلا کر رہ گیا راوی کہتا ہو کہ بہادرون کے
جسم پر گلہائے زخم کی بار صیان (?) پڑی ہوئی تھین عروس مرگ کے اشتیاق مین نوشاہ بنے ہوئے تھے بجائے
عطر سہاگ کے خون لباس مین ملا ہوا تھا زرہون کے حلقون مین جو خون کے قطرے تھے وہ حلقے معلوم
ہوتے تھے کہ گویا چشمہائے معشوق میگون ہین کہ بسبب نشۂ شراب کے لال ہو رہی ہین کہانتک حال جنگ عرض
کیا جائے اسیطور سے سات شبانہ روز تلوار چلی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے اب لشکر کفار کا یہ حال
ہو کہ رک رک کر مقابلہ کرتا ہو جی چھوٹ گئے ہین اب اہل اسلام نے چارون طرف سے کفار کو گھیر لیا اور
زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا قتل کرنا شروع کیا اُسی عالم مین ایرج نامدار کفار کو قتل کرتے ہوئے علمدار لشکر کے قریب
پہونچے اُسنے از دہشت نہنگ کا وار کیا انھون نے خالی دیکر جواب اپنا وار کیا یا تو تلوار سپر پر چکی تھی یا خود و مغفر و
دوبلغہ کو کاٹتی ہوئی سر پر آئی چھنا دیا کہ سر مین در آئی صراحی گردن سے گذر کر صندوق سینہ مین در آئی صدر و
شکم و کمر کی خبر لیتی ہوئی مسافت مثل قطرہ کے باہر جسم سے نکلی اور زمین کو بوسہ دیا علمدار لشکر مر کر گرا ایرج
نے علم لشکر پر ہاتھ لگایا وہین علم ہوا اُس مقام پر تلوار چلی کفار شمع تیغ پر مثل پروانہ کے گر کر جلنے لگے اُدھر دیو
پیمار زنگ (?) نے جاتے ہی کوس رزمی کو قلم کیا نقارچی کو قتل کیا دیو دربان نے شہنا نواز کو شاہزادہ سہراب
شمشیر زنی کرتا ہوا مرکب کو دبائے ہوئے دفعتاً تخت اژدر پیکر زاد کے چلا جاتا ہو جہان پر جگر شمشیر زنی کی لاشون کے
انبار لگا دیئے چونکہ یہان پر تا پیل تنون کا اور پہلوانان قوی دل و سرداران پر جگر کا مجمع تھا اور تخت شاہی بھی تھا
سب گرد تخت کو گھیرے ہوئے تھے یہ خیال تھا کہ طلسم کشا یہان نہ آجائے بہت کفار کام آئے مگر یہ شمشیر بے نظیر تھا
اُن سبکو قتل کر کے قریب تخت پہونچا جیسے ہی اژدر پیکر زاد کی نگاہ طلسم کشا پر پڑی مکار جادو اپنے وزیر سے
کہا کہ حریف آ گیا لینا جانے نہ پائے بقصد فاسد آتا ہو یہ کہنا تھا کہ مکار اژدر سحر پر سوار ہو کر شاہزادے کے
مقابل ہوا شاہزادے نے فرمایا کہ جا دور ہو میرے روبرو سے ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اُسنے جواب دیا کہ
اب مین کب زندہ تمکو رکھتا ہون یہ کہکر اپنا وار کیا نارنج سحر مارا شاہزادے پر اُس نارنج نے کچھ اثر نہ کیا شاہزادہ
نے بر سپر (?) ہو کر اُسکو رد کیا اور اُسکے قریب پہونچے جب اُسنے دیکھا کہ حریف قریب آ گیا تلوار کا وار کیا شاہزادے
نے خالی دیکر اُسکا بند دست پکڑ کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اژدر سحر سے اُٹھا لیا اور مثل پھول کے گرد سر گردش
دیکر فرمایا کہ شناخت مین پروردگار عالم کی کیا کہتا ہو جواب دیا کہ میری ہزار جانین ہون تو سب سامری و جمشید
کے نثار ہون یہ سننا تھا کہ شاہزادے کو غصہ آ گیا اُسکو اس زور سے اُسکے اژدر پر پٹک مارا کہ وہ مع اژدر ریزہ ریزہ (?)
زمین ہو گیا ساری مکاری و فنون سازی بھول گیا فقط نام بھی باقی نہ رہا کہ جیسے کبھی دنیا پر پیدا بھی نہ ہوا تھا

بائین شاہزادے نے اسکو اسی آسانی سے اٹھا لیا تھا کہ جیسے کوئی طفل شیر کو اٹھا لیتا ہو اور اسطور سے زمین پر مارا تھا
کہ جیسے کوئی لڑکا اونٹ کو پھینکتا ہو کچھ معلوم نہیں ہوا پیچ و تاب میں دیو اسد عقب میں شاہزادے کے شمشیر زنی کرتے
تھے اور حفاظت بھی کرتے جاتے تھے یہ حالت دیکھکر لشکر ہیبت کے آگے شاہزادہ مکار کو قتل کرکے طرف اژدر پریزاد
کے متوجہ ہوا اور جو سردار آس پاس تخت کے تھے انکو قتل کرکے قریب آپہونچا اژدر نے دیکھا کہ طلسم کشا آگیا اور سوائے
اسکے مقابلہ کو نہیں تلوار سامنے رکھی ہوئی تھی جلدی اٹھا کر وار کیا شاہزادے نے جھپک کر وہی تلوار پیٹا پڑی تھی
ہاتھ ڈال دیا اور مروڑ کر کلائی تلوار چھین لی اور کمر پیچھے میں ہاتھ ڈال کر تخت پر سے اٹھا لیا اور گرد سر پیچ دیا کر
تاج کہیں موزے کہیں اسلحہ سب الگ ہوکے گر پڑے کفار یہ حال دیکھکر کہ بادشاہ ہمارا گرفتار ہو گیا سب کفار
سمٹ کر اس مقام پر آکر لڑنے لگے یہاں تلوار چلنے لگی شاہزادے نے اژدر پریزاد کو بائیں ہاتھ پر بچا کے
سپر کے لیا اور دست راست سے شمشیر زنی کرنے لگے اس مقام پر اسقدر کشت و خون ہوا کہ کثرت خون سے
زمین کیچڑ ہوگئی اور خون لہو کا ایک طوفان برپا ہوا جب کفار نے دیکھا کہ سوائے فرار کے قرار کا موقع
نہیں ہے اور یہی ہوا کہ ہزاروں کے قدم اکھڑ گئے سپاہ گھوڑے کو کھتا کر چلی جدھر جاتی ہے راہ فرار کی نہیں پاتی ہے بس
سمٹے جو شکست کھا کر اور ایک مقام پر جمع ہوکر تلوار کی اور راہ پیدا کرکے شہر کی طرف کا رخ کیا اور فرار پر قرار لیا سچ
کسی نے کہا ہے کہ تین چیزیں بدون تین چیزوں کے بیکار ہیں قیمش بے تیر تکیہ بے فقیر لشکر بے سردار سچ کہا ہے
کہا شکست لشکر بے سردار مقابلہ کرے پہلے تو شکست ہوئی کہ علم لشکر قلم ہوا علمدار لشکر مارا گیا نقارہ فوج بھی قلم
ہوا اور بادشاہ اسیر ہو گیا اب کیونکر میدان میں قیام کریں اور ثابت قدمی دکھائیں بس فرار پر قرار لیا اہل
اسلام تعاقب میں انکو قتل کرتے ہوئے چلے پڑاؤ پر جاکر انھوں نے قدرے دم لیا کہ وہاں بھی یہ لوگ جا پہونچے
اور قتل کرنا شروع کیا ایک آن واحد میں وہاں سے بھی کفار بھاگے پڑاؤ اہل اسلام نے لوٹ لیا اور اسکا تعاقب
کیا شاہزادہ اسی طور سے اژدر کو ہاتھ پر لیے ہوئے ہر ایک شمشیر زنی کرتا چلا جاتا ہے ایک پہلو میں ابرج بن دیو
مینار رنگ عقب میں دیو دربان و دیو اسد و دیو خشروس و عقاب پریزاد و حسان پریزاد و طوفان
پریزاد و دیو غزال لڑتے چلے آتے ہیں بس کفار جب دروازہ شہر پر پہونچے اس مقام پر بھی کچھ دیر رد و کشش رہے
اور تلوار کی مار کھا ہوتا ہے مجبورانہ لڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں بس کفار داخل شہر ہوئے انکے عقب میں اہل اسلام
بھی اسی شہر و قلعہ میں ہر گلی و کوچہ میں تلوار چلنے لگی در و دیوار خون کے چھینٹوں سے رنگین ہوگئے اہل شہر بھی قتل
ہونے لگے غدر مچ گیا تھا کہ غل پڑ گیا کہ طلسم کشا شہر میں داخل ہو گیا قتل عام کا حکم دیدیا ہے اہل شہر قتل
ہو رہے ہیں پس جو کہ بزدل تھے انھوں نے دروازے بند کر لیے جو کہ ذرا بہادر تھے تلواریں لے لیکر مکانوں
سے باہر آئے لڑنے لگے نالیوں سے شہر کی اسطور سے خون رواں تھا کہ جیسے کثرت بارش میں پانی رواں ہوتا
ہے تین پہر یہاں بھی تلوار چلی ہزاروں اہل شہر قتل ہوئے آخر کو اہل شہر نے عاجز ہوکر دو ہائی دی کہ طلسم کشا
کی دو ہائی ہے اب ہمکو امان ملے ہم اہل شہر ہیں اپنے کردار کی سزا پائی فرمایا کہ امان بشرط ایمان سب نے جواب
دیا کہ ہمنے آپکا دین قبول کیا باطل پرستی ترک کی یہ جو سب نے کہا اور امان طلب کی بس شاہزادے و ملک ابرج
نے ہاتھ روک لیا انکا ہاتھ کا روکنا تھا کہ سب سپاہ نے ہاتھ روک لیا قتل و غارت سے اہل شہر و کفار نے نجات
پائی بس اسوقت کل سردار لشکر کفار حاضر خدمت ہوئے اور کاسہ سعادت کو بوسہ دیا امیران شہر نے حاضر
ہوکر شرف ملازمت حاصل کیا شاہزادہ دار الامارہ شاہی میں تشریف لایا اسوقت اژدر پریزاد کو دیو
دربان کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ اسکو اپنی قید میں رکھو کل اسکا دربار کیا جائیگا اور دیو مینار رنگ کو حکم دیا کہ
تم تمام شہر کا بند و بست کرو تمام شکستہ حال منہدم کرادو ہر امیر شہر و رئیس شہر کے مکان پر پہرہ چوکی

کرو اور محلات شاہی پر اور شہر سے لاشین اہل اسلام کی اٹھوا کر دفن کراؤ اور کفار کی لاشون کو صحرا
مین ڈلوا دو اور شہر کو خون وغیرہ کے آلایش سے صاف و پاک کرو اور منادی کرا دو کہ تم سب کو
اس شرط سے امان ملی ہو کہ دین اسلام قبول کرنا ہوگا کوئی آج سے ابلیس پرستی یا سامری کی پرستی
نہ کرے ورنہ تختہ سیاست شاہی مین گرفتار ہوگا اور کل لشکر کفار کو جو کہ مجروح ہین اور جو کہ غیر مجروح ہین سب کو
اپنے افسرون کی سپردگی مین دو اور اُن پر پہرہ چوکی اپنے لشکر کا مقرر کرو اور خوب شہر کا بند و بست کرنا
تا کہ غدر نہونے پائے ورنہ تمکو عدم تعمیل حکم کی سزا دیجائیگی یہ حکم دے کر شاہزادہ مع ایرج نامدار و
دیگر سردارون کے بیرون شہر آیا یہان دربان نے اژدر پیزاد کو غل و زنجیر مین اسیر کیا اور
پہرہ وغیرہ مقرر کیا دیو مینا رنگ نے ہر مکان اور ہر محل شاہی و اہل شہر پہ پہرہ چوکی مقرر کیا کل لشکر
کفار کو ایک مقام پہ جمع کر کے اپنے لشکر کی حراست مین کیا شہر کو لاشون اور خون سے صاف و
پاک کیا کل کام بموجب حکم کے بجا لایا منادی سے شہر مین ندا کرا دی شکند سے منہدم کرائے سب طرح
کا بند و بست کر لیا یہان بیرون شہر سرداران لشکر نے یہ بند و بست کر لیا تھا کہ اُس مقام سے
کہ جہان لشکر اترا ہوا تھا سب خیمے و بارگاہین اکھڑوا کر اُس مقام پہ بپا کی تھین کہ جہان اژدر
پیزاد کا لشکر فروکش تھا اور اُس مقام پہ لشکر کا پڑاو بھی تھا اور کفار و اہل اسلام نے کشتون کا
شمار بھی کر لیا تھا اور کفار کو ایک صحرا مین دور ڈلوا دیا اور اہل اسلام کو دفن کروا دیا اور مجروحان
لشکر کو شفاخانہ مین روانہ کر دیا اُنکے ٹانکے وغیرہ لگائے گئے علاج ہونے لگا یہ سب بند و بست تو
کر چکے تھے کہ شاہزادہ سہراب ثانی تشریف لائے داخل بارگاہ ہوئے سب سردار حاضر ہوئے
شاہزادہ عالیشان نے لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا سب نے اپنے اپنے بستر پر آکر کمر کھولی سات
شبانہ روز کے جاگے ہوئے تھے اور تھکے ہوئے تھے بھوکے اور پیاسے تھے کہ سات دن تک نہ
کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا سب نے کھانے کھائے اور بسترون پہ آرام کیا یہان بارگاہ مین شاہزادے
نے سردارون سے دریافت کیا کہ کچھ تم جانتا ہو کہ کسقدر کفار واصل جہنم ہوئے اور کس قدر
اہل اسلام درجہ شہادت پہ فائز ہوئے اُنھون نے عرض کیا کہ شمار جو کیا گیا تو اسی ہزار
اہل اسلام شہید ہوئے ہین اُن سب مقتولون کو دفن کرا دیا اور بیس ہزار مجروح ہوئے تھے اُنکو شفاخانہ
مین روانہ کر دیا ہے اور لشکر کفار کے آدمی دو لاکھ بیس ہزار قتل ہوئے اور زخمیون کا حساب
نہین ہے کہ معلوم کسقدر مجروح ہوئے اور بموجب حکم آپ کے کفار کی لاشین صحرا مین پھنکوا
دی ہین یہ سنکے شاہزادے نے اُن سب کی کار پردازی کی بہت تعریف کی اور بارگاہ سے
اُٹھکر خیمہ خاص مین آئے خاصہ نوش فرما کر آرام کیا پوشاک وغیرہ بھی بدل چکے تھے وہ شب
بسر ہوئی صبح کو سب خواب راحت سے بیدار ہوئے اور پوشاک درباری پہن کر حاضر ہوئے
شاہزادہ و ایرج نامدار بعد الفراغ نماز سحر لباس سے آراستہ و پیراستہ ہو کر برآمد ہوئے
سب کا مجرا و سلام ہوا اپنی سواری ہو کر اور سب سردارون کو ہمراہ لے کر طرف شہر کے روانہ ہوئے
داخل شہر ہوئے دیکھا کہ تمام شہر آلایش خون وغیرہ سے پاک و صاف ہو گیا ہے منہدم پڑے ہوئے
ہین ہر مقام پہ پہرہ چوکی ہے شاہزادہ شہر کی سیر کرتا ہوا دربار مین آیا دنگل شوکت پہ متمکن ہوا یہان
دیو مینا رنگ نے دربار بھی آراستہ کر رکھا تھا بس شاہزادے نے دربار کو حسب طریقہ آراستہ پایا
سب سردار علی قدر مراتب اپنے اپنے مقام پہ متمکن ہوئے تخت پر ناشتہ بچھا ہوا ایک سمت کو صاف کن شہزادہ

وطوغان پریزاد و عقاب پریزاد اور دیگر پریزاد ایک طرف دیو اسعد و دیو خروس و دیو غزال و دیو
کلکال و دیو ہلاک و دیگر دیو و سردار بیٹھے ایک دنگل شوکت پر ایرج نامدار جلوہ فرما ہوئے ایک شہزادہ
سہراب ثانی دیو مینار رنگ سے آکر مجرا کیا شاہزادے نے بہت تعریف فرمائی اور دنگل مرحمت کیا کہ
دیو دربان حاضر ہوا مجرا بجالایا شاہزادے نے فرمایا کہ اژدر پریزاد و دیگر اسیرون کو بہت جلد حاضر کرو اور کل
سرداران کفار کو بس اسوقت دیو دربان کل سردارون و اسیرون و اژدر پریزاد کو لیکر حاضر ہوا شاہزادے
نے علے قدر مراتب ہر ایک کی عزت کی اور روبرو بٹھایا اژدر کو کرسی مرحمت کی اژدر نے کل دربار کو آراستہ پایا
ایسا دربار تو اسکے زمانہ مین کبھی نہ تھا جو اسوقت شان و شوکت ہی بس اژدر نے اور دیگر اسیرون و سردارون
نے حالت دربار دیکھکر بہت حیرت کی اور شاہزادے کی خلق و مروت کی اپنے دلمین بہت تعریف کی بس شاہزادے
نے اژدر پریزاد سے فرمایا کہ اے اژدر پریزاد اب تم دین اسلام کے قبول کرنے اور میری اطاعت کرنے
کے باب مین کیا کہتے ہو بہت جلد بیان کرو اگر دین اسلام نہ قبول کروگے میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے
بس جان لو کہ خداوند وحدہ لاشریک ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے وہ سب کا خالق ہے اسنے سبکو پیدا کیا ہے کیا
شیطان کتنا ستاتے ہیں کیا جمشید یہ سب اسکے بندے ہین انھون نے بیکار دعوی خدائی کیا اور ہزارون بندون
کو گمراہ کیا اسکا حال انکو پر ور تو کیا اسکا معلوم ہوگا اور اب بھی انکے جسم آتش دوزخ مین جلتے ہونگے اور شیطان
جسکو تم اپنا خدا کہتے ہو یہ خود اسکے سے تھا جبکہ اجنہ دنیا پہ حاکم تھے اور انھون نے کفر و عناد پر کمر کسی تو خداوند
کریم نے ملائکہ آسمان کو زمین پر نازل فرمایا انھون نے اجنہ کو آکر قتل و غارت کیا اور کچھ کو جو کہ باقی رہے
اسیر کرکے لیگئے انمین یہ شیطان بھی تھا بس اسنے بالائے آسمان پرورش پائی اور اسقدر اسنے اطاعت و
فرمانبرداری کی کہ یہ بھی ملائکان مقرب سے ہوگیا عزازیل اسکو درگاہ باری سے خطاب ملا بس خداوند کریم
نے حضرت آدم کو خلق فرمایا سب فرشتون کو انکی اطاعت اور سجدہ کرنیکا حکم فرمایا سب حکم باری بجالائے مگر
اس شیطان نے سجدہ نہ کیا اور عذر کیا کہ مین آتشی اور یہ خاکی مین کیونکر سجدہ کرون بس اسپر عتاب الہی
نازل ہوا اور معتوب درگاہ ہوا بس جبسے یہ معتوب بارگاہ احدی ہوا اسنے بعض بندون کو خدا سے
گمراہ کرکے بت پرستی کرائی بعض کو آتش پرستی کیطرف راغب کیا اسکا بہت بڑا قصہ ہے بعض سے اپنی
پرستش کرائی کہانتک بیان کیا جائے خلاصہ یہ کہ یہ سب دین باطل ہین سوائے خداوند کریم کے کوئی
دوسرا خدا نہیں ہے بس یہ فرما کر چند کلمے وحدانیت خدا مین اور چند کلمے مذمت ادیان باطلہ مین زبان
سے فرمائے کہ سب کفار و اسیران کفار و اژدر پریزاد نے یہ کلمے سنکے سر جھکا لیے اور کچھ رد نہ کر سکے اور
اژدر پریزاد فکر کرنے لگا کہ کیا جواب دون اور کیونکر اپنے دین کو چھوڑ دون طلسم کشا نے تو ایسی تقریر
کی کہ جسکا رد ہونا غیر ممکن ہے سوائے اطاعت و ترک مذہب کے راوی نے کہا ہے کہ یہ اژدر پریزاد و کل سردار
و کل لشکر و اہل شہر سب خداپرست ہین کیونکہ اژدر کے بزرگ ہمیشہ سے اس ملک اژدریہ کے اور قلعہ طلسم
و کل طلسم کے حاکم رہے اور خداپرست رہے اژدر پریزاد اپنی ذات سے کافر ہو گیا تھا اور یہی امر
بانی طلسم نے خبر باوری طلسم کے بارے مین بیان کیا تھا بلکہ تحریر کر دیا تھا کہ جس زمانہ مین بادشاہ طلسم
کفر اختیار کریگا اور اہل طلسم کے دو فرقے ہونگے ایک کافر اور ایک مسلمان اسی زمانہ مین حکم طلسم تمام ہوگی اور طلسم کشا
آکر طلسم کو فتح کریگا بس یہ وہی زمانہ تھا کہ اژدر بہکانے سے اپنے وزیر کے کافر ہو گیا اور اسنے چاہا کہ کل اہل طلسم پیرا
دین اختیار کرین بعضون نے اسکی پیروی کی اور بعض نے انحراف کیا بس اہل طلسم کے دو فرقے تھے کچھ مرحلون سے حاکم خداپرست
اور کچھ کافر جو کافر تھے وہ طلسم کشا و اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوئے جو کہ کبھی مسلمان نہ تھے اور جو مسلمان تھے انھون نے اطاعت

قیامت کو یاد دلایا اور سبب بد ہونے کی مذمت فرمائی ہیں سو جو خیال کیا تو آپ کا قول صادق پایا اپنی حالت پر روتا ہوں کہ یہ تو نے کیا کیا تیرے خاندان میں کوئی کافر نہ ہوا تو کیوں کافر ہوا تو بڑا بد نصیب ہی اور یہ خیال ہوا کہ سب حاضرین دربار جو کہ میرے خاندان کے حال سے واقف ہیں اور سب کسی زمانہ میں ملازم اور میرے باتحت تھے اور میرے حکم کو مانتے تھے یا آج میں انکے روبرو اس حالت سے ہوں یہ سب میری گمراہی اور سرکشی کا انجام ہی یہ لوگ کیا اپنے دل میں کہتے ہونگے کہ ایسے عالی خاندان نے یہ کیا طریقہ ایک مکار کے بہکانے سے اختیار کیا کہ جسکے سبب سے یہ ذلت ہوئی تب اس سبب سے میری یہ حالت ہوئی پس اس لائق نہیں ہوں کہ گستاخانہ دکھا سکوں بس میں نے لغت کی ابلیس پر بھیجی اور سامری پرستی پر اور اپنا آبائی طریقہ اختیار کیا اگر مجھکو یہ اجازت مرحمت ہو کہ میں کسی طرف فقیر ہو کر نکل جاؤں اور یہ اپنا کالا منھ کسی کو نہ دکھاؤں جو کہ کسی قابل نہیں ہی اور یہ شعر بہت اوپر صادق ہی واقعی صحبت بد کا ضرور اثر ہوتا ہی اور صحبت نیک کا بھی جیسا کہ شاعر نے کہا ہی شعر

پسر نوح با بدان بنشست
خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کهف روزی چند
پی نیکان گرفت مردم شد

پس وہ جو فقر و افتخار کا مقام تھا کہ زمانہ حضرت سلیمان سے آج تک میرے بزرگ خدا پرست ہیں کوئی کافر نہ ہوا وہ میری اس گمراہی سے میرے خاندان سے جاتا رہا افسوس اب میں کیونکر کسیکو منھ دکھاؤں پس یہی بہتر ہی کہ میں اپنا کالا منھ کر کے کسی طرف نکل جاؤں تاکہ مثل ہلال ہمیشہ انگشت نما ہوں شاہزادے نے یہ ماجرا اسکی ندامت سن کر فرمایا کہ ای اژدر ہم تمھارے بہت خوش ہوئے اور ہمکو ایسا نہیں چاہتے تھے کہ تم اپنے غیرت مند ہو پس یہ قصہ میری ہونی تھی کوئی مقام رنج و افسوس نہیں ہی تمھارا خود ہی قول ہی کہ صحبت بد کا یہ اثر تھا پس اب تم پھر اصلی دین کی طرف رجوع لائے اور اپنے آبائی طریقہ کو اختیار کیا کوئی تمکو انگشت نما نہ کریگا بلکہ یہی کہیگا کہ ایک شیطان مکار کے فریب سے اژدر شہزادے نے ایسی گمراہی اختیار کی تھی آخر کو اپنے طریقہ پر آ گئے پس اژدر شہزادہ یہ کہتا تھا کہ ایسا امر ہوا کہ اسنے اپنا منھ دکھایا یہ خیال تو کرو کہ حضرت آدم نے کیسا گناہ کیا تھا اور ترک اولی ہوا کہ جسکے سبب سے وہ جنت سے نکالے گئے پس ہماری تمھاری کیا اصل ہی کوئی رنج و الم نہیں ہی پس اس خیال کو دل سے دور کرو کہ فقیری کروں یہ خیال تمھارا بالکل بیکار ہی تاہم اپنے ملکوں میں حکومت کرو یہ تاج و تخت تمکو مبارک ہو اور یہ سب تمھاری اسی طور سے فرمانبرداری اور اطاعت کرینگے کہ جس طور سے کرتے تھے کوئی تمسے سرکشی نہ کریگا تم اطمینان رکھو یہ جو شاہزادے نے اژدر سے فرمایا اژدر نے جواب دیا کہ مجھکو اب سے فرمایا بہت درست دیکھا ہی مگر میری ہمت گوارا نہیں کرتی ہی کہ مجھسے ایسی خطا سرزد ہوا اور پھر میں حکومت کروں ایسی ذلت اٹھا کر شاہزادے نے فرمایا کہ ای اژدر شہزادے پس جو ہم کہتے ہیں اسپر عمل کرو یہ جو شاہزادے نے فرمایا اژدر شہزادے نے سر جھکا کر عرض کیا کہ مرضی مبارک ہمکو کسی طرح سے کوئی عذر و انکار نہیں ہی پس شاہزادے نے فرمایا کر پیادہ تخت پر بیٹھو اژدر نے عرض کیا کہ یہ تاج اور تخت آپکو بلند رہے فرمایا کہ ہم لوگ تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں تمھارا تخت و تاج تمکو مبارک ہو یہ فرما کر اژدر کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا تاج سر پر رکھا اور سب نے کیا کہ نذریں دو سب نے اٹھ اٹھ کر نذریں گذرانیں پس سب سرداروں نے اژدر شہزادے کے قدر مراتب خلعت مرحمت فرمائی اور حکم دیا کہ منادی ندا کر دے شہر میں کہ اہل شہر آگاہ ہوں کہ تمھارے بادشاہ نے پھر اپنا دین آبائی اختیار کیا پس سب اپنا دین قدیم اختیار کریں ورنہ مغضوب سرکار

ہونگے اور کل لشکر سے پس منادی نے ندا کی آسمی یزدان کل اہل شہر نے اور کل اہل لشکر نے باطل
پرستی ترک کی اور دین اسلام قبول کیا مسجدیں شہر میں ہونے لگیں اذان کی صدا بلند ہوئی نقارہ
ہائے سلامی کی نوبتیں بجنے لگیں نوبتیں فیروزی بجنے لگیں راوی سخن بیان کیا ہے کہ اژدر پری زاد و
کل سردار و کل اہل لشکر از سر صدق مسلمان ہوئے اس طلسم میں کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ وہاں
کافر ہو ایسا سہراب ثانی نے ضلالت کفر کو اب تیغ اسلام سے پاک و صاف کیا جب سب
اپنے مقام پر بیٹھ چکے اور دربار آراستہ ہو چکا شاہزادے نے سب اہل دربار سے کہا کہ تم لوگ بھی
آگاہ و خبردار ہو کہ جس طور سے تم لوگ ماتحت اژدر پری زاد کے مثل زمانہ سابق کے ہو کسی
قسم کی سرکشی نہ کرنا نہ اطاعت میں سرتابی کرنا ہے تمہارا اگر کسی طور سے [illegible] میں اگر سنوں گا
تو صدمہ مجھکو ہوگا اور میں ضرور اس شخص کو سزا دونگا یہ خیال رہے کہ جیسے اژدر کے ساتھ سرکشی کی ہے
ساتھ کی یہ جو شاہزادے نے کہا پس سب نے ہاتھ جوڑ کے کہا [illegible] اور سب اہل دربار نے عرض کیا کہ
ہماری کیا مجال ہے جو ہم حکم سرکار کے خلاف عمل کریں پس جس طور سے ہم بادشاہ کے ماتحت تھے اسی
طور سے اب بھی ہیں اور رہینگے شاہزادے نے فرمایا کہ شاباش مرحبا پھر فرمایا شاہزادے نے اژدر پری زاد
سے کہا کہ اے اژدر پری زاد جلد قیدیان طلسم کو طلب کرو کہ وہ سب آپ کے زمانے سے قید میں ہیں مقید
انکی کیا حالت ہے تاکہ میں انکو رہا کروں یہ حکم دیا تھا کہ اژدر نے اسیوقت حکم دیا ایک پری زاد کو کہ
تو اسیوقت داروغہ زندان بلقیس پری زاد کے پاس جا اور کہنا کہ طلسم کشا اور بادشاہ کا حکم ہے کہ سب
جلد قیدیان طلسم کو لیکر حاضر ہو کوئی قیدی باقی نہ رہے پس وہ پری زاد فوراً روانہ ہوا یہاں بلقیس پری زاد
اپنے مقام پر بیٹھا ہوا اپنے یاروں سے کہہ رہا تھا اسکو سب حال کی خبر تھی کہ جو کچھ یہاں واقعہ گذرا
تھا ابتدا سے آخر تک پس وہ کہہ رہا تھا کہ کیا سبب ہے کہ ابھی تک سب قیدی طلبی نہیں ہوئی کیا وجہ ہے
طلسم کشا نے قیدیان طلسم کو طلب نہ فرمایا [illegible] پری زاد قبل سے مسلمان تھا مگر کیا کرے [illegible]
طلسم سے ناچار تھا اور اپنے ایمان کو پوشیدہ کیا تھا اگرچہ میں مسلمان ہوں [illegible] ظاہر کیا تھا کہ میں بھی کافر
ہوں [illegible] دوستو کہ سب سے کہہ کہ کیا جب تک کوئی تمہارے طلب کرنے کو نہ آئیگا تم اسوقت تک
نہ جاؤ گے اسنے جواب دیا کہ نہیں میں اب سامان رہائی کا کرتا ہوں یہ کہہ رہا تھا کہ وہ پری زاد آکر
پہونچا حکم سے بادشاہ طلسم کشا کے آگاہ کیا پس اسوقت بلقیس پری زاد اٹھکر طرف زندان خانے کے
مع اپنے غلاموں کے روانہ ہوا یہاں زندان خانہ میں سب مایوس اپنی رہائی سے بیٹھے ہوئے تھے
ان لوگوں کو خبر بھی نہ تھی کہ وہاں شہر طلسم میں کیا گذر رہی ہے اب ان سب کو یقین تھا کہ [illegible]
رہائی غیر ممکن ہے اور ہر ایک رستم ثانی و شہریار [illegible] شہریار اپنی حالت بیان کر رہے
تھے کہ کہاں کی صاحب میں نے جب [illegible] قلعہ [illegible] پر لشکر کشی کر کے
آیا تھا میں فوراً وہاں سے قلعہ پر آیا اور [illegible] بچا پایا پس شہریار نے اپنا ارادہ
مقابلہ کرنا [illegible] سہراب میں [illegible] لشکر [illegible] آیا [illegible] حال ظاہر ہوا کہ [illegible] غضب [illegible]
میں اپنا سب کو اس مقام پر [illegible] کرکے اور خود [illegible] رستم ثانی کا قصد ہوکر نکلا اور [illegible]
پہونچا زرنگار شاہ خورشید تاج [illegible] ثانی کو [illegible] آکرنا اور [illegible] حال
صاحبقران ثانی کا معلوم ہوا اور اہل شہر زرین حصار [illegible] تاجدار کی خاطر و مدارات
کرنا اپنا [illegible] تکیہ پر آکر بیٹھنا اور دیو کا اٹھا کر بالائی ہوا روانہ ہونا اور [illegible] دیو کا قید ساحرہ میں [illegible]

ہوتا سیارۂ ثانی کا عیاری کرکے پردۂ غفلت میں آیا اور دلاور کو قتل کرکے ادھر کو آنا اور عیاری
کرکے اختر ساحرہ کو قتل کرنا اپنا رہا ہونا اپنا اور سیارۂ ثانی کا اژدہا قلعہ یاقوت نگار سے روانہ ہونا
وہاں دیو پلہان کا قلعہ پر یورش کرنا سہم اپنا ثانی کا اسکو گرفتار کرنا اسکے ہاتھ سے مجروح ہونا
اپنا عین وقت پر پہنچنا دیو پلہان سے مقابلہ کرنا اسکو زیر کرنا سیاک سے مسلمان ہونا اپنا ہمراہ
افتخار سے ملنا اور کے داخل شہر ہونا اور خضر کا نجاح طرف آنا اپنا سہم آپ کو فنون سپہ گری تعلیم کرنا اور
بعد چندے افتخار ثانی کبھی جانا دیو پلہان کا شکار سے بلانے سے سہم طلسم پر لانا اور دھوکے سے اسیر
طلسم کرانا اور اپنا اسیر ہو کر بادشاہ طلسم کے پاس جانا اسکا حکم قید دینا … سے بیان کیا رستم ثانی نے اپنی
سرگذشت حالانکہ … اختر … بیان کبھی سنی لیں
رستم ثانی نے اپنی حالت بیان کرکے کہا کہ ای برادر اب رہائی کی امید نہیں ہے کیونکہ کون ایسا شخص
اس طلسم کو فتح کریگا اور ہمکو رہا کریگا سہم اب سے یہ امید تھی وہ ابھی بچہ ہے ہان جب جوان ہوگا
اسوقت شاید اسکو خیال آئے اور وہ طلسم کو فتح کرے ای برادر میں نے تو اسکو اچھی طرح سے دیکھا
نہیں اسوقت دیکھا کہ جب اسیر طلسم ہو چکا ہوں وہ اس زمانے میں بہت کم سن تھا ماشاء اللہ اب تو جوان
ہوگا شہریار نے جواب دیا کہ جب میں آیا تھا تو وہ ماشاء اللہ ایسا تھا کہ میں نے اسکو فنون سپہ گری
تعلیم کیے رستم ثانی نے جواب دیا کہ میں نے اسی خیال سے کہا کہ ای برادر اگر وہ آیا بھی کچھ پتا نہ ہوگا
وہ ادہر آئے یہ طلسم فتح بھی کیا تو ہمکو کیا ہم اس عرصہ میں قیدی کی مصیبت اٹھاتے اٹھاتے مرجائینگے
کہاں تک یہ تکلیف کی برداشت کرینگے شہریار نے جواب دیا کہ یہ جو کچھ آپنے ارشاد کیا بہت درست ہو لیکن
خداوند کریم کی ذات سے امید … ہو شاید وہ کوئی … غیب سے پیدا کردے رستم
ثانی نے جواب دیا کہ یہ امر ضرور ہے … صاحب باہم باتیں کر رہے تھے کہ یکایک در زندان
کشادہ ہوا اور داروغہ زندان اندر آیا رستم ثانی نے اسکو دیکھکر شہریار سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
کوئی حکم تازہ ہم لوگوں کی نسبت بادشاہ کا صادر ہوا ہے جو داروغہ زندان اندر آیا ہے ہر ایک قیدی
داروغہ زندان کو دیکھکر حیران ہوا کہ … کیا ہوگا تب داروغہ زندان نے پکار کر کہا کہ ای اسیران طلسم
خوش ہو کہ تمہارے نصیب جاگے کہ اس قید بلا سے رہا ہونے کی صورت خداوند کریم نے نکالی
علی … کہ طلسم کشا نے … اور بادشاہ طلسم نے کہا طلسم کیا ای ضرور رہا ہوگے طلسم کشا طلسم میں
تشریف لایا تمام طلسم … کیا بادشاہ طلسم کو اسیر کرلیا شہر پر قبضہ کرلیا جب بادشاہ نے
اسکا دین قبول کیا پھر اسکو خلعت … آزادی کا حکم … سنتا تھا کہ سب قیدی خوش ہو
لگے شہریار رستم ثانی کو خوشی ہوئی مگر … کہا معلوم طلسم کس نے فتح کیا معلوم ہوتا ہے کہ عالم
تو فتح کیا شاید اس ساحرہ کو قتل کرکے یہ کام کیا ہوگا جسکے ہمراہ اس دن زندان خانہ میں آیا تھا
شہریار نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں ہے … سے فتح کیا ہو ایسا نہو کہ کسی دوسرے نے
فتح کیا ہو کہ اسکا احسان ہم پر ہوا اور ہم اسکے رہا کیے ہوئے مشہور ہوں رستم ثانی نے
کہا جو کچھ ہو معلوم ہو جائیگا یہان تو یہ باتیں باہم ہو رہی تھیں ادھر داروغہ زندان نے سب
قیدیوں کی زنجیروں سے سر سے نکالے اور انکے بھی زنجیروں سے … ہاتھ میں لیکر زندان خانہ سے
باہر آیا یہ سب لوگ طوق و سلاسل میں گرفتار تھے ایک مدت کے بعد روشنی دیکھنا نصیب ہوئی ورنہ
سوا اندھیرے تاریکی کے اور کیا تھا داروغہ زندان ان سب کو امراؤن پر ڈال کر در دولت پر حاضر ہوا

اور پہلے خود دربار میں گیا طلسم کشا اور ایرج نامدار و دربرزاد کو جھکر مجرا کیا اور دست طلسم کشا پر
بوسہ دیا کہ بادشاہ نے فرمایا لاسکے قیدیان طلسم کو اسنے عرض کیا کہ سب بیرون دربار حاضر ہیں ارادہ
نے کہا کہ جلد اندر لاؤ پس وہ باہر گیا اور سب کو لیکر حاضر ہوا جیسے ہی رستم ثانی اور شہریار اور دیگر قیدی
صحن ایوان میں پہونچے اور دربار کی طرف دیکھا ایک دربار آراستہ پایا کہ کبھی کسی وقت میں اپنا
دربار ہوتا تھا اس دربار کو دیکھکر اپنا دربار یاد آیا دیکھا کہ ہزاروں سردار و نگون در کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور وہی بادشاہ
ہیں کہ جنکے سامنے اسیر ہوکر آئے تھے مگر اب جو غور کرکے دیکھا تو ایک شخص کو تخت سے دیکھا
کہ ایک صندل پر ایک جوان کم سن نوعمر جسکے سبزہ بھی ابھی تک نمایان نہین ہوا ہے بڑی شان وشوکت سے صندل پر
بیٹھا ہے اور اسکے برابر اور ایک جوان ہے مگر اسکی عمر زیادہ ہے چونکہ ابھی دور بیٹھے تھے اس سبب
سے نہ پہچان سکے اور یہی سب قیدیون نے دیکھا جب قریب آئے تو رستم ثانی وشہریار عالی وقار
نے پہچانا کہ وہ جو جوان نوعمر ہے وہ تو سہراب ثانی میرا فرزند ہے اور وہ جو جوان زیادہ عمر کا ہے وہ
پسر تالیمقد ایرج نامدار ہے رستم ثانی نے شہریار سے کہا کہ تمنے پہچانا انھون نے کہا کہ جی ہان
ایک سہراب ثانی اور ایک فرزند میرا جگر پیوند ہے ایک پسر عالی وقار ہے لیکن کہا کہ معلوم ہوا کہ انھین
دونون صاحبون میں سے کسی نے طلسم کو فتح کیا ہے خوب خداوند کریم نے احسان سے دست
راستون کے بجا پایہ باتین کرتے ہوئے ایوان میں آئے ادھر سہراب ثانی و ایرج نامدار باہم
ہمکلام تھے اس طرف متوجہ نہ تھے جو قبل سے پہچانتے جیسے ہی کانون میں بیڑیون کی صدا پہونچی اور
پہونچے سب ایوان میں آ ہی پہونچے ہین کہ ان دونون صاحبون نے سر اٹھا کر دیکھا پس دونون
صاحبون نے بنگاہ اول ہی پہچان لیا کہ ان میں ایک رستم ثانی دوسرے شہریار ہیں باقی اولا سیران
طلسم میں پہچانتا تھا کہ سہراب ثانی نے فوراً حکم دیا کہ حدادون کو طلب کرو اور کرسیان لاؤ کہ ان
سب قیدیون کی قید دور کیجائے کیا غضب ہو کہ میں تو اس شان وشوکت سے بیٹھا ہون اور میرے
روبرو میرے پدر و عم اسیر کھڑے ہون جلد حداد حاضر ہون یہ حکم دیتا تھا کہ چند پریزاد دو کرسیان
لائے اور برابر تخت کے بچھا دین اور چند پریزاد حداد کو بلانے کے لیے دوڑے تب رستم ثانی و
شہریار نے سہراب ثانی و ایرج نامدار کی طرف دیکھکر کہا کہ کوئی ضرورت حداد کی نہیں ہم قید کو
توڑ ڈالیں گے کیونکہ اب ہماری رہائی کا وقت آیا یہی کہا تھا کہ لگا رحمانہ رو میں اگر چہ دونون صاحبون نے
زور لگایا اسی وقت قید آہنی کو مثل تار عنکبوت یا کچے دھاگے کے توڑ کر الگ پھینکدیا اور دوڑ کر
رستم ثانی نے اپنے فرزند کو لپٹ کے گلے سے لگایا اور شہریار ایرج نامدار کے قدمون سے
لپٹ کیا تک ایرج نے شہریار کو گلے سے لگایا سر پر دست شفقت پھیرا اور کہا کہ بعد مدت کے تمہے
آپ سے ملاقات ہوئی گو ہم بھی اسی طلسم میں قید تھے اور تم بھی مگر یہ خوبی تقدیر تھی کہ جدا جدا رہے
ادھر رستم ثانی نے خوب اپنے فرزند سہراب ثانی کو گلے لگا لیا اور فتح طلسم کی مبارکباد دی پیشانی
وابرو پر بوسہ دیا سہراب ثانی نے باپ کے قدم چومے اور عرض کیا کہ آپ کے اقبال اور فضل
خداوندگار سے میں نے اس طلسم کو فتح کیا اور آپ لوگون کی زیارت سے مشرف ہوا
ورنہ میری کیا لیاقت تھی کہ میں طلسم فتح کرتا پس رستم ثانی فرزند سے ملکر طرف باپ کے متوجہ ہوئے
جھک کر سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا انکی سعادتمندی پر خیال کیا ایرج نامدار نے گلے سے لگا لیا اور
وہ بھی گلے اسکے بھی ادھر شہریار نے دوڑ کر بھتیجے کو گلے سے لگا یا پیار کیا سہراب ثانی

نے سلام کیا قدم بوسی حاصل کی شہریار نے فتح طلسم کی مبارک باد دی وہ ہی کلمہ اسنے کہی تھی
سہراب ثانی سے عرض کیا بعد اسکے اسیوقت حمام کرنیکو روانہ کیا انھون نے جا کر حمام
کیا پوشاک بدل کر آئے سواے ایرج کے سب اہل دربار نے تعظیم کی کیونکہ سب کو معلوم ہوا کہ انمین
ایک والد بزرگوار طلسم کشا ہین اور ایک عم بزرگوار ہین پس وہ آکر سب کے نیچے بیٹھے یہان سہراب نے
سب قیدیون کو رہا کر دیا جلادون نے قید کاٹ دی اسنے جو دریافت کیا تو کسی نے کہا کہ ہم تاجر تھے تجارت
کو نکلے تھے اتفاق سے ایک صحرا مین پہونچے اسکی آب و ہوا اچھی معلوم ہوئی وہان قیام کیا دوسرے دن
سیر کو چلے سرحد طلسم مین داخل ہوئے تھا کہ اسیر ہو گئے نہ معلوم ہمارا مال و اسباب کیا ہوا اور کون
عزیزون مین زندہ ہے اور کون مر گیا بعض نے کہا کہ ہم وزیرزادے تھے شکار کو آئے تھے ہرن کے
تعاقب مین مرکب ڈالا جب سرحد طلسم مین پہونچے بعض نے کہا کہ ہم شاہزادے ہین بعض نے کہا کہ ہم
خود بادشاہ تھے کسی نے اپنا اسیر ہونا بسبب شکار کے بیان کیا کسی نے سبب بیان کیا وہ
سب تین چار سو سے زیادہ تھے انمین بہزاد اور بادشاہ بھی تھے جب سبکا حال شاہزادہ نے سنا فرمایا
کہ ہمنے تمکو رہا کیا تمھارا جہان جی چاہے جاؤ کوئی مانع نہ ہوگا انھون نے عرض کیا کہ اب ہم
کہان جائینگے ہمکو قید ہوئے عمر گذشتہ ہوئی نہ معلوم ہمارے عزیز زندہ ہین یا مر گئے مکانات وغیرہ
ہین یا گر گئے ہمارے ملکون پر کس کس نے قبضہ کر لیا اور کون قابض ہوا پس اب ہم آپکے قدم
نہ چھوڑینگے شاہزادے نے فرمایا تمکو اختیار ہے کوئی تم پر جبر نہین کیا جاتا ہے یہ فرما کر انکو حمام
کرایا خلعت مرحمت فرمائے کے علے قدر مراتب دربار مین جگہ مرحمت کی جب سب بیٹھ گئے اور اس امر
سے فراغت ہوئی کہ ایک مرتبہ اژدر بیزاد اس مقام پر سے اٹھا اور روبرو سہراب ثانی
اور ایرج نامدار کے آیا اور عرض کیا کہ حضور نے میری حال پر بڑی عنایت فرمائی مجھکو بادشاہ
کیا گو مین اس لائق نہ تھا مگر آپ کی عنایت سے ناچار ہوا پس میری تین باتین اور حضور قبول
فرمائیے اور انکا بعد ولیعہد فرمائین بعد از غلام نوازی نہ ہوگا گو اسوقت بھی مین غلام ہون مگر ویسا بھی مین غلام
بیدام ہونگا فرمایا کہ بیان کرو اسنے عرض کیا کہ پہلی مشورہ طلب بات یہ ہے کہ میری زوجہ ایک لونڈی
ناگن پری کی ہے وہ ایک مدت سے بالکل [illegible] ہے کچھ دوائی کہین دنیا ہی مین نے تمام نسخے سبکے
علاج کیے اور یہان آسکا ممکن ہوا کوشش کی مگر شفا نہ ہوئی خیال فرمایئے کہ مجھکو تمام طلسم کا اختیار
تھا دوسری یہ بھی قدرت تھی کہ یہان سے جسے چاہون لیجا سکون کر دون خواہ طلسم سے خواہ بیرون طلسم
خواہ پردۂ دنیا سے [illegible] جتنے اطبا تھے علاج کیا گیا حتی کہ پردہ دنیا پر سے حکیمان حاذق طلب
کیے [illegible] اور بیزادے آئے انکا بھی علاج کیا مگر شفا نہ ہوئی کوئی درجہ مین [illegible]
مگر صورت [illegible] نظر آئی [illegible] وہ اسی صورت سے [illegible] رات دن اسی غم و
الم مین مبتلا رہتا ہون کہ آپکے تشریف لانے سے تمام راحتون مین میرے خلل ہے مگر تقدیر سے کوئی چارہ
نہین ہے مجھکو بڑے زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک حکیم صاحب تشریف لائے تھے انھون نے بہت کوشش کی مگر
نہ ہوا تب انھون نے فرمایا کہ اے بادشاہ جب تک [illegible] نہ آئیگا ملکہ شفا نہ پائیگی اسکا [illegible]
[illegible] مین نے کہا کہ آپ اسکی شناخت اور نشان بتائیے مین منگا دونگا اگر وہ دنیا پر پیدا ہوا ہے تو ضرور
ممکن ہو سکتا ہے خواہ یہان سے خواہ پردۂ قاف مین خواہ پردۂ دنیا پر سب جگہ سے آسکتا ہے تب انھون
نے فرمایا کہ اگر وہ آجاے گا اور اسکی [illegible] کے دماغ مین جاے پس یہ بیمار صحت و فتح ہو جائے اور

کیا اچھی بات ہے کہ اگر اسکا ثمر اور برگ بھی آجاوے تو بالکل زوال مرض ہو جاوے ثمر ملکہ نوش کرین اور برگ کا
عرق آنکھون مین ڈالا جاوے اور خوشبوے گل سے دماغ کو معطر فرمائین تو بینائی عود کر آوے گی تو آنکھون مین نور
پیدا ہو مین نے کہا کہ کچھ اسکا نشان و پتہ بھی ہے کہ وہ گل و ثمر کہان پیدا ہوتا ہے کہا کہ وہ پردۂ قاف مین
پیدا ہوتا ہے مین نے کتاب مین دیکھا ہے کہ سال بھر کے بعد ایک مرتبہ زمانۂ بہار مین وہ ثمر و گل
ایک آن درخت مین لگا رہتا ہے بعد اسکے خودبخود غائب ہو جاتا ہے اس ثمر و گل کا درخت چشمۂ دریا
کے وسط مین ہوتا ہے نادر است زمانہ سے ہے حضرت سلیمان کے وقت مین ایک درخت یہ پیدا ہوا تھا
جو کہ انھون نے اسکی بہت حفاظت کی اور پردۂ قاف مین کسی مقام پر کسی چشمہ مین اسکو نصب کیا مگر
اُسکا حال آج تک نہین معلوم ہے کہ کہان ہے بس اسکا ملنا دشوار نظر آتا ہے مین نے کہا کہ اسکی تلاش ہو سکتی
ہے حکیم صاحب نے کہا کیون نہین مین نے کہا کہ حکیم صاحب اسکے استعمال کا کیا طریقہ ہے جواب دیا کہ کیا
ملکہ نوش کرین برگ کا عرق آنکھون مین ڈالا جاتا ہے اور ثمر کھلایا جاتا ہے پھول سونگھایا جاتا ہے مین نے کہا اور کچھ چیز
بھی اسکے ہمراہ ہوتی ہے جواب دیا کہ کوئی چیز نہین ہوتی ہے تب مین نے اسکی صورت دریافت کی انھون نے
جواب دیا کہ ایک درخت چھوٹا سا ہوتا ہے کہ پانی پر قائم ہوتا ہے اسکو شجرۃ البصارت کہتے ہین اور اسکے برگ
بالکل مشابہ انگور کے ہوتے ہین اور اسکا ثمر برابر بادام کے ہوتا ہے بعینہ بادام معلوم ہوتا ہے رنگ کا
سفید ہوتا ہے ثمر کو ثمرۃ الابصار کہتے ہین اور پھول بالکل مشابہ گل نرگس کے ہوتا ہے مگر رنگ اسکے گل کا
دھانی ہوتا ہے دو پھول اُس درخت مین سال بھر کے بعد پیدا ہوتے ہین ایک ثمر ہو جاتا ہے اور ایک
رہتا ہے بس یہ شناخت اور پہچان ہے اور یہ تدبیر ہے اسکے استعمال کی آپ اہل قاف کو اور اہل طلسم کو
جو کہ بزرگ اور سیاح ہون طلب فرمایئے اور انسے دریافت فرمایئے شاید کچھ نشان ملے ایسے دیو اور
پریزاد ہون جو کہ زمانہ حضرت سلیمان مین تھے اور انکو خدمت حضرت سلیمان مین بار تھا انسے یہ پتہ
چلیگا ورنہ غیر ممکن ہے مین یہ سنکے مایوس ہو رہا دو چار دن کے بعد حکیم صاحب تشریف لیگئے مگر مجھکو
اسدن سے فکر تھی اور تلاش تھی جو دیو یا پریزاد یا جن تاجر یا غیر تاجر شہر کے دربار مین آتا تھا مین اُس
سے اس امر کو دریافت کرتا تھا وہ حیران ہو کر جواب دیتا تھا کہ ہم اس نام سے کبھی نہین واقف ہین
یہان تک نوبت ہوئی کہ ایک دن طلب کیا مجھے خیال آگیا کہ علم نجوم کے ذریعہ سے شاید کچھ پتا چلے اور نشان
ملے گو قسمت سے راہ تو بتائی اور انھون نے ناقص مین ایک پتا بتایا مگر اس قدر مشکل تھی کہ وہ ہاتھ نہ آیا
جن نشان تو ملگیا حضور ان نجومیون مین ایک جن تھا کہ اُسکا بہت سن تھا اسنے میری صورت
دیکھی اور قیافہ سے کچھ شناخت کیا اور بدون میرے سوال کے قرعہ پھینکا اور کچھ حساب کرکے
میری طرف دیکھکر کہا اگر فرمایئے تو مین آپکے سوال کا جواب دون کہ آپ جو مجھسے سوال
نہین فرماتے ہین انھون نے کہا کہ جواب دو اسنے کہا کہ آپکو کسی درخت کی تلاش ہے کہ آنکھو پتہ و نشان
بتلاے گا وہ آپکے ہاتھ نہ آویگا آپکا اسمین کچھ بھی مقدور نہ ہوگا گو آپ بادشاہ طلسم ہین ہر طرح کا
اختیار رکھتے ہین مگر اس چیز کے حاصل کرنے مین مجبور ہین اور سبب اسکا یہ ہے کہ ابھی کچھ عرصہ
ابھی ایک زمانہ باقی ہے اور آپکو اسی غم والم مین مبتلا رہنا ہے کہ میری نور چشم کی آنکھین روشن ہون
حضور وہ نجومی گو طلسم کا نہ تھا مین نے بذریعہ پریزادون کے زر کثیر انعام دیکے اُسکو بلایا تھا
جب اسنے یہ کہا میرے دل کو یقین ہو گیا اور خیال کیا کہ ضرور یہ کامل ہے اسکے کمال مین کوئی شبہ
نہین ہے مین نے اس سے کہا کہ اچھا مجھکو نشان اس چیز کا دو مین صرف اس بات پر کہ تم نشان دو

اپنے علم کے ذریعہ سے تمکو مالامال کردونگا ہاتھ آیا نہ آیا اُسکے ملنے کی کوشش کرنا میرا کام ہی مجکو شک
اُسکا پتا بھی نہ ملا ورنہ مین اب تک حاصل کرچکا ہوتا نشان ملجائے اگر بالاے آسمان ہوگا تو
مین اُسکے حاصل کرنے کی کوشش کرونگا اور اگر زیر زمین ہوگا تو بھی اب میرا مقدر اور تقدیر
میری مزوجہ کی کہ نہ ملے تب اُسنے کہا کہ نہ بالاے آسمان ہو نہ زیر زمین ہو اسی طلسم مین ہی مگر ملنا اُسکا
دشوار ہی خیر مین عرض کرتا ہون اب ہم لوگون سے ایک درخت کا پتا دریافت کرنا چاہتے ہین کہ جسکا
نام شجر البصارت ہو اور اُسکے ثمر کا نام ثمرۃ البصار ہی اور گل کا نام گل بصیرت ہی پس اُسکی یہ خاصیت
ہی کہ جس نابینا کو اُسکا ثمر کھلایا جائے اور پھول سونگھایا جائے اور عرق اُسکے برگ کا آنکھ مین ڈالا
جائے پس نور آنکھ عود کر آئے آنکھین مثل ستارے کے روشن ہو جائین آپکو یہ ایک حکیم نے بتایا ہی
اور یہ بھی کہا ہی کہ وہ درخت چشمہ مین پیدا ہوتا ہی اور بعد سال بھر کے زمانہ بہار مین ایک ثمر اور ایک
گل درخت مین پیدا ہوتا ہی اُسکا یہ نام ہی اگر وہ گل و ثمر ہاتھ آئے تو ملکہ صحت پائے واقعی آپنے سچ کہا ہی
کوکتاب سے اُسنے یہ سب حال دریافت کرکے بتائے تھے اور یہ بھی کہدیا تھا کہ ملنا بہت دشوار ہی اور
کہا تھا قاف مین ہوتا ہی پس آگاہ ہو جیے مین آپکو اپنے علم کے ذریعہ سے بتلائے دیتا ہون اب
اس مدت سے اُسکی تلاش مین بہت سرگردان رہے اور آج تک پتا نہین ملا کہ وہ درخت اسی طلسم
مین ہی مگر آپ کو نہین معلوم ہی آگاہ ہو جیے کہ اس طلسم مین ایک صحرا ہی اُسکا نام صحرا ے بے خزان
ہی وہان ہمیشہ بہار رہتی ہی زمانہ خزان مین بھی وہ صحرا پربہار رہتا ہی اُس صحرا مین ایک پہاڑ ہی سرسبز و شاداب
اُس پہاڑ کے دامن مین ایک چشمہ ہی کہ اُسکا نام چشمۂ شجاعت ہی اُس چشمہ کے پانی کی یہ خاصیت ہی کہ جو
کوئی پانی پی لے اگر کیسا ہی کمزور ہو اُس سے قوی اور پرقوت ہو جائیگا کہ پھر اُسکو کوئی زیر نہ کرسکیگا
اُس چشمہ کے وسط مین وہ درخت لگا ہی کہ جسکا نام شجرۃ البصارت ہی اُسی مین یہ گل و ثمر زمانہ بہار
مین پیدا ہوتے ہین یہ چشمہ اور شجر جناب حضرت سلیمان کے زمانہ مین ظاہر ہوا تھا اور حضرت نے اِس
شجر کو اُس مقام پر وسط چشمہ مین اپنے ہاتھ سے بویا تھا چونکہ وہ بھی باخبر تھے وہ سب حال غیب سے
آگاہ تھے پس شجر کے اثر و خاصیت سے واقف تھے اُنکو یہ بھی خیال ہوا کہ جو اس چشمہ کا پانی پی لیگا وہ صاحب
طاقت و قوت ہوگا پس ہر ایک خواہش کریگا اور پانی پی لیگا انھون نے ایک دیو کو اُس مقام پر مقرر کیا
کہ جو کوئی اِدھر آئے تو اُسکو قتل کرنا اور اِس چشمہ تک نہ آنے دینا اور ایک طلسم اُس چشمہ پر اسکے ذریعہ
اوسمین چھپا دیا اُس طلسم کا سب بند و بست اُس دیو کی حیات پر رکھا یہ طلسم ان حضرت نے بنایا
تاکہ یہ دیو اس چشمہ کا پانی نہ پی لے تو پھر یہ ایسا قوی ہو جائے کہ تمام پردۂ قدرت کو اپنی قوت سے
مسخر کرلے اور کوئی اُسپر ظفر نہ پائے ہو بیش طلسم باندھ دیا اور اُس دیو کے ہلاک ہونے پر اُس طلسم
کی شکست مقرر کی اور ایک طلسم ایسا باندھ دیا کہ وہ دیو ہمیشہ زندہ رہے اپنی قضا سے نہ مرے جب تک
کہ کوئی اُسکو قتل نہ کرے اور ایک طلسم ایسا باندھا ہی کہ ہر ایک اُس جگہ نہین جا سکتا ایسا کم قوت ہو جاتا
ہی کہ وہ دیو اُسکو ہلاک کرتا ہی وہ دیو بھی قوی ہی پس جسکے ہاتھ سے اُس دیو کی قضا ہوگی وہ اِس
دیو کو قتل کریگا گو اُس دیو کی ہیبت تھی اور ہی لیتا ہو کوئی اُدھر جاتا ہی اُس دیو کے ہاتھ سے ہلاک
ہوتا ہی ہان ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ چند آدم زاد اِس طلسم مین آکر قید ہونگے اور اُنکا ایک عزیز طلسم
چہل ستون باغ سلیمانی کو فتح کریگا اُسی زمانہ مین وہ دیو ایک آدم زاد کے ہاتھ سے مارا جائیگا اور طلسم
چشمہ شکست ہوگا اُسی زمانہ مین اُس درخت مین ثمر و گل دونون ہونگے پس وہی حاصل

دوسرا حاصل نہین کرسکتا ہی اور پھر وہ چشمہ معدوم ہوجاویگا اور خشک ہوجایگا لہذا سواے اُسکے
کے ان اشیا کا ہاتھ آنا دشوار ہی تب مین نے اُس مرد کامل سے کہا کہ نہ معلوم وہ زمانہ کب آئیگا
اور کون یہان کا بادشاہ ہوا اُسنے جواب دیا کہ آپ کے عہد حکومت مین یہ طلسم فتح ہوگا اور چشمہ
بھی ظاہر ہوگا اور آپ کی زوجہ بھی زندہ ہوگی یقین ہی کہ اُن آدمزادونکی کوشش سے آپ اپنی مراد
پر کامیاب ہونگے مین نے کہا کہ تم اُس زمانہ کی قید کرو کہ کتنے عرصہ مین مین اپنی مراد پر کامیاب
ہونگا اُسنے جواب دیا کہ مین اسکی قید نہین کرسکتا ہون بس جو مجکو علم کی روسے معلوم ہوا مین نے
عرض کردیا شاید ایسا نہ ہوا اُسوقت میرے دربار مین بہت سے پریزاد تھے اور دیوزاد حاضر تھے
انمین ایک پریزاد مسن تھا وہ اپنے مقام پر سے اُٹھکر میرے سامنے آیا اور عرض کیا کہ یہ جو ان
رمال صاحب نے بیان کیا ہی بہت درست ہی مین نے اس واقعہ کو اپنے والد سے اسی طور سے
سنا تھا انھون نے اپنے والد سے اور انھون نے اپنے باپ سے اسی طور سے ایک دوسرے
سے سنتا آیا ہی یہان تک کہ میری سات پشت سے اسی طور سے سلسلہ جاری ہی اور میرے جد اعلیٰ
اُس زمانہ مین خدمت حضرت مین موجود تھے جب یہ سب واقعہ گذرا اُن حضرت نے کسی سے یہ باتین
ظاہر نہ کین تھین صرف یہ بندوبست کیا تھا وہ لوگ یہ خیال کرکے خاموش ہو رہے کہ جہان اور بہت
طلسم ہین یہ بھی ایک طلسم ہی لیکن آج ظاہر ہوا کہ یہ سبب تھا اور چشمہ ایسا ہی اور وہ شجر یہ خاصیت
رکھتا ہی سو ہو اسمین فرق نہین ہی کہ چشمہ نہ ظاہر ہوا اور شجر بھی نہ معلوم ہوا اور دیو پہرہ نہ دیتا ہوا اور
صحرا اسکے نیچے خزانہ ہوا اب خاصیت چشمہ و شجر سے مین آگاہ نہین ہون جبکہ یہ سب امر درست ہین تو
جو یہ کہتے ہین سب درست ہی جب مین نے یہ سنا اور آپکے کلام سے بخوبی سنکے کلام کی تصدیق ہوئی
گو پہلے ہی مجکو اُسکے قول کا یقین ہوگیا تھا کہ بدون میرے سوال کیے ہوے اُسنے سب بیان کردیا
اب اور یقین ہوا اُسکو تو مین نے زر کثیر دیکر رخصت کیا اُس دن سے اُس پھل کے حاصل کرنے
کی کوشش کی بڑے بڑے قوی دیو و پریزاد وہان گئے اور اُس دیو کے ہاتھ سے کہ جسکا نام دیو [illegible]
دیوخوار تھا ہلاک ہوگئے مین خود لشکر لیکر گیا سب سے پہلے مین اپنی جان بچاکر بھاگا بہت لشکر کام آیا اگر
مین فرار کرکے نہ آتا تو ہلاک ہوجاتا جب فصل بہار آئی تو مین نے ہزارون ساحر روانہ کیے وہ بھی
مارے گئے سال بھر کا عرصہ ہوا ہی کہ یہ مکار جادو میرے پاس آیا اور اُسنے اقرار کیا کہ مین وہ
ثمر و گل لادونگا مگر ایک شرط سے کہ آپ دین اسلام ترک کرین اور مجکو اپنا وزیر کرین پس ابکی جو موسم
بہار آئیگا مین وہ اشیا آپکو ضرور اُس دیو کو قتل کرکے لادونگا خداوندا مین تو اُسی دن اسی فکر مین
مبتلا رہتا تھا اور سال بھر تک اس امر کی تلاش کرتا تھا کہ کوئی ایسا شخص ملے کہ [illegible] دیو کو مارکر
مجکو گل و ثمر لادے کیونکہ مجکو اپنی زوجہ سے الفت بہت تھی مین جان [illegible] کیونکہ یہ
حال اُسکا دیکھا نہین جاتا تھا [illegible] اب دیکھا جاتا ہی پس جو کوئی اس امر کا اقرار کرتا تھا کہ مین اُس دیو
کو قتل کرکے وہ اشیا ضرور لادونگا مین سال بھر تک تو اُسکی خاطر و مدارات کرتا تھا اور جب
وہ زمانہ آتا تھا اُسکو روانہ کرتا تھا پس اُسکے ہلاکت کی خبر آتی تھی مین اُسکے بعد دوسرے کی فکر کرتا
تھا اسی فکر مین میری اوقات بسر ہوتی تھی مین نے سب کاروبار سلطنت ترک کردیے تھے کوئی غرض
نہ تھی پس اسی حالت مین یہ مکار جادو آیا اور اُسنے یہ بیان کیا چونکہ میرے [illegible] زوجہ
تھی اُسکے سبب سے مین اپنے ہوش و حواس مین نہ تھا اور یہی فکر تھی کہ کسی طور سے اُسکو صحت

ہو جائے اگرچہ میری جان بھی کام آئے لیکن مین نے یہ بھی نہ خیال کیا اس لگی مین کہ ایمان جاتا ہے ا
کہنے پر عمل کیا پہلے اسکو اپنا وزیر کیا اسکے بعد اسکا دین و مذہب اختیار کیا ابلیس پرست ہو گیا
اسکے شکر کرنے سے اہل طلسم کو بھی اسی مذہب مین لائے مین نے سب اہل طلسم کو مطلع کیا اور بہت کچھ تعلیم ابلیس پرستی
اور سامری پرستی کی لیکن کہ نصف طلسم سے زیادہ نے میرے کہنے پر عمل کیا اور نصف اہل طلسم اپنے مذہب قدیم
پر رہے مگر مجھ پر ظاہر کیا کہ ہمنے ابلیس پرستی اختیار کر لی مگر وہ مسلمان تھے اے خداوند [illegible] فقیر
ہو گیا تھا الغرض زمانہ مین وہ [illegible] مجھکو امید دلایا کرتا تھا کہ وہ زمانہ آجائیگا جسمین جا کر اسکے حسب مراد
کام کرونگا اور گل و ثمر حاصل کرکے حاضر ہونگا خداوند پس اسدن سے مین فصل بہار کا
منتظر تھا چنانچہ جب سے مکار آیا تھا پہلا زمانہ اسکے آئے ہوئے یہ آیا ہے جو آج ہی اسی کا وہ اقرار
کرتا تھا حضور مکار جادو قوم آدم زاد سے تھا لیکن ساحر ہوئے کے پردہ دنیا سے قاف مین آیا
اور یہان کے اہل طلسم سے رسم و راہ پیدا کرکے طلسم مین آیا اور میرے پاس آکر اسنے یہ مکر کیا
ساحر کو لیکن سمجھ کر طلسم مین آنے کی مخالفت نہین ہے اور نہ طلسم اسکو تابع ہوتا ہے اے خداوند مین
مکار نے یہ [illegible] کیا مجھکو اسکے قول پر اعتبار تھا لیکن آدم زاد ہونے کے مگر اب یقین ہو گیا کہ وہ مکار تھا
صرف گمراہ کرنے کے لیے اسنے یہ جال پھیلایا تھا اور مجھکو اپنے دام مکر مین لا کر سب اہل طلسم کو گمراہ
کیا اس سے بھی کچھ نہ ہوا خیر آنچہ گذشت گذشت جب اسنے مجھکو زیر کیا اور آج مہربانی فرما کر
رہا کیا چونکہ [illegible] دیو دربان کی قید مین تھا مین نے خیال کیا تھا کہ اگر طلسم کشا مجھے ایمان لانے کا
سوال کریگا تو مین یہ شرط پیش کرونگا کہ اگر اس دیو کو آپ قتل کرکے اور وہ ثمر و گل لا دین اور میری
زوجہ کی آنکھین روشن ہو جائین تو مین ایمان لاؤن حضور یہان آیا اور آپ خلق سے پیش آئے اور
آپنے وہ تقریر فرمائی کہ [illegible] خیال کیا تو سراسر مجبور و ناچار پایا اپنی حالت پر رو دیا [illegible]
رحم آگیا اور [illegible] اور اطاعت قبول کر لی جو [illegible]
ایسی مروت فرمائی [illegible] کہ وہ پھول اور ثمر کسی تدبیر سے مجھکو منگا دیجیے اور [illegible] قول
[illegible] پورا ہو [illegible] اسنے کہا تھا اسکے بیان مین سر مو فرق نہ ہوا اب میری آرزو
پوری فرمائیے [illegible] کہ جان نثار ہون یہ ہوا اور شہزادہ نے بیان کیا
[illegible] ثانی [illegible] اپنی آنکھین [illegible] کسی نے
جواب [illegible] اہل دربار نے بھی [illegible] ثانی نے قصد کیا تھا کہ کچھ جواب دین
کہ [illegible] ثانی [illegible] اور فرمایا کہ تم اطمینان رکھو مین آج ہی جا کر اس دیو کو
قتل کرکے گل و ثمر [illegible] تمکو لا دونگا اسنے عرض کیا کہ مین اس امر کا خواستگار نہین ہون
حضور یا طلسم کشا یا [illegible] کوئی عزیز طلسم کشا جائے اور اس حرامزادہ کے ہاتھ سے ہلاک ہو
خدا نخواستہ تو [illegible] مجھکو الزام دین کہ دوستی کے پیرایہ مین دشمنی کی میرا یہ منشا ہے کہ کوئی تدبیر
ایسی فرمائی جائے کہ مین اپنی مراد پر کامیاب ہون سو حضور اس قصد سے باز رہین اور کوئی
تدبیر طلسم کشا فرمائین [illegible] ثانی نے جواب دیا کہ بس ہمنے قصد کر لیا تو بیکار نصیحت کرتا ہے
اور [illegible] اگر [illegible] ہوگا اور [illegible] کریگا تو اب ہم نہ مانینگے ہم لوگونکا یہ طریقہ ہے کہ جس امر کو
دل سے خیال کرکے اسکے پورا کرنے پر کمر باندھ لی پس اسکو بدون پورا کیے ہوئے باز نہین
رہتے ہین چاہے اسمین جان رہے چاہے جان جاتی رہے کچھ پروا نہین ہے ہم لوگونکا علاقہ [illegible]

شعر ۔ پیر ہو شمشیر بر سر نرسد بیچم ز شمشیر طبیب + ہر چہ آید بر سر من با نصیب + دیگر ۔ یا تن رسد بجانان
یا جان ز تن برآید + دست از طلب ندارم تا کار من برآید + ہم لوگ ہمیشہ سے اسی شغل میں رہتے
ہیں اور دوسرے کے مطلب کے برلانے کی کوشش کرتے ہیں ہمارے بزرگوں کا بھی یہی طریقہ
تھا اور یہ قول تھا کہ ہمیشہ دوسروں کی حاجت روائی میں کوشش کرنا تاکہ خداوند کریم بھی خوش
رہے ہم ہی بس یہ کام کیا ہی دیو کو قتل کرکے پھول کا حاصل کرنا اگر دریا سے آتش ہوتا اور ہم قصد کرتے
تو ضرور مطلع کرتے دیو کشتی تو ایک معمولی کام ہی ہمارے خاندان کے بچے اور طفل مکتب دیو کو
قتل کر کے شکار کیا کرتے ہیں تم یہیں خیال کرو کہ طلسم کشا جو کہ اس وقت تمہارے سامنے موجود ہی
اسنے کیا کیا ہی ہو چھوٹی سی عمر ہی دیو قتل کیے اور تنہا جا کر طلسم کو فتح کر لیا ہی بس ہم لوگوں نے جہاں کسی
امر کا قصد کیا خداوند کریم کی طرف سے کمک ہوئی اور وہ کام ہو گیا تب طلب کرو دیو اور پریزاد کو
کہ وہ ہمکو اس مقام پر پہنچا دیں کیونکہ تمنے بیان کیا ہی کہ اس پھول اور ثمر کے پیدا ہونے کا ابھی
کا دن ہی اور زمانہ بہار بھی ہی کہیں ایسا نہو کہ یہاں عرصہ ہوا اور یہ زمانہ گذر جائے اژدر پریزاد
خاموش ہو رہا اور حکم دینے میں تامل کیا اور طرف سہراب ثانی و شہریار و ایرج نامدار کے دیکھتا
اُن صاحبوں نے فرمایا کہ جلد دیو طلب کرو کوئی تم خوف نہ کرو بفضل خدا سب یہ کام پورا کر دینگے
جو انھوں نے کہا ہی ہمارے خاندان کا اور ہم لوگوں کا یہی طریقہ ہی ہم منع نہیں کر سکتے ہیں یہ
ہمارا کہنا نہ مانینگے اگر ہم میں سے انکے قبل کوئی قصد کرتا ہی اسی طور سے خاموش رہتے اور منع نہ کرتے
جب یہ اپنے سنا بس نہ تو اژدر کو جرأت ہوئی کہ کچھ کہے نہ دیگر اہل دربار کو بس اژدر نے حکم
دیا کہ جلد چند دیو و پریزاد تخت لیکر حاضر ہوں یہ حکم دیکر خاموش ہو رہا اور رستم ثانی پکار کر دنگل پر
بیٹھ گئے کہ اور جو تمکو کہنا ہو وہ بیان کرو تمہاری اس شرارت کو معاف کیے دیتا ہوں اژدر پریزاد
اپنی حرکت پر کہ ہم لوگوں نے کیا کیا بیکار اس جوان کی جان لی تو کاش یہ بیان کرتا تم نے تو اس
خیال سے بیان کیا کہ شاید طلسم کشا کوئی تدبیر کرے تو اس امر سے ناواقف تھا کہ یہ ہوگا
افسوس تیرے سر پر رستم ثانی پدر طلسم کشا کا خون ہی تو اس خون میں عمر بھر مبتلا رہیگا اور اہل
دربار بھی الگ ملامت زن ہونگے کہ اژدر پریزاد نے دوستی کے پردے میں دشمنی ادا کی کہ
طلسم کشا کے والد کو قتل کرا دیا سب حال جانتے واقف تھا اور پھر بیان کیا اور صورت میں حال
لی اژدر تو یہ خیال کرکے اپنے دل میں نادم ہو رہا ہی اور اپنے اوپر ہزاروں نفرین کر رہا ہی سر جھکائے
بیٹھا ہی ادھر اہل دربار کا یہ رنگ ہی کہ سب آپس میں باہم اشاروں میں کہا کہ خیال تو کرو کیا عجب
جرأت ہی کیوں نہو جس خاندان کے کم سن لڑکے اکیلے آکر طلسم کو فتح کریں اس خاندان کے
بزرگ کیوں نہ ایسے بہادر ہوں سب حال سن چکے ہیں مگر اتنی قدرت ہی معلوم کر دیا اژدر پریزاد
نے در پردہ عداوت ادا کی کیوں ان لوگوں کے روبرو یہ حال بیان کیا کیا ضرورت تھی یہ نہ
جانتے اور کوئی انھیں سے جاتا یا طلسم کشا خود تشریف لیجاتے خیر جو ہوا سو ہوا اب خداوند کریم
اس شہریار کو اس دیو کے ہاتھ سے بچائے اہل دربار تو باہم اشارے کر رہے ہیں کہ رستم
ثانی نے اژدر پریزاد سے کہا کہ تم خاموش کس سکوت میں گرفتار ہو کچھ رنج و غم نہ کرو سب
وہ خدا آسان کرنے والا ہی کوئی مقام فکر و تردد نہیں ہی تمنے اپنا حق دوستی اور ملاقات کا ادا
کر دیا ہمکو کچھ خوف نہیں ہی ہاں اور جو کچھ آپکے دل میں ہوا اسکو بیان کرو اور جا کر تخت پر بیٹھو

ہمکو تمہارا یون مکڑا ہونا ناگوار ہی اژدر نے سر اٹھا کر کہا کہ کیا عرض کرون خیر جو امر میرے مقدر مین تھا وہ
ہوا دوسری عرض یہ ہی کہ میری عورت قبول فرمایئے سہراب ثانی نے جواب دیا کہ بسر و چشم مگر جب اللہ
اس کام سے فراغت کرکے تشریف لاوینگے جب اُسنے کہا کہ بہت خوب اور تیسری عرض یہ ہی کہ ایک
دختر رکھتا ہون اُسکو کنیزی مین قبول فرمایئے یہ سنکے سہراب ثانی نے سر جھکا لیا اس سبب سے
کہ باپ دادا اچھا بیٹھے ہوئے ذہن مین کیا جواب دون ایرج نامدار نے کہا کہ یہ عرض بھی تمہاری قبول
ہوئی پس اژدر پریزاد سلام کرکے پھر تخت پر آکر بیٹھا راوی نے بیان کیا ہی کہ سب دیو پری اُسی
طور سے اژدر پریزاد کے محکوم ہین تھوڑی دیر مین پھر شہر مین اُسی طور سے چہل پہل ہوگئی ادھر امان
کا جارچی نے جا بجا دیا اُسوقت سب شہر آباد ہوگیا لوگ اپنے اپنے گھرون سے نکلے بازارین کھل
گئین چوک آراستہ ہوگیا دین اسلام سب نے قبول کرلیا تھا ہر طرف کہا سنی تھی یہ تو شہر کا حال
تھا اب محلات کا حال سماعت فرمایئے کہ جب سے اژدر جادو نے سب اہل محلہ سے مع اپنی زوجہ
اور دختر کے یہ کہا تھا کہ طلسم کشا نے طلسم کے ایک مرحلہ کو فتح کرکے طلسم کے اندر قدم رکھا ہی اب یہ طلسم
تمام ہوگا اور بربادی طلسم کا زمانہ آگیا ہی جب طلسم تمام ہوگئی ہی تو اسکی زوجہ و دختر نے پوچھا تھا کہ اب
کیا ہوگا اژدر پریزاد نے کہا تھا کہ جو طلسم کشا کی اطاعت کریگا وہ زندہ رہیگا اور جو نہ اطاعت
کریگا مارا جاویگا تب اُنھون نے کہا تھا کہ آپ کا کیا قصد ہی جواب دیا تھا کہ مین تو یون اطاعت نہ
کرونگا خواہ زندہ رہون خواہ قتل ہون مقابلہ کرونگا جب سے ایک محل مین طلاطم مچا ہوا تھا ہر ایک کو
اپنی جان کی فکر تھی پھر زوجہ اژدر پریزاد کی زوجہ و دختر حال دریافت کیا کرتی تھی وہ بیان کرتا تھا
کہ ابھی کچھ حال نہین معلوم ہوا جب سب مرحلون کے فتح ہونے کی خبر ہوئی تھی اور لشکر بیرون طلسم
آیا تھا تو سب حال بیان کردیا تھا کہ یہ واقعہ گذرا اب مین مقابلہ کرنے جاتا ہون یہ طلاطم مچا ہوا تھا
ایک ابلیس پرست ساحری پرست عا پادشاہ فتح کی مانگتا تھا کہ وہان مقابلہ ہوا اور بادشاہ اسیر ہوگیا سہراب
ثانی مع لشکر کے داخل شہر ہوئے شہر مین تلوار چلی اس سب حال کی خبر محل مین پہونچی اور زیادہ
طلاطم ہوا جب امان کی خبر پہونچی تو کچھ حواس اہل محل کے درست ہوئے ورنہ سب کو یہ
خیال تھا کہ قتل ہوگئے نوبت یہ پہونچی تھی کہ بہتیرے انہی خوف سے کہ قتل کیے جاوینگے طلسم کشا
زندہ نہ رکھیگا وہان سے فرار کر گئی تھین جب پہرہ چوکی کے مقرر ہونے کی خبر پہونچی تو
واپس آگئین تھین اُسی شہر مین مگر ادھر ادھر منتشر ہوگئی تھین اس خیال سے کہ ایسا نہو کہ طلسم کشا
ہمکو بھی قتل کرے جب وہ ادھر کا قصد کریگا ہم یہان سے بھی فرار کر جاوینگے جب امان کی خبر معلوم
ہوئی تو محل مین سب آئین دوسرے دن بادشاہ کی اطاعت کرنے کی خبر پہونچی محل مین اور ایمان لانے
کی اب تو سب کو بہت خوشی ہوئی کل اہل محل بیرون آئے بادشاہ کے مسلمان ہوگئے جو بہادریان
انہین بخوف جان کافر بنی ہوئی تھین انھون نے اُسوقت اپنے کو ظاہر کیا کہ ہم خوف سے ابلیس
پرست ہوگئے تھے ورنہ ہمنے اپنا دین ترک نہین کیا تھا اُنھون نے سب کو مسلمان کیا زوجہ
اژدر پریزاد اور دختر اژدر پریزاد بھی مسلمان ہوئین وہ حالت اضطرابی انتشار کی ہر طرف ہوئی
شہر مین اُسی طور سے سب بندوبست ہوگیا کوئی خوف نہ رہا راوی نے بیان کیا ہی کہ اژدر
پریزاد کے سوا ایک دختر کے کوئی اولاد نہین ہی نہ کوئی اور لڑکا ہی نہ لڑکی یہی ایک لڑکی ہی
جسکو اُسنے کہا ہی کہ آپ کنیزی مین قبول فرمایئے انتہا کی حسینہ اور جمیلہ کہ اُسکا مثل و نظیر اس طلسم مین

کوئی نہین ہی سب پریان اُسکے حسن کے روبرو اور اُسکے سامنے اُسکی کنیزین معلوم ہوتی ہین رہین اُسکا بہت
کم ہی عارض اُسکے مثل آفتاب کے ہین بہت خوبصورت ہی کہانتک تعریف کیجاے ادنی تعریف یہ ہی کہ
کردہ باد طلسم مثل چراغ سلیمانی و زلیخاے طلسم مشہور ہی زبان قلم اُسکی تعریف مین قاصر ہی اُس بادشاہ
حسن و خوبی کا نام نایاب پری ہی پس اُسکے عقد کے لیے اژدر نے عرض کیا ہی اژدر اُسکو بہت عزیز
رکھتا ہی پس آمدم برسر مطلب جب اژدر پریزاد یہ سب عرض کر کے تخت پر جا کر بیٹھا اور دیو اور
پریزاد بموجب حکم اژدر پریزاد تخت لیکر حاضر ہوے پس اژدر نے عرض کیا کہ یہ تخت حاضر ہی پس یہ جو رستم
ثانی نے سنا اپنے دنگل پر سے اُٹھے اور سلاح و سنجوک سے آراستہ ہو کر کمر ہمت باندھکر روبرو
ایرج نامدار کے آئے اور عرض کیا اجازت مرحمت ہو تا کہ مین جا کر دیو کو قتل کر کے اشیاے
مطلوبہ بادشاہ طلسم حاصل کرون اور حاضر خدمت ہون ایرج نامدار نے گلے سے لگا لیا اور
فرمایا کہ جاؤ سپرد خداوند کریم کیا پس رستم ثانی نے سلام کیا اور یہ مصرعہ پڑھا مصرعہ جاتا ہون مین سفر کو ہمارا
سلام ہی + اُسکے بعد خود سہراب ثانی کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ تم پریشان ہو نا
اگر فضل خدا شامل حال ہی تو مین آتا ہون بامراد اُسنے جواب دیا کہ آپ تشریف لیجائین پھر شہریار
سے ملنے کے لیے اُسکے تخت کیطرف چلے شہریار و سہراب نے سلام کیا اژدر پریزاد وغیرہ نے تخت
پہونچانے آئے جب یہ تخت پر بیٹھ چکے اور دیو تخت لیکر طرف آسمان کے روانہ ہوے سب نے
مجرا کیا یہ سب کا مجرا لیتے ہوے روانہ ہوگئے اژدر نے دیو و پریزاد سے تاکید کر دی تھی
کہ رستم ثانی کو کسی قسم کی تکلیف نہو اور انکو اُس صحراے ہجران مین پہونچا دو کہ جہان چشمہ شجاعت ہی
پس دیو تخت لیکر روانہ ہوے ادھر سب آکر ایوان مین بیٹھے راوی نے کہا ہی کہ جب اژدر پریزاد
نے سب واقعہ بیان کیا تھا اور ان شاہزادون نے سنا تھا ہر ایک نے اپنی طرف قصد کیا تھا کہ ہم
جائین مگر کسی نے ظاہر نہ کیا تھا بلکہ شہریار عالیوقار و ایرج نامدار کا قصد ہوا تھا کہ ہم کسیطرح جا کر اسکی
قصد کو ظاہر کرین ادھر سہراب نے بھی یہی قصد کیا تھا کہ رستم ثانی نے سبقت کی پھر کیونکر ہو سکتا کہ دوسرا
اپنے قصد کو ظاہر کرتا کیونکہ یہ طریقہ بھی خاندان صاحبقران کا ہی کہ جس کام کے پورا کرنے کو ارادہ یا عزم
سب سے پہلے کوئی کھڑا ہو گیا پھر دوسرا اُس پر سبقت نہین کرتا ہی وہ حصہ اُسی کا ہی اس سبب سے
اُنہین سے کسی نے اپنا قصد نہ ظاہر کیا ورنہ خلاف قانون صاحبقرانی ہوتا اب رستم کا حال سنو راوی
کہتا ہی کہ جب رستم ثانی اُس طرف کو روانہ ہو چکے اژدر پریزاد نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین
محل مین جاؤن کہ جب سے مین جنگ کے قصد سے شہر سے نکلا ہون مجکو کچھ حال محل کا نہین معلوم
نہ مین نے اپنی دختر کو دیکھا ہی سہراب ثانی نے فرمایا کہ بسم اللہ جاؤ پس اژدر پریزاد نے بحکم دیگر دربار
برخاست کیا کہ چند ایوان براے طلسم کشا و سرداران طلسم کشا آراستہ کیے جائین اور دربار برخاست
کیا داخل محل ہوا سرداران اژدر پریزاد دربار سے رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام پر گئے اپنے
عزیزون سے ملے سب اُنکو دیکھ کر خوش ہوے ادھر سہراب ثانی وغیرہ اپنے سردارون کو لیکر
بیرون شہر آئے اور اپنی بارگاہ مین بیٹھے کچھ دیر دربار کیا رستم ثانی کا ذکر رہا کہ خداوند کریم انکو
اس مہم پر فتح نصیب کرے اُسکے بعد دربار برخاست کیا خیمہ خاص مین جا کر آرام پذیر ہوے شہریار
کے واسطے خیمہ الگ برپا کیا گیا وہ اُس خیمے مین گئے اور جو باقی اسیران طلسم تھے اور انکو شاہزادہ
نے رہا کیا تھا اور وہ ہمراہ تھے اُنکے واسطے بھی خیمہ وغیرہ برپا ہوے وہ اُن خیمون مین فروکش ہوگئے

اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے لشکر طلسم کشا میں خبر ہوئی کہ طلسم کشا نے اپنے والد اور
چچا کو قید طلسم سے رہا کیا جنکی رہائی انکے لیے آئے تھے اور طلسم کو فتح کیا مگر والد طلسم کشا چشمۂ شجاعت
پر گل بصیرت لینے کو گئے ہیں بموجب خواہش اژدر پریزاد اہل لشکر نے بہت افسوس کیا اور دعا
کی کہ خداوند کریم انکو زندہ و سلامت باکرامت لاوے یہاں تو یہ ذکر ہو رہے ہیں سب تہ دل سے
دعا میں مصروف ہیں وہاں شہر میں بھی یہ خبر عام ہوئی کہ اسیران طلسم میں طلسم کشا کے والد اور چچا بھی قید
تھے انکی رہائی کے لیے یہ طلسم فتح کیا تھا چنانچہ انکو رہا کیا اب طلسم کشا کے والد بموجب خواہش
اژدر گل بصیرت لینے چشمہ شجاعت پر گئے ہیں ہر ایک اہل شہر کو بڑا صدمہ ہوا اور باہم کہا کہ
بادشاہ نے دغا کی جو یہ حال ان لوگوں سے کہا اور اس امر کی خواہش کی اکثر بڑے بڑے دیو
ہلاک ہو گئے ہیں ساحر بھی گئے وہ بھی ہلاک ہوئے خود بادشاہ لشکر لیکر گیا لشکر تباہ ہوا گو
یہ لوگ بہادر ہیں مگر اس دیو سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں ضرور ہلاک ہونگے اور تباہ ہونگے خداوند
کریم انکو زندہ پھیر کر لاوے بعض نے کہا کہ دیو کشی انکا دستور ہے یہ دیو کیا ہے سنتے ہیں کہ انکے
جد اعلیٰ امیر حمزہ نے دیو عفریت ایسے دیو کو اور دیو سفید ولی ہزار دست کو قتل کیا از الیاس
قاف لقب ہو گیا تمام کتابیں اس حال سے مملو ہیں یہ لوگ بھی تو اسی خاندان سے ہیں دیو کشی
انکا کام ہے دیکھو لوگو طلسم کشا جسنے طلسم کو درہم برہم کیا ہے کیا سن رکھتا ہے ابھی بچہ ہے مگر کس طور سے تنہا
اسکو طلسم فتح کیا اور کسقدر دیو جان سے مارے لیکن یہ لوگ بہت با اقبال ہیں ضرور اس دیو کو قتل
کرینگے اہل شہر باہم یہ تقریر کر رہے ہیں بعض افسوس کرتے ہیں بعض یہ باتیں کرتے ہیں جب یہ
خبر محل اژدر پریزاد میں پہونچی کہ طلسم کشا نے یہاں آکر سب قیدیان طلسم کو قید سے رہا کیا
انہیں طلسم کشا کے باپ و چچا بھی قید تھے کسی سبب سے اسیر طلسم ہو گئے تھے انکو بھی رہا کیا انکی
رہائی کے لیے اس طلسم کو فتح کیا اب والد طلسم کشا واسطے لینے گل بصیرت کے گئے ہیں [illegible]
سے سب حال بیان کیا اور یہ خواہش کی کہ میں اس پھول کا خواستگار ہوں اگر وہ پھول لیجا سکے
تو میں انکا بندہ بیدام ہو جاؤں بس والد طلسم کشا نے قبول کیا اور دیو پریزاد کو ہمراہ لیکر
گئے ہیں یہ لوگ یعنی طلسم کشا و دیگر عزیز طلسم کشا جو یہاں موجود ہیں ایسے حسین اور شجاع ہیں
کہ اس طلسم میں نہ کوئی پری نہ کوئی پریزاد نہ دیو پریزاد انکے برابر خوبصورت ہے [illegible] جب یہ خبر زوجہ
اژدر و دختر اژدر نے سنی نہایت پریشان ہوئی اور افسوس کیا اور باہم کہا کہ ایک آفت
سے تو جان بچی تھی طلسم کشا نے رحم کیا یا بچا سب کو قتل نہ کیا ان کی بادشاہ کو رہا کیا اور پھر بادشاہ
نے یہ کیا کیا اگر انہوں نے اطاعت کی تھی تو اب کیا ضرور تھا اس پھول کا حال کہنا میں نابینا ہی رہتی انہوں نے
یہ کیا غضب کیا کہ حال بیان کیا کہ جو والد طلسم کشا لینے کو گئے کہیں ایسا نہو کہ وہ ہاتھ سے اس دیو
کے قتل ہو جائیں تو بڑا غضب ہو کہ پھر طلسم کشا کو یہ خیال ہوگا کہ اژدر نے جان کر یہ حال بیان کیا اور
اپنی خواہش بھی ظاہر کی یہ دشمن ہے ضرور قتل کریگا یہ کیا ان کے دل میں آئی یہ تو بخوبی واقف تھے
کہ اس پھول کا ہاتھ آنا بہت دشوار ہے پھر کیوں بیان کیا نہ معلوم بادشاہ کی عقل کو کیا ہو گیا تھا [illegible]
دشمن قوی ہے تو یوں صفائی ہوئی اور پھر اسکو دشمن بنانے کی تدبیر کی [illegible] نے [illegible] کیا
امان جان وہ اسکے سبب سے دیوانے ہو رہے ہیں آپنے ملاحظہ کیا ہو کہ جب سے آیا ہے کوئی
کوئی کوشش اٹھا نہ رکھی تھی کہ دو بیٹیوں کی لاکھوں روپیہ صرف کیا مگر کیا کریں میں یہ خیال کرتی ہوں کہ شاید انکو

بہتر کیا بخدا مین تم سے خود کہنے والی تھی آنکے بزرگون نے قبول کرلیا بادشاہ نے کہا کہ ہان بیشک
زوجہ اتنے مین شہزادہ بہت خوش ہوئی یہان بادشاہ بیٹھا ہوا ہی سب خواصین مبارکباد دیتی ہین
بادشاہان خوش ہو ہوکر انکو انعام کثیر مرحمت کر رہا ہی یہان تو یہ سامان ہی اب راوی شیرین زبان حال
رستم ثانی تحریر کرتا ہی کہ انکا تخت جو دیو لیکر وہان سے چلے تو ایسے تیز آئے کہ دو گھنٹہ مین قریب
صحرای بیخزان کے پہونچ گئے بالاے ہوا سے زمین کیطرف مائل ہوا اور لاکر تخت ایک مقام پر
ایک سبزہ زار مین رکھا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ یہی سرحد صحرای بیخزان کی ہی حضور تشریف لیجائین غلام
یہان تخت لیے حاضر ہین کیونکہ اگر غلام جائینگے تو وہ دیو ہم سبکو ہلاک کریگا حضور تو دیو کش ہین ہمنے
کبھی پشہ بھی نہین مارا ہی اگر یہ امر حضور کو منظور ہو کہ ہم اُس نابکار کے ہاتھ سے ہلاک ہون تو ہم حاضر
ہین رستم ثانی نے فرمایا کہ اچھا تم اسی مقام پر ٹھہرے رہو کہین اور نہ جانا مین ابھی آتا ہون
یہ فرماکر تخت پر سے اُترے اور طرف اُس صحرا کے بموجب نشان دیے ہوئے اُن پریزادون
کے روانہ ہوئے چند قدم چلے تھے کہ ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ وہ صحرا نہین ہی نمونہ باغ شداد
ہی سبزہ مثل مخمل سبز کے کوسون زمین پر روئیدہ ہی جدھر نگاہ اُٹھ جاتی ہے سواے سبزے کے کوئی چیز
نظر نہین آتی ہے چارون طرف اشجار گلہاے رنگارنگ کے لگے ہوئے ہین لیکن تختہ بیلے کا کھلا
ہی کہین نسرین و نسترن ہی کسی سمت سمن و یاسمین ہی کسی جانب نرگس و لالہ پھولا ہوا ہی کوڑیالہ
و سوتیا و موگرا ایک طرف ہی کیوڑے و گلاب کی ایک سمت بہار ہی شبو و سنبل ایک طرف سے
سرو و شمشاد ایک سمت اکڑ رہے ہین طاؤسان خوش انداز ایک طرف رقص مین مصروف
ہین فاختہ و قمریان سرو و شمشاد پر بیٹھی ہوئی بول رہی ہین اور یاد الٰہی مین مصروف ہین طائران خوش الحان
زمزمہ سنجی کر رہے ہین بلبلین پہلوے گل سے جدا نہین ہوتی ہین تدروان کوہسار قہقہہ زنی مین
مصروف ہین ابر نیسان صحرا پر چھایا ہی ہوا ایسے علیہ آدم مسیح نفس کے جھونکے آرہے ہین یہ جو بہار
رستم ثانی نے دیکھی آپنے دل مین کہا کہ واقعی جیسا اس صحرا کا نام صحرای بیخزان رکھا ہی
خوب سمجھکر رکھا ہی یہ صحرا در اصل بیخزان ہی بس سیر کرتے ہوئے ایک طرف کو روانہ ہوئے چند قدم
[illegible] تھے لیکن تماشاے گل و بلبل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ دیکھا سامنے ایک کوہ سربلند
فلک شکوہ وقار نظر آتا ہی کہ جسکی چوٹی آسمان سے ملی ہی اور وہ کوہ مثل آئینہ کے درخشان ہی از قلہ کوہ
تا پایین کوہ سبزہ و گلہاے بوقلمون لگے ہوئے ہین آبشارین کوہ سے جاری ہین اس طور سے
پانی گر رہا ہی کہ گویا بارش مروارید سفتہ ہو رہی ہی عجب مقام پر بہار و پر فضا ہی شاہزادہ اُس صحرا اور
اُس بہار کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور خیال کیا کہ اسی کوہ کے دامنہ مین وہ چشمہ ہوگا بس اُس کوہ
کی طرف متوجہ ہوئے چند قدم چلے تھے کہ سامنے سے درہ کوہ نظر آیا اُسکو بھی اس صفت سے
صناعان چابکدست نے درست کیا تھا کہ محراب اُسکی مثل محراب ابروے معشوق کی تھی اُس پر بھی سبزہ
اُگا ہوا تھا اُس طرف روانہ ہوئے جب قریب پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ سامنے درہ کوہ کے ایک
سنگ کی چٹان پر ایک دیو قوی تن قوی بازو بیٹھا ہوا ہی کہ سر اُسکا مثل گنبد مرقد ضحاک کے ہی ہاتھ مثل
شاخ چنار کے پانون مثل ڈال برگد کے سینہ تختہ کوہ معلوم ہوتا ہی لنگ زرد باندھے ہوئے
کمر مین زنجیر آہنی لپیٹے ہوئے شکم اُسکا غار بلا ہی بڑے بڑے بال ہین دانت نہایت دراز
ہین شاخہاے سر مثل شاخ کرگدن کے بہت دراز سر پر ہین آنکھین مثل تنور سوزان کے ہین

اور مثل انگارے کے مشتعل ہین پس وہ دو زانو بیٹھا ہوا ہی ایک طرف چند خم شراب مثل خم گردون
کے دھرے ہوے ہین ایک جام مثل جام دنیا کے اسکے ہاتھ مین ہی اور چند مردہ [illegible] اور مثل گاہین
ایک طرف پڑی ہین انسے نیلا نیلا پانی بہ رہا ہی بو سے بدحلی آتی ہی آگ سامنے روشن ہی اسمین ان
نیل گاے کی مع پوست کے رکھی ہوئی ہی دار شمشاد سامنے زمین مین گڑی ہوئی ہی پس وہ
شراب ان خمون سے انڈیل کری رہا ہی اور وہ گوشت مردار کھا رہا ہی اور نشہ شراب مین بدمست
ہوکر ہی جھوم رہا ہی یہ اسکو دیکھکر پناہ طرف اپنے خدا کے لیگئے اور لاحول پڑھکر آگے بڑھے اسکے کان
مین جو صدا پہنچی اسنے ایک مرتبہ سر اٹھا کر دیکھا چارون طرف یکایک اسکی نگاہ انپر پڑی دیکھا
کہ ایک آدم زاد قصیر القامت مگر کسی قدر فربہ سرخ لباس پہنے ہوے ہتھیار تن پر آراستہ کیے ہوے
چہرہ مثل آفتاب کے روشن میری طرف چلا آتا ہی یہ جو نظر آیا تو ایک قہقہہ بلند ایسا لگایا کہ تمام صحرا صدا کے
خندہ سے ہل گیا قہقہہ لگا کر کہا کہ او آدم زاد دشمن بنیاد شاید تیری قضا تجکو ادھر کھینچکر لائی ہی جو تو
ادھر کو آیا ہی اور اپنے دل مین کہا کہ خداوند ابلیس نے میری بڑی خاطر کی کہ ایک آدم زاد کبھی
ہی [illegible] کے بعد ادھر کو بھیجا گو میرا جی دل آدم زاد کے گوشت کو ایک مدت سے چاہتا تھا مین کیا
کرون عنایتون کا خداوند کے شکریہ ادا کرون آج خیال آگیا کہ میرا بندہ آدمی کے گوشت کا بہت مشتاق ہی پس
بدون سعی و کوشش کے آدم زاد کو بھیجدیا کہ جسکا گوشت بہت پر ذائقہ ہوگا یہ دل سے باتین کرکے کہا کہ
بعد مدت بسیار کے تو نظر آیا یہ سبب مہربانی خداوند ابلیس کی ہی کہ مین اسوقت شراب پی رہا تھا منہ کا ذائقہ
بدلنے کے لیے تجکو ایسا آدم زاد روانہ کیا کہ مین تجکو کھا کر اپنے منہ کا ذائقہ بدلون آدم زاد کا گوشت نہایت
بامزا اور نمکین ہوتا ہی پس ای آدم زاد تو خود میرے منہ مین آکر گودڑ مین تجکو نہ دانت لگاؤنگا نہ داڑھ لون
ہی ہاں پیالا کر نگل لونگا مین ہفت روز سے آدم زاد کے گوشت کا مشتاق تھا سو دیکھکر منہ کھولتا ہون شراب
پیکر [illegible] شراب پینے لگا رستم ثانی نے اس تقریر کے جواب دیا کہ او نابکار و ناہنجار دیو ارجنگ کے خوار
کیا بیہودہ بکتا ہے خداوند ابلیس کون بیچارہ ہی آگاہ ہو کہ مین تیری سرکوبی کو آیا ہون پس خیریت اسی مین
ہی تو ہاتھ باندھکر میری خدمت مین حاضر ہو اور ابلیس پرستی ترک کر ورنہ میرے ہاتھ سے ہلاک
ہوگا مین تیری جان کا ملک الموت ہون [illegible] کہا ہی کہ رستم ثانی یہ اژدر مہیب زاد سے
سن چکے تھے کہ جو کوئی اس صحرا مین جاتا ہی اسکی قوت اصلی کم ہوجاتی ہی پس رستم ثانی نے صحرا مین
قدم رکھا تھا تو اسوقت اپنی قوت کا امتحان کر لیا تھا اپنی طاقت اور قوت کو اصلی حالت پر پایا تھا
پس خیال کر لیا کہ مین [illegible] قتل کرونگا پس [illegible] قریب دیو پہنچے تو یہ تقریر اسکی سنکے
اسنے یہ بیان کیا کہ مین تیری جان کا ملک الموت ہون کیون اپنی قضا بلاتا ہی بہت جلد غاشیہ
اطاعت کا دوش پر رکھکر حاضر ہو اس دیو نے کہا کہ او آدم زاد مین ایسے کلمے بہت سن چکا ہون
اب معلوم ہوا کہ تو مجھے قتل کرنے آیا ہی کبھی شان ابلیس کی ہی کہ آدم زاد دیو زاد کو قتل
کرے [illegible] تو مجھے قتل کریگا اب تو میرا لقمہ
ہوگا سوا اسکے لقمہ ہونے کے دوسرا امر غیر ممکن ہی [illegible] دیو [illegible] مقابلہ کو [illegible]
تو میرے ہاتھ سے مارے گئے تیری کیا اصل ہی یہ باتین کہتا جاتا ہی اور شراب خم کے خم پی پی کر
خالی کرتا جاتا ہی اور بہت خوش ہو ہوکر کہتا ہی کہ تیرے گوشت سے اپنے منہ کا ذائقہ تبدیل کرونگا
ای آدم زاد تجکو بڑا [illegible] معلوم ہوتا ہی [illegible] سخت زبانی کا حال معلوم

ہو جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ او دیو تو کیا گوگھاتا ہے اور جھک مارتا ہے تو میرے حال سے
بالکل نہیں واقف ہے کیا تو نے پردۂ قاف کا قصہ نہیں سنا ہے کہ آدم زاد نے آکر دیوان قاف کو
ایسا قتل کیا ہے کہ لقب زلزلۂ قاف ہوگیا آگاہ ہو کہ میں امیر حمزہ صاحبقران ثانی سلیمان کا
پوتا ہوں جنھوں نے دیو عفریت و دیو سمندون ہزار دست کو اُس سن طفلی میں قتل کیا اور
میں نے بھی اکثر دیو قتل کیے ہیں میرے فرزند سہراب ثانی نے ابھی ابھی طلسم کو فتح کیا اور
تن تنہا ہزاروں دیو قتل کیے اور میں نے بھی پردۂ پنجم قاف میں بہت سے دیو قتل کیے ہیں تیری
کیا اصل ہے بس خیریت یہی ہے کہ میری اطاعت کر اور ترک ابلیس پرستی پر کمر باندھ یہ جو رستم ثانی
نے کہا دیو نے باواز بلند قہقہہ لگایا اور کہا کہ یہ قصہ کسی طفل نادان سے بیان کر میں نہیں سنتا ہوں
خداوند ابلیس نے میرے موہنہ کے ذائقہ تبدیل کرنے کو تجھکو بھیجا ہے لے اب میں موہنہ کھولتا
ہوں تو کود پڑ یہ کہکر موہنہ کھولا اور آنکھیں بند کرلیں شاہزادہ قریب تو آچکا تھا ایک سنگ گران
اٹھا کر اُسکے موہنہ میں ڈالدیا اُسنے دانت مارا کڑکڑ سے آواز آئی اور دانت ٹوٹ گیا دیو نے
گھبرا کر آنکھیں کھولدی اور کہا کہ او آدم زاد تو بہت سخت ہے کہ میرا دانت ٹوٹ گیا یہ کہکر اُسکو اُگلدیا
تو پتھر پایا شاہزادے نے آواز دیکر کہا کہ او دیو تو نے مزا اس سخت زبانی کا پایا اب جو دیو نے
یہ صدا سنی اور دیکھا تو شاہزادے کو کھڑا پایا دیو نے کہا کہ تو بڑا دلگی باز ہے خیر میرے پاس آ اب میں
تجھکو ذبح کرکے کھاؤں تیرے گوشت کے کباب بناکر شاہزادے نے کہا کہ تو بڑا احمق ہے اور معلوم
ہوا کہ تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے بس اپنی زبان بند کر ورنہ گدی سے کھینچ لونگا دیو نے کہا کہ او
آدم زاد تو مجکو بڑا سخت زبان اور درشت کلام معلوم ہوتا ہے میں تو یہ جانتا تھا کہ تیرا گوشت
کرکرا مزیدار ہوتا ہے میں تجکو دکھاؤں مگر تو نہیں مانتا ہے خیر میں سمجھتا ہوں اگر ایکی تو نے
سخت کلامی کی تو ضرور تجکو قتل کرونگا یہ کہکر کہا کہ بس اسیمین خیریت ہے کہ تو میرے پاس چلا آ اور
میں تجکو دکھاؤں شاہزادے نے جواب سخت دیا بس دیو کو غصہ آگیا اور اپنے مقام سے حرکت کی
اور اٹھا وہ کیا اٹھا گویا قیامت اٹھی یا پہاڑ نے حرکت کی دار شمشاد جو سامنے گڑی تھی اسکو اکھاڑ کر
اور سنبھالکر طرف شاہزادے کے یہ کہتا ہوا چلا کہ خداوند نے تو بھیجا تھا مگر کیا کروں کہ وہ مانتا ہی نہیں
اب چاہیے گوشت مٹی میں ملجائے صاف رہے اتنے وار کرتا ہوں اور آتے ہی دار کا وار کیا
شاہزادے نے خالی دیا دار شمشاد زمین پر پڑی کہ غرق زمین ہوگئی ایک غار ہوگیا پانی نکل آیا
تیغ گرد بلند ہوا دیو نے وار کرکے کہا کہ زدم ولیست کردم افسوس تمام گوشت مٹی میں ملگیا
یہ کہکر قصد کیا اُس گرد کے اندر جا کر تلاش کروں کہ آواز اُس گرد سے آئی کہ ارے دیو کیا پست
کردی میں تیری جان کا ملک الموت موجود ہوں دیو حیران ہوا کہ یہ صدا کہاں سے آئی اب کیا
دیکھتا ہے کہ اُس گرد سے یکایک ایک آفتاب طالع ہوا شاہزادہ رومال سے چہرہ کی گرد پاک کرتا
ہوا برآمد ہوا دیو رستم ثانی کو دیکھکر حیران ہوا اور کہا کہ تو بڑا سخت جان ہے کہ میرے وار شمشاد کی بھی
ضرب سے بچا لے میں اب دوسرا وار کرتا ہوں یہ کہکر پھر وار کیا پھر رستم ثانی نے وار کو خالی دیا
اور بند دست دیو کو جھٹکا دیا کہ دیو موہنہ کے بل طرف زمین کے چلا انھوں نے پیترہ بدل کر اسکی کمر
زنجیر خوب استوار پکڑکر نعرہ اللہ اکبر کے جوش در کیا اور ٹانگ لگائی وہ دیو مثل پہاڑ کے زمین
گرا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ بیخ سے اکھڑ کر گرا بس دیو نے گرکر قصد کیا کہ سنبھلے ان انھوں نے ٹھوکر

کہ وہ گرد ہو گیا اور جسقدر کہ کے چھاتی پر سوار ہوئے گندسے زانو سے دبا کر کہا کہ حالا دشمنان
پروردگار عالم چہ میگوئی اُسنے کچھ کلام سخت کیے اور کہا کہ میری ہزار جانین ہزار ایک خاک پاسے
ابلیس پر نثار ہوون پس شاہزادے کو غصہ آگیا ایک مرتبہ غضبناک ہو کر ایک گھونسا ایسا مارا کہ
رستم ثانی کا گھونسا تک ہاتھ سر مین در آیا سر دیو کا شق ہو گیا بھیجا نکل پڑا وہ تڑپنے لگا پھر تو اُسکے سینہ
پر سے اُتر آئے وہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گیا اُسکا ہلاک ہونا تھا کہ ایک غبار بلند ہوا برق کی
سی چمک ہوئی جب وہ غبار برطرف ہوا شاہزادہ نے ملاحظہ فرمایا کہ زیر کوہ اُسی مقام پر جہان
دیو بیٹھا تھا ایک چشمہ آب شفاف کا موجزن ہے پانی اُسکا مثل گوہر کے چمکتا ہے طول
اُس چشمہ کا بہت ہے مگر عرض اُسکا کوئی میل بھر کا ہے اور وسط چشمہ مین ایک درخت پانی پر لگا
ہوا ہے برگ اُسکے مثل چشم مردم کے ہین اور مانند زمرد کے چمک رہے ہین اور ایک گل لمبی سی
لگا ہے اُسکے برابر ایک ثمر بھی ہے مگر گل کا رنگ دھانی ہے اور ثمر کا رنگ سفید ہے اور برابر بادام کے
ہے یہ دیکھکر شاہزادے نے شکر خدا کیا اور کنارے پر چشمہ کے آئے اسقدر پانی صاف پایا کہ
زمین کا حال معلوم ہوتا تھا مردمان آبی نظر آتے تھے پس شاہزادہ نے لباس اُتار الگ باندھکر یہ
خیال کیا کہ اے رستم ثانی نہ تم اس پانی سے موہنہ ہاتھ دھو نہ کلی کرو کہ گو پیاسے بہت ہو مگر یہ بہتر ہے
کیونکہ اُسکی خاصیت زبانی اژدر پیر زادے کے سن چکے تھے کہ اس پانی کا یہ اثر ہے کہ طاقت و
قوت دونی کر دیتا ہے اور اس چشمہ کا نام چشمہ شجاعت ہے مجکو ذاتی قوت اسقدر خداوند کریم نے
مرحمت فرمائی ہے کہ جسکا حساب نہین ہے پھر کیا ضرورت ہے اگر کوئی سن لیگا کہ رستم ثانی نے چشمہ
شجاعت کا پانی پی لیا اس سبب سے قوت زیادہ ہو گئی تو لوگ طعنہ زن ہونگے کہ کم قوت تھے
اسی سبب سے یہ پانی پی لیا اور سب لوگ خندہ زن ہونگے پس تم انگشت نما ہو جاؤ گے پس
لازم یہ ہے کہ اس چشمہ کے پانی سے لب تک آشنا نہ کرو موہنہ بند کرکے چشمہ مین اترو اور برگ و
ثمر و گل حاصل کرکے اُسی طور سے موہنہ بند کیے ہوئے واپس آؤ وہ کام کیون کرو کہ جو بدنامی کا باعث
ہو اے رستم ثانی مجبوری اس امر کی ہے کہ وہ گل و ثمر وسط چشمہ مین ہے موہنہ مین قسم کھانے کو
بھی پانی ہاتھ سے نہ چھوتا اُترنا گیا یہ دل مین باتین کرکے اور بسم اللہ کہکے موہنہ کو بند کرکے اُتر
کنارے پر پانی تا بہ گلو پایا اب خیال ہوا کہ آگے اور زیادہ ہوگا اندازہ ہو گیا تو اسیقدر رہتا ہے پس
آہستہ آہستہ قدم رکھتے ہوئے چلے جب کچھ دور چلے ور پانی اُسیقدر رہا تا بہ گلو پایا نہ کسی مقام پر زیادہ
نہ کم انکو خیال ہوا کہ یہ چشمہ ہموار ہے اسمین پانی ہر مقام پر برابر ہے پس یہ بلا خوف اب پانی کو کاٹتے ہوئے
چلے کوئی پاؤ میل راہ طے کی تھی کہ اب جو قدم رکھتے ہین وہان پر گہرا زیادہ تھا اور یہ اس خیال مین
تھے کہ برابر ہو پس اُس گہرائی مین جاتے رہے اور غوطہ کھا گئے غوطہ کا کھانا تھا کہ حواس جاتے رہے
اس بدحواسی مین موہنہ کھل گیا اور ایسا کھلا کہ بہت سا پانی موہنہ مین چلا گیا اور شکم مین اور غوطے
کھانے لگے ہر غوطہ مین پانی موہنہ مین جاتا تھا اور حلق سے اُتر جاتا تھا انھون نے چند غوطے کھائے
ہاتھ پاؤن انکے قابو مین نہ تھے بدحواس ہو رہے تھے اُسی غوطہ کھانے مین خیال آیا کہ اے
رستم ثانی اپنے حواس درست کرو اور ہاتھ پاؤن اور جسم کو ہلکا کرو تاکہ ابھرو ورنہ اسی طور سے
غوطے کھاتے کھاتے ہلاک ہو جاؤ گے پس یہ خیال کرکے ہاتھ پاؤن ڈھیلے کیے اور تمام بدن کو
ہلکا کیا اب جو غوطہ کھا کے اُبھرے اپنے کو پانی پر قائم کیا اور جلدی سے موہنہ بند کر لیا اور سر

دل مین کہا کہ اے رستم ثانی تمنے بڑا دھوکا کھایا اگر یہ خیال نہ کرتے کہ چشمہ ہموار ہی تو یہ نوبت غوطہ خوری
کی کیون ہوتی افسوس کہ جس امر سے تمکو خوف تھا اور تمنے دیا سے رہنا گوارا کیا تھا اور پانی نہ پیا
تھا وہی ہوا کہ حالت غوطہ خوری مین مونہہ کھل گیا اور پانی حلق مین پہونچ گیا ایک مرتبہ نہین کئی مرتبہ
تم اسوقت کیسے بدحواس ہوے کہ تمکو خیال نہ رہا جو کوئی سنیگا کیا کہیگا کیسی لعنت اور ملامت کریگا
خیر شکر اس امر کا ہی کہ سواے تمھارے اور ذات خداوند کریم کے اور اس صحرا اور چشمہ کے کوئی دوسرا
نہین تھا ورنہ بڑی خفت ہوتی خیر اور کسی نے نہ دیکھا بس جب تم کسی سے یہ حال کہوگے تو اسکو معلوم
ہوگا ورنہ اور کون کہنے والا ہی دوسرے یہ امر ہی کہ تمنے عمداً پانی نہین پیا ہی بلکہ یا اتفاقیہ امر
واقع ہوگیا خیر کیا کیا جاے یہ باتین دل سے کرتے جاتے ہین اور شناوری کرتے جاتے ہین کیونکہ
جیسے ہی تیسرا غوطہ کھا کر ابھرے بس ویسے ہی ہاتھ لگانے لگے تھے اس سبب سے قائم ہوگئے تھے
کیونکہ برسون اس فن مین بھی ریاض کیا تھا اسوجہ سے مشاق تھے ورنہ پھر غوطہ کھاتے اب شناوری کرتے
ہوئے اور مونہہ بند کیے ہوے طرف درخت کے چلے جاتے ہین اب ایسے ہوشیار ہوگئے ہین اگر کمر
تک پانی ہوتا تو یون نہ جاتے بدون شناوری کیے ہوئے بس کہان تک عرض کیا جاے شناوری
کرکے قریب درخت پہونچے اپنے کو پانی پر کھڑی لگاکر قائم کیا اور ایک ہاتھ سے تو ہاتھ لگا رہے ہین
دوسرے ہاتھ سے جلدی جلدی برگ اس شجر کے توڑے اور پھر کیا کیا کہ اپنے کو اس درخت کے
تنہ کی آڑ پکڑکر قائم کیا ایک ہاتھ سے اس شاخ کو جھکایا کہ جسمین وہ گل و ثمر لگا تھا اور دوسرے ہاتھ
کو بڑھاکر ایک ہی مرتبہ دونون کو توڑ لیا یعنی گل و ثمر کا توڑنا تھا کہ ایک شور پیدا ہوا کہ او ظالم
تونے بڑا غضب کیا کہ گل بصیرت ثمرۃ الابصار کو حاصل کرلیا شجرۃ البصارت سے آج تک
زمانہ حضرت سلیمان سے تا ایندم کوئی ایسا نہوا کہ جو کوئی آتا اور چشمہ شجاعت مین اتر کر ان
اشیا کو حاصل کرتا تو بڑا جوانمرد ہی تونے معلوم ہوتا ہی کہ نگہبان چشمہ دیوار جنگ پرخوار کو بھی
ہلاک کیا جو چشمہ ظاہر ہوا خیر لیجا یہ گل و ثمر تیری قسمت کا تھا تونے اپنی محنت اور مشقت کا ثمرہ
پایا یہ جو صدا سنی رستم ثانی نے ادھر ادھر دیکھا صدا دینے والے کا نشان تک نہ پایا دل
سے کہا کہ کوئی ہوگا بس ثمر اور گل اور برگ کو خوب حفاظت سے اپنے پاس رکھا اور اب
وہان سے شناوری کرتے ہوئے کنارے کی طرف چلے جب اس مقام پر پہونچے کہ جہان غوطہ
کھاے تھے وہان بہت ہوشیاری سے شناوری کی یہانتک کہ صحیح و سلامت مع ان اشیا
کے چشمہ سے نکل باہر آتے ہی پہلے سجدہ شکر کیا اب جو سر اٹھایا اس چشمہ کو نہ پایا وہ چشمہ
خود بخود غائب ہوگیا یہ اور حیران ہوئے اور خیال کیا کوئی مصلحت خداوند کریم ہوگی لباس کو
پہن لیا بس پہننا آلات حرب تن پر لگانے اب جو خیال کرتے ہین تو اپنے جسم مین پہلے سے قوت زیادہ
اور بیش گونہ پائی اور دل بھی قوی تھا کہا کہ دراصل اس چشمہ کا پانی کا اثر بھی ظاہر ہوا جسنے اسکا
نام چشمہ شجاعت رکھا ہی بہت درست اور بجا رکھا ہی کیا اسکی قدرت ہی کہ پانی مین یہ اثر
ہی مگر غضب ہوا کہ ہمنے مجبوری سے پی لیا نہ غوطے کھاتے نہ یہ امر ہوتا خیر شکر اس امر کا ہی کہ
اور کوئی نہ تھا بس اس طور کی باتین کرتے ہوئے چلے آتے ہین یہانتک کہ اس صحرا کو تمام کیا
وہ گل و ثمر و برگ پاس ہین وہ دیو جو کہ شکست کھاکر آئے تھے باہم کہہ رہے تھے کہ معلوم ہوتا ہی آقاے
نامدار کو اس دیو نے ہلاک کیا جو ابھی تک نہین تشریف لاے ہین بھلا اس دیو سے کون

لڑ سکتا ہے اور تھوڑی دیر انتظار کرتے ہیں اگر تشریف لاتے تو خیر ورنہ ضرور جا کر بیان کر دینگے کہ اُس
دیو نے ہلاک کیا ہے باتیں باہم کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے رستم ثانی چلے آتے ہیں جلدی
ان سبھی نگاہ پڑی پکارے کہ ای آقاے نامدار مبارک ہو واہ کیا آپکا قدم مبارک ہے معلوم ہوتا ہے
کہ آپنے اُس دیو کو ہلاک کیا آج تک تو سواے آپ کے کوئی وہاں سے واپس نہیں آیا فرمائیے
جس کام کو وہاں تشریف لائے تھے وہ بھی ہوا یا نہیں رستم ثانی نے فرمایا کہ جاکر دیکھو تو وہ دیو مرا
پڑا ہے تو فوراً پھر یہ برگ ہیں اور یہ ثمر اور یہ گل یہ فرما کر اُن سب کو وہ چیزیں دکھائیں وہ دیکھکر بہت
خوش ہوئے اور دوڑ کر قدموں پر گر پڑے اور بوسہ دیا اور اجازت لیکر اُس صحرا کی سیر کرنے لگے
اور اُس مقام پر آئے کہ جہاں دیوار جنگ دیو خوار مرا پڑا ہوا تھا اُسکو دیکھکر سب کے ہوش
جاتے رہے کہ انھوں نے باوجود دیو ہونے کے اتنا بڑا دیو نہ دیکھا تھا اُس صحرا کی خوب سیر کی تھی
ہیں شاہزادے کے آئے اور کہا کہ آپ کی بدولت سے آج صحرا کی سیر کی ورنہ کبھی نہ نصیب ہوتی
ہم پر کیا منحصر ہے بادشاہ کو نہ نصیب ہوئی کئی مرتبہ لشکرکشی کر کے آئے سوا اس مقام کے آگے نہ جا سکے
شاہزادے نے فرمایا کہ سب قدرت خدا ہے اور اُسکا فضل و کرم ہے ورنہ ہم میں کس لائق ہیں
اب چلو وہاں سب کو انتظار ہوگا انھوں نے عرض کیا کہ بسم اللہ تخت پر تشریف رکھیے ہم سب خادم
حاضر ہیں پس شاہزادہ تخت پر بیٹھا دیو تخت کو اُٹھا کر لے چلے چونکہ دن بہت قلیل تھا تھوڑی راہ
طے کی تھی کہ رات ہوگئی دیووں نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو کسی صحرا میں شب بھر قیام کریں
کہیں ایسا نہ ہو کہ شب تاریک میں راہ فراموش کر جائیں تو دقت ہوگی اس سے بہتر یہ ہے کہ ٹھہر جائیں
صبح کو پھر یہاں سے روانہ ہونگے فرمایا کہ اچھا پس ایک صحرا میں تخت اُتارا شاہزادہ اُسپر آرام پذیر ہوا
اور دیو پہرہ دینے لگے یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی پردۂ شب سے صبح برآمد ہوئی پس شاہزادہ
نے نماز وغیرہ سے فراغت کی اور تخت پر سوار ہوکے دیو لیکر روانہ ہوئے یہاں جب اُنکو دیر ہوئی
زوجہ سے یہ حال کہ جب تک نہ آ لینگے نہیں آرام کیا تھا اور سہراب ثانی وغیرہ کارپردازان شہزادہ کے لشکر کے
اُدھر کارپردازان سلطنت نے بموجب حکم بادشاہ کے محل شاہی براے شاہزادہ سب سامان
سے درست کیا تھا پس جب صبح ہوئی بادشاہ محل سے برآمد ہوا سب سردار حاضر ہوئے جنکو
حکم ملا تھا کہ براے شاہزادہ محل آراستہ کرو انھوں نے عرض کیا کہ بموجب حکم سرکار سب
بندوبست کر دیا فلاں فلاں محل آراستہ کر دیئے بادشاہ نے کہا اچھا وہاں شاہزادہ سہراب
ثانی اپنے لشکر میں بیدار ہوئے پس بعد از فراغ نماز و ملبوس لباس وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ
ہوکر مع ایرج نامدار و شہریار عالیجاہ و دیگر شاہزادوں اور سرداروں کی طرف دربار بادشاہ
کے روانہ ہوئے راہ میں شہریار نے سہراب ثانی سے دریافت کیا کہ ای فرزند تمہارے بعد
دیوبانان نے کیا فساد برپا کیا سہراب ثانی نے اُنکا لشکرکشی کرنا اور اپنا مقابلہ کرنا اُسکو قتل کرنا اور دنیا
جشن کرنا رستم ثانی کو خواب میں دیکھنا اور اپنا صبح سے پوشیدہ ہوکر براے فتح طلسم روانہ ہونا
کے واقعات طلسم کے فتح کرنے کی حالت بیان کی شہریار سب سنکے بہت خوش ہوئے
قید ہونے کی کیفیت بیان کی اور ایرج نامدار نے اپنے قید ہونے اور زرین
خالف میں آنے اور پاتال سے مقابلہ کرنے کی کل حالت بیان کی راہ میں ایرج
گذرنے میری سرگذشت سنو یہ کہکر جو حال سہراب ثانی سے سنا تھا وہ بیان کیا

بیان کیا اور کہا کہ پرسون میرا یہان آنا ہوا اور یہ وجہ صاحبقران ثانی کے ساتھ سے جدا ہونے کی
ہوئی القصہ باتون مین وہ راہ تمام ہوئی دربار مین آکر پہونچے کل اہل دربار نے مع اژدر پریزاد کے سلام
و مجرا کیا اور تعظیم کی پس شاہزادے اپنے اپنے دنگل پر متمکن ہوئے اور سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے کہ اژدر
پریزاد نے کہا کہ اے خداوند ابھی تک آقائے نامدار نہین تشریف لائے ہین بہت پریشان ہون ایرج
نامدار نے فرمایا کہ کوئی امر پریشانی کا نہین ہے نہ فرصت ہوئی ہوگی جو کل آئے آج ضرور آئینگے یہی
ذکر تھا کہ دیوون نے تخت لاکر صحن دربار مین اُتارا سب نے دیکھا کہ اُس پر رستم ثانی تشریف فرما ہین
سب دیکھکر حیران ہوئے اژدر پریزاد نے خوش ہوکر کہا کہ آقائے نامدار تشریف لائے پس رستم
ثانی تخت سے اُتر کر ایوان شاہی مین آئے سوائے ایرج نامدار کے سب نے تعظیم کی اور سلام
و مجرا کیا رستم ثانی نے جھکا ایرج کو مجرا کیا اور قدمون کو بوسہ دیا انہون نے گلے سے لگایا اُسکے بعد
رستم ثانی نے سہراب کو گلے سے لگایا اور اپنے دنگل پر بٹھایا جب بیٹھ چکے تب ایرج نے فرمایا
کہ کہو وہ گل و ثمر لائے رستم ثانی نے وہ گل و ثمر مع برگ کے جیب سے نکال کر پیش کیے اور کہا کہ یہ
حاضر ہین پس اُسکو جیسے اہل دربار نے دیکھا بہت متحیر ہوئے اژدر پریزاد کی یہ نوبت ہوئی کہ شاہزادے
کے قدمون پر گر پڑا قریب تھا کہ شادی مرگ ہوجائے پس شاہزادے نے وہ سب اشیا یعنی گل و
ثمر و برگ اژدر پریزاد کو دیئے اور گلے سے لگایا وہ دعائین دیتا ہوا اور تعریفین کرتا ہوا تخت
پر آکر بیٹھا تب ایرج نے فرمایا کہ کیونکر حاصل ہوئے پس سب واقعہ رستم ثانی نے ابتدا سے
آخر تک بیان کیا یہ جو واقعہ اہل دربار وغیرہ نے سنا بہت تعریف کی اور حیرت سی ہوئی ایرج نامدار
و شہریار عالیوقار سہراب ثانی نے بھی تعریف کی تمام شہر مین مشہور ہوگیا کہ پدر طلسم کشا
دیوار جنگ دیو خونخوار کو قتل کرکے گل و ثمر لے آئے مگر رستم ثانی نے سب حال بیان کیا سوا
اپنے غوطے کھانے کے غوطہ دلوانے کا حال نہین بیان کیا ہان اپنا مونہہ بند کرکے چشمہ مین اُترنا
بتایا اس امر کے کہ پانی نہ پی لون بیان کیا اس امر پر اور سب نے تعریف کی جب یہ سب احوال
شہر کو معلوم ہوئے ہر ایک نے از حد تعریف کی اور کہا کہ یہ لوگ بہت با اقبال ہین راوی کہتا ہے
کہ جب یہ خبر اندرون محل پہونچی زوجہ اژدر پریزاد کی نہایت خوش ہوئی اُسیوقت نذر و نیاز کا
سامان کیا اسپہان اژدر نے عرض کیا کہ اب میری دوسری غرض قبول ہو سہراب وغیرہ نے عرض کیا
کہ ہان ہمنے تمہاری دعوت قبول کی اُسنے جو عمارت ان لوگون کے لیے آراستہ کرائی تھی وہ سب آراستہ
تھی عرض کیا کہ اب آپ بیرون شہر نہ تشریف لیجائین بلکہ جو مین نے حجرے وغیرہ حضور کے قیام
کے لیے درست کرائے ہین اُسمین حضور تشریف فرما ہون سہراب ثانی نے کہا کہ اچھا پس یہ
فرما کر دنگل پر سے اُٹھے اژدر نے سردارون سے کہا کہ انکو لیجا کر اُن مکانات مین فروکش کرو اور
سامان مہیا کردو کسی امر کی تکلیف نہو ورنہ بڑی خرابی ہوگی وہ سب شاہزادون اور اُنکے سردارون
کو لیکر اُس عمارت مین پہونچا سب نے دیکھا کہ وہ عمارت ہر ایک سامان سے خوب آراستہ و پیراستہ
ہے تشریف فرما ہوئے سہراب ثانی نے اپنے سردارون سے کہا کہ آپ لوگ تشریف لیجائین اور اُن لوگون
سے کہا کہ جنکو لشکر طلسم سے رہا کیا تھا کہ آپ لوگ بھی تشریف لیجائین اور وہان قیام کرین اہل لشکر سے
کہدین کہ تم لوگ اطمینان رکھو شاہزادے وہان شہر مین اژدر پریزاد کے مہمان ہوئے ہین حسب الحکم
دطلو خان پریزاد و دیو بہار ناگ و دیو اسد و دیو خروس و دیو دربان و ابو غزال نے عرض کیا کہ ہم قدمون سے جدا ہونگے

فرمایا تمھاری مرضی بس اور باقی سردار لشکر مین گئے اور اہل لشکر کو کل حال سے آگاہ کیا اور رستم ثانی کا پھول
وغیرہ لیکر لشکر لعین لانے کا حال بیان کیا سب اہل لشکر خوش ہوئے یہان ایرج نامدار نے رستم ثانی
سے حال پردہ قاف مین آنے کا دریافت کیا رستم ثانی نے کل حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا
اسکے بعد ایرج نامدار نے اپنی کل حالت جو کہ سہراب و شہریار سے بیان کی تھی بیان کی بس ہر ایک دوسرے
کے حال سے بخوبی آگاہ ہوا یہان سب راحت و آرام سے بیٹھے ہین سب سامان راحت مہیا ہے وہان اژدر
دربار برخاست کر کے داخل محل ہوا سب اہل دربار اپنے اپنے مقام پر آئے باہم طلسم کشا اور ایرج نامدار و شہریار
و رستم ثانی کی تعریف کرتے ہوئے آئے ادھر جب اژدر داخل محل ہوا خوشی خوشی اپنی زوجہ کے پاس آیا اُسکو
اس امر پر مبارکباد دی کہ مبارک ہو تمھاری آنکھین روشن ہو جائینگی پدر طلسم کشا پھول وغیرہ لیکر لشکر لعین لائے
خدا نے تمھاری سن لی بس یہ کہکر برگ برگ انگورین مین ڈالے اثر دکھلا دیا پھول کی خوشبو سونگھائی بس زوجہ اژدر
سرزاد یعنی ناگن پری کی آنکھین مثل ستارے کے روشن ہو گئین بلکہ سابق سے زیادہ نور پیدا ہوا جب سب
اہل محل کو معلوم ہوا سب نے آکر مبارکباد دی نذرین پیش کین ہر ایک کو انعام ملا جھنک و رتجگے کا سامان ہوا شادیانے
بجائے جوانی لیکن تقسیم اشرفین نذر ہوئی یہان بیرون محل سب نے سامان دعوت کیا جب سامان آگیا اژدر
غرض کر ابھی جب اُسکو معلوم ہوا کہ سب سامان ہو گیا ہے وہ خدمت سہراب وغیرہ مین آیا اور سبکو اپنے ہمراہ
اُس مقام پر لایا کہ جہان سامان دعوت تھا راوی نے بیان کیا ہے کل طلسم کی پریان اور بیرون طلسم کی آکر حاضر جلسہ ہوئین
محفل عیش و عشرت برپا ہوئی دور شراب گردش مین آیا رقص و غنا شروع ہوا خوب جلسہ آراستہ ہوا اہتمام پردہ کا
قاف کے تحفہ جات موجود تھے خوب آتشبازی وغیرہ پردہ قاف کی تیار کی گئی تھی اُسکا تماشا دکھایا سات شبانہ
روز جشن برپا رہا آٹھوین دن صحبت برخاست ہوئی سبکو انعام وغیرہ دیکر رخصت کیا شاہزادے اپنے مقام پر آئے
نوین دن دربار ہوا اُسدن کئی ہزار جنی سب مال و اسباب و بارگاہ و دیگر سامان سپاہ و اسی ہزار رخشتان
شب چراغی وغیرہ تبرکات طلسمی و دیگر سامان اعجوبہ بار کر کے مع اپنے ہمراہیون کے حاضر ہوا داخل
دربار ہو کر طلسم کشا وغیرہ کو مجرا کیا فرد اسباب پیش کی سہراب ثانی نے سب اشیا کا ملاحظہ فرمایا لیکن اور جنس لائق
تھا اُسکو وہ عدد مرحمت کیا کندن کو منجملہ مرحمت فرمایا دربان وغیرہ کو اور بہت سے مرحمت کیے کسی کو داروغہ
بارگاہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ بارگاہ چہل چراغ سلیمانی برپا کیجائے وہ اُسیوقت بیرون شہر برپا ہوئی اور جو اسکے متعلق
بارگاہین اور خیمہ تھے سب برپا ہوئے اسی ہزار دیو و پریزاد لشکر سے انتخاب کر کے آلات و اسلحہ طلسمی و مرکب
طلسمی مرحمت فرمائے اور وہ اسی ہزار رخشتان شب چراغی مرحمت کیئے یہ لشکر خاص کے نام سے مشتہر ہوا
تجمل و رعب و دبدبہ تھا اس لشکر مین سبکے اسلحہ مرصع کار تھے مرکب کے ساز و یراق سب مرصع کے تھے جب
یہ لشکر دھوپ مین رواں ہوتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزارون شب چراغ درخشان ہین بارگاہ چہل چراغ
سلیمانی جو برپا ہوئی اُسکی کیا تعریف بیان ہو وہ بارگاہ مثل بارگاہ سلیمانی کے تھی کئی بار زمین
ہمراہ تھین اور کئی چمن جواہر کے وہ بارگاہ مخمل سرخ کا شامیانہ تھی اسپر سبز کام کارچوبی کا بنا تھا کلس اُسکا
طلائی تھا اسپر طاؤس شب چراغ کے بنے ہوئے تھے پانسو ستون الماس نگار تھے سب بارگاہ مین گوہر
شب چراغ نصب تھے تین ہزار کرسیان و دنگل و صندلیان الماس نگار اس بارگاہ مین آراستہ تھین
لوحلو خانہ تھے تمام بارگاہ مین فرش مخمل بچھا تھا چارون طرف اُسکے حاشیہ زردوزی ٹانکا تو ہزارون
دستے چارون طرف نشستگاہ مین معرکہ میدان کی تصویرین بادشاہان قاف کے دربار سے خوبی
سے بنائے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اصلی معرکہ ہے ایسی بارگاہ تھی کہ کبھی چشم فلک نے نہ دیکھی تھی بارگاہ

سلیمانی کی تانی تھی راوی نے بیان کیا ہے کہ جب محبوب جسم سہراب ثانی بارگاہ وغیرہ برپا ہو چکی
سب شاہزادہ داخل بارگاہ ہوئے اور بہت تعریف کی اسی دن کے سے اسی بارگاہ میں دربار
ہونے لگا سب اہل طلسم دور دور سے برائے تماشائے بارگاہ و بازار و لشکر کہ جسکو طلسم کشا نے
سامان طلسمی سے آراستہ کیا تھا آتے تھے اور دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے لاکھوں صندوق زر و
جواہر سے مملو طلسم سے ملے پس راوی نے بیان کیا ہے کہ اژدر پرزاد نے بذریعہ اپنے وزیر اکمر
پرزاد کی خدمت میں کہلا بھیجا نوجوان کے عرض کرایا کہ میں نے باتیں متعدد خدمت عالی میں کیں
نا کہیں سود و قبول ہوئیں اور تیسری عرض آپ نے ابھی تک قبول نہیں فرمائی اسکے بارے میں کہا
مرضی مبارک ہے ایرج نامدار نے جواب دیا کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ وہ سامان کرے ہم اس سے فارغ
حاصل کریں اور اب ہمارا قصد ہے کہ ہم اپنے ملک کی طرف جائیں کیونکہ سہراب ثانی کے نانا عمرو
کا انکی مفارقت میں بہت حال ابتر ہوگا جو خیر کرتا ہے بہت جلد کرے وزیر نے بادشاہ سے عرض
کیا کہ یہ جواب ملا اسنے حکم دیا کہ سامان کتخدائی مہیا کیا جائے اور گل خوشبو شہر میں دربار میں بانٹا گیا
وزیر نے سمجھا شاہزادہ سہراب ثانی یہ بات اور بہار کی وادی کی دھوم ہوئی علی العموم سبکو معلوم
ہو گیا کہ بادشاہ نے طلسم کشا کو اپنی دختر کے ساتھ منسوب کیا اسکے زمانہ کا طریقہ تھا کہ جب
کسی کو منظور ہوتا تھا کہ ہمارے اوپر ایسے پہلے اتفاق ہوا دست سب ظاہر ہو جاتا تھا تو وہ سب بزرگان
کرنے کو میں کسی بہت بڑے جلسہ میں اس شخص کے سینے پر کہ جسکے ساتھ اپنی دختر کی شادی قرار
دیتا تھا گل خوشبو کہ زرد ہوتا تھا مارتا تھا کہ جسکے سبب سے یہ امر سب پر ظاہر ہوتا کہ فلاں شخص نے
فلاں کے ساتھ اپنی دختر کو منسوب کیا پس وہی طریقہ یہاں بھی ہوا اب سبکو معلوم ہو گیا اسیدن
سے سامان شادی طرفین میں ہونے لگا تاریخ ناچ اور ساچق و برات وغیرہ اہل طلسم کی رسم سے
ساعت نیک دیکھ کر مقرر کی گئی یہاں سے تھے اژدر پرزاد کی طرف سے بھی دھوم سے ناچ
گیا تمام لشکر ہمراہ تھا پرزادگی کے ساتھ ناچ اور ساچق ہمراہ تھے ناچ دولہے کو پہنا ناچ و
رنگ شروع ہوا ناچ کے دن سے تا چوتھی جلسہ عیش و عشرت برپا رہا یہاں سے ساچق بڑی دھوم
سے گئی وہاں سے مہندی آئی یہاں سے برات گئی سب رسوم جو اس زمانہ میں جاری تھے ادا
ہوئے بہت کچھ جہیز وغیرہ اژدر پرزاد نے دیا جہیز ملکہ میں سب طلسم نے دیا برات مکان نوشاہ پر آئی
یہاں بھی بہت رسمیں ادا ہوئیں دولہن اور دولہا عشرت محل میں تشریف لائے پس دولہے کا
دل حاصل کیا اس کو ہیرا سفتہ کرنے کا شوق تھا سفتہ کیا مراد دلی حاصل کی لولوئے شاہوار
نے صدف میں قرار پایا صبح ہوئی ایک آسمان کے بیر سے حمام زر و جواہر نکلا حمام کیا دولہن کا بھائی
رشتہ کا آیا دولہن کو لے گیا شام کو چوتھی یہاں سے گئی پھر چوتھی سے [illegible] رخصت ہوئی راوی نے
بیان کیا ہے کہ ملکہ نایاب پری آسیدن سہراب ثانی سے حاملہ ہوئی تھی کہ اسکے بطن سے لڑکا
پیدا ہوا ہے کہ جسکا ذکر دفتر [illegible] قاف میں ہے جو کہ اس دفتر کے بعد ہے بہت بہادر اور شجاع ہوا ہے
[illegible] کرتا ہے اگر اس دفتر کے ختم [illegible] تو اسکے کارنامہ کا حال تحریر
ہوگا جب ناظرین ملاحظہ فرمائینگے تو لطف اٹھائینگے پس جب کہ چوتھی چالے سے فراغت ہوئی
شاہزادے نے اژدر پرزاد سے کہا کہ اب ہم رخصت ہوں گے [illegible] میں اسنے بہت روکا
مگر شاہزادوں نے نہ مانا آخر الامر ایکدن قرار پایا شاہزادے نے حکم دیا کہ سامان سفر تیار ہو

پس سب سامان ہونے لگا دیو خردوس سے کہا کہ ہم تمہارے ملک کو چلینگے اُسنے عرض کیا کہ
مین رخصت ہوتا ہون تاکہ سامان کرون شاہزادے نے رخصت کیا وہ اپنے ملک مین راہ طے
کرکے آیا اور سامان دعوت کیا شاہزادہ اُسدن یہان سے جو کہ مقرر ہوا تھا اژدر
پریزاد سے رخصت ہو کر روانہ ہوا یہان تک کہ کوچ کیا تمام اہل شہر تا بحد شہر پہونچانے آئے اور اژدر پریزاد
بھی سواری ناموس کی شاہزادے کے ہمراہ تھی دو لاکھ پری و دیو و پریزاد اسنے لشکر سے
اژدر پریزاد نے شاہزادہ کے ہمراہ کر دئے تھے پس شاہزادہ نے اژدر پریزاد کو رخصت
کیا خود مرحلہ خرسان کی طرف روانہ ہوئے جہان تک گرد لشکر نظر آئی اژدر پریزاد مع لشکر کے کھڑا دیکھا
کیا جب نشان گرد بھی مٹ گیا اُسوقت شہر مین واپس آیا اور اسباب ناطقہ حکومت مثل سابق کرنے
لگا یہان شاہزادہ بعد قطع راہ کی جب قریب مرحلہ خرسان کے پہونچا دیو خردوس نے سامان دعوت
کرکے چند دیو مقرر کئے تھے کہ جب لشکر طلسم کشا میرے ملک کے قریب آئے مجکو خبر کرنا مین استقبال
کرکے شہر مین لاونگا دعوت کرونگا اُن دیوؤن نے خردوس کو خبر کی کہ طلسم کشا آن پہونچا پس خردوس
مع لشکر اور سردارون کے باہر شہر کے آیا اُدھر لشکر طلسم کشا آیا شاہزادہ سے ملا اور قدمبوسی
حاصل کی لشکر کو بیرون شہر مقیم کیا اور سب بارگاہین برپا ہوئین بارگاہ اور چراغ سلیمانی اور ابو بہرامے
بھی لشکر یہان اُترا شاہزادہ مع سردارون کے ہمراہ خردوس کے شہر مین تشریف لیگیا شہر کو
بہت آباد و رعایا کو دلشاد پایا شاہزادے شہر کی سیر کرتے ہوئے ایوان مین تشریف لائے اہل شہر نے
بھی قدمبوسی حاصل کی اور بہت تعریف کی یہان دیو خردوس نے یہ انتظام کیا تھا کہ جسقدر بتخانے
تھے منہدم کراکے مسجدین بنائی تھین پس شاہزادہ ایوان مین تشریف لاکے دنگلون پر متمکن
ہوئے اور سردار کرسیون پر قیام پذیر ہوئے صحبت آراستہ کیا بپا ہوئی ناچ رنگ شروع ہوا تین دن تک
صحبت عیش و عشرت برپا رہی بڑی دھوم دھام سے دیو خردوس نے دعوت کی بعد فراغ دعوت
شاہزادے نے وہان سے کوچ کیا دیو خردوس نے اپنی طرف سے اپنے وزیر کو حاکم کیا اور
خود ایک لاکھ پری و دیو و پریزاد کے لشکر کے ہمراہ رکاب ہوا وہان سے شاہزادہ دیو اسپید کے ملک
مین آیا اُسنے بھی قبل سے آکر سامان دعوت کیا تھا اُسی طور سے استقبال کرکے لیگیا اس شہر
کو بھی خوب آباد پایا تین دن تک یہان بھی مہمان رہے چوتھے روز یہان سے طرف شہر پرتار کے
کوچ کیا دیو اسپید بھی اپنی طرف سے وزیر کو حاکم کرکے مع ایک لاکھ پچاس ہزار دیو و پریزاد کے ہمراہ
رکاب ہوا دیو پریزاد و عقاب پریزاد قبل سے شہر مین آکے سامان دعوت کیا جب شاہزادے پہونچے
استقبال کرکے لیگئے شاہزادون نے اُس شہر کو بھی خوب آباد پایا یہان بھی تین دن مہمان رہے چوتھے
روز یہان سے طرف شہر طوغان پریزاد کے کوچ کیا چونکہ دیو پتھار ابھی کمسن تھا اس نے
ہمراہ نہین ہوا صرف پچاس ہزار دیو و پریزاد اپنے لشکر سے ہمراہ کر دئے طوغان پریزاد نے قبل
سے یہان آکر سامان دعوت کیا استقبال کرکے لیگیا یہ شہر بھی بہت آباد تھا یہان بھی تین دن تک
مہمان رہے اُس زمانہ مین طوغان نے بذریعہ پیام کے عرض کیا کہ جب شاہزادہ قبل مین تشریف
لایا تھا اور لوح حاصل کی تھی مین نے عرض کیا تھا کہ ایک دختر رکھتا ہون اُسکو سرا سے خدمت
قبول فرمائیے فرمایا تھا کہ بعد فتح طلسم دیکھا جائیگا لہذا امیدوار ہون کہ میرا تحفہ قبول ہو ستم تالی
نے اور شہریار و ایرج نامدار نے فرمایا کہ تمہاری طرف سے کہا کہ تسلیم اُسکو منظور ہے پس

گل خوشبو جبین طلسم مین سہراب ثانی کے سینہ پر مارا گیا سبکو یقین ہوا کہ دختر طوغان پریزاد
طلسم کشا کے ساتھ منسوب ہوئی سامان شادی ہونے لگا تاریخ وغیرہ مقرر ہوئی بڑی دھوم
سے ابٹنا ہوا سانچق مہندی ہوئی اُسکے بعد برات ہوئی بہت کچھ جہیز مین ملا برات نوشاہ کے
گھر آئی نوشاہ نے عروس سے کام دل حاصل کیا اسی شب گوہر مراد صدف آرزو مین قرار پایا
راوی نے بیان کیا ہے کہ بطن سے سحاب پری دختر طوغان پریزاد کے بھی ایک لڑکا نہایت
حسین وجمیل و بہادر و شجاع پیدا ہوتا ہے کہ اُسکا بھی ذکر دفتر نیرنگ قاف مین ہے جو کہ اس دفتر کے بعد
ہے اس دفتر مین نہایت عجیب غریب واقعات ہین اور صاحبقرانی بدیع الملک کی ہے بعد
الفراغ شادی شاہزادون نے وہان سے بھی کوچ کیا طرف شہر مینا حصار کے طوغان پریزاد
اپنے وزیر کو یہان کا حاکم کرکے مع دو لاکھ دیو و پریزاد کے ہمراہ ہوا حسان پریزاد نے پہلے سے جاکر
سامان دعوت کیا اور سب شاہزادون کا مع خدم و حشم کے پہونچے استقبال کرکے لیگیا بڑی دھوم سے
دعوت کی یہ بھی شہر بہت آباد تھا یہان شاہزادہ پانچ روز مہمان رہا مرقد شاہ چغتائیس و شہنشیر کی
زیارت کی بہت کچھ زر و جواہر چڑھایا اور سب نے فاتحہ پڑھا اب وہان سے کوچ کیا طرف مکان
دیو مینار رنگ کے حسان پریزاد بھی مع ایک لاکھ پچاس ہزار دیو و پریزاد کے ہمراہ ہوا اپنے
فرزند کو بادشاہ کیا دیو مینار رنگ نے بھی قبل سے آکر سامان دعوت کیا اور استقبال کرکے
لیگیا اسکا بھی شہر خوب آباد تھا بڑے تزک و حشم سے دعوت کی یہان بھی شاہزادے تین دن
مہمان رہے وہان سے کوچ کیا اب شاہزادون کے ہمراہ آٹھ لاکھ دیو و پریزاد ہین ایک لشکر کثیر
ہے دیو مینار رنگ بھی بیس ہزار پری و دیو سے ہمراہ رکاب ہوا الغرض شاہزادون نے صحرائے
مینا حصار مین آکر قیام فرمایا اب یہان لشکر کو شاہزادے نے بموجب ارشاد ایرج نامدار و شہریار
عالیوقار و رستم ثانی اپنے سر بزرگوار کے آراستہ کیا اور حکم دیا کہ لشکر کوچ کرے اس درہ کو
سے نکلکر بیرون طلسم روانہ ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ درہ اصلی تھا طلسمی نہ تھا کہ بعد فتح طلسم
برباد ہو جاتا بیرون درہ سلیمان پریزاد مع اپنے لشکر اور فرزند اور پریزادون کے مقیم تھا کہ جسکو
شاہزادے نے رہا کیا تھا اور انتظار شاہزادہ کا کر رہا تھا اور ہر روز کہتا تھا کہ ابھی تک وہ شہریار
طلسم فتح کرکے تشریف نہین لایا نہ معلوم کیا سبب ہے ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ بارگاہ مین بیٹھا ہوا
ہے صحرا کی سیر کر رہا ہے اور وہان بموجب حکم شاہزادہ لشکر مرتب ہو کر روانہ ہو چکا ہے صبح کے وقت
سلیمان بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے پہلو مین اُسکا فرزند دل بند ہے اور کرسیون پر سردار ہین کیونکہ اپنے
شہر کو کل شہر کو طلب کر لیا ہے اور سب سردار بھی حاضر دربار ہین کہ دفعتہً کوہ سے گرد عظیم بلند
ہوئی کہ جسنے شہر و دیار کو تیرہ و تار کر دیا یہ گرد و غبار جو سلیمان نے دیکھا ان پریزادون کو حکم دیا کہ
جو سرکارون مین ملازم تھے کہ خبر تو لاؤ کہ یہ گرد و غبار کیسا بلند ہے گو آمد لشکر کی تو خبر ضرور ہے مگر معلوم
ہو کہ یہ کسکا لشکر ہے وہ پریزاد فوراً روانہ ہوئے اور قریب گرد و غبار ہو کے جب دامن گرد کو
شق ہوا تو دیکھا آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے اُنکے عقب مین نوسو علم نشان نو لاکھ سپاہ
دیو نشان اژدہا پیکر لیے ہوئے اُنکے عقب مین اور سب سامان سواری بعد اسکے پانچ ہزار زر و جواہر
کے صندوق بار ہین علاقہ ناموس کے ہمراہ ہین اور ہزارون ارابون پر اثاثہ بارگاہ اُسکے عقب ...
بہت سے دیو ہین اُسکے بعد دیکھا کہ پھر جلوس سواری نمودار ہوا بعد اسکے لشکر کثیر کی آمد شروع ہوئی سوا

دیوزاد و پری زاد کے اور کوئی اُس لشکر مین نہ تھا دیکھا کہ وسط لشکر مین چار سر کہو پر چار جوان ماہ طلعت
مہر پیکر سوار ہین انمین وہ جوان بھی ہے جو کہ برائے فتح طلسم گیا تھا بڑے جاہ و حشم سے چلا آتا ہے عقب
مین لشکر بیشمار ہے بس وہ پری زاد شاہزادے کو دیکھکر اور دریافت کرکے سر پر پانون رکھکر بھاگے اور بعد
سلیمان پری زاد مین آئے اور آداب شاہی بجا لا کر عرض کیا کہ مبارک ہو کہ یہ جو گرد و غبار بلند
ہوا ہے یہ لشکر طلسم کشا ہے وہ شہریار طلسم کو فتح کرکے مع لشکر کے بیرون طلسم تشریف لایا ہے
یہ سنتا تھا کہ سلیمان کو ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ احاطۂ تحریر سے باہر ہے اُنکو انعام دیکر رخصت کیا اور
خود مع کل سردارون و فرزند و کل لشکر کے سوار ہوکر برائے استقبال چلا جب قریب لشکر پہونچا
ایک طرف صف باندھکر کھڑا ہوا اتنے مین آمد لشکر شروع ہوئی لشکر کو خوب آراستہ پایا شاہزادہ
کو دیکھا او تین آدم زاد نظر آئے شاہزادے نے سلیمان اور اُسکے فرزند کو پہچانا پس لشکر کو
قیام کرنے کا حکم دیا لشکر اُس صحرا مین ایک طرف فروکش ہوا ناموس خیمے مین اُترے شاہزادہ
بارگاہ مین فروکش ہوا سلیمان اور اُسکے فرزند اور سب سردارون نے قدمبوسی حاصل کی مگر کیا
اشارہ بیٹھنے کا بالا سب مجرا و سلام کرکے بیٹھے سلیمان نے عرض کیا کہ میری دو غرضین ہین انکو
قبول فرمایئے فرمایا بیان کرو اسنے عرض کیا ایک عرض یہ ہے کہ حالات طلسم ہو اور ان بزرگوارون سے آگاہ فرمایئے جو کہ
مثل آپ کے ہین اور انمین اور آپ مین سر مو فرق نہین ہے دوسرے میرے شہر مین قدم رنجہ
کیجیے اور میری دعوت قبول فرمایئے شاہزادہ نے کہا کہ اچھا پہلے شاہزادے نے ملک ایرج
کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ میرے چچا ہین مین انکا دست غلام ہون انکا اسم مبارک
ملک ایرج نوجوان ہے اور یہ دوسرے جو انکے برابر ڈنگل پر تشریف فرما ہین میرے نانا
بزرگوار ہین انکا نام رستم ثانی ہے اور یہ جو برابر میرے والد کے ڈنگل پر متمکن ہین انکا نام شہریار
عالیوقار ہے اور میرے عم عالیمقدار ہین یہ فرماکر سب واقعات طلسم بیان کیے اور فرمایا کہ اکثر
صاحبون کی رہائی کے واسطے مین نے اتنی بڑی کوشش کی اور طلسم فتح کیا خداوند کریم نے
مجکو میرے مطلب پر کامیاب کیا یہ فرماکر سب سردارون اور بادشاہون کے نام بتاکے جو
طلسم سے ہمراہ آئے تھے اور اُن لوگون کے نام سے آگاہ کیا کہ جنکو قید طلسم سے رہا کیا تھا اور
فرمایا کہ تم اپنے مکان کو جاؤ مین آتا ہون مین نے تمہاری دعوت قبول کی پس سلیمان پری زاد اپنے
فرزند کو خدمت مین چھوڑکر اور چند سردارونکو اپنے ہمراہ لیکر شہر مین آیا سامان ضیافت مین مصروف ہوا
شہر کو آئینہ بند کیا ہر گلی و کوچہ کو صاف کرایا بڑے تزک و احتشام سے دعوت کا سامان کیا پریان
تمام اطراف سے طلب کین یہان تک شاہزادہ نے وہان سے کوچ کیا قریب شہر آکر فروکش ہوا جو
سلیمان کو خبر ہوئی وہ آکر بڑی تعظیم و تکریم اور تواضع سے شہر مین لایا تمام شہر کی سیر کرائی شہر کو خوب
آباد پایا ہر گلی کوچہ اہل شہر سے مملو تھا اسکے بعد دار الامارۂ شاہی مین آئے ایوان مین پہونچے سلیمان
نے قصد کیا کہ تخت پر بٹھاؤن انکار کیا اور کہا کہ ہم لوگ تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین تمہارا تخت و تاج
تمکو مبارک رہے ہاتھ پکڑکر سلیمان کو تخت پر بٹھایا اُسنے صحبت مجلس عشرت کی آراستہ ہونیکا حکم دیا
ساقیان سیمین ساق نے آکر سبکو بادۂ گلگون سے سیراب کیا اُسکے بعد ناچ رنگ ہونے لگا سلیمان پری زاد
نے بڑی دھوم سے دعوت کی پندرہ دن تک بزم عشرت برپا رہی سولھوین دن رخصت ہوئی شاہزادہ
لشکر مین آیا بعد دو دن کے جب آرام پایا تو وہان سے کوچ کا حکم دیا سلیمان نے اصرار کیا شاہزادے

نے فرمایا کہ اب مین نہین ٹھہر سکتا ہون اُسنے قصد ہمراہ چلنے کا کیا اُسکو منع کیا پس ہمایون اسکا فرزند
ہمراہ رکاب فلک انتساب ہوا پچاس ہزار دیو و پریزاد کے لشکر سے اور وہ بھی دیو و پریزاد ہمراہ ہوئے کہ فقط
ہمراہ فرزند ہمایون کے رہا کیا تھا پس وہان سے شاہزادے نے بصد جاہ و حشم کوچ فرمایا طرف جزیرہ
ارغنون کے کیونکہ صدف پریزاد سے اقرار کر چکے تھے کہ جب مین اپنے کام سے فراغت حاصل کرونگا اور
وہان سے واپس آؤنگا ضرور تمہارے جزیرے مین اُترونگا اور مہمان تمہارا ہونگا اور تمکو اپنے حال سے
آگاہ کرونگا پس اُسی سبب سے اُدھر کو روانہ ہوئے طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین
یہ تو راہ مین ہین اب راوی حال صدف پریزاد کا بیان کرتا ہے کہ اُسنے ایک مدت تک انتظار کیا کہ اب
وہ شہریار آتا ہے اور اب آئیگا جب زمانہ زیادہ گذر گیا تو خیال کیا کہ شاید فراموش کیا ایکدن کا ذکر ہے کہ مع اپنے
سردارون کے برائے شکار صحرا مین آیا شکار مین مصروف تھا کہ ایک طرف سے غبار بلند ہوا اسنے
ہرکارے برائے دریافت خبر روانہ کیے وہ ہرکارے جلد دریافت کر کے واپس آئے اور عرض کیا کہ ایک
لشکر کثیر آتا ہے ہمنے جو دریافت کیا تو اہل لشکر سے معلوم ہوا کہ یہ لشکر طلسم کشا کا ہے طلسم کشا طلسم کو
فتح کر کے سب مال و اسباب طلسمی لیے ہوئے اپنے ملک کو جاتا ہے حضور ہم کیا عرض کرین جو شان و شوکت
ہے لشکر کی اور طلسم کشا کی خداوند خود کسی مقام پر کھڑے ہو کر ملاحظہ فرمالین پس صدف پریزاد ایک
طرف اپنے سردارونکو لیکر کھڑا ہوا چونکہ وہ صحرا بہت پر فضا تھا شاہزادون نے لشکر کو اُسی صحرا مین اُترنے
کا حکم دیا تھا پس دامن گرد کا شگافت ہوا صدف پریزاد نے دیکھا کہ اُس گرد سے نشان پیدا ہوئے وہ
ایک طرف قائم ہوئے اُسکے بعد اسباب خیمہ بارگاہ شتر لے آئے خیمہ وغیرہ برپا ہوئے آمد لشکر شروع
ہوئی اور جلوس سواری آیا اُسکے بعد دیکھا کہ تمامہ ناموس کا ہو اور خزانہ آیا اسکے بعد دیکھا کہ چار آدمزاد
چار مرکبان پری نژاد پر سوار ہین اب جو غور کر کے دیکھا تو اُس جوان کو پایا کہ جسنے دیو دراز قد کو قتل
کر کے اسکے ہاتھ سے نجات دی تھی پس دیکھکر اپنے سردارون سے کہا کہ اسی جوان نے میری
جان بچائی تھی کیا صاحب اقبال ہے یا تو اکیلا گیا تھا یا اسقدر لشکر لیکر آیا بڑا صاحب اقبال ہے مین اسی
جوان کا ذکر کرتا تھا انھون نے عرض کیا کہ یہ تین جوان جو کہ ہمشکل اُسکے اور ہین یہ کون ہین صدف پریزاد
نے دیکھا کہ برابر اُسکے جوان کے اور تین جوان ہین جو کہ بالکل اُس سے مشابہ ہین سر مو فرق
نہین ہے صرف فرق اسقدر ہے کہ یہ ابھی کم سن ہے وہ سن دار ہین یہ دیکھکر اپنے سردارون سے کہا کہ مین
واقف نہین ہون مین اسی شہریار کے انتظار مین بیقرار رہتا تھا صدف پریزاد یہ باتین کر رہا ہے
وہان لشکر فروکش ہوا خیمون مین ناموس اُترے بازارین آراستہ ہوئین راوی نے کہا ہے کہ جہان پانچ چار روز
قیام کرنیکا قصد ہوتا تھا وہان بارگاہ طلسمی برپا کی جاتی تھی پس یہان بارگاہ برپا ہوئی شاہزادہ اپنی
بارگاہ مین مع سردارون اور بادشاہان طلسم کے داخل ہوا جب لشکر اُتر چکا صدف پریزاد اپنے
سردارونکو ہمراہ لیکر طرف لشکر کے چلا اُسنے کہا کہ چلو ملازمت حاصل کرین مین یہ خیال کرتا ہون کہ مجھسے جو اقرار کیا تھا
اُسی اقرار کے بموجب تشریف لائے ہین مین تو خیال کرتا تھا کہ فراموش کیا ہوگا مگر معلوم ہوا کہ قول کے صادق ہین لشکر
مین داخل ہوا تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ آیا دیو کالکال در بارگاہ پر بمرتبہ سپہ سالاری تھا جب یہ در
بارگاہ پر پہونچا اُسنے کہا کہ تم کون ہو اندر بارگاہ کے جانے کا قصد رکھتے ہو یہ بارگاہ اُس شخص کی ہے کہ جسکا
نام ہے اُسکا ثانی فاتح طلسم حامل چراغ سلیمانی ہے بدون اجازت کوئی نہین جا سکتا ہے اپنے نام سے آگاہ کرو
ہم جاکر عرض کرین اگر اجازت ملیگی تو جانا ملیگا ورنہ واپس جانا اُسنے کہا بہت خوب تم جاکر عرض کرو کہ ایک غلام

دیو بنیم صدف پریزاد دیو دولت پر حاضر ہو شرف ملازمت کا خواستگار ہے اُسکے بارہ میں کیا حکم ہوتا ہے
دیو کلکال یہ سنکے اندر بارگاہ سے آیا مجرا کرکے جو صدف نے عرض کیا تھا عرض کیا شاہزادے نے فرمایا کہ
اسکو بھیجدو پس دیو کلکال نے کہا کہ جاؤ تمکو طلب کیا ہے پس صدف پریزاد مع سرداروں کے بارگاہ میں
آیا اور شان و شوکت کی بارگاہ پائی اور تمام بارگاہ کو سب سرداروں سے مملو پایا دیکھا کہ دو جوان ایک دنگل پر
متمکن ہیں اُسکے برابر اور تین جوان جلوہ فرما ہیں ہزاروں دیو و پریزاد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ملازم و
خدمتگار دست بستہ حاضر ہیں بہادل و پیادل دیو ہیں کھڑے ہیں کسیکو یہ یارا نہیں ہے کہ سر اٹھاکر دیکھ سکے
سب سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں کہ صدف پریزاد نے مع سرداروں کے مجرا گاہ پر پہونچکر بہت ادب سے
مجرا کیا شاہزادوں نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ کرسیاں لاؤ انکے واسطے صدف پریزاد نے دوڑکر
قدم سہراب ثانی کے چومے اور اسکے بعد اور سب سرداروں نے قدم چومے شاہزادے نے انکو حکم دیا
کہ بیٹھو صدف پریزاد مع سرداروں کے حسب قدر مراتب کرسیوں پر بیٹھ گیا جب سب بیٹھ چکے اسوقت صدف
پریزاد نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ اسباب و حسب وعدہ میرے کفش خانہ میں تشریف لے چلیں اور میں آپکی
خدمت کروں اور اسم نامی سے اور اپنے حال سے آگاہ فرمائیے اور واقعات طلسم سے پس شاہزادے نے
اپنے خاندان سے اور اپنے نام سے اور اپنے والد و جد و عم کے نام سے اور کل واقعات طلسم سے اور
دیو اور پریزاد اور سرداروں کے حالات سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ میں ان بزرگواروں کی رہائی کے لیے جاتا تھا
اسوقت مصلحتاً اپنے حال سے آگاہ نہیں کیا لو اب تو آگاہ کر دیا پس صدف پریزاد بھی کرسی پر سے اٹھا اور
ملک ایرج و شہریار و رستم ثانی کے بھی قدم چومے انھوں نے شفقت فرمائی وہ پھر آکر کرسی پر بیٹھا پس
عرض کیا کہ میرے نان و نمک کو بھی قبول فرمائیے جواب دیا کہ ہمنے قبول کیا پس وہ رخصت ہوکر اپنے جزیرہ
میں مع اپنے سرداروں کے باتیں کرتا ہوا آیا راہ میں کہا کہ ہمنے دیکھا کہ یہ لوگ کیسے خلیق ہیں انکی کہاں تک زبان
سے تعریف کیجیے پس اپنے جزیرے میں آیا سامان دعوت کرکے پھر خدمت شاہزادہ میں عرض کیا کہ
تشریف لیچلیے پس شاہزادہ مع سرداروں اور پدر و عم و جد کے ہمراہ صدف پریزاد کے جزیرے میں آیا جزیرے کو
خوب آباد پایا ہر مقام پر خوب خوب گل و [illegible] سب اہل جزیرہ نے شاہزادہ کے قدم بوسی
حاصل کی شاہزادہ عمارت شاہی میں تشریف لایا صحبت عیش و عشرت برپا کی جام شراب گردش میں
آیا جلسہ ناچ رنگ کا برپا ہوا چار دن تک محفل عیش برپا رہی پانچویں دن شاہزادہ جزیرہ سے لشکر میں
آیا اور دوسرے روز کے بعد صدف پریزاد سے فرمایا کہ اب ہم اپنے ملک کی طرف جاتے ہیں تم اپنے جزیرے کو
جاؤ اسنے عرض کیا کہ میں رکاب سعادت سے [illegible] ایک پل جدا نہونگا شاہزادے نے فرمایا کہ تمہارا جزیرہ
ہے اگر تم چلے جاؤ گے تو کیونکر بند و بست ہوگا عرض کیا کہ میں کسیکو یہاں اپنی طرف سے حاکم کرونگا اور آپ کے
ساتھ چلونگا فرمایا کہ جاؤ بند و بست کر آؤ وہ رخصت ہوکر گیا اور اپنی طرف سے اپنے وزیر کو حاکم جزیرہ کر کے اور بکال
ہزار دیو و پریزاد ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہوا اسی طرح سامان سفر ہونے لگا خیمہ وغیرہ بار کئے پس کوس رحیل پر چوب
پڑی اب شاہزادہ لشکر سے تمام طرف قلعہ یاقوت نگار کے بخدم و حشم روانہ ہوا قطع منازل و طے کرتا ہوا چلا
اسکو راہ میں رہنے دیجیے اب کچھ حال قلعہ یاقوت نگار کا سماعت فرمائیے

اب سنو داستان قلعہ یاقوت نگار و حالات اخضر پریزاد کہ فرمان طلسم سے کیے فتح ہو
کی اور شاہزادے کی مع خدم و حشم ادھر کو آنے کی اخضر پریزاد کا یہ خبر سنکے خوش

ہونا اور براے استقبال پریزادون کو روانہ کرنا شاہزادے کا مع رستم ثانی و شہریار عالیوقار و ایرج نامدار و کل لشکر کے داخل قلعہ ہونا اسپنے نانا اور ہان سے ملنا سبکا خوشی کرنا اور محفل عیش کا برپا ہونا بعد اختتام جشن بصلاح ایرج نامدار و شہریار عالیوقار سفر کرنا براے روانگی بہ دۂ قاف و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیت

سخن سازے کہ معنی ساز گردد	سخن را این چنین آغاز کردہ
چنین سے نگارد این داستان	نویسندۂ دفتر داستان

راویان دردوغم دہ گیان مسرت نشیم اس عالیشان داستان کو یون تحریر کرتے ہین کہ بموجب سرور جنی کے زائچہ کرنے کے اور خبر دینے کہ شاہزادہ سلامت ہی اور بعد چھ ماہ کے بخدم و حشم تشریف لائیگا اسمین فرق نہوگا اخضر پریزاد کو اطمینان ہوا تھا مگر چند دیو و پریزاد براے تلاش روانہ کیے اور چند دیو طرف طلسم چہل چراغ سلیمانی کے روانہ کیے تھے چنانچہ وہ دیو و پریزاد براے خبر گئے ہوئے ہین یہان اخضر پریزاد انکا انتظار کرتا تھا کہ دیکھیے وہ دیو و پریزاد کیا خبر لیکر آتے ہین اور ہر روز اہل دربار سے کہتا تھا کہ وہ دیو و پریزاد ابھی تک کچھ خبر لیکر نہین آئے سرور جنی سے کہتا تھا کہ آپ کی مدت کا زمانہ کم ہوتا جاتا ہے اور وعدہ کا دن قریب آتا جاتا ہے وہ عرض کرتا تھا کہ کبھی فرق نہوگا اگر فرق ہو تو مین اپنا خون مع اپنی اولاد کے آپ کو بحل کرتا فوراً حکم قتل فرمائیگا یہی حال ہر روز اخضر پریزاد مضطرب پری اپنی دختر سے آکر بیان کر دیتا تھا کہ سرور جنی کہتے ہین مگر وہ ماں تھی اسکی بیقرار اور اضطراب نہ جاتا تھا رات دن رویا کرتی تھی سوکھ کر کانٹا سی ہوگئی تھی چہرہ ارغوانی ہو گیا تھا یا وہ حالت تھی کہ آفتاب شرمندہ ہوتا تھا اخضر پریزاد اسکی حالت دیکھ دیکھکر بہت پریشان ہوتا تھا مضطراب پری ہر روز بادشاہ سے کہتی تھی کہ سرور جنی سے دریافت فرمایئے کہ اب کسقدر زمانہ باقی ہے بادشاہ اسکے کہنے سے دریافت کرتا تھا سرور جنی وہی جواب دیتا تھا شہر مین کسی مقام پر بزم عشرت نہ برپا ہوتی تھی سب سے شادیان موقوف کر دی تھین شاہزادے کے غم والم مین مبتلا تھے اُس امر کو عرصہ گذرا یعنے پانچ ماہ پندرہ یوم گذرے کہ اخضر پریزاد نے سرور جنی سے کہا کہ اے سرور جنی واقعت اسرار الٰہی جو تمنے حکم لگایا تھا اُسکو ایک مدت ہوئی یعنے تمھارے حکم لگانے پر پانچ ماہ پندرہ یوم گذر گئے اب آپکی مدت مین پندرہ یوم باقی ہین اور کوئی خبر مسرت و تہنیت کی نہین آئی اسوقت تو زائچہ ملاحظہ فرمایئے سرور جنی نے عرض کیا بہت خوب یہ کہکر اُسوقت سوا ہاتھ زمین لیپی اور اصطرلاب کو آفتاب سے مقابل کیا تختہ تفصیل پر قرعہ تفکر کو پھینکا اور احکام استخراج کرنے کے سر اٹھایا مگر چہرہ سے آثار مسرت پیدا تھے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ حضور کو مبارک ہو آج کچھ خبر خوش سمع اقدس سے گذرے گی کہ جو باعث دفع پریشانی ہوگی اور اضطرار قلب کو رفع کریگی اور انھین پندرہ یوم مین شاہزادے سے ملاقات ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ وہ حسب المراد واپس آئینگے اُنکے ہمراہ اُنکے پدر و عم بھی ہونگے میرے زائچہ مین تو نکلتا ہے اور یہ میرا علم خبر دیتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اگر یہ امر ہے تو مین آج آپکو زرگشیر دونگا کہ آپ سے اٹھ نہ سکیگا یہ فرماکر کہا کہ خدا ایسا کرے تاکہ مضطراب کے تو دل کو کل آئے یہان یہ باتین ہورہی تھین کہ یکایک وہ دیو جو کہ طرف طلسم سلیمانی کے روانہ ہوئے تھے براے دریافت حال اور براے

تلاش سہراب ثانی حاضر خدمت ہوئے اُنکی یہ حالت تھی کہ چہرہ پر آثار مسرت ہویدا تھے سانس پھولی
ہوئی تھی حواس بجا نہ تھے فرط خوشی سے اُنکی عجیب حالت تھی آتے ہی قریب تخت کر پہنچے ارادہ کرتے تھے
کہ کچھ کلام کریں مگر بسبب خوشی کے کلام نہیں کیا جاتا ہے بجز او سلام تک نہیں کیا حضرت نے کہا کہ انکو
اُٹھاؤ اور اُنسے کہو کہ کیا ایسی خبر لائے ہیں کہ جو یہ انکا حال ہے میرے دل کو تشویش ہوتی ہے یہ تو وہی لوگ
ہیں جو کہ برائے خبر شاہزادہ طرف طلسم چہل چراغ سلیمانی کے گئے تھے ایسے بدحواس ہوکر آئے ہیں
کہ کچھ خیال تک نہیں ہے چند دلاور اُٹھے اور انکو اُٹھایا اور کہا کہ حواس درست کرو دیکھو سامنے بادشاہ
تشریف فرما ہیں ایسے مثلے اور بے ہوش ہوگئے ہو کہ کچھ خیال نہ رہا یہ جو کہتوں نے کہا اور انکو اُٹھایا انھوں
نے اپنے حواس درست کیے جب حواس بجا ہوئے سب نے مجرا کیا پھر دعا ثنائے شاہی بجا لائے
اُسکے بعد عرض کیا کہ ہم وہ خبر لائے ہیں کہ حضور ہمکو زر و جواہر سے مالا مال کر دینگے بادشاہ نے فرمایا کہ
بیان کرو اُنھوں نے عرض کیا کہ غلام بموجب احکام سرکار برائے تلاش شاہزادہ بلند اقبال طرف طلسم
کے گئے تھے جب ہم راہ طے کرکے سرحد طلسم پر پہونچے تو ہمنے کوئی وہاں آثار طلسم نہیں پایا مگر حد تو ہمکو
معلوم تھی ہم آگے نہ بڑھے اُسی سرحد پر ٹھہر گئے رہے مگر کوئی علامت طلسم نہ تھی کچھ اضافہ تھا ہم حیران
ہوئے کہ یہ کیا سبب ہے وہاں قیام پذیر ہوئے کہ شاید کچھ خبر ملے شب جب گذری صبح کو ہم صحرا میں پھرنے
لگے کہ کچھ شکار وغیرہ ملجائے تو اپنی گرسنگی کو شکار کرتے تھے جہاں میں ہم تلاش شکار کر رہے تھے
کہ ہمنے دیکھا طلسم کی طرف سے چند دلاور اور بہزاد چلے آتے ہیں ہم اور حیران ہوئے کہ نہ ادھر سے
کوئی آتا ہے نہ جاتا ہے پھر خیال کیا دل میں کہ یہ ساکنان طلسم سے ہیں انکو اختیار ہوگا جب وہ حد طلسم
سے باہر آئے ہم اُنکے قریب ہوپہنچے اور ہمنے اُنسے پوچھا کہ آپ لوگ کہاں سے تشریف لاتے ہیں اس
مقام پر تو طلسم تھا اور یہ سرحد طلسم کی ہے اُدھر جو جاتا ہے اسیر ہو جاتا ہے اور ہمنے آجتک اُدھر سے
کسی کو آتے نہیں دیکھا آپ کیونکر آگئے تب اُنھوں نے ہنسکر جواب دیا کہ اے بھائی آگاہ ہو کہ ہم
رہنے والے طلسم کے ہیں اور یہ تمنے سچ کہا کہ یہ سرحد طلسم ہے بس یہ امر ضرور ہے کہ ادھر سے بدون
اجازت بادشاہ کے نہیں آسکتا تھا اور جو اس مقام پر آتا تھا اور جو طلسم میں پہونچا اسیر ہو گیا
یہ ضرور تھا مگر اب وہ بات جاتی رہی جسکا جی چاہے طلسم سے آئے جسکا جی چاہے طلسم کو جائے
اب کوئی روک ٹوک نہیں ہے ہمنے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ روک ٹوک جاتی رہی انھوں
نے کہا کہ چند دن کا عرصہ ہوا ہے کہ طلسم کشا نے داخل طلسم ہوکر طلسم کو درہم و برہم کردیا تمام جا بجا
فتح کیا بادشاہ طلسم کو زیر کرکے اپنا مطیع کیا بلکہ اُسنے اپنی دختر کی شادی طلسم کشا کے ساتھ
کر دی ہے تب ہمنے دریافت کیا کہ طلسم کشا نے یہ طلسم کیونکر درہم و برہم کیا انھوں نے جواب دیا
کہ طلسم کشا کے جد و پدر و عم اس طلسم میں کسی سبب سے اسیر ہوگئے تھے اُنکی رہائی کے
لیے طلسم فتح کیا بڑا مال و اسباب مع بارگاہ و خزانہ کے ہاتھ آیا تب ہمنے کہا کہ طلسم کشا کا اور
اُنکے بزرگوں کا کیا نام ہے اور طلسم کشا کا سن کیا ہوگا اور اب طلسم کشا کہاں ہے اور کہاں انکا رہنے والا
ہے تب اُنھوں نے جواب دیا کہ طلسم کشا کے جد کا نام ملک ایرج نوجوان پدر کا اسم سیاہ بخت
رستم ثانی عالیشان و عم کا نام مشہور بہ عالیوقار اور خود طلسم کشا کا اسم نامی سہراب ثانی
نبیرہ حمزہ صاحبقران ثانی سلیمان ہے اور لقب طلسم کشا ہے اور سن کوئی نو دس برس کا
ہوگا ابھی جوان رعنا ہے طلسم کشا کا مسکن قلعہ گوہر یاقوت نگار ہے طلسم کشا تو اسیر ہے مختصر شہزادہ

بادشاہ پردہ پنجم قاف کا اب طلسم کشا نے شہر اژدریہ و قلعہ طلسمی کا بندوبست کر کے مع خدم و
حشم کی طرف مرحلہ جات کے کوچ فرمایا ہے کہ سب مرحلوں کی سیر کرتے ہوئے اپنے ملک کو
جاوینگا جب پہنچے یہ سنا فوراً وہاں سے ادھر کو روانہ ہوئے کہ آپ کو اس حال سے آگاہ کریں
کہ ہمکو یہ حال معلوم ہوا ہے حاضر ہو کر عرض کیا ہے جو اخضر پریزاد نے سنا چہرہ فرط خوشی سے سرخ
ہو گیا اور جسم فرط مسرت سے ایسا تازہ ہو گیا کہ پیرہن تنگ ہو گیا اہل دربار کا یہ حال ہوا
خوشی سے ہر ایک کا دل مثل گل شگفتہ ہو گیا سرور جنی تو نہال ہو گیا کہ میرا حکم سچا نکلا بس
اخضر پریزاد نے اسیوقت ہر ایک دیو و پریزاد کو جو کہ خبر لیکر آئے تھے خلعت گران اور زر کثیر
مرحمت کر کے رخصت کیا وہ خوشی خوشی سلام و مجرا کر کے اپنے مقام پر آئے سرور جنی کو اسقدر
زر و جواہر مرحمت کیا کہ وہ مالا مال ہو گیا حکم دیا کہ خوشی کی نوبتیں بجیں توپیں فیر ہوں یہ حکم دینا تھا کہ
اسیوقت نوبتخانے میں خبر پہونچا نوبتیں بجنے لگیں توپیں فیر ہونے لگیں اہل شہر کو بھی معلوم ہوا کہ
شاہزادے نے طلسم فتح کیا اب ادھر کو تشریف لاتا ہے ابھی یہ خبر آئی تھی کہ پہلی خوشی بادشاہ نے
فرمائی ہے سب خوش ہوئے تھے و رنج دلوں سے دور ہوئے جب یہ خبر محل میں پہونچی پریوں نے بھی
از حد خوش ہوئیں چہل پہل مچ گئی مضراب پری مادر سہراب ثانی اپنے قصر میں بیٹھی ہوئی تھی
کہ اسکے کان میں نوبت بجنے کی صدا آئی سر اٹھا کر اپنی خواصوں سے کہا کہ باوجودیکہ بادشاہ نے
حکم دیدیا تھا کہ کوئی بزم عشرت برپا نہ کرے اہل شہر نے شادی برپا کی ہے کسکے گھر میں شادی
کی نوبت بج رہی ہے کوئی حکم شاہی کا خیال نہ کیا انھوں نے عرض کیا کہ سزا پائیگا یہ باتیں کر رہی تھی کہ ایک
پری دوڑی ہوئی آئی اور ملکہ سے عرض کیا کہ مبارک ہو کچھ خبر خوش آئی ہے جو بادشاہ نے نوبت
بجنے کا حکم دیا توپیں فیر ہو رہی ہیں شہر بھر سب خوش ہیں آپ کی باندی کی خواصیں خوش
خوش پھر رہی ہیں اور مبارکباد دے رہی ہیں یہ جو اسنے عرض کیا ملکہ اپنے مقام سے اٹھی
اُس سے کہا کہ کیا بادشاہ تشریف لاتے ہیں اسنے عرض کیا کہ ابھی تو نہیں مگر معلوم اسنے کسی پہرہ
والے سے سنا اسنے آکر محل میں سب سے کہا بس ملکہ اپنی خواصوں کو لیکر طرف قصر شاہی کے
چلی ادھر سب خواصیں مضراب پری کی گھیرے ہیں اور مبارکباد دے رہی ہیں کہ ابھی ابھی خبر آئی
ہے کہ شاہزادے نے طلسم فتح کیا اور سبکو رہا کیا اور ادھر کو تشریف لاتے ہیں اسی سبب سے
بادشاہ نے خوشی کا حکم فرمایا ہے سب خوش ہو رہے ہیں کہ مضراب پہونچی مع اپنے خواصوں کے
اُن خواصوں نے ملکہ کو بھی یہی کہکر مبارکباد دی ملکہ نے کہا کہ کیا معلوم کیسی خبر آئی ہے بادشاہ تشریف
لائیں تو معلوم ہو تمھارے منہ میں گھی شکر یہی خبر آئی ہو یہ کہکر یہاں سے باہر نکلی اسنے
بلائیں لیں وہاں بادشاہ نے دربار برخاست کیا خوشی خوشی ہر سردار طرف اپنے مکان کے
روانہ ہوا باہم یہ تذکرہ کرتے جاتے تھے کہ یہ لوگ کیا صاحب اقبال ہیں دیکھو تو کیونکر تنہا تنہا
طلسم فتح کیا اور سبکو رہا کیا کیوں نہ ہو کس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جو کہتے ہیں وہ کر سکتے ہیں اہل دربار تو یہ
باتیں کرتے ہوئے اپنے اپنے مکان پر آئے سرور جنی خوش خوش زر کثیر لیکر اپنے مکان پر آیا
یہاں بادشاہ شاد و خورسند رنج و غم سے آزاد داخل محل ہوا جیسے پہنچے بادشاہ کو آتے دیکھا
مجرا بجا لائیں مودب کھڑی ہو گئیں بادشاہ اپنے قصر میں آ گئے تو زوجہ و دختر نے تعظیم کی
مضراب نے مجرا کیا بادشاہ نے دعا دی اور مسند پر بیٹھ گئے مضراب نے خود پوچھا کہ کیا

کچھ میرے لاڈلے کی خبر خوش آئی بادشاہ نے فرمایا کہ مبارک ہو کہ تمھارے فرزند نے طلسم فتح کر لیا ہے
اپنے باپ و چچا کو رہا کیا اب مع خدم و حشم کے آتا ہے جسقدر سرور جنی نے کہا تھا سو فرق نہوا یہ کہکر
جو فرد دیو و پریزاد لیکر آئے تھے اور انھون نے جو بیان کیا تھا سب دختر سے بیان کیا مضراب خوش تو
ہوئی اور کہا کہ ای والد بزرگوار یہ جو کچھ آپنے فرمایا سب درست ہے مگر اندھا جب جانئے جب دو آنکھیں
پائے تا وقتیکہ وہ یہان نہین آلیتا ہے مجکو نہین یقین آتا ہے نہ میرے دلکو قرار آتا ہے خیر یہ تو معلوم ہوئی کہ زندہ ہے
بادشاہ نے فرمایا کہ ای بیٹا خوش ہونے کا مقام ہے شکر ہے یہ خبر آئی خدا وہ دن بھی لائیگا کہ وہ تمھیں آکر ملیگا اس دن
کی کب امید تھی مضراب نے کہا کہ یہ امر ضرور ہے لیکن بادشاہ نے سمجھا کر سیاہ پوشاک بدلوائی دلکو تسکین دی ادھر
اہل محل نے مبارکباد دی انکو انعام دیا گیا اب یہان سب خوش ہین دوسرے دن پھر دربار کیا گیا اسی
طور سے آٹھ روز گذر گئے تھے مضراب جب بادشاہ محل مین دربار سے آتا تھا تو دریافت کرتی تھی
کہ کچھ خبر آئی بادشاہ فرماتا تھا کہ ابھی نہین آئی وہ خاموش ہو رہتی تھی گو خوش تو ہوتی تھی مگر مغموم بھی تھی آ
امر کو آٹھ روز گذر گئے اور کوئی خبر نہ آئی بادشاہ دربار مین جلوہ فرما تھا مگر اسدن کچھ مغموم تھا کسی سے کلام نہ
کیا تھا کہ چند دیو اور پریزاد آکر اسی حالت سے جیسے کہ وہ دیو و پریزاد آئے تھے حاضر دربار ہوئے سنبھلے
دیکھا کہ یہ وہ دیو و پریزاد ہین جو اطراف و جوانب مین براے تلاش شاہزادہ بحکم بادشاہ گئے تھے جب انکے
بھی حواس درست ہوئے انھون نے مجرا و سلام کیا دعا و ثنا بجا لائے عرض کیا کہ وہ خبر لائے ہین کہ
ہمارے دہن جواہر سے بھر دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کرو انھون نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم سرکار
براے تلاش شاہزادہ روانہ ہوئے اسقدر زمانہ تک کوہ و صحرا گلشن و دریا مین اس گوہر نایاب شہریاری
و گل شاداب بختیاری کو تلاش کیا کہین پتہ نہ لا آخر کو پریشان ہو کر واپس چلے آتے تھے جب
قریب اپنے ملک کے پہونچے دیکھا کہ کوسون تک خیمہ و بارگاہ ہین برپا ہین اور ایک لشکر فروکش ہے
بازار ہین آراستہ ہین کٹورا کھنک رہا ہے نشان لشکر کھلے ہوئے ہین ایک بارگاہ وسط لشکر مین برپا
ہے کہ جسکا کلس طلائی ہے وہ تمام بارگاہ کارچوبی ہے بلندی اسکی بلندی فلک سے کم نہین ہے وہ
بارگاہ فلک بارگاہ ایسی ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی اسکے روبرو یہ نہ سمجھو کہ فلک
وقار مین کم ہے اس بارگاہ پر تمام گوہر شب چراغ نصب ہین اور ایک طرف ایک لشکر ایسا فروکش
ہے کہ جسکے اسلحہ و لباس سب ہی طلسمی ہین اور سب پر جڑاؤ شب چراغ کا کیا ہوا ہے ہم لشکر
اور بارگاہ دیکھکر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ جلیل کی بارگاہ اور لشکر ہے کیا کسی نے ہمارے
بادشاہ پر لشکر کشی کی ہے صورت بدل کر داخل لشکر ہوئے اس لشکر مین سواے دیو و پریزاد و
پریزادے کے اور کسیکو نہ پایا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر طلسم کشا کا ہے طلسم کو فتح کیے
ہوئے اپنے بزرگون کو رہا کیے ہوئے اپنے ملک کو جاتا ہے یہ بارگاہ اور خیمہ و خزانہ و اسلحہ
و لشکر سب طلسمی ہے ہمنے نام دریافت کیا تو کہا کہ سہراب ثانی لقب رستم ثانی نبیرہ حمزہ صاحبقران
زلزلہ قاف ثانی سلیمان ملقب بہ طلسم کشا طرف قلعہ یاقوت نگار کے جاتے ہین چونکہ قلعہ
یہان سے بہت قریب ہے اور چند روز سے یہان قیام فرمایا ہے مع لشکر کے منظور ہے کہ کسی کے ذریعے سے
خبر کرائین بس یہ سنکر کہ لشکر طلسم کشا ہے یہ جو ہمنے سنا اور معلوم ہوا کہ اسوقت طلسم کشا
اپنی بارگاہ مین تشریف فرما ہین دربار آراستہ ہے گو اسکے بیان سے یقین ہو گیا تھا کہ یہ ہمارے
شاہزادے کا لشکر ہے اور وہی فاتح طلسم ہے مگر خیال کیا کہ چلکر اپنی آنکھ سے دیکھ لین فرشتہ

تبدیل کرکے داخل دربار ہوئے وہ بارگاہ دیکھی کہ کبھی خواب میں نہ دیکھی تھی حضور عجب شعر
عجب بارگاہ عجیب گیر و دار ✿ تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار ✿ وہ بارگاہ دیکھی کہ ہوش جاتے
رہتے ہیں تمام ستون الماس نگار و شب چراغی ہیں فرش مخمل کا بچھا ہے گلدستہ لگے ہوئے
ہیں فرش پر کار چوبی کام ہے اندر بارگاہ کے سب زر و جواہر نصب ہے گلدستہ جواہرات کے طلائی
گملوں میں ہیں جن میں پھول کا درخت ہے اُسکا عطر اسمیں بھرا ہوا ہے منقلین روشن ہیں عود و
عنبر مشک رہا ہے خوشبو سے دماغ معطر ہوئے جاتے ہیں ایوان بارگاہ میں ہزاروں دنگل و
کرسیاں جواہر نگار آراستہ ہیں وسط میں تخت آراستہ ہے اُسپر کاشمیر پڑا ہوا ہے دیکھا کہ ہزاروں
دیو و پریزاد کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ جنکو ہمنے آج تک نہیں دیکھا اُنمیں ہر ایک رستم
وقت و اسفندیار زمانہ معلوم ہوتا ہے سب کرسیاں و دنگل سرداروں سے معمور ہیں ہم تعجب میں تھے چند بادشاہ
پریزاد و دیوزاد بیٹھے ہوئے ہیں اب جو غور کرکے دیکھا تو ایک دنگل پر ہمارا شاہزادہ بصد شان و
شوکت جلوہ فرما ہے لباس زر نگار زیب تن ہے جسمیں تمام گوہر شب چراغ نصب ہیں طوق طلائی
سر پر ہے زرہ شب چراغی جسم اقدس پر ہے اسلحہ جواہر نگار زیب کمر صندلی شوکت پر متمکن ہے اُسکے
برابر اور ایک جوان جنکو ہمنے ایک مرتبہ دیکھا ہے بالکل ہمشکل جلوہ فرما ہیں وہ بھی لباس پر تکلف
سے آراستہ ہیں اسلحہ لگائے ہوئے ہیں اُنکے برابر ہمارے آقا و مرشد والد بزرگوار
شاہزادہ سہراب ثانی آپکے خویش رستم ثانی دنگل شوکت پر لباس تکلف
سے آراستہ جلوہ فرما ہیں اُنکے برابر ایک دنگل پر عم نامدار کشتا ہزادہ عالیوقار شہریار ذیقار لباس
نفیس و سلاح سے آراستہ جلوہ فرما ہیں باقی اور بہت سے سردار ہیں یہ جو ہمنے دیکھا حواس جاتے
رہے شاہزادہ اپنے اہل دربار سے فرما رہا ہے کہ اب تو قلعہ یاقوت نگار بالکل قریب ہے کل کسکو بہانے
اپنے نانا کی خدمت میں روانہ کرینگے اور اُنکو اپنے آنے سے آگاہ کرینگے سب کہ رہے ہیں بہت
خوب پس ہم یہ حال دیکھکر بارگاہ سے باہر آگئے اور فوراً ادھر کو راہی ہوئے اب حاضر
خدمت ہوکر سب حال عرض کیا اب ہم لوگ امیدوار انعام ہیں اور حضور پر تو یہ کہ ہمارا
بھی یہ جو اُن سب نے حال کہا تو ہر ایک اہل دربار کا یہ حال ہوا کہ دل ہر ایک کا مثل گل
شگفتہ ہو گیا اور اُٹھ اُٹھکر بادشاہ کو مبارکباد دی اور گستاخانہ اور بے ادبانہ کہا کہ انعام
ملے احضر کا تو یہ حال ہے کہ پھولوں نہیں سماتا ہے آنکھیں تا بناگوش پہونچ گئی ہیں ہر دم
سرورجنی کی طرف دیکھتا ہے اور فرماتا ہے کہ واقعی مثل آپکے کوئی اب احکام لگانے والا نہیں
ہے سرورجنی عرض کرتا تھا کہ آپکی قدردانی اور غلام نوازی ہے پس احضر بہزاد نے اُن دیو اور پریزاد
کو انعام کثیر دیکر رخصت کیا اور اہل دربار کو بھی انعام علے قدر مراتب مرحمت کیا سرورجنی کو نہال
کر دیا نوبت خانوں کے آراستہ ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ نقارہ خوشی پر چوب پڑے توپیں
فیر ہوں اہل شہر خوشی کریں یہ حکم دیکر سرورجنی سے فرمایا کہ اے وزیر اعظم و اے دستور مکرم تم کل لشکر
اور سرداروں کو لیکر برائے استقبال جاؤ سرورجنی نے عرض کیا بہت خوب پس دیو ہومان اپنے
سپہ سالار سے کہا کہ تم بھی سرورجنی کے ہمراہ جاؤ اور چند سرداروں کو حکم دیا کہ تم یہیں رہو پس
بعد اُن احکام کے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار سرور اپنے مکان پر آیا اور سامان کرکے
مستعد ہوا ادھر سرورجنی بھی لباس وغیرہ سے آراستہ ہوکے دیو ہومان نے لشکر کو آراستہ کیا

پس بڑے خدم و حشم سے ہمراہ اسے استقبال طرف لشکر سہراب ثانی کے روانہ ہوئے گروہ پریزاد بھی ہمراہ تھے جو کہ لشکر کیو آگے تھے یہاں تمام شہر میں غل مچا ہوا تھا کہ شاہزادہ تشریف لایا بیرون شہر فروکش ہے مع اپنے والد و چچا کے ہمراہ آگے لشکر اور خزانہ کثیر طلسمی ہمراہ ہے اہل شہر خوش ہو رہا ہے ادھر یہاں نوبت خانے آراستہ کیے گئے نوبتیں بجنے لگیں تو پ سر ہونے لگیں شہر کی آرائش کا حکم دیا تھا تمام شہر خوب صاف کیا گیا آئینہ بندی ہوئی بازار آراستہ کیے گئے یہاں تو یہ بندوبست ہو رہا ہے وہاں محل میں ملکہ مضراب پری اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ہے اور خیال کر رہی تھی کہ آج جو بادشاہ دربار سے تشریف لا سکینگے تو میں اُن سے کہونگی کہ سردست تیاری سے فرمائیں کہ پھر وہ کوئی احکام لگائیں اُس خبر کو بھی آئے ہوئے آٹھ روز ہو گئے ہیں یہ بات اپنے دل سے کر رہی تھی کہ یکایک چند پریزادیں دوڑی ہوئی آئیں اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ خدا حضور کو مبارک کرے حضور کے صاحبزادہ بلند اقبال تشریف لائے اے حضور آپ کے ہمراہ آپ کے شوہر بھی تشریف لائے ہیں اور دیور بھی اور خسر بھی مع مراد کے آئے ہیں ملکہ ازحد خوش ہوئی جو محلدار خوش خوش یہ کہتی ہوئی آئی انہیں محلداروں نے صلاح کی کہ ملکہ سے انعام لو کہ آگئے داماد اور نواسہ دونوں مع الخیر آگئے ہیں ابھی ہم نیا بوڑھی پری کہتی تھی تو ایک غل شور خوشی کا سنا اور یہ سنا کہ نوبتیں فیر ہو رہی ہیں نوبتیں بج رہی ہیں میں نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ان پریزادوں نے آکر بادشاہ کو دربار میں خبر دی ہے کہ شاہزادہ مع لشکر کے بیرون شہر قیام پذیر ہیں پس بادشاہ نے آراستگی شہر کا حکم دیا تو پیں فیر ہونے کا حکم فرمایا اور نوبتیں خوشی کی بجنے کا اور سب سردار دن اور اپنے وزیر کو مع لشکر کے ہمراہ استقبال روانہ کیا ہے وہ سب گئے ہیں پس آؤ ہم تم ملکہ کو مبارکباد دیں ادھر ملکہ وہ سب ملکہ عالم کی خدمت میں گئیں میں مبارکباد دینے کو بیٹھے جو یہ سنا تو ہم ادھر آئے یہ سنا تھا کہ مضراب پری ایسی خوش ہوئی کہ پا جامہ تا بہ بناگوش پہونچ گئیں چہرہ فرط خوشی سے لال ہو گیا نور رخ پر نمود کر آیا پیرہن تنگ ہو گیا سب نے مبارکباد دی فرمایا کہ بی چپوں تمکو بھی مبارک ہو بادشاہ سے دریافت کر لوں پھر انعام دونگی اور تم سب کو خوش کروں گی سب نے عرض کیا بہت خوب ملکہ کو دو خوشی ہوئیں ایک تو فرزند جگر پیوند کے آنے کی دوسرے اپنے عاشق و شیدا رستم ثانی یعنی اپنے شوہر کے آنے کی کہ ایک مدت کے بعد پھر ملاقات نصیب ہوئی ملکہ سب خواصوں کو ہمراہ لیکر فوراً اپنے ماں کے قصر میں آئی یہاں بھی مجمع خواصوں کا پایا اور دیکھا کہ ہر ایک خواص مبارکباد دے رہی ہے اور ملکہ عالم اُن سب کو انعام دے رہی ہیں اُن خواصوں نے جو مضراب پری کو آتے ہوئے دیکھا بیٹھے گھیر لیا اور سب نے مبارکباد دی ملکہ اپنی والدہ بزرگوار کے پاس گئیں تسلیم کو سر جھکایا اُن نے دست شفقت پشت پھیرا اور اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا کہ لو بیٹی شوہر کا آنا تمکو مبارک ہوا اور فرزند کا بھی اُسکا جو محلداروں سے سنا تھا وہ سب بیان کیا جہاں تک ملکہ نے سہراب ثانی کا ذکر کیا ہمراہ پری سنا کی جب رستم ثانی کا نام لیا اُس وقت سر جھکا لیا مگر خوش بہت ہوئی یہاں انعام وغیرہ تقسیم ہو رہا تھا کہ بادشاہ محل میں تشریف لائے یکایک دھوم مبارک اور سلامت کی ہونے لگی خواصوں وغیرہ نے بادشاہ کو گھیر لیا کہ حضور کو مبارک ہو انعام مرحمت فرمائیے فرزند

کا بھی آنا اور خویش کا بھی آنا خوشی کا باعث ہی بادشاہ نے سبکو انعام دیا اور اپنی زوجہ کے پاس آئے ملکہ نے
تعظیم کی مضراب پری نے مودب ہوکر سلام کیا بادشاہ نے دعا دی اور مسند پر بیٹھے
بیٹھتے ہی زبان مبارک سے فرمایا کہ ای مضراب مبارک ہو تمھارا فرزند بھی آگیا تمنے اتنے
عرصہ مین کیا اپنا حال کر لیا تھا خیر خدا نے تم سب پر رحم کیا ہمکو تو تمھارے فرزند کی امید
نہ تھی یہ فرماکر جو پریزادون نے آکر کہا تھا سب بیان فرمایا اور جو بند و بست کیا تھا وہ
بیان کیا پس یہ سنا تھا کہ مضراب بہت خوش ہوئی اُسیوقت صحنک ورت جگے کا سامان
ہونے لگا دونے پریان آنے لگین حاضری کا بند و بست ہوا سب اہل محل نے تبدیل لباس
کیا ملکہ نے پوشاک کو بدلا اور سب نے اپنا اپنا بناؤ کیا ملکہ نے بھی غسل کیا اور پوشاک
بدلی یہان تو یہ سب بند و بست ہی وہان سرورجنی سب سردارون کو لیکے بیرون
شہر آئے اور لشکر کو آراستہ کرکے طرف قلعہ کے روانہ ہوئے راوی نے بیان کیا ہی
کہ جب شاہزادے نے جزیرۂ ارغوان سے کوچ کیا تو بعد قطع منازل وطی مراحل جب
قریب شہر یاقوت نگار و قلعہ کے پہونچے تو لشکر کو فروکش ہونے کا حکم دیا کہ ابھی مقام پر
لشکر فروکش ہو یہ مقام بہت عمدہ ہی ہم یہان سے کسی پریزاد کو روانہ کرینگے کہ وہ جاکر
ہمارے آنے کی خبر کرے پس اس سبب سے وہ لشکر وہان فروکش ہوا تھا اور اُن
پریزادون نے دیکھا تھا اب ملاحظہ فرمایئے کہ لشکر تو یہان فروکش ہی سرورجنی
مع لشکر کے آکر پہونچا ایک لشکر کثیر اُترا ہوا دیکھا ان لوگون نے جو لشکر آتے ہوئے دیکھا
تو یہ خیال کیا کہ نہ معلوم یہ لشکر کسکا ہی کوئی مقابلہ کرنے تو نہین آتا ہی پریزاد روانہ کیے
اُدھر پریزادون نے جو خبر لیکر گئے تھے اور براے نشان دہی ہمراہ تھے سرورجنی و سردارون
سے عرض کیا کہ یہی لشکر ہی کہ جو سامنے فروکش ہی پس سرورجنی نے اپنے لشکر کو اسی مقام ٹھہرایا
اور خیمہ وغیرہ برپا کراکے اور خود بھی اُترے چونکہ رات ہوگئی تھی اُسوقت جانا مناسب نہ سمجھا
رات اُسی مقام پر اپنے لشکر مین بسر کی اُدھر پریزاد جو لشکر مین آگئے تھے وہ دریافت کرکے اپنے
لشکر مین آئے اور سردارون سے کہا کہ یہ لشکر قلعہ یاقوت نگار آیا ہی سرورجنی اسکا سردار
ہی اغلب ہی پریزادان براے استقبال طلسم کشا روانہ کیا ہو لوگ خاموش ہو رہے چونکہ دربار
برخاست تھا شاہزادے تک خبر نہوئی آمد لشکر کی کیونکہ شاہزادہ اپنے ناموس مین تھا پس
وہ رات اُسی خوشی مین سرورجنی نے بسر کی بوقت صبح لباس سے خود بھی آراستہ ہوا اور
سردارون کو بھی آراستہ کیا اور مرکبون پر سوار ہوکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے اپنے لشکر کو
اُسی مقام پر رہنے دیا جب داخل لشکر ہوئے اہل لشکر سہراب ثانی نے ٹوکا اُنھون نے کہا
کہ تم ہمکو منع نہ کرو ہم شاہزادے کے ملازم ہین کوئی ہم ادنی مرتبے کے ملازم نہین ہین
ہم لوگ کرسی و وزیر ہین کوئی سپہ سالار ہین ہم شاہزادے کے استقبال کو لشکر لیکر آئے ہین اب
اُنکی قدمبوسی کو جاتے ہین یہ جو کہا اور اُن سب نے معزز ہی پایا خاموش ہو رہے پس
سرورجنی مع کل سردارون کے لشکر کی سیر کرتے ہوئے طرف بارگاہ کے چلے جاتے تھے
جتنا اُن پریزادون نے بیان کیا تھا اُس سے زیادہ پایا ایک طرف دیکھا کہ ایک خیمہ ناموس کا
برپا ہی اُسکے قریب پہرہ چوکی خوب ہی جہان شاہزادے کی بارگاہ تھی تشریف لاکے اور

اور سب اہل دربار حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا کہ ان سرداروں نے جنھوں نے خبر لشکر کی
تھی کل قریب شام کے ایک لشکر آپ کے لشکر کے قریب آکر فروکش ہوا ہے ہمنے جو خبر منگائی
تو معلوم ہوا کہ سرو رحبشی لشکر لیکر آپ کے استقبال کو آئے ہیں ہم اسوقت خبر نہ کر سکے
کیونکہ حضور محل میں تھے یہ جو شاہزادہ نے سنا فرمایا کہ میرے نانا کو کیونکر خبر ہو گئی جو انھوں
نے سرو رحبشی اپنے وزیر کو مع لشکر کے روانہ کیا ہے میں خود اس فکر میں تھا کہ کسکو روانہ
کروں کہ انکو خبر ہو گئی خیر کوئی جاکر درگہ سالار کو منع کرے کہ اگر سرو رحبشی خواہ اور کوئی
سردار اندر آنے کا قصد کریں تو اسکو روکنا نہیں سب کے نام بتا دیے ابھی کوئی
چلا نہ تھا ادھر سے سرو رحبشی مع سرداروں کے لشکر کی سیر کرتے ہوئے قریب بارگاہ آئے
بارگاہ کو بھی اس سے زیادہ مزین پایا در بارگاہ پر آکر درگہ سالار سے کہا کہ جاکر ہماری خبر کرو
کہ آپ کے نانا اخضر پریزاد کا غلام وزیر مع چند غلاموں کے حاضر در دولت ہے سرو رحبشی
اسکا نام ہے اور ایک غلام کا دیو ہوبان نام ہے باریابی کا خواستگار ہے پس دیو کالکال یہان
سے اٹھکر چلا وہان شاہزادہ حکم دے رہا تھا کہ کوئی انکو نہ روکے پس کالکال نے جاکر
مجرا کیا اور عرض کیا کہ سرو رحبشی و دیو ہوبان اور چند پریزاد و دیوزاد فرستادہ اخضر پریزاد
بادشاہ نیم قاف حاضر دربارگاہ ہیں باریابی کے خواستگار ہیں یہ سنا تھا فرمایا کہ تمنے آنے
کیون نہ دیا وہ لوگ اس لائق نہ تھے کہ انکے آنے کی خبر بھیجی جاتی جب اجازت چاہی جب وہ اندر
آتے بلکہ آنے کے لیے ہر وقت اجازت ہے اسنے عرض کیا کہ مین حال سے آگاہ نہ تھا فرمایا
کہ بہت جلد انکو اندر روانہ کرو بلکہ چند سرداران سے کہا کہ تم استقبال کرکے لاؤ یہان
سے سردار چلے وہان درگہ سالار نے کہا کہ آپ سب لوگ تشریف لیجائین پس سرو رحبشی
ادھر سے چلا ان سرداروں سے تیسرے جلوخانہ مین ملاقات ہوئی سرو رحبشی نے ہر جلوخانہ
کو ایک جلوخانہ سے زیادہ تر آراستہ پایا ابھی چند جلوخانے طے نہ کرنے پائے تھے کہ سامنے سے سردار
نظر آئے دیکھا کہ چند دیو و پریزاد قوی ہیکل قوی بازو لباس نفیس و اسلحہ سے آراستہ ہماری
طرف اندر سے بارگاہ کے چلے آتے ہین ان سرداروں نے دیکھا کہ ایک مرد پیر ایک
سفید پوشاک پر تکلف پہنے ہوئے مندیل وزارت سر پر رکھے اور اسکے برابر
ایک دیو قوی ہیکل قوی بازو کہ جسکے لباس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سپہ سالار لشکر
مین تھا اور بہت سے سردار بھی چلے آتے ہین وہ لوگ یعنی سرو رحبشی وغیرہ یہ سمجھے
کہ یہ سردار شاہزادے نے استقبال کے لیے بھیجے ہین اور یہ بھی سمجھ گئے کہ یہی سرو رحبشی
اور سب سردار ہین برابر سے ہاتھ صاحب سلامت کے آگے بڑھے جب دونوں طرف
کے سردار قریب پہونچے سرداران شاہزادے نے مزاج پرسی مین سبقت کی
جب مزاج پرسی ہو چکی اور سب حال باتوں باتوں مین دریافت ہو گیا تب انکو لیکر داخل
ہوئے سب جلوخانے طے کرکے جب صحن بارگاہ مین پہونچے سرو رحبشی نے عجب بارگاہ
پائی کہ کسی نے نہ دیکھی تھی بارگاہ کو سب سرداروں کے لیے سجا ہوا پایا رستم ثانی و شہریار
و سہراب ثانی کو اور باقی اہل بارگاہ کو نہ پہچانا دیکھا کہ برابر سہراب ثانی کے اور ایک
بزرگوار تشریف فرما ہین چونکہ بالکل مشابہ ہین رستم ثانی و سہراب ثانی سے ادھر سے رستم ثانی

و شہریار نے سرور جنی اور کل سرداروں کو بھیجا تاکہ ایرج نامدار و کل اہل دربار نے
دیکھا کہ ایک مرد بزرگوار باریش سفید مندیل وزارت سر پر اور بہت سے دیو زادے پیادہ ہمراہ ہیں
مگر سب سردار معزز معلوم ہوتے ہیں ہمارے لشکر کے سرداروں کے ہمراہ ادھر کو چلے آتے ہیں
جب وہ قریب ایوان پہونچے رستم ثانی و شہریار نے سب اہل دربار سے کہدیا کہ برائے تعظیم
اٹھو اور خود بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ وہ مرد بزرگ ہیں کہ اسکا مرتبہ کیا بیان کیا جائے
عبدالرحمن جنی سے کم نہیں ہے سب اہل دربار کھڑے ہو گئے سہراب ثانی نے چند قدم
بڑھکر سرور جنی کو سلام کیا اور دیو ہوبان کو کیونکہ شاہزادہ توان سنگی کو دیوون کا کھلایا
ہوا ہے سرور جنی نے دعائے ترقی عمر و اقبال کی دی پس شاہزادہ ہاتھ پکڑ کے ایوان میں
لایا سرور جنی نے شاہزادے کے ہاتھ چومے گلے سے لگایا باقی اور سب سرداروں نے
شاہزادہ و رستم ثانی و شہریار کو مجرا کیا سرور جنی بھی رستم ثانی و شہریار سے ملے اور ایرج
نامدار نے رستم ثانی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار ہیں رستم ثانی نے فرمایا یہ میرے
پدر بزرگوار ملک ایرج نامدار فرزند ہیں ملک قاسم نبیرہ حمزہ صاحبقران کے ہیں انکے ہیں
غلام ہوں یہ سنا تھا کہ سرور جنی نے ایرج نامدار کو بھی سلام کیا اور ہاتھوں کو چوما اور سب
سرداروں نے بھی پس تخت آیا اس پر سرور جنی بیٹھے اور سب سردار اپنے اپنے مرتبہ
سے بیٹھے جب سب بیٹھ چکے سرور جنی نے شاہزادہ سے کیفیت طلسم دریافت کی شاہزادے
نے سب ابتدا سے آخر تک بیان کی رستم ثانی سے اسیری کا حال دریافت کیا اور شہریار سے
انھوں نے بیان کیا پھر ایرج نامدار سے دریافت کیا اُنپر جو گذرا تھا انھوں نے بیان کیا
شاہزادے نے سب سرداروں کے نام بتائے اور کہا کہ ان لوگوں کو میں سرحد طلسم سے
رہا کر کے لایا ہوں اور ان لوگوں کو قیدخانہ طلسم سے جب یہ سب باتیں ہو چکیں شاہزادے
نے اخضر بیزاد اور اپنی والدہ کا حال دریافت کیا تب سرور جنی نے کل حال جو کچھ گذرا
تھا سب بیان کیا اور کہا کہ آپ بہت جلد تشریف لیچلیے وہ لوگ بہت بیقرار ہیں شاہزادہ
نے جو حال سنا بہت افسوس کیا اور کہا کہ بہت خوب میں آج ہی کوچ کرتا ہوں پس یہ کہکر حکم دیا
کہ لشکر تیار ہو اور جو سامان سفر ہو وہ سب بار ہو پس یہ حکم دیا تھا کہ سب سامان لدا لد
بار ہو گیا تا سوس سوار ہوئے شاہزادہ بھی سوار ہوا مرکب طلسمی پر پس اسکے بعد اور سب
سوار ہوئے سرور جنی ہمراہ رکاب چلا لشکر نے کوچ کیا ادھر وہ لشکر بھی یہ خبر سنکے کہ شاہزادے
نے کوچ کیا سب اپنا اسباب بار کرنے کے آمادہ کھڑا تھا جو کہ ہمراہ سرور جنی کے آیا تھا پس
وہ بھی لشکر شامل ہو گیا شاہزادے نے یہاں سے مع خدم و حشم کوچ کیا ڈنکے پر چوب
پڑتی جاتی تھی باجے بجتے جاتے تھے وہاں اخضر نے اور مضراب پری نے کل اہل شہر اور اہل محل
نے وہ رات خوشی میں بسر کی صبح کو سب اہل شہر تو گلی کوچوں میں آکر جمع ہوئے کثرت
اہل شہر سے راہ نہ ملتی تھی کھوے سے کھوا چھل رہا تھا وہ کانوں اور گھروں پر اسقدر
کثرت سے اہل شہر تھے کہ برآمدے بچھے پڑتے تھے رئیسان شہر اپنے اپنے مکانوں پر
سر راہ کرسیاں ڈالے ہوئے بیٹھے تھے ہر ایک طرف خوشی تھی کہ شاہزادہ تشریف لاتا
ہے نوبتیں بج رہی تھیں سب برائے تماشا جمع ہوئے تھے کہ سواری شاہزادے کا تماشا دیکھیں گے

اندرون محل شاہی سجنے بنانو کیا تھا بلکہ مضراب کو آراستہ کیا تھا سحاب پری الگ خوش خوش
بیٹھی تھی تمام اہل محل خوش تھے بلکہ مضراب پری سحاب پری مع اپنی خواصوں کے طبق جواہر و زر سرخ سے لیے
ہوئے شہزادہ پر نثار کرنے کو کھڑی ہوئی تھیں یہاں تو یہ بندوبست تھا اُدھر اخضر بزرزاد
بعد الفراغ امور ضروری کے محل سے برامد ہوا چند سرکار سے روانہ فرمائے اُنسے کہا کہ جب سواری
شاہزادے کی قریب عمارت شاہی کے آجائے مجکو خبر کرنا میں برائے استقبال بیرون دربار
جاؤنگا گو وہ میرے فرزند کا فرزند ہے مگر اُسنے وہ کام کیا ہے کہ جو بزرگ کرتے ہیں پس اُسکی تعظیم کرنا ضرور
لازم ہے پس یہ جو حکم دیا ہرکارے روانہ ہوئے یہاں بادشاہ جو سردار نامی آئے تھے اُنکی معیت
سے دربار میں تخت پر بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے سیارہ ثانی نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب سو شاہزادہ
غائب ہو گیا تھا کہ سب لباس ترک کیا تھا فقیری اختیار کی تھی شہر میں ایک مکان مختصر لیا تھا اُسمیں
رہتا تھا جب اُسکو معلوم ہوا کہ شاہزادہ تشریف لایا ہے اور پیر آقا رستم ثانی طلسم سے رہا ہوا ہے اور
شہریار اور ایرج نامدار بھی یہ سب ہمراہ ہیں پس سیارہ ثانی لباس فقیری تبدیل کر کے لشکر میں آیا
شاہزادے کے سب لوگ نیسے ملا رستم ثانی وغیرہ کے قدم چومے شاہزادہ نے اُسکو خلعت وغیرہ سے
سرفراز کیا اُسنے اپنی سرگذشت سب بیان کی جو کہ جلد اول میں بیان ہوئی تھی ناظرین کو یاد ہوگی رستم
ثانی نے سب اپنی حالت بیان کی ایرج نامدار نے بھی شہریار نے بھی سہراب ثانی نے بھی اپنی کیفیت سب
بیان کی یہ سب واقعات کہ اسد سے گذرے تھے کہ تیسرے دن پیاسے سروارختی پہونچے تھے اور اُسی دن شاہزادہ
وہان سے روانہ ہوا تھا خلاصہ یہ کہ شاہزادہ مع خدم و حشم داخل شہر ہوا شہر کو سابق سے زیادہ آباد پایا
اور آراستہ شاہزادہ سیر کرتا ہوا قریب ایوان پہونچا یہان چند سرداروں نے لیکر شاہزادے کو مقام معقول
میں فروکش کرایا اور خزانہ داخل خزانہ کیا بارگاہیں و خیمہ وغیرہ با حتیاط تمام رکھے گئے زنانی سواریاں درمحل سرا
گئیں پس جب شاہزادہ قریب پہونچا ہرکاروں نے بادشاہ کو خبر دی پس اخضر بزرزاد مع سرداروں کے
بیرون ایوان آیا جیسے شاہزادہ کی نگاہ نانا پر پڑی مرکب سے اُتر کر سلام کیا اخضر بزرزاد نے گلے
سے لگایا پیار کیا اور خدم و حشم دیکھکر بہت خوش ہوا کہا کہ ہمنے تو کسی طرح کا نہ رکھا تھا جیتے جی مار ڈالا تھا اسکے
بعد رستم ثانی سے ملا اُنھوں نے بھی سلام کیا اُنکو بھی گلے سے لگایا اُنکے بعد شہریار سے سروارختی نے ایرج نامدار
کی طرف اشارہ کر کے بادشاہ سے کہا کہ آپ سے بھی ملیے یہ آپکے سمدھی ہیں ملک ایرج پدر رستم ثانی
و شہریار عالیشان نبیرہ حمزہ صاحبقران ہیں یہ سنا تھا کہ بادشاہ بہت جھپٹ کے
ملا اُنھوں نے بھی صاحب سلامت کی بعد سب کو لیکر بادشاہ دربار میں آیا اپنے سرزانو
دست چپ کی طرف جگہ دی شاہزادے کے ہمراہ جو سردار آئے بادشاہ نے
اُنکو دست راست کی طرف بٹھایا پس ایرج نامدار و شہریار کو دربار میں بٹھایا اور اُسکے
اُنکی خاطرداری و تواضع کا حکم دیکر رستم ثانی و سہراب ثانی کو ہمراہ لیکر داخل محل ہوئے
محلدار نے بڑھکر خبر دی کہ بادشاہ مع داماد اور نواسے کے تشریف لاتے ہیں سب یہاں
تو منتظر تھے سب کی نگاہ در محل کی طرف لگی ہوئی تھی کہ سب نے دیکھا کہ بادشاہ بیچ میں
ایک طرف شاہزادہ رستم ثانی دوسری طرف سہراب ثانی ہیں خوشی خوشی تشریف لاتے
ہیں جیسے نگاہ مضراب پری کی اپنے فرزند پر پڑی دوڑ کر گلے سے لپٹ گئی خوب پیار کیا بہت شکایت کی کہ تمنے
ہمکو زندہ درگور کر دیا تھا کوئی ایسی حرکت کرتا ہے سہراب ثانی نے مان کو سلام کیا قدم چومے اُدھر رستم ثانی

نے خوشدامن کو سلام کیا سحاب پری نے سر سینہ سے لگایا اور بہت خوش ہوئی
جب سہراب ثانی ان سے مل چکا نانی کے پاس گیا سلام کیا سحاب پری نے گلے سے لگایا
بہت شکایت کی سہراب خاموش سر جھکائے سنا کیا کہ ابھی لوگ ایوان میں نہ گئے تھے
کہ محافہ داروں نے آکر عرض کیا کہ چند محافہ طلائی در محل پر موجود ہیں کیا حکم ہوتا ہے سحاب پری
نے کہا کون آیا ہے رستم ثانی خضر پریزاد نے فرمایا کہ آپکی بہوئیں ہیں سہراب ثانی کی
بیبیاں ہیں جنکے ہمراہ طلسم میں عقد کیا ہے یہ سنا تھا کہ مضراب پری و سحاب پری بہت خوش
ہوئیں اور خود پردہ کرا کے آئیں انکو اتارا دیکھا ان کو دیکھکر بہت خوش ہوئی انھوں نے
سلام کیا انسے پیار کیا اور گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پس زر و جواہر نثار کرتی ہوئی
قصر میں مع بیٹے اور بہوؤں کے آئی اپنے شوہر کو دیکھکر بہت خوش ہوئی کہ مدت کے
بعد ملاقات نصیب ہوئی بدولت فرزند کے رستم ثانی بھی مضراب پری کو دیکھکر بہت
شاد ہوئے جب ایوان میں لاکر سب کو مسند پر بٹھایا اب خواصیں وغیرہ انعام مانگنے لگیں
نذریں مبارکباد کی دینے لگیں اسوقت اخضر پریزاد نے اپنی زوجہ سے کہا کہ صاحب
تم ہٹ جاؤ تاکہ آقائے نامدار ملک ایرج تمھارے سمدھی و شہریار عالیوقار یہاں تشریف لاتے ہیں
وہ بھی بہو سے ملیں اور بھاوج سے بس اسیوقت پردہ ہو گیا اخضر پریزاد خود محل سے
دربار میں آیا اور شاہزادہ ایرج و شہریار کو ہمراہ لیکر داخل محل ہوا مضراب پری و رستم
ثانی و سہراب ثانی نے ایرج نامدار کا استقبال کیا انہی بھی زر نثار کیا شہریار نے
بھاوج کو سلام کیا مضراب پری نے سر جھکا کر اور شرما کر ملک ایرج کو تسلیم کی ملک
ایرج نے مالا مروارید کا بہو کو منہ دکھائی میں دیا کہ جس کی قیمت ایک سال کا خراج
فرنگ ہے یہ مالا ہر وقت اسکے گلے میں رہتا تھا خوش ہو کر لیا مسند پر بیٹھا بس یہاں سامان نذر و
نیاز ہونے لگا مضراب پری نے کونڈوں کا بندوبست کیا جشن کا انتظام ہونے لگا
بعد تھوڑی دیر کے ایرج نامدار و شہریار ثانی و سہراب ثانی محل سے باہر تشریف لائے
دربار میں اخضر پریزاد تخت پر آکر بیٹھا دربار آراستہ ہوا اخضر پریزاد نے ایرج نامدار
سے اور رستم ثانی و شہریار و سہراب ثانی سے حال دریافت کیا پس ہر ایک نے
اپنے اپنے حالات بیان کیے جو کہ گذرے تھے سب نے سجدہ ادا کیا اہل دربار نے نذریں
گذرانیں خوشی کی سب کو انعام دیا گیا اخضر پریزاد نے بزم عشرت اور جشن خوشی کی
برپا ہونے کا حکم فرمایا بس اسی وقت سے سامان جشن ہونے لگا بادشاہ نے فرمایا
کہ اہل شہر کو بھی حکم دیا جائے کہ وہ بھی محفل عیش برپا کریں صرف کے لیے خزانہ شاہی
سے جسقدر چاہیں لیں پس خزانہ وا کیا گیا سب اہل شہر زر و جواہر بہ مصارف بزم عشرت سرکار
سے لینے لگا ہر ایک نے اپنے اپنے مکان پر بزم عشرت برپا کی ہر گلی کوچہ میں ناچ ہونے
لگا یہاں برائے ایرج نامدار و شہریار محل خالی کیے گئے اور آراستہ کیے گئے سب امیر وزیر
و بادشاہوں کو بھی حسب قدر مراتب مکان رہنے کو دئے پس دربار برخاست کرکے بادشاہ
محل میں آیا اور رستم ثانی اپنے قصر میں اور سہراب اپنے قصر میں ایرج نامدار و شہریار اس قصر میں
آئے جو انکے قیام کے لیے مقرر کیے گئے تھے اور سب سردار بھی لشکر میں رستم ثانی اپنے قصر میں آکر زوجہ سے شکایت مفارقت کی

و شکایت رہی ہر ایک نے اپنی حالت بیان کی بعد اُس کے ہر ایک خوش ہوا پس وہ دن وہ رات
خوشی خوشی سب نے بسر کی دوسرے دن سے جشن عشرت شروع ہوا ناچ و رنگ ہونے لگا یہاں محل
میں نذر و نیاز سے فراغت ہوئی راوی نے بیان کیا ہے کہ دو ماہ تک کل اہل شہر اور اہل محل کو عیش و عشرت
میں بسر ہوئی دن عید تھا رات شب برات تھی تمام پردہ قاف کی پریاں آکر انعام پا کر بہت
خوش ہو ہو کر گئیں پس بعد دو ماہ کے بزم عشرت برخاست ہوئی پھر موافق دستور کے دربار ہونے لگا
ہر روز سب سردار سہراب ثانی کے اور رستم ثانی و ایرج نامدار و شہریار عالی وقار کے دربار
میں آتے تھے اسکو بھی ایک ماہ کا زمانہ گذرا کہ آج جو رستم ثانی و شہریار و ایرج نامدار دربار
سے جو اپنے مقام پر آئے جب رستم ثانی محل سے اپنے بھائی اور والدہ کے پاس آ کر
بیٹھے تب ایرج نامدار نے کہا کہ افسوس کچھ حال پردہ دنیا کا نہیں معلوم ہے کہ وہاں کیا گذری
بدیع الملک نے کیا کیا اور صاحبقران ثانی اُس آگ سے بچ کر قلعہ میں پہونچے اور کون کون
زندہ بچا میرے سرداروں اور ملازموں کے ساتھ بدیع الملک کیونکر پیش آئے اور جو ملک میرے
فتح کیے ہوئے تھے اُن بادشاہوں کے ساتھ کس طور کا برتاؤ کیا اب میرا جی چاہتا ہے کہ میں پردہ
دنیا پر جاؤں کل اخضر پری زاد سے کہونگا شہریار نے عرض کیا کہ آپ نے بجا ارشاد کیا میں
بھی عرض کرنے والا تھا واقعی نہ معلوم بدیع الملک میرے سرداروں اور اہل لشکر کے ساتھ
کیونکر پیش آئے اور میرے اہل لشکر نے اور میرے ناموس نے اور حبیبہ سے فرنگی نے میری مفارقت
میں کیا اپنا حال کیا اب وہاں کی خبر لینا ضرور ہے بس یہ سنکے رستم ثانی نے کہا کہ اگر آپ
دونوں صاحب تشریف لیجانے کا قصد رکھتے ہیں تو میں بھی ہمراہ ہوں نہ معلوم میرے اہل لشکر کا
کیا حال ہوا گو یہاں آنے کی تو خبر پہونچی تھی کہ سہراب بن لندھور میرے لشکر کو لیکر طرف ترکستان
کے چلا تھا کہ راہ میں برادر عزیز شہریار سے ملا یہ انکو قلعہ فرخ بخش میں مقیم کر کے تنہا شہر ہو کر نکلے تھے
پس پھر حال نہ معلوم ہوا کہ کیا انپر گذری اور بدیع الملک اُن کے ہمراہ کس طور سے پیش آئے
بس کل ضرور ضرور اخضر پری زاد سے کہا جائے گا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ میں نے اور آپ نے
جو خدا سے روگردانی کی تھی پس یہ امر خدا وند کریم کو ناگوار ہوا اُس نے اُس امر کی ہم کو سزا دی کہ یہاں
پہونچایا اور اُس کے بعد قید کرا دیا اُسی امر کی سزا تھی کہ اتنی مدت تک قید رہے ایرج اور
شہریار نے کہا کہ آپ کا خیال بہت درست ہے پس یہ رائے اُس دن قرار پائی پس جب دن تمام ہوا
ہر ایک بستر راحت پر آرام پذیر ہوا پس اخضر پری زاد و مضراب پری و سہراب ثانی و
رستم ثانی و شہریار و ایرج نامدار نے خواب میں اُس شب کو دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف
لائے ہیں انھوں نے رستم ثانی و شہریار و ایرج نامدار سے فرمایا کہ بس اب پردہ قاف پر نہ رہو
اور ملکہ اخضر پری زاد سے مل کر پردہ دنیا پر جاؤ کہ وہاں کفار نے بہت خرابی پیدا کی ہے اولاد زمرد
ثانی نے خروج کیا ہے اور ایک آفتاب پرست نے اُس نے تمام ممالک اہل اسلام کو جو کہ
حمزہ صاحبقران اور انکی اولاد کے اور تم لوگوں کے فتح کیے ہوئے تھے بہت سے خراب کیے
اور بہت سے ملکوں میں کفر پرستی کو رواج دیا ہے بدیع الملک نہ طلاق پر ہیں وہاں اطراف رہتے ہیں
انکو اس حال کی خبر نہیں ہے جو وہ بند و بست کریں پس تم کو یہ امر لازم ہے کہ ان سب ملکوں کو پھر
اسلام آباد کرو اور بدیع الملک کی کمک کرو کہ وہ صاحبقران ثالث ہے تم سب پر اُسکی اطاعت

دکھلا لازم ہی اب یہان نہ قیام کرنا بہت جلد پردۂ دنیا پر جاؤ اُدھر سہراب ثانی کو بھی یہی خواب
ہوا کہ تم اپنے باپ و چچا و دادا کے ہمراہ پردۂ دنیا پر لشکر دیو و پری زاد سے کر جاؤ مگر یہ اُنکو حکم دینا
کہ وہ بصورت انسان متشکل ہوں اور اُسی صورت سے مقابلہ کریں تاکہ یہ امر نہ ہو کہ کوئی اعتراض
کرے کہ یہ کیسے بہادر ہیں کہ دیو سے اور انسان سے مقابلہ کرتے ہیں بہت جلد جاؤ پردۂ دنیا پر کہ وہان
بہت کفر کو رواج ہو گیا ہی اخضر اور مضراب کو یہ خواب میں دکھائی دیا کہ جب تم سے سہراب ثانی
و رستم ثانی وغیرہ پردۂ دنیا پر جانے کی درخواست فرمائیں تو اُنکو روکنا نہیں جانے دینا کیونکہ یہ
لوگ بہادر ہیں اور اولاد صاحبقران سے ہیں آج یہان ہیں کل اور کہیں پس اگر روکو گی تو خرابی ہوگی
وہ چلے تو ضرور جائیں گے پھر مدت العمر تم سے ملاقات نہ ہوگی اگر خوشی خوشی اجازت دوگی تو پھر وقتاً فوقتاً
ملاقات ہوتی رہے گی پس خلاف اسکے عمل نہ کرنا ورنہ پچھتاؤ گی راوی نے بیان کیا ہی کہ ہر ایک نے
خواب دیکھا اب جو آنکھ ہر ایک کی کھلی تو اپنے جسم کو مضطر پایا اور وقت نماز تھا اپنے خواب کو سچا خیال کیا
ہر ایک اُٹھا اور وضو کر کے نماز صبح سے فراغت کی اُدھر اخضر پری زاد نے مضراب پری کو
طلب کر کے کہا کہ اے مضراب میں نے رات کو یہ خواب میں دیکھا ہی اور یہ حکم مرد بزرگ نے فرمایا ہی
پس سب خواب بیان کیا اور کہا کہ اب تم صبر کرو اور دل پر جبر کرو تب مضراب نے کہا کہ میں نے
بھی یہی خواب دیکھا ہی پس مجبور ہوں ضرور صبر کروں گی کیا اختیار ہی پس بادشاہ دربار میں تشریف لائے شہریار
نے ایرج نامدار سے عرض کیا کہ آج ضرور اخضر سے پردۂ دنیا پر جانے کے لیے ارشاد فرمائیے گا میں نے
رات کو یہ خواب دیکھا ہی اور مجھکو حکم ہوا ہی ایرج نامدار نے فرمایا میں نے بھی رات کو یہی خواب دیکھا میرے
اور تمھارے خواب میں سر مو فرق نہیں ہی یہ خواب بہت سچے ہیں اب ایک دم قیام کرنا نازیبا ہی پس شہریار
و ایرج نامدار دربار میں آئے اخضر پری زاد وغیرہ نے تعظیم کی کہ بعد انکے آنے کے رستم ثانی و
سہراب ثانی بھی آئے پس سب اہل دربار نے تعظیم کی مجرا ہوا انھون نے بھی یعنی سہراب نے تو
ایرج نامدار و شہریار کو مجرا کیا اور رستم ثانی نے ایرج نامدار کو مجرا کر کے اور اپنے اپنے مقام پر
بیٹھے کہ جب دربار آراستہ ہو چکا اُس وقت ایرج نامدار نے اخضر پری زاد کی طرف مخاطب ہو کر
فرمایا کہ اے بادشاہ پردۂ قاف میں مجکو آئے ہوئے ایک زمانہ ہوا کہ اپنے لشکر کا حال نہیں معلوم ہوا
کہ اُن لوگون کا ہماری جدائی میں کیا حال ہوا ہی نہ کچھ حال پردۂ دنیا کا معلوم ہی پس اب ہم کو پردۂ دنیا
پر پہونچوا دیجیے اب آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اب ہم کو بدون اُن لوگون کے قرار نہیں ہی یہی امر رستم ثانی
نے اور شہریار نے بھی کہا تب اخضر پری زاد نے جواب دیا کہ اگر یہ امر ہی تو آپ جن جن لوگون کو فرمایئے
میں دیوون کے ذریعہ یہان طلب کر لون اور آپ کو پردۂ دنیا کی خبر منگا دون فرمایا نہیں بلکہ مجکو روانہ
کر دو تو بہتر ہی جو سہراب ثانی نے سُنا کہا کہ میں بھی آپ لوگون کے ہمراہ چلونگا ان سب نے فرمایا کہ تم یہان
رہو تمھاری مفارقت میں تمھارے نانا اور مان کا برا حال ہوگا کہا کہ پھر میں کیا کرون مرد ہوں کیا مجکو خداوند
کریم نے اس لیے خلق فرمایا ہی کہ عورات میں رہون نہیں بلکہ اس نے خلق فرمایا ہی کہ جہاد کرون اور ملک
گیری کر کے اپنی شان و شوکت مثل اپنے بزرگون کے بڑھاؤں پس اب میں یہان کسی صورت سے
نہیں ٹھہر سکتا ہوں جب بہت ان سب نے اصرار کیا اُس وقت سہراب ثانی نے خواب کا حال بیان
کیا کہ مجکو خواب میں حکم ہوا ہی اُس کے بموجب ضرور کاربند ہونگا اور اب مجکو آپ کے ہمراہ
چلنا پڑے ضرور ہی جب یہ سہراب نے کہا اُس وقت ایرج نامدار اور شہریار زمانی وقار رو

رستم ثانی نے بھی اپنے خواب کو بیان کیا اور کہا کہ اب ہم کسی صورت سے نہین ٹھہر سکتے ہین یہ جو
اخضر پری زاد نے سُنا اور خیال کیا کہ اب یہ لوگ نہین قیام کر سکتے کہا کہ آپ لوگ شوق سے تشریف
لے جائین مجکو کچھ عذر نہین ہی یہ کہکر ایرج و شہریار و رستم و سہراب سے کہا کہ آپ لوگ اپنی کنیز
مضراب سے بھی تو مل آیئے اور اُس سے اپنے جانے کا حال بیان فرمایئے دیکھیے وہ کیا کہتی ہی اور
مین نے تو آپ سے عرض کیا کہ شوق سے تشریف لے جایئے مین نہ روکونگا جب کہ آپ کو مرد بزرگ کا حکم
ہوا ہی پس اخضر کو بھی تو خواب ہو چکا تھا اُس نے اسی سبب سے زیادہ اصرار نہ کیا بلکہ یہ کہا اگر
مین جبر سے روکونگا تو یہ ہوگا کہ آپ لوگون کے بھی بہت سے دیو و پری زاد مطیع ہین آپ اُن کے ذریعہ
سے تشریف لے جایئے گا اور یہ ہوگا کہ آپ لوگ ناخوش ہون گے تو مین آپ لوگون کو ناخوش نہین
کرنا چاہتا ہون یہ کہکر اخضر پری زاد نے سر جھکا لیا گو بہت صدمہ ہوا مگر کیا کر سکتا ہی اسی طور
سے سب اہل دربار کو صدمہ ہوا مگر ناچار ہین ان شاہزادون نے فرمایا کہ ای اخضر پری زاد ہم کو
تمہاری مفارقت کا بہت صدمہ ہی مگر ناچار ہین کیا کرین خلاف حکم خواب کے نہین کر سکتے ہین دوسرے
وہ لوگ جو کہ ہمارے متعلق ہین سب ہمارے لیے پریشان ہین جیسے تم ہم سے محبت و الفت کرتے ہو اسی
طور سے وہ لوگ بھی الفت رکھتے ہین پس ہم اُنکا کیونکر نہ خیال کرین اخضر پری زاد نے عرض کیا کہ
بہت بجا ارشاد ہوا مگر ہان ایک امر کا خیال رہے کہ مجکو کبھی کبھی اپنی خیریت مزاج سے آگاہ فرماتے
رہیے گا کہا کہ اچھا سرداران سہراب ثانی نے مثل جسان پری زاد و طوغان پری زاد و فرح دیو و دیو دران
و دیو غزالان و دیو بینا زناب و دیو جروس نے عرض کیا کہ ہم لوگ آپ کے ہمراہ ضرور چلین گے اور
اُن پری زادون اور دیوون نے کہ جن کو قید طلسم سے رہا کیا تھا اور صدف پری زاد و ہمایون
پری زاد نے بھی یہی عرض کیا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم تم سب کو لے چلین گے مگر ایک شرط سے
کہ تم لوگ پردۂ دنیا پر پہونچ کر بشکل انسان ہونا تاکہ وہ یہ نہ کہین کہ ہم آدمزاد ہین اور یہ پری زاد
ہین اور دیو ہین ہم اُن سے کیونکر مقابلہ کرین ہمارے حربے اُنپر کارگر نہ ہون گے اُن کے حربے ہم پر کارگر
ہون گے پس جب تم بصورت انسان ہوگے تو اُن کے حربے تم پر کارگر نہ ہون گے اور تمہارے اُنپر کارگر
ہون گے پس جو میرے اس حکم سے سرتابی کرے گا وہ سزا پائے گا پس اگر یہ منظور ہو تو چلو ورنہ کوئی
ضرورت نہین ہی سب نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم عالی بصورت انسان ہون گے اور کبھی اس حکم
سے سرتابی نہ کرین گے شاہزادے نے فرمایا کہ اچھا بہت سے سردارون نے اخضر پری زاد کے
بھی ہمراہ چلنا اسی شرط سے منظور کیا شاہزادے نے اُن سے بھی اقرار کر لیا کہ تم بھی چلنا پس راوی
نے بیان کیا ہی کہ اخضر پری زاد نے دربار برخاست کیا اور سب شاہزادون کو ہمراہ لے کر محل
مین آیا اور مضراب پری کو طلب کر کے شاہزادون کی تقریر اور خواب کا حال بیان کیا جب
مضراب نے یہ سُنا کہ میرا شوہر اور فرزند بھی پردۂ دنیا پر جاتا ہی پس تاب نہ رہی رونے لگی اور
کہا کہ مجکو بھی ہمراہ لے چلو فرمایا کہ یہ نہین ہو سکتا ہی آسمان پری کا واقعہ خیال کرو اور دیگر پری زادون
کا حال کہ جب صاحبقران اول یہان آئے تھے بہت سی پریان حبالۂ عقد مین لائے تھے جب
یہان سے تشریف لے گئے سب کو یہان چھوڑ گئے کسی کو ہمراہ نہین لے گئے پس تمکو یہان رہنا
اچھا ہی اپنے مان باپ کے پاس رہو ہم وقتاً فوقتاً آئین گے اور سہراب کو بھی لائین گے لاکھ
لاکھ مضراب پری نے اصرار کیا مگر کچھ پیش نہ گیا آخر مجبور ہوئی سر جھکا کر رہ گئی سہراب سے

کہا کہ اچھا تم اپنا داغ ہم کو دکھاؤ مشیت خدا مین کیا اختیار ہے اسوقت تمام محل مین غل و شور مچ گیا کہ
شاہزادے پردۂ دنیا پر جاتے ہین پس سب کو بہت صدمہ ہوا ہر ایک دل بیقرار ہو گیا یہ خبر اہل شہر کو بھی
معلوم ہوئی انکو بھی بہت صدمہ ہوا پس جب عقرب شاہ خاموش ہو رہی یہ سب وہان سے اپنے اپنے مقام
پر آئے پس دوسرے دن پھر اپنا ثانی وغیرہ نے سردارون کو طلب کرکے حکم دیا کہ سب اثاثہ طلسم اور
بارگاہ وغیرہ اور خزانہ نکلوایا جائے ہم سب لیکر پردۂ دنیا پر جاینگے اور کل اپنے لشکر کو جمع کرکے حکم دیا کہ تم سب
پردۂ دنیا پر پہونچ کر بصورت انسان ہو جانا اور جس قدر اخضر پری زاد نے کہا تھا کہ مین بھی اپنا لشکر
تمھارے ہمراہ کر دونگا انکو بھی طلب کرکے یہ حکم سنایا اور سامان سفر کا حکم دیا پس سامان سفر یہان
ہونے لگا ادھر شاہزادہ محل مین تشریف لایا اور نایاب پری اور سحاب پری اپنی بیبیون کو
طلب کرکے کہا کہ ہم تو پردۂ دنیا پر جاتے ہین تم یہان ہماری والدہ کے پاس رہو جب تمھارا جی چاہے
اپنے ماں باپ کو دیکھنے کو [illegible] عرض کرنا یہ تم کو دو ایک ماہ کے لیے بھیج دیا کرینگی پھر چلی آنا ان کی
اطاعت سے سرتابی نہ کرنا انھون نے جواب دیا کہ کیا مجال پس یہ کہکر وہ خاموش ہو رہین راوی
بیان کیا ہو کہ جب دوسرے دن دربار آراستہ ہوا پس سرور جنّی سے زائچہ کرایا اور کہا کہ آپ
تاریخ روانگی پردۂ دنیا کی جانے کی نیک مقرر فرمائیے پس سرور جنّی نے حساب کرکے عرض کیا کہ آج
کے [illegible] دن یہان سے کوچ فرمائیے وہ تاریخ اور دن دونون نیک ہین اور درمیان
[illegible] کوئی دن اچھا نہ تھا تاریخ کو جمعہ کا دن اچھا تھا اگر تاریخ سفر کی خراب ہے شاہزادون نے
کہا کہ اچھا [illegible] سردارون اور بادشاہون اور اہل لشکر کو اطلاع دے دی گئی کہ آج کے
[illegible] دن شاہزادے طرف پردۂ دنیا کے مع خدم و حشم کوچ فرمائینگے سب اپنا سامان
درست کرین راوی بیان کرتا ہے کہ یہان سامان سفر درست ہونے لگا ہر ایک مصروف سامان سفر کے
درست کرنے مین ہوا شاہزادے انتظار مین اس دن کے مصروف ہین پس راوی ان سب کو اسی
انتظار مین رکھتا ہے کہ وہ دن آئے تو سفر کرین اور یہ سب خوش ہین پس اہل شہر اور اہل لشکر اخضر
پری زاد اور [illegible] اخضر پری زاد کو اور خود اخضر پری زاد و اہل محل و عقرب شاہ پری و
سحاب پری و نایاب پری کو اسی صدمے ہین کہ شاہزادون سے جدائی ہوتی ہے مصروف
[illegible] بیان کرے گا اگر حیات نے وفا کی اب ان سب کو تو رنج و غم مین اور ان
سب کو سامان سفر اور جانے کی خوشی مین مصروف رکھا جاتا ہے اور اب دوسرا قصہ بیان ہوتا ہے پس اب
راوی عنان قلم کو دوسری داستان کی طرف منعطف کرتا ہے

ز جانب دیگر داستان گوشی کن	از ین قصہ یک دم [illegible] مشغول کن

اب راوی ان نامون کا حال تحریر کرتا ہے جو کہ رستم خان جن گنجا بسے نے تمام ممالک اہل اسلام کو
اس خبر کے لیے لکھے تھے کہ صاحبقران ثانی شہ طلسم کی پیش تشریف فرما ہین پس اپنی اپنی ملک سے لیکر روانہ
ہو اور اسکے بعد خود تمام [illegible] وہان کا بندوبست کرکے یا [illegible] آئے اور اپنے بندوبست
مین مصروف ہوئے تھے پس اب یہ حال تحریر ہوتا ہے [illegible] دوسری داستان کا تحریر ہوگا
اس کے بعد پھر اور حال تحریر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالی

اب دو کلمہ داستان نامون کا رستم خان جن گنجا بسے کے ہر ایک ملک کے بادشاہ ۸

کے پاس پہونچنا اور اُسکا اپنے ملک کا بندوبست کر کے طرف نہ طاق کے روانہ ہونا اور خود رستم خان کا لشکر لیکر روانہ ہونا اور بہرام خاوری کا اور شہزادہ تومان خاوری کا مع ناموس کے ترکستان میں پہونچنا اور سب حال بیان کرنا اور وہان سے پھر خاور میں آنا اور اپنا بندوبست کر کے طرف نہ طاق کے روانہ ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیان کیے جاتے ہیں

مخمس کہا ساقی نامہ

جسے کہ یاد نہ ہو اپنا آشیان صیاد — بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد
عبث عبث نہ ہو تو مجھ سے بدگمان صیاد — کٹکٹی ہی ہیچ قفس میں مری زبان صیاد
میں ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

ابھی نہیں ہی ستمگار میری قدر تجھے — ارے گا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے
وہ ہون میں رونق گلزار ہی مرے دم سے — اڑا اے نغمہ سرائی میں ہوش بلبل کے
ہون چند روز ترے گھر میں میہمان صیاد

عزیز رکھتے ہیں مے خوار ساغر ومل کو — بغیر گل نہیں آرام و چین بلبل کو
صد آفرین ہی مرے صبر اور تحمل کو — کہ بھولتا نہیں جا کے قفس سے بھی گل کو
کہ تا نہ ہو مری جانب سے بدگمان صیاد

مرا خیال ترے دل میں کب گذرتا ہی — کبھی نہ مانون گا میں تو خدا سے ڈرتا ہی
غرض کہ میری ہلاکت یہ تو ہی مرتا ہی — پرون کو کھول دے ظالم جو قید کرتا ہی
قفس کو لیکے میں اڑ جاؤنگا کہاں صیاد

ادھر ہی تاک میں اُٹھانے کے ترے سنبل — اُدھر ہی دام بچھائے ہوے محبت گل
پھنسا ہی لینے کی ہی فکر جا بجا بالکل — نکالیو نہ قدم آشیان سے اے بلبل
لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہاں تہاں صیاد

اگرچہ میری ہی کی اس نے خانہ بربادی — مگر کبھی نہ کسی روز میں ہوا شاکی
پر اب تو ظلم یہ چلا دینے کمر باندھی — چمن میں رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یون ہی ہو جائے بے نشان صیاد

نہ اس کے دام میں آتا میں زینہار اے رند — پہ شہباش میں اٹھاتا نہ زینہار اے رند
کبھی قریب نہ جاتا میں زینہار اے رند — فریب دانہ نہ کھاتا میں زینہار اے رند
نہ کرتا دام اگر خاک میں نہان صیاد

بیت

سخن آراے گلزار معانی — چنین آراستہ عقد دُر لآلی

راویان شیرین زبان و حاکیان خوش بیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہیں کہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ سید آسمان

اس مقام پر جلد دوم مین چھوٹی تھی کہ رستم خان بن کنجاب نے جب حسین سوداگر سے سُنا کہ
ارزنگ بن زمرد ثانی نے شہر خاور پر لشکر کشی کی تھی اور بہرام خاوری نے شکست کھائی
اور فرار کیا ارزنگ نے قبضہ کر لیا تھا اور ملک قاسم کے مقبرہ کے منہدم کرنے کا قصد کیا تھا کہ تصویر
ملکہ ثریا سیم تن پر عاشق ہو کر اس امر سے باز رہا اور وہان سے چلا آیا اور بعد نامہ و پیام کے
اپنی طرف سے ابرار خاوری کو خاور کا حاکم کر کے اور خود لشکر لے کر طرف شہر آفتاب نما کے
گیا ہی پس رستم خان لشکر لے کر خاور پر آئے ابرار خاوری نے اطاعت کی اور یہان کا
بند و بست کیا یہ بھی حسین سوداگر سے سُنا تھا کہ بدیع الملک نوجوان جو کہ اب صاحبقران ہین
اُنھون نے شہر طاق پر لشکر کی ہی اور سمندریہ پر سمندر شاہ سے مقابلہ ہو رہا ہی پس اس نے
خیال کیا تھا کہ کمک پر ضرور ہی پس خاور سے چار سو یا ساڑھے چار سو کے قریب نامہ تمام ممالک اسلام
کو تحریر کیے تھے جو جو ملک حمزہ صاحبقران و صاحبقران ثانی نے اور انکی اولاد و سرداروں نے
فتح کیے تھے اُن سب کے نام طرف ہندوستان و فرنگستان و ترکستان وغیرہ کے روانہ کیے تھے یہ تو
نامہ روانہ کر کے پھر باختر کو روانہ ہو سکے تھے اور قاصد نامہ لے کر اُن ملکون کی طرف گئے تھے پس یہ داستان
یہان پر چھوڑی گئی تھی اب راوی بیان کرتا ہی کہ جب یہ خاور سے باختر مین آئے پس اپنا بند و بست
کیا اور اپنی طرف سے کسی کو یہان کا حاکم کیا اور خود لشکر قریب ایک لاکھ کے لے کر شہر طاق کی طرف
روانہ ہوئے کہ انکا ذکر وقت پر ہوگا اب راوی بیان کرتا ہی کہ جس بادشاہ اور حاکم اہل اسلام کے
پاس نامہ رستم خان کا پہونچا اور وہ حال سے آگاہ ہوا فوراً اُس نے بند و بست کیا اور اپنی طرف
سے کسی کو حاکم کر کے روانہ ہوا لشکر لے کر ہندوستان سے اولاد لندھور مین سے روم سے اولاد قیصر
روم سے چین سے اولاد بہرام مین سے پس جس نے نامہ پایا روانہ ہوا کوئی لاکھ سے کوئی دو لاکھ سے
کوئی تین لاکھ سے طرف شہر طاق کے روانہ ہوئے کہ ان سب کا حال آئندہ تحریر ہوگا اگر موقع ملا اُسی زمانہ
مین رستم خان کا نامہ پاس محکوم شاہ حاکم فرنگوشیہ اور احکام شاہ حاکم زرنگوشیہ
کے بھی پہونچا تھا کہ یہ لوگ بھی روانگی کا بند و بست کر رہے تھے کہ برجلیس لشکر لے کر پہونچا اور شہر کو
تباہ کیا محکوم شاہ زرنگوشیہ کو گیا اور برجلیس زرنگوشیہ پر لشکر لے کر پہونچا احکام شاہ
نے اطاعت اُس شرط کے ساتھ کی جو کہ قبل مین مذکور ہو چکی ہی پس بدین سبب احکام شاہ نے
اپنا قصد موقوف کر دیا کہ ایسا نہ ہو کہ جب برجلیس کو خبر ملے کہ احکام شاہ نے میری تو اطاعت
قبول کی جب مین وہان سے چلا آیا تو اس نے لشکر لے کر بدیع الملک کی کمک کا قصد کیا ہی اور
کوچ کر کے چلا گیا اُس کے ہمراہ اہل اسلام کے دشمن جانی و دریائی مثل ارزنگ و سخت گیان و
اولاد تورج کے موجود ہین وہ ضرور اُسکو ورغلائین گے ایسا نہو کہ پھر وہ ادھر آئے اور مثل فرنگوشیہ
کے اسکو بھی تباہ و غارت کرے تو ہزارہا بندگان خدا کی جانین برباد ہونگی اور ان سب کا خون
ناحق میرے اوپر ہوگا اس سے نہ جانا بہتر ہی جب سنا ہوگا تو یہی حال عرض کر دیا جائے گا پس
اس سبب سے نہ احکام شاہ نہ محکوم شاہ براے کمک گئے پس راوی نے بیان کیا ہی کہ
جن جن ملکون کو برجلیس نے غارت و تباہ کیا تھا اُن کے حاکم و بادشاہ اس سبب سے براے کمک
نہین گئے اور جس جس نے بسبب اپنی دانائی خواہ بسبب خوف کے اطاعت اُسی شرط کے ساتھ
قبول کر لی کہ جس طرح سے محکوم شاہ و احکام شاہ نے کی تھی وہ اُسی خیال سے نہ گئے کہ جس

خیال سے احکام شاہ نہ گیا تھا بس راوی اُن شاہوں اور سرداروں کو مع لشکر و سپاہ کے براسے
ملک بدیع الملک روان رکھا جاتا ہی اور اب حال شہر ترکستان اور بہرام خاوری کا اور
توماں فرزند بہرام خاوری کا بیان کیا جاتا ہی کہ بہرام خاوری کی داستان اس مقام تک جلد اول
مین بیان ہوئی ہی کہ عطراق عیار نے بہرام خاوری کو مع سرداروں کے رہا کیا عیاری کر کے اور سب
کو لے کر طرف ترکستان کے بہرام خاوری رہا ہو کر روانہ ہوا اور توماں فرزند خاوری کی داستان
یہان تک جلد اول مین تحریر ہوئی ہی کہ جب یہ ناموس اور لشکر و خزانہ و قید ارزنگ لے کر چلا آتا تھا
اور راہ مین لشکر ارزنگ ملا تھا گو شکست خوردہ تھا اور گوجر بخت نیزل اسکا عیار وہاں پہونچ گیا تھا
مگر یہ شریک توماں سب لشکر ہوا تھا اور گوجر نے عیاری کر کے ارزنگ کو رہا کیا تھا اور لشکر پر شبخون
مار کر چلا گیا تھا ارزنگ کا حال تحریر ہو چکا ہی کہ اُس نے رہا ہو کر کیا فساد برپا کیے اور توماں دوسرے
دن لشکر لے کر ترکستان کی طرف مع ناموس اور خزانہ کے روانہ ہوا تھا اب وہ حال بیان ہوتا ہی کہ
کہ توماں چلا جاتا ہی یہ تو جب قریب ترکستان پہونچا اس نے خیمہ وغیرہ برپا کیے اور وہاں مین فروکش
ہوا جب توماں بعد قطع منازل و طی مراحل کے قریب ترکستان پہونچا اور فروکش ہوا یہ تو یہاں
فروکش ہی اب اُدھر کا حال سنیے کہ سلیمان شاہ جو ان دنوں صاحبقران کی طرف سے
حاکم ترکستان ہی دربار مین بیٹھا ہوا ہی یہ بہت مرد با مروت اور بہادر ہی ترکستان مین قریب آٹھ
لاکھ کے لشکر ہی اور سب ترک ہین اس لشکر کے سردار اور افسر اسکے حاضر دربار رہتے ہین یہ بہت عدل و
انصاف سے حکومت کرتا ہی سب رعایا اور برایا اس سے شاد ہی برابر خراج خزانہ عامرہ مین پہونچائے
جاتا ہی بس یہ دربار مین بیٹھا تھا اور سب اہل دربار حاضر دربار تھے کہ چند ہرکارے حاضر دربار ہوئے مجرا
بجا لائے اور دعا و ثنا سے شاہی ادا کی بس جب عرض کر چکے کہا کہ ہم ایک تازہ خبر لے کر حاضر ہوئے
ہین سلیمان نے کہا کہ بیان کرو اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم بیرون شہر سے گئے تھے ہم نے ایک لشکر
دیکھا با طریقہ سے معلوم ہوا کہ یہ لشکر خدا پرستوں کا ہی بس ہم نے جو لشکر مین جا کر دیکھا تو پہچانا کہ
یہ لوگ خاوری ہین دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ توماں فرزند بہرام خاوری مع مال و خزانہ و سپاہ
و ناموس کے خاور سے بھاگ کر ادھر کو آیا ہی جب ہم نے یہ سنا تو دریافت کیا کہ کیوں بھاگے ہین تو
معلوم ہوا کہ کوئی کافر ہی ارزنگ بن زہر ذبانی اُس نے شہر خورشید نگار سے آٹھ لاکھ کا لشکر لے کر
خروج کیا ہی اُس کے ہمراہ اولاد لو رنج بھی ہی وہ بہت زبردست ہین بس ارزنگ جب
خاور پر آیا بہرام شاہ خاوری کو نامہ بھیجا اور کہا کہ دین اسلام ترک کر کے میری بندگی کرو
کہ مین خدا ہوں اور میری اطاعت قبول کرو ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہو گے اگر ایسا نہ کرو گے بس جب
یہ بہرام شاہ کو معلوم ہوا انھوں نے جواب صاف تحریر کیا مقابلہ ہوا شکست کھائی اسیر ہوئے
شاہزادہ خزانہ و ناموس کو لے کر ادھر چلا آیا بلکہ یہ کہا تھا کہ عیار کے ذریعہ سے ارزنگ کو بھی چھڑوا
منگایا تھا اسکی قید سے ہوئے ادھر آتا تھا کہ ارزنگ کا لشکر کسی طرف سے آتا تھا اور عیار آ گیا وہ
عیاری سے رہا کر گیا اور لشکر پر شبخون مار کر وہ لوگ چلے گئے انھوں نے شاہزادے کے ہمراہ تکرار کیا بس
شاہزادہ توماں یہاں آیا ہی کہ بادشاہ ترکستان سے ملے اور انکو ہمراہ لے کر اپنے ملک کو
جا کے ارزنگ کو شکست دے کر اپنے ملک پر قبضہ کرے یہ جو ہم نے اہل لشکر سے سنا خیال کیا
کہ اپنے بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کرین وہاں سے چلے اور حاضر خدمت ہوئے سلیمان شاہ

ترک نے جب یہ سُنا بہت افسوس کیا اور کہا کہ ایک صاحبقران کے نہ ہونے سے یہ سب خرابیان
ہین دوسرے واقعی امر یہی ہی کہ جب سے علمشاہ و ملک قاسم خاور سیاہ نے شہادت پائی یہ لوگ
بالکل بے دست و پا ہو گئے گو ایرج نامدار ہین اور رستم ثانی و شہریار ذی وقار مگر ان لوگون
کو اپنے ممالک کی خبر سے مہلت نہین ہی وہ کیونکر ان ممالک کی خبر رکھین دوسرا امر یہ ہی کہ اولاد
حمزہ صاحبقران کو ملک گیری اور کفار کشی سے فراغت نہین ملتی ہی وہ کیونکر ممالک کی خبر رکھین آج
یہان ہین کل قاف مین پرسون ایسے مقام پر ہین کہ جسکی کسی کو خبر نہین پس کیا کیا جاے کافرون کو
مہلت ملتی ہی وہ وقت کو غنیمت جان کر ہم لوگون کو دبا لیتے ہین جو دب گیا اسکو مار لیا اور جو نہ دبا
اس سے روگردانی کی خیر چند سردار جائین اور شاہزادہ تومان خاوری کو مع ناموس و خزانہ کے شہر مین
لے آئین اور چند مکانات خالی کیے جائین تاکہ یہ لوگ انمین فروکش ہون اور لشکر کو چھاؤنی مین جگہ دیجائے
پس یہ سب بند و بست اسی وقت سے ہونے لگا چند سردار دربار سے باہر آئے اور مرکب پر سوار ہو کر
طرف لشکر کے روانہ ہوے یہان بموجب حکم مکانات خالی کیے گئے اور چھاؤنی مین لشکر کے اُترنے کا بندوبست
کیا گیا مکانات آراستہ کیے گئے اُدھر سردار شہر سے نکل کر لشکر تومان مین آئے تومان خاوری
سردارون سے کہہ رکھا تھا کہ نامہ روانہ کر کے بادشاہ ترکستان کو اپنے آنے کی خبر کرون کہ سرداران
سلیمان شاہ ترک پہونچے لشکر کو دیکھا اہل لشکر نے روکا انھون نے کہا کہ ہم بادشاہ کے پاس سے
تمھارے شاہزادے کے استقبال کو آتے ہین پس انھون نے تومان کو خبر کی تومان خود بارگاہ سے
اُٹھکر مع سردارون کے باہر آیا صاحب سلامت کے بعد مزاج پرسی کر کے بارگاہ مین لایا بہت عزت
سے بٹھایا انھون نے کہا کہ بادشاہ کو آپ کی تشریف آوری کی خبر بذریعہ ہرکارون کے ہوئی ہم لوگون
کو روانہ کیا کہ جا کر لے آؤ پس ہم حاضر ہوتے ہین تشریف لے چلیے دیر نہ فرمائیے بادشاہ منتظر ہونگے
یہ سُننا تھا کہ تومان خاوری نے حکم دیا کہ لشکر تیار رہو پس اُسی وقت تمام لشکر مین بند و بست ہوا
پس سردار تومان خاوری کو لیکر مع ناموس و لشکر و خزانہ کے داخل شہر ہوا سب اہل شہر کو معلوم ہوا
کہ خاور سے لشکر اسلام بھاگ کر آیا ہی کسی کافر نے لشکر کشی کی تھی شکست کھائی پس تومان خاوری
شہر کی سیر کرتا ہوا ہمراہ ان سردارون کے قریب عمارت شاہی کے آیا ان سردارون نے تومان خاوری
سے کہا کہ یہ مکانات آپ کے فروکش ہونے کے لیے بادشاہ نے مقرر فرمائے ہین ان مین ناموس کو
فروکش فرمائیے خزانہ رکھیے اور لشکر کو چھاؤنی مین روانہ فرمائیے پس تومان خاوری نے لشکر کو حکم دیا
کہ آپ لوگ جائین چھاؤنی مین اُترین ادھر تومان نے ناموس کو ان مکانات مین اُتارا خزانہ ایک
مکان مین رکھا اسپر پہرہ چوکی مقرر کیا آپ سردارون کے ہمراہ طرف دربار کے چلا ادھر ان لوگون نے لاکر
لشکر خاور کو چھاؤنی مین مقیم کیا اسباب بند و بست کر کے دربار مین آئے یہان تومان خاوری ہمراہ
سردارون کے داخل دربار ہوا یہان سلیمان شاہ ترک تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور سب سردار حاضر تھے
جب تومان سامنے پہونچا تومان نے سلیمان شاہ ترک کو سلام کیا باقی اہل دربار نے تومان
کو سلام کیا سرداران تومان نے سلیمان شاہ کو سلام کیا ان سب کو اشارہ بیٹھنے کا ہوا سب
علی قدر مرتبہ کرسیون پر بیٹھے تومان کو سلیمان شاہ ترک نے دنگل برابر اپنے تخت کے مرحمت کیا
تومان خاوری اُس دنگل پر بیٹھا سلیمان شاہ نے حالت دریافت کی تومان نے سب حالات
جنگ اور خروج ارزنگ و دیگر حالات اور اپنا ادھر کو مع ناموس و خزانہ آنا حملہ طراق عیار کا ارزنگ

کو اسیر کرکے لانا اور اُسکا رہا ہونا کوچر کا عیاری کرکے رہا کرلے جانا اور لشکر ارزنگ کا شب خون مارنا
عجب حال بیان کیا جو کہ جلد اول میں اسی دفتر کے یہ حقیر تحریر کر چکا ہے اور ناظرین نے ملاحظہ کیا ہوگا پس
جب قومان بیان کر چکا اُس وقت سلیمان شاہ ترک نے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں میں سامان جنگ
کرکے آپکے ہمراہ چلتا ہوں اور اُس کافر کو اس حرکت کی سزا دیتا ہوں اگر خداوند کریم نے چاہا قومان
نے جواب دیا کہ والد بزرگوار نے اسی سبب سے تو مجکو ادھر روانہ کیا اور اُس امر کا بھی خیال رہے کہ
طمطراق نے کہا ہے اگر میرا موقع چلا تو ضرور رہا کرکے لاؤنگا اُنکو سلیمان شاہ نے کہا کہ اچھا پہلے
کہا کہ استدعا ہے کہ آپ لوگ میرے مہمان ہیں جب تک کہ آپ یہاں سے خاور کی طرف کوچ کرینگے
قومان نے جواب دیا کہ جو آپ کی مرضی پس بعد تھوڑی دیر کے سلیمان شاہ نے دربار برخاست کیا
اور یہ حکم دیا کہ سامان سفر جنگ تیار ہو ہم طرف خاور کے براے مقابلہ ارزنگ سفر کرینگے اور
قومان کی دعوت کا سامان مہیا ہو پس سلیمان داخل محل ہوا اور قومان اپنے مقام پر آیا جہان
اُترا تھا پس سب مکانات کو آگے خوب آراستہ پایا سب سردار قومان کے بھی اور مکانات میں اُترے
دعوت کا سامان ہوا کھانا وغیرہ آیا سب نے کھایا ادھر سرداروں نے بادشاہ کا حکم اہل لشکر کو پہنچا دیا
وہاں سامان ہونے لگا پس راوی نے بیان کیا ہے کہ روز سلیمان شاہ ترک دربار کرتا ہے قومان
دربار میں آتا ہے سلیمان کہتا ہے کہ پریشان نہ ہو میں چلتا ہوں یہاں لشکر میں سامان سفر ہو رہا ہے
قومان کو آئے ہوئے کوئی پانچ روز گذرے تھے اور ابھی سلیمان نے سفر نہیں کیا ہے دربار آراستہ
تھا کہ ہرکاروں نے آکر دعا و ثنائے شاہی بجا لاکر مجرا گاہ سے مجرا کرکے عرض کیا کہ ہم غلام اس وقت
براے بالاروی گئے تھے ہم نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی جب دامن گرد شگافتہ ہوا اُس گرد سے
بہرام شاہ خاوری مع چار سو سرداروں کے پیدا ہوا ہم نے جو بڑھکر دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ عیار نے بہرام شاہ کو تنہا عیاری کرکے رہا کیا اور یہ سب لوگ وہاں سے ادھر کو چلے آتے ہیں راوی
نے بیان کیا ہے کہ جب طمطراق نے بہرام شاہ کو عیاری کرکے مع سرداروں کے رہا کیا پس
اُس وقت بہرام شاہ نے وہان سے طرف ترکستان کے کوچ کیا تھا طمطراق ہمراہ تھا
اور سب سردار بھی ساتھ تھے پس بعد قطع راہ کے یہاں آکر پہونچے پس طمطراق کی عیاری کرنے کا
اور رہا کرنے کا اور ان کے ادھر کو روانہ ہونے کا سب حال یہ حقیر جلد اول میں تحریر کر چکا ہے ناظرین
عالی فہم نے ملاحظہ فرمایا ہوگا اور یاد ہوگا کوئی ضرورت یہاں تحریر کرنے کی نہیں ہے کیونکہ طول ہوگا پس
ہرکاروں نے عرض کیا کہ جب ہم نے یہ سُنا فوراً وہاں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ کو
خبر کریں یہ سُنتا تھا کہ قومان نے سلیمان شاہ سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں والد بزرگوار کا استقبال
کرکے لاؤں اور اُنکی قدم بوسی حاصل کروں سلیمان شاہ نے کہا کہ بسم اللہ پس قومان اپنے
سرداروں کو لیکر دربار سے گیا ہمراہ بلکہ کئی سردار سلیمان شاہ نے اپنے بھی ہمراہ کر دیے پس سب
مرکبوں پر سوار ہوکے بیرون شہر آئے تھے کہ پھر اسی صحرا سے گرد پیدا ہوئی جب دامن گرد کا شگافتہ ہوا
قومان خاوری و سرداروں نے دیکھا کہ بہرام شاہ آگے آگے اور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے
طمطراق عیار عقب میں سب سردار جو کہ قید ہوگئے تھے پس جیسے قومان کی نگاہ باپ پر پڑی اور
سرداروں کی بھی نگاہ بادشاہ پر پڑی مرکبوں پر سے اُتر پڑے اور پیادہ پا چلے ادھر بہرام
بہرام نے اپنے فرزند کو اور سب سرداروں کو دیکھا پس مرکب روک لیا قومان نے قریب پہونچ کر

مجرا کیا اور رکاب کو بوسہ دیا سب سرداروں نے بھی مجرا کیا پس مرکب پر سے اُتر کر بہرام نے اپنے فرزند کو
گلے سے لگایا اور بہت تعریف کی جرأت اور بہادری کی اور تحقیق مندی کی سرداروں کے نمک حلالی کی بہت
داد دی اُنھوں نے بھی قدم چومے طمطراق بھی ملا پس توماں کو بہرام نے مرکب پر سوار کیا اور خود
بھی سوار ہوئے اور سب کو ہمراہ لشکر ہمراہ توماں کے شہر میں آئے یہاں سلیمان شاہ ترک
انتظار کر رہا تھا اور سب سرداروں کو استقبال کے لیے روانہ کیا تھا وہ سردار راہ میں ملے پس ان سب
کو لے کر دربار میں آئے باہم بادشاہوں میں صاحب سلامت ہوئی سرداروں نے سلام و مجرا کیا
سلیمان شاہ نے اپنے برابر بہرام کو تخت پر بٹھایا سب سردار بیٹھے جب دربار آراستہ ہو چکا اُس
وقت سلیمان نے کیفیت جنگ اور رہائی دریافت کی پس بہرام نے کہا کہ آپ سے توماں نے تو
عرض کیا ہوگا جواب دیا کہ ہاں مگر آپ بھی بیان فرمائیے پس بہرام نے سب حال بیان کیا اور اپنی
رہائی کی حالت بیان کی اور آنے کی اور ارزنگ کا حسب و نسب بیان کیا اور کہا کہ وہ کم بخت
کہتا ہے کہ میں خدا ہوں میرا دادا لقا دیا پدر مجکو چولہ خدائی دے گئے اور چولہ بدل کر طرف آسمان
کے چلے گئے ہیں یہ اُس نے گمراہی اختیار کی ہے میں نے لاکھ لاکھ تدبیر کی کہ فتح میری ہو مگر ستارہ برگشتہ
تھا نہ ہوئی اسیر ہو گیا میں نے توماں کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا مع ناموس اور خزانہ کے کہ یہ تو
بچے اور یہ بھی خیال تھا کہ جب آپ کو خبر ہوگی آپ ضرور میری کمک فرمائیے گا سلیمان شاہ نے
جواب دیا کہ میں نے تو قرار کیا تھا کہ میں چلتا ہوں اور لشکر کو سامان سفر و جنگ کا حکم دیا تھا ادھر
سامان سفر و جنگ تیار ہو جاتا میں یہاں سے آپ کے فرزند کو لے کر کوچ کرتا خوب ہوا کہ آپ بھی
تشریف لے آئے دو ایک دن قیام فرمائیے پھر یہاں سے کوچ کیجئے اُس سے مقابلہ کرکے شکست
دیں گے اگر خدا اکرم کا فضل شامل حال ہوا بہرام نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ پس بعد تھوڑی دیر
کے دربار برخاست کیا بہرام شاہ اپنے فرزند کے ہمراہ اُس مقام پر مع سرداروں کے آیا کہ جہاں
اُنکا ناموس اُترا ہوا تھا سرداروں کو مکانات میں فروکش کر کے خود داخل ناموس ہوا پس بادشاہ
کو دیکھکر سب خوش ہوئے بہرام شاہ اپنے ناموس سے ملا سب کو خوشی ہوئی سلیمان شاہ کے
یہاں سے سامان دعوت آیا خوب راحت سے وہ دن اور شب بسر کی صبح کو مع سرداروں کے دربار میں
آئے سلیمان شاہ ترک نے بڑی عزت و آبرو سے بٹھایا دربار آراستہ ہوا سلیمان شاہ نے
کہا کہ آپ اطمینان فرمائیں میں آج کے آٹھویں دن آپ کے ہمراہ لشکر لے کر چلوں گا بہرام شاہ
نے کہا کہ اچھا پس اب ہر روز بہرام شاہ دربار میں آتا ہے اسکو آئے ہوئے کوئی چھ روز ہو سکے تھے
صبح کا وقت تھا دربار آراستہ تھا کہ درگہ سالار نے آکر عرض کیا مجرا کر کے کہ ایک نامہ بر رستم خان بن
گنجاب کا نامہ لے کر آیا ہے مگر کہتا ہے کہ میں خاور سے آیا ہوں بار چاہتا ہے سلیمان شاہ ترک نے
کہا کہ نامہ بر کو بھیج دو درگہ سالار نے جا کر نامہ بر سے کہا کہ جا ور راوی کہتا ہے کہ یہ وہی نامہ بر ہے جس کو
رستم خان نے نامہ دے کر روانہ کیا تھا اُنھیں ناموں میں سے یہ نامہ ہے جو کہ خاور سے چار سو یا ساڑھے
چار سو تحریر ہو کر بھیجے گئے تھے پس یہ نامہ بر نامہ لے کر ادھر کو آیا تھا جب درگہ سالار نے نامہ بر سے کہا
کہ چلئے طلب کیا ہے پس نامہ بر اندر بارگاہ کے چلا اُدھر سلیمان شاہ ترک نے بہرام شاہ
سے کہا کہ یہ کیا سبب ہے کہ رستم خان نے خاور سے نامہ تحریر کیا یہ خاور میں کیونکر پہونچے
بہرام شاہ نے کہا کہ معلوم ہوا جاتا ہے نامہ سے اور نامہ بر کی زبانی سب ظاہر ہوگا ادھر نامہ بر نے

داخل بارگاہ ہوکر بہرام شاہ و سلیمان شاہ ترک کو سلام کیا چوکی کرسی مرحمت ہوئی اُسپر نامہ بر
بیٹھا جام مرحمت کیا گیا نامہ بر نے ساقی سے جام لے کر پیا سلیمان شاہ نے کہا کہ کیونکر آنا ہوا اُسنے
کہا کہ میں اپنے بادشاہ کا نامہ آپ کے نام لے کر حاضر ہوا ہوں سلیمان شاہ نے کہا کہ لاؤ اُسنے
عمامہ سے نامہ نکال کر پیش کیا سلیمان شاہ نے کہا کہ رستم خان بن کنجاب تو باختر میں
حکومت کرتے تھے بحکم صاحبقران یہ خاور میں کیونکر پہونچے اور کیونکر یہ نامہ روانہ کیا نامہ بر نے
عرض کیا کہ آپ کو نامہ سے ظاہر ہوگا کہا کہ تم بیان کرو تب اُس نے کہا کہ اصل حال یہ ہے کہ خاور پر
ارزنگ بن زہر وسے لشکر کشی کی بہرام شاہ خاوری جو کہ یہاں تشریف فرما ہیں اُنھوں نے
مقابلہ کیا لشکر نے شکست کھائی تو بہان شاہ فرزند بادشاہ ناموس و خزانہ لیکے کر آپ کی
طرف آتے ارزنگ نے شہر پر قبضہ کر لیا تھا طراق نے عیاری سے ارزنگ کو قید کیا تھا وہ
فرزند بہرام شاہ کے پاس قید تھا اُسکا عیار رہا کر لایا تھا بہرام شاہ کو اُنکا عیار رہا کر لے گیا
پس جس وقت بالکل ارزنگ کا قبضہ خاور پر ہو گیا اُس نے جو شہر کی سیر کی بالک قاسم کے مقبرہ
پر پہونچا اُسکو سنگتراشان نے درغلا کر اسی امر پر آمادہ کیا کہ مقبرہ کھود کر گرا دیا جائے وہ اسی
امر پر آمادہ ہوا اہل شہر بگڑ بیٹھے اسی حالت میں ایک حسین سوداگر ایک تصویر لیکر پہونچا وہ تصویر
ملکہ ثریا سے سیمتن ہمشیرہ برجیس آفتاب پرست کی تھی یہ واقعہ یہ ہے کہ ایک اقلیم ہے خورشید
وہاں بہت سے ملک ہیں اُن ملکوں میں یہ مذہب ہے کے لوگ آباد ہیں پس ایک بادشاہ تھا کہ اُس کا
نام خورشید شاہ تھا وہ آفتاب پرست تھا اُسکی ایک دختر ہے نام اُسکا بدر سیمتن ہے وہ بہت
حسین ہے وہ ہمیشہ کہتی ہے کہ میں خداوند آفتاب پر عاشق ہوں اور خداوند میرے ا... پس اُس
نامہ بر نے سب حال برجیس کی ولادت اور سب اقلیم کو آفتاب پرست کرنے کا اور جو حسین سوداگر
نے رستم خان سے بیان کیا تھا سب بیان کیا پس کہا کہ اُسکی ایک بہن ہے قمر پا سے سیمان تن
اُسکی تصویر لاکر حسین سوداگر نے ارزنگ کے ہاتھ فروخت کی سو ارزنگ عاشق ہو گیا مقبرہ
منہدم کرانے سے باز رہا آکر برجیس کو نامہ لکھا جب وہاں سے جواب صادق آیا تو ارزنگ اپنی
طرف سے ابرار خاوری کو خاور کا حاکم کر کے اور خوب بند وبست کر کے طرف شہر آفتاب گئے کہ جہان
برجیس خدائی کرتا ہے روانہ ہو گیا اُسی بادشاہ یہ خبر ہمارے بادشاہ کو اُسی سوداگر نے آکر دی اور ایک
تصویر ملکہ کی دی بادشاہ نے وہ تصویر تو واپس کی اُس سوداگر نے کہا کہ میں نے یہ تدبیر کرکے ارزنگ
کو تو اُدھر روانہ کیا اور آپ کو اس حال سے آگاہ کیا پس جاکر وہاں کا بند وبست فرمایئے اور اُس سوداگر
نے یہ بھی خبر دی کہ بدیع الملک کو صاحبقران ثانی نے صاحبقران کیا اور خود طرف کعبہ کے تشریف
لے گئے اب بدیع الملک نہ طاق پر تشریف فرما ہیں اُنپر کافرون کی چڑھائی ہے پس یہ خبر سنکے ہمارے
بادشاہ لشکر لیکر خاور پر آئے ابرار خاوری کو خبر ہوئی اُس نے آکر قدم بوسی حاصل کی اور کہا کہ ہم سب
اہل شہر نے قبضہ کر لیا تھا اور اُسکی اطاعت جان بچانے کو کی تھی چنانچہ جب وہ چلا گیا ہم لوگ پھر اپنے
اصلی مذہب پر آگئے تشریف لایئے ابرار خاوری بادشاہ کو لیکر شہر خاور میں آیا بادشاہ نے سب
ملک کو اسلام آباد پایا چونکہ زبانی سوداگر کے اور بذریعہ پرچہ اخبار معلوم ہو چکا تھا کہ جو آپ صاحبقران میں
اُنپر کفار نے نرغہ کیا ہے پس خاور میں سے ہمارے بادشاہ نے قریبًا چار سو سوار اچھے جرار ... کے ہمراہ
ممالک اسلام اور حاکمان خدا پرستان اور سلطان صاحبقران و دادا دہ صاحبقران و سرداران صاحبقران

کو تحریر فرمائے اور وہ نامے سب طرف روانہ کیے چنانچہ یہ بھی نامہ انھیں ناموں میں سے ہے اور خود اُسی ابرار
خاوری کو حاکم کر کے اور سب بند و بست کر کے باختر کو تشریف لے گئے ہیں نامہ لشکر ادھر آیا یہ واقعہ
ہوا اور اس سے ہمارے بادشاہ خاور میں پہونچے بہرام شاہ تو یہ حال سُنکے بہت خوش ہوا
کہ بہت سے شہر سے بلا دفع ہوئی خوب اہل شہر نے تدبیر کی اب میں یہاں سے جاؤنگا اور شہر کا بند و بست
کرونگا اب کوئی ضرورت انکے کمک کی نہیں ہے یہ تو یہ خیال کر رہا تھا کہ سلیمان شاہ نے نامہ دبیر کو
دیا اُس نے با آواز بلند پڑھنا شروع کیا پہلے اُسمیں تعریف خدا اور نعت انبیا تحریر تھی اُس کے بعد
تحریر تھا کہ مقام عجب ہے کہ آپ لوگ ایسے غافل ہوں کہ ایک اہل اسلام پر آفت آئے دوسرا خبر نہ
لے باوجودیکہ قریب ہو یہ طریقہ اہل اسلام کا نہیں ہے بلکہ یہ طریقہ ہم کو حمزہ صاحبقران نے
تعلیم فرمایا تھا کہ جب کسی تمہارے برادر ایمانی پر کوئی آفت آئی ہے تو اُسکی کمک کرو آپ کو یاد
ہوگا کہ حمزہ صاحبقران کس قدر مذہب و اہل اسلام کا پاس فرماتے تھے اور اُنکی اولاد میں بھی ابھی
تک وہی طریقہ جاری ہے اور ہم کو یہی حکم تھا ہم پر کیا منحصر ہے سب اہل اسلام کو ہم لوگ اُنکی
برابری نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ وہ لوگ تو غیر کے لیے اپنی جان نہیں عزیز کرتے ہیں بھلا یہ ہم سے
کب ہوگا کہ اپنے برادران ایمانی کی تو کمک کریں مقام حیف ہے کہ خاور پر اتنا بڑا واقعہ گذرے اور
بہرام شاہ شکست کھا کر بجائے کفار کا قبضہ ہوا اور آپ خبر نہ لیں باوجودیکہ قریب ہیں مجکو خیال
فرمائیے کہ جب میں نے سُنا فوراً لشکر لیکر پہونچا اور آپ نے بالکل خبر نہ لی وہ حمیت اسلام کیا ہوئی
افسوس ہے دو ایک دم کے غرور سے یہ بات ہوگی افسوس ہمارے آقا کی اولاد کا مقبرہ کفار تصرف کرنے
پر آمادہ ہوں اور ہم کو خبر نہ ہو اور وہ اولاد کی ایسی کہ جسکے احسان ہم پر ہوں دوسرے لوگ تو خبر سُنکے آئیں
اور جو قریب ہوں وہ خبر تک نہ لیں خیر یہ تو سب گذر گیا اب سب اہل اسلام کو لازم ہے کہ بدیع الملک
نوجوان جو کہ ابن صاحبقران ہیں اسیر کفار نے زعم کیا ہے لہذا اُنکی کمک ضروری ہے پس اُنکی کمک
کے لیے روانہ ہوں تم بھی لشکر لیکر جاؤ میں تو جاتا ہوں آئندہ تم کو اختیار ہے میں نے آگاہ کر دیا والسلام
جب یہ مضمون نامہ سُنا سلیمان شاہ ترک بہت شرمندہ ہوا اور کہا کہ جو کچھ تحریر کیا ہے بہت
درست تحریر کیا ہے بہت بڑی خرابی ہوئی کہ بیان کیا کروں یہ پرچہ نویس نے غلطی کی اُس نے یہ حال
نہیں تحریر کیا بہرام شاہ نے کہا کہ خیر وہ تو گذر گیا جو میرے مقدر میں تھا وہ ہوا اب مجکو اجازت
دیجیے کہ میں اپنے ملک کو جاؤں اور وہاں کا بند و بست کر کے اور لشکر لیکر طرف نرطاق کے جاؤں
سلیمان شاہ نے کہا کہ میں بھی تو آپ کے ہمراہ چلتا ہوں اب کوئی ضرورت نہیں ہے بس سلیمان شاہ
نے کہا کہ آپکو اختیار ہے یہ کہکر اپنے لشکر کے سرداروں سے کہا کہ سب سامان سفر درست ہے انھوں
نے عرض کیا کہ جی ہاں کہا کہ پرسوں ہم یہاں سے نرطاق کو کوچ کرینگے سب تیار رہیں عرض کیا کہ بہت
خوب پس سلیمان شاہ نے دربار برخاست کیا سب سرداروں نے آکر بادشاہ کے حکم سے اہل لشکر کو
آگاہ کیا لشکر میں تیاری ہونے لگی یہاں بہرام شاہ نے اپنے مقام پر آکر اپنے سرداروں کو حکم تیاری
سفر دیا یہاں بھی تیاری ہونے لگی سلیمان شاہ نے اُس نامہ بر کو انعام دے کر رخصت کیا تھا وہ
وہاں سے طرف قلعہ قمر بخش کے روانہ ہوا کیونکہ اُس کے پاس نامہ تھا جو کہ بنام حاکم قلعہ قمر بخش
تھا پس راوی نے بیان کیا ہے کہ دوسرے دن سلیمان شاہ ترک نے اپنی طرف سے اپنے فرزند کو
بادشاہ کیا کہ جسکا نام الماس شاہ تھا اور رعایا کو جمع کر کے اطاعت کا حکم دیا سب نے قبول کیا

اُس کے دوسرے دن سلیمان شاہ پانچ لاکھ سپاہ لیکر طرف نہ طاق کے روانہ ہوا اور بہرام شاہ
اُس سے رخصت ہوکر طرف خاور کے مع اپنے سرداروں اور ناموس اور لشکر کے روانہ ہوا سلیمان شاہ
تو طرف نہ طاق کے گئے اسکا بیان مع انقلاب جاتے ہیں انکا حال پھر تحریر ہوگا بہرام شاہ
خاور میں پہونچے ابرار خاوری کو خبر ہوئی وہ انکا استقبال کرکے لے گیا سب اہل شہر خوش ہوئے
کہ ہمارا بادشاہ اور شاہزادہ تشریف لایا رعایا بہت شاد ہوئی غم سے آزاد ہوئی ناموس محلات میں
اترے انکی زینت ہوگئی درو دیوار خوش ہوگئے مکان مکین کے آنے سے شاد ہوئے بہرام شاہ نے
دیوان میں آکر دربار کیا اپنے قدم سے تخت کو رونق بخشی سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے سب نے
خوشی کی نذریں دیں بادشاہ نے خوش ہوکر سب کو انعام و خلعت سے سرفراز کیا خوشی کی نوبتیں بجنے لگیں
ہر گلی کوچے میں چہل پہل مچ گئی بہرام شاہ نے ابرار سے سب حال دریافت کیا اُس نے کل واقعہ بیان کیا
بہرام شاہ نے کل سنا اور جو سردار اور اہل شہر تھے انکی خیرخواہی اور ایمانداری کی بہت تعریف
کی اور کہا کہ آپ لوگوں نے بہت جوانمردی اور بہادری کی آپ لوگ بہت ایمان کے پختہ ہیں خدا آپ کے حوصلوں
میں برکت عطا کرے یہ کہکر دربار برخاست کیا محل شاہی میں آیا اپنے محل کو دیکھکر بہت خوش ہوا سب شہر کی
سیر کی مقبرہ ملکہ قاسم پر آیا فاتحہ درود پڑھا مجاوران مقبرہ وغیرہ کو طلب کرکے بہت انعام دیا اور انکی
بہت تعریف کی پس پھر وہاں سے اپنے محل میں آیا پس پندرہ دن تک اس نے سب شہر کا بندوبست کیا اُس کے
بعد لشکر کو سامان سفر سے درست ہونے کا حکم دیا لشکر نے سب سامان درست کیا پس بہرام خاوری نے
اپنی طرف سے ابرار خاوری کو حاکم شہر کرکے اور اپنا کل خزانہ اور ناموس و سپاہ اُس کے سپرد کرکے دو لاکھ
سپاہ لیکر مع سرداروں اور فرزند کے طرف نہ طاق کے روانہ ہوا انکا حال بھی وقت پر تحریر
کیا جائیگا انشاء اللہ تعالےٰ

اب شمہ حال قلعہ قہر بخش کا سماعت فرمائیے

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب شہریار عالی وقار نے شہر قبیل سپاہ کو قتل کرکے تمام سپاہ لشکر کو شکست دی تھی اور
سہراب بن لندھور اور سپاہ فرنگی بوقت جنگ مغلوب ہوئے تھے جب شاہزادے نے حریفوں کو بھگا
دیا تھا اور اپنا خیمہ بیرون قلعہ برپا کیا تھا قہر و سخت حاکم قلعہ نے آکر قدم بوسی حاصل کی تھی شاہزادے
نے سہراب سے رستم ثانی کا حال دریافت کیا تھا اُس نے سب واقعہ بیان کیا تھا پس شاہزادہ
نے سہراب کو مع لشکر کے اس مقام پر مقیم کرکے اور قیام کرنے کا حکم دیکر اور اپنی بہادری الگ وہاں
کو قلعہ میں مقیم کرکے فقیر ہوکر بوقت شب نکل گیا پس جب صبح کو معلوم ہوا تھا تو سپاہ رستم ثانی نے بھی
فقیری اختیار کی تھی اور سپاہ فرنگی لشکر شاہزادے کو لیکر فرار ہوتا ان چلا گیا تھا سہراب
بن لندھور یہاں مقیم تھا دونوں شاہزادوں کا بہت صدمہ تھا مگر کیا کرے خیال کرتا تھا کہ لشکر لیکر کہاں
جاؤں میرے آقا کا یہ حکم تھا کہ میرے بھائی شہریار کے پاس رہنا انکا یہ حال ہوا انھوں نے کوئی حکم مجھکو نہیں
دیا یہ بہت پریشان تھا اور یہاں مقیم تھا یہ سب حالات جلد اول میں تحریر ہو چکے ہیں پس ہر روز دربار کرتا تھا
وہاں قلعہ میں حاکم قلعہ بہت خاطر سے ملکہ کے ساتھ پیش آتا تھا قہر و سخت قلعہ میں دربار کرتا تھا وہ نامہ بر جو کہ
ترکستان میں نامہ لیکر گیا تھا اور سلیمان شاہ کو نامہ دیکر ادھر کو روانہ ہوا تھا راہ طے کرکے جب
قریب قلعہ قہر بخش کے پہونچا دیکھا کہ ایک لشکر گرد قلعہ فروکش ہے [illegible]

وقت انبیاء سے ناسخ تحریر ہے نامہ بر نے خیال کیا دل میں کہ یہ کیا سبب ہے کہ حاکم قلعہ بھی مسلمان اور خدا پرست ہے اور یہ اہل لشکر بھی پھر کیوں قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے پڑے ہیں اسکو دریافت کرنا ضرور ہے پس جب یہ لشکر میں آیا تو سمجھا کہ یہ لشکر شاہزادہ رستم ثانی کا ہے ادھر اہل لشکر نے اسکو سمجھا کہ یہ شخص باختر کا ہے کوئی مانع نہ ہوا اس نے دل میں خیال کیا کہ بارگاہ میں چل کر رستم ثانی سے خاور کا واقعہ بیان کروں اور بدیع الملک کے احوال سے آگاہ کروں تاکہ یہ بھی برائے کمک لشکر لے کر جائیں اور دریافت کروں کہ آپ یہاں کیوں مع لشکر کے فروکش ہیں کیا حاکم قلعہ مرتد ہو گیا جو اسکی تنبیہ کے واسطے تشریف لائے ہیں پس وہ نامہ بر در بارگاہ پر آیا یہاں بارگاہ میں سہراب بن لندھور مع سرداروں کے بیٹھا ہوا تھا ذکر رستم ثانی کا غائب ہونیکا تھا اور سب سردار موجود تھے سلیمان زرنگاری بھی موجود تھا یہ سرداروں سے کہتا تھا سہراب اب کیا کیا جائے شاہزادہ ہم کو جنگی اطاعت کا حکم دے گیا تھا وہ بھی غائب ہو کر چلے گئے اب یہاں کوئی سرپرست نہ رہا کیا کریں کیا بدیع الملک کے پاس جائیں سلیمان و دیگر سرداروں نے کہا کہ نجومیوں کو طلب کر کے اُن سے زائچہ کرائیے اور دریافت فرمائیے کہ اب ہم سے اور شاہزادہ سے ملاقات ہو گی یا نہیں سہراب نے کہا کہ برادر تم نے خوب بتائی پس اُسی وقت نجومیوں کو طلب کیا اور اُنسے کہا زائچہ کرو کہ اب ہم سے اور شاہزادہ سے ملاقات ہوگی یا نہیں اور اگر ہوگی تو کہاں انہوں نے حساب کر کے کہا کہ ملاقات تو ضرور ہوگی مگر ابھی عرصہ ہے اور جب آپ یہاں سے مع لشکر کے سمت مشرق تشریف لے جائیے گا ایک مقام ہے کہ وہاں سب لشکر جمع ہونگے بلکہ کفار سے مقابلہ ہوتا ہوگا وہاں شاہزادہ مع خدم و حشم تشریف لائیگا وہاں ملاقات ہوگی اب آپ کو لازم ہے کہ سمت مشرق تشریف لے جائیے یہ جو نجومیوں نے حکم دیا سہراب نے کہا کہ اچھا اُنکو رخصت کیا اب فکر کرنے لگا کہ سمت مشرق کہاں جاؤں کہ اُدھر نامہ بر در بارگاہ پر پہونچا درگہ سالار سے کہا کہ شاہزادے کو خبر کرو ایک نامہ بر خاور سے درگہ سالار نے یہ نہیں کہا کہ شاہزادہ نہیں ہے پس سہراب کو خبر کی کہا نامہ بر آیا ہے رہنے والا تو باختر کا ہے مگر کہتا ہے کہ خاور سے آیا ہوں سہراب نے کہا کہ اندر بھیج دو پس درگہ سالار نے جا کر اُس سے کہا کہ جاؤ وہ بارگاہ میں آیا بارگاہ کو سرداروں سے آراستہ پایا مگر شاہزادے کو نہ دیکھا حیران ہو ہو کے دیکھنے لگا سہراب بن لندھور نے کہا کہ کیا دیکھتے ہو جسکی تم کو تلاش ہے وہ شہریار نہیں ہے ہاں تم بیان کرو کیا ضرورت ہے میں اُسکو سنوں اُس نے سہراب بن لندھور کو سلام کیا اور کہا کہ شاہزادہ کہاں تشریف فرما ہیں سہراب نے جواب دیا کہ تم حال بیان کرو کہ کیا ضرورت ہے شاہزادہ تو ایک ضرورت سے کہیں تشریف لے گیا ہے اے مرد عزیز تو رہنے والا باختر کا ہے اور کہتا ہے کہ میں خاور سے آیا ہوں یہ تو بیان کر کیسا نامہ لایا ہے کیا بہرام خاوری نے نامہ لکھا ہے اُس نے کہا کہ جی نہیں بلکہ رستم خان بن گنجاب نے نامہ تحریر کیا ہے خاور سے سہراب نے کہا کہ وہ خاور میں کیونکر گئے اپنا ملک چھوڑ کر کہا کہ یہ نامہ شاہزادے کے نام نہیں ہے بلکہ حاکم قلعہ کے نام ہے میں جو یہاں پہونچا میں نے یہ لشکر دیکھا دل میں خیال کیا کہ شاہزادے کو سب حال سے آگاہ کروں اور نامہ بھی اسکے حاکم قلعہ کو دوں سہراب نے کہا کہ حال بیان کرو اُس نے تب تمام حال ابتدا سے روبرو سہراب کے بیان کیا اور کہا کہ ارزنگ نے خاور پر خروج کیا بہرام نے شکست کھائی آخر کو اسیر ہوا اسکا فرزند نوبان ناموس و خزانہ کو لیکر ترکستان کو گیا بہرام کا عیار بہرام شاہ کو بھی رہا کر کے لے گیا وہاں خاور پر ارزنگ نے قبضہ کر لیا مقبرہ شاہزادے کا ملک تھا اسکا کھودا جاتا تھا کہ اہل شہر بگڑ گئے ابھی حالت میں ایک سوداگر پہونچا اُس نے ایک تصویر دی نامہ بر نے کہا آفتاب نما کا

حال بیان کیا اور کہا کہ ارزنگ تصویر بلکہ ہر عاشق ہوا مقبرہ کھود کے سب کیا نامہ و پیام ہو گئے اوسنے
سخت جواب دیا یہان سے ارزنگ لشکر کشی کرکے شہر آفتاب شجاع پر کیا اوس سود اگر نے آکر بیان سے
بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کیا اور بیان کیا کہ بدیع الملک نہ طاق پر بہت سمت مشرق آئیہ کفار کی
چڑھائی ہی بس ہمارے بادشاہ بحال خفا ور شکے خفا ور کو گئے وہان کا بندوبست کیا اُسی شفا سے
چار سو نامے تحریر کیے سب اہل اسلام کو روانہ کیے اس غرض سے کہ آپ لوگ اپنے اپنے لشکر ہمراہ لیکر
برائے کمک بدیع الملک روانہ ہوجیے کہ یہ وقت امیر بہت آفت ہی میرے ہاتھ ایک نامہ بنام
سلیمان شاہ ترک اور ایک نامہ بنام حاکم قلعہ قمر بخشش اور ایک نامہ بنام بہرام بیبا سے فرنگی روانہ
کیا تھا مین نے سلیمان شاہ کو تو نامہ دیا وہان بہرام شاہ بھی تھا بس انہ نے ملک کا حال سنکے
اُس کے دوسرے دن بہرام شاہ وہان سے رخصت ہو کے گیا اور سلیمان شاہ لشکر لیکے طرف
نہ طاق کے روانہ ہوئے مین ادھر کو روانہ ہوا بس یہی حال شاہزادے سے کہنا تھا کہ وہ بھی نہ طاق
پر تشریف لے جائیں اور بدیع الملک کی کمک کرین مگر اُن سے ملاقات نہ ہوئی نہ قدم بوسی حاصل
ہوئی تب سہراب نے سب حال شاہزادے کے فقیر ہونے کا اپنا ادھر کو آنے کا بیان کیا نامہ بر
نے سُنکے بہت افسوس کیا اور کہا کہ اب کیا ہوتا ہی خیر آپ لوگ بھی لشکر لیکے جائیں اور کمک کرین
مین حاکم قلعہ کے پاس نامہ لیکے جاتا ہون اُنکو نامہ دیکے فرنگستان جاؤنگا بس سہراب نے اُسکو
انعام دے کر رخصت کیا وہ قلعہ کی طرف روانہ ہوا داخل قلعہ ہوا یہان سہراب نے سرداروں سے
صلاح کی نجومیوں نے بھی کہا ہی کہ سمت مشرق جو جاؤ گے شاہزادے سے ملاقات ہوگی دوسرے
شاہزادہ جسکی اطاعت کا ہم کو حکم دے گیا تھا وہ بھی فقیر ہو کر چلے گئے بس اب ہم کو لازم ہی کہ ہم جا کر
بدیع الملک کی اطاعت تا آنے شاہزادے کے کرین ہمارے نزدیک دونوں ہمارے مالک و آقا
ہین اُس تباہ پھرنے سے تو بہتر ہوگا سب نے کہا کہ یہ رائے خوب ہی بس سہراب بن لشکر ہو رہا ہم پیدا
کرکے قلعہ مین آئے اور بدولت ملکہ وہان پر حاضر ہوئے ملکہ نے بذریعہ محلدار کے خبر کرائی ملکہ پس پردہ
تشریف لائی سہراب نے سب حال جو کہ نامہ بر سے سُنا تھا ملکہ سے عرض کیا اور عرض کیا کہ نجومیوں نے
بھی خبر دی ہی کہ شاہزادے سے سمت مشرق جو جاؤ گے تو ملاقات ہوگی بس میری رائے یہ ہی کہ اس
تباہ پھرنے سے بہتر ہوگا کہ بدیع الملک کے پاس چلیں جب ایسے وقت مین پہونچیں گے تو اُنکو
بھی ہمارا خیال ہوگا اور شہریار بھی اپنے برادر کا حال سُنکے فقیر ہو کر کسی طرف تشریف لے گئے ہم کو اُنکی
اطاعت کا حکم تھا اب ہم بالکل بے دست و پا ہو گئے بس اس سے بہتر ہوگا کہ تا تشریف لانے
شاہزادے کے بدیع الملک کے پاس رہین اس امر مین آپکی کیا رائے ہی ملکہ نے جواب دیا کہ
بھیا سہراب جو تمہاری رائے ہو وہ کرو مین تو بالکل بے دست و پا ہون بالکل میرے حواس درست
نہیں ہین اگر تمہاری اور سب سرداروں کی یہ رائے ہی تو بسم اللہ کرو مگر اسکا خیال رہے کہ شاہزادہ
ناخوش نہ ہو سہراب نے کہا کہ اگر اس امر سے ناخوش ہونگے تو ہم رضامند کر لین گے آپ اطمینان
رکھیں پس جب سہراب نے ملکہ کا بھی منشا پایا رخصت ہو کر لشکر مین آیا سب اہل لشکر و سرداروں کو
سفر کے سامان درست کرنے کا حکم دیا یہان قلعہ مین وہ نامہ بر پہونچا اُس نے فیروز بخت کو نامہ
رستم خان کا دیا زبانی بھی سب حال بیان کیا فیروز بخت نے نامہ پڑھ کر تو انعام دے کر رخصت کیا
وہ تو طرف فرنگستان کے روانہ ہوا اور اپنے لشکر کو فیروز بخت نے سامان سفر تیار کرنے کا حکم دیا

یہاں بھی ساماں ہونے لگا کہ قیر فرنجت کو معلوم ہوا کہ سہراب بن لندہور کا بھی قصد ہے کہ
بہ مدیع الملک کی خدمت میں جا پہونچے یہ خبر پا کر سہراب سے بھی کہلا بھیجا کہ اگر آپ کا بھی قصد طرف
نہر طاق کے جانے کا ہے پس میں بھی اسی طرف کو چلتا ہوں ہم اور آپ ہمراہ چلیں تو کیا نقصان
ہوگا سہراب کے پاس جو یہ پیام پہونچا اس نے کہلا بھیجا کہ بہت مناسب ہے کل میں تو پرسوں
یہاں سے کوچ کر جاؤں گا ہاں اگر وہ بھی پرسوں چلیں تو کیا مضائقہ ہے پیام بر نے جا کر قیر فرنجت
سے کہا اس نے جواب سن کے کہا کہ بہت خوب میں بھی پرسوں کوچ کرونگا یہ کہلا کر اپنے لشکر اور
سرداروں کو حکم دیا کہ پرسوں بوقت سحر تیار رہنا کہ میں مع لشکر کے طرف نہر طاق کے کوچ کرونگا
بس شب وہ دن گذرا دوسرا دن آیا اُس دن قیر فرنجت نے سب اہل قلعہ کو جمع کیا اور اپنے
فرزند ہمال بخت کو حاکم قلعہ کیا اور سب کو اسکی اطاعت کا حکم دیا سب نے قبول کیا پس جب
سب تیاری کر چکا دربار برخاست کیا وہ دن تمام ہوا وہ دن آیا کہ جو سفر کے لیے مقرر ہوا تھا
پس قیر فرنجت محل سے برآمد ہوا یہاں لشکر سب سامان سے درست تھا پس قیر فرنجت مع ایک
لاکھ سپاہ کے چلا وہاں بیرون قلعہ سہراب نے بیدار ہو کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا تھا اب قلعہ میں آیا
یہاں بھی سامان سفر سے درست بیٹھی تھی انتظار سہراب کا کر رہی تھی کہ سہراب پہونچا ملکہ کو خبر
ہوئی پس محافہ میں سوار ہوئی سہراب پاسے محافہ پر ہاتھ رکھ کر ہمراہ سواری کے چلا اور
خورشید وغیرہ سوار ہوئیں پس ملکہ کی سواری بیرون قلعہ آئی یہاں سب لشکر تیار تھا بارگاہیں وغیرہ
آخر الزمان برپا رہی تھیں خزانہ وغیرہ بھی اور سب سردار تیار تھے کہ سہراب مع ملکہ کے آکر پہونچا پس
سواری ملکہ کی قلب لشکر میں قائم ہوئی سہراب نے ایک حکم دیا تھا کہ قیر فرنجت بھی مع لشکر کے
آ پہونچا اور سہراب سے ملا پس دونوں لشکر مل کر اور سب کوچ کر کے طرف نہر طاق کے روانہ ہوئے
کہ انکا بھی حال آئندہ تحریر ہوگا اب راوی حال فرنگستان کا تحریر کرتا ہے

اب دو کلمہ داستان حال پیپاسے فرنگی نامہ بر کے پہونچنے میں اور دیگر حالات ملاحظہ ہوں

راوی بیان کرتا ہے کہ جب شہریار عالی وقار فقیر ہو کر شب کو کسی طرف نکل گئے اور پیپاسے
فرنگی کو صبح کو معلوم ہوا پس بہت صدمہ کیا اور اسی دن مع لشکر کے کوچ کر کے طرف فرنگستان
کے چلا گیا جب فرنگستان میں پہونچا لشکر چھاؤنی میں فروکش ہوا یہ داخل محل ہوا ملکہ عاجرہ
دختر صاحبقران ثانی زوجہ شہریار کو طلب کر کے شاہزادے کے حال سے آگاہ کیا ملکہ کو
پوشیدہ [illegible] تھا ایک فرزند تھا شہریار عالی وقار کا کہ جسکا سن اس زمانہ میں کوئی چار پانچ
برس کا تھا وہ گل گلشن صاحبقرانی بہت حسین اور خوب صورت تھا بالکل مشابہ اپنے
جد علی شاہ [illegible] تھا وہی زلفیں خلیلی رنگ ہاشمی وخال سبز رنگ ہاشمی [illegible] میں
[illegible] تھا غرض نام اس گوہر بے بہا کا صاحبقران کا سکندر رستم خو تھا
بالکل مشابہ [illegible] تھا علی شاہ [illegible] کے بدن سے ہے یہ نام رکھا گیا تھا وہ شاہزادہ [illegible]
اُس نے [illegible] علم و آداب و ہر فن کے استاد ملازم تھے ہر روز تعلیم دیا کرتے تھے جب ملکہ عاجرہ
ثانی [illegible] نے اپنے شوہر کا حال معلوم ہوا تو بہت صدمہ کیا رات دن [illegible]

مین مبتلا رہتی تھین کہ کیا کرون کہ کچھ حال شوہر کا نہین کھلتا کہ وہ شہر پارس و فرنگ کو فقیر ہو کر نکل گیا اپنے
بھائی کی تلاش مین پس ملکہ اسی فکر مین مبتلا رہتی تھی اور یہی سپہ سالار انکو دن بھر رہتا تھا یہان سپہسالار فرنگی
ملکہ کی دلجوئی کیا کرتا تھا تاکہ ملکہ کا رنج و غم دفع ہو ملکہ اپنے فرزند کو دیکھکر اپنے رنج و غم کو بھلائی تھی شاہزادہ
پرورش پا رہا تھا اسکو ایک زمانہ گذرا کہ یہ سپہسالار فرنگی دربار مین بیٹھا تھا سب اہل دربار حاضر دربار تھے
کہ نامہ بر در دولت پر پہونچا دربار سپہ سالار کے ذریعہ سے خبر اپنے آنے کی کرائی پہ سپہسالار نے اسکو دربار مین
طلب کیا نامہ بر نے داخل دربار ہو کر مجرا کیا اُس نے نظارہ کیا یہ مجرا کرکے چوکی کرسی پر بیٹھ گیا روبرو
تخت کے نامہ عمامہ سے نکال کر پیش کیا اور سب حال بیان کیا جو کچھ کہ سلیمان شاہ اور سہراب
بن لندھور سے بیان کیا تھا پر سپہسالار فرنگی نے نامہ دبیر کو دیا اُس نے پڑھا جب سپہسالار نے
فرنگی مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اور زبانی نامہ بر کے سُنا کہ بدیع الملک پر کفار نے لشکر کشی کی ہے اور
بدیع الملک بموجب حکم صاحبقران ثانی برائے قتل آئینہ ابریز جادو حاکم طلسم آئینہ نہ طلسمات
تشریف لے گئے ہین وہان کفار سے مقابلہ ہے یہ امر تو سپہسالار فرنگی سن چکا تھا کہ صاحبقران
ثانی بعد قتل کرنے زہرہ ثانی و تور ریج بزرگ جادو کے مع ایک سو چالیس سرداروں کے خانہ کعبہ شریف
لے گئے ہین اور بدیع الملک کو صاحبقران ثالث کے خطاب سے ملقب کیا اور سب لشکر کا
حاکم کیا اب بدیع الملک صاحبقران ہین پس جب نامہ سے رستم خان کے پر سپہسالار
فرنگی کو یہ حال معلوم ہوا کہ کفار نے لشکر کشی کی ہے اور نہ طاق پر مقابلہ ہو رہا ہے پس سب کو کمک
کرنا لازم ہے اس نے بھی خیال کیا کہ لشکر لیکر جانا ضرور ہے ہمارے نزدیک جیسے وہ ویسے یہ پس یہ
سوچ کر اُسنے نامہ بر کو انعام دے کر رخصت کیا اور کہا کہ مین لشکر لیکر ابھی جاتا ہون اور
سردارون کو تیاری لشکر اور سامان سفر کا حکم دیا دربار برخاست کرکے محل مین آیا ملکہ حاجرہ بانو
کو طلب کرکے سب حال بدیع الملک کا سُنایا اور مضمون نامہ کا سُنایا جو کہ رستم خان نے
تحریر کیا تھا اور کہا کہ میرا قصد ہے کہ آپ بھی میرے ہمراہ چلین تاکہ مجکو آپ کی طرف سے اطمینان رہے
حاجرہ بانو نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا کہ مین نہین جاؤنگی کیونکہ میرا شوہر بدیع الملک
بابت صاحبقرانی کے سبب سے ناراض ہو کر اور صدمہ کرکے فقیر ہوا اور لشکر کو ترک کرکے سر دیا
بھی ہی طرف کو نکل گیا گو بدیع الملک نے اپنی طبیعت سے صاحبقرانی نہین اختیار کی بلکہ میرے
اطالیق نے انکو صاحبقران کیا اور خود خانہ کعبہ کو گئے وہ صاحبقران تھے پس انکو اختیار تھا جسکو
شاہزادونمین لائق دیکھا اسکو یہ مرتبہ دیا مگر جب کہ میرا شوہر ناراض ہے تو مین کیونکر خوش ہون اور
کیا اسکے پاس جاؤن تم جاؤ مجکو یہان رہنے دو پر سپہسالار فرنگی نے جواب دیا کہ یہ امر میرے امکان سے ہے کہ
نہین ہی آپکو یہان چھوڑ کر جاؤن اگر خدانخواستہ کوئی افتاد پڑے تو مین کیا منہ آقا کو دکھاؤنگا
یا خوش ہو کر تشریف لاتے اور ضرور تشریف لائینگے یہ بھی کوئی مصلحت خدا کی ہوگی جو وہ فقیر ہو کر نکل گئے اسی
راہ مین سے کوئی ملک اسلام آباد ہونے والا ہوگا کہ خداوند کریم نے یہ بات اُن کے دل مین ڈالی جب
سفر کے اگرچہ سوال کرین کہ اب میرے ناموس کی کس سے حفاظت نہ ہو سکی تو مین کیا جواب دونگا
سنتی ہون مین آپکو یہان چھوڑ جا سکتا ہون نہ یہ امر ممکن ہے کہ بدیع الملک کی لڑائی کو نہ جاؤن تاکہ
وہ قوی دل ہونگے کہ آپ میرے ہمراہ چلین مجکو اس سعادت سے محروم نہ رکھین کیونکہ کفار کی لشکر کشی سے ہمکو
اہل اسلام کی کمک نہ کرون اگر آپ تشریف لیے چلینگی تو مین بھی تیار ہوجاؤنگا

کہا ہی پرسیپاسے فرنگی مین تو ہرگز ہرگز بدیع الملک کے لشکر مین نہ جاؤنگی اگر ایسا ہی تو تم مجکو میرے
باپ صاحبقران ثانی کے پاس خانہ کعبہ مین پہونچا دو پرسیپاسے فرنگی نے جواب دیا کہ مین آپکے
پہونچانے کو ادہر جاؤن اور وہان جنگ کا خاتمہ ہو جائے تو مجکو کیا فائدہ ہو اور صاحبقران بھی ناراض
ہون اور آقاے نامدار بھی ملکہ نے جواب دیا کہ اچھا تم ایک کام کرو کہ میرے ہمراہ تھوڑا لشکر کرکے مجکو شہر
فیروزہ حصار مین فیروزشاہ کے پاس بھیج دو کہ وہ ملک میرے باپ کا فتح کیا ہوا ہی اور فیروزشاہ
انکا مطیع ہی اور وہ ملک میرا جاے ولادت ہی مین وہان اپنے فرزند کو لیکر رہونگی جب تم بدیع الملک
کے پاس سے واپس ہوکر آؤگے مین پھر یہان چلی آؤنگی مگر مین بدیع الملک کے پاس نہ جاؤنگی اور
تم بھی کفار کشی سے نہین محروم رہتے ہو اور وہان کسی امر کا خوف نہین ہی پرسیپاسے فرنگی نے کہا کہ
فیروزشاہ بھی تو ضرور کمک کو جائیگا جواب دیا کہ وہ نہین جائیگا حب مین پہونچ جاؤنگی اگر وہ
جائیگا بھی تو وہ مقام ایسا نہین ہی کہ کسی قسم کی آفت مین مین مبتلا ہون اور میرا بہت دلون سے
دل بھی اس ملک مین جانے کو چاہتا ہی یہ جو ملکہ نے کہا پرسیپاسے فرنگی نے خیال کیا کہ ملکہ درست
کہتی ہی وہ ملک ایسا ہی کہ ہر آفت سے محفوظ ہی پس عرض کیا کہ اگر آپکی یہ مرضی ہی تو آپ سامان سفر
درست فرمایئے کل آپکو روانہ کر دونگا اور پرسون خود مع لشکر کے طرف نہ طاق کے روانہ ہونگا تاکہ
اگر آقاے نامدار ناراض ہون تو آپ انکو سمجھا دیجیے گا ملکہ نے کہا کہ اچھا ملکہ وہان سے اپنے مقام پر آئی
خواصون کو حکم دیا کہ سامان سفر کرو ہم کل طرف فیروزہ حصار کے جائینگے پس اسی وقت سے سامان
سفر ہونے لگا سب مال و اسباب بندھ گیا اور سب سامان رات بھر مین درست ہو گیا پس صبح کو ملکہ کو
پرسیپاسے فرنگی نے تخت رَوان پر سوار کر کے اور سب خواصون کو مع مال و اسباب کے اور شاہزادہ
سکندر رستم خو کے پچیس ہزار سوار ہمراہ کر کے طرف فیروزہ حصار کے روانہ کیا معلم و اتالیق وغیرہ
استاد شاہزادے کے ہمراہ گئے بیرون شہر آکر خود پرسیپاسے فرنگی پہونچا گیا ملکہ تو ادہر روانہ ہوئی یہان
پرسیپاسے فرنگی نے آکر سامان سفر تیار ہونے کا حکم دیا پس جب سب سامان تیار ہوا دوسرے دن
پرسیپاسے فرنگی بھی دلاور و فرنگون سے طنبور بجاتا ہوا طرف نہ طاق کے روانہ ہوا اور یہان اپنی
طرف سے ایک فرنگی کو جو کہ اسکا عزیز قریب تھا اور نام اسکا ویلپاسے فرنگی تھا مقرر کیا اسکا حال آئندہ
وقت پر تحریر ہوگا مگر اب راوی حال ملکہ کا تحریر کرتا ہی

دو کلمہ داستان ملکہ و شاہزادہ سکندر رستم خو کے ملاحظہ فرمایئے

راوی نے بیان کیا ہی کہ ملکہ ... مع لشکر کے قطع منازل و طے مراحل کرکے قریب فیروزہ حصار کے
پہونچین حاکم فیروزہ حصار فیروزشاہ کو ملکہ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو شہر ملکہ کی جاے ولادت
ہی پس فیروزشاہ نے شہر سے نکلے بیرون شہر آیا اور ملکہ کو بڑی عزت و آبرو سے لیکے جاکر عمارت
شاہی مین اتارا سکندر کی قدم بوسی حاصل کی لشکر ملکہ کو جاے معقول پر فروکش کیا ملکہ سے سبب
تشریف آوری کا دریافت کیا ملکہ نے سب حال بیان کیا اور کہا کہ مین اس لیے یہان آئی ہون کہ تم میرے
باپ کے ملازم ہو جو مین کہونگی تم اسپر عمل کروگے فیروزشاہ نے کہا کہ آپکی اطاعت کرنا ہمارا فخر و دنیا
ہی پس ملکہ نے کہا کہ اگر نامہ رستم ثانی کا تمہارے پاس آئے کہ بدیع الملک کی کمک کو لشکر لیکر
جاؤ تو تم نہ جانا کوئی بہانہ کر دینا فیروزشاہ نے کہا کہ بہت خوب بس ملکہ یہان رہنے لگی مگر اپنے شوہر

شہریار عالی وقار کا بڑا صدمہ ہے اور اُنکی مفارقت کا بڑا رنج ہے اُن کے فقیر ہونے کا بہت خیال ہے شہزادی
نے کہا ہے کہ فیروز شاہ کے پاس نامہ رستم خان بن گنجاب کا نہیں آیا ہے اب اس مقام پر بلکہ یہاں
تشریف فرما ہے اور شاہزادہ پرورش پاتا ہے یہاں تک کہ شاہزادے نے تمام علم و فضل سے فراغت پائی
فن سپاہ گری سے فارغ ہوا ہر فن میں طاق و شہرۂ آفاق ہوا حسین بھی ایسا تھا کہ کوئی مرد اُسکے برابر
اُس زمانہ میں خوبصورت نہ ہوگا بالکل ہم شکل شاہزادے کے مثل عالمشاہ اور ملک قاسم کے
تھے جو اُن کے زمانہ طفلی میں تھے وہی غصہ وہی بانک پن وہی شجاعت اور بہادری کا طریقہ شاہزادہ
اُس سن میں کسی کو اپنے مقابل نہ جانتا تھا شیر کو زندہ گرفتار کرنے کا قصد رکھتا تھا دیو کو ایک بچہ مور
اور فیل کو پشہ خیال فرماتا تھا اب سن شاہزادے کا کوئی آٹھ برس کا ہوا ہے ملکہ شاہزادے کو دیکھ کر
خوش ہوتی تھی ایک دن کا ذکر ہے کہ ملکہ سے شاہزادے نے دریافت کیا کہ ہم نے آج تک اپنے
والد بزرگوار کو نہیں دیکھا جب سے فرنگستان سے یہاں آئے اور ہم پر یہ حال ظاہر نہیں ہوا کہ آپ
فرنگستان سے یہاں کیوں تشریف لائیں یہ جو شاہزادے نے کہا ملکہ رونے لگی اور کہا کہ اے فرزند میں
تم سے کیا بیان کروں کہ کیا مجھ پر آفت آئی تم ابھی بچے ہو تم کو ان باتوں سے کیا غرض و مطلب ابھی
تمہارے کھیلنے اور کودنے کے دن ہیں جاؤ کھیلو اور کودو ان باتوں کو نہ دریافت کرو شاہزادہ نے
جواب دیا کہ اگر آپ نہ بیان فرمائیے گا تو میں اپنے کو ہلاک کروں گا بس اب میرے لہو لعب کے دن گذر گئے
ہم اولاد صاحبقران ہیں ہم کو اپنی فکر کرنا ضرور ہے بس تلوار و نیزے سے کھیلنا ہم کو زیبا ہے میدان
وغا ہمارا بازی گاہ ہے شمشیر و تیر ہمارے کھلونے ہیں آپ بیان کریں کہ کیا آفت آئی اور آپ کیوں
یہاں تشریف لائیں اور ہمارے والد بزرگوار کہاں ہیں میں اُن کے پاس جاؤں میں بہت دنوں سے اسی
فکر میں تھا کہ آپ سے یہ حال دریافت کروں مگر موقع نہ پاتا تھا آج موقع ملا تو دریافت کیا جب شاہزادے
نے بہت اصرار کیا تو ملکہ نے مجبور ہو کر بیان کیا پس رستم ثانی کا فقیر ہو کر اُس امر پر لشکر سے
نکلنا کہ میں بدیع الملک کی اطاعت نہ کروں گا اپنے لشکر کو شہریار کے پاس روانہ کرنا فیروز بخت
کی عرضی کا آنا کہ ہم پر محمود فیل پیکر ابن زنگ پرست نے اور فہران نوش نے لشکر کشی کی ہے میری کمک
کیجئے شہریار کا شکارگاہ سے قلعہ قمر بخش پر جانا یہ حال سُنکر پرسیلا سے فرنگی کا جانا وہاں شہریار
کا اُسکو قتل کرنا اور فہران سے جنگ مغلوبہ ہونا اُسی حالت جنگ میں سہراب بن لندھور مصاحب
خاص رستم ثانی کا پہنچنا مع لشکر کے شہریار سے ملنا اُس جنگ کا فتح ہونا پس شہریار کا اُس سے
حال دریافت کرنا اُسکا سب حال بیان کرنا شہریار کا یہ حال سُنکے سب کو اُس مقام پر ٹھہرانا اور خود
فقیر بن کر شب کو تلاش میں رستم ثانی کے نکلنا بیان کیا اور پرسیلا سے فرنگی کا لشکر لے کر واپس
آنا اور سب حال سے آگاہ کرنا اپنا رنج و غم میں مبتلا ہونا اُس کے بعد رستم خان بن گنجاب کا نامہ
آنا اس غرض سے کہ بدیع الملک کی کمک کرو پرسیلا سے فرنگی کا سب حال کہنا اپنا وہاں جانے
سے انکار کرنا اور ادھر کوتا پرسیلا سے فرنگی کا طرف نہ طاق کے جانا رو رو کر سب بیان کیا اور کہا کہ
یہ آفت ہم پر پڑی ہے یہ تمہارے باپ کا واقعہ ہے وہ تو ہم کو جیتے جی مار گئے ہم کسی طرف کے نہ رہے نانا
تمہارے یعنی صاحبقران بانی خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے اگر وہ یہاں ہوتے تو بھی میری زندگی بسر ہو جاتی
مگر خیر خداوند کریم تم کو سلامت رکھے کہ تمہارے سبب سے میری زندگی ہے جب تم کو دیکھ لیتی ہوں سب
رنج و صدمہ برطرف ہو جاتا ہے یہ جو سکندر رستم خو نے سُنا ملکہ اپنی ماں سے کہا کہ اب مجھکو معلوم ہوا

کہ یہ وہ قصہ گذرا ہیں یہ جانتا تھا کہ والد بزرگوار کسی بلا میں پڑ کر لشکر سے نکل گئے ہیں اب معلوم ہوا کہ وہ فقیر ہو کر نکل گئے ہیں
اور آپ اس سبب سے یہاں تشریف لائی ہیں خیر دیکھا جائے گا یہ کہکر سکندر رستم خو اپنی ماں کے پاس سے اٹھے مگر یہ
کہتے ہوئے کہ میرا بھی جی چاہتا ہے کہ میں اپنے باپ کی تلاش میں جاؤں ماں نے جو سنا یہ کلمہ کہا کہ میں اسی سبب
سے یہ حال نہیں کہتی تھی مگر جب تم نے اصرار کیا ناچار کہنا پڑا اے فرزند ابھی تمہارا یہ سن نہیں ہے کہ تم گھر سے نکلو ہاں
جب جوان ہونا اس وقت اختیار ہے سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ جی ہاں ابھی نہیں میں نے بات کہی کہ
میرا بھی جی چاہتا ہے کہ ایسا کروں ملکہ نے کہا کہ اے فرزند تم کبھی مفارقت کا صدمہ مجھکو نہ دینا یہ کہکر سینے سے لگایا اور
پیشانی پر بوسہ دیا سکندر رستم خو نے کہا کہ آپ میری طرف سے اطمینان رکھیں یہ کہکر اپنے رفیقوں میں
آگئے اور لہو و لعب میں مصروف ہوئے وہ دن تمام ہوا شب کو جب کھانا کھا کر بستر پر آرام کرنے لیٹے تو باپ کا
خیال آیا اور خیال کیا کہ اے سکندر رستم خو تم اس قدر کم ہمت اور بیدل ہو اور دنیا کا خون سفید ہو گیا ہے کہ
تمہارے باپ فقیر ہو کر لشکر سے نکل گئے اور ابھی تم نے خبر تک نہیں لی کیا حال دنیا کا ہے کہ باپ تو فقیر ہو کر
سر بصحرا نکل جائے اور بیٹا اور فرزند باپ کی خبر نہ لے نہ معلوم وہ کس آفت میں مبتلا ہوئے ہیں تم کو
خداوند کریم نے مرد کی صورت بنایا ہے اور ایسے خاندان میں پیدا کیا ہے کہ جہاں سب بہادر ہیں اور ہر ایک
نے نام پیدا کیا اور اپنی شوکت بڑھائی پس اب تمہارا یہ سن نہیں ہے کہ تم اپنی عمر طفیل کو وہیں بسر کرو
اور اپنی ترقی اور شوکت بڑھانے کی فکر کرو پس تم کو لازم ہے کہ یہاں سے نکل چلو بہت ہو گا ماں کو
تمہاری بھی جدائی کا صدمہ ہو گا ہونے دو کہاں تک ماں کے پہلو سے لگے بیٹھے رہو گے مثل لڑکیوں کے
اور کہاں تک خوف کرو گے پس باپ کو تلاش کرو اور اس قدر شوکت پیدا کرو کہ مثل بدیع الملک
کے تم بھی جاؤ اپنے کو صاحبقران بناؤ بدیع الملک سے مقابلہ کرو پس جیسے تمہارے باپ و چچا اس
حال سے فقیر ہو کر نکل گئے ہیں کہ ہم بدیع الملک کی اطاعت نہ کریں ویسے تم بھی یہ کرو کہ لشکر جمع
کرو ملک گیری کرو کوئی بدیع الملک صاحبقرانی کو لے کر پیدا نہیں ہوئے تھے جب انھوں نے ہزاروں
معرکہ سر کیے طلسم فتح کیے لشکر ان کے ہمراہ ہو گیا ہزاروں پہلوانوں کو زیر کیا بہت سے سردار مطیع ہوئے ہر ایک
ہم ہوا امیر سا باپ و چچا ہیں تم بدیع الملک کے برابر ہیں جو ان کے مرتبے تھے وہی انکے بھی ہیں اس شخص کا
پوتا ہوں کہ جس نے ہزاروں طلسم فتح کیے بڑے بڑے پہلوانوں کو زیر کیا اور اسکا پرپوتا ہوں کہ جس نے
سات برس کے سن میں طلسم افراسیاب فتح کیا اور نقارہ رزم ترک توسن بلیطاقی کا تعاقب کر کے
بارگاہ خسروی میں اسے قتل کیا اور لشکر نقابر یکہ و تنہا شبخون مارے اور میں اس شخص کا پرپوتا ہوں
یعنی علم شاہ رومی کا کہ جنھوں نے بارہ برس کے سن میں فیل سفید کو مار کر رستم لقب پایا اور
یکہ و تنہا فرنگستان میں جا کر کپتان فرنگی کو قتل کیا و فیل ہندی و قوبل ہندی کو کہ جو مثل
لندھور کے تھے مع ہاتھیوں کے ہاتھوں پر اٹھا کر خندق میں گرا دیا کہ انکو پانی سے پناہ مانگنی دشوار
ہوئی موت کے گھاٹ اترے غرق دریا فنا ہوئے آخر کار منحصر ہے لندھور ایسے جوان کو مع گرز
اور فیل ہیونس کے اٹھا لیا اگر حمزہ صاحبقران نہ آجاتے تو انکو بھی مثل قوبل ہندی کے موت کے
گھاٹ اتار دیتا پس جب تیرے بزرگ ایسے ہوں اور تو کچھ شوکت نہ پیدا کرے ماں کے پہلو میں بیٹھا رہے
اب لازم ہے کہ تو بھی یہاں سے نکل اور شوکت بہم کر ورنہ اب کسی کو منہ نہ دکھانا سکندر رستم خو نے یہ
قصد دل میں کر لیا اور کہا کہ تیرا کوئی نام نہیں تو کچھ نہیں ہے بس تو بھی ویسی شوکت پیدا کر مثل اپنے باپ دادا کے
اور بدیع الملک سے مقابلہ کر تا کہ انکو بھی معلوم ہو کہ اس کا شہسوار کا فرزند ہے اور اس نامدار کا نبیرہ

طلب قاسم و علم شاہ کا پڑ رہا ہی جب اپنے ایسے خیال دل میں آئے فوراً خیال کیا کہ اگر یان سے کہکر جاؤنگے تو جانا نہ ملیگا لیکن اسی تاریکی شب میں بیدردان کہیے نکل چلو بصورت فقیرانہ کیونکہ تیرے والد بزرگوار بھی فقیر ہوکر نکلے ہیں یہ جو دل میں خیال آیا وقت کے منتظر رہے جب دیکھا کہ سب سوگئے سناٹا ہوگیا فوراً گھنڈ بار کر پشت بام پر آئے جب بستر سے اٹھے تھے سب لباس اتارکر رکھدیا تھا صرف تہ بند خوابی لگے ہوئے تھا اور ایک نہمت جو کہ رات کو کسی مقام سے بہم کرلی تھی وہ باندھکر بام پر آگئے اور وہان سے زیر قصر آگئے اور اسی حالت سے ایک طرف کو روانہ ہوئے قریب صبح در شہر پناہ پر پہونچے چلے جاتے تھے باب کھلا سب سے پہلے یہی شہر سے نکل کر روانہ ہوئے چونکہ اول تو تاریکی تھی دوسرے انکی حالت بھی دگرگون تھی نہمت بندھی ہوئی تھی کرتہ گلے میں تھا کوئی کیا پہچانتا بس راوی انکا کچھ حال بیان کریگا مگر ان کے نکل کر جانے کی خبر ہونا اور وہان کا اور رفیقون کا رنج و غم کرنا اور سب کا مصروف آہ و فغان ہونا دفتر نیرنگ قاف میں جو کہ اس دفتر کے بعد ہی بیان کریگا کیونکہ یہ حالات اسی دفتر سے متعلق ہیں اور سب حال سکندر رستم خو کا اور انکی شوکت تمامی کا حال اسی دفتر میں تحریر ہوگا اگر جناب منشی صاحب مالک مطبع نے اسکے ترجمہ کا حکم فرمایا اور آپ لوگون نے بھی اسکی خواہش کی جب آپ لوگ اس دفتر کو ملاحظہ فرمائینگے تو اسکی داستانون کا لطف پائینگے خلاصہ یہ کہ سب واقعات اسی دفتر نیرنگ قاف میں تحریر ہونگے یہان اس دفتر میں کچھ حال برائے نام سکندر رستم خو کا تحریر ہوتا ہی بس شاہزادے نے اپنی حالت فقیرانہ بنائی گو کہ نہ راہ سے واقف تھے نہ طریقہ فقیری کے مگر جس طور سے ہوا تبدیل صورت کی اور فقیر ہوکر شہر سے نکل کر ایک طرف کو روانہ ہوئے بالکل راہ سے نابلد تھے مگر جوش میں اس امر کے چلے جاتے تھے کہ کسی طور سے اپنی شوکت بڑھاؤن اور اپنے باپ کو تلاش کرون یہ خیال دل میں کرتے ہوئے چلے جاتے تھے دوپہر دن پایا تو راہ صحرا کی بصورت قلندر رانہ رہ نورد ہیں تمام جسم پر خاک پڑی ہی وہ خاک اس رخ پر نور پر یہ معلوم ہوتی ہی کہ گویا نقاب خاکی ہی اس خاک میں وہ چہرہ پرنور یون معلوم ہوتا ہی کہ گویا آفتاب برج خاکی میں آگیا ہی پس شاہزادہ تباہ و برباد عرق میں ڈوبا ہوا یا غرق چہرہ بسبب تمازت آفتاب کے سرخ ہو رہا ہی وہ پھول سے رخسار کہ جن پر کبھی گرمی کی حرارت تک نہ پہونچی ہو اوپر اس قدر تمازت آفتاب اپنا اثر کرے کہ وہ مثل گل کے مرجھا جاتا ہی غرض وہ آفتاب حسن و خوبی ایک صحرا میں پہونچا وہ صحرا پر از آب و گیاہ تھا لب چشمہ بیٹھکر منہ ہاتھ دھویا جو کچھ میوہ اس صحرا میں تھا نوش جان کیا کچھ دیر آرام لیکر پھر راہ لی اسی طور سے شب کو دوپہر قیام کرتے ہوئے بناس ہی تھا جاتے ہوئے چلے جاتے ہیں پاؤن میں آبلہ پڑگئے ہیں خار مغیلان تلودن کے پار ہوگئے ہیں پاؤن ورم کرگئے ہیں آبلون سے خون بہتا ہی جب کانٹا نکالا تلوے سے خون بہکر تمام ریگ لعل ہوگئی پاؤن میں دھجیان بندھی ہوئی ہیں آبلہ اس گوہر آبدار شہریاری پر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہیں برگ سنج جب ہوا چلتی ہی اس کے حال پر کف افسوس ملتے ہیں چہرہ سونلا گیا ہی جسم پر خاک پڑی ہی مگر وہ رہ نورد با دم مصیبت رہروی سے باز نہیں ہی برابر راہ طی کیے جاتا ہی بس شاہزادے کی غذا بناس ہی ہی اور جہان پانی مل گیا پی لیا اسی طور سے ایک ماہ تک سرگردان و پریشان رہے پس ایک دن ایسے صحرا میں پہونچے کہ جہان سوائے ریگ کے کسی شی کا نام نہ تھا درخت کا نشان نہ تھا پانی کا پتہ نہ تھا اس صحرا میں مسافر تشنہ لبی سے تباہ ہو جاتے دشواری تھی سوائے خون دل کے پانی کا نشان نہ تھا نہ کوئی شی قسم غذا کے تھی سوائے لخت جگر یا دم خورشید کے جانور تاب اس صحرا میں نہ آتے تھے اگر کوئی اجل رسیدہ آگیا تو گرسنگی اور تشنہ لبی سے ہلاک ہوگیا اگر درخت بھی کوئی

نظر آیا تو بالکل مثل بید مجنون کے خشک شاہزادہ اُس صحرا مین رہ نورد تھا حالت یہ تھی کہ شدت دھوپ
سے پانوٗن زمین پر نہ رکھا جاتا تھا زمین مثل تابہ آہن کے تپ رہی تھی ہر مرتبہ پانوٗن مین چھالے پڑجاتے
تھے ذرہ ریگ انگارے معلوم ہوتے تھے اس قدر گرمی تھی کہ از سرتا پا شاہزادہ پسینہ مین غرق تھا تشنگی
سے بسبب کم یابی آب کے زبان تالو سے لپٹی جاتی تھی زبان مین کانٹے پڑے ہوئے تھے طاقت الگ
طاق ہوگئی تھی پانوٗن مین الگ آبلے پڑگئے تھے یہ حالت تھی کہ کسی مقام پر ماندہ ہو ریگ مین گر گئے تھے
کسی مقام پر بالکل بس راہ طے کرتے ہوئے سختیان سفر کی اُٹھاتے ہوئے اُس صحرا سے بلا کو طے کرتے ہوئے
چلے جاتے ہین پس ایک مقام پر پہونچ کر ایسے بے بس ہوئے کہ اب راہ کا چلنا دشوار ہوگیا گرسنگی نے
الگ پریشان کیا تشنگی نے الگ پانوٗن نے الگ جواب دیا جب یہ نوبت پہونچی شاہزادے کو یقین
مرگ ہوگیا بس اپنے خدا سے دعا کی دعا قبول ہوئی قریب سہ پہر کے وہ صحرا تمام ہوا اور ایک صحرا مین
پہونچے جو کہ نمونہ بہشت تھا پانی بھی ملا منھ ہاتھ دھویا زبان کو تر کیا کچھ گھاس پھوس کھایا اب وہان سے
چلے قریب شام ایک شہر پناہ کا پھاٹک دور سے دکھائی دیا انھون نے اسکو دیکھکر شکر خدا کیا اُس
طرف کو متوجہ ہوئے جب قریب پہونچے تو دیکھا کہ چار دیواری اس شہر کی سنگ مرمر کی ہے اور پھاٹک
فولادی ہے پس بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر داخل شہر ہوئے شہر کو خوب آباد پایا رعایا کو دلشاد ہر مقام
پر اہل شہر کا مجمع تھا سب عورت و مرد کو اُس شہر کے حسین پایا ہر مقام پر گھنٹہ بج رہا تھا بازارین آراستہ
تھین دوکاندار خوش پوشاک بیٹھے ہوئے تھے خرید فروخت جاری تھی ہر ایک فرفہ حال تھا جو تھا خوش
پوشاک تھا جو شہر مین داخل ہوئے دیکھا کہ ہر گلی کوچہ شہر کا صاف و شفاف ہے عمارت شہر بہت بلند ہے
اور پختہ ہے ایسی گنجان آبادی ہے کہ تل رکھنے کی جگہ بسبب عمارت کے نہین ہے انکو جو اُس شہر کے لوگون نے
دیکھا ایک تو کم سن پایا دوسرے حسین و جمیل مگر لباس فقیری کا ہے پس انکے گرد سب جمع ہوگئے کوئی
کہتا ہے کہ یہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے نہ معلوم کیا آفت و بلا نازل ہوئی جو فقیری اختیار کی کوئی بولا کہ
بھائی بادشاہ و گدا سب بندے خدا کے ہین فقیر بھی ایسے ایسے حسین ہوتے ہین کہ بادشاہ کیا ہونگے
بس کیا عجیب ہے جو یہ فقیر حسین ہے ہان یہ امر ضرور ہے کہ یہ سن و سال انکی فقیری کے لائق نہ تھا کیونکہ ابھی انھون نے
دنیا کا کیا لطف دیکھا تھا جو فقیر ہوگیا ابھی سبزہ خط تو نمایان نہین ہوا ہے ایک نے بڑھکر پوچھا کہ اے شاہ
صاحب آپ کا کہان سے آنا ہوا جواب دیا کہ بابا جہان سے سب آتے ہین وہان سے مین بھی آیا ہون اُسنے
کہا کہ کہان کا قصد ہے کہا کہ جہان سب جائینگے وہان مین بھی جاؤنگا اُس نے کہا کہ آپ کا کیا اسم
مبارک ہے جواب دیا بابا اس ننگ دنیا کو آوارہ شاہ کہتے ہین یہ جواب دے کر کہا کہ اس ملک کا کیا نام
ہے اور بادشاہ کا اور اہل شہر کا کیا طریقہ ہے اور کوئی سرا بھی ہے اُن لوگون نے کہا کہ اس شہر کو صندلیہ
کہتے ہین یہان کے بادشاہ کا نام صندل شاہ فیل زور ہے اور بادشاہ اور کل اہل شہر کا دین
آب پرستی ہے ہم سب بندے خداوند آب حیات کے ہین جب شاہزادے کو معلوم ہوا کہ صندلیہ
شہر ہے اور یہان کے لوگ آب پرست ہین اور بادشاہ کے بھی نام سے آگاہ ہوئے دریافت کیا کہ یہان
کوئی سرا بھی ہے کہا کہ جی ہان بہت سرائین ہین ایک سرا یہان سے بہت قریب ہے جواب دیا کہ خیر یہ کہکر
سیر کرتے ہوئے بموجب نشان دہی اُن لوگون کے سرا مین آئے یہ خیال دل مین کرلیا کہ تم اس شہر مین
آئے ہو اب بدون اسکو اسلام آباد کیے ہوئے واپس نہ جانا بس اس قصد سے سرا مین آئے یہان
جو پہونچے مسافرون نے جو انکو دیکھا کہا کہ دیکھو کیا خوبصورت یہ فقیر ہے پس انھون نے ایک کوٹھری

سراہون کی بھٹیارے نے پوچھا کہ شاہ صاحب کچھ لکھو اسکے گا جواب دیا کہ مین کیا لکھونگا پھر اخدا
مجکو بھیجے گا جب مسافرون نے دیکھا کہ اس فقیر نے کچھ نہین لکھوایا ایک نے اُن مین سے اُٹھ کر ہاتھ جوڑ کر
عرض کیا کہ یا شاہ صاحب آج اس حقیر کے یہان نان و نمک نوش فرمایئے تاکہ آپ کے نوش فرمانے
سے برکت ہو چونکہ شاہزادے نے انکار کیا مگر اُس نے نہ مانا کیونکہ زمانہ سابق مین ہر ادنی و اعلے
فقیر کو بہت مانتے تھے معاذ اللہ اُسکی خدمت کرنا اور اطاعت کرنے کو اپنی بخشش کا نتیجہ جانتے تھے
فقیرون کا مرتبہ پیغمبرون کے مرتبہ سے کم نہین جانتے تھے پس عجز و منت کر کے شاہزادے کو کھانا کھلایا
صبح کو دوسرے نے پس شاہزادہ وہان رہنے لگا مگر اس فکر مین ہے کہ کیونکر اس ملک کو اسلام آباد
کرون ہر روز اسی فکر مین ہے سہ پہر کو اور صبح کو پیرا سے شہر نکلتا ہے ہر ایک ادنی و اعلی انکی خاطر
کرتا ہے اور قدم بوسی حاصل کرتا ہے دوکاندار ہر ایک اپنی دکان پر انکو جلوہ دیتا ہے مگر یہ اسی فکر مین
ہین کہ کسی صورت سے اس ملک کو اسلام آباد کیجیے اور یہان کے بادشاہ کو اپنا مطیع کیجیے ایک
دن کا ذکر ہے کہ یہ موافق دستور کے سہ پہر کو شہر کی سیر کو نکلے تھے اور چوک مین سیر کر رہے تھے کہ
یکایک ایک طرف سے شور و غل کی صدا آئی اور جو راہگیر سڑک پر راستہ چل رہے تھے وہ کنارے
کنارے ہو گئے دوکاندار اپنی دکانون پر کھڑے ہو گئے شاہزادے نے دیکھا کہ کوتوال شہر اُس کے
ہمراہ ہے پیادے کوتوالی کے سب راہگیرون کو ہٹاتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ کوئی سر نہ اوٹھا کر
سواری ملکہ کی آتی ہے نکل گئے شاہزادے نے اہل شہر سے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہ سب لوگ کنارے
کنارے ہو گئے اور دوکاندار بھی کھڑے ہو گئے مگر سر جھکائے ہوئے اور کوتوال بندوبست کرتا ہوا چلا گیا
کسکی سواری آتی ہے اُسنے کہا کہ ای شاہ صاحب آگاہ ہو جیے کہ یہان کا جو بادشاہ ہے صندل شاہ
اُسکی ایک دختر ہے کہ اُسکا حسن و جمال تمام دنیا مین مثل و نظیر نہین رکھتا ہے ابھی اُسکا سن کوئی چودہ
برس کا ہوگا وہ ماہ آسمان شہریاری اپنے کمال کو نہین پہونچی ہے اُسکے حسن و جمال کی کیا تعریف
کرون اُس ماہ فلک شہریاری کا نام ملکہ ماہ پارہ ہے در حقیقت وہ اسم با مسمی ہے ماہ پارہ ہی ہے یہ اُسکی
سواری آتی ہے ملکہ اپنے باغ کو جاتی ہے بیرون شہر ملکہ کا باغ ہے یہ ملکہ وہان جاتی ہے اُس باغ کو
اگر بہشت برین کہیے تو بجا ہے یہ اُسکی آمد کا بندوبست ہے شاہزادے نے دریافت کیا کہ کیا بادشاہ
شہر کی ایک یہی لڑکی ہے کہا کہ نہین ایک لڑکا بھی ہے کہ وہ اپنے حسن و جمال اور جوان مردی و
شجاعت مین عدیل نہین رکھتا ہے وہ بھی ابھی کم سن ہے ملکہ وہ ولی عہد ہے اُسکا نام مظفر شمشیر گیر
ہے شاہزادے نے اس سن و سال مین ایک دن ایک شیر زندہ شکارگاہ مین پکڑ لیا تھا اُس دن
سے شمشیر گیر لقب ہو گیا وہ شاہزادہ بہت جری اور بہادر ہے یہ جو شاہزادے نے سُنا تو خاموش
ہو رہا اور ایک طرف کھڑا ہو گیا دیکھا کہ آگے آگے سوار تلوارین برہنہ ہاتھ مین لیے چلے آتے ہین
اُن کے عقب مین اور جلوس سواری اُسکے بعد دیکھا کہ ایک محافہ طلائی اُس پر الماس کی جھکاری لگی ہوئی
کہار وردیان بانات کی پہنے ہوے جھالیان لگی ہوئین وردیون پر کام زردوزی کیا ہوا [illegible] کا رچونی
چوب دست پکڑے ہوے طلائی مچھلیان لگی ہوئین سر سے پاؤن تک جڑاؤ گہنے مین غرق چلی آتی ہین محافہ
پر زردوزی پردہ جالی دار لگے پڑے ہوے اُس کے اندر وہ ماہ پارہ حسن مع اپنی [illegible] زرق برق [illegible] ارا
کے بیٹھی ہوئی عقب مین اور محافہ مین [illegible] خیر چلی آتی ہین شاہزادہ دیکھ رہا تھا اتفاقاً جھونکا [illegible] شاہزادے کی
کا آیا اور مقابل ہوا ایک مرتبہ ہوا کا جھونکا جو آیا پردہ محافہ کا باندھ ہو گیا ملکہ ماہ پارہ [illegible] اسی طرف [illegible]

دیکھ رہی تھی اور شاہزادہ بھی اسی طرف دیکھ رہا تھا کہ شاہزادے نے دیکھا کہ جیسے پردہ ہوا سے بلند
ہوا ایک برق تھی کہ چمک گئی اُدھر ملکہ نے دیکھا کہ ایک جوان کم سن کہ جسکی مسیں بھی ابھی تک نہیں
نمودار ہیں مثل ماہ چہار دہ کے لباس فقیری پہنے کھڑا ہی بھرے بھرے بازو ہیں سینہ چوڑا ہی زلفیں
دوش پر ہیں گو عالم فقیری میں ہی مگر چہرے سے وہ شان و شوکت آشکار ہی کہ شاہزادہ معلوم
ہوتا ہی مگر عجیب حالت سے ہی اُسپر بھی حسن چمک رہا ہی جیسی بھوین ہیں صراحی دار گلا ہی ملکہ نے
جو شاہزادے کو بغور دیکھا ایک تیر عشق تھا کہ قلب کے پار ہو گیا اُدھر شاہزادے نے ملکہ کو بھی خوب سا
دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین سراپا حسن و جمال عارض مثل آفتاب کے پیشانی مثل بدر کے
زلفیں مثل سنبل کے جوبن کا سینہ پر ابھار بازو مثل بلور کے کلائیوں میں چوڑیاں وہ گوری گوری
کلائی و سیاہ سیاہ چوڑی بموجب شعر سیہ چوری بدست آن نگارے + ز شاخ صندلین پیچیدہ
مارے + دھانی پوشاک پہنے ہوئے تھی یہ معلوم ہوتا ہی کہ دھانوں کے کھیت سے آفتاب طلوع
ہو رہا ہی برابر ملکہ کے برہم آرا اُسکی وزیرزادی بیٹھی ہوئی تھی بس جیسے چار نگاہ ملکہ سے اور شاہزادے سے
ہوئی دونو طرف حضرت عشق نے اپنا عمل کیا کشور دل پر سپاہ محبت نے لشکرکشی کی شاہزادہ ملکہ پر اور ملکہ شاہزادہ
پر فریفتہ ہوگئے بس فوراً ہوا نے پردے کو پھر گرا دیا پردے کا گرنا تھا کہ ملکہ کے دل پر پہاڑ غم و الم کا گرا اور آہ
کرکے دل کو پکڑ لیا اُدھر شاہزادے نے بھی اُف کرکے ہاتھ قلب پر رکھ لیا مگر یہ واقعہ کسی اور نے نہیں دیکھا
سواری چند قدم چلی مگر ملکہ کا یہ حال ہی کہ دل میں دعا کر رہی تھی کہ پھر پردہ اُٹھ جائے پھر ویسا ہی جھونکا آئے
پلٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی کہ شاید پردہ ہٹ گیا ہو شاہزادے کی بھی آنکھ اُسی طرف لگی ہوئی تھی اور دعا
کر رہا ہی کہ اے میرے خدا پھر ویسا ہی جھونکا ہوا کا چلے اور پردہ اُٹھ جائے وہ سیر نہیں جو پردہ میں رہ جائے ہزار آہ
اور پھر دل سے کہتے ہیں کہ او نالائق تو آیا بھی تو کسپر آیا کہ جو شاہزادی ہی اور تو فقیر بھلا تیرا اور اُسکا کیا مقابلہ
ہاں نصیب تجکو خدا نے کسی قابل کیا تھا وہ زمانہ ہوتا تو زیبا تھا اب یہ امر کیونکر ہوگا بس اسکے فراق میں تڑپ
تڑپ کر مر جاؤ گے اُدھر ملکہ یہ اپنے دل میں کہ رہی تھی کہ افسوس یہ کم بخت دل آیا ہی تو کسپر آیا کہ جو فقیر ہی یہ
عشق بھی وہ بد بلا ہی اور کیسا کم ظرف ہی ایسے کم ظرفوں پر آتا ہی یہ بھی کوئی موقع ہی کہ فقیر پر میں عاشق ہوں
یہ کہکر پھر دل سے کہا یہ امر کسی پر منحصر نہیں ہی دل کا آجانا ہی جسکی صورت دل کو اچھی معلوم ہوئی بس اس میں
اعلے و ادنی کی کوئی تمیز نہیں ہی افسوس ہی کہ تیرا دل کسپر آیا کہ جو فقیر ہی اور تو شاہزادی کہاں تیرے اور اُسکے
زمین و آسمان کا فرق ہی جو کوئی سنیگا وہ کہیگا کہ شاہزادی کیسی کم ظرف تھی کہ فقیر پر عاشق ہوئی کسی
شاہزادے و شہریار زادے پر نہ فریفتہ ہوئی مگر میں کیا کروں دل پر کسی کا اختیار نہیں ہی اگر ایک جا رہ
آجائے بس یہ خیال کرکے دل نے یہ امر ارادہ کیا کہ اسکو چھوڑ کر جاؤں بس اپنی وزیرزادی سے کہا کہ جو
کہاریاں ہمراہ محافہ میں اُن سے کہو کہ جو لوگ ہمراہ سواری ہیں وہ ان شاہ صاحب کو باغ میں لے آئیں
میں انکی دعوت کرونگی فقیروں کی خدمت کرنا باعث برکت و بخشش ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ اُس
زمانہ میں فقیر کی بہت قدر کی جاتی تھی فقیروں کا مرتبہ برابر پیغمبروں کے خیال کیا جاتا تھا خصوصاً کفار میں
اُس زمانے کے عورت و مرد سب فقیر کی عزت کرتے تھے کوئی عار نہ تھا چاہے شاہزادی فقیر کو اپنے ہمراہ
بٹھائے کوئی منع نہیں کر سکتا تھا پس ملکہ نے اسی سبب سے وزیرزادی سے کہا کہ کہدو شاہ صاحب کو
ہمراہ باغ میں لیتے آئیں بس یہ امر ظاہر تھا کہ کوئی اعتراض نہیں کر سکتا تھا کہ شاہزادی فقیر کو اپنے ہمراہ
لے گئیں ہی چاہے فقیر جوان ہو چاہے پیر یہ جو ملکہ نے وزیرزادی سے کہا وزیرزادی نے مہریوں سے

ملکہ کا حکم بیان کیا بس اُنھون نے ملکہ کے حکم سے سوارون کو آگاہ کیا بس یہ حکم پاتا تھا کہ سوار طرف شاہزادے
کے چلے شاہزادہ یہان کھڑا ہوا طرف محافہ کے دیکھ رہا تھا کہ سوار قریب آئے اور کہا کہ شاہ صاحب تشریف
لے چلیے ملکہ نے آپ کو باغ مین طلب کیا ہی یہ سُننا تھا شاہزادے نے جواب دیا کہ مجکو نہین طلب
کیا ہوگا وہ شاہزادی ہی مین فقیر ہون وہ دنیا ساز لوگ بھلا فقیرون کو شاہون سے کیا غرض اور شاہون
کو فقیرون سے کیا مطلب وہ لوگ دنیا کے بادشاہ ہین ہم لوگ آخرت کے وہ صاحب دنیا ہین ہم تارک
دنیا ہمارے اُن کے زمین و آسمان کا فرق ہی مین جا کر کیا کرون ملکہ نے کسی دنیا ساز کو طلب کیا ہوگا تم کو
دھوکا ہوا ہی مین نہ جاؤن گا میرا کیا کام ہی شاہون کی صحبت مین یہ تو کہا مگر دل نے کہا کہ معشوق بلاتا ہی
اور تو نہ جائے مگر مصلحت یہ ہی کہ پہلے انکار کر پھر دیکھا جائے گا جب شاہزادے نے یہ کہا اُن سوارون نے
کہا کہ جی نہین ہم کو دھوکا نہین ہوا ہی آپ ہی کو طلب کیا ہی تشریف لے چلیے پھر شاہزادے نے انکار
کیا اُنھون نے عرض کیا کہ جی نہین آپ ہی کو یاد کیا ہی جب شاہزادے نے دیکھا کہ یہ لوگ البتہ نہ مانینگے
کہا کہ اچھا چلو تمھارا ہی کہنا کرتا ہون مگر میری اور اُسکی صحبت کا برآنا محال ہی یہ کہکر اُن کے ہمراہ چلے سواری
یہان رُکی ہوئی تھی ملکہ نے کہا تھا کہ جب تک شاہ صاحب نہ آوین اُس وقت تک سواری کے نہ بڑھنے لگے دیکھا
وہ فقیر ہمراہ سوارون کے چلا آتا ہی راوی نے کہا ہی کہ خود شاہزادے کا جی چاہتا تھا کہ مین اس محافہ کے
ہمراہ جاؤن یہ انکار بغرض دنیا داری کیا تھا اس خیال سے کہ یہ کوئی نہ خیال کرے کہ یہ فقیر اس امر کا
خواستگار تھا جب شاہزادہ قریب محافہ پہونچ لیا ملکہ نے کہا کہ سوارون سے کہو کہ انکو مرکب پر سوار کر کے عزت
سے باغ مین لے چلین وزیرزادی نے سوارون سے کہا اُنھون نے شاہ صاحب سے کہا ملکہ کا حکم ہی کہ مرکب
پر سوار ہو کر تشریف لے چلیے جواب دیا کہ ہم فقیر ہین ہم کو مرکب سے اور ترک دنیا سے کیا غرض ہم اسی طور سے
صحرا نوردی کرتے ہین مرکب وغیرہ دنیا سازون کے لیے ہی ہم تارک دنیا ہین ہمارے پانون مرکب ہین یہ جو
کہا اُنھون نے ملکہ سے کہا ملکہ نے کہا کہ اچھا جو اُنکی مرضی بس سواری طرف باغ کے روانہ ہوئی شاہزادہ
بھی ہمراہ تھا یہان تک کہ ملکہ باغ مین پہونچی پردہ گرا دیا گیا ملکہ محافہ سے اُتری اور سب خواصین و انیسین
جلیسین بھی اُترین پہرہ وغیرہ در باغ پر مقرر ہوا جو لشکر ہمراہ ملکہ کے آیا تھا وہ زیر باغ فروکش ہوا جب
ملکہ بارہ دری مین پہونچی سب سامان درست ہو چکا تھا اُس وقت ملکہ نے حکم دیا کہ لاؤ اُن شاہ صاحب کو
بس یہ حکم پا کر وزیرزادی نے محلدار سے کہا کہ در باغ پر جا کر کہو کہ جن شاہ صاحب کو ملکہ شہر سے اپنے
ہمراہ لائی ہین اُنکو اندر باغ کے یاد کیا ہی تب وہ محلدار در باغ پر آئی جو وزیرزادی بزم آرا سے سُنا تھا
آ کر کہا بس سوارون نے عرض کیا کہ شاہ صاحب باغ مین تشریف لے چلیے ملکہ نے طلب فرمایا ہی
شاہزادہ ایک مقام پر بیٹھا ہوا تصور ملکہ مین شعر عاشقانہ پڑھتا تھا یہ شعر ورد زبان تھا شعر مجھے آنا تھا
کیونکر تری صحبت مین جانانہ + مری صورت فقیرانہ ترا دربار شاہانہ + جب اُن لوگون نے یہ کہا شاہزادے
نے کہا کہ بیکار ہم کو پریشان کر رکھا ہی مین کیون کھڑا ہو گیا تھا جو اس بلا مین مبتلا ہوا اُنھون نے کہا کہ تشریف
لے چلیے بس یہ سُنکے شاہزادہ داخل باغ ہوا باغ کو خوب آراستہ پایا سوارون نے محلدار سے کہا کہ
شاہ صاحب تشریف لاتے ہین جیسے محلدار کی نگاہ شاہزادے پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان رعنا ہے
ابھی تک سبزہ بھی نمودار نہین ہی بھرے بھرے بازو ہین چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہی محلدار نے
اپنے دل مین کہا کہ یہ فقیر نہین ہی مقرر کوئی شاہزادہ ہی کسی سبب سے اپنے فقیری اختیار کی ہی بس محلدار
دل سے یہ باتین کرتی ہوئی شاہزادے کو ہمراہ لے کر طرف بارہ دری کے چلی شاہزادہ نے باغ کو خوب

سر سبز و شاداب پایا ہر ایک قسم کے گل کا تختہ لگا ہوا تھا نہر جاری تھی اسکے کنارے طلائی و نقرئی و بلوری
گملوں میں چھوٹے چھوٹے پھولوں کے درخت لگے ہوئے دو طرفہ رکھے تھے ہر رنگ کی مچھلیاں نہر میں تیر رہی
تھیں فوارہ لگا تھا قفس ہائے مرغان خوش الحان کے شاخہائے شجر میں لٹکے ہوئے تھے طائر زمزمہ سنجی کر رہے تھے
ہری ہری دوب لگی تھی سرو شمشاد کی ٹہنیاں ہلتی ہوئی تھیں بجائے سنگ ریزے کے یاقوت و زمرد کے ٹکڑے
پڑے ہوئے تھے وسط باغ میں ایک بارہ دری نظر پڑی معقول کہ تھی اسپر پچی کاری الماس و زمرد کی ہوئی
نادر کار طلائی بوٹے بنے ہوئے تھے روبرو بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا گرد اس کے کٹہرہ طلائی
اسپر [illegible] کا اسکی چوبیں طلائی جھالر موتیوں کی اس چبوترے پر استادہ تھا فرش مخمل کا
کیا ہوا بارہ دری کے در و دیوار پر پردے زر بفتی پڑے ہوئے تھے یہ جو سامان شاہزادے نے دیکھا دل میں
کہا کہ یہ باغ بہشت نشو و نما ہے بس مختلہ شاہزادے کو لیکر بارہ دری میں آئی شاہزادے نے بارہ دری
کو ہر قسم کے تحفہ آلات و [illegible] و [illegible] و فرش سے آراستہ پایا قد آدم آئینے لگے ہوئے دیکھے
تصویریں تمام بارہ دری میں آراستہ تھیں گھڑیاں لگی ہوئی تھیں بس مختلہ شاہزادے کو لیکر اُس
درجہ میں آئی کہ جہاں ملکہ جلوہ فرما تھی گرد اسکے کنیزیں کھڑی تھیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ ستاروں کے درمیان
میں ماہ کامل جلوہ گر ہے مسند زرنگار پر ملکہ [illegible] سب سامان عیش و عشرت موجود تھا جب شاہزادہ
وہاں پہونچا شعاع نور رخ شاہزادے سے وہ درجہ روشن ہو گیا یہ معلوم ہوا کہ آفتاب نکل آیا اسے جو
عورتوں نے و وزیرزادی نے شاہزادے کو دیکھا ہر ایک باہم چشمک کرنے لگیں کہ یہ فقیر نہیں ہے ضرور کسی
ملک کا شاہزادہ ہے کسی سبب سے اس نے فقیری اختیار کی ہے دیکھو تو کیا صورت ہے اور کیا جمال
ہے یہ ضرور کسی پر عاشق ہے چہرے سے آثار عشق ظاہر ہیں یہ اسی کی محبت میں اور ولولہ عشق میں فقیر ہو کر
نکلا ہے دیکھو آنکھوں سے وحشت پیدا ہے ہم کو تو دال میں کالا معلوم ہوتا ہے ملکہ اس پر عاشق ہوئی ہے
اس سبب سے اپنے ہمراہ لائی ہے یہ تو خوب ہوا کہ [illegible] فقیری دعوت کرو گی کوئی منع بھی نہیں
کر سکتا ہے خوب اچھی طرح دعوت ہوگی ہر ادمی نے کہا کہ [illegible] تو ہم اشاروں میں یہ باتیں کر رہی تھیں
راوی کہتا ہے اس زمانہ میں ایک طوائف [illegible] شاہزادہ وہاں [illegible] مرغوں پر سوار
ہو کر سیر کرتی تھیں [illegible] دوسرے [illegible] تھا جیسے شاہزادے پر ملکہ
کی نگاہ پڑی ایک مرتبہ بیتاب ہو کر مسند پر سے [illegible] آئی [illegible] وصفا آوردی یہ مصرع
زبان پر تھا کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست [illegible] شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا ایس ہاتھ کا
پکڑنا تھا کہ ادھر ملکہ کے دل کو قرار ہوا ادھر شاہزادے [illegible] اسی طرح سے ہاتھ پکڑے ہوئے
مسند پر لائی اور کہا کہ تشریف لائیے [illegible] مسند کو منور فرمائیے شاہزادہ
نے جواب دیا کہ ہم درویش [illegible] ہم کو مسند اور قالین سے کیا سروکار ہے سبب ترک و
حشم پر اسے شاہان ذی مرتبہ ہے کہ دنیا کو [illegible] ہم کو بوریا کافی ہے تم اس مسند پر جلوہ گر ہو
ہم کو بوریا منگا دو ملکہ نے جواب دیا کہ جان [illegible] یہ میری [illegible] منظور فرمائیے اور میرے حال پر مہربانی
کی کہ شہر سے یہاں تشریف لائے وہاں بھی مہربانی فرمائیے کہ مسند پر میری خاطر سے جلوہ فرمائیے آپ کی
میرے حال پر مہربانی ہوگی یہ جواب سنکر کہا شاہزادہ مسند پر بیٹھ گیا کہا کہ مجکو آپکی خاطر منظور ہے اور ملکہ سے
کہا کہ آپ بھی تشریف رکھئے ملکہ بھی [illegible] گرچہ [illegible] سے عاری تھی کہ وہ شاہزادے کو اور شاہزادہ ملکہ کو
نظر دیدہ نگاہوں سے [illegible] دیکھ رہے ہیں ایک دوسرے کے گلشن جمال سے گل چینی کر رہا ہے ایک مرتبہ ملکہ نے

کہا کہ اے شاہ صاحب آپکا اسم مبارک کیا ہے اور کدھر سے آنا ہوا اور کتنا عرصہ ہوا تشریف لائے ہوئے
اور کہاں کا قصد ہے جواب دیا کہ میرا نام آوارہ شاہ ہے اور جہان سے سب آتے ہین وہان سے مین بھی
آیا ہون اور بہت عرصہ ہوا آئے ہوئے اور جدھر سب کی بازگشت ہے اُسی طرف مین بھی جاؤنگا ملکہ
نے کہا کہ یہ مجکو بھی معلوم ہے میرا مطلب یہ ہے کہ اس شہر مین کب تشریف لائے اور کہان تشریف فرما ہوئے
جواب دیا کہ مجکو یہان آئے ہوئے دس دن ہوئے اور سرا مین اُترا ہون یہ سنکے ملکہ نے خواصون کو حکم
دیا کہ شاہ صاحب کی دعوت کا سامان کرو اور کشتی شراب کی کھینچ کر کہا کہ شراب نوش فرمائیے جواب
دیا کہ ہم لوگ تارک دنیا ہین ہم کو شراب و کباب سے کیا کام ہان یہ مشغلہ اہل دنیا کا ہے ملکہ نے قصد کیا
کہ اصرار کرون چونکہ ملکہ کا ذرہ بھی لیس نہ تھا شاہزادہ نے خیال کیا کہ کافر کے یہان کا کھانا پینا حرام ہے اور سب
اشیا سوائے خشک میوے کے نجس ہین کہا کہ اے ملکہ اس امر مین اصرار نہ کرنا تمہارا سخن ضائع جائیگا
ملکہ نے بھی زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ جانا خاموش ہو رہی اس خیال سے کہ شاید آزردہ ہو جائین اب
ملکہ نے کہا کہ اے شاہ صاحب یہ تو فرمائیے کہ آپ نے یہ لباس فقیری اس سن و سال مین کیون اختیار
کیا اسکا کیا سبب ہے مجکو تو آپ کے چہرے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کسی بادشاہ کے شاہزادے ہین
آپ نے کسی سبب سے یہ لباس اختیار کیا ہے جواب دیا کہ یہ تیرا خیال خام ہے فقیری ہمارا آبائی طریقہ ہے
ہمارے خاندان مین سب فقیر ہوتے آئے ہین وزیرزادی چونکہ بہت چلبلی اور بامذاق تھی بولی کہ مین نہ
مانونگی یہ کسی کے ولولہ عشق مین آپ نے فقیری کا بانا لیا ہے اُسکی تلاش مین فقیر ہو کر نکلے ہین سچ سچ بیان
فرمائیے جواب دیا کہ او عورت تو بہت زبان دراز ہے یہ کیا کلام تو نے لیا کیسا عشق اور کیسا ولولہ اور کیسی
تلاش ہم لوگ ہان عاشق خدا ہین اُسکے عشق مین ترک دنیا کرتے ہین ہم کیا بندون کا عشق کرینگے
ہم لوگ پاک محبت کرتے ہین اب ایسے کلمے زبان پر نہ لانا ملکہ نے اشارے سے منع کیا کہ چپ رہو کیا
فائدہ آخر وہ سب باہم اشارون مین باتین کر رہی ہین کہ ضرور کوئی شاہزادہ ہے ازراہ تقریر اور طریقہ
گفتار و نشست و برخاست تو دیکھو بھلا یہ طریقہ فقیرون کا کب ہوتا ہے گدا یہ طریقہ کیا جانین یہ تو وہ
باتین کر رہی ہین ملکہ اپنی طرف اور شاہزادہ اپنی طرف خاموش بیٹھا ہے اور نیچی نیچی نگاہون سے ایک
دوسرے کو دیکھ رہا ہے شاہزادہ جب زیادہ بیقرار ہوتا ہے تو خطاب بدل کے کہتا ہے کہ بس اس قدر صحبت کو
غنیمت جان ورنہ تیری یہ صورت تھی کہ تو یون پہلو بہ پہلو بیٹھتا اور نظارۂ جمال جانان کرتا اُدھر ملکہ اپنے
دل سے کہتی ہے کہ افسوس کیا کرون کیونکر اسکا حال ظاہر ہو اور اس سے لطف صحبت حاصل ہو یہی قدر
غنیمت ہے کہ اپنا معشوق سامنے تو بیٹھا ہے مگر یہ کسی پر عاشق ہے اُسی کے ولولہ عشق مین اسکا یہ حال
ہے افسوس دل میرا اسپر آیا کہ جو دوسری طرف اپنا دل لگا چکا ہے ایسی ایسی باتین ملکہ دل سے کر رہی تھی
کہ اتنے عرصہ مین ایک خواص نے لا کر دسترخوان بچھا دیا اب رات ہو گئی ہے تمام بارہ دری مین روشنی
ہے پس لا کر ہر قسم کا کھانا اور میوہ تر سپر چن دیا اور ملکہ سے عرض کیا کہ کھانا حاضر ہے پس ملکہ نے شاہ
صاحب سے کہا کہ تشریف لیجیے کچھ نوش فرمائیے جواب دیا کہ تم جا کر کھاؤ ہم لوگ ترک آب و دانہ
کر چکے ہین ہم کو اس سے کیا غرض یہ تمہارے لیے ہے ملکہ نے کہا کہ آپ کو اپنے پیدا کرنے والے کی
قسم ہے کچھ ماحضر نوش فرمائیے مین نہ مانونگی جب ملکہ نے بہت اصرار کیا شاہزادہ دسترخوان پر تشریف
لایا ملکہ بھی مع وزیرزادی کے آکر بیٹھی پس شاہزادے نے کچھ میوہ خشک اُٹھا کر کھایا ملکہ نے ہر ایک قسم
کا کھانا شاہزادے کے روبرو رکھا شاہزادے نے کہا کہ یہ سب تم ہی کھاؤ میری جو غذا تھی مین نے کھا لی

مین ان چیزون سے محروم ہون یہ طعام اہل دنیا کے لیے ہی جو تارک دنیا ہین اُنکو اس سے پرہیز ہی یہ بھی
مین نے تمھاری خاطر سے کھایا ورنہ میرا یہ وقت نہین ہی مین رات دن مین ایک وقت کھاتا ہون اب
زیادہ اصرار نہ کرو ورنہ تم کو ناگوار ہوگا ملکہ خاموش ہو رہی وزیرزادی نے ہنس کر کہا معلوم ہوا کہ
انھون نے کسی کے ولولہ عشق مین ترک لذت کیا ہی پس جب تک وہ نہ ملیگا اُسوقت تک یہ
طعام لذیذ نہ کھائینگے شاہزادے نے وزیرزادی کی طرف دیکھکر کہا کہ تو بہت چرب زبان ہی مین نے
منع کیا تو نہین مانتی ہی اب جو ایسے کلام کریگی تو جواب سخت پاویگی ملکہ نے پھر منع کیا وزیرزادی
خاموش ہو رہی سب ہاتھ منھ دھوکر آئے مسند پر ملکہ اور شاہزادہ بیٹھا اُس دن صحبت ناچ رنگ
موقوف رہی دوپہر رات تک ملکہ اور شاہزادہ دونون بیٹھے رہے اور گل چینی گلشن جمال کیا کیے
جب نصف شب آئی تو شاہزادے نے کہا کہ اب جاتا ہون تمھاری خاطر ہو گئی ملکہ نے جو یہ سُنا دل
سینہ مین بیقرار ہوگیا کہ یہ گیا اور تو فکر ہی کیا تدبیر کرون گو شاہزادے کا خود اس امر کو دل نہ چاہتا تھا
کہ مین یہان سے جاؤن مگر مصلحت وقت جان کر کہا تھا پس جب ملکہ نے اپنے دل کا یہ حال پایا تو کہا کہ ایک
میری اور عرض ہی اگر قبول ہو تو عرض کرون کہا کہ بیان کرو ملکہ نے کہا کہ میری یہ خواہش ہی کہ جب تک
آپ اس شہر مین تشریف فرما ہین میرے باغ مین تشریف رکھیے تاکہ مین آپکی خدمت اچھی طور سے کرون
جواب دیا کہ بس اب کیا ضرورت ہی مین تیرا مہمان ہو چکا اب جاتا ہون ملکہ نے اور سب نے بہت
اصرار کیا شاہزادے کی خود یہی مرضی تھی یہ جواب دیا کہ تم لوگون نے ہم کو بہت پریشان کیا ہی خیر اب
تو یہان آگیا ہون تمھارا ناخوش کرنا بھی ہم کو زیبا نہین ہی بس اُس وقت تک یہان رہونگا کہ جبتک
تمھاری مرضی نہ ہوگی کہ جاؤ یہ کہکر خاموش ہو رہا پس ملکہ نے ایک کمرے مین سامان راحت براے
شاہ صاحب مہیا کرا دیا پس شاہ صاحب اُس صحبت سے اُٹھکر وہان آگئے یہان ملکہ نے بھی صحبت
برخاست کی تصور مین اپنے معشوق کے لیٹی کسی طور سے نیند نہین ہی یہی خیال ہی کہ کیونکر یہ امر ظاہر ہو کہ
یہ کون ہی شاہزادہ تو فرشتہ ہی اور کسی کے عشق مین اس نے یہ حال اپنا کیا ہی اُدھر شاہزادہ یہ اپنے
دل سے باتین کر رہا ہی کہ کیونکر ملکہ کو مسلمان کرون اور اسکو اپنا عشق ظاہر کرون یقین ہی کہ اسی طور
سے تڑپ تڑپ کر تمام ہونگے بس اُدھر ملکہ نے اور اِدھر شاہزادے نے وہ رات تڑپ تڑپ کر
بسر کی نیند کسی کو نہ آئی ہر ایک کو یہی فکر تھی کہ کس طور سے یہ راز ظاہر ہو جب صبح ہوئی ملکہ منھ ہاتھ
دھوکر مسند پر آکر بیٹھی وزیرزادی سے کہا کہ جاؤ شاہ صاحب کو دیکھ آؤ اگر بیدار ہوے ہون بس
وزیرزادی نے آکے دیکھا کہ شاہ صاحب بھی بیٹھے ہوے ہین کہا کہ چلیے ملکہ نے یاد کیا ہی شاہزادہ
ہمراہ وزیرزادی کے آیا اور آکر برابر ملکہ کے بیٹھ گیا ملکہ بہت خاطر سے پیش آئی اِدھر اُدھر گل چینی
ہونے لگی دونون خاموش بیٹھے ہین راوی نے کہا کہ اسی طور سے چند روز گذرے ہین کہ ایک دوسرے
کو دیکھکر اپنے دل کو قرار دے لیتا تھا مگر بسبب شرم و لحاظ کے اپنا حال نہین ظاہر کرتا تھا اُدھر
خواصون اور انیسون مین یہ چرچا تھا کہ یہ کسی پر ضرور عاشق ہی شاہزادے کا اُسی کے عشق مین یہ
حال ہی اور اُسی سبب سے ملکہ کی طرف التفات نہین ہوتا ہی اور ملکہ ضرور اسپر عاشق ہی پس جب
چند دن گذرے اب سب کو اس امر کی پروا لگی رہی کہ ہم موجود رہین اور طریقہ دیکھین کہ کیا
پڑتا وہوتا ہی جب دیکھا کہ ایک دوسرے سے التفات نہین ہوتا اب کنارہ کشی اُن سب نے جلسہ
کی تخلیہ ہونے لگا مگر باہم یہ باتین ہین کہ ملکہ کے سبب سے ایک دن ضرور ناک چوٹی کاٹی جاے گی

ہم سے اگر بادشاہ دریافت کرینگے تو ہم اپنے بچانے کو صاف صاف کہدینگے ذرا سی بات کو پوشیدہ نہ کرینگے
بس اب جو تخلیہ ہوا سواے ملکہ کے اُس دن اُس مقام پر کوئی نہ تھا ملکہ نے کہا کہ اے شاہ صاحب آپ
کو قسم اُسی کی ہے جسکو آپ چاہتے ہون اپنے اصلی حال سے آگاہ فرمایئے یہ تو مجکو بخوبی معلوم
ہی اور میرے اوپر ظاہر ہی کہ آپ فقیر نہین ہین کسی ملک کی شاہزادے ہین کسی کے ولولہ عشق مین آپ نے یہ
کسوت فقیری اختیار کی ہی مجھ سے نہ پوشیدہ فرمایئے میرے دل مضطر کو اپنے حال سے آگاہ فرمایئے مجکو اس
دریاے فکر سے رہا فرمایئے جب ملکہ نے اُس طور سے کہا اور اصرار کیا شاہزادے کے بھی دل کو قرار نہ رہا بیتاب
ہوگیا اور کہا کہ اب اپنے حال کو اسپر ظاہر کرو اور اسکو مسلمان کرو اسکی صحبت سے لطف اُٹھاؤ کہان تک
اسکے فراق مین تڑپا کروگے یہ خیال کر کے کہا کہ ملکہ تم اپنے حواس درست کرو اور وہی تقریر پہلے کی جو سابق
مین کہا کرتا تھا ملکہ سننے کی ملکہ نے کہا کہ اس سے کچھ حصول نہین اس امر سے اطمینان رکھیے کہ مین آپکے راز کو
کسی پر افشا کرون جب ملکہ نے اس طور سے کہا اُس وقت شاہزادہ نے کہا کہ اے ملکہ تم نے بہت پریشان کیا
خیر اس امر کا خیال رہے کہ میرا راز کسی پر ظاہر نہ ہو تم کو مین اپنے حال سے آگاہ کرتا ہون دوسرے یہ امر ہی کہ
اگر مین تم پر اپنا حال ظاہر کردونگا اور جب تم میرے حال سے واقف ہوگی تم کو میرا یہان رہنا ناگوار ہوگا بس
ایک امر ہی کہ جو مین کہون اُسپر تم عمل کرو تو مین اپنا حال ظاہر کرون گو واقف ہون کہ تم میرا حال سُنکے میری
دشمن جانی ہوجاؤگی تم پر کیا منحصر ہی جو سُنیگا وہ دشمن ہوگا مگر مجکو کچھ خوف نہین ہی تم نے جو اصرار کیا اُس
سبب سے مین حال بیان کرتا ہون ملکہ نے کہا کہ ٹوٹین وہ ہاتھ جو تم پر اُٹھین اور غارت ہون وہ لوگ جو
آپ سے عداوت کرین اس امر سے آپ اطمینان رکھیے کہ کوئی آپکا دشمن نہ ہوگا اور جو آپ فرمایئے گا
اُسپر عمل کرونگی ملکہ نے اپنے دل مین کہا کہ کس امر کے لیے کہیگا اگر کہیگا بھی تو وصل کے لیے یہان خود
اسی امر کی خواہش ہی کہ اس سے وصل حاصل ہو اور اسکا حال ظاہر ہو بس یہ جو ملکہ نے کہا شاہزادے
نے جواب دیا کہ ملکہ آگاہ ہو کہ مین اصل مین شاہزادہ ہون تمھارا اور تمھارے خواصون وغیرہ کا خیال
درست ہی اور خوب پہچانا ہی مگر مین خاندان سے حمزہ صاحبقران کے ہون اور خداپرست ہون مین نے
جو یہ کہا کہ تم میری دشمن ہوجاؤگی وہ یہ سبب ہی کہ جب تم کو یہ معلوم ہوگا کہ مین خداپرست ہون اور
تمھارے خداوند کا دشمن ہون تم اور سب میرے دشمن ہون گے اور مین بھی اُن سب کا قاتل ہوجاؤنگا
بدین سبب مین نے ابھی تک سب حال تم سے نہین بیان کیا تھا آگاہ ہو کہ مین حمزہ صاحبقران کا پوتا
ہون شہریار عالی وقار کا فرزند ہون صاحبقران ثانی کی دختر ملکہ ماہ چہرہ بانو کے بطن سے پیدا ہوا ہون
صاحبقران ثانی کا نواسہ ہون ایرج نامدار کا پوتا ہون مین خداپرست ہون میری فقیری کا یہ سبب
ہی کہ میرے باپ دادا فقیر ہوکر لشکر سے نکل گئے ہین مین کمسن تھا غضب کا یہ واقعہ ہی جب مین سن تمیز
کو پہونچا تو مین نے اپنی مان سے سُنا بس خیال کیا کہ تم کسی طرح سے اُنکو تلاش کرو اور اپنی شوق و کلفت
بڑھاؤ بس مین بھی فقیر ہوکر نکلا یہ سبب ہی میری فقیری کا بس آوارہ پھرتا ہوا اس شہر مین آیا یہان آکر
معلوم ہوا کہ یہ شہر اور اہل شہر اور بادشاہ شہر سب آتش پرست ہین دل مین خیال ہوا کہ کسی طور سے اس
ملک کو اسلام آباد کرون ان لوگون کو اس گمراہی سے نکالون بس اس خیال سے یہان سے نہ گیا ورنہ
ابتک مین چلا بھی گیا ہوتا اسی فکر مین تھا ہر روز سیر کو نکلا کرتا تھا کہ تمھاری سواری اُدھر سے گذری ہوا سے
پردہ اُٹھا دیا مین نے تمکو دیکھا جب سے تمھاری طرف دل مائل ہوا تم نے طلب کیا چلا آیا جب سے یہان آیا ہون
اسی فکر مین تھا کہ کسی طرح سے تم کو مسلمان کرون اور یہان سے بادشاہ کو بس میرا یہ واقعہ ہی بس اگر تم کو

میری خاطر منظور ہو تو یہ آتش پرستی ترک کرو اور میرے پاس شوق سے رہو اور اگر یہ امر تمھیں منظور نہیں تو اب میں جاتا
ہوں تم پر میرا حال ظاہر ہو گیا اب میں یہاں قیام نہیں کر سکتا ہوں پس اس فکر میں جاؤنگا کہ کسی طور سے
یہاں کے بادشاہ کو مسلمان کروں خواہ قتل کروں اور تم کو اپنے قبضہ میں لاؤں ملکہ نے جو یہ سنا اور سب
حال شاہزادے نے بیان کیا اور شاہزادے کے حال سے آگاہی ہوئی سر جھکا لیا اور اپنے دل سے کہا کہ بڑی
مشکل لاحق ہوئی دل جو آیا تو کس پر کہ جو دشمن ایمان ہی اور جن کو مرنے سے کچھ خوف نہیں ہی اگر مذہب
اسکا نہیں قبول کرتی ہوں تو مفارقت کا سامنا ہی تڑپ تڑپ کر فراق میں مر جاؤنگی اور اگر مذہب اختیار
کرتی ہوں تو دین آبائی میں فرق آتا ہی کیا کروں عجب کشمکش میں جان پڑی ہی ملکہ فکر کرنے لگی کہ کیا کروں
دل نے کہا کہ بندہ عشق کو دین و مذہب سے کیا غرض پس جو اپنے معشوق کا دین ہو وہی اختیار کرو ادھر
شاہزادے نے چند کلمہ وحدانیت خدا میں بیان کیے اور کہا کہ یہ کیسا تمھارا خدا ہی کہ لوگ اس سے منھ ہاتھ
دھوتے ہیں زمین پر پھینک دیتے ہیں پس ای ملکہ یہ پانی اور آگ جسکو کہ خداوند کریم نے خلق فرمایا ہی
پرستش اسکی کیے جاتے ہیں پس چند کلمہ مذمت ادیان باطلہ میں بیان کیے ملکہ نے جو زبانی شاہزادے
کے سنا پس زنگ کفر آئینہ قلب ملکہ سے آب تقریر شاہزادے نے دھو دیا اور نور اسلام نے کاشانہ
قلب ملکہ میں اپنا عمل کیا ملکہ نے سر جھکا کر اور شرما کر کہا کہ جو آپ کے مذہب میں آئے وہ کیا کہے پس
شاہزادے نے ملکہ کو کلمہ طیبہ تعلیم کیا ملکہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی شاہزادہ بہت خوش ہوا
پس ملکہ نے اُس وقت اپنی وزیرزادی اور سب خواصوں کو طلب کیا اور ان سے سب حال شاہزادے کا
بیان کیا وہ سب باہم اشارے سے کہنے لگیں کہ جو ہم کو خیال تھا وہی ہوا کہ یہ شاہزادہ نکلا اور یہ امر بھی
ضرور ہی کہ ملکہ اسپر عاشق ہی پس ملکہ نے کہا کہ میں نے تو اس شہریار کا دین اختیار کیا پس جو ہمارا دوست
ہو اور ہم سے الفت رکھتا ہو وہ بھی اس شہریار کا دین اختیار کرے ورنہ میرے پاس سے چلا جائے مجکو کوئی
مطلب فرمان سے ہی نہ باپ سے وہ کافر ہیں اور میں مسلمان یہ کہکر شاہزادے سے کہا کہ اب پھر وہی کلمات
اپنی زبان سے فرمائیے کہ جو آپ نے میرے روبرو فرمائے تھے پس شاہزادے نے وحدانیت خدا میں چند کلمہ
اور چند کلمہ مذمت ادیان باطلہ میں زبان سے فرمائے پس جس قدر عورتیں اس باغ میں ملکہ کے ہمراہ
آئی تھیں وہ سب کی سب از سر صدق مسلمان ہوئیں اور سب نے کلمہ طیبہ پڑھا ملکہ نے ان سب کو اپنے
سر کی قسم دے دی کہ تم اس راز کو افشا نہ کرنا سب نے قسم کھائی پس جب ملکہ کو سب کی طرف سے اطمینان
ہو گیا اُس وقت ملکہ نے کہا کہ اب میں بھی اپنا حال ظاہر کرتی ہوں کہ جب میں تیرے باغ کو آئی تھی تو یہ شہریار
اسی حالت سے کھڑے ہوئے تھے ہوا سے محافہ کا پردہ بلند ہو گیا تھا میری نگاہ جو انپر پڑی پس انکی محبت
نے میرے دل پر اثر کیا دم بھر کی جدائی ناگوار ہوئی اپنے ہمراہ باغ میں لائی جب سے یہ یہاں ہیں مجکو انکی
صورت اور شوکت سے ضرور معلوم تھا کہ شاہزادے نے کسی سبب سے یہ لباس اختیار کیا ہی میں اسی فکر میں
تھی آخر آج موقع پاکر دریافت کر لیا شکر ہی خداوند کریم کا یہ شوہر مجکو وہ ملا جو کہ عالی خاندان بہادر جری جسکا
فخر و افتخار ہی سب نے کہا کہ بہت درست ارشاد ہی ہم اُسی وقت سمجھ گئے تھے کہ جب ہم نے دیکھا تھا کہ
ملکہ کا دل اسیر کیا ہی اور یہ فقیر نہیں ہیں بلکہ کسی ملک کے شاہزادے ہیں ہمارا قیاس درست ہوا پس
پیشکے ملکہ نے بزم عشرت درست کیے ہونے کا حکم دیا شاہزادے سے کہا کہ تبدیل لباس فرمائیے شاہزادے
نے جواب دیا کہ جب تک میں اپنے والد کو مسلمان نہیں کر لیتا ہوں یا اپنی شوکت نہیں بڑھا لیتا ہوں اُس
وقت تک تبدیل لباس نہ کرونگا اس امر میں زیادہ اصرار نہ کر ملکہ نے یہ خیال کیا کہ زیادہ اصرار نہ کرو

ملکہ خاموش ہو رہی پس سب خواصوں وغیرہ نے بزم آراستہ کی سب سامان عیش مہیا کیا پس بزم عشرت
آراستہ ہو چکی ملکہ نے جام شراب لبریز کرکے شاہزادے کے روبرو پیش کیا شاہزادے نے ملکہ کے ہاتھ
سے لیکر نوش کیا اور اپنے ہاتھ سے جام مملو کرکے ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا کہ اُس دن تم نے شراب کیوں
نہ پی شاہزادے نے جواب دیا کہ ملکہ جب تک تم کافر تھیں اور کافر کی چیز مسلمان کو کھانا حرام ہے اسی سبب
سے میں نے آج تک سوائے میوہ کے کوئی چیز نہیں کھائی پانی نہر سے پی لیا کہ وہ جاری ہے اب تم
مسلمان ہو گئیں اور سب تمہاری خواصیں وغیرہ بھی ہیں میں نے شراب پی لی اور کھانا بھی کھاؤں گا یہ سنکے ملکہ
خاموش ہو رہی دور شراب چلنے لگا ملکہ نے ارباب نشاط کو طلب کیا وہ سب ساز و سامان سے حاضر
ہوئیں ایک مطربہ نے آکر گانا شروع کیا صحبت رقص و سرود برپا ہوئی گانا ہونے لگا شراب ناب پی
جانے لگی گزک کے واسطے کباب تھے ملکہ کی وزیرزادی بیٹھی چہولیں کر رہی تھی سب خوش ہو رہے تھے
جب دو پہر رات تک یہ صحبت بزم و سرود برپا رہی خاصہ والی نے آکر عرض کیا خاصہ تیار ہے ملکہ مع
شاہزادے کے دسترخوان پر تشریف لائی خاصہ سے فراغت کرکے پھر صحبت میں آکر بیٹھی پھر جام شراب
گردش میں آیا اب جو دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا اور جوش شباب دو بالا ہو گیا شہزادہ نے دست شوق کو
دراز کیا ملکہ کے شانہ پر سے آرزو وصال کرنے لگا خوب گلے سے لگایا رخسار زنخداں کے بوسے
لینے لگا [illegible] بلند ہوئی آنکھوں آنکھوں [illegible] دست شوق دراز ہو گئے دونوں طرف کے
[illegible] وزیرزادی اور سب خواصوں نے دیکھا یہاں سے پیشاب وغیرہ کے بہانے
سے سرک گئیں تنہائی ہو گئی [illegible] آرزو پوری ہونے لگی مگر شاہزادے کو اس امر کا خیال ضرور تھا
کہ گو یہ مسلمان ہوئی ہے مگر جب تک اسکا باپ مسلمان نہ ہو لے اسوقت تک سوائے پاک محبت کے دوسرے
امر کا خیال بھی نہ کرو بس [illegible] کوئی مضائقہ نہیں یا وہ قتل ہو جائے بس اسوقت اسکو اپنے
حبالہ عقد میں لاؤ اس سے وصل حاصل کرو اسوقت [illegible] جا تو تھوڑے عرصہ تک بوس و کنار
رہا بعد اس کے دونوں پلنگ پر لیٹ رہے اُس [illegible] وقت میں جا بجا سے ملکہ کی [illegible] گئی تھی
پس جب پلنگ پر آئے شاہزادہ اپنی کروٹ سے اور ملکہ اپنی کروٹ سے سو رہے صبح کو دونوں اٹھے اور
منہ دھویا قربان [illegible] کو گمان تھا کہ جو [illegible] ڈالا تھا وہ شب کو ہو گیا ہوگا خوب لذت وصل ملکہ نے
حاصل کی ہوگی وزیرزادی تو اب چالاک ہے اُسکو تاب نہ رہی ملکہ سے خلوت میں دریافت کیا کہ رات کو تو
خوب آرزوئے دلی پوری کی مدت کے بعد مراد بر آئی فرمایئے کیا گذری ملکہ نے شرما کر جواب دیا کہ کیا بیہودہ
بکتی ہے یہ لوگ مسلمان ہیں اور [illegible] جب تک عقد نہیں کرتے ہیں اُس وقت
تک اور کسی بات سے نہیں غرض رکھتے ہیں [illegible] باتیں میں کوئی حرج نہیں ہے پس جب تک عقد
نہ ہوئے گا کبھی ایسا گمان بھی نہ کرنا وزیرزادی خاموش ہو رہی اور سب نے اس سے دریافت کیا اُسنے
وہی واقعہ جو کہ ملکہ نے کہا تھا کہدیا وہ بھی خاموش ہو رہیں پس یہاں ملکہ شاہزادے کے ساتھ عیش و
عشرت میں بسر کرتی ہے مگر صحبت پاک ہے اور شاہزادہ [illegible] فقیری میں ہے ملکہ جب باغ میں آئی
ہے محل میں نہیں گئی صندل شاہ اسکو عزیز رکھتا ہے اسکا طریقہ تھا کہ جب یہ باغ میں آتی تھی
آٹھ روز سے زیادہ نہیں رہتی تھی اور جب یہاں سے جاتی تھی تو باپ کے پاس ضرور جاتی تھی مجرے کو
اب اسکو یہاں پندرہ دن ہو چکے ہیں کہ یہ یہاں سے نہیں گئی پس صندل شاہ کو خیال آیا کہ اسکی
جو ملکہ بارہ دری میں [illegible] باغ کو گئی ہے ابھی تک واپس نہیں آئی ہے کیا سبب ہے یہ خیال کرکے خواصان

ملکہ کو طلب کیا چونکہ سب خواصیں ہمراہ ملکہ کے گئی ہوئی تھیں کوئی نہ حاضر تھی مگر ایک خواص جو کہ
سن رسیدہ تھی وہ اُس دن سے جب سے کہ اُس فقیر کو ملکہ لے کر آئی تھی صرف اُس خیال سے چلی آئی تھی کہ
یہ فقیر نہیں ہے ضرور کسی ملک کا شاہزادہ ہے یہ گل ایک نہ ایک دن کھلے گا اور رنگ لائے گا اُسوقت
سوائے ذلت کے کچھ نہ حاصل نہ ہوگا اور بادشاہ کو کیا جواب دیا جائے گا بس ایسی حالت میں
جب آبرو کا مقدمہ ہو یہاں قیام کرنا بیکار ہے اپنی حفظ آبرو ہر ایک کو لازم ہے اگر تو یہاں ہوگی تجھ سے
بھی جواب طلب ہوگا کہ تو کیسی بڑی بوڑھی تھی کہ تو نے منع نہ کیا اور ہم کو خبر نہ کی کہ ہم اُسکا تدارک
کرتے تو کیا جواب دے گی بس یہاں سے چلا جانا بہتر ہے جب مجھ سے سوال ہوگا اُس وقت یہی جواب
دینا کہ میں وہاں نہیں تھی مجھکو کیا حال معلوم اگر میں وہاں ہوتی تو ضرور کچھ حال معلوم ہوتا اور میں عرض کر لی
راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ اُس دن سے یہاں تھی آج جو بادشاہ نے خواصان ملکہ کی تلاش کی
برائے دریافت حال ملکہ اور کوئی نہ حاضر ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ محلدار و نواب ناظر کو اسی وقت
حاضر کرے یہ حکم دیا تھا اور ابھی نواب ناظر حاضر نہیں ہوا تھا کہ ایک خواص نے بادشاہ سے عرض کیا
کہ ملکہ کی خواصوں میں سے ستّو خواص اپنے بستر پہ حاضر ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ ہم نے طلب کیا
وہ کیوں نہ حاضر ہوئی بلکہ پیغام بھیجا گیا کہ کوئی خواص نہیں ہے سب ملکہ کے ہمراہ ہیں جلد طلب کر و میں
اُس سے نہ حاضر ہونے کے سبب کو دریافت کروں اور ملکہ کی حالت کو یہ جو حکم دیا وہ خواص ملکہ کی
خواص کے پاس دوڑی ہوئی آئی اور کہا کہ چلو تم کو بادشاہ یاد فرماتے ہیں اُس نے کہا کہ مجھ
میں طاقت نہیں ہے کہ میں حاضر حضور ہوں بسبب شدت بخار کے آج پندرہ سولہ دن سے بہت
بخار ہے یہی عرض کر دو اُس نے کہا کہ حکم عالی ہے کہ جس حالت میں ہو حاضر کر دیں چلو ورنہ عتاب
سلطانی میں مبتلا ہوگی یہ جو اُس نے کہا یہ گھبرائی ہوئی اور کانپتی ہوئی اُسکے ہمراہ ہوئی اور حاضر
ہو کر آداب بجا لائی اور دست بستہ کھڑی ہوئی بادشاہ نے اُسکی طرف دیکھکر فرمایا کہ او ستّو کیا تو نے
یہ نہیں سنا کہ میں نے ماہ پارہ کی خواصوں کو طلب کیا ہے جو تو نہیں حاضر ہوئی اور سب نے کہا کہ وہ ملکہ
کے ہمراہ ہیں اگر سُنا تو کیوں نہ حاضر ہوئی اسکا بہت جلد جواب دے ستّو نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا
کہ خداوند میں آج پندرہ سولہ دن سے بہت شدید تپ میں مبتلا ہوں واقعی یہ جو سب نے حضور میں
عرض کیا کہ سب خواصیں ملکہ کے ہمراہ ہیں سچ عرض کیا کیونکہ یہ خادمہ بھی گئی تھی مگر جب مجھکو تپ آگئی تو
ملکہ سے اجازت لے کر چلی آئی راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ لگاتہ ملکہ ماہ پارہ سے بھی یہی فقرہ کرتے آئی تھی
کہ میں آج صبح سے مبتلائے بخار ہو گئی ہوں لہذا میں بستر پہ جاتی ہوں تاکہ کچھ دوا وغیرہ کروں ملکہ
نے اجازت دی تھی یہ وہاں کا رنگ بے رنگ دیکھکر چلی آئی بس اُس نے عرض کیا کہ میں اُس دن
سے ایسی حالت میں مبتلا ہوں اسقدر مہلت نہ ملی کہ حاضر حضور ہوتی اور جب سے میں آئی ہوں اور
اپنے بستر پر پڑی ہوں تو اُٹھی بھی نہیں ہوں کہ جو کوئی مجھکو دیکھتا اور میرے حال سے آگاہ ہوتا اور حضور
کو خبر کرتا آج صبح کو میں اس قدر ہوشیار ہوئی تھی کہ سوار ہو کر حکیم صاحب کے پاس گئی تھی ملاحظہ
فرمایئے کہ یہ نسخہ اُنھوں نے تحریر کیا ہے یہ کہکر ایک نسخہ اُسکے پاس تھا جو کہ کبھی کا لکھا ہوا تھا پیش کیا
بس اس سبب سے مجھکو آپ کے حکم کی خبر نہ ہوئی اور نہ حاضر ہو سکی ہاں جب وہاں سے واپس آئی
تو محلدار نے مجھ سے کہا کہ تجھکو بادشاہ نے طلب کیا ہے اور ہم نے بادشاہ سے عرض کر دیا ہے کہ سب
خواصیں ہمراہ ملکہ ہیں تو کب آئی میں نے یہ سب حال محلدار سے بیان کیا اُنھوں نے کہا کہ جاؤ حاضر

بادشاہ بیگم اور مین تو اپنے ناظر کو لینے جاتی ہون وہ اُدھر گئین اور مین اپنے بستر پر گئی کہ ذرا حواس درست ہو لین
تو حاضر خدمت ہون کہ یہ خواص پہونچی اور آپ کے حکم سے آگاہ کیا مین فوراً حاضر ہوئی کیا حکم ہوتا ہے کیون یہ
لونڈی طلب کی گئی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ خیر مین نے سب حال سُن لیا اب تو یہ بیان کر کہ پندرہ دن سے
ماہ پارہ باغ کو گئی تھی وہ میرے سلام کو کیون نہین آئی اُسکا مزاج کیسا ہے طبیعت تو اچھی ہے اُس نے کانپکر
عرض کیا کہ جان کی امان پاؤن تو عرض کرون بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کر اُسپر اُسوقت ایسا رعب و داب
شاہی طاری ہوا کہ گو اُسکا قصد تھا کہ مین بیماری کا فقرہ کرکے عرض کر دونگی کہ مین کیا جانون اور اپنی
جان بچا لونگی مگر نہ پوشیدہ کر سکی صاف منھ سے نکل گیا کہ جبتک مین وہان تھی تب تک ملکہ کا مزاج اچھا تھا
اُسکے بعد کا حال مجکو نہین معلوم کہ اُنکا مزاج کیسا ہے میرے خیال مین ایک امر ہے کہ جس دن ملکہ یہان سے
باغ کو تشریف لیے جاتی تھین تو اتفاق سے ایک مقام پر پردہ ہوا سے محافہ کا اُڑ گیا ملکہ نے دیکھا کہ ایک
شاہ صاحب کھڑے ہوے ہین چنانچہ ملکہ فقیرون کو بہت دوست رکھتی ہین اُن شاہ صاحب کو بہ تعظیم
سوا اُن سواری کے باغ مین طلب کیا اور بہت تکلف سے اُنکی دعوت کی کیا عرض کرون کہ وہ شاہ صاحب
کیسے ہین اُنکا سن کوئی بارہ تیرہ برس کا ہوگا ابھی بالکل عنفوان شباب ہے سبزہ تک نہین آغاز ہے چہرہ مثل آفتاب
کے روشن ہے بہت جوان رعنا اور خوبصورت ہین بلکہ اُس دن سے اُنکی دعوت و ضیافت مین مصروف
ہین جبتک مین وہان تھی وہ تشریف نہین لے گئے تھے اس عرصہ مین باندی ہو کر چلی آئی پس میرے نزدیک
ابھی وہ تشریف لیے گئے ہون گے اور ملکہ اُنکی مہمانداری مین مصروف ہون گی اس سبب سے باغ سے
نہین تشریف لائی ہین بادشاہ نے یہ واقعہ جو اُس خواص سے سُنا کہ ماہ پارہ نے ایک فقیر جوان کو مہمان کیا ہے اُسکی
خاطرداری مین مصروف ہے اس سبب سے نہین حاضر ہوئی خیال کیا کہ وہ فقیر کون ہے اور کیسا ہے کہ جس کے
سبب سے یہ میرے پاس نہ آئی بڑا غضب کیا اس نے کہ جوان فقیر کے ہمراہ یہ باغ مین رہی گو فقیر ایسے
نہین ہوتے ہین کہ کسی کے ناموس مین رخنہ انداز ہون اور ہم لوگ فقیرون کو بہت دوست رکھتے ہین مگر
یہ خواص کہتی ہے کہ وہ بہت خوبصورت ہے اور اُسکے طرز تقریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ فقیر نہین ہے بلکہ شاہزادہ
ہے کسی سبب سے فقیر ہوا ہے پس اس امر کو دریافت کرنا ضرور ہے کہین ایسا نہ ہو کہ مین تو اس امر سے
مطمئن رہون کہ ماہ پارہ نے فقیر کی دعوت کی ہے کیا نقصان ہے وہان کوئی دوسرا گل شگفتہ ہو اور آبرو ریزی ہو
جائے تو بڑی خرابی ہو آج تک پشتہا پشت سے ایسی کوئی بات نہین ہوئی کہ جو ہمارے بزرگ انگشت نما
ہوے ہون شاہان ہم عصر مین پس اگر کوئی خرابی ہوئی اور مین تمام شاہان ہم عصر مین انگشت نما ہوا اُس
وقت سواے جان دینے کے کوئی دوسرا امر نہ ہوگا پس اسکا تدارک کرنا ضرور ہے یہ خیال کرکے اپنے دل
مین اُس خواص سے کہا کہ کیون او لکاتہ تو نے اُسی دن کیون نہ مجکو اس حال سے آگاہ کیا اور کیون نہ بیان کیا
اگر مین آج بھی نہ طلب کرکے دریافت کرتا تو تو آج بھی نہ بیان کرتی ہے شرط کہ تجکو اس جرم کی سزا دون یہ جو
تو نے خطا کی اور مجکو اس امر سے نہ آگاہ کیا اور پوشیدہ کیا تو بڑی لگاتا ہے کہ ابھی قید ہوئی اور تو نے جرم کی جو بادشاہ
نے غیض کی حالت مین کہا وہ ڈر گئی گو اُس نے اپنے بری ہونے کے لیے یہ فقرہ کیا تھا اور وہان سے
چلی آئی تھی اور نہ ظاہر کیا تھا اس خیال سے کہ جب کوئی گل کھلے گا اور میری نوبت آئے گی تو مین یہ عذر کرکے
اپنی جان بچا لونگی کہ مین تو باندی ہو کر چلی آئی تھی مگر کیا کرے کہ اسوقت جو دریافت کیا گیا وہ خیال
نہ رہا صاف منھ سے نکل گیا مگر اسپر بھی یہ فقرہ کیا کہ حضور مین کیا عرض کرون ابھی مجکو تپ آئی کہ
مین وہان سے چلی آئی مجکو اپنے تن بدن کا تو ہوش نہ تھا جس دن سے آئی ہون آج میری تپ اُتری ہے

اور ایسی حالت ہوئی ہی کہ مین بات کرتی ہون مین جب وہان سے چلی تھی تو مین نے خیال کر لیا تھا کہ ضرور
حضور سے اس حال کو عرض کرونگی مگر ناچار ہوگئی خطا تو ضرور ہوئی مگر عمداً نہین ہوئی بلکہ سہواً ہوئی پس
مین حاضر ہون جو چاہے سزا دیجیے خطا وار ضرور ہون یہ جو بادشاہ نے سُنا اور اُسکی حالت دیکھی خیال کیا
کہ یہ سچ کہتی ہی کیونکہ اُس نے اپنی حالت ہی ایسی بنائی تھی اور دوسرے اُسپر رعب بھی ایسا طاری ہوا
کہ اُس سے اور اُسکی حالت خراب ہوگئی تھی کہا کہ خیر اب تو تو نے ایسی خطا کی مین نے معاف کی کیونکہ
تو نے عذر معقول کیا اب کبھی ایسی خطا ہوگی تو کبھی معاف نہ کرونگا اور کوئی عذر نہ سُنونگا یہ تقریر ہو رہی تھی
کہ اوراب ناظر حاضر ہوا اور اس نے آکر مجرا کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسی وقت کسی خواجہ سرا کو طرف باغ ملکہ
کے روانہ کرو کہ وہ جاکر ملکہ ماہ پارہ سے میری ذہر سے میری طرف سے کہے کہ تم کو بادشاہ نے یاد کیا ہی تم
جس دن سے ہم سے اجازت لے کر باغ کو گئی ہو اُس دن سے نہ تم ہمارے سلام کو آئین نہ اپنے مزاج
کی کیفیت عرض کر ابھیجی پس اسیوقت حاضر ہو کہ ہمارا دلم کو دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہی اور جو خواجہ سرا جاے
اُس سے یہ کہدینا کہ وہ خود ملکہ کے پاس جاکر یہ پیام بیان کرے اور دیکھے کہ ملکہ کس شغل مین ہی اور ابھی اپنے
ہمراہ لائے دیر نہ لگائے یہ جو حکم دیا اُسی وقت اوراب ناظر نے ایک خواجہ سرا کو جو کہ قدیمی تھا اور جہان دیدہ
تھا طرف باغ کے پیام بادشاہ کا دے کر روانہ کیا اور خود حاضر خدمت رہا وہ خواجہ سرا اُدھر کو روانہ ہوا
یہان بادشاہ اس انتظار مین ہی کہ خواجہ سرا گیا ہی ماہ پارہ آتی ہی یہ تو دختر کے انتظار مین بیٹھا ہی اور
خواجہ سرا طرف باغ کے راہی ہوا اور وہان باغ مین محفل عیش برپا ہی ناچ دگانا ہو رہا ہی ساغر بادہ گلگون چل
رہا ہی شاہزادہ لبہاے ملکہ کے بوسے بجاے گزک لے رہا ہی صحبت بے تکلف ہی گلون مین ہاتھ پڑے مین
ہاتھون کی قینچیان بندھی ہوئی ہین کسی امر کا خوف نہین ہی سب اس راز سے آگاہ ہین مگر صحبت پاکباز انہ
ہی اور کوئی امر خلاف طریقہ اہل اسلام و قدع مین نہین آیا ہی جیسے ملکہ محل سے آئی تھی اُسی طور سے ہی
ابھی تک کوئی دوسرا امر نہیان ہوا ہی کہ وہ گوہر ناسفتہ ابھی تک سفتہ نہین ہوا ہی ہان بوسہ وکنار کا تو ذکر
نہین ہی یہ تو ہمہ وقت ہی اسکا کوئی نقصان بھی نہین ہی مگر ابھی تک شاہزادہ نے ملکہ کو دوسری قسم سے
ہاتھ نہین لگایا ہی صرف اس خیال سے کہ جب تک اسکا باپ اور دیگر عزیز قریب مسلمان نہ ہولین اور وہ
اپنی خوشی سے اسکا عقد میرے ساتھ نہ کردین اُسوقت تک دوسرا امر نہ ہو گو یہ خود عاقلہ و بالغہ ہی مگر اُنکی
بھی اجازت بہ ضرور ہی یا وہ قتل ہولین اگر دائرہ اسلام مین نہ آئینگے تو ضرور قتل ہونگے اُسوقت ملکہ
صاحب اختیار ہوگی تب عقد کرنا اور ہم بستر ہونا کوئی نقصان نہین ہی ابھی ناجائز ہی گو طبیعت ہر قسم
رغبت دلاتی ہی اور شیطان ورغلاتا ہی مگر شاہزادہ طبیعت پر جبر کرتا ہی اور اسکو اس طرف سے لعن و نفرین
کرکے روکتا ہی پس راوی بیان کرتا ہی کہ یہان تو صحبت بے تکلفی ہی عاشق و معشوق باہم بیٹھے ہوے
اختلاط کر رہے ہین اور ایک دوسرے کے ہم بغل ہونے سے خوش ہی صدا ے قہقہہ بلند ہی جام می چل
رہا ہی بینندہ کا مسرور ہی دل کو خوشی کا وفور ہی یہان صحبت کا رنگ جما ہوا ہی کہ وہان در باغ پر خواجہ سرا آکر پہونچا علیحدہ
محافظ در نے دور سے خواجہ سرا کو آتے ہوے دیکھا اور پہچانا کہ یہ تو خاص شاہی خواجہ سرا ہی پس وہ وہان سے
پہونچا ان کے فوراً طرف بارہ دری کے چلی کہ ملکہ کو خواجہ سرا کے آنے سے آگاہ کردون کیونکہ وہ تو اس حال
سے آگاہ تھی کہ یہان یہ رنگ ہی اور اس قسم کی صحبت ہمہ وقت آراستہ رہتی ہی اور ملکہ اس شغل مین
مصروف ہی اگر مین نہ آگاہ کرونگی اور خواجہ سرا دیکھے گا تو جاکر بادشاہ سے عرض کرے گا پس بادشاہ
معلوم نہین ملکہ کا کیا حال کرے اور ہم لوگون سے کس طور سے پیش آئے پس آگاہ کرنا ضرور ہی یہ خیال

اپنے دل مین کرکے دوڑی ہوئی چلی ایسی بدحواس تھی کہ مارے سراپریشان ہوائیان اڑتی ہوئی پاپنچے
چھوٹتے ہوئے پسینہ مین غرق آکر روبرو ملکہ کے حیران ہوکر کھڑی ہوگئی یہان وہ صحبت برپا تھی کہ جسکا ذکر ہوچکا اور
کسی امر کا خوف نہ تھا یہ جو اس حالت سے آکر کھڑی ہوئی ملکہ اور سب حاضرین جلسہ کی اسکی صورت دیکھ کر
حواس جاتے رہے ملکہ کے ہاتھ مین جام مے تھا اور شاہزادے کو دے رہی تھی ایسی بدحواس ہوئی کہ ہاتھ سے
چھوٹ گیا اور سب شراب گر پڑی شاہزادے نے ملکہ کے رخسار کا بوسہ لیکر کہا کہ اے ملکہ کیون اسوقت
طبیعت کیسی ہے اور کیون اس قدر پریشان ہوئین کہ شراب گرادی ملکہ نے حواس درست کرکے کہا کہ کچھ نہین مین نے
جو مخلدار کو بدحواس پایا تو میرے بھی حواس جاتے رہے کچھ خیال نہ رہا یہ ملکہ نے شاہزادے سے کہا ادھر
وزیرزادی نے مخلدار کو بدحواس دیکھکر کہا کہ کیون بوا تم اس وقت اس قدر بدحواس کیون ہو کچھ بیان تو کرو
کہ اس حالت تباہ سے کیون آئی ہو خیر تو ہے یہ جو وزیرزادی نے کہا تو مخلدار نے عرض کیا کہ خیر کہان اب
ہم سب قتل ہوئے ناک چوٹی کٹی آبرو گئی ہم نے اپنی جانین اور آبرو سب ملکہ پر نثار کی غضب ہوگیا کہ خاص
بادشاہی خواجہ سرا ملکہ کے باغ کی طرف چلا آتا ہے ضرور بادشاہ کے حکم سے آتا ہے چونکہ مین تو دن رات
در باغ پر بیٹھی رہتی ہون اور دیکھا کرتی ہون کہ کوئی ملازم شاہی تو نہین آتا ہے کیونکہ مین تو یہان کے
حال سے اور یہان کی صحبت سے واقف ہون بس اسی خیال سے کہ اگر کوئی آئے تو مین ملکہ کو آگاہ کرون
بس جو خیال تھا وہی ہوا بس جب مین نے دور سے اسکو ادھر آتے ہوئے دیکھا اور یہان کی صحبت کا خیال
کیا فوراً وہان سے بھاگی کہ خبر کرون یہان آکر پہونچی یقین ہے کہ وہ باغ مین آگیا ہے یہ جو مخلدار نے کہا سب کے حواس
جاتے رہے ملکہ تو شاہزادے کے پہلو سے ہٹکر الگ بیٹھ گئی کشتیان شراب وکباب کی اٹھاکر الگ
رکھ دی گئین طائفون کو برخاست کر دیا ملکہ مودب ہوکر بیٹھی شاہزادہ تو لباس فقیری زیب تن کیے
ہوئے تھا اسی طور سے بیخوف مسند پر بیٹھا رہا سب جو جو مین حاضر رہین اب صحبت کا اور رنگ ہوگیا وہ
بے تکلفی جاتی رہی شاہزادے کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا مگر بمصلحت خاموش رہا یہان تھوڑے عرصہ مین یہ
سب بندوبست ہو گیا مخلدار سامنے کھڑی تھی یہ امر مخلدار نے عرض کیا تھا کہ مین اس سبب سے خبر کرنے
آئی تھی کہ وہ اگر اس صحبت کو آکر دیکھ لے گا اور جاکر بادشاہ سے سب حال بیان کرے گا ہم سب پر آفت
آئے گی ناک چوٹی کاٹی جائے گی اگر خبر کرون شاید کوئی بندوبست ہو جائے پھر میرے خیال کے موافق ہوا کہ
اس رنگ کی صحبت تو برطرف ہو گئی اب اگر آکر دیکھے گا بھی تو یہی بیان کرے گا کہ ملکہ نے کسی صاحب کی
دعوت کی تھی وہی موجود تھے اور ملکہ بھی مخلدار یہ کہہ رہی تھی کہ وہ خواجہ سرا جو کہ بحکم بادشاہ طرف باغ ملکہ
کے ملکہ کو لینے آیا تھا در باغ ملکہ پر پہونچا کسی نے اسکو نہ روکا کیونکہ خواجہ سرا شاہی تھا بلاخوف اندر
باغ کے آیا اور طرف بارہ دری کے چلا ادھر ملکہ نے شاہزادے سے عرض کیا تھا کہ آپ کہین پوشیدہ
ہو جائین خواجہ سرا شاہی میرے پاس آیا ہے وہ آکر چلا جائے دیکھون کس غرض سے آیا ہے یہ خوف ہے کہ
کوئی بدنام نہ کرے اگر بادشاہ کو اس حال کی خبر ہو گئی تو غضب ہو جائے گا بس تھوڑے عرصہ کے لیے
آپ پوشیدہ ہو جایئے جب وہ چلا جائے گا طلب کر لے گا شاہزادے نے انکار کیا اور کہا کہ اگر زیادہ
کہو تو مین اپنے کو ظاہر کر دونگا مجھکو کسی امر کا خوف نہین ہے بلکہ میرا منشا یہی ہے کہ کسی طور سے یہ امر
ظاہر ہو اور مین بادشاہ کو مسلمان کرون اور اہل شہر کو اگر منظور ہے کہ ایسا ہو تو اس امر مین اصرار نہ کرو ورنہ
خاموش بیٹھی رہو مین حالت فقیری مین بیٹھا رہونگا مجھکو کسی امر کا خوف نہین ہے میرے بزرگ کسی کے
خوف سے پوشیدہ نہین ہوئے ہین جہان گئے ہین یون ہی بلاخوف رہے ہین مین کیون ایسا

خواجہ سرا کے خوف سے پوشیدہ ہون وہ ہی کیا بلا اگر بادشاہ بھی آتے تو بھی مین نہ ڈرتا نہ ہرگز پوشیدہ ہوتا اگر بادشاہ تمام لشکر لیکر آتے تو بھی مجکو کوئی خوف نہین اگر مجھ سے کچھ خواجہ سرا بولیگا تو مین اسکو جواب دے لونگا اس سے اطمینان رکھو کہ جب تک میرے تن پر سر ہی اور بدن مین جان ہی تم لوگون پر آنچ نہ آنے دونگا بعد میرے پھر جو کچھ ہو اُس سے ناچار ہون کیونکہ وہ حالت مجبوری ہی بموجب مصرعہ ع بعد از سر من کن فیکون شدہ باشد • یہ جو شاہزادہ نے برہم ہوکر کہا ہر ایک خاموش ہو رہی ملکہ نے تو پھر زبان سے کوئی حرف نکالا دل مین کہا کہ عجب امر وجاہل سے سابقہ پڑا ہی کہ کسی بات سے نہین ڈرتا ہی خداوند کریم خیر کرے اسکی جان بچائے اگر اسپر کچھ بھی آنچ آئی تو مین ضرور اپنے کو ہلاک کر ڈالونگی ملکہ یہ خیال کر رہی تھی اور ایک خواص شاہزادے کے نہ پوشیدہ ہونے پر شاہزادے کو برا بھلا کہہ رہی تھی اور باہم اشارون مین ایک دوسرے سے کہہ رہی تھی کہ ملکہ نے ہر ایک کی ابرو بھی لی اور جان بھی اور اپنی بھی آبرو دی ایسے شخص سے محبت کی جسکے خیال مین کوئی بات بھی نہین آتی بلا خوف ہی مین یہ کہتی ہون کہ یہ اکیلے کیا کرینگے یہ امر فرض کر لیا جائے کہ بڑے بہادر ہین مگر ایک کی دو او دو اور دو کی دو او چار ہین یہ لاکھون سے کیا مقابلہ کرینگے اگر بادشاہ اس حال سے آگاہ ہوگیا کہ یہ فقیر نہین ہی بلکہ شاہزادہ ہی اور ملکہ سے آشنائی ہو گئی ہی اور ملکہ کو مسلمان کر لیا ہی تو پھر وہ ہم کو زندہ رکھیگا نہ ملکہ کو نہ آپکو بڑا کشت وخون ہوگا افسوس مفت مین جان گئی اور آبرو ہم اس حال سے آگاہ نہ تھے کہ یہ انجام ہوگا دوسرے نے اشارے سے کہا کہ ہان اب تو جو ہونا تھا وہ ہوا ان باتون سے کیا حاصل بس جو مقدر مین ہوگا پیش آئیگا نمک حلال وہی ہی جو اپنے مالک کے ساتھ نیکی کرے اور اپنی جان وآبرو کو اسپر صدقہ کرے بس اب کیا حاصل ہی خواصین تو یہ باتین کر رہی ہین شاہزادہ بیٹھا ہوا ہی اور ملکہ بھی ہی ہر چند شاہزادے کا جی چاہتا ہی کہ ملکہ کو آغوش مین لیکر لب ورخسار کے بوسے لون خواجہ سرا آتا ہی پھر یہ خیال کرتے کہ دیکھو کیا ہوتا ہی اب یہ بھی ممکن ہی کہ ملکہ ہمارے قبضہ سے نکل جائے ابھی کوئی ایسی بات نکرو کہ تمہاری زیادتی ثابت ہو سنو تو یہ خواجہ سرا کیا پیام لایا ہی اگر کوئی ایسا پیام لایا ہی کہ جو تمہارے مزاج کے خلاف ہی بس فوراً اپنے کو ظاہر کرنا اور اپنی مقام سے تلوار پکڑ کر ذرا نہ اُس مقام پر سب کو قتل کر دے جانا جہان بادشاہ ہی بس یا اسکو مسلمان کرنا یا قتل کرنا اور سامنے خواجہ سرا کے اسی امر کو ظاہر کرنا کہ مین ملکہ پر عاشق ہون اور ملکہ کو مین نے مسلمان کر لیا ہی اب اسکو کوئی ہاتھ نہین لگا سکتا ہی جب تک میرے دم مین دم ہی یہ خواجہ سرا تمہارا کیا کریگا سوا اسی امر کے کہ بادشاہ سے جا کر کہیگا وہ لشکر لیکر آئیگا تم اسی امر کی نوبت کیون آنے دیتا تم خود ہی کیون نہ وہان پہونچ جانا بس شاہزادہ اپنے دل سے یہ باتین کر رہا ہی ملکہ بسبب خوف کے خاموش بیٹھی ہی کہ وہ خواجہ سرا آکر بارہ دری مین پہونچا پہلے اُس نے سب طرف دیکھا اسکو کیا نظر آیا کہ ایک مسند زرنگار آراستہ ہی اسپر ایک جوان رعنا کہ جسکا چہرہ مثل آفتاب کے درخشان ہی زلفین دوش پر پڑی ہوئی ہین لباس فقیری تن مین ہی مسند پر بیٹھا ہی مگر اسقدر رعب ودبدبہ ونشان وشوکت وجرأت وشجاعت رخ سے پیدا ہی اور آثار بہادری چہرے سے عیان ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ شیر ببر بیٹھا ہوا ہی اُس طرف یہ کسی کی مجال نہین ہی کہ آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے خواجہ سرا نے یہ جو دیکھا اپنے دل مین خیال کیا کہ ضرور یہ کسی ملک کا شاہزادہ ہی کسی سبب سے اس نے فقیری اختیار کی ہی یہ دیکھ کر اور دل مین خیال کرکے کچھ رعب اسپر طاری ہوا کہ اس نے جھک کر سلام کیا اور دیکھا کہ ملکہ ایک طرف گوشہ مسند پر مودب بیٹھی ہی اور سب خواصین روبرو حاضر ہین بس ملکہ کو بھی سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کا مزاج مبارک کیسا ہی ملکہ نے جواب دیا کہ اچھی ہون

ای منصور تمہارا اسوقت کدھر آنا ہوا اور مزاج ظل اللہ کا تو اچھا ہی اور سب خیریت ہی اُس نے جواب
دیا کہ میں نے بہت دن سے حضور کو نہیں دیکھا تھا آرزو قدمبوسی کی تھی مگر کاروبار سے مہلت نہ تھی جو حاضر ہوتا
حضور تھا اور مزاج شاہ بہت اچھا ہی میری خوبی تقدیر سے حکم شاہی میرے نام صادر ہوا کہ تم ملکہ کے پاس
جاؤ اور پیام دو کہ جب سے تم ہم سے اجازت لے کر باغ کو گئی ہو اُس دن سے نہ کچھ تمہارے مزاج کی
کیفیت معلوم ہوئی نہ تم ہمارے سلام کو آئیں مزاج کیسا ہی جو نہیں آئیں لہذا ہمارا جی تمہارے دیکھنے
کو چاہتا ہی پس اسی وقت آؤ اب سیر باغ ہو چکی اگر کچھ طبیعت ناساز ہو تو آگاہ کرو ہم خود آئیں کیونکہ
اب طبیعت بہت پریشان ہی آج کئی دن سے تم کو دیکھا نہیں ہی پس میں یہ حکم پا کر ادھر کو روانہ
ہوا اور یہاں حاضر خدمت ہوا آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو یاد کیا ہی اور یہ پیام دیا ہی اور یہ ارشاد کیا ہی کہ
جس وقت خاکسار نے عرض کیا ملکہ نے یہ پیام جو زبانی خواجہ کے سُنا کہ بادشاہ نے یاد کیا ہی کہا کہ ای منصور
میری طرف سے بہت بہت تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ مجھکو خود آپ کی قدم بوسی کی آرزو تھی بلکہ میں اسی
کاروبار میں تھی کہ نہ آسکی آج میں خود ہی حاضر ہونے والی تھی کہ آپ کا حکم میرے نام پہونچا میں حاضر
ہوتی ہوں اور جس سبب سے نہیں حاضر ہوئی ہوں وہ سب حاضر ہو کر خدمت والا میں عرض کرونگی یہ کہکر خواجہ سرا
کو انعام دیا اور کہا کہ جاؤ میں آتی ہوں اُس نے عرض کیا کہ مجھکو حکم ہی کہ اپنے ہمراہ لانا پس میں حاضر ہوں تشریف
لے چلیے ملکہ نے کہا کہ تم جاؤ میں ابھی ابھی آتی ہوں تم پہونچنے نہ پاؤگی کہ میں پہونچ جاؤنگی پس یہ
سُنکے اُس نے عرض کیا بہت خوب اور عرض کیا کہ ایسا نہ کیجیے گا کہ نہ تشریف لائیے تو مجھپر عتاب
ہو کہ ہم نے حکم دیا تھا کہ اپنے ہمراہ لانا تو کیوں نہ ہمراہ لایا ہماری عدول حکمی کی جرم عدول حکمی میں میں
بتلا ہوں ملکہ نے فرمایا کہ تم اطمینان رکھو میں آتی ہوں تم پر عتاب نہ ہوگا خواجہ سرا یہ سُنکے اور رخصت
ہو کر ملکہ و شاہزادے کو سلام کرکے وہاں سے روانہ ہوا جب جو کچھ پیام خواجہ سرا نے بیان کیا شاہزادہ خاموش
بیٹھا سُنا کیا جب ملکہ کو معلوم ہوا کہ خواجہ سرا چلا گیا شاہزادہ سے کہا کہ آپ یہاں تشریف فرما رہیں
میں والد کے پاس ہو آؤں زیادتی میں بہت دن سے سلام کو نہیں گئی ہوں جب سے باغ میں آئی ہوں
بس ابھی جاتی ہوں اور سلام کرکے اور اجازت لے کر آتی ہوں آپ پریشان نہ ہوجیےگا میں اپنی وزیرزادی
اور چند خواصوں کو آپ کی خدمت میں چھوڑے جاتی ہوں جب تک ان سے دل بہلائیے شاہزادے
نے جواب دیا کہ ای ملکہ یہ نہ ہوگا اول تو میرا دل بدون تمہارے یہاں نہ لگے گا دوسرے میں تم کو کیونکر
جانے دوں یہ خواجہ سرا میرا یہاں موجود ہونا ضرور بیان کرے گا پس نہ معلوم تمہارے والد تم سے کس طور
سے پیش آئیں تم کو یہاں آنے بھی دیں یا نہ دیں اگر تم نہ آؤ تو پھر میں کیا کروں ملکہ نے جواب دیا کہ آپ
اس امر سے اطمینان رکھیں میں ابھی آتی ہوں اگر یہ کہے گا بھی تو بادشاہ مجھکو نہیں منع کرینگے بلکہ اجازت
دینگے کیونکہ ہم لوگ فقیروں کو بہت مانتے ہیں اپنا پیر و مرشد جانتے ہیں جب میں یہ کہونگی کہ میں نے ایک
شاہ صاحب کو مہمان کیا ہی اور وہ میرے مہمان ہیں میں اُنکی خاطر و مدارات میں مصروف تھی اس سبب
سے نہیں حاضر ہوئی اور وہ اس وقت بھی میرے باغ میں موجود ہیں پس بادشاہ فوراً اجازت دیں گے
میں ابھی حاضر ہوتی ہوں جب تک آپ ان سب سے باتیں کریں اور دل بہلائیں جب اس طور سے ملکہ
نے کہا شاہزادہ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر اس امر کا خیال رکھنا کہ اگر تم کو عرصہ ہوا اور تم نہ آئیں تو میں
یہاں نہ ٹھہرونگا فوراً در محل پر آکر در محل میں چلا آؤنگا اور جو کوئی مانع ہوگا اُسکو قتل کردونگا اور تمہارے
باپ سے لڑکر اُنکو بھی قتل کرونگا یا اپنی جان دونگا یہ مجھ سے نہ ہوسکے گا کہ تم وہاں رہو اور میں یہاں

بیٹھا رہوں میں اسی فکر میں ہوں کہ کسی تدبیر سے اس ملک کو اسلام آباد کروں ملکہ نے جواب دیا کہ ایسا غضب نہ کرنا تم اکیلے ہو وہ لوگ لاکھوں ہیں کہاں تک مقابلہ کروگے اگر کوئی نوع دگر ہوئی تو میں کیا کرونگی کس کے بھروسے جیونگی پھر میرا کون ہی میں بھی آتی ہوں شاہزادے نے جواب دیا کہ مجھکو لاکھوں کا کچھ خوف نہیں ہی ہم لوگ لاکھوں سے نہیں ڈرتے ہیں اگر تم یہ امر نہیں قبول کرتی ہو تو میں تم کو جانے بھی نہیں دیتا ہوں دیکھوں کون ایسا بہادر ہی جو تجھکو یہاں آکر لیے جاتا ہی کیونکہ تم مسلمان ہو چکی ہو یہ کہکر شاہزادے نے ملکہ کا ہاتھ پکڑ لیا ملکہ نے خیال کیا کہ اگر نہیں جاتی ہوں تو بڑی خرابی ہوتی ہی ابھی بادشاہ یہاں آئینگے یہ راز افشا ہو جائیگا اور کشت و خون ہوگا یہ اکیلے ہیں یا تو اسیر ہونگے یا خدانخواستہ قتل اور میں تمام شہر میں مشہور ہو جاؤنگی کہ بادشاہ کی دختر نے ایک فقیر سے آشنائی کی تھی بادشاہ کو جو خبر ہوئی تو بادشاہ نے اس فقیر کو قتل کیا یہ اسی فقیر کی لاش ہی یا اسیر کیا یہ اسی فقیر کی قید ہی کیسی کم ظرف تھی کہ کسی شاہزادے سے آشنائی کی نہ وزیرزادے سے آشنائی کی بھی تو ایک فقیر سے جو کہ در در کا پھرنے والا ہی کتنی بڑی بدنامی کی بات ہی بس مناسب یہ ہی کہ کسی طرح سے انکو سمجھا کر میں وہاں جاؤں تاکہ یہ پردہ نہ کھلے اور یہ راز افشا نہ ہو یہ دل میں سوچ کر کہا کہ اچھا آپ مجھکو جانے دیں اگر میں ایک پہر بھر کے اندر نہ آؤں تو آپکو اختیار ہی جو آپکا جی چاہے وہ کیجیےگا یہ جو ملکہ نے کہا شاہزادے نے ہاتھ چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر اس امر کا خیال رہے کہ عرصہ نہو ورنہ پھر مجھکو اسی مقام پر پاؤگی اگر ذرا عرصہ ہوا یہ امر یاد رکھنا کہ ہم لوگ جس امر کا قصد کرتے ہیں اور جو بات منہ سے کہتے ہیں پھر وہی کرتے ہیں چاہے سر میں جان رہے چاہے جائے پس جو تم سے کہا ہی وہی کرونگا قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار اگر تم پہر بھر میں نہ آئیں تو پھر مجھکو یہاں نہ پاؤگی میں اندر محل کے ہونگا بادشاہ کے سر پر ملکہ نے جواب دیا بہت خوب یہ کہکر تبدیل لباس کیا تھا ویسا ہی ہوگئی جو عالم دیکھا شاہزادے نے ملکہ کو آغوش تمنا میں لیکر خوب لب و عارض کے بوسے لیے دست گستاخ کی آرزو پوری کی ملکہ نے کہا کہ عرصہ ہوتا ہی مجھکو جانے دیجیے بس شاہزادہ خاموش ہو رہا ملکہ نے حکم دیا کہ محافہ در باغ پر لگایا جائے بموجب حکم محافہ آیا بس ملکہ شاہزادے سے مل کر اور خدا حافظ کہکر مع چند خواصوں کے سوار ہوکر طرف محل کے روانہ ہوئی اپنی وزیرزادی اور چند خواصوں کو شاہزادہ کے پاس چھوڑ گئی اور ان سے تاکید کر گئی کہ اگر شاید عرصہ ہو جائے تو شاہزادے کو بہلانا اور جانے نہ دینا اور کسی قسم کی تکلیف نہ دینا ان سب نے عرض کیا کہ بہت خوب ہم اپنے امکان بھر کوشش کرینگے اب آگے ان کا انکو اختیار ہی راوی نے بیان کیا ہی کہ جب تک سامنا رہا ملکہ شاہزادہ کو پلٹ پلٹ کر دیکھتی جاتی تھی اور شاہزادے کی آنکھ ملکہ کی طرف تھی اشارہ تھا کہ بہت جلد آنا ورنہ خرابی ہوگی ملکہ جواب دیتی تھی کہ ابھی آتی ہوں اطمینان رکھو بس جب ملکہ چلی گئی اور وہ خواصیں اور وزیرزادی شاہزادہ کی خدمت میں آئیں شاہزادہ نے کہا کہ اے وزیرزادی ملکہ نے یہ خیال کیا ہوگا کہ اس وقت یہ کہکر چلی جاؤ کہ تم کو اختیار ہی اگر مجھکو عرصہ ہو میں تم سے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ملکہ کو عرصہ ہوا تو یہاں خود میں ایک کا بھی خوف نہ کرونگا فوراً درانہ محل میں گھس جاؤنگا اور بادشاہ کو یا تو مسلمان یا قتل کرونگا وزیرزادی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ آپ اطمینان رکھیں ملکہ نے جو اقرار کیا ہی بموجب اسکے ضرور جلد آئینگی وہ آپکے مزاج سے بخوبی واقف ہو گئی ہیں دوسرے بعد ملنے آپ کے انکو کیونکر قرار آئیگا وہ صرف سلام کرنے گئی ہیں آدھ گھنٹہ بیٹھ کر چلی آئینگی آپ اور کچھ خیال نہ کریں یہ کہکر ارباب نشاط کو طلب کیا اور گشتی کی دور دورہ شاہزادے کے حاضر کی عرض کیا کہ تماشا ملاحظہ فرمائیے دل بہلائیے شراب کا شغل کیجیے شاہزادے نے جواب دیا کہ یہ [illegible] امر

بدرون ملکہ کے بیکار رہین جب ملکہ آئین گی سب مشغول ہون گے یہ فرما کر نشستی مہر کو سرکا دیا اور مطربہ کو منع کیا
یہ جو رنگ وزیرزادی نے دیکھا خیال کیا کہ یہ نہین مانین گے خداوند کریم خیر کرے اور ہم سب کی آبرو
بچا لے بس یہ خیال کر کے خاموش مودب سامنے بیٹھی ہی اور سب خواصین بھی خدمت حاضر ہین مطربہ
کو رخصت کر دیا شاہزادہ مسند پر اس فکر مین بیٹھا ہی کہ جو وعدہ ملکہ کر گئی ہی وہ گذر جاوے اور ملکہ میری
معشوقہ نہ آئے تو مین یہان سے درانہ در محل پر جاؤن اور جو کوئی مانع ہو اُسکو قتل کرون اندر محل کے
جا کر صندل شاہ کو مع اُسکے فرزند مظفر شمشیر گیر و کل اہل شہر کو مسلمان کرون شاہزادہ تو باغ مین بیٹھا
اس فکر مین مبتلا بیٹھا ہی ادھر سواری ملکہ کی طرف محل کے چلی جاتی ہی وہ خواجہ سرا جو کہ ملکہ کے پاس
بادشاہ کا پیام لیکر گیا تھا اور پیام پہونچا کر اور خلعت پا کر ملکہ سے رخصت ہو کر خدمت بادشاہ مین
روانہ ہوا تھا راہ طی کر کے حاضر خدمت ہوا مجرا بجا لایا یہان بادشاہ انتظار مین بیٹھے ہوے تھے کہ
خواجہ سرا آکر پہونچا جب مجرا کر چکا اور دست بستہ سامنے کھڑا ہوا تو بادشاہ نے پوچھا کہ ملکہ کی خدمت
مین ہوا یا حکم شاہی سے ملکہ کو آگاہ کیا اُنھون نے کیا جواب دیا آنکا مزاج کیسا ہی وہ کیون نہین تشریف
لائین اُس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ مین بموجب حکم شاہ خدمت ملکہ مین گیا جہان پناہ کی طرف سے
دعا کہی کہ آپ کو دعا فرمائی ہی اُنھون نے جہان پناہ کی مزاج کی حالت دریافت فرمائی مین نے عرض
کیا کہ مزاج مبارک بہت اچھا ہی مین نے پیام شاہی بیان کیا اور عرض کیا کہ آپکو یاد فرمایا ہی اُنھون نے
بہت بہت تسلیم عرض کی اور کہا کہ عرض کرنا کہ میرا مزاج تو اچھا ہی جہان پناہ کے جان و مال کی ترقی کی
خواستگار ہون مجکو خود قدم بوسی کا اشتیاق تھا مگر ایک کام مین مبتلا تھی حاضر نہ ہو سکی آج میرا خود
قصد حاضر ہونے کا تھا کہ حکم عالی پہونچا مین حاضر ہوتی ہون مین نے عرض بھی کیا کہ میرے ہمراہ سوار ہو کر چلیے کہا
کہ تم جاؤ مین ابھی حاضر ہوتی ہون مین زیادہ اصرار نہ کر سکا کیونکہ ملکہ عالم نازک مزاج بہت ہین برہمی مزاج
کا خوف ہوا مین خاموش مجرا کر کے رخصت ہو کر حاضر خدمت ہوا میرے سامنے محافہ تیار ہونے
کا حکم دیا تھا تشریف لاتی ہونگی یہ سنکے بادشاہ نے خواجہ سرا سے پوچھا کہ ماہ پارہ کیا کر رہی تھی اور کون
کون باغ مین تھا اُس نے عرض کیا کہ جب مین گیا تھا تو بارہ دری مین تشریف فرما تھین محفل عیش برپا تھی
حضور مین نے ایک شاہ صاحب کو ملکہ کے پاس دیکھا تھا کہ وہ بھی شریک بزم تھے ملکہ مع خواصون کے
اُنکی خاطر و مدارات مین مصروف تھین حضور اُن شاہ صاحب کی کیا شان و شوکت بیان کرون اول تو
وہ خوبصورت جری معلوم ہوتے ہین جوان رعنا ہین ایسا حسن ہی کہ وہ بارہ دری شعاع نور جمال سے روشن
تھی پریشان چہرے پر تھی کہ با وجود لباس فقیری زیب تن تھا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شاہزادہ جلوہ فرما
ہی اور آثار شجاعت و دلاوری رخ سے پیدا تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا شیر ببر یا نہنگ دریا سے شوکت
مسند پر جلوہ گر ہی ہم نے تو آج تک ایسا کوئی فقیر نہین دیکھا جیسا اُنکو دیکھا میرے نزدیک کسی
ملک کے شاہزادہ ہین کسی سبب سے یہ لباس اختیار کیا ہی ہر کس و ناکس کی یہ مجال نہین ہی کہ اُنکی
طرف دیکھ سکے حضور کا بہت بڑا دربار ہی اور شاہزادہ عالم ایسے بہادر دربار مین جلوہ فرما ہوتے ہین
مگر مین نے جیسا اُن شاہ صاحب کو دیکھا نہ ایسا کوئی حسین آپ کے شہر مین ہی نہ دربار مین نہ اُن کے
مثل کوئی بہادر میری نگاہ مین گذرا ہی نہ آپ کے دربار مین ہی مین کس سے مثال دون کیا تعریف کرون
خواجہ سرا نے جو یہ بیان کیا بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ صرف تیری حماقت کی تقریر ہی بھلا جو کہ فقیر ہوگا
وہ کیا ایسی شوکت رکھتا ہوگا تو نے ابھی فقیر نہین دیکھے اگر کسی ملک کا شاہزادہ ہوتا تو اُسکو کیا

ایسی ضرورت تھی کہ وہ راحت وآرام کو ترک کرکے فقیری اختیار کرتا کوئی فقیر ہوگا اور صاحب کمال ہوگا
یہ صرف تیری نگاہ کا فرق ہے اُنکا رعب وداب جو کہ بسبب خدا آگاہ ہونے کے تو نے دیکھا تو نے خیال کیا
کہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے اور اُنکے مثل کوئی بہادر نہیں ہے میرے دربار میں ایسے ایسے بہادر ہیں کہ جن کا
مثل ونظیر پردۂ زمین پر نہیں ہے فقیر دیکھا جائیگا ہم اُن سے ضرور ملاقات کرینگے اُس وقت تیرے جھوٹ
وسچ کا حال ظاہر ہوجائیگا خواجہ سرا نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا یہ عرض کرکے سلام کیا بادشاہ نے
فرمایا کہ ابھی حاضر رہ شاید ملکہ نہ آسکے تو تجکو پھر جانا ہوگا وہ خواجہ سرا روبرو بادشاہ کے دست بستہ حاضر رہا
یہان تک ملکہ داخل ہوچکی تھی سواری ملکہ کی در محل پر پہونچی محلدار کو خبر ہوئی اُس نے ملکہ کی مان کو آگاہ کیا اُنھون
نے خواصون اور اپنی وزیرزادی کو برائے استقبال روانہ کیا پردہ کیا گیا ملکہ مع خواصون کے اُتری سب نے
ملکہ کو سلام کیا اور استقبال کرکے ایوان میں لائین ملکہ نے مان کو سلام کیا اُس نے دعا دیکر گلے سے
لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ بیٹا تم تو ایکی خوب جاکر باغ کی سیر مین مصروف ہوئین باپ کے سلام تک
کو نہ آئین ملکہ نے عرض کیا کہ کیا عرض کرون کہ کس سبب سے نہ حاضر ہونا ہوا مان نے پوچھا کہ مزاج
تو اچھا تھا عرض کیا کہ جی ہان اچھی تھی والد بزرگوار کہان تشریف فرما ہین مین خود اُنکے زیارت کی مشتاق تھی
آج آنے والی تھی کہ خواجہ سرا پیام شاہی لیکر پہونچا فوراً سوار ہوکر حاضر ہوئی بس یہ جو ماہ پارہ نے
کہا مان نے جواب دیا کہ وہ بڑی دیر سے تمہارا انتظار کررہے ہین تمہارے لیے بہت پریشان تھین اپنے
محل خاص مین تشریف فرما ہین چلو یہ کہکر بیٹی کو ہمراہ لیکر قصر شاہی کی طرف چلی وہان بادشاہ خواجہ سرا
سے کہہ رہے تھے کہ ابھی تک ماہ پارہ نہین آئی تو پھر جا اور کہا کہ ہم انتظار کررہے ہین باوجودیکہ ہم
نے طلب بھی کیا تو نہین آئی ایکی اپنے ہمراہ لانا وہ عرض کررہا ہے کہ تشریف لاتی ہونگی یہ غلام جاتا ہے یہی
ذکر تھا کہ سامنے سے زوجہ مع دختر کے بادشاہ کو نظر آئی اور خواجہ سرا و نواب ناظر نے بھی دیکھا ہاتھ جوڑکر عرض
کیا کہ ملکہ تشریف لاتی ہین حضور خیال فرماتے تھے کہ غلام نے دروغ عرض کیا بادشاہ نے جو دختر کو دیکھا
چہرہ فرط خوشی سے سُرخ ہوگیا کیونکہ یہ دختر کو بہت چاہتا تھا کسی طرح کا رنج اُسکا بادشاہ کو گوارا
نہ تھا ایک الفت دلی تھی بادشاہ پر کیا منحصر ہے سب ملکہ ماہ پارہ سے الفت رکھتے تھے بھائی مان
و دیگر اہل محفل سب کی جان وروح تھی وہ حسین بھی ایسی ہی تھی کہ اُسکا مثل ونظیر نہ تھا اور خوبصورت
سب کو دوست ہوتا ہے اور سب خوبصورت سے الفت کرتے ہین پس جب قریب بادشاہ کے ملکہ
پہونچی جھک کر باپ کو سلام کیا پس بادشاہ نے دعا دیکر گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اپنے برابر
بٹھایا بہت شفقت سے پیش آیا کہا کہ بیٹا مین نے تم کو پندرہ دن سے نہین دیکھا تھا تمہارے دیکھنے
کو بہت دل چاہتا تھا ایکی تو تم خوب باغ مین جاکر رہین کہو مزاج تو اچھا ہے ملکہ نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ دعا کرتی
ہون مین خود مشتاق حضور تھی مگر ایسی ضرورت مین تھی کہ نہ حاضر ہوسکی آج حاضر ہونے کا قصد تھا کہ آپ کا حکم
پہونچا فوراً حاضر ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری خواہش سُنی ہے اور اپنے خواجہ سرا کی زبانی سُنا ہے کہ تم نے
ایک فقیر کی دعوت کی ہے اور وہ تمہارے مہمان ہین اور سُنا ہے کہ بڑے صاحب کمال ہین تم نے ہم کو خبر نہ کی کہ ہم بھی
اُنکی قدم بوسی حاصل کرتے اور شرف ملازمت سے بہرہ مند ہوتے ملکہ نے ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ واقعی یہی امر ہے کہ
اسی سبب سے مین حاضر خدمت نہ ہوسکی اُنکی مہمان داری مین مصروف تھی اپنا افتخار جانکر اُنکی خدمت کررہی تھی
حضور ایسے صاحب کمال وصاحب جلال فقیر نہین دیکھے نہ ایسے حسین وخوبصورت اور اس سن وسال مین کہ ابھی
پورے جوان بھی نہین ہوئے اتفاق سے یہ شرف مجھکو حاصل ہوا جس دن مین آپ سے اجازت لیکر باغ کو

جاتی تھی راہ مین محافہ کا پردہ ہوا سے اڑ گیا میری نگاہ اُنپر پڑی مین نے وہ رعب وداب وکشف وکمال اُن
مین پایا مین نے خیال کیا کہ یہ ضرور بندۂ خاص خداوند کے حیات ہین انکی خدمت کرنا باعث افتخار
ہی اور سبب نجات آخرت ہی بس مین انکو اپنے باغ مین لے گئی گو وہ نہ جاتے تھے بہت ہی اصرار سے
تشریف لائے بس مین اُس دن سے انکی خاطر مین مصروف تھی اس سبب سے براے سلام حاضر نہ ہو سکی اور
اسی سبب سے اس قدر عرصہ ہوا ایکی مرتبہ باغ مین رہنے کا ورنہ میرا کیا کام تھا جو مین اس قدر زمانہ تک
باغ مین رہتی بس یہ خطا تو مجھ سے ضرور ہوئی کہ مین نے انکو اپنا مہمان کیا اور اُن کے مہمانی کے سبب سے
سلام کو نہ حاضر ہوئی اور نہ انکی خبر آپکو کی اس خطا کی جو چاہیے سزا دیجیے آپکی گنہگار ضرور ہون بادشاہ
نے بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دیکر فرمایا کہ تم نے کوئی خطا نہین کی ہم نے تم کو کبھی اس امر کو منع نہین کیا
کہ تم کسی فقیر کی دعوت نہ کرنا بلکہ ان لوگون کی خدمت کرنا باعث ہم سب کی نجات کا ہی اور یہی لوگ
بندۂ خاص خداوند ہین یہ ہی ہم گنہگارون کی بخشش کے سبب ہون گے خواہ جوان ہون خواہ پیر بلکہ جو
جوانی مین ترک دنیا کرتے ہین اُن کے بڑے مرتبے ہین اور انکی خدمت کرنا باعث افتخار
ہر دو جہان ہی ہان صرف اس امر کا خیال ہوا کہ تم نے ہم کو آگاہ نہ کیا اکیلے یہ شرف حاصل کیا دوسرے
تم نے اپنے مزاج کی حالت سے نہ آگاہ کیا اگر ہم سے کسی کے ذریعہ سے کہلا بھیجتین تو اس قدر تشویش
نہ ہوتی نہ فکر نہ ہم خواجہ سرا کو روانہ کرتے بلکہ انکی ملاقات کو مع اپنے ارکان دولت کے آتے اور
شرف ملازمت حاصل کرتے خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا اے فرزند آج مجکو خیال آیا کہ میری دختر نیک اختر
کتنی دن سے سلام کو نہین آئی اسکا کیا سبب ہی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پندرہ دن سے سیر باغ کو
گئی ہوئی ہین ابھی تک وہان سے نہین آئین اب خیال ہوا کہ نہ معلوم مزاج کیسا ہی جو نہین آئی نہ کسی
نے خبر کی تمھاری خواصون کو جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اُنکے ہمراہ ہین ہان بعد تھوڑی دیر کے
معلوم ہوا کہ کشور خواص اپنے بستر پر ہی اسکو طلب کیا وہ بیماری حالت بخار مین حاضر ہوئی اُس سے
حالت دریافت کی اسنے عرض کیا کہ مین تو کئی دن سے بیمار ہو کر ملکہ سے اجازت لے کر چلی آئی ہون اب
سے بخار مین مبتلا ہون اس قدر حالت نہ تھی کہ مین ملکہ کی حالت حاضر ہو کر عرض کرتی اسوقت حضور نے
طلب کیا حاضر ہوئی جب مین آئی تھی اُس دن تک ملکہ اچھی تھین اُس دن سے مجکو خود انکی حالت نہین
معلوم کہ کیسے ہین مین یہ خیال کرتی ہون کہ ملکہ نے ایک شاہ صاحب کی دعوت کی تھی شاید ابھی اُنکی
مہمانداری سے فرصت نہین ہوئی جو تشریف لائین جو مین نے سنا اسی وقت منصور خواجہ کو روانہ
کیا اور وہ پیام بھیجا جو کہ اُس نے تم سے بیان کیا اب مین نے تم کو دیکھ لیا اور معلوم ہو گیا یہ بیان کرو وہ
شاہ صاحب تشریف لے گئے یا ہین جب تک منصور گیا تھا تب تک تو تھے ملکہ نے عرض کیا کہ جی نہین
وہ ابھی تشریف نہین لے گئے ہین بلکہ میرے باغ مین تشریف فرما ہین مین اپنی وزیرزادی اور چند خواصون
کو انکی خدمت مین چھوڑ آئی ہون اور عرض کر آئی ہون کہ آپ تشریف فرما رہین مین والد بزرگوار کے پاس
ہو آؤن تو حاضر ہوتی ہون انھون نے طلب کیا ہی بس اُن سے اجازت لیکر آئی ہون وہ خود آپکی
ملاقات کے مشتاق ہین ماہ پارہ نے بہت تعریف شاہزادے کی کی اور اس طرح سے تقریر کی کہ بادشاہ
نے فرمایا کہ تم شوق سے جاؤ اور انکی مہمانداری مین مصروف ہو آج سہ پہر کو ہم بھی سوار ہو کر تمھارے باغ
مین آئین گے اور شاہ صاحب سے ملاقات حاصل کرینگے ملکہ نے کہا کہ آپ کیون تکلیف فرمائین وہ خود
آپکی خدمت مین آئین گے بلکہ انھون نے کئی مرتبہ آپکی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا اور فرمایا

کہ مین بادشاہ کے پاس جاتا ہون دربار مین مین نے منع کیا کہ مین پہلے آپ کی تشریف آوری اور آپ کے اوصاف
کی بادشاہ کو خبر کرلون تاکہ وہ بھی تو آگاہ ہولین پھر آپ تشریف لے جائیے گا تاکہ آپ کی قدر و منزلت ہو لیکن
بادشاہ آپ کے حال سے کیا واقف ہون گے جس طرح سے اور فقیرون کی وہ قدر و منزلت کرتے ہین اسی طور
سے آپ کی بھی کرین گے وہ خاموش ہو رہتے تھے اس وقت بھی چلتے وقت فرمایا تھا کہ میری طرف سے بادشاہ
کی خدمت مین تسلیم عرض کرنا اور عرض کرنا کہ اگر اجازت ہو تو مین آپ کی خدمت مین حاضر ہون اور شرف
ملازمت حاصل کرون آپ کے حکم کا خواستگار رہون گو مین اہل دنیا سے پرہیز رکھتا ہون فقیر ہون ابا
مجکو بادشاہ و شہریار کی ملاقات سے کیا غرض مگر مین نے جو اُن کے روبرو آپ کے مزاج کی تعریف کی اور
عرض کیا کہ وہ آپ لوگون کی خدمت کو فخر جانتے ہین اس سبب سے انکو بھی آپ کی ملاقات کا اشتیاق
ہوا اور فرمایا کہ میری طرف سے عرض کرنا کہ مجکو شاہون سے کوئی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر بسبب
آپ کے اوصاف حمیدہ کے سننے سے اشتیاق زیارت ہوا پس آپ کیون تکلیف فرمائیے وہ خود کل
آپ کے پاس تشریف لائین گے آپ بھی اور کل اہل دربار بھی انکی زیارت سے مشرف ہون گے بادشاہ
نے فرمایا کہ اُن سے میری طرف سے بہت دست بستہ ہو کر عرض کرنا کہ مجکو آپ کے تشریف آوری
کی خبر نہ تھی کہ آپ میری دختر کے باغ مین تشریف فرما ہین اگر خبر ہوتی تو مین ضرور آپ کی ملاقات کے لیے
حاضر ہوتا اور شرف ملازمت حاصل کرتا آپ کیون تکلیف فرمائیے مین خود حاضر ہونگا مجکو خود آپ کی
ملاقات کا اشتیاق ہے اور یون تو یہ آپ کا نفس خانہ ہے جس وقت چاہیے تشریف لائیے اپنے
قدوم میمنت لزوم سے اس کلبۂ تاریک کو منور فرمائیے اور اپنے نور جمال سے ہم سب کے دیدون کے نور
کو روشن فرمائیے خانہ خانۂ شماست یہ تو خانہ بے تکلف ہے جس وقت جی چاہے تشریف لائیے یہ
خادم آپ کی خدمت کرنے کو موجود ہے آپ لوگ تو ہم سب کے باعث نجات ہون گے آپ کی خدمت
کرنا تو ہم سب کا باعث افتخار ہے اور فرزند جہان تک ہو انکو منع کرنا کہ وہ تشریف نہ لائین مین خود حاضر
ہونگا ہان اگر نہ مانین تو ناچاری ہے لیکن تم انکی خدمت مین جاؤ وہ پریشان ہونگے ملکہ نے عرض کیا کہ
مین اپنے امکان بھر منع کرونگی آئندہ انکو اختیار ہے مگر مین یہ جانتی ہون کہ کل وہ ضرور آپ کے
دربار مین آئین گے آج آپ سہ پہر کو نہ تشریف لائیے گا اگر وہ کل نہ آئین تو آپ کو اختیار ہے پھر تشریف
لے جائیے گا بادشاہ نے کہا کہ اچھا پس ملکہ اٹھی باپ کو سلام کیا بادشاہ نے دعائے ترقی عمر و درجات
دے کر رخصت کیا ملکہ نے بھائی کے قصر مین جا کر مظفر شیر گیر کو سلام کیا اُس سے ملی وہان سے محل مین
آ کر مان سے رخصت ہو کر محافہ مین سوار ہو کر خوشی خوشی مع خواصون کے طرف باغ کے روانہ ہوئی
یہان بعد جانے ملکہ کے بادشاہ اپنی خوابگاہ مین تشریف لے گیا اور اس امر سے بہت خوش ہے کہ
ایسا صاحب کمال درویش میری دختر کا مہمان ہوا اور میری دختر نے بہت شرف حاصل کیا کل وہ ضرور
میری ملاقات کو آئے گا مین بھی اسکی خدمت کر کے ملازمت حاصل کرونگا اور سبب اپنی نجات کا
پیدا کرونگا خداوند آب حیات نے ایسا صاحب کمال اپنی قدرت سے ملک مین بھیجا اور وہ یون
مہمان ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ بادشاہ بدون دیکھے اور بدون ملاقات کے صرف ملکہ ماہ پارہ
اپنی دختر کے بیان سے نادیدہ شاہزادہ درویش نقلی کے اوصاف کا شیفتہ اور فریفتہ ہو گیا ہے اور
بہت ملاقات کا مشتاق ہے اور اسکو وہ اسقدر دن اور رات بھاری معلوم ہوتی ہے دعائین کرتا ہے
کہ کسی طور سے یہ دن تمام ہو اور شب آئے اور شب بھی بسر ہو صبح ہو کہ مین آن شاہ صاحب سے ملون

اور ملاقات کردن بادشاہ تو اس فکر و تردد مین ہی کہ اسکا پھر حال بیان ہوگا اور ملکہ کی سواری راہ مین ہی
وہان شاہزادہ وزیرزادی سے بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ ابھی تک ملکہ نہین آئین ہین اب وہ آگئی ہونگے وعدے
مین تھوڑا سا زمانہ باقی ہی یہ زمانہ گذرا اور مین یہان سے روانہ ہوا اطراف محل کے وزیرزادی و دیگر خواصین
عرض کر رہی ہین کہ ملکہ تشریف لاتی ہونگی آپ اطمینان رکھیے کوئی پریشانی کی بات نہین ہی سب یہان
سمجھا رہی ہین مگر شاہزادہ ہر مرتبہ قصد کرتا ہی وزیرزادی باتون مین لگا لیتی ہی یہان تو یہ باتین ہو
رہی تھین کہ اسی عرصہ مین ملکہ کی سواری در باغ پر پہونچی ملکہ مع خواصون کے محافہ سے اتری اور
سب کو اپنے ہمراہ لیکر طرف بارہ دری کے چلی وہان جب شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ زمانہ جو ملکہ مقرر
کر گئی تھی گذر گیا اور وزیرزادی ہم کو باتون مین لگائے ہوے ہی اور ٹال رہی ہی اسکا انتظار ہو چکا کہ کہین
نہ جاؤن ایک مرتبہ برہم ہوکر کہنے لگا کہ تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ مین نہ جاؤن بس اب وہ وقت گذر گیا اب
مین نہ مانونگا یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا وزیرزادی نے کہا کہ مین آپکے روبرو ہاتھ جوڑتی ہون تھوڑی دیر
اور ٹھہر جایئے پھر آپ کو اختیار ہی شاہزادے نے جواب دیا کہ اب ممکن نہین ہی کہ مین دم بھر ٹھہرون
یہ کہکر طرف صحن کے چلا چند قدم چلا تھا کہ ایک خواص دوڑی ہوئی آئی اور کہا کہ آپ کہان تشریف لیے
جاتے ہین ملکہ تشریف لاتی ہین محافہ سے اتر چکی ہین تشریف رکھیے شاہزادے نے فرمایا کہ کیون مجکو
فقرہ دیتی ہی مین ایسے فقرون مین کب آتا ہون اس نے عرض کیا کہ اگر مین آپ سے جھوٹ عرض
کرتی ہون تو جو چور کا حال کیا جاتا ہی اس سے بدتر میرا حال کیجیے گا یہ جو اس نے عرض کیا شاہزادہ
خاموش ہو رہا وزیرزادی سے کہا کہ تم جاکر دیکھو اگر یہ سچ کہتی ہی تو خیر ورنہ اسکو سزا دون یہ جو شاہزادے
نے کہا وزیرزادی طرف صحن کے چلی شاہزادہ اسی مقام پر کھڑا رہا ابھی وزیرزادی باہر بارہ دری
کے نہ گئی تھی کہ سامنے سے ملکہ مع خواصون کے نظر آئی بس وزیرزادی نے جو ملکہ کو دیکھا مجرا کیا اور
چند قدم بڑھکر عرض کیا کہ خوب وقت پر تشریف لائین ہم سے اس وقت تک بمشکل روکا اب وہ
ہم سے ناراض ہونے لگے تھے اور برہم ہوکر جانے پر آمادہ ہو گئے تھے اور جا چکے تھے کہ خواص نے
آپ کے تشریف لانے کی خبر کی انکو یقین نہ آیا مجکو روانہ کیا کہ تم جاکر دیکھو یہ سچ کہتی ہی یا جھوٹ اور
خود اسی مقام پر کھڑے ہوے ہین مجکو ادھر روانہ کیا جلد تشریف لے چلیے ایسا نہو کہ وہ گھبرا کر
چلے آئین تو بیکار کو تکلیف ہو یہ سنتا تھا کہ ملکہ قدم اٹھا کر داخل بارگاہ ہوئی دیکھا کہ شاہزادہ
سامنے کھڑا ہوا ہی اور خواصین گرد مین اور ادھر کو دیکھ رہا ہی شاہزادے نے ملکہ کو دیکھا بس
باہم چار آنکھ ہوئی باہم ہنسے ملکہ شاہزادہ کو دیکھکر ہنسی شاہزادہ ملکہ کو اور شاہزادے نے کہا کہ تم
نے بڑا وعدہ کیا اگر تھوڑی دیر اور نہ آتین تو مین وہان موجود نہوتا ملکہ نے جواب دیا کہ مین اقرار
کر گئی تھی مجکو خیال تھا مین کیونکر نہ آتی یہ کہکر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا اور مسند پر لاکر بٹھایا اور کہا کہ
آپ کے مزاج مین بہت جلدی ہی بھلا اکیلے کیا کرتے یہ مین نے یقین کر لیا کہ آپ بڑے بہادر ہین
مگر لاکھون سے کیونکر مقابلہ کرتے خدانخواستہ اسیر ہو جاتے سو ربان دنیا بہادر نہین چھوڑتا ہی شاہزادے
نے جواب دیا کہ ملکہ اس امر کا تم کبھی خیال نہ کرنا ہم لوگ ایسے نہین ہین کہ لاکھون سے خوف کرین پس
جس امر کا قصد کر لیا اسکو بدون پورا کیے ہوے نہین باز رہتے پس جو مقدر مین ہوتا وہ پیش
آتا اچھا اب اس ذکر کو موقوف رکھو یہ بیان کرو کہ تمہارا آنا کیونکر ہوا اور کس لیے تم کو تمہارے باپ
نے طلب کیا تھا اور کیا باتین ہوئین ملکہ نے جواب دیا کہ کسی نے انکو تمہارے باغ مین آنے کی

مہر کر دی اسی امر کے دریافت کرنے کو طلب کیا تھا دوسرے پندرہ روز سے میں سلام کو نہیں گئی تھی اور
مجھکو دیکھا بھی نہ تھا بس الفت پدری نے زور کیا طلب کیا یہ کہکر جو تقریر صندل شاہ نے کی تھی وہ
بیان کی اور جو خود جواب دیے تھے وہ بیان کیے جو راوی قبل میں تحریر کر چکا ہے دوبارہ تحریر کرنے کی کیا ضرورت
ہے طول بیجا ہوگا ملکہ نے شاہزادے سے جب یہ کہا کہ جب بادشاہ نے تمہارا حال سُنا تو کہا کہ میں اُن
شاہ صاحب کی ملاقات کا مشتاق ہوں میں سہ پہر کو برائے ملاقات آؤنگا اُسکا میں نے یہ جواب دیا
کہ وہ خود آپکی ملاقات کے مشتاق ہیں بلکہ حاضری کی اجازت طلب کی ہے میرے منع کرنے سے وہ باز
رہے ہیں ورنہ اسوقت تک کب کے حاضر ہو چکے ہوتے یہ تقریر میری بادشاہ نے سُنکے فرمایا کہ وہ کیوں تکلیف
کریں میں خود اُن کے پاس حاضر ہونگا یوں تو اُنکا گلشن خانہ ہے جب چاہیں تشریف لائیں اُنکو مانع
کون ہے بس اے شاہزادے میں بادشاہ سے اقرار کر آئی ہوں کہ وہ کل تشریف لائینگے آپ تکلیف نہ
فرمایئے ورنہ وہ یہاں پر آنے کو راضی تھے لہذا تم کل دربار میں بادشاہ کے ضرور جانا شاہزادے نے
یہ جواب دیا کہ مجھکو کیا ضرورت ہے کہ میں جاؤں اُنکو خود غرض ہو تو وہ یہاں آئیں میرے قدم چومیں دین
اسلام قبول کریں یہ جو شاہزادے نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ وہ تو آنے پر آمادہ تھے مگر میں نے
منع کیا بمصلحت پس اب تم کو لازم ہے کہ میں اقرار کر آئی ہوں میں جھوٹی ہونگی میں یہ کہہ آئی ہوں کہ وہ
خود آپکی ملاقات کے مشتاق ہیں وہ خود آئینگے لہذا اب تم انکار نہ کرو کل جاؤ اگر نہ جاؤگے تو ہمکو
اپنے ہاتھ سے زمین میں دفن کرو گے ہم کو روتے تم کو ہمارے سر کی قسم اب انکار نہ کرنا یہ کہکر شاہزادے
کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے اور کہا کہ میں جھوٹی ہونگی تم کو میری بات کا خیال نہیں ہے تم کیسی ہم سے
الفت رکھتے ہو کہ ہماری بات جاتی رہے اگر میں اس امر میں جھوٹی ہوئی تو بادشاہ سب باتوں کو جھوٹ
خیال کرینگے پھر میری کسی بات کا یقین نہ لاینگے کیا تم کو یہ منظور ہے کہ میں اُن سے روبرو دروغ گو قرار
پاؤں یہ جو ملکہ نے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا ہے تو یہ وہ مقام ایسا تھا کہ شاہزادہ انکار کرتا ایسا تو نہ
تھا اگر کوئی یہ بھی کہتا کہ ہم اقرار کر آئے ہیں کہ ہم تم کو قتل کرینگے ایسی حالت میں یہ گوارا کیا جاتا کہ جان جائے
مگر ایسے معشوق کے کہنے سے انکار نہ کیا جائے بھلا کیونکر ہو سکتا ہے ایسا معشوق اپنے سر کی قسم دے وہ
کون ایسا ظالم ہوگا کہ وہ اپنے معشوق کے کہنے پر عمل نہ کرے گا اور وہ معشوق جو کہ شہرہ آفاق اور حسن و
جمال میں طاق ہو اور اس طور سے گلے میں بے تکلف ہاتھ ڈال کر کہے ایسے مقام پر اگر فرشتہ بھی ہو تو وہ
بھی اُسکے کہنے سے انکار نہ کرے دوسرے جسپر خود ہی دل آیا ہو بھلا اُسکا ناراض ہونا یا اُسکو رنج دینا
کسی طور سے گوارا نہیں ہوتا ہے پس ایسی حالت میں جان کا بھی خوف نہیں کیا جاتا ہے راوی نے کہا ہے
کہ جب ملکہ نے اس طور سے کہا شاہزادے نے بھی خیال کیا کہ اسوقت ملکہ کے کہنے سے انکار کرتا
ہوں تو ملکہ کو رنج ہوگا دوسرے اے سکندر چلو صندل شاہ کے دربار کا رنگ دیکھو تمہارا تو یہ قصد
تھا کہ اس ملک کو اسلام آباد کرو جب تک نکلو گے نہیں اور دربار میں نہ جاؤ گے کیونکر حال معلوم ہوگا
اور کہاں تک ملکہ کے باغ میں پوشیدہ بیٹھے رہو گے جس کام کے لیے اپنا ملک و مال اور مان کو چھوڑ کر
نکلے ہو اُس کام میں بھی تو حرج ہوتا ہے بس یہی نہ کہ جب دربار میں جاؤ گے دو چار سے ملاقات ہوگی
دو ایک دوست پیدا ہوں گے اُس وقت پھر اپنے قصد کو ظاہر کرنا اور تم نے یہ قصد مصمم کر لیا ہے کہ بدون
اس ملک کو اسلام آباد کیے ہوئے یہاں سے نہ جاؤنگا بس بیٹھے بیٹھے کیا ہوگا چلو دربار میں دیکھو کہ بادشاہ
کیونکر پیش آتا ہے کیا طریقہ ہوتا ہے کیونکر برتاؤ کرتا ہے جبتک ہاتھ پاؤں نہ ہلاؤ گے یہ ملک اسلام آباد

ہوگا ملکہ بھی کہہ رہی ہی اسکا ناخوش کرنا بھی زیبا نہین ہی یہ تصور کرکے اور سوچ کے کہا کہ اگر تم اقرار کر آئی ہو اور
تمہاری یہی مرضی ہی تو اچھا مین کل جاؤنگا مگر ایک شرط سے کہ جاتے ہی مین اپنے کو ظاہر کرونگا اور بادشاہ
سے کہونگا کہ میرا دین قبول کرو اس آب پرستی کو ترک کرو اگر نہ مانیگا تو مقابلہ کرونگا اگر یہ امر تم کو منظور
ہی تو مین جاتا ہون شاہزادہ نے صرف یہ امر ملکہ کے سنانے کے لیے کہا تھا نہ کہ یہ اسکا قصد مصمم ہو یہ جو
ملکہ نے شاہزادے کی زبانی سنا چہرہ کا رنگ اڑگیا اور ہاتھ جوڑکر کہنے لگی کہ ہمارا حلوا کھاتے ہم کو ہی کرتے
ہم کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے جو ایسی حرکت کرتے ابھی تو ایک دو مرتبہ دربار مین جاؤ وہان کا رنگ دیکھو
اہل دربار سے ملاقات پیدا کرو پھر تم کو اختیار ہی اس طور سے جو ملکہ نے کہا شاہزادے نے جواب دیا کہ ملکہ تم
ہم کو بہت پریشان کرتی ہو تم کو ہمارے کامون مین کیا دخل ہی جو ہمارا جی چاہیگا وہ کرینگے اب ہم
کہان تک تمہارے باغ مین پوشیدہ بیٹھے رہین کوئی حد و انتہا بھی ہی مین تمہارے باغ مین آکر بہت
پچھتایا اگر مین یہ جانتا تو کبھی نہ آتا یہ جو شاہزادے نے کہا ملکہ نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اب تجھ سے
اور اس سے مفارقت ہوتی ہی اے خداوند کریم کس بلا مین مبتلا ہو گئی اگر اس نے دربار مین جاکر اپنے کو
ظاہر کیا اور مقابلہ ہوا تو وہ لوگ لاکھون ہین اور یہ اکیلا ہی کیا ہوگا بس انجام یہ ہوگا کہ خدا نخواستہ یا تو
یہ قتل ہوگا یا اسیر بس مین کیونکر بدون اسکے زندہ رہونگی راز بھی افشا ہوگا اور جان بھی جائیگی کس
آفت مین مبتلا ہوئی کیا کرون عجب جاہل سے سابقہ پڑا ہی جو کسی بات کو نہین قبول کرتا ہی اپنی ہی ہٹ کرتا ہی
واہ محبت بھی کی تو کس سے اور یہ حضرت دل بھی آئے تو کس پر جو کہ مرنے سے نہین خوف کرتا ہی موت کو حیات
جانتا ہی اب کیا تدبیر کرون کیون اقرار کرآئی تھی اپنے ہاتھ سے اپنے پانون مین کلھاڑی ماری بس یہ جو خیال
دل مین کیا اور جدائی کا جو خیال آیا گریہ گلوگیر ہوا رونے لگی اسکا رونا تھا کہ شاہزادے کو اب کہان تاب
ہی ملکہ کو خوب گلے سے لگایا اپنے دامن سے آنسو پاک کیے اور گلے سے لپٹا کر آغوش مین لے کر لب و
عارض کے بوسے لیے اور کہا کہ کیون روتی ہو اچھا جو تم کہوگی مین اسی پر عمل کرونگا تم کو ہمارے سر کی
قسم اب نہ رو و رقت کو ضبط کرو ورنہ مین ابھی چلا جاؤنگا یہ جو شاہزادے نے کہا ملکہ نے آنسو پونچھ کر
کہا کہ مین اپنی حالت اور مقدر پر روتی ہون کہ تم ایسے جاہل اور بے خوف سے سابقہ ہوا ہی کہ کسی امر کا
خوف نہین ہی جان کا دینا کوئی بات نہین ہی بس مین یہ خیال کرکے روئی کہ میرا انجام کیا ہوگا یہ تو مین
گوارا نہ کرونگی کہ تم وہان جاکر اپنے کو ظاہر کرو اور تم سے مقابلہ ہو خدا نخواستہ تم قتل یا اسیر ہو اور جب
بادشاہ کو یہ امر معلوم ہو کہ یہ میری بیٹی کا یار ہی اور میری بیٹی مسلمان ہوئی ہی وہ لشکر میری گرفتاری کے
لیے روانہ کرے اور وہ لوگ مجکو اسیر کرکے لے جائین اور تمام شہر مین یہ مشہور ہو کہ بادشاہ کی بیٹی
نے یار کیا تھا وہ یار بھی پکڑا گیا اور وہ بھی بس یہ ہوگا کہ تم نے ادھر مقابلہ کیا اور تمہارے دشمنون کی
اسیری کی خبر آئی ادھر مین نے اپنی جان دی یہ الفت و محبت ہم نے اسی لیے کی تھی کہ جان جاے
پھر کیا چارہ ہی مگر افسوس ہی کہ کوئی آرزو پوری نہ ہوئی یون ہی پر حسرت و ارمان دنیا سے چلی خدا ان
حضرت دل کا بھلا کرے جنکے سبب سے ہماری جان گئی یہ جو ملکہ نے کہا شاہزادے نے ہنس کر اور
آغوش مین لے کر خوب بوسے لیے اور کہا کہ تمہاری پاپوش اپنی جان دے اوی اے جان جہان
مین صرف تمہارا دل لیتا تھا خیر جو تم کہوگی وہی مین کرونگا تم رنج و غم نہ کرو معلوم ہوا کہ تم کو مجھ سے الفت
ہی مین تمہاری خوشی کرونگا قسم تمہاری جان کی تم رنج نہ کرو ملکہ نے کہا کہ مین ایسے فقرون مین کب
آتی ہون یہ فقرے اور کسی کو دو تم کہہ چکے ہو کہ جو ہم لوگ زبان سے کہتے ہین وہی کرتے ہین پھر کیونکر

مجکو یقین آنے ہان اگر تم اپنے ایمان کی قسم کھاؤ تب مجکو باور ہو مین یہ چاہتی ہون کہ دو ایک تمھارے دوست
ہو جائین اور تمھارے شہر بابت حال ہون اُس وقت تم اپنے کو ظاہر کرو تو اچھا ہی ابھی کیا ضرور ہی شاہزادے
نے یہ سُنکے قسم کھائی اور کہا کہ اچھا مین دو ایک دن اور صبر کرتا ہون کیا کرون کہ تمھارے سبب سے ناچار
ہون تمھارا رنجیدہ ہونا گوارا نہین ہی یہ کہکر اختلاط کرنے لگا ملکہ کو بھی شاہزادے کے قسم کھانے سے
یقین ہوا بزم عشرت کے برپا ہونے کا حکم دیا محفل عیش برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا گزک
کی جگہ شاہزادہ ملکہ کے بوسے لینے لگا باہم اختلاط شروع ہوگیا تمناے دلی پوری ہونے لگی پہر رات
تک یہی جلسہ رہا بعد پہر رات کے دونون نے خاصہ کھا کر مسہری پر جا کر آرام کیا کچھ دیر تک باہم اختلاط
رہا بعد اُسکے دونون اپنی اپنی کروٹ سے سو رہے یہان تک کہ صبح ہوئی دونون خواب راحت سے
بیدار ہوے خلوت خانہ سے باہر آئے امور ضروری سے فراغت کرکے منھ ہاتھ دھوکر ملکہ اور شاہزادہ
مع خواصون کے سیر باغ مین مصروف ہوا اور لب نہر کچھ عرصہ تک دونون عاشق معشوق بیٹھے
پانی سے کھیلا کیے جب خوب دن چڑھ آیا اُس وقت شاہزادے نے ملکہ سے کہا کہ اب ہم تمھارے باپ کی ملاقات
کو دربار مین جاتے ہین جو جب تمھارے کہنے کے اجازت دو ملکہ نے صورت دیکھکر کہا کہ بسم اللہ مگر کل کی قسم
کا خیال رہے اور جلدی تشریف لائیے گا اگر کل کے اقرار کے خلاف کیا یا ہر صمہ مین آئے تو مجکو زندہ نہ پائیگا
اگر میرا مردہ دیکھنے کا ارادہ ہی تو آیندہ آپ کو اختیار ہی شاہزادہ نے جواب دیا کہ جو مین نے تم سے کہا ہی
انشاء اللہ تعالی اُسمین فرق نہ ہوگا اور جہان تک ہوگا جلدی آؤنگا یہ کہکر اور ملکہ کو گلے سے لگا کر چند
بوسے لیکر دربار کی جانب چلے ملکہ نے کہا خدا حافظ و ناصر امام ضامن کی ضامنی جلد آنا دیکھو دیر نہ کرنا شاہزادہ
یہ سُنتا ہوا چلا اُدھر ملکہ نے محلدار سے کہا کہ تم باہر جاکر جو سوار پہرے پر ہون اُن سے کہنا کہ شاہ صاحب
کے ہمراہ جاؤ اور انکو دربار مین پہونچا دو اور تم باہر ٹھہرے رہنا جب شاہ صاحب تشریف لائین اُنکے
ہمراہ واپس آنا اور جو واقعہ وہان گذرے ہم کو خبر کرنا یہ جو ملکہ نے محلدار کو حکم دیا بس محلدار نے آکر اُن
سوارون کو ملکہ کے حکم سے آگاہ کیا اتنے عرصہ مین شاہزادہ بھی باہر آچکا تھا بس سوارون نے شاہزادے
کو درویش با صفا خیال کرکے سلام کیا شاہزادہ اُسی لباس درویشی سے آراستہ تھا بس اُن سوارون
نے عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلین ہم آپ کے ہمراہ ہین بموجب حکم ملکہ یہ مرکب حاضر ہی اسپر سوار
ہوجیے شاہزادہ نے جواب دیا کہ تمھاری کوئی ضرورت نہین ہی نہ مرکب کی حاجت ہی ہم فقیر ہین ہم کو
کوئی تزک و حشم کی حاجت نہین ہی جو اہل دنیا ہو اُسکو یہ سب درکار ہی اُن سوارون نے عرض کیا کہ یہ
آپ کو اختیار ہی چاہے مرکب پر سوار ہوجیے چاہے نہ ہوجیے مگر ہم ہمراہی سے باز نہ آئین گے کیونکہ
اگر ہم خلاف حکم ملکہ کرینگے تو ملکہ کا عتاب ہم پر نازل ہوگا ہماری نوکری پر بن جاوے گی یہ جو اُنھون
نے عرض کیا بس شاہزادہ خاموش ہو رہا اور طرف شہر کے پیادہ پا روانہ ہوا اُسی حالت سے کہ
لباس قلندرانہ زیب تن کیے ہوے عقب مین سوار ملکہ کی اردلی کے تھے شاہزادہ تو اودھر سے طرف
شہر و دربار کے جاتا ہی ملکہ ادھر صحن باغ مین خواصون کو ہمراہ لیے ہوے شاہزادے کے سلامت
آنے کی دعا کر رہی ہی اور بال سر کے کھلے ہوے ہین پیشانی خاک پر رکھے ہوے ہی لب پر یہ دعا ہی کہ اے
کریم کارساز اے خداے نادیدہ مین تازہ مسلمان ہوئی ہون میرے حال پر رحم کر میرا باپ شاہزادے
سے اچھی طور سے پیش آئے کوئی باہم سخت کلامی نہو شاہزادہ اپنے کو ظاہر نہ کرے جب تک اُسکے
چند دوست نہ پیدا ہو لین کیونکہ ہر ایک اُسکی جان کا دشمن ہی وہ پھر زندہ و سلامت مجھ سے آکر

ملے مجکو اُس کے روبرو موت آئے ملکہ یہاں یہ دعا کر رہی ہے اُدھر صندل شاہ نے وہ رات تڑپ تڑپکر
بسر کی اس انتظار مین کہ صبح ہو اور مین دربار کرون وہ شاہ صاحب تشریف لائین جو کہ میری دختر کے
مہمان ہین مین اُنکی ملازمت سے بہرہ مند ہون بس اسی خیال مین رات بھر سویا نہین آخر تمام ہی مین وہ
رات کاٹی سحر ہوئی آرام گاہ سے باہر آیا ستہ ضروریہ سے فراغت کرکے اور لباس پہن کر بیرون محل آیا
یہاں سب اہل دربار حاضر ہو چکے تھے سب کا مجرا ہوا بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہوا سب اپنے اپنے مقام
پر بیٹھے تھے بادشاہ نے درگہ سالار کو طلب کرکے حکم دیا کہ اگر کوئی شاہ صاحب یہاں تشریف لائین اور
اندر آنے کا قصد کرین تو تم منع نہ کرنا فوراً اُنکو آنے دینا یہ جو حکم دیا درگہ سالار اپنے عہدے پر آکر بیٹھا یہاں
سب اہل دربار حیران ہوے کہ بادشاہ کو کیونکر معلوم ہوا کہ آج کوئی شاہ صاحب تشریف لائینگے
سب یہ خیال کر رہے تھے دربار کا یہ رنگ تھا کہ بادشاہ کے داہنی طرف اسکا فرزند مظفر اسد گیر اور
دیگر سرداران معزز بائین طرف سپہ سالار لشکر کہ جنکا نام بہرام ستمگر خوار تھا اور زیر دستان روزگار
سے تھے اپنے دنگل سپہ سالاری پر بیٹھا ہے اور سب افسران لشکر اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین کل اہل
دربار حاضر ہین کہ بادشاہ نے اہل دربار کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آپ لوگ حیران ہوے ہونگے کہ بادشاہ
کو کیا الہام ہوا کہ آج شاہ صاحب تشریف لائینگے آگاہ ہوجیے کہ آپ افسران لشکر ہین اور
کوتوال شہر بھی حاضر دربار ہے اور آپ لوگون کو میرا حکم ہے کہ شہر کے حالت کی خبر رکھا کیجیے مگر آپ لوگ
غافل ہین بالکل خبر نہین رکھتے ہین آج پندرہ دن سے ایک شاہ صاحب شہر مین تشریف لائے ہین
کئی دن تک تمام شہر مین پھرے کسی نے ہم کو آگاہ نہ کیا نہ ہم سے ذکر کیا اتفاق سے میری دختر کی سواری
باغ کو جاتی تھی اُس نے اُنکو دیکھا وہ اُنکو اپنے باغ مین لے گئی اپنا مہمان کیا ہے وہ اُس کے
باغ مین اُس دن سے تشریف فرما ہین کل میری دختر نے مجھ سے آکر اُنکی حالت بیان کی اور کہا کہ
وہ آپ کی ملاقات کے بہت مشتاق ہین اگر اجازت ہو تو دربار مین تشریف لائین مین نے جواب
دیا کہ مین خود اُنکی ملاقات کے لیے تمہارے باغ مین آؤنگا ملکہ نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائین وہ
کل خود حاضر ہونگے بس وہی شاہ صاحب آنے والے ہین اُنکے لیے مین نے یہ حکم دیا ہے
افسوس کا مقام ہے کہ آپ لوگ ایسے غافل ہین کہ ایسے لوگ شہر مین آئین اور آپ اُن کے حال سے
ہم کو آگاہ نہ کرین یہ جو بادشاہ نے کہا ہر ایک نے عذر کیا کہ ہم سے خطا ہوئی ہم لوگ شہر کی حالت
دریافت کرتے رہتے ہین مگر اس حال سے اچھی طور سے نہین آگاہ ہوے تھے جو عرض کرتے ہان یہ ضرور
سنا تھا کہ ایک شاہ صاحب تشریف لائے ہین جو کہ ابھی بالکل نوعمر ہین اور بہت حسین ہین پھر جو
اس خیال سے دریافت کیا کہ اُنکی حالت دریافت کرکے حضور مین عرض کرین معلوم ہوا کہ وہ تشریف
لے گئے بدین سبب خداوند سے نہین عرض کیا اب معلوم ہوا کہ وہ کہین نہین گئے بلکہ ملکہ عالم کے
مہمان ہوے بادشاہ نے کہا کہ خیر مگر ثابت ہوا کہ آپ لوگ بالکل شہر کی حالت سے غافل ہین مین آپ
لوگون کے بھروسے پر تھا مگر آیندہ سے مین خود شہر کا بندوبست کرونگا یہ کہکر خاموش ہو رہا اُدھر ہر ایک
کو خجالت ہوئی یہان دربار کا تو یہ رنگ ہے بادشاہ شاہ صاحب نقلی کا انتظار کر رہے ہین اُدھر
شاہزادہ مع اُن سوارون کے جب داخل شہر ہوا تمام اہل شہر مین غل مچ گیا کہ یہ وہی شاہ صاحب ہین
جو کہ تشریف لائے تھے اور ملکہ عالم اپنے ہمراہ باغ مین لے گئی تھین آج پھر شہر مین تشریف لائے ہین
اور دیکھو ملکہ کی سواری کے سوار بھی ہمراہ ہین ہر ایک نے سلام کیا کوئی قدم چومتا ہے کوئی ہاتھون کو

بوسہ دیتا ہے کوئی آنکھوں سے لگاتا ہے شاہزادے کو آہستہ چلنا دشوار ہو گیا حاصل کلام یہ کہ اسی حالت سے شاہزادہ در دولت پر پہونچا درگہ سالار نے دور سے دیکھا کہ ایک جوان رعنا لباس درویشی پہنے ہوئے بیراگی ہاتھ میں چہرہ اسکا مثل آفتاب کے روشن اس لباس شنگرفی میں اس چہرے کا یہ عالم ہے کہ گویا شفق میں آفتاب ہے سمت بندھی ہوئی کرتہ گلے میں زلفیں دوش پر پڑی ہوئیں بلکہ کی سواری کے سوار ہمراہ اس طرف چلا آتا ہے سمجھ گیا کہ یہی شاہ صاحب ہیں کہ جنکی نسبت بادشاہ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ ایک شاہ صاحب تشریف لائیں گے انکو منع نہ کرنا بس اپنے مقام سے اٹھ کھڑا ہوا جب شاہزادہ قریب آیا جھک کر سلام کیا قدم چومنے ہاتھ آنکھوں سے لگانے در دولت تک اہل شہر کا مجمع تھا یہاں سب آکر تھم گئے درگہ سالار نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ بسم اللہ تشریف لے جائیے آپ کی بابت حکم شاہی صادر ہو چکا ہے کہ اندر آنے سے منع نہ کرنا غلام کی مجال نہیں کہ آپ کو منع کرے یہ عرض کر کے پردہ اٹھا دیا بس شاہزادہ داخل دربار ہوا وہ سب سوار ایک طرف برابر بندھ کر کھڑے ہو گئے اہل شہر واپس گئے ادھر شاہزادہ سب دریچہ و جلوخانہ طے کر کے داخل دربار ہوا ہر ایک جلوخانہ کو خوب آراستہ و پیراستہ پایا شاہزادہ وہ سب سامان دیکھ کر خوش ہوا اور خیال کیا کہ بادشاہ جلیل ہے اور صاحب لشکر کثیر اور صاحب اختیار ہے خدا وہ دن کرے کہ یہ مسلمان ہو اور یہ سب اہل شہر بھی بس شاہزادہ یہ خیال کرتا ہوا چلا جاتا ہے درگہ سالار اپنے مقام پر بیٹھ گیا جب شاہزادہ صحن دربار میں پہونچا جب سے بادشاہ نے کہا تھا مع بادشاہ کے کل اہل دربار کی نگاہ اسی طرف تھی سب نے دیکھا کہ یکایک دربارگاہ سے روشنی پیدا ہوئی اب جو سب نے دیکھا تو ایک جوان خوش رو عنبر مو کو دیکھا کہ شنگرفی سمت باندھے ہوئے کرتہ شنگرفی پہنے ہوئے بیراگی ہاتھ میں لباس درویشی سے آراستہ چہرہ مثل ماہ چہاردہ کے روشن زلفیں دوش پر پڑی ہوئیں رخ سے آثار جوانمردی و بہادری عیاں عجب شان و شوکت کا جوان ہے گو قلندرانہ وضع ہے مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے یا فرشتہ درگاہ خدا ہے وہ رعب و داب ہے کہ ہر ایک کے ہوش اس صورت زیبا دیکھ کر کھڑے ہو گئے رعب سب پر چھا گیا ہر ایک اپنے مذہب کے موافق درود پڑھنے لگا سب کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا کہ کیا جوان ہے ضرور یہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے نہ معلوم کس سبب سے اس نے یہ لباس اختیار کیا ہے یہ صورت و شکل یہ سن و سال اس لائق نہیں ہے کہ یہ ترک دنیا کرے نہ معلوم کیا مصیبت پڑی ہے کہ اس نے ترک دنیا کی ہے ادھر شاہزادہ نے صحن میں پہونچ کر بغور دربار کی طرف دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر متمکن ہے اسکا سن کوئی پچاس برس کا ہوگا ذرین پشت ٹھہرا ہوا ملک رانی کرتا ہے تاج سر پر ہے قبائے قلمکار زیب تن ہے دست راست کی طرف ایک جوان سر سے پاؤں تک دریائے آہن میں غرق خود سر پر کج رکھے ہوئے قبضہ شمشیر کو پکڑے ہوئے جھوم رہا ہے بادہ غرات سے مست ہے اور اسکے پہلو میں بہت سے سردار ہیں جو کہ مثل قمر کے ہیں دوسرے طرف ایک اور جوان جو کہ اس سے تن و توش میں دہ چند ہے اسی طور سے بیٹھا ہے اور اس طرف بھی افسران سپاہ بیٹھے ہوئے ہیں دربار خوب آراستہ ہے قریب تین ہزار کے اہل دربار سے کم نہ ہوں گے ہر ایک افسر اپنے قرینہ سے بیٹھا ہوا ہے حاجب دربان چوبدار خاص بردار اپنے اپنے موقع سے کھڑے ہیں اور سب اسی طرف دیکھ رہے ہیں شاہزادے نے اس دربار کو خوب آراستہ پایا اور سب اہل دربار کو اور ان کے طریقے کو پسند کیا اور ثابت ہو گیا کہ یہ سب بہادر ہیں خصوصاً مقطم اسد گیر کو دیکھ کر بہت اپنے دل میں خوش ہوا بادشاہ

نے جو شاہزادے کو دیکھا اہل دربار سے حکم کیا کہ جلد اٹھو اور استقبال کرکے لاؤ بس یہ حکم دینا تھا کہ سب
اہل دربار اٹھے اور حاضر خدمت ہوئے مجرا بجا لائے شہزادے نے سب کے سلام کا جواب دیا کسی نے قدم
پر بوسہ دیا کسی نے دست شاہزادہ چومے اور آنکھوں سے لگائے بڑی عزت سے ایوان میں لائے
کچھ ایسا رعب وداب تھا کہ خود بادشاہ مع اپنے فرزند کے تالب فرش استقبال کو آئے اور سلام میں
سبقت کی اور قدم چومے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت کے قریب لایا اور حکم دیا کہ کرسی لاؤ شاہزادے نے فرمایا
کہ کرسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں تارک دنیا ہوں میرے لیے یہی فرش کافی ہے بلکہ بوریا ہوتا تو بہتر تھا
ہاں کرسی وغیرہ اہل دنیا کو زیبا ہے یہی خاک ایک دن اپنا بستر ہوگی اس سے کہاں تک پرہیز کیا جائے گا آپ
تخت پر تشریف رکھیے میں اسی فرش پر بیٹھ جاؤنگا بادشاہ نے کہا کہ یہ تو کبھی نہ ہوگا آپ ہمارے مہمان
ہیں اور ہمارے پیر و مرشد ہیں ہم لوگ آپ کی خدمت کرنے کو اپنا فخر و افتخار تصور کرتے ہیں آپ کے
سبب سے ہمارے یہاں برکت ہے ہم کو زیبا ہے کہ ہم اپنی آنکھیں فرش کریں اس پر آپ تشریف رکھیں غلام
زیادہ تو اصرار کر سکتا نہیں ہے شاید خلاف مزاج عالی ہو اگر آپ کرسی پر تشریف نہ رکھیں گے تو غلام بھی
تخت پر نہ بیٹھے گا اسی فرش پر بیٹھے گا بس میری خوشی یہ ہے کہ غلام کو جہاں آپ نے اس قدر سرفراز فرمایا ہے
غلام نوازی کی ہے اتنی خوشی اور فرمائیے کہ کرسی پر تشریف رکھیے یہ جو بادشاہ نے کہا شہزادے نے جواب
دیا کہ تم نے ہم کو بہت مجبور کیا اگر ہم یہ جانتے تو کبھی نہ آتے ہمارے طریقہ میں مہمان کی خاطر شکنی کرنا گناہ
ہے خیر جو تم کہتے ہو اسی پر عمل کر لیتے ہم اس شہر میں آکر بہت پریشان ہوئے ہمارے بہت سے طریقوں میں
فرق ہوا اول آج تک ہم کسی کے دربار میں نہیں گئے خیر ہم نے جو تمہاری تعریف سنی تو ہم کو اشتیاق ہوا
کہ تم سے ملیں یہاں جو آئے تو ہم کو یہ نیا طریقہ برتنا پڑا کہ کرسی پر بیٹھیں اب تو آئے اگر یہ معلوم ہوتا تو کبھی نہیں
آتے یہ جو کہا بادشاہ کانپ گیا عرض کیا کہ کیا آپ ناخوش ہوئے اگر کوئی خطا ہوئی ہو معاف
فرمائیے جواب دیا کہ خطا تو کوئی نہیں ہوئی مگر تمہارے اصرار سے پریشان ہوئے یہ کہکر اس کرسی پر بیٹھ گئے
جو کہ خادم نے لاکر روبروئے تخت کے بچھا دی تھی جب شاہزادہ بیٹھ چکا اس وقت بادشاہ نے عرض کیا
کہ غلام کو اجازت ہے جواب دیا کہ بسم اللہ تخت پر بیٹھو تمہارا تخت تم کو مبارک رہے بادشاہ نے یہ
عرض کر کے کہ آپ کے روبروئے تخت پر بیٹھنا نہایت بے ادبی ہے مگر مجبوری ہے کہا کہ کوئی نقصان نہیں ہے یہ
کہکر اور خود ہاتھ پکڑ کر بادشاہ کو تخت پر بٹھایا وہ سلام کر کے تخت پر بیٹھا راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ
سب عزت و توقیر اسلام کی تھی ورنہ یہ اسکے غرور تھے اور اب تو خوش ہوئے تھے بس جب بادشاہ
بیٹھ چکا پھر تو ہر ایک اجازت لے کر اور سلام کر کے اپنے مقام پر بیٹھا جب سب بیٹھ چکے بادشاہ
نے مزاج پرسی کی جواب دیا کہ فقیروں کے مزاج کو کیا دریافت کرتے ہو ہمارا کیا مزاج تم اپنے
مزاج کی حالت بیان کرو بادشاہ نے جواب دیا کہ زندہ ہوں آپ کی دعا کا خواستگار ہوں کہا کہ باخوش
رہو بعد اسکے ہر ایک اہل دربار کی مزاج پرسی کی ہر ایک نے وہی کلمہ کہا جو بادشاہ نے کہا تھا سب
سے یہی کہا کہ باخوش رہو جب سب کی مزاج پرسی کر چکے اس وقت بادشاہ نے عرض کیا کہ آپ
اپنے اسم گرامی نام نامی سے آگاہ فرمائیے کہا کہ اس عبد ذلیل و حقیر کو آوارہ شاہ کہتے ہیں تم اپنے
نام سے اور کل اہل دربار کے نام و حالت سے آگاہ کرو بادشاہ نے کہا کہ اس غلام کو صندل شاہ
کہتے ہیں اور یہ جو دست راست کی طرف زرنگار کرسی پر بیٹھا ہے یہ غلام زادہ ہے اسکا نام مظفر اسد کم
ہے اور یہ فلاں سردار ہے اور یہ فلاں سردار ہے سب کے نام سے آگاہ کیا اور مرتبہ سے اور عرض کیا کہ

جو بائیں طرف ہے یہ میرے لشکر کا سپہ سالار ہے اسکا نام بہرام سنگ خوار ہے اور جو اُس طرف سردار ہیں
اُنکے یہ مرتبہ ہیں اور یہ نام ہیں جب یہ سب امر معلوم ہو چکے اُس وقت بادشاہ نے عرض کیا کہ حضور کا
کس طرف سے آنا ہوا اور کتنا عرصہ ہوا یہاں تشریف لائے ہوئے اور اب کس طرف کا قصد ہے یہ جو بادشاہ
نے کہا جواب دیا کہ جہاں سے سب آئے ہیں میں بھی آیا ہوں اور جہاں سب کی بازگشت ہے وہاں میں بھی
جاؤنگا اور میں یہاں بیس دن سے آیا ہوں اور پندرہ دن سے آپ کی دختر کا مہمان ہوں مجکو آپ کی
ملاقات کا بہت اشتیاق تھا کئی مرتبہ قصد کیا مگر صرف اجازت کا خواستگار تھا کل ملکہ جو یہاں تشریف
لائیں اور آپ نے میری کیفیت سُنی اور فرمایا کہ میں اُنکی ملاقات کا مشتاق ہوں اور اُنکی ملاقات کی
بہت خواہش ہے کل میں باغ میں آکر اُن سے ملاقات حاصل کرونگا پس ملکہ نے آپ سے کہا کہ وہ خود آئینگے
لہذا ملکہ نے مجھ سے آپ کی خواہش ظاہر کی یہ جو بادشاہ نے سُنا جواب دیا کہ بہت بجا ارشاد ہوا یہ تو آپ
کا کفش خانہ تھا خوب کیا جو تشریف لائے مگر مجکو بڑا اسف ہوا کہ آپ نے تکلیف فرمائی میں خود حاضر ہوتا میں
نے جب سے آپ کے اوصاف سُنے آپ کی ملاقات کا بہت اشتیاق تھا اور نہایت درجہ دل خوش
کرتا تھا خیر آپ کی مہربانی اور کرم سے آپ کی قدم بوسی حاصل ہوئی ہم سب کو آپ کے شرف خدمت سے
ہمارے مقدر نے بہرہ مند کیا اور آپ کے نور جمال سے ہم سب کے دیدۂ بے نور کو روشنی ہوئی میں اس
قدر امر کا امیدوار ہوں کہ میرے لیے خداوند کی درگاہ میں دعا فرمائیے اور دوسری میری خواہش یہ ہے کہ
جب تک آپ اس شہر میں رہیں میرے غریب خانہ پر تشریف رکھیے اور جو مجکو نان و نمک میسر ہے آپ کی
دعا سے اُسکو نوش فرمائیے اور اُس گھر کو دیکھیے تاکہ برکت ہو اور ہم سب آپ کی خدمت کریں اور فخر و
افتخار حاصل کریں یہ جو بادشاہ نے کہا جواب دیا کہ یہ امر جو تمنے بیان کیا اسکا جواب یہ ہے کہ میں اس
وقت تک دعوت نہیں قبول کرسکتا ہوں جس وقت تک کہ ملکہ عالم مجکو رخصت نہیں کرتی ہیں کیا میں
اُنکا مہمان ہوں کیسے آپکی دعوت قبول کروں آپ کی اور ملکہ کی مہمانی میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ جو کچھ ملکہ کے
پاس ہے وہ آپکا ہے جیسے میں اُنکا مہمان ہوں ویسے آپکا مہمان ہوں مجکو کچھ عذر نہ تھا اور نہ اب ہے اب
میں زیادہ قیام یہاں بھی نہ کرونگا دو ایک دن میں چلا جاؤنگا بادشاہ نے یہ سُنکے عرض کیا کہ یہ جو آپ
نے ارشاد کیا میں نے سُنا سب بجا ارشاد ہوا مگر یہ جو آپ نے ارشاد کیا کہ اب میں زیادہ یہاں
قیام نہ کرونگا پس یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ بدون میری دعوت قبول کیے ہوئے یہاں سے تشریف لیجائیے
میں ضرور آپ کی خدمت کرونگا ہاں یہ جو ارشاد کیا کہ میں اُس وقت تک تمہاری دعوت نہیں قبول
کرسکتا ہوں کہ جبتک تمہاری دختر کا میں مہمان ہوں پس جب وہ آپ کو رخصت کرے اُس وقت میرے
غریب خانہ کو سرفراز فرمائیے آپ کو قسم ہے خداوند کی کہ جبتک آپ میری دختر کے مہمان ہیں اور
باغ میں اُس کے تشریف فرما ہیں تو ہر روز میرے دربار میں تشریف لائیے اور تھوڑے عرصہ تک ہر روز
اپنی زیارت سے ہم سب کو مشرف فرماتے رہیے تاکہ ہم اُسی طور سے آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے
رہیں اُسی طرح سے یہ شرف ہم کو حاصل ہوتا رہے شاہزادے نے یہ جواب دیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ
میں ہر روز آؤں بادشاہ نے کہا کہ آپکو تکلیف تو ضرور ہوا کرے گی مگر آپ کا تشریف لانا باعث
برکت اور ہم سب کی عزت کا ہے اور میرے دربار کی رونق ہے بس میری بڑی خوشی ہے اور میری آرزو بھی یہی ہے
مجکو یقین ہے کہ آپ میری عرض کو رد نہ فرمائیے گا بس میں آپ سے اسی امر کا امیدوار ہوں کہ میری عرض
کو قبول فرماکر ان سب کے روبرو مجکو سرفراز فرمائیے تاکہ میری آرزو دلی پوری ہو یہ جو بادشاہ نے

سے کہا کہ وہان کا حال بیان کرو کیا گذری اسوقت شاہزادے نے سب بیان کیا جو کچھ گذرا تھا اور کہا کہ بادشاہ بہت اچھی طور سے پیش آئے اور میری بہت عزت کی اور کل اہل دربار بہت خاطر سے پیش آئے بادشاہ نے کہا کہ آپ میری دعوت قبول فرمایئے مین نے جواب دیا کہ ابھی مین ملکہ کا مہمان ہون آپ کی دعوت قبول نہین کر سکتا ہون تب اُنھون نے اس امر پر اصرار کیا کہ اچھا ہر روز یہان میرے دربار مین تشریف لایئے تاکہ ہم آپ کی زیارت سے مشرف ہوا کرین پہلے تو مین نے انکار کیا جب بہت اُنھون نے اصرار کیا تب مین نے اقرار کیا لہذا جب تک مین یہان مقیم ہون ہر روز جایا کرون تم اپنا یہی حال کیا کرو گی ملکہ نے کہا کہ تم نے یہ بُرا کیا کہ اقرار کیا ایسا نہ ہو کسی دن حال ظاہر ہو جائے تو بڑی خرابی ہو شاہزادے نے کہا کہ اب جو کچھ ہو مین اقرار کر آیا ہون اپنے قول سے نہ پھرونگا ملکہ یہ سُنکے اور یہ خیال اپنے دل مین کر کے کہ زیادہ اصرار کرنا اچھا نہین ہے ایسا نہ ہو کہ یہ ناخوش ہو جائین اور اب جو جاہے اپنے کو ظاہر کرین تو خرابی ہو شاید کوئی صورت ایسی انکے وہان ہر روز کے جانے مین نکلے کہ میرا باپ مع کل اہل دربار کے مسلمان ہو جائے کیونکہ وہ انکے ہمراہ بہت خاطر اور خوشی سے پیش آیا اے میرے خدا تو بادشاہ کے دل مین ایسی بات ڈال دے کہ وہ بدون مقابلہ کے مسلمان ہو جائے اس شہریار کا ایک موئے تن نہ کم ہو یہ اپنے دل مین دعا کر کے حکم دیا کہ خاصہ فوراً حاضر کرو بس خاصہ حاضر کیا گیا دونون عاشق و معشوق یک جان دو قالب نے خاصہ نوش کیا اسکے بعد پھر آکر مسند پر بیٹھے گانے والیون کو حکم ملا کہ آکر گاؤ وہ حاضر ہو کر گانے لگین جام شراب گردش مین آیا گر کس نے اپنا لطف دکھایا ایک مطربہ نے باسامان داودی یہ غزل گائی

بڑھ گیا درد جگر فرقت کے سامان دیکھ کر
کیا کرو گے حالت قلب پریشان دیکھ کر

بیکسی و وفا ملنے آیا رحم وقت نزع بھی
پھیر روتے ہین مرا حال پریشان دیکھ کر

آتے ہی فصل خزان کے رنگ بدلا باغ نے
عندلیبین اُڑ گئین اُجڑا گلستان دیکھ کر

جب سے سودا سر مین ہے زلف سیاہ یار کا
دم اُلجھتا ہے مرا تار یک زندان دیکھ کر

دامن صحرا مین دیوانہ سمجھ کر بار بار
کھینچ لاتی ہے کشش خار بیابان دیکھ کر

الٰہی شمشیر قاتل مین بھی خوشی آبی بہت
قتل گہ مین زخم ہاے دل کے ارمان دیکھ کر

میری پابوسی کو آتی ہین بہت سی حسرتین
بعد مردن بھی ہمارے دل کے ارمان دیکھ کر

اپنے دل کے مچل جاتے ہین لڑکون کی طرح
دامن کہسار مین خار مغیلان دیکھ کر

مست ہو کر کچھ نہین ڈرتے حساب حشر سے
رند مشرب ساقی کوثر کی دوکان دیکھ کر

فکر عقبےٰ چاہیئے ہر وقت سب کو ام ریاض
خوش نہ ہونا چاہیئے دنیا کے سامان دیکھ کر

دن بھر یہی جلسہ رہا اور پہر رات تک باہم یہی اختلاط رہا بعد اسکے کھانا کھا کر دونون نے جا کر آرام کیا ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آیا یہان تک کہ صبح ہوئی موافق دستور کے سب بیدار ہوئے اور سب کامون سے فراغت کر کے بارہ دری مین آئے یہان شاہزادہ و ملکہ دونون بیدار ہو چکے تھے سب کا مجرا ہوا شاہزادے نے بھی امور ضروری سے فراغت حاصل کی اسکے بعد سیر باغ ہمراہ ملکہ کر کے جب یقین ہوا کہ دربار بخوبی آراستہ ہو چکا ہوگا ملکہ سے کہا کہ اب ہم دربار کو جاتے ہین تم پریشان نہ ہونا ہم بہت جلد آتے ہین کل کی سی حالت

نہ کہتا اور نہ ہم کو رنج ہوگا بس یہ کہکر بیرون باغ آئے سب سوارون نے مجرا کیا چند سوار بموجب حکم
ملکہ ہمراہ ہوئے شاہزادہ طرف دربار کے روانہ ہوا ملکہ بارہ دری مین آکر بیٹھی تھی مگر شکلے جینکے دعا
کر رہی تھی وہان صندل شاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے ہر ایک شاہزادے کا ذکر کرتا ہی کہ کل
جو شاہ صاحب تشریف لائے تھے بہت خلیق اور بامروت تھے صاحب کمال معلوم ہوتے ہین
جو لوگ زیادہ گستاخ ہین اُنھون نے عرض کیا کہ ہم کو تو یہ درویش نہین معلوم ہوتے ہین بلکہ
کسی ملک کے شاہزادے ہین کیونکہ چہرے سے اور طرز تقریر سے اور رعب و داب سے یہ افراط ہوتا ہی
کہ کسی نہ کسی سبب سے اُنھون نے یہ وضع اختیار کی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ یہ امر نہین ہی بلکہ یہ درویش
با خدا ہین پس اسی سبب سے یہ سب باتین ہین صاحب کمال ہونے کی یہی دلیل ہی ہر ایک خاموش ہو گیا
کل بھی بعد جانے شاہزادے کے دربار مین یہی تقریر ہوتی تھی اور جب بادشاہ نے دربار برخاست
کیا تھا تو اہل دربار باہم یہی ذکر کرتے ہوے اپنے مکان پر آئے تھے آمدم برسر مطلب یہان
بادشاہ بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہی ادھر شاہزادہ راہ طی کر کے داخل شہر ہوا اہل شہر کا مجمع ہمراہ ہوا
اُسی طور سے ہر ایک کا سلام و مجرا لیتا ہوا اور سب قدم بوسی کرتے ہوے در دولت تک آئے
پس شاہزادہ داخل دربار ہوا اسپ واپس گئے دربار سالار نے منع بھی نہین کیا جب بادشاہ کی نگاہ
شاہزادے پر پڑی سب اہل دربار کو برائے استقبال حکم دیا اور خود بھی مع اپنے فرزند ارجمند کے
تا لب فرش استقبال کیا لاکر بڑی عزت و آبرو سے برابر تخت کے کرسی پر بٹھایا کل سے زیادہ عزت
کی مزاج پرسی ہوئی بعد اُسکے سب بسبب اُنکے رعب و داب کے خاموش بیٹھے رہے جو کچھ گفتگو
ہوئی وہ بادشاہ سے ہوئی جب قریب پہر کے گذرا شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ مین جاتا ہون
بادشاہ اصرار نہ کر سکا بس دربار سے باہر آیا کل اہل دربار باہر تک پہونچانے گئے وہان سے رخصت ہو کر
شہر کو طی کر کے باغ مین آیا ملکہ سے ملا ملکہ سے سب حال بیان کیا یہان بعد جانے شاہزادے کے
بادشاہ نے بہت تعریف کی اور اپنا کاروبار دیکھا اُسکے بعد دربار برخاست کیا یہان باغ مین
شاہزادہ ہمراہ ملکہ کے عیش و راحت مین مصروف ہوا راوی نے بیان کیا ہی کہ اب یہ طریقہ شاہزادہ
نے اختیار کیا ہی کہ ہر روز بوقت سہ دو گھنٹہ دربار مین ضرور آکر بیٹھتا ہی اور رنگ دربار کا دیکھتا ہی اور
اسی فکر مین ہی کہ اب کوئی تدبیر ایسی کرون کہ یہ سب لوگ مسلمان ہون اور میرا عقد ملکہ کے ساتھ
ہو جائے اب ملکہ بھی دوسرے دن تیسرے پہر کو خواہ صبح کو باپ کے سلام کو آتی ہی بادشاہ ملکہ سے
شاہزادہ کی حالت دریافت کرتا ہی ملکہ کہتی ہی کہ ای باباجان مین نے تو آج تک ایسا با خدا اور
عبادت گذار کوئی درویش نہین دیکھا بہت سے درویش آئے اور مین نے دعوت کی اور مہمانی مگر کوئی
ایسا نہ تھا جیسے یہ ہین رات دن سوائے عبادت کے دوسرا کام نہین ہی ہان صرف اُس قدر زمانہ تک
تو عبادت سے کوئی سروکار نہین ہی کہ جب تک آپ کے دربار مین رہتے ہین یا اُسکے ضروریہ مین
مصروف ہوتے ہین بعدہ سوائے عبادت کے دوسرا کام نہین ہی رات کو سوتے بھی بہت کم ہین
ملکہ ایسی تقریر دروغ بادشاہ سے جب آتی تھی بیان کرتی تھی کہ بادشاہ کو دن بدن شاہزادہ کے
صاحب کمال ہونے کا یقین ہوتا جاتا ہی اور بیٹی سے یہ فرمائش ہی کہ جہان تک ہو سکے اُنکو اپنا مہمان
رکھ جانے نہ دینا کیونکہ ان کی خدمت کرنا موجب افتخار و سبب برکت ہی یہ جو بادشاہ کہتا تھا ملکہ خوش
ہو جاتی تھی اور اپنے دل مین کہتی تھی کہ خوب فقرے اُنکی تک کام کیا ہی پس اسی طور سے چند دن

گذرے تھے کہ شاہزادہ دربار میں آتا تھا آج جو شاہزادہ دربار میں آیا اور اپنے مقام پر بیٹھا تھا اور سب
اہل دربار بھی حاضر تھے دربار آراستہ تھا بادشاہ یعنی صندل شاہ تخت پر متمکن تھا مظفر اسد کیو
فرزند بادشاہ و بہرام سنگ خار سپہ سالار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ شاہزادے
سے باتیں کر رہا تھا کہ یکایک بیرون دربار سے رونے اور شور و غل کی صدا آئی معلوم یہ ہوا کہ گویا در
دولت پر ہزاروں آدمی رو رہے ہیں اور شور و غل کر رہے ہیں یہ صدا ہے کہ اے ظل اللہ جہان پناہ ہماری
فریاد کو پہونچ ہماری دادرسی کر یہ جو صدا آئی بادشاہ نے گھبرا کر اہل دربار کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ
کیسی شور و غل کی صدا ہے ذرا دریافت تو کرو یہ جو حکم دیا بس چوبدار چلا تھا وہ لوگ جو کہ در دولت پر
فریادی آئے تھے وہ سب کے سب داخل دربار ہوئے اور یکایک روبرو دیوان شاہی کے آکر فریاد
کرنے لگے اور صدائے استغاثہ بلند کی یہ جو واقعہ دیکھا سب اہل دربار مع بادشاہ و شہزادہ کے حیران
ہوئے کہ یہ کون لوگ ہیں اور وہ جو چوبدار ان کے پھر چلا تھا جانے نہ پایا تھا کہ یہ لوگ فریاد کنان داخل بارگاہ
ہوئے تھے آپ کو دیکھ کر وہ بھی ٹھہر گیا بادشاہ و کل اہل دربار و شاہزادہ سکندر رستم خو نے
دیکھا کہ سیکڑوں مرد و زن ہیں اور سب اپنی لیاقت کے موافق کپڑے نفیس پہنے ہوئے ہیں اور
عورتیں زیور سے آراستہ ہیں مگر یہ سب لوگ ہیچ قوم ہیں شریفان شہر سے نہیں ہیں بلکہ کوئی پیشہ ور
ہیں خواہ کاشتکار ہوں اور کوئی ہوں مگر ہیں اسی قبیل سے اور ان کے گرد کوتوال کے پیادے ہیں
با شمشیر برہنہ اور کوتوال بھی ہمراہ ہے اور درمیان میں ان عورت و مرد کے ایک جوان کہ جس کا سن
کوئی سولہ سترہ برس کا ہوگا لباس نوشاہانہ پہنے ہوئے شملہ سر پر سہرہ بندھا ہوا ہاتھ پاؤں میں مہندی
لگی نوشاہ بنا ہوا ہے وہ سب عورت و مرد اس کے گرد ہیں اور چند پیادے اس کے قریب ہیں راوی نے
بیان کیا ہے کہ یہ لوگ جو بدون اجازت داخل دربار ہوئے اس کا سبب یہ ہے کہ صندل شاہ کا حکم ہے
کہ جو کوئی فریادی آئے خواہ ایک ہو خواہ ہزاروں کوئی اجازت کی ضرورت نہیں ہے ان کو دربار میں بدون
اجازت آنے دینا بس اسی سبب سے یہ لوگ داخل دربار ہوئے دوسرے درگہ سالار نے اسی سبب
سے اور بھی نہ روکا کہ کوتوال شہر مع اپنے پیادوں کے ان کے ہمراہ تھا بس یہ جب سب نے دیکھا کہ
یہ لوگ فریادی ہیں اور ان کے ہمراہ ایک نوشاہ بھی ہے بادشاہ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم
لوگوں پر کیا بلا نازل ہوئی ہے جو تم یوں فریادی آئے ہو سب نے دیکھا تھا کہ عورتیں سر کھولے
ہوئے تھیں موئے سر پریشان تھے جب یہ بادشاہ نے کہا تو انھوں نے سر پیٹ کر کہا کہ ہم کو آپ
کے کوتوال نے پریشان کیا ہے اور ہمارا یہ حال کیا ہے یہ جو دولہا آپ کے روبرو حاضر ہے ہم اس کو
لیے کر آئے ہیں کوتوال شہر کہتا ہے کہ اس کو ہم کو دے دو تاکہ ہم اس کو برائے گزک دیو چنگال لے
جائیں کیونکہ اس کے نام پر قرعہ نکلا ہے اگر اس کو گزک نہ پہونچے گی تو وہ آکر سب کو کھا جائے گا اور شہر کو
تباہ کرے گا اے بادشاہ جب ہم نے یہ سنا ہمارے ہوش جاتے رہے کیونکہ ہم سب کا یہ ایک ہی
فرزند ہے ہم پانچ بھائی ہیں ان میں یہ ایک لڑکا ہے بڑی مرادوں سے بیاہا ہے ہم نے اس کی شادی
کا سامان کیا آج ہم برات لے کر عروس کے گھر جانے والے تھے نوشاہ بنا چکے تھے کہ کوتوال
صاحب پہونچے انھوں نے ہم کو اس خیال سے آگاہ کیا ہم نے ان کے روبرو ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ہم
سب کے حال پر رحم فرمائیے اس سے ہاتھ اٹھائیے کیونکہ یہ ہم سب کی پیرانہ سالی کا سہارا ہے
اندھے کی یہ ایک ہی لکڑی ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو دے دیں اور اس کو لے جا کر اس دیو

کے حوالہ کریں وہ اسکو کھا جاتے یہ ہمارے قلب کیونکر گوارا کرینگے دوسرے آپنے ملاحظہ کیا ہی کہ ہم اسکی
شادی میں مصروف ہیں اسکے عروس کو چاہتے جاتے ہیں ابھی اسکا کوئی ارمان نہیں نکلا ہی کہ یہ لقمہ اجل ہو اسکی
عروس کیا کہیگی نہ اُس نے اسکی صورت دیکھی نہ اس نے اُسکی کہ عروس مرگ کا سامنا ہوا لہذا ہم سب کی
جان پر ترس کھا کر اور کسی کو لیے جائیے اسکو چھوڑ دیجیے اس قدر لوگ ہیں ان میں سے جسکو آپکا جی چاہے
براے گرگ دیو لیے جائیے کوتوال صاحب نے جواب دیا کہ یہ ہو نہیں سکتا ہی کیونکہ قرعہ جو پھینکا گیا
تو اسکا نام نکلا اور حکم شاہی ہی کہ جسکا نام نکلے سواے اسکے دوسرے سے نہ بولنا بس ہم خلاف حکم
نہیں کر سکتے ہیں نہ اس طریقہ کو بدل سکتے ہیں جو کہ برسوں سے رواج پا چکا ہی اگر ہم اس طریقہ کے
خلاف کرینگے اول تو عتاب سلطانی میں مبتلا ہونگے دوسرے ہر ایک کو موقع عذر کا ہوگا اور ہر ایک
اپنی جان بچا لیگا اور دوسرے کا سہارا ڈھونڈھیگا بس ہم اس طریقہ کو نہیں توڑ سکتے ہیں ہم ضرور اسکو
لے جائینگے جب ہم نے دیکھا کہ کوتوال صاحب کسی طور سے ہم پر رحم نہیں کھاتے ہیں تب ہم نے
عاجز ہو کر ان سے کہا کہ ہم کو اسقدر مہلت دیجیے کہ ہم اپنی اس عرض کو بادشاہ سے عرض کریں شاید اُنکو
ہمارے حال پر رحم آئے کیونکہ وہ عادل ہیں انصاف پسند ہیں رعایا پرور ہیں بس ہماری آپکی خدمت
میں یہ عرض ہی کہ اسکی جوانی پر رحم فرمائیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ یہ ابھی نوشاہ بنا ہی عروس کو بیاہنے کو
جاتا ہی اسنے باغ دنیا سے کوئی پھل نہیں پایا ہی ابھی پورا جوان بھی نہیں ہوا ہی ابھی باغ جوانی سے اسنے
کسی قسم کا ثمر نہیں حاصل کیا ہی بس اسکو چھوڑ دیجیے اور ہم چھ آدمی ہیں ایک میں باپ ہوں دوسرے
اسکی ماں اور چار چچا ہیں بس ہم سب کی یہ خواہش ہی کہ ان میں سے جسکو حکم ہو وہ کوتوال کے ساتھ جائے اور
اُس دیو کا لقمہ ہو یہ ہم کو نہیں منظور ہی کہ ہمارے سبب سے سب اہل شہر پر آفت آئے بلکہ ہماری جان رہے
یا نہ رہے اور اہل شہر بچیں ہم خوشی اس امر کو منظور کرتے ہیں ہماری دادرسی و فریادرسی فرمائیے ہم کو اس خون
کے داغ سے بچائیے کیونکہ ہم پانچوں بھائیوں کے سوائے اسکے اور کوئی اولاد نہیں ہی نہ اب امید ہی
کیونکہ ضعیفی نے اپنا عمل کر لیا ہی بہت سی ہم سب کے یہاں اولادیں ہوئیں سب مر گئیں پھر بڑی مرادوں
اور منتوں سے یہ ہوا یہ پانچ گھروں کا چراغ ہی اسکے مرنے سے بہت سے گھر بے چراغ ہو جائینگے اور
بہت سے لوگ ہلاک ہونگے اُنکا خون ناحق ہوگا اگر بادشاہ ہماری دادرسی نہ کریگا تو ہم سب اپنی
جانیں در دولت پر اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ کر دے دینگے آیندہ حضور کو اختیار ہی اس طور سے انھوں
نے جو فریاد کی بادشاہ خاموش سنا کیا اور سب اہل دربار اور شاہزادہ سکندر رستم خو خاموش بیٹھے
ہوئے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا واقعہ ہی کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہی کیسا دیو اور کیسا اُسکا لقمہ ہونا
یہ واقعہ تو کانوں نے بھی سنے آج تک نہیں بیان کیا اسکو دریافت کرنا ضرور ہی جب اس غم سے
فراغت ہوئے دیکھیں کہ بادشاہ کیا انصاف کرتا ہی اُدھر بادشاہ نے اُنکی فریاد سنکے حکم دیا کہ تم سب
لوگ خاموش ہو جاؤ شور و غل نہ کرو ہم نے تمہاری تقریر سنی ہم انصاف کرتے ہیں یہ کہکر حکم دیا کہ
کوتوال روبرو حاضر ہو اور واقعہ کو بیان کرے یہ حکم سنکے وہ لوگ خاموش ہو رہے اور کوتوال روبرو
حاضر ہوا مجرا بجا لایا بادشاہ نے فرمایا کہ کیا واقعہ ہی بیان کر کوتوال نے عرض کیا کہ حضور کا حکم ہے کہ
دوسرے دن دس خم شراب کے سو من میوہ دس من غلہ ایک من روغن دس گوسفند اور ایک
آدمی اہل شہر سے براے دیو خنگال بھیج دیا کرو تاکہ کل اہل شہر کی جان بچے اور یہ بھی حکم دیا ہی کہ سب
اہل شہر کے نام پر قرعہ اندازی کی جاے بس جسکا نام نکلے وہ بھیجا جاے کیونکہ آپنے اس دیو سے

اقرار کر لیا ہی ورنہ وہ سب اہل شہر کو کھا لیجاتا تھا اور شہر کو تباہ کرتا تھا آپ نے یہ اقرار کر لیا تھا کہ ہم دوسرے
دن یہ چیزین تمھارے لیے روانہ کیا کرینگے بس اس اقرار سے آپ کی یہ بلا ٹلی گو یہ امر ضرور ہی کہ ایک
عرصے کے بعد یہ شہر تباہ ہو جائیگا ایکمرتبہ نہ تباہ ہوا رفتہ رفتہ تباہ ہو ا بس بموجب آپ کے حکم
کے اُس دن سے وہی طریقہ جاری ہی کہ دوسرے دن ایک آدمی اور جو جو اشیا آپ نے فرمائی ہین
روانہ کر دی جاتی ہین اہل شہر کے نام پر قرعہ اندازی ہوتی ہی جسکا نام ظاہر ہوتا ہی اُسکو بھیجا جاتا ہی
چنانچہ آج بھی اُسی طریقہ سے قرعہ اندازی کی گئی یہ جو مرد ضعیف آپکے روبرو کھڑا ہی یہ تمام بھٹیارون
کا چودھری ہی اور جو سہرا کہ سرکار کی طرف سے تیار کی گئی ہی یہ اُنھین لازم ہی یہ پانچ بھائی ہین انمین
ایک کے یہان یہ ایک لڑکا ہی بس یہ اسکی شادی کے سامان مین مصروف تھا سرکار سے بھی روپیہ ملا تھا
چنانچہ آج اسکی برات تھی مین نے بموجب قاعدہ مقررہ جو اہل شہر باقی ہین ان کے نام پر قرعہ اندازی
کی تو اسی لڑکے کے نام پر قرعہ نکلا بس مین نے پھر قرعہ اندازی کی پھر اسی کا نام نکلا پھر قرعہ ڈالا پھر
اسی کا نام نکلا چونکہ حکم سرکاری ہی کہ تین مرتبہ قرعہ اندازی کی جائے جب تینون مرتبہ اسی شخص کا نام نکلے
بس اُسکو روانہ کیا جاے اب تینون مرتبہ اسی کا نام نکلا تب مین ناچار ہوا اسلیے گھر پر آیا اور اس مرد
ضعیف کو جسکا نام رفیع ہی مع اسکے بھائیون کے پاس جا کر طلب کیا اور سب حال سے آگاہ کیا یہ سنتا تھا
کہ یہ رونے پیٹنے لگے نوبت یہ ہوئی کہ سب جمع ہوئے اور سب نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی ہم مین سے
جسکو چاہے لے جاؤ مین نے کہا کہ یہ خلاف قاعدہ مین نہ کرونگا چنانچہ اسی امر پر یہ قرار پائی کہ
بادشاہ سے اس امر کی خواہش کیجاے جیسا وہ حکم دین اسپر عمل کیا جاے بس یہ سنکے سب حاضر خدمت
ہوے ہین اصل واقعہ یہ ہی جو مین نے بیان کیا جب بادشاہ نے کوتوال کی زبانی سب حال سُنا اُس
چودھری کو مع اسکے بھائیون کے اپنے روبرو طلب کیا وہ روتے ہوئے حاضر ہوے اور تخت کو بوسہ
دیا اور کہا کہ آپ ہم سب کے مالک ہین اور خداوند ہین ہم سب آپکے تابعدار ہین تری آپ کی
مہربانی اور غریب نوازی ہوگی کہ جو اسکو چھوڑ دیجیے اور ہم مین سے جسکو چاہیے اس دیو کی نذر
کے لیے تجویز فرمائیے بادشاہ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ اے رفیع تو ہی خیال کر کہ یہ کیونکر
ہو سکتا ہی کہ مین اپنے طریقے کے خلاف کرون مین جو حکم دے چکا ہون اُس کے خلاف کبھی نہ ہوگا
اور جو قاعدہ مقرر ہو چکا ہی اُسکے خلاف نہ کیا جائیگا اس وقت تم یہ عذر کرکے اپنے فرزند کو بچالو
اور اُسکے عوض مین تم مین سے کسی کو مین روانہ کرون بس یہی عذر سب کو ہوگا اور ہر ایک یہی عذر پیش کریگا
مین اسوقت تمھارے سبب سے اپنے طریقے کو بدل کر اپنے تئین ایک بلا لگا لون بس صبر کرو کیونکہ
یہ تمھارا فرزند اسی قدر زندگی خداوند آب حیات کی سرکار سے لکھا کے لایا تھا کیونکر ہو سکتا ہی کہ اُسکے
خلاف ہو بس اسکی اسی قدر زندگی تھی اور اسی طور سے قضا اسکی تھی کوئی اختیار نہین ہی صبر کرو دل پر
جبر کرو یہ جو بادشاہ نے کہا اُنکو یقین ہوا کہ بادشاہ بھی ہماری کچھ نہ سنیگا بس وہ پانچون ماہی بے آب
کی طرح تڑپنے لگے اور زار زار رونے لگے ایک شور گریہ وزاری بلند ہوا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی
اُن سب نے زمین دربار کو سر پہ اُٹھا لیا تھا عجب کہرام مچا ہوا تھا سب اہل دربار حیران ہوے کہ کیا کیا جاے
شاہزادہ کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور کہتا تھا اپنے دل مین کہ یہ کیا واقعہ ہی مجھ سمجھ مین نہین آتا ہی شاہزادہ
تو خاموش ہی جب بادشاہ نے دیکھا کہ انھون نے قیامت برپا کر دی کہا کہ تم لوگ ذرا خاموش ہو جاؤ مین
انصاف کرتا ہون ایک طریقہ مین اور بیان کرتا ہون اگر تم لوگ بھی قبول کرو اُن سب نے خاموش ہو کر کہا کہ

بیان فرمائیے بادشاہ نے کہا کہ وہ طریقہ یہ ہی کہ بھر قرعہ تم لوگون کے نام پر ڈالا جاتا ہی پس اگر تم مین سے
کسی کے نام قرعہ نکلا تو اُسکو روانہ کرینگے ورنہ بھر اسی کو روانہ کرینگے اُس کے نام پر بھر قرعہ اندازی تم
سب کے سامنے کی جائیگی تاکہ تم لوگ بھی دیکھ لو یہ جو بادشاہ نے کہا اُن سب نے عرض کیا کہ بہت
خوب اُنھون نے یہ بھی کہا کہ پہلے ہم لوگون کے نام قرعہ اندازی کی جائے کوئی ہم پر منحصر نہین ہی بلکہ یہ
جسقدر زن و مرد یہان موجود ہین ان سب کے نام پر قرعہ اندازی کی جائے بس یہ جو اُنھون نے عرض
کیا بادشاہ نے کوتوال کو حکم دیا کہ ہر ایک کے نام پر قرعہ اندازی کرو یہ جو حکم بادشاہ نے دیا کوتوال
نے ہر ایک کے نام پر قرعہ اندازی شروع کی ادھر تو قرعہ اندازی شروع ہوئی اور وہ سب کھڑے ہوے
ہین بادشاہزادہ یعنی درویش نے بادشاہ کی طرف خطاب کرکے کہا کہ یہ کیا واقعہ ہی ذرا مین بھی تو سنون
اور اس حال سے آگاہ ہون یہ جو بادشاہ سے شاہزادے نے کہا بادشاہ نے جواب دیا کہ ای مرشد
کامل واسطے درویش حق آگاہ آگاہ ہوجیے کہ اصل واقعہ یہ ہی کہ اسکو عرصہ ہوتا ہی کوئی دو برس کا کہ
ایک دیو نامی دلو چنگال کسی سبب سے پردہ قاف سے یہان چلا آیا اور میرے شہر سے جنوب
کی طرف ایک صحرا سے پر بہار ہی وہان ایک پہاڑ خرقبا ہی اُسنے اُسپر اپنی بود و باش مقرر کی اتفاق سے
ایکبارہ میری دختر کو اُسنے دیکھ لیا اُسپر عاشق ہوگیا جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ یہان کے بادشاہ
کی یہ دختر ہی اُسنے ایک نامہ مجکو تحریر کیا اور اُسکی خواہش ظاہر کی مین نے اُسکے جواب مین اُسکو
جواب سخت دیا وہ بہت برہم ہوا بس اُس دن سے اُسنے یہ طریقہ اختیار کیا کہ درانہ شہر مین چلا آیا اور
دس پانچ آدمیون کو مار کر کھا گیا اور پھر چلا گیا دن بھر مین کئی مرتبہ آتا تھا اور اسی طور سے اہل شہر کو
پریشان کرتا تھا مین نے اُسکے خوف سے اپنی دختر کو تہ خانہ مین پوشیدہ کردیا تھا اُسکا یہ قصد تھا کہ اگر
ملکہ کو پاجاؤن تو اُٹھالے جاؤن مگر اس تدبیر سے اُسکا قابو ملکہ پر نہ چلا اُسنے اس طور سے پریشان
کرنا شروع کیا اُسکو جب دس پندرہ دن گذرے اور شہر مین غدر مچا تو میرا فرزند و میرا سپہ سالار
دونون لشکر لیکر اُسکا مقام قیام دریافت کرکے گئے وہ اس لشکر کو دیکھ کر تنہا برابر مقابلہ آیا ایک ہی
حملہ مین اُسنے ہزارون کو کھا لیا اور میرے فرزند و سپہ سالار کو پکڑ کر لے گیا اور اُنکو قید کیا اور مجکو نامہ
لکھا کہ مین نے تمہارے لشکر کو شکست دی اور تمہارے فرزند و سپہ سالار کو اسیر کرلیا پس مین تم کو
آگاہ کرتا ہون اور خبردار کہ اگر اُنکی اور تمام شہر کی اور اپنی زندگی منظور رہی تو ملکہ کو میرے حوالہ کردو تاکہ مین اپنی
مقصود دلی سے وصل حاصل کرون ورنہ تم سب کی جان میرے ہاتھ سے گئی اگر اسکے خلاف کروگے تو مین
اُنکو بھی کھا لونگا اور سب اہل شہر کو بھی اور تم کو بھی یہ جو نامہ آیا میرے ہوش اُڑ گئے مین نے اپنے ارکین
سلطنت کو جمع کیا اور اُن سے راے لی کہ کیا کیا جاے میرے وزیر نے راے دی کہ میرے نزدیک
مناسب یہ ہی کہ اس نامہ کا یہ جواب تحریر کیجے کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم آپ کی خدمت مین حاضر
ہوکر کچھ عرض کرین اور تو ہم سب آپ کے قبضہ مین ہین جب چاہیے قتل فرمائیے مگر جو ہم عرض کرین
اسکو سماعت فرمائیے اگر لائق قبول ہو تو قبول فرمائیے ورنہ پھر آپ کو اختیار ہی اگر وہ اس امر کو قبول
کرے تو ہم اور آپ اُسکے پاس چلین اور اُس سے یہ کہین کہ ابھی ملکہ اس قابل نہین ہی کہ وہ آپ
کے پاس آئے اور آپ اُس سے وصل حاصل کرین کیونکہ وہ ابھی بالکل کم سن ہی اور آپ جوان ہین
بھلا انصاف فرمائیے کہ کجا آپ اور کجا نازنین ہان اگر آپ ہم کو اس قدر مہلت دیجے کہ ہم اُسکو خوب
کھلا کر موٹا تازہ کرین اور وہ جوان بھی ہوجائے اُسوقت ہم ضرور آپ کی خدمت مین حاضر کرینگے

اُس وقت کوئی عذر نہ کرینگے ہم کو پانچ برس کی مہلت دی جائے پس وہ اگر اِس امر کو قبول کرلے تو
پھر اِس عرصہ میں کوئی نہ کوئی فکر اُس کے قتل کی کی جائے گی اگر بن پڑی یہ جو اُس وزیر نے کہا سب نے
اِس رائے کو پسند کیا میں نے اُسی وقت وہی تقریر جواب میں تحریر کی اور روانہ کیا جب اُس کے
پاس جواب میرا پہونچا اُس نے مجھکو تو نہیں طلب کیا دوسرے دن صبح کو جب دربار آراستہ تھا وہ
دربار میں آیا سب اُسکو دیکھکر مارے خوف کے کانپ اُٹھے مگر دم بخود ہوکر رہ گئے اُسنے آتے ہی
ایک نعرہ کیا اور کہا کہ ہے شرط کہ تم سب کو کھا جاؤں میں تخت پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ
اے شاہ دیوان قاف ہم سب آپکے غلام ہیں جو حکم ہو بجا لائیں مگر ایک عرض میری ہے اُسکو
سماعت فرمایئے اگر وہ لائق قبول ہو قبول فرمایئے یہ جو میں نے عرض کیا کہا کہو بیان کریں میں نے وہی
تقریر وزیر کی روبرو اُسکے بیان کی جب وہ میری تقریر سُن چکا قہقہہ مارکر ہنسا کہ تمام عمارت ہل گئی اور
کہا کہ وہ ابھی اِس لائق نہیں ہے کہ تو سچ کہتا ہے میں نے جواب دیا کہ اگر جھوٹ ہو تو آپ مجھکو اور محل
میرے عزیزوں اور اہل شہر کو اِس دروغ گوئی کے جرم میں جو کھا جایئے گا مجھکو کوئی عذر نہ ہوگا کہا کہ یہ
تو سچ کہتا ہے کہ پانچ برس کے عرصہ میں تو اُسکو خوب کھلا کر موٹا کرے گا اور اُسکے بعد میرے حوالہ
کرے گا میں نے جواب دیا کہ ضرور ایسا ہی خیال رکھیں یہ جو میں نے کہا اُسنے کہا کہ میں ایک شرط سے
تیری عرض قبول کرتا ہوں اور تیرے فرزند اور تیرے سالار کو رہا کرتا ہوں میں نے عرض کیا کہ وہ
شرط بیان فرمایئے تب اُس نے کہا کہ وہ یہ شرط ہے کہ سو من میوہ اور دس من غلہ اور دس خم شراب کے
اور ایک من روغن اور دس گوسفند ہر روز دونوں وقت میرے پاس اُس درہ کوہ میں بھیج دیا
کرو اور ایک آدمی خواہ عورت خواہ مرد کہ میں شراب پی کر اور اُسکے گوشت کے کباب لگا کر بجائے
گزک کے کھاؤں پس اگر یہ تجھکو منظور ہے تو میں بھی تیری عرض کو قبول کرتا ہوں ورنہ میں تم سب کو
کھا جاؤنگا یہ جو اُس دیو نے کہا میرے ہوش جاتے رہے میں بدحواس ہوگیا کہ اور سب چیزیں تو ممکن ہیں
میں دو آدمی ہر روز کہاں سے لاؤنگا میں نے وزیر کی طرف دیکھا اُس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اے شاہ
دیوان قاف ہم آپکو اِس بات کا جواب کل دینگے آپ اِسوقت تشریف لے جائیے پس یہ
جو میرے وزیر نے کہا اُس نے کہا اچھا اگر تم کل جواب نہ دوگے تو میں تم سب کو کھا جاؤنگا چنانچہ
میرے وزیر نے کہا کہ ضرور وہ دیو یہ کہکر چلا گیا کہ میں کل پھر اسی وقت آؤنگا جب وہ دیو چلا گیا تو
میں نے وزیر سے کہا کہ تم نے کیا تدبیر سوچی ہے اور کیا جواب دوگے اور سب اشیا تو ہم بہم پہونچا سکتے ہیں دو
آدمی روز کہاں سے آوینگے جو ہر روز اُسے گزک دیئے جاینگے وزیر نے کہا کہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ کل جو وہ آئیگا
تو اُس سے یہ عرض کیا جائے کہ روز دونوں وقت تو نہیں ممکن ہے ہاں ایک دن درمیان میں دے کر
ایک وقت جو جو اشیا آپ نے ارشاد کی ہیں میں حاضر کیا کرونگا مع ایک نفر آدمی کے یہ تو مجھ سے
آپکی خاطر ہو سکتی ہے اگر قبول فرمایئے تو کل سے حاضر کروں میرے فرزند کو رہا فرمایئے میں نے وزیر
سے پوچھا کہ اگر اُس نے قبول کرلیا تو دوسرے دن ایک آدمی کہاں سے آیا کرے گا وزیر نے کہا
کہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ سب اہل شہر کو جمع کیجیے اور اُن سے یہ ماجرا بیان کیجیے اور کہیے کہ یہ بلا یوں
دفع ہوئی ہے کہ تم سب اہل شہر کے نام پر دوسرے دن قرعہ اندازی کی جائے گی پس جسکا نام نکلا
کرے گا وہ اُسے گزک کے روانہ کیا جایا کرے گا پس اِس طریقہ سے یہ بلا دفع ہو سکتی ہے تو یہ امر ہے کہ ہر
روز ایک آدمی اہل شہر سے کم ہوا کرے گا مگر سب اس آفت سے محفوظ رہیں گے کہ ایک مرتبہ تو نہ قتل

ہوئے ہم اس عرصہ میں کوئی اور تدبیر کرلیں گے یہ جو وزیر نے کہا میں نے اسی وقت شہر میں منادی کرادی
سب اہل شہر جمع ہوئے میں نے وزیر کی تقریر بیان کردی سب نے کہا کہ ہماری جانیں آپ پر سے
نثار ہیں ہم کو یہ امر منظور ہے ایک مرتبہ مرنے سے اسوقت نہ معلوم کہ کون مریگا اگر نہیں قبول کرتے
تو سب مرتے ہیں پس میں نے جب اہل شہر کو اس امر پر آمادہ پایا اُس دن اُن سے ایک اقرار نامہ لیکر
رخصت کیا سب نے اُس پر دستخط کر دئے دوسرے دن جب دیو آیا اُس سے بیان کیا پہلے تو اُس نے
انکار کیا مگر پھر کچھ سوچ کر اُس نے قبول کیا اور چلا گیا یہ کہ گیا کہ اس شرط میں فرق نہو ورنہ میں ایک مرتبہ
تم سب کو کھا جاؤنگا میں نے کہا کہ اچھا ای شاہ صاحب اُس دن سے یہ طریقہ یہاں جاری ہوگیا کہ دوسرے
دن سب اہل شہر کے نام پر قرعہ اندازی کی جاتی ہو جس کے نام پر قرعہ نکلتا ہو اسکے نام پر میں ہر تیسرے
قرعہ اندازی ہوتی ہو جب تیسرے دن مرتبہ اُسی کا نام نکلا پس اُسکو اس حال سے آگاہ کیا جاتا ہو وہ بیچارہ
ناچار ہوکر موت پر راضی ہوکر چلا جاتا ہو اور اُس دیو کا لقمہ ہوتا ہو میرے وزیر نے لاکھوں تدبیریں کیں
مگر کوئی پیش نہ آئی اس امر کو دو برس ہوگئے ہزاروں آدمی اُسکے لقمہ ہوئے اور ان سب کا خون
میرے سر پر ہوا مگر اُسنے اُسی دن میرے فرزند اور سپہ سالار کو رہا کردیا اور جن جن کو اسیر کیا تھا
سب کو رہا کردیا تھا پس جب سے یہ طریقہ جاری ہو آج اُس بیچارے کے لڑکے کے نام پر قرعہ نکلا پس
اُسکی باری ہو یہ اُسکے باپ و ماں ہیں فریاد کی اسیلئے ہیں چاہتے ہیں کہ اسکے عوض میں ہم کو بھیج دیجیے
اور اسکو رہا کردیجیے یہ واقعہ ہو جو کچھ میں نے آپ سے بیان کیا یہ خورشید شاہزادے نے سنا کہا کہ اب
بخوبی مجھکو معلوم ہوا ادھر کوتوال نے عرض کیا کہ جس قدر لوگ یہاں زن و مرد تھے سب کے نام پر قرعہ
اندازی کی گئی کسی کے نام پر قرعہ نہیں نکلا سوا اسکے اس بادشاہ کے نام کے میں ناچار ہوں ان لوگوں
سے بھی دریافت کرلیا جاسکے یہ جو کوتوال نے عرض کیا بادشاہ نے رفیع سے کہا کہ دیکھا اور تم نے
سنا اب میں ناچار ہوں تم صبر کرو کہ اسکی قضا تھی یہ اپنی زندگی اتنے دن کی یہاں سے لکھا تھا
اب رفیع مجبور ہوگیا اور خیال کیا کہ بادشاہ سچ فرماتے ہیں یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوکر اپنے
فرزند کے مقام پر آیا کہ خیر جو مرضی خداوند اب تیرا کیا چارہ ہے معلوم ہوا کہ میرے فرزند کی اسی قدر
زندگی تھی آؤ بیٹا تو اُس سے گلے مل لو اُدھر اسکا لقمہ دیو نے کیا اِدھر ہم نے اپنی جان دی کیونکہ ہم
سے اسکی مفارقت گوارا نہوگی یہ کہکر اپنے فرزند دلبند جگر پیوند کے قریب آیا اور گلے مل کر زار زار رونے لگا
ایک کہرام مچ گیا جو صاحب اولاد تھے اُن کے بیساختہ آنسو نکل آئے دل بیقرار ہوگئے رونے لگے
خود بادشاہ کے آنسو نکل آئے یہ حال خورشید شاہزادے نے دیکھا تو بادشاہ سے کہا کہ ای بادشاہ
آپ اس جوان لڑکے سے باز آئیے اور مجھکو اسکے عوض میں اُس دیو کی خوراک کے لیے روانہ فرمائیے
کیونکہ مجھ سے اسکے باپ و ماں اور دیگر عزیزوں کا ترسنا نہیں دیکھا جاتا ہو مجھکو اس جوان پر ترس آتا ہو
پس میں اسکے عوض میں اُس دیو کا لقمہ ہونگا یہ خورشید شاہزادے نے بادشاہ سے کہا بادشاہ نے
جواب دیا کہ ای مرشد کامل یہ کیونکر ہوسکتا ہو کہ میں آپ کو اُس دیو کے پاس بھیج دوں اگر یہ طریقہ ہوتا
کہ ایک کے عوض میں دوسرا جاسکے تو اسکے اور عزیز کہ رہے ہیں میں اُنکی نسبت نہ حکم دیتا یہ تو نہیں
ہوسکتا ہو دوسرے میں کیونکر آپکو ایسے امر کی اجازت دوں کہ جس میں جان کا خوف ہو پس جب
خداوند آپ حضرات مجھ سے استفسار کرینگے کہ تم نے میرے بندہ خاص کو ایک ادنی رعایا کے
عوض میں لقمہ دیو کرایا اور اپنے ملازم کے فرزند کو بچایا تو میں کیا جواب دونگا علاوہ اسکے وہ زبان اور

خداوند آب حیات تجکو مع میری اولاد کے غرق کر دین جو مین آپ کو اجازت دون ایسے خدا رسیدہ
اور کامل کو مین اپنے ہاتھ سے گنواؤن اور اپنے شہر کی برکت کو برباد کرون آپ تو میرے شہر کی برکت
ہین جب سے تشریف لائے ہین دن بدن اپنے شہر کی ترقی پاتا ہون بس مین کیونکر گوارا کرونگا کہ
آپ لقمہ اجل ہون یہ امر ہرگز نہین گوارا ہوگا آپ اس امر مین اصرار نہ فرمائیے یہ کہکر بادشاہ نے شاہ
صاحب نقلی کے روبرو ہاتھ جوڑ کر کہا کہ آپ اپنے کلمے میرے روبرو نہ فرمائیے اس طور سے جو بادشاہ
نے کہا تو شاہزادے نے خیال کیا کہ زیادہ اصرار نہ کرو شاہزادے نے یہ امر اس سبب سے بادشاہ سے
کہا تھا کہ مین جاکر اس دیو کو قتل کرونگا اور اس شہر سے اس بلا کو دفع کرونگا صاف صاف اس سبب
سے نہین کہا کہ کوئی یقین نہ لائیگا اسی پردہ مین کہا اسکو بھی بادشاہ نے نہین قبول کیا اور کوتوال
سے کہا بادشاہ نے کہا ان سبکو یہان سے لیجاوین مجبور ہون مین نے تو چاہا تھا کہ اس جوان کی جان بچے
مگر کیا کرون کہ خداوند آب حیات کو منظور ہی نہین ہے اسکی قضا آگئی ہے یہ سنکے کوتوال نے اُن
سب سے کہا کہ چلو اسوقت رفیع نے کہا کہ اے حضور ہم سب کو اس قدر اجازت ملے کہ ہم اسکے
ہمراہ اس مقام تک جائین اور اسکو جی بھر کر دیکھ لین بادشاہ نے کہا کہ تم کو اختیار ہے یہ کہکر کوتوال
سے کہا کہ اس امر کا خیال رہے کہ سوا اس جوان کے اور کوئی آگے قدم نہ بڑھانے پائے اس دیو
کی طرف کوتوال نے کہا کہ بہت خوب بس کوتوال ان سب کو لیکر دربار سے چلا وہ لوگ روتے ہوئے
چلے اس جوان نے اس حسرت سے بادشاہ کی طرف دیکھا کہ سب اہل دربار کے آنسو نکل آئے اسکا
یہ مطلب تھا کہ میرے ماں و باپ و دیگر عزیز یہان بھی لیکر آئے مگر بادشاہ نے میری جوانی پر نہ رحم
فرمایا اور نہ دادرسی کی مجھے پیک اجل کے لقمہ ہونے کے لیے مقرر کیا مقدر ہی مین یہ لکھا ہوا تھا مین اس
ماں باپ کی صورت نہ دیکھنے پایا وہ جو یہ خبر سنیگی کہ میرا دو طفل لقمہ دیو ہوا تو کیا اپنے دل مین کہے گی
بس وہ جوان یہ دل سے باتین کرتا ہوا ان کے ہمراہ چلا یہ حالت دیکھکر شاہزادے کو اسکے حال پر
رحم آگیا پہلے بھی جو صندل شاہ سے کہا تھا تو یہ خیال کر کے کہا تھا کہ مین جاکر اس دیو کو قتل کرون
اور ان سب کی جانین بچاؤن مگر جب صندل شاہ نے نہ منظور کیا تو خاموش ہو رہا مگر اسکی
حسرت کی نگاہ دیکھکر پھر ترس آیا اور یہ خیال اپنے دل مین کیا کہ اے سکندر رستم حشم تو یہان کیا
بیٹھا ہے چل تقدیر آزمائی کر دیکھ کہ تو اس دیو کو قتل کر سکتا ہے یا نہین تیرے بزرگون نے اکثر غیرون کے لیے
اپنی جان پر بنا دی ہے اور انکی کمک کی ہے تو بھی اسی خاندان سے ہے تجکو لازم ہے کہ تو اس دیو سے مقابلہ
کر اور اسکی جان بچا اور یہ بلا ان سب پر سے دفع کر دوسرے وہ تیرا رقیب بھی ہے اسکا قتل کرنا تیرے
اوپر واجب ہے شاید اگر یہ کار نمایان تجھ سے ہوا اور تو ان سب پر یہ امر ظاہر کرے اور ان سب کو
معلوم ہو تو کیا عجب ہے کہ سب تیری اطاعت کرین اور دین اسلام قبول کرین یہ خیال کر کے بادشاہ
سے کہا کہ اے بادشاہ ایک امر مین دریافت کرتا ہون مجھ سے صاف صاف بیان فرمایئے صندل شاہ
نے کہا کہ آپ دریافت کرین شاہزادے نے کہا کہ مین یہ دریافت کرتا ہون کہ اگر کوئی شخص اس دیو
کو قتل کرے اور تم سب کے اوپر سے یہ بلا دفع کرے اور تم کو اس بلا سے نجات دے اور تم پر یہ احسان
کرے اور اس احسان کے عوض پر وہ تم سے کسی ایسے امر کی خواہش کرے کہ جسکے تم قبول کرنے مین انکار
کرسکو تو کیا انکار کروگے اور اسکے احسان کو نہ مانوگے صندل شاہ نے جواب دیا کہ اے مرشد کامل
اصل امر تو یہ ہے کہ اول تو مین کسی کو ایسا اس دنیا مین نہین پاتا ہون کہ جو دیو کو قتل کرسکے جب کہ میرے

فرزند و سپہ سالار اُسکا کہ ایسے جو کہ جوان مردی و بہادری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین بہت بہادر ہین
جب یہ نہ ہوا تو کون ایسا ہی کہ جو اس بلا کو دفع کرے اور اس عذاب سے نجات دے اور مین نے تو بڑی
بڑی دور نامے روانہ کیے کہ کوئی میری کمک کرے مگر کسی نے جواب تک نہ دیا مین نے یہ شرط کی ہی کہ اگر کوئی
اس بلا کو میرے اوپر سے اور میرے اہل شہر کے اوپر سے دفع کرے اور یہ احسان میرے اوپر کرے تو اسکے عوض
مین وہ یہ کہے کہ مجکو سجدہ کر دو اور خدا ای مانو تو مین مع اہل شہر کے اسکو سجدہ کرون اور اپنا دین آبائی ترک
کرون اور اپنی دختر کی شادی اُس کے ساتھ کرون مگر مجکو کوئی دنیا مین ایسا نظر نہین آتا ہی دین و مذہب سے
زیادہ کوئی چیز نہین ہی مین اسکے ترک پر بھی آمادہ ہون یہ جو صندل شاہ نے کہا بس شاہزادہ اسنے
دل مین خوش ہوا اور دل سے کہا کہ میرا مطلب حاصل ہوگیا اور اسکے دل کا حال میرے اوپر ظاہر ہوگیا اب
مجکو لازم ہی کہ اس امر مین ضرور کوشش کرو اور اس دیو کو قتل کرکے بدون مقابلے کے بادشاہ مع اہل شہر کے
مسلمان ہو جاے گا اور میری معشوقہ بھی مجکو مل جاے گی یہ خیال کرکے صندل شاہ سے کہا کہ ای بادشاہ
آگاہ ہو کہ یہ جو تو نے کہا کہ کوئی ایسا شخص مجکو نہین نظر آتا ہی کہ اس بلا کو دفع کرے یہ تیرا قول درست ہی
اور بہت سچا ہی یہ امر کوئی بہت دشوار نہین ہی کہ جسکے عوض مین تم نے یہ شرط کی ہی کہ مین اپنا مذہب
ترک کرون گا کوئی ایسی شرط کرتا ہی صندل شاہ نے کہا کہ اب تو مین یہ شرط کر چکا ہون نہ کوئی ایسا
کرے گا نہ مین یہ شرط پوری کرونگا یہ سنکے شاہزادے نے کہا کہ ای بادشاہ آگاہ ہو کہ تم نے سنا بھی ہوگا
اور اخبار مین بھی دیکھا ہوگا کہ زمین عرب پر ایک شخص پیدا ہوا تھا جسکو بہت زمانہ ہوا کہ اسکا نام حمزہ
تھا اور لقب صاحبقران وہ خداے آسمانی کی پرستش کرتا تھا اُسکو نوشیروان نے اپنا فرزند
کیا تھا اسنے اپنے دین کو رواج دیا اور بڑے بڑے معرکے کیے اور نوشیروان سے لڑا اور جتنے مدعی
خدائی تھے ان سب کو برباد کیا اسنے اور اسکی اولاد نے اور قاف مین جاکر اٹھارہ برس دیوان قاف
سے مقابلہ کیا اور اسکو اپنا مطیع کیا لقب قاف ثانی سلیمان خطاب پایا ہزارون طلسم فتح کیے اور
اس حمزہ کی اولاد نے بھی بہت سے ملک برباد کیے اور طلسم فتح کیے اور کفر و کافری کی بنیاد کو مٹا دیا
اپنے دین و مذہب کے نشان تمام عالم مین برپا کیے حمزہ کی اولاد نے بھی ہزارون دیو قتل کیے دیو کا
قتل کرنا ان لوگون کے نزدیک کوئی امر دشوار نہین ہی بس اُسی حمزہ کی اولاد سے خواہ تو آج خواہ پرسون اس
ملک مین آوے گا اور اس طلسم کو فتح کرے گا اور دیو کو قتل کرے گا اگر تم لوگ ایمان اُسکا قبول کروگے
تو جان بچے گی ورنہ قتل کیے جاؤگے وہ دین اسلام کو یہان بھی رواج دے گا یہ وقت آنے گا یہ مین تجکو
خبر دیتا ہون یہ جو شاہزادے نے بیان کیا صندل شاہ نے سنکے کہا کہ ای مرشد کامل یہ جو آپ نے
خبر دی مین نہین عرض کر سکتا ہون کہ آپ نے دروغ بیان کیا ضرور ایسا ہوگا مگر یہ خبر سنتے ہوے
ایک زمانہ ہوا بلکہ ان لوگون کے دیکھنے کا مشتاق ہی کہ وہ کس قدر دانا ہین جوان ہین جو دیو سے
مقابلہ کرتے ہین یقین ہی کہ مثل دیو کے ہونگے یہ حالات ایک عرصے سے سنتا چلا آتا ہون انھون نے
ہزارون ملک فتح کیے اور لشکرکشی کرکے گئے مگر کوئی اس طرف نہین آیا کسی نے ادھر کا قصد
نہ کیا مجکو ہر وقت اس امر کا خوف تھا کہ ادھر بھی آوین گے اور یہان بھی مقابلہ ہوگا مگر نہ معلوم کس سبب سے
وہ لوگ ادھر نہین آئے اب کیا آوین گے اور اگر بفرض آپ کے ارشاد کے کوئی ان مین سے آ بھی اور
اسنے اس دیو کو قتل بھی کیا اور مجھ سے اپنے دین کے قبول کرانے کی خواہش کی تو مین شہر و
اسکا دین قبول کرلونگا بلکہ اسکے ہمراہ اپنی دختر کی شادی بھی کردونگا اگر وہ یہ کہے گا کہ مجکو سجدہ کرو تو

اُسکو سجدہ کرونگا میرے اور کیا منحصر ہی سب اہل شہر اور میرے عزیز اُسکی اطاعت کرینگے جب اِس
امر سے بالکل شاہزادے کو اطمینان ہوگیا تو کہا کہ خیر جب وہ وقت آئیگا تو دیکھینگے اور خبر دینے کا
حال ظاہر ہوگا یہ کہکر خاموش ہو رہا اور یہ اپنے دل مین خیال کیا کہ ای سکندر رستم خو تو یہان کیون
بیٹھا ہی چل اور اُس دیو کو قتل کر کیا جب یہ جوان دو وہان کر آئیگا اور دیو اُسکے لقمہ کریگا تب
جانیگا یہ خیال کرکے صندل شاہ سے کہا کہ وہ دیو کہان رہتا ہی صندل شاہ نے جواب
دیا کہ مین نے آپ سے عرض نہین کیا کہ میرے شہر سے ایک فرسخ پر ایک صحرا ہی اور اُس صحرا مین ایک
کوہ بلند شکوہ ہی اُس پہاڑ پر وہ دیو مسکن گزین ہی وہ کوہ اسجا سے قیام ہی جنوب کی سمت مین
یہ بھی معلوم ہوگیا تو شاہزادہ خاموش ہو رہا یہ بھی صندل شاہ نے کہا تھا کہ اُس صحرا مین لالہ
اور گلاب کے درخت بہت ہین اور ایک چشمہ ہی کہ اسمین نہایت خوشگوار اور شفاف پانی ہی کہ دیکھنے
سے انسان کو اُسکے پینے کی خواہش ہوتی ہی جب یہ سب پتہ اور نشان معلوم ہوگیا شاہزادے کو
تو تھوڑے عرصہ تک شاہزادے نے وہان اور قیام کیا اسکے بعد کرسی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ
مین جاتا ہون کل پھر آؤنگا بس بادشاہ تا لب فرش پہونچانے آیا اور کل سردار تا دربار گاہ پس
سب رخصت ہوکر دربار مین آئے شاہزادہ اُسی حالت درویشی مین مرکب پر سوار ہوا راوی بیان
کرتا ہی کہ جب پہلے دن شاہزادہ دربار مین آیا تھا تو صندل شاہ نے ایک دستہ اسلحہ جواہر نگار
اور ایک مرکب پری تمثال پیش کیا تھا گو شاہزادے نے بہت انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ مین فقیر ہون
مجھکو کیا ضرورت ہی یہ تو آپ لوگون کے لیے ہی مگر بادشاہ نے قسمین دیکر اور یہ کہکر کہ جب آپ
یہان تشریف لایا کیجیے تو اس مرکب پر سوار ہوکر اور یہ اسلحہ لگاکر آئیے کیونکہ آپ دربار مین تشریف
لاتے ہین تاکہ اہل شہر اور اہل دربار پر آپ کی عزت ظاہر ہو اسکے لگانے سے اور مرکب پر سوار ہونے
سے آپ کے کمال اور فقیری مین فرق نہ آئیگا جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تھا تب شاہزادے
نے قبول کر لیا تھا بس جب دربار مین آتے تھے وہ ہتھیار لگاکر اور مرکب پر سوار ہوکر اور بلکہ کی سواری
کے سوار بھی ہمراہ ہوتے تھے بس راوی بیان کرتا ہی اب جو شاہزادہ آج دربار سے باہر آیا اور
سب سے رخصت ہوکر اور مرکب پر سوار ہوکر شہر کی راہ کو طے کرکے بیرون شہر آیا اور اُس صحرا کی راہ
لی جہان وہ دیو مسکن گزین تھا اور صندل شاہ سے اُسکا پتہ دریافت کر لیا تھا بس باغ کی راہ
کو ترک کیا اور مرکب کو اُٹھا دیا اور مہمیز کرکے چلا اُس صحرا کی طرف اور مرکب کو تیز کیا اس خیال سے
کہ کہین ایسا نہ ہو کہ قوال آگے اُس جوان کو دیو جاکر دیوے خواہ کرے اور وہ اُسکو کھا جاوے مرکب
کو مہمیز کرتے ہوئے چلے جاتے تھے اور لب پر یہ دعا تھی کہ ای خداوند کریم ابھی وہ جوان رفیع چودھری
کا لڑکا اُس دیو کے پاس نہ گیا ہو اور دیو نے نہ کھایا ہو وہ پیارا دولہا ہی ابھی اُسکی عروسی بھی نہین
آئی ہی بیاہنے جاتا تھا کہ یہ آفت اسپر آئی ہی تو اُسکے حال پر رحم کر شاہزادہ یہ دعا کرتا چلا جاتا تھا
جب ان سوارون نے یہ واقعہ دیکھا کہ جو بلکہ کے حکم سے ہمراہ شاہزادے کے رہتے تھے کہ آج
شاہ صاحب نے باغ کی راہ کو ترک کرکے اُس صحرا کی راہ لی کہ جس صحرا مین دیو چنگال آدم خوار
رہتا ہی آج شاہ صاحب کو کیا ہوا ہی یہ اپنے دل مین خیال کرکے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ای
بھائی تم نے کچھ دیکھا کہ معلوم آج شاہ صاحب کو کیا ہوا ہی کہ باغ کی راہ کو ترک کرکے اُس صحرا کی
طرف جاتے ہین کہ جہان دیو چنگال آدم خوار رہتا ہی کیا وہ فراموش کی انکو اس حال سے آگاہ

کرنا چاہیے اُس نے کہا کہ ضرور چاہیے یہ باہم صلاح کرکے پکار کر کہا کہ اے شاہ صاحب آپ نے
راہ فراموش کی یہ راہ باغ کی نہیں ہے بلکہ اُس صحرا کی ہے کہ جہاں دیو چنگال رہتا ہے کہ جس کو
سرکار بادشاہ سے دوسرے دن ایک انسان اور غلہ وغیرہ ملتا ہے آج ہی شب سے سبکی جان بچی ورنہ سب
کو کھا لیتا اُدھر نہ جائیے ورنہ وہ اذیت دے گا یہ راہ باغ کی نہیں ہے یہ لیتے جاتے ہیں مگر مرکب
کو مہمیز کیے جاتے ہیں عقب میں ان سواروں نے یہ کہا مگر شاہزادے نے کچھ خیال بھی نہ کیا کہ بکتے کیا
ہیں بلکہ اور مرکب کو تیز کر دیا اُنھوں نے پھر باہم یہ کہا کہ لو اور سنو ہم منع بھی کرتے ہیں وہ کچھ سنتے ہی
نہیں پھر کہا ابکی بھی نہ سنا بس باہم یہ صلاح کی کہ سد راہ ہو اور منع کر دو یہ رائے باہم کرکے
اور مرکب کو تیز کرکے سد راہ ہوئے اور وہ کلمہ زبان پر لائے بس شاہزادے نے بنگاہ قہر و
غضب آلود اُنکی طرف دیکھا دیکھنا تھا کہ اُن کے اندام بھر میں رعشہ پڑ گیا اور مارے خوف کے
دل بیٹھ گئے کانپنے لگے شاہزادے نے بعد غیظ یہ کہا کہ او نابکاروں سامنے سے ہٹ جاؤ تم کو
ہمارے کسی امر میں کیا دخل ہے کیا تم کوئی ہمارے اتالیق ہو ہمارا جدھر جی چاہتا ہے جاتے ہیں تم کون
ہو ہماری ہمراہی سے واپس جاؤ اور کوئی تم ہمارے مالک نہیں ہو نہ ہم کوئی تمہارے باپ کے
یا تمہاری ملکہ کے نوکر نہیں ہیں نہ ہم غلام ہیں کہ سوائے باغ کے اور کسی طرف کو نہ جائیں بس کہہ دیا
کہ اب کبھی ایسے کلام ہم سے نہ کرنا ورنہ سزا دونگا ہم اپنے دل کے مالک ہیں جدھر جی چاہتا ہے اُدھر
براہ راست جاتے ہیں وہ دیو ملعون ہمارا کیا کرے گا ہم اُسکی کیا حقیقت سمجھتے ہیں یہ خبر ہم کو کس
شاہزادے نے کہا وہ سوار ڈرے اور جرأت نہ ہوئی کہ کچھ کہیں اور اپنے دل میں کہا کہ ہم کو کیا
ضرورت ہے کہ ہم بیکار کو باتیں سنیں ہم سے جب ملکہ دریافت کریں گی تو عرض کر لیں گے کہ ہم نے
منع کیا تھا مگر اُنھوں نے نہ مانا بلکہ ہم پر خفا ہوئے ہم کیا کرتے ہم کوئی اُن کے مالک نہ تھے جو زبردستی
لے آتے بس جو دل کہائے گا وہ انکار سے رہیگا یہ باہم اشاروں میں باتیں کرکے ہٹ آئے
جب شاہزادہ اُن پر خفا ہو کر اور مرکب کو مہمیز کرکے روانہ ہوا یہ سوار بھی عقب میں چلے شاہزادے
نے پھر پلٹ کر نہ دیکھا کہ کون آتا ہے وہ سوار اس خیال سے چلے کہ دیکھیں یہ کہاں جاتے ہیں آیا
دیو کی طرف جاتے ہیں یا ور دیو ان سے کیونکر پیش آتا ہے کیونکہ یہ تو درویش ہیں بس وہ سوار اس سبب
سے عقب میں چلے آتے تھے انکو تو راہ میں رکھیے اب دربار کا حال سنیے جب یہ دربار سے چلے
آئے اور سب سرداران دربار میں بیٹھے اُس وقت بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگوں نے شاہ صاحب
کی تقریر سنی اُن کے کلام سے یہ امر ثابت ہوتا تھا کہ کوئی اولاد حمزہ سے ضرور یہاں آئے گا
بس شاید ایسا ہو گو مجکو یقین نہیں جب حمزہ خود نہ آئے تو اور کون آئیگا اور یہ ملک ایسا ہی
بھی نہیں کہ کوئی ادھر کا قصد کرے اور شاید کوئی آیا اور شاہ صاحب کا قول درست نکلا اور
اُس نے دیو کو قتل کیا تو ضرور میں اُسکا دین قبول کرونگا کیونکہ وہ محسن ہے اور اُس نے عذاب
سے نجات دی اور ضرور مذہب اسلام برحق ہے کیونکہ مدت سے میں خداوند آب حیات سے
دعا کر رہا ہوں کہ یا خداوند اس دیو کو آپ غرق فرمائیے مگر خداوند میری دعا قبول نہیں کرتے
ہیں اور تم نے سنا ہے کہ کس قدر وہ تعریف اہل اسلام کی کرتے تھے ایک ندیم نے ہاتھ جوڑ کر عرض
کیا اگر گستاخی معاف ہو تو کچھ غلام بھی عرض کرے کہا کہ بیان کر عرض کیا کہ مجکو تو یہ درویش نہیں
معلوم ہوتے ہیں بلکہ اُسی خاندان سے ہیں اور مسلمان ہیں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس قدر یہ سب

اسلام اور اہل اسلام کی تعریف کرتے تھے اور پہلے کس تور سے کہا تھا کہ آپ کی مرضی ہو تو مین اس
دیو کے پاس عوض مین اس جوان کے جاؤن جب آپ نے اصرار کیا تو خاموش ہو رہے بادشاہ
نے جواب دیا کہ یہ تمہارا خیال خام ہی یقین لانے کے قابل نہین ہی انکو کیا ضرور ہی جو اس حالت
سے یہان آتے جب کہ وہ لوگ بڑے بڑے ملکون پر درانہ گئے تو یہان کیا انکو خوف تھا جو فقیر ہوکر
ہمارے ملک مین آتے بلا خوف و خطر کیون نہ چلے آتے مقابلہ کرتے یہ جو صندل شاہ
نے کہا وہ خاموش ہو رہا بس یہان دربار آراستہ ہی یہی ذکر ہو رہے ہین ہر ایک اپنی اپنی رای
کے موافق کہہ رہا ہی انکو تو اسی مقام پر چھوڑیے

اب یہ داستان دفتر نیرنگ قاف مین انشاء اللہ تعالی تحریر ہوگی اگر جناب منشی صاحب
مالک مطبع نے اس کے ترجمہ کا حکم دیا اور مین نے ترجمہ کیا تو ناظرین والا تمکین کو نہایت لطف حاصل ہوگا
اور اس وقت ناظرین ملاحظہ فرمائینگے کہ کیا کیا نادر داستانین ہین بس اب دم بر سر قصہ راوی بیان
کرتا ہی کہ جب کوتوال بموجب حکم بادشاہ رفیع جہاندار سے کے دیو کے لیکر مع اسکے عزیزون کے
باہر دربار کے آیا اور کوتوالی مین لاکر سب اشیا اپنے ہمراہ لے کر طرف مسکن دیو کے روانہ ہوا اور
اس کے سب عزیز ہمراہ تھے اور روتے جاتے تھے اہل شہر اسکی نامرادی اور جوانی پر افسوس کرتے تھے
جو صاحب اولاد تھے وہ کلیجہ پکڑ کر رہ جاتے تھے اور کف افسوس ملتے تھے بعض کی زبان پر یہ کلمہ تھا
کہ یا خداوند آب حیات اس عمر کا درخت بھی نوبر باد ہو یہ تو انسان ہی ابھی اسکی عمر کیا ہے
اسنے لطف جوانی بھی نہ دیکھا اور لقمہ اجل ہوا بس کوتوال وہ سب اشیا لیے ہوئے مع اس جوان کے طرف مسکن
دیو کے چلا آتا ہی اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا

اب شمہ حال سکندر رستم خو کا بیان ہوتا ہی

سکندر رستم خو کرتب کو چھپائے ہوئے اسی طرف رواں ہین جدھر کا پتہ صندل شاہ سے
سنا تھا بقصد مقابلہ دیو چنگال و برائے قصد دیو بدخصال راوی کہتا ہی کہ شاہزادے نے وہ
راہ راست جلد قطع کی اس خیال سے کہ شاید کوتوال اس جوان کو لے کر پہونچ گیا ہو اور دیو کا
لقمہ نہ ہوا ہو اسکے قبل پہونچ جاؤن کہ کوتوال نہ پہونچے بس شاہزادہ بقدرت پروردگار اپنی خواہش
کے موافق اس صحرا مین پہونچا کہ جہان کا پتہ سنا تھا دیکھا کہ چارون طرف لالہ کے درخت لگے ہوئے ہین
لالہ اس طرح کھلا ہوا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ صحرا مین آگ لگی ہوئی ہی اور ایک طرف ہزارون درخت گلاب
کے ہین ان مین گل سرخ کھلے ہوئے ہین عجب طرح کا لطف ہی بھینی بھینی خوشبو چلی آتی ہی اب
جو شاہزادے کا دماغ خوشبو سے معطر ہوا صحرا کی ہوا لگی جسم مین جان تازہ ہو کر آئی تھی محبت کا
اور جوش دل مین پیدا ہوا یہ خیال کیے کہ اپنی منزل مقصد پر پہونچ گئے جس قدر صندل شاہ
نے بیان کیا ہی اسی قدر پایا ہی سرمو فرق نہین ہی یہی صحرا ہی کہ جہان وہ دیو نابکار آدم خور رہتا ہی
اب نگاہ دوڑا کر دیکھنے لگے کہ وہ دیو کہان ہی اور کوہ کس طرف ہی کہ یکایک نگاہ پڑی کہ سامنے
ایک کوہ فلک شکوہ ہی کہ از قلعہ کوہ تا پائین کوہ درخت گلون کے لگے ہوئے ہیں عجب لطف دکھاتے
ہین وہ کوہ فلک شکوہ عروس شب اول بسبب کثرت گلون کے بنا ہوا ہی آبشارین اس سے
اس طور سے جاری ہین کہ جیسے فوارہ سے پانی نکلتا ہی یا ساون بھادون کی جھڑی ہوتی ہی یہ اس کوہ پر لطف کا

دیکھو کر اودھر کو مرکب کو پھیر کر کے چلے جب تک اس صحرا میں پہونچے تھے اسوقت تک وہ سوار بھی چلے
آئے برابر مگر جب شاہزادہ اودھر کو یعنی کوہ کی طرف چلا تو یہ سوار رُکے اور باہم کہا کہ یہ شاہ صاحب
دیوانے ہوگئے ہیں انکو اپنی جان دوبھر ہی وہاں اژدر رہیں جاتے ہیں کون اودھر جاتے ہم کوئی ہمکو اپنی جان
دوبھر نہیں ہی کہ ہم کام اژدر میں جاکر اپنے کو ہلاک کریں ان میں جو منچلے تھے انھوں نے کہا کہ چلو ذرا دور
سے تماشہ دیکھیں کہ یہ جو اودھر کو جاتے ہیں تو کس قصد سے جاتے ہیں کوئی دیوانہ کو کھانہ جائیگا کوئی
نہ کوئی امر ضرور ہی جو شاہ صاحب بلا خوف چلے جاتے ہیں یہ جو دو ایک نے کہا جنکے دل ذرا خوف
زدہ ہوگئے تھے انکے دل بھی انکے کہنے سے قوی ہوئے اور وہ سب عقب میں چلے جب چند قدم
شاہزادہ چلا تو سامنے سے درۂ کوہ نظر آیا اور برابر کوہ کے نیچے ایک چشمہ کہ پانی اسکا بہت شفاف
تھا اور مثل آب گوہر کے چمک رہا تھا اور درختوں کا اس مقام پر جھرمٹ تھا ابھی شاہزادہ کی نگاہ اس پر
نہ پڑی تھی مگر دیو نے ان سب کو دیکھا تھا مگر ان سواروں نے دیکھ لیا بس دیکھنا تھا کہ یہ حالت
ہوئی کہ مارے خوف کے قدم نہ اُٹھ سکتے تھے طائر روح قفس جسم سے قریب تھا کہ پرواز کر جائے بس
اسی مقام پر ایک درخت کی آڑ میں جو کہ بہت تناور تھا مرکبوں کو روک کر کھڑے ہوگئے اور
دیکھنے لگے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے انھوں نے دیکھا کہ دیو بیرون درہ ایک چٹان سنگ پر بیٹھا ہے
اور اودھر اودھر دیکھ رہا ہے یہ تو اسکو پہچانتے تھے بسبب خوف کے پوشیدہ ہوگئے اودھر شاہزادہ
چلا کہ یکایک نگاہ شاہزادہ کی اس دیو پر پڑی دیکھا کہ زیر کوہ اور ایک کوہ پیدا ہے اب جو غور
سے دیکھا کہ ایک دیو چٹان سنگ پر بیٹھا ہے سر اسکا مانند گنبد مرقد ضحاک ہے بال موٹے موٹے
ہیں کوتاہ گردن ہے اور تنگ پیشانی قد آور بہت ہے آنکھیں اسکی مثل تنور کے روشن ہیں
بلکہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ دو مشعل روشن ہیں منھ قعر بلا ہے سینہ مثل تختۂ کوہ کے ہاتھ مثل
نالہ برگد کے ہیں رنگ اسکا مثل قیر کے سیاہ ہے بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے ایک پہلو
میں چند فیل و چند نیل گاؤ کے دو دو ٹکڑے پڑے ہیں ایسی طرح کے ہیں کہ ان سے نیلا نیلا پانی بہ رہا ہے اور
بوئے بد آرہی ہے مگر وہ دیو انکا گوشت کھا رہا ہے اور دو چار ہمی خم شراب کی رکھی ہیں ہاتھ میں
زندہ ہے ان خموں سے شراب لیتا ہے اور پیا جاتا ہے یہ جو صورت اور قد و قامت شاہزادہ نے
دیکھا خوف پیدا ہوا سبب یہ تھا کہ ایک تو کم سن تھے دوسرے انھوں نے دیو کو دیکھا بھی
نہ تھا بس اندام میں رعشہ پڑ گیا دل نے کہا کہ واپس چل ہو نکر تنہا تھا اس سبب سے یہ حالت
ہوئی مگر فوراً ہی تو خیال آگیا کہ او سکندر ایسا دل کس کام کا کہ دیو کو دیکھ کر خوف ہوا بس اگر
ایسا ہی دل تھا تو یہاں کیوں آیا جو سنیگا نفریں کریگا تو خاندان صاحبقران سے ہوکر اور
حمزہ کا پر پوتا ہوکر یہ بھی ڈر گئے ارے تیرے جد امجد حمزہ نے بارہ برس کے سن میں بہ کوہ قاف
میں جاکر ہزاروں دیو قتل کیے ان پر کیا منحصر ہی تیرے باپ و دادا نے بھی قتل کیے ہیں اور
تو ڈرا جاتا ہے بس یہ خیال دل میں کر کے اور اپنے دل کو قوی کر کے چلے وہ خوف جاتا رہا جب
یہ خیال کر لیا کہ اس زندگی سے مرنا بہتر ہی ہوگا بلا دیو کھا جائیگا یہ تو اودھر کو چلے چند قدم
چلے تھے کہ انھوں نے سنا کہ وہ دیو کہہ رہا ہے کہ اے خداوند ابلیس کیا سبب ہے کہ ابھی تک
صندل شاہ نے میری خوراک نہیں بھیجی نہ آدمزاد کو بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ اسنے سرکشی
کر رکھی ہے اگر آج نہ بھیجے گا یا اسی طور سے عرصہ کیا کریگا تو میں ایک دم میں سب کو کھا جاؤنگا

بہت سے مرتبہ مین فرق آتا ہو اُسکے عرصہ کرنے سے یہ جو شاہزادہ نے سُنا خیال کیا کہ یہ دیو ابلیس پرست ہو
مرکب کو تیز کیا اس خیال سے کہ جلد اُسکو قتل کرنا چاہیے وہ دیو یہ کہتا جاتا ہو اور شیر اسپ پہنچا جاتا ہو کبھی
سر جھکا لیتا ہو کبھی اِدھر اُدھر دیکھنے لگتا ہو یہ ذات خدا پر تکیہ کیے ہوئے چلے جاتے ہین کچھ خوف نہین ہو
کہ یکایک اُس دیو کے کان مین سم مرکب کی صدا جو پہونچی بس دیو نے یہ خیال کرکے کہا کہ شاید
صندل شاہ نے تیری خوراک روانہ کی ہو اور کوتوال وہ اُٹھا لے کر آ گیا بس سر اُٹھا کر صحرا کی طرف
دیکھا دیو کی نگاہ شاہزادہ پر پڑی دیکھا کہ ایک آدمزاد مرکب پر سوار کیسرو کپڑے پہنے ہوئے
چہرہ بشکل آفتاب کے چمکتا ہوا میری طرف بلا خوف چلا آتا ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ گویا شفق مین آفتاب
ہو یا سبزہ زار سے خورشید طالع ہو رہا ہو یہ دیکھ کر اُسنے قہقہہ لگایا اور یہ کہکر کہ یا خداوند ابلیس شکر ہو
تیرا کہ تو نے میرے لیے کس رنگ کا ایسا آدمزاد بھیجا کہ جس کا مثل نہین ہو اسکا گوشت بہت بالذّت
ہوگا مین کہان تک تیری عنایتون کا شکریہ ادا کرون یہ کہکر سجدہ کیا اُدھر وہ سوار دیکھ رہے ہین
کہ شاہ صاحب طرف دیو کے مرکب اُٹھائے ہوئے چلے جاتے ہین اور دیو نے انکی طرف دیکھ کر
سجدہ کیا یہ لوگ حیران ہوئے کہ واہ کیا خوب یہ نئی بات ہوئی کہ دیو نے شاہ صاحب کو دیکھ کر
سجدہ کیا صاحب کمال ہین کہ دیو دیکھتے ہی مطیع ہو گیا اور سجدہ کیا یہ تقریر باہم کی مگر دیو کے کلمہ
ان لوگون نے نہین سنے ہان شاہزادہ نے سنے تھے کہ وہ کسی قدر قریب پہونچ گئے تھے ادھر
دیو نے سر اُٹھا کر سجدہ سے یہ صدا سے بلند کہا کہ او آدمزاد بے بنیاد سیاہ بہر قربان سفید یہ تو بتا
کہ وہ کون بیرحم تھے کہ جنھون نے تجکو ادھر آنے سے نہ منع کیا معلوم ہوتا ہو کہ تجکو صندل شاہ
نے اپنا حمایتی بنا کر یا کوئی فقرہ دے کر میری طرف بھیجا ہو وہ تیرا نہایت دشمن ہو کہ یہ سلوک
اُسنے تیرے ساتھ کیا یا یہ امر ہوا کہ اُسکو کوئی انسان آج بہم نہین ہوا کہ وہ حسب وعدہ میرے
لیے بھیجتا اُسنے تجکو فقرہ دیا خیر تجکو اس سے کیا خواہ اُسنے بھیجا ہو خواہ تجکو میرے خداوند نے میری
خوراک کے لیے یہان اپنی قدرت سے پہونچایا ہو بس تو خوف نہ کر مین تیرے گوشت کے کباب
نہ بناؤنگا بلکہ یونہی کھاؤنگا مع مرکب کے اس طور سے کہ دانت بھی نہ لگاؤنگا اسی طور سے
نگل جاؤنگا یہ جو دیو نے کہا اُسکی تقریر شاہزادہ نے سُنی جواب دیا کہ او نابکار کیا تو بیہودہ
بکتا ہو اپنی زبان بند کر مین تیری جان کا ملک الموت ہون تیری روح قبض کرنے آیا ہون
تو نے بہت مردم آزاری پر کمر باندھی ہو اور بہت شہر صندلیہ کے لوگون کو پریشان کیا ہو بس
مجکو معلوم ہوا کہ تو کافر ہو اگر اپنی جان کی خیریت چاہتا ہو تو اے ہیچ ہنر باز آ کر میری خدمت مین
حاضر ہو ابلیس پرستی ترک کر خدا کو سجدہ کر اور اس امر کا اقرار کر کہ اب نہ صندل شاہ کو پریشان
کرونگا نہ اہل شہر کو بلکہ یہان سے چلا جاؤنگا اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو جان سے مارا جائیگا
بس دیو نے شاہزادہ کی تقریر سُنکے جواب دیا کہ او آدمزاد تو بہت چرب زبان ہو اور سخت کلامی
کرتا ہو بس خیریت اسی مین ہو کہ میرے پاس سے چلا جا نہین تو مین تجکو کھا لونگا اب تو تیرا قتل بہر
اور پر لازم ہوا کہ تو خدا پرست ہو بس مین منہ پھیر لیتا ہون تو اُس مین آکر کود جا مجکو تکلیف نہ دے
ورنہ اگر مین اپنے مقام پر سے اُٹھا اور تجکو پکڑ لایا پھر اسی طور سے نہ کھاؤنگا بلکہ تیرے کباب
بنا کر کھاؤنگا اُس سے زیادہ تجکو اذیت ہوگی شاہزادہ نے یہ سُنکے جواب دیا کہ او
نابکار بس اسقدر لاف و گزاف نہ کر تو مجھ سے واقف نہین ہو مین اُس شخص کا بیٹا ہون

ہون کہ جسنے دیو عفر پیشہ و سمندون ہزار دست کو قتل کیا اور علاوہ اُسکے اور ہزارون دیو جو اُن
سے مارے اور حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان لقب پایا میرے بزرگون نے
بھی ہزارون دیو قتل کیے میرے نزدیک تیری کیا اصل و حقیقت ہے تو میرے ہاتھ سے مارا
جائیگا دیو نے یہ سنکر جواب دیا کہ کیون فقرہ دیتا ہے مجھکو کو مین اُن لوگون کے خوف سے قاف
سے بھاگ کر یہان آکر مقیم ہوا اور یہ ہر وقت خوف تھا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اُن مین سے آجائے
تو یہان سے بھی بھاگنا پڑے مین اُن لوگون سے بخوبی واقف ہون اور پہچانتا ہون مین حمزہ
اور اولاد حمزہ کے خوف سے یہان آکر مسکن گزین ہوا ہون او آدم زاد یہ تیرا کہنا بیکار ہے مجھکو خوف
دلاتا ہے مین تیرے فقرہ مین نہ آؤنگا بس آگاہ ہو اور خبردار ہو اے آدم زاد کہ مجھکو فرزندان حمزہ اور
حمزہ سے خوف ہے اگر وہ لوگ ہوتے تو شاید مین خوف کرتا مین اُن سب کو بخوبی پہچانتا ہون
اور کیون مجھکو فقرہ دیکر خوف دلاتا ہے تو اُس خاندان سے نہین ہے بس ابھی مین غنیمت ہے کہ
مین منھ کھولتا ہون تو میرے منھ مین کود پڑتا کہ مین تجھکو نگل جاؤن اپنی جان کو اذیت مدے
شاہزادہ نے کہا کہ کیا خرافات بکتا ہے تیری قضا ہی آگئی ہے اس تقریر کا حال معلوم ہوا جاتا ہے
دیو نے کہا کہ تو یون نہ مانیگا تجھکو یہی امر منظور ہے کہ مین اپنے مقام پر سے حرکت کرون
اور تجھکو پکڑ لاؤن اور تیرے گوشت کے کباب بنا کر کھاؤن پھر مین چاہتا تھا کہ تجھکو
تکلیف نہ ہو پر تجھکو اذیت ہو مگر تو منظور نہین کرتا ہے مین خود آتا ہون یہ کہکر اپنے مقام پر
سے دیو نے حرکت کی اور اُٹھا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ نے جنبش کی اور ایک ابر سیاہ
اُٹھکر طرف آفتاب کے چلا اُدھر شاہزادہ نے یہ جو دیکھا کہ دیو نے اپنے مقام سے حرکت
کی اُسی مقام پر مرکب کو روک کر کھڑے ہوئے دیو اودھر سے یہ کہتا ہوا چلا کہ تو نے آکر
مجھکو بڑی تکلیف دی میرے غرے مین خلل ڈالا یہ سب تقریر اُن سوارون نے شاہزادہ
اور دیو کی سُنی اور باہم کہا کہ سُنا تم نے اُن شاہ صاحب نے کیا تقریر کی بالکل دیو سے
خوف نہ کیا اب ہم کو معلوم ہوا کہ یہ خدا پرست ہین اور اُس خاندان سے ہین کہ جن کی
بہادری کا حال ہم سُنا کرتے تھے کہ ایک فرقہ خدا پرست پیدا ہوا ہے اُسنے تمام خدائیون کو
باطل کیا ہے اور ہزارون ملکون کو تباہ کیا اور لاکھون بہادرون کو اپنا مطیع کیا اور بہت سے دیو
قتل کیے یعنی حمزہ صاحبقران کی اولاد سے اپنے کو ظاہر کرتے ہین ہم کو پہلے اس امر مین
تعجب تھا کہ جیسے وہ لڑتے ہین کہ بالکل اُنکے چہرے پر ڈر کی علامت نہین پائی جاتی ہے
کسی ملک کے شاہزادے ہین اسوقت ظاہر ہوا کہ یہ حمزہ عرب کی اولاد سے ہین
دیکھو کس بہادری اور جوانمردی سے دیو سے گفتگو کر رہے ہین ہم سُنا کرتے تھے کہ خدا
پرست بڑے بہادر ہین آج ثابت ہو گیا کہ واقعی جری ہین جانکا بالکل خوف نہین ہے اے
بھائیون ذرا دیکھو کہ یہ اُس دیو سے کیونکر مقابلہ کرتے ہین یہ باہم تقریر کرکے وہ سب اُس
طرف متوجہ ہوئے اور دیکھنے لگے اُدھر دیو یہ کہتا ہوا قریب شاہزادہ کے آیا کہ او آدم زاد اب
بھی کچھ نہین گیا ہے تو اس امر کا اقرار کر کہ مین منھ کھولون اور تو اُس مین کود پڑ تو مین تیرے
کباب نہ بناؤن اور اپنے مقام چلا جاؤن شاہزادہ نے جواب دیا کہ بس اپنی زبان بند
کر اور ہزارون دشنام دین دیو کو بس یہ سُننا تھا کہ اُسکو بہت غصہ آیا اور نہایت غضبناک

ہو کر چلا اور قریب آکر اپنا ہاتھ طرف شاہزادہ کے بڑھایا یہ معلوم ہوا کہ ظلمت نے طرف نور
کے رخ کیا اور لکہ ابر طرف آفتاب کے چلا بس جیسے ہی ہاتھ دیو کا قریب شاہزادہ کے آیا شاہزادہ
نے اس چالاکی سے ضرب کو پھیرا کہ اُس کے ہاتھ کی زد سے الگ ہو گیا اور ضرب پر سے کود
کر اور اُسکے بند دست کو پھرتی سے پکڑ کر جو جھٹکا دیا دیو منھ کے بھل طرف زمین کے چلا شاہزادہ
نے بند دست چھوڑ کر ایک گھونسہ اُسکے پہلو پر رسید کیا دیو کو یہ معلوم ہوا کہ پسلیاں میری
ٹوٹ گئیں شاہزادہ گھونسہ مار کر الگ ہوا دیو گھونسہ کھا کر سنبھلا اور یہ کہکر ادھر ادھر
دیکھنے لگا کہ او آدم زاد تو بڑا دل لگی باز ہی جب میں نے تیرے پکڑنے کو ہاتھ دراز کیا تو
ضرب کو ہٹا کر میرے ہاتھ کے نیچے سے نکل گیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا کہ میں منھ کے بھل
گر کے گرتے بچا تو نے میرے گھونسہ مارا اچھا دل لگی ہو چکی میں ایسی باتوں کو کب خیال
میں لاتا ہوں بدون کھائے ہوئے کب تجھکو چھوڑتا ہوں تو چلا کدھر گیا میرے سامنے آ
شاہزادہ نے جواب دیا کہ ایک ہی گھونسہ میں اندھا ہو گیا میں تیرے روبرو کھڑا ہوں
اور تو کہتا ہی کہ کدھر گیا سامنے تو میں موجود ہوں جو تیرا جی چاہے میرا بنا لے دیو نے
جو گھونسہ کھایا تھا تو اُسکو شاہزادہ کی قوت کا حال معلوم ہو گیا تھا مگر خیال کیا کہ تو
دیو ہے وہ انسان ہے وہ تیرا کیا مقابلہ کرے گا یہ دل میں تصور کر کے اپنے سامنے جو دیکھا تو
شاہزادہ کو کھڑا پایا بس دیکھنا تھا کہ ایک مرتبہ پھر ہاتھ بڑھایا ابکی شاہزادہ نے جیسے ہاتھ
اُسکا قریب آیا پکڑ کر جھٹکا دیا جیسے وہ زمین کی طرف چلا اُسکی شاخ سر کو پکڑ لیا اور زور
کیا اُدھر دیو نے زور کیا کہ شاخ چھوٹ جائے شاخ چھوٹی تو نہیں مگر یہ صدمہ دیو کو پہونچا
کہ درمیان سے ٹوٹ گئی دیو نے ایک ہائے کا نعرہ کیا اور کہا کہ او آدم زاد تو بڑا صاحب
طاقت ہی میں باز آیا جاتا ہوں اب یہاں بھی نہ رہونگا یہ کہکر قصد کیا کہ بھاگ جاؤں اور
وہ خون جو شاخ سر سے نکل رہا تھا اُسکو چلو میں لیتا تھا اور پی جاتا تھا شاہزادہ نے
جو اُسکا یہ قصد دیکھا کہ بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہی یہ کہکر اُس سے لپٹ گئے کہ اب میں بدون
قتل کیے ہوئے تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہوں کہ تو یہاں سے جا کر اور کسی مقام پر ظلم کرے اور
لوگوں کو پریشان کرے جب تک تو خدا پرست نہ ہوئے گا اور اسکا اقرار نہ کر لے گا
کہ میں اب کسی کو اپنی زندگی بھر تکلیف نہ دونگا اور تمھاری اطاعت سے باہر نہ ہونگا
اُس وقت تک میں تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر اُس سے لپٹ گئے دیو نے بھی دیکھا کہ
میں دیو ہوں اور یہ آدم زاد اسکو پیس کر مار ڈال یہ خیال کر کے دل میں کہا کہ یہ جو تو نے
کہا غیر ممکن ہی بس یہ کہکر وہ بھی شاہزادے سے لپٹ گیا باہم کشتی ہونے لگی جو بند دیو
باندھتا تھا شاہزادہ کھول دیتا تھا اور جو بند شاہزادہ باندھتا تھا دیو اُسکو رد کرتا تھا
برابر گھڑی دو گھڑی ہوتے رہے شاہزادہ بھی ہوشیاری اور پھرتی سے لڑ رہا تھا اُسکی گردن تک
اُنکا ہاتھ نہیں پہونچتا تھا جب وہ ان پر جھکا جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دامن سحاب
میں چاند آ گیا مگر یہ اس پھرتی سے نکل جاتے کہ وہ حیران ہو کر رہ جاتا تھا انکی اُسکی کشتی
ہو رہی تھی اُدھر اُن سواروں نے جو یہ واقعہ دیکھا باہم کہا کہ ہم نے یہ تماشہ آج دیکھا
اور آج ہی ہم نے انسان کو دیو سے مقابلہ کرتے ہوئے دیکھا مگر کس دل و جگر کا انسان ہے کہ

کیونکر دیو سے لڑ رہا ہی کسی طرح کا ہراس چہرہ پر نہین ہی کیا با حواس ہی ہمارے تو حواس دیو کو دیکھکر جاتے
رہے تھے اور ہم اس درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہوگئے تھے اور وہ لڑ رہا ہی کیا قدرت خداوند آبحیات ہی
ہم نے دیکھا کہ جب دیو نے ہاتھ دراز کیا تھا تو کس پھرتی سے اُسنے مرکب کو الگ کیا اور کیونکر
چالاکی سے مرکب پر سے کود کر دیو کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ مُنھ کے بھل چلا تھا اور کس چستی سے
گھونسہ مارا یہ پھرتی وہ چالاکی ہم نے سواے اس جوان کے اور کسی مین نہین پائی اور کیونکر اُسکو
غصہ دلا کر اب حواس سے کشتی لڑ رہا ہی خداوند آب حیات اس جوان کو دیو پر فتح یاب کرین یہ ہم
سب کی جان بچانے کے لیے لڑ رہا ہی یہ سوار تو یہ باہم تقریر کر رہے تھے اور تماشہ کشتی کا دیکھ
رہے تھے اُدھر کشتی ہو رہی تھی اب کوتوال کا حال سماعت فرمائیے کہ وہ جو غلہ اور راس جوان
فرزند رفیع شہ باز کو لے کر چلا تھا اور سب اُسکے عزیز ہمراہ تھے کوتوال وہان آکر پہونچا دور سے
اُسنے دیکھا کہ چند سوار ایک درخت کی آڑ مین کھڑے ہوئے ہین اور راس طرف تنور دیکھ رہے
ہین کہ جدھر دیو رہتا ہی یہ جو کوتوال نے دیکھا اور اُس کے پیادون نے کوتوال نے اُن سے
کہا کہ یہ آج کیا واقعہ ہی یہ سوار کیسے کھڑے ہین ذرا انکے قریب چل کر دریافت تو کرین پھر دیو کے
پاس چلین گے اور سب اشیا اُسکو دینگے یہ کہکر اُدھر کو سب چلے جب قریب پہونچے تو پہچانا کہ
یہ تو سوار ملکہ کی ہمراہی کے ہین اور وہ ہین جو کہ شاہ صاحب کے ساتھ ملکہ کے باغ سے آئے
ہین یہ دیکھ کر کوتوال اُنکے قریب آیا اور کہا کہ تم لوگ یہان کیون آئے ہو اور کیا دیکھ رہے ہو
اُن سوارون نے بھی کوتوال کو پہچانا اُنھون نے کہا کہ آپ یہان کیون آئے ہین اُسنے کہا کہ ہم
تو غلہ اور میوہ اور اس جوان کو لے کر آئے ہین کہ دیو کے حوالہ کرین تاکہ سب اہل شہر اُسکے
شر سے محفوظ رہین اور علاوہ میرے پیادون کے جو لوگ میرے ہمراہ ہین اس جوان کے جو
نوشاہ بنا ہوا ہی عزیز ہین اور سب الفت سے ہمراہ آئے ہین تم بیان کرو کہ تم یہان کیون کھڑے
ہوئے ہو اور کیا دیکھ رہے ہو اُنھون نے کہا کہ کوتوال صاحب ہم وہ واقعہ دیکھ رہے ہین جو
ہم نے آجتک نہین دیکھا بلکہ سُنا بھی نہین یقین ہی کہ آپ نے بھی نہین دیکھا ہوگا عجیب
تعجب خیز واقعہ ہی کوتوال نے کہا کہ کچھ صاف طور سے بیان کرو اُنھون نے کہا کہ آپ خود ملاحظہ
فرمالین کوتوال نے کہا کہ تم کچھ بیان تو کرو اُنھون نے کہا کہ سماعت فرمائیے کہ وہ جو شاہ صاحب
ملکہ کے مہمان ہین اور ہم اُنکے ہمراہ ہر روز آتے تھے دربار مین اور وہ بھی آتے تھے آج جو دربار
سے چلے ہم یہ سمجھے کہ مثل ہر روز کے آج بھی باغ کو جائینگے جب بیرون شہر آئے تب اُنھون نے
باغ کا راستہ ترک کیا اور اس طرف کا راستہ لیا ہم نے منع بھی کیا نہ سُنا بلکہ ہم پر خفا ہوئے
یہان آکر پہونچے ہم تو دیو کو دیکھ کر خوف سے جان کے اس مقام پر پوشیدہ ہوگئے وہ روبرو
دیو کے گئے اور اُس سے ہم کلام ہوئے بس اُن سوارون نے جو گفتگو دیو سے اور شاہزادہ
سے ہوئی تھی بیان کی اور کہا کہ اُنھون نے اس دیو سے کہا کہ مین حمزہ صاحبقران کا پوتا ہون
اے کوتوال صاحب یہ جوان جو کہ فقیر بنا ہوا تھا مسلمان ہی بس دیو سے لڑائی ہونے لگی اور
سب حال بیان کیا اور کہا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ وہ سامنے کشتی ہو رہی ہی یہ جو کوتوال نے
سُنا حواس جاتے رہے اور سب اپنے پیادون اور اُن لوگون سے کہا کہ جو رفیع شہباز
کے فرزند کے ساتھ آئے تھے کہ تم نے سُنا اور اگر یقین نہ ہو تو دیکھ لو یہ واقعہ بھی قابل دید ہی اور

کہا کہ اُن شاہ صاحب نے بادشاہ سے بھی عرض کیا تھا مگر بادشاہ نے قبول نہ کیا مگر بڑے دل و جگر کا
انسان ہی ہم نے آج تک ایسا انسان نہین دیکھا ان خدا پرستون کی قوت کی تعریف سُنی تھی یا
اس درویش کو دیکھا ہے لشکر کوتوال اُس طرف دیکھنے لگا اُن سوارون نے کہا کہ ہم کو آج یقین ہوتا
ہی کہ یہ دیو اس جوان کے ہاتھ سے نہ بچے گا یہ جوان ہم سب پر سے یہ بلا ضرور دفع کرے گا خداوند
آب حیات اس جوان کو فتح مند کرین اُنکی وجہ سے بھی یہ دوسرے دنکی زحمت جاتی رہیگی
کوتوال نے کہا کہ مجکو بھی یقین ہی کہ یہ سب اشقیا آج مین پھیر کرکے جاوینگا یہ کہکر اُس طرف جو
دیکھا تو کیا دیکھا کہ وہی شاہ صاحب جو بادشاہ کے برابر کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے دیو سے کشتی
لڑ رہے ہین اس طور سے کہ کلمہ بہ کلمہ مشت بہ مشت یہ دیکھکر کوتوال کو حیرت ہوئی اور سب
لوگون کو بھی مگر اب بغور دیکھنے لگے اُدھر دیو شاہزادہ سے لڑ رہا ہی بس یہ لوگ تو ہمہ تن چشم بنے
ہوئے دیکھ رہے ہین اُدھر دیو کی لڑتے لڑتے یہ حالت ہوئی کہ سانس پھول گئی قوت نے کمی کی
بس ایک مقام پر شاہزادہ نے دیو بند یا ددھ کر اب جو زور کیا دیو سے اُسکا توڑ نہ ہوسکا چارون
شانہ چت زمین پر گرا اس طور سے کہ جیسے پہاڑ زمین سے اُکھڑ کر گرے بڑے زور سے دھماکا ہوا
کہ تمام صحرا ہل گیا اُدھر کوتوال اور سب پیادے اور وہ سوار اور رفیق شہباز اُس کا فرزند اور سب
لوگ یہ واقعہ دیکھکر حیران ہوئے اور دم بخود ہوکر رہ گئے اور تعریفین کرنے لگے اور باہم کہنے لگے
کہ یہ جوان بہت پرقوت ہی اسکی جہان تک تعریف کی جائے کم ہی یہ اس لائق ہی کہ بہت عزت
کی جائے اُدھر شاہزادہ نے جو دیو کو چت پایا جست کرکے سینہ پر سوار ہوا اور زانو سے
سینہ کو دباکر بیٹھا دیو کو یہ معلوم ہوا کہ میرے سینہ پر پہاڑ رکھا ہوا ہی پسلیان کڑکڑا گئین
یہ معلوم ہوا کہ پسلیان ٹوٹی جاتی ہین اُدھر شاہزادہ نے دیو سے کہا کہ بتا کیا کہتا ہی دین اسلام
کے قبول کرنے مین اور میری اطاعت مین اُسنے کہا کہ میری ہزار جانین ایک ایک موے
تن ابلیس پر نثار ہون مین کبھی خدا و ندا ابلیس کو برا نہ کہونگا اُن پر لعن نہ کرونگا مجکو جان سے
جانا گوارا ہی ترک مذہب کرنا گوارا نہین ہی یہ کہکر چند کلمہ خلاف زبان پر لایا اب تو شاہزادہ
کو غصہ آگیا ایک گھونسا جو سر پر مارا مغز سر اُسکا پریشان ہوگیا تھا یہ کہنی سر مین دھنس گیا انھون
جلدی سے ہاتھ اپنا کھینچ کر اور ایک ہاتھ زیر زنخدان اور ایک بس سر پر رکھکر جو فشردہ کیا
گردن کو جسم سے کھینچ کر پھینکدیا کہ روح ناپاک پھڑک کر قفس جسم سے نکل گئی اس طور سے
کہ جیسے طائر اسیر پھڑک جاتا ہی جسم اُسکا خاک پر تڑپ کر رہ گیا انھون نے اس پر بھی اکتفا
نہ کی ایک پاؤن کو دونون پاؤن سے دباکر دوسرے پاؤن کو ہاتھون سے پکڑکر مثل کرباس
کہنہ کے ایک ہاتھ ہی زور مین چیر کر پھینکدیا اور دھڑکے ہوکر جوش مین آکر نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور
جھومتے ہوئے اسی حالت سے طرف اسپ کے چلے چونکہ یہ جب گھر سے چلے
کرتے تھے تو مرکب کو الگ کھڑا کردیا تھا مرکب اصیل تھا وہ اسی مقام پر کھڑا رہا
کسی طرف نہ گیا یہ تو اُس طرف چلے اُدھر سے وہ سوار اور کوتوال مع اپنے پیادون کے
اور ان سب ستارون کے جو کہ کوتوال کے ساتھ اپنے فرزند سے ملنے کو آئے تھے کہ ہم
اُس کو اس حد تک پہونچا دین کہ جہان دیو رہتا ہی اپنی ہی دیرا اور [illegible] یہ صلاح
باہم کرکے چلے کہ اس جوان کی قدم بوسی کرین ہاتھ آنکھون سے [illegible] جگر کا افسانہ [illegible]

ہم سے ہو سکے عزت کرین بادشاہ کے پاس سے چلین اُن سے سب حال بیان کرین بادشاہ
ضرور عزت کریگا کیونکہ اُسنے بادشاہ کی آبرو بھی اس دیو کے ہاتھ سے بچائی اور جان بھی مع سب عزیز و اقارب
اور سب اہل شہر اور ہمارے فرزند کی جان بچائی بس باہم صلاح کرکے کہ ہم سب کی جان بچائی ہے ہم بھی قدمبوسی
کرین تعریفین کرتے ہوئے اُدھر چلے شاہزادہ نے جو صدا سُنی اُدھر کو دیکھا سب کو پہچان لیا
کہ کوتوال ہے اور وہ سوار ہین جو میرے ہمراہ رہتے ہین اور وہ لوگ ہین کہ جنکا فرزند دیو
کے حوالہ کیا جاتا تھا اور وہ ڈولہ بھی ہے میری طرف سب خوشی خوشی آتے ہین یہ مرکب کیطرف
اس خیال سے چلے ہین کہ اس پہ سوار ہو کر ان سے کہون جب یہ قریب آئین کہ اگر تم دین اسلام
قبول کرو اور آپ پرستی ترک کرو اور میری اطاعت کرو تو خیر ورنہ چلے جاؤ اور اپنے بادشاہ
سے کہدو کہ وہ ہوشیار ہوجائے مین آتا ہون اگر وہ اسلام قبول کریگا اور میری اطاعت تو
خیر ورنہ مثل اس دیو کے میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ تو دل سے باتین کرتے ہوئے مرکب
کی طرف چلے تھے اور وہ لوگ انکی تعریف کرتے ہوئے انکی طرف چلے تھے یہ ابھی قریب مرکب
پہونچے تھے نہ وہ لوگ انکے پاس کہ پہاڑ کی طرف سے ایک غبار خود بخود بلند ہوا اور اُس
غبار سے شعلہ آگ کے پیدا تھے اور رونے کی صدا آرہی تھی وہ غبار بلند ہو کر طرف شاہزادہ
کے چلا سب نے دیکھا کہ جب وہ غبار قریب شاہزادہ آیا تو ایک برق چمکی اور ایک پنجہ
اُس غبار سے ظاہر ہوا اور اُس جوان یعنی شاہزادہ کی کمر مین پڑا اور ایکبارہ طرف آسمان
کے بلند ہوگیا شاہزادہ اُس غبار کو دیکھکر سہما تھا کہ پنجہ لے کر بلند ہوگیا جھٹکا جو پہونچا شاہزادہ
بے ہوش ہوگیا جب شاہزادہ کو پنجہ لے کر بلند ہوا اُس غبار سے آواز آئی کہ ای بلازبان
صندل شاہ وای سواران ملکہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو اس مقام سے واپس جاؤ اور
شاہزادہ کے حال سے ملکہ و صندل شاہ کو آگاہ کرو اور کہدو کہ ای ملکہ اب تو تمام عمر
فراق مین اس جوان کے بیقرار رہے گی اور اُسسے ملاقات نہ نصیب ہوگی اور صندل شاہ
سے کہنا کہ تیرے حمایتی نے دیو جنگال کو تو قتل کیا مگر دوسری بلا مین مبتلا ہوا بس اگر اپنی
زندگی چاہتا ہے تو اس کی کچھ فکر نہ کرنا ورنہ پشیمان ہوگا ادھر یہ صدا آئی اور اُن سب نے یہ
واقعہ دیکھا اور صدا سُنی بہت افسوس کیا بعد صدا آنے کے وہ غبار بھی غائب ہوگیا اور
شاہزادہ بھی راوی بیان کرتا ہے کہ اب یہ داستان شاہزادہ سکندر رستم جو کہ دفتر نیرنگ
قاف مین تحریر ہوئی جو کہ اس دفتر کے بعد ہے اور یہ امر اُسی دفتر مین ظاہر ہوگا کہ یہ پنجہ کیسا
تھا اور یہ غبار اور شاہزادہ کو کون لے گیا اور کہان لے گیا بس ناظرین کی خدمت مین گذارش
ہے کہ یہ سب حال اُسی دفتر مین تحریر ہوگا اگر ترجمہ کی منشی صاحب سے اجازت ملی ورنہ
مین ناچار ہون معافی کا خواستگار ہون بس یہ داستان اب اس مقام پر ترک کی جاتی ہے
راوی نے کہا کہ جب وہ غبار اور پنجہ اور شاہزادہ غائب ہوگیا وہ سب کے سب لوگ
باہم یہ صلاح کرکے کہ اب یہان ٹھہرنا بیکار ہے چلکر بادشاہ سے خبر کرین اور اس حال سے
آگاہ کرین گو دیو کے مرنے کی خوشی ہوئی کہ اس بلا سے نجات پائی اور عذاب سے
چھوٹے مگر اس جوان کے یون غائب ہوجانے کا بڑا صدمہ ہوا یہ خوشی مبدل بہ غم ہوگئی
سواران ملکہ نے کہا کہ ہم تو جاکر ملکہ کو اس حال سے آگاہ کرتے ہین یہ کہکر وہ سوار

اپنے مرکب اُٹھا کر طرف باغ کے روانہ ہوئے اُدھر ملکہ شاہزادہ کا انتظار کر رہی تھی اور وزیرزادی سے کہہ رہی تھی کہ آج بڑی دیر ہوئی کہ شاہزادہ دربار سے نہین آیا خداوند کریم خیر کرے بس ملکہ کو شاہزادہ کے انتظار رہی اور سواران ملکہ کو طرف باغ کے چھوڑا جاتا ہے اور یہ حال بھی دفتر نیرنگ قاف مین تحریر ہوگا کہ جب سوارون نے جاکر ملکہ سے حال بیان کیا تو اُسنے کیا اپنا حال کیا اور کوتوال اور سب پیادون اور دیگر لوگونکو طرف بادشاہ کے اس خیال مین کہ چل کر بادشاہ کو اس حال سے خبر کرین اور صندل شاہ کو دربار مین رکھا جاتا ہے کہ وہ ابھی تک دربار آراستہ کیے ہوئے بیٹھا ہے اور ان سب کو راہ مین چھوڑا جاتا ہے بس یہ سب داستانین دفتر نیرنگ ثالث مین تحریر ہونگی اگر ترجمہ کی بابو صاحب کے مطبع سے اجازت ملی اور جب ناظرین ملاحظہ کرینگے تو لطف پائینگے انشاء اللہ تعالے اگر حیات نے وفا کی اور مجکو ترجمہ کی اجازت ملی بس اب مین نے اس داستان کو اس مقام پر ترک کیا اور عنان قلم کو مین نے طرف داستان صاحبقران کے منعطف کیا اب مین داستان صاحبقران اور سمندر شاہ کو شروع کرتا ہون و دیگر حالات کے اور یہ داستان اب اس دفتر مین نہین تحریر ہوگی بلکہ دفتر نیرنگ قاف مین تحریر ہوگی اس دفتر کے کل داستانین نادرہ اور عجائب نگار ہین وہ دفتر اسم بامسمے ہے بس نیرنگ قاف ہی ہے جب ترجمہ ہو کر خدمت ناظرین مین پیش ہوگا اور ناظرین ملاحظہ فرمائینگے تو میری بیہودگی اور زیادہ گوئی کا لطف اُٹھائینگے والسلام خیر اختتام بموجب مصرعہ کس نگوید کہ دوغ من ترش است دیگر شناسا آنست کہ بپوید نہ کہ عطار گوید میری اس تقریر کا اُسوقت حال ظاہر ہوگا زیادہ کیا عرض کرون اب مین یہان سے داستان صاحبقران اور دیگر داستانین تحریر کرتا ہون جو کہ اس دفتر سے متعلق ہین پہلے حالات نامہ جات جو کہ لشکر صاحبقران کے سردارون نے اپنے اپنے ملک کی طرف تحریر کیے ہین انکا حال تحریر ہوگا اُسکے بعد اُن نامون کا حال جو کہ سمندر شاہ نے تحریر کیے ہین اُسکے بعد الطاف جادو اور ملکہ ایوان نہ طاقی کا حال اور ان سب کے بعد صاحبقران کا مقابلہ سمندر شاہ سے اور اُس جنگ و پیکار کا حال تحریر کیا جائیگا و دیگر حالات انشاء اللہ تعالی بتوفیق الٰہی

اب شمہ حال اُن نامون کا سماعت فرمائیے کہ جو مرتخ آفتاب علم نے اپنے بھائی اور اپنے نائب سمین جادو کو تحریر کیے تھے اور اُنکا مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر اور لشکر لیکر برائے کمک روانہ ہونا سمندریہ کی جانب اور اُس نامہ کا جو کہ قیصر صافت باطن نے اپنے نائب کو جو کہ اُسکی طرف سے طلسم فراۃ العدم کا حاکم ہے اور اُسکا بھی مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر برائے کمک روانہ ہونا اور اُن سب کا عین وقت پر پہونچنا و دیگر حالات

راوی بیان کرتا ہے کہ جب ملکہ ایوان نہ طاقی کو خضران بن عمر ثانی رہا کر کے بصلاح پنجہ سمندر شاہ سے لائے تھے اور وہ رخصت ہو کر اور مطیع اسلام ہو کے مین اور جہان تک

اس لیے گئی تھی کہ مین اپنے عزیزون اور اہل شہر کو مسلمان کر کے اور لشکر لیکر ہمراہ لشکر اُن کے
آؤن ورا بھی مقابلہ موقوف ہے اسکے جانے کے بعد لشکر اسلام یہان اس انتظار مین فروکش ہے
کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجے تو مقابلہ ہو اور مقابل لشکر صاحبقران کے سمندر بہ جادو
کی طرف سے گرداب شاہ وغیرہ مع پانچ لاکھ ساحرون کے اُترے ہوئے ہین اُنکو حکم
سمندر جادو کا آچکا ہے کہ جب تک ہم حکم نہ دین اُسوقت تک مقابلہ نہ کرنا یہان تو یہ
بندوبست ہے بس اُسی زمانہ مین مریخ آفتاب علم نے ایک نامہ اپنے بھائی مہتاب مشتری
خصلت کے نام اور یہ ایک نامہ بنام سیمتن جادو اپنے نائب جو کہ طلسم فیروزیہ کا حاکم ہے
روانہ کیا تھا اُسکا مضمون یہ تھا کہ یہان سمندریہ پر صاحبقران اور سمندر جادو سے مقابلہ
ہو رہے ہین لہذا تم سب کو لازم ہے کہ صاحبقران کی کمک کرو یہ وقت کمک کا ہے بہت جلد
لشکر لیکر آؤ بس یہ نامے ساحر لیکر طرف طلسم فیروزیہ اور شہر مشتریہ کے روانہ ہو گئے تھے
چنانچہ جو نامہ بر کہ مہتاب کے نام نامہ لیکر روانہ ہوا تھا وہ راہ طے کر کے شہر مشتریہ مین پہونچا
یہان دربار آراستہ تھا مہتاب مشتری خصلت تخت پر بیٹھا تھا اور سب سردار اور ارکان
دولت حاضر تھے کہ وہ ساحر صحن بارگاہ مین آکر پہونچا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر آکر صحن
مین اُترا لگر نامہ بر معلوم ہوتا ہے سب دیکھ رہے تھے کہ وہ نامہ بر آکر مجرا گاہ پر پہونچا مجرا کیا دعا
و ثنا بجا لایا مہتاب نے اشارہ کیا کہ کرسی پر بیٹھو چوبی کرسی روبرو تخت کے بچھی ہوئی تھی
اُس پر سلام کر کے بیٹھ گیا بادشاہ نے پوچھا کہ تمھارا کدھر سے آنا ہوا اور کیا نام ہے اور کس کام
کو آنا ہوا اُسنے عرض کیا کہ غلام کو ماہر جادو کہتے ہین مین فرستادہ ہون آپکے برادر صاحب
کا نامہ لیکر حاضر ہوا ہون شہر سمندریہ سے یہ جو سُنا مہتاب مشتری خصال نے کہا
کہ برادر صاحب کا مزاج تو اچھا ہے اور آج کل سمندریہ پر کس ضرورت سے گئے ہین اُسنے
تمام حال ابتدا سے بیان کیا اور کہا کہ صاحبقران سے اور سمندر جادو سے مقابلہ ہو رہے
ہین آپکے بھائی صاحب نے آپکو مع لشکر طلب کیا ہے اور یہ نامہ لکھا ہے یہ کہکر وہ
نامہ پیش کیا مہتاب شاہ نے وہ نامہ تعظیم کر کے لیا کیونکہ بڑے بھائی کا نامہ تھا وزیر کو دیا اُسنے
لفافہ چاک کر کے پڑھا جب مہتاب مشتری خصال مضمون سے نامہ کے آگاہ ہوا وزیر سے
کہا کہ میری طرف سے تحریر کردو کہ مین بموجب حکم عالی مع لشکر حاضر ہوتا ہون وزیر نے یہ لکھکر
پیش کیا بادشاہ نے نامہ بر کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا وہ جواب نامہ لیکر رخصت
ہوکر طرف سمندریہ کے روانہ ہوا بعد جانے نامہ بر کے بادشاہ نے حکم دیا کہ تین لاکھ ساحر
آمادہ سفر ہون خیمہ وغیرہ نکالے جائین ہم کل یہان سے کوچ کرینگے طرف سمندریہ کے یہ
حکم دیکر دربار برخاست کیا سب سردار اپنے مقام پر آگئے اور اہل لشکر کو سپہ سالار نے
اور سب افسرون کو حکم شاہی سے آگاہ کیا اُسی وقت سے ہر ساحر اپنا بندوبست کرنے لگا
انتظام سفر ہونے لگا خیمے و بارگاہین کوٹھے سے نکالی گئین اور تخت ہائے سحر یار کیے
[illegible] اپنے سحر کو درست کرنے لگے اور سواری ہائے سحر طیار کین تین لاکھ ساحر
سواران ملازمی کے تھے کل افسرون نے اپنا سامان سفر کیا اُسیدن اور اُس [illegible]
[illegible] ہو گیا صبح کو بادشاہ نے جو دربار کیا افسرون نے عرض کیا کہ

سب سامان سفر طیار ہی لشکر آمادہ سفر ہی کیا حکم ہوتا ہی حضور سوار ہوں لشکر نہضت سے پہلے ہیں یہ سنکے
بادشاہ نے حکم دیا کہ سواری دردولت پر حاضر کی جائے اور اپنے وزیر عطارد جادو کو اپنی
طرف سے شہر کا حاکم کیا اور قریب ایک لاکھ سپاہ کے شہر میں چھوڑی اور خود محل میں تشریف
لے گیا ناموس سے ملا اور سامان سفر سے درست ہوکر برآمد ہوا خزانہ بار کیا گیا بادشاہ یعنی
مہتاب مشتری خصال وزیر کو عدل و انصاف کی تاکید کرکے بارگاہ سے برآمد ہوا اور ان
بیرون بارگاہ جو جو افسر جانے کو تھے ہمراہ سب سامان سے لیس ہوئے کھڑے تھے لاکھوں لشکر
ساحروں کا سامان سفر سے درست تھا خزانہ بار کیا جا چکا تھا و بارگاہیں ایک دن پیشتر بار کی تھیں
جلوس سواری موجود تھا کل افسر حاضر تھے کہ بادشاہ برآمد ہوے سب کا مجرا ہوا مہتاب
مشتری خصال نے سب کا سلام لے کر تخت مرصع پر قدم رکھا سحر جو کیا ابر یاقوت رنگ
سر پر آکر سایہ فگن ہوا اس میں ہزاروں چاند لگے ہوے تھے ضو دے رہے تھے ان چاندوں
سے ایسی ضو ظاہر ہوئی تھی کہ گویا اصلی چاند ہیں بارش مروارید ہو رہی تھی تخت پر
گلدستے لگے ہوے تھے جب بادشاہ سوار ہو چکا کل لشکر اور افسر سوار ہوے لشکر میں
نفیر سحر بجی نقارہ کوچ پر چوب پڑی حکم سواری کے بڑھنے کا ملا بادشاہ نے شہر کو
رخصت کیا شہر سے بیرون شہر تشریف لایا لشکر کو طریقہ سے روانہ ہونے کا حکم دیا
پس لشکر نے پرے باندھے اور مہتاب مشتری خصال تین لاکھ ساحروں کا لشکر لے کر
طرف سمندر سیہ کے برائے کمک صاحبقران روانہ ہوا ہر ایک ساحر سواری سحر
پر سوار تھا کوئی ہنس پر کوئی اژدر پر کوئی طاؤس پر کوئی شیر پر کوئی باز پر کوئی تخت
سحر پر کوئی ہنس آتشیں پر علم لشکر نصب ہی کہ جن پر تعریف خدا و نعت رسول خدا مرقوم
تھی اور اژدروں پر سے بارگاہیں و خزانہ وغیرہ بار تھا پس اس انتظام اور بندوبست
سے یہ تو ادھر کو روانہ ہوا اب اسکا حال پھر تحریر ہوگا اور نامہ بر جو نامہ لیے ہوے
جاتا ہی اب راوی اس نامہ بر کا حال تحریر کرتا ہی کہ جو سمین جادو کے پاس نامہ لے کر
مرصع کا گیا تھا یہاں طلسم میں سمین جادو مقیم ہی دربار آراستہ ہی سب اہل دربار
ساحران نامدار حاضر ہیں کل لشکر کے افسر دربار میں موجود ہیں کہ وہ نامہ بر پہونچا راہ
طے کرکے صحن بارگاہ میں اترا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر ہوا سے زمین پر آیا سب اسکو
دیکھ کر حیران ہوے کہ یہ کون ساحر ہی اور کہاں سے آیا ہی کہ وہ مجرا گاہ پر آکر پہونچا مجرا کیا
اور عرض کیا کہ میں آپ کے پاس نامہ لے کر آیا ہوں اپنے آقا و مالک شاہزادہ فرخ
آفتاب عالم والی طلسم کا انھوں نے آپ کو ایک نامہ تحریر کیا ہی اور وہ آج کل
سمندر سیہ پر تشریف فرما ہیں ہمراہ صاحبقران کے اور صاحبقران سے اور [illegible] جادو
سے مقابلہ ہو رہے ہیں یہ جو اس نے بیان کیا سمین جادو نے ہنس کر اور خوش ہو کر کہا
کہ کیا میرے آقا اور مالک نے مجھکو نامہ تحریر کیا ہے میرے نصیب میرے [illegible]
نامہ کہاں ہی پس اس ساحر نے وہ نامہ نکال کر دیا اس نے سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا
نامہ پر بوسہ دیا خود نامہ کو کھولا کر کے پڑھا وہ ساحر روبرو تخت کے [illegible] پڑھا
ہی جب مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اسی وقت سب اہل دربار کو نامہ سنایا اور خود قلم و

کاغذ و ہیرے لیکر اپنے ہاتھ سے عرضی لکھی بعد القاب و آداب کے تحریر کیا کہ یہ حقیر سراپا تقصیر بموجب
حکم عالی مع لشکر حاضر ہوتا ہی اور شرف ملازمت حاصل کرتا ہی اور قدمبوسی صاحبقران سے بھی بہرہ
مند ہوگا اشتیاق زیارت آنحضرت تھا اور بہت کچھ تحریر کیا اسکے بعد اپنا نام تحریر کیا عرضی کو بند
کرکے اُس ساحر کو دیا اور خلعت و انعام سے سرفراز کیا وہ اُسی وقت جواب نامہ لیکر اور رخصت
ہوکر طرف سمندر ریم کے روانہ ہوا کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا یہاں بیمتن نے افسرون کو حکم دیا کہ بہت
جلد سامان سفر کرو ہم کل صبح کو مع لشکر کے اپنے آقا کی خدمت میں روانہ ہونگا دربار برخاست
کیا افسرون نے آکر چند و لیست کیا اہل لشکر کو آگاہ کیا اسیوقت سے سامان سفر ہونے لگا بارگاہیں
و خیمے اور ہاتھی شتر پر بار ہونے لگے خزانہ بار کیا گیا صبح تک سب سامان درست ہوگیا
ہر ایک ساحر اپنے اپنے سامان سے چاق و چست ہوگیا پس صبح کو بیمتن جو محل سے نکلا تو
سب سے رخصت ہوکر اور سامان سفر سے درست ہوکر دربار میں آتے ہی افسرون سے
دریافت کیا کہ سب سامان درست ہے انھوں نے عرض کیا کہ بموجب حکم سرکار سب
سامان درست ہے پس بیمتن نے اپنے فرزند ارتاس جادو کو حاکم طلسم کیا اور عدل و انصاف
و رعایا پروری کی تاکید کرکے دو لاکھ ساحر یہاں چھوڑ کر اور خود تین لاکھ ساحرون کو لیکر
مع افسرون کے طرف سمندر ریم کے باشتیاق قدمبوسی حضرت آفتاب علم و صاحبقران
کے روانہ ہوا اب اسکا حال بھی آیندہ تحریر ہوگا کہ یہ کس وقت سمندر ریم پر پہونچا اب
راوی اُس نامہ بر کا حال تحریر کرتا ہے کہ جو نامہ قیصر صاف باطن کا لیکر طرف طلسم فراق العدم
کے روانہ ہوا تھا یہاں طلسم میں قیصر کی طرف سے فراست جادو حاکم ہے ہر روز دربار
کرتا ہی کہ وہ نامہ بر آکے پہونچا درگہ سالار سے عرض کرائی کہ تمھارے بادشاہ کے پاس
میں نامہ لیکر آیا ہون فراست جادو کو درگہ سالار نے نامہ بر کی خبر کی اُسنے دربار میں طلب
کیا نامہ بر نے جاکر سلام بجا لاکر کرسی پر بیٹھ گیا فراست نے حال دریافت کیا اُسنے سب حال
بیان کیا نامہ دیا فراست نے نامہ لیکر آنکھون سے لگایا لفافہ پر بوسہ دیا لفافہ چاک
کرکے نامہ پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر اُسکے جواب میں عرضی تحریر کی کہ یہ غلام مع
لشکر کے حاضر خدمت ہوتا ہی عرضی تحریر کرکے اس نامہ بر کو دی کہ لیکے جاؤ اور انعام دیا
وہ عرضی لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا یہاں فراست جادو نے طیاری لشکر کا
حکم دیا اس طلسم میں ساحر کم ہیں غیر ساحر بہت ہیں پس اُسی دن سے سامان سفر ہونے
لگا فراست نے دربار برخاست کیا ایک دن اور ایک شب میں سب سامان درست
ہوگیا خیمے وغیرہ بار ہوئے سب سامان ہوگیا دوسرے دن سردارون نے فراست جادو سے
عرض کیا کہ سب سامان سفر درست ہی پس فراست نے اپنی طرف سے [illegible] حاکم طلسم کا
حاکم کرکے اُسی دن وہان سے مع ایک لاکھ ساحرون اور تین لاکھ غیر ساحرون کے جس
میں دس ہزار پہلوان تھے طلسم فراق العدم سے طرف سمندر ریم کے کوچ کیا کوس سفری پر
چوب پڑی فوراً لشکر روانہ ہوا [illegible]
ساحرون کا مجمع تھا سے اسکا بھی حال
آیندہ تحریر ہوگا اُنکو بھی راہ میں چھوڑا جاتا ہی

اب حال اس نامہ بر کا تحریر ہوتا ہے کہ جو آفاق شاہ کا نامہ لے کر طرف آفاقیہ کے گیا ہے

راوی بیان کرتا ہے کہ نامہ بر آفاق شاہ کا نامہ لے کر روانہ ہوا یہاں آفاقیہ میں وزیر آفاق شاہ
تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ہے سب اہل دربار حاضر ہیں کہ وہ نامہ بر پہونچا در کے سالار سے
خبر کرا کے اندر دربار کے آیا مجرا کیا کرسی بیٹھنے کو ملی سلام کر کے کرسی پر بیٹھا نامہ دیا وزیر نے
نامہ پڑھکر اور نامہ کی تعظیم کر کے مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر عرضی لکھی کہ یہ خاکسار سراپا انکسار
بہ سنت جلد مع سپاہ خدمت خدیو بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے فوراً تعمیل حکم تقدیم کرتا ہے نامہ
بر کو انعام دیکر رخصت کیا وہ تو عرضی لے کر طرف لشکر کے روانہ ہوا یہاں وزیر نے سرداروں
کو طیاری لشکر اور سامان سفر کا حکم محکم دیا اسی وقت سے سامان ہونے لگا بس دوسرے
دن وزیر آفاق شاہ اپنے فرزند کو حاکم آفاقیہ کر کے اور دو لاکھ کا لشکر ساحروں کا لے کر طرف سمندریہ
کے روانہ ہوا یہ بھی قطع راہ کرتا ہوا جاتا ہے اسکو بھی راہ میں چھوڑا جاتا ہے آیندہ حال تحریر ہوگا

اب شمہ حال اس پتلی کا سماعت فرمائیے کہ جسکو سمندر شاہ نے نامہ دیکر طرف طلسم گنجورہ سلیمانی کے روانہ کیا ہے

بس راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ پتلی زمرد نامہ سمندر شاہ کا لیکر مثل شرارہ آتش کے دربار
سمندر شاہ سے طرف طلسم گنجورہ سلیمانی کے روانہ ہوئی اور قطع راہ کر کے داخل
طلسم ہوئی چونکہ دل میں یقین ہے کہ ساحر کے سحر کو طلسم مانع نہیں ہوتا ہے بس اس سبب سے سمندر
نے پتلی اسکے ہاتھ نامہ بھیجا تھا کہ اگر نامہ بر جائیگا تو وہ نہ جاسکے گا بس یہاں طلسم میں
گنجور شاہ بہ عیش و عشرت حکومت کرتا ہے کسی قسم کا خوف نہیں ہے دربار آراستہ تھا سب
سردار حاضر دربار تھے اور ارکان طلسم کہ یکایک برق چمکی اور سب کی چشم خیرگی کرنے لگی
جب وہ برق چمک کر سمٹی تو سب نے دیکھا کہ ایک پتلی زمرد کی اسکے ہاتھ میں نامہ ہے
سامنے تخت کے کھڑی ہے گنجور شاہ نے اس پتلی کو دیکھ کر کہا کہ تو کس کا نامہ لائی ہے وہ بزبان
انسانی گویا ہوئی کہ میں نامہ لائی ہوں سمندر شاہ حاکم شہر سمندریہ کا جو کہ متعلق ہے ننطاقی
سے گنجور شاہ نے کہا کہ لا نامہ دے بس اس پتلی نے نامہ گنجور شاہ کو دیا بس گنجور شاہ نے
نامہ لیکر وزیر کو دیا وزیر نے لفافہ چاک کر کے نامہ پڑھا بس گنجور شاہ حسب مضمون نامہ سے
آگاہ ہوا بہت برہم ہوا اور کہا کہ ہماری طرف سے تحریر کرو کہ ہمارے تمہارے اس قسم کی
دوستی نہیں ہے کہ ہم تمہاری کمک کو آئیں چاہے دیتی مقابلہ ہو جائے بلکہ ہم بیکار کا درد
سر نہیں مول لے سکتے ہیں ہم کو کیا ضرورت ہے کہ ہم اپنا طلسم ترک کر کے اور لشکر لے کر تمہاری
کمک کو آئیں اگر تم کبھی ہماری کمک کو آئے ہوتے تو ہم بھی ایسا کرتے ہم کو کیا غرض ہے کہ ہم بیکار کو
اہل اسلام سے دشمنی پیدا کریں اور اپنی طرف انکو مخاطب کریں ہم کو ایسی ضرورت نہیں ہے کہ
پرائے قضیہ میں بول کر اپنے سر بلا خریدا کریں اور اپنے کو آفت میں ڈالیں فرض کرو ہم کہ ہمارے
تمہارے ایسی ہی حد کی دوستی اور ملاقات ہوتی تو کیا مضائقہ تھا ہم کسی سردار کو کچھ لشکر لے کر

روانہ کرتے جب کہ ہمارے تمہارے دور کی صاحب سلامت ہی تو اتنی سی دوستی پر ہم یہ نہیں کر سکتے کہ
اتنا بڑا قصہ مول لیں ہان جب اہل اسلام ادھر کو آئینگے تو دیکھا جائے گا ہم مقابلہ کر لیں گے اور ہم سے
یہ نہیں ہوگا کہ ہم اُن پر لشکر کشی کر کے آئیں اور ایسے دشمن تو ہی پر کہ جن لوگوں نے ہزاروں طلسم برباد
کر دیے اُنکے نزدیک طلسم کا برباد کرنا کوئی امر دشوار نہیں ہی بس میں تمہاری کمک کر کے اپنے طلسم
کو بھی برباد کراؤں یہ مجھ سے نہیں ہوگا مجھ سے اس امر کی امید نہ رکھو میں صاف طور سے تم کو جواب
دیتا ہوں اور یہ جو تم نے تحریر کیا ہی کہ عنقریب میں ہی آنے والا ہوں تو میں اس امر کو منع نہیں کرتا
ہوں پھر بھی تمہارا ہی یہاں آنے کو کوئی مانع نہیں ہی اور جب تم ہمارے پاس اگر پناہ لوگے اور
اُسوقت کوئی تم سے مقابلہ کرے گا تو ہم جواب دے لیں گے اس امر کی ہم سے بالکل امید قطع
کر دو کہ ہم لشکر لیکر تمہاری کمک کو آئیں یہ محال ہی آئندہ تم کو اختیار ہی والسلام تھوڑی تحریر کو
بہت خیال کرو بس اسی قدر دوستی کو کفایت جانو کہ میں تمہارے یہاں آنے کو منع نہیں کرتا ہوں
اور نہ میں اپنے مقام سے آسکتا ہوں کیونکہ میں مطیع حکم ہوں اور جس امر کی بابت مقابلہ ہی یعنی
مذہب کی بابت خداوند خود اُن سے سمجھ لیں گے میں مطیع حکم خداوند ہوں ہاں اگر نہ طاق سے میرے
نام کوئی حکم آتا تمہاری کمک کی بابت تو میں ضرور تمہاری کمک کرتا یہ جواب لکھوا کر اور
لفافہ میں بند کرا کے اُس پتلی کو دیا اور کہا کہ سمندر شاہ کے پاس لے جا یہ اُنکے نامہ کا جواب ہی
بس اُس پتلی نے نامہ کنجور شاہ کے ہاتھ سے لیا اور مثل شرارہ کے وہاں سے روانہ ہوئی اُسکا
حال آئندہ تحریر ہوگا بعد جانے اُس پتلی کے کنجور شاہ نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ کیوں میں نے
جواب ٹھیک تحریر کیا مجھکو کیا ضرورت ہی کہ بیکار درد سر مول لوں اور خدا پرستوں سے عداوت
پیدا کروں اگر وہ ادھر نہیں آتے ہیں تو ضرور آئیں یہ بالکل خلاف عقل ہی اہل دربار نے عرض کیا
کہ حضور نے بہت معقول جواب دیا راوی کنجور شاہ کا حال پھر تحریر کریگا جب موقع ہوگا
اب راوی اُس پتلی کو راہ میں چھوڑتا ہی کہ جواب نامہ لیے ہوئے طرف سمندر شاہ کے رواں ہی

اب راوی پیام بر کا حال تحریر کرتا ہی کہ جو بحکم سمندر شاہ کے نامہ لے کر طرف اشفاق جادو برادر آفاق جادو کے روانہ ہوا ہی

راوی بیان کرتا ہی کہ پیام بر بحکم سمندر شاہ تخت پر سوار ہو کر طرف شہر اشفاقیہ کے روانہ
ہوا راہ طی کر کے شہر میں پہونچا یہاں اشفاق شاہ کی طرف سے اُس کا وزیر حاکم شہر تھا
پیام بر جادو جب دربار میں پہونچا خبر کرائی کہ میں وزیر صاحب کے پاس سمندر شاہ کا
لایا ہوں انھوں نے اپنے وزیر اشفاق جادو کو نامہ تحریر کیا ہی وزیر جادو وزیر اشفاق نے پیام بر
جادو کو دربار میں طلب کیا اُسنے تخت پر اشفاق شاہ کو نہ پایا پوچھا کہ بادشاہ کہاں
ہیں وزیر جادو نے کہا کہ وہ تو ملک احوال پر گئے ہوئے ہیں کیونکہ وہاں کے لوگوں نے
کئی برس سے خراج نہیں دیا تھا اور سرکشی پر کمر باندھی تھی اُسکی تنبیہ کو بادشاہ تشریف لے گئے
اور سرکشی کی سزا دوں اگر نامہ لائے ہو تو ہم کو دو پیام بر جادو نے کہا اور بہت تعریف کی
کہ سوائے اشفاق جادو کے کسی دوسرے کو نامہ دینے کا حکم نہیں ہی اور بادشاہ
جہاں ہو وہاں جاکر نامہ دینا بس میں اعتراف کرتا ہوں درجہ تعریف کر
الالات و کوکب روشن

آپکو نہین دے سکتا ہون وزیر جادو نے کہا کہ تمکو اختیار ہے بس یہ سنکے پیامبر جادو وزیر جادو سے
رخصت ہوکر اور دربار سے باہر آکر طرف احراقیہ کے روانہ ہوا وہان اشفاق شاہ مع لشکر کے مقابل
احراق جادو کے پڑا ہوا ہے ابھی مقابلہ نہین ہوا ہے نامہ و پیام ہو رہا ہے کہ پیامبر پہونچا دیکھا کہ دو
لشکر ساحرون کے مقابلہ مین اُترے ہوئے ہین پیامبر جادو نے خیال کرکے دیکھا کہ کونسا لشکر
اشفاق شاہ کا ہے لیکن اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر تو شہر کی طرف فروکش ہے اور ایک اُسکے مقابلہ
مین بس اسنے خیال کرلیا کہ یہ جو لشکر طرف شہر کے فروکش ہے احراق شاہ کا ہے دوسرا لشکر
آفاق شاہ کا ہے بس پیامبر جادو لشکر اشفاق شاہ مین آیا دیکھا کہ ساحرون کا لشکر ہے
اسنے کبھی لشکر اشفاق شاہ کو نہین دیکھا تھا نہ اُن لوگون نے پیامبر کو بس یہان بارگاہ
مین اشفاق شاہ بیٹھا ہوا تھا سب سردار لشکر حاضر تھے دربارگاہ پر پہونچا خبر کرائی کہ پیامبر
بر جادو سمندر شاہ کے پاس سے نامہ لیکر آیا ہے بس یہ خبر جب اشفاق شاہ کو ہوئی اُسنے
طلب کرلیا پیامبر سامنے اشفاق شاہ کے پہونچا مجرا کیا کرسی بیٹھنے کو ملی سلام کرکے
بیٹھا اشفاق شاہ نے کہا کہ بادشاہ کا مزاج کیسا ہے اور آجکل کیا رنگ ہے اور اہل اسلام
سے کیا ٹھہری وہ مہم سر ہوئی یا نہین پیامبر نے عرض کیا کہ ابھی تو کسی طور سے مقابلے
ہو رہے ہین عشاق شہ طاقی آئے تھے اُنھون نے مقابلہ کیے وہ بھی عیارون کے ہاتھ سے
مارے گئے اُنکی بہن ملکہ ایوان شہ طاقی اُنکے بعد آئین اُن سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہوئے
بڑے بڑے معرکہ ہوے اُنھون نے لڑائی فتح کرلی تھی مگر عیارون نے عیاری ایسی ایسی کی کہ وہ بھی
ہاری گئین جو تین اُنکی وزیرزادی تھی ماری گئی اور لشکر تباہ ہوا وہ بادشاہ سے منحرف ہوکر اپنے شہر کو چلی
گئین تھین مگر بادشاہ نے اُنکو طلب کرکے بہت کچھ نصیحت کی مگر اُنھون نے نہ مانا آخر کو بادشاہ
کو ان پر غصہ آیا اب کی بھائی صاحب کا ایسا واقعہ ہوا کہ جیسے اُنھون نے خواجہ شالیث سے اقرار
کیا تھا ویسے ایوان نے بھی اقرار کیا تھا جان سے جانا گوارا کیا مگر اقرار سے پھرنا نہ گوارا کیا چنانچہ
اُن پر بھی بہت ظلم ہوا بادشاہ کا اور بہت بے عزتی کی گئین اب تو سمندر شاہ جو جو کہ عالی
خاندان ہین اُن سب پر ظلم و ستم کرتے ہین ظلم و جور پر کمر کسی ہے چنانچہ اُنکے قتل کا انتظام ہوا لیکن
شہزادہ ثانی اُنکو بھی لقمان ثانی بن کر رہا کر لے گئے سمندر شاہ کو بڑا صدمہ ہوا اُنھون
بھی پہونچی ملکہ الیوان نے اہل اسلام کی اطاعت کی جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اُنکے ملک
تاراج کرنے کے لیے حیران جادو کو مع اسّی ہزار ساحرون کے روانہ کیا ہے اور جس دن
انسانی کو بھائی صاحب کا واقعہ ہوا اُس دن سے آپ نے بھی آنا ترک کردیا خیر آپ تو ہم
سے کنجور شاہ مین خوب جنگ ہے مگر الطاف جادو بھی نہین آئے تھے اُنھون نے علالت
نامہ لیکر دیدیا جب ملکہ الیوان کی طرف سے بادشاہ کو ناامیدی ہوئی تو سنلاق وغیرہ
آگاہ ہوا بہت سے سرہنگ کو طلب کیا کہ وہ بڑے مقابلہ جا سکین چنانچہ اُنھون نے علالت
دوستی نہین ہے کہ ہم تمھارا ہم ہوا اُنکی گرفتاری کا حکم دیا یہ خبر اُنکو بھی ہوئی اس طور سے
سر نہین ہوسکتے ہین تم نے جادو دربار مین نہ حاضر ہو تو اُسکا گھر لوٹ لیا جائے
ملک کو آئین اگر تم کبھی ہماری کمک نہ لئے بکر گیا اور کہلا بھیجا کہ غلام کل صبح کو حاضر ہوگا
اہل اسلام سے دشمنی پیدا کی ہین اور اپنی طرح اسنے بڑے سعوز کی بے عزتی کی جاسکے
بر اسکے قضیہ مین لپول کر اپنے سر بلا خرید کرین
تمھارے ایسی ہی حال کی دوستی اور ملاقات ہوتی تو کیہ

کوئی تدارک نہ کیا وہ سب کو مع ناموس و کل عزیزون و مال و اسباب کے مکان کو ترک کر کے نکل
گئے خبر بھی نہ ہوئی جب صبح ہوئی بادشاہ کو خبر ہوئی بہت افسوس کیا تاراجی مکان کا حکم دیا لیکن
اب سمندر شاہ نے معزز لوگون کی بے عزتی پر کمر کسی ہی ہر ایک ناراض ہو رہا ہی اسلئے آگاہ ہو
کہ جو کچھ سمندر نے بلکہ ایوان نہ طاقی و الطاف کے ساتھ ہیچ ادائیان ویسے مرد تہان اور
آبرو لینے کی فکر کی تھی سب پیام بر جادو نے روبرو اشفاق کے بیان کی اور نامہ نکال کر اشفاق
کو دیا اشفاق نے نامہ ہاتھ مین لیا اسکے اوپر بوسہ دیا خود پڑھا بعدہ دربار اہل دربار کے
روبرو پڑھوایا جب سب مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے تاکہ جب سے زبانی نامہ بر کے سمندر شاہ
کی حرکتین سنی ہین اور یہ معلوم ہوا ہی کہ اسنے ظلم و تعدی پر کمر کسی ہی جو کہ ذی عزت ہین انکی
آبرو کا خواستگار رہتا ہی انکو ذلیل کرتا ہی بہت افسوس ہوا اول تو جب سے آرفاق شاہ پر وہ
ستم ہوا ہی اسی زمانہ سے یہ برخاستہ خاطر تھا یہ حال سنکے اور صدمہ ہوا جو کچھ خیال تھا وہ بھی
جاتا رہا اور سمجھ لیا کہ اب دربار سمندر شاہ مین جانا بالکل بیکار ہی وہان اب کوئی عزت نہ
ہوگی سوائے ذلت کے وہ دربار اس لائق نہین رہا کہ کوئی آبرودار جائے لیے بادشاہ کی بربادی
کا زمانہ آگیا مگر بمصلحت وقت اسی نامہ کے جواب مین عرضی اس مضمون کی تحریر کی کہ اس
خاکسار سراپا انکسار کو نامہ حضور فیض گنجور ملا تھا درجہ شرف حاصل ہوا یہ سب آپکی
عزت افزائی اور غلام نوازی ہی کہ سرکار فیض آثار اس خاکسار کو بدین الفاظ یاد فرماتے ہین
مین کہان تک حضور کے ان غلام نوازیون کا شکریہ ادا کرون مجکو خود حضور کی قدمبوسی کا عرصہ سے
اشتیاق تھا مگر یہ غلام ناچار تھا کیونکہ جب سے حضور سے رخصت ہو کر اپنے ملک کی طرف آیا
ہون ایکسا زمانہ تک تو اپنے ملک پر بادشاہون سے مقابلے رہے جب ان سے مہلت ملی یا اقبال
خداوند تو اور مہمات کی طرف متوجہ ہوا چنانچہ جب سے اسوقت تک اتنی مہلت نہ ملی کہ حاضر
خدمت ہو کر شرف ملازمت حاصل کرتا اور سب حالات اپنے ولی نعمت کو آگاہ کرتا نامہ
بر سے دریافت فرما لیجیے گا کہ مین اسکو اپنے ملک پر نہین ملا بلکہ ملک احراقیہ پر مقابلہ احراق شاہ
اترا ہوا تھا کیونکہ اسنے سرکشی پر کمر کسی ہی اور کئی سال سے خراج نہین دیا ہی لہذا اسکی تنبیہ لازم
تھی مین اسکے ملک پر لشکر لیکر گیا تنبیہ کیا اسنے بھی میرے آنے کی خبر پاکر بقصد مقابلہ
لشکر روانہ کیا اور خود بھی بیرون شہر آکر میرے مقابلہ مین اترا چنانچہ اشتہار جنگ دیا جا چکا ہی سیہ روز
مقابلہ ہونے والا ہی مین اسی بندوبست مین مصروف تھا اور ہون کہ حضور کا حکم نامہ بہ نجابت پہنچا
پڑھکر اسکے حکم قضا شیم سے آگاہ ہوا لہذا مین اس مقابلہ کو ترک کر کے اور لشکر یہان چھوڑ کے
اور غلہ کا بندوبست کرتا ہوا حاضر ہوتا ہون سرکار دولتمدار لشکر لیکر براہ کرم ذی عزت لوگون
تشریف لے جائین قبل ورود حضور فیض وجود یہ خاکسار وہان پہونچ جائیگا ہین آنیوالے کی
کی طرف سے اطمینان رکھین بلکہ اور جو ملک راہ مین اس خاکسار کو ملے بادشاہ قدردانی سے
بھی حاکمون کو اس حال سے آگاہ کر کے اپنے ہمراہ لیتا آئیگا نہ ملا اور بہت تعریف اہلی
عرض نمودالی آفتاب دولت تابان و درخشان باد یہ مضمون صاحبقران اور بادشاہ
ساحر کو دی اور انعام دیا اور زر بالی بھی اسکے کہا کہ مقدم درجہ تعریف کرتے
کوچ کرونگا سب بندوبست راہ مین کرتا ہوا بہر الان وکیہ روشن

دیکھا ہے اور میری زبانی سُنا ہے بادشاہ سے عرض کردینا مین اسوقت نامہ تحریر کرکے احراق شاہ
کو اس حال سے آگاہ کرتا ہون اور مہلت طلب کرتا ہون یہ تحریر کرونگا کہ مجکو بادشاہ نے مع
لشکر کے یاد کیا ہے اور بہت تاکید ہے لہذا مین وہان جاتا ہون جب وہان سے مہلت ملے گی
تو تم سے آکر مقابلہ کرونگا وہ یقین ہے کہ منظور کرلے گا مین یہان سے کل اُسی طرف روانہ ہونگا
یہ کہکر وزیر سے کہا کہ ایک نامہ بنام احراق شاہ اس مضمون کا تحریر کرو کہ ہمارے تمہارے
پرسون مقابلہ کا دن تھا اور تم بھی سامان جنگ مین مصروف تھے اور ہم بھی ہم کو تمہاری
جنگ کا اشتیاق تھا مگر بندہ ہر حال مین ناچار ہے وہ زمانہ جو کہ درمیان مین تھا ہزارون آرزو
وامید سے گذرا ایک دن باقی رہا تھا مگر قسمت نے کچھ کی ابھی ابھی ایک فرمان واجب التعظیم
ہماری سرکار فیض آثار یعنی سمندر شاہ کا جسکی طرف سے مین تم سے مقابلہ پر موجود ہون
صادر ہوا اور اُسکا مضمون یہ ہے کہ سرکار نے اس حقیر کو مع لشکر طلب فرمایا ہے اور بہت تاکید
ہے لہذا مین تم کو آگاہ کرتا ہون کہ مین کل صبح کو یہان سے طرف بادشاہ کے مع لشکر کوچ کر جاؤنگا
بس تم بھی شہر کو واپس جاؤ جب مین وہان سے مہلت پاؤنگا تو پھر آکر تم سے مقابلہ
کرونگا مین اب یہان قیام کر نہین سکتا ہون اگر قیام کرونگا تو معتوب سرکار ہونگا لہذا اطلاع
تم کو تحریر کیا یہ نہ خیال کرنا کہ بسبب خوف کے یہ فقرہ کرکے چلے گئے اگر یقین نہ ہو تو کسی
کو بھیجکر دیکھوا لو کہ نامہ بر موجود ہے مین کسی سے خوف نہین کرتا ہون زیادہ کیا تحریر کرون یہ
لکھوا کر اور اپنے لشکر کے ایک ساحر کے ہاتھ وہ نامہ روانہ کیا اور پیامبر سے کہا کہ تم ٹھہر
رہو دیکھو کہ وہان سے کیا جواب آتا ہے بس اگر وہ قبول کرلے تو خیر مین کل یہان سے کوچ
کرون اگر نہ منظور کرے تو جو وہ جواب دے مین تم سے کہدون اور اپنی مجبوری ظاہر کرون تاکہ
عتاب شاہی سے محفوظ رہون پیامبر نے کہا کہ اچھا وہ تو وہان ٹھہرا ادھر وہ ساحر کہ
جسکے ہاتھ اشفاق نے احراق کے پاس نامہ روانہ کیا تھا نامہ لے کر طرف لشکر احراق کے
چلا وہان احراق شاہ بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے سب سردار حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ پرسون
مقابلہ ہوگا دیکھئے کیا ہوتا ہے بہت بڑے ساحر سے مقابلہ ہے لشکر بھی اُسکے ہمراہ کثیر ہے کہ وہ
ساحر در بارگاہ پر پہونچا اسکے آنے کی خبر کرائی دربان سالار نے آکر عرض کیا کہ اشفاق شاہ
کے پاس سے ایک ساحر نامہ لے کر آیا ہے احراق شاہ نے کہا کہ اسکو بھیجدو بس دربان
نے باہر آکر کہا کہ دربار مین جاؤ طلب کیا ہے بس وہ ساحر نامہ لے کر اندر گیا یہان
کہ آپ [illegible] سرداروں سے کہہ رہا تھا کہ نہ معلوم اشفاق شاہ نے کس امر کی بابت نامہ
سرکار پر [illegible] آکر مجرا کیا اور نامہ دیا احراق شاہ نے نامہ وزیر کو دیا اُسنے پڑھا جب
کا حال کیا تھا [illegible] نامہ سے آگاہ ہوا فوراً جواب تحریر کرایا کہ جو جواب آپ نے تحریر کیا
کی راے سے الطاف [illegible] مین آپ کو کاذب نہین جانتا ہون جو دریافت حال کے لیے
کا عذر کیا بادشاہ کو [illegible] معلوم ہے آپ کی یہی خوشی ہے تو میری بھی یہی خوشی ہے آپ شوق سے
حکم دیا تھا کہ اگر کل صبح کو الطاف [illegible] آکر مقابلہ فرمایئے گا مین بھی کل شہر کو چلا جاؤنگا جب
وہ اسیر کیا جاے [illegible] ایلچی کو تشریف لائیے مین ہر وقت موجود ہون راوی
دوسرے یہان بھی کسی کو یہ امر گوارا نہ تھا [illegible] سبب منظور کرلیا کہ وہ تو مقابلہ نہین کرسکتا تھا

اسنے اس امر کو غنیمت جانا اور اپنی جان بچائی اسکو یقین تھا کہ ادھر مقابلہ ہوا ادھر میرے لشکر نے
شکست کھائی نہ میں سحر میں مقابل ہوں نہ لشکر میں صرف زبان کی پابندی کے سبب سے
مقابلہ کو موجود ہوا تھا یہ جو اسکو نامہ پہونچا اور آگاہ ہوا دل میں بہت خوش ہوا کہ جان بچی
اب جب یہ آئینگے اسوقت دیکھا جائیگا اسوقت تو اس بلا کو ٹالو اپنی جان بچاؤ یہی سوچ
سوچکے اسنے یہ تحریر کرایا تھا جب یہ جواب تحریر ہوچکا اس نامہ بر کو دیا وہ جواب لیکر باہر
آیا اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا یہاں اہل دربار سے احتراق شاہ نے کہا کہ خوب ہوا ورنہ
میں نے حریف سے جان بچائی میں کسی طور سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اور نہ کر سکتا ہوں
مگر صرف اس خیال سے کہ پانچ سال کا خراج دینا پڑیگا زر کثیر خزانہ سے نکل جائیگا میں
مقابلہ پر آمادہ ہوا تھا اگر ظفر ہوتی تو روپیہ مار لیا تھا اور میری حکومت بھی محفوظ رہتی اگر
شکست ہوتی روپیہ دیکر اس بلا کو دفع کرتا میں اب تو اسی طور سے کچھ دنوں کو دفع ہو گئی
یہ جو احتراق شاہ نے کہا سب نے کہا کہ خوب ہوا میں یہاں تو یہ تقریر ہو رہی تھی
اس ساحر نے جواب نامہ لیجا کر اشفاق شاہ کو دیا اشفاق شاہ جب جواب سے
آگاہ ہوا تو اس ساحر یعنی پیامبر سے کہا کہ ای پیامبر جاؤ اب تم جاؤ میں بھی کل یہاں سے
کوچ کرونگا میں وہ ساحر اسی وقت رخصت ہو کر طرف شہر سمندر ریم کے روانہ ہوا یہاں
اشفاق شاہ نے لشکر کو سفر کے بندوبست کا حکم دیا جب وہ دن گذرا اور سب سامان
بندوبست ہو گیا میں شب کو اشفاق نے سب سرداروں اور اہل لشکر کو جمع کیا اور
کہا کہ ای بھائیو آگاہ ہو کہ میں نے تم کو اس لیے جمع کیا ہے کہ تم سب نے سنا ہوگا کہ
سمندر شاہ نے میرے بھائی آفاق شاہ کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ جو ایک ادنی
اپنے عزیز اور ملازم سے ساتھ نہیں کرتا ہے اور جو خیر خواہیاں میرے بھائی نے بادشاہ کے
ساتھ کی ہیں وہ سب پر ظاہر ہیں انھیں کے سبب سے یہ حکومت قائم ہوئی ورنہ سمندر شاہ
میں یہ لیاقت نہ تھی کہ وہ اپنی بڑی حکومت حاصل کرتے اور ان سب شاہوں کو اپنا
مطیع اور خراج گذار بناتے یہ صرف میرے بھائی کی تدبیر تھی اسکا عوض بادشاہ
نے انکے ہمراہ کیا کہ جو اظہر من الشمس ہے پس اس دن سے میں نے وہان کا جانا ترک کیا
اسی سبب سے میں نہیں گیا اور نہ جاتا اور نہ جاؤنگا تم نے یہ بھی سنا ہوگا کہ جو سلوک
زمانہ میں بادشاہ نے اور لوگوں کے ساتھ کیا ہے کہ جو جو ذی عزت و صاحب آبرو
آبرو کے درپے ہیں اور ذلیل کرتے ہیں چند بدمعاشوں نے بادشاہ کو ایسا کچھ
ہے کہ وہ انکے کہنے سے نہیں نکلتے ہیں پس وہ جو کہتے ہیں بادشاہ مان لیتا ہے وہ ذی عزت
کے دشمن ہو رہے ہیں جو جو خیر خواہ اور خیر اندیش ہیں اور نمک حلال ہیں
رہا چاہتے ہیں پس ایسی حالت میں وہان جانا بیکار ہے اور جبکہ بادشاہ قدر دانی نہ
کرے اور اسکو خیال اپنے خیر خواہوں کا نہ ہو تو کیا ضرور ہے یہ کہکر اور بہت تعریف اہل
اسلام کی کی اور کہا کہ وہ لوگ بہت قدردان ہیں خصوصاً صاحبقران اور بادشاہ
بہادروں کی عزت کرتے ہیں اور خیر خواہوں کی تہا بیحد درجہ تعریف کرتے
کہ بھائی صاحب کی کس قدر عزت کی گئی بلکہ غزالات

کی جو عزت و آبرو وہاں ہو وہ کبھی سمندر شاہ کے یہاں نہ تھی اور نہ ہوتی ہیں میں اب صاف صاف
کہتا ہوں کہ میں نے سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی اور اہل اسلام کی دوستی اور اطاعت پر کمر
کسی پھر سمندر شاہ کے پاس جا کر اپنی بے آبروئی بھی نہ کرونگا یہ امر بخوبی ظاہر ہو چکا ہے کہ اُس
حکومت کا برقرار رہنا کسی صورت سے ممکن نہیں ہے ضرور سمندر شاہ قتل ہوگا بس جو جو اُسکے
ہمراہ ہونگے وہ مارے جائینگے اور اُنکا گھر بار تاراج ہوگا اور اس اقلیم میں بھی اہل اسلام
کا ڈنکا بجیگا دین اسلام رواج پائیگا بس جو اُنکی اطاعت کریگا وہ اچھا رہیگا اگر ان کی
ہمراہی میں مارا جائیگا مرتبہ عالی پائیگا بس میں تم سب سے کہتا ہوں کہ جس کو میرا ساتھ منظور
ہو وہ میرے ہمراہ لشکر اسلام کی طرف چلے اور جس کو نہ منظور ہو وہ سمندر کو جائے میں اب
سمندر شاہ کے پاس نہ جاؤنگا بلکہ کل صبح کو لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے ملک کو جاؤنگا
وہاں بھی سب کو اس امر سے آگاہ کرونگا بس جو میرا ساتھ دیگا وہ میرے شہر میں رہنے پائیگا
ورنہ جو ساتھ نہ دیگا اسکو شہر بدر ہونے کا حکم دونگا اپنے ملک و لشکر سے نکال دونگا کوئی
اہل شہر و اہل لشکر پر منحصر نہیں ہے اگر میرا عزیز بھی ہوگا اسکے ساتھ بھی یہی برتاؤ کرونگا یہ جو
تقریر اشفاق شاہ نے سب کے روبرو بیان کی اور یہ ظاہر کیا کہ میں نے سمندر شاہ کی
اطاعت ترک کی چونکہ اشفاق شاہ سے سردار و اہل لشکر سمندر شاہ کی حالت سن
سن کے برخاستہ خاطر ہو رہے تھے اور اہل اسلام کی قدردانی سن سن کے خوش ہوتے تھے
مگر اشفاق شاہ ان سب سے بہت اچھی طور سے پیش آتا تھا اس سبب سے ناچار تھے اگر اور
کوئی ان کا افسر ہوتا ضرور یہ سب لشکر سے نکل جاتے مگر اشفاق کی رفاقت کو
ترک کرنا خلاف جانتے تھے اس سبب سے ساتھ دیے رہے تھے جب یہ تقریر سنی تو ہر ایک نے
خوش ہو کر اور یک زبان ہو کر جواب دیا کہ الناس علی دین ملوکہم بس اے بادشاہ آگاہ
ہو جیے کہ ہم سب آپ کے ہمراہ ہیں ہم کو سمندر شاہ سے کیا مطلب ہم نے آپ کا
نمک کھایا ہے بس جہاں آپ وہاں ہم جو طریقہ آپ کا وہ ہمارا جسکی آپ نے اطاعت کی ہم نے
اُسکی اطاعت کی ہم کو سمندر سے کیا غرض ہم سمندر کو کیا جانیں آپ کے سبب سے ہم
اُسکی عزت و آبرو کرتے تھے ورنہ ہم اسکو اپنا بادشاہ کب خیال کرتے تھے ہم تو آپ کو
اپنا افسر اور سرپرست جانتے تھے اور جانتے ہیں اگر آپ نے اہل اسلام کی اطاعت
کی اور وہ طریقہ اختیار کیا اور سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی اور تصویر پرستی ترک
کی ہم نے تو آپ سے پہلے ترک کی یہ امر ضرور ہے کہ جہاں آپ کا پسینہ گرے گا وہاں ہم اپنا
خون گرائیں گے ہم اپنی جانیں حضور پر سے نثار کرینگے یہ جو سرداروں و اہل لشکر نے کہا
اشفاق شاہ بہت خوش ہوا اور ان سب سے کہا کہ اچھا اب اس راز کو افشا نہ فرمائیے
میرا یہ قصد ہے کہ میں یہاں سے اپنے شہر کو جاؤں اور یہی تقریر اپنے کل عزیزوں اور اہل
شہر اور اپنے وزیر و اہل لشکر سے کہوں دیکھوں وہ کیا جواب دیتے ہیں اگر انھوں نے
انکار کیا تو اُسکو تو پھر سب کو میں نکال دونگا ایسی حالت میں فساد ضرور ہوگا اُس
وقت تم لوگ میری کمک کرنا اور اگر ان سب نے بھی قبول ہے اور تمہارے
ہی کہنے پر اور میرے خیال کے موافق اقرار کیا تو پھر ان سب نے کہا کہ بہت خوب

پس اشفاق شاہ نے سب سرداروں اور اہل لشکر کو انعام کا امیدوار کر کے اور بہت تعریفیں اُن کی
کر کے کہ آپ لوگوں کے سبب سے میری حکومت ہے اور میں اس سے زیادہ تر آپ لوگوں سے امید
رکھتا ہوں رخصت کیا اور یہ حکم دیا کہ صبح کو سب سامان درست ہو کہ میں یہاں سے کوچ کر جاؤں
پس اُسی وقت سے سب سامان ہونے لگا اسباب وغیرہ سب اژدرہائے سحر پر بار کیا گیا اور
سے بندوبست تھا کیونکہ جب نامہ سمندر شاہ کا آیا تھا اُسی وقت اشفاق نے سامان
سفر کرنے کا حکم دیا تھا اور سامان سفر درست ہو گیا تھا جو کچھ باقی تھا وہ اسوقت بندوبست
ہو گیا اب صرف خیمہ وغیرہ باقی رہ گئے ہیں وہ صبح کو بار ہو جائینگے پس سب نے سامان درست
کر کے اپنے اپنے مقام پر آرام کیا اشفاق شاہ نے اپنے خیمہ میں آرام کیا راوی نے بیان
کیا ہے کہ اشفاق شاہ و کل سرداران اشفاق شاہ نے و اہل لشکر نے خواب میں اُسی
شب دیکھا کہ ایک مرد بزرگ باریش سفید فقیرانہ لباس زیب تن کیے ہوئے اور چہرہ بہت نورانی
اُنکے ہمراہ بہت سے مرد پیر بوضع مریدوں کے ہیں تشریف لائے اشفاق شاہ اور سب
سرداروں و اہل لشکر سے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ زمانہ ادبار سمندر شاہ آگیا اور طلسم نہ طاق بھی برباد
ہو گا دین تصویر پرستی کوئی مذہب نہیں ہے سوائے خدا پرستی کے اور سب دین باطل ہیں پس
جو مذہب اسلام کو اختیار کرے گا اُسکے لیے بہشت ہے اور جو کافر رہے گا وہ نار جہنم میں جلایا جائیگا
پس جو خدا پرستوں کی اطاعت کرے گا اُسکا بڑا مرتبہ ہو گا وہ قتل و غارت سے بچے گا اور جو
سمندر شاہ اور پہلوان تاجدار کا ساتھ دے گا وہ قتل بھی ہو گا اور غارت بھی اور اُسکا انجام
دوزخ ہے پس آگاہ ہو کہ یہاں سے لے کر نہ طاق تک اہل اسلام کا قبضہ ہو گا اور دین اسلام کا
ڈنکا بجے گا پس تم سب کو اور کل باشندگان سمندریہ و نہ طاق کو اگر اپنی زندگی و آبرو درکار
ہے تو دین اسلام اختیار کریں اور سمندر کی رفاقت ترک کریں کیونکہ وہ کافر ہے ورنہ اختیار رہے
یہ مقام ضرور تباہ و برباد ہو گا جو اہل اسلام کے ساتھ مارا جائے گا وہ شہید کہلائے گا رتبہ عالی
پائے گا اور بہت سے کلمہ نصیحت کے کہے انجام یہ ہوا کہ اُسی عالم خواب میں اُن درویش وضع
مرد پیر نے مع اشفاق شاہ کے کل اہل لشکر کو مسلمان کیا اور طریقہ اسلام سے آگاہ کیا اور
ایک کاغذ اشفاق شاہ کو دیا کہ اس طور کی عمارت اپنے شہر میں اُن اُن مقاموں پر بناؤ کہ
جہاں جہاں بتکدے ہیں اور اُنکو منہدم کراؤ اس عمارت کا نام مسجد ہے اور اس امر کا اقرار لیا کہ
صاحبقران کی کمک کو لشکر لے کر جاؤ یہ سب امر تعلیم کر کے نظروں سے پوشیدہ ہو گئے یہاں
تو یہ خواب اشفاق شاہ وغیرہ نے دیکھا اُدھر اُسی شب کو شہر اشفاقیہ میں کل اہل شہر اور
اُس لشکر نے جو کہ وہاں برائے حفاظت تھا اور عزیزان اشفاق شاہ و وزیر اشفاق شاہ
و اہل محل نے بھی دیکھا بلکہ اُن لوگوں نے یہ بھی دیکھا کہ ایک بڑا سا میدان ہے وہاں لاکھوں
بلکہ کروڑوں آدمی ہیں لاکھوں آدمی ایسے ہیں کہ اُنکے جسموں میں سانپ و عقرب لپٹے ہوئے
ہیں طوق آتشیں و زنجیر ہائے آگ میں گرفتار ہیں اور ہزاروں مہیب صورت کے لوگ
گرز آتشیں سے اُنکو اذیت دے رہے ہیں اور ایک طرف کو کھینچے لیے جاتے ہیں وہ لوگ
فریاد کر رہے ہیں مگر اُنکی کوئی فریاد رسی نہیں کرتا ہے یہ لوگ دیکھ کر ڈر گئے اور خوف زدہ
ہوئے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب کافر ہیں اور یہ سب ادیان باطلہ کے پرستار

تھے کوئی زمرد پرست ہے کوئی لات پرست کوئی تصویر پرست پس اُنکو سزا دی گئی ہے کہ اُنھوں نے
حالت کفر میں قضا کی اور اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں پس اُس کفر و کافری اور
اپنے خدا کے نہ پہچاننے اور اپنے پیدا کرنے والے کی نہ بندگی کرنے کے اور اُسکے ماننے والون
سے مقابلہ کرنے اور اُنکے کہنے پر نہ عمل کرنے کی یہ سزا ہے کہ اس عذاب سے داخل دوزخ لیے
جاتے ہیں تاکہ اپنے کردار کی سزا پائیں اور آتش جہنم سے جلائیں اور جنھوں نے دین اسلام
اختیار کیا اور اہل اسلام کی اطاعت کی اور اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانا اور کفار کے
ہاتھ سے قتل ہوئے وہ وہ لوگ ہیں جو کہ سامنے سبز لباس پہنے ہوئے ہمراہ حورون کے
طرف بہشت کے جاتے ہیں خوشی خوشی پس جو خدا پرست ہوگا اور اہل اسلام
کی اطاعت کرے گا اُسکا یہ مرتبہ ہے اور جو کافر رہے گا اور اہل اسلام سے مقابلہ کریگا
اُسکو یہ سزا ملیگی پس یہ سنکے سب یہ واقعہ دیکھ کر خوف زدہ ہوئے اور ڈر گئے اور باہم کہنے
لگے کہ ہم سمجھے تو آگ میں نہ جلا جائے گا اور اُن مرد درویش سے کہا کہ ہم تو اس عذاب
کی برداشت نہ کر سکیں گے اُنھوں نے جواب دیا تھا کہ پھر اطاعت اہل اسلام کرو اور
دین اسلام قبول کرو یہ جو اُنھوں نے سُنا تھا اُس عالم خواب میں یہ سب بھی مطیع اسلام
ہوئے تھے راوی نے بیان کیا ہے کہ اہل شہر و عزیزان اشفاق شاہ و وزیران اشفاق شاہ
پس جب صبح کو ان سب کی اپنے اپنے مقام پر آنکھ کھلی اور رات کے خواب کا خیال
آیا کانپ گئے اور اسی وقت یہ قصد کر لیا کہ جب موقع ملے یہاں سے نکل چلو اور
اہل اسلام کی اطاعت کرو راوی کہتا ہے کہ کل اہل شہر و اہل لشکر و عزیزان اشفاق شاہ
مع اہل محل اور وزیر و سرداروں کے ہر ایک یہی ارادہ رکھتا تھا مگر ایک نے دوسرے کو اس
حال سے آگاہ نہ کیا تھا کہ شاید اُسنے نہ دیکھا ہو اور اُسکا یہ قصد ہو تو خرابی ہو ہمارے
حال سے وہ آگاہ ہو پس جب موقع پائیں گے چلے جائیں گے وزیر جادو نے جو کہ
حاکم شہر ہے طرف سے اشفاق شاہ کے یہ قصد کیا تھا کہ سب کو جمع کر کے یہ حال
بیان کرون مگر اس خیال سے کہ عزیزان بادشاہ و دیگر سردار موجود ہیں کہیں ایسا نہ ہو
کہ اس حال سے آگاہ ہو کر مجھکو قتل کریں تو یہ آرزو میرے دل میں رہ جائے کہ میں
اہل اسلام کی ہمراہی میں جنگ کرون کفار سے پس راوی نے کہا ہے کہ اسی سبب
سے وزیر جادو خاموش ہو رہا مگر ہر وقت اس امر کا خیال ہے کہ یہاں سے نکل چلے
راوی کہتا ہے کہ وزیر سے لے کر اور کل عزیز و اہل محل و اہل شہر تک سب اسی خیال
میں مصروف ہیں اور ہر ایک وقت کا منتظر ہے وہاں جب صبح کو اشفاق شاہ بیدار ہوا
اور سب امور ضروریہ سے فراغت کر چکا برآمد ہوا خیمہ سے یہاں سب اہل لشکر آمادہ
سفر تھے سب بادشاہ کے برآمد ہونے کے منتظر تھے کہ اشفاق شاہ نے برآمد ہو کر
سواری طلب کی تخت حاضر کیا گیا پس اشفاق شاہ سوار ہوا اور خیمہ وغیرہ
سب اُٹھ کر شترون پر بار کیے گئے اشفاق شاہ نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا نہ بادشاہ نے
اپنے خواب کا حال بیان کیا نہ اہل لشکر نے پس اسی وقت اشفاق جادو کل لشکر
کو لے کر [illegible] اشفاق شاہ کے [illegible] اشفاق لشکر کو لے کر چلا گیا احتراق جادو

اپنے لشکر کو لے کر داخل شہر ہوا اور خوشی خوشی باطمینان حکومت کرنے لگا اودھر اشفاق شاہ راہ طے
کر کے داخل حد شہر ہوا اور ہیرچادو کو خبر ہوئی وہ مع کل اہل شہر اور اہل لشکر کے استقبال کر کے شہر
میں لے گیا لشکر اپنے مقام پر اترا اُس دن تو اشفاق شاہ نے دربار نہ کیا کہ تھکا ہوا راہ کا تھا
دوسرے دن دربار کیا اور جب سب حاضر دربار ہوئے بس اشفاق شاہ نے وزیر کو حکم دیا
کہ آج شہر میں منادی کی جائے کہ کل سب اہل شہر اور کل ہمارا لشکر و کل عزیز اور کل ملازم و
سردار حاضر ہوں ہم کل کچھ حکم سنائیں گے اگر کوئی نہ آئے گا وہ سزا پائے گا یہ حکم میرا عام ہے عورتیں
و مرد سب حاضر ہوں ساحر و غیر ساحر باشندے و مسافر ملک بس وزیر نے بموجب حکم بادشاہ منادی
کرادی چارچی نے ہر گلی کوچہ میں پھر کر سب کو اس امر سے آگاہ کیا ہر طرف چرچا ہونے لگا کہ
نہ معلوم کیوں بادشاہ نے طلب فرمایا ہے دیکھیے کیا حکم سناتے ہیں یہاں اشفاق شاہ نے
چوبداروں کے ذریعہ سے کل اپنے عزیزوں کو طلب کیا اور کل اہل دربار کو جمع کیا اور ایک
محفل تخلیہ آراستہ کی اس میں سمندر شاہ کی مذمت اور اسکے ظلم و ستم کی حالت اور اہل اسلام
کی قدردانی اور لیاقت کی تعریف کی اور اپنا خواب دیکھنا اور دین اسلام کی تعریف بیان
کی اور خواب کی حالت یہ جو سب عزیزوں اور سرداروں نے اور وزیر نے سنا جواب دیا کہ
آپ نے بہت بجا ارشاد کیا ہم سب نے بھی یہی خواب دیکھا ہے بس ہر ایک نے اپنے
خواب کی حالت بیان کی اور عرض کیا کہ ہم لوگ اس فکر میں تھے کہ اگر موقع ملے تو یہاں
سے نکل جائیں مگر اب معلوم ہوا کہ آپ کا بھی یہی قصد ہے بس ہم سب آپ کے ہمراہ ہیں
ہم سب کئی دن ہوئے کہ اس تصویر سنگی کو ترک کر چکے ہیں اور اہل اسلام کی اطاعت
اور دین اسلام کے مطیع ہو چکے ہیں یہ جو سب نے کہا اشفاق شاہ بہت خوش ہوا
اور کہا کہ میں نے اسی سبب سے کل اہل شہر کو جمع ہونے کا حکم دیا ہے یہی حال ان
بیان کروں گا اور صاف صاف طور سے کہدونگا کہ جو سمندر شاہ کی رفاقت نہ ترک کرے
خواہ میرا عزیز ہو خواہ ملازم خواہ اہل شہر سے میرے شہر سے نکل جائے ورنہ میرے ہاتھ
سے ذلیل ہوگا یہ حکم دے کر بس جو میری اطاعت کرے گا وہ میرا دوست ہے اور میں اسکا
دوست ہوں جو اسکے خلاف کرے گا میں اسکا دشمن ہوں اور آگاہ ہو کہ یہ نقشہ جو ہمارے
پاس موجود ہے اسی عالم خواب میں ان مرد بزرگ نے مجھکو دیا تھا اور کہا تھا کہ مسجد کا نقشہ
ہے بس اسی طور کی مسجدیں ان مقاموں پر کہ جہاں بتکدے تمھارے شہر میں ہوں بنوا دینا
بس میں کل ہی ان سب آتشکدوں اور بتکدوں کے منہدم ہونے کا حکم دونگا اور مسجدوں
کے تعمیر ہونے کا یہ جو بادشاہ نے کہا سب خوش ہوئے اور ہر ایک نے اپنے دل
میں کہا کہ بدون کسی قسم کی زحمت کے ہم سب کی مراد بر آئی کہ بادشاہ نے خود ہم سے
دین اسلام اور اطاعت اہل اسلام کے اختیار کرنے کی خواہش کی بس ہر ایک کی یہی
مراد تھی سب نے بخوشی اشفاق شاہ کے کہنے کو قبول کیا اور خوشی خوشی اپنے
اپنے مقام پر آئے اور بادشاہ بھی خوش ہوا اور سب کی بہت تعریف کی اور داخل
محل ہوا جب وہ دن اور شب گذری صبح کو سب اہل شہر و اہل لشکر و عزیز و اقارب
اکثر میدان وسیع میں جمع ہوئے کوئی ایسا نہ تھا کہ نہ آیا ہو لاکھوں آدمیوں کا مجمع تھا بس

جب اشفاق شاہ کو معلوم ہوا کہ سب آکر جمع ہوگئے ہیں پس بادشاہ اُس مجمع میں آیا سب نے
بادشاہ کو مجرا و سلام کیا پس بادشاہ نے بلندی پر جا کر پہلے اُن سب کی تعریف کی اور کہا کہ آپ
لوگ یہ فرمائیں کہ میں نے آپ کے ساتھ کیا کیا برائیاں کی ہیں اور کس طور سے میں آپ کے ساتھ
پیش آیا آیا میں نے عدل و انصاف سے حکومت کی یا لوگوں پر اور رعایا پر ظلم و ستم کیا پس
جو کچھ میں نے کیا ہو بیان فرمائیے اور یہ فرمائیے کہ آپ لوگ مجھ سے خوش ہیں یا ناخوش ہیں
صاف صاف بیان فرمائیے یہ جو اشفاق شاہ نے کہا پس سب نے پہلے اشفاق شاہ کی
بہت تعریف کی اور کہا کہ نہ آپ نے ہم پر کبھی ظلم کیا نہ ستم روا رکھا رعایا پروری اور انصاف گستری
کے ساتھ برتاؤ کیا اور حکومت کی اور ہم سب پر آپ نے اس طور سے شفقت و مہربانی
کی کہ جیسے پدر شفیق اپنی اولاد پر کرتا ہے پس ہم کیونکر یہ بیان کریں کہ آپ نے ہم پر ظلم و ستم کیا
اور ہم آپ سے ناخوش ہیں آپ آگاہ ہوں کہ ہم لوگ کیا ادنی اور کیا اعلی اور کیا طفل اور کیا
جوان اور کیا پیر اور کیا عورت سب خوش ہیں اور ہم سب کی یہ دعا ہے کہ جب تک یہ دنیا
قائم ہے اُس وقت تک آپ ہم سب غلاموں کے سروں پر قائم اور سلامت رہیے اور اسی طور
سے ہم سب پر مہربانی فرماتے رہیے بلکہ ہم سب کی یہ خواہش ہے کہ جہاں پر خدا نخواستہ آپ کا
پسینہ گرے وہاں ہم سب اپنے خون کو عزیز نہ کریں بلکہ آپ کے قدم پر اپنی جانیں نثار کریں یہ
جواب سب نے ایک زبان ہو کر کہا بادشاہ نے کہا کہ مجھکو آپ لوگوں کی ذات سے یہی امید تھی بلکہ اس
سے زیادہ پس یہ کہکر بادشاہ نے سمندر شاہ کے ظلم و بدعت کی حالت اور اسکے مشیروں کی
کیفیت اور ذی عزتوں کے بے عزت کرنے کی حالت اور جو جو ظلم اُسنے خیر خواہوں اور وفادار
پر کیے تھے سب بیان کیے اور وہ حالت و کیفیت جو کہ سمندر شاہ نے سہراب جادو اسکے
سپہ سالار و ملکہ غزالان کے ساتھ کی اور وہ حالت جو کہ آفاق شاہ کے ساتھ اور ملکہ
الوان شطائی کے ساتھ کی اور اُنکی خیر خواہی سب بیان کی اور صاف طور سے کہدیا کہ میں
نے سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی کیونکہ وہ ظالم ہے اور ناقدر ہے اسکے بعد اپنے خواب کی
حالت اور نقشہ کے ملنے کی کیفیت خواب میں اور تعریف دین اسلام و مذمت دین تصویر
پرستی اور توبہ اہل اسلام دانا انکی اطاعت پر کمر باندھنا اور دین اسلام کی اطاعت کرنا
اور سمندر شاہ کے نامہ آنے کی کیفیت اور اپنا جواب تحریر کرنا اور سب کو اس حالت
سے آگاہ کیا کہ میں یہاں اس قصد سے آیا ہوں کہ آپ سب کو بھی مسلمان کر لوں تو پھر
اہل اسلام کی کمک کو جاؤں پس جو مجھکو دوست رکھتا ہو اور میرا دوست ہو وہ میرے کہنے پر
عمل کرے اور اہل اسلام کی اطاعت کرے اور دین اسلام کو قبول کرے ورنہ میرے شہر سے
نکل جائے اگر اس امر کے قبول کرنے پر میرے شہر میں رہ گئے ورنہ میرے ہاتھ سے اذیت
پائیگے تاکہ میں نے اسی سبب سے سب کو جمع کرکے آگاہ کر دیا پس ہر ایک کو اپنے فعل
کا اختیار ہے میں کسی پر جبر نہیں کرتا ہوں یہ جو بادشاہ نے کہا سب نے خوش ہو کر جواب
دیا کہ ہم سب نے آپ کے کہنے پر عمل کیا اسوقت سے سمندر شاہ کی اطاعت
ترک کی اور مذہب تصویر پرستی کو ترک کیا دین اسلام اختیار کیا اور اطاعت اہل
اسلام کو قبول کیا کیونکہ ہم کو آپ ایسا بادشاہ عادل اور منصف نہ ملیگا بقول کسے الناس

علی دین ملوکھم ہیں جو آپکا مذہب وطریقہ ہے وہ ہمارا بھی راوی نے کہا ہے کہ سب کا قبل سے یہی منشا تھا
اور سب اسی فکر مین تھے کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو کہ ہمارا بادشاہ بھی اہل اسلام کی اطاعت کرے
اور سمندر شاہ مرتد کی اطاعت ترک کرے کیونکہ یہ لوگ تو اُسدن سے کہ جب سے خواب
دیکھا تھا مطیع اسلام ہوچکے تھے اور اسی فکر مین تھے کہ موقع ملے تو ہم یہان سے چلے جائین پس
جب بادشاہ نے یہ سب امر ظاہر کیے سب نے خوش ہوکر بادشاہ کے کہنے کو قبول کیا اور سب
خوش ہوئے پس اسی وقت اشفاق شاہ نے داروغہ عمارت کو طلب کرکے حکم دیا کہ سب
بتکدہ کہ جہان جہان تصویرین ہین خداوند باطل نہ طاق کی اُنکو منہدم کرا کے اُس اُس مقام پر
مسجدین بنوا دو اس حکم مین فرق نہ ہو اور پرسون کل لشکر طیار رہے ہم یہان سے طرف لشکر
اسلام کے براے کمک سفر کرینگے یہ حکم دیکر اشفاق شاہ نے مجمع کے برہم ہونے کا
حکم دیا اور خود یہان سے خوشی خوشی اپنے مقام پر آیا اور ہر ایک ادنی و اعلی خوش خوش
اپنے گھر آیا اور ہر ایک کی مراد بر آئی اور یہ ہر ایک نے اُسی قصد کو فسخ کیا کہ یہان سے چلے
جائین پس جس طور سے رہتے تھے اُس شہر مین اُسی طور سے مقیم رہے اُدھر داروغہ نے
جاکر تمام بتکدہ کہ جہان جہان تصویرین ہین سب منہدم کرالئے اور بنا مسجدون کی کھدوا
نقشے کی ڈالی اُدھر لشکر مین بہ دولت سفر ہونے لگا راوی نے بیان کیا ہے کہ اُس کے
باشندون مین سے اور لشکر اشفاق شاہ کے دو ہزار آدمیون نے دین اسلام نہ اختیار
کیا نہ سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی بلکہ باہم یہ صلاح کی ایک مقام پر مجمع ہوکر کہ بادشاہ
مرتد ہوگیا کہ اُسنے اپنا دین آبائی ترک کیا اور اپنے ہمراہ سب اہل شہر کو بھی مرتد کیا اور
نمک حرامی پر کمر کسی سمندر شاہ ایسا کوئی بادشاہ نہ ہوگا پس ہم تو یہ کبھی نہ کرینگے کہ اپنا
مذہب ترک کرین ہم نے یہان کا رہنا اور اشفاق کی ملازمت ترک کی اور ہم تو طرف
سمندر شاہ کے جاتے ہین اور اس حال سے آگاہ کرتے ہین یہ جو باہم صلاح کی سب نے
اس راے کو پسند کیا اور وہان سے اُسی دن شب کو کوچ کیا اور فرار ہوکر طرف سمندریہ
کے روانہ ہوئے راہ مین کہا کہ ہم سے نہ دیکھا جاتا نہ سُنا جاتا کہ شہر مین مذہب اسلام کے
طریقہ جاری ہون اللہ اکبر کی صدا بلند ہو ہمارے معابد کھودے جائین راوی نے کہا
ہے کہ ان سب کے قلب نہایت سیاہ تھے اِنکے دلون پر سے زنگ کفر نہ گیا تھا اُنکے
مقدر مین نار دوزخ مین جلنا لکھا تھا پس یہ دو ہزار آدمی تو طرف سمندریہ کے اُسی حالت
کفر مین روانہ ہوئے کہ انکا حال پھر تحریر ہوگا یہان جب سب طور سے اشفاق شاہ
کو اطمینان ہوگیا اور سب اہل شہر اور اہل لشکر و عزیز و اقارب و سردار مسلمان ہوچکے
اور کسی قسم کا بادشاہ کو خوف نہ رہا اور دربار کرکے سب کو دیکھ لیا اور مسجدون کی بنا بھی پڑ
گئی پس تین لاکھ ساحرون کا لشکر لیکر اور شہر کا بندوبست کرکے اور اپنے وزیر فیروز بہادر
کو اپنی طرف سے حاکم شہر کرکے عدل و انصاف و رعایا پروری کی تاکید کرکے طرف
لشکر اسلام کے کوچ کیا کہ اسکا ذکر آئندہ ہوگا اور یہان وزیر جادو خوش خوش
حکومت کرتا ہے اور سب اہل شہر خوش ہین یہ ملک بھی اسلام آباد ہوگیا اب
اشفاق شاہ کا حال آئندہ تحریر ہوگا اب راوی ملکہ الوان نہ طاق کی حالت تحریر

کرتا ہی کہ اُسنے اپنے ملک مین جاکر کیا کیا اور حیران جادو کی کیفیت یہ ہی کہ وہ جو لشکر لیکر
براے غارت شہر الوانیہ بہ حکم سمندر گیا تھا اُسکی حالت تحریر ہوگی انشاء اللہ تعالے
اُسکے بعد اور حالات قلم بند ہونگے

اب شمہ داستان ملکہ ایوان نہ طاقی کی اور کیفیت حیران جادو کی قلم بند ہوتی ہی ناظرین ملاحظہ فرمائین

پس راوی نازک خیال اس قصہ کو یون حوالہ قلم عجایت رقم کرتا ہی اور اشہب کلک کو یون
میدان مدعا مین جولان کرتا ہی کہ جب ملکہ ایوان نہ طاقی مطیع اسلام ہوکر اور صاحبقران و
بادشاہ سے رخصت حاصل کرکے اس قصد سے کہ مین اپنے عزیزون اور اہل شہر و اہل لشکر
کو مسلمان کرون اور لشکر لیکر براے کمک آؤن کیونکہ اب بہت بڑا معرکہ پڑیگا سمندر شاہ سے
طرف الوانیہ کے روانہ ہوئی تھی اور اُس پہاڑ پر سے موتی لیکر کہ جہان رکھدیا تھا الوانیہ کو
راہی ہوئی تھی قطع راہ کرکے داخل شہر ہوئی اُسکے داخل شہر ہونے کی کسی کو خبر نہ ہوئی کیونکہ
یہ تنہا تھی اسلیے ہمراہ نہ لشکر تھا نہ سپاہ تھی کہ اسکے آنے کی خبر سب کو معلوم ہوتی نہ کسی کو اس
حال سے خبر تھی کہ ملکہ اس طور سے سمندر پہ کو گئی ہی بلکہ سب کو یہ معلوم تھا کہ ملکہ نے ترک
حکومت کرکے گوشہ نشینی اختیار کی ہی اور اُنکی ہمشیرہ حکومت کرتی ہین پس یہ حال سب عزیزون
کو معلوم تھا کہ ملکہ سمندر پہ کو گئی ہی پس ایوان وہان جو آئی تو اپنے حجرہ مین آکر اتری جو جو
لوگ وہان موجود تھے وہ ملکہ کو دیکھکر خوش ہوئے ایوان نے اُنکو اپنے قریب بلاکر کہا
کہ جاؤ سوباق برق فراج کو لے آؤ اور میری بہن کو لے آؤ اور میرے دیگر عزیزون کو میرے
آنے سے آگاہ کرو اور کہو کہ آپ لوگون کو ملکہ نے طلب کیا ہی پس وہ ملازم بموجب حکم
گئے پہلے ملکہ کی بہن کو ملکہ کی تشریف آوری سے آگاہ کیا اور کہا کہ آپ کو ملکہ نے یاد کیا ہی
اُسکے بعد ملکہ سوباق برق فراج ملکہ کی بھانجی کو آگاہ کیا اور بعد اُسکے ہر ایک عزیز و اقارب
کو پس ملکہ کی بھانجی اور بہن اپنے اپنے مقام سے یہ سنکے خوشی خوشی طرف ملکہ ایوان کے
روانہ ہوئی اور دیگر عزیز بھی اپنے اپنے مقام سے چلے سب سے پہلے سوباق برق فراج آکر پہونچی
اور پہنچکر اپنی خواصون سے پس خالہ کو سلام کیا چونکہ ملکہ اس سے محبت بہت رکھتی تھی گلے سے
لگایا پیار کیا پیشانی پر بوسہ دیا اپنے برابر بٹھایا اور مزاج کی حالت دریافت کی اُسنے جواب دیا
کہ آپکے لیے دل بہت بیقرار تھا اب میرا قصد تھا کہ کل ضرور یہان سے طرف آپکے روانہ
ہوتی کہ آج آپ خود تشریف لائین ملکہ نے جواب دیا کہ مجکو خود اس امر کا خیال تھا کہ ایسا نہو
کہ میری بھانجی گھبرا کر [illegible] آنے مین خود جلدی کرکے آئی گو فرصت نہ تھی یہ وقت آنے کا تھا مگر
تمہارے خیال سے آئی اور ایک امر ضروری بھی تھا اُسکا بھی بندوبست کرنا پر ضرور تھا یہ کہکر
وہ موتی جو [illegible] سے نکال کر اسکو دیا اور کہا کہ لو اپنا موتی لو اُسنے کہا کہ اپنے پاس رہنے دیجیے
میرے کس کام کا ہی جواب دیا کہ نہین تم ہی رکھو میرے پاس بیکار ہی پس یہ سنکے اُسنے سلام کرکے
لے لیا [illegible] باتین ہو رہی تھین کہ سوباق کی ماں آکر پہونچی جو کہ اب حاکم ہی الوان کیطرف
[illegible] بہن کو سلام کیا اور برابر آکر قدمون کو بوسہ دیا ملکہ ایوان نے گلے سے لگایا اپنے

برابر بٹھایا فرازج پری کی اُسنے جو کہ خسروون کا طریقہ ہوا تھی طور سے جواب دیا وہان کی حالت دریافت کی ملکہ
نے کہا کہ بیان کرتی ہون یہ باتین ہو رہین تھین کہ اب اور عزیز آنے لگے سب سے ملکہ نے خوشی اور
بکشادہ پیشانی ملی جب سب عزیز جمع ہو چکے پس ملکہ نے سب ملازمین محل کو جمع کیا اسکے بعد ملکہ نے
سمندر کی سب حالت بیان کی اور کہا کہ سمندر نے مجکو یہان سے طلب کرکے یہ ظلم وستم میرے
اوپر کیے پس میری زندگی تھی کہ عیار لشکر اسلام عیاری کرکے مجکو لے گیا پس مین نے اہل اسلام کی
اطاعت کی اور مطیع اسلام ہوئی اور سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی پس مین اس سبب سے
صاحبقران سے اجازت لے کر آئی ہون کہ تم لوگون کو جمع کرکے اس حال سے آگاہ کرون اور تم کو
اور کل اہل شہر و اہل لشکر کو مسلمان کرون پس سمندر شاہ اب اس لائق نہین رہا کہ اسکی اطاعت
کی جائے وہ اب قدردانون کا دشمن ہو آفاق شاہ اپنے وزیر کے ساتھ اُسنے یہ سلوک کیا
اور دیگر لوگون کے ساتھ یہ برتاؤ کیا اور میرے ساتھ یہ انجام کیا پس تم لوگون کی کیا رائے ہے سب
نے کہا کہ اگر آپ نے مذہب اسلام اختیار کیا اور سمندر کی اطاعت ترک کی اطاعت اسلام
قبول کی پس ہم نے بھی کی اور ہم سب تو ہمیشہ سے سرکش تھے سمندر شاہ کیا ہے جب ہم نے
خداوند طاق کی اطاعت نہ کی اور آپ نے کبھی سمندر شاہ کو خراج دیا نہ خداوند کو پس کچھ کیا
ضرور ہے کہ ہم اسکا دباؤ اٹھائین پس جو کچھ آپ نے کیا خوب کیا ہم کو قبول و منظور ہے ہم سب آپکے
ہمراہ ہین اور آپ کے پسینہ پر اپنا خون گرائینگے سمندر شاہ کی کیا حقیقت ہے ہم خداوند طاق
سے مقابلہ کرینگے زیادہ تر سوباقی برق فرازج اور ملکہ کی بہن نے کہا پس اُسی وقت الوان نے
اُن سب کو مطیع اسلام کیا اور اُن سب کو اس امر پر آمادہ پایا کہ یہ سب میری اطاعت کو ترک نہ کرینگے
جب ملکہ الوان کو ان سب کی طرف سے اطمینان ہوا اپنی بہن سے کہا کہ تم آج جب دربار کرنا
تو وزیر کو حکم دینا کہ وہ سب اہل شہر کو اس حال سے آگاہ کرے کہ کل کل اہل شہر جمع ہون کہ ملکہ
حکم سنائینگی اُسنے کہا کہ اچھا پس الوان نے سب کو رخصت کیا سب رخصت ہو کر اپنے
اپنے مقام کو آئے مگر خوش یہ سب لوگ ملکہ کے مطیع تھے پس جو ملکہ نے کہا اُن سب نے قبول
کیا پس ان سب کو خداوند کریم نے توفیق نیک عطا فرمائی تھی کہ انھون نے بھی اطاعت اسلام
اور دین اسلام قبول کیا پس ملکہ کی بہن نے جب دربار کیا اور وزیر کو وہی حکم دیا وزیر نے
بذریعہ منادی کے ندا کرادی پس دوسرے دن سب اہل شہر اور اہل لشکر جمع ہوئے الوان
نے اُس مجمع مین آکر اور بلندی پر کھڑے ہو کر سب کو اپنی طرف مخاطب کرکے پہلے اُن سب کی
تعریف کی اور پھر دریافت کیا کہ مین نے تم پر کسی طور کا ظلم و ستم تو نہین کیا پس مین تم سے دریافت
کرتی ہون کہ اگر کوئی میرا دشمن ہو اور میرے قتل پر آمادہ ہو تو تم میری شراکت کروگے یا نہین
تم لوگ میرے دشمن کے شریک ہوگے یا میرے پس جو مین تم سے کہون اُس پر عمل کروگے
یا میرے کہنے پر عمل نہ کروگے جلد بیان کرو یہ جو ملکہ نے کہا سب نے جواب دیا کہ آپ نے
ہم پر کوئی ظلم و ستم نہین کیا بلکہ اس طور سے ہم پر مہربانی کی کہ جیسے مادر مہربان اپنے فرزند پر
کرتی ہے کبھی ہم پر آپ نے ظلم نہین کیا بلکہ ہم آپکے عہد حکومت مین اس طور سے رہتے
اور رہے ہین کہ جیسے شکم مادر مین پس اگر خدا نخواستہ کوئی دشمن سرکار ہو ہم اُسکو اس طور سے
قتل کرین کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا اُسکے حال پر رحم کھائین اور ہم کو اُسکے حال پر رحم نہ آئے

پس ہم آپ کے دشمن کے دشمن ہیں اور دوست کے دوست ہم آپ کے قدموں پر جان نثار کرنے
کو موجود ہیں ہم اُسکی کیوں شراکت کرنے لگے ہم آپ کے شریک ہیں اور ہم آپ کے فرمانے
کو بسر و چشم قبول کرینگے اگر آپ یہ فرمائیں کہ تم اپنے ہاتھ سے اپنے سر کاٹ کر ہمارے قدموں پر
ڈالدو تو بھی ہم کو عذر نہ ہوویگا جو سب نے کہا پس الیوان نے پہلے بہت مذمت سمندر شاہ کی کی
اور اُسکے ظلم و بدعت کی حالت جو کہ اُسنے آفاق شاہ اور دیگر لوگوں پر اور اپنے اوپر جو کی
تھی بیان کی اور اُسکے بعد مذمت تصویر پرستی اور اہل اسلام کی تعریف اور صفت و ثنا دین
اسلام کی اور اپنے اسیری کی کیفیت اور بدعت سمندر جادو کی اور عیاری خواجہ تارشف
عنقران بن عمر ثانی کی بیان کی اور یہ کہا کہ اے اہل مجمع جب مجکو عیار لشکر اسلام رہا کرکے لے گیا
اور میں نے بزرگی دین اسلام کی دیکھی اور میرے ساتھ صاحبقران و دیگر اہل اسلام بڑی
عزت سے پیش آئے اور اُنھوں نے مجھسے ترک مذہب اور اپنی اطاعت کو کہا میں نے
اُس مذہب اور اُن لوگوں کو اچھا پایا اور مذہب اسلام کو حق اور اہل اسلام کو قدردان دیکھا
پس اُنکی اطاعت کی اور دین اسلام اختیار کیا اور وہاں سے رخصت ہوکر آئی کہ تم سبکو
مسلمان کروں اور لشکر لیکر برائے کمک جاؤں پس الیوان نے ایسی صفت و ثنا اور حمد و تعریف
دین اسلام کی بیان کی سب نے کہا کہ ہم نے آپ کی مہربانی سے دین اسلام کو قبول کیا اور
تصویر پرستی ترک کی اور اطاعت سمندر شاہ اور ہم نے دین اسلام کو قبول کیا اور اہل اسلام
کی اطاعت کو پس ملکہ نے سب کو طریقہ اسلام سے آگاہ کیا اور سب کو رخصت کیا اور
وہاں سے آکر اپنے محل میں دربار کیا سب اہل دربار حاضر دربار ہوئے اُدھر اہل شہر اپنے
اپنے مقام پر واپس آئے گھر خوش سبب یہ تھا کہ الیوان نے کبھی کسی قسم کا ظلم رعایا پر نہ کیا
تھا سب خوش تھے پس جو ملکہ نے کہا وہ قبول کیا طریقہ یہ ہے کہ جو رعایا اپنے بادشاہ سے خوش
ہوتی ہے پس اُسکے کہنے پر عمل کرتی ہے پس جب سب اپنے اپنے مقام پر آئے راوی نے
بیان کیا ہے کہ الیوان چند دنوں میں شہر اسپرن سے دین اسلام رائج ہوگیا الیوان نے مساجد کے بنے
کا حکم دیا مدرسہ کی تعمیر ہونے کا حکم دیا جب سب طرف سے اطمینان ہوگیا ملکہ الیوان نے
اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ طیاری سفر کرو اور لشکر طیار ہو کہ میں برائے کمک لشکر اسلام کوچ کرونگی
یہ خبر ملکہ سوماق بری فرزند نے اپنی خالہ سے سُنا کہا کہ خالہ اماں میں بھی آپکے ہمراہ چلونگی
اور سمندر شاہ سے مقابلہ کرونگی ملکہ الیوان نے جواب دیا کہ اے فرزند ابھی تمہارے چلنے کی
کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تو ابھی کم سن ہے دوسرے تو نے ابھی کسی طور سے جنگ نہیں دیکھی
ہے وہاں ہزاروں کے خون ہوتے ہیں اگر وہ پنڈہ ہے ایسا نہ ہوکہ تجکو خوف معلوم ہو اور تو ڈر جائے
سوماق نے کہا کہ میں تو کبھی نہ ڈرونگی میں ضرور چلونگی صاحبقران اور بادشاہ کی زیارت کرونگی آپ
منع نہ کریں الیوان نے جواب دیا کہ جب اس مقابلہ سے فرصت ہوسکے گی تو میں انکو یہاں
لاؤنگی دعوت کرونگی اُس وقت تم خوب زیارت کر لینا سوماق نے نہ مانا بہت اصرار کیا جب بہت
اصرار کیا اسوقت الیوان نے جواب دیا کہ اچھا جب ہم چلینگی لشکر لیکر تو تم بھی چلنا ابھی
تم اپنے باغ کو جاؤ سیر و تماشہ میں مصروف ہو اور ملکہ نے سوماق کی خواصوں کو الگ
[illegible] کہا کہ تم لڑکی کو بہلاتے رہنا اور اس طرف سے اُسکو مطمئن رکھنا تاکہ میں یہاں

سے مع لشکر کے کوچ کر جاؤں کیونکہ مجکو اُسکو ہمراہ لے جانا منظور نہین ہی ابھی وہ بچہ ہی ایسا نہ ہو کہ
وہ جنگ و پیکار دیکھ کر ڈر جائے اسی خیال سے الوان نے سوباق سے بھی کہا تھا اُن سب
نے عرض کیا کہ بہت خوب پس سوباق تھا لہ سے رخصت ہو کر مع اپنی خواصون کے اپنے باغ مین
آئی اور سیر و تماشہ مین مصروف ہوئی مگر اس امر کا خیال ضرور ہی کہ ایسا نہ ہو کہ خالہ بادون میرے کوچ
کر جائین اور مجکو نہ لے جائین اسکو تو یہ خیال ہی مگر خواصون نے اُسکو ایسا بہلایا کہ لہو و لعب مین مصروف
کیا کہ اُسکو بالکل خیال نہ رہا یہان ملکہ نے سرداروں سے کہا کہ جب سب لشکر طیار ہو جائے
اور سب سامان سفر درست ہو جائے تو مجکو خبر کرنا مین جس طور سے حکم دون اُس پر عمل کرنا سب
نے عرض کیا کہ بہت خوب پس یہان سامان سفر کی طیاری ہو رہی ہی اور ملکہ اس انتظار مین
ہی کہ سب لشکر طیار ہو جائے اور سامان سفر درست ہو جائے تو کوچ کرون اب دونون بہنین
تخت سلطنت پر بیٹھی ہین اور حکومت کرتی ہین دربار آراستہ رہتا ہی اب حیران جادو کا
حال سماعت فرمائیے کہ یہ حسب الحکم سمندر شاہ اسّی ہزار ساحرون کا لشکر لیکر برائے
تاخت و تاراج شہر الوانیہ سے روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ کے قریب شہر الوانیہ کے پہونچا
اور صحرا سے پر آب و گیاہ لائق جنگ و پیکار دیکھ کر خیمہ وغیرہ برپا کیے لشکر اترا پس یہان تو لشکر
اترنے لگا ادھر چند ساحر ملکہ الوان کے ملازمون سے جو کہ ہرکارون مین نوکر تھے برائے
سیر و تماشہ اور بالا دوی کے بیرون شہر آئے تھے اس لشکر کو دیکھ کر اس لشکر مین
آئے ساحرون کا لشکر دیکھا حال دریافت کیا پس جب معلوم ہوا کہ یہ لشکر سمندر یم سے
آیا ہی بحکم سمندر شاہ اسکا افسر حیران جادو ہی سمندر شاہ نے اس لشکر کو اس لیے یہان
بھیجا ہی کہ اگر اہل شہر اور ملکہ الوان کی بہن اطاعت نہ کرے اور سرکشی پر کمر باندھے مثل سابق
کے خراج دینے کا اقرار نہ کرے اور مثل الوان کے خود سر رہے تو تم شہر کو تاخت و تاراج
کرنا اور اہل شہر کو اور کل عزیزون کو الوان کے قتل کرنا اور شہر کو غارت کرکے تالاب بنا دینا
پس حیران جادو اس لیے یہ لشکر لیکر آیا ہی پس وہ ساحر یعنی ہرکارے یہ حال دریافت
کرکے روانہ ہوئے وہان جب حیران جادو کا لشکر اتر چکا پس حیران نے دربار کیا اور
ایک نامہ بنام ہمشیرہ الوان تحریر کیا کیونکہ اُسکو یہ امر معلوم تھا کہ الوان نے تو اہل اسلام
کی اطاعت کی ہی اور لشکر اسلام مین ہی یہان اس خیال سے نہ آئی ہوگی کہ بہن تو مسلمان
ہو گئی ہون اور سب اہل شہر تصویر پرست ہین اور میرے عزیز جب انکو یہ حال معلوم
ہوگا تو وہ ضرور میرے قاتل ہو جائینگے پس اس خیال سے حیران نے بنام ہمشیرہ الوان
نامہ لکھا اور سب حال الوان کی نمک حرامی کا اپنے نزدیک مطیع اسلام ہونے کا تحریر
کیا اور ایک ساحر کے ہاتھ روانہ کیا پس وہ ساحر نامہ لیکر داخل شہر ہوا اور شہر کی سیر
کرتا ہوا طرف دربار کے چلا یہ تو ادھر سے نامہ لیکر جاتا ہی یہان دربار آراستہ ہی سب امرا
حاضر دربار ہین الوان تہ طاقی اور اُسکی بہن دونون پہلو بہ پہلو تخت پر بیٹھی ہوئی ہین
اور حکومت کر رہی ہین کہ ہرکارون نے داخل دربار ہوکر مجرا کیا اور بستہ مجرا کرکے عرض کیا
کہ ہم غلامان سرکار برائے سیر صحرا گئے تھے ہم نے دیکھا کہ ایک لشکر قریب شہر فروکش
ہی ہم نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حیران جادو اسّی ہزار سے برائے غارت شہر

الوانیہ بحکم سمندر جادو آیا ہی اور یہان فروکش ہوا ہی سمندر جادو نے حکم دیا ہی کہ اگر اہل شہر اور جو کہ
حاکم شہر ہی میری اطاعت کرے تو خیر ورنہ شہر کو غارت کرنا اور اہل شہر کو قتل کرنا اور عزیزان الوان کو اسیر
کرکے میری خدمت مین حاضر ہونا پس یہ لشکر اس قصد سے آیا ہی جب ہم کو معلوم ہوا پس ہم لوگ وہان
سے حاضر خدمت ہوئے کہ آپ کو اس حال سے آگاہ کرین یہ سنکے الوان نے کہا کہ آیا ہی تو آنے دو
اپنے آنے کی سزا پائے گا ایسی ذلت اٹھائے گا کہ عمر بھر یاد کریگا کیا مین کوئی سمندر شاہ کی باتحت تھی
یا ہون یا میری بہن ماتحت ہی جو اسکی اطاعت کرے حیران کی بھی یہ لیاقت ہی کہ میرے شہر پر لشکر
لیکر آیا ہی اسکے بنائے سے کیا بنے گا اگر خود سمندر شاہ آئے تو بھی یہ امر ممکن نہین ہی کہ ہم لوگ
اسکی اطاعت کرین یہ کہکر الوان خاموش ہو رہی اور حکم دیا کہ ہرکارون کو انعام دیا جائے پس
ہرکارے انعام پاکر اور مجرا کرکے وہان سے باہر آئے یہان الوان نے کہا کہ ای حاضرین دربار تم نے
سنا کہ سمندر شاہ نے حیران جادو کو میرے شہر کے غارت کرنے کو روانہ کیا ہی اور وہ آکر بیرون شہر
فروکش ہوا ہی خیر آیا ہی تو آنے دو مین اسوقت تک نہین خبر لیتی ہون جب تک وہ کوئی نامہ وغیرہ
نہین روانہ کرتا ہی پس جب اسکا نامہ یہان آئے گا اور وہ اپنے آنے سے خبر دیگا اسوقت لشکر
لیکر جاؤنگی اور مقابلہ کرکے اسکو شکست دونگی سب اہل دربار نے کہا کہ حیران کی کیا حقیقت ہی اگر
سمندر شاہ بھی آئے تو آپ کے غلامون کے ہاتھ سے امان نہ پائے شکست اٹھا کر بھاگے اور
فرار پر کمر باندھے اور اسکو امان نہ ملے الوان نے کہا کہ تم ایسے ہی ہو یہی ذکر ہو رہا تھا کہ وہ نامہ بر
در دولت پر آکر پہونچا اور اسنے درگہ سالار سے کہا کہ میری خبر کرو کہ حیران جادو کا نامہ بر نامہ
لیکر آیا ہی پس درگہ سالار نے جاکر اندر دربار کے الوان سے عرض کیا کہ نامہ بر آیا ہی حیران جادو
کا پس الوان نے کہا کہ اسکو بھیجدو تا کہ نامہ کا حال ظاہر ہو پس درگہ سالار نے بیرون دربار آکر نامہ
بر کو دربار مین جانے کی اجازت دی پس نامہ بر اندر دربار کے آیا دربار کو آراستہ پایا الوان کو
تخت حکومت پر جلوہ گر دیکھا اور اسکی بہن کو اور سب سردارون کو کرسیون پر اور تکیون پر
متمکن دیکھا پس مجرا کیا کرسی چوبی ملی سلام کرکے کرسی پر بیٹھا ساقی نے بحکم ملکہ جام شراب دیا
نامہ بر نے شراب پیکر کہا کہ مین نامہ بر ہون نامہ لایا ہون ملکہ نے نامہ طلب کیا اسنے نامہ دیا
پس ملکہ نے دبیر کو اشارہ کیا دبیر نے نامہ بر کے ہاتھ سے نامہ لیا اور اسکو لفافہ چاک کرکے پڑھنا
شروع کیا اسمین پہلے تعریف خداوند تصویر کی تحریر تھی جب سب اہل دربار نے سنی ہر طرف سے
صدائے لعن بلند ہوئی اسکے بعد تعریف و توصیف سمندر شاہ کی تھی اسکے بعد تحریر تھا کہ ای ہمشیرہ
الوان آگاہ ہو کہ الوان نے اپنا دین آبائی ترک کیا اور مذہب اسلام اختیار کیا اور سمندر شاہ
سے مقابلہ پر آمادہ ہوئی بادشاہ نے جو اس امر کی بابت کہا کہ تو نے کیون دین اسلام اختیار کیا اور
اپنا مذہب ترک کیا جواب دیا کہ جو میرے دل مین آیا مین نے کیا بادشاہ نے بہت پند و نصیحت کی
اسنے نہ مانا آخر کو آمادہ فساد پر ہوئی تب بادشاہ نے اسکے قتل کا حکم دیا لوگ مارنے قتل لے گئے
مگر عیار لشکر اسلام اسکو رہا کرکے لے گئے اب وہ لشکر اسلام مین ہی پس مین تم کو آگاہ کرتا ہون
چاہیے تم کو معلوم ہو کہ تمھاری بہن مرتد ہو گئی اور وہ اب یہان نہ آئیگی پس اسی غیض و
غضب مین بادشاہ نے مجکو ادھر کو روانہ کیا تا کہ مین تم کو اس حال سے آگاہ کرون بادشاہ نے
کہا ہی کہ وہ خود سری اور سرکشی الوان تک تھی پس جب وہ ہم سے منحرف ہو گئی اب وہ طریقہ ہم

سبب سے تو نے یہ کلمہ تحریر کیے ہین تیری سرکوبی کو یہان موجود ہون مین نے یہان آکر قبل
سے سب اہل شہر اور اہل لشکر و اپنے عزیزون پر اپنے مسلمان ہوتے اور اپنی اطاعت اہل
اسلام کے کرنے کی سب حالت بیان کر دی اور ان سب کو بھی مسلمان کر لیا اب تیری
یہان دال نہ گلے گی تو بیکار یہان فتنہ پردازی کرنے کو آیا ہے کیون قضا نے گھیرا ہے بس تو
کیون تکلیف کرے مین تو خود لشکر لے کر تیرے مقابلہ کو بیرون شہر آتی ہون بس تیرا جو جی چاہے
میرا کر لے مین موجود ہون اہل شہر نے تیرا اور تیرے بادشاہ کا کیا نقصان کیا ہے جو تو اور وہ انکی
تباہی پر آمادہ ہے بس مجھکو کیا ضرورت ہے کہ مین بیکار اُن کا خون کراؤن بس مین خود ہی کیون نہ
تیرے مقابلہ کو آؤن زیادہ کیا تحریر کرون یہ امر تو دل سے دور رکھ کہ یہان کوئی تیرے اس
خوف دلانے سے ڈر جائے اور سمندر کی اطاعت کرے یہ امر بالکل غیر ممکن ہے بس آمادہ
جنگ ہو مین لشکر لے کر آتی ہون اور بہت سے کلمات سخت و سست تحریر کرائے بلکہ
دشنام تحریر کرائے اور ایسے کلمہ کہ جنکے سننے سے نامرد کو بھی غصہ آ جائے بس اس طور کا جواب
تحریر کرا کے اُس ساحر کو دیا وہ ساحر جواب نامہ لے کر روانہ ہوا بعد جانے اُس ساحر کے
الوان نے حکم دیا سردارون کو کہ اسی وقت ایک لاکھ ساحرون کا لشکر طیار ہو کہ مین لشکر
لیکر برائے مقابلہ حیران جادو جاؤن کیونکہ وہ بڑا نطفہ حرام ہے کہین ایسا نہ ہو کہ وہ جواب
نامہ دیکھتے ہی لشکر لے کر اندر شہر کے نرغہ کر کے چلا آئے اور اہل شہر کو قتل کرے تو
بڑی خرابی ہو اس امر سے کیا فائدہ سردارون نے عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلین لشکر
طیار ہے یہ سنکے الوان نے یاران سے کہا کہ اے بہن مین ایک لاکھ کا لشکر لے کر برائے
مقابلہ حیران جاتی ہون تم پرسون تک دو لاکھ ساحرون کا لشکر لے کر آنا تا کہ مین اُس مقابلہ
سے فرصت کر کے اسی طرف سے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہو جاؤن کیونکہ اگر شہر سے
جاؤنگی تو سوماق کو معلوم ہوگا وہ ضد کریگی اُسوقت خرابی ہوگی یا تو اُسکو رنج دون یا
اُسکو ہمراہ لے جاؤن لیجانے مین خرابی ہے آزردہ کرنے کو دل گوارا نہین کرتا ہے بس یہ طریقہ
اچھا نکلا ہے کہ اسی طرف سے مع لشکر کے کوچ کر جاؤن یاران نے کہا کہ اچھا بس ملکہ الوان
نے اسی وقت ان سردارون کو اجازت دی کہ جنھون نے کہا تھا کہ لشکر طیار ہے کہ تم جاؤ
اور لشکر کو لے کر آؤ مین برآمد ہوتی ہون اور خیمہ وغیرہ اژدرون پر بار کراؤ بس وہ سردار
دربار سے باہر آئے اور سب اہل کارون کو ملکہ کے حکم سے آگاہ کیا اسی وقت خیمے و
بارگاہین وغیرہ اژدرون پر بار کر کے چھاؤنی مین جا کر اُن سردارون نے ایک لاکھ
ساحرون کا لشکر جو کہ طیار تھا اُسکو کمربندی کا حکم دیا بس تھوڑے عرصہ مین وہ سب
ساحر طیار ہو گئے نشان لشکر اژدرون پر نصب کیے گئے بس جب لشکر طیار ہو گیا
سب سردار در دولت پر حاضر ہوئے کہ ملکہ الوان برآمد ہوئی سب سردارون نے مجرا
کیا تخت سحر حاضر کیا گیا ملکہ اُس پر سوار ہوئی لشکر کو روانہ ہونے کا حکم دیا سب سردار
اپنی اپنی سواریون پر سوار ہو کے گرد تخت ملکہ حلقہ باندھ کر چلے بس سواری ملکہ کی
بصد جاہ و حشم روانہ ہوئی عقب مین ایک لاکھ ساحر تھے تاز و قرقرے پر سوار ابر سحر
سرون پر سایہ فگن عجب شان و شوکت سے الوان لشکر لے کر شہر سے روانہ ہوئی بیرون

شہر پہونچی مقابل لشکر حیران فروکش ہوئی بارگاہین وغیرہ برپا ہونے لگین یہان یاران نے سردارون کو
حکم دیا کہ پرسون تک تین لاکھ اور ساحر طیار ہو جائین پرسون لشکر اپنے ہمراہ لیکر اپنی بہن کی خدمت
مین جاؤنگی یہ حکم دیکر دربار برخاست کیا اسوقت سردارون نے اہل لشکر کو اس حال سے آگاہ
کردیا چونکہ سامان سفر تو ہو رہا تھا کہ ملکہ الوان نے یہ حکم دیا تھا کہ لشکر طیار ہو مین برائے کمک اہل
اسلام جاؤنگی بس یہ جو حکم سردارون نے اہل لشکر کو دیا اسی وقت سے جلد جلد سامان سفر ہونے
لگا یہان تو یہ سامان ہو رہا ہے اور وہان بیرون شہر الوان نے بمقابلہ حیران لشکر کو اترنے کا حکم
دیا ہے ادھر لشکر حیران مین سب اطمینان سے بیٹھے ہین حیران نے دربار کیا ہے سب سردار حاضر
ہین جواب نامہ کا منتظر ہے کہ وہ ساحر جواب نامہ لیکر آیا اور عرض کیا کہ ملکہ الوان بھی موجود ہے آپکو
یہ خیال تھا کہ وہ نہ ہوگی لشکر اسلام مین ہوگی انھون نے وہان سے یہان آکر سب اہل شہر
کو مسلمان کیا اور سب اہل لشکر کو اور اپنے عزیزون کو ہر مقام پر طریقہ اسلام جاری ہے آپکا
نامہ چاک کر ڈالا اور بہت سخت وسست کہا اور وہ آمادہ جنگ ہین لشکر لیکر آئی ہین
ہزارون دشنام آپکو دین اور لکھین سمندر شاہ کو آپکو جواب نامہ سے انکی سرکشی ظاہر
ہو جائیگی یہ کہکر وہ نامہ پیش کیا حیران نے دبیر کو دیا دبیر نے لفافہ چاک کرکے پڑھنا شروع کیا
بس جب حیران مضمون نامہ سے آگاہ ہوا ایسا غصہ آیا کہ کانپنے لگا چہرہ لعل ہو گیا اور کہا کہ
الوان کی قضا آئی ہے خیر میرے ہاتھ سے جاتی کہان ہے یہ کہکر سردارون سے کہا کہ لشکر کو جلدی
کا حکم دو مین کیون اس امر کا انتظار کرون کہ الوان لشکر لیکر آئے تو مقابلہ کیا جائے بس کیا
ضرور ہے کہ عرصہ ہو مین نرغہ کرکے کیون نہ شہر پر قبضہ کرلون اندرون شہر کیون نہ مقابلہ کرون
سردارون نے جواب دیا کہ بہت خوب ابھی سردار بیرون بارگاہ نہ آئے تھے کہ جاسوس
لشکر حیران بارگاہ مین آئے مجرا گاہ سے مجرا بجا لائے اور بعد دعا کے عرض کیا کہ پہلوان
جہان و ساحر زمان آگاہ ہون کہ ملکہ الوان سلطانی ایک لاکھ ساحر لیکر بیرون شہر آئین
ہین اور آپ کے مقابلہ مین اپنے لشکر کو فروکش کیا ہے لشکر ابھی ابھی آکر اترا ہے بارگاہین وغیرہ
برپا ہو رہی ہین یہ سننا تھا کہ حیران نے سردارون سے کہا کہ الوان نے بہت جلدی کی
بڑی عقلمند ہے خیر آئی ہے تو کہان جاتی ہے اب مین ہر دون قتل کیے کب مانتا ہون اور ا
اس شہر پر قبضہ کیے ہوئے کہدو کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے یہ حکم دینا تھا کہ لشکر
حیران جادو مین طبل جنگ پر چوب پڑی نفیر [illegible] ادھر ملکہ الوان کا لشکر اتر چکا تھا
ملکہ نے دربار کیا تھا سب سردار حاضر تھے کہ طبل جنگ کی صدا کان مین آئی طائران سبک
خبر نوا خست طبل جنگ سنکر حاضر ہوئے ملکہ کو طبل جنگ کے بجنے سے آگاہ کیا ملکہ نے
بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس حربی بجا ادھر ملکہ نے
دربار برخاست کیا ادھر حیران نے سب سردار اپنے اپنے مقام پر دونون طرف کے آئے
سامان جنگ مین مصروف ہوئے طرفین کے ساحر اپنا اپنا سحر درست کرنے لگے وہ باقی ماندہ
دن اور وہ شب سامان جنگ مین دونون لشکرون کو گذری طبل جنگ بجا کیا یہان
تک کہ شب بر طرف ہوئی اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی دونون میدان مصاف مین
آکر صف آرا ہوئے نقیبون نے نقابت کی ساحرون نے سحر کرکے پست و بلند زمین کو

ہموار کیا جو درخت حائل نظر تھے اُنکو قلم کیا ابر سحر بنا کر اُسکے ذریعہ سے آب پاشی کر کے گرد و غبار
کو ہٹایا بس جب سب درستی ہو چکی اور دونون طرف صف بندی ہو چکی اُسوقت ایوان
نے اپنا تخت قلب لشکر سے نکالا اور وسط میدان مین آکر کہا کہ او حیران جادو اگر کچھ دم
رکھتا ہی اور غیرت بھی ہی تو مجھ سے آکر مقابلہ کر کیا اس امر سے فائدہ کہ بیکار بندگان خدا کا خون
ہو میرے تیرے فیصلہ ہو جائے اگر مین تیرے اوپر غالب آؤن تو تیرا لشکر میری اطاعت
کرے اگر تو مجھکو اسیر کر لے خواہ قتل تو میرے اہل شہر اور اہل لشکر اور سب عزیز مع میری بہن
کے تیری اطاعت کرینگے یہ سننا تھا کہ حیران جادو نے بھی اپنا تخت سحر قلب لشکر سے
نکالا او مقابلہ ملکہ ایوان کے آکر تخت کو روکا اور کہا کہ اے ایوان اب بھی کچھ نہین گیا ہی تو
اس امر کا اقرار کر کہ مین نے سمندر شاہ کی اطاعت کی اور اب برابر خراج دیتے جاؤنگی اور
اپنا مذہب قدیم اختیار کیا تو مین واپس جاؤن اور سفارش کر کے تیری خطا بادشاہ سے
معاف کرا دون ورنہ میرے ہاتھ سے ماری جائیگی مجھکو شرم آتی ہی کہ مین کیا دن دہاڑے
عورت سے مقابلہ کرون عورت و مرد کا مقابلہ تو رات کو پلنگ پر ہوتا ہی کو تو ضعیف
ہو گئی ہی مگر اسگلے زمانہ کی عورت ہی جو تیرے ساتھ مقابلہ کرتے مین مرد کو تکلیف ہوگی
وہ جوان عورت کے ساتھ نہ ملے گی بس میری یہ رائے ہی کہ اگر تو قبول کرے تو مین تجھکو
اپنی ہم بستری کے لیے سمندر شاہ سے طلب کرون تو بھی ساحرہ ہی مین بھی ساحر ہون
مین سحر کر کے تجھکو جوان کر لونگا ایسا جوان کہ جسکا مثل و نظیر نہ ہوگا بلکہ نا کتخدا بنا لونگا جب
مین اور تو پلنگ پر ہونگے اسوقت مقابلہ کا مزا ہوگا اور یہان کیا مقابلہ کا مزا ہوگا تو
بڑی بے غیرت ہی کہ سامنے دو دریا سے لشکر کے کہتی ہی کہ مجھ سے مقابلہ کر و مین ایسا بے
غیرت نہین ہون کہ تجھ سے یہان مقابلہ کرون اگر شب بھی ہوتی تو کیا نقصان تھا یہ جو
حیران نے کہا ملکہ کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ اس طور کا مقابلہ تو اپنی مان کے ساتھ
کر یا بہن کے ساتھ کیا بیہودہ بکتا ہی تیری قضا بھی آ گئی ہی بس اب اگر ایسے کلمہ زبان
پر لائے گا تو تیری زبان گدی کی طرف سے نکال لی جائے گی تو کیا میری خطا کو معاف کرائیگا
اور کیا تیرا بادشاہ میری خطا معاف کرے گا لاجو تو حربہ سحر رکھتا ہی اُسنے کہا کہ پہلے تو حربہ کر
اسنے جواب دیا کہ جب سے ہم مطیع اسلام ہوئے ہین یہ طریقہ ترک کیا کہ حریف پر پیش
دستی کرین بس جب حریف کے حربہ سے ہمارا خدا ہم کو بچاتا ہی تو ہم اپنا حربہ کرتے ہین بس
یہ سنتے حیران نے ایوان پر سحر کیا ایوان نے رد کر دیا پھر حیران نے سحر کیا ملکہ نے رد کر دیا
باہم دس پندرہ سحر کی رد و بدل ہوئی جب حیران نے دیکھا کہ مین کسی طور سے ایوان پر
غالب نہین آتا ہون جو سحر کرتا ہون ایوان رد کر دیتی ہی بس ایک مرتبہ ایوان کی طرف دیکھ کر
کہا کہ اے ایوان یہ تو سحر ہو چکے نہ تم غالب آئین نہ مین بس مین سحر کرتا ہون بھلا اسکو تو رد کر و
ملکہ نے کہا کہ ہان مین ہوشیار ہون تو سحر کر مین نے ایسے طفل مکتب بہت سے تعلیم دیے ہین
حیران نے کہا کہ ہان مین بھی جانتا ہون کہ تم نے ہزارون کو اپنے کتاب کا سبق دیا ہوگا اور تعلیم
کیا ہوگا یہ جو حیران نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ او نطفہ حرام تیری مان تو ابھی تک سر بازار
اپنی کتاب کا سبق دیا کرتی ہی پھر آئندہ رو ند کوا ور تیری بہن وہ ابھی جوان ہین مین کیا

سبق دونگی حیران نے کہا کہ اچھا خبردار ہو جا یہ کہکر اور جھولی سے ترنج نکال کر اور اپنی ران کا خون دے کر
اسم سحر پڑھکر ملکہ کی طرف پھینکا اور ایک دستک دی جیسے وہ ترنج قریب ملکہ پہونچا ملکہ نے
اشارہ کیا کہ وہ ترنج بیچ سے شق ہو گیا اور اُسکے اندر سے ایک شعلہ نکلا وہ بالا ہوا گیا اور ایک
گنبد آتشین بنکر طیار ہوا اور طرف ملکہ کے چلا ملکہ جب تک سنبھلے سنبھلے کہ وہ گنبد ملکہ کے اوپر آ پڑا
ملکہ مع تخت کے اُس گنبد آتشین میں پوشیدہ ہو گئی دونوں لشکروں نے دیکھا کہ ایک دھوان
اُس گنبد سے نکلا اہل لشکر ایوان کو یقین ہوا کہ ملکہ تمام ہو گئی سحر حیران نے ملکہ کو قتل کیا قصد کیا کہ
جنگ مغلوبہ کریں سب ملکہ کے لیے افسوس کرنے لگے اہل لشکر حیران جادو خوش ہوئے
ادھر حیران جادو نے اپنی کلاہ کج کر کے صدا دی کہ زدم و پست کردم بھلا عورت کہیں مرد سے
مقابلہ کر سکتی ہی یہ کہکر اپنے تخت پر جھوما اُدھر ملکہ کے لشکر نے قصد کیا چاہا کہ اپنے مقام سے حرکت
کرے کہ جب حیران جادو نے یہ کہا کہ زدم و پست کردم آواز آئی کہ زدی و پست کر دی میں
تیری حریف موجود ہون ادھر دیکھ حیران جادو نے ملکہ کی صدا پہچان کر پشت کی طرف دیکھا جب
ملکہ اُدھر نظر آئی تو طرف دست راست کے دیکھا اور چپ کے اودھر بھی ملکہ نظر آئی اُدھر
ملکہ نے پھر صدا دی کہ اندھا ہو گیا میں سامنے موجود ہون یہ ادھر اُدھر دیکھ رہا ہی اسے جو سامنے
تخت کے نگاہ کی دیکھا کہ ملکہ زمین سے نکل رہی ہی اہل لشکر ملکہ نے جب ملکہ کو دیکھا انھون نے
تو اپنے قصد کو فسخ کیا اور خوش ہوئے مگر حیران کے حواس جاتے رہے کہ یہ میرے اپنے سحر رد
سحر سے بچ گئی ملکہ نے زمین سے نکلتی ہی ایک مرتبہ اُس برج آتشین کی طرف نگاہ کر کے
اُف جو کیا وہ گنبد خاک ہو کر رہ گیا جب ملکہ زمین سے نکلی تھی تو اسکے ہاتھ میں ایک
چھوٹا سا بیضہ فولادی تھا ملکہ نے گنبد کو برباد کر کے حیران جادو سے کہا کہ میں نے تو تیرا
سحر رد کیا اب تو میرا سحر رد کر اور خبردار ہو جا حیران نے کہا کہ میں خبردار ہون تو سحر کر بس
ملکہ نے وہی بیضہ فولادی حیران کے سینہ کو تاک کر مارا بس جیسے حیران کے قریب وہ
بیضہ پہونچا اُسنے انگشت کا اشارہ کیا کہ وہ بیضہ درمیان سے شق ہو گیا اس میں سے ایک
جانور سفید رنگ پیدا ہوا اور پرواز کر کے بالا ہوا گیا اور گرد سر حیران گردش کرنے لگا
سات مرتبہ گردش کر کے اُسنے صدائے افسوس بلند کی اس صدا کا بلند کرنا تھا کہ حیران کی
یہ حالت ہوئی کہ مثل آئینہ حیران ہو کر رہ گیا سکتہ کا عالم ہو گیا اُدھر ملکہ نے اُسکو دربار
بس اُس طائر نے لشکر کی طرف رخ کر کے وہی صدا دی جس کے کان میں اُس طائر کی صدا پہونچی
اُسکی یہی حالت ہوئی یہان تک کہ قریب دو ہزار اہل لشکر کے اس سحر میں مبتلا ہو کر لشکر
سے نکل آئے اور ملکہ سے کہنے لگے کہ ہم آپ کے غلام ہیں کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے کہا کہ تم
سب اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالو یہ جو ملکہ نے کہا اُن سب نے ایک مرتبہ
خنجر سحر میانون سے کھینچ کر اپنے گلون پر رکھ کر جو کھینچا ہی برابر سب دو ہزار سحر کے گلے کٹ
گئے دو ہزار لاش زمین پر تڑپنے لگی یہ جو واقعہ اہل لشکر حیران جادو نے دیکھا اور یہ
امر اُن پر ثابت ہوا کہ یہ سحر ایوان کا ہی اور اس سحر میں مبتلا ہو کر سب نے اپنی جان
دی جو اس طائر کی صدا سنیگا اُسکا بھی یہی حال ہوگا سب نے اپنے کانون میں انگلیان
دے لیں مگر حالت یہ ہی کہ جس کے کان میں صدا جاتی ہی وہ بیہوش ہو کر

باہر چلا آتا ہے اور ملکہ سے کہتا ہے کہ کیا حکم ہوتا ہے ملکہ کہتی ہے کہ اپنے کو ہلاک کر وہ ہلاک کرتا ہے ادھر
حیران جادو نے ملکہ سے کہا کہ میں تمھارا غلام ہوں مجھکو کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا کہ یہی حکم ہے
جب میں جانوں کہ تم میرے غلام ہو کہ اپنے سر کو کاٹ کر پھینکدو یہ سننا تھا کہ حیران نے خنجر پر
ہاتھ ڈالا اور نیام سے لے کر گلے پر رکھا ادھر حیران نے خنجر گلے پر رکھا ادھر زمین شق ہوئی اور
ایک پتلی زمین سے پیدا ہوئی اور جست کر کے برابر اس طائر کے پہونچی اور اس کو چال مار کر
پکڑ لیا راوی نے کہا ہے کہ یہ سمندر جادو کا تھا کہ سمندر نے حیران کی حفاظت کے لیے مقرر کیا
تھا در بزم الیوان نے تو اسکا کام تمام کر دیا تھا بس اس پتلی نے اس طائر کو پکڑ کر اور سر پر لا کر
حیران کے ذبح کیا جب اسکے خون کے قطرے حیران پر گرے حیران کو ہوش آیا خنجر اپنے ہاتھ
میں پایا حیران ہوا اس پتلی نے سامنے آکر کہا کہ کوئی ایسا غافل ہوتا ہے اور یوں حریف کے سحر
میں مبتلا ہوتا ہے دیکھو تو اپنے لشکر کا حال کہ کیا حال ہوا ہے جو حیران نے پلٹ کر دیکھا تو ہزاروں
لاشوں کو زمین پر تڑپتے پایا حیران ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہے اس پتلی نے کہا کہ یہ سب سحر میں الیوان
کے مبتلا ہوئے تھے اور اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ کر ہلاک ہوئے اور یہی حالت تمھاری بھی
تھی اگر میں تھوڑی دیر اور نہ آتی تو تمھارا بھی کام تمام تھا یہ کہکر پتلی نے قصد کیا کہ زمین پر گر کر
غرق زمین ہو جاؤں الیوان نے جو یہ واقعہ دیکھا فوراً دستک دی کہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلا
فولادی زمین سے پیدا ہوا الیوان نے اس پتلے کی طرف اشارہ کیا کہ لینا اس لکاتہ فحبہ پتلی کو
اس چھنال نے آکر اپنے یار کو بچایا اور میرے سحر کو برباد کیا یہ کہنا تھا کہ وہ پتلا مثل شرارہ
کے قریب اس پتلی کے پہونچا اور ارے جان جہان کہکر مثل بلا کے اسکے چمٹ گیا اور پیار
کرنے لگا بوسے لینے لگا وہ کہنے لگی کہ دور ہو تو یہ کیا کرتا ہے وہ یہ جواب دیتا تھا کہ جو مرد کا
کام ہے وہ کرتا ہوں میں تو تیرا مدت سے عاشق ہوں آج تو ہاتھ آئی ہے بدون اپنے مصرف
میں لائے تجھکو کب چھوڑتا ہوں ان دونوں لشکروں کے سامنے تیرے شیشہ عصمت کو
اپنے تیشہ سے توڑتا ہوں یہ کہتا ہے اور چٹا چٹ بوسہ لیتا ہے اور یہ قصد ہے کہ پکڑے جاؤں
پس یہ جو حال اس پتلی نے دیکھا ایک مرتبہ لڑنے پر آمادہ ہوئی باہم کشتی بالا سے ہوا ہونے
لگی اور وہ پتلا یہ کہتا جاتا ہے کہ بڑی سرکش عورت ہے ہاں سچ ہے کہ سب عورتیں جو کہ ناکتخدا
ہوتی ہیں وہ پہلی شب اسی طور سے ہشت و مشت کرتی ہیں پس نوبت با ینجا رسید
کہ وہ پتلا اس پتلی کو پکڑ لایا دونوں لشکروں کے لوگ یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں اور متعجب ہو کر تقریر
پتلے کی سنتے ہیں حیران خود حیران کھڑا ہے کہ یہ کیا واقعہ ہے اس پتلی کے بچانے کی کیا تدبیر کروں
ادھر وہ پتلا اس پتلی کو پکڑ لایا روبرو الیوان کے اور اس پر غالب آیا حالت یہ تھی کہ بوسے لیے
جاتا تھا بس جب الیوان کے روبرو پہونچا پوچھا کہ کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا کہ اس لکاتہ
کی ٹانگیں پکڑ کر چیر ڈال اس نے اپنے یار کو بچایا میرے سحر کو برباد کیا یہ الیوان کا کہنا
تھا کہ اس پتلے نے اسکی ایک ٹانگ ایک ہاتھ سے پکڑ لی اور دوسری دوسرے ہاتھ
سے اور قصد کیا کہ چیر ڈالوں وہ پتلی چلائی کہ اے حیران کیا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے میں نے تجھکو
بچایا تو مجھکو اس ظالم کے پنجہ سے نہیں بچاتا ہے بس یہ سنکے حیران جادو نے قصد کیا کہ
سحر کروں ادھر اس پتلے نے ایک جھٹکا دیا کہ وہ پتلی مقام شرمگاہ سے لے کر تا بہ گلو دو

ہو گئی آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہو گئی آواز آئی کہ کشتی مرا کہ نام من پتلی سحر سمندر شاہ بود اُدھر وہ پتلا
اُسکو پھیر کر غرق زمین ہو گیا جب تاریکی برطرف ہوئی اور روشنی ہوئی سب نے دیکھا ملکہ
سامنے کھڑی ہوئی ہے اور حیران جادو بھی کھڑا ہوا ہے نہ وہ پتلی ہے نہ پتلا جب حیران جادو نے
دیکھا کہ ایوان نے سحر کر کے اس پتلی کو بھی غارت کیا اور میرے دو ہزار لشکر کے لوگ قتل کئے
بہت بڑا سحر کیا بس ایک مرتبہ برہم ہو کر تخت پر سے کودا اور زمین پر آ کر ایک مشت خاک
اُٹھائی اور اس پر اسم سحر دم کرنے لگا اور ایوان سے کہا کہ خبردار ہو جا تو نے تو بہت بڑا سحر کیا
تھا مجھکو میرے خداوند لقا نے بچایا بس ایوان نے جواب دیا کہ میں ہوشیار ہوں تو سحر کر میں
پھینکی حیران نے وہ خاک ایوان پر ماری سب نے دیکھا کہ سناٹا رہنے سے طرف
ملکہ کے چلے اُدھر حیران وہ خاک ملکہ پر مار کر اور سحر کر کے اپنے تخت پر آ کر بیٹھ گیا اُدھر
جس قدر سنگ ریزے تھے اُسی قدر پھول بنکر طیار ہوئے اور طرف ملکہ کے چلے یا تو وہ
خاک تھے یا چادر گل ہو گیا اب جو اُسکی خوشبو پھیلی اور اہل لشکر ملکہ کے دماغ میں
پہونچی سب مست ہو گئے اور اشعار بہاریہ پڑھنے لگے اُدھر وہ چادر گل ملکہ پر گری
اور ملکہ اُن پھولوں کے سبب سے عروس بن گئی اور اسکا بھی دماغ معطر ہو گیا اور ملکہ
بھی مست ہو کر جھومنے لگی اور اشعار بہاریہ پڑھنے لگی جب حیران نے دیکھا کہ کل لشکر
کے ساحر مست ہو گئے اور ملکہ بھی مست ہو گئی بس اُسنے سحر کیا کہ چند پتلے پیدا ہوئے
اُنکو اُسنے اپنے روبرو طلب کر کے کہا کہ ان سب کے سر کاٹ لاؤ بس ایک پتلا تو طرف
ملکہ کے کارو لے کر چلا اور باقی پتلے طرف لشکر کے راوی نے کہا ہے کہ ابھی وہ پتلا نہ لشکر
میں پہونچا تھا نہ ملکہ کے قریب پہونچا تھا کہ درمیان سے زمین شق ہوئی اور ایک پتلا
پیدا ہوا کہ اُسکے ایک ہاتھ میں ایک جام تھا اور دوسرے ہاتھ میں ایک شیشہ اُس
پتلے نے زمین سے نکلتے ہی اُس شیشہ کو اُن پتلوں کی طرف کھینچ مارا اور جام کو لیکر
قریب ملکہ کے آیا اور اُس سے پانی لیکر ملکہ کے منہ پر چھینٹا دیا اور کہا کہ ملکہ ہوشیار ہو جاؤ
یہ کہکر اور چھینٹا دے کر اور ایوان کو ہوشیار کر کے اُسی پتلے نے وہ جام اُچھال دیا کہ وہ جام
بالائے ہوا جا کر ابر بن گیا اور تمام لشکر پر محیط ہو گیا اور اُس سے بارش ہونے لگی جس جس کے
اوپر قطرہ پانی کا گرا وہ ہوشیار ہو گیا ایک دم میں تمام لشکر کو ہوشیار کر دیا حیران نے
یہ معرکہ دیکھا ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ سحر کر کے اس پتلے کو قتل کروں مگر رہ جاتا ہے اُدھر اُس
پتلے نے جو شیشہ اُن پتلوں پر مارا اور وہ شیشہ اُنکے قریب آ کر خود بخود شق ہو گیا
اور اُس سے شعلہ نکلا کہ اُس شعلے نے اُنکو جلانا شروع کیا اُدھر وہ پتلے جلنے لگے اُدھر
یہ سب ہوشیار ہوئے اُن پھولوں کا یہ حال ہوا کہ سب پژمردہ ہو کر رہ گئے بالکل خوشبو
جاتی رہی ملکہ کو جو ہوش آیا اپنے اوپر پھولوں کی چادر پڑی ہوئی پائی مگر سب پھول جھڑ گئے
تھے ملکہ نے ان سب کو نوچ کر پھینک دیا اور حیران کی طرف دیکھ کر کہا کہ تو نے بھی بہت
بڑا معرکہ کا سحر کیا تھا مجھکو بھی بچایا میرے خداوند کرم نے میں پہلے ہی سے یہ تدبیر
کر آئی تھی ورنہ تو تو اپنا کام کر چکا تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ پتلا یہ سب کام
کر کے غائب ہو گیا اسکا غائب ہونا تھا کہ وہ ابر بھی غائب ہو گیا راوی بیان کرتا ہے

کہ جب ملکہ پر حیران نے برج آتشین گرایا تھا اور ملکہ اُس مین پوشیدہ ہو گئی تھی بس اُسی حالت مین ملکہ سحر کر کے نکل گئی تھی وہ جو دھوان سب نے دیکھا تھا وہ ملکہ نے اُس برج آتشین سے نکل کر اور غرق زمین ہو کر یہ سب بندوبست کیے تھے بس جب حیران نے دیکھا کہ الیوان نے اِس سحر کو بھی رد کیا اور میرے سب پتلہ ہاے سحر جلا دیے غصہ آگیا اور پنجہ سحر نیام سے لیکر ملکہ پر آپڑا ملکہ نے بھی پنجہ نیام سے لیا لگی پنجہ بازی ہونے باہم ضرب چلنے لگی رد و بدل ہونے لگے جو ضرب ملکہ کرتی ہے حیران رد کرتا ہے اور جو حیران کرتا ہے ملکہ رد کرتی ہے تھوڑے عرصہ تک تو باہم خوب پنجہ چلا اب حیران دبنے لگا ملکہ دبانے لگی بس ایک مقام پر جو دباو پڑا اب حیران نے دیکھا کہ کوئی صورت مفر کی نہین ہے بس عقب مین ہٹا گرا اور یہ کہا کہ او الیوان خبردار ہو بس پنجہ کا وار کیا ملکہ نے سپر سحر پر روک کے اور خبردار کہکر جو اپنا وار کیا حیران نے بھی سپر سحر سے چہرہ کو بچا لیا ملکہ نے سر کا ہاتھ بچا کر جو کمر پر وار کیا حیران جب تک سپر روکے روکے پنجہ جو دوال کمر پر پڑا مثل خیار تر کے دو ہو گئے حیران پنجہ سحر سے قتل ہو کر زمین پر گرا اُسکے پیر غل مچانے لگے تاریکی ہو گئی آگ برسنے لگی سنگ باری و برف باری ہونے لگی آثار حشر و نشر برپا ہوئے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من حیران جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جب یہ صدا آچکی وہ تاریکی برطرف ہوئی روشنی ہوئی الیوان نے دیکھا کہ لاش حیران کی سامنے پڑی ہے بس جب اہل لشکر حیران نے اپنے مالک کو کشتہ پایا اور الیوان کو زندہ سب کی آنکھون مین جہان تیرہ و تار ہو گیا اور ایک مرتبہ حربہ ہاے سحر لیکر طرف الیوان کے چلے یہ جو حال لشکر الیوان نے دیکھا وہ بھی چلے بس دونون لشکر باہم مل گئے جنگ مغلوبہ ہو گئی ترنج و نارنج پیکان کے گچھے چلنے لگے ابر سحر بن بن کر گرنے لگے آتش سحر مشتعل ہونے لگی کافر ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہونے لگے بازار مرگ گرم ہو گیا دریاے خون روان ہوا لاشے خاک پر تڑپنے لگے سر خاک پر لوٹنے لگے تھوڑے عرصہ تک جنگ مغلوبہ رہی لشکر حیران جما ہوا اکھڑ گیا آخر لشکر کے سردار کب تک مقابلہ کرتے شکست کھائی لشکر الیوان نے قدم لشکر حیران کے اُٹھا دیے بس کفار بھاگ کر پڑاو پر آئے یہان بھی حریف نے نہ ٹھہرنے دیا قتل کرنا شروع کیا پڑاو چھوڑ کر بھاگے ان سب نے پڑاو بھی لوٹ لیا تعاقب کیا بہت دور تک تعاقب مین آئے جب سب لشکر کوہ و صحرا مین منتشر ہو گیا اُسوقت الیوان نے کہا اپنے اہل لشکر سے کہ اب تعاقب کرنے سے کیا فائدہ بھاگے ہوؤنکا پیچھا نہ کرو یہ جو ملکہ نے کہا بس سب اہل لشکر تھم گئے الیوان اپنے اہل لشکر کو لے کر طرف پڑاو کے واپس آئی اُدھر وہ لشکر شکست خوردہ حیران کا ایک مقام پر مجتمع ہوا اور سب کے سب بحالت خراب طرف سمندر ریم سحر بھاگے اس خیال سے کہ سمندر شاہ کو اس حال سے آگاہ کرین یہ تو اُدھر کو بھاگے ہوئے چلے جاتے ہین اِدھر الیوان نے اپنے فرودگاہ پر پہونچ کر لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا اور جو لشکر کے سپاہ جنگ مغلوبہ مین مرے تھے اُنکے دفن کا اور کفار کے سبکدستی کا حکم اب جو شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار کفار مارے گئے اور دو ہزار اہل اسلام کام آئے بس اُن سب کو ملکہ نے دفن کرایا اور کفار کی لاشون کو اُس صحرا مین پڑا رہنے دیا کہ زاغ و زغن

کھا جائین پس سب سردار کر بین ڈھول کھول کر بارگاہ مین آئے ملکہ تخت پر آ کر بیٹھی سب حاضر
دربار ہوئے ملکہ کو سب نے خوشی کی اور ظفر کی نذرین دین ملکہ نے خوش ہو کر سب کو انعام
دیا لشکر آسودہ ہوا ملکہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے ملکہ اپنے خوابگاہ
مین گئی وہ رات براحت و آرام بسر کی یہان جب سحر ہوئی اب ملکہ نے دربار کیا ملکہ اس
انتظار مین ہی کہ یاران لشکر لے کر آ لئے تو مین سب لشکر لے کر برائے کمک اہل اسلام
جاؤن طرف سمندریہ کے ایوان یہان اس انتظار مین ہی وہان آج جو شہر مین مہران نے
دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے اُن سے ملکہ یاران نے دریافت کیا کہ لشکر طیار ہی
انھون نے عرض کیا کہ سب لشکر طیار ہی سامان سفر سے پس ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر کو کوچ
کا حکم دیا جائے اور جلوس سواری در دولت پر حاضر کیا جائے ملکہ ابھی یہ حکم دے رہی تھی
کہ ملکہ ایوان کی ظفر یابی کی اور حیران کے مارے جانے کی اور لشکر کی شکست کھا کر
بھاگنے کی حالت بیان کی پس ملکہ یہ خبر سنکے خوش ہوئی پس اُسوقت حکم کوچ دیا سردارون
نے سب لشکر کو حکم ملکہ سے آگاہ کیا لشکر مین کمر بندی ہوئی سب سامان سفر طیار ہوا
جلوس سواری در دولت پر حاضر کیا پس ملکہ سب لشکر کو اور سردارون کو ہمراہ لے کر
طرف ایوان کے روانہ ہوئی راوی نے بیان کیا ہی کہ ان سب واقعات کی خبر سوماق
برق فراج کو نہین ہوئی اسکا سبب یہ تھا کہ وہ اپنے باغ مین لہو لعب مین مصروف
تھی اور باغ بھی شہر سے دس کوس پر تھا بدین سبب خبر نہ ہوئی پس یاران لشکر لے کر
بیرون شہر آئی ایوان کو خبر ہوئی سردارون کو برائے استقبال روانہ کیا سردار استقبال
کر کے لے گئے ایوان کو یاران نے سلام کیا اُسنے برابر جگہ دی لشکر اُترا پس سب
حال ایوان نے اپنی بہن سے جنگ و پیکار کا بیان کیا وہ سنکے بہت خوش ہوئی
اُسدن تو ایوان نے وہان اور قیام کیا پس دوسرے دن تین لاکھ ساحرون کا لشکر لیکر
مع خیمہ و بارگاہ کے اپنی بہن یاران سے رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی کہ انکا
حال آیندہ تحریر ہوگا اور یاران باقی ماندہ لشکر لے کر شہر مین واپس آئی اور انتظام شہر مین
مصروف ہوئی پس اب راوی الطاف جادو کا حال تحریر کرتا ہی

اب شمۂ حال الطاف جادو وزیر سمندر رشاہ کا سماعت فرمایئے

راوی نے اس داستان ندرت بیان کو اس طور سے بیان کیا ہی کہ جب الطاف جادو
سمندر رشاہ سے منحرف ہو کر اور مخوف سمندر رشاہ رات کو مع اپنی ناموس و مال
و اسباب و عزیزون کے شہر سے نکل کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا کہتا اس عجلت
مین چلا سب کو ہمراہ لے کر راتون رات قریب لشکر اسلام پہونچ گیا جب صبح ہوئی
تو اُسنے در لشکر اسلام پر پہونچکر خیمہ و خرگاہ برپا کئے اس مین سب کو اتارا اور خود بھی آکر خیمہ
مین بیٹھا اور ایک عرضی اس مضمون کی خدمت صاحبقران مین روانہ کی پہلے القاب
آداب تحریر کیا اُسکے بعد تحریر کیا کہ یہ خاکسار آپ کا الطاف جادو اس امر کا خواہان
ہی کہ اشتیاق قدمبوسی مین اپنے گھر سے نکل کر مع کل مال و اسباب و اہل و عیال

لشکر کے قریب مقیم ہوا ہی مین نے آپ کے اوصاف بہت کچھ سُنے ہین اُنکو سنکے مجکو اشتیاق ہوا
کہ آپ کی قدمبوسی حاصل کرون پس اُس اشتیاق مین یہان آیا ہون کہ آپ کی ملازمت حاصل
کرکے اپنے دیدہ ہاے بے نور کو آپ کے نور قدم سے روشن کرون پس اس امر کا امیدوار
ہون کہ مجکو اجازت ملے کہ مین مع سب اپنے اہل وعیال کے حاضر خدمت ہون اور جو جو
بارعت مجھ پر سمندر شاہ نے کی ہی وہ کیا آپ کی خدمت مین عرض کرون زیادہ حد ادب
الٰہی آفتاب دولت تابان و درخشان باد یہ عرضی لکھوا کر ایک ساحر کے ہاتھ خدمت صاحبقران
مین روانہ کی وہ ساحر یہ عرضی لے کر اُدھر کو روانہ ہوا راوی نے بیان کیا ہی کہ یہان لشکر
اسلام مین دربار آراستہ تھا ظل اللہ تخت پر جلوہ فرماتے اور صاحبقران دنگل سلطنت پر
جلوہ گر تھے اور سب عزیز صاحبقران و بادشاہ اپنے اپنے دنگلون پر جلوہ گر تھے اور
سب سردار بھی اور ایک طرف سب شاہان اطراف سمندریہ مثل سہراب شاہ وغیرہ
کے اور ایک سمت سب ساحران لشکر اسلام مثل فرخ آفتاب عالم و آفاق شاہ وغیرہ
کے عیاران لشکر اسلام تختہاے طلائی پر بیٹھے ہوئے تھے خضران بن تیمور ثانی کرسی ہاے
پر بیٹھے ہوئے تھے اور سب خادم و خدمتگار حاضر تھے دربار آراستہ تھا کہ وہ ساحر
عرضی لے کر در دولت پر حاضر ہوا یہان دربارگاہ پر جبریل بن عادی مرتبہ درگہ سالاری پر
بیٹھے ہوئے تھے اُس ساحر نے جبریل سے عرض کیا کہ میری خبر کر دیجیے صاحبقران کو کہ
ایک ساحر عرضی لے کر آیا ہی الطاف جادو کی پس جبریل کرسی پر سے اُٹھ کر داخل
بارگاہ ہوئے مجرا گاہ پر سے مجرا بجا لائے عرض کیا کہ ایک ساحر سمندریہ کا ایک عرضی
لے کر آیا ہی اور کہتا ہی کہ یہ عرضی الطاف جادو کی ہی اُسنے خدمت صاحبقران مین روانہ
کی ہی اُسکے بابت کیا حکم ہوتا ہی یہ جو صاحبقران نے سُنا پلٹ کر آفاق شاہ کی طرف
دیکھا اور سہراب کی اور فرمایا کہ تم الطاف جادو سے واقف ہو کہ یہ کون ہی اور کس
مرتبہ کا ساحر ہی کیونکہ تم تو اس شہر کے رہنے والے ہو اور اہل دربار سے ہو آفاق شاہ
نے کہا کہ حضور یہ الطاف جادو بھی بہت بڑا ساحر زبردست ہی اور معزز ساحرون
مین سے ہی یہ بھی ایک وزیر ہی سمندر شاہ کا اور وزیر معزز ہی اسکا واقعہ یہ ہی کہ ہمیشہ
سمندر شاہ کے چار وزیر رہے جب کہ مین وزیر تھا تو یہ بھی وزیر تھا مین اس مرتبہ
کا تھا کہ لشکر لیے ہوئے شہر بشہر پھرا کرتا تھا اور ہر ایک ملک پر سمندر شاہ کا قبضہ
کراتا تھا یہ سب ملک میرے فتح کیے ہوئے ہین پس جب میری طرف سے سمندر شاہ
کو اطمینان ہو گیا اور میری خیرخواہی دیکھ لی یہ امر ضرور ہی کہ سمندر شاہ میرا بہت پاس
کرتا تھا اور مجکو بہت دوست رکھتا تھا مجھ سے کہا کہ اب تم ضعیف ہو گئے ہو تو اپنے
ملک کو جاؤ اور اپنے مقام پر کسی اور کو مقرر کرو پس مین نے بھی منظور کیا مین نے اپنے
بھائی اشفاق شاہ کو اپنے مقام پر مقرر کیا اور خود آفاقیہ مین آکر حکومت کرنے
لگا میرا طریقہ حالت ملازمت مین بھی یہ تھا کہ برس دن کے بعد دربار مین ایک بار
کے لیے آتا تھا اور بعد ترک ملازمت بھی وہی طریقہ رہا پس مین وزیر لشکر تھا اور وہی
طریقہ میرے بھائی نے جاری رکھا اور الطاف جادو وزیر ملک ہی اسکے پاس تمام

ملکون سے کاغذ آتے ہین یہ اُن پر دستخط کرتا ہے اور آٹھوین دن دربار مین جاتا ہے اور دو وزیر دربار مین
کہ جنکے نام شملاق و امراق ہین بس آج کل وہ زیادہ مقرب بارگاہ ہین یہ سارے فساد انکی
اُنکی ذات کے ہین بس الطاف جادو وزیر سمندر شاہ ہے یہ اُسی نے عرضی لکھی ہے نہ معلوم
اس عرضی کا کیا مضمون ہے اور کس سبب سے عرضی لکھی ہے ساحر کو طلب فرما کے عرضی ملاحظہ
فرمایئے صاحبقران نے جبرئیل سے فرمایا کہ اُس ساحر کو اندر بارگاہ کے آنے کی دو اجازت شاد و
جبرئیل نے بیرون دربار آکر اُسکو اجازت دی وہ ساحر داخل بارگاہ ہوا اُسنے ایسا دربار آراستہ
پایا کہ کبھی نہ دیکھا تھا ایک طرف آفاق شاہ و ملکہ غزالان و سہراب جادو و ملکہ کوکبہ روشن
تن کو بیٹھے ہوئے دیکھا اور دیگر ساحران معزز کو اور ایک طرف مہراب شاہ و اقبال شاہ
وغیرہ کو پایا اور دیگر شاہان اطراف و جوانب سمندر ریہ کو پایا اور سرداران صاحبقران و عیاران
صاحبقران کو متمکن پایا ایسا دربار دیکھا کہ کبھی نہ دیکھا تھا ایسا رعب ہوا سب تھا کہ کیا ممکن تھا کہ
کوئی سر اٹھا کر دیکھ سکے ایک طرف عیاران لشکر موجود تھے بس اُسنے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا کہ
آفاق شاہ نے اُس ساحر کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ ای مہربان جادو اچھے رہے کدھر
آنا ہوا تمھارے مالک و آقا تو بہت اچھے ہین اُسنے سر اٹھا کر آفاق شاہ کی طرف دیکھا
اور کہا کہ آپکے جان و مال کو دعا کرتا ہون اور میرے آقا کا بھی مزاج اچھا ہے آفاق شاہ نے
کہا کدھر آنا ہوا اُسنے عرض کیا کہ مین اُنکی عرضی لیکر خدمت صاحبقران مین آیا ہون
آفاق شاہ نے کہا کہ وہ کہان ہین اُسنے عرض کیا کہ وہ سمندر شاہ سے ناراض ہوکر مع
اپنے مال و اسباب و اہل و عیال و عزیز و اقارب کے راتکو شہر سے نکل کر چلے
آئے ہین اور قریب لشکر صاحبقران مقیم ہین اُسی مقام پر سے عرضی لکھی ہے آفاق شاہ نے کہا
کہ کیون ناراض ہونے کا کیا سبب ہوا اُسنے کہا کہ اسکا حال مجھکو نہین معلوم مین بیچارہ کیا
جانون آفاق شاہ نے کہا کہ وہ عرضی کہان ہے اُسنے کہا کہ میرے پاس ہے کہا کہ پیش کرو اُسنے
وہ عرضی جیب سے نکال کر خدمت صاحبقران مین پیش کی صاحبقران نے دبیر کو اشارہ
کیا اُسنے عرضی اُسکے ہاتھ سے لیکر لفافہ چاک کرکے پڑھی سب اہل دربار نے سنی بس
صاحبقران نے دبیر سے کہا کہ اسکی پشت پر لکھدو کہ تم شوق سے آؤ ہم کو خود تمھاری
ملاقات کا اشتیاق ہے تم تو ہمارے دینی بھائی ہوچکے ہو اب کوئی تمھاری طرف بہ نگاہ
کج نہین دیکھ سکتا ہے یہان سب تمھارے دوست ہین کوئی دشمن نہین ہے تم شوق سے
آؤ یہ تمھارا گھر ہے بس یہ مضمون تحریر کرا کے صاحبقران نے اُس ساحر کو خلعت سے
سرفراز کیا اُسی کے روبرو سہراب جادو و ملکہ غزالان کو حکم دیا کہ آپ لوگ جائین
اور الطاف جادو کا استقبال کرکے لائین بس یہ سب ساحر بموجب حکم صاحبقران
اپنے سردارون کو لیکر باہر بارگاہ کے آئے ادھر وہ ساحر جواب عرضی لیکر اور
خلعت پاکر صاحبقران کو سلام کرکے بیرون بارگاہ آیا اور طرف الطاف جادو
کے روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد یہان سب ساحر تخت ہاے سحر پر سوار ہوکر
چلے صاحبقران نے خواجہ ثالث کو حکم دیا کہ ای خضر ان بن عمر تم بھی جلد لشکر سے جاکر
کھڑے ہو جب سہراب جادو وغیرہ الطاف جادو کو لیکر داخل لشکر ہون

تو جو کچھ خیمے وغیرہ اُسکے ہمراہ ہوں اُنکو مقام مناسب پر برپا کراتا اُسکا مال و اسباب احتیاط سے
رکھواتا اور سہراب سے کہا کہ وہ الطاف کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے مع اُسکے عزیز و اقارب
کے بارگاہ میں آئے پس خواجہ یہاں سے روانہ ہوئے اور جلد لشکر پر آکر الطاف جادو و
سہراب کے منتظر کھڑے ہوئے اُدھر وہ ساحر جواب عرضی لے کر الطاف جادو کی خدمت
میں پہونچا اور صاحبقران و بادشاہ و سرداروں کے خلق و مروت کی تعریف کی اور کہا کہ جناب
صاحبقران نے سُنا کہ آپ قریب لشکر آکر فروکش ہوئے ہیں سہراب جادو و ملکہ غزالان
کو برائے استقبال روانہ کیا ہے یقین ہے کہ راہ میں ہونگے اس ساحر نے دربار کی بہت تعریف
کی اور وہ عرضی کہ جسکی پشت پر جواب تھا الطاف جادو کو دی الطاف نے جواب
عرضی پڑھا پس مضمون سے آگاہ ہوکر اپنے کل سرداروں اور عزیزوں کو ہمراہ لے کر باہر
بارگاہ کے آیا اور طرف سہراب جادو کے چلا اُدھر سہراب مع غزالان و سرداروں
کے اِدھر کو آرہا تھا کہ راہ میں ملاقات ہوئی باہم صاحب سلامت ہوئی اُسکے بعد
الطاف جادو سہراب وغیرہ کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے خیمہ میں آیا بڑی عزت و آبرو سے بٹھایا
مزاج پرسی کی ایک نے دوسرے کا مزاج پوچھا بعدہ سہراب نے الطاف کے اِدھر
آنے کی حالت دریافت کی الطاف نے کہا کہ میں روبرو صاحبقران کے سب حال
بیان کرونگا سہراب نے کہا کہ پھر چلو صاحبقران انتظار کر رہے ہونگے یہ سُنکے الطاف
نے جواب دیا کہ بہت اچھا اور اُٹھ کھڑا ہوا پس سہراب و غزالان و سب سرداروں کو
ہمراہ لے کر باہر خیمہ کے آیا اور ملازموں کو حکم دیا کہ سب اسباب بار کرو اور چلو اول تو سب
اسباب رہی تھا جو کچھ خیمہ وغیرہ برپا تھے سب بار ہوئے پس الطاف جادو کو سہراب
اپنے ہمراہ لے کر طرف لشکر اسلام کے چلا عقب میں سب سردار اور عزیز الطاف اور
ناموس اور خیمہ وغیرہ اور مال و اسباب تھا یہاں سرحد لشکر پر خواجہ کھڑے ہوئے تھے
سہراب نے دور سے دیکھکر الطاف سے کہا کہ دیکھو وہ خواجہ سلامت کھڑے ہیں
انھوں نے ساحران کو قتل کیا اور عشاق کو اور ماہیان کو اور آفتاب جادو کو انھوں نے
سب عیاران لکھن ہیں یہ بہت بڑے عیار ہیں شاہ عیاران کا لقب ہے سب واقعات
بیان کیے اور کہا کہ پہچان لو پس سہراب الطاف کو لے کر لشکر میں آیا پہلے الطاف
خواجہ سے ملا خواجہ نے الطاف کی بہت تعریف کی اور کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ تم
بہت سخی ہو مثل تمھارے شہر سمندریہ میں کوئی سخی نہیں ہے بہت تعریف کی پس
الطاف نے خوش ہوکر ایک مالا مروارید کا دیا خواجہ نے خوش ہوکر وہ مالا لیا اور
بہت تعریف کی اور کہا کہ واقعی تم بہت سخی ہو پھر سہراب سے کہا کہ تم انکو
لے کر مع انکے عزیزوں کے بارگاہ میں جاؤ کہ صاحبقران انکے منتظر ہیں اور میں انکے
خیمہ وغیرہ برپا کراتا ہوں یہ کہکر خواجہ ناموس الطاف و مال و اسباب و خیمہ وغیرہ
کو لے کر ایک سمت چلے روانہ ہوئے اور جائے مناسب پر لشکر میں خیمہ وغیرہ برپا
کرائے ناموس کو اُتارا اسباب مال و اسباب ملازمان الطاف کے سپرد کرکے اور
[illegible] کرکے طرف بارگاہ کے روانہ ہوئے اُدھر سہراب الطاف جادو کو لے کر

در بارگاہ پر پہونچا الطاف نے جبرئیل کو دیکھا سہراب سے کہا کہ یہ کون ہین کہا کہ داروغہ
بارگاہ بس سہراب اُن سب کو لے کر داخل بارگاہ ہوا یہان صاحبقران انتظار کر رہے تھے
الطاف نے دربار کو خوب آراستہ پایا بس الطاف نے صاحبقران و بادشاہ کو اور سب
سرداروں کو سلام کیا صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کی صاحبقران نے گلے سے لگایا بادشاہ
نے دست شفقت پشت پر رکھا بس حلقہ ساحران مین الطاف کو مع اُسکے عزیزون کے
جگہہ ملی صاحبقران و سب اہل اسلام بہت شفقت و خاطر سے پیش آئے الطاف آفاق شاہ
وغیرہ سے ملا سب عزیزان الطاف نے شرف ملازمت حاصل کیا اور اپنے مرتبہ کے موافق
ہر ایک بیٹھا بس صاحبقران نے الطاف سے آنے کا سبب دریافت کیا اُسنے وہ سب
حال جو کہ اُس پر گذرا تھا سمندر جادو کی طرف سے اور اسی جلد مین وہ تحریر ہے بیان کیا اور
کہا کہ یہ ظلم و ستم میرے اوپر سمندر نے کیا اور دیگر لوگون پر بس مین نے دیکھا کہ اب یہان
رہنا بیکار ہے دوسرے آپکی ملازمت کا مین بہت مشتاق تھا بس مین نے خیال کیا کہ یہی
وقت ہے یہان سے نکل چلنے کا بس مین وہان سے سب کو اپنے ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہوا
صاحبقران نے فرمایا کہ تم نے خوب کیا یہ کوہ تمہارے لیے تکلیف دہ ہے جس کا جی چاہیے آگے کوئی
مانع نہین ہوتا ہے مین تمہارے بیان سے بہت خوش ہوا بس الطاف نے وہ سب
حالات جو کہ اُس پر گذرے تھے اور اسی جلد مین تحریر ہوچکے ہین ناظرین ملاحظہ فرما چکے
ہونگے سب کے روبرو بیان کیے ہر ایک نے سمندر کی دیانت سنکے لعنت کی سب اہل
دربار الطاف جادو سے خوش ہوئے اُسکے ہمراہی بھی ہر ایک سے اچھی طور سے ملے
بس ابھی الطاف دربار مین تھا کہ خواجہ آکر پہونچے اُنھون نے بہت کچھ تعریف کی اور
صاحبقران سے کہا کہ مین نے بموجب حکم آپ کے سب تیار و انتظام کر دیا یہ عرض کر کے
اپنی کرسی پر بیٹھ گئے کہ اتنے مین [illegible] جبرئیل نے ایک فرد لا کر صاحبقران سے دستخط کرا کے
الطاف کو دی اُس فرد مین تحریر تھا کہ سرکار صاحبقران و بادشاہ سے چند خیمہ و چوبدار
و دیگر ملازم اور سب سامان خیمہ کی آرائش کا اور سامان باورچی خانہ تم کو اور تمہارے
عزیزون کے لیے مقرر ہوا اور ہر ایک کا مشاہرہ معقول مقرر ہوا بس آج سے تم سب
کے نام دفتر سرکار مین لکھے گئے اور ملازم ہوگئے فرد مین ہر ایک کے مشاہرہ کی شرح
تھی کیونکہ یہان کا طریقہ ہے کہ جو کوئی شہر یا لشکر اسلام مین آتا ہے خواہ اُسکے ساتھ سامان
بود و باش ہو خواہ نہ ہو سرکار صاحبقران سے ضرور علی قدر مرتبہ مقرر ہوتا ہے بس وہی
طریقہ ساتھ الطاف کے بھی برتا گیا بس جب وہ فرد الطاف کو ملی اور اُسمین سب
ملازمون کے نام تھے الطاف نے آفاق سے اس فرد کا حال دریافت کیا کہ یہ کیسی
فرد ہے آفاق نے کہا کہ یہان کا طریقہ ہے کہ جو شہر یا لشکر اسلام مین آتا ہے اُسکو سرکار
صاحبقران سے خیمہ اور اُسکا سامان اور جسقدر لوگ اُسکے ہمراہ آتے ہین سب کا
مشاہرہ مقرر ہوتا ہے اور چند چوبدار و دیگر ملازم سرکار سے مقرر ہوتے ہین اُنکی تنخواہ
خزانہ سے ملتی ہے اور باورچی خانہ کا سب سامان اور مصارف خزانہ سے مقرر ہوتا ہے
اور کچھ سپاہ اُسکے پاس نام کی جاتی ہے بس یہ فرد اُسی کی ہے اس مین سب حساب ہوگا

یہ حال سُنکے الطاف بہت خوش ہوا کہ دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام و خیموں کو روانہ ہوئے الطاف بھی مع اپنے ہمراہیوں کے باہر آیا آفاق شاہ ہمراہ تھا وہ الطاف کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے خیمہ کی طرف روانہ ہوا راہ میں اُن ملازموں اور چوبداروں نے آکر مجرا کیا جو کہ سرکار صاحبقران سے مقرر ہوئے ہیں الطاف نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا مطلب ہے اُنھوں نے کہا کہ ہم کو کیا حکم ہوتا ہے الطاف نے کہا کہ میرا کیا حکم کوئی تم میرے ملازم ہو اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم سب آپکے ملازم ہیں ہم سب کو سرکار صاحبقران سے مشاہرہ ملیگا اور ہم آپکی خدمت میں حاضر رہینگے یہ سُنکے الطاف نے جواب دیا کہ تم سب اُس مقام جاکر قیام کرو کہ جہان میرے خیمے وغیرہ برپا ہیں میں آتا ہوں اور اپنے عزیزوں کو بھی روانہ کیا اور خود آفاق شاہ کے ساتھ اُسکے خیمہ میں آیا تھوڑے عرصہ تک یہاں بیٹھا رہا اُسکے بعد اپنے مقام پر آیا سب بندوبست ٹھیک پایا بہت خوش ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ الطاف کے آنے کی لشکر اسلام میں بہت خوشی ہوئی ہے ایک سردار نے اُسکی دعوت کی بس یہان تو الطاف کی دعوت ہو رہی ہے اور وہ دین اسلام سے مشرف ہو چکا ہے اور صاحبقران کو یہ انتظار ہے کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بجے تو یہاں بھی طبل جنگ بجوایا جاے اور مقابلہ کیا جاے بس ان سب کو تو مصروف دعوت اور صاحبقران کو انتظار جنگ میں چھوڑا جاتا ہے اب حال سمندر شاہ لکھا جاتا ہے اور کیفیت جنگ و پیکار لشکر اسلام و لشکر کفار تحریر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ بتوفیق الٰہی

اب دو کلمہ داستان سمندر شاہ کا جواب نامہ کنجور شاہ سے آگاہ ہونا اور اُس نامہ بر کا آنا جو کہ طرف اشفاق شاہ کے گیا تھا اور عرض کرنا کہ اشفاق شاہ مع لشکر حاضر ہوتا ہے اور اُسکی عرضی دینا پھر خبر آنا کہ چند پہلوان غیر ساحر آئے ہیں اُنکا دربار میں آنا اور سب حال سُنکے لاف و گزاف کرنا اُن لوگوں کا آکر سمندر شاہ سے حال اشفاق شاہ بیان کرنا جو کہ شہر اشفاقیہ سے فرار کر کے چلے آئے تھے سمندر شاہ کا حال اشفاق شاہ سُنکے برہم ہونا اور کہنا کہ میں جنگ مسلمانان سے فراغت کرلوں تو ان سب کو سزا دونگا اور حکم دینا کہ پیش خیمہ روانہ کیا جاے پرسوں ہم کوچ کرینگے براے مقابلہ اہل اسلام و طیاری لشکر کا حکم دینا اُس لشکر کا بھاگ کر آنا جو کہ حیران جادو کے ہمراہ ایوانیہ پر گیا تھا اور حال جنگ سے و قتل حیران سے سمندر شاہ کو آگاہ کرنا بس افسوس کرنا سمندر شاہ کا اور لشکر لیکر بیرون شہر آنا اور اہل اسلام سے مقابلہ ساحروں سے و غیر ساحروں سے اور ہر ایک

مددگار سمندر شاہ کا و اہل اسلام کا عین وقت پر پہونچنا عشاق حجرہ نشین
کا ہاتھ سے سوباق برق مزاج کے مارا جانا اور جنگ مغلوبہ ہونا سمندر شاہ
کا شکست کھا کر طرف طلسم گنجورہ سلیمانی کے فرار کرنا صاحبقران کا بعد
فتح شہر سمندریہ پر قبضہ فرمانا اور ملکہ نسیم سیمتن دختر سمندر شاہ کا ساتھ
سہراب جادو کے عقد ہونا اور عاشق و معشوق کا وصل سے شاد ہونا
صاحبقران کا جشن خوشی کرنا اُس سے دریافت کرکے اور ملکہ نسیم سیمتن کو حاکم
سمندریہ کرکے صاحبقران کا تعاقب سمندر شاہ میں طرف طلسم کے روانہ
ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

راویان اخبار و ناقلان آثار بلبل ہزار داستان قلم کو گلشن مضامین مین یون زمزمہ سنج کرتے ہین
و شہسوار کلک کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین و شمشیر آبدار زبان کو اس طور سے
معرکہ آرائی لشکر معنی کرتے ہین کہ جب سمندر شاہ نے بیٹی زمرد کے ذریعہ سے نامہ طرف گنجور شاہ
کے روانہ کیا اور ایک حکم نامہ بنام اشفاق شاہ اور حیران جادو کو برائے غارت
شہر الوانیہ روانہ کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ لشکر طیار رہے اور سب سامان سے درست ہو
کیونکہ مین برائے مقابلہ اہل اسلام لشکر کشی کرونگا لشکر مین بندوبست ہونے لگا تھا
اور وہ جو بادشاہ ساحر و نجیر ساحر بیرون شہر آکر مقیم ہوئے ہین وہ بھی سامان لشکر کشی کر رہے
ہین پس سمندر شاہ دربار کرتا ہے اور اہل دربار سے ہر روز یہ کہا کرتا ہے کہ اب تک الطاف نہین آیا
و حیران پاولہ پوش مہم الوانیہ سے فارغ ہوکر حاضر ہوا اشفاق جادو بھی آیا ایک دن کا ذکر ہے
کہ دربار آراستہ تھا اور سب سردار حاضر دربار تھے کہ اچھامس جادو نے آکر مجرا گاہ پر
سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ غلام نے غلہ کا بندوبست برائے لشکر کر لیا ہے جب حضور کا
جی چاہے کوچ فرمائیں سمندر شاہ نے اُسکو اس خدمت کے صلہ مین انعام دے کر
رخصت کیا ابھی دربار آراستہ تھا کہ وہ سوار حاضر ہوئے کہ جو برائے تلاش الطاف جادو
گئے تھے اور وہ ساحر اُنھون نے عرض کیا کہ ہم نے بہت تلاش کیا کہین الطاف جادو
کا نشان نہ پایا ہم جب قریب لشکر اسلام پہونچے تو معلوم ہوا کہ الطاف جادو شہر سے
نکل کر داخل لشکر اسلام ہوا صاحبقران نے بہت عزت کی اور وہ دعوت ہر ایک سردار
کی کھا رہا ہے اور بہت خوش ہے یہ خبر سنکے سمندر شاہ کو بہت غصہ آیا اور کہا کیا بدولت
اپنے مقام سے حرکت کرتے ہین سب نمک حرامون کو اُنکے افعال کی سزا دینگے اور اہل
اسلام کو قتل کرینگے اب مجھکو ان سب کی تباہی کا خیال آگیا ہے اسپر میرے ہاتھ سے بچکر
کہان جاتے ہین یہ کہکر ان سب کو رخصت کیا سمندر شاہ خاموش بیٹھا تھا کہ ایک جاسوس
چند ہرکارے حاضر دربار ہوئے مجرا کرکے اور بعد دعا دے کر عرض کیا کہ حضور آگاہ ہون کہ

کما البطال قوی بازو غضنفال قوی تن فلطال سخت پنجہ گرگان گرز زن پیکان نیزہ باز
وراک تیغ زن و غواک سخت کمان یہ پہلوانان جہان سات لاکھ کا لشکر لیکر برائے
کمک حضور آئے ہیں انکا لشکر بیرون شہر فرودکش ہوا اور یہ سب غیر ساحر ہیں پس یہ
سب پہلوان مع اپنے سرداروں کے طرف دربار کے آئے ہیں یہ سننا تھا کہ سمندر شاہ خوش
ہوگیا اور کہہ سالار کو حکم دیا کہ پہلوان جو آئے تو منع نہ کرنا دربار کی آراستگی کا حکم دیا فوراً دربار
آراستہ ہوگیا ان سب کے لیے کرسیاں آراستہ کردی گئیں کہ وہ آکر پہونچے داخل دربار کفر
آشکار ہوکے ہر ایک نے سمندر شاہ کے تخت کو بوسہ دیا مجرا کیا اور جو مقام اُسکے لیے
مقرر ہوا تھا اُس پر بیٹھ گیا جب یہ سب بیٹھ چکے اُس وقت وراک و غواک نے سمندر شاہ
سے دریافت کیا کہ کچھ خداوند حال لشکر اسلام اور سبب جنگ و پیکار بیان کریں سمندر شاہ
نے شملاق کی طرف اشارہ کیا کہ یہ وزیر میرا بیان کریگا پس اُنھوں نے شملاق سے کہا
کہ تم بیان کرو شملاق نے کہا کہ اصل واقعہ یہ ہے کہ بادشاہ نے سہراب جادو
سپہ سالار کو اس علت میں کہ اُسنے یہ خواہش کی تھی کہ میری شادی ملکہ سیمتن
اپنی دختر کے ہمراہ کر دیجیے وہ اُس پر عاشق ہوگیا تھا مگر بادشاہ نے قبول نہ کیا ایک
تو یہ لازم تھا دوسرے خود بادشاہ کا قصد تھا کہ میں اپنی دختر کو اپنی تصرف میں لاؤں
اُس سے وصل حاصل کروں اُسکے باغ جوانی سے ثمر آرزو حاصل کروں پس مختصر یہ
ماہیان طوفان کش کے پاس روانہ کیا کہ تم وہاں جاؤ آج کل طوفان پر کسی نے لشکرکشی
کی ہے اُسنے کمک مانگی ہے پس تم اُسکی کمک کو جاؤ اور سہراب کو جب اُدھر روانہ
کر چکا تو طوفان کو خفیہ طور پر لکھ بھیجا کہ اُسنے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہے اسکو اسیر کرلینا
یہیں سے یہ بہانہ اُس [illegible] اسیر نہیں کیا کہ سب لشکر اُس کا تابع ہے غدر کا خوف ہے
پس جب سہراب وہاں پہونچا ماہیان طوفان کش حاکم دریائے سبز رنگ نے
سہراب کو قفل پا کر اور اسیر کر کے پاس سحران سیہ پوش اپنی بہن کے روانہ کیا وہ
تاروں دریائے سبز رنگ کے ساکن گزین تھی پس اُسی زمانہ میں لشکر اسلام
کنارے دریائے سبز رنگ کے آکر مقیم ہوا صنوبر شاہ و دیوانہ بھوت شاہ بھوت
تھا اہل اسلام کی اطاعت کی جب سحران کو خبر ہوئی اُسنے حباب جادو اور
سہراب جادو کو قید سے باہر کر کے برائے مقابلہ صاحبقران روانہ کیا حباب تو
مارا گیا اور سہراب اسیر ہوا سہراب نے اہل اسلام کی اطاعت کی اور سحران
سے مل کر سب حالات سے اہل اسلام کو آگاہ کیا سحران کو قتل دیا جب سمندر شاہ
کو خبر ہوئی استفا [illegible] کی کہ سحران سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہے پس اپنے دوسرے
سپہ سالار آفتاب جادو کو برائے کمک سحران روانہ کیا پس عیاران لشکر اسلام
نے سہراب کی کمک سے اس پار آکر سحران کو بھی عیاری کرکے قتل کیا اور آفتاب
کو بھی اور ماہیان کو بھی قتل کیا دریا کو پاٹ دیا پس اب لشکر اسلام کا عروج ہوا انھوں
نے ادھر کو شملاق کی بابت تمام [illegible] قبضہ میں کیا ہر ایک بادشاہ نے عاجز ہو کر اسکی
اطاعت کی اور بعض نے یہ خوشی [illegible] اس پر یہ ہوا کہ دختر آفتاب جادو ہمشیرہ گلاب جادو

جو کہ اسوقت دربار میں موجود ہیں برائے اسیری عیاران لشکر اسلام گئیں تھیں وہ بھی واپس آئیں
اور شمر یکا اہل اسلام ہوگئیں وہ جو اسیر ہوگئی تھیں انھوں نے جو اہل اسلام کو قوی دیکھا انکی خواہش
شہوانی نے زور کیا وہ ایک سردار پر عاشق ہوگئیں اور مسلمان ہوئیں اور زمرہ اہل اسلام ہوگئیں
بس ان سب نے یہ آفت جہان برپا کی غزالان نے تو عاشق ہوکر بس پھر جو مقابلہ ہوا اس میں
اہل اسلام کی فتح ہوئی شملاق نے سب حال لشکر اسلام کے مقابلوں کا بیان کیا اور کہا کہ اب
بادشاہ کا قصد ہے کہ برائے مقابلہ لشکر کشی کریں چنانچہ ہم سب کو طلب کیا ہے خدا پرست بہت
قوی ہیں اور زبردست ہیں ان سب نے یہ حال سنکے کہا کہ انکی کیا حقیقت ہے جب مقابل
ہوگا اسوقت حال کھلیگا ان غلاموں کی جنگ کا حال بادشاہ ملاحظہ فرمائیں کہ کیونکر اہل
اسلام کو قتل کرتے ہیں جنکی تعریف وزیر صاحب کر رہے ہیں یہ سب ہم لوگوں کے روبرو طفل
مکتب ہیں آپ شوق سے لشکر کشی فرمایئے اور ہمارے مقابلہ کا تماشہ ملاحظہ فرمایئے
کیونکر ہم ان سب خدا پرستوں کو قتل کرتے ہیں یہ سنکے سمندر شاہ بہت خوش ہوا اور جو
کچھ صدمہ تھا وہ برطرف ہوا مگر شملاق نے اس طور سے حال بیان کیا کہ سب کو ناگوار ہوا
خصوصا سمندر شاہ کو نسیم کا حال بیان کرنا اسکو بہت ناگوار ہوا اور گلاب کو غزالان
کی حالت کے بیان ہونے سے رنج ہوا مگر کیا کرے شملاق بہت بادشاہ کا منہ چڑھا ہوا
تھا اسلیے یہ سب حال ان سب نے کہا اور سمندر نے انکی تقریر سنکے بہت خوش ہوا اسی حالت
خوشی میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک برق چمکی اور سب کی آنکھیں بند ہوگئیں جب سب نے
آنکھیں کھولکر دیکھا تو کیا نظر آیا کہ زمرد کی پتلی سامنے تخت سمندر شاہ کے کھڑی ہے پس سمندر شاہ
نے کہا کہ جواب نامہ لائی اسنے کہا کہ جی ہاں یہ کہکر نامہ سمندر کے ہاتھ میں دیا سمندر شاہ نے نامہ
لیکر اسکے ہاتھ سے صندوقچہ کھلوا دیا پتلی پھاند کر صندوقچہ کے اندر چلی گئی اسکے سمندر شاہ
نے وہ نامہ وزیر کو دیا وزیر نے وہ نامہ پڑھا پس سمندر شاہ و اہل دربار مضمون نامہ سے آگاہ
ہوئے جب سمندر شاہ کو معلوم ہوا کہ گنجور شاہ نے کمک کرنے سے انکار کیا اور وہ
نہ آئیگا اور نہ کسی کو برائے کمک روانہ کریگا بڑا صدمہ ہوا اور اہل دربار سے کہا کہ سنا
تم نے کہ گنجور شاہ نے بھی انکار کیا مجھکو کیا پروا ہے کیا میں نے کوئی اسکے بھروسہ پر حکومت
کی اور اسقدر ملکوں پر قبضہ کیا ہے کیا کوئی کمک سے گنجور شاہ نے کیا ہے نہ معلوم وہ اپنے دل
میں سمجھا کیا کہ انکار کیا اس سے کہ بعد اس سے بھی سمجھ لیا جائیگا اسکو بہت زور ہوگیا ہے
و نیز شملاق میں جو سنا ہے اور خداوند نے ایک جو طلسم کا مالک کیا ہے اور کچھ شہر کا سند دیے ہیں
اس پر غرور کرتا ہے میں اس معرکہ سے فرصت کرکے خداوند سے گنجور شاہ کی شکایت بہت
کرونگا اور اس غرور کی سزا خداوند سے دلواؤنگا خیر یہ معلوم ہوگیا کہ اب ادھر سے کمک
نہ آئیگی اب مجھکو صرف اشفاق شاہ کا اور حیران بادلہ پوش جادو کا انتظار ہے کہ وہ
آلیں تو میں یہاں سے لشکر کشی کروں مگر سمندر شاہ کو اس امر سے بہت افسوس ہے
کہ گنجور شاہ نے میری کمک نہیں کی نہ کسی کو برائے کمک روانہ کیا صاف انکار کیا
سمندر شاہ اس صدمہ میں بیٹھا ہوا تھا اور سب حاضر دربار تھے کہ یکایک دربان
سالار نے آکر عرض کیا کہ کچھ لوگ شہر اشفاقیہ سے آئے ہیں اور فریاد کناں ہیں سمندر شاہ

نے کہا کہ یہ کیا واقعہ ہوا جو شہر اشفاقیہ کے لوگ آئے ہین جلد ہی انکو اندر بھیجدو کہ مین اُن سے
حال دریافت کرون کیونکہ اشفاق شاہ تو اپنے ملک پر نہ تھا وہ اعراقیہ پر تھا اور میرے
نامہ کا جواب اُسنے تحریر کیا تھا کہ مین حاضر ہوتا ہون راوی نے بیان کیا ہے کہ اسی دن پیام بر جادو
بھی جواب نامہ اور عرضی اشفاق شاہ کی لیکر آیا تھا اور سمندر شاہ نے پڑھوا کر سنی تھی
پس سب آگاہ ہو چکے تھے کہ اشفاق شاہ لشکر لیکر آتا ہے اب جو یہ درگہ سالار نے آکر عرضی
سمندر شاہ کو دی خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اشفاق شاہ تو ادھر کو روانہ ہوا اُدھر کسی نے اسکے
ملک پر لشکر کشی کرکے قبضہ کر لیا اور یہ لوگ وہان سے فرار کرکے میرے پاس بھاگ کر آئے
ہین انکی حالت دریافت کرنا ضرور ہے پس درگہ سالار نے جا کر اُن مین سے چند لوگون کو
جو کہ معزز تھے دربار مین بھیجا وہ لوگ دربار مین آئے اور مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اُنھا سب نے
دربار کو آراستہ پایا اہل دربار نے ان سب کو دیکھا کہ بحال پریشان ہین پس بادشاہ نے
پوچھا کہ یہ کیا تمھاری حالت ہے کچھ بیان تو کرو اُنھون نے عرض کیا کہ ہم اشفاق شاہ کے
ہاتھ کے تباہ کیے ہوئے ہین اُنھون نے ہم کو شہر سے شہر بدر کیا ہے آگاہ ہو جیکہ اشفاق شاہ
مسلمان ہو گیا اور سب اہل شہر اور اہل لشکر اور اشفاق شاہ لشکر لیکر براے کمک
اہل اسلام روانہ ہوا ہے ہم نے یہ حال جو دیکھا کہ جہان ہمارے خداوند کی تصویر ہو وہ
غارت کر دی جائے اور اُسی مقام پر مسجدین بنائی جائین اور صداے اللہ اکبر بلند ہو پس
ہم وہان سے فرار کرکے چلے آئے کہ آپ کو اس حال سے آگاہ کرین سمندر شاہ نے کہا
کہ یہ کیا بیان کرتے ہو اشفاق شاہ کی عرضی تو آج میرے پاس آئی ہے کہ مین لشکر لیکر
حاضر خدمت ہوتا ہون اور تم یہ بیان کرتے ہو کہ وہ مسلمان ہو گیا اُنھون نے عرض کیا کہ
ہم آپ سے سچ عرض کرتے ہین اُسنے آپ کو دھوکا دیا ہے تاکہ مین لشکر اسلام مین پہونچ
جاؤن بڑا غضب ہو گیا پس ان سب نے قسم کھا کر کہا تب سمندر شاہ کو یقین آیا بڑا صدمہ
ہوا اور کہا کہ اشفاق نے بھی دغا کی خیر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائے گا ان سب
سے سمجھ لونگا بعد اسکے اہل اسلام کے یہ کہکر ان سب کو رخصت کیا اور کہا کہ تم اسی ملک
مین مقیم ہو اور مسکن کرو مین ہو وہ لوگ دربار سے باہر آئے اور مکان کرایہ کے لیکر
مقیم ہوئے ابھی سمندر شاہ دربار مین بیٹھا ہوا ہے اور اہل دربار سے کہہ رہا ہے کہ ان سب نے
نمک حرامی پر کمر کسی ہے اور سرکشی اختیار کی ہے مین ان سب کو سزا دونگا مجھ سے بچکر
کے کہان جائینگے مین لشکر اسلام کو غارت کردونگا جب یہ سب غارت ہو جائینگے
تب پھر ان سب کو اس نمک حرامی کا حال معلوم ہوگا ابھی تو خوشی خوشی مسلمان
ہوئے ہین یہ ذکر ہو رہا تھا کہ وہ لشکر جو کہ حیران بادلیہ پیش کے ہمراہ الوانیہ پر گیا
تھا اور حیران ہاتھ سے الوان کے مارا گیا تھا اور لشکر نے شکست کھائی بھاگا تھا پس
اُسکے باقی ماندہ سردار بحالت خراب تباہ و برباد قطع راہ کرکے داخل شہر سمندریہ
ہوئے اور وہ سب سردار جو کہ قتل ہونے سے بچے تھے اور مجروح تھے اسی حالت
سے دردولت پر آئے اور درگہ سالار سے اجازت لے کر داخل دربار ہوئے سمندر شاہ
نے اور سب اہل دربار نے انکو پہچانا تا بحالت تباہ و خراب و مجروح جو دیکھا تو دریافت

کیا کہ یہ کیا حال تمھارا ہے حیران بادلہ پوش جادو تمھارا افسر اعلیٰ کہاں ہے کچھ حال تو بیان کرو کہ کیا
آفت آئی ہے جو سمندر رشاہ نے کہا انھوں نے عرض کیا کہ ہمارے افسر حیران بادلہ پوش جادو
آپ سے رخصت ہو کر اور لشکر لے کر شہر الیواشیہ پر گئے بیرون شہر فروکش ہوئے چونکہ وہ
پہنچ جاتے تھے کہ الیوان نہ طیار تھی لشکر اسلام میں ہے بس انھی میں سے نام نامہ نہایت تہدید
آمیز تحریر کیا وہاں الیوان آچکی تھی اور سب اہل شہر اور اہل لشکر اور اپنے عزیزوں کو مسلمان
کر چکی تھی بس اس نے جو نامہ کا مضمون سنا بہت سخت جواب تحریر کیا اور لشکر لے کر ہمارے
مقابلہ بیرون شہر آئی مقابلہ ہوا ہمارا افسر یعنی حیران جادو ہاتھ سے الیوان کے مارا گیا ہم
نے لشکر الیوان سے شکست کھائی اور وہاں سے بھاگے سب خیمے وغیرہ لشکر الیوان
نے لوٹ لیے یہ واقعہ گذرا ہم پر یہ آفت آئی یہ سننا تھا کہ ایک صدمہ عظیم سمندر رشاہ کو
ہوا ان لوگوں کو حکم دیا کہ تم جا کر اپنا علاج کرو وہ سب دربار سے باہر آئے اور اپنے
مقام پر آئے جو کہ مجروح تھے وہ شفاخانہ کو گئے انکا علاج ہونے لگا ان سب کے جانے
کے بعد سمندر رشاہ نے ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ میں جن جن لوگوں کی امید تھی ان سب
سے ناامیدی ہو گئی بس اب کس کی امید ہے کہ فلاں آئے تو میں لشکر کشی کروں بس میں نے
کوئی ان لوگوں کے بھروسہ پر یہ لشکر کشی کا قصد نہیں کیا تھا ہمارا پیش خیمہ آج شہر
سے نکلے اور بیرون محل لشکر جو کہ ہمارا ہے وہ اور جو لشکر کہ ہمارے مددگاروں کا ہے اور بیرون
شہر مقیم ہے آمادہ سفر ہو ہم پرسوں یہاں سے برسر اہل اسلام برائے مقابلہ کوچ کریں گے یہ
حکم دے کے وزیر سے کہا کہ ایک نامہ بنام گرداب شاہ وغیرہ اس مضمون کا تحریر کرو کہ
ہم نے آج پیش خیمہ روانہ کیا ہے بس ہمارے ہمراہ لشکر قریب تین لاکھ کے ساحر و
غیر ساحروں کا ہوگا ایسا مقام تجویز کرنا کہ پر آب و گیاہ ہو کسی امر کی تکلیف نہ ہو اور اس
امر کا خیال رہے کہ ایک طرف لشکر ساحروں کا اترے گا اور ایک سمت غیر ساحروں کا
بیچ میں میری بارگاہ ہوگی میدان وسیع برائے مقابلہ بھی رہے بس ان سب امروں کا
خیال رہے بس وزیر نے بموجب بیان سمندر رشاہ حکم نامہ تحریر کرکے پیش کیا بس
سمندر رشاہ نے ایک طائر سحر کے ہاتھ وہ حکم نامہ پاس گرداب شاہ کے روانہ کیا
وہ طائر نامہ لے کر جانب لشکر کے روانہ ہوا یہاں سمندر رشاہ نے دربار برخاست کیا
سب سردار اپنے اپنے مقام پر آ گئے اور وہ سردار و پہلوان جو کہ آج وارد ہوئے
تھے وہ اپنے لشکر میں آ گئے بس ادھر کا سب جلد و سے چھاؤنی میں آگیا اور ایک لاکھ
اور پچاس ہزار غیر ساحروں کا لشکر انتخاب کرکے بسر کردگی سوراج تیغ زن و طوفان
غیر جادو پیش خیمہ اور بارگاہیں اور خیمہ و خزانہ اژدر پاسے آتشیں پر بار کرا کے طرف
لشکر اسلام کے بحکم سمندر رشاہ روانہ کیا اور کل لشکر کو سامان جنگ سے درست
ہونے کا حکم دیا لشکر میں طیاری ہونے لگی اور سب سردار سامان جنگ کرنے لگے
اور بیرون شہر و بادشاہ اور وہ سردار جو صعوبت سفر اٹھا کر مقام دور و دراز سے
ہمراہ کے لشکر لے کر آئے تھے سامان جنگ میں مصروف ہوگئے بس ان کو اسی
حال میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال گرداب شاہ کا تحریر ہوتا ہے

اب شمہ حال گرداب شاہ کا سماعت فرمایئے اور لشکر اسلام کا

پس راوی بیان کرتا ہے کہ یہان گرداب شاہ مقابل لشکر اسلام کے مع لشکر کے فروکش ہے اور
جواب عرضی کا منتظر ہے کہ دیکھیے کیا جواب آتا ہے کہ وہ طائر جو کہ اسکی عرضی لیکر گیا تھا آکر پہونچا
گرداب شاہ وغیرہ بارگاہ مین تخت پر بیٹھے ہوئے تھے دربار آراستہ تھا سب حاضر دربار
تھے کہ اُس طائر نے آکر جواب عرضی ہاتھ مین گرداب شاہ کے دیا گرداب شاہ نے
پڑھا اور جواب نامہ سے آگاہ ہوا یہ جواب آیا تھا کہ جب تک ہم کوئی حکم تم کو نہ دین اُس
وقت تک تم طبل جنگ بجوا نا مقابلہ کرنا یا تو مین خود آتا ہون یا کسی سردار کو لشکر لیکر برائے
مقابلہ روانہ کرتا ہون اور بہت اچھی طور سے لشکر کی حفاظت کرنا اور دوسرے حکم کے منتظر رہو یہ
جواب پڑھکر وہ خاموش ہو رہے جاسوسان لشکر اسلام نے بہاجہ قران اور بابا شاہ کو اس
حال سے آگاہ کیا وہان الطاف جادو کی دعوت ہو رہی ہے سب اسکی مہمانداری مین مصروف
ہین ہر ایک سردار کے یہان روز جشن ہوتا ہے اس جواب کو آئے ہوئے گرداب شاہ وغیرہ کے پاس
کوئی دس دن گذرے تھے کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ دربار آراستہ تھا گرداب شاہ تخت پر
بیٹھا ہوا تھا کہ طائر آکر سامنے بیٹھا اور بزبان انسانی گویا ہوا کہ مین نامہ لایا ہون سمندر شاہ
کا یہ کہکر وہ نامہ گرداب شاہ کے ہاتھ مین دیا گرداب شاہ نے نامہ کو آنکھون سے لگایا
لفافہ پر نامہ کے بوسہ دیا اور دبیر کو دیا کہ پڑھو پس دبیر نے پڑھا گرداب شاہ اور دیگر اہل
دربار مضمون سے آگاہ ہوئے پس گرداب شاہ نے دبیر سے کہا کہ ہم سب کی طرف سے
ایک عرضی تحریر کرو کہ ہم حکم سرکار سے آگاہ ہوئے پس جیسا حکم صادر ہوا ہے اُسیکے بموجب
کاربند ہونگے دبیر نے تحریر کردیا گرداب شاہ وغیرہ نے اُسکے سر پر اپنی مہر اور دستخط کرکے
اُس طائر کو دیا وہ طائر منقار مین دبا کر اُڑ گیا بعد جانے طائر کے گرداب شاہ وغیرہ نے
کہا کہ آخر کو بادشاہ کو خود تکلیف کرنا پڑی برائے مقابلہ اہل اسلام یہ کہکر اسی وقت سوار
ہوکر صحرا مین آئے اور کوہسار کا قطعہ برائے لشکر سمندر شاہ تجویز کیا جو کہ پر از آب و گیاہ تھا
اور نہایت خوشگوار تھا پس جو پست و بلند زمین تھی سب کو بزریعہ سحر کے ہموار کی اور جو
درخت تھے وہ سب کٹوا کے میدان کو صاف کردیا سمندر شاہ کے خیمون اور بارگاہون کی
اور دیگر بادشاہون کے خیمون کی جگہ مقرر کی اور ایک سمت برائے لشکر غیر ساحران میدان صاف
کیا اور ایک طرف برائے لشکر ساحران میدان درست کیا اور وسط مین جگہ برائے بارگاہ
سمندر شاہ مقرر کی ایسا بندوبست کیا یہ لشکر جو کہ اترا ہوا ہے اسی لشکر مین شامل ہوجا
پس یہ بندوبست کرکے بارگاہ مین آئے اور طائر سحر منتظر رہے کہ جب پیش خیمہ شاہی آئے تو ہمکو
آگاہ کرنا راوی نے اس طور سے بیان کیا ہے کہ طوفان خیز جادو و امواج تیغ زن جادو ایک
لاکھ ساحرون اور پچاس ہزار غیر ساحرون سے پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا تھا قطع راہ کرکے
بیرون شہر آکر پہونچا اور طرف لشکر گرداب شاہ کے چلے پس یہان صبح کا وقت تھا کہ
گرداب شاہ دربار مین تھا سب اہل دربار حاضر تھے کہ طائران سحر نے آکر خبر دی کہ اے
بادشاہ آگاہ ہو کہ امواج تیغ زن اور طوفان خیز جادو مع ایک لاکھ پچاس ہزار سپاہ کے

پیش خیمہ بادشاہ کا اور خزانہ لے کر قریب لشکر آ پہونچے ہین بس یہ سننا تھا کہ گرداب شاہ وغیرہ سب
سردارون اور لشکر کو لے کر برائے استقبال آیا اور استقبال کر کے اوس صحرا مین لایا کہ جو برائے قیام
لشکر مقرر کیا تھا بس سب خیمہ اور بارگاہین برپا کرائین ایک طرف یعنی طرف دست چپ کے
شاہان و پہلوانان غیر ساحرون کے لشکر کے افسرون کے خیمے و بارگاہین برپا کین اور دست راست
کی طرف لشکر ساحران کے بادشاہون اور افسرون کے خیمے و بارگاہین برپا کین کین وسط مین
خیمے و بارگاہین سمندر شاہ کی برپا ہوئین بازار مین آراستہ ہوئین جھنڈے نصب کیے گئے بس
لشکر ساحران اپنی طرف اترا اور غیر ساحران اپنی حد کی طرف بس یہ سب بندوبست کر کے گرداب شاہ
وغیرہ اپنے مقام پر آئے وہان لشکر اسلام مین دربار آراستہ تھا سب حاضر دربار تھے کہ ہرکارون
کے جوڑی داخل بارگاہ ہوئی ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے شاہی بجالائے اوسکے بعد عرض کیا کہ ہم لشکر
کفار مین تھے کہ طائران سحر نے کفار کو خبر دی کہ دو ہزار سردار ایک لاکھ پچاس ہزار سپاہ سے
سمندر شاہ کا پیش خیمہ لیکر آئے ہین بس یہ سنکر گرداب شاہ وغیرہ نے انکا استقبال کیا
اور روبروئے لشکر حضور میدان لق و دق مین خیمے برپا کرائے اور بارگاہین سمندر شاہ کے ساتھ
لشکر غیر ساحران بھی ہے بس ایک طرف لشکر ساحران اترے گا اور ایک سمت غیر ساحران چنانچہ
ایسا ہی بندوبست ہوا اور بیچ مین بارگاہ سمندر شاہ کی ہے یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ خوب
ہوا کہ خود سمندر شاہ اپنے مقابلہ پر نکل آیا لشکر لیکر بس اب فیصلہ ہو جائے گا جس کو خداوند
دے فتح و شکست خدا کے اختیار مین ہے کہان تک انتظار کیا جائے خداوند کریم نے سن لی
کہ سمندر شاہ نے خود قصد مقابلہ کیا میرا خود قصد تھا کہ سمندر شاہ کو لکھون کہ خود آکر مقابلہ
کرو اس سے کیا فائدہ ہے کہ سردارون کو روانہ کر کے طول دیتے ہو فیصلہ ہو جائے میرے تحریر
کرنے کی نوبت نہ آئی وہ خود برائے مقابلہ نکل آیا خیر دیکھا جائے گا خدا سے با بزرگ است
کوئی خوف نہین ہے بلکہ مجکو خوشی ہے کہ فیصلہ ہو جائے تو مین برائے فتح بطارق
روانہ ہون اور آئندہ اندازہ جہاد و کو قتل کر کے خدمت مین صاحبقران اول کے روانہ ہون
اور عبادت خدا مین مصروف ہون یہ فرما کر اور ان ہرکارون کو خلعت دیکر رخصت کیا اور فرمایا
کہ لشکر کفار مین جاؤ یہ خبر دریافت کرو کہ سمندر شاہ کب آئے گا تاکہ ہم اسکی آمد کا تماشہ
دیکھین بس وہ ہرکارے طرف لشکر کفار کے روانہ ہوئے اور داخل لشکر ہو کر اور صورت بدل
کر پھرنے لگے یہان صاحبقران اس انتظار مین ہین کہ ہرکارے آکر خبر دین کہ سمندر شاہ
لشکر لیکر شہر سے نکلا اور ادھر کو آتا ہے تو مین سرحد لشکر پر جاکر آمد لشکر کا تماشہ دیکھون
راوی نے بیان کیا ہے کہ جب دو دن گذرے اور وہ دن آیا جو کہ سمندر شاہ نے لشکر
کے کوچ کے لیے مقرر کیا تھا بس سمندر شاہ سب اپنے ناموس کے مل کر برآمد ہوا
یہان کل سردار لشکر ساحر و غیر ساحر اور کل شاہان اطراف و افسران سپاہ و پہلوانان
جنگ آزما و ساحران غدار حاضر دولت ہین سویرے سے اور کل لشکر ساحرون کا
اور غیر ساحرون کا طیار ہے سب اسباب اژدرہا سے سحر پر بار ہو چکا ہے و خزانہ وغیرہ
و خیمے پہلے ہی روانہ ہو چکے تھے مگر پھر بھی خزانہ ہمراہ ہے اور بارگاہین و خیمہ مین غلہ بھی
اور دیگر ضروریات اور ہر قسم کا اسباب ہے ہر قسم کے لوگ ہمراہ ہین طائفے بہت سے

ہمراہ ہین سامان مے خانہ و دیگر اسباب عیش ہمراہ ہی سب بار ہو چکا ہی جو لشکر ساحرون کا ہی اُسکے
علم اژدرون کے پشت پر نصب ہین اُنکے پھریرون پر تعریف خداوند تصویر کی تحریر ہی پھریرے
اُنکے کھل چکے ہین اور جو لشکر غیر ساحرون کا ہی اُسکے نشان ہاتھون پر ہین اُنکے بھی پھریرے کھلے
ہوئے ہین اُن پر بھی تعریف خداوند نہ طاق تحریر ہی اور سب جلوس سواری در دولت
پر موجود ہی غیر ساحرون کا لشکر ایک سمت پرا باندھے ہوئے کھڑا ہی اور ساحرون کا ایک سمت
غیر ساحر مرکبون پر اسلحہ لگائے ہوئے سوار ہین پیدل صف بستہ الگ کھڑے ہین ساحر
مرکب ہاے سحر پر اور دیگر سواری ہاے سحر پر مثل باز و ہنس و اژدر و طاؤس و تخت سحر
وغیرہ پر سوار ہین اور کوئی ابر طیار کر رہا ہی کہ اُس سے بارش ہو رہی ہی کوئی آگ برسا رہا
ہی کوئی سنگ کوئی چمن بنا تا ہی کوئی اژدر ہی ایک اپنا کمال دکھا رہا ہی غیر ساحر کوئی
سیف کے ہاتھ نکال رہا ہی کوئی تلوار ہلا رہا ہی کوئی نیزہ کوئی مرکب کو کاوے پر ڈالے
ہوئے ہین کوئی گرز کو تھولے ہوئے ہی بس یہان تو لشکر طیار ہی اور آمادہ سفر ہی لشکر
ساحران ہین انتظار ہی کہ حکم ہو تو نفیر سحر کو دم دین اور غیر ساحران ہین کہ کوس سفری پر چوب
پڑے یہان تو یہ بند و بست ہی اُدھر بیرون شہر جو بادشاہ ساحر و غیر ساحر و پہلوان
لشکر لے کر براے کمک آئے تھے خود تو اپنے لشکر کو براے سفر درست و طیار
کر کے اور سب مال و اسباب بار کر اکے ساحر ایک سمت اور غیر ساحرون کو ایک سمت
کھڑا کر کے در دولت پر آ کر موجود ہوئے بس بیرون شہر بھی ہر ایک کا لشکر براے سفر طیار ہی کہ یکایک سمندر شاہ محل
سے برآمد ہوا سب حاضرین دربار کا مجرا ہوا سمندر شاہ نے سنلاق و امراق کیطرف دیکھا اور اپنے سپہ سالار کیطرف
مخاطب ہو کر کہا کہ سب لشکر طیار ہی اُنھون نے عرض کیا کہ سب لشکر طیار ہی صرف حکم کی دیر ہی اور حضور کے سوار ہونے
کی وزیرون نے عرض کیا کہ سب جلوس سواری در دولت پر موجود ہی بس یہ سنکے سمندر شاہ نے اپنے اُستاد
عشاق کیطرف دیکھا اور کہا کہ اُستاد کیا حکم ہوتا ہی عشاق گنبد نشین نے کہا کہ شوق سے سوار ہو اب کس امر کا
انتظار ہی بس سمندر شاہ نے ان شاہون سے اور پہلوانون سے پوچھا کہ آپ لوگون کا بھی
لشکر طیار ہی اُنھون نے جواب دیا کہ سب لشکر طیار ہین اب آپ کے تشریف لے
چلنے کی دیر ہی ادھر آپ شہر سے برآمد ہوئے وہ بھی ہمراہ ہو جائین گے یہ سنکے سمندر شاہ
نے حباب جادو کی طرف دیکھا اس ساحر کا نام حباب دریا ساز ہی اور اشارہ
کیا وہ حاضر خدمت ہوا بس اُسکو حکم دیا کہ تم یہان کی حکومت کرو میری طرف سے
کسی قسم کی بدانتظامی نہ ہونے پائے شہر بین سب طور سے انتظام رکھنا ورنہ خرابی
ہوگی اور چند افسران سپاہ کو طلب کر کے کہا کہ پچاس ہزار ساحر و غیر ساحر ہین یہان
چھوڑے جاتا ہون بس تم لوگ سب مع اپنے لشکر کے حباب کی اطاعت سے باہر
نہ ہونا اور بجاے میرے خیال کرنا کسی قسم کی عدول حکمی نہ کرنا ورنہ سزا ملے گی یہ کہکر حباب
کو اپنے روبرو تخت پر بٹھایا اور اُسکے فرزند کو اُسکا نائب کیا کہ جسکا نام زورق جادو
تھا راوی نے کہا ہی کہ یہ بند و بست کر کے سمندر شاہ نے کچھ اشارہ کیا دفعتاً زمین
سے زمین شق ہوئی سب نے دیکھا کہ گلنار جادو و سحر جادو و سحاب جادو وغیرہ بہت
سے ساحر و جادوگر زمین سے پیدا ہوئے اور سب نے سمندر شاہ کو سلام کیا اور

عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ ہم اہل اسلام پر لشکر کشی کرتے ہیں تم سب بھی ہمراہ چلو سب نے عرض
کیا کہ بہت خوب بس اسی وقت سے وہ بھی ہمراہ ہوئے راوی کہتا ہے کہ سمندر رشاہ ابھی سوار نہ ہوا
تھا کہ ایک مرتبہ ہوائے گرم کا جھونکا آیا اور برق چمکی سب نے دیکھا کہ آلشار جادو سامنے
سمندر رشاہ کے کھڑا ہے اسکا واقعہ یہ ہے کہ یہ سابق میں آیا تھا اسکا ذکر ہو چکا ہے اور یہاں سے چلا
گیا تھا پس اپنے ملک میں پہونچا اور وہاں سے لشکر اپنا ہمراہ لے کر برائے کمک آیا کیونکہ
اسکو سب واقعات معلوم تھے پس اپنے لشکر کو ہوا پر قائم کر کے خود سمندر رشاہ کے پاس
آیا یہ سمندر رشاہ سے دبتا نہیں ہے امتحان ہو چکا ہے دونوں برابر رہے ہیں بلکہ آلشار جادو
جبر رہا ہے یہ داستان تحریر ہو چکی ہے صرف ملاقات کے سبب سے برائے کمک آیا ہے
پس اسنے یہاں جو یہ سامان دیکھا سمندر رشاہ سے بعد صاحب سلامت کے پوچھا کہ کیا
قصد ہے یہ کیا سامان ہے سمندر رشاہ نے جواب دیا کہ میں نے کئی سردار برائے مقابلہ
اہل اسلام روانہ کیے وہ مارے گئے یا اہل اسلام کے شریک ہو گئے پس میں نے عاجز ہو کر
خود قصد کیا پس برائے مقابلہ اہل اسلام لشکر لے کر جاتا ہوں آلشار نے کہا میں بھی خوب وقت پر
پہونچا چلو میں بھی ہمراہ ہوں سمندر رشاہ خوش ہو گیا پس سرداروں وغیرہ اور شاہوں و
ساحروں وغیرہ ساحروں کو ہمراہ لے کر بیرون دربار آیا اور سب افسر ساحر وغیرہ ساحر و دیگر
ملازم و جلوس سواری موجود تھا سب نے سلام کیا سب کا مجرا ہوا پس سمندر رشاہ
نے مجرا سب کا لے کر اشارہ کیا کہ ایک تخت سحر پیدا ہوا اسکے چاروں گوشوں پر چار شیر
بنے ہوئے تھے انکے منہ سے شعلے نکل رہے تھے اور آنکھوں سے موتی گرتے تھے گوشوں
پر انکے گلدستہ ہر رنگ کے پھول کے رکھے ہوئے تھے اس سے خوشبو آرہی تھی اس
تخت پر وہ ہی میز رکھی ہوئی تھی اور وہی سب سامان صندوقچہ آئینہ جام حوض گلدستہ
پارچہ سنگ و دیگر سامان سحر اس میز پر رکھا ہوا تھا اور ایک ابر اس تخت پر سایہ
فگن تھا کہ جس سے بارش مروارید و دیگر جواہر کی ہو رہی تھی اور سامنے تخت کے ایک
سنگ سفید کی چٹان ہوا پر قائم تھی کہ جس پر فرش کیا ہوا تھا اس پر پریاں خود بخود
پیدا ہوتی تھیں اور ناچتی تھیں اور غائب ہو جاتی تھیں اس ابر سے صدا ساز و آواز
وغیرہ ہر قسم کی آرہی تھی اور سامنے تخت کے ایک تازہ چمن طیار تھا گویا وہ باغ
رواں تھا ادھر ادھر تخت کے دو نہریں جاری تھیں کہ جس کا پانی بہت شفاف تھا
اس میں ہر رنگ کی مچھلیاں پڑی ہوئی تھیں وہ بالائے آب شناوری کر رہی تھیں ان
کے منہ سے حباب پیدا ہوتے تھے اور بالائے تخت جا کر شق ہوتے تھے باہم لڑکر اور
اس پر پریاں ظاہر ہوتی تھیں اور وہ باہم ملکر ہوا پر ناچتی تھیں یہ حال تو دہنی طرف
کی نہر کے حبابوں کا تھا اور بائیں طرف کی نہر کی مچھلیوں کے حباب جو ہوا پر جاتے
تھے اور شق ہوتے تھے ان سے پہلوان پیدا ہوتے تھے اور باہم کشتی لڑتے تھے
جب اس طور کا تخت سمندر رشاہ نے سحر سے پیدا کیا پس بالائے تخت قدم رکھا
قدم کا رکھنا تھا کہ ہزاروں [illegible] خود بخود بجنے لگے اور بارش گہر بکثرت ہونے
لگی اور چاروں طرف سے صدا آنے لگی کہ [illegible] مگر کوئی نظر نہ آتا تھا اور صدائے

نغمہ و سرود آرہی تھی بس اب لشکرون مین بھی یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ سوار ہوا اسلامی دغی گلفتہ
و ناقوس بجنے لگے سمندر شاہ نے سحر کیا کہ تخت بلند ہوا اور حکم دیا کہ جلوس سواری بڑھے اور سب کو
حکم دیا سب سوار ہون پس سب اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوئے ساحر اپنی سواریون پر
اور غیر ساحر اپنی سواریون پر پس جب سب بادشاہ اور سب سردار سوار ہو چکے اور سب
گرد تخت سمندر شاہ آکر موجود ہوئے اسوقت سمندر شاہ نے حکم دیا کہ آگے آگے
سب کے وہ بادشاہ اپنا لشکر لے کر طرف قیام گاہ کے چلین کہ جو ساحر ہین اور برائے کمک
آئے ہین اور انکے بعد وہ بادشاہ اور پہلوان جو کہ غیر ساحر ہین اپنا لشکر لے کر روانہ ہون
انکے ہمراہ لشکر ساحران کے نشان انکے بعد لشکر غیر ساحران کے نشان ہون اسکے بعد اور
سب جلوس سواری اسکے بعد ہمارے بلازمین چوبدار و خاص بردار وغیرہ اور ہماری اردلی
کے مرکب اور دیگر سواریان و لشکر اسکے بعد ہمارا تخت ہوگا اور سب افسر و سردار
ہمرکاب رہینگے اور بادشاہ اسکے بعد ہمارا کل لشکر ساحران و غیر ساحران ہو سوائے پچاس ہزار
لشکر کے کہ جو برائے حفاظت شہر رہیگا یہ جو حکم دیا پس ان بادشاہون اور پہلوانون
و غیر ساحرون نے اپنے اپنے لشکر کے افسرون کو طلب کر کے حکم دیا کہ تم فوراً جاؤ اور لشکر کو بطرف
طرف اہل اسلام کے کوچ کرو یہ حکم دینا تھا کہ وہ لوگ ساحر و غیر ساحر بیرون شہر آئے
یہان لشکر طیار تھے بس دیکھا گیا کہ بارہ بادشاہ ساحر برائے کمک آئے اور انکا لشکر
قریب دس لاکھ کے ہوگا اور سب ساحر تھے پس انکے افسر بموجب حکم ان بادشاہون
کے لشکر کو لے کر روانہ ہوئے ابر سے ترشح ہوتا جاتا تھا گرد و غبار بیٹھتا جاتا تھا اور سڑک پٹتی
جاتی تھی ساحر اپنی اپنی سواریون پر سوار تھے سحر کے کرشمے دکھاتے جاتے تھے اس طرح
سے یہ لشکر روانہ ہوئے انکے عقب ان سردارون اور بادشاہون کا لشکر تھا کہ جو غیر ساحر تھے
انکے لشکرون کے علم ہاتھیون پر تھے آگے آگے سقہ چھڑکاؤ کرتے جاتے تھے انکے بعد
ہاتھی نشان کے تھے اور جلوس سواری تھا اسکے بعد لشکر قریب دس لاکھ کے غیر ساحرون
کا تھا یہ سب وہ تھے جو برائے کمک آئے تھے انکا لشکر تھا اور سب زبردست پہلوان
اور چند بادشاہ تھے یہ لوگ تو اس طریقہ سے چلے عجب طور سے حکم ملا تھا وہان شہر
مین یہ بندوبست کیا گیا کہ آگے آگے ساحرون کے لشکر کے نشان ان کے آگے ابر سے چھڑکاؤ
ہوتا ہوا انکے عقب مین غیر ساحرون کے لشکر کے نشان سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے انکے
عقب مین تمام جلوس سواری جو شاہان عظیم کے ساتھ ہوتی ہے ہزارون خاص بردارون
چوبدار کئی ہزار کسانڈ نیان نشتری دمامے بجتے ہوئے نفیر بجتی ہوئی ڈنکا ہوتا ہوا ہزارہا
مرکب باساز و یراق مرصع کار سائیس چوریان لیے ہوئے اسکے بعد اور جلوس سواری
بعد لشکر اردلی کا ساحرون کا بھی اور غیر ساحرون کا بعد اسکے تخت سمندر شاہ کا اس کے
تمام لشکر کے سردار اس تخت کو گھیرے ہوئے اور سب بادشاہ اسکے بعد دس بارہ
لاکھ کا لشکر ساحران و غیر ساحران بعد لشکر کے اور سب سامان اس طریقہ سے
سمندر شاہ کا لشکر شہر سے نکلا اسدن تمام شہر مین ہل چل پڑی ہوئی تھی مگر راوی
نے کہا ہے کہ ان سب واقعات کی خبر سمندر شاہ کو ہوئی تھی مگر وہ اپنے باغ

نے ہوا کی ایسی اُس دن سے خفا ہو گئی ہے کہ جس دن سمندر شاہ نے برائے صندوقچہ اُس پر
بدعت کی تھی کہ پھر اُسنے صورت سمندر شاہ کی نہ دیکھی تھی سب نے بادشاہ کی سواری کا
تماشہ دیکھا اور سب اہل شہر و حباب دریا ساز جادو مع اُس لشکر کے جو کہ برائے حفاظت
رہا ہے شہر پناہ تک بادشاہ کو پہونچانے گئے بس جب سواری مع لاؤ لشکر کے شہر سے نکل
گئی سب واپس آئے حباب جادو بندوبست شہر میں مصروف ہوا سب اہل شہر
اپنے اپنے گھر آئے ادھر سمندر شاہ بڑے تزک و حشم سے لشکر لیے ہوئے چلا جاتا ہے ڈنکا
ہوتا ہوا علم کے پھریرے لہراتے ہوئے باجے جنگی بجتے ہوئے گھنٹہ و ناقوس کھٹکتے ہوئے
نقیب لقب بیگ کرتے ہوئے اسلحہ اہل لشکر کے ضو دیتے ہوئے اور لباس اُنکے چمکتے ہوئے
اور اسی طور سے ساحروں کے اسلحہ اور لباس کی بہار سحر کی نیرنگ سازیاں دکھاتے
ہوئے چلے جاتے تھے کہ اُدھر طائران سحر نے گرداب شاہ وغیرہ اور مواج تیغ زن و
طوفان خنجر جادو کو خبر دی کہ لشکر بادشاہ کی آمد ہے ہرکارے بھی آکر حاضر ہوئے انھوں نے
بھی یہی عرض کیا کہ بادشاہ کی سواری کی علامت معلوم ہوتی ہے بس یہ سننا تھا کہ وہ لوگ
بھی مسلح و مکمل ہو کر اور اپنا اپنا لشکر ہمراہ لے کر صف آرا ہوئے ساحر ایک طرف وغیر ساحر
ایک جانب طوفان خنجر جادو بھی اپنا لشکر لے کر گرداب شاہ کے ہمراہ صف آرا ہوا
یہ حال دیکھکر اور خبر دریافت کر کے ہرکارگان لشکر اسلام طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے
وہاں صاحبقران و بادشاہ بارگاہ میں جلوہ فرما تھے سب سردار ساحر و غیر ساحر حاضر دربار
تھے اور سب بادشاہ و شہزادگان صاحبقران و عیاران لشکر مع خواجہ خضران بن عمر ثانی کے
کہ ہرکاروں نے مجرا گاہ پر سے آکر مجرا کیا دعا و ثنائے شاہی بجا لائے یہ شعر ورد زبان کیا
شعر الٰہی بخت تو بیدار بادا ۔ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ۔ یہ دعا کر کے کھڑے ہوئے خواجہ
نے کہا کہ کیا خبر لائے ہو بیان کرو انھوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ہم غلام بموجب احکام
شاہی لشکر کفار میں صورت تبدیل کیے ہوئے موجود تھے کہ دیکھیں کب خبر آتی ہے کہ
سمندر شاہ آتا ہے بس ابھی ابھی طائران سحر و ہرکاروں نے گرداب شاہ وغیرہ کو آکر
خبر دی کہ آمد لشکر بادشاہ اور سواری جہاں پناہ ہے یہ سنکے وہ سب لوگ ابھی ابھی
سپاہ لے کر صف آرا ہوئے ہم یہ خبر پا کر حاضر ہوئے کہ آپ کو خبر کریں باقی خیر سلامتی ہے بس
صاحبقران نے اُنکو انعام دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ چلو لشکر پر سامنے اُس مقام
کے کہ جہاں کہ سحر لشکر آئے تھا کرسیاں و دنگل آراستہ ہوں اور تخت شاہی ہم آمد لشکر کفار
کا تماشہ دیکھیں گے اور جہاں پناہ بھی ملاحظہ فرمائیں گے یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت سب
بندوبست ہو گیا صرف زبان سے نکلنے کی دیر تھی کیا بات تھی ایک خیمہ مہمت و سیع
برپا کیا گیا اُس میں کرسیاں و دنگل و تخت شاہی وغیرہ برپا کیا گیا سراپچہ اُسکے باندھ
کرا دیے گئے کہ بالکل سامنا تھا بس صاحبقران سے جاکر عرض کیا صاحبقران و بادشاہ
و کل شہزادے و سردار و ساحر ہمراہ بادشاہ و صاحبقران کے اُس خیمہ میں جا بیٹھے
الطاف جادو بہت خوش ہے اور اُسکی خاطر بھی بہت کی جاتی ہے مگر سب مہمان [illegible]
بیٹھے اور طرف صحرا کے دیکھ رہے ہیں کہ یکا یک شہر سمندریہ کی طرف سے ایک ابر پیدا ہوا

سب اہل اسلام نے بھی دیکھا اور گرداب شاہ وغیرہ نے یہ لوگ تو ادب سے کھڑے ہوگئے
کہ بادشاہ کی آمد ہے جب وہ ابر قریب آیا تو دیکھا اُس سے چھڑکاؤ ہوتا ہے اور خود سڑک بن جاتی ہے
اُسکے عقب نشان ہین لشکر ساحران کے بعد اُسکے جلوس سواری ہے اُسکے بعد لشکر ساحرون کا
بس وہ ابر بھی آکر ایک طرف قائم ہوا اور وہ نشان ہے اور وہ لشکر ہے ہرکاران گرداب شاہ
نے گرداب شاہ سے اور ہرکاران لشکر اسلام نے صاحبقران سے دریافت کرکے بیان
کیا کہ یہ لشکر ساحرون کا ہے یہ وہ ساحر ہین کہ اُنکی بادشاہ براے کمک سمندر شاہ لشکر لیکر آگئے ہین
اور یہ لشکر وہ ہے کہ مدد سمندر شاہ کو طلبیدہ اُس کا آیا ہے اُسکے بعد لشکر غیر ساحرون کا اور پہلوان
آئینگے جو کہ سمندر شاہ کے طلب کیے ہوئے ہین اُسکے سمندر شاہ کا لشکر آئیگا ہرکارے
یہ بیان کر رہے تھے کہ گرد وغبار بلند ہوا جب وہ غبار شق ہوا اُس سے چھڑکاؤ کرتے ہوئے نظر
آئے وہ آکر ایک طرف قائم ہوئے بعد یہ غیر ساحرون کا لشکر تھا اُنکے بعد ہزارون ہاتھیون
پر نشان آئینہ پیشانیون پر لگے ہوئے غرض کہ لشکر ساحرون کا بھی آکر ٹھہرا ہرکارون نے صاحبقران
سے عرض کیا کہ یہ سب لشکر براے کمک آیا ہے اس مین بہت سے پہلوان ہین صاحبقران
وغیرہ نے دیکھ کر ان پہلوانون کی تعریف فرمائی کہ واقعی پہلوان لائق ہین اور زبردست معلوم
ہوتے ہین یہی ذکر تھا کہ پھر ایک ابر زرد گون سمندریہ کی طرف سے بلند ہوا ہرکارے براے خبر
دونون طرف روانہ کیے گئے اور فوراً حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اب سمندر شاہ آتا ہے دیکھا کہ
زیر ابر ایک بہت وسیع سڑک بنتی جاتی ہے اور اُس ابر سے اُس سڑک پر چھڑکاؤ ہوتا جاتا ہے گرد
وغبار بیٹھتا جاتا ہے دونون طرف سڑک کے چمن بنتے جاتے ہین بس وہ ابر وسط مین آکر قائم ہوا
اُسکے نشان لشکر اژدرون کے پشت پر نمودار ہوئے سیاہ پھریرے تھے اُسکے بعد غبار
اُٹھا جب غبار شق ہوا اُس سے نظر آئے فیلان کوہ پیکر پر نشان لشکر ظاہر ہوئے وہ بھی آکر
ٹھہرے پھر تو جلوس سواری آنے لگا جب سب جلوس سواری آچکا اب سپاہ کے
غول کے غول ساحرون کے ہمراہ اور غیر ساحرون کے بالاے زین جنگی باجے بجتے ہوئے
ڈنکا بجتا ہوا شہنا نواز شہنا کو دم دیتے ہوئے گھنٹہ و ناقوس بجتے ہوئے نقیب باادب باش
کی صدا دیتے ہوئے ایک طرف آکر ادب سے کھڑے ہوگئے دیکھا کہ سیکڑون بادشاہون اور
سردارون و پہلوانون کے بیچ مین تخت سمندر شاہ کا اُسی ساز وسامان سے جو کہ اوپر
بشرح وبسط تحریر ہوچکا ہے اُس تخت پر سمندر شاہ بیٹھا ہوا بائین طرف سپہ سالار لشکر
ساحران اور دہنی طرف سپہ سالار لشکر ساحران کا اور دونون وزیر عقب پشت مگس رانی
کرتے ہوئے برابر تخت سمندر شاہ کے ایک تخت طلائی پر عشاق استاد سمندر شاہ
بیٹھا ہوا عقب مین لشکر آکر پہونچا صاحبقران وغیرہ سمندر شاہ و عشاق وغیرہ کو پہچانتے
تھے کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوئی گرداب شاہ وغیرہ کا مجرا ہوا سلامی دی گئی یہان
جو لشکر صف آرا تھا اُس مین باجے جنگی بجے داخلہ کی توپین فیر ہوئین کل لشکر کے نشان
جلوہ گری مین آئے بس سمندر شاہ تخت اپنا اپنی بارگاہ کے قریب لایا تخت پر سے
اُترا داخل بارگاہ ہوا سب لشکر کو اُترنے اور ٹھہرنے کا حکم دیا بس ساحرون کا لشکر اپنے
مقام پر اُترا اور غیر ساحرون کا اپنے مقام پر اور خیمہ وغیرہ برپا ہوئے اب اس مقام پر لشکر

کفار بھی قریب چالیس لاکھ کے تھے ساحر و غیر ساحر ملا کر اور قریب دس ہزار کے پہلوان ہیں جو کہ
برائے مقابلہ اہل اسلام سمندر رشاہ نے اطراف و جوانب سے طلب کیے ہیں پس جب سب
لشکر اُتر چکا اور سمندر رشاہ داخل بارگاہ ہوا وہ تخت ایک طرف پہلو بارگاہ میں ہوا پر
قائم ہو گیا مگر سب سامان اسی طور سے ہے جب سب لشکر کمر کھول چکا اپنے اپنے بستر لگا چکا
سرداران اور افسر اور بادشاہ وغیرہ جو کہ ہمراہ آئے تھے وہ اور جو یہاں قبل سے مقابلہ میں اتر
پڑے تھے وہ اور دیگر جو کہ پیش خیمہ لے کر آئے تھے وہ سب داخل بارگاہ ہوئے سمندر رشاہ
نے جلوس تخت پر کیا سب نے نذریں دیں ارباب نشاط کو حکم ہوا اُنھوں نے مبارکباد
گائی انعام ملا یہ صحبت برخاست ہوئی سب حاضرین رخصت ہوئے بعد گھڑی دو پہر کے دربار برخاست
کیا سب اپنے مقام پر آ گئے اُدھر بادشاہ اسلام نے بھی جب سمندر رشاہ آ چکا اور
بارگاہ میں جا چکا اپنا دربار برخاست کیا یعنی اب دربار نہ کیا جلد لشکر پر سے سب کو
رخصت کر دیا خود خیمہ خاص میں داخل ہوئے جب وہ شب گذری یہاں بادشاہ اسلام
نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے اُدھر سمندر رشاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار
ہوئے پس سمندر رشاہ نے حکم دیا کہ دبیر حاضر ہو شملاق و امراق نے عرض کیا کہ دبیر
کی کیا ضرورت ہے جواب دیا کہ میں نامہ تحریر کروں گا بادشاہ اسلام و صاحبقران کو اور
اپنے آنے سے آگاہ کروں گا اگر اُنھوں نے میرے خوف کے سبب سے میری اطاعت
کر لی تو خیر ورنہ طبل جنگ بجوا کر مع سب نمک حراموں کے انکو تباہ کروں گا شملاق و
امراق نے عرض کیا کہ نامہ روانہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بارہا ایسا ہوا کہ
جو کوئی سردار برائے مقابلہ آیا نامہ اُسنے روانہ کیا وہاں سے جواب جنگ آیا پس کیا
ضرور ہے کہ پھر نامہ روانہ کیا جائے اور یہ امر ضرور ہے کہ وہاں سے جواب جنگ آئے گا
پس ہماری تو یہ رائے ہے کہ طبل جنگ بجوائیے سمندر رشاہ نے کہا کہ یہ جو تم نے کہا
سچ ہے مگر وہ جو کہ نامے سرداروں نے روانہ کیے اور اُسکے بعد جنگ ہوئی تو اُسکا
اثر ان تک رہا اور یہ لوگ اُن سرداروں کی کیا اصل جانیں کہ جن کو قتل کیا یا اسیر کیا
اب میں آیا ہوں مجھکو بھی لازم ہے کہ نامہ روانہ کروں میری اور بات ہے میں بادشاہ ہوں وہ
میرے ملازم تھے پس شملاق و امراق خاموش ہو رہے دبیر حاضر ہوا سمندر رشاہ نے
کہا کہ ہماری طرف سے ایک نامہ بنام صاحبقران تحریر کرو پس جو مضمون سمندر رشاہ نے
بتایا وہ دبیر نے تحریر کیا اور نامہ پیش کیا پس سمندر رشاہ نے نامہ کو دیکھ کر اُس پر اپنی
مہر کی دبیر نے لفافہ میں بند کیا پس سمندر رشاہ نے ایک ساحر کہ نام اُسکا شمر تیز جادو
تھا اور ایک غیر ساحر کہ نام اُسکا بہران تیغ باز تھا ان دونوں کو نامہ دے کر طرف اہل اسلام
کے روانہ کیا یہ دونوں کچھ سوار ہمراہ لے کر اور چند ساحر روانہ ہوئے طرف لشکر اسلام کے
اُدھر ہرکاروں نے لشکر اسلام کے یہ حال دریافت کر کے بارگاہ میں حاضر ہو کر اور دعا و
ثنائے شاہی بجا لا کر صاحبقران کی خدمت میں عرض کیا کہ نامہ بر نامہ لے کر سمندر رشاہ کی
طرف سے آپکی خدمت میں آتے ہیں دو سردار ہیں ایک ساحر و ایک غیر ساحر ہے جو
صاحبقران نے ہرکاروں کی زبانی سنا آراستگی دربار کا حکم دیا اور درگہ سالار سے فرمایا کہ

خبردار انکو آنے سے اندر بارگاہ کے منع نہ کرنا کوئی خبر کرنے کی حاجت نہیں ہے آسنے دینا بس یہان
تو یہ بندوبست ہے فوراً دربار آراستہ ہو گیا دنگل و کرسیون سے پیراستہ ہو گیا اور سب سامان ضروری
سے چنانچہ دو کرسیان چوبی رو برو تخت کے آراستہ کی گئین کہ جس پر دو نامہ بر بٹھائے جائین گے
یہان تو یہ سب سامان ہوا اُدھر وہ دونون اُس راہ کو طے کرکے کہ جو درمیان ہین برا سے مقابلہ
چھوڑی گئی تھی لشکر اسلام مین پہونچے اتنا بڑا لشکر فروکش پایا کہ لشکر سمندر شاہ جو کہ تبلیس لاکھ
ہے اسکے روبرو کچھ حقیقت نہین رکھتا ہے دیکھا ہزارون بازارین آراستہ ہین بارگاہین لاکھون
برپا ہین خیمے کرورون استادہ ہین ہزارون سرداروں وافسرون وامیرون ووزیرون وشاہون
کی ڈیوڑھیان ہین کہ جن پر پہرے چوکی سوارون کے مقرر ہین بازارون کے جھنڈے ہوا سے
لہرا رہے ہین نشان لشکر بلند ہین فوجین چارون طرف اتری ہوئی ہین سوار و پیدل خوش خوش
گھوم پھر رہے ہین عجب شان و شوکت کا لشکر ہے یہ سیر و تماشہ لشکر کا کرتے ہوئے دربارگاہ
پر پہونچے اور قصد کیا کہ اندر جائین پھر خیال آیا کہ شاید درگہ سالار منع کرے پہلے خبر کرالین تو پھر
جائین یہ دونون باہم صلاح کرکے طرف درگہ سالار کے متوجہ ہوئے اور کہا کہ ہماری خبر
کر دیجیے کہ دو شخص نامہ لیکر سمندر شاہ کا آئے ہین اجازت کے خواستگار رہین درگہ
سالار نے اُنکی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ لوگون کے نام کیا ہین کہا کہ ہم مین سے ایک کا نام
شہرریز جادو اور دوسرے کا نام بہران تیغ باز ہے یہ سُنکے درگہ سالار نے کہا کہ آپ دونون
صاحب شوق سے جائین آپ کی اجازت ہو چکی ہے کہ اگر نامہ بر آئین تو روکنا نہین بدو
اطلاع آنے دینا کوئی مقام خوف و اندیشہ نہین ہے بس مین تابع حکم ہون آپ لوگ جائین
مگر اور لوگ جو آپکے ہمراہ ہین یہ اسی مقام پر قیام کرین انکی اجازت نہین ہے بہران تیغ باز
نے کہا کہ ہم خود انکو نہین لے جائین گے آپ بیکار منع کرتے ہین ہم کو طریقہ دربارشاہون کا
معلوم ہے بس یہ دونون کا فراپنے ہمراہیون کو وہان ٹھہرنے کا حکم دیکر اور پردہ اُٹھا کر اندر
بارگاہ کے سب جلوخانہ طے کر کے آگئے مختصر یہ کہ ہر ایک جلوخانہ دوسرے جلوخانہ سے
زیادہ آراستہ تھا اُنکے حواس وہ سامان دیکھ دیکھ کر پرواز کیے جاتے تھے یہان تک کہ یہ
بارگاہ مین پہونچے ایسا دربار آراستہ پایا کہ بیساختہ یہ شعر زبان پر جاری ہوا شعر
بارگاہ وزیرے کیوردار + تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار + دیکھا کہ وسط بارگاہ مین تخت
آراستہ ہے اُس پر بادشاہ جلوہ فرما ہین اور بہت سے نیم تختون پر اور بہت سے بادشاہ
بیٹھے ہوئے ہین صاحبقران دنگل پر جلوہ فرما ہین ساحران نامی و سرداران گرامی کرسیون
پر اور دنگلون پر متمکن ہین ہزارون بلکہ لاکھون ہین اُن مین ہر ایک سام و قت کا رستم
و اسفندیار معلوم ہوتا ہے بیٹھے ہوئے جھوم رہے ہین خود سرون پر سجے رکھے ہوئے ہین
سلاح و سنجوگ سے آراستہ ہین یہ دیکھ کر اُنکے طائر حواس نے قفس دماغ سے پرواز کیا
حیران ہو کر رہ گئے مگر ہوشیار اور باتہذیب اپنے کو سنبھال کر ہمراہ عرض بیگی کے
مجرا گاہ پر آئے اُسنے پہلے بادشاہ کو بتایا پھر صاحبقران کو ان دونون نے سلام کیا اور
مؤدب کھڑے ہوئے اشارہ جاری ہوا کہ کرسیون پر جو کہ روبرو تخت کے آراستہ ہین بیٹھ
جاؤ سلام کرکے بیٹھ گئے ساقی کو حکم ملا کہ جام شراب دو ساقی نے جام لبریز کرکے دونون کو

دیے دونون نے سلام کرکے جام لیے اور پی گئے پس جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا شہر ریز جادو پکارا منم نامہ دار منم نامور صاحبقران نے اسکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کس کا نامہ لائے ہو کہا کہ سمندر رشاہ کا فرمایا کہ لاؤ پس اسنے نامہ جھولی سے نکال کر صاحبقران کے ہاتھ مین دیا صاحبقران نے نامہ ہاتھ سے لیکر دبیر کو دیا پس دبیر نے وہ نامہ چاک کرکے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریف خداوند نہ طاق یعنی خداوند تصویر کی تحریر تھی اسکے بعد تعریف و ثنا خود سمندر رشاہ کی تھی اسکے بعد یہ چند سطرین مہمل تھین انکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران و اے سرداران اسلام و افسران لشکر خداپرستان و اے اہل اسلام و مسلمانان ناکام آگاہ ہو خصوصاً بادشاہ و صاحبقران بگوش و ہوش اس نامہ کو سنین اور پنبۂ غفلت کانون سے دور کرین اور حجاب غفلت کو آنکھون پر سے دور کرکے اس مضمون نامہ کو خود دیکھین اور اس پر عمل کرین ورنہ انجام بد ہے سوائے خرابی کے نیکی کی امید نہین ہے آیندہ انکو اختیار ہے پس معلوم ہو کہ آج تک تو مین نے یہ خیال کیا کہ تم لوگ یہان سے چلے جاؤگے اور مین کیا ایسے لوگون پر لشکرکشی کرون کہ جنکو مین پشہ سے بھی کم خیال کرتا ہون ایک جنبش لب مین انکا خاتمہ ہے پس یہ خیال کرکے لشکرکشی نہ کی تم لوگون نے یہ خیال کیا کہ ہم نے سمندر کو دبا لیا اور میری کشتی پر کمر کسی تم نے ساحران کو عیاری کرکے اور آفتاب کو اور ماہیان کو قتل کیا مین نے خیال کیا کہ ہوگا وہ مارے گئے تو مارے گئے یہ لوگ واقف نہ تھے دوسری حرکت یہ ہوئی کہ تم نے میرے خراج گذارون کو اغوا کرکے چند نمک حرامون کے جو کہ تمھارے شریک ہوگئے ہین جن کے اغوا سے تم لوگ ادھر آئے ہو اپنا شریک کیا اور لشکر لیکر سمندر پر آگئے ہین مین نے اسی خیال سے کہ یہ غیر ساحر ہین ایسے کیا مقابلہ کرون اور ساحر بھی اسکے ہمراہ ہین وہ کیا لیاقت رکھتے ہین چند میرے ملازم ہین جو کہ نمک حرام ہوگئے ہین باقی اور رہین انکا مار لینا کیا بات ہے میری یہ لیاقت نہین ہے کہ مین مقابلہ کو ایسون کے جاؤن پس [illegible] ساحر روانہ کیے جو کہ [illegible] ساحر ہوا اسکو تمھارے لشکر کے عیارون نے عیاری کرکے یا کو قتل کیا یا پھر اپنا تعلیم کیا کہ اسنے نمک حرامی پر کمر کسی اور تمھارا شریک ہوا میری اطاعت سے انحراف کیا چنانچہ آفاق شاہ وغیرہ نے ایسا ہی کیا ابھی کل [illegible] کو اس نافرمانی کے جرم مین مین نے قتل کرنا چاہا تمھارا عیار رہا کرکے لے گیا الطاف جادو خود بخود مجھ سے منحرف ہو کر چلا آیا تمھارے پاس پس ابھی بہتر ہے خیریت ہے کہ تم یہان سے چلے جاؤ مین تم پر رحم کرتا ہون کہ کیا تم کو ہلاک کرون اور اسی میرے رحم نے تم کو اسقدر زور کیا کہ تم لوگون نے اعلان میرے مقابلہ کو آئے مین نے اسکی فکر پہلے نہ کی کہ اب اسقدر زحمت کرنا پڑی کاش مین خود تمھارے مقابلہ کو چلا آتا اور تم کو غارت کرتا تو کیون اسقدر صدمہ اٹھاتا خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہے کو مین اسی خیال سے آیا ہون کہ تم کو تمھارے ان کردارون کی سزا دون مگر پھر تم کو آگاہ کرتا ہون کہ تم یہان سے چلے جاؤ اور جسقدر میرے ملازم و باج دار تمھارے شریک ہوگئے ہین انکو میرے حوالہ کرو تاکہ مین انکو اس حرکت ناشائستہ کی سزا دون [illegible] وہ میرے مجرم ہین اگر اسکے خلاف کروگے یا [illegible] میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے فرمان ہوا وہان [illegible] دریا کو تمھارے حال پر رحم [illegible] آئے گا [illegible] آئے گا پس مین نے یہ نامہ تحریر

کیا اب یہی امر تمھارے حق مین بہتر ہی کہ تم یہان سے چلے جاؤ مین تم پر اسقدر اور رعایت کرتا ہون
کہ جو ملک میرے تم نے اپنے قبضہ مین کر لیے ہین وہ بھی مین نے تم کو دے دیے مین اُنکا بھی خواستگار
نہین ہون پس اگر یہ امر نہ قبول کروگے اور اسی سرکشی پر آمادہ رہوگے تو یاد رکھو کہ ایک شخص بھی
یہان سے زندہ نہ جانے پائیگا اول تو مین ساحر زبردست ہون اور لاکھون ساحر میرے ہمراہ ہین
چند ساحر جو کہ تمھارے ہمراہ ہین اُنکی کیا حقیقت ہی یہ سب طفل مکتب ہین ان مین چند تو ایسے
ہین جو کہ میرے ملازم تھے اور جو کہ تمھارے ہمراہ آ گئے ہین وہ کیا ہین مین اُنکو بھی لڑکیون سے
بدتر جانتا ہون دوسرے میرے ہمراہ لشکر عظیم ساحرون کا اور پہلوانون کا بھی ہی کہ جن مین ایک ایک
اپنے وقت کا فیل مست اور زور مین رستم ہی دیو کی کچھ حقیقت نہین جانتا ہی ایک ضرب شکست
مین اُسکا کام کرتا ہی پس اُنکے ہاتھ سے امان پانی دشوار ہوگی آیندہ تم کو اختیار ہی مین نے آگاہ
کر دیا زیادہ کیا تحریر کرون اس لشکر کثیر سے سر بر ہونا محال ہی یہ بالکل خام خیال ہی مین مثل اُن
سردارون کے نہین ہون جو کہ اکثر میرے حکم سے مقابلہ کو آئے اور شکست کھا کر اسیر ہوئے
یا قتل یا عیاری کے سبب سے تمھارے شریک ہوئے پس مین ابھی تک رحم کرتا ہون اگر
غصہ آ گیا تو خرابی ہوگی اور کچھ تم کو حاصل نہ ہوگا سوائے جان جانے کے ایک بھی زندہ نہ بچیگا
پس تم کو اپنے فعل کا اختیار ہی مین نے سمجھا دیا بموجب شعر مشہور ع اینچہ حق بود گفتم تمام ✱ تو دانی
دیگر بعد ازین والسلام ✱ یہ جو مضمون نامہ صاحبقران نے سنا بہت غصہ آیا دبیر سے فرمایا
کہ ہماری طرف سے پہلے تعریف خدا لکھو اُسکے بعد نعت اور منقبت ہون کی اور لکھو کہ ہزار ہزار و لاکھ
لاکھ لعنت خداوند تصویر پر اور اُسکے پرستارون پر پس اس مہمل تحریر کا یہ جواب ہی کہ تو کیا ہم پر
رحم کھائیگا او غلام تجھے شرم بھی ہی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہم پر رحم کھائے اور تیرا لشکر میرا کیا بنا
لیگا سب میری شمشیر کے شکار ہونگے اور لقمہ دہان اجل ہونگے کیا ساحر و کیا غیر ساحر و یاد رکھ تو
بھی کہ مین تجھکو مثل سگ و خوک کے قتل کرونگا اور تیرا گوشت و استخوان زاغ و زغن کو کھلائینگے
اور تیرے ہمراہیون کا کیون اسقدر غرور کرتا ہی پس اسی مین خیریت ہی کہ میری اطاعت کر دین
اسلام کو قبول کر اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان ورنہ اسکی سزا پائیگا ضرور میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا اگر تیرے لشکر کے پہلوان مثل فیل مست کے زبردست ہین اور دیو سے ہم پلہ
ہین تو ہم فیل کش و دیو کش ہین اگر وہ دیو ایک مشت ضرب سے ہلاک کرتے ہین تو ہمارے
خاندان کے طفل عالم شیرخواری ہین دیو کو پشہ سے بدتر جانتے ہین جوانون کا کیا ذکر ہی پس اگر زندگی
چاہتا ہی تو غاشیہ اطاعت کو دوش ہوش پر رکھکر حاضر خدمت ہو اور قدمبوسی حاصل کر
ورنہ اپنی موت کا امیدوار رہو یہ تو بخوبی ہم کو ثابت ہو گیا کہ تیری قضا اب آ گئی ہی جو تو لشکر
لیکر ہمارے مقابلہ کو آیا ابھی تک قضا نہ تھی جو نہین آیا تھا جس کی قضا پہنچا جس کے مقدر
مین ظلمت سے نکلنا تھا اور نور اسلام سے مشرف ہونا تھا وہ مقابلہ کو آیا یا تو مارا گیا یا مشرف
باسلام ہوا یہ جو تو نے تحریر کیا ہی کہ اسی مین خیریت ہی کہ تم لشکر لیکر یہان سے چلے جاؤ اور وہ
جو کہ ہمارے ملازم تمھارے شریک ہو گئے ہین اُنکو ہمارے حوالہ کرو تاکہ اُنکو سزا دون پس
اُسکا یہ جواب ہی کہ تو اُنکا تو اب ایک موے تن نہ پائیگا جب تک وہ کافر تھے اور ہمارے
نمک حرام نہ تھے اُس حالت مین تجھکو اختیار تھا اگر اس حالت مین وہ ہمارے دامن مین آ گئے

لیتے تو ہم ضرور انکی کمک کرتے اور ہرگز نہ دیتے نہ کہ اب کہ جب وہ ہمارے شریک ہوگئے اور ہمارے
دینی بھائی ہوگئے تو ہم تیرے حوالہ کریں یہ بالکل امر محال ہے پس اگر اطاعت کرنا ہے تو اکر اطاعت
کرو ورنہ آمادہ جنگ ہو اب ایسی مہمل تحریر ہم کو نہ لکھنا ورنہ بڑی خرابی ہوگی آیندہ تم کو اختیار
ہے تمہارے اس نامہ کا جواب جنگ ہے اور اب جو ایسی تحریر کروگے تو تم کو زبان تیغ سے جواب
دیا جائیگا تم ہم کو کیا سمجھاؤ گے بلکہ ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں کہ تم اطاعت کرو اور مذہب اسلام
اختیار کرو زیادہ کیا لکھا جائے بس یہ جواب لکھوا کر اُن نامہ بروں کو دیا اور اُن سے زبانی فرمایا کہ
سمندر سے کہہ دینا کہ کیوں شامت آئی ہے کیوں قضا سر پر کھیل رہی ہے کیوں اجل دامن گیر ہوئی
ہے پس خیریت اسی میں ہے کہ میرے پاس حاضر ہو کر دین اسلام اختیار کرو ورنہ مقابلہ پر آمادہ
ہو مجھکو کچھ خوف نہیں ہے میں لشکر و سپاہ سے ڈرتا نہیں ہوں انھوں نے عرض کیا ہم ضرور
آپکا پیام بادشاہ سے عرض کر دینگے پہلے انکا قصد ہوا تھا جب کہ صاحبقران نے بہت
سخت و سست کہا تھا مگر کچھ خیال دل میں کرکے اور باہم اشارہ کرکے خاموش ہو رہے
نہیں تو قصد ہوا تھا کہ جواب دیں مگر یہ خوف ہوا کہ یہاں ہزاروں ساحر ہیں اور ہزاروں
پہلوان ہیں ہم دو ہیں کیا کرینگے ہلاک ہونگے یا اسیر پس یہ جو خیال کیا تو کچھ جواب نہ دیا
خاموش ہو رہے اور جواب نامہ لے کر اور صاحبقران و بادشاہ کو سلام کرکے چلے
کہ بادشاہ و صاحبقران نے حکم دیا کہ ان دونوں کو خلعت سے سرفراز کرو پس اُن کو
سرکار صاحبقران سے خلعت عنایت ہوئے وہ خلعت سے مخلع ہو کر صاحبقران
وغیرہ کو سلام کرکے بیرون بارگاہ آئے اور اپنے ہمراہیوں کو ہمراہ لے کر طرف اپنے لشکر
کے روانہ ہوئے یہاں بعد جانے نامہ بروں کے صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ اب
بہت جلد فیصلہ ہو جائیگا یہ فرما کر صاحبقران خاموش ہو رہے اور گفتگو ہونے
لگی یہاں لشکر کفار میں سمندر شاہ بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہے اور انتظار نامہ بروں کا کر رہا ہے کہ
وہ نامہ بر راہ طے کرکے اپنے لشکر میں آئے اور اپنے بادشاہ کی بارگاہ میں آئے
اور سلام کیا سمندر شاہ نے دریافت کیا کہ جواب نامہ لائے کیا کیفیت دیکھی انھوں نے
سب حالت بارگاہ صاحبقران کی بیان کی اور جو پیام زبانی صاحبقران نے دیا تھا
بیان کیا اور جواب نامہ دیا سمندر شاہ نے جو انکی زبانی سنا کہ صاحبقران نے بہت
سخت و سست کہا اور بہت کچھ جواب نامہ میں سخت کلمات تحریر ہیں اور کہا ہے کہ
آمادہ جنگ ہو اور یہی مضمون نامہ میں ہے بہت برہم ہوا وزیر سے کہا کہ نامہ لے کر پڑھو
تو سہی پس وزیر نے نامہ پڑھا جواب نامہ کا سننا تھا کہ ایک دو دفعہ تلملا تھا کہ کاسہ فراغ
کو توڑ کر پار گذر گیا غیض و غضب طاری ہوا اُس نابکار کا چہرہ مثل آتش افروختہ کے
لعل ہو گیا منہ سے شعلے نکلنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نابکار کا تمام جسم آتش دوزخ
سے بنا ہوا ہے اُسی حالت غیض میں حکم دیا کہ بجے طبل جنگ شملاق و افراق نے اور
افروختہ نے کہا کہ ہم نے آپ سے عرض کیا تھا کہ نامہ نہ روانہ فرمایئے وہ لوگ اس لائق
نہیں ہیں کہ انکو پند و نصیحت کی جائے یا اُن پر رحم کھایا جائے آپ نے نہ سماعت فرمایا
ان کلمات کے سننے کی آپ کو خواہش تھی وہ سن لیجیے انجام وہ ہے جو کہ ہم نے عرض کیا

تھان باتون سے سمندر اور زیادہ جوش وخروش مین آیا دریاے غیظ وغضب کو ترقی ہوئی طوفان
غصہ کی طغیانی ہوئی مثل موجون کے پیچ وتاب کھانے لگا ہمہ تن آپ غیظ مین غرق ہو گیا
بس حکم دیا کہ ابھی ابھی لشکر مین طبل جنگ بجے کل مین ان خدا پرستون کو ضرور مقابلہ کرکے
غارت کر دونگا یہ لوگ بہت مغرور معلوم ہوتے ہین یہ حکم دینا تھا کہ لشکر مین یہ خبر پہونچی
چوبدارون نے افسرون کے پاس پہونچائی اسی وقت لشکر ساحران مین نفیر سحر بجائی گئی اور
کوس حربی پر چوب پڑی اور لشکر غیر ساحران مین نقارہ رزمی نوازش مین آیا لشکر کفار مین
کوس جنگ کڑکڑایا کہ زمین ہل گئی ایک تہلکہ پڑ گیا ساحر وغیر ساحر اور کل لشکر کفار کو معلوم
ہوا کہ طبل جنگ بجا ہے کل اہل اسلام سے مقابلہ ہوگا بس اسی وقت سے ساحر تو اپنا سحر
جگانے لگے اور اپنے آلات حرب وضرب درست کرنے لگے اور غیر ساحر اپنے سلحہ و
سنجوگ کی درستی مین مصروف ہوئے یہان لشکر مین تو سامان جنگ ہونے لگا یہان
جب سمندر شاہ کو معلوم ہوا کہ طبل جنگ بج چکا ہے یہ کہکر دربار برخاست کیا کہ دیکھین
کل اہل اسلام کیونکر مقابلہ کرتے ہین ضرور قضا ہے ان سب کی بس دربار برخاست کیا سب
سردار اپنے اپنے مقام پر آئے ساحر سحر سازی مین مصروف ہوئے غیر ساحر اسلحہ کی درستی
مین یہان تو کفار مین سامان جنگ ہو رہا ہے وہان صاحبقران دربار مین تشریف فرما
ہین کہ یکایک نقارہ کے بجنے کی صدا کان مین پہونچی بادشاہ سے فرمایا کہ سماعت فرمایئے
سمندر شاہ نے جواب کے دیکھتے ہی طبل جنگ معلوم ہوتا ہے کہ بجوا دیا صدا نقارہ کے
بجنے کی آرہی ہے بادشاہ نے جواب مین فرمایا کہ بجا ارشاد ہوا بس صاحبقران نے خواجہ
سے فرمایا کہ ہرکارون کو روانہ کرو کہ وہ جاکر خبر لاوین کیا لشکر کفار مین کوس حربی بجا ہے
یہ اسکی صدا ہے یا اور کسی قسم کی خوشی سے نقارہ بجایا گیا ہے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت
خوب اور چند ہرکارون کو طلب کرکے حکم دیا جاؤ خبر لاؤ کہ یہ لشکر کفار مین کیسا
نقارہ بجا ہے وہ ہرکارے یہ سنکے سلام بجا لائے اور قصد کیا کہ روانہ ہون کہ یکایک
ایک جوڑی ہرکارون کی پسینہ مین غرق گرد آلودہ آکر حاضر دربار ہوئی ہاتھ اٹھا کر
دعا وثنا بجا لائے اور عرض کیا کہ ہم نامہ برون کے ہمراہ لشکر کفار مین گئے اور بارگاہ
مین پہنچے کہ نامہ برون نے جاکر زبانی پیام بھی دیا اور نامہ بھی بس سمندر شاہ نے زبانی
پیام سنکے اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر فوراً حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُس وقت اُس
ناری کو ایسا غصہ تھا کہ تمام منہ سے شعلہ نکل رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کندۂ جہنم
ہے یہ حکم دینا تھا اسی وقت لشکر ساحران وغیر ساحران مین بموجب حکم سمندر شاہ
طبل جنگ بجے اور اہل لشکر کو معلوم ہوا وہ سامان جنگ مین مصروف ہوئے بس اب
کفار ناصر کا یہ قصد ہے کہ کل میدان جنگ مین آکر غلامان سرکار کو اپنا جوہر دکھلائے بس
جب طبل جنگ بجا سنتے دربار برخاست کیا ہم جان نثار ادھر کو روانہ ہوئے کہ حضور
کو اس حال سے آگاہ کرین یا الٰہی خیریت ہے یہ سننا تھا کہ صاحبقران نے فرمایا خواجہ
سے کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی بتائید سبحانی طبل جنگ بجے اگر مین نے
کل میدان جنگ مین جاکر اسی سمندر شاہ کا سارا جوش وخروش نہ مٹایا اور اسلحوں

پانی کے نہ رہا یا تو کچھ کام نہ کیا یہ بھلا ہم کو کیا اپنا جوش دکھائے گا اگر وہ سمندر رشاہ ہے تو مین بھی
وہ طوفان ہون کہ ایک ہی مرتبہ مین سارا جوش مٹا دونگا اور اسکی کشتی حیات دریاے اجل
مین غرق کر دونگا یہ میرے ہاتھ سے بچکر جاتا کہان ہے یہ حکم دیا تھا کہ خواجہ فوراً اپنی کرسی پر سے
اُٹھے اور بیرون بارگاہ آئے اور طرف نقارخانہ کے چلے اُدھر نقارچیون اور داروغہ نقارخانہ
کو بھی خبر ہو گئی کہ خواجہ تشریف لاتے ہین طبل جنگ بجنے کا صاحبقران نے حکم دیا ہے کل
سمندر رشاہ کے لشکر سے مقابلہ ہوگا وہان طبل جنگ بج چکا ہے بس نقارچیون نے نقارون
کو درست کیا داروغہ نقارخانہ نذر لے کر کھڑا ہوا کہ خواجہ آکر پہونچے اُسنے نذر پیش کی
پہلے انکار کیا مگر اس طور سے کہ اُس پر یہ ثابت نہ ہو کہ اُنکا قصد نہین ہے بس جب اُسنے
اصرار کیا یہ کہکر نذر قبول کی کہ کبھی تم تو پریشان کرتے ہو بیکار زیر بار ہوتے ہو اُنھون نے عرض
کیا کہ یہ سب آپ کا تصدق ہے بس خواجہ وہان سے نقارہ کے قریب آئے نقارچی
نے طبل اسکندری پر سے غاشیہ اُٹھایا خواجہ نے پیترہ بدل کر ایک چوب نقارہ
پر لگائی ایسی صدا پیدا ہوئی کہ گوش گردون کر ہوگئے جانور صحرا کے پریشان ہو ہو کر طرف
اپنے آشیانون کے بھاگنے لگے طائران سحر درختون پر سے اُڑکر مثل غبار کے پریشان ہو
مرغوے زیر زمین چھپ گئے اہل لشکر یہ سمجھے کہ صور قیامت پھونک دیا گیا تمام زمین ہچکولہ
ہل گئی بعض بعض کفار کے اوٹکر گر پڑے ایسی صدا تھی کہ چوگرد کوسون تک جاتی تھی
خواجہ تو چوب لگا کر زیر نقارخانہ کو دپڑے اُدھر نقارہ کی صدا بلند ہوئی سب لشکر
اسلام کے اہل لشکر ساحر و غیر ساحر کو خبر ہوئی کہ طبل جنگ بجا ہے کل کفار سے مقابلہ
ہوگا سب خوش ہوئے کہ بہت دل گھبراتا تھا اور بہت دنون سے ہاتھون مین درد
تھا اور یہی دل چاہا کرتا تھا کہ کہین تلوار چلے خیر خداوند کریم نے وہ دن دکھایا کہ مقابلہ
کا دن آیا طبل جنگ بجا اب کل ہاتھون کا درد جاتا رہیگا کچھ تو دل بہلے گا اہل لشکر مین
تو یہ تقریر ہونے لگی باہم اور سامان جنگ مین مصروف ہوئے اُدھر صاحبقران و
بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے درستی اسلحہ مین
مشغول ہوئے بس وہ دن تمام ہوا رات آئی باہم دونون لشکرون کے ساحرون و غیر
ساحرون مین تقریر تھی کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے کس کی فتح ہوتی ہے اور کس کی شکست
کون کون دریاے خون مین غرق ہوتا ہے اور کون کل زخم نمک پر کھاتا ہے دیکھین کل کون
عروس مرگ سے ہمکنار ہوتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے دیکھین کس کا پلہ بھاری رہتا ہے بڑھکر پڑتا ہے
اور کون پیچھے ہٹ جاتا ہے دونون طرف کے غیر ساحرون مین تقریر تھی مگر جو کہ مشتاق جنگ
اور بہادر تھے اور جو کہ بزدل تھے وہ اس فکر مین تھے کہ تاریکی ہو جائے تو لشکر سے نکل
جائین جب ظفر ہوگی پھر آئین گے کوئی ہماری جان بیکار نہین ہے کہ ہم لڑکر جان دین
بس نامرد اور بزدل لشکرون سے نکل گئے تھے اور بہادر و جوانمرد خوش خوش سامان
جنگ مین مصروف تھے چہرہ جوش شجاعت سے لعل تھے یہ تو غیر ساحرون کی حالت
تھی ساحر دونون طرف کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے جگا رہے تھے اونگ
گوگل گندھک کے جلنے کی خوشبو آرہی تھی دھوان بلند تھا ساحرون مین نہ باہم

انتظار پر ہوتی تھی کہ دیکھیں کل کون سحر کرتا ہے کہ کفار کا خاتمہ ہوا اسی طور سے کفار ون مین ذکر تھا کہ
کل کون اہل اسلام کا خاتمہ سحر کر کے کرتا ہے دیکھیں کون نئے سحر دکھاتا ہے بس یہی باتین دونون
کے لشکرون مین ہو رہی ہین جو کہ بہادر تھے وہ سامان جنگ درست کر کے ایک دوسرے
کی ملاقات کو گئے وہان بیٹھے ہوئے جنگ و پیکار کی باتین کر رہے ہین اور رخوش ہین گھڑی
گھڑی خیمون سے باہر نکل کر طرف آسمان کے دیکھتے ہین کہ آثار سحر فلک پر ہویدا ہوئے یا
نہین ستارے سحری چمکا یا نہین نسیم سحری کے جھونکے چلے دامنون کو ہوا کی خبر کرتے ہین
کہ اگر نسیم سحری کے جھونکے چل رہے ہونگے تو انکو حرکت ہوگی جب کچھ آثار سحر نہین پاتے
ہین تو پھر اندر خیمون کے چلے جاتے ہین حالت یہ ہے کہ کسی کو شوق جنگ و اشتیاق ملاقات
عروس فرنگ مین کسی کو نیند نہین آتی ہے اسکی مفارقت مین بیقرار ہین تڑپ رہے ہین بس
اسی حالت مین تھے کہ ادھر لشکرون مین طلایہ پھر رہا تھا طبل جنگ بج رہا تھا صدا آتی تھی
حاضر باشیں و ناظر باشیں و ہوشیار باشیں و بیدار باشیں کی بلند تھی اہل لشکر تلوارون کو
صیقل کر رہے تھے خنجرون کو سان پر چڑھا رہے تھے کمانون کو درست کر رہے تھے اور
جوانمرد انتظار سحر مین تڑپ رہے تھے صبح ہونے کی خدا سے دعا کر رہے تھے کہ یکایک مرغ
سحر کے اذان کی صدا کان مین آئی لشکرون مین ورد بان صبح کی بجنے لگین دونون طرف سب
بیدار ہوئے نسیم سحری کے جھونکے جھک جھک کر آنے لگے باغون مین پھول کھلنے لگے
طائران خوش الحان زمزمہ سنجی کرنے لگے اور اپنی اپنی زبان مین مصروف عبادت خدا ہوئے
بلبلین خوشی سے پہلوئے گل مین اڑ اڑ کر آنے لگین ظلمت شب کا فور ہونے لگی نور
سحری اپنا عمل دنیا پر بڑھانے لگا سپاہ ظلمت نے شکست کھا کر فرار ہونے کا سامان
کیا بس انجمن ستارگان درہم برہم ہوئی شاہ مغرب نے بسبب خسرو خاور کے
مع اپنے ہمراہیون کے تخت اطلسی سے طرف اپنے محل مغرب کے کوچ کیا اور تارے
نگاہون سے پوشیدہ ہونے لگے دریائے فلک مین ڈوبنے لگے اور جادۂ کہکشان نور
سحر مین پوشیدہ ہو گیا نظم

لگے ہونے نظر سے تارے نہان	چھپا نور مین جادۂ کہکشان	سو نون اذان سنتے ہوئے بہرہ مند
ہوئی صوت اللہ اکبر بلند	رخ شمع مائل بزردی ہوا	فراخ فلک ابھر دی ہوا
مسیحا نفس ہو گئی نسیم روان	اٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان	بس اٹھ ہر ایک سوتا اپنے اپنے

بستر سے انگڑائیان لے لے کر اٹھا لشکر اسلام مین سوا دلون لے اذان کی صدا بلند
کی لشکر کفار مین گھنٹہ و ناقوس بجنے لگے اور خداوند تصویر کے جے پکاری جانے لگی اہل اسلام
تو بعد فراغت امور ضروریہ نماز و وظائف مین مصروف ہوئے اور کفار اپنے طریقہ مین
مشغول ہوئے غرض کہ ہر ایک دونون لشکرون مین عبادت خدا مین اپنے اپنے طریقہ
سے مصروف ہوا ادھر تخت اطلسی پر آمد آمد شاہ خاور کی کاشانہ مشرق سے شروع
ہوئی شاہ خاور یعنی آفتاب عالمتاب سر پر تاج شعاعی رکھے ہوئے اور جسم مین
قبائے نور پہنے ہوئے ہاتھون مین نیزۂ خطوط شعاعی لیے ہوئے اور شمشیر نور کہ جس سے
ظلمت شب کو شکست دی ہے حمائل کیے ہوئے تخت اطلسی پر آ کر جلوہ گر ہوا

اور تمام عالم کو اپنے پرتوے جمال سے روشن کیا اُس وقت آفتاب کا یہ عالم تھا کہ جیسے پھول نسیم
سحری کھا کر کھلتا ہے اسی طور سے آفتاب آسمان پر نمودار تھا بموجب شعر مہتاب ہوا گم فلک
نیلوفری سے ٭ پھولا گل خورشید نسیم سحری سے ٭ تھوڑی تھوڑی دھوپ کی شعاع جا بجا ظاہر
ہونے لگی پس سب نے آثار سحر دیکھ کر اور عبادت خدا سے فراغت کر کے لباس پہنے ہتیار
لگائے پس دونوں لشکروں میں کمر بندی ہونے لگی یعنی کفار و اسلام میں سب اہل لشکر ساحر
و غیر ساحر طیار ہو ہو کر اور پرے باندھ باندھ کر کھڑے ہو گئے کہ سرداران خیموں سے باہر نکلے نشان
ہر رنگ کے کھولے ہوئے ہوائے سحری سے اُنکے پھریرے بل بہ بل تھے اور پنجہ اور اسلحہ سواروں
اور پیادوں کے بسبب دھوپ کے چمک رہے تھے پس جب سرداران خیموں سے نکلے ہر ایک
نے اپنے رسالہ اور پلٹنوں کو طرف میدان جنگ کے جانے کا حکم دیا اور خود طرف در دولت
کے روانہ ہوئے پس اہل لشکر غیر ساحر تو مرکبوں پر سوار ہو کر اور پیدل اپنے طریقہ سے روانہ
ہوئے اور ساحر سوار ہاے سحر پر سوار ہو کر طرف میدان مصاف کے روانہ ہوئے لشکر
اسلام کے ہر رنگ کے نشانوں کے پھریرے جو ہوا سے اُڑتے تھے اور غبار جو بسبب تگاپوے
مرکبوں کے اُڑتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ غبار نہیں ہے بلکہ غبار یاقوت نگار و زمرد نگار ہے جس
رنگ کے پھریرے ہوتے تھے اُسی رنگ کا صحرا کا رنگ ہو جاتا تھا سرداران لشکر اسلام اپنے
لشکر کو طرف رزمگاہ کے روانہ کر کے در دولت پر آکر حاضر ہوئے اسی طور سے ساحران مطیع
اسلام اپنے لشکر کو طرف میدان کے بھیجکر خود دولت پر آکر موجود ہوئے ساحروں کا جو لشکر
چلا کوئی آگ برساتا ہوا چلا کوئی سنگ کوئی پانی کوئی مروارید وہ صبح کا وقت وہ لشکروں
کا باجے جنگی بجاتے ہوئے جانا عجب لطف تھا اور سماں تھا اُدھر کفار کا بھی لشکر
آراستہ ہو کر طرف میدان کے چلا اُس لشکر کے سب نشانوں کے پھریرے سیاہ تھے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ پردے ظلمات سے ظلمت نے خروج کیا ہے اور سب سردار ساحر و غیر ساحر
و بادشاہ در بارگاہ سمندر شاہ پر آکر موجود ہوئے کہ بادشاہ برآمد ہوں گے تو اُس کے ہمراہ
طرف میدان کے چلیں راوی کہتا ہے کہ مشتاق حجرہ نشین استاد سمندر بھی اپنے خیمے
سے باہر آیا اور سمندر کا انتظار کرنے لگا سب سرداروں نے اُسکو سلام کیا یہاں تو یہ سب
انتظار سمندر شاہ کا کر رہے ہیں وہاں سرداران اسلام انتظار بادشاہ و صاحبقران میں
در دولت پر حاضر ہیں زین پوش بچھائے بیٹھے ہوئے ہیں کچھ تیر و کمان سنبھالے ہوئے
خاک کا تودہ بنایا ہے اُس پر نشانہ لگا رہے ہیں کچھ سیف بازی کر رہے ہیں کچھ چوگان بازی میں
مصروف ہیں کچھ نیزہ بازی میں یہاں تو یہ رنگ تھا وہاں مسجد خاص میں صاحبقران بعد فراغ
فریضہ سحری کے دعا میں مصروف تھے کہ خواجہ جا کر سجدے عقب پشت کھڑے ہوئے
کہ صاحبقران نے اپنی فتح و ظفر کی دعا مانگ کر سجدہ شکر کیا اُسکے بعد سر اُٹھا کر پس پشت
دیکھا خواجہ نے مجرا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر کا کیا حال ہے خواجہ نے عرض کیا کہ
کل لشکر طرف میدان کے گیا اور سرداران سب در دولت پر حاضر ہیں اور سب بادشاہ آپکا
اور جہان پناہ کا انتظار کر رہے ہیں جلد تشریف لے چلیے انشاءاللہ جلد جہان پناہ برآمد
ہو جائینگے اُسکے بعد آپ سمجھے ہیں یہ سنکے صاحبقران نے اسلحہ کا صندوق طلب کیا

خادم نے حاضر کیا صاحبقران نے بہ کاوش جسم پر آراستہ کیے اسلحہ لگائے خود کج سر پر رکھا
سب اسلحہ وغیرہ سے آراستہ ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے یہاں سائیس مرکب کو ساز
و یراق سے آراستہ کیے ہوئے کھڑا تھا بس صاحبقران کو مجرا کیا صاحبقران قریب مرکب
آئے گردن مرکب پر انگشت شہادت سے یا علی ولی لکھ کر اور دامن گردان کر سوار ہوئے
دونوں رکابیں ہلال بن گئیں مادیان نے قدم سے باگ لی خواجہ سے گوشۂ زین پوش کو پکڑ لیا
مرکب میں ہنا کر زمین پر قدم رکھنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ عروس شب اول راہ چل رہی ہے
خلاصہ یہ کہ صاحبقران بھی جلوخانہ میں پہونچے سب سرداروں کا مجرا ہوا ہر ایک برائے
تعظیم کھڑا ہو گیا صاحبقران بھی ان سب کا مجرا و سلام لیتے ہوئے اپنے عزیزوں کے قریب
آکر مرکب پر سے اترے اور زین پوش بچھا دیا اس پر بیٹھ گئے اور انتظار آمد شاہ کرنے لگے
راوی نے بیان کیا ہے کہ اندرون محل خاص بادشاہ نے بھی نماز سے فراغت کر کے جسم
مبارک کو پوشاک شاہی سے آراستہ کیا تاج مرصع کار سر پر رکھا قبائے قلم کار زیب
تن فرمائے اور جواہرات سے مزین ہوئے ہتھیار جواہر نگار لگائے شمشیر الماس نگار
ہاتھ میں لی تخت طلب فرمایا فوراً مہرپان پری تمثال حور جمال از سر تا پا جواہر میں غرق
کار چوبی لہنگے پہنے ہوئے دو پیٹہ زر دوزی سروں پر تخت طاؤسی لے کر حاضر ہوئیں
اور سب سامان سواری زرتار آکر موجود ہوا بادشاہ نے تخت پر قدم رکھا سب نے
صدائے مبارک و سلامت بلند کی اور خادمان محل نے یہ صدا سے بلند کہا کہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم نصر من اللہ و فتح قریب مہرپیوں نے تخت اس ہمایوں بخت کا دوش
پر رکھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے حضرت سلیمان کے تخت کو پریاں دوش پر رکھے ہوئے
قاف کو لیے جاتی ہیں آگے آگے نواب ناظر کوڑا پکڑے ہوئے انتظام کرتا ہوا
روانہ ہوا طفلان ماہ طلعت کے ہاتھوں میں لوٹے کہ جس میں عود و عنبر سلگتا ہوا
آگے آگے تخت کے مہرپان کنول الماس نگار لیے ہوئے اس میں شمع ہائے مومی
کافوری روشن روشن چوکی بجتی ہوئی بیچ کھٹنے سروں میں شہنا کی نمایں یہ شعر بجاتے ہوئے
شعر: الٰہی بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + گل امید تو دائم شگفتہ + بہ چشم
دشمنانت خار بادا + قریب لعل پردے کے پہونچی رنجوری پردہ چرخی پر کھینچا گیا کوکڑاہٹ
کی صدا آئی پس جو لوگ اس مقام پر انتظار سواری کر رہے تھے وہ خبردار ہو گئے
نقیبوں نے پکار کر کہا کہ سب مودب ہو جائیں جہان پناہ خدیو بارگاہ فلک جاہ
کیوان بارگاہ فریدون فر ثانی سکندر دارا حشم صاحب جام جم تشریف لاتے ہیں سب آگاہ
ہوں یہ جو کہا سب سردار بادشاہ اور لشکر اپنے اپنے میل اور قرینہ اور طریقے سے مؤدب
کھڑے ہو گئے صاحبقران سب کے آگے تھے کہ پہلے طفلان ماہ پیکر لوٹے مجلسے
لیکر آگے اسکے بعد اور سب سامان سواری بعدہ تخت شاہی پس کہاروں نے
آگے بڑھ کر کہاریوں سے تخت لیا زنانہ عملہ واپس گیا خادمان در دولت نے صدائے
نصر من اللہ و فتح قریب بلند کی سواری جلوخانہ میں آکر پہونچی سب کے پہلے
مجرا صاحبقران کا ہوا غرض پیش عرض کیا جہان پناہ صاحبقران نگاہ رو برو بادشاہ

نے دست مبارک سینہ پر رکھا کہ تمہاری جگہ ہمارے دل میں ہے اسکے بعد پھر تو ہر ایک عزیز کا مجرا ہونے لگا
اور ہر ایک اپنے مرتبہ سے ہمراہ تخت چلا سات سو شاہان جلیل کا حلقہ گرد تخت شاہی کے ہوا یہانتک
کہ بادشاہ سب کا سلام و مجرا لیتے ہوئے جلوہ خانہ سے برآمد ہوئے سب کی سواریان موجود
تھین پس صاحبقران کو اشارہ ہوا کہ سوار ہو جیسے دن بہت چڑھ آیا ہے پس صاحبقران
مرکب پر سوار ہوئے سب بادشاہ مرکبون پر سوار ہو کر گرد تخت کے آ گئے اب تو
سب سردار ساحر و غیر ساحر سوار ہو گئے جب سب سوار ہو چکے اُس وقت سواری مثل
باد بہاری کے طرف صحرا کے چلی وہ صبح کا وقت و نوبت کی صدا وہ شہنائیون کی پیاری
پیاری آوازیں دلون میں چٹکی لیتی تھی وہ نسیم سحری کے جھونکے وہ گلہاے خودرو کی خوشبو
دماغ جان کو معطر کیے دیتی تھی ہر مقام پر صنعت پروردگار ظاہر تھی عجب گل کاری کی تھی
کہ جس سے اُس کی صنعت ظاہر ہوتی تھی پس بادشاہ و صاحبقران و سب سردار تعریف خداوند
کریم کرتے ہوئے میدان جنگ میں پہونچے سب لشکر کا مجرا ہوا نشان لشکر کو جلوہ دلا
سلامی کے باجے بجے صاحبقران نے صف بندی کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ لشکر ساحران ایک
سمت ہمارے لشکر کے صف بستہ کھڑا ہوا اور جب تک کوئی ساحر اُس لشکر سے
برائے مقابلہ نہ نکلے اُس وقت تک کوئی ہمارے لشکر سے نکلنے کا قصد کرے اب یہ
سنکے مرغ آفتاب علم و آفاق شاہ و سہراب جادو وغیرہ نے ساحرون کا لشکر ایک
سمت کو صف بستہ کرکے استادہ کیا اور خود آگے لشکر کے تخت سحر پر سوار ہو کر کھڑے
ہوئے ابر سحر سرون پر سایہ فگن تھے بارش مروارید ہو رہی تھی کہ مرغ نے سحر کیا کہ جس
قدر درخت حائل نگاہ تھے سب قلم ہو گئے پست و بلند زمین برابر ہو گئی آفاق شاہ
نے سحر کرکے گرد و غبار کو مٹا دیا اور چھڑکاؤ کر دیا اور صف آرا نے نکل کر لشکر کی صفین درست
کین ساقہ و کمین گاہ قلب و جناح میمنہ و میسرہ سالون صفین آراستہ کین بیدلون نے شانون
سے شانہ ملا ہوا مرکبون کے سم سے سم دم سے دم جو کوئی ذرا صف سے بڑھا اُسکو ہٹا
دے کر برابر کر دیا جو کوئی پیچھے ہٹ گیا اُس کے مرکب کی باگ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ برابر
ہو گیا سب صفین درست ہو چکین صاحبقران بہ مرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے
لشکر کے زیر سایہ علم اژدر پیکر کھڑے ہوئے تبردارون کو حکم ملا کہ پست و بلند زمین کو
برابر کرو جو درخت حائل نظر ہون انکو قلم کرو سقون کو حکم ملا کہ چھڑکاؤ کرکے گرد و غبار
کو بٹھا دو یہ لوگ چلے تھے کہ یکایک لشکر الکفار کی آمد شروع ہوئی سیاہ نشان نمود
ہوئے وہ مہیب صورتین کہ دیو بھی دیکھے تو ڈر جائے پس یہ لوگ ایک سمت آکر ٹھیرے
ہوئے اسکے بعد ساحران غدار جھولیان دوش پر لیے ہوئے اژدرہا سے [illegible] سوار
منہ سے نکلتے ہوئے آکر میدان میں پہونچے کہ وہان سمندر شاہ جھیل سے باہر آیا سب کا
مجرا ہوا اُسی تخت پر سوار ہو کر طرف میدان [illegible] چلا کہ [illegible] تخت پر سوار ہو کر
یہان آیا تھا سر پر ابر سحر سایہ فگن [illegible] بارش [illegible] ہوتی [illegible]
برابر تخت سحر [illegible] آفاق [illegible] دونون [illegible] بادشاہ اور [illegible]
اُس شان و شکوہ سے یہ میدان جنگ میں آکر موجود ہوا اس لشکر [illegible]

ہونے کا حکم دیا چنانچہ لشکر ساحران کو دست راست کی طرف مقرر کیا اور غیر ساحران کو دست
چپ کی جانب اور خود مع بادشاہوں اور سرداروں کے وسط میں قائم ہوا پس یہاں بھی ساتوں
صفیں آراستہ ہوئیں ساحروں نے سحر کرکے پست و بلند زمین کو ہموار کیا درخت قلم کیا ابر سے
پانی برسا کر چھڑکاؤ کیا پس لشکر اسلام و کفار کے سقوں اور سرداروں نے بھی نکل کر اپنا اپنا کام
کیا جب سب بند و بست ہو چکا تو دونوں لشکروں سے نقیب نکلے اُنھوں نے نقابت شروع
کی پہلے مذمت دنیا بیان کی اُسکے بعد بہت کچھ بہادروں کی تعریف کی اور بہت کچھ بے وفائی دنیا
کو ثابت کیا کہ دونوں لشکروں کی صفوں پر مثل صف مژگان کے سناٹا آگیا بہادروں کا خون
شجاعت رگوں میں جوش کھانے لگا یہی قصد ہوا کہ لشکر پر جا پڑیں ہرایک جوش شجاعت
میں آکر جھومنے لگا قبضہ شمشیر چومنے لگا چہرے فرط بہادری سے سرخ ہوگئے پس کڑکیت کڑکا
کہکر اور نقیب نقابت کرکے میدان سے صف ہائے لشکر میں واپس آگئے تھوڑے عرصہ تک
سناٹا رہا اُسکے بعد ایک مرتبہ لشکر کفار کے علم جلوہ گری پر آگئے اور لشکر غیر ساحران سے ایک
پہلوان کہ نام اُسکا بلوط شیر کش تھا صف لشکر سے نکل کر روبروے تخت سمندر شاہ
کے آیا سمندر شاہ نے اجازت دی اپنے مرکب کو چکر کرکے میدان میں آیا پہلے خوب
سلحشوری دکھائی جب آپ بھی اور مرکب بھی خوب پسینہ میں غرق ہوگیا نیزہ زمین میں
گاڑکر اور اسکو اسکے ہاتھ سے پکڑکر ایک رکاب پر زور دیکے دم راست کرنے لگا جب پسینہ خشک
ہوگیا اور دم راست ہوا پس طرف لشکر اسلام کے رخ کرکے آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان و
اے گروہ مسلمانان کیوں تم میں سے جسکو تمنائے مرگ ہو میرے مقابلہ کو آئے اور ذائقہ موت میرے
ہاتھ سے چکھے یہ کہنا تھا کہ ایک مرتبہ جبریل بن عادی نے اپنے مرکب کو صف سے نکالا اور
روبروے تخت شاہی کے آکے اجازت طلب کی بادشاہ نے فرمایا کہ تم نے کیوں زحمت کی اور
کوئی اسکے مقابلہ کو جاتا عرض کیا کہ اسوقت غلام کا اس کافر سے مقابلہ کرنے کو جی چاہا
غلام نے قصد کیا بادشاہ نے فرمایا جاؤ سپرد خدا و نذر کو تم کیا اور جام عنایت کیا جبریل
سلام کرکے جام لیا اور ولا جرعہ کرکے پی لیا اور پھر سلام رخصت کرکے اور تنگ مرکب کو اپنی
مرضی کے موافق درست کرکے مہمیز کیا اور جب سامنے صاحبقران کے پہونچے جھک کر مجرا
کیا اور ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ غلام کو اجازت بادشاہ سے ملی ہے آپ بھی مرحمت فرمایئے صاحبقران
نے فرمایا کہ جاؤ سپرد خدا کیا پس جبریل مرکب کو مہمیز کرکے اُسکے برابر پہونچے اُسنے یہ قصد
کیا اور نئی سے پیشتر نشست کی باہم لگا اور چلی دونوں لشکروں کے ساحر و غیر ساحر و سب
سرداروں نے دیکھا کہ کچھ قدم مرکب بلوط اور ایک قدم مرکب جبریل کا پیچھا ہوا سپروں
سے شرارے نکل کر بالائے آسمان گئے پس دونوں مرکبوں کو رانوں سے مسل کر باہم مقابل ہوئے
بلوط نے کہا کہ او خدا پرست تیرا نام کیا ہے نام اپنا بیان کر تاکہ میرے ہاتھ سے گمنام نہ مارا
جائے کیونکہ مجھکو سب بلوط شیر کش کہتے ہیں جو کوئی میرے مقابلہ کو آمادہ ہوا میرے ہاتھ
سے مارا گیا پس اسی میں خیریت ہے کہ میرے ساتھ چل سمندر شاہ کی اطاعت کر دین جمہور
پرستی اختیار کر ورنہ تجھ کو بچنا محال ہے جبریل نے کہا کہ مجھکو جبریل بن عادی کہتے ہیں تیرا
خود میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے یہ تیرا خیال خام ہے پس تجھکو خود یہ امر لازم ہے کہ تیرے

ہوا سلیم نے نکل کر مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا سلطان کوہ نشین نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اُس دن دوپہر
سے لیکر شام تک لشکر جنزبیل کے پانچ سردار ہاتھ سے ابطال کے مجروح ہوئے اور دو جان سے مارے گئے جب
رات ہوئی سمندر شاہ نے طبل باز بجوایا اور ابطال پر سے زر نثار کرتا ہوا خوش خوش طرف قیام گاہ کے
واپس چلا اُدھر لشکر اسلام میں بھی کوس باز گشت بجا بادشاہ سب سرداروں کو لیکر زور گاہ پر واپس
آئے لشکر نے کھوکی جو کہ مجروح تھے اُنکے ٹانکے لگائے گئے مرہم کی پٹیاں چڑھائی گئیں لیکن اِدھر بادشاہ
اور اُدھر صاحبقران و کل سردار لباس تبدیل کرکے بارگاہ میں تشریف لائے دربار آراستہ ہوا ذکر
جنگ و پیکار ہونے لگا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ پہلوان زبردست ہے خوب مقابلہ کیا بادشاہ نے فرمایا
کہ جنزبیل کے مرکب نے سکندری کھائی ورنہ جنزبیل اسے بھی قتل کرتا یا اسیر اور جس قدر تھے وہ
اس قابل نہ تھے صاحبقران نے فرمایا کہ درست ارشاد ہوا دیکھیے طبل جنگ بجتا ہے یا نہیں سب نے
عرض کیا کہ آج تو ضرور طبل جنگ بجے گا یہاں تو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ سمندر شاہ نے قیامگاہ پر پہونچکر لشکر کو کمر
کھولنے کا حکم دیا خود خیمہ خاص میں آکر لباس تبدیل کیا اور بارگاہ میں آیا سب سردار بھی آکر حاضر ہوئے ساحر
و غیر ساحر دونوں جب دربار جمع ہو چکا سمندر شاہ نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارہ رزمی لشکر
کفار میں بجا جاسوسان لشکر اسلام خبر نواخت طبل لیکر لشکر میں آئے داخل بارگاہ ہوکر بادشاہ کو طبل
جنگ بجنے سے آگاہ کیا صاحبقران نے حکم دیا کہ یہاں بھی طبل بجے بس یہاں بھی طبل جنگ بجا
دونوں طرف طیاری جنگ ہونے لگی طبل جنگ بجنے لگے طبلا بر بجنے لگا صاحبقران و بادشاہ نے
دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آکر سامان جنگ میں مصروف ہوگئے اُدھر کفار بھی
سمندر شاہ نے دو پہر رات تک دربار کیا اور شملاق کی طرف دیکھکر کہا کہ تم نے دیکھا کیسا ابطال نے خدا
پرستوں کو مجروح کیا تم تو کہتے تھے کہ غیر ساحر مقابلہ نہ کریں بلکہ ساحر کریں کیونکہ یہ اُن سے سر بر نہ ہونگے یہی
لوگ خاتمہ کر دینگے یہ سنکے شملاق نے جواب دیا کہ خیر دیکھا جائے گا بس سمندر شاہ نے بھی دربار برخاست
کیا رات بھر سامان جنگ ہوا کیا طبل جنگ بجا کیا یہاں تک کہ زمانہ شب کا برطرف ہوا خانہ شب سے
صبح برآمد ہوئی حسب معمول دونوں طرف ورد یانیں بجیں سب اُٹھے لشکر اسلام کے لوگ عبادت خدا
سے فراغت کرکے میدان میں آئے حسب طریقہ گذشتہ جب صاحبقران و بادشاہ تشریف لا چکے
صف بندی ہوئی اور سمندر شاہ کا بھی لشکر اپنے طریقہ کی عبادت سے فراغت کرکے مع سمندر شاہ کے
میدان میں آیا موافق کل کے لشکر صف آرا ہوا نقیبوں نے دونوں طرف سے نکل کر نقابت کی اور کیوں نہ
کر چکا تھا جب یہ لشکر میں واپس آئے ابطال فوجی پا تہ و سمندر شاہ سے اجازت لے کر میدان
میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے نکل کر گرگین در شتہ چنگال نے بادشاہ سے اجازت لیکر
اُسکا مقابلہ کیا ابطال نے گرز اُسکو گرد و برد کر دیا نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار کا وار کیا گرگین نے
وار کو خالی دیکر اپنا وار کیا اُسنے خالی دیا بس ایک مقام پر گرگین نے موقع پاکر اُسکے بند دست
پر ہاتھ ڈالدیا اور قصد کیا کہ تلوار چھین لوں پر وہ بھی سمٹ گیا زور ہونے لگے دونوں حریفوں پر
ہاتھ کو ورزش کشتی ہونے لگی ہر ہر کشتی میں گرگین نے اُس کو باندھ لیا اور اپنے عیار کے
حوالہ کرکے لشکر کو روانہ کیا اور مرکب پر خود سوار ہوکر پھر مبارز طلب کیا بس لشکر ابطال سے کے
سردار سمندر شاہ سے اجازت لیکر مقابلہ کو آتے گئے اور مجروح ہونے لگے بس گرگین
نے تین پہر تک آٹھ پہلوان لشکر کفار کے مجروح کیے اور پانچ جان سے مارے اور چھ کو اسیر

کر لیا جب یہ رنگ عقطال قوی تن نے دیکھا اپنے لشکر کی صف سے نکل کر روبرو سمندر شاہ کے آیا اور اجازت لے کر طرف میدان کے چلا کہ سنتلاق نے کہا کہ اے عقطال تم الطال کا انجام دیکھ چکے ہو مقابلہ کو نہ جاؤ اُسنے برہم ہو کر جواب دیا کیا کہتے ہو دیکھ لینا کہ جو میں جا کر کرونگا بس یہ کہکر اور مرکب کو مہمیز کر کے میدان میں آیا اور اپنے نام کا نعرہ کر کے کہا ہم نگاور رہا دونوں برابر رہے بس اُس کا فرنے نہ نیزہ بازی کی نہ گرز بازی آتے ہی تلوار کا وار کیا گرمین نے خالی دیا لگی رد و بدل ہونے بس ایک تھام پھر اُسنے کمر کو بتلا کر جو وار سپر کا کیا یہ چمک تلوار کی دیکھ کر عقب کی طرف مرکب کو ہٹانے لگے وہان پر ہوش خانہ تھا مرکب کا پاؤن اُس مین جا تا رہا سکندری کھائی تلوار سر پر پڑی تا دوا بروا اُتر آئی تلوار تو کھینچا کر نکل گئی چادر خون کی جاری ہوئی غش آنے لگا بس یہ حال دیکھ کر اور ایک سردار میدان مین آیا لشکر گرمین سے گرمین کو طرف لشکر کے روانہ کیا خود مقابلہ کیا زخمی ہوا بس تا بہ شام تین پہلوان علاوہ گرمین کے مجروح ہوئے اور ایک نے جام شہادت نوش کیا شام ہو گئی طبل باز دونون طرف بجا دونون لشکر واپس گئے بس صاحبقران نے لباس تبدیل کر کے اور بادشاہ نے دربار کیا سب سردار حاضر دربار ہوئے لشکر نے کمر کھولی اُدھر سمندر شاہ نے بھی فرودگاہ پر پہونچکر اور تبدیل لباس کر کے دربار کیا اور لشکر کمر کھول کر آسودہ ہوا جب دربار آراستہ ہوا طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہان طبل جنگ بجا سامان جنگ ہونے لگا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی وہان بھی طبل جنگ بجا سامان جنگ ہونے لگا طلایہ پھرنے لگا دونون طرف دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے یہانتک کہ سحر ہوئی دونون لشکر میدان مین دونون جانب آکر صف آرا ہوئے جب نقیب نقابت کر چکے عقطال اپنے لشکر سے نکل کر اور سمندر شاہ سے اجازت لے کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا آج مملوک بن مالک نے بادشاہ سے اجازت لے کر اور میدان مین آکر اُس سے مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی و تیغ بازی کے کشتی کی نوبت آئی مملوک نے اُسکو اسیر کر لیا شام تک اسکے لشکر کے سردارون نے مقابلہ کیا بعض کو مملوک نے جان سے مار البعض کو مجروح کیا اور چند کو اسیر کیا بس سمندر شاہ نے شام کو طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر فرودگاہ پر واپس آئے کمر کھولی دونون طرف کے سردار لباس تبدیل کر کے دربار مین آئے اپنے لشکر مین سمندر شاہ نے دربار کیا اُدھر بادشاہ اسلام نے دربار کیا سمندر شاہ نے طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجا رات بھر طیاری جنگ ہوا کی طبل جنگ دونون طرف بجا کیا دربار برخاست ہوئے سب آکر آرام پذیر ہوئے صبح ہوئی دونون لشکر رزمگاہ مین آئے جب صف بندی ہو چکی نقیب نقابت کر چکے لشکر سمندر شاہ سے قلطال سخت پنجہ نکلا سمندر شاہ سے اجازت لے کر اور مبارز طلب کیا دو ایک گمنام سردارون نے مقابلہ کیا وہ اُسکے ہاتھ سے مجروح اور شہید ہوئے بس شاہزادہ سکندر فرخ لقا نے نکل کر بادشاہ سے اجازت لے کر اُسکا مقابلہ کیا اُسنے اپنا نام بتایا اُنکا نام دریافت کیا اُنھون نے بھی بتایا بس نیزہ بازی ہوئی نیزہ شاہزادہ نے ہوائی کیا گرز چلا گرز بھی اُنکے گرز کی ضرب سے ٹوٹ گیا تلوار کی نوبت آئی چوب تلوار چلی آخر کو اُنھون نے اُسکی تلوار چھین لینے کے قصد سے اُسکا بند دست پکڑ لیا وہ بھی لپٹ گیا باہم زور ہونے لگے آخر دونون مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی ایک ساعت بھر کی کشتی مین شاہزادہ نے اُسکو پا ندھ لیا اور اپنے عیار کے حوالہ کیا اُسکے لشکر کے سردار اجازت لے کر لڑنے لگے اور مارے جانے لگے نوبت باینجا رسید کہ شام تک شاہزادہ نے دس پہلوان کو

جان سے مارے اور پندرہ مجروح کیے اور پانچ کو مع قلطال کے اسیر کر لیا سمندر شاہ نے شام کو طبل باز
بجوایا دونون لشکر اپنے قیام گاہ پر واپس آئے بادشاہ اسلام نے اپنے لشکر مین اور سمندر شاہ نے
اپنے لشکر مین دربار کیا اور سمندر شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے صاحبقران سے عرض کیا کہ
لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے بس یہان بھی طبل جنگ بجا دربار برخاست کیا سب سردار اپنے
اپنے خیمون مین آکر آرام پذیر ہوئے طبل جنگ بجا کیا طلایہ پھرا کیا سمندر شاہ نے بھی دربار برخاست
کیا اسکے بھی سردار اپنے اپنے مقام پر آئے یہانتک کہ صبح ہوئی دونون لشکر رزمگاہ مین پہونچے صف
بندی ہوئی نقیبون نے نقابت کی اسکے بعد گرگان گرزن سمندر شاہ سے اجازت لے کر میدان مین
آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک سردار نے نکل کر اسکا مقابلہ کیا بس وہ ہاتھ سے اُس کے
مارا گیا پھر اُسنے مبارز طلب کیا اب کی شاہزادہ آصف انجم طلعت نے اپنے مرکب کی باگ لی اور
بادشاہ سے اجازت لے کر میدان مین آئے اُسنے نام دریافت کیا اپنے نام سے آگاہ کیا اُسنے کہا کہ
آگاہ ہو کہ مجھکو گرگان گرزن کہتے ہین گرز سے مقابلہ کرتا ہون میرے گرز کی ضرب کی پناہ نہین
ہے ایک ضرب گرز سے مین پہاڑ کو گرا دیتا ہون جواب دیا کہ تو وار کر بس اُسنے گرز کو گرد سر چرخ دیکر
کیا اُس سے صدا ایسے ہانکے کی پیدا ہوئی بس اُسنے دونون رکابون پر قدم جما کر اور بلند ہو کر دونون
ہاتھون سے پکڑ کر گرز کو یا خداوند تصور کہکر جو وار کیا انھون نے اپنے گرز کو اپنے چہرہ کی پناہ کیا
گرز گرز پر آکر بیٹھا شراقہ کی صدا پیدا ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا غبار بلند ہوا دونون گرز ہاتھون مین
پھل ٹوٹ گئے شرارے گرزون سے نکل کر بالا ہوا گئے گوش گردون کر ہو گئے شاہزادہ مع مرکب شق
گرد مین چھپ گیا اسنے خود کو بیچ کر کے صدا دی کہ زدم و بیست کر دم کوئی آکر خبر لے یہ سنتا تھا کہ عیار
شاہزادہ کا دوڑا اور چھاگل سے پانی لے کر چھڑکا دیا اور اندر گرد کے جا کر دیکھا کہ دونون ہاتھ تو شانون
مین بلکہ مرکب تا سم غرق زمین ہے آنکھین شاہزادے کی بند ہین کہ اسنے آواز دی مزاج مبارک
کیسا ہے حریف زیادتی کر رہا ہے آنکھ کھولدی فرمایا کہ بلا کی ضرب لگائی بچایا میرے پروردگار عالم نے
یہ فرما کر مرکب کو جو مہمیز کیا مرکب اصیل تھا طبقہ زمین کا لیکر نکلا بس مٹھو رومی نے رومال سے چہرہ
کی گرد پونچھتے ہوئے یہ فرماتے ہوئے کہ کرار دی و کر ایستادہ کر دی اُسنے جوانکو سلامت دیکھا
پھر گرز لے کر چلا آتے ہی وار کیا مگر حیران ہے اور دل مین کہتا ہے کہ کیا صاحب قوت جوان ہے کہ میرے
گرز سے بچ گیا میرے گرز سے آج تک کوئی زندہ بچا ہی نہین آتے ہی وار کیا انھون نے مرکب کو
بڑھا کر اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور زور کر کے قصد کیا کہ گرز چھین لون مگر وہ لپٹ گیا اور
ایک راوی نے بیان کیا ہے کہ کلمہ محمود بکر لیا خیر بہر طور جو کچھ ہوا کشتی کی نوبت آئی کشتی ہونے
لگی تھوڑے عرصہ مین شاہزادہ نے زیر کر کے اپنے عیار کے حوالہ کیا اور مبارز طلب کیا
اب لشکر کفار سے پہلوان آنے لگے اور قتل و مجروح و اسیر ہونے لگے یہ کیفیت تھی کہ شمع شبستان
صاحبقرانی پر پہلوان مثل پروانون کے نثار ہوتے تھے شام تک بہت سے پہلوان کفار
کے لشکر کے مجروح ہوئے اور بہت سے قتل اور بہت سے اسیر سمندر شاہ نے شام کو
طبل باز بجوا دیا دونون لشکر واپس گئے فرودگاہ پر کمرین کھولین مگر سمندر شاہ نے پھر دربار
کیا اور پھر طبل جنگ بجوایا گویا ان سب کے مارے جانے اور اسیر ہونے کا ذرا صدمہ نہی
حکم طبل جنگ کے بجنے کا دیکر دربار برخاست کیا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر پہونچائی کہ

کہ سمندر رشاہ نے طبل جنگ بجوایا ہے بس صاحبقران نے بھی طبل جنگ کے بجنے کا حکم دیا اور دربار
برخاست کیا رات بھر دونوں طرف طبل جنگ بجا کیا سامان جنگ ہوا کیا طلایہ پھرا کیا صبح کو دونوں
لشکر میدان میں آ کر صف آرا ہوئے بعد صف بندی اور نقابت نقبا کے نہنگان فرد باز لشکر کفار
سے سمندر رشاہ سے اجازت لے کر نکلا مبارز طلب کیا شاہزادہ عین الزمان نے بادشاہ سے اجازت
لے کر اور لشکر سے نکل کر اُسکا مقابلہ کیا ہم تگاور ہوئے تگاور میں مرکب کو اُسکے گرد بگرد کر دیا اُسنے
نام دریافت کیا آپنے اپنے نام سے آگاہ کیا اُسکا نام پوچھا اُسنے بھی اپنا نام بتایا بس اُسنے نیزہ کا وار
کیا انھوں نے چند طعن میں اُسکا نیزہ ہوا کیا وہ بہت شرمندہ ہوا تلوار لیکر میدان سے چلا
انھوں نے اُسکے بند دستہ کو پکڑ لیا زور ہونے لگے مرکب پر سے کود پڑے کشتی ہونے لگی آخر کو شاہزادہ
نے اُسکو زیر کر کے گرفتار کیا اپنے عیار کے حوالہ کیا شام تک پندرہ پہلوان قتل کیے اور دس اسیر
اور بیس کو مجروح کیا شام کو سمندر رشاہ نے طبل باز بجوایا دونوں لشکر واپس آئے قیام گاہ
پر آتے ہی سمندر رشاہ نے دربار کیا اور طبل جنگ بجوا دیا دربار برخاست کر کے اپنے خیمہ خاص
میں جا کر سو رہا بعد کھانا زہر مار کرنے کے ہرکاروں نے صاحبقران کو طبل جنگ کے بجنے سے آگاہ
کیا یہاں بھی دربار آراستہ تھا صاحبقران نے طبل رزمی کے بجنے کا حکم فرمایا بادشاہ نے دربار
برخاست کیا سب اپنے مقام پر آئے اور آرام پذیر ہوئے رات بھر فریقین میں سامان جنگ
ہوا کیا صدا سے بیدار باش بلند رہی صبح کو دونوں لشکر حسب معمول رزمگاہ میں آ کر صف آرا ہوئے
نقیبوں نے نقابت کی جب نقیب نقابت کر کے واپس گئے اُسوقت ایک تیغ زن
سمندر رشاہ سے اجازت لے کر میدان میں آیا بعد شوخی دکھانے کے مبارز طلب کیا لشکر اسلام
سے شاہزادہ نور الزمان نے اپنے مرکب کی باگ لی اور بادشاہ و صاحبقران سے اجازت لیکر
میدان میں تشریف لائے اور اُس سے ہم تگاور ہوئے گرد بگرد پا اُسنے مرکب کو ساتھ قدم پیچھے
ہٹا کر گرفت ہوئے دکھا رکھا اور رانوں میں مسل کر اور سامنے آ کر مقابل ہو کر یہ شعر پڑھا شعر بگو نام خود را
ور بین لجمن * کہ بسیار تند آمدی سوے من * شاہزادہ نے اپنے نام سے آگاہ کیا اُسنے کہا کہ مجھے
بھی ادراک تیغ زن کہتے ہیں بس یہ کہکر اور خبردار کہکر شاہزادہ پر تلوار لگا وار کیا شاہزادہ نے اُسکی
ضرب کو اپنی سپر پر روکا اور ایا وار کیا چند وار کی رد و بدل ہوئی تھی کہ ایک مقام پر شاہزادہ نے
جو سپر کو جھکا دیا اُسکا علی بند نشست پرچا چھوڑا اور پنجہ علی دراز کر کے اُسکے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا
تلوار کی ہاتھ سے بچا کر زور و قصد کیا کہ تلوار پر قبضہ کر دن اُسنے بھی اپنا دوسرا ہاتھ ٹکی کمر شمشیر میں
ڈالدیا بس زور ہونے لگے ایک مرتبہ پشت مرکب سے دونوں زمین پر آئے کشتی ہونے لگی غرض
کشتی ہوئی انجام کار شاہزادہ نے اُسکو زیر کیا اور مشکیں باندھ کر اپنے عیار کے حوالہ کیا
اور خود مرکب پر سوار ہو کر مبارز طلب کیا شام تک دس پہلوان گرفتار ہوئے اور پندرہ جان
سے مارے گئے اور بیس اسیر ہوئے طبل باز بجا دونوں لشکر واپس آئے فرودگاہ پر سمندر نے
دربار کیا چونکہ اب سمندر کو غصہ بہت تھا اُسی حالت غصہ میں طبل جنگ بجوایا اور دربار
برخاست کیا یہ خبر صاحبقران کو پہنچی انھوں نے بھی طبل جنگ بجوایا دربار برخاست
کیا چنانچہ رات بھر طبل جنگ بجا کیے صبح ہوئی خلاصہ یہ کہ دونوں لشکر موافق دستور کے
رزمگاہ میں آ کر صف آرا ہوئے جب نقابت ہو چکی غواک سخت کمان میدان میں آیا

خوب سلیقہ شوری دکھائی خوب چوگان بازی کی اسکے بعد لشکر اسلام سے مبارز طلب کیا آج شاہزادہ
شہروشاہ گوہر کلاہ بادشاہ و صاحبقران سے اجازت لے کر رزمگاہ میں آئے پہلے ہم تگاور ہوئے
اُسکا مرکب دس قدم پسپا ہوا انکا مرکب ایک قدم ہٹ کر رہ گیا وہ مرکب کو سنبھل کر نیزا نوک میں ہم
مقابل ہوا بعد نام دریافت کرنے کے نیزہ بازی ہونے لگی خوب نیزہ بازی ہوئی شاہزادہ نے نیزہ
ہوائی کیا اُسنے تلوار کا وار کیا انکی نگاہ تلوار سے لڑی رہی جیسے تلوار قریب سر آئی تھپکی دی کہ تلوار
پٹ پڑی بس قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور کلائی کو توڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر قاش
زین سے اٹھا لیا اور گرد سر چرخ دے کر اسکو زمین پر مار کر مشکیں باندھ لیں اور عیاروں کے حوالہ
کیا اسیطرح تار بندھ گیا لشکر کفار سے سرداروں کے آنے کا جو آیا یا تو قتل ہوا یا مجروح یا اسیر تا
شام پندرہ پہلوان اسیر ہوئے اور بیس قتل اور پچیس مجروح جب شام ہوئی سمندر شاہ طبل
باز بجوا کر واپس گیا پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا صبح کو مقابلہ ہوا راوی نے
بیان کیا ہے کہ پندرہ دن کے میدان داریوں میں لشکر کفار کے کل سردار جو کہ غیر ساحر تھے قتل و اسیر و
مجروح ہوئے جو کہ سمندر شاہ کے لشکر میں تھے وہ بھی اور جو اور ملکوں سے براے کمک
آئے تھے وہ بھی اور جو خود اپنا لشکر لے کر آئے تھے وہ بھی اور جو غیر ساحر بادشاہوں کے ہمراہ
آئے تھے وہ بھی سب اہل اسلام کے سرداروں کے ہاتھ سے قتل ہوئے اور اسیر اور مجروح
اب کوئی باقی نہیں ہے کہ جو نکل کر مقابلہ کرے اور جو باقی بھی ہیں وہ دم چراتے ہیں اور باہم
کہتے ہیں کہ کون ان لوگوں سے مقابلہ کرے کہ جو انکے مقابلہ کو گیا یا تو مارا گیا یا اسیر ہوا یا مجروح
ہم کو اپنی جان دو بھر نہیں ہے پندرھویں دن سہ پہر سے پڑا بند ہو گیا کوئی مقابلہ کو نہ نکلا
جب یہ رنگ سمندر شاہ نے دیکھا فوراً طبل باز بجوا کر واپس گیا فرودگاہ پر صاحبقران
اپنے لشکر کو لے کر فرودگاہ پر واپس آئے لشکریوں نے کمر کھولی بادشاہ نے تبدیل لباس کر کے
دربار فرمایا صاحبقران و سب سردار حاضر ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ طریقہ سے معلوم
ہوتا ہے کہ اب کچھ دنوں مقابلہ نہ ہوگا کیونکہ آج تو یہ حالت تھی کہ کوئی مقابلہ کو نہ نکلا آخر
سمندر شاہ نے پریشان ہو کر طبل باز بجنے کا حکم دیا اور لشکر لے کر واپس گیا بس اب کچھ
دنوں صبر کر کے اور آسودہ ہو کر مقابلہ کرینگے آفاق شاہ و تیمرہ نے عرض کیا کہ ابھی نہیں
وہ ایسا نہیں ہے ابھی تاؤ میں تو بلا اٹھتا ہے بس اب جب تک اسکے دم میں دم ہے اور لشکر
میں ایک آدمی بھی موجود ہے اُس وقت تک وہ ہر روز مقابلہ کیے جاوے گا صاحبقران نے
فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے بازی رنگ اسکا یہ فرما کر اور باتیں کرنے لگے ادھر سمندر شاہ نے
فرودگاہ پر پہنچ کر لشکر کو کمر کھولنے کا حکم دیا خود لباس تبدیل کر کے دربار میں آیا سب سردار
حاضر ہوئے اور سب بادشاہ جو کہ باقی تھے لیکن سمندر شاہ نے مشتاق اپنے استاد
کی طرف دیکھ کر کہا کہ بڑا غضب ہوا سب پہلوان و سردار غیر ساحر کام آئے اور کچھ نہ
سو اب ہوا جو مشتاق نے کہا تھا وہی ہوا کہ یہ سب کام آئینگے ساحروں کے لشکر کو
مقابلہ کا حکم دیا تھا میں نے خیال کیا تھا کہ کوئی تو ایسا ہوگا کہ ان سب کو قتل کریگا
کیونکہ ان لوگوں نے بہت لاف و گزاف کیا تھا مگر کچھ نہ ہوا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا
اب افسوس سے کیا حاصل مشتاق نے کہا کہ اب کیا تمہاری راے ہے آیا کچھ دنوں

مقابلہ نہ کروگے یا مقابلہ ہوگا سمندر نے جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم انکو دم لینے دیں دیکھیے
طبل جنگ بجواتا ہوں یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ مگر اس طور سے کہ کل سے اب کوئی غیر ساحر
مقابلہ کا قصد نہ کرے ساحروں سے کے مقابلہ کا تماشا دیکھیے کہ یہ کیونکر مقابلہ کرتے ہیں اور لشکر اسلام
کو غارت کرتے ہیں بس اسی طور سے طبل جنگ بجا گیا ساحروں کے جہان میں جان آئی سہلاق
نے سمندر شاہ سے کہا کہ جو میں نے عرض کیا تھا وہی پیش آیا میں نے تو انکا طریقہ جنگ دیکھکر
خیال کر لیا تھا کہ انسے تلوار سے مقابلہ میں سر بر ہونا محال ہے مگر آپ نے میرا کہنا نہ سنا اور مجھکو
دروغگو خیال کیا اسکا انجام دیکھا کہ کیا ہوا سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آیا اور وہی تدارک
کرنا پڑا جو کہ غلام نے عرض کیا تھا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ خیر اس سے کیا حاصل اب ہم
دیکھتے ہیں کہ خدا پرست ساحروں سے کیونکر مقابلہ کرتے ہیں اور کیونکر انکو قتل کرتے ہیں اب ذرا
مشکل ہے یہ تلوار کی لڑائی نہیں ہے کہ ایک ہاتھ میں خاتمہ کر دیا اب وہ لڑائی ہے کہ ایک بات کے
دانہ میں انکا نمائش بدل جائیگا سب نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا بس سمندر شاہ نے
دربار برخاست کیا پس جب ساحروں کو معلوم ہوا کہ کل سے ہم کو مقابلہ کرنا ہوگا ہر ایک اپنے
سحر کو درست کرنے لگا اور جگانے لگا چنانچہ یہاں تو ساحروں میں سامان جنگ ہو رہا ہے
اور سمندر شاہ دربار برخاست کر چکا ہے سب ساحر و غیر ساحر سردار جو کہ قتل و اسیر ہونے سے
اور مجروح ہونے سے بچے ہیں اپنے اپنے مقام پر آئے ہیں ساحر تو سحر کا بندوبست کر رہے
ہیں اور غیر ساحر اطمینان سے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں طبل جنگ بج رہا ہے طلایہ پھر رہا
ہے ادھر ہرکاروں نے بادشاہ و صاحبقران کو طبل جنگ کے بجنے سے آگاہ کیا اور عرض کیا کہ
اب سمندر شاہ نے عاجز ہو کر ساحروں کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے کل سے لشکر ساحران
مقابلہ کریگا اب غیر ساحر مقابلہ نہ کرینگے یہ سنکے صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں
بھی طبل جنگ بجے ہم ساحروں سے مقابلہ کرینگے اگر ہمارے خدا کو ہماری ظفر منظور ہے تو ہم
انکو بھی قتل کرینگے کیا خوف ہے کوئی مقام فکر و تردد نہیں ہے وہ مالک و مختار ہے اسکی ذات پر
بھروسا کرنا بہت اچھا ہوتا ہے وہی ہر بلا سے نجات دینے والا ہے انسان کو لازم ہے کبھی
بلا کو بلا خیال نہ کرے جب کہ غیر ساحروں نے ہمارا کچھ نہ بنایا تو ساحر کیا بنا لینگے اپنے کچھ
کی دکھا سکتے ہیں اور ہم کو اپنے مرشد کے مضمون پر تکیہ ہے اور خدا کی ذات پر بھروسہ ہے ہر مراد اولاد
آدم ہر چہ آید بگذرد * دیگر مشکلی نیست کہ آسان نشود * مرد باید کہ ہراسان نشود * دیگر
سر نمی پیچم ز تسلیم نصیب * ہر چہ آید بر سر من یا نصیب * یہ فرما کر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
بس اسی وقت سے طبل جنگ بجا جو کہ لشکر میں ساحر تھے وہ بہت خوش ہوئے کہ اب کل
ہم سے مقابلہ ہوگا اور غیر ساحروں کو بھی کچھ خوف نہیں ہے بس یہاں بھی طبل جنگ بجنے
لگا آفاق شاہ وغیرہ نے صاحبقران سے عرض کیا کہ جب حضور نے یہ فرمایا تھا کہ اب
کچھ دنوں مقابلہ نہ ہوگا تو ہم نے عرض کیا تھا کہ کچھ نہیں وہ ایسا نہیں ہے کہ مقابلہ نہ کرے عجب
لطف ہے حضور نے ملاحظہ فرمایا صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ پھر کیا خوف ہے
مقابلہ کیا جائیگا عرض کیا کہ اس خیال سے نہیں عرض کیا کہ مقابلہ نہیں کیا جائیگا
بلکہ اس خیال سے کہ ملاحظہ فرمائیے کہ کس قدر عداوت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ پھر ہو

کوئی ہمارا بھی تو حافظ ہے آفاق شاہ وغیرہ خاموش ہو رہے بادشاہ نے دربار برخاست کیا
سب اپنے اپنے مقام پر آئے یہاں کے بھی ساحر سحر کا تہیہ کرنے لگے ادھر اسلحہ کو درست کرنے
لگے اسی بندوبست میں زمانہ شب برطرف ہوا اہل اسلام نے اشتیاق جنگ میں رو روشن
آنکھوں میں مثل سحر کی جیسے نیا دولہا شب برات کو اس انتظار میں اور خوشی میں بسر کرتا ہو کہ صبح
ہوتے ہی عروس کے گھر جائیں اور عروس بیاہ کر لائیں یا وہ طفل جو کہ عید کی خوشی میں رات بھر
جاگتے ہیں کہ کسی طور سے سحر ہو جائے تو ہم خوشی عید کی کریں یا وہ لوگ کہ جن سے اپنے
عاشق یا معشوق سے ملاقات کا وعدہ ہوتا ہے اور وہ شب مفارقت کو انتظار ملاقات
میں بسر کرتے ہیں خلاصہ یہ کہ رات بھر صدائے بیدار باش و ہوشیار باش دونوں طرف بلند
رہی طبل جنگ بجا کیا ساحر سحر درست کیا کئیے کہ یکایک فاقہ شب سے صبح برآمد ہوئی
ساحر شب اپنی جھولی نور کو دوش پر رکھکر مع اپنے ہمراہیوں کے طرف ہجوم خانہ مغرب کے راہی
ہوا اور ساحرہ شب نے اپنے چہرہ سیاہ کو نقاب روز میں پوشیدہ کیا اور ساحرہ روز یعنی آفتاب
اپنے جھولی نور کو لیے کر طاؤس فلکی پر جلوہ گر ہوا یعنی صبح ہوئی اور آفتاب نکل آیا دونوں لشکر
بقصد کروفر میدان میں آئے اس دن لشکر سمندر رشاہ میں لشکر ساحران پر عجب شان تھی ہر ایک
ساحر اسباب سحر اور عجب بہار سحر سے آراستہ تھا اسی طور سے لشکر اسلام کے بھی ساحر تھے ہر
ایک اپنا سحر درست کر کے آیا تھا جب دونوں لشکر صف آرا ہو چکے ابھی نقیب نہ نکلے
تھے کہ سمندر رشاہ نے ایک ساحر سے کہا کہ تو میدان جنگ میں جا کر اور اہل اسلام کو اپنی
طرف متوجہ کر کے کہہ کہ اب وہ زمانہ گیا کہ تم نے میرے لشکر کا مسخر کر دیا واقعی امر یہ ہے کہ
تم سے کوئی نہیں لڑ سکتا ہے پس اب اسی میں خیریت ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میرے
ہاتھوں سے سخت پریشان ہو گے اور گوشہ پناہ تلاش کرو گے سوائے گوشہ موت کے جائے
امن نہ ملے گی اب میں اپنے خاص لشکر سے تم سے مقابلہ کراؤں گا یعنی اب ساحروں سے مقابلہ
کرنا پڑے گا اور یہ جو ساحر تمھارے ہمراہ ہیں ان پر بھروسہ مت کرنا وہ میرے لشکر کا کچھ نہ کر سکیں گے
پس میں نے آگاہ کر دیا آئندہ تم کو اختیار ہے پس اس ساحر نے بموجب حکم سمندر رشاہ میدان
میں جا کر اور اہل اسلام کو اپنی طرف متوجہ کر کے سمندر رشاہ کا پیام بیان کر دیا صاحبقران نے
ایک سوار سے کہا کہ تم میدان میں جا کر اور سمندر کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہہ دو کہ ہم کو خدائے
تعالیٰ پر بھروسہ ہے اور کسی پر نہیں ہے پس تو جو لشکر ساحروں کو حکم دے کہ وہ ہم سے مقابلہ کریں
ہم کو کوئی خوف نہیں ہے جو ہمارے مقدر میں ہو گا وہ پیش آئے گا کیوں بار بار ہم کو خوف
دلاتا ہے ہم ڈرنے والوں میں نہیں ہیں یہ ساحران غیر ساحروں کے بالکل مثل سگ و خوک
کے قتل ہوں گے ہمارا خدا ہمارا حافظ ہے تو کیا ہے جو ہم کو قتل یا غارت کرے گا اگر اس کو منظور نہیں
ہے تو تو ہمارا کچھ نہیں کر سکتا ہے پس وہ سوار میدان میں آیا اور اُسنے صاحبقران کا پیام پکار کر
سمندر رشاہ سے کہا سمندر رشاہ نے سنکے اس ساحر سے کہا کہ واپس چلا جا وہ ساحر واپس
آیا اور وہ سوار طرف اپنے لشکر کے واپس گیا دونوں طرف سے نقیب نکلے انھوں نے
نقابت کی بعد نقابت کرنے کے لشکر دل میں واپس گئے اب سمندر رشاہ نے اپنے
لشکر کی طرف دیکھا یعنی ساحروں کی طرف تب دیکھتا تھا کہ تمام نشان لشکر بے ساحران

کے جلوہ گری میں آئے اور ملکہ ماہ پیمان اپنے طاؤس سحر کو بڑھا کر سامنے سمندر شاہ کے
آئی اور اجازت خواہ ہوئی سمندر جادو نے اسکو اجازت میدان دی بس وہ اپنے طاؤس کو
اڑاتی ہوئی میدان جنگ میں آئی پہلے تو اُسنے بطور سحر شوری کے کچھ شعبدہ دکھائے کبھی ابر
بنایا مینھ برسائے کبھی آگ برسائی جب یہ شعبدہ دکھا چکی اسوقت طرف لشکر اسلام کے
مخاطب ہوکر پکاری کہ جسکو تمنائے مرگ ہو میرے مقابلہ کو آئے یہ صدا اُس کا دینا تھا کہ
دوست [illegible] کی طرف سے ایک سردار گمنام اپنے مرکب کو مہمیز کرکے روبروے بادشاہ کے آیا
اور عرض کی کہ اگر مجھکو اجازت ملے کہ میں جاکر اس لکا [illegible] سے مقابلہ کروں بادشاہ نے فرمایا کہ وہ
ساحرہ ہے تم غیر ساحر ہو کیونکر مقابلہ کروگے تم اپنے مقام پر جاؤ اور کوئی مقابلہ کو نکلیگا اُسنے
عرض کیا کہ حضور ملاحظہ کریں کہ یہ غلام کیونکر اسکو قتل کرتا ہے یہ میرے ہاتھ سے جاتی کہاں ہے
ساحرہ ہے تو کیا خوف ہے دوسرے اب تو یہ غلام قصد کرچکا ہے یہ جو عرض کیا بادشاہ نے فرمایا
کہ جاؤ [illegible] ہم نے کیا چونکہ طریقہ لشکر اسلام کا ہے کہ جو براے مقابلہ پہلے قصد کرے خواہ
[illegible] اُس سے زبردست ہو خواہ نہ ہو بس وہی مقابلہ کو جائے گا دوسرا نہ جائے گا اس
سبب سے اور بادشاہ ناچار ہوگئے اُسکو اجازت دی بس وہ مرکب کو مہمیز کرکے اور سلام
رخصت کرکے طرف [illegible] کے چلا یہ جو حال مرزا سنج و آفاق شاہ و سپہ [illegible] و الطاف
وکو [illegible] نے [illegible] سرداروں نے دیکھا باہم یہ صلاح کی کہ ہم یہ خیال کرتے تھے کہ ساحروں سے
مقابلہ ہے اب صاحبقران کسی غیر ساحر کو براے مقابلہ نہ جانے دینگے ہم لوگ مقابلہ کرینگے
یہ تو نیا [illegible] ہوا کہ غیر ساحر کو اجازت پیکار مل گئی مفت اسکی جان گئی چلو خدمت صاحبقران
میں عرض کریں [illegible] یہ باہم مشورہ کرکے یہ سب کے سب اپنی صف سے نکل کر خدمت
صاحبقران میں حاضر ہوئے اور ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ کیا ہم غلاموں اور کنیزوں سے حضور
[illegible] ناراض [illegible] غیر ساحر کو ساحر سے مقابلہ کرنے کی اجازت ملی یہ تو خلاف ہے جب تک
ہم جانثار [illegible] میں اسوقت تک کوئی غیر ساحر ساحر کے مقابلہ میں نہ جائے حضور و
غلامان [illegible] ہم جان نثاروں کے جان نثاری کا تماشہ ملاحظہ فرمائیں وہ ساحر ہیں یہ غیر
ساحر ایک وار [illegible] یہ بیکار ہو جائیں گے پھر بیکار لشکر کے قتل ہونے سے کیا حاصل
ہاں جب ہم غلام [illegible] اور کنیزان [illegible] اسوقت حضور کو اختیار ہے یہ جو ان سب نے عرض
کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا اب تو یہ سردار مقابلہ کو جاتا ہے جانے دو پھر دیکھا جائیگا
اُسنے مبارز طلب کیا تم میں سے کوئی نہ نکلا اُسنے قصد کردیا یہ ہمارے طریقہ اور قاعدے کے
خلاف ہوتا کہ [illegible] طلب کرتا اور ہم نہ دیتے یہ کیونکر ہوسکتا ہے اُنھوں نے عرض
کیا کہ اُسکے منھ سے پوری بات نہ نکلنے پائی تھی کہ اُسنے قصد کردیا ہم تو [illegible] قصد سے کھڑے
ہوئے تھے کہ وہ مبارز طلب کرے اور ہم [illegible] کر مقابلہ کریں اجازت لیکر اگر خلاف
مزاج عالی نہ ہو تو اُسکو واپس فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا ہے بس اُسکو
اُسے مقابلہ کرنے دو جو اُسکے مقدر میں ہوگا وہ پیش آئیگا یہ فرماکر فرمایا کہ اب تم لوگ
اپنے مقام پر جاؤ اور مقابلہ کا تماشہ دیکھو وہ سب کے سب وہاں سے اپنی صف میں
آئے اور اُس [illegible] کے لیے افسوس کرنے لگے ادھر وہ جوان میدان میں پہونچا اور کہا کہ او لکا

پک رہی ہے ہوا پر سے زمین پر آ تو مین مقابلہ کرون تیری جان کا ملک الموت مین ہون تیری روح قبض کرنے
آیا ہون وہ یہ سنکے ہنسی اور کہا کہ تم مقابلہ کروگے کیون اپنی جان کے درپے ہوئے ہو ابھی پورے جوان
بھی نہین ہوئے ہو تمکو تو اپنے حال پر رحم زیبا ہے ابھی تمنے دنیا مین کیا دیکھا ہے اپنے باغ جوانی سے کون سا
پھل حاصل کیا ہے جو میرے مقابلہ کو آئے ہو واپس جاؤ مجکو تمھارے اوپر ترس آتا ہے اور کسی کو آنے دے
اُس جوان نے کہا کہ تو میرے حال پر ترس نہ کھا اور زمین پر آ تجھسے مقابلہ کرے ہم اُس بہادر کے غلام ہین
کہ جسکو موت سے بالکل ہراس نہین ہے ہم اُس دین کے پیرو ہین کہ جس مین موت کو حیات خیال کرنا زیبا
ہے بس مرنے کا کچھ غم نہین ہے یہ کہکر کہا کہ تو بڑی لگاتا ہے خوب باتین بناتی ہے یہ جو کہا اُسکو غصہ آیا اور
چند سخت کلمے کہنے لگے اور خداوند تصویر پر لعنت بھیجی [illegible] بس وہ طاؤس سحر کو زمین پر لائے دونون
لشکر کے ساحر وغیر ساحر دیکھ رہے ہین کہ اُسنے زمین پر آکر ان سے کہا کہ لاؤ کیا ضرب بہادری رکھتا ہے
اُنھون نے جواب دیا کہ یہ اپنا طریقہ نہین ہے تو پہلے سحر کرلے یہ سنکے اُسنے کہا کہ مین تیرے اوپر کیا
سحر کرون تو ساحر نہین ہے مین تجھسے تلوار سے مقابلہ کرونگی یہ کہکر تیغ سحر کو نیام سے لیا اور وار کیا
اُنھون نے اُسکے تیغ کے وار کو رد کرکے اپنا وار کیا [illegible] بس ایک مقام پر اُنھون نے جو
موقع پایا خبردار خبردار کہکر جو وار کیا اُسکے سر پر تیغ پڑا کہ اوچھا سا زخم سر مین آیا اُسنے [illegible] کیا کہ تیغ کند
ہوگیا اور سر سے نکل گیا مگر چند قطرے خون کے اُسکی پیشانی پر بہکر [illegible] آئے بس خون کا نکلنا
تھا کہ اُسکو غصہ آگیا اور یہ کہکر کہ تم لوگ بہت زبردست ہو [illegible] پیچھے ہٹ کر اور جھولی
سے دانہ ماش کے نکالے اُس پر کچھ اسم سحر پڑھکر اُس جوان پر مارے ان دانون کا اُس
جوان کے قریب جانا تھا کہ ایک شعلہ پیدا ہوا وہ جوان مع مرکب کے مثل ہیزم خشک کے
جلنے لگا لشکر اسلام یہ واقعہ دیکھکر کانپ گیا سمندر شاہ سے شملاق نے عرض کیا کہ حضور
نے ملاحظہ کیا کہ کیونکر خدا پرست کو آپکی کنیز نے قتل کیا ہے اسی طور سے غارت ہونگے
سمندر جادو نے جواب دیا کہ تمھارا خیال درست ہے وہ جوان تو جل رہا تھا یہ حال جو
ملکہ کوکبہ روشن ضمیر نے دیکھا قبل اسکے کہ وہ مبارز طلب کرے اُسنے طاؤس سحر کو
[illegible] سے نکالا اور خدمت بادشاہ مین آئی اس خیال سے قبل سے آئی کہ ایسا نہ ہو
کہ وہ مبارز طلب کرے اور کوئی سردار بجز ساحر قصد مقابلہ کرے تو بڑی مشکل ہوگی بس
خدمت بادشاہ مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ لونڈی کو اجازت ملے کہ جاکر مقابلہ کرے
بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی اُسنے مبارز نہین چاہا ہے کیونکر اجازت دی جائے جسوقت وہ
حریف کی خواستگار ہوگی اُس وقت دیکھا جائیگا بادشاہ یہ فرما رہے تھے کہ اُسنے
لگاتے اُس جوان کو جلا کر اور لشکر اسلام کی طرف منھ کرکے باآواز صاحبقران کو
مخاطب کرکے کہا کہ کیا غیر ساحرون کو برائے مقابلہ روانہ کرتے ہو کہ جو دانہ
ماش کے دانہ مین جل جائے مین تمھارے لشکر مین بھی تو ساحر ہین اُس [illegible] سے
کسی کو میرے مقابلہ کے لیے روانہ کردو [illegible] طاقت مقابلہ [illegible] اگر لا جواب
آئینگے اسی طور سے جل کر خاک ہوجاینگے یہ جو اُسنے کہا اور مبارز طلب کیا
کوکبہ نے عرض کیا کہ اب تو اجازت ملے [illegible] نے قصد کیا [illegible] حکم
اجازت [illegible] سے [illegible] نکلین اور مقابلہ اُس کا کرین دیکھا کہ کوکبہ

بادشاہ سے اجازت طلب کر رہی ہو بس یہ لوگ ٹھہر گئے اور ادھر جب یہ کوکبہ نے عرض
کیا کہ اب تو اجازت بلکہ دو بار طلب کر رہی ہو بادشاہ نے یہ خبر پاکر اجازت دی
کہ سپرد خداوند کریم کے کیا کوکبہ سلام کرکے اور اپنے طاؤس کو اڑا کر سامنے
صاحبقران کے آئی اور صاحبقران کو سلام رخصت کرکے میدان کا رخ کیا
اور پکار کر کہا کہ کیوں لاف و گزاف کرتی ہو میں تیرے مقابلہ کو آتی ہوں یہ کہکر اور
طاؤس کو اڑا کر اسکے برابر پہونچی اُسنے جو کوکبہ کو اپنے مقابلہ میں دیکھا کہا کہ اے کوکبہ
تم کو کیا ہو گیا کہ تم نے اجداد و آبائی ترک کرکے خدا پرستی اختیار کی بس اسی میں خیر بینی ہو
کہ میرے ساتھ چلو اپنی خطا بادشاہ سے معاف کرا دو پھر وہی مذہب اختیار کرو ورنہ میرے
ہاتھ سے ماری جاؤگی کوکبہ نے جواب دیا کہ یہ مقام پند و نصیحت کا نہیں ہے بلکہ مقابلہ کا
بس تو اپنا جوہر کر تو کیا میری خطا معاف کرائے گی اور وہ کیا ہی میری کیا خطا معاف
کریگا جب میں نے کوئی خطا ہی کی ہو ہزار ہزار لعنت ہے خداوند تصویر پر اور اُسکے
پرستاروں پر بلکہ تو میرے ہمراہ چل اور دین اسلام اختیار کر کہ تیری بخشش کا سبب
یہی ہے جو کوکبہ نے جواب دیا اُسنے کہا کہ معلوم ہوا کہ تیری قضا آئی ہے دیکھا اب بھی
کچھ نہیں گیا ہے میں تیری سفارش بادشاہ سے کر سکتی ہوں تو نے کوئی ایسی خطا نہیں
کی ہے کہ بادشاہ تیرے قصور کو نہ معاف کریں کوکبہ نے جواب دیا کہ میں تجھ سے کہہ
چکی ہوں کہ یہ مقام رزم و پیکار ہے نہ جاے بزم و گفتار اپنی زبان بند کر اور جو کچھ
تجھ سے ہو سکے کرنا ہو کر بمصداق زبان درکش و تیغ برکش خلاف ہے کہ جاے سخن
نیست انکار مصاحبت ہے یہ جو کوکبہ نے کہا بس ماہ شکن جادو نے کہا کہ اچھا معلوم
ہوا جاتا ہے یہ کہکر اور جھولی سحر میں ہاتھ ڈال کر چند دانہ ماش کے نکال کر اسم سحر
ان پر دم کرکے کوکبہ پر مارے کوکبہ نے ان ماش کے دانوں کو اپنی طرف آتے ہوے
دیکھکر اپنے سر سے کچھ اشارہ کیا کہ ایک مرغ پیدا ہوا وہ ان دانوں کو راہ میں چگ گیا کوکبہ
نے کہا کہ یہ کس قدر ماش کا سحر کیا ہے کوئی سحر تازہ کر کہ جی لگے اُسنے تو یہ دیکھا کہ کوکبہ نے
میرے سحر کو رد کیا مرغ سحر کو کوکبہ نے واسطے ماش کو چن کر کھا لیا بس پھر اُسنے جھولی
سحر میں ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ نکالا اسکو زبان کے خون سے رنگین کرکے کوکبہ کی طرف
پھینکا جیسے وہ گولہ قریب آیا کوکبہ نے اُسکو ہاتھ سے پکڑ لیا وہ موم کا ہو کر رہ گیا
اور اسی گولہ پر کچھ اسم سحر دم کرکے اُسی پر مارا اُسنے جو گولہ کو آتے ہوے دیکھا ایک
تکار نکال کر تھیلی سے کچھ اشارہ کیا کہ وہ گولہ بیچ سے دو ہو گیا اُس سے شعلہ نکلا
اُسنے اشارہ کیا کہ وہ شعلہ کوکبہ کی طرف چلا کوکبہ نے اف جو کیا وہ شعلہ فرو ہو کر
رہ گیا اسی طور سے چند سحر کی باہم رد و بدل ہوئی جو اُسنے کیا کوکبہ نے رد کیا جو
کوکبہ نے کیا اُسنے رد کیا بس ایک مرتبہ اُسنے کہا کہ اے کوکبہ یہ میرا بہت زبردست
سحر ہے بس تو اب زندہ نہ بچیگی کوکبہ نے کہا کہ میں خبردار ہوں یہ سننا تھا کہ اُسنے اپنے
گلے سے طوق طلائی اتارا اور اُسکا چاند اُس سے جدا کیا اور اسم سحر پڑھکر طرف آسمان
کے پھینکا وہ چاند بالاے آسمان جا کر شق ہوا اور اُس سے ایک برق تڑپ کر چلی بس

کوکبہ نے جو اس برق کو آتے ہوئے دیکھا فوراً طاؤس پر سے کود کر غرق زمین ہو گئی وہ برق اُس
طاؤس پر گری کہ وہ جلنے لگا اسنے آواز دی کہ مین نے کوکبہ کا کام تمام کیا راوی نے بیان کیا ہے
کہ اگر کوکبہ یہ تدبیر نہ کرتی تو ضرور ہلاک ہوتی اُسنے اپنے کمال کا سلیقہ کیا تھا اسکا توڑ فوراً
غیر ممکن تھا پس جب اُسنے یہ کہا کہ مین نے مارا اور کام تمام کیا کوکبہ نے زمین سے نکل کر
کہا کہ کس کو مارا اور کس کا کام تمام کیا خبردار ہو جا اب میرے حربہ کی باری ہے اُس نے
کہا کہ خبردار ہون پس کوکبہ نے سحر کیا کہ ایک ابر پیدا ہوا اُس ابر سے بارش
مروارید ہونے لگی پس کوکبہ نے جھولی سے نکال کر ایک پارچہ کتان اُس پر سحر کیا کہ
وہ پارچہ بالا کے ہوا جا کر پھیلا ہو گیا زیر ابر کے کوکبہ نے ایک ڈبیہ نکالی اُسکو
اُس ابر کی طرف پھینکا وہ ڈبیہ قریب اُس پارچہ کتان کے شق ہو گئی اور اُس سے
ہزارون ستارے نکلے اور وہ اُس پارچہ مین خود بخود نصب ہو گئے اور ضو دینے لگے وہ
ساحرہ یعنی ماہ سیمتن کھڑی ہوئی یہ تماشہ دیکھ رہی ہے جب کوکبہ یہ بندوبست کر چکی
کہا کہ اے خبردار ہو مین حربہ کرتی ہون وہ بولی خبردار ہون یہ سنتا تھا کہ کوکبہ نے
ان ستارون کی طرف اشارہ کیا ناگاہ ایک ستارہ اُن مین سے جدا ہو کر اور برق کے مانند ہو کر
طرف اُس ساحرہ کے چلا کوکبہ نے زور دیا اُسنے جو ستارے کو آتے ہوئے دیکھا
چند سحر پڑھ قائم کین اور قصد کیا کہ طاؤس پر سے کود پڑے مگر مہلت نہ ملی جب
تک یہ کود کے کودے وہ ستارہ اُسکے سر پر گرا اور سر کو توڑتا ہوا اور اُسکی
دل و جگر کو جلاتا ہوا شرمگاہ کی طرف سے نکل کر بلند ہوا اور اُس پارچہ مین نصب
ہو گیا اُسکے تمام بدن مین آگ لگ گئی اور وہ مثل خار خشک کے جلنے لگی اور
آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہو گئی شور غل مچنے لگے آواز آئی کہ کشتی کہ نام من ملکہ ماہ
سیمتن جادو بود بعد اس صدا کے اندھیرا سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ جلی ہوئی
خاک پر پڑی ہے ساحران لشکر اسلام و کل اہل اسلام نے کوکبہ کی بہت تعریف
کی اُسنے سب کو سلام کیا پس ماہ سیمتن کا مرنا تھا کہ ایک اور ساحرہ سمندر رخشا
سے اجازت لیکر کوکبہ کے مقابلہ کو آئی اُدھر سمندر شاہ نے سنگلاق سے کہا کہ تم
نے دیکھا کہ اس کوکبہ کمبخت نے کیونکر اس ساحرہ کو قتل کیا اُسکو خوب ایکجا کیا ہے سنگلاق
نے عرض کیا کہ کوکبہ اسی اقلیم کی ساحرہ ہے [illegible] انکا سحر تو بہت
زبردست ہے اور ساحرہ بھی [illegible] زبردست ہے ایسے ویسے ساحرون کے بس کا قتل ہونا
سمندر شاہ نے جواب دیا کہ ملکہ [illegible] جو گئی ہے ضرور قتل کر سکے گی سنگلاق نے
عرض کیا کہ دیکھیے یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اُدھر ساحرہ جادو کو کوکبہ کی طرف پہونچی
ایک گولہ مارا کہ وہ گولہ شق ہوا اور اُس سے چادر سیاہ نکلی اور کوکبہ پر جا کر گری کہ کوکبہ
پوشیدہ ہو گئی کوکبہ نے سحر کیا کہ وہ چادر مثل دھوئین کے اڑ گیا اور سامنے آکر کہا کہ
واہ کیا خوب سحر کیا اُسنے جو کوکبہ کو زندہ پایا پس برہم ہو کر ایک مہرہ مرجان سحر خوانی سے
رنگین کر کے کھینچ مارا کہ وہ مہرہ سینہ پر کوکبہ کے پڑا اور سرد ہو کر گرا اگر اس مقام پر کوئی
اور ساحر ہوتا اسکا کام تمام ہو چکا تھا یہ ایسی ہی زبردست ساحرہ تھی کہ بچ گئی پس دو حربہ

روک کر کوکبہ نے کہا کہ اب مین حیرت کرتی ہون پنج یہ کہکر اشارہ کیا اُن ستارون کی طرف پس ایک
ستارہ چلا جب تک یہ بندوبست کرے کرے وہ ستارہ سحر پہ پڑا کہ سر کو توڑ کر اُس مقام کی
خبر لیتا ہوا اُس طاق ویران کو کشادہ کرتا ہوا اوپر نکل گیا اسکے بھی مرنے کی علامت بلند
ہوئی پھر غل مچانے لگے تاریکی ہو گئی جب تاریکی دفع ہوئی آواز آئی کہ میں تھی نام میرا سیماب جادو
بود سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام کی لاش برہنہ زمین پر پڑی ہے اور اُسکا وہ مقام مثل
طاق کے نمایان ہے یہ دیکھکر ہر ایک نے اہل اسلام سے لاحول پڑھکر منہ پھیر لیا سمندر شاہ
نے سحر کیا کہ ایک چادر اُسکی لاش پر خود بخود پڑ گئی جب سیماب بھی ہلاک ہو چکی تب کوکبہ کے
یاد آ گئی نہیں بلکہ نقاب جادو سمندر شاہ سے اجازت لے کر آئی آتے ہی نارنج
سحر کا وار کیا آگ برسائی خون کا دریا بہایا مگر سب کو کوکبہ نے رد کیا اور خود جو حربہ
کیا یعنی اُسی ستارہ کو جو اشارہ کیا یہ بھی مثل اُن دونون کے قتل ہوئی تا شام کوکبہ نے
ہزار ساحر لشکر کفار کے جان سے مارے جب شام ہو گئی سمندر شاہ نے طبل امان
بجنے کا حکم دیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر فرودگاہ پر واپس آئے سب اہل اسلام نے
کوکبہ کی بہت تعریف کی لشکر نے کمر کھولی دونون لشکر آسودہ ہوئے صاحبقران و بادشاہ
نے دربار کیا اُدھر سمندر شاہ نے بھی دربار کیا بکدر خاطر تھا مگر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا طبل
جنگ بجا ہرکارون نے صاحبقران کو بھی آگاہ کیا یہاں بھی کوس حربی بجا کوکبہ کی
بہت تعریف ہو رہی ہے پس بادشاہ اسلام نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے
مقام پر آئے درستی سحر مین مصروف ہوئے اُدھر سمندر شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ
آج کوکبہ نے بڑا غضب کیا کہ بار ساحرون کا ستھراو کر دیا جو گیا مارا گیا سب نے عرض کیا
کہ وہ حضور کی آنکھین دیکھی ہوئی ہے اُسکے سحر ایسے ہی ہین ایک ہی سحر سے اُسنے سب کو قتل
کیا دوسرا سحر نہ کیا سمندر شاہ نے کہا کہ پرواکیا ہے کہان تک قتل کریگی جب مجکو غصہ آئیگا ایک ہی
جنبش لب مین کام تمام ہے یا کسی زبردست ساحر کو حکم دونگا وہ سب کی مشکین باندھ لیگا یہ کہکر دربار
برخاست کیا رات بھر دونون طرف تیاری جنگ ہوا کی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے جب
صف بندی ہو چکی ادبہ نقیب لا نقابت کر چلے اُسوقت لشکر سمندر شاہ سے طوفان جادو
برائے میدان داری میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک ساحر اُسکے مقابلہ کو گیا جو
کہ ملازم تھا سہراب جادو کا اور شاگرد بھی ہے پس طوفان نے اُس سے کہا کہ حربہ کر اُسنے کہا کہ ہم
لوگون کا طریقہ نہین ہے تو حربہ کر پس اُسنے کارد سحر کو جھولی سے نکال کر اور سحر اُس پر پڑھکے اسکی طرف
پھینکی اُسنے اُسکو رد کرنا چاہا مگر وہ رد نہ ہو سکی کیونکہ وہ کوئی زبردست ساحر نہ تھا اُسکے سینہ پر پڑی
کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گئی اُسکا کام تمام تھا کہ اُسنے مبارز پھر طلب کیا ایک اور ایک شاگرد سہراب کا اجازت
لیکر نکلا اور مقابلہ کیا اُسنے وہی کارد اُسکے بھی کھینچ ماری کہ اُسکا بھی کام تمام ہوا اور ایک ساحر نکلا اُسنے
بھی مقابلہ کیا طوفان نے کارد ماری اس ساحر لشکر اسلام نے جیسے کارد کو آتے دیکھا سحر کرکے اُسکو
ہاتھ سے روک لیا اور وہی کارد طوفان پر ماری طوفان نے اس کارد کو رد کرکے جو سحر کیا تو زمین شق ہوئی اور
وہ ساحر لشکر اسلام اُس زمین مین سما گیا بعد تھوڑی دیر کے اُسکی لاش زمین پر پڑی ہوئی نظر آئی یہ حال دیکھ
سہراب کو تاب نہ رہی اپنا تخت سحر بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آیا اور اجازت لے کر میدان مین آیا

چلایا کہ بلاکہ کا سر کاٹ لوں کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی پیدا ہوئی اُسنے بلاکہ کے منھ پر چھینٹا دیا
بلاکہ کو ہوش آیا بلاکہ نے دیکھا کہ مواج جادو میری طرف تیغ لیکر آتا ہے بس بلاکہ نے تھیلی سے
جو ایک پھول جھولی سے نکال کر کھینچ مارا ہر برگ گل اُسکی شعلہ بنکر اُس پر چلی اُسنے سحر کیا
کہ وہ شعلے دفع ہوگئے بس اُسنے پلٹ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین کو زلزلہ پیدا ہوا
اور زمین شق ہوئی ایک اژدر پیدا ہوا کہ وہ بلاکہ پر چلا بلاکہ نے ایک مرتبہ ایک انگشت
کا اشارہ کیا کہ ایک برق چمک کر آتش اژدر پر پڑی کہ وہ جلکر خاک ہوگیا اور ایک مرتبہ
تیر و کمان دوش پر سے لیکر اور تیر چلہ کمان میں پیوستہ کرکے آواز دی کہ او مواج جادو
اپنے کو بچا میرے تیر سحر سے یہ کہکر تیر کو رہا کیا دوڑ جب تک مواج سنبھلے تیر آکر
سینے پر پڑا اُسکے چار انگشت پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اسکا مرنا تھا کہ تاریکی ہوگئی آوازیں مہیب آنے
لگیں جب روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ مواج کا لاشہ زمین پر پڑا ہوا ہے بس اب ساحر
نکلنے لگے لشکر کفار سے اور قتل ہونے لگے تا بہ شام بہت سے ساحر ذوالالان کے ہاتھ
سے قتل ہوئے سمندر شاہ طبل باز گشت بجوا کر واپس گیا اور رات کو طبل جنگ
بجوا دیا لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجا رات بھر طیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں
آئے آج گرداب جادو نے نکل کر لشکر سے مبارز طلب کیا چند ساحر ملازمان الطاف
تھے اُسکے مقابلہ کو آئے مارے گئے بس الطاف جادو نے بادشاہ سے اجازت لیکر
گرداب شاہ کا مقابلہ کیا گرداب نے سحر کیا کہ ایک طائر ہوا پر ظاہر ہوا اُسنے سر
الطاف پر آکر تین مرتبہ گردش کی الطاف کی یہ حالت ہوئی کہ عالم سکوت میں مثل
تصویر کے ہوگیا گرداب نے پھر سحر کیا کہ ایک پتلا پیدا ہوا اُسکے ہاتھ میں تلوار
تھی بس گرداب نے اشارہ کیا کہ اسکا سر کاٹ لے وہ پتلا چلا جب قریب الطاف
پہونچا اور قصد کیا کہ سر کاٹوں کہ یکایک الطاف کے پشت پر سے ایک آواز آئی
کہ خبردار یہ کیا کرتا ہے یہ پتلا رکا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اُسنے اس پتلے کا ہاتھ پکڑ لیا زمین شق
ہوئی اور ایک پتلا مرصع پر سوار ظاہر ہوا اُسنے اُس پتلے کو پکڑ کر چاہا کہ چھوڑ والوں
یہ واقعہ گرداب نے دیکھا سحر کیا کہ ایک زنگی پیدا ہوا وہ آتش سوار سے لڑنے لگا
الطاف ابھی اسی طور سے جمود تھا کہ یکایک ایک طرف سے ایک باز سبز
رنگ پرواز کرتا ہوا آیا اور وہ طائر بالاسے سر الطاف گردش کر رہا تھا اُس باز نے
آتے ہی اُسکو پنجہ میں پکڑ لیا اور منقار سے نوچنا شروع کیا وہ لاکھ لاکھ تڑپا مگر اُس نے
نہ چھوڑا اور بالاسے سر الطاف لاکر اسکو منقار سے ذبح کیا اُسکا خون جو الطاف پر گرا
الطاف جادو کو ہوش آیا اور وہ طائر ہلاک ہوا اور الطاف کو ہوش آیا الطاف
نے دیکھا کہ طائر سحر گرداب کو میرے باز نے ہلاک کیا گرداب سامنے کھڑا ہے اور
پتلہ سحر گرداب کو میرے پتلہ نے پکڑا ہے اور آتش سے زنگی سحر گرداب لڑ رہا ہے بس یہ
واقعہ دیکھکر الطاف جادو نے ایک ترنج جھولی سے نکالا اور یہ کہکر کہ او گرداب
خبردار ہوجا اب میرے حربہ کی نوبت آئی ہے ہوا بنا حربہ کر سنبھال اور جھولی میں ہاتھ ڈالکر
ایک نارنج نکالا اور زبان میں انشودہ کر اور خون زبان کا لیکر اُس نارنج پر تھپکی دی

اور سحر کرکے ایک ہوا اسکو طرف آسمان کے پھینکا اور زمین پر کود کر ایک دو ہتھڑ مارا یہ معرکہ ہوا کہ جہان پر
لشکر سمندر رشاہ ساحر و غیر ساحر تھا وہان کی زمین شق ہونے لگی اور اُس مین لوگ سمانے
لگے وہ تا سر بالائے آسمان جا کر شق ہوا اُس سے برق چمک کر گری کہ گرداب کے دو پرکالہ
ہوئے وہ لاکھا اپنے کو بچایا کیا نہ بچ سکا وہ پتلا اور زرکی دونون گرداب کے مرنے سے ہلاک
خاک ہو گئے اور ہزارون برقین چمک کر لشکر سمندر رشاہ پر گرین کہ ہزارون ساحر ہلاک
ہوئے جل کر اور ہزارون غرق زمین ہو کر ایک لشکر مین تہلکہ پڑ گیا قریب تھا کہ لشکر بھاگ
کھڑا ہو یہ جو واقعہ سمندر رشاہ نے دیکھا تمطاق سے کہا کہ اس الطاف نے تو بڑا غضب
کیا میرے لشکر ہی کو تباہ کیا جبرا اسوقت تو اسکی تاب نہین کر سکا ہون یہ سحر اسکا بر طرف کرتا ہون
لشکر کو اس تباہی سے بچاتا ہون یہ کہکر سمندر رشاہ نے زمین کی طرف دیکھ کر کچھ اسم سحر پڑھا
کہ وہ زلزلہ اور شق ہونا زمین کا موقوف ہوا اور جب اس امر سے فراغت ہوئی سحر
کیا کہ وہ جو سحر الطاف کا تھا کہ برقین چمک چمک کر گر رہی تھین بر طرف ہوا لشکر نے
اُس بلا سے نجات پائی پس سمندر رشاہ نے پکار کر کہا او نمک حرام الطاف تو نے
بڑا غضب کیا کہ میرے لشکر کے بہت سے ساحر قتل کیے مین اب تم سب پر رحم کرتا
ہون اور کہتا ہون کہ مین نے تم کو آج کی شب مہلت دی ہے کہ تم سب ملکر باہم مشورہ
کرکے میری خدمت مین حاضر ہوا اور میری اطاعت کرو ورنہ کل تم سب کو ہلاک کرونگا
اب تم سب نے بہت سر اٹھایا ہے اب تم سب کے ظلم و ستم کی حد ہو چکی اب
مجھ سے نہین دیکھا جاتا ہے کہ تم میرے ملازمون کو میرے روبرو قتل کرو اب مین کل اسکی
تدبیر کرونگا آج جہان تک تمھاری رائے چاہے میرے ملازمون کو پریشان کر لو اگر اطاعت
پر نہ راضی ہوگے یہ جو سمندر رشاہ نے کہا الطاف نے جواب دیا کہا اب ہم لوگ کبھی
تیری اطاعت پر نہ راضی ہونگے نہ ہم موت سے ڈرتے ہین بس جو تیرا جی چاہے وہ
کر کل پر کیون موقوف رکھ آج ہی اپنے دل کی حسرت نکال لے ہم تو تجھ سے مقابلہ کے مشتاق
ہین کیہ تجھ سے لطف ہے تو یہ لوگ تو ہمارے روبرو کیا چیز ہین ہم ان کو دفعتاً سب سے باہر
جاتے ہین ہان اگر تو آکر مقابلہ کرے یا عشاق تیرا استاد تو مجھے لطف مقابلہ ہو بات یہ جو
سب بادشاہ اور سردار اور اہل لشکر ہین سب اسی طور سے قتل ہونگے انکی کیا حقیقت
ہے با اقبال صاحبقران وہ بہ مدد خداوند پیدا ان مین ہے ان سب کے لیے کافی ہون اگر تو
یا تیرا استاد مجھ سے مقابلہ کرے تو میرے مقابلہ کو آئے تو حال معلوم ہو جائے دور سے
دھمکا رہا ہے تیرا یہ ملک ان لوگون کو دے جو کہ تجھ سے خوف کرتے ہون ہم تو سوا اسکے
خداوند کریم کے اور کسی سے نہین ڈرتے ہین اگر سامری و جمشید بھی آ جائین تو ہم انکا بھی
مقابلہ کرین اور وہ تمھارا خداوند لقا جو کہ گیندی ہے اگر وہ بھی آئے تو اسکو بھی قتل
ساتھ جادوگرون کے قتل کرین تمھاری کیا حقیقت ہے یہ لوگ کیا ہم لوگون سے مقابلہ
کرینگے وہی ہین کہ جنکا ہم نے تیرے لیے زیر کرکے تیری اطاعت پر راضی کیا
نہین لوگون کے جو تو نکلا صاحب قلم ہے جو تو بادشاہ ہوا وہ اپنا
رائی کرنا اور تمطاق سے کہا کر نکلنا بھول کے کبھی اس طرف کی اطاعت نہ

آئے جہان اسکو کسی قدر دولت ملی وہ اپنے کو بھول جاتا ہی تیری ذات سے کب کسی کو راحت ملنے کی سوائے تکلیف کے تو اپنی حقیقت کو تو خیال کر اور یہ خیال کر کہ یہ کن لوگون کا صدقہ ہے جو اسوقت تو بادشاہ بنا ہوا ہی یہ سب ہم لوگون کا صدقہ ہی کہ تجکو اسقدر عروج دیا اور بادشاہ کر دیا ورنہ تمام عالم مین تباہ پھرتا اور کوئی بات نہ پوچھتا ہم گود ہلا ئین وسے اُس پر تو نے ہماری قدر نہ کی سچ فردوسی نے کہا ہی کہ شعر پرستار زادہ نیاید بکار ؛ اگرچہ بود زادۂ شہریار ؛ جب کہ لونڈی بچہ ہو اور نطفہ بادشاہ کا ہو اس سے بہتر کی امید نہیں ہی تو غلام سے کیا ہو گی جو کہ خود غلام ہو بس اب زیادہ اپنی حقیقت کو نہ بھول اور ہم لوگون سے مقابلہ نہ کر بس اسی مین تیری بہتری ہے کہ صاحبقران کی اطاعت کر ورنہ کتے کی موت مارا جائے گا اور سوا افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا یہ سب جو کہ بادشاہ اور سردار تیرے لشکر مین ہین کیا ہم سے مقابلہ کر سکتے ہین یہ دیکھے ہوئے ہین بہت سے اس مین ایسے ہین جو کہ ہمارے شاگرد ہین وہ کیا مقابلہ کر سکتے اگر مقابلہ کو آئین گے بھی تو مارے جائین گے وہ جو تیرے وزیر سحاق و اعراق ہین انکو بھیج کہ وہ اگر مقابلہ کرین تو وہ تو اپنے کو ساحری وقت و جمشید زمانہ جانتے ہین اس سے کیا حاصل کہ تین روپیہ کی پیادون کو قتل کراتا ہی اور خود برائے مقابلہ نہین آتا ہی یہ جو الطاف نے کہا سمندر کو بہت غصہ آیا اور مشل یار سہ دوم پر یدہ سے تاپیچ و تاب کھانے لگا ابروئے تحسر کے بال مثل تنکے کے کھڑے ہو گئے منہ مین کف بھر آیا یہ سن کر کانپنے لگا تمام زمانہ نگاہ مین تیرہ و تار ہو گیا بس قصد کیا کہ مقابلہ کو جاؤن اور الطاف کو اس سخت کلامی کی سزا دون یہ رنگ جو خنّاق اسکے استاد نے دیکھا کہا کہ ای سمندر شاہ کبھی ایسا قصد نہ کرنا کہ مقابلہ کو جانا تمھاری بلا ایسے کم ظرفون کے مقابلہ کو جائے وہ اسی واسطے تو کہہ رہے ہین کہ تم غصہ مین آکر مقابلہ کو نکل آؤ اگر تم نے انکو قتل کیا تو کوئی نام نہ ہوا اگر انھون نے تم کو زخمی کیا تو تمھاری آبرو جاتی رہی ان سب مین کرکری ہوگی تمھارے ہی یہ لیاقت نہین ہی کہ تم بادشاہ ہوکر ہر اعلی و ادنی سے مقابلہ کو نکلو تمھارے غلام بہت سے ہین وہ مقابلہ کرینگے بس کبھی ایسا قصد نہ کرنا تمھاری یہ لیاقت نہین ہی کہ تم الطاف یا آفاق یا سہراب سے مقابلہ کو جاؤ ادھر تو خنّاق سمندر سے یہ باتین کر رہا تھا ادھر الطاف نے جو دیکھا کہ کوئی مقابلہ کو نہین آتا ہی کھڑے کھڑے ایک سحر کیا کہ ایک ابر آسمان پر نمودار ہوا اور وہ لشکر سمندر شاہ پر محیط ہوا اُس سے بارش تیرون کی ہونے لگی بس جس کے وہ تیر لگا اُس کے سینہ پر خواہ سر پر ٹوٹ پڑا تو دو سرے مقام سے پار ہو گیا ہزارون اس بلا سے ہلاک ہوئے لشکر مین کہرام پڑ گیا تلاطم مچ گیا شور و غل کی جو صدا بلند ہوئی سمندر شاہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بارش تیر و تفنگ ہو رہی ہی تمام ساحران لشکر اعلی و ادنی لشکر سپر ہاے سحر کی پناہ لی مگر کسی طور سے نہین بچتے ہین اور بعض ساحر بھی سپرون کی آڑ لیے ہوئے ہین مگر مفر نہین پاتے ہین قریب ہی کہ لشکر فرار کر جائے یہ جو سمندر شاہ نے سنا اپنے ہاتھ کو دیکھا اس مین تحریر تھا کہ یہ الطاف جادو کا سحر کیا ہی جب اس کے مقابلہ کو کوئی نہین نکلا اُس نے یہ سحر کیا یہ جو سمندر نے تحریر پایا خنّاق سے کہا کہ ملاحظہ کیا آپ نے کہ

اس نمک حرام نے کس قدر سر اٹھایا ہی بدون سزا پائے ہوئے نہ مانے گا آپ مجکو منع کرتے ہین
اب مین جاتا ہون مجھ سے صبر نہین ہو سکتا ہی اور جا کر اس نمک حرام کو سزا دیتا ہون اس
سرکشی کی دیکھیے تو کیا غدر کر رکھا لشکر کو ہلاک کیے ڈالتا ہی یہ جو سمندر شاہ نے کہا عشاق نے
کہا کہ تم کو قسم ہی میری جان کی اور سر خداوندی کی کہ ایسا قصد نہ کرنا اور کسی کو برائے مقابلہ روانہ
کرو سمندر شاہ نے کہا کہ سچ امر تو یہ ہی کہ جس قدر یہان بادشاہ ہین اور سردار ہین اور افسر ہین
اور ساحر لشکر ہین ان مین کوئی ایسا نہین ہی کہ جو الطاف سے یا آفاق سے یا اشفاق سے
یا سپہر آب پوش سے یا شہزالان سے یا زوجہ آفاق سے یا کوکبہ سے مقابلہ کر سکے سوائے تیرے
یا آپ کے یا شنگلاق و اقرانی کے بلکہ یہ بھی مقابلہ نہین کر سکتے ہین وہ ان سے بھی زبردست
ہین پس جو ان کے مقابلہ کو جائے گا مارا جائے گا کیونکہ یہ سب ان لوگون کے زیر کیے ہوئے
ہین اور ان لوگون نے ان سب کو زیر کر کے میری اطاعت کرائی ہی پس وہ کیا آپ کی
حقیقت جانین کے بیکار ہی کہ مین ان کو بھیج کر قتل کراؤن اور شرمندہ ہون پس یہی بہتر ہی
کہ خود مقابلہ کرون عشاق نے کہا کہ اے سمندر شاہ تم نہ مقابلہ کو جاؤ بلکہ مین ان سبکو
باندھ لاؤنگا اور تمھارے حوالہ کرونگا یا قتل کرونگا تمھارا جانا کسی صورت سے زیبا
نہین ہی سمندر نے کہا کہ آپ کا جانا مثل میرے جانے کے ہی جیسے آپ مقابلہ کو نکلے
ویسے مین پھر کیا ضرور ہی کہ آپ تشریف لے جائین عشاق نے کہا کہ یہ تم نے درست
کہا مگر مجھ مین اور تم مین فرق ہی تم بادشاہ ہو تمھارا بڑا مرتبہ ہی گو مین تمھارا استاد ہون
مگر نوکر ملازم ہون پس میرا جانا سب ہی تمھارے جانے سے سمندر نے گو اصرار بہت
کیا مگر عشاق نے نہ مانا آخر کو سمندر شاہ مجبور ہو گیا اور کہا کہ آپ کو اختیار ہی یہ کہکر
کہا کہ استاد اس بلا کو تو دفع فرمائیے یہ جو لشکر پر نازل ہی پس یہ سنکے عشاق نے
انگشت سے طرف اس ابر کے اشارہ کیا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا وہ مینہ وغیرہ برسنا
موقوف ہو گیا لشکر کو اس مصیبت سے نجات ملی اب جو عشاق نے قصد کیا کہ مقابلہ
کو جاؤن تو دیکھا کہ دن تمام ہو چکا ہی شام قریب ہی سمندر شاہ سے کہا کہ اے سمندر شاہ
اسوقت تو طبل باز بجوا کر پھر چلو کیونکہ دن قلیل باقی ہی جاتے ہی اور مقابلہ کی گفتگو مین
شام ہو جانے کی واپس آنا ہوگا پس چلکر طبل جنگ بجواؤ مین کل نکل کر مقابلہ کرونگا
سمندر شاہ نے یہ سنکے طبل باز بجوا دیا الطاف جادو طبل بازی کی صدا سنکے طرف اپنے
لشکر کے واپس چلا لشکر اسلام مین بھی طبل باز بجا پس دلاوران لشکر فرودگاہ پر واپس آئے
کمر کھولی آسودہ ہوئے ادھر سمندر شاہ نے خیمہ خاص مین جا کر لباس تبدیل کیا اور
دربار مین آیا سب سردار حاضر ہوئے جب سب حاضر ہو چکے اسوقت سمندر شاہ نے
سب کو مخاطب کر کے کہا کہ مین دیکھتا ہون کہ تم مین کوئی ایسا نہین ہی کہ جو آفاق شاہ
وغیرہ سے مقابلہ کر سکے کیونکہ تم سب ان لوگون کے ہاتھ سے زیر ہو چکے ہو جب ہی تو
اطاعت کی ہی پس کل کوئی مقابلہ کو میدان مین لشکر اور برائے مقابلہ نہ جائے کل ہمارے
استاد عشاق جادو نکلین گے ان چند نمک حرامون کا خاتمہ کر دینگے پھر اختیار ہی جس کا
جی چاہے برائے مقابلہ جائے کیونکہ سوائے ان چند نمک حرامون کے کوئی ایسا ساحر لشکر اسلام

مین نہین ہی کہ جو اسطرف کے ساحرون سے مقابلہ کرسکے بس وہ سب تمھارے شکار ہین انکا قتل
کرنا کوئی امر دشوار نہین ہی ہان جب تک یہ چند نمک حرام اُس لشکر مین ہین اُس وقت تک
مشکل ہی یہ جو سمندر شاہ نے کہا سب نے سر جھکا لیا نہایت شرمندہ ہوئے بلکہ اپنے دل مین
کہا کہ بادشاہ سچ کہتے ہین یہ کہکر سمندر شاہ نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہمارے استاد
کے نام پر بس اُسی وقت طبل جنگ عشاق سحرہ لشکرین کے نام پر لشکر کفار مین بجایا گیا
سب لشکر کو معلوم ہوا کہ کل عشاق جادو مقابلہ لشکر اسلام سے کرینگے ہر ایک کو عشاق
کے مقابلہ کا اشتیاق ہوا اور باہم کہنے لگے کہ کل سحر معرکے ہونگے گو وہ لوگ بھی بہت
زبردست ہین مگر عشاق سے مقابلہ نہین کرسکتے ہین یہ استاد بادشاہ ہین دوسرے پہلو
نشین سامری و جمشید ہین اسکے سحر کا کون جواب دے سکتا ہی کل لشکر اسلام کے ساحرون
کا خاتمہ ہی یہان تو لشکر مین ہر طرف یہ چرچا ہی اُدھر سمندر نے یہ حکم دے کر دربار برخاست
کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اور خواب مرگ مین مبتلا ہوئے اس سبب سے کہ معلوم
ہو چکا تھا کہ کل اور کوئی مقابلہ کو نہین جائے گا سواے عشاق جادو کے پھر کیا ضرورت
ہی کہ سحر کی طیاری کرین وہ جائینگے لشکر اسلام کا خاتمہ کرکے میدان سے واپس آئینگے
بس اس سبب سے سب خواب مرگ مین مبتلا ہوئے مگر عشاق نے اپنے خیمہ مین
آکر اپنے سحر کو جگایا یہان تو سامان جنگ لشکر مین ہو رہا ہی عشاق اپنے سحر کو جگا رہا
ہی طلایہ پھر رہا ہی صدا ہے بیدار باش ہوشیار باش بلند ہی اور ہرکارے لشکر اسلام کے
یہ خبر لیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے ہین وہان صاحبقران و بادشاہ دربار مین تشریف
فرما ہین سب سردار ساحر وغیرہ ساحر حاضر دربار ہین الطاف جادو کی تعریفین ہو رہی ہین
وہ سلام کر رہا ہی اور عرض کرتا ہی کہ کل بہت بڑے لوگون سے سامنا ہوگا یا تو خود سمندر
مقابلہ کو نکلے گا اگر غیرت دار ہی یا عشاق اُسکا استاد صاحبقران فرما رہے ہین کہ پھر کیا
خوف ہی سب عرض کر رہے ہین کہ جی کچھ خوف نہین ہی الطاف نے عرض کیا کہ اسی سبب
سے تو مین نے اُسے کر دیا کہ یا تو وہ خود نکلے یا اسکا استاد تاکہ جلدی مقابلہ کا فیصلہ ہو
ہم غلامان حضور مریخ فلک سے نہین ڈرتے ہین عشاق کیا آبدی ہی اور سمندر
کیا شغال ہی اگر اقبال حضور ہم لوگون کے شامل حال ہی تو انکا بھی بچنا ہمارے ہاتھ
سے محال ہی آپکے اقبال سے اور بفضل ذوالجلال سے انکو بھی قتل کر سکینگے ہمکو کوئی خوف
نہین ہی آفاق شاہ وغیرہ عرض کر رہے ہین کہ حضور کل مقابلہ ملاحظہ کرینگے کہ کیسے
کیسے معرکے سحر کے ہوتے ہین مریخ آفتاب علم ہر مرتبہ حجوم کرتا ہی کہ دیکھئے ہماری بھی
باری آئی ہی کہ ہم عشاق سے مقابلہ کرین یا آپ ہی لوگ اسکو قتل کر لیتے ہین مجکو اُسکے
مقابلہ کا بہت اشتیاق ہی میرا دل چاہتا ہی کہ سمندریہ کے باشندون سے اور فیروزیہ
کے باشندون سے سحر چلین کیونکہ ہر مرتبہ وہ لوگ یہی کہتے ہین کہ اور اطراف و جوانب
کے اور طلسمون کے اور ملکون کے ساحر یہان کے لوگون سے اور اس ملک کے اطراف
و جوانب کے لوگون سے سحر مین مقابلہ نہین کر سکتے ہین ہمارے نزدیک وہ طفل مکتب
ہین ہم برسون اُنکو سحر کی تعلیم کرین تب وہ اس قابل ہون کہ ہماری برابری کرین آفاق شاہ

وغیرہ نے جواب دیا کہ جب ہم لوگ موجود ہین تو آپکو کیا ضرورت ہے کہ آپ ایسے کم ظرفون سے
مقابلہ کرین شاہزادہ طلسم فیروز بہ ہو کر یہان جب یہ طاق پر مقابلہ ہوگا اُسوقت آپ کے سحر کا
ہم لوگ تماشہ دیکھین گے یہان وہ لوگ آپکے مقابلہ کے قابل ہین اور وہ لوگ کامل ہین اُنکے
سحر و ساحری مین لطف حاصل ہوگا ہم کو ان لوگون سے مقابلہ کرنے دیجیے عمرو یہ سُنکے خاموش
ہو رہا صرف اسقدر جواب دیا کہ یہ آپ لوگون کی لیاقت ہے اور بندہ نوازی ہے ورنہ مین کس
لائق ہون یہ بھی نہین جانتا ہون کہ سحر و ساحری کیا شے ہے صرف دو ایک شعبدہ جانتا ہون
وہی جوکہ آپ لوگون سے سنے ہین اور آپکو دیکھا ہے ورنہ مجھ سے تو ایک لڑکا اچھا ہے ہان
آپ لوگ کاملین سے ہین یہ سب آپکی لیاقت ہے جو میری طرف خیال ایسا فرماتے
ہین یہ سب بزرگون کا فیض صحبت ہے کہ مین بھی ساحرون مین شامل کیا جاتا ہون ورنہ مین
کیا جانون جوکہ خود اچھے ہوتے ہین وہ دوسرون کو بھی اچھا خیال کرتے ہین آفاق شاہ وغیرہ
نے کہا کہ یہ سب آپ کا انکسار ہے ہم سب آپ کے سامنے طفل مکتب ہین برسون آپ
ہم کو تعلیم کرین تب کہین اس لائق ہون کہ سحر کر سکین آپ نے اُن اُن لوگون کی صحبت
اُٹھائی ہے جوکہ کاملین سے تھے ایک زمانہ کنیز ہے اپنے طلسم کی ولی عہدی کی ہے انکے
والد ایسے ساحر زبردست تھے کہ حاکم طلسم تھے ساحر اُنکے نام سے کانپتے تھے ہم لوگ انکی
صحبت مین بن گئے یہ آپ کا فیضان صحبت ہے جو ہم اسقدر سحر کر سکتے ہین دوسرے
صاحبقران کا اقبال ہے یہان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے مجرا گاہ سے مجرا
بجالائے دعا و ثنائے شاہی ادا کرکے عرض کرنے لگے کہ سمندر شاہ نے اپنے اُستاد عشاق
کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے کل وہ غلامان سرکار سے مقابلہ کرے گا اور کل اپنے اہل لشکر
و سردارون و بادشاہون کو منع کیا ہے کہ تم مین سے کوئی برائے مقابلہ نہ جائے کل اُستاد
اُن چند نمک حرامون کو اسیر کرین یا قتل کرین جسکا جی چاہے مقابلہ کو لشکر اسلام سے
نکلے کیونکہ جب تک وہ نمک حرام اُس لشکر مین رہین گے اُسوقت تک کوئی اُس
لشکر سے مقابلہ نہین کر سکتا ہے بعد اُن کے کوئی ایسا ساحر پھر اُس لشکر مین نہین ہے جو
جو تم سے مقابلہ کر سکے بس یہ کہا طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے صاحبقران نے
فرمایا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہے ہم کل اُسکے اُستاد سے مقابلہ کرینگے
یہ اُس کا خیال خام و تصور ناتمام ہے خدائے بزرگ است بس یہ فرماکر طبل زرمی کے
بجنے کا حکم دیا یہان بھی لشکر مین طبل زرمی بجا اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل عشاق مقابلہ
کرے گا سب نے باہم کہا کہ کیا پروا ہے کوئی مقابلہ کرے خدا ہمارا مالک ہے کوئی عشاق
دومڑی لیے نہین باندھے ہے ہان یہ امر ہے کہ وہ پرانا ساحر ہے وہ سحر ہم سے زیادہ جانتا
ہوگا یہ امر تو خوب ہے کہ اگر ہم اُسکے ہاتھ سے قتل ہوئے تو کوئی اُسکا نام نہ ہوگا اگر
ہم نے اُسکو قتل کیا یا اسیر ہمارا نام ہو جائے گا ہماری شہرت ہوگی کہ ان لوگون نے
اتنے بڑے ساحر کو قتل کیا اہل لشکر مین تو یہ ذکر ہو رہا ہے طلایہ پھر رہا ہے صدا سے
حاضر باشن و ناظر باشن کی بلند ہے صاحبقران نے دربار برخاست کیا سب سردار
اپنے اپنے مقام پر آئے غیر ساحر تو آرام پذیر ہوئے ساحر اپنے سحر جگانے لگے

اور تیار کرنے لگے بیروں کو اُنکے خوراک دینے لگے بخورات سلگانے لگے اس خیال سے کہ
بڑے زبردست ساحر سے مقابلہ ہے بس وہ رات اسی سامان میں اہل اسلام و کفار کو گذری
ستارہ سحری آسمان پر چمکا مؤذنوں نے اذان دی لشکروں میں ورود ہی بجی ہر ایک نے
اپنے اپنے مقام سے اٹھکر عبادت خدا سے فراغت کی سلیح و سنجوک سے آراستہ ہوکر
دردولت پر حاضر ہوئے لشکر طرف میدان کے روانہ ہوئے بادشاہ و صاحبقران تشریف
لائے ہیں سب کو ہمراہ لے کر طرف میدان جنگ کے تشریف لائے اور صف بندی
ہونے لگی اُدھر کفار نے بھی اپنے دینی امور سے فراغت کرکے اور آمادہ پیکار ہوکر
لشکر طرف میدان کے روانہ کیا خود دربارگاہ سمندر شاہ پر جاکر کھڑے ہوئے
عشناق اپنے خیمہ سے اسباب سحر سے آراستہ ہوکر نکلا آج اُسکی وہ صورت تھی
کہ اگر پیر فلک بھی دیکھے تو ڈر جائے عجب ہیبتناک شکل تھی فرغٹ کا بھوت
معلوم ہوتا تھا تمام جسم پر خاک ملے ہوئے تھا آج بہت کچھ اسباب سحر تخت پر
رکھا ہوا تھا وہ سردار اور بادشاہ اسکی صورت دیکھکر ڈر گئے جب وہ خیمہ سے برآمد
ہوچکا اُسکے بعد سمندر شاہ برآمد ہوا ہیں لشکر کو لے کر اور عشناق کو میدان میں آیا
جس نے عشناق کی صورت کفار میں سے دیکھی مارے خوف کے کانپ گیا اور
منہ پھیر لیا لشکر اہل اسلام کی جو اُس پر نگاہ پڑی تھی پناہ بذات پروردگار لیکر اور لاحول
پڑھکر منہ پھیر لیا بس جب سمندر شاہ میدان میں آچکا ہیں دونوں طرف سے
صف آرا ہو چکے اُنھوں نے صفوں کو آراستہ کیا اُسکے بعد جب صفیں آراستہ ہو چکیں
تو نقیبوں نے نکل کر نقابت کی جب نقیب بھی نقابت کرکے لشکروں میں جا چکے
اُس وقت عشناق نے ایک ساحر سے کہا کہ تو پکار کر اہل اسلام سے کہدے کہ
ای خدا پرستان اگر اپنی زندگی کے خواستگار ہو تو رومال سے ہاتھ باندھ کر خدمت
سمندر شاہ میں حاضر ہو اُسکی اطاعت کرو ورنہ اب تمھارے ظلم و ستم کی حد ہو چکی
آج میں مقابلہ کو آتا ہوں ایک دم میں تم سب کو باندھ کر سمندر شاہ کے حوالہ
قتل کو سفندان قربانی کے قتل کرونگا میں ایسا ویسا ساحر نہیں ہوں میرا کوئی جواب
دینے والا نہیں ہے میں پہلو نشین سامری ہی ہوں آیندہ تم کو اختیار ہے میں آگاہ
کیے دیتا ہوں بس اس ساحر نے یہ کلمے پکار کے اہل اسلام سے کہے اُدھر کسی نے
جواب باصواب نہ دیا سوائے لعن و نفرین کے بس اُسکو غصہ آیا اور سمندر شاہ سے
اجازت لے کر طرف میدان کے چلا سمندر شاہ خود لشکر تک ہمراہ آیا وہاں تخت
روک کر دونوں استاد شاگرد گلے ملے بس اُسکے بعد سمندر شاہ تو اپنے مقام پر جاکر کھڑا ہوا
اور عشناق تخت اڑا کر میدان میں آیا اور تخت کو روک کر تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر
دیکھا کیا اُسکے بعد تخت پر سے کود پڑا اور کچھ زمین پر لکیریں بنائیں پھر تخت پر بیٹھا اور اہل
اسلام کے خوف دلانے کے لیے چند شعبدہ کیے پہلے آگ برسائی پھر سانپ و بچھو
پھر آفتاب پیدا کیا پھر خون برسایا پھر اژدر و شیر پیدا کیے اور چند شعبدہ دکھلائے
جب اہل اسلام اس سے بھی نہ ڈرے تو اُسنے کیا کہ اپنی جھولی سے چند دانہ ماش کے

نکال کر اور اسم سحر اُن پر دم کرکے زمین پر مارے کہ تمام زمین کانپنے لگی زلزلہ آگیا یہ جو حال
آفاق شاہ وغیرہ نے دیکھا انھوں نے سحر کیا کہ زمین قائم ہو گئی اسنے برف لشکر اسلام
پر برسائی مرصع نے سحر کرکے برف کو دفع کیا جب یہ سب شعبدہ کر چکا اسکے بعد
اسنے کیا کیا کچھ دانہ جھولی سے نکالے اور اسکے روبرو تخت پر ایک کاسہ میں
خون خوک تھا ان دانوں کو اس خون میں ڈال دیا اور سحر کرنا شروع کیا بعد تھوڑے عرصہ کے
وہ دانہ اس میں سے نکالے اور کچھ ان پر دم کرکے زمین پر مارے انکا زمین پر گرنا تھا کہ
ایک تہلکہ پڑ گیا زمین مثل ہنڈولے کے ہلنے لگی اور غبار بلند ہوا سب نے لینے
دونوں لشکروں کے لوگوں نے دیکھا کہ اس زمین سے غبار بلند ہوا اور بالاے ہوا
جا کر قائم ہوا اب سب نے دیکھا کہ ایک گنبد خاکی سب پر اس غبار کا بنکر بالاے
سر عشاق قائم ہو گیا وہ تزلزل زمین کا برطرف ہو گیا بس جب وہ گنبد طیار ہو چکا
اسوقت لعل جوش ناہنجار نے اس گنبد کی طرف دیکھ کر کچھ سحر اپنی زبان پر جاری کرکے دم
کیے کہ اس گنبد کو مثل چاک کمہار کے گردش ہونے لگی دونوں لشکروں کے اہل لشکر
نے دیکھا کہ اس گنبد کے کئی دروازے ہیں ہر دروازہ پر ایک زنگی سیاہ فام شمشیر برہنہ
ہاتھ میں لیے ہوے بیٹھا ہے جب وہ ناہنجار یہ سب تدبیریں کر چکا پھر وہ تخت پر
سے زمین پر آیا اور کچھ خط کھینچے ان پر سحر کیا کہ اس مقام پر دیواریں بہت پیدا ہو گئیں اور
اسکے پشت پر ایک عمارت بلوری بنکر طیار ہوئی ایسی کہ اسکے ادھر کا حال ادھر
والوں کو ادھر کا حال ادھر والوں کو معلوم ہوتا تھا جب وہ یہ عمارت بنا چکا اس
وقت تخت پر سوار ہوا اور اپنے تخت کو برابر اس عمارت کے لا کر ہوا پر قائم کیا
اور آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان بس آگاہ ہو کہ میں پہلے ان لوگوں سے مقابلہ کرونگا
جو کہ سمندر رشاہ سے پھر گئے ہیں اور تمہارے لشکر میں ہیں ان کے بعد ان لوگوں سے
جو کہ ساحر ہیں ان کے بعد غیر ساحروں سے یہ جو میں نے کہا کہ جو ساحر ہیں اُن سے اُن
لوگوں سے مراد ہے کہ جو کہ پہلے سے ساکن اور ملکوں کے ساحر ہیں پس پہلے مقابلہ کو
ان لوگوں میں سے کوئی نکلے کہ جو سمندر رشاہ کے شریک تھے اور جو کہ میں پھر
مقابلہ کو نکلیں یہ صدا دیتا تھا کہ اولان اول بلکہ غزالان آہو چشم نے اپنے طاؤس سحر
کو صف سے نکالا اور خدمت بادشاہ میں حاضر ہو کر اجازت کی خواستگار ہوئی
بادشاہ نے فرمایا کہ پہلے تم کیوں نکلیں ایسے ویسے ساحر کو جانے دیا ہوتا اور
طرز مقابلہ دیکھا ہوتا کہ کس طور سے مقابلہ کرتا ہے پھر قصد کیا ہوتا غزالان نے عرض کیا
کہ کیا ضرور تھا کہ کوئی اور جا کر اسکا شکار ہوتا کیونکہ وہ ایسا ساحر معلوم ہوتا ہے کہ ہمرتبہ
کا ساحر اس سے مقابلہ کرے دوسرے میں اسکے طریقہ جنگ سے واقف ہوں
تیسرے اسکی خواہش یہ ہے کہ لونڈی کو اجازت مرحمت فرمائیے کہ وہ جا کر مقابلہ
کرے بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سپرد خدا کیا بس غزالان نے سلام رخصت کیا
اور طاؤس کو اڑایا اور روبرو صاحبقران کے حاضر ہوئی سلام کیا اور عرض کیا کہ اجازت
ملے یہ لونڈی نثار ہونے کو جاتی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ساحر

ذرا سمجھ بوجھ کر مقابلہ کرنا غزالان نے عرض کیا کہ کنیز کو خود خیال ہے دوسرے آپ کا ارشاد ہے
یہ کہکر اور مجرا کرکے طاؤس کو اڑا کر چلی اُدھر مشتاق نے گلاب جادو سے کہا وہ پہلوے
تخت سمندر شاہ میں بمرتبہ سپہ سالاری کھڑا تھا کہ آپکی ہمشیرہ صاحبہ استاد سے
مقابلہ کرنے آئی ہیں تم کیسے بے شرم و بے حیا ہو کہ کھڑے ہوئے ہو شرم نہیں آتی کہ
بہن نے یار کر لیا اور شہوت کے غلبے کے سبب سے دین آبائی بھی ترک کیا گلاب
نے سر جھکا کر جواب دیا کہ اے مشتاق یہ میری بہن نہیں ہے بلکہ میرے ماں اور باپ نے
اسکو لیکر پرورش کیا تھا میں اکیلا ہوں دوسرے میں کیا کروں جب اسکو اس امر کا
خیال نہ ہوا تو میرے شرم و حیا کرنے سے کیا ہوتا ہے اور اب تو یہ طریقہ نکلا ہے کہ وزیرزادیاں
امیرزادیاں شاہزادیاں جوان ہوئیں اور بستانی رہوئیں انکو فکر ہوئی کہ کوئی یار پیدا کیجے
جنکو کوئی دوسرا نہ ملا وہ ملازموں سے مبتلا ہو گئیں انکی محبت کا دم بھرنے لگیں اگر اس نے
ایسا کیا تو کیا اب جو طریقہ دنیا کا ہے اسکے خلاف کیا اُسنے تو اپنے کسی نوکر سے آشنائی نہیں
کی کہ جو سب کی نگاہوں میں سبک ہو بلکہ ایک غیر مذہب والے سے کی ہے میں کیا
شرمندہ ہوں وہ تو شرمندہ ہوتے نہیں ہیں کہ جنکی لڑکیاں جوان ہو کر اپنے ملازموں
سے طریقہ محبت پیدا کرتی ہیں اور یہ فکر کرتی ہیں کہ کسی طور سے گھر تباہ ہو جائے یار کا ساتھ
ہو جائے یہ جو گلاب نے کہا مشتاق تو خاموش ہو رہا بلکہ سمندر زرد ہو گیا اور کہنے
لگا کہ یہ کیا بیہودہ تقریر ہے بس موقوف کرو گلاب نے عرض کیا کہ میں نے نہیں اس
قصہ کو چھیڑا تھا بلکہ وزیر شاہ نے میرے سبک کرنے کو چھیڑا میں نے جو اصل امر تھا
وہ بیان کیا اور جواب دیا یہ کہکر خاموش ہو رہا اُدھر غزالان قریب مشتاق طاؤس کو
اڑا کر پہونچی مشتاق نے جو غزالان کو دیکھا کہا او چھوکری تو کس بات مغرور ہوئی ہے میرے
مقابلہ کو آئی ہے تجھکو شرم نہیں آتی ہے کہ تیرا باپ شہنشاہ سمندر شاہ کا سپہ سالار رہا اور
اب بھائی ہے اور تو نے یہ بے غیرتی اختیار کی کہ ایک غیر مذہب کے آدمی پر عاشق
ہوئی اُسکے عشق میں اپنا مذہب بھی ترک کیا اور اپنے ولی نعمت سے مقابلہ کو آمادہ
ہوئی اور نمک حرامی پر کمر کسی بس غنیمت اسی میں ہے کہ میرے ہمراہ چل کر میں تیری
خطا تیرے بھائی اور بادشاہ سے معاف کرا دوں ورنہ یاد رکھ کہ باندھ کے جاؤں گا
پھر سوائے قتل کے اور کوئی چارا نہ ہوگا پھر امان نہ ملے گی آئندہ تجھکو اختیار ہے ملکہ
نے جواب دیا کہ او کیدی تو کیا بکتا ہے کہ اپنے ولی نعمت سے مقابلہ پر آمادہ ہوئی
کیسا ولی نعمت اس ولی نعمت کی ایسی کی تیسی جو کہ دوسرے کی آبرو کا خواہاں ہو خیال
تو کرو کہ میں اُسکی دختر کے برابر ہوں وہ میرے باپ کے برابر اور مجھپر عاشق ہو
کہ کسی صورت سے اسکی آبرو لوں بس میں نے جو یہ رنگ دیکھا اپنی حفظ آبرو
کے لیے اُسکی رفاقت ترک کی اور اس مذہب کو برحق اور سب کو باطل پایا اختیار
کیا یہ کوئی فرض نہیں ہے کہ جو مذہب ماں باپ کا ہو وہی اولاد بھی اختیار کرے بس
انکو دوسرے مذہب کی بزرگی نہیں ظاہر ہوئی انکے نزدیک بس وہی مذہب اصل تھا
اسلیے انھوں نے نہیں ترک کیا نہ کوئی انکو راہ نما ملا جو اُسکے سمجھانے اور راہ راست

سکے دکھلانے سے وہ ترک کرتے ہیں مجکو بزرگی ثابت ہوگئی ہین نے ترک کیا یہ کوئی میراث
نہین ہی کہ بعد وفات والدین اولاد کو ملے یا اولاد اس پر قابض ہو یہ دین و مذہب کا مقدمہ
ہی جسکو جس مذہب کے بزرگی جب ثابت ہوئی اُسنے قبول کیا اور یہ جو تونے کہا کہ عشق
مین ایک غیر مذہب کے تونے ترک کیا مین نے تو مذہب ہی ترک کیا یہ نہین کہا کہ
شاہزادی ہوکر کسی اپنے باپ کے ملازم پر عاشق ہوئی ہون اور اسکی محبت
مین یہ فکر ہو کہ چاہیے سب طرح تباہ ہو جائے مگر یار مل جائے مین تو ایک ادنی سپہ سالار
کی لڑکی تھی جس مرتبہ کی تھی ویسا شوہر بھی تجویز کر لیا یہ نہین کیا کہ کسی چمار کے ساتھ عشق
کیا عشاق یہ سنکے زرد ہو گیا غزالان نے کہا کہ یہ جو تم نے کہا کہ میرے ہمراہ چل مین
تیری خطا تیرے بھائی اور بادشاہ سے معاف کرا دون یہ میرا کوئی بھائی ہی نہ بادشاہ میرا
بادشاہ وہ سامنے تخت پر جلوہ فرما ہے کہ جسکی طرف سے مین مقابلہ کرنے آئی ہون وہ
کب میرا بھائی ہی اور کب بادشاہ مین مسلمان وہ کافر میرے انکے کیا رشتہ اور کیا
قرابت یہ سلسلہ ترک ہو گیا مقر اس اسلام نے اس رشتہ قرابت کو بہ سبب اُسکے قطع
کر دیا یہ جو تونے کہا کہ اگر مین اسیر کر لے جاؤنگا تو بجز سواے قتل کے کوئی چارہ نہ
ہوگا تو مین اس سے نہین ڈرتی ہون اگر میری موت ہی تو کوئی مجکو بچا نہین سکتا ہی
اگر زندگی ہی تو کوئی قتل نہین کر سکتا ہی یہ شعر میرے قول پر دال ہی شعر اگر تیغ عالم
بجنبد زجاے * نبرد رگے تا نخواہد خداے * اگر اسکی طرف سے میری آئی ہی تو
مجھے پرواہ نہین ہی اگر نہین آئی ہی تو کیا اگر تمام عالم میرے قتل کی فکر کرے گا تو
ایک بال بھی نہ بیکا کر سکے گا بس تیرا جو جی چاہے وہ کر مین موجود ہون یہ جو
ملکہ نے کہا عشاق نے جواب دیا کہ تو بہت تیز زبان ہی اور تجکو مسلمانون سے
خدا پر بہت بھروسہ ہی اب تجکو تیرا خدا بچا لے بس معلوم ہوا کہ تو یون ہی ماننے کی
تیری قضا ہی آئی ہی تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتی ہی یہ کہکر غزالان پر منتر
دھمکانے کو سحر کیا غزالان نے اس سحر کو اسم اعظم سے رد کر دیا عشاق نے یہ دیکھکر
کہا کہ تو بہت چالاک ہی اس سحر کو تو یون رد کر یہ کہکر اور چند دانہ ماش کے اُسپر پڑھ
ماش نے اٹھا کر زمین پر مارے زمین شق ہوئی ایک طائر پیدا ہوا اور اڑکر چلا
جیسے وہ طائر پیدا ہوا اور چلا غزالان نے جلدی سے جھولی سے ایک مقراض نکالی
اور پرچہ کاغذ اور ایک پتلہ مقراض سے کاٹا اور سحر کیا کہ وہ پتلا بصورت انسانی
ہو گیا بس جھولی سے ایک جال نکال کر اسکو دیا اور ایک نکاب اور اشارہ کیا کہ اس
طائر کو پکڑ کر ذبح کر اور اسکا دل و جگر توڑ لے یہ اشارہ کرنا تھا کہ وہ پتلا تیز جھپٹ کر
طائر کی طرف چلا طائر بلند ہو چکا تھا کہ اس پتلے نے جا کر جال مار کر اسکو پکڑ لیا
وہ طائر بیتاب ہاتھ چھوڑا اور لا کر سامنے ملکہ کے ذبح کیا ملکہ نے جلدی سے اسکا
خون چلو مین لیا وہ طائر جب ذبح ہو چکا بس پتلے نے اسکا دل و جگر نکال لیا اور کہا
کہ کیا حکم ہوتا ہی بس ملکہ نے اس طائر کے خون کا قطرہ [illegible] کی پیشانی پر
اشارہ عشاق کی طرف کیا کہ اسکو قتل کر یہ میرا دشمن ہی یہ سنتا تھا کہ وہ پتلہ مشغل

برق کے چمک کر طرف عشاق کے چلا اور چلتے ہی برس پڑا اگر عشاق ساحر زبردست
نہ ہوتا تو پتلہ نے کام تمام کیا تھا بس عشاق نے سنبھل کر تھپکے پتلے کا رد کا وار
کیا عشاق نے اف جو کی ایک شعلہ منھ سے نکلا کہ وہ پتلہ جلنے لگا جب ایسا
زبردست سحر بلکہ سے (?) گیا عشاق کو غصہ آیا اور ایک مرتبہ اُس گنبد خاکی کی طرف
دیکھ کر اشارہ کیا کہ یا تو وہ گردش کر رہا تھا یا ساکت ہو گیا اور شق ہوا اور اس سے
ایک صورت مہیب پیدا ہوئی اور آواز آئی کہ اے غزالان ادھر دیکھ کہ میں کون ہوں
اس صدا پر غزالان نے سر اٹھا کر دیکھا ایک ہیبت ناک شکل نظر آئی کہ غزالان
کو ساحرہ زبردست تھی مگر اُس شکل کو دیکھ کر کانپ گئی وہ شکل ہنسی اور سر نے کہا کہ میں بھی
سوا اے غزالان و عشاق کے بس جیسے غزالان کانپی اور جسم میں لرزہ پیدا ہوا
وہ شکل تو غائب ہو گئی اب سب نے دیکھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اس میں چند حلقے تھے
غزالان یہاں طاؤس پر کھڑی ہوئی عالم سکوت میں کانپ رہی ہے کہ وہ پنجہ مع ان حلقوں
کے قریب غزالان کے آیا سب نے دیکھا کہ سر و گردن و کمر غزالان کی اُن حلقوں میں
پھنس گئی مگر غزالان اسی طور سے کھڑی رہی حرکت تک نہ کی وہ پنجہ غزالان کو
اس طور سے اسیر کر کے اُس گنبد کی طرف مثل شرارہ کے تڑپ کر چلا گیا سب
نے دیکھا کہ ایک زنجیر آہنی ہے کہ اُس برج سے لٹک رہی ہے اور سر غزالان کے
حلقہ اُس زنجیر میں بند ہوئے ہیں بس اب دیکھا کہ وہ زنجیر کھینچنے لگی بیچاری غزالان
طاؤس پر سے بلند ہو کر اس گنبد میں غائب ہو گئی وہ زنجیر بھی غائب ہو گئی ایک
برق چمک کر گری کہ وہ طاؤس جلنے لگا راوی نے کہا ہے کہ ملکہ غزالان اُس شکل کو
دیکھ کر از خود فراموش تھی یہ سحر ہے عشاق کا بس جب غزالان اس گنبد میں پہونچی
اسے ہوش آیا اپنے کو طوق و سلاسل میں اسیر پایا اور چاہا کہ پھڑک سے ہو کے دیکھا
حرکت کرنا چاہا بالکل حس و حرکت نہ کر سکی مثل مقفل (?) گوشت کے اپنے کو پایا بس
زندگی سے مایوس ہو گئی ملکہ غزالان کا تو یہاں یہ حال ہے وہاں عشاق نے غزالان کو
گو اسیر کر کے اور اس گنبد میں قید کر کے مبارز طلب کیا گمیش نے جو اپنی معشوقہ کا یہ حال
دیکھا فوراً مرکب کو پرے سے نکال کر بدون اجازت کے مرکب بیچاکی کہ اجازت
نہ لی ایسی نافرمانی کبھی اہل اسلام سے نہیں ہوئی مگر اس وقت کچھ خیال نہ رہا فراق
معشوقہ میں جہاں تیرہ و تار ہو گیا بس مرکب کو جولان کر کے قریب عشاق کے پہونچا
عشاق نے جو اسکو آتے ہوئے دیکھا پکار کر کہا کہ کدھر آتا ہے کیا قصد ہے [illegible] گمیش
نے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا میری معشوقہ کو مجھ سے جدا کیا میں تیرے قتل کرنے کو
آتا ہوں یہ کہکر اور دونوں رکابوں پر کھڑے ہو کر تیغ نیام سے لے کر وار کیا چونکہ
عشاق تخت پر تھا اُس کو تیغ پڑا نہیں گوشہ تخت پر پڑا کہ وہ گوشہ کٹ گیا
اسکا کٹنا تھا کہ عشاق نے دیکھا کہ اگر میں اس مقام پر ہوتا تو ضرور اسکے ہاتھ سے
مارا جاتا یہ دل میں خیال کر کے قصد کیا کہ کچھ سحر کروں کہ گمیش نے پھر وار کیا اب کی
[illegible] کیا کہ گمیش سے ہاتھ پاؤں بالکل بیکار ہو گئے قریب تھا کہ مرکب پر سے

زمین پر گرے کہ عشاق نے کہا کہ کیوں اسقدر پریشان ہوتا ہے میں تجھکو بھی تیری معشوقہ کے پاس
پہونچائے دیتا ہوں یہ کہکر اشارہ کیا کہ پھر اُس گنبد میں شگاف پیدا ہوا اور ایک زنجیر وہ کمر گرہین
میں اٹکر گری اور کھینچ کر گہرین کو بھی اسی گنبد میں لے گئی وہ شگاف بند ہوگیا گہرین کی جو آنکھ کھلی اپنے
کو مطوق پایا مگر ہاتھ پاؤں بالکل بے قابو اور غزالان کو دیکھا کہ وہ بھی خاک پر پڑی ہوئی ہے گہرین نے
معشوقہ کو زندہ دیکھکر شکر خدا کیا اور کہا کہ ہم بھی تمہارے اشتیاق میں اسیر ہوئے تمہاری مفارقت گوارا
نہ ہوئی غزالان نے اشارہ سے کہا کہ رہا کیا مگر چشم کے اشارہ سے ہاتھ پاؤں تو بیکار ہیں کلام اس سبب
نہ کرسکی کہ سوزن دیے ہوئے تھے زبان میں یہاں تو گہرین بلکہ سے کلام کر رہا ہے اور بلکہ اشاروں سے
جواب دے رہی ہے کہ اُدھر برق چمک کر گری ہے سب گہرین کا ہلاک ہوا عشاق نے پھر مبارز طلب کیا
پس اب کی مرتبہ ملکہ کوکبہ روشن ضمیر نے اپنے طاؤس سحر کو اڑا کر روبرو بادشاہ کے حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ جاؤں
میدان میں یا لونڈیاں اس نابکار کو قتل کر سکیں یا مثل بہن غزالان کے اسیر ہوں اب تاب نہیں ہے ظل اللہ
نے فرمایا کہ جاؤ سپرد خدا کیا پھر وہاں سے صاحبقران کی خدمت میں آئی اور اجازت حاصل کرکے اور
سلام رخصت کرکے طاؤس کو اڑا کر سامنے عشاق کے آئی عشاق نے کوکبہ کو دیکھ کر کہا کہ تو کیوں آئی
بس خیر اسی میں ہے کہ سمندر شاہ کی اطاعت کر نہیں تو تیرا بھی یہی حال ہوگا جو کہ غزالان کا
ہوا ہے آئندہ تجکو اختیار ہے کوکبہ نے جواب دیا کہ آپ اپنی پند و نصیحت کو رہنے دیجئے ہم سے یہ ہم اطاعت
سمندر کی نہیں کرینگے مرنا قبول ہے اُسکی اطاعت نہیں قبول ہے جسکو چھوڑا اسکو چھوڑا یہ جو کوکبہ
نے کہا بس عشاق کو غصہ آیا اور نارنج سحر جو سامنے رکھا تھا اٹھا کر کوکبہ پر مارا کوکبہ نے نارنج کو
آتے ہوئے دیکھ کر کارد سحر جھولی سے نکالی اور اُس نارنج کی طرف اُس کارد سے اشارہ کیا کہ وہ نارنج درمیان
سے کٹ گیا اس کا کٹنا تھا کہ ایک شعلہ(?) آگ کا اُس سے پیدا ہوئی وہ کوکبہ پر گری کوکبہ نے اف جو
کی وہ آگ فرو ہوگئی آگ کا فرو ہونا تھا پس کوکبہ نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور وہ سحر اسنے نکالا جو کہ اُسنے
راستہ کو پراسے(?) مقابلہ عشاق طیار کیا تھا ایک چھوٹی سی ڈبیہ فولادی جوڑے سے نکالی اور اسکو کھولا
سب نے دیکھا کہ ایک طائر سرخ رنگ اُس ڈبیہ سے نکلا اُسکے تمام جسم پر ستارے جڑے ہوئے تھے
پس اسنے اُس طائر کو بطرف عشاق کے اڑا دیا وہ طائر اڑ کر چلا اور سر پر عشاق کے آکر گردش کرنے
لگا جب کہ سات مرتبہ گردش کر چکا اسوقت وہ طائر ہوا پر قائم ہوا اور اُسکے جسم سے ایک ستارہ خود
بخود ٹوٹ کر بالا سے آسمان گیا اور وہاں سے برق بنکر عشاق پر گرا جیسے عشاق کے قریب آیا
عشاق نے سپر کو اٹھایا وہ برق سپر پر گری سرد ہوکر رہ گئی اب تو تابڑ توڑ برقیں گرنے لگیں جتنے
ستارے اُس طائر کے جسم پر لگے ہوئے تھے اسی قدر برقیں گریں اور سب سپر پر گریں جب
برقیں گر چکیں کوکبہ نے دیکھا کہ برقوں سے کچھ نہ ہوا بس سمجھ گئی کہ وہ خود بخود برابر عقاب کے ہوگیا اور
ایک مرتبہ وہ طرف عشاق کے چلا اس قصد سے کہ اسکو منقار اور پنجہ سے ہلاک کروں گوشت نوچ کر
کھا جاؤں جب قریب آیا عشاق نے جال جھولی سے نکال کر مارا کہ وہ اُس جال میں اسیر ہوا پس
اسکو پکڑ کر اور اسکی ٹانگیں چیر کر پھینک دیا اور کہا کہ اسی سحر پر مغرور تھا یہ کہکر کہا کہ اپنے سر پر تو دیکھ کہ
کیا ہے [illegible] اُس گنبد کی طرف اشارہ کیا وہ گنبد ساکت ہے جیسے کوکبہ نے سر اٹھا کر دیکھا
ایک ستارہ [illegible] سے ظاہر ہوا کوکبہ کی جو نظر اُس ستارہ پر پڑی بالکل سحر فراموش ہوگیا
اور [illegible] آیا

کوکبہ کے جب یہ حالت کوکبہ کی ہوئی بس ایک ریسمان اُس گنبد سے پیدا ہوئی کوکبہ اُس ریسمان میں
بندھ گئی وہ ریسمان کوکبہ کو لے کر اس میں غائب ہو گئی کوکبہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مقام پر اسیر
پایا اور زبان میں سوزن پائے اور بالکل بے حس و حرکت اور دیکھا کہ ملکین و غزالان بھی خاک پر اسیر
پڑی ہوئی ہیں کوکبہ سے غزالان نے اشارہ سے پوچھا کہ تم اسیر ہوئیں اس نے بھی اشارہ سے
جواب دیا مگر نہ آئی کچھ میں آیا کہ انکی یہاں تو یہ رنگ ہے وہاں چند ساحر یکے بعد دیگرے لشکر کوکبہ کے جا کر
ایک آئے اور اسیر ہوئے انکی لڑائی کا حال کیا تحریر ہو وہ کوئی ساحر زبردست نہ تھے کیا حال تحریر کیا
جائے یہاں جو ساحران زبردست ہیں انکے مقابلہ کا حال تحریر ہوگا طول کے خیال سے انکی لڑائی نہیں
لکھی بس اسقدر کافی ہے کہ ایک سحر انھوں نے عشاق پر کیا اور ایک عشاق نے ان پر اسکے بعد
گنبد کی طرف اشارہ کیا کوئی زنجیر میں اسیر ہو کر اندر گنبد کے غائب ہو گیا کوئی ریسمان سے باندھ کر کھینچ لیا
گیا اور سب اسی حالت سے بے حس و حرکت طوق و زنجیر میں گرفتار زبان میں سوزن خاک پر پڑے
ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہے دوسری حالت یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام جسم جلا جاتا ہے ایسی بیقراری
ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی کیا کریں نہ ہاتھ پاؤں میں حرکت ہے نہ زبان میں طاقت یہ حال جو سہراب نے دیکھا
اور ابھی عشاق نے مبارز طلب کیا بس اپنے تخت سحر کو پرے سے نکال کر روبرو بادشاہ کے حاضر ہو کر اور
اجازت حاصل کر کے اور رضا صاحبقران سے رخصت ہو کر عشاق کے مقابلہ میں آیا اور تخت روک کر کھڑا ہوا
عشاق نے جو سہراب کو دیکھا کہا کہ اے سہراب تم کو کیا ہوا تھا جو تم نے بادشاہ کی اطاعت ترک کی
بس خیریت اسی میں ہے کہ میرے ساتھ چلو میں بادشاہ سے کہکر تمکو سپہ سالاری دلا دونگا اور تمہاری خطا
معاف کرا دونگا کیوں اپنی شامت بلاتے ہو یاد رکھو کہ مثل غزالان و کوکبہ کے تمہارا بھی حال ہوگا سہراب
نے جواب دیا کہ تو بیکار پند و نصیحت کرتا ہے جو تیرا جی چاہے وہ کر میں مقابلہ کو آیا ہوں یہ سنتا تھا کہ عشاق
نے سر پر سحر تخت سے اٹھ کر سہراب پر وار کیا سہراب نے جب وہ قریب آیا اسکو ہاتھ سے پکڑ لیا اور
ہنس کر کہا کہ ایسے سحر تو بچے کرتے ہیں کوئی استادی کا سحر کرو بس یہ سنکے عشاق نے اپنے ہاتھ کو گردش
دی ہوا میں برچھیاں چمکا کر سہراب پر گریں لیکن سہراب نے انکو بھی دفع کیا جب وہ برچھیاں دفع
ہو گئیں عشاق ایک مرتبہ تخت پر سے کود پڑا اور شیر بنکر طرف سہراب کے چلا یہ جو سہراب نے
دیکھا تو وہ بھی تخت پر سے کودا اور گینڈا بنکر شیر پر حملہ کیا بس اسکا پیٹ پھاڑ ڈالا اور اسکی تکہ بوٹی کر ڈالی
ہر ٹکڑوں سے لہو پیدا ہو ہو کر اپنے تخت پر آ بیٹھے عشاق نے تخت پر بیٹھتے ہی ایک
سحر کیا باغ پیدا ہوا اور خوشبو پھولوں کی آنے لگی سہراب نے اسکا یہ اثر دیکھا کہ سحر کیا کہ وہ باغ
آتشکدہ ہو گیا تمام جلکر خاک ہو گیا عشاق نے برہم ہو کر سحر کیا کہ ایک ابر پیدا ہوا کہ اس سے برق چمک کر
سہراب پر گری سہراب نے سحر کیا کہ ایک بچہ پیدا ہوا اسنے اس برق کو کھا لیا بس سہراب نے
اس سحر کو رد کر کے اور جھولی سے ایک گولہ نکال کر اور سینہ پر رکھ کے اسکو رنگین کر کے عشاق کے سینہ کو
تاک کر مارا کہ وہ گولہ سینہ عشاق پر آ کر پڑا عشاق الٹ کر ضرب گولہ سے تخت سے گرا اگر دوسرا
ساحر ہوتا تو کام تمام تھا چونکہ یہ ساحر زبردست ہے پہلوئے لقاپین سامری ہے دوسرے اہل اسلام کا
ستارہ گردش میں ہی ہے قرآن نحس ہے لشکر اسلام پر اس سبب سے جو ادھر کا ساحر جاتا ہے اسیر ہو جاتا
ہے عشاق کی قضا بھی ان لوگوں کے ہاتھ سے نہیں اسکا قاتل اور ہی شخص ہے یہ دن سب
کو ہے کہ اُس پر لپیٹ رہے اثر نہیں کرتا ہے ورنہ ان لوگوں کے سحر کا کوئی جواب دینے والا نہیں ہے ۱۲

اپنے کمال کے سحر کر رہے ہیں پس عشاق کا تخت سے گرنا تھا کہ لشکر اسلام میں ایک قہقہہ برپا ہوا اور
خفیف ہوا اٹھا اور کہا کہ او سہراب تو نے غضب کیا کہ مجھکو دوربار کے لشکر کے سامنے ذلیل کیا تو اب
میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہے یہ کہکر اور مشت خاک اٹھا کر اسم سحر دم کرکے سہراب پر ماری کہ وہ خاک
ایک چادر خاکی بنکر سہراب پر آکر گری سہراب اسکے دفع کرنے میں مصروف ہوا کہ عشاق نے سحر کیا کہ
ایک ہوا چلی اور اس ہوا کے ساتھ صحرا سے ایسی خوشبو آئی کہ سہراب کا دماغ اس خوشبو سے معطر
ہو گیا اس خوشبو کا آنا تھا کہ کچھ سہراب کے حس و حرکت و حواس میں فرق ہوا زبان میں لکنت پیدا
ہوئی اول تو یہ اس غبار کو دفع کر رہا تھا کہ یہ واقعہ ہوا پس ادھر عشاق نے اس گنبد کی طرف دیکھا وہ
گردش سے ساکت ہوا اور شگاف ظاہر ہوا ایک پنجہ اس شگاف سے پیدا ہوا کہ سہراب کی کمر پکڑ کر
اس گنبد میں لے گیا پس اب جو سہراب کو ہوش آیا اپنے کو اسیر پایا پانو میں سلسلہ پایا اور گلہ میں زنجیر کو بھی
اسیر دیکھا بلکہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ کے اندر پڑا ہوں اسقدر گرمی تھی اس گنبد میں کہ تمام اعضا جلے جاتے
تھے ادھر عشاق نے پھر مبارز طلب کیا چند شاگرد سہراب نے اجازت لے کر مقابلہ کو آئے کہ ذرا ذرا سے
عرصہ میں اسیر ہوگئے پس یہ حال دیکھ کر الطاف جادو اپنے تخت کو صف سے نکال کر خدمت بادشاہ
میں آیا بادشاہ اسلام و صاحبقران سے اجازت لے کر عشاق کے مقابلہ میں آیا عشاق نے کہا کہ تجھ
پر سحر کرنا تو بیکار ہے پس کیونکہ تم لوگ ماننے والے نہیں ہو کل تو نے بہت چرب زبانی اور سخت کلامی
کی اور بہت سے لشکر سمندر شاہ کے لوگ ہلاک کیے آج اسکا مزا ملا چاہتا ہے الطاف نے کہا کہ جو تیرا
جی چاہے وہ کر میں موجود ہوں یہ سنتا تھا پس عشاق نے دستک دی کہ ایک سوار صحرا سے پیدا ہوا اسکے
سر پر ایک صندوق رکھا تھا عشاق نے الطاف سے کہا کہ لو اسمیں وہ شے ہے کہ ہلاک نہ ہوگا تیرے
لیے کوئی عمدہ سحر کرنا چاہیے پس جب وہ سوار صندوق لیکر قریب عشاق کے آیا عشاق نے اس سوار سے
وہ صندوق لیا اور تخت پر رکھا الطاف جادو کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ عشاق نے وہ صندوق کھولا اور
اسمیں سے ایک گولہ اور ایک ڈبیہ نکالی اور پھر بند کرکے اس سوار کو دیا وہ سوار وہ صندوق لے کر جدھر سے
آیا تھا اسی طرف چلا گیا اب عشاق نے وہ گولہ اپنی ران میں نشتر دے کر اس خون سے لعل کیا اور
الطاف سے کہا کہ جب جانوں جو تو اس سحر کو میرے رد کرے میں نے اسی سبب سے اور سحر نہیں کیے
کہ بیکار ہیں تو ساحر زبردست ہے الطاف نے جواب دیا کہ سحر کرنے میں بڑی دیر سے کھڑا ہوں نہ معلوم تو کیا
کر رہا ہے عشاق نے کہا کہ معلوم ہوا جاتا ہے ابھی یہ کہکر عشاق نے اس گولہ کو اپنے ہاتھ پر لیا اور سحر
کیا کہ اس گولہ سے یکایک ایک چاند پیدا ہوا وہ بالا سے ہوا جا کر قائم ہوا اس چاند سے ایک چادر نور پیدا
ہوئی کہ وہ تمام تخت الطاف پر محیط ہو گئی اب یہ عالم ہوا کہ اس چادر نور نے ذات الطاف کے [illegible]
کیا اور ایسا ہی الطاف پر گری اسکا گرنا تھا کہ وہ چادر گرکر چلا یہاں الطاف نے کیا تدبیر کی کہ
جیسے وہ چادر نور اس پر گری اسکے سامنے کا نسمہ میں خون رکھا تھا وہ اٹھا کر اس چادر پر مارا کہ ایک
شعلہ پیدا ہوا وہ چادر نور شعلہ ہو کر غائب ہو گئی رہا چاند جیسے قریب آیا اپنے کا نسمہ سامنے چاند کے کر دیا
وہ چاند کا نسمہ میں گر کے شعلہ ہو کر اتر گیا اسکا اترنا تھا کہ پھر عشاق نے سحر کیا کہ اس گولہ سے [illegible]
ایک برق نکلی اور چمکتی ہوئی جیسے قریب الطاف پہونچی الطاف نے وہی کا نسمہ خون کا سامنے کیا
کہ وہ برق اس کا نسمہ کے قریب آکر غائب ہو گئی پس ایکی مرتبہ عشاق نے وہ گولہ الطاف پر مارا
الطاف نے اس گولہ کو آتے ہوئے دیکھ کر دستک دی کہ یکایک صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا سامنے الطاف

کے آیا الطاف نے کہا لینا اس گولہ کو پس اس شیر نے اُس گولہ کو کر لیا اور الطاف نے دستک دے کر اشارہ
کیا شیر کو کہ عشاق کو کھا لے پس وہ غراتا ہوا اور عشاق کے چلا جیسے عشاق نے دیکھا کہ شیر آتا ہے پس ایک
مرتبہ دستک دی کہ ایک سوار صحرا سے ظاہر ہوا کہا کہ مار لے اس شیر کو اُس سوار نے آتے ہی شیر کا مقابلہ کیا شیر نے
پنجہ مارا اُس نے خالی دے کر جو تلوار کا وار کیا شیر کے دو ٹکڑے ہوئے شکم شیر سے ایک شعلہ نکلا کہ اُس نے اُس سوار کو
ہلاک کیا پس اب الطاف نے وہ کاسہ خون اُٹھا کر اور کچھ سحر پڑھ کر جو عشاق پر مارا وہ تمام خون شعلہ ہو کر
عشاق پر آکر گرا اور کپڑوں میں عشاق کے آگ لگ گئی اس حرکت سے الطاف کی عشاق کو بہت غصہ
آیا اور ایک مرتبہ اُس ڈبیہ کو کھولا جو کہ صندوق سے نکالی تھی اُس میں سے ایک پھول نکالا اگر خشک اور اُس پر کچھ
پڑھ کر الطاف پر مارا وہ پھول درمیان میں جا کر قائم ہوا اور تازہ ہو گیا اُس سے خوشبو پیدا ہوئی کہ جس کے سونگھنے
سے دماغ الطاف کا معطر ہوا اور زبان میں لکنت حواسوں میں ابتری ہاتھ پاؤں میں رعشہ اس حالت میں بھی الطاف
نے قصد کیا کہ اس سحر کو اسکے دفع کروں اُدھر عشاق نے گنبد کی طرف اشارہ کیا وہ فوراً کھلا اور شگاف ظاہر ہوا
اور ایک ہاتھ پیدا ہوا کہ وہ الطاف جادو کو تخت پر سے اُٹھا لے گیا اب جو الطاف کو ہوش ہوا اپنے کو اسیر بلا
پایا مثل سہراب وغیرہ کے اسکے بھی زبان پر تخلہ تھا جب الطاف اس طور سے اسیر ہوا تو برادر الطاف [illegible] نے
نکل کر مقابلہ کیا وہ بھی اسیر ہوا اُسکے بعد فرزند الطاف نے مقابلہ کیا وہ بھی اسیر ہوا اور جتنے الطاف کے عزیزوں
نے مقابلہ کیا اسیر ہوئے چونکہ ستارہ ان سب کا گردش میں ہے پس ابکی مرتبہ آئینہ اندام زوجہ آفاق شاہ کو تاب
نہ رہی طاؤس سحر کو اڑا کر اور شوہر و بادشاہ اسلام و مصاحبان سے اجازت لے کر عشاق کے مقابلہ میں آئی عشاق
تو اس سے جلا ہوا تھا جیسے یہ آئی پس ایک منتر سحر کیا کہ برق چمک کر چلی اور عشاق نے بجلی کے سر پر آگ کا گولہ
بھی اٹھا کر مارا پس آئینہ اندام نے برق و گولہ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر جھولی سے آئینہ نکال کر سامنے کیا جیسے آئینہ
کا عکس برق و گولہ پر پڑا دونوں سرد ہو کر رہ گئے اور ایک برق آئینہ کی ضو کی چمک کر عشاق کی طرف چلی عشاق
نے سپر سحر کو سر کی پناہ کیا جیسے برق قریب سپر آئی اُس سپر سے دو پنجے پیدا ہوئے برق کو پکڑ لیا یہاں سے جو آئینہ اندام
نے عکس ڈالا آئینہ کا تو سب پنجوں میں آگ لگ گئی عشاق نے وہ سپر اٹھا کر پھینک دی اور جیب سے کاغذ کے پتلے
تراشے ہوئے رکھے تھے پس ایک پر سحر کیا کہ وہ بصورت انسان ہو گیا اسکے ہاتھ میں تلوار دے کر کہا کہ یہ جو ساحرہ
طاؤس پر سوار کھڑی ہے اسکو جا کر قتل کر وہ پتلا چلا آئینہ اندام نے آئینہ کا عکس جو ڈالا کہ وہ مثل کاغذ کے جل گیا پس
عشاق نے دوسرا پتلا روانہ کیا وہ بھی جل گیا ابکی مرتبہ ماش کے آٹے کا پتلا بنا کر اور سحر کر کے روانہ کیا پس آئینہ اندام
نے کیا کہ خود بھی ماش کے آٹے کی ایک پتلی بنائی اور اُس پر سحر کیا جب وہ بصورت انسانی ہوئی اپنے سر کا بال توڑ کر
کوڑا بنا کر اسکو دیا کہ مارے کوڑوں کے اس پتلہ سے تلوار چھین لے اور اسکو ہلاک کر وہ پتلی جس وقت کہ قریب پتلا کے آئی
دونوں مختلط ہو گئے وہ کوڑا مارنے لگی اسقدر کوڑے مارے کہ وہ پتلہ دہائی دینے لگا یہ جو واقعہ عشاق نے دیکھا کہ
میرے پتلہ پر آئینہ اندام زوجہ آفاق کی پتلی غالب آئی سحر کیا کہ شعلہ زمین سے نکلا وہ پتلی جلنے لگی ملکہ نے جو دیکھا
کہ عشاق نے سحر کر کے میری پتلی کو جلا دیا پس آئینہ کا عکس جو ڈالا وہ پتلہ جلنے لگا غرض دونوں جل کر خاک ہو گئے
پھر عشاق نے اُس ڈبیہ کو پھر کھولا جو کہ صندوق سے نکالی تھی اور ایک پتلی اس ڈبیہ سے نکالی جیسے ہی وہ سامنے
آئی پاؤں برابر پورا انگشت کے تھی یا فوراً قد پیدا کر لیا عشاق سے کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے عشاق نے کہا کہ یہ جو ساحرہ
سامنے کھڑی ہے اسکے جھونٹے پکڑ کر میرے سامنے لا وہ چلی آئینہ اندام نے جو اسکو اپنی طرف آتے دیکھا دستک دی کہ
ایک پتلی زمرد زمین سے پیدا ہوئی کہا کہ ملکہ کیا حکم ہے ملکہ نے کہا کہ یہ جو پتلی میری طرف آتی ہے اسکو پکڑ کر مار ڈال
عشاق کو پکڑ لا پس وہ پتلی ملکہ کی پتلی عشاق سے لپٹ گئی کشتی ہونے لگی ملکہ کی پتلی غالب

کو پکڑ لیا اور قریب عشاق آ کر دونوں پاؤں پکڑ کر چیر ڈالا اُسکو ہلاک کرکے طرف عشاق کے چلی ملکہ نے روکا جب قریب عشاق
پہونچی عشاق نے اُسکو دیکھ کر غصہ میں تو بھرا ہوا تھا کہا او تجھ دور ہو میرے روبرو سے ورنہ ہلاک ہوگی تجھ کا کہنا تھا کہ اُس
پتلی نے بڑھ کر ایک ایسا طمانچہ عشاق کے منھ پر مارا کہ تڑاقہ کی صدا آئی عشاق کا منھ پھر گیا بڑی شرمندگی ہوئی بس غصہ
آ گیا ہاتھ بڑھا کر اُسکو پکڑ لیا اور چیر کر پھینک دیا ملکہ سے کہا کہ تو نے بڑی ذلت دی کہ تیرے شہر کی پتلی نے طمانچہ مارا دیکھ تو جا
تو میرے ہاتھ سے جاتی کہاں ہے یہ کہکر ایک صندوقچہ کھولا اور ایک آئینہ نکالا اُسکا عکس ملکہ پر ڈالا ملکہ نے بھی اپنا آئینہ اُسکے
آئینہ کے مقابل کیا دونوں کا عکس جب باہم ملا یعنی وہ اُس میں نظر آیا اور یہ اُس میں تو ایک مرتبہ ایک غبار بلند ہوا
زمین سے اور ایک گنبد بنکر ملکہ پر گرا ملکہ اُس غبار کے دفع کرنے میں مصروف ہوئی کہ عشاق نے طرف گنبد کے دیکھا او
اسی طور سے ساکت ہوا شگاف پیدا ہوا بس ایک زنجیر اُس گنبد سے چلی کہ وہ اُس غبار کے اندر گری ملکہ تو اُس غبار
کو دفع کر رہی تھی ادھر سے غافل تھی وہ زنجیر کمر میں پیچیدہ ہوئی اب ملکہ کو معلوم ہوا جب تک ملکہ اُسکا تدارک کرے
وہ ملکہ کو کھینچ کر گنبد میں لے گئی وہ حالت ملکہ کی ہر چند کہ الطاف وغیرہ کی ہوئی تھی اب ملکہ نے اپنے کو اسیر
پایا یہ جو غنال منورہ جادو نے دیکھا حالت تھا لہ کہ شکر ملکہ میں کو اثر کر عشاق پر آ پڑی ایسی بدحواس
ہوئی کہ کچھ خیال نہ کیا کچھ سحر کیا آتے ہی تیغ کا وار کیا عشاق نے اُسکے وار کو رد کر کے ایک تیغ کیا منورہ اُسکے
سحر کو دفع کرنے لگی یعنی اس سحر میں مبتلا ہو گئی تھی بس اُس گنبد سے ایک ہاتھ نکلا فی الفور دیکھتے عشاق کے
منورہ کو اٹھا لے گیا یہ بھی اسیر ہوئی مثل الطاف وغیرہ کے بس اب آفاق کو تاب نہ رہی زوجہ اور بھائی تھی
کے اسیر ہونے سے بس آفاق شاہ نے اپنا تخت اپنی صف سے نکالا اور ہیچ وغیرہ سے ملکر روبرو بادشاہ کے حاضر ہوا
عرض کیا کہ غلام کو اجازت میدان ملے اس نابکار نے بہت سر اٹھایا ہے گو یہ امید نہیں ہے کہ میں اس پر غالب آؤں
مگر شاید اقبال حضور سے اور فضل خداوند کریم سے اسکی موت میرے ہاتھ سے ہو کیونکہ اب مجھ سے یہ حالت لشکر
کی نہیں دیکھی جاتی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ بھئی آفاق شاہ تم نے دیکھا کہ جو اسکے مقابلہ کو گیا اسیر ہو گیا تم نہ جاؤ
اور کسی کو جانے دو آفاق شاہ نے عرض کیا کہ شاید حضور اس حقیر کو اس قابل نہیں خیال فرماتے ہیں جو مقابلہ
سے منع کرتے ہیں فرمایا کہ نہیں یہ امر نہیں ہے بلکہ یہ خیال ہے کہ تم لوگ لشکر کی زینت ہو اگر تم نہ ہوگے تو
زینت جاتی رہنے کی آفاق شاہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ہم تو غلامان سرکار سے ہیں ہاں زینت لشکر
آپ و صاحبقران و دیگر عزیزان صاحبقران ہیں ہم تو جان نثار ہیں ہمارا تو یہ فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے
اپنی جان نثار کریں اور آپ لوگوں پر آنچ نہ آنے دیں اپنی زندگی بھر بس اب اجازت مرحمت فرمائیے کیونکہ
غلام کو دم بھر ٹھہرنا ناگوار ہے یہ جو آفاق شاہ نے عرض کیا بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ کرو جاؤ سپرد خدا کیا
بس آفاق شاہ بادشاہ سے رخصت ہو کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوا اور یہ عرض کیا کہ ظل اللہ نے
تو اجازت مرحمت فرمائی اب آپ بھی غلام کو آزاد فرمائیے تاکہ غلام جا کر اس کبر سے مقابلہ کرے اور اپنے دل کا
حوصلہ نکالے اگر افضال خدا اور اقبال حضور سے غالب آیا تو خیر ورنہ سورہ فاتحہ سے نہ فراموش فرمائیے گا
اور جہاں تک ممکن ہو لاش اس غلام کی حاصل کر کے دفن فرمائیے گا صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ تم کیوں
مقابلہ کو جاتے ہو اور کوئی جائے گا عرض کیا کہ اب غلام سے یہ حالت دیکھی نہیں جاتی ہے کہ جیسے لشکر سرداروں
سے خالی ہوے اس زندگی سے تو مرنا بہتر ہے اور کچھ نہ فرمائیے اجازت مرحمت فرمائیے غلام کو ایک لحظہ ایک
ایک سال کے معلوم ہوتا ہے صاحبقران نے ناچار ہو کر اجازت دی آفاق شاہ صاحبقران کو سلام رخصت
کرکے اور تخت سحر کو اڑا کر سامنے عشاق کے آیا اور پکارا کہ میں تیرا ہم نبرد آ پہونچا عشاق نے آفاق شاہ کو
دیکھ کر کہا کہ میں تو تیرا بڑے عرصہ سے منتظر تھی تو تھا میں شوق مقابلہ سے [illegible] طلب کرنے والا تھا کہ تو یہاں آپ سے

کچھ لطف مقابلہ کا ملے گا مگر یاد رکھ کہ مثل ان سب کے تو بھی اسیر ہوگا آفاق شاہ نے جواب دیا کہ اگر تو مثل انھی
تھا تو میں تیرے سرکوبی کو موجود ہوا ہوں جو میرے مقدر میں ہوگا وہ پیش آئے گا لاجرم بہادری یہ سنتا تھا کہ
عشاق نے ایک مرتبہ دستک دی کہ ایک ابر سیاہ رنگ صحرا سے اٹھا اور وہ سر پر آفاق شاہ کے آکر سایہ فگن ہوا
اور اس سے بارش تیر و تفنگ ہونے لگی اور برچھی گرنے لگی آفاق شاہ نے یہ دیکھ کر فوراً روئی تخت پر سے اٹھائی اور
اس روئی کو خون سے لعل کیا اور اسکو اس ابر کی طرف اڑا دیا اور اسم سحر پڑھکر دستک دی دستک کا دینا تھا کہ یا
وہ روئی تھی یا ایک شعلہ جوالہ بن گئی اور اس ابر کے قریب پہونچ کر اس پر گری کہ وہ جلنے لگا دم بھر میں
وہ ابر سیاہ جلکر خاک ہو گیا اب جو دستک آفاق نے دی یا تو وہ شعلہ تھا یا ابر بن گیا اور عشاق کے سر پر آکر چھا
ہوا جیسے اس ابر کا سایہ عشاق پر پڑا عشاق کے جسم میں لرزہ پیدا ہوا اور اس ابر سے آتش کی بارش ہونے لگی پس عشاق
نے جو یہ واقعہ دیکھا فوراً سحر کیا ایک ابر سفید رنگ پیدا ہوا اور وہ آکر اس ابر آتش بار پر محیط ہوا اور بارش ہونے لگی اور وہ ابر
سحر آفاق پر فرو ہو گیا پس آفاق نے یہ دیکھ کر اشارہ کیا کہ ایک برق کوند کر گری کہ جس سے اس ابر عشاق کو لخت لخت کر دیا
اور برباد یا پس عشاق نے کچھ پڑھکر دستک دی کہ تمام زمین کو زلزلہ سا ہوا اور شق ہونے لگی پس آفاق شاہ نے سحر کر کے
دستک دی زلزلہ موقوف ہو گیا پس عشاق نے سحر کیا کہ ایک چاند آسمان پر نکلا یہ نئی بات تھی کہ تھا تو چاند مگر گرمی کی
روشنی میں ایسی تھی کہ آفاق شاہ کو یہ معلوم ہوا کہ میں جلا جاتا ہوں آفاق نے سحر کیا کہ ایک عقرب پیدا ہوا اور اسنے
قریب چاند کے پہونچکر ڈنک مارا کہ وہ چاند سیاہ ہو کر غائب ہو گیا عقرب جدھر سے آیا تھا اسی طرف چلا گیا عشاق کا
جب یہ بھی سحر رد ہوا پس عشاق نے دستک دی کہ ایک سوار صحرا سے ظاہر ہوا اور ایک حبشی دونوں قریب عشاق
کے آئے اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ اس ساحر کو مارو جو کہ تخت پر سوار ہے پس وہ دونوں طرف آفاق کے چلے آفاق
نے جو اپنی طرف آتے ہوئے انکو دیکھا قریب بھی نہ آنے دیا دور ہی سے جو ابرو کا اشارہ کیا ایک برق کوند کر گری کہ دونوں
جلکر خاک ہو گئے انکا جلنا تھا کہ عشاق نے سحر کیا کہ ایک غبار صحرا کی طرف سے پیدا ہوا اور اس غبار سے ایک فیل
مست ظاہر ہوا کہ چاروں بتھیان اسکی ذتی ہوئیں چلا آتا ہے پس عشاق نے اسکو اشارہ کیا کہ لینا اسکو یہ
اشارہ کرنا تھا کہ وہ فیل مست خرطوم اٹھا کر طرف آفاق شاہ کے چلا اور قریب پہونچکر قصد کیا کہ آفاق شاہ
کو تخت پر سے اٹھا کر اور خرطوم میں لپیٹ کر زمین پر مارے کہ وہ نقش زمین ہو جائے جیسے فیل نے آفاق شاہ
پر حملہ کیا آفاق نے ایک مرتبہ چند دانہ ماش کے فیل پر مارے کہ وہ جلنے لگا پس آفاق شاہ نے کہا کہ او عشاق
تو نے کیسی حرب مجھ پر کیے ہیں میں نے سب رد کیے اور میں نے کیے تو نے رد کیے یا اس وقت تک کوئی تو نے وہ سحر نہیں
کیا کہ جو استادی اور کمال کا ہو تو کیسا پہلو نشین ساحری ہے حرف لوگوں نے تیری دھاک باندھ دی ہے ورنہ تو
کچھ نہیں ہے تجھ سے تو لڑکے آج کل کے اچھے ہیں یہ سنتا تھا کہ عشاق کو غصہ آگیا اور سامنے تخت پر ایک صندوقچہ رکھا
تھا اسکو کھولا اور ایک فولادی گولہ نکالا کہ جس پر ہزاروں ٹیکے دیے ہوئے تھے اور ایک بچہ خوک تخت پر ذبح کیا ہوا
رکھا تھا اسکا شکم چاک کیا اور اسکا خون لیکر اس گولہ پر لگایا اور ایک کارد نکالی اور ایک ماش کے آٹے کا پتلا بنا کر
اس پر سحر کیا کہ وہ بصورت انسانی ہو گیا اور سامنے عشاق کے کھڑا ہوا پس وہ کارد ہاتھ میں دی اور اس گولہ
کو طرف آفاق کے اٹھا کر پھینکا وہ گولہ قصد کرتا ہوا چلا اس پتلے کو اشارہ کیا کہ جب گولہ قریب آفاق پہونچے تو تم
کارد اس پر مارنا پس وہ پتلا بھی مثل شرارہ کے چلا آفاق شاہ نے دیکھا کہ ایک گولہ اور پتلا میری طرف آتا ہے
پس ایک دستک دی کہ زمین شق ہو گئی اور ایک پتلا پیدا ہوا آفاق نے کہا کہ لینا اس پتلے کو وہ پتلا لپک کر اس
پتلے کے پاس آیا اور اس سے لپٹ گیا دونوں میں کشتی ہونے لگی جیسے گولہ قریب آفاق پہونچا آفاق نے
گولہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ گولہ درمیان سے شق ہوا اسنے تو اپنے نزدیک سحر کو ٹالا یا وہاں گولہ کا شق ہونا تھا کہ

چمک ہوئی اور برق کوند کر چلی فوراً آفاق شاہ تخت پر سے کود کر غرق زمین ہو گیا وہ برق تخت پر گری تخت جلنے لگا کہ
عشاق نے صدا دی کہ کام تمام کیا یہ صدا دینا تھا کہ آفاق شاہ زمین سے نکلا یہ کہتا ہوا کس کا کام تمام کیا میں تیرا
حریف موجود ہوں ادھر وہ دونوں پتلے لڑ رہے ہیں یہ جو عشاق نے سنا اور دیکھا کہ آفاق زمین سے نکلا اور کہتا
ہے کہ وہ دونوں ٹاٹ کے گولہ کے ہوا پر قائم ہیں جیسے آفاق زمین سے نکلا عشاق نے ایک ٹاٹ کے کی جانب اشارہ کیا
کہ وہ ٹاٹ کر اور سرپوش کی صورت ہو کر چلا جب تک وہ ٹکڑا قریب آفاق آئے آفاق نے پھر اشارہ کیا کہ وہ سر
پوش یعنی ٹکڑا گولہ کا شق ہوا اور ایک برق چمکی اور پتلہ سحر آفاق پر پڑی کہ وہ جلنے لگا آفاق نے جو یہ واقعہ دیکھا
اٹھا کر خاک جو پتلہ عشاق پر ماری اس خاک نے باروت و آگ کا کام کیا وہ پتلہ بھی جلنے لگا ادھر عشاق نے
دوسرے ٹکڑے کو اشارہ کیا وہ اژدر بنکر ہوا پر سے زمین پر آیا اور طرف آفاق کے چلا آفاق نے آنے دیا جب وہ
اژدر قریب آگیا بس دونوں جبڑوں میں ہاتھ چھوا اسم سحر پڑھکر سینے اور دم کیا اور ڈالدیا کہ اسکے شعلوں نے آفاق پر
اثر نہ کیا ہاتھ ڈالدیے اور مثل کرباس کے چیر کر پھینکدیا اس اژدر کا مرنا تھا کہ اسکے شکم سے ایک باز پیدا ہوا اسنے
بلند ہو کر صدا سے ہیہات دی صدا کا دینا تھا کہ آفاق چھوٹا آفاق کا چھوٹنا تھا کہ تڑاکے سے زمین شق ہوئی اور
اور ایک پتلہ پیدا ہوا اسنے بلند ہو کر اس باز کو پکڑ لیا اور سر پر آفاق کے لا کر ذبح کیا بس جب چند قطرے
خون کے آفاق پر پڑے آفاق کی یہ حالت ہوئی کہ بیہوش ہو کر تخت پر رہ گیا اب عشاق نے اس پتلہ کو
اشارہ کیا کہ لینا اسکو اور قتل کرنا وہ پتلہ وہی چھری لیکر جس سے باز کو ذبح کیا تھا آفاق پر چلا آفاق عالم سکوت میں
بے خود بیٹھا ہی جیسے پتلہ آفاق کے قریب آیا اب پھر زمین تڑاق سے شق ہوئی اور اس سے ایک پتلہ صندلی
پوش پیدا ہوا اور اسنے ڈانٹ کر کہا کہ کیا کرتا ہے دست خود را نگہدار یہ کہکر اور جست کرکے اس پتلہ
کے قریب پہونچا اور ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ منہ اسکا پھر گیا اسنے قصد کیا کہ یہ
بھی طمانچہ ماروں کہ اسنے چھری اسکے ہاتھ سے چھین کر اسکے جو ماری اسکے شکم سے شعلہ نکلا کہ یہ اور وہ دونوں جلنے لگے
یہ جو واقعہ عشاق نے دیکھا فوراً اسم پڑھا اور ایک پتلہ پیدا ہوا وہ بموجب اشارہ عشاق آفاق کی طرف چلا ابھی
راہ میں تھا کہ ایک مرتبہ پھر زمین شق ہوئی اور ایک پتلہ پیدا ہوا اسکے ہاتھ میں ایک پھول تھا اور دوسرے ہاتھ
میں ایک نارنج اس پتلہ نے وہ نارنج تو پتلہ عشاق پر مارا اور وہ پھول لیکر قریب آفاق آیا اور سونگھایا بس پھول
کا قریب دماغ جانا تھا کہ آفاق کو ہوش آگیا دیکھا کہ میرا پتلہ سحر مجھکو گل خوشبو سونگھا رہا ہے اور وہ نارنج جو قریب اس
پتلہ کے پہونچا جو کہ عشاق کا تھا اور اسکے سینہ پر پڑا وہ پتلا اس نارنج کے ضرب سے ہلاک ہوا اور وہ نارنج ہوا پر
قائم ہوا بس جب وہ پتلہ جو کہ نارنج لیکر آیا تھا آفاق کو ہوشیار کر چکا لپک کر اس نارنج کے پاس آیا اور نارنج
لیکر غرق زمین ہو گیا مع پھول اور نارنج کے بس آفاق نے اپنے حواس درست کرکے اپنے جوڑے سے ...
ڈالا اور کہا کہ اے عشاق اب میں حملہ کرتا ہوں میری باری ہے یہ کہکر ایک بیضہ فولادی جوڑ سے ...
اسکو اسم سحر پڑھکر طرف عشاق کے پھینکا وہ گولہ ہو گیا اور مثل برق کے اس میں چمک پیدا ...
قریب پہونچا عشاق نے کارد کا اشارہ کیا وہ ٹوٹا اسکا ٹوٹنا تھا کہ ہزاروں طائر پیدا ...
ہوئے اور ایک مرتبہ سب عشاق پر گرے اور اسکو نوچنا شروع کیا اب عشاق ...
رہا ہے مگر وہ طائر اسکو مہلت نہیں دیتے ہیں کہ وہ کچھ تدبیر کرے پریشان ...
بلند ہوا بہت شرمندہ ہوا فوراً تخت پر سے کودا اور غرق زمین ہو گیا ...
تھوڑے عرصہ کے بعد جو نکلا یہ طائر پھر اسکی طرف چلے ... دیکھا
خاک نکالی اور ایک ... اس میں وہ خاک بھر کر طائر ... صورت ...

... کا خنجر
... نکالا اور
... ہوئی اور چلا جیسے
... عمل کے اس نے ظاہر
... کی نوبت آئی کہ رو رہا ہے
... ہو گیا یہ حال دیکھکر لشکر اسلام میں
... وہ طائر اسی طور سے اڑ رہے ہیں جس
... نے جھولی جو کہ شانہ پر تھی اس میں سے
... دن کی طرف پھونکی بس وہ خاک شعلہ ہو کر اس

قریب سپر مرصع کے پہونچنے پائیں تھیں کہ سپرین قائم ہو گئیں بس وہ برقیں کڑک کر گرین ایک نور سا صحرا میں پیدا ہوا روشنی ہو گئی زمین ہل گئی پتلے کڑکنے لگے جب وہ سپروں پر گرین اور سب سپروں کو توڑ کر کے اور جلا کے ان سپروں نے پرا آہن جو کہ وہ پتلے لیے ہوئے تھے نکل آیا تھا کہ ایک تو ریسمان کا ٹکڑا ہو کر رہ گئی اور دو دوسری بال اور سامنے تخت مرصع کے وہ بال بھی اور ریسمان گر پڑی مرصع نے عشاق سے کہا کہ گو یہ تیرا سحر بال کا باندھا تھا کہ کوئی بچ نہیں سکتا تھا مگر سپر اسحر اس سے بھی باریک ہوا جو کہ تیرے سر کو دو بال ہوا کیا واہیات سحر کرتا ہے کوئی اور سحر کر یہ جو مرصع نے کہا اور عشاق نے دیکھا کہ یہ بھی میرا سحر رد ہوا ادھر مرصع نے دستک دی کہ ایک دیو زمین سے پیدا ہوا اور بہ اشارہ مرصع اس سوار کو اٹھا لیا اور پھر غائب ہو گیا بس مرصع نے ان پتلوں کی طرف اشارہ کیا کہ عشاق کو قتل کر ڈالو بس وہ پتلے سپریں دوش پر رکھ کر اور تلواریں علم کر کے طرف عشاق کے چلے عشاق نے خیال کیا کہ یہ پتلے سحر ہیں اور بہت زبردست ہیں گو میں قتل نہ ہونگا مگر انکے ضرب سے کوئی عضو بیکار ہو جائیگا یہ خیال کر کے اسکی فکر کی جیسے وہ پتلے اسکے قریب آئے اس نے نکال خاک قرص جمشید ان پتلوں پر ماری کہ وہ خاک جو ان پر پڑی وہ جلنے لگے یہ حرکت جو مرصع نے دیکھی پیچھ سحر کھینچ کر عشاق پر آ پڑا اور وار کیا عشاق نے اسکا وار سپر پر روک کر اپنا وار کیا دو چار وار کی رد و بدل ہوئی تھی کہ عشاق نے اپنے مقام پر خیال کیا کہ یہ ساحر زبردست ہے کیسے کیسے میں نے سحر کیے اسنے رد کیے اب یہ سمجھے کر مقابلہ کر رہا ہے اور تمام ہونے کو ہی بس یہ تیرے ہاتھ سے یوں زیر نہ ہوگا جب تک مکر نہ کرے گا بس یہ خیال کر کے دل میں فورا جھولی سے خاک پھر جمشیدی نکالی اور مرصع کی طرف اڑائی اور وار بھی کرتا جاتا تھا مرصع اس حال سے غافل تھا وہ خاک مرصع پر پڑی اس خاک کا پڑنا تھا کہ مرصع کی یہ حالت ہوئی کہ تمام بدن کی طاقت زائل ہو گئی بے حس و حرکت ہو گیا جب یہ حالت مرصع کی ہوئی کہ وہ از خود فراموش ہو گیا بس عشاق نے اشارہ کیا گنبد کی جانب گنبد ساکت ہوا اور شگاف ظاہر ہوا اس سے چند حلقے پھانسوں کے مرصع پر گرے کہ مرصع کا کمر و سر ان حلقوں میں پھنسا بس جھٹکا پڑا مرصع صاف اٹھا ہوا اس گنبد میں چلا گیا یہ بھی اسیر ہوا اسی طور سے راوی نے کہا ہے کہ یہاں گنبد میں سب بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے حالت یہ تھی کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ انگارے ہیں کہ ہم ان پر پڑے ہیں اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ حرکت کریں مگر ایسے ثابت قدم ہیں کہ اپنے قول سے نہیں پھرتے ہیں لیکن مرصع بھی ان سب میں قید ہوا یہاں عشاق نے دیکھا کہ شام ہو گئی ہے بس یہ کہا کہ لشکر اسلام کی طرف رخ کر کے کہا اے خدا پرستان میں تم سب کو شب بھر کی مہلت دیتا ہوں بس اگر تم کو اپنی زندگی منظور ہے تو باہم صلاح کر کے خدمت سمندر رشاہ میں صبح کو حاضر ہونا میں اس سے تم سب کی خطا معاف کرا دونگا اگر تم لوگ میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو یاد رکھو کہ مثل ان سب کے تم سب کو بھی اسیر کرونگا اور قتل کرونگا آئندہ تم کو اختیار ہے یہ کہکر اسنے اپنے تخت سحر کو طرف لشکر کے پھیرا اور چلا سمندر رشاہ اور کل لشکر خوش ہے بس سمندر رشاہ نے طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا طبل بازگشت بجا اور لشکر اسلام [illegible] میں بھی بجا عشاق کی اس تقریر کا اہل اسلام نے یہ جواب دیا تھا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر ہم [illegible] ہمارے لشکر میں پھیرا اور سمندر رشاہ پر ہم لوگ موت سے نہیں خوف کرتے ہیں بس سمندر رشاہ [illegible] خواجہ نے اور دیگر اور زر و جواہر نثار کرتا ہوا فرودگاہ پر آیا خوش تھا اور حکم دیا کہ لشکر کو کھولے بس یہ حکم [illegible] خواجہ اٹھے اور نقار خانہ اور سب سرداران اپنے خیموں میں عشاق اپنے خیمے میں ادھر بادشاہ اسلام [illegible] معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ اور بہر ساحران کو ہمراہ لے کر معصوم [illegible] فرودگاہ پر داخل ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون و دیگر کل میں ہاکہ کل خاتمہ ہی کیا پھر رہا ہی یہ تو نہ ہوگا [illegible] کریں یا صاحبقران کو اور سب سرداروں کو

مین لباس کرکے بارگاہ مین تشریف لائے سب سردار حاضر ہوئے جو سردار کہ ساحر تھے اور اسیر ہوگئے تھے اُنکے
رنگون پر غاشیہ پڑے ہوئے تھے صاحبقران نے اُنکے رنگون کو دیکھکر ایک آہ سرد دل سے کھینچی جہان پناہ سر جھکائے
ہوئے تخت پر بیٹھے ہوئے ہین کہ صاحبقران نے سر اُٹھا کر بادشاہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ آج تمام بارگاہ
ساحرون سے خالی ہوگئی یہ ساحر زبردست ہے بس معلوم ہوا کہ کل ہم سب کی بھی قضا ہے پر تو مجھسے نہین ہوگا کہ مین
سمندر رضا کی اطاعت کرون اور اپنا مذہب ترک کرون مجکو نہ اپنی فکر ہے نہ اہل لشکر کی ہان جو فکر ہے وہ ناموس
کی کہ یہ بیچاریان کیا کرینگی جب کہ انکا کوئی سرپرست نہ ہوگا کیونکہ اسوقت موقع ہے کہ مین سب ناموس
طرف خانہ کعبہ کے روانہ کرون تاکہ یہ لوگ وہان جاکر سب حال صاحبقران سے بیان کرین تاکہ وہ ہم غریبون کا
خون کا عیوض اس کافر خاص سے لین زمانہ کیا ہے جو یہ امر وقوع مین آئے بڑی خرابی ہوگی ہم لوگ قتل ہوئے
ناموس تباہ ہوئین یہ بیچاریان کیا کرینگی کدھر جائینگی کون انکی سرپرستی کرے گا مجکو کچھ اپنی فکر و تشویش نہین
ہان ان سب کی فکر ہے کوئی ایسا نہین ہے کہ جو انکو لیکر نکل جائے اور خانہ کعبہ مین پہونچا دے یہ جو صاحبقران
نے فرمایا بادشاہ نے جواب دیا کہ بہت بجا ارشاد ہوا جو کچھ قبلہ فرماتے بجا ہے مگر کیا کیا جائے ایسی حالت مین
کون ہے جو آپ کے ناموس اور میرے ناموس کو لیکر ہمراہ یہان سے نکل جائے اب تو کوئی یہ امر گوارا کریگا
کہ ایسی حالت مین آپ کو یہان چھوڑکر چلا جائے صاحبقران نے یہ سنکے جواب مین فرمایا کہ پھر اسکے ناموس
کیا تدبیر کی جائے کیونکہ میرا یہ قصد ہے کہ کل جب وہ لشکر لیکر آئے اور عشاق میدان مین آکر مبارز طلب
کرے تو مین جاکر اُسکا مقابلہ کرون کیونکہ صاحب اسم اعظم ہون شاید میرے ہاتھ سے اُسکی موت ہو مجھسے یہ
دیکھا نہ جائیگا کہ سردار رہجائین اور اُسکے ہاتھ سے قتل یا اسیر ہون یہ فرما کر صاحبقران نے فرمایا کہ اہل دربار آگاہ
کہ یہ امر تو اسوقت غیر ممکن ہے کہ تم مین سے کوئی میرے ناموس کو لیکر طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہو اگر تم مین سے
کوئی ایسا کرے تو کیا اچھی بات ہے کیونکہ ناموس تباہی سے بچین اور انکی بے پردگی نہ ہو سب نے کہا
یہ ہم سے نہ ہوگا کہ ہم آپکو چھوڑکر ایسی حالت مین چلے جائین دنیا ہم کو کیا کہے گی کہ جب موقع جنگ کا ہوا
اور جان نثاری کا آیا اُسوقت یہ لوگ صاحبقران کو چھوڑکر چلے گئے ساتھ نہ دیا بہت جان نثاری کا دم بھرتے تھے
پس ہم سے یہ نہ ہوگا دوسرے یہ ہے کہ نہ ہم آپکو اپنی زندگی مین اُسکے مقابلہ کو جانے دینگے جب تک ہم زندہ ہین
اُسوقت تک ہم آپکو نہ جانے دینگے بعد ہمارے آپکو اختیار ہے یہی سردارون نے کہا اور یہی عزیزون نے
صاحبقران نے فرمایا کہ اس امر کا ہم کو پہلے ہی سے یقین تھا خیر اب مین ایک امر اور تم سب سے کہتا ہون کہ شاید
اس مہلکہ سے بچے تو وہ یہ کرے کہ جس طور سے ممکن ہو تمام ناموس کو صاحبقران کے پاس خانہ کعبہ مین پہونچا
اور سب حال سُنکے صاحبقران کو آگاہ کرے کیونکہ اس امر کا یقین ہے کہ کل لشکر کا خاتمہ ہے اور سب کی قضا
خواہ ایک مرتبہ ہو خواہ دو دفعہ کرکے بس تم سب کو لازم ہے کہ یہ رات عبادت خدا مین بسر کرو ناموس کو تو مین نے سپرد
… اکریم کیا جو اُسکی مرضی ہوگی اور جو اُنکے حق مین بہتر ہوگا اور جو اُنکے مقدر مین کاتب تقدیر نے تحریر کیا ہے وہ پیش آئے
آپ نے کیا کیا … ہوگیا ہے کہ ابھی تباہی کا زمانہ آگیا گو زمانہ سابق سے کبھی ایسا نہین ہوا کہ ناموس تباہ ہوئی ہون سوا ایک
ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ … اہل مین لقا سے اور صاحبقران اول سے مقابلہ ہوا ہے اور صاحبقران اول نہ تھے اور اس زمانہ مین
ہماری جانین لین نہ ہم … اسلام کو تباہ کیا اور جو بیس ہزار اہل اسلام کو قتل کرکے اُنکے سرون کا برج بنوایا اس زمانہ مین
لوگون سے کہا تاکہ یہ امر نہ ہوا … یا اب میری صاحبقرانی کے زمانہ مین آنے والی ہے حمزہ صاحبقران کے زمانہ مین
فرماتے ہین ہم سب آپ کے ادنی … سے وہی سامان مہیا کر رکھا تھا اور پھر سب جمع ہوگئے تھے اور ناموس بچگئی
سے کہ سکتے ہین اگر کرین تو ہم کو زیبا ہے کہ … مگر میرے زمانہ مین اب اس لشکر کا تباہی سے بچنا محال ہے جو کہ
نہ انکی … لطیف کی … یہ فرما کر صاحبقر…

ہیں وہ میرے ہمراہ جانیں دینگے اہل لشکر تباہ ہوکر نکل جائینگے بس ناموس کی خرابی ہوگی کوئی کسی کا پرسان حال نہ
ہوگا بس صلاح ہے تو اس امر کا کہ آپ سب لوگوں کو لازم ہے کہ میری ہمراہی ترک فرمائیے اپنے اپنے ناموس کو اس تاریکی
شب میں لے کر نکل جائیے اگر میرے ہمراہ میری بھی ناموس کو لیتے جائیے تو بڑا احسان ہو سب نے عرض کیا کہ ہم پہلے ہی خدمت
والا میں عرض کر چکے ہیں کہ ہم سے یہ نہ ہوگا کہ ہم آپ کے قدموں کو چھوڑیں خدا وہ دن نہ لائے کہ ہم زندگی میں آپ سے جدا
ہوں آپ سے جو جدا ہونگے تو پھر کس کو منہ دکھائینگے اور کہاں جاکر اپنی زندگی بسر کرینگے آپ ایسا قدردان ہم کو ملنا محال
ہے بس ہماری تو یہ آرزو و حسرت ہے کہ ہم اپنے سر کو آپ کے قدم پر نثار کریں اور یہ آرزو نہیں ہے کہ آپ کی رفاقت کو ترک
کریں یہ جو سرداروں اور عزیزوں نے جواب دیا صاحبقران نے فرمایا کہ خیر میں کیا کروں ناموس کی بھی بربادی ہوگی
بس صاحبقران نے کل عیاروں کو مع خواجہ کے اپنی طرف مخاطب ہوکر انسے یہی کلمہ فرمائے انھوں نے بھی یہی
جواب دیا جو کہ سرداروں نے دیا تھا بس صاحبقران انکا بھی جواب سنکے خاموش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے فرمایا کہ
خیر یہ تو معلوم ہوا کہ کوئی یہاں سے نہ جائیگا بس اب سب کو لازم ہے کہ یہ شب شب آخر ہے زندگی کی بس جہاں تک
ممکن ہو عبادت خدا کر لی جائے اور کچھ توشہ زاد سفر مہیا کیا جائے کیونکہ کل سامنا اس قہار و جبار سے ہوگا جو کہ ہم
سب کا پیدا کرنے والا ہے بس یہ شب الحاح و زاری میں بسر کیجائے اور مغفرت کی دعا میں بعد گریہ و زاری کے یہ دعا
کی جائے کہ اے کریم کوئی ایسا سبب پیدا کر کہ ناموس تباہی سے بچیں اور ہم اس کافر پر ظفر پائیں یہ جو صاحبقران
نے فرمایا سب نے عرض کیا کہ کیا نقصان ہے یہاں تو صاحبقران و بادشاہ اس فکر میں ہیں اور یہ فکر ہے کہ کوئی
صورت ناموس کے بچنے کی نکلے اور ہر ایک کو زندگی سے یاس ہے ہر ایک کو ناموس کی طرف سے ہراس ہے مگر سب
حاضر دربار ہیں ناموس بیٹھی ہوئی ہیں ادھر اپنے لشکر میں سمندر رستاہ نے لباس کو تبدیل کر کے دربار کیا سب
خوش خوش بیٹھے ہوئے ہیں عشاق بھی آکر دربار میں اپنے مقام پر بیٹھا سب عشاق کی تعریف کر رہے ہیں
کہہ رہے ہیں کہ استاد آپ نے تو آج وہ وہ کمال کے سحر دکھائے ہیں کہ جو ہم نے اپنی عمر میں کبھی نہیں دیکھے
انصاف کا امر یہ ہے کہ ان لوگوں نے بھی خوب خوب مقابلہ کیا اور خوب خوب جواب دیا مگر کہاں آپ اور کہاں وہ
چہ نسبت خاک را با عالم پاک پھر آپ پہلو نشین سامری تھے وہ آپ کا کچھ نہ کر سکے عشاق نے کہا کہ مجھ کو پہلے تو یقین
تھا کہ ہیچ اس اقلیم کا ساحر نہیں ہے یہ کیا میرے مقابلہ میں سحر کرے گا مگر جب مقابلہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ساحر
زبردست ہے مجھ کو اسکی اسیری سے یاس تھی مگر خداوند تصویر نے اس پر مجھکو ظفر یاب کیا اگر کچھ دیر اور
گذرتا تو ظفر پانا دشوار تھا کیونکہ اسکے ستارہ نحس نکل جاتے سعد آ جاتے پھر میں ظفر نہیں پاتا خیر اس کو
تو میں نے اسیر کر لیا اب کل ان لوگوں سے مقابلہ ہے جو کہ غیر ساحر ہیں انکا اسیر کرنا کیا مشکل ہے جن لوگوں کا
خوف تھا انکو سب کو اسیر کر لیا ہاں اب ایک شخص لشکر اسلام میں بہت زبردست ہے کہ جس پر ظفر پانا دشوار
ہے کیونکہ وہ صاحب باطل السحر ہے اگر اس سے مقابلہ ہوا تو بڑی خرابی ہوگی وہی تو سرغنا اور سرآمد لشکر
ہے صاحبقران جب تک وہ اسیر یا قتل نہ ہوگا اسوقت تک لشکر پر ظفر پانا بیکار ہے سرداروں کو اگر [illegible]
تو کیا ملال [illegible] وہ اکیلا ان سب کو کافی ہے کیونکہ باطل السحر کا مالک ہے خداوند تصویر اس پر ظفر
خیر اسکی بھی فکر کیجائے [illegible] کہا کہ استاد کچھ تدبیر کیجئے اسکے اسم اعظم کو [illegible]
مجھ کو فرما دیجئے تاکہ یہ خوف [illegible] عشاق نے کہا کہ ہاں یہی تدبیر کرونگا کہ اگر [illegible]
کو آئیگا اسوقت تاکہ یہ نہ ہو کہ وہ [illegible] آگاہ [illegible] ہیں اسم [illegible]
قلب پر کسی نے سحر کیا ہے اور منہ پر مہر لگا [illegible]
حالت میں وہ لشکر سے گر چلا نہ جائے تو [illegible]

نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ اب آپ مقابلہ کو نکلیں اور کوئی مقابلہ کو جائے ادنیٰ ساحران سب کو کافی ہیں کیونکہ وہ لوگ
سحر سے تو واقف نہیں ہیں جو مشکل ہوگی بس جو ساحر تھے اُن سب کو آپ نے اسیر کر لیا عشاق نے کہا کہ میں
کل اور مقابلہ کرونگا اور صاحبقران کو اپنے مقابلہ میں طلب کرونگا بس جب اُنکو اسیر کرونگا اُسوقت واپسی ہوگی
پھر جس کا جی چاہے جا کر مقابلہ کرے پھر کوئی مقام خوف نہیں ہے سمندر شاہ نے کہا کہ بہت خوب شملاق نے کہا کہ
اے شہنشاہ ایک میری عرض ہے اگر قبول فرمایئے عشاق نے کہا کہ بیان کرو اگر لائق قبول ہوگی تو قبول کرونگا ورنہ جواب
دونگا شملاق نے کہا کہ میری عرض یہ ہے کہ جن جن اشخاص ساحروں اور غیر ساحروں کو آپ نے اسیر کیا ہے انکو قتل فرمایئے تاکہ
دل کی بھڑاس تو نکلے اور حسرت نکلے جیسا جیسا اُنھوں نے ہم سب کو پریشان کیا ہے اُنکی سزا پائیں اور سب کا عیوض
لیں کہ چن چن کر خدا پرستوں نے قتل کیا ہے عشاق نے جواب دیا کہ زیادہ بہتر تو نہیں اب کیا یہ لوگ رہا بھی ہوتے
ہیں میں صاحبقران کو بھی اسیر کروں اور بادشاہ کو اور عزیزان صاحبقران کو بس پھر ان سب کو اور اُنکو ایک مرتبہ قتل
کرونگا اے سمندر شاہ میں تم سے کہے دیتا ہوں کہ جب میں صاحبقران اور عزیزان صاحبقران اور بادشاہ کو اسیر
کرلوں بس تم یہ کرنا کہ فوراً فوراً مقابلہ کا حکم دینا ادھر میں ان سب کو اسیر کروں ادھر تم جنگ مغلوبہ کا حکم دو اور ایک
حملہ کر کے سب کو اسیر کرلو اور اس طور سے حملہ کرنا اور لشکر کو گھیر لینا کہ ایک بھی نکل کر جانے نہ پائے اور انکے ہمراہ جو عورات ہیں
اُنکو بھی اسیر کر لینا مال و اسباب بہت ہاتھ آئے گا سمندر شاہ نے کہا کہ بہت خوب بس یہ رائے جب قرار پا چکی
سمندر شاہ نے ساقی کو حکم دیا کہ جام شراب دے ساقی نے سب کو شراب پلائی سمندر شاہ نے حکم دیا کہ ارباب
نشاط حاضر ہو کر بہار کیا دکھائیں اور سب اہل بزم کو خوش کریں یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت طائفے حاضر ہوئے رقص و سرود
شروع ہوا ساقی شراب پلانے لگا سب اہل محفل مع سمندر شاہ کے شراب پیکر مست ہوئے اسی عالم مستی میں
سمندر شاہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہ حکم دینا تھا کہ نقارے پر چوب پڑی اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ
ہوگا اور عشاق مقابلہ کو جائے گا لشکر میں سامان جنگ ہونے لگا یہاں بزم عشرت آراستہ ہے سب بیٹھے ہوئے
شراب پی رہے ہیں اور گانا سن رہے ہیں ایک مطربہ نے اہل دربار کی طرف دیکھکر عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو چند
شعر ایک غزل کے کہ جو شاعر نے غزل میں کہے ہیں آپ لوگوں کے روبرو گاؤں اور آپ لوگوں کا دل خوش
کروں آپ لوگ ملاحظہ فرمائیں کہ کیا اُسنے خوب یہ غزل میں کہا ہے اپنی طباعی دکھائی ہے سمندر شاہ نے کہا کہ ضرور
اُسکو گاؤ ہم بھی سنیں کہ کیا شاعر نے کہا ہے یہ کیسے شعر ہیں کہ جسکی تو تعریف کرتی ہے اس مطربہ نے عرض کیا کہ گو وہ شعر عمدہ
نہیں ہیں مگر غزل میں عمدہ ہیں بہت لوگوں نے غزل کہی مگر ایسی نہیں جیسی کہ اس شاعر نے کہی ہے حضور ملاحظہ
فرمائیں یہ کہکر سازندوں سے کہا کہ ساز ملاؤ اسنے گانا اور پیچھے بیٹھے سُروں میں یہ شعر گانا شروع کیے شعر کہیں معشوق
کو غنچہ دہن گر اُسکے ٹھوڑی ہو تو بنائیں شوخ کی رفتار کر پھیلتی کا کنگن ہو تو اس مطلع پر سب نے خوب تعریف
کی اُسنے کہا کہ دوسرا مطلع سماعت فرمایئے سب خاموش ہوئے اُسنے دوسرا مطلع گانا شروع کیا تمنا ہے کسی کی تیغ ہو
اور میری گردن ہو تو پھر اُسکے بعد یار سے کہے نالہ یہ مدفن ہو تو سب تعریف کرنے لگے اُسنے عرض کیا کہ پورے
آپ نے کیا ملاحظہ فرمایئے پھر تعریف کیجیے کیونکہ ذرا شعر سمجھا جاتا ہے یہ کہکر اُسنے پھر دونوں مطلع گائے اُسکا کہوں شعر ایسا
ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ گھبرا سا ہو سینہ طباق اور پیٹ تھالی سا ہو پھر اس پر کیا قباحت کہ سراج اول نہ تھے اور اس زمانہ میں
ہماری جانیں لیں نہ ہم اچھے ٹھہری ہے مکان یار کی دیوار میں جس سے کہ روزن ہے سوراخ کا برج بنوایا اُس زمانہ میں
لوگوں سے کہا تھا کہ یہ امر ہوا اور کہ گئے ہیں نقصان اور آخر یہ کہ جو زمانہ میں آنے والی ہے تو خبرہ صاحبقران کے زمانہ میں کیا
فرماتے ہیں ہم سب آپ کے ادنیٰ غلام ہیں یہی سامان مہیا کر دیا تھا اور پھر سب جمع ہو گئے تھے اور ناموس بھی ان
سے کم سکتے ہیں اگر کہیں تو ہم کو زیبا ہے کہ اگر تھی مگر میرے زمانہ میں اب اس لشکر کا تباہی سے بچنا محال ہے جو کہ سردار
نے انکی مہیب لعنت کی بس یہ فرما کر صاحبقران

ہنسی کے لوٹنے لگے یہ بھی نہ خیال رہا کہ سمندر شاہ بیٹھا ہوا ہے بہت تعریف کی اور بہت کچھ انعام دیا مسکولا اُس نے
عرض کیا کہ میں نے اسی سبب سے تو یہ شعر گائے کہ آج دن خوشی کا ہے خداوند تصور نے یہ دن نصیب کیا کہ ہم لوگوں
کے گانے کی نوبت آئی ورنہ جس دن سے یہاں لشکر آیا اور مقابلہ شروع ہوا سوائے رنج و صدمہ کے دوسرا امر نہ
تھا آج اُستاد صاحب کی بدولت نصیب ہوا بس میں نے خیال کیا کہ یہ شعر گا کر آپ لوگوں کو خوش کروں بس
راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں تو یہ چرچا ہو رہا ہے سب خوش و خرم گانا سن رہے ہیں وہاں اپنے لشکر میں صاحبقران
بارگاہ میں تشریف فرما ہیں دربار میں سب موجود ہیں اور وہی تقریر ہو رہی ہے جو کہ بالا مذکور ہو چکی ہے کہ صاحبقران
نے فرمایا کہ آج ابھی تک طبل جنگ نہیں بجا معلوم ہوتا ہے کہ کل مقابلہ نہ ہوگا اگر ایسا ہو تو کیا اچھی بات ہے میں کسی
نہ کسی کو راضی کر کے ناموس کو طرف خانہ کعبہ کے روانہ کر دوں بادشاہ نے فرمایا کہ طبل جنگ ضرور بجے گا وہ کم بخت
مہلت نہ دے گا اگر یہی امر ہے تو مہلت طلب کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ ہمت گوارا نہیں کرتی ہے کہ ایک
کافر سے التجا کروں اور مہلت کا خواستگار ہوں اگر نہ دے تو اپنا سخن رائیگاں جائے کیا فائدہ صرف اس امر کا
خیال ہے کہ طبل جنگ کے بجنے کی خبر آئے تو میں بھی حکم دے کر دربار برخاست کروں اور سب ناموس کو
اپنے اور سرداروں کے جمع کر کے انکو پند و نصیحت کروں اسکے بعد عبادت خدا میں مصروف ہوں کیونکہ یہی
شب زندگی کی شبوں میں باقی ہے یہ ذکر تھا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ صدائے طبل گوش ہمایوں
میں آئی فرمایا کہ سماعت فرمائیے وہ طبل جنگ لشکر کفار میں بجا صاحبقران و سرداروں نے بھی سنا صاحبقران
نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ ذرا خبر تو منگاؤ کہ یہ طبل جنگ کس کے نام پر لشکر کفار میں بجا ہے آیا اسی
کافر کے نام پر بجا ہے یا اور کسی کے نام پر خواجہ نے ہرکاروں کو حکم دیا وہ چلے تھے اور ابھی باہر بارگاہ کے نہ
آئے تھے کہ جوڑی ہرکاروں کی جو کہ لشکر اسلام کی برائے خبر لشکر کفار میں موجود تھی وہ خبر نواخت
طبل جنگ اور دیگر حالات دریافت کر کے طرف لشکر کے روانہ ہوئی تھی آکر پہونچی مجرا گاہ پر سے
مجرا و سلام بجا لائے خواجہ نے پوچھا کہ کیا خبر لائے انھوں نے دعا دے کر بادشاہ کو یوں عرض کیا کہ ہم
لشکر میں موجود تھے کہ سمندر شاہ فرودگاہ پر طبل باز بجوا کر واپس گیا لباس تبدیل کر کے دربار میں آیا سب
سردار حاضر دربار ہوئے عشاق بھی اپنے خیمہ سے لباس تبدیل کر کے آیا پہلے تو سب نے بہت تعریف کی
وہ اسقدر پھولا کہ اپنے کو بھول گیا پھر صلاح ہونے لگی عشاق نے کہا کہ میں کل پھر مقابلہ کروں گا اور
صاحبقران و بادشاہ و دیگر پیران صاحبقران کو جب اسیر کروں تم جنگ مغلوبہ کرنا بس یہ رائے
قرار پائی ہم ان ہرکاروں نے کل تقریر دربار سمندر شاہ کی جو کہ مرقوم ہو چکی ہے بیان کی اور کہا کہ بعد
اس تقریر اور رائے قرار پانے کے شراب خواری شروع ہوئی ناچ گانا ہونے لگا اسی جلسے [illegible]
کو کیا کمال [illegible] سمندر شاہ نے عشاق کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت رہی
خبر اسکی بھی ذکر کیا [illegible] میں آکر مقابلہ کرے گا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ
مجھ کو [illegible] تاکہ یہ [illegible] جنگ آخر [illegible] ہے کہ بجنے کی نوبت نہ آئے [illegible]
کو آئے گا اس وقت تاکہ یہ [illegible] میں اپنے لشکر پر [illegible] لا سکے یہ کہہ [illegible]
قلب پر کسی نے سمجھ لیا ہے اور [illegible]
حالت میں وہ لشکر سے گر [illegible]

تھوڑے عرصے کے لیے بھیج دیجیے کہ مین اُن سے بھی کچھ کہہ سن لون اور پند و نصیحت کرلون سب نے عرض کیا کہ وہ
آپ کی کنیزین ہین ابھی حاضر ہونگی صرف حکم کی دیر تھی صاحبقران نے فرمایا کہ اب آپ لوگ تشریف لیجائین
اور اپنے اپنے مقام پر جا کر یہ شب عبادت الٰہی مین بسر کرین اور دعا کرین شاید کوئی صورت فتح و ظفر کی نکل آئے
اور کوئی پردہ غیب سے اسکا قائل پیدا ہو سب نے عرض کیا کہ بہت خوب بس صاحبقران و بادشاہ نے یہ
فرما کر دربار برخاست کیا اور داخل محل خاص ہوئے سب سردار اور بادشاہ اپنے اپنے مقام پر آئے اور جس
جس کے ناموس تھے انھون نے اُن سے کہا کہ تم فوراً چلی جاؤ خیمہ صاحبقران مین انھون نے تمکو یاد
فرمایا ہے وہ بیچاریان سبکی سب خیمہ خاص صاحبقران مین آئین صاحبقران و بادشاہ کو مجرا کیا جب سردارون
اور بادشاہون کی جو کہ لشکر اسلام مین ہین ناموس جمع ہو چکین اُسوقت صاحبقران نے اپنے ناموس کو
اور بادشاہ کے ناموس کو اور دیگر عزیزون کے ناموس کو اور کل عورات پردہ نشین اور غیر پردہ نشین کو طلب
کر کے فرمایا کہ اے صاحبان عفت و عصمت تمکو آج کے مقابلہ کا حال بخوبی معلوم ہوگا کہ کل تک تو
ہماری ظفر ہوا کی آج صبح سے جس قدر ساحر تھے سب کو عشاق استاد سمندر جادو نے اسیر کر لیا اور
جو غیر ساحر گیا وہ بھی اسیر ہو گیا اور اس امر کا یقین ہے کہ کوئی اُس پر غالب نہ آئے گا کیونکہ وہ ساحر
زبردست ہے اور اس وقت اُس نے پھر طبل جنگ کل کے مقابلہ کے لیے بجوایا ہے بس کل لشکر
کا خاتمہ ہے مین نے بہت فکر کی کہ تم لوگون کو کسی سردار کے ہمراہ کر کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ کر دون مگر
کسی نے اس امر کو قبول نہ کیا بلکہ مین نے یہان تک کہا کہ آپ لوگ اپنے ناموس کو لے جائین اُنکے
ہمراہ میرے ناموس کو بھی اُس پر بھی نہ قبول کیا مین نے کہا کہ آپ صرف اپنے ناموس کو لے جائین
اُنھون نے اس کو بھی قبول نہ کیا اور کہا کہ جو سب کا حال وہ اُنکا حال کیا اُنکا مرتبہ ان شاہزادیون
سے زیادہ ہے کہ جو ہماری مالک و مختار ہین وہ تو یہان رہین اور ہم انکو یہان سے روانہ کر دین راوی
نے بیان کیا ہے کہ بہادر صاحبقران نے سردارون سے دربار مین فرمایا تھا کہ تم لوگ اپنے اپنے
ناموس کو لے جاؤ جتنا تھا یہی جواب سردارون نے دیا تھا اس حقیر نے بسبب طول کے نہین
تحریر کیا اگر وہان تحریر کرتا تو پھر دوبارہ یہان تحریر ہوتا طول ہوتا اس لیے نہین تحریر کیا یہان
تحریر کیا یہ کوئی صاحب نہ فرمائین کہ صاحبقران نے کب سردارون سے کہا تھا اور کب سردارون
نے یہ جواب اُنکو دیا تھا جبکہ تحریر ہوا صاحبقران نے اُن عورات سے فرمایا کہ مین نے تمکو سب کو
اس لیے طلب کیا ہے کہ تم سب مل کر آج شب بھر دعا کرو اور اگر خدا نخواستہ کل کفار کی ظفر
ہو تو تم سب کو لازم ہے کہ قبل اس امر کے کہ کفار خیام وغیرہ تاراج کرین تم یہان سے کسی جانب
کو نکل جانا یہ ہرگز نہ کرنا کہ [illegible] خیام تاراج کر لے آئین اس وقت نکل جانے کا قصد
ایسا نہ ہو کہ تم مین سے کوئی اسیر ہو جائے [illegible] ہو جہان تک
کی کوشش کرنا اور یہ میری پند و نصیحت [illegible] یاد رکھو کہ اگر اس آفت سے
اور کسی تدبیر سے خدمت [illegible] رہین پھر بچنا ہو تو
[illegible] نقارہ [illegible] کہ صدائے نقارہ [illegible]
ہوگا سب نے صدائے نقارہ سنکر [illegible]
[illegible] ربک ذوالجلال والاکرام [illegible]
[illegible] صاحبقران [illegible]

لوگون سے ایک امر کہتا ہون ذرا ہوشیاری کے ساتھ سنیے وہ امر یہ ہے کہ اول تو ہمین نے اپنے ناموس
کو واسطے عزیزون کے ناموس کو اور آپ لوگون کو سپرد خداوند کریم کیا اور اسکے حفظ و امان مین دیا
بعد اسکے آپ لوگون کو اپنے ناموس کے سپرد کیا اور ان لوگون کو آپکے سپرد کیا ذرا بہت ان سب کا
خیال رکھیے گا کیونکہ یہ لوگ بالکل واقف نہین ہین پردہ دار ہین نہ کبھی ان پر ایسی مصیبت پڑی ہے
کہ جو واقف ہون نئی نئی بلائین مبتلا ہوئی ہین بس جہانتک ممکن ہوا انکی ہمراہی نہ ترک کیجیے گا یہ امر
ہمین نے جو آپ لوگون سے کہا اسکا سبب یہ ہے کہ آپ لوگ جس زمانہ مین آپ لوگون کے عزیز و
اقارب حالت کفر مین تھے تو آپ لوگون مین کہان پردہ تھا بس ضرور ہوا کہ آپ لوگ راہ وغیرہ سے
بخوبی واقف ہونگی بس جب خدانخواستہ یہ لشکر تباہ ہوا اور ناموس مارے تباہی کے خیمون سے
نکلین تو آپ انکا ساتھ دیجیے گا بس بعد خدا اور رسول کے آپکا بھروسہ ہے یہ جو صاحبقران نے فرمایا
سب نے عرض کیا کہ یہ کیا آپ فرماتے ہین اول تو خداوند کریم وہ دن نہ لاوے آپکو ہم سب کے
سرون پر سلامت رکھے کفار غارت ہون دوسرے یہ کہ ہم کیا چیز ہین جیسے اور کنیزین ہین ویسے
ہم بھی ہین بس جو کچھ آپ نے فرمایا ہے خدانخواستہ اگر وہ وقت ہوگا تو ایسا ہی کیا جاوے گا کفار کا
دست بدبخت ان مہر اپردگان سرادق عصمت تک نہ پہونچنے پاوے گا صاحبقران نے فرمایا
دوسرا امر یہ ہے کہ آپ لوگ اپنے وارثون سے اجازت لے آئیے اور اسیوقت سے ایک مقام پر
بیٹھیے اور خدا سے دعا کیجیے تاکہ وہ اس بلا کو دفع کرے ایک مقام پر ہونے سے یہ نفع ہے کہ پھر
اسوقت ایک جا ہونے کی دقت نہ ہوگی انھون نے عرض کیا کہ بہت خوب جو کچھ ارشاد ہوا
ہم اسکی ابھی تعمیل کرتی ہین ادھر ناموس صاحبقران و بادشاہ و دیگر عزیزان صاحبقران نے
اپنے اپنے وارثون اور صاحبقران سے کہا کہ ہمسے تو یہ نہ ہوگا کہ ہم سر و پا برہنہ کسی طرف کو بھاگ
ہین نکل جائین اور نامحرمون کی ہم پر نظر پڑے اور کفار یہ کہین کہ یہ ناموس صاحبقران ہین اور
ہم سمین بس ہم نے تو یہ دل مین ٹھان لیا کہ اگر خدانخواستہ یہ خبر آئے کہ آپکے دشمن گرفتار ہو گئے
اور لشکر نے شکست کھائی فوراً اپنے کو ہلاک کر ڈالینگے زندہ خیمون سے نہ نکلینگے سوا اسکے اور
کوئی تدبیر نہین ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ایسا غضب نہ کرنا کیونکہ اس حالت مین اور خرابی ہے کہ
نامحرم کی نگاہ میت پر نہ پڑے بس اسوقت مین کون محرم ہوگا جو تم سب کی میتون کو ایک جا کر کے
اسکے سوا اسے نامحرمون کے کیسی خرابی ہوگی بس جو خدا لاوے اسکو گوارا کرنا صبر کا بڑا اجر ہے خداوند کریم
نے جو فرمایا ہے کہ ان اللہ مع الصابرین بس صبر کرو اور دیکھو کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ جو فرمایا بس ہر ایک
آپ نے کیا کہ [illegible] وارثون سے لپٹ کر رونے لگی ایک کہرام محل معلی مین پڑ گیا [illegible] ہو سکے مین
ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ خیمون مین [illegible] صاحبقران [illegible] مین [illegible] اپنے دل مین تصور کیا کہ
ہماری جانین لین تو ہم [illegible] اپنے دل مین کہ انھون سے ہمکو اپنا شریک کر کے اور فقرہ دے کر
لوگون سے کہا تاکہ یہ امر نہ ہو [illegible] کرتے [illegible] جانین بس اس سبب سے مین نے اپنا
فرماتے ہین ہم سب آپکے ادنی غلامین ساتھی ہو کے اٹھا کر [illegible] سینہ پر جو رکھ دیتے تا قیامت [illegible] کہا
سے کہ سکتے ہین اگر کرین تو ہم کو زیبا ہے [illegible] بس یہ شعر جو اس مقام پر ہے نکلتے سب کا یہ حال ہوا کہ مارے
نے انکی بہت تعریف کی بس یہ فرما کر صاحبقران

سر کے بال سرو نکے کھول دیئے اور چہرہ پر خاک مل لی بصد آہ و زاری و بہزار نالہ و بیقراری درگاہ باری میں یون التجا کرنے لگیں کہ اے کریم کارساز
و اے رب بے نیاز تو ہی سب کا مالک و مختار ہے تیرے نزدیک اس بلا کا دفع کرنا کوئی امر دشوار نہیں ہے تو ابھی چاہے تو
یہ سب بلا دفع ہو جائے تیرے نزدیک اس مصیبت سے نجات دینا کوئی بات ہے راحم و رحیم تیری ذات ہے تو نے حضرت
خلیل جد امجد حضرت حمزہ صاحبقران کو آتش نمرود سے نجات دی اس آگ کو تو نے گلزار کر دیا تو نے حضرت یونس کو
شکم حوت سے زندہ نکالا سلیمان کو شیر کے پنجے سے رہائی دی اور بہت کی امداد کی بس تیرے نزدیک ہم سب پر رحم
کرنے ہوئے کیا بڑی بات ہے تو ابھی چاہے تو یہ سب بلا آسان ہو جاتی ہے ای خداوند کریم واسطہ تجھ کو اپنی عزت و جلال کا اور واسطہ
تجھ کو انبیائے ماسبق کا گلشن صاحبقرانی کو اس سموم ظلم و ستم سے بچا اور اس گلشن بےخزان کو خزان سے محفوظ رکھ یہی
وہ وہ نونہالان صاحبقرانی ہیں کہ جن تک کبھی تیر ظلم نہیں پہونچا اور نہ باغبان قضا نے انکی طرف دیکھا ہے اب تو
انکو باغبان قضا اور تیر ظلم سے بچا یہی وہ وہ گل خوشرنگ صاحبقرانی ہیں کہ جنکو صاحبقران اول و ثانی
نے مدہ و سال ریاضت کر کے درست کیا ہے اور انکے سبب سے رونق گلشن لشکر ہے اور کبھی ان تک دست گلچین اجل
نہیں پہونچا ہے اب بھی دست گلچین اجل سے انکو بچا اور اس باغ بےخزان میں وہ وہ شجر تازہ ہیں کہ جو ابھی پورے
نشو و نما کو نہیں پہونچے ہیں اور ابھی سبزہ تک نہیں نکلا ہے اور انکو صاحبقران اول و ثانی نے اپنے خون دل و جگر
سے سینچا ہے انکو اس آفت خزان سے محفوظ رکھ اس گلزار لشکر میں وہ وہ گل تازہ و تر ہیں کہ جنکی خوشبو
سے دماغ جہان معطر ہوتا ہے انکو آفت تباہی سے بچا تو بڑا رحیم ہے اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو اس بلا سے نجات
دے ہماری اس التجا کو سن لے راوی بیان کرتا ہے کہ ناموس تو یون بلک بلک کر دعا کر رہے ہیں ادھر کل اہل لشکر
کیا ادنے اور کیا اعلے یعنی سائیس تک و کل سرداران لشکر و عزیزان صاحبقران سجادہ پر بیٹھے ہوئے عبادت
احدی میں مصروف ہیں اپنی مغفرت کی دعا کر رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ تو ہی بچانے والا ہے کوئی سجدہ میں ہے کوئی رکوع
میں کوئی قنوت پڑھ رہا ہے کوئی سلام پھیر رہا ہے کوئی سجدہ شکر میں مصروف ہے کوئی ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہا ہے
کوئی مناجات پڑھ رہا ہے کوئی صحیفہ ابراہیمی کی تلاوت کر رہا ہے کوئی فتح و ظفر کی دعا میں مصروف ہے صاحبقران و
بادشاہ اپنے اپنے مقام پر مشغول عبادت پروردگار ہیں طلایہ لشکر میں پھر رہا ہے ہر ایک بیدار ہے عجب وہ
شب تھی گویا اہل اسلام کے لیے شب قدر تھی گو شب قدر کو سب خوش ہوتے ہیں آج وہ حال نہیں ہے سب
مغموم و رنجور ہیں عبادت خدا میں مصروف ہیں یہاں لشکر اسلام کا تو یہ حال ہے ادھر لشکر کفار کی حالت بھی تو
تحریر ہو چکی ہے اور کچھ اور بھی تحریر ہوتی ہے کہ محبت رقص و سرود برپا ہے ناچ و رنگ ہو رہا ہے سب خوش خوش
بیٹھے ہوئے ہیں نصف شب کے قریب رات آچکی ہے ابھی تک سمندر شاہ نے دربار نہیں برخاست کیا ہے
طلایہ پھر رہا ہے کہ ہرکارے حاضر دربار سمندر شاہ ہوئے انھوں نے بعد بار دعا دینے کے عرض کیا کہ ہم نے لشکر
اسلام میں [illegible] بخت بلبل جنگ پہونچی اب سمندر شاہ نے گانے والوں کو منع کیا کہ تھم جاؤ
تو کل جانا یہ ہر گز نہ کرنا [illegible] شاہ نے کہا کہ پھر کیا ہوا انھوں نے عرض کیا کہ صاحبقران
ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی اسیر ہو جائے تو پھر [illegible] جواب پا چکے دربار برخاست کیا
کی کوشش کرنا اور یہ میری پند و نصیحت [illegible] آفت [illegible] یہاں کی ہرکاروں نے
اور کسی تدبیر سے خدمت [illegible] پہنچا ہو تو یہ کہ عبادت خدا میں مصروف
خدمت [illegible] نقارہ پر چوب لگائی صدائے نقارہ بلند ہوئی اہل لشکر اپنے اپنے خیمے میں الگ دعا مانگتا
ہوگا سب نے صدائے نقارہ سنکے یہ آیہ زبان پر جاری کی کہ [illegible] جائیگا ہم دیکھتے ہیں کہ اب کل آن
علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام تر دعا اور یا ہم [illegible]
کہ ہم رفاقت صاحبقران ترک کریں اور ایسا [illegible] کی صورت اسکے مقری کی نہیں ہے یہ دلون اسرار کے

مقابلہ کرے پس آج پھر میدان داری ہوئی ہو اور اپنے لشکر مبارز طلب کیا ہو اب غیر ساحر بھی انکا قصد ہو کہ نکل کر
مقابلہ کرین چنانچہ خود صاحبقران قصد کر رہے تھے کہ انکے لشکر کی آمد شروع ہوئی سب اس طرف متوجہ
ہوگئے اس سبب سے کوئی نہین نکلا یہ سنتا تھا کہ تہمتن جادو کو بہت غصہ آیا اور سردارون سے کہا
کہ تم تو لشکر لیکر خدمت صاحبقران مین جاؤ مین اسکا سر لیکر حاضر خدمت ہوتا ہون میری طرف سے عرض
کرنا کہ غلام اسکو سزا دیدے اور اپنے آقا اور مالک کا عوض لے لے تو پھر حاضر ہو صاحبقران دیکھ رہے
تھے اور دونون لشکر کے سامنے تخت پر سوار تہمتن جادو نظر آیا عقب مین تین لاکھ ساحرون کا
لشکر تھا بس اسنے صاحبقران یعنی بدیع الملک کو دیکھکر جھککر سلام کیا اور بادشاہ اسلام کو چونکہ
اسکا یہ حال اخبار سے معلوم ہوچکا تھا اور سردارون کو طرف لشکر اسلام کے مع سپاہ کے جانے کا
حکم دیا اور کہا کہ جدھر ساحرون کا لشکر ہو ادھر جاکر تم لوگ بھی صف باندھکر کھڑے ہو مین بھی آتا ہون
یہ کہکر اور اپنا تخت طرف عشاق کے بڑھایا صاحبقران نے جو تہمتن جادو کو ادھر جاتے ہوئے
دیکھا پکار کر فرمایا کہ بھائی تہمتن جادو کچھ دیر تو دم لیا ہوتا پھر مقابلہ کو نکلے ہوتے تہمتن جادو نے
اسی مقام پر سے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ غلام اسکو سزا دیدے تو پھر حاضر ہوکر قدمبوسی حاصل کرے یہ لشکر
حاضر ہوتا ہی جسکو جس طرف حکم ہو صف آرا ہو یہ کہا اور تخت اڑا کر ادھر کو چلا ادھر تین لاکھ ساحر خدمت
صاحبقران و بادشاہ مین پہونچے سب نے قدمبوسی حاصل کی صاحبقران نے خیر و عافیت انکی پوچھتے تھے
سردارون سے دریافت فرمایا کہ یہ کیونکر ادھر کو آنا ہوا انھون نے سب واقعہ عرض کیا کہ ہمارے آقا کا
نامہ پہونچا تھا کہ سمندر شاہ سے اور صاحبقران سے مقابلہ ہو رہا ہے لکھا تھا چنانچہ تہمتن جادو جو ہمارے
افسر اعلیٰ جو کہ آقا کی طرف سے حاکم تھے وہ فورا لشکر لیکر روانہ ہوئے راہ مین سنا کیا ہی کہ اسی
زمانہ مین جب سمندر شاہ لشکر لیکر آیا ہو تو سب نامہ بر واپس آئے تھے یعنی صرصر آفتاب عالم کے
اور قیصر صاف باطن اور آفاق شاہ کے چونکہ کوئی ضرورت نہ تھی کہ آنکا حال تحریر کیا جاتا
اس سبب سے نہین تحریر کیا گیا خلاصہ یہ کہ سب کو معلوم ہوا تھا کہ جن جنکو جنگ طلب کیا ہو سب لشکر
لیکر آتے ہین ہان اور ضرور یہ تھا کہ ہر ایک کو اپنے اپنے طلب کیے ہوئے لوگون کا انتظار تھا اور یہ
خیال تھا کہ راہ مین ہونگے چنانچہ تہمتن جادو ذرا سو قت آ پہونچا اسی طور سے ہر ایک آئیگا بس جب
سردارون نے صاحبقران سے سب حال عرض کیا صاحبقران نے حکم دیا کہ جہان سب ساحر
صف بستہ کھڑے ہین تم بھی اپنے لشکر کی صف آراستہ کرو چنانچہ اسی مقام پر ان ساحرون نے بھی
اپنے لشکر کی صف بندی کی تین لاکھ ساحر صف باندھکر کھڑے ہوئے ادھر جاسوسان نے سمندر شاہ
کو خبر دی کہ یہ لشکر طلسم فیروز سے برائے کمک اہل اسلام طلب کیا ہوا صرصر آفتاب عالم کا آیا ہوا اور
اسکا حاکم تہمتن جادو ہے جو کہ لشکر کو لشکر اسلام کی طرف روانہ کرکے خود برائے مقابلہ آیا استاد صاحب
سے آیا ہے سمندر شاہ نے کہا کہ اسکی بھی قضا اسکو طلسم فیروز سے لائی ہے جب صرصر آفتاب عالم
استاد کا کچھ نہ کر سکا تو یہ کیا کریگا سمندر شاہ تو یہ کہہ رہا تھا کہ تہمتن جادو تخت اڑا کر قریب عشاق
پہونچا اور یہ کہا کہ او نابکار تو نے بہت سر اٹھایا ہے بس خیریت اسی مین ہے کہ اور مال سے ہاتھ باندھکر
خدمت صاحبقران مین حاضر ہو اور میرے آقا و مالک صرصر آفتاب عالم کو رہا کر دے ورنہ
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا عشاق نے جواب دیا کہ تو خود اپنے ہاتھ باندھکر میرے ہمراہ چل کہ مین
سمندر شاہ سے تجھکو ملا دون ورنہ یاد رکھ کہ مثل اور سبکے تجھکو بھی اسیر کر لونگا اور اپنے نام سے

آگاہ کرا دو اس امر سے کہ تو کہاں سے یہ لشکر لیکر آیا ہے تاکہ میرے ہاتھ سے گمنام نہ مارا جائے تہمتن جادو نے
جواب دیا کہ بہادروں کا نام زبان شمشیر سے ظاہر ہوتا ہے خیر آگاہ ہو کہ میرا نام تہمتن جادو ہے اور میں
ملازم ہوں صرصر آفتاب علم کا اپنے آقا کی طرف سے حاکم طلسم فیروزہ تھا کہ حکم نامہ پہونچا کہ تو لشکر
لیکر فوراً حاضر ہو پس میں تین لاکھ ساحر لیکر حاضر ہوا ہوں اس قدر معلوم ہوا کل سے تو مقابلہ کر رہا ہے اور تو نے
بہت اہل اسلام کو پریشان کیا ہے اور میرے آقا کو دھوکے سے اسیر کیا ہے پس میں غارت صاحبقران میں
بھی نہ گیا اسی طرف آیا کہ پہلے تجکو سزا دے لوں تو پھر قدموں میں حاصل کروں لا کیا جو بدر رکھتا ہے یہ سنتا
تھا کہ عشاق نے دستک دی کہ ایک سوار صحرا سے پیدا ہوا عشاق نے اشارہ کیا کہ اسکو قتل کر
پس تہمتن جادو نے فوراً تخت پر سے کودا اور زمین پر آکر دستک دی کہ ایک اژدر پیدا ہوا پس یہ اژدر
پر سوار ہوا اور اژدر سیدھا اوپر کوڑا کیا کوڑا کرنا تھا کہ پشت اژدر سے برق کوند کر اس سوار پر
گری کہ وہ سوار فی النار ہو گیا اودھر عشاق بھی تخت پر سے کودا اور اسنے بھی دستک دی ایک اژدر
اور صحرا سے پیدا ہوا یہ اژدر پر سوار ہوا اور اسنے بھی کوڑا کیا اسکے اژدر کے سر سے برق کوند کر
بلند ہوئی تہمتن جادو نے پھر کوڑا کیا کہ پھر برق کوند کر بلند ہوئی دونوں برقیں باہم ملکر لڑنے لگیں
دو بجلیاں باہم بالائے ہوا چمکنے لگیں پلٹے کھا کھا کر دونوں برقیں باہم جدا ہو گئیں کہ تہمتن جادو
نے دستک دی دونوں برقیں کڑک کڑک کر عشاق پر چلیں عشاق نے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھکر
دستک دی کہ وہ دونوں پھر کر تہمتن جادو کی طرف چلیں تہمتن جادو نے جو اپنی طرف آتے ہوئے
دیکھا پس دستک دی کہ وہ ہوا پر جا کر گم ہو گئیں پس ابکی جو تہمتن جادو نے دستک دی دونوں
برقیں کوند کر لشکر شمشیر شاہ پر گریں اور کئی سو ساحروں کو جلا کر خاک کر دیا لشکر میں ایک تلاطم
مچ گیا سب دہائی دینے لگے یہ جو صدا کانوں میں عشاق کے آئی پس ایک مرتبہ پلٹ کر دیکھا یہ واقعہ
نظر آیا پس اسنے برہم ہو کر اسم سحر پڑھکر دستک دی دستک کا دینا تھا کہ وہ برقیں یا تو لشکر
شمشیر شاہ پر کوند کر گر رہی تھیں یا ایک مرتبہ بلند ہو کر طرف لشکر اسلام کے کڑک کر چلیں
کڑاکے کی صدا جو تہمتن جادو نے سنی اور دیکھا کہ اب برقیں لشکر کفار پر نہیں گرتی ہیں پلٹ کر طرف
آسمان کے دیکھا کہ دونوں برقیں چمک کر لشکر اسلام پر گرا چاہتی ہیں پس فوراً تہمتن جادو نے پشت
اژدر سے جھک کر خاک زمین سے اٹھائی اور اسپر اسم سحر پڑھکر جو برقوں کے اوپر ماری خاک کا
مارنا تھا کہ وہ برقیں خاک سیاہ ہو گئیں دونوں لشکروں نے دیکھا کہ دونوں ٹکڑے ریسمان
کے باہم لپٹے ہوئے خاک پر گرے ان برقوں کا گرنا تھا کہ عشاق کو غصہ آگیا اپنے اژدر کو اشارہ
کیا کہ وہ قلابہ آتشیں چھوڑتا ہوا طرف تہمتن جادو کے چلا تہمتن جادو نے جو اژدر کو اپنی طرف
آتے ہوئے دیکھا اپنے بھی اژدر کو اشارہ کیا وہ بھی چلا پس باہم دونوں اژدر لڑنے لگے اور
قلابہ چھوڑنے لگے یہ دونوں اسی طور سے پشت اژدر پر سوار ہیں اژدر لڑ رہے ہیں نوبت باینجا
رسید کہ اژدر تہمتن جادو اژدر عشاق پر غالب آنے لگا اور یہ مغلوب ہونے لگا عشاق نے
یہ واقعہ دیکھا فوراً سحر کیا کہ اژدر نے ایک ایسا قلابہ آتشیں چھوڑا کہ وہ چادر آگ تہمتن جادو پر
پڑی یہ اسکو دفع کرنے میں مصروف ہوا کہ عشاق نے سحر کیا کہ ایک برق کوند کر سر تہمتن جادو
پر گری کہ کاسہ سر میں در آئی فوراً تہمتن جادو نے سحر کیا کہ وہ برق تو نکل گئی مگر زخم کاری لگا
خون سر سے بہنے لگا غشی سی تہمتن جادو پر طاری ہوئی پس عشاق نے گنبد کی طرف اشارہ کیا

کہ گنبد ساکت ہوا کیونکہ وہ تو اسی طور سے گردش کر رہا تھا اور شق ہوا اور ایک ریسمان پیدا ہوئی کہ جو سر و
گردن تہمتن جادو میں پڑی اور تہمتن جادو کو وہ ریسمان کھینچکر اسی گنبد میں لیگئی اور منزل سے کے
قید کیا جب تہمتن جادو اس طور سے اسیر ہوگیا عشاق نے مبارز طلب کیا لشکر تہمتن جادو
سے کئی ساحر نکلے اسیر ہوے اب اسنے پھر مبارز طلب کیا کہ خود صاحبقران نے قصد کیا تھا کہ بادشاہ
سے اجازت لیکر براے مقابلہ جاؤن کیونکہ خیال فرمایا تھا اول ہین کہ سواے میرے ہر کسی سے قتل
نہوگا کیونکہ مین مالک باطل السحر ہون بس صاحبقران قصد کر رہے تھے کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی اور
آسمان برابر نمایان ہوا وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دو سو علم نشان دو لاکھ سپاہ کے ظاہر ہوے
پھریرون پر تعریف خدا وند کریم مرقوم تھی علمدارون نے قریب لشکر اسلام آکر صاحبقران و بادشاہ
و قیصر صاف باطن کو سلام کیا اب جو پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر غیر ساحرون کا طلسم مرآۃ العدم
سے براے کمک آیا ہے بعد نشانون کے اور سب سامان گذرا اسکے بعد دو لاکھ کا لشکر غیر ساحرون کا
نمودار ہوا سب نے صاحبقران کو اور سب کو سلام کیا موجب حکم صاحبقران وہ لوگ صف باندھکر
کھڑے ہوے آنے کا حال دریافت کیا انھون نے عرض کیا کہ ہمارے بادشاہ کا نام گیا تھا بس مرأت جادو
دو لاکھ ساحر اور دو لاکھ غیر ساحر لیکر روانہ ہوے وہ بھی آتے ہین جتنا نجیب ہوا برا انھین کی آمد کا ہی یہ
باتین ہو رہی تھین کہ دوا بر شق ہوا اور نشان لشکر پیدا ہوے اتر در وان پر تھے بس سب نے
سلام صاحبقران وغیرہ کو کیا اور جدھر ساحرون کا لشکر تھا جاکر صف باندھکر کھڑے ہوے سب نے
دیکھا کہ مرأت جادو طاؤس پر سوار عقب مین لشکر بیشمار نمودار ہوا اسنے جو دو لشکر صف آرا
دیکھے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عشاق لشکر اسلام سے مبارز طلب ہے بس اپنے لشکر کو
تہمتن جادو کے مانند لشکر اسلام کی طرف روانہ کرکے اور بادشاہ اور صاحبقران اور اپنے
آقا کو سلام کرکے طرف عشاق کے چلا ادھر ہرکارون نے سمندر شاہ کو خبر دی کہ طلسم مرآۃ العدم
سے مرأت جادو دو لاکھ ساحر اور دو لاکھ غیر ساحر لیکر صاحبقران کی کمک کو آیا ہے اور لشکر کو
لشکر اسلام کی طرف روانہ کرکے خود براے مقابلہ عشاق آتا ہے سمندر شاہ نے کہا کہ یہ بھی مثل
تہمتن جادو کے اسیر ہوگا ادھر مرأت جادو کو جو صاحبقران نے اسطرف جاتے دیکھا فرمایا کہ ٹھہر جاؤ
یہ ساحر زبردست ہے اور تم تھکے ہوے ہو اور کوئی مقابلہ کریگا مرأت جادو نے ہاتھ جوڑکر جواب دیا کہ تو
غلام اسی سے مقابلہ کریگا یہ کہکر چلا ادھر عشاق نے دیکھا کہ ایک ساحر میری طرف آتا ہے ولیکن
خیال کیا کہ تو کہانتک مقابلہ کیے جائیگا یہ تو اسی طور سے براے کمک آتے جائینگے بس بہتر یہ ہے
کہ اب مقابلہ نہ کر جو ساحر خواہ زبردست خواہ زبردست آئے خاک قبر جمشید ہی سے گرفتار کر
ولیکن یہ خیال کرکے جھولی سے خاک نکالی اور اس قصد سے کھڑا ہوا کہ جب یہ قریب آئے اسیر
مارون بس جیسے ہی مرأت جادو قریب آیا اس کافر نے کیا کیا کہ وہ خاک ماری مرأت جادو
تو اس حال سے غافل تھا تمام خاک اسپر پڑی اور وہ بیحس و حرکت ہوا اس نابکار نے
مرأت جادو سے نہ نام دریافت کیا نہ مقام کا نشان یہ حرکت کر بیٹھا صرف اسقدر یہ تو
مرأت جادو نے عشاق سے کہا کہ او عشاق تو نے بڑی دغا کی یہ خلاف جوانمردی کام کیا
مرأت جادو کی تقریر سنکے عشاق نے جواب دیا کہ پھر کیا کرون کس طور سے لڑائی کا خاتمہ تو ہو
بہت ساحر اسیر ہو چکے اب اور دنیا کو دن سے چلے آتے ہین مین کہانتک ہر ایک سے مقابلہ کرون اب

ہین سنے یہ طریقہ اختیار کیا صرآت جادو نے قصد کیا کہ کچھ جواب سہار دن مگر طاقت جواب دینے کی نہ تھی حس و حرکت
زائل ہو چکی تھی جواب نہ دے سکا جھوم کر طاؤس پر سے گرنے لگا کہ عشاق نے گنبد کی طرف اشارہ
کیا اسی طور سے ریسمان پیدا ہوئی اور صرآت جادو کو بھی باندھ کر گنبد مین کھینچ لیا اور بند کیا سب
ساحر اور غیر ساحر جو کہ اسیر ہوے تھے مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہے تھے اور کہتے تھے جس خاک پر یہ پڑے ہین
یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاک نہین ہے بلکہ آگ ہے ہر ایک کے جسم مین آبلہ پڑ گئے ہین کیا کرین ناچار ہین
پس یہان عشاق نے صرآت جادو کو اسیر کر کے مبارز طلب کیا پس صاحبقران نے خواجہ سے
فرمایا کہ پکار کر کہدو کہ اب نہ کوئی ساحر نہ کوئی غیر ساحر براے مقابلہ نکلے مین جا کر مقابلہ کرونگا دوسرا
امر یہ بھی تھا کہ بعد اسیر ہونے صرآت جادو کے چند ساحر لشکر سے نکلے تھے وہ اسیر ہو چکے تھے
پرا بند ہو گیا تھا پس خواجہ نے پکار کر کہا اور میدان کو قرق کیا صاحبقران وہان سے روبرو
بادشاہ کے تشریف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ کیا قصد ہے آپکا صاحبقران نے فرمایا کہ اب مین خود
مقابلہ جاؤنگا کیونکہ اس امر کا یقین ہے کہ جو مقابلہ کو جائیگا اسیر ہوگا خواہ ساحر ہو خواہ غیر ساحر ہو
پس کیا ضرور ہے کہ بیکار کو بندگان خدا کا خون ہوا اور زحمت ہو مین خیال کرتا ہون کہ بلا … میرے
جائے ہوئے یہ معرکہ سر نہوگا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہے پس جو ساحر مقابلہ کو جائیگا اسیر ہوگا
غیر ساحر کی تو کیا اصل ہے اور مین مالک اسم اعظم ہون میرے اوپر اسکا سحر اثر نہ کریگا پس جو مین …
کرونگا یہ جو صاحبقران نے فرمایا بادشاہ نے تخت زمین پر رکھوا دیا اور دونون ہاتھ گلے مین
صاحبقران کے ڈالدیے سب سردار اور عزیز اسی مقام پر جمع ہو گئے اپنے اپنے مقام سے آکر
بادشاہ نے صاحبقران سے کہا کہ یہ نہوگا کہ آپ مقابلہ کو جائین پہلے مین مقابلہ کر لون پھر آپکو اختیار
ہے آپکے سبب سے میری بادشاہت ہے مین آپکو نہ جانے دونگا صاحبقران فرماتے ہین …
ہین جہان پناہ ہین آپکے سبب سے لشکر کی رونق ہے اگر مین نہونگا لشکر تباہ نہوگا آپکے قدم … سے
لشکر کی تباہی کا خوف ہے پس بادشاہ یہ فرما رہے ہین صاحبقران یہ جواب دے رہے ہین اور عزیز یہ بھی
کہہ رہے ہین کہ آپ مقابلہ کو نہ جائین ہم جا کر مقابلہ کرینگے آپکے سبب سے ہم سب کی عزت و آبرو ہے
ہر ایک کو یہی جواب صاحبقران دیتے ہین کہ مجکو جانے دو تم مین سے جو جائیگا وہ اسیر ہو جائیگا
یہان تو یہ واقعہ ہے کہ صاحبقران بادشاہ اور سردارون اور عزیزون سے رخصت چاہ رہے
ہین کوئی نہین دیتا ہے دونون طرف سے اصرار ہے پس ان سب کو اسی حالت مین چھوڑ کے اور
اب دوسرا قصہ بیان ہوتا ہے اسکے بعد پھر یہ داستان تحریر ہوگی

اب شمہ حال ملکہ ایوان شہ طاقی کا سماعت فرمائیے کہ یہ جو لشکر لیکر اپنے اہل شہر کو مسلمان کر کے اور حیران بادلہ پوش کو شکست دیکر جو کہ سمندر شاہ کی طرف سے اسکے ملک کو غارت کرنے آیا تھا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی و دیگر حالات داستان ہذا

راوی بیان کرتا ہے کہ ملکہ ایوان شہ طاقی جو تین لاکھ ساحرون کا لشکر لیکر برائے کمک اہل اسلام روانہ
ہوئی تھی بعد قطع مراحل و طے منازل کے قریب سمندر پہ آستان پہونچی کہ جسدن عشتاق نے میدان
مین آکر کل ساحران مطیع اسلام کو اسیر کر لیا تھا چنانچہ یہ دو منزلہ و سہ منزلہ کرتی ہوئی آتی تھی بدین سبب
یہ بھی اور اسکا کل لشکر تھک گیا تھا اور یہ بھی بسبب راہ کے کسلمند تھی پس اسنے بصلاح سرداران لشکر
اُس مقام پر قیام کیا اور شب اُسی مقام پر بسر کی صبح کو جب یہ وہان سے کوچ کرنے لگی تو اسنے خیال
کیا کہ ذرا کچھ حال سمندر رشاہ اور لشکر اسلام کا دریافت کرون کہ مقابلہ تو نہین ہوا سمندر رشاہ کس فکر مین ہے
یہ اپنے دلمین خیال کرکے اپنے بوم خانہ مین جاکر کچھ لونگ وغیرہ کا بخور کیا اور ایک ماش کے آٹے کی
پتلی بنا کر اُسپر سحر کیا جب وہ گویا ہوئی اُس سے دریافت کیا کہ تو یہ بیان کر کہ لشکر اسلام کس فکر مین ہے
اور سمندر رشاہ کس فکر مین ہے آیا ابھی مقابلہ تو اہل اسلام اور سمندر رشاہ سے نہین ہوا یہ جو اسنے
کہا وہ پتلی کچھ عرصہ تک ساکت رہی اسکے بعد گویا ہوئی کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ سمندر رشاہ
چالیس لاکھ کا لشکر لیکے جسمین ساحر بھی تھے اور غیر ساحر بھی مقابلہ مین لشکر اسلام کے آیا طبل جنگ بجا
چنانچہ پہلے تو غیر ساحرون سے مقابلہ ہوا لشکر اسلام غالب آیا اسکے بعد سمندر رشاہ نے اپنے ساحرونکو
حکم دیا کہ مقابلہ کو نکلو آخر سب سے بھی ساحرون نے نکلکر مقابلہ کیا چنانچہ اس معرکہ مین بھی اہل اسلام
کا غلبہ رہا پس سمندر رشاہ نے عاجز ہوکر خود نکلنے کا قصد کیا اسکے استاد نے منع کیا اور بعد صلاح کے
یہ رائے ہوئی کہ مین نکلون یعنی عشتاق چنانچہ وہ شب مین اسکے نام پر طبل جنگ بجا رات بھر تیاری جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر مقابل ہوئے عشتاق نے نکلکر میدان مین آکر ایک گنبد ہوا کی بالا سے ہوا
بنایا اسکے بعد مبارز طلب کیا چنانچہ لشکر اسلام سے اول [illegible] عزالان نکلین عشتاق سے خوب
خوب مقابلہ کیا آخر کو اسیر ہوئین یعنی عشتاق نے اسیر کر لیا پھر [illegible] جو نکلا پہلے تو خوب لڑا اسکے بعد اسیر
ہوا نوبت یہ آئی کہ صبح سے قریب شام مقابلہ ہوا وہ خوب لڑا جب عشتاق نے دیکھا کہ یہ مغلوب
نہو گا تو خاک جمشیدی سے اسکو اسیر کرکے اُسی گنبد مین قید کیا خلاصہ یہ کہ کوئی دو ڈیڑھ سو
ساحران نامی اور کوئی پندرہ سولہ غیر ساحر کل عشتاق نے لشکر اسلام کے اسیر کیے رات ہوگئی طبل بازگشت
بجا دونون لشکر فرودگاہ پر واپس آئے رات بھر لشکر کفار مین خوشی رہی لشکر اسلام مین سب عبادت خدا کیا کیے
آج جب صبح ہوئی پھر دونون لشکر میدان مین آئے عشتاق نے نکلکر مبارز طلب کیا ابھی کوئی لشکر اسلام سے
مقابلہ کو نہین نکلا تھا کہ طلسم فیروزہ سے تہمتن جادو نائب مہرخ آفتاب علم جو جب اسکے طلب
کرنیکے لشکر لیکر آتا تھا آکر پہونچا جب اسنے عشتاق کو میدان مین مبارز طلب دیکھا لشکر کو تو خدمت صاحبقران
مین روانہ کیا اور خود آکر عشتاق سے مقابلہ کیا آخر یہ بھی آخر کو اسیر ہوا اسکے لشکر کے چند ساحر نکلے وہ بھی اسیر
ہوے تب اسنے پھر مبارز طلب کیا صاحبقران نے خود قصد کیا تھا کہ طلسم مرآۃ العدم سے صراف جادو حسب الطلب
[illegible] باطن کے لشکر ساحران و غیر ساحران لیکر آیا اسکو بھی جب یہ معلوم ہوا تو یہ بھی مثل تہمتن جادو کے
لشکر کو لشکر اسلام کی طرف روانہ کرکے اور خود مقابلہ عشتاق مین آیا وہ بھی اسیر ہوا اس سے مقابلہ کی نوبت نہ آئی
کہ عشتاق نے خاک جمشیدی سے اسکو اسیر کر لیا اسکے لشکر کے چند ساحر نکلے وہ بھی اسیر ہوے اب جو اسنے
مبارز طلب کیا ہے تو خود صاحبقران نے قصد کیا ہے بادشاہ سے اجازت طلب کر رہے ہین وہ نہین دیتے ہین اصرار
ہو رہا ہے یہ واقعہ ہے اور سب ساحران اسلام و غیر ساحران اسلام اُس گنبد مین قید ہین اور بیحس و حرکت پڑے ہین عجب آتش
شدید ہے کہ جس کا [illegible] باہر پڑے ہین وہ مثل آگ کے جل رہی ہے بلکہ یہ حال ہے کہ انکے جسم مین آبلے پڑ گئے ہین اور اس گنبد مین

سب اسیرون یہ حال ہو لشکر اسلام کا جلد اپنے کو پہونچائیے ورنہ صاحبقران نہ نکلکر مقابلہ کرین اور بلکہ ایک امر
ضروری ہی کہ اس عشاق کا قتل ہونا غیر ممکن ہی کیونکہ یہ سحر بند ہی جب تک کہ اسکا قاتل نہ آئیگا نہ یہ صاحبقران
کے ہاتھ سے مارا جائیگا نہ کسی دوسرے کے ہاتھ سے یہ بھی مین آپکو خبر دیتی ہون کہ آج یہ ضرور مارا جائیگا اور سمندر شاہ
کا اقبال بدل گیا سا تہا اور بارکے سمندر شاہ شکست کہا کر طرف طلسم سنجوری کے بھاگے گا مگر ابھی چند ساعت تو
یہ زندہ رہیگا اور اہل اسلام پر یہی مصیبت رہیگی جب تک کہ انکے ستارے نحس ہین ہان بدلا جاتے ہین کچھ
ہی زمانہ باقی ہی ادہر بدلے ادہر عشاق کا قاتل آیا بس یہی نشانی ہی اہل اسلام کے ستارونکے بدلنے کی قسمت
عشاق مارا جائے بس سمندر شاہ پریشان ہوکر جنگ مغلوبہ کا حکم دیگا اور جنگ مغلوبہ ہوئی اور اہل اسلام کی
ظفر ہوئی اب سمندر شاہ یہان ٹھہر نہین سکتا ہی جو گھڑی ٹھہرا ہی وہ گھڑی ٹھہرا ہی ورنہ اسکے ستارے جو ستارے
نحس اسکے ہین یہ ضرور ہی کہ اس مقابلہ مین قتل نہین ہوگا اسکی قضا طلسم سنجوری مین ہی یہ جو اس پتلی نے کہا
ایوان کو بہت بڑی فکر ہوئی سحر کیا کہ وہ پتلی تو غائب ہوئی یعنی آتش کا اٹہا ہوکر رہ گئی اور اپنے سردارونکو
طلب کرکے حکم دیا کہ تم تو لشکر لیکر طرف لشکر اسلام کے چلو مین آتی ہون مگر بہت جلد راہ طی کرنا ایسا نہو کہ صاحبقران
مقابلہ کو نکل آئین تو تمہی شرمندگی ہوگی مجکو خواجہ سے مین بند وبست کرکے آتی ہون ایک ضرورت سے جاتی
ہون راوی نے کہا ہی کہ ایوان کے ایسے حواس گئے تھے یہ خبر سنکے کہ اسنے پہلے سے یہ بھی نہ دریافت کیا کہ عشاق کا
قاتل کون ہی اور یہ کیونکر قتل ہوگا اگر دریافت کرتی تو معلوم ہوجاتا بس یہ حکم دیکر اور سحر کرکے پرواز پیدا کرکے
ایک طرف کو روانہ ہوئی سرداران لشکر لشکر کو لیکر اسیوقت طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے گو لشکر اسلام سے
واقف نہ تھے مگر سمندر ہی کی طرف چلے اور ایوان نے پتہ بھی بتا دیا تھا یہ تو ادہر چلے یہان صاحبقران اصرار
کررہے ہین بادشاہ اجازت نہین دیتے ہین عشاق مبارز طلب کررہا ہی ایوان جو پرواز پیدا کرکے طرف
آسمان کے چلی تھی عشاق تو اس حال سے بالکل بیخبر تہا کہ اب کون ایسا ہی کہ جو میرے اسیرونکو لیجائیگا
نہ یہانتک غبار پہونچ سکتا ہی نہ کوئی ساحر لشکر مین ایسا ہی بس بیخوف کھڑا ہوا مبارز طلب کررہا تھا ایوان
جو وہان سے چلی ایک مرتبہ یہان آکر چکی اسنے جو غور کرکے زمین کی طرف دیکھا تو کیا نظر پڑا کہ صاحبقران
قریب تخت بادشاہ کھڑے ہوئے ہین تخت بادشاہ کا زمین پر رکھا ہوا ہی اور بادشاہ صاحبقران کے
گلے سے لگے ہوئے ہین سب سردار غیر ساحر اور غیر ساحر اسی مقام پر ہین لشکر ساحران ایک طرف کھڑا ہوا
ہی مگر عجب عالم ہی کہ برے کے برے ساحرون سے خالی ہین جسقدر اہل لشکر ہین سب مغموم کھڑے ہوئے
ہین عجب ایک سناٹا لشکر مین ہی یہ حال دیکھکر ایوان کو بھی بڑا صدمہ ہوا نگاہ دوڑاکر خواجہ کو دیکھا
کہ خواجہ کہان ہین دیکھا کہ خواجہ بھی قریب صاحبقران ہین بس ایوان تو اپنے کو سحر سے پوشیدہ کیے
ہوئے تھی وہ سب کو دیکھ رہی تھی اسکو کوئی نہین دیکھ سکتا تھا ایک مرتبہ ایوان نے لشکر سمندر شاہ
کی طرف دیکھا سب کو خوش وخرم پایا بڑا صدمہ ہوا انکے خوش ہونے کا بس ایوان بلند ہوکر اس
گنبد کے قریب آئی اور سحر کیا کہ سقف گنبد شگافتہ ہوگئی بس اسنے کیا تدبیر کی کہ جسقدر ساحر وغیر ساحر
تھے سحر کرکے سب کو اس گنبد کے اندر سے نکال لیا اور ایک تختہ پر ڈالا پہلے اسنے یہ سحر
کیا تھا کہ سب بیہوش ہوگئے تھے اسکے بعد سب کو نکال لیا اور انکے عوض مین آتش کے پتلے
بناکر اسی صورت کے اور اسی طور سے اسیر اس گنبد مین ڈالدیے اس امر کی کسی کو خبر بھی نہوئی
جو دربان در گنبد پر بیٹھے تھے وہ بھی آگاہ نہوے گنبد اسی طور سے درست کیا اسنے یہ
نہین کیا کہ سحر عشاق کو مٹادے اس خیال سے کہ ذرا اسکو بھی خبر کا ہو گو ممکن تھا کہ اس گنبد کو

مٹا کر نکال لائی صرف خفیف کرنے کو اُسنے سحر بدل کیا جیسے کہ بیہوش ہے باہن بہمن روئین تن نے کیا تھا
پس یہ سب کو لیکر اُسی حالت بیہوشی مین ایک ابر پہ سحر پڑا لکر اور اس ابر کو غائب کرکے وہان سے
بہت جلد روانہ ہوئی اسقدر جلد چلی کہ اسکا لشکر لشکر اسلام تک نہ پہونچنے پایا تھا راہ مین تھا کہ
یہ اپنے لشکر مین پہونچ گئی اور اپنے تئین ظاہر کیا اور سب سے کہا کہ اسی مقام پر بہت جلد ایک خیمہ برپا
کر دو اور تھوڑے عرصہ تک قیام کرو مگر کوئی خیمہ مین نہ آسکے پس فوراً ایک خیمہ برپا کیا گیا یہ اُس خیمہ مین
آئی اسنے اُس ابر سحر کو بھی اندر خیمہ کے سحر کرکے کھینچ لیا اول اُس مقام پر خیمہ برپا کرایا تھا کہ جس مقام پر
اسنے ابر سحر کو زمین پر اُتارا تھا مگر وہ سبکی نگاہ سے پوشیدہ تھا پس جب خیمہ برپا کر چکا اب اسنے سحر کیا کہ
سبکے جسم پر سے قید سحر دفع ہوئی اور زبان سے ہر ایک کی سوزن نکالی قید سحر کا دفع ہونا تھا کہ سبکے
جسمون مین طاقت آگئی جب یہ سوزن نکال چکی اور قید دفع کر چکی اب اسنے سحر کیا کہ سب کو ہوش
آیا اب جو ہوش آیا ہر ایک نے اپنے کو رہا پایا ہاتھ پاؤن کو جو حرکت دی انمین بھی طاقت پائی
خیال کیا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہین یہی حال غیر ساحرونکا بھی تھا کہ ایوان نے کہا کہ آپ لوگ کچھ
فکر نہ کرین جلد اُٹھین آپکی اس کنیز نے آپ سب کو رہا کیا ہے مشتاق کو نرک دی ہے جب معلوم ہوگا
صورت حقیقت ہوگا مین نے سحر بدل کرکے آپکو گنبد سے نکال لائی ہون اور آپ سب لوگونکی صورت
بنا کر ڈال آئی ہون یہ جو ایوان نے کہا اب جو سب نے آنکھین کھولکر دیکھا تو اپنے کو ایک خیمہ مین پایا
اور ایوان کو کھڑے ہوے دیکھا سواے تہمتن جادو وہرات جادو اور انکے لشکر کے ساحرون نے
اور دیوانہ ہوشت وبہوشت نے تو نہین پہچانا اور سب نے پہچان لیا فریبیدہ وڈھائی سو کے سب ساحر
وغیر ساحر تھے پس سب اُٹھے اور ایوان سے ملے اور اُسکا شکریہ ادا کرنے لگے ایوان نے کہا کہ یہ
وقت شکریہ ادا کرنے کا نہین ہے اور نہ مجھسے حال دریافت کرنے کا ہے جب اطمینان سے ہونگی تو بیان
کرونگی پس آپ لوگ اسقدر کام کرین کہ جو ساحر ہین وہ سحر سے اور جو غیر ساحر ہین اُنکی ساحر صورتین تبدیل
کرین مثل میرے اہل لشکر کے اور میرے لشکر کے ہمراہ چلین کیونکہ وہان مشتاق سپاہ زر طلب کر رہا ہے
اور صاحبقران نکلا چاہتے ہین ایسا نہو کہ وہ میدان مین اُسکے مقابلہ مین آجائین تو بڑی خرابی ہو
پس یہ تدبیر کیجئے اور جب یا مین پکار کر عرض کرون کہ آپ لوگ اپنے کو ظاہر کیجئے پس فوراً
اپنی اپنی اصلی صورت پر ظاہر ہو جائیگا اور اپنے اپنے مقام پر لشکر مین تشریف لیجائیے گا
اور غیر ساحرون کی بھی صورت بدل دیجئے گا سب نے قبول کیا کیونکہ نہ قبول کرتے کہ اتنا بڑا
احسان کیا تھا پس سب نے صورتین تبدیل کین سحر سے اور غیر ساحرون کی بھی تبدیل کین پس
ایوان اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر خیمہ سے نکلی سب اہل انکے حیران ہوے کہ یہ اسقدر ساحر
ملکہ کہان سے لائی ہے ایوان نے سب کو حیران دیکھا کہا کہ تم لوگ حیران ہو کہ یہ اسقدر ساحر کہان سے
آئے یہ لوگ میرے پاس بہت عرصہ سے ملازم ہین مگر پوشیدہ تھے یہ سب ساحران زبردست سے ہین اور معزز
ہین انکا حال کسیکو نہین معلوم تھا یہ پوشیدہ طور سے میرے ہمراہ رہتے تھے اور میری حفاظت کرتے تھے
پس اس وقت مین نے انکو ظاہر کیا اور اپنے ہمراہ لیکر خیمہ سے باہر آئی یہ کہکر پشت پر سوار ہوئی اور وہ سب ساحر
یعنی جسکو رہا کیا تھا اور غیر ساحر طاؤس دبازہ پر سوار ہو کر [illegible] قائم ہوئے غیر ساحر جو تھے یہ ساحرون نے
سحر سے طاؤس وغیرہ بنائے اور انکو [illegible] طاؤس پر سوار ہوے چلے پس ایوان ان سبکو اپنے
ہمراہ لیکر ادھر نکالی [illegible] لشکر کو اُس مقام سے چلا اور اسقدر جلد جلد پہونچی لشکر اسلام کے کہ صاحبقران

نہ نکلنے پائے تھے بادشاہ سے فرما رہے تھے کہ اجازت مرحمت فرمایئے عشاق میدان میں کھڑا ہوا تماشہ دیکھ
رہا تھا اور نہیں رہا تھا کہ یکایک صحرا کی طرف سے گرد اڑی اور ابر بسنتی رنگ دکھائی دیا یہ جو بادشاہ نے
اور کل اہل لشکر نے دیکھا صاحبقران سے بادشاہ نے فرمایا کہ ملاحظہ فرمایئے کہ کیا خوشرنگ ابر اٹھا ہے اس
ابر کو دیکھکر ایک قسم کی فرحت ہوتی ہے ضرور کوئی نہ کوئی مددگار ہمارا آتا ہے خداوند کریم نے شاید کسیکو اپنی قدرت
سے بھیجا ہو کہ جو آکر اس کافر کو قتل کرے صاحبقران نے فرمایا کہ گو اسکی ذات سے اس سے زیادہ امید ہے
مگر اب کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہماری کمک کو آئے گو ساحر و غیر ساحر بہت سے دوست ہیں مگر انکو اس سفر کی
خبر کب ہے جو کمک کو آئینگے اور فرض کرو جیسا آپ فرماتے ہیں ایسا ہی ہو تو جو آئیگا وہ اسکے ہاتھ سے
اسیر ہوگا اسپر فتح نہ پائیگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ امر درست ہے مگر ذرا ملاحظہ تو فرما لیجئے صاحبقران نے
فرمایا کہ بہت خوب یہ فرما کر ادھر دیکھنے لگے جدھر سے ابر اٹھا تھا اور سب سردار اور سب عزیز اور بادشاہ
اور کل اہل لشکر ساحر و غیر ساحر وغیرہ بادشاہ نے فرمایا تھا کہ یہ ابر آمد ساحر کا ہے اور یہی ہر ایک کو یقین ہوا تھا
سمندر شاہ اور اسکا لشکر کل اور عشاق بھی اسی طرف متوجہ ہوا شملاق نے سمندر شاہ سے عرض کیا
کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ساحر زبردست یا تو آپکی کمک کو آتا ہے یا اہل اسلام کی سمندر شاہ نے کہا کہ نہیں
تو ہمارے مددگاروں کے آنے کی ہے کوئی ہمارا مددگار آتا ہے اگر آتا ہے تو بیکار آتا ہے تو ختم کر چکے ہیں سمندر شاہ
شملاق سے یہ کہہ رہا تھا کہ ادھر وہ ابر ایک طرف میدان میں دونوں لشکروں سے الگ آکر قائم
ہوا تب سمندر شاہ نے شملاق سے کہا کہ یہ تو نہ میرا مددگار معلوم ہوتا ہے نہ اہل اسلام کا کیونکہ وہ ابر
الگ دونوں لشکروں کے قائم ہوا ہے شملاق نے جواب دیا کہ معلوم ہو جائیگا ادھر صاحبقران نے بادشاہ سے
فرمایا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ابر الگ قائم ہوا یہ کوئی دوسرا حریف پیدا ہوا ہے کہ جو
الگ ٹھہرا ہے خیر اگر اس سے جان بچی تو اس سے بھی مقابلہ کیا جائیگا بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھئے
پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے میرا تو دل گواہی دیتا ہے کہ ضرور کوئی نہ کوئی ہمارا دوست ہے جو جب
مصرعہ کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں ادھر ابر والوں نے اپنے اہل لشکر کو حکم دیا تھا
کہ تم دونوں لشکروں سے الگ اپنے پرے جمانا چنانچہ اسی سبب سے وہ لوگ الگ کھڑے
ہوئے بس راوی نے بیان کیا ہے کہ جس سبب لشکر ابر والوں کا آگیا اور پرے جم چکے اسوقت وہ ابر
شق ہوا سب بادشاہ اور صاحبقران اور کل اہل اسلام اور سمندر شاہ اور عشاق اور کل لشکر
سمندر شاہ نے دیکھا ایک لشکر [illegible] ساحروں کا [illegible] غور کرکے سمندر شاہ نے دیکھا
تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ابر [illegible] سب [illegible] لوگ ہیں [illegible] ابر والوں [illegible]
آگے لشکر کے [illegible] اور پیچھے لشکر کی طرف [illegible] سمندر شاہ
نے [illegible] شملاق سے کہا کہ [illegible] اہل اسلام [illegible] کہ اہل [illegible]
مسلمان [illegible] لشکر [illegible] لشکر کیا تھا اپنے
[illegible] مقابلہ [illegible] اور [illegible] قتل کیا اور [illegible] شکست دی
اب کیا سبب ہوا کہ [illegible] لشکر [illegible] شملاق نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے
کہ اہل اسلام کو [illegible] اور آپ سے بھی [illegible] اس سبب
سے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
[illegible] اور [illegible] سے [illegible]

اسکی قدر کرکے بے عزت کیا اسپر طرہ یہ ہوا کہ لشکر اُسکے ملک کے تباہ و برباد کرنے کو روانہ کیا بس یہ
اور خرابی ہوئی اُسنے اُس لشکر کو شکست دی اور خود لشکر لیکر آئی ساحرہ زبردست ہی اسم بلند ہی آپکے استاد
کی جو سن آپکے استاد کا ہوگا وہی ایوان کا بھی ہوگا بلکہ کچھ سن مین زیادہ ہوگی کسکی نواسی ہی بلکہ شعلۂ جادو
کی آگ کا پتلہ ہی اسکے مقابلہ مین عشناق مثل چنگاری کی بھی نہین ہین اسکا سحر آپ ملاحظہ کر چکے ہین کہ جب اسنے آپکی طرف
سے آکر اہل اسلام سے مقابلہ کیا ہی ایک ادنے سے سحر مین سب کو اسیر کر لیا تھا اور خود مقابلہ کو
نہ نکلی تھی صرف اپنے مقام پر سے کھڑے کھڑے سحر کیا تھا جسکی وزیر زادی ایسی تھی کہ جسنے کل لشکر اسلام کو
پکڑ لیا وہ خود کیسی ہوگی ایک ذرا سے اشارہ مین لشکر اسلام مین تلاطم مچ گیا کسقدر ساحر و غیر ساحر
اسیر ہوے تھے جب اسنے دریا بنایا تھا اور ایک اشارہ اور وہین ایوان سے اسم اعظم صاحبقران آپکے
قلب پر سے محو کر دیا تھا پھر نگادی تھی نہ عیاری خواجہ کرتے تھے اہل اسلام اس بلا سے نجات پاتے وہ بھی
ساحر تھے جنکے گرفتار کرنے مین استاد صاحب کو مشکل پڑی تھی کس کس تدبیر سے اور ڈھونگ سے اور
فقرہ سے اور مکاری سے اسیر کیا ہی بس اگر ایوان اس قصد سے آئی ہی تو بڑی خرابی ہوئی دیکھیے
پہلے کس سے مقابلہ کرتی ہی ایوان سے تو کوئی ساحر اس لشکر کا نہین مقابلہ کرسکتا ہی بس ہان اگر
کچھ مقابلہ مین ٹھہرینگے تو استاد یا آپ باقی تو سب اُسکے لقمہ ہین اور ہم سب اُسکے نزدیک حلوۂ تازہ
ہین سمندر شاہ نے کہا کہ اگر وہ ہمسے مقابلہ کو کہے گی تو ہم یہ جواب دینگے کہ ہم اہل اسلام کا
خاتمہ کر لین تو پھر تمسے مقابلہ کرین اگر وہ پہلے اہل اسلام کی طرف توجہ کریگی تو بھی ہم یہی
کہینگے کہ ہم اُنکا خاتمہ کر چکے ہین تمکو کیا ضرورت ہی جو تم زحمت کرو ہمسے اُنسے فیصلہ ہو جانے دو
شملاق نے کہا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی یہان شملاق و سمندر شاہ مین تو یہ تقریر ہو رہی ہی اودھر
ہشناق کھڑا ہوا ایوان کی طرف دیکھ رہا ہی ایوان اس قصد سے آگے اپنے لشکر کے کھڑی ہی
کہ ابکی یہ اہل اسلام سے مبارز طلب کرے تو مین اپنے لشکر سے اسکے مقابلے کو نکلون اودھر
لشکر اسلام کے لوگون اور خود بادشاہ و صاحبقران اور سردارون و خواجہ نے جو
دیکھا کہ ایوان لشکر کثیر لیکر حسب وعدہ آئی تو مگر الگ صف آرا ہوئی اور آگے لشکر کے
کھڑی ہوئی دونون لشکرون کی طرف دیکھ رہی ہی صاحبقران نے یہ دیکھکر بادشاہ سے کہا کہ آپکا
فرمانا تو درست ہوا کہ لشکر ساحرون کا آیا ہی مگر یہ آپکا دوست نکلا نہ سمندر شاہ کا گو یہ
دوستی کا دعوی کرتی تھی اور یہ بھی اقرار کر گئی تھی کہ لشکر لیکر حاضر ہوتی ہون اور آئی مگر
نہ معلوم کیا سبب ہی جو الگ کھڑی ہی اور اپنے لشکر کو بھی الگ صف آرا کیا ہی خواجہ نے یہ سنکے
عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین کچھ عرض کرون صاحبقران نے فرمایا کہ آپ فرمائین خواجہ نے
عرض کیا کہ مین نے اُسوقت عرض کیا تھا کہ جب یہ مطیع اسلام ہوئی تھی کہ اسکا کیا اعتبار ہی
اسکی پیشانی سے ظاہر نہین ہوتا ہی یہ مکر کرتی ہی آپنے فرمایا تھا کہ ظاہر کو دیکھتے ہین باطن کا
حال خدا کو معلوم ہی بس ملاحظہ فرمایئے میرا قول درست ہوا کہ وہ فقرہ کر گئی اور اپنی
جان اُسنے بچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا کیا نقصان ہوا وہ اُسی کا ہوا اُسکے نصیب مین
دین اسلام سے مشرف ہونا نہ لکھا تھا سیر جنت اُسکے مقدر مین نہ تھی نار دوزخ مین جلنا مقدر مین
تھا بس کیا ضرورت تھی کہ جب اُسنے کہا کہ مین نے آپکا دین قبول کیا اور مطیع اسلام ہوئی
مجھکو اجازت دیجیے کہ مین اپنے شہر مین جا کر اپنے سب عزیزون اور اہل لشکر کو مسلمان کرون اور لشکر لیکر آپکی کمک کو

آؤں تو میں کیوں منع کرتا جو کچھ مجھکو سمجھانا تھا سمجھا دیا تھا راہ راست بتا دی تھی خواجہ نے عرض کیا کہ یہ
امر تو ضرور ہے مگر آپ ان لوگوں سے واقف نہیں ہیں یہ بڑے مکار ہوتے ہیں انکے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہیں
صاحبقران نے فرمایا کہ میرا قلب اس طور کا نہیں ہے نہ میں ایسا ہوں کہ کسی کے قول کا اعتبار نہ کروں
یہ فرماکر فرمایا بادشاہ سے کہ آپ مجھکو اجازت دیجئے اب کس امر کا انتظار ہے بادشاہ نے فرمایا کہ آپ
مجھکو اجازت مرحمت فرمایئے یہ فرماکر بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ مجھکو تو پتا ہوا کہ یہ ایوان کس
قصد سے آئی ہے خواجہ نے جواب میں عرض کیا کہ میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ اس قصد سے آئی ہے کہ
جیسا کہ آپ لوگوں سے مقابلہ کروں اور عیوض لوں اس ذلت کا بادشاہ نے فرمایا کہ پھر سمندر شاہ
کی کیوں نہ خبر لی ہمدی خواجہ نے جواب دیا کہ یا تو اس سے بھی مقابلہ کرے گی کیونکہ اسکے بھی تو ہاتھ سے
زک پائی ہے یا آپ لوگوں سے مقابلہ کرکے خواہ شکست پائے خواہ ظفر کیونکہ سمندر شاہ سے پائیگی اگر ظفر
پائی تو سمندر شاہ خود اس سے ملنے کی خواہش کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ اس بلا سے تو جان بچے
پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے یہ ہی باتیں تھیں اور صاحبقران برائے اجازت اصرار فرما رہے تھے کہ
عشاق نے ایوان کی طرف سے منہ پھرا کر اور اہل اسلام کی طرف دیکھکر کہا کہ کیا اب
تم میں سے کوئی میرے مقابلہ کو نہ آئیگا کیا میں خود آؤں وہ جو بڑے بہادر بنتے تھے اور دلاور
اپنے کو جانتے تھے اور مالک اسم اعظم ہیں وہ بھی مجھ سے مقابلہ کو نکلتے ہیں میں کہانتک انتظار
کروں اگر کوئی نہیں آتا ہے تو میں خود آتا ہوں ساری بہادری کا حال تم لوگوں کی کھل گیا یہ جو
عشاق نے کہکر نہیب دی بس صاحبقران نے بادشاہ سے اس طور سے کہا کہ عشاق
و سمندر شاہ و کل لشکر سمندر شاہ و اہل لشکر اسلام و ایوان اور اسکے اہل لشکر نے سنا کہ صاحبقران
نے بادشاہ سے فرمایا کہ آپ نے سنا کہ اس مردار نے کیا کلمے اپنی زبان پر جاری کیے اب مجھکو
ان کلمات سنکے تاب نہیں ہے یا تو اجازت فرمایئے یا جواب صاف بس اگر اجازت نہ دیجئیگا
تو میں اپنا گلا کاٹ کر اپنے کو ہلاک کرونگا تاکہ میں دوبارہ یہ کلمات نہ سنوں یہ جو بادشاہ
سے صاحبقران نے فرمایا اور عشاق نے مبارز طلب کیا ایوان تو اس امر کی منتظر تخت
روکے اپنے لشکر کے آگے کھڑی تھی بس ایک مرتبہ تخت کو اڑا کر طرف عشاق کے چلی اور
صاحبقران سے پکار کر عرض کیا کہ حضور توقف فرمائیں یہ آپکی کنیز سراپا تمیز اس کافرہ کے
مقابلے کو جاتی ہے مجھکو سب حال معلوم ہے کہ کل سے اسنے آپکو اور شہریار کو بہت پریشان کر رکھا ہے
اور بہت سر اٹھایا ہے میں اسکا سر کچلتی ہوں یہ یوں نہ مانیگا جب تک یہ مقتول نہ ہوگا یہ بڑے
بڑے ساحروں کو اسنے کب سے اسیر کیا ہے بس آپ یاں نہ تشریف لائیں یہ کنیز اسکو کافی ہے میری موجودگی میں
آپ کیوں تکلیف کریں میں تو اسکے مقابلہ کی بہت دنوں سے مشتاق تھی اور اسی قصد سے آئی
ہوں کہ یا تو آج میں نے اسے قتل کیا یا اسنے مجھے میں نے جو اپنا لشکر الگ صف آرا کیا تو ایک مصلحت
سے آپ یہ خیال فرماتے ہونگے کہ ایوان نے مکر کرکے جان اپنی بچائی اب ہمسے مقابلہ کرنے آئی ہے ایسا
نہیں ہے بلکہ ایک مصلحت ہے اور میں تو آپکی کنیز زرخرید سے بدتر ہوں اسکو عذر ہوگا مجھکو عذر بھی نہ ہوگا بس
اس کنیز کو اپنے قدموں پر نثار ہونے دیجئے پھر آپکو اختیار ہے ابھی تو میں آپکو برائے مقابلہ تشریف نہ لانے دونگی
پہلے میں مقابلہ کرونگی اور بتقبل آپ سب جان نثار ہونگے اپنے کو نثار کرونگی اور میں انتظار کر رہی تھی کہ یہ مبارز
طلب کرے تو میں مقابلے کو جاؤں بس اسنے اب مبارز طلب کیا ہے اب میں جاتی ہوں یہ جو ایوان نے عرض کیا بادشاہ و

صاحبقران و خواجہ نے سر اٹھا کر ایوان کی طرف دیکھا ایوان نے تخت پر سے جھک کر سب کو سلام کیا
ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں کنیز ہون میری عرض قبول ہو صاحبقران نے یہ سنکے فرمایا کہ اے ایوان تو برائے
مقابلہ نہ جا کیونکہ یہ کل سے جو مقابلہ کو آیا ہے بس جو اسکے مقابلہ کو نکلا وہ اسیر ہوا یہ سوائے میرے اور
کسیکے ہاتھ سے قتل نہو گا کیونکہ میں مالک اسم اعظم ہون ایوان نے کہا کہ اچھو کنیز قصد کر چکی ہے کنیز کی سبکی
ہوگی اگر مقابلہ کو نہ جاونگی سب یہ خیال کرینگے کہ ایوان عشتاق سے ڈر گئی جو صاحبقران کے منع کرنے
سے مقابلہ کو نہ نکلی کنیز کو بھی اپنے اوپر سے تصدق فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ تمنے بڑا دھوکا دیا
ہمکو نہ معلوم تھا کہ تمھارا یہ قصد ہے ورنہ میں کب کا برائے مقابلہ نکل چکا ہوتا خیر جو مصلحت پروردگار
تمکو اختیار ہے یہ فرما کر خاموش ہو رہے اور خواجہ سے فرمایا کہ تمنے دیکھا کہ یہ کیا امر ہوا جو ہمارا اور تمھارا
خیال تھا وہ غلط نکلا میں خود حیران تھا کہ ایوان کے چہرہ سے نور اسلام ظاہر تھا اسنے پھر کیون کیا
اور میں نے دھوکا کھایا معلوم ہوا کہ کسی سبب سے اسنے اپنے لشکر کو الگ صف آرا کیا ہے اپنے
قول کی پختہ ہے اور بہت صادق الوعدہ ہے خواجہ نے عرض کیا کہ یہ امر میرے خیال میں نہ آیا کیا مصلحت ہے
بادشاہ نے فرمایا کہ خیر اگر زندگی ہے تو بعد معلوم ہو جائیگا بس صاحبقران اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے
بادشاہ کا تخت قلب لشکر میں قائم ہوا اور سب سرداران اپنے مقام پر آ لئے خواجہ صاحبقران کے
پاس آ لئے اور سب طرف میدان کے متوجہ ہوئے اور سمندر رشاہ نے شملاق سے کہا کہ دیکھا تو نے
ایوان نے اہل اسلام کی طرفداری کی تو تو کہتا تھا کہ وہ آپسے اور انسے دونوں سے مقابلہ
کرنے آئی ہے لشکر لیکر اب تو وہ انکی طرف سے برائے مقابلہ آئی ہے اور پھر بھی تو نے سنا کہ اسنے کہا کہ
مصلحت میں نے لشکر کو الگ صف آرا کیا ہے نہ معلوم کیا مصلحت ہے شملاق نے کہا کہ کیا عرض کرون
تیور دیکھنے تو یہی پایا جاتا تھا خیر مجکو یہ نہ معلوم تھا مگر اب مقام فکر و تردد ہے بڑے سخت سے سامنا
ہے سمندر رشاہ نے کہا کہ استاد اسکو بھی اسیر کرینگے یہ عورت ہو کر بھلا کیا استاد کا مقابلہ کرے گی شملاق
نے عرض کیا کہ ذرا مشکل ہے لوہے کے چنے ہیں اسکا اسیر ہونا غیر ممکن ہے یہ دھوکا نہ کھائیگی کہ استاد کسی فریب سے
اسیر کرلین سمندر رشاہ نے کہا کہ دیکھو تو کیا ہوتا ہے اب سب کفار بھی اسی طرف متوجہ ہوئے یہان یہ تقریر ہو رہی
تھی کہ ادھر ایوان صاحبقران سے یہ عرض کرکے اور تخت کو اڑا کر سامنے عشتاق کے آئی اور تخت کو
روک کر کھڑی ہوئی عشتاق نے کہا کہ اے ایوان تونے صاحبقران کو کیون نہ میرے مقابلہ کو آنے دیا جو تو
خود آئی وہ منع بھی کرتے رہے اسپر بھی تو نے نہ سنا کیون اپنے پاؤن سے وہان آئی در میں اپنے کو گرایا یاد رکھ
کہ میں تجکو بھی مثل ان سبکے اسیر کرونگا کیون اپنی قضا بلاتی ہے بس خیریت اسی میں ہے کہ میرے
قدمون پر گر اور یہ کہہ کہ میری خطا بادشاہ سے معاف کرا دیجیے بس میں تجکو خدمت سمندر رشاہ میں لیجاؤن اور تیری
خطا معاف کرا دون وہ میرے کہنے سے تیری خطا معاف کر دیگا نہیں تو یاد رکھ کہ مثل ان سبکے تیرا بھی حال ہوگا
کل سے اسوقت تک میں نے اسقدر ساحران اسلام کو اسیر کیا کہ اب کوئی لشکر اسلام میں ایسا ساحر نہیں رہا کہ
میرے مقابلہ کو آسکے بلکہ پراگندہ ہو گیا میں بڑی دیر سے مبارز طلب کر رہا ہون کوئی مقابلہ کو نہیں آتا تھا کہ خود صاحبقران
نے عاجز ہو کر قصد کیا تھا کہ تو آ گئی میں پاس اسی سبب سے کہتا ہون کہ ہم اور تم ایک مقام کی بیٹھنے والے تھے اور میرے
تیرے پرانی ملاقات ہے تیرے باپ سے بڑا یارانہ تھا اور تیرے بھائی سے ہم اور وہ دونو ہمیشہ ساتھ [illegible] بار
میں پہلو بہ پہلو بیٹھتے تھے اس ملاقات کا خیال ہے ورنہ میں کبھی ایسے کلمے نہ کہتا اب تجکو اختیار ہے پھر بھی کوئی نہ کہے
کہ عشتاق نے ملاقات کا بھی خیال نہ کیا دوسرے ایک امر اور ہے کہ میں [illegible] ہون اور تو بھی [illegible]

میرے تیرے مقابلہ کا لطف اسوقت ہوگا تو اگر سمندر شاہ کی اطاعت کرے تو بس میرے تیرے مقابلہ شب کو
پلنگ پر ہوگا دیکھو تو کیا لطف ملتا ہی میں بھی ساحر ہوں اور تو بھی ساحرہ ہی میں بھی اگلے زمانے کا ہون تو بھی جو
کرتب تجکو معلوم ہونگے وہ آجکل کے جوانونکو نہ معلوم ہونگے تو جو بسبب مستانی ہو رہی ہے کہ بہت دنوں سے مرد سے
سابقہ نہیں ہوا ہی اور تو نے جو اہل اسلام کو موٹا تازہ پایا تیرے منہ میں انکو دیکھکر پانی بھر آیا اور تیری رگ رگ میں شہوت نے زور کیا
تو نے یہ خیال کیا کہ ان لوگونسے خوب مطلب نکلے گا بس اس جوش مستی میں تو نے انکی شراکت کی اور اپنے دین کو بھی ترک
کیا ارے نادان یہ لوگ صرف دیکھنے کے خوبصورت ہوتے ہیں اور موٹے تازے اور کوئی بات انمین نہیں ہوتی ہو
کہ جسپر عورتیں مرتی ہیں وہ امر انمین نہیں ہوتا ہی دیکھنا پچھتائیگی تجھا تو کوئی مرد کوئی نہ ہوگی آگے تجکو اختیار ہی میں نے
سمجھا دیا یہ جو تقریر بیہودہ عشاق نے کی ایوان کو سنکے نہایت ہی غصہ آیا یہ عالم ہوا کہ مثل بید کے کانپنے لگی
چہرہ سرخ ہوگیا کف منھ سے جاری ہوا دلمین آیا کہ ایسا طمانچہ ماروں کہ منھ اسکا پھر جائے گدی سے زبان
کھینچ لوں کہ پھر یہ ایسے کلمے زبان پر نہ لائے مگر کیا کرے طریقۂ اسلام سے ناچار تھی کیونکہ دشنی جائز نہ تھی مگر
اسی حالت غیظ میں کہا کہ او نابکار مرتد نابہنجار دیکھا اپنی ماں کے پاس جاکے شب کو پلنگ پر مقابلہ کرنا
اسکی مستی کو بجھانا کہ جسطرح سے تو نے شیطان سے فعل بد کرا کے تجھ ایسا بچہ جنا کہ جسکو حیا تک نہیں کیا وہ
دن بھول گیا کہ جب تیرے ساتھ خلوت میں سامری و جمشید فعل بد کیا کرتے تھے اور تو خوش
ہوتا تھا اکثر انھوں نے سو دوبار تیرے گال چومے ہیں اور تجکو اپنی گود میں بٹھا کر دوسرا امر
کیا ہی سب نے دیکھا ہی کوئی میرے اوپر منحصر نہیں ہی جسقدر لوگ اسوقت ہوتے تھے سب اس امر سے
واقف تھے اور تو خوش ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ سب علم خدائی اور نیرنجات آپنے بذریعہ اپنے
آلہ کے میرے پیٹ میں اتار دیئے وہ وقت بھول گیا تو اس امر کی قدر جانے تو اس امر کو کیا جانے
جو تو اسوقت یہ بیہودہ تقریر کرتا ہی بس اپنی زبان کو بند کر میں طریقۂ اسلام سے ناچار ہوں ورنہ
تجکو اس تقریر کا خوب اچھے طور سے جواب دیتی اور وہ نگی کھڑا جا تو میرے ہاتھ سے جاتا کہاں ہی اور
یہ جو تو نے کہا کہ تجکو پرانی ملاقات کا خیال ہی کہ میں اور تم ایک مقام پر پہلو بہ پہلو بیٹھتے تھے تو
اسکا یہ جواب ہی کہ جب تک میں عالم کفر میں تھی میرے تیرے دوستی اور ملاقات تھی تجکو بھی میرا
پاس تھا اب میں خدا پرست تو کافر میرے تیرے کونسی ملاقات میرے تیرے زمین آسمان کا
فرق ہی کہیں بھی کافر سے اور مسلمان سے ملاقات ہوئی ہی آگ و پانی کہیں ایک جا رہ سکتے ہیں
اجتماع ضدین محال ہی یہ تیرا صرف خیال ہی خیال ہی اور یہ جو تو نے کہا کہ تو کیوں مقابلے کو آئی صاحبقران
کو آنے دیا ہوتا انھوں نے منع بھی کیا تو نے نہ سنا اسکا یہ جواب ہی تیری بھی یہ لیاقت تھی کہ وہ تیرے
مقابلے کو آتے تو ایک ادنے مرتبے کا آدمی سامری و جمشید کا لونڈا وہ صاحبقران دوسرے یہ کہ
لیکن تیرے خوف سے مقابلے کو نہ آتی الله الله اب آپ ایسے کامل ہوگئے کل کی بات ہی کہ بات کرنا
نہ جانتے تھے نہ سامری جمشید کی دوسری طور سے خدمت کرتے نہ ساحروں میں نام پیدا
کرتے یہ صرف تیرے اس فعل کرانے کا صدقہ ہی جو تو ساحر ہوگیا اور ہمارے سامنے ساحری کا
دعوی کرتا ہی یہ مٹی کا گھروندا بنا کر مغرور ہوگیا میں نے ایسے ایسے بہت سے بنائے اور بگاڑ ڈالے
ہاں تیری قدر اس نطفۂ حرام بچۂ حیضی سمندر کو ہوگی جو کہ مثل تیرے ہی اور عالم طفلی میں اسنے بھی
تیرا ایک سے وہ فعل بد کرایا ہی اور تجھ سے بھی جب تو تو اسکا استاد رہا اور تیرا استاد گرد ہی اسکے
نزدیک تو نے یہ کمال کا سحر کیا ہی یہ کیا سحر ہی اور یہ جو تو کہتا ہی کہ میں نے سب ساحران اسلام کو اسیر کرلیا

ہی اسکا جواب یہ ہی کہ او مرتد تو نے ایک کو بھی بجوانمردی نہین اسیر کیا بلکہ بہ مکاری اور بفریب کاری
کسیکو دھوکا دیکر کسیکو کسی بلا مین مبتلا کرکے وہ اسکے دفع کرنے مین مصروف ہوا تو نے سحر کرکے اسیر کیا
چنانچہ صرات جادو و صرنج آفتاب علم کو تو نے خاک جمشیدی سے بیحس و حرکت کرکے اسیر کیا ہی بطور
سے اور سبکے ساتھ سلوک کیا ہوگا تو میرے سامنے کیا منھ لیکر بات کرتا ہی پہلے اپنی ناک تو درست کرلے
کہ ناک کٹوا کر مجھسے کلام کرتا ہی مین ایسے نکٹے سے منھ نہین تقریر کرتی ہون یہ مقام مرجانے کا ہی کہ ہر ایک کو مکر سے
اسیر کیا اور پھر مجھسے یہ کہتا ہی کہ مین نے سب کو اسیر کرلیا ارے نالائق کسی کو بمردی نہین اسیر کیا اور یہ جو تو نے
کہا کہ تو میرے ساتھ چل کہ مین تیری خطا بادشاہ سے معاف کرا دون وہ تیرا شاگرد کیا میری خطا معاف کریگا
بلکہ تو اور تیرا شاگرد میرے ساتھ چلے مین صاحبقران سے قصور معاف کرا دون او عشاق تجکو اس
امر پر بہت غرور ہی کہ مین نے سحر کیا اور یہ گنبد بنایا اور سب ساحران اسلام کو اسیر کیا تو یہ امر کوئی
غرور کرنے کا نہین ہی تو کیسا ساحر ہی ذرا اپنے قیدیون کو گنبد کو مٹا کر دیکھ کہ وہ گنبد مین ہین یا نہین ہین
وہ غائب ہوگئے ہین تو کیسا ساحر ہی کہ کوئی تیرے ساحرون کو لیگیا اور تجکو خبر نہوئی واہ کیا خوب
اسی منھ پر دعوی سحر و ساحری بس اگر تو ساحر ہوتا تو تجکو یہ حال معلوم ہوجاتا بس تیرے سحر کا حال
معلوم ہوگیا یہ کہکر ایوان نے اپنے لشکر کی طرف منھ کرکے کہا کہ ای ساحران لشکر اسلام آپ لوگ اپنے کو
ظاہر فرمائیے کہ یہ وقت ظاہر ہونیکا ہی اور آپ لوگ اپنے کو ظاہر کرکے اپنے اپنے مقام پر اپنے لشکر
مین جاکر قیام فرمائیے یہ پکار کر ایوان کا کہنا تھا کہ ساحران لشکر اسلام تو اس امر کے منتظر تھے سب نے
ایک ساعت یہ جو سحر کیا کہ سبکی صورتین اصلی ہوگئین جو غیر ساحر تھے انکی صورتین ساحرون نے سحر
سے بدل دین اور وہ بھی صورت اصلی پر سب آگئے بس لشکر ایوان سے نکلکر سامنے عشاق
کے آئے اور کہا کہ او عشاق دیکھ کہ ہمکو ملکہ ایوان نے تیری قید سے رہا کیا اور ہم اسکے سبب
سے رہا ہوئے اب جو عشاق نے ان سب کو دیکھا ایک حیرت ہوئی ان سب نے نکلکر صاحبقران
اور بادشاہ کو سلام کیا اور اپنے کو عشاق کو دکھا کر اور سب پر ظاہر کرکے خدمت صاحبقران
مین آئے اور قدم بوسی حاصل کی اسکے بعد بادشاہ کی بھی سلام کرکے اپنے اپنے مقام پر آکر اپنے اپنے پرے مین کھڑے
ہوئے پھر لشکر کا وہ ہی عروج ہوگیا اور وہ ہی شان و شوکت ہوگئی وہ سناٹا اور اداسی
جاتی رہی ساحر اپنے لشکر مین آئے اور غیر ساحر اپنی صف مین دیوانہ ہوت و مبہوت اپنے
لشکر مین آکر کھڑے ہوئے جہان پر انکے ساتھ کے دیوانے کھڑے ہوئے تھے بس یہ جب سب اپنے
مقام پر آکر استادہ ہوئے صاحبقران و بادشاہ اور کل لشکر اسلام یہ واقعہ دیکھکر حیران ہوگیا صاحبقران
نے اور بادشاہ نے تو اپنے ہمراہی بادشاہون سے جو کہ گرد تخت تھے انسے یہ کلمہ فرمایا اور خواجہ سے
صاحبقران نے کہ ملکہ ایوان نے بڑا کام کیا اور خوب زک عشاق کو دی ادھر عشاق ان سبکو دیکھکر
دریاے حیرت مین غرق ہوگیا گرداب فکر مین غوطہ زن ہوا اور زرد ہوکر رہ گیا کہ یہ کیا واقعہ ہوا ادھر
سمندر شاہ اور کل لشکر یہ سانحہ دیکھکر ایک عالم سکتہ مین ہوگیا ہر ایک کو حیرت ہوگئی شملاق نے
سمندر شاہ سے کہا کہ دیکھا آپنے کہ کیا کام کیا ایوان نے اور کیا زک دی ہی اور کیا سحر کیا ہی کہ
استاد صاحب کا دل جانتا ہوگا دیکھیے سحر اسکا نام ہی کہ بالکل استاد کو خبر نہوئی اور وہ اپنا کام کر گئی یہ جو
سمندر شاہ سے شملاق نے کہا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ کچھ مقام فکر نہین ہی استاد ایوان کو اسیر
کرکے پھر ان سبکو اسیر کرلینگے جاتی کہان ہین سمندر شاہ تو یہ باتین کر رہا ہی ادھر ایوان نے عشاق سے

کہا کہ تونے میرے سحر کو دیکھا بس اب میرے روبرو سے چلا جا تو کیا مجھ سے مقابلہ کریگا تیرا حال کھل گیا یہ سُنکے
عشاق نے کہا کہ او ایوان تو مجکو دھوکا دیتی ہی بھلا یہ کسکی مجال ہی کہ میرے گنبد سحر سے میرے قیدیون کو
نکال لائے تونے راہ مین خبر پائی ہوگی کہ عشاق نے سب ساحران اسلام کو اسیر کرلیا ہی بس تونے دریافت کرکے
اپنے لشکر کے ساحرونکو انکی صورت بنا کر مجکو دکھا دیا مین ایسے فقرے مین نہین آتا ہون ایوان نے جواب دیا
اگر تجکو یقین نہین آتا ہی تو اپنا گنبد سحر مٹا کر دیکھ لے کہ وہ ساحر ہین یا نہین ہین اگر تو نہ دیکھے تو مین سحر کرکے
اُتارون اور تجکو دکھا دون عشاق نے جواب دیا کہ مجکو کیا ضرورت ہی کہ بیکار کا کام کرون ایوان نے
کہا کہ پھر کیونکر تجکو یقین آئے بس اب جبتک تو اس امر کو دریافت نہ کریگا اسوقت تک مین مقابلہ نکرونگی
عشاق نے جو یہ سُنا ناچار ہوا سحر کیا کہ یا تو وہ گنبد بالائے ہوا گردش کر رہا تھا یا گردش کرتا ہوا
زمین پر آیا اور زمین پر پہونچکر تھم گیا بس عشاق نے جو دستک دی کہ وہ گنبد دھوان ہوکر غبارہ
ہوکر اُڑ گیا اور وہ حبشی جو کہ اُسکے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی غائب ہوگئے اب سب نے دیکھا
سب ساحران اسلام وغیرہ ساحر طوق و سلاسل مین مسلسل خاک پر بیحس و حرکت پڑے ہوئے
ہین یہ دیکھنا تھا کہ عشاق نے پکار کر ایوان سے کہا کہ تونے دیکھا تو مجکو فریب دیتی تھی یا نہین بھلا
مین کب مانتا اور تیرے کہنے پر کب عمل کرتا تو نے بڑا ایک دھوکا دیا تھا ادھر سمندر رشاہ نے شملاق سے
کہا کہ تمنے دیکھا ایوان نے اُستاد کو دھوکا دیا تھا اگر وہ ایسے جہاندیدہ نہوتے تو فریب مین آجاتے
شملاق نے کہا کہ اس مین بھی کوئی بھید ہی اُدھر عشاق سے ایوان نے کہا کہ ذرا انکو اُٹھا کر
دیکھ تیرے نزدیک تو سب وہی لوگ ہین بس یہ سُننا تھا کہ عشاق اپنے تخت پر سے کودا اور
اُن سبکی طرف چلا صاحبقران و بادشاہ اور کل اہل اسلام حیران تھے کہ یہ کیا واقعہ ہی کہ جسقدر
ساحر وغیرہ ساحر ہمارے لشکر کے اسیر ہوئے تھے سب کو ایوان لے آئی اور سب ایوان کے
لشکر سے نکلے یہ کہان سے آگئے بس سب اُسی طرف متوجہ ہوئے اور کفار بھی بس عشاق نے قریب
اُن سبکے پہونچکر اور پہنچ آفتاب عالم کا ہاتھ پکڑکر قصد کیا کہ اُٹھاؤن جیسے زور کیا ہاتھ شانہ پر سے
اُکھڑ کر اُسکے ہاتھ مین آگیا ادھر ایوان نے سحر کیا کہ وہ حالت اُسکی جاتی رہی ماش کا آٹا ہوکر رہ گیا
اب جو اُسنے اُسکو پھینک کر اور خفیف ہوکر آفاق کے پتلے پر جو کہ آفاق کی صورت تھا ہاتھ رکھا عشاق
کا ہاتھ گھس گیا اور ماش کے آٹے مین لتھڑ پتھڑ ہوگیا بس یہ جو واقعہ ہوا اور اہل اسلام نے دیکھا
کہ سب ماش کے آٹے کے پتلے ہین اور عشاق نے بھی دیکھا اور لشکر کفار نے بھی بس عشاق خفیف
ہوا اور اپنے دھوکا کھانے سے اور زیادہ ادھر لشکر اسلام مین اُسکے اس طور سے دھوکا کھانے سے
ایک قہقہہ پڑا کہ تمام صحرا ہل گیا یہ اور زیادہ خفیف ہوا اور شرمندہ ہوکر رہ گیا اُس ماش کے آٹے کو
اُس مقام پر چھوڑ کر اور اپنے تخت پر آکر سوار ہوا ادھر اہل اسلام نے ایوان کی بہت تعریف
کی اور قہقہہ زنی کرنے لگے شملاق نے سمندر رشاہ سے کہا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ دوسرا
دھوکا اُستاد نے کھایا اور کیسے خفیف ہوئے مین نے عرض نہ کیا تھا کہ اسمین بھی کوئی بھید ہی وہ ہی نکلا نہ
سمندر رشاہ نے جواب دیا کہ یہ شعبدہ بازی ہی ایسا کوئی امر نہین ہی کہ یہ خیال کیا جائے کہ ایوان
اُستاد پر غالب آئی شملاق نے عرض کیا کہ میرا یہ منشا نہین ہی بلکہ یہ منشا ہی کہ بڑے بڑے غضب کے
دھوکے دیئے سمندر رشاہ نے کہا ہان اُسکا فقرہ چل گیا اُستاد کو اس حال سے خبر نہ تھی کہ ایوان
آئی ہی اور وہ یہ حرکت کریگی وہ تو بالکل بیخوف تھے بس وہ طرف مقابلہ کے متوجہ تھے اسی طرف

کا خیال بھی نہ تھا وہ غافل پا کر اپنا کام کر گئی مدعا یہ تھا کہ آگاہ کر کے لیجاتی تو ہم جانتے شملاق نے کہا کہ
جس طور سے حریف کا قابو چل گیا وہ اپنا کام کر گیا سمندر شاہ نے کہا کہ خیر تمہارا ہی کہنا درست ہی یہ
دھوکے کا کام تھا ہو گیا اب مقابلہ مین کیا کرے گی شملاق نے کہا کہ گستاخی معاف جو ہوگا ملاحظہ کیجیے گا
میان تو یہ تقریر ہو رہی تھی ادھر عشاق کو اہل اسلام کے قہقہہ زنی پر بہت غصہ آیا اور ایوان سے کہا
کہ تو نے بڑا دھوکا مجھکو دیا مین اس حال سے واقف نہ تھا کہ تو آئی ہی اور یہ حرکت کرے گی اگر واقف ہوتا
تو اس امر کا حال معلوم ہوتا اور مین دیکھتا کہ تو کیونکر لیجاتی خیر اب مین اُن سبکے عوض مین تجھکو قتل کرونگا
پہلے تو میرا قصد تھا کہ اسیر کرون اب قتل کرونگا کیونکہ تو نے بہت مجھکو خفیف و ذلیل کیا ان سبکے سامنے ایوان
نے کہا کہ پھر انتظار کسکا ہی جو کچھ تجھکو کرنا ہو کر یا صرف زبانی دہمکاتا ہی مین نے سنا ہی کسی شاعر نے ایک شعر
کہا ہی اسکا مضمون تیرے حسب حال ہی یعنی تو زبانی بہت کچھ بکتا ہی تجھ سے ہو کچھ نہیں سکتا ہی اُس شاعر
کا مطلب یہ ہی کہ جو لوگ زیادہ تقریر کو طول دیتے ہین اور اپنے کو بہت کچھ خیال کرتے ہین اور حریف
پر بہت گرم ہوتے ہین اُنسے کچھ نہیں ہو سکتا ہی اُنکی مثال یہ ہی اور اُس مثال کو اُسنے نظم کیا ہی ایک شعر مین
بس وہ شعر تیرے اوپر صادق آتا ہی کہ تو بھی بہت گرم ہوتا ہی اور بہت لاف و گزاف زبان سے
کرتا ہی مگر کچھ دکھاتا نہیں ہی وہ شعر یہ ہی سن لے اور خفیف ہو غیرت کے معنی یہ ہین کہ اُس شعر کو سنکے
تو خفیف ہوتا اور پھر کچھ کرتب دکھاتا اور وہ سحر جو کہ تو نے سامری و جمشید سے پائے ہین اور مین بھی
کچھ دکھاؤنگی جو کہ تجھکو آتے ہین اور جو مین نے اُستادون سے یاد کیے ہین یہ کہکر ایوان نے یہ
یہ شعر پڑھا شعر گرجتے ہین جو بہت وہ برستے نہیں کبھی چلاتے ہین جتنے سانپ وہ ڈستے نہیں کبھی
یہ شعر پڑھکر کہا کہ بہت خوب نظم کیا ہی بس یہ جو عشاق نے سنا اور زیادہ غصہ آیا اور تخت کو
پیچھے ہٹا کر اور یہ کہکر کہ او ایوان خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اب مین حربہ کرتا
ہون مین تیرے اوپر وہ سحر کرتا ہون کہ جسکو مین نے برسون کی محنت مین حاصل کیا ہی اور اُسپر
قبضہ کیا ہی اور سب تعلیم کیے ہوئے سامری و جمشید کے ہین کیونکہ تو بھی بڑی ساحرہ ہی تو ایسے
ویسے سحر سے نہین زیر ہوگی یہ جو عشاق نے کہا ایوان نے جواب دیا کہ شوق سے تو وہ ہی سحر کر
مین بھی تو مشتاق ہون تیرے اُنہین سحرون کی دیکھون کہ تو نے کیسی محنت کی ہی یا جھوٹا بولتا ہی
اور دیکھون کہ تو کیسا پہلوان تسخیر سامری و جمشید کا ہوا اور [illegible] تو معلوم ہو کہ اُنھون
نے اپنے معشوق کو کیسے سحر تعلیم کیے ہین مین خبردار ہون یہ سنتا تھا کہ عشاق نے جوڑے پر ہاتھ
ڈالا اور حالت غصہ مین ایک [illegible] سا چھلا جوڑے سے نکال کر اور [illegible] طرف آسمان کے
اچھالا وہ چھلا طرف آسمان کے گیا اور وہان [illegible] ہوا اور تھوڑے عرصہ تک قائم رہا
اُسکے بعد اُسمین ایک چمک پیدا ہوئی اور ایک برق کوند کر چلی طرف ایوان کے بس ایوان
نے جیسے برق کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا اسم سحر پڑھکر اور دست کو ملکر اپنی کلمہ کی انگشت کو بلند
کیا جیسے برق قریب انگشت آئی اب جو انگشت کو حرکت دیا وہ برق پر پڑی انگشت کا برق پر
پڑنا تھا کہ برق درمیان سے دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑی سب نے دیکھا کہ وہی چھلا تھا کہ دو ٹکڑے
ہوکر زمین پر گرا ایوان نے کہا کہ او عشاق تو نے اسی سحر پر محنت کی تھی اسکے [illegible] مین تو مجھکو کچھ
محنت نہ کرنا پڑی یہ سنتا تھا کہ عشاق نے بہت برہم ہوکر پھر دست کو ملا دی اور ایکبار ایک سناٹا ہوا اور ہوا چلی
اور غبار اڑا عجب دھوان غبار بر طرف ہوا دیکھا کہ ایک فیل مست چلا آتا ہی جیسے قریب عشاق پہنچا عشاق نے

الیوان کی طرف اشارہ کیا کہ لینا اسکو وہ فیل مست خرطوم اٹھا کر اور خرطوم کا گھونسا بنا کر طرف الیوان کے چلا
الیوان خاموش اپنے تخت پر بیٹھی رہی کہ آتے ہی اس فیل مست نے یہ قصد کیا کہ گھونسا مار کر اور خرطوم میں
لپیٹ کر تخت پر سے اٹھا لوں اور زمین پر مار دوں کہ نقش زمین ہو جائے جیسے اسنے گھونسا مارا ویسے ہی الیوان نے
موقع پا کر اسکی خرطوم پکڑ لی اور جھٹکا جو دیا تو خرطوم مع سر خرے کے کھنچ آئی بس الیوان نے وہ خرطوم پھینک دی
اور ادھر ہاتھی نے چرخ مارا اور قریب تھا کہ گرے یکایک اسکے دہن سے ایک شعلہ نکلا کہ جسکے سبب سے وہ ہاتھی
جلنے لگا اور تمام جسم اسکا شعلہ ہو گیا لو نکلنے لگی اور مثل فیل آتشبازی چرخ کرنے لگا ادھر یہ رنگ دیکھ کر عشاق
نے دستک دی دستک دینا تھا کہ اسی آگ سے یعنی جسم فیل سے ایک طائر برابر کبوتر کے پیدا ہوا کہ جسکے
جسم پر تمام گل سے تھے اور وہ بلند ہوا اور اسنے منقار کھولی لو ہانے کے لیے اسکا منقار کا کھولنا تھا الیوان
تو دیکھ چکی تھی بس فوراً تخت پر سے تنکے کی کمان اٹھائی اور تنکے کا تیر اس کمان میں پیوست کر کے اور
اس طائر کے دہن کو تاک کر جو مارا وہ تیر نشانہ پر بیٹھا بس دہن کے اندر تھا اور حلقوم کی طرف سے
نکلا تیر کا پڑنا تھا کہ ایک شور نشور برپا ہوا آندھی سیاہ اٹھی تاریکی ہو گئی برق چمکنے لگی اور وہ طائر
جلنے لگا ادھر وہ طائر جلکر خاک ہوا ادھر ہاتھی اب عشاق کو اور غصہ آیا کہ میں نے جو سحر کیا
اسنے غور کر دیا عشاق نے یہ خیال اپنے دل میں کر کے چند دانے ماش کے زمین پر مارے کہ
یکایک جا بجا سے زمین شق ہونے لگی اور اس زمین شق شدہ سے حباب برابر بیضہ بط نکلنے لگے
تماشا تھا کہ بدوں پانی کے حباب پیدا ہو رہے تھے اور ان حبابوں میں انگل انگل بھر کے پتلے
نکلے کہ جنکے ہاتھوں میں تلواریں تھیں یہ جو الیوان نے دیکھا فوراً سحر کر کے دستک دی کہ اسی طور سے
زمین شق ہوئی اور بالشت بالشت بھر کے پتلے کہ انکے ہاتھوں میں ہتاور کی بنی ہوئی غلیلیں تھیں
پیدا ہوئے الیوان نے انکو اشارہ کیا وہ پتلے ان حبابوں پر مثل طفلان خورد سال کے غلہ بازی
کرنے لگے جسپر غلہ مارا وہ حباب ٹوٹ گیا اور وہ پتلہ جو اسکے اندر تھا جلنے لگا جتنے کہ سب حباب
ان پتلوں نے توڑ ڈالے ایک کو باقی نہ رکھا یہ جو عشاق نے دیکھا کہ الیوان نے سب حبابوں کو
اس طور سے برباد کیا پھر دستک دی کہ پھر زمین شق ہوئی اور اتنی قد کے پتلے پیدا ہوئے جتنے کہ پتلے
الیوان کے تھے انکے بھی ہاتھوں میں غلیلیں تھیں بس اشارہ کیا الیوان کے پتلوں سے اور
عشاق کے پتلوں سے غلہ بازی ہونے لگی بس جسپر خواہ الیوان کے پتلے پر غلہ پڑا خواہ عشاق
کے پتلے پر وہ جلنے لگتا تھا [illegible] سب پتلے عشاق کے اور الیوان کے جلکر خاک سیاہ
ہو گئے مگر صرف ایک پتلا الیوان کا باقی رہا کہ عشاق نے سحر کیا کہ اس پتلے کے بھی جسم میں آگ
لگ گئی وہ بھی جلنے لگا الیوان نے کہا کہ اے عشاق کوئی تو سحر کار نامہ کا کر [illegible]
یہ کیا کہ ہاتھی بنایا اسمیں سے طائر پیدا کیا پھر خاک سے حباب ظاہر کیے عشاق نے یہ سنکر ایک طرہ
جھولی میں ہاتھ ڈالا اور ایک نارنج نکالا اسکو صحرا کی طرف پھینکا وہ نارنج فنا ہو گیا پھر تھوڑی
دیر میں ایک ہوا [illegible] نکل آیا کہ اسنے تمام صحرا کو تیرہ و تار کر دیا غبار [illegible] تاریکی
ہر طرف ہو گئی [illegible] دیکھا کہ کیسا پر فضا باغ لگا ہے کیا کیا خوشنما پھول کھلے ہیں [illegible]
کر رہے ہیں ہوا کے جھونکے آ رہے ہیں بلبلیں [illegible] قمریاں کر رہی ہیں ڈالیاں [illegible]
انار و زیادتی گل سے جھوم رہی ہیں [illegible] رہی ہیں نہریں جاری ہیں فوارے
چھوٹ رہے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ساون بھادوں کی جھڑی لگی ہے یہ جو باغ نظر آیا سو اسے

ایوان و صبا جہانگیران سے جیسے کہ باغ میں یہاں کے گلوں کی خوشبو پہونچی سب مست ہو گئے اور نوبت
بمجنون پہونچی شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور جھومنے لگے ادھر تو یہ رنگ ہوا ادھر باغ میں جو بارہ دری سنگ مرمر کی
تھی اُسپر تیجے کاری کی ہوئی تھی اُسکے پردے خود بخود بلند ہوئے اور اُس بارہ دری سے ہزاروں
نازنین مہ جبین انیس سے بنا و ریائے جواہر میں غرق لباس گلنار سے آراستہ عجیب ناز و ادا سے
نکلیں اور سامنے آکر کھڑی ہو گئیں بس جسکی نگاہ اُنپر پڑی وہ فریفتہ ہو گیا اہل لشکر اور سرداروں کا
کیا ذکر بادشاہ تک اس سحر میں مبتلا ہوئے مگر صبا جہانگیران بسبب اسم اعظم کے اور ایوان بسبب
اپنے سحر کے نہیں مبتلا ہوئی ادھر اہل لشکر سے اور اُن نازنینوں میں اشارے ہونے لگے اُنھوں نے
اشارے سے کہا کہ یہاں آؤ تو جانیں بس سبکی یہ نوبت ہے کہ نہ پاس صبا جہانگیران ہے نہ بادشاہ دیوانہ وار
مجنوں مثال شعر عاشقانہ ورد زبان ہیں اور یہی چاہتے ہیں کہ کسی طور سے اپنے کو اُس باغ میں
نازنینوں کے پاس پہونچا دیں لشکر میں ایک تلاطم ہے ایوان نے جو پلٹ کر دیکھا تمام لشکر اسلام
درہم برہم ہے شفقت پر سحر کیا جو بھی اس سحر میں مبتلا ہوئے ہیں اور لشکر ایوان کا تو یہ حال ہوا کہ
وہ تو دیوانہ وار طرف باغ کے چلا پر جو ایوان نے لشکر اسلام کا حال دیکھا اور لشکر کو اپنے اس حال
میں پایا خیال کیا کہ عشاق کے سحر نے ان سب پر اثر کیا یہ اُسی میں مبتلا ہوئے ہیں عشاق سے اپنا کہ
کہا کہ یہ کیا حرکت ہے دیکھا کہ عشاق اپنے تخت پر نہیں ہے اب یہ حیران ہوئی کہ یہ مرتد کہاں گیا اب جو
غور کر کے دیکھتی ہے تو کیا دیکھتی ہے کہ عشاق وسط باغ میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے ایک گلدستہ اُسکے
روبرو رکھا ہوا ہے ایوان نے یہ دیکھ کر آواز دی کہ میں نے دیکھا تجکو تو خوب سحر کر کے اور میرے
لشکر کو اور لشکر اسلام کو مبتلا سے سحر کر کے باغ میں جا کر پوشیدہ ہوا ہے میرے تیرے مقابلہ تھا ان لوگوں
نے تیرا کیا کیا تھا جو تو نے انپر سحر کیا بس خیریت اسی میں ہے کہ تو اپنے سحر کو ان سب پر سے اُتار لے اور مجھسے
آمادہ سحر کر ورنہ میں وہ سحر کروں گی کہ تیرے شاگرد کا سب لشکر ہلاک ہوگا اور تیرے اس سحر کو مٹائے
دیتی ہوں عشاق نے ایوان کے اس کلمہ کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ کرسی سے اتر کر وہی گلدستہ ایوان
کی طرف پھینکا کہ وہ گلدستہ بیرون باغ آکر شق ہوا اُس سے ایک حبشی شمشیر برہنہ اُسکے ہاتھ میں نکلا
اور وہ ہی تلوار ایکطرف ہٹا ایوان کے چلا یہ کہتا ہوا کہ رہ تو جا میرے مالک سے کس طور کے کلام کرتی
ہے میں اس تقریر کی تجکو سزا دیتا ہوں تو میرے ہاتھ سے جائیگی کہاں وہ حبشی جیسا قریب ایوان
پہونچا ایوان نے دیکھا کہ یہ میرے قریب آگیا ایک مرتبہ جھولی سے ایک کاغذ نکالا اُسپر چند لکیریں بنائیں
اور سینہ در سینے ٹیکے وسیلہ اُس کاغذ کو جب درست کر چکی دست دیگر اُٹھا کر اس حبشی کے سامنے کیا
جیسے اُس حبشی کی نگاہ اُس کاغذ پر پڑی ایک مرتبہ وہ تلوار پھینک کر اور رو رو کر ایوان کے قدم پر
گر پڑا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے ایوان نے فوراً دست دی کہ ایک تیلی ایک تھال حلوے کا لیکر پیدا
ہوئی اب ایوان نے اُس تیلی سے وہ حلوا لیکر اُس حبشی کو دیا کہ کھا لے وہ کھا گیا اب ایوان نے
کہا کہ وہ جو باغ میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اُسکا سر کاٹ لا تو اور تجکو حلوا کھلاؤں یہ سننا تھا کہ
وہ حبشی پھر وہی تلوار ہاتھ میں لیکر مثل شعلہ جوالہ کے طرف باغ کے چلا یہ جو رنگ عشاق نے دیکھا
اُن نازنینوں سے کہا کہ اس حبشی کو پکڑو میرے پاس نہ آنے دو بس یا تو وہ نازنینیں طرف لشکر اسلام
اور ایوان کے دیکھ رہی تھیں اور اشارہ کر رہی تھیں یا ایک مرتبہ سبکی سب اُس حبشی کی طرف چلیں
وہ حبشی شعلہ جوالہ بنا ہوا ہاتھ میں شمشیر برہنہ لئے جاتا تھا کہ اُن نازنینوں نے آکر اُسکو راہ میں روکا اور کہا کہ کہاں جاتا

ہے اسی مقام پر ٹھہر یہ باغ ہے عشاق جادو کا اُنکا حکم نہین ہے کہ کوئی اس باغ مین آئے حبشی نے جواب دیا کہ کیسا حکم
اور کیسا عشاق مین تو ضرور باغ مین جاؤنگا اور مین بحکم ملکہ ایوان عشاق کا سر لینے آیا ہون وہ میرے ہاتھ سے
کہان جاتا ہے اُسکو قتل کرونگا کیونکہ وہ میری ملکہ کا دشمن ہے جسکا مین غلام ہون وہ حرامزادہ سامنے کرسی پر بیٹھا ہے
خود نہین منع کرنے آیا مجکو بھیجا ہے دیکھون تو کون مجکو منع کرتا ہے مین تو نہ مانونگا یہ کہکر اُس حبشی نے قصد کیا
کہ آگے قدم بڑھاؤن کہ اُن نازنینون نے کہا کہ کیا کرتا ہے دیکھ پچھتائیگا ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا حبشی
نے کہا کہ تم سب میرے ہاتھ سے ماری جاؤ گی نہین ہٹ جاؤ اُنھون نے کہا کہ ہم تو آگے نہ جانے دینگے
اُسنے کہا کہ ہم تو جائینگے یہ کہکر پھر قصد کیا کہ پھر وہ سامنے آگئین اس حبشی نے کہا کہ دور ہو میرے سامنے سے
کیون اپنی شامت بلاتی ہو اُنھون نے کہا کہ تیری شامت آئی ہے تیری کیا مجال جو تو آگے قدم بڑھا سکے
یہ سُننا تھا کہ حبشی کو اور غصہ آیا اور اُسنے قدم اُٹھایا کہ وہ نازنینین لینا لینا کہکر دوڑین بس اُنکا
دوڑنا تھا یہ تلوار تو برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے تھا ایک مرتبہ علم کی اور وار کیا وار کا کرنا تھا کہ ایک برق
کوندکر گری اُن نازنینون پر اُس برق کا گرنا تھا یہ معلوم ہوا کہ کسی نے تودہ بارود مین آگ لگادی
سب مثل ہیزم خشک کے جلنے لگین اور چلانے لگین کہ ای عشاق جادو بچاؤ اور لشکر ایوان و
لشکر اسلام کی طرف منھ کرکے کہا کہ تم لوگ کیسے ہمارے عاشق ہو کہ اس حبشی نے تو ہم پر یہ ظلم وستم
کیا اور تم لوگ خاموش کھڑے ہوے دیکھا کیے کچھ تمنے اسکو سزا نہ دی اگر ہم سبکے تم عاشق ہو
تو اس حبشی کو قتل کرو یہ اُنکا کہنا تھا کہ ہزارون آدمی لشکر اسلام کے اور کل لشکر ایوان تلوارین
لیکر اُس باغ کی طرف چلا یہ جو واقعہ ایوان نے دیکھا فوراً سحر کیا کہ وہ جو تلوارین لیکر چلے تھے
اُن سبکے پاؤن زمین نے پکڑ لیے وہ ساکت ہوکر رہ گئے اب جو اُن نازنینون نے کہا کہ خبر تو جواب دیا
کہ ہم ناچار ہین پاؤن قابو مین نہین ہین یہ تو یہ کہ رہے تھے کہ وہ سبکی سب جلکر خاک ہوکر رہ گئین
عشاق نے دیکھا کہ ایوان نے میرے سحر کو اپنے قابو مین کرکے میرے دوسرے سحر کو مٹایا اور وہ حبشی
میری طرف تلوار لیے ہوے آتا ہے اُسنے کرسی پر سے اُٹھکر ایک گلاب کا پھول توڑا اور اُسپر سحر دم کیا
وہ حبشی اتنے عرصے مین قریب عشاق پہونچ گیا اور جاتے ہی تلوار کا وار کیا ادھر اُسنے وار کیا
ادھر عشاق نے وہ گل سُرخ اُس حبشی پر مارا اُسکا پڑنا تھا کہ جیسے بارود مین آگ لگادی وہ حبشی
جلنے لگا یہ جو ایوان نے دیکھا کہ اسنے حبشی کو جلادیا بس ایک مرتبہ جھولی سے خاک نکالی اُسپر
اسم سحر پڑھکر اُس باغ کی طرف پھینکدیا وہ خاک نہ تھی گویا اُس باغ کے لیے سموم خزان تھی
کہ ایک ہوا ایسی گرم چلی کہ وہ تمام باغ خشک ہوگیا خاک اُڑنے لگی ابھی جو جھونکا آیا تمام باغ جلنے لگا
بارہ دری کو بھی عشاق نے جو یہ واقعہ دیکھا وہان سے غرق زمین ہوکر اپنے تخت پر آبیٹھا دم بھر
مین وہ باغ جلکر خاک سیاہ ہوگیا نشان تک نہ باقی رہا ادھر سب اہل اسلام و لشکر ایوان کو
ہوش آیا ایوان نے بھی اپنا سحر اُنپر سے اُتار لیا اُنھون نے اپنے کو لشکر سے الگ پایا بہت حیران
ہوے کہ یہ کیا امر ہے اور لوگون سے پوچھا کہ ہم تو صفون مین تھے وہان کیونکر پہونچے اُنھون نے کہا
کہ ہمکو کیا معلوم تم کیونکر پہونچے وہ لوگ اور حیران ہوے یہ تو سب حیران ہین اُدھر عشاق نے ایوان سے
کہا کہ ای ایوان تو نے بہت سے میرے سحر رد کیے جب جانون کہ یہ میرا سحر رد کرلے راوی نے بیان کیا ہے کہ اسی طور سے بہت سے
سحر ہوے سب ایوان نے رد کیے مگر ابھی تک ایوان نے کوئی سحر نہین کیا سواے عشاق کے سحر رد کرنے کے پس
عشاق نے جو یہ کہا ایوان نے کہا کہ شوق سے تو وار کر پس عشاق نے ایک بیل نکالا اُسکے چارون طرف چار سو [illegible]

تھے اور اُسپر گیرو سے چار تصویرین بنی ہوئی تھین اور ہزارون سوزن کے برابر سوراخ تھے بس
عشاق نے فوراً دستک دی کہ ایک پتلی ایک کاسہ خون کا لیے ہوئے زمین سے نکلی اسنے عشاق
کو دیا بس وہ خون عشاق نے لیکر اُس بیل کو اُس کاسہ مین ڈالدیا اور اُس پتلی نے ایک ناریل
عشاق کے ہاتھ مین دیا عشاق نے وہ ناریل اُس سے لیکر تخت پر رکھ لیا وہ پتلی ناریل و
کاسہ دیکر غائب ہوگئی ادھر وہ پتلی غائب ہوئی اُدھر عشاق نے اُس بیل کو کاسہ سے نکالا
اور اسم سحر اُسپر دم کرکے ایوان کی طرف پھینکا وہ بیل قریب ایوان کے آکر شق ہوا اُسکا شق ہونا
تھا کہ غبار اُٹھا اور ایوان اُس غبار مین پوشیدہ ہوئی کچھ تاریکی ہوئی اسنے سحر کیا کہ وہ غبار برطرف ہوا
سب نے دیکھا کہ چار عشاق ایک صورت کے اُس غبار کے برطرف ہونے سے پیدا ہوے دونون
لشکرون نے دیکھا کہ عشاق تخت پر نہین ہی اب سبکو حیرت ہوئی کہ یہ تو ایک تھا یہ چار کہان سے
آگئے سب حیران ہوکر دیکھ رہے ہین اور اُدھر وہ چارون تلوارین بلند کرکے چلے ایوان بھی حیران
ہی کہ یہ ایک کے چار کیونکر ہوگئے مگر ہنس رہی ہی کہ وہ چارون چلے آتین سے ایک دہنی طرف کو اور
ایک بائین سمت اور پشت کی طرف سے اور روبرو سے تلوارین لیکر ایوان پر حملہ آور ہوے
اور چارون نے ایک مرتبہ وار کیا ایوان نے سحر کیا کہ چار سپرین چارون طرف قائم ہوگئین چارون
کے وار اُن سپرون پر پڑے خالی گئے اتنے عرصے مین ایوان نے اپنا بندوبست کرلیا ابھی جو انھون نے
وار کیا ایک مرتبہ ایوان نے تخت کو خالی کردیا اور خود کود کر الگ ہوگئی اور سامنے جاکر کھڑی ہوئی
پھر اُنکے وار خالی گئے تخت پر پڑے ابھی جو وار خالی گئے اور انھون نے ایوان کو تخت پر نہ پایا دیکھا
کہ سامنے کھڑی ہی ایک مرتبہ چارون تلوارین پکڑکر طرف ایوان کے چلے جیسے قریب پہونچے ایوان
نے جھولی سے ایک اپنی بجلی کان کی نکالی اسکو سحر کرکے جو اُنپر مارا ایک برق تڑپ کر گری کہ ایک کے
سر سے جو گذری تو ٹانگون سے نکلی وہ ابھی چلنے نہ پایا تھا کہ پھر بلند ہوئی دوسرے پر گری اسی طور
سے تیسرے پر اور چوتھے پر بس چارونکا کام تمام کیا وہ چارون جلنے لگے ایک شور بگیر و دار
بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی آگ برسنے لگی ایوان جست کرکے تخت پر سوار ہوئی اسنے سحر کیا کہ وہ تاریکی
برطرف ہوئی سب نے دیکھا کہ چار بانس کے آٹے کے پتلے خاک پر جلے ہوے پڑے ہین ایوان نے آواز دی کہ
واہ میان عشاق واہ کیا خوب تمنے سحر کیا ذرا سامنے آئیے یہ جو ایوان نے کہا دیکھا کہ عشاق زمین سے
نکلا مگر کچھ شرمندہ سا اور غصہ سے اُسکا چہرہ لعل ہو نکلتے ہی تخت پر جست کرکے سوار ہوا اور وہ ناریل اُٹھاکر
اور خبردار کہکر مارا وہ ناریل وہان سے چلا ایوان نے جو اُسکی ترکیب دیکھی تو خراب پائی فوراً سحر سے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ اگر یہ ناریل آپ پر پڑ گیا تو غضب ہوگیا یہ ضرب اُسکی خالی نجائیگی ضرور کچھ نہ کچھ نقصان پہونچائیگی
اپنے کو اس سے بچائیے یہ جو ایوان کو معلوم ہوا فوراً اسنے سحر کیا کہ تخت پر بیٹھے بیٹھے غائب ہوگئی اور سحر سے ایک پتلی
اپنی صورت کی بناکر چھوڑ گئی بس وہ ناریل تو قریب آچکا تھا اُس پتلی سحر پر جو کہ ایوان کی ہمشکل تھی اُسکے سینے پر آکر پڑا وہ جیسے ہی پڑا
اُس پتلی مین آگ لگ گئی اور وہ ناریل شق ہوا غبار بلند ہوا آگ چارون طرف برسنے لگی اُدھر عشاق نے
کلاہ کج کرکے آواز دی کہ زدم و بستم کردم مگر حیران ہی کہ ایوان کے مرنے کی کوئی علامت نہ ظاہر ہوئی نہ اُسکے
مرنیکی صدا آئی یہ کیا واقعہ ہوا اُدھر اہل اسلام ساحر و غیر ساحر و لشکر ایوان کو یقین ہوا کہ ملکہ کو عشاق نے
قتل کیا اسنے قصد کیا کہ جنگ مغلوبہ کردین اور سمندر شاہ نے شملاق سے کہا کہ دیکھا تمنے کیونکر اُستاد نے
ایوان کو قتل کیا لشکر سمندر شاہ کو یقین ہوا کہ ایوان عشاق کے ہاتھ سے ماری گئی شملاق نے سمندر شاہ کا یہ

کلام سُنکے عرض کیا کہ یہ جو آپ نے ارشاد کیا کہ اُستاد نے ایوان کو قتل کیا یہ امر تو ظاہر ہو مگر ہنوز کوئی علامت
اُسکے مرنے کی نہیں برپا ہوئی نہ اُسکے پیروان نے غل مچایا نہ اُسکے نام کی صدا آئی یہ کیا امر ہے کیونکہ ساحر زبردست
تھی اگر کوئی ایسا ویسا ساحر ہوتا تو خیال کیا جاتا کہ علامت مرگ اُسکی نہ ظاہر ہوئی اُسکے مرنے کے آثار تو
ظاہر ہونا تھے اور ایسے کہ تمام صحرا کانپ جاتا تاریکی ہو جاتی سمندر رشاہ نے کہا کہ اسی امر میں میں بھی فکر
کر رہا ہوں کہ یہ کیا بات ہے شملاق نے کہا کہ اسمیں بھی کوئی بھید ہے یہاں یہی باتیں ہو رہی تھیں اُدھر عشاق
نے زرد و وبست کردم کی صدا دی یہ صدا دینا تھا کہ آواز آئی کہ رازدی و کرا بست کردی میں تیرے
مقابلہ کو موجود ہوں او کافر تو جاتا کہاں ہے میرے ہاتھ سے یہ بھی ایک شعبدہ تھا تو کیا مجکو قتل کریگا
میں تیری جان کی ملک الموت موجود ہوں یہ صدا سب نے سنی یعنی دونوں لشکروں نے پس لشکر ایوان نے
جو جنگ مغلوبہ کا قصد کیا وہ فسخ کیا اُدھر سمندر رشاہ سے شملاق نے عرض کیا کہ کچھ آپنے سُنا کہ کیا صدا آئی
عیوض صداے مرگ کے اُسکی خود آواز آئی سمندر رشاہ نے کہا کہ تمہارا گمان درست تھا اب دونوں لشکروں
نے دیکھا کہ ایوان زمین سے نکلی مگر دونوں ہاتھوں میں اُسکے کچھ تھا فوراً زمین سے نکلی اور جست کرکے تخت
پر سوار ہوئی عشاق نے جو ایوان کو زندہ دیکھا اور سمندر رشاہ و شملاق اور کل اہل لشکر سمندر رشاہ
نے سب دنگ ہوگئے اور زرد ہو گئے مگر لشکر ایوان و لشکر اسلام دیکھکر ایوان کو خوش ہوے
ایوان کو جو عشاق نے تخت پر پایا بس برہم ہوکر جھولی پر ہاتھ ڈالا اور قصد کیا کہ ایوان پر حربہ کرے لیکن
ایوان نے جو یہ قصد عشاق کا دیکھا ہنسکر کہا کہ کیوں عشاق اب تو ہی سحر کیے جائیگا میری نوبت
نہ آنے دیگا میں تو تیرے بہت سے سحر رد کر چکی ہوں اب ایک دو میرے سحر تو رد کر عشاق نے
جواب دیا میں نے کب منع کیا ہے کہ تو سحر نہ کر شوق سے سحر کر میں تیرے سحر کا مشتاق ہوں ایوان نے کہا
کہ ای عشاق میں بہت سے سحر نکرونگی صرف دو سحر کرونگی دیکھوں تو کیونکر انکو رد کرتا ہے دیکھ لے دو ہی
حربے میرے پاس بھی ہیں عشاق نے کہا کہ میں موجود ہوں تیرا جو جی چاہے وہ سحر کر بس یہ کہکر عشاق
تھم گیا ایوان کے ہاتھ میں ایک آہنی کڑا تھا اور دوسرے ہاتھ میں ایک پھول تھا جو کہ وہ زمین سے
لیکر نکلی تھی بس ایوان نے وہ پھول ایکبار اٹھاکر طرف آسمان کے پھینکا یا تو وہ خشک تھا یا تازہ ہو گیا
اور ایک ہوا جو چلی اُس پھول کی خوشبو جو پھیلی اور اہل لشکر سمندر رشاہ کے دماغ میں جو پہونچی سب ایک قلم
مست و از خود رفتہ ہو گئے اور تلواریں اور حربہ ہاے سحر پھینک پھینک کر شعر عاشقانہ پڑھتے ہوے طرف
ایوان کے چلے اُدھر ایوان نے سحر کیا کہ وہ پھول شگفتہ ہوا اور اُس سے ایک آفتاب پیدا ہوا اور اُسکا
عکس جو ان لوگوں پر پڑا اُسکے سب پکارے کہ ای ملکہ عالم ہم آپکے تابعدار ہیں ہمکو نہ جلائیے جو حکم ہو ہم
بجا لائیں ایوان نے یہ سُنکے انگشت کا اشارہ کیا کچھ لوگ الگ ہو گئے کچھ جو باقی رہے اُنکو حکم دیا
کہ تم سبکے سب سمندر رشاہ کو پکڑ لاؤ اور جو کہ الگ ہوے تھے اُنکو حکم دیا کہ تم اپنے سر کاٹ ڈالو
یہ حکم دینا تھا بس جنکو سمندر رشاہ کی گرفتاری کا حکم دیا تھا وہ تلواریں پکڑ کر سمندر رشاہ کی
طرف چلے اور جنکو سر کاٹنے کا حکم دیا تھا اُنھوں نے فوراً اپنے گلے کاٹ ڈالے وہ لوگ
جو سمندر رشاہ کی طرف چلے تھے اُنکو سمندر رشاہ نے اپنی طرف بقصد فاسد آتے دیکھکر اپنے
اہل لشکر کو حکم دیا کہ اُنکو پکڑ لو کیونکہ یہ ایوان کے سحر میں مبتلا ہوکر دیوانہ ہو گئے ہیں پس
اہل لشکر سمندر رشاہ اُنکی طرف چلے اُدھر اُن لوگوں کے اپنے گلے کاٹنے سے لشکر میں ایک تلاطم مچ گیا
اُدھر ایوان نے اُس آفتاب کو اشارہ کیا کہ وہ پھر اُسی طور سے پھول ہوکر رہ گیا یہ جو تلاطم لشکر

ہیں یہاں عشاق نے پلٹ کر لشکر کی طرف دیکھا کہ ننانوے سر کٹے ہوئے خاک پر پڑے ہیں اور بہت سے
آدمی تلوار زمین پر کھینچے ہوئے سمندر شاہ کی طرف جاتے ہیں اور سمندر شاہ نے اپنے لشکر کے لوگوں کو
انکے گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے وہ لوگ چلے ہیں گو یہ لوگ بھی اسی لشکر کے ہیں یہ تلاطم جو عشاق نے لشکر
میں دیکھا ایوان سے پلٹ کر کہا کہ یہ کیا حرکت ہے تو نے میرے اوپر تو کوئی سحر یہ نہ کیا اور اہل لشکر کو ہلاک کیا
ایوان نے جواب دیا کہ یہ عوض اسکا ہے کہ تو نے میرے اہل لشکر کو ہلاک کرنا چاہا تھا مگر میں آگاہ ہو گئی
میں نے بچا لیا اگر تو ساحر زبردست ہے تو اپنے اہل لشکر کو میرے سحر سے بچا لے ورنہ سب کا اسی طور
خاتمہ کر دونگی دیکھو وہ باہم جنگ ہونے لگی عشاق نے جو پلٹ کر دیکھا تو یہ واقعہ دیکھا کہ وہ لوگ جو کہ
سحر ایوان میں مبتلا ہوئے تھے اور سمندر شاہ کو اسیر کرنے چلے تھے انسے اور دوسرے اہل لشکر سے
تلوار چل رہی ہے یہ جو عشاق نے دیکھا بس پلٹ کر اور ایک نارنج اٹھا کر جو اس پھول پر مارا جیسے
قریب پھول نارنج پہونچا اس سے ایک برق چمک کر گری کہ وہ نارنج جل گیا عشاق کو اور غصہ آیا
بس فوراً جھولی سے کچھ دانہ ماش کے برابر نکالے انکو اپنی ران کے خون سے رنگین کیا اور وہ
اٹھا کر اس گل پر مارے بس جب وہ قریب پہونچے انسے شعلے پیدا ہوئے اور پھول پر گرے جیسے
پھول پر وہ شعلے گرے پھول تو مرجھا کر رہ گیا مگر اس سے ایک آفتاب پیدا ہوا جسنے اپنا عکس
اہل لشکر سمندر شاہ پر ڈالا تھا بس وہ آفتاب سرک کر طرف عشاق کے چلا ایوان نے
دستک دی کہ وہ آفتاب اور زیادہ زور سے کڑکا اور چلا یہ جو عشاق نے دیکھا بس دستک
دی کہ ایک گنبد آہنی پیدا ہوا عشاق اسکے اندر پوشیدہ ہو گیا وہ آفتاب اس گنبد پر گرا اور
اسکو ریزہ ریزہ کر دیا عشاق فوراً غرق زمین ہو گیا بس آفتاب اس گنبد کو مٹا کر بلند ہوا
اور لشکر سمندر شاہ پر گرا کہ سیکڑوں اہل لشکر ہلاک ہوئے پھر بلند ہوا لشکر میں ایک تلاطم
مچ گیا اور وہ پھول جب خشک ہوا تھا وہ لوگ ہوش میں آنے تھے کیونکہ اسکی خوشبو سے
بیہوش ہوئے تھے اسکے خشک ہونے سے ہوش میں آ گئے تھے اور اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے
تھے کہ وہ آفتاب پھر گرنے لگا دو مرتبہ گرا تھا تیسری مرتبہ جو آفتاب بلند ہوا تھا اور سرک کر چلا تھا کہ
یکایک عشاق زمین سے نکلا باہر جو آیا دیکھا کہ لشکر میں تہلکہ پڑا ہوا ہے بس جیسے آفتاب سرک کر
گرنے لگا اسکے ہاتھ میں خاک تھی وہ اسنے آفتاب پر ماری اس خاک کا پڑنا تھا کہ ایک چھناکا ہوا
اور وہ آفتاب ٹوٹ کر زمین پر گرا سب نے دیکھا ایک آہنی توا تھا عشاق نے اس سحر کو مٹا کر
کہا کہ او ایوان دیکھا تو نے کیونکر میں نے تیرے سحر کو مٹا دیا گو تیرے سحر کے سبب سے اور
بہت سے اہل لشکر سمندر شاہ کے مارے گئے خیر اسکا عوض تجھ سے لونگا ایوان نے کہا کہ خیر تو نے
ایک سحر تو میرا رد کیا اور اپنی اور اہل لشکر کی جان بچائی یہ میرا دوسرا سحر ہے بس اسکو رد کر دے
تو جانوں اور یہ تیرا دیر ہے یہ کہکر وہ کڑا آہنی جو کہ ہاتھ میں تھا اسکو گردش دیکر عشاق پر مارا وہ جیسا
ایوان کے ہاتھ سے رہا ہوا تھا اسوقت تو کڑا تھا جب رہا ہو کر چلا اب شمشیر آبدار و برق شعلہ بار
بنکر چلا طرف عشاق کے عشاق نے جو اپنی طرف اسکو آتے دیکھا اب جو خیال کیا دل میں اور سحر
سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایوان نے بڑے غضب کا سحر کیا ہے گو تو طلسم بند ہے اگر یہ سحر
اسکا چل گیا تیرے اوپر تو تو ضرور ہلاک ہوگا اگر ہلاک سے بچا تو ایسا بیکار ہو جائیگا کہ پھر زندگی کا کچھ
اسی قابل نہ ہوگا کہ اٹھ بیٹھ سکے سوا اسکے بےحس و حرکت پڑے رہنے کے بلکہ دوا کرنیکی ضرورت

ہوگی کہ وہ خدمت کریں یہ جو عشاق نے سحر سے دریافت کیا اور معلوم ہوا بس اسنے کیا تدبیر کی کہ اپنی
ہمشبیہ یعنی ہمزاد کو اپنے مقام پر فوراً سحر کرکے چھوڑا اور خود تخت پر سے کود کر غائب ہو گیا اُدھر وہ
برق شعلہ بار آکر اُس ہمشبیہ عشاق پر پڑی کہ اُسکو قتل کرتی ہوئی اور اُسکو جلاتی ہوئی غرق زمین
ہو گئی ایک سیاہ آندھی چلی تاریکی ہو گئی شور و غل برپا ہوا آوازیں مہیب آنے لگیں غبار بلند
ہوا برف باری ہونے لگی آگ برسنے لگی ہر طرف سے صدائے ہولناک آرہی تھی پتھر برس رہے تھے
ایک تلاطم اُس صحرا میں برپا تھا اہل لشکر سمندر رشاہ و خود سمندر رشاہ و شملاق وغیرہ کو حیرت
ہوئی اور سب کو یقین کلی ہوا کہ عشاق کو ایوان نے قتل کیا وہ تلاطم برپا تھا کہ آواز آئی
کشتی کہ نام من ہمشبیہ عشاق ہجرہ نشین بود افسوس مردم وجان دادم کہ مطلب خود نرسیدم
یہ صدا سب نے سنی اہل اسلام کو تو خوشی ہوئی سب خوش ہوگئے مگر کفار یہ صدا سنکے بیقرار ہوئے
اور خصوصاً سمندر رشاہ بہت حیران ہوا رہا یہ پہلے بیان کیا ہے کہ یہ امر ضرور ہے کہ جب ہمشبیہ ساحر
کی قتل ہوتی ہے یا ساحر خود قتل کراتا ہے تو وہ اُسی کے نام کی صدا دیتی ہے اور اُس ساحر کا زور بھی
کم ہو جاتا ہے اسی سبب سے ہر ساحر اپنے ہمزاد کو نہیں قتل کراتا ایسی ہی مجبوری کے مقام پر جیسے
افراسیاب جادو نے یا اور ساحروں نے کیا ہے بس وہ ہی طریقہ عشاق نے بھی کیا دوسرے
یہ بات ہے کہ اکثر سنا گیا ہے کہ جب ساحر قتل ہوتا ہے تو جو اُسکے سحر کے اشیاء ہوتے ہیں وہ مٹ جاتے
ہیں تا بس اسی طور سے ہمزاد کے بھی قتل ہونے سے بھی مٹ جاتے ہیں مگر اُس ساحر کے کہ جسکی
تعمیر اور تیاری میں اُسکا ہمزاد بھی شریک ہوتا ہے یا یہ ساحر کہ جسکا ہمزاد قتل ہوا ہے یا خود اُسنے قتل
کرایا ہے اور کوئی بند و بست اسکا نہیں کیا کہ وہ چیزیں کہ جو میرے سحر سے تیار ہوئی ہیں نہ مٹیں
تو مٹ جائینگی اگر بند و بست کر لیا ہے تو ہمزاد کے قتل ہونے پر نہ مٹیں گی بلکہ اُسکے خود کے قتل ہونے
پر برباد نہونگی چنانچہ عشاق نے اسکا بند و بست کر لیا تھا کہ میرے ہمزاد کے قتل ہونے پر کوئی چیز میرا
سحر سے جو کہ بنی ہے نہ برباد ہو اسی سبب سے سب اشیائے سحر عشاق جو کہ سمندر رشاہ کے پاس تھیں
یا جو جو عمارت تھی قائم رہی برباد نہیں ہوئی مگر اس صدا کے آنے پر لشکر سمندر رشاہ میں ایک تلاطم
پڑ گیا سب رونے لگے ہر طرف سے صدا آنے لگی ہائے اُستاد وائے اُستاد سمندر رشاہ کی عجب
حالت ہو گئی کہ گریبان چاک کر ڈالا تاج سر پر سے پھینکدیا شملاق کو معلوم تھا کہ بہت سے سحر
اور بہت سی چیزیں اسوقت سمندر رشاہ کے پاس ایسی ہیں کہ جو عشاق کی بنائی ہوئی ہیں دیکھوں
وہ بھی برباد ہوئیں یا نہیں یہ خیال اپنے دل میں کرکے اب جو دیکھا تو اُنکو اُسی طور سے برقرار پایا
سمندر رشاہ سے کہا کہ ای بادشاہ ایک بات میری سن لیجیے پھر رو دیجئے گا کیونکہ یہ امر ضرور ہے کہ اُستاد
مارے گئے اب آن سا ساحر پیدا ہونا غیر ممکن ہے مگر ایک امر میں مجکو حیرت ہے سمندر رشاہ نے کہا کہ مجکو
ہر وقت حیرت ہوا کرتی ہے اسوقت میں بھی تیرا مذاق نہیں جاتا اُسنے جواب دیا کہ میری کیا مجال جو مذاق
کرتا ہوں کیا مجکو اُستاد کے مرنے کی خوشی ہے جو مذاق کرتا ہوں میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ جس سے
آپکو اس امر کا یقین ہو گا کہ اُستاد زندہ ہیں سمندر رشاہ نے کہا کہ پھر وہ ہی تو نے مذاق کی بات
کہی شملاق نے کہا کہ ذرا سماعت فرمائیے پھر فرمائیگا کہ مذاق کی بات کہی سمندر رشاہ نے جو
یہ سنا کہا کہ بیان کر شملاق نے عرض کیا کہ مجکو حیرت اس امر میں ہے کہ جس قدر سحر اُستاد کے کیے
سب قائم ہیں اور جو چیزیں اُنکی بنائی ہوئی تھیں وہ سب موجود ہیں بس اگر اُستاد قتل ہو جاتے

تو ضرور یہ سب برباد ہو جاتیں اور ایک کا بھی انمیں سے نام و نشان نہ باقی رہتا یہ کیا سبب ہے کہ سب
اسی طور سے برقرار ہیں سمندر رشاہ نے جو یہ کلمہ سنا شملاق سے کہا کہ یہ تو تو نے ایک بات طریقہ
کی کہی مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ انھوں نے فرمایا نہیں وہ ان سب کا اختیار مجکو دے گئے ہیں جو یہ نہیں
برباد ہوئے ہیں اسکے بعد ہیں انکا اک ہورت اور یہ سب لیے تو نہ بتائیں لگائیں اگر یہ کہا جائے کہ وہ قتل نہیں
ہوئے تو صدا کیسی آئی پس اگر مثل ایوان کے دکھو کا دیا ہوتا تو صدا نہ آتی جیسے اسکے مرنے کا سکو یقین
ہو رہا تھا مگر صدا اسکے نہ آنے سے شک تھا ویسے اسکے یہاں ایسا ہی ہوتا یہ صدا کیوں آئی شملاق نے کہا کہ یہ
سب ارشاد آپکا درست ہے مگر مجکو ضرور شک ہوتا ہے دیانت تو سب اہل لشکر رو رہے ہیں سمندر رشاہ بھی
مغموم ہے شملاق کے اس کہنے سے روتا تو نہیں ہے مگر مغموم ہے اودھر ایوان نے جب دیکھا کہ وہ تاریکی
وغیرہ رفع ہو گئی اور سب علامت سحر برطرف ہو گئی ایوان نے دیکھا کہ نہ عشاق کی لاش ہے نہ تخت ہے
یہ خیال کیا کہ جیسے اس تاریکی میں لاش اٹھا لیگئے پس ایک مرتبہ جو تامل کر کے آواز دی کہ زدم و پیستا
کردم یوں کام تمام کرتے ہیں یہ کہکر شقومی راوی نے کہا ہے کہ ابھی نہ تو عشاق کی موت کا وقت
آیا تھا نہ اسکا قاتل آیا تھا نہ ایوان اسکی قاتل تھی نہ ابھی اہل اسلام کے ستارہ دن کی نحوست برطرف
ہوئی تھی جیسے عشاق قتل ہو جاتا کیونکہ میں عرض کر چکا ہوں کہ جب تک سامنے عشاق کے شش نہ آئیگا
اس وقت تک عشاق قتل نہ ہو گا جو کہ ساحری ہو شیدہ بنا گئے ہیں دیکھیے اب تیغہ کو کون لیکر
آتا ہے اور کون عشاق کو قتل کرتا ہے اور کب قتل ہوتا ہے گو ہمزاد کے قتل کرانے سے لطف نوبت
سحر کی اور جسم کی گھٹ گئی ہے چونکہ اہل اسلام کا ستارہ گردش میں ہے پس اس سبب سے ابھی تو نہ ہو
یہ جو صدا ایوان نے دی کہ زدم و پیست کردم برابر سے آواز آئی کہ ارزدی و کرا پیست کردی تو
یوں نہ قتل ہو گی سحر سے بلکہ مجکو تلوار سے قتل کر ریگا کیونکہ تو سحر میں زبردست ہے اور کامل ہے میرا
تیرا مقابلہ برابر ہے میں سحر میں تیرے اوپر غالب آ نہ سکونگا تو میدان جو ہو صدا ایوان نے جسمی پلٹ کر دیکھا
کہ عشاق زمین سے نکل رہا ہے تیغہ برہنہ ہاتھ میں ہے یہ بھی اسکو دیکھکر تخت پر سے کود پڑی
تیغہ لیکر عشاق بھی جست کر کے زمین سے نکلا اور روبرو آکر پھیرا بدل کر کھڑا ہوا اب جو اہل اسلام
نے دیکھا سب کو حیرت ہوئی اور باہم کہا کہ وہ ہی تدبیر کی جو کہ ایوان نے کی تھی اب ایوان کے
ہاتھ سے مارا جائیگا یہ ہمزاد میں غالب آئی ہے آکے ہمزاد شملاق نے سمندر رشاہ سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے
جو میں عرض کرتا تھا وہ ہی ہوا نہ دیکھیے وہ استاد نے اپنے کو ظاہر کیا معلوم ہوتا ہے کہ اپنا ہمزاد قتل
کرایا اب جو سمندر رشاہ نے دیکھا تو عشاق کو میدان میں کھڑا پایا شملاق سے کہا کہ تم نے
سچ کہا تھا یہ کہکر نقیبوں سے کہا کہ لشکر میں پکار دو کہ کوئی رنج و غم نہ کریں استاد زندہ ہیں
انھوں نے اپنے ہمزاد کو قتل کرایا تھا یہ اسکے مرنے کی علامت بلند ہوئی تھی نقیبوں نے لشکر میں پکار دیا
اب پھر سب کو اطمینان ہوا اور دیکھا تو عشاق کو میدان میں روبرو ایوان کے استادہ پایا اور
دیکھا کہ اب دونوں میں تیغ چلا چاہتا ہے شملاق نے کہا کہ اب استاد نے ایوان کو قتل کیا سحر میں
تو نہیں قتل کر سکتے تھے ہاں تلوار کے مقابلے میں ضرور مار لینگے کیونکہ وہ عورت ہے اور یہ مرد ہیں
عورت تلوار کی لڑائی مرد سے نہیں لڑ سکتی ہے کیسی ہی اس فن میں کبھی کامل ہو مگر مرد کا مقابلہ
تلوار میں نہیں کر سکتی ہاں اور کسی حربہ جنگ میں مثل نیزہ و گرز کے استاد نے بہت ہی اچھی کی
اب کوئی دم میں اسکا خاتمہ ہے اب جاتی کہاں ہے شملاق تو سمندر رشاہ سے یہ کہہ رہا ہے وہاں

ایوان نے عشاق سے کہا کہ تو نے اس وقت بڑا کام کیا کہ اپنے ہمزاد کو قتل کرایا ورنہ تیرا بچنا محال تھا
مگر دیکھ مجھ میں اور تجھ میں اتنا فرق ہے کہ میں نے پتلی سحر کو قتل کر کے تیرے حربے سے اپنے کو بچایا اور
تو نے اپنے ہمزاد کو قتل کرا کے میرے حربے سے اپنی جان بچائی اور تو جو مجھ سے مقابلہ کرنے پر آمادہ
ہوا ہے تو میں اس پر بھی راضی ہوں کیونکہ میں اس فن سے بھی واقف ہوں تو نے اس خیال سے کہ میں مرد
ہوں اور فنون سپہ گری سے آگاہ ہوں یہ عورت ہے کیا واقف ہوگی بس میں اسکو اس فن میں
زیر کر لونگا اور قتل کر ڈالونگا کیونکہ یہ سوائے سحر و ساحری کے فنون جنگ سے آگاہ نہ ہوگی گو یہ تیرا خیال
درست ہے مگر میں نے اس فن کو بھی خوب حاصل کیا ہے اسی وقت کے لیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تلوار کی
نوبت آئے تو بڑی خرابی ہو لیکن اس سے بھی آگاہ ہونا خوب ہے استادوں سے حاصل کیا ہے میں ابھی
کچھ بھولی نہیں ہوں آ مقابلہ کر عشاق نے جواب دیا کہ اگر بند نہیں ہے تو وار کر ذرا میں بھی تو دیکھوں کہ تو نے
محنت کر کے اس فن میں کیا کمال حاصل کیا ہے ایوان نے کہا کہ پہلے تو وار کر لے پھر میں وار کرونگی یہ سننا تھا کہ عشاق
نے تیغ سحر علم کر کے وار کیا ایوان نے سپر سحر کو پناہ کیا اور اسکا وار خالی دیا اپنا وار کیا عشاق نے
خالی دیا بس دونوں تیغے مثل برق کے لگے دو بجلیاں کوندنے لگیں شرارے سروں سے نکل کر
بالائے آسمان جانے لگے جھنکار تیغوں کی بلند ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیاں باہم لپٹی ہوئی چمک رہی ہیں
ایوان و عشاق اس طور سے گردش کر رہے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کاٹ سے تیغے چلتے ہیں اور بذریعہ
کل کے پھر رہے ہیں کسی مقام پر نہ ایوان کو کوئی کم پاتا تھا نہ عشاق کو معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیاں
چمکتی ہوئی ہیں ہر مرتبہ اہل لشکر اسلام کو یقین ہوتا تھا کہ ابھی ایوان نے مار لیا اور کفار کو یقین
ہوتا تھا کہ عشاق قتل ہوا اسی طور سے جب عشاق کا وار چلتا تھا تو اہل اسلام کو ایوان
کے قتل ہونے کا یقین ہوتا تھا اور کفار کو عشاق کے فتحیاب ہونے کا پھر کامل دو دن لڑا کیے تیغ آری
سپر بہت مثل غربال کے ہو گئیں بلکہ ریزہ ریزہ ہو گئیں عشاق نے دم لیا اور ایوان سے کہا کہ تو
خوب اس فن سے بھی واقف ہے میں پھر وسے ایک مقابلہ کرنے لگا ایوان بھی لڑنے لگی کبھی یہ
اسکے حد کی طرف آجاتی تھی یعنی ایوان کبھی ایوان کی حد میں عشاق چلا جاتا تھا اگر ایوان کا تیغ
پہلو سے نکل گیا تو عشاق کا تیغ سر پر آ کر خالی گیا اگر اسنے طمانچہ لگایا تو ایوان نے پھنڈا رہے کا
ہاتھ لگایا اسنے کمر بتائی تو ایوان نے پھرے کا ہاتھ لگایا اسکا تیغ اگر تن سے قریب تھا نہ آ کر نکل گیا
تو ایوان کا بھی تیغ سر پر سے تن سے نکل گیا اسی طور سے بڑی دیر تک لڑائی یہ نوبت تھی کہ نہ
ادھر ظفر یابی ادھر ظفر نہ ادھر خطر دونوں برابر تلے ہوئے لڑ رہے تھے برابر کے ہاتھ چل
رہے تھے جب ایوان کو عشاق نے اس فن میں بھی کامل پایا اور اپنے دلمیں خیال کیا کہ میں نے
تو تلوار کا مقابلہ اس لیے کیا تھا کہ یہ اس سے ناواقف ہوگی یہ تو اس فن میں بھی کامل نکلی اس پر
غالب آنا دشوار ہے بدون دھوکے بازی کے بس یہ خیال دلمیں کر کے عشاق نے کمر کا ہاتھ لگایا
ایوان اس طرف متوجہ ہوئی دھوکا تو تھا ہی بس فوراً بتایا تو کمر اور لگایا سر سپر سر پر سے
ہٹ چکی تھی تیغ سر پر بیٹھا تا دابرو اتر آیا ایوان نے جو یہ حال دیکھا کہ اسنے دھوکا دیا تھا ئی
مگر ضرب لگائی سر پر میں دھوکے میں آ کر مجروح ہوئی فوراً سحر کیا کہ تیغ تو سر سے نکل گیا
خون نکلنے لگا سحر کیا کہ خون بند ہو گیا مگر زخم اسی طور سے رہا فوراً دوپٹہ ایک پھاڑا اس سے خوب
مضبوط سر کے زخم کو باندھا اور عشاق سے کہا کہ مکاری کرنے لگا عشاق نے جواب دیا کہ

جس طور سے ہو حریف کو زک دے ایوان نے جواب دیا کہ اچھا کوئی پروا کی بات نہیں ہے کبھی ہمارا بھی تو موقع ہوگا مگر ہم کہکر دار کرینگے راوی نے بیان کیا ہے کہ چونکہ ابھی اہل اسلام کے ستارہ و ن کی نحوست برطرف نہوئی تھی اس سبب سے ایوان عشاق کے ہاتھ سے مجروح ہوئی راوی بیان کرتا ہے پھر باہم تیغ چلنے لگا کہ پھر عشاق نے دھوکا دیکر وار کیا ایکی ایوان کا نشانہ نشانہ ہوا اسنے اسکو بھی کسکر مارا تھا اور مقابلہ مین مصروف ہوئی اسی طور سے چند زخم ایوان نے کھائے زخم سے چور پارہ ہوگیا کس چیز اور سماعت کی صورت تھی کہ برابر مقابلہ کیے جاتی ہے لڑ رہی ہے یہان تو مقابلہ ہو رہا ہے اور ایوان زخمی ہو رہی ہے اور عشاق سے مقابلہ کر رہی ہے مگر راوی ان دونوں کو اسی مقابلہ مین چھوڑتا ہے اور

اب ختمہ حال ملکہ سوماق برق مزاج بھانجی ایوان کا قلم بند کرتا ہے اسکو سماعت فرمایئے

کہ ملکہ سوماق برق مزاج بھانجی ایوان کی جب ایوان لشکر اسلام سے مسلمان ہو کر آئی تھی تو اپنی خالہ کے پاس آئی تھی ایوان اسکا معرفی لیگئی تھی وہ اسکو دیا تھا اسنے سب حال پوچھا تھا تو بیان کیا تھا خلاصہ یہ کہ ایوان نے سب کو یعنی تمام اپنے اہل لشکر و اہل شہر و عزیزونکو مسلمان کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ لشکر تیار رہو ہم ہمراہ لیکر اہل اسلام لشکر لیکے جاینگے چنانچہ سوماق نے بھی ضد کی تھی چونکہ سوماق کو ایوان نے پرورش کیا ہے اس سبب سے الفت بہت تھی اور سوماق بھی ایوان کو ماں جانتی ہے اور زیادہ جانتی ہے پس اسی الفت کے سبب سے ضد کی تھی کہ مین بھی آپکے ہمراہ چلونگی پہلے تو ایوان نے بہت کچھ سمجھایا بجھایا تھا جب اسنے نہ مانا تھا تو یہ کہکر اسکو باغ کی طرف اسکے روانہ کیا تھا کہ سب ہم جائینگے تو بلا لینگے چونکہ وہ بچہ تھی اس فقرہ مین آگئی تھی اور اسکی ہمسنون کو سمجھا دیا تھا کہ ملکہ کو ہمہ وقت سیر و تماشا مین مصروف رکھنا اودھر کا خیال بھی نہ آنے دینا چنانچہ جب سوماق چلی گئی تھی اسکے بعد حیران بادلہ پوش کا نامہ آیا تھا اور ایوان نے نامہ پھاڑا تھا اور اسکو شکست دیکر اور تین لاکھ کا لشکر اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی تھی چنانچہ اسکی داستان تو تحریر ہوئی کہ وہ آکر عشاق سے لڑی اور مقابلہ کر رہی ہے مگر سوماق کا حال نہین تحریر ہوا تھا اب اسکا حال قلم بند ہوتا ہے کہ یہ باغ مین جاکر ایسی سیر باغ مین مصروف ہوئی اور لہو لعب مین کہ بالکل اس طرف سے غافل ہوگئی دوسرے انیسون اور خواصون نے بھی بموجب حکم ملکہ ایوان سوماق کو ایسا لہو لعب مین مصروف کیا کہ اسکو کچھ خبر نہ ہوئی کسی کا ادھر کی خبر پہنچی نہ وہ اس حال سے آگاہ ہوئی کہ حیران بادلہ پوش میری خالہ سے لشکر لیکر آیا ہے اور خالہ مقابلہ کو لشکر لیکر گئی ہے نہ اس حال سے آگاہ ہوئی کہ خالہ اسکے لشکر کو شکست دیکر بھگا دیا اور خود لشکر لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوگئین اگر کسی وقت خیال بھی آیا اور ذکر کیا تو مصاحبون نے دوسری بات شروع کر دی اس ذکر کو کاٹ دیا خواصون نے مصاحبون کو سب خبرین تھین مگر ملکہ سے نہین ذکر کرتی تھین بس اسی طور سے چند روز

گذرے کہ ایکدن سوماق کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ امی جان نے کہا تھا کہ جب مین لشکر لیکر برائے مقابلہ
اہل اسلام جاؤنگی تو تجھکو بھی باغ سے طلب کرونگی اور اپنے ہمراہ لیجاونگی اس امر کو عرصہ بہت ہوا
اور وہ تو اُس زمانے مین کوچ فرمانے والین تھین کیا سبب ہے کہ مجھکو نہین طلب کیا کیا لشکر لیکر روانہ
نہین ہوئین یا کسی ضرورت سے رک گئین ذرا حال دریافت کرنا چاہیے لیں اسکے پاس موتی ہے
مین عرض کرچکا ہون کہ اسنے بڑی محنت سے موتی تیار کیا ہے اول تو حرز بے بہا ہے کسی سے رد نہین
ہوسکتا ہے اگر ساحری وجمشید پر بھی سوماق یہ حرز کرے تو انکو بھی بچنا ذرا دشوار ہو دوسرے یہ صفت ہے
کہ جسکا چاہے حال دریافت کرلے چاہے کسی مقام پر ہو پھر اسکی حالت ہوگی وہ پیش نگاہ ہو جائیگی
اور صاحب گوہر اسکے حال سے بخوبی آگاہ ہوجائیگا یا اور جو حالت دریافت کریگا اُس موتی سے معلوم
ہوجائیگی لیں یہ جو مین نے عرض کیا ہے اسی قسم کا موتی اُسنے تیار کیا تھا مین قبل مین بھی عرض کرچکا ہون
اور وہی گوہر الوان اُس سے جب وہ بارہ سمندر شاہ نے طلب کیا تھا گئی تھی تو لیتی گئی تھی چنانچہ
جب آئی تھی تو دیدیا تھا لیں سوماق نے جو یہ خیال اپنے دلمین کیا کہ امی جان کا حال دریافت
کرون کسی کو اُنکے پاس روانہ کرکے دریافت کراؤن تو وہ جھوٹ سچ آکر بیان کرے اس سے موتی ہین کیون نہ
دیکھ لون لیں یہ خیال کرکے دلمین جوڑے مین سے ڈبیا نکالی اُسی ڈبیا مین موتی رہتا ہے اُسکو
کھولا اور ہاتھ پر رکھکر کہا کہ مجھکو میری خالہ ملکہ الوان کی حالت دریافت کرنا ہے جو اُنکا حال ہو
میرے اوپر ظاہر ہوجائے کہ وہ جس فکر مین ہون اور جہان ہون لیں یہ جو اسنے نیت کرکے موتی
مین دیکھا کیا دیکھتی ہے کہ ملکہ الوان لشکر لیے ہوے ایک صحرا مین چلی جاتی ہین اسکو حیرت ہوئی
کہ یہ کیا سبب ہے یہ کہان جاتی ہین مین تو شہر مین چھوڑ آئی تھی یہ کہان مع لشکر تشریف لیے جاتی ہین
شاید آج موتی نے خطا کی پھر دیکھا پھر وہی نظر آیا اب اسنے یہ نیت کی کہ مجھکو میری خالہ کی کیفیت
معلوم ہوجاے کہ یہ مع لشکر کے کہان جاتی ہین کیونکہ مجھ سے تو اقرار کیا تھا کہ مین جب برائے
کمک اہل اسلام جاؤنگی تو تجھکو بھی ہمراہ لیتی جاؤنگی اب یہ کہان جاتی ہین آیا طرف لشکر اسلام کے
جاتی ہین یا اور کسی مہم پر اُس موتی مین اُسنے یہ تحریر پایا کہ ای ملکہ آگاہ ہو کہ جب تجھے بہت منتظر
کی تو ملکہ نے یہ فقرہ تجھکو دیا کہ تم باغ مین جاکر اپنا دل بہلاؤ جب مین لشکر لیکر کوچ
کرونگی تجھکو بھی طلب کرونگی لیں تم ادھر باغ کو آئین ادھر حیران بادلہ پوش لشکر لیکر بحکم
سمندر شاہ برائے تاخت وتاراج ملک الوانیہ آیا تھا اُسنے نامہ لکھا تھا وہ نامہ آیا لیں آپکی
خالہ صاحبہ نے نکلکر اُسکا مقابلہ کیا اُسکو قتل کیا لشکر کو شکست دی اُسکے بعد تین لاکھ کا لشکر لیکر
اُسی طرف سے برائے کمک اہل اسلام روانہ ہوگئین اُسی طرف تشریف لیے جاتی ہین لیں
حال کا ظاہر ہونا تھا اور سوماق کو معلوم ہونا تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ آپ اُسدن سے یہان
آکر ایسی غافل ہوئین کہ پھر آپکو خیال بھی نہ آیا اور ایسی لہو ولعب مین مصروف ہوئین کہ پھر
کچھ فکر نہ کی لیں یہ جو سوماق پر ظاہر ہوا یا تو بیٹھی ہوئی تھی یا اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی صاحبون و
خواصون وجلیسون وانیسون کو حکم دیا کہ بہت جلد اسباب سفر سے آراستہ ہو اور سامان
سفر کرو مین اپنی خالہ صاحبہ کے پاس جاؤنگی تم سب نے بڑی غفلت کی کہ مجھکو اس حال سے
آگاہ نہ کیا کہ آپکی خالہ صاحبہ لشکر لیکر طرف لشکر اسلام کے تشریف لیگئین جب وہان سے
آلوان تو سزا دونگی وہ عذر کرنے لگین ملکہ نے کہا کہ لیں بہر عذر کرنا جب سزا ملیگی اسوقت

سامان سفر کرد انھون نے کہا کہ ہم جاکر دریافت کر آئین وہ ابھی تشریف نہین لیگئی ہین اگر تشریف لیجاتین تو آپکو ضرور طلب فرماتین ملکہ نے کہا کہ بس آپ مہربانی فرمائیے وہ تشریف لیگئین انھون نے مجکو فقرہ دیا تھا مین سمجھ گئی تھی فقرے مین آگئی بس مجکو سب حال سوتی سے ظاہر ہو چکا ہے مین دریافت کر چکی ہون کوئی جانے کی ضرورت نہین ہے یہ جو ملکہ نے کہا سب سامان سفر اور اسباب سحر سے آراستہ ہونے لگین کیونکہ ملکہ کے مزاج سے بخوبی واقف ہین کہ ذرا سے مین خفا ہو جاتی ہین تو مان و خالہ کی تو شفقتی نہین ہین تو ہماری کیا اصل ہے تھوڑے عرصے مین سب سامان سفر اور اسباب سے آراستہ ہو گئین ملکہ انکو حکم دیکر بارہ دری مین گئی تھی وہان جا کر خود اپنے کو سامان سفر اور کل اسباب سحر سے آراستہ کیا اور جب تیار ہو چکی تو باہر آئی مصاحبون کو طلب کر کے پوچھا کہ سب سامان تیار ہے اور سامان سفر سے لیس ہین اور اسباب سحر سے عرض کیا کہ جی ہان لیس ہین ملکہ نے سحر کیا طاؤس سحر تیار ہو کر سامنے موجود ہوا بس ملکہ طاؤس پر سوار ہوئی اپنے سوار ہونے کے بعد اور سب کو حکم دیا کہ تم سب بھی سوار ہو لیں قریب دو سو کے خواصین تھین وہ اور باقی خادمین وغیرہ جلیسین و انیسین تھین اور سب ساحرہ تھین یہ سب قریب آٹھ سو کے تھین اور سب خواتین یا لڑکیان سب بموجب حکم ملکہ سوار ہو گئین کوئی طاؤس پر کوئی باز پر کوئی ہنس پر کوئی قاز پر کوئی قمری پر اور کوئی اژدر سحر پر لیس ملکہ ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر اور سوتی سے حال دریافت کرنے کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی بہت جلد راہ طی کرتی ہوئی جاتی تھی چنانچہ دو منزلہ سہ منزلہ دن کا رستہ طی کیا یہان تک کہ یہ قریب سمندر کے پہونچی ایک جہاز اپنے لشکر کے فرودگش ہونے کا حکم دیا یعنی انکو سب مصاحبون وغیرہ کو اور لشکر اسکے ہمراہ نہ تھا اور سحر کیا کہ ایک خیمہ برپا ہو گیا یہ اس خیمہ مین اُتری اور سب بھی سحر سے خیمہ برپا کر کے اُتر پڑین وہ پہر رات تک اسکے ہمراہ باتین کرتی رہی جب نصف شب کے قریب آئی تو سب سے رخصت ہو کر چلی گئی پہرہ والیان رہ گئین پہرہ پر یہ آکر لیٹی اسکو نیند نہ آئی کچھ خیال ملکہ ایوان کا جو ہوا تو دل پریشان ہوا بس سوتی کو لگا کر دیکھا تو معلوم ہوا اور خود بھی دیکھا کہ ملکہ قریب لشکر پہونچ چکی ہے ایسا تھوڑا فاصلہ ہے صبح کو جو روانہ ہوگی تو قریب دوپہر کے لشکر اسلام مین پہونچ جائیگی اسنے خیال کیا کہ ذرا لشکر اسلام کا تو حال دریافت کرون اب جو لشکر اسلام کا حال دریافت کرتی ہے تو معلوم ہوا کہ کل ساحران لشکر اسلام کو عشتاق نے تباہ کیا ہے وہ گنبد جو بالاے ہوا قائم ہے اور بہت تکلیف سے وہ لوگ بسر کر رہے ہین اور سب اہل اسلام جو کہ غیر ساحر ہین اپنی زندگی سے مایوس ہو کر عبادت خدا مین مصروف ہین کیونکہ صبح کو پھر عشتاق مقابلے کو آئیگا عجب بلا لشکر اسلام پر نازل ہوئی ہے اور کل ایوان بھی عشتاق کے ہاتھ سے زخمی ہو گی یہ جو سوماق نے دیکھا اور اہل اسلام کی حالت بھی دیکھی اور کفار کو خوش پایا بہت صدمہ ہوا اور یہ جو معلوم ہوا کہ ایوان بھی مجروح ہو گی بس یہ دریافت کیا کہ عشتاق کسکے ہاتھ سے قتل ہوگا اور کون اسکا قاتل ہے معلوم ہوا کہ عشتاق کا قتل ہونا غیر ممکن ہے یہ طلسم بند ہے سب پر غالب آئیگا ملکہ نے یہ جو دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ تو معلوم ہوا کہ یہ سحر بند ہے کیا اسکے قتل کی بھی تو کوئی تدبیر ضرور ہوگی کیونکہ جسنے اسکو سحر بند کیا ہوگا تو اُسنے کی ہوگی اگر اسنے اپنے کو خود سحر بند کیا تو اسنے کی ہوگی لکھا پایا کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ اسکو طلسم بند یا سحر بند ساحری دیجنشید نے کیا ہے اور اسکے قتل کی یہ تدبیر کی ہے کہ ایک تیغ بناکر اسکو دیا تھا کہ اسکو بحفاظت رکھنا

کیونکہ جب تک یہ تیغہ کسی کے ہاتھ نہ لگے گا اسوقت تک تیری قضا نہ آئیگی اگر کوئی لاکھ تدبیر کرے کہ تجکو
قتل کرے مگر تو قتل نہو گا اگر تمام عالم ایک ہو جائے تو بھی تو قتل نہوگا ہاں اگر یہ تیغہ مل جائیگا تو ایک بچہ
تجکو قتل کر ڈالے گا بس تیری موت اس تیغہ پر منحصر ہے لہذا اسکو بہت حفاظت سے رکھنا چنانچہ عشاق
نے اسکو بڑی حفاظت سے رکھا ہے اس تیغہ کا نام تیغہ عشاق کش ہے پس جب تک وہ تیغہ نہ آئیگا
عشاق نہ مارا جائیگا یہ جو سوماق کو معلوم ہوا پس اسنے خیال کیا کہ اے سوماق اس موقع سے
تو اس تیغہ کا نشان بھی دریافت کرے کیونکہ یہ تو تونے خوب پتہ بتایا کہ جو حال دریافت کرنا ہوا دریافت
کرلیا یا جو امر نہ معلوم ہوا اسکو معلوم کرلیا پس نشان تیغہ معلوم کریگا اور کوشش کریگا اس تیغہ کو حاصل کرا اور پھر عشاق
سے مقابلہ کر اسکو قتل کرکے سب اہل اسلام کو اس بلا سے نجات دے کتنا بڑا ثواب ہوگا بس یہ
خیال دلمیں کرکے اور یہ بھی خیال کیا کہ کتنا بڑا نام ہوگا یہ ہمت کرکے موقع کو دیکھا کہ تجکو نشان اس
تیغہ کا معلوم ہو جائے پس نشان معلوم ہوا سوماق نے سحر کیا کہ ایک پتلی آسی کی صورت کی اسکے
پلنگ پر سحر سے تیار ہوگئی اور خود سوماق سحر کرکے غرق زمین ہوئی اور فکر میں تیغہ عشاق کش کے
زیر زمین روانہ ہوئی نقب کنی کرتی ہوئی چلی جو تین منزل نکل گئی پس ایک مقام پر طبقہ زمین کا
توڑا جو تا مد شب تھی مگر ایک صحرا میں نکلی پس وہاں مشعل سحر روشن کرکے ایک طرف کو اسکی روشنی میں چلی
چونکہ نشان تیغہ تو مل چکا تھا پس یہ اسی پتہ پر برابر چلی جاتی تھی یہانتک کہ اس مقام پر پہونچی کہ جہاں کا
نشان ملا تھا دیکھا کہ ایک درہ کوہ ہے اور بہت سرسبز ہے پس اس درہ کوہ کے اندر داخل ہوئی دیکھا کہ
ایک ساحر جوگی سنگ مرمر پر بیٹھا ہوا ہے جوڑا بندھا ہوا جوگی وضع ہے جاگ رہا ہے جیسے اسنے سر اٹھا کر
روشنی کی طرف دیکھا دیکھا کہ ایک لڑکی بہت خوبصورت میری طرف چلی آتی ہے پس اسنے آواز دی
کہ کون اجل رسیدہ اور ہے جو آتا ہے یہ مقام آنے کا نہیں ہے میں یہاں کا مالک ہوں سوماق نے یہ صدا اسکی سنکے
کہا کہ او اجل رسیدہ میں تیری جان کی مالک الموت ہوں اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو ہٹ جا میں تیغہ
عشاق کش کو حاصل کروں اس جوگی نے کہا کہ اب معلوم ہوا کہ تو تیغہ کی فکر میں آئی ہے اب تیرا زندہ
بچنا میرے ہاتھ سے دشوار ہے یہ کہکر اپنے مقام پر سے اٹھا چونکہ سوماق کو جلدی تھی اور یہ فکر تھی
کہ کسی صورت سے اسکو قتل کرکے تیغہ حاصل کروں پس جیسے وہ ساحر اٹھا اسنے فوراً موتی کو
اپنے جوڑے سے نکالا اور ہاتھ پر رکھا اور اسکا عکس اس جوگی پر ڈالا وہ تو ناریج سحر اٹھا کر چلا تھا
اس خیال سے کہ یہ لڑکی ہے بھلا کیا مقابلہ کریگی ایک ہی منتر میں گرفتار ہو جائیگی اس حال سے
واقف نہ تھا کہ جان کی خواہاں ہے پس یہ تو بلا خوف چلا آتا تھا جیسے عکس اس موتی کا جوگی پر
پڑا ایک برق چمک کر موتی سے اس جوگی پر گری جب تک وہ سنبھلے سنبھلے اس برق نے اس
جوگی کو جلا دیا اسکا جلنا تھا کہ ایک شور قیامت اٹھا ایک تو تاریکی تھی اور ہوگئی برفباری
و سنگباری شروع ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا کہ نام من دریان جادو بود جب تاریکی دفع ہوئی سوماق
نے دیکھا کہ ایک دروازہ مقفل سامنے ہے پس اسنے جاتے ہی اس قفل کو توڑا اور دروازہ کھولا
دروازے کا کھولنا تھا کہ دیکھا ایک اژدر آتش فشاں قلعہ آتشیں چھوڑتا ہوا اندر سے چلا پس اسنے یہ
تدبیر کی کہ اس اژدر پر بھی اس موتی کا عکس ڈالا وہ بھی عکس موتی سے جلنے لگا اور اسپر عکس پڑا
اور ادھر اس اژدر کے جسم سے شعلہ نکلا اور وہ جلنے لگا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اژدر جادو بود
جب سوماق اژدر کو قتل کرچکی اور چلا چلی اب اندر دروازے کے آئی دیکھا کہ ایک

مکان بہت وسیع ہے بس یہ صحن مکان طے کرکے دالان مین آئی اور شمال کی طرف جو حجرہ تھا اُسکی
طرف متوجہ ہوئی جیسے اُدھر کو قدم اُٹھاتا یا قدم کا اُٹھانا تھا کہ آواز آئی کہ او ظالم کدھر جاتی
ہے تو بڑی بیخوف ہے دربان جادو و اژدر جادو کو مار کر یہان پہونچی ہے پھر بھی کچھ خوف
نہین کرتی ہے گھڑی بھر مین تیری جان کا ملک الموت آتا ہون بس یہ جو صدا آئی سوماق نے
پلٹ کر دیکھا دیکھا کہ ایک جوگی جسکے بڑے بڑے بال سیاہ فام بڑے بڑے دانت آنکھون اور
مُنھ سے شعلے نکلتے ہوئے میری طرف چلا آتا ہے یہی کہتا ہوا کہ کہان جاتی ہے بس جیسے وہ قریب
آیا سوماق نے اُسکی طرف بھی موتی کو کیا اُسی طور سے اُس موتی سے برق پیدا ہوئی اور اُس
جوگی پر بھی پڑی کہ وہ مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا بس نہایت ہی ہنگامہ محشر افزا برپا ہوا آوازین
ہولناک آئین تاریکی انتہا درجہ کی ہو گئی جب وہ سب آفتین کم ہوئین آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
پاسبان جادو بود جب یہ صدا آچکی اور وہ تاریکی وغیرہ دفع ہو چکی اُسوقت سوماق نے
دیکھا کہ ایک ساحر کی لاش پڑی ہوئی ہے بس یہ حجرہ کی طرف چلی اور حجرے کا قفل توڑ کر اندر آئی
اور سقف حجرہ سے اُس صندوق کو جو کہ لٹکا ہوا تھا سحر کرکے اُتارا اور اُسکا قفل توڑا اور پر کا پٹرا جو
ہٹایا دیکھا کہ ایک کیسی سیاہ ناگن بیٹھی ہوئی ہے زبان نکالے ہوئے بس فوراً کچھ اسم سحر پڑھکر
اُسپر ہاتھ ڈالدیا اب جو ہاتھ ڈالا قبضہ پر پڑا اب جو اُٹھایا نہ وہ ناگن تھی نہ اور کچھ تھا ایک تلوار
نیام مین تھی اُسکے قبضہ پر لکھا تھا کہ این تیغ عشاق کشش بس جب سوماق نے وہ تیغ پایا بہت
خوش ہوئی اپنے دلمین کہا کہ خداوند کریم نے میری کمک کی کہ یہ تیغ ہاتھ آیا بس اُس صندوق وغیرہ
کو اُسی طور سے چھوڑ کر باہر آئی اور مکان کو طے کرکے دروہ مین آئی اور وہان سے اُس مقام پر
آئی کہ جہان پر وہ نقب توڑا تھا بس نقب مین جا کر اُسی طور سے راہ طے کرکے اپنے خیمہ مین
صبح ہوتے ہوتے پہونچ گئی راوی بیان کرتا ہے کہ یہ سب کام ملکہ نے حسب نشان دہی گوہر آبدار
جو کہ اُسکے پاس ہے کیا اور اُس موتی کے ذریعہ سے پتہ بھی ملا اور سب کو قتل بھی کیا بس خیمہ
مین آکر تھوڑے عرصے تک آرام کیا بعد کو جب صبح ہوئی بیدار ہوئی فوراً سب کو کوچ کا حکم دیا
اور کہا کہ تم لوگ تو بالاے ہوا روانہ ہو مین اندر اندر زمین کے آتی ہون قریب لشکر اسلام
پہونچکر ایک طرف صف باندھکر کھڑی ہو جو کوئی دریافت بھی کرے تو کہنا کہ جب ہمارا مالک
آئیگا وہ خود اپنے نام و نشان سے آگاہ کرے گا اول تو مین تم سے پہلے پہونچونگی یہ کہکر اور
سحر کرکے شق زمین ہوئی اور سحر سے زمین کشی کرتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی
اُسکی خواصین اور مصاحبین اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوکر چلین یہ تو اُدھر سے جاتی ہین اور
سوماق اندر زمین کے چلی جاتی ہے مگر ساتھ عجلت کے اس خیال سے کہ ایسا نہو کہ خانہ جان
پہونچ گئی ہون اور مقابلہ ہونے لگا ہو یا صاحبقران نے نکلکر مقابلہ کیا ہو کیونکہ سب ساحران
لشکر اسلام قید ہو چکے ہین بس یہ تو اس خیال و فکر مین چلی جاتی ہے وہان ایوان سے اور عشاق
سے جنگ زرگی ہو رہی ہے اور ایوان بہت زخمی ہو چکی ہے اور پسپا ہونے لگی اور عشاق بڑھا جاتا
ہے اور وار کرتا ہے کہ اب اُسکے ظلم و ستم کی حد ہو چکی تھی اور نحوست بھی ستارۂ اہل اسلام کی
جا چکی تھی اور عشاق نے غور بھی کیا ہے اور اُسکا یہ قصد ہے کہ کسی مقام پر موقع پاکر ایسا
ہاتھ لگاؤن کہ ایوان کا سر تن پہ سے کٹکر زمین پر گرے تو ایوان بہت زخمی ہے اور خون بھی

بہت نکلا ہی طاقت بھی کم ہوتی جاتی ہی ایوان ایسی جرأت کی عورت ہی کہ اسقدر مجروح ہی خون
جسم سے بہ رہا ہی مگر مقابلہ سے ہٹتی نہین ہی برابر عشاق کے وار کو روک رہی ہی کوئی مقام
ایسا نہین ہی ظاہر جسم مین جو کہ زخمی نہوا ہو اسے تا پا مجروح تھی زخم کاری لگے تھے اب اسقدر طاقت
نہ تھی کہ وار کرے سواے وار روکنے کے آنکھین بند ہوئی جاتی تھین ہر مرتبہ ہاتھ رک جاتا تھا بس اب
جو یہ حالت ایوان کی ہوئی اُسکو اپنی زندگی سے ناامیدی ہوئی بس اپنے دل مین یہ خیال
کیا کہ او ایوان اب کوئی صورت زندگی کی نظر نہین آتی ہی طاقت جواب دے چکی ہی ہاتھ اب
اٹھ نہین سکتا ہی بس اب جو وہ وار کریگا کام تمام ہو جائیگا یہی وقت ہی کہ خداوند کریم سے رجوع
کر اور اپنے گناہون کے عفو ہونے کی دعا کر اور اہل اسلام کی اس بلا سے نجات پانے کی یہ خیال کرکے
بس برجوع قلب سے آہستہ آہستہ یون دعا کرنے لگی اور یہ شعر زبان پر بصد عجز و انکسار جاری کیا شعر
چہ عاجز رہانندہ دانم ترا ؎ درین عاجزی چون نخوانم ترا ؎ تو گفتی بہر آنکس کہ در رنج و تاب ہا
دعائے کند من کنم مستجاب ؎ اے کریم میرے حال پر رحم کر مین نہین عرض کرتی ہون کہ مرون
نہین اگر میرا پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا ہو تو کچھ خوف نہین ہی شوق سے ملک الموت کو روانہ فرما کہ وہ میری
روح آکر قبض کرین کوئی مجکو عذر نہین مگر آرزو یہ تھی کہ مین اپنی آنکھون سے یہ دیکھ لیتی کہ
سمندر پہ فتح ہو گیا اور اہل اسلام کا اسپر قبضہ ہوا عشاق و سمندر شاہ مارا گیا اور سکہ
بادشاہ اسلام کا سمندر پہ مین جاری ہوا اور دوسری میری یہ خواہش تھی کہ مین اس کافر
ظالم کے ہاتھ سے نہ ماری جاتی تو اچھا تھا مگر جو تیری مشیت تیسری میری یہ آرزو ہی کہ جو
کچھ گناہ مجھ سے حالت کفر مین سرزد ہوئے ہین انکو معاف کر دینا اور میری توبہ کو قبول فرما
چوتھی آرزو میری یہ ہی کہ اس بلا سے لشکر اسلام کو نجات دے اور ان سب کو اس کافر کے
ہاتھ سے بچالے کیونکہ یہ سب تیرے بندے ہین اور تیرے دین و مذہب کے رواج دینے کے
لیے جان پر کھیلے ہوئے ہین اگر یہ خدانخواستہ ہلاک ہوے تو کون پھر تیرے دین کو رواج دیگا
اور کوئی ایسا نہین ہی کہ بیکسون کی حالت پر رحم کھائے اس ملک مین انکا دشمنون کے سوا
کوئی نہین ہی بس جہان تک ہو اے کریم کارساز اپنی عنایت اور بندہ نوازی سے ان سب کو
بچالے واسطہ تجکو اپنے عزت و جلال کا واسطہ انبیاے سابق کا میری سب آرزوئین پورا
کر اگر میری موت بھی آئی ہو تو اسوقت نکل جاوے مین اس کافر کے ہاتھ سے نہ قتل ہون اگر قتل
ہوئی تو سب ہنسینگے اور دشمن خوش ہونگے اور اہل اسلام پر سے اس بلا کو دفع کر یہ دعا جو
ایوان نے اس حالت مجبوری اور ناچاری مین رجوع قلب سے مانگی چونکہ اب زمانہ
اجابت دعا کا قریب آچکا تھا اور بہت عرصہ ہو چکا تھا اہل اسلام پر سختی گذرتے ہوے ستارون کی
نحوست بھی جا چکی تھی ایوان کی دعا قبول ہوئی عشاق زیادتی بھی کر رہا تھا در آسمان وا کھلے
تیر دعا ہدف اجابت پر جا کر پڑا درگاہ خدا مین ایوان کی دعا قبول ہوئی ایوان تو دعا کر رہی
تھی عشاق نے پھر تیغ کا وار کیا اسنے جھک نیچے دیکھکر سپر کا ہاتھ اٹھایا ادھر اسنے وار کیا ایوان
نے سپر اٹھائی کہ درمیان سے زمین شق ہوئی اور غبار بلند ہوا عشاق یہ واقعہ دیکھکر
تھا ایوان بھی حیران ہوئی مگر بسبب غبار بلند ہونے کے کچھ دکھائی نہ دیا لشکر کفار نے
بھی دیکھا سمندر شاہ خوش ہو کر عشاق سے کہہ رہا تھا کہ اتنا دے ایوان کو آج قتل

کے آ گئی واقعی اُسکا حسن زاہد فریب عابد کش تھا ایسا اُسنے حسن و جمال پایا تھا کہ اگر فرشتگان مقرب
دیکھ لیتے تو مثل ہاروت و ماروت کے چاہ میں قید ہونے کی خواہش کرتے اُسکے چاہ زنخدان
میں ڈوب کر مر جاتے اور پھر عمر بھر نہ نکلتے پس جب اُنکا یہ حال ہوتا جو کہ نفس امارہ نہیں رکھتے ہیں اور
وسوسۂ شیطانی سے بچے ہوئے ہیں تو خیال کرنے کا مقام ہے کہ جو نفس امارہ اور خواہش نفس رکھتے
ہیں اور شیطان جنکے اوپر ہمہ وقت حاوی ہے تو اُنکا کیا حال ہوا ہوگا خلاصہ یہ کہ ہر ایک خدا پرست
و کافر اسکو دیکھکر دلدادہ و فریفتہ ہو گیا مگر اہل اسلام تو صابر ہیں صبر کو کام میں لائے کفار کا یہ حال ہے
کہ سب اسی طرف متوجہ ہیں شملاق نے سمندر شاہ سے عرض کیا کہ یہ نیا گل کھلا خدا کے سے
یہ کون نازنین زمین سے پیدا ہو لی گیا حسین ہے اور کس باغ کی پھول ہے اور کس شجر حسن کا ثمر ہے
اور کس آسمان جمال کی قمر ہے سمندر شاہ نے کہا کہ میں خود حیران ہوں کہ یہ کیا واقعہ ہے کیا کوئی
سحر ہے ایوان کا یا کوئی مکر ہے اسکا کہ اُسکی مدد کو ایسی صورت دلفریب بنکر ظاہر ہوا کہ جسکے سبب سے
دل کو کشش ہوتی ہے اسکا حسن تو مقناطیسی اثر رکھتا ہے شملاق نے عرض کیا کہ کچھ عقل نہیں
کام کرتی ہے ضرور بالضرور کچھ نہ کچھ دال میں کالا ہے اور کوئی نہ کوئی فریب ہے خداوند تصور استاد کو
بچائیں جب سے میں نے اُس نازنین کو دیکھا ہے مجھکو اُستاد کی طرف سے یاس ہو گئی ہے اب مجھکو
نہیں معلوم ہوتے ہیں خود مجھکو دل میں دھڑکن ہو رہی ہے ہاتھوں اچھل رہا ہے خیالات فاسد
آ رہے ہیں سمندر شاہ نے جواب دیا کہ یہی میرا بھی حال ہے مگر کوئی مقام انتشار نہیں ہے خداوند تصور
کا فضل ہے اگر یہ سحر ہے ایوان کا تو اُستاد دفع کرینگے اگر یہ مکر ہے اُسکا تو بھی اُسکی تدبیر کرینگے اگر
کوئی اُسکی عزیز ہے تو اُسکے ساتھ قتل کرینگے یہ جاتی کہاں ہے بلکہ میں استاد سے کہدونگا پکار کر کہ
جہاں تک ممکن ہو اسکو زندہ اسیر کر بھیجے گا کیونکہ میں اسپر عاشق ہو گیا ہوں سمندر شاہ
شملاق سے یہ کہہ رہا ہے کفار سے بھی اسکو بچانا نہیں ہے کیونکہ نہ آجتک یہ کبھی ایوان کے
ساتھ سمندر میں آئی نہ میلے میں نہ کسی مقابلہ میں ایوان نے کبھی اسکو گھر سے نکلنے نہیں دیا
اس خیال سے کہ ایسا نہو کہ اسپر کسی کی نگاہ پڑے اور نظر لگ جائے تو خرابی ہو دوسرا سبب
یہ تھا کہ یہ خیال تھا کہ یہ لوگ بہت خراب ہیں سمندر شاہ وغیرہ ایسا نہو کہ کوئی عاشق ہو جائے
اور خواہش کرے تو اُسوقت میں خرابی ہوگی اور میں ان لوگوں کے ساتھ اسکو منسوب نکرونگی
کسی عالی خاندان لڑکے کے ساتھ منسوب کرونگی جو کہ اصل و نسل کا بادشاہ ہوگا بنا ہوا نہوگا
بس ان ان خیالات سے ایوان نے اسکو کسی مقام پر نہ جانے دیا نہ کبھی اپنے ہمراہ لیگئی نہ ان کے
ہمراہ جانے کی روادار ہوئی سوا اسکے محل کے باغ کے اس سبب سے کوئی سوماق سے واقف نہ تھا
نہ پہچانتا تھا کہ یہ ایوان کی بھانجی ہے جب کفار نہ واقف تھے تو اہل اسلام کیا واقف ہونگے
اگر کوئی ایوان کے شہر میں گیا بھی اور دربار میں تو بھی سامنا نہیں ہوا سوماق کا کیونکہ اُسکو
حکم ہی نہ تھا دربار میں آنے کا جب کوئی غیر ملک کا آدمی دربار میں آئے تو اُس زمانہ کے
ملک کا یہ طریقہ تھا کہ جب یہ خبر آتی تھی کہ فلاں سوداگر یا فلاں ملک سے نامہ برنامہ لیکر یا
کوئی سفیر آتا ہے تو اُسوقت اگر سوماق دربار میں ہوتی تھی تو اُٹھا دی جاتی تھی بس یہ تو جملۂ معترضہ تھا
آمدم برسر مطلب کہ کسی نے سوا اسکے لشکر ایوان اور ایوان کے ملک کو نہیں پہچانا سب حسرت زدہ
ہو رہے ہیں مشتاق کی تو یہ نوبت ہے کہ مثل تصویر کی کھڑا ہوا اسکی صورت دیکھ رہا ہے

سب کام بھول گیا ہی نہ ایوان پر وار کرتا ہی نہ کچھ اُس نازنین سے سوال کرتا ہی کہ تو کون ہی
بس ساکت کھڑا ہی جب ایوان نے سوماق سے کہا کہ اے سوماق تو کہاں سوماق نے
ایوان کی طرف دیکھا اُسکو از سر تا پا جراحت سے چور پایا دیکھا کہ ایک طرف لشکر غنیم
صف آرا ہی مگر سب مسلمان ہیں آئین ساحر و نگاکی لشکر ہی اور سب پریشان ہیں اور اسی طرف
دیکھ رہے ہیں اور ایک طرف خالہ کا لشکر صف آرا ہی اور ایک سمت لشکر کفار ہی مگر لشکر کفار
بھی اسی طرف دیکھ رہا ہی سوماق نے سمندر رشاہ اور اُسکے لشکر اور عشاق اور کل
سرداروں کو پہچان لیا اور بلکہ جو جو سردار اور ساحر سمندر رشاہ کی طرف سے لشکر
اسلام کے شریک ہو گئے تھے اُنکو بھی پہچان لیا اسکا سبب یہ تھا کہ ان سبکی تصویریں دیکھ چکی
تھی اور پرچہ اخبار سے اسپر یہ بھی ظاہر ہو چکا تھا کہ فلان فلان بادشاہ اور سردار شریک
لشکر اسلام ہو گئے ہیں بس اس سبب سے اسنے لشکر اسلام اور کفار کی شناخت کر لی سوماق
عشاق کی بھی تصویر دیکھ چکی تھی بس اسنے عشاق کو بھی پہچان لیا کہ یہ ہی عشاق ہی دوسرے
یہ بھی موتی سے ظاہر ہو چکا تھا کہ تیری خالہ سے اور عشاق سے مقابلہ ہو رہا ہی اس سبب سے
اور شناخت کر لیا بس ایوان نے جو یہ کہا سوماق نے ایوان کی طرف دیکھکر کہا اے جان
آپکا یہ کیا حال ہوا واہ کیا خوب آپنے مجکو فقرہ دیا مجکو بھلا دیا اور خود لشکر لیکر اس طرف
تشریف لائیں میں بھی آپکے فقرہ میں آگئی کہ آپنے وعدہ کیا ہی کہ جب لشکر لیکر جاؤنگی مجکو ہمراہ
ضرور لیجاونگی میں نے خیال کیا کہ امی جان کبھی جھوٹ نہ بولینگی چنانچہ اسی خیال کے سبب سے
میں بے فکر ہو گئی بس آپ مجکو فقرہ دیکر اس طرف تشریف لے آئیں اور مجکو آگاہ بھی نہ کیا
یہاں آپکا یہ حال ہوا جب عرصہ ہوا میرا خود بخود دم گھبرایا اب جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ
لشکر لیکر تشریف لیگئیں بس میں بھی اسیوقت بدون والدہ کو آگاہ کیے ہوئے روانہ ہوئی
مع انیسوں اور جلیسوں اور خواصوں اور مصاحبوں کے انکو تو بالائے آسمان چلنے کا حکم دیا
اور خود غرق زمین ہو کر چلی خیر عین وقت پر تو پہونچی اور آپکو زندہ دیکھا اگر تھوڑی دیر نہ آتی
تو آپکے دشمنوں کو زندہ نہ پاتی یہ کیا غضب کیا کہ مجکو آگاہ نہ کیا اب آپ لشکر میں تشریف لیجائیں
میں اس سے مقابلہ کرتی ہوں یہ سونڈی کاٹا جاتا کہاں ہی اسنے میری امی جان کو بہت پریشان
کیا کیا لاو رہ جاتا ہی میں اُنکی لونڈی موجود ہوں ایک جنبش لب میں تو اسکا کام تمام ہو گا نہ معلوم
کیا سبب ہوا جو آپ مجروح ہوئیں یہ جو سوماق سے کہا ایوان نے ایک آہ کی اور کہا کہ اے دختر
تو کیونکر بدون اماں کے آگاہ کیے باغ سے ادھر چلی آئی افسوس اُن کمبختوں نے تجکو منع
بھی نہ کیا اور ادھر آنے دیا اگر خدا نخواستہ تجکو کچھ چشم زخم پہونچا تو میں کسی طرف کی نہ رہی
اور اس بڑھاپے میں یہ صدمہ مجکو پہونچا اور کیا میں اپنا روی سیاہ تا اران تیری اماں کو دکھاؤنگی
اگر خدا نخواستہ تجکو نوع دگر ہو گئی اے سوماق تو واپس جا اس سے مقابلہ نہ کر جبکہ میں
جہاندیدہ اسکے فریب میں آ کر مجروح ہوئی تو تیری کیا حقیقت ہی اپنی جوانی اور میرے حال
اور اپنی ماں پر رحم کھا تو نے بڑا غضب کیا کہ تو یہاں آئی میں اسی سبب سے تجکو فقرہ دیکر
اور بدون تیری اطلاع کے چلی آئی تھی بلکہ تو مقابلہ نکر سوماق نے جواب دیا کہ اے جان
آپ اطمینان فرمائیے اور اپنے لشکر میں جائیے اور زخموں کو اپنے باندھیے میں اس

کھڑے ہیں یہ صاحبقران ہیں اور وہ تخت پر بادشاہ اسلام ہیں اور یہ سب لشکر غیر ساحر دکھاتا ہوا اور
وہ لشکر ساحر دکھاتا اور کہا کہ یہ سیاہ سمندر شاہ کی ہے اور وہ سمندر شاہ کھڑا ہے اُن سب نے کہا
کہ اسکو تو پہچان لیا تھا ہاں صاحبقران وغیرہ کو نہیں پہچانا تھا تو اب معلوم ہو گیا یہ سب بھی
لشکر ایوان میں آکر صف آرا ہوئیں ایوان نے اُن سب کو دیکھکر سوماق سے کہا کہ تمھاری
خواصیں وغیرہ بھی آگئیں سوماق نے عرض کیا کہ جی ہاں وہ میرے ہمراہ چلیں تھیں میں اس طرف
سے آئی وہ طلسم کی راہ سے اب میں مقابلۂ عشاق جاتی ہوں یہ کہکر طرف عشاق کے چلی
عشاق نے اسکو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھکر دل سے کہا کہ یہ تجھ سے مقابلہ کرنے آتی ہے تیرا دل
اسکے مقابلہ سے خوف کرتا ہے اور یہ تیرے دل کی حالت ہے کہ جب سے اسکو دیکھا ہے بیقرار ہے دیکھیے
ہوتا کیا ہے پس یہ خیال کیا کہ جہاں تک ممکن ہوگا پہلے اسکو نصیحت کرونگا جب نہ مانے گی تو پھر مقابلہ
کرونگا اور زندہ اسیر کرونگا کیونکہ اس سے زندگی کا مزہ حاصل ہوگا اس پیرانہ سالی میں خوب
مزے ہونگے راتوں کو جب پہلو سے لپٹ کر ساتھ سوئیگی کیسی جوان ہے کیا کیا لطف ملینگے مگر عشاق کی
حالت یہ ہے کہ اسکو دیکھکر کانپا جاتا ہے اندام میں لرزہ پڑا ہوا ہے ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہے خیال دل میں
کرتا ہے کہ معشوق کا جو سامنا ہے اور تو اسیر عاشق ہو چکا ہے دل قابو میں نہیں ہے اور یہ بھی خیال ہے
کہ ایسا نہو کہ کوئی چشم زخم پہونچے اس سبب سے تیری یہ حالت ہے یہ تو مشتاق تھا اور اسیر ثابت
ہو چکا ہے کیونکہ کھڑا ہوا سُن رہا تھا کہ یہ ایوان کی بھانجی ہے اور بہاران کی لڑکی ہے سوماق اسکا
نام ہے خالد کی محبت میں بدون ماں کو آگاہ کیے ہوے باغ سے چلی آئی ہے ایوان بھی اس سے
الفت کرتی ہے پس اسنے یہی خیالات دل میں کیے جب یہ ادھر کو چلی سمندر شاہ نے شملاق سے کہا کہ
ضرور یہ کوئی قرابتدار ایوان کی ہے کیونکہ میں نے دیکھا کہ ایوان سے باتیں کر کے اور اسکو روکر
استاد کے مقابلہ کو چلی ہے شملاق نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا یہاں تو یہ تقریر ہو رہی تھی ادھر
سوماق عشاق کے مقابلہ میں پہونچی اور کہا کہ او بوڑھے کیا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے بس خیریت اسی میں
ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھکر اپنی جان کے قدموں پر گر اور اپنی خطا معاف کرا اور مثل ہم سب کے
دین اسلام قبول کر ورنہ یاد رکھ کہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو نے بہت سب کو پریشان کیا ہے
میں تیری جان کی ملک الموت ہوں میری طرف کیا کھڑا ہوا حیرت سے دیکھ رہا ہے جو میں کہتی ہوں اس
پر عمل کر یہ جو سوماق نے عشاق سے کہا اور عشاق نے سوماق کو اپنے روبرو کھڑا ہوا پایا
اور اسکی زبان سے تقریر سنی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پھول دہن سے گر رہے ہیں تقریر نہیں کرتی
ہے ایسی شیرین زبان تھی کہ عشاق اسکی تقریر سنکر مثل فرہاد کے جیسے فرہاد شیرین کی تقریر سنکے
فریفتہ ہو گیا تھا ویسے ہی یہ بھی سوماق کی تقریر سنکر اور زیادہ فریفتہ ہوا اور دل قابو سے جاتا رہا
دل میں قصد کیا کہ لپک کر اسکو گلے سے لگا لیجیے اور لب و عارض کے بوسے لیجیے مگر خوف معلوم ہوا
کہ ایسا نہو کہ خفا ہو جاے تو پھر بڑی خرابی ہوگی تا ہم ابھی تو سمجھانے سے مان لے اور پھر اگر ایسی حرکت
کی تو مشکل ہے یہ خیال دل سے کر کے اور اسکی تقریر سنکے عشاق نے جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم تمنے یہ جو فرمایا
کہ میں تیری جان کی ملک الموت ہوں یہ بجا ارشاد ہوا تمنے کوئی تلوار لگائی نہ کوئی سحر کیا مگر میں
بدون اسکے تمھاری صورت دیکھکر مر گیا جو چاہو سو کرو یہ سر حاضر ہے میرا دل تو تیر آنکھ کا ہے
تُمہیں مرتا ہوں تم تو اپنی تیغ نگاہ سے مجھکو قتل کر چکیں اب کیا قتل کرو گی یہ سر حاضر ہے چاہو کاٹ لو

جاہو بخشش دو میں تو تمھارا غلام ہون جب سے تمکو دیکھا ہے دل قابو مین نہین ہے بس وہ تدبیر کرو
کہ دل قابو مین آسکے اور وہ تدبیر یہ ہے کہ میرے کہنے پر عمل کرو میرے ہمراہ یہان سے چلو میرے
مقام پر مین سمندر شاہ کو بھی چھوڑ دونگا وہ جانے اُسکا کام جانے اور لشکر اسلام سے وہ مقابلہ
کرے گا بس مین تمکو یہان سے اپنے ہمراہ اپنے مقام پر لیجاؤنگا اور تمھارے ساتھ عقد کرونگا گو
مرد پیر ہون مگر اسقدر قدرت رکھتا ہون کہ تمھاری خواہش پوری کردونگا اور اپنے کو سحر سے
جوان بھی کرلونگا مگر اسی شرط سے کہ تم میرا ساتھ دو اور یہ جو تمنے اپنی خالہ کے بہکانے اور بہلانے
سے اپنا دین ترک کیا ہے اسکو اختیار کرو کیونکہ تمھاری خالہ ایک تو عورت ذات ہین اور دوسرے
ضعیف ہوگئی ہین اس سبب سے انکی عقل بالکل زائل ہوگئی ہے بس انھون نے عقل سے تو کام
لیا نہین صرف اہل اسلام کے بہکانے پر جو کہ ایک عالم کو خراب کرتے پھرتے ہین آگئین اور انکا
دین قبول کرلیا اور یہان سے جاکر تم سب کو بھی بہکایا اور دین قدیمی ترک کرایا تم میرے کہنے پر
عمل کرو اور اپنا دین اختیار کرو اور میرے ہمراہ چلنے پر راضی ہو اگر ممکن ہو اپنی خالہ کو بھی سمجھا کر
اور انکو بھی اس امر پر راضی کرو کہ وہ بھی اپنا مذہب قدیم اختیار کرین اور جس طور سے حکومت
کرتی تھین کرین اگر سمندر شاہ انسے کسی قسم کی خصومت کریگا تو مین اُسکو اسکا جواب دونگا
کسیکو کوئی غرض نہوگی اور اگر وہ نہ راضی ہون تم ضرور ایسا کرو بلکہ مین تمھاری خالہ اور بالکو بھی
قتل کرکے اس ملک کا حاکم کرونگا تم حکومت کرنا ان سب پر تمھارا قبضہ کرادونگا کیونکہ اب تو مین
تمھاری غلامی اختیار کرتا ہون یہ جو تمنے کہا کہ تم اپنے دل سے ہاتھ باندھکر میری خالہ کے قدمون پر
گرو اور اپنی خطا معاف کراؤ مجھکو کوئی عذر نہ تھا کیونکہ اب تو وہ میری بزرگ ہوگئین اور مین
انکا خورد اور سابق سے مجھکو انکی خدمت مین نیاز تھا مین نے پہلے انکو سمجھایا تھا مگر انھون نے
میرے کہنے کو سماعت نہ کیا مین ناچار ہوگیا اور اب بھی مجھکو عذر نہین ہے صرف اسقدر خیال
ہے کہ وہ میرے دشمنون کی نظر بند ہین اور دوسرا مذہب رکھتی ہین اگر یہ امر نہوتا تو مین
اسقدر عذر بھی نہین کرتا وہ اسوقت اپنا مذہب قدیم اختیار کرین اور اہل اسلام کی رفاقت ترک
کردین مین موجود ہون کیونکہ اب تو انکا خورد ہوا چاہتا ہون وہ اس گستاخی کی مجھکو سزا دین اور پہنچ
[illegible] ہاتھ سے میری گوشمالی کرائین مگر وہ کام کرین کہ ایک تو اپنا مذہب قدیم
اختیار کرین دوسرے تمھارے ساتھ میرا عقد کردین تاکہ تمھے وصل حاصل کرکے اپنے
دل مضطر کو تسکین دون مجھکو کسی قسم کا عذر نہین ہے بلکہ حاضر ہون یہ جو تقریر مہمل عشاق نے کی
سو باقی کا یہ حال ہوا غیظ وغضب سے کہ کاٹو تو لہو نہین [illegible] آنکھین [illegible] یہ معلوم
ہوتا تھا کہ دوسرو [illegible] ہین کہ یہ ابھی قتل عشاق [illegible] پیشانی پر غیظ وغضب
سے چین [illegible] انکا یہ حال تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ابھی قتل عاشق [illegible]
سے باہر نکل آئی ہین [illegible] تیوری پر بل ڈالکر [illegible] عشاق کی طرف دیکھکر کہا
کہ کیا تجھکو دیوانہ ہوگیا ہے کہ جو ایسے کلمات پوچ زبان پر لاتا ہے سمجھ کیا کیا اور تونے کیا اپنا
جواب مہمل دیا جو کہ بالکل مجھکو [illegible] نہین آیا بس [illegible] تو ہمارے سوال کا جواب دے
اس تقریر فضول کو جانے دے [illegible] جو تو اس طور سے تقریر کرتا ہے کیا تو نے
کوئی ہمکو بھی ایسا ویسا تصور کیا ہے انکی جو ایسی تقریر کی تو [illegible] زبان کھینچ لی جائیگی کیا

پھول تھا اُسنے عشاق کو دیا جیسے عشاق کے ہاتھ مین وہ پھول آیا اُسنے زخم شانہ پر رکھا اور بہ مرہم ہو کر
عشق رفو چکر ہو گیا اُس پھول کی یہ خاصیت ہی کہ اگر عشق اصلی کا امر نہین ہوا ہی اگر اپنی زندگی چاہتا
ہی انسان ہوش مین آجاتا ہی اسی عشاق کا بنایا ہوا ہی اور اُس شاہ اسلام کی اطاعت کر اس امر پر غرور نہ کر
ہو کر عشاق کو سوماق سے عشق اصلی تھا مگر پھول کے سونگھنے ہی بر طرف ہوئے ہین میرے قتل کا تیغہ بنا سکتے ہین
فکر مین ہین سوماق نے بڑے غضب کا حربہ آپ پر کیا ہی جلد اپنے کہن اور تیغہ بنا جائین وہ پھر قتل نہو
خاصیت ہی کہ جس سے حد درجہ کی الفت ہو اور عشق ہو اور جسے خداوند کریم نے مقرر فرما لی ہی اُس سے
مرتبہ کی عداوت ہو جاتی ہی اور وہ چونکہ عاشق ہوتا ہی اپنے معشوق کا کیا کر سکتا ہی بس اب تیری زندگی
کو سوماق کی الفت جو جاتی رہی بلکہ دشمن ہو گیا ایسا دشمن ہوا کٹورے سے آنکھ وہ جو تیغہ ساحری تھا جمشید
ہوا بس جب یہ اُس پتلی نے کہا اور صمصمند رشاہ نے پکار کر کہا عشا پا ہی کوئی نہین پا سکتا ہی یہ امر
کے دیکھا دیکھا کہ برق کوند کر میری طرف آتی ہی جلدی سے وہ کچھ اسفل ہوا تو صمصم وہ تیغہ زمین سے
اُس پتلی نے قصد کیا کہ مین غرق زمین ہون یہ امر سہل پایا جائیگا یہ امر کوئی خدا کے نزدیک مشکل
سو آگاہ کیا چونکہ اسکا نام برق مزاج ہے خداوند عالم واقف نہو اُس سے کوئی بات پوشیدہ
ہوی وہ پتلی غرق زمین ہونے پائی کہ قسمت سے واقف ہی اور تمام عالم کے اسرار اور کل حالات
گری کہ وہ جلنے لگی اور سینے زمین مین پیدا کی ہین اور آسمان مین جسکو بندے نہین دیکھ سکتے ہین بلکہ
بھی یہ امر عشاق کو نہ آگاہ نہین ہین وہ واقف ہی اور جو اشیا کہ اسکے بندون نے اپنے
تو مجکو غافل کیا کے خوف سے زمین مین خواہ اور کسی طور سے پوشیدہ کی ہین گو اُنکے ہمجنس تو آگاہ
برق گرانا ہین مگر خداوند عالم ضرور آگاہ ہی اور اسکی پیش نگاہ ہین بس اس امر پر غرور کرنا نہایت
ہیچ کہا لیا ہی میرے نزدیک بہتر ہوگا کہ تو میرے کہنے پر عمل کر اور اپنی زندگی کو نہ برباد کر آئندہ
تجکو اختیار ہی گو مین یہ بخوبی جانتی ہون کہ یہ پند و نصیحت تجکو سود مند نہوگی کیونکہ تیرا قلب بسبب
سحر کے کفر کے سیاہ ہو رہا ہی اور ایسا تاریک ہی کہ تیرے کاشانۂ دل مین شمع نور اسلام کی روشنی
بالکل نہین ہی پھر کیونکر یہ پند و نصیحت تجکو فائدہ دے گی غیر ممکن ہی کہ تیرا قلب اس سیاہی سے
پاک و صاف ہو اور تو راہ ضلالت کو ترک کرے اور راہ ہدایت کو قبول کرے خیر مین نے سمجھا دیا
اور یہ بھی معلوم ہی کہ تیری عمر تمام ہو گئی ہی تیرا انتظار نار دوزخ کو ہی کہ عشاق سیاہ قلب
آئے تو مین اسکی خاطر کرون بس اب تجکو اختیار ہی ذرا سمجھ بوجھ کر جواب دے نہین تو اپنی مرگ کا
خواستگار ہو اب میرا وار ہوگا اسوقت تک تو مین تجکو بھلایا کی تو نے مجکو مجروح بھی کیا خیر کیا
مضائقہ ہی کچھ پروا نہین ہی شیر جو ہین وہ زخمی ہو کر اپنے حریف پر حربہ کرتے ہین جب تک
مجروح نہین ہو لیتے ہین اسوقت تک نہین حملہ ور ہو سکتے ہین بس اب مجروح ہو چکی ہون اب
مین بھی حملہ کرونگی اور میرا حملہ ایسا ہوگا کہ تیرا بچنا محال ہوگا تجکو جان بچانا دشوار ہوگا ایک
ہی وار مین دو پرکالے ہونگے آئندہ تجکو اختیار ہی بموجب شعر — من انچہ حق بود گفتم تمام ؛
تو دانی دگر بعد ازین والسلام ۔ سوماق کی یہ تقریر عشاق نے سنکر جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہی
کہ تو بھی مثل ایوان کے دیوانی اور بے عقل ہو گئی ہی یہ جو مہمل تقریر کی ہی جو کہ تیری سمجھ مین
بالکل نہین آئی کیسا غرور اور کیسا خدا بس جو ہمارا خدا ہی وہ خدا ہی یعنی خداوند لقا ہو جا کہتی
جونت کا خداوند جو کہ مثل ہمارے ہی ہم اس سے ہر امر کو عرض کر سکتے ہین وہ ہماری سنتا ہی

ہم اُسکی سُنتے ہین یہ نہین کہ نہ خدا کو دیکھ سکتے ہین نہ اُسکے کلام کو سُن سکتے ہین یہ جو تقریر تو نے کی ہی یہ
کسی خدا پرست کے روبرو کرو وہ ہی اس مہمل تقریر پر عمل کرے یا جو کہ مثل تم لوگون کے بےعقل
ہو اُس سے کہو کہ وہ بسبب اپنی کم عقلی کے تیرے کہنے پر عمل کرے گا اور مجکو اس امر کا غرور ہی کہ
خداوند ساہری و جمشید مجکو سحر بند کر گئے ہین بس اب کوئی مجکو نہین قتل کر سکتا ہی اُنکا جو کام
ہوتا ہی وہ نیک ہوتا ہی کیونکہ خداوند تھے دوسرے اس امر کا بھی مغرور غرور ہی کہ اُنھون نے
جو تیغ بناکر مجکو دیا ہی اور مین نے اُسکو بحفاظت رکھا ہی بس کوئی اُسکو نہین پا سکتا ہی اور بدون
اُس تیغ کے مین نہین قتل ہو سکتا ہون خلاصہ یہ کہ مین مر نہین سکتا ہون غرور ہم لوگونکو کرنا زیبا ہی
کہ جو چاہتے ہین وہ کرتے ہین اگر ہم سب ملکر دعوی خدائی کرین تو زیبا ہی مگر جو امر جسکے لیے تھا
وہ اُسی کی ذات پر ختم ہوگیا اور یہ خدا پرستونکا خدا ہی کہ زندگی و موت خداے آسمانی
کی طرف سے ہی بس جسقدر اُسنے مقرر کی ہی اُس سے زیادہ کوئی نہین جی سکتا ہی یہ ہم لوگون کا
قول نہین ہی بلکہ ہم لوگونکا مقولہ یہ ہی کہ زندگی و موت اپنے قبضے مین ہی کہ جب تک جی چاہا
زندہ رہے جب جی چاہا مرگئے بس جسقدر تن پروری اور رفاہ جسم کرینگے زندگی کو ترقی
ہوگی جیسا اُنھون کہ پیدا کرینگے عمدہ اشیا کھا سکے اور بالکل بےفکری کے ساتھ اور راحت سے
بسر کرینگے اُسی قدر زندگی زائد ہوگی بس پھر یہ امر آپکے قول کے خلاف ہوا یا نہین اور آنکا مقولہ
بالکل غلط نکلا بس سن کہ یہ کیسی کیا طاقت ہی کہ مجکو قتل کر سکے یا تیغ تک اُسکا دسترس ہو یہ بالکل
محال ہی اور یہ جو تو نے کہا کہ مجکو پند و نصیحت کا اثر نہو گی کیونکہ تیرا قلب بسبب سیاہی کفر کے
تاریک ہو رہا ہی یہ بالکل غلط ہی بلکہ ایسی حالت تیری ہو رہی ہی یہی خیر ہی کہ میری اطاعت کر
ورنہ یاد رکھ کہ ابھی ایسی تلوار لگاونگا کہ سر تن پر سے اُتر جائیگا آئندہ تجکو اختیار ہی سعو باق
نے یہ سُنکر جواب دیا کہ مین تو پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ تو اول درجہ کا سیاہ قلب ہی او عشاق
یہ غرور بیجا ہی سواے ذات باری کے اور کسی کو زیبا نہین بس جو یہ غرور و تکبر کرتا ہی وہ ایسا پست
ہوتا ہی کہ اُسکا کاسہ سر ٹھوکرین کھاتا پھرتا ہی دیکھ لے کہ جن جن لوگون نے غرور کیا اُنکا کیا انجام
ہوا مثل لقا و نمرود و فرعون کے یہ تو بندے تھے اور اس وقت تک کوئی اُنکا نام نہین لیتا
ہی جب تک کہ پہلے اُنپر لعنت نہین کر لیتا ہی اور تا بہ قیامت یہ امر جاری رہیگا خیال تو کر کہ وہ
عزازیل کہ جسکے تم سب بہکائے ہوے ہو اور وہ تم سب کا اُستاد ہی بلکہ اب تو تم اُس سے بھی
زیادہ ہو اُسکو بدتون سبق مکر و فساد و وہ قبل خلقت آدم ایسا مقرب فرشتہ تھا کہ جسکی
کچھ تعریف ہو نہین سکتی تھی تمام فرشتگان آسمان کو منبر پہ بیٹھکر درس دیتا تھا بس جب خداوند عالم
نے حضرت آدم کو خلق فرمایا اور تمام فرشتون کو حکم فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے حکم
باری تعالے اسکو قبول کیا مگر عزازیل نے یہ سنکے خیال کیا کہ مجھ ایسا فرشتہ مقرب خاک کے
پُتلے کو جو کہ میرے سامنے بنا ہی سجدہ کرے بس انکار کیا یہ امر جناب احدیت کو ناگوار ہوا یا تو
مقرب بارگاہ تھا یا اُسی وقت سے معتوب ہوا آسمان پر سے نکالدیا گیا طوق لعنت گلے پڑا
شجر غرور سے یہ ثمر ملا از خلقت آدم تا این دم از این دم تا قیامت اُسپر لعن و نفرین
رہ گئی کوئی اُسکا نام بدون لعنت کے نہین لیتا ہی ہمہ وقت لعین کا کوڑا اُسکی پشت پر
پڑتا ہی جیسا کہ شاعر نے اُسکی نسبت نظم کیا ہی شعر تکبر عزازیل را خوار کرد بزندان لعنت گرفتار کرد

ہیں ہی عشاق وہی تو تم سب کا بہکانے والا ہے اور تم سب کا اُستاد ہے تم سب اُسکے پیرو ہوا ور
یہ جو تونے کہا کہ کوئی مجکو قتل نہیں کرسکتا ہے نہ تیغہ پاسکتا ہے او کور باطن اپنی آنکھوں پر سے حجاب
غفلت کو دور کرا اور دیکھ کہ یہ وہی تیغہ ہے یا کوئی اور تلوار ہے اور قدرت خدا کو دیکھ کہ تونے
کس حفاظت سے اس تیغہ کو رکھا تھا اور ہزاروں ساحر مقرر کیے تھے مگر مجکو کس آسانی سے مل گیا کہ
بالکل زحمت نہوئی اسی تلوار کا تیغہ عشاق کش نام ہے اسی سبب سے میں کہتی ہوں کہ تیری
قضا میرے ہاتھ ہے یہ کہکر کمر سے اُس تیغہ کو نکالا اور اسمیں سے نیام کو دور کرکے چمکا کر عشاق
کو دکھایا اُسکے جوہر جو ہر چمکا اور عشاق نے اُس تیغہ کو دیکھا ایک عجب عالم ہوا سکتہ ہوکر رہ گیا
بے دم ہوا ورسکے طائر روح اُسکے قفس جسم سے پرواز کر گیا چہرہ زرد ہوکر رہ گیا یہ معلوم
ہوا کہ تمام جسم کا خون خشک ہوگیا تصویر موت آنکھوں کے نیچے پھر گئی بڑی دیر تک ساکت
کھڑا دیکھا کیا اور خیال کیا کہ یہ تیغہ اسکے ہاتھ کیونکر لگا یہ وہاں تک کیونکر پہونچی اور اسکو
نشان کیونکر ملا کیا کوئی میرا ملازم جو کہ محافظ تیغہ تھا وہ مل گیا یہ کیا امر ہوا کیا یہ اُن سب کو
قتل کرکے تیغہ لے آئی اب کیا تدبیر کروں اسکے روبرو سے بھاگ جاؤں اپنی جان بچاؤں پھر
خیال کیا دل میں کہ ایک چھوکری کے روبرو سے بھاگنا تو بڑے ننگ کی بات ہے چونکہ اسکی
قضا آچکی تھی اس سبب سے اسکو یہ خیال ہوا اور اسکو یہ بھی خیال ہوا کہ شاید اسنے ممتحن بابا
ہو کہ عشاق کی موت تیغہ سے ہے کیونکہ یہ سحر بند ہے بس سحر سے دریافت کرکے اُسی کے مثل
یہ تیغہ بنا لائی ہوا اور مجکو فقرہ دیتی ہو ہر طور اسکے روبرو سے بھاگنا تو کسی طور سے اچھا نہیں
ہے پھر لڑکی ہے اسکو فقرہ دوں شاید فقرے میں آجائے اور تیغہ مجکو دیدے تو میں بھر کیا ہوں پھر کون
مجکو قتل کرسکتا ہے ایکی مرتبہ جو تیغہ ہاتھ آجائے تو توڑ کر پھینکدوں باقی نہ رکھوں کہ پھر کسی کے
ہاتھ لگے اور ہمہ وقت خوف رہے یہ خیال کرکے سوماق سے کہا کہ اے چھوکری تو مجکو
دھوکا دیتی ہے یہ وہ تیغہ نہیں ہے بھلا وہ تیغہ کہاں وہ ایسے مقام پر ہے کہ جہاں انسان کا گذر
غیر ممکن ہے تو کیونکر پاسکتی ہے ہاں تو اُسی کے مثل یہ تیغہ بنا کر لائی ہے خوب بنایا ذرا مجکو دے
میں دیکھوں کہ یہ تیغہ وہ ہی یا دوسرا اور یہ بتا کہ تیرے ہاتھ کیونکر لگا سوماق نے کہا
کہ اے عشاق گرگ جہاندیدہ تو مجھ غزال رعنا کو دھوکا دیتا ہے میں کب تیرے دھوکے میں
آتی ہوں کہ تیغہ تجکو دیدوں تاکہ تو اُس پر قبضہ کرے اور کہے کہ یوں فقرہ دیکر لیتے ہیں
آخر بچہ تھی فقرے میں آگئی یہ اس امر کو تو اپنے دل سے نکال دے کہ میں کہاں سے لائی ہارے ساحران
زبردست کو قتل کرکے مسافت دور و دراز کو طی کرکے بڑی محنت و مشقت سے یہ تیغہ
ہاتھ لگا ہے اب بھی دیکھو میں کہتی ہوں کہ بہت سے یہ عمل کرا دیا ہے صاحبقران پر راضی
ہوا کچھ گیا نہیں ہے آئندہ تجکو اختیار ہے عشاق نے جواب دیا کہ اے سوماق تو مجکو فقرہ
دیتی ہے اور خوف دلاتی ہے تو مجھ سے کبھی نہوگا کہ میں اپنے آبائی دین و مذہب کو ترک
کروں اور ایک سبلے اصل مذہب کو اختیار کروں جو کہ بالکل اصلیت نہیں رکھتا ہے یہ امر
کبھی نہ کرونگا اور اپنی تمام عمر کی محنت کو تیرے خوف سے برباد نہ کرونگا تجکو اختیار ہے
دارہ سمجھ گیا ہوگا یہ تیغہ وہ تیغہ ہی نہیں ہے یہ جو عشاق سے کہا سوماق نے جواب دیا
کہ میں کیا کروں تیری قضا ہی آئی اور عشاق نے جھولی سے ایک نکالی اسپر کچھ اسم سحر

دم کرکے فوراً اپنے تمام جسم پر مل لی اور سوماق سے کہا کہ اگر یہ وہی تلوار ہے تو بھی یہ میرا کچھ نہیں
کر سکتی ہے میں نے دوسری تدبیر کر لی ہے یہ تلوار میرا ایک مو سے تن بھی نہ بیکا کرے گی تو وار
کرکے دیکھ لے واقعی یہ امر تھا کہ اگر اسکی قضا نہ آئی ہوتی تو اسنے ایسی ہی تدبیر کی تھی کہ اپنے کو سحر
سے روئین تن کر لیا تھا مگر کیا ہوتا ہے قضا کے مقابلہ میں روئین تنی بھی ہیچ ہے وہ ایسی تلوار تیز ہے
کہ روئین تن تو کیا اگر آہنی بدن ہو جائے تو بھی بدن کاٹے ہوئے اور فنا کیے ہوئے نہیں چھوڑتی
ہے اگر خدا کی طرف سے حکم ہو جائے القصہ سوماق نے یہ کہکر کہ خبردار ہو جا اپنے کو بچا اور تیغہ علم
کرکے وار کیا عشاق نے سحر کرکے دستک دی کہ سو سپرین سحر کی عشاق کے سر پر قائم ہوئیں
یہ آن سپروں کے سایہ میں کھڑا ہوا بلکہ اسنے یہ تدبیر کی کہ سحر کرکے تیغہ پر اسکو بھی زیر سپر قائم کیا
ادھر سوماق نے یا یزدان پاک کہکر جو وار کیا ایک برق تھی کہ کوندکر اُن سپروں پر گری اسکی چمک
تو سب نے دیکھی مگر یہ امر کسی کو نظر نہ آیا کہ کب گری عشاق تو اس امر سے بیخوف تھا کہ ایک تو
سیکڑوں سپرین میرے سر پر ہیں دوسرے میں نے اپنے کو روئین تن کر لیا ہے یہ تیغہ میرا کیا کرے گا
راوی نے بیان کیا ہے کہ اس تیغہ کا نام ہی عشاق کش تھا بس ابر سپر پر مثل برق کے کوندکر گرا
اور اسکو مثل قدح پنیر کے کاٹکر اور قلم کرکے تیغہ پر آیا تیغہ کو بھی مثل خیار تر کے دو کیا اور خود پر آکر
بیٹھا خود دو ہوا بلکہ فرق جبین کو کاٹکر نصف سر پر آیا سوماق نے جھٹکا دیا کہ وہ تیغہ اس طور سے
سر میں در آیا کہ جیسے بالوں میں تار آہنی در آتا ہے تا ابرو پہنچا تھا کہ عشاق نے قصد کیا تھا
کہ سحر کروں کہ تیغہ سر سے نکل جائے اول تو قضا تھی دوسرے سوماق نے چالاکی کی کہ فوراً بالقوت
تمام دونوں ہاتھوں سے پکڑکر جو جھٹکا مارا تیغہ صاف کاسۂ سر کو کاٹ کر صراحی گردن میں آیا اسکو
قلم کرتا ہوا صندوق سینہ میں آیا دل و جگر کو مثل الماس کے تراش کر اور دروازہ سینہ کو کھولکر
شورستان شکم میں آیا اسکی آتش افروختہ کو اپنی آب و تاب سے گل کرکے ٹانگوں کی راہ سے صاف نکل گیا
اور زمین پر آتے ہی زمین کو بوسہ دیا اور چمک کر بلند ہوا صرف عشاق کے منہ سے اسقدر تو
صدا آئی کہا افسوس بڑا دھوکا کھایا اور جان دی بس دونوں ٹکڑے جسم عشاق کے زمین پر گرے
ایک ہائے کی صدا آئی بس اُن دونوں ٹکڑوں کا زمین پر گرنا تھا کہ ایک شور قیامت افزا برپا
ہوا آندھیاں سیاہ اٹھنے لگیں غبار بلند ہوا صدا ہائے مہیب و ہولناک آنے لگیں یہ
غل مچانے لگے ہر طرف سے رونے کی صدا آرہی تھی اور اس صدا سے یہ آواز پیدا تھی کہ ہائے
عشاق ہائے عشاق برقیں کوندکر گرنے لگیں شعلہائے آتشیں ہر طرف سے بلند ہونے
لگے وہ صحرا کرۂ نار ہو گیا برف باری و سنگ باری ہونے لگی بڑی بڑی سلیں سنگ کی
گرنے لگیں تاریکی ہوئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا ایک صدائے مہیب ایسی آئی کہ
تمام صحرا ہل گیا اس تاریکی میں جب برق چمک کر زمین پر گری دیکھا کہ کالی کالی صورتوں
کے انسان نیلے نیلے کپڑے پہنے ہوئے سر پر خاک اڑا رہے ہیں اور ہائے عشاق کہکر
رو رہے ہیں عشاق کے پیر ساری تدبیر بھول گئے ہائے ہائے کا غل مچانے لگے راوی نے
بیان کیا ہے کہ جو جو شہر ریاست جہاں جہاں عشاق کے سحر سے تعمیر کی ہوئی تھی سب منہدم ہو کر
اور کرہ جہاں ہموار ہو گئی اور ویران ہو کر وہ گنبد کہ جس میں عشاق رہتا تھا وہ
اور وہ مکان کہ جہاں اسنے تیغہ رکھا تھا اور وہ عمارت جو کہ شہر سمندریہ میں اسکی

بنائی ہوئی تھی سب برباد ہوگئی اور وہ باغ اور مکان جو کہ اسکے سحر کے تھے سب مین
آگ لگ گئی اور وہ سحر جو کہ اسنے ایجاد کیے تھے سب مٹ گئے ایک بھی باقی نہ رہا راوی
نے بیان کیا ہی کہ جلد اول مین اس دفتر کے تحریر ہوا ہی کہ جب عشاق سمندر شاہ پاس
آیا ہی اور سمندر شاہ نے شکایت کی ہی بس اسنے چند تدبیرین سحر سے کین تھین اور کہا تھا کہ
تو بےخوف ہوجا کوئی شہر مین لشکر ایکدم بدون اجازت کے نہین آسکتا ہی وہ بھی سب برباد
ہوگئین دوسرے اسنے یہ تدبیر کی تھی کہ جب لشکر اسلام کے آنے کی خبر ہوئی تھی اسنے سحر کیا تھا
کہ شہر سمندریہ اس صحرا سے دور ہوگیا تھا کہ جہان لشکر اسلام خیمہ زن ہوا تھا یہ سحر عشاق
کا سبب تھا ورنہ شہر سمندریہ سامنے لشکر اسلام کے تھا بس اسکے مرتے ہی وہ سحر بھی برطرف
ہوا اور شہر سمندریہ نظر آنے لگا سمندر شاہ خود ایسا ساحر زبردست نہین ہی صرف عشاق
نے اور اسکے ملازمان خیرخواہ نے اسکو بنا رکھا ہی وہ میز و آئینہ اور سنگ و صندوقچہ
نگارستہ وغیرہ جو کہ ہمہ وقت اسکے روبرو رہتے تھے اور کاسہ پر آب جسمین ماہیان خوشرنگ
پڑی رہتی تھین وہ سب ساختہ عشاق تھا اور یہ سب عشاق نے سمندر شاہ کو بنا دیا تھا
صرف اسقدر سمندر شاہ کا قبضہ تھا کہ سمندر شاہ انسے کام لیتا تھا ورنہ مالک عشاق تھا
عشاق کے قتل ہوتے ہی وہ سب کارخانہ بھی برباد ہوگیا وہ باز سیاہ و سفید وہ گنبد جو کہ قبر
سامری پر دریاے سبز رنگ مین بنا ہوا تھا بعد برباد ہونے دریاے سبز رنگ کے
قائم رہا تھا جلد اول مین ذکر ہوا ہی کہ جب دریاے سبز رنگ برباد ہوا ہی اور سمندر شاہ
کو خبر ہوئی اور سمندر شاہ سب کامون سے فراغت کرکے اندر محل کے گیا ہی اور باز سفید رنگ
نے آکر سمندر شاہ کو خبر دی ہی اور سمندر شاہ نے اسکو روانہ کیا ہی کہ تو گنبد پر جاکر بیٹھ اور
جو کوئی ادھر آئے اسکو منع کرنا اور اسی طرح سے باز سیاہ کو بس وہ گنبد اور باز بھی عشاق
کے سحر کے تھے اسکے مرنے سے وہ باز بھی جل گئے اور گنبد بھی خاک سیاہ ہوگیا ہان سمندر شاہ
بھی ساحر زبردست ہی اور بہت سے اشیا اسکے بھی ایجاد کیے ہوے ہین وہ باقی ہین بس جب
یہ تفرقہ اور تلاطم ہوا کہ جو کچھ عشاق کے سحر کا تھا سب برباد ہوا اور بہت غل مچانے لگے ایک
تہلکہ پڑگیا زمین کو زلزلہ ہوا لشکر کفار کے تو ہوش جاتے رہے اہل اسلام دعائین اور آیات
صحیفۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام پڑھنے لگے کسی کی زبان پر یہ جاری تھا یا نار کونی بردا وسلاما
علی ابراہیم کوئی کہہ رہا تھا کہ یا حافظ یا حفیظ کوئی کہتا تھا النار والسقر معی الحدید والید
یہان تو یہ تلاطم تھا ادھر عشاق کی روح قبض کرکے ملک الموت نے فرشتگان عذاب
کے حوالے کی وہ اسکو گرز آتشین مارتے ہوئے دوزخ کی طرف لیگئے اور سپرد مالک کی
جو شیاطین اسکے استقبال کو آئے تھے اسکی روح سے ملے اور خوش ہوئے مالک داروغہ نے
قعر ہاویہ مین روح کو ڈالدیا اور عذاب ہونے لگا راوی کہتا کہ یہان یعنی صحرا مین
ایک پہر تک تلاطم رہا عشاق و شملاق و ابراق حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہی اور یہ کیسا
تلاطم ہی [illegible] معلوم ہو کسکے مرنے کا حشر ونشر برپا ہی کون ایسا زبردست ساحر مرا ہی یا خدا [illegible]
[illegible] آشنا کی خبر [illegible] شملاق نے کہا کہ ای بادشاہ وہ دو امر ہین یا تو ایوان [illegible]
وہ مرگیا ہی یہ اسکے مرنے کا تلاطم ہی یا سوداق کو استاد نے قتل کیا یا سوداق کے ہاتھ

سے استاد قتل ہوئے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب ملکہ سو ماق برق مزاج سے اور
عشاق سے مقابلہ ہوا تھا تو ملکہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا تھا اس سبب سے یہ امر ظاہر
ہوا تھا سبب یہ کہ اس نازنین کا نام سو ماق برق مزاج ہے اس سبب سے شملاق
نے یہ نام لیا ورنہ شملاق کیا پاتے شملاق نے سمندر رشاہ سے کہا کہ آپ نے ملاحظہ
تو کیا ہوگا کہ جب سو ماق نے استاد کو تلوار نیام سے نکالکر دکھائی تھی تو استاد کا چہرہ زرد
ہوگیا تھا اور سکتہ سی کیا حالت ہوگئی تھی نہ معلوم کیا سبب تھا جو اس تلوار کو دیکھکر استاد کا
یہ حال ہوا سمندر رشاہ نے جواب دیا کہ یہ امر اس وقت تک نہیں ظاہر ہو سکتا ہے جس وقت
تک یہ تاریکی نہیں دفع ہوئی ہے اور صدا نہیں آتی ہے یہ ہی باتین تھین کہ آتش سیرمین اور گلدستون
مین اور آئینہ مین اور کاسہ مین وصندوقچہ مین اور دیگر اشیا مین جو کہ ساختہ سحر عشاق
تھے آگ خود بخود لگ گئی اور شہر سمندریہ کی طرف شعلے بلند ہوئے یہ جو واقعہ سمندر رشاہ
نے دیکھا سر پیٹ لیا اور تاج سر سے اتار کر پھینکدیا اور ہائے استاد کہکر گریبان کو چاک کیا
اور شملاق سے کہا کہ غضب ہوگیا استاد کو سو ماق نے قتل کیا یہ انھین کے مرنے کی
علامت ہے ای شملاق و اطراق جو سحر کہ استاد کے ساختہ میرے پاس تھے دیکھو سب مین آگ
لگ گئی اور برباد ہوئے ابسا کیا تدبیر کیجائے استاد تو قتل ہوئے اہل لشکر سے کہدو کہ سب
اپنے گریبان چاک کرین استاد کو سو ماق نے قتل کیا اب میری سلطنت پر ادبار آیا
ماہیان وسحران وآفتاب جادو یون مارے گئے عشاق نہ طاقی ملک کو آیا تھا
وہ یون قتل ہوا اور جو خیرخواہ تھے انھون نے ساتھ چھوڑ دیا اور ان سے یہ سلوک کیا
استاد ایک سرپرست باقی تھے وہ یون مارے گئے یہ کہکے شملاق وغیرہ بھی رونے لگے
سمندر رشاہ کا تو یہ حال ہوا کہ اپنے کو تخت پر سے گرانے لگا شملاق وغیرہ نے روک لیا
ادھر وہ تاریکی ہر طرف ہونے لگی روشنی ظاہر ہونے لگی آواز آئی کہ کشتی ہمارا نام ہمین
عشاق جہاد نشین بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جب یہ صدا
آچکی روشنی ہوئی سب نے یہ صدا سنی اہل اسلام تو اس صدا کو سنکے خوش ہوئے مگر کفار
نے جو یہ صدا سنی ایک کہرام لشکر مین پڑگیا ادھر شملاق واطراق وغیرہ نے یہ صدا سنکے
بموجب حکم سمندر رشاہ پکار کر اہل لشکر سے کہا کہ عشاق کو سو ماق نے قتل کیا سب اپنے
گریبان چاک کرو سر پر خاک اڑاؤ سمندر رشاہ نے جو یہ صدا سنی اور اپنی حالت تباہ کی
جب صحرا مین بالکل روشنی ہوئی کفار واہل اسلام نے دیکھا کہ ایک لاش فاصلہ پر دو ہزار گز
کی ہوئی پڑی ہے اور بہت سے طائر سیاہ رنگ مثل زاغ وزغن کے آتے ہین اور اس لاش پر
ٹھونگے مارتے ہین لاش سے ایک شعلہ پیدا ہوتا ہے وہ جل جاتے ہین اسکے بعد دیکھا کہ صحرا سے ہزارہا شیر
ببر گرگ واژدر پیدا ہوئے اور لاش پر آکے پنجون سے خاک اڑائی خاک سے شعلہ نکلا
وہ بھی جل گئے اب دیکھا کہ ایک غول کا غول سیاہ پوش نکل آیا سب سیاہ پوش تھے دو دو تین
کالی دانت بڑے بڑے وہ بھی آکر لاش پر روئے اور جلکر خاک ہوئے اسکے بعد جوق جوق
گروہ گروہ نیلی پوشون کے آئے انھین عورتین اور مرد سب تھے اور گرد لاش کے بیٹھکر رونے لگے
ایکدفعہ ہر ایک لاش سے شعلہ پیدا ہوا لاش بھی جلنے لگی اور وہ بھی دم بھر مین جلکر خاک ہوگئے

خاک کا انبار زمین پر ہو گیا اُس راکھ سے ایک طائر سیاہ رنگ برابر فاختہ کے پیدا ہوا اور اُس نے بلند ہو کر
بزبان انسانی کہا کہ میں نے آج اس ظالم کے قید سے نجات پائی اب اپنے مسکن کو جاتا ہوں
راوی نے تحریر کیا ہے کہ وہ بیر تھا عشاق کا اور بہزاد کو عشاق نے اپنے قبضے میں کیا تھا کو یہ سب
بیر تھے جو کہ آ کر لاش پر روئے تھے اور چل گئے تھے مگر یہ سب سے زبردست بیر تھا اُس طائر نے
یہاں پہ صدا دیکر اور بالا سے سر سمندر شاہ جا کر بزبان انسانی کہا کہ او سمندر شاہ آگاہ ہو کہ
عشاق مارا گیا تیرا اقبال گیا اب تیرا یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں ہے آگاہ ہو کہ تجھ سمندر سے یہ فتح
ہو گا تو اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا جائیگا سمندر پر یہ کیا منحصر ہے نہ طاق بھی برباد ہو گا
یہاں سے لیکر تا نہ طاق و کوہ رفیع سلیمانی و شہر جمشید یہ سب پر اہل اسلام کا قبضہ ہو گا اور
دین اسلام کا ڈنکا بجیگا اب ہم لوگوں کا دور دورہ ہو چکا عمر طلسم تمام ہو گئی آئینہ اندام
مالک طلسم آئینہ سے یہاں آ کر اپنے قدموں کی نحوست سے یہ سب کچھ برباد کرایا ہے وہ آتا ہے
ایوان تاجدار اسکو پناہ دیتا ہے اہل اسلام ادھر آسکے مگر یہ کیونکر نہ ہوتا کیونکہ مدت طلسم تمام
ہو چکی تھی یہ صدا دیکر وہ طائر ایک سمت کو اڑ کر چلا گیا یہ صدا سب اہل اسلام و کفار نے
سنی اور سمندر شاہ نے بھی سمندر شاہ تو اپنے آپ میں نہ تھا اور رہا تھا لشکر کفار میں تلاطم
مچا ہوا ہے ہر ایک سردار رہا ہے جو سردار اور بادشاہ و ساحر و غیر ساحر اور کل لشکر سمندر شاہ سب
گریاں ہیں لطف یہ ہے کہ جو لوگ کمک کو آئے تھے وہ بھی رو رہے ہیں یہاں تو ایک عجب تلاطم
ہے ادھر ایوان نے اپنے عہد میں کہ جب تک سوماق نے مقابلہ کیا اپنے زخموں کو باندھا مرہم
سحر کے لگانے لگا کہ خون بند ہوا طاقت جسم میں آئی کھڑی ہوئی مقابلہ دیکھ رہی تھی اور
سوماق کی فتح کی دعا کر رہی تھی درگاہ خدا میں اور دونوں کی تقریر سن رہی تھی سوماق
کے جواب دینے پر لوٹی جاتی تھی بس جب سوماق نے وار کیا اور عشاق قتل ہوا اور
تاریکی ہو گئی جب تاریکی دفع ہوئی اور سب واقعات ہو چکے لاش بھی عشاق کی جلکر خاک
ہو گئی اور وہ طائر بھی صدا دیکے چلا ایوان نے دیکھا کہ سوماق تیغ ہاتھ میں لیے ہوئے
کھڑی ہے خون اس تیغ سے ٹپکتا جاتا ہے یہ وجد میں جھوم رہی ہے خون کو پونچھتی جاتی ہے بس ایوان
نے دوڑ کر سوماق کو گود میں اٹھا لیا اور کہا کہ اے فرزند تو نے بڑا کام کیا اس کافر ساحر کو
فی النار کیا اور تعریفیں کرنے لگی دعائیں دینے لگی پیشانی کے بوسے لینے لگی اور صاحبقران
اور بادشاہ کی طرف متوجہ کر کے کہا کہ آپ لوگوں کی دعا کی برکت سے اس آپکی کنیز نے اس کافر کو
قتل کیا صاحبقران و بادشاہ اور کل اہل اسلام نے بہت تعریف کی اور فرمایا کہ بڑا کام کیا
ایوان نے سوماق کے ہاتھ چوم لیے ادھر ہمراہیان ایوان یعنی تین لاکھ ساحر و ساحرات
سوماق نے ایک مرتبہ لشکر کفار کی طرف متوجہ کر کے اور قہقہہ لگا کر یہ کہا کہ یوں قتل
کرتے ہیں اتنے بڑے ساحر کو اے سمندر شاہ اب کوئی تیرے لشکر سے مقابلہ کو نہیں نکلے گا
بس لشکر کا خاتمہ ہو گیا عشاق کے دم تک مقابلہ تھا یہ لشکر ایوان وغیرہ نے کہا خود
ایوان نے بھی سوماق کو گود سے اتار کر اور سمندر شاہ کی طرف متوجہ کر کے کہا
کہ اب بغیر استاد کو رونا کسی کو برائے مقابلہ روانہ کر دیا اور استاد کی فکر کر ورنہ بس
رو چکے گیا اس رونے سے عشاق زندہ ہو جائیگا او سمندر جادو کیا بس اسی عشاق پر تیرا

بھروسا تھا اب کوئی مقابلہ کو نہ آئیگا بس ساری حقیقت کھل گئی پر اسکے بدلے پر شکرا پاسکے لئے بیہودہ
جو مارا گیا سبکے ہاتھوں پاؤن کے طوطے اڑگئے ہین کیا اب بھی نا بہم خوف چکا ہی گیا پس خائین ساری
تیری بادشاہت کا حال کھل گیا یہ کیا عورتون کے طریقے کو مرد ہو کر اختیار کیا ہی کہ ہا کے ہا کے
کرکے استاد کو رو رہا ہی اگر ایسا ہی تھا اور عورتون کا طریقہ کیا تھا تو گھر مین بیٹھا ہوتا اور چوڑیان
اور پہنکر بیٹھا ہوتا کیون سپر تلوار باندھکر میدان مین آیا ہی بس یہان سے چلا جا اور گھر
مین بیٹھکر استاد کو رو وا رہے او نامرد ہم عورتین بھی تو اس طور سے نہین روتی ہین جس طور سے
تو روتا ہی واہ کیا خوب صورت تو مرد کی اور سیرت عورتون کی یہ سنکر ایلوان نے سمندر شاہ
کی طرف منھ کرکے کہا لشکر اسلام مین ایک قہقہہ پڑا سمندر شاہ بہت خفیف ہوا سب
رونا بھول گیا اور ایلوان کو یہ جواب دیا کہ او ایلوان کیا بیہودہ بکتی ہی تیری کیا مجال جس نے
جو استاد کو قتل کیا ہی تو بہت خوش ہی دیکھ مین تجکو اسکے غم مین رلاتا ہون اسکو قتل کرنا
ہو لیا یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتی ہی یہ ساری تیری خوشی نکالے دیتا ہون بہت
خوش ہو رہی ہی اور قہقہے لگا رہی ہی یہ سب قہقہہ زنی نکل جاتی ہی یہ کہکر سمندر شاہ نے
شملاق سے کہا کہ یہ لوگ یون نہ مانینگے اور فرداً فرداً انسے کوئی مقابلہ بھی نہین کرسکتا
اور میری یہ لیاقت نہین ہی کہ مین انسے مقابلہ کرون کیونکہ جو ساحر ہین وہ سب میرے
ملازم ہین جب مین مقابلہ کو نکلونگا جب یہی لوگ آکر مقابلہ کرینگے بالکل میری شان
کے خلاف ہی انسے مقابلہ کرنا بس مین جنگ مغلوبہ کا حکم دیتا ہون شملاق نے کہا
کہ یہ آپکی رائے بہت نیک ہی لیکن سمندر شاہ نے شملاق و اطراق سے کہا کہ نقیبون
سے کہو کہ لشکر مین پکار دین کہ سب اب استاد کے واسطے نذر دین یہان رنج و غم نہ کرین
فرودگاہ پہ چلکر آپکی ماتم داری کیجائیگی پہلے ان لوگون سے آپکے خون کا عوض لے لیا
جائے پھر جو آپکی ماتم داری کیجائیگی آپکے دشمنون سے تو معاوضہ کر لیا جائےگا یہان
لشکر مین ایک تلاطم مچا ہوا تھا ہر ایک گریان تھا عجب عالم تھا بس شملاق و اطراق
نے نقیبون کو حکم دیا وہ یہ حکم پاکر چلے انھون نے لشکر مین پہنچکر شملاق نے کہا
تھا پکار دیا بس وہ تلاطم جو کہ مچا ہوا تھا برطرف ہوا سب خاموش رہے صف بندی
ہوگئی اسی طور سے پھر لشکر درست ہو گیا جب سب کو اطمینان ہوا سمندر شاہ نے
دیکھا کہ لشکر مین جو تلاطم تھا وہ برطرف ہوا اور دیکھا کہ ایلوان و سوماق اسی
طور سے کھڑی ہوئی ہنس رہی ہی یہ دیکھکر سمندر شاہ کو اور زیادہ غصہ آیا بس اسنے
خود پکار کر ساحرون و غیرہ ساحرون سے کہا کہ لینا ایلوان کو اور سوماق کو بھی ان
دونون کو زندہ نہ جانے دینا سب ملکر ان دونون کو قتل کرو استاد کے خون کا
عوض لو یہ استاد کو قتل کرکے میدان سے زندہ نہ واپس جائین اور جاکر خوشی
نہ کرنے پائین جیسا انھون نے استاد کو قتل کیا ہی اسکی سزا پائین خصوصاً سوماق کو زندہ
نہ چھوڑنا اس ایلوان کمانہ کو اسکے رنج و غم مین مبتلا کر دا کہ ہوا یہ ان لشکر سے ملکر اہل اسلام
و لشکر ایلوان کو شکست دو اپنا نام روشن کرو یہ جو سمندر شاہ نے پکار کر اہل لشکر سے
کہا بس یہ کل لشکر کا سننا تھا کہ ایک طرف سے کل بادشاہ جو کہ ساحر تھے اور سمندر شاہ

کی کمک کو آئے تھے اور کل لشکر سمندر شاہ میں پکہ ساحر تھے اور کل سردار سمندر شاہ کے ساحر اور
آن بادشاہ ہو گئے ترسول اور پنسول و ناریج و تریخ و گولہ فولاد میں پیکان کے تیغے لیکر اور سحر کرتے ہوئے
ابر سے آگ برساتے ہوئے طرف ایوان وسوباق کے حملہ کرکے اور نعرہ کرتے چلے آئے
طرف سے دو بادشاہ جو کہ غیر ساحر تھے اور وہ سرداران جو کہ غیر ساحر تھے اور جو کہ دعوےٰ پہلوانی
رکھتے تھے اور کل غیر ساحر و انکا لشکر اور جو کہ سمندر شاہ کی کمک کو غیر ساحر بادشاہ و پہلوان و سردار
آئے تھے وہ اور کل لشکر سمندر شاہ غیر ساحران اور کل سردار غیر ساحر تلوارین و سپرین و تیغ
و نیزے و عمود و تبر و تیر و کمان لیکر اور مرکب اٹھا کر اور پیدل بکثرت حملہ آور ہوئے ایوان
وسوباق پر یہ جو حال لشکر ایوان وسوباق کی خواصون نے دیکھا وہ لوگ بھی ایک قسم
حربہ ہائے سحر سنبھالکر طرف لشکر کفار کے لپٹا لپٹا کر چلے آتے تھی ہاتھون مین ترسول و پنسول
تھے اور دیگر حربہ ہائے سحر تھے آتے ہی کفار سے بھڑ گئے بس حربہ ہائے سحر کے وار ہونے لگے ادھر
سوباق نے نرغہ کفار کا دیکھکر فوراً دستک دی کہ ایک طاؤس چلا ہوا آسپر سوار ہو کر اور موتی
کو ہاتھ پر رکھکر کفار پر جا پڑی اور عکس گوہر سے برقین چمکا چمکا کر کفار کو جلانے لگی ایک تلاطم
ڈالدیا لشکر کفار مین ایوان نے جو یہ حال دیکھا وہ بھی اپنے تخت سحر پر سوار ہو کر اور حربہ ہائے
سحر سنبھالکر کفار پر جا پڑی اور جاتے ہی حربہ کیا کہ ایک برق کوند کر جو گری ہزارون کے سر اڑ گئے
ادھر لشکر ایوان بھی حربہ کرنے لگا جب سمندر شاہ نے دیکھا کہ ایوان وسوباق نے لشکر
مین تلاطم ڈالدیا بس یہ بھی اپنا تخت بڑھا کر چلا یکبار خیال آیا کہ تخت پر سے کیا مقابلہ ہوگا
جنگ مغلوبہ مین بس اسنے دستک دی کہ ایک اژدر پیدا ہوا یہ آسپر سوار ہو کر لشکر ایوان کی
طرف چلا اسکا چلنا تھا کہ اور جسقدر بادشاہ و سردار ساحر و غیر ساحر تھے مثل شاہ بلاق و اطلاق
و تلاسپ جادو وغیرہ کے سب حربہ ہائے سحر اٹھا کر چلے یہ جو واقعہ صاحبقران نے دیکھا خیال
فرمایا کہ ایوان کی کمک کرنا ضرور ہے کیونکہ کل لشکر سمندر شاہ اسپر حملہ آور ہوا ہے بس کیا عجب بات
ہے کہ اسی جنگ مغلوبہ مین اس لڑائی کا فیصلہ ہو جائے یہ خیال فرما کر مرکب کی باگ لی اور
تیغ عقرب سلیمانی کو علم کیا اور نعرہ کیا کہ منم صاحبقران ثانی لت باز یمیج الملک لوچالان
ای کفاران بیحیا و بیوفا کہ گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر رود یہ نعرہ کرکے
غیر ساحر و نیزہ حملہ آور ہوئے یہ واقعہ لشکر اسلام نے دیکھا بس کل سردار ساحران اپنا اپنا لشکر
ساحران لیکر اور حربہ ہائے سحر سنبھالکر اور نعرہ کرتے کہ منم صبح آفتاب علم منم آفاق قزلشاہ
منم الطاف جادو و منم شمشاد جادو و منم آتش جادو و منم سہراب جادو و منم گوہر
پوشن تن و منم ملکہ شہرہ الالان و منم ملکہ آئینہ اندام جادو و منم وزیر آفاق شاہ
لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے بادشاہ اسلام و کل سرداران نیکنام نے جو دیکھا کہ صاحبقران
نے لشکر کفار پر حملہ کیا ہے بس بادشاہ نے تخت کو ترک فرمایا اور مرکب طلب فرما کر اسپر
سوار ہو کر مع سات سو بادشاہ ہو گئے اور کل لشکر غیر ساحران کے کفار پر حملہ کیا نعرہ بادشاہ
منم شاہنشاہ فریدون حشم ‖ بہار گلستان کاؤس جم ‖ منم خسرو خسروان عجم ‖
منم مالک تخت و تاج عجم ‖ بادشاہ کا نعرہ کرنا تھا کہ پھر تو منم منم کی ہر طرف سے
صدا بلند ہوئی کہ ایک سمت سے صدا آئی کہ منم نورالدہر مان و عین الزمان ایما نشان

انبار ہین مرکب پائمال کرتے پھرتے ہین ہزارون بسمل خاک پر ایڑیان رگڑ رہے ہین سر و تن
خاک مین اٹے ہوئے ہین بجلیان لئے رہے ہین جسمون سے شعلے نکل رہے ہین اژدہا سے
ہزارون نکل رہے ہین شعلہ فشانی کرکے جلا رہے ہین شیر ہا سحر کے الگ طمانچے چل رہے
ہین اس طور سے کہ ساحرون کا لشکر لڑ رہا ہے اور عیار ساحرون مین بھی ایک قیامت کبری بلند ہے
جھنکار روشنے تلوارونکی کچھ سنائی نہین دیتا ہے غبار بلند ہے سنانین جو چمک رہی ہین یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ستارے جھلملا رہے ہین صدا سے گرز سے وہ صحرا پٹنگ آہن گران معلوم ہوتا ہے منہ
سے نعرے بلند ہین سوارون سے سوار اور پیادون سے پیادے لڑ رہے ہین کمانین کڑک رہی ہین
مینھ سحر و تیر کا برس رہا ہے ابر سیاہ اٹھا ہوا ہے برق تلوار کوند کوند کر گر رہی ہے بسمل خاک پر تڑپ
رہے ہین عروس مرگ سے بیاہ رچا رہے ہین لباس تن خون کی چھینٹون سے رنگین ہین [illegible]
سے خون بہہ رہا ہے برابر ہاتھ بلند ہو ہو کر پڑ رہے ہین سنانونکے الگ وار ہو رہے ہین مرکب
لاشونکو پائمال کرتے پھرتے ہین دریاے خون رواں ہے سر حباب کی مانند نظر آتے ہین
لاشین مثل نگر کے پڑی ہین نہرے جو ہاتھونکے سے چھوٹ چھوٹ کر گرے ہین انکی دراز معلوم
ہوتی ہین بازو جو پلٹنون کے کٹ کر گرے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ مچھلیان دام مین [illegible] ہین خود
سر کا [illegible] معلوم ہوتے ہین تلوارین باہم کی صورت سی نظر آتی ہین سپر [illegible] شکست
کا مزہ دکھاتی ہین [illegible] لشکر جو کٹ کر گرے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردے کفنائے ہوئے
پڑے ہین ایک تلاطم حشر و نشر صحرا مین برپا ہے جب کوئی ساحر زبردست مرتا ہے تمام صحرا تاریک
ہو جاتا ہے خاک پر چھینٹا [illegible] ہوا [illegible] ہو رہا ہے [illegible] ساکنان فلک بھی اسی طرف
متوجہ ہین مگر چرخ پیر اس معرکہ کو دیکھ کر لرزان ہے آفتاب کو حرکت ہے جلد جلد راہ طے کر رہا
ہے اور یہ قصد ہے کہ سمت مغرب پہونچ جاؤن یہ معرکہ نہ دیکھون کیونکہ آج زمین سے اٹھنے کا
سامان ہے تمام سبزہ صحرا خون سے لالہ رنگ ہے غبار بھی جو بلند ہوتا ہے وہ بھی گلابی ہے عجب
طرح کی اس صحرا مین خرابی ہے اگر کوئی پرند قضا کا مارا آ نکلا یا تو وہ شہباز خدنگ
کا شکار ہوا یا [illegible] نے اسکا لقمہ کیا [illegible] صدا سے زمین معرکہ ہل رہی ہے گاؤ زمین کو
تشویش ہے بار لشکر سے تھکی جاتی ہے ہر مرتبہ [illegible] بدلتی ہے آسمان اس قیامت کی جنگ معلوم
ہو رہی تھی کہ ہر [illegible] زمین کے تہ و بالا ہو جانے کا خوف تھا [illegible] کی ہر طرف سے صدا
آ رہی تھی ترنج و نارنج جو شق ہوتے تھے انکی صدا سے گوش گردون [illegible] ہوتے جاتے تھے
عیارون نے ایک طرف حقہ ہائے آتشبازی چلا رہے تھے وہ الگ [illegible] انداز ہی کر رہے تھے
مرکب کوتل کھڑے رہنے سے باجے جنگی بج رہے تھے [illegible] لشکر ابرار [illegible] تھے جوانون کے دل
صدا سے کوس [illegible] شمشیر جو جوش شجاعت مین بھر رہے تھے مگر یہ عالم تھا کہ جلاجل
کفتا افسوس مل رہا تھا قرنا کا دم بند ہو گیا تھا ترئی [illegible] کر رہ گئی تھی کوس کو درد شکم
تھا نقارے کو نفخ تھا [illegible] آواز بیٹھی ہوئی تھی [illegible] ان لشکر بے بہار کھڑے تھے فیلان لشکر
بستہ کھڑے عجب قسم کا معرکہ قیامت خیز آفت انگیز اس صحرا مین برپا تھا نقیب صفون مین پکارتے
پھرتے تھے اے جوانان [illegible] زنان نہ [illegible] لاؤ تم عروس موت کو
[illegible] اس زندگی کی سوت کو [illegible] کوشش تام [illegible]

کی ادھر وہ لشکر جب قریب میدان جنگ کے پہونچا سردار لشکر یعنی مہتاب مشتری خصلت
برادر صبح نے جو جنگ مغلوبہ دیکھی بذریعہ ہرکاروں کے دریافت کیا کہ دریافت تو کرو کہ یہ کس سے
جنگ ہو رہی ہے انہوں نے دریافت کرکے عرض کیا کہ لشکر اسلام سے اور سمندر شاہ سے
مقابلہ ہے ملاحظہ فرمائیے وہ صاحبقران جنگ فرما رہے ہیں اور وہ آپکے بھائی صاحب مقابلہ
فرما رہے ہیں مہتاب کل لشکر اسلام کو پہچانتا تھا اور یہ بھی بذریعہ پرچہ اخبار اور صبح کے نامہ
سے ثابت ہو چکا تھا کہ صاحبقران ثانی تو طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیگئے ہیں اور شاہزادہ
بدیع الملک نوجوان کو صاحبقران کا لقب دے گئے ہیں اب وہ صاحبقران ہیں لہذا اس نے
تو اسکو معلوم تھا یہ جو ہرکاروں نے بیان کیا اور اسکو معلوم ہوا پس مہتاب مشتری خصلت
نے یہ دیکھکر کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے اپنے لشکر کو حکم فرمایا کہ کفار کو گھیر کر مار لو اور خود
مرکب سحر پر سوار ہو کر اور آتش ابر سحر کو جو کہ اسکے سر پر سایہ فگن تھا اور اسمیں شرارے لرزان
جاری ہونے لگے تھے آتش ابر کو اشارہ کیا وہ ابر چلا پس جب مہتاب نے لشکر کو یہ حکم دیا کہ
کفار کو گھیر کر مار لو پس کل لشکر جو کہ قریب چار لاکھ کے برائے کمک اہل اسلام لیکر چلا تھا
وہ کل لشکر ایک مرتبہ جو مارے سحر لیکر لشکر کفار پر آپڑا اور ایک ہی حملہ میں تلاطم ڈالدیا
اُدھر مہتاب نے جو ابر کو اشارہ کیا آتش ابر سے جا نار جدا ہو ہو کر کفار پر گرنے لگا لشکر کفار
میں تہلکہ پڑ گیا ادھر طائران سحر نے سمندر شاہ کو جا کر خبر دی کہ یہ جو لشکر آیا ہے یہ برائے کمک
اہل اسلام کے آیا ہے اسکا بادشاہ مہتاب مشتری خصلت برادر صبح آفتاب علم ہے وہ
لشکر لیکر برائے کمک اہل اسلام کے آیا ہے یہ سنکے سمندر شاہ نے کہا کہ اگر آیا ہے تو وہ بھی
مارا جائیگا شملاق نے سمندر شاہ سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ وہ لشکر جو کہ ابھی آیا تھا
اسنے تلاطم ڈالدیا سمندر شاہ نے کہا کہ لشکر کو آگاہ کردو کہ اہل اسلام کی کمک آئی ہے ذرا
خبردار ہو کر لڑنا بلکہ سرین شملاق نے نقیبوں کو آگاہ کیا انہوں نے تمام لشکر میں پکار دیا
ادھر بادشاہ اسلام کو ہرکاروں نے آگاہ کیا کہ صبح کا بھائی لشکر ساحران لیکر برائے
کمک آیا ہے جو ابر ہودار ہوا تھا اسی کی آمد کا تھا دیکھیے وہ آیا ہے لشکر کے مقابلہ کرنے لگا ہے کفار
قتل ہونے لگے ہیں ادھر صبح کو طائران سحر نے خبر دی کہ آپکے بھائی صاحب لشکر لیکر آئے ہیں
اور شریک جنگ مغلوبہ ہوئے ہیں صبح یہ سنکے خوش ہو گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ مہتاب
کے آنے سے وہ ہراس لشکر اسلام کا برطرف ہو گیا پھر جنگ کرنے لگے پھر وہی تلاطم برپا ہو گیا
پھر کفار مر کر گرنے لگے پھر دریائے خون بہنے لگا پھر سروں کا مینہ برسنے لگا پھر سر و تن کا انبار ہونے لگا
پھر ابر سحر سے آگ برسنے لگی پھر ترنج و نارنج و گولہ چلنے لگے پھر تلواروں کی بجلیاں کوندنے لگیں
سنانیں نیزوں کی چمکنے لگیں کمانیں کڑکنے لگیں شہباز تیر جانوں کا شکار کرنے لگے خون کی چھینٹیں اڑنے
لگیں سر مانند حبابوں کے تیرنے لگے ساحر اور پھر ساحر مر مر کر گرنے لگے ساحروں کے مرنے کی
علامت بلند ہوئی طوفان موت کی طغیانی ہو گئی گرداب قضا نے کفار کو گھیر لیا ایک شور
حشر و نشر برپا ہو گیا ابھی مہتاب کو آئے ہوئے عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک سمت سے اشفاق شاہ
برادر آفاق شاہ لشکر ساحروں کا لیکر آ پہونچا چونکہ اسکا حال تحریر ہو چکا ہے کہ یہ لیے جا کے نامہ
سمندر شاہ کے اور سمندر شاہ کے لالا سے آگاہ ہو کر پھر گیا تھا اسنے سب لشکر کو اور

اہل شہر کو مسلمان کیا تھا اور مہم افراقیہ کو موقوف کر کے لشکر ساحران لیکر برائے کمک اہل اسلام
روانہ ہوا تھا پس یہ بھی آکر پہونچا اور حال دریافت کر کے شریک جنگ ہوا سمندر شاہ کو
ہرکاروں نے خبر دی کہ اشفاق شاہ بھی آکر شریک اہل اسلام ہوا سمندر شاہ نے کہا کہ
مجھکو تو معلوم تھا کہ اُسنے بھی نمک حرامی کی خیر آنے دو اُس نمک حرام کو بھی اُدھر بادشاہ اسلام
و صاحبقران کو بھی معلوم ہوا کہ کوئی اشفاق شاہ ہے وہ بھی لشکر لیکر آیا ہے اور آپکا شریک
ہوا ہے آفاق شاہ سے سن چکے تھے کہ میرے چھوٹے بھائی کا نام اشفاق شاہ ہے اور وہ
وزیر سمندر شاہ ہے خیال فرمایا کہ وہی ہوگا مگر اس امر سے حیران ہوئے کہ یہ کیا سبب ہے
کہ وہ میرا شریک ہوا سمندر شاہ کی کیوں شراکت کی خیال فرمایا کہ بعد خاتمہ جنگ معلوم
ہو جائیگا پھر جنگ میں مصروف ہوئے اور خود بھی مقابلہ میں آفاق کو بھی خبر ہوئی کہ آپکے بھائی
لشکر لیکر آئے تھے وہ سمندر شاہ کے نہ شریک ہوئے بلکہ اہل اسلام کی طرف سے لشکر سمندر شاہ
سے مقابلہ کر رہے ہیں آفاق شاہ حیران ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ یہ کیا سبب ہے کہ اشفاق
اہل اسلام کا شریک ہوا شکر خدا کا کہ وہ بھی راہ راست پر آگیا ورنہ بڑی خرابی تھی شاید میرے
اسکے مقابلہ ہوتا اُسوقت بسبب خون عزیزی کے مجھکو کچھ خیال ہوتا اور رعایت کرتا تو بڑی
خرابی ہوتی خیر یہ امر معلوم ہو جائیگا بعد فیصلہ جنگ کے کیوں اُسنے سمندر شاہ کی اطاعت ترک
کی یہ خیال کر کے آفاق شاہ بھی لڑنے لگا راویوں نے اس قصہ کو یوں تحریر کیا ہے کہ جب
اشفاق اور مہتاب لشکر لیکر آئے اور لشکر تازہ دم آیا کسی قدر اہل اسلام نے دم لیا
اور پھر لڑنا شروع کیا ایک سمت سے مہتاب نے کفار پر حملہ کیا اور ایک سمت سے اہل اسلام
نے اور ایک جانب سے اشفاق شاہ نے پس ان سب نے کفار کو بیچ میں لے لیا اور
جنگ رستمانہ کرنی شروع کی ایسے ایسے حملے کیے کہ کفار کے دم بند ہوگئے بس سوائے کوچہ موت
کے یا کوچہ زخم یا گوشہ کمان سے کوئی مقام امن و امان کفار کو نہ ملتا تھا چلاتے پھرتے تھے
انبوہ لشکر کفار میں تلاطم پڑ گیا راہ فرار بند ہو گئی ہر طرف سے حملے ہونے لگے کسی سمت مفر نہ تھا
صاحبقران و بادشاہ اور سرداروں نے ایسا جوہروں کے دم بند کر دیئے تھے برابر
شمشیر زنی و گرز بازی و تیر اندازی کر رہے تھے کسی نے کفار پر نیزہ مارا اور پشت مرکب
سے اٹھا کر زمین پر مارا کہ استخوان اُسکے سرمہ سا ہوگئے کسی نے گرز کا وار کیا کہ وہ مع راکب
و مرکب پیوند زمین ہو گیا کسی نے سوار کو اٹھا کر سوار پر مارا کہ دونوں داخل دوزخ ہوئے
کسی نے تلوار کا وار کیا کہ دو پرکالے ہوئے کسی نے تیر جانستان سے ہلاک کیا کسی نے
خنجر سے شکم چاک کر کے قصہ پاک کیا کسی نے مرکب سے پامال کر ڈالا کہ کاسۂ سر چور چور
ہو گیا کسی نے تبر کا وار چلا دیا کسی نے جو رنگ ہوا لی کیا ہر طور کفار کی جان پر بنی ہوئی تھی
سب موت کے گھاٹ اُتر رہے تھے جانو پر بنی ہوئی تھی اہل اسلام کی بن آئی تھی آستین
کہنیوں تک اُلٹے ہوئے خون ٹپکتا ہوا جسم سے شرارے خون کے چھٹتے ہوئے خود سر و پیچ
رکھے جوش شجاعت سے چہرہ سرخ گل زخم شمشیر کھلے ہوئے اشتیاق عروس مرگ میں دولہا
بنے ہوئے سہرے گلہائے زخم کی لڑیاں بندھی ہوئی خون سے کپڑے لالہ رنگ قبضے تلوار کے
ہاتھوں میں کھنچے ہوئے تین شبانہ روز کے جاگے ہوئے آنکھوں میں نیند کے لال لال ڈورے

بڑے ہوئے نگہ برابر مقابلہ کیے جاتے ہین کسی مقام پر کمی نہین کرتے ہین کفار کو دم لینے کی
مہلت نہین دیتے ہین اسی طور سے ساحران اسلام بھی مقابلہ کر رہے ہین غضب کی جنگ
ہو رہی ہی راوی بیان کرتا ہی کہ اب یہ نوبت ہی کہ ہر مرتبہ یقین ہوتا ہی کہ کفار فرار کرین
مگر وہ لوگ بھی جان لڑاے ہوے ہین اور لڑ رہے ہین یہان تو جنگ مغلوبہ ہو رہی
ہی ادھر اتفاق سے ایک طرف سے سہراب کفار کو قتل کرتا ہوا آتا تھا اور ایک
سمت سے سوماق برق مزاج ساحرون کو غارت کرتی ہوئی آئی تھی کہ سہراب
سے اور سوماق سے اس حالت جنگ مین ملاقات ہوئی سہراب نے سوماق سے
کہا کہ ای ملکہ مجھے تم سے کچھ صلاح کرنا ہی بابت جنگ کے ذرا کسی مقام پر چلو کہ جہان کچھ
دیر دم لین اور صلاح کرین سوماق نے کہا کہ اچھا بس یہ دونون کفار کو قتل کرتے
ہوے میدان جنگ سے الگ نکل آئے اور ایک درخت کے سایہ مین کھڑے ہوے
اپنے اپنے طاؤس و مرکب کو روک کر اتفاق سے ملکہ غزالان کو پیاس لگی اور تشنگی
نے غلبہ کیا کیونکہ مین شبانہ روز ہوے ہین لڑتے ہوے سب تشنہ و گرسنہ اور
بےخور و خواب ہین ملکہ نے خیال کیا کہ میدان جنگ سے الگ ہو کر اور کسی مقام پر پانی
تلاش کر کے پیلون اور ذرا دم بھی لے لون یہان اور تو سب مقابلہ کر رہے ہین تاکہ
حواس درست ہو جائین مقابلہ کرنے کی طاقت آ جائے بس یہ خیال کر کے دل مین یہ کفار کو
قتل کرتی ہوئی ایک سمت کو چلی اور حد میدان جنگ سے باہر آئی طاؤس سحر کو بلند
کیا اور ہر طرف نگاہ دوڑانے لگی بتلاش آب کہ کوئی چشمہ یا چاہ نظر آئے تو وہان جاکر
پانی پی آؤن کہ اسکی نگاہ سہراب و سوماق پر پڑی اسنے دیکھا کہ ایک ساحر اور ایک
ساحرہ ایک درخت کے سایہ مین کھڑے ہوے ہین پہچانا نہین بس اسنے خیال
دل مین کیا کہ انکو چلکر دیکھو کہ یہ کون ہین آیا لشکر کفار کے ساحر ہین یا لشکر اسلام کے ہین
اگر کفار کے ہین تو کس قصد سے یہان کھڑے ہین کیا کوئی لشکر اپنے کمک کفار یہان آتا
ہی اسکا انتظار کر رہے ہین اگر ایسا ہو تو مین بھی لشکر یہان آؤن اور اس لشکر سے مقابلہ
کرون میدان جنگ تک نہ جانے دون کیونکہ اب کفار کی حالت خراب ہی اگر کمک آگئی
تو پھر مقابلہ دم بخود کرنے لگینگے جنگ کو طول ہوگا اگر اہل اسلام کے ہین تو وہ کس قصد سے
کھڑے ہین یہ حال دریافت کرنا ضرور ہی یہ دل مین سوچکر ادھر کو چلی ادھر سوماق
سہراب سے کہہ رہی تھی کہ ای سہراب بیان کرو کہ کس صلاح کے لیے تم یہان آئے ہو
جلد بیان کرو تاکہ اسکی تدبیر کرین سہراب کہہ رہا تھا کہ ای ملکہ ذرا دم لے لین تو بیان کرین
کہ غزالان قریب پہونچ گئی اب آہستہ پہچانا کہ ایک تو سہراب جادو ہی دوسری ملکہ سوماق
ہی اسنے خیال کیا کہ یہ دونون کس قصد سے یہان آئے تھے یا مقابلہ کرنے کو تھک
گئے ہین تو یہان آ کر دم لے رہے ہین یہ خیال کر کے اسنے قصد کیا کہ آواز دون ادھر
سہراب کی نگاہ غزالان پر پڑی تو دیکھا کہ ملکہ غزالان طاؤس پر سوار ادھر چلی آتی ہی مگر
ادھر ادھر دیکھ رہی ہی کہ سوماق نے کہا کہ ملکہ دیکھو غزالان آتی ہو شاید کہیں لشکر سے جدا ہو
ادھر کو آئی ہی بہت خوب ہوا اسکی بھی صلاح کرینگے دوست ہین رائین بہتر ہین کہ سوماق

پس اس تدبیر سے سمندریہ بہت آسانی سے قبضے مین آجائیگا اور سمندر رشاہ قلعہ بند ہوکر
لڑنے بھی نہ پائیگا باقی جو آپکی راے ہوا ور یہان تو سب سردار لڑرہے ہین اگر ہم لوگ
نہونگے تو کوئی مقابلہ مین نقصان نہوگا اور قلعہ و شہر بھی ہاتھ آجائیگا اگر وہ بھاگ کر داخل
شہر ہوگیا اور قلعہ بند ہوکر لڑنے لگا اول تو ہزارہا بندگان خدا کا خون ہوگا دوسرے
قلعہ مشکل سے ہاتھ آئیگا تیسرے جنگ کو طول ہوگا سوماق و غزالان نے کہا کہ یہ
راے تمہاری بہت ٹھیک ہی جو یہ تمنے تدبیر سوچی ہی چلو ابھی اسکا بند و بست کرتے ہین
یہ کہکر تینون ساحرہ وہان سے پھر میدان جنگ مین آئے دیکھا کہ اسی طور سے مقابلہ ہورہا
ہی کفار قتل ہورہے ہین آتے ہی انھون نے حملہ کیا راوی کہتا ہی کہ خواصان سوماق اور
مصاحبان سوماق کا یہ سحر ہی کہ وہ جھولیون سے چھوٹی چھوٹی گڑیان نکالتی ہین اور
انکی ٹانگین پکڑکر چیر ڈالتے ہین اسیطور سے حریف کی بھی ٹانگین چر جاتی ہین اور ہلاک
ہو جاتا ہی یہ سبکی سب اس طور سے آفت برپا کررہی ہین پس سوماق نے ان سب کو
جمع کیا اور کچھ لشکر اپنی خالہ کے لشکر مین سے لیا اور اسنے کہا کہ تم ہمارے عقب مین لڑتی ہوئی
آؤ جدھر ہم جاتے ہین اسی طرف کو تم بھی آؤ ادھر غزالان نے بھی کچھ لشکر قریب چار ہزار کے
جمع کیا اور یہ ہی اسنے بھی ان سب سے کہا اور سہراب نے بھی یہ ہی کیا اور ایک مقام
مقرر کرلیا تھا کہ ہم لشکر لیکر اس مقام پر آئینگے کیونکہ یہ تینون جدا جدا لڑنے لگے تھے اور لشکر
کے جمع کرنے کی فکر کرنے لگے تھے پس حسب قرار کے ہر ایک لشکر کو جمع کرکے اور حملہ کرتا
ہوا ایک طرف کو چلا تلاطم ڈالدیا ہر ایک کے عقب مین لشکر تھا راوی نے اس طور
سے بیان کیا ہی کہ سامنے شہر سمندریہ کا پھاٹک دکھائی دیتا تھا مگر مقام جنگ سے پندرہ
کوس پر تھا پس سوماق و غزالان و سہراب لڑتے ہوے اپنے اپنے لشکر کو لیے ہوے
جنگ مغلوبہ کرتے ہوے اس میدان جنگ سے باہر نکل آئے اور اس صحرا مین آکر جمع ہوے
اب جو شمار کیا تو سب لشکر دس ہزار ساحرونکا تھا پس یہ ساحران زبردست جو کہ اپنے
وقت کے سامری و جمشید تھے ایک سپہ سالار لشکر سمندر رشاہ اور ایک شہرا ہوا شہر کی
رہنے والی یعنی سوماق کہ جسکے سحر کا سواے عشاق یا سمندر رشاہ یا شملاق یا امراق
یا گلاب جادو وغیرہ کے کوئی جواب دینے والا نہ تھا تیسری غزالان تھی کہ جسکا
کوئی ہمسر نہ تھا سواے چہار ساحرون کے کہ جنکا نام مین تحریر کرچکا ہون دوسرے
سمندر رشاہ نے یہ تدبیر کی تھی کہ اس لشکر کو براے حفاظت شہر چھوڑ آیا تھا کہ جسکا سہراب
سپہ سالار تھا کسی زمانے مین اور جب سے سہراب کو سمندر رشاہ نے اسپیان
طوفان کش کے پاس بھیجکر اسیر کرا دیا تھا اسدن سے اس لشکر نے اور کسیکی سپہ سالاری
منظور نہین کی اور ہر وقت اس لشکر کے ساحرون اور سردارونکو یہ ہی فکر تھی کہ کسی
طور سے ہم اپنے سپہ سالار سے جا ملین مگر بسبب اس امر کے کہ وہ مسلمان ہوگیا ہی
وہ لشکر سہراب کے پاس نہین آیا مگر جب سے یہ سنا ہی کہ سہراب نے نصرت
اہل اسلام کی ہی سرحد سے یہ ہی قصد کیا کہ جاکر شریک ہون مگر جب یہ خیال ہوا کہ تبدیل مذہب
کرنا پڑیگا اس قصد کو فسخ کردیا پس شہر مین وہ لشکر قریب دولاکھ کے اور ایک

ساحر زبردست سمندر رشاہ کی طرف سے حاکم ہے بے خوف وخطر حکومت کر رہا ہے بالکل بھر اس
نہیں ہے خیال یہ ہے کہ کون سمندر رشاہ کو شکست دے سکتا ہے اگر شکست بھی ہوگی تو بادشاہ
بھاگ کر آئیگا اور قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرے گا اور کوئی حریف ہیں سے بدون شکست
دیے سمندر رشاہ کے یہاں نہیں آسکتا ہے کیونکہ درمیان میں تو بادشاہ کی سپاہ ہے بس
اسی خیال سے وہ بےخوف حکمرانی کر رہا تھا کوئی خطر نہ تھا اس نے یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ صبح سے
دوپہر رات تک دربار کرتا تھا اور سب سرداروں کو حکم تھا کہ مسلح و مکمل دربار میں آیا کریں
اور ہرکارے مقرر کیے تھے برائے خبر کہ دم بدم کی خبر دیا کریں پس سب بند و بست تھا
اسے کچھ خوف نہ تھا ہرکارے خبر دیتے تھے مگر جب سے عشاق مارا گیا ہے اور جنگ مغلوبہ
ہوئی ہے کسی نے اسکو خبر نہیں دی ہے یہ یہاں بیٹھا ہوا تھا دربار آراستہ تھا کہ یکایک
وہ چیزیں اور وہ عمارت جو کہ سحر عشاق کی تھیں وہ یکایک مٹ گئیں اور عمارت برباد
ہوگئی اور ایک شور و غل اور تاریکی ہوگئی جب روشنی ہوئی اسنے اہل دربار سے
کہا کہ معلوم ہوتا ہے عشاق جو نشین استاد شہنشاہ مارے گئے کیونکہ یہ جو کچھ عمارت اور اشیا
و باغات اسکے اس شہر میں تھے وہ سب برباد ہوگئے دیکھو کیسی تاریکی ہوئی ہے اہل دربار نے
کہا کہ یہ قول آپکا درست ہے مگر آنکو کوئی قتل نہیں کر سکتا ہے وہ بڑے ساحر زبردست ہیں نہ تو
کوئی ایسا ساحر لشکر اسلام میں ہے کہ جو آنکو قتل کرے نہ عیار آنکو ہیاری کر سکتے ہیں معلوم ہوتا ہے
انھوں نے خود کسی مصلحت سے یہ سب اشیا اپنے سحر کے مٹا دیے ہیں آپ کچھ فکر و تردد نہ کریں اسنے
جواب دیا کہ مجھکو کیا فکر و تردد ہے میں جس طور سے یہاں نیابت بادشاہ میں حکومت کرتا ہوں سمجھے جاؤنگا
تا آنکی تشریف آوری کے کوئی اس شہر کی طرف میری زندگی میں نگاہ بھی نہیں دیکھ سکتا ہے نہ یہاں
آسکتا ہے اول تو قریب نہیں لاکھ کے لشکر میرے ماتحت ہے دوسرے آپ لوگ میرے مددگار ہیں
تیسرے میں خود کسی سے پایہ کمی کا نہیں رکھتا ہوں بس پھر کیا خوف ہے ہاں چند ہرکارے جاکر
خبر لائیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے اور آج وہ ہرکارے نہیں آئے کہ جو ہر روز وہاں کی خبر
دیا کرتے تھے سب نے جواب دیا کہ توقف شب دن بھر کی خبر لیکر آئینگے دوسرے ہرکارے ونکا
روانہ کرنا بیکار ہے جب وہ شب کو آئینگے انسے کل حال معلوم ہو جائیگا وہ یہ سنکے خاموش ہو رہا
راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ یہاں حکومت کر رہا ہے در شہر کھلا ہوا ہے پر روز ہرکاروں کا انتظار
کرتا ہے اور اس فکر میں ہے کہ کیا سبب ہے کہ ہرکارے خبر لیکر نہیں آئے مصنف یہ ہے کہ جو ہرکارے کہ
یہ خبر کے لیے اور روانہ کرتا ہے وہ بھی واپس نہیں آئے ہیں وہ بھی جاکر وہاں مقید ہو جاتے
ہیں یہ اس فکر و تردد میں ہے کہ کیا سبب ہے کہ جو کوئی برائے خبر جاتا ہے وہ پھر واپس نہیں آتا ہے یہ
حال کچھ نہیں کھلتا ہے نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کیا گذری اور کیا ہوا جو یہ تمام عمارت سحر و دیگر
اشیا جو کہ بنا لی ہوئی عشاق کی تھیں سب برباد ہوگئیں بس یہ تو اس فکر و تردد میں ہے اور
در شہر اس خیال سے کھلا رہنے دیا ہے کہ شاید بادشاہ کی شکست ہوا اور وہ بھاگ کر
شہر کی طرف آئے اور ورنہ ہمیشہ بند [illegible] کھلا ہوا ہے برابر آمد و رفت ہے پر تو اس فکر و تردد
میں ہے [illegible]
[illegible]

جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے اب راوی اس قصہ کو تھوڑی دیر کے لیے موقوف رکھتا ہے اور تھوڑا
حال ملکہ نسیم جادو دختر سمندر شاہ کا بیان کرتا ہے کہ اسکا حال عرصہ سے نہیں تحریر ہوا ہے
صرف جلد دوم میں کچھ معرض تحریر میں آیا تھا جب سے پھر نوبت تحریر کی نہیں آئی اسکا حال
بیان کرنا لازم ہے

اب شمہ حال ملکہ نسیم جادو دختر سمندر شاہ کا ملاحظہ فرمائیے تاکہ [illegible] ناظرین

راوی بیان کرتا ہے کہ جلد دوم میں یہ داستان یہاں تک تحریر ہوئی تھی کہ ملکہ نسیم کے
پاس سہراب جادو آیا تھا اور باہم عاشق و معشوق ہوئے تھے ملکہ کو سہراب نے
مسلمان کیا تھا اور ملکہ سے سب حال بیان کیا تھا صندوقچہ کا ملکہ نے یہ حال سنکے اقرار
کیا تھا کہ میں امکان بھر کوشش کرونگی چنانچہ ملکہ گئی تھی اور نقلی صندوقچہ بدل لائی تھی
اور سہراب کو دیا تھا سہراب نے وہاں آکر اس صندوقچہ کے ذریعہ سے لشکر کفار کو
شکست دی تھی اور سب اہل اسلام کو اس بلا سے بچایا تھا چنانچہ سمندر شاہ کو معلوم ہوا
تھا اسنے ملکہ نسیم کو بلا کر پہلے آسانیت سے دریافت کیا تھا جب اسنے انکار کیا تھا تو خوب
زد و کوب کی تھی اسقدر کوڑے مارے تھے کہ ملکہ کا بدن پاش پاش ہو گیا تھا مگر ملکہ انکار
کیے گئی تھی اقرار نہ کیا تھا چنانچہ ایسی طاقت طاق ہوئی کہ بیہوش ہو کر گر پڑی تھی جب
یہ حال سمندر شاہ کی دایہ نے اسکا دیکھا تھا اسکو نہایت [illegible] آگئی تھی کیونکہ اسنے نسیم کو
پالا تھا بس اس فرتوت نے سمندر شاہ کو ڈانٹا تھا اور یہ کہا تھا کہ کیا چھوکری کو مار ڈالیگا تجھکو
اپنے صندوقچہ سے غرض ہے میں تیرا صندوقچہ لا کے دیتی ہوں یہ تو سمندر شاہ سے کہا تھا اور
ملکہ کی خواصوں پر خفا ہوئی تھی کہ تم کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہو اٹھا کر نہیں لیجاتی ہو چنانچہ خواصیں
اور ملکہ کی وزیرزادی جو کہ ہمراز تھی ملکہ کو اٹھا کر باغ میں لیگئیں تھیں اور یہاں دایہ نے
لشکر اسلام میں پہونچکر فریب کر کے سہراب سے صندوقچہ حاصل کیا تھا اور لیکر چلی تھی کہ راہ
میں اخضر ماہی پوش معشوقہ اشقر اژدر جادو سے ملاقات ہوئی تھی پس اخضر نے بعد
دریافت حال کے دایہ کو قتل کر کے صندوقچہ پر قبضہ کیا تھا اور طرف اشقر اژدر کے روانہ
ہوئی تھی چنانچہ اسکی داستان نہیں تحریر ہوئی ہے آئندہ تحریر ہو گی مگر جب سمندر شاہ کو
یہ حال معلوم ہوا تھا تو بہت برہم ہوا تھا اور قصد کیا تھا کہ اخضر سے مقابلہ کرے لیکن مگر
اہل دربار کے سمجھانے سے اسنے اس قصد کو فسخ کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ جب اہل اسلام کی مہم
سے فراغت ہوئے گی اسوقت اخضر سے سمجھ لونگا اور اندر محل کے یہ حکم دیدیا تھا کہ اول تو
نسیم کو زندہ نہ چھوڑونگا کیونکہ [illegible] لگائے ہیں بس اگر زندہ [illegible] تو کوئی
آج سے اس ننگ خاندان کو [illegible] کا میرے روبرو نام نہ لے اور نہ میرے روبرو آئے
[illegible] اپنے باغ میں رہے جو کوئی میرے روبرو یا میری غیبت میں اس شوخ دیدہ
کا نام لیگا یا میرے روبرو لائیگا [illegible] محل میں آئی تھی تو سب اہل محل کو قتل کر ڈالونگا کوئی عذر
[illegible] کیا کہ یار کے لیے تمام خاندان بھر کی جانیں لی تھیں اور اسکو

یہ خیال نہوا کہ مین کیا حرکت کرتی ہون اگر یہ صندوق دیدہ ہو نگی تو باپ بھی مارا جائیگا اور یہان بھی اور
سب اہل شہر تباہ ہونگے ایسی ستائی ہوئی تھی اور ایسی آتش شہوت نے زور کیا تھا کہ کچھ
خیال نہ رہا اپنی آگ فرو کرنے کے لیے سب کا قتل گوارا کیا بس ایسی بیحیا اور بیباک کا زندہ
رکھنا بیکار ہے چونکہ ننگ خاندان ہو گو مین نسیم کو اپنی جان و روح خیال کرتا تھا مگر اسوقت
نفرت ہو گئی کہ میری قاتل ہے اگر اسکا قابو ہوگا تو ضرور یہ مجھکو قتل کر ڈالے گی مقام افسوس ہے کہ
آشنائی بھی کی تو کس سے کہ جو اپنا ملازم تھا نہ کسی شاہزادے نہ شہریار زادے سے بس
ایسے کا محل مین آنا کوئی ضرورت نہین ہے کہ جس سے خوف ہو اور اپنی زوجہ سے کہا تھا کہ اگر
تمکو اپنی دختر کی محبت والفت زیادہ ہو تو تم بھی اسیوقت میرے سامنے اسکے پاس چلی جاؤ
ورنہ آج سے اسکا ذکر نہ کرنا یہ خیال کر لو کہ وہ مر گئی اگر تمنے اسکا ذکر میرے روبرو کیا یا میری
غیبت مین آیا یا اسکو بلایا یا خود اسکے دیکھنے کو گئین اور مجھکو خبر ہوئی تو یاد رکھو کہ تمکو اس
بیرحمی سے قتل کرونگا کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تمھارے حال پر ترس کھائینگے اور مجھکو رحم
نہ آئیگا بس بہتر یہ ہوگا کہ یا تو اسکی الفت سے دست بردار ہو یا اسکے پاس چلی جاؤ زوجہ نے
جواب دیا تھا کہ مین اسکی الفت سے دست بردار ہوئی کبھی نام نہ لونگی اگر لون تو جو چور کا
حال وہ میرا حال آپکو اختیار ہے کیونکہ جب آپ اس سے ناخوش ہین تو مین کب خوش ہو سکتی ہون مین
تو آپکی تابعدار ہون مجھکو آپکی خوشی سے غرض ہے جبکہ وہ آپکی دشمن ٹھہری تو میری پہلے دشمن ہوئی
سمندر شاہ نے یہ سنکے اپنی زوجہ کو جواب دیا تھا کہ مین اور تم اگر زندہ ہین تو نسیم ایسی
ہزاروں لڑکیان ہو جائینگی میری زندگی کی خیر مناؤ اس کمبخت پر ہزار لعنت کرو ایسی جی تو
کیا اور نہ جی تو کیا جو کہ مان باپ کی قاتل ہوا اور اپنے گھر کی تباہی کی فکر کرے راوی
بیان کرتا ہے جو حکم سمندر شاہ نے دیا تھا اور خود اسکو نسیم سے ایسی نفرت ہوئی تھی
کہ نام تک نہین لیتا تھا گو اسکا یہ قصد تھا قبل مین کہ مین نسیم سے عقد کرون اور اپنے
تصرف مین لاؤن اسکے ساتھ ہم بستر ہون کیونکہ اس دین و مذہب مین بیٹی باپ پر اور
باپ بیٹی پر حلال ہے اور یہان ہمراہ فرزند کے اور بہین بھائی اگر ہم بستر ہون تو جائز تھا
بس بدین سبب سمندر شاہ بھی یہ قصد رکھتا تھا کہ ایسی حسین و خوبصورت و جوان رعنا
کہ جسکا اسوقت شہر سمندریہ مین حسن و جمال مین کوئی جواب دینے والا نہین ہے کیون غیر کے
قبضے مین جائے اور دوسرا اسکے باغ حسن سے گل مراد حاصل کرے اور اسکے در ناسفتہ
کو سفتہ کرے مین خود کیون نہ اسکے نہال جوانی سے ثمرہ حاصل کرون اور اسکو اپنے
تصرف مین لاؤن بس اسی خیال سے وہ نسیم کے ساتھ اور طور سے پیش آتا تھا چونکہ
ابھی نسیم اس قابل نہوئی تھی جو وہ ہم بستر ہوتا اور جب سے ہوئی بھی تھی تو خود نسیم
اسکی صحبت سے پرہیز رکھتی تھی کیونکہ وہ خود سہراب پر عاشق تھی اس سبب سے
بچی ہوئی تھی اور ادھر جو اہل اسلام سے جو مقابلے وغیرہ ہونے لگے تھے اور سمندر شاہ
کو فکر و تردد لاحق ہو گیا تھا بدین سبب اور اسکا خیال اس طرف سے کم ہو گیا تھا اور سوچ
لیا تھا کہ بعد فیصلہ اہل اسلام کے جب اطمینان ہوگا اسوقت اس امر کو اختیار کرونگا
اسی سبب سے نسیم کی شادی بھی نہین تلاش کرتا تھا یہ امر اور بھی ناگوار ہوا کہ مین خود

اسکو اپنے تصرف مین لانیوالا تھا اسنے خود بار تلاش کر لیا بس نفرت ہو گئی دوسرے خداوند کریم
کو نسیم کی پردہ دری اُس ظالم کے ہاتھ سے منظور نہ تھی ایسے اسباب پیدا کیے کہ اُسکو نفرت
ہو گئی تھی یہان ہو جب حاکم سمندر شاہ آسدن سے کوئی نسیم کا نام بھی بھولے سے نہ لیتا تھا
زوجہ سمندر شاہ خود دختر سے باطن مین جلتی تھی بظاہر تو اسکی محبت کرتی تھی کہ جو ماں کو اولاد
سے ہوتی ہے مگر باطن مین اُسکی دشمن تھی اس سبب سے کہ وہ سمندر شاہ اپنے شوہر کا منشاء
سمجھ گئی تھی اور اُسنے خیال کر لیا تھا کہ یہ بیٹی پر مرتا ہے اور ضرور اپنے تصرف مین لائیگا بیٹی کو
میری سوت بنائیگا وہ خود اس فکر مین تھی کہ یا تو یہ کسی کے ساتھ نکل جائے یا مرجائے ایسا
ہو کہ یہ سمندر شاہ کے سامنے نہ آئے مگر سمندر شاہ کے خوف سے کچھ کر نہین سکتی تھی بظاہر
اسکی الفت کا دم بھرتی تھی اور اپنی جان و روح جانتی تھی جب یہ حکم سمندر شاہ نے
دیا بظاہر تو ملال کیا مگر دل مین خوش ہوئی اور خیال کیا کہ یہ خار یون دفع ہوا اور نتیجہ
آرزو کھلا سمندر شاہ کو اُس سے نفرت ہو گئی بس اسدن سے اُسنے نسیم کا نام تک
نہ لیا آمدم برسر مطلب یہ تو جملہ معترضہ تھا اب نسیم کا حال تحریر ہوتا ہے کہ جب خواصین اور
وزیرزادی اسکو اس حالت بیہوشی مین سمندر شاہ کے روبرو سے اٹھا کر باغ مین لائین
اسکا تمام پیراہن جسم ضرب سے کوڑونکی تار تار ہو گیا تھا اور تمام بدن پاش پاش تھا خون
جاری تھا تمام اُس گورے گورے جسم پر نیل پڑ گئے تھے زلفین پریشان تھین چہرہ جو کہ مثل
گل سرخ کے سرخ تھا اور مثل مہر کے درخشان تھا اسکا یہ حال تھا کہ زرد ہو گیا تھا مثل
زعفران کے اب سب خواصون اور وزیرزادی نے ملکہ کو لا کر مسہری پر لٹایا اور
رومال سے تمام جسم کا خون پاک کیا روتی جاتی ہین اور خون پاک کرتی جاتی ہین ایک
نے جلدی پیسکر اور چونا ملا کر جہان چوٹ لگی تھی لگانا شروع کیا ایک نے گلاب
و کیوڑا وغیرہ لاکر لخلخہ تیار کیا ایک نے مرہم کے پھاہے بنا بنا کر جہان جہان زخم ہوگئے تھے
رکھنے لگا کے ایک نے دودھ وغیرہ کی جوش کی کوئی زلفین درست کرنے لگی کوئی
پنکھا جھلنے لگی کوئی رومال گرم کرکے سینکنے لگی کوئی ہاتھ پاؤن دابنے لگی کوئی تلوے
سہلانے لگی بس جو تدبیرین لائق بادشاہزادیون کے تھین سب خواصین کرنے لگین ادھر
وزیرزادی نے گلاب و کیوڑے کے چھینٹے ملکہ کے منہ پر دیے لخلخہ سنگھایا کہ ملکہ کو ہوش
آیا آہ کرکے آنکھ کھولی اسقدر طاقت نہ تھی کہ کلام کرکے اشارے سے کہا کہ پانی پلا
جب آنکھ کھولی تو اپنی خواصون کو دیکھا بعد اسکے ادھر ادھر دیکھا کہ وہ ظالم یعنی سمندر شاہ
تو نہین ہے اپنی بارہ دری پائی بس پانی اشارے سے طلب کیا اس امر سے اطمینان ہو گیا
کہ اپنے باغ مین ہون اُس ظالم کے پاس نہین ہون جہان ایسی تو اتھی اواتین تھی بس جب ملکہ
نے آنکھ کھولی اور پانی اشارے سے طلب کیا سب کی جان مین جان آئی حواس درست ہوئے
اور اطمینان ہوا کہ ملکہ زندہ ہے ورنہ سب مایوس تھین اور یہی تھین یہ خیال تھا کہ ملکہ
اسی صدمہ سے جانبر نہ ہوگی کیونکہ اُس نازک بدن پر چوٹ کے جس جسم پر پھول کی چھڑی مارنے سے
اور [illegible] سے نیل پڑ جاتا ہے [illegible] انتقال کیا حاکم [illegible] القصہ [illegible]
[illegible] ہوئی تھین اور ملکہ کی زندگی کی دعا خدا [illegible]

بس ملکہ کے ہوش مین آنے سے سب بہت خوش ہوئین ملکہ نے جو پانی طلب کیا وزیرزادی نے
فورا وہ دودھ پینے کا جو کہ گرم کی ہوئی رکھی تھی گلاس مین انڈیل کر ملکہ کے منھ سے لگایا اور عرض
کیا کہ ملکہ عالم پہلے اسے نوش فرما لیجئے پھر پانی نوش فرمائیگا ملکہ انکار کرنا مناسب نہ سمجھی پی گئی اب
کسیقدر ملکہ مین طاقت آئی حواس درست ہوئے دیکھا کہ سب خواصین خدمت گزاری مین مصروف
ہین اتنے عرصہ مین سب نے تمام زخمون پر پھاہے لگا دیے تھے جہان جہان چوٹ لگی تھی سینککر
باندھ دیا بس اب جو ملکہ کو راحت ملی ملکہ نے آہستہ سے وزیرزادی سے کہا کہ کچھ حال لشکر
اسلام کا بھی معلوم ہوا کہ وہان کیا ہوا کیا خبر سمندر شاہ نے صندوقچہ کی وزیرزادی نے
عرض کیا کہ جب آپ بیہوش ہو گئین اسوقت آپکی دایہ جیتنے آپکے والد کو بھی بیہوش کیا ہی
انہون نے برہم ہو کر تمسخر سے کہا کہ کیا کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہو ملکہ کو اٹھا کر لیجاؤ اور بادشاہ سے کہا کہ کیا
ملکہ کو مار ڈالے گا تجکو اپنے صندوقچے سے کام ہی مین صندوقچہ لا کے دیتی ہون اتنا تو ہمنے سنا تھا اسکے
بعد ہم آپکو لیکر یہان چلے آئے اسکے بعد کا حال پھر نہین معلوم کہ کیا ہوا ملکہ نے ایک آہ کی اور کہا کہ افسوس
وہ بڑی مکارہ ہی ضرور صندوقچہ لے آئیگی کوئی ایسا نہین ہی کہ جو انکو اس حال سے آگاہ کرے مفت
میری محنت برباد ہو گئی سب نے عرض کیا کہ ہم تو مجبور ہین اور ناچار ہین کیا کر سکتے ہین صبر فرمائیے
جو مقدر مین ہوگا وہ پیش آئیگا آپ رنج وصدمہ نہ فرمائیے کیونکہ ابھی آپ نے کسقدر تکلیف اٹھائی
اور ایسا صدمہ اٹھایا ہی کہ جس سے جان سے بچنے کی امید نہ تھی اور ابھی کیا امید نہ معلوم کیا ہو
ایسا نہو کہ بسبب رنج و صدمہ کے پھر حضور کو غش آجائے اللہ اللہ کر کے تو ہوش آیا ہی
طاقت جسم مین صدمہ اٹھانے کی بھی نہین ہی خون تمام نکل چکا ہی بس ہم سب پر رحم فرمائیے ملکہ
نے جواب دیا کہ اچھا تو ہو کہ جو مین مرجاؤن اس کشاکش سے نجات پاؤن اب صدمات کے
اٹھانے کی طاقت نہین ہی میرے دل مین اب قوت نہین ہی سب نے عرض کیا کہ ہم سب
آپکی الابلا لیکر دنیا سے جائین آپ زندہ رہین یا جو آپکے دشمن ہون وہ دن خدا ہمکو نہ دکھائے
کہ ہم زندہ ہون اور آپکے دشمن خدانخواستہ نہون ملکہ نے جواب دیا کہ مرنا تو ضرور ہی بس
اس ذلت وخواری سے زندہ رہنا کیا ضرور ہی کہ ایک ظالم کے ہاتھ سے تازیانے کھائین
اور پھر زندہ رہین دوسرے مفارقت کے صدمے اٹھائین اور اپنے دوست سے
جدا رہین سب نے عرض کیا کہ خدا وہ بھی دن لاتا ہی کہ آپ اور سہراب شاہ وایک جا
ہونگے آپ انکے شربت دیدار سے اور وہ آپکے شربت وصال سے سیراب ہونگے ان دلون کی
کب امید تھی کہ انسے آپسے ملاقات ہوگی اور اس امر کی خبر آئیگی کہ وہ زندہ ہین صبر فرمائیے
خداوند کریم پر نگاہ رکھیے وہ یہ بھی سامان بہم کر دیگا یہ کہکر خواصین سمندر شاہ کو کوسنے لگین
ملکہ نے فرمایا تم سب ملکر صبر کرو اور خدا پر اس ظلم وستم کی سزا کو چھوڑ دو وہ عادل ہی سزا دیگا
سن لینا کہ کس ذلت وخواری سے یہ ظالم مارا جائیگا وہ منتقم حقیقی ہی اس جور وستم کا انتقام لیگا
صبر کا بہت عمدہ ثمرہ ہی یہ کہکر ملکہ نے کہا کہ مجکو اٹھا کر بٹھا دو سب نے ملکہ کو اٹھا کر بٹھایا ملکہ نے
اپنے ہاتھ سے سب زخمون پر پھاہے لگائے دوسرا لباس بدلا راوی نے بیان کیا ہی کہ وہ دن
اور وہ شب تو ملکہ پر بہت اذیت سے گزری صبح سے تمام جسم کے زخم پھر ہرے ہو گئے اور جہان
جہان چوٹ لگی تھی اور درد تھا وہ بھی کم ہو گیا ملکہ نے دوسرے روز خود اپنے ہاتھ سے شربت اتار

نکالکر نوش کیا خواصون وغیرہ نے اغذیہ لطیف حاضر کین ملکہ نے نوش فرمائین ملکہ کے جسم مین
طاقت آئی چونکہ زخم کچھ ایسے گہرے نہ تھے کہ جنکے اندمال مین کچھ زمانہ گذرتا دو ایک دن مین
ملکہ تندرست ہو گئی زخمون اور چوٹ کا نشان تک باقی نرہا پھر جیسی ملکہ تھی ویسی ہو گئی سب نے
شکر خدا کیا اور سب خوش ہوئے اور ملکہ سے عرض کیا کہ غسل صحت فرمائیے اپنی تندرستی کا جلسہ
فرمائیے ملکہ نے فرمایا کہ مین اب جلسہ خوشی اسوقت آراستہ کرونگی کہ جب یہ سنونگی کہ
سمندر شاہ مارا گیا اور اہل اسلام کا شہر سمندر پہ مین عمل ہو گیا سب نے عرض کیا کہ
بہت خوب مگر غسل تو فرمائیے کہا کہ اچھا یہ فرماکر کہا کہ کوئی جاکر خبر تو لائے کہ کیا گذری
صندوقچہ سمندر شاہ پاس آیا یا نہین اور اب سمندر شاہ کس فکر مین ہے پس چند خواصین
یہ حکم پاکر روانہ ہوئین اور وہان سے خبر دریافت کرکے حاضر ہوئین یہان ملکہ غسل کر چکی تھی
اور تبدیل لباس کرکے کنارے نہر کے بیٹھی ہوئی کرسی پر پانی سے کھیل رہی تھی وزیرزادی
برابر کھڑی ہوئی تھی اور سب خواصین حاضر تھین کہ وہ خواصین جو خبر کو گئی تھین آکر حاضر
ہوئین اول تو یہ بیان کیا کہ اے ملکہ عالم آپنے سنا بادشاہ نے سب اہل محل اور آپکی والدہ صاحبہ
کو حکم دیا ہے کہ اب کوئی میرے روبرو یا میری غیبت مین لنسیم کا نام نہ لے اور نہ لنسیم
میرے محل مین آنے پائے نہ اسکی کوئی خواص اگر مین سن لونگا کہ کسی نے نام لیا یا لنسیم آئی یا
اسکی خواص تو سب اہل محل کو قتل کر ڈالونگا جتنا کچھ ہم جو گئے تو محل مین نہ جانے پائے آپ ہی
سے واپس آئے ملکہ نے فرمایا کہ مجھکو وہان جانے کی پروا کیا ہے خدا اُس ظالم کا منہ اب مجھکو
زندگی مین نہ دکھائے اُسکے مارے جانے کی خبر آئے مین اسطرف سے مشکور ہونگی کسی کی لونڈی نہین
ہون میری پاپوش بھی وہان نہین جاتی ہے میری بلا کو کیا غرض ہے جو جائے نہ معلوم وہ
سمجھا کیا ہے ہان اُسنے کچھ حال دریافت بھی کیا انھون نے عرض کیا کہ ہم کنیزین اسی سے
گئی تھین کیونکہ دریافت کرتے ہمنے دریافت کر لیا کہ وہ دایہ بادشاہ کی لونڈی اسلام
مین گئی اور کسی تدبیر سے صندوقچہ حاصل کیا اسکو لیکر آتی تھی کوئی اخضر نامی پاپوش
بیچنے والی نہ طاق کی دریا پر شکار کھیل رہی تھی اسکو جو صندوقچہ کا حال معلوم ہوا اُسنے
دایہ کو قتل کیا اور خود صندوقچہ لیکر طرف نہ طاق کے روانہ ہوئی یہ حال جو بادشاہ کو
معلوم ہوا بہت غصہ آیا قصد کیا کہ آپ اسسے مقابلہ کرین مگر سب نے سمجھایا تو یہ کہا کہ اچھا
بعد معلوم اہل اسلام کے اُس سے سمجھا جائیگا خلاصہ یہ کہ وہ صندوقچہ یہان آیا نہ اہل اسلام
کے پاس رہا وہ شخص اُسکو لے گیا ملکہ نے فرمایا کہ شکر اُس خداوند کریم کا کہ جسنے
اس بلا سے اہل اسلام کو نجات دی اور اُس لکانہ کو بھی اسکے افعال کی سزا دی اب راوی
بیان کرتا ہے کہ ملکہ اپنے باغ مین رہتی ہے راحت و آرام بسر کرتی ہے اس فکر مین ہے کہ یہ خبر
آئے کہ سمندر شاہ مارا گیا اور اہل اسلام کا قبضہ سمندر پہ پر ہو گیا چند خواصین مقرر
کی ہین کہ وہ دمبدم کی خبر دیتی رہین کہ اب سمندر شاہ کس فکر مین ہے اور کیا تدبیر کر رہا ہے
مگر حکم ملکہ کا خواصون کو یہی ہے کہ محل مین نہ جانا پس راوی کہتا ہے کہ ملکہ کو روز کی خبر ملتی
ہے جب ملکہ یہ سنتی ہے کہ یہ کام اہل اسلام نے کیا فلان ساحر سمندر شاہ کی طرف کا
مارا گیا ملکہ کو خوشی ہوتی ہے اور ملکہ سجدہ شکر بجا لاتی ہے اور جب ملکہ سمندر شاہ کی

اچھائی سُنتی ہو اور سُنتی ہو کہ اہل اسلام پر یہ وقت پڑا ہو تو صدمہ ہوتا ہو سمندر شاہ
کو گالیان اور کوسنے دیتی ہو اور اہل اسلام کے فتح وظفر کی دعا کرتی ہو خلاصہ یہ کہ خواجون
نے ملکہ کو اس حال سے بھی آگاہ کیا کہ ملکہ ایوان نہ طاقی آئی اور اُسنے اہل اسلام سے
مقابلہ کیا اور بہت سے اہل اسلام کو اسیر کر لیا قران ثالث اور برق ثانی نے عیاری
کر کے سب کو رہا کیا اور اسکی وزیر زادی کو قتل کیا اور خواجہ نے عیاری کر کے ایوان کو پکڑ کر
دربار سمندر شاہ سے لیگئی اور اُسکو اپنا مطیع کر کے اہل اسلام کو اُسکے سحر سے نجات دلائی
اور اُس سے اقرار لیکر رہا کر دیا وہ اپنے ملک کو چلی گئی یہ بھی خبر ملکہ سے بیان کی جب سمندر شاہ
کو معلوم ہوا تو اُسنے پھر اُسکو طلب کیا اور اُس سے بہت کچھ کہا کہ تو اہل اسلام سے مقابلہ کر اُسنے
قبول کیا اُسکو بہت کچھ خوف دلایا اور دھمکایا وہ راضی نہوئی آخر اُسکے قتل کا حکم دیا خواجہ
نے پھر عیاری کی اور اُسکو رہا کیا وزیر سمندر شاہ کو قتل کیا تھا کہ سمندر شاہ کے دوستانے
آکر بچا لیا تو ایوان شہر یکتا اہل اسلام ہو گئی ہو اور اپنا لشکر لینے گئی ہو ملکہ یہ سب خبرین سنکے
خوش ہوئی اور بہت تعریف خواجہ کی کی اور ایوان کی اُسکے دوسرے دن خواجون نے
ملکہ سے یہ خبر بیان کی کہ بادشاہ نے الطاف جادو کو طلب کیا تھا وہ اپنے مکان مین
گوشہ نشین ہوا تھا دربار مین آنا ترک کیا تھا اسلیے کہ تو جا کر اہل اسلام سے مقابلہ کر وہ نہین
آیا اور شب کو سب مال و اسباب لیکر شہر سے نکل گیا اور اہل اسلام کی اطاعت کی بادشاہ
کو جو اس حال کی خبر ہوئی بہت برہم ہوگیا بس آج ایک ساحر کو اسی ہزار سے طرف الوانیہ کے
روانہ کیا ہو کہ شہر الوانیہ کو تاخت و تاراج کر اور ایک نامہ طرف طلسم نور وہ [illegible] کے
روانہ کیا ہو اُسکو براے کمک طلب کیا ہو اور ایک نامہ اپنے وزیر اشفاق شاہ کو
روانہ کیا ہو اُسکو بھی طلب کیا ہو اور چند سردار براے تلاش الطاف جادو روانہ کیے ہین اُنکو
حکم دیا ہو کہ الطاف جہان ملے پکڑ لاؤ اور کل افسران فوج اور جو بادشاہ ساحر و عیار
براے کمک آئے ہین اُنکو سامان سفر کا حکم دیا ہو اور یہ کہا ہو کہ ان ناموں کا جواب آئے تو
مین خود لشکر لیکر شہر سے نکلونگا اور اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا بعد اُنکے مقابلہ کے یہ
قصہ فیصل ہوگا اور جو کچھ حال گزرا تھا اور پہلے بھی ہو چکا ہو ناظرین ملاحظہ کر چکے ہین ملکہ سے
خواجون نے بیان کیا اب ملکہ کو فکر ہوئی کہ دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہو الطاف کے گرویدہ ہونے کی خبر
سنکے ملکہ خوش ہوئی اور سب حالات سنکے فکر مین مبتلا ہوئی کہ ایکبار چند دن سے خواجون
نے آکر عرض کیا کہ ملکہ غضب ہوا بادشاہ آج پچیس لاکھ کا لشکر ساحرون اور عیار ساحرون کا لیکر
اور سب سردارونکو اور جو بادشاہ کمک کو آئے تھے ساحر و نامی ساحر سردار دیو [illegible]
ان سبکو ہمراہ لیکر اور پچیس لاکھ سپاہ اور چند سردار کو یہان چھوڑ کر اپنی طرف سے ایک ساحر کو
بادشاہ کر کے براے مقابلہ اہل اسلام روانہ ہوا ہو اور وہ ساحر یہان کا حاکم ہوا ہو یہ خبر
سنکے ملکہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور ہوائیان اڑنے لگین وزیر زادی سے کہا کہ دیکھیے
کیا نتیجہ ہوتا ہو [illegible] آن سبکی کمک کو آیا ہو اور وہ ہی سب کا حاکم ہو وزیرزادی نے
عرض کیا [illegible] کاتب قدرت لکھ چکا ہو تو پچیس لاکھ کیا ہین اگر پچیس کرور بھی ہونگے
تو کچھ [illegible] ان لوگون سے دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است یہ ملکہ نے فرمایا

کہ یہ امر درست ہے یہ فرما کر ان خواصون سے دریافت کیا کہ جو یہ خبر لائین تھین کہ کیا گنجور شاہ
فوج لیکر براے جنگ آگیا اور اشفاق برادر آفاق شاہ بھی اور یہ وہ ساحر جو کہ براے
غارت شہر ایوانیہ گیا تھا شہر ایوانیہ کو غارت کرکے واپس آیا جو سمندر شاہ خود براے
مقابلہ روانہ ہوا کیونکہ اسنے تو یہ عہد کیا تھا کہ جب یہ سب لوگ آپہنچینگے یا انکے پاس سے جواب
آلیگا تب مین براے مقابلہ جاؤنگا انھون نے عرض کیا کہ کیا آپکو اس حال سے آگاہی نہین ہے
اے ملکہ عالم گنجور شاہ نے جواب صاف دیا کہ ہم تمھاری کمک کرینگے ہم بیکار اہل اسلام سے عداوت
نہ پیدا کرینگے وہان سے جواب صاف سنا آیا وہ سوار واپس آئے جو کہ براے اسیری الطاف جادو
گئے تھے انھون نے آکر خبر دی کہ الطاف جادو شریک لشکر اسلام ہوگیا وہان اسکی دعوتین
ہو رہی ہین اشفاق کے پاس سے عرضی آئی تھی کہ مین آتا ہون قدمبوسی کو بادشاہ کو اشفاق
اور اس ساحر کا انتظار تھا جو ایوانیہ پر گیا تھا بس اسکا لشکر ایوانیہ پر سے شکست کھا کر آیا
وہ ملکہ ایوان کے ہاتھ سے مارا گیا اشفاق شاہ نے یہ کیا کہ بادشاہ کو تو عرضی لکھی کہ مین
حاضر ہوتا ہون اسکے بعد اپنے کل لشکر اور اہل شہر کو مسلمان کیا اور خود بھی مسلمان ہوا اور اپنے
وزیر کو اپنے شہر کا حاکم کرکے اور لشکر لیکر براے کمک اہل اسلام روانہ ہوا ہے اسکے شہر سے
دو ہزار اہل شہر بھاگ کر آئے تھے انھون نے سب حال بیان کیا تھا بس بادشاہ کو بہت غصہ
آیا اسی دن پانچ بادشاہ غیر ساحر بہت سا لشکر لیکر براے کمک آئے بس سمندر شاہ نے یہ
سب خبرین پاکر اور برہم ہوکر سامان سفر کا حکم دیا چنانچہ جب سب سامان درست ہوگیا بادشاہ
نے کوچ کیا یہ جو خبر ملکہ نے سنی کہا کہ خوب اشفاق نے کام کیا کیون نہ ایسی بات کرتا اسکا
بڑا بھائی جبکہ شریک اہل اسلام ہے وہ کیونکر نہ انکا شریک ہوتا بس کچھ تو ملکہ کو خوشی اور کچھ فکر
تھی ملکہ نے ہرکارے مقرر کیے کہ روز کی خبرین جو میدان جنگ مین واقع ہون ہرکارے اسکی ہمکو دیا کرو
چنانچہ ملکہ کو ہر روز کی خبر ملتی تھی جب تک ملکہ نے یہ سنا کہ اہل اسلام غالب رہے اور کفار یعنی
سمندر شاہ کے لشکر کے ساحر وغیرہ ساحر اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوے ملکہ بہت
خوش ہوتی تھی نوبت باینجا رسید کہ خبر آئی کہ آج عشاق استاد بادشاہ نے نکلکر مقابلہ کیا اور
سب اہل اسلام کے ساحرون کو اسیر کرلیا بادشاہ کے لشکر مین خوشی ہے اور اہل اسلام پر
مصیبت کا آسمان ٹوٹا ہے وہ لوگ بلا مین مبتلا ہین ملکہ کو بڑا صدمہ ہوا اور اپنی وزیرزادی
اور سب خواصون سے کہا کہ خدا اس عشاق کو غارت کرے کہ جسنے یہ تہلکہ لشکر اسلام مین ڈالدیا
ہے خداوند کریم انکی مدد کرے چنانچہ یہ خبر ملکہ کو رات کو ملی تھی ملکہ نے وہ رات دعا مین
بسر کی صبح کو ہرکارے پھر خبر یہ لائے کہ چنانچہ دوپہر کے وقت جسدن عشاق ہاتھ سے
سمرباق کے مارا گیا ہے ملکہ صحن باغ مین کرسی پر بیٹھی ہوئی بال سر کے کھلے ہوے تھی اہل اسلام
کی نجات کی عشاق کے ہاتھ سے دعا کر رہی تھی کہ یکایک ایک سیاہ آندھی اٹھی تمام باغ
تاریک ہوگیا شہر سمندریہ کی طرف سے شعلے آگ کے بلند ہوتے دکھائی دیے شور وغل
کی صدا آئی غبار بلند ہوا برف وغیرہ آسمان سے برسی پھر ادھر جو ملکہ نے دیکھا اور دیکھا کہ
تمام شہر سمندریہ مین آگ لگی ہوئی ہے اینٹ پتھر برابر زمین سے برسایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا
ساحر زبردست لشکر سمندر شاہ کا مارا گیا یہ اسکے مرنے کی علامت ہے وزیرزادی نے

عرض کیا کہ ساحر زبردست کون ہی فی الحال تو کل سے عشاق اہل اسلام سے مقابلہ کر رہا ہی
ابھی کل ہرکارون کی زبانی سنا تھا کہ اُسنے سب ساحران اسلام کو اسیر کر لیا ہی آج لشکر
غیر ساحران سے مقابلہ کریگا پس معلوم ہوتا ہی کہ وہ مارا گیا یہ اُسی کے مرنے کی علامت ہی آپکی
دعا درگاہ خدا مین قبول ہوئی ملکہ نے فرمایا کہ خدا بخشین کند تیرے منھ مین گھی شکر وہی ظالم مارا گیا
ہوا ہی میرا دل بھی یہ ہی گواہی دیتا ہی اچھا کوئی برائے خبر جائے اور یہ خبر شہر مین جا کر دریافت کرے
ابھی کوئی خواص ملکہ کی بدون حکم ملکہ جانے نہ پائی تھی صرف ملکہ نے یہ حکم دیا تھا کہ جائے وہ سہرے حکم
کی امیدوار تھی کہ چند خواصین بضرورت کسی کام کے صبح سے شہر کو گئی ہوئی تھین وہ آکر حضور
ملکہ مین حاضر ہوئین منھ پر ہوائیان اُڑتی ہوئین حواس ختم منتشر سانس پھولی ہوئی سامنے ملکہ کے آکر
کھڑی ہوئین اور اپنے حواس درست کرکے یون عرض کرنے لگین کہ ای ملکہ عالم بڑا غضب ہوا عشاق
جیسا شخص مارا گیا اہل اسلام کے ہاتھ سے گو یہ خبر شہر مین مشہور نہین ہی ہم اپنی عقل سے
کہتی ہین کیونکہ جو باغات اور جو عمارت عشاق نے سحر کے شہر مین بنائے تھے اور جو اشیا سحر عشاق
کے تھے وہ سب برباد ہوگئے سب مین آگ لگ گئی ملاحظہ فرمائیے کہ وہ شعلے بلند ہین اہل شہر
بہت پریشان ہین ملکہ نے یہ سُنکے فرمایا کہ شکر خدا یہ خبر تو آئی تم سب کا گمان درست ہی ضرور
عشاق مارا گیا تمکو کیا ایک اور دشمن خدا کم ہوا شکر کرو تمنے اپنی یہ کیون حالت بنائی ہی
مقام خوشی ہی نہ یہ کہ یاس و ہراس انھون نے عرض کیا کہ ہمکو یہ خوف ہی کہ بادشاہ شکست
کھا کر داخل شہر ہوگا اہل اسلام کا شہر پر قبضہ ہوگا وہ داخل شہر ہونگے شہر کے غارت کا حکم
دینگے پس اس امر کا خوف ہی کہ سواران اہل اسلام یہان بھی آکر لوٹ مچائینگے اور ہم سب کو
بھی لوٹ لیجائینگے ملکہ نے فرمایا کہ تم اس امر سے بےخوف رہو تمکو کوئی نہین لوٹے گا مین نے دین
اسلام کسلئے قبول کیا ہی اسی غارت و لوٹ سے اپنے کو بچانے کے لیے اگر ایسا ہوا تو پھر کس
کام کی یہ بات ہوئی کہ اپنا دین بھی دیا ماں باپ سے بھی جدائی ہوئی پس کوئی بھی نہ لوٹے گا جب
تم یہ کہدوگی کہ ہم ملکہ نشیم کے ملازم ہین اور ملکہ دین اسلام قبول کرچکی ہی پس سب تمکو
چھوڑ دینگے اور بلکہ تمھاری حفاظت کے لیے پہرہ مقرر ہو جائیگا یہ سُنکے خواصون کی جان مین
جان آئی اب ملکہ اس انتظار مین ہی کہ خبر آئی کیا واقعہ گذرا راوی نازک خیال روایت
کرتا ہی کہ قریب شام ہرکارون نے آکر ملکہ کو خبر دی کہ ای ملکہ صبح کو دونون لشکر میدان مین
صف آرا ہوئے کہ تہمتن جادو برائے کمک لشکر اسلام اپنے مقام سے چل نکلا تھا وہ
آکر پہونچا اُسنے عشاق سے مقابلہ کیا وہ بھی اسیر ہوا پھر عشاق نے مبارز طلب کیا تھا
کہ صرافت جادو و کردہ بھی بموجب حکم اپنے آقا کے لشکر لیکر برائے کمک اہل اسلام چلا تھا
آکر عین وقت پر پہونچا اور عشاق سے مقابلے کو نکلا وہ بھی اسیر ہوا اب صاحبقران نے قصد
کیا تھا کہ ملکہ ایوان نہ طاقی نے آکر مقابلہ کیا وہ برائے کمک لشکر لیکر اپنے ہوا نیمہ سے چلی
تھین انھون نے راہ مین خبر پائی تھی پہلے یہ دماغ عشاق کو دیا کہ سب اسیرون کو اُسکی قید سے
رہا کر لیا اور اُنکی صورت کے مانند کے آٹے کے پتلے بنا کر ڈال دیے یہ بہت بڑا چرکا عشاق کو
دیا عشاق بہت خفیف ہوا چنانچہ مقابلہ ہوا ایوان سحر مین عشاق پر غالب آئی نیمچہ سحر
لیکر عشاق نے ایوان سے مقابلہ کیا ایوان نے بھی نیمچہ سے لڑنا شروع کیا بڑے عرصے

تک خوب تیغ بازی ہوئی پس عشاق نے ایوان کو ٹھوکے سے مجروح کیا اسنے کئی زخم کاری
کھائے تھے اور قریب تھا کہ ایوان عشاق کے ہاتھ سے مارا جائے کہ اسکی بھانجی سوماق
برق مزاج نے زمین سے پیدا ہوکر اور اپنی خالہ کو ہٹا کر عشاق سے مقابلہ کیا بلکہ یہ فرزند بہت
بڑی ہی تدبیر کرکے آیا تھا کہ اپنے کو سحر بند کیا تھا اور اپنے قتل کا تیغہ بنایا تھا بڑی حفاظت سے
اسکو رکھا تھا مگر سوماق بھی بلا کی ساحرہ ہے اسنے کسی تدبیر سے اس تیغہ کو پیدا کیا اور آکر مقابلہ کیا
خلاصہ یہ کہ عشاق کو اس تیغہ سے قتل کیا سمندر شاہ کو بڑا صدمہ ہوا خوب رویا اور اہل لشکر
بھی روئے اسی غصے اور صدمے میں جنگ مغلوبہ کا حکم دیا پس دونوں لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی اب جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے کسی کے لشکر میں ابھی ابتری نہیں پڑی ہے بلکہ اہل اسلام زیادتیاں
کر رہے ہیں خوب جنگ ہو رہی ہے یہ واقعہ بھی ملکہ نے سنا فرمایا کہ جاؤ انہی مقام پر ٹھہرو جو واقعہ
گذرے آکر بیان کرو وہ سلام کرکے پھر چلی گئیں ملکہ یہاں برائے فتح و ظفر اہل اسلام دعا میں مصروف
ہوئی دوسرے دن انھوں نے آکر ملکہ کو خبر دی کہ ابھی اسی طور سے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے آج یہ امر
واقع ہوا تھا قریب تھا کہ کفار کو شکست ہو کہ چند بادشاہ ساحر انکا لشکر لیکر برائے کمک آگئے
انھوں نے جنگ کو روکا شکست نہونے پائی اور چند بادشاہ اور پہلوان غیر ساحر ونکے
آگئے پس اس سبب سے کفار پھر لڑنے لگے مگر نہایت غضب سے اہل اسلام مقابلہ کر رہے ہیں ساحر
ساحروں سے غیر ساحر غیر ساحروں سے لاکھوں کا کھیت ہوا ہے ایک رات اور ایک دن اسی معرکہ
میں گذرا ہے اہل اسلام کو بالکل ہراس نہیں ہے یا جو اس لڑ رہے ہیں یقین ہے کہ اہل اسلام کی فتح ہو
ملکہ نے انکو انعام دیکر رخصت کیا راوی نے روایت کی ہے کہ ہرکاروں نے کل حال کی ملکہ کو خبر دی
یہاں تک سپاہی کی اور اتفاق کے آنے کی بھی خبر دی کہ یہ لوگ لشکر لیکر برائے کمک اہل اسلام
آئے ہیں پس ابھی وہ دن ہے کہ جسدن سہراب جادو و سوماق برق مزاج و عزالان آپس میں
باہم صلاح کرکے اور لشکر لیکر اور جنگ مغلوبہ سے الگ ہو کر برائے غارتگری شہر سمندریہ چلے
تھے ملکہ اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی خدا سے دعا کر رہی تھی کہ ای میرے خدا آج یہ خبر آئے کہ سمندر شاہ
نے شکست کھائی اور اہل اسلام غالب آئے سمندر شاہ کا لشکر بھاگا ملکہ کو تو اس حال میں
چھوڑا جاتا ہے اب حال سہراب وغیرہ کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ جو لشکر لیکر چلے تھے اور ایک مقام پر
ٹھہرا ہے جو وہاں سے چلے چونکہ عشاق مارا جا چکا تھا شہر سمندریہ سامنے تھا اور سہراب
وعزالان یہ دونوں بخوبی حالات شہر سے واقف تھے عشاق نے یہ سحر گرد شہر کیا تھا کہ اگر
غنیم لشکر لیکر آئے تو داخل شہر نہو سکے اور ہمکو خبر ہو جائے اسکے مرنے سے سحر تو دفع ہو چکا تھا
پس یہ سب لشکر لیکر قریب شہر پہونچے اور بیرون شہر سے حربہ سنبھال کر جو ساحر و سوار
دروازہ شہر پر برائے نگہبانی مقرر تھے انکو آتے ہی سہراب نے اسیر کرلیا اور خود جیسے ہی داخل شہر ہوا
ایک سحر کیا کہ چاروں طرف شہر میں آگ لگ گئی اور شعلے بلند ہونے لگے ادھر عزالان نے
بھی سحر کیا کہ تیر برسنے لگے سوماق نے سحر کیا کہ بجلیاں چمک کر گرنے لگیں جب یہ تینوں ساحر سحر
کر چکے اور انکا لشکر داخل شہر ہوا پس انھوں نے حکم دیا کہ سب اہل شہر کو قتل کر دو اور غارت
اور لوٹ لو جو امان طلب کرے امان دو اور جب تک امان کے خواستگار نہوں اسوقت تک
قتل و غارت سے باز نہ آنا مگر امان بھی بشرطیکہ ایمان دینا یہ حکم دینا تھا کہ لشکریان سہراب و

غزالان وسوباق نے شہر مین غدر ڈالدیا تمام بازارون مین قتل عام ہونے لگا اہل شہر قتل ہونے
لگے دکانین لٹنے لگین شہر مین تلاطم مچ گیا ہر طرف سے شور وغل کی صدا بلند ہوئی کہ غنیم لشکر لیکر
اندر شہر کے چلا آیا ہے اسنے اہل شہر کو قتل کرنا شروع کیا ہے اور تمام شہر مین تلاطم ڈالدیا ہے سہراب و
غزالان وسوباق سے جو اندر شہر کے آسکے سحر کیا تھا اس سحر کے سبب سے کوئی مکان اور عمارت
بلند کہ ظہر پر نظین آتی مین ہزارون دب کر بی انبار ہوگئے تھے اس شہر مین ایسا تہلکہ پڑگیا ایک غریب
وامیر حیرت سے لیکر اپنے اپنے مقام سے چلا جوق جوق لوگ جمع ہوکر آنے لگے اور قتل ہونے لگے
ابھی اسکو خبر بھی نہین جو کہ یہانکا حاکم ہے وہ تخت سے بیٹھا ہوا دربار مین حکومت کر رہا ہے سب سردار
حاضر ہین جیا کوئی ہین لشکر کھوسے پڑا ہوا ہے کہ یہان تلاطم مچا ایسا جو شور وغل شہر مین بلند ہوا کوتوال
شہر جو کوتوالی مین بیٹھا ہوا تھا اسنے دیکھا کہ شہر مین ایک ہنگامہ [illegible] برپا ہے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا
کہ کسی طرف سے غنیم نے موقع پاکر اور اندر شہر کے آکر شوخی کر دیا ہے اہل شہر کو قتل کر رہا ہے یہ
یہ سننا تھا کہ کوتوالی کے سب پیادوں کو ہمراہ لیکر طرف شہر کے چلا [illegible] خیال کیا کہ [illegible] خبر کرنا چاہیے جو
یہان کے حاکم ہین بادشاہ کی طرف سے یعنی سہراب جادو اسکا دوسرا نام بھی ہے جو کہ قبل ازین تحریر
ہوا ہے پس اسنے پیادون کو تو طرف شہر کے روانہ کیا کہ تم جاکر اس بلوے کو روکو اور خود طرف دربار
کے چلا پس تو ادھر سے چلا آدھر سہراب نے غزالان سے کہا کہ آپ لشکر کے ہمراہ رہیں اور اہل شہر
کی خبر لین اور مین اور سوباق طرف محلات شاہی اور دربار کے جاتا ہون دیکھون کون یہانکا
کی طرف سے یہان کا حاکم ہے اس سے مقابلہ کرونگا اور اسکو قتل کر کے سب عمارت شاہی پر قبضہ
کرلون خزانہ وغیرہ جو اور ناموس سکندر شاہ کو اسیر کرلون غزالان نے کہا کہ اچھا پس غزالان
تو شہر کے غارت و قتل میں مع لشکر کے مصروف ہوا اسنے تلاطم ڈالدیا ہے سرگرمی کو جیحون سے
اہل شہر کے رنگین ہو ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے بازار [illegible] کو لوٹنا [illegible] رہے
ہین [illegible] دکانین لٹتی رہی ہین بازارین تباہ ہورہی ہین شہر مین تو تلاطم ہے [illegible] جو
کوتوالی کے اس مقام پر آئے یہ واقعہ دیکھکر اور [illegible] ہو کر چلانے لگے لیکن [illegible] تا کہ خود
مقابلہ نہین کرتے ہین [illegible] رہی ہے [illegible] رہے ہین ادھر کوتوال شہر آکر دربار مین پہنچا
دیکھا کہ سب سردار جو کہ یہان بادشاہ براے حفاظت شہر چھوڑ گیا ہے دربار مین موجود ہین اور تخت
پر سہراب جادو تاج سر پر رکھے ہوے بیٹھا ہے [illegible] کوتوال نے سامنے اسکے جاکر اور
سندیل سر سے اتار کر پھینکدی اور کہا کہ آپ یہان کیا بیٹھے ہوے ہین غضب ہوگیا غنیم لشکر
لیکر کسی سمت سے شہر مین چلا آیا اور اندر شہر کے آسنے آکر تاخت و تاراج و قتل عام شروع
کر دیا تمام شہر مین ہنگامہ پڑا ہوا ہے اہل شہر قتل ہو رہے ہین یہ سننا تھا کہ سہراب جادو کے حواس
جاتے رہے فورا بدحواس ہوکر تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اور سب سردارون سے کہا کہ کیا تدبیر کرون
بڑا غضب ہوگیا کوتوال سے کہا کہ تو محلات کے پہرہ والون سے کہدے کہ وہ اندر محلات
کے خبر کر دین کہ سب خبردار و ہوشیار ہوجائین حریف لشکر لیکر اندر شہر کے چلا آیا ہے اور سب
اہل شہر کو قتل کر رہا ہے اور سردارون سے کہا کہ آپ لوگ فورا چھاؤنی مین جاکر لشکر کو تیار
کرکے حریف کے مقابلے کو آئین مین براے مقابلہ حریف جاتا ہون سب نے کہا کہ بہت خوب
پس سب سردار فورا دربار سے باہر آئے وہانسے اپنے اپنے مکان پر آئے اپنے اپنے مکانون کا بندوبست

کر کے چھاؤنی میں آئے اور لشکر کو اس حال سے آگاہ کیا لشکر میں تیاری ہونے لگی ادھر کوتوال سے
سہراب جادو نے پوچھا کہ یہ بھی کچھ معلوم ہوا کہ یہ کون لوگ ہیں جو اندر شہر کے لشکر لیکر آئے انکا
افسر کون ہے اسنے جواب دیا کہ جب میں نے یہ خبر سنی تحقیق کوتوالی کے پیادوں کو تو ادھر کو روانہ کیا اور خود
آپکو آگاہ کرنے کے لیے آیا میں نے یہ نہیں دریافت کیا سہراب نے کہا کہ خیر تم ادھر جاؤ اور سبکو
آگاہ کر کے اس مقام پر آؤ کہ جہاں حریف لڑ رہا ہے کوتوال تو محلات کی طرف روانہ ہوا اور سہراب
بیرون دربار آیا اور اژدر ببر کو و سنگ و یکہ پیدا کیا اور آپ سوار ہو کر چلا تھا ادھر سے سہراب
و سوماق اہل شہر کو قتل کرتے ہوئے چلے آتے تھے اور شہر کے ادھر کو جاتا تھا اور چند سردار
اسکے ہمراہ تھے پس سہراب کو تھوڑی پہچانتا تھا جیسے اسکی نگاہ سہراب پر پڑی اسنے پکار کر کہا کہ
او سہراب مجکو معلوم ہوا کہ یہ فتنہ پردازیاں تیری ہی ہیں تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہے تو نے شہر
میں آکر غارت ڈالدیا اہل شہر کو قتل کرنا شروع کیا یہ صدا جو سہراب کے کان میں پہونچی سہراب
نے اسکی طرف دیکھا اور کہا کہ میں تیری ہی تلاش میں آتا تھا خوب سامنا ہوا سہراب نے
دیکھا کہ اسکے سر پر تاج رکھا ہوا ہے کہا کہ معلوم ہوا وہ نامرد تجھ ایسے نامرد کو اپنی طرف سے
یہاں کا حاکم کر گیا ہے خیر تو جاتا کہاں ہے حکومت کر کے بہت اترایا ہے یہ سب تیری اتراہٹ نکالے
دیتا ہوں یہ کہکر سہراب کی طرف سہراب چلا اسنے سرداروں سے کہا کہ لینا یہ میرے قریب
آنے نہ پائے راوی نازک فہم بیان کرتا ہے کہ سرداران سہراب کے چیلے اتنے عرصہ میں وہ
سردار لشکر کو آراستہ کر کے آگئے بس یہاں مقابلہ ہونے لگا تین لاکھ سپاہ تھی تمام شہر میں پھیل گئی
حربے چلنے لگے سوماق نے تہلکہ ڈالدیا بڑے معرکے کی جنگ ہونے لگی لشکر سہراب وغیرہ
سے لشکر کفار لڑنے لگا اہل شہر کو قتل ہونے سے مفر ملا ہر گلی کوچہ میں مقابلہ ہو رہا تھا غزالان
و سوماق عجب جوانمردی سے لڑ رہی تھیں سہراب آن سرداروں سے مقابلہ کر رہا تھا جو سامنے
آیا اسنے برق سحر چمکا کر گرائی اسکے دو ٹکڑے ہوئے بہت سے سردار سہراب نے قتل کیے سہراب
کھڑا ہوا سردار و لشکر لڑ رہا ہے خود نہیں مقابلہ کرتا ہے سردار مارے جا رہے ہیں ادھر کوتوال نے
جا کر محلات میں یہ خبر کر دی کہ حریف نے شہر کو آکر گھیر لیا اور اندر شہر کے چلا آیا وہ لڑ رہا ہے اور سب
اہل شہر قتل ہو رہے ہیں آپ لوگ خبردار ہو جائیں یہ جو خبر محلات میں پہونچی ایک تہلکہ پڑ گیا ہر ایک
عورت بد حواس ہو گئی بس زرجہر شہزادہ شاہ نے حکم دیا کہ سب مال و اسباب کو باندھکر ایک مقام پر
جمع کرو اگر ہماری فتح ہوئی اور حریف مارا گیا تو خیر ورنہ اس مال و اسباب کو لیکر یہاں سے نکل جائینگے
اسی وقت سب مال و اسباب بندھنے لگا اور سب اہل محل آمادہ اس بات پر ہو کر بیٹھے کہ اگر ہماری ظفر
ہوئی تو خیر ورنہ یہاں سے گریز کر کے طرف لشکر بادشاہ کے گر یہ خبر نہیں ہے کہ وہاں خود بادشاہ پر وقت
سخت ہے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے بس اہل محل کا تو یہ حال ہے کوتوال آن سبکو اس حال سے آگاہ کر کے
ادھر کو روانہ ہوا کہ جہاں مقابلہ ہو رہا تھا بس کوتوال سے اور غزالان سے سامنا ہو گیا کوتوال
پکارا کہ او غزالان نمک حرام معلوم ہوا کہ تو یہ لشکر لیکر آئی ہے میرے ہاتھ سے بچکر جاتی کہاں ہے
یہ کہکر غزالان پر کوتوال نے سحر کیا غزالان نے اسکے سحر کو رد کر کے اپنا جو سحر کیا یعنی کان کی بجلی
اتار کر جو ماری وہ برق بنکر جو کوتوال پر گری کوتوال کے دو ٹکڑے ہوئے اسکو غزالان نے اپنا
تمام زیور صرف کرنا شروع کیا ایک آن میں تمام لشکر میں تہلکہ ڈالدیا وہ اہل شہر کو قتل کرنا

شروع کیا تلاطم مچا ہوا تھا بازار معرکہ گرم تھا ہر طرف جوئے خون رواں تھی سروں کے انبار لاشوں کے
ڈھیر لگے ہوئے ہیں ساحر جل رہے ہیں خاک کے انبار ہو ہو کر رہ گئے ہیں ہر طرف ترنج و نارنج چل رہے
ہیں عجائبات شہر سمندر یہ امواج اجل کے چلنے میں آگئی تھی طوفان معرکہ سے آتش طغیانی کی تھی گرداب
موت میں مبتلا تھے کشتی حیات انکی قریب غرق ہونے کے پہونچی تھی ہر طرف امواج موت سے تلاطم
پڑا ہوا تھا سب موت کے گھاٹ اتر رہے تھے سوا کے گوشہ فلک کے اور کوچہ فنا کے کوئی گوشہ
اہل شہر و لشکر کو پناہ کا نہیں ملتا تھا بازار میں تباہ ہو رہی تھیں آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے
عمارات شہر منہدم ہو ہو کر گر رہی تھیں اہل شہر اسکے نیچے دب رہے تھے اہل اسلام نے طلسم توڑ ڈالدیا
تھا اُدھر سہراب نے بہت سے سردار قتل کیے جب سہراب نے یہ واقعہ دیکھا خود اتیہ سحر کو
بڑھا کر سامنے سہراب کے آیا ملکہ سوباق نے کیا کیا کہ ایک مالا موتیوں کا اتار کر اور اسکو توڑ کر
کچھ موتی دہنی طرف اور کچھ بائیں طرف پھینکے ایک طرف سے گرگ اور ایک سمت سے شیر پیدا
ہوئے اور وہ لشکر کفار کو ہلاک کرنے لگے تار آتیہ سحر کرنے لگے مگر وہ کسی صورت سے دفع نہیں
ہوتے تھے ہیں زیادہ ہوتے جاتے ہیں ایک تلاطم مچا ہوا تھا جسکے گرتا شیر نے طمانچہ مارا اسکا سر تن سے
جدا ہوگیا اُدھر غزالان نے کیا تدبیر کی کہ ایک فولادی بیضہ جھولی سے نکالکر اسکو اسم پڑھکر بالا
آسمان اچھالا وہ بلند ہوکر شق ہوا اور اسمیں سے ایک طائر پیدا ہوا اسنے بلند ہوکر صدا دی منم سحر
ملکہ غزالان پس جیسے اسنے اپنا نفس ڈالا وہ جلنے لگا شرارے ان اسی طور سے ہلاک ہوئے سوباق
و غزالان نے لشکر کے حملونکو روکا اور لشکر کو تباہ کرنا شروع کیا ادھر سہراب سے اور سہراب
سے مقابلہ ہوگیا سہراب نے سحر کیا کہ زمین کو زلزلہ ہوا پس سہراب نے ایک نقش لکھکر زمین پر
ڈالا وہ زلزلہ موقوف ہوا اور پھر سہراب نے سحر کیا کہ ایک مرتبہ تمام زمین ہلی اور شق ہونے لگی اور
کفار و اہل شہر غرق ہونے لگے سہراب نے جو یہ واقعہ دیکھا سحر کیا کہ شق ہونا زمین کا برطرف ہوا
سہراب نے سہراب پر گولا مارا سہراب نے اس گولے کو رد کر کے اور سحر کو بڑھا کر اور
قریب پہونچکر کارد سحر کا وار کیا سہراب نے اژدر کو اشارہ کیا جسپر سوار تھا کہ اسکو منہ میں نگل جا
اژدر نے قصد و عزم کیا منہ کھولا شعلہ منہ سے نکلا سہراب قریب تو پہونچ چکا تھا ایک مرتبہ جھولی سے
ایک نارنج نکالا جیسے اژدر نے منہ کھولا اور شعلہ نکلا سہراب نے وہ نارنج دہان اژدر میں
ڈالدیا اس نارنج کا دہان اژدر میں گرنا تھا کہ ایک شعلہ اسکے جسم سے نکلا وہ اژدر جلنے لگا
یہ جو واقعہ سہراب جادو نے دیکھا فوراً اژدر سے کود ا ادھر سہراب نے کارد کا وار کیا
وہ کارد اسکے سر پر پڑی کہ سر اسکا مجروح ہوا اسنے چاہا کہ سنبھل کر میں بھی وار کروں کہ سہراب
نے سحر کیا جبتک نہ سنبھلے سنبھلے ایک برق کو نازل کیا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے
پس اسکے مرنے کی علامت بلند ہوئی شہر میں تہلکہ پڑگیا اور غل مچ گیا کہ جو ہم سب کا
افسر تھا اور جسکو بادشاہ اپنی طرف سے حاکم کر گیا تھا وہ ہاتھ سے حریفوں کے مارا گیا
اب ہم جملہ سردار سکے ہوگئے یہ جو شور و غل مچا اور یہ خبر محلات میں پہونچی پس سب مستورات
محل اپنا اسباب اٹھا کر اور اپنے بچوں کو گود میں لیکر سمندر یا مسیحیہ محلات
سے نکلکر چور دروازے سے بھاگیں طرف صحرا کے اسی طور سے اہل شہر کی بھی عورات
اور زوجہ سمندر بادشاہ کی بھی مع اپنی خواصوں کے محل سے نکلکر بھاگی تمام محلات شاہی ویران

اور خالی ہو گئے سہراب جادو کا مارا جانا تھا کہ اہل سہر اور اہل لشکر کے حواس جاتے رہے سب
بدحواس ہو گئے جی چھوٹ گئے اب شہر میں بھگدڑ پڑ گئی ہر طرف سے لوگ بھاگنے لگے ادھر
شیروں و دیگر گون نے ہلاک کرنا شروع کیا ادھر اُس طاؤس نے چلانا شروع کیا سہراب
نے جو سحر کیا کہ ایک مرتبہ بجلی تڑپنے لگی زمین پر ڈالا زمین میں زلزلہ پڑ گیا کفار پریشان ہوئے زمین
شق ہونے لگی اور کفار بھاگنے لگے ایک تلاطم مچا ہوا ہے کوئی صورت نجات کی نظر نہیں آتی
سب جانیں بچانے کی فکر میں ہیں کہ کوئی صورت تو جان بچنے کی نظر آئے مگر کہاں نہیں میں آفتوں
میں گھرے ہوئے تھے لشکر اب رہا تھا نعرہ الامان وسواماق کی یہ حالت تھی کہ جہاں انکے لشکر کا کوئی
ساحر کفار کے سحر میں مبتلا ہوا انھوں نے بڑھکر اسکی گردن کی کفار کو قتل کیا اپنے ساحر کو بچالیا
پھر تماشا دیکھنے لگیں اب شہر سمندر پر مونس ہے سہراب جادو کے کوئی ساحر ایسا نہ تھا کہ جو
ان لوگوں سے مقابلہ کرتا جو سردار تھے وہ پہلے ہی سامنے سہراب کے کام آ چکے تھے اور جو باقی
تھے وہ جاکر سامنا نہیں کرتے تھے اس خوف سے کہ جب سہراب انکے ہاتھ سے مارا گیا تو ہم کیا
چیز ہیں جو ان سے مقابلہ کریں راوی نازک تقریر بیان کرتا ہے کہ اول تو یہ تینوں ساحر زبردست دوسرے
انکے ستارے نیک اور کفار کے ستارے گردش میں آ چکے تھے اقبال سمندر شاہ کا جا چکا تھا ادبار نے
گھیر لیا تھا اہل اسلام کا اقبال اوج پر تھا بس کیونکر نہ اہل اسلام کی فتح ہوتی بس لشکر جب بے سردار
خوب لڑا آخر کو لشکر میں بھی ابتری پڑی جب سہراب نے دیکھا کہ لشکر کفار میں ابتری پڑی ایک دم
پکار کر کہا کہ اے اہل لشکر کفار و اے اہل شہر کیوں اپنی جانیں برباد کرتے ہو دین اسلام قبول کرو
اس قتل و غارت سے امان پاؤ اور سہراب نے اُس لشکر کو دیکھکر کہا جو کہ انکے ماتحت رہا تھا
اور یہ انکا سپہ سالار تھا کہ کیوں بھائیوں ایک وہ زمانہ تھا کہ ہم تمہارا افسر تھے تم ہمارے حکم سے
لڑتے تھے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ تم ہمسے مقابلہ کر رہے ہو وہ مہربانیاں اور ہماری قدردانی جو کہ تم
تمہارے ساتھ کی ہیں تھا بھول گئے کیوں ہو اسی ناقدری سے تو تم بھی ملازم ہو یہ تمہاری خطا نہیں ہے صرف
انکے نمک کا اثر ہے مجھکو تو اس امر کا یقین تھا کہ جب تم یہ خبر پاؤگے کہ ہمارا افسر بادشاہ اسیر کر لیا گیا
تو تم لوگ ضرور فساد کروگے اور سمندر شاہ سے اس امر کا بدلہ لوگے مگر میرا یہ خیال غلط
نکلا مجھکو یہ خیال تھا کہ تم لوگ میرے ایسے خیر خواہ ہو کہ میرے لیے اپنی جانیں نثار کروگے
اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھ ہی سے لڑ رہے ہو میں نے اپنے مقام پر یہ خیال کیا تھا جب میں
یہاں اہل اسلام کے ساتھ آیا تھا صاحبقران کا پیش خیمہ لیکر جب یہ خبر اس لشکر میں
پہنچی کہ ہمارا افسر قید بلا سے رہا ہوکر شریک خدا پرستان ہوا ہے اور اب اہل اسلام کا
پیش خیمہ لیکر قریب سمندر کے آکر پہنچا ہے تو ضرور تم لوگ ملازمت سمندر شاہ ترک کرکے
میرے شریک ہوگے یہ نہ جانتا تھا کہ جب وقت پڑیگا تو مجھ ہی سے مقابلہ کروگے حیف
کی بات ہے کہ تم تو میرے ماتحت رہے اور میں تمہارا افسر رہا بس میں تمکو قتل کروں چاہیے
تم مجھکو قتل کروا اور میری قدر نہ کرو مگر میرا ہاتھ تمپر نہیں اٹھتا میں تمکو کیا قتل کروں معلوم
ہوا کہ تم لوگ بڑے بے مروت اور ناحق شناس ہو یہ جو سہراب نے پکار کر کہا میں اس
امر کو پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ لوگ اسی وجہ سے برخاستہ خاطر ہیں جب سے انکو
یہ معلوم ہوا ہے کہ ہمارے افسر کو بادشاہ نے دھوکے سے اسیر کر لیا ہے اور اُس دن سے

ہوا کہاں تک لڑتیں ایک تو کوئی افسر نہیں دوسرے اپنے ہاتھ پاؤں دشمن ہو گئے بقول کسے کہ گھر کا
بھیدی لنکا ڈھائے اب کیونکر ٹھہر سکتے ہیں مقابلہ کرنا دشوار ہو گیا ٹھہرنا دشوار ہوا یہ رنگ جو
سہراب نے دیکھا غزالان وسوباق سے کہا کہ تم یہاں مقابلہ کرو میں اس تلاش میں جاتا
ہوں کہ ملکہ نسیم جادو و دختر سمندر شاہ کو لا کر تخت پر بٹھا دوں اور یہ منادی کرا دوں کہ جو کوئی
ملکہ کی اطاعت نہ کریگا اور دین اسلام قبول نہ کریگا وہ قتل کیا جائیگا دوسرے یہ بھی خیال ہے کہ
کہیں ایسا نہ ہو کہ ملکہ کو خبر ہو کہ کوئی بادشاہ لشکر لیکر شہر میں گھس آیا ہے یہ خبر پاکر کہ سمندر شاہ
بڑے مقابلہ اہل اسلام گیا ہے شہر خالی ہوا ہے اسکی فتح ہو گئی ہے بس وہ بھی بھاگ جائے اپنی جان اور
دیگر عزیزوں کے ہمراہ تو خرابی ہو جسکے لیے یہ سب امر گوارا کیے وہ ہاتھ نہ آئی مجھکو یقین ہے کہ جب تک
میں وہاں سے واپس آؤنگا یہاں فتح ہو جائیگی اور سب امان طلب کرینگے تم امان دینا مگر بشرط
ایمان غزالان وسوباق نے کہا کہ اچھا بس سہراب طاؤس سحر پر سوار ہو کر طرف محلات
شاہی کے آیا محلات شاہی کو خالی پایا دیکھا کہ ویران پڑے ہیں خاک اڑ رہی ہے بڑا صدمہ ہوا
خیال ہوا کہ افسوس سمندر شاہ غدر کی خبر پاکر بھاگ گئے ملکہ بھی اُنکے ساتھ چلی گئی خیر جو مرضی
خدا مگر ذرا چلکر ملکہ کے باغ میں تو ملکہ کو دیکھو اگر معشوق نہیں ملا تو اسکے مسکن کی زیارت ہو جائیگی
یہ تو ادھر کو چلا ادھر غزالان قتل کرتی ہوئی اُس مقام پر آئی کہ جہاں اسکا مکان تھا دیکھا کہ تمام
عورتیں اور میری ماں اس فکر میں کھڑی ہیں کہ راہ ملے تو نکلیں غزالان نے جو ماں کو دیکھا خون عزیزی
نے رگوں میں جوش مارا اور پکاری کہ ای والدہ مہربان آپ حیران کیوں کھڑی ہیں میری طرف چلی
آئیے دین اسلام قبول فرمائیے آپکے لیے پھر کسی طرح کا ضرر نہیں ہے ہاں اگر دین اسلام قبول کرنے سے
انکار فرمائیگا تو پھر مشکل ہے یہ جو صدا مادر غزالان نے سنی اور اپنی دختر کی صدا پائی ایک مرتبہ
حیران ہو کر دیکھا دیکھا کہ غزالان طاؤس سحر پر سوار بالائے سر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے بس مہر
مادری سے تاب نہ رہی اور یہ کہکر کہ ای میری غزالان تو کہاں تھی تو نے ہم سبکی محبت کو ترک کیا
برسوں کے بعد آج صورت دکھائی ای بیٹیا جو تو نے کہا مجھکو بدل و جان قبول ہے میں نے تصویر پرستی
ترک کی دین اسلام قبول کیا یہ کہکر اور سحر کرکے قریب غزالان پہونچی دختر کو گلے سے لگا لیا یہ غزالان
کو بہت چاہتی تھی اسکے غم میں دن رات رویا کرتی تھی بسبب سمندر شاہ جادو کے جو کہ اسکا شوہر تھا
کچھ کہہ نہ سکتی تھی کیونکہ اسکا حکم تھا کہ غزالان کا کوئی نام نہ لے آج اسنے خلاف شوہر اور حرکت کی
اپنا دین ترک کیا اور اہل اسلام کی شراکت کی اور خود اہل اسلام کے کسی ایک سردار سے
عقد کر لیا بس بیٹے کے خوف سے کچھ کہہ نہ سکتی تھی مگر ہر وقت غزالان کا خیال تھا اب جو
دختر کو دیکھا خوش ہو گئی اور اسکی شریک ہوئی اور جسقدر عورتیں اور رشتہ دار تھیں سب
سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام قبول کرے اور میرے ساتھ رہے کیونکہ
میں نے اپنی پیاری بیٹی کو بعد ایک مدت دراز کے پایا ہے اور جسکو یہ منظور نہ ہو وہ چلا جائے
بس سبھوں نے مادر غزالان کا کہنا قبول کیا بس اب غزالان اور اسکی ماں دونوں ملکر
جنگ میں مصروف ہوئیں ادھر سوباق نے عمارت شاہی پر جا کر قبضہ کر لیا اور جنہوں نے
پر کچھ قبضہ کیا تھا جسنے مقابلہ کیا اسکو قتل کیا اب ہر طرف سے صدائے امان بلند ہوئی
انھوں نے کہنا شروع کیا کہ امان بشرط ایمان بس لشکری و شہری رومال سے ہاتھ باندھ باندھ

حاضر ہونے لگے غزالان وسوباق نے اپنے اہل لشکر و لشکر سہراب کو جو کہ تازہ شریک ہوا تھا منع
کیا کہ اب انکو قتل نکرو اور نہ شہر کو غارت کرو اور نہ کسی کے مال و اسباب کو لوٹو ہر طرف یہ
پکار کر کہا گیا جو شخص امان طلب کریگا اُسکو امان دینا اور نہ قتل کرنا یہ جو پکار کر کہا گیا
ہر طرف سے جوق جوق گروہ گروہ لوگ آنے لگے اور امان طلب کرنے لگے راوی نے روایت
کی ہے کہ یہ معرکہ اندر شہر کے دو شبانہ روز برپا رہا اور کشت و قتل ہوا تیسرے دن بوقت
صبح سب نے امان طلب کی سوباق و غزالان نے امان دی اہل اسلام و لشکر سہراب نے
جو کہ تازہ شریک ہوا تھا قتل و غارت اہل شہر سے ہاتھ روک لیا ہر طرف امان امان کی پکار ہو گئی
رئیسان شہر و امیران شہر و افسران سپاہ حاضر ہونے لگے اور دائرۂ اسلام میں آنے لگے غزالان
وسوباق نے منادی کرادی کہ سب بتکدے کہ جنمیں تصویریں آذر کی ہیں منہدم کرائے جائیں
اہل لشکر غزالان وسوباق یہ بند و بست کرنے لگے کل اہل شہر جو کہ امان کے خواستگار ہوئے
تھے اور اہل لشکر حاضر ہوتے تھے اور جو گلے میں تصویریں پڑی تھیں اُسکو اُتار کر پھینک دیتے تھے
اور اطاعت اسلام اختیار کرتے تھے لاکھوں تصویریں جمع ہو گئیں تھیں اس معرکہ میں ہزاروں
اہل شہر اور ہزاروں اہل لشکر اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے اور بہت مال و اسباب
اہل اسلام کے ہاتھ لوٹ میں آیا اور ہزاروں اسیر ہوئے کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جہاں لاشیں
نہ پڑی ہوں اور سر و تن کا انبار نہو یا خون کی کیچڑ نہو بس یہاں تو غزالان وسوباق سبکو
امان دے رہی ہیں اور سب حاضر ہو رہے ہیں اُدھر سہراب طرف باغ ملکہ کے روانہ ہوا ملکہ
باغ میں بیٹھی ہوئی اہل اسلام کے فتح و ظفر کی دعا کر رہی تھی کہ خواصوں نے ملکہ کو خبر دی کہ
اے ملکۂ عالم آپنے کچھ اور سُنا بڑا غضب ہو گیا کہ کوئی دوسرا بادشاہ یہ خبر پا کر کہ شہنشاہ
کل لشکر لیکر برائے مقابلہ اہل اسلام گیا ہے شہر خالی ہے کچھ سپاہ برائے حفاظت چھوڑ گیا ہے یہ جو
خبر اُسکو معلوم ہوئی وہ لشکر لیکر اندر شہر کے یلغار کرکے چلا آیا اور آج دو دن سے اہل شہر کو
قتل کر رہا ہے سہراب جادو جو کہ آپکے والد کی طرف سے یہاں کا حاکم تھا وہ ہاتھ سے
اُس بادشاہ کے مارا گیا اور سب لشکر جو کہ برائے حفاظت شہر یہاں بادشاہ چھوڑ گیا تھا کچھ
اُسمیں سے مارا گیا کچھ بھاگ گیا اور باقی اُسکا شریک ہوا اور سب ناموس شاہی جو کہ شہر و
محلات سے نکلکر دوسرے دروازے شہر کے بھاگ گئے اپنی جان بچا کر اور ہزاروں
اہل شہر پر بیسوں سے شہر میں غدر مچا ہوا ہے میں اسوقت ایک ضرورت سے گئی تھی تو وہ دیکھی یہ سب
یہ واقعہ دیکھکر اور کچھ لوگوں سے دریافت کرکے بخوف جان واپس آئی ملکہ نے کہا کہ تو نے
اُس بادشاہ کا بھی نام دریافت کیا جو کہ یہاں یلغار کرکے آیا ہے اور شہر پر قبضہ کر لیا اُسنے جواب دیا کہ
یہ خبر سُنکے میرے حواس بجا نہ رہے میں اپنی جان لیکر بھاگی ہوں میں نے نہیں دریافت کیا ملکہ نے
کہا کہ تو نے بڑی نادانی کی اور سب خواصیں بولیں کہ اے ملکہ اب کیا ہوگا ملکہ نے جواب دیا کہ جب وہ
یہاں آئیگا تو دیکھا جائیگا جیسے تقدیر پڑے گی وہ برداشت کرینگے پیشتر از مرگ واویلا کرنے سے
کیا حاصل مجھے سُنا کہ دو دن سے وہاں یہ معرکہ ہے بس اسوقت تک سنا کہ ادھر نہیں آیا
اور کیوں آتا کیونکہ میرا باغ تو شہر سے بہت دور ہے وہاں یہ معرکہ برپا ہوا تھا یہاں بالکل
خبر نہ تھی گو کچھ شور و غل کی صدا آتی تھی اور شعلہ آگ کے بلند ہوتے دیکھتیں سے یہ خیال کیا تھا

کہ شہر میں کسی کے یہاں شادی ہوگی اور سب ساحر تو وہاں رہتے ہیں پیشتر اسکے سحر کے ہونگے وہ اپنا
سحر جگاتے ہونگے دوسرے یہ کہ اہل اسلام کے فتح و ظفر کی دعا میں مصروف تھی مجھکو کیا خبر کہ شہر میں
کیا ہوتا ہے تیسرے سبب یہ اور دل میں قرار دے لیا کہ چاہے شہر تباہ ہو جائے چاہے آباد رہے
مجھکو کیا چاہیے سمندر شاہ کے قبضے میں رہے چاہے کسی دوسرے کے ہاں اگر اہل اسلام کا قبضہ
ہوتا تو ہمکو بھی خوشی ہوتی اگر انکے مقدر میں ہے تو جب انکو سمندر شاہ کی مہم سے فراغت ہوگی وہ اس سے
ماترچیوں سے بچا لینگے اسکی کیا حقیقت ہے وزیرزادی نے عرض کیا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہوا ہے
کہ کسی اہل اسلام کے سردار نے یہ کارروائی کی ہو کہ سمندر شاہ تو کل لشکر لیکر ہمارے مقابلہ
کو آیا ہے تھوڑا سا لشکر شہر میں ہے بس یہاں جنگ ہو رہی ہے سمندر شاہ اس طرف مصروف ہے بس
وہ تھوڑا سا لشکر لیکر شہر میں چلا آیا ہو اس خیال سے کہ شہر پر قبضہ کر لو تا سمندر شاہ شہر میں
بھاگ کر نہ جا سکے اور قلعہ بند ہوکر مقابلہ نکرے تو جنگ تو طول ہوگا جب وہ بھاگ کر
شہر کی طرف آئیگا تو ہم اسکو اندر نہ آنے دینگے بس وہ عاجز ہوکر یا تو اور کسی سمت بھاگ جائیگا
یا مارا جائیگا ملکہ نے کہا کہ یہ تیری بھی رائے ٹھیک ہے شاید ایسا ہی ہو خیر معلوم ہو جائیگا جو کچھ کہ
ہوا ہوگا پوشیدہ نرہیگا راوی کہتا ہے کہ ملکہ کا باغ شہر سے اسقدر فاصلے پر تھا کہ یہاں پر
سب ماجرا کہ گذرا ملکہ کو بالکل خبر نہوئی ملکہ اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی اہل اسلام کی فتح و ظفر کی دعا
کیا کی اور ہرکارے اسکو جنگ و معاودہ کی خبر دیا کیے یہاں شہر پر اہل اسلام کا قبضہ بھی ہوگیا اور
گرفتار بھاگے بھی گئے اور ناموس سمندر شاہ پر راوی نے روایت کی ہے کہ ہزاروں اہل شہر اور
ہزاروں اہل لشکر اپنا مال و اسباب و ناموس کو لیکر دوسرے دروازے سے شہر کے بھاگ
گئے اس خیال سے کہ لشکر میں بادشاہ کے جاکر قیام کریں اور بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کریں
اور ناموس سمندر شاہ بھی اسی خیال سے بھاگے تھے اور ملکہ کو خبر نہونے کا دوسرا سبب
یہ بھی تھا کہ ملکہ نے اپنی خواصوں کو منع کر دیا تھا کہ اب کوئی شہر میں بدون حکم ہمارے نہ جانے
اگر جائیگا تو سزا پائیگا بس خواصیں اپنی ملکہ اور ملازمان ملکہ شہر میں نہیں جاتی تھیں یہ خواص کسی
ضرورت سے ملکہ سے اجازت لیکر گئی تھی جو اسنے آکر یہ خبر دی ورنہ ملکہ کو خبر بھی نہوتی ملکہ
نے یہ واقعہ سنکر فرمایا کہ خیر جو کچھ ہوا وہ ظاہر ہو جائیگا یہ فرما کر دعا میں مصروف ہوئی کہ
اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز تو اہل اسلام کو سمندر شاہ پر فتحیاب فرما اور گرفتار کو
اہل اسلام کے ہاتھ سے [illegible] ملکہ صحن باغ میں بیٹھی ہوئی یہ دعا کر رہی تھی اور
سب خواصیں گرد بیٹھی تھیں مگر متفکر تھیں کہ اس واقعہ کا کیا انجام ہوتا ہے [illegible] دوسرے
کسی بادشاہ نے شہر پر قبضہ کر لیا ہے کہ دیکھا ایک برق چمکی اور ایک طرف سے چہرہ غبار بلند
ہوا ایسی [illegible] آنکھیں [illegible] بس سب نے آنکھیں بند کر لیں [illegible] طرف
آسمان [illegible] ملکہ نے اپنی وزیرزادی سے فرمایا کہ [illegible] کسی ساحر کے آنے کی ہے
تو ہوشیار ہو جاؤ [illegible] سے کہا کہ تم بھی ہوشیار ہو جاؤ شاید کہ کوئی ساحر اس
لشکر [illegible] آتا ہو تو اسکی خبر لی جاوے اگر وہ [illegible] فساد
ہوا [illegible] باغ ملکہ آکر چمکا یہ برق اسی سحر کی تھی اور [illegible] سے
لشکر [illegible] باغ کی طرف دیکھا [illegible] طاقت [illegible] یعنی

ملکہ نسیم جادو بالائے کرسی لب نہر جلوہ گر ہی عکس رخ سے تمام باغ روشن ہی اور عکس جو چہرے کا
نہر کے پانی مین پڑتا ہی اور یاسمین جو لہرا رہی ہی تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہزارون شمعین پانی مین روشن
ہین مگر حالت یہ ہی کہ سر کے بال کھلے ہوئے ہین دوپٹہ سینے پر سے ڈھلکا ہوا ہی ہوائیان چہرے پر اڑ رہی
ہین سب خواصین گرد و پیش جو بہ لباس سحر پہنے ہوئے کھڑی ہین اور آسمان کی طرف دیکھ رہی ہین
حیران ہو ہوکر بس یہ جو حالت سہراب نے ملکہ کی دیکھی اور اپنے معشوق کو جلوہ گر پایا دل بیقرار
ہو گیا ایک مرتبہ طاؤس سحر کو جھکا کر بلندی سے طرف بستی کے متوجہ ہوا ملکہ کی وزیرزادی کی نگاہ
پڑی دیکھا کہ ایک ساحر طاؤس پر سوار بالائے آسمان سے باغ کی طرف آتا ہی چونکہ وہ بلند
تھا اس سبب سے نہ پہچانا ملکہ سے عرض کیا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ ایک ساحر ادھر کو آتا ہی جیسا کہ
آپنے فرمایا تھا کہ یہ برق آمد ساحر کی ہی وہی ہوا یہ اسی ساحر کی آمد کی برق تھی ملکہ نے فرمایا
کہ مین نے پہلے ہی خیال کر لیا سب خواصون نے کہا کہ ہم سحر کرکے راہ مین روکین یہان نہ آنے
دین وزیرزادی نے بھی یہی عرض کیا ملکہ نے جواب دیا کہ نہین یہان آنے دو وہ کیا یہان آکر
کریگا کوئی وہ ایسا زبردست تو ہی نہین کہ تم سب کو قتل کر ڈالیگا وہ ایک ہی اور تم اسقدر
ہو دوسرے میری وزیرزادی اسکو کافی ہوگی اسکا مطلب تو معلوم ہو کہ وہ یہان کیون آیا ہی
کیا اسکی غرض ہی سب نے عرض کیا کہ بہت خوب یہ کہکر سب اسی طرف متوجہ ہوئین اور ملکہ
بھی سہراب جادو اتنے عرصے مین قریب آ گئے تھے اب جو سب نے دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو
سہراب جادو ملکہ کے عاشق ہین اور ہمارے مالک ہین سر جھکا کر رہ گئین سہراب جادو
مسکراتے ہوے طاؤس سحر کو نیچا کرتے ہوئے چلے آتے ہین ملکہ کی جو نگاہ پڑی پہلی ہی نظر مین
پہچان لیا اور مسکرا کر سر جھکا لیا اب جو اپنے کو دیکھا تو سر کے بال پریشان اور دوپٹہ سینے پر
سے ہٹا ہوا پایا جلدی سے دوپٹہ درست کیا اور زلفونکو درست کرنے لگی اس خیال سے
کہ یہ تیرا عاشق ہی تجھکو جو اس حالت سے دیکھیگا تو اپنے دل مین کہیگا کہ ملکہ کیسی بےسلیقہ اور بیحیا
ہی کہ اس صورت سے باغ مین بیٹھی رہتی ہی بس اپنے کو درست کرنے لگی اور سر جھکا لیا مگر
دزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہی تھی وزیرزادی نے جو سہراب کو آتے ہوے دیکھا اور خواصون
نے تو کہا کہ ملکہ وہ تشریف لائے اسقدر خوش ہوئین کہ مارے خوشی کے بات نہین کیجاتی ہی
یہی کہتی ہین کہ ملکہ وہ تشریف لائے ملکہ کچھ جواب نہین دیتی ہی خاموش بیٹھی ہوئی انکی باتین
سن رہی ہی کہ وزیرزادی نے سبکو ڈانٹا اور کہا کہ کیا تم دیوانی ہو گئی ہو جو یہ کہے جاتی ہو
کہ وہ آگئے وہ تشریف لائے پھر کیا کیا جائے آگئے تو آئین انکا گھر ہی اسکی خوشی کیا ہی یہ کہکر
ملکہ سے عرض کیا کہ آپکے عاشق زار و شیدائے رخ تابان فریفتۂ روے زیبا شیفتۂ زلف دوتا
مجروح خدنگ نگاہ قتیل ابروے کج ادا سہراب جادو باوفا تشریف لائے ہین ذرا اٹھکر انکا
استقبال فرمائیے انکے دل رنجور کو شاد فرمائیے یہ جو وزیرزادی نے عرض کیا ملکہ نے مسکرا کر
فرمایا کہ تو بہت گستاخ ہو گئی ہی اپنی حد کو بھول گئی ہی تجکو کیا ضرورت ہی کہ مین ایک غیر مرد کے
استقبال کو اٹھون وزیرزادی نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا دل سے کوئی اسوقت پوچھے کہ جو
اسکا حال ہوگا ہان اب تو ایسی باتین فرمائیگا ملکہ نے فرمایا کہ مجھکو ایسی باتین اچھی نہین معلوم
ہوتی ہین وہ میرے عاشق نہین ہین بلکہ تیرے عاشق ہین تیرے لیے آئے ہین اسنے مسکرا کر

جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا اسدن شب بھر میرے ہی ساتھ تو صحبت رہی مین ہی تو اسکے ساتھ شراب پیا کی مین ہی نے
تو لاکر انکو صندوقچہ دیا تھا اور مین ہی تو وقت رخصت کے رو ئی تھی مین ہی نے تو خدا حافظ
کہا تھا مین نے ہی تو دامن پکڑ لیا تھا یہ سب حرکتین میری تھین یہ جو انسے پیشتر کی تھی اسوقت
ملکہ کو کچھ شرم آئی اور کچھ خوشی ہوئی یہ کہکر کرسی پر سے اٹھی کہ تو بہت گستاخ ہوگئی ہو اور
بسبب چرب زبانی پر کمر باندھی ہو جب تک تجکو سزا نہ ملیگی تو نہ مانے گی نہ معلوم کیا واہی تباہی
بکتی ہو ملکہ یہ فرماتی ہوئی قدم اٹھا کر بارہ دری کی طرف روانہ ہوئی اور داخل بارہ دری
ہوکر پردے کھول چھوڑ دیے اور مسند پر جا کر بیٹھی یہ حرکت ملکہ کی سہراب نے دیکھی جلدی سے
طاؤس کو صحن باغ مین اتارا وزیرزادی کھڑی ہوئی تھی اور چند خواصین باقی ماندہ خواصین ملکہ
کے پاس چلی گئی تھین اس خیال سے کہ ملکہ اکیلی بارہ دری مین تشریف لیگئی ہو یہان جب
سہراب طاؤس پر سے اترا اسکے لباس کا یہ حال ہو کہ تمام خون سے رنگین ہو رہا ہو کچھ اچھے
اچھے زخم بھی لگے ہین اونپر خون جم گیا ہو جا بجا ہاتھون مین خون بھرا ہوا ہو عجب حالت ہو یہ جو
حالت وزیرزادی اور جو اونھون نے دیکھی حیران ہوئین کہ یہ کیا حالت ہو کہان سے اس حالت سے
آتے ہین پھر خیال آیا کہ جنگ مغلوبہ تو ہو رہی ہو معلوم ہوتا ہو کہ اسی حالت جنگ و پیکار مین
انکو ملکہ کا خیال آیا اور یہ خیال کیا کہ شمشیر شاہ تو یہان مصروف جنگ ہی چلو ملکہ کو دیکھ
آئین بس اسی طور سے لڑتے ہوئے اور چلے آئے ہین بس سب نے سہراب کو سلام کیا سہراب
نے جواب سلام دیکر وزیرزادی سے کہا کہ ملکۂ عالم کہان تشریف فرما ہین اسنے عرض کیا کہ
ابھی تو یہان کرسی پر جلوہ گر تھین آپکو تشریف لاتے ہوئے دیکھکر اٹھکر اندر بارہ دری کے
تشریف لیگئی ہین سہراب نے کہا کہ معلوم ہوا ملکہ ہمسے ناراض ہین ہان ہم اسی قابل ہین
ہمسے خطا ہی ایسی ہوئی ہو ہم اس سے بڑھکر لائق سزا ہین ہم تو عاشق ہین جو انکا جی چاہے ہمپر
ستم کرین ہم سبکی برداشت کرینگے بہتر تو یہ ہوگا کہ ان صدمون کے دینے سے وہ میرے سر کو
اپنے ہاتھ سے قلم کرین ہم تو انسے ملنے کو آئے اور وہ ہمکو دیکھکر بارہ دری مین چلی گئین ہان
ہم اسی لائق تھے یہ کہکر سہراب آنکھون مین آنسو بھر لایا وزیرزادی نے عرض کیا کہ آپ بھی
تشریف لیچلیں ملکہ سے ہمکلام ہون آپ تو بخوبی انکے مزاج سے واقف ہین آپنے انکو صدمہ
اسقدر صدمہ ہو کہ جب سے صدمہ وہ لیکر گئے پھر خبر نہ لی نہ معلوم انپر کیا گذری دشمنون کی زندگی
کی کب امید تھی دوبارہ زندگی ہوئی ایسی علیل ہوئی تھین سہراب نے جواب دیا کہ یہان انپر ستم
گذرے وہان ہمکو اسقدر فرصت نہوئی کہ ہم آکر شرف دیدار سے مشرف ہوتے اور شراب
وصل ملکہ سے بہرہ مند ہوتے دن رات سوا اسکے مقابلہ کے دوسری فکر نہ تھی نہ معلوم اسوقت بھی
کیونکر آنا ہوا ہی چلو مین حاضر ہون میری سفارش کرنا وزیرزادی نے عرض کیا کہ ہاتھ تو دھو لیجیے
یہ خون تو پاک فرمائیے ملاحظہ تو فرمائیے کہ کیا صورت ہو رہی ہو جو کوئی دیکھے ڈرجائے سہراب
نے جواب دیا کہ اسقدر مہلت کہان صرف ملکہ کو دیکھ لین اور دو دو باتین کرلین اپنا قصور
معاف کرالین نہ معلوم زندہ بچین یا نہ بچین کیونکہ آج کئی شبانہ روز سے جنگ مغلوبہ ہو رہی
ہو اپنی آنکھون کے سامنے وہ وہ لوگ قتل ہوگئے ہین جو کہ زینت پہلو تھے یہ عالم ہو کہ ابھی
برابر کھڑے تھے پلٹ کر جو دیکھا تو خاک پر تڑپتے پایا بس ایسی حالت مین کیا امید زندگی ہاتھ ہنم

ڈھونڈنے کی کہاں مہلت اور خون پاک کرنے کی کہاں فرصت بس جلو دیر نکرو یہ سنکے وزیرزادی
سہراب کو ہمراہ لیکر طرف بارہ دری کے چلی سہراب نے کیا تدبیر کی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لیے
اور سپر چھپائے ہوئے ہمراہ وزیرزادی کے ہو لیا اور خنجر نیام سے نکالکر ہاتھ مین لے لیا وزیرزادی
پردہ اٹھاکر اندر بارہ دری کے آئی دیکھا کہ ملکہ مسند پر بیٹھی ہوئی ہی زلفین وغیرہ درست
کرلی ہین اسی طرف دیکھ رہی ہی اور سب خواصین ادب سے کھڑی ہوئی ہین بس وزیرزادی
سہراب کو لیکر قریب ملکہ آئی سہراب نے جو ملکہ کو مسند پر جلوہ گر دیکھا بس دل مضطر کو
تاب نہ رہی یہ کہتا ہوا چلا کہ ای ملکہ عالم ای قوت دل و جگر ای راحت ہر مضطر یہ عاشق زار و شیفتہ
دیدار و فریفتہ رخسار حاضر ہی اسکی خطا کو عفو فرمائیے جو اس سے حالت مجبوری مین ہوگئی ورنہ
یہ خنجر موجود ہی اور یہ سر حاضر ہی اسکو اپنے دست نازک سے قلم فرمائیے اگر میری خطا لائق عفو نہو اسقدر
عتاب و خطاب بیکار ہی مین تو مرغ نیم بسمل سے بدتر ہون کیونکہ وہ پھڑک تو سکتا ہی یہان تو پھڑکنے
کی بھی اجازت نہین ہی بموجب مصرعہ نہ تڑپنے کی اجازت ہی نہ فریاد کی ہی ٭ گھٹ کے مرجاؤن یہ مرضی مرے صیاد
کی ہی ٭ ای ملکہ عالم وای راحت جان عاشق وای سرور قلب ناتوان مین تو پہلے ہی آپکی تیغ ابرو
و خدنگ نگاہ سے بسمل ہو چکا ہون دام گیسو مین مبتلا ہون اسقدر غصہ میرے حال پر بیکار ہی یہ کہکر
ملکہ کے قدمون پر گرا ملکہ نے ہائین ہائین کہکر اپنا پاؤن ہٹا لیا اور وزیرزادی سے فرمایا کہ تو
بہت شوخ دیدہ ہوگئی ہی مین اسی سبب سے وہان سے اٹھکر یہان چلی آئی تو اپنے یار کو یہان
بھی لے آئی رہ تو جا دیکھ اسکی سزا تجھکو دیتی ہون یہ وزیرزادی سے فرما کر سہراب کی طرف
مخاطب ہوکر فرمایا کہ ذرا دل کو سنبھالیے قابو مین لائیے ایسے خود رفتہ نہین ہو جاتے ہین دیکھ بھالکر
باتین کرتے ہین مجھ سے آپسے کیا غرض ہین کیون خفا ہونے لگی آپنے میری کیا خطا کی ہی جو مین عفو کرون
مین جانتی ہون کہ یہ کارستانی اسی شوخ دیدہ کی ہی یہ ہی تمکو یہ پٹی پڑھا کر لائی ہی خیر رہ تو جا
تو میرے ہاتھ سے جاتی کہان ہی وزیرزادی نے کہا کہ جی ہان وہ تو ایسے ننھے ہین کہ جو مین نے
تعلیم کیا اسپر انھون نے عمل کیا وہ کچھ جانتے نہین ہین ابھی انکا دودھ چھوٹا ہی کیا کرون مجھکو بہت
کچھ فائدہ ہی اس سبب سے مین نے یہ انکو تعلیم کیا یہ جو آپنے کہا ملکہ کو ہنسی آگئی لاکھ ضبط کیا
مگر ضبط نہو سکی وزیرزادی نے جو ملکہ کو شگفتہ پایا عرض کیا کہ ای ملکہ آپکو میرے سر کی قسم آپ انکی
خطا کو معاف فرمائیے ہاتھ کھولدیجیے پہلو مین بٹھائیے کیونکہ یہ دم بھر کے مہمان ہین آپکو لازم ہی
کہ انکی خاطر فرمائیے کیا اعتبار زندگی کا یہ جنگ مغلوبہ مین سے تو آپکے دیکھنے کو آئے ہین
ملاحظہ فرمائیے کہ تمام لباس خون سے تر افشان ہو رہا ہی بس ایسی حالت مین آزردہ ہونا
بیکار ہی جو اپنے پاس آئے اس سے خفا ہونا خلاف دستور ہی گو انسے خطا ہوئی کہ جسدن سے
یہ صورت دیکھ بیٹھے گئے پھر انھون نے خبر نہ لی یہ کیا کرین مجبور تھے ورنہ انکے دل کو لگی تھی یہ کب
ایسی حرکت کرتے کہ نہ آتے ایسے ہی ناچار تھے جو نہ آسکے بس اتنی سی خطا پر کوئی اپنے چاہنے والے
سے خفا نہین ہوتا ہی ای ملکہ سب سلامت ہین مگر محبت کرنیوالا نہین ملتا ہی بس غصہ ہو چکا اپنے
عاشق کے ہاتھ کھولدو پہلو مین بٹھالو باتین کرو یہ جو وزیرزادی نے کہا ملکہ کو قسمین بھی دین ملکہ
کو خود یہ امر منظور تھا سہراب کی یہ حالت گران گذر رہی تھی اور اپنے عاشق کو جو ناچار
و مجبور دیکھا رحم آگیا یہ فرما کر وزیرزادی سے کہ تیری خاطر سے مین انکے ہاتھ کھولے دیتی

ہوں ورنہ انھوں نے ایسی خطا کی تھی کہ یہ اس لائق نہ تھے کہ انکی خطا معاف کیجاتی تو سفارش
کرتی ہے اور مجکو تیری خاطر بہت عزیز ہے بس مین یہ امر بھی گوارا کر لیتی ہون یہ فرما کر اپنے
اپنے ہاتھ سے سہراب کے ہاتھ کھولے اور اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ سہراب روبرو ملکہ
کے بیٹھنے لگا کہ وزیرزادی نے ٹھوکا دیا جب سہراب نے اسکی طرف دیکھا اشارہ کیا کہ پہلو مین
جاکر بیٹھو یہان کہان بیٹھتے ہو یہ جو اشارہ پایا بس سہراب پہلوے ملکہ مین مسند پر جاکر بیٹھ گیا وزیرزادی
نے سہراب سے کہا کہ پھر ہم ہی کام آئے آپکو لازم ہے کہ ہماری خاطر کیا کیجیے اگر ہماری خاطر نہ کیجیگا
تو پھر کبھی یہ بات نہ حاصل ہوگی نہ مین سفارش کرتی نہ یہ بات حاصل ہوتی اور بہت سی مذاق کی باتین
وزیرزادی نے کین سہراب نے جواب دیا کہ آپکا بڑا احسان ہوا میرے حال زار پر مین آپکا ممنون
احسان ہون اب سہراب نے قصد کیا کہ ملکہ سے کچھ کلام کرے بس ملکہ کی طرف دیکھکر کہا کہ اے راحت جان
عاشق تمھارا غصہ ابھی تک فرو نہین ہوا ہم کو قید ہم تمھارے مہمان ہین ہم سے کیون خفا ہو مسافر ہو علاوہ
سے خفا ہونا بیکار ہے اس گردون دون کے ہاتھون سے ناچار ہین کہ اسنے کوئی امید ہماری نہ
برآنے دی اے ملکہ ہم تو ہر وقت برسر دار ہین استقدر تمھارا دیکھنا ہمارے مقدر مین تھا کہ زندہ رہے
ورنہ زندگی کی کب امید تھی کیونکہ اول تو عشاق نے اسیر کر لیا تھا اور ایسے مقام پر قید کیا
تھا کہ جہان کی زمین مثل تنور کے جل رہی تھی اور ایسے مجبور تھے کہ کروٹ تک نہین لے سکتے
تھے خداوند کریم بھلا کرے ملکہ ایوان شہ طاق کا کہ اسنے رہا کیا اسپر بھی امید زندگی نہ تھی یہ خیال
تھا کہ دوسرا ہوا ان عشاق کے ہاتھ سے مطلوب ہوئی پھر ہم سب انھی ملعونون سے اسیر ہوجائینگے
چونکہ زندگی باقی تھی اسکو ملکہ سوماق نے آکر قتل کیا اب اسدن سے آج تک جنگ مغلوبہ
ہورہی ہے برابر تلوار چل رہی ہے یہ عالم ہے کہ جو ابھی سامنے لڑ رہا تھا اب جو دیکھا خاک پر پڑا
ایڑیان رگڑ رہا ہے ایسی حالت مین کیا امید زندگی ہو اے ملکہ مین اسوقت تمھارے دیکھنے
کو سب کو چھوڑکر چلا آیا ہون خلاف مروت کیا ہے دیکھیے اب کس کو جاکر زندہ پاتا ہون اور کسکو
قتل شدہ بس مجھ سے باتین کر لو اپنے شربت دیدار سے سیراب کرو گلے سے لگا لو یہی آرزو
پوری ہوجائے اور تو سب امیدین خاک مین ملی جاتی ہین اگر زندہ رہے اور اس آفت
سے نجات ملی اور اہل اسلام کی فتح ہوئی تو پھر تو ہم ہین اور تم ہو اور سب مرادین بر آئینگی
ورنہ حسرت و آرزو لیکر کنج لحد مین جائینگے یہ خلاف مروت ہے کہ جسکا دامن پکڑا اور جسکا ساتھ دیا
اب ایسی حالت مین جبکہ وقت پڑا ہے اسکا ساتھ چھوڑ دین جب ہمپر وقت پڑا تھا تو ہم انکے
ساتھ تھے انھون نے ہر طرحکا ہمارا خیال رکھا اب جو وہ ایک بلا مین مبتلا ہوے ہین اب انکا
ساتھ نہ دین تو اورونکو ہمسے کیا امید ہوگی یہ جو سہراب نے کہا ملکہ نے اسکا بھی کچھ جواب
نہ دیا خاموش سنا کی مگر دل پر از حد صدمہ پہونچا اور ایک نشتر قلب پر لگا آنسو نکل آئے
اور خیال کیا کہ سہراب سچ کہتے ہین ادھر سہراب بھی یہ کلام کرکے خاموش ہو رہا جب
وزیرزادی نے دیکھا کہ ملکہ نے کسی بات کا سہراب کی جواب نہ دیا اور دیکھا کہ
خاموش بیٹھی ہے اپنے دل مین خیال کیا کہ اب تو یہ کام صحبت شراب و کباب کی گرم کرے
جبکہ ملکہ کا دماغ بادہ ناب سے گرم ہوگا اسوقت کچھ کلام کریگی اور یہ غصہ فرو ہوگا
بس خواصون کی طرف اشارہ کیا کہ کشتی شراب کی اور رکابین کباب کی بہت جلد حاضر

کر دانھون نے بموجب حکم وزیرزادی شراب وکباب حاضر کیا وزیرزادی نے سہراب
کی طرف اشارہ کیا کہ آپ اپنے ہاتھ سے جام لبریز کرکے ملکہ کو دیجئے تاکہ ملکہ کا غصہ فرو
ہو سہراب نے جواب دیا کہ اے وزیرزادی اسقدر مہلت کہاں ہے کہ مین ہمہ تن شراب وکباب
گرم کرون خلاصہ جو پوچھتی ہو تو مین ملکہ کو لینے آیا ہون یہ کہکر اسدن سے کل حال بیان
کرنا شروع کیا کہ جسدن صندوق مجھے لگیا تھا کل واقعات بیان کئے یہانتک کہ عشاق
کے مقابلے اور سب کا اسیر ہونا ایوان نہ طاقی کا سب کو رہا کرنا اور عشاق سے
مقابلہ کرنا اور ملکہ [illegible] ان کا مجروح ہونا ملکہ سوماق کا آکر عشاق چہرہ نشین کو
قتل کرنا اور [illegible] کا ہونا اور ساحرون اور [illegible] ساحرون کا سمندر ریشاہ
کی کمک کو آنا اور اہل اسلام کی بھی کمک کا آنا اپنا اور شہزادالان آہو چشم اور
ملکہ سوماق کا باہم صلاح کرکے لشکر لیکر شہر سمندریہ پر آنا اور یہان تاخت و
تاراج کرنا سہراب جادو نائب سمندر ریشاہ کا مارا جانا اور اہل شہر کا قتل ہونا اور
فرار ہوکر [illegible] لشکر کا شریک ہونا اور اپنا ملکہ شہزادالان اور ملکہ سوماق کو مصروف جنگ
چھوڑکر اس قصد سے ادھر آنا کہ ملکہ کو لاکر تخت پر بٹھا دون سب بیان کیا اور کہا کہ مین
ملکہ کو لینے آیا ہون ملکہ خفا ہین اب کیا کرون وہان وہ دونون لڑ رہی ہونگی اور انتظار
کر رہی ہونگی پھر وہان شہر کا کچھ حال نہین معلوم کہ وہان کیا گذری ابھی اسی طور سے مقابلہ
ہو رہا ہے یا اہل اسلام کی ظفر ہوئی یا نہین آج ہمکو یہان آئے ہوئے تیسرا دن ہے جب
ہم تینون آدمی لشکر لیکر شہر کی طرف چلے تھے تو اہل اسلام کا غلبہ تھا مگر اب حال نہین
معلوم کہ وہی غالب رہے کہ کفار خدانخواستہ غالب آگئے بس میرا قصد ہے کہ یہانکا بندوبست
کرکے پھر وہان جاؤن وہان کا رنگ دیکھون ملکہ عالم کی یہ حالت ہے اب کیا کرون وزیرزادی
نے جب یہ سنا تو خوش ہوکر کہا کہ شکر ہے اسکا کہ تمنے خبر سنائی ملکہ کو اس امر کی زیادہ فکر تھی
کہ ملکہ نے سنا تھا کہ کسی اور بادشاہ نے آکر شہر سمندریہ پر قبضہ کر لیا اب معلوم ہوا کہ یہ
ساری کارروائی آپکی ہے بس شہزادے آپ بھی ملکہ کو بلائیے اور آپکو راضی کیجئے اپنے ہمراہ لیچلیے
جلدی کیا ہے وہ تو لڑ رہی ہین وہ کوئی ایسی ویسی نہین ہین کہ شکست کھا جائینگی انکی ایک
ساحرہ ایسی ہے کہ جسنے عشاق چہرہ نشین ایسے زبردست ساحر کو قتل کیا اور شہزادالان آہو چشم
بھی کوئی کم نہین ہین اسکے حال سے بخوبی واقف ہون کیونکہ وہ اور ہم لوگ اور ملکہ عالم
ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی ہین وہ حالات شہر اور مقامات شہر سے بھی خوب آگاہ ہے یہ تو آپنے
خوب کیا جو اس طور سے ملک پر قبضہ کر لیا یہ جو وزیرزادی نے کہا بس سہراب نے
اسکے کہنے موافق شراب سے جام لبریز کرکے ملکہ کے روبرو پیش کیا ملکہ نے سر جھکاکر جواب دیا
کہ آپ نوش فرمائیے مجھکو معاف فرمائیے مگر ملکہ کے دل کا یہ حال ہے کہ جب سے یہ واقعات سنے
ہین دل مثل غنچہ گل کے شگفتہ ہو گیا ہے اور یہی جی چاہتا ہے کہ سہراب کو گلے سے لگا لون کہ اسنے
یہ خوشخبری سنائی آخر وزیرزادی نے سبکو اشارہ کیا کہ سب خواصین بہانہ کرکے ٹل گئین یہ
خود بھی بحیلہ پیشاب کے وہان سے چلی آئی اور سہراب سے اشارہ کیا کہ اب مین جاتی ہون
تم ملکہ کو راضی کر لو وزیرزادی کا جانا تھا اور تخلیہ کا ہونا تھا بس سہراب نے جام شراب کو

ہاتھ سے کشتی مین رکھ دیا اور ہاتھ جوڑ کر پھر ملکہ نسیم جان وسکے قدمون پر گر پڑا اور کہا
کہ اے روح و جان عاشق میرے قصور کو از برائے خدا معاف کرو مین ان آلامون مین
تھا جو نہ حاضر ہوسکا ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ یہ عاشق بیقرار ستم کشیدہ صدمۂ فراق حاضر نہوتا اور
شربت دیدار سے سیر و سیراب نہوتا مگر کیا کرون مجبور و ناچار تھا ملکہ نسیم جان وسنے جو یہ حالت
سہراب اپنے عاشق دلدادہ کی دیکھی اور از حد مضطر و بیقرار ہوا بیہوری پر بل ڈالکر کہا کہ مین نے
ایسے بہت سے فقرے سُنے ہین وہ شوخ دیدہ میرے پیچھے عجب بلا لگا گئی خود نکل کر چلی گئی خیر وہ تو
جائے میرے ہاتھ سے جاتی کہان ہے بس معلوم ہوا کہ تملوگ اپنے مطلب کے ہو جب غرض
ہوئی تب خبر لی آسمان جو آسکے تو وہ فقرہ کرتے ہوئے آئے مجکو نقرہ دیکر صد ہزار دیلے سکے کہ
جسکے سبب سے ہمپر وہ شدائد گذرے کہ خدا کسی دشمن پر بھی نہ ڈالے ہم تڑپ تڑپ کر مرتے تھے
مگر ہماری کسی نے خبر نہ لی ماں باپ کے روبرو اور اپنے عزیزون اور بیگانون کے نزدیک
رسوا بھی ہوئے بدنامی بھی گوارہ کی عزت و آبرو مین بھی دھبا لگا یا ظلم و ستم بھی سہے طعنہ زنی
بھی گوارہ کی مگر کوئی بھی پرسان حال نہوا اور کیون ہوتا کیا غرض تھی اپنا کام تو نکل چکا تھا
چاہیے زندہ رہے چاہے مرے ہم نہوتے تو ہماری بہنین ہزارون تھین اور کسی خوبصورت محبوب
سے دل لگا لیتے بقول کسی شاعر — گر وہ نہین تو اور کوئی مہ جبین سہی ؞ ہمکو تو دل لگی سے غرض ہے کہین سہی
جب سے اب آپ تشریف لائے اب بھی ایک نیا فقرہ بناتے ہوئے آئے جب اپنی غرض ہوئی
تو ادھر کا خیال آیا ہین آپکے ایسے فقرون پر کب آتی ہون بس کیا ضرور ہے مجھے ایسے بیوفا
اور بے مروت سے کلام کرنا آپ اور کسی کو بادشاہ بنائیے میری کیا ضرورت ہے مین
ایسے بہت سے فقرے بنا یا کرتی ہون مین ایسی محبت کی قائل نہین ہون کہ منھ دیکھے کی
محبت ہو جب مثل جب آنکھ ہوئی چار دل مین آیا پیار جب ہوئی اوٹ دل مین آئی کھوٹ
بس مجکو معاف فرمائیے مجکو اسیقدر آپکی عنایت کافی ہے کہ آپ میرے اوپر مہربانی فرماتے
ہین مین کیا کرونگی حکومت کرکے یہ باتین اور کسی سے سیجیئے یا اس شوخ دیدہ کے ساتھ یہ باتین
کیجیئے جو کہ آپکو یہان لائی ہے مین ایسے مرد خود غرض سے بات نہین کرتی ہون یہ جو ملکہ نے
فرمایا سہراب نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ جو کچھ آپنے فرمایا اور شکایت کی سب آپکی شکایت
بجا ہے مگر مین کیا کرون ناچار تھا اور مین تو تجھ سے لایزال اس گل سے چہرے کا بلبل ہون
اور اس سرو قامت کا قمری ہون اور اس شجر قد شمشاد کا فاختہ ہون تجھپر تو اے مرتا ہون جان
و دل سے تمھاری الفت کا دم بھرتا ہون جو تمھاری مفارقت مین میرا حال ہے وہ خوب خدا پر
روشن ہے کیا بیان کرون جو تمھاری مہاجرت مین میرے قلب کا حال ہے یقین ہے اب وہ
دن مفارقت کے گئے ہین ہم اور تم ایک جا ہو جائین اے ملکہ عالم یہ وقت شکوہ و شکایت
کا نہین ہے جب وہ دن جامع المتفرقین لائیگا جو چاہنا شکایت کر لینا اب یہ جام شراب
پیلو اور میرے ہمراہ چلو تاکہ مین شہر کا بندوبست کرون ملکہ سے یہ جو سہراب نے کہا
اور بہت دلنشین کہنا اور ہاتھ جوڑنے لگا ملکہ خود اسکی عاشق تھی بس اپنے معشوق کی یہ
حالت نہ دیکھی گئی کہا کہ کیا کرون مین بھی نا چار ہون تمھاری ان باتون سے تو دل
یہ چاہتا ہے کہ تُسے کلام کرون مگر جب اُن بیوفائیونکا خیال آتا ہے غصہ آجاتا ہے بس سہراب

ملکہ نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا آپکی تو دلگی ہوگئی مگر مین نے صرف اس خیال سے اُنسے کلام نہ کیا تھا
کہ یہ بے مروت ہین پھر اب جاکر خبر نہ لینگے اپنے مطلب سے تشریف لائے ہین ایسے سے کلام
کرنا کیا ضرور ہی خیر مین نے تیرا اور انپر بہت رحم کیا کہ جو اُنسے کلام کیا اُسنے سنکر اکر جواب دیا کہ
آپکی بڑی عنایت و مہربانی میرے حال پر ہوئی مگر اپنے دل سے تو پوچھیے کہ قبل اسکے آنے کے
اُسکا کیا حال تھا اور اب کیا حال ہی یہ سنکر اور چند باتین طعنہ و طنز کی کہین تب ملکہ نے
ہنسکر فرمایا کہ اب تو تمھاری بن آئی جو تمھارے دل مین آئے کہو اُسنے کہا کہ جی ہان یہ تو
میرے عاشق ہین اور میرے پاس آئے ہین آپ سے کیا غرض آپنے میرے اوپر بڑی
مہربانی کی جو اُنسے کلام کیا ملکہ نے کہا کہ لے اچھا اب یہ باتین ہو چکین سامان چلنے کا کرو
سب کو آمادہ کرو اور سب اسباب بار کرو بس اُسیوقت وزیرزادی نے سب سامان
کیا اور سب مال و اسباب خواصون کے حوالے کرکے اور اُنسے یہ کہکر کہ یہ سب تم لیکر عقب
سے آؤ اور آکر ملکہ سے عرض کیا کہ بسم اللہ تشریف لیچلیے بس ملکہ اور سہراب اور
وزیرزادی ایک تخت پر سوار ہوے سہراب نے سحر کیا کہ وہ تخت طرف شہر کے
چلا اور سب خواصین مال و اسباب لیکر عقب مین روانہ ہوئین یہان سہراب اُسیوقت
آشہر پہنچا کہ ملکہ سوماق اور ملکہ غزالان آ پہنچین تمام اہل شہر کو امان دے چکی تھین
اور سب اہل شہر اور اہل لشکر جو کہ قتل ہونے سے اور بھاگنے سے بچ گئے تھے آکر
اطاعت کر رہے تھے خزانہ اور عمارات شاہی پر قبضہ کر لیا تھا بس سہراب نے آکر سب
حال دریافت کیا انھون نے سب کیفیت بیان کی سہراب نے ملکہ نسیم جادو کو سب
سے ملایا وہ سب بھی خوش ہوے اُسیوقت سہراب نے ملکہ نسیم جادو کو لاکر تخت
پر بٹھایا اور پہلے آپ نذر دی اُسکے بعد اور سب نے نذر گذرانی ملکہ نسیم جادو
نے سبکی نذر قبول کرکے حکم دیا کہ جو ایمان لائے اور دین اسلام قبول کرے اُسکو
امان دی جائے بس بحکم سہراب اور ملکہ غزالان آ پہنچین اور ملکہ سوماق جارچی
نے ملکہ نسیم جادو کے نام کا جاریج دیا کہ آج سے ملکہ نسیم جادو کی حکومت شہر [illegible]
مین قائم ہوئی بس سہراب نے سب عمارات شاہی اور محلات شاہی اور تمام رئیسون کے
مکانون پر اور جو لوگ اپنے اپنے مکان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے مہر کیا اور ملکہ
نسیم جادو کے نام کا سکہ اُسیوقت جاری ہوا سلامی کی توپین چھوٹین سب اہل لشکر
اور اہل شہر نے ملکہ نسیم جادو کو نذر دی ہر طرف امن و امان ہوئی سب اہل شہر
دائرۂ اسلام مین آئے تمام بتکدے منہدم کیے گئے مساجد کی بنا ڈالی گئی سہراب
نے حکم دیا کہ تمام شہر لاشون سے صاف و پاک کیا جائے اہل اسلام کی لاشین دفن
ہون اور کفار کی لاشین صحرا مین ڈالدی جائین تاکہ زاغ و زغن کھا جائین اب جو شمار
کیا گیا اور ہر گلی کوچہ لاشون اور خون سے صاف و پاک کیا گیا تو معلوم ہوا کہ تین ہزار
اہل اسلام درجۂ شہادت سے فائز ہوے اور پچیس ہزار کفار جسمین اہل لشکر اور اہل شہر
دونون تھے اور دو ہزار اہل اسلام مجروح ہوے جو کہ بموجب حکم سہراب شفاخانہ کو
روانہ کیے گئے اور دس ہزار کفار گرفتار راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ جو پچیس ہزار کفار کا ذکر

آتے آئین بہت سے ہو ترکہ مر گئے تھے بس ہر گلی کوچہ صاف و پاک کیا گیا کفار کی لاشین بیرون
شہر صحرا مین ڈالدی گئین کہ وہ طعمۂ زاغ و زغن ہو گئین اہل اسلام کو دفن کیا اور سردار جو
وہان ہزار مجروح ہوئے تھے چونکہ اطاعت کر چکے تھے اور ایمان لا چکے تھے بس اونکو بھی
شفا خانہ کو روانہ کیے گئے یہ بند و بست کر کے سہراب نے ملکہ غزالان آہو چشم
اور ملکہ سوماق سے کہا کہ یا تو آپ لوگ یہان کا بند و بست کرین قلعہ وغیرہ کو
آراستہ کرین اور جب سمندر شاہ اس طرف کیا لگ کر آئے اسکو داخل شہر ہونے
دین اور مین لشکر لیکر جاؤن میدان جنگ کی خبر لون یا آپ لوگ وہان جائین
مین یہان کا بند و بست کرون ملکہ سوماق اور ملکہ غزالان آہو چشم نے کہا کہ آپ
یہان کا بند و بست کیجیے ہم وہان جاتے ہین سہراب نے کہا کہ نہین آپ یہان کا
بند و بست کرین مین جاتا ہون انھون نے کہا کہ نہین ہم جائینگے سہراب نے کہا کہ
جو مرضی آپ لوگون کی بس ملکہ سوماق اور ملکہ غزالان آہو چشم جسقدر لشکر لیکر
اندر شہر کے آئین تھین بس جو آئین سے شہید ہوئے یا مجروح اور جو باقی رہے انکو
یہ دونون لیکر طرف میدان جنگ کے روانہ ہوئین جب یہ دونون شہر سے باہر
نکل آئین بس آگے آگے ملکہ سوماق طاؤس پر سوار اسکے عقب مین غزالان
اسکے عقب مین لشکر یہ تو اس طریقے سے طرف میدان جنگ کے چلین ادھر سہراب
نے بعد جانے ملکہ سوماق اور ملکہ غزالان کے شہر کا بند و بست کیا جو تصویرین
کہ اہل شہر اور اہل لشکر کے گلون سے لین تھین انکو جلوا دیا ہر مقام پر پہرا چوکی
مقرر کی حکم دیا کہ قلعہ آلات حرب و ضرب سے درست ہو بس اسی وقت سے سامان
جنگ ہونے لگا قلعہ کو توپ و تفنگ سے اور دیگر آلات جنگ سے درست کیا ہر طرف
پہرہ چوکی مقرر کیا گیا سہراب نے کل محلات شاہی پر قبضہ کیا اسکو آراستگی سے درست
کیا ملکہ تشریف جادو کو وہان قیام کرنے کا حکم فرمایا سب خواصون نے طرح طرح کے سامان سے
مکانات کو آراستہ کیا ملکہ محلات شاہی مین آرہی ادھر سہراب نے قلعہ وغیرہ کو آراستہ کیا
یہان یہ سامان ہونے لگا اور قلعہ آراستہ ہو گیا ہر ایک برج و فصائل پر سپاہ مقرر ہوئی
پل تختہ اٹھا دیا گیا خندق مین پانی بھرا گیا ہر شہر پر سپاہ کا پہرہ مقرر ہوا خود سہراب فصیل قلعہ پر
آکر زیر شامیانہ زرنگار کرسی پر کل آلات حرب و ضرب سے آراستہ پیراستہ ہو کر بیٹھا اور سپاہ کو
حکم دیا کہ جب سمندر شاہ اسکو یا اسکے لشکر کو ادھر آتے ہوئے دیکھنا فوراً گولا باری کرنا انکو اندر
شہر کے نہ آنے دینا سب نے عرض کیا کہ بہت خوب یہی حکم آن سوارونکو بھی دیا جو کہ دروازے
پر برائے پاسبانی مقرر ہوئے تھے یہان سہراب یہ حکم سب کو دیکر اور خود کرسی پر بیٹھکر دوربین
ہاتھ مین لیکر طرف صحرا کے دیکھنے لگا یہان یہ سامان ہوا ادھر ملکہ سوماق اور ملکہ غزالان
لشکر لیے ہوئے چلی جاتی ہین طرف میدان جنگ کے انکو راہ مین چھوڑیے اب کچھ حال میدان جنگ
کا سماعت فرمائیے غرض یہان میدان جنگ مین اسی طور سے جنگ ہو رہی ہے چھ شبانہ روز
گذر چکے ہین مگر اب کفار کا یہ حال ہے کہ عجیب طرح سے لڑ رہے ہین ہر مرتبہ جب اہل اسلام
حملہ کرتے ہین انکے قدم اکھڑ جاتے ہین پھر سردار جرأت دلا کر انکو آمادہ کرتے ہین لڑائی پر

مقرر تھا کہ پائمال ہو رہے تھے جسم کے استخوان ٹاپون سے سرمہ ہو رہے تھے ایک شور نشور
برپا تھا بازار رستخیز کا نقشہ تھا ملک الموت روحین قبض کرتے کرتے پریشان ہو گئے تمام
پاوہ بھر گیا روحین اس طرح سے اس صحرا مین پریشان تھین کہ جیسے شب کو جانورونکو
آترا گرد اور وہ پریشان ہو کر اڑتی ہین یا طائرونکو ایک مرتبہ قفس کھولکر اڑا دو مثل طائر
گم کردہ آشیان کے پران تھین خوف سے پریشان تھے پیر فلک سر کے بل ہم سے نکلکر طائر روح بہت حیران تھے صبا واجل
کر رہا تھا کہ اس طور سے ساعت شبانہ رہے ہوئے عینک مہر و ماہ لگائے ہوئے جنگ کا تماشہ
لشکر کفار کے جی چھوٹ گئے پاؤن اکھڑ گئے بس اب اہل اسلام نے جو حملہ کیا
قریب شکست کے نوبت پہونچی ادھر صاحبقران نے مجھ سے ٹکرا کیا ثابت قدمی نہ دکھا سکے
لشکر غیر ساحران کا سپہ سالار تھا سامنا ہو گیا تھا اور طوفان تیغ بازی کر کے
گا ٹھہر کر اب جو وار کیا اسکے زخم کاری لگا اسنے ایک تیغہ مارا صاحبقران نے سپر پر
روکی کہ صاحبقران نے جو جھٹکا دیا تیغ جگر گاہ تک اتر گیا کہ تیغ کو ہر طرف
تیغ نے زمین کو بوسہ دیا وہ پرکالے ہوئے اسکا مرنا تھا ابھی مرتبہ جو جھٹکا دیا
طغیان گرز زن تھا اسنے آتے ہی گرز کا وار کیا صاحبقران سپہ سالار کہ جسکا نام
بند و بست بہر با تھا مار ڈالا اور گرز زنجیر پکڑ کر صدر زین سے اٹھا کر غالب دیگر اسکے
ادھر تو سپہ سالار صدر سے بلند ہوا ادھر سر لکھ بہادر نے جو سردار باقی
قتل کیا یا اسیر کیا بادشاہ اسلام نے علم لشکر کو قلم کر کے گراد یا شہنشاہ نے بلند کر لیا
قریب نقارچی پہونچکر نقارے کو شکستہ کیا نقارچی کو قلم کیا کعب بن مالک نے
مار ڈالا اب لشکر تباہی آئی نشان شکست بلند ہوا ادھر لشکر ساحران کی حالت
فرمائیے کہ گلاب جادو سے اور آفاق سے سامنا ہوا اسنے آفاق پر سحر کیا
اسنے اسکا سحر رد کر کے اپنا سحر کیا وہ اس سحر کے دفع کرنے مین مصروف ہوا ادھر آفاق
نے دوسرا سحر کر کے اسکو اسیر کر لیا ملکہ کو کبہ سے ملکہ طوفان بلاشکوہ سے سامنا ہوا
اسکو کو کبہ نے اسیر کر لیا ملکہ آئینہ اندام نے آفاق شاہ سے اور ملکہ جمال آرا
سے مقابلہ ہوا بعد رد و بدل کے ملکہ جمال آرا کو ملکہ آئینہ اندام نے اسیر کر لیا
الطاف جادو سے اور ملکہ ابر و جمال سے مقابلہ پڑا وہ بھی اسیر ہو گئی
اشفاق شاہ سے اور گرداب موجزن سے سامنا ہوا اسکو اشفاق شاہ نے
اسیر کیا مہتاب مشتری خصلت سے دریا ساز جادو سے مقابلہ ہوا اسکو
مشتری نے اسیر کیا مہوش جادو نے بحران ساز کو اسیر کیا صراحت جادو نے
ملکہ طغیان موج خیز کو اسیر کیا چنانچہ اسی طور سے بہت سرداران لشکر اسلام نے
سرداران و شاہان لشکر سمندر شاہ کو اسیر کر لیا اتفاق سے سمندر شاہ سے
اور صبح آفتاب علم سے سامنا ہو گیا ادھر ان ساحرون نے ساحران کفار کو اسیر
کر کے اب جو لشکر پر حملہ کیا بس قریب علم لشکر پہونچکر علم لشکر کو قلم کیا باجے جو بچ رہے تھے
انکو بھی شکستہ کیا بس لشکر ساحران مین بھی طور شکست پیدا ہو گیا ادھر ابرہیم جو ہم تھے

میں شکست ظاہر ہوئی ادھر لشکر ساحران میں اتفاق کا سمندر شاہ بھا ہوا مع چند سردار ونکے
لڑ رہا تھا بسبب اسکے ابھی لشکر کے پیر نہیں اکھڑے تھے اس سے مرہنج سے مقابلہ ہوا مرہنج پر
اسنے وار کیا تیغہ سحر کا مارا مرہنج نے اسکو خالی دیکر اپ جو سحر چمکا کر گرائی جب تک وہ دفع
کرے کہ سر پر آ گری سر میں زخم کاری لگا مرہنج نے فرصت پاکر جو تیغہ کا وار کیا شانہ
سمندر شاہ کا نشانہ ہوا اسنے زخم کاری کھائے پھر مرہنج نے دوسرا وار کیا اور سحر بھی
کیا اسنے دیکھا اور دل میں خیال کیا کہ تو زخمی بھی ہوتا ہے زخموں سے خون بہ رہا ہے ایسا نہو کہ
اہل لشکر دیکھ پائیں اور خیال کریں کہ بادشاہ مجروح ہو گیا رنگ تو لشکر کا بگڑا ہوا ہی ہے سب سردار
مارے گئے ہیں صرف تیرے سبب سے لشکر لڑ رہا
دونوں لشکروں کے ساحر اور غیر ساحر اس سے کہ بادشاہ مجروح ہو گیا ہے اور لشکر کے پاؤں
اکھڑ گئے دیکھکر بد دل ہو گیا اس اور دوسرے مرہنج نے پھر سحر کیا ہے اور سحر زبردست کیا
تو شکست سے سخت میں اور کسی طرف میدان جنگ سے جاکر زخموں کو باندھ لو
ہے اس سے بھی بچنا ضرور ہے کہ مجروح ہونے کا حال نظاہر ہو یہ سوچکر سمندر شاہ نے
اور پھر آکر مقابلہ کرونگا مرہنج سے ہٹنے کا قصد کیا ادھر شملاق و ابراق بھی گھائل
اپنا تخت پیچھے کو ہٹا یا رہے تھے وہ سب بھی زخمی ہوے بس ان سب کا مجروح ہونا تھا اور
ہونے اور سرداروں نے دیکھا کہ جو سردار آگے بڑھتے ہوے مقابلہ کر رہے تھے وہ یکایک
پیچھے ہٹتا تھا کہ اور بادشاہ کہ جنکی کمک سے ہم مقابلہ کر رہے تھے اسکا بھی تخت پیچھے کو
کھسکنے لگا سمندر شاہ پیچھے ہٹا تھا کہ مرہنج نے سحر کرکے ایک جو برق سحر چمکا کر
ہٹا تھا وہ گرائی ایک شعلہ تھا کہ سمندر شاہ اسکے اندر آگیا ہزار دن برقیں چمک کر
سمندر شاہ بہت مجروح ہوا یہ جو واقعہ اہل لشکر نے دیکھا سمندر شاہ نے ان
کو دفع کیا اور اپنا تخت بہت جلد میدان جنگ سے صحرا کی طرف پھیرا اور میدان جنگ
سے منہ موڑا اسی خیال سے اب جو لشکر نے اپنے بادشاہ کو مجروح دیکھا اور مقابلہ سے منہ
موڑتے ہوے پایا بیدلی کی حالت سے تو لڑ رہے تھے قدم جم تو سکتے نہ تھے بس یہ خیال کیا کہ
بادشاہ زخمی ہوکر بھاگا ایک مرتبہ جب صف کے لوگوں نے یہ خیال کیا تھا اس صف کی صف
کے پاؤں اکھڑ گئے اور بھاگڑ پڑ گئی بس اب کیا قدم لشکر کے جمتے ہیں دونوں لشکر یعنی ساحر
و غیر ساحر بھاگ کھڑے ہوے میدان جنگ چھوڑ دیا سبکے قدم اکھڑ گئے اور سب بڑاؤ کی طرف
بھاگے پھر بڑاؤ پر منحصر نہیں ہے جدھر کو جسکا منہ اٹھا بھاگ کھڑا ہوا سردار پکار رہے ہیں ارے
کیوں جی چھوڑے دیتے ہو کیوں بھاگے جاتے ہو تمھارا بادشاہ اور ہم تو تمھاری کمک کو موجود
ہیں ادھر دیکھو وہ سمندر شاہ مقابلہ کر رہا ہے اب کون سنتا ہے کہ کیا کہتے ہو قاعدہ ہے کہ جہاں
لشکر کے پاؤں اکھڑے پھر نہیں جمتے ہیں بس سب لشکر بھاگنے لگا یہ نقشہ جو سرداروں نے دیکھا
وہ بھی میدان جنگ چھوڑ کر بھاگے سمندر شاہ نے جو یہ حال اپنے لشکر کا دیکھا بہت افسوس
کیا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ میں نے جس خیال سے اپنے مجروح ہونے کو ظاہر نہ کیا تھا اور
قصد کیا تھا کہ کسی طرف جاکر اپنے زخموں کو باندھ لوں وہی امر در پیش ہوا بس اب تو سب بھاگ گئے
ہیں میں اکیلا میدان جنگ میں رہ کر کیا کرونگا یہ بھی بڑاؤ کی طرف چلا بس جب لشکر

ہین شکست ہوتی ہی تو اُسکے عنوان بہت سے ہو جاتے ہین شکست کھانیکے اب جو لشکر بھاگا
ادھر سے اہل اسلام نے دبا کر ڈالا لشکر غیر ساحران پر لشکر غیر ساحران سے اور ساحرون پر
ساحرون نے راوی کہتا ہی کہ لشکر اہل اسلام کے غیر ساحرون نے غیر ساحرونکو زیر تیغ رکھ لیا
اور تلوار و تفنگ و تیر کی آتیر بوچھار کر دی اور ساحرون نے ساحرون پر سحر کی بوچھار کر دی
ہزار ہا اسی حالت بھاگنے مین قتل ہوئے اور ہزارون مجروح اور ہزارون اسیر یہ لوگ آنکو
قتل کرتے ہوئے اور بھاگتے ہوئے پڑاؤ پر آکر پہونچے یہان آکر کفار تھمے اور پھر لڑنے لگے بڑے
عرصے تک یہان بھی کشت و خون ہوا یہان بھی لاشون کے انبار سر و تنکے ڈھیر ہوگئے دریاے
خون یہان بھی بہنے لگا مگر اب کہین لشکر تھم نہین سکتا ہی بھاگے ہوئے لشکر کے کہین پاؤن جم سکتے
ہین پڑاؤ کو بھی چھوڑ کر بھاگے اہل اسلام لوٹنے لگے کچھ تو پڑاؤ کی لوٹ مین مصروف ہوئے اور
سب لشکر کفار کے عقب مین چلے کفار سے خیمہ و خرگاہ و خزانہ و بارگاہ ہین اور کل مال و اسباب
چھوٹ گیا کچھ اٹھا نہ سکے بس اب آگے آگے سمندر شاہ ہی عقب مین جو سردار کہ قتل اور اسیر
ہونے سے بچے ہین مگر مجروح ہین وہ ہین اور انکے عقب مین کل لشکر ساحر و غیر ساحر کا ہی انمین مجروح
ہزارون ہین وہ بھی گرتے پڑتے ہمراہ ہین اور بھاگے ہوئے چلے جاتے ہین عقب مین لشکر اسلام
انکو قتل کرتا ہوا چلا آتا ہی صاحبقران سبکے آگے ہین تیغ کھنچا ہوا ہاتھ مین ہی اس خیال سے
تعاقب نہین چھوڑتے ہین کہ ایسا نہو کہ یہ داخل شہر ہو کر اور قلعہ بند ہو جاوے اور قلعہ بند
ہو کر مقابلہ کرے تو بڑی خرابی ہو اور قلعے کا محاصرہ کرنا پڑے اس سے بہتر یہ ہی کہ اسکا تعاقب
نہ چھوڑو یونہی اسکو قتل کرتے ہوئے اور لشکر کو بھگاتے ہوئے ساتھ ہی قلعہ مین گھس چلو وہان
چلکر اہل شہر پر یورش کرو اسکو یعنی سمندر شاہ کو وہان بھی نہ ٹھہرنے دو وہان سے بھی بھگا دو
تا کہ یہ قلعہ بند ہو کر مقابلہ نہ کر سکے اور سمندر شاہ سب لشکر کو لیے ہوئے اور بھاگتا ہوا شہر کیطرف
اس خیال سے چلا آتا ہی کہ کل لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر جو کہ قتل اور اسیر ہونے سے بچا ہی داخل شہر
ہو کر در شہر پناہ بند کر لون اور قلعہ بند ہو کر اہل اسلام سے مقابلہ کرون اسکی خبر نہین ہی کہ وہان
شہر مین دوسرے کی عملداری ہو گئی ہی وہان اب داخل ہونا محال ہی اقبال بدل گیا ہی ادبار کا
زمانہ آگیا ہی اب حکومت مقدر سے جا چکی ہی بدنصیبی نے آکر گھیر لیا ہی لشکر ادبار کی چڑھائی ہو گئی ہی
راوی کہتا ہی کہ یہ بھاگتا ہوا اور اہل اسلام لشکر کو مارتے کاٹتے قتل کرتے ہوئے قریب شہر پہونچے
ابھی شہر کوئی دو کوس پر تھا کہ سمندر شاہ نے دیکھا کہ شہر کی طرف سے لشکر ساحر نکلا آتا ہی
اسکو خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہی سیراب جادو جنگ مغلوبہ کی خبر پا کر میری کمک کو آتا ہی یہ
اس طرف کو چلا آتا ہی ادھر غزالان و سوماق نے دیکھا کہ سمندر شاہ شکست کھا کر اور
میدان جنگ سے بھاگ کر ادھر کو آتا ہی بقصد قلعہ بند ہونے کے ابس جو لشکر انکے ہمراہ
تھا اسکو حکم دیا کہ لشکر سمندر شاہ پر حملہ کرے اور ملکہ سوماق بالا دستی سحر پڑھا کر چلی
اور اہل لشکر بھی حربہ ہاے سحر اٹھا کر چلے ادھر سے سمندر شاہ بھاگا ہوا اب جو دیکھا لشکر قریب آیا اور
سمندر شاہ اور اسکے اہل لشکر نے دیکھا کہ یہ تو لشکر اسلام ہی جو کہ شہر کی طرف سے آتا ہی
یہ کیا واقعہ ہی یہ لوگ ادھر کیونکر آگئے اتنا انکے ہوش اڑ گئے اور خیال کیا کہ بڑا غضب
ہوا ادھر سے وہ لشکر ہمکو قتل کرتا ہوا چلا آتا ہی ادھر سے اس لشکر نے آکر گھیر لیا بڑا کام کیا

اس لشکر نے خوب آگا آگر روکا بس یہ لوگ یعنی کفار تھم گئے انکا تھمنا تھا کہ وہ لشکر آکر انسے مل گیا
اور تلوار چلنے لگی چونکہ سمندر شاہ سبکے آگے تھا اور ادھر سوماق سبکے آگے تھی سمندر شاہ سے
اور سوماق سے مقابلہ ہونے لگا سمندر شاہ نے دیکھا کہ یہ وہی لڑکی ہی کہ جسنے میرے
استاد کو قتل کیا ہی اور اسنے موتی کے ذریعہ سے میرے لشکر کے ہزاروں ساحر اور
غیر ساحر قتل کیے ہیں بس اسکو قتل کرنا لازم ہی یہ خیال دل میں کر کے اپنے دل سے کہا کہ
یہ لشکر لیکر ادھر کیونکر آئی اب جو غور کر کے دیکھا تو غزالان کو بھی دیکھا کہ وہ بھی ہی اور لشکر
کو لیکر میرے لشکر پر گری ہی یہ خیال کیا کہ یہ کام اس بکرام غزالان ہی سوا کا ہی کیونکہ یہ تو سب راہوں
اور رستوں سے واقف ہی جب اسنے دیکھا کہ میں شکست کھاکر بھاگا ہوں لشکر تھوڑا سا
لیکر اور کسی راہ سے میرے آگے آنکلی اور اس طور سے لشکر کو آکر روکا خیر یہ لوگ کہاں
جاتے ہیں پہلے اس سوماق کا کام تو تمام کر لوں اسکو اپنے موتی پر بہت گھمنڈ سا ہی اسکے
موتی کو مٹانا چاہیے بس یہ خیال کر کے اپنے اپنی ران میں نشتر دیا اسکے خواص تکو دیکھنا
چاہیے کہ کس قدر رہا جو اس ہی کو شکست کھاکر بھاگا ہی اور یہ دوسرا معرکہ پڑا ہی کہ یہ تو ادھر
بھاگا ہوا آتا تھا کہ لشکر نے آکر سامنا کیا اور عقب میں بھی لشکر اسلام ہی مگر اسنے کیا
چالاکی کی کہ فوراً نشتر دیکر ران سے خون لیا اور اس خون پر کچھ پڑھکر اور ایک چٹکی خاک
کی جھولی میں سے نکالی اس خاک کو اس خون سے رنگین کیا اور کچھ اسم پڑھ اس خاک پر
پڑھکر دم کیا بس ایک سلائی طلائی نکالی اس سے وہ خاک بطور سرمہ آنکھوں میں لگائی
اور باقی جو رہی وہ مٹھی پر مل کی یہ تدبیر کر کے طرف سوماق کے دیکھا ادھر غزالان کل لشکر
کو لیکر کفار کے لشکر پر گری جو برابر سوماق سے غزالان سے کہا تھا کہ میں تم لشکر کو لیکر
لشکر سے مقابلہ کرو کیونکہ یہ لشکر شکست کھانا ہوا اور بھاگا ہوا ہی عقب میں اسکے
لشکر اسلام ضرور ہوگا تم ادھر سے روکو اور قتل کرو اور لشکر اسلام عقب سے آلے
بس گھیر کر مار لو شہر تک جانے نہ دو میں جاکر اس کمبخت سمندر شاہ سے مقابلہ کرتی
ہوں اور سارے فساد کی جڑ یہ ہی ہی اسکا سر کاٹ دیتی ہوں قاتل عشاق کے قتل کرتی ہوں بس
غزالان تو لشکر پر آئی اور سوماق طرف سمندر شاہ کے چلی راوی کہتا ہی کہ کفار
پر واقعہ اور لشکر کو دیکھکر سمجھے کہ غزالان مع لشکر کے لشکر پر آپڑی اور قتل کرنے لگی
عقب میں لشکر اسلام چلا آتا تھا کفار کو لڑنے لگے لشکر غزالان سے یہاں بھی جنگ [illegible]
کا سامان [illegible] کیا [illegible] وہی [illegible] کفار رنے کہ ادھر لشکر اسلام آپہونچا اور [illegible] گھیر
لیا اور قتل کرنا شروع کیا سامنے سے ملکہ غزالان نے دبا ڈالا اور عقب سے لشکر اسلام
نے [illegible] رکھا [illegible] ادھر سمندر شاہ نے ملکہ سوماق کو اپنی
طرف آتے ہوئے دیکھکر آواز دی کہ او چھوکری کدھر آتی ہی میری طرف نہ آ ورنہ میرے
ہاتھ سے ماری جائیگی تو بہت گستاخ ہوگئی ہی کیا تو نے مجھکو بھی عشاق خیال کیا ہی وہ تو
[illegible] میں اگر میرے ہاتھ [illegible] نہ آ [illegible] کیوں
اپنی قضا بلاتی ہی ملکہ سوماق نے کہا کہ میں تیرے قتل کرنے کو آئی ہوں تو لشکر اسلام
سے جان بچاکر بھاگا ہی اس [illegible] جاکر اور قلعہ بند ہوکر مقابلہ

کروں ارے او غافل کدھر جاتا ہی شہر تیرے قبضے سے نکل گیا وہاں بھی اہل اسلام کا قبضہ ہوگیا میں
شہر ہی کو تو فتح کیے ہوئے اور سب بند و بست کیے ہوئے طرف میدان جنگ کے آئی تھی کہ جاکر
شریک جنگ ہوں کہ تو بھاگ کر ادھر کو آیا اور راہ میں مجھسے اور مجھسے سامنا ہوا اور میرے
لشکر سے اب تو کہاں جاسکتا ہی اب تو تجھکو گھیر کر مار لینگے یہ خیال تیرا خام ہی کہ میں شہر میں جاکر قلعہ بند
ہوں تیری ہوا تک تو اندر شہر کے جا نہیں سکتی ہی تیرا جانا تو درکنار تیرے گرد قدم کا وہاں پہونچنا
دشوار ہی تیرا جانا ادھر بیکار ہی اگر جائیگا تو وہ گولے تیری فوج اور تیرے اوپر قلعہ پر سے چلینگے اور
اہل قلعہ اور اہل شہر مارینگے کہ تیرا پتہ بھی نہ لگیگا ارے نادان سنیر اب جادو جسکو تو اپنی
طرف سے حاکم کر آیا تھا وہ مارا گیا سب اہل شہر اور اہل لشکر نے اہل اسلام کی اطاعت کی
جسکی قضا تھی وہ مارے گئے جو سیاہ قلب تھے وہ بھاگ گئے اب وہاں ملکہ شمیم جادو تیری
دختر کا بند و بست ہی سمراب جادو شہر کی حفاظت کر رہا ہی قلعہ کو اسنے آلات حرب و ضرب
سے درست کیا ہی تیرا اقبال بدل گیا بہت تو نے ظلم و بدعت کی آخر اسکا نتیجہ پایا شیخ ظلم و بدعت
کا تھا بلا بہت مغرور ہوگیا تھا آخر اس غرور نے پست کیا یہ جو ملکہ سوماق نے کہا سمندر شاہ
کو یقین ہوگیا کہ شہر پر اہل اسلام کا قبضہ ہوگیا یقینی یہ اسی طرف سے آئی ہی کیونکہ بہت قریب
شہر کے اس لشکر سے سامنا ہوا ہی بڑا غضب ہوا ایک گھونسہ قلب پر پڑا مگر اپنے حواس کو درست
کر کے کہا کہ کیوں مجھکو نقرہ دیتی ہی یہ فقرہ اور کسی کو دے میں تجھکو قتل کر دوں تو سب کو لیکر
داخل شہر ہوں اور قلعہ بند ہوکر اہل اسلام سے مقابلہ کروں یہ جو ملکہ سوماق نے سمندر شاہ
سے کہا تھا اور واقعہ شہر کا بیان کیا تھا سب اہل لشکر نے سنا اور ٹھٹک گیا اور باہم کہنے
لگے کہ بڑا غضب ہوگیا کہ ہم شہر کی طرف بھاگ کر چلے تھے وہاں اہل اسلام کا قبضہ ہوگیا
اب کدھر جائیں اور یہ خیال کیا کہ اس طرف اس خیال سے آئے تھے کہ داخل شہر ہوکر
بیٹھکر اہل اسلام سے مقابلہ کرینگے یہ کیا خبر سنائی دی بس یہ جو خیال ہوا لشکر میں ابتری پڑی
ادھر اہل اسلام کا دباؤ بھی پڑا بس اب تو جدھر جسکا رخ ہوا بھاگ کھڑا ہوا کوہ و صحرا کی طرف
لشکر ساحران و غیر ساحران بھاگا یہ حال جو سمندر شاہ نے دیکھا پکار کر کہا کہ اے اہل لشکر اسقدر
پریشان نہو جو اس مقام سے بھاگے سامنے شہر سمندر یہ ہے ہمیں جاکر ٹھہرے میں بھی آتا ہوں
راوی کہتا ہی کہ بہت سے لوگ اس مقام سے جو بھاگے اور منتشر ہوکر طرف شہر کے چلے
[illegible] اہل اسلام کا قبضہ ہوگیا ہی وہ تو بھاگ کر ادھر کو چلے
[illegible] سے نہیں کہ جدھر لشکر غزالان تھا
اس مقام سے تو صحرا کی طرف بھاگے صحرا میں
میں نہیں آتا ہی طرف شہر کے چلے خیر انکا حال تھم تحریر ہوگا
کے مقابلے کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ جب سمندر شاہ سے اور ملکہ سوماق سے
ہوا اور دونوں ہمدگر ہوئے اسوقت سمندر شاہ نے ملکہ سوماق سے کہا کہ میں نے سنا ہی
تو نے ایک موتی نیا رکھا ہی کہ جو کل حالات گذشتہ اور آئندہ کی خبر دیتا ہی اور جسکا حال تجھکو دریافت
کرنا ہوتا ہی تو اس سے دریافت کر لیتی ہی وہ سب بیان کر دیتا ہی دوسری اس موتی میں صفت یہ
ہی کہ وہ بڑے غضب کا [illegible] ہی جہاں تو نے اسپر سحر کیا اور [illegible] پر [illegible]

سے برق چمک کر حریف پر گری اور حریف ہلاک ہوگیا میں نے خود دیکھا ہی کہ تو نے اُس گوہر آبدار سے
میرے لشکر کے لاکھوں آدمی قتل کیے زیادہ موتی میں کیا تو دیکھوں کہ وہ موتی کیسا ہی یہ جو تو نے
کہا ہی آیا جھوٹ ہی یا سچ ہی سوماق نے جواب دیا کہ معلوم ہوا تو بالکل گونہ ہوگیا ہی وہ موتی میرے
گلے میں پڑا ہوا ہی جو تو نے صفت بیان کی ضرور اُس گوہر میں ہی اور ضرور یہی میں اُس گوہر سے تجھکو قتل
کرونگی دیکھو یہی وہ موتی ہی جو کہ میرے گلے میں ہی تیرے سامنے میں موتی لیے ہوئے موجود ہوں تجھکو
دکھائی نہیں دیتا ہی راوی کہتا ہی کہ وہ گوہر آبدار جسکو سوماق نے تیار کیا تھا اور جسکے ذریعہ
سے جہان کا حال دریافت کرکے اپنے باغ سے چلی تھی اور راہ میں موتی کے ذریعہ سے تیغ
عشاق کو تشخیص حاصل کیا تھا ورنہ مشکل تھا تیغ کا ہاتھ آنا اور عشاق کا قتل ہونا غیر ممکن تھا اگر
یہ گوہر نہوتا تو یہ عقدہ حل نہوتا اور اسی گوہر کے ذریعہ سے لاکھوں ساحر اور غیر ساحر لشکر کفار
سے ملکہ سوماق نے فی النار کیے ہیں اب جو شہر کو فتح کرکے ملکہ سوماق طرف میدان جنگ
کے چلی تھی اُس گوہر کو ایک رشتۂ ریشم میں گوندھکر گلے میں ڈال لیا تھا وہ گوہر آبدار اسکے سینہ
پر تو پردہ میان میں اُن دونوں گوہروں کے جو کہ اُسکے صدف سینہ سے اُبھرے تھے اور
اُنکی آب و تاب جوانوں کے دلونکو پامال کیے ڈالتی تھی اور اُن گوہروں کے بہت سے لوگ
عاشق تن مشتاق تھے کہ اگر ہاتھ آجائیں تو ہم مرتے سے اتر جائیں مگر اُنکا ہاتھ آنا غیر ممکن تھا بس
درمیان میں انکے وہ گوہر چمک رہا تھا کہ پہنچتے ہوئے اور پھر سے اُسکا عکس جو رخساروں پر پڑ رہا
تھا تو عجب اُسوقت ملکہ سوماق کے چہرے کی رنگت تھی اور عجب نور تھا بس سمندر شاہ
نے جب اُس موتی کے دیکھنے کی خواہش کی ملکہ سوماق نے کہا کہ میرے گلے میں تیرے روبرو
موجود ہی تو اندھا ہی جو تجھکو دکھائی نہیں دیتا اور دیکھ یہ وہی گوہر ہی جب یہ اُسنے کہا اب
سمندر شاہ نے دیکھا کہ واقعی وہ گوہر اُسکے سینے پر چمک رہا ہی اُسنے خوب غور سے
اُسکو دیکھا چونکہ یہ سرمہ سحر اپنی آنکھوں میں لگا چکا تھا اُس سحر کا اور سرمہ کا یہ اثر تھا کہ اگر
کسی ساحر نے کوئی چیز اپنے کمال کو صرف کرکے بنائی ہو اور جو حریف ہی وہ اس چیز کو یہ سرمہ لگا کے
دیکھے تو اُسکا اثر اور وہ سحر اُسپر اثر نہیں کرتا ہی اگر حریف اس حال سے آگاہ نہو اگر حریف آگاہ
ہوگیا اور اُسنے تدارک کر لیا تو پھر یہ بات نہیں رہتی ہی چنانچہ یہی تدبیر سمندر شاہ نے
کی تھی اس حال سے ملکہ سوماق واقف نہ تھی ورنہ تدارک کر لیتی یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ سرمہ
واقف سحر لگائے ہوئے ہی اسکی نگاہ سے گوہر کو بچانا چاہیے [illegible] سوماق نے سمندر شاہ
سے اس طریقے سے کہا اور سمندر شاہ نے [illegible] موتی کو دیکھا اور اس گوہر کے
[illegible] سے وہ اثر موتی کا [illegible] سمندر شاہ نے ملکہ سوماق سے کہا کہ ابھی جھوٹے موتی
پر [illegible] وہ بہت عمدہ موتی ہوگا یہ تو کچھ بھی نہیں ہی صرف لوگونکے ڈرانے
[illegible] معلوم ہوتا ہی یہ موتی تو نے گلے میں ڈال لیا ہی واہ کیا خوب بیکار کو لوگوں نے یہ امر مشہور
کیا ہی کہ ملکہ سوماق نے گوہر تیار کیا ہی کہ وہ گذشتہ اور آئندہ حالات اُس سے دریافت
کرتی ہی اور اسکے عکس سے برق گرائی ہی یہ جھوٹا موتی بھلا کیا حالات بیان کرے گا اور کیا
اسکے عکس سے برق گرے گی یہ سب باتیں ہیں یہ جو سمندر شاہ نے کہا ملکہ سوماق نے جواب دیا
ابھی معلوم ہوا جاتا ہی کہ یہ موتی جھوٹا ہی یا سچا ہی ابھی سب حال جھوٹ سچ کا ظاہر ہوا جاتا ہی تو
سے بیان سچا ہی